رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

مدیر دوست محمد
مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ ذی قعد ۱۳۹۱ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۷۲ء | نمبر ۱

اخبار احمدیہ

نکاح

— نہایت مسرت سے یہ خبر سنی جائے گی کہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو محترم قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور کی صاحبزادی عابدہ صاحبہ کا نکاح ڈاکٹر جمیل احمد صاحب بی۔ ایچ ڈی کے ساتھ مسجد احمدیہ پشاور میں پڑھا گیا، ڈاکٹر جمیل احمد صاحب نے مبلغ پچاس روپے انجمن کے لئے عطیہ دیا، جزاہ اللہ، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔

انتخاب برائے مجلس معتمدین

— خواجہ نصیر اللہ صاحب آنریری سیکرٹری مقامی جماعت راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت راولپنڈی نے ۲۴ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کے بجائے چوہدری محمد الدین صاحب ٹھیکیدار کو مرکزی انجمن کی مجلس معتمدین کا ممبر منتخب کیا ہے۔

پیغام صلح دس صفحات پر

قارئین کرام کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ:- اخباری کاغذ (نیوز پرنٹ) کی کمی کی وجہ سے مجبوراً پیغام صلح کی ضخامت کم کرنی پڑی ہے اور آج سے اخبار صرف دس صفحات پر شائع ہوا کریگا، تاوقتیکہ کاغذ پہلے کی طرح وافر مقدار میں ملنا شروع ہو جائے۔

بحر حکمت کے موتی

فاجر اہل نار میں سے ہے خواہ دین کی حمایت میں جہاد کرے

عن ابی ھریرۃ رضی قال شھدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لرجل ممن یدعی الاسلام ھذا من اھل النار فلما حضر القتال قاتل الرجل قتالاً شدیداً فاصابتہ جراحۃ فقیل یا رسول اللہ الذی قلت انہ من اھل النار فانہ قد قاتل الیوم قتالاً شدیداً وقد مات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی النار فکاد بعض الناس ان یرتاب فبینما ھم علی ذالک اذ قیل انہ لم یمت ولکن بہ جراحاً شدیداً فلما کان من اللیل لم یصبر علی الجراح فقتل نفسہ فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذالک فقال اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ ورسولہ ثم امر بلالاً فنادی بالناس انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔

ترجمہ:—

حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے تو آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا یہ دوزخ والوں میں سے ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ شخص بہت سختی کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی ہوا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص جو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہے وہ تو آج خوب لڑا اور مر گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ میں گیا۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوا وہ اسی حالت میں تھے کہ کسی نے کہا وہ مرا نہیں بلکہ سخت زخمی ہو گیا ہے جب رات ہوئی تو زخم کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا اور اس نے خودکشی کر لی۔ اس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو کہا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر—

انسان کی عابدانہ زندگی کا بڑا معیار نماز ہے

حضرت مجدد دوران مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ارشادات گرامی

انسان کی عابدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں۔ اور پھر لمبی چوڑی دعا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گذار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو، نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتا ہے یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی اور سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سورۃ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے۔ اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے، انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائل کامل اور محتاج مطلق کی صورت بناوے۔ اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہیئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ۔۔۔۔ ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذت کہاں۔ یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں۔ چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہے، اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان میں ہی کرے۔ انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص انس ہوتا ہے۔ اور وہ پھر اس پر قادر ہوتا ہے دوسری زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل ہو اور مہلت کامل ہو ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دعائیں مانگے۔

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق میرے تاثرات

از کفایت اللہ صاحب ایم اے (عربی) مولوی فاضل

قاضی کفایت اللہ صاحب ایم اے مولوی فاضل ان فاضل علماء میں سے ہیں جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق مختلف مخالف و موافق تحریرات و آراء اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا ہے جس کے بعد انہوں نے حضرت کے دعاوی، آپ کی خدمت اسلام اور جماعت احمدیہ لاہور کے نظریات کو سمجھتے ہوئے اس جماعت کے ساتھ شمولیت کرنا ضروری سمجھا اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو جامع احمدیہ ... لاہور میں نماز جمعہ کے بعد مجمع عام میں انہوں نے اپنے تاثرات بیان کئے، ذیل میں ان تاثرات کو انہوں نے زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھ کر قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے پیش کیا ہے جو امید ہے دلچسپی کے ساتھ پڑھے جائیں گے:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اپنے رشتہ کے ماموں جناب مولینا مولوی عبید اللہ صاحب فاضل مدرسہ عبدالرب دہلی کے پاس گیا۔ جب میں واپس آیا تو حضرت مولینا بھی ازراہ شفقت محبت میرے ساتھ اسٹیشن تک تشریف لائے راستہ میں جناب مولینا صاحب نے کہا آپ علماء کے مرکز میں رہتے ہیں جہاں ملک بھر کے علماء کا آنا جانا رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ ... علماء سے ایک سوال کا جواب لے کر مجھے اطلاع دیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر چلے گئے تھے اور تاہنوز زندہ ہیں یا وہ اپنی طبعی عمر پر وفات پا کر زمرہ صلحاء میں عالم بالا میں جا ملے ہیں۔ میرا ایک احمدی دوست ہے جو قرآن حکیم کی آیت فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم پیش کرتا ہے جس سے وہ مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرتا ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کا جواب دوں گا۔ لہٰذا آپ مولینا لال حسین اختر صاحب یا دیگر مناظرین اہل سنت جواب لے کر مجھے بھیجیں۔ میں نے واپس آکر اپنے مدرسہ کے صدر المدرسین صاحب سے جو کہ ہند کی ایک مایہ ناز دینی تعلیم گاہ کے فاضل ہیں ... اس مسئلہ پر گفتگو کی۔ آپ نے اثنائے گفتگو فرمایا کہ میرا ایک احمدی مناظر مولوی سے مناظرہ ہوا میں نے اپنی باری پر مرزا صاحب کو بڑی زور زور سے گالیاں دینا شروع کر دیں عوام سامعین مشتعل ہو گئے۔ احمدی مولوی کے لئے جان بچا کر بھاگنا بھی مشکل ہو گیا اور لوگوں نے مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ جب میں نے صدر المدرسین فاضل سے یہ واقعہ سنا تو میرے ہمدرس رفقاء خوب ہنسے اور انہوں نے حق شاگردی ادا کرتے ہوئے مولانا صاحب کی خوب خوب تعریف کی۔ میرا چہرہ متغیر اور دل بوجھل ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں علماء کے لئے جو مقدس خیالات قائم کئے ہوئے تھے وہ ختم ہو گئے میں اندر سے منقبض رہنے لگا اور میں نے تمام مسائل و مشکلات کو تہجد کے وقت اپنے زندہ خدا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا۔ تہجد کے وقت اور شب و روز کے اکثر اوقات میں قرآن حکیم کا از خود مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ادب، فقہ، حدیث اور دیگر فنون کی کتب کی طرف میرا رجحان طبع کچھ زیادہ نہ تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حل مشکلات قرآنی میں میری کافی مدد ہونے لگی۔ ایک دفعہ ترجمۃ القرآن کے گھنٹہ میں میں نے صدر المدرس کے ترجمہ پر اپنا ایک اشکال پیش کیا۔ مجھ سے پہلے ہی ناراض تھے۔ انہوں نے قرآن بند کر دیا۔ پوری جماعت کو کمرہ جماعت سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور میرے لئے پندرہ ایام تک مدرسہ کی جانب سے ملنے والے کھانے پر پابندی لگا دی گئی اور کئی ایک ذرائع سے مجھ پر معافی مانگنے اور آئندہ کے لئے سوالات نہ کرنے کی شرط کو تسلیم کرنے کو کہا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی دوران انہوں نے کہا کہ مرزا تو ایک شریف اور صحیح الدماغ انسان بھی نہ تھا چہ جائیکہ مجدد و مسیح الزمان ہو، میں خاموش رہا لیکن دل میں میں نے جناب مرزا صاحب کی تالیفات و تصنیفات کو پڑھنے کا مکمل ارادہ کر لیا۔ شہر کے مشرقی کنارہ کی جانب احمدیہ مسجد اور احمدیہ لائبریری تھی میں نے اکثر وہاں جانا شروع کر دیا اور وہاں فارغ اوقات میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ پڑھنے شروع کر دیئے۔ سب سے پہلے میں نے "سراج الدین عیسائی کے چار سوال" والا پمفلٹ پڑھا، جب میں نے اسے ختم کیا تو میں نے دل میں صدر المدرس کے سابقہ جملہ کے ایک حصہ کو بالکل بے بنیاد پایا کہ ان کا دماغ صحیح و سالم نہ تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اگر اس شخص کا دماغ صحیح و سالم نہ تھا تو میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام مسلم مناظرین کے دماغوں کی موجودہ صحت و سلامتی کو لے لے اور ان کو مرزا صاحب والا غیر سالم دل و دماغ عنایت فرما دے۔ لائبریری ہی میں میں نے مرزا صاحب کی تصویر دیکھی تو میں دل ہی دل میں ان کی عظمت اور نورانیت کا معتقد ہو گیا۔ اس کے بعد میں مربی سلسلہ احمدیہ جناب رحمت اللہ صاحب سے ملا میں نے ان کے انداز گفتگو اور اخلاق ... سے گہرا اثر لیا۔ میں پھر کافی عرصہ کے بعد لاہور آ گیا اور میرا سلسلہ احمدیہ کا مطالعہ اور رابطہ بالکل منقطع ہو گیا۔ مگر میں جو کچھ پڑھ چکا تھا وہ دل میں گھر کر چکا تھا اور وفات مسیح والا مسئلہ تو انتہائی طور پر میرے تحت الشعور کا ایک جزو لاینفک بن چکا تھا۔ میں نے لاہور آ کر اورینٹل کالج میں مولوی فاضل کی کلاس میں داخلہ لیا اور سابقہ تربیت ذہنی کی وجہ سے ایک بہت بڑے متکلم اسلام اور اسلام کے سیاسی نظام کے داعی پاکستان کے پاس حاضر ہوا میں نے فلما توفیتنی، والی آیت پیش کر کے اپنے خدشات پیش کرنے شروع کر دیئے، مولانا نے فرمایا کہ کیا آپ احمدی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ابھی تک احمدی نہیں ہوا ہوں۔ مولینا نے کہا تو پھر آپ یہ اعتراض کیوں پیش کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس لئے کہ میں قرآن کریم کا طالب علم ہوں۔ اور قرآن حکیم سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ ان اعتراضات کو رفع کر دیں تو میں آپ کا بڑا شکر گذار ہونگا اس پر فرمایا یہ اعتراضات آپ جانتے ہیں کون پیش کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس وقت تو میں اپنی طرف سے آپ کے سامنے کر رہا ہوں کسی اور گروہ یا جماعت کا نمائندہ بن کر نہیں آیا ہوں۔ مولانا نے کہا کہ یہ اعتراضات احمدی لوگ کیا کرتے ہیں۔ آپ اس طرح سوچنا بند کر دیں مجھے خطرہ ہے کہ آپ احمدی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا جب مغرب کی نماز کا وقت آیا اور میں وضو کرنے لگا تو حاضرین میں سے ایک ممتاز فرد نے کہا کہ آپ مولانا ہی کے پیچھے نماز پڑھیں گے میں نے کہا کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ تو احمدی ہیں۔ اس کے بعد ان سے بہت سی باتیں ہوئیں پھر اگلے دن ٹیلی فون پر پھر اسی مسئلہ پر ایک بڑی ممتاز شخصیت سے بات چیت ہوئی اس کے بعد میں نے حضرت مرزا صاحب کی تالیفات کا از سر نو مطالعہ شروع کیا۔ براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ کتب و تالیفات کو میں قرآن کے بعد دن رات پڑھتا رہا پھر میں نے چاہا کہ مخالفین نے جو کچھ لکھا ہے اس کو حتی الامکان دیکھا جائے اس غرض کے لئے میں نے الیاس برنی، ابوالحسن ندوی، محمد حنیف ندوی۔ مولینا مودودی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری غلام جیلانی برق اور آخر میں اپنے ایک قابل احترام دوست کی اپنی ایک تازہ ترین کتاب قادیانی پنتھ وغیرہ کافی سے زیادہ تحقیقی نگاہ سے دیکھیں مگر مجھے ان معترضین کے اعتراضات مرزا صاحب کے دلائل و براہین اور پھر اس سلسلہ احمدیہ کی جانب سے دیئے ہوئے مختلف محققین کے جوابات کے سامنے بے جان اور بے اصل نظر آئے اور بحمد اللہ معترضین کا کوئی اعتراض مجھے نہ ملا جسے میں علیٰ وجہ البصیرت رد نہ کر سکتا۔ اس کے بعد میں نے سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے پھر میں نے سوچا کہ زندگی کو اسی مقصد کے لئے کام میں لانا چاہیئے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے۔ پھر میں جب دن رات انقطاع و ابتہال کی حالت میں خداوندی حضور میں ملتجی رہنے لگا تو اس دوران مجھے کئی ایک خوابیں ... آئیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ مجھے مرزا صاحب کے پاس لے جایا گیا ہے، ان کے پہلو میں مولینا نور الدین بیٹھے ہوئے ہیں حضرت مرزا صاحب نے مجھے گلے لگایا اور پھر ایک قلم اور صاف و خالی کاغذ دیا اور قرآن حکیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

باقی بر صفحہ [illegible]

www.aaiil.org

کامیابی کے حصول کا قرآنی طریق کار۔ ہوسِ اقتدار اور زر سے اجتناب۔

قیل و قال اور ظاہری نمود و نمائش کی بجائے پختہ سیرت و کردار اور اعمال و اخلاق میں صالح تبدیلی پیدا کرنیکی اشد ضرورت

حالیہ واقعاتِ پاکستان قیامت وسطیٰ کا نمونہ ہیں۔

(مرکزی مسجد احمدیہ لاہور میں نمازِ ظہر کے بعد کارکنانِ دفاتر قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کے آخری تین رکوع زیر تلاوت آئے۔ جس پر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حالیہ واقعات سے ان رکوعوں کے مضامین پر روشنی ڈالی۔)

وہ سورۃ طٰہٰ کے آخری تین رکوع ہم نے آج پڑھے ہیں۔ اس سورۃ کا خلاصہ یہ ہے کہ کامل انسان جس پر کامل ہدایت نازل ہوئی، ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ تاریخی واقعہ ہے جس کا اقرار مخالفین اسلام کو بھی ہے کہ جو کامیابی آنحضرتؐ کو ۲۳ برس میں حاصل ہوئی وہ کسی اور پیشوا کو تئیس سو سال میں بھی نہ ہو سکی۔ اس سورۃ کے آخری تین رکوعوں میں اس عظیم کامیابی کا طریق کار بتلایا ہے۔ پہلے رکوع میں اس بات کی حتمی پیشگوئی کر دی کہ اگر مصائب پہاڑ جتنی بھی ہوں تو وہ دور کر دی جائیں گی یہاں تک کہ انسانی قلوب کی کجی و کج روی کو بھی جسکا دور کرنا پہاڑوں کے ہلانے سے بھی زیادہ مشکل ہے درست کر کے عرب کے لوگوں کو خدا کی توحید کے سامنے جھکا دیا جائے گا۔ دوسرے رکوع میں آدمؑ کے قصہ کے رنگ میں یہ بتلایا ہے کہ انسان اس وسوسۂ شیطانی سے بھٹک جاتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے یہاں ہمیشگی حاصل ہے اس لئے دنیا کے ساز و سامان پر سب میرا قبضہ و اختیار ہو جائے۔ اس ہوسِ اقتدار و زر کے پورا کرنے کے باعث ناانصافی اور ظلم کا ارتکاب ہوتا اور بنی آدم فساد و قتل کرتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے بنی آدم اگر تم نیکی اور نیک کرداری پر قائم رہو تو تمہیں بھوک پیاس اور دیگر دنیاوی مال و متاع کی محرومی پیش نہ آئے گی اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرٰى۔ مگر انسان جب اس وسوسۂ شیطانی کے ماتحت کہ کہیں میں بھوکوں نہ مر جاؤں اقتدار و زر پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا ہے تو اسی سے فساد و ظلم روا رکھا جاتا ہے۔ مسئلہ اقتصادیات کا حل اقتصادیات پر قبضہ کرنے سے چاہنا غلطی ہے۔ اس کا حل آخری رکوع میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى تمہیں للچائی ہوئی نگاہوں سے دنیا کے مادی ساز و سامانوں کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ تمہیں روحانی رزق یعنی نیکی و تقویٰ کے حصول کا فکر ہونا چاہیئے لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى اس قرآنی تعلیم کا خلاصہ یہ نہیں کہ مادی ساز و سامان کی اہمیت و افادیت کو منوایا جائے بلکہ ہم تو آپ کو نیکی اور تقویٰ کا رزق دے کر دنیا میں امن و انصاف اور آزادی و نیکی کا دور دورہ قائم کرنا چاہتے ہیں، پھر اس سورۃ کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے عذاب کے وقت یہ کہا جائے گا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۔ کاش ہمیں عذاب سے قبل خبر کر دی جاتی تاکہ ہم امن و انصاف کے راستے کی پیروی کرتے قبل اس کے کہ ہم پر یہ خواری و ذلت وارد ہوتی، تو اس کا جواب دوسرے مقام پر قرآن کریم نے یہ دے دیا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ہم بغیر انذار کرنے والے کے بھیجنے کے عذاب میں مبتلا نہیں کیا کرتے چنانچہ دیکھ لو، قبل اس کے کہ مسلمان قوم پر موجودہ عذاب آتے، آنحضرت صلعم کے ایک غلام و خادم نے خدا سے مامور ہو کر انذار کر دیا تھا کہ اے مسلمانو! اگر فساد و بغاوت اور دنیاوی طمع و خود غرضی کے جذبات سے باز نہ آؤ گے تو عذابوں میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ پاکستان کے حالیہ واقعات پر غور کرنے سے ہر جگہ جہاں ناکامی ہوئی یہی ثابت ہو گا کہ دنیاوی طمع اور ہوس اقتدار و کرسی ہوئی۔ آج جو مامور وقت خدا کی جانب سے مبعوث ہو کر مسلمان قوم کی اصلاح کے لئے آسمان سے نازل ہوا اس نے بھی یہی انذار کیا کہ سیاست اور ریاست کے ادنیٰ و دنیاوی طریقوں سے الگ رہو، دنیاوی طمع و حرص اور کرسیٔ اقتدار و اختیار کے حصول اور حفاظت کے پیچھے مت پڑو بلکہ مقدم دین کے اصولوں یعنی فرض شناسی، قومی خدمت اور تقویٰ و قربانی کو کرو چنانچہ آپ نے اپنے پیروؤں سے یہ عہد لیا "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

قرآن کریم کے اس مقام پر قرب قیامت کی علامات بیان ہوئی ہیں۔ قیامت کی اقسام تین بیان کی جاتی ہیں۔ قیامت کبریٰ جو فنائے کل عالم و کائنات کے وقت واقع ہو گی، قیامت وسطیٰ جو حیات قومیہ کی قیامت ہے۔ اور قیامت صغریٰ یعنی ہر جان کی وفات پر۔ قرآن کریم کے اس مقام پر جو امور بیان ہوئے ہیں، یہ نہ صرف قیامت کبریٰ پر منطبق ہوتے ہیں بلکہ قیامت وسطیٰ پر بھی صادق آتے ہیں، جیسا کہ لکھا ہے کہ پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے، لوگ خدا کی طرف رجوع کریں گے وغیرہ۔ یہاں پہاڑ اڑا دیئے جانے سے مراد مشکلات و مصائب کو دور کر دیا جانا ہے۔ یہ مشکلات بڑی بھاری ہیں۔ دلوں کا ٹیڑھا پن دور ہونے کی کہاں کوئی امید نظر آتی ہے؟ اعقل تو کہتی ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ صدر نکسن کا جو آج یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ روس کی حربی طاقت نے مشرقی پاکستان میں موجودہ صورت حال پیدا کی ہے۔ اور اگر وہ صبر و تحمل سے کام نہ لیتا اور جنگ از خود بند نہ کرتا تو مغربی پاکستان پر بھی غیروں کا قبضہ ہو گیا ہوتا۔ مشرقی پاکستان میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ تو روس کی جنگی طاقت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے، اس کے پاس بہت خوفناک اور تباہی خیز ہتھیار ہیں۔ اگر امریکہ اس کو نہ روکتا تو روس اور بھارت مشرقی پاکستان میں قیامت لانے کی طرح مغربی پاکستان میں بھی وہی قیامت خیز بربادی لاتے۔ صدر نکسن کا یہ انکشاف اپنے اندر یہ حقیقت رکھتا ہے، آج مجھے شیخ محمد طفیل صاحب کا مکتوب ملا ہے۔ انہوں نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر فائر بندی نہ ہوتی تو مشرقی پاکستان کے ساتھ ساتھ مغربی پاکستان نہیں تو کم از کم آزاد کشمیر تو ہاتھ سے نکل گیا ہوتا۔ ہماری مشکلات کس قدر ہیں؟ ان کا آپ اندازہ لگائیے آج انسانیت پر قیامت خیز تباہی آئی اور اس کے ضمیر و آزادی کا گلا گھونٹا گیا یہ تمثیلی طور پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر ہماری آنکھوں کے سامنے انسانی تباہی اور انسان کے جبر و جور کی تاریخ دہرائی گئی ہے۔

اپنی قساوت قلبی کی ہمیں داد ملنی چاہیئے کہ چار دفعہ ہمارے بنگالی بھائی کچلے گئے، اس وقت سارے مشرقی پاکستان کو انسانی خون میں غسل دیا جا رہا ہے۔ مگر ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ وہ بھی ہمارے مسلمان بھائی ہم جیسے ہی ہیں۔ ان سے ہمارا چند دنیاداری کے اصولوں پر اختلاف تھا۔ لیکن اقتصادی جھگڑے کے نتیجہ میں ہمیں آج یہ قیامت دیکھنی پڑی ہم بھائی بھائی کہلاتے تھے مگر دولت پر لڑتے رہے اور باہم لڑ جھگڑ کر اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیا ہے۔

ہمارے اعمال اور سیرت و کردار اسلامی نہیں ہیں

آج کے اخبارات اور قائدین اسی بات کا دوبارہ ذکر رہے ہیں کہ جنگ ابھی ہم پر مسلط ہے اور ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ ہم حالت جنگ سے دوچار ہیں اور اضطراری حالت ہم پر وارد ہے۔ بالفرض اگر آج جنگ بند بھی ہو جائے تو کیا یہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی؟ ۱۹۶۵ء میں بھی لڑائی بند ہوئی تھی۔ لیکن پانچ چھ سال بعد پھر جنگ چھڑ گئی اور جو ثالث بنا تھا اسی نے جنگ کو مشتعل کیا اور بھارت کو ہر قسم کا کثیر تعداد میں سامانِ حرب دیا۔ نتیجۃً ہمارے وطنِ عزیز کا ایک حصہ غاصب دشمن کے قبضہ میں ہے۔ ہمارے لاکھوں آدمی قیدی ہیں، وہاں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے عزتیں لوٹی جا رہی ہیں اور جائیدادیں اور املاک

www.aaiil.org

تلف کی جا رہی ہیں۔ کونسی قیامت ہے جو وہاں ٹوٹ نہیں رہی!! خون کی ارزانی ہے، یہ نقصان اور یہ بربادی انسانی ظلم و جور کی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے، جس میں دہشت، بربریت، ظلم اور زیردستی کی بھیانک اور المناک داستانیں رقص کر رہی ہیں۔ پھر مغربی پاکستان کی سرحدوں پر بھی یہی واقعات رونما ہوئے، پاک فوج کے جانبازوں نے اپنی جانیں ملک و قوم کی سلامتی و تحفظ کے لئے والہانہ طور پر قربان کیں۔ ان کے لواحقین کے آنسو ابھی خشک نہیں ہوئے۔ مضطرو حساس طبیعتیں ابھی مضمحل اور مغموم ہیں۔ لیکن آہ قوم کی قساوت قلبی! ہم میں سے اکثر فاسق و فاجر کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہم پر مصائب کی قیامت وارد ہے لیکن ہم معائب میں اسی طرح مبتلا ہیں، ملک و معاشرہ کو اپنی بداعمالیوں اور بدفعلیوں کی وجہ سے ہزارہا مشکلات میں پھنسا رکھا ہے۔ آنے والے ابتلاء اور مشکلات بھی ہمارے معمولات میں کوئی ایمانی اور انسانی سیرت پیدا کرنے کیطرف ہمیں متوجہ نہیں کر سکے اور ہمیں اس امر کا قطعاً احساس نہیں کہ یہ قیامتیں ہم پر محض ہمارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے برپا ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی روزمرہ زندگیوں کا مطالعہ کر کے ان میں فوری اور عظیم تبدیلی لانا ازبس ضروری ہو چکا ہے۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں غیر اسلامی اور غیر انسانی طور و طریق فوراً ترک کر دینا لازم ہیں۔ ہماری موجودہ تہذیب اور ثقافت غیر اسلامی ہے۔ ہمارا ریڈیو، ہمارا ٹیلیویژن ہمارے اطلاعات و نشریات کے دوسرے ذرائع اسلامی حیات کی تعمیر میں کوئی حوصلہ افزا کردار ادا نہیں کر رہے بلکہ اس کے برعکس دجالی تہذیب کی پیداوار ہونے کے باعث اسی تہذیب کو ہماری نئی نسل میں مقبول بنا رہے ہیں۔ ہمارا دارو مدار محض اسی پر آ رہا ہے کہ حلق پھاڑ پھاڑ کر تیز و تند تقاریر جھاڑ دی جائیں اور تحریروں میں محاسن لفظی سے کام لیا جائے۔

باطنی اصلاح قلب اور تبدیلی کردار ہماری اغراض نہیں رہے

جہاں تک روح تک رسائی اور زندگی میں عمل پذیری کا تعلق ہے اس کا نشان نظر نہیں آتا بلکہ ہم نے اسے قطعاً ضروری نہیں سمجھا ہم نے صرف ظاہر پرستی، لفظ پرستی اور نام کی اسلامی رسم و رواج کو ہی حقیقت اور ذریعہ نجات قرار دے لیا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت نے اپنے ۱۸ دسمبر کے ایشو میں "اپنے گناہوں کی معافی مانگیے" کے تحت خوب تبصرہ کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ جب جنگ جاری تھی، دشمن لاؤ لشکر سمیت پاک سرحدوں پر یلغار کر رہا تھا قوم پر آفت و قیامت برپا تھی لیکن ایسے وقت بھی خواص اپنی دھن میں مست تھے ان کی غلط کاریوں میں کوئی تبدیلی اور کمی رونما نہیں ہوئی اور اس وقت عوام بھی اسی اپنی سابق ڈگر پر چلنے لگ پڑے ملک ملت کا تحفظ اور سلامتی ابھی واقعاتی طور پر خطرے میں ہے لیکن ہمارے دل پتھر ہو گئے ہیں بلکہ پتھروں سے بھی سخت، صالح تبدیلی کے کوئی آثار و عزائم کہیں نظر نہیں آتے۔

مجھے دفتر میں ایک صاحب کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد پر غلبۂ اسلام مقدر ہے لیکن موجودہ صورت اس قول و موقف کے خلاف ہے، مسیح موعودؑ آئے اور آ کر چلے گئے۔ غلبۂ اسلام کہاں ہے؟! یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کی طرف میرے دوست نے توجہ دلائی۔ حقیقت یہ ہے کہ غلبۂ اسلام اگر نہیں ہو رہا تو یہ ہماری اپنی بدعملیوں کا نتیجہ ہے، حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم و اصول تو بالکل درست اور یقینی ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے لئے ایک جماعت قائم کی جس کے لئے ساری قوم کے کردار و سیرت ..... کی اصلاح کا فریضہ مقدم کیا گیا تھا مگر جماعت نے اس مقصد کو عملی زندگی سے ثابت نہ کر دکھایا تو مسلمان قوم کی حالت بھی نہ بدلی اور ہمیں یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا، ہماری زندگیاں اور اقدام بھی محض قیل و قال تک محدود ہو کر رہ گئیں، مسلمان قوم کی باطنی، اخلاقی و دینی اصلاح کو ہم نے تقریروں، تحریروں، مباحثات تک محدود کر دیا۔ اپنی زندگی کا اعلےٰ نمونہ پیش کر کے قوم کی اصلاح کے مقصد کو نظر انداز کر دیا تو ہماری اپنی حالتیں جاذب نصرتِ الٰہی نہیں رہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو جماعت بنائی اور جو مقاصد و منشور اس کے سامنے رکھے اس کے مطابق یہ جماعت کام نہیں بجا لا رہی۔ اس جماعت نے تو دنیا جہان کی اصلاح کرنا تھی لیکن جب جماعت احمدیہ اپنی زندگی کے عمل میں غیروں کی مثل ہو گئی تو الٰہی وعدے پورے نہ ہوئے۔ یہ بڑی افسوسناک حقیقت ہے اور ہمارے لئے غور و فکر ..... کا موقعہ فراہم کرتی ہے۔

ہر امر اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے"

بعد ازاں آدمؑ کے قصہ کی طرف توجہ دلائی ہے، حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ہے

اردت ان استخلف فخلقت

"آدم۔ کہ میں نے ارادہ کیا کہ تیری نیابت ہو تو آدم کو پیدا کیا پس حضرت صاحبؑ مثیل آدم بھی ہیں۔ آج کے درس کے دوسرے رکوع میں بھی مختصراً آدم کا تذکرہ موجود ہے اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو کہا کہ بدی کے درخت کی طرف نہیں جانا۔ لیکن وہ چلے گئے اور شیطان نے انہیں پھسلا دیا۔ اور درخت کا پھل چکھ کر گمراہ ہو گئے۔ وہ پھل کیا تھا؟ وہ ان خباثت کا پھل تھا جنہیں آج انسانیت اور ہم مزے لے لے کر کھا رہے ہیں وہ حسد و بغض اور جملہ باطنی امراض کا پھل ہے، آدمؑ کو شیطان نے کس بات سے ورغلایا؟ اس نے حقیقت کے برعکس آدم کو یہ دھوکا دیا کہ دنیاوی لذات پر قبضہ ہونے سے تم ہمیشگی کی زندگی پاؤ گے، فرشتے بن جاؤ گے، بھوکے نہیں مرو گے۔ مگر قرآن کریم یہاں اس بات کی پرزور تردید کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ بنی آدم اگر روحانیت اخلاق کو برقرار رکھیں گے تو بھوکوں نہ مریں گے۔

معاشرہ میں نیکی اور نیک کرداری کی صفات کو رواج دو

فرمایا ان لک الا تجوع فیھا ولا تعریٰ اخلاق اور انسانیت کے اصولوں کو اختیار کرو گے تو نہ بھوکے مرو گے نہ ننگے رہو گے، لیکن وسوسہ شیطانی نے یہ دھوکہ دیا کہ بھوکے ننگے نہ رہنے کا راستہ اقتصادیات پر بڑھ چڑھ کر قبضہ کرنا ہے اخلاق و انسانیت کے اختیار کرنے میں نہیں۔ پھر اسی رکوع میں قرآن کریم نے مزید وضاحت یہ کی کہ اگر اقتدار اور اقتصادیات کے حصول کا راستہ بنی آدم اختیار کریں گے تو نہ صرف ان مسائل کو حل نہ کر سکیں گے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس یہ نکلے گا کہ فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ۔ کہ رزق کی فراوانی کی بجائے اس کی تنگی ہو جائے گی بلکہ بربادی ہو جائے گی۔ یہ تمہاری آنکھ کے دیکھنے یا اندھا ہونے کا قصور ہے۔ ہمیں یہ تباہی اور اپنا اندھا پن آج کے مشرقی اور مغربی پاکستان کے اقتصادی اختلاف پر تنازع میں پوری طرح نظر آ گیا ہے۔ قرآن کریم کا فرمان ہے کہ یہ غلط بات ہے کہ اخلاق کا راستہ اختیار کیا تو تو بھوکا مریگا

عام طور پر ہمارا گذران حیات میں یہی عمل ہے کہ ہمیشہ جینا ہے لہذا اپنی زندگی کی تمامتر سہولتیں اور آرام اپنے لئے سمیٹ لو اس کا بھی حق مار لو اور اس کو بھی زیر کر لو وہ بھی ہتھیا لو اور وہ بھی لے لو، اسی ادھیڑبن میں لگا رہتا ہے اور انسان و معاشرہ کے لئے ہزار ابتلاء اور مصائب کے جراثیم کو جنم دیتا اور ان کی پرورش کرتا رہتا ہے۔ زندگی کے بارے یہ نظریہ بہت سی معاشی، معاشرتی اور سماجی برائیوں کو پروان چڑھا رہا ہے۔ حالانکہ یہ دنیا اور کائنات عارضی ہیں۔ یہ زندگی اور اس کے تمامتر سامان عارضی ہیں۔ ایک نہ ایک دن ابدی زندگی کی راہ لینی ہے، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسافرت میں ہماری ذہنیت بدل جاتی ہے، گاڑی میں جگہ نہ ہو تو ہم آنے والے مسافروں کے لئے جگہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تھوڑا سا وقت سفر کا اور ہے وہ گذر جائے گا۔ لیکن جہاں تک ..... اس ناپائیدار دنیا کا تعلق ہے ہم اس کو عارضی اور فانی سمجھتے ہی نہیں۔ ہمارا ہر فعل اس کی ابدیت کا ترجمان ہے یاد رہے کہ آدم سے مراد یہاں بنی آدم ہیں اور اس کے اندر عالم انسانیت محیط ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ..... خلقناکم۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور پھر فرشتوں کو تمہاری اطاعت پر مامور کیا۔ تو بنی آدم خود گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ہم نے خود خدا، رسول صلعم اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا اور انسانیت کے جامہ سے بھی باہر نکل آئے۔ پاکستان ہم نے جنت پیدا کرنے اور جنت دیکھنے کے لئے بنایا تھا۔ لیکن چوبیس سالوں میں ہم نے اپنی اخلاق باختگی اور غیر اسلامی طرز زندگی سے جہنم بنا دیا ہے، کونسی باطنی مرض ہے جو آج ملک و ملت کو ناسور بن کر نہیں چمٹی ہوئی، کونسی برائی اور بدی ہے جو معاشرہ میں پرورش نہیں پا رہی۔ نیکی کو حرف غلط کی طرح بھلا دیا گیا ہے الا ماشاء اللہ مگر ہم نے اپنی روش ترک نہ کی۔ ملک جاتا ہے جائے۔ قوم برباد ہوتی ہے تو ہو۔ لیکن

باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقوامِ عالم کو متحد کرنے کیلئے آئے تھے

آپ نے تمام اقوام کے رہبروں اور انکی کتابوں پر ایمان لاکر اتحاد و اتفاق کا صحیح نظریہ قائم کردیا

حضرت مجدد زمان کے وجود میں رسول کریم صلعم کا صحیح نمونہ ہم نے دیکھا،
ان کے ماننے والوں پر حجت قائم ہو چکی ہے انہیں اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

خطبہ جمعہ

مؤرخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۱ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ـ الذی جعل لکم الارض فراشاً والسمآء بناء ـ وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم ـ فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون ـــــــــ (البقرۃ ۲ : ۲۱-۲۲) ـــــــــ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہم نے تمام کے تمام انسانوں کو ایک ہی گھر میں بسایا ہے۔ صرف مسلمان ہی اس گھر اور اس زمین پر نہیں بستے بلکہ فرمایا یاایھا الناس اے لوگو! یہ خطاب عالم انسانیت سے ہے۔ جس کے اندر یہودی بھی ہیں، سکھ اور عیسائی اور ہندو سب شامل ہیں۔ فرمایا کہ ہم نے تمام انسانیت کو ایک ہی گھر میں بسایا ہے۔ الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً زمین کو ہم نے تمام عالم انسانیت کی قرارگاہ بنایا ہے . . . . اس گھر کا فرش زمین ہے اور آسمان اس کی چھت ہے۔ اس زمین پر جس قدر مخلوق رہتی ہے، اس سب کو مخاطب کر کے فرمایا:۔۔۔ یاایھا الناس، اے لوگو! یہاں عام خطاب ہے، قرآن کریم میں کبھی اہل کتاب کو مخاطب کیا گیا ہے، کبھی مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے اور یہاں یاایھا الناس کہکر ساری کی ساری انسانیت کو مخاطب فرمایا کہ اے عالم انسانیت ہم نے تم کو ایک گھر میں بسایا ہے۔ وانزل من السماء ماءً۔ اور تمہاری زندگی کے لئے جس قدر ضروریات تھیں ان کے لئے آسمان سے پانی نازل کیا گیا ہے پانی پر زندگی کا دارومدار ہے جیسا کہ فرمایا وجعلنا من الماء کل شئ حی ۔ تمام حیوانات، تمام درندے چرندے اور پرندے اور سب عالم انسانیت کی پیدائش کا انحصار پانی پر ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا المخلوق عیال اللہ دنیا جہان کی تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ اس کنبے کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے پانی نازل فرمایا ہے سب کے لئے ایک سورج اور ایک ہی ہوا ہے یہ سب چیزیں انسان کی جسمانی پرورش کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان کو آنکھ کان اور دماغ دیا ہے تاکہ دیکھ کر اور سوچ سمجھ کر سب چیزوں سے فائدہ اٹھائے، اور اس کے علاوہ سب انسانوں کے اندر ضمیر بھی رکھ دیا ہے جس سے وہ نیکی اور بدی کو پہچان سکتا ہے کوئی انسان ہو، کالا ہو یا گورا، مشرق کا ہو یا مغرب کا یہودی ہو یا عیسائی سب جانتے ہیں کہ فلاں کام اچھا ہے اور فلاں بُرا۔ اور تمام کی تمام قومیں بدکاروں اور چوروں کو سزا دیتی ہیں اور نیکوں کی عزت کرتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسانیت ایک ہے، جس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کو پہچان لینے کا ٹھپا لگا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اگر انسان کی مادی اور جسمانی پرورش کی ضروریات مہیا کی ہیں تو وحی کے ذریعہ اس کی روحانی تربیت کے بھی سامان کئے ہیں۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس کو خدا تعالےٰ نے اپنی وحی سے نہ نوازا ہو۔ جسم کے مقابلہ پر روح کی پرورش اور تربیت کی زیادہ ضرورت ہے، اسی وجہ سے تمام قوموں کے اندر اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول آتے رہے۔ محمد رسول اللہ صلعم دنیا جہان کی قوموں کو متحد کرنے آئے تھے۔ اسی لئے حضور صلعم خود فرماتے ہیں۔ امنت بما انزل اللہ من کتاب۔ یعنی میں ہر اس آسمانی کتاب پر ایمان لاتا ہوں جو کسی قوم کی رہنمائی کے لئے کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح مادی بارش سب اقوام عالم کے لئے مہیا فرمائی اسی طرح روحانی بارش بھی سب اقوام کے لئے نازل فرمائی اور یہ بارش ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق بتدریج نازل ہوتی رہی جس طرح سے ایک بچہ بی اے ایم اے کی کتب پہلے دن نہیں پڑھ اور سمجھ سکتا اس کے لئے ایک عمر چاہیئے، روحانیت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے خدا تعالےٰ نے مختلف قوموں میں مختلف موقعوں پر پیغمبر مبعوث فرمائے۔ اور ان کو ضرورت زمانہ کے مطابق محدود تعلیم دی کیونکہ اس وقت انسانیت کے مختلف گروہ ایک دوسرے سے بکھرے ہوئے تھے، پھر جوں جوں اہل دنیا کا رابطہ وآپس میں میل ملاپ شروع ہوا تو پھر ساری دنیا کے لئے ایک پیغمبر صلعم بھیجا گیا۔ انہوں نے ایک جامع عالمگیر اور تمام انسانیت کی ضرورت کے مطابق ہمہ گیر تعلیم دی اور یہ واضح کیا کہ تم سب کو ایک ہی خدا نے پیدا کیا ہے وہ سب کا خالق اور سب کا رب ہے۔ یہ ہیں خاتم النبیین صلعم جنہوں نے دنیا جہان کو ایک کرنے کے لئے صحیح رنگ اختیار کیا۔ فرمایا کہ میں دنیا جہاں کی قوموں کو ایک کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں اتحاد کی مضبوط بنیاد رکھنے کے لئے تمام اقوام عالم کے ہادیوں اور پیغمبروں کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ حق پر تھے۔

ہمارا موجودہ زمانہ بڑا پر آشوب ہے۔ دنیا میں فساد ہے ہر قوم یہی چاہتی ہے کہ میں دوسری قوم کو کھا جاؤں اور اپنا دست نگر کر لوں چنانچہ ہٹلر نے صاف کہا تھا کہ جرمن قوم کے برابر کوئی قوم نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ نے اس فساد کو مٹانے کے لئے فرمایا کہ خدا ایک ہے، اور تمام مخلوق خدا کا عیال ہے، ان کی پرورش اور تربیت کے لئے خدا تعالیٰ مادی اور روحانی بارش نازل فرماتا چلا آیا ہے۔ اس مضمون کی تفصیل یوں بیان فرمائی واتینا موسی الکتاب فیہ ھدی ونور۔ حضور صلعم کا کلیجہ کس قدر چوڑا ہے کہ بنی اسرائیل کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اسی طرح فرمایا واتینٰہ الانجیل فیہ ھدی ونور۔ ان ہر دو کتب توراۃ و انجیل میں ہدایت و نور ہے۔ کس قدر آپ کے قلب کی فراخی ہے کس قدر یہ تعلیم عصبیت اور بغض سے پاک ہے نسل انسانی کی وحدت بیان کرنے کی غرض سے فرمایا کہ ہم نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور تم آدم کی اولاد ہو سب کو ایک ہو کر رہنا چاہیئے۔ فرمایا کہ تمام قوموں کے اندر بھی نیک اور پاکباز لوگ موجود ہیں۔ لیسوا سواء سب لوگ برابر نہیں من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ۔ اہل کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق اور انصاف پر قائم رہتے ہیں

یتلون آیت اللہ اناء الیل وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں وھم یسجدون اور وہ سجدہ ریز ہوتے ہیں، یؤمنون باللہ والیوم الاخر اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ وہ نیک کاموں کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں و یسارعون فی الخیرات۔ نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔ حضور صلعم نے اس روحانی بنیاد کے رکھنے کے علاوہ اقوام عالم میں باہمی عدل و انصاف بھی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔ چنانچہ طعمہ انصاری نے ایک یہودی کی زرہ بکتر اٹھالی اور کسی دوسرے کے صحن میں پھینک دی اس پر ایک یہودی پر جھوٹا مقدمہ چلایا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحقیقات فرمائی تو یہودی بے قصور نکلا اور طعمہ پر چوری ثابت ہوگئی چنانچہ یہودی کو بری کر دیا گیا اور مسلمان کو سزا دی گئی۔

رہا نجات کا اصول اس بارے میں فرمایا کہ ساری دنیا کے لئے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ اعمال کا صحیح اور مفید ہونا ہے یہ تعلیم بھی عالمگیر ہے۔ اور نہایت معقول ہے۔ ان تعلیمات کی تلقین کرنے سے حضورؐ نے اخلاق کو کمال تک پہنچا دیا اور مسلمانوں کو ان عالمگیر اور مفید تعلیمات پر قائم رکھنے کے لئے یہ خوشخبری سنائی ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ چنانچہ ہر زمانہ میں اسلام کی آبیاری کے لئے مجدد اور اولیاء آتے ہیں۔ مجددین کا سلسلہ قائم کر کے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی تعلیمات کو زندہ رکھا ہے اور قرآن کریم کو محفوظ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُمتِ اسلامیہ پر بڑا احسان کیا ہے، اور عالم انسانیت پر بالعموم یہ احسان ہے کہ ان کو متحد و متفق ہونے کی راہ سجھائی۔

اسکے بعد میں مسلمانوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں، اگرچہ ان کو مخاطب کرنے کے ذرائع میرے پاس نہیں ہیں تاہم اس جماعت کو جو اس زمانہ کے امام کی پیرو کہلاتی ہے اس کو مخاطب کرتا ہوں کہ جب تک وہ قرآن و سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت تک کامیاب و کامران نہیں ہو سکتے آپ دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بنیں، آپ پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ اس زمانہ میں ایک امام آیا جس نے یہ تعلیم دی کہ قرآن کریم و حدیث سے سرمو انحراف نہ کیا جائے انہوں نے اعلان فرمایا کہ میں حدیث و قرآن پر چلانے آیا ہوں۔ وہ یاد تازہ ہوتی تھی۔ وہ ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی جائداد اور املاک کو دین کے راستہ میں صرف کر دیا۔ اور ایک جانثار جماعت پیدا کر دکھائی۔ مگر اس جماعت سے اپنے لئے اموال حاصل کرنے کا خیال تک ان کے دل میں نہ آیا جس طرح حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم وفات پا گئے تو انہوں نے کوئی جائداد اور ملکیت ترکہ کے طور پر نہیں چھوڑی ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند وفاتہ درھما ولا دینارا ولا شاۃ ولا بعیرا ولا امۃ ولا عبدا۔ یعنے حضورؐ نے اپنے پیچھے نہ درہم چھوڑا نہ دینار نہ بھیڑ نہ اونٹ اور نہ ہی کوئی لونڈی یا غلام چھوڑا۔ اس زمانہ کے امام کا بھی یہی حال تھا۔ آپ نے جو انجمن تجویز فرمائی اس کے پہلے سیکرٹری حضرت مولٰنا محمد علی صاحب تھے، وہ بڑے باکمال انسان تھے، انہوں نے دین کی خصوصی طور پر بڑی خدمت کی ہے۔ وہ بہت معمولی گذارہ لیتے تھے۔ جب میں بھی حضرت مولانا نورالدینؓ کی منشاء کے موافق سرکاری ملازمت ترک کر کے قادیان چلا گیا اور مولاناؒ کو معلوم ہوا کہ میں سیکرٹری کا کام کر سکتا ہوں تو انہوں نے وہ سیکرٹری کا منصب میرے سپرد کر دیا اور خود ترجمہ قرآن میں منہمک ہو گئے حضرت امام زمان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی اولاد کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ چنانچہ انجمن کے خزانے سے ان کے اہل و عیال کے لئے صرف اڑھائی صد روپے ماہوار دیئے جاتے تھے یہ رنگ تھا حضرت امامِ وقت کے قلب کا کہ وہ حرص و ہوا سے بالکل پاک تھے۔

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

مکتوب امریکہ

از جناب محمد عبداللہ صاحب مبلغ اسلام

امریکی خواتین

سرزمین امریکہ میں مذہبی۔ سیاسی اور تجارتی تحریکات میں یہاں کی مستورات کا سب سے زیادہ حصہ ہوتا ہے (STEVENSON) مسٹر جانسن یا کنیڈی کے مقابلہ میں قابلیت کے لحاظ سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر تھا۔ لیکن وہ انتخاب میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو امریکن عورتوں سے کما حقہ امداد حاصل نہ ہو سکی تھی۔ یہاں کی مستورات ہر ایک تحریک کے لئے جو ان کو پسند ہوتی ہے اپنے آپ کو لطور والنٹیر پیش کرتی ہیں۔ ٹیلیفون کے ذریعہ مختلف اشخاص کا تعاون حاصل کرنا۔ چندہ جمع کرنا۔ فنڈ جمع کرنے کے لئے بازار لگانا۔ ڈنر پارٹیوں کا بندوبست کرنا۔ کھانا پکانا۔ یہ سب امور ان مستورات کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ جو بغیر مزدوری یا تنخواہ کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ امیر غریب اور متوسط طبقہ کی مستورات میں کوئی امتیاز معلوم نہیں ہوتا۔ ہمارے سلسلہ کی بہنوں کو بھی جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے لئے اسی جذبہ سے کام کرنا چاہیئے۔

دو افسوسناک اموات

یہ خبر نہایت رنج اور افسوس سے سنی جائے گی۔ کہ ہماری فیجی کی جماعت کے جواں ہمت ممبر جناب محمد رزاق خان اور جناب سید آزاد محمد بیگ بعد دیگرے ماہ اکتوبر اور نومبر میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محمد رزاق خان چند ماہ گذرے اپنے فرزند محمد اسمٰعیل خان کو ملنے کے لئے سان فرانسسکو تشریف لائے تھے۔ دو تین ماہ یہاں رہ کر اپنے دوسرے لڑکے کی ملاقات کے لئے کینیڈا گئے۔ اور پھر فیجی واپس لوٹ گئے۔ میں نے ان کے متعلق اخبار پیغام صلح کے ایک مضمون میں تذکرہ کیا تھا کہ ایک دن صبح کے وقت جب میں نے محمد اسمٰعیل کو ٹیلیفون کیا تو قرآن خوانی کی دلکش آواز سننے میں آئی۔ میں نے محمد اسمٰعیل سے دریافت کیا کہ کیا قرآن مجید کے ریکارڈ ... کریم کا احسان ہے۔ مولٰنا احمد یار صاحب لاہور سے تبلیغ کے لئے فیجی تشریف لائے اور مجھے اُن سے قرآن مجید پڑھنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ ہر کس و ناکس کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ خداوند کریم ان کو غریق رحمت کرے۔

سیّد آزاد محمد صاحب کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔ آپ مولٰنا مظفر بیگ صاحب کے زمانہ سے جماعت میں شریک ہوئے۔ ان دنوں آپ فیجی مسلم لیگ کے امام تھے۔ سخت مخالفت کے باوجود انہوں نے حق کا ساتھ دیا اور اس پر استقلال سے قائم رہے۔ آپ نے ابتدائی زمانہ میں حضرت محمد مصطفٰےؐ صلعم کو خواب میں دیکھا۔ اور حضورؐ کی مجلس میں چودہ ۱۴ مجددین سے تعارف ہوا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ کو حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو چودھویں صدی کا مجدد ماننے میں کبھی تامل نہیں ہوا۔ آپ کے ایک صاحبزادے جو آسٹریلیا میں ہیں۔ اور دو صاحبزادے فیجی میں کامیاب تاجر ہیں۔ خداوند کریم سید صاحب مرحوم کی اولاد میں باپ کی طرح مذہبی جوش اور اخلاص عطا فرمائے اور سیّد صاحب کو غریق رحمت کرے۔

ایک بہائی لڑکی کا ایرانی مسلم سے نکاح

ایک بہائی لڑکی جو ایرانی کونسلیٹ میں ملازم ہے، اس کا نکاح ایک ایرانی مسلم نوجوان سے ہوا۔ اس نوجوان نے نکاح خوانی کے لئے خاکسار کو دعوت دی اور ساتھ ہی بتایا کہ لڑکی بہائی مذہب کی ہے، اس مذہب کے نمائندہ بھی آئیں گے

باقی بر صفحہ کالم ۴

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

فیصلہ جیمس آباد مرتب کردہ ابو شہزاد صاحب بی اے پر ایک نظر

مقام مسیح و مہدی

(۷)

مہدی کی بعثت اور مسلمانوں کی حالت

احادیث میں اُمت میں جس امتی کے ظہور کی بطور مسیح اور مہدی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے ظہور کے وقت مسلمانوں کی دینی حالت کس حد تک گراوٹ کا شکار ہوگی اس کا ذکر حضرت علی رضؓ کے قول میں بدیں الفاظ مذکور ہے فرماتے ہیں کہ ”اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب مؤمنوں کے دل اسی طرح مر جائیں گے جس طرح انسانوں کے ابدان مختلف قسم کے ضرروں کا اور شدت جوع اور قتل وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں اس کے نتیجہ میں فتنے لگاتار ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے اور بڑی بڑی جنگیں شروع ہو جائیں گی اور رسول کریم صلعم کی سنن پر بھی موت وارد ہو جائے گی یعنی ان پر عمل نہیں ہو رہا ہوگا اور بدعات میں زندگی پیدا ہو جائے گی یعنی بدعات کا کثرت سے رواج ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو پس پشت ڈالا جا رہا ہوگا۔

مہدی کا کام

پس اللہ تعالےٰ مہدی کو مبعوث کرکے اس کے ذریعہ سنن نبویؐ کو زندہ کر دے گا یعنی اُن پر عمل شروع ہو جائیگا اور اس کی برکت سے مؤمنوں کے دل شاد ہو جائیں گے اور دلوں میں ایک دوسرے سے اُلفت پیدا ہو جائے گی اخرجہ ابن المنادی پھر آپ دانیال کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہدی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ہر اس چیز کو درست کر دے گا جو اس کے ظہور سے قبل تباہ ہو چکی ہوگی اور وہ اہل ایمان کو ان تمام مشکلات سے جن کا وہ شکار بن چکے ہونگے مخلصی عطا فرمائے گا اور سنت نبویؐ کو زندہ کرے گا اور بدعت کی آگ کو بجھا دے گا۔ حجج الکرامہ ص۳۶۲

حضرت علی رضؓ کے قول کی تصدیق میں کنز العمال جلد سابع کے ص۱۷۸ پر اسی مفہوم کی حدیث بھی درج ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں ”ان بین یدی الساعة فتنًا ـــ یموت فیها قلب الرجل کما یموت بدنه یصبح الرجل مومنًا ویمسی کافرًا و یمسی مؤمنًا ویصبح کافرًا یبیع دینه بعرض من الدنیا الساعة۔ یعنی ظہور مسیح و مہدی کی گھڑی سے قبل اس قدر شدید فتن ہوں گے کہ انسان کا دل اس طرح مر جائے گا جس طرح اس کا بدن مر جاتا ہے صبح کو اگر وہ مؤمن ہوگا تو شام کو وہ کفر اختیار کرکے کافر بن چکا ہوگا اور اگر وہ شام کو مؤمن ہوگا تو صبح وہ کفر اختیار کر چکا ہوگا ایسے لوگ دنیا کی منفعت کی خاطر دین کو فروخت کر دیں گے ـــ حضرت علی رضؓ کے قول اور حدیث نبویؐ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے سے قبل کیا مسلمانوں کی ایسی ہی حالت نہ تھی کیا عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لیڈروں کی اسلام پر علمی یلغار نے مسلمانوں کو ایسا ہی بے بس نہیں بنا دیا ہوا تھا جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کیا مسلمانوں کے خود تراشیدہ عقائد پر دشمنانِ اسلام کے حملوں نے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی سچائی کے متعلق اس قدر شکوک و شبہات پیدا نہیں کر دیئے تھے جن کے اثر سے روحانی طور پر دل مردہ ہو جاتے ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ کثیر تعداد میں مسلمان محض دنیوی منفعتوں کی خاطر عیسائی مذہب اختیار کرتے جاتے تھے اور گراوٹ اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بعض نے ہندو دھرم جیسے شرکانہ مذہب میں داخل ہونے میں بھی عار نہ سمجھی۔

اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں کے عقائد اور عمل میں بدعات کثرت سے داخل ہو چکی تھیں اور سنن نبویؐ کو پس پشت ڈالا جا رہا تھا۔ امر بالمعروف کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ معروف کا علم ہی مفقود تھا اور نہی عن المنکر کی طرف بھی کسی کو توجہ نہ تھی قبروں کی پرستش عام طور پر ہو رہی تھی اور اہل قبور سے دعائیں مانگی جا رہی تھیں اور کوئی روکنے والا نہ تھا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی کوشش کا نتیجہ۔

سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے ظہور کے وقت مسلمانوں کو جب اس حالت میں پایا تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر ان کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا اور خدا کے فضل سے ایک ایسی جماعت تیار کر دی جن کے دلوں کی مردنی حیات سے بدل گئی اور اسلام کی سچائی پر ان کے دل یقین سے بھر گئے غلط عقائد سے ان کو ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی بدعتوں سے چھٹکارا حاصل ہو گیا اور سنن نبویؐ پر انہوں نے عمل شروع کر دیا اور دنیا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دینے میں دن رات مشغول ہو گئے اور اب تک خدا کے فضل سے مشغول ہیں۔ انکی کوشش سے دیگر ادیان پر اسلام کا غلبہ نمایاں طور پر ظاہر ہو گیا اور اسلام کو وہی تقویت حاصل ہو گئی جو اسلام کے ابتدائی دور میں اسے حاصل تھی چنانچہ ذیل کی حدیث اپنے اندر یہی شہادت لئے ہوئے ہے۔

مہدی مسلمان قوم میں ہی ہوگا

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے عرض کیا کہ کیا مہدی ہم میں سے ہی ہوگا یا ہمارے غیر سے ہوگا یعنی کیا وہ مسلمانوں میں سے ہوگا یا ایسی قوم سے ہوگا جو اسلام سے منحرف ہو چکی ہوگی جیسا کہ بابیوں اور بہائیوں کا خیال ہے اس کے جواب میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مہدی ہم میں سے ہی ہوگا یعنی محمدؐ پر ایمان لانے والوں میں سے ہی ہوگا اللہ تعالےٰ نے خاتمہ دنیا تک ہدایت اور اصلاح کا کام میرے ماننے والوں سے ہی لیتا رہے گا جس طرح کہ اس نے ہم سے ہی اس کام کو شروع کیا خاتمہ بھی اس کام کا ہم پر ہی ہوگا لوگ میرے ہی اُمتی کے ذریعہ شرک سے آزاد کرائے جائیں گے چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ نے مبعوث ہو کر مسلمانوں کو مختلف قسم کے شرکوں سے نجات دلائی جن میں وہ مبتلا تھے اور ہمارے ہی ذریعہ یعنی میرے ہی امتی کے ذریعہ ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ دے گا بعد اسکے کہ نبی کی عداوت ان کے دلوں میں سرایت کر چکی ہوگی اس عداوت کا دلوں میں سرایت کرنا اس وجہ سے ہوگا کہ آنحضور صلعم کی ذات بابرکات پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہوگی اور ان کو معقولیت کے ساتھ صاف کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اس لئے آنحضور صلعم کی محبت سے دل خالی ہو رہے ہوں گے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعے شرک سے عداوت پیدا کر کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا۔

عترت سے ہونے کا مفہوم

پھر آنحضور صلعم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا عترت سے مراد روحانی عترت ہے اور وہ میری سنت کے احیاء پر لوگوں سے برسرِ پیکار رہے گا جیسا کہ میں اجراء وحی پر لوگوں سے برسرِ پیکار ہوں پھر فرماتے ہیں کہ جب خدا چاہتا ہے کہ اسلام کو عزیز و غالب کرے تو جبابرہ عنید کی طاقت کو توڑ دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے اس کو عملی جامہ پہنانے پر قدرت رکھتا ہے پس مہدی کو بھیج کر وہ یہی چاہے گا کہ امت کو اس کی تباہی کے بعد درست کرا دے چنانچہ یہ واقع ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوٰے مہدویت کے بعد ان کے ہاتھوں بڑے بڑے مشہور مذہبی لیڈر جن کی علمی دنیا میں خاص شہرت تھی اور جو اسلام کو مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے ذلیل و خوار ہو گئے اور ان کی تمام علمی شہرت خاک میں مل گئی حضورؒ کی کتاب براہین احمدیہ نے شائع ہو کر ان کی کمریں توڑ دیں اور اسلام کے خلاف ان کے تمام منصوبوں کو ...... خاک میں ملا دیا۔

www.aaiil.org

مہدی کا مبعوث ہونا لازمی ہے

پھر اس کی شان میں فرمایا کہ اگر دنیا کی بقا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اس کو لمبا کر کے خدا اسے ضرور مبعوث کرے گا پھر اس کی شان میں فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ [illegible]

اعظم کے موقعہ پر حضورؑ نے اسلام کو عملاً تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا دیا اور ۱۴۰۰ برس کی یہ پیشگوئی حضورؑ کے ہاتھ پر پوری ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ آسمان پر اس کا ایک نام ہوگا آسمانی لوگ اس کو اس نام سے شناخت کریں گے چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ حضورؑ کے الہاموں میں حضورؑ کو احمد صلعم اور محمد صلعم کے ناموں سے پکارا گیا ہے جس کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ آسمان پر خدا وند تعالےٰ کے نزدیک حضورؑ کا نام بوجہ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل بروز ہونے کے احمد اور محمد ہی تھا۔

باطل کی موت اور حق کی زندگی

پھر فرمایا کہ باطل اس کے زمانہ میں مرے گا اور حق زندہ ہوگا چنانچہ حضورؑ کے ذریعہ باطل عقائد پر موت وارد ہوئی اور حق کو از سرِنو زندگی عطا ہوئی اور وہ صلحاء کا زمانہ ہوگا ظاہر ہے کہ جو جماعت حضورؑ کے ذریعہ تیار ہوئی اس نے خدمتِ اسلام کے فریضہ کو جس خوبی سے ادا کیا اور اس کے لئے جس قدر قربانیاں دیں وہ صلحاء کی شان کے ہی لائق ہیں۔

اصلاح فی لیلۃ

پھر اس کی شان میں فرمایا المھدی منا اھل البیت یصلح اللہ بہ فی لیلۃ یعنی مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہی ہوگا اہلِ بیت کا لفظ اسی طرح استعمال فرمایا جس طرح حضرت سلمان فارسیؓ کے متعلق الفاظ سلمان منا اھل البیت ....

استعمال فرمایا لیلۃ سے مراد ایک رات بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ بہت سے لوگ آپ کی صحبت سے ایک رات میں ہی درست ہو گئے اور روحانیت کی کٹھن منزلوں کو ایک رات میں ہی طے کرلیا اور دوسرے معنی اس لفظ کے تاریک زمانہ بھی ہیں یعنی روحانیت کے لحاظ سے اس کے مبعوث ہونے کا زمانہ تاریک رات کی طرح تاریک ہوگا اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو تاریکی سے نجات ملے گی۔

حجج الکرامہ ص ۳۵۴

[illegible]

کے قلعوں اور قلوب غلف یعنی ان دلوں کو جن پر جہالت اور بے ایمانی کے پردے پڑے ہوں گے ان کو فتح کرے گا اور اس کے ذریعہ دین اسی طرح قائم ہو جائیگا جس طرح شروع میں قائم ہوا تھا اور شرک عظیم سے پُر ہونے کے باوجود دنیا توحید سے بھر جائے گی اور ولایت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس پر ختم ہوگی یعنی اپنے کمال کو پہنچ جائے گی۔ پھر فرمایا کہ مہدی وہ جوان ہوگا جسے حضرت عیسےٰؑ پر افضلیت حاصل ہوگی اور یہ فضیلت جیسا کہ میں ثابت کر چکا۔ جزوی ہوگی ص ۳۵۵۔

اس کے انوار کا دنیا میں پھیلنا

پھر فرمایا کہ اس کے عدل کے انوار تمام روئے زمین پر پھیل جائیں گے جیسا کہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ پھیلتے جا رہے ہیں کیونکہ اس کے بیان کردہ حقائق و دقائق قرآن کریم انصاف و عدل پر اور معقولیت کے دائرہ کے اندر ہونے کی وجہ سے دلوں کو اپیل کرتے ہیں ص ۳۵۸

پھر فرمایا کہ شرک کے مدائن کو بھی فتح کر لے گا ص ۳۶۰ یہ فتح مادی فتح نہیں ہوگی بلکہ روحانی فتح ہوگی جو شرک کے مدائن کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی چنانچہ ہندوستان میں جس قدر مشرکانہ مذاہب تھے وہ سب کے سب حضورؑ کے حملہ کی تاب نہ لا کر حضورؑ کے اسلامی جھنڈے کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔

مہدی کی شان میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو انشاء اللہ و بتوفیقہٖ آئندہ قسط میں پیش کی جائیں گی۔

(بسلسلہ صفحہ ۴)

ہم نے وہی کچھ کیا جو شیطان نے سکھلایا آج دین اور مذہب کی باتیں تو مسجد تک ہی محدود ہو کر رہ گئیں، یہ صورت حال تباہی کی پیش خیمہ ہے، ہم اپنی اور آئندہ نسلوں کی بربادی و تباہی کے سامان خود اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں اور ہم اندھوں کی طرح اپنی موت کے کنوئیں میں خود کھنچے چلے جا رہے ہیں تو بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیئے [illegible]

تو دنیا درست، یہ ہے ایک مرکزی نکتہ جس کو ہم نے بھلا دیا ہے۔

اگر آخرت کے عذاب کا نقشہ قرآن کریم میں ملتا ہے تو دنیا کے عذاب کا بھی بیان ہے، عذاب آخر ہے تو عذاب ادنیٰ بھی ہے، اس دنیا میں بھی عذاب آ رہے ہیں، جہنم کی آگ آسمان سے برسائی جا رہی ہے، یہ جو آسمان سے بم اور نیپام بم گرائے جاتے ہیں یہ جہنم نہیں تو اور کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے آسمان آگ برسانے والے عذابوں کو کشفاً دیکھا اور ان کے تدارک و انسداد کے لئے فرمایا ؎

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

یہ علاج ہے دنیا کے عذاب سے بچنے کا۔ اگر ہم یہ نہیں چھوڑیں گے، اور اپنی اضطراری کیفیت میں نصرت الٰہی کو کھینچنے والے نہیں بنیں گے تو آسمان سے آگ برسے گی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ لوگ جو عذاب کے وقت کہتے ہیں کہ ہم پر ناحق عذاب وارد ہوا ہے ہمیں کوئی تنبیہہ کرنے والا قبل ازیں بھیجا ہوتا کہ ہم راہِ ہدایت پاتے، تو اللہ تعالےٰ نے وہ حجت بھی پوری کی اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو اصلاح امت کے لئے مامور فرمایا وہ آیا اور انذار کیا لیکن دنیا نے آپ کے انذار کی کوئی پرواہ نہ کی، پھر جو لوگ اس مامور کے ساتھ ہوئے ان میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا وہ نبی و رسول اور مجدد و محدث کی اصطلاحات میں اُلجھ کر رہ گئے اور اپنے فرائض کو نظر انداز کر بیٹھے۔ اس کے نتیجہ میں جو ذلت و مسکنت عذاب الٰہی کے رنگ میں ہم پر وارد ہوتا تھی وہ ہوئی اور ہم سب محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد طفیل صاحب نے اپنے حالیہ خط میں لکھا ہے کہ دنیا بھر میں پاکستان کی ساکھ ختم ہو گئی ہے اور قومی طور پر ہم ذلیل و خوار ہو گئے ہیں ٭

مکتوب امریکہ

بسلسلہ صفحہ ۶

وہ اگر نکاح کے بعد دولہا دلہن کے لئے دعا مانگیں گے تو کیا آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا۔ جب میں وقت مقررہ پر دلہن کے مکان پر پہنچا تو ایک مرد اور ان کی بیوی [illegible]

کونسلیٹ کی SEAL ہو۔ قصہ مختصر جب مہمان جمع ہو گئے۔ تو میں نے تلاوت قرآن مجید کے بعد اسلامی نقطہ نگاہ سے ضرورت نکاح۔ عورت کے حقوق اور خانگی زندگی کی کامیابی کو واضح کیا۔ دولہا دلہن سے ایجاب قبول کرایا۔ جونہی میں نے ختم کیا بہائی عورت نے پاکٹ بک سے لمبی دعائیں اور بہائی قوانین شادی بیان کرنے شروع کر دیئے۔ میں بھانپ گیا کہ وہ اپنے ساتھ SEAL کیوں لائی تھی۔ اس موقعہ پر مولینا عصمت اللہ مرحوم کی حکمت عملی کام آ گئی۔ میں نے فوراً شادی کے لائسنس (سرٹیفکیٹ) کی خانہ پُری شروع کر دی۔ اس نے اختتام پر کہا کہ "جو حق مجھے شادی کرانے کے لئے سٹیٹ آف کیلیفورنیا سے ملا ہوا ہے۔ اس کی رو سے میں اعلان کرتی ہوں کہ اب ان دونوں کی شادی ہو گئی ہے"

اس کے بعد اس نے مجھ سے سرٹیفکیٹ طلب کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے اس میں ضروری اندراج کر دیئے ہیں۔ یہ میرا فرض ہے کہ میں اس کو رجسٹرار کے دفتر میں داخل کروں۔ ایک تو اس کا پاکٹ بک سے پڑھنا بے مزہ تھا۔ دوسرے یہ حسرت۔ خداوند کریم کے فضل سے خاکسار کا اثر ان مہمانوں پر اچھا ہوا۔ والسلام

بقیہ خطبہ از صفحہ ۶

اور یہی حال حضرت مولانا نورالدینؒ کا تھا۔ آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ نے اس زمانہ کے امام کو دیکھا ہے۔ آپ پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ آپ کو اسلامی زندگی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن و حدیث پر کاربند ہونے کا قصد کریں اور ہماری مثال سے اوروں کو بھی یہی توفیق مل جائے کہ وہ پکے مسلمان بن جائیں ٭

www.aaiil.org

صدرِ پاکستان سے

ممتاز احمد از فاروقیہ

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے عہدے کا حلف اُٹھایا۔ ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں ہردلعزیز ہونے والی ایک سیاسی پارٹی کے چیئرمین کو مملکت کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کا شرف ملا ہے۔ بھٹو صاحب نے ۲۰ دسمبر کی رات کو دس بجے پہلی مرتبہ صدر مملکت کی حیثیت سے قوم سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر نے ملک کے طول و عرض میں ایک نئی اُمنگ اور ایک نئے ولولے نے جنم لیا ہے۔ اس موقع پر جب کہ ملک ایک کٹھن ترین مرحلے سے گذر رہا ہے اور سیاسی بحران کے بدترین دور سے دوچار ہے، بھٹو صاحب کے لئے صدر کا عہدہ قبول کر لینا ایک چیلنج کو قبول کر لینے کے مترادف ہے۔ بھٹو صاحب کے سامنے بیشتر مسائل ہیں جن میں دو مسئلے بہت ہی پیچیدہ اور فوری توجہ کے حامل ہیں پہلا مسئلہ تو وہ ہے جو چند نااہل جرنیلوں کے پیدا کئے ہوئے غیر ضروری واقعات کی وجہ سے سرزمین پاکستان کے ایک حصے پر بھارت کے فوجی قبضے سے پیدا ہوا ہے اور دوسرا مسئلہ پاکستان کے دونوں حصوں کے عوام میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دُور کرنے سے تعلق رکھتا ہے اس کے علاوہ مشرقی پاکستان میں محصور شدہ فوج اور پاکستانی عوام کو بھارت کے تسلط سے آزاد کرانا بھی ایک اہم کام ہے جو بھٹو صاحب ہی کو سرانجام دینا ہے۔

ہم جہاں آج خداوند تعالیٰ کے آگے یک جہتی سے سجدہ ریز ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں نئے صدر کے زیر سایہ نیا پاکستان بنانے کی پوری پوری توفیق عطا کرے وہاں اس مضمون کے ذریعہ ہم جناب بھٹو صاحب کے سامنے اپنے احساسات اور جذبات کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب صدر! جس رات آپ اپنی نشری تقریر میں قوم سے خطاب کر رہے تھے ہمارے دل آپ کے کہے ہوئے ایک ایک لفظ پر دھڑک اُٹھتے تھے۔ آپ کے یقین دلانے پر ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس ملک کی فضا سے گھٹن کے بادل بالکل چھٹ گئے ہیں اور آمریت کا دیو دم توڑ چکا ہے جو پورے ۱۳ سال سے اس ملک سے موت کا سایہ بن کر چمٹا ہوا تھا۔

محترم صدر پاکستان! آپ کی تقریر کے انداز سے پتہ چلتا تھا کہ کوئی ہم جیسا گوشت پوست کا انسان ہمارا صدر آج ایک مدت کے بعد ہمارے ساتھ بات چیت کر رہا ہے۔ اس خیال سے ہمیں جتنی خوشی ہوئی اس کا اظہار قلم کے بس میں نہیں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ خون رگوں میں دوڑتا ہوا محسوس ہوتا تھا اور پہلی بار جسم میں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔

جناب صدر! آپ نے جمہوریت کی بحالی کا احساس دلا کر ہماری تمناؤں کے بجھتے ہوئے چراغ کو دوبارہ روشن کیا۔ آپ نے اپنے آپ کو ملک کے عوام کا نمائندہ کہا اور ہمیں اس ملک میں اپنی موجودگی کا احساس ہوا۔ آپ نے اپنی آواز کو عوام کی مصدقہ آواز کہا اور قوم کی یک جہتی اور بقا کا احساس ہوا۔ آپ نے ملک کو عوامی آئین دینے کا وعدہ کیا اور ہمیں اپنے ملکی حقوق کے حصول کی یقینی امید پیدا ہو گئی۔

صدر محترم! آپ نے مشرقی پاکستان کے المیئے کے متعلق اپنے دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ کاش اس سے پہلے مجھے موت آ گئی ہوتی، جس سے پاکستان کے ساتھ آپ کی وابستگی کا دلی اظہار معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے ہندوستان کے وزیر دفاع کو اپنی فوجی فتح پر زیادہ خوش نہ ہونے کے لئے کہا آپ کے اس جذبہ اور انتباہ سے ہمارے دل ایک نئے حوصلے اور نئے جذبے سے سرشار ہو گئے۔

جناب صدر! آپ نے ملک کی افسر شاہی کو عوام کی خدمت کرنے کی تلقین اور انہیں عاقبت اندیشی کی راہ دکھائی۔ اور جب آپ نے اپنے متعلق یہ کہا کہ آپ ۲۴ گھنٹے کام کرتے ہیں تو ہمیں اپنا کام لگن کے ساتھ کرنے کے لئے محبت کا پیغام ملا۔ صدرِ مملکت! آپ نے ایک آزاد اور متعال بیوروکریسی قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس میں اپنی قوم میں پائی جانے والی خصوصی صلاحیت معلوم کر کے فخر حاصل ہوا۔

جناب صدر! آپ کے اس خیال نے کہ آپ اپنی حکومت کو اس طرح بنائیں گے کہ اس کا محاسبہ کیا جا سکے ہمارے ذہنوں میں ایک غیر معمولی خوشی کی لہر پیدا کر دی ہے۔ ہم آپ کے دلی شکرگذار ہوں گے اگر آپ عوامی محاسبے کی بنیاد ڈال کر اس افسر شاہی کو اپنی من مانی کارروائیوں سے روکنے کا انتظام کریں۔ پاکستان کے عوام چوبیس سالوں سے اندھیر نگری چوپٹ راج کے نظام کے نیچے پس رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے خاندانوں کی جانیں دیکر اور اپنا مال لٹا کر اس ملک کی بنیاد رکھی تھی وہ ہی لوگ اس ملک کو بنانے کے بعد ظالم اور لاپرواہ بیوروکریسی کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے رہے۔ خدا گواہ ہے جناب صدر! کہ اس ملک کے لوگوں نے کبھی کوئی خوشی نہیں دیکھی اور کبھی سکون حاصل نہیں کیا۔ حالانکہ تحریک پاکستان ان کے خون سے چلائی گئی تھی اور ملک کی داغ بیل ان کی جانوں کی قربانی سے ڈالی گئی تھی۔ آج دولت سماج کی بادشاہ ہے... اور محنت کش لوگ ہر طرف مشکلات کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ بیدائش اس ملک میں جرم سمجھی جاتی ہے۔ تعلیم اس ملک میں حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر غریب آدمی کسی طرح تعلیم حاصل کرنے کی کوشش بھی کرے تو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی فیسوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ جوں توں کر کے اگر کسی درجہ تک تعلیم حاصل کر بھی لے تو پھر ملک کی خدمت کرنے کا موقع ملنا تو کجا اس ملک میں زندگی گذارنا بھی اس کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔

ناجائز اختیارات اس ملک کے افراد پر ناد اجب تحکم کا ذریعہ بن گئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے لوگ انسان نہیں بھیڑ بکریوں کا گلہ ہیں کہ جنہیں جس طرف چاہا ہانک دیا جاتا ہے پریشانی، فکر، دُکھ اور تکلیف عوام کا مقدر بن گئے ہیں اور ہر طرف کس مپرسی کا عالم طاری ہے۔

صدر گرامی! ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس میں رہ کر آزادی سے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔ مگر زندگی ایسی بن گئی ہے کہ اس میں مذہب کی ضرورت کا احساس مرتا جا رہا ہے۔ ہم مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر معاش کی فکر اور اس کے تردد نے ہمیں اپنے مذہب سے بالکل بیگانہ کر دیا ہے۔ ہمارا ضمیر ہمیں ملامت کرتا ہے مگر ایک گھناؤنے نظام میں رہ کر ہم اتنے لاپرواہ ہو چکے ہیں کہ ضمیر کی آواز پر کوئی توجہ نہیں دے سکتے۔ شب و روز اس ملک کی سرزمین پر اس طرح گذرتے ہیں جیسے موت کا سایہ منڈلا رہا ہے۔

جناب صدر! ایسے دشوار حالات میں عنانِ حکومت آپ کے ہاتھ میں آئی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ذمہ داری خداوند عزوجل نے آپ کو اس کا اہل سمجھ کر آپ کے کاندھوں پر ڈالی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔ جسے وہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے اور فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا چاہنا ہمارے اعمال اور اہلیت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

خداوند کریم نے آپ کو عوام جیسی طاقت کے ذریعے یہ فرض سونپا ہے اور عوامی نمائندہ ہونے کی صورت میں آپ کا اور عوام کا گہرا رشتہ بنتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں صرف پاکستانی ہی کی حیثیت کا نہیں مسلمان ہونے کی حیثیت کا یقین بھی دلایا ہے اور اس حیثیت سے آپ کا جو رشتہ عوام کے ساتھ قائم ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے ہم آپ کی خدمت میں درخواست کریں کہ آپ اپنے آپ کو ایک سچا مسلمان ثابت کر کے قوم کو مذہبی اہمیت کا یقین دلائیں۔ اور صدر گرامی! ہمیں یہ کہنے کا حق دیجئے کہ خدا کے نام کے ساتھ کسی بھی کام کا آغاز کرنا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا مسلمان کا اہم فرض ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ اس طرح خدا کے فضل و کرم اور اس کی خاص رحمتوں سے آپ کا کام بہت سہل ہو جائے گا، اور آپ کے زیر سایہ یہ پاکستان عظمت کے راستے پر گامزن ہو گا اور لوگوں کو تمام خوشحالی نصیب ہو گی جو عوام کی دیرینہ تمنا اور خواہش بن چکی ہے۔

آخر میں ہم خدا کے حضور میں دعا کرتے ہیں کہ ......

اللّٰہم اے مالکِ دو جہاں، ملکِ
پاکستان کے مسلمانوں پر ایک
بار پھر اپنی رحمت نازل فرما
اور ملتِ اسلامیہ کی لغزشوں کو
بھول کر ہمارے رہنما کو کامیابی
عطا فرما اور اس خطۂ زمین پر
بسنے والے تیرے نام لیواؤں کی
مصیبت کی گھڑی میں مدد فرما"

عظیم تر ڈیم تربیلا
مضبوط تر سیمنٹ پاک سیمنٹ

تربیلا ڈیم کی تمام تر تعمیر میں پاک سیمنٹ فاروقیہ استعمال ہو رہا ہے

آپ بھی اپنی عمارتوں کو پاک سیمنٹ فاروقیہ سے تعمیر کر کے مضبوط اور پائیدار بنائیں

پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ۔ فاروقیہ
ہیڈ آفس، آدم جی روڈ۔ راولپنڈی

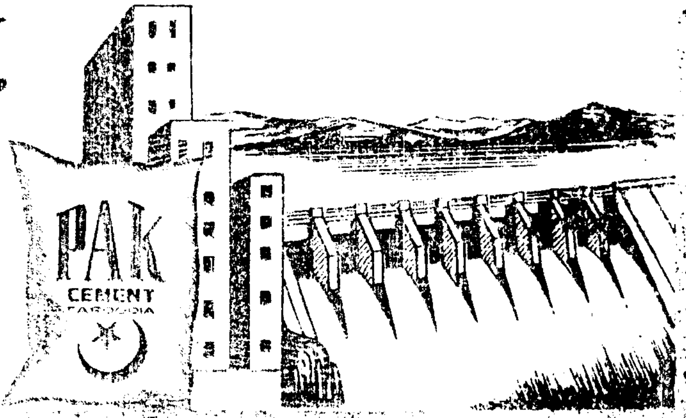

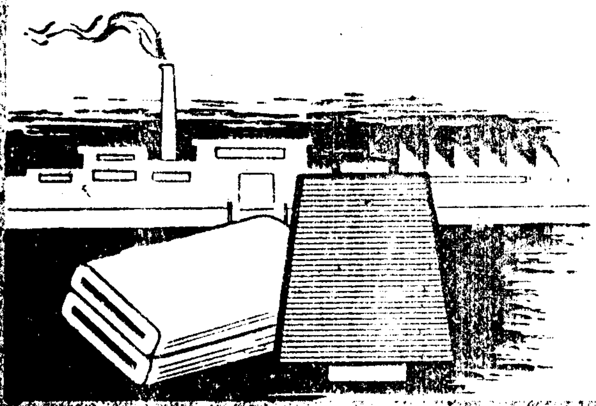

CSTM

کالونی سرحد کے پارچات

* نفاست میں بے نظیر
* استعمال میں دیرپا

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
اسماعیل کوٹ • نوشہرہ

ABL

آسٹریلیشیا بنک

ہمارا نصب العین
بنک کاری میں مخلصانہ خدمت اور اعلیٰ کارگزاری

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ
قائم شدہ ۱۹۴۲ء

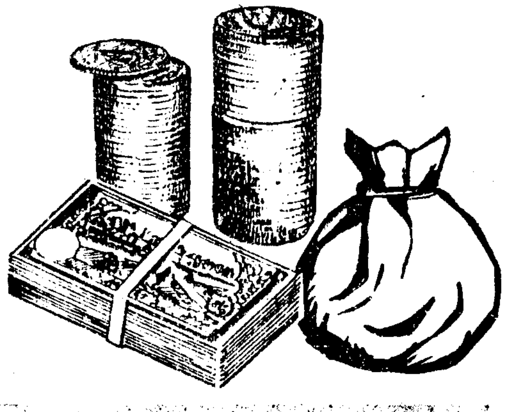

میرے تاثرات
(بسلسلہ صفحہ ۲)

جاؤ اور میرے اس قلم سے خدمت قرآن میں لگ جاؤ۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی کتب کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت صاحب کے یہی عقائد تھے جو جماعت احمدیہ لاہور کے ہیں۔ اس لئے خواب کے مطابق میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلسلہ احمدیہ میں اپنی شمولیت پر آمادگی ظاہر کی۔ حضرت صاحب نے بصد شفقت سلسلہ میں شمولیت کو منظور فرما لیا اور اس طرح آئندہ کے لئے قرآن حکیم اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت کا موقع حاصل ہوا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صدیقین کی معیت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے اور مجھے نئے عزم اور ولولہ سے خدمت قرآن کی توفیق ارزانی ملے۔ والسلام

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۔ ۵ جنوری ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۳۸۲۵ شمارہ ۱

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صد خدا زنور ہدی از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

مدیر دوست محمد — مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ۔ ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

وعظ کرنے کا طریق

عن ابن عباسؓ قال حدّث النّاس کل جمعۃٍ مرّۃً فان ابیت فمرّتین فان اکثرت فثلاث مرارٍ ولا تملّ النّاس ھٰذا القراٰن ولا اُلفینّک تاتی القوم وھم فی حدیثٍ من حدیثھم فتقصّ علیھم فتقطع علیھم حدیثھم فتملّھم ولکن انصت فاذا امروک فحدّثھم وھم یشتھونہ فانظر السّجع من الدُّعاءِ فاجتنبہ فانّی عھدتّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم واصحابہٗ لایفعلون الّا ذالک یعنی لایفعلون الّا ذالک الاجتناب۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہا ہر جمعہ ایک دفعہ لوگوں سے (دینی) باتیں بیان کرو اگر تم اس پر راضی نہ ہو تو (ہفتہ میں) دو دفعہ اگر تم بہت زیادہ چاہو تو تین بار اور لوگوں کو اس قرآن سے تھکا نہ دو اور میں تمہیں (اس حال پر) نہ پاؤں کہ تم لوگوں کے پاس آؤ اور وہ گفتگو میں ہوں تو تم ان کو وعظ شروع کر دو اور ان پر ان کی بات کو کاٹ دو اور ان کو رنجیدہ کر دو بلکہ چپ رہو جب وہ تمہیں حکم دیں تو ان سے وعظ بیان کرو در آنحالیکہ ان کو اس کی خواہش ہو اور دعاؤں میں قافیہ بندی کا خیال ہو تو اس سے پرہیز کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٭٭

بیعت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نبھائے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۶ مارچ ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی جس کے بعد آپ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

"تم لوگوں نے اس وقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نبھانا اور اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپروا بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اس کے فوائد کو آسان اور قریب دکھاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتے ہیں جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدترین ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کو راضی کرنا ہے تو جہاں تک کوشش ہو سکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نبھانا چاہئے اور گناہوں سے بچنے کے لئے کوشش کرتے رہو۔

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ کی خلاف مرضی کرنا اور ان ہدایتوں کو جو اس نے اپنے اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے۔ جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالےٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اس کو سمجھا دیا جاوے۔ پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑے گا بلکہ اسی دنیا میں بھی اس کو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلّت اٹھانی پڑتی ہے۔

دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن

٭٭ اور آپؐ کے صحابہؓ کا زمانہ پایا وہ سوائے اس کے کچھ نہ کرتے تھے یعنی وہ اس (دعا کو مقفیٰ کرنے) سے بچتے تھے۔ نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔ دعا کو مقفیٰ کرنے سے زیادہ توجہ قافیہ بندی کی طرف چلی جاتی ہے اور وہ سوز پیدا نہیں ہوتا۔ یوں اگر کوئی دعا شعروں میں ہو یا مقفیٰ عبارت میں تو اس کا مانگنا منع نہیں مگر دعا کو مقفیٰ کرنے کے تکلف میں لگ جانا سوز کے منافی ہے۔ (فضل الباری)

www.aaiil.org

مراسلات

مسز گاندھی کی ڈائری - اور - ایک عارف کی پیشگوئی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اخبار نوائے وقت مجریہ ۱۴-۱-۷۲ کے اندر "مسٹر کی ڈائری" میں بھارت کی پردھان منتری کے بارے میں ایک عارف کی پیشگوئی کا ذکر آیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ "اس عورت پر آفت ہے - اس عورت پر آفت ہے"

میں نے اس پیشگوئی کا قدرے تفصیلی جائزہ لکھ کر میاں محمد شفیع صاحب کو بھجوایا ہے اس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں - اگر مناسب سمجھیں تو اسے پیغام صلح میں قریبی اشاعت میں دے کر ممنون فرماویں - شکریہ والسلام - عبدالرحمٰن مبشر عفی عنہ - رحمانیہ منزل - بلاک جی (G) ڈیرہ غازی خاں -

---

مکرم بندہ جناب میاں صاحب زاد عنایۃ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مزاج بخیر - آپ کی ڈائری ہمیشہ ہی پوری دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے - چنانچہ اس دفعہ نوائے وقت مجریہ ۱۴-۱-۷۲ میں شائع شدہ ڈائری خاص توجہ سے پڑھی گئی - آپ نے بھارت کی پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی کے بارے میں ایک عارف ربانی کے جو الفاظ نقل کئے ہیں کہ " جب ان کی تقریر جس میں دنیا کے دوسرے ملکوں کے خلاف رونا دھونا شامل تھا، ختم ہوئی، تو ایک عارف کی زبان میں اس عورت پر آفت پڑی - اس عورت پر آفت پڑی ہے - کی آواز فضائے بسیط میں گونجتی محسوس ہوئی -"

آپ کے یہ الفاظ پڑھ کر اس عظیم انسان کی باقی بے شمار پیشگوئیوں کی طرح یہ بھی ایک واضح صورت میں پوری ہونے والی پیشگوئی ثابت ہوئی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے اس عارف ربانی کی یہ پیشگوئی پوری تفصیل سے نہیں آئی - ورنہ آپ اسے زیادہ وضاحت سے لکھتے - قارئین کرام کی معلومات اور ازدیاد ایمان کے لئے اس عارف ربانی کی بیان فرمودہ پوری پیشگوئی لکھ بھیج رہا ہوں - اُمید ہے کہ آپ اسے اپنے مؤقر جریدہ میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے -

تفصیل پیشگوئی حسب ذیل ہے -

اس عارف ربانی کو جون ۱۹۰۵ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل رؤیا دکھایا گیا -

رؤیا - قبل از نماز صبح میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں - اس وقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے - وہ بہت بُری حالت میں ہے - اور اس کے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں - کوئی زیور نہیں ہے - اور نہایت ردی اور مکروہ حالت میں ہے سر پر ایک میلا کپڑا پگڑی کی طرح لپٹا ہوا ہے - اس کے ساتھ بات کرتے ہوئے مجھے کراہت آتی ہے - نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اُٹھا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں اور کچھ کپڑے میں نے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لوں گا یہ جلدی اس لئے تھی کہ اس عورت کو مجھ سے بات کرنے کا موقعہ نہ ملے - پس میں نے جلدی کے سبب پگڑی کو ہاتھ میں لیا اور پشمینہ کی سُرخ چادر اوپر لے لی - اور کمرے سے نکلا - جب میں اس کے برابر گزرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ؁

ساتھ ہی یہ الہام ہوا -

"اُس پر آفت پڑی - آفت پڑی"

اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑھیوں کی طرح بیٹھی ہے (تذکرہ مجموعہ الہامات کشوف و رؤیا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ص ۵۵۵ بحوالہ بدر جلد ۱ نمبر ۱ مؤرخہ ۸ر جون ۱۹۰۵ء ص ۲ و الحکم جلد ۹ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۰۵ء صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا رؤیا کے خط کشیدہ الفاظ آئندہ پیش آنے والے حالات کا مکمل خاکہ پیش کر رہے ہیں - یعنے امام وقت نے اپنے بارے میں جو کچھ دیکھا ہے وہ اُمت مسلمہ کی اس وقت کی پوری عکاسی ہے، جن حالات سے وہ گذر رہی ہے - اس طرح عورت کی ہیئت کذائی اور مخالفانہ حالت اس مکار اور عیار حکومت کا پورا حلیہ ہے جو اس وقت مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہو گی - اور جس کی قیادت اس وقت کٹے ہوئے بالوں والی مکروہ سیرت عورت کے سپرد ہو گی - پھر اس کا انجام تک بتا دیا - کہ اس پر آفت پڑ آئے گی یعنی کہ اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی - اور دنیا کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لئے نفرت کا وجود بن جائے گی - حضورؑ کی یہ پیشگوئی بھی بلاشبہ اس طرح پوری ہو گی جس طرح زارِ روس کے بارے میں پیشگوئی

" زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحالِ زار"

پوری ہوئی تھی -

اس وقت زیادہ تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں - آپ ماشاء اللہ ان باتوں کو اگر چاہیں تو زیادہ وضاحت سے پیش کر سکتے ہیں - صرف ایک اور بات ضروری پیش کر کے رخصت چاہتا ہوں - آپ کی ڈائری میں آپ نے لکھا ہے کہ "جب میں شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر سن رہا تھا تو مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ ہاتف غیبی ان کے ایک ایک فقرے پر "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کہہ رہا تھا - پھر آگے چل کر آپ نے لکھا ہے کہ اس خاتون نے جو ۵۰ کروڑ عوام کی نمائندہ ہے، اپنی تقریر میں اس قدر کذب و افترا اور التباس سے کام لیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے - جناب من غور فرمایئے - کہ ۱۹۰۵ء کے رؤیا کے الفاظ بھی یہی ہیں کہ جب میں اس کے برابر گذرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" سبحان اللہ کیا حیرت انگیز تطابق ہے - جو کئی سالوں بعد من وعن پورا ہوا - ثم سبحان اللہ - فسبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین - والحمد للہ رب العلمین -

نیاز کیش عبدالرحمٰن مبشر

رحمانیہ منزل بلاک جی - ڈیرہ غازی خان

مَلْفُوظَات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری سے بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اس طرح پیچھا چھڑا سکتا ہے مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے - کوئی زمین و آسمان کسی اور کا نہیں ہے - جہاں تم کو پناہ مل جاوے اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت بُری شئے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس جراُت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی -

ملفوظات احمدیہ جلد ششم

شادی خانہ آبادی

مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو زاہد حسن خان ولد محمد حسن خان صاحب کی شادی خانہ آبادی مریم صدیقہ بنت سمندر خان صاحب سے بعوض ۲۰ ہزار روپیہ حق مہر انجام پذیر ہوئی - خطبہ نکاح محترم جناب شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام نے دیا - شیخ صاحب موصوف نے عورت کے مقام کے متعلق فرمایا کہ اسلام کا عورت پر احسان عظیم ہے کہ اسے اسلام نے فرش سے اُٹھا کر عرش پر پہنچا دیا - اور عورت کے مرد کے برابر حقوق قائم کئے جبکہ اسلام کے قریب کے مذہب نے عورت کو ایک حقیر چیز کے رنگ میں پیش کیا ہے اور انجیل و تورات میں عورت کو گناہ کی اصل جڑ گناہ کی پوٹلی قرار دیا گیا ہے - اسلام کا عورت پر یہ احسان ہے کہ اس نے عورت کو مرد کے مساوی حقوق دیئے .....

خطبہ دُعا پر ختم ہوا -

اس موقعہ پر سمندر خان صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۰ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۷۲ء

پاکستان کی تعمیرِ نو

مشرقی پاکستان میں ہماری فوجی ہزیمت جن اسباب کا نتیجہ ہے، جن ملک دشمن غدار حکمرانوں نے پاکستانی افواج کے جانباز جوانوں کو جو کسی طرح بھی دشمن سے شکست نہیں کھا سکتے تھے بلکہ بھارتی افواج کی کثیر تعداد اور کثیر اسلحہ کے باوجود ان پر بھاری اور غالب آرہے تھے، ان کے اعمال و کردار کو دیکھتے ہوئے جواب دنیا کے سامنے آرہے ہیں اس فرمان الٰہی کی طرف ہماری توجہ مبذول ہوئی جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیراً (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲) یعنے جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے امراء کو حکمرانی دے دیتے ہیں، پھر وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے سزا کا حکم ان پر وارد ہو جاتا ہے اور اس بستی کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

پاکستان کے حالیہ واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس آیہ کریمہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ کسی ملک کی تباہی اس کے حکمرانوں اور آسودہ حال لوگوں کے فسق و فجور کا نتیجہ ہوتی ہے، یہی صورتِ حالات آج ہمارے ملک کو پیش آئی ہے، کس طرح سے وہ لوگ جو تختِ حکومت پر متمکن تھے، اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال و دولت کی فراوانی حاصل ہوئی فاسقانہ زندگی اختیار کر کے ملک اور قوم کو تباہی کے گڑھے کی طرف لیجانے کا موجب ہوئے، اور عوام بھی ان کی دیکھا دیکھی دولت حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے لوٹ مار اور فواحش میں مبتلا ہو گئے جس کے نتیجہ میں قتل و غارت اور فسق و فجور کے نہایت گھنونے واقعات عامہ زندگی میں پیدا ہو گئے یہ ایک ایسی ناپاک داستان ہے، جس کی تفصیلات بیان کرنے سے شرم و حیا مانع ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس وقت ملک کی باگ ڈور ایک ایسے پاک منش جری انسان کے ہاتھ میں آئی ہے، جس کا دل ملک کی اس تباہ حالی کو دیکھ کر کراہ اُٹھا ہے اور اس نے عامہ زندگی کو صحیح راہ پر لانے کے لئے ایسے اقدامات شروع کئے ہیں جو امید ہے کہ ملک کے ہر قسم کے استحصال اور لوٹ مار کے اختتام کا موجب ہوں گے اور دولت اور سرمایہ داری کی وجہ سے پیدا ہونے والے فسق و فجور میں بہت حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔

آج ہماری حالت وہ ہے جس کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توجہ دلاتے ہوئے یہ فرمایا تھا بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر، ہمیں دکھوں اور مصائب و تکالیف کے ذریعہ آزمایا گیا ہم نے صبر سے کام لیا اور پھر جب فراخی اور آسودہ حالی سے ہمیں آزمایا گیا، تو ہم نے صبر کا دامن ہاتھ سے دے دیا، یہی بے صبری اور نااہلیت آج ہمارے موجودہ مصائب کا موجب ہوئی ہے، اور ابھی تک جب کہ ہم سخت ترین مشکلات کے اندر گھر چکے ہیں اور دشمن ہمارے ملک کا بہت بڑا حصہ ہم سے چھین لے گیا ہے اور اس کے حرص و ہوا کی آگ جنگ کے بادل بن کر ابھی تک ہم پر چھائی ہوئی ہے ہم میں چنداں تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہمارا وہی حشر نہ ہو جو بغداد میں ہلاکو خاں کے تباہی خیز ہاتھوں سے وہاں کی اسلامی سلطنت و عوام کا ہوا تھا، اور ایک ایک مسلمان کو چُن چُن کر قتل کیا جا رہا تھا، تو اس وقت کچھ مسلمان ایک ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ یہ مصیبت ہم سے دُور ہو، تو اس خدا رسیدہ انسان نے جواب دیا کہ میں تو دُعا کرتا ہوں لیکن مجھے آسمان سے آواز آرہی ہے ایھا الکفار اقتلوا الفجار اے کافرو ان فاجروں کو قتل کر دو، خدا نہ کرے ہمارا یہی حال ہو اور ہمارے اعمال و کردار ہمیں کفار کے دستِ تظلم کا شکار بنانے کا موجب ہوں، ضرورت ہے کہ ایسے حالات میں پاکستانی عوام اور آسودہ حال لوگ اپنی زندگیوں کا رُخ بدل کر حُسنِ اعمال کی طرف رجوع کریں، ذلیل اور ناپاک زندگی کو چھوڑ کر بلندی اخلاق اپنے اندر پیدا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رجوع برحمت فرمائے اور ہمارے موجودہ صدر اور اس کے کارکنوں کے ساتھ مل کر ہم اپنے ملک کی از سرِ نو تعمیر کریں تا کہ یہ ملک اپنے نام کے مطابق حقیقی طور پر پاکستان بن جائے اور کوئی بڑے سے بڑا دشمن بری نظر سے ہمیں دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔

مرغوب عالم صاحب مرحوم کے آخری خط کا اقتباس

محترم مرغوب عالم صاحب مرحوم چٹاگانگ میں نیوی کے لفٹنٹ کمانڈر تھے اور گذشتہ ماہ بحری جہاز سے پاؤں پھسل جانے کی وجہ سے سمندر میں گر کر شہید ہو گئے، ان کا آخری خط جو دفتر پیغام صلح میں موصول ہوا اس کا ضروری اقتباس درج ذیل ہے:—

جماعت چٹاگانگ کے سیکرٹری محترم فرید احمد صاحب کی تبلیغ سے ایک نوجوان قاضی محمد حبیب الرحمٰن جو چٹاگانگ پورٹ ٹرسٹ میں ملازم ہیں ۱۷ر ستمبر کو باقاعدہ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کا بیعت فارم ارسال خدمت ہے۔ ان کے لئے استقامت فی الدین اور خیر و برکت کی دُعا کی جائے ساتھ ہی یہ بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سلسلہ حقہ کی بیش از بیش خدمت اور تبلیغ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

کراچی میں جناب سوامی کلجگانند صاحب کبیر پنتھی سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ میرے گھر والوں سے بھی مل کر اظہار ہمدردی کرتے رہے ہیں۔ اور مجھے ملنے بھی گھر پر تشریف لائے۔ میں ان کی عنایات کا بے حد شکر گذار ہوں اس خط کے ہمراہ چندہ کی رقوم ارسال خدمت ہیں۔ ہمارے ساتھ شامل ہونے والوں میں گوڈا میاں کا نام نیا ہے۔ یہ صاحب برسوں برما میں ملازمت اور تجارت کرتے رہے ہیں ہزاروں روپے کا مال اور جائداد برما میں چھوڑ آنے پر مجبور ہوئے۔ کچھ روپیہ اپنے شرکائے کار کے ذریعے انہی کی تحویل میں یہاں بھجواتے رہے تاکہ یہاں آکر اپنا کاروبار کر سکیں۔ وہ دوست جن کے پاس تقریباً اٹھارہ ہزار روپیہ ان کا جمع تھا۔ انہیں یہاں زندہ سلامت موجود دیکھ کر پشیمان ہو گئے اور انہیں خاموشی سے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے پر آمادہ ہو گئے ان کے کسی ملازم نے انہیں خبردار کیا اور یہ جان بچا کر اپنے دوستوں کے گھر سے بھاگ نکلے۔ بعد میں متعدد مطالبات پر انہیں دوستوں سے ایک پائی بھی وصول نہیں ہو سکی۔ اس قدر مصیبت زدہ اور مفلوک الحال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور محبت اور غیرت نفس، جو میں نے ان میں دیکھی ہے۔ وہ بہت کم نظر آتی ہے۔ انہیں اپنے نقصان پر کوئی گلہ شکوہ خدا تعالیٰ سے پیدا نہیں ہوا پہلے جب محنت مزدوری ملتی تھی اس پر گذارا کرتے تھے اب چند ہفتوں سے انہیں معمولی سی ملازمت مل گئی ہے تو خوش ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ جلد باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لیں گے۔ جملہ بزرگان اور احباب کی خدمت میں خاکسار کی طرف سے سلام عرض کر دیں۔ والسلام

کسرِ صلیب فنڈ

ڈاکٹر عبدالعلی صاحب دربند	5/- روپے
شیخ محمد امین صاحب لائل پور	25/-
ملک نذر حسین صاحب 〃 〃	100/-
حافظ عبدالرؤف صاحب 〃 〃	5/-
چوہدری علی محمد حاجی صاحب 〃 〃	10/-
مرزا مظفر بیگ صاحب 〃 〃	25/-
میاں ممتاز سلیم صاحب 〃 〃	50/-
ماسٹر عدالت خان صاحب 〃 〃	1/-
چوہدری عبدالرزاق صاحب 〃 〃	5/-
غلام مصطفیٰ صاحب 〃 〃	1/-
محمد بشیر صاحب 〃 〃	2/-
میاں محمد طیب صاحب 〃 〃	8/-
احمدیہ لوکل فنڈ 〃 〃	500/-
چوہدری نذر رب صاحب 〃 〃	10/-
عطا محمد صاحب 〃 〃	1/-
ظہیر الدین صاحب نوشہرہ	20/-
عبدالرب صاحب لائل پور	2/-
انعام اللہ صاحب سالاری کراچی	1/-
مرغوب عالم صاحب مرحوم چٹاگانگ	500/-
محمد سعید چغتائی صاحب پشاور	5/-
جلال الدین محمد اکبر صاحب نوشہرہ	500/-
میاں فاروق احمد صاحب لائل پور	50/-
ڈاکٹر الطاف احمد صاحب 〃 〃	20/-
ڈاکٹر شیخ فضل الرحمان صاحب گوجرانوالہ	25/-
بیگم 〃 〃 〃 〃	25/-
جماعت پشاور	283/-
میزان	2204/-

www.aaiil.org

غلام نبی مسلم

آتے ہیں کہ ان پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے اور دنیا ان پر تیرہ و تار ہو جاتی ہے۔ لیکن جن قوموں کی اساس حیات بلند مقاصد پر ہو وہ ماضی کے واقعات پر صف ماتم بچھانے کی بجائے، اپنی شکست و پسماندگی کے اسباب وعلل کا محاسبہ کرتی ہیں۔ اور اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کے لئے از سر نو سرگرم عمل ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی زندہ مثال جرمنی اور جاپان ہیں۔ یہ دونوں ملک دوسری عالمی جنگ میں حقیقی معنوں میں برباد کر دیئے گئے۔ اور جرمنی کا تو تیس سال کی مدت میں یہ دوسرا المیہ تھا۔ لیکن ان بہادر اقوام نے ماضی پر آنسو بہانے کی بجائے بچی کھچی طاقتوں کو سمیٹا، منظم کیا اور سرگرم عمل ہو گئے اور چونکہ ان میں حب الوطنی اتحاد، محنت اور یکسوئی موجود تھی، اس لئے انہوں نے چند سالوں ہی میں اپنے حالات کو سنوار لیا، اور آج ان کی معاشی بحالی اور ترقی پر تمام اقوام انگشت بدنداں ہیں۔

اس سے انکار نہیں کہ ہمارے موجودہ المیہ میں ہمارے دشمنوں کی ریشہ دوانیاں کارفرما رہی ہیں، لیکن اس میں قصور کس کا ہے؟ دشمنوں کی موجودگی میں انکی سازشوں سے غفلت حماقت کی دلیل ہے۔ اور ایسے اسباب کا سدباب نہ کرنا، جن کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر دشمن دجل و تلبیس کے تیر چلا سکتا ہو، حماقت اور غفلت کی انتہا ہے لیکن بدقسمتی سے ہم ستمبر ۱۹۶۵ء اور اس کے بعد تک اپنوں اور بیگانوں، دوستوں اور دشمنوں میں امتیاز سے غافل رہے ہیں۔ اور ذہنی، اخلاقی، نظریاتی اور مادی میدان میں اپنی قوت اور استعداد پر بھروسہ کرنے کی بجائے دوسروں کے دست نگر رہے ہیں۔

ہمارا ماضی

ہم عرب، ایرانی، افغان، ترک، سوڈانی، انڈونیشی، ملائی وغیرہ نہیں، ہم آج پاکستانی ہیں، اسلام کے ابتدائی دور میں ان ملکوں میں اسلام کی روح غالب تھی، لیکن اس عالمی نظریہ کی قلوب میں کمزوری اور ثقافتی روح کے ذریعے اپنے آپ کو زندہ رکھا، اور اسلام کا نام اجتماعی زندگی میں اثر انداز رہا، زندہ قومیں حقائق سے چشم پوشی نہیں کرتیں، لیکن کمزور اقوام سہارا ڈھونڈھتی ہیں، اور ہم بھی طاقتور دشمنوں کی موجودگی میں اس بات کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ کہ ہم ایک عظیم عالمی اسلامی برادری کے رکن ہیں۔ اور یہ ان حقائق میں سے ایک اہم حقیقت ہے۔ جس نے ہمیں اپنی قوت کا صحیح جائزہ نہیں لینے دیا۔

ہم آج پاکستانی ہیں اور ان مختلف مسلمان گروہوں کی گردش کا رواں ہیں، جو یہاں آئے، حکمران ہوئے، اور کمزور ہو کر دوسروں کے لئے میدان خالی چھوڑ گئے اور کسے معلوم نہیں کہ ایک قوم دوسرے کے سامنے میدان کن حالات میں چھوڑتی ہے؟ زندگی کے ہر شعبے میں پستی اور انحطاط کے وقت ذہنی، نظریاتی، مادی، اخلاقی پستی کی حالت میں آج سے کوئی دو سو سال قبل جس وقت انگریز نے برصغیر پاک و ہند میں قدم رکھا تو مسلمان چراغ سحر تھے، اور گو اس راکھ میں کہیں کہیں چنگاریاں بھی موجود تھیں، لیکن وہ — خوش درخشید ولے شعلہ مستعجل بود — بن کر رہ گئیں۔ مسلمان ملک بھر میں انگریز کی سیاسی اور غیر مسلموں کی معاشی اور معاشرتی گرفت میں خوار و زبوں ہو کر رہ گئے۔

جن علاقوں میں مسلمانوں کے قابل ذکر گروہ تھے، وہ ایک دوسرے سے کٹے ہوئے تھے۔ یہ گروہ روشن دماغ اور دوراندیش قیادت سے محروم تھے، حکومت کے زوال کے ساتھ ملک بھر میں ان کی ساکھ ختم ہو چکی تھی۔ امراء و رؤسا خواب غفلت میں مدہوش تھے۔ انگریز کی مسلمانوں سے بدگمانی اور دشمنی اور اہل وطن کی دوربینی اور نفرت کی وجہ سے دولت، تجارت اور صنعت اغیار کے ہاتھوں میں جا چکی تھی۔ قبائلانہ رقابتوں اور مقامی گروہی تعصبات نے وسیع تر قومی مفاد کی جگہ لے رکھی تھی، حفظ ذات کے جذبے نے ہر اچھی مگر خارجی شئے کو برا بنا رکھا تھا۔ چنانچہ علم و سائنس اور جدید ترقی سے نفرت جزو ایمان بن چکی تھی اور دینی رہنما اپنے دین [illegible] تھا، جو دشمن کے غلبہ کا موجب ہوئی تھیں۔

دو سو سال تک مسلمانوں کی مثال بھیڑوں کے اس گلے کی سی تھی، جس کا کوئی چرواہا نہ ہو، کوئی ٹھکانہ اور منزل مقصود نہ ہو اور جسے جنگل کے درندے، اور مخالف عناصر آہستہ آہستہ ختم کرتے جا رہے ہوں۔ کتاب ملی کے ان منتشر اوراق کو متحد رکھنے والی مشترک شئے اسلام سے وابستگی تھی، لیکن یہ وابستگی لفظی تھی، عملاً نسلی، علاقائی اور مناصب کے امتیازات غالب تھے، اغیار کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی نفس پرستیوں نے ملت کا شیرازہ بکھیر رکھا تھا، ملت اسلامیہ متحارب فرقوں میں بٹ چکی تھی، جو ایک دوسرے کو کافر سے بھی بڑھ کر اسلام کے دشمن سمجھتے تھے۔

اس قوم کی خوش قسمتی سے انگریز اور ہندو کی دشمنی آڑے آئی، انہوں نے مسلمان قوم کو ختم کرنے کی کوشش جاری رکھی اور زندگی کے ہر شعبہ میں منظم طریق سے انہیں دور کر کے برباد کرنے کے درپے رہے۔ ہندو کے تعصب نے مسلمانوں کو ایک مشترک پلیٹ فارم دیا اور وہ اپنے بھیانک مستقبل کے پیش نظر صدائے احتجاج بن گئے، مسلمانوں میں ایک مشترک اساس اسلام پر یقین تھا، جس کے نام پر قوم کو بلایا گیا اور وہ فرد واحد کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی اور اسلام کے نام پر متحد ہونے کی وجہ سے ان میں ایسی روح پیدا ہوئی کہ وہ اپنے قائدین کے اشاروں پر ہر قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ اور اس طرح وہ برصغیر میں ایک آزاد وطن پاکستان تراشنے میں کامیاب ہو گئے۔

پاکستان کی اساس

نعرۂ اسلام کی اساس عارضی [illegible] پر قائم تھی، جو لوگ برسر اقتدار آئے ان میں اسلام کی روح تھی نہ وہ طبعاً اسلام کے نظام کو کماحقہ قائم کرنے کا جذبہ رکھتے تھے، ان میں سے اکثر ہمارے دور انحطاط کے جاگیرداروں اور بڑے بڑے گھرانوں کے رؤسا کے جانشین تھے جن کی زندگیاں آرام طلبی اور خوشامد پسندی سے عبارت تھیں، جن کے دلوں میں اپنے سے کمتر لوگوں کی خدمت، ترقی اور برابری [illegible] ہی اگر قوم کو اتحاد کے لئے کوئی تصور دیا جاتا تو ترقی نہ رکتی لیکن اتحاد و ترقی کے لئے قوم کے سامنے نہ معاشی اساس رکھی گئی نہ جمہوری، نہ صحیح معنوں میں سرمایہ دارانہ نظام، نسلی وحدت کا تو سوال ہی نہ تھا پس مختلف طبقات کے طالع آزما جمع ہو گئے۔ اور وطن عزیز کے انتشار کو منظم لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ کھیتوں میں کسان اور کارخانوں میں مزدور دولت آفرینی کرتے رہے اور عیار لوگ ان کی محنت پر عیش کرتے رہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ حاکم و محکوم، افسر و ماتحت، کارخانہ دار اور مزدور، جاگیردار اور کسان شریف و رذیل اپنے اپنے دائرہ عمل میں جائز و ناجائز وسائل سے اپنے ہی ہاتھوں اپنے عزت، جان اور مال کے واحد سہارے وطن پاکستان کی تیزی سے جڑیں کھودنے لگے۔ اس مقصد کی آسان تکمیل کے لئے، علاقائی، نسلی، نسبی اور فرقہ دارانہ تعصبات کی آگ بھڑکائی، ہوشیار مکار دشمن کو موقع ملا، ملک کی سالمیت اتحاد، یک جہتی کی قوتیں فنا، منتشر یا انتہائی کمزور ہو چکی تھیں، تخریبی قوتیں ابھریں طالع آزما غالب آ گئے۔ حاکم و محکوم میں باہمی اعتماد ختم ہو گیا۔ ملک کی ذہنی، اخلاقی مادی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کی بجائے اسے جبر و آمریت کی نذر کر دیا گیا اور اہل پاکستان اپنے ہی خون میں ڈوب گئے

مستقبل

اقوام عالم کی برادری میں باوقار مقام حاصل کرنے کے لئے ہر ملک و قوم کو اتحاد، ترقی اور قوت درکار ہے، دوسری پسماندہ اقوام کی طرح ہمارے ہاں بھی اتحاد کے دشمن، چھوٹے گروہی علاقائی لیڈر، خود غرض افسر، رجعت پسند جاگیردار، نسلی، مجلسی اور معاشی تنظیمیں، فرقہ وارانہ جماعتیں رہی ہیں، جو وقتی ذاتی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اہل قوم الوطن کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتے، بھڑکاتے اور خونریزی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم اوّل)

www.aaiil.org

اللہ تعالیٰ کے احسانات وکمالات کے بارہ میں انسانی فطرت سے اپیل۔

رسولِ کریم صلعم کے نمونہ کی پیروی انسان کی عزت بلند کرنے کی موجب ہے

خطبہ جمعہ

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۷۲ء

فرمودہ

حضرت امیرِ قوم مولٰینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد مکنّٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلاً ما تشکرون (سورۃ الاعراف۔۱۰)

فرمایا ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور ہم نے اس کو زمین میں قرارگاہ دی اور اتنی طاقت بخشی کہ زمین وآسمان کی قوتوں سے فائدہ اُٹھا سکے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑی قدرت عطا کی ہے۔ یہ زمین وآسمان کی تمام طاقتوں اور ہر چیز پر قابو پاتا اور آسمان پر اُڑتا ہے۔ پہاڑوں کے سینے کو چیرتا ہے، یہاں تک کہ چاند پر کمندیں ڈالتا ہے، یہ اللہ تعالےٰ کا انسان پر بہت بڑا احسان ہے، فرمایا ولقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم۔ تم کو ہم نے پیدا بھی کیا ہے اور اعلےٰ درجہ کے قوٰے بھی بخشے ہیں اور فرمایا کہ ہم نے تم کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ شکل پر پیدا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہماری طرح ہاتھ پاؤں ہیں، بلکہ خدا تعالےٰ کی جو صفات اس کائنات کے اندر کام کر رہی ہیں وہ خدا تعالےٰ نے کسی قدر انسان کے اندر بھی رکھ دی ہیں، دوسری جگہ فرمایا ولقد کرمنا بنیٓ اٰدم۔ بنی آدم کو ہم نے عزت وتکریم عطا کی ہے جو اس کے کمالات کی وجہ سے ہے، اس کو ہم نے زمین پر تمکنت عطا فرمائی ہے، اور اس زمین کو ہم نے اس کی قرارگاہ بنایا ہے اور اسے قوت بھی بخشی ہے اور تمام قسم کے سامانِ زندگی بھی عطا کئے ہیں۔

ان آیات میں انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ انسان احسانات وکمالات کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے اپنے کمالات و احسانات اور کرم نوازیوں کا ذکر کیا اور بتایا ہے کہ ہم نے انسان کو زندگی بھی بخشی ہے اور اس زندگی کے قیام اور بقا کے لئے سامان بھی پیدا کئے ہیں ان احسانات کا خیال کرتے ہوئے انسان کے دل میں فرمانبرداری اور اطاعت کا جذبہ اُبھرتا ہے یہاں اللہ تعالےٰ نے حکم نہیں دیا کہ میری عبادت کرو بلکہ اس کی فطرت کو اپیل کیا ہے۔ فرمایا ہم نے تم کو قوت اور ارادہ بخشا ہے اور ضمیر عطا کیا ہے، باوجود اس کے قلیلاً ماتشکرون، جو کچھ تم شکر گذاری کرتے ہو یہ نہ ہونے کے برابر ہے انگریزی میں LITTLE کے معنی "کچھ نہیں" ہوتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے

you have little respect for me.

تم میری کچھ عزت نہیں کرتے۔ یہی معنے یہاں "قلیلاً" کے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مقابلہ میں اس قدر کم شکر گذاری کرتے ہو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ فرمایا ولقد مکّنّٰکم فی الارض۔ تمہیں ہم نے ایسی طاقت دے رکھی ہے کہ پہاڑوں کو توڑ سکتے ہو اور فضاؤں میں اُڑ سکتے ہو، یہ کائنات تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے۔ یہ کائنات خدا کے حکم سے تمہاری خدمت کر رہی ہے قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوآ الآ ابلیس۔ ملائکہ بھی تمہاری خدمت کر رہے ہیں، لیکن تمہارے اندر شکر گذاری کے مقابلہ میں ابلیسیت کا مادہ بہت ہے، قوتِ ارادی جو اللہ تعالےٰ نے تمہیں بخشی ہے اس کا تم غلط استعمال کرتے ہو، اس میں ساری انسانیت کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ یہ ہے کلامِ الٰہی، اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو مخاطب کر کے اس کی فطرت کو اپیل کرتا ہے کہ ہمارے احسانات کو یاد کرو اور شکریہ بجا لاؤ۔ شکر گذاری سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس سے دلوں کے اندر راحت پیدا ہوتی ہے۔ انسان اپنے گھر میں عزت پاتا ہے، قوم اور جماعت کے اندر عزت پاتا ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اعمال کی وجہ سے جنت پیدا ہوتی ہے اور اعمال کی وجہ سے ہی دوزخ پیدا ہوتی ہے۔ انّما ھی اعمالکم یہ اعمال ہی ہیں جن کی بناء پر نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ اس آیت میں خدا، اس کے رسول صلعم اور مومنین کو ایک ہی صف میں کھڑے کر دیا ہے۔ یہاں مومنین کو ایک عزت عطا فرمائی ہے اور ان کو ایک بلند مقام پر کھڑا کرنا چاہا ہے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے وہ رسول دیا ہے جس کا عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے، اور لاجواب قرآن دیا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے اور اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ان دونوں کے ذریعہ مومنوں پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ انسانیت کیلئے لاجواب نمونہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں موجود ہے۔ بادشاہ ہو کر آپؐ نمونہ ہیں، فرمایا انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں۔ اس کے نتیجہ میں فرمایا ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ رسول کریم صلعم کی ذات میں تمہارے لئے اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ فرمایا تمہارے سامنے شیطان بھی ہے۔ اگر تم اس پر قابو پا لو۔ تو تم انسان بن گئے۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ شیطان ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے میرے ساتھ بھی ہے لیکن میں نے اس پر قابو پا لیا ہے۔ خدا کے بندوں کو شیطان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ہماری حرص و ہوا ہی تو شیطان ہے۔ اس پر قابو پانا چاہیئے انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن وہ حرص وہوا کا بندہ بن کر اپنے تئیں مقام انسانیت سے گرا لیتا ہے۔ جو حرص وہوا کے بندے ہوتے ہیں ان کی گھروں میں بھی عزت نہیں ہوتی۔ انسان کے اندر کوئی کردار نہیں تو وہ عزت نہیں پا سکتا۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم موجودہ امتحان میں کامیاب ہو جائیں ہمیں توفیق دے کہ ہم شیطان کے بندے نہ بنیں۔ قرآن کریم ایسی عظیم کتاب پر چلنے کی ہمیں توفیق ملے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نمونہ پر چلنے کی توفیق میسر ہو۔

ہم پر خدا کی حجت قائم ہے اس کے رسول صلعم اور اس زمانے کے امام کی حجت ہم پر ہے۔ ہم نے اس زمانہ کے امام کو دیکھا ہے۔ دنیا نے اس امام کی تعریف کی ہے، کہ وہ باخدا انسان تھا۔ قرآن سناتا تھا، اس نے ایک قوم پیدا کر کے دکھا دی۔ وہ کامیاب انسان ہے اس امام کی جماعت کے فرد ہونے کی وجہ سے بھی ہمارے لئے غیرت کا مقام ہے۔ ہم پر حجت پر حجت قائم کر دی گئی ہے کوشش کریں اور دعا کریں کہ ہم اس کتاب، اس رسولؐ اور امام کی عزت کے باعث ہوں۔

مشرقی پاکستان کے محصورین کیلئے دعا

ایک رقعہ مجھے ملا ہے اس میں جماعت سے التماس کی گئی ہے کہ ہمارے بھائی جو مشرقی پاکستان میں ہیں، ان میں عورتیں ہیں، جوان ہیں، بوڑھے ہیں اور بچے ہیں۔ ان پر بڑے بڑے مصائب آئے ہوئے ہیں اور وہ بڑے ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ ان کو خطرناک مصائب کا سامنا ہے۔ یہ ہمارے قصوروں اور گناہوں کی وجہ سے ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں پاکستان دیا۔ کہ ہم اس میں پاک زندگی گذاریں لیکن ہم پر شیطان غالب آ گیا ہے۔ لاتعداد مسلمان دولت کے پجاری بن گئے۔ ان کی زندگی کا مقصد عیش وعشرت کرنا ہے انہوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی کوئی پروا نہیں کی خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ سب کچھ ہمارے اپنے عملوں کا ہی نتیجہ ہے دعا کریں کہ خدا ہمارے قصوروں کو معاف کرے اور ہمارے بھائیوں کی [illegible]

ممتاز احمد از فاروقیہ

مسائل پاکستان

نئی عوامی حکومت کو اقتدار میں آنے کے بعد جن مسائل کا سامنا ہے اُن پر جلد سے جلد توجہ دینے کے لئے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو تیزی سے مناسب اقدام کر رہے ہیں۔ حکومت کے انتظامی ڈھانچے کے مکمل ہو جانے کے بعد اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام عوامی مسائل جو سماجی نظام سے تعلق رکھتے ہیں اُن کی طرف توجہ دینا انتظامیہ کا سب سے پہلا فرض ہے۔

منشیات کا استعمال ہمارے ملک میں اسی طرح عام ہوتا جا رہا ہے جس طرح منشیات کے دستیاب ہونے کی سہولتیں ملک میں عام ہیں۔ جن لوگوں نے کراچی سے لے کر پشاور تک کا سفر کیا ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ شراب کی دوکانیں کس کس جگہ واقع ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے اڈوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں جن میں منشیات کی ترسیل حکومت سے چھپ کر کی جاتی ہے یہ معاشرہ کا یہ سب سے اہم مسئلہ ہے اور ان سطور کے ذریعہ ہم حکومت کو اس کی طرف توجہ دلانا اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔

پاکستان بھر میں منشیات کا استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے منشیات کا استعمال اس قوم کی زندگی کا ضروری جزو ہے۔ جہاں یہ جاننا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ آخر کونسے ذرائع سے منشیات پاکستان میں آ رہی ہیں، وہاں ان کے استعمال پر ملک بھر میں پابندی لگانا حکومت کا سب سے پہلا فرض ہے۔ منشیات میں شراب، افیون، چرس، بھنگ، کوکین اور مارفیا کی گولیاں و ٹیکے شامل ہیں۔ شراب اور افیون کی کئی ایک دوکانیں سرعام کاروبار کرتی ہیں اور ان کے متعلق عوام کو یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ حکومت کی طرف سے لائسنس یافتہ ہیں مگر اس کے علاوہ بھی ملک کے تمام حصص میں ان کی دستیابی کی سہولتیں موجود ہیں مسلمان قوم کے اندر

منشیات کے استعمال کی وجہ سے کئی ایک دوسرے سماجی مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ ہوا ہے مثلاً صحت عامہ پر بُرا اثر پڑا ہے اور عوامی زندگی کو سخت ٹھیس لگی ہے جو لوگ منشیات کا چھپ کر کاروبار کرتے ہیں وہ معاشرے

جمہوریہ پاکستان کے الفاظ کے ساتھ کی گئی تھی اور ملک کے قوانین احکام الٰہی کے تحت بنانے کا یقین دلایا گیا تھا مگر ملک میں منشیات کا استعمال نظریہ پاکستان کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ خداوند عزوجل کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ہم حکومت سے درخواست کرتا چاہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کے حکم اور سنت رسول کی پابندی کرتے ہوئے تمام قسم کی منشیات کی ترسیل اور اس کے استعمال پر سختی سے پابندی لگائی جائے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے قانون میں سخت سے سخت سزا رکھی جائے ہم اس ضمن میں سعودی عرب کی حکومت کے انتظامات کا حوالہ دیں گے جہاں اسلامی قانون کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے اور جہاں غیر ملکیوں کے استعمال کے لئے بھی شراب وغیرہ لانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

خدا تعالےٰ نے ایسی تمام غیر ضروری چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ ایک مثالی معاشرہ کی حیثیت اختیار کرے۔ ہمارے ملک میں منشیات کے استعمال کی لعنت برسوں سے قائم ہے۔ کسی سابقہ حکومت نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ بلکہ پچھلے دس پندرہ سالوں کے اندر منشیات کا استعمال غیر معمولی رفتار سے بڑھ چکا ہے اب عوامی حکومت نے عوام کے مسائل کو حل کرنے کا وعدہ کیا ہے اور منشیات کی موجودگی ہمارے ملک میں عوام کے

لئے سب سے بڑا مسئلہ ہے منشیات کو صرف وہ لوگ ہی لعنت نہیں سمجھتے جو اس سے نفرت کرتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو کسی نہ کسی رنگ میں منشیات کا استعمال کرتے ہیں ان کی مضرات کے قائل ہیں۔ ملک میں جگہ جگہ ناپاک سوسائٹیوں کا قیام انہی مضرات میں سے ہے جس کی وجہ سے معاشرہ میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں، ان سوسائٹیوں میں منشیات کے استعمال کے ساتھ قمار بازی بھی چلتی ہے جس کے نتیجہ میں لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت اور بدکاری بڑھتی جا رہی ہے

کے فوائد سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ منشیات اور قمار بازی نے پاکستانی معاشرہ کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے

ان حالات میں عوامی حکومت سے پرزور سفارش کی جاتی ہے کہ وہ اس ضمن میں جلد سے جلد ایسے احکامات جاری کرے جن میں منشیات کے ناجائز استعمال کا مکمل سدباب ہو اور قمار بازی کی دوسری اقسام بھی ممنوع قرار دی جائیں، یہ احکام پاکستانی اور غیر ملکی لوگوں پر یکساں طور پر نافذ العمل ہونے چاہئیں کیونکہ ہمارا ملک اسلامی ہے اور ہم اپنی سرزمین پر کسی ایسی چیز کا وجود نہیں دیکھنا چاہتے جس کو خدا تعالےٰ نے ناپسند کیا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ حکومت اس عوامی مطالبے کو نظر انداز نہیں کرے گی اور اپنی پہلی فرصت میں اس طرف توجہ فرما کر ملک کو ان خبائث سے پاک کر دے گی ساری کی ساری مسلمان قوم اس ضمن میں حکومت کے سخت سے سخت اقدام کا خیر مقدم کرے گی۔

وفات

گذشتہ جمعرات مورخہ ۶ رجنوری کو حضرت امیر مرحوم کے بھتیجے چودھری فضل حق صاحب وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اگلے دن میانی صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے پڑھائی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں مغفرت فرمائے اور جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

اکاؤنٹنٹ اسلامیہ کالج پشاور کو جانکاہ حادثہ پیش آیا ہے ۱۲ر نومبر ۱۹۷۱ء کو ان کا ایک پوتا دشمنوں کے ہاتھوں موقعہ پر شہید ہو گیا اور دوسرا پوتا مسٹر عبدالودود خان بی۔ ایس سی آنرز سخت زخمی ہو کر ہسپتال میں داخل ہوا اور اسی طرح آپ کا ایک بھتیجا شمس الرحیم بھی شدید زخمی ہوا۔ یہ دونو زخمی ایک ایک ماہ ہسپتال میں رہے آخر ہنگامی حالات کے تحت . . . فوجی زخمیوں کے لئے ہسپتال میں جگہ خالی کرنے کی خاطر ان کو فارغ کیا گیا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ جناب بابو صاحب مذکور اور ان کے بھائیوں کی اراضی پر ان کے گاؤں کے ساتھ ہی ایک دوسرے گاؤں کے کچھ لوگ قابض تھے مقدمات میں انہوں نے زمین حاصل کر لی تھی، تقریباً قبضہ بھی ہو چکا تھا مگر لوگ ہمیشہ ان پر فائر کرتے رہتے تھے آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان ظالموں نے ایک بے گناہ نوجوان کو شہید کر دیا اور دو کو شدید زخمی . . . . . .

. . . . شہید نوجوان اور زخمی نوجوان جناب عبدالقادر خاں ایم ایس سی پرنسپل چارسدہ کے بھتیجے ہیں سخت صدمہ ہوا۔ راقم الحروف کو اس واقعہ کا کل ہی ایک عزیز کے ذریعہ علم ہوا ہے۔ بندہ فوراً جناب عبدالودود خان صاحب کے پاس گیا۔ وہ خود بھی صاحب فراش ہیں . . . .

. . اس واقعہ نے ان کی صحت پر بہت بُرا اثر کیا ہے احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ شہید نوجوان کے لئے دعا مغفرت کریں اور محترم بابو صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔ ۴۴

---

۴۴ راقم الحروف بمعہ اپنے تمام خاندان . . . جناب بابو صاحب۔ جناب پروفیسر عبدالقادر صاحب اور دیگر لواحقین کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور دونوں جوانوں کو صحت کاملہ عاجلہ عطا کرے۔

خاکسار۔ محمد الرحمٰن از پشاور

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۱ء

اس دُعا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ کے دوسرے حصے کی قبولیت کا الٰہی سکیم میں یوں انتظام ہے کہ اس چودہویں صدی کا قرآن میں بھی ذکر کر دیا گیا ہے اور نبی کریم صلعم کے قلب پر صاف اور شفاف طور پر اس کا نقشہ کھینچ دیا گیا، اگر ہم اس صدی کے حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے قرآن شریف اور احادیث میں کھینچے ہوئے نقشہ کو دیکھ لیں تو اس میں حیرت انگیز مطابقت پائیں گے قرآن کہتا ہے کہ اس زمانہ میں چند عجیب واقعات پیش آئیں گے۔ ہم یہاں سورۃ التکویر کی چند آیات درج کرتے ہیں اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں اس زمانہ کے متعلق واضح اشارات ملتے ہیں مگر یہاں ہم صرف سورۃ "التکویر" کی ان آیات پر اکتفا کریں گے :-

اذا الشمس کوّرت - جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔

واذا النجوم انکدرت - اور جب تارے بجھ جائیں گے۔

واذا الجبال سیّرت - اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

واذا العشار عطّلت - اور جب اونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی۔

واذا الوحوش حشرت - اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

واذا البحار سجّرت - اور جب دریا خشک کر دیئے جائیں گے۔

واذا النفوس زوّجت - اور لوگ جب باہم ملا دیئے جائیں گے۔

واذا الموءدۃ سئلت - اور جب زندہ درگور کی ہوئی سے پوچھا جائیگا۔

بای ذنب قتلت - کہ کس گناہ پر وہ قتل کی گئی۔

واذا الصحف نشرت - اور جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔

واذا السماء کشطت - اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔

واذا الجحیم سعّرت - اور جب دوزخ بھڑکائی جائے گی۔

واذا الجنۃ ازلفت - اور جب بہشت قریب لائی جائے گی۔

التکویر کے معنی لپیٹنا ہے۔ قرآن کریم نہ سائنس کی کتاب ہے نہ تاریخ کی نہ اس کا موضوع فلسفہ ہے نہ علم نجوم۔ گو یہ سب چیزیں اس میں موجود ہیں مگر اس کا اصل موضوع اخلاقیات اور روحانیات ہے۔ یہ اخلاق کے اصول اور اس کی باریکیاں بیان کرتی ہے اور روحانیت کی ماوراء الوراء کیفیات سے انسانوں کو آگاہ کرتی ہے۔ اس سورۃ کا نام ایسا جامع ہے کہ نہ معلوم اس کی وضاحت اور تفسیر پر کس قدر لٹریچر پیدا ہوگا۔ اور اس سے قبل علماء متقدمین نے اس کے کن گوشوں پر بحث کی ہے۔ کوئی ریسرچ سکالر یعنی محقق دانشور عربی میں لکھے ہوئے علوم کے دفینوں تک رسائی حاصل کر کے بڑے بڑے خزانوں کے انبار در انبار سامنے لا سکتا ہے۔ لیکن آئندہ آنے والے اخبار غیب کے خزانے جو ان آیات کے اندر چھپے ہوئے ہیں وقتاً فوقتاً لوگوں کے ذہنوں کو منور کرتے رہیں گے۔ بہرحال اس وقت ہم اس پر نہایت مختصر طریق پر اظہار خیال کرنے کی جرأت کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ

التکویر سے مراد پرانے نظام عالم کی صف کا لپیٹا جانا اور نئے نظام عالم کا ظہور ہے۔ ایک دفعہ طلوع اسلام کے وقت بھی دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ کس طرح سابقہ نظام عالم کی صف لپیٹ دی گئی اور اس کی جگہ اسلام ایک نیا نظام عالم لے کر آیا۔ تمدن کے طور و طریقے بدل گئے، تہذیب کی روش بدل گئی، علوم کے رجحانات بدل گئے، خدا کا تصور بدل گیا انسان اور خدا کے باہمی تعلقات کی بنیادیں بدل گئیں، انسانوں کے باہمی رشتوں کا تخیل بدل گیا۔ انسانی زندگی کی منزل مقصود بدل گئی، انسان اور انسانیت کے شرف اور احترام کی اہمیت نئے زاویہ سے دیکھی جانے لگی خلیفۃ اللہ کے نئے الفاظ زبانوں پر آئے، ان کے معنی اور مقصدیت کی نئی تشریح سے انسانیت بلندیوں کے ارفع مقام پر پہنچ گئی۔ یہ تو ظہور اسلام کے وقت ہوا پھر زمانہ کروٹیں بدلتا رہا اور لیل و نہار کا چکر چلتا رہا حتیٰ کہ دنیا تاریکی کی طرف پھر مائل ہونے لگی اور یہ زمانہ آ گیا کہ جس میں ہم اس سورۃ التکویر کو پڑھ کر اس زمانہ کے حالات کے مطابق غور و تدبر سے کام لے کر زمانہ حال کی کیفیات مشاہدہ کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ پھر نظام عالم کی صف لپیٹی جا رہی ہے اور نیا نظام عالم ظہور میں آ رہا ہے۔ عالم روحانیت کا شمس اسلام ہے۔ قرآن ہے۔ اور خود نبی کریم ہیں جن کو قرآن کریم نے سراج منیر یعنے روشن سورج کہا ہے اب اس سورج کی صف کو اس زمانہ میں لپیٹ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یعنی لوگ اس سے منحرف ہو رہے ہیں۔ یہ صف کچھ وقت کے لئے لپیٹ دی گئی ہے لیکن ختم نہیں کر دی گئی پھر یہ کھل کر سامنے آ جائے گی ستارے مدھم کر دیئے گئے ہیں یا بجھ چکے ہیں، روحانیت کی زبان میں بالخصوص اسلامی لٹریچر میں علماء کو نجوم (ستارے) کہا گیا ہے نبی کریم صلعم نے اپنے صحابہ رض کو بھی النجوم کہا ہے۔ گویا اس زمانہ میں علماء کا علم یا تو غبار آلود ہو گیا ہے یا وہ بالکل علم سے بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ جبال جبل کی جمع ہے اور اس کے لفظی معنی پہاڑ ہیں۔ مگر عرب لوگ عظیم الشان انسانوں کو بھی جبال کہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بڑے عالم کا قول ہے الجبال سید القوم و عالمھم۔ مضبوطی اور جلال اور ہیبت کے اوصاف کی وجہ سے بڑے انسانوں کو جبل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ و اذا الجبال سیّرت کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے انسان جنہیں نابغہ روزگار کہا جا سکتا ہے حرکت میں آئیں گے، وہ مذہب کی راہ میں رکاوٹ بھی بنیں گے اور دنیا میں اپنی ذہنی استعدادوں کی وجہ سے بڑے بڑے کارہائے نمایاں بھی انجام دیں گے۔ ان کی بڑی بڑی ایجادیں عظیم الشان انقلاب کی پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔ آنِ واحد میں لاکھوں میل کے فاصلے طے کر کے برقی لہریں تمام اطراف و اکناف عالم میں خبریں پہنچا دیں گی۔ اس سے قبل ان جیسے کوہ وقار انسان کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ یہی وہ زمانہ ہوگا جب اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ اس زمانہ سے قبل دشت و صحرا کی کٹھن منزلیں صرف اونٹنی کے ذریعہ ہی طے کی جاتی تھیں، مگر آج جیپوں اور مکینکی گاڑیوں سے یہ مسافتیں طے کر لی جاتی ہیں اور سطح زمین سے بلند ہو کر ہوائی جہازوں نے ان مسافتوں کی دشواریوں کو ختم کر دیا ہے۔

"جب وحشی اکٹھے کر دیئے جائیں گے" یعنی غیر مہذب قومیں مہذب اداروں اور مجلسوں میں آنے جانے لگیں گی ان کے وفود تجارت کے لئے یا سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے یا دیگر بہبود انسانی کے کاموں کے لئے مہذب دنیا میں دورے کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب دریاؤں کو خشک کر کے ان کا پانی ڈیم کی شکل میں جمع کر دیا جائے گا اور ان سے نہریں نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جائے گا۔

آیت "و اذا النفوس زوّجت" میں اقوام متحدہ جیسے اداروں کی طرف اشارہ ہے کمیٹیاں بنتی ہیں اور اس میں تمام دنیا کے نمائندے بطور ارکان جمع ہوتے ہیں تمام اقوام عالم کے نمائندگان پر مشتمل اجلاس ہوتے ہیں۔ اب تو کوشش یہ بھی ہو رہی ہے کہ تمام کرہ ہائے شمسی کے ساکنین کو معلوم کر کے رسل و رسائل کے سلسلے قائم کئے جائیں تاکہ تمام کائنات کی ذی روح ہستیوں میں میل ملاپ قائم ہو سکے۔

"زندہ درگور" کے الفاظ میں بلاشبہ عرب کی اس رسم کی طرف بھی اشارہ ہے جب خوف شماتت سے بے رحم مادر اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتی تھی، لیکن ان الفاظ سے بعض ان تحریکوں کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً عالم انسانی میں گذشتہ ادوار میں باطل پرستیوں اور اوہام پسندیوں کے خلاف اٹھتی رہیں اور انہیں اس وقت کے رسوم پرست اور علمبرداران استبداد نے جنم لیتے ہی کچل دیا۔ ان تحریکوں کے چلانے والوں میں ایسے سائنسدان بھی تھے جنہوں نے مظاہر قدرت کے مشاہدہ سے بعض ایسی ایجادوں سے عوام کو روشناس کرانا چاہا جو

ان کے فلاح و بہبود کا ذریعہ بننے والی تھیں۔ یہاں تک کہ جس کسی نے زمین کو ایک گول کرہ ثابت کیا اسے ستم کا نشانہ بنا دیا گیا۔ ابھی اگلے دن کی بات ہے کہ جب آلہ مکبر الصوت عرب میں پہنچا تو وہاں کے علماء نے کہا کہ اس میں سے شیطان کی آواز آتی ہے اور اس کا استعمال کفر ہے لیکن [illegible] جاتے ہیں۔

کلیسائے یورپ نے کئی علماء سائنس اور علماء فلسفہ کے خون سے ہاتھ رنگے۔ اب علم کے دربار میں ان تمام زیادتیوں اور مظالم کے خلاف احتجاج کئے جا رہے ہیں اور جہالت کے دبیز پردے چاک ہو رہے ہیں۔ سرسید علیہ الرحمۃ نے جب اس ملک میں مسلمانوں کے اندر رسالہ تہذیب الاخلاق کے ذریعے آزاد خیالی کی تحریک چلائی اور اباطیل اور اوہام کے خلاف جہاد شروع کیا تو اُن پر کفر کے فتوے صادر کئے گئے لیکن آہستہ آہستہ جوں جوں علم کی روشنی سے سینے منور ہوتے چلے گئے تو مسلمانوں کے تمام طبقوں کے علماء کے ذریعے بھی سرسید کی تائید ہونے لگی۔ انہوں نے جب یہ لکھ دیا کہ مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں تو قوم ان کو جان سے مار ڈالنے پر تیار ہو گئی۔ مگر وہ اس سے بھی زیادہ آزادی کی راہ پر تیز قدم ہو کر چلنے لگے اور کہنے لگے کہ مسیحؑ بن باپ بھی پیدا نہیں ہوا اور ان کا والد یوسف نجار تھا تو قوم غصے اور غضب سے بھڑک اُٹھی۔ مگر کچھ وقت گذرنے کے بعد علماء کے حلقوں سے بھی یہی آواز آنے لگی۔ علامہ مشرقی نے اپنی کتابوں میں دھڑلے سے لکھ دیا کہ مسیحؑ فوت ہو گیا ہے۔ پھر جامعہ ازہر سے بھی یہی آواز آنے لگی۔ ایک پوری جماعت یعنی جماعت احمدیہ نے تو اس موضوع پر اتنا گراں بہا لٹریچر پیدا کیا کہ خود یورپ کے عیسائی حلقوں میں بھی مسیحؑ کی وفات کے عقیدے کا اعلان ہونے لگا ہے۔ مسیحؑ کے بن باپ ہونے سے بھی علمی حلقوں نے انکار کر دیا ہے۔ جہلم کے ایک شیخ قمر دین تھے وہ بڑے صائب الرائے اور آزاد خیال بزرگ تھے۔ وہ کوئی بہت بڑے عالم تو نہ تھے لیکن وہ ایسے سلیم الفطرت اور بالغ الذہن تھے کہ عوام اور خواص کے عقائد کے خلاف علی الاعلان تلقین کیا کرتے تھے کہ مسیحؑ کو بن باپ کہنا ان کی عزت افزائی نہیں بلکہ توہین ہے۔ مجھے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں اس وقت چھٹی جماعت میں جہلم کے گورنمنٹ سکول میں پڑھتا تھا [illegible] ہو رہا ہے۔ اس واقعہ کو گذرے ہوئے ۶۵ سال ہو گئے ہیں مگر اس مناظرہ میں شیخ قمر دین کے کہے ہوئے چند فقرے مجھے اب تک یاد ہیں۔ بحث کا موضوع یہ تھا کہ آیا مسیحؑ کا باپ ہے یا نہیں۔ جب پادری صاحب بہت لمبی تقریر کر چکے اور انہوں نے دیکھا کہ اس کی تقریر کا مجمع پر بڑا اثر ہے تو انہوں نے شیخ صاحب کو اس کا جواب دینے کو کہا۔ مجھے پادری کی تقریر یاد ہے نہ شیخ صاحب کے جواب کی تفصیل، پر مجھے یاد ہے کہ شیخ قمر دین مرحوم نے اپنی تقریر کے آخر میں اپنی زبان سے یہ الفاظ بلند آواز سے کہے تھے کہ "پادری صاحب میرا ایمان ہے کہ آپ جیسا گھٹیا آدمی بھی اتنا ذلیل نہیں ہو سکتا کہ اسے کہا جائے کہ تمہارا کوئی باپ ہی نہیں میرا ایمان ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بہت شریف خاتون تھیں اور آپ کا باپ بھی ایک شریف آدمی تھا اور آپ اسی کے صحیح فرزند ہیں۔ مسیحؑ ایسے نبی کے متعلق کہنا کہ ان کا باپ ہی نہیں تھا صرف ان کی نہیں انسانیت کی توہین ہے۔"

اس پر مجمع میں بڑے قہقہے بلند ہوئے اور بحث ختم ہو گئی۔ احمدیہ جماعت میں ایک اور مشہور مبلغ حکیم مرہم عیسیٰ ہوا کرتے تھے وہ علی الاعلان لوگوں میں مسیحؑ کی ولادت کا چرچا کیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ نے بھی مسیحؑ کی ولادت کے عقیدہ کی مفصل توضیحات رقم کی ہیں، سرسید نے تو مجمل طور پر لکھا تھا کہ قرآن کے مطالعہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مسیحؑ کا باپ ہے، مگر مولانا محمد علی صاحبؒ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ نے تو اس موضوع پر سورج چڑھا دیئے اسی طرح غلام محمد صاحب پرویز نے بھی اس عقیدہ کی بڑی توجیہہ کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مسیحؑ کا باپ تھا۔

اصل میں سورۃ التکویر ہی کی آیت ۲۴ میں یہ لکھا ہے کہ نبی کریم اخبار غیب کے اظہار پر بخل سے کام نہیں لیتے تھے مطلب یہ ہے کہ اس سورۃ میں آنے والے زمانے کے متعلق [illegible]

نشر و اشاعت وسیع پیمانے پر ہو گی اب دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس زمانے میں تمام دنیا سے ماہوار، ہفتہ وار اخبارات اور سالنامے اور ہر قسم کے کتابچے اور صحیفے اس کثرت سے شائع ہو رہے ہیں کہ ان کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ اب تو ترقی یافتہ ملکوں میں یہ حالت ہے کہ شیر خوار بچوں کو چھوڑ کر وہاں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جسے اخبار کا انتظار نہ ہو۔ بعض اخبار کروڑوں کی تعداد میں شائع ہو رہے ہیں اس زمانہ کے متعلق قرآن کریم کی یہ واحد پیشگوئی ہی اسے خدا کا کلام ثابت کرنے کا ایک قطعی ثبوت ہے۔

سورۃ التکویر کی اگلی آیت یہ ہے کہ "جب آسمان کی کھال اُتاری جائے گی" یہی وہ زمانہ ہے جس میں روس اور امریکہ اپنی دولت کا کثیر حصہ آسمان کی کھال اتارنے میں خرچ کر رہے ہیں یعنی وہ کرّہ ہائے فضائی تک رسائی حاصل کر کے وہاں کے کوائف، حالات اور خصوصیات معلوم کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور وہاں کے مظاہر قدرت کی باقاعدہ تصویریں زمین تک پہنچا رہے ہیں بلکہ ...... مٹی اور پتھر چاند کی سطح سے کھُرچ کر زمین پر لے آئے۔

اس کے بعد کہا گیا ہے "اور جب دوزخ بھڑکائی جائے گی"۔ جن لوگوں نے عالمی جنگ اوّل و دوم دیکھی ہیں اور جرمنی کی بھڑکائی ہوئی آگ میں ملکوں کے ملک جھلستے ہوئے دیکھے ہیں وہ اس پیشگوئی کو خوب سمجھتے ہیں آسمان سے ہوائی جہازوں کے ذریعہ بڑے بڑے بم پھینکے جاتے ہیں جس سے دوزخ بھڑک اُٹھتی ہے، ہیروشیما اور ناگاساکی کو جس طرح جہنم میں جھونکا گیا اس کی تلخیاں انسانوں کو قیامت تک نہیں بھولیں گی۔ گذشتہ کئی سالوں تک چین کی آبادی دوزخ کا شکار رہی ہے پہلے جاپان چین پر دوزخ بھڑکاتا رہا اور بعد میں وہ خود دوزخ کا شکار ہو گیا۔ ابھی تک ویٹ نام دوزخ میں جل رہا ہے اور کئی سالوں سے اس ملک کی بے بس آبادی دوزخ کا ایندھن بنی ہوئی ہے یہ دوزخ ابھی چند دن ہوئے برصغیر ہند و پاک میں بھی بھڑکایا گیا ہے اور نہ جانے کب تک اس کی لپٹیں انسانوں کو جھلستی رہیں گی، یہ پیشگوئیاں

اس کے بعد قرآن مجید کے یہ الفاظ ہیں "اور جب بہشت قریب لائی جائے گی" یہی وہ زمانہ ہے جب انسانوں کو نیکی رفاہ عامہ اور بہبود انام کے ...... بیشمار کام سرانجام دینے کے بڑے مواقع حاصل ہیں اور ان نیک کاموں کو سرانجام دے کر انسان کے قلب میں سرور اور طمانیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ بہشت ہے جسے ہر انسان اس زمانے میں بڑی آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ گذشتہ زمانوں میں انسان مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو کر انہیں لاعلاج سمجھتا رہا اور کراہ کراہ کر موت کے گھونٹ پیتا رہا۔ لیکن اب جا بجا ہسپتال کھل گئے ہیں اور ان میں نیک دل ڈاکٹر اور ہمدرد نرسیں انسانوں کی جانیں بچانے کے لئے دن رات کام کر رہی ہیں، اسی طرح محکمہ صحت میں بے شمار لوگ بیماریوں کے خلاف دفاعی محاذ پر کام کر رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ لوگ بیماریوں میں مبتلا ہی نہ ہوں۔ اسی طرح اگر کسی ملک میں قحط پڑ جائے تو قحط سے بچے ہوئے ممالک قلیل ترین مدت میں قحط زدہ علاقوں میں خوراک کے ذخیرے پہنچا دیتے ہیں اور انسانوں کو موت کا لقمہ بننے سے بچا لیتے ہیں۔ اس قسم کے تمام انتظامات بہشت ہی کی نسیم سحری کے جھونکے ہیں اور خدا ترس اور خدا خوف انسان کو خدمت خلق کے بے شمار مواقع مہیا کر دیتے ہیں۔

قرآن کریم کی یہ پیشگوئیاں اس کی صداقت کا زبردست ثبوت ہیں، اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر اس مضمون میں اس صورت کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس کی دو آیات ۱۷ و ۱۸ خود اپنی تفسیر آپ ہیں۔ مزید توضیح کی حاجت نہیں اور ہم یہاں صرف اس کا ترجمہ کر دیتے ہیں اور قارئین خود معلوم کر سکتے ہیں کہ رات

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

(بسلسلہ صکٹ)
پر آمادہ کرتے ہیں، ان تعصبات کی آڑ میں اپنی اغراض پوری کرتے ہیں بالخصوص دین کی حفاظت کا مدعی طبقہ، ان تمام بلند مقاصد کی تکمیل کی راہ میں سنگِ گراں ہے۔ جو قومی اتحاد اور یک جہتی سے وابستہ ہیں۔ اور یہ گروہ تکفیر المسلمین کے ذریعہ اپنے مخالفین کو دباتا ہے تو دوسری طرف اس اخوت وحدت اور اتحاد سے قوم کو محروم رکھتا ہے، جو قومی ترقی کی خشتِ اوّل ہے۔ چنانچہ گذشتہ ۲۵ سال میں کلمہ گوؤں کی تکفیر کا حربہ جس بے دردی سے استعمال کیا گیا ہے اس کی داستان انتہائی خونچکاں ہے۔ اس کے بے تحاشا استعمال سے بھائیوں کو بھائیوں کا دشمن بنا دیا گیا ہے۔ اور اس بیماری کا بدترین ثمر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک بھی فردِ امت باقی نہیں بچا جسے دین کے ان غمخواروں نے کافر و منافق قرار دے کر ملت کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کئے۔ اور وہ تیغ و تفنگ، جس کا ہدف حکم خداوندی کے ماتحت کفار تھے، خدا و رسول کے نام پر اپنوں کے سینوں میں پیوست کئے گئے، اور اگر ایک طرف سیاسی قائدین مخالف جرائد پر پابندی لگا کر بزعم خود لوگوں کو انتشار سے بچاتے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف انہوں نے بکھیڑوں کے اس چھتے کو چھیڑنے سے پہلوتہی کی، اور ملتِ اسلامیہ کی اس تبدیلی کا انسداد نہ کیا، چنانچہ ہر مسجد کا مولوی اگر دوسری مسجد کے مولوی اور معتقدین کے خلاف صف آراء ہے تو ہر ملا حکومت کے قوانین کی موجودگی میں اپنے مخالفانہ فتوے الگ شائع کرتا رہتا ہے اور اس مزمن و مہلک مرض کا واحد حل یہ ہے کہ کسی ملا کے پاس تکفیر کا حربہ نہ رہنے دیا جائے۔ بڑے بڑے گدی نشینوں جبہ و عمامہ پوشوں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو تکفیر سے خوف زدہ کر کے لوٹنے والے دینی رہنماؤں کے اس جرم کو قابلِ تعزیر قرار دیا جائے، اور ریاست در ریاست کے اس طلسم کو توڑا جائے۔

اتحاد کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ سرمائے کی غیر منصفانہ اور غرور افزا تقسیم ہے جس کی وجہ سے ایک انسان دوسرے پر برتری جتاتا ہے ظلم و ستم ڈھاتا ہے۔ اور سرمائے کی رشوت سے قانون کے احتساب سے بچا رہتا ہے، نادار اور مفلس پر عدل و انصاف کے دروازے بند رہتے ہیں، وہ اپنے ہی وطن اور قوم میں نان شبینہ کا محتاج رہتا ہے۔ اس کی زندگی دنیوی آسائشوں سے محروم رہتی ہے، اس کی اولاد کی صلاحیتیں غربت کی سِل کے نیچے دبی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ خود اور ملت اس کی صلاحیتوں سے محروم رہتی ہے اور اکثریت کو نہ صرف اطمینان کا سانس نصیب نہیں ہوتا، بلکہ اس کے دل میں اپنے ہی بھائیوں اور وطن کے خلاف نفرت و انتقام کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ اور اس طرح ملک کو طبقاتی کشمکش کا گھن لگ جاتا ہے اور وہ دشمنوں کی ساز باز کا بھی آلہ کار بن جاتا ہے۔ اور کوئی بھی قوم بالخصوص غیر ترقی یافتہ قلیل التعداد قوم اس غفلت کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ اس کا کوئی ایک فرد بھی بیرونی دشواریوں اور رکاوٹوں کی وجہ سے کامل نشو و نما پانے سے محروم رہے۔

عام حالات میں پیداوار اور دولت کا حصول بقاء و حفظ ذات کے لئے ہوتا ہے لیکن دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی اور ہوس اقتدار نے حصولِ زر کو انفرادی مسئلہ نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اس دور میں کوئی قوم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی جب تک کہ وہ اپنی تمام مادی، ذہنی اور علمی صلاحیتوں کو یکجا کر کے انہیں اس طرح کام میں نہ لائے کہ اس سے تمام افرادِ قوم کو یکساں ترقی کے مواقع ملیں اور ساتھ ہی بیرونی فتنوں کے انسداد کے لئے اس کے پاس زیادہ سے زیادہ قوت ہو، تاکہ اس کی آزادی، عزت اور ترقی کو آنچ نہ آنے پائے۔ اور اس امر کے لئے ضروری ہے کہ وقت کی حکومت تمام قوم کو اعتماد میں لے، اہلِ دانش و بینش کی فکر و نظر سے استفادہ کرے اور زندگی کے ہر شعبہ میں داخلی امن و ترقی اور بیرونی دفاع کا انصرام کرے۔

البتہ ہمارا ملک ترقی کے ابتدائی مراحل میں سے گذر رہا ہے اور اس ملک کے صنعت کاروں نے (غالبًا ملک کے غیر یقینی سیاسی حالات کے پیشِ نظر) جہاں بہت سی غلطیاں کی ہیں، وہاں ملک کو صنعتی ترقی کی شاہ راہ پر بھی ڈالا ہے، سرمایہ فراہم کیا ہے۔ صنعتیں قائم کی ہیں۔ بیرونی ممالک میں منڈیاں تلاش کر کے تجارتی تعلقات کا دائرہ وسیع کیا ہے۔ ملک کا زرِ مبادلہ بچایا ہی نہیں اس میں اضافہ کیا ہے، اور لاکھوں محنت کشوں کے لئے کام مہیا کر کے نہ صرف ملک کا معیار بلند کیا ہے بلکہ ملک میں حسن کارکردگی میں اضافہ کر کے اس کی شہرت و نیکنامی میں بھی اضافہ کیا ہے اور ان کی زندگی کا یہ ایسا پہلو نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے اور کسی عجلت بازی میں قوم کو ان کی صلاحیتوں سے محروم کر دیا جائے۔ ان میں سے اگر کسی نے اپنے ذاتی مستقبل کو محفوظ کرنے کے لئے بیرونی ممالک میں سرمایہ جمع کر رکھا ہے۔ تو گو ہر بشر طبعًا اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن یہ اقدام حب الوطنی کے منافی ضرور ہے۔ اور ہر محب وطن ترقی پسند حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملکی سرمائے کو ملک میں لانے کا اقدام کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سرمایہ داروں کو اعتماد میں لے۔ ان کا ہاتھ بٹائے اور ان کی صلاحیتوں کو ضائع نہ ہونے دے کیونکہ انسان کی صلاحیتیں زیادہ تر اسی وقت بروئے کار آتی ہیں۔ جب کہ اس کی انا کی کسی نہ کسی طرح تسکین ہو، وہ اپنی اہمیت کو محسوس کرے، اسے اپنے حسن کار پر بجا فخر کا موقعہ ملے۔ البتہ کارخانہ دار اور اجیر کے درمیان، ملکی حالات کے پیشِ نظر تقسیم نفع پر بہتر شرائط طے کی جا سکتی ہیں اسی طرح کارخانہ کی آمدنی میں سے حکومت زیادہ منافع حاصل کر سکتی ہے تو اس صورت میں کوئی امر مانع نہیں ہٹلر نے اپنے عہدِ آمریت میں اس طریق کو کامیابی سے آزمایا۔ اور روس کلی طور پر قومیانے کی صورت میں ناکام رہا۔ خاص کر جبکہ دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک قومیانے کی صورت میں تعاون سے ہاتھ کھینچ لیں گے۔ باقی رہا ملکیت پر کسی قدر فخر اور تسکین تو اگر ایک صدر، ایک وزیر ایک افسر اپنے عارضی منصب پر فخر کر سکتا ہے تو پھر ایک کارخانہ دار کو اس سے محروم کر کے قوم کے معاشی ڈھانچے کو کیوں بلاوجہ آزمائش میں ڈالا جائے۔

بیروزگاری

غیر منصفانہ تقسیم زر کے علاوہ ملک میں روز افزوں بے روزگاری نے بھی عوام الناس بالخصوص تعلیم یافتہ نوجوانوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ سے نہ صرف ملک میں لاکھوں تعلیم یافتہ نوجوان مجلسی زندگی کے لئے ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں بلکہ اس پسماندہ ملک کے ہزاروں اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر، انجنیئر اور ہنرور محض نان شبینہ کے لئے دوسرے ملکوں کی آنکھ کا تارا بنے ہوئے ہیں اور ان کی عدم موجودگی سے نہ صرف ملک کی صنعت اور صحت مفلس ہے۔ بلکہ معاشرے میں تعلیم یافتہ طبقے کے اضافے سے جو تہذیب و ثقافت پھلتی پھولتی ہے۔ ملک اس سے محروم ہے اور اس کی ایک وجہ سے حکام بالا کی خود غرضی ہے۔ دوسرے صنعتکاروں اور کاروباری اداروں کی خود غرضی اور ہوس زر ہے۔ جو پڑھے لکھے ملازموں کو بہتر معاوضہ دینے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اہلِ علم کی موجودگی میں ان کو زیادہ شیخی اور رعب جمانے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس لئے وہ تعلیم یافتہ طبقے میں بے روزگاری بڑھانے کا موجب ہیں۔ اور یہ امر نہایت شرمناک اور حب الوطنی کے جذبات کو کچلنے والا ہے کہ انسان ملک میں نااہل اور جاہل طبقے کی حوصلہ افزائی کرے اور ملک کی قسمت میں بہتر انقلاب لانے سے گریزاں رہے۔ اس لئے حکومت کا اولین فرض ہے کہ وہ ملک سے بیروزگاری دور کرے، کاروبار کے لئے نئے نئے وسائل بروئے کار لائے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کے لئے موثر اور فوری اقدامات کرے۔" باقی۔ باقی

(بسلسلہ صفحہ ۸)
کی تاریکی اور صبح کے طلوع سے کیا مراد ہے یقینًا تاریکی سے مراد جہالت ہے اور صبح کا طلوع علم کا ظہور ہے۔ "اور رات کی وہ جانے لگے اور صبح کی جب وہ طلوع کرے"۔ یہ آیات کا ترجمہ ہے قرآن کے عربی الفاظ یہ ہیں:—

واللیل اذا عسعس
والصبح اذا تنفس (باقی باقی)

درخواست دُعا

ہماری جماعت کے ... چوہدری محمد عبداللہ صاحب آف فتح گڑھ چند دن ہوئے مین بازار میں چلتے چلتے گر گئے اور ٹانگ میں سخت چوٹ آ گئی ہے۔ جماعت کے دوستوں سے استدعا کرتے ہیں کہ ان کے لئے دردِ دل سے صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ اور میرے بھائی میرزا غلام احمد صاحب کو پہلے سے آرام ہے اور جماعت کے دوستوں سے دوبارہ دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔"

خیرخواہ میرزا فضل احمد حاجی پورہ سیالکوٹ

www.aaiil.org

عظیم تر ڈیم تربیلا

آپ بھی اپنی عمارتوں کو پاک سیمنٹ فاروقیہ
سے تعمیر کرکے مضبوط اور پائیدار بنائیں

پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ۔ فاروقیہ
ہیڈ آفس، آدم جی روڈ۔ راولپنڈی

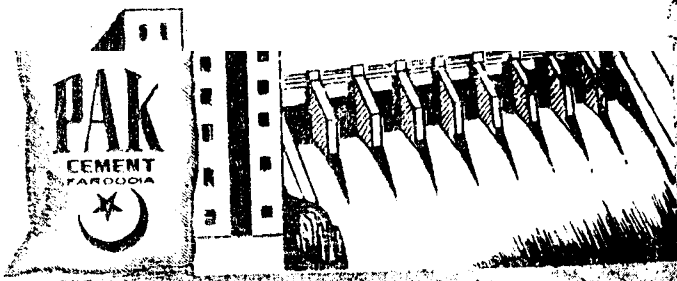

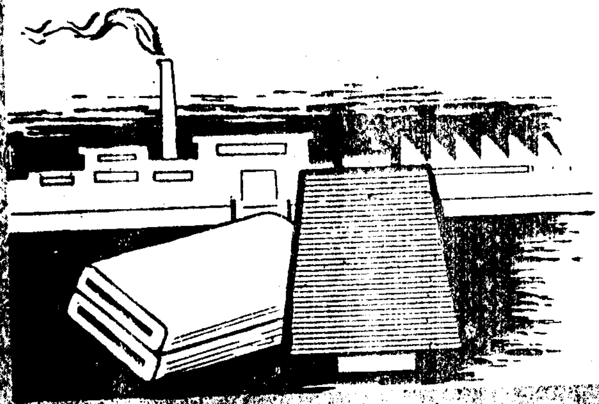

CSTM

کالونی سرحد کے پارچات

• نفاست میں بے نظیر
• استعمال میں دیرپا

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
اسماعیل کوٹ • نوشہرہ

ABL

آسٹریلیشیا بنک

ہمارا نصب العین
بنک کاری میں مخلصانہ خدمت اور اعلےٰ کارگزاری

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ
قائم شدہ ۱۹۴۲ء

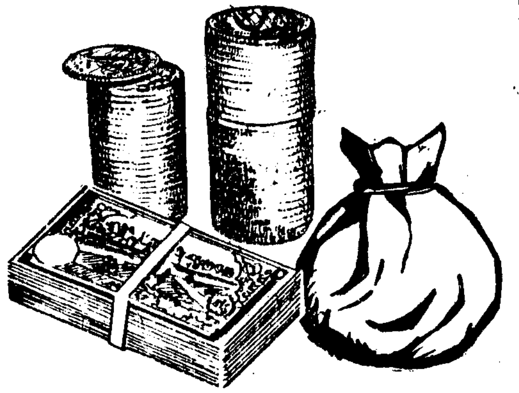

شادی خانہ آبادی

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نے ۔/25 روپے اور محمد حسن خان صاحب نے ۔/50 روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام دیا۔ اس موقعہ پر سمندر خان صاحب نے پُرتکلف عصرانہ دیا اور احباب کو عشائیہ بھی دیا۔ اور محمد حسن خان صاحب نے ۱۲ جنوری کو دعوتِ ولیمہ دی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث خیر و برکت بنائے (آمین) خاکسار محمد بیداد احمدی جائنٹ سیکرٹری جماعت کراچی

پیغام صلح دس صفحات پر

قارئین کرام کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ اخباری کاغذ (نیوز پرنٹ) کی کمی کی وجہ سے مجبوراً پیغام صلح کی ضخامت کم کرنی پڑی ہے اور آج سے اخبار صرف دس صفحات پر شائع ہوا کریگا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ شمارہ نمبر ۲

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
آمد خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برار ۔ گمرہاں را چشم کن روشن زآیات مبین

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ
چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری
ہو سکتا
ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مؤرخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۷۲ء | نمبر ۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

دُعا پورے عزم کیساتھ مانگی جائے

عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اذا دعا احدکم فلیعزم المسئلۃ ولا یقولنّ اللّٰھم ان شئت فاعطنی فانہ مستکرہ لہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عزم کے ساتھ مانگے اور یوں نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو دے کیونکہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ انّ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یقولنّ احدکم اللّٰھم اغفرلی اللّٰھم ارحمنی ان شئت لیعزم المسئلۃ فانّہ لامکرہ لہ۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے اے اللہ مجھ کو معاف کر دے اے اللہ مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے عزم کے ساتھ مانگے کیونکہ اللہ پر جبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ فضل الباری کتاب الدعوات

پیغام صلح خود مطالعہ کرنیکے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

آخری زمانہ کے دو بڑے فتنے

ایک اندرونی دوسرا بیرونی

دونوں فتنوں کی بناء الدجال اور یاجوج ماجوج پر

دونوں فتنوں کی اصلاح کرنے الامہدی اور ابن مریم کہلایا

ارشاد حضرت امام زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے ایک اندرونی اور دوسرا بیرونی۔ اندرونی فتنہ یہ ہوگا۔ کہ سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دجل کے نیچے آجائیں گے۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب نوشی اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالےٰ کی نواہی کی پروا نہ کریں گے۔ صوم اور صلوٰۃ کو ترک کر دیں گے۔ اور امر الٰہی کی بے حرمتی کی جاوے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔ بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی منوانے کے لئے اور اس کی صلیبی موت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی اُمت میں سے مبعوث کیا جاوے گا، جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔ اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا۔ اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف واٰخرین منھم میں بھی اشارہ ہے۔

جبکہ یہ دونوں فتنے ہوں گے۔ ان فتنوں کی بنیاد دو خلیث چیزوں پر ہوگی۔ ایک فرقہ ہوگا جو الدجال کہلائے گا اور ایک الیاجوج۔ الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبہ ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ ۔ ۔ ۔

جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے۔ یحرّفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہی ہے۔ جو یا عیسیٰ انی متوفیک کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانے کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا۔ گویا دجالیت کا ایک دریا بہہ

(باقی برصـ۶ کالم ۳)

www.aaiil.org

بصائر

(شاہین ایم اے)

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

"اور ضرور میں تم کو آزماؤں گا کچھ خوف کی حالت میں اور بھوک کی حالت ... کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے کہ انہوں نے ایمان کا دعوےٰ کر دیا ہے اور ان پر کوئی ابتلاء نہ آئے گا۔ ہم نے تو پہلے لوگوں کو بھی بہت بڑے بڑے ابتلاؤں میں ڈالا تھا اس طرح اللہ تعالےٰ صادقوں اور کاذبوں میں امتیاز فرماتا رہتا ہے۔"

قومیں ابتلاؤں کی آگ میں پڑ کر ہی کندن بنتی چلی آئی ہیں۔ اور جو قوم اس قسم کے خدائی امتحانوں میں کامیاب ہو جاتی ہے اس کو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی، اور بڑے بڑے فرعون، شدّاد، نمرود اس کے آگے خس و خاشاک کی طرح اُڑا دیئے جاتے ہیں مگر اس منزل کو پانے کے لئے ایک مرتبہ کٹھالی سے ضرور گذرنا پڑتا ہے۔

حضرت امام الزمان علیہ السلام نے اس قسم کے ابتلاؤں کے آنے کی وجہ اور پھر اس کا مداوا اور دارو بھی بیان فرما دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں ؎

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی راہ گُم ہو گئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے

ان حالات میں جن سے اس وقت پاکستانی قوم دوچار ہے دہلیز خداوندی پر سر رکھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے حضرت امامؑ نے فرمایا ؎

ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

طفلِ تسلیاں

یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایک بڑی لمبی مدت کے بعد مسلمان کی گردن مشرک کے سامنے جھکی ہے۔ اس کی بہت سی اور وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ اور پاکستان کی ایک اسلامی جماعت کا یہ مطالبہ بہت وزنی ہے کہ صرف حکمرانوں کے اس شکست اور ہزیمت کا باعث ہوئے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک خاص گروہ جو اپنے آپ کو ترجمانِ اسلام سمجھتا ہے اس نے لوگوں کے سامنے اسلامی احکامات کو اس غلط رنگ میں پیش کیا کہ دشمن کے مقابلہ میں قوم کے مکمل طور پر تیار نہ ہونے میں یہ تشریحات بہت ممد ثابت ہوئیں۔ مثلاً بجائے اس کے کہ حکم خداوندی کے موجب دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے وہی ہتھیار یا اس سے بڑھ کر اسلحہ اور تربیت پر زور دیا جاتا قوم کو یہ باور کروایا گیا کہ تیاری اور اسلحہ اور مستعدی کی کیا ضرورت ہے خدا کا وعدہ ہے "نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب" اور اس آیت قرآنی کو تمام ملک کے در و دیوار پر ایک پروگرام کے ماتحت چسپاں کر دیا گیا۔ .. اور کسی کو یہ گمان ... بھی نہ گذرا کہ اس حربہ کے پیچھے کیا سازش کارفرما ہے اور ساتھ ہی روزانہ قوم کے کانوں میں یہ رس گھولا گیا کہ ؎

اللہ کے وعدے پہ مجاہد کو یقیں ہے
یہ فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہے

قوم کو یہ ترانہ دیکر تمام جرنیل اور فوجی گورنر ایرکنڈیشنڈ محلوں میں نشہ میں بدمست ہو کر استراحت فرماتے رہے اور جب قوم ہزیمت سے دوچار ہوئی تو ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے ان جرنیلوں کے ایجنٹوں نے جو ہر موقعہ اور محل کے مطابق آیت قرآنی اور حدیث پیش کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں فوراً تمام در و دیوار اس مصرعہ سے روشن کر دیئے ؎

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ کربلا کے بعد اسلام کو زندہ ہونے کا موقعہ ہی کس نے دیا وہ تو خدائی وعدہ کے مطابق مجددین اور مصلحین اسلام کو ہر دور میں زندہ رکھتے چلے آئے ورنہ یزیدیت اور ملوکیت کی دیمک تو کبھی کی اسلام کو چاٹ چکی تھی۔

وہ پیشگوئیاں جو پوری نہ ہو سکیں

ایسے رہنمایان کی جماعتوں کا دارو مدار ہی پیشگوئیوں پر ہے اور وہ پیشگوئیاں سننے کی عادی ہو چکی ہوں وہ گاہے ماہے مریدوں کو بہلایا جاتا ہے ... راقم الحروف کو بھی ایسے رہنماؤں سے واسطہ رہا ہے ایک وقت تھا کہ اس جماعت کے سربراہ ہر سال یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ ہم آئندہ سال اپنے چھنے ہوئے مرکز میں فاتحانہ طور پر داخل ہو جاوینگے اور کہ خدا نے مجھے الہاماً یہ امر بتلایا ہے اور آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے مگر ہر سال آتا اور گذر جاتا لیکن اور مریدوں کے ذہنوں پر گرد ڈالتا ہوا چپکے سے نئے سال کا سورج طلوع ہو جاتا۔ ایک وقت تھا کہ قوم کی شدید خواہش تھی کہ کشمیر فتح ہو اس موقعہ پر بھی ان حضرات نے یہ پیشگوئی کی کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بتلایا ہے کہ کشمیر سہروردی کے دور میں فتح ہو جائے گا۔ مگر نہ رہا بانس اور نہ بجی بانسری۔

اس جنگ کے موقعہ پر بھی جس سے ہم حال ہی میں دوچار ہوئے ہیں اس جماعت کے موجودہ سربراہ نے یہ دلاسا دیا کہ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ مشرقی پاکستان کی ایک انچ زمین بھی دشمن کے قبضہ میں نہیں جائیگی اور اس پیشگوئی کو ریڈیو پاکستان کی خبروں کی روشنی میں تمام جماعت میں پھیلا دیا گیا اور جماعت فتح کے نقاروں کے خیال میں رہی مگر جب حالات برعکس ہو گئے تو جماعت کو تسلی دے دی گئی کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں کبھی کبھی یوں بھی ہو جایا کرتا ہے ہم تو اس جماعت کے سنجیدہ احباب سے یہی عرض کریں گے ؎

تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سجود
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

اُدعو مجیب الدعوات سے رجوع کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جب بھی کوئی مرحلہ درپیش ہوتا اور مہم آتی تو آپؐ اللہ تعالےٰ کے حضور جھکتے اور اس سے مدد اور نصرت کے طالب ہوتے۔ جہاں آپؐ دشمن کے مقابلہ میں کیل کانٹے سے لیس ہو کر جاتے اور خدائی وعدوں کے باوجود اسلحہ، گھوڑے، زرہ بکتر اور تلوار و تیر و تفنگ استعمال کرتے وہاں آستانہ خداوندی پر اپنی جبین نیاز جھکاتے۔ جنگِ بدر کو دیکھ لو۔ دشمنانِ اسلام کے مقتل تک کی نشاندہی از خود فرمائی اور ... دیا اور نہایت درد و الحاح سے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے بارالٰہی اگر آج یہ چھوٹی سی جماعت دشمن کا شکار ہو گئی تو پھر اس سرزمین میں تیری عبادت کون کریگا۔

اُسوۂ نبویؐ کی روشنی میں اس وقت ہماری قوم کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے گذشتہ فرو گذاشتوں کی معافی مانگے اور خدا تعالےٰ کے حضور آئندہ کے لئے کمیوں اور کمزوریوں کی تلافی کرنے کی توفیق پانے کے لئے دعائیں کرے۔ کہ وہی مجیب الدعوات ہے۔ حضرت امامؑ نے فرمایا ہے ؎

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرت توّاب ہے

دعا سے کٹھن سے کٹھن مراحل آسان ہو جاتے ہیں اور وہی لہریں جو کشتی کی غرقابی کی وجہ بنتی ہیں ساحل کا رُخ اختیار کر لیتی ہیں۔ ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

قرار دادِ تعزیت

آج مورخہ ۸/۱/۷۲ کو صبح آٹھ بجے اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری عبدالحمید صاحب منعقد ہوا اور بالاتفاق لائے حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی

(۱) یہ اجلاس جناب چوہدری فضل حق صاحب کی المناک وفات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے برادر جناب چوہدری عبدالحق صاحب اور صاحبزادگان چوہدری انعام الحق چوہدری اکرام الحق چوہدری ظہیر الحق صاحب وغیرہم کے غم والم میں برابر کی شرکت رکھتا ہے

(۲) ہم ممبران شریک اجلاس بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(۳) اجلاس ہذا میں جناب چوہدری فضل حق صاحب

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۷۲ء

پاکستان کی تعمیرِ نو

سابقہ اشاعت میں ہم نے موجودہ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ان حالات میں بالخصوص اس بات کی ضرورت ہے کہ پاکستانی عوام اور آسودہ حال لوگ اپنی زندگیوں کا رُخ بدل کر حسن اعمال کی طرف رجوع کریں، ذلیل اور ناپاک زندگی کو چھوڑ کر بلندیٔ اخلاق اپنے اندر پیدا کریں تاکہ اللہ تعالےٰ ہم پر رجوع برحمت فرمائے۔

یہ بلندیٔ اخلاق کس طرح پیدا ہو، اس کا رستہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مقدس کتاب میں یہ بتایا ہے کہ انّ الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے، وہ نسخہ جو گذشتہ چودہ صدیوں میں بارہا آزمایا جا چکا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی زندگیوں کو دیکھ لو وہ لوگ اسلام سے پہلے ہر قسم کی برائیوں اور فواحش میں مبتلا تھے، جن کی زندگیاں بدترین اعمال کا مرقع تھیں اور جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنی بد اعمالیوں پر فخر کرتے تھے، نہ صرف یہی بلکہ قبائل کی صورت میں فرقہ در فرقہ ہو کر ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے اور مار دھاڑ کرتے رہتے تھے، جس کی شہادت اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں دی ہے وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے، اور اس گمراہی کی تشریح فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃٍ من النّار فانقذکم منھا۔ تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ اُلفت پیدا کر دی، پھر تم اللہ تعالےٰ کے فضل اور نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے تھے، اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس سے بچایا۔

پاکستانی قوم کی بھی آج قریباً یہی حالت ہے، بڑے بڑے آدمیوں اور آسودہ حال لوگوں کی زندگیاں ہر قسم کے فواحش سے بھرپور ہیں، الّا ماشاء اللہ۔ یہاں تک کہ ہمارے سابق حکمران اور بڑے بڑے فوجی افسر بھی دن رات فواحش میں مبتلا رہے اور اس طرح ملک کی بربادی کے موجب ہو گئے۔ چھوٹے طبقہ میں باہمی تنازعات، قتل و غارت، لوٹ مار، سمگلنگ وغیرہ جرائم بکثرت پائے جاتے ہیں، اور علماء کے اندر ایک دوسرے کی تکفیر کا سلسلہ مختلف فرقوں میں تنافر و تباغض پیدا کرنے کا موجب ہے وہی ضلال مبین کی حالت جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اہلِ عرب کی تھی، آج پاکستانی قوم میں پائی جاتی ہے۔ وہ لوگ تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری تھے اور آج ہم ایک خدا پر ایمان رکھتے ہوئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں پیروں اور نام نہاد پیشواؤں کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اور حالتِ جنگ میں بھی خدا سے مدد ... مانگنے کے بجائے یا علی مدد کے نعرے لگاتے ہیں۔

ان حالات کو بدلنے والی اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ وہی ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت عربوں کی حالت کو بدلنے کا موجب ہوئی، یعنے نماز، وہ نماز جو دِلی سوز اور حضورِ قلب کے ساتھ ادا کی جائے، اگر پاکستانی قوم کے بڑے اور چھوٹے اس طرف متوجہ ہو جائیں، اور پنجوقتہ نماز کو اپنا شعار بنالیں جس کے اندر ایاک نعبد و ایاک نستعین (اے خدا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا جذبہ کارفرما ہو تو اس قوم کی حالت بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔ ہم نے اس زمانہ میں ایک پاک مرد کو دیکھا جو اصلاحِ خلق کے لئے مامور من اللہ ہو کر آیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کے دعوے کو لبیک کہا اور اس کی صحبت گزینی اختیار کی، ان کی زندگیاں بے راہ روی سے بدل کر ایسی پاکیزہ ہو گئیں کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا نقشہ نظر آتا ہے ان کی نمازوں کو دیکھنے والے نہ جانتے ہوئے کہ وہ کون ہیں یہ کہہ اُٹھتے تھے کہ یہ کوئی مرزائی معلوم ہوتا ہے جو اس خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، میرزا صاحبؑ پر اعتراض کرنے والے اگر صرف اسی بات پر غور کرتے کہ ان کی صحبت گزینی نے بڑے بڑے فاسقوں اور فاجروں کو خدا رسیدہ بنا دیا، تو ان کے مامور من اللہ ہونے پر یہی ایک کافی شہادت تھی، کاش اب بھی اس طرف توجہ کی جائے اور اس پاک انسان کو بُرا بھلا کہنے کے بجائے اس کے ساتھ وابستگی اختیار کی جائے تو ہماری بہت سی بیماریاں چند دنوں میں دُور ہو سکتی ہیں، اور نہیں تو کم از کم نماز ہی کو اپنا وظیفہ بنا لیا جائے اور کم از کم سرکاری حلقوں میں بڑے اور چھوٹے افسر اور ماتحت کارکنوں کو نماز کی طرف راغب کیا جائے، جس کو دیکھ کر بمصداق النّاس علیٰ دین ملوکھم عوام بھی اس پر عمل پیرا ہو جائیں گے اور آہستہ آہستہ آستانۂ الٰہی پر سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کی کوشش کریں گے اگر ایسا ہو جائے تو بارگاہِ الٰہی سے نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب کی بشارت ملنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنی رحمت سے مایوس ہونے والے زیاں کار بندوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ انّ اللہ یغفر الذنوب جمیعًا انّہ ھو الغفور الرّحیم وانیبوا الیٰ ربّکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون۔ کہدے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالےٰ تمام گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور اپنے ربّ کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمہیں مدد نہ مل سکے۔

اس آیہ کریمہ میں جہاں ہمارے لئے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری زیادتیوں کو معاف کر دے گا وہیں اس معافی کا رستہ یہ بتایا گیا ہے کہ انیبوا الیٰ ربکم واسلموا اپنے ربّ کی طرف جھک جاؤ، اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرو، قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے اور پھر مدد نہ مل سکے۔ پس آئندہ عذاب سے بچنے اور اللہ تعالےٰ کی مدد حاصل کرنے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ اس کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کی جائے اور فرمانبردار بندے بن جائیں۔ اگر آج ہمارے حکام اور آسودہ حال لوگ اس حکم خداوندی پر عمل پیرا ہو جائیں اور ہمارے علماء اور سیاسی پارٹیاں باہمی جھگڑوں کو چھوڑ کر انابت الی اللہ کا طریق اختیار کر لیں تو یہ پاکستان کی تعمیرِ نو کا حقیقی ذریعہ ہو گا۔ اور یہ ملک حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے گا۔

اخبارِ احمدیہ

قراردادِ تعزیت

مقامی جماعت احمدیہ چھکسی کے تمام ممبران اکٹھے ہوئے اور انہوں نے محترم کرنل سید بشیر حسین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ بی بی سیّدہ صفیہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے اور دلی رنج و افسوس کا اظہار کیا۔ مرحومہ ایک غریب پرور، خدا ترس، مہمان نواز خاتون تھیں۔ اُنہوں نے اپنے خاندان اور احمدیت کی عظیم روایات کو جس احسن طریق پر قائم رکھا وہ ان کا ہی حصہ تھا۔ ہر ایک سے شفقت اور خوش خلقی اُن کا معمول تھا۔ ایسی خواتین کا وجود دنیا میں شاذ و نادر ہی ملتا ہے، محترم کرنل صاحب کو ایک شفیق اور غمگسار ہمشیرہ کی جدائی کا جو صدمہ ہوا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، ہم سب لوگوں کی دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ از طرف ممبران مقامی جماعت احمدیہ چھکسی ضلع ملتان۔

درخواست دُعا

۱ — خاکسار عرصہ سے C.M.H میر پور میں زیرِ علاج ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور بزرگانِ سلسلہ سے دُعا کی درخواست ہے۔

مختار احمد بٹ سیکرٹری I نیو میرپور آزاد کشمیر۔

۲ — مجھے احباب کی نیک دعاؤں کی بے حد ضرورت ہے، ضعیفی کے ساتھ ساتھ رعشہ اور آنکھوں میں موتیا کی وجہ سے بہت دقّت کا سامنا ہے جس کی وجہ سے نہ لکھ سکتا ہوں اور نہ پڑھ سکتا ہوں۔ احباب میرے حق میں دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ان تکالیف سے نجات دے۔ آمین ثم آمین۔ عادل محمد۔ علی پور رگھلواں۔

وفات

— ماسٹر چوہدری محمد عبداللہ صاحب آف فتح گڑھ (سیالکوٹ) ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور وفات پاگئے ہیں انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ چوہدری صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے جاں نثار اور انتہائی مخلص پیروکار تھے۔ چند سال پہلے ربوہ کی جماعت سے الگ ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کرلی تھی۔ تمام تحریکات میں خلوص سے حصّہ لیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور لواحقین کو ...

عبدالحمید صاحب سانگلہ ہل

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

موجودہ ہندو پاک حالات کے بارے میں

نصر من اللہ و فتح قریب

ابھی ابھی قوم ایک عظیم سانحہ سے دوچار ہوئی ہے، ہر دل صدمہ زدہ ہے ہر چشم اشکبار ہے لیکن کیا ہم اس صدمہ کی وجہ سے مایوس ہو جاویں گے ہرگز نہیں مایوسی تو کفر ہے اور بے وجہ آنسو بہانا بے سود ہے۔ مایوسی کی بجائے ہمیں اپنی کمزوریوں اور خطاؤں پر قابو پانا ہوگا اور بے سود رونے کی بجائے ہمیں بارگاہ ربّ العزت کے حضور سجدہ ریز ہو کر سجدہ گاہ کو تر کرنا ہوگا۔ ہم زندہ اور قادر خدا پر بھروسہ کرنے والی قوم ہیں جن کو انتم الاعلون کی بشارت دی گئی ہے۔ ہمارے سامنے ہماری اپنی ایک عظیم تاریخ ہے جس کے اندر فتح و نصرت کے اسباب موجود ہیں اور شکست و زوال کی وجوہات بھی پائی جاتی ہیں۔ ہمارے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو یہ بھی نوید سنائی تھی کہ ہر صدی پر تم کو ایک رہبر جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوگا عطا کیا جاوے گا وہ تم میں نئی زندگی اور رُوح پھونکے گا تم کو تسلّی اور تشفی دے گا جس سے تمہارے دل مضبوط ہوں وہ تم کو آسمانی مژدے سنا کر تازہ دم کر دے گا حضور صلعم نے فرمایا امام وقت کا ساتھ نہ دینا جہالت ہے کیونکہ امام ہر قسم کی جنگوں میں ڈھال کا کام دے گا اور قوم کو اس کے بتائے ہوئے اصول کے تحت ہی جنگ لڑنا اور جیتنا ہوگی چنانچہ اس چودھویں صدی میں بھی ایک عظیم امامؑ آیا جس نے دنیا کو زلازل طوفانوں۔ وباؤں اور جنگوں سے ڈرایا اور دنیا کو تنبیہہ کی کہ برائیاں اور فساد بند کرو ورنہ مختلف صورتوں میں عذاب آنے والے ہیں آپ نے موجودہ جنگوں کے پورے نقشے شائع فرمائے اور فرمایا ذوالمنن سے پیار کرنے والے اس آگ سے محفوظ رہیں گے۔ نیک نفس اور خدا ترس لوگوں کے علاوہ سب ان الٰہی گرفتوں میں آنے والے ہیں اور فرمایا میں اس دور میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نذیر ہوں مجھے دنیا نے قبول نہ کیا لیکن خدا تعالےٰ کے بڑے زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر ہو کر رہے گی چنانچہ الہام الٰہی ہے :۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔"

اس دور کے امامؑ نے خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے زندہ قادر توانا خدا کے وجود کا ثبوت دیا ہے مثلاً آپ کا ایک بڑا زوردار الہام قرآن کریم کے الفاظ میں آیا ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ فرماتے ہیں :۔

"یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جاویں گے"۔ اس الہام اور حضرت امام الزمانؑ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جنگ عظیم ہوگی جس کے نتیجہ میں دشمنوں کو شکست ہوگی اور ایسی ہی عظیم فتح کے وقت جے ہند یا جے بنگلہ کی بجائے غلام احمد کی جے یعنی فتح کا الہام ہے۔ یعنی محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی جے بولی جائے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے "شرّ الذین انعمت علیھم۔ میں ان کو سزا دوں گا۔ میں اس عورت کو سزا دوں گا"

اب دیکھئے خدا تعالےٰ نے ہم لوگوں کو عظیم نعمت مملکت خداداد عطا کی اور ان لوگوں نے شرارت کی جن پر خداوند کریم نے نعمت نازل کی تھی کس قدر فتنہ و فساد پڑا خوفناک جنگ ہوئی اور اب بھی ہوا موتی لگ رہی ہے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان کو سزا دوں گا اور کمال یہ ہے کہ الہام ہوتا ہے "میں اس عورت کو سزا دوں گا"۔

دیکھئے ایک عورت نے کتنا بڑا جال بُنا کس طرح اپنے پراپیگنڈا سے دنیا کو مسحور کیا پھر فوجی چڑھائی کر کے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا۔ لیکن اُسے کیا معلوم خیر الماکرین کے ہاں ہر چیز لکھی جاتی ہے اور ایک دن اس ظلم کا بدلہ چکانا پڑتا ہے۔ حضور کا ایک اور الہام ہے: "عورت کی چال" اور پھر ساتھ ہی الہام ہے ایلی ایلی لما سبقتنی۔ دیکھئے اس وقت ہر شخص گھبراہٹ میں یہی کہہ رہا تھا کہ مرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا لیکن ساتھ ہی الہام ہے "بریّت" اور ازکففت عن بنی اسرائیل یعنے قوم کی بریّت ہوگی اور یہ بنی اسرائیل کی طرح فرعون کے ظلم و ستم سے بچائے جاویں گے۔ اس عورت کی سب سے بڑی چال رُوس کی طرف سے ہر قسم کی اور ہر جگہ پر امداد سہارا تھی ہمارے امامؑ کو خدا تعالیٰ نے یہ مژدہ بھی سنایا کہ "زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے" اور پھر اس الہام کے ساتھ لمبی چوڑی خواب اور تشریح موجود ہے ہو سکتا ہے اسلام روس کے اندر بھی پھیل جاوے۔

پس جن لوگوں نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے اور انہیں خدا تعالےٰ اور اس کی باتوں پر یقین ہے انہیں تو قطعاً مایوس ہونے کی ضرورت نہیں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرما دیا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا"۔ (اشتہار ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء)

اسی طرح حضرت امام الزمانؑ کا ایک ۱۹۰۳ء کا رؤیا بھی میرے نزدیک صاف اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ہمارے ہی لوگ ہندو کی طرف جھکیں گے اور اسے اس سرزمین کی طرف جو آج مجاہدین کے خون سے سرخ ہو چکی ہے حاصل کرنے کا طمع دیں گے لیکن دو تین بار ہندو کی یہ کوشش ناکام ہوگی اور بالآخر وہ ارض پاک کا اٹوٹ انگ ہو جاوے گی فرماتے ہیں "ایک حنائی رنگ کا لکھا ہوا دو ورقہ کاغذ کچھ تھوڑے فاصلہ پر گر پڑا ہے میں نے ایک ہندو کو کہا ہے کہ اس کو پکڑو۔ جب وہ پکڑنے لگا تو وہ کاغذ کچھ تھوڑی دُور آگے جا پڑا۔ پھر وہ ہندو..... اُٹھانے لگا تو وہاں سے اڑ کر اور آگے جا پڑا۔ لیکن وہ دو ورقہ اس طرح کچھ ترتیب سے کھل کر اڑتا رہا ہے کہ اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ کوئی جاندار چیز ہے جب وہ کچھ فاصلہ تک چلا گیا تو وہ ہندو وہاں جا کر پھر اس کو پکڑنے لگا۔ تب وہ دو ورقہ اڑ کر میرے پاس آ گیا تو اس وقت میری زبان سے یہ کلمہ نکلا "جس کا تھا اُس کے پاس آ گیا"

تو دیکھئے ہندوستان بظاہر کہتا ہے کہ میں جمہوریت کی بحالی اور پناہ گزینوں کو آباد کرنے کے لئے اس خطہ مشرقی پاکستان میں فوج لایا ہوں لیکن باوجود سلامتی کونسل کے کہنے پر بھی نکل نہیں رہا وہ اسے رکھنا بھی چاہتا ہے اور رکھ بھی نہیں سکتا یہ سرزمین حنائی رنگ ایسے خون میں رنگی جا چکی ہے لیکن بالآخر اسلام کا ہی بول بالا ہوگا اور انشاء اللہ یہ دونوں ورق ہی اسلام کی سربلندی کے موجب ہوں گے

آج بظاہر ہندوستان ایک عظیم ملک ہے اور کتنی ہی قوموں کو برہمنی سامراج سمیٹے ہوئے ہے لیکن بالآخر یہ طلسم ٹوٹے گا عین ممکن ہے کہ ہمارے ٹوٹے ہوئے بازو جڑ جاویں اور بظاہر یکجا ہونے والی قومیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام اسی موقعہ پر پورا ہو کہ قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اسکا بھید نہ پاوے

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے امامؑ کا ساتھ دیں کہ اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق نیک اور پاک زندگی بسر کریں اور خدا تعالےٰ سے مدد کی دعا کریں۔ اور حضرت امام زمانؑ کا یہ الہام اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں جو ۱۹۰۳ء کا ہی ہے۔ ا ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ۔ ب۔ ظفرٌ من اللہ و فتحٌ مبین۔ ج ظفرٌ و فتحٌ من اللہ۔ د۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں۔

اے خدا تو جلد قوم کو مایوسیوں سے نکال کر فتح مبین عطا فرما۔ آمین

چونکہ انجمن خُدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔ الوصیۃ

www.aaiil.org

پیغام صلح

اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دی ہوئی نعمت نہیں چھینتا جبتک وہ قوم خود اپنے آپکو نہ بدل لے۔

آج ہم سوگوار ہیں کہ ملک کا آدھا حصہ ہم سے چھن گیا۔

پاکستان کو ہم نے اپنے عملوں سے ناپاک کر دیا اِس وجہ سے ہم پر عذاب آیا۔

خُطبہ جُمعہ

مورخہ ۱۴ رجنوری ۱۹۷۲ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ذٰلك بما قدمت ایدیکم وانّ اللہ لیس بظلّام للعبید - کدأب اٰل فرعون والذین من قبلھم - کفروا بآیات اللہ - فاخذھم اللہ بذنوبھم - انّ اللہ قویّ شدید العقاب - ذٰلك بانّ اللہ لم یك مغیّرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّیٰ یغیّروا ما بانفسھم - وانّ اللہ سمیع علیم - کدأب اٰل فرعون والّذین من قبلھم کذّبوا بآیات ربّھم فاھلکنٰھم بذنوبھم واغرقنا اٰل فرعون وکلّ کانوا ظٰلمین ——— (الانفال : ۵۱ - ۵۴) ———

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے قوموں کی تاریخ بیان کی ہے۔ جس طرح تمام کی تمام دنیا کے لئے ایک ہی بارش ہے ایک ہی چاند اور ایک ہی سورج ہے، اسی طرح اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کی قوموں کے لئے اپنی جناب سے رسول بھیجے ہیں اور ان کو ایک ہی تعلیم دی ہے۔ فرمایا وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ الّا نوحی الیہ انّہ لا الٰہ الّا انا فاعبدون آپ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجے ہم ان کی طرف یہی وحی کرتے تھے کہ میرے سوائے کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔ (الانبیاء رکوع ۲) خدا ربّ العالمین ہے وہ تمام کی تمام قوموں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ زمین و آسمان دونوں تمام بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔ جسمانیات کے بیں بھی سب کے لئے ایک جیسے رزق کے سامان پیدا کئے ہیں۔ روحانیات میں بھی سب کو ایک ہی سبق توحید کا دیا ہے۔ علاوہ ازیں سیاست کا علم بھی بخشا ہے۔ فرمایا لہ ملك السمٰوٰت والارض وللہ ملك السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر جسمانیات میں خدا تعالےٰ نے سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا ہے تو روحانیات میں بھی تمام قوموں پر اپنا فضل بشکل وحی نازل فرمایا ہے فرمایا سیاست میں بھی تمام اقوام عالم کے معاملات ہمارے اختیار میں ہیں ہم مناسب موقعہ پر ابھر دیتے ہیں اور جہاں مناسب ہو سزا بھی دیتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے وہ قوم جو عدل و انصاف سے کام لیتی ہے وہ خدا کو پیاری ہے۔ وہ قوم جو اپنے ماتحتوں پر ظلم کرتی ہے وہ خدا کو پیاری نہیں ہے۔ خدا ان سے خوش نہیں ہوتا فرمایا اگر کوئی قوم پر عذاب وارد ہوتا ہے اور اس پر تباہی اور بربادی آتی ہے تو اس قوم کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے انّ اللہ لیس ... بظلّام للعبید ... ورنہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا کدأب اٰل فرعون والّذین من قبلھم۔ یہاں ایک عظیم الشان سلطنت اور اس کے حاکم کا ذکر فرمایا ہے۔ فرعون کی طاقت دیکھو وہ بہت بڑی سلطنت اور طاقت کا مالک تھا لیکن اس کی عادت تھی کہ وہ قوم پر ہر قسم کے ظلم ڈھاتا تھا۔

فرمایا کہ فرعون کا ظلم اس کی تباہ کاری اور بدکاری اس کے لئے عذاب بن گئی۔ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ انسان ہی اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے، جو کوئی انسان کسی پر ظلم کرتا ہے وہ لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔ بنی اسرائیل پر فرعون نے اتنے ظلم کئے کہ وہ سلطنت چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے۔ وہ بھاگے۔ اس پر فرعون نے ان کا پیچھا کیا وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ نیزے، تلواریں ساتھ لے لیں۔ اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا، بنی اسرائیل سمندر پار نکل کر بچ گئے مگر فرعون اور اس کے ساتھی اسی سمندر میں غرق ہو گئے۔ فرمایا فاغرقنا اٰل فرعون وانتم تنظرون

ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کر دیا، یہ ان کی بداعمالی اور مظالم کا نتیجہ تھا، فاخذھم اللہ بذنوبھم ان کے گناہوں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے ان کو سزا دی، انّ اللہ قوی شدید العقاب - خدا بڑی طاقت و قدرت کا مالک ہے۔ ہر وہ قوم جو اپنی قوت پر فخر کرتی ہے اس کو سوچنا چاہیئے کہ اس سے بڑھ کر طاقت ور ہستی بھی موجود ہے جس کی گرفت بڑی سخت ہے۔ اہل یورپ ... Survival of the Fittest کے فلسفہ پر یقین کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کا فلسفہ اور حکمت اس کے برعکس ہے قرآن کہتا ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض - قوم وہی باقی رہتی ہے جو لوگوں کے لئے نفع رساں ہو، جو قوم نافع الناس نہیں وہ ختم کر دی جاتی ہے۔ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کی دوستی نہیں، ہندو، سکھ، عیسائی کا بھی وہ خالق و مالک ہے، اگر ہندو اور عیسائی کے اخلاق اچھے ہیں اور وہ عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں تو خدا ان کو پسند کرتا ہے اور مسلمان اگر عدل و انصاف کو چھوڑتا اور بداعمالی کو اختیار کرتا ہے تو اس کو خدا پسند نہیں کرتا ذٰلك بانّ اللہ لم یك مغیّرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّیٰ یغیّروا ما بانفسھم اللہ تعالےٰ کسی قوم سے اس کی نعمت نہیں چھینتا لیکن جب وہ بدل جائے اور برے اعمال اختیار کرے تو اس کی نعمت چھن جاتی ہے۔

یہ ہمارے لئے سوگواری کے دن ہیں ہم کو بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ نصف ملک ہم سے چھین لیا گیا ہے یہ ہمارے اپنے ہی گناہوں کی وجہ سے ہوا ہے وہ گناہ کبھی کبھی اخباروں میں بھی نظر آتے ہیں کہ یہ فلاں شخص کی بداعمالی کا نتیجہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قوم کی قوم کمزوری اور کوتاہی کی شکار ہے۔ ہم نے دین اور اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا عزم کیا تھا لیکن ہم گر گئے ہم اپنے عزم پر پورے نہ اترے۔ ہم نے ملک کو اپنے عملوں سے ناپاک کر دیا اس وجہ سے ہم پر عذاب آیا ہم نے خدا کی جس نعمت کی قدر کرنا تھی وہ ہم نے نہ کی نتیجہ یہ ہے کہ خدا نے وہ نعمت ہم سے چھین لی، فرمایا ذٰلك بانّ اللہ لم یك مغیّرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّیٰ یغیّروا ما بانفسھم، یہ امر خدا کی شان سے بعید ہے کہ وہ اپنی عطا کردہ نعمت کو بدل دے جب تک کوئی قوم اپنی بداعمالیوں کے باعث خود اس نعمت سے محروم نہ ہو جائے۔ خوبصورت جوان آدمی کی صحت اور خوبصورتی بداعمالی سے برباد ہو جاتی ہے۔ اور امیروں کی امارت ان کی بدچلنیوں کی وجہ سے خراب اور برباد ہو جاتی ہے۔ قومیں جب خدا کو بھول جاتی ہیں تو اس غفلت کی پاداش میں اس پر عذاب الٰہی وارد ہوتا ہے وانّ اللہ سمیع علیم۔ یاد رکھو ہم سننے والے ہیں اور دلوں کے بھیدوں کو بھی جاننے والے ہیں۔ جو لوگ یہ دعوے کرتے ہیں

خفیہ ارادے کرتے ہیں ہم ان سے بھی واقف ہیں، فرمایا حکومت و سیاست خدا کے ہاتھ میں ہے - اہلِ حکومت کے بدارادوں سے خدا واقف ہوتا ہے وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتے -

حضور نبی کریم صلعم نے کامل مکمل زندگی بسر کرکے ... ایک قابلِ قدر مثال قائم کی ہے آپؐ نے حکومت قائم کرکے دکھائی - آپؐ پہلے کمانڈر ہیں جو صفِ اوّل میں لڑتے ہیں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں - زخمی ہو جاتے ہیں گر پڑتے ہیں . . . . ہوش آتی ہے زخموں پر پٹی باندھ کر دشمن کا تعاقب کرتے ہیں جہاں آپؐ میدان جنگ میں پیش پیش ہیں وہاں تختِ حکومت پر لاجواب عدل قائم کرکے دکھاتے ہیں اسلام میں جبر و اکراہ کا نام و نشان نہیں - چنانچہ ایک دفعہ حضورؐ کے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے وعظ فرمایا کہ عورتوں کو زیادہ مہر نہ طلب کرنا چاہیئے - ایک عورت اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اللہ یعطینا وانت تمنعنا - آپؐ کے ساتھیوں نے بھی حکومت سیاست کا اعلےٰ نمونہ دکھایا - حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہو کر فرماتے ہیں اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ وان زغت فقومونی جب میں خدا و رسولؐ کے احکام پر چلتا نظر آؤں تو تم میری اطاعت کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو - اسی طرح حضرت عمرؓ بہت بڑی طاقت و سطوت اور جبر و قوت کے مالک تھے - ان کی حکومت دور دور تک پھیل گئی - قیصر و کسریٰ اور دوسرے دور دور کے ممالک میں مقرر کئے ہوئے ان پر اس قدر رعب تھا کہ انہیں ڈر تھا کہ اگر ہم نے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو عمرؓ کا ایک ہاتھ ہمارے نچلے جبڑے پر اور دوسرا اوپر کے جبڑے پر ہوگا اور وہ چیر کر رکھ دے گا باوجود اس رعب و داب اور اس طاقت و قوت کے حضرت عمرؓ نے اپنے متعلق فرمایا من وجد منّی عوجًا فلیقومہ - جو شخص مجھ میں ٹیڑھا پن پائے اس کو چاہیئے کہ ٹیڑھا پن کو سیدھا کر دے -

دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہم پر فضل کرے ہم قصوروار ہیں، خدا ہمارے قصوروں کو معاف کرے - ہم بہت سوگوار ہیں - ہمارے غم کے موجبات کو دُور فرمائے - ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہم سے ہمارا آدھا ملک چھن گیا ہے اللّٰھم اغفرلنا وارحمنا م م

مکتوبِ امریکہ

میرے قلم میں وہ طاقت نہیں ہے کہ میں اس رنج و غم کا اظہار کر سکوں جو ہمیں پاکستان کی افواج کو ہند کی افواج کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر ہوا - ہر طرف اندھیرا دکھائی دیتا تھا، سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا کیا جاوے اور کیا کہا جاوے - دنیا کی زبردست طاقتیں اور بزرگ ممالک بھارت اور پاکستان کے درمیان لڑائی کا تماشا دیکھتے رہ گئے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ بھارت کی پوری طاقت کو پاکستان کو تباہ کرنے سے روک سکیں، اگر پریذیڈنٹ نکسن کا مظاہرہ بحری بیڑہ نہ ہوتا تو معلوم نہیں بھارت کیا کرتا - لاتقنطوا من رحمۃ اللہ - خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے - اس میں بھی خداوند کریم کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی، ممکن ہے کہ پاکستان کے قیام اور مضبوطی کے لئے پردۂ غیب سے سامان پیدا ہو جاویں ... اور طاغوتی بھارتی افواج کا وہی انجام ہو جو ابرہہ کی افواج کا ہوا تھا -

پاکستان ڈیفنس فنڈ

۱۱ دسمبر بروز سنیچر پاکستانی مسلمانوں کی تعمیر کردہ مسجد واقع سیکرمینٹو میں پاکستانی مسلمانوں کا ایک نہایت کامیاب جلسہ ہوا ... جس کا مقصد پاکستانیوں کو صورتِ حالات سے آگاہ کرنا اور جنگ کی امداد کے لئے چندہ وصول کرنا تھا - اس جلسہ میں پاکستانیوں نے اپنے جوش، خلوص اور حب الوطنی کا عملی ثبوت دیا اور تئیس ہزار ڈالر کے قریب رقم جلد وصول ہو گئی - پہلے خود یہاں کے مسلمانوں نے ۱۹۶۵ء کی بھارت، پاکستان کی لڑائی کے دوران میں بھی اسی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا تھا - موجودہ صدر پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سیکیورٹی کونسل میں احتجاج اور واک آؤٹ کا یہاں کی سنجیدہ پبلک پر گہرا اثر پڑا - ورنہ یہاں تو زیادہ تر پراپیگنڈا بھارت کے حق میں ہو رہا تھا اور پاکستانیوں کو ہی ظالم بنایا جا رہا تھا - خداوند کریم نے صدر پاکستان کو پاکستان کے مشرقی بازو کو پاکستان کے ساتھ ملحق کرنے کی طاقت بخشے، نہایت ہی باہمت اور ریئلسٹک لیڈر معلوم ہوتا ہے - لیکن اس کی کامیابی پاکستانیوں کے اتحاد میں ہی مضمر ہے -

ٹرینیڈاڈ جماعت کا جلسہ

اسمٰعیل علی صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گیانا (جنوبی امریکہ) کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ ہماری ٹرینیڈاڈ (ویسٹ انڈیز) کی جماعت کا دوسرا سالانہ جلسہ ۲۷/ - ۲۸ / دسمبر کو ہوگا - اور انہوں نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت بھی دے دی تھی - میں نے ایک مضمون سالانہ جلسہ لاہور کے لئے تیار کر لیا تھا - جس کا موضوع "اسلامی تاریخ کون بنا رہے ہیں"؟ ہے - لہذا میں نے اس مضمون کا انگریزی ترجمہ کرکے اور ٹیپ ریکارڈ کرکے بھیج دیا ہے - اگر وقت پر ... مل گیا ہوگا - تو وہ اس ٹیپ ... بھی مجھے موصول ہوا ہے - جس میں انہوں نے جماعتی جدوجہد اور چند ایک مشکلات کا تذکرہ کیا ہے - لیکن یہ خط میرے خط اور ٹیپ کے وصول ہونے سے پیشتر انہوں نے بھیجا تھا - باقی — باقی

جنازہ غائبانہ

ص م

ہمارے ایک بھائی ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب جو سنٹرل ماڈل سکول لاہور کے ہیڈ ماسٹر تھے اور سیالکوٹ کے باشندے تھے وہیں ان کا انتقال ہو گیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - ان کے لئے نماز جنازہ غائبانہ میں ... مغفرت کی دعا کی جائے (جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

بے گھر افراد کی امداد

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی اپیل

حالیہ جنگ سے متاثر بے گھر افراد جو نہایت کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں، مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے پہلی قسط کے طور پر ۱۰۰ خاندانوں میں ۲ پونڈ گھی، ۱۰ سیر آٹا اور کمبل لاہور کے نواحی علاقہ میں تقسیم کئے ہیں - فی خاندان خرچ تقریباً -/18 روپے آیا ہے - ابھی بے شمار لوگ آپ کی امداد کے منتظر ہیں - احباب سے پرزور اپیل ہے کہ نقد یا کپڑوں کی صورت میں عطیہ جات مرحمت فرماویں - محصل کے علاوہ ہمارا ایک وفد ۲۳ / جنوری اتوار کو دورہ کرے گا - آپ نقدی یا کپڑے تیار رکھیں تاکہ وفد تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ احباب سے عطیہ جات اکٹھے کر سکے - ناصر احمد

سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

نکلے گا - الدّجال پر ال استغراق کا ہے - پس الدّجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے - یعنے پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید جیسے ضلالت اور کفر کے تھے کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا - متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے مگر وہ ایک حد تک تھے - لیکن اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا - کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے - کہ اس وقت اعتراضات کا ایک دریا بہہ نکلے گا - جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں ندیاں مل کر ایک دریا بن جاتا ہے - اسی طرح کل دجل مل کر ایک بڑا دجل ہوگا -

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے - ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں - اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے - میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں، ان کی تعداد تین ہزار تک پہنچتی ہے - اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں ان کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے -

پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے - اور الدّجال کا بروز ہے ایسا ہی یاجوج - یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے - یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے - کہ آتشی کاموں کے ساتھ ان کا بہت بڑا تعلق ہوگا - اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے - گویا آگ ان کے قابو میں ہوگی - اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے - اب یہ کیسی صاف بات ہے - دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کس قدر تعلق ہے - کلیں کس قدر جاری ہیں - اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں -

یہ دونوں بروز ہیں - اور یہ دونوں

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اسلام کا پیغام مسلمانان عالم کے نام

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

ایک حدیث بتلاتی ہے کہ حسب ذیل واقعات کرۂ ارض پر انسانی تاریخ کا ایک زبردست باب بن کر انسانی ترقی کی انتہائی بلندیوں کا ایک جیتا جاگتا مرقع بن جائیں گے اور تمام کائنات اللہ کے نور سے جگمگا اُٹھے گی۔ اس نظارہ کے وقوع پذیر ہونے سے قبل کفر کی تمام شیطانی قوتیں فریب کاریوں کا مجسمہ بن کر دجالیت کا پیکر اختیار کر لیں گی۔ قرآن کریم کے بتائے ہوئے یاجوج ماجوج سرکشی اور بدمستی اور مادی قوت کی بے پناہ فراہمی سے دُنیا کو تہ و بالا کرنے لگ جائیں گے۔ اسلام کی شمشیر خارا شگاف ان کے سامنے کُند ہو جائے گی اور وہ اس کرۂ ارض کی تمام بلندیوں اور پستیوں پر چھا جائیں گے۔ اور مادی قوت کی یہی سرمستیاں ان کے اندر فریب کاری، دغا بازی، عہد شکنی، رہزنی ظلم اور تعدی کے تمام خصائل پیدا کر دیں گی۔ یاجوج ماجوج اقوام کو حدیث میں دجال کہا گیا ہے۔ اس دجال کی کوششوں سے زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی، اور زمین کے اندر سے لاتعداد خزانے باہر نکال لئے جائیں گے اور رزق کی ساری متاع دجال کے ہاتھ میں آجائے گی کمزور قومیں اس کی محتاج ہو جائیں گی۔ کلیسائی نظام کے ماتحت اس زمانہ میں پیدا کئے ہوئے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دجال نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بگاڑ کر اور ان کی دلآویز شخصیت کو مسخ کر کے ایک باطل کلیسائی نظام برپا کر دیا ہے اور اصل عیسائیت کے نقوش بالکل مٹا دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بجائے ایک فرضی یسوع تراش لیا ہے جس کے اندر سے انسانیت کی خصائل کھینچ لی گئی ہیں اور الوہیت کی خصوصیات اس میں بھر دی گئی ہیں۔ یہ یسوع ایک ایسی شخصیت بنا دیا گیا ہے جس کی پیدائش نرالی، جس کی زندگی عجوبہ اور جس کی موت انوکھی دکھائی جا رہی ہے، وہ ․․․․․ ․․․ عورت کے پیٹ میں تو نو ماہ قیام کر کے اس دنیا میں آیا تھا مگر پدر کی نعمت سے شروع ہی سے محروم کر دیا۔ اس کی بے پدر پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں ہے مگر دجال اپنے پیچیدہ ناقابل فہم فلسفہ کے زور سے اسے خدا کا بیٹا تسلیم کرانے پر مصر ہے۔ یہ یسوع اپنی اوائل بعثت میں اندھوں کو بینائی اور بہروں کو شنوائی، کوڑھیوں کو صحت اور بیماروں کو تنومندی بخشتا رہا مگر دنیا نے اس کے معجزات کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ اس کی معتقد ہو جائے اور خلوص سے اس کی پیروی کرے اسے گرفتار کر لیا اس کے حواری ہی اس سے غداری کرنے لگے۔ حکومت وقت نے اس پر مقدمہ چلا دیا اور یہودی اور اس کے اپنے حواری اس کے خلاف شہادتیں دے گئے اور اسے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ مگر یوم سبت کی وجہ سے اسے دیر تک صلیب پر نہ رکھا گیا۔ اس کے ساتھ دو چور بھی پھانسی پر لٹکائے گئے اور ان کی ہڈیاں توڑ کر انہیں موت کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ مگر یسوع کے ساتھ کسی نامعلوم وجہ سے یہ سلوک نہ کیا گیا۔ جب اسے صلیب سے اتار کر زمین پر رکھا گیا تو ایک سپاہی نے نیزہ کی ایک نوک ان کے پہلو میں چبھو دی جس سے خون کے قطرے گرنے لگے جو زندگی کا ایک ناقابل تردید ثبوت تھا۔ اس وقت مسیح کے بعض حواری اسے اُٹھا کر ایک غار میں لے آئے اور اس غار کو پتھر سے ڈھانپ دیا گیا اور مسیح کے زخموں کو مندمل کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ تیار کر لی گئی۔ جب اس سے وہ صحتیاب ہو گئے تو باہر نکل کر اپنے مختلف حواریوں سے ملاقات بھی کرتے رہے جو انہیں دیکھ کر ترسندہ بھی ہوئے، اور جب ان کے کہنے پر انہوں نے یسوع کو اپنے ہاتھوں سے چھُوا تو انہیں زندہ پایا۔ اس عرصہ میں یہودیوں کو بھی ان کے صحیح و سالم ہونے کی اطلاع مل گئی اور وہ ان کی تلاش میں لگ گئے، یہودیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خدا نے انہیں آسمان پر اُٹھا لیا گو ان کے آسمان پر جانے کا کوئی عینی شاہد نہ مل سکا۔ مسیح کے اس رفع کو اب دو ہزار برس ہو چکے ہیں۔ پولوس کے وضع کردہ کلیسائی مذہب کے پیرو اب تک یہ کہتے رہے ہیں کہ آخری زمانہ میں خدا کا یہ اکلوتا بیٹا یسوع دوبارہ دنیا میں آئیگا اور اپنے دشمنوں کو تہس نہس کر کے تمام عالم میں عیسائی دین کا ڈنکا بجا دے گا۔

اب عیسائی حلقوں میں مسیح کا اس گرمجوشی سے انتظار نہیں رہا اور اس کی کچھ تاویلیں بھی کی جا رہی ہیں۔ خود مسلمان اور ان کے علماء بھی مسیح کی آمد ثانی کے متعلق حالت تذبذب میں ہیں۔ یہ ہے اسلام کے بعد دنیا کے سب سے زیادہ کامیاب مذہب کی داستان جو آج تک کلیسائی نظام۔ دولت۔ حکومت اور اقتدار کے بل بوتے پر زندہ ہے۔

دنیا کی موجودہ علمی کیفیت

زمانہ حال علوم و فنون کے اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اسی زمانے کے متعلق قرآن نے کبھی انہیں علوم کو بطور ایک بڑے نشان کے پیش کیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے،

ن والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ۔ $\frac{68}{1-2}$

دوات اور قلم اور جو وہ لکھتے ہیں اس کی قسم کہ تو خدا کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہے۔ قرآن کریم میں جس قدر قسمیں لکھی گئی ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو جن کی یہ قسمیں لکھی ہیں بطور شہادت کے پیش کیا جائے اور اس شہادت سے کسی بڑی حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے چنانچہ مندرجہ بالا آیت میں زمانہ حال کے علوم و فنون کو اور ترقی یافتہ شعور اور تنقیدی صلاحیتوں کو بطور شہادت کے پیش کیا گیا ہے کہ ان تمام چیزوں سے دنیا پر یہ حقیقت واضح ہوگی کہ معارف اور حقائق موجود ہیں۔ چنانچہ اب یہی ہو رہا ہے کہ یورپ کے حکماء علماء اور فضلاء قرآن کریم کی بعض تعلیمات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس زمانہ میں علوم نے بے حد ترقی کی ہے۔ سائنس، فلسفہ، علم الابدان علم الحیوانات، علم الطیور، علم المعدنیات علم الحشرات، علم النجوم۔ علم الافلاک علم النفسیات علم النباتات، علم البحار، علم الارض، علم المعیشت، علم الآثار، علم الصنادید وغیرہ ترقی کے انتہائی مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ جس قدر ان علوم میں انسان نے ترقی کی ہے اسی قدر انفرادی اور اجتماعی طور پر وہ روحانیت اور اخلاقیات میں زوال پذیر ہے۔ ان دونوں کا سرچشمہ غیب میں ہے اور موجودہ علمبرداران علم اس کے منکر ہیں۔ رُوح کے متعلق جو کچھ ابتداء میں انسان کو معلوم تھا ہمارے اس زمانہ کے علماء اس سے کچھ زیادہ معلوم نہیں کر سکے۔ مذاہب عالم کی کیفیت یہ ہے کہ دو مذاہب کے سوا کل کے کل مذاہب داستان پارینہ بن گئے ہیں۔ ان کی مقدس کتابوں کی زبانیں دنیا کے کسی حصہ میں نہیں بولی جاتیں ان کتابوں کے ماخذ کا کوئی علم نہیں ان کے مصنفین کوئی تاریخی شخصیتیں نہیں۔ اُن کی تعداد کا علم نہیں اور اُن کی تعلیمات غیر واضح اور مبہم ہیں اور ہر ایک شارح اپنی مرضی کے مطابق ان کی تشریح کرتا ہے اس لئے ان کی تشریحات تضادات سے بھری ہوئی ہیں لے دے کے اس وقت دُنیا میں دو مذہب ایسے ہیں جو اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے تسخیر قلوب کی مہم چلا رہے ہیں یہ مذاہب عیسائیت اور اسلام ہیں۔ عیسائیت کی مقدس کتاب صرف وعظ کی کتاب ہے اُس میں نہ کوئی احکام ہیں اور نہ قانون نہ شریعت نہ روزمرہ زندگی کے مسائل پر کوئی بحث ہے اسے سیاست اور معیشت سے کوئی واسطہ نہیں جنگ اور امن کے زمانوں میں پیدا شدہ اُلجھنوں کا کوئی حل نہیں۔ ہاں اُن کے ہاں ایک زبردست کلیسائی نظام ہے جس میں بے شمار ذہین لوگوں کی ایک فوج کام کر رہی ہے سہل انگار اور کسی غیبی طاقت سے خوف کھانے والی انسانی فطرت کو انہوں نے باور کرا لیا ہے کہ ظہور مسیحیت کے وقت خدا نے اپنے سابقہ سب تجربات کو کالعدم اور ناکام تسلیم کر لیا اور بالآخر اسے یہ پروگرام سوجھا کہ بجائے اس کے کہ انسان ترقی کے مختلف زینوں پر چڑھ کر خُدا سے جا ملے اس نے خود اپنے بیٹے کو جو خدا کا بیٹا ہونے کی وجہ سے خود خدا ہے آسمانی بلندیوں سے گرا کر زمین پر پھینک دیا تاکہ وہ جابر اور ظالم انسانوں کی ٹھوکریں کھا کر ذلیل اور مظلوم کی حیثیت سے ملزم بنایا جائے اور آخر میں مجرم قرار دیا جا کر سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس سارے واقعہ کو یہ کہہ کر تقدس دیا جائے کہ یہ خُدا کا بیٹا انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا ہے اور اس پر

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

غلام نبی مسلم

مشرقی پاکستان کے حالیہ المیہ کے بعد

(۲)

ملک کی معاشی ترقی

سرمایہ دار ملکیوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اُن کی تکمیل میں دقت پیش نہ آئے۔ پھر یہ امر انسانیت سے بعید ہے کہ ایک ہی ملک کے کچھ لوگ تو دوسروں کی محنت پر گلچھرے اڑائیں اور دوسرا طبقہ اپنی ہی محنت کا صلہ حاصل کرنے کے لئے دوسروں کی طرف للچاتی ہوئی نظروں سے دیکھے، پھر جس ملک میں مفلسی زیادہ ہو اس میں دشمنوں کو سازش کے زیادہ مواقع میسر آسکتے ہیں۔ اور ملک کے اندر بھی وہ لوگ ان کی سادگی کا فائدہ اُٹھا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں۔

آج بھی ہمارے ملک میں اکثر زمینیں بیکار پڑی ہیں۔ ان میں سے اکثر تو حکومت کی ملکیت ہیں۔ اور بہت سی بڑے بڑے جاگیرداروں کی تحویل میں ہیں معاشی لحاظ سے اس بات پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی زمیندار جدید آلات سے کاشتکاری کرتا ہے تو پھر خواہ وہ زیادہ رقبے کو کاشت میں لائے ملک کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جو رقبہ اس کے پاس فالتو ہے، وہ اس سے خود کام لیتا ہے نہ دوسرے کو لینے دیتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کی زمین دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دی جائے جو اس میں کاشتکاری کریں، پس ملک کی پیداوار میں اضافے، کاشتکاروں میں اعتماد پیدا کرنے اور اونچ نیچ کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ ہر زمیندار کو اپنے لئے رقبہ مخصوص کرنے کا موقعہ دیا جائے جس پر وہ خود کاشت کرے، اور اس کی باقی زمین بلا معاوضہ ان کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے جو اس پر خود کاشت کریں، اور اگر وہ کسی مرحلے پر اسے ترک کرنا چاہیں۔ تو وہ بلا معاوضہ کسی دوسرے کے حوالے کریں۔

ضروری نہیں کہ ان تمام زمینوں پر بیک وقت کاشت ہو سکے، اس لئے مویشی اور بھیڑ بکریوں کی افزائش کی جائے مرغیوں اور انڈوں کو ترقی دی جائے اور ان سے متعلقہ صنعتوں کو بڑھایا جائے تاکہ ہم بیرونی اشیاء کے محتاج نہ رہیں۔ ملک سے بے روزگاری دور ہو اور ہم اپنی اشیاء سستے داموں دنیا کی منڈیوں میں مقابلتاً بیچ سکیں۔

ہمارے ملک کی اکثر آبادی قریب قریب بیکار ہے۔ گھروں میں مستورات درسگاہوں میں طلباء اور طالبات مساجد خانقاہوں اور دینی مدرسوں میں آئمہ اور طلبا کا اکثر وقت رائیگاں جاتا ہے وہ جوان ہو کر معاشی طور پر مفلوج رہتے ہیں۔ اور وہ زیادہ تر ملک کے غریب محنت کشوں پر بوجھ ہیں۔ ایک پڑھی لکھی خاتون گھر میں چوبیس گھنٹے کھانا پکانے میں صرف کر دیتی ہے۔ حالانکہ موجودہ حالات میں حکومت کی توجہ سے دوسرے ملکوں کی طرح روٹی سستے داموں بازار سے خریدی جا سکتی ہے اور ایک تعلیم یافتہ خاتون سے بہتر اور مفید کام لیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح چھوٹے پیمانے پر صنعتوں کو چلا کر اور کام مہیا کر کے ملک کی دولت میں اضافہ ممکن ہے جس سے بے روزگاری کا مسئلہ بھی کم ہوگا، اور تعلیم وغیرہ کے جن اخراجات نے والدین کی کمر توڑ رکھی ہے، ان سے نجات مل سکتی ہے نوجوانوں میں اپنی صلاحیتوں پر اعتماد بھی پیدا ہوگا، جو ایک خوددار معاشرے کے لئے لابد اور ناگزیر ہے۔

عدل و انصاف

گو ہمارے معاشرے میں اکثر فساد دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، رشوت کنبہ پروری اور حق تلفی کی وجہ سے ہے اور ان خرابیوں کے ازالہ سے بہت کم لوگ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تاہم جب تک ملک میں جہالت موجود ہے، اور اعلیٰ اخلاقی اقدار قومی زندگی استوار نہیں ہوتی معاشرہ ظلم و تعدی سے آزاد نہ ہوگا اور لوگ عدل و انصاف کے لئے عدالتوں تک پہنچتے رہیں گے ویسے بھی معاشرے میں لوگوں کے جان و مال اور کی غرض بھی انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کا قیام ہی تھا، جس کی رو سے عامی سے اعلیٰ تک کوئی فرد قانون کی حدود سے بالا نہ تھا اور جس کی رو سے بڑے سے بڑے حاکم کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لے کر قاتلوں کو بخش دے

اس عدل و انصاف کا مفہوم اسی قدر نہیں کہ معاشرے میں براہ راست جسمانی، مالی یا ذہنی ایذا رسانی اور حق تلفی کو روکا جائے۔ بلکہ زندگی کے دائرہ میں ان تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے، جو کسی شخص کی ترقی کی راہ میں کھڑی کی گئی ہوں یا ان بے اعتدالیوں کو ختم کیا جائے جو مروجہ قوانین کی افادیت کو ختم کر دیں اور یہ توازن اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب کہ لوگوں میں خود شعور پیدا ہو اور وہ لاتظلمون ولا تظلمون نہ ظلم کرو اور نہ ظلم برداشت کرو پر کاربند ہو جائیں یا خود حکومت کی سطح پر روزمرہ کاروبار میں زیادتیوں کا انسداد کر دیا جائے اور یہ دونوں پہلو حکومت ہی کی سطح پر تکمیل پذیر ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک عدالتی انصاف کا تعلق ہے اوّل تو وہ انتہائی ارزاں ہونا چاہیئے۔ اکثر لوگ ظلم و نقصان برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن مقدمے کے اخراجات اور طوالت سے ڈر کر عدالتوں تک نہیں پہنچتے۔ پھر ضلعی عدالتیں چونکہ حکومت کے زیر اثر ہوتی ہیں اس لئے وہاں سرکاری دباؤ کی وجہ سے انصاف نہ ملنے کا اندیشہ رہتا ہے اگر انہیں انتظامیہ سے الگ کر کے ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کی طرح آزاد کر دیا جائے تو بے انصافی کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔ پھر عدالت میں رشوت کے امکانات نے انصاف کو مشکل کر دیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وکلا کی کوشش ہر قیمت پر اپنے موکل کو جتانا ہوتا ہے اور اس غرض کے لئے وہ قانونی مغالطوں اور ججوں کے ساتھ روابط قائم کرنے سے لے کر جھوٹے گواہ گذارنے تک سب مراحل طے کر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مجرموں کو مزید جرائم کے ارتکاب کی اکساہٹ ہوتی ہے زیادہ تر جالاکی کا کام ہے اگر ججوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تو عوام کا حکومت پر اعتماد بھی بحال ہو سکتا ہے، عدالتوں پر مقدمات کا بوجھ بھی بہت حد تک کم ہو سکتا ہے، لوگوں میں عدل و انصاف اور باہمی حقوق کا احترام بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور لوگ امن میں رہ کر ترقی کر سکتے ہیں۔

قوّت کا حصول

تمام غیر اسلامی نظاموں کی تہ میں نسلی قومیت کا جذبہ کارفرما ہے۔ جس کی بقا کے لئے دوسرے علاقوں پر قبضہ استحصال اور کمزور قوموں کی خونریزی، مذموم فعل نہیں، اور قومی استحکام، فلاح اور ترقی کے لئے ہر طریقہ کار عین صواب مستحسن ہے۔ اور دنیا میں واحد نظام جو اخلاقی اقدار کے تحفظ کو گروہی مفاد پر مقدم رکھتا ہے محض اسلام ہے۔ اور اسی ایک نکتہ کو فراموش کرنے کی وجہ سے مسلمان مصائب فریب اقوام کا شکار چلے آتے ہیں۔ پھر مسلمان کی زندگی میں خدا خوفی و بلیغ المشرقی ایفائے عہد اور امن عالم کی تڑپ غالب رہی ہے۔ جب کہ غیر مسلم اقوام کے نزدیک عہد نامہ مصلحتوں کے ماتحت رہا ہے وہ ہر جائز و ناجائز ذریعہ سے اپنی قوم کے وقتی مفاد کو باہمی تعلقات پر ترجیح دیتی ہیں، اور کمزور اقوام کو ضرب لگانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔

پاکستان اپنے ....

.... مختلف "دوستوں" اور دشمنوں سے کئی بار نقصان اُٹھا چکا ہے۔ حالانکہ جو قوم اسلامی اصولوں کی پابند ہو اسے حکم ہے:

۱۔ اطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو

(دشمن کے مقابلے میں) آپس میں تنازع نہ کرو، ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۲۔ اَعِدُّوا لَهُم مَا استَطَعتُم مِن قُوَّةٍ وَمِن رِبَاطِ الخَيلِ تُرهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُم وَآخَرِينَ مِن دُونِهِم لَا تَعلَمُونَهُمُ اللهُ يَعلَمُهُم۔ دشمنوں کے لئے جہاں تک ہو سکے قوت مہیا کرو اور جنگی گھوڑوں کے اصطبل۔ اس سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن خوفزدہ رہیں گے اور ان کے سوا دوسرے دشمن بھی جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ جانتا ہے۔

ان آیات کی رُو سے کمینے دنیا پرست بے اصول، سازشی دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے زیادہ سے زیادہ قوت درکار ہے۔ ایک قوت تو اندرونی اتحاد ہے جو یک جہتی، ایثار، اخوت، مساوات، عدالت اور اجتماعی مفاد کے اصول پر قائم رہ سکتا ہے۔ اور تو دشمن اسی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیگا، کیونکہ دشمن کا ہتھیار قوم کے اندر انتشار اور دشمنی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اور دوسرے ان قوتوں کی فراہمی ہے، جن کی سختی کو دشمن تسلیم کرتا ہے۔ اس میں ضروری ہے کہ قوم کے افراد مضبوط و توانا ہوں، ان کے حوصلے بلند ہوں، وہ علمی اور نظریاتی سطح پر دشمن کے عزائم اور ارادوں سے آشنا ہوں۔ وہ دشمن کی کمزوریوں سے واقف ہوں۔ جنگی اور مادی اسباب میں خود کفیل ہوں تاکہ دشمن ان کے اسباب کی کمی کی وجہ سے ان کے خلاف دلیر نہ ہو جائے، اور جو خفیہ دشمن ہیں وہ بھی علانیہ دشمن کے ہمنوا بننے کی جرأت نہ کر سکیں۔ جدید اٹلی کے ممتاز رہنما مسولینی نے اپنی قوم سے کہا تھا "اگر تم طاقتور ہو گے تو تمہارے دشمن تم سے ڈرتے رہیں گے اور تمہارے دوست تم سے محبت کریں گے"۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن کریم کا اشارہ ہے۔ اور کوئی قوم اسے نظر انداز کر کے باوقار زندگی بسر نہیں کر سکتی۔

بلند مقصد

لیکن پائیدار قوت اور حفاظت کی کوہ شکن تڑپ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی، جب تک قوم کے سامنے کوئی بلند مقصد نہ ہو اور کسی مشترک اعلیٰ مقصد کے بغیر کسی قوم نے قربانی نہیں دی۔

ہم پاکستانیوں کے سامنے سب سے پہلے تو ایک کمینے خونخوار دشمن سے اپنی آزادی وطن، عزت، جان اور مال کی حفاظت کا سوال ہے۔ ہمارا دشمن کمینہ بھی ہے اور مکار بھیڑیئے کی طرح خونخوار بھی، اس نے ۱۹۶۵ء میں پاکستان پر مکاروں کی طرح حملہ کیا۔ پھر ۱۹۷۱ء میں وحشیانہ طریق پر مشرقی پاکستان میں لاکھوں انسانوں کا خون بہانے کی سازش کی، دنیا کے سامنے بدترین جھوٹ بولے، اور آج اس کی سفاکی کا نشانہ لاکھوں نہتے بے گناہ پاکستانی مسلمان ہیں۔ پاکستان ان وحشیوں کے ہاتھوں مستقل خطرے میں ہے۔ اور ان کی درندگی سے کسی مسلمان کی جان اور آبرو محفوظ نہیں اور اس کا واحد حل قوت کا حصول اور دفاع کی مسلسل تیاری ہے۔

پھر پاکستان اسلام کے عالمگیر پیغام کا گہوارہ ہے۔ اسی پیغام کی نشر و اشاعت اور عملی نمونے میں دنیا کی نجات ہے۔ اسلام کا پیغام اخوت و انسانیت ہی پسی ہوئی اقوام اور نسلوں کے لئے نجات و اُمید کی واحد کرن ہے۔ اس کے برعکس بھارت میں کروڑوں انسان انسانی حقوق سے محروم ہیں اور نسل پرست برہمن نے اپنے پروپیگنڈے کے کمال سے ان کروڑوں انسانوں کو یہ باور کرا دیا ہے کہ وہ کتوں سے بدتر ہیں۔ انہیں انسانیت کے حقوق حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور ان کا اور ان کی آئندہ نسلوں ــ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں ــ کا ایک ہی کام ہے کہ وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی ہر ذلیل خدمت سر انجام دیں اور اونچی ذاتیں ان سے کتوں اور جنگلیوں ایسا سلوک کریں۔ ان حالات میں ہمارا یہ انسانی فریضہ ہے کہ ہم ان کروڑوں انسانوں کو برہمنی راکھشسوں کے چنگل سے نجات دلائیں اور انہیں اخوت و مساوات کی نعمتوں سے متمتع ہونے میں معاون ہوں۔

پس اپنے جان و مال، عزت اور دین کی حفاظت کے علاوہ بھارت کے کروڑوں انسانوں کو برہمنی ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے، جس کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی تمام مادی قوتوں کو مجتمع کر کے ترقی دیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم فکری و نظری قوتوں کو زیادہ سے زیادہ عروج پر لیجائیں۔ پاکستان کے حالیہ اور گذشتہ واقعات نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ فکری محاذ پر جنگ انتہائی اہم ہے اور نفسیاتی پروپیگنڈا توپوں اور ہوائی بمباروں سے بھی زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ قومی اتحاد اور استحکام، داخلی اور خارجی دشمنوں اور خود غرض لوگوں سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک تو ملک کے ہر باشندے کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کی جائے، انسانی احترام کے وسائل اختیار کئے جائیں، اور معاشی و مجلسی عدل و مساوات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنے درخشاں مستقبل کے لئے اتحاد، یقین اور اعتماد پیدا کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ انتشار پسند عناصر کو عملی کے تعلیمی درسگاہوں، ریڈیو، ٹیلیویژن، اخبارات کے ذریعہ علاقائی، نسلی اور فرقہ وارانہ اختلافات کو ختم کر کے وطنی احساس پر اہل وطن کے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کو ترقی دی جائے۔ اور اسلام کی حریت ضمیر، احترام انسانیت، اخوت و مساوات اور عدل و انصاف پر مبنی تعلیمات کو دلوں میں جاگزین کیا جائے۔

موجودہ المیہ نے اس بات کی اہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کو اسلام کی اعلیٰ اقدار پر قائم کرنے کے لئے زبردست جدوجہد درکار ہے، یہ نہ صرف ملک کے استحکام کے لئے ضروری ہے، بلکہ دنیا کی نظروں میں پاکستان اور اسلام کا نام بلند کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ پھر برصغیر کے کروڑوں اچھوتوں، بُت پرستوں، پسماندہ لوگوں کا بھی ہم پر حق ہے۔ اور یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے کہ ہم خدا کا پیغام امن، اخوت و مساوات دنیا کی مظلوم و مقہور قوموں تک پہنچائیں جس کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ایک تو ان اداروں کی حوصلہ افزائی کرے جو دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اور اس طرح پاکستان کے لئے دنیا میں خیرسگالی کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ حکومت ان کے لئے زرِ مبادلہ کی سہولتیں بہم پہنچا کر اور سفارت خانوں کے ذریعہ رابطہ قائم رکھ کر اپنے پیغام کے عظیم مقصد کو پورا کر سکتی ہے۔ اور دوسرے خود سفارت خانوں کی وساطت سے اسلامی لٹریچر تقسیم کر کے امن و اتحاد عالم کا فریضہ سر انجام دے سکتی ہے۔

فکری و نظری محاذ کو تقویت دینے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ہر شعبے کی رہنمائی کے لئے اہل فکر و نظر پر مشتمل کمیٹیاں مقرر کرے جو نہ صرف شعبوں کی کارکردگی کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتی رہیں۔ بلکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ رہنمائی بھی کریں۔ چنانچہ نشر و اشاعت، صنعت و حرفت، تعلیم، مجلسی اصلاحات، بین الصوبائی اتحاد و تعاون وغیرہ شعبوں کے لئے ماہرین کی کمیٹیوں کا قیام بہت قیمتی کام کر سکتا ہے البتہ اس وقت حکومت کے سامنے عظیم مشکلات اور بعض اہم وقتی مسائل ہیں اور اس کی توجہ ہمہ وقت ملک کی قوت، اتحاد، اور سالمیت پر مرکوز رہنی ضروری ہے۔ اس لئے یہ کام مختلف علاقوں کے اہل دانش و بینش۔ دینی جماعتوں اور سماجی انجمنوں کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اور اگر ایک بار قوم کے اہل فکر و نظر نے اپنی ذمہ داری اور اہمیت کو محسوس کر لیا تو پھر اسلام کے اندر وہ قوت موجود ہے کہ چند ہی سالوں میں ملک کے اندر عظیم انقلاب آ جائے۔

اِسلام کا پیغام

(بسلسلہ صفحہ ۷ کالم ۲)

ایمان لانے سے نجات ملتی ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد نہ عقل پر ہے نہ علم پر ہے اس لئے پادری لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کے معاملے میں عقل کو کوئی دخل نہیں۔ اس کے خلاف اسلام کی تعلیم عین عقل اور علم کے مطابق ہے۔ اس سے مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں اور وہ جنگ کی حالت میں بھی ایسے احکام دیتا ہے جن سے انسان کی مشکلیں کم ہو سکیں اور امن کے زمانے میں بھی ایسے قوانین اور قواعد بیان کرتا ہے جن کی تشریحات قابل فہم ہیں۔ اس میں عقل کو اپیل کرنے والی توجیہات ہیں اس کی مقدس کتاب دلوں کو پاک، دماغ کو روشن ارادوں اور نیتوں کو مزکی کرنے والی ہے۔

اسلام کو عیسائیت کے مقابلے پر کچھ دشواریاں بھی ہیں، عیسائی نظام نے یسوع کو الوہیت کے مقام پر پہنچانے کے لئے اس کی شخصیت میں مبالغہ آمیزی اور فریب دہی سے ایسی خصوصیات بیان کرنی شروع کر دی ہیں جن سے اس کی ذات کو انسانیت سے بالا بنا دیا گیا ہے۔ اسلام نے جب عیسائی دنیا پر

عظیم تر ڈیم تربیلا

آپ بھی اپنی عمارتوں کو پاک سیمنٹ فاروقیہ
سے تعمیر کرکے مضبوط اور پائیدار بنائیں

پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ۔ فاروقیہ
ہیڈ آفس، آدم جی روڈ۔ راولپنڈی

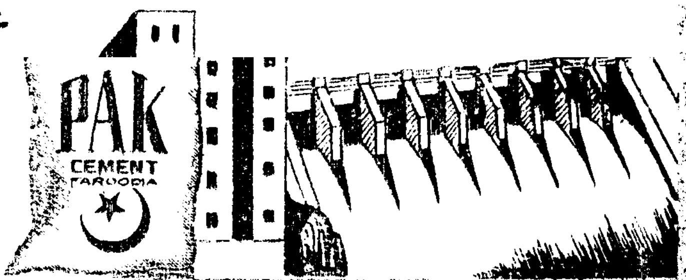

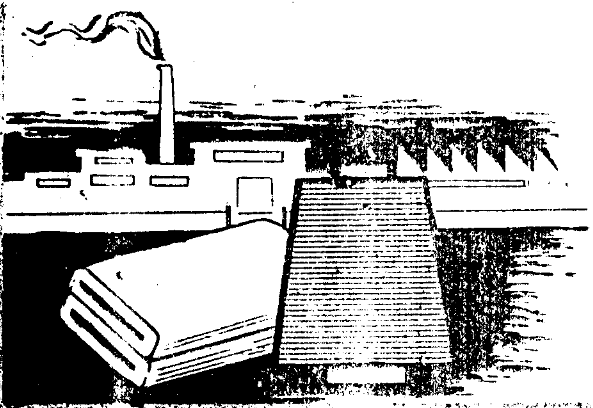

CSTM

کالونی سرحد کے پارچات

• نفاست میں بے نظیر
• استعمال میں دیرپا

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
اسماعیل کوٹ • نوشہرہ

ABL

آسٹریلیشیا بنک

ہمارا نصب العین
بنک کاری میں مخلصانہ خدمت اور اعلےٰ کارگزاری

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ
قائم شدہ ۱۹۴۲ء

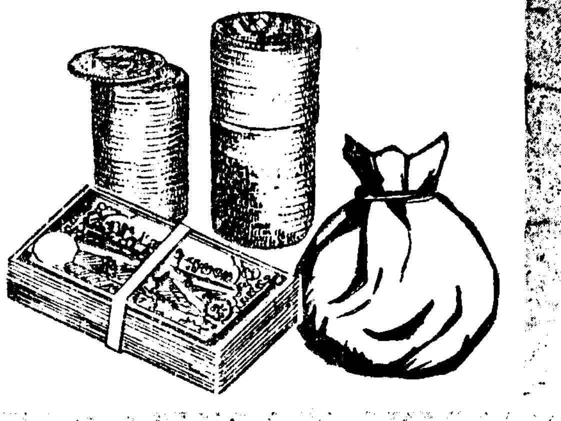

بسلسلہ صفحہ ۹

اپنے تبلیغی اثرات پیدا کئے اور ان کو دائرہ اسلام میں لانے میں کامیاب ہوگیا تو وہ اپنے بہت سے سابقہ معتقدات بھی اسلام میں لے آئے وہ زمانہ اسلام کے عروج کا زمانہ تھا اور مسلمانوں کو اس سے کوئی خاص نقصان نہ پہنچا لیکن اب دونوں مذاہب جب علم کے میدان میں مقابل پر نکلے تو عیسائیوں نے ان غلط عقائد سے جو نو مسلم عیسائیوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے ناجائز فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا ہے۔

(باقی — باقی)

اطلاع

مقامی جماعت احمدیہ لاہور بے گھر افراد کی امداد کے لئے مختلف پروگراموں پر کام کر رہی ہے۔ جماعت کے وہ احباب جو حالیہ جنگ میں متاثر ہوئے ہیں اپنے مکمل کوائف ارسال کریں۔

ناصر احمد۔ سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ ۱۹ جنوری ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ نمبر ۳

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہ مہاں را چشم کن روشن زایات مبیں

آمد خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ
چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری
ہو سکتا
ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۴

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

عید اضحٰے کی مبارک تقریب پر جو دوست قربانیاں دینے کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ قربانیوں کی کھالیں یا ان کی قیمت خزانۂ انجمن میں بھیجکر ثواب حاصل کریں، مرکزی دفتر میں حسب معمول مقامی جماعت سے کھالیں جمع کر کے بیچنے کا انتظام کیا جائیگا بیرونی جماعتیں بھی اگر ایسا کر سکیں تو بہت بہتر ہوگا ورنہ فرداً فرداً کھالیں بیچ کر ان کی قیمتیں براہ راست یا سیکرٹری صاحبان کی وساطت سے خزانۂ انجمن میں بھجوا دی جائیں۔

اس کے علاوہ عید کی خوشی میں سب دوست حسب استطاعت عید فنڈ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بحرِ حکمت کے موتی

قبولیت دُعا کیلئے استقلال کی ضرورت

عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال یستجاب لاحدکم ما لم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے (یعنی یوں) کہے کہ میں نے دُعا کی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ:—

اس میں سکھایا ہے کہ دعا میں استقلال ہو۔ دُعا میں استقلال فی الحقیقت اس شخص میں پیدا ہو سکتا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کا استقلال موجود ہو۔ اور پھر دُعا میں استقلال سے خود انسان کے اندر اعلیٰ درجہ کی قوتِ استقلال پیدا ہوتی ہے، جو شخص دو چار دس دفعہ دعا کر کے تھک جاتا ہے اس کی دعا میں قبولیت کا رنگ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض مقاصد جن کے لئے انسان دُعا کرتا ہے ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر بھی وہ دُعا کرتا رہے تو تھکنا نہیں چاہیئے، مثلاً یہی دعا کہ خدا کا نام دنیا میں پہنچے اور اس کے بندے اس کے حضور جھکیں، یا اور اس قسم کی دُعائیں جو عظیم الشان مقاصد کے لئے ہوں۔

(فضل الباری کتاب الدعوات)

خُدا کے محبوبوں پر جو تکالیف آتی ہیں وہ انہیں تباہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اسلئے آتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پھل پھول میں ترقی کریں

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصل بات یہ ہے کہ رسُولوں کا طبقہ مصائب اُٹھا کر دنیا سے گذر گیا۔ مگر ان کا خدا کے لئے دُنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر طرح طرح کے آلام و مصائب کے بار کو اُٹھا لینا انکی عظمت کا باعث ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ خدا کے محبُوبوں کو تکالیف آتی ہیں۔ ان کی تکالیف میں ایک لطیف سر ہوتا ہے۔ ان پر اس لئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ دیکھو دنیا میں ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹھہرایا ہے کہ اوّل وہ صدمات کا تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔ کسان زمین میں ہل چلا کر اس کا جگر پھاڑتا ہے۔ اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے یہاں تک کہ ہوا کے جھونکے اسے اِدھر اُدھر لئے پھرتے ہیں۔ نادان خیال کرے گا کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی جو اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ مگر عقلمند خوب سمجھتا ہے کہ جب تک زمین کو اس درجہ تک نہ پہنچایا جاوے وہ پھل پھول پیدا کرنے کی قابلیّت کے جوہر نہیں دکھا سکتی۔ اسی طرح اس زمین میں بیج ڈال دیا جاتا ہے جو خاک میں مل کر بالکل مٹی کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ دانے اس لئے مٹی میں ڈالے جاتے ہیں۔ کہ زمیندار ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اس کی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ اس کی غرض ان کو مٹی میں گرانے سے صرف یہ ہے کہ وہ پھلیں اور پھولیں اور ایک ایک کی بجائے ہزار ہزار ہو کر نکلیں۔

جبکہ ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون رکھا ہے وہ اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے۔ اور لوگ ان کے اُوپر چلتے ہیں۔ اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ مگر کچھ وقت نہیں گذرتا کہ وہ اس سبزہ کی طرح (جو خس و خاشاک کے دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے۔ کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں۔ جو دریائے وحدت کی تہ میں ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ جلائے جائیں بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دکھایا جاوے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

اسلامی کُتب کی اشاعت

اس سال کی ابتدا میں میرے پاس انجمن کی تصانیف کا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا تھا قرآن مجید مترجم انگریزی کے علاوہ قرآن مجید مترجم جرمنی اور تفسیر بیان القرآن اُردو کے چند نسخے بھی منگوا لئے تھے۔ محمڈان ورلڈ سکرپچر کے بھی ضرورت سے بڑھ کر پارسل آ گئے تھے۔ مجھے کتابیں مفت دینے کا ڈھب تو آتا ہے لیکن کتب فروشی میں کمزوری ہے۔ عزیزی ظفر اقبال کی انتظار میں تھا کہ وہ آ کر ان کُتب کی فروختگی کی طرف دھیان دیں گے۔ خدا کے فضل سے عزیز موصوف اس کام میں بہت کامیاب ہوئے ہیں اور انہوں نے کتابوں کے لئے تازہ آرڈر لندن اور لاہور میں انجمن کو بھی بھیجے ہیں۔ انہوں نے دکھا دیا ہے کہ اسلامی کتابوں کی یہاں زیادہ مانگ ہے۔ اور اگر اس کاروبار کو یہاں بڑے پیمانہ پر چلایا جاوے تو کامیاب ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم کی کشش،
جرمن قرآن شریف کی اشاعت

خاکسار نے جوش میں آ کر قرآن مجید مترجم کے چند نسخے لاہور سے منگوا تو لئے لیکن چند ماہ تک کوئی گاہک نظر نہ آیا۔ اتفاقاً ایک جرمن فیملی نے جو ہمارے مکان کی ایک فلیٹ میں رہتی تھی جرمن قرآن مجید کی ایک جلد دیکھ لی اسے بہت پسند آئی۔ اور قیمت دے کر حاصل کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد انکی ایک مہمان جرمنی سے تین ہفتہ کی رخصتیں گذارنے کے لئے آئیں۔ انہوں نے اتفاقاً اپنے میزبان کے ہاں قرآن مجید کا نسخہ دیکھ لیا اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ہمارے پاس اس کا سٹاک موجود ہے تو وہ ایک اور جلد قرآن مجید کی لے گئے۔ عزیزی ظفر اقبال کو ایک جرمن کُتب فروش کا پتہ ملا۔ دو جلد قرآن مجید ان کو دے آئے ایک نو مسلم جرمن خاتون حال ہی میں نکاح پڑھوانے کے لئے میرے پاس آئیں۔ ایک جلد قرآن مجید وہ لے گئیں۔ میں تو اس قدر مایوس ہو گیا تھا کہ خیال تھا کہ اپنی طرف سے بطور عطیہ جرمن مسلم مشن کے پاس قرآن مجید جرمن کی دس جلدیں بھیجدوں۔ لیکن ان کی یہاں ہی کھپت ہو گئی۔ الحمد للہ۔

قرآن مجید کی کشش

حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحبؑ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:۔

"میری صلاح ہے کہ بجائے ان اعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں کر کے تمام دنیا میں پھیلائی جائیں"

ہماری جماعت نے جو قابل قدر لٹریچر پیدا کیا ہے اس میں قرآن مجید نے اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے دنیا میں کافی مقبولیت حاصل کی ہے۔ پھر اسی ترجمہ اور تفسیر کی مدد سے اس کے کئی ایک زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ چند دن ہوئے مجھے کیلی فورنیا سٹیٹ کالج ہیورڈ کی ایک کلاس کے سامنے اسلامی نماز پر چند منٹ بولنا پڑا۔ اس دن پروفیسر صاحب کو اسلام کی تاریخ مذہب پر سبق دینا تھا۔ اور ایک اسلامی فلم بھی دکھانی تھی۔ جو حج مکہ سے تعلق رکھتی تھی۔ قرآن مجید کے ریکارڈ بھی سنائے گئے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ پروفیسر صاحب حضرت مولینا محمد علی مرحوم کا مترجم قرآن مجید استعمال کر رہے ہیں۔

کالجوں کی لائبریریوں میں قرآن مجید کی ضرورت

امریکہ اور دیگر انگریزی ممالک میں ہزاروں کالج اور یونیورسٹیاں ایسی ہیں جہاں قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجنے کی ضرورت ہے۔ ایک چھوٹی سی تبلیغی جماعت سے یہ فریضہ تب ہی احسن طریق پر ادا ہو سکتا ہے کہ یا تو ہزاروں کی تعداد میں قرآن مجید معمولی کاغذ پر .... تیار کرائے جاویں تاکہ ایک نسخہ پر معمولی خرچ ہو۔ اور جماعت پر اخراجات کا بوجھ نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں قرآن مجید کی حیثیت چھپوائی اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے وہ نہ رہے گی جو بائبل کو حاصل ہے۔ اور لوگ اس کو دیکھتے ہی ایک معمولی کتاب تصور کریں گے یا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جماعت ایک بار دل و جان سے قربانی کر کے "عمدہ عمدہ تالیفیں" دنیا میں پھیلانے کے لئے لاہور میں ایک اپنی مرضی کے مطابق شائع ہوں گے اور مفت اشاعت کے لئے سستے داموں لٹریچر شائع ہو سکے گا۔

تین مبارک شادیاں اور قبول اسلام

گذشتہ ماہ ایک ایرانی لڑکی مسمات شہناز کی شادی یونانی نوجوان مسٹر جارج انفنن اسپوڈس سے نیومن ہال برکلی میں ہوئی جس میں ایرانیوں کے علاوہ امریکن زن و مرد اور یونیورسٹی کے پروفیسر بھی شامل تھے۔ خاکسار نے خطبہ سے پہلے مسٹر جارج کو کلمہ شہادت پڑھا کر اسلام میں داخل کیا۔ خطبہ اور ایجاب قبول کے بعد مہمانوں کی تواضع نو اکہات سے کی گئی۔

دوسری تقریب نکاح اوکلینڈ کے ایک مشہور ریسٹورنٹ خیبر پاس افغانستان ریسٹورنٹ میں ہوئی۔ اس ریسٹورنٹ کو ایک افغانی نوجوان نے تین سال ہوئے جاری کیا تھا۔ یہ صاحب اپنے ملک سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے تھے۔ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا سے آرکیٹکٹ ORCHITECT کی ڈگری حاصل کی۔ لیکن ملازمت کی طرف رجحان نہ ہوا۔ ایک بھاری بلڈنگ کا صرف ایک کمرہ لے کر ریسٹورنٹ کھول دیا۔ جس کا نام انہوں نے خیبر پاس رکھا۔ اور افغان کھانوں کا پراپیگنڈا کیا۔ خداوند کریم نے ان کے کاروبار میں اس قدر برکت دی کہ انہوں نے دو سال کے بعد چار منزلہ عمارت خرید لی۔ اور گراؤنڈ فلور کی تمام دوکانیں اس ریسٹورنٹ میں شامل کر لیں۔ اس کو دس ماہ تک بند رکھا۔ اور اس میں اس قدر دلکش ترمیم کی کہ ریسٹورنٹ میں جا کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی شاہی محل میں قدم رکھ رہے ہیں۔ سُنا ہے کہ اس کا سکو Remodel کرنے پر ایک لاکھ ڈالر خرچ ہوا ہے۔ دس ماہ کے ترمیمی کام کے بعد اس ریسٹورنٹ کا دوبارہ آفیشل طور پر افتتاح ۲۷ دسمبر کو ہونا تھا لیکن مالک ریسٹورنٹ نے ۴ دسمبر کی شام کو اس شادی کی تقریب کے لئے اجازت دیدی۔

خاکسار نے نکاح سید محمد صلاح الدین تاج کا مسماۃ سونجا۔ اسے تواسن ——— (........) کے ساتھ پڑھایا۔ سید محمد صلاح الدین تاج کے والد صاحب سعودی عرب میں افغانستان

ہے۔ اس نے اپنے ملک سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ بھی یہاں زیرِ تعلیم ہے۔

شادی کی شرائط میں تھا کہ پہلے دُلہن اسلام قبول کرے گی۔ اور یہ اعلان پہلے کرا دیا جاوے۔ چنانچہ خاکسار نے اسلام کے موٹے موٹے اُصولوں کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ رسم Conversion کے لئے نہیں ہے جو عام طور پر پادری کیا کرتے ہیں۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ میں اس کو [illegible] کی رسم تصور کرتا ہوں۔ طالب علم ہائی سکول سے گریجویٹ ہو کر کالج میں داخل ہوتے ہیں اور کالج سے گریجویٹ ہو کر یونیورسٹی میں اسلام یونیورسٹی کا مقام رکھتا ہے۔ جس طرح یونیورسٹی کا طالب علم اپنے گذشتہ کالج اور ہائی سکول کو اور اس کے اساتذہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسی طرح ایک عیسائی یا یہودی اگر مسلمان ہو جاوے۔ تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ حضرت عیسےؑ حضرت موسٰےؑ اور دیگر پیغمبروں پر ایمان رکھے جیسا وہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھتا ہے۔

اس کے بعد دلہن نے کلمۂ شہادت اور شرائط ایمان پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ بعدہٗ خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب قبول کرایا گیا۔ اس کے بعد چاروں جانب سے دُلہا دلہن کو مبارکباد ملنے لگی۔

روزوتا ایلز بتھ ایک جرمن خاتون ہیں۔ جس نے تین سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کی گریجویٹ ہیں۔ اور ایک انشورنس کمپنی میں ملازم ہیں۔ انہوں نے ایک یوگوسلیویہ نوجوان سے اس شرط پر شادی کرنے کا اقرار کرایا تھا کہ وہ مسلمان ہوں۔ ان کا نام جازف نوک JOSEPH NOVAK ہے۔ چونکہ نکاح خوانی کا انتظام خاکسار کے مکان پر تھا لہذا میں نے ان کو دعوتِ طعام بھی اپنی طرف سے دے دی تھی۔

نکاح سے پہلے میں نے اسلام کی تعلیم اور اُصولوں کی تشریح کی۔ اس کے بعد مسٹر جازف نے اسلام قبول کیا۔ خطبہ نکاح کے بعد میں نے دُلہا دُلہن کا ایجاب قبول کرایا۔ دُعا کے بعد ہم کھانے کی میز پر چلے گئے۔ اور مختلف مسائل پر کافی وقت تک گفتگو ہوتی رہی۔ دُلہن نے قرآن مجید مترجم جرمن کی کاپی بہت پسند کی۔ اور اس کی ایک جلد خرید لی۔ دُلہن اسلامی تعلیم۔ نماز روزہ سے

(باقی برصفحہ ۱۰ کالم ۳)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء

حج ——— بین الاقوامی امن و اتحاد کا عملی نظارہ

آج مکہ معظمہ میں دنیا کے چاروں کونوں سے لکھوکھا انسان بلا امتیاز رنگ و نسل ایک ہی لباس میں ملبوس ہو کر لبیک اللّٰھم لبیک۔ لا شریک لک لبیک کہتے ہوئے خدائے واحد کے آگے اپنی حاضری کا اعلان کر رہے ہیں، یہ کیا نظارہ ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں، مختلف قبیلوں اور نسلوں میں بٹے ہوئے انسان، جو وطن، زبان اور رنگ و نسل یا عقیدہ و مذہب کے اختلاف پر ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں، آج اس وادیٔ غیر ذی زرع میں اس طرح ایک دوسرے سے مربوط اور منضبط ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے صف آراء ہیں کہ

ایک خدا اور ایک انسانیت کا عملی نظارہ

دیکھنے میں آ رہا ہے، یہ نظارہ ہر سال دنیا دیکھتی ہے، جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اسلام نے بین الاقوامی اختلافات کے باوجود تمام انسانیت کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور اتفاق و اتحاد کے رشتہ میں منسلک کرنے کا جو انتظام کیا ہے اس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ آج دنیا میں توپوں، ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں اور دیگر ہر قسم کے اسلحہ کی فراوانی کو قیام امن کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ایٹم کی ایجاد کو ایٹم برائے امن کا نام دے کر خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کے ڈر سے جنگ و جدل سے باز رہے گی، لیکن امن کہاں ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ انہی نام نہاد امن کے ہتھیاروں سے خاک و خون میں نہائے ہوئے انسان اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ قیام امن کے سب دعوے باطل ہیں اور کوئی ذریعہ دنیا کو باہمی آویزش اور تباہی و بربادی سے بچا نہیں سکتا سوائے اس ایک ذریعہ کے جو اسلام نے تجویز کیا ہے کہ یٰایھا النّاس انّا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ...... انّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور صرف ایک دوسرے سے تعارف کے لئے تمہاری مختلف شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں، تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے، یعنی خدائی احکام کے ماتحت مخلوقِ الٰہی سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتا ہے، یہ ہے اسلام کی تعلیم اور اس کا عملی نظارہ جو آج حج کے دن ہر سال مکہ معظمہ میں دیکھنے میں آتا ہے، جب پاکستانی، ہندوستانی، چینی، ایرانی، ترکی، عراقی، فلسطینی، مصری، سوڈانی، افریقی اور عرب و عجم کے تمام مسلمان ایک لباس میں ملبوس ہو کر وحدت انسانیت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے خدائے واحد کے آگے صف آراء اور سر بسجود ہوتے ہیں۔

اسی امر کی وضاحت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان الفاظ میں فرمائی ہے:—

یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوٰی وانّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔

اے لوگو! یاد رکھو تمہارا ربّ ایک ہے کسی عربی النسل کو عجمی (غیر عربی) اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے سوائے تقویٰ کے، خدا کے نزدیک معزز وہی ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہے۔

کیا اس سے بڑھ کر کوئی چیز دنیا میں قیام امن کا موجب ہو سکتی ہے؟ مختلف قوموں اور وطنوں کے لوگوں کے نظر رنگ و نسل وغیرہ کے اختلافات کو خیرباد کہہ کر ایک انسانیت کے رشتہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے محض تقویٰ اللہ کو اپنا نصب العین بنانے کی تعلیم وہ اثر رکھتی ہے جو نہ کسی قومی ملکی یا دفاعی معاہدہ میں نظر آتی ہے نہ اقوام متحدہ کے منشور میں اس کا کوئی نشان پایا جاتا ہے صرف اسلام ہی ہے جس کی یہ تعلیم دنیا میں قیام امن کا موجب ہو سکتی ہے اور مکہ معظمہ میں حج کا دن ہر سال بین الاقوامی امن و اتحاد کا عملی نظارہ پیش کرتا ہے۔

آج کا دن ان مسلمانوں کو بھی غور اور عبرت کا پیغام دیتا ہے جو مختلف فروعی مسائل کے اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں حرام سمجھتے ہیں، آج مختلف فرقوں کے تمام حنفی و غیر حنفی، وہابی و دیوبندی، احمدی و غیر احمدی علماء بیت اللہ میں ایک امام کی قیادت میں نماز ادا کر کے عملاً یہ ثابت کر رہے ہیں کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں، اور ان کے کفر کے فتوے بالکل ناجائز اور خلاف حقیقت ہیں، کاش ان کا یہ عملی اقدام اپنے اپنے شہروں اور اپنی اپنی مسجدوں میں بھی یہی رنگ اختیار کرنے اور باہمی تکفیر کی بیماری کو دور کرنے کا موجب ہو اور صرف مکہ معظمہ میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر وطن میں تمام مسلمان اخوت اسلامی کا وہ رنگ اختیار کر لیں جس کا نظارہ مکہ معظمہ میں دیکھنے میں آتا ہے، صرف یہی ایک طریق ہے جو بڑے سے بڑے دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کو متحد اور کامیاب بنا سکتا ہے۔

ایک اور بہت بڑا سبق جو حج کے دن مسلمانوں کو ملتا ہے، وہ قربانی کا سبق ہے جس سے عزت و عظمت کی بلندیاں حاصل ہوتی ہیں آج سے ہزاروں سال پہلے اسی وادی غیر ذی زرع میں جب وہاں نہ کوئی انسان آباد تھا نہ سامان معیشت موجود تھا، ایک خدا کا بندہ حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے بیٹے اور بیوی کو خدا کے حکم کے ماتحت وہاں لے جا کر چھوڑ آیا، اور ان کی بیوی نے یہ ایمان رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا وہاں بخوشی رہنا قبول کر لیا، بچہ کم سن تھا، اسے جب پیاس لگی تو ماں پانی کی تلاش میں کبھی ایک پہاڑی پر چڑھ کر نظر دوڑاتی کہ کہیں پانی کا کوئی نشان نظر آ جائے اور کبھی دوسری پہاڑی پر چڑھ جاتی اس کا اس طرح بے تابانہ چڑھنا اور اترنا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور نہ صرف وہاں اسی وقت پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو آج تک تشنہ لبوں کی سیرابی کا موجب ہو رہا ہے بلکہ اس خاتون کے اس فعل کی یاد میں اس کے نقشِ قدم پر ان پہاڑیوں پر تمام حاجیوں کو سعی کرنے کا حکم دے دیا گیا یہ وہ اجر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک خاتون کو اس کے ایمان اور عمل کے صلہ میں عطا فرمایا ہے۔

اس کے بعد جب وہ بچہ جوان ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ کو اس کی قربانی دینے کا حکم ہوتا ہے، وہ بیٹے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک، میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بیٹے کا ایمان دیکھئے وہ کہتا ہے یٰابت افعل ما تؤمر۔ اے میرے پیارے باپ! جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریں ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین آپ مجھے صابر پائیں گے اور باپ بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے اے ابراہیمؑ تو نے خواب کو سچا کر دکھایا، اس کے بجائے ایک بھاری قربانی کا فدیہ ہم نے مقرر کر دیا ہے۔

آج عید الاضحیٰ اور حج کے موقعہ پر جو قربانی دی جاتی ہے وہ اسی فدیہ کا عملی اقدام ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے پیش کی، اور نہ صرف قربانی پیش کی بلکہ حضرت ابراہیمؑ نے جناب الٰہی میں یہ دعا بھی کی ربّ اجعل ھٰذا بلدًا اٰمنًا وارزق اھلہ من الثمرات میرے ربّ اس جگہ کو امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما۔ آج وہی مقام نہ صرف ایک پُرامن شہر کی صورت پیش کر رہا ہے جہاں نہ چوری اور ڈکیتی ہے اور نہ جھگڑا اور گالی گلوچ وغیرہ، بلکہ وہاں ہر قسم کے پھل اور سامانِ معیشت کی ایسی فراوانی ہے جو دوسری جگہ میسر نہیں اور سب سے بڑھ کر حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی اس دعا کی قبولیت ہمارے سامنے ہے جو انہوں نے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو استوار کرتے ہوئے جناب الٰہی میں کی کہ ربّنا وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلّمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکّیھم انّک انت العزیز الحکیم۔ اے ہمارے ربّ ان لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کا سبق دے اور انہیں پاک کر دے تو غالب حکمت والا ہے، یہ ہے وہ دعا جس کی قبولیت رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں ہوئی اور اس پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور حکمت اور تزکیہ نفوس نے دنیا کو امن و عافیت کا وہ سبق پڑھایا جس کی نظیر کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی ملکی قانون میں نظر نہیں آتی۔

بقیہ از صفحہ ۲

اچھی طرح واقف ہے اور اس پر عامل ہے

آ رہا ہے اس طرف احمدیہ یورپ کا مزاج

نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

میری علالت۔ خاکسار آٹھ دس روز سے علیل ہے سردی۔ نزلہ، زکام اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ گیا تھا تین دن رات ناک کے ذریعہ سانس لینے کے قابل نہیں تھا۔ بلڈ پریشر بھی کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔ اب طبیعت روبہ افاقہ ہے۔ دعا فرمادیں۔ والسلام

خاکسار محمد عبد اللہ۔

چند ضروری وصیتیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے تلقین فرمائی ہیں

شرک نہ کرو۔ والدین سے حُسنِ سلوک، رزق کی تنگی سے اولاد کو قتل نہ کرو، فواحش کے قریب مت جاؤ، کسی کو ناجائز قتل نہ کرو، یتیم کا مال نہ کھاؤ، ماپ تول پُورا کرو، بات کرنے اور شہادت دینے میں عدل و انصاف سے کام لو، اللہ کے ساتھ جو عہد کیا ہے اسے پُورا کرو۔

خُطبہ جُمعہ

مؤرخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۷ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا اتل ما حرّم ربّکم علیکم الّا تشرکوا بہٖ شیئًا وبالوالدین احسانًا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الّا بالحق ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلّکم تعقلون۔ ولا تقربوا مال الیتیم الّا بالتی ھی احسن حتّٰی یبلغ اشدّہٗ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلّف نفسًا الّا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربٰی وبعھد اللّٰہ اوفوا ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلّکم تذکّرون، وانّ ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہٖ ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلّکم تتّقون۔ (الانعام ۱۵۲-۱۵۴)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے الفاظ ذالکم وصّٰکم بہٖ — کو بار بار دوہرایا ہے رشفقت سے بھرے ہوئے لہجے میں فرمایا کہ ہم یہ بات وصیت کے طور پر تمہیں تلقین کرتے ہیں۔ پہلی بات جو ہمارے اخلاق کی بنیاد ہے وہ یہ ہے الّا تشرکوا بہٖ شیئًا۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا موجد ہے۔ اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی اس کا شریک نہ بناؤ۔ اہلِ عرب بتوں کی پرستش کرتے تھے، ان کو بتوں سے شدید محبت تھی اور ان کے خلاف وہ کچھ سُن نہ سکتے تھے،

آج اس بیسویں صدی میں ہندوستان میں بھی بُت پرستی موجود ہے، ہندو پڑھے لکھے ہوکر آج بُتوں کی پرستش کرتے ہیں، بُتوں کے علاوہ درختوں اور جانوروں کی بھی پرستش کی جاتی ہے گائے کے تقدس کا یہ عالم ہے کہ کشمیر میں مسلمان کو گائے ذبح کرنے پر سات سال قید کی سزا دی جاتی ہے۔

یہ تو زمین کی چیزوں کی پرستش کا معاملہ ہے، آسمان کے دو سیاروں سورج اور قمر کی بھی پرستش کی جاتی ہے، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، دریا پر بیٹھے ہوئے ہندو مرد اور عورت اُوپر کو پانی پھینکتے تھے تاکہ سورج دیوتا مہاراج کی تپش کچھ کم ہو جائے۔ فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر۔ سورج اور قمر کی پرستش نہ کرو۔ واسجدوا للّٰہ الذی خلقھنّ، اس خدا کی عبادت کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر اس کی مخلوق۔ سورج اور قمر۔ کے اندر اتنی طاقت ہے تو اس کے خالق اور موجد اور مالک میں کس قدر طاقت ہوگی، فرمایا کہ الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ۔ یہ سورج، قمر اور نجوم سب کے سب خدا کے حکم کے ماتحت چل رہے اور کام کر رہے ہیں، فرمایا رزقکم فی السماء تمہارا رزق آسمان سے آتا ہے زمین کی ساری چیزیں آسمان سے وابستہ ہیں۔ آسمان کی بارش کے بغیر زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ فرمایا جعلنا من الماء کل شیئ حیّ ہم نے پانی سے زندگی پیدا کی ہے۔ وجعلنا الشمس وھاجًا۔ سورج صرف روشنی ہی نہیں دیتا بلکہ حرارت بھی دیتا ہے، اس حرارت اور تمازت پر زندگی کا مدار ہے، غرض زمین کی زندگی اور رونق کا تعلق آسمان سے وابستہ ہے۔

عام طور پر شرک کی حالت یہ ہے کہ اگر ہندو پتھر اور بتوں کی پُوجا کرتا ہے تو مسلمان قبروں کی پُوجا کرتے ہیں۔ ہمارے لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کی پرستش ہو رہی ہے۔ وہ بزرگ انسان تھے خدا کے مقرب تھے، لیکن انسانوں میں ... جو شخصیت خدا کی مقرب ترین تھی اُسنے فرمایا انما انا بشر مثلکم۔ میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ مسلمان جو موحد تھا یہ قبرپرست ہو گیا۔ ہندو کو مخول کرتا ہے کہ وہ پتھروں کو پوجتا ہے۔ لیکن وہ خود اپنے آپ پر غور کرے کہ وہ کبھی قبروں کا پجاری ہے۔ ان حالات کے پیش نظر تلقین فرمائی کہ خدائے واحد کے سوا کسی حجر و شجر کی یا انسان کی پرستش نہ کرو۔ ہاں بزرگوں کی تعظیم کرو، ان کے فرمان پر دلی اخلاص کے ساتھ عمل کرو مگر انہیں خدائی صفات کے ساتھ متصف نہ کرو۔

پھر توحید الٰہی کے ساتھ ملا کر فرمایا وبالوالدین احسانًا۔ ماں باپ کا ادب لحاظ کرو۔ ان کی فرمانبرداری کرو۔ ان کو اُف تک نہ کہو۔ چچا، ماموں، خالو، اور خالہ کا پُورا پُورا ادب و احترام کرو۔ یہاں اولاد کو ماں باپ کا ادب کرنے کا حکم دیا وہاں ماں باپ کو بھی حکم دیا لا تقتلوا اولادکم من املاق۔ مفلسی کی وجہ سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو۔ دوسرے مقام پر فرمایا من خشیۃ املاق۔ مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اور فرمایا اکرموا اولادکم اپنی اولاد کا اکرام کرو۔ اگر ماں باپ کا ادب کرنے کی تلقین فرمائی ہے تو اولاد کی تکریم کا بھی سبق دیا۔ اگر تنگیٔ رزق کا سوال ہے تو یاد رکھو نحن نرزقکم وایاھم ہم تمہارے بھی متکفل ہیں اور تمہاری اولاد کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں ذیل کے حکم میں طہارت پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا فرمایا ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ بے حیائی کی باتیں ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے نزدیک کبھی نہ جاؤ۔ ہر طرح کے فواحش کے نزدیک جانے سے منع کیا اور ظاہر یا خفیہ معصیت کا ارتکاب کرنے سے روکا ہے۔ ان تعلیمات کی برکت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو مطہر و مزکی بنا دیا۔

اور فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الّا بالحق۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ بدکرداری کے طریقے قتل مقاتلے کے راستے کھولتے ہیں۔ مقدمات چلتے ہیں، رشتہ داریوں میں دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اسی لئے فرمایا کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ البتہ جو شخص معصیت اور گناہ کرتا رہو، قوم کا مجرم ہو تو اس کو قتل کرنا مناسب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قابلِ تکریم بنایا ہے اسی لئے فرمایا حرّم اللّٰہ الّا بالحق۔ کہ کسی کی زندگی ناحق تلف نہ کی جائے ہاں مجرم کو سزا دینا مناسب ہوتا ہے۔ فرمایا ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون۔ ہم تمہاری خیرخواہی کے طور پر یہ باتیں بیان کر رہے ہیں تاکہ تم عقل و فہم سے کام لو مذکورہ بالا احکام بہت موٹی باتیں ہیں جو تمہاری سمجھ میں آسکتی ہیں۔

جان کی حفاظت کرنے کا حکم تلقین کرنے کے بعد مال کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور فرمایا لا تقربوا مال الیتیم یتیم کا مال مت کھاؤ۔ امیر کبیر گھرانوں میں جو بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ عزیز رشتہ دار ان کے متکفل اور نگران بنتے ہیں ان کو یہ تعلیم دی ہے کہ تم ان کا مال بے جا نہ اڑاؤ۔

الّا بالّتی ھی احسن حتیٰ یبلغ اشدّہ۔ البتہ ان کی تعلیم و تربیت پر ان کا مال خرچ کر سکتے ہو، اور ایسا کرنا بھی صرف اس وقت تک ہے جس وقت تک وہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائیں۔

پھر فرمایا واوفوا الکیل والمیزان بالقسط۔ کارخانہ ہو دوکانداری یا صنعت و حرفت ہو سب عدل و انصاف کے ساتھ ناپ تول کریں اللہ تعالےٰ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، جہاں جان و مال کی حفاظت کرنا چاہتا ہے وہاں عدل و انصاف کو بھی قائم کرنا چاہتا ہے فرمایا لا نکلّف نفسًا الّا وسعھا۔ ہم کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے، یہ احکام انسانی طاقت سے باہر نہیں ہیں ان پر عمل درآمد ہو سکتا ہے۔

مزید براں فرمایا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ۔ یعنی جب بات کہو تو انصاف کی بات کہو اگرچہ جس کسی کے خلاف پڑتی ہو وہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ایک وقت تھا کہ جماعت احمدیہ یہ امتیازی شہرت رکھتی تھی کہ یہ لوگ کچہری میں جھوٹی گواہی کا ارتکاب نہیں کرتے۔ کچہری میں پہچانا جاتا تھا کہ فلاں مجسٹریٹ احمدی ہے اور فلاں گواہ احمدی ہے کیوں کہ وہ عدل و انصاف اور سچائی سے کام لے رہا ہے۔

اور فرمایا بعھد اللہ اوفوا۔ لوگوں کے ساتھ تو عہد و پیمان ہوتے ہی ہیں ان کو بھی پورا کرو اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کئے گئے عہد کو بھی پورا کرو۔ تم کلمہ پڑھتے ہو یہ تمہارا خدا کے ساتھ عہد ہے۔ نماز پڑھتے ہو اور روزہ رکھتے ہو یہ تمہارا خدا کے ساتھ عہد ہے ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تذکّرون۔ یہ باتیں خیر خواہی کے طور پر تلقین کی جاتی ہیں ان پر غور کرو۔

آخر میں فرمایا وانّ ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ۔ میرا بتایا ہوا یہ رستہ سیدھا ہے اس لئے اس پر چلو سیدھا راستہ ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے۔ حضورؐ صلعم نے لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ سیدھا راستہ ہے اور اس کے اردگرد دوسری لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ ٹیڑھے راستے ہیں ادھر ادھر جاتے ہیں۔ فرمایا ولا تتبعوا السبل۔ سیدھے راستے سے ہٹ کر دوسرے راستے اختیار نہ کرو۔ فتفرّق بکم عن سبیلہ۔ وہ تمہیں سیدھے راستے سے الگ کر دیں گے، سیدھا راستہ کیا ہے وہ ہے رضائے الٰہی اور قربِ خداوندی کا راستہ۔ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتّقون۔ یہ باتیں ہم تمہیں خیر خواہی کے طور پر کہتے ہیں، تاکہ تم معصیتِ الٰہی سے بچو اور ضلالت و گمراہی میں پڑ کر ہلاک نہ ہو جاؤ۔

اخبار احمدیہ

صحت یابی و عطیہ

—— غلام سرور قریشی صاحب نے اپنی بیٹی نزہت بی بی کی سخت بخار سے صحتیابی کی خوشی میں شکرانہ کے طور پر اشاعت اسلام کے لئے دس (-/۱۰) روپے کا عطیہ دیا ہے۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نزہت بی بی کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز دے اور نیک و صالحہ اور دین کی خادم بنائے اور اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

محمد عبدالرحمٰن
جائنٹ سیکرٹری جماعت کراچی

پچاس سے زائد نیگرو حلقہ بگوش اسلام

—— معلم تابو کے ہاتھ پر جو گیمبیا میں ۱۰۰ نیگرو کے اسلام لانے کی خبر تھی، اب معلم تابو کے ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ پچاس اور ساٹھ کے درمیان لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ ۱۰۰ کی خبر اخبار والوں نے اندازاً چھاپ دی تھی۔ (شیخ) محمد طفیل از دو نگ

بیماروں کے لئے دعا

ہمارے نہایت محترم مکرم بھائی چوہدری سید احمد صاحب پر فالج گر گیا ہے۔ وہ سیالکوٹ میں اپنے بیٹے کے پاس قیام پذیر ہیں اور زیرِ علاج ہیں۔ اسی طرح خواجہ خورشید احمد صاحب پر بھی فالج کا حملہ ہوا ہے۔ یہ خطرناک بیماری ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ ہمارے ان بھائیوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا کرے۔ آمین۔

بعد کی خبر۔ چوہدری سید احمد صاحب ۲۳ جنوری کو بدوملہی میں وفات پا گئے اناللہ و

نمازِ عید کا وقت

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز احمدیہ بلڈنگس میں ۹ بجے صبح ادا کی جائے گی۔

قربانی اور عیدِ اضحیٰ کے مسائل

۱۔ خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے نکمّی یا ناقص قربانی قابلِ قدر نہیں ہوا کرتی، اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دُنبہ عُمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے، کوئی عیب نہ ہو، لُولا، لنگڑا، کانا یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو، خصّی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اونٹ میں دس۔

۲۔ قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنے عید کے دن نمازِ عید و خطبہ کے بعد سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

۳۔ قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے، بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں، جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۴۔ قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا، بلکہ دلوں کا تقوےٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قُربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے، یعنے اپنے تمام جذباتِ حیوانیہ کو خدا کی رضا کے آگے وہ قرُبان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقوےٰ مدِّنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

۵۔ قربانی کے گوشت کو تین حصّوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے، ایک حصّہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں اور دوسرا حصّہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے، تیسرا حصّہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

۶۔ عید کے دن باہم ملنا جُلنا، کھانا پینا، خوشی کرنا منشائے اسلام ہے، نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

۷۔ ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے:—

اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

۸۔ عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں کھانوں اور بچوں پر روپیہ خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا وقت کا تقاضا ہے، پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں انجمن نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہوئی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدِّنظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں، وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

۹۔ قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینا اشاعتِ اسلام کا بہترین مصرف ہے، قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر کی وفات

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے نہایت مکرم و محترم بزرگ شیخ عبدالرحمٰن ناظر صاحب وزیر آبادی ۲۳ جنوری کو گلبرگ لاہور میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا اور اسی روز گلبرگ کے قبرستان میں سپردِ خاک کئے گئے، ہمیں ان کے پسماندگان و لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مولوی محمد رمضان صاحب وفات پا گئے

منڈی بہاؤالدین سے محترم عبدالرؤف صاحب لکھتے ہیں۔ مکرم قبلہ جناب والد صاحب مولوی محمد رمضان ۹۰ برس کی عمر پا کر اکیس روزہ علالت کے بعد ۲۱/۲۰ جنوری کی درمیانی شب کو دو بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد مرحوم کی ساری زندگی کسبِ معاش کے ساتھ ساتھ دینی خدمت میں گذری، قرآنِ کریم کے سچے عاشق تھے۔ زندگی کے ۲۰ برس خصوصیت کے ساتھ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر درسِ قرآن کریم دیا۔ احباب جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

الحاج چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اِسلام کا پیغام مُسلمانانِ عالم کے نام

نومسلم عیسائی اپنے کلیسائی عقائد اپنے ہمراہ لے آئے

(گذشتہ سے پیوستہ)

ظہورِ اسلام کے وقت مجاہدینِ اسلام جب مشرکینِ عرب اور مدینہ کے اہلِ کتاب پر غالب آ کر تمام عرب کے حکمران بن گئے تو اس وقت ارد گرد کی عیسائی سلطنتیں اسلام کے مقابل پر کھڑی ہو گئیں اور اسلام کو نابود کرنے کی کوششوں میں خود شکست کھا کر ختم ہو گئیں عیسائی افواج در افواج اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس وقت وہ اپنے ساتھ پولوس کے ایجاد کردہ چند عقائد بھی لیتے آئے۔

ان کا روایتی یسوع بن باپ بنا رہا اور یہودیوں کے خوف سے زمین سے اُٹھ کر آسمان پر پہنچ گیا اور اس کی دوبارہ بعثت کا ایک لمبے عرصہ کے لئے انتظار کیا جانے لگا۔ پس یوں حیاتِ مسیح کا عقیدہ خود مسلمانوں کے اندر سرایت کر گیا۔

چودہویں صدی کے مزید آثار

اس چودہویں صدی کے مزید آثار میں سے یہ امر بھی بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج دوسری قوموں کو مسخر کر کے آخر خود آپس میں متصادم ہو جائیں گے اور ان کی قوتیں کمزور ہو کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گی۔ جب مسیح ..... کا نزول ہو گا تو وہ اپنی تعلیمات کی ٹھنڈی منطق سے دجال کو ختم کر دے گا۔ چودہویں صدی تو آ گئی اور بائبل کے بتائے ہوئے نشان اور قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کے بیان کردہ آثار بھی ظاہر ہو گئے مگر عیسائیوں کا یسوع نازل نہ ہو سکا۔

نزولِ مسیحؑ کی اصل تعبیر

ختم نبوّت کے بعد اللہ تعالےٰ نے انسانوں سے اپنا تعلق منقطع نہیں کیا۔ وحی نبوّت تو بے شک ختم ہو گئی مگر وحی ولایت کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا ایک وعدہ مذکور ہے کہ وہ اس امت میں خلافت کا سلسلہ قائم کرے گا جس سے تمکنت دین قائم رہے گی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل جاری رہے گا۔ اور حدیث نبویؐ میں لکھا ہے کہ ہر صدی کے سر پر اس اُمّت کی اصلاح کے لئے مجدّد آتے رہیں گے جو احیاء اسلام اور تجدیدِ دین کی تحریک چلایا کریں گے۔ گذشتہ صدیوں میں مجدّدین آتے رہے اور اصلاح کی تحریکیں جاری کرتے رہے۔ اس صدی میں بھی ایک شخص نے مجدّد ہونے کا دعوےٰ کیا، اس کے بالمقابل آج تک کوئی دعویدار ماموریت الٰہی پیدا نہیں ہوا۔ اس نے دنیا میں منادی کر دی کہ وہ دجّالی قوتوں کو شکست دینے کے لئے آیا ہے۔ اور وہی آنے والا مسیح موعود ہے۔ اس نے یہ دعوےٰ کرتے ہی اشاعتِ اسلام کی تحریک چلا دی۔ اور اپنی تمام تر توجہ ادیانِ باطلہ کو شکست دینے اور اسلام کو غالب کرنے کی طرف مبذول کر دی۔ اس کا عقیدہ تھا کہ اسلام بہرحال غالب ہو کر رہے گا۔ اس ساری صدی میں اس کی قائم کردہ تحریک احمدیت، اشاعتِ اسلام میں مصروف رہی۔ اس کے بالمقابل کوئی اور اسلامی جماعت اشاعت اسلام کو اپنا مشن و مقصد نہ بنا سکی۔ واقعاتِ عالم اس الٰہی سکیم کی تفصیلات کو زیادہ کھول کر سامنے لا رہے ہیں!

مذہبی کشمکش میں مرزا صاحبؒ کے ہتھیار

دجال نے اپنے کلیسائی عقائد کو مقبول بنانے اور دوسرے مذاہب پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اسلام کے رسول صلعم کے مقابل پر یسوع کی شخصیت کو بڑا قد آور بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا ..... چودہویں صدی میں جب عیسائی مذہب اور اسلام ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تو عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کے علماء کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، عیسائیوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان گھٹاتے اور یسوع کی عظمت کو بلند کرنے کے لئے مناظروں میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ بتاؤ اس وقت دنیا کے تمام انبیاء میں سے کونسا نبی زندہ ہے اگر وہ زندہ ہے تو زندگی کے دن زمین پر گذار رہا ہے۔ یا آسمان پر۔ مسلمانوں کو اپنے علماء کے زیر اثر یہ جواب دینا پڑتا کہ اس وقت صرف اور صرف عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اور کوئی نبی زندہ نہیں۔ اور ان کی زندگی زمین کی پستیوں سے بلند ہو کر آسمان کی رفعتوں پر گذر رہی ہے۔ پھر پادری پوچھتے! آپ کے نبیؐ کہاں مدفون ہیں؟ مسلمانوں کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا کہ وہ سرزمین یثرب میں مدفون ہیں۔ پھر پادری مناظر پوچھتا کہ جب دنیا کی اخلاقی اور روحانی طاقت سب سے بڑھ کر ہو گی اور جس کو اس کی بے شمار صلاحیتوں کی وجہ سے اب تک زندہ رکھا گیا ہے۔ جواب ملتا کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ تو پادری ہنس کر نہایت پُرلطف انداز میں کہہ دیتا جو نبی زندہ ہے تو اس کا مذہب بھی زندہ ہے اور جس کی استطاعت نہایت مشکل حالات میں اور دنیا پر چھائے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں رہبری کا کام کر سکے وہی انسانیت کا نجات دہندہ اور اس کا آخری سہارا ہو سکتا ہے، یہی الفاظ کہہ کر پادری محفل برخاست کر دیتا، اور مناظرہ ختم ہو جاتا، مسلمان شرمسار ہو کر سر جھکائے ہوئے اپنے گھروں کو چل دیتے۔ جب حضرت مرزا صاحبؒ کی تحریک کا چرچا ہوا اور وہ پادریوں کے خلاف میدان میں نکل آئے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ عیسےٰ علیہ السلام ایک قومی نبی تھے اور صرف اسرائیل کی طرف مامور تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کا حوالہ دیا کہ عیسےٰ علیہ السلام رسول الیٰ بنی اسرائیل ہیں۔ اور تمام عالمِ اسلام کی اصلاح ان کے فرائض میں سے نہیں ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سات صدی پیشتر انتقال فرما گئے ہیں۔ انہوں نے قرآن شریف سے متعدد آیات کا حوالہ دے کر قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور اگر کسی نبی کو جسمانی طور پر زندہ رکھنے کی ضرورت ہوتی تو وہ گوناگوں صلاحیتوں کے مالک نبیؐ ہوتے جن کا حلقۂ اثر قیامت تک کے لئے تمام انسانیت کے لئے زندہ رکھا جاتا اور وہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو روحانی طور پر اب بھی زندہ ہیں۔ ان کی تعلیم زندہ ہے، ان کی کتاب زندہ ہے، انکی اُمّت کے اکابر اولیاء اللہ کی حیثیت سے زندہ ہیں،

اس وقت چونکہ ہم تمام عالم اسلامی کو مخاطب کر رہے ہیں۔ اس لئے موجودہ عیسائیت کو شکست دینے کا یہ عقیدہ کہ ان کا خدا فوت ہو چکا ہے ہم قرآن کریم کی چند آیات کا حوالہ دے کر ثابت کر دیتے ہیں۔ آیات تو بہت سی ہیں مگر ہم صرف چند ایک پر اکتفا کرتے ہیں، اور توقع کرتے ہیں کہ اب دنیا بہت جلد مسیح پرستی کی ضرر رسانی اور اشاعت اسلام کے راستہ میں اس کا ایک بڑی رکاوٹ ہونا تسلیم کرے گی، اور قرآن شریف کی آیات پر غور کر کے مسیحؑ کی وفات کے عقیدہ کا اعلان کر دے گی قرآن شریف اس موضوع پر یوں روشنی ڈالتا ہے:-

(۱) ماکان محمّدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین ط وکان اللّٰہ بکلّ شیءٍ علیما۔ (۳۳-۴۰)

یعنی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے

اس آیہ کریمہ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جس طرح ہر رسول اپنی اُمت کے لئے روحانی طور پر باپ کا حکم رکھتا ہے اسی طرح آپ رسولِ اکرم صلعم اپنی اُمّت کے لئے باپ ہیں اور چونکہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، اس لئے آپؐ قیامت تک کے لئے اس اُمّت کے باپ رہیں گے اور اس کے لئے کسی اور باپ کی ضرورت نہیں ہو گی، گویا انسانیت اب قیامت تک کے لئے خدا کو ربّ اور حضور اکرم صلعم کو اپنا ماں کر ہی ترقی کی راہ پر چلتی رہے گی۔

اس سورۃ کی آیات ۴۵، ۴۶ اور ۴۷ میں اسی مضمون پر نہایت حکیمانہ انداز میں مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ نبوّت کی چند خصوصیات ہیں جن کے حامل اپنے اپنے وقتوں میں انہی خصوصیات کی روشنی میں اپنی اپنی اُمتوں کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں، اب قیامت تک کے لئے یہ خصوصیات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور اب اس دنیا میں انسانوں کے قائد صرف وہی ہوں گے، چنانچہ فرمایا:-

یٰایّھا النّبیّ اِنّا ارسلنٰک شاھدًا ومبشّرًا ونذیرًا o وداعیًا الی اللّٰہ باذنہٖ وسراجًا منیرًا o وبشّر المؤمنین بانّ لھم من اللّٰہ فضلًا کبیرًا

یعنی اے نبیؐ ہم نے تجھے نگران بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا

ر اور روشن کرنے والا سورج۔ اور مؤمنوں کو بشارت دے کہ یہ ان کے لئے اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے "

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (۱) شاہد یعنی نگران (۲) مبشر یعنی زندگی کی خوشگواریاں، مسرتیں اور راحتیں جہیا کرنے والا (۳) نذیر یعنی بدکرداروں لغزشوں اور گناہوں کے بدنتائج سے آگاہ کرنے والا (۴) داعی یعنے حق کی طرف انسانیت کو دعوت دینے والا (۵) سراج منیر یعنے روشن سورج یا آفتاب عالم تاب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب شب کی ظلمت دور ہو جاتی اور طلوع آفتاب کا منظر سامنے آجائے تو مختلف مکانوں کے اندر کمروں میں جلنے والے چراغ بجھ جاتے ہیں، بعینہٖ یہ کیفیت عالم روحانیت میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام قومی نبی جو بطور چراغ قوموں کو روشنی دے رہے تھے اب گل کر دیئے گئے ہیں اور ایک ہی آفتابؐ اُفق روحانیت سے اُبھر کر تمام انسانیت کو منور کر رہا ہے۔ اسی لئے اس کے فوراً بعد اس آخری نبی کو ماننے والوں کو آگاہ کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا بشیر ہونا، نذیر ہونا، داعی ہونا اور سراج منیر ہونا کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کے بہت بڑے فضل کا کرشمہ ہے اور مسلمانوں کو اس کے لئے خوشی کے جشن منانے چاہئیں۔ کیونکہ آخری نبی کی اُمت بھی آخری اُمت ہے اور جو فضیلت انبیاءؑ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے وہی اُمم عالم میں اس اُمت کو حاصل ہے۔ اسی فضیلت کو سورۃ البقرۃ میں یوں بیان کیا گیا ہے:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے تمہیں ایک اعلےٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے پیشرو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو۔

ب۔ قرآن کریم حضرت مسیحؑ کی الوہیت کے عقیدہ کو بڑی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:-

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (۱۹: ۹۰) یعنی قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔

ج۔ اب ہم ایک فیصلہ کن آیت جس کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں پیش کرتے ہیں۔ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں سورۃ المائدہ کی آیت ۱۱۶ و ۱۱۷ جو گذشتہ ۹۰ برسوں سے وفات مسیحؑ کے ثبوت میں پیش کی جا رہی ہیں صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور اپنی رائے کا کوئی اظہار نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے ضمیر کی آواز نے ان کے ہاتھ کو ان آیات کی تفسیر میں کسی غلط حاشیہ آرائی سے روک دیا ہے۔ لکھا ہے:-

" اور جب اللہ نے کہا اے عیسٰی ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ) مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنا لو (عیسٰیؑ نے) کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہدوں جس کا وہ مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور علم ہوتا تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے تو ہی غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو، میرا رب تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ ہوں جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے "۔

جس طرح حال ہی میں بھارت کے مشرکین اور ان کے دوست عیسائی ممالک نے بعض مسلم لیڈروں کو استعمال کیا ہے اسی طرح عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کے سادہ لوح مولویوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ عیسٰے علیہ السلام کی وفات کے عقیدے کے اظہار پر پادریوں سے زیادہ مولوی مشتعل ہو کر احمدیوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کرنے لگ گئے۔ انہوں نے احمدیوں پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے۔ مسجدوں سے انہیں نکال دیا گیا اور مسلمانوں کے قبرستانوں میں ان کے مردوں کو دفن کرنے سے روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان سے شادی بیاہ کے تعلقات بھی منقطع کر دیئے۔

حضرت میرزا صاحبؒ آف قادیان خدا کی طرف سے مامور تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے اس تشدد اور ناروا سلوک کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ اپنے موقف پر بڑے استقلال اور عزم سے قائم رہے اور عیسائیوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے میں کچھ تامل نہ کیا۔ مولویوں نے اس موضوع پر خود بانی سلسلہ احمدیہ یعنی حضرت مرزا صاحبؒ سے بڑی بحثیں کیں تا اور آپ کی جماعت کے بہت سے مبلغین کے ساتھ ان کے مناظرے بھی ہوئے۔ ان تلخ بحثوں کا بالآخر یہ نتیجہ نکلا۔ مسلمانوں کا باشعور طبقہ وفات مسیحؑ کا قائل ہو گیا۔ علامہ مشرقی نے صاف طور پر اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ مسیحؑ فوت ہو گیا ہے سرسید کے مکتب فکر سے وابستہ لوگ پہلے ہی سے وفات مسیحؑ کے قائل تھے، بلکہ وہ مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونے کے بھی قائل نہ تھے۔ مولانا عبداللہ چکڑالوی بھی وفات مسیحؑ اور مسیحؑ کے باباپ ہونے کے قائل تھے۔ ان کے پیرو اب تک موجود ہیں اور وہ علانیہ ان حقیقتوں کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ غلام احمد پرویز صاحب بھی قرآن کی تعلیمات کو طلباء اور دانشور طبقہ میں عام کرنے میں مصروف ہیں، وہ بھی مسیحؑ کی وفات اور ان کی باباپ ولادت کے بڑے زور سے قائل ہیں مولانا ابوالکلام آزاد بھی وفات مسیحؑ کے قائل تھے۔ ان کے پیدا کئے ہوئے مثالی لٹریچر میں ایک سطر بھی ایسی نہیں ملتی جہاں انہوں نے حیات مسیحؑ کے عقیدہ کی تائید کی ہو۔ ازہر یونیورسٹی کے علماء وفات مسیحؑ کے قائل ہیں اور ان کے ایک بڑے علامہ نے صریح الفاظ میں --- اس عقیدہ کی تائید کر دی ہے۔ --- نومسلم عالم مولانا محمد اسد نے حال ہی میں قرآن شریف کی انگریزی تفسیر شائع کی ہے جسے علماء عرب کی تصدیق حاصل ہے اس میں بھی انہوں نے مسیحؑ کو وفات یافتہ لکھا ہے۔ الغرض وفات مسیحؑ کا عقیدہ اب عالم اسلامی کے تعلیم یافتہ طبقوں میں قبول کیا جا رہا ہے بلکہ احمدیہ جماعت کے مبلغین کی مساعی سے ساری دنیا میں بعض اونچے طبقہ کے علماء مسیحؑ کی وفات کے قائل ہو گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ اسلام اور عیسائیت کی کشمکش میں مسیحؑ کی شخصیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور پادریوں کی یہ کوشش کہ اسرائیلی قوم کے اس آخری داعی کو یعنی مسیحؑ کو دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں اتنا بلند ثابت کیا جاوے کہ وہ انسانیت کے دائرہ سے نکل کر الوہیت کے مقام پر پہنچ جائے، اہل علم و ازطبقوں میں ناکام ہو چکی ہے حضرت مسیحؑ سمیت دیگر تمام انبیاءؑ کی زندگی کے واقعات مستند تاریخ میں نہیں ملتے۔ قرآن کریم کا احسان ہے کہ اس نے نہ صرف ان تمام انبیاءؑ کا قرآن کریم میں احترام سے ذکر کیا بلکہ ان پر ایمان لانا مسلمانوں کے لئے فرض قرار دے دیا۔ تمام انبیاءؑ عالم میں صرف رسول عربی صلعم کی ایک واحد شخصیت ہے جن کی زندگی کے تمام خد و خال ان کی معاشرت دوستوں سے محبت، یتیموں سے گہری ہمدردی رشتہ داروں پر احسانات، بیویوں سے حسن سلوک، معرکہ ہائے تیغ و سنان میں بے پناہ شجاعت کا مظاہرہ، دشمنوں کو مغلوب کرنے کے بعد عفو عام کا اعلان، غریبوں پر شفقت، بیکسوں پر رحم، اجنبیوں سے مہربانی کا رویہ، بچوں پر لطف و کرم کی بارش غرضیکہ حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ اور مصروف ترین حیات کی تمام جزئیات تاریخ کے صفحات پر چمکتی نظر آتی ہیں، حلم میں وہ مسیحؑ سے بڑھ کر ہیں۔ شجاعت میں انکا مقام حضرت موسےٰؑ سے بلند ہے، شکوہ خسروی انہیں حضرت سلیمانؑ سے زیادہ حاصل ہے۔ حلیمی، بردباری، راست بازی میں وہ اپنے بزرگ حضرت ابراہیمؑ سے بھی بازی لے گئے تھے۔ الغرض ان کی شان میں یہ الفاظ بڑے تزک و احتشام سے صادق آتے ہیں ؎

حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

باقی۔ باقی

(بسلسلہ صفحہ ہے)

نہ مسلمانوں کے خلاف سیاسی مقاصد ہیں اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے حریف ہیں۔

آئندہ ماہ اسلامی ممالک کے نمائندوں کی کانفرنس ہو رہی ہے اور اسے چاہیئے کہ دشمنوں کی سازشوں اور تعدیوں سے نپٹنے کے لئے اس پہلو پر غور کریں، اس میں سے کسی سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر ایک بار مسلم ممالک نے منصوبہ بندی کر کے باہمی تجارت و صنعت کو ترقی دی اور دشمنوں کی محتاجی سے نجات حاصل کر لی، اور تمام عالم اسلام کی ہمہ جہتی ترقی و عروج کے لئے سعی کی تو مسلمانوں کے مادہ پرست دشمن، جو ہماری پیداوار اٹھا کر لے جاتے ہیں، مسلمانوں کے خلاف معاندانہ روش تبدیل کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اس سلسلہ میں عامۃ المسلمین اور بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کا بھی ایک عظیم فرض ہے کہ وہ اپنے ذاتی آرام، خواہشات اور ہوا و ہوس پر پابندیاں لگائیں، زیادہ نہیں تو کچھ مدت کے لئے عیش و آرام کو چھوڑ دیں، بیرونی مصنوعات پر ملکی اشیاء کو ترجیح دیں۔ ہر حالت میں ملکی کپڑا اور دیگر اشیاء استعمال کریں، ضروریات زندگی خود تیار کریں۔ تن پروری کی بجائے قوم*

* پروری سے محبت کریں، ملک میں سمگلنگ بند کریں، اسلامی ممالک کے لئے عمدہ اور ارزاں اشیاء تیار کریں، ہر گونہ صنعت و حرفت پر شب و روز محنت کریں، بیرونی ممالک سے غیر ملکی اشیاء خرید کر نہ لائیں، اور بیرونی تجارت میں اضافہ کریں، اپنی زندگیوں کو دیانت، خدمت، محنت، سادگی اور ایثار سے اتحاد و سالمیت ملک پر لگا دیں، تو دنیا میں ایک عظیم قومی انقلاب کے پیشرو ثابت ہونگے اور خدا کی نصرت شامل حال ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں مسلسل جد و جہد، ایثار اور نصب العین ہی عروج کی ضمانت

www.aaiil.org

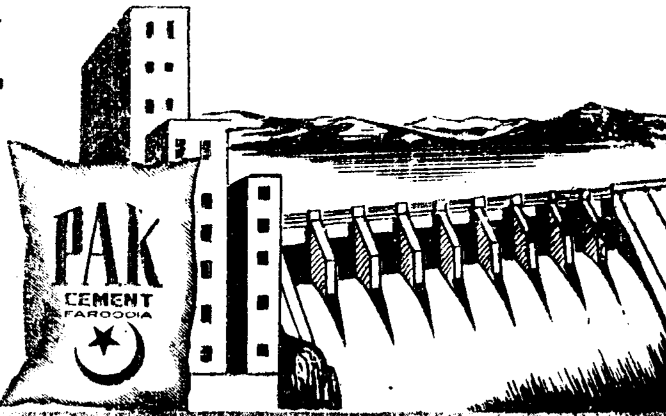

عظیم تر ڈیم تربیلا
مضبوط تر سیمنٹ پاک سیمنٹ

تربیلا ڈیم کی تمام تعمیر میں پاک سیمنٹ فاروقیہ استعمال ہو رہا ہے

آپ بھی اپنی عمارتوں کو پاک سیمنٹ فاروقیہ
سے تعمیر کر کے مضبوط اور پائیدار بنائیے

پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ۔ فاروقیہ
ہیڈ آفس، آدم جی روڈ۔ راولپنڈی

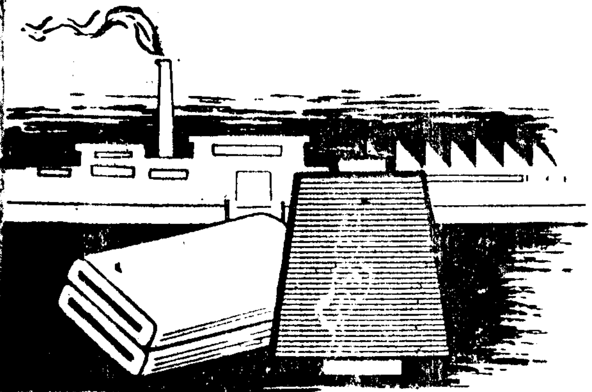

CSTM

کالونی سرحد کے پارچات

* نفاست میں بے نظیر
* استعمال میں دیرپا

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
اسماعیل کوٹ • نوشہرہ

ABL

آسٹریلیشیا بنک

ہمارا نصب العین
بنک کاری میں مخلصانہ خدمت اور اعلیٰ کارگزاری

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

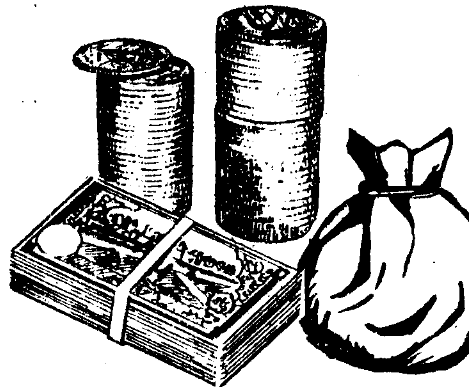

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

(۶) ۱۸ فروری ۱۹۰۸ء۔
"یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے۔ (اِنّ) ربی قوی عزیز۔ وہ وعدہ ٹلے گا نہیں۔ جب تک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہہ نہ جائیں۔ یہ بھی کسی فیصلہ کن جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں خدا قوی اور عزیز مسلمانوں کے ساتھ ہوگا۔
(تذکرہ صفحہ ۱۳۹۹)

(۷) ۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء "رہا کو سعندان عالی جناب!"
یعنی عالی جناب (اللہ تعالیٰ) کی بھیڑیں رہا ہیں۔ یا یہ دعائیہ فقرہ ہے کہ اے عالی جناب ان بھیڑوں کو رہا کر دیجئے! کشمیر کے مسلمانوں پر سو سال سے زائد عرصہ سے ظلم و ستم ہوتا رہا۔ ہے اندران سے ہندو مہاراجے بیگار میں کام لیتے اور ان سے بھیڑ بکریوں کی طرح سلوک کرتے تھے۔ اب بھی وہ بھارت کے محکوم اور مظلوم ہیں اور ظاہرا بے بس اور بے کس ہیں انشاءاللہ خداتعالیٰ ان کو بھی رہائی دلوائے گا۔ اور وہ پاکستان کا حصہ بنیں گے۔ اے خدا تو ہمیں بھی وہ مبارک دن دکھلا۔ آمین۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ ۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ نمبر ۴

اپورگوئن سٹیمپرلس روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ
چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵ | یوم چہارشنبہ، مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۷۲ء | نمبر ۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بچّہ کے رونے پر نماز میں جلدی

ابی قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی اذا اقوم فی الصلوٰۃ ارید ان اطول فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوٰتی کراھیۃ ان اشق علیٰ امہ۔

ترجمہ: یعنی میں بعض دفعہ نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو لمبا کر دوں مگر کسی بچّہ کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو اس خوف سے کہ کہیں میں بچّہ کی ماں کو مشقت میں نہ ڈالوں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔

نوٹ:۔ غور فرمایئے کہ کس سادگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم بچّہ کی آواز سن کر نماز میں جلدی کر دیتے ہیں، آجکل کے صوفیا تو ایسے قول کو شاید اپنی ہتک سمجھیں۔ کیونکہ وہ تو اس بات کے اظہار کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ ہم نماز میں ایسے مست ہوئے کہ کچھ خبر ہی نہ رہی۔ اور گویا پاس ڈھول بھی بجتے رہیں تو ہمیں کچھ خیال نہیں آتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تکلفات سے بری تھے۔ آپ کی عظمت اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی تھی نہ کہ انسانوں نے آپؐ کو معزز بنایا تھا۔ یہ خیال وہی کر سکتے ہیں جو انسانوں کو اپنا عزت دینے والا سمجھتے ہوں۔

پہلوان وہی جو غصّہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ پہلوان (دوسرے کو) پچھاڑنے سے نہیں (بنتا) پہلوان وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں
اوّل خدا کی توحید اختیار کرو
دوسرے آپس میں ہمدردی ظاہر کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ گرامی

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر پہلے میں بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے۔ کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلےٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ **میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔** وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں۔

ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل

حضرت ہاجرہؑ کے عزم و استقلال میں اُمت کیلئے سبق

حضرت ہاجرہؑ کے نقشِ قدم پر حج کے ایک حصہ کی ادائگی عورت کے مرتبہ کو بلند کرنیکی موجب ہے

حضرت ابراھیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اطاعت الٰہی کی خاطر ہم اپنی عزیز ترین چیزیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے نفس پر چھری پھیرنا سیکھیں

خطبہ عیدالاضحےٰ

مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۷۲ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان الصفا والمروة من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیرًا فان اللہ شاکر علیم۔ (البقرة ۲:۱۵۸) ——

اس آیت میں ہمارے لئے بہت سے سبق ہیں۔ اس میں حضرت ہاجرہؑ کی سعی کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے عورتوں کو بہت بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک عورت کی سعی و استقلال اور ایمان و تڑپ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اور اس ایمان اور تڑپ پر اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا اجر عطا فرمایا ہے کہ آج مکہ معظمہ میں حج کا ایک حصہ اس عورت کے نقشِ قدم پر چل کر ادا کیا جاتا ہے حضرت ہاجرہؓ نے جن دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کی ان کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام صفا ہے اور دوسری کا نام مروہ ہے۔ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کوئی ڈیڑھ سو گز کا فاصلہ ہے، ان دو پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہؓ ممتا کی ماری بچے کو پیاس کے باعث تڑپتا ہوا دیکھ کر پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر بھاگتی ہیں۔ اس جنگل میں نہ کہیں آب و گیاہ ہے نہ کوئی آبادی کے نشان ہیں۔ کوئی ندی نالہ بھی نظر نہیں آتا۔ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگنا عزم و استقلال کا سبق دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتیں کہ میں یونہی بیٹھی رہوں اور پانی خود بخود اللہ میاں بھیجدے وہ سعی کرتی ہیں سعی کے معنے معمولی طور پر چلنا نہیں بلکہ کسی امر کے لئے دوڑنے کو سعی کرنا کہا جاتا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ دوڑ دوڑ کر یکے بعد دیگرے دونوں پہاڑیوں پر چڑھتی اترتی ہیں کہ کہیں کوئی پرندہ نظر آجائے کیونکہ پرندہ پانی کی طرف اُڑ کر جاتا ہے۔ لیکن کہیں دُور دُور نہ پانی نظر آتا ہے نہ پرندہ۔ آسمان پر بادل اور بارش کا بھی نشان نظر نہیں آتا اس لئے وہ بہت پریشان ہیں۔ فی الحقیقت جد و جہد اور عزم و استقلال کے بغیر کوئی کام سر انجام نہیں پا سکتا۔ یہ کوئی رسم ادا کرنے کی بات نہیں، بلکہ عورت کے عزم و استقلال اور اس کی ہمت کی داستان ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھنا چاہا ہے سات دفعہ یہ خاتون ان پہاڑیوں پر چڑھتی اور اترتی ہیں، دوڑتی ہیں، آخر کار خدا تعالیٰ نے ان کی سعی میں برکت ڈالی۔ ان کی تڑپ کو خدا تعالیٰ نے سن لیا ....

آسمان سے فرشتہ اترا، جس جگہ پر اترا وہاں پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، وہ لوگ جنہیں مکہ معظمہ کی زیارت کا موقعہ ملا ہے، ان کو علم ہے کہ اس چشمے کے ارد گرد کے پہاڑ اُونچے نہیں، چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں ان پہاڑیوں پر برف باری بھی نہیں ہوتی، یہ ریگستانی علاقہ ہے بارش بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے لیکن یہ چشمہ جو حضرت ہاجرہؓ کی سعی اور تڑپ پر اللہ تعالیٰ نے جاری کیا صدیاں گذر گئیں آج تک خشک نہیں ہوا آج تک جاری ہے۔ یہ پانی ہے کہ ...... ختم ہونے میں نہیں آتا۔ حج کے موقعہ پر لاکھوں آدمی وہاں کا پانی استعمال کرتے ہیں اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے وقت برکت کے طور پر اس میں سے پانی لے آتے ہیں اور صرف حج کے موقعہ پر ہی نہیں سال کے ۳۶۵ دن لوگ وہاں عمرہ ادا کرنے کی خاطر آتے جاتے رہتے اور اس چشمہ کا پانی پیتے رہتے ہیں اور اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں یہ دنیا جہان میں تبلیغ کرنے کے امور ہیں۔ کیونکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم الشان معجزہ نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ اس بے آب و گیاہ صحراء میں جا کر ڈیرہ لگا لو۔ حضرت ابراھیمؑ نے اعتراض نہیں کیا کہ ایک ریگ زار میں ڈیرہ لگانے کا حکم مجھے کیوں دیا جاتا ہے جہاں نہ پانی ہے نہ غلہ اور نہ کوئی اور کھانے پینے کی چیز پائی جاتی ہے نہیں بلکہ اس حکم کی تعمیل میں آپؑ نے مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں جا کر ڈیرہ لگا لیا، اس کے بعد دوسرا حکم بیٹے کے جوان ہونے پر یہ دیا کہ اسے خدا کی راہ میں ذبح کر ڈالو۔ جب حضرت ابراھیمؑ نے اس جگہ ڈیرہ لگا لیا تو چند دنوں کے بعد جب حضرت ہاجرہؓ نے دیکھا کہ حضرت ابراھیمؑ وہاں سے واپسی اور سفر کی تیاری کر رہے ہیں اس پر حضرت ہاجرہؓ بول اٹھیں الی من تکلنا آپ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں یہ فطرتِ انسانی کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے۔ شیکسپیئر نے بھی فطرت انسانی کے نقشے کھینچے ہیں اور وہ اس فطرت نگاری کی وجہ سے مشہور ہے۔ قرآن کریم نے بھی فطرت نگاری کی ہے کہ حضرت ہاجرہؓ جیسی عورت ناموافق حالات کو دیکھ کر فطرتاً بول اٹھتی ہیں کہ الیٰ من تکلنا آپ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراھیمؑ نے جواب دیا الی اللہ اکلکم۔ میں تم کو خدا کے سپرد کر کے چلا ہوں۔ بیوی اور بچہ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں محض اللہ تعالیٰ کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اور پھر اس عورت کا ایمان بھی دیکھئے فرماتی ہیں اذًا لا یضیعنا۔ پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ اللہ کتنا بڑا ایمان ہے حالات ناموافق ہیں، فطرت کہتی ہے کہ ان حالات میں اکیلے ماں بیٹے کا کیا ہوگا، لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا وہاں ایمان بول اٹھتا ہے کہ نہیں خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ قرآن کریم تو اپنی قوم کو یہ ایمان سکھانا چاہتا ہے۔ دنبہ ذبح کر لیا تو کیا ہوا۔ حضرت ابراھیمؑ نے تو اپنا جوان بیٹا ذبح کرنے کے لئے اس کی گردن پر چھری رکھ دی تھی، لاہور کی تیس بتیس لاکھ کی آبادی کے لئے روزانہ دنبے ذبح ہوتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ ہم حضرت ابراھیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی عظیم الشان قربانی کی یادگار میں دنبے ذبح کرتے ہیں لیکن اطاعت الٰہی کا وہ نقشہ جو حضرت ابراھیمؑ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے پیش کیا چاہیئے کہ ہم لوگ اطاعتِ الٰہی کی خاطر اپنی عزیز ترین چیزیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے نفس پر چھری پھیرنا سیکھیں۔ آج کا سبق قوم کو بلند کرنے کے لئے ہے کہ خواہشات کی رگ پر چھری پھیر دو اور احکام الٰہی کے سامنے سر جھکا دو۔ یہ مقصد ہے عید کا اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ غرباء کو کھانا کھلاؤ۔ عیدالفطر کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ تمہاری عید ہی نہیں ہوتی اور تمہاری نماز قبول نہیں ہوتی جب تک تم فطرانہ غرباء کے لئے نہ دو اور عیدالاضحےٰ پر اپنی قربانیوں کا گوشت خود کھانے کے علاوہ غرباء کو بھی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین کا خلاصہ یہ ہے التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت دلوں میں بٹھا کر ان پر عمل درآمد کیا جائے۔ اور اس کی مخلوق سے شفقت کا سلوک کیا جائے، اس کو اپنی زبان سے اپنے ہاتھ سے اور اپنی دولت اور منصب و اقتدار کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۱)

www.aaiil.org

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا سچا ہے اس لئے فرمایا لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (۳ : ۱۳۹) "اور نہ سست ہو اور نہ غمگین اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن ہو" یعنی تم کفار پر تب غالب آ سکتے ہو کہ تم مؤمن بن جاؤ۔ اور تھوڑے ہو کر مؤمنوں کا کفار کے زیادہ لشکر پر فتح پانے کا مسلم تاریخ میں کئی بار مظاہرہ بھی ہو چکا ہے۔ پس اگر ہم مؤمن ہوتے تو اپنے وعدہ کے مطابق بھارت کے مقابلہ میں اللہ تعالے بالضرور ہماری نصرت فرماتا اور ہمیں فتح عنایت کرتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے ہم مؤمن نہیں لہٰذا مغلوب اور مفتوح ہو گئے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر (۴۲ : ۳۰) "تم پر جو مصیبت پڑتی ہے (تو وہ) تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (کرتوت) ہے اور وہ (تمہارے قصوروں سے) بہت کچھ معاف بھی کر دیتا ہے۔" یہ آیت کفار کے متعلق ہے لیکن جب خود مسلمان بھی احکام اسلام سے عملاً منکر ہوں تو ان پر منطبق ہو سکتی ہے پس یہ ہمارے اعمال ہی کی شامت ہے کہ ہمیں یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

بے جا نہ ہوگا کہ مسلم اور مؤمن کا فرق خود قرآن کریم کے ایک حوالہ سے واضح کر دیا جائے۔ فرمایا "قالت الاعراب آمنا۔ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (۴۹ - ۱۴) "دیہاتی کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن کہو ہم مسلمان ہوئے کیونکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور مؤمنوں کے متعلق ہے۔ انما المؤمنون الذین امنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ (۴۹ : ۱۵) "مؤمن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں"۔ گویا سب کلمہ گو مسلمان تو ہیں لیکن مؤمن صرف وہ ہیں جو زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور بلحاظ عمل اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں نہ یہ کہ قرآن کریم کے حکم "اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم" کے مطابق ہمارے علماء اور زعماء حال وعظ تو کرتے ہیں، خود عمل نہیں کرتے حالانکہ جہاد کی تلقین کرنے والے اگر جان کا جہاد نہیں کر سکتے تو کم از کم حسب استطاعت اپنا مال تو جہاد کے لئے پیش کر سکتے ہیں اور آیت منقولہ میں اپنی حکمت کاملہ سے ذات باری نے مال کو اس لئے مقدم رکھا ہے کہ اس میں تمام لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ جبکہ جان کے جہاد میں مجبوریوں اور معذوریوں کے باعث بعض لوگ شامل نہیں ہو سکتے۔

مؤمنوں کی صفات اور شرائط سورت مؤمنون میں زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون۔ والذین ھم لفروجھم حافظون ...... فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العادون۔ والذین ھم لاماناتھم و عھدھم راعون۔ والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون۔ "مؤمن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے

ہیں۔ اور جو لغو (افعال اور اقوال) سے منہ پھیرنے والے ہیں اور جو پاکیزگی کے لئے کام کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں .... لیکن جو ان (حدود اور قیود) سے آگے نکلنا چاہیں، وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرنے والے ہیں۔"

ہم میں سے کتنے مسلمان پاکستان میں ہیں جو ان شرائط کے پابند اور ان صفات سے متصف ہیں تا مؤمن قرار دیئے جا سکیں۔ اور اللہ تعالے کی نصرت کے مستحق بن جائیں بلکہ اگر خود علماء کرام کے کردار کو بغور دیکھا جائے تو انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف کفر کے جو فتوے دے رکھے ہیں، ان کی بناء پر تو پاک و ہند میں کوئی مسلمان ہی نہیں رہ جاتا، اور فتاویٰ تکفیر کو یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ سیاسی نظریات میں اختلاف کی پاداش میں بھی سینکڑوں مولوی صاحبان نے مسٹر بھٹو اور ان کی پارٹی پر سوشلزم کا عقیدہ رکھنے کی بناء پر فتویٰ کفر داغ دیا تھا۔ جسے ہم نے اپنے انگریزی کتابچہ "اسلامک سوشل جسٹس" میں بے معنی اور معاندانہ (Senseless and malicious) قرار دے کر اس کی مذمت کی تھی۔ ہمیں زیادہ دکھ تو اس لئے ہوا کہ بعض ..... علماء بھی مثلاً مولینا مودودی اور جناب پیر علی محمد راشدی جو ایک مشہور سیاسی اور ادبی شخصیت ہیں اس فتوے کے تائید کنندگان میں تھے۔ پیر صاحب نے تو یہاں تک لکھ دیا تھا کہ علماء اسلام ہی شرعی اور سیاسی مسائل کو صحیح سمجھنے کے اہل ہیں۔ لہٰذا مسٹر بھٹو کو یا تو سوشلزم کا عقیدہ ترک کرنا چاہیئے۔ وگرنہ وہ فتویٰ کے مستحق ہوں گے۔ غرض ہمارا مؤمن ہونا تو خیر! اپنے اعمال اور کردار کی وجہ سے نہ صرف عوام بلکہ ہمارے علماء کرام بھی سیاست میں لگن کی وجہ سے صرف نام کے مسلمان رہ جاتے ہیں۔ جبکہ نصرت کا وعدہ تو صرف مؤمنوں سے ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم مؤمن نہیں تو ہمارے مخالف یعنی ہندو اور روسی بھی تو مؤمن نہیں۔ بلکہ مؤخر الذکر تو اللہ تعالے کی ہستی کے بھی منکر ہیں۔ لیکن وہ بھی تو اللہ تعالے ہی کی مخلوق ہیں۔ بلاشک وہ اعتقاداً گمراہ ہیں یہی وجہ ہے کہ فتح و شکست کے لئے وہ اللہ تعالے پر بھروسہ کرنے کی بجائے وسائل جنگ یعنی زیادہ فوج اور اعلےٰ سازو سامان جنگ پر انحصار رکھتے ہیں۔ اور مسلمان اپنی کم بضاعتی اور کمزوری کے باعث زیادہ تر اللہ تعالے کی غیبی امداد پر۔ جس کے وہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے اب مستحق نہیں رہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ شکست ایک ابتلاء اور انتباہ ہے کہ ان کے اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کی وجہ سے ان کو نصرت نہیں مل سکی۔ پس یہ آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون (۲۹ : ۲) "کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ کہکر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ مصائب اور آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے"۔ لہٰذا اللہ تعالے کو راضی کرنے کے لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے کردار اور گفتار میں تبدیلی پیدا کرے اور اپنی روزانہ زندگی میں قرآن کریم کو اپنا ہادی راہ بنائے نہ یہ کہ قرآن صرف مقتدر ہستیوں کی برسیوں، عرسوں، قبروں اور ختم قرآن کی مجلسوں میں پڑھا جائے۔ ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں ممنوع مشروبات خصوصاً ام الخبائث یعنی شراب کا بنانا اور استعمال کرنا قانوناً ناجائز قرار دیا جائے تاکہ

جذبہ سے معمور ہوتے ہیں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری شیر دل افواج کے سینوں میں یہی جذبہ موجزن ہے کہ اُن کا اوڑھنا بچھونا خدا کی رضا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "ہم جنگ کیوں ہار رہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ ہم قومی محاذ پر خدا کے لئے زندہ نہ رہے بلکہ اپنے بھائیوں کو لوٹنے کے لئے زندہ رہے، ہم دولت جمع کرنے کے لئے زندہ رہے۔ اسی لئے یہ جنگ ہاری گئی۔

جنگ کے دو محاذ عسکری اور قومی

جنگ صرف محاذِ جنگ پر ہی نہیں جیتی جاتی، اس کے کئی محاذ ہوتے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ قوم کس حال میں ہے، کیا وہ خدا کے لئے زندہ ہے یا اپنے نفس کے لئے؟ یہ قومی محاذ دوسرا محاذ ہے۔ تیسرا محاذ بین الاقوامی تعلقات ہیں، چوتھا محاذ سفارت خانے ہیں، جن کا کام ملک کے موقف اور امور کو بطریقِ احسن دوسرے ممالک میں پہنچانا ہے۔ آپ تعلیم حاصل کر رہے ہیں آپ صرف ایک محاذ پر اپنی توجہ مرکوز کریں اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دل اس جذبہ سے سرشار ہوں کہ آپ کی زندگی خدا کے لئے ہے اور آپ نے خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر چلنا ہے تو پھر آپ بھی اس آیت کے مصداق ہوں گے۔ قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العٰلمین۔ زندگی بسر کرنے کے لئے اس آیت میں کتنی جامع اور پُرمعنی ہدایت ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص بال بچوں کے لئے جائز طریق سے روزی کماتا ہے وہ بھی خدا کی راہ پر چلنے والا ہے اور بڑے اجر کا وارث ہے، بلکہ فرمایا کہ جو شخص خدا کی رضا کے ماتحت بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے وہ بھی دین کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

علم کا حاصل کرنا ایک بڑی سعادت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں دیانت داری سے کام لیا جائے۔ یہ علم بہت فائدہ دیتا ہے جب آپ کا نظریۂ زندگی یہ ہو کہ روٹی جائز طریق سے حاصل کرتا ہے، محنت، مشقت، فرض شناسی، تندہی اور جانفشانی سے اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی بجا لاتا ہے، فریب، دھوکا، بدعہدی یا چور بازاری سے اجتناب اور پرہیز کرنا ہی ہمیں خدا کی رحمت اور فضل کا وارث بنا سکتا ہے اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو کوئی فوج آپ کو نہیں بچا سکتی۔ یاد رکھیئے جب تک ہمارا قومی محاذ سچا صحیح ...... نہ ہوگا، خدا کے لئے نہ ہوگا، رب العالمین کے لئے نہ ہوگا ہم محاذِ جنگ ہرگز جیت نہیں سکتے۔ یہ حقیقت اس جنگ اور اس کے نتائج سے اب ہم پر عیاں ہو چکی ہے کیونکہ یہ جنگ محاذ پر ہاری نہیں گئی بلکہ قومی محاذ پر ہمیں شکست ہوئی ہے۔

صحابہ کرامؓ نے جنگوں میں جو فتوحات حاصل کیں وہ محض عسکری طاقت کے بل بوتے پر حاصل نہ کی تھیں بلکہ اپنے اعلیٰ چلن اور کردار کی وجہ سے حاصل کیں۔ ایک جنگ میں حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار تھے ایک شہر جو قبضہ میں آ چکا تھا

کسی جنگی مصلحت کی بنا پر خالی کرنا پڑا تو اہلِ شہر سے وصول شدہ جزیہ کی رقم حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ نے یہ کہہ کر لوٹا دی کہ اس رقم کا مقصد اہلِ شہر کی حفاظت کرنا تھا مگر ہم اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہے ہیں تو پھر اس رقم کا رکھنا جائز نہیں، اسی اعلیٰ کردار کی وجہ سے وہ شہر کا شہر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔ یہ کردار کی تلوار تھی جس نے دلوں کو تسخیر کر لیا اور سروں کو جھکا دیا۔

ہمارا نظریۂ حیات اور رویۂ زندگی کہاں تک اسلامی ہے؟

ہم اسلامی سلطنت کے دعویدار ہیں، مگر ہمارے اعمال و کردار پر شیطان سوار ہے، اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ملک کا آدھے سے زیادہ حصہ دشمن کے پاس چلا گیا ہے۔ ہمارا جنگی محاذ تو مضبوط تھا مگر قومی محاذ بہت کمزور ہے جس سے پاکستان رُسوا ہو گیا۔

ولایت سے ایک دوست نے لکھا ہے کہ ہمارے سر ندامت سے نہیں اُٹھتے، دُنیا بھر کی برائیاں پاکستانیوں کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔

آپ ایک سبق یاد رکھیں کہ تعلیم حاصل کرنے کا مقصد، روٹی کمانے کا مقصد، جنگ میں بھرتی ہونے کا مقصد، کسی شعبۂ زندگی میں جانے کا مقصد یہ ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت زندگی بسر کرنا ہے اور اس کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے کبھی گریز نہیں کرنا، تو آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

حضرت نبی اکرم صلعم ایک جنگ سے واپس آئے تو فرمایا کہ ہم ایک چھوٹے جہاد سے واپس آ گئے ہیں اب دوسرے بڑے جہاد کے لئے کمربستہ ہونا ہے، یہ دوسرا جہاد کیا ہے؟ قوم کو زیورِ اخلاق سے آراستہ کرنا، معاشی اور معاشرتی اقدار کو اُجاگر کرنا اور اعلیٰ کردار سے ہمکنار کرنا۔

آپ یہ سبق اپنے پلّے باندھ لیں کہ جھوٹ، فریب، جعلسازی، بدعہدی، بدعملی، سہل انگاری، فرض ناشناسی، کام چوری وغیرہ سے باز آئیں گے اور بچے رہیں گے تو تعلیم کا مقصد پورا ہو گیا، اور یہی دین کا خلاصہ ہے۔ خود اسی آیت میں زندگی اور موت بلکہ نماز و قربانی سب کا مقصد خدا کی رضا کا حصول ہے۔ اس کی وجہ یہ دی کہ ہمارا سب کچھ اس خدا کی رضا کے لئے ہونا چاہیئے جو ربّ العالمین ہے یعنی جس کی ربوبیت کے تقاضے پورے ہونا ہیں۔ انسان کی ربوبیت پورا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی باطنی پاکیزہ اور اعلیٰ صفات نشو و نما پا جائیں۔ ہماری نماز، ہمارا ایمان دکھاوے کے لئے نہ ہو بلکہ نسل انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے ہو۔ یہ چند باتیں آپ کو پسند ہوں تو ان پر عمل کریں۔"

طلباء نے یک زبان ہو کر عمل پیرا ہونے کا عہد کیا۔

اِسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

(مسلسل)

عیسائیت کے عقائد کا بودا پن

پادریوں کی یہ بداندیشی اور کم فہمی ہے کہ وہ مسیحؑ کو حضورؐ کے مقابل پر لاکر انہیں بلند تر مقام پر متمکن ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں اب وہ بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ اسلام عمل پر بڑا زور دیتا ہے اور علم بے عمل کی ضرر رسانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ لیکن مسیحؑ کے نادان پجاری ان کی طرف یہ تعلیم منسوب کرتے ہیں کہ مسیحؑ انسانوں کے لئے اپنی جان کا کفارہ دے کر انسانوں کی نجات کا باعث بن چکے ہیں جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا کہ مسیحؑ نے انسانیت کے گناہوں کے عوض اپنی جان کا کفارہ دے دیا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائے گا۔ ان کی منطق یہ ہے کہ خدا رحیم بھی ہے اور عادل بھی۔ رحم کا تقاضا یہ ہے کہ گناہگاروں کو معاف کر دیا جائے۔ مگر عدل یہ چاہتا ہے کہ ان کے گناہوں کی سزا دی جائے صفت رحم اور صفت عدل کا یہ تصادم خدا کے لئے ایک مسئلہ لاینحل بن گیا۔ اس کا حل یوں سوچا گیا کہ بیٹے نے اپنی جان کی قربانی بطور کفارہ پیش کر دی تاکہ گنہگار دنیا کو نجات مل سکے۔ اور اپنے خیال میں اس نے رحم اور عدل دونوں صفات کے تقاضے پورے کر دیئے۔ حالانکہ گناہگاروں کے عوض ایک بے گناہ کو مصلوب کر کے ملعون قرار دینا خود ایک ظلم تھا۔ چودہویں صدی کے شروع میں پادریوں کا ایک جم غفیر ہندوستانیوں کو دائرہ عیسائیت میں لانے کے لئے اس برصغیر میں اپنے مشن کی اشاعت کے بڑے بڑے مراکز قائم کر چکا تھا۔ اور شہروں کے چوکوں اور میدانوں میں عیسائی حکومت کے زیر اثر عیسائیت کے پرچار کے لئے بڑے بڑے واعظ تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لاہور شہر میں ایک بڑا مجمع لگا ہوا تھا، پادری دھواں دھار تقریر کر رہا تھا۔ مسیحؑ کی فضیلت بیان کرنے کے بعد اس نے کفارہ کا مسئلہ بڑے فلسفیانہ انداز اور دلکش پیرائے میں پیش کر دیا۔ پادریوں کی عادت تھی کہ وہ ایسے مجمع میں لوگوں کو سوال و جواب کی دعوت بھی دیتے تھے۔ جب سوال و جواب کا وقت آیا تو مجمع کے ایک کونہ سے ایک نوجوان اٹھا اور اس نے کہا:۔

"پادری صاحب مجھے بتایئے کہ اگر گناہگار انسان کفارہ پر ایمان لے آئیں تو کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان ایماندار لوگوں سے گناہ کرنے کی طاقت سلب ہو جائے گی۔ یا یہ ہوگا کہ اس ایمان کی وجہ سے اب وہ جتنے گناہ کریں ان کو کوئی سزا نہ ملے گی۔ کیا فی الواقعہ واقعات کی دنیا میں ایسا ہے کہ کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ کر ہی نہیں سکتے۔ یا یوں ہے کہ وہ جس قدر چاہیں گناہ کریں ان سے بازپرس نہیں ہوگی"۔

پادری صاحب یہ سوال سُن کر دم بخود رہ گئے اور جواب دینے کی بجائے نوجوان سے پوچھنے لگے کہ تمہارا کس فرقہ سے تعلق ہے۔ مجمع نے شور مچا دیا کہ پادری صاحب اس سوال کا جواب دیں۔ پادری یہ کہتا ہوا سٹیج سے اتر آیا کہ یہ نوجوان احمدی معلوم ہوتا ہے اور ہمیں حکم ہے کہ احمدیوں سے کوئی بحث نہ کریں اور آپ سب لوگ بھی احمدیوں کے خلاف ہیں اس وقت جذبات سے مغلوب ہو کر مجمع نے بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا کہ ہم احمدیوں کے بالکل خلاف نہیں آپ اس بات کا جواب دیں لیکن پادری اپنی کتابیں سمیٹ کر اس بھری محفل سے نکل گیا۔ یہ جو حدیث میں آیا تھا کہ دجال پانی میں نمک کی طرح پگھل جائے گا۔ اس کی حقیقت لوگوں پر واضح ہو گئی۔

اسلام کی فوقیت

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں ان میں بعض کی حالت یہ ہے کہ ان کی الہامی کتابوں کی زبان فرسودہ ہو کر ناقابل فہم ہو گئی ہے اور وہ دنیا کے کسی گوشہ میں بولی نہیں جاتی۔ اس کی گرامر بھی محفوظ نہیں۔ لغت نویسوں نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق متضاد معنی لکھ دیئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ الہامی کتابیں بیکار ہو کر رہ گئی ہیں۔ مثال کے طور پر وید کی کیفیت یہ ہے کہ اس کی من مانی تفسیر کر کے بعض لوگوں نے خالص توحید کا عقیدہ نکال کر پیش کر دیا ہے، اور بعض نے شجر و حجر، شمس و قمر، آب و آتش اور ہزارہا دوسری اشیاء کو اُلوہیت کا جامہ پہنا دیا ہے اور لوگوں نے اپنی اپنی مرضی کے مطابق ان اشیاء کے بے شمار بُت تراش لئے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض جانوروں کی قربانی اور ان کا جواز بھی ثابت ہے اور گوشت خوری کی حرمت بھی۔ اسی وجہ سے نہایت فحش عقائد بھی اخذ کئے گئے ہیں اور نہایت گھٹیا اور ذلیل طریق پر ان پر عمل ہوتا ہے جسے دیکھ کر تہذیب و شرافت ندامت سے سر جھکا دیتی ہے۔ یہ مذاہب کوئی تبلیغی مذاہب نہیں ہیں۔ یہودیت ایک نسلی مذہب ہے اور دوسری نسل کے آدمیوں کو اپنے مذہب میں داخل نہیں ہونے دیتا۔ اہل کتاب کی کتب محرف و مبدل ہو کر اپنی اصلی حالت سے دور جا پڑی ہیں اور اب خالص انسانی تصانیف بن کر رہ گئی ہیں۔ لے دے کے ساری دنیا میں صرف اسلام اور عیسائیت ہی ایسے دو مذاہب ہیں جو اپنا حلقہ اثر وسیع کرنے اور تسخیر قلوب کی مہم میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کشمکش اور تنازعہ للبقاء میں اسلام بڑا طاقتور رہے۔ اس کے عقائد حقیقت پسندی پر مبنی ہیں۔ اس کی تعلیم سے زندگی کی خوشگوایاں حاصل ہوتی ہیں، دنیا میں ہی انسان فرحت، اور سرور، امن اور سلامتی سے اپنے اوقات گذارنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

عیسائیت کے عقائد مبہم ہیں، لایعنی ہیں، عقل اور شعور کے معیار پر نہیں اترتے بلکہ پادریوں کا یہ کہنا ہے کہ مذہب میں عقل کو کوئی دخل نہیں۔ حالانکہ تمام کائنات میں انسان ہی کو عقل بخشی گئی ہے اور اسی وجہ سے مذہب پر عمل پیرا ہونے کا صرف اسی کو مکلف بنایا گیا ہے۔ اگر اس نے عقل اور شعور استعمال ہی نہیں کرنا تو پھر مذہب کا سارا نظام ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

ہر ایک مذہب سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس دنیا میں انسان کو کامیابی سے زندگی بسر کرنے کے گر سکھائے اور آنے والی زندگی کے لئے آرام و سکون کی دولت مہیا کرے۔ اسلام کا دعوےٰ ہے کہ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہاں بھی وہ انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور وہاں کی کامیابی کے لئے بھی انسان کو تیار کرنے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ یہی وہ دعا ہے جس کا ہم اوپر کئی دفعہ ذکر کر آئے ہیں جس کے قبول ہو جانے سے دونوں جہانوں کی زندگیاں خوشگوار بن جاتی ہیں۔ اسلام کی الہامی کتاب کوئی بڑی ضخیم کتاب نہیں مگر اس کے اندر حقیقتاً کوزہ میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ جس سے حشر تک کے تمام افراد اور تمام اقوام جسمانی، اخلاقی اور روحانی طور پر سیراب ہوتے رہیں گے اس کتاب میں تہذیب و تمدن کے تمام بڑے بڑے اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ معاشرت کی جزئیات تک بتلا دی گئی ہیں، انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھ لیا گیا ہے کہ اگر قوموں کے اندر جنگ برپا ہو جائے تو جنگ کی حالت میں وہ کیا اصول ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے جنگ کی جہنم بھی جنت بن سکتی ہے، قرآن میں مرد اور عورت کے تعلقات زوجیت پر مکمل بحث کی گئی ہے ان کے فرائض اور حقوق ان پر واضح کر دیئے گئے ہیں۔ ازدواجی اصول تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایک آدمی ایک عورت، لیکن استثنائی حالات میں جب قدرتی عوامل یا جنگوں کی تباہ کاری سے مردوں کی تعداد کم ہو جائے تو تعدد ازدواج کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔ اس معاملہ میں صدر اسلام کا اپنا کردار ایک مثالی کردار ہے۔ عنفوان شباب سے لے کر اختتام شباب تک حضور صلعم نے جب کہ آپؐ کی عمر پچیس سال تھی ایک چالیس سالہ بیوہ سے شادی کر لی۔ اسی حالت میں ترپن (۵۳) سال کی عمر تک جبکہ انسان کی زندگی میں صحت، تنومندی، طاقت شوق و ذوق ولولہ اور حوصلہ کے بہترین اوقات ہوتے ہیں، اسی ایک رفیقہ حیات کے ساتھ گذار دیئے۔ جب زندگی کی شام نزدیک آنے لگی تب متعدد ضعیف العمر، بے نوا اور بے کس بلکہ مطلقہ عورتوں کو سہارا دینے کے لئے اپنی زوجیت میں لا کر انہیں سوسائٹی میں بڑے احترام اور عزت کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ صرف ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا جن کی ذہنی اور فکری صلاحیتیں، دانش و فراست کی استعدادیں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ آپؐ نے انہیں دین کی تعلیمات سے آراستہ کر دیا۔ اور حضور صلعم کی وفات کے بعد آپ اُم المؤمنین کی حیثیت سے علم کے میدان میں اُمت کی رہبری فرماتی ہیں۔ قرآن کریم نے بعض ایسی حالتوں کا بھی نوٹس لیا ہے جبکہ ایک مرد اور عورت زوجیت میں آ کر بھی طبیعت کے خلاف اور حالات کی ناخوشگواری سے ایک ہی گھر کی چار دیواری میں اطمینان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ایسے حالات

www.aaiil.org

ہیں مرد عورت دونوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں اور انقطاع کے بعد اپنی مرضی کی دوبارہ شادی کرلیں۔ قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ دنیا کے عام قوانین سے ہٹ کر وراثت کا نیا نظام انسانوں کے لئے وضع کیا ہے اور اس پر آج تک بڑی کامیابی سے عمل ہو رہا ہے قرآن نے مسلمانوں کو بڑے اعلےٰ درجہ کے سول قوانین دیئے ہیں اور ان قوانین کو عمل میں لانے کے لئے بڑے مفصل ضابطے تجویز کر دیئے ہیں۔ بڑے بڑے جرائم کی تعزیریں مقرر کی ہیں، باقی جرائم کے لئے رہنما اصول مقرر کر دیئے ہیں۔

انسانوں کی انفرادی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر جسمانی، اخلاقی اور روحانی آبیاری اس خوبصورتی اور مبسوط طریق پر کر دی ہے کہ قیامت تک کے لئے قومیں اس تعلیم سے یہاں اور وہاں کی زندگیوں کو تابناک بناتی رہیں گی۔

قرآن کریم نے زندگی کے کسی شعبہ کو نظر انداز نہیں کیا۔ ماں باپ کے حقوق اولاد کی تربیت، غریبوں اور مسکینوں کی دستگیری دوستوں اور ہمسایوں سے خوشگوار تعلقات کی استواری سب کچھ بیان کر دیا ہے موقع اور محل کے لحاظ سے دین کی حفاظت اور اس کی اشاعت کے لئے مسلمانوں کو کہہ دیا گیا ہے کہ ان کے مال جانیں خدا نے جنت کے عوض خرید لی ہیں۔ دنیا کے طیب اور حلال کھانوں اور دلآویز آرائشوں اور پُرکشش زیبائشوں سے کبھی انسان کو محروم نہیں کیا گیا۔ بلکہ قرآن کریم نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اللہ کی نعمتوں سے خوب فائدہ اُٹھاؤ۔ رہبانیت کو اسلامی زندگی سے یکسر خارج کر دیا گیا ہے۔ مگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں دنیا کی مصروفیات سے ہٹ کر انسانوں کو خدا کے ہاں حاضری دینے کے لئے مسجدوں میں مجتمع کر کے خدا کی عبادت میں لگ جانے کی تلقین کی گئی ہے جہاں وہ خدا کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ ماسوا اللہ کی کبریائی سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ انکسار ادب اور احترام سے کھڑے ہو کر خدا کے حضور اپنی بے کسی کا اظہار کرتے ہیں۔ رکوع میں گر کر اس کے آستانہ میں جھک کر اپنے عجز۔ اور عبودیت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور سجدہ میں گر کر ذات باری تعالےٰ کی پُرجلال ہستی کے سامنے مٹی میں مل کر ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔ دن میں کم از کم پانچ دفعہ اور اس سے زیادہ حسب توفیق مسلمان یہ ....

کیفیت اپنے تمام قوے پر طاری کر لیتے ہیں اور یوں ان کی رُوح سوزِ محبت میں پگھلتی رہتی ہے۔ قرآن کریم کا یہ نظام روحانیت اپنی آپ مثال ہے۔

اصحاب الکہف توحید . . لوگ تھے۔ مگر یہاں قوم کی قوم اصحاب الکہف بھی ہے اور اصحاب العمل بھی۔ نمازی بھی ہے اور غازی بھی تمکنت اور دبدبہ سے شمشیر زنی بھی کرنا جانتی ہے اور عاجزی انکسار سے پانی کی طرح بہہ کر گھلنا بھی جانتی ہے۔ قرآن کریم کے یہ ضابطے اور ہدایات صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلعم کی زندگی میں ان کے نقوش ان کے کردار میں ثبت کر دیئے گئے جنہیں تاریخ نے محفوظ کر کے نہایت دیانتداری سے آئندہ نسلوں کو منتقل کر دیا۔ وہ عرب کا گڈریا جو چند درویش صفت غلاموں اور مسکینوں کے گروہ میں بیٹھا ہوا ان سے ان مظالم اور سفاکیوں کی داستانیں سُن کر جو کفار ان پر ڈھاتے تھے دلگیر ہو کر آبدیدہ ہو جاتا تھا اسی دل گرفتگی اور پژمردہ حالی میں خدا سے شرف ہمکلامی حاصل کرنے لگ جاتا ہے اور اسکی نظروں میں تمام کفار ہیچ نظر آنے لگتے تھے۔ ان مکالمات اور مخاطبات میں ان متکبر فراعنہ مکہ کو مخاطب کر کے انہیں دنیا کی بدترین مخلوق، جہنم کا ایندھن، جھوٹے، شیخی باز متمرد اور شیاطین الانس کے نام سے موسوم کر دیا جاتا اور وہ منکرین اسلام کو للکار کر کہنے لگ جاتے تھے کہ اے بدقسمت انسانو! وقت آ رہا ہے کہ تم ہمارے قائد کے عقیدتمندوں کی تلواروں سے کاٹ دیئے جاؤ گے اور عین اس موقعہ پر جب کہ دشمن مدینہ شریف پر حملہ آور ہو کر بڑی تعداد میں لاؤ لشکر کے بل بوتے پر شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی چاہتا ہے اور محاصرہ میں گھری ہوئی مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت خندقیں کھود کر شہر کی حفاظت کر رہی تھی اسلام کا خدا اپنے حبیبؐ کو جبریلؑ کے ذریعہ یہ نظارہ دکھا رہا ہے کہ قیصر و کسریٰ کے محل تابع فرمان اسلام ہو رہے ہیں اور ان کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلعم کے سپرد کی جا رہی ہیں۔ شہر سے باہر ہزاروں کفار کی صدائیں اپنی طاقت میں مخمور ہو کر مسلمانوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے بلند آہنگی سے گونج رہی ہیں اور اندر سے مذکورہ بالا نظارہ دیکھنے والا

انسان بڑے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ اس نعرہ نے محاصرہ کنندہ دشمن کی صداؤں کو یوں دبا دیا جس طرح موسٰے کے اعصا نے ساحران فرعون کے اژدھاؤں کو نگل لیا تھا۔

قرآن کریم اُمید اور کامیابی کی خوشخبریوں سے پُر ہے اس کے ماننے والے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اعانت سے کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ آج بھی وہ قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے اسلام کے غلبہ کی خوشخبریاں اس میں درج ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سچے وعدے قرآن کے صفحات میں موجود ہیں۔ قرآن کا مصنف اب بھی زندہ ہے۔ اس کی طاقتوں اور قدرتوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس وقت اسلام پر دشمنوں کی چاروں طرف سے یورش ہے اور وہ بظاہر نہایت نازک حالات میں گھرا ہوا ہے۔ عیسائی دنیا اس کی دشمن ہے۔ برصغیر ہند کے مشرک اس کو ہلاک کرنے کے درپے ہیں۔ روس کی لادینی سلطنت کے علمبردار اس کے درپے آزار ہیں۔ تاریخ اسلام بار ہا واقعات کے رنگ میں اس حقیقت کو گذشتہ چودہ سو برس میں آشکار کرتی چلی آرہی ہے کہ جب اسلام چاروں طرف سے گھر جاتا ہے اور ایسے نرغے میں پھنس جاتا ہے کہ اس کو نجات کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی اور معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کے خاتمہ کا وقت آ گیا تو اسی وقت اس کی نجات کے سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ دشمن جو بڑے ساز و سامان سے لیس ہو کر اس پر ٹوٹ پڑا تھا میدان سے بھاگ نکلتا ہے اور اس کے پاؤں ایسے اُکھڑتے ہیں کہ پھر وہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ خود قرآن کریم میں ظہور اسلام کے وقت کے بعض ایسے واقعات بیان کئے ہیں کہ اسلام موت کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا اور دوست و دشمن پکار اُٹھے تھے کہ اب اس کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے لیکن درحقیقت وہی وقت دشمن کے خاتمہ کا وقت تھا۔ سورۃ احزاب میں ایک مختصر سی آیت میں اس حقیقت کو یوں اختصاراً بیان کیا گیا ہے

اذجاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا – ۳۳: ۱۰

ترجمہ: جب وہ تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر آ گئے اور جب آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور دل دہشت زدہ ہو کر گویا گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ پر مختلف قسم کے ظن کرنے لگے۔

اس ہیبتناک کیفیت کو بیان کرنے کے بعد اس آیت سے اگلی آیات میں دشمن کے نرغہ میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کی دردناک حالت کو نہایت دردناک الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً ۞ ۳۳: ۱۱

ترجمہ:۔ وہاں مؤمن آزمائے گئے اور سخت مصائب میں ڈالے گئے

آگے چل کر حالات کی اس نزاکت کو بیان کرتے ہوئے سچے مسلمانوں کے دل کی کیفیت اور ان کے ایمان کو یوں بیان کر دیا ہے:۔

ولما رأ المؤمنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہٗ وصدق اللہ ورسولہٗ وما زادھم الا ایماناً وتسلیماً – ۳۳: ۲۲

ترجمہ: اور جب مؤمنوں نے جماعتوں کو دیکھا انہوں نے کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے دیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا اور اس نے انہیں صرف ایمان اور فرمانبرداری میں بڑھایا۔

اور نہایت خوبصورت اور پُرجلال پیرائے میں خراجِ تحسین یوں پیش کیا:۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً ۞ ۳۳: ۲۳

ترجمہ: مؤمنوں میں سے کچھ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو اللہ سے عہد کیا تھا سو ان میں سے وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں اور اپنی بات نہیں بدلی۔

وقذف فی قلوبھم الرعب فریقاً تقتلون وتاسرون فریقاً ۞ (۳۳: ۲۶)

ترجمہ: ان کے (یعنی کافروں کے) دلوں میں رُعب ڈالا۔ ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے اور ایک فریق کو قید کرتے تھے۔

اور وہ مسلمان جو ابھی گرفتار مصیبت تھے اور موت کی کشمکش میں مبتلا اچانک کسی غیبی طاقت سے ایسی قوت پا کر اُٹھے کہ ان کے سامنے کافر ٹھہر سکے نہ منافق۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے دشمنوں کے دلوں میں اسلامی لشکر کا ایسا رعب داب ڈال دیا کہ وہ ان مخالفوں کو دھڑا دھڑ قتل کرنے لگے اور ان میں سے بیشمار لوگوں کو انہوں نے قید کر دیا سا

(باقی)

پاکستان کی نصرت اور عافیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا والتجا

مشرقی پاکستان پر بھارت کے غلبہ اور قبضہ کے بعد مسلمانانِ پاکستان بہت مغموم اور محزون ہیں خصوصاً اس لئے بھی کہ اس حصہ ملک کی فوری بازیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور کہ وہ اسے اسلام کی شکست سمجھتے ہیں۔ ہماری افواج بے حد تحسین اور آفرین کی مستحق ہیں کہ انہوں نے جس جرأت اور شجاعت سے چاروں طرف سے محصور ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا وہ تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ ہماری بہادر افواج نے نہ صرف اپنے سے پانچ گنا بھارت کی فوج کے دانت کھٹے کئے بلکہ ایک بہت بڑے۔ بیرونی ملک اور اندرونی غلط کار پاکستانیوں کا بھی مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ جب یہ ہر سہ دشمنان ہماری فوج پر غلبہ حاصل کرنے سے عاجز آ گئے تو عوام میں دہشت اور ہراس پھیلانے کے لئے ان کو بے گناہ شہریوں، معصوم و یتیم بچوں اور ہسپتالوں میں بیمار اور زخمی معذور انسانوں پر بم ... اور نیپام بم ... گرانے پڑے۔ لہٰذا یہ فتح نہیں کہلا سکتی بلکہ شرمناک شکست ہے۔

مسلمانوں نے یہ فرض کر لیا...... کہ وہ مسلمان ہیں اس لئے انہیں بغیر تیاری بھی اللہ تعالےٰ کی نصرت اور اعانت حاصل ہو گی۔ حالانکہ کفار کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کی نصرت کا وعدہ تو صرف مؤمنوں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا مفروضہ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ مؤمن ہونے کے لئے تو بعض شرائط مقرر ہیں جو ہم مسلمانوں میں اب پائی ہی نہیں جاتیں۔ الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا ہم اعتقاداً مسلمان تو کہلا سکتے ہیں لیکن عملاً نہ مؤمن ہیں اور نہ اللہ تعالےٰ کی اعانت اور نصرت کے مستحق۔ پس جب تک مسلمان عملاً مؤمن بن کر اللہ تعالےٰ کی نصرت کے مستحق نہ بنیں گے تب تک اللہ تعالیٰ کی نصرت نہیں مل سکتی۔

چند روز ہوئے ٹی وی پر ہمارے بلند پایہ شاعر علامہ اقبال کے تصورِ مؤمن اور شانِ مؤمن کے موضوع پر ان کے ایک شعر "ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی شان نئی آن۔ کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان" پر ایک مذاکرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں قرآن کریم کی فرمودہ تعریفِ مؤمن کا اشارۃً بھی ذکر نہ کیا گیا۔ بلاشبہ سب کلمہ گو مسلمان تو ہیں لیکن سب مؤمن نہیں۔ بلکہ ہم تو بقول علامہ اقبال "مسلم ہندی شکم را بندۂ" اور فرمانِ الٰہی "ان الانسان..... لحب الخیر لشدید"۔ اور "تحبون المال حبًا جمًا" کے مطابق مال و دولت کی محبت کے لئے غدار، رشوت خور، سمگلر اور بد دیانت بن گئے ہیں۔ کیا ہم اپنے کردار اور گفتار کی بناء پر اللہ کی برہان کہلا سکتے ہیں؟ ہماری ناقص رائے میں تو ہرگز نہیں۔ اور مذاکرہ مذکور تو غالباً اس مفروضہ پر منعقد کیا گیا تھا کہ ہم مسلمان چونکہ مؤمن ہیں لہٰذا ہماری شان اور آن بھی ہر لحظہ نئی ہونی چاہیئے تھی یعنی ہمیں فتح نصیب ہوتی۔ نہ یہ کہ ہم بھارت سے شکست کھاتے۔ بلاشبہ مؤمنوں کے لئے اللہ کا فرمان ہے کہ وکان حقًا علینا نصرُ المؤمنین۔ (۳۰-۴۷) مؤمنوں کی نصرت اور مدد کرنا اللہ تعالےٰ نے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے۔ اور اپنے وعدہ یعنی قول کے متعلق فرماتا ہے۔ وعد اللہ حقًا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا (۴: ۱۲۲)

اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کر کے مسلمان اس کی نصرت اور اعانت کے مستحق بن جائیں اور کفار کو مغلوب اور مفتوح کر سکیں کیونکہ اگر اخبارات کی خبروں اور عوام کی افواہوں میں کچھ حقیقت ہے تو یہی ام الخبائث ہی ہماری حالیہ شکست، تباہی اور بربادی کی باعث ہوئی ہے۔ شراب نوشی کے متعلق ہم یہاں ایک دیدہ واکرنے والا تاریخی واقعہ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ بابر بادشاہ کے بارہ میں ایک تاریخ میں لکھا ہے "کنواہہ کے میدان میں دو فوجوں کا مقابلہ ہوا (رانا) سانگا کے ساتھ سوا لاکھ راجپوت لڑ مرنے کی قسمیں کھا کر آئے تھے۔ بابر کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی۔ اس کے سردار پہلے ہی پریشان تھے۔ اتفاق سے انہی دنوں ایک نجومی نے لشکر میں یہ بات مشہور کر دی کہ اس لڑائی میں مغلوں کو شکست ہو گی۔ اس سے سب کی ہمتوں پر اوس پڑ گئی اور صرف ایک شخص کا حوصلہ بجا تھا اور وہ خود بابر تھا مسلمان خطرے کے وقت خدا کی طرف لوٹتا ہے بابر نے بھی اسی بارگاہ پر عجز و نیاز کی پیشانی رکھدی وہ شراب کا عادی تھا اس سے توبہ کی اور ساری شراب زمین پر لنڈھا دینے کا حکم دے دیا اور اس طرح ام الخبائث سے توبہ کے صدقہ میں کفار کی کئی گنا زیادہ فوج پر فتح پائی" ہماری گورنمنٹ کو بھی شراب نوشی ممنوع قرار دے دینی چاہیئے کیونکہ عام افواہ ہے کہ ہمارے بعض فوجی افسران، متمول اہلیان اور سول حکام بھی شراب کے عادی ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو پاکستان کی عزت و عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لئے ایسے سب اصحاب کو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ آئندہ اس ام الخبائث کو منہ نہ لگائیں گے۔

اپنا ملک واپس لینے اور آئندہ کفار پر فتح اور غلبہ پانے کیلئے بس ایک ہی صورت جو بہت زیادہ مؤثر ہو سکتی ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ جو علیٰ کل شئی قدیر ہے کی بارگاہ میں عجز و نیاز کی جبین رکھ دیں اور سورت بقرہ کے آخر میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک الفاظ میں سکھلائی ہوئی دعائے ذیل بکثرت پڑھا کریں:۔ ربّنا واعف عنّا واغفر لنا وارحمنا۔ انت مولٰنا۔ فانصرنا علی القوم الکافرین (اے ہمارے رب! ہمارے سابقہ گناہ اور خطا) ہمیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما۔ اور ہم پر رحم فرما۔ (کیونکہ اپنے فرمان بل اللہ مولٰکم وھو خیر النّاصرین (۳: ۱۵۰) کے مطابق تو ہی) ہمارا مولیٰ ہے (اور سب سے اچھا مددگار) پس کافر قوم پر (فتح پانے کیلئے) ہماری نصرت فرما۔

چاہیئے کہ اس تجویز کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ابتلاؤں اور مشکلات کے وقت "لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ" کے مطابق یہی اُسوہ حسنہ ہے کہ مدد کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور التجا کی جائے۔ کیونکہ جنگِ بدر میں جب حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ آپ کی جمعیت تعداد کے لحاظ سے نہ صرف دشمن کی ایک تہائی ہے بلکہ دشمن کی فوج میں تو جنگ آزمودہ لوگ بھی ہیں اور ادھر کم عمر لڑکے تک شامل ہیں تو آنحضرت صلعم متفکر ہوئے اور استعانت اور استمداد کیلئے ایک جھونپڑی میں چلے گئے اور باری تعالیٰ کے حضور زار زار رو کر دعا کی۔ جنگ بدر میں فتح و نصرت کیلئے قدرت خداوندی کا جو نظارہ دکھایا گیا وہ دعا ہی کا اثر اور نتیجہ تھا۔ ہمیں بھی کفار پر فتح پانے کے لئے وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جو ہمارے پیشوا حضرت محمد صلعم نے اختیار کی تھی۔ ہاں یہ سعادت اور نصرت تب نصیب ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے کردار کے لحاظ سے نیک، گفتار میں راستباز اور احکام و ارکان اسلام کے پابند بھی ہوں۔ اور مالی جانی قربانی کیلئے ہر لمحہ آمادہ۔ تاکہ اللہ کی برہان بن جائیں۔ والملتجی

ملک الٰہی بخش - ۱۶ سی - سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

www.aaiil.org

جناب مرزا محمد سلیم اختر

بصائر

قتل کے مترادف

گذشتہ دنوں جماعت ربوہ کے ترجمان روزنامہ الفضل میں ایک حدیث عنوانِ بالا کے تحت شائع ہوئی جس کا ماحصل یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق رکھے گویا اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ مسلم معاشرہ کو اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کا بائیکاٹ کرنا ایسا شنیع اور قبیح فعل ہے جو قتل کے مترادف ہے دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو کر اخوتِ اسلامی کو برقرار رکھنا چاہیئے۔

الفضل میں اس حدیث کو پڑھ کر ہم ورطۂ حیرت میں پڑ گئے کہ ربوہ والوں نے اس حدیث کو کس لئے شائع کیا ہے کیونکہ ان کا اپنا عمل تو اس کے برخلاف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی جو توہین وہ کرتے ہیں روئے زمین پر مسلمانوں کا کوئی طبقہ منظم طور پر ایسا نہیں کرتا۔ ہم خلیفہ صاحب ربوہ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کی وضاحت کریں کہ ۱۹۱۴ء سے لے کر اس وقت تک انہوں نے کتنے آدمیوں کا بائیکاٹ کیا ہے اگر جماعت ربوہ میں کوئی رجل رشید ہے تو ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ خلیفہ جس کے متعلق مشہور یہ کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کا مقرر کردہ ہے نبی پاک صلعم کی اس حدیث کی خلاف ورزی نہیں کرتا؟ اگر یہ سچ ہے کہ نہ صرف وہ خود بلکہ اپنے کئی لاکھ مریدوں کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے تو پھر ہماری سمجھ سے یہ امر بالاتر ہے کہ کیا خدا ایسے ہی لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بناتا ہے جو ان کے ارشادات کے نافرمان ہوں۔

ہاں اگر خلیفہ صاحب انکار کریں یا ان کی جماعت کا کوئی آدمی ہمیں دعوتِ مبازرت دے تو سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے افراد پیش کر سکتے ہیں جن سے ایک سال نہیں کئی کئی سال سے جماعت ربوہ نے قطع تعلق کیا ہوا ہے گویا فرمان نبوی صلعم کے مطابق یہ لوگ ہزاروں افراد کے قاتل ہیں۔

نبی کا ماننا جزو ایمان نہیں!

ایک دفعہ ہمیں سیالکوٹ میں ایک جلسہ سے خطاب کرنا تھا جلسہ کے اختتام پر محترم شیخ نثار احمد صاحب نے حاضرین جلسہ کو عصرانہ دیا اس جلسہ اور عصرانہ میں مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب ہاگورا نے بھی شرکت فرمائی چائے نوشی کے درمیان کسی دوست نے ہاگورا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ مرزا صاحب علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں لیکن ان کو ماننا آپ جزو ایمان قرار نہیں دیتے حالانکہ انبیاء علیہم السلام کا ماننا ایمانیات کی جزو ہے۔

ہاگورا صاحب نے برجستہ فرمایا بعض انبیاء اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کا ماننا جزوِ ایمان نہیں ہوتا، خاکسار نے ہاگورا صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ از راہ کرم ان انبیاء کے نام ذرا وضاحت سے بیان فرما دیں جن کا ماننا جزو ایمان نہیں ہوتا، فرمانے لگے حضرت ہارون علیہ السلام ایسے انبیاء میں سے تھے جو نبی تو تھے مگر ان کا ماننا جزوِ ایمان نہ تھا اور بطور دلیل یہ بات پیش کی کہ جب حضرت موسیٰؑ طور سے واپس تشریف لائے تو آپ نے آکر حضرت ہارونؑ کو مارا پیٹا مگر جن لوگوں نے حضرت ہارونؑ کی باتوں کو نہ مانا تھا انہیں کچھ نہیں کہا، اگر حضرت ہارون کا ماننا جزوِ ایمان ہوتا تو حضرت موسےٰ علیہ السلام ان لوگوں کو بھی کوستے، ان لوگوں کو نہ کوسنا دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت ہارون کو ماننا جزو ایمان نہ تھا۔

خاکسار نے عرض کیا کہ یہ مذہب آپ کا ایجاد کردہ ہے یا خلیفہ صاحب نے آپ کو اس کی ہدایت فرمائی ہے، کہنے لگے میں آپ سے زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ہمارا آپ سے بائیکاٹ ہے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اسی جلسہ کے دوران یہ ایک دلچسپ بات بھی ہوئی کہ برادرم مکرم مرزا محمد لطیف صاحب فاضل نے پیشگوئی مصلح موعود پر خطبہ دیا شیخ محمد عبداللہ صاحب ہاگورا کہنے لگے کہ میں ان کا خطبہ تو سن سکتا ہوں مگر نماز ان کے پیچھے نہیں پڑھوں گا۔ ہاں اگر شیخ محمد طفیل صاحب نماز پڑھائیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لوں گا۔ شیخ محمد طفیل صاحب نے نماز پڑھائی اور ہاگورا صاحب نے ان کے پیچھے نماز ادا کی، بعد میں خاکسار نے بعض دوستوں سے پوچھا کہ اگر تو ہاگورا صاحب ہمارے بھائی کے پیچھے اس لئے نماز نہیں پڑھتے کہ وہ ان سے عقائد میں اختلاف رکھتے ہیں تو محترم شیخ صاحب جن کے پیچھے ہاگورا صاحب نے نماز پڑھی ہے ان کے بھی وہی عقائد ہیں۔ پھر ان کے پیچھے انہوں نے کیوں نماز ادا کی ہے۔

اور اگر شیخ صاحب کے پیچھے اس لئے نماز ادا کی ہے کہ وہ پہلے سے جماعت لاہور میں شامل ہیں اور ہم نئے نئے اس جماعت میں داخل ہوئے ہیں تو یہ تفریق اور بھی تعجب خیز ہے، بہرکیف ہم آج تک ہاگورا صاحب کے طرز عمل کی رمز نہیں سمجھ سکے۔

خلیفہ صاحب ربوہ اور گھوڑے

حالیہ پاک بھارت جنگ سے قبل کئی ماہ تک مسلسل اس امر کا پروپیگنڈا کیا جاتا رہا کہ جماعت ربوہ کے افراد کو گھوڑے پالنے چاہئیں، خلیفہ صاحب نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ جماعت کو کم از کم دس ہزار گھوڑے پالنے چاہئیں چونکہ آپ نے . . . .

. . خدائی کلام سے اس کا استنباط یوں پیش کیا کہ قرآن کریم میں یہ تو لکھا ہے کہ اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی یہ کہیں نہیں لکھا کہ گھوڑے بیکار ہو جائیں گے اور انکی اہمیت کو مزید یوں واضح کیا کہ جو عظیم جنگ ہونے والی ہے اس میں جو ہتھیار بے کار ہو جائیں گے اس وقت گھوڑوں کے ذریعہ پیغام رسانی ہوگی۔

غور کیجئے خلیفہ صاحب کے ارشاد کے مطابق جنگِ عظیم میں ہر چیز ہلاک ہو جائے گی، ٹینک ایسی فولادی چیز بیکار ہو جائے گی تو دو چیزیں بچیں گی ایک ربوہ والے اور دوسرے ان کے گھوڑے۔ گویا ایٹمی اسلحہ، بم، گولے، راکٹ ان دو چیزوں کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ہمیں جماعت کی سادہ لوحی اور . . . خلیفہ صاحب کی دماغی کاوشوں کی داد دینی چاہیئے جو اس خطرناک دور میں بہت دور کی سوچ رہے ہیں۔

خلیفہ صاحب اور ایک کھانا

کوئی دو ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا خلیفہ صاحب نے سادگی اختیار کرنے اور گھر میں ایک کھانا پکانے کی جماعت کو تلقین فرمائی مگر . . . ان کے گھر میں ایک وقت میں کئی کئی کھانے پکتے ہیں اس لئے آپ نے اس مشکل کو یوں حل فرمایا کہ میرا ایک بچہ بینگن نہیں کھاتا دوسرا گوشت نہیں کھاتا تیسرا فلاں چیز نہیں کھاتا اس لئے ان کی مرضی کے مطابق کھانا پکانا پڑتا ہے آپ لوگ بدظنی نہ کریں اس طرح بھی ہر ایک دراصل ایک ہی کھانا کھاتا ہے، ملاحظہ فرمایا آپ نے مرید سادہ کے سامنے خلیفہ . . . صاحب . . . نے اپنے گھر کے دسیوں کھانوں کو کیسے ایک بنا دیا ہے، ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ ہر گھر میں ایسے بچے ہوتے ہیں جو بعض چیزوں کو پسند اور بعض کو ناپسند کرتے ہیں یہ خصوصیت صرف آپ کے صاحبزادوں کی ہی نہیں اس طرح جماعت انواع و اقسام کے کھانے پکا کر کہہ سکتی ہے کہ دراصل ہر ایک ایک ہی کھانا کھا رہا ہے معلوم ہوتا ہے خلیفہ صاحب نے کتاب الحیل کا مطالعہ اچھی طرح کیا ہے۔

مجددین اُمت اور خلیفہ صاحب

چند سال ہوئے خلیفہ صاحب ربوہ نے فرمایا کہ خلافت کی موجودگی میں آئندہ مجدد نہیں آئیں گے چونکہ خلافت کا دائرہ کار وسیع ہوتا ہے اور مجدد کا محدود اس لئے آئندہ اگر مجدد ہو بھی تو خلیفہ کے تابع ہوگا اور ہمارے مبلغین دراصل مجددین ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احادیث نبویہ کی روشنی میں اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ مجدد کو اللہ تعالےٰ اس منصب پر فائز کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ ہر سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ مجدد کو مبعوث فرمائے گا، گذشتہ چودہ سو سالہ تاریخ بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالےٰ

نے ہر صدی کے سر پر مجددین کو مبعوث فرمایا، اب جناب خلیفہ صاحب اللہ تعالیٰ کے رسول، مسیح موعودؑ اور گذشتہ چودہ سالہ تاریخ کے برخلاف ایک بیان دے رہے ہیں مگر علماء ربوہ اور مبلغین کرام جو اب مجددین بن چکے ہیں منقار زیر پر ہیں شاید اس بات پر خوش ہیں کہ ہمیں ترقی دے کر مجدد بنا دیا گیا ہے۔ گذشتہ دنوں جماعت ربوہ کے ایک بزرگ سے گفتگو ہوئی، خلیفہ صاحب کا مندرجہ بالا بیان ہی زیر بحث تھا، فرمانے لگے یہ بات ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مجدد بنائے گا وہ ماتحت ہوگا اور جس کو ووٹ دے کر خلیفہ بنائیں گے وہ ان کا حاکم ہوگا نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات خاکسار نے عرض کیا اسی پر بس نہیں پہلے مجدد اللہ تعالیٰ بناتا تھا اب جناب خلیفہ صاحب بنایا کریں گے دیکھئے بیک جنبش لب سب مبلغ مقام مجدد پر فائز ہو چکے ہیں ہم تینوں بھائی بھی کبھی مجدد ہوا کرتے تھے، آج کل تو ریٹائرمنٹ ہو چکی ہے، خلفائے ربوہ کے عقیدے عجیب گورکھ دھندہ ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ نبی بناتا تھا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی بنانے شروع کر دیئے پہلے مجددین اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا تھا، اب میاں ناصر احمد نے مجدد بنانے شروع کر دیئے ہیں۔ ربوہ میں علماء کی اچھی بھلی کھیپ موجود ہے مگر وہ آوازہ حق بلند نہیں کر سکتے کیونکہ پھر انہیں خلیفہ صاحب کے قہر و غضب کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ وہ وقت جلد آئے جب یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنے والے بنیں رہا گو سفندانِ عالی جناب

خطبہ عید الاضحیٰ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ہماری اس جماعت نے بہت بڑی مالی قربانی اور ایثار کا نمونہ دکھلایا ہے انگلستان میں انہوں نے تبلیغ و اشاعت اسلام کا سلسلہ جاری کیا۔ وہاں کے سینکڑوں مرد و زن نے اسلام قبول کیا اور پھر اس قوم کی قربانی کی وجہ سے جرمنی میں ایک عظیم الشان مسجد تیار ہوئی، جو اس کی قوت ایمان کا نشان ہے، اور اس قوم کے ایثار کی وجہ سے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ ہوا جو ایک عظیم الشان کام ہے

اور اس قوم کو بلند کرنے والا ہے، اور اسے دنیا جہان میں متعارف کرنے کا موجب ہے اس کے علاوہ جہاں اس جماعت نے جرمنی میں عظیم الشان مسجد بنائی وہاں جرمن زبان میں اس قوم نے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر بھی شائع کی، جرمن مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے مصر، عرب، ہندوستان اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے لوگ آتے ہیں اور اس قوم کی قربانی کو سراہتے ہیں۔ یہ امر اس قوم کے لئے فخر کا موجب ہے یہ قربانی اور ایثار کا جذبہ ایک عظیم الشان انسان نے اس قوم کے اندر پیدا کیا۔ اس مقدس انسان کا نام مرزا غلام احمد صاحب ہے، وہ حضور نبی کریم کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضور صلعم کے نقش قدم پر زندگی گذاری، انہوں نے شریعت اسلامیہ کی پوری پابندی کی۔ ان کا ارشاد ہے کہ قرآن و حدیث سے سر مو انحراف کفر ہے وہ بڑی سختی سے قرآن و حدیث کے پابند تھے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں اور میں کوئی شریعت اور حکم الٰہی نہیں لایا کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم نے ہدایت اور شریعت کی تمام ضروریات پوری کر دی ہیں میں تجدید دین اور بیداری پیدا کرنے کے لئے آیا ہوں حضرت امام زمان تو اس حد تک شریعت کے پابند تھے جس طرح ہم اور آپ لیکن شریعت کی پابندی میں حضرت صاحب کا مقام نہایت بلند تھا۔ حضرت صاحب اس باغ کی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لگایا ہوا ہے آبیاری کے لئے آئے تھے حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان ہے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اپنا کوئی ایسا بندہ مبعوث کرتا رہے گا جو اس اُمت کے دین کو تازہ کرے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کی وجہ سے اسلام کی تبلیغ یورپ تک ہو رہی ہے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اس کے بعد میں تمام خواتین و رجال اور سب بچے بچیوں کو عید مبارک کہتا ہوں۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۲ فروری ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ نمبر ۵

مراسلات

ڈیرہ غازی خاں میں نئی مسجد کی تعمیر کے لئے بہت بڑی قربانی

عرصہ تقریباً پچاس برس کا ہوا کہ جماعت احمدیہ میں اختلاف کے بعد حضرت مولینا عزیز بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے شہر ڈیرہ غازی خان۔ بلاک نمبر ۴ میں اپنی ہی حلال طیب کمائی میں سے بارہ مرلہ اراضی پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام پر ایک چھوٹی سی مسجد، ایک لائبریری اور ایک رہائشی کچا سکان تعمیر فرمایا اس مسجد میں حضرت مولانا صاحب مرحوم و مغفور کچھ عرصہ رہائش پذیر ہوئے تھے۔ ہماری مقامی جماعت کے دیگر بزرگان و ہم لوگ اس جگہ نماز پڑھتے چلے آئے۔ اور لائبریری سے بھی فائدہ اٹھایا۔ یہ مسجد اب بہت بوسیدہ ہوگئی۔ اور اس کی چھت کی لکڑی کا سامان دیمک کی نذر ہوگیا تھا۔ ہماری ڈیرہ غازی خاں کی جماعت کے ممبران کچھ عرصہ سے آپس میں صلاح مشورہ کر رہے تھے کہ اس مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا جاوے۔ اور اس کے اخراجات کے لئے انجمن کو اپیل کی جاوے۔ اور جماعت کے دولت مند افراد سے بھی چندہ وصول کیا جاوے۔

ابھی ہم لوگ یہ تجاویز ہی کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسجد کی جدید تعمیر کے لئے خود ہی انتظام فرما دیا۔ ہمارے عزیز دوست و بھائی میاں عبدالرحمان صاحب غوری جو لاہور میں محکمہ صنعت میں ایک معزز عہدہ پر تھے ملازمت سے فارغ ہو کر پنشن پر اپنے گھر ڈیرہ غازی خاں تشریف لے آئے۔ انہوں نے بھی محسوس کیا کہ موجودہ بوسیدہ مسجد کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد غوری صاحب نے مجھے خود ہی فرمایا کہ ان کی پنشن کا جلد فیصلہ ہونے والا ہے۔ اور کاغذات کی تکمیل پر پنشن کا روپیہ تاوان کو یکمشت مل جاوے گا اور ان کا خیال ہے کہ وہ اس روپیہ سے بوسیدہ مسجد کی جگہ نئی مسجد اور اس کے ملحق دو دکانیں تعمیر کرا دیں۔ ان دوکانوں سے جو کرایہ وصول ہوگا وہ انجمن کے لئے آمدنی کا باعث ہوگا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ان کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اور وہ لاولد ہیں۔ مسجد کی تعمیر سے اور زیادہ اچھا مصرف کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ پنشن کی رقم آنے پر میاں عبدالرحمٰن صاحب غوری نے اپنی موجودگی میں ہی ایک بہت عمدہ پختہ مسجد اور اس کے آگے دو پختہ دکانیں تعمیر کرا دی ہیں جن پر تقریباً چودہ ہزار روپیہ (-/۱۴۰۰۰) خرچ آیا ہے۔ اور یہ سارا روپیہ اکیلے غوری صاحب نے ہی اپنی پنشن سے خرچ کیا ہے۔ غوری صاحب نے تمام عمر نہایت دیانت داری سے گورنمنٹ کی ملازمت کی ہے۔ اور آخر پر پنشن ملنے پر اتنی بڑی رقم اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کر دی۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی اور بہت بڑا ایثار ہے جس کی مثال موجودہ زمانہ میں بہت ہی کم ملے گی اور خاص کر متوسط الحال لوگوں میں۔ غوری صاحب امیر کبیر نہیں ہیں، مگر ان کا دل امیروں سے زیادہ وسیع و امیر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے، جس کا ثواب ان کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ احمدی جماعت میں اب بھی ایسے افراد موجود ہیں۔ جو اس عہد کو پورا کر رہے ہیں، جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے منسلک ہونے کے وقت کیا تھا یعنی وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

غوری صاحب کا وجود جماعت کے ان افراد میں سے ہے۔ غوری صاحب یہ روپیہ اپنے بھائی بھتیجوں و بہنوں میں تقسیم کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے یہ روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ اور اپنے لئے جنت خرید لی۔

میں جماعت کے جملہ بزرگوں اور احباب سے پر زور التماس کرتا ہوں کہ وہ غوری صاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے بیش بہا افضال و عنایات فرماوے۔ اور دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ یہ زندگی چند روزہ ہے یہ مال دھن دولت دنیا سب کچھ انسان پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور سب سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنی زندگی میں ہی اپنی آخرت کا فکر کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب لائبریرین و پلیش الملم ڈیرہ غازی خان نے مسجد کی تعمیر کے سلسلے نمایاں خدمات انجام

ایورگرین پریس پرنٹرز چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رحمت برار بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گمرہاں را چشم کن روشن زآیات مبیں
آمد خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برار

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ، مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۷۲ء | نمبر ۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

بحرِ حکمت کے موتی

بچوں اور گھر والوں سے خوش طبعی

عن انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ یقول ان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخالطنا حتٰی یقول لاخ لی صغیر یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔

ترجمہ:۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ملے رہتے تھے یہاں تک کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے ابو عمیر تیرا ببلیل کیا ہوا۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—

عنوان باب میں دو باتیں ہیں۔ لوگوں کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا اور اپنے گھر والوں سے دعابہ یعنی مزاح خوش طبعی وغیرہ، آج کل جس شخص کو مسجد کا امام بنا دیا جائے وہ بھی دوسرے لوگوں سے متکبرانہ روش سے پیش آتا ہے کہ اس کی نمبرداری بنی رہے۔ مسلمان کو اگر ایک طرف خدا سے تعلق پیدا کرنے کا حکم ہے تو دوسری طرف انسانوں سے بھی اچھے تعلقات پیدا کرنے کا حکم ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ لوگوں سے انبساط سے پیش آئے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بھی ہنسے کھیلے رسول اللہ صلعم ایک بچے سے وہ بات کرتے جو اس کے مذاق کی تھی۔

(فضل الباری کتاب الادب)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

حضرت ابراہیمؑ کے ایمان و استقامت کا بےنظیر نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین مشکلات کے اندر عالی حوصلگی، فراخ دلی، عزم و استقلال اور استقامت

مصائب و مشکلات مومنوں کے لئے سرور اور لذت کی موجب ہوتی ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات گرامی

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آج کل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جاوے، تو خدا تعالےٰ کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ و شکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیمؑ ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دیئے جاتے ہیں اور ان کو ذریعہ دعا اور انکے لیڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو مومنوں کا ایلام بہ رنگ انعام ہو جاتا ہے۔ اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری، اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں کہ ہم تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے، جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی فراخ دلی استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں مگر اس کو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپؐ تو خدا کے حبیب مصطفٰے اور مجتبےٰ تھے، پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کھودا نہ جاوے۔ اس کا جگر پھاڑا نہ جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت خدا تعالےٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکھانے سے نہیں ملتی۔ جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳)

www.aaiil.org

سورج اور قمر کے فوائد سے ان کے خالق کی عظمت کا اظہار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانیت کے سورج اور قمر ہیں۔

باغ احمدی کی آبیاری کیلئے مجددین کا سلسلہ اور زمانہ حال کے عظیم الشان مجدد کی خدمات اسلام

نفس انسانی کائنات صغریٰ ہے جس کے کمالات کی انتہا نہیں۔

نیکی اور بدی کی شناخت نفس میں رکھ دی گئی ہے جو نیک کام کرنے پر اسے خوش کرتا اور بدی کے ارتکاب پر ملامت کرتا ہے

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۷۲ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والّيل اذا يغشٰها والسّماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها قد افلح من زكّٰها وقد خاب من دسّٰها كذّبت ثمود بطغوٰها اذ انبعث اشقٰها فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقيٰها فكذّبوه فعقروها فدمدم عليهم ربّهم بذنبهم فسوّٰها ولا يخاف عقبٰها (سورۃ الشمس)

قرآن شریف تمام دنیا کے لئے ہدایت نامہ ہے، اس کے سامنے عالم فاضل اور سائنسدان بھی ہیں اور گاؤں کے رہنے والے وہ لوگ بھی ہیں جو علم نہیں رکھتے، چونکہ یہ کتاب عالم الغیب خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس لئے اس میں ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو عالم و فاضل بھی سمجھ سکتے ہیں اور ایک ان پڑھ عامی آدمی بھی ان کو بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا والشمس وضحٰها۔ سورج اور اس کی روشنی کو دیکھو، غور کیجئے دنیا کا کوئی پڑھا لکھا یا ان پڑھ جاہل ایسا نہیں جو سورج اور اس کی گرمی اور روشنی سے واقف نہ ہو، سورج کائنات کا بادشاہ ہے وہ آسمان پر بیٹھا ہے، بولتا نہیں، لیکن اس کی وجہ سے زمین کی تمام آبادی زندہ ہے، وہ روشنی دیتا ہے، گرمی پہنچاتا ہے اور بارش لاتا ہے، جس سے انسان کی زندگی وابستہ ہے وجعلنا من الماء كل شئ حیّ۔ پانی سے ہر چیز زندہ ہے، سورج سمندر سے پانی اٹھا کر لاتا ہے اور تمام زمین اور اس کی آبادی کو سیراب کر دیتا ہے، والقمر اذا تلٰها۔ پھر سورج کے غروب ہونے کے بعد قمر آجاتا ہے، دن کی دھوپ اور گرمی کے بعد رات کی چاندنی کیا لطف دیتی ہے! کبھی کبھی لوگوں نے کشتیوں میں بیٹھے ہوئے چاند کی روشنی سے لطف انگیز ہو کر دلآویز گیت گائے ہیں۔

ان دو اجرام کا خاص طور پر کیوں ذکر کیا؟ اس لئے کہ ان کے فوائد اور زندگی بخش اثرات کو دیکھ کر اس پاک ذات کے آگے لوگ جھک جائیں، جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ کبھی کبھی لوگ ان کے فوائد کو دیکھ کر انہیں پوجنے لگتے ہیں، اس لئے فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن۔ سورج اور قمر کی پرستش نہ کرو، اس پاک ذات کی پرستش کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، قرآن کریم میں ملکہ سبا کا ذکر ہے وہ سورج پرست تھی، حضرت سلیمانؑ نے اپنے محل میں شیشہ کا فرش بنوایا جس کے نیچے پانی بہتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرش کوئی نہیں ہے، ملکہ جب وہاں سے گذرنے لگی تو اس نے پانی کو دیکھ کر پائینچے اوپر اٹھا لئے اس پر حضرت سلیمانؑ نے اسے متنبہ کیا کہ یہ تو شیشوں سے جڑا ہوا فرش ہے، اور پانی اس کے نیچے بہہ رہا ہے۔ اس ملکہ کو سمجھ آگئی کہ جس سورج کو میں پوجتی ہوں وہ تو ایک شیشہ ہے جس کے پیچھے وہ ذات ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے، وہ سرچشمہ قوت و رحمت اور احسانات کا منبع ہے۔

جس طرح یہاں سورج اور قمر کا ذکر کیا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سراجاً و قمراً منیراً فرمایا ہے، یعنے اگر اس کائنات کی مادی ترقی کے لئے سورج اور چاند کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے، تو عالم روحانیات کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج اور قمر کی حیثیت رکھتے ہیں، اور آسمان پر اللہ تعالےٰ نے نجوم (ستارے) بھی پیدا کئے ہیں، جن سے اندھیری راتوں میں مسافر راستہ تلاش کر لیتے ہیں، چنانچہ فرمایا بالنجم هم یهتدون۔ اسی طرح جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانیات کے سورج اور قمر ہیں، اپنے صحابہؓ کے متعلق آپؐ نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم، میرے اصحابؓ ستارے ہیں، ان میں سے جس کسی کی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

یہ ایک ہی رہنما ہے جو اپنے ساتھیوں کی بھی تعریف کرتا ہے، صحابہ کرامؓ سے فی الواقعہ لوگوں نے ہدایت حاصل کی، ان کے بعد جو علماء اور صلحاء اس امت میں ان کے نقش قدم پر چلے ہیں وہ ہدایت یاب ہوئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا اگر تمام دنیا کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ابوبکرؓ کا ایمان دوسرے پلڑے میں ہو، تو ابوبکرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا، اور فرمایا ابوبکرؓ ابراہیمؑ کی طرح اور عمرؓ نوحؑ کی طرح رہبری کریں گے اور صحابہؓ کے بعد اس غرض کی آبیاری کے لئے مجددین کا سلسلہ جاری کیا جو ہر صدی میں امت کی رہبری کے لئے آتے رہے، ہمارے زمانہ میں بھی ایک عظیم الشان مجدد آیا جس کا نام غلام احمد ہے، وہ اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفش بردار کہتا ہے اس نے اسلام کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کیا، آریوں عیسائیوں کا مقابلہ کیا، ان کے مذاہب کی خامیاں بیان کیں اور اسلام کی صداقت ان پر واضح کی، اس مقابلہ میں وہ سب پر غالب آیا، اس نے عربی زبان میں کتابیں لکھیں اور دعوےٰ کیا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ میری عربی تصنیفات کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہندوستان میں بڑے بڑے عالم ہوئے ہیں، جو عربی زبان پر قدرت رکھتے تھے، علامہ شبلی کے بھائی علامہ عبدالحمید نے بھی قرآن کریم کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی ہے، جو حضرت مولانا نورالدین ۔۔۔۔ صاحب نے مجھے پڑھنے کے لئے دی، میں اس کو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے امام رازی کو بھی مات کر دیا ہے، میں نے مولینا نورالدین صاحب کے سامنے جو اس کی تعریف کی تو آپ چمک اٹھے اور اندر جا کر اپنی عربی تفسیر اٹھا لائے اس سے پتہ لگتا ہے کہ بڑے بڑے عربی دان علماء ہندوستان میں موجود تھے اور عرب ممالک میں بھی، لیکن کسی کو حضرت مرزا صاحب کی عربی کتابوں پر تنقید کی جرأت نہ ہوئی نہ ان کی طرح حقائق و معارف سے بھری ہوئی کتابیں لکھ سکے۔

غرض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا یہ اثر ہے کہ ہر زمانہ میں اولیاء پیدا ہوئے اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہر زمانہ میں وہ پھل لاتی ہے، ہندوؤں اور عیسائیوں یا کسی اور مذہب میں اولیاء کا سلسلہ نہیں پایا جاتا یہ صرف اسلام ہی ہے جس کا باغ ہر وقت

(باقی برصفا کالم ۱)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۹ر فروری ۱۹۷۲ء

پاکستان میں عیسائیت کے فروغ اور انسداد کے ذرائع

چند ماہ ہوئے روزنامہ "نوائے وقت" میں ایک صاحب درد نے پاکستان میں مسیحیت کے فروغ پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے کینیڈا کے ایک مسیحی مشنری رسالہ "پراسپکٹر" سے یہ الفاظ نقل کئے تھے :-

" پاکستان میں چرچ کو اپنے تبلیغی مشن میں عظیم ترین کامیابی حاصل ہوئی ہے اور صرف گذشتہ ایک سال میں آٹھ ہزار مسلمانوں کو بپتسمہ دیکر عیسائی بنایا گیا ہے۔"

اسی مقالہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک دس برس میں مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق مغربی پاکستان میں عیسائی آبادی میں ۲۵ فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں عیسائیوں کی آبادی میں آٹھ فیصد اضافہ، یہ دونوں اقوام کی شرح پیدائش کے فرق کی بناء پر نہیں بلکہ مسلمانوں کو عیسائی بناکر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ ایسے نام نہاد اور نیم مسلمانوں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی ہے جو عیسائی مشنریوں کے تعلیمی اور دوسرے خیراتی اداروں سے متاثر ہوکر دولت ایمان سے محروم ہو چکے ہیں، یہ وہ حقیقت ہے جس کو دُنیا کے سب سے بڑے عیسائی ادارہ بیروت یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے یوں بیان کیا ہے کہ :-

" کیا ہوا اگر مسلمانوں کی بڑی تعداد عیسائیت کے حلقے میں داخل نہیں ہو رہی، ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ہمارے اداروں میں تعلیم پاکر اسلامی جذبے اور عقیدے سے بیزار ہو چکے ہیں۔"

یہ وہ حقائق ہیں جن کا ذکر کرتے ہوئے ایک صاحب درد مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے، پاکستان کے اندر جو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے، عیسائیت کا فروغ اور لاکھوں مسلمانوں کی متاعِ ایمان سے محرومی اور ہزاروں کی تعداد میں عیسائی بن جانا ایک ایسا المیہ ہے، جس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے، حیرت ہے کہ وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس میں اسلام کو اس طرح خاموشی کے ساتھ مٹایا جا رہا ہے اور ہمارے مذہبی لیڈروں اور علماء کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور انہیں پتہ تک نہیں یا جان بوجھ کر اس سے اغماض کیا جا رہا ہے ضروری ہے کہ ان ہوشربا واقعات کے ازالہ کی کوئی صورت پیدا کی جائے، اور کم از کم مسیحی تعلیمی اداروں میں مسلمان طلبا کے داخلہ ہی کو روکتے یا کم از کم ان کے دلوں سے مسیحیت کے پیدا کردہ شبہات کے ازالہ اور اسلامی تعلیمات سے انہیں واقف کرنے کا کوئی انتظام کیا جائے، ہمارے سیاسی اور مذہبی راہنماؤں کی توجہ آج صرف سیاسی قلابازیوں اور حصول اقتدار کی کوششوں پر مرکوز ہے اور اس بات کا انہیں کوئی خیال نہیں کہ مسلمانوں کے دین و ایمان پر جو نقب لگائی جا رہی ہے اس کو روکنے کا کیا بندوبست کیا جائے۔

لے دے کے ایک جماعت احمدیہ ہے، جس کا مقابلہ ہمیشہ سے عیسائیت کے ساتھ چلا آیا ہے، اور اس نے عیسائی مذہب کی غیر معقول تعلیمات اور اسلام کی شاندار اور بلند پایہ ہدایات پر نہایت اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کر رکھا ہے جس کا اعتراف دنیا کے ہر صاحب نظر دانشور نے دلی انبساط کے ساتھ کیا ہے، بطور مثال حال ہی میں مسٹر فری لینڈ ایبٹ نے "اسلام اور پاکستان" کے عنوان سے ایک کتاب امریکہ سے شائع کی ہے جس میں جماعت احمدیہ کے متعلق لکھا ہے کہ :

" جماعت احمدیہ نے دیگر ادیان کے بارے میں جس قدر دلائل پیش کئے ہیں، زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کے شدید ترین مخالفوں نے انہیں بتمام و کمال قبول کر لیا ہے اپنے تبلیغی جوش اور عیسائیت کے خلاف پے در پے کثیر الاشاعت حملوں سے اس جماعت نے مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں میں مضبوط ایمان پیدا کر دیا ہے گو یہ امر درست ہے کہ جمہور مسلمانوں میں مرزا غلام احمد کے ذاتی دعاوی نے مقبولیت حاصل نہیں کی اور آپ کی تحریر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تاہم اس تحریک نے مسلمانوں کے قلوب میں یہ ایمان و یقین پیدا کر دیا ہے کہ یورپ کی موجودہ ترقی اور قوت کا سرچشمہ عیسائیت ہرگز نہیں اور دنیا کا سچا دین صرف اسلام ہے، اس تحریک کی بنیادی خصوصیت یہی ہے۔"

ان حقائق کا ذکر کرنے کے بعد مصنف موصوف نے اس امر پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ :—

" اس تحریک کی ہر دو شاخوں نے دوسرے مذاہب کے مقابل دین اسلام کی حفاظت و توسیع کے میدان میں سب سے زیادہ کام کیا ہے پاک و ہند کے مسلمان سب سے زیادہ اسی جماعت کے خلاف صف آرا ہیں۔"

یہ وہ حقیقت ہے جس پر جس قدر افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے، بجائے اس کے کہ جماعت احمدیہ کے پیدا کردہ لٹریچر کو ان لوگوں میں پھیلانے کا اہتمام کیا جاتا جو اسلامی تعلیمات سے بیگانہ اور مسیحی خیالات سے متاثر ہو کر اپنی متاع ایمان کو ضائع کر رہے ہیں، اُلٹا مولوی صاحبان اسی جماعت کو بدنام کرتے اور اس کے فوائد سے لوگوں کو محروم رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں خود تو کچھ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے نہ اس کی طرف توجہ ہے، لیکن جن کو خدا نے اہلیت عطا کی ہے اور خدمتِ اسلام کی توفیق دی ہے، ان کو دشمن اسلام قرار دیکر عوام کے دلوں میں نفرت پیدا کرنا ان کا دینی شعار بن چکا ہے، کاش امریکی دانشور مسٹر فری لینڈ ایبٹ کی مذکورہ بالا رائے کو دیکھ کر ہی ہوش آجاتی کہ ایک غیر مسلم ان کے رویّہ کو کن نظروں سے دیکھتا اور جماعت احمدیہ کی خدماتِ اسلام کو کس قدر سراہتا ہے۔

اس ضمن میں ہمیں خود جماعت احمدیہ سے بھی یہ عرض کرنا ہے کہ جو لٹریچر انہوں نے عیسائیت اور اسلام کے تقابلی مطالعہ کی صورت میں پیدا کیا ہے، اس کو مسیحی حلقوں تک پہنچانے اور ان مسلمانوں کو بھی اس سے متعارف کرنے کا اہتمام بہت بڑے پیمانہ پر کرنا چاہیئے جو کسی نہ کسی رنگ میں مسیحیت سے متاثر ہو کر اسلام سے دل برداشتہ ہو رہے ہیں، سب سے زیادہ مسیحی اداروں میں تعلیم پانے والے طلبا عیسائی ہسپتالوں کے زیر علاج مسلمانوں میں اس لٹریچر کو پھیلانا ضروری ہے کہ انہی اداروں سے اسلام کے خلاف زہریلے مواد کے اثرات پیدا ہو کر آہستہ آہستہ دلوں میں گھر کرتے جاتے ہیں، صرف یہی ایک صورت ہے جس سے پاکستان میں عیسائیت کے فروغ کو روکا جا سکتا اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اس کے اثرات سے بچایا جا سکتا اور انہیں پختہ ایمان والا بنایا جا سکتا ہے، یہ ایک اہم اور ضروری کام ہے جس کی طرف ہماری جماعت کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے تاکہ جہاں انہوں نے یورپ کو اسلام کی حقانیت سے بہرہ ور کرنے کا شاندار کام سرانجام دیا ہے وہاں پاکستانی مسلمانوں کے دلوں کو بھی اس کی نورانیت سے منور کرکے حقیقی مسلمان بنایا جا سکے، اس وقت پاکستان کو جو صورت پیش آرہی ہے اور مسلمانوں کی کم علمی، جہالت اور کمزوری کردار کی وجہ سے ملک کو جن خطرات کا سامنا ہے اس کا علاج بھی اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ انہیں اسلام کی صحیح اقدار سے روشناس کرایا جائے اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کا پیدا کردہ لٹریچر بہت بڑا کام سرانجام دے سکتا ہے بشرطیکہ اسے وسیع پیمانہ پر پھیلانے کا اہتمام کیا جائے ؎

اخبار احمدیہ

شیخ عبدالرحمٰن ناظر مرحوم

——— میرے پیارے بھائی جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر مرحوم ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر آف انکم ٹیکس کی وفات کی خبر پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے وہ مورخہ ۲۲ اور ۲۳ تاریخ کی رات ½ ۱ بجے عالم فانی سے جاودانی کو چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم بھائی صاحب مرحوم کو پچھلے سال ہی حج کے فریضہ کی سعادت نصیب ہوئی تھی مرحوم حضرت شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی مرحوم کے فرزند تھے۔ حضرت شیخ محمد جان صاحب مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے فیضیاب تھے۔ بھائی صاحب مرحوم والد صاحب کے ساتھ بچپن میں ہی قادیان جایا کرتے تھے بزرگوں کی صحبت اور دعاؤں سے آپ جہاں دنیاوی علوم میں ماہر تھے ساتھ ہی دین کا بھی بے حد شغف رکھتے تھے۔ قرآن شریف بلا تکلف پڑھ لیا کرتے، زبانی قرآنی آیات اور تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب کی کتابوں پر بھی پورا عبور تھا۔ نہایت وجیہہ حلیم طبع اور بڑے بلند اخلاق کے مالک تھے۔ جماعت میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں سوگوار بیوہ اور ایک ہونہار لڑکا جو کہ چارٹرڈ اکونٹنٹ ہے اور ایک لڑکی جو کہ خوشحال گھرانہ میں شادی شدہ ہے اور

(باقی برصفحہ کالم ۲) —

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مرحوم کی یاد میں

از قلم مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور

پچھلے دنوں ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی قیمتی وجود اور سلسلہ کے پرانے خادم اور پُرجوش مبلغ اسلام مرزا ولی احمد بیگ صاحب لمبی بیماری کے بعد کراچی میں وفات پا گئے انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ ان کی افسوسناک وفات کی خبر سنتے ہی میں نے ارادہ کیا تھا کہ مرحوم کی خدماتِ جلیلہ اور ان کے قبول احمدیت کے بارہ میں جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ قارئین "پیغام صلح" تک پہنچاؤں تاکہ ہم اپنے اس مرحوم بھائی کی مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعا کر سکیں اور ان کی مثال ہمارے نوجوانوں اور مبلغین سلسلہ کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو۔ لیکن بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر میں جلدی ایسا نہ کر سکا جس کے لئے میں قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

ابتدائی زندگی اور قبول احمدیت

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مرحوم پونا (احاطہ بمبئی) کے رہنے والے تھے۔ ان کے اجداد ایرانی نسل کے لوگ تھے جو دو تین پشت پہلے ایران سے نقل مکانی کر کے ہندوستان آئے اور پونا شہر میں آباد ہوئے۔ مرزا صاحب پونا میں پارسیوں کے ایک مدرسہ میں بورڈنگ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ انہیں اسلامی تعلیمات سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی اور عام لوگوں کی طرح وہ نام کے مسلمان تھے اور دینی معلومات میں تہیدست۔ لیکن حسن اتفاق سے انہیں امیر مرحوم و مغفور مولینا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن کہیں سے مل گیا جس کے مطالعہ سے وہ بے حد متاثر ہوئے اور باقاعدگی سے یہ ترجمہ پڑھتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس پارسی سکول کے طلباء موسم گرما کی تعطیلات میں تفریحی سیر کے لئے نینی تال اور دہلی و آگرہ وغیرہ مقامات دیکھنے کے لئے پونا سے شمالی ہندوستان کی طرف آئے۔ واپسی پر مرزا صاحب کو خیال آیا کہ وہ لاہور سے بھی ہوتے جائیں تاکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی زیارت سے مشرف ہو سکیں جس کا انہیں بے حد اشتیاق تھا۔ چنانچہ وہ لاہور تشریف لائے اور حضرت امیر مرحوم اور حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم اور دیگر بزرگان جماعت سے مل کر بہت خوش ہوئے اور تھوڑی سی تبلیغ کے بعد وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔ لاہور سے واپسی پر مرزا صاحب مرحوم ایک ایسی چنگاری اپنے سینہ میں لے کر گئے جو آہستہ آہستہ روشن ہوتی گئی اور پونا میں ان کا مزید قیام ممکن نہ رہا اور کچھ عرصہ بعد واپس آکر انہوں نے اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیا۔

جاوا مشن کا قیام

جزائر شرق الہند سے ہماری جماعت کے روابط بذریعہ خط و کتابت عرصہ سے قائم تھے اور انجمن کے جائنٹ سیکرٹری بابو محمد منظور الٰہی صاحب مرحوم کی جاوا، سماٹرا اور بورنیو میں کئی لوگوں سے خط و کتابت تھی۔ جنہیں سلسلہ کے لٹریچر اور خطوط کے ذریعہ وہ تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان دنوں جاوا سماٹرا میں عیسائی پادریوں کا بڑا زور تھا اور بہت سے مسلمان اپنے دین سے منحرف ہو کر عیسائیت کے جال میں پھنس رہے تھے۔ ان پادریوں کو ولندیزی حکومت کی حمایت بھی حاصل تھی جس طرح ہندوستان میں عیسائی مشنری حکومت برطانیہ کی سرپرستی میں آزادانہ طور پر عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر جاوا کے لوگوں کی طرف سے بار بار ہماری انجمن سے استدعا کی گئی کہ وہاں کوئی مبلغ بھیجا جائے جو اس سیلاب کو روک سکے اور مسلمانوں کو سہارا دے سکے۔ چنانچہ انجمن نے فیصلہ کیا کہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور مولینا احمد صاحب مرحوم کو جاوا بھیجا جائے۔ حضرت مولینا احمد صاحب مرحوم سلسلہ کے ایک مقتدر عالم فاضل محدث، ہمارے نوجوان مبلغین کے استاد اور سلسلہ تصنیف میں حضرت امیر مرحوم کے معاون بھی تھے۔

آپ زروبی تحصیل صوابی (صوبہ سرحد) کے رہنے والے تھے اور جماعت کے مخلص بزرگ تھے۔ دو آدمیوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ وہ ایک دوسرے کی کمی کو پورا کریں اور مل کر وہاں تبلیغ کا کام کریں۔ جاوا روانگی سے قبل دو تین ماہ کے لئے مرزا ولی احمد بیگ صاحب حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کے مکان پر بطور مہمان ٹھہرے اور اپنی استعداد بڑھانے کے لئے حضرت امیر مرحوم اور بزرگانِ جماعت سے قرآن و حدیث اور مسائل احمدیت کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مرکز میں ان کی روانگی سے قبل ایک الوداعی تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت امیر مرحوم و مغفور نے مناسب نصائح فرمائیں جس کے جواب میں مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے کہا کہ روانگی سے قبل وہ کچھ بھی عرض نہیں کریں گے البتہ جب وہ واپس آئیں گے تو پھر اپنی کارگذاری سے احباب کو اطلاع دیں گے۔ مرزا صاحب کو نہ عالمِ دین ہونے کا دعوےٰ تھا اور نہ ہی وہ فصیح و بلیغ مقرر ہونے کے مدعی تھے۔ اس کے برعکس ان کی زبان میں لکنت تھی اور وہ بولتے بولتے رُک جایا کرتے تھے اور پھر سینہ پر دباؤ ڈال کر اپنی بات پوری کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انکے اخلاص اور دینی جوش اور قوت عمل میں ایسی برکت دی کہ ان کی یہ طبعی مجبوری اور گویائی میں نقص ان کے کام میں حارج نہ ہوا بلکہ انہیں بے نظیر کامیابی اور جلیل القدر خدمات کی توفیق عطا فرمائی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جاوا مشن کی کارگذاری

مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور مولانا احمد صاحب مرحوم کے جاوا پہنچنے پر جہاں مسلمانوں کے ایک طبقہ کو مسرت اور اطمینان حاصل ہوا وہاں نام نہاد علماء کی طرف سے حسب عادت ان کی شدید مخالفت بھی ہوئی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک مشہور واعظ نے بھی وہاں جا کر احمدیت کے خلاف خوب زہر اُگلا اور کفر کے فتوے تیار کئے۔ لیکن مشیت ایزدی سے یہ مخالفت بھی ہمارے مبلغین کے لئے مفید ہی ثابت ہوئی اور ہمارے مشن کا خوب چرچا ہوا جس کے نتیجہ میں پڑھا لکھا اور سمجھدار طبقہ احمدیت کی طرف مائل ہوتا چلا گیا اور بہت سے قیمتی آدمی جماعت میں شامل ہو گئے۔ مولینا احمد صاحب مرحوم مرطوب آب و ہوا میں زیادہ عرصہ تک صحت مند نہ رہ سکے اور بوجہ بیماری مقررہ وقت سے قبل ہی لاہور میں واپس آگئے اور مرزا صاحب تنہا سب کام کرتے رہے۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب مرحوم نے دونوں محاذوں پر بیک وقت کام شروع کر دیا یعنی ردِّ عیسائیت اور مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی مدد فرمائی اور مقامی لوگوں میں سے چند قابل، مخلص اور مستعد احباب کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جنہوں نے مختلف نوعیت کے کام سنبھال لئے اور مرزا صاحب کا بوجھ کم ہوتا گیا۔ مقامی دوستوں میں سے جناب سوگیتو، جناب سودیوو، جناب محمد حسنی، پروفیسر محمد ارشاد عرفان دہلان اور محمود لیجوبا کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے جناب سودیوو (مرحوم جن کا دو سال ہوئے انتقال ہو چکا ہے) علمی لحاظ سے بہت اونچا درجہ رکھتے تھے اور انگریزی ترجمۃ القرآن کا ڈچ زبان میں ترجمہ انہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اور بعض اور قیمتی تصانیف بھی آپ نے شائع کی ہیں۔

جب مقامی طور پر مرزا صاحب کو مستعد اور قابلِ اعتماد معاونین حاصل ہو گئے تو انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک باضابطہ شاخ "گرکن احمدیہ جاوا انڈونیشیا سنٹرم لاہور" کے نام سے رجسٹرڈ کروائی اور شہر جوکرتا میں اس کا صدر مقام تجویز ہوا۔ اس انجمن کی شاخیں جاوا و سماٹرا کے پانچ دیگر شہروں میں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ اس وقت پانچ ہزار سے زائد احمدی احباب انڈونیشیا میں موجود ہیں جو پانچ مساجد اور دو مدرسے تعمیر کر چکے ہیں۔ مختلف رسائل اور

www.aaiil.org

ٹریکٹ ہائے کی اشاعت کے علاوہ دین ماہوار رسالے ڈچ ملائی اور جاوی زبانوں میں جاری ہیں اور حسب ذیل اہم تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا ڈچ زبان میں ترجمہ ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔
(۲) " " " " " " " " جاوی " " ۱۹۴۶ء " " "
(۳) حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تصنیف "رازحیات" کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ (پانچ ہزار کی تعداد میں) شائع ہوا۔
(۴) "اسلام اور سائنس" تالیف جناب سودیو مرحوم (پانچ ہزار)
(۵) "قرآنی تعلیمات کا نچوڑ" " " " " " "
(۶) "اللہ تعالیٰ کی وحدانیت" " " " " " " "

اس انجمن کے موجودہ عہدیداران کے نام یہ ہیں: صدر۔ بریگیڈیر جنرل (ریٹائرڈ) جناب ایچ ایم بحرولا، نائب صدر جناب محمود دیجویا اور سیکرٹری احمد دردیری۔ تالیف و تراجم کا کام بدستور جاری ہے اور حضرت امیر مرحوم کی شہرۂ آفاق تصنیف "ریلیجن آف اسلام" کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے جس کا نوّے فیصد حصہ مکمل ہو چکا ہے اور قرآن مجید کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ چالیس فیصد مکمل ہو چکا ہے۔

مرزا صاحب کی مراجعت لاہور اور ہالینڈ مشن کا قیام

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مرحوم قریباً چودہ سال جاوا میں قیام کرنے کے بعد دسمبر ۱۹۳۷ء میں واپس لاہور تشریف لے آئے اور جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور جاوا میں سلسلہ احمدیہ کے کارناموں پر ایک مبسوط اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ چند ماہ یہاں قیام کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء میں آپ نائب امام مسجد ووکنگ کی حیثیت سے انگلستان تشریف لے گئے اور ۱۹۳۹ء میں ہالینڈ پہنچ گئے۔ عرصہ دراز سے آپ کی یہ خواہش تھی کہ انگلستان اور جرمنی کی طرح ہالینڈ میں بھی ہماری انجمن کا مشن قائم ہونا چاہیئے تاکہ ڈچ ترجمۃ القرآن اور دیگر تصانیف کے ذریعہ ولندیزی قوم میں اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ قیام لاہور کے دوران آپ نے حضرت امیر قوم اور ممبران انجمن کو یقین دلایا کہ اگر انہیں صرف دو سال کے لئے دو صد روپیہ ماہوار کی امداد دی جائے تو وہ ہالینڈ میں مشن قائم کر سکتے ہیں جس کے باقی اخراجات وہ مقامی طور پر پورا کریں گے۔ انجمن نے اس تجویز کو منظور کیا اور ہمارے مخیر بزرگ حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے تنہا اس مشن کا بوجھ اٹھایا اور دو صد روپیہ ماہوار ادا کرتے رہے۔ ہالینڈ مشن کے لئے مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے ایمسٹرڈم میں اپنا صدر مقام بنایا اور سب سے اوّل مسجد کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ آپ کی مساعی سے ہالینڈ کی ملکہ کوئین ولہامینا نے ایمسٹرڈم میں ایک قطعہ اراضی مسجد کی تعمیر کے لئے مفت عطا کیا اور مرزا صاحب نے تعمیر کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ کے شروع ہو جانے سے یہ سب پروگرام درہم برہم ہو گیا اور ہالینڈ کی تسخیر کے بعد مرزا صاحب جرمنوں کی قید میں چلے گئے اور مئی ۱۹۴۵ء تک نظر بند رہے۔ البتہ اس عرصہ میں آپ نے جرمن زبان میں خوب مہارت پیدا کر لی اور دوران جنگ جرمن نشریات کے پروگرام سے بھی منسلک رہے۔ قید سے رہائی کے بعد آپ نے برلن مشن کو سنبھالا اور برلین میں ہماری مسجد جو دوران جنگ بمباری سے مجروح بھی ہو گئی تھی اور جس کی دیکھ بھال ایک جرمن نومسلمہ امینہ موسلر کرتی رہی تھیں کو دوبارہ آباد کیا اور دو سال کے قریب جرمن مشن کے انچارج رہے۔

قیام پاکستان کے بعد کے حالات

برصغیر کی تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ء کے اواخر یا شروع ۱۹۴۸ء میں مرزا ولی احمد بیگ صاحب ہندوستان پہنچ گئے اور کچھ عرصہ دہلی میں مقیم رہے۔ جن دنوں انڈونیشیا کے صدر سکارنو ہندوستان کے دورہ پر تھے وہ پنڈت جواہر لال نہرو کے ہمراہ دہلی کی جامع مسجد میں آئے اور اتفاقاً مرزا ولی احمد بیگ صاحب بھی وہاں موجود تھے۔۔۔۔ صدر سکارنو نے جب انہیں دیکھا تو تعظیماً جھک کر ان کے گھٹنوں کو چھوا اور پنڈت نہرو کو بتایا کہ یہ شخص میرا استاد ہے اور اسی نے ہمیں صحیح اسلام سکھایا ہے، اور انڈونیشیا کی نئی نسل اپنے اسلامی عقائد کے لئے ان کی مرہون منت ہے۔ پنڈت نہرو بھی اس ملاقات سے بہت متاثر ہوا اور مرزا صاحب کو ہر قسم کی سہولت اور مراعات دینے کا وعدہ کیا۔

کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب پاکستان چلے آئے اور چند ماہ لاہور میں ٹھہر کر کراچی تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے گارڈن روڈ پر انجمن کے مقامی دفتر میں قیام کیا اور درس قرآن اور باجماعت نمازوں کا اہتمام فرمایا۔ فارغ اوقات میں وہ کراچی میں مقیم مختلف سفارتخانوں کے افسران کو ڈچ، جرمن اور عربی زبانیں پڑھاتے رہے جس سے انہیں معقول آمدنی بھی ہو جاتی تھی۔

۶۲-۱۹۶۱ء میں خاکسار راقم سطور اپنے محکمانہ فرائض کی ادائیگی میں کراچی گیا اور تین ہفتہ وہاں مقیم رہا۔ اس عرصہ میں مرزا ولی احمد بیگ صاحب مرحوم سے اکثر ملاقاتیں ہوئیں اور میں نے انہیں اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ ایک مرتبہ پھر انڈونیشیا کا دورہ کریں تاکہ وہاں کی جماعتوں سے مرکز لاہور کے روابط مضبوط اور مستحکم ہو جائیں اور نئے تقاضوں کے مطابق ہم اپنی تبلیغی مساعی کا جائزہ لے سکیں۔ مرزا صاحب اپنی پیرانہ سالی اور بعض جسمانی عوارض کے باوجود اس سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر انہوں نے یہ شرط لگائی کہ میں بھی ان کے ہمراہ چلوں۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ میں تین ماہ کی رخصت حاصل کر کے ضرور ان کے ہمراہ چلوں گا۔ چنانچہ انجمن میں یہ تجویز پیش کی گئی اور انجمن نے اسے بے حد پسند فرمایا۔ مگر بوجوہ مرزا صاحب مرحوم کی تیاری اور روانگی میں التوا ہوتا رہا اور قضا و قدر کو منظور نہ ہوا کہ مرزا صاحب پھر اس سرزمین میں قدم رکھتے جہاں انہوں نے ایک شاندار تبلیغی مہم کا آغاز کیا تھا اور جہاں اب تک ان کا نام بڑے ادب سے لیا جاتا ہے۔

مرحوم کے اخلاق وعادات

مرزا ولی احمد بیگ صاحب ایک تنومند، فربہ جسم اور میانہ قد کے انسان تھے جو نہایت سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ بالکل سادہ غذا اور سادہ لباس استعمال کرتے تھے۔ اپنا کھانا خود ہی پکا لیتے تھے اور خود ہی کپڑے بھی دھو لیا کرتے تھے۔ آپ بڑے خوش اخلاق اور ہنس مکھ انسان تھے اور ہر وقت خنداں رہتے تھے اور بات بات پر بچوں کی طرح کھلکھلایا کرتے تھے۔ محنت اور مطالعہ کے عادی تھے اور فضول وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ سوائے سیر کے اور کوئی تفریح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے مسلسل محنت اور ہمّت سے دنیا کی بہت سی زبانیں سیکھ لیں اور انگریزی کے علاوہ عربی، فارسی، ڈچ، جاوی، انڈونیشی اور جرمن زبانوں میں بھی وہ خاصی مہارت رکھتے تھے۔

انڈونیشیا میں قیام کے دوران انہوں نے ایک جاوی خاتون سے شادی کی تھی مگر چند سال کے بعد مرزا صاحب نے پھر تجرد کی زندگی اختیار کر لی۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ مرزا صاحب مرحوم جوشیلی طبیعت کے انسان تھے اور ناموافق بات پر جلد غصہ میں آ جایا کرتے تھے مگر دل کے صاف آدمی تھے۔ اپنے احمدی بھائیوں سے مل کر بہت خوش ہوتے اور اپنے زندگی بھر کے مشاغل اسلام کا سپاہی اور سلسلہ کا خادم ہونے پر بڑا فخر کیا کرتے تھے۔

میں نے سب سے اول انہیں ۱۹۲۴ء میں دیکھا جب وہ میرے تایا صاحب مرحوم مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر چند ماہ ٹھہرے تھے۔ ہم گھنٹوں ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور ان کی دلچسپ گفتگو اور لطائف و ظرائف سنا کرتے تھے۔ پھر ان سے محبت کا تعلق زندگی بھر قائم رہا اور اکثر ان سے خط و کتابت بھی رہتی تھی۔ اب انکی موت نے یہ رشتہ منقطع کر دیا۔

اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وارفع درجاتہ

مجلس مذاکرہ

۱۲ فروری ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ ۳ بجے بعد دوپہر احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ لاہور میں "نظریہ پاکستان" کے موضوع پر ایک مذاکرہ ہو رہا ہے جس میں لاہور کے ایک معروف دانشور شرکت فرما رہے ہیں۔
خواتین و حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس اہم اجلاس میں خود بھی شریک ہوں اور اپنے احباب کو بھی ہمراہ لائیں۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے ساتھ بچوں کو نہ لائیں۔ احباب کی تواضع چائے سے کی جائے گی۔
ناصر احمد۔ سیکریٹری مقامی جماعت احمدیہ، لاہور

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات (مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

آج کا تاریک دور

تاریخ کے جس دور میں سے مسلمان آج کل گذر رہے ہیں وہ بھی نہایت نازک دور ہے ان پر گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں، چاروں طرف سے دشمن اس پر پل پڑے ہیں بظاہر نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لیکن اس وقت بھی مسلمانوں کے اندر ایسی تحریکات موجود ہیں، جن میں بعض جماعتیں اب بھی اسلام کے غلبہ پر یقین رکھتی ہیں اور احیاء اسلام کے لئے کوشاں ہیں۔ ان میں سرفہرست تحریک احمدیت ہے اور اس میں بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو فوقیت حاصل ہے۔ اس انجمن کے اراکین کو یہ یقین ہے کہ مستقبل قریب میں اسلام پھر زندہ ہوگا۔ اور اسے ایسی قوت حاصل ہوگی کہ وہ تمام ادیان باطلہ پر غالب آکر رہے گا۔ اس وقت اگر اسلام کے ہاتھ میں شمشیر خارا شگاف ذرا کند نظر آتی ہے تو اس کا قلم فلک پیما ایسے ایسے عظیم الشان کارنامے سرانجام دے گا کہ دشمنوں کی شمشیریں جلد ہی نیام میں ہو جائیں گی اور قلم کا رعب انکے دلوں میں ایسا جاگزین ہو جائے گا اور ان کی صفوں میں ایسا انتشار ہوگا کہ اسلام کے مقابل پر ان کے قدم اکھڑ جائیں گے اور وہ مطیع و منقاد ہو کر اسلام کے تسلط کو قبول کریں گے۔ یہ کیسے ہوگا؟! اس کا ایک دھندلا سا نقشہ ہم ذیل کے تمثیلی مکالمہ میں پیش کرتے ہیں۔

مامور من اللہ کے اسلحہ خانہ کے چند مؤثر ہتھیار

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دنیا میں آئندہ فیصلہ کن معرکہ علمی اور روحانی محاذ پر صرف اسلام اور عیسائیت کے درمیان ہے اسی پر زید اور بکر میں مکالمہ ہوتا ہے جس کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے :۔

"زید۔ مسیحؑ کے آسمان پر صعود کر جانے کا عقیدہ اگر عیسائی نومسلموں کی طرف سے اسلام میں آیا ہے تو اس کے خلاف قرآن کریم میں کوئی واضح تردید موجود ہے

بکر۔ یقیناً موجود ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں قرآن کریم نے کفار کے چند مطالبات رسول کریم صلعم کے سامنے پیش کئے۔ کہ اگر وہ منظور کر لئے جائیں تو وہ رسول اللہ پر ایمان لے آئیں گے۔ ان میں سے ایک مطالبہ یہ ہے کہ: او ترقیٰ فی السماء یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں" ۱۷: ۹۳۔ ان مطالبات کے جواب میں آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کو بتلا دیں کہ یہ مطالبات قابل قبول نہیں کیونکہ سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً۔ ۱۷: ۹۳ یعنی میرا رب پاک ہے میں صرف ایک بشر رسول ہوں"۔ بالفاظ دیگر حکم یہ دیا گیا ہے کہ ان کفار کو کہہ دو کہ میرے خدا کی شان الوہیت کے خلاف ہے کہ وہ انسانوں کو آسمان پر لے جائے۔ اور ان پر یہ واضح کر دو کہ میں رسول ضرور ہوں مگر ساتھ ہی بشر بھی ہوں۔ اور بشر کی بشریت کے یہ منافی ہے کہ وہ بشر رہتے ہوئے آسمان پر پہنچ جائے۔ اگلی آیت میں خدا فرماتا ہے کہ اصل بیماری ان کفار کی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بشر رسول پر ایمان لانے پر رضامند نہیں کر سکتے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے انسانوں کے لئے انسان رسول کے بھیجنے کی حکمت بیان فرما دی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان کے لئے آسمان سے فرشتے ہی رسول بنا کر بھیجتے (بشر کے لئے بشر ہی نمونہ ہو سکتا ہے اور فرشتوں کے لئے فرشتہ) پس قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ اگر عیسےٰ علیہ السلام بشر رسول ہیں تو وہ آسمان پر نہیں جا سکتے جب عیسائی پادری مولویوں کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو ثابت کرنے کے لئے ان کا آسمان پر جانا بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں تو وہ لاجواب ہو جاتے ہیں۔

زید۔ یہ دلیل تو واقعی مستحکم ہے کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی دلیل ہے۔

بکر۔ سورۃ الاعراف کی آیات ۲۴ اور ۲۵ میں اس پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ جب ہبوط آدم ہو گیا تو نسلِ انسانی کو مخاطب کر کے بتلا دیا گیا کہ ان کا اب ٹھکانہ کرہ ارض ہوگا۔ گویا وہ آسمان کے باشندے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم کے الفاظ ہیں: "ولکم فی الارض مستقرٌ ومتاعٌ الیٰ حین۔ قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون۔ ترجمہ: "اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور سامان ہے۔ کہا اسی میں تم جیو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔ (۷: ۲۴-۲۵)

ایک اور جگہ قرآن کریم نے فرمایا ہے، جس قدر انبیاء ہم نے دنیا میں بھیجے ہیں ان میں سے کسی کا بھی ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھا کر زندہ رہ سکتا ہو نہ ہی اس دنیا میں اس مستعار زندگی سے زیادہ ان کو خلود ملا ہے سورۃ الانبیاء کی آیت ۸ کے الفاظ یہ ہیں: وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ اور ان کے ہم نے ایسے جسم نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ غیر متغیر تھے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کے جسم بھی تغیر سے پاک نہیں ہو سکتے تھے۔ کھانا بدل ما یتحلل ہے اور انسان کھانے کا اس لئے محتاج ہے کہ اس کے جسم سے کچھ اجزاء خارج ہوتے رہتے ہیں اور کھانے سے دوسرے اجزاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ پس رسولوں کا جسم خاکی بھی دوسرے انسانوں کی طرح غذا کا محتاج ہے۔ اور اس کی غذا زمین سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس پر تغیرات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ انسان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ اس مادی جسم کے ساتھ بغیر غذا کے دیر تک زندہ رہ سکے دوسرے انسانوں کی طرح ان پر بھی تغیرات آتے رہتے ہیں اور وہ اس زمین پر زندگی گذار کر فنا کے عام قانون کے تحت فوت ہو جاتے ہیں۔ اسی حقیقت کو سورۃ الفرقان کی آیت ۲۰ میں یوں بیان کیا ہے: وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر وہ یقیناً کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا میں کوئی نبیؑ ایسا نہیں گذرا جسے کھانا کھانے کی احتیاج سے مستثنےٰ کر دیا گیا ہو اور جسے زمین پر اور اس کے بازاروں میں چلنے پھرنے سے بے نیاز کر کے آسمان پر لے جایا گیا ہو۔

اسلامی دنیا میں بھی اب عوام علم کی دولت سے مالامال ہو رہے ہیں۔ ان کا شعور بیدار ہے۔ اب ان کو آسانی سے گمراہ کن عقائد کے زور سے گم گشتہ راہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں پیدا ہونے والے فتن کو دور کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد بھی کسی نبی کی دوبارہ بعثت کی ضرورت پڑے گی تو یقیناً وہ نبی وہی ہوگا جسے اس کی بعثت اوّل میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور جس کی لائی ہوئی کتاب سابقہ کتابوں سے افضل تھی اور جو دنیا میں ایک واحد الہامی کتاب ہے جو اب تک محفوظ اور مصئون چلی آتی ہے۔ یہ امتیاز قرآن کریم کے سوائے کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور ایسا نبی سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے اور کوئی نہیں۔ پھر قرآن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس دنیا سے مرنے کے بعد کوئی شخص واپس نہیں آسکتا۔ لہذا کسی نبی کا بشمول حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس کرہ ارض پر واپس آنا قرآن کریم کی رُو سے ناممکن الوقوع ہے۔ لہذا نہ اب کوئی نبی جسمانی طور پر زندہ موجود ہے نہ کوئی بجسد عنصری آسمان پر گیا ہے نہ کسی کی آسمان سے آنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس ٹھوس حقیقت کو جتنی جلدی عالم اسلامی سمجھ لے اتنا ہی مسلمانوں کے مستقبل کے لئے مفید ہے۔ زمانہ آنے والا ہے جب کہ تیسری جماعت کے طلبا بھی حیات مسیحؑ کے عقیدہ کو توہم پرستی کا نام دیں گے۔ (باقی۔ باقی)

اخبار احمدیہ

(بقیہ از صفحہ ۳)

دو بھائیوں، چھ ہمشیرگان اور والدہ محترمہ شامل ہیں۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کے بلند درجات کے لئے دعا فرمادیں۔ والسلام

غمزدہ بھائی (شیخ) محمد عبداللہ محلہ شیخاں غربی وزیرآباد۔

پتہ لاہور: (مرحوم کے صاحبزادہ) شیخ صفدر اسلم صاحب 29-T گلبرگ ۲ لاہور

درخواستِ دعا

—— چوہدری عنایت اللہ صاحب ریٹائرڈ S-1-A چک ۱۸ جنوبی پر اچانک عید کے دوسرے روز فالج کا حملہ ہوا ہے...... احباب جماعت سے انکی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

www.aaiil.org

عالمگیر اسلامی اتحاد یا عالمگیر دجّالی فساد کی راہیں؟

صدقِ مقال اور صالحہ اعمال میں مسابقت

(سورۃ المومنون ۵۵:۲۳)

ترجمہ:- کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال و متاع اور بیٹوں سے مدد دے رہے ہیں تو یہ ان کے بارہ میں بہتری کرنے میں ہم جلدی کر رہے ہیں؟ نہیں، ایسا ہرگز نہیں! لیکن یہ لوگ فہم و شعور سے کام نہیں لیتے۔

مرکزی مسجد احمدیہ میں کارکنانِ دفاتر انجمن نماز ظہر کے بعد قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں چنانچہ گذشتہ ایام میں سورۃ المؤمنون کا چوتھا رکوع پڑھا گیا۔ اس ضمن میں جو مضمون ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے بیان کیا اسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (مرتبہ سلطان نظامی صاحب)

(اس سورۃ المؤمنون میں اس امر کا بیان ہے کہ مؤمنین کی فلاح کن صفات عالیہ کی نشو و نما سے مقدر ہو سکتی ہے اور خدائے تعالےٰ کس طرح ایسی صفاتِ حسنہ کے حامل **اصحاب** کو کامیابی عطا کیا کرتا ہے۔ اس چوتھے رکوع میں جہاں کامیاب صفت مؤمنوں کا ذکر کیا ہے وہاں ان کے مقابل عذاب نازل کئے جانے والے لوگوں اور ان کی صفات کا ذکر بھی ہے۔ ان صفات کا ذکر جو کسی جماعت یا قوم کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں، پہلے رکوع میں سات منازل کی صورت میں کیا اور پھر تاریخ انسانی کا تجربہ دوہرایا کہ کس طرح جملہ انبیاء کو خدا نے فلاح عطا فرمائی۔

اس رکوع کی ابتداء ہی اس امر سے کی کہ ہر پیغامبرؑ ایک ہی پیغام لایا یعنے خدائے واحد کے قانونِ سزا سے ڈر کر زندگی بسر کرنا اور مخلوقِ خدا کی بہبود میں سبقت اختیار کرنا۔ اس طرح یکساں بنیادی تعلیم لانے کے باعث جملہ انبیاءؑ عالم ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان تمام کا نظریۂ حیات ایک ہی تھا یعنی یہ کہ پاکیزہ حلال رزق اور عملِ صالحہ پر زندگی کی بناء ہو، نہ یہ کہ مال اور طاقت کی فراوانی کو زندگی کا حقیقی نصب العین بنایا جائے۔ اگر انبیاءؑ کی امتیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتیں تو یقیناً وہ تمام قومیں بھی ایک ہی متحد جماعت بن جاتیں۔ مگر افسوس کہ ہر ایک قوم نے اس یکساں بنیادی تعلیم (رزقِ حلال اور عملِ صالحہ) کو مقدم کرنے کی بجائے جزئیات و فروعات (مال و طاقت میں سبقت حاصل کرنے کو) اصل دین قرار دے کر باہم تفرقہ و فساد پیدا کر لیا۔

اس طرح دین کی روح کو بگاڑنے کے سبب سے جب تنازعہ و جنگ کے عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے، تو پھر خدا نے مقصدِ زندگی کی جانب رجوع دلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے عذاب نازل کئے مگر لوگوں نے ان سے کوئی تضرع کا طریق اور درسِ عبرت حاصل نہ کیا بلکہ اقتدار، مال و طاقت میں اضافہ کی وجہ سے تکبّر و طغیان میں زیادتی اختیار کی۔ اگر دن کو کسبِ حرام کیا تو راتوں کو حرامکاری میں بسر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ایسے شدید عذابوں سے انہیں پکڑا کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔

ان آیات میں جہاں زندگی کے ربّانی اور دجّالی نظریوں کا ذکر کر کے ان دونوں کے انجام کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں خود مسلمانوں کی موجودہ حالت غفلت اور عملِ صالحہ سے رُوگردانی کا بھی ذکر مقصود ہے۔ دنیا اس وقت جس عذاب میں مبتلا ہے وہ یہی ہوسِ اقتدار اور ہوسِ زر کی دجّالی امراض ہیں، جنہیں سمجھا تو نسارع لھم فی الخیرات جاتا ہے مگر ان سے دنیا دو عالمگیر جنگوں کے عذاب کا نقشہ دیکھ چکی ہے۔ حالانکہ نظریۂ حیات جملہ انبیاءؑ کی تعلیم کے مطابق اگر مسابقت بالخیرات قرار دے لیا جاتا تو اس کا نتیجہ یقیناً اقوامِ عالم کا اتحاد و امن ہو جاتا۔

اسی طرح برصغیر میں پاکستان بن جانے کے بعد مسلمان قوم کے لئے بھی ان آیات میں درسِ عبرت ہے، ہم نے بھی دجّالی تہذیب کی پیروی میں ہوسِ اقتدار اور زر پرستی کی دوڑ میں سبقت اختیار کرنے کو زندگی کا نصب العین قرار دے لیا، اس پر ہم خوب اترائے اور رات دن اس مقصد کے حصول میں حیران و سرگرداں رہے تو نتیجہ میں خدا نے اس خطّہ زمین میں بھی دو جنگیں بطور عذاب نازل کیں۔ لیکن ان سے درس عبرت حاصل کر کے اسلامی نظریۂ حیات یعنے سابق بالخیرات بننے کی جانب ہماری توجہ ابھی تک نہیں ہوئی طبقہ

[illegible] آج ہم گذر رہے ہیں اس کی بہت سی آیات ان پر منطبق ہوتی ہیں سب سے پہلے رسولوںؑ کا ذکر کیا قد افلح المؤمنون کے اصول کے ماتحت وہ کامیاب ہوئے اور ان کے مخالفین تباہ و برباد ہوئے۔ پھر فرمایا کہ تمام رسولؑ دراصل ایک جماعت ہیں کیونکہ ان سب کی تعلیم ایک ہی تھی کہ:

"پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔" (المؤمنون: ۵۱)

اور دلیل یہ دی کہ:

"میں اسے جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہوں"۔ (المؤمنون: ۵۱)

اور اگر تم میری ذات پر اور یوم آخر پر یقین رکھتے ہو تو عملِ صالح کرو۔ اس بارہ میں تمہیں کسی قسم کے تذبذب میں نہیں پڑنا چاہیئے رسولوںؑ کو مخاطب فرما کر دراصل تمام امتوں سے خطاب فرمایا ہے۔ تمام انبیاءؑ نے توحید ربّانی اور مساواتِ انسانی کی تعلیم دی ہے لیکن ہوا یہ کہ:

"پھر انہوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سب گروہ اس پر جو ان کے پاس ہے خوش ہیں" (المؤمنون ۵۳)

یعنی ایک گروہ اور فرقے نے یہ سمجھا کہ جو کچھ ان کے پاس ہے وہی درست ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے بنیادی تعلیم کو چھوڑ دیا یعنے محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑ گئے اگر بنیادی باتوں اور محکمات کو اختیار کیا جاتا تو وہ کبھی ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوتے۔ مسلمانوں نے دین کی بنیادی باتوں کو خیرباد کہہ کر مال و دولت، علاقائی تعصب اور ذات پات کی جتھہ بندی ہی کو شاہراہ ترقی اور نیکی سمجھ لیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان سے بھلائی کی طرف بڑھ رہے ہیں لیکن بھلائی تو صرف عملِ صالح اور حقوق العباد کی ادائیگی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ لوگ اقتدار اور زر و ہوس

مال کو بھی اگر خرچ کرتے ہیں تو نفسی خواہشات کی تسکین کے لئے نہ کہ غرباء و مساکین کی امداد کے لئے۔

لیکن جو لوگ نیک ہیں وہ راہ حق میں مال صرف کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا:

"اور وہ جو اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور وہ جو دیتے ہیں خدا کی رضا کیلئے دیتے ہیں حالانکہ ان کے دل خوف سے بھرے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہ لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور وہ ان کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں۔"

(المؤمنون: ۵۸ تا ۶۱)

اللہ تعالےٰ نے جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل پیرا ہونا ہمارا فرض ہے اور جو ان احکامات کی پیروی نہیں کرتے اور جہالت میں پڑے رہتے ہیں ان کے متعلق فرمایا:-

"سو انہیں اپنی جہالت میں ایک وقت تک پڑا رہنے دے۔" (المؤمنون: ۵۴)

مزید فرمایا:-

"بلکہ ان کے دل اس سے غفلت میں ہیں۔ اور اس کے سوائے ان کے اور عمل بھی ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے تو اس وقت وہ چلانے لگیں گے آج مت چلاؤ تمہیں ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی"۔ (المؤمنون: ۶۲ تا ۶۵)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا باعث ہماری ہوس اقتدار و زر اور علاقائی تعصب و تنازع ہوئے

اس وقت ہمارے سربراہ، امراء اور ہم سب چلا رہے ہیں اور یہ آیات ہماری موجودہ حالت پر بالکل صادق آتی ہیں۔ مشرقی پاکستان

یہ جو المیہ ہوا ہے اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟- اس کے اسباب کیا ہیں؟ اگر بہ نظر عمیق ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ ہم سب کی اپنی بد عملی اور غفلت کا نتیجہ ہے۔

جب سے پاکستان بنا ہے ہندو اسی روز سے کوشاں تھے کہ کسی طرح پاکستان کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک گہری سازش کے تحت انہوں نے مشرقی پاکستان کے ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کی۔

بھارت نے مغربی پاکستان کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کی اور ستمبر ۱۹۶۵ء میں اس نے ہم پر حملہ کر دیا مگر اس وقت پاکستانی قوم نے جس اتحاد، تنظیم اور استقلال کا ثبوت دیا وہ ناقابلِ فراموش ہے۔

اس کے بعد بھارت نے اپنی سازش کا جال مشرقی پاکستان میں زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلانا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہاں ہندو کافی تعداد میں موجود تھے۔ بلکہ وہاں کا تعلیمی نظام تمام تر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ یہاں تک کہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے پرنسپل بھی ہندو ہی تھے۔ وہاں کے ہندوؤں نے ایسا نصابِ تعلیم بنایا جس میں مسلمانوں کی نئی نسل کے دلوں کو اسلام سے برگشتہ کیا گیا۔ پہلا وار جو انہوں نے کیا وہ اُردو زبان پر تھا۔ بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ صرف ایک زبان کی بات تھی مگر اصل راز یہ تھا کہ اسلام کے متعلق . . . . بیشتر کتب اُردو زبان میں ہیں اور یہ کتب ایک مسلمان کو دین سے قریب تر لاتی ہیں۔ اور اُردو نہ ہٹا کر بنگلہ زبان رائج کرنے پر اس لئے زور دیا کہ ہندو مذہب کی زیادہ تر کتب ہندی یا سنسکرت میں ہیں اور بنگلہ زبان ان دونوں سے مستعار ہے اور اُردو زبان عربی و فارسی سے۔ چنانچہ شرق و غرب عربی الفاظ ہیں اور پورب پچھم ہندی و سنسکرت کے الفاظ ہیں۔ ان کا یہ حربہ بہت کامیاب رہا۔ تمام مسلمانوں کو جو مشرقی پاکستان میں دوکانیں وغیرہ کرتے تھے انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے بورڈ بھی اردو کی بجائے بنگالی زبان میں لکھوائیں۔ یہ لسانی تعصب بڑا مہلک ثابت ہوا۔ دوسرا وار انہوں نے اقتصادیات کے بارے میں کیا۔ اور مشرقی پاکستان والوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ پراپیگنڈا بڑے شد و مد سے کیا کہ مشرقی پاکستان کی پیداوار کی آمدنی کا بیشتر حصہ مغربی پاکستان والے ہڑپ کر جاتے ہیں اور مغربی پاکستان والوں نے مشرقی پاکستان والوں کو لوٹ لیا ہے ان کی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ حالانکہ مغربی پاکستان تو تقسیمِ پاک و ہند سے قبل بھی امیر ترین علاقہ تھا اور یہاں کی پیداوار تقریباً نصف ہندوستان کی کفیل تھی۔ پھر یہاں پر تو خود لوٹنے اور لوٹانے والے موجود تھے۔

یہ درست ہے کہ مغربی پاکستان میں لوگ مالدار تھے اور وہ زیادہ مالدار ہوتے چلے گئے۔ لیکن ۱۹۴۷ء سے قبل مشرقی پاکستان میں ایک بھی مل یا کارخانہ تھا بلکہ ۱۹۴۷ء کے بعد وہاں پر کئی ایک کارخانے لگائے گئے تاکہ وہاں کی معاشی حالت کو سدھارا جائے، لیکن بھارت نے اس اقتصادی تقابل کی منافرت کو اس شدت سے مشرقی پاکستان کے عوام میں پھیلایا کہ انہیں ہم سے بالکل نفرت ہو گئی اور ان کی محبت ہندوؤں سے بڑھ گئی۔

تیسرا وار انتخابات کے موقعہ پر کیا گیا نفرت کے بیج تو پہلے ہی بو چکے تھے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام اور لیڈروں نے یہ کہا کہ وہ متحد ہو کر ایسا انتظام کریں گے کہ اقتصادیات کا سارا انتظام ان ہی کے قبضے میں رہے گا۔ اور پھر انتخابات کے دوران اور اس کے بعد مشرقی پاکستان والوں نے غیر بنگالیوں پر جو ظلم و ستم کئے اس کی مثال بھی شاید ہی کبھی فرقہ وارانہ فسادات میں ملتی ہو۔ مسلمانوں نے مسلمانوں کا گلا کاٹنا عین ثواب سمجھا اور جب ان کے مظالم کی روک تھام کے لئے فوجی کارروائی کی گئی تو اس کے خلاف بھارت نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہم پر فوج کشی کر دی اور کئی ایک دوسری بڑی طاقتوں کو اس سازش میں شریک کر کے کامیابی حاصل کی۔ یہاں تک کہ خود ہمارے فوجی افسران بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے لئے درسِ عبرت ہے کہ گذشتہ پچیس سال میں ہم خوابِ غفلت میں پڑے رہے اور بھارت ہماری تباہی کے منصوبوں کو عملی جامہ پہناتا رہا۔ ہم نے ان کے منصوبوں کا کیا دفاع کیا؟ ہم نے نظریۂ پاکستان کے فروغ کے لئے کیا کوشش کی؟

کاش ہم نے اقتصادی برتری کی بجائے عملِ صالحہ میں مسابقت اختیار کرنے پر توجہ دی ہوتی تو آج ہمیں یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ کشمیر کا رونا تو ہم روتے ہی تھے اب مشرقی پاکستان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ بیت المقدس آزاد کرانے کی فکر تو تھی ہی اب ڈھاکہ کے بیت المکرم کو بھی کھو بیٹھے۔

جب بھارت تباہی کے منصوبے بناتا رہا اور ہم یا تو اس کا مسخر اڑاتے رہے یا ہم جنسی خواہشات کی تکمیل میں لگے رہے یا دکھاوے کی نماز، حج، روزہ اور زکوٰۃ . . . . کے ذریعے عوام کو گمراہ کرتے رہے۔ نہ اسلامی نظریۂ حیات کو سمجھا نہ اسے عام کیا۔ نہ مسابقت بالخیر کے بنیادی مقصد کو اپنایا اور نہ ہی اخوتِ اسلامیہ کا کوئی مظاہرہ کیا نہ احکاماتِ ربانی کی پیروی کی بلکہ غفلت ہی کا شکار رہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"سو انہیں اپنی جہالت میں ایک وقت تک پڑا رہنے دے۔" (المؤمنون - ۵۴)

ہم نے اس دوران میں کیا کیا ناجائز طور پر ذخیرہ اندوزی اور مال و دولت سمیٹنا شروع کر دیا۔ اور جب اس مالِ حرام سے کوئی عالی شان عمارت بنائی تو اس کے اوپر لکھ دیا

"ھٰذا من فضل ربّی"

ہماری شکست قومی محاذ کی کمزوری کے باعث ہوئی ہے

ہم نے حرام مال کھاتے اور حقوق غصب کرتے ہی کو فضلِ ربّی سمجھ لیا لیکن وہ صفات جو کسی مسلمان میں ہونی چاہئیں ان میں سے ایک بھی ہمارے اندر موجود نہیں پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ تو اس کا ساتھ دیتا ہے جو اس کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے نہ کہ نافرمان اور ظالم و غاصب کا۔

بھارت کو نہ اسلحہ کی زیادتی اور نہ ہی فوج کی برتری کی وجہ سے کامیابی ہوئی بلکہ ہماری قوم کی غداری اور علاقائی اور لسانی تعصب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مشرقی پاکستان والوں کو انہوں نے لسانی اور اقتصادیات کے چکر میں ڈال کر ہم سے متنفر کیا جس کی بنا پر انہوں نے بغاوت کی جس کی پشت پناہی بھارت اور بعض دوسری بڑی طاقتوں نے کی اور اس کا خمیازہ ہم نے بھگتا اور ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

دشمن کے منصوبوں سے چشم پوشی اور بد اعمالی سے مشرقی پاکستان تو ہم سے کٹ گیا اب ہمیں مغربی پاکستان کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہم سب اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔ علاقائی تعصب اور لسانی برتری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف مسلمان قوم کی حیثیت سے اس کا دفاع کریں اور اس کو اس قدر مضبوط بنائیں کہ کسی دشمن کو اس کی طرف آنکھ اُٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ لیکن اگر ہم نے یہاں بھی ہوا و ہوس کے وہی کرتوت رکھے اور دین کو پہلا درجہ نہ دیا تو ڈر ہے کہ ہم مزید اللہ کے غضب کا شکار نہ ہو جائیں اور پھر مغربی پاکستان بھی کہیں ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔

کل کو سندھ والے کہیں گے کہ پنجاب والے کھا گئے اور سرحد والے کہیں گے کہ بلوچستان والے ہڑپ کر گئے۔ ہمیں چاہیئے کہ پاکستان کی نئی نسل کو نظریۂ پاکستان سے اچھی طرح روشناس کرائیں کہ کہیں یہ بھی لسانی اور علاقائی تعصب کا شکار نہ ہو جائیں۔ حالانکہ پاکستان کا مقصد "لا الٰہ الا اللہ" ہے یعنے ہماری بنیاد توحید پر ہے ہم ایک اللہ، ایک رسولؐ، ایک دین اور ایک کتاب کو ماننے والے ہیں۔ ہندوؤں میں تو قومیت مقدّم ہے لیکن یہاں جو بھی حکمران آتا رہا وہ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہا اور ہم سب نے کبھی یہ نہ سوچا کہ اگر پاکستان ہی نہ رہا تو یہ جاہ و حشمت اور مال و دولت اور جائیداد کہاں رہیں گے ہم نے شخصی مفاد کو اس قدر غالب کیا کہ قومی مفاد کو بھی قربان کر دیا۔ ہمیں ابھی سے تبدیلی کرنی چاہیئے چلاّنے سے کبھی کچھ نہیں بنتا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:-

"میری آیات تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں پر اُلٹے پھر جاتے تھے۔ اکڑتے ہوئے اور مشغلہ بناتے ہوئے بکواس کرتے تھے"۔

(المؤمنون: ۶۶-۶۷)

ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ نئی نسل کو ہم کیا نظریات دے رہے ہیں۔ دینی یا اقتصادی؟ اگر ہم نے ان کو اب بھی گمراہ رکھا تو یہ نہ دین کے رہ جائیں گے نہ دنیا کے، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ یہ اعمال تو نیکی پیدا کرنے والے ہیں مگر ہم نے انہیں مقصود بالذات اور کفارہ بنا لئے ہیں اور ان میں اپنی مغفرت سمجھے ہوئے ہیں ہم سمجھتے ہیں یہ آیات اغیار کے لئے ہیں بے ایمان اور کافر و مشرک ہندوؤں کے لئے ہیں۔ حالانکہ یہ آیات ان سب

www.aaiil.org

کے لئے ہیں جو احکامات ربانی کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ..... ان آیات کے احکامات کی تکمیل میں بڑے بڑے لوگ گرفتار ہو رہے ہیں رعتف یکلیفا، ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے پھر ناگہاں وہ اس میں مایوس ہو جائیں گے۔"

(المؤمنون : ۷۸)

حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا کہ ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا یاد رکھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "یہ اس لئے کہ اللہ کبھی کسی نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم پر کی ہو جب تک کہ وہ خود اپنی حالتوں کو نہ بدلیں اور کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

(الانفال : ۵۴)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سورۃ المؤمنون کو قد افلح المؤمنون (مؤمن یقیناً کامیاب ہیں) سے شروع کیا اور آخر میں فرمایا : انہ لا یفلح الکفرون "کافر کامیاب نہیں ہوں گے"

(المؤمنون : ۱۱۷)

اس طرح اس سورۃ کے مضمون کو مکمل فرمایا مؤمنوں کی کامیابی بعض صفات سے مقدر ہے۔ صلوٰۃ میں خضوع و خشوع ہو لہو و لعب اور دوسری تضیع اوقات کی باتوں سے اجتناب کیا جائے۔ پاکیزہ اعمال کو اختیار کریں۔ امانتوں کو ادا کیا جائے اعلیٰ صفات کو برقرار رکھیں۔ یہ سب باتیں مؤمنوں کی فلاح کے لئے ہیں۔ لیکن اگر مؤمن یہ صفات پیدا نہ کریں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ ان صفات کو پیدا کرنے سے انسان مؤمن بن سکتا ہے۔ وگرنہ صرف مؤمن کے نام سے اُسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا شمار بھی مکفرین میں ہو گا۔ وقت عمل نکل جانے کے بعد افسوس کسی فائدہ کا نہیں۔ اس لئے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

بقیہ خطبہ جمعہ بسلسلہ صـ۲

سرسبز رہتا ہے۔

سورج اور قمر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا والنّھار اذا جلّٰھا۔ دن کو جب سورج روشن کرتا ہے۔ دن معاش کے لئے ہے، سورج کی روشنی میں لوگ کسب معاش و کما حقھا، انسان نے رہنے کے لئے اوپر آسمان کی چھت بنائی اور نیچے زمین کو فرش بنا دیا۔ ونفسٍ وما سوّٰھا اس سے بھی قریب تر چیز انسان کا اپنا نفس ہے کس غضب کا اسے بنایا ہے دوسری جگہ فرمایا سنریھم ایٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم آفاق کے حالات بھی ہم تمہیں دکھلاتے ہیں اور تمہارے نفسوں کے اندر جو کچھ ہے ان کے کمالات بھی تمہارے سامنے ہیں، یہ دنیا کائنات کبریٰ ہے، تو انسان کا نفس کائنات صغریٰ ہے، جس کے کمالات کی کوئی انتہا نہیں، اس کی اناٹومی، اسکی فزیالوجی اور کیا کیا کچھ لکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ بجائے خود ایک بہت بڑی دنیا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا کرشمہ نظر آتا ہے فالھمھا فجورھا۔ اس نفس کے اندر دو چراغ اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے، جو بھی کام انسان کرتا ہے اس کا نفس اسے بتاتا ہے کہ اس نے نیکی کا کام کیا ہے یا بدی کا، انسان ہزار چالاکی کرے اور اپنی حرکات کو چھپاتا پھرے اور اس طرح دنیا کی سزا سے بچ جائے لیکن اس کا اندرونہ اس کو ملامت کئے بغیر نہیں رہتا وہ نفس لوامہ کی ملامت سے نہیں بچ سکتے، اس کو لوامہ اس لئے کہا ہے کہ اس کی ملامت بہت سخت ہوتی ہے۔

ایک بہت بڑا آدمی جس کو نواب اور سر کا خطاب ملا ہوا تھا اس نے مجھے بتایا کہ جب پولیس میں ایک بہت بڑا عہدہ انہیں ملا تو ایک قتل کے مقدمہ میں دس ہزار روپیہ انہیں رشوت ملی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ایک ہی دن میں امیر کبیر ہو گئے، لیکن رات کو نفس کی ملامت کی وجہ سے نیند نہ آئی، یہ ہے خدائی انتظام صبح کو وہ سانپ کا بچہ جو جیب میں پڑا ہوا تھا، نکال کر واپس کیا تو پھر دل کو اطمینان اور سکون نصیب ہوا، غرض بدی پر نفس کی ملامت بڑی سخت ہوتی ہے، اور جو اس ملامت سے فائدہ نہیں اُٹھاتے وہ سزا بھی پا لیتے ہیں اور وہ سزا انسان کے لئے مفید بھی ہوتی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے پاک ہو جاتا ہے۔

کبھی سانپ اور بچھو وغیرہ نہ بننے اس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا، کوئی کہتا ہے عیسیٰؑ کی صلیب پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں، اسلام نے نجات کا رستہ انسان کے اندر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا۔ جو نیکی کا کام کرے اسے جنت حاصل ہوتی ہے، وقد خاب من دسّٰھا۔ اور جس نے برا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو آلودگیوں کے اندر گھسیڑ دیا وہ ناکام ہو گیا۔ یہ کیا عظیم الشان کتاب ہے، اس کے مضامین دلوں کے اندر بیٹھ جاتے ہیں اور دلوں کے اندر روشنی بخشتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ایک عظیم الشان انسان کو ایسی عظیم کتاب عطا کی جو قیامت تک روشنی بخشتی رہے گی۔

ملفوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

انسان نہ گذرے وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں، وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکّل سے اس محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۹ رفروری ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ نمبر ۶

انجمن کے لٹریچر کی پسندیدگی

دفتر ... کتب ..... کو بھجوائی جا رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں درج ذیل خط بنام سیکرٹری صاحب انجمن موصول ہوا ہے۔

جناب محترم! آپ کی طرف سے دو کتب — "دی نیو ورلڈ آرڈر" از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ اور "اسلامک سوشل جسٹس ان دی لائٹ آف دی قرآن" از الٰہی بخش ملک موصول ہوئیں شکریہ، مجھے یہ کتب ارسال کرنے کے بارے میں آپ کا یہ اقدام بڑا ہی مستحسن اور قابلِ تعریف ہے۔ میں نے یہ ہر دو کتابیں بڑی ہی دلچسپی اور غور و فکر کے ساتھ پڑھی ہیں۔ جزاک اللہ۔

آپ کا مخلص ۔ جی فاروق

۴۹ ۔ کلفٹن ۔ کراچی ۶

ایک اور خط

بنام سیکرٹری صاحب انجمن

معروض یہ ہے کہ میرے نام پر ایک جرمن تفسیر قرآن پاک مؤلفہ جناب مولینا صدرالدین صاحب اور ہر دو جلد محمدؐ ورلڈ ٹیچر مؤلفہ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی ارسال فرمائیے۔ یہ نادر تحفہ میں ایک جرمن دوست کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ان کے علاوہ مجھے جرمن زبان میں اسلامی ادبیات پر جتنی بھی آپ کے پاس کتب ہیں ان کی ایک فہرست ارسال فرمائیے۔

میں ضلع پشاور کا ایک دیہاتی ہوں۔ مگر دیار فرنگ میں "تبلیغ" کو فریضہ اوّل سمجھتا ہوں۔ مارچ ۱۹۷۲ء میں پاکستان واپس آنے کا ارادہ ہے۔ اگر حالات سازگار رہے تو انشاءاللہ آپ کو سلام کہنے کے لئے لاہور بھی آؤں گا اور اسلام کے بارہ میں آپ سے زیادہ کچھ حاصل کروں گا۔

آپ کا مخلص ۔ محمد خاں ۔ لندن

پیغام صلح ۔ مکتوب نگار کی اشاعت اسلام کی تڑپ اس خط سے ظاہر ہے، اس سلسلہ میں جو عملی معاونت وہ کر رہے ہیں، وہ ہر طرح قابلِ قدر اور لائق تقلید ہے۔ جزاہ اللہ

هفت روزہ پیغام صلح

خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

آمن خدا انور بدی از مشرق رحمت برار — بسم اللہ الرحمن الرحیم — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر دوست محمد — مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے — بیرونی ممالک سے ایک پونڈ — ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مؤرخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۷۲ء | نمبر ۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عورتوں کی شیشوں سے تشبیہ

عن انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ بعض نسائہ ومعھن ام سلیم فقال ویحک یا انجشۃ رویدک سوقًا بالقواریر قال ابو قلابۃ فتکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ لو تکلم بعضکم لعبتموھا علیہ قولہ سوقک بالقواریر۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں تو آپؐ نے فرمایا انجشہ تجھ پر افسوس شیشوں کو آہستہ چلا ابو قلابہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات کہی کہ اگر تم میں سے کوئی کہہ دے تو تم اس پر عیب لگاؤ یعنی آپؐ کی یہ بات تیرا شیشوں کو چلانا۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ:۔

انجشہ

آنحضرت صلعم کا ایک حبشی غلام تھا جو اونٹوں کو گا کر چلاتا تھا۔ قواریر یا شیشوں سے مراد عورتیں ہیں شیشوں کو آہستہ چلا۔ یعنی ان اونٹوں کو جن پر عورتیں سوار ہیں ان اونٹوں کو چلانا گویا عورتوں کو چلانا تھا آہستہ چلانے کا اس لئے حکم دیا کہ حدی سے اونٹ تیز ہو جاتا ہے۔ اور اس کے تیز ہونے سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر سواری صنفِ نازک میں سے ہے تو اسے نقصان پہنچے۔ یہاں عورتوں کو قواریر کہنا

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

خدا تعالیٰ کا عاشق زار اور اسکے آستانہ الوہیت پر نثار ہوتے کا خواہشمند مصائب و مشکلات میں لذت پاتا ہے۔

مؤمن کی نشانی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے تیار رہتا ہے۔

ارشادات حضرت امام زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

محبت ایک ایسی شے ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے۔ ایک شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کے لئے کیا کچھ نہیں کر گذرتا۔ ایک عورت کسی پر عاشق تھی۔ اس کو کھینچ کھینچ کر لاتے تھے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ ماریں کھاتی تھی۔ مگر وہ کہتی تھی۔ کہ مجھے لذت ملتی ہے۔

جبکہ جھوٹی مجنونی فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق کے اندر مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خدا تعالیٰ کا عاشق زار ہو اس کے آستانہ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہشمند ہو وہ مصائب اور مشکلات میں کس قدر لذت پا سکتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار ہوئے۔ مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر سختیاں کی گئیں کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اس وقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تو تھے۔ مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا جو حق سے پیار کی وجہ سے ان کے سینوں سے پھوٹ نکلتا تھا۔

ایک صحابیؓ کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا میں وضو کرتا ہوں آخر لکھا ہے کہ سر کاٹو تو سجدہ کرتا ہوا مر گیا اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ حضرتؐ کو خبر پہنچا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ میں تھے۔ جبرئیل نے جا کر السلام علیکم کہا اور آپؐ نے وعلیکم السلام کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی۔ غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالیٰ میں ملتی ہے ایک کیڑے کی طرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے۔ اور مؤمن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی معلوم ہوتی ہیں سچ پوچھو مؤمن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو کہدیا جاوے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائے گا۔ اس وقت دیکھنا چاہیئے کہ اس کے نفس سے کیا آواز آتی ہے۔ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھ دیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مؤمن حقیقی ہے ورنہ کافر ہے۔ غرض ان مصائب میں جو مؤمنوں پر آتے ہیں اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر یہ مصائب موجب لذت نہ ہوتے تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گذارتے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

حضرت جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کا جماعت احمدیہ لائل پور کے عظیم الشان ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس میں رُوح پرور خطاب

(ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور)

مورخہ ۴ فروری بروز جمعہ جماعت احمدیہ لائل پور کا عظیم الشان ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس زیرِ صدارت مکرم و محترم میاں رشید احمد صاحب مسرت منعقد ہوا۔ لاہور سے محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب مہمان خصوصی تھے۔ مستورات کے جلسہ میں ایک مقامی مخلص خاتون محترمہ جسارت خانم صاحبہ ایم اے کے علاوہ لاہور سے ازراہِ شفقت بیگم صاحبہ میاں رشید احمد صاحب مسرت کے ہمراہ محترمہ بیگم ڈاکٹر وحید، محترمہ بیگم رضیہ مددعلی اور محترمہ بیگم بشیر صاحبہ مہمانِ خصوصی تھیں۔ مردوں اور عورتوں کے ہر دو علیحدہ علیحدہ اجلاسوں کے بعد مکرم میاں رشید احمد مسرت صاحب صدر مقامی جماعت نے حاضرین کی تواضع کے معاملہ میں نہایت پُرخلوص اور پُراز محبت جذبات کا اظہار فرمایا۔ خطبہ جمعہ مقامی مبلغ جناب علی محمد ماحی نے دیا اور نماز پڑھائی۔ نمازِ جمعہ کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ جماعت کی حاضری نہایت خوشکن تھی۔ مستورات کے اجلاس میں بھی پچیس کے قریب عورتیں شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جو حافظ عبدالرؤف صاحب نے کی عزیزم ساجد محمود نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور نعتیہ کلام کہ

"وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُورِ سارا"

سنایا۔ محترم میاں مسعود احمد صاحب نائب صدر مقامی جماعت نے کشتی نوحؑ سے حضرت امامِ دورانؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ ان کے بعد مہمان خصوصی محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب اسٹیج پر تشریف لائے اور سورۃ النحل کی آیت — اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (۱۶:۹۰) کی . . . . لطیف تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ دینِ اسلام دنیا میں خیر کو بڑھانے اور شر کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ نیکی کو اس طرح بجالانا چاہیئے کہ وہ انسان کی فطرت کا حصّہ بن جائے۔ یہ آیت اسلامی اور قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اس میں خیر اور شر کو پُورے طور پر جمع کر دیا گیا ہے۔ یہاں تین قسم کا خیر اور تین ہی قسم کا شر بیان کیا ہے۔ خیر کی اقسام میں عدل، احسان، ایتاءِ ذی القربیٰ اور شر میں فحشاء، منکر اور بغی شامل ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہی خیر و شر، امر و نہی ہیں۔ یہ دین و مذہب کی غایت ہے۔ پھر آپ نے خیر اور شر کی جملہ اقسام کی بڑی شرح و بسط سے تشریح فرمائی اور کہا کہ اس وقت دنیا میں اکثر مصائب کی وجہ عدل کا فقدان ہے حالانکہ عدل نیکی کا پہلا اور ادنےٰ درجہ ہے۔ اسلام انسانیت کو محض عدل کے بجائے احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے بلند اور اعلیٰ ترین مقام پر متمکن دیکھنا چاہتا ہے۔ ایک طرف دنیا انفرادی طور پر اور قومی سطح پر عدل سے عاری اور دوسری طرف شر کی آخری اور انتہائی قسم بغی یعنی سرکشی اور بغاوت جیسی برائیوں کا ارتکاب کر رہی ہے۔ آپ نے مثال دے کر سمجھایا کہ مشرقی پاکستان اور کشمیر میں متضاد رویہ اور پالیسی اختیار کرنا بھارت کے نزدیک عدل ہے حالانکہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ دشمن سے بھی عدل کرو۔ اپنا جائز حق لو اور دوسرے کا جائز حق اسے دو۔ احسان حق سے زیادہ اور بلامعاوضہ دینے کو کہتے ہیں۔ ایتاءِ ذی القربیٰ سے مراد صرف قریبیوں کو دینا نہیں، بلکہ قریبیوں جیسا دینا اور حسنِ سلوک کرنا مراد ہے۔ اسی طرح اقسامِ شر کی تشریح و تفسیر بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی مصیبت ایسی نہیں آتی جو انسانوں کی اپنی شامتِ اعمال کا نتیجہ نہ ہو درآنحالیکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی بعض تقصیریں معاف بھی کر دیتا ہے۔ حالاتِ حاضرہ کو دیکھتے ہوئے جب کہ ہم سب ایک عظیم حادثہ اور المیہ سے دوچار ہوئے ہیں مایوس ہونے کے بجائے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تربیت کی ضرورت ہے۔ جمعہ کی نماز، جماعت کے اجلاسوں اور دوسری تقاریب میں نہایت گرمجوشی سے حصّہ لینا چاہیئے۔ یاد رکھو۔ عمل کے بغیر تربیت مکمل نہیں ہو سکتی۔ اسلام ــــ نے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بڑی برکات رکھی ہیں۔ مثلاً السلام علیکم کہنے میں سبقت لے جانا۔ قادیان میں حضرت مولانا شیر علی مرحوم اس عمل کی زندہ مثال تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے لوگ پیدا کئے جو چلتے پھرتے تعلیماتِ اسلامی کے عملی پیکر دکھائی دیتے تھے۔ شرائطِ بیعت میں کوئی نئی چیز نہیں حضرت صاحبؑ ــــ نے صرف ایک جملہ بڑھا کر جماعت کو منفرد مقام دیا وہ جملہ صرف اتنا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امامؑ کی نگاہ دوربین نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اس دور میں ہر شخص دنیاوی مال و جاہ کی دلدل میں دھنس جائے گا۔ بچے گا وہی جو جلدی سے اپنا پاؤں باہر نکال لے۔ یہ سنہری عہد ہمیں دنیا کی دلدل سے باہر نکالنے کے لئے ہے۔ اگر اس عہد اور قرآن کریم کی مذکورہ بالا ایک آیت کے مضمون پر غور اور عمل کر لیا جائے تو دنیا میں امن و امان قائم ہو کر جنت بر روئے زمین کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت صاحبؑ کے اس الہام کا اصل مضمون اور مفہوم بھی ان دنوں خوب واضح ہوا ہے، آپؑ نے فرمایا تھا:

چوں دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اگر قوم اب بھی نہ سنوری اور مسلمان مسلمان نہ بنے تو یہ دور ہمیں لے ڈوبے گا۔ بار بار جگانے اور جاگنے کی ضرورت ہے۔ یہ زمانہ بڑا پُرکشش اور پُر از مفادات ہے۔ دو کیفیات کے درمیان کیفیت بڑی اضطراری اور پُرشور ہوا کرتی ہے۔ ہنڈیا کی مثال دے کر فرمایا کہ اصل سالن پکنے سے پیشتر کچھ شوربا اُبل کر باہر گرتا ہے موجودہ حالات اور کیفیات نیچے گرنے والا شوربا ہے۔ حق یقیناً غالب آئے گا اور باطل مٹے گا انشاء اللہ۔

کیونکہ شیشہ بھی نازک چیز ہے۔ عورتوں کو شیشوں سے تشبیہ دینا نہایت لطیف استعارہ ہے۔ لیکن ابوقلابہ نے کہا اگر تم میں سے کوئی ایسا کہے تو اس پر عیب لگایا جائے شاید اس میں یہ اشارہ ہو کہ اس کلام میں عورتوں کی نزاکت کا بیان ہے۔ اور کوئی معمولی آدمی ایسا کام کرے تو یہ ذکر معیوب سمجھا جائیگا۔

(فضل الباری کتاب الادب)

اخبار احمدیہ

ولادت

ــــ اس ماہ خداوند تعالےٰ نے پرنسپل مخدوم سعد اختر صاحب کو نواسہ عطا کیا ہے جس کی خوشی میں انہوں نے مبلغ دس (۱۰/-) روپے انجمن کو برائے اشاعت اسلام عطا فرمائے ہیں۔ نومولود کے والد فیض محمد صاحب انجنیئر تربیلا فرزند پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ہیں۔ خدا تعالیٰ نومولود کی عمر دراز کرے اور نیک اور صالح بنائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

ضرورت رشتہ

(۱) امریکہ (کیلی فورنیا) میں ایک پاکستانی خاندان مقیم کو اپنی سب سے چھوٹی لڑکی کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی امریکن یونیورسٹی سے بی ایس سی کی ڈگری یافتہ ہے، پابند مذہب، خلیق اور امور خانہ داری سے دلچسپی رکھتی ہے۔ عمر ۲۲ سال کے قریب ہے۔ لڑکا پاکستان سے ڈاکٹری میں ڈگری یافتہ، غیر شادی شدہ، عمر قریباً ۲۷ سال کا ہو اور امریکہ میں مزید تعلیم کے لئے جانے کا خواہشمند ہو۔ خط و کتابت بنام آنریری جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کی جائے۔

(۲) ایک ریٹائرڈ ملٹری میجر۔ شریف زمیندار خاندان کی ۲۹ سالہ لڑکی ایم بی بی ایس کلاس I گورنمنٹ سروس لیڈی ڈاکٹر کے لئے ڈاکٹر، پروفیسر یا کسی معقول ملازمت والے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور کی جائے۔

اظہار تشکر: میرے بزرگ بھائی جناب (حاجی) شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس کی وفات پر جماعت کے اکثر احباب نے بذریعہ تار، خطوط اور زبانی اظہار ہمدردی فرمایا ہے اور ہمارے غم کو ہلکا کرنے میں پوری پوری کوشش (بقیہ ۲۴ پر)

۲۴ فرمائی ہے انکی ہمدردی سے ہمیں بڑی ڈھارس ملی ہے۔ ...... ان تمام بزرگوں اور بھائیوں کے ہم بیحد ممنون ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ والسلام۔ از طرف ×.×.×

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۱۶ رفروری ۱۹۷۲ء

موجودہ ملکی حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

اس وقت ہمارا ملک ایسے ناخوشگوار اور مخدوش حالات میں سے گذر رہا ہے، جن کو دیکھتے ہوئے ہر صاحب بصیرت انسان کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے کہ خدا جانے اس ملک کا کیا بننے والا ہے، ایک طرف بیرونی خطرات نے گھیر رکھا ہے، بھارتی افواج کی طرف سے ہر وقت حملہ کا خطرہ لاحق ہے، تمام محاذوں پر بھارتی فوجیں متعین ہیں جو ۔۔۔۔۔ جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مختلف مقامات پر حملہ آور ہونے سے دریغ نہیں کرتیں، اور اب ان کی کمک کے لئے بھارت نے مزید دو ڈویژن فوج ہماری سرحدوں پر متعین کر دی ہے جس سے ہر وقت حملہ کا خطرہ لاحق ہے۔

اس کے علاوہ مشرقی پاکستان میں جو آج بنگلہ دیش کے نام سے موسوم ہو کر بھارت کی غلامی میں جا چکا ہے، ہماری افواج کے ہزاروں جوان اور کئی ہزار سول آفیسر بھارت کی قید میں ہیں جن کی آزادی اور واپسی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی، اگرچہ صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے ان کی رہائی ۔۔۔۔ کی انتہائی کوشش کی جا رہی ہے لیکن بھارتی حکومت کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا، نہ اسے جنیوا کنونشن کی اس قرارداد کی پرواہ ہے جس کی رو سے برسرِ پیکار ممالک پر لازم ہے کہ جنگ بندی کے بعد ایک دوسرے کی گرفتار شدہ افواج کو اپنے اپنے ملکوں میں واپس بھیجدیا جائے اور نہ دوسرے ملکوں کے انتباہی پیغامات کو وہ در خور اعتنا سمجھتا ہے، بے شمار ماؤں کے بیٹے، ہزاروں بچوں کے باپ اور بیویوں کے خاوند بھارت کی قید میں اس بات کی سزا بھگت رہے ہیں کہ انہوں نے بھارتی جارحیت کے مقابلہ میں پاکستان کی حفاظت کے لئے ہتھیار کیوں اٹھائے۔

علاوہ ازیں نام نہاد بنگلہ دیش میں ہزاروں ایسے غیر بنگالی مسلمان بنگالی گوریلوں کی طرف سے سخت ترین مظالم کا شکار بنے ہوئے ہیں جن کا قصور غیر بنگالی ہونے یا پاکستان کی حمایت کے سوائے اور کچھ نہیں، انہیں طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی ہیں، ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور بچوں کو ماں باپ کے سامنے سنگینوں پر اچھالا جاتا ہے، بندش خوراک کی وجہ سے وہ بھوکوں مر رہے ہیں، ان کی بستیوں میں کسی غیر ملکی اخبار نویس اور ریڈ کراس کے نمائندوں تک کو جانے کی اجازت نہیں، تاکہ بیرونی دنیا کو ان کے حالات اور "بنگلہ دیش" کی ستم آرائیوں کا علم نہ ہو سکے۔

ایک طرف یہ حالات ہیں جو مغربی پاکستان کے دردمند دلوں کو خون کے آنسو رلانے کا موجب ہیں اور جس کے ساتھ مغربی پاکستان پر بھارتی جارحیت کا دھڑکا لگا ہوا ہے، اور دوسری طرف ملک کی اندرونی حالت دیکھ کر اور بھی دکھ ہوتا ہے، جہاں سیاسی پارٹیوں نے ملک میں نااتفاقی اور خلفشار پیدا کر رکھا ہے اور حکومت کا ساتھ دینے کے بجائے اس کے خلاف معاندانہ تقریریں کی جاتی ہیں اور لوگوں کو اس کی مخالفت اور غنڈہ گردی کے لئے اکسایا جاتا ہے حالانکہ اس وقت بیرونی خطرہ کے پیش نظر اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ سب مل کر ایک متفقہ محاذ قائم کریں تاکہ دشمن کو ہماری اندرونی نااتفاقیوں اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے، قرآن کریم نے مسلمانوں کو اپنے اندر اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کی صفت پیدا کرنے کی ہدایت کی ہے، لیکن ہم اشداء بینھم بن کر کفار کے لئے دلیری کا موجب ہو رہے ہیں، پاکستان جو اسلام کی حفاظت اور اس پر عمل در آمد کے لئے قائم کیا گیا تھا، آج ہمارے اعمال و افعال اس کی بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں، غنڈہ گردی، لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی، بلیک میلنگ، سمگلنگ، نامحرم مردوں اور عورتوں کا خلا ملا اور برسر عام حیا سوز حرکات، غرض کونسی برائی ہے جو اس ملک میں موجود نہیں ہے، اور کون حقیقت پسند ان برائیوں اور ناپسندیدہ حالات کے ہوتے ہوئے اس ملک کو حقیقتاً پاکستان قرار دے سکتا ہے۔

ان حالات میں اس ملک کی سالمیت کی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ قوم کے دردمند افراد اٹھ کھڑے ہوں جو قوم کو حقیقت حال سے باخبر کر کے بدیوں سے اجتناب اور باہم اتفاق و محبت کا برتاؤ کرنے اور دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہنے کی تلقین کریں اور اس کے ساتھ ہی پنجوقتہ نمازوں میں اور راتوں کو بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر توبہ و استغفار کریں اور جناب الٰہی سے اس قوم کی حالت کو بدلنے اور اس ملک کی حفاظت کی التجا کریں، اس نازک وقت میں ہماری تدبیریں کسی کام نہیں آسکتیں جب تک اللہ تعالیٰ کی امداد شامل نہ ہو، اس کے لئے اگر جماعتی رنگ میں بارگاہِ الٰہی میں التجا کی جائے تو زیادہ موثر ہو سکتی ہے۔

اسی غرض سے گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۱ رفروری ۱۹۷۲ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبۂ جمعہ کے بعد محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے تمام قوم کو جماعتی رنگ میں توبہ و استغفار کی تحریک کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ آئندہ جمعہ مورخہ ۱۸ رفروری کو تمام احمدی جماعت روزہ رکھے اور سب مل کر دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ پاکستان کو دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ و مصئون رکھے، اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنائے اور پاکستان کے جنگی قیدیوں اور دیگر مسلمانوں کو جو مشرقی پاکستان اور بھارت کے اندر محبوس ہیں، بھارتی حکومت کے دستِ تظلم سے بچا کر امن و عافیت کے ساتھ واپس لے آئے۔

امید ہے تمام احمدی جماعتیں اس تحریک پر عمل پیرا ہو کر جناب الٰہی میں توبہ و استغفار کے ذریعہ اور آئندہ جمعہ کو روزے رکھ کر جماعتی رنگ میں اللہ تعالےٰ سے ملک اور قوم کی حفاظت کے لئے دعائیں کریں گی کہ ؎

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

نظریۂ پاکستان اور ہمارے فکر کی آزمائش

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ایک اہم مجلس مذاکرہ کا انعقاد

۱۲ رفروری بروز ہفتہ بعد دوپہر احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں محترم مرزا مسعود بیگ صاحب کی صدارت میں معروف دانشور جناب پروفیسر غلام جیلانی کامران نے "نظریہ پاکستان اور ہمارے فکر کی آزمائش" کے موضوع پر پُرکشش، معلومات افزا، خیال افروز اور پُر بصیرت خطاب فرمایا اور جناب مولینا عبد المنان عمر، جناب ڈاکٹر اللہ بخش اور جناب مرزا مسعود بیگ نے بھی موضوع بالا پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں پروفیسر صاحب موصوف نے حاضرین کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جواب دیئے۔

اس مذاکرہ میں خواتین و احبابِ سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔ اختتام پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

نوٹ: پروفیسر صاحب موصوف کے خطاب کا مکمل متن آئندہ شمارہ میں ہدیہ قارئین کرام کیا جائیگا۔

مقامِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے افکار عالیہ اور اصلاحی خدمات سے مسلمان بھائیوں کو عموماً اور غیر مسلموں کو بالخصوص روشناس کرانے کے لئے مختلف عنوانات کے تحت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات سے "انتخاب افکار مجدد اعظم" کے نام سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا ہے، "مقام محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم" اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، یہ کتاب اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے لائق مطالعہ ہے۔

ملنے کا پتہ: دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

www.aaiil.org

اللہ تعالیٰ نے ہی کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس پر حکومت بھی اسی کی ہی ہے

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بے انتہا احسانات کو سامنے رکھ کر اسے تضرع اور الحاح سے یاد کرو

اسی دہریت کے زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے ٹھیٹھ اسلامی نمونہ پیدا کر کے دکھایا۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۴؍ فروری ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام۔ ثم استوٰی علی العرش، .... ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین (الاعراف: ۵۴:۵۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کی سلطنت کے خالق بھی ہم ہیں اور اس پر تصرف و حکومت بھی ہماری ہے۔ الا لہ الخلق والامر۔ اچھی طرح سے سن لو کہ اس ساری کی ساری کائنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہے اور چونکہ وہ اس کائنات کا خالق و مالک ہے اس لئے حکومت بھی اسی کی ہے۔ یہاں تفصیلات دی ہیں، فرمایا ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام۔ وہ بادشاہ ہے اور مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے، تمام اعلیٰ درجہ کی صفات اس لفظ اللہ کے اندر آجاتی ہیں۔ اسی نے آسمان و زمین کی تخلیق فرمائی ہے۔ آسمان کی بلندیاں مختلف ہیں کہیں سورج اور قمر کی بلندیاں ہیں کہیں ستاروں کی بلندیاں ہیں ایسا ہی اور بھی کئی طرح کی بلندیاں ہیں ان تمام سماوات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کی تخلیق کی وسعت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ نہ اس کی مخلوقات کی کنہ تک کوئی پہنچ سکتا ہے، پھر ہمارے قریب ترین جو چیز ہے وہ زمین ہے، سورج کے مقابلہ پر یہ زمین نہایت چھوٹی ہے۔ اکتیس لاکھ زمینیں ایک دوسرے کے اوپر رکھی جائیں تو ایک سورج کے برابر حجم بنتا ہے۔ خود سورج آسمان میں ایک روٹی کے برابر نظر آتا ہے اس سے آپ آسمان کی وسعت کا اندازہ کریں۔ سورج کی طاقت یہ ہے کہ کائنات بھر کی زندگی کا متکفل ہے، مخلوقات کی حرارت سورج کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، روشنی اس کے بغیر ممکن نہیں اور اسکی حرارت سے بارش نصیب ہوتی ہے اور حرارت اور بارش سے تمام قسم کی زندگی پیدا ہوتی رہتی ہے اور رزق ملتا ہے فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ اللہ تعالیٰ نے تمام اجرام فلکی کو تمہاری خدمت پر مامور کر رکھا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ صدیاں گذر گئیں وہ اپنے وقت پر محو گردش ہیں، ٹھیک وقت پر طلوع و غروب ہوتے ہیں، لوگ ان کی اس پابندیٔ وقت سے حساب لگا کے سو سو سال کی جنتریاں تیار کر لیتے ہیں، ان کو یقین ہے کہ اس میں فرق نہیں آئے گا۔ فرمایا ہم اس تخلیق اور نظام کے موجد و خالق ہیں۔ اس لئے یہ اجرام فلکی ہمارے زیر فرمان کام کرتے ہیں۔

فرمایا الا لہ الخلق والامر۔ سن لو توجہ کرو، غور کرو۔ پیدائش صرف اللہ تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ یہاں لفظ "لہ" کو پہلے رکھا گیا ہے۔ اسی طرح "امر" سے پہلے بھی "لہ" ہے۔ یعنی پیدائش بھی اسی کی ہے اور حکومت بھی اسی کی ہے۔ جب پیدائش و حکومت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر انبیاء اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں۔ انکی حکومت نہیں ہے لیکن افسوس ہے کہ ان کو بھی خدا کی حکومت میں لوگوں نے شریک بنا لیا، جہاں ہندوؤں نے پتھروں اور عیسائیوں نے انسان کی پوجا کی وہاں مسلمان، توحید کا پرستار آج قبروں کی پرستش کر رہا ہے اگر اس سے کوئی پوچھے کہ آپ مزار پر کیوں گئے تھے، تو جواب ملتا ہے کہ وہاں بیٹھ کر دعا کرنے کے لئے گیا تھا، قبول کرنے والا تو خدا ہی ہے لیکن مزار والے کے توسل سے دعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا لہ الخلق والامر۔ حکومت صرف اسی کی ہے، مخلوق کے ہاتھ میں حکومت نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو لوگو! لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ میرے ہاتھ میں خزانے نہیں ہیں اور نہ مجھے غیب کا علم حاصل ہے۔ میں نہیں کہتا کہ میں تمہیں اولاد، خزانے اور اموال و جائدادیں دے سکتا ہوں، انما انا بشر مثلکم۔ میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ عبادت صرف قادر مطلق کے لئے ہی مخصوص ہے۔ میں تو اس کی جناب سے لوگوں کی رہبری اور انکی ہدایات پہنچانے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

زمین و آسمان کی تخلیق کرنے کے بعد فرمایا ثم استوٰی علی العرش۔ خدا نے کائنات کو پیدا کیا۔ خالق اور موجد ہونے کی وجہ سے وہ عرش حکومت پر متمکن ہوا۔ فرمایا یغشی الیل النہار یطلبہ حثیثاً ہماری تخلیق کا ایک کرشمہ تمہارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ رات دن کو ڈھانپ لیتی ہے، اس سے تمہیں آرام میسر آتا ہے، دن بھر کی محنت کے بعد تم سکون و آرام چاہتے ہو۔ اس دن رات کا آسمان سے تعلق ہے، اس سے ظاہر ہے اور تمہارا تجربہ بتاتا ہے کہ اگر پیدائش اس کے ہاتھ میں ہے تو حکومت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے تبٰرک اللہ رب العٰلمین۔ بابرکت ہے اللہ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ برکت کے معنے دائمی خیر کثیر کے ہیں۔ اپنی لاجواب قدرت اور لا انتہا احسانات بیان کرنے کے بعد فرمایا ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃً۔ اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارا کرو، فطرت انسانی کو اپیل کی ہے۔ شہنشاہ کے سامنے جھکتے ہو۔ اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ شہنشاہ کی فرمانبرداری کرنے سے انعام ملتا ہے۔ انسان اقتدار، طاقت اور احسان کے سامنے سر جھکاتا ہے اس لئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور بے پایاں احسانات کو سامنے رکھ کر اس کو تضرع اور الحاح کے ساتھ پکارو۔ گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دونوں طرح سے خدا سے حضور گریہ و زاری کرنا سیکھو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال قائم کر دی۔ ساری عمر تہجد کی نماز ادا کرتے رہے۔ عموماً بادشاہ کو عبادت سے کیا تعلق ہوتا ہے، اس کو تو عیاشی اور آرام سے تعلق ہوتا ہے، مگر بادشاہت حضور کو غافل نہ کر سکی۔ حضور نے اپنی مثال سے اپنی قوم کو اسی رنگ میں رنگین کر دیا۔ ہم نے اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام دیکھا ہے جو آپ کے کفش بردار ہونے پر فخر کرتا ہے۔ آپ کا اسم گرامی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ وہ بھی خدا کی یاد میں راتوں کو جاگتے تھے، آپ خدا کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کرتے تھے، آپ کے منظوم کلام کا یہ بھی ایک مصرعہ ہے ع

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج

اس دہریت کے زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے ٹھیٹھ اسلامی نمونے پیدا کر کے دکھلائے۔ میں جب قادیان میں تھا تو وہاں نوجوان لڑکے بھی تہجد خواں تھے۔ حضرت صاحب نے دعاؤں پر بڑا زور دیا ہے، حضرت مولانا نور الدین صاحب دعاؤں کی پرزور تلقین فرمایا کرتے تھے۔

فرمایا انہ لا یحب المعتدین۔ خدا حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اعتدال سے کام کرنا خدا کو پسند ہے۔ خدا کے احکام کی بجا آوری میں بھی اعتدال کا پہلو سامنے ہونا چاہیئے۔ ساری ساری رات جاگنا بھی درست نہیں۔

خدا کی عبادت کے بعد مخلوق خدا کی خدمت کے بارے میں تلقین فرمائی ہے۔ تمہارا وجود لوگوں کے لئے امن کا باعث ہونا چاہیئے تمہارے ارد گرد رہنے والے لوگ یقین کریں ..... کہ یہ شخص موجب برکت ہے اور ہمارے لئے کسی طرح نقصان کا موجب نہیں ہے۔ فرمایا ادعوہ خوفاً و طمعاً۔ اس کی عبادت کرو۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرتے رہو اور اس کی رحمت کے امیدوار رہو ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔ اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے، کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

دینِ اسلام ظاہری اور باطنی پاکیزگی پیدا کرنے کا عملی طریق کار سکھلاتا ہے

بیرونی صحت و صفائی اور اندرونی صفائی قلب لازم و ملزوم ہیں۔

(احباب کرام کو معلوم ہے کہ انجمن کی نئی آبادکاری کی سکیم اب اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے کہ وہاں کچھ کارکن مقیم ہو سکیں۔ ان مقیم احباب کے اجتماع منعقدہ مورخہ ۶ر فروری میں جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جو کچھ فرمایا وہ ہدیہ قارئین کرام ہے) ـــــ مرتبہ: بشیر احمد سود

مکرمی چوہدری صاحب (جناب فضل حق نگران دارالسلام) اور معزز حضرات! کل جب چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا کہ جو اصحاب دارالسلام (احمدیہ کالونی) میں رہتے ہیں، میں ان سے ملوں اور باتیں کروں، میں ان کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ اس اجتماع کا سبب یہ ہے کہ اس جگہ جماعت احمدیہ لاہور کی آبادکاری کی نئی سکیم ہے۔ یہ سکیم زیر عمل ہے اور چوہدری صاحب موصوف ... اس سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ اس آبادکاری کا تمام کریڈٹ جناب میاں ظہور احمد صاحب کنوینر دارالسلام کمیٹی کو ہے ورنہ یہاں کی تعمیرات کی تکمیل میں اور زیادہ عرصہ لگ جاتا۔ ان کی جد و جہد اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول و منظور ہوتی نظر آ رہی ہے۔ مجھے "پاکیزگیٔ ماحول" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس موضوع کو پڑھ کر مجھے یک گونہ اطمینان ہوا، کیونکہ میرے دل میں جو خیالات گھوم رہے ہیں تو ان کا ... تقاضہ یہ تھا کہ کوئی ایسا موضوع ہی تجویز کیا جاتا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پاکیزہ ماحول کیا ہے؟ اگر یہاں پاکیزہ ماحول میسر نہ آیا تو اس کی ساری آبادکاری عبث ہوگی۔ ہمارے ذہنوں میں جو "دارالسلام" کی زندگی ہے اگر وہ عملی صورت میں میسر آ جائے تو ہماری محنت اور تجویز تکمیل پا جائیں گی۔

(اور جناب چوہدری فضل حق صاحب کی بدولت)

پاکیزہ ماحول کیا ہے اور کیونکر میسر آ سکنا ممکن ہے؟

پاکیزہ ماحول، ظاہر و باطن دو امور پر مشتمل ہے

قرآن کریم کی تعلیمات کا کمال یہ ہے کہ یہ ظاہر و باطن دونوں پہلوؤں کو یکجا و کامل کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف ظاہر ہو یا صرف باطن ہو، کیونکہ یہ دونو لازم و ملزوم ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔ یعنے اللہ تعالےٰ توبہ اور استغفار کرنے والوں اور مطہر و پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ اس جملہ کے اندر ظاہر و باطن دونو پہلو آ گئے ہیں۔ اسلام نے فرد اور معاشرہ کو پاکیزہ و مطہر کرنے کی عملی تعلیم دی ہے، روزانہ پانچوقتہ وضو اور ہفتہ میں کم از کم ایک بار غسل وغیرہ ظاہری پاکیزگی کی عملی تعلیم ہے، قرآن کریم نے ظاہری پاکیزگی پر بھی بڑا زور دیا ہے۔ مجلس و مسجد میں اسلام نے ظاہری پاکیزگی اور صفائی کا بڑا التزام کیا ہے۔ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ مساجد کو گندگی سے پاک کر کے صفائی و زینت کی جگہ بنانے کا حکم فرمایا۔ پھر فرمایا مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ زیب و زینت کو خدا نے حرام نہیں کیا اور رزق طیب کو منع نہیں کیا۔ حضور اکرم صلعم نے فرمایا کہ اگر امت اسلامیہ پر بوجھ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ مسلمان پانچ وقت مسواک کرے۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی حکمت کو آج کی طبی سائنس نے کھول کر بیان کر دیا ہے، کہ ناک اور منہ سے بیماری کے جراثیم جسم کے اندر جاتے ہیں۔ چنانچہ ان راستوں کو پاک و صاف رکھنا صحت کے لئے ازبس ضروری ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن خوشبو لگا کر مساجد میں پہنچو۔ اسی طرح عیدین اور دیگر اسلامی تقریبوں پر بھی پاک و صاف ہو کر آنے کی تلقین فرمائی۔

تو حاضرین کرام، ہمیں انجمن کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے یہاں احباب جماعت کی آبادکاری کی سکیم بنا کر بڑا اہم قدم اُٹھایا۔ یہ جماعتی معاشرہ پیدا کرنے کیلئے بڑا اہم منصوبہ ہے۔ یہاں جماعتی زندگی گذارنے اور جماعتی ماحول پیدا کرنے کے ذرائع میسر آئیں گے۔ اندرون شہر لاہور میں بڑی گھٹن ہے، گہما گہمی ہے، شور و غل ہے، گرد و غبار ہے، کارخانوں اور فیکٹریوں کا دھواں ہے۔ سڑکوں پر ٹریفک سے پٹرول اور مختلف گیسیں صحتِ عامہ پر بُرا اثر ڈالتی رہتی ہیں۔ گندی ہوا اور نالیوں کا تعفن بیماریوں کی افزائش کا موجب ہیں۔ "دارالسلام" میں ان سے نجات ملنے کے سامان ہیں۔ کیونکہ یہ کھلی جگہ ہے اور اُمید ہے کہ یہاں کی انتظامیہ صحت و صفائی کے جملہ پہلوؤں پر بالخصوص توجہ دیتی رہے گی۔ لیکن یہ سب کچھ ظاہری اور جسمانی صفائی و پاکیزگی ہے اور یہ ایک طرح سے اہم اور ضروری بھی ہے لیکن اس آبادکاری کا اول اور اہم مقصد یہ ہے کہ باطنی پاکیزگی اور امن و انصاف پر مشتمل ماحول کا قیام ہو، اسلام امن و انصاف کی تعلیم کو عالمگیر پیمانہ پر تلقین کرتا ہے، امن کا دار و مدار انصاف پر ہے، اگر کسی ماحول و معاشرہ میں مساوات اور عدل و انصاف کا راج نہیں تو دلوں کو امن و اطمینان کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج جو دنیا میں بدامنی اور بے چینی اور اضطراب و اضطراب ہے وہ صرف عدم عدل و انصاف کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ ظاہری طہارت و پاکیزگی کے معیار کے لحاظ سے آج دنیا کہاں سے کہاں جا چکی ہے، ایک صدی پہلے ہماری بود و باش کے طور و طریق اور تھے اور آج اور ہیں۔ پاکیزگی اور طہارت کے ذرائع میں کتنی ترقی ہوئی ہے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جسمانی و ظاہری پاکیزگی کے ساتھ ساتھ دنیا کا امن و اطمینان تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے، فرد اور معاشرہ میں قلبی و ذہنی خوف و ہراس اور اضطراب پایا جاتا ہے، دلوں کو سرور حاصل نہیں رُوح کو چین نصیب نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو رہے۔ ذاتی اور قومی مفادات کے لئے دوسرے شخص اور قوم کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ منصب، اقتدار، اختیار، دولت اور طاقت حاصل کرنے کی ہر کہیں فکر و پرواہ ہے، اس سے کبھی امن جاتا رہا ہے۔ ہر فرد اور قوم زیادہ سے زیادہ اختیار و دولت اور طاقت حاصل کرنے کی تگ و دو میں اندھی ہو رہی ہے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ کس طریقہ سے حاصل ہوں اور ہوسِ اقتدار و زر کی ... حد بھی کوئی نہیں ہے هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی آگ قلب و نظر پر مستولی ہے۔ نہ فرد پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں نہ قوم اس فکر میں ہے کہ ہم کس ڈگر پر چل رہے ہیں۔ گویا دنیا آنکھیں بند کر کے ایک ہی نفس پرستی کے مقصد کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔

باطنی امن و عافیت کے لئے اخلاقِ حسنہ کی ضرورت

تو حضرات! پاکیزہ ماحول کے لئے دلوں میں اتحاد و محبت اور مساوات و عدل کا ہونا نہایت ضروری ہے، ایک دوسرے کی خدمت و خیر خواہی پاکیزہ ماحول کے قیام کے لئے ازبس ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگرچہ ظاہری پاکیزگی کا یہاں سامان ہو بھی جائے لیکن باطنی پاکیزگی جو ہماری غرض و غایت ہے اور وہ ایک بڑا مشکل امر ہے نہ ہو تو ہمارا مقصد رائیگاں گیا، یہاں کے رہنے والے جب تک امر بالمعروف پر کاربند نہ ہوں ... اور نہی عن المنکر ان کا شیوہ نہ ہو، اور اخلاق حسنہ سے متصف نہ ہوئے اور صفات رذیلہ سے اجتناب نہ کریں، بغض و حسد، کینہ، بخل اور غیبت وغیرہ بدعملیوں سے اپنے دامن کو نہ بچائیں، اس وقت تک باطنی پاکیزگی قائم نہیں ہو سکتی اور نہ پاکیزہ ماحول میسر آ سکتا ہے ضروری ہے کہ یہاں ارکان و احکام اسلام کی پابندی نظر آتی ہو۔ یہاں کے گھر گھر سے قرآن خوانی کی آوازیں سنائی دیں۔ شعائر اسلامی کا احترام نظر آئے اور جو عنصر فساد اور خود غرضی کا سر اُٹھائے اسے دبا دینا چاہیئے۔ کینہ پروری اور منتقم مزاجی کو ختم کر دیا جائے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اس بستی کا نام پہلے "دارالامان" رکھا گیا تھا۔ قادیان بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں دارالامان تھا۔ دارالامان کی حقیقت و خصوصیت وہاں بدرجہ اولیٰ موجود تھی۔ اخبار الحکم کی پیشانی پر ایک شعر لکھا جاتا تھا وہ یہ ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

یہ شعر وہاں کے اس وقت کے ماحول کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور کہتے تھے کہ جب ہم کاروبار سے چھٹی کر کے قادیان .... پہنچتے تھے تو وہاں ہمیں ایک قسم کا سرور و چین اور امن و قرار نصیب ہوتا۔ وہاں کی چار چیزیں مشہور تھیں، حضرت امام وقت علیہ السلام کا وجود باجود۔ حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ کا درس قرآن، حضرت مولینا عبدالکریم صاحب کی تلاوت قرآن، حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا رسالہ انگریزی و اردو ریویو آف ریلیجنس اور حضرت مولینا نور احمد صاحب کابلی کی خوش الحان اذان۔

"دارالسلام" کی امتیازی خصوصیت

میں نے اکثر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کو قرآن کریم کی خدمت و اشاعت کی طرف بالخصوص توجہ دینی چاہیئے۔ اس جماعت کے امیر مرحوم حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے وہ رہتی دنیا تک اپنی افادیت کے لحاظ سے قائم و دائم رہے گی۔ حضرت ممدوح نے تراجم قرآن کریم کی بھی تحریک فرمائی تھی، میری خواہش ہے کہ "دارالسلام" کی آبادکاری میں یہ امتیازی خصوصیت پیدا کرنے کے لئے تراجم قرآن کریم کے کام کا یہاں آغاز کیا جائے۔ یہاں چند زبانوں ——— فرنچ، ہسپانوی وغیرہ میں تراجم ہو رہے ہوں، اور قرآن کی خدمت و تحقیق کا کام ہو رہا ہو، تو اس آبادی کو ایک اہم و منفرد خصوصیت حاصل ہو جائے گی جو اور کہیں عالم اسلام میں نظر نہیں آتی۔ یہ کام آپ کا ہی ہے اور آپ نے ہی کرنا ہے کیونکہ کسی اور جگہ یہ یقین اور ایمان اور اعتقاد نہیں ہے کہ اس زمانہ میں قرآنی علوم کو پھیلانے سے ہی اسلام کی فتح مقدر ہو چکی ہے اور اسلام دنیا پر غلبہ حاصل کرے گا۔

فہرست نمبر ۱ امداد متاثرین حالیہ جنگ

	روپے
بیگم صاحبہ میاں عبدالرحمٰن	10/-
״ ״ میاں عبدالقدوس	10/-
میاں عبدالحی صاحب	20/-
میاں عبدالواحد صاحب	10/-
مرزا حمید الرحمٰن صاحب	50/-
چوہدری ریاض احمد صاحب	20/-
مشتاق احمد صاحب گوندل	10/-
عبدالحفیظ صاحب	10/-
ماسٹر محمد عبداللہ صاحب	2/-
پروفیسر فضل دین صاحب	10/-
چوہدری عبدالمجید صاحب	50/-
ناصر احمد صاحب	10/-
ڈاکٹر مبارک احمد صاحب	20/-
مرزا نور الدین صاحب	10/-
بیگم صاحبہ شیخ نعمت محمد	25/-
ملک عبدالرحمٰن صاحب	10/-
ڈاکٹر وحید احمد صاحب	50/-
بیگم صاحبہ ڈاکٹر وحید احمد	50/-
شیخ محمد اقبال صاحب	20/-
والدہ صاحبہ ڈاکٹر اصغر حمید	150/-
پھوپھی صاحبہ ڈاکٹر اصغر حمید	150/-
بیگم صاحبہ کرنل سعید احمد	10/-
نادرہ فوزیہ دختران کرنل سعید احمد صاحب	10/-
نویدہ دختر ڈاکٹر وحید احمد صاحب	5/-
سہیل احمد صاحب پسر شیخ انعام اللہ صاحب	5/-
مولینا عبدالحق ودیارتھی صاحب	25/-
بیگم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب	25/-
جناب عبداللطیف صاحب	10/-
سائرہ اقبال	7/-
میزان	794.00

ناصر احمد۔ سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

مشرقی پاکستان میں گھرے ہوئے قیدیوں کیلئے درخواست دعا

مغربی پاکستان کے ہزارہا باشندے آجکل مشرقی پاکستان میں بھارتی افواج کی قید میں پھنسے ہوئے ہیں انہی میں سے ایک کا ذکر ذیل کے مراسلہ میں کیا گیا ہے اور دعا کی درخواست کی گئی ہے، انکے لئے بھی اور دیگر تمام جنگی قیدیوں کی رہائی کے لئے تمام جماعت سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ "بندہ کا ایک عزیز محمد اشرف صاحب صوم و صلوٰۃ کا پابند بہت ہی نیک نوجوان مشرقی پاکستان گیا تھا ابھی تک لاپتہ ہے۔ جماعت کے تمام بزرگوں اور بہنوں بیٹوں اور بیٹیوں سے درد دل سے ٭٭ درخواست ہے کہ وہ اس نوجوان کے لئے سلامتی سے پھر اپنے والدین سے ملنے کی دعا کریں"۔ مولوی عزیز الرحمٰن رسول منزل بوچی محلہ جھنگ ٭٭

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور

پاکستان کے بھارت سے موجودہ تعلقات صلح حدیبیہ کے واقعات سے متشابہ ہیں۔

(جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

اس دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو غلبہ پھر سے مقدر ہو چکا ہے، حالیہ بعض واقعات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ مثلاً ہجرت کے بعد کفار مکہ نے تین مرتبہ مدینہ منورہ پر حملے کئے۔ جنگ بدر، جنگ احد، اور جنگ خندق مشہور تاریخی واقعات ہیں۔ اسی کے مانند بھارت کے مشرک برہمنوں سے تنگ آ کر جب حضرت قائد اعظم کی قیادت میں مسلمانوں نے پاکستان میں ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی، تو اس کے بعد سے تین حملے بھارت کی جانب سے ہو چکے ہیں۔ ۱۹۴۹ء، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۲ء میں۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نشأۃ اولیٰ کی مانند اب تین جنگوں کے بعد ایک صلح ہو جائے۔ جس طرح حضرت رسالتمآب کے زمانہ میں صلح حدیبیہ ہوئی تھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کی شرائط کو تسلیم کر لیا، تو اکثر صحابہ کرام کو ایسی بظاہر دب کر کئے جانے والی صلح سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر جلد ہی قرآن کریم کی سورۃ فتح نازل ہوئی۔ جس میں صاف الفاظ میں اس صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ انا فتحنا لك فتحاً مبينا کی خوشخبری سے صحابہ کرام کے غم و صدمے دور ہو گئے۔ اور بالآخر واقعات میں بھی یہ بظاہر ذلت آمیز صلح فتح مبین ثابت ہوئی۔ کیونکہ صلح حدیبیہ کے وقت آنحضرت صلعم کے ساتھ صرف پندرہ سو صحابی تھے۔ لیکن صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں جب آپ نے کفار کی شرائط معاہدہ کی بدعہدی پر مکہ پر چڑھائی کی تو آنحضور کے ساتھ دس ہزار صحابہ ہمرکاب تھے۔ مکہ فتح ہوا اور بغیر کسی خونریزی کے ہوا۔ اس وقت بھی مشرکین مکہ کی مانند مشرکین بھارت اسلام کو نیست و نابود کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اور اس وقت بھی خدائے تعالیٰ کو دوبارہ فتح اسلام کا عظیم الشان نشان دنیا کو دکھلانا منظور ہے۔ لیکن بھارت کے تین ناکام حملوں کے بعد ابھی یہ ضرورت ہے کہ پاکستان اپنے اندرونی اتحاد اور اصلاح قوم کے عزائم کی تکمیل کرے۔ ابھی اس امر کے لئے وقت چاہیئے۔ کہ دنیائے اسلام شرک و کفر کے جارحانہ حملوں کے برخلاف متحدہ محاذ قائم کر لے۔ ابھی یہ حاجت ہے کہ دیگر ہمدرد اقوام سے پاکستان کے تعلقات مستحکم و مضبوط تر ہو جائیں۔ ابھی پاکستان کی افواج کو آزاد کرانا ہے۔ اس لئے وقتی ضرورت متقاضی ہے کہ بھارت سے اگر وہ صلح چاہتا ہے، امن کا معاہدہ ضرور کر لیا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم کا بھی یہی ارشاد ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله (۸: ۶۱) اگر کفار مشرکین صلح کی جانب مائل ہو جائیں تو تم بھی صلح کی شرائط مان لو اور بدعہدی کے اندیشہ کے ماتحت اسے رد نہ کرو۔ بلکہ خدا پر توکل کرو۔ جیسے اس کا عملی نمونہ صلح حدیبیہ میں باوجود نا موافق شرائط صلح کے آنحضرت صلعم نے پیش فرما دیا۔ اسی میں اسلام کی فتح مبین مقدر ہے انشاء اللہ ہمیں اس امر پر ایمان و یقین پیدا کرنا لازم ہے۔ ان الله مع المؤمنين۔ وكان حقا علينا۔ خدا تعالیٰ کے وعدے اٹل اور یقینی ہیں۔ ہمیں اپنی قوم کو ایمان و اخلاق کے زیوروں سے ترقی کے راستہ پر گامزن کرنے کے لئے وقت و سعی عمل بکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

پاکستان کا قومی پروگرام۔ اقتصادی مسئلہ کا اسلامی و عملی حل

۱۔ زکوٰۃ کا حساب اور اس کی وصولی کا پکا نظام قائم کیا جائے۔
۲۔ شراب خانہ خراب کی مکمل بندش کی جائے۔
۳۔ فحشاء، فسق و فجور، عریاں و فاحشہ فلم، ریڈیو، ٹی وی بند کر کے ان کی بجائے ان ذرائع ابلاغ عامہ سے تعمیر اخلاق قومی کے بھرپور پروگرام رائج کئے جائیں۔
۴۔ لازمی قومی تربیت کا حکم دیا جائے۔
۵۔ تمام اسلامی و انسانی اخلاق حسنہ کی تعلیم و تربیت کا نظام نافذ کیا جائے۔

اگر ان پانچ اصولوں پر حکومت وقت عمل کرنے کا تہیہ کر لے۔ تو اس وقت جس قدر عوام میں اسکی مقبولیت ہے، یقیناً اس سے دس گنا زیادہ ہر دلعزیزی بڑھ جائے گی۔

www.aaiil.org

یادِ رفتگان (مولوی محمد رمضان صاحب از منڈی بہاؤالدین)

ایک عاشقِ قرآن اور صاحب کشف و الہام بزرگ کے مختصر حالاتِ زندگی

(عبدالرؤف صاحب ۔ لاہور)

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

قبلہ والد صاحب مولوی محمد رمضان آف منڈی بہاؤالدین کے انتقال کی خبر ۲۶ جنوری کے پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغِ اسلام اور عشقِ رسولِ خیرالانام میں گذری، آپ کی مجاہدانہ اور ...... تبلیغی زندگی کے چند سرسری واقعات ازدیادِ ایمان کی خاطر ہدیہ قارئین ہیں۔ تاکہ احباب کو معلوم ہو سکے کہ اللہ تعالےٰ نے کیسے متوکل اور درویش صفت انسان جماعتِ احمدیہ کو عطا کئے ہیں جنہوں نے شہرت و نمائش سے بے نیاز ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر تبلیغ اسلام میں زندگیاں گذار دیں۔

آپ کا تعلق کھوکھر راجپوت خاندان سے تھا جو احمد آباد ضلع جہلم سے ہجرت کر کے بھیرہ ضلع سرگودھا میں آ کر آباد ہو گیا۔ آپ کے والد بزرگوار اہلِ حدیث تھے۔ اور اپنے حلقہ میں بدعات اور بد رسومات کے خلاف وعظ کرنے میں بڑے مشہور تھے۔ انہوں نے والد صاحب مرحوم کو مختلف دینی مدارس میں تعلیم کے لئے داخل کرایا۔ مگر آپ تکمیل تعلیم سے قبل ہی ایک درویش ساتھی طالب علم کی ترغیب پر چلہ کشی کی جانب مائل ہو گئے اور انتہائی گرمی کے موسم میں تزکیہ نفس اور روشنی قلب کی طلب میں نفلی روزے رکھ کر چلہ کشی شروع کر دی جس کا آپ کی صحت پر ناخوشگوار اثر پڑا اور آپ بیمار ہو گئے۔ اسی بیماری کے دوران اپنے والد کے کسی دوست کے ہمراہ متعدد مرتبہ قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ چند مرتبہ قادیان جانے اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں بیٹھنے سے آنکھیں کھُل گئیں اور آپ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ ان کے والد صاحب کو ان کی بیعت کی خبر سے بڑا رنج ہوا اور ان سے قطع تعلق کر لیا۔ لیکن والد کی بیماری کے ایام میں اتنے جوش و خلوص سے ان کی خدمت کی کہ وہ ان سے راضی ہو گئے اور اپنی غلطی کا بھی اعتراف کر لیا۔

اپنے والد صاحب کے مرنے کے بعد مولوی صاحب نے دودھ کا وسیع پیمانے پر کاروبار شروع کر دیا اور بھیرہ کے مشہور محلہ شیخاں کے بازار میں دو بڑی دوکانیں کرایہ پر لے کر ایک میں دودھ سپلائی کا ڈپو اور دوسری دوکان میں احمدیہ لائبریری قائم کر دی۔ اور اپنی جیب سے تین صد روپیہ فراہمی کتب و رسائل اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ کیا۔ اس لائبریری میں باجماعت نماز اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اس لائبریری سے کئی مزدوری پیشہ مگر تعلیم کا شوق رکھنے والے لڑکوں نے بڑا فائدہ اُٹھایا اور ان میں بعض کی ذہانت اور طلبِ علم کی کیفیت دیکھ کر والد صاحب مرحوم (مولوی محمد رمضان صاحب) نے انہیں مزید تعلیم اپنے خرچ پر دلائی۔ اور یہ خدا تعالےٰ کی قُدرت اور اس کا فضل ہے کہ ان کے ایثار نے ان لڑکوں کو معاشرہ میں اُونچا مقام دلایا اور آج ان کی بلند مرتبہ اولادیں شاید یہ تصور بھی نہ کر سکیں کہ

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

آپ کی اس انسان دوستی، غریب پروری اور جوشِ تبلیغ نے مخالفین جماعت احمدیہ میں حسد اور بغض کی فضا پیدا کر دی اور آپ کے کاروبار کو مختلف سازشوں کے ذریعہ بھیرہ میں فیل کر دیا گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ مخالفین کی سازشوں سے لائبریری کا انتظام تو بکھر گیا مگر مولوی صاحب کے لئے اللہ پاک نے منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کا علاقہ منتخب کر دیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۲۰ء میں منڈی میں ہندو مسلم کشیدگی پیدا ہو گئی اور مسلمانوں نے اپنی دوکانیں قائم کرنے کی تحریک شروع کر دی۔ یہاں سے دوکاندار لانے کے لئے ایک امام مسجد اور نمبردار بھیرہ میں گئے۔ مولوی صاحب سے ملاقات ہو گئی اور نمبردار مولوی صاحب کو ساتھ لے آئے۔ تو دہی دوکان لے کر دی اور ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔ یہ تھی آپ کے منڈی میں آنے کی داستان۔

بندہ درماندہ باشد دل طپاں
ناگہاں درماں برآری از میاں
عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری برو صد مہر و ماہ

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

یہاں بھی تھوڑی مدت بعد ہی ان کی خوشبو پھیل گئی۔ کہتے ہیں کہ عشق اور مُشک چھپانے سے نہیں چھپتے۔ دیہات کے اکا دکا احمدی آ کر ملنا شروع ہو گئے۔ مکان کے ساتھ ہی نماز باجماعت کے لئے ایک جگہ بنالی گئی۔ غیر مسلموں کی منڈی تھی۔ شہر میں صرف ایک مسجد تھی جو دور تھی۔ خرید و فروخت کے لئے آنے والے اکثر مسلمان آپ کے پاس ہی اُٹھتے بیٹھتے تھے آپ نے اپنی دوکان کے ساتھ ہی لائبریری بھی قائم کر دی جس کا انتظام راقم الحروف ...... کے سپرد تھا۔ کچھ مُدت کے بعد دکان کے اُوپر کا چوبارہ بھی کرایہ پر لے لیا اور اس میں باقاعدہ نماز جمعہ اور عام نمازیں بھی ادا کی جانے لگیں۔ چوبارہ مذکور کے ساتھ ہندوؤں کا جنج گھر تھا جس کے اُوپر کے کمروں میں لڑکیوں کا سکول تھا۔ مندر کے پُجاری برہمن نے چند دفعہ اذان کی آواز سُن کر غیر مسلم مالک مکان کے پاس تحریری شکایت بھیجی کہ ہمارے مندر کے ساتھ آپ کے چوبارہ میں مولوی محمد رمضان نے مسجد بنائی ہے اور روزانہ اذانیں دیتا ہے کسی دن یہ مکان مسجد کے نام پر تم سے چھین لیا جائے گا۔ مالک مکان تحصیل وزیرآباد سے فوراً منڈی پہنچا اور مولوی صاحب سے مکان دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اُوپر جا کر وہ بڑی عجیب جستجو سے اِدھر اُدھر دیکھتا پھرا۔ پھر بولا۔ کہ آپ نے پُرتیاں کہاں بنائی ہیں۔ وضاحت چاہی۔ تو مالک کہنے لگا "مجھے شکایت گئی ہے۔ کہ آپ میرے مکان میں اذانیں دیتے ہیں اسے مسجد بنا لیا ہے اور پھر مسجد کے نام پر تم اس پر قبضہ کر لوگے" جب مولوی صاحب نے اسے اپنے احمدی ہونے کا بتایا۔ نیز اسے اذان کا ترجمہ اور نماز کا خلاصہ سنایا تو وہ ہندو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، گمبھیر آواز میں بولا "مہاراج آپ تو اللہ والے ہیں ساری عُمر میرے مکان میں نمازیں پڑھیں، اذانیں دیں۔ میری یہ جگہ پاک ہی ہو گی" بعد میں پتہ چلا کہ چند مخالفوں نے مندر کے برہمن سے مل کر یہ شکایت کی تھی تاکہ احمدی ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز ادا نہ کر سکیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان تھا کہ غیر مُسلم مالک مولوی صاحب پر اتنا مطمئن رہا کہ اپنی باقیماندہ ملحقہ جائداد کا بھی انہیں مختار بنا دیا۔ جو لوگ دین کی خدمت کو مقصدِ حیات بنا لیتے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کے لئے معجزہ نمائی کرتا ہے آج چوبارہ مذکور اور دکان مولوی صاحب کی اولاد ہی کے قبضہ میں ہے ۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

ایک بار مخالفین نے آپ کی دکان پر پکٹنگ لگا دی۔ خریداروں کو روکا جانے لگا۔ گھر میں پتھر پھینکے گئے۔ غرضیکہ ہر طرح سے تنگ کیا گیا۔ بھیرہ کے مشہور رئیس جناب شیخ فضل حق صاحب پراچہ مرحوم کو جب مولوی صاحب کی ان تکالیف کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے فوراً اپنے ایک خاص آدمی کو علاقہ کے بڑے زمیندار کے پاس بھیجا۔ کہ مولوی صاحب کی مدد کی جائے۔ دوسرے ہی دن وہ زمیندار چند دیگر معززین علاقہ کے ہمراہ اپنے محافظین کا پورا جتھہ ساتھ لئے مولوی صاحب کے پاس پہنچا۔ اور روزور دے کر کہنے لگا۔ کہ تکلیف دینے والوں کے نام دیتے بتاؤ۔ میں ابھی ان سے نمٹ لیتا ہوں۔ اگر اس طرح مناسب نہیں سمجھتے، تو میرے ساتھ تھانیدار کے پاس چلیئے وہ میرا دوست ہے۔ ہر طرح آپ کی مدد کرے گا۔

اس زمیندار کی آمد سے دکان پر میلہ سا لگ گیا۔ پہلے تو آپ نے اُٹھ کر اس زمیندار کا شکریہ ادا کیا۔ مگر ساتھ ہی کہا۔ کہ "اب میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ اس لئے اب میں اس کے فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ خدا تعالےٰ کی قدرت اور مولوی صاحب کی قبولیت دعا کا یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ کہ ابھی پندرہ دن بھی نہ گذرے تھے۔ کہ گھیراؤ کرنے والوں کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ اُن کے مابین فساد بھی ہوئے۔ اور وہ سب ایک ایک کر کے نہ صرف بھاگ گئے بلکہ چند ایک نے آ کر معافیاں بھی مانگیں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ فرشتے ان پر کوڑے برسا رہے ہیں ۔

قرآن کریم سے عشق

مولوی صاحب مرحوم نے ساری عمر قرآن کریم پڑھانے کا شغل جاری رکھا۔ شام کے

www.aaiil.org

بعد پڑوس کے بچوں۔ بڑوں اور بوڑھوں تک کو اکٹھا کر کے کسی کو نماز کا سبق دیتے۔ کسی کو قرآن پڑھاتے جو نہ آتا دو دن انتظار کرتے کے بعد خود اس کے پاس پڑھانے کے لئے چلے جاتے۔ اس طریقہ سے وہ شرما کر خود ہی بلاناغہ پڑھنے آجایا کرتا تھا۔ اور یہ طریقہ آخر دم تک جاری رہا۔

محترم صاحب کشف والہام تھے سچی خوابیں کثرت سے آیا کرتی تھیں۔ مگر کبھی ان کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ صرف ان کے ملنے والے بعض امور پر مولوی صاحب کے اصرار سے یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ ایک شخص کو مسافری میں ابتلاء پیش آنے والا تھا۔ اس کے والد کو بلا کر سمجھایا کہ اپنے لڑکے کو متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں باتوں میں احتیاط کرے، لڑکے کے والد نے پیغام پہنچانے میں سستی کر دی۔ ابھی ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا کہ اس کے گرفتار بلا ہونے کی اطلاع آگئی ؎

یہی اک فخر شان اولیا ہے
یہی اک آئینۂ حق نما ہے

خالق ارض وسما بعض انسانوں کو ایسے عمدہ جبلّی خواص سے نواز کر دنیا میں بھیجتا ہے۔ کہ جب ان کی جبلتوں کو مناسب تربیت سے نمو کا موقع ملتا ہے تو خدا پرستی کے یہ مخفی خزانے ظاہر ہو کر متعدد روحوں کو قلبی نور و عرفان سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ روحانی جماعتیں ایسے ہی بابرکت انسانوں سے بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہیں۔ آپ جہاں بھی گئے درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور نیک لوگ آپ کے گرد ہمیشہ اکٹھے رہے۔

تعمیر مسجد کی دھن اور کامیابی

آپ پر اپنی الگ احمدیہ مسجد بنانے کی دھن سوار تھی بلکہ یہ دھن عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ ایک بار ملک صوفی محمد دین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی منڈی بہاؤالدین رئیس علاقہ نے اپنی اراضی سے دس مرلہ زمین دینے کی پیشکش کی۔ وہ شہر سے ذرا ہٹ کر ہونے کے باعث آپ نے نہ لی۔ آخر آپ کو شہر کے عین وسط میں ایک جگہ پسند آئی۔ یہ سرکاری زمین تھی۔ اور کچھ عرصہ بعد مکانات کے نیلام ہونے والی تھی۔ اس کا محل وقوع کمپنی باغ کے مین گیٹ کے عین سامنے تھا مسجد کے لئے درخواست لکھی۔ نقشہ بنوایا اور احمدیوں کا ایک وفد لے کر ڈی سی گجرات سے ملے۔ یہ غالباً ۱۹۴۲ء کا زمانہ تھا۔

ڈپٹی کمشنر نے سرکاری ریٹ پر زمین دینے سے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ آپ کھلے نیلام میں خرید لیں۔ اور دیگر خریداروں کو کہدیں کہ کوئی بولی نہ بڑھائے۔ مگر مولوی صاحب کو معلوم تھا کہ غیر مسلم تو کجا اپنے مسلمان بھائی بھی ہماری مسجد و مدرسہ نہ بننے دیں گے لہذا آپ نے دعاؤں پر زور دینا شروع کیا۔ اس وقت کی مولوی صاحب کی نیم شبی پکار، آہ و بکا دعا کا پرسوز لہجہ مجھے جب بھی یاد آتا ہے تو دل میں کھرچن اور میٹھا میٹھا درد سا محسوس کرتا ہوں۔ عجیب سماں ہوتا تھا۔ سحری کا ٹائم۔ پرسوز قرأت، اظہار درد و تڑپ۔ غرضیکہ در و دیوار رونے لگتے تھے ؎

کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
زلزلہ آیا زمیں پر اسکے چلانے کے بعد

اللہ تعالٰے نے آپ کی دعا کو اس رنگ میں قبول فرمایا کہ وہ زمین پاکستان بن جانے کے بعد نیلام ہوئی۔ علاقہ کے ایک مذہب پسند متمول زمیندار چوہدری غلام حیدر نے بھی اپنے مکانات کے لئے زمین خریدی۔ اسے بھی اپنی مسجد بنانے کا شوق تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہم خیال لوگوں کی مدد سے اپنے مکانوں کے قریب کمپنی باغ مین گیٹ کے عین سامنے مولوی صاحب مرحوم کی پسند کردہ اور نقشہ داخل کردہ جگہ تقریباً چار کنال زمین پر قبضہ کر کے مسجد کے نام پر خیمے اور قناتیں لگوادیں اور راتوں رات کچے بنیادیں بھی بھر دیں۔ مقدمہ چلا یہ ہائیکورٹ تک گیا۔ آخر سرکاری نرخ پر مذکورہ بالا زمین مسجد کے لئے چوہدری غلام حیدر صاحب کو مل گئی۔ اب وہاں بہت بڑی مسجد مکمل ہو رہی ہے مسجد غوثیہ کا بورڈ آویزاں ہے، کارنر جگہ ہے۔ ایک طرف کچہری روڈ اور دوسری طرف کھاریاں روڈ ہے۔ یعنے کمپنی باغ کا مین گیٹ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ مولوی صاحب کو کشف میں یہ جگہ مسجد کے لئے ہی دکھائی گئی تھی۔ جب ہی اس کے حصول کے لئے انہوں نے بڑا زور لگایا اور جب بظاہر ناکامی ہوئی تو اللہ تعالٰے کے دروازے پر گر گئے اور دعاؤں کا سہارا لیا

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

اور قبولیت دعا کا یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو مولوی صاحب کی منتخب کردہ جگہ پر ہی ایک عظیم الشان مسجد کی شکل میں منڈی میں کچہری روڈ پر از دیاد ایمان کے لئے تا ابد موجود رہیگا۔ آپ جب کبھی ادھر سے گذرتے مسجد کے منتظم کے پاس بیٹھ کر خدا کا شکر ادا کیا کرتے۔ چوہدری غلام حیدر ہنس کر کہتا کہ قبلہ! یہ مسجد بھی آپ ہی کی ہے۔ آ کر اس میں نماز ادا کیا کریں۔

جماعت احمدیہ کی ترقی و استحکام کے لئے دعائیں

جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے بڑے درد سے دعائیں کرتے تھے۔ اور یہ انہیں کی دعاؤں کا کرشمہ ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے جہاں دونوں جماعتوں کے چند افراد مل کر جمعہ ادا کیا کرتے تھے

ربوہ کی جماعت کے دوست مولوی صاحب کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کے موجودہ مقامی امیر جماعت نے قرآن شریف پڑھنا انہیں سے سیکھا تھا عمر کے آخری بیس برس آپ نے بالکل انقطاع الی اللہ کی زندگی گذاری۔ گھروں میں قرآن کریم پڑھانے اور ترجمہ سکھانے کے لئے جایا کرتے تھے۔ اسی بناء پر اکثر غیر احمدی احباب اپنے باپ کی طرح ان کی عزت کیا کرتے تھے اور مجھے کہا کرتے تھے کہ انکے جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے میں ہماری مدد کرنا۔ مطلب یہ تھا کہ ہمیں بھی اطلاع دی جائے۔ کم وقت اور مرحوم کی میت باہر سے منڈی بہاؤالدین میں لے جانے اور بارش کے باوجود ان کے اکثر غیر احمدی عقیدت مندوں نے ان کی نماز جنازہ احمدی امام کے پیچھے ادا کی۔ چونکہ طویل عرصہ کی خشک سالی کے بعد یہ پہلی بارش تھی اس لئے غیر احمدی دوستوں نے مرحوم پر اس بارش کو اللہ تعالٰے کی خاص رحمت سے موسوم کیا۔

مرکز سے لگاؤ

مرکز سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرا دل وہاں دھڑکتا ہے۔ مرکز کی جانب سے ہر تحریک پر بڑی بشاشت سے لبیک کہا کرتے تھے اور ہمیشہ اوّلون کی صف میں رہنا پسند کرتے تھے۔ مرکز کے کارکنوں سے اتنا پیار تھا کہ جب تک جلسہ سالانہ میں شمولیت کے قابل رہے ہر دوست کے لئے حسب توفیق و پسند تحائف لاتے رہے۔ کبھی اکیلے جلسہ میں نہ آتے بلکہ ہمیشہ دو چار آدمیوں کو اپنے خرچ پر ساتھ لاتے تھے۔

انتہائی دلیر اور شجاع انسان تھے حق کی خاطر باطل سے ٹکر لے جاتے تھے اپنے احمدی ہونے پر فخر کرتے اور اللہ تعالٰی کا انعام سمجھتے کہ اس نے زمانہ کے امام کی شناخت عطا فرمائی اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ لومۃ لائم کی پرواہ نہ کیا کرتے تھے ۱۹۵۳ء کی تحریک کے پُرخطر دنوں میں کہیں پڑھانے جا رہے تھے کہ راستہ میں کسی نے ٹوکا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر بلند آواز سے اسے سنا کر خاموش کر دیا ؎

بکار دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمد
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من
کہ دیدم حسن پنہانِ محمد

ان کی اس دلیری نے شورش پسندوں پر یہ اثر ڈالا کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ دیوانہ خود مرنے کے لئے نکلا پھرتا ہے تاکہ کوئی اسے مار دے۔ اور شہر میں فوج آکر باقی ماندہ احمدیوں کی جان بچالے لہذا اس پر کوئی ہاتھ نہ اٹھائے"۔ گویا ؏

ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم

احمدیہ لٹریچر سے محبت

احمدیہ لٹریچر سے محبت جنون کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ کوئی چار پانچ من وزن کے پیغام صلح (فائل مکمل نامکمل) اور دیگر رسائل وغیرہ حفاظت کی غرض سے لکڑی کی سات بڑی پیٹیوں میں راقم الحروف سے محفوظ کرا کے رکھ دیئے حالانکہ مولانا عبدالمنان صاحب عمر نے مرحوم کے ایک رجسٹری خط کے جواب میں پرانے اخبارات کو جلا کر دریا برد کرنے کی انہیں شرعی نقطہ نظر سے اجازت دے دی تھی۔ (باقی رباقی)

شادی خانہ آبادی

میرے عزیز فرزند مرزا اعجاز محمود بیگ کا نکاح بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر عزیزہ ماہ جبیں (دختر محمد ایوب خانصاحب آف کویت) سے ۲/۲ کو ہوا ہے دعا ہے کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے باعث برکت ہو۔ میں اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ یکصد روپیہ برائے مفت اشاعت "محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز" مصنفہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی پیش کرتا ہوں۔ یہ عظیم کتاب تمام مذاہب پر ایک مخصوص اتمام حجت کا حکم رکھتی ہے۔ اس کتاب میں ہر مذہب کی الہامی کتاب سے حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیشگوئیوں کو جمع کیا گیا ہے اس عجیب و غریب کتاب کے امریکہ اور یورپ کی تمام

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ (مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

زید۔ عیسائیت تو کوئی ضابطہ حیات پیش نہیں کرتی۔ نہ وہاں کوئی شریعت کے احکام ہیں نہ قانون کے ضوابط۔ نہ ان کی کتاب اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ نہ ان کے پیغمبر کا کوئی نمونہ تاریخ میں مذکور ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہوا کہ عیسائیت تمام مذاہب سے بڑھ کر انسانیت کے ایک کثیر حصہ کو اپنے زیر اثر لانے میں کامیاب ہو گئی، اور یہ کیونکر ممکن ہوا کہ دنیا میں صرف عیسائیت ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا نظریاتی اور اصولی طور پر اسلام سے مقابلہ ہے اور باقی مذاہب جامد اور بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں!

بکر۔ بات یہ ہے کہ جب عیسٰی علیہ السلام بیکسی کی حالت میں مخالفوں کے مظالم اور ستم رانیوں سے بچ کر فلسطین سے ہجرت کر گئے تو انہیں اللہ تعالےٰ نے ایک ایسی جگہ پہنچا دیا جو بڑی بلندیوں پر تھی۔ اور جہاں اُوپر جا کر زمین ہموار ہو گئی تھی۔ جہاں چشمے اور نہریں بہتی تھیں۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں ہے وجعلنا ابن مریم وامّہ اٰیۃ واٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین ٥ ہم نے ابن مریمؑ اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا ہے اور ان دونوں کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی جو ہموار اور شاداب تھی۔ ایک طرف قرآن کریم کا یہ فرمان اور دوسری طرف تاریخ اعظمی کشمیر میں لکھا ہے کہ سرینگر محلہ خانیار میں ایک قبر ہے جو یوز آسف کی قبر کے نام سے موسوم ہے۔ جسے نبی صاحب کی قبر بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ کے بعض محققین نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ قبر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہے۔ پھر کشمیری اور افغان اب بھی اپنے آپ کو بنی اسرائیل ظاہر کرتے ہیں، یہی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں ہیں جن کی طرف حضرت عیسٰی علیہ السلام کا صلیب سے بچ نکلنے کے بعد فلسطین اور شام سے کوئی تعلق نہ رہا۔

ظہورِ اسلام کے بعد مشرق میں بسنے والے اکثر عیسائی مسلمان ہو گئے۔ عیسائیت کے کھیچے کھچے علمبردار کسی طرح سے یورپ چلے گئے اور سلطنت روما کے تحت پناہ گزین ہو گئے۔ سلطنت روما کے ماتحت بہت سی قومیں اور بہت سے مذاہب کے پیرو موجود تھے۔ عیسائیوں کے من چلے راہبوں نے شمس پرست لوگوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے لئے ان کے بہت سے عقائد اپنا لئے۔ ان کے تہواروں کو بھی اپنے تہوار بنا لیا۔ سورج دیوتا کی جگہ مسیحؑ کو معبود کی شکل میں پیش کر دیا۔ ان سب اکابرین میں پولوس سب سے ہوشیار تھا۔ اس نے کئی نئے عقیدے ایجاد کر لئے وُہ بت پرستوں میں بت پرست تھا آتش پرستوں میں آتش پرست اور شمس پرستوں میں شمس پرست، یورپ کے زرخیز دماغ والے چند ہوشیار مبلغوں نے نئے کلیسا کی بنیاد رکھی اور ایسی زبردست تنظیم پیدا کر دی کہ دیگر مذاہب کے عوام کے لئے اس میں بڑی تقویت پہنچی۔ اس وقت سلطنت روما دنیا کی سب سے بڑی منظم اور جاہ و جلال والی سلطنت تھی۔ عیسائیوں کے پڑھے لکھے طبقے نے عوام میں بڑا اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ انہوں نے انسانوں کی نجات کے لئے بڑے آسان گر لوگوں کو سکھائے "مسیحؑ کو خدا کا بیٹا مان لو اور کفارہ پر ایمان لے آؤ۔ تو تمہاری نجات ہی نجات ہے۔ عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔ شریعت خود ایک لعنت ہے اس سے کنارہ کشی بہتر ہے"۔ یہ تھی عیسائیت کی اصل اپیل، جو سادہ لوح سہل انگار اور راحت پسند جنت کے متمنی اور نجات کے خواستگار لوگوں کے لئے باعث کشش بن گئی۔

دوسرا حربہ ان اخلاق باختہ عیارانِ روحانیت نے یہ اختیار کیا کہ اسلام کے خلاف اعتراضات کی ایک خطرناک مہم شروع کر دی اور ان اعتراضات کے جواز کی یہ صورت کہ افترا پردازیوں اور بہتان پردازوں ... سے اسلام کا چہرہ مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ جس سے دنیا کے بیشتر حصہ میں اسلام کے خلاف بڑی نفرت پیدا ہو گئی پادریوں نے جان بوجھ کر اور دوسرے اہلِ علم نے اسے ثواب سمجھتے ہوئے اسلام کو ناحق بدنام کرنا شروع کر دیا۔ کروڑوں کتابیں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے لکھ دی گئیں۔ عیسائی بادشاہوں نے اس نئے کلیسا کی نئی عیسائیت کی تبلیغ پر بے دریغ زرِ بے صرف کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت ایک بڑی طاقت بن گئی اور جہاں جہاں عیسائی بادشاہ تاجپوشی کرتے ہوئے ایشیا اور افریقہ کے ممالک کو زیر نگیں لانا چاہتے تھے وہاں انہوں نے ہراول کے طور پر عیسائی مشنریوں کو تسخیر قلوب کے لئے بھیج دیا، وہاں جا کر انہوں نے لوگوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر دائرہ عیسائیت میں لانا شروع کر دیا، بعد ازاں عیسائی بادشاہ فوجیں لے کر ان ممالک میں داخل ہو جاتے اور ان کو زیر نگین کر لیتے تھے۔ عیسائیت کا پہلے بھی اسلام سے مقابلہ ہوتا رہا۔ تبلیغ اور اصولوں کی اشاعت سے اسلام نے عیسائیت کے بیشتر حصہ کو موحد بنا لیا تھا مگر خود مسلمان جب گمراہ ہو گئے اور قرآن کریم کو طاق نسیان پر رکھ دیا تو عیسائیت نے روپے کے لالچ اور حکومت کے اقتدار سے کئی ممالک کو اپنے زیر اثر لانا شروع کر دیا۔ اب جبکہ علم کا زمانہ آ گیا ہے تو خود عیسائی دنیا میں چند ایسے محقق پیدا ہو گئے جنہوں نے عیسائی دنیا کی پرانی کتابوں کا مطالعہ کر کے اصل حقیقت دریافت کر لی ہے اور ان میں سے بعض نے بڑے زور دار الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ یہ ساری کتابیں جلا دینے کے قابل ہیں، یہ اکاذیب اور اباطیل کا مجموعہ ہیں، اور پادریوں نے ان کتابوں میں محمد رسول اللہ صلعم کو ایک بت ظاہر کر کے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ خدا کی بجائے مسلمانوں کے معبود ہیں انہوں نے ازرہ دجل و فریب اسلام پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ تلوار سے پھیلا ہے اور مسلمان قوم کو ڈاکو، قاتل، غارتگر اور شہوت پرست قوم قرار دیا ہے۔ اب جُوں جُوں علم کی روشنی بڑھ رہی ہے توں توں جھوٹ کے پردے اٹھ رہے ہیں اور اصل حقیقت سامنے آ رہی ہے یہاں تک کہ یورپ کے بہت سے ممالک نے عیسائیت کے اصولوں کو ترک کر کے اسلام کو اپنا لیا ہے اور قانون بنا کر ان اصولوں کو اپنے ملک میں رائج بھی کر لیا ہے۔ مسلمان مادی اور جسمانی طور پر گو کمزور ہیں پھر بھی تبلیغی میدان میں وہ افریقی ممالک میں بھی عیسائیت کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہیں اور عیسائیت پر غالب آ رہے ہیں۔ اب خود عیسائی دنیا میں اسلام کے تبلیغی مراکز کھل چکے ہیں اور تحریکِ احمدیت کے مجاہدین یورپ میں بڑے زور سے کام کر رہے ہیں۔ احمدیت کی اس شاخ کے مبلغین لنڈن۔ برلن۔ ہالینڈ میں اشاعت اسلام میں مصروف ہیں اور بہت سے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کر چکے ہیں۔ جنوبی امریکہ کے جزائر فجی، ٹرینیڈاڈ، برٹش گی آنا اور ڈچ گی آنا میں بھی کام ہو رہا ہے۔

زید۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بعض امور کی آپ نے خوب تشریح کی ہے۔ مگر ایک اور بات جو دلوں میں کھٹکتی ہے جس کا بظاہر آپ کے پاس کوئی جواب نظر نہیں آتا، اس پر بھی ذرا غور کر لیں۔ حدیثوں میں جو نقشہ اس زمانہ کا کھینچا گیا ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے بھی بڑے واضح اشارے کئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں آسمان سے مسیحؑ کا نزول ہو گا۔ ان حدیثوں کو تواتر کا درجہ حاصل ہے اور تمام امت اور اس کے تقریباً تمام فرقے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں ایک طرف دجال ظاہر ہو گا اور دوسری طرف مسیح موعودؑ کا نزول ہو گا۔ اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسیحؑ فوت ہو چکا ہے۔ تو اس کا نزول کیسے ہو گا۔ یہ بھی آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ مرنے والے پھر دنیا میں نہیں آیا کرتے اس مشکل کو بھی ذرا حل کر دیجئے۔

بکر۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ نزول سے مراد جسمانی طور پر آسمان سے اترنا نہیں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ ہم نے لوہا نازل کیا، لباس نازل کیا، بہائم نازل کئے، پس لفظ نزول سے مراد یہ نہیں کہ مسیحؑ اسرائیلی بجسد عنصری آسمان سے نازل ہو گا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے اور جیسا کہ اہلِ علم ... جانتے ہیں کہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارات اور مجازات سے کام لیا جاتا ہے اور ان پر ابہام کا پردہ پڑا رہتا اور وہ ہمیشہ تاویل طلب ہوتی ہیں۔ ان پر ایمان لانا اسی لئے ایک ثواب کا کام ہے کہ یہ دو اور دو چار کی طرح واضح نہیں ہوتیں وقت آنے پر ان کی حقیقت کھل جاتی ہے اور ان کی اصل تعبیر پر سے پردے اُٹھ جاتے ہیں، یہاں بھی مسیح موعودؑ سے اُمتِ محمدیہ کا کوئی ایسا فرد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر مسیح علیہ السلام کے رنگ و بو میں ظاہر ہو اسے انہیں حالات کا سامنا کرنا پڑے جن سے مسیحؑ کو واسطہ پڑا تھا۔ مسیحؑ خود بادشاہ نہ تھے، انہیں غیر کی حکومت میں کام کرنا پڑا تھا۔ وہ ایک وفادار رعایا کی طرح رومن حاکموں کی سلطنت میں

www.aaiil.org

وفاداں شہریوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں جلالت شاہی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اقلیم روحانیت کے بادشاہ تھے۔ وہ فروتنی، انکسار، محبت اور اخلاص سے وعظ کرتے تھے۔ دلیل اور منطق ان کے ہتھیار تھے۔ اخلاق اور محبت ان کا سرمایہ تھا۔ یہاں بھی جس مجدد نے اس صدی کے سر پر ماموریت کا دعوےٰ کیا وہ برطانیہ کی سلطنت میں رعایا کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے پاس تاج اور تخت کی سطوت نہ تھی بلکہ وہ ایک درویش صفت انسان، سچائی کا منادی، علم، قلم اور دلائل سے دنیا کو قائل کرنے والا تھا۔ اس کو مجازی رنگ میں مسیح موعود کا خطاب دیا گیا۔ کیونکہ وہ خود مسیحؑ ہی کے حالات سے گزر رہا تھا اور اس نے مسیحؑ ہی کی طرح پیش آمدہ مسائل کو حل کرنا تھا۔ وہ عیسائی دُنیا کے گناہگاروں کے لئے مسیحا تھے اور مسلمانوں کے اندر تجدید دین کے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے مہدی۔ اور عام انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لئے حق کے پرجوش مبلغ تھے۔ ان کا اصل کام دجال کو ختم کرنا اور کسر صلیب کے عمل کو سرانجام دینا تھا۔ آپ کے سوال کا ایک فیصلہ کن جواب خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے ظہور کے وقت ہی دے دیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان کا کسی سابقہ عظیم الشان انسان کی خو بو میں آنا ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ ظہور مسیحؑ سے قبل یہودیوں میں تین انسانوں کے آنے کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔

(۱) قوم اسرائیل حضرت ایلیا (حضرت الیاسؑ) کے دوبارہ آنے کے انتظار میں تھی۔ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت الیاسؑ آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں اور ان کی دوبارہ بعثت ہوگی۔ یہ دونوں باتیں ان کی کتابوں میں لکھی تھیں!

(۲) وہ حضرت عیسےٰ کا جو بنی اسرائیل کے آخری نبی ہونے تھے انتظار کر رہے تھے

(۳) وہ کسی "وہ نبیؑ" کی آمد کے قائل تھے جس کے آنے کو وہ خدا کا آنا سمجھتے تھے۔ جب عیسےٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مسیحائی کا دعوےٰ کیا تو یہودیوں نے پوچھا کہ کیا آپ ایلیا نبی ہیں۔ یا کیا آپ "وہ نبی" ہیں۔ مسیحؑ نے جواب دیا کہ میں نہ تو ایلیا ہوں نہ "وہ نبی"۔ وہ نبی تو میرے بعد آئے گا اور ایلیا نبی آچکا ہے۔ انہوں نے کہا "کیسے"؟ انہوں نے فرمایا اے نادانو! ایلیا کے رنگ و بو میں یوحنا (یحییٰ) جو آچکا ہے۔ ان میں سے بعض نے مان لیا اور بعض اب تک ایلیا کے انتظار میں ہیں۔ پس مسیح موعودؑ کے آنے کی تشریح تو خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرما چکے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے مسیح موعود ہونے کی یوں بھی تشریح کی ہے ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نام من بنہادہ اند

ظہور مسیح اور آخری زمانہ میں کسی ہادی کی بعثت حدیثوں میں واضح طور پر مذکور ہے جب قرآن کریم سے بہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کی خبر حضرت نبی کریم صلعم نے یقیناً دی ہے اور اس حقیقت کو بھی تسلیم کرلیا گیا کہ کوئی شخص اس دنیا سے وفات پاکر جب رخصت ہو جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آسکتا۔ تو پھر قرآن کریم اور حدیث کی صرف اسی ایک صورت میں تطبیق دی جا سکتی تھی کہ مسیحؑ کی آمدِ ثانی کی اس توجیہہ کو تسلیم کرلیا جائے جو حضرت مرزا صاحبؒ نے بیان کی ہے۔ مرزا صاحبؒ ان گزرے ہوئے چودہ سو برس میں واحد شخصیت ہیں جن کو اس مدلل اور معقول تطبیق کا علم دیا گیا ہے، یہ بات بذاتہ مرزا صاحبؒ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ مرزا صاحبؒ نے مسیح موعود کے خطاب کے جواز کی ایک اور دلیل بھی دی ہے ؎

چوں کہ افراد ستم بیرِ ستد مسیح را
غیورئی خدا بسرش کرد ہمسرم

زید ـ بہت بہت شکریہ۔ آپ نے باتوں باتوں میں علم کا ایک وسیع میدان میرے سامنے رکھ دیا ہے مگر اب یہ بتلائیں کہ اتنی خوبصورت تعلیم اور اتنے خوبصورت علم کے باوجود یہ کیونکر ہوا کہ اپنے اور بیگانے حضرت مرزا صاحبؒ کی مخالفت کے درپے ہیں۔

بکر ـ آہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ اس سوال کے جواب میں خود قرآن کریم کے اوراق کے اندر ایک آہ موجود ہے جو زمین سے اُٹھ کر آسمان پر پہنچتی رہتی ہے۔ خدا کو اپنے انبیاءؑ سے اس قدر محبت ہے کہ وہ انہیں اپنے قانون کے ماتحت آزمائشوں میں ڈالتا ہے لیکن انسانوں کی بے بصری، کم فہمی، کوتاہ اندیشی حقیقت ناپسندی اور احسان فراموشی سے خود تختِ الوہیت میں یعنی عرش معلےٰ پر سنسنی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کیونکر اپنے ہی خواہشوں کے خلاف بلکہ خود اپنے مفاد کے خلاف محض اپنی نفس پرستیوں کے تحت علمِ بغاوت بلند کر دیتا ہے میں آپ کے سوال کا جواب دے رہا ہوں مگر اس سوال کا جواب دیتے وقت میرا تمام نظام حیات متزلزل ہو رہا ہے میں جواب دینے کی بجائے خدا ہی کا کلام پڑھ دیتا ہوں۔

یا حسرۃً علے العباد ما یاتیھم من رسول الّا کانوا بہ یستھزءون
(سورۃ یٰسٓ)

انسانوں پر حسرت۔ کوئی پیغام لے کر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں آیا مگر انسانوں نے از روئے تظلم ان کو ہمیشہ ہنسی میں اڑایا۔

آپ نے حضرت مرزا صاحبؒ کے متعلق یہ سوال کیا ہے وہ تو حضرت رسول کریم سرور کائناتؐ کے ایک غلام ہیں ان کی خاک پا ہیں خود ان کے آقا کے نام اور کو دنیا نے اب تک نہیں بخشا۔ یورپ سے اب تک حضورؐ کی شان میں گستاخیوں اور شرانگیزیوں سے پر تصنیفات نکلتی رہی ہیں۔ مذہبی دنیا کے بڑے بڑے نامور انسان اپنے پورے خدوخال کے ساتھ تو نہیں مگر دھندلے سے نقوش تاریخ کے صفحات پر چھوڑ گئے ہیں۔ مگر ان کے خلاف کبھی کسی نے آواز نہیں اُٹھائی۔ بلکہ ان کی صداقت میں تحسین اور مبالغہ آمیزیوں سے کام لے کر ادب کا بڑا سرمایہ پیدا کر دیا گیا ہے حضور نبی کریم صلعم اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور تھے ان کا لایا ہوا پیغام موجود ہے وہ تاریخی شخصیت تھے۔ ان کی تعلیم اور کردار نے دنیا کے تمدن، دنیا کی تہذیب، دنیا کی معلومات، دنیا کی معاشرت دنیا کی سیاست میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔۔۔ اور یہی چیز مخالفوں کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ عوام جہل انگار ہیں کچھ نہ کر کے بہت بڑا اجر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بلا محنت جنت کے باغوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کیرکٹر کی پختگی، مراتب کی بلندی اخلاق کی رفعت اور روحانیت کی پاکیزگی ایک مسلسل پروگرام کی منظم پیروی چاہتی ہیں خدا کی طرف سے آنے والے، انسانوں کو محنت شاقہ کے عادی بنا کر ان کو بلندیوں پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہی چیز لوگوں کو منظور نہیں۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ مامورین الٰہی سے لوگ وابستہ نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ان سے جو وابستہ ہوتے ہیں وہ ان کے حد سے زیادہ جاں نثار بھی ہوتے ہیں جو اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر کے اپنے بلند کردار کا ثبوت بھی دیتے ہیں۔ مگر اسی نسبت سے مخالفین بھی اپنی مخالفت میں شدت اختیار کر لیتے ہیں اور ان پاک نہاد فرستادگان الٰہی سے عناد اور دشمنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلعم کی تعلیم اور تنظیم نے دنیا کے ایک کثیر حصہ کو اس طرح متاثر کیا کہ اس حصہ کے رہنے والے حضور صلعم پر اپنی جانیں قربان کرنے کو ہر وقت تیار ہیں۔ مگر حضورؐ کے مخالفین کی یہ حالت ہے کہ وہ ہر وقت حسد اور بغض سے جلتے رہتے ہیں اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ یہی حال حضور صلعم کے غلام یعنی اس صدی کے مجددؒ کا ہے۔ یہاں جاں نثار بھی موجود ہیں اور جان لیوا بھی۔ (باقی ـ باقی)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

علیہ وسلم سے پُوچھا۔ ما الاحسان یارسول اللہ۔ حضورؐ! احسان کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا احسان یہ ہے کہ خدا خوفی سے کام لیا جائے۔ اور تجھ کو پوبیس گھنٹے یقین ہو کہ خدا تجھے دیکھتا ہے۔ فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء تم مخلوق پر رحم کرو ان کی خدمت میں لگ جاؤ، خدا تم پر رحم فرمائے گا۔

جہاں قرآن کریم نے احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری پر زور دیا ہے وہاں مخلوق کی خدمت پر بھی بڑا زور دیا ہے، یہی قرآن کریم کی تعلیمات کا نچوڑ ہے العظمۃ لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ ـ

خطبہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے چوہدری عنایت اللہ صاحب چک نمبر ۸۱ جنوبی سرگودھا کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کی جن پر فالج کا حملہ ہوا ہے اور تمام جماعت نے دعا کی۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ فروری ۸۶ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ـ شمارہ نمبر ۸

ایسٹرن پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

برار رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ہمہاں را چشم کن روشن زایات مبین
آمد خدا نور ہدی از مشرق رحمت

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ
چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۳ فروری سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۸

مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں

خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جائے

ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری۔ جنگ احد میں آپ اکیلے ہی تھے، لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اسے لذت ہی نہیں آتی، یہ ایک ایسی لذت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ ہر مومن کو بلاتا ہے۔ جس طرح اور لذتوں کا مزہ چکھتے ہو، اس کا بھی مزہ چکھو۔ اور تلاش کرنے والے پا لیتے ہیں۔ اس طرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدوں انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

غرض مجاہدہ کرو۔ اور خدا میں ہو کر کرو۔ تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں۔ اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کر سکو جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں۔ لوگوں نے شہید کے معنے صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر یا غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہو گئے۔ اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجائش اعتراض کی رہتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدوں دریافت کئے اصل منشاء کے اعتراض کر دیتے ہیں، مگر ہم کو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقائق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیریں اور مصنوعی قصے بیان کر کے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈال دیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور ..... درخشاں چہرہ دکھایا جاوے چنانچہ یہ سلسلہ جو خود اس نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ الٰہی نصرت کا وقت آ پہنچا اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آ گئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں

(باقی برصفحہ ۲ کالم ۲)

بحر حکمت کے موتی

نفس کو پلید نہ کہو

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایقولن احدکم خبثت نفسی ولکن لیقل لقست نفسی۔

ترجمہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، فرمایا کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہوا بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس سست ہوا۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل نام

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ رجل تسمی مالک الاملاک۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ ذلیل نام اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا (نام) ہے جو شہنشاہ نام رکھتا ہے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اس لئے کہ حقیقت میں تو وجہ کل مخلوق پر تصرف تام کے ملک یا بادشاہ کا نام بھی حقیقی طور پر خدا کا ہی ہے لیکن چونکہ وہ عام گفتگو میں دنیوی بادشاہوں پر بھی بولا جاتا ہے اس لئے بادشاہوں کا بادشاہ نام صرف ذات باری کے لئے ہی سزاوار ہے۔

(فضل الباری کتاب الادب)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

ابو ہریرہ پرنٹنگ پریس، چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

عبدالرؤف صاحب

ایک عاشقِ قرآن اور صاحب کشف و الہام بزرگ

(۲)

دینی غیرت

۳۰-۱۹۲۹ء کا زمانہ تھا۔ تحصیل پھالیہ کی تعلیمی پسماندگی، جہالت اور غربت سے عیسائی پادری پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ مسلم کاشتکار اور زمیندار معاشی لحاظ سے ہندوؤں کے بھی محتاج تھے۔ مگر ان کی مذہب پر اتنی توجہ نہ تھی۔ مولوی صاحب عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں اطلاع ملی کہ فلاں گاؤں کے نمبردار کا بی اے پاس بیٹا نیا نیا عیسائی ہوا ہے، اور پادری اسے شہر بشہر لئے پھرتے ہیں۔ اس روز اپنے اعزاز میں عیسائیوں کی جانب سے دی جانے والی پارٹی میں عیسائیت پر اس نے تقریر کرنا تھی۔ اور بتانا تھا کہ میں نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت کیوں قبول کی ہے۔ مولوی صاحب یہ سُن کر دل آزردہ ہوئے۔ مگر دو ساتھیوں کو لیکر اس کی تقریر سننے چلے گئے۔ ان کے دونوں ساتھی تو بیٹھنے کی جگہ یا موافق ماحول نہ پاکر واپس چلے آئے، مگر مولوی صاحب عیسائیوں کی بیٹھک کی دہلیز پر بیٹھ گئے۔ تقریر کے آخر پر مولوی صاحب نے سوالات کی اجازت مانگی۔ جو نہ ملی۔ نمبردار کے لڑکے کا نام و پتہ وغیرہ پوچھ کر ان کے گاؤں میں اس کے باپ کے پاس چلے گئے۔ چھ سات میل کی کچی سڑک پر پرانے زمانہ کی بگھی میں سفر کرنے سے راستہ ہی میں بیمار ہو گئے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ گاؤں پہنچ کر پتہ چلا کہ نمبردار اپنے ڈیرہ پر چلا گیا ہوا ہے۔ وہاں سے دو میل دور ریگ ڈنڈیوں پر گرتے پڑتے نمبردار کے ڈیرہ پر پہنچے اور اسے ساری کہانی سنائی۔ نمبردار کے علم میں اس سے پہلے صرف اتنی بات تھی کہ اس کا لڑکا عیسائیوں سے دوستی رکھتا ہے۔ مولوی صاحب نے نمبردار سے باقیماندہ کنبہ کو اپنے لڑکے کے بداثر سے بچائے رکھنے کا وعدہ لے لیا۔ اور گاؤں کے مُلاں کی ڈیوٹی لگادی کہ ان کا خیال رکھے اور اسے اپنی دوکان کا پتہ دے دیا۔ خدا تعالےٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ تین برس بعد ہی اس لڑکے پر سے عیسائیت کا بھوت اُتر گیا اور وہ دوبارہ

دراصل وہ ملازمت کے لالچ، فراخی اور کشادگی تیز بے حجاب اور طرار عیسائی لڑکیوں سے متاثر ہو کر اپنا ایمان گنوا بیٹھا تھا۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ بھی اسی قسم کا ہے۔ سکھر سے ایک ملحقہ گاؤں کھبوہ ہے۔ غریب گاؤں تھا۔ ایک کاشتکار کا لڑکا جسے گانے بجانے کا شوق تھا مقامی ہندو بنیئے کی معرفت آریہ سماجیوں کے پاس پہنچ گیا۔ ہندوؤں نے اس کی بڑی خدمت کی آواز اچھی تھی۔ اسلئے مستقل طور پر بھجن گانے والی منڈلی میں جگہ مل گئی۔ یہ جب بھی اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے گاؤں جاتا اس کے ٹھاٹھ باٹھ سے وہ لوگ بڑے متاثر ہوتے اور اسے واپس چھوڑنے کے لئے شہر میں اس طرح آتے۔ کہ یہ اچھے لباس و وضع قطع میں آگے آگے ہوتا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کے غریب رشتہ دار (اور عورتیں) پھٹے پرانے لباس اور ٹوٹی ہوئی جوتیوں میں آ رہے ہوتے تھے۔ چند مرتبہ یہ دلخراش منظر دیکھنے سے مولوی صاحب پر حقیقت حال واضح ہوئی۔ اور آپ نے فوراً وہاں کے چند باحمیت لوگوں سے رابطہ پیدا کر کے وہاں کے مُلاں کی یہ ڈیوٹی لگادی کہ وہ اس نئے کفتری کا یہ اثر اس کے غریب رشتہ داروں پر نہ پڑنے دے۔ چنانچہ اس کے بعد پھر ایسا منظر کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

اسلام کا پیغام پہنچانے کی تڑپ

منڈی بہاؤالدین کی آبادی کلیتاً ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل تھی۔ شہر میں مسلمانوں کی کھانے پینے کی صرف چند دوکانیں تھیں اور اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ یہ سب بازار کے اسٹیشن والے حصہ میں تھے یا بزازوں کی دوکانوں پر چند درزی، آڑھتیوں کے پلے دار اور دھوبی وغیرہ مسلمان تھے۔ جو شام ہوتے ہی اپنے اپنے قریبی دیہات میں چلے جاتے تھے۔ یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں کے گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں پر کوئی مسلمان برسرِ عام اسلام کا پیغام پہنچانے کی مجنونانہ حرکت کر سکتا ہے، مگر یہ سعادت بھی جماعت احمدیہ لاہور کے اس شجاع اور غیرت مند انسان کے حصہ میں آئی کہ اس نے قلندرانہ جرأت سے کام لے کر "اسلام کا پیغام نوعِ انسان کے نام" کے موضوع پر ہندوؤں کے شہر میں بازار ہی کے ایک حصہ میں جلسہ کرنے کا اعلان کرا دیا۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جب میں اور میرا ساتھی ٹین بجا بجا کر ہندوؤں، سکھوں کے محلوں میں انہیں جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دیتے پھر رہے تھے، تو ہندو، سکھ ہمارے منہ کی طرف حیرانی سے دیکھتے تھے۔ ہوا یوں کہ جماعت احمدیہ فریق قادیان کے مبلغ مولانا غلام رسول راجیکے اپنے گاؤں کی طرف آتے جاتے مولوی صاحب کے پاس ہی آرام کیا کرتے تھے۔ اس روز بھی وہ اپنے شاگرد کے ہمراہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ والد صاحب کی تجویز پر تقریر کا پروگرام بن گیا۔ پہلے تو مولینا راجیکے صاحب نے خالصتاً ہندو آبادی کے شہر میں اس تجویز پر عمل کرنے کا متوقع نتیجہ بتایا۔ جس کا اثر غریب مسلمانوں پر ہونے کا احتمال تھا۔ مگر بخیراللہ کے پھر دوسرے روز بھی آمادہ ہو گئے۔ بعد شام آٹھ بجے جلسہ ہونا تھا۔ والد صاحب کے پاس اپنی تین دکانیں تھیں۔ انہیں وقت سے پہلے بند کر کے آگے دریاں پھیلا کر پیچھے بنچ اس طرح رکھ دیئے گئے کہ کوئی آزادانہ تمرّد نہ کر سکے۔ پہلے تو ہندوؤں اور سکھوں نے آ آ کر ڈرایا دھمکایا۔ مگر سب کو ہنس ہنس کر جواب دیتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے دور اندیشی سے کام لے کر سرکاری نامزد ممبر کمیٹی جناب صوفی محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی کو جلسہ کی صدارت کے لئے آمادہ کر لیا۔ اس لئے ہندوؤں سکھوں کو تھانے کی جانب دوڑنے کا کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ جب دھمکی کارگر نہ ہوئی۔ تو کہنے لگے جلسہ کے لئے یہ جگہ تنگ ہے۔ ساری آبادی جلسہ سننے آ رہی ہے۔ غلّہ منڈی میں جلسہ کرو۔ مگر والد صاحب نے ان کے اصل مقصد کو بھانپ کر جگہ کی تبدیلی مناسب نہ سمجھی۔ جلسہ ہوا اور خوب ہوا۔ کوئی ۲۰۰ کی حاضری تھی۔ سامعین میں ہندو سکھ بھی شامل تھے منڈی بہاؤالدین کے در و دیوار نے پہلی بار ایک احمدی کی زبان سے نوعِ انسانی کے نام اسلام کا پیغام سُنا۔ مولانا راجیکے مرحوم نے اپنے مضمون کو اس خوبی سے نبھایا۔ کہ غیر مسلم تعلیم یافتہ طبقہ عش عش کر اُٹھا۔ آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ تمام مذاہب اپنے اپنے وقت پر سچے ہونے کے باوجود صرف مٹی کے ایک دیئے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اب اسلام کا سورج نکل آنے کے بعد سب کو اپنے اپنے دیئے بجھا کر اس سورج سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے کیونکہ کوئی باہوش انسان دن کی روشنی میں دیا جلائے رکھنے کی حماقت نہیں کرتا۔

دوسرا جلسہ

اسی طرح ایک دفعہ حضرت مولینا صدرالدین صاحب (امیر قوم) کو بلا کر غلّہ منڈی میں "اسلام دین فطرت ہے" کے موضوع پر تقریر کرائی۔ حضرت مولینا نے بھی دین فطرت کی ایسی لطیف پیرایہ میں تشریح فرمائی اور کائنات کے ہر ذرہ سے لیکر انسان تک کی فطری قوانین کی پابندی پر ایسے طریق سے روشنی ڈالی کہ غیر مسلم بھی ہمیں علانیہ کہنے لگے کہ اس طرح تو ہم بھی مسلمان ہیں اور آپ کے مولوی نے ہمارا مسلمان ہونا دلائل سے ثابت کر دیا۔ غرضیکہ یہ جلسہ بھی بڑا کامیاب رہا۔ آخر کار قرآن و رسولؐ کا یہ سچا عاشق اور امام زماںؑ کی روحانی برکات کا حقیقی وارث ۹۰ برس کی عمر میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی قرار دادہائے تعزیت

بر وفات عبدالرحمٰن ناظر صاحب

(۱) مجلس انتظامیہ جماعت احمدیہ لاہور کے نہایت ہی مخلص فرض شناس اور خوش مزاج رکن جناب عبدالرحمٰن ناظر صاحب کی اچانک موت پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم نہایت باقاعدگی سے انجمن کی سرگرمیوں میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے اور مختلف مواقع پر گرانقدر عطیات مرحمت فرماتے تھے، ان کی نیکی نے احباب جماعت کے دلوں میں ایک خاص وقعت پیدا کی یہی وجہ ہے کہ مرحوم کے انکار کے باوجود انہیں کئی بار مجلس معتمدین کا ممبر منتخب کیا گیا۔ گذشتہ سال حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد انہیں خدا کی عبادت کی ادائیگی میں ایک عجیب لگن سی

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۳ فروری ۱۹۷۲ء

کفر ساز مولویوں کے گورکھ دھندے

اس وقت جبکہ ہمارا ملک نازک حالات میں سے گذر رہا ہے اور دشمن کے جارحانہ عزائم اس کو سخت خطرے میں مبتلا کئے ہوئے ہیں، ہمارے سیاسی لیڈر اور مولوی صاحبان قوم میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرنے کے بجائے تشتت و افتراق کا سامان پیدا کرنے میں سرگرم ہیں، سیاسی لیڈروں کی کاروائیاں چونکہ امور حکومت سے تعلق رکھتی ہیں ہمیں ان پر بحث کی ضرورت نہیں سوائے اس کے کہ ان سے یہ عرض کیا جائے کہ امر حکومت کے بارہ میں اختلاف رائے کا اظہار ایسے طریق سے ہونا چاہیئے کہ دشمنی اور عناد کی فضا پیدا نہ ہو، اور موجودہ حالات میں تو ضروری ہے کہ اختلاف رائے کو چھوڑ کر حکومت کا پورے طور پر ساتھ دیا جائے تاکہ دشمن ہمارے اندرونی خلفشار کو ہماری کمزوری پر محمول کر کے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔

سیاسی لیڈروں کے علاوہ کفر ساز مولویوں کے کارنامے ان سے بڑھ کر خطرناک ہیں، ہم نہیں چاہتے تھے کہ موجودہ حالات میں ان پر تبصرہ کیا جائے لیکن ایک ٹریکٹ بعنوان "ختم نبوت اور نزول عیسٰے علیہ السلام" میں جامعہ اہلحدیث کے صدر مدرس مولانا عبد الرشید صاحب نے جس رنگ میں للکارا ہے، اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

ٹریکٹ کے شروع میں قرآن کریم اور احادیث نبویؐ سے ختم نبوت پر روشنی ڈالی گئی ہے جس سے ہم حرف بحرف متفق ہیں، اور اس بات کے قائل ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت قطعی طور پر بند ہے اور کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آ سکتا، چنانچہ جماعت احمدیہ لاہور کا تمام لٹریچر اسی حقیقت پر مبنی ہے، اور حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے صفائی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ:

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ یعنے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت منقطع ہو چکی ہے اور قرآن شریف کے بعد جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور کوئی کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہؐ کے بعد کوئی شریعت نہیں، (الاستفتاء ص۶۴ مندرجہ حقیقۃ الوحی)

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوٰے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوٰے نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر اس کو بھی میں پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔" (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷)

یہ تو ہے حضرت مرزا صاحبؑ اور جماعت احمدیہ کا مذہب، جس کا ذکر تمام احمدیہ لٹریچر اور پیغام صلح میں بار بار کیا جا چکا ہے، لیکن اہلحدیث مولوی صاحب کی کبرٰے وصغرٰے کی منطق بتاتی ہے کہ:-

صغرٰی: مرزائی اللہ تعالےٰ کے نبی خاتم النبیین کا منکر ہے (کیونکہ آپؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتا)

کبرٰی: اور سچے نبی کا منکر کافر ہے۔

نتیجہ: یہ کہ مرزائی کافر ہے۔

ماشاء اللہ! کیا خوب منطق ہے، قرآن حدیث کچھ کہے، "مرزائی" خواہ لاکھ مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار کرے، اہلحدیث مولوی صاحب کی کبرٰی و صغرٰی کی منطق یہی کہے گی کہ نہیں صاحب "مرزائی" خاتم النبیین کو نہیں مانتا اسلئے کافر ہے۔

اور سن لیجئے فرماتے ہیں:-

"شبہ ہو سکتا ہے کہ قادیانی مرزائی جو کہ مرزا صاحب کی نبوت کاذبہ کو تسلیم کرتا ہے وہ تو کافر ہوا مگر لاہوری مرزائی کو کافر نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ وہ ختم نبوت کا قائل ہے اور مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا اس شبہے کو دور کرنے کے لئے کئی دلائل ہیں۔

(۱) امت محمدیہ اور احادیث نبویہؐ کے مطابق مسیح موعود نبی ہیں مگر لاہوری مرزائی انکی نبوت کا منکر ہے۔

(۲) امت محمدیہ کا یہ اجماع ہے اور قرآن وحدیث اس پر متفق ہیں کہ آنے والے مسیح علیہ السلام ابن مریم ہیں ایسے قطعیات کا منکر کافر ہے۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوٰے نبوت میں شک نہیں چنانچہ مرزا محمود نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں ضرورت سے زیادہ مواد جمع کر دیا ہے یہ لاہوری مرزائیوں کو بھی مسلم ہے وہ صرف اس کی تاویل کرتے ہیں کہ نبی سے مراد محدث ہے لیکن محدث کی تشریح وہی تبی تالی کرتے ہیں کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے جو دخل شیطان سے محفوظ ہوتی ہے اور انبیاء کی طرح وہ مامور ہوتا ہے اس کا منکر مستوجب سزا ٹھہرتا ہے .... معلوم ہوا مرزائی دونوں گروہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں لاہوری اور قادیانی میں کوئی فرق نہ ہوا۔

(۴) امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آنے والا مسیح حکومت اور سیاسی شان کے ساتھ آئیگا احادیث صحیحہ میں بھی اس کی تصریح ہے کہ حکم عدل با انصاف حاکم ہوگا جنگ کرے گا دجال کو قتل کرے گا وغیرہ ایسے متواتر اور متفقہ عقیدے کا منکر کافر ہے پس لاہوری مرزائی بھی کافر ہوا .... خلاصہ یہ کہ لاہوری مرزائی ہوں یا قادیانی دونوں کافر ہیں اور امت مسلمہ باوجود ایک دوسرے کی تکفیر کرنے کے مرزائیت کے دونو گروہ کے کفر پر متفق اور متحد ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ مرزائیت کے کفر پر امت محمدیہ کا اجماع ہے"

ماشاء اللہ لاہوری مرزائیوں کے کفر پر کس قدر زبردست دلائل دیئے گئے ہیں، مگر جہاں تک مسیح موعود کے ابن مریم یا نبی اللہ ہونے اور صاحب حکومت ہونے کا تعلق ہے، اس بارہ میں امت محمدیہ کا اجماع اسی صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ تمام امت مسیح ابن مریم کی زندگی کی قائل ہو، مگر جس حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقعہ پر ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی آیت کریمہ تمام رسولوں (معہ مسیح ابن مریم) کے وفات پا جانے کا اعلان کیا اور تمام صحابہ رضؓ نے اس کو تسلیم کیا، امت محمدیہ کا اجماع کہاں باقی رہ گیا، ایسا ہی حضرت ابن عباسؓ اور متعدد مشاہیر امت (مثلاً مفتی محمد عبدہٗ، علامہ رشید رضا، علامہ شلتوت رئیس جامع ازہر وغیرہم) جو وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں، اور مسیح ابن مریمؑ کی دوبارہ آمد کو نہیں مانتے ان کے خیالات کی موجودگی میں مولوی صاحب کا پیشکردہ اجماع کہاں باقی رہ جاتا ہے پس مولوی صاحب نے لاہوری احمدیوں کو کافر بنانے کے لئے جو گورکھ دھندہ بنایا تھا وہ ختم ہو گیا، رہ گئی محدثیت کی بحث اس پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے۔

تعزیتی قراردادیں ـ بسلسلہ ص۲

ہو گئی تھی ـ ہم محسوس کرتے ہیں کہ مرحوم ناظر صاحب سلسلہ احمدیہ کے ایک معزز رکن تھے جن کی وفات سے احباب جماعت کو بے حد صدمہ پہنچا ہے ـ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے ـ اور انہیں یہ بھی توفیق دے کہ وہ مرحوم کے نیک کاموں کو جاری رکھیں تاکہ یہ ان کی روح کے لئے ثواب کا ذریعہ ثابت ہو۔

بروفات چوہدری سید احمد صاحب

(۲) مجلس منتظمہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور چوہدری سید احمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر سخت رنجیدہ خاطر ہے

چوہدری صاحب موصوف جماعت کے ایک ستون تھے جو ہمہ وقت حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں ڈوبے رہتے سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور عبادت گذاری میں ایک خاص نمونہ تھے ـ آخری وقت تک تلاوت قرآن مجید کرتے رہے اور اس میں ایک خاص لذت محسوس کرتے تھے جلسہ سالانہ میں بڑے التزام کے ساتھ شریک ہوتے اور احباب کو اپنے کلام سے محظوظ فرماتے ان کے اشعار میں رسول کریم صلعم کے ساتھ والہانہ عشق اور اشاعت اسلام کا شدید جذبہ کارفرما نظر آتا ـ حضرت مسیح موعودؑ اور اسلام کے شیدائی اب آہستہ آہستہ اس جہان سے اٹھتے جا رہے ہیں مرحوم ایک لمبے عرصہ سے مجلس معتمدین کے ممبر چلے آ رہے تھے انکے انتقال سے جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، ہماری دعا ہے

اللہ تعالیٰ نے مادی اور جسمانی کے علاوہ روحانی زندگی کا بھی سامان کر رکھا ہے

اللہ تعالیٰ کی لاجواب قدرت اور بے پایاں احسانات کو سامنے رکھ کر اسکے شکر گذار بندے بنو۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ ثم استوٰی الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوٰت وھو بکل شیء علیم ——— (البقرۃ ۲: ۲۸، ۲۹)۔

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۸۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ان دو آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے، ظاہر ہے کہ انسان قدرت اور احسان کے سامنے جھکتا ہے اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ یہ تعلیم جو ان دو آیات میں دی گئی ہے فطرت کے عین مطابق ہے۔ فرمایا کیف تکفرون باللہ۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرو جبکہ تم پر دو احسان ہیں۔ ایک انعام یہ ہے کہ تمہیں زندگی جیسی نعمت دی، دوسرا یہ کہ تمہاری زندگی کے قیام کے لئے کائنات بھر کے سامان اور برکات عطا کیں۔ تم خدا تعالیٰ کے ان احسانات کو کیسے جھٹلا سکتے ہو۔

ہمیں یہ مٹی یونہی پڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کے اندر جان نظر نہیں آتی، لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے اندر ایسی طاقت رکھی ہے کہ اس میں سے جاندار پیدا ہوتے ہیں آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے تو یہ مٹی سبزہ زار ہو جاتی ہے، اس میں سے پھل پھول غلہ جات سبزیاں اور گوشت پیدا ہوتا ہے۔ انسان ان تمام چیزوں سے لطف اٹھاتا ہے اور ان کے استعمال سے اس میں خون پیدا ہوتا ہے۔ خون سے آگے نسل چلتی ہے۔

اس حقیقت کے پیش نظر فرمایا کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ تم سے یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ تم ہمارا انکار کرو۔ جبکہ خدا کی قدرت نمائی تمہارے اندر موجود ہے۔ یہ بھی ہماری قدرت نمائی ہے کہ تم از خود زندہ نہیں رہ سکتے، موت تمہیں نہیں چھوڑے گی، بادشاہ دنیا جہان کی یاقوتیاں کھاتے رہیں لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ ڈاکٹر، طبیب اور پیغمبر بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ تمہیں اولاد پسند ہے۔ اولاد کے لئے تم سب کچھ کرتے ہو جس کے ہاں اولاد نہ ہو وہ عاجز ہو جاتا ہے بعض وقت مرد نوجوان ہے عورت نوجوان ہے لیکن بچہ پیدا نہیں ہوتا معلوم ہوا ہم پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، پیدائش صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پیدائش کے بعد تمام ذی روح مخلوقات کو زندہ رکھنے کے لئے اور اس کی بقا کے لئے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں۔ زمین خزانے اگل رہی ہے۔ فرمایا خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ زمین میں جو کچھ ہے ہم نے اسے تمہاری خاطر پیدا کیا ہے۔

ثم استوٰی الی السماء۔ زمین کے علاوہ ہم نے آسمانوں کو بھی تمہاری خاطر بنایا ہے۔ زمین پر زندگی قائم نہیں رہ سکتی جب تک آسمان سے بارش نہ ہو اور جب تک آسمان کا سورج زمین کی زندگی کو حرارت اور روشنی بہم نہ پہنچائے جس طرح انسان کے لئے حرارت کی ضرورت ہے یہ سبزیاں بھی حرارت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں روشنی کے بغیر بھی یہ بار آور نہیں ہو سکتیں فرمایا آسمان کو بھی ہم نے تمہاری خاطر ہی پیدا کیا ہے، سورج جہاں حرارت اور روشنی بہم پہنچاتا ہے وہاں بارش بھی لاتا ہے اور یہی ہماری کھیتیوں کو پکاتا ہے۔

فرمایا فسوّٰھن سبع سمٰوٰت وھو بکل شیء علیم۔ سما بلندی کو کہتے ہیں، یہ سورج زمین سے ۹½ کروڑ میل دور ہے یہ بھی ایک بلندی ہے، اور زمین سے ۲½ لاکھ میل دور چاند ہے یہ بھی ایک بلندی ہے اور ایسا ہی ستاروں وغیرہ کی بلندیاں ہیں، تو بلندیاں مختلف ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں۔ چاند تک تو انسان چلا گیا ہے لیکن سورج تک جانے کا خیال ہی پیدا نہیں ہو سکتا وہاں جاتے ہی انسان بھسم ہو جائے۔ ان بلندیوں کے پیش نظر فرمایا انا لموسعون آسمان کی وسعتیں بے انتہا ہیں۔ یہ سورج زمین سے اتنی دور ہے کہ آسمان میں ایک روٹی یا ایک قرص کے برابر نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں ۳ لاکھ مرتبہ زمین کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا جائے تو پھر کہیں اس کا حجم سورج کے برابر بنتا ہے سورج کی روشنی اور حرارت کی وجہ سے کائنات کی زندگی ہے۔ یورپ میں لوگ ڈاکٹری ہدایات کے تحت سورج کی شعاعوں میں صبح کے وقت بیٹھتے ہیں کہ یہ مفید صحت ہیں اور یہ بھی فرمایا ان اللہ فالق الحب والنوٰی۔ خدا تعالیٰ ہی نباتات اور شجرات پیدا کرتا ہے۔ لکڑی جلانے کے کام آتی ہے، مکانات بنتے ہیں اور فرنیچر بنتے ہیں تو فرمایا کہ تمہاری خوراک اور دوسری استعمال کی اشیاء ہم نے ہی پیدا کی ہیں۔

غرضیکہ کائنات کی زندگی آسمان سے وابستہ ہے جہاں کھانے پینے پہننے کے لئے ہم نے مختلف چیزیں بنائی ہیں وہیں ہم نے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے بھی سامان خود کئے ہیں۔ وبالنجم ھم یھتدون ستاروں کی وجہ سے ہی صحراء اور سمندروں میں تمہیں رہبری حاصل ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے جسمانی و مادی ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو روحانی زندگی کے لئے بھی اس ... نے سامان کئے ہیں، اور یہ سامان وحی کی صورت میں ہیں۔ انسان کی روحانی زندگی کے لئے آسمان سے وحی کی شکل میں بارش ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم اور دوسری روح۔ روح کا ایک حصہ دل ہے دوسرا دماغ ہے۔ انسان ذہانت سے بے شمار چیزیں بناتا ہے۔ آنکھ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ آنکھ سے انسان عبرت حاصل کرتا ہے۔ دماغ سے نیکی اور بدی کی شناخت کرتا ہے۔ انسان خلیفۃ اللہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر صفت خالقیت رکھ دی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر بڑی خصوصیات رکھ دی ہیں۔ یہ عجائبات کا مجموعہ ہے۔ لوگوں نے اس کی اناٹومی، فزیالوجی اور سائیکالوجی پر بہت کچھ لکھا ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کے عجائبات کا مجموعہ ہے۔ فرمایا سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم۔ اگر کائنات میں خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشانات موجود ہیں تو انسان کے اندر بھی موجود ہیں۔ وہ مکانات بناتا، محلات اور قلعے بناتا، اور نہریں کھودتا ہے اور طرح طرح کی مشینیں اور دوسری اشیاء ایجاد کرتا ہے۔

فرمایا اتنے بڑے انتظام کے ہوتے ہوئے کیف تکفرون باللہ تم سے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ تم ہمارا انکار کرو۔ بعض لوگ ہیں جو زبان سے انکار کرتے ہیں اور ایسے بہت ہیں جو عمل سے انکار کرتے ہیں، ان سب سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیف تکفرون باللہ ..... اتنے بڑے خالق اور محسن خدا کا انکار تم کس طرح کر سکتے ہو۔ ماں باپ اپنی اولاد کی نافرمانی برداشت نہیں کر سکتے۔ ڈپٹی کمشنر ضلع کے لوگوں کی نافرمانی برداشت نہیں کر سکتا، انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ اہل قدرت اور اہل احسان کی قدر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاجواب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہوئے اور اس کے بے پایاں احسانات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کو فراموش کر دو اور اس کے شکر گذار بندے نہ بنو۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک
دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

جناب پروفیسر غلام جیلانی کامران

نظریۂ پاکستان اور ہمارے فکر کی آزمائش

یہ سوال کہ نظریۂ پاکستان کیا ہے؟ دراصل اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہماری قومیت کی نظریاتی بنیاد کیا ہے؟ بعض دانشور اس سوال کی موجودگی ہی سے انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قومیت کے ضمن میں نظریاتی بنیاد کی تلاش کرنا سرے ہی سے غلط ہے۔ بعض دانشور جو اس سوال کی موجودگی کو مانتے ہیں کہتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان کے قائم ہونے سے پہلے اور تھے اور ۱۹۷۱ء تک اور تھے، اب بالکل ہی اور ہیں۔ نظریۂ پاکستان ۱۹۴۷ء سے قبل دو قومی نظریے کا ہم معنی تھا۔ اور ۱۹۴۷ء کے بعد اس نظریے کی بنیاد متحدہ قومیت پر تھی۔ ۱۹۷۱ء میں ایک قوم جو مشرقی اور مغربی پاکستان میں بستی تھی، بعض اسباب کی بناء پر تقسیم ہوگئی۔ اور اس طرح نظریاتی بنیاد، جغرافیائی بنیاد میں بدل گئی۔ یہ انداز فکر بھی ایک اعتبار سے نظریاتی بنیاد کی بجائے قومیت کی جغرافیائی بنیاد ہی کی تائید کرتا ہے۔

میں نے جو کچھ کہا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نظریۂ پاکستان کو بدلے ہوئے زمانے میں زیر بحث لانا کسی حد تک دشوار ہے۔ کیونکہ ان دنوں بعض نئی مشکلیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ پچھلے دنوں ایک مجلس میں یہ موضوع زیر بحث تھا کہ مذہب کی افادیت ختم ہو چکی ہے۔ استدلال یہ تھا کہ مذہب ہماری نظریاتی اساس کے تحفظ کے لئے مددگار ثابت نہیں ہوا۔ اس دلیل میں مضمر معانی یہ تھے کہ نظریاتی اساس کو مذہب سے منسوب کرنا یا تو سرے سے ہی غلط ہے یا اسے مناسب طور پر علم سیاسیات کے اصطلاحی معانی پہنانے میں کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔ ایک نوجوان جو نئے علوم سے متأثر ہے اور ذہین بھی ہے برصغیر میں اسلام کے رول کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اسلام کی برصغیر میں آمد یقیناً ایک نعمت تھی۔ کیونکہ نسلی امتیاز میں جکڑے ہوئے لوگوں کو اسلام ہی نجات کا راستہ دکھاتا تھا۔ ہندو سماج کے نچلے طبقوں کے لئے اسلام آزادی لے کر ظاہر ہوا تھا۔ اس لئے آزادی کی تلاش میں لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے۔

لیکن ایک ہزار برس کی تاریخ نے انہیں یہ تلخ سبق دیا کہ آزادی اُن کی قسمت نہیں ہے اس لئے اب وہ آزادی کی تلاش میں سوشلزم کی طرف جھک رہے ہیں۔ برصغیر میں مسلمان تعلیمیافتہ نوجوانوں کا سوشلزم کی طرف جھکاؤ اس لئے ہے کہ اسلام کے دائرے میں ان کی توقعات پوری نہیں ہوئیں۔ یہ رائے جس ذہنی اُفق کو پیش کرتی ہے وہ خاصہ چونکا دینے والا ہے لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ پریشان کن وہ رائے ہے جو ایک ایسے دانشور کی ہے جس کی وسعت مطالعہ پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اُس کا کہنا ہے کہ مشرقی پاکستان مغربی بنگال، آسام، اڑیسہ اور بہار کے علاقے میں ایک نیا انسانی منظر ظاہر ہو رہا ہے۔ جس میں مظلوم لوگ اپنی آزادی کے لئے اس ظلم سے لڑ رہے ہیں جو استحصال پسند قوتوں کی طرف سے اُن پر نسل در نسل ہوتا رہا ہے۔ اس دانشور کی رائے میں یہ مظلوم لوگ پندرہ کروڑ انسانوں کی وہ قوت فراہم کرتے ہیں جس سے ایک نئی صبح طلوع ہو رہی ہے۔ یہ انسانی قوت مسلمانوں اور غیر مسلموں کی متحدہ قوت ہے۔ گو اس میں مسلمان ۳۱ جزء سے زیادہ کی اہمیت حاصل نہیں کرتے۔ اس دانشور کی نظر میں انسانوں اور بالخصوص مظلوم انسانوں کو مسلمان اور غیر مسلم میں تقسیم کرنا غلط ہے۔ تاہم یہ رائے جس سوال کو اُٹھاتی ہے وہ یہ ہے کہ طلوع ہونے والی نئی صبح کا اُس صبح کے ساتھ کیا رشتہ ہے جسے ہم قیام پاکستان کے ساتھ منسوب کرتے ہیں کیا مسلمانوں کا غیر مسلموں کی اکثریت میں جذب ہونا (خواہ یہ اکثریت سوشلزم ہی کے دائرے میں کیوں نہ ہو) قومیت کے اس تصور کی نفی تو نہیں کرتا جو برصغیر میں مسلمانوں کی جدوجہد آزادی سے وابستہ ہے؟ جس نکتۂ نظر کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے دانشوروں کا ایک بڑا حصہ مسلم قومیت کے تصور کو کارآمد خیال نہیں کرتا۔ شاید یہی بات ہے کہ مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے ایک نوجوان نے بڑی سنجیدگی سے کہا کہ فکری طور پر اس کا ذہن پریشان ہوگیا ہے اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کونسی رائے درست ہے؟ نظریۂ پاکستان پر اعتقاد اس کے لئے ذہنی اور فکری آزمائش بن چکا ہے۔

(۲)

ان تکلیف دہ حقیقتوں کے تذکرے کی مناسبت سے چاہئے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ نظریۂ پاکستان کے لئے سوشلزم کا لفظ ہی دشواریاں پیدا نہیں کرتا۔ میں اس مسئلہ پر کچھ دیر کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ نظریۂ پاکستان پر بین الاقوامی فکری رائے عامہ بھی برابر اثر انداز ہو رہی ہے۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ سیکولر دنیا میں نظریۂ پاکستان کے لئے کوئی قابل فہم گنجائش نہیں ہے۔ بین الاقوامی پریس کا نکتۂ نظر یہ ہے کہ ہمارا نظریۂ قومیت زمانے کے تقاضے پورے نہیں کر سکا اس لئے اب ہمیں اپنی قومیت کے لئے نیا جواز تلاش کرنا چاہیئے۔ غیر ملکی نامہ نگاروں کا خیال ہے کہ مذہب افراد کو قومی شخصیت میں ڈھالنے کیلئے مؤثر وسیلہ ثابت نہیں ہوا۔ ہندوستان کے صدر نے ایک تقریر میں اشارہ کیا ہے کہ جو کچھ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان رونما ہوا ہے وہ اس امر کی شہادت ہے کہ افراد کی محرومیوں کا دباؤ مذہبی رشتوں کو منقطع کر سکتا ہے۔ ان خیالات کا مقابلہ بائیس بائیس برس قبل کی تحریروں سے کیا جائے تو ایک عجیب تأثر ملتا ہے۔ ایلفرڈ گیلم نے اپنی کتاب "اسلام" میں پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی اقدار کی روشنی میں معاملاتِ ریاست کو طے کرنے کی زبردست خواہش پائی جاتی ہے، پاکستان کی ایسی کوشش خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ ایسے ہی خیالات کا اظہار فرماڈ نے اپنی کتاب "مسلمز آن دی مارچ" میں کیا تھا ۱۹۵۶ء میں پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے مانچسٹر گارڈین میں مسٹر زنیکن نے لکھا تھا کہ مغربی پاکستان مشرق وسطیٰ میں واقع ہے اور مشرقی پاکستان کا تعلق مون سون کے خطے سے ہے۔ لیکن اس موسمی اور جغرافیائی تفاوت کے باوجود دونوں بازوؤں نے ایک قومی شخصیت کو اختیار کیا ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان ایک ایسی فکری تجربہ گاہ ہے جہاں مذہب کو قومیت کی اساس بنا کر علم سیاسیات میں ایک قابل ستائش اضافے کی کوشش کی جارہی ہے، لیکن اب رائے بدل چکی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہم اس تاریخ ساز تجربے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ یعنی مذہب کی موجودگی قومیت کے رابطے کی ضمانت نہیں بن سکتی۔ اپنی کتاب "روڈ ٹو مکہ" میں محمد اسد نے لکھا ہے کہ جب میں ۱۹۳۵ء کے قریب لاہور پہنچا تو میری ملاقات ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوئی۔ اقبال نے مجھے کہا کہ میں ہندوستان ہی میں رک جاؤں۔ حالانکہ میں مشرقی ترکستان، چین اور انڈونیشیا جانے کے لئے تیار تھا۔ اقبال کا کہنا تھا کہ میں ہندوستان میں ٹھہر کر مستقبل کی اسلامی مملکت کے لئے فکری موضوعات پر غور و فکر کروں گو یہ مملکت ابھی اس فلسفی شاعر کے ذہن ہی میں تھی۔ میری نظر میں اقبال کا کہنا ہر اعتبار سے درست تھا کہ اسلام کی سوئی ہوئی اُمیدوں کا احیاء صرف ایک ایسی مملکت کے قیام سے ممکن ہو سکتا ہے جو نسلی بنیادوں کی بجائے نظریاتی بنیادوں پر استوار ہو۔

(۳)

نظریۂ پاکستان کے بارے میں بین الاقوامی رائے عامہ کے تذکرے کے بعد ایک ایسے مسئلے کی طرف آتا ہوں، جس کو پچھلے چوبیس برسوں کے دوران عموماً نظر انداز کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس مملکت کی نظریاتی اساس کا بڑی شدومد سے ذکر ہوتا رہا تھا، وہ اساس فکری طور پر اتنی کمزور کیوں ثابت ہوئی ہے کہ اپنوں اور غیروں کی سنگباری سے متواتر مجروح ہوتی گئی ہے۔ "اسلام ان ماڈرن ہسٹری" میں ویلفرڈ سمتھ کا کہنا ہے کہ پاکستان کی متعدد تکلیفیں اس لئے پیدا ہوئیں کہ اس مملکت کے دانشوروں نے ایک طبقے کی حیثیت سے اس کی نظریاتی حفاظت نہیں کی۔ غالباً صداقت یہ ہے کہ پاکستان کے دانشور پاکستان سے بے تعلق رہے ہیں۔ شاید اسی لئے پاکستان میں مؤثر تصورات کی کمی رونما ہوئی۔ کوئی بھی معاشرہ تصورات کی افزائش کے بغیر ان مسائل کو حل نہیں کر سکتا جن کے ساتھ وہ دوچار ہوتا ہے۔ اقبال کی وفات کے بعد سے پاکستان کے مسلمان دانشور اس میدان میں بری طرح خاموش ہیں۔ پاکستان کی یونیورسٹیوں، اخباروں اور شائع شدہ تحریروں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب ذرائع اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ملک کی نظریاتی حفاظت کا دارومدار اس ملک کے اہل الرائے اصحاب پر ہوتا ہے کہ وہ صحیح طریقے پر غور و فکر کرتے رہیں۔ دانشوروں نے اپنے طور پر باور کیا ہے کہ ان کا کام مذہبی اور اخلاقی مسائل پر غور و فکر کرنا نہیں ہے۔ حالانکہ انہیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ عقل و خرد کا

کام بھی انسان اور الہیاتی سچائیوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا ہوتا ہے ...... پاکستان کے مغرب زدہ دانشور اپنی نظریاتی اساس کو مضبوط کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

—— (۴) ——

میں نے اتنی تفصیل سے ان مختلف باتوں کا اس لئے تذکرہ کیا ہے کہ نظریۂ پاکستان کے علمی و فکری مقام کا اندازہ ہو سکے۔ اور غالباً یہ واضح ہو چکا ہو گا کہ اس نظریئے کو کونسی مخالف قوتوں کا سامنا ہے ہم سے کتنی کوتاہی سرزد ہوئی ہے۔ اور اس پس منظر میں نظریۂ پاکستان کو سمجھنے اور اسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہمیں اپنے فکر کو کیسے استعمال کرنا ضروری ہے؟

. . . .

—— اب میں نظریہ پاکستان کا ذکر کرتا ہوں۔ پاکستان کا نظریہ کوئی ایسی شئے نہیں ہے جسے کوئی نہ جانتا ہو۔ قائداعظمؒ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو کچھ برصغیر کے مسلمانوں کے دل میں تھا اسے میں نے صرف کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے یوں دیکھنے سے نظریۂ پاکستان وہ اضطراب ہے، وہ خواہش ہے جو برصغیر کے مسلمان محسوس کرتے تھے۔ نظریۂ پاکستان سب سے پہلے وطن کا تصور ہے۔ اور وہ وطن پچھلے چوبیس برسوں سے موجود ہے۔ چوبیس برسوں کے دوران اسکی جغرافیائی صورت کیا تھی اور ۱۹۷۱ء کے بعد کیا ہے؟ یہ ایک الگ سوال ہے، تاہم ضمنی طور پر یہ کہنا بھی غلط نہیں ہے کہ مسلم بنگال نظریۂ پاکستان ہی کا منطقی نتیجہ ہے کیونکہ اگر اس کی مقامی تاریخ نظریۂ پاکستان کی حمایت سے محروم ہوتی تو عین ممکن تھا کہ مسلم بنگال، مقبوضہ کشمیر ہی کی طرح ہندوستانی پرچم کے زیر نگین ہوتا۔ مسلم بنگال کے مستقبل کا دارومدار (برصغیر کی سیاسیات کے پس منظر میں) اب بھی دو قومی نظریئے ہی پر ہے۔

وطن کے تصور کے طور پر برطانوی اقتدار کی سیاسی حقیقتوں ہی کی روشنی میں دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ وطن کا تصور وطن حاصل کرنے کی جدوجہد کے اُن مسائل سے وابستہ ہے جو برطانوی اقتدار کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ کے طالب علم وطن کے تصور کو جن مسائل اور حقیقتوں کے ساتھ جوڑتے ہیں وہ یوں ہیں۔

(۱) غیر مسلم اکثریت کا جمہوری طریق کار کے دائرے میں ناقابلِ اعتماد دباؤ۔
(۲) زندگی کے معاشی کاروبار میں غیر مسلم اکثریت کا استحصالی انداز —— اور
(۳) غیر مسلم اکثریت کا نسلی طبقاتی نظام۔

تاریخ کے طالب علم عموماً ان مسائل کو وطن حاصل کرنے کی جدوجہد کا محرک ٹھہراتے ہیں۔ اور پچھلے چوبیس برسوں کے دوران ان وجوہات کو تعلیمیافتہ حلقوں میں خاصی اہمیت ملی ہے۔ وطن حاصل کرنے کے لئے اور اس طرح وطن کے تصور کو قائم کرنے کے لئے یہ وجوہات، جو اپنے زمانے میں کافی وزنی تھیں، چوتھائی صدی گذرنے کے بعد ناموافق حالات کے خلاف محض احتجاج دکھائی دیتی ہیں اور چونکہ ان وجوہات کے پیچھے یقیناً .... خوف اور ڈر نظر آتا ہے (اکثریت کا خوف، مسلسل غربت کا اندیشہ اور نسلی امتیاز کی سوسائٹی میں دھتکاری ہوئی مخلوق بن جانے کا ڈر) اس لئے ان کو نظریۂ پاکستان کے تصور وطن میں بنیادی مقام دینا غیر مفید محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ پچھلے چوبیس برسوں کے دوران ہندوستان میں ان وجوہات کو سیکولرازم اور سوشلزم کی مدد سے ناکارہ کرنے کی منظم کوششیں کی گئی ہیں۔ اس لئے اگر ہم اپنے تصورِ وطن کو اِن وجوہات پر قائم کریں، اور تاریخی یادداشت میں برطانوی اقتدار کا برصغیر موجود رہے۔ اور یہ وجوہات وقت کے ساتھ بے معنی دکھائی دیں۔ اور کسی طرح ایک نیا معاشی نظام، اور ایک منفی روشن خیال انسانی سوچ، ذہنوں پر اثر انداز ہو۔ تو ہمارا تصورِ وطن اِن معنوں میں اپنی اساس کھو سکتا ہے۔ نظریۂ پاکستان کی تشریح و وضاحت کے لئے ان دلائل کا استعمال متروک ہو چکا ہے!

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ دلائل متروک ہو چکے ہیں، تو پھر تصورِ وطن کے لئے کون سا جواز تلاش کیا جا سکتا ہے؟

برصغیر میں مسلمانوں کی آبادی کا حجم ان کے ماضی کی تاریخ اور ان کی روایات ایسے استدلال تھے جن سے ان کے حق قومیت کو ایک علیحدہ وطن کے تصور میں منتقل کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ استدلال محض علم سیاسیات کے اصولوں ہی پر مبنی نہ تھا۔ قائداعظمؒ کا کہنا تھا کہ چونکہ مسلمانوں سے حکمرانی اور اقتدار کا حق انگریزوں نے چھینا تھا اس لئے انگریزوں کے لئے یہ حق مسلمانوں کو واپس لوٹانا لازم ہے۔ یہ دلیل مسلمانوں کے حکمرانی کے حق کو پیش کرتی ہے۔ لہٰذا تصورِ وطن، برصغیر کے حالات میں مسلمانوں کے حقِ حکمرانی کی تصدیق کرتا ہے۔ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کے حقِ حکمرانی کی شہادت ہے۔ اور نظریۂ پاکستان میں حکمرانی کا یہ حق ناقابلِ تقسیم ہے! اس سچائی کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ بحیثیت قوم ہمارا حق تھا کہ ہم اقتدارِ اعلیٰ حاصل کرتے۔ ہمارا تصورِ وطن اس اقتدارِ اعلیٰ کے حصول کو پورا کرتا ہے۔ نظریۂ پاکستان، برصغیر میں مسلمانوں کے اقتدارِ اعلیٰ کو تاریخی اور سیاسی تحفظ دیتا ہے۔

اقتدارِ اعلیٰ کا یہ اصول واضح طور پر اکثریت، اقلیت، استحصال —— استعمار کی اصطلاحوں سے جدا ہے۔ تصورِ وطن کا جواز، اقتدارِ اعلیٰ ہی کے رشتے سے قابلِ قبول بنتا ہے! مسلمانوں نے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کے قیام کے لئے وطن حاصل کیا۔ اس سچائی کے سوا تصورِ وطن کا کوئی اور جواز نہ تو تاریخی ہے اور نہ اس اعتبار سے درست ہے! اسی ضمن میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ تصورِ وطن کو تحفظ کے اصول کے ساتھ منسوب کرنا بھی غلط ہے کیونکہ برصغیر میں مسلمانوں کی تحریکِ آزادی، اس برصغیر میں اقتدارِ اعلیٰ کے لئے جدوجہد تھی۔

—— (۵) ——

—— نظریۂ پاکستان برصغیر میں مسلمانوں کے اقتدارِ اعلیٰ اور ان کے حقِ حکمرانی کا نظریہ ہے!

اس سچائی کو پیش کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ اس وقت اقتدارِ اعلیٰ اور حقِ حکمرانی، فی الواقع پاکستان کی مملکت میں موجود ہیں۔ تاہم یہ پوچھنا غیر مناسب نہیں ہے کہ نظریۂ پاکستان کو زمانۂ حاضر میں کیسے پہچانا جا سکتا ہے اور اس کی تعریف کیا ہے؟ یہ سوال بنیادی نوعیت کا ہے۔ اور اسے یوں بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اقتدارِ اعلیٰ کا حصول کیوں ضروری تھا؟ اور اقتدارِ اعلیٰ کی موجودگی میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اقتدارِ اعلیٰ با مقصد ہے؟ یہ سوال نظریۂ پاکستان کو مختلف طور پر زیرِ بحث لاتا ہے۔

ہماری زندگی کے اس موڑ پر جہاں ہم اس زمانے میں موجود ہیں، نظریۂ پاکستان دو لفظوں کا مرکب ہے جس میں پاکستان وجود ہے اور نظریۂ اس وجود کا جوہر ہے۔ ان لفظوں کے اتصال سے بامقصد اقتدارِ اعلیٰ کا مقام ظاہر ہوتا ہے۔ اس مقام کے اردگرد الفاظ کے کئی جوڑے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ الفاظ تضاد کی صورتوں میں ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ اور ان کے معانی اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ اِن لفظوں میں سے چند مگر اہم الفاظ یہ ہیں۔

غریب —— امیر
فاقہ کش —— خوشحال
بیمار —— تندرست
مظلوم —— ظالم
مجبور —— جابر

یہ الفاظ، جن کی طویل فہرست تیار کی جا سکتی ہے، اپنے معانی کے لئے ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ یعنی قطعی طور پر یہ الفاظ بے معنی ہیں۔ تاہم ان لفظوں کے ذریعے مسلمان معاشرے کی اقتصادی نفسیاتی اور جذباتی کہانی مرتب ہوتی ہے یہ لفظ طبقوں کو پیدا کرتے ہیں، انسانی عمر کی مدت پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور فانی زندگی کے پہلے سے مقرر کئے ہوئے مختصر عرصے کو آشوب میں بدل دیتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ الفاظ موجود ہیں تو کیا اقتدارِ اعلیٰ کا اصول بامقصد ثابت ہو سکتا ہے؟ اس سچائی کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ کے بامقصد ہونے کی راہ میں یہ الفاظ رکاوٹ بنتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کے تاریخی حق کو زائل کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ایسے الفاظ کا وجود باقی ہے۔ نظریۂ پاکستان میں مضمر بامقصد اقتدارِ اعلیٰ کا اصول کام نہیں کر سکتا۔

اسلامی سوشلزم اس اعتبار سے نظریۂ پاکستان کی اس زمانے میں ظاہر ہونے والی صورت .... اسلامی سوشلزم ان مخصوص معنوں میں نظریۂ پاکستان ہے۔ اور بامقصد اقتدارِ اعلیٰ کے حصول کی جانب ایک ابتدائی مگر تاریخی قدم ہے۔ میں نے جس سوشلزم کی طرف اس مضمون کے شروع میں اشارہ کیا تھا اسے اسلامی سوشلزم کے ساتھ موازنے میں شامل کرنا ہر لحاظ سے قابلِ غور ہو گا معاشرے کے داخلی تضاد جیسے متصادم الفاظ پیدا کرتے ہیں، اسلامی سوشلزم کے ذریعے رفع کیا جا سکتا ہے! معاشرتی انصاف کو نافذ کئے بغیر انسانی نفسیات کی اس دوئی کو

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

رُوحانی اور اخلاقی قوّتوں کی بے پناہ و عظیم طاقت

فتح و شکست کا انحصار قومی کردار و سیرت کے حُسن و قبح پر ہے

مسلمان قوم بیرونی دشمن پر فتح کیلئے پہلے اپنے اندرونی دشمن شیطان پر غلبہ حاصل کرے

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کا اساتذہ و طلبائے سکول لاہور سے خطاب

عزیز طلبا و اساتذہ کرام — آج ہمارا ملک جن حالات سے دوچار ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مشرقی پاکستان کے لیڈر (شیخ مجیب الرحمٰن) نے آج پھر دوبارہ یہ بات کہہ دی ہے۔ کہ ہمارا مغربی پاکستان سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے اس بات پر بڑا فخر ہے کہ اس نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے الگ کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی ہے اور یہ علیحدگی اس نے بھارت اور روس کی مدد سے حاصل کی ہے۔ بھارت اگر اکیلا ہمارے مقابلے پر آتا، تو ہمیں ہرگز شکست نہ دے سکتا۔ اب پھر گٹھ جوڑ ہو رہا ہے۔ اور بھارت روس اور "بنگلہ دیش" تینوں مل کر ہم پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اس صورت میں گویا مشرقی پاکستان کے وہ مسلمان جو ہمارے بھائی تھے، اب وہ ہم پر حملہ کریں گے اور مسلمان مسلمان کا گلا کاٹے گا۔ بھائی بھائی کو موت کے گھاٹ اتارے گا۔ اور شیطان اپنی شیطنت کا تماشا دور کھڑا ہو کر دیکھے گا اور قہقہے لگائے گا اور یوں خدا کی بے گناہ مخلوق ہلاکت و تباہی کے جہنم میں جھونکی جائے گی۔

ایک زمانہ تھا جب دو حکومتوں کے درمیان جنگ کی صورت یوں ہوتی تھی، کہ دونوں حکومتوں کے فوجی پہلوان میدانِ جنگ میں اُترتے اور لڑتے تھے۔ اس طرح جس حکومت کی افواج غالب آجاتیں وہی فاتح سمجھی جاتی تھی۔ لیکن موجودہ زمانہ میں میدانِ جنگ کا نقشہ پہلے زمانہ سے بالکل مختلف ہے۔ اس زمانہ میں صرف افواج کی ہی لڑائی میدانِ جنگ میں نہیں ہوتی، بلکہ متحارب اقوام اور ان کے سارے ملک کی سرزمین اور شہر جنگ کا میدانِ کارزار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ عمارات و املاک کی تباہی کے علاوہ شہری باشندے بھی اس جہنم کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں صرف جسمانی طاقتیں باہم نبرد آزما نہیں ہوتیں، بلکہ جنگیں سائنٹیفک ہتھیاروں سے لڑی جاتی ہیں۔ جس قوم کے پاس سائنٹیفک مہلک ہتھیار زیادہ ہوں گے۔ . . . .

. . . . . اتنی ہی زیادہ اپنے دشمن کی تباہی کا باعث بنیں گے۔ لیکن ان علمی اور جسمانی طاقتوں سے بالاتر اس کارخانۂ عالم میں کچھ اور طاقتیں بھی کارفرما ہیں جنہیں اخلاقی اور روحانی قوتیں کہا جاتا ہے۔ جو لوگ ان اخلاقی اور روحانی قوتوں سے آراستہ ہوتے ہیں، وہ کسی بھی طاقت کے سامنے کسی صورت میں مغلوب نہیں ہو سکتے۔ حضور نبی کریم صلعم نے جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو دشمنوں نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ ایک مقام پر سراقہ بن جعشم حضورؐ کے سر پر پہنچ گیا۔ اور تلوار دکھا کر حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے محمدؐ بتاؤ۔ اب تمہیں اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے؟ حضورؐ کی زبان مبارک سے بلا تامل نکلا اللہ! یہ لفظ سنتے ہی سراقہ پر ایسا رُعب اور رعشہ طاری ہو گیا۔ کہ ہاتھ کانپنے لگے اور ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔ تلوار ہاتھ سے گر پڑی۔ حضورؐ نے وہی تلوار اُٹھالی۔ اور فرمایا کہ اے سراقہ اب تم بتاؤ کہ تمہیں اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔ کانپتی زبان سے بولا۔ حضور آپ ہی مجھے بچا سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جا تجھے معاف کیا۔ یہ حضورؐ کی ایمانی اور اخلاقی قوت کا مظاہرہ تھا۔ کہ جانی دشمن حضورؐ کے سامنے بے بس ہو کر مسلمان ہو گیا۔

جنگِ بدر میں حضورؐ نے زمین سے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھائیں۔ اور دشمن کی طرف پھینک دیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ کفار جو مسلمانوں کے مقابلہ میں تین گنا تعداد میں زیادہ تھے بھاگ نکلے۔ اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ حضورؐ کی زندگی میں قدم قدم پر ایسے ہزاروں ایمان افروز اخلاقی اور رُوحانی مظاہر بکھرے پڑے ہیں۔ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ اکثر جنگوں میں دشمن کے مقابلے پر نہایت قلیل تعداد میں ہوتے تھے۔ لیکن اپنے ایمانی اور اخلاقی قوت سے کام لے کر ہمیشہ دشمن پر غلبہ حاصل کرتے رہے۔ ایک موقعہ پر حضرت خالدؓ بن ولید نے صرف ساٹھ آدمیوں کو ساتھ لے کر ساٹھ ہزار کی دشمن فوج پر غلبہ حاصل کیا۔

موجودہ شکست ہماری افواج کی نہیں، بلکہ ہمارے قومی اخلاقی کردار کی شکست ہے۔

اِسلام کی ابتدائی تاریخ میں اِس قسم کی جانبازی کے ہزاروں واقعات ملتے ہیں۔ جب چند با اخلاق اور با ایمان آدمی ہزارہا دشمنانِ دین کے مقابلے پر ڈٹ جایا کرتے تھے۔ اور بالآخر فتح حاصل کر لیتے تھے۔ آج بھی مشرقی پاکستان میں ہمارے صرف بیالیس مجاہدین نے پانچ سو چالیس کفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ لیکن اگر بحیثیت مجموعی غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ مشرقی پاکستان میں ہمیں جو شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے، کہ ہم سب نے ایمانی اور اخلاقی قوتوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ آج خداوند تعالےٰ کے اس قانون کی وضاحت موجودہ شکست سے عیاں ہو چکی ہے۔ جس میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ گیا۔

جب کوئی قوم ایمان اور اعلےٰ اخلاق سے منہ موڑ لیتی ہے، تو ذلت و پستی اور شکست و غلامی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ جو اعلےٰ اخلاقی قوتوں سے مزیّن تھے، جب کسی شہر یا ملک کا رُخ کرتے۔ تو دشمن بلا مقابلہ ہی بھاگ کھڑے ہوتے۔ یا ہتھیار ڈال دیتے تھے۔ خداوند تعالےٰ بھی انہی لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ جو روحانی و اخلاقی قوتوں کے مالک ہوں۔ مگر جو اخلاق سے عاری ہوتے ہیں خدا بھی ان کی مدد نہیں کرتا۔ اخلاق سے عاری وہی لوگ ہوتے ہیں جو شیطانی وسوسوں کے زیرِ اثر آ کر بداعمالیوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔

(اس موقعہ پر جناب ڈاکٹر صاحب نے بچوں سے دریافت فرمایا۔ کہ آپ جانتے ہیں۔ کہ ہمارا دشمن کون ہے تو بچوں نے بیک آواز جواب دیا۔ بھارت) تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ نے بالکل ٹھیک جواب دیا۔ بھارت بھی ایک بڑا شیطانی ملک ہے۔ جہاں کی حکومت جھوٹ بولتی ہے۔ اور طرح طرح کے مکر و فریب سے ہمیں دکھ دینے کی کوشش کرتی ہے۔ اور اپنی مکّاریوں کے ذریعے ہی اس نے ہمارے ملک کا ایک بازو شل کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اب دوسرا بازو بھی توڑنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

نفس کے شیطان سے جنگ و مجاہدہ کرنے کی ضرورت

عزیز بچو۔ ہمیں اپنے اخلاق کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ہماری جنگ ہمارے اپنے نفس کے ساتھ ہے جس پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہوا ہے۔ جنگ اس اندرونی دشمن کے ساتھ ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا (شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو) بعض سائنسدان شیطان کے وجود سے انکار کرتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ شیطان ہر انسان کے اندر موجود ہے اور وہ انسانی وجود میں خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست کر لیں تو ہمارے جرنیل بھی اور افسر اور حاکم بھی خود بخود درست ہو جائیں گے۔ ہر انسان اپنے متعلق بذاتِ خود جانتا ہے کہ مجھ میں کیا کمزوری ہے اور اسے خود ہی دُور کر کے ہم نے اپنے آپ کو درست کرنا ہے ہر انسان کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ عزیز بچو یاد رکھو کہ ہم نے اس دنیا میں عزت کی زندگی حاصل کرنی ہے اور اس غرض کے لئے اپنے اندر کے دشمن کو شکست دینا اور مٹانا ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو ہم خود مٹ جائیں گے۔ ان دونوں صورتوں میں سے ایک ضرور ہو کر رہے گی۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی بھی چارۂ کار باقی نہیں رہا۔ اور اگر ہم عزت اور وقار کی زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے اندر صحابہ کرامؓ کی ایمانی اور اخلاقی صفات پیدا کریں۔

آخر پر جناب ڈاکٹر صاحب نے بچوں سے سوال کیا کہ کیا کوئی بچہ ایسی بات بتا سکتا ہے جو میری تقریر سے اس کی سمجھ میں آئی ہو، سامنے بیٹھے ہوئے چھٹی جماعت کے ایک بچے نے جواب دیا کہ میں نے یہ سمجھا ہے کہ پہلے ہمیں شیطان سے جنگ کرنی ہے اور اپنے آپ کو اس کے حملوں سے بچا کر اس پر فتح حاصل کرنا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے یہ سوال کیا کہ ہم شیطان کو کس طرح شکست دے سکتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب ذرا مشکل ہے۔ کوئی آٹھویں جماعت کا بچہ جواب دے۔ آٹھویں جماعت کا ایک

www.aaiil.org

بچہ ڈائس پر آیا اور کہا کہ ہم شیطان کو اس طرح شکست دے سکتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہ بولیں ہمیشہ سچ بولیں۔ اپنے اخلاق کو درست کریں اور اپنے اندر ایمان کو پختہ کریں اور خداوند تعالےٰ سے دُعا مانگتے رہیں مسلمان جب تک اپنے کردار و سیرت میں عمدہ تبدیلی پیدا نہ کریں گے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

جناب ڈاکٹر صاحب نے تمام طلباء اور اساتذہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کے لئے آپ اخلاقی قوتوں کے حصول کے لئے کوشاں رہیں گے۔ اس پر اساتذہ اور طلباء نے بیک آواز جواب دیا کہ انشاء اللہ ہم سب اپنی اخلاقی قوتوں کو ترقی دینے کے لئے اپنی عملی جد و جہد میں کوتاہی نہ کریں گے۔ آخر پر ڈاکٹر صاحب نے اساتذہ صاحبان اور طلباء کی توجہ اس طرف منعطف کرائی کہ محض عمدہ تقریر سن کر یا تحریر پڑھ کر خوش ہو جانا یا اس کی تعریف کر دینا کسی نتیجہ پر ہمیں نہیں پہنچاتیں، بلکہ کسی فرد یا قوم کو حاصل وہی کچھ ہوتا ہے جس پر وہ عمل کرتا ہے، اگر تقریر یا تحریر کے ذریعے ہمارے اعمال اور افعال میں کوئی عمدہ تبدیلی واقع ہو جائے تو ہم نے بہت کچھ حاصل کیا، قرآن کریم میں بار بار عمل کی اہمیت کا بیان مختلف پیراؤں میں کیا گیا ہے، محض عمدہ آرزوؤں اور خوشنما تصورات سے کچھ نہیں بنتا۔ فرد اور قوم کی تقدیریں زندگیوں کے عمل میں اعلیٰ تبدیلی کی مرہونِ منت ہے جیسا کہ فرمایا لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب تمہاری خوشنما امیدوں اور عقیدتمندانہ تصورات سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور اہلِ کتاب کی اُمنگوں سے ان کا کچھ نہ بنے گا، جو قوم (خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) برائی کرنے کی مرتکب ہوگی وہ ضرور اپنے کئے کی سزا پائے گی اور خدا تعالےٰ کے اس محکم قانون سے اسے کوئی بچا نہیں سکے گا۔ اس آیت شریفہ میں کس وضاحت سے یہ بتلا دیا کہ عمدہ آرزوئیں یا خوشنما نعرے حصولِ مراد اور فتح کے لئے قطعاً کافی نہیں، اعمال اور اخلاق اگر گندے رہے تو قطع نظر اس کے کہ کوئی قوم مسلمان کہلاتی ہے یا اہلِ کتاب ہے خمیازہ اسے اپنے قبیح کردار اور ناپسندیدہ سیرت کا مل کر رہے گا۔ خدا تعالےٰ کے قانون میں کوئی استثنا نہیں۔ بس آیئے آج سے ہم یکا و مضبوط آہنی عزم کرلیں کہ ہم اپنی اخلاقی کمزوریوں* اور سیرت کی برائیوں سے نجات حاصل کرکے، پہلے اپنے نفس کے شیطان پر فتح حاصل کریں گے اور پھر اپنے بیرونی دشمن بھارت کو شکست دینے میں کامیاب ہوں گے۔

نظریۂ پاکستان - بسلسلہ صفحہ ۶

دُور نہیں کیا جا سکتا جسے متصادم الفاظ نے قائم کر رکھا ہے۔ اور جو نظریۂ پاکستان کے اس کردار کی راہ میں حائل ہے جو اسے مسلمانوں کی تاریخ نے دیا ہے۔

—— (۶) ——

نظریۂ پاکستان کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اسے آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ باتیں ہیں جو اس زمانے میں ہماری قومیت کے لئے دشواریاں بھی پیدا کرتی ہیں۔ تاہم ان سے یہ ضرور واضح ہو چکا ہوگا کہ تصورِ وطن، اقتدارِ اعلیٰ کا بامقصد ہونا اور معاشرتی انصاف کا نفاذ، نظریۂ پاکستان کو سمجھنے کی کوشش میں ابتدائی کا درجہ رکھتے ہیں۔ نظریۂ پاکستان ایک منزل ہے اور یہ ابتدائی مقامات اس منزل تک پہنچنے کے لئے زینوں کا کام دیتے ہیں۔ اب میں ایک دوسرے پہلو کا ذکر کرتا ہوں۔

تاریخ کا ہر طالب علم اس حقیقت سے باخبر ہے کہ انسانی تاریخ پر ہماری بالادستی مختلف اسلامی ممالک میں مختلف موقعوں پر ختم ہوئی ہے۔ انسانی تاریخ پر مسلمانوں کے غلبے کے ختم ہونے کی تاریخیں مختلف ہیں بعض اسے ۱۲۵۸ء، کچھ اسے ۱۴۹۸ء اور کئی اسے ۱۸۵۷ء کا نام دیتے ہیں، یہ تاریخیں حتمی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان تاریخوں سے بہت پہلے تاریخ کا دھارا ہمارے قابو سے باہر جاتا ہوا دکھائی دیتا ہے انسانی فکر پر ہمارے غلبے کے ختم ہونے کی تاریخ ان تاریخوں سے بھی بہت پہلے ہے۔ اس کیفیت کو ہم انحطاط اور زوال کے نام سے پکارتے ہیں۔ تاہم جس زمانے میں انسانی تاریخ اور فکر پر مسلمانوں کی بالادستی تھی، اس کی جانب ایک سرسری اشارہ برمحل دکھائی دیتا ہے۔ "ولفرڈ سمتھ" اپنی کتاب "اسلام اِن ماڈرن ہسٹری" میں لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کی (ان ابتدائی صدیوں میں) کامیابی حیرت انگیز تھی۔ ان کے زیرِ اقتدار نہ صرف وسیع علاقے تھے بلکہ وہ خود بھی عظیم تھے اور ان کا وجود عظمتوں کا وجود تھا۔ انہوں نے علوم کو نئی وسعتوں سے آشنا کیا۔ ان کی افواج جنگوں میں فتحیاب تھیں، ان کا بحر و بر پر حکم چلتا تھا۔ ان کی تحریر ہر جگہ مانی جاتی تھی۔ ان کی عمارتیں پرشکوہ تھیں، ان کی شاعری دلآویز تھی۔ ان کا علم مرعوب کن تھا اور ریاضیات میں ان کی قدرت حیران کن تھی۔ اور ان کی ٹیکنالوجی مؤثر اور کارگر تھی ...... انہوں نے ایک نئی تہذیب کو پیدا کیا۔ ان کامیابیوں نے ان کو یہ احساس دیا کہ اللہ اسلام کے ذریعہ ان سے ہمکلام ہوا اور اسلام ہی کے ذریعے اس کا دنیا میں ظہور ہوا ہے۔ (اور ایسا سمجھنے میں وہ سچے تھے کیونکہ) تاریخ ان کے ایمان کی گواہی دیتی تھی۔"

اس اقتباس کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نظریۂ پاکستان انسانی تاریخ میں سے مسلمانوں کے انحطاط کو حذف کرنے کا نظریہ ہے۔ قائد اعظم کی تقریروں میں اس موضوع پر کئی اشارے ملتے ہیں۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی برسوں کے ایسے دَور کے بعد جب مسلمان اپنی تاریخ کے آپ مالک نہ تھے، ایک ایسا دور آیا ہے جب مسلمان دوبارہ تاریخ کے عمل میں بااختیار حیثیت کے مالک ہوئے ہیں۔ تاریخ کے اس عمل میں شرکت، ہمارے اپنے قومی ماحول میں، نظریۂ پاکستان سے منسوب ہے۔ نظریۂ پاکستان کی روشنی میں ہم نہ صرف تاریخ کے عمل کا حصہ ہیں بلکہ تاریخ کو اپنے تابع کرنے کی بے شمار راہیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان راہوں میں سے کسی ایک یا دو کو منتخب کرنا ہمارا مقدر نہیں ہے۔ بلکہ اپنے لئے ایک نئی تاریخ کو پیدا کرنا ہمارا مقدر ہے۔ نظریۂ پاکستان ہمارے لئے ایک نئی تاریخ کو تخلیق کرنے کا نظریہ ہے۔ نظریۂ پاکستان ماضی کا نہیں مستقبل کا نظریہ ہے۔ تاریخ کے فلسفے کی کئی علمی شکلیں ہیں۔ لیکن جدید ترین فلسفیانہ نکتۂ نظر یہ ہے کہ تاریخ وقت کے دائرے میں ہمیشگی کو ظہور دیتی ہے۔ اسی طرح یہ سچائی بھی قابلِ غور ہے کہ جسے زمانۂ حال کہتے ہیں اس کا کوئی بھی وجود نہیں ہے۔ جو زمانہ اپنے وجود کے ساتھ موجود ہے وہ زمانۂ مستقبل ہے۔ اس فلسفیانہ رشتے میں نظریۂ پاکستان کو سمجھنا ضروری ہے۔ قومی طور پر ہمارے صرف دو زمانے ہیں۔ زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل۔ جسے ہم زمانۂ حال قرار دیتے ہیں وہ ہماری قوتِ اختیار ہے جس کے استعمال سے ہر لمحہ مستقبل قریب سے قریب تر آتا ہے۔ قوتِ اختیار کے ذریعے ہمیشگی کو وقت کے دائرے میں حاصل کرنا ایک نئی تاریخ کو تخلیق کرنا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم نظریۂ پاکستان کو ان ذمہ داریوں کے ساتھ قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنے لئے نئی تاریخ پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ تو پھر ان سب حقیقتوں کی کوئی ضرورت نہیں جن کا میں نے ابتداء میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے زمین پر حقِ حکمرانی حاصل کرکے تصورِ وطن اور قومیت کو پایا ہے لیکن انسانی فکر پر حکمرانی کا حق ابھی ہم سے بہت دُور ہے۔ اس حق کی جد و جہد کے لئے قوتِ اختیار کا استعمال نظریۂ پاکستان کی تاریخ میں شامل ہے۔ نظریۂ پاکستان جغرافیائی، سیاسی اور معاشرتی طور پر ہمارے فہم و ادراک کا حصہ ہے۔ مگر فکری طور پر ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اس موقعہ پر مجھے پچھلی صدی کے ایک بزرگ کا کشف یاد آتا ہے کہ وہ ایک مکان کے زینے پر کھڑے ہیں اور سفید رنگ کے پرندے ان کے ہاتھوں میں ہیں عظمت کے سفید پرندے مستقبل میں ہمارے قومی سفر کے منتظر ہیں۔ نظریۂ پاکستان اس سفر پر روانہ ہونے کے لئے ہمارا اپنی تاریخ کے ساتھ کیا ہوا عہد نامہ ہے۔

ملفوظات از صفحہ اوّل

یہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے۔ خدا تعالےٰ نے یہ سلسلہ جو قائم کیا ہے۔ یہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں کیا ہے۔

تعزیتی قرارداد - بسلسلہ صفحہ ۳

بر وفات چوہدری فضل حق صاحب

(۳) مجلس انتظامیہ چوہدری فضل حق صاحب کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کرتی ہے مرحوم نے حضرت امیر مولینا محمد علی رح کی تصنیف کردہ کتب کی طباعت و اشاعت میں جس شوق و لگن سے کام کیا تھا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ انجمن کے ابتدائی مراحل میں چوہدری صاحب مرحوم نے کئی ایک قابلِ قدر

[illegible]

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ (مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیمات

زید - اب آپ مختصر طور پر چند الفاظ میں اس صدی کے مجدد کی تعلیمات اور اس پر اس کی اور اس کی جماعت کی عمل پیرائی کا ایک خلاصہ پیش کر دیں۔

بکر - مختصراً آپؑ کی تعلیمات یہ ہیں:-

(۱) مرزا صاحبؑ دورِ حاضر کی واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اعلان کر رکھا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور ان کے بانیان خدا کی طرف سے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے کرشن اور رام چندر کے نام لے کر کہہ دیا کہ وہ بھی خدا کے پیغمبر ہیں۔ یوں انہوں نے انسانوں میں ایک عالمگیر اخوت کی بنیاد رکھ دی۔

(۲) علماء میں یہ بات مسلمات میں سے بھی کہ قرآن کریم کی بعض آیات، بعض آیات کی ناسخ ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مکاتب فکر نے پانچ سو آیات تک کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا موقف ہے کہ سارے قرآن شریف میں ایک شوشہ بھی ... منسوخ نہیں۔

(۳) اہل حدیث حضرات حدیث کو قرآن کریم پر قاضی سمجھتے ہیں اور ان کے اس باطل عقیدہ کی رُو سے بعض امور کے تصفیہ کے لئے قرآن کریم کو ان قاضی صاحب کے سامنے بطور سائل کے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے بڑے زور سے اس باطل عقیدہ کی تردید کر دی۔ اور یہ موقف اختیار کیا کہ قرآن سب سے مقدم ہے۔ حدیث اس کے تحت ہے۔ قرآن اور حدیث میں اگر تضاد ہو تو حدیث کی یا تو تاویل کرنی ہوگی یا پھر اسے مسترد کر دینا چاہیئے۔

(۴) مسلمانوں میں حنفیوں کی غالب اکثریت ہے اور ان کا بشمول بعض دیگر فرقوں کے یہ عقیدہ ہے کہ اسلام میں اب اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس عقیدہ کا ابطال کیا، اور دلائل سے ثابت کیا کہ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اس سے ترقی کے چشمے جاری ہوتے ہیں!

(۵) مسلمانوں کے ہاں اشاعت اسلام کا کام بالکل بند ہو چکا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اسلام کی اشاعت اور ترویج کو دین کا جزو لاینفک قرار دیا۔ اور اسی کو غلبۂ اسلام کا ایک ذریعہ قرار دیا۔

(۶) اس چودھویں صدی سے قبل حالت یہ تھی کہ تمام عالم اسلامی میں مایوسی نا امیدی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی حضرت مرزا صاحبؑ نے لوگوں کے دلوں میں یہ جوش اور ایمان پیدا کیا کہ اسلام یقیناً یقیناً تمام ادیان پر غالب آئے گا اور وہی انسانیت کا آئندہ مذہب قرار پائے گا۔ مرزا صاحبؑ درحقیقت اسی یقین کی پیداوار ہیں۔

(۷) اسلامی دنیا کے اکثر حلقوں میں یہ خیال پرورش پا رہا تھا کہ ختم نبوت کے بعد اب انسان کا خدا سے براہ راست کوئی تعلق نہیں رہا، حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ نبوت بے شک ختم ہے شریعت بھی مکمل ہے۔ لیکن نبوت کی برکات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قیامت تک قائم رہے گا اور انسانوں کے اندر ایسے برگزیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ اور مکاشفہ سے مشرف ہوں گے۔

(۸) حضرت مرزا صاحبؑ نے حدیث مجدد کی اہمیت کو واضح کیا اور اسے موسوی سلسلۂ خلافت سے مشابہت دے کر محمدیؐ سلسلہ کے اجزاء پر بطور ایک دلیل کے پیش کیا۔

(۹) عیسائیت کے بت کو پاش پاش کرنے کے لئے اپنے وجود کو بطور حجت پیش کیا اور کسر صلیب کو اپنا مشن قرار دیا۔

(۱۰) آپ کے ظہور کے وقت مسلمانوں میں اور تو علوم سکھائے جاتے تھے مگر قرآن کریم کو طاق نسیان پر رکھ دیا گیا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے تعلیماتِ قرآنی کو گویا ثریا سے اتار کر زمین پر رائج کر دیا۔ چنانچہ آپ کی کوششوں سے قرآن کریم کے درس جا بجا ہونے لگے۔ اور قرآن کریم کا جو مقام تھا اس کی عظمت کا مسلمانوں میں پورا احساس پیدا کر دیا۔ اور ہر مذہبی مسئلہ کے حل کا معیار قرآن قرار دیا۔

(۱۱) ختم نبوت کے مسئلہ کو ایسا صاف کیا کہ اس سے قبل اس کی یہ وضاحت کبھی نہیں ہوئی تھی۔

(۱۲) اہل قبلہ کی تکفیر کو سب سے بڑا جرم قرار دیا۔ اور فروعی اختلافات کو برداشت کر کے لازمی نتائج قرار دیا۔

جس طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے عالم انسانیت میں جذبۂ محبت و اخوت پیدا کرنے کے لئے ایک سنہری اصول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو نور الٰہی سے منور ہونے سے محروم نہیں کیا اور ہر قوم کے اندر وقتاً فوقتاً پیغام لانے والے آتے رہے اسی طرح مسلمانوں کے اندر اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کے لئے چند اصول بیان کئے ہیں جن پر اگر مسلم قوم عمل پیرا ہو تو وہ دشمن کے مقابل بنیان مرصوص بن کر کھڑا ہو سکے گی۔... اور وہ اصول یہ ہیں۔

(۱) مسلمانوں کا خدا ایک نبی ایک شریعت ایک اور قبلہ ایک رہے گا۔

(۲) فروعی اختلافات رہیں گے مگر افہام و تفہیم و بحث و تمحیص سے انہیں حل کیا جا سکے گا مگر وہ اختلافات اگر نہ مٹ سکیں تو آپس میں رواداری برتی جائے۔

(۳) اختلافات کا طریق یہ ہے کہ قرآن حکیم کو سب چیزوں پر مقدم رکھا جائے یہاں تک کہ احادیث اگر قرآن کی تعلیم سے مختلف ہوں تو قرآن کریم کی روشنی میں ان کی تعبیر کی جائے اگر اختلافات پھر بھی رہیں تو قرآن کا دامن نہ چھوڑا جائے بلکہ احادیث کو ترک کر دیا جائے۔

(۴) قرآن کے ایک حصہ کی تفسیر قرآن کے دوسرے حصے سے کی جائے اور تفسیر کرنے میں تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے۔

(۵) کسی حالت میں بھی کلمہ گو کی تکفیر نہ کی جائے اور کسی میں اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو بھی اسے کافر نہ کہا جائے۔

اس سلسلہ میں احمدیہ لٹریچر میں بارہا قرآن کریم کی حسب ذیل آیات پیش کی گئی ہیں:-

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ○ (۴۹/۱۰) - ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ پس اصلاح کرو درمیان دو بھائیوں اپنے کے اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن میں یوں بھی ہے:-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا - (۳/۱۰۳) ترجمہ: قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باہم تفرقہ بازی مت کرو۔

اور یوں بھی ہے:-

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا - (۳/۱۰۵) ترجمہ: اور مت کہو مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کرنے لگے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی مذکورہ بالا تعلیمات پر مرزا صاحبؑ اور ان کی جماعت کی عمل پیرائی کی حسب ذیل صورتیں منظر عام پر آتی رہیں اور آتی رہیں گی۔

(۱) حضرت مرزا صاحبؑ نے خود اپنی زندگی میں دین اسلام کی وضاحت اور دیگر ادیان کی تعلیمات کا اسلام سے موازنہ انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں کی کیفیت اور انسان کی زندگی کے متعلق مختلف پہلوؤں سے بحث پر اسی (۸۰) کتابیں تصنیف کر دیں۔

(۲) حضور ہی کے حکم سے پہلی دفعہ یورپ کو اسلام میں دعوت دی گئی۔ اور بے بہا اسلامی مضامین پر مشتمل انگریزی لٹریچر شائع کر دیا گیا۔ حضور کے ایک وفادار اور نہایت قابل شاگرد نے پہلی دفعہ انگریزی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر لکھ کر اس عظیم الشان پیشگوئی کی نشاندہی کر دی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اسی شاگرد نے انگریزی زبان میں ایک بڑی ضخیم کتاب جو تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، اسلام کے تقریباً تمام شعبوں کی وضاحت کرتے ہوئے شائع کر دی۔ جرمن اور ڈچ زبان میں بھی قرآن کی تفسیریں اسی جماعت کے مصنفین نے لکھ کر شائع کیں۔

(۳) حضور کی جماعت کے متعدد ممتاز افراد نے اسلام پر بیش قیمت کتابیں شائع کر کے ظلمت کدہ دنیا کو منور کر دیا۔ اسلام پر جس قدر لٹریچر اس جماعت کے اہل قلم نے رقم کیا ہے اس کی کوئی مثال دنیائے اسلام میں نہیں ملتی۔

۴- دنیا کے تمام اکناف و اطراف میں اور یورپ و امریکہ میں بالخصوص تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کئے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام سے روشناس کیا۔ ان تبلیغی مراکز کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

باقی ——— باقی

آپ کے خطوط

نظریۂ پاکستان اور چند رؤیا

مشرقی پاکستان کے المیہ سے بعض دانشور سمجھتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان غلط ہو چکا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے دنیا میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اور بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا۔ اور دو خاندانوں میں رقابت ہو تو ایک اپنے گھر سے رشتہ دیکر اپنے بھائی سے لڑا دیتا ہے۔ ان تمام فسادات کی جڑ کبھی تو باپ کی زیادتی ہوتی ہے، کبھی اولاد کی، کبھی دو بھائی ایک دوسرے کا حق مارنا چاہتے ہیں اور کبھی ناجائز طور پر ایک اپنے بھائی کی جائداد پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب ہم ان فسادات کو دیکھ کر یہ نہیں کہ ایک فطری محبت جو ماں باپ اور بھائی بھائی میں ہوتی ہے وہ تجربتاً ناکام ہو چکی ہے اس کا کوئی اور حل سوچنا چاہیئے۔ اسی طرح مشرقی پاکستان میں بھی کچھ ہماری غلطی ہوئی اور کچھ ہمارے دشمنوں نے بڑھا چڑھا کر بھائی بھائی میں خلیج ڈال دی۔ اگر ہم اپنے اپنے حق پر قائم رہتے تو یہ المیہ ہمیں نہ دیکھنا پڑتا۔ پاکستان جس نظریہ پر قائم ہوا تھا، وہ اب تک اسی طرح قائم و دائم ہے۔ لہذا جہاں تک ہو سکے سرزد شدہ غلطیوں کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ اب میں جماعت کے ایک رکن کی چند رؤیا اس المیہ کے بارہ میں تحریر کرتا ہوں۔ پہلے انہوں نے دیکھا کہ سابق صدر ایوب کے اردگرد بہت سے کتے جمع ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور رؤیا دیکھا کہ صدر ایوب ننگا ہو گیا ہے۔ پھر انہوں نے ایک اور رؤیا دیکھا کہ ہندو اور سکھ بیٹھے ہیں۔ اور سہرے بندھے ہوئے ہیں۔ اور وہ خوشیاں کر رہے ہیں۔ پھر رؤیا دیکھا کہ ..... بھٹو نے فوجی لباس پہنا ہوا ہے اور تمغے لگے ہوئے ہیں۔ اور سینے پہ لکھا ہوا ہے مقدمات جیتنے والا۔ اور پھر انہوں نے رؤیا دیکھا کہ ایک شیر اور ایک چیتا ہے۔ وہ شیر اور چیتے کو کہتا ہے کہ ہماری کچھ مدد کرو۔ شیر نے جواب دیا کہ چیتے کو لے جاؤ۔ یہ تمہارے واسطے کافی ہے۔ اس چیتے نے ایک عورت کو دیکھا اور اس کے بال نوچ ڈالے۔

میں یہ رؤیا صرف اسواسطے لکھ رہا ہوں کہ رؤیاء میں بعض شرائط ہوتی ہیں اس لئے تمام جماعت کو دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ کہ یہ رؤیا پورا ہو، ایک نیک بی بی نے خواب میں دیکھا ہے کہ: ++

میں بھی استدعا کرتا ہوں کہ تمام جماعت کو دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو فتح دے اور یہ رؤیا پورا ہو۔ شیخ اللہ بخش (سیکرٹری جماعت تحریک ...)

اخبار احمدیہ

خانیوال میں تقریب نکاح

—— ۱۳ فروری کو محترم جناب چوہدری محمد لطیف صاحب مرحوم آف خانیوال کی صاحبزادی شاہدہ لطیف صاحبہ کا نکاح مسٹر اقبال جاوید (پاکستان ایر فورس) آف کراچی کے ہمراہ بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر جناب مولوی محمد علی صاحب مبلغ انچارج ملتان ڈویژن نے پڑھا۔

خطبۂ نکاح میں مولوی صاحب موصوف نے قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں فرائض زوجین اور نکاح کی غرض و غایت اور فلاسفی پر روشنی ڈالی، اس تقریب میں انجمن کی نمائندگی میں مولوی محمد علی صاحب کے ہمراہ راقم الحروف کو بھی شرکت کا موقع ملا۔ اس مبارک اور پُرمسرت موقعہ پر دولہا کی طرف سے مبلغ پچیس روپے اور دلہن کے بھائی چوہدری محمد علی صاحب کی طرف سے مبلغ تیس روپے کل پچپن روپے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بمد عطیہ برائے اشاعت اسلام دیئے گئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے آمین ثم آمین۔

محمد صالح نور۔ نزیل ملتان

درخواست دعا

—— محترم ملک الٰہی بخش صاحب نسیم حیات صاحب اور میاں جلال الدین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت کے لئے تمام احباب جماعت سے درخواست ہے۔ خواجہ محمد نصیر اللہ سیکرٹری جماعت راولپنڈی

وفات

—— نہایت افسوس سے اطلاع دیتا ہوں کہ جماعت جھنگ کے سیکرٹری ملک غلام قادر صاحب مورخہ ۱۰/۲ کو دل کے دورہ کی وجہ سے انتقال فرما گئے ہیں، وہ کچھ دنوں سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ جماعت جھنگ صدر کو ان کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے ان کے وجود سے جماعت کو کافی تقویت حاصل تھی وہ حضرت امیر مرحوم و مغفور کے ہاتھ پر آج سے تقریباً چالیس سال قبل سلسلہ میں شامل ہوئے تھے اور سلسلہ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ اکثر مسجد احمدیہ جھنگ میں نمازیں پڑھتے تھے جس سے مسجد میں رونق رہتی تھی۔

احباب جماعت سے التماس ہے کہ ملک صاحب مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے اور نماز جنازہ غائبانہ پڑھی جائے۔ ملک غلام قادر صاحب مرحوم کے فرزندان کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

ملک محمد اسلم صاحب و ملک محمد سلیم صاحب قادر منزل۔ محلہ برجی والا جھنگ صدر

عزیز الرحمٰن مبلغ جماعت جھنگ صدر

++ صدر بھٹو کے تمام جسم پر سانپ ہی سانپ لپٹے ہوئے ہیں آواز آتی کہ بھٹو کامیاب ہو گیا ہے اور دیکھتے دیکھتے تمام سانپ جھڑ گئے۔ ×

صدقہ فنڈ

—— ملک نگینہ حیات خان صاحب سکنہ شہباز والہ کی طرف سے سالانہ چندہ کے ساتھ صدقہ فنڈ میں دس روپے موصول ہوئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ ملک صاحب احباب جماعت سے دعائے خیر کی درخواست کرتے ہیں۔

تعزیتی ریزولیوشن

—— مورخہ ۱۱/۲ کو جامع احمدیہ راولپنڈی میں بعد از نماز جمعہ جناب علی محمد اجمیری صاحب کی زیر صدارت ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا:۔

یہ اجلاس محترم شیخ عبدالرحمٰن ناظر صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر آف انکم ٹیکس کی ناگہانی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے، اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان عظیم برداشت کرنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ اجلاس ان کی بیگم صاحبہ، صاحبزادے اور ان کے بھائیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو شیخ صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ صاحب مرحوم ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے تھے۔ ان کی زندگی نہ صرف تقویٰ و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمت دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے وہ انجمن کے لئے ایک سرکردہ رکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب رہے۔ ان کی وفات انجمن کے لئے اور جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہے۔ قرار پایا کہ اس کی نقول:

(۱) شیخ صاحب مرحوم کے صاحبزادے شیخ صفدر سلیم صاحب ۲۹-T گلبرگ ۲ لاہور۔

(۲) محترم شیخ نثار احمد صاحب ظلیم قادر اینڈ کمپنی سیالکوٹ چھاؤنی۔

(۳) ایڈیٹر صاحب پیغام صلح برائے اشاعت بھیجی جائیں۔

خاکسار۔ خواجہ محمد نصیر اللہ

آنریری سیکرٹری جماعت راولپنڈی

الحاج میاں محمدؒ کی یاد میں جلسہ

مرحوم کی عملی زندگی کو اپنانا ہی انکی یاد کا بہترین طریقہ ہے

جامع احمدیہ پریمیر فلور ملز لائلپور میں ۱۳ فروری کو جماعت کے ایک معزز رکن، سرآوردہ رہنما اور اسلام کے مبلغ محترم الحاج میاں محمد مرحوم و مغفور اور ان کی اہلیہ مرحومہ بیگم اللہ جوائی کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ایک پاک اور نورانی محفل منعقد ہوئی جس میں قرآن خوانی کی گئی۔ اس محفل میں احباب جماعت کے علاوہ بعض معززین شہر اور غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ مرحوم میاں صاحب کے خاندان اور تمام فرزندان محترم میاں اللہ بخش صاحب، محترم میاں ظہور احمد صاحب محترم میاں فضل احمد صاحب، محترم میاں حمید احمد صاحب، محترم میاں رشید احمد صاحب اور خاندان کی مستورات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اختتامی دعا سے قبل جو خاکسار راقم الحروف نے کرائی محترم میاں رشید احمد صاحب نے احباب کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور محترم میاں اللہ بخش صاحب نے تقریر کرتے ہوئے اپنے والد ماجد اور اسلام کے مبلغ اور جماعت کے شیدائی اور فدائی مرحوم میاں محمدؒ کی زندگی کے حالات، آپ کی دینی تڑپ و خدمات، جذبۂ خدمت خلق، قرآن کریم سے لگاؤ، تبلیغ کی لگن اور تڑپ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ احباب جماعت کے علاوہ مرحوم کی اولاد کو بالخصوص ان کے نقش قدم پر چلنے کی اشد ضرورت ہے میاں اللہ بخش صاحب نے کہا کہ اس خاندان پر اللہ تعالیٰ کا دنیاوی فضل بھی محض اس وجہ سے ہوا ہے کہ ہمارے بڑے بزرگ امام وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد صد چہاردہم کی آواز پر ۴۲ [continued in margin]

صہ۴۲ لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن پر کمربستہ ہو گئے تھے۔ آج ہمیں انہیں کے نمونۂ زندگی کو اپنا کر ہی دینی اور دنیاوی فلاح و رستگاری نصیب ہو سکتی ہے۔ ہمیں اپنا سا دامن مضبوطی کے ساتھ رسول عربیؐ اور حضرت امام وقتؑ کے پیغام کے ساتھ وابستہ کر لینا چاہیئے۔ مرحوم میاں صاحب کی سادگی اور عملی زندگی کو اپنانا ہی ان کی یاد کا بہترین طریقہ ہے۔ اگر اسلام اور قرآن باقی ہے تو ہم سب زندہ ہیں۔ راقم علی محمد ماحیؔ عفی عنہٗ لائلپور۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تازندگی جاری ہوسکتا ہے

مدیر دوست محمد
مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۷۲ء | نمبر ۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر بے پایاں رحم و محبت

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزءٍ فامسک عندہ تسعۃً وتسعین جزءًا وانزل فی الارض جزءًا واحدًا فمن ذالک الجزء یتراحم الخلق حتّٰی ترفع الفرس حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان تصیبہ۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے رحم کو سو حصے کر دیا ہے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور صرف ایک حصہ زمین میں اتارا ہے اسی ایک حصہ سے ساری مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا اپنا کھر اپنے بچے سے اٹھا دیتا ہے اس ڈر سے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحؒ:—

یعنی جو زبردست مظاہرہ رحم اور محبت کا ساری مخلوق خدا میں نظر آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس رحم و محبت بے پایاں کا سواں حصہ ہے جو وہ اپنی مخلوق کے متعلق رکھتا ہے، سویں حصہ سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ وہ اس کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور کہ مخلوق کی محبت کو جو بلند سے بلند جذبات انسانی میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے کوئی نسبت

وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ ایسا رحیم ہے اور وہ کیسا قدردان ہے کہ جہاں کوڑی بھی جمع ہوسکتی ہے اور روپیہ و اشرفی بھی۔ نہ وہاں چور چکار کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا راستہ سے ہٹا دے۔ تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول پانی ڈال دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو۔ کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ اس کے خلاف دنیا کی شاہ راہ ایسی ہے۔ جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے سلطنتوں کو چھوڑ دیا۔ آخر بے وقوف تو نہ تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم ادھم رحؒ۔ شاہ شجاع۔ شاہ عبدالعزیز رحؒ جو مجدد بھی کہلاتے ہیں۔ ان سب نے حکومتوں، سلطنتوں اور دنیا کی تمام شوکت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی یہی تو وجہ تھی۔ کہ دنیا کی راحت میں وہ ہر قدم پر ٹھوکر پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایک موتی ہے۔ جس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی راحت و آرام کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے۔ کہ ان کی طرف نظر کرنے کے لئے بھی اسے اپنی طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس تم کو بھی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ۔ کہ کامیابی اور فلاح اسی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص یقین کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے مانگو اور صدق نیت اور یقین سے مانگو۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول)

قارئین کرام پیغام صلح کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے بقایاجات جلد ادا کر کے اپنے قومی جریدہ کی معاونت فرمائیں۔

نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر صفات مخلوق خدا کے اندر نظر آتی ہیں وہ درحقیقت صفات الٰہی کا ہی پرتو ہیں۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری)

www.aaiil.org

جناب محمد صالح نورؔ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھنے کی ناکام کوشش

ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم
داخلِ جنّت ہوا وہ محترم

صحیحہ، اقوالِ بزرگان اور لغتِ عربی کی رُو سے اس امر کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر کے دکھا دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اپنی طبعی موت کے ساتھ وفات پا چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کے اس قوی موقف کے سامنے حیاتِ مسیحؑ کے قائلین بارہا ہزیمت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ زمانۂ حاضر کے عُلماء ظاہر جن علماء سلف کی اتباع کا دم بھرتے ہیں ان میں سے کم و بیش تمام نے وفاتِ مسیح کا اپنی تحریرات و تفسیرات میں کھلا اعتراف کیا ہے۔

حال ہی میں ایک تفسیر "تفسیر جواہر القرآن" کے نام سے ہماری نظر سے گذری ہے جو "شیخ القرآن" مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی کاوشوں کے نتیجہ میں رئیس المفسرین حضرت مولینا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات سے ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کا ادّعا کیا گیا ہے اسے پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مولانا غلام اللہ خانصاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کے بحرِ ذخار کے سامنے اس بودی اور ریت کی دیوار کھڑی کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کیا اس قسم کی تفسیر سے عیسائیت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے علاوہ ان کا کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا ہے یا توحید کے کھلے دعوؤں کے ساتھ شرک کی بنیادیں مضبوط کرنے میں ممد و معاون ثابت ہونے کے ارادے ہیں۔

تفسیر جواہر القرآن میں سورہ آل عمران کے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ کے مقام کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:—

"لفظ توفی کے معنے تمام اہل لغت کے نزدیک اخذ الشئی وافیاً کے ہیں اور قرآن مجید میں یہ لفظ حیات کے مقابلہ میں کہیں استعمال یحییکم (بقرہ ع) الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً۔ (مرسلات ع) بلکہ توفیٰ کے مقابلہ میں ہوتا اور رہنا آیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (مائدہ) البتہ اس لفظ کا اطلاق موت پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں بھی اخذ الشئی وافیاً ہوتا ہے تو موت بھی توفیٰ کا ایک فرد ہے جس طرح بدن کے ساتھ اٹھا لینا بھی اس کا فرد ہے مگر اس آیت میں رفع روح مع الجسد مراد ہے نہ کہ موت مرزائیوں کی طرف سے ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب توفی سے باب تفعل ہو اور فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں قبض روح کے سوا کوئی معنی نہیں ہوتا یعنی رفع مع الجسد مراد نہیں ہوتا۔ یہ امتِ مرزائیہ کی طرف سے سراسر فریب اور دھوکا ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کا رفع رُوح مع الجسد ثابت نہیں اس لئے یہ الفاظ کسی دوسرے کے لئے وارد نہیں ہوتے۔ ثانیاً یہ قاعدہ من گھڑت اور جعلی ہے کسی لغت کی کتاب میں اس کا مذکور نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب رفع کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی جسد ہو اور اس کا صلہ الی ہو تو وہاں رفع جسد کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتا قرآن سے حدیث اور محاورات عرب سے اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔"

اس مقام پر ایک مانے ہوئے اور مستند اصول کو صاحب التفسیر نے من گھڑت، فریب اور دھوکہ قرار دیا ہے، اس جگہ قارئین اور انصاف پسند اہل علم احباب کے لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر درج کر رہا ہوں۔ محققین کے لئے تحقیق کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ صفحہ ۲۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں:—

"کہ جب ایک علم پر یعنی کسی شخص کا نام لے کر توفی کا لفظ اس پر استعمال کیا جاوے مثلاً کہا جاوے توفی اللّٰہ زیداً تو اس کے یہی معنی ہونگے کہ خدا نے زید کو مار دیا، اسی وجہ سے آئمہ لغت ایسے مواقع پر دوسرے معنے لکھتے ہی نہیں صرف وفات دینا لکھتے ہیں، چنانچہ "لسان العرب" میں ہمارے بیان کے مطابق یہ فقرہ ہے توفیّ فلانٌ۔ وتوفّاہ اللّٰہ اذا قبض نفسہ وفی الصحاح اذا قبض روحہٗ۔ یعنی جب یہ بولا جائے گا کہ توفیّ فلانٌ یا یہ کہا جائے گا توفّاہ اللّٰہ تو اس کے صرف یہی معنی ہوں گے کہ فلاں شخص مرگیا اور خدا نے اس کو مار دیا۔ اس مقام میں "تاج العروس" میں یہ فقرہ لکھا ہے توفیّ فلانٌ اذا مات یعنی توفیّ فلانٌ اس شخص کی نسبت کہا جائیگا جب وہ مر جائے گا۔ دوسرا فقرہ "تاج العروس" میں یہ لکھا ہے توفّاہ اللّٰہ عزوجل اذا قبض نفسہٗ یعنی یہ فقرہ کہ توفّاہ اللّٰہ عزوجل اس مقام پر بولا جائے گا جب خدا کسی کی روح قبض کرے گا اور صحاح میں لکھا ہے توفّاہ اللّٰہ قبض روحہٗ یعنی اس فقرہ توفّاہ اللّٰہ کے یہ معنے ہیں کہ فلاں شخص کی رُوح کو خدا تعالیٰ نے قبض کر لیا ہے اور میں نے جہاں تک ممکن تھا صحاح ستہ اور دوسری احادیث نبویّہ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور صحابہ کے کلام اور تابعین کے کلام اور تبع تابعین کے کلام میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی عَلم پر توفّی کا لفظ آیا ہو یعنی کسی شخص کا نام لے کر توفی کا لفظ اس کی نسبت استعمال کیا گیا ہو اور خدا فاعل اور وہ شخص مفعول بہ ٹھہرایا گیا ہو اور ایسی صورت میں اس فقرہ کے معنے بجز وفات دینے کے کوئی اور کئے گئے ہوں ...... چنانچہ

کے لئے استعمال نہیں ہوتا اور کہ حیات کے مقابلہ میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ توفیؔ ہوتا ہی موت کے وقت ہے اس کے بغیر ہوتا ہی نہیں جیسا کہ فرمایا:۔ "اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا" اور لغت توفاہ اللّٰہ اذا قبض روحہ اور اذا قبض نفسہٗ کے معنی کر رہی ہے۔ جب کہ محاورہ توفاہ اللّٰہ کے معنی قبض نفس یا قبض روح کے ہیں۔

اور توفاہ اللّٰہ کے کوئی معنے سوائے قبض نفس یا روح کے کسی لغت میں نہیں آئے۔ چونکہ یہاں زیرِ بحث خالی لفظ توفیؔ نہیں بلکہ متوفیک زیرِ بحث ہے جس میں اللہ تعالےٰ فاعل اور حضرت عیسےٰؑ بطور مخاطب مفعول ہیں۔ اس لئے متوفیک پر صرف توفاہ اللّٰہ کے معنے سے ہی سند لائی جاسکتی ہے اور تمام اہلِ لغت نے توفاہ اللّٰہ کے محاورہ کو تسلیم کر کے الگ لکھا ہے اور اس کے معنے قبض رُوح یا قبض نفس کئے ہیں اور یہ معنے نہ صرف لغت سے ثابت ہیں بلکہ خود قرآن کریم نے بالصراحت ارشاد فرمایا کہ اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (الزمر) اللہ کا نفوس کا توفیؔ کرنا یا موت کے وقت ہوتا ہے اور جو مرتے نہیں ان کی نیند میں بھی توفی نفس کرتا ہے تیسری کوئی صورت نہیں، پس متوفیک کے معنے سوائے تیری قبض روح کرنے والا کے اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لغت اور قرآن کریم کی شہادت کے مطابق ہی امام المفسرین حضرت ابن عباس رضؓ سے متوفیک کے معنے خود امام بخاری نے ممیتک روایت فرماتے ہیں یعنی تجھے موت دینے والا ہوں۔

(باقی بر ص۶ کالم ۳)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مؤرخہ یکم مارچ ۱۹۷۲ء

نبی اور محدّث

صدر مدرس جامعہ اہلحدیث کی اس تحریر کا حوالہ ہم گذشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں، جس میں کفرسازی کی مشین چلاتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ:

"مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوّت میں شک نہیں چنانچہ مرزا محمود نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں ضرورت سے زیادہ مواد جمع کر دیا ہے، یہ لاہوری مرزائیوں کو بھی مسلّم ہے وہ صرف اس کی تاویل کرتے ہیں کہ نبی سے مراد محدّث ہے لیکن محدّث کی تشریح وہی نبی والی کرتے ہیں کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے جو دخل شیطان سے محفوظ ہوتی ہے اور انبیاء کی طرح وہ مامور ہوتا ہے اس کا منکر مستوجب سزا ٹھہرتا ہے، پس محدّث کی تشریح نبی والی ہوئی تو معلوم ہوا مرزائی دونوں گروہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں، لاہوری اور قادیانی میں کوئی فرق نہ ہوا۔"

ہم حیران ہیں کہ ان لوگوں کو کیا کہیں جو علم و عقل سے اس قدر کورے ہو چکے ہیں، کہ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ محدّث کس کو کہتے ہیں، اور اس کا کیا مرتبہ حدیث اور سلف صالحین کی تحریرات میں بیان کیا گیا ہے، جس کی رُو سے محدث پر انبیاء کی طرح وحی نازل ہوتی ہے، جو دخل شیطان سے محفوظ ہوتی ہے، اور وہ انبیاء کی طرح اصلاحِ خلق کے لئے مامور بھی کئے جاتے ہیں، اور ان کا منکر مستوجب سزا بھی ٹھہرتا ہے اور باوجود ان سب باتوں کے وہ نبی نہیں ہوتے، کیونکہ نبوّت حضرت نبی کریم رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو چکی ہے، کیا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں، کیا اس حدیث کے رُو سے یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ امتِ محمدیہ کے علماء منصب نبوّت پر فائز ہیں اور انہیں نبی کہنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں، یہی مراد اس بات سے ہے کہ محدث پر انبیاء کی طرح وحی نازل ہوتی ہے، درحقیقت علماء امتی سے محدث ہی مراد ہیں، جن کے متعلق حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ وحی جس طرح نبیوں پر اترتی ہے اسی طرح ولیوں پر اترتی ہے اور وحی کے اترنے میں نبی کی طرف ہو یا ولی کی طرف کوئی فرق نہیں اور ہر ایک کو اللہ تعالےٰ کے مکالمات و مخاطبات میں سے حسب مدارج حصہ ملتا ہے ہاں انبیاء کی وحی کی شان اتم اور اکمل ہوتی ہے اور وحی کی سب قسموں سے قوی تر وحی ہمارے رسول خاتم النبیّین صلعم کی ہے۔

ایسا ہی حضرت مجدّد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں اپنے ایک شاگرد محمد صدیق کو وعظ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اعلم ایھا الصدیق ان کلامہٗ سبحانہٗ مع البشر قد یکون شفاھًا وذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذ اکثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم یسمیٰ محدثًا وھذا غیر الالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ یعنے اے صدیق اللہ تعالےٰ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی بہت قریب سے ہوتا ہے اور یہ سب افراد انبیاء میں سے ہوتے ہیں اور بعض وقت ان کے پیروؤں میں سے مکمل لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدّث رکھا جاتا ہے اور یہ کثرت سوائے الہام کے اور سوائے دل میں القاء کے اور سوائے اس کلام کے ہوتی ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہو اور اس کلام سے انسان کامل مخاطب کیا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

معلوم ہوا آپ کو؟ کہ محدث کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا شان ہوتی ہے، حضرت مرزا صاحب نے محدّث کی اسی شان کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے:۔

ولاشك ان التحديث موهبة مجردة لاتنال بكسب البتة كما هو شان النبوة ويكلم الله المحدّثين كما يكلم النبيّين ويرسل المحدّثين كما يرسل المرسلين ويشرب المحدث من عينٍ يشرب فيها النبي فلاشك انه نبي لولا سد الباب وهذا هو السر في ان رسول الله صلى الله عليه وسلّم اذ سمّى الفاروق محدّثًا فقفّا على اثره قوله لو كان بعدي نبي لكان عمر وما كان هذا الا اشارة الى ان المحدث يجمع كمالات النبوّة في نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن القوة والفعل - فالنبوة شجرة موجودة في الخارج متمرة بالغة الى حدها والتحديث كمثل بذر فيه يوجد في القوة كلما يوجد في الشجر بالفعل وفي الخارج وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدين والى هذا اشار رسول الله صلى الله عليه وسلّم في حديث علماء امتي كانبياء بني اسرائيل والمراد من العلماء المحدثون الذين يؤتون العلم من لدن ربهم ويكونون من المكلمين

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شانِ نبوت ہے اور محدث اسی طرح اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہم کلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اور اس میں یہ بھید ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فاروقؓ کو محدّث سے موسوم کیا اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اور یہاں سوائے اس کے اور کوئی اشارہ نہیں کہ محدث کے نفس میں کمالات نبوّت جمع ہوتے ہیں اور سوائے فرق ظاہر و باطن اور قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں۔ پس نبوّت ایک درخت ہے جو خارج میں موجود ہے اور ثمردار ہے اور اپنی حد کو پہنچنے والا ہے اور تحدیث مثل تخم کے ہے جس میں وہ سب باتیں بالقوۃ پائی جاتی ہیں جو شجر میں بالفعل پائی جاتی ہیں اور بالخارج اور یہ مثال ان لوگوں کے لئے واضح ہے جو دین کے معارف کے طلبگار ہیں اور اس بات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اور علماء سے مراد وہ محدث ہیں جن کو اپنے رب کی جانب سے علم دیا جاتا ہے اور مکلمین سے ہو جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ اس شان کے باوجود کہ وہ انبیاء کی طرح اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہوتے اور انبیاء کی طرح بھیجے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ پھر بھی وہ نبی نہیں ہوتے، بلکہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں پھر وہیں آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:۔

هذا ما كتب صاحب فتح البيان صديق حسن في كتاب الحجج ومثله اقوال اخرى ولكنا نتركها خوفًا من الاطناب وعليك ان تدق النظر بالانصاف الكامل ليتضح لك الحق الحقيق وتكون من الفائزين وقد بينت لك كلما هو كلمة الكفر في اعين المستعجلين فانظر اين هذا واين ادعاء النبوّة فلا تظن يا اخي اني قلت كلمة فيه رائحة ادعاء النبوة كما فهم المتهورون في ايماني وعرضي بل كلما قلت انما قلتها نبينًا لمعارف القرآن ودقائقه وانما الاعمال بالنيات ، معاذ الله ان ادعى النبوة بعد ما جعل الله نبينا وسيدنا محمدن المصطفى صلى الله عليه وسلم خاتم النبيّين -
(حمامة البشرى صـ ۸۲ – ۸۳)

یہ وہ بات ہے جو صاحب فتح البیان صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھی ہے، اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کے اقوال ہیں لیکن ہم ان کو بخوف طوالت ترک کرتے ہیں اور (اے پڑھنے والے) تجھ پر واجب ہے کہ دقیق نظر سے کامل انصاف کے ساتھ اس پر غور کرے تاکہ تجھ پر حق واضح ہو جائے اور تو فائزین میں سے ہو جائے اور میں نے وہ سب کچھ تیرے لئے بیان کر دیا ہے جو جلد بازوں کی نظر میں کلمہ کفر ہے پس دیکھ کہ کہاں یہ اور کہاں ادعاء نبوّت اور اے برادر گمان مت کر کہ میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں ادعاء نبوّت کی بو پائی جاتی ہے جیسا متہوروں نے میرے ایمان اور میری آبرو کے متعلق خیال کر لیا، میں نے اس بارہ میں جو کچھ کہا وہ محض قرآن کے معارف اور حقائق بیان کرنے کے لئے کہا اور اعمال نیتوں پر موقوف ہیں اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعوےٰ کروں جبکہ اللہ تعالےٰ نے*

*ہمارے نبی اور سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔

اس قدر صفائی اور وضاحت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے محدث کی وحی کو نبی کی وحی کی طرح قرار دیکر دراصل نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور۔

www.aaiil.org

بھی فی الحقیقت انہیں نبی سمجھتی ہے، اپنے علم و عقل کا ماتم کرتا ہے۔

ہم جناب صدر مدرس صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو جو وحی ہوئی تھی، کہ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (یعنی اس بچہ کو دودھ پلا اور جب تم کو اس کی نسبت خطرہ ہو [illegible]) [illegible] اس یقین و ایمان کی وجہ سے وہ نبیہ بن گئی تھیں؟ تعجب ہے کہ بنی اسرائیل میں تو عورتوں کو بھی انبیاء کی طرح قطعی اور یقینی وحی ہو جاتی تھی، لیکن اُمتِ محمدیہ ایسی ہی گئی گذری ہے اور حضرت رسولِ کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار انبیاء ہونے کے باوجود آج کل کے مولوی صاحبان کے نزدیک معاذ اللہ اس درجہ بے فیض ہیں کہ آپؐ کی اتباع سے کوئی شخص محدثیت کے اس مرتبہ کو نہیں پا سکتا، جہاں انبیاء کی طرح اسے وحی ہو سکے، اور وہ انبیاء کی طرح اصلاح خلق کے لئے مامور ہو، یعنے دینِ محمدی کی ترویج و تجدید کا کام اس کے سپرد ہو، اس قسم کا دین صدر مدرس اہلحدیث ہی کو مبارک ہو، ہم تو اسلام کو ایسا دین سمجھتے ہیں کہ اس کا کامل پیرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع اللہ تعالےٰ کے الہام و کلام اور اس کی پاک وحی سے مشرف ہو سکتا ہے، اور اُمتِ محمدیہ میں ایسے کامل افراد ہوتے رہے ہیں جنہیں انبیاء کی طرح قطعی اور یقینی وحی پانے کا شرف حاصل ہوا جیسے حضرت قطب الاقطاب محی الدین ابن عربی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہم۔

ایسا ہی حال حضرت مرزا صاحب کا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں منصب محدثیت پر فائز کر کے تجدید دین کا کام ان کے سپرد کیا، اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بار بار اقرار کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفےٰ وقد بعثنی علےٰ رأس المائۃ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳) یعنے میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دینِ مصطفےٰ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا ہے۔

اس قسم کے بیانات آپ کی تمام تصانیف میں موجود ہیں، اور جماعت احمدیہ لاہور کا لٹریچر ایسے ہی بیانات سے بھرا پڑا ہے، باوجود اس کے صدر مدرس صاحب اور ان کے ہم نوا مولوی صاحبان کفر سازی سے باز نہ آئیں تو اس کا کیا علاج۔

آئندہ اشاعت میں ہم بتائیں گے کہ صدر مدرس صاحب کا یہ بیان کہ "مرزائیت کے کفر پر اُمتِ محمدیہ کا اجماع ہے" کہاں تک صحیح ہے۔

اخبارِ احمدیہ

[illegible] مسجد احمدیہ [illegible] لائل پور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس بار لاہور سے کچھ معزز احمدی بہنوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں محترمہ بیگم ڈاکٹر وحید احمد صاحب (صدر مقامی جماعت احمدیہ لاہور) محترمہ آپا رضیہ مدد علی صاحبہ (سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور) اور محترمہ بیگم مسرت بشیر صاحبہ محترمہ بیگم میاں رشید احمد مسرت صاحب کے ہمراہ تشریف لائیں۔ ان کی آمد سے لائل پور کی احمدی خواتین نے خاصی تقویت محسوس کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ گاہے گاہے ضرور تشریف لایا کریں تاکہ ہمارا اجتماعی رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ جلسہ کی کارروائی حسب ذیل تھی:۔

سب سے پہلے سیکرٹری صاحبہ نے لاہور سے آنے والی مہمان خواتین کا لائل پور کی احمدی خواتین سے تعارف کرایا۔۔۔ اس کے بعد تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

تلاوتِ قرآن پاک آنسہ رضیہ سلطانہ نے کی۔ تلاوت کے بعد محترمہ مبارکہ شمس الرحمٰن نے درثمین سے ایک نظم،

"نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اُجلا نکلا"

سنائی جو بہت پسند کی گئی۔ بعد ازاں سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لائل پور نے تنظیم و تربیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ان کے بعد محترمہ مسرت بشیر صاحبہ سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں انہوں نے احمدی ماؤں کے کردار پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں اپنے بچوں کو احمدیت کے متعلق پوری طرح روشناس کرانا چاہیئے۔ محترمہ مسرت بشیر صاحبہ کے بعد محترمہ آپا رضیہ سے خصوصی درخواست کی گئی کہ وہ اس موقعہ پر اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں انہوں نے حسب معمول بڑے عمدہ طریقے سے اپنی مختصر تقریر میں جماعت کے مختلف اصلاحی پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور جماعت لائل پور سے بہت توقعات وابستہ کرتے ہوئے کچھ عملی مشورے بھی دیئے۔

آخر میں محترمہ بیگم میاں شریف احمد صاحب (صدر خواتین مقامی جماعتِ احمدیہ

[illegible]) اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ نے جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا۔

جلسہ کے بعد لاہور سے آمدہ معزز بہنوں اور تمام احمدی بہنوں کو پُر تکلف چائے میاں رشید احمد مسرت صاحب (صدر مقامی جماعت احمدیہ لائل پور) کی طرف سے پیش کی گئی۔

عبادت خانم۔ دختر چوہدری سید احمد (مرحوم)۔ سیکرٹری انجمن خواتین احمدیہ لائلپور۔

ولادت مسعود

—— ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نائب صدر مقامی جماعت لاہور کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا کیا ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے "تبلیغی فنڈ" میں مبلغ پچیس روپے کا عطیہ دیا ہے نیز دس روپے صدر انجمن کو عطیہ اشاعت اسلام کے لئے دیا ہے جزاہ اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ بچہ ہونہار اور نیک ہو اور خدمتِ دین کا اہل ہو۔

خاکسار۔ ناصر احمد

سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

مسجد و لائبریری کے لئے عطیہ

—— مسجد و لائبریری جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کی مزید توسیع کے لئے برائے کمرہ مہمانخانہ میاں بشارت احمد صاحب ولد میاں شریف احمد صاحب مرحوم و مغفور لائل پوری حال جننگ فیکٹری ڈیرہ غازی خان نے مبلغ ایک ہزار روپیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مقامی جماعت احمدیہ کو عطا کیا ہے خداوند تعالےٰ ان کے اس گراں قدر عطیہ کو قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔ آمین۔ خاکسار۔ عبدالرحمٰن

لائبریرین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

بلاک ۴ ڈیرہ غازی خان

درخواست دُعا

—— شیخ محمد امین صاحب مبلغ انجمن پر فالج کا حملہ ہوا ہے، اگرچہ معمولی ہے احباب ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرمائیں۔

دارالسلام میں خانۂ خدا کی تعمیر

نام گر منظور ہے توفیض کے اسباب بنا
پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

"دارالسلام" (احمدیہ بستی) کی تعمیر احباب جماعت کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ صاف ستھرے ماحول میں کشادہ و جدید طرز کے رہائشی مکانات ہماری رہائشی، تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کے لئے تعمیر ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ کے ساتھ آبادی ہو رہی ہے۔ آبادی کے ساتھ ہی مسجد کی فوری ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ انجمن نے فیصلہ فرمایا ہے کہ "خانۂ خدا" کی تعمیر عطیہ جات سے ہو، چنانچہ میاں ظہور احمد صاحب کو اولیت کا شرف حاصل ہے، انہوں نے اس فنڈ میں -/5000 روپے مرحمت فرمائے ہیں، دیگر احباب نے بھی عطیات بھیجے ہیں مسجد کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ تعمیر پر کم و بیش ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔

احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ اس فنڈ کے لئے جلد از جلد اپنے عطیات بھجوائیں تاکہ تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے، عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال کریں۔

داعی الی الخیر۔ فضل حق۔ ناظم دارالسلام لاہور

www.aaiil.org

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مشکل ترین دائمی معجزہ۔ عرب کی بدخصلت اور اکھڑ قوم کو آپؐ نے پاک مطہر اور بلند قوم بنا دیا۔

حضرت نبی کریم صلعم کے فیضان سے ہر زمانہ میں اولیاء اور مجددین پیدا ہوتے رہے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

چودھویں صدی کے مجدد کا عظیم الشان کارنامہ۔ عیسائی آریہ اور مسلمانوں پر اتمام حجت

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۷۲ء۔ بمقام جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

قد افلح المؤمنون، الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، والذین ہم عن اللغو معرضون والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون الخ الذین یرثون الفردوس، ہم فیہا خالدون۔ (المؤمنون ۱-۱۱)

ان آیات میں ایک عظیم الشان معجزہ بیان کیا گیا ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے، علاوہ ازیں تاریخ قیامت تک یہ معجزہ بیان کرتی رہے گی۔ یہ معجزہ مشکل ترین بھی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا جس میں تمام قسم کی بدخصلتیں پائی جاتی تھیں۔ وہ قوم ڈاکہ زن تھی، اور اس کو فخر تھا کہ ہم مہمانوں کی خاطر تواضع کے لئے دشمن کے مویشی زبردستی چھین لاتے ہیں اور ان کو ذبح کرتے ہیں اکثر... قبائلی سرداروں کے درمیان جنگ و جدل کا بازار گرم رہتا تھا اور بعض جنگیں سالہا سال تک چلتی تھیں۔ شراب نوشی اور اس کے بدلوازمات ان میں پائے جاتے تھے۔ یہ قوم بت پرستی پر جمی ہوئی تھی۔ اس قوم کی اصلاح کا فریضہ حضور صلعم کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام نبیوں سے بڑھ کر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ نبی کی قسمت میں ہی ہے کہ وہ اذیت اور دکھ درد کا نشانہ بنتے۔ نبی بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے لئے آتا ہے لیکن اس کی قوم اس کو سخت اذیت دیتی ہے۔ عرب کی یہ قوم جس کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا بڑی ٹیڑھی تھی۔ اس ٹیڑھی قوم کو درست کرنے کے لئے یہ کام آپؐ کے سپرد کیا گیا۔ ارشاد الٰہی ہے اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ رسالت و ہدایت کا کام کس کے سپرد کرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کے ذریعہ اس قوم کے اندر ایک معجزہ رونما ہوا۔ وہ یہ ہے کہ قد افلح المؤمنون یہ قوم مومن بن گئی، مراد پا گئی اور کامیاب ہو گئی۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون وہ جو شراب میں مست رہتے تھے، اب وہ نمازوں میں بڑے خضوع و خشوع سے گڑگڑاتے ہیں۔ بڑا تذلل اختیار کرتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں گرتے اور روتے رہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ ایسی ٹیڑھی قوم کو اس بلند مقام تک پہنچا دیا۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ یہ قوم اب نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتی۔ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون یہ جو ڈاکہ زن قوم تھی، اب وہ اپنا مال غرباء پر قربان کرتی ہے۔ والذین ہم لفروجہم حٰفظون۔ شراب نوشی اور اس کے نتائج میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں پھنسے ہوئے لوگ، پاکیزہ مطہر اور مزکی بن گئے۔ الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔ ان کا تعلق بیویوں اور ان لونڈیوں سے ہوتا ہے جو ان کے نکاح میں ہوتی ہیں۔ اس طرح قوم پاک ہو گئی۔ قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکات سے یہ ٹیڑھی اور بت پرست قوم پاک اور خدا پرست بن گئی۔ فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولٰئک ہم العادون۔ قوم کے پاک رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم شادی کر کے زندگی بسر کرو، اور جو اس طریقے کو چھوڑتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ والذین ہم لامٰنتہم وعہدہم راعون۔ یہ قوم اس حد تک بلند ہو گئی کہ ڈاکہ زنی، چوری چکاری کو چھوڑ کر امین بن گئی، خیانت اور بد عہدی کو چھوڑ کر دیانت امانت اور قول و قرار کے بڑے پختہ ہو گئے۔ دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے اس قوم میں ایسا زبردست جذبہ پیدا ہوا اور فرمانبرداری اس حد تک پہنچ گئی کہ انہوں نے ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ اگر آپؐ حکم دیں تو مصر سے لے کر مراکو تک پہنچیں اور اس کے آگے دریا سمندر آ جائے تو اس میں بھی کود پڑیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض و برکت سے اس قوم میں عظیم الشان انسان پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق حضور صلعم نے فرمایا کہ اگر دنیا بھر کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے، اور دوسرے پلڑے میں ابوبکرؓ کا ایمان رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری رہے گا۔ حضرت عمرؓ جو تلوار لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے نکلے تھے قرآن کریم کی تاثیر نے ان میں ایمان کا نور پیدا کر دیا، ان کے متعلق فرمایا کہ عمرؓ جس راستہ پر چلے شیطان اس پر چلنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ حضرت عثمانؓ غنیؓ نے ایک موقعہ پر ۲۰۰ اونٹ کا چندہ دے دیا۔ اور حضرت علیؓ نے ہر موقعہ پر صف اول میں جہاد کیا۔ جنگ خندق کا واقعہ ہے کہ خندق کے پار ایک مشہور پہلوان عبدِ ود خندق پار کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے اور اچھل کر اس پر ایسی ضرب لگائی جس سے وہ دوزخ میں چلا گیا۔ یہ قوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی اور ان کے خصائل میں یہ بات رکھ دی کہ۔ والذین ہم لامٰنتہم وعہدہم راعون وہ امین اور پختہ عہد بن گئی۔ حضور صلعم نے قیامت تک کے لئے قوم کو یہ سبق دے دیا کہ انسان حرام کا مال نہ کھائے۔ عہد و پیمان کی پختگی سے پابندی کی جائے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایک عہد ہے۔ جسے تمام دنیا کے مسلمان دہراتے رہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے احکام کو مانتے رہیں گے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی فرمانبرداری کرتے رہیں گے ایک اور ان کی خصلت یہ بیان کی ہے کہ والذین ہم علیٰ صلوٰتہم یحافظون وہ نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ نماز طہارت و پاکیزگی قلب پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے۔

ان خصائل کے لوگوں کے متعلق فرمایا اولٰئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس۔ یہ لوگ جنت الفردوس پائیں گے ہم فیہا خالدون۔ اور ہمیشہ ان کو دائمی زندگی حاصل ہوگی۔

عرب کی اکھڑ اور اجڈ قوم کو اس مقام پر پہنچا دینا ایک عظیم الشان معجزہ ہے، جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ سے اور قرآن کریم کی تعلیمات سے ظہور میں آیا اور قیامت تک آتا رہے گا۔ اس کی وجہ سے امت میں اولیاء پیدا ہوتے رہے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ ان اولیاء میں سے ہر صدی میں ایسا شخص پیدا ہوا کرے گا جو مجدد ہوگا۔ وہ خدا کی طرف سے دین کو تازہ کرنے کے لئے مبعوث ہوا کرے گا۔ اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ ایسے اولیاء ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ انہی اولیاء میں سے کسی ایک کو مجددیت کے منصب پر فائز کیا جایا کرے گا۔

ہمارے زمانہ میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے ایک مجدد خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا اور ہم نے اُسے دیکھا وہ ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ لیکن اس نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ انگریز کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ انگریزی حکومت کے زیر سایہ عیسائی پادریوں کا بڑا زور تھا۔ ان کے علاوہ آریوں کا جتھا بھی مقابل پر تھا اور خود مسلم علماء بھی آپؑ کے خلاف زہر اگلتے تھے۔ غرض ایک دنیا مجدد زمان کے خلاف صف آراء تھی، مگر اس جری انسان نے آریوں کی صف کو الٹ کر رکھ دیا۔ ان کے دلائل کے رعب کی وجہ سے پادری میدان چھوڑ گئے۔ مسلمان علماء کو رگید کر رکھ دیا اور دلی کی جامع مسجد میں ایک جلسہ عام میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا :-

"اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے..... یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نبوت کا

www.aaiil.org

ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں ، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور رسول اللہ محمد مصطفےٰ پر ختم ہو گئی ۔"

اور فرمایا :۔
" میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں ، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں ۔"

اور فرمایا :۔
" میں اس کے رسولوں پر دلی ایمان لاتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے ۔"

وحی نبوت کے متعلق آپکی تحریرات کا مفہوم یہ ہے کہ ۔ پیغمبر کا وجود متصور نہیں ہو سکتا جب تک جبرئیل وحی نبوت لے کر نہ آئے ۔ اور جبرئیل کا آنا اس دن سے بند ہے جس دن کہ آیت ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی ہے ۔ اب نہ جبرئیل نازل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی حکم خدا کی طرف سے آ سکتا ہے ۔ اب احکام الٰہی کا آنا بند ہے اس لئے کسی شخص کا نبوت کا دعوے کرنا کفر ہے ۔

غرض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے دین کو تازہ کرنے کے لئے ہر سو سال کے بعد مجدد آتے ہیں اور آپؐ کی متابعت سے ہر زمانہ میں اولیاء پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ اُمت کے لئے زندہ معجزہ ہے ۔ کوئی اسلامی ملک نہیں جہاں ولی اللہ پیدا نہ ہوئے ہوں ۔ ان اولیاء میں سے بعض نے مجدد ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے ۔ مجددوں اور اولیاء اللہ کی تعلیمات سے لوگ مستفیض ہوئے ۔ ایک ولی اللہ جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے ہمارے اس ملک میں ہمارے زمانے میں پیدا ہوا جس کے گرد لوگ اکٹھے ہو گئے ۔ ایک شخص سید عبداللطیفؓ جو افغانستان کے بادشاہ کا مقرب تھا ، حضرت امام زمان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بیعت کر کے افغانستان واپس چلا گیا ۔ وہ بڑی عظیم الشان شخصیت

مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کی گواہی دی ۔ جب وہ واپس افغانستان جانے لگے تو حضرت امام زمان نے فرمایا کہ وہاں مت جاؤ تمہیں قتل کر دیا جائے گا ۔ اس نے جواب دیا کہ حضور ! ہمارے ملک کی زمین سخت اور پتھریلی ہے ، وہاں قلم و سیاہی سے نہیں بلکہ جان اور خون کا اشتہار مفید ثابت ہوتا ہے ۔

چنانچہ جب وہ گئے اور اس امر کا اظہار کیا کہ حضرت مرزا صاحب مجدد وقت ہیں ، تو بادشاہ خفا ہو گیا اور انہیں قید کر دیا گیا ۔ اس نے بار بار التماس کی کہ تم مرزا صاحب کو چھوڑ دو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نور دیکھ لیا ہے اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں ، جب کسی طرح بھی بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو بادشاہ نے انہیں سنگسار کرنے کا حکم دے دیا ۔ ایک میدان میں لوگ جمع ہوئے ۔ ایک گڑھا کھود کر اس میں ان کا نصف حصہ بدن زمین میں گاڑھ دیا گیا اور پھر لوگوں نے ان پر پتھراؤ کیا ۔

اس طرح آپ شہید ہو گئے ۔ اس شخص نے اپنی شہادت سے گواہی دی کہ حضرت مرزا صاحب امام برحق ہیں ۔ ان کا شاگرد احمد نور اس وقت موجود تھا ۔ کچھ دنوں بعد رات کے وقت احمد نور نے پتھر ہٹا کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہید کے جسم کو نکالا ۔ اور اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر خوست لا کر دفن کر دیا ۔ ان کا بیان ہے کہ بخدا مجھ پر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں ہوا ۔ ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی ، وہ نورانی شخص تھا ۔

مقصد یہ ہے کہ یہ آیتیں قرآن کریم کی تعلیمات کے اثر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی برکات کا معجزہ ظاہر کرتی ہیں ۔ تمام ملکوں میں اولیاء اللہ اور مجددین پیدا ہوئے اور ان میں سے ایک مجدد کو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہ قوم جو میرے سامنے ہے اور جو مختلف شہروں میں ہے ، اس پر حجت ہے کہ اس نے قرآنی تعلیمات کی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ اس وقت کا مجدد ایک عظیم الشان انسان تھا جن سے معجزے ظہور میں آئے ۔ انہوں نے علماء کو چیلنج دیا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ تم فصیح و بلیغ عربی لکھو جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا ۔ یہ بڑا مشکل کام ہے ۔ چنانچہ آپ نے عربی

کہ ان جیسی فصیح و بلیغ اور پُر معارف عربی لکھیں لیکن کوئی مقابلہ نہ کر سکا ۔ آپ اپنی تصنیفات میں نثر لکھتے لکھتے نظم شروع کر دیتے تھے اور صفحوں کے صفحے نظم سے بھر دیتے تھے جیسے سمندر اُمنڈ آیا ہو ۔ مصر اور مکہ مدینہ کے علماء بھی آپ کا مقابلہ نہ کر سکے ۔ ہم اس شخص کے ماننے والے ہیں ہمارے لئے غیرت کا مقام ہے اگر ہم اپنے اعمال اور کاروبار سے ثابت نہیں کرتے کہ ہم ان کی تعلیمات اور صحبت کی وجہ سے پکے مسلمان بنے ہیں ۔ یہ سوچنے کا مقام ہے حضرت مرزا صاحب نے تو ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ قرآن و حدیث پر چلو تاکہ خدا تم سے راضی ہو جائے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس اصول کو کہ توفّی باب تفعّل سے ہو اور خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو سوائے موت کے کوئی معنے نہیں ہوتے "مرزائیوں" کا من گھڑت اصول قرار دیا ہے مگر اس کا ردّ تو لغت سے کر سکے ہیں نہ قرآن و حدیث سے ۔ جو نہایت حیران کن امر ہے ۔ اس نوع کا الزام اور اتنا بڑا دعوے بغیر دلیل کے کسی عالم دین کو کیسے زیب دے گیا ۔

لغت کی مشہور و معروف کتاب "المنجد" جس کا ترجمہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے کیا ہے ۔ اور آپ کے علاوہ دس عالموں نے اس کے ترجمے ، نظر ثانی و تحقیق ترتیب اور تصحیح میں نہایت کد و کاوش سے کام لے کر اسے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے اس میں اسی اصل الاصول کو مانا گیا ہے کہ خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفّیٰ کے معنے سوائے موت اور قبض روح کے کچھ اور نہیں ہوتے ۔ حوالہ ملاحظہ ہو ۔

حوالہ لغت

"توفاہ اللّٰہ ۔ موت دینا ۔ توفّیٰ فلانٌ ۔ مرنا ۔ اللہ تعالےٰ المتوفّی ، بندہ متوفّیٰ ۔"

(المنجد صفحہ ۱۳۸۵ طبع نومبر ۱۹۶۷ء)

کہ توفّیٰ کے معنے موت کے ہیں اور اللہ تعالےٰ جو موت دینے والا ہے وہ متوفّی اور ذی روح بندہ جس پر موت وارد ہوتی ہے متوفّیٰ کہلائیگا ۔

اس تحریر کے آخر میں مولانا غلام اللہ خان صاحب کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ اپنے اصول کی بنیاد اگر قرآن و حدیث ، اقوال آئمہ کبار اور لغت عرب و محاورہ عرب پر رکھتے ہیں تو ٹھوس اور مضبوط دلائل ایسے دعوے کے لئے لاویں ورنہ محض "مرزائیوں" کے دعوے کو من گھڑت فریب اور دھوکا کہ اہل علم کو متاثر کرنا ناممکن ہے ۔ اس زمانہ کا امام ، مسیح اور مہدی خدا کا علم لے کر اسی کے نور سے منور ہو کر دلائل و براہین اپنے ساتھ لے کر آیا ہے اس کا مقابلہ کسی عالم ظاہر کے بس کی بات نہیں ہے ۔
ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

گر علم خشک و کورئ باطن نہ رہ زدے
ہر عالم و فقیہہ شدے ہمچو حاکمم

رُوحِ اسلام کا
قرآن نمبر

للّٰہ الحمد ۔ قرآن نمبر کے لئے کافی مضامین جمع ہو گئے ہیں ۔ اور اس کی کتابت کا مرحلہ شروع ہونے والا ہے ۔ لہٰذا جو اصحاب مضمون لکھنا چاہتے ہیں وہ دس مارچ تک اپنے مضامین بھیجدیں تاکہ ان کے مضامین کو اس نمبر میں شامل کر لیا جائے ۔ مضمون صاف اور ایک طرف لکھا جائے ۔ تاکہ غلطیوں کا امکان کم ہو جائے ۔

(مدیران)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ

(مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

(۶) تعلیمات کے سلسلہ میں یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے بڑے زور سے یہ اعلان کر دیا ہوا ہے کہ انسان ہمیشہ مکالمہ و مکاشفہ الٰہیہ سے مشرف ہوتا رہے گا۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحبؑ نے اپنے مشاہداتِ قلبی اور وارداتِ باطنی کو علیٰ رؤس الاشہاد پیش کیا اور اس پر بے شمار لٹریچر شائع کیا۔ آپ کو الہامات کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے غیب کی خبروں کی اطلاع دی جاتی تھی جن میں سے بعض کا تعلق آپ کی ذات سے تھا اور بعض کا آپ کے خاندان سے، بعض کا آپ کے ماحول سے، بعض کا آپ کے وطن سے، بعض کا اسلامی دنیا سے، بعض کا عالمِ انسانی سے اور بعض کا کائنات سے تھا۔ ان الہامات کے ذریعہ دی ہوئی خبریں کثرت سے سچی نکلتی تھیں۔ ان کی سچائی کے شاہد آپ کے غیر مسلم دشمن بھی ہوتے تھے اور آپ نے ان الہامات کے ذریعہ بتائی ہوئی خبروں کی تصدیق کے لئے . . . . . ان دشمنوں کے نام بطور گواہان شائع بھی کر دیئے مگر کبھی کسی نے ان کے ان جرأت مندانہ اقدام کی تردید نہ کی۔ اس سلسلہ میں آریوں کے رسوائے عالم اور بدنامِ جہان فحش گو اور فحش نگار آریہ پنڈت لیکھ رام کا واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ بڑا منہ پھٹ۔ دریدہ دہن گستاخ اور شوخ آریہ تھا جس نے حضرت مرزا صاحب سے مباحثہ کے دوران حضور نبی کریم صلعم کی شان میں ایسی دل آزار گالیاں بکیں کہ مرزا صاحبؑ کا دل رنج و تاسف سے پھٹ گیا۔ خدا کے حضور آپ نے توجہ کی تو یہ الہام ہوا کہ یہ ظالم چھ سال کی میعاد کے اندر عید کے دن کے قریب قتل کر دیا جائے گا۔ پیشگوئی کے عین مطابق خالص ہندوؤں کے محلہ میں دن دہاڑے یہ شخص اپنے ہی ایک ہندو چیلے کے ہاتھ سے ذبح کر دیا گیا۔ تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے اس سابقہ شائع شدہ الہام کو جلی حروف میں دوبارہ شائع کر دیا۔ اور تمام ملک کے کونہ کونہ میں اس شائع شدہ الہام کو پہنچا دیا۔ اس زمانہ میں ہندوؤں کا بڑا اقتدار تھا اور انگریزوں کے ہاں ان کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ پولیس پہنچی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی تلاشی لی گئی۔ بڑی بڑی تفتیشیں ہوئیں۔ ملک کی سی آئی ڈی . . . . نے ملک کا گوشہ گوشہ چھان مارا مگر نہ اس قاتل کا سراغ ملا اور نہ اس واقعہ قتل کی کوئی تفصیلات معلوم ہو سکیں۔ ہندوؤں کا محلہ ہندوؤں کا ماحول اور لیکھرام کا پرائیویٹ ہندو نوکر اور اس کا اچانک فرار ایسی باتیں تھیں جو اس قتل پر کوئی روشنی نہ ڈال سکیں۔ بالآخر اسلام کے تقریباً تمام طبقوں میں یہ باور کر لیا گیا کہ اس دریدہ دہن آریہ کو خدا ہی کی طرف سے یہ سزا ملی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے الہام میں یہ بھی تھا ؎

بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

اس موقعہ پر ہم ایک اور پیشگوئی کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ غالباً لارڈ منٹو کے زمانہ میں پسماندہ مسلمانوں کی اصلاح حال کے لئے بنگال کو انگریزوں نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ وہ تھا جسے اب مشرقی پاکستان کہتے ہیں۔ ہندوؤں کو یہ بات سخت ناگوار گذری۔ ہندو نہیں چاہتے تھے مسلمانوں کی طرف خاص توجہ دی جائے اور ان کو بعض امور میں رعایتیں دے کر ترقی کی راہیں دکھائی جائیں۔ اس بارے میں ہندوؤں کی طرف سے بڑی شورش برپا ہوئی۔ اس وقت حضرت مرزا صاحبؑ کو الہام ہوا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کی جائے گی۔ چنانچہ اس الہام کے تھوڑے عرصہ بعد ملکہ وکٹوریہ کا دہلی میں دربار منعقد ہوا اور اس میں اعلان کر دیا گیا کہ بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی گئی ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے بے شمار الہامات اور مکاشفات انکی کتابوں میں درج ہیں۔ انہوں نے ایک مستقل کتاب حقیقۃ الوحی کے نام سے شائع کی جو اس موضوع پر ایک شاہکار ہے۔ بڑے سائنٹیفک انداز سے انہوں نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا ہے جو صاحب اس کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بک ڈپو سے طلب کر لیں۔

(۷) حضرت مرزا صاحبؑ نے دُنیا کے سامنے یہ ایک انوکھا خیال پیش کیا کہ قرآن کریم کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ عربی زبان درحقیقت اُم الالسنہ ہے اسی لئے اس زبان کی عظمت، اور اس کا جلال کبھی ماند نہیں پڑے گا۔ آپ کے لٹریچر میں اس دعوے کے ثبوت میں بڑے زبردست دلائل ملتے ہیں۔ ان کے لائق شاگرد خواجہ کمال الدین صاحبؒ مبلغ اسلام اور بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان نے اس موضوع پر ایک بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہی اُم الالسنہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ نظم میں بھی اور نثر میں بھی۔ وہ کتابیں آج بھی عربی ادیبوں کی نظروں میں معیاری ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسی نادر کتابوں کا لکھنے والا پنجاب کے ایک دُور دراز گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور کسی مولوی کا بیٹا نہیں بلکہ ایک زمیندار کا فرزند ہے۔ اس نے کسی یونیورسٹی سے کوئی سند حاصل نہیں نہ کسی دارالعلوم کا تعلیم یافتہ ہے۔ تاہم دارالعلوم دیوبند کے نامور علماء اور ندوہ کے فضلاء آپ کی علمی عظمت کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔

زبیدہ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے آج آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مرزا صاحبؑ اس صدی کے مجدد ہیں ان کا دعوےٰ بھی صحیح ہے اور ان کے دلائل بھی صحیح ہیں ان کی زندگی کا پورا پروگرام انکے دعوے کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ربّنا آمنا به واشهد باننا مسلمون۔ (اے خدا آپ گواہ رہیں کہ ہم ان دعووں کو تسلیم کرنے والے ہیں)

امید ہے مذکورہ بالا مکالمہ سے احمدیت کے خد و خال بہت حد تک آشکار ہو گئے ہوں گے۔

مسلمانانِ عالم کے مسائل

اس مضمون میں چونکہ ہمارے مخاطب تمام مسلمانانِ عالم ہیں۔ اور تحریکِ احمدیت ایک آسمانی تحریک ہے۔ اور شان عالمگیری سے رنگین ہے۔ اس لئے اس پر ہم نے ذرا تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ گو ابھی بہت سے پہلو تشنہ رہ گئے ہیں، مگر اس مضمون میں ان پر زیادہ روشنی ڈالنے کی گنجائش نہیں۔ مثلاً سیاست اور اقتصادیات پر ہم نے کچھ نہیں لکھا۔ غیر از جماعت علماء نے اس پر اچھی خاصی خامہ فرسائی کی ہوئی ہے۔ ویسے بھی ہر ملک کی سیاست اور اس کی اقتصادیات جدا جدا ہیں۔ اس وقت ہم صرف اتنا اشارہ کریں گے کہ اسلامی سیاست سے عبارت شورائی خلافت ہے۔ جو مغربی جمہوریت سے بالکل مختلف ہے۔ وامرهم شورىٰ بينهم. خدا کا حکم ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بالغ انسان سیاسی انتخابات میں ووٹ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ صرف اہل الرائے لوگ ووٹ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اقتصادیات کے متعلق قرآن کریم نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ قوم کے جملہ افراد محنت کش ہوں، وقت کی قدر کرنے والے ہوں اور جو کچھ کمائیں اپنی ضروریات سے زائد کمائی عوام کی بہبود پر خرچ کر دیں۔ اس کا طریق کار ملک کے نمائندگان اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق مجلس شوریٰ میں تجویز کر سکتے ہیں۔

دُنیا و آخرت میں کامیابی کی دُعا

ہم نے اس مضمون کے شروع میں قرآن شریف کی سکھلائی ہوئی ایک دُعا کا ذکر کیا تھا جسے آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کیونکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں کروڑوں دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دُعا آج تک برابر کسی نہ کسی رنگ میں اپنا اجتماعی اثر پیدا کرتی رہی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا اس دُعا کی قبولیت کے شاندار نتائج واشگاف طور پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے . . . . وہ دعا یہ ہے:

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

ہم اپنے ہر ایک قاری سے یہ استدعا کریں گے کہ اس وقت اپنی توجہ تمام امور سے ہٹا کر یکسوئی کے ساتھ اس دُعا کو اپنے لبوں پر لائیں اور کم از کم تین دفعہ اس کے مقدس الفاظ کو دوہرائیں۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة و فی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار

عالمِ اسلام میں خیر و برکت کے نظارے

دنیا کے نقطہ نگاہ سے خیر و برکت

(باقی بر صـ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

جناب محمد عبداللہ

مکتوبِ امریکہ

ہائی سکولوں کے طلباء سے خطاب

عزیزی ظفر اقبال عبداللہ نے کتب انجمن کی فروختگی میں کافی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور جو سٹاک خاکسار کے پاس موجود تھا، وہ کافی عرصہ سے ختم ہو گیا ہے۔ چند اور کتب اسلامیہ لنڈن سے منگوائی تھیں۔ قرآن مجید مترجم انگریزی حضرت مولینا محمد علیؒ تاحال موصول نہیں ہوئے۔ ان کی یہاں زیادہ مانگ ہے۔ گذشتہ سال کے دوران یک صد جلد قرآن کریم کی اشاعت کی گئی۔ انجن نے شکاگو میں جس شخص کو سول ایجنسی دی ہوئی ہے۔ ان سے بیس جلدیں قرآن مجید کی منگوائی ہیں۔ لیکن قیمت گراں پڑتی ہے۔ لہٰذا مزید آرڈر ہم نے مولینا محمد طفیل صاحب کو بھیج دیا ہے۔ انجمن کی شاخ ٹرینیڈاد سے چند کتب برائے فروخت منگوائی ہیں۔ جو مقبول عام ہو رہی ہیں۔

ظفر اقبال صاحب کے دو لیکچر اسلام پر دو ہائی سکولوں میں ہوئے۔ ان میں ایک کیتھلک ہائی سکول ہے۔ کیتھلک سکول کے پرنسپل نے تعریفی خط کے ساتھ ایک چیک بھی عزیز موصوف کو بھیجا ہے۔ وہ زمانہ چلا گیا ہے جب کیتھلک عیسائی غیر مذہب اور غیر فرقہ مشنری کے خیالات سننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اب حالات بدل رہے ہیں۔ گذشتہ پانچ برس سے دیگر مذاہب کے مطالعہ کو ہائی سکولوں کے نصاب میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کئی ایک سکولوں کی طرف سے اسلام پر تقریر کرنے کے لئے ہمیں دعوت ملا کرتی ہے۔ اور ہم حتی الامکان ان کو مایوس نہیں ہونے دیتے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنا پریس جاری کر کے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے اس کلام الٰہی کو WIDELY SPREAD BOOK ثابت کریں۔ تاکہ یہ فوقیت بھی قرآن کریم کو بائبل پر حاصل ہو جاوے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی باریک بین نگاہ

حضرت مجدد اعظم میرزا غلام احمد قادیانیؒ ..... نے اپنی باریک بین نگاہ سے پچاس برس آگے آنے والی ضروریات کو محسوس کر لیا تھا۔ اور سلسلہ تالیف و تصنیف کی ضرورت اور اہمیت کو اپنی تصنیفات میں پُرزور الفاظ میں واضح فرمایا تھا۔ آپ ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں: "میری صلاح ہے کہ بجائے واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں تمام دنیا میں پھیلائی جائیں"۔ افسوس ہے کہ جنگِ عظیم کے بعد گورنمنٹ کی کرنسی کنٹرول کی وجہ سے ہماری کتب کا چھپائی کا معیار قائم نہ رہ سکا۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم اور حضرت مولینا محمد علی مرحوم کی تصنیفات ملنی ... گئیں۔ ادارہ تصنیفات کو زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر جتنا زیادہ خرچ کیا جائے کم ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو الوہیت کے مقام پر لا کر انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان عیسائیت کا شکار ہو رہے تھے۔ اب جبکہ مختلف ممالکِ اسلامیہ کے علماء نے حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ تسلیم کر لیا۔ تو مغرب سے دہریت کی زہریلی فضا اُٹھی۔ اور اس نے کئی ایک مسائل اور وسوسے پیدا کر دیئے۔ اس کے ازالہ کے لئے جو قدم اُٹھائے گئے، وہ زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ احمدیہ جماعت کا فرض ہے کہ اس موجودہ زہر کے ازالے کے لئے نیا علم کلام پیدا کرے۔ اور قرآن کریم اور اسلامی اصولوں کی فوقیت اور ضرورت کو نئے علوم کی روشنی میں ثابت کرے۔

اسلامک ریویو کی اشاعت

اسلامک ریویو ہمارا سب سے پہلا رسالہ ہے جس کو حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے ساٹھ سال قبل جاری فرمایا تھا۔ اس کی شہرت اور اثر کا یہ عالم ہے کہ امریکہ کی ایک کمپنی نے اس کے RE PRINT ۳۸ جلدوں میں شائع کئے ہیں۔ اور مکمل سیٹ ۶۷۰ ڈالر میں یعنی پانچ ہزار روپیہ میں فروخت ہوتا ہے۔ یہ سیٹ امریکہ اور انگریزی ممالک کی لائبریریوں میں پہنچ کر غیر مسلم تعلیمیافتہ طبقہ کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا کر دیں گے۔ پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ مالی مشکلات کی وجہ سے یہ رسالہ چند ماہ کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ میں نے مولینا عبدالمجید صاحب کو ایک ایسی تجویز پیش کی جس سے یہ رسالہ کم خرچ چھپائی پر شائع ہو سکتا ہے۔ مولینا موصوف نے فرمایا کہ بہتر یہی ہوگا کہ اسلامک ریویو کی چھپائی کا معیار قائم رہے۔ خواہ کچھ عرصہ کے لئے اس کی اشاعت کو ملتوی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اس رسالہ کے احیاء کا ہمیں خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اس میں اعلیٰ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس کی بنیاد اس بزرگ نے رکھی تھی جو حضرت مسیح موعودؑ کا لاڈلہ مُرید تھا۔ جس نے عیسائیت کے مرکز میں باوجود بے سرو سامانی کے ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔ جو طویل عرصہ کے لئے اپنی چلتی ہوئی پریکٹس کو اور اہل و عیال کو نہایت تنگی کی حالت میں پشاور چھوڑ کر حضرت میرزا صاحب کے قدموں میں جا بیٹھے تھے۔ یعنی حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور۔ ضرورت ہے کہ آپ کا جاری کردہ اسلامک ریویو کے باقاعدہ اجرا کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

مولینا عبدالمجید کی قربانی

باتیں بنانا آسان ہے لیکن ایک رسالہ یا اخبار کی ادارت نامساعد حالات میں کرنی ایک مشکل ترین کام ہے۔ پھر ان حالات میں کہ ایڈیٹر بھی خود، پبلشر بھی خود، ٹائپسٹ بھی خود اور کلرک بھی خود۔ ایک اکیلا آدمی تب ہی ان حالات میں برسوں تک کام کر سکتا ہے، جب اس کے دل میں اسلام کی اشاعت کا جذبہ ہو۔ رسالہ مسلم نیوز کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جس کی پشت پر ایک بھاری ٹرسٹ تھا۔ جس کے عملہ ادارت میں آدھ درجن کے قریب اعلیٰ تعلیم یافتہ صاحب قلم تھے۔ اس کو لنڈن سے جاری کیا گیا۔ لیکن وہ وہاں ایک دو برس سے زاید عرصہ تک نہ چلا سکے۔ اور اس کے قائم کردہ معیار کو گرانا پڑا

ہم نے انجمن کیلئے کیا کیا؟

پریزیڈنٹ جان۔ ایف کنیڈی کو میں دشمن پاکستان و اسلام تصور کرتا ہوں۔ اس نے اس اسلام دشمنی کا پھل کھایا۔ اس کے بھائی کا بھی وہی انجام ہوا۔ ایڈورڈ کنیڈی بھی ایک بار ایسے چکر میں گرفتار ہو گیا تھا۔ کہ اس کو بے ساختہ چلّانا پڑا۔ "خدا کی لعنت کنیڈی خاندان کے ارد گرد گھوم رہی ہے" باوجود اس دلی نفرت کے جو خاکسار کو اس متعصب خاندان سے ہے۔ میں پریزیڈنٹ کنیڈی کے اس بیان کی قدر کرتا ہوں۔ جب اس نے کہا "مجھ سے یہ سوال مت کرو کہ ملک اور حکومت نے آپ کے لئے کیا کیا ہے۔ بلکہ یہ سوال اپنے اُوپر کرو کہ تم نے ملک اور حکومت کے لئے کیا کیا ہے"۔ ہم بسا اوقات انجمن اور اس کے اراکین کو نشانۂ ہدف بنا لیتے ہیں۔ اور اعتراضات کرنا اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسلامی کاروبار میں سستی پڑ جاتی ہے۔

یہ شکایت کرنی آسان ہے۔ کہ انجمن نے فلاں کتاب ہزاروں کی تعداد میں کیوں نہیں چھپائی۔ جس سے قیمت میں کمی ہو جاتی۔ اور معیار بھی بلند رہتا۔ اس کے مقابلہ میں کیا ہم نے انفرادی طور پر پاکستان کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دروازوں پر پہنچکر ان کو انجمن کی مطبوعات خریدنے پر مائل کیا؟ ہم میں سے کتنے احمدی ہیں جو ہر سال مختلف مواقع پر اپنے دوستوں کو قرآن مجید۔ بیان القرآن۔ سیرت خیر البشر رحمۃ للعالمین۔ مجدد اعظم۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ براہین احمدیہ۔ انوار القرآن وغیرہم بطور تحفہ پیش کرتے ہوں، یا کالجوں کے کامیاب طلباء میں تقسیم کرتے ہوں۔ ہم میں سے کتنے پیر شمس الدین پیدا ہوئے جو کتابوں کے بیگ اُٹھا کر جنوبی افریقہ تک پہنچے ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ انوار القرآن جیسی بے نظیر اور بیش بہا تصنیف صرف ایک ہزار کی تعداد میں دوبارہ شائع کی گئی۔ اور یہی مجدد اعظم جیسی مؤثر تصنیف کا حال ہے۔

یہوواوِٹنس کے ممبران کا خلوص

اشاعت کتب و رسائل کے لئے ہمیں یہوواوِٹنس JEHOVA WITNESS کے ممبران سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ ان کے ممبران ہر ہفتہ اپنے ذمہ کام کرنے کے لئے علاقے مقرر کر لیتے ہیں۔ اور دو دو تین تین مرد و عورتیں مل کر ہر امریکن گھر کے اندر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں ان کو تبلیغ کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ اور کتب بھی فروخت کر لیتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ سوسائٹی اس قدر کم قیمت پر اپنی کتب کو جو کاغذ۔ چھپائی اور خوبصورت جلد بندی کی وجہ سے اعلےٰ معیار رکھتی ہیں کس طرح سستے داموں فروخت کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کا اپنا بھاری پرنٹنگ پریس ہے۔ اور ہر ایک کتاب لاکھوں کی تعداد میں چھپتی ہے۔ جس کی وجہ سے لاگت بہت کم پڑتی ہے۔

www.aaiil.org

ایلیجا محمد کے مریدوں کا طرزِ عمل

یہی طرزِ عمل جناب ایلیجا محمد آف شکاگو کے مریدوں کا ہے۔ ان کا اخبار MUHAMMAD SPEAKS ... اڑھائی لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ان کا پرنٹنگ پریس دیکھ کر میں دنگ رہ گیا الیکٹرانک مشینوں سے کمپوز کرتے ہیں اور لیتھو کے لئے بھاری پریس ہے۔ جس کے آٹھ رولرز پر چھپائی کا کام گھنٹوں کی بجائے منٹوں میں ہوتا ہے۔ آرٹ کے لئے ایک وسیع ہال ہے جس میں کارٹون اور تصاویر بنانے والے آرٹسٹ مصروفِ کار ہیں۔ لیکن یہ سب کاروبار ایلیجا محمد صاحب کے مریدوں کے تبلیغی جوش اور اخلاص کی وجہ سے ہے۔ جو امریکہ کی مختلف ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ اخباروں کے پلندوں کو لے کر شہروں کے کونے کونے میں کھڑے ہو کر اخبار فروخت کرتے ہیں۔ اور ہر جماعت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مقررہ تعداد کے پرچے اپنے اپنے ...... علاقہ میں فروخت کریں۔ اور اگر بچ جائیں تو جماعت ان کی قیمت مرکز کو بھیجدے۔

ربوی جماعت کا مشن

اسی شہر شکاگو میں ربوی جماعت کا مشن ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مفتی محمد صادق مرحوم نے پچاس برس ہوئے رکھی تھی۔ آج کل اس کے انچارج مولوی شکر الٰہی حسین صاحب ہیں۔ مسجد بہت پرانی ہو چکی ہے۔ جو ایک رہائشی مکان کی صورت میں ہے اور یہ نیگرو علاقہ میں ہے۔ شہر میں دفتر کے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر لیا گیا ہے جہاں مولوی صاحب موصوف دفتر کے اوقات گذارتے ہیں۔ دفتر میں ان کا اور کوئی معاون میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ ربوہ کے محلات۔ سکول اور کالج مجھے متاثر کر سکیں۔ لیکن میں مولوی صاحب کے دفتر کو دیکھ کر جہاں وہ اکیلے تشریف فرما تھے نہایت مایوس ہوا۔ اس طریق تبلیغ سے تو ہم امریکہ یا یورپ کو فتح نہیں کر سکتے ربوی جماعت کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی TEACHINGS OF ISLAM کثیر تعداد میں شائع کی گئی ہے جو قابل تعریف کام ہے۔ وہ تاجران کتب کو گیارہ سینٹ فی نسخہ کے حساب سے سپلائی کی جاتی ہے جس کو وہ ایک ڈالر فی نسخہ کے حساب سے فروخت کرتے ہیں۔ میں نے مولوی صاحب کو بیس جلدوں کا آرڈر دیا۔ لیکن کتابیں دو ماہ کے بعد دو تین بار دہانیوں کے بعد موصول ہوئیں۔ غالباً مولوی صاحب کی واپسی پاکستان ہو گئی ہو۔ جس کا مجھے علم نہیں ہے۔

دو امریکن نومسلموں کا عزمِ حج

مسٹر ہارون لے مون۔ ....اٹلی نژاد امریکن نومسلم ہیں۔ انہوں نے سات برس ہوئے خاکسار کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ پانچ برس ہوئے انہوں نے ایک امریکن خاتون سے شادی کی اور وہ بھی نکاح سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہوئی تھیں۔ اس سال دونوں نے حج کا ارادہ کر لیا۔ خاکسار نے ان کے اعزاز میں ایک ڈنر پارٹی کا اپنے مکان پر انتظام کیا۔ اور اس موقعہ پر چند احباب کو بھی دعوت دی۔ اس دعوت میں مسٹر ہارون کے دوست ..

.... جو اُن کی شادی پر گواہ تھے۔ موجود تھے۔ ان کا نام مسٹر ڈلی پیلی ہے۔

.... آپ سان فرانسسکو میں ایک کامیاب وکیل ہیں۔ وکیل صاحب موصوف ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ اور ان کو اسلام سے پوری ہمدردی ہے۔ اس مجلس میں دوران گفتگو میں نے وکیل صاحب سے کہا کہ آپ اسلام کی خوبیوں کے قائل ہیں۔ اور اسلام سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس کے لئے ہم سب کو بڑی خوشی ہے۔ لیکن آج میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اسلام میں وہ کونسی کمزوری یا قابل اعتراض مسئلہ دیکھا ہے، جس کی وجہ سے آپ نے ابھی تک اسلام کا اعلان نہیں کیا۔

ایک امریکن کا قبول اسلام اور شادی

مسٹر سیرل رابرٹ میگورن MR CYRIL ROBERT MCGOVERN یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں وہ گذشتہ چار پانچ ہفتے سے خاکسار کے زیر تبلیغ ہیں۔ میں نے ان کو اسلامی لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا۔ آخر انہوں نے ۲۸ جنوری کو خاکسار کے مکان پر آکر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد ان کا نکاح خاکسار نے ایک ایرانی خاتون خدیجہ چاند .... سے پڑھایا۔

عید الاضحےٰ کی تقریب

یہ عید ہمارے لئے حقیقی خوشی کا باعث نہیں تھی۔ لیکن اس کو لوازم کے ساتھ مل کر کسی طرح گذارنا تھا۔ سکرینٹو دار السلطنت کیلئے فورنیا سٹیٹ میں پاکستانی مسلمانوں نے ایک عظیم الشان مسجد ۱۹۵۴ء میں تعمیر کرائی تھی۔ میں عام طور پر اسلامک سنٹر سان فرانسسکو میں نماز پڑھا کرتا ہوں۔ اور کبھی خطبہ بھی مجھے پڑھنا پڑتا ہے۔ لیکن ہر سال مجھے مسجد کمیٹی کے اراکین اور امام کی جانب سے دعوت ملا کرتی تھی۔ اس لئے اس بار میں نے سکرینٹو مسجد میں نماز پڑھنے کا قصد کر لیا۔ جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ کھانے کے بعد چندہ کی اپیل ہوئی۔ اور مسجد کے لئے اڑھائی ہزار ڈالر چندہ جمع ہو گیا۔ ہند و پاکستان کی لڑائی کے دوران میں ۲۷ ہزار ڈالر جمع ہوا تھا۔ جو پاکستان گورنمنٹ کو .... بھیج دیا گیا تھا۔

اسلامک سنٹر سان فرانسسکو میں بھی مسلمانوں کی کافی تعداد نے نماز عید ادا کی۔ اس مرکز میں مختلف ممالک کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اس مرکز کی طرف سے عید ڈنر کا انتظام بروز سنیچر کیا گیا۔ کھانا پکانے کا انتظام مسٹر اور بیگم محمد اسحاق خان آف صوا۔ فیجی کے سپرد تھا، جو انہوں نے کماحقہ ادا کیا۔ جن لوگوں نے قربانی کی انہوں نے ڈنر کے لئے گوشت بھیج دیا مسٹر محمد اسحاق خاں جناب محمد رزاق خان مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ ہماری فیجی کی جماعت کے خزانچی بھی رہ چکے ہیں۔ اب بمعہ اہل و عیال امریکہ میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اسی شام کو اسلامک سنٹر کے عہدہ داروں کا سالانہ انتخاب ہوا اور خاکسار کو بورڈ آف ڈائریکٹرز میں لے لیا گیا۔

درمیس میں اڑھائی سو کے قریب نمازی تھے۔ جن میں ۹۹ فیصدی پاکستانی تھے۔ نماز کے بعد نمازیوں کی تواضع نیچے ہال میں کی گئی۔

اسلام کا پیغام

(بسلسلہ صک)

کے نظارے تمام عالمِ اسلام میں اس وقت نظر آرہے ہیں۔ عرب دنیا میں تیل کی دریافت نے وہاں کی معیشت میں بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ مصر اور ترکی میں صنعت و حرفت نے بڑی ترقی کی ہے۔ ایران میں بھی نئی نئی فیکٹریاں اور کارخانے لگ رہے ہیں اور ترقی کی رفتار اچھی خاصی تیز ہے پاکستان میں بھی صنعت کار ملک کے اندر ضرورت کی اشیاء خود تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان ممالک کے اندر ابھی سیاسی اور اقتصادی استحکام میسر نہیں۔ آئے دن حکومتیں بدلتی رہتی ہیں اور کشت و خون کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نئی تخلیق کا قدرتی درد ہے۔ درد کا دور جلدی ختم ہو جائے گا۔ اور حالات سازگار ہو جائیں گے انشاء اللہ نئی پیدائش درد کے بعد ہی ظہور پذیر ہوتی ہے!

افقِ روحانی سے طلوعِ اسلام کے انوار

روحانی افق سے طلوع اسلام کے انوار کی جھلکیاں بھی دنیا کو منور کرنے والی ہیں اور بہت سے مفکرین اپنے نقطہ ہائے نظر کو چھوڑ کر اسلامی نظریات کو تسلیم کرنے میں کوئی قباحت نہیں محسوس کرتے ایک لمبے عرصہ تک اسلام پر یہ اعتراض ہوتا رہا کہ اس نے طلاق کو جائز قرار دیا ہے۔ اب تقریباً تمام دنیا اپنے اپنے ملک میں مجالس قانون ساز کے ذریعہ طلاق کو جائز قرار دے رہی ہے اور اس کے لئے قواعد و ضوابط کا تعین کر رہی ہے۔ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا تھا۔ موجودہ دور کے تمام ڈاکٹر شراب کی قباحتوں کو اب تسلیم کرتے ہیں۔ اسلام نے جوئے کو ناجائز قرار دیا تھا۔ اب مفکرین مغرب بھی اسلام کے اس موقف کی تائید کر رہے ہیں۔ بعض مخصوص حالات میں دو عالمگیر جنگوں کے بعد وہاں مردوں کی آبادی میں کمی واقع ہوئی تو وہاں کی خواتین کی تنظیموں نے بھی تعدد ازدواج کے خلاف اعتراضات میں شدت کم کر دی۔ وہاں کے علماء و حکماء اس کی تائید میں مضامین لکھنے لگے ہیں۔

دنیا اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے اضطراب کی جہنم میں جھلس رہی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھ لینے اور اس پر عمل کرنے سے یہ جہنم جنت میں تبدیل ہو جائے گا اور وقنا عذاب النار میں جو تمنائیں پوشیدہ ہیں اور جن ناخوشگوار یوں کو دور کرنے کی خواہش ہے وہ تمنائیں اور خواہشیں انشاء اللہ اب جلد پوری ہو جائیں گی اور دنیا کی آنکھیں واشرقت الارض بنور ربہا کے نظارے سے مسرور ہونے لگیں گی

ہم نے اپنی استطاعت اور بصیرت کے مطابق عالم اسلامی پر چودھویں صدی کی اہمیت مستقبل قریب میں اسلام کے غالب ہو جانے کی نوید جانفزا، اشاعتِ اسلام اور تبلیغ قرآن کی تحریک کی ضرورت اور احمدیہ تحریک کے موقف

م۲۴ کی صداقت اور اس کے پروگرام کی افادیت واضح کر دی ہے۔ اب ہر پڑھنے والے کو یہ سوچ لینا چاہیئے کہ آیا اس تحریک میں شامل ہو کر اسے اسلامی فوج کا ایک مؤثر حصہ بننا چاہیئے اور اس معرکہ میں کود کر باطل کا سر کچل دینے میں مدد کرنی چاہیئے۔ یا ساحل دریا پر کھڑے رہ کر صرف تماشابین کا کردار ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حق کی حمایت اور باطل سے برسرپیکار رہنے کی توفیق بخشے! ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ٭

www.aaiil.org

مراسلات

خواتین سیالکوٹ کی جماعتی سرگرمیاں۔

محترم و مکرم مولانا صاحب ایڈیٹر پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند کریم آپ کو طویل اور صحت مند عمر عطا فرمائے تاکہ ہم آپ کے علم و حکمت سے فیض یاب ہوتے رہیں۔ پچھلے تین ماہ کی مصروفیات آپ کو لکھ رہی ہوں۔ دیر سے لکھنے پر معافی کی خواستگار ہوں۔ کچھ ناگزیر سی مصروفیات رہیں بس یہی وجہ حائل رہی۔

رمضان المبارک کا پاک مہینہ بڑی برکتوں کا حامل رہا ہے۔ باوجودیکہ تمام تر توجہیں ہماری سرحدوں پر تھیں کوئے سے سکونِ دل کو نہیں ہوتی جماعت کے لوگ عبادات میں پوری طرح مصروف رہے۔ تراویح بھی ہوئیں۔ اور ہماری جمعہ کی مجالس بھی باقاعدگی سے ہوتی رہیں صرف رنگ میں تھوڑا سا فرق تھا۔ وہ اس طرح کہ بجائے مطالعہ کتب کے ہم تمام خواتین مل کر قرآن پاک ختم کرتی رہیں جو اپنی منزل کے علاوہ تھا۔ اس طرح پانچ جمعے آئے اور پانچ قرآن شریف ختم ہوئے۔ ستائیسویں کی شب کو تراویح کا قرآن پاک بھی حافظ صاحب نے ختم کیا اور خواتین نے بھی پڑھ لیا۔ ختم قرآن کے بعد محترم بھائی نثار احمد صاحب نے بڑا دلپذیر خطبہ دیا۔ اس کے علاوہ مولنا یحییٰ بٹ صاحب نے بھی بڑی مؤثر تقریر کی۔ بڑی ہی پُر رونق محفل تھی۔ تمام جماعت کی خواتین، بچے اور مرد شامل تھے۔ آخر میں بڑی رقت سے دعائیں کی گئیں۔ بچیوں کا رجحان دین کی طرف دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے ایک بچی اور ایک خاتون اعتکاف بھی بیٹھیں۔ تسبیح نمازیں بھی تمام خواتین پڑھتی رہیں۔ اور تہجد بھی باقاعدگی سے پڑھتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے کئی خواتین کو اسی شب ختم قرآن کے بعد لیلۃ القدر کے نور سے نوازا۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ استقامت بخشے۔

دسمبر میں ہم لوگ وزیر آباد چلے گئے اور پورا ایک ماہ وہیں گذارا۔ وہاں بھی بھائی نثار احمد صاحب جمعہ پڑھاتے رہے اور خطبات دیتے رہے اس کے علاوہ مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھاتے رہے۔ بعد نماز درس قرآن پاک دیتے رہے۔ حالانکہ ہوائی حملے اکثر ہوتے رہتے تھے، لیکن بلیک آؤٹ میں بھی سب لوگ گل بھائی کے ڈرائنگ روم میں اکٹھے ہو جاتے وہیں نیچے مل کر چادریں بچھا کر نماز کی جگہ بنا لیتے اور خاصی رونق ہو جاتی۔ تقریباً چھ سات خاندان وہاں ایک ہی گھر میں جمع تھے۔ چھوٹے بچے بھی بڑی دلچسپی سے درس سنتے اور اکثر کہتے۔ چچا جان کل طوفانِ نوحؑ پر درس دیں۔ کبھی حضرت یونسؑ کے حالات سننے کی خواہش کرتے۔ اس طرح بھائی جان انہیں تمام انبیاء کے متعلق اور پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے متعلق بتاتے رہے۔ جب کبھی ایئر ریڈ ہوتا تمام بچے مقررہ جگہ پر بیٹھ جاتے اور تسبیح کرتے رہتے۔ ایک دن بھی میں نے کسی بچہ کو پریشان یا روتے نہیں دیکھا۔ شاید یہ بھائی جان کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ بچوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ لاکھ ایئر ریڈ ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے محفوظ رکھے گا۔ جب ریڈ ختم ہوتا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے۔ اسی دوران دو دفعہ ختم قرآن کی محفلیں بھی ہوئیں۔ اکثر سوال و جواب بھی ہوتے رہتے ہیں اور حیاتِ مسیح پر اکثر بحث ہوتی ہے۔ کئی غیر احمدی خواتین بھی شریکِ مجلس ہوتی ہیں، لیکن بڑی خوش اسلوبی سے بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔

میں انہیں بڑے آرام و اطمینان سے قائل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ ہمشیرہ عزیزہ بیگم صاحبہ صدر انجمن خواتین سرگودھا چک ۸۱ سے خط و کتابت رہتی ہے وہ بھی برابر اپنی مجالس قائم کئے ہوئے ہیں اور بچیوں کو تعلیم دے رہی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش دینی خدمات کا موقع دے۔

محترم بھائی نثار احمد صاحب کے خطبات بہت پسند کئے جاتے ہیں کیونکہ سادہ اور عام زندگی سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا قرآن کریم پڑھنے کا لہجہ بھی بہت پُر تاثیر ہوتا ہے اور میرے خیال میں سب سے زیادہ اثر اس کی بات میں ہوتا ہے جس کا عمل بھی اپنے اصولوں پر ہو۔ جماعت کے سب بزرگوں سے دعاؤں کی طالب ہوں۔

والسلام

احقرہ۔ خورشید جہاں
۱۲۷۔ قائد اعظم روڈ۔ سیالکوٹ چھاؤنی

مولوی محمد رمضان صاحب کے متعلق
چوہدری فضل داد صاحب کا بیان

میں بسلسلہ ملازمت ۵ سال ۴ ماہ ۲۸ دن منڈی ۔۔۔ رہا اور مولوی محمد رمضان صاحب مرحوم کو اس عرصہ میں بہت قریب سے دیکھا۔ میں نے اپنی سرگذشت خود نوشتہ کے صفحہ ۲۸-۲۹ پر مرحوم کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس کی نقل بھیجتا ہوں اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔

یہ بزرگ ہماری احمدیہ جماعت لاہور کے پرانے احمدیوں میں سے تھے۔ فرشتہ سیرت اور نہایت خوش خلق اور ملنسار انسان تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار، نماز روزہ کی پابندی کے علاوہ نماز تہجد کے بھی پابند تھے آپ حلوائی کی دکان صدر گیٹ کے اندر کرتے تھے۔ عبدالرؤف صاحب ان کے لڑکے بھی ان کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔

جب میں نے ۸ر جون ۱۹۳۶ء میں منڈی میں چارج لیا۔ مولوی صاحب ایک کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ میرے استفسار پر عبدالرؤف صاحب نے بتایا کہ مولوی صاحب کا خیال ہے کہ قرض برداشت کرنا اور سُود کا لین دین حرام ہے میں نے مولوی صاحب سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ چنانچہ مولوی صاحب اور عبدالرؤف صاحب دونوں عبداللہ پورہ انجمن امداد باہمی کے ممبر بن گئے۔ محلہ روشن پورہ میں ایک مراثی کا مکان قرض بنک میں فرق ہوا۔ میں نے راجہ سردار خاں صاحب کو جو کہ اس کام پر تعینات تھے کہا کہ اگر قانون کی رُو سے یہ مکان مولوی صاحب کو مل جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ مولوی صاحب کو مکان دے دیا گیا۔ مولوی صاحب کے اہل خانہ نے وہاں جانا پسند نہ کیا۔ چنانچہ وہ مکان فروخت کر دیا گیا محلہ عبداللہ پورہ میں جگہ خرید لی گئی اور وہاں پر ایک عمدہ مکان بنا لیا۔ اور بعد میں وہ مکان فروخت کر دیا گیا اور اس رقم کا تین کنال کا ٹکڑا محلہ صوفی پورہ میں خرید لیا۔

خرید کے بعد معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نام رجسٹری نہیں ہو سکتی۔ مولوی صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں اپنے نام پر رجسٹری کرا لوں۔ چونکہ میں سرکاری ملازم تھا گورنمنٹ کی منظوری لینی ضروری تھی۔ میں نے اس بناء پر انکار کر دیا۔ چنانچہ اس تین کنال ٹکڑہ کی ۔۔۔ چوہدری فتح محمد عزیز ایڈووکیٹ گجرات کے نام پر رجسٹری کرائی گئی، جو پاکستان بن جانے کے بعد مولوی صاحب کو واپس کر دی گئی۔

مولوی صاحب کا عملی نمونہ ایک سچے مسلمان احمدی کا نمونہ تھا۔ ان کا بلند کردار۔ حسن اخلاق حسنِ عمل۔ تبلیغ کا جنون قابل رشک تھا۔ آپ نے اپنی دکان پر کبھی ملاوٹ والا گھی استعمال نہ کیا۔ ہمیشہ بلند اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ صحیح احمدی اگر دیکھنا ہو تو مولوی محمد رمضان کو دیکھ لو۔

آپ کی منڈی میں واحد مسلمان کی دکان تھی۔ صفائی، سچائی، دیانت، صحیح تول آپ کی دکان کا ماٹو تھا۔ آپ مجھے بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ جب میں چک $\frac{6}{4}$ کے مزارعان کے حملہ میں شدید زخمی ہو کر ہسپتال اوکاڑہ میں زیر علاج تھا آپ نے مجھے اپنے قلم سے $\frac{6}{28}$ ۴۲ کو خط لکھا جو کہ میرے پاس محفوظ ہے اور فائل کے صفحہ ۷۵ پر ہے اس میں آپ لکھتے ہیں:

"ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ فضل داد بیٹا یہ عاجز زندہ گواہ ہے کہ آپ سرکاری سروس کے اندر بھی شیطان اور شیطانی خصلت انسانوں کے مقابلہ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر ہر قسم کا جہاد کرتے رہے ہیں آخری عمر یہ بھی جہاد۔۔۔۔۔۔

اس ۹۵ سالہ بن جماعتیں پڑھے ہوئے بڈھے کے خاکی جسم کے اندر بے انداز غلطیاں ہیں۔ غالباً بیس سال کے عرصہ کے بعد بذریعہ اس تحریر کے حاضر ہوا ہوں ۱۹۵۳ء کی نذر مانی ہوئی کے مطابق ترجمہ نماز۔ ترجمہ قرآن کریم۔ ہسٹری آخری نبی صلعم بغیر کسی ذاتی غرض اور لالچ لوگوں کو پڑھاتا رہا ہوں مگر اخباری صفحات پر آنے سے متنفر رہا۔ ایک سال سے نظر بند ہے۔ صرف دائیں آنکھ سے ذرا سی بینائی ہے وہ بھی اپنے کرایہ کے مکان کے اندر باہر چلنے کے قابل نہیں جن کو پڑھاتا رہا ہوں ان کے گھر کا پانی بھی نہیں پیا۔ گلی کے سرکاری نلکوں سے پیتا رہا ہوں"

مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی سوانح حیات سراپا نیکی۔ اخلاق فاضلہ اور اوصافِ حمیدہ کی حامل تھی۔ ایسے اولوالعزم احمدیت کے عملی نمونے اب کہاں! ایسی نیک اور بزرگ ہستی کا اٹھ جانا نہ صرف انکی اولاد کے لئے بلکہ جماعت منڈی کے لئے نقصان ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم ان کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے۔ پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

[illegible]

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک
دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔۔۔

ابو دحرین پریس جمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

آمد خدا نور مہدی از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہمہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

مدیر دوست محمد — مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے — بیرونی ممالک سے ایک پونڈ — ایک سو روپے پیشگی آنے پر تازندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ، مؤرخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مسلمان باہم رحم اور محبت میں بطور ایک جسم ہونے چاہئیں

عن النعمان بن بشیر یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترى المؤمنين فى تراحمهم و توادهم و تعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضواً تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى۔

ترجمہ:—

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمانوں کو آپس میں ان کے رحم محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اسکے سارے جسم کا ایک ایک حصہ دوسرے کو بیداری اور بخار کے ساتھ پکارتا ہے۔

نوٹ: از مولینا محمد علی صاحبؒ:—

جب تک مسلمانوں کی باہمی رحمت اور محبت کی یہ حالت تھی اس وقت تک ان کا قدم دنیا میں بھی آگے بڑھتا تھا۔ مگر آج ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھ کر اسی کی تباہی کے درپے ہوتا ہے۔ ایسی قوم کس طرح سرسبز ہو سکتی ہے اور اس قوم کو اس معلمؐ سے کیا نسبت جس نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم قرار دیا تھا۔ (فضل الباری)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار معجزات

بیان فرمودہ حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کروڑوں معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تو یہ تھا کہ جس غرض کے لئے آئے تھے اُسے پورا کر گئے۔ یہ ایسی بے نظیر کامیابی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی میں کامل طور سے نہیں پائی جاتی۔ حضرت موسٰیؑ بھی رستے ہی میں مر گئے اور حضرت مسیحؑ کی کامیابی تو ان کے حواریوں کے سلوک سے ہویدا ہے۔ ہاں آپؐ کو ہی یہ شان حاصل ہوئی کہ جب گئے تو رأيت الناس يدخلون فى دين الله افواجا۔ یعنی دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں داخل ہوتے دیکھ کر۔

دوسرا معجزہ تبدیلِ اخلاق ہے کہ یا تو وہ اولئك كالانعام بل هم اضل چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا يبيتون لربهم سجدا و قياما۔ رات دن نمازوں میں گذارنے والے ہو گئے۔

تیسرا معجزہ۔ آپؐ کی غیر منقطع برکات ہیں۔ کُل نبیوںؑ کے فیوض کے چشمے بند ہو گئے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمۂ فیض ابد تک جاری ہے چنانچہ اسی چشمہ سے پی کر ایک مسیح موعود اس اُمت میں ظاہر ہوا۔

چوتھی یہ بات بھی آپؐ ہی سے خاص ہے کہ کسی نبیؑ ...... کے لئے اس کی قوم ہر وقت دعا نہیں کرتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز میں مشغول ہوتی ہے اور پڑھتی ہے اللهم صل على محمد۔ اسکے نتائج برکات کے رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ انہی میں سے سلسلہ مکالمات الٰہی ہے جو اس اُمت کو دیا جاتا ہے۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۱۹ صفحہ [illegible] مؤرخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء)

www.aaiil.org

ڈاکٹر مرزا مظفر بیگ ساطع آنریری مسلم مشنری لائلپور

سقوطِ بغداد و سقوطِ ڈھاکہ

تلك الایام نداولها بین النّاس

تاریخ چل رہی تھی ابھی میرے ساتھ ساتھ — میں رُک گیا ہوں اور وہ آگے نکل گئی

چنگیز خاں مغل اعظم جب پیدا ہوا تو اس کی دونوں مٹھیاں سختی سے بند تھیں جب کھولی گئیں تو دونوں ہاتھوں میں خون تھا۔ برادری کے بزرگوں نے اسی وقت کہ دیا تھا کہ بڑا ہو کر یہ شخص بہت خونریزی کرے گا۔

چنگیز خاں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنی مغل قوم کو بہت مفلوک الحال پایا۔ اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے تمام قبائل کو ایک مرکز پر جمع کیا۔ اس تنظیم کی جس قبیلہ نے مخالفت کی اس کو بزور شمشیر سیدھا کر دیا۔

چنگیز خاں دراز قد اور صف اوّل میں لڑنے والا سپہ سالار تھا۔ مغلوں نے اپنی فاقہ کشی کے دَور میں اپنے ہمسایہ ملک کو خوشحال پایا اس پر حملہ کر دیا۔ چنگیز خاں کے بیٹے ہلاکو خاں نے اپنے بیٹے کو اس کی حکمرانی سونپ کر خود مسلمانوں کی عظیم سلطنت کا رُخ کیا۔ حکومت کے دارالخلافہ بغداد پر مغلوں نے چاروں طرف سے یلغار کی اسکی بہت دور تک مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا۔ مسلمانوں کا خلیفہ زندہ گرفتار ہوا اور ہلاکو خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے کہا میں چھ روز سے بھوکا ہوں سب سے پہلے مجھے کھانا دیا جائے بعد میں کوئی اور کارروائی کی جائے۔ ہلاکو خاں نے ایک پلیٹ میں جواہرات ڈال کر خلیفہ کو پیش کی کہ کھاؤ۔ اس پر خلیفہ نے کہا کیا میں یہ جواہرات کھاؤں؟ ہلاکو خاں نے جواب دیا کہ ہم نے تمہاری اشرفیوں کے ذخائر پر قبضہ کیا ہے۔ زمین دوز تالابوں کے تالاب جواہرات سے بھرے ہوئے ہمارے ہاتھ آئے ہیں اتنی کثیر دولت اگر تم اپنی قوم کی خوشحالی اور افواج کی مضبوطی پر خرچ کرتے تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا اور مغلوں کی کیا مجال تھی کہ بغداد کا رُخ کرتے، جن جواہرات کی تمہیں اتنی حرص تھی انہی جواہرات کو کھاؤ تمہارے لئے ہمارے پاس اور کوئی کھانا نہیں۔ اس پر سنگدل سپاہیوں نے خلیفہ کو لاتیں مار مار کر ہلاک کر دیا۔

مغلوں کی اس قیامت کے زمانے میں ہمسایہ ملک ایران میں مولانا رومیؒ اور شیخ سعدیؒ زندہ تھے۔ سعدیؒ نے ایک دردناک مرثیہ لکھا جس کا ایک مصرعہ یہ ہے

"آسماں را حق شود گر خوں ببارد بر زمیں"

آسمان کو حق ہے اگر زمین پر خون برسائے۔

مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت کی مغلوں کے ہاتھوں تباہی میں ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا۔ اربوں روپیہ نقد اور جائداد کی صورت میں برباد ہوا۔ بغداد کے کتب خانے کی لاکھوں کی تعداد میں قلمی کتابیں دریائے دجلہ میں ڈال دی گئیں جو تہ نشین ہو گئیں اور ان کی سیاہی سے دجلہ دریا تین ماہ تک کالے رنگ کا پانی بہاتا رہا۔ . . . .

. . . .

. . . . سقوطِ بغداد کے اسباب کی نشاندہی تو ہلاکو خاں کے مندرجہ بالا الفاظ سے ہوئی مسلمانوں کو خدا سے نہیں دولت سے پیار تھا اور اسی کی پرستش میں لگ گئے تھے مغلوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے ایام میں ایک ولی اللہ رو رو کر دعا کر رہے تھے مگر انہیں آسمان سے یہی آواز سنائی دے رہی تھی:

یا ایّها الکفّار اُقتلوا الفجّار

اے کافرو فاجروں کو قتل کرو

آخر مسلمان استغفار میں لگ گئے اور سجدات میں رو رو کر اپنی غفلتوں اور گناہوں کی معافی مانگی۔ اللہ کریم نے معافی دے دی اور حالات نے آہستہ آہستہ پلٹا کھانا شروع کیا۔ ایک مسلمان تالاب میں نہا رہا تھا اور باربار غوطہ کھاتا تھا۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ توہم پرست مغلوں کے نزدیک پانی میں غوطہ کھانا بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا موت ہے۔ اس مسلمان کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا گیا۔ آدھی رات کے وقت اس حاکم نے جس کے پاس یہ مقدمہ پیش ہو رہا تھا جیل میں آ کر مسلمان ملزم سے تنہائی میں ملاقات کی اور اس کو سمجھایا تم یہ بیان دینا کہ میں نہا نہیں رہا تھا بلکہ مغلوں کے ڈر سے اشرفیوں کی تھیلی پانی کی تہ میں رکھ رہا تھا۔ ہم نے ایک تھیلی وہاں رکھ دی ہے، جو تمہیں مل جائے گی۔ دوسرے دن ویسے ہی ہوا اور اشرفیوں کی تھیلی اس مسلمان کو دے دی گئی اور باعزت بری کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی عزت آہستہ آہستہ مغلوں کے دلوں میں پیدا ہو رہی تھی۔ رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہوا تو مغلوں نے دیکھا کہ مسلمان دن کو فاقہ کش اور رات کو تراویح کی نماز میں قرآن سن رہے ہیں۔ کسی کا ایک بیٹا مر جائے تو وہ بلبلانے لگ جاتا ہے۔ جس قوم کے ایک کروڑ چھ لاکھ فرزند قتل کر دیئے گئے ہوں وہ اتنی صابر و شاکر ہے اور خدا کے ساتھ اتنا گہرا تعلق! مغلوں کے دلوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ مسلمانوں کو باخدا قوم سمجھنے لگے۔ مغلوں نے رُوس پر چڑھائی کی تو سارے روس کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روند ڈالا۔ وہ روس جس کو نپولین فتح نہ کر سکا۔ وہ روس جس کو ہٹلر فتح نہ کر سکا اس روس کو مغلوں نے فتح کر لیا۔ سارا یورپ لرز گیا۔ اور بہت سے بادشاہ اپنی فوجیں لے کر روس کی سرحدوں پر جمع ہو گئے۔ کہ مغلوں کی یلغار سے یوُرپ کو بچایا جائے۔

جس دن مغلوں اور یورپین فوجوں کی جنگ ہونا تھی، مغلوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ نے رات کے وقت فوجوں کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگوں میں جو مسلمان ہیں وہ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔ چند سو مسلمانوں کو کھڑے دیکھ کر سپہ سالار نے یہ تقریر کی:-

"مسلمانو ہمیں خوب معلوم ہے کہ آپ خدا پرست ہیں اور خدا سے آپ کا گہرا تعلق ہے آج رات دوسرے سپاہیوں کی طرح آپ لوگ مورچہ بندی وغیرہ کا کوئی کام نہ کریں۔ آپ لوگ اپنے سجدوں میں رو رو کر ہماری فتح کی دعائیں مانگیں۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہوں کی کثیر افواج سے جنگ میں اگر ہمیں فتح نصیب ہو گی تو صرف آپ لوگوں کی دعاؤں سے ہی ہو گی"

دوسرے دن جنگ ہوئی تو مغلوں کو نمایاں طور پر فتح نصیب ہوئی اور اس طرح مغلوں کے دل اسلام کی صداقت پر مائل ہو گئے اور آخر ساری مغل قوم مشرف باسلام ہو گئی۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

منگول خان اور تورک خان دونو بھائی تھے منگول خان کی اولاد مغل اور تورک خان کی اولاد ترک کہلائی۔ مغلوں نے ہندوستان پر صدیوں راج کیا اور ترک صدیوں سے ترکستان پر راج کر رہے ہیں یہ تو اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ فاتحین کا مذہب مفتوحین نے قبول کر لیا۔ النّاس علیٰ دین ملوکھم کا بھی یہی مطلب ہے مگر یہ قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم . . . کے کمالات میں سے ہے کہ فاتحین نے مفتوحین کا مذہب قبول کر لیا۔

سقوطِ بغداد میں وہ تاریخی مواد موجود ہے جس پر غور کرنے سے ہمیں سقوطِ ڈھاکہ کی پوری پوری سمجھ آ سکتی ہے۔ ہندو قوم کروڑوں باشندوں کو ایک وقت کی روٹی کھانے پر مجبور کر کے اربوں کھربوں روپیہ کا سامانِ حرب جمع کرتی رہی، ادھر ہم لاکھوں کی کوٹھی میں ہزاروں کا سامان آرائش بھرتے رہے اور اس طرح لاکھوں کوٹھیاں بنا ڈالیں اور لاکھوں قیمتی کاریں جمع کر لیں۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہے یا مزدوروں اور طالب علموں کو بغاوت کا سبق پڑھاتے رہے۔ ریڈیو پر "دادو لوہار" اور "تلقین شاہ" کے روپ میں بھارت والوں کا منہ چڑاتے رہے کہ تم اسلحہ کیوں خرید رہے ہو، نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہم مشرقی پاکستان ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں اور مغربی پاکستان پر دشمن کی للچائی ہوئی نظر ہے جب تک ہم بغداد والوں کی طرح اپنے خدا سے سچی صلح نہیں کرتے اور ہر مشکل اور مصیبت پر خدا کے حضور نہیں جھکتے اور گڑگڑاتے خدا ہم پر کس طرح خوش ہو سکتا ہے کہ سقوطِ بغداد کی طرح سقوطِ ڈھاکہ میں بھی خدا کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہو۔

امریکہ میں ایک خاتون مسز ڈکسن ہے پہلی دو عظیم جنگوں سے پہلے اس نے ان کی خبر دی تھی۔ اب چند سالوں سے وہ پھر لکھ رہی ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں ایک شخص زندہ موجود ہے جس نے دہلی کے لال قلعہ پر اسلام کا جھنڈا لہرانا ہے۔ لائل پور کے ایک صاحب نے اس سے خط و کتابت جاری کر رکھی ہے اور اس سے اس فاتح انسان کی نشاندھی چاہی ہے اور خود بھی اس خاتون کو کچھ نشاندہی کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

ھفت روزہ پیغام صلح

خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۸ مارچ ۱۹۶۷ء

اُم الخبائث پر جزوی پابندی کیوں؟!

حکومت پاکستان نے شراب کی فروخت و استعمال پر جزوی پابندی عائد کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ :۔

— پی آئی اے میں شراب نوشی نہیں کی جائے گی

— سرکاری تقریبات میں اس کا استعمال قابل تعزیر جرم ہوگا۔

— جہازوں کے افسران کے استعمال کے لئے بیرون ملک شراب خریدنے کے لئے آئندہ بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی جائے گی۔

دین اسلام نے شراب کو ام الخبائث یعنی بُرائیوں کی جڑھ قرار دیا ہے، اور اس کے استعمال کی مخالفت کی ہے، چنانچہ یہ شرعی طور پر حرام ہے، اخلاقی لحاظ سے بدترین جرائم و گناہوں کا سرچشمہ ہے اور ذہنی لحاظ سے فکر و عمل میں فساد کا موجب ہے، سیادت و قیادت اور مُلک و معاشرہ کو بدحال و بربادی میں اس کا اہم حصّہ ہے۔ ملک و ملت کے راز اُگلوانے، غلط فیصلے کروانے، محاذ جنگ پر دشمن کو کامیاب کروانے اور مُلک کے حصّے بخرے کروانے اور قوم کو اخلاق باختہ کرنے کے قصّے تاریخ میں تو پڑھے جا سکتے ہیں لیکن اس کا مشاہدہ پاکستان کے حالیہ المیہ کے پس منظر میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شراب کی ان ہلاکت آفرینیوں سے جسے آگاہی ہے وہ حکومت کے اس فیصلہ پر مطمئن نہیں ہے، کیونکہ یہ جزوی پابندی اسلام کی منشاء کو پُورا نہیں کرتی، پاکستان اسلام کے نام پر اور اسلام کی ترویج و احیاء کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔

برسراقتدار پارٹی بھی اسلام کا نام لیتی ہے، اور اسلامی قانون کے نفاذ کی دعویدار ہے، ہم اس موقعہ پر ارباب حکومت کو یہ یاد دھانی کروانا ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں اب تک خدا اور مخلوق سے کئے گئے وعدوں کو توڑا جاتا رہا ہے، مسلسل رُبع صدی تک اسلام کے نام پر اس سے انحراف و مذاق کا کھیل کھیلا گیا ہے، عیاشیوں اور بدعملیوں نے ملک و قوم کو دو حصوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے، اب اگر موجودہ حکومت ملک و ملت کے استحکام و بقاء میں مخلص ہے تو چاہئیے کہ تمام قسم کے افعال بد اور اعمال سو سے ملک کو پاک و صاف کرنے کے لئے فوری اقدام کرے اور شراب جو تمام بدیوں کی ماں ہے اس پر صرف جزوی پابندی پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ اسے کُلی طور پر ممنوع قرار دے دیا جائے، امتناع شراب نہ صرف اسلام کا ایک حکم ہے بلکہ مُلک و ملت کے حالیہ سیاسی سماجی اور اقتصادی حالات بھی اسکی ممانعت کے مقتضی ہیں۔

اتحاد علماء

ایک مذھبی ہفت روزہ رقمطراز ہے کہ :۔

"علماء کے درمیان اِتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے، ورنہ قوم کی دینی بربادی کا سخت اندیشہ ہے۔ دین کے ساتھ دنیا بھی برباد ہوگی"

یہ تحریک بڑی نیک ہے، حالات اس امر کے مقتضی ہیں کہ ملک و معاشرے کا ذہن "دینی" بنایا جائے، لیکن ہم علماء حضرات کے کردار سے مطمئن نہیں ہیں، گذشتہ ۲۴ سال میں انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کا قطعاً احساس نہیں کیا نہ تعمیر ملک اور تربیتِ ملت کا کوئی واضح پروگرام انکے سامنے رہا ہے بلکہ ان کے منفی فکر و عمل نے پاکستان کی تاریخ میں انتشار و انشقاق کی افسوسناک یادیں چھوڑی ہیں اور موجودہ المیہ میں ان کے کردار کا اثر تو بڑا واضح ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہر نیک تحریک مضبوط و مستحکم ہوگی اور ہر وہ تحریک جو انتشار و انشقاق کے لئے چلائی جائے گی وہ اپنی موت آپ مرجائے گی۔ ہم نے اپنے اس ایمان کے آئینہ میں پاکستان میں اُبھرنے والی علماء کرام کی مختلف تحریکوں کو چلتے پھرتے اور سوتے مرتے دیکھا ہے، اس لئے کہ وہ تحریکیں للہ فی اللہ نہیں بلکہ ان کی بنیاد فرد و جماعت کی غرض و بغض پر تھی، تاہم اب علماء اگر فرد و جماعت سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف اسلام و ملت کی بہتری و بھلائی کے لئے ایک مثبت تحریک کی غرض سے اشتراک عمل کریں تو کچھ اُمید ہو سکتی ہے کہ وہ شاید متاع ایمان کو لٹتا دیکھ کر احساس زیاں کے لئے خود کو اور قوم کو آمادہ کر سکیں، نہ صرف علمائے کرام بلکہ بے لوث احباب فکر و نظر کو بھی اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے، ان کے لئے ایک ضابطہ تیار کیا جائے۔ کلمہ واحدہ کو اتحاد و اتفاق کی کنجی قرار دیا جائے۔ وہ فروعی مسائل جن کی وجہ سے ملت کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، ان میں جانے اُلجھنے سے احتراز کیا جائے، محض خوشنودی خدا، خیرخواہی اسلام، تربیت ملت اور تعمیر ملک کو پیشِ نظر رکھا جائے، ایسا اشتراکِ عمل مفید بھی ہوگا اور دیرپا بھی، بصورت دیگر

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ملت اسلامیہ کو اسلام کی اطاعت و انقیاد پر سرجوڑ کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ؂

شہادت حسینؓ

اسلامی تاریخ ایثار و قربانی کے معاملہ میں اتنی رنگین ہے کہ کوئی دوسری تاریخ اس کی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتی، قدم قدم پر بے باکی و جرأت مندی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جاں نثاری کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے والے خون کے آنسو روتے ہیں اس تاریخ سے یہ تاثر لینا درست نہیں کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ باہمی اختلاف اعتراض کو مٹانے و ختم کرنے کے لئے تیر و تلوار کے سوا اور کوئی صورت نہیں تھی بلکہ اس لئے کہ اسلام ایک دعوت اور پیغام ہے۔ اس کا تعلق ذات ... سے نہیں سیرت سے ہے [illegible] اختلافات کی صورت میں ذات ... کو سیرت پر قربان کیا جاتا رہا ہے۔

[illegible] کربلا تاریخ اسلام [illegible] اسی قسم کا ایک روح فرسا واقعہ ہے جو اسلام کی تعبیر و ترجمانی میں اختلافات کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا۔ اسلامی اصول و نظریات کی خاطر جان دے کر حضرت حسینؓ کا مقصد آنے والی نسلوں کے لئے جبر و استبداد کے خلاف جہاد حریت کی ایک درخشندہ مثال قائم کرنا تھا، جہاں تک حق و انصاف اور حریت و آزادی کے تحفظ کا تعلق ہے واقعۂ کربلا مردانِ حر اور راہ حق پر چلنے والوں کے لئے ہمیشہ درس عمل رہا ہے اور اس حقیقت کا ترجمان ہے کہ جب ...... ذاتی مصالح دیگر اخلاقی اور مذہبی مصلحتوں پر حاوی ہو جائیں تو انسان درندگی کی بدترین مثالیں بھی پیش کرنے پر قادر ہے۔ ...... شہادت حسینؓ عبرت و نصائح کا آئینہ ہے۔ اس سے ظالم اور مظلوم کا تشخص ہوتا ہے۔ لیکن یہ واقعہ حضرت امام حسینؓ کی پچاس پچپن سالہ عمر کا ایک آخری ایمان افروز حصّہ ہے جس کی سال کے پہلے مہینہ کے پہلے عشرہ میں غم و الم رونے اور سینہ کوبی کی صورت میں یاد تازہ کی جاتی ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ حضرت حسینؓ کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کے فکر و عمل کو سامنے رکھا جائے۔ آپ کے وجود باجود نے اسلام اور ملت کی تعلیم و تربیت کے باب میں جو حصّہ لیا ہے اور آپ کی شخصیت نے جو سیرت و کردار کی تعمیر میں کام کیا ہے اس کو سامنے لایا جائے اور بتلایا جائے کہ یادِ حسینؓ کا محض اب یہی مقصد نہیں ہے کہ ان پر سال کے صرف دس دنوں میں ہی آنسو بہائے جائیں بلکہ وہ تعمیر انسانیت کا ایک روشن باب ہیں جن کی پچاس پچپن سالہ سادہ کی سادی زندگی کے مثالی چلن کو سال کے ۳۶۵ دنوں کے ایک ایک لمحے میں اپنے سامنے رکھنے اور اپنی زندگی میں اس کے اظہار کی ضرورت ہے۔

قارئین کرام پیغام صلح کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے بقایاجات جلد ادا کر کے اپنے قومی جریدہ کی مدد فرمائیں۔

www.aaiil.org

سالانہ رپورٹوں سے اقتباسات

مرتبہ دفتر تبلیغ بلادِ غیر

[جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انجمن کی سالانہ رپورٹ شائع ہوا کرتی ہے جو جلسہ ملتوی ہونے کی وجہ سے تیار نہ ہو سکی۔ بیرونی ممالک کے مشنوں کی جو رپورٹیں سالانہ رپورٹ میں شامل کرنے کے لئے موصول ہوئی تھیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔]

لنڈن مشن اس مشن کے انچارج جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے ہیں۔ وہ اپنی قیام گاہ پر خط و کتابت اور ترسیل لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً مختلف سکولوں اور کالجوں اور سوسائٹیوں میں بھی محاسنِ اسلام پر تقاریر کے لئے مدعو کئے جاتے ہیں۔

سالِ رواں میں آپ نے بی۔بی۔سی لنڈن سے بھی اسلامی تعلیمات کے بارے میں ایک معلومات افزا تقریر نشر کی اور بی بی سی لنڈن سے سکول براڈکاسٹ کے پروگرام کی اصلاح اور اسے زیادہ مفید بنانے میں ادارہ کی مدد فرمائی۔ نیز لنڈن سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے سالانہ اجتماع میں منتخب لیڈروں کے سامنے اسلام کی ہمہ گیر تعلیم پر تقریر فرمائی۔ اس ایسوسی ایشن میں دوبارہ تقریر کرنے کے لئے آپ کو دعوت نامہ مل چکا ہے۔

اسی طرح ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی سالانہ کانفرنس میں جو برمنگھم میں منعقد ہوئی تھی آپ نے اسلام کے عالمگیر پیغام پر تقریر فرمائی۔ شیخ صاحب موصوف خود بھی مختلف سکولوں میں جا کر اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے۔ اور لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔

انہی خطوط پر مانچسٹر میں مسٹر اقبال احمد تبلیغ کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ انہیں بھی گاہے گاہے ریڈیو سے اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور قریبی سکولوں اور سوسائٹیوں میں بھی حاضرین سے مخاطب ہونے کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔

برلن مسلم مشن اس مشن کے انچارج جناب مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب ہیں۔ جو آج کل رخصت پر پاکستان میں مقیم ہیں اور چند دنوں تک واپس برلن جانے والے ہیں۔ برلن مسجد میں باقاعدگی سے ایسے اجتماع کئے جاتے ہیں، جن میں عیسائی دوستوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ سات ماہ کے عرصہ میں ایسے ۲۵ اجتماعات منعقد کئے گئے۔ جن میں مسلمان بھائیوں کے علاوہ جرمن عیسائیوں ...... نے بھی شرکت کی۔

مسجد میں باقاعدہ لیکچروں کے علاوہ برلن کے دو مقامی پبلک سکولوں میں بھی مناسب وقفہ کے ساتھ دس لیکچر تعلیم اسلام کے مختلف پہلوؤں پر دیئے گئے۔ لیکچر کے بعد پون گھنٹہ سوال و جواب کے لئے وقف ہوتا تھا اور حاضرین طرح طرح کے دلچسپ سوالوں کے ذریعہ اپنی تشفی کرتے ہیں۔

مقامی ریڈیو (RIAS) کے منتظمین نے دو بار امام برلن مسجد کو ریڈیو پر تقاریر کرنے کی دعوت دی۔ پہلی تقریر کا موضوع تھا "حضرت عیسیٰؑ قرآن کریم کی روشنی میں" یہ تقریر عیسائیوں کے تہوار کرسمس پر نشر کی گئی۔ دوسری تقریر کا عنوان تھا:
"عید الاضحیٰ کا تہوار اور حضرت ابراہیمؑ"
....
یہ تقریر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر نشر کی گئی تھی ان تقاریر کو سننے کے بعد اکثر سامعین نے خطوط کے ذریعہ اظہار مسرت کیا اور بڑی تعریف کی۔

سالِ رواں کے دوران سات جرمن مرد و زن نے برلن مسجد میں آ کر امام کے ذریعہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مغربی جرمنی اور برلن کے شہری سینکڑوں کی تعداد میں گروہوں کی شکل میں زائرین کی طرح مسجد میں آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقف کرایا جاتا ہے اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

... صاحب کی سرکردگی میں کام کر رہا ہے یہاں خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے احباب کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں اسی لئے یہاں ایک جامع مسجد بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے جس کی تیاری شروع ہو چکی ہے اور نقشہ بھی تیار ہو چکا ہے۔ امید ہے عنقریب کام شروع ہو جائے گا۔

گزشتہ سال چھ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور جماعت میں بھی شمولیت اختیار کی۔ یہاں سے گیانا کنونشن میں ایک صد اصحاب نے شرکت فرمائی تھی اور ۹ دن وہاں رہ کر اس کو کامیاب بنایا۔ عید الفطر کے روز تقریباً ۱۵۰۰ لوگوں نے نمازِ عید میں شرکت کی۔ لنڈن مشن کی امداد کے لئے یہاں کی جماعت عطیہ جات جمع کر رہی ہے۔

جماعت کا اخبار "الحق" جو کہ ڈچ زبان میں ہے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اردو کے اخبار "جمعہ" کو دوبارہ شائع کرنے کی کوشش جاری ہے۔

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

—— احباب جماعت میرے بیٹے غلام مصطفیٰ کی صحت کے لئے دعا ...... فرمائیں۔ انہوں نے چار سال پہلے اپریشن کروایا تھا مگر زخم ابھی تک اچھا نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں ان کی مالی حالت کی بہتری اور مشکلات کے ازالہ کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔
شیخ اللہ بخش۔ بدوملہی

—— عبد اللہ خان نزیل مرحوم کی بیگم صاحبہ کے دماغ میں چوٹ آئی ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

—— ملک عبد الحی صاحب پنشنر بڈھ بیر (پشاور) دمہ میں مبتلا ہیں۔ احباب سے ان کی شفاء کامل کے لئے درخواست ہے۔

—— مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغامِ صلح کی طبیعت ناساز ہے احباب جماعت ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

جس کی صدارت صدر مقامی جماعت محترم میاں رشید احمد مسرت صاحب نے کی جماعت کی ایک نہایت برگزیدہ ہستی چوہدری سید احمد ملہی کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اس بات کا معترف ہے کہ چوہدری سید احمد مرحوم و مغفور کو اسلام اور جماعتِ احمدیہ سے عاشقانہ لگاؤ اور والہانہ فریفتگی تھی، ان کی موت سے جماعت ایک نہایت قیمتی وجود اور مبلغ سے محروم ہو گئی ہے، یاد رفتگان کی فہرست میں یہ اضافہ جماعت کے نوجوانوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔ انہیں یہ خلا پُر کرنے کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھنا چاہیئے۔ یہ اجلاس مرحوم کے جملہ لواحقین اور پسماندگان سے بالعموم اور محترمہ بشارت خانم صاحبہ ایم اے اور محترم نذر رب صاحب ایم اے سے بالخصوص اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ و برتر مقام عطا فرمائے۔ آمین!

ملک نذر حسین
سیکرٹری جماعتِ احمدیہ لائل پور

شکریۂ تعزیت

قبلہ والد صاحب مولوی محمد رمضان مرحوم کی وفات پر ان کے شاگردوں، دوستوں اور عقیدت مندوں کی طرف سے بڑی تعداد میں مجھے تعزیت کے خطوط اور پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ جن میں مرحوم کی دینی خدمات کے اعتراف کے علاوہ اُن کی موت کو ایک قومی نقصان کے رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ سب احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا مشکل ہے لہذا بذریعہ پیغام صلح ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے بذریعہ خطوط مجھ سے اظہار ہمدردی کیا۔ پیغامات بھیجے یا خود تشریف لے آئے۔ جماعت کے مستجاب الدعوات بزرگوں کی خدمت میں درد دل سے التجا ہے کہ وہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں مرحوم کے درجات میں بلندی کے علاوہ اس عاجز کے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ خدمتِ اسلام کے سلسلہ میں اپنے والد مرحوم کی روایات کو قائم کرنے کی توفیق بخشے۔

عبد الرؤف ۲-۶ محمد نگر۔ علامہ اقبال روڈ لاہور

پرستش کے لائق صرف اور صرف ایک ہی ذات ہے جو اس کائنات کی خالق و موجد ہے۔

ملک و قوم کے موجودہ مصائب و مشکلات کے ازالہ کے لئے بارگہ الٰہی میں تضرع و الحاح کے ساتھ جھک جائیں۔

خطبۂ جمعہ۔ مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۸۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین - انما ھو الٰہ واحد - فایای فارھبون ولہ ما فی السمٰوٰت والارض - ولہ الدین واصبا - افغیر اللہ تتقون - وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون ——— فسوف تعلمون ——— (النحل ۱۶: ۵۱ — ۵۵)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بیان کی ہے اور اپنے احسانات بیان فرمائے ہیں۔ طاقت، قدرت اور احسان کے آگے انسان جھکتا ہے۔ طاقت والی ... اقتدار والی ذات کی بات مانتا ہے اور احسان کا شکریہ ادا کرنا بھی اس کی طبیعت میں رکھا ہے۔ کائنات کا نظام چل نہیں سکتا اگر کائنات میں دو بادشاہوں کی حکومت ہو۔ اگر اس کائنات میں دو یا دو سے زیادہ بادشاہ ہوتے تو یہ کائنات تباہ ہو جاتی۔ لیکن یہ کائنات برکات کا موجب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کائنات کی حکومت ایک ہی بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ فرمایا انما ھو اللہ واحد۔ پرستش کے قابل صرف اور صرف ایک ہی بادشاہ ہے۔ اس کائنات پر خدا کے سوا اور کسی کا تصرف نہیں ہے۔ تصرف اس کا ہوتا ہے جو موجد و خالق ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا موجد و خالق ہے۔

اس پر حکومت کر رہا ہے انما ھو اللہ واحد وہ یگانہ ہے، اس لئے اسے ہمراہیوں، معاونوں اور وزیروں مشیروں کی ضرورت نہیں ہے۔ فایای فارھبون جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس کائنات کا بادشاہ ایک ہے اور صرف اور صرف اسی کے ہاتھ میں ہی اسکا تصرف ہے۔ اور تمام قسم کی برکات کا جن سے تم فائدہ اٹھا رہے ہو، وہ سرچشمہ ہے۔ اس لئے صرف اسی کے احکام کی فرمانبرداری کرنا چاہیئے ——— افغیر اللہ تتقون اس عظیم الشان بادشاہ کو چھوڑ کر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو؟ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر سورج اور چاند کی پرستش نہ کرو۔ سورج بے شک فائدہ پہنچا رہا ہے۔ تمام دنیا کو حرارت اور روشنی یہ سورج ہی مہیا کر رہا ہے۔ کھیتیاں اور باغات کو سورج ہی پکاتا ہے۔ اس کے بے شمار فوائد کو دیکھ کر لوگوں نے سورج کو قابل پرستش سمجھ لیا۔ اور جس ذات کی حکومت کے زیر فرمان وہ خدمت انجام دے رہا ہے اس ذات کی معرفت سے محروم ہے۔ اگر رغبت اور محبت کرنی ہے تو اس بادشاہ کے ساتھ کرنی چاہیئے اور اگر ڈر کا مقام ہے تو اس بادشاہ کی ذات ہے جس سے ڈرنا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا ولہ الدین واصبا۔ سن لو فرمانبرداری صرف اسی قائم و دائم کی لازم ہے۔ یہاں ولہ پہلے رکھا گیا ہے۔ یعنی زمین و آسمانوں کا تصرف صرف اور صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور تمام کی تمام کائنات اس کی فرمانبرداری کر رہی ہے۔ گندم، جو چنے کے کھیت، اور تمام نباتات کی تخلیق کے اندر فرمانبرداری کرنا رکھ دیا گیا ہے۔ آم اور بکائن کا درخت ایک قطعۂ زمین پر اُگ رہے ہیں لیکن کیا مجال کہ آم کا درخت بکائن کے اجزاء جذب کر لے یا بکائن کے اندر آم کا رس اور مٹھاس پڑ جائے۔ یہ دونوں درخت اپنے اپنے مناسب حال اجزاء زمین سے حاصل کر رہے ہیں۔ تمام نباتات کے اندر یہی فرمانبرداری رکھ دی گئی ہے اور ساری کی ساری کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تخلیق میں فرمانبرداری نہ ہو۔ چڑیوں کے اندر بھی فرمانبرداری ہے۔ فاختہ اور کبوتر کبھی گوشت نہیں کھاتے چیل عقاب وغیرہ شکاری پرندے علیحدہ گوشت کھاتے ہیں کیونکہ ایسا کرنا ان کی طبیعت میں رکھ دیا گیا ہے۔ فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ سورج، قمر اور دوسرے سیارے ستارے سب کے سب زیر فرمان الٰہی باقاعدگی سے مصروفِ کار ہیں۔ سورج بھی اپنے مقررہ وقت سے پہلے طلوع نہیں ہوتا نہ بے وقت غروب ہوتا ہے۔ قمر ۲۹ دن میں اپنا دورہ پورا کرتا ہے۔ جہاں زمین کی ہر مخلوق فرمانبرداری کرتی نظر آتی ہے وہاں آسمان کی مخلوقات بھی فرمانبرداری کر رہی ہے افغیر اللہ تتقون۔ جب حالات یہ ہوں تو پھر اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرنا چاہیئے اور نہ ہی کسی اور کی پوجا کرنی چاہیئے۔ ایک واحد یگانہ خدا کو چھوڑ کر مزاروں اور قبروں کی پرستش کرنا کہاں کی توحید پرستی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تجعلوا قبری وثنا میری قبر کی پوجا نہ کی جائے انما انا بشر مثلکم۔ میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ فرق یہ ہے کہ میں تمہارے لئے خدا کا پیغام لایا ہوں مخلوق میں سے سب سے بڑی مقرب الٰہی شخصیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے مزار شریف پر پہرے دار مقرر ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ مزار کی بے جا تعظیم نہ کی جائے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت، حکمت اور احسانات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ کوئی بھی نعمت جو تمہیں نصیب ہے یہ تمہیں جناب الٰہی سے عطا ہوتی ہے۔ یہ جملہ اگرچہ مختصر سا ہے لیکن اس کے اندر دنیا بھر کی تمام نعمتوں کا ذکر آ گیا ہے۔ اگر نعمتوں کا ذکر تفصیلاً کیا جاتا تو دفتر کے دفتر درکار ہوتے۔ تو کھیتیاں، باغات اور سواریاں انسان کی ذہانت، بصیرت اور تمام علم و فہم خدا کا ہی عطا کردہ ہے۔ سیالکوٹ میں ایک بہت بڑے طبیب تھے وہ قارورہ دیکھ کر مرض کا پتہ لگا لیتے تھے کسی شخص نے اس پر یقین نہ کیا تجربہ کرنے کی خاطر بھینس کا پیشاب لے آیا۔ حکیم صاحب نے یہ دیکھ کر نسخہ لکھ دیا کہ اسے جَو اور بنولے دیا کرو۔ ہمارے حضرت حکیم مولانا نورالدین رح کو بھی طبابت کا یہ ایک علم خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل تھا۔ اسی طرح ہماری جماعت کے ڈاکٹروں کو بھی خدا نے ذہانت عطا فرمائی ہے کہ وہ امراض کا پتہ لگا لیتے اور کامیابی سے علاج کر لیتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ تمہیں زیادہ شکرگذاری سے کام لینا چاہیئے۔ پھر فرمایا ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون حالات بگڑ بھی جاتے ہیں۔ تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ زلزلہ اور سیلاب آتا ہے۔ مری پڑ جاتی ہے یا خطرناک بیماری میں مبتلا ہوتے ہو تو تم اسی کے آگے بلبلاتے ہو یہ اس کی قدرت اور وحدانیت پر فطرت انسانی کی گواہی ہے۔

آج پاکستان پر مصائب کے بادل اُمنڈ کر آ رہے ہیں۔ میں اس مسجد کے باہر اپنی آواز سنا نہیں سکتا۔ ہمارا آدھا ملک جاتا رہا۔ ہمیں بہت نقصان ہوا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک ملک دیا ایک بڑی نعمت عطا کی ہم مغلوب تھے، غلامی سے نکال کر ہمیں آزادی عطا کی اور حکمرانی بخشی لیکن ہم شکرگذار بندے ثابت نہ ہوئے ابھی مصائب دور نہیں ہوئے۔ پاکستان پاک لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا لیکن ہم پاک نظر نہ بنے۔ ہم عیش و عشرت میں غرق ہو گئے۔ غفلت اور نافرمانی کے شکار ہو گئے۔ خدا ہم پر رحم فرمائے اور اس ملک کے رہنے والوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکرگذار بندے بنیں۔ فرمایا جب انسان مصائب کا شکار ہو کر بے بس ہو جاتا ہے اس وقت پھر اس کو خدا کے سوا کوئی دوسرا مصائب کو دور کرنے والا نظر نہیں آتا۔ ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون جب تمہاری دہائی اور رونا دیکھ کر خدا تمہارے مصائب و ابتلاء اور عذاب و مشکلات دور کر دیتا ہے تو اس کے بعد پھر اسے بھلا دیتے ہو اور سمجھتے ہو کہ فلاں پیر کی منّت مانی تھی اس لئے بلا ٹل گئی۔ فرمایا لیکفروا بما اٰتینٰھم فتمتعوا فسوف تعلمون۔ گویا ان پر رحم اس لئے کیا تھا کہ وہ کفران نعمت کریں۔ اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے۔ مگر آخر پاداشِ عمل کا قانون ان کو گرفتار بلا کر دیتا ہے جس سے پتہ

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

مضمون کا یہ عنوان کیوں؟

ہم نے اس مضمون کا عنوان دیدہ دانستہ "اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام" تجویز کیا ہے۔ شائد بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ مضمون کا عنوان تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اسلام کا پیغام تمام نوع اسلام کے نام"۔ بلا شبہ یہ عنوان بڑا اہم اور نہایت موزون تھا۔ مگر مؤخرالذکر عنوان پر کچھ لکھنے سے پیشتر خود عالم اسلامی کو مخاطب کرنا ضروری ہے۔ بسا اوقات غیر مسلم افراد اور اقوام مسلمانانِ عالم کے موجودہ پست معیار زیست اور زوال پذیر اقدار اخلاق کو دیکھ کر اسلام کے متعلق بڑی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی تحریک خواہ وہ مادی ہو یا اخلاقی و روحانی جب اپنے اصل سرچشمہ آغاز سے دور ہوتی چلی جاتی ہے تو توں توں اس میں تکدر اور کثافت کے جراثیم داخل ہوتے جاتے ہیں اور وہ اپنی اصل شکل کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ایسی مفصل، مکمل اور مبرہن کتاب عطا فرمائی ہے۔ جو قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔ اس کا وعدہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور یہ وعدہ آج تک سچا ہی ثابت ہوتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک سچا ہی ثابت ہوتا رہے گا۔ مگر یہ تحفظ... صرف اس کے الفاظ تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ وعدہ حفاظت قلوب انسانی پر قرآن کے اثر انداز ہونے کی ابدی قوت کے دائرہ پر بھی محیط ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہونے کے باوجود اس کا نفاذ ایک عظیم الشان انسان کے ذریعے ہی کیا گیا تھا۔ اور وہ انسان کامل اپنی زندگی ہی میں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنے نمونہ سے اس کتاب کے قابل عمل ہونے کا ثبوت دے گیا ہے۔ قرآن کی اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت بھی عوام و خواص پر اثر انداز ہوتی رہی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... کے بعد تو اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اب اشاعتِ اسلام کا کام صرف حضور کی اُمت نے سرانجام دینا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے از راہ کرم نوازی یہ بھی انتظام فرما دیا ہے کہ اُمت میں اس کی جناب سے حضور کی نیابت کا سلسلہ جاری رہے گا، جسے قرآن کریم کے الفاظ میں خلافت کہا گیا ہے جس سے اس اُمت کے ہر قسم کے مفاد کی حفاظت ہوگی اور اس خلافت سے ان کے دین کی تمکنت وابستہ رہے گی۔ اور نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ مستحکم رہے گا۔ ہم نے اسی مضمون میں اس آیت اور حدیث مجدد کی طرف بھی اشارے کئے ہیں مگر اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کی مزید وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ النور کی آیت ۵۵ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین پہ خلیفہ بنائے گا۔ جیسا انہیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے۔ اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو... اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کے بعد بدل کر امن (کی حالت) کر دیگا وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد کفر کرے۔ تو وہی نافرمان ہیں"۔

اس آیت میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ کما استخلف الذین من قبلھم ان میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو بادشاہت اور نبوت دونوں نعمتیں عطا کی تھیں اسی طرح اس اُمت کو بادشاہت کے ساتھ نبوت تو نہیں مگر ولایت ضرور دی جائے گی۔ اور یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی۔ کیونکہ اس اُمت کا وجود قیامت تک باقی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بادشاہت سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل نیابت منصب ولایت سے ہی ہو سکتی تھی۔ روح کے معاملات کو ہمیشہ جسم کے معاملات پر فوقیت رہی ہے۔

اس دوسری خلافت میں بعض شخصیتیں ایسی پیدا ہوئیں جن میں سلطان اور ولی ہونے کی دونوں صلاحیتیں موجود تھیں۔ یہ دونوں خلفائے راشدین رضی میں مکمل طور پر موجود تھیں۔ اس کے بعد ظاہری خلافت جو ملوکیت میں تبدیل ہو گئی مگر ایسا بھی ہوتا رہا کہ کبھی کوئی بادشاہ اپنی ذات کے اندر خلافت کی دوسری شان یعنی ولایت بھی صحیح معنوں میں جمع کر لیتا۔ یعنی وہ بادشاہ بھی ہوتا اور تجدید دین کے لئے بھی مامور کر دیا جاتا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کی شخصیت میں ہوا۔ اسی آیت کی تشریح حدیث مجدد سے زیادہ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ یہ حدیث ابو داؤدؒ نے بیان کی ہے وہ حدیث یہ ہے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے اللہ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کرتا رہیگا اور امام سیوطیؒ کہتے ہیں اتفق الحفاظ علیٰ تصحیحہ یعنے یہ حدیث متفق علیہم ہے اور اسی حدیث کے ماتحت اس اُمت میں بڑے بڑے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے۔ جن کے حلقۂ ارادت میں مسلمانوں کی کثیر آبادیاں آتی رہیں۔ تاریخ کے فلک الافلاک میں وہ اب تک درخشندہ ستارے بن کر چمک رہے ہیں۔ ہمارے اس زمانے میں حضرت مرزا صاحبؒ، جن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا فخر حاصل ہے اور غالباً اسی وجہ سے قسام ازل سے ان کا نام غلام احمد تجویز ہوا اور بطور مجدد منصہ شہود پر آئے انہوں نے ۱۳۰۰ ہجری میں مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا اور دعوےٰ کرتے ہی تجدید کے کام میں مصروف ہو گئے۔ ان کے ظہور سے مذاہب عالم کی صفوں میں زلزلہ پیدا ہو گیا، وہ ایک دور اُفتادہ گاؤں کے رہنے والے زمیندار تھے۔ انہوں نے تمام دنیا کے فلاسفروں، مذہبی پیشواؤں عالموں اور فاضلوں کو دعوت دی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے نقطۂ نگاہ سے اسلام کے مقابل پر آجائیں اور میں سب کو قبل از وقت خبر دیتا ہوں کہ وہ اسلام کے مقابل پر ہر مقام پر شکست فاش کھا جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسلام کی برتری اور روحانی تفوق ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی تحریک چلائی جو سیلاب بن کر تمام مذاہب کو بہا کر لے گئی۔ خود ان کے اپنے قلم سے ۹۰ کے قریب کتب عربی ... فارسی اور اُردو زبانوں میں شائع ہوئیں۔ ... ان تصنیفات کی وجہ سے علمی حلقوں میں انہیں سلطان القلم تسلیم کیا گیا۔ انہوں نے ان مذاہب کے مقابل پر ایک بڑا زبردست اصول پیش کیا کہ ہر مذہب کے جو کچھ بھی دعاوی ہیں وہ ان کی الہامی کتاب میں موجود ہونے چاہئیں اور ان کی تائید میں جس قدر دلائل ہیں وہ بھی ان ہی کتابوں سے مہیا کئے جانے چاہئیں۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ سرزمینِ پنجاب میں جو اس وقت مختلف مذاہب کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا، چند اہلِ ذوق دانش مندوں نے مذاہب عالم کی ایک کنونشن طلب کر لی جس میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء اپنے اپنے مذہب کی وکالت کرنے کے لئے مدعو کئے گئے۔ اس عرصہ میں حضرت مرزا صاحبؒ نے جہاں لوگوں سے اپنے قلم کا لوہا منوا لیا تھا وہاں علمائے اسلام اور مسلمان عوام کی ناراضگی بھی مول لے لی تھی۔ انہوں نے اعلان کر رکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی دوبارہ بعثت جو بائبل اور قرآن کریم میں مذکور ہے سے مراد کسی مسلمان مقرب الہٰی کا ظہور مراد ہے جو مثیل عیسےٰ ہوگا۔ اور وہی مسیح موعودؑ کہلائے گا اصل مسیحؑ مر چکے ہیں۔ اور وہ دوبارہ نہیں آ سکتے اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ دعوےٰ بھی کر دیا کہ انہیں خداوند تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہے۔ اور کہ انہیں علم غیب سے بڑی بڑی خبریں بھی دی جاتی ہیں۔ جن کا اثر افراد پر بھی ہے اور اقوام پر بھی۔ چنانچہ انہوں نے کثیر تعداد میں اپنے الہامات بھی جو اخبارِ غیبیہ پر مشتمل تھے شائع کرنے شروع کر دیئے اس کا ردِ عمل شدید مخالفت کی شکل میں ہوا۔ دوسرے مذاہب پر حضرت مرزا صاحبؒ نے جو سخت تنقیدیں کیں ان سے غیر مسلم دنیا بھڑک اُٹھی۔ جب مخالفت کے طوفان اپنے ساتھ آفات اور آلام کے ہجوم لیکر ان پر حملہ آور ہونے لگے تو حضرت مرزا صاحبؒ نے اعلان کر دیا کہ خدا نے خود میری حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ اور مجھے کوئی شخص گزند نہیں پہنچا سکتا۔ علمائے اسلام نے چاروں طرف سے گالیوں اور کفر کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی۔ غیر مسلموں نے بھی طعن و تشنیع کے تیر چلانے شروع کر دیئے حکومت وقت کے پاس بھی شکایتیں کی جانے

لگیں۔ عدالتوں میں مقدمے بھی دائر کر دیئے گئے مرزا صاحبؑ کے مریدوں کا داخلہ مسجدوں میں روک دیا گیا۔ ان کے مُردوں کو قبرستان میں دفن کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور ادھر مذکورہ بالا مذاہبِ عالم کے جلسے کا انعقاد کر دیا گیا۔ اس جلسہ میں جو لاہور شہر میں منعقد ہوا ہر مذہب و ملت کے چیدہ چیدہ لوگ شامل ہوئے اور ان کی تقریریں بڑی سنجیدگی متانت اور ذوق و شوق سے سُنی گئیں۔ ہر تقریر کے لئے وقت مقرر تھا۔ منتظمین جلسہ نے پانچ مشکل ترین سوالات بحث کے لئے تجویز کئے تھے۔ یہ سوالات مذہب کی صداقت اور رُوح کی حقیقت بیان کرنے کے لئے بڑے جامع تھے جلسہ سے پیشتر حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے ایک اشتہار میں اعلان کر دیا کہ اس جلسہ میں اسلام کی فتح ہوگی اور میرا مضمون سب سے بالا رہے گا۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے اس اعلان کو جو اشتہار کی شکل میں شائع کر دیا گیا تھا مخالفوں نے بھی پڑھا اور موافقوں نے بھی۔ اور انتظار ہونے لگا کہ اس اعلان کا دورانِ جلسہ کیا انجام ہوگا۔ مرزا صاحبؑ نے اس اعلان کو ایک خدا سے جاری شدہ الہام پر مبنی قرار دیا تھا۔ جلسہ شروع ہوا۔ بعض لوگوں کی تقریریں ہو گئیں۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کی تقریر جلسہ میں پڑھی جانے لگی تو سامعین پر آہستہ آہستہ ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی گئی۔ دیگر مذاہب کے پیرو بھی وہاں موجود تھے اور مسلمان بھی کثیر تعداد میں شامل تھے۔ سب حاضرین نہایت انہماک سے اس تقریر دلپذیر کو سننے لگے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا۔ مگر تقریر ختم نہ ہو سکی۔ حاضرین نے بیک آواز مطالبہ کیا کہ مرزا صاحبؑ کی تقریر کا وقت بڑھا دیا جائے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد میں بولنے والے مقرر نے اٹھ کر اعلان کیا کہ وہ اپنا وقت بھی مرزا صاحبؑ کو دیتا ہے۔ جسے پبلک نے خوش آمدید کہا اور مرزا صاحبؑ کی تقریر جاری رہی۔ جب یہ عطا کردہ وقت بھی گزر گیا۔ تو مضمون ابھی تشنہ تھا مگر سامعین کی دلچسپی کی یہ کیفیت تھی کہ پھر حاضرین کی طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں کہ مرزا صاحبؑ کو مزید وقت دیا جائے۔ لوگوں کی اس بے خودی کو دیکھ کر منتظمین جلسہ نے اجلاس کے لئے ایک سالم دن بڑھا دیا۔ چنانچہ دوسرے دن بھی مرزا صاحبؑ کی تقریر جاری رہی اور لوگ اس تقریر کو نہایت سکون اور شوق سے سنتے رہے جب تقریر ختم ہوئی تو دلوں پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ مسلمان حاضرین کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے۔ صدر جلسہ نے مرزا صاحبؑ کی تقریر کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور بالاتفاق یہ قرار دیا گیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی تقریر سب سے بالا ہے۔ دوسرے دن ملک کے اخباروں میں اس تقریر پر آفرین کے پھول برسائے گئے اور فی الواقع اس دن کو مسلمانوں کی فتح کا دن تسلیم کیا گیا۔ مرزا صاحبؑ کی اس تقریر کو جب ٹالسٹائے ۔۔۔ جیسے ادیب و مصنف اور فلاسفر نے پڑھا تو وجد میں آ گیا۔ اُس تمام جلسہ میں جتنی تقریریں ہوئیں وہ اس دن فراموش کر دی گئیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کی تقریر کو یہ شہرت حاصل ہوا کہ وہ اب تک شائع کی جا رہی ہے اور اس کی گونج تمام اطرافِ عالم میں اب تک سنی جا رہی ہے اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ حفاظتِ الٰہی کا وعدہ یوں ہوا کہ حضرت مرزا صاحبؑ ایک لمبی عمر کے بعد طبعی موت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے مولا سے جا ملے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی جاری کردہ تحریک کی چند خصوصیات ایسی ہیں جن پر اگر بے تعصبی اور انصاف سے غور کیا جائے تو جہاں خدا کی ہستی پر ایمان بڑھ جاتا ہے وہاں اسلام کی فوقیت بھی ثابت ہو جاتی ہے مختصر الفاظ میں وہ خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کے زوال کا باعث یہ امر تھا کہ انہوں نے اشاعتِ اسلام کے کام کو ترک کر دیا ہوا تھا۔ مجدد دوراںؑ نے اشاعتِ اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا اور اپنے پیروؤں کو اس کام پر اس طرح لگا دیا کہ گویا اشاعتِ اسلام ان کی زندگی کا واحد مقصد بن گئی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے مشن کو جاری ہوئے تقریباً ایک صدی ہونے والی ہے۔ اس تمام عرصہ میں اشاعتِ اسلام میں احمدیوں کا کوئی حریف نہیں۔ ان کے اشاعتِ اسلام کے تمام مشن دنیا کے اطراف و اکناف میں قائم ہیں نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی شخص یا جماعت معمولی پیرائے میں بھی اشاعتِ اسلام کے کام کی طرف متوجہ ہو تو لوگ اس پر طعن کرتے لگتے ہیں کہ یہ شخص تحریکِ احمدیت سے وابستہ ہو گیا ہے۔ اس اُمت میں علماء فضلاء حکماء شرفاء رؤسا اور ادباء کی کوئی کمی نہیں۔ مفتیانِ دین اور شعلہ مقال واعظین کی بھی بڑی فراوانی ہے۔ تمام عرب دنیا سیاسی طور پر بالکل آزاد ہو چکی ہے اور ان میں سے بعض حکمران دین کے بھی بڑے دلدادہ ہیں۔ احیائے اسلام کی تحریکیں بھی بحرِ سیاست میں بڑی تلاطم خیزیاں پیدا کر رہی ہیں، یہ سب اکابر ایک گاؤں کے رہنے والے مگر دل میں دردِ اسلام رکھنے والے ایک مامور کے متبعین کو تمام دنیا میں اشاعتِ اسلام کا کام کرتے دیکھ بھی رہے ہیں ان کی نظروں سے احمدیوں کی بیش بہا تصنیفیں، قرآن کریم کی تفسیریں، حضرت نبی کریمؐ کی سوانح عمری بھی ان کی نظروں سے گذرتی رہی ہیں۔ مگر کسی کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ اشاعتِ اسلام کے کام میں سنجیدگی سے حصہ لے۔ یہ کام بڑا مشکل اور ادق ہے۔ اس کے لئے بڑا حوصلہ چاہیئے، بلند ولولے چاہئیں، عشق کا گداز اور درد کی ٹیس چاہیئے۔ انصاف سے دیکھا جائے تو یہ ایک امر ہی تحریکِ احمدیت کی صداقت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

۲۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے ظہور سے قبل مسلمانوں کی علمی مجالس اور مدارس سے قرآن شریف کو سمجھ کر پڑھنے کا قطعاً کوئی شوق موجود نہ تھا۔ حدیثوں کے کہیں کہیں درس ہوتے تھے۔ اکثر مدارس میں فقہ کے حلقے بھی قائم تھے۔ مگر قرآن شریف سے بیزارگی تھی۔ اڑھائی سپارے طلباء کو صرف عربی ادب سے روشناس کرانے کے لئے پڑھائے جاتے تھے۔ قرآن کریم کا علم دلوں سے بالکل محو ہو چکا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے علومِ قرآنی کو از سرِ نو زندہ کیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ امیر جماعت احمدیہ کی لکھی ہوئی انگریزی اور اردو کی تفسیروں نے دنیا کے نقطۂ نگاہ میں ایک زبردست تبدیلی پیدا کر دی۔ ان کی تفسیروں کے شائع ہونے کے بعد نئی تفسیروں کا اندازِ تحریر ہی بدل گیا۔ ان کی تفسیروں کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور اب تک چھپ رہے ہیں۔

(۳) عرب دنیا اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی عربی میں لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کرے تو اس پر واضح ہو جائے گا۔ کہ اس گراں بہا عربی لٹریچر کا مصنف یقیناً یقیناً خدا کی طرف سے مامور ہے۔ بالخصوص حضرت مرزا صاحبؑ کی عربی نظمیں جو اسلام، قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت میں لکھی ۔۔۔ گئی ہیں اس قدر زوردار مؤثر اور گراں قدر ہیں کہ ان کو پڑھ کر انسان حیرت میں کھو جاتا ہے کہ ایک عجمی کو ایسی شاندار عربی کا ملکہ کہاں سے حاصل ہو گیا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس پوری صدی میں حدیث مجدد کے ماننے والوں میں سے جن کی تعداد کروڑوں تک ہے، کسی ایک شخص نے بھی اس مجدد کی نشاندہی نہیں کی اور کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابل آ کر مجدد ہونے کا دعوےٰ کرے۔

(۵) حضرت مرزا صاحبؑ نے نہایت کثرت سے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر بہت سی اخبارِ غیبیہ کا اعلان کیا، جو حیرت انگیز طریق سے اپنے اپنے اوقات پر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پوری ہو گئیں۔ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلے کئے وہ علمِ خداوندی کے مطابق مرزا صاحبؑ کے نشانِ صداقت کی گواہی دیتے ہوئے خائب اور خاسر ہو کر فنا ہو گئے۔

(۶) حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت میں دنیا کے تمام ممالک اور اقوام کے لوگ شامل ہیں۔ اور بعضوں نے تشدد کے مقابل پر بڑے استقلال اور عزم کا نمونہ پیش کیا ہے جنہیں ظالموں نے ناحق قتل کر دیا۔ افغانستان میں صاحبزادہ عبداللطیفؒ جو افغانستان کے سب سے بڑے عالم تھے انہیں شاہی حکم سے اس لئے شہید کر دیا گیا کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو مامور من اللہ تسلیم کر لیا تھا۔ ان کے بعد بھی چند اور آدمی تشدد کا شکار ہوئے مگر ان شہداء کے قدم میں بوقت شہادت ذرہ بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت میں علومِ شرقیہ کے ماہر اور علومِ غربیہ کی دولت سے مالا مال سبھی قسم کے لوگ شامل ہیں اور دونوں طبقے اشاعتِ اسلام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

(۷) دنیا کے کئی ممالک کے نیک طینت مفکرین تحریکِ احمدیت سے فیضیاب ہو کر دائرہ اسلام میں بھی داخل ہو چکے ہیں اور ہر روز ہو رہے ہیں۔

ولادت

مسٹر ظفر اقبال عبداللہ خلف الرشید ماسٹر محمد عبداللہ کے ہاں اتوار ۱۲ فروری کی شام کو جنرل ہسپتال آف آکلینڈ میں بچی پیدا ہوئی۔ زچہ اور بچہ خداوند کریم کے فضل سے تندرست ہیں۔ اس خوشی میں ماسٹر صاحب موصوف اخبارات سلسلہ کی امداد کے لئے پچیس روپے بھیج رہے ہیں۔

لمعۂ فکریہ

ذیل کا مضمون جو محمد صالح نور صاحب کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے اس قابل ہے کہ جماعت احمدیہ کے دونوں گروہوں کے ایک ایک فرد کو پہنچایا جائے تاکہ اس کے مندرجات پر غور کرنے کا انہیں موقعہ مِل سکے۔ ——— (ایڈیٹر پیغام صلح) ———

امروز قومِ من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

آج کی صحبت میں چند باتیں ان احباب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے تعلیم قرآنی اور فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اپنا ہاتھ اس زمانہ کے امامؑ کے ہاتھ میں دیکر دِین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور حضرت امام الزماںؑ کا عرفان حاصل کرکے جاہلیت کی موت سے اپنے تئیں بچایا ہے۔ گو اس تحریر کا انداز ناصحانہ ہونے کے باعث بعض نازک طبائع پر گراں بھی گذر سکتا ہے مگر مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی سوگند ہے کہ میں درد اور سوز کی اتھاہ اور عمیق گہرائیوں میں ڈوب کر اپنے پیارے اور محبوب احمدیوں سے مخاطب ہوں۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور آپؑ کے مشن سے حد درجہ عشق ہے اور جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ احمدی کہلانے والے اپنے اصل مقصد سے ہٹ کر دیگر ایسے امور میں مبتلا ہیں جن سے احمدی کہلانے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے تو حد درجہ قلق اور صدمہ سے دل غمگین ہو جاتا ہے۔

ابتداء میں یہ عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد یہ اور آپؑ کے قبیلہ سے چمٹ کر جو احمدی لوگ کہ مجبوراً "تعاونوا علی البرّ والتقویٰ" کی آسمانی تعلیم کی خلاف ورزی کا الزام اپنی گردنوں پر لے رہے ہیں اور بجائے حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی تعلیمات و فرمودات پر عمل کرنے اور آپؑ کی تحریرات کے مطابق عقائد کو استوار کرنے کے آپؑ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرکے غلط عقائد کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں ان سے یقیناً اس ٹیڑھی راہ روی کی پرسش ہوگی۔ گو یہ ایک حقیقت ہے کہ حدیث نبویؐ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ کے مطابق ان کے خلیفے اور علماء بھی خدائی گرفت سے نہ بچ سکیں گے مگر انفرادی طور پر بھی جب اعمال اور عقائد کی جواب طلبی ہوگی تو ان کے احبار و رہبان ان ... قطعاً نہ بن سکیں گے بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کے دربار میں یہ کہہ کر اپنا پنڈا چھڑائیں گے کہ ہم نے ان کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور نہ کیا تھا۔ یہ چاہتے تو سیدھی راہ کو اختیار کرنے کے لئے آزاد تھے۔

دوسری طرف وہ جماعت جو غیر اسلامی عقائد کے جنم لینے پر حضرت مسیح موعودؑ ..... کے عقائد صحیحہ کو اپنے دامن میں لے کر خالی ہاتھ لاہور میں چلی آئی اسے بھی صرف اس امر پر چھٹکارہ نہ مل سکے گا کہ ہم نے حضور علیہ السلام کی صحیح تعلیم کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ کیونکہ کسی قوم کی زندگی اور بقا اور خدائی تحریک کو نسلاً بعد نسلٍ قائم رکھنے کے لئے اور بھی بہت سے لوازمات ہیں جنہیں اپنی زندگی کا جزو بنانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا سچے اور صحیح عقائد پر قائم رہنا اور ان پر عمل۔ یہ بھی کیا نیکی ہوئی کہ خود تو اپنے آپ کو غلط عقائد سے محفوظ رکھا اور "قوا انفسکم و اھلیکم نارا" کے خلاف اپنی اولاد اور آئندہ نسل کے لئے اس پاک ورثہ کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی جتن کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ ....

.... جبکہ صفِ اوّل کے مجاہدین نے تعلیم کو محفوظ کرنے اور ضبطِ تحریر میں لانے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ اپنے عقائد کی صداقت کے لئے ان کے پاس ایک خطیر ذخیرہ تصانیف اور تالیفات کا موجود ہو۔ باوجود ان تمام امور کے اپنا وقت دوسرے امور میں ضائع کرنا ہمارے جماعتی اغراض و مقاصد کے لئے ہے ..... دانِ خدا جسم لیتے ہیں اور جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آدیں یہ دن اور یہ بہار

اور پھر امام وقتؑ کے ساتھ وابستگی بھی ایک الٰہی نعمت سے کم نہیں ہے۔ بڑے بڑوں کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوا کرتی اور وہ ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں لہٰذا اگر وہی وطیرہ جو اس وقت ...... ہم نے اختیار کر رکھا ہے جاری رہا تو یہ امر بعید نہیں کہ پاک اور مقدس ورثہ جو احمدیت کے روپ میں ہمیں ملا ہے ہم اگلی نسلوں میں منتقل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں اور یہ اس قدر بھیانک جرم ہوگا جسے قدرت ہمیں کبھی معاف نہ کرے گی۔

قبل اس کے کہ میں اپنے ایک بزرگ کا مکاشفہ دونوں جماعتوں کے متعلق یہاں درج کرنے کی جرأت کروں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر یہاں درج کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ دونوں جماعتوں کے ان تمام افراد سے یہ عرض کروں گا کہ جو صرف احمدی کہلانے پر مجبور ہیں مگر احمدیت کے مقاصد اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر مساعی کو بروئے کار نہیں لا رہے وہ عمیق نظر سے اس بات پر غور کریں کہ کیا اس رنگ میں ان کا احمدی کہلانا ان پر دوہری ذمہ داری عائد نہیں کر رہا۔ اور اگر وہ ان ذمہ داریوں سے جی چراتے رہے تو روزِ عاقبت ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ کیونکہ خدا کے حضور نہ خلیفہ کسی کے کام آئے گا اور نہ ہی یہ بہانہ چلے گا کہ ہمارے لئے کیا یہ کم تھا کہ ہم نے خلافت کو چھوڑ کر صحیح عقائد کو ترجیح دی اور بس مزید کچھ کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔

میرے مخالفین ذرا دل تھام کر حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فرمان بقائمی ہوش و حواس مطالعہ فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے حال سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جُدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جُدا ہونے والے ہیں جُدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۲۳ و ۲۴)

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ احمدی کہلا کر اپنی ذمہ داریوں کے احساس سے اپنے آپ کو جُدا رکھتے ہیں وہ یقیناً خدا سے کئے ہوئے عہد کے ناقض ہیں، حضرت مسیح موعودؑ کا وجود اس زمانہ میں خدا کا نور ہے اور آپؑ کی تعلیم آبِ زلال سے زیادہ شیریں اور آپؑ کا رفیق ہونا اور آپؑ کے مقاصد کی تکمیل میں نصرت کرنا جلوۂ طور سے کم نہیں ہے جو لوگ آپؑ کی نصرت سے محروم ہیں ان کے اِباء و استکبار میں تو کسی کو کلام نہیں مگر جو لوگ آپؑ کے دامن سے وابستہ ہو کر آپ کی راہ پر چلنے کے لئے کوشاں نہیں ہیں ان کے کبر و نخوت میں بھی کیا شک کیا جا سکتا ہے۔ ایک احمدی سے حضور علیہ السلام جو تمنا رکھتے ہیں وہ مندرجہ ذیل کلام میں حضورؑ نے بیان فرمایا ہے

بہ نخوت ہا نمی آید بدست آں دامنِ پاکش
کسے عزت ازو یابد کہ سوزد رختِ عزت را

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

www.aaiil.org

غلام نبی مسلم

ملتِ اسلامیہ کے سامنے خدائی نصب العین

یہ ایک بات کہ آدم سے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ

کائنات میں ہر مخلوق کی تخلیق کی کوئی نہ کوئی غرض و غایت ہے۔ اور اس مقصد و مدعا کی نشو و نما اور تکمیل ہی سے حیاتِ ارضی کا حسن و چمک قائم ہے۔ البتہ بعض اشیاء بلا ارادہ تکمیلِ مقاصد کرتی ہیں، اور طوعاً و کرہاً اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ حشرات و نباتات کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہیں، تمام چوپائے پرندے، پودے اور اشجار مقصدِ تخلیق کے مراحل طے کرکے ہمارے ماحول اور زندگیوں کو ترو تازگی بخشتے ہیں، اور وظیفۂ حیات ادا کرکے دوسروں کے لئے میدان خالی کر جاتے ہیں۔ انسان بھی قدرت کے کسی مقصد کی تکمیل کے لئے عرصۂ حیات میں بھیجا گیا ہے، لیکن وہ صاحبِ ارادہ ہے، وہ چاہے تو اپنے سامنے زندگی کا حیوانی سطح سے بلند کوئی مقصد متعین کرکے کارگاہِ حیات میں اپنا لازوال نقش چھوڑ جائے، اور چاہے تو ایک حیوان کی طرح جسمانی زندگی کی محض بقا تک اپنی مساعی کو محدود کرکے بلا مقصد زندگی کو ہی وظیفۂ زیست قرار دے لے، مگر یہ زندگی نشو و نما کے عالم میں موت کے ہم معنی ہے۔ اور نسلِ انسانی کی کثیر تعداد اسی بھنور میں پھنسی ہوئی زندگی کی سٹیج سے غائب ہو جاتی ہے۔

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق
باشد بقدرِ ہمتِ تو اعتبارِ تو

انفرادی زندگی بھی کسی بلند مقصد کے بغیر وبالِ جان ہوتی ہے۔ اور ایسا فرد حوادثِ زمانہ کے تند و تیز جھونکوں کے سامنے تنکوں اور ذرّوں کی طرح اُڑتا رہتا ہے۔ لیکن نسلِ انسانی کی اجتماعی زندگی کی بقاء، عظمت اور عروج کسی مقصد کے بغیر ناممکن ہے، یہ الگ بات ہے کہ مقصد کی نوعیت کے پیشِ نظر اس کی توانائی اور ترقی کے مدارج مختلف ہوں، لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ہر قوم اور منظم گروہ کے پیشِ نظر اجتماعی حیات کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ جو اس کے افراد کو متحد، فعال اور اتحاد پیشہ بنائے رکھتا ہے قرآن حکیم نے اسی صداقت کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ لکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات (البقرہ) "ہر ایک قوم کے لئے ایک طرف ہے۔ جدھر وہ منہ کرتا ہے۔ پس نیکیوں کو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر لو"۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات میں لکھا ہے۔ "وِجھۃ - وَجہ قصد کو اور جِھۃ اور وِجھۃ مقصد کو کہا جاتا ہے اور اصل میں جِھۃ اور وِجھۃ وہ ہے جس کی طرف ہم کسی چیز کے لئے توجہ کرتے ہیں"

اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن نوٹ ۱۸۵ میں لکھتے ہیں: ۔

"دنیا کی ہر قوم نے اپنا ایک مقصد قرار دے لیا ہے۔ پس اے مسلمانو! تم خیرات اور نیکیوں میں قدم بڑھاؤ۔ اس کو اپنا **مقصد** اسی کو قبلہ ہمت قرار دو اور ظاہری معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک قوم نے اپنے لئے ایک قبلہ ٹھہرایا ہوا ہے، پس تم اس قبلہ کی طرف سبقت کرو، جو توحید کا مرکز اصلی ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی خیرات اور نیکیوں کا تم کو حق دار بناتا ہے۔ کیونکہ جس طرح شرک تمام بدیوں کی جڑ ہے۔ توحید سے نیکیاں پیدا ہوتی ہیں۔"

ماضی اور حال کی اقوام کی تاریخ کو نظر کے سامنے رکھئے۔ کونسی قوم ہے۔ جو کسی مقصد سے خالی ہو، اور جب اس نے زندگی سے مقصدیت کو نکال کر نفس پرستی اور انفرادیت کو معبود و مقصود بنا لیا ہو، وہ زندہ رہی ہو۔ قرآن حکیم نے ان چند الفاظ میں اپنے پیرو کاروں کے سامنے جو عظیم و بلند مقصد رکھا ہے، اس سے اعلیٰ مقصد ناممکن ہے اور اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر قرنِ اول کے مسلمانوں نے جو بے مثال عروج حاصل کیا وہ کسی اہلِ فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں۔

آج بھی اقوامِ عالم کے سامنے مختلف مقاصد ہیں۔ جن کی تکمیل کے لئے وہ سرگرم عمل ہیں۔ ان میں سے زیادہ اہمیت نسل پرستی اور مادہ پرستانہ نسلی غلبہ کو حاصل ہے۔ جس کا نتیجہ اقوامِ عالم کا انتشار، افتراق، مجادلہ مقاتلہ، استحصال اور لوٹ کھسوٹ ہے ان مقاصد کی موجودگی میں اقوامِ عالم کا حال اور مستقبل تاریک و بھیانک ہو چکا ہے۔ اقوامِ عالم مہلک سے مہلک تر آلاتِ حرب کی تیاری میں مصروف ہی نہیں بلکہ گذشتہ تیس سال سے ان کا غیر ذمہ دارانہ بلکہ وحشیانہ استعمال کرتی چلی آ رہی ہیں۔ اس عرصے میں کئی اقوام فنا ہوئیں، کئی ایک موت و زیست کے مراحل سے گذر رہی ہیں اور اکثر ایک ان دیکھی تباہی اور خوف سے بے چین و ترساں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب مادی وسائلِ حیات کا حصول، گروہی برتری اور ہم جنسوں پر تسلط مقصد قرار پائے تو باہمی آویزش ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں قدیم و جدید اجتماعی نظریات میں اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے وحدتِ نسلِ انسانی، اتحادِ اقوام، تکریمِ بشر، اور ایک دوسرے کی خیر خواہی بھلائی، نفع رسانی اور فلاح و رفاہِ عامۃ الناس کو مقصود قرار دیا۔ جیسا کہ زیرِ نظر آیہ بینہ میں فرمایا کہ "ہر قوم کے سامنے ایک مقصد ہے جس کے حصول کے وہ درپے ہے"۔ لیکن اُمتِ مسلمہ کو ارشاد کیا کہ "تم خیرات (انسانی بہتری و بھلائی کے کاموں میں) ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ و دو میں لگے رہو"۔ ان الفاظ میں اُمتِ مسلمہ کو دوسری قوموں کے مقاصد سے بچنے کا سبق دیا۔ اور انہیں صرف ان کاموں کی ترغیب دی جو نسلِ انسانی کی مجموعی بھلائی اور فلاح کا موجب ہیں۔ **الخیر** وہ بات ہے یا عمل ہے جو سب کو مرغوب ہو، جیسے عقل، عدل، فضل اور تمام مفید چیزیں۔ یہ لفظ "شر" و "ضر" کی ضد ہے، شر اور ضرر سے مراد اقوام میں فساد برپا کرنا اور ایک دوسرے کے نقصان کے درپے رہنا ہے جو ابلیس کی منزلِ مقصود ہے۔ اور خیر فریضۂ مومن ہے جس سے انسانی اجتماعی نشو و نما، عروج و ارتقا پیشِ نظر ہوتا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کو قرآن نے اُمتِ خیر کہا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم سرتاپا مجسمۂ خیر ہو، تم سطحِ ارض پر چلتی پھرتی بھلائی ہو، جس کا مقصد نوعِ بشر کی بہبود اور خیر خواہی ہے۔ دنیوی زندگی میں اس سے بلند تر مقصد تصور میں نہیں لایا جا سکتا۔ ایک جماعت خیر کا مجموعہ ہے۔ اس کے خیالات و اعمال خیرِ محض ہیں وہ اقوام کے لئے صلح، آشتی اور بہتری کا پیغام ہے۔ استبقوا الخیرات کا حکم خداوندی ہر مسلم کو متحرک کر دیتا ہے۔ اور مسلمان انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے ایسے کاموں میں سرگرمِ عمل ہو جاتے ہیں جو تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کے ضامن ہیں۔

پھر اس سے ایک قدم آگے بڑھا کر فرمایا: ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ یہی نہیں کہ مسلمان قوم سرتاپا خیر ہے۔ اور اس کے وجود سے فلاح و بہبود کی کرنیں ماحول کو منوّر کرتی ہیں، بلکہ اس کا فرض ہے کہ اپنے اندر خاص صلاحیتوں کے مالک افراد پر مشتمل ایک ادارہ قائم کریں جو کہ اقوامِ عالم کو دعوت الی الخیر دیتے رہیں انہیں معروف پر قائم کریں اور جو امور شر و فساد، انتشار و افتراق کا موجب ہیں، ان کے خاتمے میں ساعی ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق جو بھائی چارہ اور مواخات کا سلسلہ قائم ہوا ہے وہ نہ صرف برقرار رہے بلکہ وہ تمام اقوامِ عالم کو اپنے دائرہ میں لاکر دنیا کو دارالاسلام بنانے میں ممد و معاون ثابت ہو۔

ایسا ہی معاشرہ دنیا کی بقاء و ارتقاء کا ضامن ہو سکتا ہے اور اگر کسی گروہ، جماعت یا قوم کی اساس باہمی خیر خواہی اور فلاح پر نہ ہو۔ تو وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی، اسی لئے قرآن حکیم میں ارشاد الٰہی ہے ماینفع الناس فیمکث فی الارض، دنیا میں وہی حقیقت وہی ادارہ اور وہی قوم دوام حاصل کر سکتی ہے جو نافع الناس ہو، جو شب و روز نسلِ انسانی کے نفع و خیر کے لئے کار فرما ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے خیر الناس من ینفع الناس، بھلا انسان وہی ہے، جس کے وجود سے نسلِ انسانی کو فائدہ پہنچے، بالفاظ دیگر آپؐ کے نزدیک نفع اور خیر ہم معنی الفاظ ہیں اور امت خیر وہی ہے جو نافع الناس ہو، آپ ذرا اندازہ کیجئے کہ جو قوم شب و روز بنی نوع انسان کی بہبود، خیر خواہی اور نفع رسانی میں لگی رہے کیا کوئی قوم اس کی دشمن ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس تمام چھوٹی بڑی اقوام اس سے محبت کریں گی، اس کی بقاء کے لئے کوشاں ہوں گی اور اس کی تقلید اور پیروی پر فخر کریں گی۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ

www.aaiil.org

خیر خواہی اور نفع رسانی کا بہترین نمونہ ہے
آپؐ کے اعلان نبوت پر حضرت خدیجہؓ
کی شہادت اسی حقیقت کی غماز ہے:
"آپؐ صلہ رحم کرتے ہیں۔ بات سچ
کہتے ہیں۔ بے نواؤں کا بوجھ اٹھاتے
ہیں۔ امانت ادا کرتے ہیں۔ کریمانہ
اخلاق رکھتے ہیں۔"
قرآن کریم نے بھی آپؐ کے اس جذبہ کی تائید
فرمائی ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم (التوبۃ)

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔
تمہاری تکلیف اس پر شاق گذرتی ہے۔
اس کو تمہاری بہبودی کی حرص ہے۔ اور مومنوں
پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے"

اس آیت میں جانی دشمن مخاطب ہیں
لیکن دشمنوں سے شفقت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب انہیں تکلیف ہوتی ہے تو آپؐ بے چین
ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی خیر خواہی حرص کی
صورت اختیار کر لیتی ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قریشِ مکہ نے آپؐ کی امت اور دین کو مٹانے کے
لئے انتہائی شدت کی لیکن ایک بار مکہ میں
قحط پڑا، نجد سے غلہ آیا کرتا تھا۔ وہاں
کا رئیس ثمامہ بن اثال مسلمان ہو چکا تھا۔
اس نے غلہ روک دیا۔ قریش بے قرار ہو کر
آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا
کی کہ آپؐ کی قوم مر رہی ہے۔ ثمامہ کو غلہ
بھیجنے کے لئے کہیے۔ آپؐ کی رحمت جوش
میں آئی۔ ثمامہ کو غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ اور
اس طرح دشمنوں کو موت کے منہ سے بچایا
پھر جب فتح مکہ کے وقت یہی دشمن مغلوب
ہو گئے تو آپ نے کمال لطف و رحمت
سے انہیں بخش دیا۔

آپؐ نے انسانیت پر جو عظیم احسانات
کئے۔ دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے
سے قاصر ہے۔ آپؐ کی شان میں قرآن حکیم
فرماتا ہے یضع عنھم اصرھم والاغلال
التی کانت علیھم۔ آپؐ ان بندھنوں
کو دور کرتے ہیں اور وہ طوق بھی جو ان
پر تھے۔" اس آیت کی تشریح حضرت مولانا
محمد علی رحؒ نے الفاظ ذیل میں کی ہے:۔
"اصر اور اغلال دور کرنے سے یہ مراد
ہے کہ ان تمام باتوں کو دور کرتا ہے
جن سے انسان نیکیوں کے کرنے سے
رکتا ہے۔ گویا بدیوں کی جڑ کاٹتا
ہے اور انسان کی ترقی کی حقیقی راہ کھولتا
ہے۔ اہل کتاب کے لئے یہ ایک
کھلا نشان ..... آنحضرت صلعم کی صداقت
کا تھا کہ کس طرح وہ لوگ جن کی
اصلاح سے یہودی اور عیسائی دونو
عاجز آ چکے تھے، آنحضرت صلعم کی
قوت قدسی سے ہر قسم کی بدیوں سے
پاک ہوتے چلے جاتے تھے۔ کس
طرح صدیوں کی بدیوں اور رسم و رواج
کی قیدوں سے آزاد ہوتے چلے جاتے
تھے۔ اس طرح پر نیکی کا دنیا میں
پھیلانا سوائے صادق کے دوسرے
کا کام نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے جب
پیشگوئی کا ذکر کیا تو یہ بھی بتایا کہ
جن بیڑیوں کو تم نہیں کاٹ سکتے ان
کو عرب کے ایک امیؐ نے کاٹ دیا
اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کا
کافی نشان ہے۔"

یہ آیت آنحضرت صلعم کی عظمت پر تاریخی
نشان ہے۔ آپؐ نے لوگوں کو شرک و
بت پرستی سے نجات دلا کر توحید پر قائم کر
دیا۔ نسلی، علاقائی، ملکی، مال و دولت اور
رنگ و نسب کے امتیازات کو ختم کر کے
انسانوں میں اخوت و مساوات قائم کی، جہالت
توہم پرستی اور غلط عقائد کی بندھنوں سے
آزاد کیا۔ جابر سلاطین کو ختم کر کے پسی
ہوئی انسانیت کو آزادی عطا کی، علم و حکمت
کے دروازے سب پر کھول دیئے، عدل و
انصاف کو عام کیا، غربت اور مسکینی کو
دور کیا، انسان کی اخلاقی و روحانی نشو و نما
کے سامان ہر فرد کے لئے عام کر دیئے
اور اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ گئے
جس نے آپؐ کے فیضان رحمت کو دور
دور تک پھیلا دیا۔

آج بھی آپؐ کا اسوۂ حسنہ دنیا کے
لئے مشعل ہدایت کا کام دے سکتا ہے۔
آج بھی دنیا کا بہترین قومی مقصد یہی ہے
جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ اور آج بھی
عالم اسلام اور اقوام عالم کی نجات
فاستبقوا الخیرات پر عمل میں ہے۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک
دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

لمحۂ فکریہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

اگر خواہی رہ مولیٰ زلات ظلم نہالی شو
کہ رہ ندہند در کوئش اسیر کبر و نخوت را
منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ مے خواہد نگار من تہیدستان عشرت را
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا
کجا بیند دل ناپاک روئے پاک حضرت را

ایک مقام پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ جو شخص ہماری تصنیفات کو کم از کم تین بار
بغور نہیں پڑھتا اس میں بھی ہر ایک قسم کا
کبر پایا جاتا ہے اور اس زمانہ میں اگر کوئی
چیز قرآن و سنت کے بعد دنیا کی ملونی کو
طبیعتوں سے جدا کر سکتی ہے تو وہ حضرت
امام الزمانؑ کے گرانقدر ملفوظات
اور پاکیزہ ارشادات ہی ہیں اور آپ کے دامن
سے وابستگی ہی حقیقت میں اسلام کی خدمت
کے لئے اپنی مساعی کو بروئے کار لانے کی
واحد صورت ہے۔

اب میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحؒ
...... کا ایک مکاشفہ ذیل میں درج
کرتا ہوں جس کی کسی قسم کی تشریح و توضیح
کی ضرورت نہیں ہے تا قارئین خود اس کا مطالعہ
کر کے اس کا اندازہ لگائیں کہ ہماری کیا کیا
ذمہ داریاں ہیں اور متفرق امور میں اپنے قیمتی
وقت کی ضیاع کی بجائے ہمیں کیا اقدامات
کرنے ضروری ہیں۔

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔
"میں نے دیکھا کہ میرے خیمہ کے مغربی
دروازہ سے دو شخص داخل ہوئے ایک
جوان اور دوسرے معمر۔ اول الذکر تو جناب
میاں بشیر الدین محمود تھے جن کو میں نے
فوراً پہچان لیا لیکن ان کے رفیق کو میں نے
کبھی ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا اس لئے
میں ان کو پہچان نہ سکا ان کا لباس لٹھہ
یا کھادی کا تھا اور وہ بھی کسی قدر
کثیف۔ سر پر بغیر کلاہ کے ململ کی پگڑی
گلے میں پرانی وضع کا کرتہ اور نیچے ایک
تہ بند۔ لیکن جب یہ دونوں میری چارپائی
کے نزدیک کرسیوں پر بیٹھ گئے تو میں نے
پہچان لیا کہ یہ حضرت اقدسؑ ہیں آپ کا
چہرہ غمگین تھا آپ کی اس حالت نے
مجھے غمناک کر دیا اور میں نے ڈرتے ہوئے
آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے؟
آپ نے خشمناک حالت میں میاں
محمود احمد کی طرف دیکھا اور فرمایا
کہ یہ سب اس کا کیا ہوا ہے یہ
نوجوان کسی کی نہیں مانتا جو اس
کے دل میں آتا ہے کرتا ہے
پھر آپ نے میری طرف دیکھا
اور کوئی نصف منٹ کے بعد فرمایا
"تم بتلاؤ تم نے کیا کیا؟ تم
میرے پاس آیا کرتے تھے میرے
حالات کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔
اب تم نہیں کرتے پھر یہ حالت
نہ ہو تو کیا ہو ..... حضرت
اقدسؑ کے اس ارشاد پر میاں صاحب
نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور ان
کے ساتھ میاں محمود بھی چلے گئے۔"
(مجدد کامل ص ۱۲۴)

ایک بزرگ کا یہ مکاشفہ حضرت مسیح موعودؑ
کی نام لیوا دونوں جماعتوں کو
دعوت فکر و نظر دے رہا ہے ......
..... جماعت ربوہ کے امام نے حضورؑ
کی ذات اقدس کی طرف ناجائز
دعوئے نبوت منسوب کر کے کل عالم میں
آپ کی شخصیت کو مشتبہ کر دیا ہے جماعت
لاہور جو حضورؑ کے صحیح عقائد کی حامل ہے
وہ حضورؑ کی تعلیمات اور تصنیفات
کے تراجم دنیا بھر کی تمام زبانوں میں کرنے
کا انتظام کر کے حضور کے پیغام کو اکناف عالم
میں پھیلانے کا فریضہ کما حقہٗ ادا .....
کر سکتی ہے۔

اپنے دوستوں کی خدمت میں عاجزانہ
اور دست بستہ عرض ہے کہ وہ تمام
دیگر امور کو خیرباد کہتے ہوئے حضرت امامؑ
وقت کے روشن چہرے سے دنیا کو روشناس
کرانے کے لئے اور جماعت ربوہ کی ڈالی
ہوئی گرد کو آپ کے مبارک چہرے سے دور
کرنے کے لئے آپ کی تصانیف کے تراجم
دنیا بھر کی زبانوں میں کروا کر اپنے فرض
کو نبھانے کی حتی المقدور سعی کریں۔ خدا تعالیٰ
---- ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بقیہ خطبہ جمعہ

(از صفحہ ۵)

لگ جائے گا کہ برکات الٰہیہ کی غرض کیا
ہوتی ہے اور ناشکری کا انجام کیا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انسانی
فطرت کو اپیل کی ہے کہ مصائب میں اور
آسائش کے ایام میں خدا کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔
جماعت اور قوم کو چاہیئے کہ وہ جناب الٰہی میں
گڑگڑانا سیکھیں، تا خدا ہم سے راضی ہو جائے غفلت
کی زندگی چھوڑ دیں اور دعا کرنا سیکھیں ۔

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — گمرہاں را چشم کن روشن زآیاتِ مبیں

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تازندگی جاری
ہوسکتا
ہے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۱

اعلان

انعقاد مجالس مشاورت اور معتمدین

مؤرخہ ۲۲ اور ۲۳ اپریل ۷۲ء

بروز ہفتہ و اتوار

(۱) حالیہ اجلاس منتظمہ منعقدہ مؤرخہ ۱۰-۳-۷۲ میں فیصلہ ہوا ہے کہ مجلس مشاورت مؤرخہ ۲۲ اپریل بروز ہفتہ بوقت ۱۰ بجے صبح ہوگی جس میں صرف وہی تجاویز زیر غور لائی جاسکیں گی جن کی منظوری منتظمہ پہلے ہی دے چکی ہوگی۔ اسلئے جو احباب تجاویز پیش کرنے کے خواہاں ہوں وہ اپنی اپنی تجاویز جلدی ۲۳ مارچ سے پہلے پہلے انجمن میں بھجوا دیں بعد میں موصول ہونیوالی تجاویز پیش نہ ہوسکیں گی۔

(۲) اجلاس معتمدین اس سے اگلے روز مؤرخہ ۲۳ اپریل اتوار کو صبح دس بجے منعقد ہوگا اس کا ایجنڈا ممبران کو عنقریب ارسال کردیا جائے گا۔

ڈاکٹر اللہ بخش جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
لاہور

بحرِ حکمت کے موتی

اہلِ ایمان کی گردنیں کاٹ کر کافر نہ ہوجانا

عن جریر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہٗ فی حجۃ الوداع استنصت الناس فقال لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض۔

ترجمہ:۔ جریرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں آکر کہا کہ لوگوں کو چپ کراؤ۔ پھر فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

نوٹ۔ از مولینا محمد علیؒ:۔

یہاں بھی کافر ہونے سے مراد فی الحقیقت دائرہ اسلام سے خارج ہونا نہیں، بلکہ کفار کے فعل سے مشابہ فعل کرنا مراد ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا خون ایک دوسرے پر حرام کیا گیا ہے۔ جب مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگیں، تو وہ گویا کافروں کے فعل سے مشابہت پیدا کرتے ہیں۔ اور فعل کفر کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے انہیں تہدیداً کافر کہہ دیا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

ہفت روزہ پیغامِ صلح
خود مطالعہ کرنیکے بعد دوسروں تک پہنچائیں

میرا کون ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پس اے نادانو! خوب سمجھو، اے غافلو! خوب سوچ لو۔ کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسولِ کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے، اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے، اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے، بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں۔ مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے، مبارک وہ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور شرم سے بات کرتے ہیں۔ اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں۔ اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربّ کریم کو یاد رکھتے ہیں۔ اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اس جہان میں باہر نہیں وہ اُس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں، خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا کر اور ایسی تقریریں الہام کر کہ جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے انکے زہر کو دور کریں۔

(شہادت القرآن)

www.aaiil.org

جناب شیخ محمد طفیل ایم اے مبلغ انگلستان

انگلستان میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

لیکچروں کا سلسلہ

...... ہر ماہ تین چار لیکچروں کے سلسلہ میں مختلف سوسائیٹیوں میں جانا پڑتا ہے۔ ورلڈ کانگرس آف فیتھس، یونائیٹڈ ایسوسی ایشن کی مذہبی کمیٹی اور ورلڈ کانگرس کی تعلیمی کمیٹی کی مجالسِ منتظمہ میں بھی شرکت کرنی پڑتی ہے ان کے اجلاس عموماً مہینہ میں ایک ایک بار ہوتے ہیں۔

لیکچروں کے سلسلہ میں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ مضمون نیا ہو۔ اس لئے انکی تفصیلات دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بہرحال حاضرین نئے ہوتے ہیں۔ سالِ رواں کے آغاز میں کمپیوٹرز کالج ہٹ فیلڈ کے طلباء کی ایک کانفرنس آکسفورڈ میں منعقد ہوئی، جس میں اسلام کی نمائندگی کے لئے خاکسار کو بلایا گیا۔ ایک سیشن صرف اسلام کے لئے مخصوص تھا۔ موضوع تھا "اسلام میں انسانی سپرٹ (روح یا نفس) کا تصور"۔ اسی قسم کے مضمون پر عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ بھی مختلف اجلاس میں طلباء سے خطاب کرتے رہے۔

ایک اور دلچسپ سلسلہ لندن کے نواحی علاقہ میں شروع ہوا ہے جس میں مختلف ممالک سے قریباً تیس مسلمان لڑکے لڑکیاں تعلیم کے لئے مقیم ہیں۔ ان کو گاہے گاہے اسلامی مضامین پر لیکچر دینے کے لئے مجھے بلانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

بروک لینڈ ٹیکنیکل کالج میں ایک لبرل سٹڈی سوسائٹی ہے۔ ان کی ہفت روزہ کانفرنس یکم فروری کو فارنہم میں منعقد ہوئی تھی۔ وہاں اسلام کے موضوع پر تقریر کرنے کیلئے مجھے جانے کا موقعہ ملا۔

لندن میں ایک دلچسپ مجلس

۱۲ فروری کو ہندوستان کے پرجاپتی برہماکماری راج یوگا سنٹر نے اپنی چھتیسویں سالگرہ منائی۔ یہ سنٹر بھارت کی ایک نئی تحریک کی طرف سے قائم ہوا ہے۔ چھتیس سال قبل ایک ہندو جوہری کو یہ آواز آئی کہ اسے خدا (برہما) نے ایک کام کے لئے چن لیا ہے۔ اور گیتا میں جو یہ پیشگوئی ہے کہ جب لامذہبیت کا دور دورہ ہو جائے تو کرشن جی مہاراج کا جنم ہوگا وہ اس پیشگوئی کے مصداق اس مرکز کے بانی ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں ان کی دو سو شاخیں قائم ہیں اور اب لندن میں انہوں نے یہ شاخ قائم کی ہے۔

لندن کے علاقہ کیمڈن کے لارڈ میئر اس مجلس کے صدر تھے اور عیسائیت، یہودیت، ہندو دھرم اور اسلام کے نمائندے تقریر کے لئے بلائے گئے تھے۔

جو لوگ اس تحریک کے ممبر ہیں اگر وہ شادی شدہ نہیں تو پھر انہیں کنوارہ رہنا پڑتا ہے۔ اور جو شادی شدہ ممبر بنیں تو پھر وہ تجرد کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ازدواجی تعلقات ان کے نزدیک روحانی ترقی میں روک ہیں اس لئے ان سے اجتناب ضروری ہے۔ باقی "یوگا" کی مشقیں کرانے پر زور ہے میں نے اپنی تقریر میں لامحالہ ان کے فلسفۂ رہبانیت کے خلاف ہی گفتگو کرنا تھا اس لئے بعد میں ان کے اعتراضات کا رُخ میری طرف ہی زیادہ رہا (اس لئے بھی کہ یہودی اور عیسائی مقرر جلدی واپس چلے گئے) سوالات کی نوعیت بھی عجیب قسم کی تھی۔ بطور نمونہ چند اعتراضات ملاحظہ ہوں۔

سوال: آپ کہتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے تو کیا وہ انسانی شکل میں نہیں آسکتا؟

خلاصہ جواب: نہیں۔ انسانی شکل میں آنے سے اس کی قدرت میں فرق آتا ہے جو انسان ہوگا وہ تھکے گا۔ سوئے گا۔ کھانا کھائے گا۔ اور دوسرے بشری لوازمات اس کے ساتھ ہوں گے، ہم ان لوازمات کو خدا کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ نہ اس کی صفات میں کسی نہ کسی رنگ میں کسی نقص کو شریک سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو اسی طرح کی بات ہوئی کہ کیا سورج سے تاریک شعاعیں بھی نکل سکتی ہیں۔

سوال: (ایک تیز طرار نوجوان کی طرف سے) آپ لوگوں کا خیال ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے تو کیا وہ گندے نالے میں بھی موجود ہے؟

خلاصہ جواب: خدا کی ہر جگہ موجودگی سے مراد یہ ہے کہ خدا کا قانون ہر جگہ کام کر رہا ہے۔ یہ نہیں کہ ذاتِ خداوندی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف جگہوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ سورج کی شعاعیں جب گندے نالے پر چمکتی ہیں تو کیا سورج پر گندگی کی چھینٹیں پڑ جاتی ہیں جس طرح دھوپ اور ہوا اپنے اپنے رنگ میں الٰہی قوانین کی متابعت میں اس دنیا میں کام آرہی ہیں۔ اسی طرح خدا کے دوسرے قوانین صاف ستھری جگہیں ہوں یا گندی جگہیں ہر جگہ اثر پذیر ہیں اور یہی مراد ہے خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے۔

سوال: خدا کے متعلق ہمیں کیسے علم ہو سکتا ہے جب تک وہ کسی محسوس شکل میں ہمارے سامنے نہ آئے۔

خلاصہ جواب: خدا کی ذات کی انتہاء تک پہنچنا ممکن نہیں اور نہ اس امر کے سمجھنے کی ہمیں تکلیف دی گئی ہے۔ ہاں اس کی صفات کے ذریعے سے ہم اس کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں، بھلا ایک چیونٹی جو آپ کے بوٹ کے نیچے ہو وہ آپ جیسے انسان کی ماہیت کو کلی طور پر کیسے سمجھ سکتی ہے۔ کوئی عقلمند چیونٹی اس کو اتنا بتادے کہ انسان وہ ہوتا ہے جو صبح صبح اس کے لئے راستوں پر چاول بکھیر جاتا ہے اور اس طرح اس کے رزق کا سامان بہم پہنچاتا ہے تو اس کے لئے اتنا سمجھ لینا ہی کافی ہے باقی باتیں اس کی سمجھ سے بالا ہیں ان میں مغز کھپائی کا کیا فائدہ۔

سوال: آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم کون ہیں؟

خلاصہ جواب: یہ تو وہی بات ہوئی کہ کیا خرگوش کو پتہ ہے کہ وہ خرگوش ہے آپ نے اپنے حواس کے ذریعے سے اپنے وجود کا شعور حاصل کیا ہے۔ اسے انسان کہہ لیجئے یا جانور آپ کی مرضی۔ لیکن اشیاء کی اصل ماہیت کا حقیقی علم حاصل کرنا چاہیں تو وہ ممکن نہیں۔ نظریات ہی نظریات ہیں جو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ اور عقل کی نارسائی کا بشدت احساس دلاتے رہتے ہیں۔

اعادہ سوال: خدا انسان کیوں نہیں بن سکتا۔

خلاصہ جواب: خدا کو انسان بننے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ انسان خدائی اخلاق میں رنگین ہو کر خدا نما بن جائے بتایئے کونسی بات بہتر ہے۔ خدا کو "نیچے" لانا یا انسان کو "اوپر" لے جانا۔

بس اسی طرح کے سوال و جواب کافی دیر تک ہوتے رہے۔ ان کی سیکرٹری صاحبہ جو کہ ایک پڑھی لکھی تیئس چوبیس سال کی خاتون ہوں گی کہنے لگیں کہ آپ ہمارے مسلک کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے اس کے لئے آپ کو کسی اور دن اپنے سنٹر میں آنے کی دعوت دیں گے پھر مفصل گفتگو ہوگی۔

عیسائی یہودی مُسلم کانفرنس

۱۴ فروری سے ۱۷ فروری تک لندن میں عیسائی یہودی مسلم کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں۔ جرمنی۔ ڈنمارک۔ فرانس ہالینڈ۔ جنیوا سے مندوبین نے شرکت کی۔ اس کی مختلف مجلسوں میں خواجہ قمرالدین امام مسجد ووکنگ (معاون اسلامی جماعت) پروفیسر خورشید احمد (ممبر اسلامی جماعت) مولینا خورشید عبداللہ۔ امام مسجد مانچسٹر (دیوبندی عالم) اور بیرن عمر ایرنفلز نے تقاریر کیں۔ میں نے اوپر مقرروں کے ناموں کے ساتھ اسلامی جماعت اور دیوبندی عالم کا ذکر اس لئے کر دیا ہے کہ اگر ہمارے مبلغ ایسی مجلسوں میں شرکت کریں تو یہ پروپاگنڈا شروع ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کی یہودیوں سے ساز باز ہے۔ جب یہ خود شریک ہوں تو اسے صرف خدمت اسلام تعبیر کیا جاتا ہے۔ مجھے اس کانفرنس میں تقریر کے لئے کہا گیا تھا۔ بہرحال اس کانفرنس کے آخری "دو دن" شرکت کے لئے میں نے وقت نکال لیا اور نجی محفلوں میں یہودیوں عیسائیوں سے اسلام پر گفت گو کے مواقع میسر آتے رہے۔

۲۴ فروری کو ایک "کانونٹ" میں تقریر کے لئے بلایا ہے۔ ایسی جگہوں سے لیکچر کے بلاوے کبھی کبھی آتے رہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خانقاہی ادارے بھی اب دوسرے مذاہب کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنے دروازے وا کر رہے ہیں۔

نغمات اسلام

ٹرینیڈاڈ کی سان فرنانڈو کی جماعت کے لئے نغمات اسلام کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ اس میں پانچ نظمیں حضرت اقدسؑ کی ہیں۔ اس کتاب کو وہاں بہت مقبولیت حاصل ہے۔ اب وہاں کی جماعت کے بعض دوستوں کی خواہش پر ایک مجموعہ جو صرف حضرت اقدسؑ کے اردو فارسی عربی کلام کے انتخاب پر مشتمل ہے خاکسار نے تیار کیا ہے۔ جو عنقریب شائع ہو جائے گا۔ امید ہے آئندہ سا... چند ماہ میں وہاں کے نوجوان حضرت صاحبؑ کی بیس پچیس نظمیں پڑھنے کے لائق ہو جاویں گے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء

تربیتی سمر سکول۔ ایبٹ آباد

گذشتہ موسم گرما کا وہ نہایت ہی مبارک دن تھا جب کہ کسی زبان سے جماعتی تربیتی کورس کی تجویز پیش ہوئی، اور جسے عین تقاضائے وقت جان کر مقامی جماعت لاہور کے صدرِ محترم نے بلاتاخیر عملی جامہ پہنانے کا تہیہ کر لیا، اور چند ہی دنوں میں ایبٹ آباد کے پُرفضا مقام پر کورس شروع ہو گیا، قلت وقت اور نامکمل پروگرام و انتظام کے باوجود اس کورس کو جماعت میں بےحد مقبولیت ہوئی اور شرکائے کورس کے علاوہ تمام جماعت نے جس دلچسپی بلکہ گرمجوشی کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کے کِہ و مِہ کے سینوں میں اب بھی وہ حرارت اور تڑپ موجود ہے جو اسے بزرگوں سے ورثے میں ملی ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اس جماعت کا امامؑ کس قدر عظیم انسان تھا، جس کے انفاسِ طیبہ نے صورِ اسرافیل کا کام کیا اور قوم کے ایک گروہ کو زندگی عطا کر کے غلبۂ دین کے مسلسل جہاد میں سرگرمِ عمل کر دیا۔ آپ نے اپنے آسمانی مشن کی تکمیل کے لئے جماعت کے قلوب میں یہ یقین بھر دیا کہ وعدۂ خداوندی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے مطابق اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے اور تم ارشادِ ربانی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کی تکمیل پر متعین کئے گئے ہو۔ پس جاھدوا بہ جھاداً کبیراً قرآن کا پیغام اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے جان و مال سے تمام عمر جہاد کرتے رہو حتیٰ لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ۔

آپ کی جماعت نے گذشتہ اسّی سال میں نورِ اسلام پھیلانے، قرآنِ کریم کی تعلیمات عام کرنے اور اسلام کے پیامِ امن و اتحادِ عالم سے دنیا کو آشنا کرنے کے لئے جو بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں، ان کا انکار ممکن نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا روز بروز اسلام کی اس حسین تصویر کو پسند کرتی جا رہی ہے، جو حضرت امامِ زمانؑ اور آپ کے فیض یافتگان نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کی۔

آج دنیا بھر میں اسلام کے حق میں ایک عالمگیر لہر دوڑ رہی ہے۔ اقوامِ عالم امن و اتحاد کے لئے کوشاں ہیں۔ اقوامِ متحدہ کا ادارہ اسی تڑپ کا مظہر ہے۔ دنیا بھوک، غلامی، جہالت، استحصال، آمریت، نوآبادیاتی نظام اور ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بن چکی ہے اور گو تاریکی کی قوتیں اس روشن صبح کی آمد میں تاخیر ڈالنے کے لئے ساعی ہیں۔ لیکن وہ انسان کے بیدار ضمیر کی آواز کو کب تک دبا سکیں گی؟ اور نسل، رنگ، مادیت، سرمایہ داری اور طبقاتی منافرت کے خلاف یہ کامیابی کس کی فتح کا اعلان ہے؟ اور اسلام کے سوا دوسرا کونسا نظریۂ حیات یا مذہب ہے، جس نے دنیا کو احترامِ انسان، وحدتِ نسلِ انسانی، عالمی اخوت، امنِ عالم، خدمتِ خلق کا حیات بخش، اتحاد پرور اور امن افزا پیام دیا۔

قوموں کے اس رجحان کو روکنا ناممکن ہے اور وہ وقت دور نہیں جب انسان خود غرض رہنماؤں کے اختلافات آمیز تصورات اور تعلیمات کو پاؤں تلے روند ڈالے گا اور استبدادی زنجیروں کو توڑ کر ایک ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا میں از سرِ نو اسلامی اخوت، ہمدردی، ایثار اور اتحاد کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے دکھوں کو محسوس کر رہے ہیں وہ دنیا کے ہر کونے میں اپنے بھائیوں کی دھڑکنوں میں شریک ہو رہے ہیں۔ روئے زمین کی مسلمان حکومتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر معاشی، سیاسی، ثقافتی اور دینی اقدار پر اشتراکِ عمل کی تدابیر اختیار کر رہی ہیں۔ حال ہی میں جدّہ کے مقام پر اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس نے جو مثبت اقدامات اور فیصلے کئے ہیں۔ وہ روشن مستقبل کے غماز ہیں۔

اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں جدید رجحانات جماعت احمدیہ لاہور کی بےمثال کامیابی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ واحد جماعت ہے جس نے تکفیر المسلمین کے خلاف جہاد کیا، عالمِ اسلام کو کلمہ طیبہ پر اتحاد کی دعوت دی، اور آج مسلم اقوام مُلاؤں کی فتنہ انگیزی اور تعصب افزائی کے علی الرغم غلبۂ حق کی خاطر متفق اور متحد ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم مسلم اقوام کو اسلام کے جھنڈے تلے یکجا کرنے کے لئے اپنی مساعی کو تیز تر اور مربوط کر دیں، اس کے ساتھ اسلام کے اتحاد و امن پرور پیغام سے آگاہ کریں کہ اسلام کا خدا ربّ العالمین، اسلام کا رسولؐ رحمۃ للعالمین اور اسلام کی کتاب ھدًی للناس وحدتِ نسلِ انسانی کے تین دائمی اصول ہیں، جن کی وجہ سے دنیا کے کروڑوں مسلمان نسل، قوم، رنگ، دولت، زبان کے اختلاف کے باوجود اخوت و مساوات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یہی واحد دین ہے جو اتحادِ اقوام کی اساس مہیا کرتا ہے۔ اور اگر ہم اس پیغام کو کما حقہٗ دنیا تک پہنچائیں تو دنیا بخوشی اس کو سینے سے لگائے گی۔

جماعت احمدیہ لاہور کے ہر رکن پر اتحاد المسلمین کی دعوت اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام فرض عین ہے اور اس مقصد کی تکمیل اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم جان و مال سے مسلسل جہاد کرتے رہیں۔ اور یہ فریضہ اس وقت تک ادا نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک ہم اسلام کی خوبصورت تعلیمات سے باخبر نہ ہوں، خود ہماری زندگیاں اسلامی ہدایات کے سانچے میں ڈھل نہ جائیں، اور ہم باہم مل کر دعاؤں کے ذریعے تجدیدِ بیعت و ایمان نہ کریں اور اسی مقصد کی تکمیل و تعمیل کا بیڑا مقامی جماعت لاہور نے اٹھایا ہے۔

مقامِ مسرت ہے کہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے اولی العزم، پُرجوش اور مخلص اراکین نے گذشتہ سال کے تجربے کی اہمیت اور کامیابی کو مشعلِ راہ بنا لیا ہے۔ اور اس دفعہ نہ صرف تربیتی کام کو جاری رکھنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ بلکہ اس کو ترقی دینے اور پھیلانے کا جامع منصوبہ بھی بنایا ہے۔ چنانچہ تربیتی کورس کے محرک میاں فضل احمد صاحب کی طرف سے ایک مراسلہ ملا ہے۔ جس میں انہوں نے ایک کی بجائے تین کورسوں کا پروگرام تیار کیا اور تربیت کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے جماعت کے فضلاء کی خدمات حاصل کی ہیں جو اسلام کے مختلف موضوعات پر متواتر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے علمی مباحث ہوں گے، درسِ قرآن اور تہجد کی محفلیں گرم ہوں گی، غلبۂ اسلام اور اتحاد و امنِ عالم کے لئے مل کر دعائیں مانگی جائیں گی اور باہمی اخوت، مودت، خلوص و ایثار کی فضا قائم ہو گی اور اس طرح احباب سلسلہ وقت آرام اور مال کی قربانی کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی عملاً تجدید کریں گے۔

میاں صاحب موصوف کی اپیل اسی شمارہ میں شائع کی جا رہی ہے۔ ہمیں احباب کو اس پاکیزہ اجتماع میں شرکت کی ترغیب دلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ اس موقعہ کے پہلے ہی سے منتظر ہیں۔ صرف اطلاع کی ضرورت تھی، یہ قافلہ انشاء اللہ منزل کی طرف بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ اور پاکستان سے باہر کی جماعتیں بھی اس پاکیزہ روش کو مشعلِ راہ بنائیں گی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

اخبارِ احمدیہ

درخواستِ دعا

—— بشیر احمد سوز کے والد میاں رحیم بخش صاحب سخت بیمار ہیں۔

—— ملک الٰہی بخش صاحب (راولپنڈی) بیماری میں مبتلا ہیں۔

—— مرزا غلام ربانی صاحب علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

انتقالِ پُرملال

—— کراچی سے یہ افسوسناک خبر آئی ہے کہ خواجہ عبدالغنی صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ ۲۵ فروری ۱۹۷۲ء بروز جمعہ وفات پا گئیں۔ مرحومہ نہایت خاموش طبع مرنجان مرنج خاتون تھیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی اولاد کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

ذیل کے پتہ جات پر تعزیتی خطوط ارسال کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) خواجہ سلیم احمد صاحب و نسیم احمد صاحب 29/5 بلاک 6 پی سی ایچ ایس کراچی 29

(۲) خواجہ کلیم غنی صاحب 167/A/1 گلبرگ III لاہور

وفاتِ حسرت آیات

—— چند دن پیشتر پشاور سے اطلاع آئی تھی کہ ہمارے نہایت ہی مکرم بزرگ جناب عبداللہ خانصاحب ترین کی بیگم صاحبہ کو سر میں چوٹ آئی ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ آج مؤرخہ ۱۰ فروری کو خبر آئی ہے کہ کچھ روز بےہوش رہنے کے بعد وہ وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس اچانک وفات پر ہم ان کے لواحقین اور خاص طور پر چوہدری فضل حق صاحب ناظم دارالسلام (احمدیہ کالونی) سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

www.aaiil.org

آپ کے خطوط

ایک رؤیا کی توجیہہ

کتاب تذکرہ صفحہ ۲۲۶ سے حضرت صاحبؑ کا ایک رؤیا نقل کرتی ہوں جو مشرقی پاکستان کے متعلق معلوم ہوتی ہے لیکن ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے پوری نہ ہوسکی پیشگوئیاں جن میں بشارت کا رنگ ہو یا انذار کا مشروط ہوتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰؑ سے وعدہ بوجہ نکمی قوم ہونے کے التوا میں پڑ گیا اور فلسطین کی فتح چالیس سال التوا میں چلی گئی اور حضرت یونسؑ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی گو انذاری تھا لیکن قوم کے معافی مانگ لینے پر ٹل گیا۔

حضرت صاحبؑ کی یہ رؤیا انشاءاللہ حرف بحرف پوری ہوتی اگر قوم ڈھاکہ میں ڈٹی رہتی، یہ میرا اپنا خیال ہے ہوسکتا ہے غلط ہو۔ میری ناقص عقل میں یہی آیا ہے آپ اس پر سوچیں۔ رؤیا یہ ہے:۔

"ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے اور یہ بات میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کے لئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں اور میں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں۔ اور میں نے کچھ ہتھیار لگا لئے اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے چستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو مسلح ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کرکے آئے ہیں اور میں تن تنہا ہوں اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دیئے گئے تھے کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا اور میدان مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھ رہنا بھی گوارا نہ ہوا اس لئے میں اپنے اس اہم مقصد کے لئے جو میرے پیش نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بھی بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ اسی اثنا میں اچانک مجھے ہزارہا شاہسوار نظر آئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور بہت تیزی کے ساتھ میری طرف آ رہے تھے میں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی۔ اور میں اس طرح یہ ان کا پیچھا کرنے لگا جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں پھر میں نے اکی حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا اور مجھے یقین تھا کہ میں کامیاب ہوں گا پھر میں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں ان کی شکلیں مکروہ اور ان کی ہیئت مشرکوں (ہندو) کی سی ہے اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کی غرض سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور میں پورے غور اور توجہ سے انکی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں اور میں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جا رہا ہوں اور میرا گھوڑا ایسی تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اس طرح پر چلا رہا ہے جیسا کہ حدی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا اس پر...... وہ میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے میرے باغ کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخ کنی اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ان پر غارت ڈالنے کی غرض سے ٹوٹ کر میرے باغ (مشرقی پاکستان باغ کی طرح ہے) کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں اس لئے میں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا اور میں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن ("بنگلہ دیش") بنا لیا ہے اور میں کمزور اور خوف زدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا سو اسی بنا پر میں حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا اور جب میں داخل ہوا اور غور سے اس میں نگاہ ڈالی اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو میں نے دور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیان صحن میں گرے پڑے اور مردوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی اور مجھے اطمینان خاطر حاصل ہو گیا اور میں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور جب میں ان کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب کے سب بکلّی ذلت کی حالت میں اور مورد غضب الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے اور ان کے چمڑے اتارے گئے اور ان کے سروں کو کچل دیا گیا اور ان کے گلوں کو کاٹ دیا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پارہ پارہ کرکے پھینک دیئے گئے اور یک دم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اسے نابود کر دیتی ہے اور وہ بھسم ہو گئے اس کے بعد میں انکی ہلاکت کی جگہ پر جہاں وہ مقابلہ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے اور میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے رب میری جان تیری راہ میں فدا ہو تو نے مجھ ناچیز پر خاص کرم فرمایا ہے اور اپنے بندہ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی اے میرے رب تو نے بیشتر اس کے کہ دو فریق باہم جنگ کرنے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے اور دو مرد میدان کارزار میں کار فرما ہوتے اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔"

(دو کا عدد تین مرتبہ ملاحظہ ہو اور یہ دو فریق بڑی طاقتوں کو ظاہر کرتے ہیں) اگر جنگ جاری رہتی تو اُمید تھی کہ کوئی بڑی طاقت دخل دے کر جنگ بند کروا دیتی اور نقصان بھی ہندوؤں کا ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ میری توجیہہ ہے۔ والسلام

مسز عبدالغنی۔ حیدرآباد

ڈھاکہ مشن

جب سے پاکستان بھارت کا تنازعہ شروع ہوا ہے مشرقی پاکستان سے سلسلۂ خط وکتابت منقطع ہو گیا تھا۔ اب وہاں سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے مبلغ مولوی عبدالصمد جمالی اور ہمارے سرگرم کارکن جناب ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب خیریت سے ہیں لیکن افسوس کہ ہماری جماعت کے دس افراد اس قیامت خیز ہنگامے میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ان کے ناموں کی تفصیلات بعد میں موصول ہونے پر شائع کی جائیں گی جماعت کے احباب سے درخواست ہے کہ ہمارے ان مرحوم بنگالی احمدیوں کے لئے نماز جنازہ غائبانہ ادا کی جائے۔

جناب ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب نے اپنی تبلیغی مساعی کا پھر آغاز کر دیا ہے انہوں نے جناب جسٹس ابو سعید چودھری کو...... حضرت امیر مرحوم کا انگریزی ترجمۃ القرآن بطور ہدیہ پیش کیا جسے انہوں نے بہت خوشی سے قبول کیا۔ عنقریب وہ شیخ مجیب الرحمٰن کو بھی قرآن مجید اور ریلیجن آف اسلام کا ایک ایک نسخہ پیش کریں گے۔

مشرقی پاکستان میں ہماری قریباً بیس شاخیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہاں ہمارے سلسلہ کو ترقی دے اور مغربی اور مشرقی پاکستان میں جو نفرت اور عداوت پیدا ہو گئی ہے اسے دور فرمائے اور ان علاقوں کے مسلمانوں میں جو افتراق پڑ گیا ہے اسے اپنے خاص فضل سے مودت میں تبدیل کر دے۔

....

قرارداد تعزیت

مجلس انتظامیہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور...... اپنے نہایت محترم بزرگ خواجہ عبدالغنی صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ مرحومہ نہایت خاموش طبع اور مرنجان مرنج خاتون تھیں۔ ایک لمبے عرصہ تک مرحومہ احمدیہ بلڈنگس میں رہیں اور اپنے پیچھے ملنساری اور نیکی کی یادیں چھوڑ گئیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

یہ بھی طے پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول ان کے فرزندان خواجہ سلیم احمد صاحب خواجہ نسیم احمد صاحب اور خواجہ کلیم غنی صاحب کو ارسال کی جائیں۔

ڈاکٹر وحید احمد
صدر مقامی جماعت احمدیہ لاہور

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دارالشفاء۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عالم انسانیت کی روحانی تعلیم و تربیت کے لئے نازل فرمایا ہے

اس کی تعلیمات کے ذریعہ ہی اقوامِ عالم میں صلح و آشتی پیدا ہو سکتی ہے

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الخ ۔ فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ۔ (البقرۃ)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ساری انسانیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تمہارا خالق بھی ہوں یعنی تمہیں زندگی جیسی نعمت بھی بخشتا ہوں اور زندگی کی پرورش کے سامان بھی بہم پہنچاتا ہوں ان اہم امور کی بناء پر میری عبادت اور فرمانبرداری کرو۔ قرآن کریم کی ابتداء میں لکھا ہے کہ خدا رب العالمین ہے، یعنی وہ تمام قوموں کی ربوبیت فرماتا ہے ربوبیت کرنے والے کو اپنی مربوب چیزوں سے محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کو اپنی تمام مخلوق پیاری ہے۔ اور ابتداء میں فرمایا کہ میں تمام قوموں کا رب ہوں، یہاں بھی فرمایا کہ اپنے خالق و مالک کی جو تمہارا رب ہے، فرمانبرداری کرو۔ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہارے آباؤ اجداد کو پیدا کیا ہے جن پر تمہیں فخر ہے، اس نے ایک گھر بنایا ہے جس میں ساری کی ساری انسانیت کو بسایا ہے۔ اس گھر کا فرش زمین ہے اس کا قبہ آسمان ہے۔ پھر اس گھر کی ضروریات پیدا کرنے کے لئے آسمان سے بارش نازل کی کان الناس امۃ واحدۃ۔ تم سب کے سب ایک ہی امت کا حکم رکھتے ہو۔ غرض سب کے اوپر ایک ہی چھت ہے، اور اس گھر کے لئے دو چراغ مہیا کئے گئے ہیں ایک دن کو روشنی دیتا ہے اور دوسرا رات کو علاوہ ازیں اس گھر کی ضروریات کے پیش نظر آگ جلانے کے سامان بھی کر دیئے ہیں زمین طرح طرح کے پھل پھول، سبزی، نباتات اور غلّہ جات اگا رہی ہے فرمایا وانزل من السماء ماءً۔ ہم نے آسمان سے پانی اتارا ہے وجعلنا من الماء کل شئ حی۔ پیدائش اور حیات کے قیام کا انحصار پانی پر ہے۔ تو فرمایا ہم آسمان سے پانی نازل کرتے ہیں زمین سے تمام قسم کی زندگی نمودار ہوتی ہے فرمایا فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون اللہ تعالےٰ کی قدرت اور احسان کا مشاہدہ کرنے کے بعد کسی دوسری ہستی کی عبادت مت کرو، کوئی ایسی ہستی بتاؤ جو تمہیں پیدا کرنے والی ہو اور تمہاری ضروریات کی متکفل ہو۔ ظاہر ہے اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی وجود جو ان صفات سے متصف ہونے کے لائق ہو کوئی نہیں اگر یہ درست ہے تو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ وانتم تعلمون تمہیں خوب علم ہے کہ جن کو تم اپنا خدا اور معبود بناتے ہو وہ پانی کا ایک قطرہ بنانے پر بھی قدرت نہیں رکھتے، اس سے معلوم ہوا کہ اس پانی کا خالق خدا ہے اس کائنات میں عالم انسانیت اشرف المخلوقات ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اس کی خدمت پر مامور ہیں، یعنی کائنات کی ہر چیز انسان کی خادم ہے تو کیا انسان کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنے کسی خادم کو اپنا معبود قرار دے۔ بنی نوع انسان کی مادی ضروریات کا اس قدر انتظام کیا ہے تو وہ خالق السمٰوٰت والارض روح کی تربیت سے بھی غافل نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے قرآن کریم کی شکل میں روحانی بارش بھی نازل فرمائی ہے، جس طرح انسان کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ ایک قطرہ پانی کا بنا دے اسی طرح اس کو یہ بھی قدرت حاصل نہیں کہ قرآن کریم جیسی کوئی کتاب تیار کر لے۔ اس لئے فرمایا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ۔ قرآن کریم اسی طرح سے لاجواب ہے جس طرح سے پانی کا قطرہ لاجواب ہے، جس طرح سے پانی کا قطرہ کوئی نہیں بنا سکتا، اسی طرح قرآن کریم کی ایک آیت کے برابر کوئی سطر نہیں لکھ سکتا۔

اقوامِ عالم کے بارہ میں فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ، سب انسان ایک امت ہیں، جس طرح سے آسمان سے مادی بارش فرمائی ہے اسی طرح ...... سے روحانی بارش بھی کرتا ہے، فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کوئی ایسی قوم نہیں جس کے پاس ہم نے پیغمبر نہ بھیجے ہوں، جن کو یہ بتایا نہ گیا ہو کہ یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو۔ تو اللہ تعالےٰ نے تمام قوموں کو روحانی تعلیم دی ہے۔ فرمایا قل یاایہا الناس قد جاءکم الحق من ربکم۔ یہ قرآن کریم ایک حقیقت ہے اور ایک سچائی ہے، یہ تمہارے رب کی جناب سے نازل ہو کر آیا ہے جو تمہارے جسموں کی ربوبیت کرتا ہے۔ جس نے اس سچائی کے راستہ کو اختیار کیا اس کو بڑا فائدہ ہوا۔

اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنے سے تمہارا اپنا بھلا ہے، اللہ تعالےٰ کی ذات تمہاری حمد و ستائش سے مستغنی ہے۔ تمہاری اطاعت سے نہ تو خدا تعالےٰ کی شان میں کچھ زیادتی ہوتی ہے اور نہ تمہاری عدم اطاعت سے اس کی شان میں کچھ کمی ہوتی ہے، اگر کوئی شخص نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کا ہی فائدہ ہے اور جو سیدھا راستہ چھوڑ کر کوئی غلط راستہ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لئے موجب نقصان ہوتا ہے۔ کیا خوبصورت کلام ہے، اور نبی کریم صلعم کی زبانِ مبارک سے کہلوایا۔ وما انا علیکم بوکیل میں کوئی زبردستی کام لینے والا نہیں ہوں اور میں تم پر داروغہ بھی نہیں ہوں۔ وما انا علیکم بجبار۔ میں جابر بادشاہ کی طرح بھی نہیں ہوں، میں صرف داعی الی اللہ ہوں، میرا کام صرف اس قدر ہے کہ لوگوں تک احکامِ الٰہی پہنچاؤں۔ من عمل صالحًا جو کوئی بھی صلاحیت اور صالحیت کا کام کرے، اس کام کرنے کا اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور کوئی بُرا طریق اختیار کرے، اس سے اس کو نقصان ہی پہنچتا ہے وما ربک بظلام للعبید تمہارا پرورش کرنے والا ظالم نہیں ہے۔ وہ تم سے محبت کرتا ہے، اس محبت کی وجہ سے تمہاری رہبری فرماتا ہے۔ اپنے پیارے بندوں پر وہ کوئی ظلم کرے یہ ہو نہیں سکتا، نہایت پیار و محبت سے بتایا ہے کہ اگر تم بھلائی اور اچھائی کا طریق اختیار کرو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہوگا، یہ ہے فلسفہ، یہ فلسفہ نہ تورات میں ہے نہ انجیل اور وید میں، یہ فلسفہ ایک اجڈ قوم کو تلقین کیا جا رہا ہے جو ان باتوں سے آشنا نہیں ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت اور قیامت تک کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے، اس لئے ایسا فلسفہ بیان فرماتے ہیں جو معقول اور مفید ہے اور انسانی سمجھ سے بالاتر نہیں ہے۔

قرآن کریم حق اور سچائی ہے

یہ تمہاری روحانی ربوبیت کے لئے نازل کیا گیا ہے، اور فرمایا لکم دینکم ولی دین تمہارے لئے تمہارے نظریات اور ہمارے لئے ہمارے نظریات ہیں، تمہارا طرز زندگی کوئی نتیجہ پیدا کرنے والا ہے، اور میری اور میرے ساتھیوں کی زندگی بھی کوئی نتیجہ پیدا کرنے والی ہے۔ مقابلہ سے پتہ چل جائے گا کہ کس کا طرزِ حیات مفید و معقول ہے۔ اس قسم کی اعلےٰ تعلیم کو یہ لوگ رد کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے، مگر حضور نے فرمایا معذرۃ الی ربکم ہم ان کو ان تعلیمات کی بار بار تلقین کرتے رہے ہیں جناب الٰہی میں میرا یہ عذر ہوگا کہ میں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ باوجود قوم کی تکالیف اور مخالفت کے میں حق پر ڈٹا رہا اور اس کی تلقین کرتا رہا اور یہ بھی میرا خیال ہے لعلکم تتقون کہ اس تعلیم کی برکت سے ممکن ہے تم اپنے غلط طریق کار سے باز آجاؤ اور اچھے کام کرنے لگو۔ یہ تعلیم کس قدر اعلیٰ اور مفید ہے۔ اس میں جبر و تشدد نہیں ہے، ظلم نہیں ہے بلکہ آزادی کی تعلیم ہے۔ غرض قرآن کریم نے عالم انسانیت کو اپنے خالق و مالک کی پرستش کی تلقین کی ہے اور ماسوا سے آزاد کیا ہے اور اس کی عقل و فہم کو اپیل کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ کالم ۲)

www.aaiil.org

الحاج حافظ چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب (مسلسل)

اِسلام کا پیغام مُسلمانانِ عالم کے نام

حضرت مرزا صاحبؒ کی ایک گراں مایہ اور قابلِ توجہ خصوصیت

ہم گذشتہ اشاعت میں حضرت مرزا صاحبؒ کی سات خصوصیات بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم ایک ایسی خصوصیت بیان کرنے لگے ہیں جس کے لئے ہم نے ایک علیحدہ عنوان قائم کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کا ہم ذرا زیادہ تفصیل سے جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں وہ خصوصیت یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحبؒ کا ظہور ہوا یعنی سال ۱۳۰۰ ہجری میں جب انہیں مجدّدیت کا خلعت پہنا کر مبعوث کیا گیا اس وقت مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ایک دوسرے پر کفر کے تیر برسانے میں مصروف تھے۔ سُنّی اور شیعہ کا اکھاڑہ تو مدّت سے قائم ہو چکا تھا اس اکھاڑے میں اپنی طاقت کا جوہر دکھانے والے پہلوان کسی حد تک تھک بھی چکے تھے لیکن اس زمانہ میں یعنی حضرت مرزا صاحبؒ کی بعثت کے ابتدائی ایّام میں خود سُنیوں کے اندر مختلف فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ حنفیوں، شافعیوں حنبلیوں اور مالکیوں کے مناقشات بھی پُرانے ہو چکے تھے۔ اس وقت ہندوستان میں سُنیوں کی جماعت کے اندر ایک طبقہ حنفیوں کا پیدا ہو چکا تھا جسے تکفیر کے بغیر اور کوئی کام نہ آتا تھا۔ اس طبقے کی دو شاخیں خطرناک طریق پر برسرِ پیکار ہو گئیں ایک جماعت دیو بندیوں کی تھی اور دوسری بریلویوں کی۔

مسلمانوں کے اندر اس نئی دینی رنگ کی طبقاتی جنگ نے بڑی سراسیمگی پیدا کر رکھی تھی۔ اس وقت ایک اور طبقہ بھی بڑا فعال تھا جو خود کو اہلِ حدیث کہتا تھا اور مخالفوں نے اس کا نام وہابی رکھا ہوا تھا یہ فرقہ بھی تفرقہ بازی کے میدان میں بڑی شدّت سے سرگرمِ عمل ہو رہا تھا۔ ان حالات اور کیفیات کو دیکھ کر حضرت مجدّد وقتؑ کا دل اضطراب سے تڑپ اُٹھا۔ اور انہوں نے بڑے درد بھرے لہجے میں مسلمانوں کو اس کفر سازی اور تکفیر بازی سے روکنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ اس نے یہ اعلان کر دیا کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہات کفر کی ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے بھی کافر نہیں کہا جا سکتا۔

اس نے قرآن کریم۔ احادیث، صحابہؓ کے طرزِ عمل آئمہؒ کے اقوال اور عقل و استدلال کے تقاضوں کے ماتحت اور اخوّت اسلامیہ کے بلند جذبے کو تقویت دینے کے لئے مسلمانوں سے اتفاق اور اتحاد کی درد سے بھری ہوئی اپیلیں کیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بالفعل اپنی خانہ جنگیوں سے منہ موڑ کر اس مصلح قوم پر پل پڑے اور علماء نے تمام ہندوستان میں پھر کر اور خود ملکِ عرب میں جا کر حرمین شریفین کے علماء سے حضرت مرزا صاحبؒ کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کر لئے اور ہندوستان پہنچ کر بڑے وسیع پیمانے پر اس کی تشہیر شروع کر دی۔

جس طرح عیسائیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف قلوبِ انسانی میں نفرت پیدا کرنے کے لئے جھوٹے پراپیگنڈے کا ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا اسی طرح ان مولویوں نے حضرت مرزا صاحبؒ کی طرف ایسے عقائد منسوب کرنے شروع کر دیئے جن کے استیصال کے لئے وہ درحقیقت مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کو اصل اشاعت اسلام کے کام سے کچھ وقت کے لئے مجبوراً رُکنا پڑا اور اپنی مدافعت میں رسالے اور کتابیں لکھنی پڑیں اور مسلمانوں کے اندر کی متعفن فضا کی تطہیر کرنی پڑی۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے بار بار لکھا کہ مسلمانوں کا خدا ایک ہے ان سب کا فرشتوں پر، کتابوں اور رسُولوں پر یومِ آخرۃ اور اقرار خیر و شر پر ایمان ہے اور وہ سب کے سب قرآن کریم کو خاتم الکتب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور ایک رنگ میں قرآن کی یہ ساری تعلیم کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہؐ کے اندر سمو دی ہے۔ پس اس کلمہ کا قائل خدا کے ہاں مسلم ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتی۔

اپنے مقام کے متعلق بھی انہوں نے اعلان کر دیا کہ میں ایک اُمتی ہوں اسلام کا خادم ہوں، محمدؐ عربی کا غلام ہوں، قرآن کریم کے ایک نقطہ کو نہ بدل سکتا ہوں اور نہ منسوخ کر سکتا ہوں۔ شریعت محمدیؐ کا تابع ہوں اور کلمہ گو ہوں۔ عام مسلمانوں کی طرح نمازیں پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں زکوٰۃ دیتا ہوں۔ اسلام کے تمام اصولوں کو قولاً قلباً اور عملاً تسلیم کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ خود میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔

اس قدر واضح ارشادات کے باوجود علماء اپنی مہم تکفیر سے باز نہ آئے۔ گو آج ستر اسی برس گذر جانے کے بعد ان تکفیر بازوں کے اثر کی یہ حالت ہے کہ ان کے اقوال اور فتاوٰی کو قطعاً درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو کافر کہنے اور کافر یقین کرنے کے باوجود بعض دفعہ تکفیر کے زیادہ لذیذ خوانِ یغما پر اکٹھے ہی بیٹھ جاتے ہیں اور اس غذا سے بڑے سرور اور انبساط سے لذّت گیر ہونے لگتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹۵۳ء میں یہ سب حضرات یعنی سارے فرقوں کے علماء اکٹھے ہو کر تحریک احمدیت کو مٹانے کے لئے مختلف جہتوں سے حملہ آور ہوئے۔ اور عوام کو گمراہ کر کے ملک میں خطرناک شورش بلکہ بغاوت برپا کرنے کے مرتکب ہو گئے۔ جس سے ملک کا امن اور سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ مارشل لاء نافذ ہو گیا اور پاک افواج نے بڑی مستعدی سے کام لے کر اس فتنہ کو فرد کر دیا۔ اس میں جو حیرت انگیز بات ہوئی وہ یہ تھی کہ اس شورش میں صرف علماء ہی شامل نہیں ہوئے بلکہ اہل سیاست کے مختلف گروہ بھی اپنی وجاہت اور ہر دلعزیزی کو بڑھانے کے لئے شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس ملک کا ایک مفکر قرآن جو گذشتہ تیس سال سے مطالعہ قرآن میں مصروف ہے اور اپنے نقطۂ نگاہ سے علوم اور معارف قرآن کی اشاعت کر رہا ہے، بھی منظرِ عام پر آ گیا اور اس نے اپنی بصیرتِ قرآنی اور فراستِ رُوحانی کا ثبوت دینے کے لئے اعلان کر دیا کہ اس ملک میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دینا عین جادۂ مستقیم پر چلنا ہے۔ یہ محض خدا کا فضل تھا کہ کسی کا تیر بھی نشانے پر نہ بیٹھا اور یہ کل مساعی اکارت گئیں۔ بالآخر یہ منکرِ قرآن بھی ہدفِ تکفیر بنکر اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا!

پرویز صاحب کا ایک اور موقف

اس مسئلہ کو ہم زیادہ وضاحت سے اس لئے لکھ رہے ہیں کہ ماہ جنوری ۱۹۷۲ء کے آخری اتوار اور ماہ فروری کے ابتدائی اتوار کو ہمیں علامہ غلام محمد صاحب پرویز کے درس قرآن میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ ہم پہلے بھی کئی مرتبہ انکے ہفتہ وار دروس سے محظوظ ہوتے رہے ہیں درس میں بعض اوقات وہ ایسے لطیف نکات اور دلکش معارف پیش کرتے ہیں کہ داد دینی پڑتی ہے۔

ہمیں بڑی حیرت ہوئی جب انہوں نے بڑے درد بھرے دل اور رقت آمیز لہجہ میں یہ موقف بیان کیا کہ اسلام میں فرقہ بندی ایک لعنت ہے اور جو لوگ اس میں گرفتار ہیں وہ نصوصِ قرآنی کی رُو سے مشرک ہیں۔ اس موقف کو بیان کرتے وقت کوئی شخص ان کی نیت اور اخلاص پر شک نہیں کر سکتا۔

ایک بات تو صحیح ہے کہ مسلمانوں کا جاہل طبقہ قسم قسم کی مشرکانہ عادات اور رسوم میں مبتلا ہے مگر اس میں فرقہ بندی کو کوئی دخل نہیں۔ مختلف فرقوں کے پابند لوگ اپنے اصولوں کی رُو سے گو ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں مگر وہ کسی شرک میں کسی کو آلودہ کرنے کی دعوت نہیں دیتے۔

پیشتر اس کے کہ ہم اس پر مزید اظہار خیال کریں ہم پرویز صاحب کے موقف کو بیان کر دینا چاہتے ہیں ان کا دعوٰی ہے کہ وہ کوئی بات قرآنی سند کے بغیر بیان نہیں کرتے اس موقف کی تائید میں بھی انہوں نے قرآن کریم ہی سے استدلال کیا ہے اگر یہ استدلال صحیح ہے اور قرآن کریم ان کی تائید کرتا ہے تو بلاشبہ عالم اسلامی کی کروڑوں کی آبادی مشرک کہلانے کی مستحق ہو جاتی ہے اور قرآن کریم کے حکم کے سامنے سب کی گردنیں جھک جانی چاہئیں۔ ملّاں نے تو صرف ایک دوسرے کو کافر ہی کہا تھا اور یہ ضروری نہیں کہ ہر کافر مشرک ہو مگر پرویز صاحب نے تو مسلمانانِ عالم کو بدترین قسم کے کفر

یعنی شرک سے متہم کر دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کی غالب اکثریت کسی نہ کسی فرقہ سے وابستہ ہے۔ ہم تو یہ موقف اور اس پر مبنی اتنا بڑا الزام سن کر لرز اُٹھے پھر کہاں کا ڈھاکہ اور کہاں کا مسلم بنگال ... سب قاتل اور مقتول مشرکین کی ایک قوم ٹھہرے !! خود ہم بھی ایک فرقہ سے وابستہ ہیں۔ ہمیں اپنی عافیت کی فکر دامنگیر ہو گئی۔ پرویز صاحب کی ذاتی رائے اور ان کے ذہنی اور دماغی استدلال سے تو ہمیں کچھ خوف نہیں۔ لیکن اگر قرآن شریف ان کا حامی ہے تو ہمیں اور دیگر سب مسلمانوں کو ان کا ہمنوا ہو جانا چاہیئے۔ الحمد للہ کہ پرویز صاحب نے سب کے لئے ایک گنجائش بھی رکھی ہے کہ قرآن کریم کے متعلق وہ جو کچھ بیان کریں اور اس کی جو تفسیر اور تعبیر اپنے فہم کے مطابق وہ ظاہر کریں یہ ضروری نہیں کہ سننے والے اس کے پابند ہوں ہر ایک کو اختلاف کا حق حاصل ہے۔ بالفاظ دیگر بات یوں بنی کہ قرآن کریم جس پر پرویز صاحب کے سارے فلسفے کا انحصار ہے لفظاً تو بالکل محفوظ و مامون ہے مگر اس محفوظ ترین اور مامون ترین کتاب کے معنی بیان کرنے اور اپنے فہم و فراست سے کسی نتیجہ پر پہنچنے میں سب کو آزادی ہے۔ یہ محفوظیت بھی عجیب ہے!

ہم یہ اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ آگے چل کر ہم یہ ثابت کرنے والے ہیں کہ اختلاف رائے کی جو آزادی قرآن کریم ایسی مقدس، مکمل اور واضح کتاب کے متعلق بھی لوگوں کو حاصل ہے وہی آزادی درحقیقت فرقہ بندی میں بھی کام کر رہی ہے۔

اگر قرآن کے معنوں کے متعلق اختلاف ہو سکتا ہے اور اس کے الفاظ کی مختلف تفسیریں اور تعبیریں جائز ہیں تو دوسرے علمی مسائل کے متعلق بھی اختلافات موجود رہیں گے۔ ایک ترقی یافتہ مہذب اور علمی مدارج حاصل کرتے رہنے کی حریص سوسائٹی اختلاف رائے ہی کی بناء پر اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کی طرف صعود کر سکتی ہے ہم یہاں یہ اشارہ بھی کر دیں کہ ہماری رائے میں قرآن کی بنیادی اصولوں کی ایک ہی تفسیر اور تعبیر ہے۔ صرف فروعات میں اختلاف ہو سکتا ہے!

پرویز صاحب اس سلسلے میں ایک حدیث کو بھی بیان کیا کرتے ہیں اور بیان کر کے صرف اپنے خندۂ استہزا کا نشانہ بنا کر اسے ہوا میں اڑا دیتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے کہ

اِختلافُ اُمّتی رحمۃ

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بناوٹی، وضعی، جھوٹی اور جعلی ہے۔ ہم تو حدیث کے ان الفاظ کو سُن کر ہی بغیر کسی مزید تحقیق اور تدقیق کے پکار اُٹھتے ہیں کہ ان الفاظ کو بولنے والی شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے کم حیثیت کی ہو ہی نہیں سکتی۔ آزادی کا یہ وہ چارٹر ہے جسے ہر روز پرویز صاحب اپنے سارے علم و فضیلت کے باوجود بیان کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں میرے درس کو سنو اس پر غور و فکر کرو صحیح سمجھے ہو تو مان لو اور اس پر عمل کرنا شروع کر دو وگرنہ اپنی فکر سے کام لو اور اس پر عمل کر لو اور یاد رکھو کہ ہر معاملے میں سند صرف قرآن کریم کی ہے۔ میری تفسیر کوئی سند نہیں۔ ہر ایک کو مجھ سے اختلاف کرنے کی آزادی ہے۔ بہرحال ہم اسوقت ذیل میں ان چند آیات کو درج کرتے ہیں جن سے پرویز صاحب نے یہ استدلال کیا ہے کہ اسلام کے اندر فرقہ بندی شرک ہے۔ ہم اپنے قارئین سے استدعا کریں گے کہ وہ تحلی بالطبع ہو کر ان آیات پر غور کریں کیونکہ یہ معاملہ ایمان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس پر تعمق سے نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ شرک کا یہ عالمگیر فتوےٰ نفرت اور حقارت کے بیج بونے کی اہلیت رکھتا ہے اور اس سے نااتفاقی اور انشقاق کا ایک زہریلا فصل کھڑا ہو جائیگا۔

(۱) پرویز صاحب سورۃ الانعام کا درس دے رہے تھے اور جب وہ آیت ۱۶۰ پر پہنچے تو اس کی تلاوت کے بعد انہوں نے اپنا مذکورہ بالا موقف بڑے اخلاص اور جوش سے پیش کر دیا۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں:—

ان الذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیئٍ انّما امرھم الی اللہ ثمّ ینبّئھم بما کانوا یفعلون (۱۶۰) ... یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور (کئی) فرقے ہو گئے، تیرا ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ ان کو بتا دے گا جو وہ کرتے تھے۔

اس پر لمبی چوڑی تقریر کرنے کے بعد پرویز صاحب کا استدلال یہ تھا کہ جو لوگ کسی فرقہ کے ساتھ وابستہ ہیں ان سے رسول اللہ کا تعلق بالکل منقطع ہے۔ گویا فرقوں میں گھرے ہوئے لوگ حضورؐ کی اُمت میں شمار نہیں ہو سکتے۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

۲۔ اپنے موقف کی تائید میں پرویز صاحب نے سورۃ الرّوم کی مندرجہ ذیل آیت بھی پیش کی:—

من الذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعاً وکلّ حزبٍ بما لدیھم فرحون (۳۲) ...... یعنی ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے سب گروہ اس پر جو ان کے پاس ہے خوش ہو رہے ہیں۔

اس آیت کے متعلق ان کا استدلال یہ تھا کہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ہر ایک فرقہ پرست اپنے اپنے فرقوں کے عقائد پر مطمئن ہو گیا ہے اور بہت مسرور ہے۔ حالانکہ ایک سچے مسلم کی حیثیت سے تو ہر ایک کو اپنے اس فعل پر نادم ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے دین کو فرقوں میں تقسیم کر کے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اپنے اپنے فرقوں سے انقطاع کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ ان کی تقریر میں سحاب کی گرج بجلی کی چمک، دریا کی طغیانی اور سمندر کی روانی تھی۔

(۳) اپنے موقف کی مزید تائید میں پرویز صاحب نے "سورۃ آل عمران" کی یہ آیت پیش کی ہے:—

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا وّلا تفرّقوا۔ (۱۰۲) ترجمہ: اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اس آیت کے متعلق ان کا استدلال یہ تھا کہ قرآن کریم کو چھوڑ کر جن لوگوں نے احادیث، روایات یا فقہ کی بناء پر علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنا رکھی ہیں وہ سب شرک کے مرتکب ہیں۔

ہمیں اس وقت مذکورہ بالا آیات ہی یاد ہیں ممکن ہے انہوں نے چند ایک اور آیات بھی پیش کی ہوں مگر اس وقت ہماری یادداشت میں محفوظ نہیں ہیں۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ ہر وہ شخص خواہ وہ کسی فرقہ سے وابستہ ہو یا نہ ہو جو عقیدۂ توحید سے علیحدہ ہو کر کسی اور ذریعہ کو اپنا راہنما تسلیم کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر جو خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ سے اپنی اُمیدیں باندھ لیتا ہے وہ مشرک ہے۔ اس قاعدہ سے نہ کوئی فرد مستثنیٰ ہے اور نہ کوئی جماعت۔

اگر کسی جماعت سے وابستہ انسان قرآن کریم کو مرتبہ اولیت دیتا ہے اور اس کی تشریح و تفسیر میں وہ سچائی کو تلاش کرنے کے لئے کتب حدیث کی ورق گردانی کرتا ہے یا مفسرین سابقہ یا موجودہ کی تفسیروں کو کھنگالتا ہے اور جہاں سے کوئی ایسی حقیقت اس کو معلوم ہو جاتی ہے جو اس کے قلب اور ضمیر کو مطمئن کرتی ہے تو اسے قبول کر لیتا ہے تو وہ مشرک نہیں کہلا سکتا۔ ویسے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایمان کے مدارج بھی مختلف ہیں جوں جوں انسان علم اور معرفت میں ترقی کرتا ہے اس کے ایمانی مدارج بھی بڑھتے ہیں۔ اس طرح بہت لوگ تقوےٰ کی آلودگیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں مگر ان پر مشرک ہونے کا فتوےٰ نہیں لگایا جا سکتا۔

ایک اختلاف تو اصول میں ہوتا ہے اور دوسرا فروعات میں، اصول کا اختلاف تو واقعی خطرناک ہے قرآن کے اصول ھن اُمّ الکتاب ہوتے ہیں اور وہ کسی حالت میں بھی ذی وجھین نہیں ہوتے۔ ان کی ایک ہی تفسیر ہوتی ہے اور ایک ہی تعبیر۔ مگر فروعات میں گوناگونی اور بوقلمونی کے باغ کھل جاتے ہیں۔۔۔

....

بنیادی قسم کے اختلافات سے ایمان کی سرحدات کو محفوظ رکھنا چاہیئے، مگر فروعات میں اختلاف تو ایک ترقی پذیر سوسائٹی کا خاصہ ہے۔ اس میں جس قدر آزادی ہوگی اسی قدر دماغ کو جلا ملے گی اور انسانی قوےٰ کی نشو و نما ہوتی جائیگی۔

حضرت مولٰنا نورالدین صاحبؓ جن کی عمر کا بیشتر حصہ مطالعۂ قرآن میں گذرا ہے فرمایا کرتے تھے: "اگر کوئی قرآن شریف میں متنازعہ فیہ مسئلہ اُٹھ کھڑا ہو تو جس آیت کے متعلق یہ قضیہ برپا ہوا اسی آیت کے پس و پیش کہیں اس کا جواب تلاش کیا جا سکتا ہے اور وہ یقیناً مل جائے گا۔ یہ اصول حضرت مولٰناؓ نے حضرت مرزا صاحبؑ ہی کی تعلیمات سے اخذ کیا تھا۔

(باقی —— باقی)

www.aaiil.org

جناب محمد صالح نورؔ

پانچ نکات اور ان کی وضاحت

(۱) نبی کی جامع تعریف

جماعت ربوہ کے علماء (عوام نہیں) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نہ کسی طرح نبی ثابت کرنے کے لئے گذشتہ ساٹھ سال سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے۔ ہمیں ان کی اس مسلسل ناکامی پر ان سے ہمدردی ہے اور ان کی اصلاح سے مایوسی بھی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت سے انکار کیا اور نبوت کی تعریف جن واشگاف الفاظ میں بار بار بیان فرمائی ہے وہ ہمیشہ ان کالموں کی زینت بن چکی ہے آج ایک نئے انداز سے حضورؑ کی تحریر پیش کی جاتی ہے اور علماء ربوہ سے عرض ہے فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم .... حضورؑ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

"وما سوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ

— ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور

— ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور

— بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لادیں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوٰے نہیں .... جو شخص نبوت کا دعوٰے کرے گا اس دعوٰی میں ضرور ہے کہ

— وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے

— اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔

— اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

— اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی

— اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۱۷ و ص۳۲۲)

اس مقام پر حضرت امام الزمان علیہ السلام نے نبی کے آنے کی غرض و غایت اور بعد میں اس کی علامات اور فرائض بیان کئے ہیں۔ اب کسی صاحب بصیرت اور انصاف پسند احمدی سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرتؑ میں تو یہ تمام امور متحقق نہ تھے۔ اس صورت میں حضورؑ کو مقام نبوت پر کیسے سرفراز سمجھا جا سکتا ہے۔ جماعت ربوہ کے ہر دل زنبیلہ کے لئے دعوتِ غور و فکر ہے۔

(۲) اولیاء کو مجازاً نبی اور رسول کہا جانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام زندگی بار بار اس امر پر زور دیا ہے کہ اگر کسی ولی اللہ کے لئے مجازی طور پر نبی اور رسول کا لفظ استعمال ہو جائے تو اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے مگر نادان اور متعصب (احمدیوں اور غیر احمدیوں) دونوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ اس مجاز کو حقیقت کا رنگ دیتے رہے ہیں اور خواہ مخواہ ایک ولی اللہ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کر کے یا تو "نادانی" میں اسے نبی مان بیٹھے ہیں یا "تعصب" میں اس پر کفر کا فتوٰے لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ جس ذات کی طرف وہ یہ امر منسوب کر رہے ہوتے ہیں وہ بار بار اس امر سے منع کرتا چلا آیا ہے۔ ذرا حضرت مرزا صاحبؑ کی مندرجہ ذیل وضاحت کو بغور دیکھا جاوے۔

" وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے ...... بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان، متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبانِ مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے"۔

(انجام آتھم ص۲۷ و ص۲۸)

اس جگہ کس وضاحت سے "اولیاء اللہ" کے لئے متذکرہ الفاظ کا استعمال "مجازاً" جائز قرار دیا گیا ہے۔

(۳) خدا کا وعدہ اور اس کا فرمودہ

رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" جسے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی بنانے والوں نے نبوت کے لئے سنگِ میل قرار دے رکھا ہے اس میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میں تیرے بعد نبی نہیں بھیجوں گا اور یہ خدا تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں کہ وہ کبھی اپنے فرمودہ کے برخلاف کرے۔ ملاحظہ ہو:

"تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اولو نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسٰیؑ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا"۔

ان کالموں میں کئی مرتبہ علماء جماعت ربوہ سے دریافت کیا جا چکا ہے کہ وہ اس آیتِ قرآنی کا حوالہ دیں جس میں خدا تعالےٰ نے یہ امر بیان فرمایا ہے مگر تا حال اس طرف ان کی توجہ منعطف نہیں ہوئی۔ اسی امر کو حضورؑ نے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں ساری امت محمدیہ سے خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجے گا پھر خدا تعالےٰ اپنے وعدہ اور فرمودہ کے برخلاف کیسے کر سکتا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ ایسی ذلّت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاءؐ کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جاوے گا"۔

(ازالہ اوہام ص۵۸۶)

اب ہمارا نہایت ادب اور احترام سے علماء ربوہ سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اس خدائی فرمان کی نشاندہی فرمادیں جہاں اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ اور کیا ان کے لئے اس فرمانِ خداوندی کی یہ تشریح جو حضورؑ نے از خود بیان فرمائی ہے قابلِ قبول ہے؟

(۴) غلطی سے بچنے کے دو گر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فراست نے یہ بھانپ لیا تھا کہ آپ کے دعوٰی کے متعلق اکثر لوگ غلطی کا شکار ہو جاویں گے خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانے۔ لہٰذا حضورؑ نے غلطی سے بچنے کے دو گر بیان فرمائے ہیں جن سے حضورؑ کے دعوے اور دلائل سے مکمل واقفیت ہو سکتی ہے۔

اوّل: صحبت مسیح موعودؑ اور

دوم: آپ کی کتب کا بغور مطالعہ

جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:—

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہلِ حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

ایک گو جو صحبت مسیح موعودؑ سے متعلق ہے وہ تو اب حاصل نہیں ہو سکتا صرف "ایک غلطی کا ازالہ" سے قبل آپؑ کی کتب کے مطالعہ سے ہی انسان لغزش سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

مگر جماعت ربوہ کی ٹریجڈی (المیہ) یہ ہے کہ ان کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی ان کتب کے بغور مطالعہ کرنے میں ان کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی مندرجہ ذیل تلقین مانع ہے:

—— چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے اور . . . . . . یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپؑ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں . . . . . اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"۔

(حقیقت النبوت صفحہ ۱۲۱)

اب ذرا قارئین بروئے انصاف و راستی موازنہ فرمائیں کہ حضرتؑ تو ۱۹۰۱ء میں فرماویں کہ:-

—— "میری سابقہ کتب اور تصانیف کا بغور مطالعہ کرنا اور ان سے حجت پکڑنا انسان کو غلطی سے محفوظ رکھ سکتا ہے"۔ مگر اس کے برعکس جماعت ربوہ کے خلیفہ صاحب یہ کہیں

—— کہ حضرت کی ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب کا بغور مطالعہ کرنا اور ان سے حجت پکڑنا انسان کو غلطی میں مبتلا کر سکتا ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است

جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہیں یا آپ کے دعوے کی اصلیت اور حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ صرف اور صرف حضور ہی کی کُتب کا بغور مطالعہ کریں غلطیوں اور لغزشوں کے سب بادل چھٹ جائیں گے

ع اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(۵) محدّث کے لئے نبی کا لفظ؟

(جماعتِ ربوہ سے ایک مطالبہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کا یہ عقیدہ تھا کہ محدّث کے لئے لغوی اور مجازی معنوں میں نبی کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کی تائید حافظ روشن علی مرحوم کا ترجمہ قرآن (مطبوعہ از قادیان) کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ حج کی آیت ۵۴ "وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی" میں لفظ نبی پر حافظ صاحب مرحوم نے مندرجہ ذیل نوٹ حاشیہ میں دیا ہے:

"نبی سے مراد محدّث ہے جو کہ نبی کا جانشین ہوتا ہے"

اس ضمن میں علماء جماعت ربوہ سے مندرجہ ذیل دو امور وضاحت طلب ہیں:-

اوّل۔ کیا جماعت ربوہ حضرت حافظ صاحب مرحوم کے اس تفسیری نوٹ سے اتفاق کرتی ہے؟

دوم۔ "کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے"؟

اگر جماعت کا کوئی عالم حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اور آپؑ کے مقام سے غیرت کا دعویدار ہے تو اس پر ہمارے اس استفسار کا جواب دینا فرض ہے اگر ان امور کا جواب معقول میں نہ آیا تو اس کے لئے حضرتؑ صاحب کی پیروی میں بھاری انعام بھی مقرر کیا جا سکے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بیّنوا توجروا

درخواست دُعا } مولینا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح دو ہفتے سے بیمار چلے آرہے ہیں کمزوری بہت ہے دعا کی ضرورت ہے۔

سمر سکول ۱۹۷۲ء ایبٹ آباد

ہمیں یہ اعلان کر کے مسرت محسوس کرتا ہوں کہ امسال سمر سکول ۳۰ر جون سے ۱۸ر اگست تک ایبٹ آباد میں جاری رہے گا یہ تین کورسوں پر مشتمل ہے، اور ہر کورس پندرہ روزہ ہوگا۔ توقع ہے کہ ان ہر سہ کورسوں میں مندرجہ ذیل احباب لیکچر و رہنمائی کے فرائض سرانجام دیں گے۔

۱۔ نوابزادہ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب (ستارۂ خدمت) ڈائرکٹر انچارج۔
۲۔ حافظ محمد حسن چیمہ صاحب
۳۔ جناب بشیر احمد منٹو صاحب
۴۔ پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب
۵۔ مولینا عبدالحق ودیارتھی صاحب
۶۔ حافظ شیر محمد صاحب خوشابی
۷۔ جناب محمد صالح نور صاحب
۸۔ میاں عبدالمنان عمر صاحب
۹۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
۱۰۔ میاں نصیر احمد فاروقی صاحب

انجمن نے کمال نوازش سے شرکاء کے سفر، رہائش اور خوراک کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔

سمر سکول کا تفصیلی پروگرام کچھ عرصہ بعد پیش خدمت کیا جائے گا البتہ میری خواہش ہے کہ تمام جماعتوں کے اراکین ایبٹ آباد کی پُرسکون، رُوح پرور فضا میں مل جل کر رہنے کے اس موقعہ کی اہمیت سے آگاہ ہو جائیں اس عرصہ میں تین کلاسیں ہوں گی۔ پہلی کلاس ۳۰ر جون سے ۱۴ر جولائی تک، دوسری سترہ جولائی سے ۳۱ر جولائی تک اور تیسری ۴ر اگست سے ۱۸ر اگست تک مقامی جماعتیں اطلاع دیں کہ ان میں سے کس قدر دوست کس کلاس میں شرکت کے متمنی ہیں۔ انجمن کی تجویز ہے کہ زیادہ سے زیادہ پچاس احباب کو شرکت کا موقعہ دیا جائے اس لئے جو احباب شریک ہونا چاہتے ہیں، ان کے نام اور پتے اوّلین فرصت میں بھیج دیئے جائیں —— ہم اوّلین پچاس افراد کو دوسروں پر ترجیح دیں گے۔

اس سلسلہ میں اگر آپ کی کوئی تجویز ہو تو پہلی فرصت میں تحریر کرنے میں ہچکچاہٹ سے کام نہ لیں۔

الداعی

(میاں) فضل احمد ستارۂ پاکستان)
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ
پوسٹ بکس نمبر ۸۲ لاہور

تنظیم خواتین احمدیہ مقامی جماعت لاہور کا اجلاس

تنظیم خواتین احمدیہ مقامی جماعت لاہور کی چوتھی ماہانہ میٹنگ ۲۴ر فروری کو بیگم ناصر ملک صاحبہ کے گھر پر منعقد ہوئی اس سے پہلے تین اجلاس بیگم صاحبہ ڈاکٹر وحید احمد، والدہ صاحبہ ڈاکٹر مبارک احمد اور بیگم صاحبہ چوہدری فضل حق کے گھروں پر منعقد ہوئے جو زیر رپورٹ میٹنگ میں تلاوت قرآن پاک کے بعد مس عبدالرحمٰن نے ایک مختصر مگر نہایت موثر تقریر میں کہا کہ ہم خواتین کو چاہیئے کہ بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ سچے مسلمان اور احمدی بنیں، ملک میں موجودہ بحران کی یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسلام کی بتائی ہوئی راہیں چھوڑ دی ہیں اور برائی کو بُرا کہنے سے ہچکچاتے رہے، انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم تقریروں کی بجائے عملاً کچھ کر کے دکھائیں۔ ان کے بعد بیگم صاحبہ رضیہ مدد علی نے فرمایا کہ ہم مقامی جماعت لاہور کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں موقعہ بہم پہنچایا کہ ہم اکٹھے ہو کر تبادلۂ خیال کر سکیں اس طرح ہم جماعت کی بہتری کے لئے تجاویز سوچ سکتی ہیں انہوں نے کہا کہ ماؤں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ اسلامی قدروں کو اچھا سمجھیں اور مغربیت اور عیسائیت کا جو اثر ہماری نسل پر ہو رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ ہر عورت اگر باہمت ہو اور اٹل ارادہ کی مالک ہو تو اس کے گھر میں اسلامی انقلاب کا آنا کوئی مشکل بات نہیں۔ ثانی بعد ان کی اس تجویز کو بالاتفاق منظور کر لیا گیا کہ مقامی جماعت سے کچھ خواتین بیرونی جماعتوں کا دورہ کریں۔ استحکام جماعت کے لئے یہ پروگرام نہایت اہم اور مفید ہے۔ بیگم صاحبہ محمد احمد نے بچیوں کے لئے اسلامی کورس تجویز کیا اور اس کی تفصیلات بتلائیں۔ یہ امتحان سال میں تین دفعہ ہوں گے۔ یہ تجویز پہلی میٹنگ میں بھی ہوئی تھی۔ تفصیل علیحدہ ہر ایک رکن تنظیم کو بھجوائی جائے گی اور اخبار میں بھی اعلان کیا جائے گا تاکہ زیادہ سے زیادہ بچیاں اس امتحان میں شریک ہو سکیں۔ جو بچیاں موجود تھیں انہوں نے اپنے نام لکھوا دیئے۔ آخر میں حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

بیگم میاں فضل احمد
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ مقامی جماعت لاہور

www.aaiil.org

جناب لیفٹیننٹ کرنل حنیف اختر ملّھی

بیادِ والد مرحوم

چوہدری سید احمد صاحب ملّھی۔ بدوملّھی ضلع سیالکوٹ

جو بادہ کش تھے پُرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

ابّا جی مرحوم ان چند بزرگ ہستیوں میں سے تھے جو جماعت کے لئے بے پناہ درد رکھتے تھے۔ عقیدے کی پختگی اور عمل میں استقامت ان کی ذات کے دو نمایاں پہلو تھے۔ وہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے آخری ایام انہوں نے بلوغت میں دیکھے دادا جان مرحوم چکڑالوی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابّا جی مرحوم کے کہنے کے مطابق قدرے آزاد خیال تھے دادا جان کی وفات کے وقت ابّا جی کی عمر صرف ۱۶ برس کی تھی۔ اس وقت وہ پرانے زمانے کی سینئر کلاس (اردو مڈل کے بعد انگریزی کی تعلیم) میں پڑھتے تھے۔

چونکہ تایا جان اور چچا جان دونو سندھ پولیس میں ملازم تھے لہذا گھر کا سارا بوجھ ابّاجی کے نوجوان کندھے پر آ پڑا پڑھائی چھوٹ گئی اور وہ دنیا کے بکھیڑوں میں اُلجھ گئے۔ اسی اثناء میں عابد علی شاہ صاحب مرحوم سے مُلاقات ہوئی جو چوہدری سرفراز خان صاحب مرحوم کے ساتھ بدوملّھی میں جماعت احمدیہ کے بانی مبانی سمجھے جاتے تھے۔ شاہ صاحب مرحوم کا ذکر بڑے ادب کے ساتھ ابّا جی کیا کرتے تھے۔

شاہ صاحب مرحوم نے ابّا جی کو باقاعدہ درس قرآن کریم دیا جس سے ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا اور انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔ قرآن کریم سے عشق اسی زمانے سے ہوا چنانچہ مرتے دم تک اباجی مرحوم باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرتے چونکہ نظر کمزور ہو گئی تھی تو آخری ایام میں علی الصبح اُٹھتے (تہجد خوانی تو حسبِ معمول تھا جس میں وہ گڑگڑاتے اور بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ ہم سب کے لئے اور جماعت کے لئے دعائیں کرتے) اور اس گھڑی کا انتظار کرتے جب سُورج نکلنے والا ہو کیونکہ سورج نکلنے کے بعد روشنی زیادہ ہو جاتی تھی۔ گو وہ خود اتنے اعلےٰ تعلیمیافتہ نہیں تھے لیکن انہیں تعلیم و تربیت کی قیمت معلوم تھی چنانچہ تمام بچوں کی تعلیم (جس میں خاندان کے بیشتر نوجوان ... ہیں) کی تکمیل کا سہرا ان کے سر ہے۔ خوش قسمتی سے مسلم ہائی سکول بدوملّھی بالکل نزدیک تھا۔ ان دنوں ماحول بھی کچھ ایسا تھا کہ اساتذہ بھی مذہب سے لگاؤ رکھتے تھے۔ مبلغ حضرات کی آمد و رفت رہتی تھی کیونکہ مناظروں کا دَور تھا۔ بُھٹہ صاحب کی تجویز پر گھر کے ساتھ ہی مسجد بنالی گئی۔ جہاں باقاعدگی سے نمازیں ادا ہوتیں ابّا جی امامت کراتے تھے۔ میں بڑے اہتمام سے اذان دیا کرتا تھا۔ غرضیکہ ماحول نہایت پاکیزہ اور خوشگوار تھا۔

ابّا جی مرحوم نے اپنی زندگی میں شاید ہی کوئی جلسہ چھوڑا ہو۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑا موقعہ ہوتا تھا۔ تیاری ہوتی تھی جیسے عید کے لئے ہوتی ہے۔ آخری ایام دسمبر ۱۹۷۱ء میں ایک شادی کی تاریخ سے اتفاق اس لئے نہیں کیا کہ یہ جلسے کے دنوں میں مقرر کی گئی تھی۔

شاعری کے لئے اکثر وقت نکالتے اور سالانہ جلسے پر پڑھتے۔ ایک نظم ان کی پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۷۱ء میں بھی چھپی تھی جس کا عنوان تھا:

"اسلام کے مبلغ پہنچے کہاں کہاں تک"

مجھے ۱۹۵۲ء میں کمشن ملا تو برجستہ نصیحت لکھی جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نصیحت ہے اختر اسے یاد رکھنا
نہ اِتراتا ہرگز خدا یاد رکھنا
نہ اسراف کرنا نہ کنجوس ہونا
میانہ روی ہو اسے یاد رکھنا
ہمیشہ کرو تم خدا پہ بھروسہ
وہی حامئ کار ہے یاد رکھنا
واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ
دعاؤں میں اپنی ہمیں یاد رکھنا

کتنی سادگی ہے اشعار میں اور ہر شعر سے ایمان باللہ ٹپکتا ہے۔

ہمارے طالب علمی کے زمانے میں ہمیشہ اصرار کیا کہ ہم ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ممتاز اور اعلےٰ کیریکٹر کا نمونہ پیش کریں۔ سچ بولنا ان کا شیوہ تھا۔ کئی دفعہ برادری والوں کو ناراض کر لیا صرف اس لئے کہ ان کی خاطر کبھی جھوٹی گواہی نہیں دی۔ سادگی اور جفاکشی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہوئے کبھی عار محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیں تلقین کرتے تھے کہ ایسا کریں کیونکہ یہ سنت رسولؐ ہے۔ کالج کے زمانہ میں بھی جب ہم گھر جاتے تھے تو ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی چارہ خود کاٹتے تھے اور ٹوکے پر کُترتے تھے۔

کفایت شعاری پر بہت زور دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ موجودہ زمانے میں رشوت ستانی کی لعنت کی بڑی وجہ یہی ہے کہ لوگ اپنے معیار سے بڑھ کر رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور فضول خرچی کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی تاکید کرتے کہ چندہ باقاعدگی سے دیا کرو۔

بذلہ سنجی بھی طبیعت میں بہت تھی ۱۹۷۰ء میں ایک شادی کے موقعہ پر ایسے لطیفے سنائے کہ سامعین لوٹ پوٹ ہو گئے پھر شادی یا وفات کی تاریخ نکالنے کا بھی شغف تھا۔ خاندان میں بچوں کے تاریخی نام رکھنا بھی ان کی عادت تھی۔ بنیادی طور پر وہ حلیم اور متقی تھے قرآن پڑھنے کے دلدادہ تھے ۱۹۴۳ء میں وعدہ کیا کہ روزانہ ایک پارہ ختم کروں گا اور مرتے دم تک نبھایا اگر بیمار ہو جاتے تو اس کی کسر بیماری کے بعد نکال لیتے۔

جماعت سے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ جہاں جاتے تبلیغ حق کرتے۔ پیغام صلح کے لئے نئے خریدار... بنانے کی کوشش کرتے پچھلے سال مابر چھاؤنی میرے پاس تشریف لائے ایک اجتماع میں جہاں ہمارے کنبہ کے کافی افراد جمع ہو گئے تو سب سے باری باری وعدہ لیا کہ پیغام صلح بالالتزام اپنے نام لگوائیں گے۔ چنانچہ واپسی پر اس غرض کے لئے لاہور اُترے اور ان کے لئے پتے لکھوائے۔ ایک دفعہ میرے ایک دوست کے والدین حج سے واپسی پر وہیں

میرے ہاں مقیم ہوئے۔ وہ شاید اہلحدیث تھے۔ ابّا جی نے دونو کو مؤثر تبلیغ کی اور منوا لیا کہ ہمارے عقاید عین اسلام ہیں جاتی دفعہ انہیں لٹریچر بھی دیا۔ پھر ان سے وعدہ لیا کہ پیغام صلح جو اُن کے نام لگوائیں گے وہ باقاعدگی سے پڑھیں گے۔

الغرض مرحوم ان بزرگوں میں سے تھے جن کا نمونہ آجکل ملنا بہت محال ہے ان کے قول اور فعل میں بالکل تضاد نہیں تھا۔ اکثر کہتے لم تقولون مالا تفعلون ہمارے موجودہ بحران کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہر شعبہ میں قائدین کا حال یہ ہے کہ باتیں تو بہت ہیں لیکن عمل کا خانہ خالی ہے الّا ما شاء اللہ اللہ تعالےٰ ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خُطبہ جمعہ

(بقیہ از صفحہ ۵)

یہ کتاب قرآن کریم زمانۂ حال کی تعلیمات اور نظریات پیش کرتی ہے، یہ زمانہ روشنی کا ہے، دماغوں کے اندر فلسفہ ہے اس کے پیش نظر قرآن کریم نے ہمہ گیر فلسفہ عطا کیا ہے۔ جس طرح سے آسمان میں آفتاب کو پیدا کیا اور اس کی روشنی سے کل عالم فیض یاب ہو رہا ہے اسی طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... کو سراجاً وقمراً منیراً کر کے مبعوث فرمایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات قرآنیہ سے کل عالم کو روشن کر دیا ہے جو قیامت تک دنیا کو روشن کرتی رہیں گی۔ ان تعلیمات کو پڑھ سُن کر دل سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... پر درود نکلتا ہے۔ آئیے ہم سب مل کر بلند آواز کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے آپؐ پر

درُود و صلوٰۃ پڑھیں

ایورگرین پریس پیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چشمہا را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صُلح

لاہور پاکستان

مدیر دوست محمد
مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تازندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۲

چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہے

اسی وجہ سے اس صدی کا مجدد مسیح موعود قرار پایا۔ اس صدی کا مجدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و جلال کے لئے ایک خاص قسم کی غیرت لے کر آیا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عیسائیوں کا فتنہ اُمّ الفتن ہے اس لئے چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہے۔ پھر چونکہ یہ علامت اس پر صادق آئی اس لئے چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود قرار پایا۔ کیونکہ احادیث سے مسیح موعود کا کام یکسر الصلیب ثابت ہوتا ہے اب جبکہ ہمارے مخالفوں کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے سامنے یہی مصیبت ہے۔ پھر انکار کے لئے کونسی گنجائش ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہی ہوگا۔ ہماری توجہ ان لوگوں کی طرف ہے جن کو حق کی پیاس ہے۔ لیکن جو حق کی تلاش نہیں چاہتے جن کی طبیعتیں معکوس ہیں وہ ہم سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یاد رکھو ہدایت تو اس کو ہوتی ہے جو تعصب سے کام نہیں لیتے۔ وہ لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جو تدبر نہیں کرتے۔ پس طالب ہدایت سمجھ لے کہ موجودہ حالتوں میں چودھویں صدی کے مجدد کا یہ کام ہے کہ کسر صلیب کرے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ خطرناک پھیلا ہوا ہے۔ اسلام ایسا دین تھا کہ اگر ایک بھی اس سے مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی لیکن اب کس قدر افسوس ہے کہ مرتد ہونے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل انسان کی نسبت جس کی پاک باطنی کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں قسم قسم کے دل آزار بہتان لگا رہے ہیں۔ کروڑوں کتابیں اس سید المعصومین کی تکذیب میں اس گروہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں بہت سے مستقل ہفتہ وار اور ماہوار اخبار اور رسالے اس غرض کے لئے جاری کر رکھے ہیں۔ پھر کیا ایسی حالت میں خدا تعالےٰ کوئی مجدد نہ بھیجتا؟ اور پھر اگر کوئی مجدد آتا تو تم ہی خدا کے واسطے سوچ کر بتاؤ کہ کیا اس کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ رفع یدین کے جھگڑے کرے یا آمین بالجہر پر لڑتا مرتا پھرے؟

غور تو کرو یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہا ہے طبیب اس کا علاج کرے گا نہ کسی اور مرض کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی حد ہو چکی لکھا ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اپنی ماں سے سن کر اس کو مار دیا تھا

(باقی بر صـ۸ کالم ۲)

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے بڑا استغفار

عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید الاستغفار ان تقول اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علیٰ عھدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علیّ وابوء بذنبی اغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت قال ومن قالھا من النھار موقنا بھا فمات من یومہ قبل ان یمسی فھو من اھل الجنۃ ومن قالھا من اللیل وھو موقن بھا فمات قبل ان یصبح فھو من اھل الجنۃ۔

ترجمہ: شداد بن اوسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے کہ تو کہے اے اللہ تو ہی میرا ربّ ہے تیرے سوائے کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں جو کچھ میں نے کیا اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیرے حضور تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کی ہے اور اپنے گناہوں کا تیرے حضور اقرار کرتا ہوں میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا آپؐ نے فرمایا جو یہ کلمے ان پر یقین کرتا ہوا دن کو کہے اور

(باقی بر صـ۷ کالم ۳)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

www.aaiil.org

وقتِ دُعا ہے!

غلبۂ دین، وحدتِ کلمہ گویاں، پاکستان کی حفاظت اور جماعت احمدیہ لاہور کے ذرائع تبلیغ میں اضافہ کیلئے دُعائیں۔

(جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دُعائے بامداد و گریۂ اِسحار نیست

اِنفرادی اور قومی رنگ میں اِنسان پر بعض ایسی گھڑیاں آجاتی ہیں جہاں نہ صرف اس کی سعی و جہد کے لئے کوئی راستہ نظر نہیں آتا بلکہ اس کی عقل و علم بھی عاجز و بے کس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ وقت ایسا ہوتا ہے جسے اِضطرار کے لمحات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور فرقان حمید کے مطابق افمن یجیب المضطرّ اذا دعاہ ویکشف السوءٗ "کون ہے جو مضطرب دل کی پکار کو سُن کر اس کے دُکھوں کو دُور کرتا ہے"! کا مصداق ہوتا ہے۔ ایسے لمحات میں قلبِ مضطر سے نکلی ہوئی دعائیں اور التجائیں اگر بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیّت حاصل کر لیں تو نہ صرف اندھیروں کے بادل چھٹ جاتے ہیں بلکہ مصائب و آلام کے پہاڑ بھی ھباءً منثوراً ہو جاتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ کی ذات قادر و توانا ایسے ایسے اسباب و ذرائع کو حرکت میں لے آتی ہے جس کا اِنسان کو کوئی وہم و گمان نہیں ہوتا۔ ایسے وقتوں میں بندۂ تسلیم و رضا کی اِلتجاؤں کے جواب میں خداوندِ عالم الغیب اس مصیبت سے نجات کی خوشخبری بھی بطور پیشگوئی فاستجبنا لہٗ فکشفنا مابہ من ضرٍ کے الفاظ میں دے دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی نہاں در نہاں اور ماوراء الغیب زندہ ہستی کا یہی ایک قطعی ثبوت اور یہی اس کی ذات پر ایمان کا فائدہ ہے۔

احباب سے درخواستِ دُعا

اِس وقت بھی پاکستان کی سلامتی اور بالخصوص اپنی جماعت کی ترقی کے لئے اِسی قسم کی دُعاؤں کی اشد ضرورت درپیش ہے۔ پاکستان کی بناء دو ستونوں پر قائم ہوئی اِسلامک آئیڈیالوجی کے غلبہ کا یقین اور کلمہ گوؤں کی وحدت۔

جب تک غلبۂ اِسلام پر ایمان اور اِتحادالمسلمین کی تحریکیں غالب رہیں، کسی دُشمن کو غلبہ پانے کی ہمّت نہیں ہوئی، جب سے اِن ستونوں میں ضعف آیا ہے تب سے پاکستان کمزور ہوا۔ جماعت احمدیہ لاہور کی یہ ممتاز خصوصیت رہی ہے۔ کہ ابتداء ۱۹۱۴ء سے ہی یہ دو خصوصیات غلبۂ اِسلام پر یقین اور وحدتِ کلمہ گویاں اِس جماعت کا ماٹو بنی رہی ہیں، اور صرف اسی ایک جماعت نے مسلمانوں کو ان کی طرف دعوتِ حق دی جن پر پاکستان کی مملکت کی بناء پڑی۔

اِس وقت نہ صرف پاکستان کی حفاظت کا سوال اہم ہو چکا ہے بلکہ زرعی اصلاحات کے نفاذ سے اس جماعت کے ذرائع تبلیغ و اشاعتِ دین پر بھی ابتلاء آنے کا احتمال پیدا ہو گیا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب ہمارے قلوب میں ان دونوں وجوہ کے پیشِ نظر بارگاہِ اِلٰہی کے حضور اِستمداد طلب کرنیکی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ ہم مسلمان بہت بڑے قصوروار ہیں، ہمنے اپنے دین کی عملی باتوں کو پسِ پُشت پھینک دیا ہے اور یہی وجہ اِسوقت پاکستان کی شکست و ذلّت کا سبب بنا ہے، اشدّ ترین ضرورت ہے کہ ہم اپنے قصوروں سے توبہ کر کے آئندہ اِصلاح یافتہ زندگی بسر کریں اور دردِ دل سے بارگاہِ حضرتِ ربّ العزّت میں گڑگڑائیں کہ خدایا ہماری دین سے غفلتوں، غدّاریوں، شرمناک رُوگردانیوں کو معاف فرما، ہمیں من حیث القوم توفیق عطا کر کہ ہم تیری رضا کی راہوں پر قدم مارنے والے ہوں اور دشمنانِ اسلام کے ناپاک منصُوبوں کو اے خُدا! تو ہی اپنی قدرت سے ناکام کر۔ اے خدا! یہ واحد جماعت اِسوقت جو ان دو اُصولوں کی تبلیغ کیلئے وقف ہو چکی ہے۔ اعلائے کلمۃ الاسلام یعنی غلبۂ دینِ اسلام اور کلمہ طیّبہ کے پرستاروں کی وحدت و اِتحاد کی داعی ہے، اس جماعت کے ذرائع تبلیغ میں اضافہ فرما تا تیرے دین اور تیرے رسُول کی اُمّت کی بہتری و بہبُود کے سامان پیدا ہوں۔ آخری وقت میں پُورے اِنشراحِ صدر اور مکمّل یقین و قلبِ صمیم سے احباب دُعاؤں میں مشغول ہو جائیں۔ کچھ عجب نہیں ہم قصورواروں کی سچّی تڑپ قبول شرف حاصل کر لے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــــ لاہور ـــــــــ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۲ء

ہماری قومی ذمہ داریاں

قریباً دو ہفتہ کی بیماری کے بعد راقم الحروف (مدیر پیغام صلح) پھر اپنے قارئین کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اس بات کے پیش نظر کہ عنقریب ہمارے دو قومی اجلاس (مجلس شوریٰ اور اجلاس معتمدین) منعقد ہونے والے ہیں، قوم کو بعض اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے جو سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی وجہ سے تمام افراد بالخصوص عمائدین قوم پر عائد ہوتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان دس شرائط بیعت کو جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کنندگان کے لئے ضروری قرار دیں صرف یاد دہانی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں یہ شرائط بیعت اگر ہر وقت ہماری نظروں کے سامنے رہیں تو ہماری قوم غریب اور قلیل التعداد ہونے کے باوجود دنیا کی بہترین اقوام میں شمار ہو سکتی ہے ہم نے وہ وقت دیکھا ہے جب حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولینا نورالدینؒ اور ان کے قریبی زمانہ تک احمدیت کو مولویوں کے مخالفانہ پراپیگنڈہ کے باوجود دینِ اسلام کا عملی نمونہ سمجھا جاتا تھا، اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو نہایت عزت و وقار کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس بارہ میں ہم تفصیل کے ساتھ آگے چل کر عرض کریں گے، فی الحال قوم کی یاد دہانی کے لئے دس شرائط بیعت ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:۔

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا و رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ اس عاجز[1] سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں جن پر عمل پیرا ہونا حضرت مسیح موعودؑ نے ہر بیعت کنندہ کے لئے ضروری قرار دیا اور اقرار بیعت کے وقت ہر بیعت کنندہ سے یہ عہد لیا گیا (اور اب بھی لیا جاتا ہے) کہ:

"آج میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود جناب حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے سلسلہ میں داخل ہو کر اپنے ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا (کرتی) ہوں جن میں میں گرفتار تھا (تھی) اور میں سچے دل سے اقرار کرتا (کرتی) ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا (بچتی رہوں گی) **اور دین کو دنیا پر مقدم کروں گا** (کروں گی)۔ نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو بحد استطاعت ادا کروں گا (ادا کروں گی) اور اشاعت اسلام و تبلیغ سلسلہ میں بقدر استطاعت کوشش کروں گا (کروں گی)"

یہ ہے وہ اقرار بیعت جو ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر کیا اور آپؑ کے بعد قوم کے مقرر کردہ نفوس قدسی کے ہاتھ پر کیا جاتا ہے۔

ان شرائط اور اس اقرار بیعت کے مطالعہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کہاں تک ان پر عمل پیرا ہے، ہم یہاں خاص طور پر دو امور کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں:۔

۱۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا اور

۲۔ یہ اقرار بیعت کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا، اور اشاعت اسلام و تبلیغ سلسلہ میں بقدر استطاعت کوشش کروں گا۔

یہ دونوں باتیں اس قابل ہیں کہ ہر احمدی کی عملی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آنی چاہئیں اور ہمیں زندگی کے ہر شعبہ اور ہر قدم پر اس بات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کہاں تک ہم دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور مال اور عزت و اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھتے ہیں اور کہاں تک ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے اقرار کو عملی زندگی میں پورا کرتے ہیں۔

ہمیں یہاں کسی شخص کے ذاتی حالات یا نجی زندگی پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں، لیکن قوم کی عام حالت کے پیش نظر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں امور کے متعلق احباب کو خاص طور پر توجہ دلائی جائے، جن پر عمل کرنا (باقی شرائط بیعت کے علاوہ) خاص طور پر قومی زندگی کو بہتر بنانے کا موجب ہو سکتا ہے۔

اس ضمن میں چند ضروری امور کا ذکر ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت

ـــ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دن ہوئے انفلوئنزا ہو گیا تھا، اب آرام ہے البتہ کمزوری کی وجہ سے خطبات جمعہ ارشاد نہ فرما سکے اجتماع میں شریک رہے، حضرت مولینا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب نے ۱۰ اور ۱۷ مارچ کو خطبہ جمعہ دیا اور امارت فرمائی۔ احباب حضرت امیر ایدہ اللہ کی درازیٔ عمر اور صحت و سلامتی کیلئے دُعا فرمائیں۔

درخواست دُعا

ـــ میری اہلیہ کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔ جماعت کے بزرگوں سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
(مرزا فضل احمد۔ حاجی پورہ سیالکوٹ)

ـــ اوکاڑہ سے قاضی طارق محمود صاحب اطلاع دیتے ہیں:۔
"گذشتہ سال بس کے حادثہ میں بیگم صاحبہ چوہدری شریف احمد صاحب چک $\frac{2}{4-L}$ اوکاڑہ کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔ اللہ کریم کے فضل سے اب کافی آرام ہے علاج بدستور جاری ہے اب ہڈیاں جڑنی شروع ہو گئی ہیں۔

علاوہ ازیں بیگم صاحبہ ․․․․․ حافظ محمد بخش صاحب مرحوم چک $\frac{2}{4-L}$ یعنی والدہ چوہدری بشیر احمد صاحب پر قریباً ۸ ماہ سے فالج کا حملہ ہوا ہوا ہے۔ زبان بھی بند ہو چکی ہے۔ علاج جاری ہے۔ بڑی پاکباز اور صالح خاتون ہیں جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔

احباب کرام اور خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ سے التماس ہے کہ دردِ دل سے ان کی شفایابی کے لئے دُعا فرماویں۔"

احمدیہ مسجد کے لئے عطیہ

ـــ احمدیہ مسجد ڈیرہ غازی خاں شاخ لاہور کی مزید توسیع و تکمیل کے لئے جناب میاں فضل احمد صاحب چیئرمین پنجاب ڈیکی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ بالمقابل نوزہ (لاہور) نے

(باقی بر صفحہ کالم تک)

www.aaiil.org

مامورِ الٰہی کی بعثت کی غرض و غایت اور اسکی صداقت کے نشانات

حضرت مامورِ وقت علیہ السلام نے ایک جماعت تیار کی جو رسمی اسلام کو چھوڑ کر حقیقی اسلام کی شیدا بن گئی۔

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۰ مارچ ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ۔ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (سورۃ العصر)

صحابہؓ کے نزدیک اس سُورۃ کی اہمیت

یہ سورۃ جو میں نے تلاوت کی ہے ... بظاہر بہت ہی چھوٹی سورۃ ہے لیکن اس کے اندر معانی کا سمندر بھرا ہوا ہے کوزہ میں دریا بند کر دینے والی مثل اس پر صادق آتی ہے اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین جب آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے کو یہ سورۃ سنا دیا کرتے تھے۔ صحابہ رضؓ کا یہ عمل بتلا رہا ہے کہ ان کے دلوں میں اس سورۃ کی کس قدر اہمیت اور کس قدر عظمت تھی اور اس کے مطالب سے وہ کس حد تک واقفیت رکھتے تھے۔

سُورۃ کا خلاصۂ مضمون

اس سورۃ کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں حضرت نبی کریم صلعم کے آنے کی ضرورت اور اس عظیم الشان انقلاب کا ذکر موجود ہے جو آنحضرت صلعم کے ذریعہ قلوب میں نیکی، تقوٰی اور پاکیزگی کی طرف پیدا ہوا گویا دنیا کی کایا ہی پلٹ گئی اور عرب میں پرانے آسمان اور پرانی زمین کی صف لپیٹ دی گئی اور ان کی جگہ نئے آسمان اور نئی زمین نے لے لی۔ پھر اس سورۃ میں صحابہ رضؓ کو یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اس سورۃ میں ان پر دنیا کی اصلاح کی کس قدر ذمہ داریاں ڈال دی ہیں اور ان کے کندھوں پر اصلاح خلق کا کس قدر بھاری بوجھ رکھ دیا ہے اور اس راہ میں مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے کس قدر تیار رہنے کا حکم دیا ہے۔

قسم کی حقیقت

اس سورۃ کو زمانہ کی قسم سے شروع کیا گیا ہے (العصر کے معنی زمانہ کے ہیں) حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی قسموں کے متعلق کیا ہی لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ قسم درحقیقت شاہد اور گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے اس لئے قرآن کریم میں جس قدر قسمیں آئی ہیں وہ اس دعوٰی کی صداقت پر بطور دلیل اور شاہد کے آئی ہیں جو قسم کے بعد وارد ہوا ہے۔

دعوٰی اور دلیل

دعوٰی اس سورۃ میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے ان الانسان لفی خسر کہ انسان گھاٹے اور نقصان کی طرف جا رہا ہے فرمایا چاروں طرف زمانہ پر نظر ڈال کر دیکھو تم کو یہی نظر آئے گا کہ انسان تباہی و بربادی کی طرف جا رہا ہے یہاں گھاٹے اور نقصان سے مراد کسی دنیاوی کاروبار میں گھاٹا اور نقصان نہیں بلکہ اس نقصان

نقصان سے مراد

سے مراد اس تجارت میں نقصان ہے جو خداتعالےٰ سے کی جاتی ہے جسے اخلاقی اور روحانی تجارت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بدی کو چھوڑ کر نیکی کو لینے اور باطل کو چھوڑ کر حق کو قبول کرنے کا نام تجارت ہی رکھا ہے جیسا کہ قرآن کریم کے شروع میں ہی فرمایا اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک کاروبار کیا ہے اس کاروبار میں انہوں نے ہدایت کو دے کر ضلالت خریدی ہے پس ان کی یہ تجارت ان کے لئے سود مند ثابت نہیں ہوئی کیونکہ یہ کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کو اپنے اخلاق اور روحانیت کو سنوارنے کی طرف رہنمائی حاصل ہوئی۔

زمانہ کدھر لے جا رہا ہے

پس اے لوگو زمانہ کی طرف دیکھو کہ یہ قوموں کو کس طرف لے جا رہا ہے کیا اس وقت تمام کی تمام ..... قومیں زندگی کے ہر شعبہ میں ناسقانہ اور فاجرانہ زندگی بسر نہیں کر رہیں کیا ہر قوم میں اخلاقی پستی اپنی انتہاء کو نہیں پہنچی ہوئی کیا زمانہ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس یعنی کیا لوگوں کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں خشکی اور تری یعنی دنیا کے کونہ کونہ میں بگاڑ کا ہی غلبہ نظر نہیں آ رہا کیا شیطان پوری طرح ان کے قلوب پر مسلط نہیں ہوا ہوا فھو ولیھم الیوم کیا شیطان ہی ان کا ولی نہیں بنا ہوا اور ان سے ایسے کام نہیں کروا رہا جو ان کو خدا سے دُور سے دُور تر لے جاتے چلے جا رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ کی سُنت

کیا یہ خدا تعالےٰ کی سنت نہیں کہ جب دنیا میں فسق و فجور غالب آ جاتا ہے اور ہدایت کا سورج ڈوبتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ بادل شرافت اور اخلاق اور روحانیت کے اُفق پر چھا جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ جس نے ان علینا للھدٰی کے وعدہ کے مطابق انسانوں کی ہدایت کے سامان پیدا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور جو فرماتا ہے افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین کیا ہم تم کو یہ دیکھ کر کہ تم گناہوں میں حد سے بڑھتے جاتے ہو نظر انداز کر دیں گے اور تمہاری اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوں گے کیا پہلی قوموں کے حالات تمہارے سامنے نہیں کیا دیکھتے نہیں کہ جب قوموں کے بگاڑ کی حالت اپنے انتہاء کو پہنچ جاتی رہی ہے تو ہم نے ان کی اصلاح کے لئے نبی نہیں بھیجے؟!

ہماری سنت کس طرح تبدیل ہو سکتی ہے

پس جب ہماری یہی سنت ہے تو اب ہم اس سنت .... کو کس طرح بدل سکتے ہیں کیا تمام قوموں کا تجربہ ان کو یہ نہیں بتلا رہا کہ انسانیت جب کبھی گناہوں کی دلدل میں پھنسی اور اس کو وہاں سے نکالنے کے لئے تمام زمینی ذرائع ناکام ثابت ہوئے تو کیا خدا آسمانی ذرائع سے ہی کام نہیں لیتا رہا کیا ایسے وقت میں اس کا یہی طریق کام کرتا ہوا نظر نہیں آتا رہا کہ وہ کسی مصلح کو مبعوث کر کے بدی کے چنگل سے لوگوں کو چھڑاتا رہا ہے اور شیطان کے پنجہ سے مخلصی دلاتا رہا ہے جب یہی اس کی سنت ہے تو اب تمہارے لئے محمد رسول اللہ صلعم .... کی رسالت میں شکوک و شبہات کی کہاں گنجائش ہے۔

زمانہ کی پُکار کیا ہے

زمانہ کی حالت تمہارے سامنے ہے کیا یہ حالت پکار پکار کر نہیں کہہ رہی کہ خدا کی طرف سے ہدایت کے سامان ہونے چاہئیں کوئی مامور من اللہ مبعوث ہونا چاہیئے جو موجودہ بُری حالت کو اچھی حالت میں تبدیل کر دے جو لوگوں کو ضلالت کے گڑھے سے نکال کر ہدایت کی بلند چوٹی پر لا کھڑا کرے پس اس سے ثابت ہوا کہ کسی مامور کے دعوٰی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے پہلی دلیل خود زمانہ ہے اگر زمانہ کسی مامور کی بعثت کا تقاضا کر رہا ہو اور اس تقاضا کو پورا کرنے کے لئے کوئی مامور من اللہ کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کے انکار میں جلدی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اس لئے جب بھی کوئی شخص ماموریت کے دعوٰی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تو اس کے مخاطبین کا پہلا کام یہی ہے کہ وہ دیکھیں کہ کیا زمانہ اس کو بلا رہا ہے یا نہیں اگر زمانہ میں فسق و فجور پھیلا ہوا ہے عقائد اور اعمال دونوں میں فساد نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے لوگوں کا خدا سے تعلق کٹ چکا ہے اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو یقین کر لو کہ اب آسمان سے وحی کی بارش ہی اس کی اصلاح کر سکتی ہے اور وہ وحی کسی مامور من اللہ پر ہی نازل ہوگی۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کے دعوے کی صداقت پر اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے دلیل جو دنیا کے سامنے رکھی وہ زمانہ کی حالت تھی چنانچہ جب

www.aaiil.org

مسلمانوں نے کفار کے ظلموں سے تنگ آ کر حبشہ میں پناہ لی اور قریش کا وفد ان کو واپس لینے کے لئے حبشہ پہنچا تو بادشاہ حبشہ کے سامنے مسلمانوں کے نمائندہ نے جو تقریر کی اس میں انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور سے قبل جو عرب قوم کی گندی حالت تھی پہلے اس کا نقشہ پیش کیا اور پھر حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ جو پاکیزگی اور طہارت کا دَور دَورہ ہوا اس کو پیش کیا تو بادشاہ حبشہ اس سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح ہرقل نے جب ابوسفیان سے حضرت نبی کریم صلعم کی اصلاح کے حالات سُنے تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ جا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھوئے۔

دوسری دلیل

کسی مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے اس سورۃ میں جس دوسری دلیل کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھو کہ فی الحقیقت اس مامور من اللہ نے اپنے ماننے والوں کے دلوں کے اندر بدیوں کو ترک کرکے نیکیوں کو اختیار کرنے کی رغبت پیدا کر دی ہے یا نہیں اگر تمہیں نظر آئے کہ ان کے کردار میں نمایاں فرق آ گیا ہے وہ دن بدن بدیوں سے دُور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں تو سمجھ لو کہ وہ مدعی ماموریت اپنے دعویٰ میں سچا ہے کیونکہ جس کام کے لئے وہ مامور ہوا ہے اس کو اس نے پورا کر کے دکھلا دیا اسی لئے فرمایا کہ اس خسران سے جس کا شکار انسانیت ہو رہی ہے حضرت نبی کریم صلعم کی کوششوں کے نتیجہ میں اگر وہ نکل آئی ہے اور شیطان کی غلامی سے نکل کر اگر رحمان کی غلامی میں داخل ہو گئی ہے تو یقین کر لو کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اسی لئے فرمایا الا الذین امنوا وعملوا الصالحات یعنی اس گھاٹے کے سودے کی بجائے وہی لوگ سود مند سودا کر رہے ہیں جو اس رسول پاک صلعم پر ایمان لے آئے اور اس ایمان نے اُن پر یہ اثر کیا کہ وہ نیکی کے پیکر بن گئے۔ صرف یہی نہیں کہ نیکی کرنے کے بعد اس جذبہ کو انہوں نے صرف اپنی ذات تک محدود رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ بھی اس قدر زور سے ان کے دلوں میں پیدا ہو گیا کہ ایک دوسرے کو **تواصوا بالحق حق کو پھیلانے کی تاکید** کے ماتحت صحابہ کرام رض اس حق اور صداقت کو پھیلانے کی تاکید کیا کرتے تھے اور تواصوا بالصبر کے ماتحت اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں ان کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے استقلال سے اس کام کو سرانجام دیتے چلے جانے کی بھی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے تھے۔

صحابہؓ کی کوششوں کے نتائج

چنانچہ اس فرض کی ادائیگی میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں تو صحابہ کرام رض کی تبلیغی کوششیں عرب تک ہی محدود رہیں اور ہزاروں کو انہوں نے حلقہ بگوش اسلام بنایا پھر آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد یہ پاک لوگ مختلف ممالک میں پھیل گئے جہاں انہوں نے اپنی تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا اس کے لئے انہوں نے کسی سے . . . . کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا اپنی معیشت کا سامان بھی انہوں نے ہر جگہ خود ہی کیا ان کے تبلیغ حق کے راستہ میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے جاتے رہے لیکن انہوں نے اپنے عزم صمیم سے ان سب پہاڑوں کو چکنا چُور کر دیا ہر ملک میں کامیابی ان کے قدم چومتی رہی۔ ان کی تبلیغی کوششوں کے ساتھ ان کے نیک کردار نے قلوب پر اس قدر گہرا اثر کیا کہ اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا چلا گیا جس کے نتیجہ میں ہزارہا انسان حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اس زمانہ کے مجدد اعظمؑ کا اس معیار پر صحیح اُترنا

مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی قرآن اور حدیث میں چلی آ رہی تھی اس کے مطابق اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا صاحب قادیانیؒ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اس عظیم الشان مامور کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بھی لوگوں کو اس سورۃ کے بیان کردہ اس معیار کو کام میں لانا چاہیئے تھا یعنی پہلے وہ زمانہ کو دیکھتے کہ کیا زمانہ ان کی بعثت کا تقاضا کر رہا ہے یا نہیں۔ زمانہ کی حالت تو یقیناً دوبارہ ظهر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کر رہی تھی شیطان اسی طرح قلوب پر مسلّط ہوا ہوا تھا جس طرح وہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تھا خدا سے دُوری بھی اسی طرح تھی عقائد اور اعمال میں بھی اسی طرح بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کے اپنے عقائد ایسے بگڑ چکے تھے کہ وہ دشمنان اسلام کو اسلام پر حملہ آور ہونے کے مواقع بہم پہنچا رہے تھے اعمال بھی قابلِ تعریف نہ تھے غرضیکہ اسلام کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ السلام خدا کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں زمانہ کی حالت ان کے دعویٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کافی ممد تھی اسی لئے انہوں نے فرمایا ؎

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پھر فرمایا ؎

آسمان بارد نشان الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

یعنی زمین پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مہدی اور مسیح کے ظہور کا یہی وقت ہے پھر اس نے آ کر ایک تو قرآن اور حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کر دکھایا دوسرے ایک ایسی جماعت تیار کر دی جو رسمی اسلام کو چھوڑ کر حقیقی اسلام کی شیدائی بن گئی اور جن کے اعمال اس قدر پاکیزہ اور صالح ثابت ہوئے کہ لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچنے کا ذریعہ بن گئے۔ عدالتیں تک بھی ان کے کردار سے متاثر تھیں۔ اشاعت اسلام کا جذبہ اس قدر زبردست ان کے دلوں میں پیدا ہوا کہ اپنا تن من دھن اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اب تک اسی راہ پر گامزن ہیں۔ پس ہم نے جو اس مامورؑ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بیعت کی ہے ہمیں چاہیئے کہ دنیا میں رسمی اسلام مٹا کر حقیقی اسلام کو قائم کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور بغیر خوف لومۃ لائم اس فرض کی ادائیگی میں مشغول ہو جائیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ھفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

مبلغ ۵۰۰ روپے مقامی جماعت کو عطا کئے ہیں۔ خداوند تعالےٰ اُن کو اس عطیہ وصدقہ جاریہ کے لئے جزائے خیر عطا فرمائے۔ مقامی جماعت ڈیرہ غازی خان میاں صاحب کی اس کارِ خیر میں امداد کے لئے شکر گذار ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

خاکسار۔ عبدالرحمٰن لائبریرین۔ لائبریری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بلاک ۲۲ ڈیرہ غازیخان۔

وفات

وزیر آباد سے محترم محمد عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

(۱) بڑے افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ گوجرانوالہ میں اہلیہ صاحبہ ماسٹر صادق علی پٹیالوی مرحوم مورخہ ۲/۲ کو انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے احباب نماز جنازہ غائبانہ میں مرحومہ کے لئے دعا فرمائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

احباب جماعت ماسٹر صادق علی صاحب مرحوم کو خوب جانتے ہیں۔ پرانے بزرگوں میں سے تھے جماعت کے فعال رکن تھے۔ مرحومہ اپنے پیچھے دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ گئیں۔ مرحومہ کے ایک بیٹے کا پتہ ہے :۔

نصرت علی۔ دکھی بلی۔ پرانی سبزی منڈی گوجرانوالہ

۲۔ دوسری افسوسناک خبر یہ ہے کہ شیخ عنایت الرحمٰن صاحب وزیر آبادی ۲/۱۴ کو لائل پور میں وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم وزیر آباد میں شوز مرچنٹ کا کام کرتے تھے۔ بیماری کی وجہ سے کام چھوڑ چکے تھے مرحوم ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب کے بھائی تھے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ پتہ :۔

ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب
گلی ۱۲ اسلام آباد۔ گوجرانوالہ

روح اسلام قرآن نمبر

کے لئے ۳۰ مارچ تک مضامین ارسال دفتر کئے جائیں۔

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ۔ گجرات

(مسلسل)

اِسلام کا پیغام مُسلمانانِ عالم کے نام

حضرت مرزا صاحبؑ کی ایک گرانمایہ اور قابلِ توجہ خصوصیت

اب ہم پرویز صاحب کی پیش کردہ آیات پر غور کرنے کے لئے ان کا سیاق سباق دیکھیں گے اور وہیں سے اس موضوع پر راہنمائی کی ہدایت مل سکے گی۔

پرویز صاحب کی پیش کردہ پہلی آیت یعنی سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۰ کے ماقبل چند آیات میں اس ماحول کا تذکرہ ہے، جس میں قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اس آیت ۱۶۰ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کئی فرقے ہو گئے تیرا ان سے کوئی سروکار نہیں ان کا معاملہ اللہ کی طرف ہے پھر وہ ان کو بتا دے گا جو وہ کرتے تھے۔"

اس آیت سے ماقبل آیت ۱۵۵ میں مذکور ہے کہ:۔

"پھر ہم نے موسٰے کو کتاب دی پوری ہدایت ہے اس شخص کے لئے جو نیکی کرتا ہے اور اس کتاب میں (اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق) تفصیر اور ہدایت اور رحمت کی صورت پیدا کر دی۔"

اس کی اگلی آیت میں مخالف اسلام قوتوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان کے سامنے قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اور انہیں دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کے بیان کردہ اصول نفس کو اختیار کرلیں تو ان پر رحم کیا جائے گا۔ اس کا لفظی ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"یہ کتاب جس کو ہم نے اتارا ہے اس کی خیر دائمی ہے پس اب اسی کتاب (کے علمبردار) کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحمت سایہ فگن ہو جائے۔"

اس کے بعد کی تین آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"ایسا نہ ہو کہ تم کہو کتاب صرف ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتاری گئی اور ہم ان کے پڑھنے سے یقیناً بے خبر تھے۔"

"... یا کہو اگر کتاب ہم پر اتاری جاتی ... یقیناً ان سے زیادہ ہدایت پر ... سو ضرور تمہارے پاس تمہارے رب سے کھلی کھلی دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی۔ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو ... کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے پھر جائے۔ ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے پھرتے ہیں بُرے عذاب کی سزا دیں گے۔ اس لئے کہ وہ (حق سے) پھر جاتے تھے۔"

"وہ کسی بات کا انتظار نہیں کرتے مگر یہ کہ ان کے پاس (عذاب کے) فرشتے آئیں یا تیرا رب (اس سے بڑا عذاب لے کر) آئے۔ یا تیرے رب کے بعض نشان آئیں جس دن تیرے رب کے بعض نشان آئیں گے کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی کہہ انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔"

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں غیر مسلم بالخصوص دو گروہوں طائفتین کا ذکر ہے۔ یعنے یہود و نصاریٰ کا۔ اور مشرکین اپنی مدافعت میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو تو کتاب دی گئی تھی ہمیں بھی کتاب دی جاتی تو ہم بھی سیدھی راہ اختیار کر لیتے۔ قرآن انہیں مخاطب کر کے کہتا ہے کہ کتاب تو اب آ گئی ہے اب تمہارا کیا عذر ہے؟ اب بھی تم انکار ہی کر رہے ہو اور دین کی وحدت قائم نہیں ہونے دیتے۔ تم کیوں یہ راستہ اختیار نہیں کرتے اور لوگوں کو اس راستہ پر چلنے سے کیوں روکتے ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی فطرت کے اندر پوشیدہ دین پر بھی عمل کرنا چھوڑ دیا ہوا ہے اور ہر ایک اپنی اپنی ہوائے نفس سے مختلف فلسفے گھڑ رہا ہے۔ ... نبی کریم صلعم کو کہا گیا ہے کہ ان لوگوں نے جو دین کو پاش پاش کر رکھا ہے اور کئی گروہوں اور جتھوں میں تقسیم ہو چکے ہیں آپ کا ان سے کوئی سروکار رکھنا بے فائدہ ہے کیونکہ اس طرح کی جتھے بندی میں مقید مخلوق اغلال اور سلاسل کو آسانی سے نہیں توڑتی۔

(۲) اب ہم سورۃ الروم کی آیتا ۳۲ کو زیر بحث لاتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے۔ سب گروہ اسی پر جو ان کے پاس ہے خوش ہو رہے ہیں"

اس سے قبل کی دو آیات کا ترجمہ یوں ہے:۔

"سو یکسو ہو کر دین کی طرف اپنا رُخ کر۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر قائم رہ۔ جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یہ قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

"اس کی طرف رجوع کرنے والے رہو اور اسکا تقویٰ اختیار کرو اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو۔"

اگر اس کے ساتھ ہی آیت ۲۹ کو بھی پڑھ لیا جائے تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ فرمایا:۔

"بلکہ جو ظالم ہیں وہ اپنی خواہشات کی پیروی بغیر علم کے کر رہے ہیں سو اسے کون ہدایت دے جسے اللہ گمراہ ٹھہرائے۔"

اسی آیت کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما من مولودٍ الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ" یعنے کوئی بچہ نہیں مگر وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا عیسائی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں۔"

یہاں دین اسلام کی تمام انسانوں کے سامنے تبلیغ کی جا رہی ہے اور اس کی صداقت کی دلیل دی جا رہی ہے کہ اسلام ایک فطرت کا مذہب ہے اور توحید کی حقیقت خود انسان کی فطرت ... اس کو بدلا نہیں جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کو کلی سب مذاہب فی الواقع تسلیم کیا ہوا ہے ... طرح طرح کے مشرکانہ عقائد گھڑ لینے کے بعد بھی توحید کو ہی اصول الاصول مانا ہے، مثلاً عیسائی تین خداؤں کو ماننے کے باوجود ایک خدا کا عقیدہ بھی پیش کر دیتے ہیں۔

آیت ۲۹ میں یہ بات بتا دی کہ جو اسلام کو تسلیم نہیں کر رہے وہ ظالم ہیں اور جہالت سے اپنی خواہشات کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں پس ایسے لوگ ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے۔ جب وہ خود اپنی مدد نہیں کرتے تو ان کا مددگار کون ہو سکتا ہے پس سب انسانوں کو ہدایت کی کہ اس قسم کے مشرکین کے گروہوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید الٰہی کے اصول کو چھوڑ کر خدا کے شریک بنائے۔ کسی نے کسی کو خدا کا شریک بنایا اور کسی نے کسی کو۔

اگر اصل دین پر قائم رہتے تو یہ تفرقہ نہ ہوتا۔ نزولِ قرآن کے وقت عرب کے پڑوس میں ایران تھا۔ جہاں دو خداؤں کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ ان سب ممالک کے باشندگان نے اصل دینِ فطرت کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا تھا اور یہ سب لوگ اپنی پسند کے فرقوں پر شاداں و فرحاں تھے۔ اسلام کی تبلیغ کا سب سے بڑا اصول تو یہی تھا کہ دنیا سے شرک دور ہو اور توحید قائم ہو۔ اسی کو بار بار لوگوں کی ہدایت کے لئے پیش کیا گیا۔

(۳) پرویز صاحب کی پیش کردہ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۲ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور نا اتفاقی نہ کرو۔"

اس کا مقصد یہ ہے کہ دین کے تمام اصولی امور قرآن کریم میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ قرآن کریم ہی کی رُو سے کیا جا سکتا ہے۔ پس ہر حالت میں قرآن شریف کو اتحاد کی بنیاد تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور وہ تمام روایات جو کسی فرقہ یا فرد کے پاس ہوں قرآن میں بیان کئے گئے اصولوں کی پیش کی جانی چاہئیں۔ اور جو روایت قرآن کریم کے خلاف ہو اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ اور قرآن کریم ہی کو اپنی دینی معلومات کا اصل سرچشمہ بنا لینا چاہیئے۔

یہاں قرآن کریم مسلمانوں کو انتباہ کرتا ہے کہ اسلام کے اندر ایسے تفرقے مت پیدا کرو جن کی وجہ سے قرآن کے

www.aaiil.org

اندر بیان کئے ہوئے اصولوں پر زد پڑے۔ مگر اسلام کی اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے تنظیموں کی ضرورت پڑے گی۔

. . . .

قرآن ایسی جماعتوں کی تخلیق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جماعتوں کے نام خواہ کچھ بھی ہوں اس پر کوئی جھگڑا نہیں وہ جماعت طلوع اسلام کی قرآنی تحریک بھی ہو سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد نام پر اسے احمدیہ تحریک سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

"ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون (آل عمران: ۱۰۴)

یعنے چاہیئے کہ تم میں سے ایک تنظیمی جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

آپ تو فرقہ کے لفظ سے گھبراتے ہیں۔ یہاں تو اُمت کے اندر امت تیار کرنے کی ہدایت ہو رہی ہے شرط یہ ہے کہ اُمت کا یہ گروہ داعی الی الخیر یعنی امر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہو۔

اس کے بعد کی آیت کا ترجمہ یہ ہے:-

"یعنی ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آ چکی تھیں اور انہی کے لئے بڑا عذاب ہے"۔

یعنی توحید کے اندر شرک کی ملونی سے اصل تعلیم کو گندلا مت کرو۔

یہاں مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ اس طرح نہ ہو جاؤ جس طرح سابقہ مذاہب میں لوگوں نے تفرقہ پیدا کر دیا۔ یہ تفرقہ عیسائیوں کے اندر موجود ہے وہاں موحد گروہ بھی موجود ہے جو صرف ایک خدا کو مانتا ہے اور ایسے بھی ہیں جو تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ رومن کیتھولک تو حضرت مریمؑ کو بھی خدا مانتے ہیں۔ ہندوؤں میں تو اصول دین میں بے حد اختلافات ہیں۔ خدا کو ایک ماننے والا بھی ہندو۔ لاکھوں خداؤں کا پرستار بھی ہندو گائے کی قربانی دینے والا بھی ہندو اور گائے کی پوجا کرنے والا بھی ہندو۔ ان ہندوؤں کا آپس میں کسی اصول پر اتحاد نہیں اور ظہور اسلام کے وقت جب ان سب کو دعوتِ اسلام دی گئی تو ہر طرف سے مخالفت کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ سب غیر مسلم فرقے تعلیم حقہ سے اختلاف کرنے لگے۔ انہی لوگوں کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کو اس قسم کی تفرقہ بازیوں، شر انگیزیوں اور شرک نوازیوں سے روکا گیا ہے۔

ان آیات کے پیچھے اصل فلسفہ

سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۳ میں ایک عظیم الشان حقیقت بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل دنیا میں جس قدر اختلافات اور تفرقہ بازیاں تھیں ان کو دُور کرنے کے لئے حضورؐ کی بعثت ہوئی اور آخری کتاب نازل ہو گئی جس کے ذریعے سے مشرک لوگوں کو بھی ہدایت دینا مقصود ہے اور اس کتاب کو بھی خدا کی منشاء تمام انسانیت کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"سب لوگ ایک ہی جماعت تھے پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔ اور جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی، انہی نے آپس کی ضد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آ چکی تھیں پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ان کو جو ایمان لائے اس حق کی طرف ہدایت دی جس میں (لوگ) اختلاف کرتے تھے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے"

اصل یہ ہے کہ جس طرح انسانیت ایک ہے اسی طرح دین بھی ایک ہے انبیاءؑ کا گروہ بھی ایک ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ اسلام کو ساری کائنات کا دین بھی کہا گیا ہے۔ تمام مظاہر قدرت کا دین بھی اسی کو کہا گیا ہے۔ جمادات۔ نباتات اور حیوانات سب کا دین اسلام ہی ہے۔ . . . .

تمام مخلوق اسلام کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ ہاں انسان بعض امور میں اختیار رکھتا ہے کہ اس کو مانے یا اس کا انکار کر دے۔ یہی دین آدمؑ کا تھا۔ یہی نوحؑ کا۔ یہی ابراہیمؑ، موسےٰؑ اور عیسےٰؑ کا اور اسی دین سے علیحدہ گروہ بنانے والے تفرقہ باز ہیں اور انہی کی فرقہ بندیوں کو شرک کہا گیا ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں اس مضمون کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ اس میں مزید حاشیہ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس کا نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور عیسےٰؑ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ مشرکوں کو وہ بھاری معلوم ہوتا ہے جس کی طرف تو انہیں بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔ جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے"

(الشوریٰ۔ ۱۳)

"اور انہوں نے تفرقہ نہیں کیا مگر اس کے بعد جو ان کے پاس علم آ گیا آپس کے حسد کی وجہ سے اور اگر ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے سے ایک وقت مقرر کے لئے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب ورثہ میں ملی (یہ مشرک لوگ) اس کے متعلق سخت شک میں ہیں۔"

(الشوریٰ: ۱۴)

"سو تو اسی کی طرف بلا اور سیدھی راہ پر چلتا رہ۔ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور کہہ میں اس پر ایمان لایا جو اللہ نے کتاب اتاری ہے۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا . . . اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہمیں جمع کریگا اور اسی کی طرف انجام کار پھر کر آنا ہے۔"

(شوریٰ: ۱۵)

مشرکین کو یہ آخری اور فیصلہ کن چیلنج ہے یہ الفاظ فرما کر حضورؐ اپنے فریضہ تبلیغ سے سبکدوش ہو گئے مسلمان اب بھی یہی آیات ان لوگوں کو سُنا سُنا کر انسانوں کو ایک جمعیت میں منسلک کرنے کے لئے کونسا بہتر اندر کے دشمنوں کو بھی مسلمان اللہ تعالےٰ کے سایہ رحمت میں لینے کی کوششوں میں مصروف ہیں

نہ کہ حضورؐ کی اُمت کو ہی حضورؐ کی شفقت اور سایہ نگلنی سے محروم کر کے ان پر کفر اور شرک فتوے صادر کرنے میں منہمک ہو جائیں۔ وہ تو اب بھی بڑے درد دل سے درگاہ الٰہی میں جبین نیاز رکھ کر قرآنی الفاظ میں اپنی دل کی تڑپ کا یوں اظہار کرتے رہتے ہیں۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ہماری زندگیوں میں تمام انسانیت کو ایک اکائی میں جمع کر دے تاکہ زبان، رنگ، نسل، وطن اور مشرکانہ عقائد کی تمام ظلمتیں چھٹ جائیں اور اشرقت الارض بنور ربھا کی فضا ہماری آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ (باقی ـــ باقی)

ملفوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

یہ غیرت اور حمیت تھی مسلمانوں کی مگر آج یہ حال ہو گیا ہے کہ توہین کی کتابیں پڑھتے اور سنتے ہیں غیرت نہیں آتی اور اتنا نہیں ہو سکتا کہ ان سے نفرت ہی کریں۔ بلکہ اُلٹا جس شخص کو خدا نے خاص

اس فتنہ کی اِصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جلال کے لئے خاص قسم کی غیرت لیکر آیا ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہی ان لوگوں کو بصیرت کی آنکھ دے

آمین

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل

خط و کتابت

کرتے وقت پٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

(منیجر)

محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل

من خود نگویم اینکہ بگو رحِ خدا ہمیں است

ایک خود ساختہ قاعدہ کا تجزیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیحؑ کی تائید میں ایک مسلمہ اصول بیان فرمایا ہے کہ:

"جب توفّی باب تفعّل سے
ہو اور خدا فاعل اور ذی روح
مفعول ہو تو سوائے قبض روح
(یعنی موت) کے اور کوئی معنی
نہیں ہو سکتے۔"

گذشتہ ایک اشاعت میں "مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی ترتیب شدہ تفسیر "جواہر القرآن" کے حوالہ سے ہم نے اس قاعدہ کی صحت اور صداقت کو واضح کیا تھا۔

اس صحبت میں مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے مولینا حسین علی صاحب کے حوالہ سے جو ایک خود ساختہ اور نرالا اصول وضع کر کے پیش کیا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اصول کا ذکر کرتے ہوئے صاحب التفسیر نے لکھا ہے:۔

"یہ قاعدہ من گھڑت اور جعلی ہے کسی لغت کی کتاب میں اس کا مذکور نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب رفع کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی جسد ہو اور اس کا صلہ "الیٰ" ہو تو وہاں رفع جسد کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتا قرآن سے حدیث اور محاورات عرب سے اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔"

(تفسیر جواہر القرآن ص ۱۵۶)

اس اصول کا فوری جواب جو یقینہ اس قاعدہ کی نفی کرتا ہے مندرجہ ذیل مشہور حدیث ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

خرائطی اپنی کتاب "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں:

"اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة"

ترجمہ: جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا کر لے جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۵)

تفسیر "جواہر القرآن" کے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق اس حدیث میں

— رفع کا فاعل اللہ ہے
— مفعول ذی جسد (بندہ) ہے
— صلہ "الیٰ" ہے

مگر معنے رفع جسد کے قطعاً نہیں ہیں۔ حالانکہ صرف صلہ الیٰ پر ہی بس نہیں ہے بلکہ ساتویں آسمان کا ذکر بھی موجود ہے جب ایک متواضع انسان کو اللہ تعالےٰ ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے تو مسیح علیہ السلام تو صرف دوسرے یا چوتھے آسمان پر ہی بیان کئے جاتے ہیں۔ اب بھلا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع کی کیا تخصیص رہ گئی۔ ہر متواضع بندہ کا "رفع جسد" ماننا لازم آئے گا۔ اس تسلسل میں مناسب ہے کہ جب حدیث کی بات چل نکلی ہے تو چند احادیث درج ذیل کی جاتی ہیں۔ ممکن ہے مسئلہ کی مزید واضح ہو جاوے:۔

(۱) التواضع لا يزيد العبد الّا رفعة فتواضعوا يرفعكم الله

ترجمہ: تواضع آدمی کے لئے ازدیادِ رفع کا موجب ہے اس واسطے اے لوگو تم تواضع کیا کرو خدا تمہارا رفع کرے گا" (ابن ابی الدنیا کی کتاب الغضب بروایت محمد بن عمیر العبدی)

(۲) "من تواضع لله رفعه الله و من تكبّر وضعه الله"

ترجمہ: جو شخص اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا رفع کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے۔" (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۶ (روایت ابن سدہ اور ابو نعیم اوس بن خولی سے)

(۳) صحیح بخاری جلد ۳ ص ۲۲ پر یوں آیا ہے: رفع الى السماء رفعة ضد وضعة ومنه الدعا اللهم ارفعني ولا تضعني والله يرفع من يشاء و يخفض"۔ ترجمہ۔ رفع الی السما۔ یعنی آسمان کی طرف جانے سے مراد بلندی مراتب ہے رفع وضع کی ضد ہے اور اس سے یہ دعا ہے کہ اے اللہ مجھے بلند کر اور مجھے ذلیل نہ کر اور جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے"

(۴) ابن النجار حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں:

"من تواضع لله رفعه الله ومن اقتصد اغناه الله و من ذكر الله احبه الله"

ترجمہ: جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو اٹھا لیتا ہے اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ اس کو دوست رکھتا ہے"

(کنز العمال جلد ۲ ص ۲۶)

— قرآن کریم بآواز بلند حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر رہا ہے بقول حضرت مسیح موعودؑ ؎

مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

احادیث وفات عیسےٰؑ کے سلسلہ میں توفّی کے معنے موت کے اور رفع کے معنے موت کے بیان کرتی ہیں اور محاورہ اہل عرب اس کی تائید میں بیان ہوتا چلا آیا ہے اکثر علماء اور مفسرین وفات مسیحؑ کے قائل ہیں مگر افسوس اور صد افسوس کہ مامور زمانہ اور امام وقتؑ کی عداوت میں ایک صداقت کا خون کرتے چلے جانا۔ کہاں کا حق اور انصاف ہے ؎

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

— حق اور صداقت یہی ہے جو قرآن کریم نے فرمایا قد خلت من قبله الرسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تمام رسول اپنی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور سب کا خدا تعالےٰ نے رفع کیا ہے اور زندہ نبی صرف اور صرف ایک ہی وہ رسولؐ امینؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا افاضۂ روحانی تاقیامت جاری ہے۔ جو آخری دین آخری شریعت اور آخری کتاب لے کر سب سے آخر میں خاتم النبیینؐ بنا کر بھیجا گیا جس کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا نہ زمین سے اور نہ ۴۴

۴۴ آسمان سے اور یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کیا کرتا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

قد مات عیسیٰ مطرقاً ونبیّنا
حیٌّ وربّی انّهٗ وافانی

قتل کے مترادف

عنوان بالا کے تحت روزنامہ الفضل مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث درج کی گئی ہیں اور لکھا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں اور اگر دو مسلمانوں میں باہمی کوئی رنجش ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان میں صلح کرا دیں اسی ضمن میں جہاں آنحضرت صلعم نے باہم بغض و حسد اور قطع تعلق وغیرہ سے منع فرمایا ہے وہاں ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی ہے کہ کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے باہمی رنجش کی بنا پر تین دن سے زیادہ جدائی اختیار نہ کرے"

اور آخر میں بحوالہ ابو داؤد لکھا ہے کہ:۔

"یہی نہیں آنحضور صلعم نے جدائی کے عرصہ کو لمبا کرنے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے اور اسے قتل کے مترادف قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ابو خراشؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی سے ایک سال جدائی کرے گا تو اس کا یہ فعل اس امر کا مترادف ہو گا گویا اس نے خون کر دیا"

ہم قرآن مجید اور احادیث نبویہؐ کی روشنی میں جناب خلیفہ صاحب اور انکی جماعت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۱۴ء سے لے کر اس وقت تک ان احکام خداوندی اور ارشادات نبویؐ کی کتنی بار خلاف ورزی کی ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کی فہرست تیار کی جائے جن کو حدیث مذکورہ بالا کے تحت خلیفہ صاحب ربوہ اور ان کی جماعت نے قتل کیا ہے تو ان کے خون سے کتنے ہی دامن تر ہو جائیں۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل ہے کوئی

www.aaiil.org

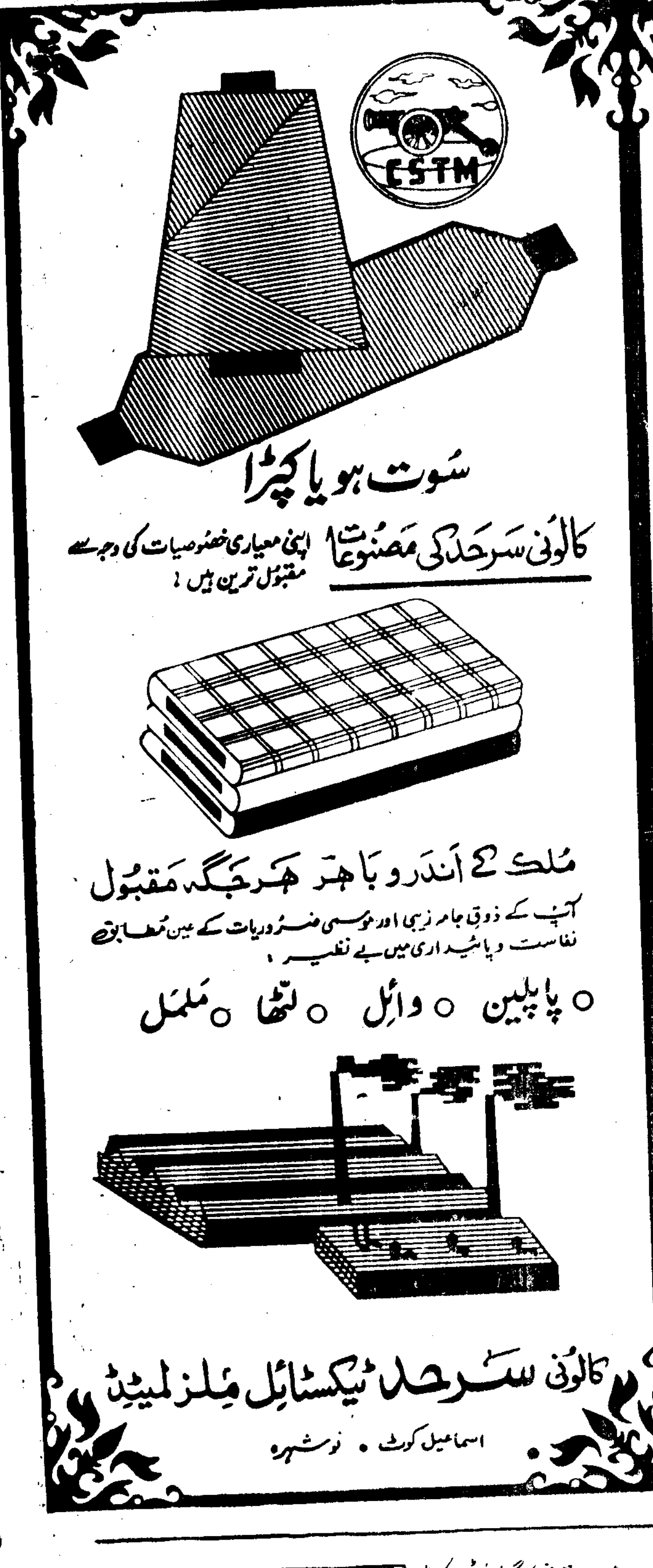

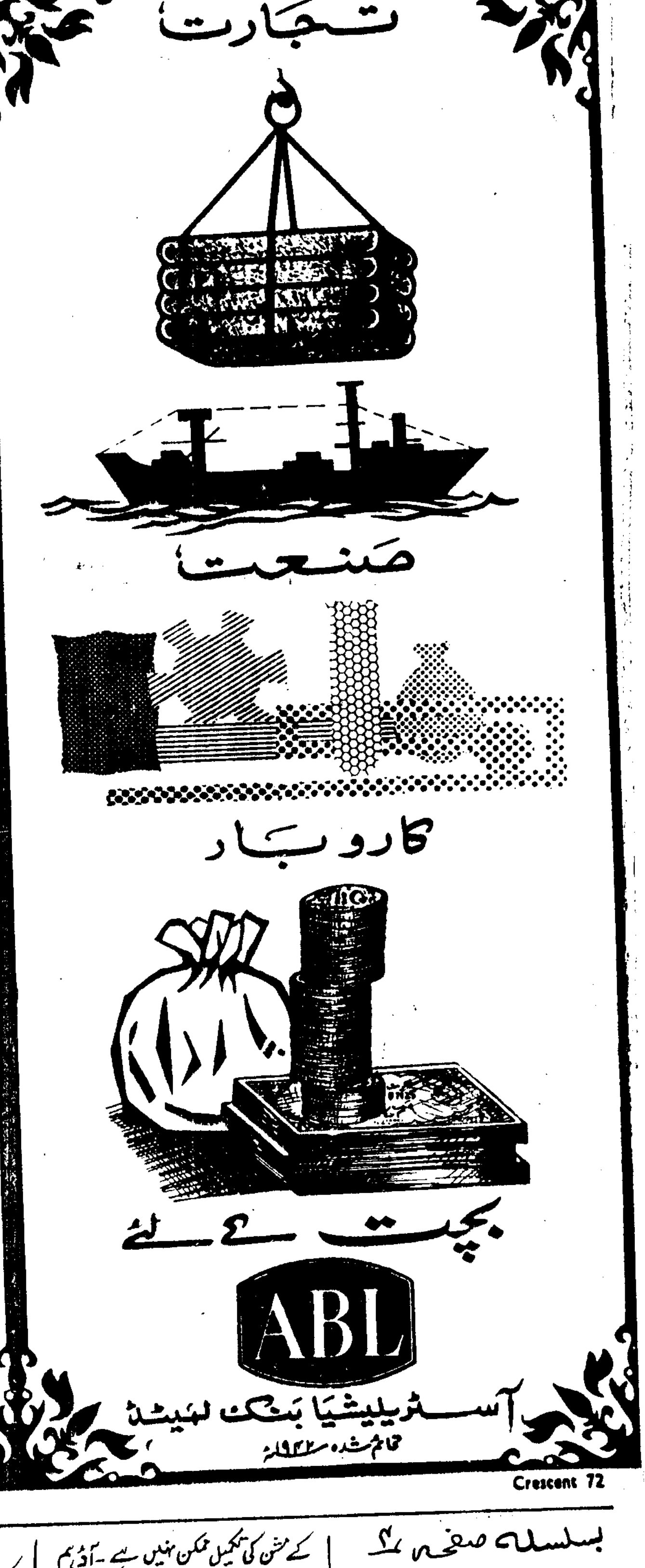

Crescent 72

بسلسلہ صفحہ ۲

اور اہم تقاضا ہے۔ اس عظیم کام اور مقصد اور حصول کے لئے ہمارے نوجوانوں کو آگے آنا چاہیئے۔ محترم میاں صاحب نے فرمایا جب تک جماعت میں یگانگت اور اخوت کی مطلوبہ روح پیدا اور کارفرما نہ ہو حضرت امامِ وقت کے مشن کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ آؤ ہم سب عہد کریں کہ ہم اپنی سستی اور غفلت کو ترک کر کے دیوانہ وار اصل فرض کی طرف متوجہ ہو جائیں گے تاکہ رحمت اور نصرت خداوندی ہمارے قریب تر ہو جائے۔ اس کے بعد حاضرین جلسہ جس میں مرد، عورتیں اور بچے شریک تھے سب کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم الحروف نے ادا کئے۔ بیماری اور کمزوری کے باوجود محترم مرزا مظفر بیگ صاحب آنریری مبلغ بھی شریک جلسہ ہوئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور - مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۲

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برار — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

نیکی کرنے میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاءَ رجلٌ الیٰ رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال یا رسول اللّٰہ من احقّ بحسن صحابتی قال امّك قال ثمّ من قال امّك قال ثمّ من قال امّك قال ثمّ من قال ثمّ ابوك۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کون سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ میں نیکی سے اس کا ساتھ دوں۔ فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا پھر تیرا باپ۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علیؒ:۔

ماں کے حق کو باپ پر مقدم کیا ہے قرآن کریم میں گو ماں باپ کا ذکر اکٹھا والدین کے لفظ میں آتا ہے مگر وہاں بھی ماں کے حق میں خصوصیت سے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:۔ حملته امّه کرها ووضعته کرها وحمله وفصاله ثلثون شهراً۔

(فضل الباری کتاب الادب)

اصحاب الفیل کے ذکر میں اسلام کی تائید و نصرت کی عظیم الشان پیشگوئی

رسولِ کریم صلعم کا مرتبہ خانہ کعبہ کے برابر ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مجددِ زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ایک سورۃ بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل۔ یہ سورت اس حالت کی ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس حالت میں آپؐ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔ اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا۔ یعنی ان کا مکر الٹ کر ان پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیج دیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی سجیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپؐ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔

یعنی آپؐ کی ساری کارروائی کو برباد کرنے کے لئے جو سامان کرتے ہیں اور تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ان کی ہی تدبیروں کو اور کوششوں کو الٹا کر دیتا ہے۔ کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو پرندوں نے تباہ کر دیا ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جائے گی۔ جب کبھی کوئی اصحاب الفیل پیدا ہوگا تب ہی اللہ تعالےٰ ان کے تباہ کرنے کے لئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے۔

پادریوں کا اصول یہی ہے ان کی چھاتی پر اسلام ہی پتھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب ان کے نزدیک نامرد ہیں۔ ہندو بھی عیسائی ہو کر اسلام کے ہی رد میں کتابیں لکھتے ہیں رام چندر اور ٹھاکر داس نے اسلام کی تردید میں اپنا سارا زور لگا کر کتابیں لکھیں، بات یہ ہے کہ ان کا کانشنس کہتا ہے کہ ان کی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ طبعی طور پر خوف ان کا ہی پڑتا ہے جن کے ذریعہ ہلاکت ہوتی ہے۔ ایک مرغی کا بچہ بلی کو دیکھتے ہی چلانے لگتا ہے۔ اسی طرح پر مختلف مذاہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں۔ یہ اسی لئے ہے کہ ان کو یقین ہے بلکہ اندر ہی اندر ان کا دل ان کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ملل باطلہ کو پیس ڈالیگا۔ (ملفوظات [illegible])

www.aaiil.org

شیخ اللہ بخش صاحب بدوملہی

گھر کی جنت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک راز کی بات بتائی ہے کہ جو کوئی اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب کے ساتھ نیک سلوک نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اگر اس بات پر عمل درآمد کیا جائے تو گھر جنت بن سکتا ہے۔ میں چند مثالیں اپنی اہلیہ اور ان کے اقارب کے سلوک کی بیان کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ان کا بھائی بیمار ہو گیا۔ میں نے گھر لا کر اس کا بہت علاج معالجہ کروایا اس کی والدہ صاحبہ بیمار ہوئیں تو میں نے اس کو کہا کہ تم جتنا روپیہ چاہیئے ہو لے جاؤ اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرو کبھی اپنے سسرال کو ناراض نہ ہونے دو اور عورت کے ساتھ میرا یہ سلوک تھا کہ میں دوکان کی روزانہ کی آمدنی اس کو دے دیتا اور اس سے حساب نہیں لیتا تھا۔ میرے گھر پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ عورت عموماً لڑکیاں زیادہ ہونے سے پریشان ہو جاتی ہے۔ لیکن میں ان کو یہ کہکر تسلی دیتا رہا کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ہاں دو لڑکیاں ہوں وہ جنت میں اس کی ضامن بن جاتی ہیں۔ بھینس تو پہلے ہی گھر میں موجود تھی، گائے بھی خرید لی۔ اسی طرح لڑکی کے ہونے پر اور گائے لے لیتا میں نے اپنی اہلیہ کو یہ اجازت دی ہوئی تھی کہ جس طرح چاہو خرچ کر سکتی ہو۔

اس طرح بہت اچھے دن گذرتے گئے۔ یہ تو گھر کا حال تھا اب میں دوسری طرف آتا ہوں۔ میں ۱۹۱۶ء میں بیعت کرکے گھر گیا تو میرے ۔ ۔ ۔ ۔ اور میری اہلیہ کے تمام رشتہ دار میرے خلاف ہو گئے صرف اہلیہ نے میرا ساتھ دیا۔ ایک دن اس کو رؤیا ہوا۔ کہ بہت سے کتے بھونک رہے ہیں لیکن ہم امن و امان کے ساتھ ان میں سے گذر گئے ہیں۔

ایک دفعہ میں اپنی اہلیہ کو ساتھ لیکر اپنے سسرال گیا تو اس کے بھائی نے مجھے کہا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ تم کافر ہو میں تو گھر سے نکل آیا اور میری اہلیہ کو اس کے بھائی نے شام تک پکڑے رکھا اور کہا کہ میری لاج رکھو اور یہیں پر ٹھہرو لیکن وہ اپنے پھوپھا کو ساتھ لے کر آدھی رات کو میرے پاس پہنچ گئیں۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ میں سخت بیمار ہو گیا میرے بچنے کی کوئی امید نہ رہی وہ سجدے میں پڑ کر رونے لگی اور دعا مانگنے لگی کہ اے خدا اس کو تندرستی دے، اس پر اسے آواز آئی اور وہ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز تھی کہ بچہ خدا تعالےٰ نے تمہاری دعا منظور کر لی ہے، صدقہ کرو۔ اسی وقت اس نے مجھے آ کر پوچھا تو تمام بیماری دُور تھی اور میں بالکل تندرست ہو گیا۔

میں نے اپنے لڑکے کی منگنی ایک غیر احمدی کے گھر کی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ میں اس کے گھر گیا تو اس نے مجھے کہا کہ تم "مرزائی" ہو میں تم کو رشتہ نہیں دوں گا میں پریشان گھر آیا تو میری اہلیہ نے کہا آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک دودھ کا گلاس معہ ملائی میٹھا ڈال کر مجھے پلایا۔ اہلیہ کی یہ تسلی و تشفی محسوس کرکے میری پریشانی دُور ہو گئی۔

۱۹۴۷ء میں جب انقلاب آیا ہوا تھا بعض وجوہ کی بناء پر میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چھ ہزار روپے کا قرضدار ہو گیا تھا۔ میری بیوی نے جس وقت میری یہ تکلیف اور پریشانی دیکھی تو اس نے اپنا سارے کا سارا زیور میرے حوالے کر دیا کہ میرا زیور آپ فروخت کرکے اپنا قرض اتار دیں میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی۔ حالانکہ عورتوں کو زیور بہت ہی پیارا ہوتا ہے۔ یہ میری بیوی کی آخری قربانی تھی جو اس نے میرے ساتھ کی۔

ایک دفعہ میری ہمشیرہ کے گھر میری اہلیہ گئی، کسی وجہ سے وہ وہاں سے ناراض ہو کر چلی آئی اس نے رات کو خواب دیکھا کہ دو تخت بچھے ہوئے ہیں انکے سامنے پھولوں کے انبار لگے ہیں اور سامنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ آگے نکل کر بہشت کی سیر کرتی ہے اور واپس آ کر کہتی ہے ایک برقعہ والا مرد یا عورت ہے ایک تخت پر حضرت رسولِ کریم صلعم بیٹھے ہیں۔ اور وہ دوسرے تخت پر کون ہے وہ کہتا ہے یہ حضرت مرزا صاحبؑ ہیں اور خواب میں اس کو کہتی ہے کہ مرزا صاحبؑ کو لوگ کافر کہتے ہیں، جواب ملتا ہے کہ وہ لوگ تو بہت جاہل اور بیوقوف ہیں جو مرزا صاحبؑ کو کافر کہتے ہیں۔

پھر اس نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ پھول ان کے آگے ہیں خلقت کے آگے کیوں نہیں، جواب ملتا ہے کہ جب تک خوشبو ان دونوں کی طرف سے ہو کر نہ جائے خلقت کی طرف نہیں جا سکتی۔ حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق وہ یہ نشانی بتاتی تھیں کہ کچھ سات سفید بال ہیں اور داڑھی کالی کالی ہے اور نور آسمان تک جا رہا ہے اور دونوں پڑھ رہے تھے سبحان اللہ والحمد للہ و سبحان اللہ العظیم۔ اور اس نے کہا کہ دیکھو تمہارا خاوند جو درود شریف پڑھ رہا ہے وہ یہاں جمع ہو رہا ہے۔

پھر اس نے اور بھی بہت سے رؤیا دیکھے جس میں چودھری سرفراز خان مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے براہ راست فیض یافتہ تھے انکا رویہ زیادتی ایمان اور جماعت کی سچائی پر گواہ تھا چودھری سرفراز خان کے فوت ہو جانے کے بعد رؤیا دیکھا کہ چودھری صاحب حضرت رسول کریم صلعم کے جھنڈے کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور دیکھتے ہی میری اہلیہ کو فرمانے لگے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اس طرف کی تبلیغ کرو۔ اس طرف کی تبلیغ کرو۔ اس نے پوچھا کس طرف کی آپ نے فرمایا آپ جس طرف ہیں۔ وہاں چاولوں کے طباق اتر رہے ہیں جن کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی جس وقت بھی کوئی مصیبت نازل ہوتی دعا کی جاتی تو اس کی خوشخبری مل جاتی کہ خدا تعالےٰ آپ کو مال دے گا۔ خدا تعالےٰ سے ایسا جواب ملے تو اطمینان کسے نصیب نہیں ہوتا۔

میرے دل میں اپنی اہلیہ کی قدر و منزلت ان خوبیوں کی وجہ سے بہت تھی۔ میری گھریلو زندگی بڑی پر سکون اور جنت بھری رہی ہے۔ اطمینان قلب نصیب تھا۔ گھر میں گالی گلوچ نہیں ہوتا تھا۔ بچوں کو بھی پتہ نہیں تھا کہ گالی گلوچ کیا ہوتی ہے آخر خدا تعالےٰ نے اس کو اپنی طرف بلا لیا۔ اگرچہ اب وہ جدا ہو گئی ہے لیکن میرے دل میں ہمیشہ مرحومہ کی یاد تازہ رہتی ہے اور جنت نشان گھر کی یادیں آنکھوں کے سامنے رہتی ہیں۔

میرے لڑکے نے دیکھا کہ وہ دوسرے درجہ کے سایہ دار بہشت میں ہے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمودہ کی روشنی میں کہ جو کوئی کسی بھائی کے واسطے دعا کرے فرشتہ کہتا ہے یا اللہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کر میں نے اپنے والدین، رشتہ داروں کے ساتھ دعا میں اس کو اور اسکے رشتہ داروں کو شریک کر لیا کہ یا اللہ میری اہلیہ کو بخش دے اور میری عورت کے ماں باپ کو بخش دے۔ میری عورت کے نانے۔ نانی کو بخش دے اور ان کے والدین کو بھی بخش دے اور اس کے بھائیوں کو اور اس کی بھاوج کو بھی بخش دے اور میں اس سے راضی ہوں جیسا کہ تیرا وعدہ ہے کہ جس کا خاوند راضی۔ میں راضی۔ اس لئے اس پر راضی ہو جا۔ اور اول درجہ کی مہمانی دے۔ میری لڑکی نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا کہ وہ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھی ہے۔

جس وقت میری اہلیہ فوت ہونے لگی وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ خدا تعالےٰ نے آپکو میرے لئے فرشتہ بنا دیا ہے اگر میاں بیوی دنیا میں جنت کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو آدمی کو چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تلقین پر عمل کرے کہ اہلیہ اور اہلیہ کے اقارب کے ساتھ نیک سلوک کرے اور عورت کو چاہیئے کہ خاوند کی نہایت ہی وفاداری اور نیک نیتی سے تابعداری کرے اس سے وہ خدا تعالےٰ کی مقرب ہو جائے گی۔ رؤیا اور کشف اس کو ہونے لگیں گے اور دنیا و آخرت ان کی بہتر ہو جائے گی۔ یہ ہے میری زندگی کا تجربہ۔ ہم نے ۔ ۔ ۔ دعا کے ذریعے سے انکے درجے بلند کرائے ہیں اسی طرح اگر عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہو تو وہ بھی دعا کے ذریعہ سے اپنے خاوند کے درجے بلند کر سکتی ہے۔

التماس

جن حضرات نے پیغام صلح اور روح اسلام کے سالانہ چندہ کے بقایا جات اس وقت تک ارسال نہیں فرمائے ان سے گزارش ہے کہ حساب بے باق فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ہفت روزہ پیغامِ صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۷۲ء

ہماری قومی ذِمہ داریاں

(۲)

شرائط بیعت کی اس شق میں کہ

"دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔"

بہت بڑی ذِمہ داری جماعت پر ڈالی گئی ہے اور قوم کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ اس بات پر غور کرے کہ آیا وہ اس ذِمہ داری کو پُورا کر رہا ہے یا نہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر ہر احمدی اس شرط پر پُورے طور پر عمل پیرا ہو تو بحیثیت قوم سب مل کر حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اس غرض کو بآسانی پورا کر سکتے ہیں جو لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ (تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ) سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں اس غرض کو نہایت عمدگی سے پورا کر دکھایا۔ عیسائیت، آریہ سماج، سناتن دھرم، برہمو سماج اور دیگر تمام مذاہب کے مقابلہ میں آپ نے اسلام کا غلبہ دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا یہاں تک کہ جلسۂ اعظم مذاہب میں آپ نے اسلامی تعلیمات کا جو نقشہ پیش کیا، اس کے متعلق منتظمین اور اخبارات کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ آپؑ کا مضمون سب مذاہب سے بالا رہا۔

آپؑ کے بعد حضرت مولانا نُورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے محض دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کی خاطر انگلستان میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھ کر اسلام کی جو شاندار خدمات انجام دیں، اور حضرت مولانا صدرالدین صاحبؒ نے خدمتِ دین کو اپنی جان اور مال اور اولاد اور ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھتے ہوئے تبلیغ اسلام کا جو کام انگلستان میں سرانجام دیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ ان دونوں بزرگوں کی قربانیوں کی وجہ سے اسلام کا نام دنیا میں نہایت عزّت و احترام سے لیا جانے لگا اور جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق دنیائے اسلام کے خیالات مبدل بہ محبت و احترام ہو گئے، نہ صرف یہی بلکہ اس کے نتیجہ میں دنیا کے ہر حصّہ سے مبلغینِ اسلام کے لئے مانگ آنی شروع ہو گئی اور آسٹریلیا، انڈونیشیا، فیجی جنوبی امریکہ اور مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور تبلیغی جماعتیں بنتی چلی گئیں۔

لیکن آج کیا حالت ہے، ہر شخص دیکھ سکتا ہے، کہ ہماری دینی کمزوری کی وجہ سے حالات بہت بدل چکے ہیں، اس میں شک نہیں کہ جنوبی امریکہ میں خدا کے فضل سے جماعت بہت ترقی پر ہے اور تبلیغی سلسلہ جاری ہے۔ جرمن مشن بھی محترم مولانا محمد یحییٰ بٹ کے زیر قیادت نہایت عمدگی سے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے، لیکن مسجد ووکنگ کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام ٹھنڈا پڑ چکا ہے، محترم شیخ محمد طفیل صاحب ووکنگ میں بیٹھے ہوئے اپنے حسب استطاعت کام کر رہے ہیں لیکن اسلام کو جو عزّت اور شہرت مسجد ووکنگ کے ذریعہ حاصل تھی وہ اب باقی نہیں، کاش دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور مال اور ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھنے والے احمدی مسجد کی بازیابی کی کوئی صورت پیدا کر سکیں تاکہ تبلیغ اسلام کا کام پھر پہلے کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر فروغ پا سکے۔

صرف انگلستان ہی میں نہیں، دوسرے کئی ایک ممالک میں بھی تبلیغی مشن قائم کرنے کی ضرورت ہے، اور خدا کے فضل سے ہماری قوم میں کئی ایسے بزرگ موجود ہیں جو مختلف ملازمتوں سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھ گئے ہیں، حالانکہ وہ اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ مختلف ممالک میں جا کر دین اسلام کا جھنڈا بلند کریں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، گھروں میں بیٹھ رہنا اسلام اور قرآن کریم کے منشاء کے خلاف ہے۔ جس ذمہ داری کو لے کر ہم کھڑے ہوئے ہیں وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ قوم کے اہلیت والے ذی استطاعت اصحاب دین اور دین کی عزّت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھتے ہوئے نکل کھڑے ہوں اور غلبۂ اسلام کا وہ نقشہ پھر دنیا کو دکھا دیں جو مسیح موعودؑ کے وقت اور آپ کے بعد چند سال دنیا نے دیکھا۔

آئندہ اشاعت میں اس سلسلہ میں بعض اور اہم امور کی طرف توجہ دلائی جائے گی جو قومی عزّت کو بڑھانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔

زعمائے ربوہ سے ایک سوال

ایک ہفت روزہ اخبار تنظیم اہلحدیث رقمطراز ہے:—

"۱۹۴۱ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد جب پاکستان کا مطالبہ ایک ملک گیر صورت اختیار کر گیا تو کسی شخص نے ایک اکھنڈ بھارتی قائد سے پُوچھا کہ اب جب کہ پُوری مسلمان قوم نے پاکستان کے مطالبہ کو اپنا لیا ہے آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے بڑے ہی پرشکوہ زعم سے جواب دیا کہ بے شک مسلمان زور لگاتے رہیں، جس مادی قسم کا وہ پاکستان چاہتے ہیں وہ کبھی نہیں بن سکتا۔"

(روزنامہ الفضل ۸ جون ۱۹۴۴ء)

مگر اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کی پُر زور تحریک کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے انہیں ایک آزاد اور خود مختار خطّہ زمین "پاکستان" کے نام سے بخش دیا تو سائل نے پھر انہی کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ آپ تو کہتے تھے کہ یہ پاکستان بن ہی نہیں سکتا مگر اب جبکہ وہ بطور ایک واقعہ کے نقشہ عالم پر اُبھر آیا ہے اب آپ کا موقف کیا ہے؟ انہوں نے بے برداشتہ جواب دیا:—

"ہندوستان کی تقسیم پر ہم راضی ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں" (الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ:—

"آپ یہ معلوم کر کے دم بخود رہ جائیں گے کہ یہ دونوں تقریریں قادیانی نبوّت کے خلیفہ بشیرالدین محمود احمد صاحب کی ہیں۔"

اخبار مذکور نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے صدر پاکستان کو انکے اقتصادی مشیر جناب ایم ایم احمد اور انکے دوسرے ہم مشرب ساتھیوں کے متعلق لکھا ہے کہ "میاں محمود احمد صاحب کا بیان ان کے مذہب کا جزو، انکے عقیدہ کی بنیاد اور ان کے دین کا حصہ ہے"، ہم اس بارہ میں کچھ نہیں کہتے صرف زعمائے ربوہ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا میاں صاحب کا یہ بیان انکے نزدیک صحیح ہے اور وہ اب بھی پاکستان کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے ہیں جس کا ذکر میاں صاحب کے سا[illegible]

دارالسلام میں خانۂ خدا کی تعمیر

نام منظور ہے توفیض کے اسباب بنا
پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

"دارالسلام" (احمدیہ بستی) کی تعمیر احباب جماعت کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ صاف ستھرے ماحول میں کشادہ و جدید طرز کے رہائشی مکانات ہماری رہائشی، تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کے لئے تعمیر ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ کے ساتھ آبادی ہو رہی ہے۔ آبادی کے ساتھ ہی مسجد کی فوری ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ انجمن نے فیصلہ فرمایا ہے کہ "خانۂ خدا" کی تعمیر عطیہ جات سے ہو، چنانچہ میاں ظہور احمد صاحب کو اولیت کا شرف حاصل ہے، انہوں نے اس فنڈ میں -/5000 روپے مرحمت فرما دیئے ہیں، دیگر احباب نے بھی عطیات بھیجے ہیں مسجد کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ تعمیر پر کم و بیش ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہو گا۔

احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ اس فنڈ کے لئے جلد از جلد اپنے عطیات بھجوائیں تاکہ تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے، عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال کریں۔

داعی الی الخیر — فضل حق۔ ناظم دارالسلام لاہور

بصائر

(شاہین ایم اے)

کیا نظیر اکبر آبادی بھی "مرزائی" تھے؟

قرآن کریم نے اولاد آدم کی بود و باش اور مرگ و زیست کے لئے اِسی سرزمین کو مخصوص ۰۰۰ فرمایا ہے۔ اس عالمگیر صداقت کو قرآن پاک میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے مثلاً :-

(۱)- فیھا تحیون و فیھا تموتون ومنھا تخرجون

ترجمہ: (اے اولاد آدم) تم اسی زمین میں زندگی گذارو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے تم دوبارہ نکالے جاؤ گے۔

(۲) ولکم فی الارض مستقرٌ ومتاعٌ الیٰ حین۔

ترجمہ: (اے اولاد آدم) تمہارے لئے اسی زمین میں رہنا سہنا ہے اور ایک مدت معینہ تک فائدہ اندوز ہونا ہے۔

(۳) الم نجعل الارض کفاتًا احیاءً و امواتًا۔

ترجمہ: کیا ہم نے اس زمین کو زندوں اور مُردوں کے لئے انہیں اپنے اندر سما لینے والی نہیں بنایا؟

باوجود ان نصوصِ قرآنیہ کے اب بھی ایسے "عالم دین" پائے جاتے ہیں جو بنی اسرائیل کے ایک جلیل القدر نبیؑ کو اس قانونِ خداوندی سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے دو ہزار سال سے زندہ "الآن کما کان" چرخ چہارم پر موجود مانتے ہیں۔

ہم نے ان کالموں میں کئی مرتبہ علماء اور اولیاء کے اقوال جماعت احمدیہ کے موقف کی تائید میں پیش کئے ہیں آج ایک شاعر کا کلام ظرافتِ طبع کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ بقول حضرت مسیح موعودؑ ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

سیّد ولی محمد نظیر اکبر آبادی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے ایک سو سال قبل ۱۷۳۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے بائیس تئیس سال کی عمر میں آگرہ چلے گئے اسی کی نسبت سے اکبر آبادی مشہور ہوئے آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ معلّمی میں گذرا۔ نظیر اکبر آبادی اپنے دَور کے منفرد شاعر تھے اور انہوں نے شاعری کی عام روش سے ہٹ کر نظمیں لکھیں اور عام زندگی کے چھوٹے چھوٹے موضوعات کو اپنایا۔ جزئیات نگاری اور مترادفات کا استعمال آپ کی شاعری کی نمایاں خصوصیت ہے۔ وہ صحیح معنوں میں عوامی شاعر تھے گو ان کے دور میں انہیں شہرت نہ مِل سکی مگر ان کی شاعری موضوعات کے اعتبار سے آج کی شاعری ہے۔ غزل میں روایتی انداز ہے۔ آپ نے ۱۸۳۰ء میں وفات پائی۔ نظم میں "کلیات نظیر" اور غزل میں "دیوانِ نظیر" ان کی یادگار ہیں۔ ان کی زندگی پر "زندگانی نظیر" اور "روح نظیر" دو کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ اس جگہ آپ کی ایک غزل "دیوانِ نظیر" سے نقل کی جاتی ہے مگر ڈر ہے کہ علماء کرام ان پر یا تو کفر کا فتوے نہ لگا دیں ورنہ کم ازکم یہ تو کہا جا سکے گا کہ نظیر اکبر آبادی دراصل مرزا غلام احمد صاحبؒ کی پیدائش سے قبل ہی "مرزائی" تھے :-

غزل

تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے، چلے گئے
کیا کیا پری جواں تھے آئے، چلے گئے
دارا رہا، نہ جم، نہ سکندر سا بادشاہ
تختِ زمیں پہ سینکڑوں آئے، چلے گئے
آدمؑ رہا، نہ کوئی پیمبر رہا، یہاں*
وہ بھی اِسی زمیں میں سمائے، چلے گئے
عالم تھا یہ زلیخا کا یوسفؑ کی چاہ میں
رُتبے ہزاروں بیاہ کے آئے چلے گئے

گفتۂ رسولؐ کی توہین۔

فرموداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء اور تمسخر کے بیج پاکستان میں بونے کے لئے ایک خاص مکتبۂ فکر کی طرف سے برابر کوشش ہو رہی ہے۔ اور حدیث کے انکار کو عظمت قرآن کے اقرار کے پردے میں چھپا کر عوام و خواص میں اقوالِ رسولؐ سے رُو گردانی کے لئے مساعی کی جاتی ہیں حالانکہ جس کے نُطق کو حق تعالیٰ نے نُطقِ خداوندی کہا اور "ما ینطق عن الھویٰ" کی سند عطا فرمائی اور کہنے والے نے کیا خوب کہا کہ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" اس کے منہ کی باتیں یقیناً رُشد و ہدایت کے بیش بہا خزانے اپنے اندر لئے ہوئے ہوتی ہیں۔

حال ہی میں ایک کتابچہ جو مصر کے مشہور عالم و مفسر سیّد قطب شہید کی کتاب "معالم فی الطریق" کے اردو ترجمہ "جادہ و منزل" سے لے کر "ہمارا پرچم انقلاب لا الٰہ الا اللہ" کے نام سے انعام اللہ خاں سیکرٹری جنرل "موتمر عالم اسلامی" نے مکتبہ ملی کراچی سے عام تقسیم کے لئے شائع کیا ہے نظر سے گذرا۔ اس کتابچہ میں بھی جو ایک بین الاقوامی شہرت کے مالک کی طرف منسوب کیا گیا ہے ایک حدیثِ رسولؐ کو جاہلیت کے دَور کا مقولہ قرار دے کر قابلِ نفرت قرار دیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ میں یہ حوالہ پیش کروں۔ بخاری "کتاب المظالم والغضب" سے مذکورہ حدیث مع ترجمہ نقل کر دینا ضروری ہے۔ جو یوں ہے :-

(باب اَعِن اخاك ظالمًا او مظلومًا)

"عن انسٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انصر اخاك ظالمًا او مظلومًا۔ قالوا یا رسول اللہ ھٰذا ننصرہٗ مظلومًا فکیف ننصرہٗ ظالمًا قال تاخذ فوق یدیہِ"

ترجمہ: باب اس بارہ میں کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی صورت میں تو ہم اس کی مدد کریں گے ظالم ہونے کی صورت میں کس طرح مدد کریں۔ آپؐ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے روک دے"

اب ملاحظہ فرمایئے علامہ دہر سید قطب شہید کا اس حدیث کے بارہ میں تذکرہ آپ فرماتے ہیں :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کے وقت جزیرۃ العرب کی اخلاقی سطح ہر پہلو سے انحطاط کے آخری کنارے تک پہنچی ہوئی تھی صرف چند بدویانہ فضائل اخلاق خام حالت میں موجود تھے ظلم اور جارحیت نے معاشرے کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ جاہلی دَور کا نامور شاعر زہیر ابن ابی سُلمیٰ اسی معاشرتی فساد کی طرف اپنے اس شعر میں حکیمانہ انداز سے اشارہ کرتا ہے :

ومن لم یذد عن حوضہٖ بسلاحِہٖ
یھدّم ومن لا یظلم النّاس یُظلم

جو ہتھیار کی طاقت سے اپنا دفاع نہیں کرے گا تباہ و برباد ہوگا اور جو خود بڑھ کر لوگوں پر ظلم نہیں کرے گا تو وہ خود (بالآخر) ظلم کا شکار ہو جائیگا۔

اس خرابی کی طرف جاہلی دَور کا یہ مشہور و معروف مقولہ بھی اشارہ کرتا ہے اُنصر اخاك ظالمًا او مظلومًا

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

* آیت قرآنی "اور نہیں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) مگر ایک رسُول اس سے قبل تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں" کی کیا لطیف تفسیر ہے ۔

اب میرے معزز دوست آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا شیعہ سنی اسلام یا کسی مذہب کے دو فرقے ہو سکتے ہیں؟۔

امریکن فاضل: کیا اسی قدر اختلاف شیعہ سنی میں ہے؟ یہ اختلاف تو کسی مذہب کا اصول نہیں ہو سکتا یہ تو ذاتی سوال ہے۔ اور ایسے امر میں اختلاف نہیں کہ جس کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی بھی شخص کسی مذہب میں داخل یا اس۔

میں: بس یہی اختلاف شیعہ سنی میں ہے۔

امریکن فاضل: تو پھر شیعہ سنی اسلام کے دو فرقے نہیں ہو سکتے۔"

جب خواجہ صاحب اہل پارٹی میں شامل ہوئے تو وہاں بھی ان سے بہت سے اصحاب نے تبادلۂ خیالات کیا۔ وہاں ایک سفید ریش بزرگ نے آپ پر بہت سے سوالا کئے منجملہ دیگر سوالات کے یوں بھی خواجہ صاحبؒ سے اس بزرگ کا مکالمہ ہوا:

"**سفید ریش بزرگ:** تو کیا آپ کے ہاں فرقے نہیں اور ان میں اختلاف عقائد نہیں۔

میں ۔ شاید آپ کی مراد شیعہ سنی یا دیگر نام نہاد اسلامی فرقوں سے ہوگی۔ لیکن عیسائی فرقوں کا یا اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں جو فرقے ہیں ان کا قیاس اسلامی مفروضہ فرقوں پر کرنا ایک قیاس مع الفارق ہے۔ کل کتب مقدسہ کے برخلاف قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی تعلیم جہاں تک اصول مذاہب عقائد۔ معاد۔ اخلاق شرائع یا اور امور جن کا ماننا ایک مذہب پر ایمان صحیح رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ یا ایسی باتیں جن کا چھوڑنا لابد ہے۔ ان تمام امور پر قرآنی تعلیم اتنی بیّن اور صاف ہے۔ کہ جن آیات میں ان امور کا ذکر ہے۔ ان کے معانی کل اسلامی دنیا ایک ہی کرتی ہے۔ کسی ایسی آیت کے دو مفہوم ہو ہی نہیں سکتے۔ تو پھر میں کس طرح سے یہ یقین کر لوں کہ اسلام میں کوئی فرقہ ہے۔ ہاں فروعی باتوں میں اختلاف رائے ضرور ہے۔ لیکن وہ تو کسی فرقہ کی بنیاد نہیں ہو سکتا۔

سفید ریش بزرگ: تو میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا مذہب ان مصائب سے پاک ہے۔ جن میں مسیحی کلیسا پھنسا ہوا ہے۔ میں ویلز کا باشندہ ہوں۔ اور مدت تک ایک بڑا گرجا میرے ماتحت رہا لیکن آخر میرے کانشنس نے مجھے مسلمان ہونے پر مجبور کیا۔"

اس کے علاوہ بھی خواجہ صاحبؒ نے اس کتاب میں کئی واقعات بیان کئے ہیں جہاں بڑے بڑے علماء نے آپ سے اسلامی فرقوں کے متعلق استفسارات کئے۔ ان سب کو یہاں درج کرنا بڑی طوالت کا باعث ہوگا۔ ہم صرف ایک اور واقعہ کا حوالہ دینے پر اکتفا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ لندن مسلم ہاؤس میں ایک نومسلم اور خواجہ صاحبؒ کے درمیان اسی مسئلہ پر ایک گفتگو ہوئی یہ گفتگو جمعہ کے روز جمعہ کی نماز کے بعد ہوئی اس وقت جو خطبہ جمعہ خواجہ صاحب نے دیا اس میں خواجہ صاحب نے اسلامی فرقوں اور دوسرے مذاہب عالم کے اندر جو فرقے ہیں ان کا مقابلہ کیا تھا۔ خطبہ طویل ہے اس کے چند اقتباسات پیش قارئین ہیں:—

" قرآن نے صحیح طور پر اپنے آپ کو حکم کہا۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب لتحکم بین الناس ( ) ۔ یہ کتاب ہم نے اس لئے تم پر نازل کی کہ لوگوں کے اختلافی مسائل میں یہ صحیح فیصلہ کر دے۔ الغرض یہ تو ظاہر ہے کہ جو دلیل قرآن کریم نے اپنی ضروریات پر ان آیات میں فرمائی ہے۔ وہ ضرورت حقہ تو ہے۔ اب رہا یہ کہ قرآن کریم نے اس ضرورت کو پورا کیا یا نہیں۔ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ جو ایک لمبی بحث چاہتا ہے۔ یہاں میں رعایت اختصار دو باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک تو وہی امر ہے جو میں بیان کر چکا ہوں یعنی آج دنیا میں کوئی اختلافی مسئلہ نہیں کہ جس پر قرآن کریم نے بطور حکم اپنا فیصلہ نہ دیا ہو۔ کسی عقیدہ کا بطلان کیا ہے۔ دلائل بینہ سے کیا ہے۔ اور نتیجے قائم رکھا ہے ان کے ثبوت میں کئی براہین قاطعہ دیئے ہیں۔ جیسے فرمایا:۔

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ

[illegible] ظاہر طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مذہب کو دنیا کے لئے نازل کیا۔ اور جس کا نام اس نے الاسلام تجویز کیا۔ اس کے اصول اس کے عقائد۔ اس کی تعلیمات اخلاق و تمدن۔ اس کے دوسرے ضروری مسائل ایسے واضح اور بیّن طور پر بیان کر دیئے ہیں کہ جن میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور ان پر صرف ایک ہی رائے ہو سکتی ہے۔ جن آیات قرآنی میں ان امور کا ذکر ہے۔ ان کے ایک ہی معنے ہو سکتے ہیں۔ اور سب مفسرین نے ایک ہی معنے لئے ہیں۔ آپ نے شاید اسلام میں بھی بعض فرقوں کے نام سنے ہوں گے۔ انہیں دراصل فرقہ کہنا غلطی ہے۔ فرقے وہ ہوتے ہیں جن میں اصولی اختلاف ہو۔ میں آپ کے سامنے اسلام کے اصول گن دیتا ہوں الذی سفت ایمان میں جمع کیا گیا ہے وہ یہ ہے امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔ اس میں سات باتوں کا ذکر ہے۔ جن پر ایمان لانا ہر ایک شخص کو مسلمان بناتا ہے۔ اور جن میں سے ایک سے بھی انکار اسے اسلام سے خارج کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں اللہ۔ ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ یوم آخرت۔ خیر و شر کا اندازہ خدا کی طرف سے اور حشر بعد الموت۔ اسلام میں بہتر نہیں بہتر ہزار فرقے ہوں ایک بھی گروہ آپ ایسا نہ پائیں گے جن میں سے کسی ایک کو ان بیان کردہ سات صداقتوں میں سے کسی ایک پر انکار یا شک و شبہ بھی ہو۔ پھر کل مسلمانوں کا کلمہ بھی ایک ہے سب کے نزدیک پانچ ہی ارکان اسلام ہیں سب کا ایمان آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ہے ہر ایک مسلمان خواہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنی ہدایت کے لئے صرف قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی طرف دیکھتا ہے۔ اسپر ہمارا مذہب ... ختم ہو جاتا ہے۔ یہی ایک مذہب ہے اور یہی ایک کتاب ہے کہ جس نے اپنی تعلیمات میں اختلاف اصول کی گنجائش نہیں رکھی۔ اب اگر دنیا میں ایسی کتاب نہ آئے تو پھر منشاء ایزدی جو تنزیل الہام میں تھی پوری نہیں ہوتی۔ اور جب ایسی کتاب نازل ہو جائے۔ تو پھر اس کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر اسلام میں بھی مختلف فرقوں کی گنجائش ہوتی تو اس آیت کے ماتحت جس سے میں نے خطبہ شروع کیا تھا۔ ہمیں کسی اور کتاب کی ضرورت پڑتی۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ۔ ہم نے یہ کتاب اسی لئے تم پر نازل کی۔ کہ تم ان اختلافات کا دلائل بیّنہ کے ساتھ قلع قمع کر دو۔ جو مختلف مذاہب میں (اور وہ مختلف مذاہب دراصل ہماری طرف سے ہیں) آج دائر و سائر ہیں۔ ان سب کو ایک ہدایت کا راستہ بتلا دو۔ خدا کا احسان ہے کہ ہمارے ہاتھ میں ایسی فیصلہ کن اور مہیمن کتاب ہے۔ جس کے ہوتے اسلام فرقی اختلافات سے بچ گیا۔ اسلامی نام نہاد فرقوں میں جہاں تک اصول ہائے مذہب کا سوال ہے کوئی اختلاف نہیں۔ باقی اختلاف جو ہے وہ ہوتے چاہئیں۔ وہ انسانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اور وہ موجب رحمت ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا اختلاف امتی رحمۃ الحمد للہ علیٰ ذالک" ایضاً ص ۲۸ تا ۳۰

(باقی — باقی)

ھفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

آہ! شیخ عبدالرحمٰن ناظر مرحوم

جناب شیخ نثار احمد سیال کوٹ کے قلم سے

ایصال ثواب کے لئے دعا کے موقعہ پر خاکسار نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

مرحوم اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس ریٹائرڈ ایک معروف شخصیت تھے۔ جماعت کے ہر دلعزیز معزز رکن تھے۔ زمانہ طالب علمی سے تا حین حیات قابل فخر اور بھرپور باوقار زندگی انہوں نے گذاری اور جملہ حلقہ احباب سے خراج عقیدت حاصل کیا۔ مرحوم موصوف کے والد شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی اولین بیعت کنندگان میں سے تھے۔ آپ اور راقم الحروف کے والد شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم اردگرد کے اضلاع کے ان چند بزرگوں میں سے تھے جنھوں نے یہ شرف حاصل کیا اور اس وقت جب کہ ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ ہر طرف سے شدید مخالفت تھی۔ لیکن یہ حق کے متوالے کر گزرے جو کرنا چاہیئے تھا۔ اور پھر ان دو قابلِ قدر شخصیتوں کی وجہ سے خاندان اور احباب میں اس سلسلہ کی داغ بیل ڈالی گئی۔ شیخ عبدالرحمٰن ناظر مرحوم اس خاندان کے چشم و چراغ تھے اور حق کی قندیل جو ان کے بزرگوں نے روشن کی اسے روشن رکھا اور آگے بڑھایا۔

مرحوم رخصت ہو گئے لیکن ناقابلِ فراموش یادیں چھوڑ گئے۔ اس دار فانی میں کسی کو بھی بقا نہیں۔ حضرت مجدد زمانؑ کے اس شعر سے بہتر الفاظ میں اس کی حقیقت کو پیش نہیں کیا جا سکتا ؎

ایں سرائے زوال و موت و فنا است
ہر کہ بنشست اندریں برخاست

ذیل کا مضمون بحشم گریہ سپرد قلم ہے:۔

سورۃ العصر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

ایک عالمگیر صداقت کی طرف متوجہ کیا اور رہنمائی فرمائی ہے کہ اس مختصر اور محدود زندگی کو کس طرح گذارنا چاہیئے۔ فرمایا گذرا ہوا وقت گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے، گھاٹے کی طرف جا رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں فلاں شخص اتنے سال کا ہو گیا ہے اب اتنی عمر ہو گئی ہے۔ گویا عمر میں بڑھ رہا ہے حالانکہ عمریں کم ہو رہی ہیں۔ اس سورۃ کے نام العصر میں ہی مرور ایام کی طرف اشارہ ہے کہ وقت ہر ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

خسارے کا ذکر فرمایا تو ساتھ ہی ایک استثنا بھی کر دی کہ وہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں جو اعمال صالح بجا لانے والے ہیں اور ان کی دو صفات کا ذکر بالخصوص فرمایا کہ وہ حق کی نصیحت کرتے ہیں اور صبر کی تلقین۔ یہ دونوں چند حروف کے الفاظ ہیں لیکن نہایت جامع ہیں۔ حق کے اصل معنے مطابقت اور موافقت ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو بھی الحق کہا گیا ہے کیونکہ اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں اقتضائے حکمت پر مبنی ہیں اور عام معنے ہیں حق کیا ہے حق کہنا۔ حق سننا، حق لینا، حق دینا اور اس کے ساتھ صبر کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

صبر وہ نہیں جو جزع فزع کے بعد آ جاتا ہے وہ فطری امر ہے۔ اصل چیز وہ ہے جو صدمات اور مشکلات کے وقت دکھایا جائے۔ خدا کا حکم سمجھ کر صبر کیا جائے۔ اس کی رضا کو قبول کر لیا جائے۔ اس صبر کا اجر ہے اور لغات میں بادل کے ایسے ٹکڑے کو بھی صبر کہا گیا ہے جس میں پانی تو بھرا ہوا ہو مگر وہ برسے نہیں۔ اور ایک بزرگ مفسر نے لکھا ہے کہ صبر کی کیفیت یہ ہو کہ صبر کرنے والا یہ محسوس کرے کہ اس جیسا صابر اور کوئی نہیں۔ تو اس سورۃ میں حق اور صبر دو مرکزی باتیں بیان فرما دیں جو بنیاد ہیں اچھی زندگی کی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں جو اس تیزی سے گزرتے ہوئے وقت کو اچھے مصرف میں نہیں لاتے وہ یقیناً نقصان میں ہیں۔

اچھا مصرف یا تو خیالات اور معتقدات کے لحاظ سے صحیح مسلک کا بیان کرنا ہے یا اعمال کے رنگ میں اچھے کام کرنا۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے عقیدہ میں خدا کی ہستی اور آخرت پر ایمان کا کوئی حصہ نہیں لیکن وہ اچھے کام بھی کرتے ہیں مگر ایسے لوگ جو ان دونوں ہی پہلوؤں سے دوسروں کی بھلائی میں معاون نہیں وہ بھی اسلام کی رو سے نقصان میں ہیں۔

اجر تو اچھے اعمال کا مقرر ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ۔ چھوٹے چھوٹے عمل پر بھی جزا سزا ہے۔ جہاں یہ اس کا قانون ہے وہاں اس کا یہ ارشاد بھی ہے۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین۔ جو اسلام سے تہی دامن ہوگا اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین چاہتا ہے تو اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں گھاٹے والوں میں سے ہوگا۔ گویا کامل راہیں نجات کی صرف اسلام ہی میں پائی جاتی ہیں، جو ایسے کامل دین کو چھوڑ کر ناقص چیز کو اختیار کرتا ہے وہ واقعی خسارے میں ہے۔

اسلام کی رو سے افضل ترین چیز یہی ہے کہ دین اسلام اور اعمالِ صالحہ دونوں ہی ہماری زندگیوں میں جمع ہوں اور گذرے ہوئے وقت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اسے بہت قیمتی چیز قرار دیا ہے اور اسی لئے اس کو شہادت میں پیش کر کے اس کی عظمت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا لو کہ یہ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔

اور زمانہ کی شہادت ہمیں بحیثیت مجموعی بھی بتاتی ہے کہ زندگی سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن میں یہ دونوں صفات موجود ہوں اور وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔

محض دنیا کا مال جمع کر لینا بالآخر انسان کو نفع نہیں پہنچاتا کیونکہ اس سے تو الگ ہونا ہی پڑتا ہے اور یہ مفارقت ایک اٹل حقیقت ہے عصر سے وہ وقت مراد ہے جو غروب آفتاب سے پہلے ہے اور یہ وقت اس پر گواہ ہے کہ ساعت غروب نزدیک ہے۔ ہم اپنے وقت کو ضائع نہ کریں۔

ہم ہر روز سورج کو ڈھلتے دیکھتے ہیں اور اسے ایک نظارہ سمجھتے ہیں لیکن ۔۔۔۔۔ اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے حالانکہ اس میں ہمارے لئے عبرت بھی ہے۔ اور ارشاد ربانی ہے۔ وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ دن اور رات کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے بنایا اور اس لیل و نہار کی گردش میں ذکر، نصیحت اور تشکر کی دعوت ہے یہ گویا یاددہانی ہے کہ زندگی کا سورج بھی غروب ہونے والا ہے۔ شعر

ممکن نہیں کہ بزم طرب پھی سجا سکو

اور بزرگوں نے بھی کیا خوب دعوت فکر دی ہے۔ کسی کا ایک قول ہے کہ دنیا میں عمل ہے اور حساب نہیں اور آخرت میں حساب ہے اور عمل نہیں۔ کیا کیا مظالم یہاں ڈھائے جاتے ہیں اسپر بظاہر گرفت بھی نہیں ہوتی۔

عمل کا موقعہ تو اس دنیا تک ہی ہے اور اس وقت تک ہے جب تک یہ آنکھیں کھلی ہیں لیکن انتظار میں نہیں رہنا چاہیئے کہ ابھی وقت بہت ہے۔ اس وقت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اور شاید آج سے پہلے ظلم و ستم اور سفاکی کی ناگہانی موت نے اس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سو ہمیں اور بھی فکر مند ہونا چاہیئے کہ ہم اس قیمتی وقت کو نہ کھوئیں اور مستحسن یہ ہے کہ نیکی اور اعمال صالحہ کا جذبہ اوائل عمر سے ہی ہو اور صحت کے دنوں میں ہو

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

آج ہم نے اپنے ایک مخلص بھائی کے لئے قرآن خوانی کی ہے۔ جس غرض کے لئے یہ کی گئی ہے اللہ تعالےٰ اسے قبول کرے اور اس کا ثواب مرحوم کو پہنچے اور اللہ تعالےٰ اپنی آخرت کی نعمتوں سے نوازے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

نہایت حق گو انسان۔ خوش اخلاق اور خوش مزاج باغ و بہار شخصیت تھے اور رونقِ محفل، صاحب سیرت، صاحب کردار پختہ کار۔ معاملہ فہم۔ لیاقت بھی تھی اور نیکی بھی۔ سبحان اللہ ہمہ صفت موصوف۔ کیا اخلاص اور سلوک تھا ۔۔۔۔۔

مرحوم ہمارے لئے ایک مثال چھوڑ گئے ہیں جو قابل تقلید ہے۔

بیمار تھے لیکن خیال نہ تھا کہ اتنی جلدی رخصت ہو جائیں گے یہ وقت مہلت نہیں دیتا اور کسی کا بھی بھروسہ نہیں۔ ناپائدار زندگی پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس بلاوے کے لئے ہر وقت تیار

www.aaiil.org

رہنا چاہیئے۔ موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کب یہ وارد ہو جائے اور حکم خداوندی ہے کہ ہم ہر لحظ تقویٰ کی زندگی بسر کریں اور قرآن کریم کی رُو سے کسی کے لئے کوئی گنجائش اور عذر کی راہ نہیں یہ تعلیم ایسی کامل راستبازی کی ہے کہ کوئی پہلو اس سے باہر نہیں۔ قرآن میں تاکیدی حکم ہے وذروا ظاهر الاثم وباطنه گناہ کو چھوڑ دو ظاہر ہو یا پوشیدہ کسی بھی رنگ میں بھی۔ گویا گناہ کرنا ہی نہیں۔ کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ پکڑے جانے کا خوف ہو یا نہ۔ کسی طرح بھی ملوث نہیں ہونا۔ ...... ۔ ایسی زندگی ہو تو اسلامی زندگی ہے جس کے لئے بشارتیں ہیں۔

ایک دن روزِ حساب ہے۔ ہم کوئی موقع نیکی کا نہ جانے دیں اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتے جائیں اور نیکی میں ترقی کرتے جائیں۔ یہ بھی توبہ میں شامل ہے توبہ صرف یہ نہیں کہ ہم گناہ کر کے ہی توبہ کرتے ہیں۔ نیکی میں بڑھتے جانا یہ بھی توبہ ہے۔ دنیا میں قدم قدم پر ابتلا اور آزمائش ہے۔ محاسبہ سے پہلے اپنے آپ کو مخاطب کرتا ہوں اور ان گذارشات کو ایک برگزیدہ امامؑ کی نہایت قیمتی نصائح پر ختم کرتا ہوں یہ سنہری حروف بھی لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :۔

"پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ لوگ یقین کریں کہ ان کا خدا قادر اور حی قیوم ہے۔ جب نیکی کی طرف انسان کے ہوتے ہیں تو خدا بھی نئی تجلی کے ساتھ اس پر ظاہر ہوتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس اور آراموں اور کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس راہ میں وفا اور صدق دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ غریب اور حلیم اور نیک سرشت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آجائے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کر لو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے سے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا

ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے اور ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے نجات پائے گا وہ جو اس کے لئے روتا ہے ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے اس کا حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو، سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ کہ شاخ کو۔"

یہ کتنی عمدہ باتیں ہیں اگر اہلِ دنیا کا ان پر عمل ہو جائے تو یہی دنیا جو آفات اور مصیبتوں کا گہوارا بنی ہوئی ہے دارالامن اور بہشت ہو جائے اور کسی کو کسی سے خطرہ نہ رہے اور نیکی کی زندگی تو ایسی ہے اس پر شاعروں نے بھی خوب لکھا ہے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

عروسی بود نوبت خاتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دارالشفاء۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

آپ کے خطوط

ایک رؤیا کی وضاحت

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم۔

اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۱۵ ۳/۷۲ میں مکرمہ مسز عبدالغنی صاحبہ کا ایک خط بعنوان "ایک رؤیا کی توجیہہ" شائع ہوا ہے۔ اس خط میں انہوں نے حضرت مرزا صاحبؒ کی ایک رؤیا کو حالیہ واقعات ہندو پاکستان پر چسپاں کیا ہے جو درست نہیں، وہ ان واقعات پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ یہ رؤیا جماعت احمدیہ ربوہ پر صادق آتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضورؑ کا بیان اس رؤیا کے بارہ میں فرماتے ہیں :

" مدت کی بات ہے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور میں اکیلا ہوں۔ سامنے سے ایک لشکر جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں مجھ پر ان کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا اور میرے دل میں یہ یقین ہے کہ میں اکیلا ہی ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ اندر باغ میں چلے گئے اور پیچھے میں بھی چلا گیا جب میں اندر آگیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ یہ سب مرے پڑے ہیں اور ان کے سر اور ہاتھ پاؤں کاٹے ہوئے ہیں ان کی کھالیں اتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالٰے کی نصرت کا نظارہ دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میں رو پڑا کہ کس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے فرمایا اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مراد ہیں جو جماعت کو مرتد کرنا چاہتے ہیں اور ان کے عقیدوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ ان کو ناکام کر دے گا اور ان کی تمام کوششوں کو نابود کر دے گا۔ فرمایا جو کچھ دیکھا گیا کہ ان کا سر کٹا ہوا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ ان کا تمام گھمنڈ ٹوٹ جائیگا اور تکبر اور نخوت کو پامال کیا جائے گا اور ہاتھ ایک ہتھیار ہوتا ہے جس کے ذریعہ انسان دشمن کا مقابلہ کرتا ہے ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ انکے پاس مقابلہ کا کوئی ذریعہ نہ رہے گا اور پاؤں سے شکست پانے کے وقت بھاگنے کا کام لے سکتا ہے یعنی ان کے پاؤں بھی کاٹے ہوئے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ ان کے ...... واسطے کوئی جگہ فرار کی نہ ہوگی اور جو دیکھا گیا ہے کہ ان کی کھالیں اتری ہوئی ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ انکے تمام پردے فاش ہو جائیں گے اور ان کے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔" تذکرہ صـ ۲۳۲

اس رؤیا میں یہ امر واضح ہے کہ یہاں جماعت ربوہ ہی مراد ہے جس نے عقائد بگاڑے۔ اکابرین قوم کو فاسق و فاجر کہا خدا تعالٰے نے اپنی تمام قدرت نمائی سے ان کو پاکستان میں منتقل کیا جہاں ۵۴ء میں انہوں نے عقائد کی صحت کر لی اور پھر حقیقت پسند پارٹی نے ان کے عیوب اور پردے فاش کرائے جس کے بعد ان کے لئے کوئی راہ فرار نہ رہ گئی یعنی حلف مؤکد بعذاب کے ذریعہ اتمام حجت کر کے انکو بے نقاب کر دیا گیا اور یہ سب کچھ خدا تعالٰے نے خود کیا اور حضرت مرزا صاحبؒ کا وہ الہام بھی سچا ثابت کر دکھایا جس میں حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ "میں قادیان اور قادیان کے لوگوں کے بارہ میں دعا کر رہا تھا تو الہام ہوا

زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں
پیس ڈالوں گا جیسے پیس ڈالتا۔"

اس الہام میں بھی اسی مذکورہ بالا رؤیا کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے اور خود خدا ان کو پیس ڈالے گا اور کسی کا اس میں دخل نہ ہوگا۔ اور یہ سب کچھ آپ لوگوں کے سامنے ظہور میں آچکا ہے۔ والسلام۔

ملک عزیز الرحمٰن
کرشن نگر لاہور

تحریر: گل صبا - احمد پارک لاہور

آہ! مولوی محمد رمضان صاحب مرحوم

۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء کے پیغام صلح میں ایک معزز بزرگ اور عاشق قرآن مولوی محمد رمضان صاحب (منڈی بہاؤالدین) کی وفات کی خبر پڑھ کر ازحد صدمہ ہوا - اس گمنام ہستی کے بارے میں جس کی زندگی سراسر قرآن کریم کے مطابق تھی - اگر میں کچھ نہ لکھوں تو حق تلفی ہوگی - کیونکہ وہ میرے استاد مکرم تھے - جن سے میں نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا تھا - اور ان کی باعمل زندگی کے میرے دل میں بہت گہرے نقوش ہیں -

. . . . عشق رسول و قرآن سے میں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اور پہلے انہیں سے متاثر ہوئی -

آج سے بائیس ۲۲ سال پہلے کی بات ہے - مارچ ۱۹۵۰ء میں میٹرک کا امتحان دینے کے بعد دنیاوی تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا - اب اس وقت پڑھائی کے بدل اس وقت کے مشاغل کے لئے قرآن کریم کے ترجمہ کا شوق دل میں پیدا ہوا - بچپن ہی سے میں سوچا کرتی تھی - کہ لوگ جوڑیوں ہی قرآن شریف کو پڑھ لیتے ہیں اور میں نے بھی تیسری جماعت میں ہی اپنی مرحومہ استانی جی سے قرآن شریف پڑھا ہوا تھا - مگر جب تک اس کے معنے معلوم نہ ہوں - تو عمل کیسے کیا جائے -

چنانچہ اسی نظریہ کے تحت میں نے اپنی خواہش کا ذکر ابا جی سے کیا - اور انہوں نے مولوی صاحب مرحوم سے ذکر کیا جنہوں نے بخوشی پڑھانا قبول کر لیا -

اس طرح وہ روزانہ ہمارے ہاں آنے لگے - میں کمرے میں دری پر تکیہ رکھ کر اس پر قرآن مجید کھول لیتی - اور وہ باہر دروازے کے ساتھ کپڑا بچھا کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے - میں گھر میں اکیلی ہوتی تھی، گو کہ اس وقت بھی ان کی عمر کافی تھی - اور لاغر جسم کے تھے - مگر اندر کمرے کے نہ آتے تھے - کہتے تھے بیٹی بس یوں ہی ٹھیک ہے -

دوران درس اکثر حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ . . . . اور مولینا محمد علی صاحبؒ . . . . . . کا ذکر بہت عقیدت و احترام سے کرتے تھے - کیونکہ وہ انہیں حضرات کے درس قرآن سے فیض یاب ہوئے تھے - مولانا نورالدین صاحبؓ نے غالباً بچپن میں ان کو پالا تھا - اور انہیں کی بدولت احمدی ہوئے تھے - عشق قرآن اس قدر تھا کہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مولینا محمد علی مرحوم ایبٹ آباد میں تھے - اور میں پیچش سے بیمار تھا - مگر چارپائی اٹھوا کر لیٹا لیٹا درس قرآن میں شامل ہوتا، سوچتی ہوں - کہ ان بزرگوں کو اس قدر جذبہ اور شوق تھا مگر ہم میں اس قدر بے حسی ہے - کہ تندرستی میں بھی جمعہ یا قرآن کریم کے درس میں شامل ہونا بوجھ معلوم ہوتا ہے -

شاید انہیں بزرگ ہستیوں کی صحبت کا اثر تھا کہ ان کی زندگی دنیاوی لالچ سے پاک فطرت ایک حقیقی مومن اور سچے احمدی کا آئینہ تھی - اکثر کپڑوں میں پیوند ہوتے - مگر صاف ستھرا لباس زیب تن ہوتا - چاہنے کے باوجود بھی پانی پینے کے روادار نہیں تھے - اور فرماتے کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کے بدلے ثمنا قلیلا لینا منع ہے جبکہ اکثر مولوی حضرات نے قرآن شریف پڑھانا ہی ذریعہ معاش بنا رکھا ہے -

احمدیت قبول کرنے کے بعد دنیاوی اور خاندانی بائیکاٹ کی تکالیف کا اکثر ذکر فرماتے - مگر حق باطل کے آگے سرنگوں نہ ہوا - اور احمدیت کا سچا مجاہد خاموشی سے خدمت اسلام میں مصروف رہا - قرآن مجید اس قدر خوش الحانی سے تلاوت کرتے - کہ ایک روز ہمارے ہاں دیوار کے باہر ایک لڑکا خاموشی سے تمام درس سنتا رہا - اور جب یہ باہر نکلے - تو درخواست کی - مولانا آپ مجھے بھی درس دیا کریں فرمانے لگے - بیٹا میں احمدی ہوں - پہلے اپنے والدین سے رضا مندی حاصل کر لو - پھر اس کے بعد دیکھا جائے گا - سنا ہے کہ کمپنی باغ میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا -

منڈی بہاؤالدین میں رئیس لوگ بھی احمدی تھے - مگر ان کی احمدیت فقط ان کی ذات تک تھی - حتیٰ کہ اولاد کو بھی وہ لوگ احمدیت سے روشناس نہ کرا سکے - غالباً یہی وجہ ہے کہ احمدیوں کی باقاعدہ مسجد نہ تھی - بلکہ کسی کے گھر میں جمعہ کی نماز ادا ہوا کرتی تھی -

ان کے صاحبزادے کی مٹھائی کی دکان تھی - سامنے اور بھی مٹھائی کی دکانیں تھیں جن پر بڑے بڑے بورڈ آویزاں تھے کہ "یہاں پر خالص دیسی گھی میں تیار مٹھائی ملتی ہے" مگر انہوں نے کوئی غلط بورڈ نہ لگا رکھا تھا - فرماتے تھے - بیٹی روزی خدا کے ہاتھ میں ہے - میں کسی کو دھوکا دیکر حرام نہیں کمانا چاہتا - کہ دنیا یہاں ہی رہ جاتی ہے - مگر آخرت میں عمل کام آتا ہے میں نے دیکھا کہ دنیا میں بھی بڑے بڑے لوگ ان کے عمل کی وجہ سے بہت عزت . . . . کرتے تھے - جس سے میرے دل میں گہرا اثر ہوا کہ دنیاوی دولت نیک عمل کے آگے ہیچ ہے -

گیارہ پارے پڑھنے کے بعد منڈی بہاؤالدین کو چھوڑنا پڑا اور میرا شوق ادھورا رہ گیا - شکر ہے بائیس ۲۲ سال کے بعد اب مسلم ٹاؤن میں محترمی بزرگوار نصیر احمد فاروقی صاحب سے درس قرآن حاصل کرنے کا دوبارہ موقعہ ملا - خداوند کریم اس سے مستفید ہونے کی توفیق دے -

مولانا مرحوم سے علیحدہ ہو کر اکثر ان کو یاد کرتی تھی پاپا بھی مگر پھر بھی ملاقات نہ ہو سکی - اور اب وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے جا چکے ہیں، خداوند کریم انہیں اپنی جوار رحمت میں اعلےٰ مقام دے - اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین ثم آمین -

بصائر

(بسلسلہ صفحہ)

(اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظلم کر رہا ہو یا اس پر ظلم ہو رہا ہو) شراب خوری اور جوئے بازی معاشرتی زندگی کی روایت بن چکے تھے - اور ان پر فخر کیا جاتا تھا - جاہلی دور کی تمام شاعری خمر اور قمار کے محور پر گھومتی ہے - زناکاری مختلف شکلوں میں رائج تھی اور اس جاہلی معاشرے کی قابل فخر روایت بن چکی تھی - یہ ایک ایسا حمام ہے جس میں ہر دور کا جاہلی معاشرہ ننگا نظر آتا ہے خواہ وہ دور قدیم کا جاہلی معاشرہ ہو یا عہد حاضر کا نام نہاد مہذب معاشرہ "

قارئین کرام نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ گفتۂ رسولؐ کی توہین و استہزاء کے کیپسول کس طرح شوگر کوٹیڈ کر کے اور اچھوتے اور نرالے انداز میں معاشرے میں تقسیم کئے جا رہے ہیں - کاش کہ محافظین حدیث اس امر کی طرف خاص توجہ مبذول کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس طریق سے اس قسم کے انداز فکر کو کھلی چھٹی مل جانے پر بات کہیں کی کہیں چلی جاوے -

اظہار تشکر

میری خوشدامن صاحبہ مرحومہ (بیگم محمد عبداللہ خاں مرحوم انجنیئر) کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر احباب نے ملاقات و مراسلات کے ذریعہ اظہار افسوس و ہمدردی کیا ہے یہ ہمارے لئے بہت ہی وجہ تسلی ہوا ہے - میں فرداً فرداً ان سب احباب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں لہذا اپنی اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے بذریعہ اخبار ہذا تمام احباب و خواتین کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - جزاھم اللہ تعالیٰ -

چوہدری فضل حق - ناظم دارالسلام لاہور

مقام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کے افکار عالیہ اور مختلف عنوانات کے تحت . . . . آپ کی تحریرات سے انتخاب افکار مجدد اعظم کے نام سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا ہے "مقام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے - ملنے کا پتہ: دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمع نور محمدی از مشرق رحمت برآر
چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز
ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

والدین کی خدمت کرنا جہاد ہے

عن عبد اللہ بن عمروؓ یقول جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستاذنہ فی الجہاد فقال احیٌّ والدٰک قال نعم قال ففیہما فجاھد۔

ترجمہ:—

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے جہاد کے لئے اجازت چاہی۔ فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا انہیں (کی خدمت) کا جہاد کر۔

نوٹ۔ از مولینا محمد علی صاحبؒ:—

معلوم ہوا خدمت نسلِ انسانی بھی ایک جہاد ہے اور اس میں سب سے بڑا مقام چونکہ خدمتِ والدین کا ہے جس کا مرتبہ خدا کی عبادت کے بعد ہی رکھا ہے۔ اس لئے اسی کی خاطر جہاد سیفی سے بھی اس شخص کو مستثنےٰ کر دیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حالات ایسے تھے کہ والدین کی خدمت کے لئے اسکا رہنا ضروری تھا۔ شاید انکا کوئی اور خبر گیر نہ ہوگا جیسے حضرت عثمانؓ کو اپنی بیوی دختر رسولؐ کی تیمارداری کے لئے جنگ بدر سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

(فضل الباری)

دوستوں کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی اور ان کی تکالیف میں غم و اندوہ

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ اگر ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی میں ہی درد ہو تو سارا جسم بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام اور آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں۔ بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر ایک کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں، اسی طرح میں للّٰہی دلسوزی اور غمخواری اپنے دل میں اپنے دوستوں کے لئے پاتا ہوں۔ اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوتی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بیکلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک غم شاملِ حال ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے۔ اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جبکہ کسی قسم کا فکر اور غم شاملِ حال نہ ہو۔ کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر میرے دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گذرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لئے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں۔ اور سب سے مقدم یہی دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں اور پھر دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے۔ کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس سے اسے نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کروں۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل

ضروری اطلاع۔ امام برلن مسجد سوموار ۱۰۔ اپریل صبح سوا دس بجے لاہور کے ہوائی اڈے سے براستہ کراچی برلن جا رہے ہیں۔

www.aaiil.org

دینِ اسلام قیامت تک کے لئے دُنیا جہان کی ہدایت و رہبری کا موجب ہے

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کی رُوحانی زندگی کے قیام کے لئے مجدّدین کا سلسلہ جاری کیا ہے۔

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۴ / مارچ ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتًا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ ثم استوٰی الی السماء فسوّٰھنّ سبع سمٰوٰت وھو بکل شیءٍ علیم ——— (البقرۃ ۲-۲۸-۲۹)

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو مخاطب کرکے فرمایا کیف تکفرون باللہ۔ تم سے یہ کیونکر بن سکتا ہے کہ اس خدا کا انکار کرو جس کی قدرت کا ثبوت خود تمہارے وجود میں ہے۔ اس زمین کے اندر تم مردہ ذرات تھے۔ ان ذرات کو ہم نے انسان کی شکل عطا کی۔ مردہ ذرات سے اللہ تعالیٰ تمام قسم کی سبزیاں پھل پھول پیدا کرتا ہے ان مردہ اجزاء کو زندگی بخشی۔ مرد اور عورتیں ان تمام چیزوں کو استعمال کرتے ہیں۔ ان میں گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے جس سے نسلِ انسانی قائم ہوتی ہے۔ انسان کو قویٰ عطا کئے اور کیسا دماغ عطا کیا ہے؟! وہ پہاڑوں کو چیر سکتے سمندروں کو پاٹ سکتے آسمان پر اُڑ سکتے اور قمر پر کمندیں ڈال سکتے ہیں۔ فاحیاکم۔ مردہ اجزاء کو کیا طاقت بخشی ہے۔ پھر فرمایا ثم یمیتکم پھر جب چاہیں اس کی زندگی کو ختم بھی کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے طاقتور انسان آن کی آن میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غلام پہلوان کو ہم نے دیکھا ہے۔ سفید رنگ بڑا مضبوط جسم۔ لیکن یہ زبردست پہلوان پاخانہ میں گئے اور واپس نہ آ سکے وہیں دم نکل گیا۔ تو فرمایا جہاں زندگی پیدا کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے وہاں جب چاہیں ہم زندگی واپس بھی لے لیتے ہیں۔ کبھی بچہ مر جاتا ہے، کبھی وہ جوان ہو کر اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ ایک بہت امیر کبیر شخص لاہور میں رہتے تھے۔ بڑے دولت مند اور با اخلاق آدمی تھے۔ اس نے اپنے نوجوان لڑکے کی شادی کی۔ شادی کے چند دن بعد وہ لڑکا مر گیا۔ کیا حال ہوا ہوگا اس نو بیاہتا لڑکی کا اور کیا حال ہوا ہوگا خاندان کا۔ یہ ایک ہی واقعہ نہیں ایسے کئی واقعات آئے دن پیش آتے ہیں اور کئی عبرتناک نظارے ہمارے سامنے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جوانی اور خوبصورتی عطا کرتا ہے تمام قسم کی روحانی اور ذہنی استعدادیں بھی وہی عطا کرتا ہے۔ پھر یہ سب کچھ موت کا شکار ہو جاتا ہے فرمایا تم اپنی طاقت و قدرت سے زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ زندگی خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ جب کسی گھر میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو سارے کا سارا خاندان خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ زندہ رکھنا اور موت دینا یہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا۔ کیف تکفرون باللہ تم اپنے خالق و مالک کا کس طرح انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو زندگی عطا کی۔ جو نعمت عظمیٰ ہے۔ پھر اس نعمت کے قیام کے لئے کیا کچھ پیدا کر رکھا ہے۔ یہ دوسرا بڑا احسانِ الٰہی ہے۔ چنانچہ فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ زمین کی جس قدر چیزیں ہیں سونا ہے لوہا ہے پتھر ہے نباتات ہے، خورد و نوش کی اشیاء ہیں سب کی سب چیزیں انسان کے لئے ہم نے پیدا کی ہیں۔ جنگلوں کے جنگل شکاری جانوروں سے بھرے پڑے ہیں۔ مرغابیاں چکور وغیرہ انسان کے لئے مختلف موسموں میں آ جاتے ہیں، ان تمام انعامات کے ہوتے ہوئے تم سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم خدا کا انکار کرو صرف زبان سے ہی انکار نہیں ہوتا بلکہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے اس پر عمل نہ کیا جائے، احکامِ الٰہی کی متابعت نہ کی جائے تو یہ بھی باری تعالیٰ کا عملاً انکار ہے۔

فرمایا۔ ثم استوٰی الی السماء فسوّٰھنّ سبع سمٰوٰت آسمان بھی خدا تعالیٰ نے انسان کے قیام کی خاطر پیدا کیا۔ زمین کا رابطہ آسمان کے ساتھ قائم کر دیا۔ آسمان کے بغیر زمین کی کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ آسمان اور زمین مل کر خزانے پیدا کر رہے ہیں۔ آسمان سے بارش اترتی ہے۔ سورج روشنی دیتا ہے۔ اس سے حرارت پیدا ہوتی ہے، اس روشنی اور حرارت سے کھیتیاں اور باغات کے پھل پکتے ہیں۔ فرمایا ورزقکم فی السماء تمہارا رزق آسمان میں ہے اس زمین میں کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی جب تک آسمان سے اسباب پیدا نہ ہوں۔ آسمان کے سورج کی روشنی اور گرمی سے زمین کی مخلوقات زندہ ہوتی اور زندہ رہتی ہیں۔ روشنی کے بغیر زندگی برقرار نہیں رہ سکتی۔

سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اُٹھتا اور بادل کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ہوا اس کو اڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی ہے اور جگہ جگہ بارش ہوتی ہے بارش سے نباتات نمودار ہوتی ہے اور سورج کی روشنی اور گرمی نباتات کو بار آور کرتی ہیں۔ پہلے خود انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ پھر اس کی زندگی کے قیام کے لئے زمین کی پیداوار کا ذکر فرمایا۔ پھر آسمان کے فیوض کا ذکر فرمایا۔ وھو علیٰ کل شیءٍ علیم۔ کائنات کی تخلیق انسان کی فطرت کے مطابق ہے اور اس کی فطرت کو اپیل کرتی ہے۔ کیا اس عرفان کے بعد یہ مناسب نہیں کہ تم اس کے فرمانبردار بندے بن جاؤ، اور اس کے شکر گزار بندے ہو کر زندگی گزارو۔ یہ خدا تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ اس نے قرآن کریم میں اپنی ذات کے بارے عرفان عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی و رہبر بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت و قدرت کا عرفان بخشا اور ایسا دین عطا کیا جو قیامت تک دنیا جہان کے لئے ہدایت اور رہبری کا موجب ہے۔ حضور صلعم کے دین کو زندہ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ من یجدّد لھا دینھا۔ وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اس امت میں مجددین کا سلسلہ چلائیں گے چنانچہ گذشتہ تیرہ سو سال میں مجددین آتے رہے۔ ہم نے بھی اس زمانہ میں ایک عظیم الشان مجدد کو دیکھا ہے۔ وہ حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کا نمونہ تھے، اس طرح خدا تعالیٰ نے ہم پر دوسرا فضل کیا ہے کہ ہماری خاطر ایک امام بھیجا۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس اُمت کو فراموش نہیں کیا بلکہ اس کی رُوحانی زندگی کے قیام کے لئے مجددین کا سلسلہ قائم کیا تاکہ دینِ اسلام عملی رنگ میں قائم و دائم رہے۔

اخبار احمدیہ

درخواستِ دُعا

جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد کی صاحبزادی بی بی اسماء صاحبہ کافی بیمار ہیں C.M.H راولپنڈی میں داخل ہیں اپریشن ہوگا۔ احباب جماعت و قارئین سے درخواست ہے کہ ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعائے خیر فرماویں۔ قاضی عبدالاحد مبلغ۔ ایبٹ آباد

۲۔ میرے ابا جان میاں رحیم بخش صاحب ساماتوی ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ بڑھاپے کی کمزوری اور دیگر عوارض میں مبتلا ہیں۔ لاہور میں ڈاکٹر مبارک احمد شیخ صاحب کے زیر علاج ہیں بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت سے ان کی صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ بشیر احمد مونہ۔ دارالسلام۔ لاہور

شکریہ

مجھ پر پچھلے دنوں فالج کا حملہ ہوا تھا اور میں نے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بھائیوں کی دعاؤں سے فالج کا اثر بہت حد تک دُور ہو گیا ہے اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔ میں بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت کی پُرخلوص دعاؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مزید دعاؤں کا آرزومند ہوں۔ شیخ محمد امین نومسلم مبلغ اسلام لاہور۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۵ راپریل ۱۹۶۷ء

ہماری قومی ذمہ داریاں

(۳)

حضرت مسیح موعودؑ نے فتح اسلام کی حسب ذیل پانچ شاخیں قرار دی ہیں:

۱- سلسلہ تصنیف و تالیف

۲- اشتہارات کا اجرا

۳- مہمان خانہ جو "حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والوں اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے لوگوں کیلئے" قائم کیا گیا۔

۴- سلسلہ خط و کتابت

۵- بیعت کرنے والوں کا سلسلہ

ان پانچوں شاخوں پر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اور آپؑ کے بعد تمام جماعت کا عمل رہا ہے، تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے خود جو بیش قیمت لٹریچر پیدا کیا اور اسیؔ سے زیادہ کتابوں میں اسلام کی شان اور عظمت کا جو نقشہ دنیا کو دکھایا وہ بجائے خود ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، یہ کتابیں اس قابل ہیں کہ انہیں کثرت سے دنیا میں پھیلایا جائے کیونکہ ان کے پڑھنے سے دل (بشرطیکہ بغض و تعصب سے خالی ہوں) خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ ان کتابوں کی اشاعت کا حق پورے طور پر ادا نہیں کیا گیا، کہنے کو جماعتِ احمدیہ لاہور نے بھی آپؑ کی متعدد تصنیفات شائع کیں، اور جماعت ربوہ نے بھی ان کی اشاعت کا اہتمام کیا، لیکن جماعت سے باہر بہت کم لوگوں کے ہاتھوں میں انہیں پہنچایا گیا۔ حالانکہ ان کی اشاعت کا سلسلہ جس قدر وسیع ہو اور غیر از جماعت مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں وغیرہ میں انہیں پھیلانے کا جس قدر اہتمام کیا جائے اسی قدر مفید ثابت ہو سکتا ہے، ان کتابوں کے اندر نور ہے۔ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اور عظمت بیان کی گئی ہے، جو دلوں کو گرویدہ کرنے والی ہے، اس کے علاوہ آپ کی بعثت اور ماموریت کے زبردست دلائل ان کتابوں میں موجود ہیں، ان میں اردو کتابیں بھی ہیں اور فارسی اور عربی کتب بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ فارسی اور عربی کتابیں ایران، کابل اور عرب میں کثرت سے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جائیں بلکہ جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو تبلیغی خطوط لکھے تھے، ان کتابوں کے نسخے عرب اور ایران کے بادشاہوں اور سربراہوں کو بھیجے جائیں، تاکہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جو غلط فہمیاں دنیا میں پھیلائی گئی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ اور لا نبقی لک من المخزیات شیئاً کا وعدۂ الٰہی پورا ہو، ایسا ہی اردو کتابیں پاکستان اور ہندوستان کے روشن خیال اور فہمیدہ طبقہ کے ہاتھوں میں پہنچانے کی ضرورت ہے، جو ہو سکتا ہے کہ آپؑ کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرکے سلسلہ حقہ کی اعانت کے لئے تیار ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات کے علاوہ جماعت کے دیگر بزرگوں بالخصوص حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر مرحوم اور حضرت مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے بھی بیش قیمت کتب تصنیف کیں، اور ہماری انجمن نے ان کو چھپوایا، لیکن وہ بھی غیر از جماعت لوگوں کے ہاتھوں میں نہ پہنچ سکیں جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کثرت کے ساتھ انہیں چھپوایا نہیں جا سکا کہ غیروں تک انہیں پہنچایا جا سکتا، ضرورت ہے کہ ان سب کی کثرت سے اشاعت کا بندوبست کیا جائے تاکہ اسلام کا نور دنیا میں پھیل سکے۔

ضخیم کتب کے علاوہ سلسلۂ اشتہارات کے اجراء کو بھی حضرت مسیح موعودؑ نے فتح اسلام کی ایک ضروری شاخ قرار دیا ہے، اور خود اپنی زندگی میں "اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے" ہزارہا اشتہارات آپ نے شائع کئے، اس سلسلہ کا جاری رکھنا اب بھی ضروری ہے، اگر اس سلسلہ میں مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے ہینڈبل جو دو دو چار چار صفحات پر مشتمل ہوں لاکھوں کی تعداد میں طبع کرکے انہیں عوام الناس کے ہاتھوں میں پہنچایا جائے، ٹرینوں، بسوں، ہوائی جہازوں اور تانگوں وغیرہ میں کثرت سے پھینکے جائیں، دستی تقسیم کئے جائیں تو اس سے بہت بڑے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں اور بے شمار لوگوں کو ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ کام کتابوں کی طباعت و اشاعت کی نسبت بہت سستا اور آسان ہے بشرطیکہ قوم کے عمائد اور انجمن کے سربراہ اس کی انجام دہی کا اہتمام کرنے اور تمام افرادِ قوم ان ہینڈبلوں کی تقسیم کا ذمہ لینے کے لئے تیار ہوں۔

فتح اسلام کی تیسری شاخ مہمان خانہ ہے، جو بفضلہ تعالےٰ ہمیشہ سے قائم ہے اور کچھ سالوں سے حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں چند ایسے کمرے بھی بنوا رکھے ہیں، جن میں معزز حضرات کے قیام کے لئے بہترین انتظام موجود ہے، مہمان خانہ کی اصل غرض تلاش حق کے لئے سفر کرنے والے لوگوں کے قیام کے لئے سہولت پیدا کرنا ہے جو خدا کے فضل سے یہاں موجود ہے اگر ہمارے دوست ان لوگوں کو جنہیں حق کی تلاش یا دینی امور کو سمجھنے کا شوق ہو، اس مہمان خانہ میں بھجوا دیا کریں یا خود ساتھ لے کر آیا کریں تو اشاعت حق کا فریضہ آسانی سے ادا ہو سکتا ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ ایسے لوگوں کی آؤبھگت کرنے اور انہیں امور دینیہ کی تلقین کرنے اور پیش آمدہ سوالات کا جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، ضرورت ہے کہ اس طرف خاص طور پر توجہ کی جائے اور مہمان خانہ کی اصل غرض کو پورا کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

فتح اسلام کی چوتھی شاخ تبلیغی خط و کتابت کا سلسلہ ہے، ہماری انجمن میں خدا کے فضل سے ایسی خط و کتابت حسب ضرورت ہوتی رہتی ہے، اس سلسلہ کو زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے جس میں نہ صرف ان لوگوں کے خطوط کا جواب دیا جائے جن کی طرف سے دینی امور کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں، بلکہ عام طور پر خط و کتابت کے ذریعہ لوگوں کو اسلام اور سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت دی جائے، اس غرض سے سلسلۂ خط و کتابت کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جانا ضروری ہے جس کا سربراہ امور دینی کا ماہر اور تبلیغی خط و کتابت کی اہلیت رکھتا ہو۔

پانچویں شاخ بالفاظ حضرت مسیح موعودؑ "مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ" ہے، اس سلسلہ کو جس قدر بڑھایا جائے اشاعت حق کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے، ہماری کوششیں صرف اسی حد تک محدود نہیں ہونی چاہئیں کہ کتابوں اور رسالوں کو پھیلا کر لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے، بلکہ ایسے لوگوں کو جو سلسلہ حقہ سے حسن ظن رکھتے ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے قائل ہوں، بیعت کے ذریعہ سلسلہ میں داخل کرنا ضروری ہے، جس قدر جماعت کی تعداد بڑھے گی، جس قدر لوگ سلسلہ حقہ کے ساتھ وابستگی اختیار کریں گے اسی قدر جماعت کی قوت زیادہ ہوگی اور دعوت و تبلیغ کے لئے مالی و دیگر اعانت کا سلسلہ وسیع ہوگا، اس لئے اس طرف احبابِ جماعت کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور خود اپنے بچوں کو بیعت کے ذریعہ سلسلہ میں شمولیت کی دعوت دے کر عنداللہ ماجور ہوں، اس بارہ میں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ ذکر کرنا ہے کہ ہمارے اکثر احباب اپنی اولاد اور عزیزوں کو جماعت سے متعارف کرانے میں لاپرواہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی فرد جماعت فوت ہو جاتا ہے تو اس کی اولاد کا کوئی تعلق سلسلہ کے ساتھ نہیں رہتا اور اس طرح جماعت کی قوت آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے یہ نہایت اہم معاملہ ہے جس کی طرف جماعت کے ہر فرد بالخصوص عمائدین کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور اس بات کی کوشش کرنا چاہیئے کہ ان کے بیٹے اور بیٹیاں بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ دلی وابستگی اختیار کریں، تاکہ جس راہ ہدایت کو انہوں نے اختیار کیا ہے ان کی اولاد بھی اس پر چلتی رہے اور اشاعت حق کے لئے جو قربانیاں ان کے وجود سے صادر ہو رہی ہیں ان کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہے۔ یہ گویا صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب انہیں بعد مرگ بھی ملتا رہے گا۔ امید ہے جماعت کے تمام ممبران اس اہم امر کی طرف پوری توجہ دے کر حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور سلسلہ حقہ کی اصل غرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

حق کو چھپانے کا ایک باریک انداز
جماعت ربوہ کی ایک اور جسارت

— گذشتہ سال مجھے ملتان آنے کا موقعہ ملا تو مکرم محترم مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان سے یہ سن کر ازحد قلق ہوا کہ جماعت ربوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات میں تبدیلی اور تحریف سے کام لے رہی ہے۔ اس پر میں نے چند ایسے مقامات کی نشاندھی کی اور اسے اخبار کے ذریعہ احباب جماعت تک پہنچا کر اس بات پر زور دیا کہ حضور علیہ السلام کی جو تصانیف ربوہ سے شائع ہو رہی ہیں ان پر کڑی نگاہ رکھی جاوے بصورت دیگر اگر انہیں تحریف اور تبدیلی کی کھلی چھٹی دے دی گئی تو آئندہ صدی تک وہ ایسے تمام مقامات کی کانٹ چھانٹ کر چکے ہوں گے جہاں ان کے خود ساختہ عقائد کی حضورؑ نے وضاحت سے نفی فرمائی ہے۔ اس بارہ میں میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مرکزی ارباب حل و عقد کی توجہ بھی مبذول کرائی تھی کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں حضور کی شائع شدہ تصانیف کا مقابلہ نئے ایڈیشنوں سے کروایا جاتا رہے اور ایسی تبدیلیوں اور مجرمانہ جسارتوں کی نشاندھی کی جاتی رہے تاکہ احباب ربوہ کو اس طرح کھل کھیلنے اور من مانی کرنے سے پہلے ہی اس سے باز رکھا جا سکے کیونکہ اگر "گربہ کشتن روز اول" پر عمل نہ ہوا تو ان کے ہاتھوں تاریخ کا چہرہ ہی کہیں مسخ نہ ہو جاوے۔

— اب ہمارے علم میں ایک اور باریک مکر آیا ہے جو بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے کھیلا گیا ہے قارئین کے علم میں یہ بات اس لئے لائی جا رہی ہے کہ وہ احباب ربوہ سے یہ امر باز پرس کے رنگ میں دریافت کر سکیں کہ ایسا کیوں کیا ہے؟ کہیں ان کا یہ ارادہ تو نہیں کہ جہاں جہاں ان کے عقیدہ کے خلاف مواد موجود ہے اسے لوگوں کی نگاہ سے ہر ممکن طریقہ سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔

— جماعت ... ربوہ کے ایک ادارہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ نے حضور علیہ السلام کی تصانیف کو روحانی خزائن کے نام سے جلد وار شائع کیا ہے اور ہر جلد سے پہلے کتاب میں بیان کردہ مضامین کا انڈکس بھی دیا گیا ہے تاکہ ایک قاری کو مطلوبہ مضمون تلاش کرنے میں سہولت رہے۔

— روحانی خزائن ۲۱/۱ جلد ۲۱ جو صرف "براہین احمدیہ حصہ پنجم" پر مشتمل ہے اس کا انڈکس ..... سید عبدالحئی ایم اے نے ترتیب دیا ہے۔ اور بڑی محنت سے کتاب مذکور میں تمام مضامین کو اشارۃً حروف ابجد کی ترتیب سے ابتداء میں مع حوالہ درج کر دیا ہے۔

اس جگہ قارئین دو امور ذہن نشین رکھیں:

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام تقریباً ہر کتاب میں جہاں اپنے مقام اور دعوی کا بیان فرمایا ہے وہاں واضح طور پر اس امر کی تفصیل بیان کی ہے کہ میرا مقام اور دعوی محدثیت کا ہے۔ اور یہی محدثیت مجازی اور لغوی معنوں میں بوجہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ظلی اور بروزی نبوت بھی کہلاتی ہے۔ چونکہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اس لئے اب "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کے مصداق محدث ہی امت محمدیہ میں آ سکیں گے۔

دوم: زیر نظر کتاب "براہین احمدیہ حصہ پنجم" حضورؑ کی ۱۹۰۵ء کی تصنیف ہے اور اس کے متعلق جماعت ربوہ والے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کتاب منسوخ ہے اور اس سے حجت ... صاحب نے ابجد کے لحاظ سے ترتیب دیتے دیتے نہایت چابک دستی اور چالاکی سے "محدثیت" کے لفظ کو عمداً انڈیکس میں شامل نہیں کیا۔ حالانکہ صحیح ترتیب مندرجہ ذیل ہونی چاہیئے تھی۔

— مثنوی رومی
— مثیل موسیٰ
— مجاہدات
— مجدد
— محبت الٰہی
— **محدّث**
— محل و مقام
— محمد صلی اللہ علیہ وسلم ......

مگر اس ترتیب شدہ انڈکس میں سے **محدّث** کا لفظ اور اس کا حوالہ یکسر غائب کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ایک عام قاری یہ سمجھ لے کہ اس کتاب میں جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی تصنیف ہے حضورؑ نے اپنے آپ کو محدّث نہیں کہا۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں بھی اپنے آپ کو واشگاف الفاظ میں محدثیت کے مقام پر فائز بیان فرمایا ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم کے اس انڈکس کے صفحہ ۳۵۱ پر حضورؑ نے مندرجہ ذیل سوال (اعتراض) قائم کیا ہے:

"**قولہٗ** - احادیث میں نازل ہونے والے عیسٰیؑ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور **حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو کبھی نبی کہا گیا ہے؟**"

یہ سوال قائم کر کے حضورؑ نے تفصیل سے اس کا جواب اثبات میں دیا ہے کہ ہاں قرآن و حدیث کی رُو سے ایک محدّث کو ان معنوں میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" اور یہ نائی الرسول کا مقام ہے۔

— اب اس جگہ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جماعت ربوہ کے ارباب بست و کشاد سے یہ دریافت کریں کہ یہ کیا معاملہ صرف انڈکس کے سہارے شدہ شدہ کتاب کے حصے پڑھنا چاہیں مگر جو لوگ حضور علیہ السلام کے فرمودات کے عاشق ہیں ان سے یہ تفصیل کیسے پوشیدہ رکھی جا سکتی ہے۔ کیا ارباب ربوہ کی نظروں سے اللہ تعالےٰ کا مندرجہ ذیل فرمان اوجھل ہے؟ جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

"وہ لوگ جو اسے چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں اتارا ہے اور اس کے عوض تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں سوائے آگ کے کچھ نہیں ڈالتے اور اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے" (سورۃ البقرہ ۲/۱۷۵)

اگر در خانہ کس است
یک حرفے بس است

دارالسلام میں خانہ خدا کی تعمیر

دارالسلام (احمدیہ بستی) کی تعمیر احباب جماعت کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ صاف ستھرے ماحول میں کشادہ و جدید طرز کے رہائشی مکانات ہماری تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کے لئے تعمیر ہو رہے ہیں اور ساتھ کے ساتھ آبادی ہو رہی ہے۔ آبادی کے ساتھ ہی مسجد کی فوری ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ انجمن نے فیصلہ فرمایا ہے کہ "خانہ خدا" کی تعمیر عطیہ جات سے ہو۔ مسجد کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ تعمیر پر کم و بیش ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔

احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ اس فنڈ کے لئے جلد از جلد عطیات بھجوائیں تاکہ تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے۔ عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال کریں۔

الداعی الی الخیر۔ فضل حق۔ ناظم دارالسلام لاہور

www.aaiil.org

الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب - راولپنڈی

اہلِ تشیع کے بعض بے بنیاد نظریات اور غلط اعتراضات

۱- مذہب اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ ہر مسلمان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے - جزا اور سزا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے - کوئی شخص کسی اور کا بوجھ (اعمال کے رنگ میں) نہیں اُٹھا سکتا - یہاں تک کہ نبی یا رسول کی بیوی یا بیٹا یا بیٹی بھی اس قاعدے سے مستثنےٰ نہیں - اس کے علاوہ اسلام میں مساوات ہے اور کسی خاندان یا گھرانے سے تعلق کی وجہ سے کسی شخص کی کوئی فضیلت اللہ تعالےٰ کی نظروں میں نہیں ہوتی - سورۃ الحجرات میں جو آیت ہے اُسے پڑھو - ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم (اللہ کے نزدیک تم میں بزرگ وہ ہے جو بہت متقی ہے) -

۲- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہ کیا - جب حضورؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو کچھ دن بیماری کی حالت میں ہی مسجد میں آکر نماز پڑھاتے رہے - اور آپؐ نے فرمایا کہ مسجد میں جس قدر دروازے کھلتے ہیں (یعنی دیگر لوگوں کے حجرات سے) وہ سب سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے بند کر دیئے جائیں - جب زیادہ کمزور ہو گئے اور ایک دن باوجود تین دفعہ اطلاع کے نماز کے لئے جانے کے قابل نہ ہوئے - تو حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں چنانچہ آپؐ کی زندگی کے آخری تین دن حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے -

حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں مروی ہے - جس سے اہلِ تشیع "قرطاس" والا جھگڑا کھڑا کرتے ہیں - اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلعم کی مرض الموت میں ایک دن بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اسی حالت میں نبی کریم صلعم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو - حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا حضور صلعم پر مرض کا غلبہ اور شدت ہے - اور ہمارے لئے قرآن (اللہ کی کتاب) کافی ہے - مطلب یہ تھا کہ فرمان الٰہی کے ماتحت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی - دین مکمل ہو گیا اور اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم کا سامنے ہے اس لئے حضور صلعم کو اس شدت مرض میں تکلیف نہ دو - بہر حال لوگوں میں جب اختلاف رائے پیدا ہوا اور شور و غل زیادہ ہوا تو حضور صلعم نے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ - اسی حدیث میں مزید بیان ہے کہ بعض صحابہؓ نے کہا حضورؐ کا کیا حال ہے کہ آپؐ دنیا کو ترک فرماتے ہیں حضورؐ سے دریافت کرو (آپؐ کا کیا منشاء ہے) چنانچہ بعض صحابہؓ نے آپؐ سے دریافت کرنا شروع کیا - آپؐ نے فرمایا مجھ کو چھوڑ دو - مجھ کو چھوڑ دو - اس حالت میں جس میں کہ میں ہوں - اس لئے کہ میری یہ حالت اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھ کو بلا رہے ہو - اس کے بعد آپؐ نے تین باتوں کا حکم دیا - ایک تو یہ کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو - دوسرے یہ کہ ایلچیوں اور قاصدوں کا احترام کیا کرو اور ان سے احسان کرو جیسا کہ میں احسان کیا کرتا تھا - اور تیسری بات ابن عباسؓ نے بتائی نہیں یا یہ فرمایا کہ میں اس کو بھول گیا - مگر ظاہر ہے کہ ابن عباسؓ کے علاوہ اور بھی صحابہؓ وہاں موجود تھے - اگر وہ تیسری بات حضورؐ کے بعد خلافت کی ہوتی تو کوئی نہ کوئی ضرور بیان کرتا - اور اسکی اہمیت کی وجہ سے ابن عباسؓ کو بھی نہ بھول جاتی -

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک حدیث مروی ہے اور وہ بھی حضور صلعم کے مرض الموت کے شروع ہونے کے وقت کی ہے - حضرت عائشہؓ اپنے دردِ سر کی شکایت کر رہی تھیں تو نبی کریم صلعم نے فرمایا عائشہؓ! اپنے دردِ سر اور اپنی موت کا ذکر چھوڑ اور میرے دردِ سر اور موت کے ذکر میں مشغول ہو جا - رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ ان الفاظ سے میرا منشاء یہ تھا کہ میں نے قصد کیا تھا یا میں نے اس کا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص کو بھیجکر ابوبکرؓ (اور ان کے بیٹے) کو بلواؤں اور اُن کے (ابوبکرؓ) لیے (خلافت) کی وصیت کردوں تاکہ کہنے والے کچھ نہ کہیں اور آرزو نہ کریں - پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا تعالےٰ ابوبکرؓ کی خلافت کے علاوہ دوسرے کی خلافت کا انکار کر دے گا اور مسلمان اس خلافت (جو ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی ہو) مخالفت کریں گے -

اہلِ تشیع کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلعم نے جب تحریر لکھنے کے لئے کہا تھا تو وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق وصیت کرنا چاہتے تھے ، محض خوش فہمی ہے - اور حضرت عمرؓ پر خواہ مخواہ ناراض ہوتے ہیں کہ انہوں نے رُکوا دیا - جیسا کہ ابنِ عباسؓ کی اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ بعض صحابہؓ نے بعد میں حضور نبی کریم صلعم سے آپ کی منشاء دریافت کی - جس میں آپؐ کے بعد خلافت جیسی اہم بات سب سے پہلے آنی چاہیئے تھی ...... مگر اس قسم کا کوئی ذکر نہیں آیا - اس کے برعکس حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث سے حضور نبی کریم صلعم کے منشاء کا علم ہوتا ہے - سب سے بڑا فیصلہ کن فعل جو نبی کریم صلعم نے کیا وہ یہ تھا کہ اپنی بیماری اور زندگی کے آخری ... دنوں میں اپنی جگہ حضرت ابوبکرؓ کو مسجد نبویؐ میں نمازوں کی امامت پر خود متعین فرما دیا -

۳- آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد استخلاف کا سوال پیدا ہوا - مگر آپس میں مشورے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی دینی قابلیت اور امتیاز اور نبی کریم صلعم کے محبوب ترین صحابی ہونے کی وجہ سے انکو خلیفۂ اول منتخب کر لیا گیا اور اُن کی بیعت کر لی گئی - حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو خطبہ دیا وہ مشہور ہے - آپؓ نے فرمایا :-

"اے لوگو - مجھے تمہاری حکومت سپرد ہوئی ہے - اور میں تم میں سے بہتر نہیں .... اور کمزور میرے نزدیک قوی ترین ہے یہاں تک کہ اس کا حق اس کے لئے لے لوں - اور قوی میرے نزدیک سب سے کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس حق کو جو اس کے ذمہ ہے لے لوں - اے لوگو - میں پیروی کرنے والا ہوں - کوئی نئی بات نہیں لایا - اگر میں نیک بات کروں تو میری مدد کرو - اور بُرا کام کروں تو مجھے درست کرو - ...."

۴- حضرت ابوبکرؓ کے مناقب میں سے چند ایک ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں :

۱- بخاری شریف - کتاب تفسیر القرآن میں حدیث آتی ہے - کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا "میں نے کہا تھا - لوگو - میں تم سب کی طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں - اس وقت تم نے کہا تو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا آپ سچے ہیں" روایتوں سے ثابت ہے کہ بالغ مردوں (صحابہ کرامؓ) میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا -

۲- جب آنحضرت صلعم ہجرت پر روانہ ہوئے تو آپؐ کا ایک ہی رفیق ہم سفر تھا اور وہ حضرت ابوبکرؓ تھے پھر غارِ ثور میں پناہ لینے کے متعلق قرآن کریم نے ابوبکرؓ کو ثانی اثنین کہا ہے اور اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللّٰہ معنا (جب پیغمبرؐ اپنے صاحب (رفیق) سے کہہ رہے تھے - گھبراؤ نہیں اللہ تعالےٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے -

۳- قرآن کریم نے السابقون الاولون من المھاجرین والانصار کو رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ - اور وعدۂ جنت کا سرٹیفکیٹ دیا ہے ان میں دیگر مہاجرین میں حضرت ابوبکرؓ سرفہرست تھے -

۴- اگرچہ حضرت ابوبکرؓ بڑے رقیق القلب تھے - مگر جب خلیفہ بننے کے بعد بعض قبائلِ عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور کچھ ان میں سے مرتد ہو گئے - تو باوجود بعض صحابہؓ کے روکنے اور نرمی برتنے کا مشورہ دینے کے حضرت ابوبکرؓ نے اُن مرتدین سے جنگ کی اور ان کو راہِ راست پر لائے

۵ ۔ جمع قرآن (یعنی ایک کتابی صورت میں لکھواتے) کا کام بھی حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں ہُوا۔

۶ ۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سوال اُٹھایا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کون بہت بہادر تھا؟ ۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ وہ ابوبکرؓ تھے۔ پھر فرمانے لگے کہ یوم غزوۃ البدر میں صحابہؓ نے آنحضرت صلعم کے لئے ایک جھونپڑا سا بنا دیا تھا کہ حضورؐ اس میں تشریف رکھیں۔ پھر سوال اُٹھا کہ حضورؐ کے پاس کون رہے تو ابوبکرؓ آگے بڑھے اور اپنے ذمہ یہ فرض لیا۔ اور تلوار نکال کر حضورؐ کی حفاظت میں مصروف ہوگئے۔ اور جو کوئی بھی بد ارادے سے اس جھونپڑے کی طرف بڑھتا تو ابوبکرؓ اس کا بہادری سے مقابلہ کرتے اور اس کو مار بھگاتے۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے بڑی بہادری اور جان نثاری کا مظاہرہ کیا۔

۵ ۔ حضرت ابوبکرؓ کی نرم دلی مشہور تھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی حدود کے سامنے مضبوطی سے کام کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم سے تو آپ کو بہت محبت تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد آپؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی بھی بہت عزت کرتے تھے اور محبت سے پیش آتے تھے۔ مگر جب حضرت فاطمہؓ نے کہلا بھیجا کہ باغ فدک وغیرہ جائدادیں جن سے رسول اللہ صلعم اپنے گذارہ کے لئے لیا کرتے تھے، شرعی طور پر تقسیم ہو کہ انہیں حصہ دیا جائے ۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے (جس کی تصدیق بعض دیگر صحابہؓ نے بھی کی ہے) کہ "انبیاء کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے یعنی بیت المال کا حصہ ہے" انا لا نورث ما ترکنا صدقۃ" (بخاری باب الخمس)۔ واضح ہو کہ ورثاء میں حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اور زوج نبی کریم صلعم حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی شامل تھیں۔ مگر مدنظر صرف یہی تھا کہ حدود اللہ سے تجاوز نہ ہو۔

بیت المال کو وہ کسی کی ذاتی جائداد نہ سمجھتے تھے۔ جب اپنی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ خلافت کے زمانہ میں بیت المال سے گذارہ لے کر جو بچ رہا ہے وہ بیت المال میں واپس کر دیا جائے۔

۶ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں حضرت علیؓ بھی آپ کی تیمارداری میں شریک تھے ۔۔۔ اسی اثناء میں ایک دن حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے عرض کرو کہ تمہارے حق میں خلافت کی وصیت کریں۔ مگر حضرت علیؓ نے اس قسم کا مطالبہ کرنے سے انکار کر دیا۔

آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ ممکن ہے کہ چونکہ حضرت فاطمہؓ باغ فدک کے معاملہ میں حضرت علیؓ سے ناراض تھیں، حضرت علیؓ نے ان کی پاس خاطر اپنی بیعت کو ملتوی کر دیا ہو۔ حضرت فاطمہؓ جب زیادہ بیمار ہوگئیں تو حضرت ابوبکرؓ ان کی عیادت کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اور ان میں آپس میں صلح صفائی ہوگئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا رنج عارضی تھا۔ حضرت علیؓ نے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے خلیفہ بننے پر اُن کی بیعت بھی کی تھی۔ بلکہ حضرت عمرؓ کی ایک بیوی حضرت اُمّ کلثوم بنت حضرت علیؓ تھیں جو کہ حضرت فاطمہؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت عثمانؓ جب تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کی بھی بیعت کی تھی۔

۷ ۔ میری منشاء حضرت ابوبکرؓ کی شخصیت اور ان کی خلافت اور انکے مناقب بیان کرنے سے یہ ہے کہ بدقسمتی سے اہلِ تشیع حضرت ابوبکرؓ کو نعوذ باللہ غاصب خلافت سمجھتے ہیں کہ گویا انہوں نے اہل بیعت میں سے حضرت علیؓ کو خلیفہ اوّل بنانے کی جگہ خود خلافت پر قبضہ کر لیا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے انتخاب خلیفہ قرآنی حکم "و امرھم شوریٰ بینھم" کے ماتحت کثرت رائے سے ہوا اور سب میں سے بہتر شخص حضرت ابوبکرؓ کو چُن لیا گیا اور بعد میں حضرت علیؓ نے بھی ان کی بیعت کر لی اور بعد میں خلیفہ دوم حضرت عمرؓ اور خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کی بھی بیعت کی۔ باوجود ان تاریخی باتوں کے پھر بھی بعض ۔۔۔۔۔ اہل تشیع ان برگزیدہ تین خلفائے راشدین پر تبرے بازی کرتے ہیں۔ انہیں خدا سے ڈرنا چاہیئے۔

۸ ۔ اس ناپاک کوشش میں کہ باقی خلفاء کو گرا کر حضرت علیؓ کی برگزیدگی کو ثابت کیا جائے، اہل تشیع نے نہ صرف بہت سی غلط اور مشکوک روایات اور غیر مصدقہ احادیث اور غیر مستند اقوال جمع کر رکھے ہیں جن میں اہل بیت اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں (یعنی جائز فضائل اور مناقب سے کسی مسلمان کو انکار نہیں جس سلسلہ میں مستند احادیث موجود ہیں۔ لیکن دوسروں کو گرا کر حضرت علیؓ کو اونچا دکھانا معیوب ہے) ۔ بلکہ قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی غلط استدلال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا گیا ہے ۔ ان میں سے چند کا ذکر ذیل میں کرتا ہوں :۔

(۱) سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۵

غزوۂ اُحد میں دشمن کے اچانک حملہ سے پریشان ہو کر کچھ لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے ۔ اُن میں حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے (ان لوگوں کی بریت خود جنابِ الٰہی نے قرآن کریم میں کر دی ہے) مگر شیعہ لوگوں کا یہ اعتراض کہ حضرت عمرؓ بھی بھاگنے والوں میں سے تھے، قطعی غلط ہے۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ میدانِ جنگ میں رہے ۔ بلکہ ابو سفیان کے پوچھنے پر کہ کیا محمدؐ ، ابوبکرؓ و عمرؓ زندہ ہیں؟ اور جب جواب نہ ملا تو اس نے نعرہ اُعلی الھبل بلند کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ہی للکارا تھا اللہ اعلےٰ و اجلّ ۔ اور ابوسفیان کو دھتکار دیا تھا۔

(۲) سورۃ النساء ۲۴ ۔۔۔ آیت میں یعنی فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃً (سو تم ان میں سے جس کے ساتھ نفع اُٹھایا ہے۔ انہیں ان کے مقرر شدہ مہر دیدو ۔ اس سے اہلِ تشیع نے متع یعنی عارضی نکاح کا جواز نکالا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ متع میں عورت مرد کا تعلق عارضی ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی زندگی میں کوئی فوت ہو جائے تو کوئی وراثت نہیں ۔ باپ اولاد کی پرورش کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے احصان یعنی نکاح کے مقابلہ پر مسافحت یعنی شہوت رانی کو رکھا ہے ۔ گویا جو احصان نہیں وہ مسافحت ہے اس لئے مُتعہ ان دونوں میں سے کسی ایک میں آنا چاہیئے ۔ احصان میں عورت کے مرد پر حقوق ہوتے ہیں اور وراثت میں بھی ۔ اور باپ اولاد کی پرورش کرتا ہے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کی رُو سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں ہی مُتعہ کو روک دیا تھا۔

(۳) سورۃ النساء ۵۹ ۔ حقیقی اطاعت اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے جو کہ بلا قید ہے ۔ لیکن اُولی الامر کی فرمانبرداری اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف نہ جائے ۔ اولی الامر منکم میں آئمہ دین ۔ بادشاہ ۔ حکام ۔ سب شامل ہیں (مگر چونکہ مؤمنوں سے خطاب ہے اس لئے مسلمان حکام مراد ہیں) اگر غیر مسلم حکام ہوں تو ان کے احکام کی اطاعت کریں بشرطیکہ وہ خلاف قرآن و حدیث نہ ہو۔ یعنی پہلے حکم قرآنی اس کے بعد حکم حدیث (بشرطیکہ وہ حکم قرآنی کے صریحاً خلاف نہ بیان کیا گیا ہو۔) آئمہ اور مجتہدین کے اپنے اقوال ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ اختلاف ہو سکتا ہے ۔ اور وہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ صحیح ہوں ۔ یہ بھی یہاں واضح رہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نیا نبی بھی نہیں آ سکتا ورنہ اس کا ذکر یہاں ہوتا ۔ بدقسمتی سے اہلِ تشیع نے امام معصوم کا وجود جو تسلیم کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ غلو کر کے بعض آئمہ کو رسول چھوڑ ۔ قریباً خدائی کے مرتبہ پر پہنچا دیا گیا ہے ۔ اس آیت کے ماتحت کوئی امام ۔ نبی کریم صلعم کے بعد معصوم نہیں ہو سکتا۔

(۴) سورۃ المائدہ ۵۴ ۔ سب سے بڑا فتنۂ ارتداد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اُٹھا ۔ اور حضرت ابوبکرؓ کا قدم انبیاء کی طرح مضبوط رہا ۔ اور مرتد قبائل اور دیگر قوموں کو پھر سے اسلام میں داخل کیا ۔ اس آیت میں یحبھم و یحبونہٗ میں حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے ساتھی مراد ہیں

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۱)

www.aaiil.org

الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب

(مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

اسلام کے اندر فرقہ بندی اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رح کا اظہار خیال

اس خطبہ کے بعد خواجہ صاحب رح اور ایک نومسلم کے درمیان حسب ذیل مکالمہ ہوا:۔

نومسلم۔ آپ کا خطبہ تو نہایت مفید اور نئے معلومات اپنے اندر رکھتا ہے۔ بات بھی سچ ہے۔ خدا کی طرف سے اگر مذہب آئے وہ سب دنیا کے لئے ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اور اس کی تعلیم ایسی بیّن اور مبرہن ہونی چاہیئے۔ کہ اس کی کسی اصولی تعلیم پر دو رائے نہ ہو سکے۔ یہ بھی آپ نے نہایت صحیح طور پر ثابت کر دیا۔ کہ اگر قرآن اس قسم کی تعلیم لایا ہے۔ تو پھر یہ خاتم الکتاب ہونا چاہیئے۔ جب ایک تعلیم آ گئی۔ اور وہ مخدوش ہونے سے بچ گئی ہے۔ تو پھر اس تعلیم کے اعادہ کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن میں نے چند باتیں نوٹ کی ہیں۔ جس میں مجھے ہمارے بعض مشرقی مسلم بھائی ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے نظر آتے ہیں۔

مَیں:۔ واقعی شاید آپ کو غلطی لگ گئی۔ میرے علم میں تو ایسا نہیں۔

نومسلم:۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ ہاں آپ تو امام ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کو ان اختلافات کا علم نہ ہوتا ہوگا۔

مَیں: میں سمجھتا نہیں آپ تشریح کریں۔

نومسلم: اعلان اسلام سے پہلے بھی میں یہاں آیا کرتا تھا۔ اور آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا تھا۔ اَب بھی نماز جماعت کے بعد جو حصہ نماز کا آپ لوگ ادا کرتے ہیں اس میں کچھ اختلاف سا نظر آتا ہے۔ بعض لوگ چھاتیوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ بعض زیرِ ناف۔ بعض دوست ہر ایک سکون و حرکت پر ہاتھ کانوں کی طرف ٹھیک اسی طرح لے جاتے ہیں، جیسے آپ اور آپ کی اقتدا میں ہم سب شروع نماز میں اپنے ہاتھ کانوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ پھر جب آپ قرآن کی پہلی سورت (سورت فاتحہ) ختم کرتے ہیں تو بعض گو تھوڑے سے ہی کسی قدر بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔ عیسائی گرجوں میں تو ایک قسم کی ہم آہنگی اور یک رنگی ہوتی ہے۔ آپ ہمارے ہاں کیوں نہیں کراتے۔

مَیں: اب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ یہ ایک لمبی بحث ہے۔

نومسلم: تو شاید آپ کے پاس اس وقت وقت نہ ہوگا۔ پھر کبھی سہی۔

مَیں: اس سے بہتر میرے لئے اور کوئی مصروفیت نہیں۔ میں اَب بھی حاضر ہوں۔ لیکن پیشتر ازیں کہ میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرا عمل ان مراسم نماز میں کیا دیکھا۔

نومسلم: آپ کے ہاتھ کان کی طرف تو بار بار نہیں جاتے۔ نہ آپ مقتدیوں میں ہوتے ہیں کہ جس سے معلوم ہو کہ آیا آپ آمین اُونچی کہتے ہیں یا نیچی۔ البتہ جب آپ تنہا نماز پڑھتے ہیں تو اس وقت میں نے غور کیا کہ آپ کے ہاتھ کبھی زیرِ ناف ہوتے ہیں کبھی چھاتی پر۔ ہاں ہماری جماعت میں ایک دو عورتیں اور بھی ہیں۔ ...... جن کے ہاتھ اکثر کھُلے رہتے ہیں۔

مَیں۔ مَیں نے یہ سوال بھی اسی لئے کیا تھا کہ تا آپ سمجھ جائیں۔ یہ باتیں اصول مذہب میں داخل نہیں۔ اس اختلاف سے نماز میں خلل نہیں ہوتا۔ اگر یہ اہم باتیں ہوتیں۔ تو بالفرض ہم مسلم نمازوں میں اس پر کبھی تنازعہ ہوتا۔ ہم نے یہ مراسم نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لئے ہیں۔ یہ سب طریق انہی کے ہیں۔ انہوں نے ہی نماز میں یہ مختلف انداز اختیار کئے ہیں جن کی اتباع ہم لوگ کرتے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ زید کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت عمل ایک طرح پر ثابت ہے اور دوسرے کے نزدیک دوسری طرح پر۔ یہ سب محبوب کے ہی انداز ہیں۔ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو انداز مَیں نے اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے۔ اور دوسرے انداز آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں۔

نومسلم۔ یہ تو صحیح ہوگا۔ جیسے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کیونکہ آپ مشرقی مسلمانوں میں باوجود اس اختلاف کے کبھی ان امور پر تنازع نہیں ہوا۔ نہ آپ نے کبھی آپس میں ان امور کے مٹانے اور ایک طریق عمل کے اختیار کرنے کے لئے کبھی تصفیہ کیا۔

مَیں: اسی لئے کہ یہ اختلاف کوئی اصولی اختلاف نہیں اور اختلاف ہو تو ہو۔ کہ ان باتوں کو ہم نماز میں خلل انداز نہیں سمجھتے ہوں۔

نومسلم: اچھا ہمارے نبی (صلعم) نے یہ مختلف باتیں کیوں اختیار کیں"۔ (ایضاً ۴۲ تا ۲۵)

یہ مکالمہ خاصا لمبا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رح نے اس کے جواب میں عبادت کی اصل غرض اور مختلف طریقہائے عبادت پر بڑے بسط سے بحث کی ہے اور اس کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہنے دیا۔ ہم وہ سب یہاں نقل نہیں کر سکتے۔ یہ ساری بحث سننے کے بعد نومسلم نے آخر میں یوں کہا کہ:۔

نومسلم: کیا عجیب بات ہے۔ تو ہی تو آپ کے مقتدی نماز میں مختلف الحرکات ہوتے ہیں۔ لیکن آپس میں ایک دوسرے کے فعل پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ اور بات بھی ٹھیک ہے یہ ممکن نہیں کہ نماز میں سب مقتدیوں کی کیفیات قلبی یکساں ہوں۔ تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ رفع یدین یا آمین کہنے میں یا ہاتھوں کے باندھنے میں سب کا طرز عمل ایک ہی ہو۔ ہاں نماز پڑھنا اگر مشینی حرکات کا رنگ اپنے اندر رکھے تو بالضرور سب کے سب حرکات ایک ہی قسم کے ہوتے۔ چنانچہ عیسائی گرجاؤں میں اس بات کا بڑا اہتمام رہتا ہے کہ جو ان کے مقررہ حرکات ہیں ان میں فرق نہ آئے۔ یہ جو عیسائیوں میں مختلف فرقے ہیں ان کے مراسم نماز بھی جدا جدا ہوتے ہیں۔ بلکہ ان امور پر یہاں تک زور دیا جاتا ہے کہ ایک کے نزدیک دوسرے کی نماز ہوتی ہی نہیں۔ بلکہ کسی مقتدی کی کسی گرجا میں کیا مجال ہے کہ وہ مراسم نماز میں کسی دوسرے فرقے کا طریق عمل اختیار کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا مذہب (اسلام) ان تنازعات سے پاک ہے۔ (ایضاً صفحہ ۵۵-۵۶)

اس نومسلم کے آخری فقرہ کو سُن کر خواجہ صاحب رح کے دل پر چوٹ لگی اور وہ دل ہی دل میں ہندوستان کے ان دلخراش واقعات کی یاد میں کھو گئے جو تاریخ کے صفحات پر خونی عنوانات سے لکھے جا چکے ہیں۔ جبکہ مساجد میں دنگے اور فساد ہوتے مساجد کے صحن کی مٹی تک کرید کر باہر پھینک دی جاتی کہ وہاں کسی دیگر فرقہ کے کسی فرد نے آ کر نماز ادا کی تھی وہ دیر تک اپنے آپ سے ہی باتیں کرتے رہے۔ اور نماز میں آمین بالجہر کہنے یا ہاتھ چھاتی پر یا زیرِ ناف باندھنے پر مسلمانوں کے ہاں جو جو ہنگامے برپا ہوئے ان کے تصوّر سے وہ لرز اُٹھے اور آخر اپنے غمزدہ قلب کی کیفیت کو آپ الفاظ کا پیراہن پہنا کر اور علم و حکمت کا ایک پیکر بنا کر یوں پیش کرتے ہیں:۔

"نادان نہیں سمجھتے کہ کسی مذہب میں یہ وہ امور نہیں ہو سکتے۔ کہ جس سے کوئی فرقہ پیدا ہو۔ جب یہ ساری باتیں سنّت نبویہؐ ہیں تو یہ کس قدر گستاخانہ جُرأت ہے۔ کہ ہم جو فعل نہ کریں اس پر نکتہ چینی کریں۔ یہ تو ایک پیارے محبوبؐ کے مختلف خط و خال اور انداز ہیں۔ یہ تو ممکن بلکہ طبعی امر ہے۔ کہ کسی کو محبوب کا کوئی انداز بھا گیا ہو۔ کسی کی نگاہ میں کوئی ادا کھُب گئی ہو۔ لیکن سچی محبت اور حقیقی عشق اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ عاشق اسی محبوب کی دوسری اداؤں پر نکتہ چین ہو۔ مجھے ایک ادا نے اپنا شکار کر لیا ہے۔ لیکن میں اگر حقیقی عاشق ہوں تو اس کی سب اداؤں کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ میرے نزدیک جو اہلِ حدیث کسی حنفی المذہب کے انداز ادائگی نماز پر حرف گیری

www.aaiil.org

کرتا ہے۔ وہ مذہب عقل میں غدار ہے۔ [illegible] کرتا ہے۔

کیا یہی باتیں نہیں جو ہم مسلمانوں میں بانٹنے فساد ہوئی ہیں۔ جنہوں نے قبیلوں اور خاندانوں کو جدا کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ضعف اور ادبار تک پہنچایا۔ حالانکہ ان کو اصول مذہب سے چنداں تعلق نہ تھا۔" (ایضاً صفحہ ۲۷-۲۸)

دنیا کے دیگر مذاہب کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بالمقابل ان امور متفقہ پر غور کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے مختلف فرقہ جات میں موجود ہیں۔ ہم سب قرآن کریم [illegible] کا یکساں ایمان۔ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے ختم نبوت کو ہم سب مانتے والے۔ آپ کے بعد کسی رسالت یا کتاب کے ہم سب قرآن کریم کو خاتم الکتب اور اسے کامل و مکمل شریعت مانتے ہیں۔ ہر قسم کی مذہبی ہدایت کے لئے ہم سب کے سب قرآن اور سنت نبویہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ پانچ ارکان اسلام کے ہم سب قائل ہیں۔ خدا کی ذات کے بعد ہم سب ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ یوم آخر تقدیر خیر و شر۔ حشر اجساد پر ہم سب کا ایمان ہے۔ ہم سب کا ایک ہی کعبہ ہے۔ ایک ہی قسم کی چیزوں کو حلال و حرام سمجھتے ہیں۔ طرز عبادت بھی ہم سب کی ایک ہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب خدا را سوچو وہ کونسی بات رہ گئی جو ہمارے ایمان و اسلام کے لئے تو ضروری ہے اور تم سب کا اس پر یکساں ایمان نہیں۔ وہ کونسا امر اب رہ گیا جو تمہیں مسلمان بنانے کے لئے ضروری ہے اور جسے ہم نے آج تک نہیں گن دیا۔ اب اگر یہ امور ایک شخص کے ایمان و اسلام کے لئے کافی [illegible] پیدا ہو گئے ہیں وہ کہاں تک باعث تفرقہ ہو سکتے ہیں۔ فروعی امور میں اختلاف تو رحمت ہی رحمت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ وہ رحمت ہے جس کی طرف نبی کریم نے اشارہ فرمایا لیکن ہماری بدقسمتی سے اس رحمت کو زحمت بنا دیا۔" (ایضاً صفحہ ۵۶-۵۸)

خواجہ صاحبؒ کا موقف یہ تھا کہ مضبوط نظام وہ ہوگا جس کی بنیاد مضبوط ہو ایک ہو، محکم ہو۔ اس کی شاخیں بیشک متعدد ہوں، گوناگوں ہوں۔ مگر جڑھ سے ان کی وابستگی قائم رہے۔ اس کے درخت کی مثال دے کر اور انسانی پیدائش کے مختلف مراحل کا ذکر کر کے نہایت شاندار استدلال کئے ہیں۔ یہ درخت کی وہی مثال ہے جو قرآن کریم نے سورۃ ابراہیم کی آیت ۲۴ میں پیش کی ہے یعنی:

كلمةً طيبةً كشجرةٍ طيبةٍ اصلها ثابتٌ و فرعها في السماء

خواجہ صاحبؒ اختلاف اور اتحاد کے پر حکمت نظریئے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"ایک درخت کو دیکھ لو۔ کس طرح ایک بیج میں سے اول اول ایک کونپل نکلتی ہے۔ اس وقت درخت اتفاق کا ایک پورا مجسمہ ہوتا ہے اس کے مختلف قوتے ایک کونپل میں چھپے ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت اس میں کوئی ترقی کی شکل نہیں ہوتی۔ اگر اس کی ترقی یہی ہے کہ درخت بڑھے اور پھل پھول لائے تو یہ ترقی اختلاف پر مبنی ہے۔ درخت میں ترقی تب ہی شروع ہوتی ہے جب اس کونپل کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ یہ دونوں شاخیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں پھر ان شاخوں میں سے اور شاخیں پھر پتے پھر پھول پھر پھل۔ الغرض ہر مرحلہ ترقی اختلاف کے [illegible] کا رنگ ہوتا ہے۔ پھر اس میں ایک ہڈی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اصلی ترقی شروع ہوتی ہے ایک طرف بازو۔ دوسری طرف ٹانگیں۔ پھر ان کے آگے ہاتھ اور پاؤں۔ پھر ان پر انگلیاں پھر گردن ناک کان آنکھیں دماغ۔ دیکھ لو ہر مرحلہ ترقی ہی مرحلہ اختلاف ہے۔ پھر انسانوں کے اختلاف امزجہ۔ و اختلاف طبائع پر غور کرو۔ اسی اختلاف نے مصنف شاعر حکیم طبیب۔ صناع۔ مہندس مقنن پیدا کئے۔ الغرض مختلف [illegible] اختلافات۔ کیا انسانی تمدن کے مختلف اقسام ہمارے آرام و آسائش کی مختلف شکلیں ہماری ضروریات کی مختلف نوعیت یہ سب کے سب کیسے حاصل ہو سکتے۔ اگر اختلاف ایک امر ناجائز ہوتا۔ الغرض تمدن و تہذیب کا کمال۔ کمال اختلاف پر حصر رکھتا ہے۔ اختلاف ہی رحمت خدا ہے۔ لیکن یہ اختلاف اسی وقت تک (کسی چیز یا کسی [illegible] کے مختلف اجزاء کا آپس میں بنیادی اتحاد) اتفاق رہے۔ درخت میں نشو نما جس قدر اختلاف اجزائے درخت کے ذریعہ ہوتا ہے وہ اسی حد تک قائم رہ سکتی ہے جب اس درخت کی شاخیں ایک تنے اور ایک جڑ سے وابستہ ہوں۔ انسان کے مختلف جوارح اسی وقت تک ترقی جسم کا موجب ہو سکتے ہیں جب ان سب کا جسم کے تعلق میں اتفاق ہو۔ تمدن۔ تہذیب انسانی اختلاف سے ہی ترقی کرتی ہے۔ لیکن اس وقت تک جب مختلف افراد انسانی چند اصولوں میں اتفاق کر کے ایک سوسائٹی بنائیں۔ الغرض تمام کائنات عالم کو ایک غائر اور [illegible] تو ایک دوسرے سے اختلاف دکھیں۔ لیکن وہ سب کے سب ان امور میں اتفاق رکھیں جو ان کے لئے بنیاد کا حق رکھتی ہوں۔"

خلافت ربوہ میں انتشار

چند دنوں سے ربوہ کے اخبارات و رسائل میں منافقین کا بہت رونا رویا جا رہا ہے اور خود خلافت مآب کے ایک خطبہ کی رپورٹ بھی ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء کے الفضل میں شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ:

"حضور نے بعض منافقین کے چند کی حقیقت کو واضح کیا اور مقام خلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ خلیفہ خدا تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کی تائید و نصرت فرماتا ہے چنانچہ خلافت ثالثہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے منافقین اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

وہ کونسے غلط اور بے بنیاد اعتراضات ہیں جن کی حقیقت کو خلیفہ صاحب نے واضح کیا، ان کا تو کوئی ذکر نہیں کیا گیا، البتہ الفضل کے متعدد پرچوں میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے بعض ارشادات اور تاریخ الخلفاء اور دیگر کتابوں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعض بیانات نقل کئے گئے ہیں، جن میں انہوں نے خلافت کے لئے اپنی عدم خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف انہیں اس منصب پر بٹھایا گیا، یہ بالکل صحیح ہے لیکن محض اتنا کہہ دینے سے کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور ان بزرگوں کے اقوال نقل کر دینے سے معترضین کے اعتراضات تو رفع نہیں ہو سکتے نہ انہیں منافق کہہ دینے سے خلیفہ صاحب کی بریت ہو سکتی ہے، انہیں معلوم ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب کسی

(باقی بر صفحہ ۱۰ اشتہار کے پیچھے)

www.aaiil.org

اہلِ تشیع کے بعض بے بنیاد نظریات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

افسوس ہے کہ ان اصحاب کے خلاف اہلِ تشیع زبان درازی کریں۔

۵۔ سورۃ المائدہ ۵۵۔ اہلِ تشیع کہتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق حضرت علی رضؓ ہیں اس لئے ایک روایت کی رُو سے آپؓ نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی اتار کر ایک سائل کو دے دی تھی آیت ہے یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ مگر سوچیں۔ یہ کوئی قابلِ تعریف فعل نہیں کہ ایک شخص حالت نماز میں اپنی انگوٹھی اتار کر سائل کو دیدے۔ گویا پوری توجہ الی اللہ نہیں تھی۔ اس سے بڑھ کر حضرت ابوبکر رضؓ نے مال حذا کی راہ میں دے دیا تھا۔ لوگ مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں نماز پڑھتے ہیں کوئی سوال نہیں کرتا۔ دوسرے حضرت علیؓ کا انگوٹھی دینا (اگر صحیح واقعہ ہے) تو زکوٰۃ نہ تھا۔ زکوٰۃ بیت المال میں دی جاتی ہے۔ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا۔ دو عظیم الشان ارکان فرمانبرداری کے ہیں۔ اس سے کھینچ تان کر حضرت علی رضؓ کی فضیلت اور امامت کی دلیل لینا بودی بات ہے۔

۶۔ سورۃ المائدہ ۶۷۔ اہلِ تشیع کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں تبلیغ سے مراد حضرت علی رضؓ کی تبلیغ مراد ہے۔ گویا "ما انزل الیک" سے مراد پیغام توحید اور نیکی کی دعوت نہیں بلکہ حضرت علیؓ کی خلافت کا ملنا ہے۔ اور وہ شیعہ کے خیال کے مطابق ہے۔ مثال ہے مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ یہ کوئی دلیل نہیں۔ زبردستی ہے۔

۷۔ سورۃ التوبۃ ۴۰۔ خطاب ثانی اثنین۔ انّ اللہ معنا میں حضرت ابوبکر رضؓ کی فضیلت کی دلیل ہے اللہ کی معیت جو آنحضرت صلعم کو حاصل تھی اس میں حضرت ابوبکر رضؓ بھی شامل ہیں۔ اہلِ تشیع غور کریں۔

۸۔ سورۃ التوبۃ ۱۰۰ پہلے مہاجرین اور انصار پر اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ یہ صحابہؓ کے مقام کو ظاہر کرتی ہے اس میں حضرت ابوبکرؓ۔ عمر رضؓ اور عثمانؓ شامل ہیں اس پر اہلِ تشیع غور کریں۔

۹۔ سورۃ الحجر ۹ حفاظت قرآن۔ غیر مسلم مؤرخین بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن کریم میں تحریف نہیں ہوئی اور یہ مکمل ہے۔ اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی۔ اہلِ تشیع کے محققین کو بھی مجبوراً یہ ماننا پڑتا ہے۔ ورنہ ان پر یہ الزام آتا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر رضؓ نے اسے کتابی صورت میں مکمل نہیں لکھوایا تو پھر حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو مکمل کیوں نہ کیا۔ بعض شیعہ یہ خیالی بات کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی فضیلت اور امامت کی آیات قرآن کریم میں تھیں مگر شامل نہ کی گئیں۔ لا حول ولاقوۃ الاباللہ۔ قرآن کریم میں سورۃ القیامۃ میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ انا علینا جمعہ و قرانہ (ہم پر اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے) پھر آگے فرماتے ہیں کہ پھر ہم پر ہی اسے کھول کر بیان کرنا ہے۔ اس لئے جمع قرآن میں کیسے غلطی ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ سورۃ مریم۔ پہلا رکوع ملا۔ یرثنی۔ اہلِ تشیع نے (اور ربوہ کی خلافت والوں نے بھی) یہاں یہ دلیل دی ہے کہ یہاں یرثنی سے مراد ہے کہ میری جائداد کا وارث ہو۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک راستباز نبی کی کوئی ہتک نہیں ہو سکتی کہ سخت بڑھاپے میں اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود صرف ایک بیٹے کا خواہشمند ہو اس لئے کہ اس کی جائداد سنبھالے۔ حالانکہ ایک راستباز کی جائداد اصل میں علم اور ہدایت ہوتی ہے۔ انجیل لوقا (۱:۶) میں لکھا ہے کہ زکریا خدا کے حضور راستباز اور بے عیب تھا۔ بلکہ اس کی بیوی بھی (باوجود عورت ہونے کے) بیگناہ تھی۔

۱۱۔ سورۃ النور ۲۲۔ اس میں جناب الٰہی نے حضرت ابوبکر رضؓ کو اولوالفضل والسعۃ کہا ہے۔ اس پر مفسرین متفق ہیں۔ کیونکہ افک کے معاملے کے بعد آپ نے اپنے رشتہ دار مسطح کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ مگر یہاں ان کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کی مدد کرنے کو کہا۔ اور ابوبکر رضؓ کو فضیلت والا اور نیکی اور سخاوت میں سعی کرنے والا کہا ہے۔ اہلِ تشیع غور کریں۔

۱۲۔ سورۃ الفتح ۱۸۔ بیعت رضوان میں شامل ہونے والے سب صحابہ کرام رضؓ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ ان صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ شامل تھے اور عثمانؓ کی طرف سے (جو کہ آنحضرت صلعم کی طرف سے قریش مکہ کی طرف پیغامبر بنا کر بھیجے گئے تھے) نبی کریم صلعم نے خود اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ان کی بیعت لی۔ اس لئے شیعہ لوگوں کا ان اصحاب کو بُرا بھلا کہنا غلط ہے۔

۱۳۔ سورۃ الواقعۃ۔ آیت ۱۰ سے ۱۴۔ یہاں ثلۃ من الاولین کو مقربین میں بتایا ہے۔ صرف حضرت علیؓ ہی مقربین میں سے نہ تھے۔ اور اہلِ تشیع کا بھی جواب ہے وہ سابق مہاجرین اور انصار میں سے اکثر کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور آئندہ مومنین کو مہدی غائب کے ظہور سے منسلک کرتے ہیں۔ آخر تعصب کی کوئی حد بھی ہوتی ہے!۔

۱۴۔ اہلِ اسلام میں یہ مسلمہ بات ہے کہ آنحضرت صلعم کو دس صحابہ کبارؓ کی اس دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت آ گئی تھی۔ ان کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان میں حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ اجمعین) بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ تو ان سب کو جنتی کہے۔ مگر اکثر . . . . . شیعہ لوگ پہلے تین خلیفوں اور خصوصاً حضرت ابوبکر رضؓ کو بُرا کہتے ہیں۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے۔

جماعت ربوہ کے ایک دوست کا تحریری اقرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحیٔ ولایت تھی

مرزا محمد سلیم اختر صاحب لودی فاضل

---

۱۴ راکتوبر ۱۹۷۱ء کو خاکسار چک ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا میں تربیتی دورہ پر تھا وہاں ربوہ جماعت سے تعلق رکھنے والے بھی چند افراد رہتے ہیں ان میں سے ایک صاحب چودھری مہدی خان صاحب ہیں وہ بھی خاکسار سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ بعض غیر از جماعت احباب بھی شریک مجلس تھے۔ خاکسار نے وضاحت کے ساتھ انہیں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور ان کا منصب کیا ہے۔ چودھری مہدی خانصاحب نے بھی اس میں حصہ لیا تو میرا روئے سخن بھی انہی کی طرف ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ تھا کہ ان سے کثرت کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ ہوتا تھا۔ میں نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ان الہامات میں انذار و تبشیر بھی تھا میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا آپ کو نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مسیح موعود خاتم ولایت کے مقام پر تھے؟ میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے ان سے کہا کہ آپ اس میں ایک اور شق کا اضافہ کر لیں تو بات صاف ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحیٔ ولایت تھی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی میں نے ان سے گذارش کی کہ اگر آپ یہ بات تحریر کر دیں تو بہت اچھا ہو انہوں نے غیر از جماعت احباب کی موجودگی میں جو تحریر مجھے لکھوائی، وہ حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا دعویٰ تھا۔

۲۔ ان کے الہامات میں انذار و تبشیر بھی تھا۔

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

بقیہ از کالم ۴

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے الہامات میں نبی اور رسول کے خطاب سے نوازا اس تعریف کی رُو سے مسیح موعود علیہ السلام خاتم الولایت کے مقام پر تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحی ولایت تھی۔

یہ اقرار چودھری مہدی خاں صاحب چک ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا نے کیا۔

اس کے بعد مہدی خاں صاحب نے اس تحریر پر اپنے دستخط ثبت کئے اور بطور گواہ چودھری برکت علی صاحب نمبردار اور چودھری فضلداد صاحب نے اپنے دستخط کئے۔ اور خاکسار نے بھی اس تحریر پر دستخط کئے جو چودھری مہدی خاں صاحب نے لکھی تھی کہ ہماری جماعت احمدیہ لاہور کا یہی موقف ہے اگر جماعت ربوہ نے بھی یہی نظریہ قائم کر لیا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمیں خوشی ہے کہ جماعت کا سنجیدہ اور فہمیدہ طبقہ حقیقت حال سے واقف ہوتا جا رہا ہے۔

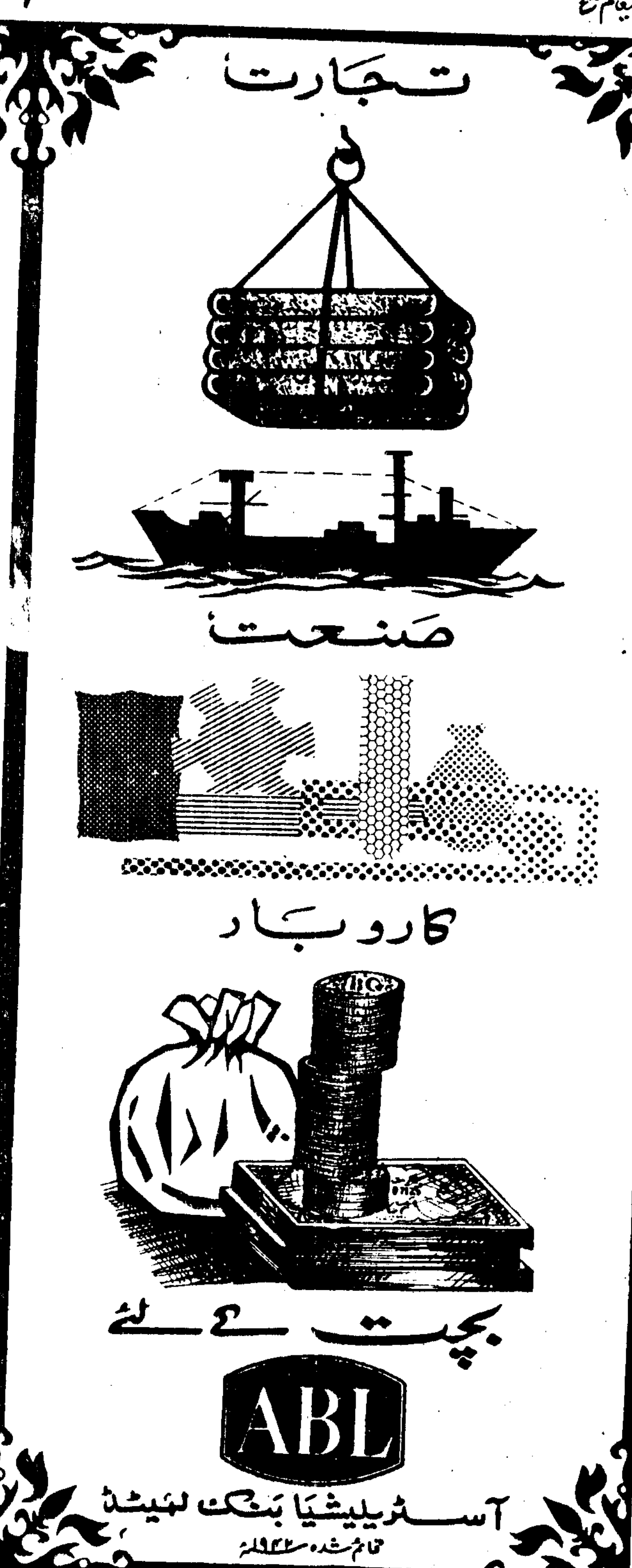

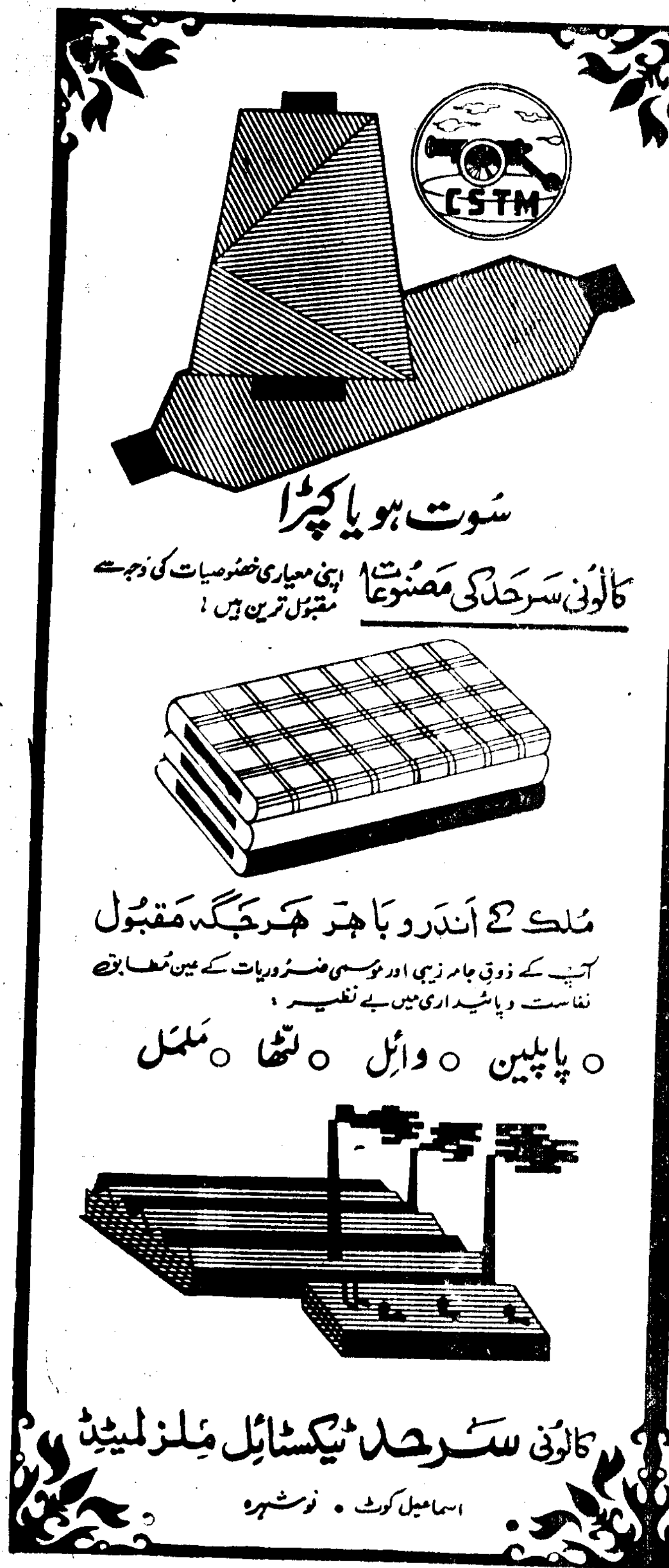

Crescent 72

(بقیہ صفحہ ۸) شخص نے یہ اعتراض کیا کہ ان کا کرتہ مالِ غنیمت کے اس حصہ سے زیادہ کپڑے کا بنا ہے جو انہیں ملا تھا، باقی کپڑا انہوں نے کہاں سے لیا تو انہوں نے اس کا یہ جواب تو نہیں دیا کہ تم منافق ہو، مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے، تم اعتراض کرنے والے کون ہو، بلکہ اپنے فرزند کو جواب دینے کے لئے کہا جنہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا ابا جان کو دیدیا تھا، ایسا ہی جب ایک عورت نے بر سرِ منبر حضرت عمرؓ کو ٹوکا اور کہا کہ خدا تو عورتوں کو ڈھیروں ڈھیر سونا دینے کا حکم دیتا ہے اور آپ اس سے منع کرتے ہیں تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اے عورت تو اعتراض کرنے والی کون ہے، کیا تو مجھ سے بڑھ کر قرآن جانتی ہے۔ بلکہ فرمایا نساء المدینة افقہ من عمر۔ مدینہ کی عورتیں عمر سے بڑھ کر قرآن جانتی ہیں۔

ہم نہیں جانتے کہ ربوہ کے نام نہاد منافقین کی طرف سے خلیفہ صاحب پر کیا کیا اعتراضات کئے گئے ہیں اور نہ ہمیں ان سے کچھ دلچسپی ہے، ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ کسی اعتراض کے جواب میں مولینا نورالدین صاحبؓ یا دیگر بزرگوں کے ارشادات نقل کرنا یا یہ کہہ دینا کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے ایک بے محل سی بات ہے جس سے کوئی اعتراض رفع نہیں ہو سکتا اور نہ خلیفہ صاحب کی بریت ثابت ہوتی ہے۔

ایورگرین پریس چمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ | تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہمارا چشم کن روشن زیارات بیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تازندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ، مورخہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۵

ضروری اطلاع

۲۲ اپریل اور ۲۳ اپریل

کے لئے مجلس مشاورت اور مجلس معتمدین کے ایجنڈے بذریعہ ڈاک بھیجے گئے ہیں۔

مجلس مشاورت کا ایجنڈا حسب قواعد برائے شمولیت اجلاس ممبران معتمدین، صدر و سیکرٹری صاحبان جماعت ہائے اور اُن افراد کو بھیجا گیا ہے جنہوں نے کوئی تجویز بھیجی ہے۔

مجلسِ معتمدین کا ایجنڈا صرف ممبران معتمدین کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے۔

اگر کسی صاحب کو ایجنڈا نہ پہنچے تو تکلیف فرما کر دفتر سے طلب فرما سکتے ہیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری

التماس

جن حضرات نے پیغام صلح اور ریویو آف اسلام کے سالانہ چندہ کے بقایا جات اس وقت تک ارسال نہیں فرمائے ان سے گزارش ہے کہ حساب بیباق فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

دعوت کا تدریجی طریق

عن ابن عباسٍ انّ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فقال ادعھم الی شھادۃ ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وانّی رسول اللّٰہ فان ھم اطاعوا لذٰلک فاعلمھم انّ اللّٰہ قد افترض علیھم خمس صلوٰت فی کلّ یوم و لیلۃ فان ھم اطاعوا لذٰلک فاعلمھم انّ اللّٰہ افترض علیھم صدقۃً فی اموالھم تؤخذ من اغنیآءھم و تردّ فی فقرآءھم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ انہیں دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں تو اگر وہ اسے مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مالوں میں ان پر خیرات کو فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دی جائیگی۔

نوٹ۔ از مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ :-

یہ دعوت کا تدریجی طریق کہ پہلے اللہ تعالےٰ کی توحید اور رسالتؐ منوائی جائے پھر نماز کے لئے کہا جائے پھر زکوٰۃ کے لئے یہی اصل طریق تبلیغ ہے۔ زکوٰۃ کی جو تعریف یہاں آخری فقرہ میں کی ہے وہی زکوٰۃ کی غرض ص۲ قوم کو بتاتی ہے۔ مالداروں سے لینا اور محتاجوں کو دینا۔ تاکہ دونوں پہلو بہ پہلو ترقی کر کے قوم کی قوت کا موجب بنیں۔ (فضل الباری کتاب الزکوٰۃ)

بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے

جب خدا پر ایمان ہو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ترک شر دوسرا افاضہ خیر۔ ترک شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضہ خیر نہ ہو۔ یعنی دوسروں کو نفع بھی پہنچائے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس قدر تبدیلی کی ہے۔

اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی صفات پر ایمان ہو اور ان کا علم ہو۔ جب تک یہ بات نہ ہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا، دوسروں کو نفع پہنچانا تو بڑی بات ہے۔ بادشاہوں کے رُعب اور تعزیرات ہند سے بھی تو ایک حد تک ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے۔ کیا اس کی کوئی اور وجہ ہے بجز اس کے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے۔

الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے۔ جب خدا پر ایمان ہو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ان راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں۔ وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جس قدر راستباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر فیضیاب ہوئے۔ اس راہ کا پتہ یوں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالےٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالےٰ کی جلالی صفات کی تجلی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے۔

اور دوسرا مرتبہ خدا تعالےٰ کی **جمالی تجلی** سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جس کو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس کے نزول کے ساتھ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے۔ اور طبیعت میں نیکی کے ساتھ ایک محبت اور پیار ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

الحاج حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ (مسلسل)

اسلام کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

اسلام کے اندر فرقہ بندی اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رح کا اظہارِ خیال

جب خواجہ صاحب رح یورپ میں اسلام کی تصویر پیش کر رہے تھے، ہندوستان کے مسلمانوں میں ۔ ۔ ۔ ۔ ووکنگ مشن کی کامیابیوں اور اثر اندازیوں پر ایک گونہ ہراس پیدا ہوا کہ کہیں خواجہ صاحب رح وہاں کامیاب نہ ہو جائیں چنانچہ حکیم محمد اجمل خاں صاحب دہلوی کے ذریعہ مسلمانانِ ہند نے اپنے اس اضطراب سے خواجہ صاحب رح کو آگاہ کیا۔ اس خط کا مرکزی نکتہ یہ استفسار تھا:

”آپ کس قسم کا اسلام مغربی دنیا میں پیش کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے“۔

اس خط کا خواجہ صاحب رح نے ایک مکمل مفصل اور علم و حکمت سے بھرا ہوا جواب دیا۔ خط اچھا خاصہ طویل اور بہت دلچسپ ہے۔ سارا خط تو یہاں نقل نہیں کیا جا سکتا مگر اس کا ایک نہایت ضروری حصہ ہم ذیل میں درج کر کے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب رح کے اظہارِ خیال کے سلسلہ میں ہمارے کل حوالہ جات ان کی کتاب ”اسلام میں کوئی فرقہ نہیں“ سے لئے گئے ہیں۔

”مجھے اس سوال نے خود حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ جو بعض اسلامی طبقات میں اُٹھایا گیا ہے۔ گویا اسلام بھی ذو وجہین ہے۔ جو مجھ سے مطالبہ شروع ہوا۔ مکرم! میں نے کل مذاہب مروجہ کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہے مجھے کم و بیش کُل اسلامی جماعتوں کا بھی علم ہے اور میری یہ تحقیق ہی مجھے اس امر پر آمادہ کرتی ہے۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ کو خاتم النبیین اور قرآن مجید کو خاتم الکتب مانوں۔ کیونکہ جہاں دیگر بانیانِ مذاہب مختلفہ کی پسماندہ تعلیم نے ان کے مذاہب کو نہایت اندھیرے اور تشکک حالات میں ڈال رکھا ہے۔ مجھے قرآن ہی ایک ایسی کتاب نظر آتی ہے۔ جس نے اپنے مذہب کو ایسا بیّن ایسا صفیٰ اور ایسا مشرح کر کے پیش کیا ہے کہ آج قرآن کا ماننے والا اصول اسلام میں کسی اختلاف کا موقعہ اور کسی تفریق کی گنجائش نہیں پاتا۔ اگر اسلام بھی اور مذاہب کی طرح تاریکی میں ہوتا۔ اگر قرآن کریم کی تعلیم بھی مذہب حقّہ کے مفہوم میں کسی اختلاف کا موجب ہو سکتی۔ تو نہ میں قرآن کو خاتم الکتب اور نہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو میں خاتم النبیین مانتا۔ وہ مذہب اسلام جو اوّلاً آدم کو تعلیم ہوا۔ اور مختلف انبیاء نے اس کی بتدریج تکمیل کی۔ جس کی شکل ہر ایک نبی کے بعد بگڑ گئی۔ اور پھر از سرِ نو تعلیم کی ضرورت ہوئی۔ پھر اور نبی آئے۔ صرف اس لئے کہ اختلافات اور شکوک کو مٹا دیں۔ اگر اسلام کی وہ مکمل شکل جس نے نبی کریم صلعم کے مبارک ہاتھ پر اکملت لکم دینکم کا اعزاز حاصل کیا آپ کے بعد بھی موجب تفرقہ اور فرقہ بندی ہو سکتی ہے تو پھر ایک نبی کی ضرورت ہے۔ جو ان فرقہ بندیوں کو مٹائے اور اختلافات کو دور کرے۔ کیں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین اسی صورت میں مانوں گا۔ اور میں ایسا مانتا ہوں کہ ان کے بعد مذہب اسلام کسی فرقہ بندی کا متحمل نہ ہو اور میرا یہی ایمان ہے۔ آہ زمانہ کو کیا ہو گیا۔ کیا آنحضرت صلعم کی بعثت کا ایک بھاری باعث اس اختلاف کو مٹانا نہیں تھا، جو خدا کے دین سمجھنے میں مختلف مذاہب نے ڈال رکھا ہے وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ ۱۴ ع ۱۴، ترجمہ:- (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تو قرآن تم پر اسی لئے نازل کیا۔ کہ ان لوگوں کے اختلاف مٹا کر ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہو جاؤ۔ کیا یہ آیت صحیح نہیں۔ حیف ہے مسلمانوں پر جو یہ عقیدہ رکھیں کہ اسلام کے اندر بھی مابینی اختلافات قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ یہی ایک آیت نے مجھے نبی مکرم کا خاتم النبیین ہونا منوایا میں دیکھتا ہوں کہ اول مختلف مذاہب میں آپس میں اور پھر ایک مذہب میں شکمی طور پر خطرناک اختلافات ہیں۔ مختلف مذاہب کے ماتحت فرقے اس قسم کا اختلاف ایک دوسرے سے رکھتے ہیں کہ ان کو جُدا گانہ مذہب کہنا درست ہے۔ اب اگر اسلام کے اندر بھی فرقے ایک دوسرے سے ایسا ہی اختلاف اور تفریق رکھتے ہیں۔ تو معاذ اللہ یہ آیت غلط اور نبی کریم کا خاتم النبیین ہونا صحیح نہیں۔ میں حرام اور کُفر سمجھتا ہوں اگر میں یقین کروں کہ اسلام کے مختلف فرقہ جات حقیقی تعلیم اسلام میں ایک دوسرے فرقہ سے اس طرح مختلف ہیں جیسے کہ مختلف مذاہب کے ماتحت فرقہ جات۔ فرقہ کا مفہوم ہندو مذہب میں اور عیسائی مذہب میں ہے۔ اور جو وہاں مابہ الامتیاز ہے۔ اس کے مقابل مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ میں کہوں کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں یہ ہے میرا مذہب جس پر میں ہمیشہ سے قائم ہوں۔ اور یہ وہ امر ہے جس کو میں نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں یہاں آنے سے کئی سال پہلے اعلان کیا۔ یہ ہے میرا وہ حربہ جو میں نے دیگر ادیان کے برخلاف ہندوستان میں اور ایسا ہی یہاں آ چلایا۔ میں نے عیسائیوں سے مطالبہ کیا ہے۔ اور ابھی ایک مضمون اپریل کے اسلامک ریویو کے لئے میرا نصب العین ہے۔ کہ خدا کا مذہب ایک ہی ہوتا ہے خدا کی مرضی کا اظہار ایک ہی رنگ میں ہو سکتا ہے۔ یہ امر مسلّم ہے کہ عیسائیت کے ہر ایک فرقہ کا مذہب خدا کا صحیح مذہب نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک ہی ہو گا۔ پھر اس امر کا کون فیصلہ کرے کہ کونسا فرقہ عیسائیت میں سچا ہے اور یہ اختلاف تیسری صدی میں عیسائیت میں پیدا ہو گیا تھا۔ اب اگر خدا اپنی مرضی کا اظہار ہمیشہ پیغمبروں کے ذریعہ کرتا رہا اور مسیح سے پہلے متواتر پیغمبر اختلافات مٹانے کے لئے جلد جلد آتے رہے۔ تو کیوں مسیح کے بعد خدا پیغمبر بھیجکر اس اختلاف کو مٹاتا جیسے کہ آیت بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب جو شخص پانچ سال سے کامیابی کے ساتھ یہ ایک حربہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف چلا رہا ہے۔ جس کا ان سے کوئی جواب نہیں بن سکا۔ کیا اس کا اپنے مذہب کے متعلق یہ عقیدہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے ماتحت بھی فرقہ جات ایسے اصولی اختلافات رکھتے ہیں میرے مکرم آپ طبیب ہیں اور حاذق الملک ہیں۔ کیا میں مجنون ہوں کہ میں خود ہی یہ حربہ اوروں پر چلاؤں اور خود ایسے امور کا قائل ہوں یا ان کا مبلغ۔ کہ جن سے میں خود اپنے ہی حربہ کی زد میں آ جاؤں۔ میں یہ امر کسی مصلحت وقت سے نہیں کہتا۔ کہ میں یورپ میں ہوں۔ اور وہاں ہمیں فرقہ بندی کی بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ میں ایسی مصلحتوں کا نام منافقت رکھتا ہوں۔ نہیں نہیں میرے نزدیک اسلام میں کوئی فرقہ نہیں کُل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے میرے نزدیک مسلمان ہیں۔ ہاں ایمان کے مدارج ہیں۔ تکمیل ایمان مختلف سلوک کے راستے چاہتی ہے۔ اور مختلف سالکوں کی ضرورت پیدا کرتی ہے اور اس طرح ایمان میں ناقص اور کامل کی تفریق ہو جاتی ہے اور بس۔ واللہ اصول اسلام۔ ارکانِ اسلام۔ تعلیم اسلام سب ایک اور ہر جگہ ایک اور کم از کم میرے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ میں یہاں اسلام اور کلمۂ توحید سکھانے اور تبلیغ کرنے آیا ہوں“۔

استغفر اللہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی ؕ

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء

کیا اسلام اور بزرگانِ دین کی یہی تعلیم ہے؟

پاکستان میں بزرگانِ دین کی خانقاہوں پر شرک و قبر پرستی اس انتہاء کو پہنچ چکی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ وہ قوم جس کو خدائے واحد کے سوائے کسی بڑے سے بڑے بزرگ کے آگے سجدہ ریز ہونے اور دست دُعا دراز کرنے یا اس سے حاجت براری کی استدعا سے منع کیا گیا تھا، وہ آج ایک ایک بزرگ کو اپنی حاجت براری کا حقیقی ذریعہ سمجھتی اور خدائے واحد کو عملاً بھول چکی ہے، نہ صرف یہی بلکہ بزرگوں کی قبروں پر عرس اور میلے منعقد کرکے ایسے ناشائستہ افعال کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو اسلامی تعلیمات اور خود ان بزرگانِ دین کے خیالات کے قطعاً خلاف ہیں۔

ابھی حال ہی میں داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو مناظر دیکھنے میں آئے ان کے پیشِ نظریہ کہنا بے جا نہیں کہ عوام الناس سے لے کر بڑے سے بڑے حاکم تک قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود داتا صاحبؒ اور دیگر بزرگانِ دین کی تعلیمات سے منحرف ہو چکے ہیں اور حضرت داتا صاحب کو اپنی دانست میں خوش کرنے کے لئے ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں، جن کو اسلامی افعال نہیں کہا جا سکتا، مثال کے طور پر تھوڑے دن ہوئے داتا صاحب کی قبر کو چار من عرق گلاب سے غسل دیا گیا اور عقیدت مندوں نے غسل دیئے گئے عرق گلاب کو چلو بھر بھر کر پیا بوتلیں بھر کر گھروں کو لے گئے اور بال بچوں کو پلایا .... پھر عرس کے موقعہ پر جو تین دن ہوتا رہا، گورنر پنجاب غلام مصطفےٰ کھر نے قبر پر چادر چڑھائی، دودھ کی سبیلیں لگائی گئیں قوالی اور سماع کی محفلیں منعقد کی گئیں، جن میں حضرت داتا صاحبؒ کی گنج بخشی کے ترانے گائے گئے، اور پنجاب کے تمام علاقوں سے سبز جھنڈوں اور ڈھول تاشوں کے ساتھ لڈی ڈالتے ہوئے عوام نے ایسی غالیانہ عقیدت و احترام کے ساتھ مزار پر حاضری دی جو اسلامی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ کونسے اسلام کی تعلیم ہے، کس دین کا نقشہ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے متعلق فرمایا تھا لا تجعلوا قبری وثناً میری قبر کو بُت نہ بنانا، اور خدا کا شکر ہے کہ آج تک آپؐ کا مزار ان خرافات سے پاک چلا آ رہا ہے، لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ اور دیگر بزرگانِ دینؒ کی خانقاہیں ہر قسم کے مشرکانہ اور ناگفتنی افعال کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور حکام اور مذہبی لیڈر بجائے اس کے کہ عوام کو ان افعال سے روکیں ان میں شریک ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے عرس کے موقعہ پر مرکزی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے دودھ کی سبیل کا افتتاح کرتے ہوئے جو تقریر کی وہ بہت ہی افسوسناک ہے، انہوں نے فرمایا کہ" صدر بھٹو صدر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد جب پہلی مرتبہ لاہور پہنچے تو وہ کسی پروگرام کے بغیر حضرت داتا گنج بخش کے دربار میں حاضری دینے کے لئے پہنچے۔ اور اس میں کوئی ریاکاری نہیں بلکہ خلوص نیت شامل تھی، اور ان بزرگانِ دین کی دُعاؤں کا ہی فیض ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے عظیم قائد کو یہ ہمت دی کہ وہ مشکل ترین حالات میں بھی ملک کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں" مولانا کوثر نیازی نے یہ بھی کہا کہ" بزرگانِ دین کی دُعاؤں سے پاکستان کی سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں ہے" کن بزرگان کی دعاؤں سے؟ کیا وہ جو فوت ہو کر اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں؟ یقیناً وہ نہ آپ کی بات کو سُن سکتے ہیں نہ ان کے مزار پر آپ کی یا صدر بھٹو کی حاضری کا انہیں علم ہے اور نہ پاکستان کی سالمیت کے لئے وہ بیٹھے دُعا کر رہے ہیں، اللہ تعالےٰ کا صریح ارشاد ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا "فانك لا تسمع الموتیٰ" تو مردوں کو سنا نہیں سکتا، پس حضرت داتا صاحب کے مزار پر آپ سو دفعہ حاضری دیں اور دعائیں مانگیں وہ آپ کی ایک نہیں سُن سکتے، مولانا کوثر نیازی نے بقول روزنامہ "مشرق" مزار پر حاضری دینے والوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ :—

"لاہور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں لیکن گذشتہ ۴۲ سال میں انہیں داتا کے دربار میں حاضری کی توفیق نصیب نہیں ہوئی، اس سرچشمہ رشد و ہدایت پر حاضری نہ دینے والے اسلام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے، ہم کسی ایسے اسلام کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو ان بزرگانِ دین کو نہیں مانتا"

بزرگانِ دین کی قبروں پر حاضری نہ دینے والے تو اسلام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے لیکن مولانا جس اسلام کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں، وہ کن بزرگانِ دین کا اسلام ہے بے شک جب تک وہ بزرگانِ دین زندہ رہے سرچشمۂ رشد و ہدایت تھے، لیکن فوت ہونے کے بعد ان کے مزار کو سرچشمہ رشد و ہدایت قرار دینا کونسے اسلام کی تعلیم ہے، کاش اس اسلام کی نشاندہی قرآن کی کسی آیت یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے کی ہوتی، اور یہ بتایا ہوتا کہ داتا صاحب کی قبر کو چار من عرق گلاب سے غسل دینا، اس پر چادر چڑھانا اور لڈی وغیرہ ڈالنا کس اسلام کی تعلیم ہے؟

عرس کے موقعہ پر صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ کا عطیہ بھی دیا گیا -- ، وہ تو خیر ہے کہ محکمہ اوقاف ایسے تمام عطیات کا روپیہ محفوظ کرکے اسے خیراتی کاموں پر صرف کرتا ہے لیکن دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ عطیات شرک و قبر پرستی کے اس رجحان کو تقویت دینے والے ہیں۔

جو داتا صاحب اور دیگر بزرگوں کے متعلق عوام الناس میں پایا جاتا ہے، اللہ تعالےٰ ہی اس قوم کو یہ سمجھ عطا فرمائے کہ داتا صاحب یا دیگر بزرگوں کو واسطہ بنانے اور طرح طرح کے خلافِ شریعت افعال کے ارتکاب کی بجائے براہِ راست اللہ تعالےٰ سے حاجات طلب کیا کریں اور اسی کے آگے سربسجود ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اور پاکستان کی سالمیت کے لئے اسی کے آگے دستِ دعا دراز کریں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بڑے سے بڑا بزرگ ہماری حاجات و ضروریات کو کسی طرح بھی پورا نہیں کر سکتا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا دَورۂ سرحد

مورخہ ۳۰ مارچ کو بروز جمعرات حضرت امیر ایدہ اللہ مولانا صدرالدین صاحب صوبہ سرحد کی جماعتوں سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، دوسرے دن آپ نے جمعہ کی نماز پشاور میں پڑھائی، جماعت پشاور نے ایک اعلےٰ درجہ کے ہوٹل میں آپ کے لیکچر کا انتظام کیا اور پشاور کے اعلےٰ طبقہ کے لوگوں اور حکام کو دعوتی کارڈ بھیجے، جس پر کالجوں کے پروفیسر، مجسٹریٹ صاحبان اور دیگر روشن خیال حضرات لیکچر سننے کے لئے تشریف لائے، حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم سے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا اور تمام دیگر اقوام کے پیغمبروںؑ کی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات سے توافق ثابت کیا، اور بتایا کہ جو پیغامِ توحید اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو دیا گیا وہی پیغام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ دیا گیا، اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تمام اقوام کے پیغمبروںؑ پر ایمان لائیں، اس لحاظ سے اسلام بین الاقوامی امن و اتحاد پیدا کرنے والا مذہب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا جہان کے لئے امن کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

لیکچر سننے کے بعد حاضرین دیر تک حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ محو گفتگو رہے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ قرآن ہم نے آج سُنا ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیم آج ہمیں معلوم ہوئی ہے۔

پشاور کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ گرد و نواح کے شہروں اور دیہات کی جماعتوں میں بھی گئے اور دوستوں سے مل کر ان کے حالات معلوم کئے، تمام احباب آپ کے اس اقدام سے بہت خوش ہوئے، اور حضرت امیر یہ تاثر لے کر آئے ہیں، کہ سرحد کی جماعتیں زندہ ہیں، اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، فالحمد للہ علیٰ ذالك ٭

www.aaiil.org

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

حیف صد حیف!!

گذشتہ ہفتہ "ہاکس بے" کراچی میں جو حیا سوز اور شرمناک واقعہ ہوا، وہ پاکستان کی پچیس چھبیس سالہ تاریخ کا ایک بہت بڑا اور افسوسناک سانحہ ہے، پوری قوم سرنگوں ہے کہ یہ کیا ہوا۔ قوم کے بیٹوں نے شراب میں مست ... اور برہنہ ہو کر اپنی بہنوں کو برہنہ کر کے جس اخلاق باختگی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی روئداد پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آئندہ نسل اخلاق، شرم و حیا، شرافت نجابت اور غیرت و حمیت کے زیور سے عاری ہو چکی ہے۔ کالجوں کے طلباء جن سے قوم کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں اور جو ملک کے آئندہ پاسبان بننے والے ہیں ان کا یہ کردار بتا رہا ہے کہ اگر کبھی ملک کی باگ ڈور ان اخلاق باختہ لوگوں کے ہاتھ میں آئی تو کیا کچھ شرمناک حالات ملک کو دیکھنے پڑیں گے۔ کراچی کے پڑھے لکھے اوباشوں کے متعلق یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ انہوں نے نئی پود کی نہیں بلکہ پوری قوم کی عزت و ناموس کا جنازہ نکال دیا ہے۔

اس حیا سوز واقعہ کے متعلق حکومت کا یہ انداز ایک حد تک اطمینان بخش ہے کہ ان طلباء کو جن سے یہ حرکات سرزد ہوئیں گرفتار کر کے فوجی عدالت سے عبرتناک سزائیں دلائی جائیں۔ لیکن اخلاق باختگی کا یہ مظاہرہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارے نوجوانوں اور بالخصوص طلباء کے اندر یہ مرض ناسور کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کے ازالہ کے لئے قانونی سزا مکتفی نہیں ہو سکتی جب تک ان محرکات کا ازالہ نہ کیا جائے جو اس مرض کی پیدائش کا موجب ہیں۔ سینما اور ٹیلی ویژن کے عریاں مناظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کو اسلامی تاریخ کے پاکیزہ اور دلنشین واقعات کی صورت میں تبدیل کر دیا جائے، اور مدارس، کالجوں اور گھروں میں اسلامی زندگی کا نمونہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو موجودہ حالات بہت حد تک درست ہو سکتے اور نوجوانوں کو صحیح راہ پر لا سکتے ہیں ضرورت ہے کہ پاکستان کے ارباب اختیار اس طرف خاص طور پر توجہ دیکر نونہالانِ قوم کے اخلاق و کردار کو ابھی سے سنوارنے کی کوشش کریں۔

جنگی قیدیوں پر وحشیانہ مظالم

پاکستانی جنگی قیدیوں پر وحشیانہ مظالم بڑھتے جا رہے ہیں۔ جو فوجی بھارت کی قید سے فرار ہو کر یہاں پہنچے ہیں اور جو خبریں دنیا کے اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھا جا رہا ہے، اور دشمن شرافت، اخلاق اور بین الاقوامی حربی قوانین کے خلاف پاکستانی قیدیوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچا کر انہیں مفلوج کر دینا چاہتا ہے۔

ایک لاکھ کے قریب پاکستانی قیدی ہماری قوم کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ جن کی تکالیف پوری قوم کے لئے دکھ کا موجب ہیں۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے اور انسانی ہمدردی رکھنے والے تمام ملکوں اور قوموں کا فرض ہے کہ اس کی طرف فوری توجہ مبذول کرائیں۔ حکومت پاکستان انسانی حقوق کی علمبردار عالمی تنظیموں کی توجہ اس صورتِ حال کی سنگینی کی طرف مبذول کرا چکی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی ہٹ دھرمی کسی کی سننے کے لئے تیار نہیں اور اُلٹا ان قیدیوں کو ڈھاکہ کی انتظامیہ ..... کے حوالے کر کے ان پر مقدمات چلوانے کی خواہشمند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ان جیالے بھائیوں کا حامی و مددگار ہو اور ظالموں کے پنجہ سے انہیں چھڑا کر جلد پاکستان واپس لائے جہاں ان کی مائیں، بہنیں، بیویاں اور بچے ان کے لئے تڑپ رہے ہیں۔

فتووں کیلئے نئے موضوعات

مرکزی وزیر اطلاعات نے فلم سے وابستہ افراد کے ایک خاص اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:-

"فلمی صنعت کے لوگ معاشرے کے کارآمد اور باعزت افراد ہیں۔ انہیں یہ کہکر کہ فلم بنانا اور فلم میں کام کرنا گناہ اور غیر شرعی ہے احساس کمتری میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ میں یہ الفاظ دینی پس منظر کے ساتھ کہہ رہا ہوں، اور یہ بھی جانتا ہوں کہ دوسرے مولاناؤں اور علماء کو میرے ان الفاظ کے بعد فتووں کے لئے نئے موضوعات مل جائیں گے .... جو لوگ مذہب کے نام پر یہ چاہتے ہیں کہ فلمیں بننا اور سینما گھروں میں ان کی نمائش بند ہو جائے وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔" (روزنامہ امروز ۲۴ مارچ ۱۹۷۲ء)

جہاں تک فتووں کا تعلق ہے یہ کام تو "مولاناؤں" اور "علماء" کا ہے وہ جانیں اور ان کا کام۔ (گو چہ بقول ہفت روزہ اعتصام مجریہ ۲۴ مارچ ۱۹۷۲ء "علماء کے فتووں میں اب کیا جان ہے ان کی کیا اہمیت ہے") ہمیں تو یہاں ایک حقیقت کی ترجمانی کرنا ہے وہ یہ کہ کوئی کام دینی اور شرعی اس وقت ہوتا ہے جس کا سبب ارتکاب اور نتیجہ نفس و روح کی طہارت و تزکیہ کا ذریعہ بنے۔ جو فرد اور معاشرہ کے لئے فلاح و صلاح کا موجب ہو، جس سے قلب و نظر کی قدریں بحال ہوں جو انسانی ضمیر کی بلندی مرتبت کا سبب ہو۔ اس کے برعکس ہر وہ فعل غیر شرعی اور گناہ ہے جس کے اسباب و نتائج فرد اور معاشرے کے اخلاق کو مسموم کر دیں اور اس کے قلب و نظر کو پراگندہ کر دیں۔

شرعی و غیر شرعی اور نیکی و گناہ کی اس تعریف و تفہیم کی روشنی میں اگر ہم موجودہ فلمی صنعت کی "پیداوار" کو دیکھیں تو اس کی تمام تر تفصیلات میں جانے کے بعد فکر اس افسوسناک اور تلخ حقیقت پر آ رکتا ہے کہ اس صنعت نے اب تک قلب و نظر کی تطہیر و تعمیر نہیں کی بلکہ افراد کو بد اخلاق اور ... باختہ بنا دیا ہے۔ نسوانی آواز کے جادو، جسم و بدن کی ہوشربا حرکات، مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط .... عشقیہ گانوں اور ڈائیلاگوں کے تبادلے یہ سب کچھ انسان کے سفلی اور حیوانی جذبات کو برانگیختہ کرنے کے موجب ہیں اور ان کے اثرات آج کی پاکستانی نسل پر ظاہر و واضح ہیں۔ ملک میں جو شرپاتی، قتل، چوری اغوا، ڈاکہ، حرامکاری، بدکاری، لوٹ کھسوٹ اور عصمت فروشی ہو رہی ہے اس کی زیادہ تر ذمہ داری موجودہ فلمی صنعت کی ہے۔ فلم میں جو کچھ دیکھتے ہیں وہی کچھ کر گذرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ موجودہ فلمی صنعت کو ان تمام تر معائب سے پاک کیا جائے اور ایسی فلمیں بنائی جائیں جن سے تعمیر اخلاق ہو، فرد اور معاشرہ کی اصلاح کی موجب ہوں، جن سے سفلی اور حیوانی جذبات کی حوصلہ شکنی ہو، اعلیٰ جذبات پروان چڑھیں، قلب و نظر کی تطہیر ہو اور تزکیہ و تقویٰ کی حوصلہ افزائی ہو۔

تنظیم ہفت روزہ اخبارات پنجاب

پنجاب میں ہفت روزہ اخبارات کی تنظیم کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی بالآخر یہ تنظیم عمل میں آگئی ہے۔ روزنامہ اخبارات کی اپنی علیحدہ تنظیم ہے۔ وہ اخبارات کے مسائل کو صرف روزنامہ اخبارات کے نکتہ نظر سے پرکھتے ہیں ہفت روزہ اخبارات جن کی صوبے میں تعداد بہت زیادہ ہے۔ کوئی مرکزی تنظیم نہ ہونے کے سبب اپنے مسائل حل کرنے میں بڑی دشواریاں محسوس کرتے تھے۔ اب ان کی تنظیم معرض وجود میں آجانے سے انہیں ان کی مشکلات حل کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ مقامی طور پر انتظامیہ کی خامیوں کی نشاندہی کر کے باہمی افہام و تفہیم سے معاملات درست ہو سکیں گے۔

ہمارے خیال میں تنظیم ہفت روزہ اخبارات پنجاب کی تشکیل اس لئے بھی ضروری تھی کہ نیوز پرنٹ کنٹرول آرڈر کے نفاذ سے ہفت روزہ اخبارات کو سب سے زیادہ پریشانی ہے .... ہمیں توقع ہے کہ تنظیم اپنے ساتھی ہفت روزہ اخبارات کو نیوز پرنٹ کے حصول میں زیادہ مدد دے گی کیونکہ نیوز پرنٹ کی نایابی سے ان کا زندہ رہنا مشکل ہو رہا ہے۔ دوسرے سرکاری اشتہارات کا مسئلہ بھی ہفت روزہ اخبارات کے لئے بڑا پیچیدہ ہے۔ .... اس لئے اب ہمیں توقع کرنی چاہیئے کہ تنظیم ہفت روزہ اخبارات کے لئے نیوز پرنٹ اور سرکاری اشتہارات حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دے گی۔ ہماری دعا ہے کہ تنظیم کامیاب ہو، اور ہفت روزہ اخبارات کے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوں۔

بنی نوع انسان قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ نبوی صلعم پر عامل ہو کر ہی امن و سلامتی حاصل کر سکتے ہیں

جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے تمام ذرائع و وسائل کو مجتمع کر کے اشاعت و تبلیغ دین کے فریضہ کو ادا کرنے کیلئے اٹھ کھڑی ہو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۷۲ء ۔ فرمودہ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ۔ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ایٰتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ الخ فان اللہ شاکر علیم (البقرۃ : ۱۵۱ تا ۱۵۸)

حضرت نبی کریم صلعم کا وجود بہت بڑی نعمت تھی۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک تو حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا مقام بیان فرمایا ہے ۔ دوسرے مسلمانوں کو کامیابی کا گر سکھلایا ہے اور اللہ تعالےٰ کی نصرت اور اس کے فضل کو جذب کرنے کا ذریعہ بھی بیان کیا ہے ۔ فرمایا کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم الخ ۔ اس سے قبل فرمایا تھا کہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی نعمت سے تم کو نوازوں ۔ چنانچہ میں نے ایک عظیم الشان رسول کی شکل میں وہ نعمت تم پر نازل کر دی وہ رسول تم ہی میں سے ہے ۔ وہ اجنبی نہیں ہے بلکہ تم اس رسول کی حالت سے اچھی طرح واقف ہو۔

قوم کے دلوں میں حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت

قوم آپ کو امین اور صدوق کے لقب سے یاد کرتی تھی ۔ ان کے دلوں میں آپ کی بہت بڑی قدر و منزلت تھی یہاں تک کہ جب حضور اکرم صلعم نے دعوےٰ نبوت کیا تو اس موقعہ پر قوم کو پہاڑ کی چوٹی کے قریب جمع کر کے ان سے خطاب فرمایا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے فوج ہے جو گھات لگائے بیٹھی ہے، تو کیا تم مانو گے ۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں مانیں گے، اس لئے کہ آپ نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ اب آپ کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں ۔ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں نے ایک لمبی عمر تم میں گذاری ہے اس طویل عرصہ میں تم مانتے ہو کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا سو اب میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں ۔ تو سنو کہ تمہاری بدیوں کے نتیجہ میں خدائی عذاب کا لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے ان بدیوں کو ترک کر دو یہ بات اللہ تعالےٰ کی وحی سے مجھے معلوم ہوئی ہے ۔ لوگوں نے یہ سن کر استہزا سے کام لیا اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دیکھو کہ میں نے جبکہ انسان پر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو خدا پر کس طرح جھوٹ بول سکتا ہوں ۔

اپنی پہلی زندگی کو بطور دلیل پیش کرنا

فرمایا میری ساری عمر کے اندر تم کوئی عیب نہیں نکال سکتے ۔ میری پاک زندگی تم سب کے سامنے گزری ہے ۔ تم سب میری امانت و دیانت اور صدق کے معترف ہو

ابوسفیان کی شہادت

آنحضور صلعم کی صدق بیانی کا قلوب پر اس قدر گہرا اثر تھا کہ ہرقل کے دربار میں جب ابوسفیان نے بادشاہ کے سوالوں کا جواب دیا تو اس میں اسے تسلیم کرنا پڑا کہ حضور صلعم کی زندگی پاک و صاف تھی ۔ چنانچہ اسی طرح اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ لوگو تم میری زندگی کو دیکھ کر

ماموریٰن الٰہی کی صداقت کو پرکھنے کا یہ اہم معیار ہے

میری صداقت کو پرکھ لو ۔ آپ نے نہ صرف قادیان میں بلکہ ...... سیالکوٹ میں بھی وقت گذارا ہے وہاں کے لوگ بھی حضورؑ کی پاکیزگی اور طہارت کی شہادت دیتے رہے ۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت

ایک دفعہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی ملاقات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بٹالہ کے اسٹیشن پر ہو گئی ۔ دوران گفتگو مولانا مرحوم نے مولوی صاحب کو کہا کہ پہلی زندگی کے متعلق آپ نے شہادت دیدی ہے اور موجودہ زندگی کو ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے ۔

حضرت نبی کریم صلعم کا کام

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ ہم نے تم میں سے ہی ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے ۔ اس کا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ تمام گندگیوں سے تمہیں پاک کر دے گا ۔ خدا سے تعلق پیدا کرا دیا جائے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ حضور صلعم نے قوم کی کایا ہی پلٹ ڈالی ۔ فرمایا یتلوا علیکم ایٰتنا و یزکیکم ۔ تمہیں تعلیم پڑھ کر سناتے ہیں، صرف پڑھ کر ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعہ تمہارے قلوب میں تزکیہ اور طہارت پیدا کرتے ہیں ۔ یہ تزکیہ و طہارت صرف پڑھنے پڑھانے سے ہی نہیں ... بلکہ کردار سے پیدا ہوتا ہے جس پر کردار کے متعلق اعتراض ہو سکتے ہوں وہ دعویٰ ہی نہیں کر سکتا کہ میں نے تمہارے دلوں کو پاک کر دیا ہے .....

قرآن کریم علوم کا خزانہ ہے

و یعلمکم الکتاب والحکمۃ

جو کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ لائے ہیں وہ تعلیم کے لحاظ سے بھی کامیاب ہے اور عمل کے لحاظ سے بھی کامیاب ہے ۔ اور اس کتاب نے وہ علم بھی تمہیں عطا کیا ہے جو تم نہیں جانتے ۔ مثلاً معرفت الٰہی، قیامت ۔ حشر نشر ۔ ملائکہ اخلاق اور معاد اور دینی اور دنیوی تعلیم ۔ فرمایا فیھا کتب قیمۃ ۔ اس کے اندر اعلےٰ درجے کی تعلیمات ہیں ۔ تمام مذاہب کا مطالعہ کرو ۔ آپ کی لائی ہوئی کتاب کو سب پر فائق پاؤ گے ۔ پہلے تمام مذاہب اپنی افادیت ... کھو بیٹھے ہیں ان میں اگر کچھ بھلائیاں اور خوبیاں ہیں تو وہ سب کی سب اس کتاب کے اندر تمہیں ملیں گی ۔ پہلے تمام مذاہب اور ان کے لانے والے انبیاءؑ خاص قوم اور خاص زمانے کے لئے تھے ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی شان

.... حضرت نبی کریم صلعم کی شان یہ ہے کہ آپ کسی خاص قوم، خاص ملک اور خاص وقت کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے ۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں فرمایا انی رسول اللہ الیکم جمیعًا میں ساری کی ساری دنیا کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں ۔ جب حالت یہ ہے کہ آپ تمام زمانوں کے لئے رسول ہو کر آئے ہیں تو آپ کا دعوےٰ جب ہی سچا ثابت ہو سکتا ہے ۔ جب یہ اوصاف آپ کی پیروی کرنے والوں کے اندر ہر زمانہ میں پائے جائیں ۔ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ۔ ان کو کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو ۔ پس جو میرے راستہ پر چلے گا محبوبِ الٰہی بن جائے گا ۔ پہلی غلطیاں معاف ہو جائیں گی ۔ یہ امر صرف عربوں کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی لوگ خواہ وہ کسی وطن اور دور کے ہوں ۔ آپ کی پیروی کے نتیجہ میں خدا رسیدہ ہو جائیں گے ۔ اللہ تعالےٰ کا انہیں قرب اور معرفت حاصل ہو گی ۔

دعویٰ کا عملی ثبوت

یہ بہت بڑا دعوےٰ ہے ۔ یہ امر مسلم ہے کہ دعوےٰ بغیر عملی ثبوت کے بے معنی ہوتا ہے ۔ لیکن یہ عظیم الشان دعوےٰ ہر زمانہ میں اپنا عملی ثبوت پیش کرتا رہا ہے ۔ گذشتہ چودہ سو سال کے اندر ہزاروں اولیاء اللہ مختلف ممالک میں پیدا ہوئے جنہوں نے زبانِ حال

www.aaiil.org

سے اس دعوے کی صداقت کی بشارت دی اور اس زمانہ میں ایک عظیم الشان مجددؑ پیدا ہوا، جنہوں نے ثابت کر دیا کہ حضور اکرم صلعم کی قوت قدسیہ مؤثر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اقرار

چنانچہ اس زمانہ کے امام مسیح اور مہدیؑ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ آپؑ نے جو کچھ پایا۔۔۔ وہ آنحضور صلعم کی پیروی سے ہی پایا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا تبارک من علم و تعلم۔ فرماتے ہیں کہ مجھے آنحضور صلعم نے ہی سکھایا ہے وہی بابرکت وجود ہے جس نے دل کو اسی نے صاف کیا ہے میں نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے وہ آنحضورؐ سے ہی حاصل کیا ہے۔ یہ دعویٰ ثابت کرتا ہے کہ آنحضورؐ فی الحقیقت ہر زمانہ کے لئے رسول ہیں۔

زمانہ کی تاریکی

ہمارا زمانہ بہت بڑی تاریکی کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں خدا نے اپنے ایک مامورؑ کو بھیجکر ثابت کر دیا کہ آنحضورؐ کی تعلیم شجرہ طیبہ ہے۔ اس کی جڑیں زمین کے اندر مضبوطی سے پیوست ہیں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں تو فرمایا کہ یہ رسولؐ تزکیہ کرے گا اور علم دیگا اس لئے فرمایا کہ ایسا عظیم نبیؐ جو تم میں سے ہی ہے، تم میں بھیجکر ایک نعمت پوری کر دی . . . .

خدا کے آگے جھک جاؤ

. . . . . فرمایا فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔

. . . . اس نعمت کی دل سے قدر کرتے ہوئے خدا کے حضور جھک جاؤ اسے ہمیشہ یاد رکھو، اگر تم مجھے یاد رکھو گے تو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ اگر یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو ایسے دعوے پورے نہیں ہو سکتے تھے

یاد رکھنے کا مفہوم اگر تم چاہتے ہو کہ تم میری نعمت سے فائدہ اٹھاؤ تو صرف زبان سے نہیں بلکہ تمہارے ہر فعل کے اندر یہ بات نظر آئے کہ تم خدا کو یاد رکھتے ہو۔ ہر پیشہ ور اپنے پیشے میں اپنے کردار سے یہ ثابت کر رہا ہو کہ خدا کو وہ بھولا نہیں بلکہ خدا اسے یاد ہے اگر اس طریق پر خدا کو یاد رکھتے ہوئے ہم مسلمان قرآن حکیم پر عمل کرنا شروع کر دیں تو تمام بدیاں دور ہو جائیں۔ اے مسلمان کہلانے والو! تم خدا کی عطا کردہ عنایات کا شکر کرو جو حضور صلعم اور قرآن کی شکل میں تم پر نازل کی ہے اس کا انکار نہ کرو نہ قولاً نہ عملاً۔ فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ سارے کے سارے مل کر اس رسی کو پکڑ لو۔ پھر میں بھی تمہیں نہیں بھولوں گا اور تمہاری شکرگذاری کی قدر کروں گا۔

موجودہ بحران سے نکلنے کا راستہ

آج ہماری قوم پر کتنی بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے۔ ایک حصہ ملک کا کٹ کر الگ وعلیحدہ ہو چکا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عزت و وقار بحال ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ خدا کی طرف جھک جائیں۔ اس کے حضور گریہ وزاری کریں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ہمیں یاد کرے گا اور اس کا یاد کرنا یہی ہے کہ وہ ہمیں اپنی نصرت سے نوازتے ہوئے کامیابیوں سے ہمکنار کرا دیگا۔

صحابہ کرامؓ کی کامیابی کا راز

صحابہ کرام رضؓ کی کامیابی کا راز یہی تھا کہ ان کی زندگی میں عمل تھا۔ جو خطاب اللہ تعالےٰ نے انہیں "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" دیا ہے، یہ یونہی نہیں مل گیا تھا۔

صبر اور صلوٰۃ سے کام لینے کی تلقین

اسی لئے فرمایا کہ یہ جو ہم نے تعلیم دی ہے اس پر عارضی طور سے ... نہیں بلکہ استقلال و استقامت کے ساتھ عمل پیرا رہو۔ صبر کا ایک مفہوم یہی ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس راہ میں تکالیف پیش آئیں تو انکو خندہ پیشانی سے برداشت کرو۔ اور اس کے ساتھ ہی دعاؤں پر زور دو اور بہترین طریق دعا کا نماز ہے اس لئے نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے رہو۔ کیونکہ نماز ہی ہے جو تمہاری ہر طرح کی گندگی کو دور کر دے گی۔ اسی لئے فرمایا: یاایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ ان اللہ مع الصابرین۔ اگر تم استقلال سے خدا کو یاد کرتے رہے تو خدا تمہارا ساتھ دے گا۔ اگر یہ چیز مستقل طور پر تمہارے اعمال کے اندر آ جائے تو تمہیں دائمی کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ فرمایا ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔

طریق آزمائش اختیار کرنیکی وجہ

اب اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ حقیقتاً تم میں ذکر الٰہی راسخ ہو چکا ہے یا نہیں، ہم تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے کیونکہ اس ذریعہ سے خود تم پر بھی اور دوسر لوگوں پر بھی واضح ہو جائے گا کہ تم فی الحقیقت خدا کو یاد رکھنے والے بندے ہو، چنانچہ فرمایا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ محض یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے یونہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائشوں کی بھٹی میں نہیں ڈالے جائینگے۔ اللہ تعالیٰ آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر ہی ایمانوں کو کندن کیا کرتا ہے

. . . .

. . . . . فرمایا کہ گھبرانا نہیں، تمہاری زندگی کے ہر شعبہ میں آزمائش کا وقت آئے گا یہاں تک کہ زندگیوں سے بھی بعض اوقات ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اسی لئے فرمایا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ اگر قتل ہو جائیں تو ان کو مُردہ مت سمجھو، وہ اس دنیا میں بھی زندہ ہیں۔ ہاں تم ظاہری حواس سے ان کی زندگی کو نہیں دیکھ سکتے۔ جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو پھر ہی پتہ چلتا ہے کہ صحیح طور پر مومن کون ہے۔

آج بھی ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں کامیاب ہوں تو اپنے اندر کردار پیدا کریں۔ جو لوگ آزمائش میں پورے اُترتے ہیں وہی کامیابی کے راستہ کو پانے والے ہوتے ہیں اور وہ روحانی اور دنیاوی طور پر کامیاب ہونے والے ہوتے ہیں۔

صفا اور مروہ کو بطور مثال پیش کیا۔

صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کی مثال دیکر سمجھایا ہے کہ دیکھو کہ وہاں پر خدا کو یاد رکھنے والوں کو خدا نے کس طرح یاد رکھا حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اہلیہ ہاجرہؓ کو خدا نے کس طرح یاد رکھا یہاں تک کہ ہمیشہ کے لئے ان کی یاد میں ایک یادگار قائم کر دی۔ یہاں کی سرگزشت ان دونوں کی زبردست قوت ایمانی کو ظاہر کرتی ہے۔ بچہ پیاسا ہے لیکن خدا نے وہاں چشمہ جاری کر دیا قافل آباد ہونے لگے۔ کھانے پینے کی چیزیں آنے لگیں۔ وہاں ویرانے اور صحرا کو آباد کر دیا۔ آج یہ مقام مرجع خلائق عام ہے۔ یہ اب شعائر اللہ میں سے ہے۔ یہ صرف ایک مرد اور عورت (حضرت ابراہیمؑ وحضرت ہاجرہؓ) کا معاملہ نہیں ہے بلکہ جو کوئی بھی خدا کی راہ میں کام کرنے والا ہوگا اور اس کے لئے اخلاص سے اس راہ میں گامزن ہوگا تو وہ خدا سے ایسا ہی اجر پائے گا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ نے پایا۔ کس اخلاص کے ساتھ دونوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے تمام جذبات کو قربان کر دیا۔ بیوی خاوند سے دریافت کرتی ہے کہ اس ویرانے میں جہاں نہ پانی نہ کھانے کی چیز نہ سایہ نہ آبادی کس کے سہارے ہم کو چھوڑ کر جا رہے ہو؟! جواب ملتا ہے اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں بیوی کس قوت ایمانی سے جواب دیتی ہے اذاً لا یضیعنا تب وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اب دیکھ لو کہ کیا خدا نے انہیں ضائع کر دیا، کس طرح ان کی حفاظت کی اور ان کے لئے کس طرح آسائش کے تمام سامان مہیا کر دیئے۔

ہمارا عمل کیا ہونا چاہیئے

تو ہمیں اس نعمت کو یاد رکھنا چاہیئے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ لوگوں کے سامنے اسے پیش کرنا چاہیئے اور بتلانا چاہیئے، یاد رکھو انسان کا اپنا عمل الٰہی نعمتوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بنتا ہے

اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو دنیا میں عام کرنے کی ضرورت ہے اسے چھپانا نہیں چاہیئے بلکہ یہ صحیح اور حقیقی اسلام ہے، اس وقت دنیا اس کو جاننے کی محتاج ہے، اپنے عقائد کی اشاعت کرنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

آمین

دہریت، مادیت، اشتراکیت یا ارضی و ادنیٰ صفات کا اِرتقاء اور عالمِ انسانی کا مُبتلائے مصائب ہونا۔ تعلیمِ حقّۂ فرقانیہ کے امن پرور اور ضامنِ خوشحالی سے متعلق دو زرّین اصولِ زندگی یعنی مسابقت بالخیر و تعاون علی البرّ۔ عالمگیر و برّصغیر کی جنگوں میں دُنیا اور مُسلمانوں کے لئے درسِ انذارِ خداوندی و عبرت۔

(۲: ۱۴۸، ۱۵۳)
ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات الخ ان اللہ مع الصابرین۔
(ہر فرد و قوم اپنے سامنے کوئی مقصد حیات رکھ رہی ہے۔ مسلمانو! تمہارے پیشِ نظر بھلائی و بہبودیٔ نوعِ انسان کا مقصد رہنا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک عالمگیر اخوت معرضِ وجود میں آ جائے گی۔)

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۳ / مارچ ۱۹۶۲ء۔ فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سیکرٹری جنرل انجمن بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

(یہ امر اب دن بدن واضح ہوتا جا رہا ہے کہ موجودہ مغربی تہذیب کی تحریکوں کے باعث عالمِ انسانیت کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ کیونکہ ہر فرد اور قوم ہوسِ اقتدار اور جنگِ زرگری کی مہلک وباؤں کی لپیٹ میں آ چکی ہے۔ باہمی مسابقت بالخیر اور تعاون علی البرّ کے جذباتِ عالیہ سے متحد و مربوط ہونے کے بجائے افراد و اقوام حسد و رقابت اور دوسروں سے عناد و منافرت اور انتقام کے جذباتِ خبیثہ سے متاثر ہو کر آپس کے استیصال میں مشغول ہو چکے ہیں۔ اس کے مقابل سچی اسلامی تہذیب میں سبقت بالخیر اور تعاون علی البرّ کے باعث باہمی اخوت و اِتحاد اور محبت و خدمت کے جذباتِ عالیہ کار فرما تھے۔ دُنیا میں اِس وقت خدائی قہر و آفات کے نمونے نمایاں ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اِتفاقی حادثات کے طور پر نہیں ہو رہا بلکہ خدائی منشاء و مرضی کے تحت ہو رہا ہے چنانچہ حضرت مسیحِ زمان مجدّدِ دَوراںؑ کو خدا نے الہام فرمایا:—

"دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا تعالےٰ اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ثابت کرے گا"

چنانچہ اس قولِ صادقِ خداوندی کے مطابق دو عالمگیر اور برّصغیر میں تباہی خیز جنگیں بپا ہو چکی ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے وقوع میں آ رہا ہے کہ دُنیا بالعموم اور مسلمان بالخصوص خدائے تعالےٰ کے احکامات و ہدایات کی جانب رجوع کریں۔) (ڈاکٹر اللہ بخش)

ہر ایک قوم اپنے سامنے ایک مقصد رکھتی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ اے مسلمانو تمہارے سامنے بھی ایک مقصد ہونا چاہیئے اور وہ مقصد ہو فاستبقوا الخیرات۔ تمہیں نیکیوں کے حاصل کرنے کی سعی اور تمنا کرنے اور ان میں سبقت اختیار کرنا چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ عالمگیر پیمانہ پر اِتحادِ بنی نوعِ انسان قائم ہو جائیگا۔

یہ آیات تحویل قبلہ کے سلسلہ میں ہیں۔ اور آپ کو علم ہے کہ تحویلِ قبلہ کا مدعا و مقصد تمام دنیا کو اللہ تعالےٰ کے حضور جھکانا اور ان کو وحدت کی لڑی میں پرونا ہے۔ اس کا نظارہ حج کے موقع پر وہاں وحدت عالمِ انسانی کا ایک ایمان افروز مجمع ہوتا ہے۔ تحویلِ قبلہ کا مقصد تو ظاہری اتحاد و اتفاق کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ لیکن اس عالمگیر اتحاد کی ایک باطنی صورت یہ ہے کہ زندگی کا مقصد سبقت بالخیرات ہو جائے۔ اگر یہ مدعا ہو جائے تو عالم انسانیت کا حقیقی اتحاد و اتفاق حاصل ہو جائے گا۔ اتحاد کا ایک اور اصول بیان فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ قل تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا۔ الخ ایہ۔ اس آیہ شریفہ میں ایک اصول کے رنگ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ امرِ مشترک توحید باری تعالےٰ کو صدق دل سے قبول اور کامل طور پر اختیار کیا جائے اور اس کے منافی ہر قسم کے شرک سے عملاً اجتناب کیا جائے تو اس نظریاتی اصولِ مشترکہ پر عملاً قیام کا نتیجہ بھی اتحادِ عالم ہوگا۔ اور یہاں بھی فرمایا اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا۔ پس قرآن کریم نے دو طریقوں سے اِتحاد و محبت کے قیام کو وابستہ کیا ہے، ایک نظریاتی طریقِ کار کہ مشترک اصولِ توحید پر اتفاق کر لو۔ اور دوسرا عملی کہ فاستبقوا الخیرات۔ نیکیوں میں سبقت اختیار کرو۔

اُصولِ توحید پر کامل قیام اور سبقت بالخیرات پر عمل پیرائی لازم و ملزوم امور ہیں

اصل میں یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ کیونکہ اصولی طور پر اگر افراد اور اقوام اتحاد پر قائم ہوں تو نظریات اور اعمال میں سبقت بالخیرات کا رنگ ہونا ضروری ہے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک توحید کامل پر پورا ایمان نہ ہو۔ گویا یہ دونوں طریق ایک ہی ہیں صرف پیرایہ مختلف ہے۔ توحید پر کامل ایمان کا تقاضا لازماً یہ ہے کہ ہر قسم کے شرک سے بیزاری ہو۔ جب شرک سے کامل اجتناب ہو گیا تو نیکی و بہبود اور خیر و بھلائی کے سوا اور کیا طریق عملی زندگی میں اختیار کرنے کے لئے رہ جاتا ہے؟ اسی طرح جب مقصدِ حیات خیر و بھلائی کامل طور پر ہو تو اس کا نتیجہ لازماً یہی ہے کہ توحید مدنظر ہو، کیونکہ توحید کا مقصد انسانی اعمال و افعال کو خدائی صفات میں ڈھالنا ہے۔ گویا خدائی صفات میں انسانی زندگی کو رنگ دینا ہی ایک طرف توحید کامل کا منشاءِ حقیقی ہے تو دوسری طرف یہی امر سبقت بالخیرات کے مقصد کو اختیار کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

آج جو دنیا میں فساد، اضطراب اور افتراق و انشقاق ہے، اور قومی اور بین الاقوامی طبقاتی کشمکش زوروں سے جاری ہے، اس کا علاج قرآن کریم نے کیا تجویز کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مشترکہ اُصول پر متحد ہو جاؤ۔ آج اس طریق کار کی اس زمانہ میں بڑی ضرورت ہے اس زمانہ میں سب سے بڑا فتنہ خدا سے انکار یا دہریت ہے۔ یعنی اپنے اعمال کے نتائج سے انکار۔ اور یہ مادی نظریات پر ایمان کی وجہ سے ہے اور انہی نظریات پر مغربی تہذیب کی بنیاد ہے۔

مسابقت بالخیر اور تعاون علی البرّ کے طبعی جذبات

انسان میں دو بڑے محرّک جذبات کارفرما ہیں۔ باہمی تعاون و امداد اور مسابقت کے جذبات۔ ایک طرف اِنسان طبعاً ایک اجتماعی یا سماجی جذبہ رکھتا ہے، ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہتا ہے مگر ہر فرد کی یہ بھی طبعی خواہش ہے کہ وہ اپنے ہمعصروں سے سبقت لے جائے۔ تعلیم فرقان نے ان دونوں فطرتی جذبات کی ترقی کی راہیں بتلائی ہیں ایک دوسرے سے تعاون کا جذبہ نیکی اور تقوےٰ کے راستوں پر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح مسابقت کا جذبہ بھی خیر و بھلائی میں بڑھ جانے کے لئے ترقی پذیر ہونا چاہیئے۔ اس طرح اسلام میں ان دو جذبات کو ترقی کے لئے خیر، نیکی اور تقویٰ سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

www.aaiil.org

اسلامی تہذیب کا مدار اصولِ توحید میں اشتراک اور سبقت بالخیرات پر ہے اور اس کا نتیجہ دنیا نے دیکھ لیا۔ غیر مسلم لوگوں نے شہادتیں دی ہیں کہ اسی سچی اسلامی تہذیب کی وجہ سے علمی، عملی، اخلاقی، روحانی اور فنی استعدادیں نہایت سرعت اور کمال کے ساتھ ترقی پا گئی تھیں۔ یہ نتیجہ تھا اس امر کا کہ مسلمانوں نے قرآنی اصولوں پر عمل کیا اور انہی کے مطابق فرد اور معاشرہ کی زندگی قائم ہوئی۔

مادیت، دہریت اور اشتراکیت کے مدنظر مسابقت بالشر اور تعاون علی الاثم والعدوان ہے

ایک جو مغربی تہذیب ہے یعنی مادیت اور دہریت کی تہذیب، اس کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہے اور اس تہذیب نے جو علم و فن پیدا کیا اور سائنس نے جو ہلاکت خیز اور موت آور آلات پیدا کئے اس کا نظارہ گذشتہ دو عالمی جنگوں میں ہم کر چکے ہیں اور یہ بھارتی جنگ ہے یہ آج بھی گئی جنگ بھی اخبار ہو سے بیٹوں صدور نکسن، ٹاڈیوں پاکستان نشانچی کیے ہمارے سامنے ایک مجوزہ صلح۔

تعلیمِ حقّہ فرقانیہ نے فطرتی جذبات کے استعمال و ارتقاء کے صحیح راستے تجویز کئے ہیں

اجتماعی زندگی میں انسان کے دو فطرتی جذبات نشو و نما پاتے ہیں، اولاً تعاون دوم مسابقت۔ پہلے جذبہ کے ارتقاء کا مقصد یہ ہے کہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے لازم ہے کہ اپنی سماجی زندگی میں وہ باہم تعاون کرے مگر تعلیم قرآن نے اس تعاونِ باہمی کو نیکی و تقویٰ سے مشروط کر دیا ہے چنانچہ فرمایا تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ دیکھو! تمہیں لازم ہے کہ تعاون کو نیکی و بھلائی اور بہبودِ اجتماعی کے راستوں تک محدود کرو، ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو۔ مگر جب سفلی جذبات غالب ہوں تو اس وقت ظلم و اثم میں معاونت اختیار کی جاتی ہے جس سے دنیا میں فساد و شر اور بے انصافی اور بے امنی و تباہی کی راہیں وا ہو جاتی ہیں۔

دوسرا فطرتی جذبہ انسان میں معاونت کے برعکس باہمی مسابقت کا ہے۔ تعلیمِ فرقان نے یہ نہیں کہا کہ ایک دوسرے سے سبقت اختیار نہ کرو البتہ یہ شرط لگا دی کہ صرف کارِ خیر میں سبقت اختیار کرو، بہبود و خدمت کے مقاصد میں تم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دوڑ لگا سکتے ہو۔ لیکن دہریت و مادیت کی تحریکات کا تقاضا یہ ہے کہ جب مقصودِ حیات مادیت پر قبضہ ہے تو اُن پر غلبہ پانے کی خاطر ان ادنیٰ اغراض میں مسابقت کی دوڑ لگاؤ، خواہ اس کی خاطر اعلیٰ اخلاقی اقدار کا استیصال ہوتا ہو، چنانچہ موجودہ زمانہ میں یہی مادیت پر قبضہ کی دوڑ یعنی ہوسِ اقتدار و جنگِ زرگری زوروں پر ہے۔ سفلی جذبات کی نشو و نما سے اس وقت عالمِ انسانیت ہلاکت کے گڑھے پر کھڑی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ دو عالمگیر تباہی خیز جنگیں مغربی دنیا میں اور دو اس برِصغیر میں بپا ہو چکی ہیں، ان جنگوں سے بھی خدائے تعالیٰ کو اسلام کے غلبہ کی راہ ہموار کرنا منظور ہے۔

اسلام میں جنگیں ہوئیں اور ان جنگوں پر مستشرقین اور معترضین کہتے ہیں کہ یہ جنگیں ہونی نہیں چاہئیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض حالات میں آزادیٔ فکر و ضمیر، انصاف اور عدل کے لئے جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے، اور اگر ان حالات میں جنگ نہ کی جائے تو اس کے اثرات، جنگ کے اثرات سے بھی زیادہ تباہ کن ہوتے ہیں۔

اسلامی جنگیں دفاعی نوعیت کی تھیں اور انسانیت کو ظلم سے آزادی دلانے کے لئے کی گئیں۔

عیسائی تعلیم میں یہ بھی ہے کہ شر کا مقابلہ نہ کرو، اگر کوئی تمہاری ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم اپنی دوسری گال بھی آگے کر دو، مگر اس کے باوجود عیسائی ملکوں میں وسیع پیمانہ پر جنگیں ہوئیں اور عیسائی حکومتوں نے غیر حکومتوں پر اتلافِ و اموات کے دروازے کھولے، تو ان شواہد سے جنگ کی ناگزیری ثابت ہو جاتی ہے۔ عیسائیوں پر ان کی تعلیم کی غلطی واضح کی گئی۔ اور پاک بھارت جنگ میں مسلمانوں کو بتلایا گیا ہے کہ تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دورِ فتن میں ایک مصلحِ وقت بھیجا جس نے بتلایا تھا کہ اصل طاقت کا راز تمہاری اپنی ایمانی و اخلاقی طاقت میں مضمر ہے۔ لیکن تم نے نہ مانا اور انکار کر دیا۔ اور اس موقف پر ڈٹے رہے کہ اخلاقی قوت کے لئے قبل ازیں سلطنت و حکومت کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ جب اقتدارِ مملکت ہمیں حاصل ہو جائے، تب ہی ہم نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہوں گے اور فلاح و بہبود ہم سے جاری ہو گی۔ اگر آپ واقعات پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا کلام کرنے ... ہمارے ... اور زیادہ حکومت و سلطنت بڑی سرعت سے قدم اُٹھایا گیا ہے ہر شعبہ زندگی میں الٰہی نافرمانیوں اور معصیتوں کا غلبہ ہے۔ چنانچہ پاک بھارت جنگ میں دوسرا سبق یہ دیا کہ تمہارا اصل سرچشمہ ایمان باللہ اور ملت کی اخلاقی قوت ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ہم نے عظیم ملک بھارت کی چھ گنا طاقت سے مدافعانہ مقابلہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور نصرت سے غلبہ حاصل کیا۔ اس غلبہ پر غرور و نخوت سوار ہو گیا۔ ہم گھمنڈ میں آ گئے ہم مغرور بن گئے اور سمجھ بیٹھے کہ بھارت ہماری عسکری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے یہ اعتراف کیا کہ ہماری افواج کے دلوں میں تکبر سما گیا تھا اور عوام میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ہمیں ایک بار اب اسی دشمن سے ذلت آمیز شکست کھانا پڑی۔

دوسرا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے اندر دینی تعلیم رائج کی جائے اور اس کے ہر شعبہ میں دینِ اسلام کا تسلط نظر آئے۔ آج تک جو حکومتیں بنیں انہوں نے مختلف شعبوں مثلاً زراعت، تعلیم، صحت اور اقتصادیات وغیرہ کے بارے تو بہت سی اصلاحات جاری و قائم کی ہیں جو اپنی جگہ پر صحیح اور ضروری ہیں۔ لیکن اگر کوئی اصلاح نہیں ہو سکی اور اگر کوئی تنظیم نہیں اُبھر سکی تو وہ دینی اور اخلاقی تنظیم و اصلاح کی ہے۔

دینی اقدار پر قوم مُسلم کی تنظیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں بھی یہی کیفیت تھی۔ جب حضرت صاحبؑ نے دعوےٰ فرمایا تو دینی میدان کا یہ حال تھا کہ تمام علوم پڑھائے جاتے تھے۔ مگر . . . درس قرآن کا خانہ خالی تھا۔ اسی طرح آج ہر قسم کی اصلاحات ہو رہی ہیں مگر سبقت بالخیرات کے میدان میں کوئی آواز اور تنظیم نہیں اُٹھتی حالانکہ اس وقت اس کی ضرورت دوسری اصلاحات سے کہیں زیادہ ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ پاکستان کے مسلمان اپنی موجودہ شکست کے اسباب و نتائج سے کچھ بے پرواہ ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ سب کچھ دین اور ملت کی صحیح تنظیم و شیرازہ بندی کی طرف سے بے توجہی اور غفلت کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

سوچئے اور غور کیجئے کہ دینی اقدار پر قائم اصلاحی و فلاحی تنظیم صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی تنظیم ہے، اس نے دنیا جہان میں اشاعت اسلام کا کام کر کے دکھلایا ہے اور اسلام کی فتح و نصرت کے جھنڈے غیر ممالک میں گاڑے ہیں۔ دشمن اور مسیحی مفکر معترف ہیں کہ اس جماعت نے تبلیغ دین کا کام کمال کے ساتھ سرانجام دیا ہے۔ حضرات! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر دنیا میں آج کوئی اخلاقی اور دینی تعلیم ہے جس کی بنیاد ایمان باللہ اور سبقت بالخیرات پر قائم ہے تو وہ صرف اور صرف اس زمانہ کے مجدد و مامور حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت ہے، یہ حقیقت ہے کہ

ہمارے تبلیغی و اشاعتی ذرائع پر ابتلاء ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم خود سست ہو گئے ہیں۔ ہمارا جو اصل مقصد سبقت بالخیرات ہونے کا تھا اس میں ہم سُست رو ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اشاعت اسلام کے مقصد کا مدار ہی مسلمانوں کی قومی تعمیرِ نو پر تھا۔ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ زمینوں کے چند لاکھ روپوں سے اور گنتی کے چند لوگوں کے توسط سے یہ کام ہو جائے گا لیکن ہماری یہ سوچ غلط نکلی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رؤیا میں دو انسان دیکھے ایک زمین پر بیٹھا ہے دوسرا آسمان کی طرف چھت کے قریب۔ پہلے میں زمین پر بیٹھے ہوئے انسان سے مخاطب ہوا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے گر وہ خاموش؟ یعنی حضرت صاحبؑ کم از کم ایک لاکھ افراد کی کثرت چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقصد و مشن کو سامنے رکھیں۔ صحیح اعتقادات پر قائم ہوں۔ ہماری غفلت ہے کہ ہم نے یلغار اسلام کے لئے جو فوج تیار کی اس میں وسعت و اضافہ نہیں کیا۔ خدا کے لئے اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

جب ہمارے مقاصد نیک ہیں۔ اور اس سے زیادہ مبارک اور نیک مقاصد ہو نہیں سکتے۔ یہی وہ مقاصد تھے جو انبیاءؑ لائے اور جو صلحاءِ اُمت رح اور مجددین رح قوم لائے اور خود حضرت مسیح موعودؑ لائے۔ ان مقاصد کو اگر ہم اپنی زندگیوں میں داخل نہیں کرتے تو اشاعت اسلام کا کام فروغ نہیں پا سکتا۔ اگر ہم اس وقت کی پکار کو نہیں سنیں گے اور ایسی تنظیم کی توسیع اور فروغ کے لئے بالفعل ساعی نہیں ہوں گے جو ایمان باللہ اور اخلاق کی بنیاد پر قائم ہے اس وقت تک اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا کام اکنافِ عالم میں نہیں ہو سکتا اور غلبۂ اسلام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس جماعت کو جو جماعت احمدیہ لاہور کے نام سے موسوم ہے اس کی ترقی و استحکام کے لئے عددی اور مالی ذرائع کو وسیع کرنا چاہیئے۔ اپنی سستی اور غفلت کو خیرباد کہدیں ہمیں اپنے عمل کو بلند کرنا چاہیئے اسی صورت میں ہم دنیا کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم میں سے ایک ایک فرد ایک ایک تبلیغی و اصلاحی مرکز کا کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس کوئی کثیر تعداد افراد کی نہیں تھی۔ لیکن وہ نفس روح جو آسمان سے آئی اس نے ان لوگوں میں دینی رُوح پھونک دی تھی، چنانچہ جہاں ایک شخص احمدی ہو گیا وہاں اس نے مرکز کا کام کیا۔ آج وہ نقشہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے اگر ہم اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھیں، کم فہمی کو دُور کریں، کم علمی کا علاج کریں۔ عملی حالتوں کو درست کریں، ایمانی اور اخلاقی حالت کو درست کر لیں۔ ذاتی اور دنیاوی جھگڑے ختم کر دیں اور دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کر کے اس پر عامل ہو جائیں تو بہتر ہے، اب بہت وقت گذر چکا ہے۔ پہلی نسل اپنی راہ لے رہی ہے اور آئندہ نسل ہمارے سامنے ہے ان کے اندر ایمان اور اخلاق پیدا کرنے کی شدید ترین ضرورت ہے۔ ان کے اندر ولولہ موجزن کرنا ضروری ہے۔

ہم نے مسلمانوں کی خیر خواہی کا کام کرنا ہے۔ اسلام کی اشاعت کا فریضہ انجام دینا ہے۔ اور یہ کام اسی جماعت کے ہاتھوں سرانجام ہونا مقدّر ہے جو حضرت **اِمامِ وقتؑ** نے قائم کی۔ اور جو فرد اور جماعت امامِ وقتؑ کے نقشِ قدم پر چلے گی وہی کامیاب ہو گی، دنیا کی نجات کا کام اسی جماعت کے ہاتھوں سے پورا ہو گا۔ دنیا کے اندر جو فساد ہے وہ اسی جماعت کے ذریعہ دُور ہو گا۔ حُبِّ دنیا . . . . اور عدم انصاف کا قلع قمع اسی جماعت کے ہاتھوں مقدّر ہے، اگر ہم اس ایمان کے ساتھ میدان میں کود پڑیں گے تو اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہوں گے۔ جب مقاصد وہی ہوں تو یقیناً خدائی قوانین پر عمل کے بھی نتائج وہی نکلیں گے اور صرف اسی صورت میں فتح و نصرت ہمارے قدم چوم سکتی ہے۔

اخبارِ احمدیہ

تقریب مبارک۔ عزیزہ شمع عزیز دختر چوہدری عزیز احمد صاحب (ریٹائرڈ سیشن جج) کی شادی ہمراہ کیپٹن مقصود احمد صاحب ولد چودھری محمد احسن صاحب چیمہ (ساہی وال) آفواد مؤرخہ ۲ کو سرانجام پائی خطبہ نکاح مولینا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے دیا۔ اس موقعہ پر چوہدری محمد احسن صاحب چیمہ نے مبلغ دو صد روپے بطور شکرانہ اشاعتِ قرآن فنڈ میں مرحمت فرمائے ہیں جزاہ اللہ۔

ہماری دُعا ہے کہ یہ عقد جانبین کے لئے راحت و مسرت کا باعث بنے آمین۔

تقریب سعید

—— وزیر آباد سے اطلاع آئی ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے مکرم شیخ غلام احمد صاحب کی صاحبزادی شہناز گل کی شادی مکرم شیخ حفیظ اللہ صاحب کے فرزند ارجمند شیخ فاروق احمد صاحب کے ہمراہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو بخیریت انجام پائی۔ محترم شیخ نثار احمد صاحب نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

محترم شیخ غلام احمد صاحب نے مبلغ -/25 روپے بطور شکرانہ انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں جزاہ اللہ۔

ہماری دعا ہے کہ خدا یہ شادی جانبین کے لئے راحت و محبت کی باعث ہو۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— میرے لڑکے عزیزم شیخ وقار احمد صاحب نے بی کام آنرز کا امتحان ۹۲۰ نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے جس کی خوشی میں اس کی والدہ نے مبلغ دس (-/۱۰) روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیا ہے۔ سب احباب کی خدمت میں عزیزم کی بیش از بیش کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین

فقط۔ ایس عبیداللہ شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد

مسلم پرائمری سکول احمدیہ فارمز اوکاڑہ میں یومِ والدین کی تقریب

یکم اپریل کو مسلم پرائمری سکول احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4L}$ اوکاڑہ میں جناب چوہدری عبدالحق صاحب کی زیر صدارت ایک جلسہ تقسیم انعامات سکول کے گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ یہ انعامات نتیجہ کے اعلان کے فوراً بعد ان بچوں کو دیئے گئے جنہوں نے اپنی اپنی کلاس میں اوّل دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی تھی۔ سکول میں اوّل آنے والے بچے کو سپیشل انعام دیا گیا۔ اس تقریب میں بچوں کے والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

یہ جلسہ اس سکول کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے جو کہ چوہدری عبدالحق صاحب کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محمد طفیل جماعت پنجم نے خوش الحانی سے تلاوت کی۔ محمد طفیل اور آفتاب احمد جماعت پنجم نے درثمین کی نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا" پڑھ کر سنائی۔

مولانا شفقت رسول صاحب نے خیر الاشتغال تہذیب الاطفال کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم حاصل کئے بغیر ہم دین اور دنیا میں کسی بھی صورت میں خیر و برکت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس تعلیم کے حصول میں والدین کا بھی طلباء اور اساتذہ سے تعاون ضروری ہے۔ پھر انہوں نے حدیثِ رسولؐ طلب العلم فریضة علی کلّ مُسلِمٍ و مُسلِمَةٍ کی وضاحت کی۔ آخر میں انہوں نے بچوں اور انکے

(باقی پر صفحہ اشتہار کے نیچے)

فہرستِ عطیہ جات برائے مسجد دارالسلام لاہور

الحاج میاں ظہور احمد صاحب ملز اونر لائل پور۔	5000 — 00 روپے
الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی	1501 — 00 " "
ماسٹر محمد عبداللہ صاحب آف فیجی حال امریکہ ..	100 — 00 " "
بیگم صاحبہ رضیہ مظہر علی ملک پشاور معرفت ناظم دارالسلام لاہور	100 — 0 " "
منجانب منشی محمد لطیف صاحب مرحوم منڈی سکھے کی۔	25 — 00 " "
میزان۔	6726 — 00 روپے

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله والله مع الصٰبرین۔

www.aaiil.org

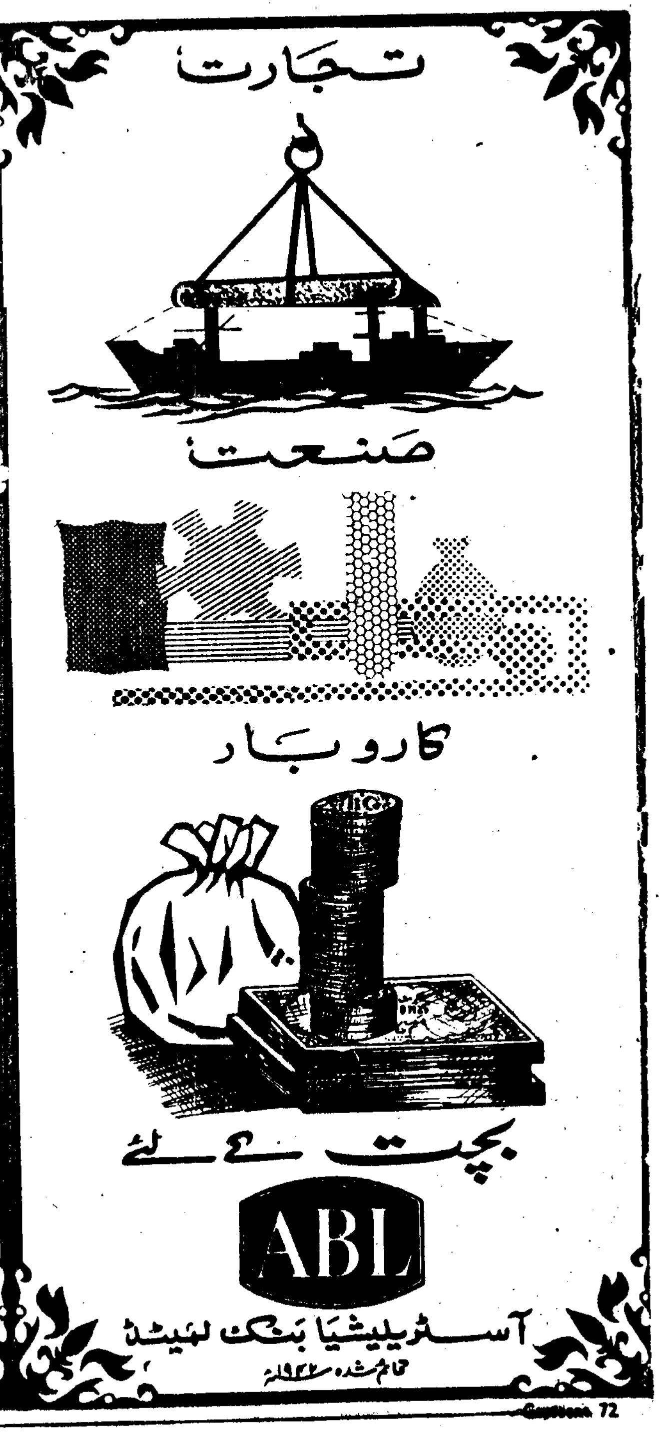

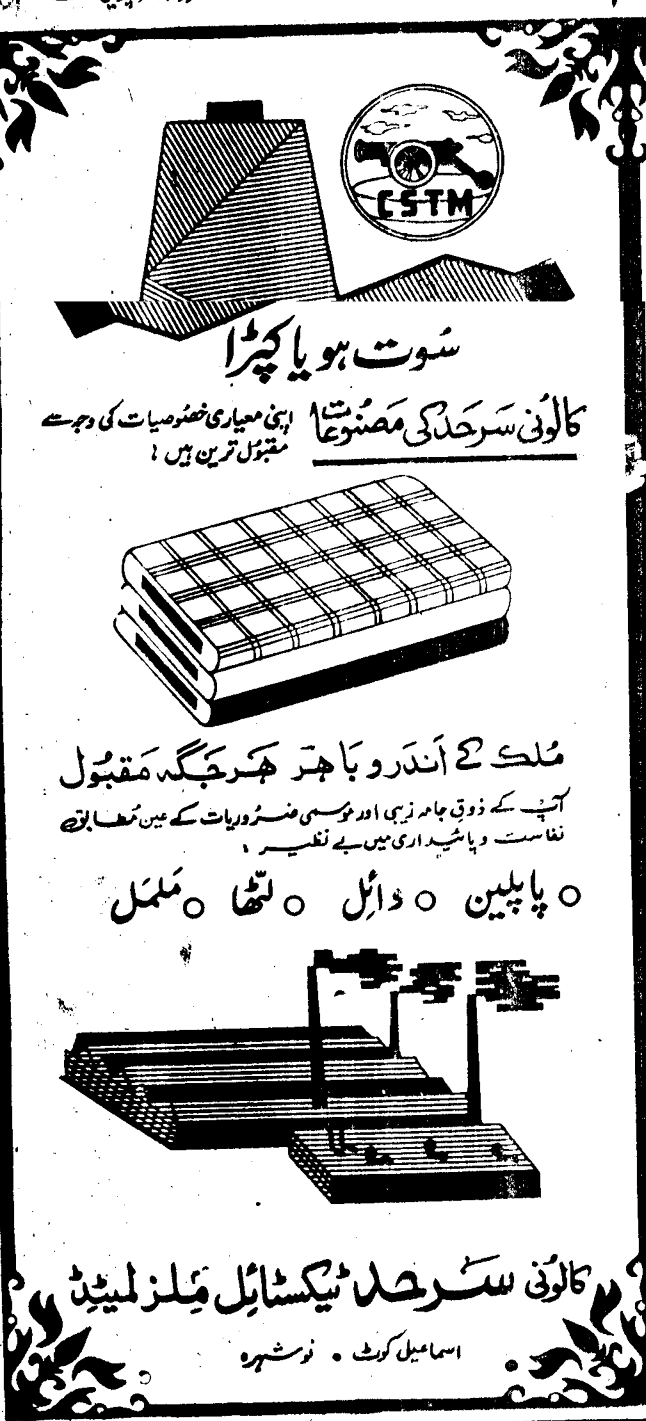

بقیہ صفحہ ۹ (یوم والدین)

والدین کو مبارک باد پیش کی کہ انہوں نے بہت ہی ناسازگار حالات میں محنت و کوشش کرکے بہت اچھی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہم اس سال چھٹی جماعت بھی اسی سکول میں جاری کر رہے ہیں۔ ان کے بعد

چوہدری عبدالحق صاحب نے قرآن کریم کی آیت ربّ زدنی علماً پڑھی اس کا مفہوم بچوں کو بتایا اور نصیحت کی کہ ہم صرف کوشش اور محنت سے ہی اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے طلباء، اساتذہ اور والدین کی مثال ایک تکون سے دیتے ہوئے فرمایا کہ

ان تینوں میں جب تک رابطہ قائم رہے گا اس وقت تک یہ کشتی کامیابی سے سوئے ساحل رواں رہے گی ورنہ اس کی تباہی یقینی ہے۔ انہوں نے والدین کو تاکید کی کہ وہ اپنے بچوں کی پڑھائی کے سلسلہ میں اساتذہ سے مکمل تعاون کریں۔ بعدازاں آپ نے طلباء کو انعامات تقسیم کئے۔

اور آخر میں انہوں نے تمام مہمانوں کا ...... شکریہ ادا کیا۔

مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی اور انہیں مناسب حال لٹریچر دیا گیا۔ الطاف محسن

احمدیہ فارم چک 6/4 ۔ ل اوکاڑہ

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۰۰ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کمر ہاں را چشم کن روشن زیارت میں ۔ خدا نور ہدی

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

مدیر دوست محمد — مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ۔ ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۴ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۶

اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہماری خواہشات کے تابع نہیں ہوتا۔
جو دعا انسان کے لئے مضر ہو وہ رحمت الٰہی سے رد کر دی جاتی ہے۔

ارشادات عالیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ بلکہ میرے ساتھ میرے مولا کریم کا وعدہ ہے کہ اُجیب کل دعائک۔ مگر میں خوب سمجھتا ہوں کہ کل سے مراد یہ ہے کہ جن کے سننے سے ضرر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ تربیت اور اصلاح چاہتا ہے تو رد کرنا ہی اجابت دعا ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کسی دعا میں ناکام رہتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دعا رد کر دی۔ حالانکہ خدا تعالےٰ اس کی دعا کو سن لیتا ہے۔ اور اس کی اجابت بصورت رد ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے درپردہ اور حقیقت میں بہتری اور بھلائی اس کے رد میں ہی ہوتی ہے۔ انسان چونکہ کوتاہ بین ہے اور دُور اندیش نہیں بلکہ ظاہر پرست ہے، اس لئے اس کو مناسب ہے کہ جب اللہ تعالےٰ سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اس کے مفید مطلب نتیجہ خیز نہ ہو تو خدا پر بدظن نہ ہو جائے۔ کہ اس نے میری دعا نہیں سنی۔ وہ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے ادعونی استجب لکم (——) فرماتا ہے۔ راز اور بھید یہی ہوتا ہے کہ داعی کے لئے خیر اور بھلائی رد دعا میں ہی ہوتی ہے۔ دعا کا اصول یہی ہے۔ اللہ تعالےٰ قبول دعا میں ہماری خواہشات کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں۔ اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اگر بچے بے ہودہ طور پر اصرار کریں اور رو رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن چمکتا ہوا انگارہ مانگیں۔ تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی، کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر اپنا ہاتھ جلا لے۔ یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر اپنا ہاتھ کاٹ لے۔ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ میں خود اس امر میں تجربہ رکھتا ہوں۔ کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے، تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات خوب سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک سمجھتے ہیں۔ مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ خواہشات انسانی سب باتوں پر صاد نہیں کر سکتیں، کہ سب صحیح ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲)

بحرِ حکمت کے موتی

اخلاق فاضلہ

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم انّ من اکبر الکبائر ان یلعن الرّجل والدیہ قیل یارسول اللہ وکیف یلعن الرّجل والدیہ قال یسبّ الرّجل ابا الرّجل فیسبّ اباہ ویسبّ امّہٗ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے فرمایا ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس طرح صرف یہی تعلیم نہیں دی کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے بلکہ دوسرے کے ماں باپ کی بھی عزت کرے۔ کیونکہ اگر وہ دوسرے کے ماں باپ کی عزت کریگا تو دوسرا اسکے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم کا یہ بہترین طریق ہے۔

(فضل الباری۔ کتاب الادب)

اعلان

جو اصحاب اجلاس معتمدین اور مشاورت میں شمولیت کے لئے لاہور تشریف لا رہے ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ موسم کی ضروریات کے مطابق اپنے بستر ہمراہ لائیں۔ نیز جو اصحاب شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں وہ قبل ازیں دفتر کو مطلع فرماویں تاکہ انتظام میں سہولت ہو۔

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور۔

ہفت روزہ پیغام صلح
خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ سرحد

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ سرحد کی حسب ذیل رپورٹ آپ کے پی اے عبداللطیف خاں صاحب کی لکھی ہوئی ہے، اس کے علاوہ پشاور سے صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب کی طرف سے بھی زیادہ مفصل رپورٹ موصول ہوئی ہے، جس کے ضروری حصص آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔)

حضرت امیر ایدہ اللہ مورخہ ۳۰ر مارچ جمعرات کے روز بذریعہ ہوائی جہاز پشاور تشریف لے گئے۔ ۱۰ بجکر بیس منٹ پر پشاور کے ہوائی اڈہ پر جہاز سے اُترے۔ جماعت پشاور اور مضافات کے احباب اپنے معزز مہمان کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ دور افتادہ مقامات مثلاً سرائے نورنگ ضلع بنوں سے صاحبزادگان اور چارسدہ سے میاں عبداللہ شاہ صاحب مع رفقاء تشریف لائے تھے۔ پذیرائی کرنے والوں نے پھولوں کے ہار پہنائے اور باری باری حضرت امیر سے معانقہ کیا۔ ہوائی اڈے کی مختصر مگر پُرجوش و مسرت رسم کے بعد سب احباب موٹروں میں سوار ہو گئے اور کاروں اور سکوٹروں پر مشتمل یہ کارواں میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب صدر جماعت پشاور کے بنگلہ پر جو یونیورسٹی ٹاؤن میں ایک پُرفضا مقام پر واقع ہے، جا ٹھہرا، وہیں حضرت امیر کے قیام کا انتظام تھا۔ میزبان نے مہمانِ خصوصی کے اعزاز میں پُرتکلف چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ احباب نے حضرت امیر سے خیر و عافیت پوچھی، صحت اور سفر کے بارہ میں دریافت کیا جس کے جواب میں حضرت امیر نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہیں۔ اور سفر کے دوران کوئی تکلیف پیش نہیں آئی۔ حضرت امیر تر و تازہ اور خوش و خرم نظر آ رہے تھے۔ اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ نے کوئی سفر کیا ہی نہیں۔ احباب آپ کے ہشاش بشاش چہرے کو دیکھ کر باغ باغ ہو رہے تھے۔ محبت و اشتیاق کی یہ محفل ساڑھے گیارہ بجے تک رہی۔ اس کے بعد اکثر دوست ضروری مصروفیات کے باعث رخصت ہوئے اور کچھ دوست ٹھہر گئے، انہوں نے حضرت امیر کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ ڈاکٹر صاحب کے ظہرانہ میں اخلاص و فراخ دلی کا مظاہرہ تھا۔ حضرت امیر کی خدمت میں استراحت فرمانے کے لئے بار بار کہا گیا مگر آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ انہیں دوستوں کے ساتھ مل بیٹھنے میں زیادہ راحت و آرام ہے۔

اسی روز عصر کے وقت لالہ گل رحمٰن صاحب کی جنہوں نے اپریشن کرایا ہوا تھا، عیادت کے لئے نشتر آباد تشریف لے گئے ان کی احوال پرسی کر کے ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دُعا فرمائی۔ وہاں سے احباب کی معیت میں سیدھے چارسدہ تشریف لے گئے۔ جہاں میاں محمد زمان صاحب مرحوم کے بھائی کی وفات پر فاتحہ خوانی کرنی تھی۔ میاں عبداللہ شاہ صاحب انتظار میں بیٹھے تھے۔ جن کی رہنمائی میں میاں محمد زمان صاحب مرحوم کے دولتکدہ پر گئے۔ وہاں فاتحہ پڑھی اور تھوڑی دیر قیام کرنے کے بعد میاں عبداللہ شاہ صاحب کے دولت خانے پر آ گئے، وہاں میاں صاحب نے پُرتکلف چائے سے حضرت امیر اور دیگر احباب کی تواضع کی اور اپنے مخصوص شیریں کلام سے سب مہمانوں کو شاد فرمایا۔ شام کے قریب وہاں سے رخصت لے کر پشاور لوٹے۔

اگلے روز جمعہ تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی ملاقات اور خطبہ سننے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ آئے ہوئے تھے۔ حضرت امیر نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ خطبہ قدرے لمبا ہو گیا تھا، مگر اس قدر دلچسپ اور پُر معارف تھا کہ سامعین محو سماعت رہے اور کسی کو بھی طوالت کا احساس نہ ہوا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جماعت کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دُعا فرمائی اور کسی دوست کی تحریک پر مرحوم بزرگان و رفتگان پشاور کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے بھی دعا کی۔ اس کے بعد دوست فرداً فرداً نیاز حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ کچھ دیر بعد مجلس شروع ہوئی۔ اتنے میں چائے آ گئی۔ چائے پر گفتگو کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ جمعہ میں رجال کے علاوہ خواتین نے بھی شرکت کی۔ کوئی دو سو کے قریب افراد نماز جمعہ میں شامل ہوئے۔ مسجد کے کمرے کے باہر روش پر بھی نمازی کھڑے تھے۔ جمعہ کے روز بھی میاں عبداللہ شاہ صاحب مع رفقاء حضرت امیر کا خطبہ سننے کے لئے چارسدہ سے وقت پر پہنچ گئے تھے۔

ہفتے کے روز حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ کا پروگرام صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک موضع شیخ محمدی میں تھا۔ شیخ محمدی میں اپنی جماعت کے علاوہ دیہاتی اور غیر احمدی دوست بھی تقریب میں شمولیت کے لئے مدعو تھے۔ حاضرین کی تعداد ۷۰-۸۰ افراد کے قریب تھی۔ حضرت امیر نے موقع کی مناسبت سے سلسلہ کی خصوصی تعلیمات کے بارہ میں ایک گھنٹہ وعظ کیا۔ آپ نے حاضرین پر واضح کیا کہ انہوں نے حضرت مجدد زمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حضرت اخوت کی بیعت لیتے تھے نبوت کی نہیں۔ وہ نبی نہیں تھے۔ ہاں بہت بڑے اولیاء میں سے تھے۔ جماعت شیخ محمدی نے جملہ مہمانوں کی پُرتکلف چائے اور پھلوں وغیرہ سے ضیافت کی۔ گیارہ بجے شیخ محمدی سے رخصت ہوئے اور پشاور پہنچ کر کپتان عبدالواحد خاں صاحب کے در دولت پر گئے۔ ان کے ہاں ظہرانہ کا انتظام تھا۔ وہاں ایک بجے کے قریب احباب پہنچے اور دعوت میں شامل ہوئے۔ کپتان صاحب نے سرحد کی روایتی ضیافت و مہمان نوازی کی یاد تازہ کر دی، بہت تکلف کیا تھا جو میزبان کی عالی ظرفی اور خلوص کی نشاندہی کر رہا تھا۔ اسی دن شام کو سفید ڈھیری جانے کا پروگرام تھا۔ وہاں پر جماعت کے دو معروف بزرگ ملک کنڈل خان صاحب اور لالہ سید حسین شاہ صاحب کی، جو ایک طویل عرصہ سے صاحب فراش ہیں، عیادت فرمائی۔ رات کو عبدالباری خان صاحب ایڈووکیٹ کے ہاں عشائیہ کا بندوبست تھا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد قیام گاہ پر واپس تشریف فرما ہوئے۔

اگلے روز ..... صبح ۸½ بجے سے ۱۰½ بجے تک موضع گگہ ولہ کے دورہ کا پروگرام تھا۔ موضع گگہ ولہ میں بھی دو بزرگ پرانی نشانیوں میں سے ابھی تک خدا کے فضل سے بقید حیات موجود ہیں (اللہ تعالےٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے) ایک کا اسم گرامی ملک غیباز خان ہے اور دوسرے کا نام بادشاہ خان ہے۔ ان کے دولتکدہ پر تقریب کا انتظام تھا۔ جب حضرت امیر صدر جماعت پشاور کی معیت میں گگہ ولہ پہنچے تو بندوقوں کے فائروں سے انکا استقبال کیا گیا۔ حضرت امیر کی ملاقات کے لئے جماعت کے احباب کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ سب مہمانوں کی پرتکلف چائے سے خاطر و مدارات کی گئی۔ دس بجے کے قریب حضرت امیر نے واپس پشاور آ کر اپنی قیام گاہ پر آرام فرمایا۔ پروگرام کے مطابق عصر کے وقت ۴½ بجے پشاور شہر کے مشہور و معروف پارک ہوٹل میں حضرت امیر کے لیکچر کا انتظام تھا۔ اس تقریب کے لئے انتظامیہ نے کوئی دو سو کے قریب دعوتی کارڈ جاری کئے تھے۔ احباب جماعت کے علاوہ مقامی مجسٹریٹ، وکیل، انجنیئر، پروفیسر اور اعلیٰ سول و ملٹری افسروں نے بھی شرکت کی، جنہوں نے لیکچر کو پوری توجہ اور اشتیاق سے سُنا۔ تقریر اس قدر پسند کی گئی کہ جب چائے کی میز پر لوگ جمع ہوئے تو بعض دانشوروں نے حضرت امیر کے ساتھ دیر تک دلچسپ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور معقول و مدلل جواب پا کر اطمینان حاصل کیا۔ کوئی ۶ بجے شام کو تقریب ختم ہوئی اور حضرت امیر میاں عبدالرشید صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر ان کے اعزاز میں عشائیہ کا انتظام تھا۔

۳ر اپریل کو پیر کے دن حضرت امیر کی واپسی کا پروگرام تھا۔ حضور کو وداع کرنے کے لئے کافی تعداد میں دوست و احباب آئے ہوئے تھے۔ ہوائی اڈہ کے ریسٹورانٹ میں رخصت ہونے سے چند منٹ پیشتر حضرت امیر کی فرمائش پر الوداعی چائے نوش کی گئی۔ معاً بعد روانگی کا اعلان ہوا اور حضرت امیر سب سے رخصت ہو کر ہوائی جہاز کی جانب روانہ ہوئے ان کا طیارہ ٹھیک ایک بجکر ۵۰ منٹ پر مائل پرواز ہوا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت امیر جتنے دن پشاور میں رہے جہاں گئے اور

(باقی برصفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء

اسلام کا معاشرتی نظام

اس زمانہ میں مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ نے جو رُخ اختیار کر رکھا ہے اور اس کو ختم کرنے کے لئے جو طریق اختیار کیا جا رہا ہے۔ اس کے پیش نظریہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالی جائے، اور یہ بتایا جائے کہ اسلام کا قائم کردہ معاشرتی نظام اس کے کہاں تک مطابق ہے اور اس نے غریب اور امیر، مزدور اور سرمایہ دار کے مابین بڑھتی ہوئی خلیج کو پاٹنے کی کیا صورت اختیار کی ہے۔

اس بارہ میں سب سے پہلی بات جس پر قرآن نے روشنی ڈالی ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔ بلحاظ انسانیت ان میں کوئی فرق نہیں، غربت اور امارت ایسی چیزیں نہیں کہ کسی شخص کی انسانیت میں کمی یا زیادتی کا موجب ہوں۔ نہ ہی مزدور اور سرمایہ دار کی انسانیت میں کوئی فرق یا تفاوت پایا جاتا ہے خدا تعالےٰ کا فرمان ہے ولقد کرمنا بنی آدم جو شخص بھی آدم کی نسل سے ہے اس کو ہم نے قابل عزت بنایا ہے، امارت یا غربت کسی شخص کی عزت کو بڑھانے یا کم کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی، جب تک کسی کے اعمال اچھے یا بُرے نہ ہوں، رنگ اور نسل کا امتیاز، ذات پات کا فرق، ملکی اور لسانی تفاوت اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا، ایک ہی چیز ہے جو کسی انسان کی عزت یا ذلت کا موجب ہو سکتی ہے، وہ اس کے اچھے یا بُرے اعمال ہیں، جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔ اے لوگو ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ (مگر یاد رکھو کہ) اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو متقی ہے یعنے خدا تعالےٰ سے ڈر کر نیک اعمال بجا لاتا ہے۔

اسی کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نظر آتا ہے، آپؐ کے پیروؤں میں غریب بھی تھے اور امیر بھی، مزدور بھی تھے اور سرمایہ دار بھی، غلام بھی تھے اور آزاد بھی، سیاہ رنگ کے حبشی بھی تھے اور سفید رنگ کے خوبصورت لوگ بھی۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت روشن اور چمکدار چہرہ رکھتے تھے۔ لیکن معاشرت میں آپؐ نے اس تفاوت کو کبھی ملحوظ نہیں رکھا نہ کبھی کسی سے برتاؤ میں کوئی امتیاز روا رکھا، بلکہ غلاموں کو عزت کے مرتبہ پر بٹھایا، بلالؓ کو مؤذن مقرر کیا، صہیبؓ کو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں امامت کا منصب عطا ہوا۔ اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ کے ساتھ کر دیا۔ یہ الگ امر ہے کہ ان کی باہم نبھ نہ سکی، اور زیدؓ نے انہیں طلاق دے دی، جس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے حبالۂ عقد میں لے آئے۔ لیکن زیدؓ کے ساتھ زینبؓ کا عقد ثابت کرتا ہے، کہ آپؐ کے نزدیک غلام بھی اسی طرح قابلِ عزت ہے جس طرح آزاد انسان، بشرطیکہ وہ نیک اعمال رکھتا ہو، یہی نہیں ایک حبشی زادہ اسامہؓ کے ساتھ آپؐ کو ایسا ہی پیار تھا جیسا حسنؓ اور حسینؓ کے ساتھ پیار کرتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ اسامہؓ کو اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور حسنؓ اور حسینؓ کو دوسری ران پر اور دعا فرماتے کہ اللھم انی احبھما فاحبھما۔ اے اللہ! میں اسامہؓ اور حسنؓ حسینؓ سے پیار کرتا ہوں، تو بھی ان سے پیار کر، پھر اسامہؓ کو جوان ہونے پر اسلامی فوج کا سپہ سالار بنا دیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے بزرگان کرام ان کے ماتحت ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام باہمی تعلقات اور معاملات میں ادنےٰ اعلیٰ، کالے اور گورے کا امتیاز روا نہیں رکھتا بلکہ جس کو جس منصب کا اہل سمجھتا ہے، بلا امتیاز رنگ و نسل اسے اسی منصب پر فائز کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

یہیں تک نہیں، کفار کا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ تھا کہ اپنی مجالس میں غرباء اور ادنےٰ درجہ کے لوگوں کو نہ بیٹھنے دیں، یہی مطالبہ عموماً تمام رسولوں کے مخالفین کا رہا ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفین نے بھی ایمان نہ لانے کا بہانہ یہی بنایا کہ انؤمن لک واتبعک الارذلون۔ کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں بحالیکہ تیرے متبع رذیل لوگ ہیں، اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا وما علمی بما کانوا یعملون ان حسابھم الا علیٰ ربی لو تشعرون وما انا بطارد المؤمنین، مجھے ان کے اعمال کا علم نہیں۔ ان کے اعمال کا حساب لینا تو میرے پروردگار کا کام ہے کاش تم کو کچھ شعور ہوتا اور میں ایمان لانے والوں کو اپنے پاس سے اٹھا نہیں سکتا۔ ایسا ہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ ہوا کہ اپنی مجالس سے غریب لوگوں کو اُٹھا دیں تو آپؐ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ ہدایت ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظٰلمین۔ یعنے جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو اس کی رضا جوئی کے لئے پکارتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو، تم پر ان کے حساب کی ذمہ داری نہیں اور نہ اُن پر تمہارے حساب کی کچھ ذمہ داری ہے، تم ان کو نکال دو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، اس آیت کے متعلق غریب مسلمان (مثلاً عمارؓ، یاسرؓ، بلالؓ اور زیدؓ وغیرہم) فخریہ کہا کرتے تھے فینا نزلت یہ آیت ہمارے بارے میں اتری ہے سب اُدھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت پر یہاں تک عمل کیا کہ مجالس میں غرباء کے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے معکم محیای ومعکم الممات۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہے، اور ان غرباء کا بیان ہے کہ کان یقعد معنا ویدنو منا حتیٰ تمس رکبتہ رکبتنا۔ آپؐ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور ہمارے قریب ہو کر بیٹھتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کا گھٹنا ہمارے گھٹنے کے ساتھ مل جایا کرتا تھا۔

کیا یہ نقشہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے لے کر ادنےٰ سے ادنےٰ امیر کی مجلس میں بھی کبھی دیکھتے ہیں آپ؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں، آپؐ کی کوئی بارگاہ نہیں، کوئی مسند اور سٹیج نہیں، مسجد کے فرش پر غریبوں کے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں اور نشست و برخاست میں غریب اور امیر میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے بلکہ غرباء کو آپ اپنی مجالس میں زیادہ عزت کا مقام دیتے ہیں، اور غرباء کو اس بات کا فخر ہے اور وہ آپؐ پر جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ ہے وہ حل جو اسلام نے معاشرتی تفاوت کو ختم کرنے کے لئے کیا ہے۔

آپ کی مجالس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے بزرگ بھی ہیں جو ضرورت پیش آنے پر گھر کا مال و اسباب لا کر پیش کر دیتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ جیسے مالدار لوگ بھی ہیں، جو اشرفیوں کی تھیلیاں آپؐ کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں، اور حضور صلعم ان اشرفیوں کو ہاتھ میں لیکر خوش ہوتے ہیں کہ جہاد میں کام آسکیں گی، لیکن کوئی غریب آدمی ان کے ساتھ حسد نہیں کرتا نہ امیر لوگ غریبوں سے نفرت کرتے یا اپنی داد و دہش میں کسی فخر کا اظہار کرتے ہیں، کوئی مزدور اور سرمایہ دار یا غریب اور امیر کا سوال پیدا نہیں ہوتا، سب ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاشرہ ایک ہی خاندان کے افراد پر مشتمل ہے، یہ موجودہ معاشرتی تفاوت کا وہ حل ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام نے عملاً کر دکھایا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امی ہیں لیکن آپؐ کا یہ عظیم الشان کارنامہ تاریخ عالم کے کسی دور میں کسی صاحب علم اور بڑے سے بڑے بادشاہ کے عہد میں بھی نظر نہیں آتا حتیٰ کہ آج اس روشنی کے زمانہ میں غریب اور امیر، مزدور اور سرمایہ دار کا سوال ایسی شدت اختیار کر چکا ہے کہ بڑے بڑے سیاستدانوں کی کوششیں اس کو کم نہیں کر سکیں، نہ فاشزم یا کمیونزم اور سوشلزم اس کو حل کر سکی ہے، ایک امی انسان نے چودہ سو سال پہلے اس کو حل کر کے دکھا دیا ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے، جو غرباء کی مالی امداد اور غریب اور امیر میں مساوات پیدا کرنے سے تعلق رکھتا ہے، اس پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مشاورت کے لئے بیرونجات سے آنے والے احباب سے گذارش

۱۔ مورخہ ۱۴/۴/۷۲ کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ مجلس مشاورت میں علاوہ معتمدین، صدر و سیکرٹری اور مجوزہ صاحبان کے ایسے صائب الرائے احباب بھی شمولیت اختیار کر سکتے ہیں جنہیں بیرونی جماعتیں منتخب کر کے بھیجیں۔ (۲) جملہ جماعتہائے اور ممبران سے استدعا ہے کہ وہ جلد از جلد مطلع فرماویں۔

www.aaiil.org

شیخ محمد طفیل صاحب انگلستان

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

کشمیر میں تبلیغ

تاریخ کی کتاب میں احمدیت کا ذکر

تاریخ کی کتب میں عام طور سے تحریک احمدیت کے ذکر کو عمداً حذف کر دیا جاتا ہے۔ یا اگر ذکر بھی کیا جاتا ہے تو معاندانہ رنگ میں۔ گورنمنٹ کشمیر کی طرف سے تاریخ کی جو کتاب آٹھویں جماعت کے لئے شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۱۶۴ کا ذیل کا اقتباس بلا تبصرہ درج ذیل ہے:۔

"مرزا غلام احمد (علیہ السلام)

مرزا غلام احمد نے مسلمانوں میں ایک تحریک پنجاب کے گاؤں قادیان سے شروع کی اس لئے اس تحریک کو قادیانی تحریک بھی کہتے ہیں۔ اس تحریک کا مقصد اسلام کو جدید خیالات اور جدید ایجادات کی روشنی میں پیش کرنا تھا۔ اس جماعت کے دو حصے ہیں ایک لاہوری پارٹی کہلاتی ہے اور دوسری قادیانی۔ دونوں پارٹیاں اسلامی کتب کا جدید زبانوں میں ترجمہ کرنے پر اور غیر ملکوں اور ہندوستان میں مسلمانوں کے مشن قائم کرنے پر زور دیتی ہیں۔"

مولٰینا سمیع اللہ صاحب کا تبلیغی دورہ

گذشتہ سال ماہ رمضان کے دوران مولٰینا سمیع اللہ صاحب فاضل دیوبند کشمیر میں تبلیغی دورہ پر گئے اور ڈاکٹر خورشید عالم صاحب ترین کے ہاں مقیم ہوئے۔ سری نگر میں جہاں ڈاکٹر صاحب کا قیام ہے اس جگہ محلے کی مسجد میں مولٰینا نے شب قدر کو غیر از جماعت اصحاب کو خطاب کیا جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ نیز محترم زاہد صاحب نے اسی مسجد میں ایک موقعہ پر کشمیری زبان میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک مدلل تقریر فرمائی تھی۔ ڈاکٹر صاحب خود بھی گاہے گاہے اس مسجد میں لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی کوششوں سے تبلیغی پمفلٹوں اور کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ چند پمفلٹوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) دین کیا ہے؟ (۲) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۳) روزے کا مقصد (۴) قرآن کی بیان کردہ سائنس (۵) حضرت نبی کریمؐ کا پیدا کردہ انقلاب عظیم (۶) اسلام دین فطرت (۷) کیا احمدی مسلمان ہیں (۸) تفسیر سورۃ فاتحہ معہ متن اور انگریزی ترجمہ ہجی میں تلفظ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ (۹) اردو تفسیر سورۃ فاتحہ کا مسودہ پریس میں ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا اپنا کلینک احمدیہ مشن ہاؤس کے فرائض انجام دیتا ہے۔

اخبار روشنی سرینگر

جناب عبدالعزیز شورہ صاحب اخبار روشنی کو باقاعدہ نکال رہے ہیں۔ گو اس کا براہ راست پاکستان پہنچنا ممکن نہیں لیکن دوسرے ممالک میں اس کے جو پرچے جاتے ہیں ان سے اپنے دوستوں کی خیریت کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔

بھارت

بھارت میں ہماری جماعت کے احباب مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں حیدرآباد دکن، دہلی، بمبئی سے گاہے گاہے ان کی خیریت کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ مولٰینا سمیع اللہ صاحب بمبئی میں ہیں وہ جب وقت ملے مختلف علاقوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ حالات سازگار ہوئے تو تجویز ہے کہ ڈھاکہ کا بھی دورہ کریں۔

یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ ان ممالک کے ساتھ براہ راست خط وکتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ خدا کرے کہ سیاسی حالات سازگار ہو جائیں تاکہ ہماری جماعت پُر امن ماحول میں اپنی تبلیغی مساعی کو جاری رکھ سکے۔

ویسٹ انڈیز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی پانچویں کنونشن اس دفعہ ٹرنی ڈاڈ میں منعقد ہو رہی ہے جس کے لئے ان علاقوں میں تیاریاں شروع ہیں۔ گیانا اور سرینام کے علاوہ انگلستان، امریکہ، ہالینڈ سے بھی مندوبین شریک ہوں گے۔

خط وکتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

چندہ ماہوار اور مستقل فنڈ

حضرت مجدد زمانؑ کا مقرر کردہ چندہ ماہوار اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کا قائم کردہ مستقل فنڈ استحکام و توسیع جماعت کی بنیاد ہیں۔ احباب ان کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمائیں۔

انچارج تحصیل

دورۂ سرحد

(بقیہ صفحہ ۲)

جس تقریب میں شامل ہوئے لوگوں نے آپ پر عقیدت اور محبت کے پھول نچھاور کئے۔ مجسمہ صدق وصفا اور مہر و وفا بن کر عزت و احترام کے جذبات سے پذیرائی کی۔ حضور بھی اپنے فدایان اور گرویدگان کے چہروں کو پڑھ کر انکے جذبات کا اندازہ کرتے ان کے حق میں تعریفی کلمات فرما کر اپنی مسرت کا بڑے جوش سے اظہار فرماتے۔ غرضیکہ ہر تقریب اور محفل میں ایسی کیفیت ہوتی تھی جو قال سے کہیں زیادہ حال سے مناسبت رکھتی ہے۔ میں نے کئی احباب کو یہ کہتے سُنا کہ حضرت امیر کا یہ دورہ ایک تاریخی اور یادگار دورہ ہے۔ اس دورے کی تمام تر کامیابی کا سہرا جماعت پشاور کی انتظامیہ کے سر بالعموم اور صدر جماعت میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کے سر بالخصوص ہے۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا ماہانہ تربیتی کورس

اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ حضور صلعم کی ہمہ گیر شخصیت سے نوجوان ذہنوں کو متعارف کرانے کی غرض سے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور ایک تربیتی کورس شروع کر رہی ہے۔ اس کورس کے اجلاس ہر ماہ کے آخری ہفتہ کو احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا کریں گے۔ یہ کورس سات ماہ کا ہوگا۔ اس لئے حضرت رسول اکرم صلعم کی زندگی کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ماہ ترتیب وار ایک حصہ کے متعلق تحریری سوال وجواب ہوں گے۔ ہر اجلاس سے ایک ہفتہ پیشتر تمام شرکاء کو سوالنامہ ارسال کر دیا جائے گا تاکہ وقت مقررہ کے دن نوجوان پوری طرح تیار ہو کر آسکیں۔ اس طرح واقعات اور حقائق ان کے ذہنوں میں

۴۴

۴۴

اچھی طرح محفوظ ہو جائیں۔ مقامی طور پر اول دوم آنے والوں کو نقد یا اشیاء کی صورت میں انعامات دیئے جائیں گے۔ بیرونی جماعتوں کے نوجوان بھی اس کورس میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن انہیں ماہوار انعامی مقابلہ میں شریک نہ کیا جا سکے گا۔ البتہ جو نوجوان باقاعدگی سے کورس کے سوالناموں کے جوابات ارسال کرتے رہیں گے انہیں کورس کے اختتام پر مجموعی نتائج کے اعتبار سے اول دوم اور سوم انعامات دیئے جائیں گے۔ یہ انعامات اکتوبر کے اختتامی اجلاس میں تقسیم کئے جائیں گے۔ اس کورس کے لئے محمد مصطفٰے مصنفہ حضرت مولٰینا محمد علی صاحبؒ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ تمام سوالات اسی کتاب سے دیئے جائیں گے۔ تربیتی کورس میں شریک ہونیوالے نوجوان اس کتاب کو مقامی جماعت کے دفتر واقع 59۔ احمدیہ مارکیٹ احمدیہ بلڈنگس یا مرکزی انجمن کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں اس ماہ کا اجلاس ۲۹ اپریل کو بوقت چار بجے بعد دوپہر احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ سوالنامہ چند روز تک نوجوانوں کو ارسال کر دیا جائے گا۔ نوجوانوں کو ہدایت

ملفوظات

(بسلسلہ صفحہ اول)

چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے اس لئے ہونا چاہیئے اور ہوتا ہے کہ بعض خواہشیں مضر ہوتی ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو منظور کر لے، تو یہ منصب رحمت کے صریح خلاف ہو جائے۔ یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ مگر ہر رطب و یابس کو نہیں۔ کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کار کو نہیں دیکھتا۔ اور دعا کرتا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے، ان مضرتوں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے ماتحت بصورت قبول دعا داعی کو پہنچ سکتے ہیں، اسے رد کر دیتا ہے۔ اور یہ رد دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔ پس ایسی دعائیں جنمیں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ مگر مضر دعاؤں کو بصورت رد قبول فرمالیتا ہے ؏

تقریر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد

موجودہ مشکلات میں ہمارے فرائض

(ذیل کا مضمون ڈاکٹر سعید احمد صاحب سابق خدمت کی اس تقریر کا متن ہے، جو انہوں نے ۱۳ جنوری ۱۹۷۲ء کو مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے ایک خصوصی اجلاس منعقدہ زیر صدارت حضرت امیر قوم ایدہ اللہ میں فرمائی۔ اس خطاب کی افادیت کے پیش نظر ہدیہ قارئین کرام ہے) ——— مرتبہ۔ بشیر احمد سون

قال ربّ اشرح لی صدری۔ و یسّر لی امری۔ واحلل عقدۃ من لسانی الخ .... انّک کنت بنا بصیرا (طٰہٰ - ۲۵ تا ۳۵)

حضرت امیر قوم اور حاضرین کرام!

یہ وہ موضوع ہے جو آج ہر شخص کے دماغ پر مسلط ہے۔ ہم کو آج مشرقی پاکستان پر بھارت کے ناجائز غاصبانہ قبضہ سے انتہائی دکھ درد اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے، یہ ایک ایسا سانحہ ہے جو ہر دل کو رُلا رہا ہے ہر شخص اداس، متفکر اور غمگین ہے۔ اور آج کل اس موضوع پر ہر پاکستانی ہر جگہ تبادلہ خیال کرتا ہے۔ اخباروں میں تحریں اور رسائل میں مضامین تبصرے اور جائزے شائع ہو رہے ہیں، جن میں اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے غور و فکر کیا جاتا اور اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ہر شخص اس مبحث میں یہی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ اس موضوع کا محقق ہے۔ فی الحقیقت ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو اس سانحہ کے حقیقی اسباب و عوامل پر غور و فکر کرتے اور صحیح خطوط پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہی حال میرا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر یہ فکر بھی دامنگیر ہے کہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے، میری کوتاہ فکری اور کج بیانی سے کہیں آپ کے اوقات ضائع نہ ہوں۔

یوں تو میں آپ کے سامنے بولنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں، لیکن میں اپنے سامنے ایسے لوگ بھی دیکھ رہا ہوں جو اس موضوع پر مجھ سے کہیں بہتر اور موثر طور پر اپنے خیالات کا اظہار فرما سکتے ہیں۔ اس ماحول میں مَیں کوئی تقریر نہیں کر رہا۔ محض میرے خیالات اور احساسات ہیں جو آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں، جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے کہ یہ موضوع عام ہے تاہم اس پر کچھ کہنے کے لئے مجھے کچھ مہلت درکار تھی، لیکن اس مجلس کے انتظامی معاملات کچھ عجلت کے تھے، کہ ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ کل رات ہی مجھے معلوم ہوا کہ مجھے اس موضوع پر بولنا ہے۔ میں نے اس مختصر سے وقت میں یہی مناسب خیال کیا کہ قرآن کریم جسے امام وقت حضرت مسیح موعودؑ نے طاقچوں سے اُٹھا کر ہمارے ہاتھوں میں دیا اور اسے ہمارے سینوں میں جگہ دی، وہ مسائل حیات انسانیہ و قومیہ پر بھرپور بحث کرتا ہے۔ اس میں نور اور روشنی موجود ہے۔ اس نے کسی فرد اور قوم پر ابتلاء و عذاب کے نزول کے اسباب و نتائج اور اس کے حل و علاج پر جو روشنی ڈالی ہے اس میں سے بعض مقاماتِ قرآنیہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروا کر اپنے ناقص خیالات کا اظہار کروں گا۔ گویا میں کوئی تقریر نہیں بلکہ ہم سب ذکر الٰہی کریں گے خوش قسمتی سے یہاں جس قدر میرے مخاطبین ہیں، ان کو قرآن کریم پر عبور ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر موضوع ہذا پر ہمیں قرآن کریم سے روشنی اور رہنمائی حاصل ہو جائے گی۔

حضرات! ہر مرض کے کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں، وہ اسباب اکٹھے ہونے پر بیماری پیدا ہوتی ہے۔ بیماری کا حقیقی علاج یہ ہے کہ ان اسباب کو سامنے رکھ کر ان مبادیات کا قلع قمع کیا جائے۔ عذاب و ابتلاء کے رنگ میں ہمیں اب جو بیماری لاحق ہے اس کے اسباب و عوامل کی تفصیلات آپ سب پر روشن ہیں، تاہم قرآنی روشنی میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں یہ مصیبت کیوں پیش آئی۔ اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کو دُور کرنے کے لئے ہمیں کونسے اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے انفرادی اور اجتماعی فرائض کیا ہیں؟

ابتداءً جو آیات قرآنیہ میں نے تلاوت کی ہیں، یہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی مشہور دعا پر مشتمل ہیں۔ وہ بارگہ الٰہی میں دعاگو ہیں کہ اے میرے مولیٰ! میرے سینے کو کھول دے میرے لئے میرا کام آسان کر دے، میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں، میرے کنبے سے یا ہارونؑ میرے بھائی کو میرا بوجھ بٹانے والا بنا کر اس سے میری قوت مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر، تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں، اور کثرت سے تیری یاد کریں، بلاشک تو ہمارے حال کو دیکھنے والا ہے۔

میں نے یہ دُعا اس لئے تلاوت کی ہے کہ میں آپ کے سامنے توفیق الٰہی کے ساتھ کوئی مفید بات بیان کر سکوں۔ دوسرے یہ کہ اس کا کوئی اثر ہو۔ اس دعا کے مندرجات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا، ہم بحیثیت جماعت قلیل و کمزور ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری قلت اور کمزوری کو دُور فرمائے، تاکہ ہم مل کر اس کی تسبیح کریں، وہ ہمارے حالات کو دیکھنے والا ہے، وہ ہماری سستی کو دُور کرے تاکہ ہم "نذکرک کثیراً" کے ماتحت اس کا زیادہ سے زیادہ ذکر کریں، اور اس کے افضال کو جذب کریں۔

اس موضوع پر سوچتے ہوئے جو آیت قرآنیہ بار بار میرے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا انّ ذالک علی اللہ یسیر۔ لکیلا تاسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتٰکم واللہ لا یحب کل مختال فخور۔ (الحدید - ۲۲-۲۳) یعنی زمین میں جو مصیبت وارد ہوتی ہے یا تمہارے اندر جو ابتلا آتا ہے وہ اس کو ظہور میں لائیں ایک کتاب میں درج ہوتا ہے۔ بے شک وہ اللہ تعالےٰ کے لئے سہل بات ہے (یہ اس لئے بتایا گیا ہے) تاکہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس پر افسوس نہ کرو اور کوئی چیز تم کو عطا کرے تو اس پر اِترا ؤ مت۔ اور اللہ کسی تکبّر کرنے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ ہماری موجودہ شکست و ہزیمت اور ابتلاء و عذاب کے مبادیات لوگ مختلف طور پر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے فلاں کرنیل جرنیل سے غلطی ہوئی اور ہماری فلاں تیاری میں کوتاہی ہوئی، ہمارے فلاں محاذ پر کمزوری و کوتاہی سرزد ہوئی وغیرہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہماری اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے یہ بُرا دن ہمیں دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے کہ جب تک آسمان پر فیصلہ نہ ہو لے اس وقت تک زمین پر اس کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ملک و معاشرہ اور فرد اور قوم پر جو کوئی آفت اور ابتلاء وارد ہوتا ہے وہ پہلے ہی اللہ تعالےٰ کے ہاں مقدر ہوتا ہے میں اس وقت تقدیر کے مسئلہ میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالےٰ کی منشاء اور تقدیر یونہی نہیں ہوتیں بلکہ وہ اسباب اور اصولوں کی ترتیب اور توارد سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ جب وہ حالات پُورے ہو جاتے ہیں جن کے زیرِ اثر کوئی امر ظاہر ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی منشاء یا تقدیر سے موسوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ شکست اور ذلت کا خدا کے ہاں ہمارے لئے مقدر ہونا۔ یا خدا کی یہ منشاء ہونا یا ہماری تقدیر میں لکھا جانا، اس سب کچھ سے مراد یہ ہے کہ جب ہمارے لئے وہ حالات اپنے عملوں کی وجہ سے تیار ہو گئے جو ذلت و شکست کو ہمارے اوپر وارد کرنے کے موجب ہوں۔ تو خدا کی منشاء پوری ہو گئی اگر ہم اپنے عملوں سے یہ اسباب پیدا نہ کرتے تو اس کے جو فوائد استحکام، مضبوطی ملت و قوم کے رنگ میں ہم پر وارد ہوتا تھے وہ ہمارے لئے اللہ تعالےٰ کی منشاء مرضی اور تقدیر ہوتی گویا تقدیر کے لئے تدبیر ضروری ہے۔ ہم نے اپنے عملوں میں کمزوری اور کوتاہی سے بربادی اور شکست کی تقدیر اپنے آپ پر وارد کر لی۔ اب اپنی اصلاح کی تدبیر کے ذریعہ سے اس تقدیر کو ٹال سکتے اور احسن تقدیر کا منہ دیکھ سکتے ہیں، لہٰذا آج ہمیں تدبیر پیہم کی ضرورت ہے، یہاں یہ امر بیان ہوا ہے کہ کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، اس لئے کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس پر افسوس نہ کرو، اور اگر تمہیں کوئی کامیابی ہو جائے تو آپے سے باہر نہ ہو جاؤ، اور اس پر اتراؤ مت، اللہ تعالےٰ کسی تکبّر کرنے والے اور شیخی باز کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ قوی ہے اور عزیز ہے۔

ان آیات سے ماقبل کی آیت ہے اعلموا انّما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفّار نباتہٗ ثم یھیج فتراہ مصفرًا ثم یکون حطامًا۔ وفی الاٰخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ ورضوان و ما الحیٰوۃ الدنیا الّا متاع الغرور (الحدید - ۲۰) یعنی جان سمجھ لو کہ یہ ادنےٰ زندگی صرف کھیل تماشہ ہے، زیب و زینت اور ایک دوسرے پر فخر کرنا، ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کی خواہش کرنا ہے، دولت اور جتھے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا ہے۔ یہ سب کچھ دھوکہ ہے۔ تمام مصیبتیں جو پیش آتی ہیں ان سب کا سبب دنیاوی تفاخر ہے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم پر جو آج بلا وارد ہوئی ہے، اس کی جڑ بھی یہی تفاخرِ دنیا ہے

www.aaiil.org

ہمیں ۱۹۶۵ء میں اپنے دشمن کے مقابلہ میں کوئی کامیابی حاصل ہوئی تھی تو یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نعمت تھی، جس کا اظہار ہمیں شکر اور صبر کے رنگ میں کرنا چاہیئے تھا اور اپنے اندر عجز و انکساری پیدا کرنے کا وقت تھا، لیکن ہوا یہ کہ ہم مغرور و متکبر بن گئے۔ ہم نے سمجھ لیا کہ ہم فاتح اور بہادر ہیں اور ہم نے جس طرح ۱۹۶۵ء میں اپنے دشمن کو ذلت آمیز شکست دی تھی، اسی طرح اب بھی وہی کچھ ہوگا، پھر ہم ان راہوں پر چل پڑے جو خدا کو ناپسند تھیں، جس کے نتیجہ میں ابتلاء و عذاب کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ تقدیر الٰہی پوری ہوئی اور ہمیں شکست اور نامرادی پیش آئی اور نصف حصہ ملک ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہا۔

اب اس غم و اندوہ اور شکست خوردگی کی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟! یہاں بھی قرآن کریم ہماری رہنمائی فرماتا ہے، ارشاد الٰہی ہے سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (۵۷: ۲۱) اصل چیز مغفرت الٰہی ہے لہذا اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کرو، اور اس جنت کے حصول کی کوشش کرو جس کا پھیلاؤ زمین اور آسمانوں کی طرح ہے جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل تو بہت بڑا ہے۔

حضرات! ہمیں تو مغفرت الٰہی کے حصول کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے تھا لیکن ہم نے اس کو چھوڑ کر چند روزہ زندگی کے تفاخر کا راستہ اختیار کر لیا اور ہم نے حیات انسانی کی پیدائش کی غرض و غایت کو نظر انداز کر کے اور حیاتِ اجتماعیہ کے اخلاق و آداب کو ترک کر کے لہو و لعب کی راہ اختیار کی، دولت و املاک کے دھندوں میں گھر کر رہ گئے، ظاہر ہے اس کا نتیجہ وہی نکلنا تھا جو ہم نے سقوط ڈھاکہ کے المیہ کی صورت میں دیکھا ہے۔

دوسری آیت قرآنیہ ان دنوں جو بار بار میرے سامنے آتی رہی ہے وہ یہ ہے فکاین من قریۃ اھلکنھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا وبئر معطلۃ وقصر مشید۔ افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (الحج ۲۲: ۴۶) فرمایا کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس کی وجہ بھی بتلا دی کہ وہ ظالم تھے۔ ان کے ظلم و ستم کی وجہ سے ان پر عذاب و ہلاکت طاری ہوئی چنانچہ اس ظلم و جور کی وجہ سے ان کی بستیاں اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں وہ کھنڈرات بن چکی ہیں، کنوئیں بے کار پڑے ہیں، ان کے پختہ محل گرے پڑے ہیں، ان کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہے۔ کیا یہ حالت لوگ چل پھر کر دیکھتے نہیں ہیں؟! ان کے دل ایسے ہوتے کہ کچھ سبق حاصل کرتے، عقل کو کام میں لاتے، پھر صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتے، ان کے کان ایسے ہوتے جن سے سنتے، تو ضرور عبرت اٹھاتے۔ فرمایا آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ تو اچھی کھلی ہوتی ہیں، دل جو سینوں میں ہوتے ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ سقوط ڈھاکہ کے المیہ سے ہمارے دل چور ہیں یہ کتنی بڑی بربادی اور تباہی ہوئی ہے۔ اس سے سبق لینا اور فائدہ اٹھانا چاہیئے، گویا ایک علاج یہ ہے کہ دوسروں کے مصائب و مشکلات سے بھی ہم درس عبرت حاصل کریں۔ اور ان جیسی حالت اپنے اوپر وارد نہ کریں۔ کہ عذابِ الٰہی ہم پر نازل ہو جائے۔ ارشاد الٰہی ہے کداب ال فرعون والذین من قبلھم کذبوا بایت ربھم فاھلکنھم بذنوبھم واغرقنا ال فرعون وکل کانوا ظالمین (۸: ۵۴) جیسا کہ فرعون کی قوم اور ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے ہم نے مواخذہ کیا ہے) اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلایا اس لئے ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور فرعون کی قوم کو ہم نے غرق کر دیا وجہ یہ کہ وہ سب کے سب ظالم تھے۔

اسی امر کو ماقبل کی دو آیتوں میں یوں بیان کیا ہے کداب ال فرعون والذین من قبلھم کفروا بایت اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم۔ ان اللہ قوی شدید العقاب ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم ان اللہ سمیع علیم (۸: ۵۲-۵۳) یعنی ان لوگوں کا حال قوم فرعون کے حال کی طرح ہے اور ان لوگوں کے حال کی طرح ہے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑا۔ بے شک اللہ زبردست ہے اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ سزا اس وجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت جو اس نے کسی قوم کو دی ہوئی ہے نہیں بدلتا، جب تک وہ قوم خود ان صفات کو نہ بدل لے جو ان کے اندر پائی جاتی ہیں۔ بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور فرمایا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ واذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہ ومالھم من دونہ من وال (۱۳: ۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلے جو اس کے نفسوں میں پائی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو سزا دینی چاہتا ہے تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوتا۔

منجملہ ان اسباب کے جن کی وجہ سے کسی حکومت و بادشاہت کو زوال آتا ہے ایک یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کو نعمت عطا کرتا ہے لیکن ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس نعمت کی ناقدری کرتی ہے۔ اس قوم کی تبدیلی فکر و عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی عطا کردہ نعمت ان سے چھین لیتا ہے۔ یہ نعمت ہی کبھی تو کئی نسلوں تک جاری رہتی ہے۔ اور جب تک مقاصد پورے ہوتے رہیں، اس وقت تک یہ نعمت بھی موثر رہتی ہے۔ لیکن جب وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے، تو خدا تعالیٰ بھی اپنے فضل و کرم کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پاکستان کی صورت میں ہمیں ایک مملکت عطا فرمائی تھی۔ یہ ایک بڑا انعام اور نعمت تھی، لیکن ربع صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ ہم نے اس نعمت کی ناقدری کی، اور اپنے فکر و عمل کی کجی سے ہم نے اپنے آپ کو اس مقام پر گرا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور ایسا بہت جلد ہوا کہ خدا نے اپنی نعمت چھین لی، بھلا ایسا کیوں ہوا؟ یہ گرفت دیر کے بعد بھی ہو سکتی تھی، اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسلام کے نام پر ہم نے اس ملک کو حاصل کیا، ہم اسلامی نظریئے اور اسلام کی روشنی میں اسے اسلامی ملک بنانا چاہتے تھے، ہم نے بہت بڑا دعوےٰ کر کے یہ ملک حاصل کیا۔ لیکن ہم نے عملاً اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا ہم نے دین کے نام پر بے دینی کے کام سرانجام دیئے۔ اسلام کے نام پر بے دینی اختیار کئے رکھی، اسلامی روایات اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی بجائے مغربی تہذیب کو دل و جان سے قبول کر لیا۔ ہوا و ہوس کے پجاری بن بیٹھے، مغرب والے تو اس گلے پڑی تہذیب سے نالاں و ترساں اور بیزار ہیں اور اس سے اپنا دامن چھڑانا چاہتے ہیں۔ اور ہم اس کو گلے کا ہار بنا رہے ہیں اور سو جان سے والہ و شیدا ہیں، ہماری جلد سزا کی یہی وجہ نظر آتی ہے، کہ ہم نے جو دعوےٰ کیا تھا اپنے عمل سے ہی خود دعوےٰ کی تردید کر دی۔ اس ربع صدی میں وقفہ وقفہ کے بعد ہم پر تھوڑی تھوڑی مشکلات ابتلاء اور انذار کے رنگ میں نازل ہوئیں۔ جب ہم باہمی آویزش اور انشقاق میں پڑ گئے اور اپنی معیشت اور اپنے کاروبار میں بے دینی کا مظاہرہ کیا۔ تو ہر قسم کے آسمانی اور زمینی عذاب ہمیں بیدار کرنے کے لئے آئے۔ جب اتمام حجت ہو گیا تو یہ روز بد ہمیں دیکھنا پڑا اور ہمیں کٹنے کی سزا مل گئی۔ فرعون پر تو اتمام حجت ہونا تھا، اس لئے عذاب و ابتلاء میں تاخیر ہو گئی۔ مگر ہمارے ہاں تو یہ روشنی پہلے سے ہی موجود تھی، ہم نے اس روشنی سے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے جلد ہی ہمیں یہ امتحان پیش آ گیا۔ اور ہم اس امتحان میں اپنے اعمال کی وجہ سے فیل ہو گئے۔ نتیجتاً ہم گرفت میں آ گئے، فرمایا عالم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف بالیل وسارب بالنھار (۱۳: ۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے، وہ بہت بڑا اور بہت بلند ہے۔ تم سے جو کوئی شخص چپکے سے کچھ کہے یا کوئی شخص پکار کر کہے (اس کے نزدیک) دونوں برابر ہیں اور اس طرح جو شخص رات کے اندھیرے میں چھپا ہو، اور دن میں کسی رستہ پر چل رہا ہو، اس کے لئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے ایک دوسرے کے بعد آنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے تو شب و روز کے مقاصد اور بتلائے ہیں لیکن ہم ان کے بجائے کچھ دوسرے مقاصد پورے کرنے میں لگے ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں، فرمایا ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ تو کسی کی پرواہ نہیں کرتا وہ ہماری تسبیح و تحمید سے مستغنی ہے، اگر ہم اپنی حالت کو از خود بدلنے کی فکر نہیں کرتے جو ہمارے نفسوں میں پائی جاتی ہے تو خدا بھی ہماری حالت کو نہیں بدلتا، فرمایا کہ ایک فائل مکمل ہو جاتی ہے تو اس کے نتائج و اثرات وارد ہوتے ہیں اور فائل کے ریکارڈ کے مطابق وہ نتائج سزا جزا کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ فرمایا واذا اراد اللہ بقوم سوء فلا مرد لہ۔ وما لہم من دونہ من وال۔ (۱۳: ۱۱) کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور پھر اللہ کے سوا ان کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی فرد اور قوم کو سزا دینا اس کا اپنا چاہنا نہیں ہوتا بلکہ اس کا چاہنا یہ ہے کہ فرد اور قوم اپنے اوپر از خود وہ حالت طاری کر لیتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت و حکمت اور اس کے قوانین اس فرد اور قوم کی ہلاکت و بربادی پر منتج ہوتے ہیں اور اس بات کے مقتضی ہوتے ہیں کہ ان پر عذاب اور ابتلاء آئے۔ اور جب ایسا ہوتا ہے تو وہ لاکھ ہاتھ پاؤں ماریں ان کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوتا۔

ہمارے ساتھ جو معاملہ ہوا ہے وہ اسی طرح ہوا ہے، ہم نے بحیثیت قوم اس عطیہ کی قدر نہیں کی، چنانچہ جب وہ حالات پیدا ہو گئے، جبکہ ہم پر عذاب آنا تھا۔ تو ہم کو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ اور جنہوں نے ہمارے ساتھ سچے جھوٹے وعدے کر رکھے تھے وہ ہمارے کسی کام نہ آ سکے۔

اب ہم دل گرفتہ ہیں، بظاہر مایوسی طاری ہے۔ اس غم و حزن کے عالم میں قرآن کریم کا ارشاد ہے لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ (۳: ۱۳۸) کہ اے مومنو ہمت نہ ہارو، اور غمگین نہ ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گئے، یہ مضمون جنگِ اُحد کا ہے، جماعت مومنین کو اللہ تعالیٰ نے ایک تسلی دی ہے فرمایا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراہا ان ذالک علی اللہ یسیر۔ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتٰکم۔ واللہ لا یحب کل مختال فخور (۵۷: ۲۲-۲۳) یہاں اسی امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو کوئی مصیبت زمین میں پیدا ہوتی ہے یا تمہارے اندر۔ اس سے پہلے کہ ہم اس کو ظہور میں لائیں، وہ ایک کتاب میں درج ہو جاتی ہے، بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے لئے سہل بات ہے۔ یہ اس لئے بتایا کہ تاکوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس پر افسوس نہ کرو اور اگر تم کو کوئی عطا کی جائے تو اس پر اتراؤ مت، اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے کی شیخی پسند نہیں کرتا۔ یہاں اشارہ یہی ہے کہ مصیبت تو اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ ہے، پھر انسان ہمت نہ ہارے۔ یہاں ضمیر جمع حاضر "کُمْ" ان مخاطبین کے لئے بولی گئی ہے جو حضور صلعم کی باتوں پر دھیان دیتے تھے، ہمارے لئے ایسے حالات میں یہ علاج ہے کہ یہ آیت پڑھا کرو۔ اسے خدا کی تقدیر سمجھو۔ افسردہ خاطر نہ ہو۔ فرمایا کہ تم کمزوری نہ دکھاؤ۔ جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، بڑی قیمتی جانیں تلف ہوئیں، فرمایا تمہیں کوئی کمزوری کا احساس نہ ہو تم ہی کامیاب و کامران رہو گے، بشرطیکہ تم مومن ہو، یہاں شرط بڑی کڑی ہے یہ بات تو ان کو کہی گئی ہے جو سچے مومن تھے، فرمایا ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ، وتلک الایام نداولہا بین الناس ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا ویتخذ منکم شہداء واللہ لا یحب الظالمین (۳: ۱۳۹) کہ اگر اس جنگ میں تم کو کوئی زخم پہنچا ہے تو اسی طرح کا زخم تمہاری مخالف قوم کو بھی پہنچ چکا ہے اور زمانہ کے ان واقعات کو ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔ اور (ناگوار واقعہ تم کو پیش آیا) تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ دے، ورنہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس دفعہ ہمیں تکلیف پہنچی ہے علاج یہی ہے کہ ہم اپنے ایمان کا محاسبہ کریں، اگر ہماری ایمانی حالت درست ہو جائے تو یہ وعدہ سچا ہو کر رہے گا جیسا کہ فرمایا ولیمحص اللہ الذین اٰمنوا ویمحق الکافرین (۳: ۱۴۰) تاکہ مومنوں کو آلائشوں سے پاک کر دے، اور کافروں کا زور توڑ دے، تو ایسے حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ایمانوں کی خبر لیں، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں، اس سے مشکلات ٹل جاتی ہیں۔ فرمایا سارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین (۳: ۱۳۲) اپنے پروردگار اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کی سی ہے وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اس کی ہمیں بہت ضرورت ہے، کیونکہ جماعتی سطح پر ہمارے اندر بڑی کمزوریاں ہیں، اگر ہم ان کمزوریوں کو دور نہ کریں گے، ان غفلتوں کو نہ چھوڑیں گے، اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کریں گے تو ہماری بقاء اور سلامتی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ہماری جماعت ایک خاص آسمانی مقصد کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ ہم نے قرآن اور اسلام کو دنیا کے اندر پھیلانا ہے۔ اگر ہمارا قرآن کریم پر عمل نہ ہوگا، ہمارا نمونہ بھی اسلام کے خلاف گواہی دے گا تو ہم کیسے دعوے کر سکتے ہیں کہ ہماری جماعت کو استقرار حاصل رہے گا۔ ہمیں کچھ تو عادتیں ترک کرنے کی ضرورت ہے اور کچھ کو اپنانے کی ضرورت ہے جو متقی کے لئے مقرر ہے، متقی کون ہے فرمایا الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ واللہ یحب المحسنین (۳: ۱۳۴) متقیوں کی یہ علامتیں ہیں کہ وہ مغفرت الٰہی کے طلبگار ہوتے ہیں وہ خوشحالی اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو دبانے والے ہوتے ہیں، لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

متقیوں کی ان خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیئے، اور کمزوریوں کو دور کرنا چاہیئے۔ اپنے اندر کی حالتوں کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اگر مصیبت کے وقت بھی ہمارے اندر نرمی پیدا نہیں ہوتی، تو پھر خدا ہی ہمارا حافظ ہے لوگ اس مصیبت کے بارے میں جو ہم پر وارد ہوئی ہے، اس کو محسوس کرتے ہیں لیکن اس کا علاج غلط سوچتے ہیں، ہمیں یہ سہولت حاصل ہے کہ ہم صحیح طریق پر سوچیں، انفرادی طور پر ہم میں جو کمزوریاں ہیں اگر ہم انہیں دور نہیں کرتے) اور جماعتی طور پر جو کمزوریاں ہیں اگر بحیثیت جماعت ہم ان کو دور نہیں کرتے، تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے دل بھی بیمار ہیں اور ہمارے دن بھی چار باقی رہ گئے ہیں۔ ہمیں اپنے خیالات، احساسات اعمال اور افکار میں پاک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے، ہم بحیثیت جماعت اپنے باطنی انقلاب سے بھلائیوں اور نیکیوں کا [illegible] کر سکتے ہیں، دعوت الی الخیر اور نہی عن المنکر کا جو پروگرام ہمارے سامنے ہے اس پر مستعدی سے اور اتحاد سے کاربند ہونے کی ضرورت ہے، حالاتِ حاضرہ کی ضرورت کے مطابق رسائل اور کتب تیار کی جائیں، ان کے اندر روشنی نظر آئے، ہمارے پاس اشاعت کے ذرائع بہت کم ہیں، لیکن جماعت کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے تمام تر ذرائع و وسائل کو مجتمع کر کے اقوام اور بنی نوع انسان کو قرآن کریم کا پیغام پہنچائے اور اپنے جماعتی رنگ کے ذریعہ سے رحمت و مغفرت الٰہی کو اس زمین پر کھینچ لانے کے موجب ہوں۔

سنہ ۱۹۶۵ء میں جو تکلیف ہم پر آئی تھی، اس میں اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی، کہ کس قدر قلیل قوم نے بھاری دشمن کی بھاری اکثریت پر فتح پائی، اس وقت دہریہ منش لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ یہ معجزہ ہے فوج کے لوگوں نے بھی یہی کچھ دیکھا اور کہا، لیکن ہم نے یہ سمجھا کہ ایسے معجزے روز روز ہوتے ہی رہیں گے۔ ہم کچھ نہ کریں تب بھی معجزے ہوتے رہیں گے۔ جو ایک غلط مفروضہ ہے، پہلے تو اللہ تعالیٰ نے بڑے احسان اور محبت سے ہماری دستگیری کی، لیکن اب ہمیں جھنجھوڑ کر سیدھی راہ پر لانا چاہتا ہے۔

اگر ہم نے اس عذاب اور ابتلاء سے کچھ سبق نہ سیکھا تو اقوام کے زوال کی جو تاریخ ہے اس سے ہم بچ نہیں سکتے، ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اور پُر امید رہنا چاہیئے، مایوسی کو پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہیئے۔ لوگوں کو قرآنی علوم و فیوض سے باخبر اور اس کی روشنی سے فیض یاب کریں۔ اس پروگرام کے لئے ایک مد اور فنڈ قائم کیا جائے اور بڑے پیمانہ پر اسے چلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

اسلامی لٹریچر حاصل کریں

پتہ: شعبہ مفت اشاعت ——— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؒ

صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؒ کی قربانی اور ثبات حق جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے، جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اس کے علاوہ متعدد مضامین اس شہید اعظمؒ کے متعلق سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں، حال ہی میں - - - - - - ایک صاحب بشیر احمد خاں کا ایک مضمون ہفت روزہ لاہور میں شائع ہوا ہے، جن میں اس شہادت کی تفصیلات پر نئے انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے، یہ مضمون قارئین پیغامِ صلح کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہے:—

شہادت کا دن

۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کا دن اس اعتبار سے دنیا کی تاریخ میں یادگار رہے گا کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے ایک پیارے نے دنیا اور دنیا کی محبت پر لات مار کر اپنے مالک حقیقی (خدائے واحد و یگانہ) کی رضا حاصل کرنے کے لئے عظیم قربانی دی۔

بے شک یہ دن اس عاشق رسولِ مدنی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور امامِ وقتؑ کے مریدِ باصفا کے لئے روحانی خوشیوں کا دن تھا کہ آج ان کی اپنے محبوب و معشوقِ حقیقی سے آسمان کی رفعتوں میں بالمشافہ ملاقات ہونے والی تھی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو ایک جلوس کی صورت میں پرانے قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ ہزارہا افراد کا ہجوم ساتھ تھا۔ بادشاہ اور علماء سرِ جلوس تھے۔ آپ کے گلے میں علماء نے فتویٰ کفر لٹکا رکھا تھا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔

پہلا پتھر

عصر کے بعد آپ کو ایک ۲½ فٹ گہرے گڑھے میں گاڑ دیا گیا۔ چاروں طرف ظالم و جاہل عوام کا ہجوم مولویوں کی قیادت میں اپنے ہاتھوں میں بڑے بڑے پتھر اٹھائے ہوئے تھا۔ اور سب اس اللہ کے برگزیدہ بندے کو شہید کرنے کے لئے بے چین تھے۔ جو ایک خدا کا قائل تھا۔ جو ان کی طرح کی نماز پڑھتا تھا۔ ان کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا تھا۔ جو ان کا ذبیحہ کھاتا تھا اور ہادیٔ برحق سرورِ کائنات وجہِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا جس کا شب و روز کا وظیفہ تھا۔

گڑھے میں گاڑ دیئے جانے کے بعد بادشاہ اتمامِ حجت کے طور پر آپ کے پاس آیا۔ اور امامِ وقتؑ کی بیعت سے تائب ہونے کی درخواست دہرائی۔ لیکن آپ نے راہ حق پر قربان ہو جانے کو ترجیح دی — اس پر بادشاہ نے قاضی شہر سے کہا کہ پتھر چلائے۔ اس نے کہا:۔

"آپ بادشاہ ہیں آپ پہلا پتھر چلائیں"

بادشاہ نے کہا:

"تم امیرِ شریعت ہو۔ اور تمہارے ہی فتوے کے مطابق — یہ سنگساری عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس لئے تم ہی پہلا پتھر چلاؤ"

چنانچہ قاضیٔ شہر عبدالرزاق نے پہلا پتھر چلایا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ یہ نحوست سردار نصراللہ خاں کے حصہ میں آئی — پتھر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر آپ نے باآوازِ بلند کلمۂ شہادت پڑھا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

جب پہلا پتھر پیشانی مبارک سے ٹکرایا، تو آپ نے اپنا سرِ مبارک قبلہ رُخ جھکا دیا۔ اور کلام پاک کی یہ آیت زور زور سے پڑھنی شروع کی

انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی
مسلمًا و الحقنی بالصالحین۔

چند ہی سیکنڈوں میں وہاں پتھروں کا ایک بلند ٹیلا نمودار ہو چکا تھا۔ اور آپ کا جسد مبارک نگاہوں سے کاملاً اوجھل ہو چکا تھا — فانا للہ و انا الیہ راجعون — اور یوں کابل کی سرزمین پر ایک بے گناہ عاشقِ توحید و رسالت کا خون بہتے ہی اس خونی سانحہ میں حصہ لینے والوں کی تباہی و نامرادی پر مہرِ توثیق ثبت ہو گئی۔

چند ہفتوں کے بعد جب اس "ناشدنی" کی بھنک اہلِ ہندوستان کے کانوں میں پڑی، تو آپ کے ایک مریدِ خاص سید احمد نور کابلی فوراً خوست پہنچے۔ اور وہاں سے کابل روانہ ہو گئے۔ سنگساری پر چالیس دن گذر چکے تھے۔ سید احمد نور نے رات کی تاریکی میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا جسمِ اطہر پتھروں کے نیچے سے نکالا۔ لیکن جب نعش کو تابوت میں بند کرکے اٹھانے کی کوشش کی، تو بوجہ بوجھ اٹھا نہ سکے۔ اور کہا:۔

"جناب! یہ بھاری ہونے کا وقت نہیں ہے"

چنانچہ یہ کہنے کے بعد جب دوبارہ تابوت کو اٹھانے کی کوشش کی تو وہ اب اتنا ہلکا ہو چکا تھا۔ کہ وہ اسے اکیلے بہ آسانی اٹھا سکتے تھے۔ انہوں نے نعش کو تابوت میں بند کرکے کسی قریبی قبرستان میں جا دفن کیا۔ چند دن بعد رات ہی کی تاریکی میں وہاں سے تابوت کو نکالا اور خچر پر رکھ کر اسے حضرت صاحبزادہ کے آبائی گاؤں سید گاہ میں لے آئے — کچھ عرصہ بعد زیدہ ضلع پشاور کے محمد عجب خاں کو جب صاحبزادہ صاحب کے اس مدفن کا علم ہوا۔ تو انہوں نے زرِ کثیر صرف کرکے آپ کے مزار کو پختہ تعمیر کرایا۔ اور پھر جوں جوں عوام کو علم ہوتا گیا، روضہ کی زیارت کے لئے آنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ اور چند ہی دنوں میں آپ کا مزار مرجع خلائق بن گیا — سردار نصراللہ کو جب اس کا علم ہوا۔ تو وہ ایک دفعہ پھر غیظ و غضب کی آگ میں پھنکنے لگا۔ اب اسے یہ خدشہ لاحق تھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی بعد از موت مقبولیت کہیں اس کی رہی سہی شان و شوکت کا بھی خاتمہ نہ کر دے۔ چنانچہ اس نے حاکمِ خوست کو حکم بھیجا کہ

"مزار سے تابوت نکال کر کسی غیر معروف جگہ پر دفن کر دیا جائے"

گویا یوں اللہ کے اس موحد بندے کی قبر کو بھی اس کے رب نے شرک کے احتمال سے بچا لیا۔

تصویر کا دوسرا رُخ

قارئین کرام! انسانی جور و تشدد کی روح فرسا داستان ختم ہو گئی اب تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے دوسرے ہی دن — یعنی ۱۵ر جولائی ۱۹۰۳ء کو افغانستان میں ہیضہ کی خطرناک وبا پھوٹ پڑی۔ جس میں دوسرے ہزاروں افراد کے علاوہ سردار نصراللہ خاں کی بیوی اور ایک جوان لڑکا بھی ہیضہ کا لقمہ بن گئے۔ اور خود وہ بھی ہر وقت خوف سے دہشت زدہ رہنے لگا۔ اس کی اس حالت کے بارے میں مسٹر "ایف اے مارٹن" اپنی کتاب "انڈر دی ایبسولیوٹ امیر" (UNDER THE ABSOLUTE AMIR) میں لکھتے ہیں:۔

"— SARDAR NASRULLAH KHAN WHO WAS OF COURBE OBLIGED TO REMAIN IN HIS CITY PALACE, SINCE THE AMIR DID NOT GO AWAY IN TO THE COUNTRY SPENT MOST OF HIS TIME ON HIS PRAYERS' CARPET SO I WAS TOLD BY THOSE WHO WERE WITH HIM WHEN HIS FAVOURITE WIFE CONTRACTED CHOLERA AND DIED HE WAS DESCRIBED AS BEING ALMOST MAD WITH GRIEF AT HER LOSS AND FEAR OF THE DISEASE ATTACKING HIM NEXT —"

(ترجمہ) "سردار نصراللہ خاں جو امیر کابل ہونے کے باعث اپنے شہر کے محل میں رہنے پر مجبور تھا، اب اپنے وقت کا اکثر حصہ جائے نماز پر گزارتا تھا۔ اس کے اس خوف کی وجہ ہیضہ کی وبا تھی جس نے اس کی محبوب بیوی چھین لی تھی۔ اور سردار کو ہر وقت یہ غم رہتا تھا کہ کہیں وہ بھی اس کا شکار نہ ہو جائے۔ بیوی کے غم سے وہ قریباً مجنون ہو گیا تھا—"

پیشگوئی کے مطابق

آگے چل کر اپنی اس کتاب میں مسٹر مارٹن حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایک عظیم پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کا ان لفظوں میں ذکر کرتے ہیں:۔

"— BEFORE BEING LED AWAY BY AMIR'S PRESENCE TO BE KILLED, "THE MULLAH" PROPHECIED THAT A GREAT CLAMITY WOULD OVERTAKE THE COUNTRY, AND THAT BOTH THE AMIR AND THE SIRDAR WOULD SUFFER. ABOUT NINE O'CLOCK THAT NIGHT, THE DAY THE

MULLAH WAS KILLED A GREAT STORM OF WIND SUDDENLY AROSE AND RAGED WITH VOLIENCE FOR HALF AN HOUR, AND THEN STOPPED AS SUDDENLY AS IT CAME. SUCH A WIND AT NIGHT WAS ALTOGETHER UNUSUAL, SO THE PEOPLE SAID THIS WAS THE PASSING OF THE SOUL OF MULLAH. THEN "CHOLERA" BROKE OUT, AND ACCORDING TO FORMER OUTBREAKS ANOTHER VISITATION WAS NOT DUE FOR FOUR YEARS TO COME, AND THIS WAS ALSO REGARDED AS PART OF THE FULFUMENT OF THE MULLAHS PROPHECY, AND HENCE AND THE PRINCE, WHO THOUGHT THEY SAW IN ALL THIS THEIR OWN DEATH, AND IT ACCOHNTS ALSO FOR THE PRINCE LOSING CONTROL OF HIMSELF WHEN HIS FAVOURITE WIFE DIED—"

THE GREAT FEAR OF THE AMIR

(ترجمہ) "— امیر کے دربار سے رخصت ہونے سے قبل ملا صاحب (حضرت صاحبزادہ صاحب کو علمی مرتبہ کے اعتبار سے سارے افغانستان میں ملّا صاحب اور بڑے ملّا صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا) نے یہ پیشگوئی کی۔ کہ ان کی شہادت کے بعد ملک پر ایک زبردست تباہی آئے گی۔ جس کا خود امیر اور سردار نصراللہ خان کو بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ جس دن انہیں شہید کیا گیا۔ اسی رات ۹ نو بجے کے قریب ایک زبردست طوفان باد و باراں آیا جو آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد یکایک بند ہو گیا اس طوفان کو لوگوں نے پیشگوئی ہی کے ایک حصہ کے پورا ہونے پر محمول کیا۔ اور کہا کہ اس عرصہ میں ملا صاحب کی روح آسمانوں کی طرف پرواز کر رہی تھی — اس کے بعد ہیضہ پھوٹ پڑا (جبکہ عام اندازہ کے مطابق ابھی مزید چار سال تک وبا کے آنے کا کوئی امکان نہ تھا) اس کو بھی ملا صاحب (حضرت صاحبزادہ صاحب) کی پیشگوئی کا پورا ہونا قرار دیا گیا۔ اور اسی وجہ سے امیر اور سردار نصراللہ خان کو اپنی موت قریب دکھائی دینے لگی۔ اور سردار نصراللہ خان اپنی بیوی کے مرجانے سے بے حد خوفزدہ ہونے لگا"

مسٹر انگس ہملٹن اپنی کتاب "افغانستان" کے صفحہ ۴۵۰ پر لکھتا ہے کہ:۔

"— ۱۹۰۳ء میں افغانستان کے شہر کابل اور شمالی و مشرقی صوبہ جات میں زور شور سے ہیضہ پھوٹ پڑا۔ جو اپنی شدت کے سبب سے ۱۸۶۹ء کی وبائے ہیضہ سے بدتر تھا۔ سردار نصراللہ خان کی بیوی اور ایک بیٹا اور خاندانِ شاہی کے کئی افراد اور ہزارہا باشندگانِ کابل اس وبا کے ذریعہ لقمۂ اجل ہو گئے اور شہر میں افراتفری پڑ گئی۔ ہر شخص کو اپنی جان کا فکر لاحق ہو گیا —"

حرفِ آغاز

سردار نصراللہ خان کو اس کی محبوب بیوی اور لڑکے کے مرجانے کی سزا تو درحقیقت قہر الٰہی کا حرفِ آغاز تھا۔ ان دونوں صدمات نے اس کے دماغ کو بہت متاثر کیا۔ اس کی حالت ایک زمانہ تک مجنونوں کی سی رہی۔ لیکن الٰہی قدرت کا بہت بڑا انتقام باقی تھا۔ جو اس طرح پورا ہوا۔ کہ ۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ کے قتل کے بعد کچھ عرصہ کے لئے سردار نصراللہ خان نے بادشاہی کا دعوے کئے رکھا۔ لیکن جلد ہی امیر امان اللہ خان نے بادشاہ ہو کر لوگوں سے بیعت لی۔ اور سردار نصراللہ خان کو گرفتار کر لیا اور پابجولاں اپنے سامنے پیش کرایا۔ امیر امان اللہ خان نے اس کو ایک برج میں قید تنہائی کی سزا دی۔ جہاں اس کا دماغی توازن بگڑ گیا اور کچھ عرصہ بعد حبس دم کر کے مار دیا گیا۔ اور جس طرح اس نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی قبر کو معدوم کرایا تھا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اس کی قبر کو بھی معدوم کر دیا۔ اور آج تک کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں دفن ہے — اس کی اولاد میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی رہ گئے تھے لڑکے کو امیر امان اللہ خان نے قتل کروا دیا تھا اور لڑکی سے خفیہ شادی کر لی۔ لیکن بچہ سقہ سے شکست کھا کر جب امیر امان اللہ خاں نے راہ فرار اختیار کی تو سردار نصراللہ خان کی بیٹی کو دشمن کے آسرے پر چھوڑ گیا۔ گویا سردار نصراللہ خاں کے ظلم کے پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اسے ابتر کر دیا۔ اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

امیر حبیب اللہ کا انجام

اسی طرح ایک دن امیر حبیب اللہ خان سیر و شکار کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہ ایک رات اس کی فوج اور ذاتی پہریداروں کی موجودگی میں کسی نے پستول کی گولی اس کے دماغ کے پار کر دی۔ صبح کو بادشاہ اپنے خیمہ میں مرا ہوا پایا گیا قاتل آج تک نہ مل سکا۔ اور ملتا بھی کیوں جبکہ یہ سزا تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تھی۔ یہ واقعہ ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کو ہوا۔

ڈاکٹر عبدالغنی

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت صاحبزادہ کی شہادت میں صدر مباحثہ ڈاکٹر عبدالغنی کا بڑا ہاتھ تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی بادشاہ کے مقربین میں سے تھا۔ اور دربار میں بے حد اثر و رسوخ کا مالک تھا۔ شہادت کے کچھ عرصہ بعد وہ بادشاہ کی ناراضگی کا مستوجب ہوا اور اسے اپنے تمام عہدوں سے موقوف کر دیا گیا۔ اور گیارہ سال کے لئے قید کی سزا سنائی گئی۔ قید کے دوران ہی اس کی بیوی بھی لنڈی کوتل میں مر گئی۔ چونکہ اس کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ اس لئے اس کی تجہیز و تکفین بھی عوام نے چندہ کر کے کی۔ پھر اس کا جوان سال لڑکا عبدالجبار ایک دن بازار میں ایک دوکان پر کھڑا سودا خرید رہا تھا کہ کسی نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی کو جیل میں پے بہ پے صعوبتوں کا تختہ مشق بننا پڑا اور پورے گیارہ سال کی قید کاٹنے کے بعد جب رہا ہوا۔ تو حکومت افغانستان کے حکم سے ہندوستان جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کا ایک ہی لڑکا زندہ رہا۔ جو گجرات میں ٹم ٹم چلایا کرتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی کچھ عرصہ بعد نہایت غربت اور کس مپرسی کی حالت میں اس دنیا سے چل بسا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے جرم میں حصہ لینے کے لئے آسمانی مقدمہ میں جا حاضر ہوا۔

قاضی عبدالرزاق

قاضی عبدالرزاق وہ شخص ہے جس نے حضرت صاحبزادہ پر کفر کا فتوےٰ لگایا تھا۔ اور بعض روایات کی بناء پر پہلا پتھر حضرت صاحبزادہ صاحب پر چلایا تھا — ۱۹۱۷ء میں بادشاہ نے اس سے ناراض ہو کر اسے تمام عہدوں سے سبکدوش کر دیا اور اسے سر دربار کوڑے لگوائے گئے۔ اس کے بعد یہ ایسا غائب ہوا کہ آج تک کسی کو اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ یا تو وہ عالم تھا۔ کہ دربار شاہی میں اس کا طوطی بولتا تھا۔ اور بادشاہ تک کو اس کی رائے پر چون و چرا کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یا ایسی مار پڑی کہ نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

قبر امیر حبیب اللہ پر سنگساری

زندگی میں بھی امیر حبیب اللہ کو خوشی نصیب نہ ہو سکی اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالےٰ نے اسے ایسی سزا دی جو شاید ہی کسی اور کو ملی ہو۔ اسی طرح کہ جس طرح اس نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کرایا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اس کی قبر کو سنگسار کرایا۔ اور علاقہ شنوار کے باغیوں نے بہ دوران بغاوت جلال آباد پر حملہ کر کے اس کی قبر پر پتھروں کی بارش کی اور اس کی قبر کا تعویذ تک توڑ پھوڑ دیا۔

ان پے درپے حملوں کے بعد اواخر ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اس خاندان سے حکومت لے لی۔ اور جس حکومت کو بچانے کے لئے انہوں نے ظلم و تعدی پر کمر باندھی تھی اس پر اللہ تعالےٰ نے ایک ڈاکو اور بدمعاش انسان کو مقرر کر کے بادشاہانِ افغانستان کو یہ سبق دیا کہ عزت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جب ہارون الرشید سریر آرائے حکومت ہوئے تو انہوں نے ایک بدصورت حبشی غلام کو دیکھا اور اسے بلا کر حاکم مصر بنا دیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ مصر کی حکومت نے فراعنہ کا دماغ اتنا خراب کر دیا تھا کہ انہوں نے خدائی کا دعوےٰ کرنے میں بھی کوئی تامل نہ کیا۔ اس لئے میں نے ایک بدصورت حبشی غلام کو مصر کا حاکم بنا کر فراعنہ مصر کی ذلت کی ہے۔ یہاں بھی خدا تعالیٰ نے ایک ڈاکو کو فتح دے کر امیر حبیب اللہ خان کے خاندان کی تذلیل کی۔

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؒ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

افغانستان کا بادشاہ اور اس کے نادان عوام یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ کو سنگسار کر کے ان کا نام مٹا دیا ہے۔ حالانکہ حضرت صاحبزادہ صاحب تو زندہ جاوید ہو گئے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں ہوتی رہیں گی اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل اللہ کے اس نیک بندے کے ذکر و اذکار سے اپنی روحوں کو سیراب و منور کرتی رہے گی — کیا یزید پلید حضرت امام حسینؓ کا نام مٹا سکا — نہیں! ہرگز نہیں!! — ع

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

اے عبداللطیفؒ! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں کہ تو نے اپنے امام و مرشد کی زندگی ہی میں صدق و تسلیم و رضا کا ایسا فقید المثال نمونہ دکھایا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور - مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۴۳۸ شمارہ ۱۶

اردو گرین پریس ... لاہور میں باہتمام ... صاحب پرنٹر ... صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آمد خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر دوست محمد — مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے — بیرونی ممالک سے ایک پونڈ — ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۷

رقوم قرضِ حسنہ کی واپس ادائیگی

انجمن سے کئی احباب نے رقوم بطور قرضِ حسنہ لی ہیں، ان تمام واجب الادا رقوم کی ادائیگی کے لئے دفتر تحصیل سے ان احباب کو وقتاً فوقتاً یاد دہانی کرائی جاتی رہی ہے۔ اب انجمن نے اس بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ واپس ادائیگی رقوم کے بارہ میں خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی خدمات جلیلہ سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لہٰذا خان بہادر صاحب کو جملہ فہرست ان تمام رقوم کی دیدی گئی ہے جن کی طرف انجمن کی قرضِ حسنہ کی رقوم ابھی بقایا چلی آ رہی ہیں۔ ان احباب کو یاد دہانی کی تحریکات اب خان بہادر صاحب کی طرف سے ہوا کریں گی۔ احباب مطلع رہیں۔

ڈاکٹر۔ اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضرورت رشتہ

ہمارے ایک معزز ایڈووکیٹ دوست کی ہمشیرہ صاحبہ کیلئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

خط و کتابت معہ کوائف معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

بحرِ حکمت کے موتی

حصولِ جنت کا طریق

عن ابی هریرة ان اعرابیاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دُلّنی علی عملٍ اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد اللہ ولا تشرك به شیئاً وتقیم الصلٰوة المکتوبة وتؤدی الزکٰوة المفروضة و تصوم رمضان قال والذی نفسی بیده لا ازید علی هذا فلما ولّی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرّه ان ینظر الی رجلٍ من اهل الجنة فلینظر الی هذا۔

ترجمہ:— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی صلعم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کام بتلائیے کہ اسے کر کے جنت میں چلا جاؤں فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز کو قائم رکھ اور مقررہ زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس پر نہ بڑھاؤں گا۔ جب وہ پھر کر چلا گیا تو نبی صلعم نے فرمایا جو اہلِ جنت میں سے کسی شخص کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے وہ اسے دیکھ لے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ:—

لا ازید علی ذالك میں لا انقص بھی آ جاتا ہے کیونکہ ایک طرف کا ذکر

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

دو قسم کے مخالف — انگریز اور مُلّاں

بیان فرمودہ حضرت مجدّدِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

۲۸ اگست ۱۹۰۱ء۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا "ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو مسلمان مُلّا مولوی وغیرہ۔ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ۔ دونوں اس مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا ہے اور الہام کی صورت پیدا ہوئی۔ مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے۔ اور مُلّا مولویوں کے متعلق یہ تھا، کہ اُن میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے۔

دُعا کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں دُعا کے متعلق ذکر تھا۔ آپؑ نے فرمایا "دُعا کیلئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں۔ کہ انسان مسنون دُعاؤں کے پیچھے اس طرح سے پڑے۔ کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباعِ سنت ضروری ہے مگر تلاشِ رقت بھی اِتباعِ سُنّت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دُعا کرو۔ تاکہ دُعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہیئے۔ مسنون دُعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہیئے۔ مگر حقیقت کو ضرور پاؤ۔ ہاں جس شخص کو عربی زبان عربی سے موافقت اور اس کا فہم ہو۔ وہ عربی میں پڑھے۔" (منظورِ الٰہی صفحہ ۲۸۶)

جناب محمد عبداللہ صاحب
سانفرانسسکو

مکتوبِ امریکہ

اب ہمیں گذشتہ واقعات پر نکتہ چینی کرنیکے بجائے موجودہ حالات کا جائزہ لینا چاہیئے - پاکستانی سفیر کا بیان

ایک کتاب کی طباعت کا کام - ایک شادی اور قبول اسلام

مخدوم المکرم جناب مولینا دوست محمد صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ماہ فروری کے اخبارات پیغام صلح اور لائٹ موصول ہو گئے ہیں - تین ماہ کی مسلسل انتظار کے بعد سلسلہ کے اخبارات کو پڑھ کر ازحد خوشی ہوئی - خداوند کریم ہمارے ملک پاکستان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور ملک کی اس نئی قیادت میں ملک روز افزوں ترقی کرے۔

سیکریمنٹو مسجد میں جلسہ

کیلی فورنیا سٹیٹ کے دارالخلافہ سیکریمنٹو میں پاکستانی مسلمانوں نے ۱۹۵۴ء میں ایک مسجد تیار کرائی تھی - جو وسعت کے لحاظ سے امریکہ کی سب سے بڑی مسجد ہے - آج سے پندرہ برس پیشتر جبکہ پاکستانی مسلمانوں کی آبادی گھٹ رہی تھی - اور ضعیف العمر افراد آہستہ آہستہ اس دارِ فانی سے کوچ کر رہے تھے، تو یہی خیال کیا جا رہا تھا، کہ مسجد کے بانیوں نے اس عظیم الشان عمارت کو تعمیر کرنے میں بڑی غلطی کی تھی - اس وقت یہ خیال کسی کے دل میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کریم اس کی آبادی کے سامان پردۂ غیب سے پورے کر دے گا - چنانچہ خلاف توقع امیگریشن کے قانون کی تبدیلی پر پاکستانی مسلمانوں کی تعداد گذشتہ پانچ برس سے بڑھنی شروع ہو گئی ہے - اور وہ دن دُور نہیں ہیں جب اس مسجد کا وسیع ہال ان کے لئے ناکافی ثابت ہوگا۔

گذشتہ ماہ کے آخری ہفتہ اس مسجد میں پاکستانی مسلمانوں کا جلسہ تھا - جس میں تین سو کے قریب مسلمان جمع تھے - یہ جلسہ جناب سفیر پاکستان واشنگٹن کے اعزاز میں کیا گیا - سفیر صاحب موصوف نے پاکستانیوں کی درخواست پر اردو زبان میں تقریر فرمائی - اور تقریر دلپذیر میں پاکستان کے موجودہ حالات کا اچھی طرح جائزہ لیا - انہوں نے فرمایا کہ اب ہمیں گذشتہ حالات و واقعات پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے مستقبل کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے پریزیڈنٹ ذوالفقار علی بھٹو کی گورنمنٹ کے پروگرام کو پیش کیا اور بتایا کہ گورنمنٹ کی کامیابی کا انحصار پاکستانیوں کے تعاون اور اخلاص پر منحصر ہے - آپ نے کئی ایک سوالوں کے نہایت معقول جوابات دیئے - اور یہ جلسہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

ایک کتاب کی تالیف

میں مصنف یا اہلِ قلم نہیں ہوں لیکن لٹریچر کے ذریعہ اشاعت اسلام کا شوق تحریک احمدیت میں شامل ہونے کی تاریخ سے ہے - گذشتہ دو سال سے میرا خیال ایک رسالہ شائع کرنے کا تھا - اور اس کی چھپائی کے لئے میں نے ایک ایرانی خاتون سے مالی امداد بھی حاصل کر لی تھی - اس اثنا میں مضامین کا سلسلہ بڑھتا گیا اور صفحات کی ضخامت کے ساتھ طباعت کے اخراجات کا اندازہ بھی کئی گنا زیادہ ہو گیا، جو میری توفیق سے بڑھ چڑھ کر تھا گذشتہ تین ماہ سے مجھے اس کی طباعت کا ازحد احساس پیدا ہوا - اور اس کی تیاری اور چھپائی کے لئے کمر ہمت مضبوط کر لی۔

ایک امریکن پڑوسی کی امداد

ہمارے مکان سے کچھ فاصلے پر ایک ڈاڑھی والے امریکن مسٹر رچرڈ تھامپسن سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی میں نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ آپ ڈاڑھی سے مسلمان معلوم ہوتے ہیں - حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا ہے :- کہ ڈاڑھی رکھو اور مونچھیں کترواؤ آپ کو صرف مونچھوں کو کترانے کی ضرورت ہے - یہ چند ریمارک ان سے تعارف کے لئے کافی تھے - اسی دن سے وہ میرے گہرے دوست ہو گئے - جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ ایک بھاری فرم کے - - - - ایڈورٹائزنگ ڈیپارٹمنٹ کے منیجر ہیں - اور ان کے دفتر میں آئی - بی - ایم اولیکٹرانک کمپوزنگ مشین ہے - تو مجھے تسلّی ہو گئی - کہ وہ میری کتاب کے باقیماندہ مضامین کو کمپوز کرنے میں امداد دیں گے - امریکہ میں چھپائی کی لاگت سے بڑھ کر مضمون کو کمپوز کرانے پر زیادہ خرچ آتا ہے - جس کا اندازہ دس پندرہ ڈالر فی صفحہ ہے - مسٹر تھامپسن نے میری درخواست کو بخوشی قبول کر لیا - اور کتاب کے تیس صفحے بغیر کسی اُجرت کے کمپوز کر دیئے اس سے میری ہمت اور بڑھ گئی - اور کتاب کے صفحات کی تعداد ۱۴۴ تک پہنچ گئی - اس کتاب میں حسب ذیل مضامین درج ہیں :-

۱- اسلام - تمام سنجیدہ اور نیک لوگوں کا مذہب ہے -
۲- حضرت محمد رسول اللہ رحمۃ للعالمین ہیں -
۳- اسوۂ حسنہ
۴- مذہب اور سوسائٹی
۵- اسلامک کیٹیکزم
(یہ مضمون ... حضرت چوہدری محمد منظور الٰہی مرحوم کی کتاب سے لیا گیا ہے -)
۶- حضرت مولینا آفتاب الدین احمد مرحوم کا لیکچر
۷- اسلامی نماز کا تصور اور اسلامی نماز کا طریقہ - (مولینا شیخ محمد طفیل - حضرت امیر مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

پانچ ہزار کتب کی اشاعت

اس ملک میں پانچ ہزار ایک معمولی تعداد تصور کی جاتی ہے - ورنہ کتب کی طباعت لاکھوں کی تعداد میں ہوتی ہے - جس کی وجہ سے لاگت فی نسخہ بہت کم پڑتی ہے - میں نے صفحے تو بڑھا لئے لیکن چھپائی کے اخراجات کا اندازہ نہیں کیا - اور سب کام توکّلاً علی اللہ پر چھوڑ دیا -
غیبی امداد - ایک ایرانی خاتون کا خلوص
خاکسار کو یہاں رہتے ہوئے کمپوز کئے ہوئے مضامین کو صفحات میں لا کر [illegible] کا تجربہ ہو گیا ہے - جس سے کافی بچت ہو جاتی ہے - جب تمام مضامین کیمرہ کے لئے صفحات میں لے آئے تو خیال کیا کہ میں پریس میں دینے سے پیشتر اس ایرانی خاتون . . . . کو یہ مضامین دکھا کر اس کا شکریہ ادا کروں کہ جس کی امداد اور حوصلہ افزائی سے میں نے یہ کام شروع کیا تھا - چنانچہ خاکسار اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ ان کے مکان واقعہ شہر SAN MATES پہنچا - اس نے ہماری دعوت کا معقول بندوبست کیا ہوا تھا - ڈنر کے بعد میں نے ان کو کتاب کے ۱۴۴ صفحات دکھائے جو میں نے کیمرہ کے لئے تیار کئے ہوئے تھے اور بتایا کہ اس کی چھپوائی میں تو کوئی دقت نہ ہوگی - البتہ جلد بندی پر پانچسو ڈالر کا خرچ ہوگا - جس کے لئے مجھے جلد ہی بندوبست کرنا ہوگا۔

بیگم خدیجہ ہیکلر نے کہا کہ خداوند کریم نے آپ کو عین موقعہ پر میرے ہاں بھیجا ہے - میں چند دنوں سے خیال کر رہی تھی کہ پانچ سو ڈالر اپنے عزیز و اقارب کے پاس ایران بھیجوں - لیکن اس پر میرا انشراح صدر نہیں ہوتا - دل میں یہ خیال گذرتا تھا کہ ممکن ہے کہ وہ اس رقم کا صحیح طور پر استعمال نہ کریں یا میں ان کو روپیہ بھیج کر ہر سال امداد حاصل کرنے کا عادی نہ بنا دوں - ان خیالات کے جولان میں میں نے اُن کو یہ رقم نہیں بھیجی - جب آپ کو جلد ساز سے بل ملے - تو ادائیگی کے لئے اس کو میرے پاس بھیج دیں - ویسے میں اس ماہ کے آخر پر دو سو ڈالر آپ کو دے دوں گی - اس سے ہمارے حوصلے بہت بڑھ گئے - اور میں نے کتاب کے مسودے کو پریس میں بھیج دیا - انشاء اللہ تعالےٰ یہ کتاب ہفتہ عشرہ کے اندر شائع ہو جائے گی۔

افریقن اسلامک مشن کے لئے ایک ہزار جلد

میرا ارادہ اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں افریقن اسلامک مشن کے لئے گھانا بھیجنے کا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کر سکیں - اس کے علاوہ میں پانچسو جلدیں آفتاب الدین احمد ڈسپنسری کی امداد کے لئے لاہور بھیجوں گا - انشاء اللہ تعالیٰ -

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۴)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۶ اپریل ۱۹۷۲ء

اِسلام کا اقتصادی نظام

گذشتہ اشاعت میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ معاشرت کے لحاظ سے اسلام غریب اور امیر کے درمیان کسی قسم کی منافرت روا نہیں رکھتا بلکہ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت غرباء کے ساتھ ہمیشہ محبت گزینی اور حسنِ معاملت کا برتاؤ کیا۔

جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے اسلام نے اس پہلو میں بھی ایسا نظام قائم کیا ہے جس پر صحیح طور پر عمل کرنے سے غرباء یا ادنےٰ طبقے کی پوزیشن کافی حد تک سدھر سکتی ہے، یہ تو ناممکن ہے کہ کمیونزم یا سوشلزم کے ناقابلِ عمل اصولوں کے مطابق تمام انسان برابر ہو جائیں۔ سوشلسٹ ملکوں میں بھی آقا و خدمت گار یا کام دینے والے اور کام لینے والوں میں تفاوت موجود ہے، اس لئے اس قسم کی مساوات کہ سب انسان مرتبہ اور مال و دولت میں برابر ہو جائیں، نہ دنیا میں کہیں پائی جاتی ہے اور نہ نظام عالم اس سے قائم رہ سکتا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن کریم نے اس آیہ کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ واللّٰہ فضّل بعضکم علیٰ بعضٍ فی الرّزق فما الذین فضّلوا برادّی رزقھم علیٰ ما ملکت ایمانھم فھم فیہ سواءٌ افبنعمۃ اللّٰہ یجحدون۔ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے تو جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق انہیں نہیں دے دیتے جو ان کے ماتحت ہیں تاکہ وہ اس میں برابر ہو جائیں، تو کیا یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کے بارہ میں جھگڑا کرتے ہیں؟

اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ غریب اور امیر یا آقا اور غلام اور افسر اور ماتحت کے مابین ایسی مساوات ناممکن ہے کہ حصول رزق میں سب برابر ہو جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن کریم نے اس امر کو بھی واضح کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں کہ دولت صرف امراء کے مابین ہی پھرتی رہے اور غرباء ہمیشہ مفلسی میں گھرے رہیں، قرآن کریم نے اس پر واضح روشنی ڈالی ہے، چنانچہ فرمایا ما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہٖ من اھل القریٰ فللّٰہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃً بین الاغنیاء منکم۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالےٰ نے بستیوں والوں سے مال غنیمت دلایا وہ اللہ کے لئے اور رسولؐ کے لئے اور قریبیوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ تم میں سے دولت مندوں کے اندر ہی مال و دولت پھرتی نہ رہے، اس آیہ کریمہ میں اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے، کہ مال و دولت صرف امراء کے مابین ہی پھرنے والی چیز نہیں بلکہ جو مال غنیمت کے طور پر حاصل ہو یعنی دشمن پر فتح کے نتیجہ میں ملے اس میں اللہ تعالےٰ کا بھی حصہ ہے یعنے اس مال کا ایک حصہ سرکاری خزانہ یا بیت المال میں داخل ہو کہ مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ ہو اور باقی سپاہیوں وغیرہ میں تقسیم ہو، یا ان کی تنخواہوں اور دیگر ضروریات کے کام آئے، ایک حصہ رسول اللہ صلعم کے لئے ہے، لیکن رسول کریم صلعم اپنے حصہ میں سے بقدرِ کفایت اسی قدر لیتے تھے ....جس قدر کہ قیام زندگی کے لئے آپؐ کو ضرورت ہوتی تھی، اور باقی مسلمانوں کی عام ضروریات پر خرچ کر دیتے تھے، اس کے علاوہ باقی مال دین کی نصرت کرنے والوں، قریبیوں، اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام نے مال غنیمت میں بھی غرباء اور مساکین وغیرہ کا حق رکھا ہے اور ویسے بھی امراء کے متعلق فرمایا ہے کہ فی اموالھم حق للسائل والمحروم یعنے ان کے اموال میں سوالی کا اور نہ مانگنے والے محتاج کا بھی حق ہے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تؤخذ من امراءھم وترد الیٰ فقراءھم امراء سے مال لے کر غرباء میں تقسیم کیا جائے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ امراء کا تمام مال اور ان کی جائدادیں یا کارخانے وغیرہ چھین لئے جائیں، بلکہ اسلام نے امراء سے لینے کے لئے زکوٰۃ کی صورت میں یہ نظام قائم کیا ہے کہ ان کے جمع کردہ مال کا چالیسواں حصہ ہر سال حکومت وقت اپنے کارندوں کے ذریعہ جمع کرکے ذیل کی مدات پر خرچ کیا کرے:—

۱۔ فقراء یعنے ناداروں پر
۲۔ مساکین پر (جو بالکل نادار نہیں مگر بغیر امداد روزی نہیں کما سکتے)۔
۳۔ مال زکوٰۃ جمع کرنے والے کارکنوں کی تنخواہوں پر
۴۔ مولفۃ القلوب (یعنے وہ لوگ جن کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں لیکن انہیں مالی امداد کی ضرورت ہو۔)
۵۔ غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے۔
۶۔ قرضداروں کی امداد کے لئے۔
۷۔ فی سبیل اللہ جہاد کے لئے (خواہ جہاد بالسیف ہو یا اشاعت اسلام کی غرض سے قلمی یا تقریری جہاد ہو) (۸) اور مسافر کے لئے

یہ آٹھ مدات ہیں جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے کا حکم اس آیہ کریمہ میں دیا گیا ہے انّما الصدقٰت للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغٰرمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضۃً من اللّٰہ واللّٰہ علیمٌ حکیم (التوبہ رکوع ۸)

یہ وہ نظام ہے جس کو اگر حکومت کی طرف سے ٹھیک طور پر چلایا جائے تو غرباء اور حکومت کی بیشتر ضروریات آسانی سے پوری ہو سکتی ہیں، لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ امراء اپنے اندوختہ کا پورا حساب حکومت کے علم میں لا کر برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا چالیسواں حصہ سرکاری خزانہ .....کے لئے وقف کر دیں .. اس کو اللہ تعالےٰ نے فریضۃ من اللّٰہ کہہ کر امراء پر فرض قرار دیا ہے لیکن افسوس ہے کہ حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کا کوئی انتظام نہ ہونے اور امراء کے اس فریضہ سے اغماض یا اپنے طور پر بے جا خیراتی کاموں پر خرچ کر دینے کی وجہ سے اس فریضہ کو عملاً ترک کیا جا رہا ہے حالانکہ قرآن کریم نے بار بار یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ کے الفاظ میں قیام نماز اور ادائیگی زکوٰۃ کو مومنوں کی صفات قرار دے کر نماز اور زکوٰۃ کو ایک دوسرے سے وابستہ قرار دیا ہے اور یقیناً جہاں نماز انسان کی انفرادی زندگی کو سنوارنے اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کا موجب ہے وہاں زکوٰۃ قوم کی اقتصادی یا مالی حالت کو سدھارنے کا موجب ہو سکتی ہے، یعنے ایک طرف خالق کے ساتھ تعلق ہو اور دوسری طرف مخلوق کی خدمت مسلمان کے فرائض میں سے ہے۔

زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقات کی بھی قرآن کریم نے بار بار ترغیب دی ہے جگہ جگہ امراء کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دلائی ہے اس کے علاوہ عیدالفطر کے موقعہ پر ہر مسلمان بچے، جوان، بوڑھے، مرد و عورت پر نماز سے پیشتر فطرانہ مقرر کیا ہے جو اگر ایک روپیہ فی کس بھی ہو تو صرف لاہور کی بیس پچیس لاکھ آبادی سے ہر سال بیس پچیس لاکھ روپیہ وصول ہو سکتا ہے بشرطیکہ حکومت اس کی وصولی کا صحیح طور پر انتظام کر سکے اور اس روپیہ کو عید سے پیشتر غریبوں اور مساکین وغیرہ میں تقسیم کرنے کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

پھر عیدالاضحےٰ کے موقعہ پر ذبیحہ کے گوشت کا ایک حصہ غریبوں اور ناداروں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے۔ غرض اسلام نے غرباء کی اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے ایسا انتظام کر رکھا ہے، جس پر اگر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو غربت و مسکنت بہت حد تک دُور ہو سکتی ہے، یہ وہ انتظامات ہیں، جن سے غرباء کو مفلسی سے نکال کر مرفع الحال بنایا جا سکتا ہے، اس سے نہ امراء کی دولت کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ غریب اور امیر کے مابین تفاوت یا آویزش ہی باقی رہ سکتی ہے، کاش حکومت اور عوام اس پر عمل کرکے قوم کی خوشحالی اور رضائے الٰہی کے حصول میں ساعی ہوں ۔

کیا آپ نے پیغام صلح، ذبح اسلام اور لائٹ کا سالانہ چندہ اور بقایاجات ادا کر دیئے ہیں؟

www.aaiil.org

شذرات

شفیق مرزا

......ہمہ آفتاب......!

پاکستان کے ممتاز صحافی اور قلمکار م ش نے اپنی ۲۷ مارچ کی ڈائری میں چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کی خود نوشت سوانعمری "تحدیث نعمت" پر بڑا فراخدلانہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:—

"کتاب میں اس امر کے متعلق قاری کے ذہن میں کوئی شک نہیں رہتا کہ اختلاف عقائد کے باوجود وہ غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں...... لیکن ایک غیر متعصب سے غیر متعصب قاری بھی اس پر چونک جاتا ہے کہ جب قائداعظم اللہ کو پیارے ہوئے تو ...... چوہدری ظفراللہ خاں بابائے قوم کے جنازے میں شرکت سے معذور نظر آتے ہیں جن لوگوں کو اس تضاد پر سب سے زیادہ سنجیدگی متانت اور لگن سے غور کرنے کی ضرورت ہے وہ ہیں انجمن احمدیہ ربوہ کے ارباب حل و عقد"

اس فکری و عملی تضاد پر غور کرنے کا سب سے پہلا حق چوہدری صاحب کا ہے م ش نے پتہ نہیں انہیں کیوں اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے باقی رہے "انجمن احمدیہ کے ارباب حل و عقد" تو ان کے غور کرنے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ مثلاً جناب میاں محمود احمد صاحب کے دو متضاد بیان ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:—

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

"کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

(بیان تحقیقاتی عدالت)

جناب م ش! یہ معاملہ صرف چوہدری صاحب سے خاص نہیں۔

؎ اس خانہ ہمہ آفتاب است

. . . .

مفتی محمود کا نسخۂ کیمیا

چند دن ہوئے اخبارات میں مفتی صاحب کی طرف منسوب ایک بیان شائع ہوا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد وہ بے نمازوں کے لئے کوڑے اور روزہ نہ رکھنے والوں کے لئے جیل کی سزا تجویز کریں گے۔

قرآن مجید اور احادیث کی تصریحات کے مطابق عبادات کا تعلق رضاء ثواب کا ہے اور عبادات کی عدم ادائیگی کی صورت میں اس قسم کی کسی سزا کا ذکر نہیں کیونکہ عبادات پر مجبور کرنے سے ان کی حقیقی روح زائل ہو جاتی ہے کیا مفتی صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ نسخہ کہاں سے تلاش فرمایا ہے؟

طلوع اسلام بنام چشتی صاحب

پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے ماہنامہ میثاق کی دو اشاعتوں (بابت فروری و مارچ ۱۹۷۲ء) میں ایک مقالہ مولانا حسین احمد مدنی کی شان میں اپنی سابقہ گستاخیوں پر اعتراف تقصیر کے عنوان سے لکھ کر ایک تاریخی واقعہ کی وضاحت کی ہے کہ مولانا موصوف نے مسلمانوں کو وطنیت کی بنیاد پر قومیت اختیار کرنے کا کوئی مشورہ نہیں دیا نیز ارمغان حجاز میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے جو تین شعر مولانا مدنی سے متعلق لکھے ہیں وہ اخباری اطلاعات پر مبنی تھے حقیقت حال سے آگاہ ہونے کے بعد علامہ اقبال نے اپنا اعتراض واپس لے لیا تھا اور یہ اشعار محض اس لئے ارمغان حجاز میں راہ پا گئے کہ علامہ صاحب صرف تین ہفتوں کے بعد وفات پا گئے اور ان اشعار کے حذف کرنے کی ہدایت نہ دے سکے۔

اس پر طلوع اسلام نے مولانا مدنی صاحب کا ایک ٹریکٹ "متحدہ قومیت اور اسلام" سے حوالہ جات نقل کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ مدنی صاحب علامہ اقبال کی وفات کے بعد بھی اسی متحدہ قومیت کے نظریہ کے پرچارک تھے اور چشتی صاحب سے مندرجہ ذیل چار سوال پوچھے ہیں ہمیں امید ہے کہ چشتی صاحب ضرور ان کا جواب دیں گے:

(۱) کیا علامہ اقبال اور قائداعظم ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کو وہاں کے ہندوؤں سے الگ قوم قرار دیتے تھے یا ہندوؤں اور مسلمانوں (بلکہ تمام ہندوستانیوں) کو وطن کے اشتراک کی بناء پر ایک قوم سمجھتے تھے۔

(۲) کیا مولانا مدنی، ہندوستان کے مسلمانوں کو اشتراک دین کی بناء پر ہندوؤں سے الگ قوم سمجھتے تھے یا ہندوستان کے تمام باشندوں کو (مسلمانوں سمیت) ایک قوم کے افراد قرار دیتے تھے۔

(۳) کیا آپ کے نزدیک اسلام کی رُو سے قومیت کا معیار وطن کا اشتراک ہے یا دین کا اشتراک۔

(۴) اگر وطن کا اشتراک ہے تو کیا آپ کے نزدیک محمد (رسول اللہ) اور ابوجہل ایک قوم کے افراد تھے"

(طلوع اسلام اپریل ۱۹۷۲ء)

اندازِ فکر

روزنامہ مساوات نے ۱۴ اپریل ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں سانحہ ہاکس بے کراچی پر "رقص ابلیس" کے عنوان سے اداریہ سپرد قلم کیا ہے اور بجا طور پر تماشائی طلباء کو بھی مجرم گردانا ہے۔ لیکن ان کا یہ لکھنا کہ:—

"کمزور کی مدد کرنے کے لئے بہادر ہونا، بہادر ہونے کے لئے شریف ہونا اور شریف ہونے کے لئے سوشلسٹ ہونا ضروری ہے"

کسی مثبت فکر کی نشاندہی نہیں کرتا ہمیں امید ہے کہ وہ پارٹی آرگن کی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی فکر میں توازن اور اعتدال پیدا کرنے کی کوشش کریں گے ورنہ

این راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

مکتوبِ امریکہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

شادی و قبولِ اسلام

گذشتہ سنیچر کی شام کو مع اہل و عیال ایک ایرانی خاتون کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر برلنگیم (BURLINGAME) جانا پڑا۔ شادی اور دعوت کا انتظام اس شہر کے ایک وسیع ہال میں کیا گیا تھا چونکہ دولہا امریکن تھا اس لئے تقریب پر اکثریت امریکن مہمانوں کی تھی۔ خاکسار نے سب سے پیشتر دولہا کو کلمہ شہادت پڑھا کر اسلام میں داخل کیا۔ اس کے بعد حسب معمول خطبہ نکاح پڑھا۔ اور دُلہا دلہن نے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کیا۔

ایک میتھوڈسٹ پادری کا خراجِ تحسین۔

خاکسار کے خطبہ سے اکثر امریکن متاثر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو اسلامی شادی میں شامل ہونے کا پہلا موقعہ حاصل ہوا ہے اور وہ اسلامی طریق نکاح سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ایک میتھوڈسٹ پادری نے آکر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اور کہا کہ ہم سب ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور جو خیالات آپ نے خطبہ میں ظاہر کئے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ تنگ دل پادری نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے وعظوں میں اسلام اور دیگر مذاہب کی خوبیوں پر بھی روشنی ڈالا کرتے ہیں۔

مسٹر والس محمد کی آواز

مسٹر والس محمد جناب علیجا محمد آف چکاگو کے صاحبزادہ ہیں۔ مجھ سے خاص طور پر ان کا اخلاص ہے ان کو افریقہ سے تبلیغ اسلام کے لئے دعوت ملی ہے۔ افریقہ کی روانگی سے قبل میری ملاقات کے لئے گذشتہ ہفتہ چکاگو سے موٹر کار کے ذریعہ 1500 میل کا سفر طے کر کے آئے۔ تین روز کے قیام کے بعد واپس چلے گئے ہیں۔ میں نے ان کو قیام فلاڈلفیا کے دوران قرآن کریم اور اُردو زبان کی تعلیم دی۔ گذشتہ سال خاکسار کی تحریک پر احمدیہ انجمن گیانہ کی کنونشن میں حاضر ہوئے۔ وہاں انہوں نے اپنے لیکچروں سے سامعین کے دلوں میں جگہ پیدا کر لی۔ اور انہوں نے ایک ماہ کے بعد دوبارہ ان کو دعوت دی۔ گذشتہ سال انہوں نے مجھے دوبارہ چکاگو میں دعوت دی۔ اور میرے اخراجات سفر برداشت کئے۔ دعا فرماویں کہ خداوندکریم انکے سفر افریقہ کو کامیاب فرمائے۔ لڑائی کی وجہ سے وہ پاکستان بغرض تعلیم نہیں جا سکے تھے۔

اللہ تعالےٰ کی قدرت اور احسانات کا نقشہ جو قرآن کریم نے انسان کے سامنے رکھا ہے

دینِ اسلام جس نے توحید کا سبق دیا تھا، آج اس کے ماننے والے قبر پرست ہو گئے ہیں

توحید کے سبق کے ساتھ مخلوق کی خیر خواہی کا حکم

خطبۂ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۲ء، فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور۔

انّ ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش۔ یغشی الیل النھار یطلبہٗ حثیثاً۔ والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ ——— انّ رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ——— (الاعراف ۵۴-۵۶) ———

فرمایا اس جہان کا خالق و مالک تمہارا رب ہے، وہی تمہاری پرورش کے سامان کرنے والا ہے، اس نے ہی سورج، قمر اور ستارے سیارے تمہاری خاطر پیدا کئے ہیں، وہی ہواؤں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے، زمین کو تمہاری خورد و نوش اور زیب و زینت کی چیزیں پیدا کرنے کے لئے لگا رکھا ہے۔ اور آسمان اور اس کے نجوم زمین کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ فرمایا والسّماء ذات الرّجع والارض ذات الصدع آسمان بارش لاتا ہے، یہ بارش زمین پر پڑتی ہے اور زمین پھٹتی ہے اور اس میں سے نباتات اور غلہ جات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح زمین و آسمان میں رابطہ پیدا کر رکھا ہے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت اور حکمت سے ہی تمام برکات نازل ہوتی ہیں فرمایا تمہارا پروردگار صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی ذات ہے، جس کی قدرت اور احسانات کا نظارہ تمہارے سامنے ہے۔ مزید فرمایا یغشی الیل النھار یطلبہٗ حثیثاً۔ دن کے پیچھے رات آتی ہے، اور وہ دن پر پردہ ڈال دیتی ہے لوگ دن بھر کام کاج کرنے کی وجہ سے تھک جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے آرام کے لئے رات آجاتی ہے اور تم مزے کی نیند سو کر پھر تازہ دم ہو جاتے ہو، اور فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ۔ سورج، قمر اور دوسرے سیارے جن کے اثرات سے لوگ مستفید ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے گردش کر رہے ہیں سال کی رفتار اور ان کے طلوع و غروب میں فرق نہیں آتا۔ لوگ سو سو سال کی جنتریاں تیار کر لیتے ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے انسان کے سامنے اپنی قدرت کا نقشہ رکھا ہے۔ فرمایا مسخرات بامرہٖ۔ یہ سب اجرام فلکی زیر فرمانِ الٰہی سرگرم عمل ہیں۔ فضا کی وسعتیں اور بلندیاں لامحدود ہیں، ان وسعتوں اور بلندیوں میں اجرام فلکی امرِ الٰہی سے محو گردش ہیں۔ انسان کے اس حیرت انگیز مشاہدہ کے پیش نظر فرمایا الا لہ الخلق والامر۔ پیدا کرنا بھی اس کے اختیار میں ہے اور پیدا کردہ کائنات پر بھی اسی کی حکومت ہے۔ حکومت تو وہی کر سکتا ہے، جو خالق و مالک ہو۔ اسی لئے فرمایا تبارک اللہ رب العٰلمین۔ اللہ تعالےٰ کی ذات بڑی بابرکات ہے وہ دنیا جہان کا رب ہے۔ اس کی برکتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ یہ وہ بیان ہے جو انسان کے اپنے مشاہدے میں آتا ہے اس لامحدود قدرت اور بے پایاں احسان کی بناء پر فرمایا ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔ اس مشاہدے کے بعد کہ وہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہے، صرف اور صرف اس کی عبادت کرنا چاہیئے۔ مگر آج تو وہ قوم جس کو توحید کا سبق دیا گیا تھا وہ قبر پرست نظر آتی ہے۔ آج بزرگوں کی قبور مرجع خلائق بنی ہوئی ہیں، ان کے نام پر نذر نیازیں دی جاتی ہیں، مزاروں پر سر رکھ کر دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ وہ دینِ اسلام جس نے توحید کا سبق دیا تھا، اس کے ماننے والے قبر پرست ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہندوؤں کو بت پرست کہا جاتا ہے اس کے مقابل پر آج پاکستان میں جگہ جگہ مزار پرستی ہو رہی ہے۔ وائے اس قوم پر! جس کی تعلیم کے لئے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔ اور جس کی تربیت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم شخصیت مبعوث ہوئی۔ آج وہ قوم بجائے توحید پرستی کے قبر پرست بن گئی ہے۔ اس لئے تنبیہ کے طور پر فرمایا انہ لا یحب المعتدین اللہ تعالےٰ سرکش لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے توحید کا سبق دینے کے ساتھ یہ تلقین فرمائی ہے کہ خدا کی مخلوق کی خیر خواہی کرو اور امن و امان کی زندگی بسر کرو۔ لفظ مسلمان بتا رہا ہے کہ اس کے ہاتھ سے کسی کو دکھ نہیں پہنچ سکتا تم تو مسلم بنائے گئے ہو، تمہارا وجود امن و آشتی کا موجب ہونا چاہیئے۔ اسلام امن سکھاتا ہے۔ علاوہ ازیں فرمایا ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً اللہ تعالےٰ کو پکارو عاجزی سے اور خفیہ طور پر اس کے احکام کو مت توڑو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام توڑنے سے خوف پیدا ہوتا ہے تم ڈر جاؤ اللہ تعالےٰ سے کر احکامات کے مطابق عمل بجالاؤ۔ جو کوئی شخص خدا تعالےٰ کے احکامات کی پابندی کرے گا خدا اس پر خوش ہوگا۔ انّ رحمۃ اللہ قریب من المحسنین احسان کرنے والوں کے قریب اللہ تعالےٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

کسی نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا ما الاحسان یا رسول اللہ۔ حضور! احسان کس کو کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک احسان یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے کہ اسے دیکھ سکو تو تمہیں یقین کرنا چاہیئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ مختصراً یہ کہ تم کو یقین ہو جائے کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور! تقوٰی کسے کہتے ہیں؟

فرمایا ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق تقوٰی یہ ہے کہ تم اپنے باطن کو اللہ تعالےٰ کے لئے اس طرح مزین کرو جس طرح اپنے ظاہر کو مخلوق کی خاطر مزین کرتے ہو، جس طرح صاف ستھرے کپڑے پہن کر مجلس میں جاتے ہو اسی طرح باطن کو اخلاق فاضلہ سے مزین کرو۔ اللہ تعالےٰ اس قلب کے صحن خانہ میں قدم نہیں رکھتا جہاں سنڈاس کے ڈھیر لگے ہوں۔ پھر فرمایا کہ تقوٰی یہ ہے کہ خدا نے جہاں آنے جانے سے منع فرمایا ہے وہ تمہیں وہ کام کرتا ہوا نہ دیکھے۔

غرض قرآن کریم عرفان اور معرفت بخشتا ہے تاکہ لوگ اس کی روشنی میں زندگی بسر کریں اور خدا کی مخلوق کے لئے بابرکت ثابت ہوں۔

درخواست دُعا

جہلم سے عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں:۔

حاجی سعادت دین صاحب نے پراسٹیٹ گلانڈ کا اپریشن لائل پور میں اور سیٹھ عبدالمالک صاحب نے سی ایم ایچ راولپنڈی میں آنکھوں کا اپریشن کرایا ہے۔ احباب اپنی نیم شبی دعاؤں میں ہر دو بزرگوں کی شفایابی کے لئے بارگہ الٰہی میں دعا فرمائیں۔

چندہ ماہوار اور مستقل فنڈ

حضرت مجدد زمانؑ کا مقرر کردہ چندہ ماہوار اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کا قائم کردہ مستقل فنڈ استحکام و توسیع جماعت کی بنیاد ہیں۔ احباب ان کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمائیں۔

انچارج تحصیل

حکمت اسی میں قرار پاتی ہے جو دنیا کی حرص، رشک، حسد اور شرف و جاہ کی خواہش سے خالی ہو۔

جناب محمد صالح نور مولوی فاضل

"تو اس صدی کا مجدّد ہے"

ایک الہام حضرت مسیح موعودؑ جسے مجموعہ الہامات "تذکرہ" میں عمداً شامل نہیں کیا گیا!

—— جماعت —— ربوہ کے گروہ علماء نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام (فداہ نفسی) کی تحریرات اور فرمودات میں اپنے خود ساختہ عقائد کے مطابق تحریف اور کانٹ چھانٹ کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ گذشتہ عرصہ میں ایسے بے شمار مقامات کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ حالانکہ ان کا فرض یہ تھا کہ وہ حضورؑ کی تصانیف کا "بغور مطالعہ" کرنے کے بعد اپنے اعتقادات میں تبدیلی کر کے راہِ صواب اور جادۂ راستی کو اختیار کرتے مگر ہائے افسوس کہ انہوں نے ان لوگوں کی طرح جو

"خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں"

خدا معلوم اپنے نفس کو دھوکہ دینے کے لئے یا اپنی جماعت کو ایک مخصوص ڈھب پر چلانے کے لئے ایک غلط راستہ اختیار کرنا کیوں پسند کیا۔ وگرنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ تھوڑے سے لوگوں کو تھوڑے عرصہ کے لئے تو دھوکے میں رکھا جا سکتا ہے مگر بہت سے لوگوں کو لمبے عرصہ تک فریب نہیں دیا جا سکتا۔

—— قارئین کرام کو خوب معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۵ء کے اوائل میں ایک اشتہار کے ذریعہ (جو بیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا) اپنے دعویٰ مجددیت کا خاص طور پر اعلان فرمایا۔ اس اشتہار کو آپ نے اس طرح شروع کیا ہے:—

"کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر **بغرضِ اصلاح و تجدیدِ دین** تالیف کیا ہے"

اس اشتہار میں آپ اپنے دعویٰ مجددیت کی بنیاد منجانب اللہ علم پر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:——

"اور مصنّف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّدِ وقت ہے"

چونکہ حضورؑ کو منجانب اللہ عطا کردہ یہ علم لدنی جماعت —— ربوہ کے عقائد کے منافی تھا لہٰذا اسے اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ حضورؑ کے مجموعہ الہامات "تذکرہ" میں اس کو درج کیا جاتا۔ تاہم چونکہ یہاں پر کسی خاص الہام کا تذکرہ موجود نہیں ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس ربانی علم کو الہام کا درجہ کیسے دیا جا سکتا ہے گو جن لوگوں کی نظر سے "تذکرہ" گذرا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جہاں جہاں حضورؑ نے اس انداز سے اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ علم کا ذکر کیا ہے وہ تمام مقامات اس مجموعہ الہامات میں شامل کئے گئے ہیں مگر جب ہم حضورؑ کی تصنیف "کتاب البریہ" میں آپؑ کا وہ الہام جو ہمارے اس موضوع کا عنوان ہے درج پاتے ہیں تو ہماری حیرت اور استعجاب کی حد نہیں رہتی کہ یقیناً اس کے باوجود بھی تذکرہ کے صفحات کو اس الہام سے محروم رکھنا ایک خاص مصلحت اور پروگرام کے تحت ضروری خیال کیا گیا ہے۔

—— **حضرت مسیح موعودؑ کتاب البریہ** ص۱۶۸ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:——

"اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالےٰ نے **الہام** کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ **تو اس صدی کا مجدد ہے**"

کتاب البریہ کا طبع اول ہمارے سامنے ہے اس مقام پر حضورؑ نے لفظ "الہام" اور الہام الٰہی کے الفاظ "**تو اس صدی کا مجدّد ہے**" کو باقی عبارت سے نمایاں اور جلی حروف میں شائع فرمایا ہے۔ نیز ہمارے سامنے مجموعہ الہامات کے تینوں ایڈیشن بھی موجود ہیں یعنی

۱۔ تذکرہ مطبوعہ دسمبر ۱۹۳۵ء زیر انتظام مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قادیان۔
۲۔ تذکرہ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۵۶ء زیر انتظام جلال الدین صاحب شمس ربوہ
۳۔ تذکرہ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۶۹ء زیر انتظام الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔

—— چونکہ الہام کلامِ الٰہی ہوتا ہے اور اس کے کسی خاص وقت تبدیل ہونے یا منسوخ ہونے کا سوال پیدا نہ ہوتا تھا اس لئے جماعت —— ربوہ نے اسے اپنے عقیدۂ نبوت کے خلاف پاتے ہوئے مجموعہ الہامات میں بطور الہام کے درج نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہی ضروری خیال کیا۔ چونکہ جماعت مذکورہ کے علماء کا محاسبہ اس دنیا میں ان کے گدی نشین خلیفہ کے اختیار میں ہے لہٰذا ہم مرزا ناصر احمد صاحب سے استدعا کریں گے کہ وہ اس قسم کی کتمانِ حق اور وضع قطع کی تمام کوششوں کا احتساب کریں ورنہ اگلے جہان میں تو ہر کسی کو اس نوع کی مساعی کا جو دیانت اور امانت کے خلاف ہوں بہرحال جواب دہ ہونا ہی پڑے گا۔ ہماری یہ استدعا محض اس لئے ہے کہ حضورؑ کا علمی ورثہ ہمارا مشترکہ سرمایہ ہے۔

—— اس سلسلہ میں ایک لطیف بات اور عرض کرنا ضروری ہے کہ حضرت صاحبؑ کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الہام کے ذریعہ **محدَّث** بھی فرمایا ہے:—

"انت محدّث اللّٰہ فیک مادۃ فاروقیۃ"

یعنی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدَّث ہے تجھ میں مادۂ فاروقی ہے۔

مگر چونکہ یہ الہام ایک غیر ملکی زبان عربی میں ہے جسے علاوہ اس کے کہ عام لوگ سمجھ نہیں سکتے اس کی تاویل بھی کی جا سکتی ہے جبکہ مجدّد والا الہام نہایت آسان عام فہم اور واضح اُردو زبان میں ہے اور اسے اہلِ پنجاب بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں لہٰذا اس الہام الٰہی کو نظروں سے اوجھل رکھنا ضروری خیال کیا گیا۔ کیونکہ اس سے تذکرہ سے ان کے باطل عقیدہ پر شدید زد پڑتی تھی۔ مجموعہ الہامات کے آخری ایڈیشن کی ابتداء میں استاذی المکرم مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری کا ترتیب شدہ الہامات کا انڈکس "مفتاح التذکرہ" بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے اس انڈکس کو بھی "مجدّد" کے لفظ سے محروم رکھنا ضروری سمجھا گیا آپ خواہ عربی انڈکس اور خواہ اُردو انڈکس دونوں دیکھ جائیں آپ کو مجدّد کا لفظ کہیں نہ مل سکے گا کیونکہ یہ لفظ متن میں موجود نہیں ہے۔

—— ایک اور امر بھی ہے "تذکرہ" کے ترتیب دینے والوں کی نیات مشتبہ نظر آ رہی ہیں قابل غور ہے۔ مجموعہ الہامات کو سن وار اور کتاب وار شائع کیا گیا ہے۔ حضرت صاحبؑ کا مندرجہ بالا الہام "تو اس صدی کا مجدّد ہے" "کتاب البریہ" کے ص۱۶۸ پر درج ہے جو اکتوبر ۱۸۹۷ء کی تصنیف ہے تذکرہ کو دیکھنے سے ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء کے الہامات میں جب "کتاب البریہ" کے الہامات کا مقام آتا ہے تو صفحہ ۱۲۸ کا الہام درج کرنے کے بعد اگلے صفحات کے کسی الہام کو بھی درج کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی جاتی۔

—— نہ معلوم ان علماء کو دین کے بارے میں اور خصوصاً الہاماتِ الٰہیہ کے سلسلہ میں اس گناہ بے لذت قسم کی "ہیرا پھیری" کرنے میں کتنے نفلوں کا ثواب ملتا ہے اور خدا جانے وہ لوگ اس مکر سے کس کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے۔ آپ کی اعانت کا شکریہ (مہتمم دار الشفاء۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور)

جناب قاضی کفایت اللہ ایم اے

حضرت مرزا صاحبؑ کی شخصیّت اور اسکے اثرات

سوائے خدا تعالےٰ کی ذات اقدسؐ اعظم کے ہر شخصیت زمان و مکان کی حدودُ قیود میں محصور ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ہر شخصیت کو اسی کے زمانی و مکانی حوالی میں رکھ کر جانچا اور پرکھا جانا چاہیئے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہ تھے کہ انہیں معیار نبوت کے مطابق جانچنے کی کوشش کی جائے۔ آپ کا دعوےٰ تجدید و احیاءِ اسلام کا تھا۔ لہٰذا تجدید و احیاءِ اسلام کے جملہ پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے جب میں ان کی شخصیت اور اس شخصیت کے اثرات و عواقب کو دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں اور دل کی اتھاہ گہرائی سے یہ اعلان کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں کہ جناب مرزا صاحبؑ اپنے تجدیدی کام میں فائز المرام اور منصور و کامیاب انسان تھے۔

آپؑ کا زمانی و مکانی ماحول

آپ ایک گمنام گاؤں میں پیدا ہوئے غیر معروف علمی ماحول اور عام علمی شخصیتوں سے ابتدائی روابط قائم کرنے کے مواقع ملے۔ مگر آپ کی کتب میں وہ نوادرات فکر اور اصابت رائے کے ایسے ایسے گوہر ہائے نایاب ملتے ہیں کہ عقل و خرد کو وہاں سوائے حیرت و استعجاب کے کچھ نہیں ملتا اور انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان نوادرات فکر کا منبع و ماخذ عقل سے کوئی برتر منبع و ماخذ ہے۔

آپ نے عقلی مسلمات و معیارات کی افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی کلیت اور آخریت کا انکار کیا اور قانونِ قدرت کی شہادت کی اساس پر عقل سے برتر ذریعہ علم (وحی و الہام) کو ثابت کیا آپ کی کتاب براہین احمدیہ میں عقل اور وحی و الہام کو جامع مبصرانہ و ملہمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اگلے مضمون میں اس کی تفصیل ملے گی۔

حضرتؑ کی شخصیت نے زندگیٔ اسلام میں اپنے آپ کو جذب و ختم کر دیا تھا۔ یعنی آپ فنا فی الاسلام تھے اور پھر آپ فنا فی الرسول اور آخر میں فنا فی اللہ ہو گئے۔ جس طرح محب اپنی شخصیت کو اپنے محبوب کی شخصیت میں فنا کر دیتا ہے تو وہ محبِ صادق ہوتا ہے ورنہ وہ محب کاذب کہلاتا ہے۔ بعینہٖ جو محب دین، محب رسولؐ اور محب خدا اپنے آپ کو دین کے احیاء کے لئے وقف کامل اسوہ رسولؐ کا متبع کامل اور صبغۃ اللہ کے رنگ میں اپنے آپ کو کلیتہً و کاملتاً رنگین کر لیتا ہے وہی ایک صادق و مصدق مردِ مومن اور امام برحق کے مقام پر فائز ہوتا ہے

آپؑ کا دعوٰی

آپ کا اس دعوٰی مجدّد و محدث ہونے کا تھا اور چونکہ آپ جس زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ عقل کی بداستعمالی کا دَور تھا۔ خدا تعالےٰ کی ذات کا انکار زمانہ کا فیشن بن گیا تھا اور بنتا جا رہا تھا اور دین کی اساس و بنیاد ہی خدا کی ذات کے اقرار پر ہے۔ اگر خدا کا کوئی خارجی وجود نہیں یا وجود تو ہے مگر خالق کا مخلوق سے کوئی نامیاتی ربط و تعلق نہیں تو ان دونوں صورتوں میں کسی بھی دین یا مذہب کی اساس ہی ختم ہو جاتی ہے اور جب اساس ہی ختم ہو جائے تو پھر قیام یا دوام کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے خدا تعالےٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف پاکر خدا تعالےٰ کی ذات و صفات پر شاہد و شہید کا فریضہ انجام دیا اور اس مقام و مرتبہ کا ببانگ دہل اعلان کیا اور منکرین خدا کو بار بار چیلنج کیا کہ میں زندہ خدا کا زندہ شاہد موجود ہوں۔ آؤ میرے پاس آؤ اور زندہ خدا کی زندگیٔ وجود کی برکات اور آثار کا مشاہدہ کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ دعوےٰ جملہ مذاہبِ حقہ کے لئے تشکر و امتنان کا جذبہ پیدا کرنے والا اقدام تھا۔ یہ جملہ مذاہب کی خدمت تھی۔ ان کی اساس کا تحفظ تھا۔ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اس امام برحق کی ذات کا دفاع کرتے اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں سے منکرین کے مقابلہ پر زور آزمائی کے لئے ڈٹ جاتے پھر آپ نے اس کیلئے کسی بھی معاوضہ کا تقاضا نہ کیا آپ نے معاوضہ مانگا بھی تو یہی کہ اپنے زندہ خدا کے خادم بنو۔ زمین میں خدائی بادشاہت کے قیام کے لئے اپنی خواہشات و مطالبات کو حدود اللہ میں مقید و محدود کر لو۔ اگر تمہیں زندہ خدا کا احساس ہو گیا اور تمہاری زندگیوں میں اس کے آثار پائے جانے لگے تو سمجھ لینا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو گئی اور مجھے اپنا معاوضہ مل گیا۔ میرا معاوضہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمہیں یقین کامل سے بھرا ہوا دیکھوں اور خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں تمہیں مصروف و منہمک پاؤں۔ آپ ایک غیر معروف مقام سے اُٹھے مگر وہ آپ کا غیر معروف مقام آج رُوئے زمین میں اپنی شہرت اور علمی و تبلیغی خدمات و نادین کے اعتبار سے بے نظیر بن چکا ہے۔ اس کے صدیوں کے ساکنین اپنی تمام تر دولت قوت اور حشمت کے باوجود اسے وہ شہرت دوام نہ دلا سکے جو ایک مردِ خود آگاہ و خدا شناس نے اپنی قوتِ ایمان اور دولت احیاء و تجدید اسلام سے دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ شہرت دوام کا اصل ذریعہ دولت و مادی قوت نہیں بلکہ اصل اور اساسی چیز خدا رسولؐ اور دین اسلام میں فنا ہوتا ہے۔

آپؑ کی شخصیت کا اثر

قرآن کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ مومنین صادقین خواہ وہ کسی ہی دَور میں پیدا ہوئے ہوں جب انہیں خدا تعالےٰ (الحق) کی معرفت ذات کا شعور ہوتا ہے تو وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتے ہیں اور تنہائی میں اس سے قوت و طاقت طلب کرتے ہیں اس لئے ان میں خضوع و خشوع کا اضافہ ہوتا ہے اور جس قدر مومن میں خشوع و خضوع کا اضافہ ہوتا ہے اسی قدر ایمان و ایقان کے مراتب میں بلندی کا اضافہ ہوتا ہے اور ان میں خلوص و اخلاص بڑھتا ہے۔ صبغۃ اللہ کی رنگینی میں پختگی اور گہرائی آتی ہے۔

میں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں تربیت یافتہ حضرات و خواتینِ اسلام کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے، ان کی نمازوں میں شمولیت کی ہے اور ان کی دعاؤں کا نظارہ دیکھا ہے۔ مجھے زندگی میں پہلی بار اس بات کا مشاہدہ ہوا جس کی طرف میں نے ابھی ابھی اوپر اشارہ کیا ہے۔ یعنی وہ خضوع و خشوع جو ایمان و یقین کے بعد پیدا ہوتا ہے وہ آج اس گئے گذرے دَور کے انسانوں میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے، ان لوگوں میں اس مادیت کے دَور میں فتح اسلام کا شوق ہی نہیں بلکہ ایک دھن ہے۔ انہیں مبلغ اسلام کی فتوحات ایمانی کوسُن کر وہ خوشی و سرور حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو مادی فتوحات حاصل کرکے بھی نہیں ہوتا۔ یہ تمام چیزیں حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کی زندہ شہادت ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے لئے تڑپ و مستی اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک اس کے ساتھ خلوص و اخلاص سے نامیاتی ربط و تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ اور یہ ربط و تعلق اسی مردِ خدا کے ذریعہ قائم ہوتا ہے جو خدا کی اس نعمتِ عظمٰی سے بدرجہ اتم مالا مال ہو اور حضرت مرزا صاحبؑ کی ذات کو خدا تعالیٰ نے اس نعمت سے حصہ عطا کرتے وقت کچھ زیادہ ہی اپنی سخاوت و عنایت سے کام لیا تھا۔ آپ کے مریدین میں اس تفویض الی اللہ اور تسلیم و رضا کا جو آج تک شیوہ عاشقانہ ملتا ہے مجھے وہ مدبر علماء اور صوفیاء کی محافل اور دانشوروں کے معالم میں نہیں ملا۔

آپؑ کے پاس منکرین خدا اور ملحدین آئے مگر آپ کی صحبت سے انہیں وہ یقین تام اور ایمان خالص ملا کہ جس کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو خدمتِ خدا و رسولؐ کے لئے کلیتہً وقف کر دیا اور جب اپنی پیاس بجھائی تو غیروں کی پیاس بجھانے کے لئے شرق و غرب میں پھیل گئے اور قلت وسائل و ذرائع کے باوجود اپنے عزمِ راسخ اور یقین کامل سے غالب آئے اور ایک دنیا کے انکار و الحاد کو اپنی کیفیت ایمانی سے مغلوب کر لیا اور خدا سے محجوب و محروم انسانوں کی نگاہوں میں عظمت خدا کے کچھ ایسے نمونے دکھائے کہ ان کی گردنیں اپنے مولائے کریم کی بارگاہ صمدیت میں جھک گئیں۔

فلسفہ و قانون کے شیدائی آپ کی خدمت و صحبت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قول و فعل کی شہادت سے کچھ ایسے متاثر [illegible] ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ خدا کے بھکاری بن گئے اور پھر خدا تعالےٰ نے اپنے غیور و طاقتور دست قدرت سے ایسی قدرت نمائی کی کہ آج تک ان فقیروں کی متاع حیات میں

ایمان و ایقان کے متلاشیوں کے لئے عبرت و موعظت کے لاتعداد اسباق پائے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق میں نے اپنے بزرگوں کو یہ کہتے سنا کہ ان کے پاس آلات نجوم تھے اور کہ وہ جادوگر تھے۔ اوائل میں میں اس بات کو سمجھ نہ سکا لیکن جیسے جیسے میں نے حضرت صاحبؑ کی کتب کا جائزہ لیا اور ان کی صحبت سے مستفید ہونے والوں کی زندگیوں کا تجزیہ کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کے پاس جادو تھا۔ مگر یہ ساحران مصر والا جادو نہ تھا، بلکہ انبیاء والا جادو تھا اور اس سحر سے مراد سیرت و کردار کی پختگی اور ایقان و ایمان کامل سے پیدا ہونے والی وہ نگاہ تھی جو سخت سے سخت پتھروں کو پانی کر دیتی ہے جو اپنی کاٹ میں جوہردار تلوار کو بھی شرمسار کرتی ہے۔ آپؑ کی سیرت میں معرفت خدا سے وہ جاذبیت و کشش پیدا ہو گئی کہ مخالف مناظر ایک نگاہ میں ہی اپنا نقد دل ہار بیٹھتا تھا اور غیر بن کر آنے والا آپ کا مرید و مدافع بن کر جاتا اور اس طرح اپنے سابق مداحوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا تھا اور ان کی زبانوں پر بے ساختہ یہ الفاظ آ جاتے تھے کہ مرزا جادوگر ہے۔ وہ اس کے سوا کہہ بھی کیا سکتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے تو ہزارہا مدعیان فلسفہ و مذہب کو دیکھا تھا جو اپنے مخالفین کو دن رات مذہبی دنگلوں میں پچھاڑتے رہتے تھے مگر وہ کسی کو بھی اپنا مرید مخلص اور تابع کامل نہیں بنا سکتے تھے، اور یہاں ایک ایسا مرد خدا تھا جس کی ایک ہی نگاہ سے مخالف اپنی مخالفت کو ترک کر کے سراپا خلوص و اخلاص بن جاتا تھا۔ پس وہ سوائے جادو کے اسے اور کونسا نام دیتے۔ ہاں اگر وہ مخلص ہوتے تو وہ بھی خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتے اور اس طرح زندگی کا اصل مقصد حاصل کر لیتے۔

دورِ حاضر کے فیوضات سماوی کا فاتح آسمانی صرف اور صرف حضرت مرزا صاحبؑ ہیں۔ ان سے کٹنے والا شخص مشکل ہے کہ کوئی روحانی تحریک پیدا کر سکے۔ میں نے ایک سے زائد تحریکوں کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے جو صرف اسی نقطۂ نظر کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے یاس و قنوطیت کی شکار ہو گئیں وہ عوام کے خوف اور رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اس مرد خدا کے یا تو قریب نہ آئے یا آئے تو دشمن و معاند کی حیثیت سے آئے اور اس کی انہیں وہ عبرتناک سزا ملی کہ آج وہ ہر ناقد بصیر کے لئے موعظت و عبرت کی یادگاریں بن گئی ہیں، اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں عوام نے ٹھکرا دیا تھا یا عوام نے تعاون و تناصر کرنے میں بخل سے کام لیا تھا۔ نہیں اور بالکل نہیں عوام نے اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کیا اور دل کھول کر انہیں چندہ دیا اور ان کو شریعت کے وہ وہ القابات دیئے جن کا کوئی نبی و رسول بھی مستحق نہ تھا مگر ان سب چیزوں کے باوجود وہ خائب و خاسر ہوئے اور مجھے یقین کامل ہے کہ ہر نئی خیز داعی جو ان کے نقش قدم پر چل کر روحانی تحریک چلائے گا اس کی آخری منزل معرفتِ خدا اور حصول وجدان حقیقت کی بجائے سراب بقیعة ہوگی

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض میرے دوست یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اور دوسرا اس کے بعد کا ہے۔ دعویٰ سے قبل کی زندگی میں آپ نے جو اسلام کی خدمت کی ہے وہ مسلّم و محترم ہے مگر بعد کے دعاوی نے ان کی پوزیشن کو مخدوش کر دیا ہے۔ میں نے کئی دفعہ اس پر سوچا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس دعویٰ سے بعض مرید الگ ہو گئے۔ مخالفین کی مخالفت میں شدت و تلخی پیدا ہوئی۔ مادی مصائب و ابتلا میں اضافہ ہوا۔ اگر مرزا صاحبؑ دنیا ساز اور دنیا کے طالب ہوتے تو وہ کبھی بھی یہ دعوے نہ کرتے اور اس طرح خواہ مخواہ اپنے مخالفین کو زبان درازی کا موقعہ نہ دیتے مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اعلان کیا کہ خدائے علیم و خبیر نے مجھے آگاہ کیا ہے اور میں یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوں کہ مسیح موعود اسلام و المسلمین میں ہوں میرے سوا تمہارا کوئی مسیح نہیں۔ اور کوئی آسمانوں

۴۴

دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت حاصل کرنا ہے

دینی کاموں کے لئے وقت اور مال کی قربانی تقاضائے وقت ہے۔

جماعت احمدیہ لائل پور کے ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس میں محترم میاں رشید احمد صاحب مسرت اور مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقاریر

ملک نذر حسین ـــــ سیکرٹری جماعت لائل پور

جماعت احمدیہ لائل پور کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس بروز جمعہ مؤرخہ ۱۴ اپریل مسجد احمدیہ میں زیر صدارت میاں رشید احمد مسرت صاحب منعقد ہوا۔ خطبہ جمعہ مبلغ مقامی جماعت جناب علی محمد ماحی نے دیا اور نماز پڑھائی۔ بعد از نماز جمعہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو محترم عبدالوہاب یوتیم نے کی۔ انہوں نے سورۃ التکاثر کے مفہوم و معانی پر نہایت عمدہ اور برجستہ خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے،" چوہدری عبدالرزاق صاحب نے پڑھ کر سنایا

محترم میاں مسعود احمد صاحب نائب صدر مقامی جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنائے۔ راقم الحروف نے "درس قرآن" میں جو روزانہ نماز فجر کے بعد مسجد احمدیہ لائل پور میں ہوتا ہے، زیادہ سے زیادہ حاضری کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کیا اور کہا کہ جماعت کے قیام کی اصل غرض قرآن سے دلی لگاؤ اور دوسری قوموں میں اس کا پھیلاؤ ہے۔ اس کے بعد چونکہ محترم صاحبزادہ میاں عبدالمنان عمر صاحب جو اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے، لہٰذا اُن کی جگہ محترم مرزا مظفر بیگ صاحب آنریری مبلغ اسلام لائل پور نے تقریر فرمائی۔ انہوں نے دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی شناخت اور سچی معرفت حاصل کرنا ہی پیدائش انسانی کی علت غائی ہے۔ آخر میں صدر مقامی جماعت محترم میاں رشید احمد صاحب نے احباب جماعت کو دینی اور جماعتی کاموں کے لئے وقت اور مال کی قربانی دینے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت ہم سے جس قربانی کا مطالبہ کرتی ہے وہ وقت اور مال دیئے بغیر پوری نہیں ہو سکتی۔ ہم سب کو اپنے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے تاکہ قرآن کریم کی کشش ہمیں اپنی جانب کھینچ لے۔ جماعت میں اخوت اور بھائی چارہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔

بالآخر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اجلاس میں عورتوں اور بچوں نے بھی شرکت کی۔ خدا کے فضل سے حاضری کافی تھی۔

---

۴۴ سے اتر کر تمہاری مسیحائی نہیں کرے گا زحمت انتظار سے نکلو۔ صادق کو قبول کر لو۔ ورنہ کاذبوں کے چنگل میں پھنسو گے اور یا پھر انتظار کرتے کرتے تمہیں بھی مایوسی ہوگی اور تمہاری اولادیں اس نظریہ کا ہی انکار کر دیں گی۔ تیرہ فلاح اسی میں ہے کہ میرے پاس سے آسمانی پانی کا جام پیو اور اپنی ہوا و ہوس کی تنقیح و تطہیر کر لو لیکن قوم کی اکثریت نے انکار کیا . . . .

. . . .

اور آج آہستہ آہستہ یہ خیال نوجوانوں کی اکثریت میں راسخ ہو رہا ہے کہ آسمان تو کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جب آسمان کوئی چیز نہیں تو وہ آسمانی مسیح کہاں رہا۔ یہ سب ملاؤں کی باتیں ہیں جو علم و سائنس کے خلاف ہیں۔ اگر لوگوں نے صادق کی صداقت کو مانا ہوتا تو انہیں اپنی اولاد کا یہ انجام نہ دیکھنا پڑتا۔

هفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

www.aaiil.org

شیخ محمد طفیل صاحب ووکنگ (انگلستان)

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

ویسٹ انڈیز اور جنوبی امریکہ

گیانا اور ٹرنی ڈاڈ میں مائیکل ایکس (اسلامی نام عبدالمالک) کے خلاف قتل کے مقدمات نے نیگرو مسلمانوں کی پوزیشن کو حکومت کی نظر میں مخدوش بنا دیا ہے۔ دونوں ملکوں کی حکومتیں سیاہ فام مسلمانوں کو کسی گہری سیاسی سازش میں ملوث سمجھنے لگی ہیں۔ ہمارے گھانا کے مبلغ معلم صلاح الدین تایو کی کوششوں سے سو کے قریب نیگرو مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے انہوں نے ٹرنی ڈاڈ میں باقاعدہ کلاسیں شروع کر رکھی ہیں۔ ہماری جماعت چونکہ ملکی سیاسیات میں کوئی اہم حصہ نہیں لیتی اس لئے ابھی تک ہماری تبلیغی مصروفیات کو بدظنی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا رہا۔

مائیکل ایکس کا مقدمہ عنقریب عدالت میں پیش ہو رہا ہے۔ جب تک اس مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہو جاتا سیاسی مطلع غبار آلود ہی رہے گا۔ خدا کرے سیاہ فام لوگوں میں جو اسلامی تحریک شروع ہوئی ہے وہ ان حالات سے متاثر نہ ہو۔

ٹرنی ڈاڈ اور گیانا سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہائے ویسٹرن ہمسفیر کی انتظامیہ کے ممبر گذشتہ ماہ کے آخر میں سرینام (جنوبی امریکہ) گئے تاکہ اگست میں ہونے والی احمدیہ کانفرنس کے پروگرام اور دیگر انتظامات پر غور و فکر کرکے مناسب لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔

مشرقی پاکستان

گذشتہ سال مشرقی پاکستان میں جو ہنگامے ہوئے ان کی وجہ سے وہاں ہمارا تبلیغ کا کام قریباً معطل رہا۔ ڈپٹی خلیل الرحمان صاحب وہاں کی جماعتوں کے سربراہ ہیں۔ دس مارچ ۱۹۶۷ء کو ڈھاکہ میں ان کی قیامگاہ پر مختلف احمدی جماعتوں کے سکرٹریوں اور دیگر عہدداران کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حالات حاضرہ کے پیش نظر جماعت کی ترقی اور لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔ ڈپٹی صاحب کو وہاں کی جماعتوں کا ڈائرکٹر اور مولینا عبدالمتین جلال آبادی کو بی اے کو صدر منتخب کیا گیا۔

مسٹر فرید احمد (چٹاگانگ) اور مسٹر عزیز الرحمن (ڈھاکہ) نائب صدر، مسٹر عبدالرحمن بھیاں (ڈھاکہ) کو جنرل سیکرٹری چنا گیا۔ ان کے علاوہ مجلس منتظمہ کے ممبروں کے نام ذیل میں درج ہیں:—

۱۔ پنڈت اکرم علی (لال باغ)
۲۔ محفوظ الرحمٰن خادم (بڑیا)
۳۔ خاندکر عبدالمطلب (محمدپور)
۴۔ حافظ مطیع الرحمٰن (کومیلا)
۵۔ عبدالرشید (ڈھاکہ)
۶۔ مولنا محمد اللہ (فریدگنج)
۷۔ جناب حفیظ الرحمٰن (ڈھاکہ)
۸۔ مبارک حسین (جیسور)
۹۔ شاہد میاں خادم (کومیلا)
۱۰۔ خلافت علی (کشتیا)
۱۱۔ محمد بہادر علی (موتی جھیل ڈھاکہ)

ان دوستوں نے بڑے نازک وقت میں اسلام کا علم بلند کرنے کا کام سنبھالا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے ناتواں ہاتھوں میں جان ڈالے اور ان کی مساعی کو بابرکت بنائے۔

ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب کے بیٹے کو ایک کار کے حادثے میں کافی چوٹیں آئی ہیں وہ احباب سے دعاؤں کے ملتجی ہیں۔ ان کی اپنی صحت بھی اچھی نہیں رہتی اس کے لئے بھی دُعا کی جائے۔

قارئین کی خدمت میں

الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ کا ایک تازہ مضمون بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جو بڑا مفید، دلچسپ اور فکر آموز ہے۔ اس میں جماعت کے مستقبل پر بھی سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے اور جماعت کی توجہ اس کے اصلی و حقیقی مقصد کی طرف منعطف کرائی گئی ہے۔ ہم اس مضمون کو قسط وار پیغام صلح کی آئندہ اشاعتوں میں ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ امید ہے اسے بالاستیعاب پڑھا جائے گا۔

جماعت احمدیہ مُلتان کی تنظیم نو

۱۔ جماعتِ احمدیہ ملتان کی تنظیم نو کے سلسلہ میں حلقہ ملتان کے مبلغ انچارج محترم مولوی محمد علی صاحب نے باقاعدہ ایک پروگرام تجویز کیا ہے جس کے تحت گاہے گاہے مقامی جماعت اور مضافات کے احباب میں بیداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے مرکز کی ہدایات کے پیش نظر مساعی کی جائیں گی۔

اتوار ۱۶ را پریل کو حلقہ گلگشت کالونی کے احباب سے ملاقات کے لئے دورہ کیا گیا مولوی صاحب کے ہمراہ راقم الحروف کو بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مندرجہ ذیل احباب کے مکان پر جا کر ان سے جماعت کے اجتماعات میں باقاعدگی اور دلچسپی کی تحریک کی گئی۔ نیز ان سے استدعا کی گئی کہ اپنے حلقہ میں نماز باجماعت اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کریں۔

۱۔ پروفیسر غلام محمد صاحب خادم
۲۔ پروفیسر ارشاد احمد صاحب
۳۔ میاں فاروق احمد صاحب پسر میاں شریف احمد صاحب مرحوم آف لائلپور

۲۔ چوہدری محمد لطیف صاحب مرحوم کے اہل و عیال کو جماعتی تحریکات میں شامل کرنے اور اشاعت اسلام کے ماہوار چندہ جات کی وصولی کے لئے گاہے گاہے مبلغ انچارج کو خانیوال بھی جانا پڑتا ہے۔ اس مرتبہ مورخہ ۵ را پریل کو خانیوال جانے کا اتفاق ہوا۔ چوہدری صاحب موصوف کی بچیوں نے اشاعت اسلام کے لئے نہایت فراخدلی کا ثبوت دیا جو ہماری جماعت کی نوجوان تعلیمیافتہ بچیوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ اور مشعل راہ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد صاحب مرحوم احمدیت کا پختہ نقش اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے ہیں۔

۱۔ محترمہ شاہدہ لطیف صاحبہ ایم اے (جن کی گذشتہ دنوں کراچی میں شادی ہوئی ہے) نے اپنے والد مرحوم کی یاد میں صدقہ جاریہ کے لئے مبلغ پانصد روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے ہیں۔

۲۔ محترمہ عطیہ لطیف صاحبہ ایم اے نے اپنا ماہوار چندہ دس روپیہ جمع کرا دیا۔

چوہدری صاحب مرحوم کی بچی کا کراچی کا پتہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ خواتین کراچی اپنی تنظیم کے سلسلہ میں ان سے رابطہ قائم کر سکیں۔

مسٹر اقبال جاوید پلاننگ آفیسر پی ڈی اے
41/3 ڈرگ کالونی۔ فرسٹ فلور۔ کراچی 25

چوہدری محمد لطیف صاحب مرحوم اپنی زمین کا ایک ٹکڑا اشاعت اسلام کے لئے وقف کر گئے ہیں اس کی قیمت بھی بہت جلد ادا کرنے کا ان کے لڑکے چوہدری محمد علی صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ والسلام۔ محمد صالح نور۔ حال وارد ملتان

امام صاحب برلن مسجد (جرمنی) کی روانگی

امام مسجد برلن (جرمنی) مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب جو گذشتہ بارہ سال سے جرمنی میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا فریضہ باحسن طور سر انجام دے رہے ہیں۔ گذشتہ سال رخصت گذارنے پاکستان تشریف لائے تھے۔ اس دوران میں بھی انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں میں معلومات افزا اور رُوح پرور لیکچر دے کر جرمنی میں تبلیغ اسلام سے متعلق مواقع اور اپنی مساعی جمیلہ کی تفصیلات بتا کر احباب کو محظوظ کیا۔ اور نوجوانوں کے جذب و خلوص کو گدگدایا اور دین کی خدمت کے لئے انہیں آگے آنے کی تلقین کی۔ نیز انہوں نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ جس کا ہمارے صحافی دوستوں پر نہایت خوشکن اثر پڑا۔ اور انہیں جماعت کی بیرون پاکستان تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہی ہوئی۔ محترم بٹ صاحب موصوف ۱۷ را پریل ۶۷ء سوموار کو صبح دس بجکر ۲۵ منٹ پر بذریعہ ہوائی جہاز واپس برلن تشریف لے گئے ہیں۔ احباب جماعت اپنے اس مجاہد بھائی کو "خدا حافظ" کہنے کے لئے ہوائی اڈہ پر تشریف لے گئے۔

اتوار مورخہ ۱۶ کو شام ۷ بجے انہیں انجمن کی طرف سے الوداعی پارٹی دی گئی جس میں احباب نے

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

مشرق رحمت براز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گر ہاں راچشم کن روشن ز آیات مبین / آمد خدا نور ہدیٰ از

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

مدیر: دوست محمد — مدیر معاون: بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے — بیرونی ممالک سے ایک پونڈ — ایک سو روپے پیشگی آنے پر تازندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ، مورخہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

بچہ کو بوسہ دینا رحم کی علامت ہے

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال تقبلون الصبیان فما نقبلھم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم او املک لک ان نزع اللہ من قلبک الرحمۃ۔

ترجمہ:— حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا آپؐ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میرا اس میں اختیار ہے کہ اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا۔

جو رحم نہیں کرتا

عن جریر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لا یرحم لا یُرحم۔

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا
(فضل الباری کتاب الادب)

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جھوٹے پیر اور جھوٹی کرامتیں

ملفوظات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

ایک شخص نے جس کے خاندان میں بکثرت پیری مریدی کا سلسلہ ہے اور اب اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی کہ زمانہ پیری میں ہماری بہت سی جھوٹی کراماتیں مریدوں میں مشہور تھیں۔ جن کا ذکر انہوں نے اپنے بھائی سے کیا۔ اور ان کے دل میں خیال گذرا کہ ان کے والد صاحب کی بھی ان کی طرح کی کرامتیں ہوں گی۔ پھر اسی طرح شیخ عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر بزرگان دین کی بھی ہوں گی۔ قریب تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بدگمانی ہوتی اور خدا سے بھی منکر ہو جاتا۔ مگر اسی اثناء میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت نصیب ہوگئی اور حق مل گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:— "بے شک ان گدی نشینوں اور اس قسم کے پیروں کے ایمان خطرہ میں ہیں۔ لیکن اس قسم کی جھوٹی کرامتوں کے دکھلانے والوں اور جھوٹی کرامتوں کے مشہور کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ سب جھوٹے ہی ہیں۔ اور تمام سلسلہ اولیاء کا اور بزرگان دین کا سب مکاری اور فریب پر مبنی تھا۔ بلکہ ان جھوٹے ولیوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں سچے ولی بھی ضرور ہیں۔ کیونکہ جب تک کوئی سچی بات نہ ہو۔ تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی۔ مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصلی سونا نہ ہوتا تو کیمیا گر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا۔ اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے۔ تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا کسی کو خیال نہ پیدا ہوتا۔ ان جھوٹوں کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں۔ (الحکم جلد ۵ صـ۳۳)

میلاد النبیؐ نمبر

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۷۲ء میلاد النبیؐ نمبر ہوگا اس میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اپریل جس میں آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر تعلیمات اور سیرت و کردار پر بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے اور اسی تاریخ کے جلسہ میلاد النبیؐ کی تقاریر درج ہوں گی۔ ان کے علاوہ بعض اور اصحاب کے مضامین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعودؑ کا کلام بھی درج کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

www.aaiil.org

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورۂ پشاور کے تفصیلی حالات

۱۹ اپریل ۷۲ء کی اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورۂ پشاور کی مختصر رپورٹ آپ کے پرسنل اسسٹنٹ محترم عبداللطیف خان صاحب کے قلم سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد محترم صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب آنریری سیکرٹری جماعت پشاور کے قلم سے اس دورہ کی تبلیغی رپورٹ موصول ہوئی ہے جس سے احباب جماعت ہائے سرحد کی زندہ دلی کا ثبوت ملتا ہے۔ رپورٹ درج ذیل ہے:

مورخہ ۳۰ ۳/۷۲ کو حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ ٹھیک دس بج کر بیس منٹ پر بذریعہ ہوائی جہاز پشاور تشریف لے آئے ہوائی اڈہ پر احباب سلسلہ کی ایک کثیر تعداد امیر قوم کا استقبال کرنے کے لئے بہت پہلے سے موجود تھی جونہی حضرت امیر جہاز سے باہر تشریف لائے فدایانِ امیر گیٹ کی جانب بڑھے حضرت امیر قوم کے اظہار عقیدت کے طور پر پھولوں کے ہار ہاتھوں میں لئے منظم طریقے سے اپنے محبوب امیر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ امیر قوم نے جب احباب پر ایک گہری نظر ڈالی تو ان کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا سب سے پہلے صدر جماعت پشاور جناب میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب آگے بڑھے اور حضرت امیر قوم سے مصافحہ کیا اور ان کی خدمت میں پھولوں کا ہار پیش کر دیا حضرت امیر قوم نے گلے میں ہار ڈالنے سے مصلحتاً یہ کہکر ان کا انکار کیا کہ گلے میں ہار عورتیں ڈالتی ہیں ۔۔ ایک چھوٹا آٹھ سالہ بچہ افتخار احمد

- - - - - - - - - - - - -

۔۔ بضد ہو گیا کہ میں تو گلے میں ہی ڈالوں گا اس وقت امیر قوم کے جانثاروں نے محبوب امیر قوم کو گھیرے میں لے لیا۔ اور ہوائی جہاز سے دوسرے مسافر جو اترے تھے ان کے لئے راستہ بند ہو گیا لیکن ننھا افتخار یہی کہتا رہا کہ میں حضرت امیر قوم کے گلے میں ہار ڈالوں گا موجود احباب نے بچے کو سمجھایا کہ حضرت امیر قوم کا حکم ماننا چاہیئے۔ حکم کا نام سن کر بچہ خاموش ہو گیا اور اپنا ہار امیر قوم کو پیش کر دیا اللہ اللہ کیا نظارہ تھا۔ بوڑھے جوان اور بچے کافی تعداد میں اپنے محبوب امیر کو خوش آمدید کہنے کے لئے مضطرب کھڑے تھے یہ سلسلہ ملاقات تقریباً گیارہ بجے تک جاری رہا اگر ایک طرف چارسدہ کے جناب میاں عبداللہ شاہ صاحب تھے تو دوسری طرف بزرگوں میں ملک محمد زمان خاں۔ ملک گلاب شیر خاں اور بابو عبداللہ جان جیسے ضعیف العمر انسان تھے اور ان کے ساتھ جناب قاضی عبدالرشید ایڈووکیٹ جناب غلام محبوب خان۔ کپتان عبدالواحد خاں اور کافی تعداد میں دیگر نوجوان موجود تھے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اگر اس میں آٹھ سال کا بچہ افتخار احمد تھا تو میاں عبداللہ شاہ صاحب جیسے بزرگ بھی تھے۔ جن کو امیر قوم کی محبت کھینچ کر ہوائی اڈے تک لے آئی تھی۔ امیر قوم ہر ایک کے ساتھ نہایت شفقت اور محبت سے مصافحہ کرتے اور ان کی خیریت دریافت فرماتے آخر کار اللہ کے دین کے نام کو اونچا کرنے اور محمد رسول اللہ صلعم کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کے یہ عقیدت مند ایک جلوس کی شکل میں موٹروں میں سوار ہو گئے۔ نوجوانوں نے اظہار عقیدت کے طور پر حضرت امیر قوم کی موٹر پر پھولوں کی چادر بچھائی۔ جب حضرت امیر قوم نے ۔۔۔۔ احباب سے فرمایا کہ میں ایک زندہ قوم کے اندر آیا ہوں اور میں بہت خوش ہوں تو تمام احباب خوشی سے جھوم رہے تھے اور حضرت امیر قوم کی درازی عمر کی دعائیں مانگنے لگے۔ جناب سردار خان جائنٹ سیکرٹری نے اپنے سکوٹر کو آگے کیا اور رہبر کاروان کے فرائض انجام دینے لگے۔ قافلہ روانہ ہوا اور بہت آرام سے سفر طے کرتا ہوا یونیورسٹی ایریا میں جناب صدر جماعت میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کے بنگلہ پر پہنچ گیا۔ جہاں میجر صاحب موصوف نے تمام احباب کے لئے پُرتکلف چائے کی دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا احباب صدر جماعت کے بنگلہ میں اپنے ہر دلعزیز امیر کے ساتھ بیٹھ گئے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے، اور جناب صدر جماعت کے صاحبزادے جناب عطاء الرحمٰن خان صاحب۔ جناب عتیق الرحمٰن خان صاحب اور گڈو صاحب مہمانوں کی خاطر تواضع میں منہمک تھے چائے کے بعد تقریباً ایک بجے کچھ احباب واپس تشریف لے گئے اور باقی نے صدر جماعت کے بنگلہ پر حضرت امیر قوم کے ساتھ ضیافت میں لذیذ کھانا تناول فرمایا، حضرت امیر قوم اپنے مخصوص انداز میں احباب کو جماعت کے استحکام کے بارے میں نیک مشورے دیتے رہے اور احباب لطف اندوز ہوتے رہے کھانے کے بعد نماز ظہر و عصر اکٹھی پڑھی گئی اور جب امیر قوم کو معلوم ہوا کہ ہمارے ایک معمر اور مخلص دوست لالہ گل الرحمٰن کا اپریشن ہوا ہے اس وجہ سے وہ نہ آسکے تو ۔۔۔۔ حضرت امیر قوم ان کی عیادت کے لئے یونیورسٹی سے سیدھے پشاور شہر لالہ گل الرحمٰن کے مکان واقعہ سکندر پورہ بمعہ احباب ۔۔ عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور لالہ گل الرحمٰن کو جب معصوم افتخار احمد نے قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ کے ہمراہ حضرت امیر قوم کی آمد کی خبر سنائی تو جناب لالہ گل الرحمٰن صاحب اپنی آنکھوں میں خوشی کے آنسو لئے ہوئے باہر تشریف لے آئے اور حضرت امیر قوم ایدہ اللہ سے گلے ملے۔ یقیناً یہ سعادت بہت لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اس کے بعد کسی قسم کا آرام کئے بغیر اللہ کا یہ مجاہد چارسدہ میں جناب میاں عبداللہ شاہ صاحب کے ہاں ان کے ایک عزیز کی وفات پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔

چارسدہ میں جناب میاں صاحب اور دیگر احباب امیر قوم کے استقبال کے لئے تیار کھڑے تھے جناب میاں ۔۔۔ محمد زمان صاحب مرحوم و مغفور کے حجرہ میں فاتحہ خوانی کی گئی واپسی پر جناب میاں عبداللہ شاہ صاحب نے اپنے مکان پر پُرتکلف چائے کا بندوبست کیا ہوا تھا تمام احباب حضرت امیر قوم کی صحبت سے مستفید ہوئے اور تقریباً سات بجے شام واپس پشاور روانہ ہو کر تقریباً آٹھ بجے رات میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کے بنگلہ پر پہنچے۔ اللہ اللہ اس پیرانہ سالی میں اتنی ہمت اور محکم ارادوں کے مالک کو سارا دن ذرا بھی آرام کا خیال نہ آیا بلکہ ہر وقت ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو عمرِ خضر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

۳۱ ۳/۷۲ کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نماز جمعہ کے لئے صدر جماعت پشاور ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کے ہمراہ تقریباً ڈیڑھ بجے مسجد احمدیہ میں تشریف لے آئے۔ مسجد احمدیہ آپ کے فدائیوں اور عقیدتمندوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بوڑھے۔ جوان بچے اور مستورات کافی تعداد میں اپنے محسن کی ایک جھلک دیکھنے اور ان کے ارشادات سے مستفید

(باقی بر صفحہ ۹)

حضرت امیر ایدہ اللہ احبابِ پشاور کے ساتھ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء

مُسلمان کی تعریف

مسلمان فرقوں کی باہمی تکفیر کی وجہ سے یہ سوال کئی بار معرض بحث میں آچکا ہے کہ مسلمان کی جامع و مانع تعریف کیا ہے، یہی سوال حال ہی میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں عبوری دستور کے مسودہ پر بحث کے دوران اُٹھایا گیا جب جمعیت العلمائے پاکستان (نورانی گروپ) کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ آئین میں صدر کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کے ساتھ مسلم کی تعریف درج نہیں کی گئی۔ اس کے جواب میں مولانا کوثر نیازی وزیر اطلاعات نے بتایا:-

"عبوری آئین میں مسلمان کی تعریف اس لئے شامل نہیں کی کہ مختلف مکتب فکر کے---علمائے کرام میں اس کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ ۱۹۵۶ء کے آئین میں بھی جس کی حزب اختلاف تعریف کرتی رہتی ہے مسلمان کی تعریف شامل نہیں ہے، اسلام ایک ہی مذہب ہے اور اسے مختلف شعبوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا، انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ علمائے کرام بھی مختلف گروہوں میں تقسیم ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمائے کرام مسلمان کی تعریف کے بارے میں متفق نہیں ہیں، انہوں نے علمائے کرام کو چیلنج کیا کہ وہ مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کریں تو حکومت اسے تسلیم کر لیگی وہ جانتے ہیں کہ علمائے کرام کبھی متفق نہیں ہو سکتے، انہوں نے یاد دلایا کہ علمائے کرام گذشتہ ۲۵ سال کے دوران ضابطہ فوجداری کو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں بنا سکے، علمائے کرام میں توحید کی تعریف اور اس کی تاویل کے بارے میں بھی اختلاف رائے ہے اور سرمایہ داری کے حامی بعض علماء نے دوسروں کو کافر قرار دیا تھا۔"

اسی سلسلہ میں مولانا کوثر نیازی نے یہ بھی بتایا کہ:

"وہ پیپلز پارٹی کے دوسرے ارکان کی طرح ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، اسلام کسی فرقے کو تسلیم نہیں کرتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں میں اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے، مولانا کوثر نیازی نے منیر کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ کمیشن کے سامنے جتنے بھی علمائے کرام پیش ہوئے ہیں وہ مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے، بعض لوگ تعزیہ نکالنے پر یقین نہیں رکھتے اور اسے توحید کے اصول کی خلاف ورزی گردانتے ہیں، اسی طرح بڑی تعداد میں لوگ عقیدت کے اظہار کے لئے دربار داتا صاحب پر حاضری دیتے ہیں بعض وہاں جانا اسلامی اصولوں کے منافی سمجھتے ہیں۔"

(روزنامہ مشرق - ۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء)

مولانا کوثر نیازی کا یہ بیان مبنی بر حقائق ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ اسے غور اور عبرت کی نگاہوں سے دیکھا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مختلف مسلمان فرقوں نے ایک دوسرے کے اختلافی مسائل کو جو فروعات سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتے اس قدر اہمیت دے رکھی ہے کہ انہیں کفر و اسلام کا معیار قرار دے دیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان کی ایسی تعریف معین کرنا مشکل ہو گیا ہے جو تمام فرقوں پر حاوی ہو، بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف توحید الٰہی اور رسالتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی کو ضروری قرار دیا تھا، اور مختصر الفاظ میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار مسلمان ہونے کے لئے کافی ٹھہرایا تھا۔ جو تمام اسلامی فرقوں یا بالفاظ صحیح مختلف اسلامی مکاتیب فکر کے معتقدات میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی فرمایا تھا کہ من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ اور قرآن کریم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنًا۔ جو شخص تمہیں سلام علیکم کہتا ہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے، لیکن آج سلام علیکم کو تو کون جانتا ہے، کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو بھی مسلمان کہنا ... گوارا نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے تین نشان قرار دیئے ہیں، من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فھو مسلم۔ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے، اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے، لیکن آج ہم اپنی آنکھوں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں، اسے قبلہ رُخ پاتے ہیں، ہمارے ہی ذبیحہ میں وہ شریک طعام ہے، لیکن چونکہ وہ آمین بالجہر کہتا ہے یا خفی، فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا، اس کا پاجامہ ٹخنوں سے اُوپر ہے یا نیچے؟ تعزیہ داری اور ماتم حسین پر عامل ہے یا اس کو پسند نہیں کرتا، حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو غاصبِ خلافتین کرتا ہے یا ان کی خلافت کو جائز سمجھتا ہے، حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہے یا نہیں، انہیں نبی مانتا ہے یا مجدد، وغیرہ وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ حیف ہے کہ نہ خدا کا فرمان ہمیں پسند ہے نہ اس کے رسول کا ارشاد قابل قبول ہے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے کسی جنگ میں ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے آپ کو صابی (تبدیل مذہب کرنے والے) کہا تھا یہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ وہ جان بچانے کے لئے ایسا کہتے ہیں، جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا کیا تم نے ان کا سینہ چاک کر کے دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے تبدیل مذہب کا اعلان نہیں کر رہے؟ ایک شخص نے کسی پر الزام دیا کہ وہ منافق ہے، فرمایا لعلہٗ یصلی وہ نماز تو پڑھتا ہے، لیکن آج ہم علانیہ کلمہ پڑھنے والوں، نمازیں ادا کرنے والوں کو مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور دین کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ مسلمان کی ایسی تعریف ہی نہیں ہو سکتی جس پر سب فرقے متفق ہوں، سب ہی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، ہاں صرف ایک جماعت ہے جس کے نزدیک ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے مسلمان ہے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، کسی عقیدہ کا قائل ہو، خواہ اس کے عمل کیسے ہی ہوں، کسی معصیت یا جرم کی بناء پر اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا، یہ جماعت احمدیہ لاہور ہے، جس کی بناء حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے رکھی، اور انہوں نے کلمہ گو کی تکفیر کو سب سے بڑا جرم قرار دیا، افسوس ہے کہ اس خادم اسلام کو بھی کافر اور دشمنِ اسلام قرار دیدیا گیا۔ حالانکہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے آریہ، عیسائی دہریہ اور تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت اور فضیلت ثابت کی اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا عملی نقشہ دنیا کو دکھایا اور آج بھی انہیں کی قائم کردہ جماعت خدمت دینِ متین اور اشاعت اسلام کے مقدس کام میں مشغول ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مسلمانوں کو اس بات کی سمجھ اور عقل عطا کرے کہ وہ کلمہ گوؤں کی تکفیر سے دستبردار ہو کر صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کو مسلمان کی تعریف قرار دینے پر متفق ہو جائیں کہ یہ قومی اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

دانا ! ——— ابو ارشد

میں اس کو کیسے سمجھ لوں فقیہہ اور دانا
امامِ وقت کو جس نے نہیں ہے پہچانا
خرد کے نام پہ دنیا سمیٹنے والے
کہاں سے لایا ہے یہ زندگی کا پیمانہ

اخبارات سلسلہ کی فروخت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل اخبارات کے فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند اصحاب سیکرٹری انجمن سے رجوع فرمادیں - (۱) الفضل از ۱۹۱۳ء تا ۱۹۷۰ء (۲) الحکم از ۱۸۹۸ء تا آخر (۳) البدر از ۱۹۰۲ء تا آخر (۴) ریویو آف ریلیجنز اردو از ۱۹۰۲ء تا آخر (۵) ریویو انگریزی از ۱۹۰۲ء تا آخر (۶)

www.aaiil.org

محمد صالح نور صاحب

زندگی! دلیلِ صداقت

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۰/۱۶)

—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ سے قبل قوم میں امین اور صادق کے نام سے معروف تھے اور قوم میں آپؐ کا صدق اور امانت و دیانت بطور مثال ... پیش کیا جاتا تھا جب خدا تعالےٰ کی طرف سے آپؐ کو مامور کیا گیا تو آپؐ نے اپنی سابقہ زندگی کو اہلِ مکہ کے سامنے بطور گواہ ... پیش کیا اور فرمایا کہ میری گذشتہ عُمر پر غور کرو۔ میں چالیس برس سے تم لوگوں میں رہتا ہوں کیا اس طویل مُدت میں تم نے میرے منہ سے کوئی خلافِ صدق بات سُنی ہے جب میں نے اتنے عرصہ تک اپنے ہم نشینوں اور ہم وطنوں سے کبھی جھُوٹ بات نہیں کی تو آج میں خدا تعالےٰ پر افتراء کیسے کر سکتا ہوں قرآن کریم نے اسے یُوں بیان فرمایا ہے:-

"مَیں اس دعوٰی سے قبل ایک لمبی عُمر تمہارے اندر گذار چُکا ہوں پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے"

دعوےٰ سے قبل کی زندگی اور چال چلن کسی بھی مامور من اللہ کی صداقت کے لئے ایک قرآنی معیار کی حیثیت رکھتا ہے اور قرآن کریم کا یہ بھی حکم ہے کہ جب کسی مامور کی صداقت کو پرکھنا ہو تو اسے اسی معیار پر پرکھو جو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کئے ہیں جیسا کہ فرمایا:-

"اور تمہارے لئے اللہ تعالےٰ کے رسولؐ کی ذات میں مکمل نیک نمونہ موجود ہے"

—— قیام ملتان کے دوران راقم الحروف کو ایک مرتبہ جناب غلام احمد پرویز کے درس القرآن کے ٹیپ ریکارڈر کی مجلس میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس روز بھی یہی مسئلہ درس میں بیان کیا گیا تھا کہ صادق کے لئے اس کے دعوےٰ سے قبل کی پاکیزہ اور بے عیب زندگی سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے- اسے پرویز صاحب نے اپنے مخصوص اور مدلل انداز میں بیان کیا تھا۔ ریکارڈ کے بعد جانے پر ہمارے ایک دوست شیخ فاروق احمد صاحب نے احباب مجلس سے اس امر کا تذکرہ کر دیا کہ جو معیارِ صداقت قرآن کریم سے پرویز صاحب نے بیان کیا ہے اسی معیار کو حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ نے اپنی صداقت میں بطور دلیل پیش کیا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ ان کی قبل از دعوٰی زندگی پر آج تک کوئی اشد ترین مخالف اور معاند بھی کسی قسم کا حرف نہیں لگا سکا۔ بہر حال نہایت شگفتہ ماحول میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

جناب غلام احمد صاحب پرویز کی تشریح

—— "معراجِ انسانیت" میں اس معیار کا ذکر کرتے ہوئے جناب پرویز "زندگی! دلیلِ صداقت" کی ذیل میں رقمطراز ہیں:—

"لوگ آتے اور اس نئے دعوٰی کی تائید میں دلیل طلب کرتے آپ کو معلوم ہے کہ اس کے جواب میں حضورؐ کی طرف سے کیا دلیل پیش کی جاتی؟ سُنئے اور غور سے سُنئے کہ اس جامع اور مسکت دلیل کے بعد کسی اور ثبُوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی! وہ پوچھتے کہ ہم کیسے تسلیم کرلیں کہ تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو حضورؐ فرماتے کہ میں کہیں باہر سے نہیں آیا ہوں۔

"فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون" پھر دیکھو یہ واقعہ ہے کہ میں اس معاملہ سے پہلے تم لوگوں کے اندر ایک پُوری عمر بسر کر چکا ہوں کیا تم سمجھتے بوجھتے نہیں؟ میں نے تمہارے اندر اپنی عمر بسر کی ہے کیا تم میری سابقہ زندگی سے اس امر کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ میں سچا ہوں کہ جھوٹا؟ کیا میری زندگی میری صداقت کی زندہ شاہد نہیں؟ کیا تم میری اس چالیس سالہ زندگی میں جس کا ایک ایک لمحہ تمہارے اندر بسر ہوا ہے کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش کر سکتے ہو جس سے میری صداقت کے متعلق ذرا سا شبہ بھی گذرے؟ کیا میری اس تمام زندگی میں کہیں حرف گیری کی کوئی گنجائش ہے؟......... کسی کی زندگی کے آئینہ صفت ہونے کی اس سے بڑھ کر شہادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمنوں کے ہجوم میں اس زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کر دیا جائے۔" (معراج انسانیت صـ۱۸۳)

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر

—— مولانا آزاد متحدہ ہندوستان کی مانی ہوئی اسلامی شخصیت ہیں۔ انکی قرآن دانی اور عالمانہ بصیرت کو ایک بلند مقام حاصل ہے، ان کی سیاسی بصیرت سے قطع نظر اسلامی دنیا میں انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ اس "معیار صداقت" کو مذکورہ آیت کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں:—

" پھر آیت (۱۶) میں صداقتِ نبوت کی ایک سب سے زیادہ واضح اور وجدانی دلیل بیان کی ہے جس کی حقیقت افسوس ہے کہ مفسرین نے پوری طرح واضح نہیں کی۔ فرمایا، ساری باتیں چھوڑ دو۔ صرف اسی بات پر غور کرو کہ مَیں تم میں کوئی نیا آدمی نہیں ہوں جس کے خصائل و حالات کی تمہیں خبر نہ ہو۔ تم ہی میں سے ہوں اور اعلان وحی سے پہلے ایک پوری عمر تم میں بسر کر چکا ہوں یعنے چالیس برس تک کی عمر کہ عمر انسانی کی پختگی کی کامل مدت ہے۔ اس تمام مدت میں میری زندگی تمہاری آنکھوں کے سامنے رہی۔ بتلاؤ اس تمام عرصہ میں کوئی ایک بات بھی تم نے سچائی اور امانت کے خلاف مجھ میں دیکھی پھر اگر اس تمام مدت میں مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ کسی انسانی معاملہ میں جھوٹ بولوں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اب خدا پر بہتان باندھنے کیلئے تیار ہو جاؤں اور جھوٹ موٹ کہنے لگوں مجھ پر اس کا کلام نازل ہوتا ہے؟ کیا اتنی سی موٹی بات بھی تم نہیں پا سکتے؟ تمام علماء اخلاق و نفسیات متفق ہیں کہ انسان کی عمر میں ابتدائی چالیس برس کا زمانہ اس کے اخلاق و فضائل کے ابھرنے اور بننے کا اصلی زمانہ ہوتا ہے۔ جو سانچہ اس عرصہ میں بن گیا پھر بقیہ زندگی میں بدل نہیں سکتا۔ پس اگر ایک شخص چالیس برس کی عمر تک صادق و امین رہا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ اکتالیسویں برس میں قدم رکھتے ہی ایسا کذاب اور مفتری بن جائے کہ انسانوں ہی پر نہیں بلکہ فاطر السموٰت والارض پر افتراء کرنے لگے؟"

(ترجمان قرآن صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ مجدد صد چہاردہم کی دلیلِ صداقت

—— اسی معیارِ صداقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوےٰ ماموریت و مجددیت کی دلیل کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:—

" اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پُورا کر دیا ہے کہ میرے دعوٰی پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم

(باقی بر صـ۷ کالم ۳)

www.aaiil.org

تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار ہے صرف انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات کے باوجود

اس سے روگردانی اختیار کرتا اور اس کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتا ہے

چاہیئے کہ صرف ایک خدا کی ہی عبادت اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی جائے اور جھوٹ اور دغابازی کو چھوڑ کر دیانتداری کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت اور الفت کا برتاؤ کیا جائے

خطبہ جمعہ - مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۲ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولہٗ ما فی السمٰوٰت والارض ولہ الدین واصبا۔ افغیر اللہ تتقون وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون لیکفروا بما اٰتینٰھم فتمتعوا فسوف تعلمون ــــــ (النحل: ۵۲ - ۵۵) ــــــ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولہ ما فی السمٰوٰت والارض۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے ۔ خدا تعالےٰ کا ہی ان پر تصرف ہے۔ دوسری جگہ فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ آسمانوں کی تمام مخلوقات ان میں کچھ تو نظر آتی ہیں مثلاً سورج، قمر اور ستارے وغیرہ اور کچھ نظر نہیں آتیں یہ سب کے سب ہمارے حکم کے ماتحت گردش کر رہی ہیں کبھی ممکن نہیں کہ سورج مقررہ وقت سے ایک منٹ پہلے طلوع ہو یا ایک منٹ بعد میں غروب ہو۔ صدیاں گذر گئیں سورج اور قمر حکم الٰہی کے تحت بروقت طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کبھی موسم بہار آجاتا ہے - چڑیاں چہچہانے لگتی ہیں - درختوں پر برگ و بار آجاتے ہیں - انسانوں کی حرارت غریزی بڑھ جاتی ہے پھل پھول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں پھر ستمبر اکتوبر میں درخت ننگے ہو جاتے ہیں - لوگوں کے مزاج ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ زمین و آسمان کی ہر ایک چیز خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری للہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض

اور تمام کائنات مسلم ہے یہ مشاہدہ انسان کے سامنے پیش کیا ہے اور فرمایا ولہ الدین واصبا - ہمیشہ اسی کی فرمانبرداری واجب ہے - یہاں دین کے معنی فرمانبرداری کے ہیں - فرمایا زمین و آسمان کی تمام چیزیں اس کی فرمانبردار ہیں اور حجر و شجر تمام کے تمام قوانین الٰہی کے پابند ہیں۔

سمندر کی وسعت اس زمین کی نسبت تین گنا زیادہ ہے اور اس کے اندر کی تمام مخلوقات زمین کی مخلوقات سے کئی گنا زیادہ ہے ۔ سمندر کی اس کثیر مخلوقات کو بھی اللہ تعالےٰ خوراک بہم پہنچاتا ہے۔

غرض یہ کائنات اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے رکھ دی ہے ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سوائے انسان کے کائنات کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے چونکہ انسان کو ارادہ اور اختیار دے رکھا ہے اس لئے بعض اس اختیار کو بُرے رنگ میں استعمال کرتے ہیں بعض لوگوں کو میں جانتا ہوں جو خدا کو نہیں مانتے ، یہ تو انسان کا حال ہے ۔ لیکن کائنات کے متعلق فرمایا کہ وہ سب کی سب مسلمان ہے اس کی ہر چیز پر ہمارا حکم ماننا واجب ہے "اسلام" کا دوسرا مترادف لفظ "دین" ہے جو اس آیت میں استعمال کیا گیا ہے ولہ الدین واصبا میں الفاظ کی ترتیب دیکھئے "ولہ" پہلے رکھ دیا ہے اس کے معنی ہیں کہ صرف اللہ تعالےٰ ہی کی فرمانبرداری لازم ہے ۔ تو کائنات ساری کی ساری مسلم ہے ۔ لیکن یہ کلمہ پڑھنے والا مسلمان بھی اپنے بھائی کو تنگ کرتا ہے - اس کی تذلیل کرتا ہے ۔ دشمنیاں روا رکھتا ہے - اللہ تعالےٰ کائنات کے عمل کو پیش کر کے ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بناتا جاتا ہے ۔ لیکن موقعہ آئے تو ہم نافرمانی کر جاتے ہیں - فرمایا وعند الامتحان یکرم الانسان۔ جب امتحان کا وقت آتا ہے تو کوئی عزت پاتا ہے کوئی گر جاتا ہے ۔ ہمارے تمام کاروبار کو خدا دیکھتا ہے کہ انسان کس قدر دھوکہ بازی اور لوٹ کھسوٹ سے کام لیتا ہے، اگر دودھ بیچتا ہے تو اس میں پانی ملا کر بیچتا ہے۔ اگلے دن ڈاکٹر نے مجھے گولیاں لکھ کر دیں جب میں نے بازار سے منگوا بھیجیں تو دوکاندار نے اس سے ملتی جلتی اور گولیاں بھیجدیں۔

دیر کی بات ہے کہ سیالکوٹ کے شیخ نثار احمد صاحب کے چچا کے پیٹ میں تکلیف تھی - ایک ہندو ڈاکٹر سیالکوٹ سے وزیر آباد انہیں دیکھنے کے لئے آتا اور یہ دیکھ کر کہ ایک کبیر آدمی قابو آگیا ہے، بیماری کو بڑھاتا چلا جاتا تھا، کئی مہینے یہی عمل جاری رہا اور بیماری بڑھتی گئی آخر بیماری لمبی ہونے کے بعد حکیم کو بلایا تو اس نے بتایا کہ پیٹ میں کینسر ہے جو معمولی دوائی سے اچھا ہو گیا۔

غرض ڈاکٹر کو بھی ایماندار ہونے کی ضرورت ہے ایک تاجر کو بھی ایمان کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر کو بھی ایماندار ہونے کی ضرورت ہے ۔ ایک فلور ملز کا مالک ایک دن میں چھ ہزار من گندم پیستا ہے ۱۴ آنے فی من گندم کی پسائی ہے ۔ پھر گندم کی خرید میں بھی نفع حاصل ہوتا ہے اس طرح چھ ہزار روپے روزانہ اسے نفع ملتا ہے ۔ لیکن وہ اس پر اکتفا نہیں کرتا ۔ بلکہ ایک من گندم میں سیر دو سیر ناقص غلہ ملا دیتا ہے ۔ الاماشاءاللہ اور اس طرح ناجائز طور پر اپنے نفع کو بڑھاتا چلا جاتا ہے، بعض دیندار بھی ہیں ۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم ایک مرتبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایک آٹے کا ٹھیکہ ملتا ہے ۔ ٹھیکہ منظور کرنے والے افسر آپ کے واقف ہیں ۔ آپ میرے بیٹے نصیر احمد کو ساتھ دلی لے جائیں ۔ دہلی اسٹیشن پر میاں نصیر احمد کی ملاقات کے لئے ہندو دلال موجود تھے ۔ وہ ہندو دلال کہنے لگے کہ شیخ محمد اسمٰعیل کی دیانتداری میں کوئی شبہ نہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ ان کے پسے ہوئے آٹے میں ایک من میں ایک دانہ بھی ناقص نہیں ہوتا اور جس آٹے کے ساتھ میاں کے نام کا ذکر آتا ہے اس آٹے کو ہندو خوش ہو کر خریدتا ہے۔

شیخ نثار احمد صاحب کے والد شیخ نیاز احمد صاحب سات نمازیں پڑھتے تھے ساری عمر تجارت میں کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ ایسا ہی شیخ اسمٰعیل صاحب راولپنڈی والے سات نمازیں پڑھتے تھے، ساری عمر تجارت میں بالکل جھوٹ نہیں بولا یہ لوگ ایمان رکھتے تھے کہ خدا ہے ۔ اور وہ ہمیں دیکھتا ہے ۔ ہم جو کچھ منصوبے بناتے ہیں وہ ان کو جانتا ہے ۔ وہ ہمارے دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے ۔

آیئے ہم دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو صاف کرے ۔ بغض کینے جھوٹ مکاری اور دغا وغیرہ بیماریاں ہم میں پیدا نہ ہوں ۔ ہمیں ایک دوسرے سے محبت و الفت ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ دیانت داری اور اخوت کا برتاؤ کریں (دعا کی گئی جس کے بعد یہ خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا) اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے ولہ الدین واصبا ہم نے کائنات کی ہر مخلوق میں لازمی طور پر فرمانبرداری رکھ دی افغیر اللہ تتقون ۔ پھر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ اتنا بڑا قادر خدا جس کے احسانات لاتعداد ہیں اس کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کی پرستش کرتے ہو؟ کبھی حجر و شجر کو پوجتے ہو اور کبھی انسان کو خدا کا رتبہ دیتے ہو ۔ جو لوگ مدینہ منورہ گئے ہیں ان کو علم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے روضہ اقدس پر نگران کھڑا رہتا ہے اور وہ اس امر کا

خیال رکھتا ہے کہ یہاں کوئی شخص بے جا طور پر اظہار عقیدت نہ کرے اور نہ کوئی بے جا حرکت سرزد ہو۔ روضۂ اقدس کے آگے جھکنا اور دعائیں مانگنا منع ہے۔

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ کا عاجز بندہ ہوں۔ میں غیب کا علم نہیں جانتا۔ میں کسی کی حاجات کو پورا نہیں کر سکتا۔ میں کسی کو اولاد نہیں دے سکتا۔ میں کسی کو خزانے نہیں عطا کر سکتا۔ بلکہ فرمایا کہ ایک ہی ہستی ہے جس کی عبادت اور فرمانبرداری کرنی چاہئیے لیکن مسلمانوں نے بزرگوں اور اولیاء کرام کی قبروں کو جائے پرستش بنا لیا وہاں باقاعدہ پرستش ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی قدرت اور احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا افغیر اللہ تتقون۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اس قدر احسانات ہوں۔ اس کی قدرت کا انتہا نہ ہو اور اس کا تصرف کل کائنات پر ہو۔ اس کی عظمت اور حکمت کا اظہار کائنات کے ذرے ذرے سے ہو رہا ہو۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہو تم اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش کرتے ہو اور اس کی مخلوق کے آگے جھکتے ہو؟!

ایک دفعہ میں سرگودھا کے صالح محمد صاحب کی عیادت کے لئے انکی کوٹھی پر گیا جو مزار داتا گنج بخش کے قریب تھی۔ وہاں سے جب میں لوٹا تو دو وزیر جو وہاں موجود تھے انہوں نے مجھے اپنی موٹر میں بٹھا لیا۔ جب موٹر داتا صاحب کے مزار کے قریب پہنچی تو وہ دونوں وزیر سواری سے اتر گئے اور اندر سلام کے لئے چلے گئے۔ مجھے تعجب ہوا۔ انہوں نے نماز شاید ہی کبھی پڑھی ہو اور مزار سامنے آیا تو فوراً مزار کو سلام کرنے کے لئے نیچے اتر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کیا یہی اسلام اور قرآن کی تعلیم ہے؟! قرآن کریم تو کہتا ہے ولہ الدین واصبا انقیاد اور فرمانبرداری صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے لئے واجب ہے اور پھر فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ کوئی نعمت جو تمہیں میسر ہے۔ جوانی ہے۔ صحت ہے، دولت ہے منصب ہے، عہدہ اور رتبہ ہے۔ مکانات ہیں۔ باغات اور زمینیں ہیں یہ سب اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ ان انعامات اور نعماء سے مستفیض ہونے کے بعد پھر غیر اللہ کی طرف جھکتے ہو۔

ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون۔ پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کے آگے بلبلاتے ہو۔ ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون پھر جب تم سے وہ تکلیف خدا دور کر دیتا ہے تو یک دم تم میں سے کچھ لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک بنا لیتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ عنایت ہوا ہے وہ ہماری اپنی محنت اور ذہانت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس طرح وہ خدا کو چھوڑ دیتا ہے لیکفروا بما آتیناھم گویا نعمت تمہیں اس لئے دی گئی تھی کہ تم ہمارا عملاً انکار کر دو اور کفران نعمت کرو۔ فسوف تعلمون جب اللہ تعالےٰ کے حضور حاضری دو گے تو تم کو تمہاری بیہودہ حرکات کا علم ہو جائے گا۔ اور کف افسوس ملو گے کہ ہم نے کیا کیا۔ فتمتعوا تھوڑے دنوں کے لئے خدا تعالےٰ کی عطا کردہ نعماء سے فائدہ اٹھا لو مگر کب تک فسوف تعلمون موت آنے والی ہے اس وقت تمہاری کمزوریاں تمہارے سامنے آجائیں گی۔

زندگی! دلیلِ صداقت —— (بسلسلہ صفحہ ۴)

کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵)

—— حضرت مرزا صاحبؒ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے یہ ایک قرآنی معیار ہے اب وہ لوگ جو سچائی کے طالب اور روشنی کے متلاشی ہیں اور جنہیں صداقت سے محبت اور حقانیت سے پیار ہے از خود فیصلہ کریں کہ جو شخص اس قرآنی معیار پر پورا اترتا ہو اس کے صدق میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ جبکہ وہ تحدی کے ساتھ اپنی سابقہ زندگی کو بطور دلیل صداقت کے پیش بھی کرتا ہو اور کیا ایک مدعیٔ ماموریت بجز خدا تعالےٰ کے فضل کے اپنے دعویٰ سے قبل کی زندگی کو پاکیزہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہے؟ ——

حضرت مرزا صاحبؒ کا الہام

—— قرآن کریم کے بیان کردہ معیار صداقت کی مذکورہ آیت قرآنی حضرت مرزا صاحبؒ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام بھی کی جاتی ہے تا کہ آپ کی طرف سے اتمام حجت ہو سکے۔ آپ کو ایک سے زائد مرتبہ یہ الہام ہوا:—

"فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"

حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں: ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
اس قدر یہ زندگی کیا افتراء میں کٹ گئی
پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار
اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں!
یہ نشان صدق پا کر پھر یہ کیں اور یہ نقار

اخبار احمدیہ

مجلس مشاورت اور مجلس معتمدین کا انعقاد

—— مؤرخہ ۲۲ر اور ۲۳ر اپریل ۱۹۷۲ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس مشاورت اور مجلسِ معتمدین کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں کئی ایک اہم قومی امور پر غور و بحث کے بعد مناسب فیصلے صادر کئے گئے، بعض امور آئندہ اکتوبر میں ہونے والی مجلس معتمدین کے لئے چھوڑ دیئے گئے، جن میں بجٹ اور انتخاب عہدیداران کا معاملہ بھی تھا، صرف مرکزی انجمن کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے بجائے مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے کو متعین کیا گیا

درخواست دعا

—— حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب دامت برکاتہ آنکھوں کے اپریشن کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ حضرت موصوف کو شفائے کامل عطا کرے۔ اور انہیں اسلام کی بیش از بیش خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

مولانا یحییٰ بٹ برلن پہنچ گئے

—— برلن سے مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب نے

(باقی برصفحہ اشتہار کے نیچے)

چندہ ماہوار اور مستقل فنڈ

حضرت مجدد زمان کا مقرر کردہ چندہ ماہوار اور حضرت امیر مرحوم ومغفور کا قائم کردہ مستقل فنڈ استحکام و توسیع جماعت کی بنیاد ہیں۔ احباب ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمائیں۔

انچارج تحصیل
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

جناب قاضی کفایت اللہ ایم اے

حضرت مرزا صاحبؑ کی شخصیت اور اسکے اثرات

(۲)

میرے ذہن میں بار بار یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ کتاب اور صاحب کتاب اور رسول شخصی ان میں سے اولیت کس کو حاصل ہے۔ بعض دانشورانِ مذہب کا خیال ہے کہ اولیت کتاب کو حاصل ہے اور میں بھی ایک لمبے عرصہ تک اسی خیال سے متفق رہا ہوں۔ لیکن جیسے جیسے میں غور و فکر کرتا گیا، آہستہ آہستہ مجھے اس بات کا احساس ہونے لگا کہ بات یوں نہیں ہے ورنہ امتوں کے ہاں کبھی بھی اختلافات پیدا نہ ہوتے اور عمل اور عقیدہ کے تنازعات سر نہ اُٹھاتے۔ کیونکہ کسی بھی دَور میں کتاب غائب نہیں ہوئی۔ کتاب کا سمجھنا سمجھانا خود کسی وقتی صاحب حال و وارثِ کتاب کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر گذارہ نہیں۔ کتاب خود تو بول نہیں سکتی اور وہ خود تو فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اور ایک اور بات بھی جو کہ انتہائی قابلِ غور ہے یہ ہے کہ کتاب کے الفاظ اور اس میں مندرج دعاوی کی صداقت و حقانیت کا یقین صرف الفاظ کو پڑھ کر حتّٰی کہ انہیں سمجھ کر بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج ہمارا اپنا ذاتی مشاہدہ ہے کہ کتاب کو دن رات پڑھا جا رہا ہے۔ اس کا درس و وعظ دیا جا رہا ہے۔ اس کے درس کا سالانہ دَور دورہ ہے۔ مگر درس دینے اور سننے والوں کی عملی کیفیت میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہو رہا۔ اور اعمال کا مطلوبہ معیار دن بدن انحطاط پذیر ہے۔ کتاب کے الفاظ کا تفقہ و تلاوت حلقوں سے زیادہ نیچے اترتا نظر نہیں آتا اور خدا کے ساتھ وہ خلوص و اخلاص اور اس کے دین کی خدمت کے لئے مر مٹنے کا وہ جذبہ پیدا نہیں ہو رہا جس کے بغیر دین کا سارا نظام الفاظ کا پیچیدہ اور لایعنی گورکھ دھندا بن کر رہ جاتا ہے۔ قرآن کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب انبیاء کی وفات پر ایک لمبا عرصہ گذر جاتا ہے تو اس کتاب کی صداقت کے متعلق امتوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور علمِ باغی اور دعاۃ ناری ان کو مزید ہوا دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں امتوں کے دلوں میں صداقت کتاب کا یقین ایک لفظی عقیدہ بن کر رہ جاتا ہے اب جب تک خدا تعالےٰ اپنی خصوصی عنایت سے کام لے کر کسی موید ربانی عالم یا نبی و رسول کے ذریعہ لفظی ایمان کو ایک زندہ اور جیتے جاگتے فعّال ایمان میں تبدیل نہ کر دے یا اپنی طرف سے اسی کے امکانات اُبھار کر ان کے سامنے پیدا نہ کر دے اس وقت تک اس ملت کا عذاب پانا خلافِ حکمت اور خلافِ سنت الٰہیہ ہے۔ اسی سنت کے باعث جب کبھی ملت میں سننے کی قوت سمجھنے کی صلاحیت اور حق بولنے کی طاقت کمزور پڑتی اور غفلت و تساہل کا گرد و غبار ان کے دلوں پر پڑتا گیا تو تو خدا تعالےٰ نے مذکّر اور بشیر و نذیر انسانوں کو ان کی طرف مبعوث کیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے وہ دلیل و حجت کی رو سے زندہ رہے اور جو مرنا چاہتا ہے یا مردہ رہنا چاہتا ہے وہ بھی دلیل اور برہان کی وجہ سے اس حالت میں رہ کر عذاب کا مستحق قرار پائے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب لفظی ایمانیت حقیقی اور زندہ ایمان میں تبدیل ہو جاتی ہے تو اقوام کی قوائے عملیہ اور فکریہ کئی گنا بڑھ جاتی ہیں ان کو صانع حقیقی کی معرفت تام حاصل ہو جاتی ہے وہ معرفت کاملہ کی وجہ سے اپنے نفوس پر جبر کرتی ہیں۔ اور اس طرح جذبات حیوانی کو حدود اللہ کی چار دیواری میں رکھ کر ان کے آگے خدائی بند باندھ کر ان جذبات کو مسابقت فی الخیرات کے لئے محیر العقول طور پر استعمال کرتی ہیں اور اس طرح ایک اقل قلیل جماعت محیر العقول نتائج دکھا کر یہ ثابت کر دیتی ہے کہ مؤید کی تائیدات سماوی کس طرح خدائی قانون کے ماتحت کثرتِ تعدادِ افراد اور کثرتِ وسائل پر غالب آتی ہے۔ یہ ازل سے سماوی الٰہی قانون ہے اور ابد تک چلتا رہے گا اس کے انقطاع سے ایمان اور عمل کا وہ اصول قائم نہیں رہ سکتا کہ جس سے مومنوں کی اقلیت منکروں کی اکثریت پر نتائج کے اعتبار سے غالب رہا کرتی ہے۔ غرضیکہ زندہ ایمان بالکتاب پیدا کئے بغیر مسابقت فی الاعمال الصالحہ نہیں ہو سکتی اور زندہ ایمان بالکتاب بغیر کسی مؤید من اللہ اہلِ حال ربّانی امام کے پیدا نہیں ہو سکتا لہٰذا کتاب کے الفاظ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے معنوی حقائق و معارف کی زندگی بخش قوت کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کے لئے ایسے نظام کی بھی ضرورت ہے جس سے حاملین کتاب میں کتاب پر زندہ ایمان رہے اور وہ عمل کی بجائے لفاظ و قوّال بن کر موردِ غضب و مقت ہونے کی بجائے موردِ انعامات الٰہیہ بن جائیں اور یہ کام مؤید من اللہ کے بغیر نہیں ہو سکتا لہٰذا کتاب کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی ایسے ربّانی عالم کی ہر دَور میں ضرورت رہا کرتی ہے۔ اس کا نام خواہ کوئی رکھ لو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ ختم نبوت کے بعد شارع کی زبان سے ایسے مجدّد کا خطاب ملا ہے۔

بالفاظِ دیگر ہم مندرجہ بالا سوال کو اس طرح بھی پیش کر سکتے ہیں کہ کیا خدا تعالےٰ کتاب کے الفاظ ہی کی حفاظت کا ذمہ دار اور نگران ہوا کرتا ہے یا وہ ان الفاظ میں پنہاں حقائق و ادلہ حقہ اور معارف معنوی کی بھی حفاظت و ضمانت کا نگران و ذمہ دار ہوا کرتا ہے۔ اگر تو صرف الفاظ کی حفاظت ہی اصل ہے تو بے شک یہ ایک خدمت اور بہت بڑی خدمت تو ہے مگر صرف اسی سے کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ الفاظ تو حقائق کے بیان کا ذریعہ ہوتے ہیں الفاظ خیالات کے لئے وسیلہ کا کام دیتے ہیں اور بس۔ یہی وجہ ہے کہ جب حقیقت آنکھوں سے مخفی اور دلوں سے محجوب ہو جاتی ہے تو انسان کی متشددانہ تاویل پسندی اُمتوں کو نفرت و توحش کی پیدا کردہ دھڑے بندیوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔

. . . .

سنّت اللہ

نیز قرآن حکیم کا مطالعہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جب کبھی بھی امم سابقہ میں اختلافات دینیہ کا ظہور ہوتا اور اور ان سے ان کا ملی شیرازہ بکھرنے لگتا تو خدا تعالےٰ اپنی رحمانیت و رحیمیت سے کام لیتے ہوئے ان کو ان اختلافات کی دلدل سے نکالتا رہا۔ تو جب یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور سنت خدا غیر متبدل اور دوامی اصولی چیز ہوا کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب ملت اسلامیہ میں اختلافات پیدا ہو گئے، عقائد و نظریات کے فتنے سر اُٹھا چکے تو ان کے تصفیوں کے لئے سنت اللہ کیوں نہ حرکت میں آئے اور اللہ تعالےٰ کی صفات ربوبیت و رحمانیت کو کیوں معطل مانا جائے۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ چونکہ اب نبوت ختم ہو چکی ہے اور کتاب اللہ کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب کسی حکیم آسمانی کی ضرورت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کیا خدا تعالےٰ نے سابقہ کتب و صحائف کو محفوظ رکھنے کی ضمانت نہ لی تھی۔ کیا وہ کلام خدا نہ تھے۔ اگر تھے تو اپنے ہی کلام کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیوں کیا۔ یعنی اگر کتب و صحائف سابقہ سماوی بھی خدا تعالےٰ کا کلام تھے اور وہ اپنے اپنے وقتوں پر ضرورت حقہ کے مطابق نازل ہوتے رہے تو خدا تعالےٰ نے ان کی حفاظت ذمہ داری کو کیوں نہ قبول کیا اور اپنے ہی کلام کے ایک حصّہ کی حفاظت کر کے دوسرے حصّہ کی حفاظت غیروں کے ذمہ ڈال دی۔ یہ تو وہی بات ہوئی جو آج احادیث کی حجت کے خلاف بطور دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ جب وہ بھی وحی تھیں تو خدا تعالےٰ، رسولِ اکرمؐ، اور خلافت راشدہ نے ان کی کتابت و حفاظت کا وہ خصوصی .... انتظام کیوں نہ کیا ... جو کہ وحی قرآنی کا کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کلام اللہ خواہ کسی دَور میں نازل ہو اور وحی ربانی خواہ کسی بھی شکل میں کسی بھی اُمت کو کیوں نہ دی گئی ہو جب تک وہ کلام اللہ وحی مصلحت ربانی کو پورا کرتی رہی اور اقتضائے زمانہ کا ساتھ دیتی رہی اس وقت تک اس

www.aaiil.org

کہ باقی دکھا گیا اور ضرورت زمانہ نہیں تو (الحق) نے اپنی صفت حقانیت کے پیشِ نظر نیا کلام اور وحی نازل کر دی سابق وحی کا جو حصہ اٹل اور غیر متبدل تھا۔ اسی کو موجود اور قائم رکھا گیا اور جو حصہ ضرورت حقہ کو پورا نہ کر سکتا تھا اسی کو محو دانساء کر دیا۔ ام الکتاب پر تو صرف سلطان حقیقی ہی کا قبضہ ہے اور سلطان حقیقی اپنے حق سلطانی سے کسی زمانہ میں دستبردار نہیں ہوا کرتا ہاں حفاظتِ الٰہیہ صرف اوراق ہی کی صورت میں نہیں ہوا کرتی بلکہ آیات بیّنات کے لئے ربّانی علماء کے صدور وقلوب میں بھی حقیقی حفاظت گر ہوا کرتے ہیں جن پر ابلیسیت شیطنت کا کوئی بھی تیر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ وہ ابلیس کے تصرف و سلطان سے محفوظ ہوا کرتے ہیں۔ ہر دور میں جس کسی کو بھی محفوظیت کا یہ مقام نصیب ہوتا ہے وہ عالم ربانی کی اتنی ہی شانِ مقدرت رکھتا ہے اور یہ حقائق و معارف کے گنجینے زمین پر اللہ تعالےٰ کی چلتی پھرتی حجت ہوا کرتے ہیں اور جب کسی قوم سے ان کے اعمال بد کی وجہ سے مایوس ہو کر الگ ہو جاتے ہیں تو ہمیں یقین کر لینا چاہیئے کہ اس زمین پر اس قوم کا تلبث اختیار کئے رکھنے کا زمانہ قریب الاختتام ہے۔ اور ایسے حالات میں اہلِ حال ہمیشہ یہ دُعا کیا کرتے ہیں کہ اے خدا جب وعیدوں کے پُورا ہونے کا وقت آئے تو ہمیں ان نتائج سے بچا لینا جو قوم اَظلم واطغیٰ کو لازمی طور پر ملیں گے۔ غرضیکہ کلام اللہ کی حفاظت کا ذمّہ خدا کا ہے۔ کلام کسی بھی دور کا ہو۔ کسی بھی شکل میں ہو خدا تعالےٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کتابِ خدا کے اوراق علمائے ربّانی جو اہلِ حال اور صاحب تجدید و احیاء ہوا کرتے ہیں کے سینوں کے اندر محفوظ رہتے ہیں یہ صاحبان تجدید خود محفوظیت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اور کیا اختلافات اگر گذشتہ امم واقوام لئے زحمت تھے اور اس جذامِ روحانی سے نجات ضروری تھی تو کیا یہ اس اُمّت کے لئے رحمت ہیں اور اب یہ جذام اور داءِ عضال کوئی خیر و شفقت کی چیز بن گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہوئی یہ اب بھی زحمت و جذام ہیں۔ لہٰذا جس طرح گذشتہ زمانوں میں ان سے نجات ضروری تھی اسی طرح اب بھی ضروری ہے اور پھر یہ حکم آسمانی کا نزول رحمت وعطائے خدائی ہے یا نہیں۔ اگر یہ رحمت اور سراسر رحمت ہے تو اس سے یہ ملّت محروم کیوں ہو گئی۔ کیا ختم عنایاتِ خداوندی ہے اور اب اس ختم نبوّت سے زحمت و عذاب امت کا آغاز ہو رہا ہے۔ کیا اب خدا تعالےٰ کی صفات رحمت و کلام پر بھی مہریں لگ چکی ہیں۔ کیا خیر اُمت کو خیر الرسل کی وساطت سے وہ انعامات بھی اب ملنے بند ہو گئے ہیں جو اتباعِ موسوی وعیسوی سے بنی اسرائیل کے علماء کو ملا کرتے تھے۔ اگر بات یہی ہے تو اب آپ کی خیریت نہیں رہی اور آپ کے افضل الامم کے دعاوی تمں کے میدان میں ساقط ہو گئے۔ صفات خداوندی کا انقطاع ناممکن ہے اور عنایات ازلیہ وصمدیہ کا عمل نہ رُک سکا ہے اور نہ کبھی رُکے گا۔ ہاں ختم نبوّت کے خدائی اعلان کے بعد بعثت انبیاء تو بند ہو گئی مگر کار رسالت تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ اور وہ فریضہ جو پہلے انبیاء انجام دیا کرتے تھے اب وہی فریضہ علمائے امت محمدیہ انجام دیں گے اور یہی امر اُمت محمدیہ کی خیر و عافیت کا موجب ہے۔

مؤیدمن اللہ کی ضرورت

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ کیا عام علماء اختلافات کو حل نہیں کر سکتے اگر کر سکتے ہیں تو پھر حکم آسمانی کی کیا ضرورت ہے۔ عام علماء اختلافات کو حل نہیں کر سکتے بلکہ یہ تو اختلافات کو پیدا کرتے ہیں اور اختلافات ان سے جنم لیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے علماء اُمتِ محمدیہ میں سے صرف وہی عالم ربانی اس فریضہ کو انجام دے سکتا ہے جو شہادت علی اللہ کے مقام پر فائز ہو۔ شہادت علی اللہ کے مقام پر فائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے ذات حق سے ایسے معارف و حقائق کا مشاہدہ کیا ہو کہ اسے ذات حق کے وجود کا اپنے سے بڑھ کر یقین ہو جائے حتیٰ کہ وہ اس وجود اصلی و حقیقی کے سامنے اپنے وجود عارضی و آنی اور فانی کو اپنے اختیار و ارادہ سے فنا کر دے۔ اور اصل معطی کو وہ امانت اپنی تسلیم و رضا سے واپس سپرد کر دے جو اس کے پاس بطور امانت ہے۔ اس سے وہ عنداللہ امین قرار پاتا ہے اور جب تک وہ عنداللہ امین نہ ٹھہرے وہ کسی بھی امانت کو ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ مقام اور مرتبہ ہے جس کے امتیاز و عرفان سے کئی ایک مسائل کی گتھی خود بخود سلجھ جاتی ہے لہٰذا کسی ایسے عالم ربانی کی اشد ضرورت ہے جو منہاج نبوت پر چلے۔ اس پر چل کر فیوضات پانے سے شہادت اللہ کے مقام پر فائز ہو جانے کے بعد شہادت علی الناس کی طرف مراجعت کرے اور اس طرح خدا سے دور، محجوب اور محروم انسانوں کو خدا تعالےٰ کے وجود کا نہ صرف پاس دلائے بلکہ معرفت و یقین کے ایسے جام پلائے جن سے ایک طرف تو بندگانِ ہوا و ہوس کی خواہشات کا خاتمہ ہو اور دوسری طرف بلندی درجات کے لئے جوش و ولولہ پیدا ہو اور وہ روحانی ترقی کی منازل طے کرنے لگیں اس نظارہ سے ایک دنیا کو یہ تماشا دکھا دے۔ زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے والا انسان خوابیدہ انسانوں کو بیدار کرنے میں کئی طرح سے خصوصی شان اور نشان رکھتا ہے اور اس طرح سے یہ بات کھل کر لوگوں کے سامنے آ جائے کہ عام علماء اور ایک عالم ربانی میں یہ فرق ہوا کرتا ہے۔ بدون تائید خداوندی کے یہ کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور اس طرح کے تائید یافتہ انسانوں میں حضرت مرزا صاحب کا مقام اور کام بہت آگے ہے بلکہ ایک اعتبار سے سب سے آگے اور سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اُمت محمدیہ کا کوئی بھی دور ان مؤیدین من اللہ سے خالی نہیں رہا۔ ہر دور میں ایسے ربانی[۲] کے مطابق وہی کام کیا جس کی ہدایت اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے ملی تھی۔ اس امت میں نفس مطمئنہ کے مقام کے حامل انسان نفوس ملہمین تھے جن پر من جانب اللہ ملائکہ مبشرات لے کر نزول فرمایا کرتے تھے۔ ان کے لئے ایمان اور استقامت بنیادی شرط ہے ان میں ایمان بڑھا ہوا ہی اور استقامت فوق العادت ہوتی ہے جس قدر ایمانی چاشنی اور لذت کی قلت اور فقدان ہوگا اور استقامت عنقا ہوا۔۔۔ کرے گی اس دور میں ایک عظیم مؤید من اللہ کی بعثت و آمد کا ہونا ایک جزو لاینفک بن جائے گا۔ جس طرح آج ہماری عقول کا یہ عقلی مطالبہ ہے تو کیا خدا اور رسول نے اس ملّت کے مسائل کو اس طرح نہیں سوچا تھا۔ اگر سوچا تھا اور اسی سوچ کا اعلان امت کے اس قولی اور فعلی عمل متواتر میں ہمیں ملتا ہے کہ اس میں تجدید و احیاء کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے جب کبھی بھی ملت اسلامیہ کی ایمانی قوتیں مضمحل ہوں گی عمل جوارح میں کمی واقع ہو گئی۔ جب کبھی بھی ان پر ادبار و تنزل کی اندھیری چھائیگی اس دور میں مصلح ربّانی مبعوث ہوا کرے گا۔ اور ۔۔ زبان شارعؑ نے اس مدت کا ایک اصولی اور معیاری اندازہ سو سال ٹھہرا دیا اور اس طرح صداقت اور معرفت کا ایک دوامی سلسلہ اس امت میں جاری ہو گیا۔ اس طرح ختم نبوّت کا عقیدہ بھی قائم رہا، اور کار رسالت بھی علیٰ منہاج النبوۃ جاری رہا اس سے اختلافات کا حل بھی نکل آیا اور عمل اور عقیدہ کی کمزوریوں کا اندفاع بھی ہو گیا۔ اس طرح امت محمدیہ کی افضلیت بھی قائم رہی کیونکہ وہ کام جو سابق میں انبیاء انجام دیتے تھے اب اس امت کے مصلحین و ربانی علماء انجام دینے لگے یا جب ایک طرف صفوف انبیاء ہوں گی تو دوسری طرف صف امت محمدیہ میں ایسے افراد ہوں گے جن کی دعوت ایمانیہ سے زندہ ہونے والے انسانوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوگی اور اسی طرح رسول اکرمؐ کی افضلیت بھی بدرجہ اتم ثابت ہو گئی۔

(باقی ۔۔۔ باقی)

درخواست دعا

محترم میاں فضل احمد صاحب چیرمین پنجاب ویجیٹیبل گھی ملز لاہور کچھ دنوں سے علیل چلے آ رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ آپ کی شفائے عاجل وکامل کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

دورۂ پشاور کے حالات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ہونے کے لئے بے قرار تھے۔ جونہی حضرت امیر قوم مسجد میں داخل ہوئے اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ اُٹھا کر اور مسکراتے ہوئے احباب کو السلام علیکم فرمایا۔ پھر کیا تھا سب پر ایک وجد طاری ہوگیا اور یک دم حضرت امیر قوم کی طرف وعلیکم السلام کہتے ہوئے لپک پڑے۔ کیونکہ فرزندان توحید اور غیور پٹھان عرصہ دراز سے آپ کے دیدار کے مشتاق تھے۔

اس دوران راقم الحروف ہمت کر کے نوجوانان قوم اور بچوں کو بھی اپنے محسن امیر تک لے آیا۔ امیر قوم ہر ایک کو اپنے گلے لگاتے اور شفقت فرماتے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے قادیان کو تو نہیں دیکھا تھا، لیکن وہاں کی کہانیاں اپنے بزرگوں سے سنتے رہے۔ آج انہیں آنکھوں سے دیکھا کہ بوڑھے جوان اور بچے سب کے سب اپنے سینوں میں ایک نیا جوش نیا ولولہ اور نئی محبت لئے ہوئے تھے۔

اذان کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خطبہ کا آغاز قرآن شریف کی آیات للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض الخ سے کیا اور اپنے مخصوص انداز میں ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک ہم سب میں قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا نہیں ہوتا کامیابی سے ہمکنار ہونا ناممکن ہے۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر بڑی خوش اسلوبی سے روشنی ڈالی اور نصیحت فرمائی کہ ہم سب انفرادی اور اجتماعی رنگ میں اپنی زندگیاں انہی اصولوں کے مطابق ڈھالیں۔ حاضرین پر جن میں غیر از جماعت احباب بھی موجود تھے اس کا کافی اثر ہوا۔ بیماروں کے لئے اور جماعت کے استحکام اور مملکت پاکستان کی بقا کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ نماز کے بعد کافی دیر تک آپ مختلف قسم کے سوالات کے جوابات بھی نہایت ہی وضاحت کے ساتھ دیتے رہے اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ تقریباً ساڑھے چار بجے یہ بابرکت مجلس برخواست ہوئی۔

یکم اپریل کو میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب حضرت امیر قوم کو اپنی موٹر میں بوقت صبح موضع شیخ محمدی لے گئے مسجد احمدیہ شیخ محمدی میں غلام علی خان سیکرٹری اور عطاء الرحمٰن خان وغیرہ نے مع احباب جماعت حضرت امیر قوم کو خوش آمدید کہا۔ خیر و عافیت معلوم کرنے کے بعد احباب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ مختلف قسم کے مسائل بھی زیر بحث آئے اور حضرت امیر قوم نے سب کی تسلی کر دی پرتکلف چائے سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ وہاں سے سیدھے کپتان عبدالواحد خان صاحب کے مکان واقع گل بہار کالونی تشریف لے گئے۔ کپتان صاحب موصوف نے ایک پرتکلف ظہرانہ کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جناب میاں عبداللہ شاہ صاحب بھی چارسدہ سے تشریف لے آئے تھے حضرت امیر قوم پٹھانوں کی مہمان نوازی کی تعریف فرماتے اور احباب سے نہایت مشفقانہ انداز میں گفتگو فرماتے۔ کھانے کے بعد آپ میجر ایم اے رحمٰن صاحب کے ہمراہ ان کے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔ شام ساڑھے پانچ بجے امیر محبوب میجر صاحب کے ہمراہ سفید ڈھیری تشریف لے گئے جہاں خان عبدالباری خان صاحب ایڈووکیٹ کے حجرہ میں احباب آپ کی آمد کے منتظر تھے چائے کے بعد جناب ملک کندل خان بابا کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اگرچہ جس راستے سے ہم ملک صاحب کے مکان تک گئے تھے وہ تنگ اور دشوار گذار تھا لیکن یہ بندہ خدا اور بلند عزم رکھنے والا انسان باوجود پیرانہ سالی کے بے خطر ہو کر چلتا چلا گیا۔ مغرب کی نماز ملک کندل خان بابا کے مکان پر ہی پڑھی گئی۔ وہاں سے رخصت ہو کر ایک اور بزرگ پیر جیلن شاہ صاحب کی عیادت کے لئے روانہ ہوئے۔ ملک صاحب اور پیر جیلن شاہ کی حالت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی۔ جب حضرت امیر قوم ان سے لپٹ کر کافی دیر تک ان سے حالات معلوم کرتے رہے، چونکہ رات ہو رہی تھی اس لئے پیر صاحب سے رخصت لے کر عبدالباری خانصاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر واپس آگئے۔ جہاں ان کے بھائی ڈاکٹر عبداللہ جان خان خلیل نے ایک پرتکلف عشائیہ کا بندوبست کیا تھا۔ دوران گفتگو استحکام جماعت اور قومی مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ جس کے بعد رات کو واپس پشاور پہنچ گئے۔

۲ اپریل ... اتوار صبح نو بجے صدر جماعت جناب ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کو لے کر موضع گگہ وتہ روانہ ہوئے جہاں احباب جماعت بازید خیل بھی تشریف لائے تھے اور آپ کی آمد کے منتظر تھے جونہی صدر جماعت کی موٹر ملک تیمار خان کے حجرہ میں داخل ہوئی وہاں کے نوجوانوں نے جن کو نذیر احمد خان اور ان کے بھائیوں نے پہلے سے تیار کیا ہوا تھا۔ اپنے روایتی انداز میں بندوقوں سے فائر شروع کر دیئے حضرت امیر قوم موٹر میں بیٹھے ہوئے میجر ایم اے رحمٰن صاحب سے فرما رہے تھے کہ یہ ہے زندہ قوموں کی نشانی جس کو دوست کہتے ہیں اسے دوست ہی رکھتے ہیں اور جس کو دشمن کہیں تو دشمنی بھی کر کے دکھاتے ہیں۔ جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ جناب غلام محبوب خان اور جناب عبدالرحمٰن صاحب خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم بھی اس نظارہ سے لطف اندوز ہوئے۔ کپتان عبدالواحد خان اور سرور خان صاحبان بھی پہنچ گئے۔ احباب سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی مدعو کئے گئے تھے۔ ایک صاحب عظیم خان نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب دعوے نبوت کے بارے میں سوال کیا جس کا جواب حضرت امیر قوم نے اس انداز سے دیا کہ سوال کنندہ کی بالکل تسلی ہوگئی اور پھر حضرت امیر قوم سے شکایت کی کہ جب آپ لوگوں کا یہی عقیدہ ہے تو آپ کے احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ باہر نکلیں اور جگہ جگہ جلسے منعقد کریں ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اس کے بعد چائے پر بھی اسی قسم کی گفتگو ہوتی رہی اور موجودہ غیر از جماعت دوستوں کے دلوں سے تمام شبہات دور ہو گئے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود حضرت امیر قوم کے چہرے پر بالکل تھکاوٹ کے آثار نہ تھے بلکہ ہشاش بشاش تھے۔

شام ساڑھے چار بجے مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے "پارک ہوٹل" میں جو ایک مشہور ہوٹل ہے امیر قوم کی تقریر کا اہتمام کیا ہوا تھا اس میں کافی تعداد میں غیر از جماعت شرفاء بھی مدعو کئے گئے تھے جن میں وکلاء ڈاکٹر اور دیگر معززین شہر شامل تھے جماعت ربوہ کے بھی دوست آئے ہوئے تھے۔ حضرت امیر قوم نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کرنے کے بعد ایک مدلل تقریر فرمائی اور بتایا کہ محمد رسول اللہ صلعم رحمۃ للعٰلمین ہونے کے سبب تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپؐ کو خاتم النبیین کا خطاب عطا کیا گیا کیونکہ وہ ایک کامل و مکمل ضابطہ حیات قرآن کریم جو ہر زمانہ میں قابل قبول ہے لے کر آئے تھے اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور نہ ضرورت باقی رہ گئی ہے اس کا سامعین پر گہرا اثر ہوا کہ بعض تو یہاں تک کہہ گئے کہ ہم نے قرآن کے معنے آج ہی حقیقت میں سمجھے ہیں بعد میں سوالات کرنے والوں کو آپ نے ایسے پیرایہ میں جواب دیا کہ سب کی تسلی ہوگئی۔ امیر قوم کی تقریر کے بعد جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ نے سامعین سے آپ کا تعارف کرایا۔

رات کو میاں عبدالرشید خان صاحب کے دولت خانہ پر حضرت امیر قوم کے لئے عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا دراصل ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ امیر محبوب کسی نہ کسی طرح ان کے ہاں تشریف لائیں تاکہ ان کے اہل و عیال اور دوست احباب مستفیض ہو سکیں اس غرض سے میاں عبدالرشید خان صاحب نے بھی ایک پرتکلف کھانے کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ اس دعوت میں جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ اور جناب کپتان عبدالواحد خان کو بھی شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ میاں صاحب کے جوان بچے نہایت خوش و خرم نظر آ رہے تھے اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

باقی ـــ باقی

کیا آپ نے پیغام صلح، دورح اسلام اور لائٹ کا سالانہ چندہ ادا کر دیا ہے؟

www.aaiil.org

بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ

اطلاع دی ہے کہ "میں خدا کے فضل سے ۱۸ اپریل کو بروز منگل صبح ۹½ بجے بخیریت برلن پہنچ گیا ہوں، سفر خدا کے فضل سے آرام سے گزرا، الحمدللہ جملہ احباب جماعت کو سلام و درخواست دعا۔

جلسہ میلاد النبی صلعم

مورخہ ۲۸ اپریل کو مرکزی مسجد احمدیہ لاہور میں نماز جمعہ کے بعد میلاد النبی صلعم کی تقریب پر جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر تعلیمات اور آپ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالی اور بعد نماز جمعہ مولینا عبدالمنان عمر، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور مرزا مسعود بیگ صاحب نے حضور صلعم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بصیرت افروز تقاریر کیں۔ حافظ خدا بخش صاحب نے چند نعتیہ اشعار ترنم سے سنائے۔ جلسہ کے بعد حاضرین کی تواضع کوکا کولا سے کی گئی۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۳ مئی ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۱۸

ابو ذکرین پریس جیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان اللہ صاحب ...

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انبیاء روشن گہر ہستند لیک ۔ ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

میلاد النبیؐ نمبر

سالانہ چندہ آٹھ روپیے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

مدیر دوست محمد
مدیر معاون بشیر احمد سوز ایم اے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۹

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا گیا

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کا آنحضرت صلعم کو خراجِ عقیدت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاءؑ سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے۔ اس لئے خدائے جلشانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ ہی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے، جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسی قوی اثر دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے، جو ایک سالک کو مدارجِ عالیۂ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔

(سرمۂ چشم آریہ صفحہ ۲۳-۲۴ حاشیہ)

www.aaiil.org

[illegible]

از حضرت مجددِ زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

نوعِ انسان کے لئے اب روئے زمین پر کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے، نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبیؐ ہمیشہ کے لئے **زندہ** ہے .... موسٰے نے وہ متاع پائی جس کو قرونِ اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت **محمد مصطفٰے** صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسٰے کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

وہ نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا

از حضرت مجددِ زمان رحمۃ اللہ علیہ

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنے انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ **نور** اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں.... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق و مصدوق **محمد مصطفٰے** صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

زندہ خدا کی شناخت

ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے ملی ہے

ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں، اسی بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۶)

[illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام

زظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ⁂ کہ گردد از محبانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را ⁂ کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ⁂ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار ⁂ کہ ہست از کینہ داران محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ⁂ کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ⁂ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ⁂ بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ⁂ محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ⁂ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم ⁂ نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ⁂ نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے ⁂ کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن ⁂ بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ⁂ کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم ⁂ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم ⁂ کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید ⁂ نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید ⁂ کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم ⁂ کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق ⁂ فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ ⁂ نباشد نیز شایانِ محمدؐ
چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را ⁂ کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ ⁂ بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم ⁂ بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ ⁂ ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۰ رمئی ۱۹۷۲ء

آنحضرت صلعم کے اخلاقِ عالیہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جس درجۂ عالیہ پر پہنچے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک امی انسان جو اُمیوں میں پیدا ہوا، کوئی ایسا ماحول بھی اسے میسر نہیں جس کا کوئی نیک اثر اس کی طبیعت پر پڑ سکتا، ان اخلاقِ عالیہ پر کس طرح پہنچ گیا جن کی نظیر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے انسان بلکہ انبیائے کرامؑ میں بھی نہیں پائی جاتی۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں، جس میں آپؐ سے خلق عظیم کا اظہار نہ ہوا ہو، آپؐ کی ابتدائی زندگی جن اخلاق پر مشتمل تھی، ان کا ذکر آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان میں پایا جاتا ہے، جو انہوں نے اس موقعہ پر کیا جب حضور صلعم پہلی وحی کے بوجھ سے کانپ رہے تھے، حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپؐ کو ضائع نہیں کرے گا، آپؐ رحمی تعلقات کو استوار کرتے ہیں اور ناتوانوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے [۴] اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہیں یہ آپؐ کی زوجہ محترمہؓ کی شہادت ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ابتدائی عمر سے ہی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

صرف حضرت خدیجہؓ ہی نہیں ساری کی ساری قوم آپؐ کے اخلاق عالیہ کی معترف تھی، نہ صرف دعوئے نبوت سے پہلے آپؐ اپنی قوم میں الامین کے لقب سے مشہور تھے، اور تمام قوم آپؐ کی صداقت و راستبازی کی قائل اور معترف تھی، بلکہ دعویٰ کے بعد بھی قوم میں بغض و عداوت پیدا ہو جانے کے باوجود آپؐ کی دیانت و امانت دلوں کے اندر رچی ہوئی تھی، چنانچہ ایک موقعہ پر جب آپؐ نے ایک پہاڑی پر مختلف قبائل کو جمع کر کے پوچھا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کی فوج چھپی ہوئی ہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونے والی ہے تو کیا تم اعتبار کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم یقیناً اعتبار کریں گے کیونکہ آپؐ راستباز اور امین ہیں، ایسا ہی ہرقل حاکم شام نے ابوسفیان سے (جو اس وقت آنحضرتؐ کا سخت ترین دشمن تھا) یہ دریافت کیا کہ کیا محمد صلعم کے دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر کبھی جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں، ہم نے کبھی آپؐ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی۔

نری راستبازی اور دیانت و امانت کی ہی بات نہیں، زندگی کے ہر شعبہ میں آپؐ کے اخلاق کمال درجہ پر پہنچے ہوئے تھے، بالفاظ دیگر آپؐ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر تھی، جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ (آپؐ کی دوسری زوجہ محترمہ) نے ہشام کے اس سوال پر کہ مجھے آنحضرت صلعم کے اخلاق کے متعلق کچھ خبر دیجئے، یہ جواب دیا کہ کان خلقہ القرآن آپؐ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔

اب اگر قرآن پر نظر ڈال کر دیکھیں اور آپؐ کی عملی زندگی سے اس کا موازنہ کریں، تو حضرت عائشہ رضؓ کا یہ قول بالکل صحیح نظر آتا ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم آپؐ خلق عظیم کے مالک ہیں، وہ خلق عظیم کیا ہے؟ انتہائی مخالف حالات میں دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا سلوک ایسا تھا کہ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے مخالف سے مخالف انسان بھی آپؐ کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ کفار عرب کے ہاتھوں سالہا سال تک انتہائی دکھ اُٹھانے اور ان کی طرف سے جنگیں برپا کرنے اور بے شمار مسلمانوں کی شہادت اور ایک موقعہ پر خود آپؐ کے زخمی ہونے کے باوجود جب آپؐ کو ان پر غلبہ اور فتح حاصل ہوتی ہے، تو آپؐ کمال عفو سے کام لے کر یہ اعلان فرماتے ہیں کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ آج تم پر کوئی ملامت بھی نہیں کی جائے گی، کیا اس خلق عظیم کی کوئی مثال کسی حکمران یا بادشاہ کی زندگی میں نظر آتی ہے؟ کیا یہ وہ خلق عظیم نہیں جس کے نمونہ سے تاریخ انسانیت خالی نظر آتی ہے، دنیا کے بادشاہوں کا تو یہ حال ہے کہ دشمن پر غلبہ اور فتح پانے کے بعد وہ اسے ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے عموماً شکست خوردہ دشمن کو پامال کر کے اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی جاتی ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ملکہ سبا کی طرف سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ ملکہ سبا نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد برپا کرتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں وکذالک یفعلون اور اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ آج بھی دیکھ لیجئے قوموں اور ملکوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض و عداوت اور جذبۂ انتقام اور دوسروں کو برباد کرنے کی کوشش انتہائی درجہ پر پہنچی ہوئی ہے، ویٹ نام کی جنگ، مشرق وسطیٰ کی لڑائیاں، روس اور چین کی عداوت بھارت کا پاکستان کے جنگی قیدیوں کو آزاد نہ کرنا افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ کا کھلا ثبوت ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اس سے بہت بلند و بالا ہیں، وہ سالہا سال دشمنوں سے ہر طرح کے دکھ اُٹھانے کے باوجود جب ان پر غلبہ پاتے ہیں تو نہ صرف انہیں معاف کر دیتے ہیں بلکہ انہیں ملامت تک نہیں کرتے، کیا اس خلق عظیم کی کوئی مثال دنیا کی تاریخ اور موجودہ زمانہ میں کہیں نظر آتی ہے؟

یہ تو دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا سلوک ہے، دوستوں کی طرف سے بھی بعض وقت خطرناک ترین آزار پیش آجانے پر آپؐ کا رویہ خلق عظیم کا ایسا نظریہ پیش کرتا ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ جنگِ اُحد میں آپؐ چند مجاہدین کا ایک دستہ ایک پہاڑی کی اوٹ میں بٹھا دیتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست تم نے یہاں سے نہیں ہلنا، لیکن جب جنگ میں مسلمان فتحیاب ہوتے ہیں اور دشمن بھاگنے لگتا ہے تو یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے حکم کے خلاف مال غنیمت کے لئے اپنا مورچہ چھوڑ دیتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دشمن پھر لوٹ آتا اور اسی پہاڑی کی اوٹ سے دوبارہ حملہ کر دیتا ہے جس سے مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے [۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ انہیں معاف کر دو، اور ان کے لئے استغفار کرو، اور معاملات میں ان کا مشورہ لیتے رہو، غور کیجئے انہیں صرف معاف ہی نہیں کیا جاتا، بلکہ آئندہ کسی ایسی غلطی سے بذریعہ استغفار ان کے لئے حفاظت طلب کرنے کا بھی حکم دیا جاتا ہے [۵] اس کی اپنی طبیعت کا حال اس سے پہلے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تو ان لوگوں کے لئے نرم طبیعت ہے اور اگر تو سخت کلام اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے ارد گرد سے بھاگ جاتے، یہ ہے وہ خلق عظیم جو اس پاک نبی صلعم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ کیا دنیا کی کسی تاریخ میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ کسی مذہبی یا ملکی جنگ میں کوئی ایسا واقعہ پیش آجانے پر کیا مجرمین کے ساتھ اس قسم کا سلوک کبھی دیکھنے میں آیا یا آسکتا ہے؟

حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق عالیہ میں انتہائی وسعت کا ایک اور نمونہ دیکھئے، حضورؐ کی چہیتی بیوی پر کچھ لوگوں نے ایک ناواجب اتہام لگا دیا جس کو افک عائشہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں میں مسطح نامی حضرت ابوبکر رضؓ کی خالہ یا ہمشیرہ کا بیٹا بھی شامل تھا، وہ فقرا اور مہاجرین میں سے تھا اور حضرت ابوبکر رضؓ اس کی امداد کیا کرتے تھے، قصہ افک میں ملوث ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے ان کی امداد بند کر دی، اس پر جناب الٰہی سے یہ حکم صادر ہوا کہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ یعنی تم میں سے بزرگی والے اور صاحب وسعت لوگ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی امداد نہیں کریں گے چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے اور اللہ حفاظت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کا اترنا تھا کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا، غور کیجئے رسول اللہ صلعم کی چہیتی بیوی اور حضرت ابوبکر رضؓ کی بیٹی پر الزام ہے، اس حالت میں آپؐ پر اس آیت کا اترنا اور حضرت ابوبکر رضؓ کا اس پر عمل کرنا انتہائی وسعت قلبی کا نتیجہ ہے، اس قسم کے الزامات پر لوگ عمر بھر کے لئے عداوت پیدا کر لیتے ہیں اور بعض وقت قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، لیکن رسول کریم صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ نے جو نمونہ دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

آج دنیا میں جمہوریت پر زور دیا جا رہا ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے

(باقی بر صفحہ کالم تک)

www.aaiil.org

جناب مولینا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کے چار پہلو

سرورِ کائنات، سید الکونین، خیر البشر، نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد جناب الٰہی سے جب انسانیت کے ارتقاء کا فریضہ سپرد ہوا۔ اور جب آپؐ کو عالمِ انسانیت کی ترقی و عروج کی ذمہ داری سونپی گئی تو ضروری تھا کہ آپؐ کو وہ اہلیت، وہ صلاحیت، وہ استعداد اور قویٰ بھی بخشے جاتے، جن سے کام لے کر آپؐ اس عظیم فریضہ کو کما حقہٗ سرانجام دے سکتے۔ اگر کسی شخص کو کام تو بڑا سپرد کر دیا جائے لیکن اس کے قویٰ اس کام کو کرنے کے لائق نہ ہوں تو ظاہر ہے وہ بڑا کام اس شخص سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہم حضور صلعم کی حیات طیبہ پر غور کریں اور آپؐ کے سپرد شدہ فریضہ کی اہمیت اور عظمت کو سامنے رکھیں اور پھر تاریخ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حضور صلعم نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر اس عظیم الٰہی فریضہ کو کما حقہٗ ادا کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلعم کو جس قدر عظیم فریضہ تفویض ہوا تھا، اس کے مطابق اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو استعدادیں، صلاحیتیں اور قوتیں بھی کامل طور پر مرحمت فرمائے تھے۔ اور آپؐ کے اندر ایک کامل انسان کی کامل خوبیاں موجود تھیں۔

انسان کی سیرت و سوانح کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ کچھ مصلح ہوتے ہیں جو افراد کی اصلاح کر لیتے ہیں۔ لیکن معاشرے اور قوم کی اصلاح نہیں کر پاتے۔ بعض رہنما معاشرے اور قوم کی تربیت کر لیتے ہیں مگر ملک کی اصلاح نہیں کر پاتے۔ بعض لیڈر انفرادی، اجتماعی اصلاح کے ساتھ ملک کی تعمیر و ترقی میں نمایاں حصہ لیتے ہیں لیکن دوسری اقوام و ممالک پر ان کا کوئی اثر اور دخل نہیں ہوتا۔ اور بعض اپنے دور کے لئے ہی مایۂ افتخار ہوتے ہیں، وقت گزر جانے کے بعد ان کے اثرات مٹ جاتے ہیں اور ان کی یادیں محو ہو جاتی ہیں یہ مختلف قابلیتوں کے لوگوں کے کمالات کے درجات ہیں، اور جیسی جیسی ان کی صلاحیتیں اور استعدادیں ہوتی ہیں ویسے ہی ان کے مطابق ان کے اثرات ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی عظمت کا یہ حال ہے کہ آپؐ نے ان چاروں پہلوؤں میں ہمہ گیر اصلاحات فرمائیں اور اس میں مثالی کامیابی حاصل کی۔ میں یکے بعد دیگرے ان چاروں پہلوؤں کو بالکل اختصار و اجمال کے ساتھ آپ کے سامنے لاتا ہوں۔

جہاں تک انفرادی اصلاح کا تعلق ہے آپؐ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضؓ کو ایک تاریخ ساز شخصیت بنا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیت استخلاف میں حضرت ابوبکر رضؓ کے سیرت و کردار کو ہی پیش کیا گیا ہے۔ اس آیت کے مطابق آپ ایمان اور عملِ صالح میں اوّل درجہ پر تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق اعظمؓ جیسا حکمران آج تک دنیا نے نہیں دیکھا وہ عظیم انسان تھا۔ ان کی عظمت و جلال سے شاہانِ عرب و عجم مرعوب تھے۔ مدینہ کی آبادی سینکڑوں سے زیادہ نہ تھی۔ وہاں پر تاجدارانِ ایران و شام کے ایلچی آتے ۔۔۔۔ اور آپ کی سادگی اور خاکساری کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے تھے قیصر روم کا ایلچی آتا ہے۔ خلیفۂ وقت کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔ لوگ مسجد نبویؐ کی راہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ شخص جو چٹائی پر بیٹھا ہوا ہے وہی عمر فاروق رضؓ ہیں، اس نے یقین نہ کیا اور کہا کہ میں قیصر روم کا سفیر ہوں اور تمہارے خلیفہ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں مجھے ان کا پتہ بتاؤ، اسے یقین دلایا گیا کہ وہی خلیفۂ وقت ہیں جو مسجد میں چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ حیران ہوا کہ جس کے جاہ و جلال اور رعب سے شاہانِ وقت کانپتے ہیں وہ اس قدر سادہ ہے!

یہ دو انسانوں کی ہی بات نہیں، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، ابو عبیدہؓ وغیرہم افراد کو گنتے جائیے۔ ایک ایک فرد ستارہ ہے جو اس آفتابؐ نور سے جلوہ فگن ہوا اس نور کی جلوہ افروزیوں نے ہزاروں دلوں کی تاریکیوں کو دور کر کے انہیں آسمان روحانیت کے ستارے بنا دیا۔ اسی لئے فرمایا

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے ساتھی ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کسی کے پیچھے بھی لگو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ یہ انفرادی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا حال ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و عمل، آزادی رائے اور اظہارِ ضمیر کی بے پناہ قوتوں سے لوگوں کو مالا مال کیا۔ جہاں تک اجتماعی اصلاح کا تعلق ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ کی ایسی اعلیٰ جماعت تیار کی جس کی تنظیم اور جماعتی زندگی کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان کا اجتماعی کردار اپنی مثال آپ ہے۔ دنیا کے کسی ملک، کسی مقام کسی قوم اور کسی زمانہ میں اجتماعی سیرت و کردار کی حامل اتنی بڑی قوم پیدا نہیں ہوئی۔ وہ جو صحرا نورد گڈریئے اور ساربان تھے وہ جہانگیر و جہانبان بن گئے۔ قبل از اسلام عالمی تاریخ میں عربوں کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تھا۔ وہ بالکل اُجڈ اور ان پڑھ لوگ تھے جن کا تاریخ میں کوئی قابلِ ذکر حصہ نہیں تھا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے انفاس طیبہ کے اثر سے وہی عرب دنیا کے معلم بن گئے۔ اور انہوں نے اپنے شاندار کارناموں سے ایک عظیم الشان تاریخ مرتب کی۔

سپین پر جھنڈے گاڑے، انڈونیشیا اور چین پر تسلط حاصل کیا اور زندگی کے آداب اور زندہ رہنے کے طور طریقے دنیا کو سکھائے۔ ادب، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی اقتصادیات، عمرانیات، علم طبقات الارض کیمیا، فزکس وغیرہ علوم کو فروغ دیا اور بے شمار فنون کے موجد بنے۔ علمی میدان میں یورپ نے عربوں کی شاگردی اختیار کی اور ان کی یونیورسٹیوں میں لمبے عرصہ تک مسلم مصنفین کی کتب اور ان کی تحقیقات اور ان کے ایجاد کردہ علوم و فنون سے استفادہ ہوتا رہا۔ کیمیا اور سائنس کے بعض اصول اب تک عربوں کے پیش کردہ یورپین یونیورسٹیوں میں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے نہ صرف انفرادی، اجتماعی اور قومی و ملکی اصلاح کی۔ اور اپنے دور میں ایک کامیاب مصلح ثابت ہوئے بلکہ آپؐ کی سیرت کا دائرہ اثر قیامت تک ممتد ہے۔ چودہ سو سال گذرنے کو ہیں۔ اس طویل عرصہ میں ایک بھی دور ایسا نہیں گذرا جس میں کوئی ایسا انسان نہ پیدا ہوا ہو جس نے حضور صلعم کی غلامی اور آپؐ کی اتباع سے علم و عمل اور تزکیہ و طہارت کے میدان میں بلند مقامات حاصل نہ کئے ہوں، اور اس کو روحانی درجات نصیب نہ ہوئے ہوں ان میں سے کئی ایک مقامِ مجددیت پر کھڑا کیا گیا۔ ان بزرگوں اور عظیم انسانوں کی متواتر ایک فہرست چلتی ہے۔ آپؐ کی سیرت اور انفاس طیبہ کا اثر گہرا ہے جو کہ قیامت تک انسانی قلوب کو متاثر کرتا رہے گا۔

اس صدی میں بھی آپؐ کے ایک کفش بردار اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؐ کی کامل اتباع سے روحانی عروج حاصل کیا اور آپ کے فیض روحانی سے ایک پاکیزہ جماعت بن گئی۔

یہ چار پہلو ہیں انسان اور اس کی تاریخ کے، جس میں آنحضرت صلعم کے کردار ۔۔۔۔ اور آپؐ کی تعلیم و تربیت کا نمایاں اثر موجود ہے۔ اس سے حضورؐ کی عظمت و شان کا اندازہ لگایئے کہ وہ کس قسم کا انسان تھا۔ کامل انسانؐ جو زمانہ نے ایک بار دیکھا اور جس کی سیرت و کردار کی برکات و اثرات سے زمانہ قیامت تک متمتع ہوتا رہے گا۔

یومِ وصال حضرت مسیح موعودؑ شایانِ شان طور پر منایا جائے

۲۶ مئی بروز جمعہ حضرت امام زمان مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام کا یومِ وصال ہے۔ اس موقعہ پر اس مامور الٰہی کی خدماتِ جلیلہ کے اعتراف کے طور پر جماعتہائے احمدیہ نہایت با وقار تقریبات کا پروگرام بنائیں۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت و عظمت اور آپ کی دینی و ملی خدمات پر روشنی ڈالی جائے اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے نصف صدی میں اسلام و ملت اسلامیہ کے احیاء و ترقی میں جو شاندار خدمات انجام دی ہیں ان کو پیش کیا جائے۔ مقامی جماعتوں کی خواہش پر مرکز سے مبلغین حضرات بھجوانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں فرمائشیں ۱۵ مئی تک مرکزی انجمن میں پہنچ جانا ضروری ہیں۔ والسلام۔ چوہدری فضل حق آنریری جائنٹ سیکرٹری تنظیم ہا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی عالمگیر اور انبیائے سابق کی تعلیمات کے مطابق ہے۔
حضور صلعم نے عالمگیر اخوت قائم کی اور عالمگیر عدل و انصاف قائم کر دکھایا
حضرت صلعم کے اخلاقِ عالیہ۔ ساتھیوں کی قدر و منزلت۔ عورت کی عزت و احترام

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۸ اپریل ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ ابراھیم و موسٰی و عیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ــــــ فلذٰلک فادعُ واستقم کما امرت ولا تتّبع اھواءھم و قل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب و امرت لا عدل بینکم اللہ ربّنا و ربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجّۃ بیننا و بینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر ــــــ (سورۃ الشوریٰ ۔ ۱۳ - ۱۵) ــــــ

اقوامِ عالم کا دین

فرمایا ہم تمہارے لئے وہ شریعت مقرر کرتے ہیں جو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی تھی، نوح علیہ السلام کی وحی اور وہ وحی جو ہم نے آپؐ کو کی ہے، وہ ایک ہی تعلیم کی حامل ہیں اور حضرت نوحؑ پر ہی منحصر نہیں فرمایا وما وصّینا بہ ابراھیم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام اقوامِ عالم کے باپ ہیں یہی وحی اور یہی دین ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیا تھا۔ پھر دوسری قوموں کے پیغمبروں یعنے حضرت موسٰی و حضرت عیسٰیؑ کو اور دیگر تمام انبیاءؑ عالم کو بھی ہم نے بالکل یہی دین تلقین کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان اقیموا الدین تم نے اسی دین اور علم کو قائم رکھنا ہے ولا تتفرّقوا۔ تفرقہ و انتشار نہیں ہونے دینا۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا فلذٰلک فادع۔ اسی دین کو جو اقوام کے پیغمبروں کا دین ہے اور جو سب سے پرانے پیغمبر حضرت نوحؑ کو وحی ہوا اور جو اقوامِ عالم کے باپ حضرت ابراہیمؑ کو وحی کیا گیا۔ اور جو حضرت موسٰی و عیسٰی علیہما السلام کو دیا گیا، اسی دین کی طرف آپؐ نے عالمِ انسانیت کو دعوت دینی ہے۔ تاکہ دنیا جہان کی ساری قومیں متحد ہو جائیں، تفرقہ مٹ جائے۔ فرمایا فاستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم۔ اس امر پر استقامت دکھانا اور حکمِ الٰہی کے مطابق اس تلقین پر آپؐ نے خود بھی قائم رہنا ہے اور اس پر قائم رہنے کی دوسروں کو بھی تلقین کرنا ہے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔

اس کے ساتھ ہی آپؐ کو حکم دیا گیا کہ یہ اعلان اپنی ذات سے متعلق کریں قل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب کہ میں ان سب کتابوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے انبیاءؑ پر اتاری گئیں۔ ہر وہ کتاب جو کسی نبیؑ پر اتری ہو، کسی زمانہ میں نازل ہوئی ہو، اور کسی قوم کے لئے وحی کی گئی ہو، اور کسی زمان و مکان سے تعلق رکھتی ہو، میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ میں انبیاءؑ کے برحق ہونے کی صرف تعریف ہی نہیں کرتا بلکہ ان پر ایمان لانا میرے لئے فریضہ ہے وامرت لاعدل بینکم مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل و انصاف قائم کروں، میرا دین تمام اقوامِ عالم کا مذہب ہے۔ اور اسلامی عدل و انصاف بھی عالمگیر ہے۔ میرے سامنے یہ سوال نہیں کہ فلاں مسلم ہے یا غیر مسلم۔ مجھے سب کو نظرِ انصاف سے دیکھنا ہے۔

پہلا حصہ جو حضورِ اکرم صلعم نے اعلان کیا اس میں اقوامِ عالم کو اخوت و مودّت کی لڑی میں پرونا چاہتے ہیں، اس اعلان اور تعلیم کو مسلمان بھول چکا ہے۔ وہ تو آپس میں لڑتا ہے، اپنے بھائی کو بھائی نہیں سمجھتا۔ آمین پر جھگڑتا ہے۔ نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے پڑھانے پر لڑتا ہے۔ "ولا الضالین" کے تلفظ و ادائیگی پر بحث کر کے فساد برپا کرتا ہے۔ وائے افسوس! صد افسوس!! وہ پیغمبر صلعم جو دنیا بھر کی قوموں کو متحد کرنے کے لئے آیا تھا، آج اس کی اپنی اُمت تفرقہ کی شکار ہے۔ مسلمان مسلمان سے دست و گریبان ہے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

عالمگیر عدل و انصاف

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں عالمگیر اخوت قائم فرمائی وہاں عالمگیر عدل و انصاف بھی قائم کر دکھایا۔ اور عالمگیر عدل و انصاف کی نہ صرف تعلیم و تلقین فرمائی بلکہ آپؐ نے اس کی عملی نظیریں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اس عالمگیر عدل و انصاف کے داعیؐ کا اپنا امتحان بھی ہوا۔ عند الامتحان یکرم الانسان او یھان۔ امتحان اور آزمائش کے وقت ہی پتہ چلتا ہے کہ کون شخص صادق و مخلص ہے، اور کون فراڈی و باتونی ہے۔ حضرت صلعم کی عدالت میں ایک انصاری۔ طعمہ۔ اور ایک یہودی کے درمیان چوری کا مقدمہ پیش ہوا۔ ظاہر ہے انصاری قوم حضرتؐ کی محسن تھی۔ مدینہ کے مسلمانوں کو انصاری اس لئے کہتے ہیں کہ جب حضورِ اکرم صلعم نے مکہ والوں سے تنگ آ کر مدینہ کی راہ لی اور آپؐ کے ساتھیوںؓ نے بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ کو اپنا مسکن بنایا تو اس ہجرت کے وقت مدینہ والوں نے ان مہاجر دینی بھائیوں کو اپنے گلے لگایا ان کی ہر طرح کی امداد کی، انہیں رہنے کو جگہ دی۔ اپنے کاروبار میں انہیں شریک کیا، اپنی املاک و اسباب ان میں بانٹ دیئے۔ بعض نے تو یہاں تک کرنا چاہا کہ دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے کر اسے اپنے مہاجر بھائیؓ کے نکاح میں دے دے۔ اس محسن قوم کے احسانات اور مروت کو حضور صلعم یاد رکھتے اور ان کی بہت قدر و لحاظ کرتے تھے۔ طعمہ اس قوم کا فرد ہے۔ اس نے کہیں سے ایک زرع بکتر چرائی اور چوری کا پتہ لگ جانے کے ڈر سے اپنے بچاؤ کی خاطر یہ زرع بکتر ایک یہودی کے گھر پھینک دی تاکہ وہ خود ملزم نہ گردانا جائے یہ معاملہ حضور صلعم کے دربار میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا۔ اس موقعہ پر انصار نے حضورؐ کی خدمت میں سفارش کی کہ اگر یہودی کے مقابل طعمہ کو مجرم قرار دیا گیا تو انصار کی ہتک ہوگی، کہا گیا کہ طعمہ مسلمان ہے وہ چوری نہیں کر سکتا۔ اگر اس کو ملزم ٹھہرایا گیا تو قوم اور ملت کی بدنامی ہو جائے گی۔ پرسٹیج ختم ہو جائے گا۔ یہودی کافر اور دوزخی ہے، بے ایمان ہے۔ قصور اسی کا ہے اور یہی چور ہے۔ اسی کو سزا دی جائے۔ یہ بڑی مشکل آزمائش اور کڑے امتحان کا وقت ہے۔ قوم کی عزت و وقار کا سوال ہے۔ لیکن حضرت اکرم صلعم پر طرفین کے بیانات سن کر یہ ثابت ہو گیا تھا کہ طعمہ مجرم ہے، آپؐ نے قوم کی عزت و وقار اور پرسٹیج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے سزا دے دی، اور یہودی کو بری قرار دیا۔ یہ ہے عالمگیر رسولؐ کا عالمگیر دین اور یہ ہے عالمگیر عدل و انصاف۔

انگریز کا عدل و انصاف

مجھے اس وقت اس برصغیر میں انگریزوں کا عہد یاد آ گیا ہے۔ ان کی حکومت میں جہاں تک دیسی باشندوں کے مقدمات کا تعلق ہے، پورے عدل و انصاف سے کام لیا جاتا تھا، لیکن جب کسی دیسی اور انگریز کے مابین مقدمہ ہوتا تو انگریزی عدالتیں ہمیشہ انگریز مجرم کو بری کر دیتیں۔ ایک دفعہ

www.aaiil.org

ایک میم صاحبہ نے اپنی کوٹھی کے اردلی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ انگریز مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا کہ میم صاحبہ کبھی مار ہی نہیں سکتیں۔ میم صاحبہ کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اس نے چلایا اور یہ بدقسمت سامنے آگیا۔ یہ قصور اس مرنے والے کا ہے کہ وہ چلتی گولی کے سامنے آگیا۔ اس کے مقابلہ میں آج سے چودہ سو سال پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی دین قائم کیا اور بین الاقوامی عدل و انصاف پیش کرکے اور اس پر عمل کرکے دکھلایا۔ آج بھی جبکہ علم و عقل کا زمانہ ہے اور دنیا بہت ترقی کر گئی ہے، حضور صلعم کے قائم کردہ عدل انصاف کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

حضور اکرمؐ کا قابلِ تحسین اخلاق

حضور صلعم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ رسول کریم صلعم تمام دنیا کے لئے لاجواب نمونہ ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں آپؐ نے قابلِ تحسین اخلاق کی مثالیں قائم کی ہیں۔ آپؐ بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں، کمانڈروں اور سپہ سالاروں کے لئے نمونہ ہیں، حاکموں اور ججوں کے لئے نمونہ ہیں، تاجروں کے لئے نمونہ ہیں، خاوندوں کے لئے نمونہ ہیں، رشتہ داروں کے لئے نمونہ ہیں، دوستوں کے لئے نمونہ ہیں، اور دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں نمونہ ہیں۔ کیا نقشہ کھینچا ہے اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضور اکرم صلعم کے اخلاق کا ان الفاظ میں کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اس مہینہ میں میلاد کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ عشقِ محمدی کا اظہار ہو رہا ہے اور آپؐ کے مداح طرح طرح سے اپنی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بھی ان مداحوں میں شامل ہے اور یہ خدا تعالےٰ کی جانب سے کتنی بڑی ..... مدح ہے کہ حضور صلعم ساری دنیا کو ایک کرنا چاہتے ہیں اور آپؐ کا وجود تمام دنیا کے لئے نمونہ ہے۔

عالمِ انسانیت کے لئے معقول و مفید دین۔

کبھی کبھی یہ آواز اٹھتی ہے اور مغرب والے تجویزیں کرتے ہیں اور برِ صغیر میں بھی ایسی ہی تجویزیں سُنی جاتی ہیں کہ کوئی ایسا مذہب تیار کیا جائے جس میں تمام مذاہب والوں کی اچھی اچھی باتیں آجائیں اور وہ تمام اقوام کے لئے قابلِ قبول ہو۔ اور تمام دنیا اس ایک تجویز کردہ مذہب کی پابند ہو جائے اور اختلافی امور کو ختم کرکے وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ یہ بڑی معقول اور پسندیدہ تجویز ہے۔ لیکن جو مذہب آج انسان سوچ رہا ہے یا آئندہ علم و عقل کی ترقی کی روشنی میں سوچ سکتا ہے وہ آج سے چودہ سو برس پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالےٰ سے وحی پاکر عالمِ انسانیت کو دے دیا... ہے۔ فرمایا فیہا کتب قیمۃ۔ اس دین کے اندر تمام کتب سابقہ کی قائم رہنے والی صداقتیں موجود ہیں اور آئندہ قیامت تک انسان اپنے علم و عقل اور تجربے و مشاہدے کی روشنی میں جو بھلائیاں اور اچھائیاں سوچ سکتا اور تجویز کر سکتا ہے، وہ سب اس دین اسلام میں جمع کر دی گئی ہیں۔ لہٰذا آج اہلِ فکر و نظر جو مذہب تجویز کرنا چاہتے ہیں وہ چودہ سو سال پہلے کا موجود ہے۔ اسی پر عالمِ انسانیت کو عامل ہو جانا چاہیئے۔ یہی ایک دین ہے جو معقول ہے اور اقوامِ عالم کے لئے قابلِ قبول ہے، مضبوط ہے اور لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جانے والا ہے۔

مذاہبِ سابقہ کے متعلق قرآنی نظریہ

اس آیت شریفہ میں اسی مذہب کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا تم تمام نبیوں اور ان پر نازل شدہ تمام سماوی کتب پر ایمان لاؤ۔ ایک جگہ فرمایا لیسوا سوآء من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون اٰیات اللہ اٰناء الیل وھم یسجدون۔ اقوامِ عالم میں سب لوگ برابر نہیں ہیں ان میں ایسے قابلِ قدر لوگ بھی ہیں جو راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ان قوموں میں بھی خدا تعالیٰ کے ہادی آئے، جنہوں نے اپنی اپنی قوم کو خدا تعالےٰ کے احکامات سنائے اور راہ ہدایت دکھائی، ان کے انفاسِ قدسیہ سے صالح لوگ پیدا ہوئے۔ لہٰذا غیر اقوام کے سب لوگوں کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکنا چاہیئے۔ ان میں صالح لوگ موجود ہیں، جو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتے ہیں۔ راتیں عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے ہیں۔ امانت و دیانت کے پابند ہیں۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ پاک و مطہر لوگ ہیں۔

قرآن کریم کی اشاعت کی ضرورت

غرضیکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوامِ عالم کے انبیاء علیہم السلام کی تعریف ہی نہیں کی بلکہ ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا، اس کے ساتھ ہی ان اقوامِ عالم کے نیک لوگوں کے مقام صالحیت و پاکیزگی کا اعتراف کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کی اقوامِ عالم میں وسیع پیمانہ پر اہتمامِ تبلیغ کے ساتھ اشاعت کرنے کی ضرورت ہے اسے ساری دنیا قبول کر سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے ہادی و رہبر قیامت تک کے لئے بن کر آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رب العالمین ہے اس نے ہر قوم کو عقل و فہم کی قوتیں بخشی ہیں اور روحانی قوتیں عطا فرمائے ہیں اور جس طرح مادی بارش بلا امتیازِ مذہب و ملّت سب قوموں کے لئے ہے۔ اور مسلم و کافر اس بارش سے مستفیض ہو رہا ہے، اسی طرح روحانی بارش میں بھی سب قومیں شامل ہیں۔ یہ وہ تلقین ہے جو حضور صلعم نے آج سے چودہ سو سال پہلے صحرائے عرب کے لوگوں کو کی۔ اور وہاں سے اٹھ کر یہ تحریک اکنافِ عالم میں پھیل گئی۔

نذرِ عقیدت بحضور رسولِ اکرمؐ

آج مسلم قوم دنیا میں حضور اکرم صلعم کو نذرِ عقیدت پیش کر رہی ہے اور حضور صلعم کی سیرت کے پھولوں کا گلدستہ بنا کر حضور صلعم کے حضور پیش کر رہی ہے۔ چند پھول میں بھی حضور اکرم صلعم کے قدموں میں رکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

قرآن کریم میں آپؐ کی سیرت کے جملہ پہلو بطور اصول درج ہیں اور احادیث میں ان کی تفصیلات ہیں۔ ابنِ ہشام نے حضور صلعم کی اعلےٰ درجہ کی سیرت تالیف فرمائی ہے۔ پھر زرقانی نے ابنِ ہشام پر حاشیہ لکھا اور آٹھ جلدوں میں سیرت نبویؐ لکھی ہے۔ دنیا میں صرف ایک ہی پیغمبرؐ ہے جس کی زندگی کے شب و روز کی تمام تفصیلات کتب کی زینت ہیں۔ آپؐ کے اخلاق لاجواب ہیں۔

حضور صلعم کا ایمان باللہ

اس وقت جب آپؐ کو مکہ والوں نے ستایا اور آپؐ کا وہاں رہنا مشکل ہو گیا تو آپؐ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے راہ میں غارِ ثور میں پناہ لی۔ تمام قبائل آپؐ کے دشمن تھے۔ کوئی قبیلہ آپؐ کو پناہ دینے کے لئے تیار نہ تھا، چنانچہ اس زمین پر بظاہر کوئی پناہ گاہ نہ تھی، آپؐ ایک غار میں چھپ گئے۔ وہ چھوٹا سا غار تھا اگر اس پر کھڑے ہو کر کوئی جھانکے تو حضور صلعم صاف نظر آجائیں۔ دشمن آپؐ کی تلاش میں اس غار تک آن پہنچا۔ خدا کی شان کہ اسے اس غار میں جھانکنے کی توفیق نہ ملی۔ یہ تصرف الٰہی تھا۔ غار میں حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ دشمن اور جانی دشمن کو غار کے دہانے پر کھڑے دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ کی جان نکل گئی کہ ہمارا آقا دشمن کا شکار نہ ہو جائے اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ حضور صلعم نے اس عالم گھبراہٹ میں فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ اکبر! قلبِ مطہر کا یہ حال ہے کہ آپؐ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں۔ آپؐ میں استقلال ہے عزم ہے اور قلب کو سکینت حاصل ہے، اپنے ساتھی کو فرمایا کہ صرف میں ہی نہیں تم بھی بچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اندازہ لگائیے کہ حضور صلعم کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر کس قدر ایمان ہے اور یہ یقین ہے کہ آپؐ اس خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اگر آپؐ معاذ اللہ جھوٹ موٹ کے رسول و پیغمبر ہوتے تو اس موت و حیات کے لمحہ میں یہ سکینت و اطمینان حاصل نہ ہوتا۔ کسی طرح کی کیفیت اس سفر میں آگے چل کر بھی ہوئی۔ آپؐ کی ہجرت پر یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص آپؐ کا سر کاٹ کر لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

جب حضورؐ غار ثور سے نکلے اور مدینہ کی راہ لی تو ایک شخص سراقہ نامی نے سو اونٹ کے لالچ میں آپؐ کا پیچھا کیا یہاں تک کہ آپؐ کے قریب پہنچ گیا۔ اس کا گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ وہ بڑا قدآور جوان تھا۔ سو اونٹ انعام پانے کی ہوس و لالچ بھی شامل نفس تھا۔ جونہی وہ قریب آیا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں ریت میں دھنس گئے اور سوار گر گیا۔ حضور صلعم نے بڑے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ سراقہ کی گردن بڑی مضبوطی سے پکڑی۔ گرفت سخت تھی اس لئے سراقہ بےبس ہو گیا اور کہنے لگا کہ حضورؐ مجھے معاف کر دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے اسے معاف کر دیا۔ وہ حضورؐ کا گرویدہ ہو گیا اور پہرہ دار بن گیا۔ غور کیجئے کتنا بڑا وصف ہے جو ریگستان میں آپؐ سے ظاہر ہوا۔ اس جگہ دیکھنے والا کوئی نہیں اور تعریف کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ ایسی حالت میں جب آپؐ قوم سے بھاگ کر جا رہے تھے آپؐ کی جان کا طالب محافظِ جان بن گیا۔

حضور صلعم کے دل میں اپنے ساتھیوں کی قدر و منزلت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کی بڑی قدر و منزلت فرماتے تھے۔ ان کی تعریف و تکریم کرتے تھے۔ ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کی عزت کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ابوبکرؓ کا ایمان اور دوسرے میں ساری دُنیا کا ایمان رکھا جائے تو ابوبکرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا۔ اور حضرت عمرؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس راستے پر عمرؓ چلے اس پر شیطان قدم نہیں مار سکتا۔ عورتوں کی تعظیم کے سلسلے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ صلح حدیبیہ کا موقعہ ہے۔ اس معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ اس سال بغیر ادائیگی حج واپس لوٹنا ہوگا۔ مسلمان حج کرنے کی غرض سے آئے اپنے ساتھ قربانی کے لئے اونٹ لائے تھے۔ یہ صلح بظاہر گر کر کی گئی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کے دل رنجیدہ تھے۔ اس وجہ سے قربانی کے اُونٹوں کے بارے میں تردد تھا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ اگر ساتھیوں کو قربانی کا حکم دیا جائے تو شاید وہ متردد ہوں۔ ام اسلمؓ نے جو اس سفر میں آپؐ کے ساتھ تھیں حضور صلعم کو رائے دی کہ حضورؐ! بے شک قوم غمزدہ ہے تاہم وہ آپؐ پر والا و شیدا ہے۔ آپؐ چند قدم آگے بڑھ کر اپنا قربانی کا اونٹ دوستوں کے قریب لے جا کر ذبح کر دیں۔ آپؐ کے جاں نثار دیکھا دیکھی اپنی اپنی قربانیاں دے دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپؐ کو قربانی کرتے دیکھ کر سب لوگوں نے اپنے اپنے اونٹ ذبح کر دیئے۔

حضور صلعم کی عظمت کردار

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات کے وقت آپؐ نے وصیت فرمائی کہ قرآن پر چلو اور میری سنّت پر چلو۔ یہ ہمارا دین ہے اور وہ فرماتی ہیں کہ ما ترک رسول اللّٰہ صلعم دیناراً ولا درھماً۔ رحلت کے وقت آپؐ نے کوئی روپیہ پیسہ نہ چھوڑا۔ ولا شاتاً ولا بعیراً نہ کوئی بھیڑ بکری چھوڑی نہ اونٹ ولا عبداً ولا امۃ ایک اور دولت جو ان دنوں عرب میں تھی غلام اور لونڈی وہ بھی آپؐ نے ترکہ میں نہیں چھوڑی۔

معلوم ہوا کہ حضورؐ کا قلب حرص و ہوا سے پاک ہے، اسی لئے آپؐ دنیا جہان کے بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں۔ آپؐ نے قوم کے خزانہ کو اپنا خزانہ نہیں سمجھا، بلکہ اپنے آپ کو اس کا نگران و محافظ سمجھا۔ آپؐ بادشاہ وقت ہیں لیکن بادشاہوں جیسا کر و فر اور آرام و آسائش کا سامان آپؐ نہیں رکھتے ایک چمڑے کا گدا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ اس پر حضور صلعم سوتے ہیں۔ آپؐ نے شاہانہ عیش و عشرت کے بجائے عمر ...... تنگ دستی میں گذار دی۔ عبادت اس قدر کی کہ بارگہ الٰہی میں کھڑے کھڑے پاؤں سُوج جاتے تھے۔ گھر میں زیب و زینت کے ..... سامان نہیں۔ ایسی حالت میں دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط روانہ کرتے ہیں اور انہیں اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اپنے عزیز و اقارب کے لئے املاک اسباب اور جائدادیں و جاگیریں فراہم نہیں کرتے۔ قوم کے مرد و زن کی تکریم فرماتے تھے۔

....

عورت کا احترام

خولہ رضؓ ایک خاتون تھیں۔ ان کے خاوند نے انہیں ماں کہہ دیا۔ اس وقت کے رسم و رواج کے تحت اس سے طلاق ہو جاتی تھی۔ اس خاتون نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ دستور کے مطابق طلاق ہو گئی، اس خاتون نے کہا کہ حضورؐ! یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس صورت میں میرے بچوں کا کیا حال ہوگا۔ اگر یہ بچے اپنے باپ کے پاس رہیں تو ضائع ہو جائیں گے اور اگر میرے پاس رہیں تو بھوکے مریں گے اور مَیں کیا کروں گی۔

یہ عورت رسول خدا سے جھگڑ رہی ہے، اس وقت اللہ تعالٰے کی طرف سے اس عورت کے حق میں آیات اترتی ہیں، جو قرآن کریم کی سورۃ مجادلہ میں درج ہیں۔ یہ ہے عورت کی عزت جو خدا تعالٰے نے اسلام میں رکھی ہے۔

حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن بازار سے گذر رہے تھے تو اسی خاتون نے روک لیا وہیں کھڑے کھڑے باتیں کرنے لگیں۔ دوسرے لوگ بھی جو آپؓ کے ساتھ تھے وہاں ٹھہر گئے اور مجمع لگ گیا۔ وہ برابر اپنی کہی جا رہی ہیں اور حضرت عمرؓ ہیں کہ دم بخود کھڑے سُن رہے ہیں۔ کسی نے آپ سے کہا کہ خواہ مخواہ آپ ان کی باتیں سن رہے ہیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کی بات بارگہ الٰہی میں سُنی گئی تھی میں کون ہوں جو ان کو روک دُوں۔ یہ ہے ایک عورت کا ادب و احترام۔

حضور نبی کریم صلعم نے اپنی ازواج مطہراتؓ کا بھی اکرام کیا۔ حضرت صفیہؓ ایک یہودی عورت تھیں وہ بڑے سردار کی بیوی تھیں۔ ایک جنگ میں وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تو اس خاتون نے کسی کم حیثیت شخص کے نکاح میں جانا پسند نہیں کیا، اس لئے حضور اکرمؐ نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ خیبر کی جنگ میں جا رہے تھے۔ حضور صلعم نے انہیں سواری پر بٹھانے کے لئے خود اکڑوں بیٹھ کر اور اپنی ران پر ان کا پاؤں رکھ کر سہارا دیا آج ... مسلمان گھروں میں عورت کی عزت کم نظر آتی ہے۔ ماں بیٹی کا بیوی اور بہو کا اس قدر احترام نہیں اور ان کی تعظیم نہیں کی جاتی، حضور صلعم نے تو یہ تمام چیزیں کر کے دکھائی ہیں۔

حضورؐ کی سیرت کہاں تک بیان کی جائے اور کس کس پہلو کو لیا جائے۔ یہ بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ میرے سامنے سیرت نبویؐ سے متعلق اور بھی پہلو ہیں لیکن جمعہ کا خطبہ اس قدر مہلت نہیں دیتا کہ سب کو بیان کروں اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد صلعم ÷

اخبار احمدیہ

امام برلن مسجد کا خط

——برلن سے محترم محمد یحییٰ بٹ صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد سے متعلق تمام کام میں نے سنبھال لیا ہے، میرے واپس پہنچنے کا وہاں کے احباب کو آہستہ آہستہ علم ہو رہا ہے اور وہ مجھے ملنے کے لئے آ رہے ہیں، نماز جمعہ ادا کی گئی۔ دو جرمن نوجوان اسلام کے بارہ میں علم حاصل کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ مشن کی کامیابی کے لئے دُعا فرماتے رہیں۔

یاری پُورہ کشمیر میں نئی مسجد کی تعمیر

——محمد یوسف صاحب تاثیر ہمارے انگلستان کے مبلغ کو اپنی تبلیغی مصروفیات سے اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ سال اکتوبر ۱۹۷۱ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھارت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے صدر چوہدری غلام مصطفٰے صاحب (جموں) نائب صدر شیخ عبدالصمد صاحب (سری نگر) جنرل سیکرٹری عزیز کاشمیری صاحب اور سیکرٹری محمد یوسف صاحب تاثیر مقرر ہوئے ہیں۔ یاری پورہ میں تاثیر صاحب کی کوششوں سے ایک چھوٹی سی فعال جماعت قائم ہوئی ہے ۱۸؍اپریل ۱۹۷۱ء کو اس مقام پر ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ تازہ اطلاع کے مطابق مسجد مکمل ہو چکی ہے اور گذشتہ رمضان کے مہینے سے باضابطہ نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ ادا کی جاتی ہیں۔

احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ ان دور افتادہ احمدی بھائیوں کی مساعی کو بارکت کرے۔

---

www.aaiil.org

مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے

خواتین و حضرات!

یہ ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ ہے۔ اس ماہ میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس لئے اس مبارک مہینہ میں اُمت محمدیہ حضورؐ سے عشق و محبت اور عقیدت کا اظہار محافل مجالس اور اجلاس و جلوس کی شکل میں کرتی ہے۔ بازاروں میں محرابیں سجائی جاتی ہیں خیراتیں بانٹی جاتی ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے۔ سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ابلاغِ عامہ کے دوسرے ذرائع اس موقعہ پر خصوصی پروگرام پیش کرتے ہیں۔ اخبارات میں اس دفعہ جو روئداد پڑھنے میں آئی تو اس میں اس قسم کے اقوالِ نبویؐ زیادہ نمایاں کئے گئے جن سے مزدوروں کی معاشی خوشحالی کے لئے اقدامات کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ مثلاً مزدور کو اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی محنت ادا کر دو۔ چونکہ یہ معاشی ہیجان کا وقت ہے اس لئے آجر اور اجیر کے تعلقات اور اس قسم کی دیگر احادیث نبوی سامنے آ رہی ہیں۔

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا کمال ہے کہ ہر دَور کے انسان کو اپنے دَور کی مشکلات اور ان کے ازالہ کے لئے مفید مطلب مواد اور کامل نمونہ مل جاتا ہے۔ اگر آج ایوا کے تحت خواتین کا جلسہ ہو رہا ہے تو ان کا موضوع عورت کے مقام و مرتبہ اور اس کے فرائض و حقوق کے بارے میں حضور صلعم کے ارشادات کو پیش کرنا ہے جن میں عورت پر اسلام کے احسانات کا ذکر ہے۔ اساتذہ اپنے جلسہ کے لئے ایک معلم کی حیثیت اور اس کے فرائض و اہلیت کے متعلق احادیثِ نبویؐ سے مواد حاصل کر لیتے ہیں۔ غرضیکہ ہر کس و ناکس، بڑے، چھوٹے، طالب علم، سرکاری افسر، دوکاندار، تاجر، مزدور حاکم و محکوم، کمانڈر انچیف وغیرہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں سب کچھ موجود ہے۔ نبی کریمؐ کی پاک و مطہر زندگی قیامت تک کے لئے ہر طبقہ اناس کے لئے رہنمائی و ہدایت کی موجب ہے۔ حضور صلعم نے کتنے قلوب و اذہان کی تطہیر کی اور اخلاقی علمی اور روحانی میدان میں کس قدر انقلاب برپا کیا، تاریخ کے اوراق اس سے بھرے پڑے ہیں اور ایک زمانہ حضورؐ کے پیدا کردہ انقلاب کا معترف ہے اور آپؐ سے عشق و محبت کی لازوال اور ایمان افروز داستانیں موجود ہیں۔ لوگوں نے آپؐ سے اظہار عشق و عقیدت کئی طریق سے کیا ہے۔ آپؐ کی شان میں بڑی بڑی تصانیف لکھی گئیں اور کثیر تعداد میں نعتیہ کلام بھی لکھا گیا جس میں آپؐ کے محامد بیان کئے گئے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ ؏

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے آقا و مولیٰ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد بیان فرمائے ہیں۔ آپ کا اردو، عربی اور فارسی میں نعتیہ کلام بڑا عشق آمیز عقیدت مندانہ اور اثر آفرین ہے۔ اس نعتیہ کلام میں حضرت اقدسؑ نے عشقِ محمدیؐ کے بڑے نغمے گائے ہیں۔ ایک الہامی شعر ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

یعنی حضور نبی کریم صلعم کی شان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپؐ کا مقام ہمارے وہم و گمان سے بہت بالا ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ النجم میں حضورؐ کے مقام و عظمت کا بیان مذکور ہے اللہ تعالےٰ بھی آپؐ کے محامد بیان فرماتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے والنجم اذا ھوٰی۔ ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی۔ قرآن کریم کا وہ حصہ جو نازل ہوا وہ گواہ ہے اس بات پر کہ تمہارا رفیق نہ عمل کی رُو سے اور نہ علم کی رُو سے بھٹکا ہوا ہے۔ یہاں دو کیفیتیں بیان کی گئیں ہیں۔ عقیدے کی اور عمل کی۔ ضلّ میں عملی حالت کی طرف اشارہ ہے اور غوٰی میں عقائد کی طرف اشارہ ہے۔ دونوں کی درستی اور صحت کے اثبات میں اور ان میں کسی قسم کے نقص و کمزوری کی نفی کر کے گواہی دی ہے وما ینطق عن الھوٰی کہ آپؐ اپنی طرف سے حدیثِ نفس کے تحت باتیں نہیں کرتے بلکہ ان ھو الّا وحی یوحیٰ آپؐ کی ہر بات ہر قول اور ہر کلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی کردہ ہے۔ علّمہ شدید القوٰی۔ حضور صلعم کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے خود تعلیم دی ہے۔ وہ آسمانی استاد بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ ذو مرّۃ۔ وہ معلم صاحب علم و حکمت ہے۔ فاستوٰی وھو بالافق الاعلیٰ۔ پس حضور صلعم اُفق اعلےٰ کے نیم دائرہ کے خط پر منطبق ہو گئے۔ اس میں آپؐ کے معراج کی طرف اشارہ ہے۔ ثم دنٰی فتدلّٰی۔ پھر بہت قریب ہو کر نیچے کی طرف جھکے۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ پھر دو قوسوں میں دو کمانوں کے وتر کی طرح ہو گئے۔ مفسرین نے اس مقام پر ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضور صلعم اپنے مقام و مرتبہ میں ایک طرف تو اتنے کمال و عروج پر پہنچے کہ اللہ تعالےٰ کے قریب سے قریب تر ہو گئے اور دوسری طرف اپنے اخلاق و سیرت میں انسانوں کے ساتھ ایسے شیر و شکر ہوئے کہ ان کے دست و بازو ہو گئے اور ان کے مونس و ہمدرد بن گئے۔ حضور صلعم نے اتنے بلند مقامات حاصل کئے۔ اتنی شان کے باوجود حضور صلعم نے اپنے آپ کو ایک بشر ہی قرار دیا اور بشر ہونے میں ہی آپؐ کی یہ عظمت مضمر ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام نے بھی نبی آخر الزمانؐ کے بارے میں جو بشارات دی ہیں ان میں بھی قرآن کریم کے بیان وما ینطق عن الھوٰی کی تائید ہوتی ہے

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی ایک پیش گوئی توراۃ میں .... اس طرح درج ہے :-

"اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا میں ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔"

(استثناء ۱۸:۱۸)

اسی طرح جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے شاگردوں کو بشارات سنا رہے تھے، آپؑ نے فرمایا :-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ، یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۱۲ - ۱۳)

ان دو حوالوں میں دو عظیم پیغمبروں نے پیشگوئیاں کیں۔ قرآن کریم نے بھی فرمایا وما ینطق عن الھوٰی۔ ان ھو الّا وحی یوحیٰ۔ کہ آپؐ خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ یہ صرف وحی ہے جو آپؐ کی طرف کی جاتی ہے۔

حضور صلعم اتنے اعلےٰ و ارفع مقام پر متمکن ہو کر بھی فرماتے ہیں۔ انما انا بشر مثلکم۔ میں تو تمہارے جیسا انسان ہوں۔ اپنے آپ کو انسانوں سے اُونچا درجہ نہیں دیتے اور نہ کوئی فوق البشر حیثیت ظاہر کرتے ہیں۔ آپؐ کا امتحان بھی ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو بڑا علم دیا۔ آپؐ نے پیشگوئیاں بھی کیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ میں علم غیب نہیں جانتا۔ کسی نے سوال کر دیا حضورؐ! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے متعلق مجھے بھی اتنا ہی علم ہے جتنا کہ سائل کو۔ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ۔ ساعت کا علم تو صرف خدا کو ہی ہے یہ اظہار لاعلمی حضورؐ کی شان کو کم نہیں کرتا بلکہ یہ حضورؐ کی عظمت ہے کہ جس بات کا آپؐ کو علم نہیں ہے اس سے لاعلمی کا اظہار عام فرماتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراھیم رضؓ چھوٹی عمر میں ہی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے

دائمی اور زندہ معجزات

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

وانّ لک لاجراً غیر ممنون وانّک لعلیٰ خلق عظیم (القلم)

ترجمہ: نا ختم ہونے والا اجر (ابدی حیاتِ روحانیہ) آپؐ ہی کے لئے مختص ہے یہ اس لئے ہے کہ آپؐ کی زندگی بے مثال و کامل اخلاقِ حسنہ کا مجموعہ پیش کرتی ہے۔

ہر نبیؑ و رسولؑ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر آیا وہ اپنے ساتھ معجزات لایا جس کی وجہ سے دوستوں اور دشمنوں کی گردنیں ان کے آگے خم ہو گئیں۔ معجزہ کے معنی عقل کو عاجز کر دینے والا امر ہے کہ جس کے مقابل انسانی علم و عقل اپنے عجز کا اظہار واجب قرار دینے پر مجبور ہو جائے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر معجزات عطا کئے گئے، ضروری نہیں کہ معجزات عجوبہ پرستی یا قوانین قدرت کے برخلاف واقعات ہوں، بلکہ ان کے اندر ایک گہری حقیقت مضمر ہوتی ہے۔

توحیدِ کامل کی ابدی و آخری شمع

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے دو معجزات آپؐ کی تائید کے لئے معرضِ وجود میں آئے ایک معجزہ تو یہ ظاہر ہوا کہ آتش کدہ ایران بجھ گیا۔ اس امر میں یہ حقیقت مضمر تھی کہ اب شرک اور آگ و عناصر پرستی کے بجائے توحید الٰہی کی شمع روشن ہو گی اور وہ برابر دائمی طور پر روشن رہے گی اور بُت پرستی کے چراغ بجھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید الٰہی کی جو کامل تعلیم دنیا کو تلقین کی، اس سے واضح تر، مکمل تر اور روشن تر توحید الٰہی کا سبق اس سے پہلے کبھی عالمِ انسانیت کے سامنے نہیں آیا۔

آسمانی و روحانی طاقتوں کے سامنے مادی طاقتوں کا سرنگوں ہو جانا

دوسرا معجزہ حضور صلعم کے عین یوم پیدائش کا ہے حبشہ کے بادشاہ کے گورنر ابرہہ نامی نے انہدام کعبہ کی غرض سے مکہ پر ہاتھیوں کے پُرہیبت لشکر کے ساتھ چڑھائی کی لیکن تاریخ کا یہ ایک سچا واقعہ ہے جسے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس زبردست دشمنِ کعبہ کے ہولناک لشکر کی تباہی و بربادی بغیر کسی انسانی کاوش و کوشش کے محض آسمانی آفات سے وارد ہوئی۔ کیا یہ ایک غیبی اور آسمانی معجزہ نہیں ہے؟ اس معجزہ میں حقیقت یہ ہے کہ ظلم و جور کی قوتیں، بے انصافی اور بے رہروی کی طاقتیں اور مادی معیاروں پر غرور و گھمنڈ آنحضور صلعم کے آسمانی اور الہامی مشن کے ذریعہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اس مشن و مقصد میں آپؐ خارق عادت طور پر کامیاب ہوں گے اور آپؐ کے مقابلہ میں آنے والی ہر مادی قوت و طاقت بے اثر و ناکام ہو کر رہے گی۔

وحدتِ نسلِ انسانی کا عظیم نشان

تیسرا معجزہ حضور صلعم کے عالم شباب ...... کا ہے۔ جب خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر و مرمت ہونے لگی تو دیوارِ کعبہ پر حجرِ اسود رکھنے پر قبائلِ عرب کے سرداروں میں ٹھن گئی۔ ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ یہ فخر و فضل مجھے ہی حاصل ہو۔ اور حجرِ اسود کو دیوار پر رکھنے کی سعادت میرے ہی حصہ میں آئے۔ اس جھگڑے اور خون خرابے سے جس حکیم شخص نے نجات دلائی وہ حضور صلعم کی ذات اقدس ہے۔ آپؐ کی حسنِ تدبیر کے باعث لڑائی ہوتے ہوتے بچی۔ بلکہ نفاق و دشمنی کی بجائے آپؐ نے قوم کو متحد و متفق کر دیا۔ یہ ایک معجزہ و نشان ہے جس میں یہ حقیقت پائی جاتی ہے کہ حضور اکرم صلعم کی برکت و عظمت کی وجہ سے عرب قوم، جو صحرا عرب کے ذرّوں کی طرح منتشر و پراگندہ پڑی تھی، اخوت و محبت اور اتحاد و اتفاق کی نعمت سے مالا مال ہو جائے گی۔ اور یہ قوم آسمانی مقصد کو پورا کرنے کے لئے تاریخ ساز کردار ادا کرے گی۔ چنانچہ اس حقیقت کو بعثت نبویؐ کے بعد واقعات دعوت و تحریک اسلام نے اظہر من الشمس کر دیا۔

واقعہ ہجرت کا معجزہ

سچ تو یہ ہے کہ اگر حضور محمد ... صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مطہرہ کے ایک ایک واقعہ کو سامنے لائیے تو وہ اپنی واردات میں ایک ایک معجزہ ہے اور وہ ایسا بین و واضح ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ واقعہ ہجرت مدینہ پر غور کیجئے۔ جہاں آپؐ کی مادی لحاظ سے بے کسی و بے بسی اور مجبوری و عاجزی ظاہر ہے، بالمقابل دشمن ہے کہ ہر قسم کے مادی ساز و سامان سے لیس ہے۔ تمام تر قوتیں مجتمع ہو کر آپؐ کی دشمنی کا حق ادا کر رہی ہیں لیکن اس واقعۂ ایمان افروز میں جس طرح آسمانی تائیدیں اور طاقتیں حضور صلعم کے شامل حال ہوئیں ان کے سامنے دشمن کی مادی طاقتیں جواب دے گئیں آپؐ غارِ ثور میں ہیں، دشمن غار کے منہ پر آن پہنچا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ آپؐ اس دھرتی پر کہیں ہیں تو صرف اور صرف اس غار میں ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہاں نہیں تو آسمان نے اٹھا لیا ہے۔ اس کے باوجود دشمن کو توفیق میسر نہیں کہ وہ غار میں جھانکی لگا لے بلکہ یہ لکھا ہے کہ آنحضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے داخلِ غار ہونے کے بعد غار کے منہ پر مکڑی نے جال بُن دیا۔ اسے دیکھ کر دشمن نے یقین کر لیا کہ کوئی شخص غار کے اندر داخل نہیں ہوا ورنہ جال صحیح سلامت کس طرح رہ سکتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ تارِ عنکبوت نے ایک آہنی قلعہ سے بڑھ کر کام کیا۔ کیا یہ سب کچھ تائیدِ غیبی اور نصرت الٰہی کے کرشمے کے بجز کچھ اور تھا؟

پھر سراقہ کے متعلق معجزہ ہے جو آپؐ کا سر کاٹ کر سو اونٹ انعاماً حاصل کرنا چاہتا تھا، وہ قد آور مضبوط اور قوی الجسم شخص تھا، وہ آپؐ کا پیچھا کرتے کرتے آپؐ کے قریب پہنچتا ہے۔ اس کے قریب گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے ہیں۔ سراقہ کی ہمت و طاقت جواب دے جاتی ہے اور وہ معافی کا خواستگار ہو کر آپؐ کے قدموں میں گر پڑتا ہے۔

صلح حدیبیہ کا عظیم معجزہ

واقعہ صلح حدیبیہ کو لیجئے۔ مدینہ سے حضورؐ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ ادائیگی حج کے لئے مکہ کی طرف جاتے ہیں۔ دشمن پیشقدمی روک لیتا ہے۔ یہاں فریقین میں صلح ہوتی ہے، اور شرائط صلح ایسی ہیں جو بظاہر دشمن کے حق میں ہیں اور مسلمانوں کے حق میں نہیں ہیں، یہ ایسی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے دَب کر اور گر کر ذلّت آمیز صلح کی ہے، لیکن ارشاد الٰہی ہوتا ہے انّا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ ہم نے آپؐ کو فتح مبین سے نوازا ہے چنانچہ بعد کے واقعات فتح و ظفرمندی نے اس ارشادِ الٰہی کو اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ ظاہر و باہر کر دیا۔

صلح حدیبیہ کے وقت آنحضرت صلعم کی معیت میں صرف پندرہ سو جان نثار صحابہ رضؓ تھے۔ لیکن اس کے دو سال بعد فتح مکہ کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد دس ہزار تک بڑھ گئی تھی۔

صرف دو برس کے قلیل عرصہ میں بظاہر دَب کر کی جانے والی صلح کے باعث آنحضرت صلعم کے جاں نثاروں کی تعداد میں کم و بیش دس گُنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیا یہ محیّر العقول معجزہ نما کامیابی نہیں؟ جس اقدام سے دشمن نے ذلت و ناکامی چاہی وہی باعث عزت و عظمت اور طاقت و قوت بنا! چنانچہ جو مسلمانوں کو کامرانیاں حاصل ہوئیں، ان میں شرائطِ صلح حدیبیہ کا مؤثر حصہ رہا ہے۔

فتح مکہ کا عظیم ترین معجزہ

اپنے تمام اسباب و ذرائع قوت و اجتماع سے جس قوم نے آنحضرت صلعم کو اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر جس کی حد درجہ عداوت و دشمنی نے پوری جمعیت و تنظیم اور عسکری لاؤ لشکر کے ساتھ آنحضورؐ کی آخری جائے پناہ مدینہ میں آپؐ کو نیست و نابود کرنے پر کمر بستگی اختیار کر لی تھی اور آپؐ کے اپنے وطنِ عزیز مکہ میں تیرہ ۱۳ برس تک

جس نے انتہاء درجہ کے مظالم و تشدد آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں پر روا رکھے تھے - اب ... آنحضرت صلعم کے رُوبرو جب ایسے جانی و خونی دشمن بے دست و پا کھڑے سرنگوں تھے تو آپؐ نے اپنے خلق عظیم کا سب سے بڑا اعجاز دنیا کو دکھایا آپؐ نے یہ فرمایا

کہ لاتثریب علیکم الیوم

آنحضور صلعم نے عام ..... معافی کا اعلان کر دیا - فاتحین تو اور بھی دنیا میں ہوئے اور معصوم و مظلوم قوموں پر فتح پانے والے ہوئے - کیا ایسی عام معافی و درگذر اپنے اذیت دینے والے دشمنوں کے حق میں تاریخ کہیں پیش کر سکتی ہے ؟

حجۃ الوداع کے واقعات پر نظر دوڑا یئے - یہ بھی ایک بین معجزہ ہے اس اجتماع میں حضور اکرمؐ صلعم ایک فاتح شہنشاہ اور ایک کامران دینی پیشوا کی حیثیت سے جاں نثار جم غفیر کو خطاب فرما رہے اور وصیت کر رہے ہیں کہ دیکھو کمزوروں اور ناتوانوں کی پاسداری اور اعانت کرنا مظلوموں کی تائید اور حمایت کرنا - ایک شخص جو ساری زندگی دشمنوں کے نرغے میں رہا اور دشمنوں کے جال اس کے ارد گرد تنے ہوئے تھے ، اب جب آپؐ طاقت و مقدرت کے مالک ہوئے ، اگر آپؐ مادہ پرست انسان ہوتے اور مادی منفعت آپؐ کی غرض ہوتی ، تو مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت اور پاسداری کے عالی نظریات کس طرح آپؐ کے قلب مبارک میں آ سکتے تھے ؟ وہ تو یہی کہتا کہ طاقت حاصل کرو - طاقت والوں کے ساتھ ہو جاؤ ، تاکہ اور طاقتور بن جاؤ - لیکن ایسے موقعہ پر مظلوموں اور کمزوروں کی دستگیری کی باتیں تو وہی کر سکتا ہے جس کو اپنے خالق و مالک پر اور اس کی قوتوں اور قدرتوں پر ایمان کامل ہو - اور جو فی الواقع نہ کہ نمائشی طور پر کمزور و مظلوم اور ادنےٰ درجہ کے طبقہ کی خیر خواہی و غمخواری میں منہمک ہو ، چنانچہ اسلامی تہذیب و معاشرت میں کمزوروں کی ہمنوائی کے سامان ہمیشہ ہوتے رہے ہیں -

یہ تو واقعاتی معجزے ہیں - اللہ تعالےٰ نے دو معجزے آپؐ کو اور بھی عطا کئے - (۱) علم کامل اور (۲) اخلاقِ کامل کے معجزے - یہ دونوں معجزے دائمی ہیں - علمی معجزہ تو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے ، اور اخلاق کا معجزہ آپؐ کی عمر بھر کی سیرت و کردار ہے جو قیامت تک اپنی تاثیرات کی بارش قلوب انسانی پر کرتا رہے گا -

اس معجزہ کی بدولت ساری دنیا میں ایک انقلاب آ رہا ہے آپؐ کے اخلاقی معجزہ نے لاکھوں مردہ قلوب کو زندگی بخشی - جو لوگ سچے کھرے اور صادق و مخلص ہو کر شاہ کونین سرور کائنات صلعم کی غلامی میں آ جاتے ہیں وہ زندہ جاوید ہو جایا کرتے ہیں - یہ کمال کا معجزہ حضور صلعم کی رُوحانی حیات سے وابستہ ہے - وصلّی اللہ تعالیٰ -

آج کی سائنس و علم کی دنیا میں آنحضور صلعم کے علمی اور اخلاقی کمالات کے معجزوں کو بار بار پیش کرنے کی حاجت ہے کیونکہ انہی سے دنیا کی دوبارہ حیات و نجات وابستہ ہے -

---

بدتر گمان و وہم ......

(بسلسلہ صفحہ ۸)

فوت ہو گیا - اس دن سورج کو بھی گرہن لگ گیا - لوگوں نے کہا کہ حضرتؐ کے فرزند کی وفات پر آسمان بھی سوگوار ہو گیا ہے - یہ ایک امتحان کا وقت تھا - اگر کوئی دنیاوی پیر ہوتا تو لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا دیتا - اور اس میں اپنی بزرگی اور تقرب باللہ ظاہر کرتا - لیکن حضرت نبی کریمؐ جو کسی قسم کے ریا اور غلط بات کہنے کے روا دار نہ تھے فوراً لوگوں کے اس وہم کو دور فرماتے ہیں اور لوگوں کو تلقین کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ سورج اور چاند کا انسانی موت و حیات سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہ ایک خدائی قانون ہے جو اپنا کام کرتا ہے - اس بیان کے اندر بھی حضور صلعم کی بڑی عظمت ہے - آپؐ اتنے بڑے موحد انسان تھے کہ اپنی ذات کے متعلق کوئی ایسی بات سننا پسند نہیں کرتے تھے جس سے آپؐ کی خدائی یا فوق البشر ہونا ثابت ہو - لوگ آپؐ سے کئی قسم کے معجزے طلب کرتے تھے - کہ آپؐ زمین سے چشمہ بہائیں - آپؐ کا کھجور اور انگوروں کا باغ ہو اس میں نہریں جاری ہوں - آسمان کے ٹکڑے مخالفین پر گریں - اللہ اور فرشتوں کو ان کے سامنے لا کھڑا کریں - آپؐ کا سونے کا کوئی گھر ہو - مخالفین کے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں اور ایک کتاب لے آئیں جس کو وہ پڑھیں -

اس پر اللہ تعالےٰ آپؐ کو فرماتے ہیں قل سبحان ربّی ھل کنت الّا بشراً رسولاً - یعنی میرے پروردگار کی ذات پاک ہے میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں - میرے پاس دولت کے خزانے نہیں ہیں - کہ تمہیں دے سکوں - نہ میرے پاس علم غیب ہے کہ غیب کی باتیں تمہیں بتلا سکوں - میرا کام تو یہ ہے کہ تمہیں تمہارے خالق و مالک کی پہچان کرا دوں اور اس کے قرب کی راہیں بتلا دوں -

حضرات ! میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ربیع الاوّل کے اس مبارک مہینہ میں کثرت سے درود پڑھیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کثرت سے درود شریف پڑھا ہے مجھے بڑی لذت آتی ہے جب خطبہ جمعہ کے آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ احباب کو باواز بلند درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں -

سیرت کے اجلاس منعقد کرنے کے سلسلے میں ہماری جماعت کو خصوصیت حاصل ہے - اسی جماعت نے میلاد النبی صلعم پر سیرت رسول اللہ صلعم کے بیان کرنے کے لئے جلسوں کے انعقاد کی تحریک کی تھی - اس معاملہ میں ہماری جماعت کو اولیت کا شرف حاصل ہے - ورنہ اس سے پہلے مٹی کے دیئے جلائے جاتے تھے اور بارہ وفات کا ختم دلوانے کے لئے کچھ میٹھا بنا کر بانٹ دیا جاتا تھا - اس لئے آپ اپنی اس حسن روایت کو برقرار رکھیں اور میلاد النبیؐ کی مجالس بڑے تزک و اہتمام سے منائیں اور ان میں یہ امتیاز پیدا کریں کہ حضرت نبی کریمؐ صلعم کی شان کے مختلف پہلو نمایاں کئے جائیں اور اسوہ حسنہ پر خوب روشنی ڈالی جائے تاکہ امت محمدیہؐ پھر اپنا کھویا ہوا مقام پا

مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

سب سے پہلے دنیا میں جمہوریت قائم کی - آپؐ ہر اہم معاملہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتے تھے - اسی جنگ احد کے موقعہ پر آپؐ نے باہر نکلنے سے پہلے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر اپنا دفاع کریں یا باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے - تو کثرت رائے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کے حق میں تھی ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ آپؐ کی رائے اس کے خلاف تھی کثرت رائے ہی پر عمل کیا ، یہ ہے وہ جمہوریت جس کی آپؐ نے بنیاد رکھی ، کاش دنیا کے حکمران اس محسن انسانیت کی قائم کردہ حقیقی جمہوریت پر عمل پیرا ہو کر عوام کی رستگاری کا موجب ہوں ، یہ آپؐ کے اخلاق عالیہ کا جھلکتا سا نقشہ ہے ، افسوس ہے کہ قلت گنجائش اجازت نہیں دیتی کہ دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں آپؐ کے اخلاق عالیہ کا ذکر کیا جائے ، آپؐ کا عدل و انصاف ، یتامےٰ اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک ، اپنوں کی ایذا دہی پر عالی حوصلگی کا اظہار اور اسی قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو آپؐ کے خلق عظیم کا پتہ دیتے ہیں - قرآن کریم میں ان کا ذکر جا بجا پایا جاتا ہے جس پر ..... اگر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو ایک مبسوط کتاب بن سکتی ہے فی الحال اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ہم اپنے بھائی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کے ان اخلاق عالیہ کا کچھ نمونہ اپنی زندگیوں میں پیدا کریں کہ اسی میں ان کی دینی و دنیوی فلاح مضمر ہے

شکریۂ تعزیت

میرے پیارے بھائی جناب شیخ عنایت الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کی وفات پر جن دوستوں و احباب نے دُور و نزدیک سے ہمدردی کے خطوط بھجوائے یا خود تشریف لا کر شریک غم ہوئے ، میں ان تمام احباب کا بے حد شکر گذار ہوں - ان کی اس شمولیت سے ہمارے غم ہلکے ہوئے اور ہمیں دعائیں ملی - اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے - اور مرحوم مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین چونکہ ..... فرداً فرداً سب کو شکریہ کا خط لکھنا اس وقت میرے بس میں نہیں ، اس لئے

www.aaiil.org

قصرِ نبوت کی آخری اینٹ

وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت داؤدؑ اور دیگر انبیاءؑ کی پیشگوئی

عن ابی ھریرۃ رضؓ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انّ مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجلٍ بنٰی بیتاً فاحسنہٗ واجملہٗ الّا موضع لبنۃٍ من زاویۃٍ فجعل النّاس یطوفون بہٖ ویعجبون لہٗ ویقولون ھلّا وضعت ھٰذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النّبیّین

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے اس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا بنایا اور اسے خوبصورت بنایا سوائے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ کے سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور اس پر تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی تو فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں کے آخر میں ہوں۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:

یہ حدیث ختمِ نبوت کے مسئلہ پر اس قدر واضح ہے کہ ادنےٰ شبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتی اور وہی شخص ختمِ نبوت کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہو سکتا ہے جو اس حدیث کو ردّی میں پھینکنے کی جرأت کرے۔ اس میں سلسلہ نبوّت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کے صرف کونے کی اینٹ کی جگہ خالی تھی، تو آپؐ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں، پس جب قصرِ نبوّت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ جگہ آنحضرت صلعم کے آنے سے پُر ہو گئی تو اب کسی اور نبی کو لا کر اسے کونسی جگہ دی جائے گی۔ کیا اس آخری اینٹ کو اُکھاڑ کر پھینک دیا جائے گا اور اس کی جگہ اب اس نئی اینٹ سے پُر کی جائے گی نعوذ باللہ منہ یا کیا محمد رسول اللہ صلعم جس قصر کے کونے کی اینٹ ہیں وہ تو مکمل ہو گیا مگر اب اس قصر کی بجائے ایک نیا سلسلۂ نبوت شروع کر کے نیا قصرِ نبوت تیار کیا جائے گا۔ یہ دونوں باتیں باطل ہیں، نبوّت کا ایک ہی قصر ہے اور آپؐ کے بعد اس میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں نہ نئے کی نہ پرانے کی۔ یہ حدیث ایک اور رنگ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو قصرِ نبوت کے کونے کی اینٹ کہا ہے اور کونے کے پتھر کے متعلق حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسےٰؑ دونوں کی پیشگوئی صاف الفاظ میں ہے:— "وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے"۔ (زبور ۱۱۸: ۲۲-۲۳)

"یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی"۔ (متی ۲۱: ۴۲-۴۳) مقام غور ہے کہ ردّ کردہ پتھر حضرت اسمٰعیلؑ ہیں جن کی نبوّت کا اہلِ کتاب نے انکار کیا مگر حضرت ابراہیمؑ ہی انہیں مکّہ میں چھوڑ گئے اور انہی کی اولاد سے وہ آخری نبیؐ پیدا ہوا۔ بنی اسرائیل میں تو نبی پر نبی آئے لیکن بنی اسمٰعیل میں صرف ایک ہی نبی پیدا ہوئے یعنی محمد رسول اللہ صلعم اور وہی کونے کا پتھر ہے اور حضرت مسیحؑ نے تو بنی اسرائیل کو صاف صاف کہدیا کہ تم سے خدا کی بادشاہت لے کر دوسری قوم کو دی جائے گی اور وہ وہی بنی اسمٰعیل یا ردّ کردہ قوم ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں

آپؐ کے بعد نیا یا پُرانا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ ختم نبوت کے بارہ میں

"میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا"۔ (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیہ کریمہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی تھی"۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۸۴)

"کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم وکریم نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلعم نے بطور تفسیر آیہ مذکورہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے نبی صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوّت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ یہ بند ہو چکا ہے۔ .... ہمارے نبی صلعم کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا"۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

"اللہ کو کبھی شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلۂ نبوّت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷)

"ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں"۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹)

"خدا تعالےٰ ایسی ذلّت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول بھیجکر جس کے ساتھ جبرائیلؑ کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ اُلٹ دے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۵۷)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوّت ختم ہو چکی ہے لیکن وحی ولایت جاری ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا یہ وحی ولایت اُمّت کے ایمان واخلاق کی آبیاری کرتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے"۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۵)

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت پر ایمان رکھتا ہوں اور وحی نبوّت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوّت محمدیہ اور بہ اتباع آنجنابؐ اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض نبوّت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۶۴)

"کیا کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کو خدا تعالےٰ ایسی مدد دے کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالےٰ پر افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی وحی ولایت ہے اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگِ جان نہ کاٹ دے"۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۶۴)

"ماکان لنبیٍ ان یغلّ۔ میرا نبوت کا دعوےٰ کوئی نہیں یہ آپ کی غلطی ہے کیا یہ ضرور ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرے وہ نبی بھی ہو جائے"۔ (جنگ مقدس صفحہ ۶۷)

"نہ مجھے اور نہ کسی اور انسان کو انبیاء علیہم السلام کے بعد معصوم ہونیکا دعوےٰ ہے"۔ (کرامات الصادقین صفحہ ۵)

اعلان بیعت

میں تقریباً دو سال سے پروفیسر غلام رسول صاحب کے زیر تبلیغ تھا۔ اور ایک سال سے میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد تسلیم کر لئے ہوئے ہیں۔ میں بہت غور و خوض اور گہرے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کا جو مقام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور متعین کرتی ہے وہی صحیح ہے میں انشراح صدر سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں داخل ہوتا ہوں۔ میری استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

میں پہلے ربوہ سے تعلق رکھتا تھا ربوہ جماعت سے علیحدگی کی وجہ سے مجھے ربوہ جماعت سے تعلق رکھنے والے احباب نے مکان سے بھی نکال دیا ہے۔ یہ ان کا فعل اسلام اور مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے منافی ہے۔ جس کا مجھے بہت ہی صدمہ ہوا ہے۔

مستری فقیر محمد۔ چک ۳۵ جنوبی ضلع سرگودھا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۵۸ شمارہ ۱۹

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

برا رحمت ز مشرق رحمت برائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

مدیر: دوست محمد — مدیر معاون: بشیر احمد سوز ایم اے

سالانہ چندہ آٹھ روپے — بیرونی ممالک سے ایک پونڈ — ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ کبھی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

دعوتِ اسلام کا تدریجی طریق

عن ابن عباسؓ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فقال ادعھم الی شھادۃ ان لا الٰہ الّا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذالک فاعلمھم انّ اللہ قد افترض علیھم خمس صلوٰت فی کل یوم ولیلۃ فان اطاعوا لذالک فاعلمھم انّ اللہ افترض علیھم صدقۃ فی اموالھم تؤخذ من اغنیائھم وترد فی فقرائھم۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ انہیں دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں تو اگر وہ اسے مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں ...... بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مالوں میں ان پر خیرات کو فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی۔ اور ان کے محتاجوں کو دی جائے گی۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ دعوت کا تدریجی طریق کہ پہلے اللہ تعالےٰ کی توحید اور رسالت منوائی جائے پھر نماز کے لئے کہا جائے، پھر زکوٰۃ کے لئے، یہی اصل طریق تبلیغ ہے۔ زکوٰۃ کی جو تعریف یہاں آخری فقرہ میں کی ہے وہی زکوٰۃ کی غرض کو بتاتی ہے۔ مالداروں سے لینا اور محتاجوں کو دینا تا کہ دونوں پہلو بہ پہلو ترقی کر کے قوم کی قوت کا موجب بنیں۔

(فضل الباری۔ کتاب الزکوٰۃ)

مَیں نے مجدد ہونے کا دعوےٰ قرآن اور حدیث کی بناء پر کیا ہے

حضرت مجددِ زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنے دعویٰ کے متعلق بیان

میرا یہ دعوےٰ کہ اس صدی پر مَیں تجدید دین کے لئے بھیجا گیا ہوں صاف ہے۔ مَیں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور اس پر ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اس قدر عرصہ تک میری تائیدوں کا ہونا یہ اللہ تعالےٰ کا اتمام اور حجت ہے تم لوگوں پر۔ کیونکہ مَیں نے جو مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ کہ مَیں فسادوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں، حدیث اور قرآن کی بنا پر کیا ہے۔ اب جو لوگ میری تکذیب کریں گے۔ وہ میری نہیں، اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرینگے۔ انکو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہنچتا جب تک وہ میری جگہ دوسرا مصلح پیش نہ کریں۔ کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے۔ کہ مصلح آنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہو چکے ہیں۔ اور قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظت قرآن کے لئے مامور آیا کرتا ہے۔ اور حدیث شریف کہتی ہے کہ صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے۔ پھر ضرورتیں موجود ہیں۔ اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ موجود ہیں۔ ان ضرورتوں اور وعدوں کے مطابق آنے والے کی تکذیب کی طرف دو ہی صورتیں ہیں اوّل یہ کہ کوئی اور مصلح پیش کیا جاوے۔ دوسرا یہ کہ ان وعدوں کی تکذیب کی جائے۔

ملفوظات احمدیہ

اجلاس احمدیہ سمر سکول کمیٹی

احمدیہ سمر سکول کمیٹی کا اجلاس مورخہ ۱۷ مئی ۷۲ء بروز بدھ بوقت ۵ بجے شام بمکان میاں رشید احمد صاحب مستوت ۲۱ گلفشاں۔ گلبرگ ۵ لاہور منعقد ہو رہا ہے ممبران احمدیہ سمر سکول کمیٹی سے اس خصوصی اجلاس میں شرکت کی درخواست ہے۔ خاکسار مبارک احمد (سیکرٹری احمدیہ سمر سکول کمیٹی) ۱۲-۵-۷۲

www.aaiil.org

جناب قاضی کفایت اللہ ایم اے

حضرت مرزا صاحبؑ کی شخصیت اور اس کے اثرات

(۳)

حضرت مرزا صاحبؑ کی شخصیت

اُمتِ محمدیہ میں بے شمار مویدین من اللہ آئے اور تا قیامت آتے رہیں گے۔ یہ اس اُمت کی افضلیت و فضیلت ہے۔ ربانی داعی کا مؤید من اللہ ہونا شرط لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنی اصل غرض کو پُورا نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے لئے عنایت ازلیہ کی نگاہ انتخاب خود بخود اصلح و انفع فرد کا انتخاب کیا کرتی ہے اس کے لئے مدارس اور اُمہات کتب کی تحصیل و تکمیل شرط نہیں۔ شرط صرف عنایت ازلیہ ہے اور عنایت ازلیہ جس کو بھی منتخب کرتی ہے وہ اس کام کے لئے اصلح ترین فرد ہوا کرتا ہے۔ اس دور کی فاتحیت کا منصب حضرت مرزا صاحبؑ کو عنایت ہوا ہے۔ علماء کی مخالفتیں اور عوام کے متشددانہ طرز عمل سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ جس نے بھی اس شجرِ مثمر کو کاٹنے کی کوشش کی وہ خود کٹ گیا۔ جس نے بھی اس القول الثابت کے خلاف باطل دلیلوں سے مقابلے کی کوشش کی اس کی حجت عنداللہ بے بنیاد قرار پائی۔ جس کسی نے بھی اس آسمانی پتھر سے ٹکر لینے کی کوشش کی واقعات کی شہادت شاہد ہے کہ وہ پاش پاش ہو کر رہ گیا۔ جو بھی دعوے الہام لے کر سامنے آیا شہاب ثاقب نے اس کا تعاقب کیا اور فیوضاتِ رحمانیہ اور برکاتِ سماویہ نے مصلحِ ربانی کی ببانگ دہل شہادت دی۔ زمین نے اپنی شہادت کے مخفی خزائن کو اُگل دیا اور آسمان نے ایسی شہادت دی جس کی نظیر اور جس کا عدیل سابق میں دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اور پھر اس مردِ حق نما نے قلوب کی تسخیر اور فتوحات میں وہ کمال حاصل کیا کہ آج بھی ان تسخیر و فتوحات کا سکہ قلوب انسانی پر جاری ہے۔ آج بھی وہ مردِ حق نما نفوس مؤمنین کے قلوب وصدور پر حکمرانی کر رہا ہے۔ آج بھی دعوت اصلاح و ارشاد سے زندہ ہونے والے اپنی زندگیوں کو اس موعود کے بتائے ہوئے نقشِ قدم اور سمجھائے ہوئے راستہ پر قربان و نچھاور کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اس مردِ خود آگاہ نے ان طیورِ ایمانی کو پروازِ آسمانی کا وہ گر سکھایا کہ جس کو سیکھ کر وہ مشرق و مغرب کی حدود و قیود سے بلند تر ہو کر لا شرقیۃ ولا غربیۃ اور للہ المشرق والمغرب کے مصداق بن گئے۔ میں جب اس عبد کاملؑ کے عہد موعودؑ کے کارناموں کو دیکھتا ہوں، جب اس کی تنہائی و غربت کا جائزہ لیتا ہوں تو دل سے صدا اُٹھتی ہے کہ کاش میں اس موعود کی معیت و رفاقت سے فائز المرام ہوا ہوتا لیکن آج میں یہ اپنا ایمانی فریضہ جانتا ہوں کہ موعود کے نصب العین کی طرف انسانیت کو دعوت دوں تا وہ اس کہرام بلا سے نجات پائے جس نے اسے چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی دعوت

حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک مذکر کا فریضہ انجام دیا۔ ملت کو اپنے مقام سے آگاہ کیا۔ مذاہب کو وحدت انسانیت کا سبق دیا۔ مسلمانوں کو حاکمیت کتاب کی طرف بلایا۔ انہیں بتایا کہ تمہاری حیات ملی کا سہارا تمہارا دین ہے اور تمہاری مضبوط رسّی خود تمہارا معبود رحمٰن ہی ہے۔ اپنے نفس امارہ کو مغلوب کر لو، تم خود بخود غالب ہو گے۔ یاد رکھو آج اغیار کے پاس سائنس کی طاقت ہے، مادی وسائل کی کثرت ہے۔ سائنس اور مادی وسائل سے تم انہیں زیر نہیں کر سکتے اور شکست نہیں دے سکتے۔ ہاں اپنے خالق کائنات کو منا لو، اس سے جڑ جاؤ، تمام جہانوں کے مالک کے غلام بن جاؤ، تو جہانوں کی طاقتیں تمہاری غلام بن جائیں گی۔ یہ آسان اور صحیح راستہ ہے، باقی طرق اور سبل سبلِ متفرقہ و متشتتہ ہیں، اور آپ نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ اسلام کی فتوحات کا آغاز قلوب کی تسخیر سے ہوا تھا۔ زندہ خدا کے نمائندہ رسول کی دعوتِ حقہ سے ہوا تھا۔ اسی دعوتِ حقہ کو عام کرو۔ مگر دیکھو آج تمہارے پاس تلوار نہیں ہے اور نہ ہی تلوار کو چلانے والے ہاتھ تمہارے پاس ہیں۔ تمہیں کئی کمزوریاں گھن کی طرح لگ چکی ہیں۔ پہلے ان کمزوریوں سے اپنا تزکیہ و تطہیر کرا لو، اس سے تمہارے کمزور ہاتھوں میں قوت آ جائے گی، قوت سے قدموں کی لغزش دُور ہو گی، جس قدر تمہاری نیتوں میں خلوص و اخلاص آئے گا اسی قدر تم میں قوت و طاقت پیدا ہو گی۔ غرضیکہ اپنے روٹھے ہوئے خدا کو اپنی پاکیزگیٔ کامل سے راضی کر لو۔ اس طرح تمہاری دنیا اور دین خود بخود سدھر جائیں گی۔

آپؑ کی ایک منفرد شان

ملّت اسلامیہ کی تاریخ میں غالباً آپ کا مقام و مرتبہ ایک اعتبار سے منفرد ہے۔ اور اس انفراد سے دوسرے مؤیدین کی تنقیص اور آپ کا غیر ترجیحی ترفع لازم نہیں آتا کیونکہ خدا تعالےٰ کا ہر کام اقتضائے وقت اور مصلحت زمانی و مکانی کے ماتحت ہوا کرتا ہے، حضرت مرزا صاحبؑ نے غیر مذاہب اور منکرین خدا پر کامل اتمام حجت کیا۔ آپ نے روزِ روشن میں پوری قوت و طاقت سے اعلان فرمایا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسولؐ ہیں، اور اسلام نے جس خدا کا تصور پیش کیا ہے نہ صرف وہ تصور حق ہے بلکہ وہ خدا ایک زندہ و غیور خدا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے اسلام پر چل کر اور رسول اکرم صلعم کی متابعت اختیار کر کے خدا کو پا لیا ہے اور خدا کو پانے کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے مجھے اسرارِ ربانیہ، علوم خاصہ اور اظہار علی الغیب سے نوازا ہے۔ اگر تمہیں بھی اپنے اپنے مذاہب کی زندگی پر یقین ہے تو تمہیں زندہ خدا کی قسم ہے کہ تم میرے مقابلہ میں آؤ اور ایک لمحہ کی تاخیر کو روا نہ رکھو تا کہ حق و باطل کی تمیز ہو جائے اور مذاہب کی موت و حیات کا آخری فیصلہ ہو جائے یہ ایک ایسا عملی ثبوت تھا جس کے بعد ہر مذہب کے مدعی پر ہر طرح سے فرض ہو جاتا تھا کہ وہ میدان میں نکلتا کیونکہ اس کا سکوت یا میدان میں عدم مسابقت کا اقدام اس کے باطل ہونے کا عملی ثبوت تھا۔ وہ مردِ خدا ایک لمبے عرصہ تک دن رات یہی اعلان حق کرتا رہا۔ اور اپنے اس اعلانِ حق سے اسلام کی حقانیت اور رسولِ اسلامؐ کی حیاتِ دائمی اور خدا تعالےٰ کی ابدی فیض رسانی پر مُہر تصدیق ثبت کر دی گئی۔ یہ مقام منفرد حضرت صاحبؑ کا وہ خصوصی امتیاز ہے جس سے ان کا نام کام اور مقام انہیں تجدید و احیاء اسلام کی فہرست میں اعظم و اکبر بنا دیتا ہے اور اس سے وہ اپنے ہم نفسوں میں ایک خصوصی فرق سے ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں، صرف اسی پہلو سے اگر دیکھا جائے تو آپؑ کا صرف یہی کام جملہ سلسلہ وحی و الہام کی صداقت و حقانیت کا الٰہی ثبوت نظر آتا ہے، اس سے جملہ انبیاءؑ کی تصدیق ہوتی ہے، اور سلسلہ وحی و الہام متحقق و مبرہن ہو کر سامنے آتا ہے۔

آپؑ کامل اور عارف اہلِ قرآن تھے۔

جب میں حضرت مرزا صاحبؑ کی شخصیت کو دیکھتا ہوں تو میری زبان سے لاشعوری طور پر یہ کلمات نکل آتے ہیں، خدائے اعظم و اکبر کی تمجید و تقدیس ہو جس نے اپنی تجلیاتِ ازلیہ میں سے ایک عظیم الشان تجلی سے ارضِ ہند کو نوازا اور قادیان میں اپنے نورِ تجلی کو نازل فرما کر ساکنانِ ہند پر ایک معنوی احسان کیا۔ میں ارض ہند پر خدا تعالےٰ کے احسانات کی اس عظیم برکت کی ناقدری کر کے ناشکرا نہیں بننا چاہتا۔ خدا تعالےٰ کی اس تجلی نور نے نورِ قرآن ظلمات سے نکالا اسے اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیا اور فرمایا کہ دوسروں کو کسی اور قمر پر ناز ہو تو ہو، ہمیں تو اسی قمرِ قرآن اور سراج منیر پر ناز ہے۔ ہمارا تو یہی فریضہ ہے کہ ہم اس قبلۂ خداوندی پر فریفتہ ہو کر اسی کے طوافِ صدق بجا لائیں۔ آپ نے ارض ہند میں پہلی دفعہ حاکمیت قرآن کا اعلان فرمایا اور جب

باقی ص۵

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۶۲ء

قادیانی عقیدہ میں مسلمان کی تعریف

ماہنامہ "الفرقان" میں جو ربوہ سے مولوی ابوالعطاء جالندھری کی ادارت میں شائع ہوتا ہے "اسلامی حکومت اور مسلمان کی تعریف" کے زیرِ عنوان ایک اداریہ شائع ہوا ہے، جس میں قرآن شریف، احادیث نبویہ اور آئمہ اسلام کے بیانات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ "جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے"۔ یہ مضمون جو قادیانی عقیدہ نبوت تکفیر مسلمین کی نفی کرنے والا ہے ذیل میں اس غرض سے نقل کیا جاتا ہے کہ قارئین پیغام صلح کو یہ معلوم ہو جائے کہ قادیانی جماعت اپنے مخصوص عقائد سے کس طرح آہستہ آہستہ قدم پیچھے ہٹا رہی ہے، اداریہ مذکور میں سبھی فرقوں کے باہمی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:—

"مسلمانوں میں بھی متعدد فرقے ہیں۔ عام علماء نے اپنی نفسانی خواہش کی آڑ میں ہر دوسرے فرقہ کو غیر مسلمان اور ملت سے خارج قرار دے کر ظلم کیا ہے، حالانکہ اسلام ایسے کامل اور دینِ فطرت مذہب نے کسی امر کو مبہم نہیں رہنے دیا۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملہ کی پوری وضاحت فرما دی ہے۔"

"قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے رُو سے حقیقی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے سارے حکموں کو ماننے والا اور کلیتہً اللہ تعالےٰ کے آگے گردن جھکا دینے والا ہے۔ اس امر کا فیصلہ صرف اللہ تعالےٰ ہی فرماتا ہے کہ ان معنوں میں حقیقی مسلمان کون ہے کیونکہ وہی دلوں اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔"

"اس حقیقت کے باوجود اسلام نے کسی شخص کے مسلمان قرار دیئے جانے کے لئے ایک مشترکہ بنیاد بھی مقرر فرما دی ہے۔ اسی مشترکہ بنیاد پر عام انسان اور مسلم حکومتیں آئینی طور پر کسی کو مسلمان قرار دینے کی پابند ہیں۔"

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:—

"الاسلام فی الشرع علےٰ ضربین احدھما دون الایمان وھو اعتراف باللسان وبہ یحقن الدماء حصل معہ الاعتقاد اولم یحصل وایاہ قصد بقولہ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا والثانی فوق الایمان وھو ان یکون مع الاعتراف اعتقادٌ بالقلب ووفاء بالفعل واستسلام للہ فی جمیع ما قضیٰ وقدّر کما ذکر عن ابراھیم علیہ السلام فی قولہ اذ قال لہٗ ربّہٗ اَسْلِم قال اسلمت لربّ العٰلمین وقولہٗ تعالیٰ اِنّ الدین عند اللہ الاسلام . . . وقولہ توفّنی مسلماً ای اجعلنی ممن استسلم لربّ العٰلمین۔"

(مفردات امام راغب صفحہ ۲۴۰)

یعنی اسلام دینِ محمدیؐ کی رُو سے دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک اسلام ایمان سے نیچے ہوتا ہے اور وہ زبان سے اعتراف کرنا اور کلمہ پڑھنا اور جان کی حفاظت اتنے سے ہی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ اعتقاد کی صحت کا کوئی سوال نہیں ہوتا قرآن کریم کی یہ جو آیت ہے کہ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا اس سے اسی طرح کے اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اور دوسرا اسلام وہ ہوتا ہے جو ایمان سے اوپر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زبان سے کلمہ پڑھنے کے علاوہ دل سے بھی اس کا اعتقاد ہو اور عملاً بھی ایسا شخص وفاداری کا اظہار کرے اور خدا تعالےٰ کی تمام قضاؤں کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دے۔ اسی قسم کے اسلام کی طرف حضرت ابراہیمؑ کے اس ذکر میں اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے ان سے کہا کہ تو اسلام لا۔ تو انہوں نے کہا میں ربّ العالمین خدا کے لئے ایمان لاتا ہوں۔ اور اسی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ دین اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اسی طرف اشارہ ہے اس دعا میں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کی کہ الٰہی مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔"

"حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدّث دہلوی احادیثِ نبویہ کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں:—

"وجعل الایمان علی ضربین احدھما الایمان الذی یدور علیہ احکام الدنیا من عصمۃ الدماء والاموال وضبطہٗ باُمور ظاھرۃ فی الانقیاد . . . . وثانیھما الایمان الذی یدور علیہ احکام الاخرۃ من النجات والفوز بالدرجات وھو متناول لکلّ اعتقاد حق وعمل مرضی وملکۃ فاضلۃ وھو یزید وینقص۔" (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ ابواب الایمان)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دو قسمیں مقرر فرمائی ہیں (۱) ایک وہ ایمان ہے جس پر احکام دنیا یعنی جان و مال کی حفاظت کا دار و مدار ہے۔ اس قسم ایمان کو حضورؐ نے ظاہری امور میں اطاعت سے وابستہ ٹھہرایا ہے (۲) ایمان کی دوسری قسم وہ ہے جس پر آخرت کے احکام جاری ہوتے ہیں یعنی وہ شخص جنتی قرار پاتا ہے اور درجہ پانے والا ٹھہرتا ہے۔ یہ ایمان عقیدۂ صحیحہ، عمل پسندیدہ اور اعلےٰ قابلیت پر حاوی ہے یہ ایمان کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔"

اسی شرعی تفصیل کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت امام غزالیؒ اپنی مشہور تصنیف احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا شخص بہر حال مسلمان قرار دیا جائے گا اور آئمہ اور حکام کو اسے مسلمان ہی قرار دینا چاہیئے کیونکہ:—

ان قلبہ لا یطّلع علیہ۔ وعلینا ان نظن بہ انّہ ما قالہ بلسانہ الا وھو منطوٍ علیہ فی قلبہ۔" (احیاء العلوم جلد اوّل)

اس شخص کے دل کی حالت کا علم نہیں ہو سکتا اور ہمارا فرض ہے کہ اس کے متعلق یہی خیال رکھیں کہ جو کچھ اس نے زبان سے کہا ہے وہی اس کے دل میں ہے لہذا اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔

پس اسلام کی مشترک اساس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ہے۔ احکام کی ظاہری اطاعت اس کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اسلامی حکومت کے آئین میں مسلمان کی یہی تعریف ہوگی کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ جناب مولانا محمد علی صاحب جوہر رئیس الاحرار نے خوب لکھا ہے:—

"مرتد کی تعریف یہ ہے کہ جو اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے دینِ اسلام کو چھوڑ دیا۔ کسی دوسرے شخص یا جماعت کو یہ حق نہیں کہ کسی ایسے شخص کو وہ مرتد یا کافر قرار دے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ قرآن میں تو یہاں تک ہے کہ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمناً جو تم کو سلام کرے اس سے یہ مت کہو کہ تو مؤمن نہیں۔

"اگر قصورِ فہم و تاویلات بعیدہ کی بناء پر کفر و ارتداد کے فتوے نکلنے اور احکام جاری ہونے لگیں گے تو کوئی فرقہ بھی کفر و ارتداد کی زد سے نہیں بچ سکتا۔" (ہمدرد دہلی ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء) واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین ٭

پیغام صلح: ہمیں خوشی ہے کہ مولوی ابوالعطاء صاحب نے "مسلمان کی تعریف" معین کرنے کے لئے صحیح قدم اٹھایا ہے جو امید ہے موجودہ خلیفہ صاحب ربوہ کے خیالات کے منافی نہیں ہوگا اس کے ساتھ ہی اگر اس بات کی بھی تصریح کر دی جائے کہ صرف اسلامی حکومت کے آئین میں ہی نہیں جماعت ربوہ کے اعتقاد میں بھی مسلمان کی یہی تعریف ہے جو اس اداریہ میں درج ہے، اور اس بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کو ایسا نبی ماننا کہ جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہو، جیسا کہ سابق خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کا اعتقاد تھا، صحیح نہیں، کیا ہم امید کریں کہ مولوی ابوالعطاء صاحب موجودہ خلیفہ صاحب ربوہ کی ان تصریحات کی تصدیق کے ساتھ

www.aaiil.org

زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی شاہکار ہے

قرآن کریم کی تعلیمات اہلِ علم کو اپیل کرتی ہیں اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ وہ حق و حکمت پر مبنی ہیں۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ مئی ۱۹۸۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامعہ احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للّٰہ الذی لہٗ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ولہٗ الحمد فی الاٰخرۃ وھو الحکیم الخبیر——
ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھوالحق۔ ویھدی الی صراط العزیز الحمید۔

——(السبا ۳۴: ۱تا۶)——

یہ سورۃ السبا کی ابتدائی آیات ہیں۔ ان میں اللہ تبارک و تعالےٰ کی قدرت، وسیع محیط علم اور اس کے احسانات و کمالات کا ذکر ہے۔ فرمایا حمد وثنا اللہ تعالےٰ کے لئے ہے کہ وہ زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ اس کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالےٰ نے پیدا نہ کی ہو۔ فرمایا لہٗ مافی السمٰوٰت وما فی الارض۔ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے، وہ سب اس کی ملکیت ہے اور اس کے تصرف میں ہے۔ ولہٗ الحمد فی الاٰخرۃ۔ آخرت میں بھی وہی ستائش کا مستحق ہے۔

آسمان کی وسعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ سورج زمین سے ۹ کروڑ میل دور ہے۔ اس لئے یہ چھوٹا سا قرص معلوم ہوتا ہے۔ سورج کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ یورپ میں تو سردی کی وجہ سے اکثر اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ بادل برف کا تودہ بن کر گرتا ہے، انسان دب کر مرجاتے ہیں۔ چنانچہ یورپ کے لوگ کمروں کو لکڑی، کوئلوں اور بجلی سے گرم رکھتے ہیں۔ یہ آگ بھی سورج کی رہین منت ہے۔ دنیا کی ہر شئے سورج کی محتاج ہے، چرند ہوں، پرند ہوں، نباتات ہوں سب کی زندگی سورج سے وابستہ ہے۔

پس اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان آیات میں اپنی قدرت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اپنے احسانات انسان کے سامنے رکھے ہیں۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان نہیں جو اس علمی ترقی کے زمانہ میں گلاب کی ایک پنکھڑی بنا سکے۔ رہی اس کی خوشبو جسے کوئی بڑے سے بڑا علم و عقل رکھنے والا انسان تیار نہیں کر سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت و طاقت کا ایک ادنےٰ نمونہ ہے شہد کو دیکھئے، کوئی کیمسٹ، کوئی سائنسدان وہ شہد نہیں بنا سکتا جو شہد کی مکھی پیدا کرتی ہے۔ اس سے آپ یقین کر سکتے ہیں کہ ولہٗ الحمد فی الاٰخرۃ۔ آخرکار بھی اللہ تعالےٰ ہی حمد وثنا کے لائق ہے۔ وھوالحکیم الخبیر۔ اس کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو حکمت پر مبنی نہ ہو۔ شہد کی مکھی ایک طرف شہد بناتی ہے، دوسری طرف اس کے اندر زہر ہے، شہد لوگوں کے لئے شفا کا موجب ہے اور زہر موجب نقصان ہے۔ اس مکھی کے چھتے کو چھیڑا جائے تو وہ اسے ڈنک مار کر اس کا منہ ایسا سُوجا دیتی ہیں کہ انسان کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ مکھی پھولوں پر بیٹھ کر کوئی رس اور خوشبو لیتی ہیں اور چھتے میں لاکر جمع کرتی ہیں۔ پھر اس پر بیٹھ کر وہ عمل کرتی ہیں جو خدا تعالےٰ نے انہیں سکھایا ہے۔ اس سے خدا تعالےٰ کی حکمت اور قدرت کا پتہ لگتا ہے۔

فرمایا یعلم مایلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس پر چڑھتا ہے۔ اپنی زمین کو دیکھو تم اس — اندر دانہ پھینکتے ہو یا گٹھلی زمین میں دباتے ہو، تو ایک دانے سے ستر دانے بن جاتے ہیں اور ایک گٹھلی سے سایہ دار اور پھل دار درخت بن جاتا ہے، اور یہ سب کچھ اس مٹی سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمین کے اندر کیا کیا خاصیت رکھدی ہے۔ جہاں سے سونا، چاندی اور دوسری دھاتیں نکلتی ہیں وہاں طرح طرح کے غلہ جات اور پھل پھول اُگتے ہیں۔ یہ انسان کا روزمرّہ کا مشاہدہ ہے جس سے اللہ تعالےٰ کے علم اور قدرت کا پتہ لگتا ہے۔

اگر اللہ تعالےٰ نے مادی ربوبیت کے سامان پیدا کر رکھے ہیں تو اس نے آسمان سے روحانی بارش کے سامان بھی مہیا کئے ہیں چنانچہ بنی نوع انسان کی روحانی زندگی کے قیام کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس قسم کا وعظ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مرنے والوں کے اعمال کا محاسبہ کرے گا تو لوگوں نے قیامت کا انکار کر دیا۔ قال الذین کفروا لاتاتینا الساعۃ کفار نے کہہ دیا کہ کوئی قیامت نہیں آئے گی۔ آج بھی بے شمار لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں، یورپ میں تو یہ یقین ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانی جسم فانی ہے لیکن اس کی رُوح فانی نہیں ہے، جسم زمین میں سے ہے اس لئے یہ پیوست زمین ہو جاتا ہے اور روح آسمان سے ہے وہ آسمان کی طرف چلی جاتی ہے اور وہ مرتی نہیں۔ پس چاہیئے کہ روح کی بالیدگی اور پرورش کا سامان کیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ کتاب اللہ پر عمل کیا جائے۔ اور آخرت کے لئے اپنی زندگی کو سنوارا جائے اگر آخرت کے لئے تیاری نہیں تو اپنا تم بہت بڑا نقصان کر رہے ہو۔ تم کائنات کے مشاہدے اور خدا تعالےٰ کی عظمت و قدرت کو دیکھ کر بھی ناشکرے ہو، خدا کو نہیں مانتے۔ کہتے ہو کہ قیامت کچھ نہیں۔ فرمایا قل بلیٰ وربّی لتاتینّکم کہدو کہ قیامت ضرور بہ ضرور آئے گی۔ اور تمہارے اعمال کا محاسبہ ضرور ہوگا۔ عالم الغیب اللہ تعالےٰ غیب کی باتوں کو جانتا ہے لایعزب عنہ مثقال ذرّۃ فی السمٰوٰت ولافی الارض ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الّا فی کتٰب مبین، زمین اور آسمان میں ایک ذرہ برابر بلکہ اس سے بھی چھوٹی یا اس سے بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس سے پوشیدہ ہو، ہر چیز اس کے علم کی کتاب میں موجود ہے۔ چونکہ وہ ہر چیز کا خالق و موجد ہے اس لئے ہر چیز کا علم بھی رکھتا ہے۔ لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔ تمہاری زندگی کا نتیجہ پیدا ہونے والا ہے۔ جو عمل صالحہ رکھتے ہیں اُولٰئک لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ ان کو اعلےٰ درجہ کی زندگی ملے گی، اللہ تعالےٰ انکی مغفرت فرمائے گا اور انہیں عزت والا رزق دے گا۔ مبارک ہے وہ جس کو عزت والا رزق ملتا ہے، اگرچہ وہ غریب ہے۔ اس کے پاس مکان نہیں ہے۔ لیکن وہ حلال طیب روٹی کھاتا ہے تو اسے نور حاصل ہوگیا۔ لیکن جو لوگ اپنی ذہانت پر نازاں ہیں اور ایسی چالاکی کرتے ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ فرشتوں کو بھی پتہ نہیں لگ سکتا اللہ تعالےٰ ان کی چالاکی کو جانتا ہے۔

اور فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربّک ھوالحق۔ اہلِ علم دیکھیں گے کہ یہ جو کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے وہ حق و حکمت پر مبنی ہے اور کوئی اہل علم اس کے بیان کو جھٹلا نہیں سکے گا۔

جماعت کے مبلغین نے تجربہ کیا ہے کہ جرمنی اور یورپ کے لوگوں نے اسلام کی تعلیمات سن کر اور سمجھ کر اس کو برحق تسلیم کیا ہے اور اس آیت شریفہ میں کس قدر خوشخبری ہے کہ اہلِ علم اس کو حق پائیں گے اور یہ مسلمانوں کے لئے موجب عزو شرف ہے۔ پڑھے لکھے لوگ اب صلیب مسیحؑ پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ خیال کرتے ہیں جو مصلوب ہوا وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسےٰ کا جو نقشہ انجیل میں لکھا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ گورنمنٹ کے آدمی انہیں پکڑنے کے لئے آئے تو ان کے حواری بھاگ نکلے اور حضرت مسیحؑ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو دیکھئے کہ اپنی جان پر کھیلتے ہیں اور مشکل ترین حالات میں آپؐ کا ساتھ دیتے ہیں اور کسی طرح آپؐ کو گزند نہیں پہنچنے دیتے یہ اسلام کی صداقت کا نشان ہے اور

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

www.aaiil.org

غلام نبی مسلم ایم اے

آیۂ "قُلِ العفو" کا مفہوم

زمانے کے حالات و تقاضوں سے متاثر ہو کر اکثر اوقات مختلف ادوار کے اہلِ دل حضرات نے کوشش کی ہے کہ وہ قرآن کو زمانے کا ہم آہنگ بنائیں اور معذرت خواہانہ انداز میں قرآن کی تفسیر و تاویل کر کے کم علم ہم مذہبوں کو حلقہ دین میں رکھنے کی سعی فرمائی۔ ہمارے زمانے کے مفکر اسلام نے اشتراکیت سے متاثر ہو کر قرآن پاک کی آیہ یسئلونک ماذا ینفقون قُلِ العفو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ۔

با مسلمان گفت جاں بر کف بنہ
ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ

مغربی علوم اور اشتراکی فلسفہ سے اکثر علماء و اکابر ملت مرعوب ہوئے لیکن سائنسی انکشافات اور فلسفیانہ نظریات سے سب سے زیادہ سر سید علیہ الرحمۃ متاثر ہوئے اور آپ نے قرآنی تعلیمات کو سائنس کے مطابق ثابت کرنے کے لئے سرتوڑ سعی فرمائی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال مرحوم اشتراکیت سے متاثر ہوئے اور اشتراکیت کے خدا دشمن بانی کارل مارکس کے متعلق فرمایا :۔

صاحبِ سرمایہ از نسلِ خلیل
یعنی آں پیغمبرِ بے جبرئیل

کارل مارکس کے اشتراکی نظریہ کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ نجی ملکیت کو ختم کر دیا جائے زمینوں اور دولت اور وسائل دولت پر حکومت کا قبضہ ہو۔ لیکن آپ مارکس کے تصور دہریت اور اسلام دشمنی کو قبول نہ کر سکے، اس لئے آپ نے اس کے معاشی نظام کو تسلیم کر کے قرآن حکیم کے الفاظ الارض للہ سے تو ثابت کیا زمین حکومت کی ملکیت ہے۔ اور اسے افراد کے تسلط و تصرف سے نکال کر حکومت کی ملکیت قرار دینا ضروری ہے۔ نیز "قل العفو" سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لوگوں کے پاس حاجت سے زیادہ، جس قدر مال و دولت ہے وہ حکومت کو ان سے زبردستی قبضہ میں لے لینا چاہیئے۔ علامہ مرحوم کے اس تصور کو جناب غلام احمد پرویز "بانی تحریک طلوعِ اسلام" نے دین کی شکل دے دی اور ان کی اتباع تقلید میں مسلمانوں کے ایک طبقہ نے اسے عین اسلام سمجھ لیا۔

ہمارے ملک کے اشتراکیوں نے علامہ اقبالؒ کے اس نظریہ کو مسلمانوں میں پروپیگنڈا کے لئے مفید جان کر اُبھارا اور کلامِ اقبال میں سے اپنے مفید مطلب درج ذیل اشعار کو نعرہ قرار دے لیا۔

اُٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تری منتظر روزِ مکافات

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا ہے یہ پیامِ کائنات
اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اگر قرآن کی زیر نظر آیات سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ حکومت دولت اور زمین پر قبضہ کر لے تو وہ "لا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً" کی رُو سے حکومت بطریق احسن سب اموال پر قبضہ کر سکتی ہے کیونکہ دولت مندوں اور غریبوں ہر دو نے عیاشی، لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی اور اپنی سفاہت اور حماقت کی بناء پر حکومت کو چاہیئے کہ انہیں تمام اموال سے محروم کر دے۔ جیسا کہ نابالغی، جنون اور عیاشی کی وجہ سے حکومت کسی شخص کے مال کی حفاظت کے لئے محافظ کمیٹی مقرر کر دیتی ہے یا ماں بچے کے ہاتھ سے چھری چھین لیتی ہے اشتراکیوں نے ایک ہوشیاری ضرور کی، کہ جہاں علامہ اقبال کے سرمایہ اور محنت کی کشمکش سے متعلق اشعار و افکار کو اپنا لیا، وہاں لوگوں کو اقبال سے متنفر کیا، انہیں رجعت پسند قرار دیا اور قرآن سے اخذ کردہ نتائج کو نظر انداز کیا، تا کہ مسلمان محنت کش قرآن کی طرف راغب نہ ہوں، تاہم بعض مسلمان کہلانے والوں نے ان آیات کے جدید مفہوم کو اپنا لیا اور " اگر پدر نتواند کرد پسر تمام کند کے مصداق کارل مارکس کی رُوح کو ثواب پہنچایا ہے۔

آیت کا مفہوم

جہاں تک الارض للہ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ حکومت زمینوں پر بلا معاوضہ قبضہ کر کے جسے چاہے بخش سکتی ہے، اس پر ایک الگ مضمون میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو عنقریب ہی چھپ جائے گا۔ اس وقت قرآن حکیم کے لفظ "العفو" کے مفہوم پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ تا کہ قرآن کریم کے نادان دوستوں کی ستم ظریفی دنیا پر عیاں ہو جائے اور قرآن حکیم نئی تحریف سے بچ جائے

قرآن کی زیر نظر آیت

سورۂ بقرہ میں موجود ہے۔ یہ مدنی آیت ہے۔ اس سورت میں قربانی، حج اور زکوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ میراث کا ذکر ہے۔ وصیت کا ارشاد ہے۔ راہ خدا میں فراخ دلی سے مال صرف کرنے کی ترغیب ہے، اور یہ تمام احکام اسی امر کے متقاضی ہیں کہ لوگوں کے پاس ہمیشہ دولت موجود ہو، زکوٰۃ کے لئے کم از کم ایک سال تک تو ضرورت سے زائد مال جمع رہنا چاہیئے۔ پھر وصیت کے لئے مرتے وقت کثیر مال درکار ہے۔ کیونکہ وصیت "خیر کثیر" پر ہے جو ہزاروں سے کم نہ ہو۔ اسی طرح حج، خیرات، وراثت حق مہر وغیرہ امور گھر میں کافی فالتو سرمایہ کے متقاضی ہیں۔ اگر اس آیت کا مفہوم یہ ہوتا کہ لوگوں کے پاس حاجت سے زیادہ مال جمع نہ ہونے دیا جائے اور حکومت کے قبضہ میں رہے تو پھر اس صورت میں زکوٰۃ، میراث، وصیت یا انفاق فی سبیل اللہ، حج، صدقات کے احکام باطل، منسوخ اور بے معنی ٹھہرتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کا ایمان خطرے میں ہے جو اس مفہوم پر ایمان رکھتے ہیں مگر ان کے ہزاروں، لاکھوں روپے بنکوں میں جمع ہیں۔ بصورت دیگر اس آیت کا مفہوم غلط سمجھ لیا گیا ہے۔

سنّت نبویؐ

اگر اس بات کا یہی مفہوم ہے جو بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے تو پھر اس پر شارعِ اسلامؐ نے ضرور عمل فرمایا ہوگا۔ لیکن آپؐ کی تمام زندگی میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپؐ نے اس مفہوم کے ماتحت لوگوں کی "ضرورت سے زیادہ" دولت پر قبضہ کر کے بیت المال میں جمع کیا ہو یا دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہو۔ مسلمان زکوٰۃ، میراث، صدقات اور رفاہِ عامہ کے دیگر امور پر انشراحِ صدر سے عمل کرتے تھے لیکن ان سے کبھی جبراً یہ زاید دولت نہ لی گئی۔ اور جب کبھی آنحضرت صلعم کو دولت کی ضرورت ہوتی تو آپؐ قوم کو دعوت دیتے اور ہر شخص حسبِ توفیق و رضا اس میں حصہ لیتا، اور اس کے بعد بھی آپؐ کی حیات طیبہ میں ایسے ایسے کئی ایک مومن تھے جو لاکھوں روپے کے مالک تھے، اور العفو کا مفہوم سمجھنے کے باوجود نہ حضورؐ نے ان کی دولت پر قبضہ کیا اور نہ ہی انہوں نے اس آیت کو سمجھنے کے باوجود اپنی فاضل دولت بیت المال میں جمع کرا دی، ورنہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ذوالنورین عثمان غنیؓ دس ہزار جنگی مجاہدوں کی جنگی ضروریات کی کفالت نہ کر سکتے۔ پھر آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد صحابہؓ، تابعینؒ، علمائے ملت، آئمہ اسلام اور اُمت نے گزشتہ چودہ سو سال میں یہ نکتہ نہ سمجھا اور قرآن کریم کے خلاف عمل کرتے رہے اور آج ہمارے زمانے میں بعض اہلِ فکر و نظر پر یہ عقدہ کھلا کہ جن کی داد دیتے ہوئے ہم علامہ اقبال کے الفاظ میں ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں ؎

زمن بر صوفی و مُلّا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند ما را
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفےٰؐ را

دعوتِ فکر

اب قرآن کی آیت ویسئلونک

غلام نبی مسلم ایم اے

آیۂ "قُلِ العَفْو" کا مفہوم

زمانے کے حالات و تقاضوں سے متاثر ہو کر اکثر اوقات مختلف ادوار کے اہلِ دل حضرات نے کوشش کی ہے کہ وہ قرآن کو زمانے کا ہم آہنگ بنائیں اور معذرت خواہانہ انداز میں قرآن کی تفسیر و تاویل کر کے کم علم ہم مذہبوں کو حلقہ دین میں رکھنے کی سعی فرمائی۔ ہمارے زمانے کے مفکرِ اسلام نے اشتراکیت سے متاثر ہو کر قرآن پاک کی آیہ یسئلونک ماذا ینفقون قُلِ العفو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ـ

با مسلمان گفت جاں بر کف بنہ
ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ

مغربی علوم اور اشتراکی فلسفہ سے اکثر علماء و اکابرِ ملت مرعوب ہوئے لیکن سائنسی انکشافات اور فلسفیانہ نظریات سے سب سے زیادہ سرسید علیہ الرحمۃ متاثر ہوئے اور آپ نے قرآنی تعلیمات کو سائنس کے مطابق ثابت کرنے کے لئے سرتوڑ سعی فرمائی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال مرحوم اشتراکیت سے متاثر ہوئے اور اشتراکیت کے خدا دشمن بانی کارل مارکس کے متعلق فرمایا :—

صاحبِ سرمایہ از نسلِ خلیل
یعنی آں پیغمبرِ بے جبرئیل

کارل مارکس کے اشتراکی نظریہ کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ نجی ملکیت کو ختم کر دیا جائے زمینوں اور دولت اور وسائلِ دولت پر حکومت کا قبضہ ہو۔ لیکن آپ مارکس کے تصورِ دہریت اور اسلام دشمنی کو قبول نہ کر سکے، اس لئے آپ نے اس کے معاشی نظام کو تسلیم کر کے قرآن حکیم کے الفاظ الارض للہ سے تو ثابت کیا کہ زمین حکومت کی ملکیت ہے۔ اور اسے افراد کے تسلط و تصرف سے نکال کر حکومت کی ملکیت قرار دینا ضروری ہے۔ نیز "قل العفو" سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لوگوں کے پاس حاجت سے زیادہ، جس قدر مال و دولت ہے وہ حکومت کو ان سے زبردستی قبضہ میں لے لینا چاہیئے۔ علامہ مرحوم کے اس تصور کو جناب غلام احمد پرویز "بانی تحریک طلوع اسلام" نے دین کی شکل دے دی اور ان کے اندھا تقلید میں مسلمانوں کے ایک طبقہ نے اسے قرآن اسلام سمجھ لیا۔

ہمارے ملک کے اشتراکیوں نے علامہ اقبال کے اس نظریہ کو مسلمانوں میں پروپیگنڈا کے لئے مفید جان کر اُبھارا اور کلامِ اقبال میں سے اپنے مفیدِ مطلب درج ذیل اشعار کو نعرہ قرار دے لیا۔

اُٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا ہے یہ پیامِ کائنات
اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اگر قرآن کی زیرِ نظر آیات سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ حکومت دولت اور زمین پر قبضہ کر لے تو وہ "لا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما" کی رُو سے حکومت بطریقِ احسن سب اموال پر قبضہ کر سکتی ہے کیونکہ دولت مندوں اور غریبوں ہر دو نے عیاشی، لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی اور اکثر سفاہت اور حماقت کی بنا پر حکومت کو چاہیئے کہ انہیں تمام اموال سے محروم کر دے۔ جیسا کہ نابالغی، جنون اور عیاشی کی وجہ سے حکومت کسی شخص کے مال کی حفاظت کے لئے محافظ کمیٹی مقرر کر دیتی ہے یا ماں بچے کے ہاتھ سے چھری چھین لیتی ہے اشتراکیوں نے ایک ہوشیاری ضرور کی، کہ جہاں علامہ اقبال کے سرمایہ اور محنت کی کشمکش سے متعلق اشعار و افکار کو اپنا لیا، وہاں دلوں کو اقبال سے متنفر کر کے انہیں رجعت پسند قرار دیا اور قرآن سے اخذ کردہ نتائج کو نظر انداز کیا، تاکہ مسلمان کہیں قرآن کی طرف راغب نہ ہوں۔ تاہم بعض مسلمان کہلانے والوں نے ان آیات کے جدید مفہوم کو اپنا لیا اور "اگر پدر نتواند کرد پسر تمام کند" کے مصداق کارل مارکس کی روح کو خراجِ تحسین بخشا ہے۔

آیت کا مفہوم

جہاں تک الارض للہ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ حکومت زمینوں پر بلا معاوضہ قبضہ کر کے جسے چاہے بخش سکتی ہے، اس پر ایک الگ مضمون میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو عنقریب ہی چھپ جائے گا۔ اس وقت قرآن حکیم کے لفظ "العفو" کے مفہوم پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ تاکہ قرآن کریم کے نادان دوستوں کی ستم ظریفی دنیا پر عیاں ہو جائے اور قرآن حکیم تحریف سے بچ جائے۔

قرآن کی زیرِ نظر آیت

سورۃ بقرہ میں موجود ہے۔ یہ مدنی آیت ہے۔ اس سورت میں قربانی، حج اور زکوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ میراث کا ذکر ہے۔ وصیت کا ارشاد ہے۔ راہِ خدا میں فراخ دلی سے مال صرف کرنے کی ترغیب ہے، اور یہ تمام احکام اسی امر کے متقاضی ہیں کہ لوگوں کے پاس ہمیشہ دولت موجود ہو، زکوٰۃ کے لئے کم از کم ایک سال تک تو ضرورت سے زائد مال جمع رہنا چاہیئے۔ پھر وصیت کے لئے مرتے وقت کثیر مال درکار ہے۔ کیونکہ وصیت "خیرِ کثیر" پر ہے جو ہزاروں سے کم نہ ہو۔ اسی طرح حج، خیرات، وراثت، حقِ مہر وغیرہ امور گھر میں کافی فالتو سرمایہ کے متقاضی ہیں۔ اگر اس آیت کا مفہوم یہ ہوتا کہ لوگوں کے پاس حاجت سے زیادہ مال جمع نہ ہونے دیا جائے اور حکومت کے قبضہ میں رہے تو پھر اس صورت میں زکوٰۃ، میراث، وصیت یا انفاق فی سبیل اللہ، حج، صدقات کے احکام باطل، منسوخ اور بے معنی ٹھہرتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کا ایمان خطرے میں ہے جو اس مفہوم پر ایمان رکھتے ہیں مگر ان کے ہزاروں لاکھوں روپے بنکوں میں جمع ہیں۔ بصورت دیگر اس آیت کا مفہوم غلط سمجھ لیا گیا ہے۔

سنت نبوی

اگر اس بات کا یہی مفہوم ہے جو بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے تو پھر اس پر شارعِ اسلام نے ضرور عمل فرمایا ہوگا۔ لیکن آپؐ کی تمام زندگی میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپؐ نے اس مفہوم کے ماتحت لوگوں کی "ضرورت سے زیادہ" دولت پر قبضہ کر کے بیت المال میں جمع کیا ہو یا دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہو۔ مسلمان زکوٰۃ، میراث، صدقات اور رفاہِ عامہ کے دیگر امور پر انشراحِ صدر سے عمل کرتے تھے لیکن ان سے کبھی جبراً یہ زائد دولت نہ لی گئی۔ اور جب کبھی آنحضرت صلعم کو دولت کی ضرورت ہوتی تو آپؐ قوم کو دعوت دیتے اور ہر شخص حسبِ توفیق و رضا اس میں حصہ لیتا، اور اس کے بعد بھی آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ایسے ایسے کئی ایک مومن تھے جو لاکھوں روپے کے مالک تھے، اور العفو کا مفہوم سمجھنے کے باوجود نہ حضورؐ نے ان کی دولت پر قبضہ کیا اور نہ ہی انہوں نے اس آیت کو سمجھنے کے باوجود اپنی فاضل دولت بیت المال میں جمع کرا دی، ورنہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ذوالنورین عثمان غنیؓ دس ہزار جنگی مجاہدوں کی جنگی ضروریات کی کفالت نہ کر سکتے۔ پھر آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد صحابہؓ، تابعینؒ، علمائے ملت، آئمہ اسلام اور اُمت نے گزشتہ چودہ سو سال میں یہ نکتہ نہ سمجھا اور قرآن کریم کے خلاف عمل کرتے رہے اور آج ہمارے زمانے میں بعض اہلِ فکر و نظر پر یہ عقدہ کھلا۔ جن کی داد دیتے ہوئے ہم علامہ اقبال کے الفاظ میں ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں ؎

ز من بر صوفی و مُلّا سلامے
کہ پیغامِ خدا گفتند ما را
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفےٰؐ را

دعوتِ فکر

اب قرآن کی آیت ویسئلونک

ماذا ینفقون قل العفو کے معنوں پر غور کیجئے۔ اس آیت کے لفظی ترجمہ پر غور کیجئے۔ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

" اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ کہو جو کچھ (حاجت سے) بڑھ کر ہے۔" (بیان القرآن)

مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں ترجمہ کرتے ہیں :-

" اور تم سے پوچھتے ہیں (راہ حق میں خرچ کریں تو) کیا خرچ کریں؟ ان سے کہدو جس قدر تمہاری ضروریات معیشت سے فاضل ہو۔"

ان ہر دو مفسرین قرآن کی وضاحت اور صحابہ کرامؓ کی تصریحات پیش کرنے سے پہلے اس امر کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے "فاضل مال" کی تقسیم کا حکم نہیں دیا، کیونکہ زاید از ضرورت مال کی تقسیم کے احکام تو دوسری آیات میں موجود تھے۔ اور اگر اس وقت کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انفاق مال کے سلسلہ میں سوال نہ کرتے تو شاید یہ جواب دیا ہی نہ جاتا۔ اصحاب رسولؐ رضائے الہٰی کے حصول کی خاطر ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔ اور کسی بڑی سے بڑی مالی قربانی کو بھی موجب سعادت سمجھتے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ہمیں راہِ خدا میں کس قدر مال خرچ کرنے کی اجازت ہے، اور یہ سوال اس لئے تھا کہ بعض صحابہؓ اپنا سارے کا سارا مال قربان کرنے کی اجازتؐ مانگ چکے تھے۔ اور آنحضرت صلعم نے ان کا یہ مطالبہ منظور نہیں کیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے انہیں پابند کر دیا تھا کہ صرف اس مال میں سے خرچ کرنے کی اجازت ہے جو تمہاری معاشی ضروریات سے فاضل ہو۔ جس کے صرف کرنے سے تمہارے کاروبار پر بُرا اثر نہ پڑے، مالی حالت متاثر نہ ہو۔ اور یہ حاجت مختلف صورتوں میں ہوگی۔ ایک کارخانہ دار کو کاروبار کے لئے لاکھوں روپے بچا کر رکھنے کی ضرورت ہوگی، تا کہ وہ کاروبار کی خرابی سے بچنے یا وسیع کرنے کے لئے محفوظ سرمایہ کا سہارا لے سکے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ محفوظ سرمایہ کو نہ چھیڑے بلکہ جو اس سے بھی فاضل ہو اس میں سے حسب ضرورت اور منشاء راہِ حق میں خرچ کرے، انفاق کی دوسری صورتیں تو فریضہ الہٰی ہیں اور ان میں ایثار و قربانی کا اثر بھی محسوس ہونا چاہئے لیکن العفو کی صورت میں کسی قسم کی پریشانی کی گنجائش نہیں رکھی، پس العفو کا مفہوم اسی قدر ہے کہ گھریلو، کاروباری، سرکاری ٹیکسوں کی ادائیگی اور فرائض دینی کی تکمیل کے بعد جو رقم بچ رہے۔ اور بظاہر اس کے خرچ کی کوئی صورت نہ ہو، اور اس کا انفاق گراں نہ گذرے تو اسے خرچ کرنے کی اجازت ہے اور اس کا لازمی اخراجات کے بعد مزید رقم راہ خدا میں دینا قابل تعریف ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی روایات کو سامنے رکھنے سے معاملہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ دولتمند صحابی تھے، فتح مکہؐ کے بعد آپ بیمار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مال کثیر دے رکھا ہے۔ اور صرف ایک ہی بیٹی ہے۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں خیراتی کاموں کے لئے سب مال خدا کی راہ میں خرچ کر دوں، آپ نے فرمایا "نہیں" پھر انہوں نے نصف مال صرف کرنے کی اجازت چاہی آپؐ نے پھر روک دیا تو حضرت سعدؓ نے ایک تہائی مال کی اجازت مانگی، آپؐ نے ارشاد فرمایا "ہاں! ایک تہائی ٹھیک ہے"۔ اور ساتھ ہی فرمایا اگر تم وارثوں کو غنی چھوڑو تو اس سے بہتر ہے کہ تم انکو غربت کی حالت میں چھوڑ دو۔"

۲۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر غفلت کرنے پر حضرت کعب بن مالکؓ پر عتاب الہٰی ہوا، جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے اجازت ہو تو میں شکریہ کے طور پر راہ خدا میں تمام مال دے دوں۔ مگر آنحضرت صلعم نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو پھر انہوں نے نصف مال دینے کی اجازت طلب کی انکار پر پھر جب انہوں نے ایک تہائی کی اجازت مانگی۔ تو آپؐ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ ایک تہائی بہت ہے۔

۳۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ میرے پاس ایک دینار فاضل ہے۔ کیا میں اسے راہ خدا میں دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔ اس نے عرض کی کہ ایک اور بھی ہے تو ارشاد ہوا کہ اسے اپنے اہل و عیال پر صرف کرو، اس نے تیسرے کا ذکر کیا تو فرمایا اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔"

۴۔ حضرت علی رضؓ کے ایک آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میرے پاس سات سو درہم ہیں۔ کیا میں اسے راہ حق میں صرف کر دوں۔ آپؓ نے اسے منع کر دیا اور فرمایا کہ اسے وارثوں کے لئے چھوڑ دو"

حضرت مولینا محمد علیؒ کی تصریحات

حضرت مولنا محمد علی صاحب بیان القرآن میں اس آیت کے ضمنی نوٹ .... میں لکھتے ہیں :-

" العفو۔ عفو کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کے لینے کا قصد اور اسی لئے جس چیز کا قصد آسان ہو، اس پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ یہاں عفو کے معنی امام راغبؒ نے مایسھل انفاقہ۔ یعنی وہ چیز جس کا خرچ کرنا سہل ہو۔ اور ابن عمرؓ اور اکثر مفسرین تابعین نے اس کے معنے کئے ہیں۔ وہ مال جو تمہارے اہل کی حاجت سے زیادہ ہو۔ اور ابن کثیر میں ہے کہ بعض نے اس کے معنی افضل اور طیب مال کئے ہیں۔ اور جوئے کی ناپاک کمائی کے مقابل پر یہ معنی نہایت موزوں ہیں۔ اور حاجت سے بڑھا ہوا مال بھی صحیح معنی ہیں۔ جس کی تائید میں صحیح مسلم کی ایک حدیث بھی ہے۔ کہ جب ایک شخص نے ایک دینار کا ذکر کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنے نفس پر خرچ کرو اور دوسرے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اپنے اہل پر خرچ کرو۔ اسلام کی تعلیم عملی رنگ میں ہے۔ ضروریات انسانی کو وہ نظر انداز نہیں کرتا۔ ہاں بقدر حاجت اپنے نفس اور اہل اور اولاد اور اقارب پر خرچ کر کے اگر باقی کو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے تو وہ بھی بہت بڑی عبادت ہے۔"

مولینا ابوالکلام آزاد

مولانا آزاد اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:-

" دوسرا سوال یہ تھا کہ مصارف جنگ کے لئے اور اس طرح کی قومی ضرورتوں کے لئے کس قدر انفاق کیا جائے۔ فرمایا کوئی قید نہیں۔ ضرورت معیشت سے جو کچھ فاضل ہو کر بچ رہے، اسے راہ مقصد میں لگا دو"۔

ان تصریحات سے الم نشرح ہے کہ العفو کا انفاق حکم خداوندی نہیں۔ محض خرچ کے متعلق ایک وضاحت ہے، پھر اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے زیادہ نہ دینا۔ اور اشارہ کر [illegible] العفو سے مراد وہ مال یا شے [illegible] جس کا خرچ کرنا سہل ہو۔ گراں نہ گذرے اور اگر ابن کثیر کو ملحوظ رکھا جائے تو عفو افضل اور طیب مال کو کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں مفہوم ان لوگوں کے موافق نہیں ہیں، جن کے نزدیک اس لفظ میں سارا بچا ہوا مال قومی بیت المال میں دے دینے کا حکم [illegible] ہے۔ وھل من مدّکر

۲۔ خذ العفو سے مراد

اس سلسلے میں سورۃ اعراف کی آیت ۱۹۹ بھی پیش کی جاتی ہے جس میں خذ العفو کے الفاظ ہیں۔ اور یہاں عفو کے وہی معنے لئے جاتے ہیں جو قل العفو میں لئے جاتے ہیں۔ خواہ قرآن حکیم کا روح اس کی اجازت نہ دے۔ عفو کے معنے درگذر کے ہیں۔ اگر مخالف سختی سے کام لے تو اس کے مقابل نرمی اختیار کی جائے آنحضرت صلعم کو فرمایا گیا عفا اللہ عنک بنی اسرائیل کو کہا گیا ثم عفونا عنکم اللہ تعالےٰ خود عفوٌ غفور ہے اور ہر مولوی اپنے نام کے ساتھ عفی عنہ لکھتا ہے۔ اور ان معنوں میں عفو کے معنے معافی اور درگذر کے ہیں۔ سورہ اعراف کی اس آیت میں بھی عفو کے معنے درگذر کے ہیں۔ فاضل دولت کے نہیں۔ سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں مخاطب مشرکین مکہ تھے، ان سے فاضل مال لینے کا سوال ہی نہ تھا۔ البتہ آنحضرت صلعم کو ان کی زیادتیوں کے مقابل درگذر اور نرمی کا

حکم آگیا، اب اوپر کی دو آیات کے ساتھ ترجمہ ہدیہ قارئین ہے تاکہ متجددین کی کم فہمی آشکار ہو سکے۔ اور شاید انہیں فکر صحیح نصیب ہو جائے۔

بیان القرآن

"والذین تدعون من دونہ ...... عن الجاھلین۔

"اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ۔ تو وہ نہ سنیں گے۔ اور تو ان کو دیکھے گا کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ درگذر اختیار کر۔ اور نیک کام کا حکم کر اور جاہلوں سے منہ پھیر لے"

ترجمان القرآن

"(اے پیغمبر) اگر تم ان لوگوں کو سیدھے رستے کی طرف بلاؤ تو کبھی تمہاری پکار نہ سنیں تمہیں ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تمہاری طرف تک رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ دیکھتے نہیں۔ (بہرحال) نرمی اور درگذر سے کام لو۔ نیکی کا حکم دو۔ جاہلوں کی طرف متوجہ نہ ہو"

نوٹ از مولانا محمد علیؒ

"یہاں عفو کے معنی ما عفا وسھل وتیسر من اخلاق الناس۔ حضرت عائشہؓ اور مجاہد سے مروی ہیں یعنی جو کچھ لوگوں کے اخلاق سے آسانی سے میسر آئے اور سہل ہو اسے قبول کر لو۔ اس پر راضی ہو جاؤ۔ اور ان پر مشقت نہ ڈالو۔ لیکن یہاں صاف ذکر مخالفین کا ہے اور عفو کا مطلب صاف یہی ہے۔ کہ جو مخالفت کرتے ہیں۔ دکھ دیتے ہیں۔ ان کے معاملہ میں تم عفو کرتے جاؤ"

مولانا ابو الکلام آزاد کی تصریح

"(ا) مشرکین مکہ دعوت حق کے خلاف کتنی ہی تدبیریں کریں۔ کامیاب ہونے والی نہیں۔ کیونکہ اس مقابلہ میں حق تمہارے ساتھ ہے، ان کے ساتھ نہیں (ب) جو لوگ تعصب اور ضد میں کھوئے گئے وہ کبھی ماننے والے نہیں (ج) تمہارا طریق کار یہ ہونا چاہیئے کہ ہر حال میں نرمی اور درگذر کا شیوہ ملحوظ رکھو۔ اور نیکی کی طرف دعوت دیتے رہو۔ مگر جاہلوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔"

صحیح بخاری کتاب التفسیر

بخاری شریف میں "خذ العفو" کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے:-

"ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ آیا۔ تو وہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس اترا۔ اور حر ان چند آدمیوں میں سے تھا۔ جن کو حضرت عمرؓ پاس بٹھاتے تھے۔ اور قاری (عالم قرآن) لوگ ہی حضرت عمرؓ کے ہم مجلس اور مشورے والے تھے، بوڑھے ہوں یا جوان، تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا، بھتیجے اس امیر کے پاس تیری عزت ہے۔ میرے لئے ان کے پاس حاضری کی اجازت لے، کہا میں تمہارے لئے ان کے پاس جانے کی اجازت لے لوں گا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ حر نے عیینہ کے لئے اجازت مانگی۔ تو حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی، جب وہ ان کے پاس گئے تو کہا ابن الخطابؓ اللہ کی قسم نہ تو ہم کو آپ زیادہ دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ غصے ہوئے۔ اور اس کے متعلق ارادہ کیا، تو حر نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالٰے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے "درگذر اختیار کر اور نیک کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر"، اور یہ جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم حضرت عمرؓ نے اس آیت سے تجاوز نہ کیا، جب حر نے وہ ان پر پڑھی، اور آپ اللہ کی کتاب کا حکم سن کر ٹھہر جایا کرتے تھے۔

"عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہا خذ العفو وامر بالمعروف کو اللہ تعالٰے نے لوگوں کے اخلاق کے بارے میں اتارا اور ایک روایت عبداللہ بن زبیرؓ سے ہے کہا کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ لوگوں کے اخلاق و عادات کے بارے میں عفو و نرمی اختیار کریں۔"

خذ العفو کے بارے میں ہر دو مفسرین قرآن کی تصریحات اور صحیح بخاری کی روایات کے بعد کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی، قرآن پاک کی آیات واضح ہیں۔ خذ العفو سے فاضل مال پر تصرف کا جواز نکالنا یہودیانہ تحریف کے بھی کان کترتا ہے اور خذ العفو سے فاضل مال پر حکومت کے غاصبانہ قبضے کے لئے راہ ہموار کرنا حق و باطل میں تلبیس کی گھٹیا جسارت ہے۔ خدا قرآن کو اس کے نادان دوستوں سے بچائے۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

پتہ لگتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات برحق ہیں۔ اہل علم ان کا انکار نہیں کر سکتے۔ اہل علم اس تعلیم کا شکار ہیں۔ فرمایا یھدی الی صراط العزیز الحمید یہ قرآن اس رستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو خدائے عزیز و حمید کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس پر کوئی دشمن وار کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا نہ سامنے سے نہ پیچھے سے نہ دائیں سے نہ بائیں سے۔ وقال الذین کفروا ھل ندلکم علی رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید۔ حضرت نبی کریم صلعم کی دعوت سن کر کفار نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا کیا تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو کہتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو کر پراگندہ ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں ایک نئی پیدائش ملے گی، اسی قسم کی طنزیہ اور تکلیف دہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سننی پڑیں۔

حضورؐ کو خطرناک جان لیوا دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو اس قدر تکالیف دی گئیں جو انبیاء سابق کے حصہ میں بھی نہ آئیں۔ انبیاء علیہم السلام اور داعیان حق کو ہی تکلیفیں ملتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے خطرناک اقدامات کے باوجود عرب پر تسلط حاصل ہو گیا۔ آپؐ نے عرب قوم کے اخلاق درست کر دیئے۔ ایک بدکردار قوم بھی صاحب کردار بن گئی۔ ہر قسم کی سیئات ختم ہو کر نیکیوں نے ان کی جگہ لے لی اور حضرت صلعم نے عرب میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دکھلایا۔ شراب خور، ڈاکہ زن اور خونی و قاتل نیک پاک اور اللہ تعالٰے کے مقرب بن گئے۔ وہ مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور ہر جگہ اپنے حسن کردار اور عظمت کا سکہ بٹھا دیا۔ وہ مصر، ایران، افریقہ اور سپین تک گئے۔ اسلامی تعلیمات سے دنیا کو منور کیا۔ آج انگلستان اور جرمنی والے بھی اسلامی تعلیمات کا شکار ہو رہے ہیں، مدت سے خبریں آ رہی ہیں کہ امریکہ اور جاپان والے بھی اسلام قبول کر رہے ہیں وہ لوگ اہل علم ہیں۔ اسلام کے بیج کی تخم ریزی کی ضرورت ہے یہ پھل لائے گا اور پھلے پھولے گا۔

اگر برصغیر کے مسلمان اپنی اپنی جگہ پر مبلغ پیدا کر کے انہیں مغرب میں تبلیغ دین کے لئے بھیجتے تو آج سارا یورپ مسلمان ہو گیا ہوتا اور عالم اسلام کو جو اس وقت مشکلات پیش ہیں وہ نہ ہوتیں۔ اللہ تعالٰے ہمیں توفیق دے کہ پیغام حق کو یورپ میں پہنچا سکیں۔

لاہور میں جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ

اتوار ۲۸ مئی ۱۹۷۲ء ۸ بجے صبح بمقام احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس ..... مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام منعقد ہوگا۔

مقررین حضرات:-

۱۔ محترم پروفیسر خلیل الرحمان صاحب:- "کردار کی تشکیل میں مذہب کی اہمیت"

۲۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب:- "حضرت امام وقت علیہ السلام اور اتحاد بین المذاہب"

۳۔ ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارہ خدمت:- "مقدس کفن پر حضرت مسیحؑ کی زندگی کے آثار"

دارالسلام ہومیو پیتھک فری ڈسپنسری کے لئے عطیات

دارالسلام (احمدیہ کالونی) لاہور میں گذشتہ دو ماہ سے ہومیو پیتھک فری ڈسپنسری چلائی جا رہی ہے جو نماز مغرب سے عشاء تک کھلی رہتی ہے۔ علاقہ کے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔

چوہدری فضل حق ... دارالسلام ... [illegible]

مقابل علماء نے آپ کو دوران مباحثہ عوام میں بدنام کرنے کے لئے بار بار احادیث کی حاکمیت کا اعلان و اعتراف کروانے کی کوشش کی تو آپ نے ہر دفعہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حاکمیت کا اعلان کیا اور باقی سب علمی ماخذوں کو محکوم اور خادم و تابع قرآن قرار دیا اور عوام کے اشتعال اور غیض و غضب کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دی۔ اس سے آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ حاکمیتِ قرآن کے عملی داعی ہیں، مگر آپ نے اپنے عملی اسوہ سے اُمت کو ان خطرات سے بھی بچا لیا جن کی تفہیم کامل نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ خطرات میں مبتلا ہوئے جو حاکمیت قرآن کا نظریہ لے کر اہلِ روایات کے مقابل پر اہلِ قرآن کہلائے۔ آپ نے بیک وقت حاکمیت قرآن کو بھی منوایا اور اس کے ساتھ ساتھ امت کو اس فکری بے راہروی سے بھی روکا جو ملتوں کے سامنے اسوہ کے فقدان اور انفرادی گرد ہی نقطۂ فی الکتاب سے لازمی طور پر پیدا ہوا کرتی ہے اور آج ہو رہی ہے اور جس کے نتیجہ میں کسی بھی جزئی پر اتفاق نہیں رہا۔

آپؑ کی قرآنی خدمات

آپ سے قبل قرآن مقدس تعظیم کے غلافوں میں سجا کر رکھا جاتا تھا یا حصولِ ثواب کے لئے اس کو صرف تلاوت کر کے دل کو بہلا لیا جاتا تھا، یا مردوں کے ثواب اور مرنے والے انسانوں کی رُوحوں کو ذرا آسانی سے مرنے کے لئے یٰسین جیسی سورتوں کو پڑھ لیا جاتا تھا۔ یہ تو عوام کا حال تھا، علماء نے بھی ثواب کے لئے تلاوت تک قرآن کریم کو محدود رکھا ہوا تھا۔ پھر ہر فرقے کے علماء کا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن منسوخ و ناسخ آیات پر مشتمل ہے۔ منسوخ آیات بغرض تلاوت ہیں۔ عمل کی دنیا میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اور کچھ علما جو متشابہ و محکم آیات کے بنیادی فرق کو پوری طرح سمجھ نہ سکتے تھے انہوں نے بھی تاویل کا ایک ایسا باب وا کر دیا تھا جس کے نتائج مفید نہ تھے۔ غیر مسلموں کے دانشوروں اور فلسفیوں نے جدید علوم فلسفہ کے ماتحت قرآن حکیم کے عقائد و اعمال اور نظریات پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی تھی۔ ان حالات میں آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ:

۱۔ کوئی آیت قرآن کی منسوخ نہیں ہے اس دعوے کو آپ نے اور آپ کے خادموں نے عملی طور پر ثابت کر دکھایا وہ جہاد جس کا آغاز حضرت سیوطیؒ نے کیا تھا اور جس کے آخر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ تھے اسی کی تکمیل اور اختتام مجدد کاملؒ نے آکر کر دیا۔

۲۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن ایک کامل و جامع کتاب ہے، قرآن نے سابقہ کتب و صحف کی تمام آفاقی حقیقتوں نظریوں اور عملوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ مذہب کی کوئی نئی حقیقت پیش نہیں کی جا سکتی جو قرآن حکیم میں موجود نہ ہو۔

۳۔ قرآن وہ کتاب کامل ہے جس نے نہ صرف دعاوی کئے ہیں، بلکہ ان دعاوی کے دلائل و براہین کو بھی جامع طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن کا کوئی ایسا دعوےٰ نہیں ہے جس کی دلیل و سند وجہ و علت حکمت و فلاسفی خود قرآن نے بیان نہ کر دی ہو۔

۴۔ آپ نے فرمایا کہ روحانی حکمت و سائنس کا مکمل نصاب قرآن حکیم ہے۔ علوم جدیدہ اور الحاد و دہریت کی جانب سے کوئی ایسا اعتراض شک یا شبہ قرآن حکیم کی تعلیمات و اعمال پر پیش نہیں کیا جا سکتا جس کا انتہائی معقول اور وزنی جواب قرآن حکیم میں موجود نہ ہو۔

۵۔ آپ نے مسلمانوں کو بتایا کہ تمہارے لئے خصوصاً اور تمام انسانوں کے لئے عموماً تزکیہ نفس کے لئے سب سے بڑا وظیفہ و ذریعہ قرآن حکیم ہے لہذا اسے پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو اور غلبۂ قرآن کے لئے میدان میں نکل آؤ۔ کوئی مذہب تمہیں نیچا نہیں دکھا سکے گا۔

۶۔ آپ نے مسلمانوں کو بتایا کہ تمہاری تمام دینی مشکلات کا واحد حل زندہ خدا کی زندہ کتاب میں موجود ہے، لہٰذا تمام مشکلاتِ حدیث، اور فقہ کو قرآن سے حل کر لو۔ ہر حدیث اور امام کا اجتہاد جو قرآن حکیم کے خلاف ہو اس کو تسلیم نہ کرو۔

آپ نے قرونِ اولیٰ کے بعد پہلی دفعہ ملتِ اسلامیہ کو یہ شعور دیا کہ جہاد بالقرآن کا آغاز کرو۔ قرآن وہ خدائی تلوار ہے جس کی کاٹ سے دہریت و الحاد کی جڑ کٹ جائے گی اور اس طرح تمہارے اندر ایقان و یقین کی نئی قوت پیدا ہو گی، عمل کی توانائیاں بیدار ہوں گی اور اس طرح جہاد بالقرآن سے تمہیں غیروں پر روحانی، اخلاقی اور علمی غلبہ نصیب ہو گا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض نادان دوست یہ کہہ دیتے ہیں کہ قرآن حکیم کی خدمت کے لئے پورے جو دعوے آپ نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں وہ بے بنیاد ہیں کیونکہ مرزا صاحبؒ نے تو جہاد بالسیف کو منسوخ کر دیا۔ یہ اعتراض بے بنیاد ہے مستقل جواب تو میں جہاد کے عنوان کے تحت دوں گا تاہم اندفاع و رفع اعتراض کے لئے چند ضمنی چیزیں پیش کرتا ہوں:۔

—— ابھی ابھی میں نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قرآنی آیات میں سے ایک بھی منسوخ نہیں مانتے۔ جب آپ کا یہ عقیدہ تھا، تو آپ کے قرآن میں کیا جہاد بالسیف کی آیات ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو آپ اپنے عقیدوں کی رُو سے جہاد بالسیف کی آیات کو منسوخ کیسے کر دیں گے، یہ بات اصولی طور پر ناقابلِ فہم ہے۔

—— اصل بات یہ ہے کہ آپ نے جہاد کے متعلق جو فتوےٰ دیا تھا اس میں الفاظ موجود ہیں کہ موجودہ حالات میں وجوہ و شروط جہاد بالسیف معدوم ہیں لہٰذا ہمیں جہاد بالسیف نہیں کرنا چاہیئے۔

—— معلوم ہوا کہ حکم منسوخ نہیں البتہ فقدان شروط جہاد کی وجہ سے جہاد کا سیفی پہلو ملتوی ہے جب بھی وجوہ و شروط کا قیام ہو جائیگا تو جہاد بالسیف والی آیات کا انطباق بھی ہوگا۔

—— اگر مرزا صاحبؒ نے جہاد بالسیف کو منسوخ کر دیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا دعوےٰ کیا تھا۔ آپ کا دعوےٰ محدثیت و مجددیت کا تھا نہ کہ شارعیت کا۔ احکام کی منسوخی مستقل صاحب شریعت نبی سے ہوا کرتی ہے نہ کہ محدث و مجدد سے۔ لہٰذا آپ کسی مستقل اصولِ دین کو منسوخ کر ہی نہیں سکتے۔

—— اگر مرزا صاحبؒ نے جہاد بالسیف کو منسوخ کیا ہے تو ۱۹۷۶ء تک وہ علماء جو منسوخی کے قائل نہ تھے انہوں نے کیوں جہاد نہیں کیا۔ ایک چیز کو فرض ماننا اور پھر اس پر عمل نہ کرنا کیا یہ دوہرا اور سنگین جرم نہیں ہے؟

(اقی۔ باقی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۲ مئی کو بروز جمعہ جماعتی دورہ پر ملتان تشریف لے گئے اور وہیں جمعہ کی نماز پڑھائی، لاہور میں مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔

تبدیلی پتہ

—— ایبٹ آباد سے محترم محمد الرحمٰن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ "میں پنشن یاب ہو کر ایبٹ آباد چلا آیا ہوں۔ فی الحال ایبٹ آباد ہی میں قیام کا خیال ہے۔ میرا پتہ حسب ذیل ہے:۔

محمد الرحمٰن۔ ریٹائرڈ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل

56/12 کیال۔ ایبٹ آباد ہزارہ

میلاد النبی صلعم کی تقریب سعید

—— مؤرخہ ۱۲ مئی بروز جمعہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کی بزم ادب نے میلاد النبی صلعم کی تقریب میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام بین المدارس تقاریر کا انعامی مقابلہ منعقد کرایا۔ لاہور کے چوٹی کے ہائی سکولوں کے طلباء نے اس میں حصہ لیا۔ اور "محنت کی عظمت اسوہ حسنہ نبوی صلعم کے آئینہ میں" کے موضوع پر بڑی موثر تقاریر کیں۔ پہلا انعام مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے مقرر آفتاب احمد کو ملا۔ اور رننگ شیلڈ بھی اس سکول کے حصہ میں آئی۔ کامیاب طلباء کو شیلڈ، ٹرافی اور کتب دی گئیں۔ دوسرے شرکاء مقابلہ کو بھی کتب بطور انعام دی گئیں۔ آخر میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے موضوع بالا پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ پروفیسر جیلانی کامران صاحب نے خصوصی مہمان کی حیثیت سے اس تقریب کی صدارت فرمائی۔ حاضرین کی تواضع ٹھنڈے مشروبات سے کی گئی۔

ہفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد
دیگر احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

شفیق مرزا

شذرات

علمائے کرام کیلئے لمحہ فکریہ

اسے ستم ظریفی حالات کہیئے یا اُمت مسلمہ کا المیہ کہ جب سے ہر مکتبِ فکر نے اپنی ہی توجیہات کو اسلام کا اصلی اور خالص برانڈ قرار دیا ہے، علمائے اسلام کے لئے مسلمان کی تعریف ایک گورکھ دھندا بن کر رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا کوثر نیازی نے علمائے کرام کو چیلنج دیا ہے کہ:۔ "اگر مولوی مسلمان کی متفقہ تعریف مرتب کرلیں تو میں اسے آئین میں شامل کرلوں گا مگر وہ ایسا نہیں کرسکتے۔" (نوائے وقت ۱۶؍اپریل)

کیا علمائے کرام کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف توجہ کریں:۔

"من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ۔"

قرآن کریم میں مُرتد کی سزا

حال ہی میں ایک معروف عالم دین نے اپنے ایک ... بیان میں فرمایا کہ:۔ "قرآن مجید میں مرتد کی سزا موت ہے۔" (نوائے وقت ۱۸؍اپریل)

ہمیں حیرت ہے کہ مرتد کی یہ سزا قرآن کریم کی طرف منسوب کی گئی ہے حالانکہ وہ صاف فرماتا ہے:۔

"من کفر باللہ من بعد ایمانہ الّا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدراً فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم۔"

(سورۃ النحل ۱۰۶)

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کرتا ہے مگر وہ نہیں جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جس کا سینہ کفر پر کھل جائے تو ان پر اللہ تعالٰے کی طرف سے غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

قرآن کریم میں مرتد کی محض اُخروی سزا کا ذکر اتنا بدیہی امر ہے کہ مشہور مستشرق ہیفنگ کو مجبور ہو کر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں لکھنا پڑا:۔

In the Kuran the apostate is threatened with punishment in the next world only.

کہ قرآن میں مرتد کی صرف اُخروی سزا کا ذکر ہے۔

اتنی صراحت کے باوجود اگر کسی کو قرآن کریم میں مرتد کی سزا قتل نظر آجاتی ہے تو اس کی تیز نظری کی داد نہ دینا ظلم ہوگا!

کتاب الخیل

موجودہ خلیفہ صاحب ربوہ جب سے گھوڑے سے گرے ہیں اپنے خطبات وغیرہ میں اکثر گھوڑوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں، کسی نے گھوڑ بازی کے بعد اس نئی دلچسپی پر اعتراض کیا تو فرمایا:۔

"معترض نے اسلام کو سمجھے بغیر اعتراض کر دیا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث صرف گھوڑوں کی افزائش ان کی علامات کے مطالعہ اور ان کی نگہداشت کے بارہ میں ہیں میں نے ان احادیث کو اکٹھا کرنا شروع کیا ہے اور اس مجموعہ کا نام کتاب الخیل رکھا ہے۔" (الفضل ۱۵؍اپریل)

خدمتِ اسلام کا غالباً یہی کام باقی رہ گیا ہے، امید ہے کہ اب کتاب الفیل اور کتاب الحمار کی طرف بھی توجہ ہوگی کیونکہ ان کا احادیث کے علاوہ قرآن کریم میں بھی ذکر ہے

وفات

جہلم سے عبدالحکیم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ سیٹھ عبدالمالک صاحب ۵؍۶ کو بروز ہفتہ کوہ مری میں حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئے ہیں انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ بہت شریف انسان تھے۔ اور جماعت احمدیہ جہلم کے انمول موتی تھے۔ ان کا نعم البدل پانا محال ہے باری تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے مرحوم و مغفور کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ سرینام کے دورے پر

دفتر بلادِ غیر سے اطلاع ملی ہے کہ سرینام میں ایک مسجد کی توسیع کے سلسلے میں ہمارے ہالینڈ کے مبلغ غلام احمد صاحب بشیر کو دو ہفتوں کے لئے سرینام (جنوبی امریکہ) کے دورے پر بلایا گیا ہے۔ ۱۴؍اپریل کو وہ ٹرنی ڈاڈ پہنچے اور وہاں میلاد النبیؐ کے سلسلے میں جو جلسہ ہو رہا تھا اس میں تقریر بھی کی۔ ان کے ساتھ مسٹر علی محمد صاحب تفاکمن بھی تھے۔ دوسرے روز وہ سرینام کے دورے پر روانہ ہو گئے۔ تفصیلات سے حاضرین کو بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

ٹرنی ڈاڈ میں ایک نئی مسجد کی تعمیر کا پروگرام

احمدیہ یوتھ موومنٹ ٹرنی ڈاڈ کی طرف سے سان فرناندو کے قریب مارابیلا میں ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کام شروع ہو چکا ہے۔ اس مسجد کے لئے زمین مسٹر گوپال نے دی تھی اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے قیام ایسٹ انڈیز کے دوران اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ اس زمین سے ملحقہ پلاٹ مسٹر عزیز احمد صاحب نے خرید کر احمدیہ یوتھ موومنٹ کے حوالہ کر دیا ہے۔ مسجد اور یوتھ سنٹر کی تعمیر میں قریباً بیس ہزار ڈالر خرچ ہوں گے، جس کا ایک حصہ اکٹھا ہو چکا ہے امید ہے چند ماہ تک احباب کو اس مسجد کی تعمیر کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچائی جاسکیں گی۔

میلاد النبیؐ کے سلسلے میں جلسے

ٹرنی ڈاڈ مسلم لیگ ملحقہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں جلسوں کا ایک وسیع پروگرام تیار کیا گیا ہے، یہ اجلاس ۱۲؍اپریل سے لے کر ۸؍مئی تک جاری رہیں گے اور ۱۶ مختلف جماعتوں نے اپنے اپنے علاقوں میں ان کے انعقاد کا انتظام کیا ہے۔ ان جماعتوں نے حاضرین کے لئے تھوڑا بہت کھانے کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔

پانچویں احمدیہ کنونشن

اس دفعہ ٹرنی ڈاڈ میں پانچویں احمدیہ کنونشن منعقد ہوگی۔ یہ ۲۵؍اگست سے یکم ستمبر تک جاری رہے گی، سرینام اور گیانا سے جماعت کے احباب شریک ہوں گے، دعا ہے اللہ تعالٰے اس کنونشن کو گذشتہ کنونشنوں کی طرح کامیاب و بابرکت بنائے۔

لائل پور میں یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کی تقریب

جماعتیں حضرت امام وقت کو شایانِ شان طور پر نذرِ عقیدت پیش کریں

یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کے موقعہ پر ۲۶؍مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ مقامی جماعت احمدیہ لائلپور کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ مرکز سے مرزا مسعود بیگ صاحب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور کرنل سعید احمد صاحب تشریف لے جا رہے ہیں۔ جلسہ صبح ۱۰ بجے شروع ہوگا۔ قبل ازیں جماعت ہائے احمدیہ کو توجہ دلا چکا ہوں کہ مقامی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال شایانِ شان طور پر منانے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ امید ہے کہ جماعتیں حضرت امام وقت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر ممکن سعی و جہد سے کام لیں گی حسب طلب مرکز سے مبلغین بھجوانے کا انتظام ہو سکتا ہے چوہدری فضل حق آنریری جائنٹ سیکرٹری (تنظیم) احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

تجارت

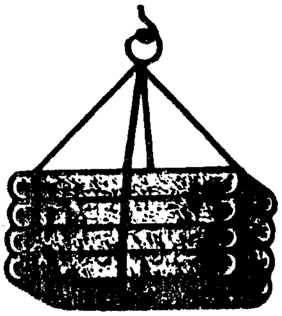

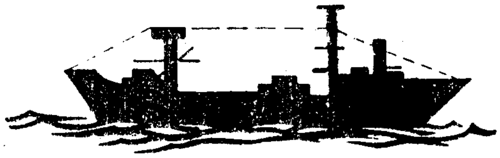

صنعت

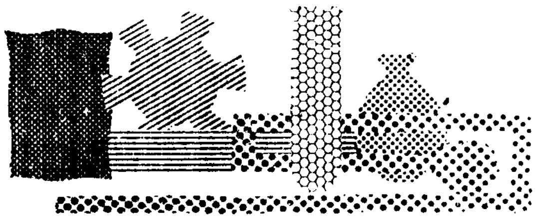

کاروبار

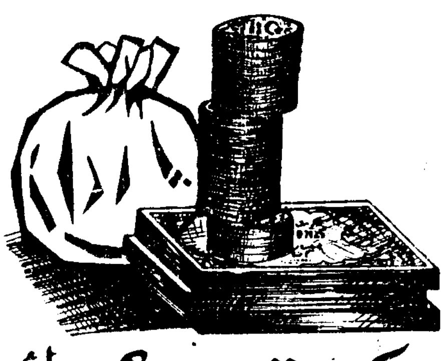

بچت کے لئے

ABL

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۹۴۲ء

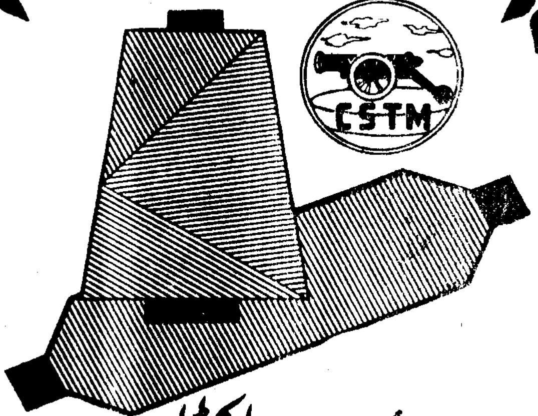

سوت ہو یا کپڑا

کالونی سرحد کی مصنوعات اپنی معیاری خصوصیات کی وجہ سے مقبول ترین ہیں!

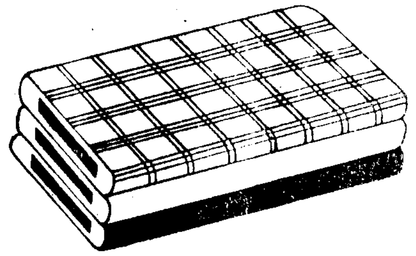

ملک کے اندر و باہر ہر جگہ مقبول

آپ کے ذوقِ جامہ زیبی اور موسمی ضروریات کے عین مطابق نفاست و پائیداری میں بے نظیر،

○ پاپلین ○ وائل ○ لٹھا ○ ململ

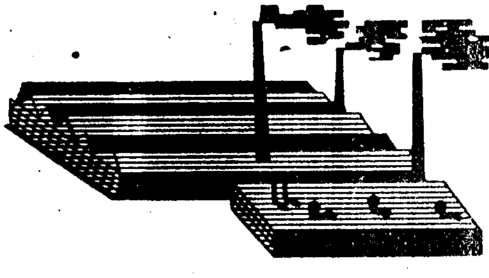

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

اسماعیل کوٹ • نوشہرہ

Cro com 72

احمدیہ ینگ مینز تربیتی کورس

پچھلے دنوں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے تعاون سے احمدیہ ینگ مینز تربیتی کورس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ سوالنامہ پہلے سے نوجوانوں کو ارسال کر دیا گیا تھا۔ مختلف جماعتوں کی علمی استعداد کے پیشِ نظر

سوالنامہ تین حصوں میں تقسیم کیا گیا:۔

درجہ ۱: پانچویں اور چھٹی کے طلباء

درجہ ۲ ساتویں اور آٹھویں جماعت کے طلباء

درجہ ۳ نویں اور دسویں جماعت کے طلباء

ٹھیک ۴ بجے سوالنامہ تقسیم کر دیا گیا، نصف گھنٹہ میں نوجوانوں نے جوابات تحریر کر دیئے۔ ذیل کے نوجوانوں نے انعامات حاصل کئے:۔

محمود احمد اشرف اور آفتاب احمد۔ اول انعام

محمود احمد چغتائی۔ دوم انعام

ارشد حسین اور نصیر احمد۔ سوم انعام

تربیتی کورس کا دوسرا اجلاس ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء کو بروز ہفتہ شام ۵ بجے حسب سابق احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

پرویز اقبال، جائنٹ سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۰

ایور گرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ پیغام صلح
لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سو ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۱

انسان کو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اُس دن نصیب ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے وجود کی اسکو آپ خبر دیتا ہے

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ارشادات عالیہ

توبہ اور انبیاء کی دعا میں عظیم الشان فرق ہوتا ہے۔ وہ توبہ جو میسریز م والے کرتے ہیں وہ ایک کسب ہے، اور وہ توبہ جو دعا سے پیدا ہوتی ہے ایک موہبت الہی ہے۔ نبی جبکہ بنی نوع کی ہمدردی سے متاثر ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی فطرت کو ہمہ توجہ بنا دیتا ہے اور اس میں قبولیت کا نفخ رکھ دیتا ہے (الحکم جلد ۱۹)

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوےٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلوں سے پردہ اُٹھاوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اس کو نصیب ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ جل شانہٗ اپنے وجود سے اس کو آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے بڑھ کر ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا ہے اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ (ملفوظات احمدیہ)

بحر حکمت کے موتی

سرمایہ داری کی مذمت

عن ابی ذرؓ قال انتھیت الیہ وھو یقول فی ظل الکعبۃ ھم الاخسرون ورب الکعبۃ ھم الاخسرون ورب الکعبۃ قلت ما شأنی أیری فی شیئ ما شأنی فجلست الیہ وھو یقول فما استطعت ان اسکت وتغشانی ماشاء اللہ فقلت من ھم بابی انت وامی یا رسول اللہ قال الاکثرون اموالا الا من قال ھکذا وھکذا وھکذا۔

ترجمہ: — حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہا میں آنحضرت (صلعم) کے پاس پہنچا۔ اور آپؐ کعبے کے سائے میں کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم وہ گھاٹے میں ہیں۔ رب کعبہ کی قسم وہ گھاٹے میں ہیں۔ میں نے کہا میرا کیا حال ہے کیا آپؐ کو میرے متعلق کچھ دکھایا جا رہا ہے میرا کیا حال ہے۔ پس میں آپؐ کے پاس بیٹھ گیا اور آپؐ (اسی طرح) کہتے رہے پس میں خاموش نہ رہ سکا اور جو خدا نے چاہا مجھ پر غالب آگیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ اور ماں آپؐ پر قربان ہوں وہ کون ہیں فرمایا جن کے پاس مال بہت ہے سوائے اس کے کہ جس نے یوں اور یوں اور یوں بانٹ دیا۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ: —
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ سرمایہ داری کو بہت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

لاہور میں جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعود

تو اسر ۲۸ مئی ۱۹۷۲ء ۸ بجے صبح بمقام احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس ..... مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام منعقد ہوگا۔

مقررین حضرات: —

۱۔ محترم پروفیسر خلیل الرحمان صاحب: — "کردار کی تشکیل میں مذہب کی اہمیت"

۲۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب: — "حضرت امام وقت علیہ السلام اور اتحاد بین المذاہب"

۳۔ ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارہ خدمت۔ "مقدس کفن پر حضرت مسیحؑ کی زندگی کے آثار"

سالانہ جلسہ مقامی جماعت احمدیہ لائل پور

بروز جمعہ مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۷۲ء بمقام مسجد احمدیہ، پریمیئر فلور ملز، فیکٹری ایریا لائل پور ہو رہا ہے۔ پہلا اجلاس دس بجے صبح اور دوسرا اجلاس ۱½ بجے دوپہر منعقد ہوگا ...... جس میں جماعت احمدیہ لائل پور اور لاہور سے حسب ذیل مقررین اپنے خیالات پیش کریں گے: —

۱۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش۔ لاہور
۲۔ جناب مرزا مسعود بیگ۔ لاہور
۳۔ جناب کرنل سعید احمد۔ راولپنڈی
۴۔ جناب مرزا مظفر بیگ ساطع۔ لائل پور
۵۔ جناب علی محمد ماتحی۔ لائل پور۔

الداعی الی الخیر۔ ملک نذر حسین۔ سیکرٹری

www.aaiil.org

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمِ انسانیت کی ترقی و ترفع کیلئے شبانہ روز محنت و مشقت، محنت کی عظمت کا روشن مینار ہے

ہم اسوہ حسنہ نبویؐ کو اپنا کر ہی دینی و دنیوی زندگی کو خوشحال کر سکتے ہیں۔

مسلم ہائی سکول ۲ لاہور میں میلاد النبی صلعم کی تقریب میں تقاریر کا انعامی مقابلہ

زیرِ اہتمام مقامی جماعت احمدیہ لاہور

بشیر احمد سوز

لاہور۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۲ء۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جہد مسلسل اور سعی بلیغ سے چند سالوں ہی میں حقیر ترین معاشرے کی تطہیر کر ڈالی۔ وہ معاشرہ جس کا ہر فرد اپنے قبیح اور مکروہ افعال پر فخر کر کے شاداں و فرحاں ہوتا تھا، اس کے فرد فرد کو فرشتہ سیرت بنا دیا۔ آپؐ نے انسان کی روحانی، اخلاقی، علمی، معاشرتی، سماجی، معاشی اقتصادی ناہمواریوں اور قباحتوں کو دُور کرنے میں جس قدر محنت شاقہ سے کام لیا وہ محنت و مشقت اور جہد و سعی کی ایک عظیم داستان ہے جو قیامت تک آنے والے ادوار کے لئے محنت کی عظمت کا منور مینار رہے گا جس کی روشنی سے ہر کوئی مستفید و مستفیض ہو سکتا ہے۔ یہ بات مسٹر آفتاب احمد متعلم مسلم ہائی سکول ۲ لاہور نے تقاریر کے ایک انعامی مقابلہ میں بیان کی۔ یہ مقابلہ میلاد النبی صلعم کے مبارک موقعہ پر مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کی بزم ادب نے مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام منعقد کرایا۔ موضوع مباحثہ تھا "محنت کی عظمت اسوہ حسنہ نبویؐ کے آئینہ میں"۔ اس مباحثہ میں لاہور کے اعلیٰ مدارس کے طلبا نے حصہ لیا اور سیرت نبویؐ کی روشنی میں محنت کی عظمت پر عمدہ تقاریر کیں۔ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لوئر مال لاہور کے طالب علم محمد متقی ایاز نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عالمِ انسانیت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مطہرہ میں کردار و عمل کے بہترین نمونے موجود ہیں۔ محنت کی عظمت کو اپنے عمل کے ذریعہ جتنا آپؐ نے واضح کیا وہ کسی اور مذہب اور دنیوی نظریۂ حیات نے نہیں کیا۔ آپؐ نے الکاسب حبیب اللہ فرما کر محنت کش اور دستکار کو خالق ارض و سماوات کی محبت و شفقت کا مژدہ سنایا اور نعم اجر العاملین کا پیغام دے کر انہیں مزید محنت پر ابھارا۔ مقرر موصوف نے کہا کہ حضور اکرم صلعم نے پند و نصائح اور عمل مسلسل کے ذریعہ محنت کی عظمت کی جو شمع روشن کی وہ ہدایت و پیغام کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ محنت کی عظمت سے آشنا ہو کر جماعت مومنین کی زندگی ایک بلند مقام پر پہنچ گئی، جہاں وہ روحانی مرتبت کے مالک ہوئے وہاں خوشحالی بھی اس قدر میسر آئی کہ اُمراء زکوٰۃ لئے پھرتے تھے، وصول کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ محنت کش اور مزدور طبقہ اخلاقی عظمت کے اس معیار پر پہنچ چکا تھا کہ ؎

منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

مباحثہ مقررین نے اس امر پر زور دیا کہ ہمارا وطن جن حالات سے گذر رہا ہے اور جس معاشی اور اقتصادی صورت حالات سے ہم دوچار ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ محنت و مشقت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے اس کو اختیار کریں اور عوام میں محنت کی عظمت کو واضح کیا جائے۔ اس طرح ہی ہم اپنی زندگی کی تلخیوں کو دُور کر کے اسے شیریں بنا سکتے ہیں اور اپنی دین و دنیا کو سنوار سکتے ہیں۔ محنت، سخت محنت اور اپنے مشن و مقصد سے سچا عشق و تعلق ہی کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے۔

جناب پروفیسر جیلانی کامران اس مجلس کے مہمانِ خصوصی تھے، انہی کی صدارت میں یہ پاکیزہ اور سبق آموز تقریب عمل میں آئی۔ حاضرین میں مختلف سکولوں کے نمائندگان، اساتذہ کرام معزز شہری اور مرکزی انجمن کے نمائندگان اور مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے عہدیداران ـــــ جناب ڈاکٹر مبارک احمد شیخ نائب صدر اور جناب ناصر احمد جنرل سیکرٹری شامل تھے۔

اختتام مباحثہ پر جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سابق جنرل سیکرٹری انجمن نے بھی موضوع ہذا پر تقریر فرمائی (جو آئندہ پرچہ میں درج ہوگی) اس مبارک تقریب کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کیا گیا۔ حمد باری تعالےٰ کے بعد حضرت امامِ زمان مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام در مدح سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

ترنم سے پڑھا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب خالق حسین صاحب مدرس مسلم ہائی سکول ۲ نے سر انجام دیئے۔

جج صاحبان جناب علامہ اقبال ندوی نائب صدر پریس لیگ جناب عارف متین پروفیسر اسلامیات ایم اے او کالج لاہور اور جناب چوہدری فضل حق آنریری جائنٹ سیکرٹری انجمن کے فیصلہ کے مطابق مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کے طالب علم مسٹر آفتاب احمد نے پہلا انعام حاصل کیا، دوسرا اور تیسرا انعام محمد متقی ایاز متعلم گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لوئر مال اور راحیل سیف مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور کو ملا۔ طہر مختار سنٹرل ماڈل ہائی سکول سمن آباد نے کنسولیشن پرائز حاصل کیا۔

انعام یافتہ مقررین کو رننگ شیلڈ اور ٹرافی کے علاوہ تمام مقررین کو دین اسلام، سیرت خیر البشرؐ، زندہ نبیؐ کی زندہ تعلیم اور پہلے پارے پر مشتمل کتب کے سیٹ تقسیم کئے گئے۔

معزز میزبان جناب سید منور حسین ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲ لاہور نے اپنی اختتامی تقریر میں اس تقریب کی کامیابی پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ تمام حاضرین و مقررین کا شکریہ ادا کیا اور ٹھنڈے مشروبات سے حاضرین کی تواضع کی۔

شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی وفات

جھنگ سے محترم میاں غلام حیدر صاحب نے یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت کے نہایت ہی مخلص، نیک پرہیزگار دوست شیخ محمد عبد اللہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ماسٹر مورخہ ۱۲ مئی کو بروز جمعہ عین جمعہ کی نماز کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر دار رحمت میں بلند مراتب عطا کرے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب ماسٹر فقیر اللہ صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند تھے۔ اور باوجودیکہ ماسٹر صاحب کا آخری عمر میں جماعت ربوہ سے تعلق ہو گیا تھا، لیکن شیخ صاحب مرحوم ہماری جماعت کے ہی سرگرم ممبر رہے۔ شیخ صاحب کے پسماندگان میں چھ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ سب بچے بہت نیک اور شریف ہیں اور جماعت سے پرخلوص تعلق رکھتے ہیں۔ انکے بڑے صاحبزادہ صاحب شیخ طارق سعید صاحب یہاں

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۷۲ء

مسلمان کی تعریف کے متعلق

قادیانی اور غیر قادیانی اصحاب کا نقطۂ نظر

گذشتہ اشاعت میں ہم نے ربوہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ الفرقان کے ایڈیٹر مولوی ابوالعطاء جالندھری کا ایک اداریہ نقل کیا تھا، جس میں انہوں نے "اسلامی حکومت اور مسلمان کی تعریف" کے زیرِ عنوان قرآن، حدیث اور آئمہ اسلام کے بیانات سے یہ ثابت کیا تھا، کہ "جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔"

مولوی ابوالعطا صاحب کے اس اداریہ کو ہم نے قادیانی عقیدہ میں صحیح تبدیلی خیال کرتے ہوئے اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی مزید وضاحت کے لئے یہ بھی لکھا تھا کہ اس بات کی بھی تصریح کر دی جائے کہ اس اداریہ میں مسلمان کی جو تعریف متعین کی گئی ہے وہ صرف اسلامی حکومت کے آئین میں ہی نہیں قادیانی عقیدہ میں بھی مسلمان کی یہی تعریف ہے۔ ہمارا مضمون ابھی پریس ہی میں تھا کہ ربوہ سے "الفرقان" کا ماہ مئی ۱۹۷۲ء کا پرچہ موصول ہوا، جس میں مولوی ابوالعطا صاحب نے اسی موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے کہ

"ہم نے لکھا ہے کہ حکومت کی حد تک یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی مشترک اساس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ہے، احکام کی ظاہری اشاعت اس کا نتیجہ ہے لہٰذا اسلامی حکومت کے آئین میں مسلمان کی یہی تعریف ہوگی کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔"

بجا فرمایا، فی الواقعہ حکومت کے آئین میں مسلمان کی یہی تعریف ہونی چاہیئے، لیکن ہمارا سوال برقرار ہے، مولوی ابوالعطا صاحب کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسلمان کی جو تعریف انہوں نے بتائی ہے وہ "حکومت کی حد تک" ہے، ان کا اپنا اعتقاد کیا ہے؟ اول اس تعریف کے ہوتے ہوئے وہ منکرین حضرت مسیح موعودؑ کو بلکہ ان لوگوں کو بھی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور الٰہی یقین کرتے ہیں اور آپ کو مدعی نبوت نہیں سمجھتے اور نہ خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں، مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ مولوی ابوالعطا صاحب اس مسئلہ پر بھی اپنے موقف سے اسلامی دنیا کو آگاہ کریں گے؟ اس سوال کا جواب اس لئے دینا ضروری ہے کہ آج محض قادیانی یا ربوائی معتقدات کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے دعوائے نبوت کر کے تمام اُمتِ مسلمہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا، اور یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی ایسی تعریف درج کی جائے جس میں جماعت احمدیہ شامل نہ ہو سکے، اس لئے ضروری ہے کہ اہل ربوہ صرف "حکومت کی حد تک" ہی نہیں اپنی ذات سے بھی تمام کلمہ گو دو...

ماہنامہ الفرقان کے علاوہ بعض غیر قادیانی جرائد نے بھی مسلمان کی تعریف کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات جناب کوثر نیازی نے اس چیلنج کا کہ اگر مولوی صاحبان مسلمان کی متفقہ تعریف مرتب کر لیں تو اسے آئین میں شامل کر لیا جائے گا، جواب دینا ان کے لئے مشکل ہو رہا ہے، چنانچہ ہفت روزہ چٹان نے وزیر اطلاعات کے اس چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"خواجہ قمرالدین سیالوی کبھی سیاست میں تشریف فرما ہیں، مولانا مفتی محمود تو قومی اسمبلی کے اکابرین سے ہیں، اول تو ان کا فرض تھا کہ اس کا جواب کھڑے کھڑے وہیں دیتے، لیکن اب عنداللہ و عندالناس اس کی جوابدہی ان کا فرض ہو گیا ہے اگر وہ مسلمان کی تعریف نہ کر سکے تو بہت سے لوگ سوچیں گے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں"

سوال معقول ہے، جب تک علمائے اسلام مسلمان کی متفقہ تعریف متعین نہ کریں کسی کو مسلمان کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔

معاصر نوائے وقت (مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۷۲ء) میں جناب وقار انبالوی نے علمائے اسلام کی اس مشکل کا ذکر ایک رباعی میں کیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

سہل ہے معنیٔ قرآن میں تحریف کی بات
اس سے بھی سہل ہے تالیف کی تصنیف کی بات
مشکل اس وقت مگر آتی ہے سب کو درپیش
جب بھی ہوتی ہے مسلمان کی تعریف کی بات

بات سچ ہے، سب باتیں اور تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں، لیکن مسلمان کی تعریف متعین کرنا علماء کے نزدیک آج سب سے زیادہ مشکل امر ہو گیا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایک تو مسلمانوں کا ہر فرقہ اور گروہ اپنے فروعی اعتقادات کو ہی اصل اسلام سمجھ بیٹھا ہے، اور دوسرے مسلمانوں کو جو ان کے خیالات سے متفق نہیں کافر سمجھ رہا ہے، حالانکہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان سب میں مشترک ہے اور یہی اسلام کی اصل اساس ہے۔

دوسری مشکل علمائے اسلام کو یہ پیش آ رہی ہے، کہ اگر وہ کلمہ طیبہ کو اسلام کی اساس قرار دیں تو اس میں قادیانی بھی شامل ہو سکتے ہیں، جنہیں وہ کسی صورت مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، چنانچہ آئین پر بحث کے دوران ایک رکن اسمبلی نے صاف طور پر یہ کہدیا کہ "مسلمان کی تعریف خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو کمیونسٹوں اور احمدیوں کو مسلمان نہیں کہا جا سکتا" (نوائے وقت ۱۷ اپریل ۱۹۷۲ء)

ایسا ہی مودودی صاحب کے ماہنامہ ترجمان القرآن ماہ مئی ۱۹۷۲ء میں پاکستان کے عبوری آئین پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"دینی نقطۂ نظر سے اس عبوری آئین کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس میں مسلمان کی تعریف پیش نہیں کی گئی، درآنحالیکہ ایک نظریاتی مملکت کے دستور کی حیثیت سے اس میں اس تعریف کا اندراج انتہائی ضروری تھا، جس "خانہ ساز نبوت" کے وابستگان کی ناراضگی کے پیشِ نظر اس اہم معاملے کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے اسے سب لوگ جانتے ہیں، معقولیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ پورے ایوان کے سامنے اس بات کو تسلیم کر لیا جاتا کہ اصحاب اقتدار کسی صورت میں ربوہ کی خلافت کو ناراض کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں مگر اس معقول طرزِ عمل کو اختیار کرنے کے بجائے منیر رپورٹ کی آڑ لے کر یہ کہا گیا کہ چونکہ علمائے کرام مسلمان کی تعریف متعین کرنے پر متفق نہیں ہو سکے اس لئے ہم بھی دستور میں کوئی تعریف درج کرنے سے قاصر ہیں، جسٹس منیر کا یہ اعتراض کہاں تک صحیح ہے اور انہوں نے یہ اور اسی نوعیت کے دوسرے اعتراضات جن مقاصد کے پیشِ نظر اٹھائے تھے وہ اب کوئی ڈھکی چھپی باتیں نہیں رہیں، پھر علماء نے ان سارے اعتراضات کے جس طرح مسکت جوابات دیئے وہ بھی سب کے سامنے ہیں۔ ان سارے حقائق کو جانتے ہوئے منیر رپورٹ کا سہارا لے کر اس اہم معاملے سے اغماض برتنا تجاہلِ عارفانہ نہیں بلکہ تجاہلِ مجرمانہ ہے۔"

ہم مودودی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ قومی اسمبلی کے طرزِ عمل کو "تجاہلِ مجرمانہ" کہہ دینے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، نہ یہ کہدینا کہ علماء نے منیر رپورٹ کا مسکت جواب دیدیا تھا، اس بات کا ثبوت ہے کہ قومی اسمبلی میں مسلمان کی تعریف خلافت ربوہ کی ناراضگی کے پیشِ نظر متعین نہیں کی گئی۔ مودودی صاحب کو چاہیئے کہ مولینا کوثر نیازی وزیر اطلاعات و نشریات نے جو عذر پیش کیا ہے، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود ہی کوئی ایسی مسلمان کی تعریف متعین کریں کہ اہل ربوہ نہ سہی تمام دوسرے مسلمان باہمی فتاوائے تکفیر کے باوجود اس کے مصداق ہوں

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کی تعریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوائے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی، اس میں اہل ربوہ شامل ہوں یا دوسرے مسلمان، یہ تعریف سب پر حاوی اور سب کے لئے مشترک ہے، حکومت کے نزدیک بھی مسلمان کی یہی تعریف ہونی چاہیئے اور اہل ربوہ سمیت تمام مسلمان فرقوں اور گروہوں کا اپنا اعتقاد بھی یہی ہونا چاہیئے کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں، خواہ کسی کے عمل کیسے ہی ہوں، انہیں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا، یہی جماعت احمدیہ لاہور کا اعتقاد ہے۔ اس اعتقاد کی وجہ سے یہ جماعت منفرد حیثیت رکھتی ہے، کاش اہلِ ربوہ اور دوسرے مسلمان مولوی صاحبان مسلمان کی اس سیدھی سادی سا...

www.aaiil.org

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دَورہ مُلتان کی رپورٹ اور خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ ارمئی ۱۹۷۲ء

مرتبہ پروفیسر غلام محمد صاحب خادم از ملتان

حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ العزیز کا ملتان میں ورودِ مسعود مورخہ ۱۲ ارمئی ۱۹۷۲ء بروز جمعہ بذریعہ ہوائی جہاز ہوا۔ آپ نے میاں رشید احمد صاحب "روز گھی" مل اونر ممتاز آباد ملتان کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ نے مسجد ملحقہ روز گھی ملز میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔ احباب جماعت کافی تعداد میں موجود تھے۔ خطبہ کا آغاز آپ نے قرآن مجید کی سورۃ النحل کے ایک رکوع کی تلاوت سے کیا:—

وللّٰہ یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دآبۃ والملٰئکۃ وھم لا یستکبرون - یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون — وقال اللّٰہ لا تتخذوآ الٰھین اثنین ج انما ھو الٰہ واحد فایای فارھبون وله ما فی السمٰوٰت والارض وله الدین واصبا افغیر اللّٰہ تتقون - وما بکم من نعمۃ فمن اللّٰہ ثم اذا مسکم الضر فالیه تجئرون - ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون - لیکفروا بما اٰتینٰھم فتمتعوا فسوف تعلمون - (۱۶: ۴۹-۵۵)

تلاوت کے بعد ان آیات کا آپ نے ترجمہ کیا اور اپنے مخصوص انداز میں ان کی تفسیر بیان فرمائی۔

ترجمہ:— اور اللہ ہی کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو کوئی جاندار آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے جو اُن پر غالب ہے ڈرتے ہیں۔ جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں اور اللہ نے کہا ہے کہ دو معبود مت بناؤ۔ صرف وہی اور وہی پرستش کے لائق ہے۔ پس صرف مجھ سے ہی ڈرو۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور فرمانبرداری صرف اسی کی لازم ہے۔ تو کیا اللہ کے سوائے کسی اور سے ڈرو گے؟ اور جو کوئی نعمت تمہیں حاصل ہے اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو اسی کی طرف تم فریاد لے جاتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے دکھ دُور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔ تاکہ اس کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دیا ہے، سو چند روز فائدہ اُٹھا لو۔ عنقریب جان لو گے۔

یہ ہے خالص توحید کی تعلیم جو محمد رسول اللہ صلعم خدا کی طرف سے لائے ہیں۔ توحید کی اس سے بہتر تعلیم اور کہیں نہیں۔ فرمایا وله الدین واصبا صرف اللہ ہی کی فرمانبرداری لازم ہے۔ کیونکہ وہی مالک ہے۔ کل کائنات، یہ درخت، یہ پھل پھول، یہ پرندے، یہ چرند سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ سب ایک قانون کے ماتحت اپنا کام کرتے ہیں یہ زمین، یہ سورج، چاند اور ستارے ستارے کے سارے اجرام فلکی ایک نظام کے اندر چلتے ہیں۔ اور ایک قانون کے اندر جکڑے ہوئے ہیں۔

فرمایا سخر الشمس والقمر کل یجری الی اجل مسمی۔ کیا مجال کہ یہ اپنے وقت مقررہ سے ایک ثانیہ بھی ہٹ جائیں۔ کائنات میں سب چیزیں فرمانبرداری اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مگر صرف انسان ہی ہے جسے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فرمانبرداری کرے یا خدا کے احکام کی نافرمانی کرے۔ کائنات کی ہر چیز کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے کہ وہ فرمانبرداری کرے۔ مگر انسان کو اختیار ہے چاہے تو وہ خدا کے احکام کو مانے چاہے تو نافرمان ہو جائے۔ اُسے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کے عواقب کی پرواہ نہیں۔ لیکن باقی تمام کی تمام چیزیں خدا کی فرمانبرداری میں لگی ہوئی ہیں——— له الدین واصبا۔ ساری کی ساری کائنات کا مذہب اسلام ہے۔ اس لئے انسان پر بھی لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرے۔ اس کے احکام سے رُوگردانی نہ کرے۔

پھر فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللّٰہ۔ اور جو بھی نعمت تمہیں حاصل ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ زندگی، صحت، دولت، عزت، یہ کارخانے، یہ املاک، یہ مکانات، یہ محلات اسی کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ اور خدا نے انسان کو بے شمار نعمتیں دے رکھی ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ نے خود ہی فرمایا ہے وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا اگر تم خدا کی نعمتوں کو گننے بیٹھو گے تو تمہارے لئے ان کا شمار ناممکن ہے ثم اذا مسکم الضر فالیه تجئرون۔ جب تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو تم اسی کی جناب میں فریاد کرتے ہو۔ معلوم ہوا تمہاری فطرت کے اندر یہ شہادت رکھ دی گئی ہے کہ وہ ایک ہی ہستی ہے جو پرستش کے لائق ہے۔ یہ انسانی فطرت کی گواہی ہے کہ جب ... کسی دکھ درد میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ صرف ایک خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون پھر جب اللہ تم سے دکھ دُور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔ پھر وہ قبروں پر جاتے ہیں۔ ... کے ہاں جاتے ہیں۔ ان سے اولاد مانگتے ہیں۔ ان سے اپنی ... مانگتے ہیں۔ تعویذ لیتے ہیں۔ یہ ... شرک ہے۔ جب خالق و مالک صرف اللہ ہی ہے تو کسی غیر اللہ کی طرف رجوع توحید کے منافی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف ہاتھ پھیلانا کفرانِ نعمت ہے۔ لیکفروا بما اٰتینٰھم کچھ لوگ ناشکری کرتے ہیں اس کی جو خدا نے انہیں دے رکھا ہے، پس ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز سے سبق سیکھے اور خدا کی فرمانبرداری اختیار کرے اس میں اس کی بہتری ہے بلیٰ من اسلم وجھه للّٰہ وھو محسن فله اجرہ عند ربه۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کی کامل فرمانبرداری کرے جو اپنے وجود کو خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کی رضا کے مطابق چلے۔ اور اس کی خوشنودی حاصل کرے۔ صحابہ کرامؓ نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا صلہ تھا کہ انہوں نے اپنے معبودِ حقیقی کو پا لیا۔ اور اسی عرفان کی بدولت ان کو روحانی اور نورانی آنکھیں ملیں۔ حضرت عمرؓ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی آنکھوں کے سامنے کشفی رنگ میں ایک نظارہ لایا گیا۔ آپؓ نے دیکھا کہ اسلامی فوج کا کمانڈر لڑائی میں مصروف ہے۔ اور اس کی فوج پر مشکل کا وقت ہے۔ آپ نے وہیں خطبہ کے دوران ان کو لڑائی کے بارے میں ہدایت جاری کی اور پھر اپنا خطبہ جاری رکھا۔ خطبہ کے بعد ان سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے سارا ماجرا بیان فرمایا:—

جمعہ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز محراب مسجد میں تشریف فرما رہے۔ ایک ایک کر کے دوست احباب آ کر ملے۔ آپ نے گرمجوشی کے ساتھ ہر ایک سے ہاتھ ملایا اور ہر ایک سے خیریت کا حال پوچھا۔ کالج کے ایک نوجوان طالب علم نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کے لئے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس کا نام سید محمد جمیل بخاری ہے۔ جن کے والد بزرگوار سید یوسف شاہ صاحب بخاری ریلوے میں چیف بکنگ کلرک ہیں۔ حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور سب نے مل کر دعا کی کہ اللہ تعالےٰ اس سعید الفطرت اور سعادتمند نوجوان کو استقامت عطا فرماوے اور اسے خادم دین بناوے۔ آمین۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک صاحب نے کہا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا الہام ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ یہ حکم تو نبی کریم صلعم پر نازل کیا گیا تھا۔ اور اس پر عمل بھی ہو چکا۔ یہ تو وحی نبوت ہے دوبارہ اس کا نزول کیوں ہوا؟ اس

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

۲۹ر جولائی ۱۹۶۶ء کو "تحریک جماعت اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ" سے متعارف ہوئے۔ یہ ۲۲۵ صفحات پر مشتمل کتاب ہے جسے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ایم اے ایم بی بی ایس نے تالیف کیا ہے۔ یہ جماعت اسلامی پر ایک بے باک اور ہمہ گیر تنقید ہے۔ اسے مؤلف موصوف نے اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جماعتِ اسلامی کی جائزہ کمیٹی میں پیش کیا تھا۔ یہ درحقیقت ایک بیان تھا جسے جماعت اسلامی کے ایک اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ اس بیان سے جماعت کے علمی اور عملی حلقوں میں ایک زلزلہ برپا ہو گیا۔ مؤلف نے اسے دس برس تک شائع نہ کیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جماعت کے اندر بھڑکے ہوئے جذبات کی اشتعال انگیزیوں کے دوران آگ پر تیل چھڑکا جائے۔ دس سال انتظار کرنے اور اپنے اس خونِ جگر سے لکھے ہوئے مضمون کو بار بار پڑھنے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے محسوس کیا کہ چونکہ فضا اب پُرسکون ہو چکی ہے اور جماعت اپنے نئے پروگرام پر تیزی سے گامزن ہو چکی ہے تو مناسب ہے کہ اس بیان کو شائع کر دیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب خود فرماتے ہیں کہ:۔

"اس دس سال کے عرصہ میں راقم الحروف نے اپنی اس تحریر کو متعدد بار از اول تا آخر پڑھا جس سے اس کی صحت پر یقین مزید پختہ ہی ہوتا چلا گیا"

بالآخر انہوں نے اپنی اس بلند پایہ نوشت کو شائع کر دیا۔ اس سرگذشت سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کس عزم، استقلال، اخلاص اور غیر جانب دار اور فولادی ارادہ کے مالک ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا جماعتِ اسلامی سے عنفوانِ شباب ہی سے گہرا تعلق رہا ہے اور وہ اس تحریک کے بہت نزدیک بلکہ اس میں پوری طرح گم ہو کر اس کے گونہ گونہ اور گوشہ گوشہ سے آشنا ہو گئے تھے۔ اس کے پروگرام سے ان کی ہم آہنگی، جوش اور شوق کے لحاظ سے عشق کے درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ اس کتاب کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں :۔

"جماعت کے ساتھ میرا جذباتی اور غیر شعوری تعلق ۱۹۴۷ء سے، شعوری ہمدردی کا تعلق ۱۹۵۱ء سے (جب کہ میں نے جمیعت کی رکنیت اختیار کی) اور باقاعدہ رکنیت کا تعلق گذشتہ سوا سال سے ہے۔ اس دس سال کے عرصے میں میری پوری دنیا جماعت ہی کے چھوٹے سے حلقے میں محدود رہی ہے۔ تعلقات اور دوستیاں، محبتیں اور اُلفتیں، حتّٰی کہ رشتے داریاں تک اسی حلقے میں محدود رہیں۔ اُٹھنا بیٹھنا بھی اسی میں رہا اور ہنسنا بولنا بھی اسی میں رہا۔"

کمیٹی میں اپنا بیان پیش کرتے ہوئے جسے بعد میں "ایک تحقیقی مطالعہ" کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے سابقہ بزرگوں سے یوں معذرت خواہ ہیں

"میں نے جماعت اسلامی کی گود میں آنکھ کھولی ہے۔ اور جس طرح ایک بچہ سب کچھ اپنی ماں سے سیکھتا ہے اسی طرح میں نے ان حضرات کی آنکھوں سے دیکھنا، ان کے کانوں سے سننا، ان کے دماغوں سے سوچنا اور ان کی زبانوں سے بولنا سیکھا ہے۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے ان حضرات ہی کا فیض ہے اور ان ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ میں یہ الفاظ کہتے ہوئے قطعاً تکلف اور تصنع یا مبالغہ سے کام نہیں لے رہا کہ میں اپنے آپ کو ان حضرات کی خاکِ پا کے ہم وزن بھی نہیں پاتا۔"

"پھر جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ بھی ان حضرات ہی کی تعلیم ہے اور سب کچھ ان ہی سے سیکھا ہے۔ لیکن کہنے پر مجبور اس لئے ہو گیا ہوں کہ ذہن ہر پھر کر اسی طرز پر سوچتا ہے۔ اور اب کہے بغیر چارہ نہیں رہا۔ اس لئے کہ اپنے ذہن کو معطل کر کے رکھ لینا میرے بس میں نہیں ہے۔

پھر اللہ گواہ ہے کہ اس بات کے کہنے میں کوئی بُری نیت محرک نہیں بنی ہے۔ اس غرض سے یہ گذارشات پیش کر رہا ہوں کہ اگر اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ ... ہماری غلطی کو (اگر وہ ہے!) واضح کر دے تو فبہا ورنہ کم از کم مجھ پر تو اپنی غلطی واضح ہو جائے گی اور میں زیادہ اطمینانِ قلب کے ساتھ تحریک اسلامی کے ساتھ وابستہ ہو کر عملاً کام کر سکوں گا۔ واللہ شاہد علیٰ مافی قلبی۔" (تحریک جماعتِ اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ ص ۴۱-۴۲)

عملِ جراحی

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب پیشہ کے لحاظ سے ایک ماہر طبیب اور بڑے جیّد جراح یعنی سرجن ہیں۔ انہوں نے اپنے دوران پریکٹس کئی جسموں کا پوسٹ مارٹم کیا ہوگا۔ مگر انہوں نے جماعت اسلامی کے عقائد، افکار، اعمال، پروگرام اور اس میں بجلی کی سی سُرعت کے ساتھ تبدیلیوں کے پیدا کر لینے کے رُجحان کا جس انداز اور چابک دستی سے پوسٹ مارٹم کیا ہے وہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کا ایک شاہکار ہے۔ جب تک جماعت اسلامی دنیا میں موجود ہے، ڈاکٹر صاحب کا یہ تبصرہ اس کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر جماعت کی کارستانیوں پر روشنی ڈالتا رہے گا۔ نمونہ کے طور پر ہم اس عملِ جراحی کی دو تین جھلکیاں قارئین کی ظرافتِ طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

"مسلمان قوم کے نام سے اس وقت جو لوگ پائے جاتے تھے (اور دیکھیے کہ آج کل کے بیشتر مسلمان ہیں) ان کا تجزیہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی نے اس طرح کیا۔

یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافر قوموں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں۔ عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینے والے جس قدر کافر قومیں فراہم کرتی ہیں غالباً اسی تناسب سے یہ بھی فراہم کرتی ہے، رشوت، چوری، زنا، جھوٹ اور دوسرے ذمائم اخلاق میں یہ کسی سے کم نہیں ہے۔"
(تحریک جماعت اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ ص ۴۷-۴۸)

جماعت اسلامی کے دورِ اوّل میں جو ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک ممتد ہے جماعت اسلامی کی دعوت نہایت شاندار تھی اور وہ حسب ذیل الفاظ میں اپنی طرف بلاتے تھے:

(۱) "یہ کہ ہم بندگانِ خدا کو بالعموم اور جو پہلے سے مسلمان ہیں ان کو بالخصوص اللہ ... کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں۔ (۲) اپنی زندگی سے منافقت اور تناقض کو خارج کر دے اور جب وہ مسلمان ہے یا بنا ہے تو مخلص مسلمان بنے اور اسلام کے رنگ میں رنگ کر یک رنگ ہو جائے۔"!!
(تحریکِ جماعت اسلامی۔ ایک تحقیقی مطالعہ ص ۵)

مولانا مودودی صاحب نے اپنی جماعت کے اسی دور اوّل میں ایک عظیم الشان مضمون بعنوان "نسلی مسلمانوں کے لئے دو راہیں" لکھا۔ اس میں مولانا نے حسب ذیل طریق پر اظہار خیال کیا :۔

"اس میں کسی کلام کی گنجائش نہیں کہ قومیت کا یہ مفہوم جو اُوپر بیان ہوا ہے اس کے لحاظ سے ہندوستان کے مسلمان صدیوں کے توارث کی بدولت ایک قوم بن چکے ہیں اور اب دوسرے تمام گروہوں سے ممتاز وہ اپنا ایک مستقل اجتماعی وجود رکھتے ہیں۔ .... ان کے لئے یہ بالکل کافی ہے کہ ان کی ایک لیگ ہو جس میں وہ سب لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمانوں کے نظامِ معاشرت سے وابستہ ہیں انہی کے گروہ کے کچھ لوگ ان کے قائد ہوں جن کے اشاروں پر یہ حرکت کریں اور ان کی تمام جدو جہد کا مقصود صرف یہ ہو کہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ جانے نہ پائے اور جو کچھ مزید ہاتھ آسکتا ہو وہ آجائے، قطع نظر اس سے کہ اسلام جس کے نام سے یہ اپنی قوم کو مسلمان کہتے ہیں

اس کو جائز سمجھتا ہو؟ .... مگر خوب جان رکھئے کہ اسلام کو اس قومیت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اسلام کو نہ کسی نسلی گروہ سے کوئی دلچسپی ہے نہ وہ کسی جماعت کی موروثی عادات و رسوم سے کوئی لگاؤ رکھتا ہے۔ نہ وہ دنیا کے معاملات کو چند اشخاص کی منفعت کے نقطہ نظر سے دیکھتا ہے۔ نہ وہ اس لئے آیا ہے کہ انسانیت جن گروہوں میں بٹی ہوئی ہے ان کے اندر اپنے نام سے ایک اور گروہ کا اضافہ کر دے۔ نہ وہ انسانی جماعتوں کو جانور بنانا چاہتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بالمقابل تنازع للبقاء کے میدان میں اتریں اور انتخاب طبیعی کے امتحان میں شریک ہوں۔ یہ سب کچھ غیر اسلامی ہے"

(ایضاً صفحہ ۶۱)

رسول اللہ صلعم کا طریق کار

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت اسلامی ملک میں مروجہ سیاست سے بیزار تھی اور اس سے بالکل منقطع تھی۔ انتخابات کو غیر اسلامی دھندا سمجھتی تھی۔ بطور امیدوار کسی منصب کے لئے کھڑا ہونا جماعت کے نزدیک بالکل ناجائز تھا۔ رائے دہندگان سے رائے طلبی کے لئے پروپیگنڈا کرنا ان کے نزدیک بڑا گناہ تھا۔ اس زمانے میں جماعت کے سامنے صرف رسول اللہ صلعم کا نمونہ پیش کیا جاتا تھا۔ اس وقت جماعت اسلامی کا نقطہ نگاہ جماعت کے لٹریچر میں ان الفاظ میں ملتا ہے :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اسلام کی دعوت پر مامور ہوئے تو آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں بہت سے اخلاقی، تمدنی، معاشی معاملات حل طلب تھے ـــ رومی اور ایرانی امپیریلزم بھی موجود تھا۔ طبقاتی امتیازات بھی تھے۔ ناجائز معاشی انتفاع بھی ہوتا تھا اور اخلاقی ذمائم بھی پھیلے ہوئے تھے، خود آپؐ کے اپنے ملک میں بہت سے ایسے پیچیدہ مسائل تھے جو ایک لیڈر کے ناخن تدبیر کا انتظار کر رہے تھے۔ ساری قوم جہالت، اخلاقی پستی، افلاس، طوائف الملوکی اور خانہ جنگی میں مبتلا تھی۔ یمن تک عرب کے تمام ساحلی علاقے عراق کے زرخیز صوبے سمیت ایرانی تسلط میں تھے۔ شمال میں حجاز کی سرحد تک رومی تسلط پہنچ چکا تھا۔ خود حجاز میں یہودی سرمایہ داروں کے گڑھ بنے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے عربوں کو اپنے سود خوری کے جال میں پھانس رکھا تھا۔ مشرقی ساحل کے عین مقابل حبش کی عیسائی حکومت موجود تھی جو چند ہی سال پہلے مکہ پر چڑھائی کر چکی تھی۔ اس کے ہم مذہب اور انہی سے ایک گونہ سیاسی و معاشی تعلق رکھنے والوں کا ایک جتھہ خود حجاز میں نجران کے مقام پر موجود تھا۔ یہ سب کچھ تھا مگر جس لیڈر کو اللہ نے رہنمائی کے لئے مقرر کیا تھا اس نے دنیا اور خود اپنے ملک کے ان بہت سے مسائل میں سے کسی ایک مسئلے کی طرف بھی توجہ نہ کی بلکہ دعوت اس چیز کی طرف دی کہ خدا کے سوا تمام الٰہوں کو چھوڑ دو اور صرف اسی ایک اللہ کی بندگی قبول کرو" (ایضاً صفحہ ۷۱)

اس وقت جماعت اسلامی کا نقطۂ نظر یہ تھا جو محولہ بالا الفاظ میں بیان ہوا۔ یہ ضروری نہیں کہ ہم اس نقطہ نگاہ سے پوری طرح متفق ہوں۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضورؐ نے بیک وقت ملک میں پھیلی ہوئی تمام برائیوں اور گمراہیوں کے استیصال کے لئے ساتھ ہی ساتھ اپنا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔ حضورؐ کی نظر سے کوئی برائی اوجھل نہ تھی وہ سارے معاشرے کو بحیثیت مجموعی پاک کرنے پر مامور تھے۔ اور حضورؐ نے اپنے ان تفویض کردہ فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے جسے ہم نے برسبیل تذکرہ بیان کر دیا ہے۔

قومیت کا مفہوم

یہ سچ ہے کہ جماعت اسلامی میں قوم و قومیت کے الفاظ ان معنوں میں اپنے دور اول میں کبھی استعمال نہیں کئے گئے جن معنوں میں ہمارے سیاست دان انہیں استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے سیاسی رہنماؤں کو ہر وقت قوم کا درد بے تاب رکھتا ہے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے "قوم" "قوم" پکارتے رہتے ہیں اور اس لفظ سے ان کا مقصد ایک خاص خطہ میں رہنے والے لوگ ہوتا ہیں۔ ان کی اس ذہنیت کو اسلام کے وسیع تصور انسانیت سے کوئی مناسبت نہیں۔

جب جماعت اسلامی کے راہنما جو ہندوستان میں رہ کر پاکستان کی تحریک کے خلاف زہر اگلا کرتے تھے اور اسے کفرستان سے تشبیہہ دیا کرتے تھے، آخر مجبور ہو کر پاکستان ہی میں پناہ لینے لگے۔ تو انہوں نے یہاں آ کر دیکھا کہ بہت سی جماعتیں جو بالکل غیر منظم اور افراتفری کی حالت میں ہیں۔ حصول اقتدار کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ جماعت اسلامی کے بزرگواروں نے اپنی انتظامی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے خیال کیا کہ ان کی تحریک بڑی منظم اور فعال ہے۔ اسے بھی حصول اقتدار کی اس کشمکش میں حصہ لینا چاہیئے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ سب کو شکست دے کر مسند اقتدار پر بیٹھ جانے اور تمام اختیار اپنے ہاتھ میں لے لے۔ ان کے دلوں میں صاحب اقتدار ہونے کی تمنائیں مچلنے لگیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے جماعت کی کایا پلٹ دی۔ اس کا نصب العین تبدیل کر دیا۔ اس کا طریق کار بدل دیا۔ اس کے لئے نئے پروگرام ترتیب دینے شروع کر دیئے۔ انتخابات کی طرف بھی وہ متوجہ ہوئے۔ پہلے ان کا خیال تھا کہ کسی شخص کا بطور امیدوار کھڑا ہونا یا لوگوں سے ووٹوں کی بھیک مانگنا ایک مذموم فعل ہے۔ اس تبدیل شدہ ماحول میں یہ تبدیل شدہ جماعت دیگر سیاسی لیڈروں کی طرح ایک قومی راہنما کی شکل اختیار کر گئی۔ اور دوسروں کی طرح یہ بھی "قوم" "قوم" کے الفاظ دھرانے لگ گئی۔ اب یہ ایک قومی جماعت تھی۔ یہاں تک کہ مولانا مودودی اپنی ایک تقریر میں نظام اسلامی کے قیام کا مطالبہ ان الفاظ میں کرنے لگے :۔

"حاضرین و حاضرات! یہ وقت جس سے ہم آج گذر رہے ہیں، ہماری قومی تاریخ کے نازک ترین اوقات میں سے ہے۔ اس وقت ہم ایک دوراہے پر کھڑے ہیں اور ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمارے سامنے جو دو راستے کھلے ہوئے ہیں ان میں سے کس کی طرف بڑھیں۔ اس موقعہ پر جو فیصلہ بحیثیت قوم ہم کریں گے، وہ نہ صرف ہمارے مستقبل پر بلکہ نہ معلوم کتنی مدت تک ہماری آئندہ نسلوں پر اثر انداز ہوتا رہے گا۔"

جماعت اسلامی کا صحیح ترجمان رسالہ "ترجمان القرآن" ہے۔ اگر کوئی باشعور قاری ۱۹۴۸ء ماہ اگست کے "ترجمان القرآن" کے اشارات کا پہلا پیراگراف پڑھے تو وہ حیران ہو جائے گا اور کوشش کرے گا کہ وہ اطمینان کرے کہ آیا وہ فی الواقع جماعت اسلامی ہی کے آرگن "ترجمان القرآن" کا مطالعہ کر رہا ہے یا کسی سیاسی جماعت کے تصورات کی کوئی دستاویز اس کے سامنے ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں :۔

"مسلمان اس وقت بحیثیت ایک قوم کے جن بڑے بڑے مسائل سے دوچار ہیں ان کا ابھی تک پوری طرح جائزہ نہیں لیا گیا ہے .... یہی وجہ ہے کہ قوم بحیثیت مجموعی اب تک اپنے اصل مسائل سے غافل ہے۔ پھر ہمارے اندر ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جن کی خواہش اور کوشش یہی ہے کہ قوم کو ان مسائل سے غافل رکھا جائے .... بہر حال قوم کی خیر خواہی کا اس میں شائبہ بھی نہیں ہے۔ قوم کی بھلائی اسی میں ہے"

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی کتاب "تحقیقی مطالعہ" میں جماعت اسلامی کی کارگذاریوں اور مصروفیتوں کے مختلف گوشوں پر سے جو پردہ اٹھایا ہے ..... اس کی ایک اور جھلک بھی ہے جسے مناسب ہے کہ یہاں بیان کر دیا جائے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۸ پر جماعت اسلامی کی بے اصولی پر گفتگو کرتے ہوئے اور اس کے اپنے سابقہ پروگرام سے روگردانی کے افسوسناک رویہ پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب موصوف یوں رقمطراز ہیں :۔

"اس داستان کا المناک ترین باب "مسئلہ قادیانیت" میں جماعت اسلامی کا طرز عمل ہے! اس کے دوران جماعت اور اس کے قائدین نے جس طرح اپنے اصولوں کی بجائے عوام کے چشم و ابرو کے اشاروں پر حرکت کی ہے۔ اسے دیکھکر انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ ـــ ... اتنی قلیل مدت میں ایک جماعت

(باقی بر صفحہ ۹)

www.aaiil.org

از الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب راولپنڈی

خدا تعالیٰ کے خلیفہ بنانے کی اصل حقیقت

جماعت ربوہ کا ماہنامہ "تحریک جدید" بابت اپریل ۱۹۷۲ء میری نظر سے گزرا۔ اس میں جہاں جماعت ربوہ میں منافقین کے پیدا ہونے پر لعن طعن کی گئی ہے، وہاں پھر سے نئے خلیفہ جماعت ربوہ کی پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے اس مضمون کا ادعا کیا گیا ہے کہ "خلیفہ خدا بناتا ہے" اور اس کے ثبوت میں کئی ایک باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر پھر سے روشنی ڈالی جائے۔ اگرچہ اس پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، مگر پڑھنے والے بھول جاتے ہیں اور جو نئے احمدی ہیں ان کو اس بحث کے پس منظر کا کوئی علم نہیں۔ پہلے چند اصولی باتیں بیان کی جاتی ہیں :-

(۱) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام دنیا کے لئے، تمام قوموں کے لئے اور تا قیامت بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور آپؐ کو خاتم النبیین کہا گیا اور زبان نبوی صلعم سے تصدیق ہوئی "....... لا انہ لیس نبی بعدی" اور ارشاد الٰہی ہوا "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا"۔

(۲) سورۃ النور۔ رکوع ۔ آیت ۵۵ میں لکھا ہے "اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا انہیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے۔ اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کے بعد بدل کر امن (کی حالت) کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد کفر کرے تو وہی نافرمان ہیں۔"

اس آیت میں تین وعدے صراحت سے کئے گئے ہیں۔ اول وعدہ استخلاف، دوم تمکین دین۔ سوم خوف کی جگہ امن قائم کر دینا۔ یہاں مراد یہی ہے کہ امت محمدیہ کو آنحضرت صلعم کی خلافت دی جائے گی۔ اس سے خلافت کے دونوں معنوں کی طرف اشارہ ہے یعنی امارت یا حکومت بھی اور ولایت بھی جیسا کہ لفظ خلیفہ میں دونوں مفہوم شامل ہیں کیونکہ نیابت سے مراد ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلعم کو دیا گیا وہ آپؐ کی امت کو بھی دیا جائے گا۔ اور آپؐ کو بادشاہت بھی دی گئی۔ اور ہدایت اور ارشاد خلق کا کام بھی دیا گیا۔ اور ایسا ہی پہلے لوگوں میں (جن کی طرف اشارہ ہے) بنی اسرائیل میں بادشاہت اور نبوت دونوں دی گئیں ...... البتہ پہلے سلسلہ بنی اسرائیل کی خلافت میں نبوت بھی شامل تھی اس لئے کہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کامل نہ تھی بلکہ اپنے اپنے اوقات میں انبیائے بنی اسرائیل ہدایت رشد اپنے اپنے زمانہ کے مطابق لاتے رہے۔ چنانچہ بخاری میں حدیث نبویؐ ہے کہ "بنی اسرائیل کی رہنمائی نبی کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفاء ہوں گے"۔ پس وہاں بادشاہت اور نبوت تھی (حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اس کی بین مثالیں ہیں)۔ یہاں بادشاہت اور ولایت رہے گی۔

آنحضرت صلعم کے بعد خلفائے راشدینؓ (اربعہ) نے جسمانی اور روحانی دونوں قسموں کی بادشاہت کو اپنے وجود میں جمع کیا اور اس کے بعد عموماً بادشاہت اور ولایت کا سلسلہ الگ الگ چلا۔

(۳) نبوت تو آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی۔ مگر زمانے کے گذرنے سے مسلمانوں میں جو دین میں کجی اور اس سے لاپرواہی اور دُور جا پڑنے کا احتمال تھا، اس کے علاج کے لئے جناب الٰہی نے زبان نبویؐ سے فرمایا "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (سنن ابو داؤد) یعنی اللہ تعالیٰ ...... اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو ان کے لئے تجدید دین کرے گا"

اور امام سیوطیؒ کہتے ہیں "اتفق الحفاظ علی تصحیحہ" یعنی حدیث کے حافظ اس کی صحت پر اتفاق کرتے ہیں اور تاریخ اسلام سے اس کا قطعی ثبوت بھی ملتا ہے۔ کہ مجددین مبعوث ہوتے رہے اور دعوے کرتے رہے مثلاً امام غزالیؒ۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ پہلی صدی ہجری کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بادشاہت اور مجددیت کو اپنی ذات میں جمع کیا۔ واضح ہو کہ خلفائے راشدینؓ کا مسلمانوں نے ان کی بزرگی اور نیکی اور اتقا اور رسول اللہ صلعم کے قریب ترین اور محبوب ترین صحابی ہونے اور صائب الرائے اور قابلیت رکھنے کی بناء پر انتخاب کیا تھا۔ ان کا تقرر مجددین (جو کہ مامور من اللہ ہوتے ہیں) میں نہیں ہوتا۔ مگر وہ صحابہ کرامؓ تھے جن کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا :-

"میرے صحابیؓ ستارے ہیں۔ جو ان کی اتباع کرے گا ہدایت پائے گا"

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ نے بھی اسی حدیث کی بناء پر مجدد صد چہاردہم ہجری ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور کسر صلیب کا کام ان کے سپرد ہونے کی وجہ سے "مسیح موعودؑ" کے خطاب ربانی سے نوازے گئے۔ آپ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "شہادۃ القرآن" میں لکھتے ہیں :-

"اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو ہدایت دین کے لئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیحؑ بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسے ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں[۴] وقفینا من بعدہ بالرسل نہیں کہا بلکہ وقفینا من بعدہ بالانبیاء۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں ..... چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور بعد آنحضرت[۵] کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۲۷)

پھر فرماتے ہیں :-

"ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آ کر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۴۲ اور دیکھو صفحہ ۴ بھی)

ملاحظہ ہو کہ اوپر والے اقتباسات میں حضرت مسیح موعودؑ نے محدث۔ مجدد۔ مصلح اور روحانی خلیفہ کے الفاظ کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

(۴) حضرت مرزا صاحبؑ مجدد وقت ہونے کی وجہ سے (اور وہ مامور من اللہ تھے) آنحضرت صلعم کے روحانی خلیفہ ہوئے۔ آپؑ نے سلسلہ احمدیہ کا آئندہ کام چلانے کے لئے ۱۹۰۵ء میں اپنی کتاب "الوصیت" لکھی۔ اس میں لکھتے ہیں :-

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔"

پھر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو یہ تحریر فرمائی کہ :-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے، اور وہی قطعی ہونا چاہیئے ...."

[۴] وقفینا من بعدہ بالرسل (البقرۃ) ۔ اور دیکھو [illegible]

www.aaiil.org

اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اتحاد کافی ہوگا۔"

(مجاہد کبیر صفحہ ۹۲-۹۳)

اور یہ بھی صحیح۔ خلیفہ کا خلیفہ کیا معنیٰ رکھتا ہے۔؟۔ حضرت اقدسؑ تو خلیفۃ الرسول تھے اور مامور من اللہ تھے۔ ان پر الہامی رنگ میں کوئی آیت استخلاف نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان کی جماعت اور ہم خیال گروہ کا وجود قیامت تک رہے گا۔ اگرچہ انجمن کار و باری رنگ میں ان کی جانشین بنائی گئی۔ مگر امیر جماعت کا انتخاب سلسلہ احمدیہ کے ممبران کر سکتے ہیں۔ یہ امیر۔ انجمن کا صدر بھی ہو سکتا ہے۔ مگر فیصلہ جات شوریٰ کے بعد کثرت رائے سے ہوں گے۔ حضرت اقدسؑ کا مقصد یہی تھا۔ اس امیر کو اگر لوگ دنیاوی رنگ میں خلیفہ کا نام دے دیں اس لئے کہ وہ ان کا روحانی لیڈر ہے تو اور بات ہے۔ مگر اس نام دے دینے سے وہ خدا تعالےٰ کا بناء کردہ نہیں کہلا سکتا۔ یعنی ان معنوں میں جس میں ایک مجدد دین (مامور من اللہ) خلیفۃ الرسول اور روحانی خلیفہ کہلاتا ہے۔ وہ موہبت خداوندی ہے اس میں انسانی مداخلت یا انتخاب کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا۔

۵۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ان کے محبوب اور بزرگ مرید مولانا نورالدین صاحبؓ جن کے متعلق حضرت اقدسؑ نے ایک شعر میں فرمایا تھا:-

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُراز نور یقیں بودے

(کیا خوب ہو اگر ہر کوئی نورالدینؓ والے گروہ میں شامل ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے اگر ہر کوئی نور (ایمان اور یقین) سے پُر ہو) ان پر اور ان کی نیکی و تقوےٰ اور صائب الرائے عالم ہونے پر تمام جماعت احمدیہ متفق تھی تو ان کو جماعت کا امیر یا خلیفہ بنانے کے لئے بیعت کرائی گئی۔ اب ظاہر ہے کہ "الوصیّت" کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین .... انجمن تھی۔ مگر حضرت اقدسؑ نے لکھا تھا کہ ان کے بعد جماعت کے جس نیک آدمی پر چالیس (بالغ عاقل) احمدی متفق ہو جائیں وہ سلسلہ احمدیہ کے لئے بیعت لے سکتا ہے۔ خلفائے راشدینؓ نے بھی مسلمانوں سے بیعت اطاعت" (امور سلطنت اور امر بالمعروف) میں لی تھی وہ بیعت توبہ نہیں تھی۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ میں بھی عمل ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تو بیعت توبہ ہونی چاہیئے۔ مگر جو حضرت اقدسؑ کی پہلی ہی بیعت کر چکے ہیں۔ اُس سے اوّل تو اس قسم کی بیعت لینے کی کوئی ضرورت نہیں اگر ہو بھی تو وہ بیعت اطاعت ہی ہو سکتی ہے۔ حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد مخالفین نے بہت شور مچا رکھا تھا کہ اب یہ سلسلہ منتشر یا بیکار ہو جائے گا۔ اس لئے وقت کی نزاکت کے مدّنظر اور جماعت کو متحد اور صحیح راستے پر قائم رکھنے کے لئے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کیا گیا۔

ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان (جن چودہ ممبروں میں بعد میں بننے والی انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سات ممبر بھی شامل تھے) نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو اتفاق رائے سے اپنا مطاع یا خلیفہ مان لیا۔ مگر یہ انجمن کا اپنا ریزولیوشن تھا جو اس نے اپنی مرضی سے پاس کیا۔ وہ الوصیّت کی رُو سے اس کے لئے مجبور نہ تھی کہ آئندہ وہ کسی کو اپنا مطاع یا خلیفہ بناوے۔ تو یہ اس کا اختیار ہوگا وہ اس کے لئے مجبور نہیں۔ جو بھی ہو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ جیسا عالم فاضل متقی اور صائب الرائے بزرگ ہونا چاہیئے، جو کہ انجمن کو مسیح موعودؑ کا جانشین (کاروباری نظام سلسلہ کے لئے) تصور کرتا ہو اور ایسا بے نفس انسان ہو جو اپنے لئے قوم کے ایک پیسہ کو بھی حرام سمجھتا ہو۔ اگر ایسا عالم باعمل بے نفس انسان مل جائے تو اس کو انجمن اپنا مطاع بھی بنا لے تو اس میں کوئی ہرج واقع نہیں ہو سکتا۔

(۶) حضرت مرزا صاحبؑ کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب کو مولانا نورالدین صاحبؓ کے بعد خلیفۂ سلسلہ احمدیہ بننے کی تمنّا ..... ہوئی۔ اس امر کے لئے دو باتوں کا انسداد انہیں ضروری نظر آیا:-

۱۔ ایک تو یہ کہ اہلِ بیت سے باہر کسی شخص کا امیر بن جانا۔

۲۔ انجمن کا وجود جو جمہوریت کے اصولوں پر قائم ہونے کی وجہ سے گدّی اور پیر پرستی کے لئے روک بنا ہوا تھا۔

پہلی مشکل کو آسان کرنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ میاں محمود احمد صاحب کے حالی موالی نے میاں محمود احمد صاحب کے علم اور تقوےٰ کا ایک بے جا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ تاکہ آئندہ انتخاب کے موقعہ پر قوم کی نظرِ انتخاب میاں صاحب کے سوا اور کسی پر نہ پڑے۔ خود میاں صاحب کے نانا میر ناصر نواب صاحب۔ "دارالضعفاء" کے چندے کے بہانے شہر بہ شہر اور دیہہ بہ دیہہ دورے کرتے پھرے اور میاں محمود احمد صاحب کے تقدّس و استجابتِ دعا کا پروپیگنڈا کرتے پھرے اور مولوی محمد علی صاحبؒ اور خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے پھرے۔ بعد میں میاں محمود احمد صاحب نے اخبار الفضل بھی اپنی ادارت میں نکالنا شروع کیا اور ایک پارٹی اپنے بہی خواہوں کی اور بعض رشتہ دار ممبران انجمن کو ساتھ ملا کر "انصار اللہ" نامی بنائی۔ اور اس نے پہلا فتنہ یہ اُٹھایا کہ آیا انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے یا خلیفہ انجمن کے ماتحت ہے۔ آیا انجمن خلیفہ کو برطرف کر سکتی ہے یا خلیفہ انجمن کو توڑ سکتا ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کے ماموں میر محمد اسحاق نے حضرت مولٰنا نورالدین صاحبؓ کے آگے یہ سوال پیش کیا۔ یہ بڑی لمبی داستان ہے جس کو کتاب "مجاہد کبیر" میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو ان لوگوں نے ممبران جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف بھڑکانے کی بہت کوشش کی۔ مگر بالآخر مولانا صاحبؓ ان کے داؤ سے بچ گئے۔ اور جماعت لاہور کے ممبروں کی نیک نیتی اور حسن ظنی کے قائل ہو گئے۔ اور پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں سے تنگ آ کر خواجہ کمال الدین صاحبؒ کو ۱۳ر مئی ۱۹۱۳ء (جبکہ وہ انگلستان میں تھے) ایک خط میں مولانا نورالدین صاحبؓ نے اپنے دردِ دل کا اظہار بھی کیا۔ اس کا ایک فقرہ یہ ہے:-

....

"نواب (محمد علی)۔ میر ناصر۔ محمود نالائق۔ بے وجہ جوشیلے ہیں۔ یہ بلا اب تک لگی ہوئی ہے۔ یا اللہ نجات دے۔ آمین ......"

نورالدین قادیان۔ ۱۳ر مئی ۱۹۱۳ء

(اس خط کا عکس اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۲۷ء میں شائع ہو چکا ہے)

(۷) میاں محمود احمد صاحب کو اپنے آپ کو روحانی خلیفہ ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری معلوم ہوا کہ کسی طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو غیر تشریعی مگر حقیقی نبی ثابت کیا جائے۔ چنانچہ میاں صاحب نے رسالہ تشحیذ الاذہان (اپریل ۱۹۱۱ء۔ قادیان) میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے"۔ اس مضمون میں میاں صاحب لکھتے ہیں:-

"پس نہ صرف جو آپ (مسیح موعود) کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر قرار دیا گیا ہے"۔

۲۲ر مارچ ۱۹۱۱ء کے اخبار بدر میں انہی میاں محمود احمد صاحب نے لکھا تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی تا قیامت نہیں آ سکتا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب (۱۹۰۲ء) کے صفحہ نمبر ۱۳۰ پر صاف لکھا ہے کہ وہ چونکہ مجدّد ہیں اس لئے ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ یہ وہ یم... تھا جس نے تکفیر اہلِ قبلہ اور حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت حقیقی غیر تشریعی کی بناء پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بالآخر دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور عام مسلمانوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے عقائد اور تبلیغی کاموں کے متعلق جو حسن ظن پیدا ہو رہا تھا اب اس کو یک قلم موقوف کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اب حضرت مرزا صاحبؑ کو "نبی" بنا کر میاں محمود احمد صاحب کو یہ دلیل ہاتھ آ گئی کہ ان کے خلفاء روحانی خلفاء کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان کو خدا

بناتا ہے۔ مگر میاں صاحب اور ان کی پارٹی "انصار اللہ" نے جوڑ توڑ اور بالآخر مولانا نورالدین صاحبؓ کی وفات کے بعد مسجد نورؔ (قادیان) میں انتخاب خلیفہ کے دوران وہ دھاندلی اور ہلڑبازی کی کہ روحانی فضا تو کجا ایک دنیاوی پولیٹیکل میٹنگ کو بھی مات کر دیا۔ اس کی تفصیل کتاب "مجاہد کبیر" میں دیکھیں۔ اس واقعہ کے بعد میاں محمود احمد صاحب کو یہ شعر القا ہوا۔ ؎

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

(۸) پہلے پہل تو میاں محمود احمد صاحب کے حاشیہ نشین "الوصیت" میں سے خلافت نکالنے کی عجیب عجیب مضحکہ خیز کوششیں کرتے رہے۔ اور ایسی رکیک تاویلیں کیں کہ باوجود صفت مسلمانوں کے بھی کان کتر دیئے۔ آخر میاں محمود احمد صاحب نے دیکھ لیا کہ یہ ریت کی دیوار اس طرح نہیں ٹھہرنے لگی۔ تو انہیں ... اخبار الفضل - ۳ر نومبر ۱۹۲۵ء میں لکھنا پڑا :-

"........ اگر اتنی قربانی کے بعد بھی سلسلہ کی حالت غیر محفوظ ہو یعنی چند لوگوں کے رحم پر ہو۔ جو اگر چاہیں کہ خلافت کا انتظام قائم رہے تو قائم رہے۔ اور اگر نہ چاہیں تو نہ رہے۔ تو یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ مسئلۂ خلافت جماعت کے بنیادی اصول میں شامل نہ ہونے سے جماعت ایسے خطرات میں رہ سکتی ہے جو مبائعین کو غیر مبائعین میں بدل دے اور دس گیارہ آدمیوں کی جنبشِ قلم سے قادیان معًا ... لاہور بن جائے"۔

کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ پہلے تو بڑے فخر سے کہا جاتا تھا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ مگر خدا کے خلیفہ بنانے کے گیارہ برس بعد جناب میاں صاحب کو پتہ لگا کہ خلافت کی تو بنیاد ہی کوئی نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد ڈنڈے سے یا پیری کے زور سے اور رعب سے جماعت سے یہ منوا لیا کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ایک مجلس ہے۔ اس نے خلیفہ کیا بنانا ہے۔ خلیفہ چاہے تو انجمن کو رکھے چاہے نہ رکھے۔ انجمن کو جو اختیارات دیئے جائیں گے وہ خلیفہ دے گا۔ چلو چھٹی ہوئی!۔

(۹) معاملہ یہیں تک ختم نہ ہوا۔ میاں صاحب کو آئندہ اپنی گدی مضبوط بنانے اور اپنی اولاد میں سے سلسلہ کے خلفاء منتخب کروانے کا فکر دامنگیر ہوا۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ میں "خلافتِ حقہ اسلامیہ" کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر جماعت احمدیہ خلافت کے ایمان پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو اس میں بھی قیامت تک خلافت قائم رہے گی۔ جس طرح عیسائیوں میں پوپ کی شکل میں اب تک قائم ہے گو وہ بگڑ گئی ہے۔"
(تقریر خلیفہ صاحب ص۱۲)

پھر فرماتے ہیں :-

"وہ بہت سادہ طریق ہے۔ اس میں جو بڑے بڑے علماء ہیں ان کی ایک چھوٹی سی تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اور باقی عیسائی دنیا اُسے قبول کر لیتی ہے"
(تقریر خلیفہ صاحب ص۲۲)

اس کے مطابق پھر خلیفہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ :-

"آئندہ یہ نہ رکھا جائے کہ ملتان اور کراچی اور حیدر آباد اور کوئٹہ اور پشاور سب جگہ کے نمائندے جو پانچ سو کی تعداد سے زیادہ ہوتے ہیں، وہ آئیں تو انتخاب ہو۔ بلکہ صرف ناظروں اور وکیلوں اور مقررہ اشخاص (یعنی ملازم عملہ) کے مشورہ کے ساتھ اگر وہ حاضر ہوں خلیفہ کا انتخاب ہو گا جس کے بعد جماعت میں اعلان کر دیا جائے گا۔ اور جماعت اس شخص کی بیعت کرے گی"
(تقریر خلیفہ صاحب ص۲)

پوپ کو تو پھر بھی بڑے مذہبی لیڈر کارڈینل کے عہدے کے منتخب کرتے ہیں۔ مگر میاں محمود احمد صاحب نے تو سراسر اپنے ملازم عملہ اور ہاں میں ہاں ملانے والے مولویوں کو یہ اختیار دے دیئے۔ کہ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفے مقرر کر لیا کرے۔ اور باقی جماعت بیعت کرنے کی پابند ہو گی۔ اب یہ مذہب کو بچوں کا کھیل نہیں بنایا گیا تو اور کیا ہے؟! خلیفہ ثالث (ربوہ والے) بھی اسی ڈھونگ کے ماتحت خلیفہ چنے گئے ہوں گے۔ ان حالات کے ماتحت جماعت ربوہ کے ماؤف دماغ رکھنے والے مریدوں میں اگر بعض کے دماغ میں حقیقت اور صلاحیت کا خون پھر سے گردش کرنے لگے اور ان کی سوجھ بوجھ جاگنے لگے تو یہ قابلِ ستائش بات ہے۔ چاہے خلیفہ صاحب اور ان کے ماتحت مولوی لوگ ان کو "منافق" کہہ کر کیوں نہ ڈرائیں۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر رحم کرے آمین۔

مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حضرت مولانا نورالدین مرحوم و مغفور کے زمانے میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جو قدر، دھوم اور حسن ظنی عامۃ المسلمین میں تھی وہ اگر جماعت احمدیہ میں پھوٹ نہ پڑنے کی وجہ سے قائم رہتی۔ تو آج مجدد وقت اور مسیح موعودؑ کا دنیا میں ڈنکہ بج رہا ہوتا۔

دورۂ ملتان و خطبہ جمعہ (از صفحہ ۲)

میں کیا حکمت ہے؟ اس کے جواب میں حضرت امیر نے فرمایا :-

یہ آیت قرآنی مرزا صاحبؒ پر الہامًا نازل ہوئی ہے۔ وحی کے الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ اب یہ وحی نبوّت نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی نبوّت تو وہ ہے جو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ہو۔ جب جبرائیلؑ کا آنا ختم ہے تو وحی نبوّت بھی ختم ہے۔ ہم جب حج پر جاتے ہیں تو اس وحی الٰہی پر عمل کرتے ہیں۔ وحی کا لفظ وسیع ہے۔ اُمِ موسٰی پر بھی وحی اتری اور وہ نبیہ نہ تھیں۔ خدا نے شہد کی مکھی کو بھی وحی کی۔ واوحیٰ ربک الی النحل اس کی فطرت کے اندر ہدایت رکھ دی گئی۔ وحی اس وقت وحی نبوت کہلائے گی جب وہ جبرائیلؑ کے توسط سے ہو۔ ایک دوسرے صاحب نے کہا حضرت! بعض مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحبؒ کے الہامات میں آیات قرآنی بھی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحیِ نبوت کے مدعی ہیں۔ حضرت امیر نے فرمایا :- یہ وحی نبوّت نہیں۔ بلکہ وحی ولایت ہے جس کے ذریعے سے بعض قرآنی آیات دہرائی گئی ہیں۔ مرزا صاحبؒ نے کبھی نہیں کہا کہ مجھ پر وحی الٰہی جبرائیلؑ کے ذریعے اترتی ہے۔ جبرائیلؑ تو احکامِ الٰہی لے آنے کے لئے مختص ہے۔ جب الیوم اکملت لکم دینکم کے ماتحت دین مکمل ہو گیا تو اب نئے احکامات کی ضرورت نہ رہی۔ آپ نے فرمایا۔ سوچنا چاہیے مرزا صاحبؒ کو نبی ماننے سے تمام مسلمانانِ عالم کو کافر بنانا پڑتا ہے

اس مختصر سی مجلس کے بعد حضرت امیر آرام کے لئے میاں رشید احمد صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو۔ اگرچہ وہ جسمانی لحاظ سے ضعیف ہیں مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے روحانی لحاظ سے بہت توانا ہیں۔ روحانی طور پر وہ جوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت میں عمر میں، اور عزت و آبرو میں بہت بہت برکت ڈالے اور انہیں خدمتِ دین کی اور زیادہ مہلت دے اور توفیق عطا فرمادے۔ آمین! ثم آمین

(علم و عمل کی آمیزش مطالعہ قرآن کی ایک نئی تحریک۔ بسلسلہ صفحہ ۶)

کا مزاج اس درجہ بھی بدل سکتا ہے؟!

اس مسئلہ کے بارے میں چند باتیں بالکل واضح ہیں :-

ایک یہ کہ یہ مسئلہ کوئی آج کی پیدا وار نہیں تھا بلکہ گذشتہ صدی کے اواخر ہی سے اس کے بارے میں مسلمانوں میں بے چینی کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے لیکن اپنے تاسیس کے دن سے لے کر ۱۹۵۲ء تک پورے گیارہ بارہ سال جماعت اسلامی نے بحیثیت جماعت یا اس کے اکابرین نے بحیثیت افراد اس پر کوئی عملی اقدام کرنا تو کجا زبان سے ایک حرف تک نہ نکالا بلکہ ایک اصولی اسلامی جماعت کی حیثیت سے اپنے دَور اوّل میں اس نے ایسی باتیں کہیں کہ جن سے قادیانیوں کی تکفیر کی براہ راست نہ سہی بالواسطہ ضرور ہمت شکنی ہوتی ہے۔"

باقی — باقی

www.aaiil.org

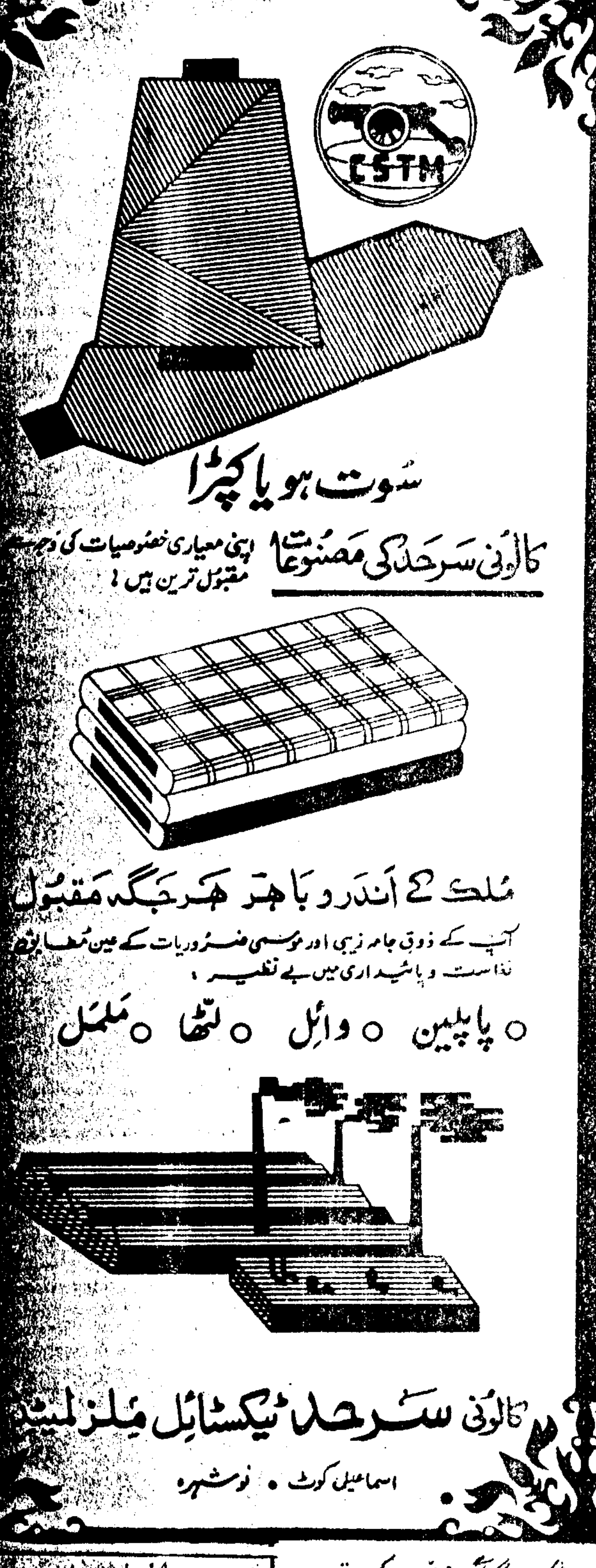

فصلانہ چندوں کی ادائیگی

—— احباب جماعت جو چندہ ماہوارہ فصلانہ پر ادا کرتے ہیں ان کی توجہ اور یاد دہانی کے لئے یہ سطور لکھی جاری ہیں۔ اپنی فصل سے خدمت دین کے لئے مخصوص اور موعود چندہ خزانہ انجمن میں داخل کروا کر اشاعت اسلام کے کام میں تقویت کا موجب بنیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی آمدنیوں میں اضافہ فرمائے۔

فضل حق ۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری (تنظیم و تحصیل)

بیماری سے شفا اور عطیہ

—— برخوردار نذیر احمد کے اپریشن کے بارے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، انشاء اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعا کی برکت سے ٹھیک ہو گیا۔ اس خوشی میں کچھ رقم اشاعت اسلام فنڈ میں بطور عطیہ دی ہے اور خاکسار حضرت امیر قوم اور دیگر بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

۱۔ مسز نذیر احمد خان ۔ ۵ روپے عطیہ اشاعت اسلام فنڈ
۲۔ بیگم صاحبہ میجر عبدالحکیم ۵ روپے " "
ہمشیرہ میجر عبدالحکیم سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ [illegible]
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ [illegible]

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوامی

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

حکومت کا عہدہ نہ مانگو

عن عبد الرحمٰن بن سمرة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد الرحمٰن بن سمرة لا تسأل الامارة فانك ان اوتيتها عن مسئلةٍ وكلت إليها وان اوتيتها من غير مسئلةٍ أُعنت عليها واذا حلفت علٰى يمينٍ فرايت غيرها خيراً منها فكفّر عن يمينك وأت الذی هو خيرٌ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ حکومت (کا عہدہ) نہ مانگو کیونکہ اگر وہ تمہیں مانگنے سے دی گئی تو تم اس کے سپرد کئے جاؤ گے اور اگر تمہیں بن مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کسی عہد پر قسم کھاؤ اور دیکھو کہ اس کے خلاف کرنا اس سے بہتر ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دو اور وہ کرو جو بہتر ہے

کبیرہ گناہ

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الکبائر الاشراك باللہ وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اور کسی نفس کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

سچے مذہب کی نشانی ہے کہ اس کی تعلیم سے ایسے استباز پیدا ہوتے ہیں جو محدث کے درجہ تک پہنچ جاویں

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ کے ارشاد گرامی

اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں ہی سے ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دُعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے اور اپنی رُوح اس پر نازل کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولیت دُعا کی بشارت دیتا ہے اور جن کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں۔ اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے۔ کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو محدث کے درجہ تک پہنچ جاویں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرتا ہے۔ اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا (سورۃ حم سجدۃ) سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں۔ اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلائل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے۔ کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے۔ جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے (الحکم جلد ۵ ۱۹)

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۲۲۳-۲۲۴)

مکتوبِ امریکہ

از جناب محمد عبد اللہ صاحب مبلغِ اسلام

مکرمی محترمی مولینا دوست محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

پیغام صلح کے گذشتہ پرچے میں حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ اور آپ کی علالت کی خبر پڑھی تھی۔ خدا وندکریم حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کو مکمل تندرستی عطا فرمادے۔ اور خدمتِ دین کی مزید توفیق اور طاقت عطا فرماوے۔

مذہب اور سوسائٹی

کتاب "ریلیجن اینڈ سوسائٹی" کے متعلق گذشتہ مکتوب میں لکھ چکا ہوں۔ کہ ۱۴۴ صفحہ کی کتاب زیرِ طبع ہے۔ اب یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ لیکن جلد بندی باقی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا ایک نسخہ بذریعہ ہوائی ڈاک آپ کی خدمت میں بھیج دونگا۔ پیغام صلح کے پرچے گذشتہ ماہ سے باقاعدہ موصول ہو رہے ہیں۔ رجسٹرڈ میل کے گم ہونے کے امکان نہایت کم ہوتے ہیں۔

کیتھلک سکول میں لیکچر

خاکسار کو ایک قریبی شہر کے کیتھلک سکول میں اسلام پر تقریر کرنے کی دعوت ملی تھی جو میں نے قبول کرلی تھی۔ لیکن اس تاریخ مقررہ پر مجھے ایک عزیز کی شادی کے سلسلہ میں وینکوور، کینیڈا جانا تھا۔ لہذا میں نے یہ کام عزیزی ظفر اقبال کے سپرد کردیا۔ انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہٗ ادا کیا۔ دو کلاسوں کو جو لڑکیوں کی تھیں اکٹھا کیا گیا۔ ایک گھنٹہ تقریر کے لئے اور آدھ گھنٹہ سوالات اور جوابات کے لئے تھا۔ سکول کی ایک لڑکی اسلامی تعلیم سے اس قدر متاثر ہوئی۔ کہ اس نے علی الاعلان اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اپنی ٹیچر کو بھی کہہ دیا کہ میں مسلمان ہوں گی۔ اس سکول کی پرنسپل نے عزیزی ظفر اقبال کو شکریہ کا خط لکھا ہے۔ اور چیک بھی بھیجا ہے۔

نکاح خوانی اور قبولِ اسلام

بروز جمعہ ۵ مئی کی شام کو ایک پاکستانی مسلمان مسٹر محمد اشرف بگھٹ کی شادی ایک امریکن لڑکی سے ہوئی۔ اس نکاح خوانی کا کام بھی خاکسار نے عزیزی ظفر اقبال کو تفویض کیا۔ عزیزی ظفر اقبال نے سب سے پہلے دلہن سے اسلام قبول کرایا اور اس مجلس میں اسلامی اصولوں پر اپنی تقریر میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب وقبول کرایا۔ اس مجلس میں پاکستانی مسلمانوں کے علاوہ امریکن بھی موجود تھے۔ دلہن کے والد نے عزیزی ظفر اقبال کو کہا کہ وہ اس سے پیشتر نہیں جانتے تھے۔ کہ اسلام اور عیسائیت کے اس قدر قریبی تعلقات ہیں۔ کہ وہ حضرت عیسےٰؑ کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کو خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اسلامی تعلیم اور اسکے اصولوں سے کافی متاثر ہوئے۔

برٹش کولمبیا۔ کینیڈا کا سفر

۴ مئی کی صبح کو خاکسار بمعہ اہلیہ صاحبہ اور عزیزی بشیر احمد عبد اللہ وینکوور۔ برٹش کولمبیا روانہ ہوئے۔ موٹر ڈرائیور ایک امریکن نومسلم تھے۔ اور انہی کی کار تھی۔ شادی ۶ مئی کی شام کو ہوتی تھی۔ دولہا اور دلہن کے والدین جزائر فیجی کے باشندے ہیں۔ جو سان فرانسسکو اور وینکوور میں چند سالوں سے مقیم ہو گئے ہیں۔ دولہا کے والد مسٹر محمد علی سان فرانسسکو میں رہتے ہیں اور ایک ہوٹل کے مالک ہیں۔ دلہن کے والد کینیڈا میں ہیں اور وہ میرے پرانے شاگردوں میں ہیں۔ ہیورڈ۔ کیلے فورنیا سے وینکوور تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکن امریکن شاہراہ پر موٹریں ۷۰ میل کی رفتار سے چلتی ہیں۔ گرد و غبار کا نام و نشان نہیں ہوتا اور نہ ہی اس تیز رفتاری سے جی متلاتا ہے۔ اس شاہراہ پر چار لینز پر موٹریں ایک رُخ چلتی ہیں۔ ہمیں راستہ میں کئی ایک مناظرِ قدرت سے گذرنا پڑا۔ کہیں سبزہ زار ہے۔ تو کہیں خوشنما پیڑوں کے جھنڈ۔ اگر زیتون کے پیڑوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ تو سوائے ان پیڑوں کے کھیتوں میں اور کچھ دکھائی نہیں پڑتا اگر دھان کے کھیت ہیں تو میلوں تک صرف دھان کے کھیت ہی نظر پڑیں گے غرضیکہ ہر ایک میوہ اور پھلوں کے لئے مختلف علاقے مقرر ہیں۔ جہاں ان کے علاوہ کسی دوسری کھیتی کی گورنمنٹ سے اجازت نہیں ملتی۔ راستہ میں مسافروں کے قیام کے لئے ہوٹل اور ریسٹورنٹ ہیں اور ہر دس پندرہ میل کے فاصلے پر مختلف کمپنیوں کے سروس سٹیشن ہیں جہاں سے پٹرول خریدا جا سکتا ہے۔ اور آرام وتفریح کے لئے پارک ہیں۔

ایک رات ہم نے اوریگن سٹیٹ کے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ جہاں دو کمروں کے لئے ۱۳ ڈالر چارج کیا گیا۔ ہوٹل کے کمروں میں ڈبل بیڈ باتھ روم اور ٹی وی تھے۔ آرام سے رات بسر کرکے اگلے روز پھر سفر شروع کیا۔ جمعہ کی دوپہر کو SEATTLE واشنگٹن سٹیٹ میں پہنچے۔ یہاں ایک نہایت مخلص نومسلم ڈاکٹر جازف ڈی کیپ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہم سب کی تواضع چائے سے کی۔ اور ایک روز ٹھہرنے پر مجبور کیا۔ ڈاکٹر ڈی کیپ کافی عرصہ سان فرانسسکو میں رہ چکے ہیں اور اسلامی سینٹر کے کاروبار میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔ بلکہ ایک وقت اس کے پریزیڈنٹ بھی رہ چکے ہیں SEATTLE میں انہوں نے مسلمانوں کا ایک گروپ منظم کیا ہے اور ہر جمعہ کی شام کو قرآن مجید کا درس ہوتا ہے۔ ایک گھنٹہ کی مجلس کے بعد وینکوور روانہ ہوئے اور جمعہ کی شام کو منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ ہماری رہائش کا انتظام مسٹر حبیب خان کے مکان پر تھا۔ جو فیجی کے جناب محمد طاہر خان مرحوم کے رشتہ داروں سے ہیں۔

مہمانوں کی کثرت

شادی کا انتظام وینکوور کے ایک

(باقی برصفحہ ۴ کالم ۲)

مکتوبِ جنوبی امریکہ

از جناب عبد الرحیم بگوبنا مبلغ اسلام

پیغام صلح کے لئے ذیل کی رپورٹ میں یہاں کی جماعت کی پچھلے دنوں کی مختصر سی کارگذاری عرض کر رہا ہوں۔ احمدیہ انجمن کی تبلیغی کارروائیاں باقاعدہ جاری ہیں چند دن ہوئے چار اشخاص نے جو عیسائی مذہب رکھتے تھے اسلام قبول کیا۔ اور ان میں سے دو کا شریعت اسلام کے مطابق عقد نکاح بھی ہو گیا۔ گذشتہ ماہ کے دوران ویسٹرن ہیمس فیئر کی جماعت کے کارکن بھی آتے رہے اور احمدیہ جماعت ویسٹرن ہیمس فیئر کا کانسٹی ٹیوشن پاس کیا گیا۔ اور آئندہ سالانہ جلسہ کے لئے بھی بات ہوئی جو آئندہ ۵ اگست میں منعقد ہوگا۔

جناب الحاج عزیز احمد صاحب مع جناب کمال ہیدل اور مس حمیدہ بخشی ٹرینیڈاد سے آئے ہوئے تھے۔ الحاج عزیز احمد صاحب لنڈن مشن کے چندے کی بقایا رقم وصول کرنے آئے تھے، اور جناب ہیدل اور مس حمیدہ نے یوتھ موومنٹ کے تحت یہاں کے نوجوانوں سے احمدیت کے بارے میں باہم مل کر کام کرنے کے لئے مشورہ کیا۔

ہمارے محترم مولانا غلام احمد بشیر صاحب بھی ہالینڈ سے دو ہفتہ کی چھٹی پر ہماری سرینام کی احمدی جماعت سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آنجناب نے مختلف مقامات پر تقاریر کیں۔ آپکی آمد بڑی کامیاب رہی۔ ٹرینیڈاڈ کا دورہ بھی انہوں نے کیا۔ پھر ۱۶ اپریل کو ہالینڈ واپس چلے گئے۔ مولانا غلام احمد بشیر صاحب کی آمد پر دیگر احباب کے ساتھ مسجد میں فوٹو لیا گیا جو برائے اشاعت ارسال ہے۔

ہماری جماعت کی پرانی مسجد جو شہر کے

(باقی برصفحہ ۴ کالم ۱)

غلام احمد بشیر صاحب احباب جماعت سرینام کے ساتھ۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء

پھر وہی غلط بیانیاں

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے متعلق بارہا وضاحت کی جا چکی ہے اور آپ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آپ کا دعوےٰ صرف مجدّد اور محدث ہونے کا دعوےٰ تھا ، مدعی نبوّت نہ تھے ، نبی کا نام بے شک آپ کو دیا گیا ، لیکن منصب نبوت پر فائز نہیں کیا گیا ، کیونکہ نبوت حضرت رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے ، یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعادہ آپ نے بارہا اپنی تحریرات اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوّت کا دعوےٰ لازم آ گیا ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱ - ۴۲۲)

یہی بات آپ نے اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ دوہرائی ہے:—

"وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علےٰ من اراد فوق ذالک او حسب نفسہٗ شیئاً او اخرج عنقہٗ من الربقۃ النبویۃ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰے علی الطریقۃ المستقلۃ ومابقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ و واللہ ما حصل ھذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ و سمیت نبیاً من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ ۔"

(الاستفتاء ملحقۃ حقیقۃ الوحی ص۶۴)

ترجمہ: میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے سوا اور کچھ مراد نہیں ، اور اس شخص پر خدا کی لعنت جو اس سے بڑھ کر ارادہ کرے یا اپنے نفس کو کوئی چیز سمجھے یا اپنی گردن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوئے سے باہر نکالے ، اور بے شک ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفٰے کے بعد نبوّت مستقلہ کا دعوےٰ کرے اور آپؐ کے بعد کثرت مکالمہ کے سوائے اور کچھ باقی نہیں رہا اور اس کے لئے بھی خیر البریہؐ کی اتباع کی شرط ہے ، نہ کہ بغیر اتباع کے ، اور اللہ کی قسم مجھے یہ مقام مصطفوی انوار کی شعاعوں سے متور ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوا اور میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا حقیقی طور پر نہیں ۔"

دیکھ لیجئے ان دونوں تحریروں میں ایک ہی بات بیان کی گئی ہے :—

(۱) میرا دعوےٰ محدثیت کا ہے نبوّت کا نہیں اور محدثیت ایک شعبہ قویہ نبوت کا ہے جس کو مجازی نبوت قرار دیا جائے تو اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم نہیں آتا ۔

(۲) حضرت رسول کریم صلعم خاتم النبیین ہیں اور نبوّت آپؐ کی ذات کے ساتھ منقطع ہو چکی ہے ، مجھے جو کچھ ملا ہے وہ رسول کریمؐ کی اتباع اور آپؐ کے انوار کی شعاعوں سے ملا ہے اور میرا نام خدا نے مجازی طور پر نبی رکھا ہے حقیقی طور پر نہیں ۔

اسی بات کو آپ نے اپنی مختلف تحریرات میں جابجا دوہرایا ہے ، لیکن ہمارے مخالفین بالخصوص اہلحدیث حضرات کو آپ کی تحریرات میں دعوےٰ نبوت ہی نظر آتا ہے اور نبوت بھی تشریعی ، چنانچہ ۲۸ اپریل ۱۹۷۲ء کے "تنظیم اہلحدیث" میں "دجالی فتنہ اور اس کے ہتھکنڈے" کے عنوان سے ایک مضمون کی تیسری قسط شائع ہوئی ہے (افسوس پہلی دو اقساط اخبار موصول نہ ہونے کی وجہ سے ہماری نظر سے نہیں گذریں) جس میں بتایا گیا ہے کہ :—

"گذشتہ شمارے میں مرزا قادیانی کی .... غیر تشریعی نبوت کے متعلق ان کے دعوے پیش کئے گئے تھے اب ان کی وہ تحریریں پیش کی جاتی ہیں جن میں انہوں نے تشریعی نبوت کا ادعا بھی کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: "اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ کہ ہر ایک مفتری ، تو اوّل تو یہ دعوےٰ بے دلیل ہے خدا نے کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی ۔" (اربعین ۴ ص۶)

آیئے ہم اربعین ۴ کو کھول کر دیکھیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے ان فقرات میں فی الواقعہ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے ؟ اربعین ۴ میں جہاں منقولہ بالا فقرات لکھے ہیں وہیں آگے چل کر ان کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے :—

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالےٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو ، جھوٹی گواہی نہ دو ، زنا نہ کرو ، خون نہ کرو ، اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا ، بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے "

غور کیجئے اس عبارت میں کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی وحی کو احکام شریعت اور اپنے آپ کو تشریعی نبی قرار دیا ہے یا صرف تجدیدی احکام بتایا ہے ، جیسا کہ آپ کے الفاظ "تجدید کے طور پر" اور "بیان شریعت" کے الفاظ سے ظاہر ہے کیا جو شخص قرآن کو ربانی کتابوں کا خاتم سمجھتا ہے وہ کسی نئی شریعت کا حامل ہونے کا ادعا کر سکتا ہے ؟ افسوس ہے کہ "تنظیم اہلحدیث" کے نامہ نگار نے حضرت مرزا صاحب کی عبارت کا ایک حصہ نقل کر کے اپنے قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے ، حالانکہ اگلی عبارت میں ان کے پیدا کردہ مفہوم کی صاف اور کھلے لفظوں میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ آپ کی وحی کے احکام تجدید کے طور پر بیان شریعت ہیں ، حقیقی شریعت نہیں ، کیا تنظیم اہلحدیث کی غلط بیانی صریح بد دیانتی اور دھوکا دہی نہیں ؟ آئندہ اشاعت میں ان کی ایک اور بہت بڑی غلط بیانی کا انکشاف کیا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ ۔

یوم وصال مسیح موعودؑ کی تقریبات

۲۶ مئی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا دن ہے ، اس دن کی یاد میں مرکزی احمدیہ جماعت اور دیگر شہروں کی جماعتیں جلسے کرتی ہیں جن میں حضوؑر کی زندگی کے حالات اور تبلیغی کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

امسال ۲۶ مئی ۱۹۷۲ء کو جماعت لائل پور نے اعلےٰ پیمانے پر جلسہ منعقد کیا جس میں لاہور ، سرگودھا اور دیگر مقامات کے احباب شامل ہوئے اور مختلف اصحاب نے تقاریر کیں ۔

مرکزی جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ ۲۸ مئی کو منعقد ہوا ۔

بعض اور جماعتیں بھی مختلف تاریخوں میں جلسے منعقد کر رہی ہیں) ان تمام جلسوں کی روئیداد اور تقاریر پیغام صلح کے ایک خاص نمبر میں درج کی جائیں گی جو ۱۴ جون ۱۹۷۲ء کو مسیح موعود نمبر کے نام سے شائع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔

www.aaiil.org

اخبار و افکار

سماجی برائیوں کا انسداد اسلامی قوانین سے

ہائی کورٹ لاہور کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس انوارالحق نے ۲۳ مئی ۱۹۷۲ء کو راولپنڈی میں روٹری کلب کے سالانہ عشائیہ میں "اسلام میں عدل کا تصور" کے عنوان سے ایک بصیرت افروز مقالہ پڑھا جس میں اس امر پر زور دیا کہ ملک میں سماجی برائیاں ختم کرنے کے لئے اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں، آپ نے فرمایا کہ قوانین کے تحت سخت سزاؤں کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ قتل، بدکاری اور ڈکیتی جیسے سنگین جرائم کا قلع قمع کر دیا جائے۔ آپ نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ اسلامی قوانین جدید ترین ہیں اور بیسویں صدی کے تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ آپ نے جرم اور سزا کے اسلامی اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے ان لوگوں پر کڑی تنقید کی جو اسلامی قوانین کی رُو سے دی جانے والی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں۔

مسٹر جسٹس انوارالحق کے خیالات موجودہ ضروریات زمانہ کے عین مطابق ہیں، اس وقت پاکستان میں قتل ڈکیتی اور بدکاری جیسے سنگین جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اور باوجود ان سزاؤں کے جو موجودہ قوانین کے رُو سے ایسے مجرمین کو بھگتنی پڑتی ہیں، ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ سزائیں بھگتنے کے بعد مجرمین ارتکاب جرم میں اور تیز ہو جاتے ہیں، برخلاف اس کے سعودی عرب میں جہاں اسلامی قوانین نافذ ہیں ایسے جرائم کا نام و نشان نہیں پایا جاتا، ان حالات میں مسٹر جسٹس انوارالحق کا مطالبہ بالکل برمحل اور جائز ہے کہ سماجی برائیوں کے انسداد کے لئے اسلامی قوانین کا نفاذ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مارکسزم اور اسلام

صدر پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ایک غیر ملکی نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ "پاکستانی سوشلزم کا مطلب ماضی سے قطع تعلق نہیں ہے یہ مارکسزم کے سائنسی اور معاشی نظریہ کو تسلیم کرتا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی کی اساس یہ ہے کہ ہم ایک مسلمان قوم ہیں، ہمارے اپنے عقائد ہیں، ہماری اپنی اقدار و روایات ہیں اور ہم ان سے ہرگز روگردانی نہیں کر سکتے مارکسزم کا صرف اقتصادی نظریہ ہی ہمارے لئے قابل قبول ہے"

صدر پاکستان کے خیالات جہاں تک اسلامی عقائد و روایات کا تعلق ہے، ہر طرح لائق تحسین ہیں، لیکن جہاں تک مارکسزم کے اقتصادی نظریہ کا تعلق ہے یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں، کہ وہ ضروریات زندگی سے اتنا ہم آہنگ نہیں جتنا اسلام کا اقتصادی نظریہ عوامی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے، اسلام نے انفرادی ملکیت کو جائز قرار دیتے ہوئے انفاق اموال کا جو طریق تجویز کیا ہے، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے بعد اس پر عملدرآمد سے سوسائٹی کے اقتصادی حالات میں جو صحت بخش رنگ پیدا ہوا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کا اقتصادی نظریہ مارکسزم سے بڑھ کر قابل عمل ہے، اسلام میں زکوٰۃ کا نظام اور غرباء کے لئے انفاق مال کے دیگر مواقع جن پر قرآن کریم نے زور دیا ہے سرمایہ دار اور مزدور کے مابین تفاوت کو اس حد تک دُور کرنے کا موجب ہیں کہ مارکسزم کا تصور اس حد تک نہیں پہنچ سکتا، اس لئے ضروری ہے کہ مارکسزم کے اقتصادی نظریہ کے بجائے اسلام کے نظریہ اقتصاد پر عمل درآمد کیا جائے۔

مسلمان کی تعریف

صوبہ سرحد میں جمعیت العلماء کی حکومت نے جو اصلاحات شروع کی ہیں ان میں سے ایک ضروری اصلاح یہ ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے لئے مسلمان کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ "مسلمان وہ ہے جو خدا کی وحدانیت، قرآن کی صحت، اور حضرت محمد صلعم کو پیغمبر آخرالزمان تسلیم کرے۔"

یہ مولانا درخواستی کا اعلان ہے جو انہوں نے بقول "صدائے اسلام پشاور" ۱۴ مئی ۱۹۷۲ء کو حکومت کے قائم کردہ نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا، ہم اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے امید کرتے ہیں، کہ جمعیت العلماء اپنے دورِ حکومت میں کم از کم صوبہ سرحد میں مولانا درخواستی کے اس بیان پر عملدرآمد کرتے ہوئے فتنۂ تکفیر کا انسداد کر کے اتحاد بین المسلمین کے لئے عملی قدم اُٹھائے گی۔

سماجی تنظیموں کی ذمہ داریاں

روزنامہ مشرق سے بلا تبصرہ:-

"پی-پی-آئی کی خبر کے مطابق وزیر اطلاعات جناب مولانا کوثر نیازی صاحب نے عوام پر زور دیا ہے کہ وہ ایسے سینماؤں کا بائیکاٹ کریں جو عریاں فلموں کی نمائش کرتے ہیں۔ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب نے مذہبی اور سماجی تنظیموں کو بھی انکی ذمہ داریاں یاد دلائی ہیں اور کہا ہے کہ وہ لوگوں کو ان سینما مالکوں کے بائیکاٹ پر ابھاریں جو عریاں فلمیں دکھاتے ہیں۔

"جناب کوثر نیازی صاحب کے ارشادات کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ اگرچہ ان پر موثر عملدرآمد ہونا ہمیں اتنا یقینی دکھائی نہیں دیتا۔ مثلاً مذہبی اور سماجی تنظیموں ہی کو لیجئے۔ اول تو ان کا دائرہ کار ہی الگ الگ ہے۔ مذہبی تنظیموں کو کفر کے فتوے تیار کرنے ہوتے ہیں جن پر پاکستان کے ہر ضلع کے علماء کے دستخط ہوں۔ یہ کام کافی وقت اور محنت لیتا ہے۔ ان تنظیموں سے عریاں فلموں کے خلاف مہم چلانے کی توقع تو کی جا سکتی ہے لیکن ذرا آگے چل کر جب یہ اپنے بنیادی فرائض سے فراغت پا جائیں۔ سماجی تنظیموں کو بھی دم بھر کی مہلت نہیں۔ جلسے کرنا اور کسی وزیر سے ان جلسوں کی صدارت کرانا، وزیر سے افتتاح رسم کی تصویریں کھچوانا۔ ان تصویروں کو اخباروں میں چھپوانے کا بندوبست کرنا، کوئی کم جنجال تو نہیں ہے نا۔"

مکتوب امریکہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بڑے ہال میں تھا۔ مہمانوں کی کثرت کو دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ کہ کس طرح جزائر فیجی کے ہندو مسلمان اس کثرت سے کینیڈا میں چند سالوں کے اندر آباد ہو گئے۔ نکاح وینکوور کے اسلامی مرکز کے ایک مولوی صاحب نے پڑھایا۔ خاکسار نے اس کے بعد خطبہ نکاح کی تین آیاتِ قرآنی کی انگریزی زبان میں تشریح کی۔ اس کے بعد دو تین سو مہمانوں کی تواضع ڈنر سے کی گئی وینکوور میں ہماری جماعت فیجی کے کئی ایک دوست آباد ہو گئے ہیں۔ ان سب سے ملاقات ہوئی۔ میرے کئی ایک شاگرد موجود تھے۔ فیجی سے مسٹر شبیر محمد خان شیرانی اس شادی میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کی اُردو زبان میں تقریر ہوئی۔ باقی پھر انشاءاللہ تعالیٰ۔

مکتوب جنوبی امریکہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

... ہیڈکوارٹر میں واقع ہے۔ چونکہ بہت پرانی اور عبادت کے لئے چھوٹی ہو گئی ہے اس لئے اس کے بجائے ایک بہت بڑی عالی شان مسجد تعمیر کرنے کا خیال ہے اور اس کے لئے کوشش بھی ہو رہی ہے۔ فی الحال ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ اس کی بنیاد جلد ہی رکھنے کا ارادہ ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

گذشتہ سال سے اب تک معلوم ہوا ہے۔ کہ مرکزی جماعت احمدیہ پاکستان کے بہت سے بزرگ وفات پا گئے ہیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ چونکہ اخبار پیغام صلح چند مہینے بند رہا اس لئے خبر کچھ تاخیر سے ملی ہے۔ لیکن پھر بھی یہاں کے احباب نے غائبانہ جنازہ کی نماز ان سب مرحومین کے لئے ادا کی۔

اعلانِ نکاح

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے پوتے شاہد عزیز صاحب کی شادی گذشتہ ۷ مئی کو راولپنڈی میں ملک رُوح اللہ خاں صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ ملک رُوح اللہ خان صاحب نے اس تقریب کی خوشی میں مبلغ -/۱۰ روپے (دس روپے) چندہ انجمن کو دیئے۔ فجزاہ اللہ، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

www.aaiil.org

محنت کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے نمونہ میں

تقریر مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ضیا بر موقعہ عید میلاد النبی صلعم زیر اہتمام بزم ادب مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

نٓ - والقلم ومایسطرون - ماانت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجراً غیر ممنون ..... وانک لعلیٰ خلق عظیم - (القلم)

ترجمہ: قلم اور دوات اور جو کچھ علوم لکھے جاتے ہیں شاہد ہیں کہ خدا کے فضل و نعمت سے تو مجنون نہیں، بلکہ تیرا اجر اس قدر عظیم ہے کہ وہ غیر منقطع ہے کیونکہ آپؐ خلقِ عظیم کا عالی نمونہ ہیں -

سب سے پہلے میں اس جلسہ کے منتظمین حضرات کو مبارکباد کہتا ہوں کہ انہوں نے اس تقریب کے لئے ایسا موضوع منتخب کیا جس پر سب کو توجہ کی ضرورت ہے - کیونکہ آج کل ایک طبقہ ایسا پیدا ہو رہا ہے جس کا مقصد حیات محض آرام طلبی اور عیش کوشی ہے - آپ گردوپیش پر نظر ڈال کر دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ فی زمانہ لوگ محنت و مشقت سے بہت جی چراتے ہیں، کم سے کم کام کرنا پسند کرتے ہیں، مگر برعکس توقع یہ رکھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ پیسہ ہاتھ آئے - یہ عجیب بات ہے کہ وہ فرنگی اور دہریت زدہ تہذیب جس کی تقلید میں ہم گھلے جا رہے ہیں اس تہذیب کا اگر مطالعہ کیا جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس نے بھی کم از کم علمی اور دنی میدان میں بہت جد و جہد اور محنت و کاوش کی تحریک کی ہے اور بے مثال عظیم نمونے پیدا کئے ہیں - وہ چاند پر کمندیں تو کیا چھلانگیں لگا رہے ہیں اور قمر نوردی کر رہے ہیں - یہ محیر العقول کارنامے علمی کاوش اور محنت و تدبر نیز عزم و ہمت کے عالی جوہروں کے بغیر ناممکن ہیں - یہ علوم و فنون جو آج دنیا کے سامنے ہیں اور اس سے وہ مستفید ہو رہی ہے - اگر ان علوم و فنون کی دریافت اور شب و روز کی تحقیق اور ایجاد و ترقی کے سلسلہ میں عرق ریزی سے کام نہ لیا جاتا اور شب و روز کی محنت شاقہ نہ کی جاتی تو ان کی برکات کے بغیر دنیا کس طرح متمتع ہو سکتی؟

ہماری بدقسمتی ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں ایسا نظریہ زندگی سرایت کرتا جاتا ہے کہ محنت تو کم سے کم ہو مگر اس کا اجر اعلےٰ سے اعلےٰ اور زیادہ سے زیادہ ہو، یہ امر تو قانونِ قدرت کے بھی صریحاً خلاف ہے - چنانچہ آپ علم حیاتیات (BIOLOGY) کا مطالعہ کریں تو اس علم کی رُو سے بھی ذی رُوح یا جاندار اور غیر ذی رُوح یا بے جان چیزوں میں یہی فرق ہے، کہ اول الذکر متحرک و فعال ہیں اور آخر الذکر جامد و ساکن اور بے حرکت و بے عمل پڑی ہیں -

قرآن کریم نے محنت و مشقت اور حرکت و عمل کی عظمت و افادیت اور اہمیت مختلف طریقوں اور مختلف پیرایوں میں بیان فرمائی ہے - فرمایا ایمان کا بیج بغیر عمل صالح کا پانی دینے کے ثمر آور نہیں ہو سکتا، اور عمل صالح میں کمال حاصل کرنے کے لئے ایمان کا ہونا ضروری ہے -

قرآن حکیم کی تعلیم میں عمل کی اہمیت و عظمت

قرآن کریم میں سینکڑوں بار یہ جملہ دہرایا گیا ہے، الذین امنوا و عملوا الصلحٰت، وہ لوگ جو صاحب ایمان اور صاحب عمل صالحہ ہیں، وہی فلاح و نجات کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں -

پھر فرمایا الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزٰیہ الجزاء الاوفیٰ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا - بجز محنت و سعی انسان کو کچھ حاصل نہیں - نیز جو کچھ سعی و جہد کی جائے وہ اپنا معاوضہ ضرور لاتی ہے پھر یہ قانونِ خداوندی ہے کہ ہر شخص کو وہی حاصل ہوتا ہے جس کے بارہ میں انسان نے کوشش و سعی کی -

کفار سے تنازع کو قرآن کریم ان الفاظ پر ختم کرتا ہے قل یٰقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ (الزمر) تم اپنے مقاصد پر عمل پیرا رہو، ہم اپنے موقف پر عمل پیرا ہیں، ہمارے مابین ہمارے اپنے اپنے اعمال کے نتائج بتلا دیں گے کہ کون کامیاب و مفلح ہوگا اور کون ناکام و نامراد رہے گا - فیصلہ کا انحصار اعمال کی نوعیت پر مقدر ہے

کبھی فرمایا فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون - ہمارے لئے تمہارے اعمال کے نتائج، میرے لئے میرے عمل کے نتائج تم میرے عملوں سے بری ہو اور میں تمہارے عملوں کے نتائج کا ذمہ دار نہیں ہوں -

اسی طرح فرمایا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم ہمارے اور تمہارے مابین تنازع کی بات نہیں اس لئے کہ انجام کار ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال نتائج پیدا کریں گے - پھر فرمایا ولکل درجٰت مما عملوا - ہر شخص کا مرتبہ اس کے اپنے اعمال پر مرتب کیا جاتا ہے لیوفینھم ربک اعمالھم ان کے ..... اعمال صالح یا سیئہ کا ان کا رب انہیں پورا پورا بدلہ دے گا - ایک مقام پر اعمال کے حتمی نتائج پیدا ہونے کے بارہ میں یوں فرمایا وکل انسان الزمنٰہ طٰئرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتٰباً یلقٰہ منشورا اقرا کتٰبک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً - من اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (سورۂ بنی اسرائیل ۱۳-۱۵)

ترجمہ: - ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کے گلے میں لازمی طور پر باندھ دیئے ہیں قیامت کے دن یعنی نتائج اعمال کے دن اپنے اعمال کو ہر شخص کھلی کھلی کتاب میں مرقوم پائے گا بلکہ اسے اپنی اس کتاب کے پڑھنے کا حکم دیا جائے گا وہ کتاب اس کے اپنے اعمال کی لکھی ہوئی ہونے کے باعث اس کی اپنی شہادت پیش کرے گی - ہدایت یافتہ ہونے کی صورت میں اعمال حسنہ کا بہتر نتیجہ بھی اس بشر کو ملے گا، اس کے برخلاف ضلالت کے اعمال کا نتیجہ بھی اسے خود ہی بھگتنا ہوگا کسی شخص کے اعمالِ بد کا کوئی بوجھ کوئی دوسرا شخص ہرگز نہیں اٹھا سکے گا -

ایک جملہ میں کس قدر وضاحت سے بتلایا و نعم اجر العٰملین (آل عمران ۱۳۵) عمل کرنے والوں کے لئے ہی بہترین اجر مرتب ہوگا - مجاہدہ دینی میدان میں ہو یا دنیاوی میں اسکے متعلق قانون بیان فرمایا ہے من جاھد فانما یجاھد لنفسہ مجاہدہ کا فائدہ مجاہد کو ہی ملے گا - کیونکہ خدا تعالےٰ کو کسی کے مجاہدہ سے کچھ بھی حاصل نہیں -

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ - اور جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا اس کا اجر پائے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ ضرور پائے گا - اس آیت میں ہر قسم کے ملکی، وطنی اور ملی تعصبات سے بالاتر ہو کر اجر ہے - غرضیکہ عمل کی اہمیت و عظمت کو قرآن کریم نے اس قدر مختلف پہلوؤں سے واضح کر کے یہ یقین پیدا کرنا چاہا ہے کہ کوئی متعلقہ پہلو چھوڑا نہیں گیا - خود خدا اور اس کی صفات پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین پیدا [illegible] کا مطلب بجز اس کے [illegible] میں یہ اعمال کے نتائج ضرور [illegible] ہیں گے -

اعمالِ صالحہ کی عظیم داستان

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سراسر عمل صالحہ، و اخلاق حسنہ اور عمل کی داستان بھی عظیم ہے - عمل پیدا ہوتا ہے محنت اور محبت سے - اگر آپ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ مقدسہ کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت صلعم نے محنت اور محبت کی قدروں کو کمال تک پہنچا دیا۔ محنت اور محبت کے دو ہی میدان ہیں

۱۔ عبادت الٰہی میں استغراق اور محبت اور اس میں تعامل، تکرار اور اس میں مداومت اختیار کرنا۔

۲۔ خدمت خلق کے میدان میں اظہار عشق اور جدوجہد، دوسرے معنوں میں محبت و محنت۔

دوستو اور عزیزو! آپ نے ابھی ابھی عزیز طلباء سے بڑی اچھی اچھی تقاریر سُنی ہیں اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سُنا ہے۔ اس کے اندر آپ کو محنت و محبت کار کے کیسے ایمان افروز اور محنت آفرین واقعات ملے ہیں۔ حضور صلعم کی زندگی کے اندر اپنے مقصد دلی سے لگن، محبت، محنت، عزم راسخ و استقلال پھر اس راہ میں صبر و استقامت کے کیسے انمول کردار کی شمعیں روشن ہیں۔

عبادت و ریاضت خالق اور خدمت مخلوق کے بلند ترین نمونے

یہ زندگی کے وہ اوصاف و اقدار ہیں جو خلق عظیم کے اہم جزو بنتے ہیں اسی لئے فرمایا انّک لعلیٰ خلق عظیم۔ کہ آپؐ عظیم مقام خلق پر فائز ہیں اور تمام علوم و فنون اور زندگی کی قدریں جو اب موجود ہیں یا آئندہ ہونگی وہ اس امر پر شاہد ناطق ہوں گے کہ آپؐ کا نمونہ خلق عظیم ہے۔ آپؐ پیہم محنت و محبت کے شاہکار ہیں۔ اگر عبادت الٰہی میں لگن و جذب کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو بھی بارگاہ الٰہی میں حاضر رہتے یہاں تک کہ کھڑے کھڑے پاؤں متورم ہو جاتے تو دن کو خدمت خلق کے لئے اس قدر کمربستہ رہتے کہ اپنے تمام آرام و آسائش پر اسے مقدم کرتے۔

حضور صلعم کی زندگی ظاہر کرتی ہے کہ آپؐ عالم انسانیت میں سے یکتا و یگانہ فرد ہیں جنہوں نے خدا کی محبت اور خلق کی خدمت کے لئے سب سے بڑھ کر محنت و مشقت کی مگر سب سے کم تو آرام کیا، سب سے کم تو کھانا کھایا، لیکن سب سے بڑھ کر کام کیا۔

ہم جو آپؐ کے نام لیوا ہیں ہمیں کیا ہوگیا ہم جو آپؐ کے خلق عظیم کے معترف ہیں خود آرام طلب بنتے چلے جا رہے ہیں، عیش کوشی کا سب سے زیادہ شکار ہیں اور پھر سب سے زیادہ کھانے پینے کے شائق ہیں کیا زندگی کی اعلےٰ اقدار اور بلند پایہ اخلاق کا حصول یونہی ممکن ہے۔ غور کیجئے کہ کیا ہم اس صورت میں قومی سطح پر کوئی بلند و باہمت قوم کہلا سکتے ہیں!

محنت و محبت اور خلق خدا کی خدمت کی بلندیاں ہم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک خون پسینہ ایک نہ کر دیں۔ یہ بلندیاں عالی کردار سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ انگریزی نظم کا ایک پیرا دیا جاتا ہے۔

The hieghts That
great men reached
& Kept

Were not attained
by sudden flight
But They while
Their companions
Slept-

Were toiling all
through
night

- - - - - - - - - - -

ترجمہ:۔

یہ مت خیال کرو کہ بلند پایہ اشخاص نے جو عظیم مراتب حاصل کئے تو وہ یونہی فوری طور پر خود بخود حاصل ہو گئے تھے بلکہ یاد رکھو کہ جب ان کے ساتھی میٹھی نیند کے مزے لے کر سو رہے تھے وہ جاگ کر محنت شاقہ سے راتیں گذارتے تھے

قرآن کریم کا علمی اور خُلقِ نبوی صلعم کا عملی نمونہ دو ابدی معجزے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان معجزہ لائے۔ وہ ہے قرآن کریم کا معجزہ۔ یہ ایک دائمی ابدی اور حیات بخش معجزہ ہے۔ اس معجزہ نے مردہ دلوں کو زندگی بخشی جو کوئی اس معجزہ کے نیچے آیا اسے بقائے دوام حاصل ہوگئی۔ چنانچہ قرآنی حیات طیبہ سے متمتع ہوکر امت اسلامیہ میں بزرگان و اولیائے کرام نے اس معجزے کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مجددین کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک ایسے مقربان الٰہی کا ظہور ہوتا رہے گا جو اپنی ارضی زندگی پر موت وارد کرکے آسمان سے تعلق لگا لیتے ہیں انہیں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ قرآن کی اتباع اور اسوہ حسنہ نبویؐ کی تعمیل میں انہیں بڑی محنت و ریاضت کرنا پڑتی ہے۔ پھر کہیں جا کر گوہر مراد پاتے ہیں۔ اور ان بزرگ مجددین کا کیا مقام ہے بلا ان کے بارے میں حضور صلعم فرماتے ہیں العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء کا مقام بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کا مقام ہے

عزیز طلباء! اگر آپ اپنی زندگی میں عظمت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو محنت و محبت کا عادی و خوگر بناؤ۔ کسی نیک اور تعمیری کام کے لئے محنت، جگر سوز محنت اور سچی اور خالص محبت درکار ہے اس راہ میں نتیجہ سے بھی بے پرواہ ہو جانا چاہیئے اور اسے نظر انداز کر دینا چاہیئے کہ میری محنت کب پھل لائے گی۔

یاد رکھئے کسی کی نیک پُرخلوص اور سچی محنت رائیگاں نہیں جاتی۔ ہر شخص اپنی استعداد کار کے مطابق محنت و محبت کا پھل پائے گا۔ کیونکہ محکم قانون خداوندی یہی جاری و ساری ہے لہٰذا آپ اپنے آپ کو محنت کا خوگر بنائیں تاکہ محنت و محبت کی یادوں میں نیک نامی و دوام ابدی حاصل کر سکو۔

اخبار احمدیہ

امتحانات میں کامیابی اور عطیہ

—— گجرات سے چوہدری محمد حیات صاحب پی ای ایس (ریٹائرڈ) لکھتے ہیں:۔

میرے برادر عزیز چوہدری فتح محمد عزیز ایڈووکیٹ گجرات کے فرزند ارجمند چوہدری ظفر عزیز ایم اے ایل ایل بی۔ جنہوں نے (پی سی ایس) ایگزیکٹو برانچ کے مقابلہ کا امتحان دیا تھا اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے کامیاب ہوکر منتخب کر لئے گئے ہیں اور آج کل پشاور اکاڈمی میں زیر تربیت ہیں۔

عزیز صاحب کی ایک صاحبزادی نے گذشتہ سال ایم اے میں یونیورسٹی میں فرسٹ کلاس ...... حاصل کرکے گولڈ میڈل حاصل کیا تھا۔ آج کل وہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں بطور لیکچرر کام کر رہی ہیں۔ عزیز صاحب نے شکرانہ کے طور پر مبلغ پچاس روپیہ انجمن کے فنڈ میں داخل کر دیا ہے۔

ملتان میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا لیکچر

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورۂ ملتان کی روئداد گذشتہ اشاعت میں پروفیسر غلام محمد صاحب کے قلم سے درج ہو چکی ہے، اس میں یہ خبر لکھنے سے رہ گئی، کہ اس دورہ میں آپ کا ایک لیکچر عزیز ہوٹل میں ہوا، جس کا اہتمام محترم میاں رشید احمد صاحب فرزند اکبر شیخ فضل الرحمٰن صاحب مرحوم نے کیا۔ انہوں نے خوبصورت دعوتی کارڈ شہر کے تمام سرکردہ اصحاب کو بھیجے، جن میں مجسٹریٹ، وکلاء، پروفیسر اور پرنسپل تجار اور صنعت کار صاحبان شامل تھے .... اور انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا بیان نہایت مسرت کے ساتھ سُنا اور پوری دلچسپی کا اظہار کیا۔

جماعت پشاور کی خبریں

سیکرٹری صاحب جماعت پشاور لکھتے ہیں:۔

(۱) مؤرخہ ۲۸/۴ کو صاحبزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی شادی جناب غلام محبوب خان کی دختر نیک اختر سے انجام پائی۔ جناب غلام محبوب خان صاحب نے احباب جماعت کے علاوہ دیگر معزز مہمانوں کو اپنے مکان واقعہ یونیورسٹی ٹاؤن میں دعوت شیرینی دی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ طرفین کو اپنے فضل و کرم سے خوش و خرم رکھے۔ آمین

(۲) ملک عبدالجلیل خان آف سفید ڈھیری ترقی پاکر اسسٹنٹ سیکرٹری امتحانات ہو گئے ہیں۔ اس خوشی میں ملک عبدالجلیل خان نے مقامی فنڈ میں دس روپیہ عطیہ دیئے جزاہ اللہ

(۳) لالہ گل رحمان خان صاحب جماعت کے ایک سرگرم بزرگ ہیں آجکل خدا کے فضل و کرم سے صحتیاب ہو رہے ہیں ان کے لئے مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۴) جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کے بعہدہ جنرل سیکرٹری فائز ہونے پر تمام احباب جماعت پشاور و مضافات کو از حد خوشی ہوئی ہے اور وہ جناب مرزا صاحب

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

(۲)

اس سے آگے چل کر ڈاکٹر صاحب اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کی کچھ تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ اس کا لبِ لباب یہ ہے کہ قادیانیت کے متعلق اپنا مذکورہ بالا موقف واضح کرنے کے باوجود جب جماعت احرار نے ملک میں شورش برپا کر دی تو بجائے اس کے کہ اسلامی جماعت یہ اعلان کرتی کہ جو طریقہ مجلس احرار اختیار کر رہی ہے وہ نہ اصولاً صحیح ہے اور نہ نتیجۃً مفید۔ وہ خود بھی احرار کے دوش بدوش کھڑے ہو کر "شورش" کو "بغاوت" کے درجے تک پہنچانے میں مصروف ہو گئی۔ اور جب بغاوت کے الزامات عائد کئے گئے تو اپنے سارے کردار سے انکار کر گئی اور اعلان کر دیا کہ وہ تو مجلس عمل سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ تحقیقاتی عدالت نے جماعت اسلامی کے اس عذر کو قبول نہ کیا اور اس شورش میں اس کو برابر کا شریک گردانا۔

جہاں تک لاہوری جماعت کا تعلق ہے جماعت اسلامی نے شورش برپا کرنے سے بہت پہلے قادیانیوں کو یہ الٹی میٹم دیا تھا کہ آپ لوگ لاہور والوں کے عقائد کی سطح پر آجائیں تو تمہارا اور ہمارا جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کو قادیانی قبول نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس طرح ان کے مسلک کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی تھی۔

ہم اس موقعہ پر اس دردناک اور افسوسناک حقیقت کے اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ باوجود اس کے کہ تقریباً تمام معقول دینی اور نیم دینی جماعتیں اپنی نجی مجالس میں لاہوری احمدیوں کو مسلمان قرار دیتی ہیں بلکہ اسلام کا دوسرے ادیان کے مقابل پر ہراول دستہ سمجھتی ہیں۔ مگر کبھی کسی نے اپنے پبلک بیان میں لاہوری جماعت کو قادیانیوں سے متمیز نہیں کیا بلکہ اس کے فتاوے میں یہی تاثر ملتا ہے کہ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جائے تو کوئی حرج نہیں۔ فتویٰ ایسا ہوتا ہے جس میں لاہوری احمدیوں کو بھی تکفیر کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ افسوس کہ مسلمان یہ نہیں سمجھتے کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر کوئی مذاق نہیں لیکن ۔۔۔ "علماء" نے اس کثرت سے مسلمانوں کے عمائد اور جماعتوں کے خلاف اس قدر کفر کے فتوے جاری کر دیئے ہوئے ہیں کہ فی الواقع کسی کو کافر کہنا ایک مذاق بن گیا ہے۔ کوئی فرد یا کوئی جماعت ہی ایسی ہو گی جو کفر کے فتوے سے بچی ہوئی ہو۔ اس حقیقت کا نوٹس خود ڈاکٹر صاحب نے بھی نہیں لیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس سلسلہ میں ان کا اپنا نقطۂ نگاہ کیا ہے۔ لیکن ہم گمان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایسی علمی شخصیت کلمہ گو کی تکفیر کی کبھی قائل نہیں ہو سکتی۔ جس حسرت اور مجبوری سے ڈاکٹر صاحب نے جماعت اسلامی کا تجزیہ کیا ہے اس سے ہمارے دل بھی افسوس سے بھر گئے ہیں۔ ہمیں بھی جماعت اسلامی سے بڑی توقعات تھیں اور اب اس کے حسرتناک زوال کو دیکھ کر ہم بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا جماعتِ اسلامی سے قطع تعلق

ڈاکٹر صاحب نے جب یہ دیکھا کہ اسلامی جماعت کی ہیئت بالکل تبدیل ہو چکی ہے۔ اور مولانا مودودی صاحب اب مفکرِ اسلام نہیں اور نہ ہی اب ان کی مساعی خالص اسلامی نظام کے قیام کے لئے وقف ہیں۔ تو انہوں نے اپنے قلب میں نگاہ ڈالی اور اپنے نفس کو ٹٹولا تو انہیں اس میں کوئی تبدیلی نظر نہ آئی۔ جماعت کے ہنگامی تغیر پر وہ سخت مضطرب ہوئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ اسلامی نظام کی داعی جماعت اب حالت نزع میں ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ایمان اور اعتقاد کو بچانے کے لئے اس جماعت سے بادلِ ناخواستہ قطع تعلق کر لیا۔ مولانا امین احسن اصلاحی پہلے ہی سے اس جماعت سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے جماعت اسلامی سے انقطاع کے بعد کس طرح اپنے خدمتِ اسلام کے مشاغل جاری رکھے۔ وہ کوئی شہرت پسند آدمی نہیں ہیں۔ ان کا مزاج ایک خاموش کارکن کا مزاج ہے جسے صرف اپنے مقصد سے لگاؤ رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاموش طریق سے گوشۂ تنہائی میں رہ کر اپنی شخصیت کے ارتقائی نشو و نما میں لگے رہے۔ تاآنکہ وہ پختہ کار اور صالح مزاج قائد کی شکل اختیار کر گئے۔

ماہنامہ میثاق لاہور

اس وقت ہمارے ہاتھ میں ماہنامہ میثاق لاہور مارچ ۱۹۷۲ء کا ایشوع ہے۔ مارچ تک ہم ڈاکٹر صاحب اور مولانا امین احسن اصلاحی کی مصروفیتوں سے بالکل بے خبر رہے۔ جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ اس رسالہ نے ہماری آنکھیں کھول دیں اور ہمیں یہ احساس ہوا کہ ان ہر دو بزرگوں نے جماعت اسلامی سے انقطاع کے بعد بڑے موثر طریق اور بڑی بلند سطح پر اپنی شخصیتوں کی تعمیر کر لی ہے اور ان کی صلاحیتوں اور استعدادوں کو ایسا جلا مل چکی ہے کہ وہ جذبۂ اظہار کے بے تابانہ دباؤ سے مجبور ہو کر اپنی مشعل علم کی روشنی عام مسلمانوں میں پھیلانے کا تہیہ کر چکے ہیں اور وہ یقیناً اس قابل ہیں اور پوری طرح اس کے مستحق ہیں کہ وہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے عوام کی رہنمائی کریں اور ان کے دلوں کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دکھائیں۔ جب دل تبدیل ہو جائیں گے تو ان کا کردار بھی روشن ہوتا چلا جائے گا۔ آپ یہ پڑھ کر حیران بھی ہوں گے اور مسرور بھی کہ چند سالوں کے اندر اندر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کیا سے کیا ہو گئے۔ میثاق مارچ ۱۹۷۲ء یوں شروع ہوتا ہے:۔

"گذشتہ اشاعت میں تذکرہ و تبصرہ کا اختتام اس شعر پر ہوا تھا ؎

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم!

تو ممکن ہے کہ بعض حضرات اسے کسی نوع کی تعلّی پر محمول کریں لیکن حقیقت واقعہ یہی ہے کہ ادھر کچھ عرصہ سے یہ شعر راقم کا قال نہیں حال بن چکا ہے اور سوائے قرآن حکیم کے پڑھنے پڑھانے کے زندگی میں کسی اور چیز سے کوئی دلچسپی ہی باقی نہیں رہی حتّیٰ کہ پیشہ ورانہ مصروفیت بھی کم ہوتے ہوتے معدوم کے حکم میں داخل ہو چکی ہے۔ اور اس فن شریف بلکہ اشرف سے بھی اب تعلق ؏
کہ "دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے"! کے مصداق برائے نام ہی رہ گیا ہے جس کی تحصیل پر عمر عزیز کا ایک خاصا قابلِ لحاظ حصّہ صرف ہوا تھا۔

اس حال کا ماضی، یوں تو خاصا طویل ہے لیکن اس خدشے کے پیش نظر کہ اس کی تفصیل کو بھی "اظہار خویش" کے قبیل کی چیز نہ سمجھ لیا جائے، اس کا پس منظر مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی فی الحال صرف ماضی قریب کی حد تک!

اوائل ۱۹۶۸ء میں راقم نے لاہور میں مطالعہ قرآن کی دو ہفت روزہ نشستوں کا اہتمام کیا تھا۔ پہلی ہر اتوار کی سہ پہر کو اپنے ہی مکان پر، جس میں مولانا امین احسن اصلاحی درس قرآنِ حکیم دیتے تھے اور دوسری اتوار ہی کو صبح کو سمن آباد میں اپنے ایک عزیز کے مکان پر جہاں خود راقم بیان کیا کرتا تھا۔

مولانا نے اولاً قرآن حکیم کے آخری حصے کا درس دیا جو آخری دو پاروں پر مشتمل ہے۔ اور پھر چونکہ ان دنوں وہ "تدبر قرآن" میں سورۂ انعام اور اعراف کی تفسیر لکھ رہے تھے لہذا ان کے درس کا آغاز کر دیا۔ لیکن افسوس کہ سورۂ اعراف ابھی درمیان ہی میں تھی کہ خرابیٔ صحت کی بناء پر ان کے درس کا سلسلہ بند ہو گیا جو تا حال بند ہے۔

راقم نے سمن آباد میں اولاً اس منتخب نصاب کا درس مکمل کیا جس کے مختصر خاکے دو اقساط اگست اور دسمبر ۱۹۷۱ء کے میثاق میں شائع ہو چکے ہیں اور اس کے بعد قرآن مجید کا سلسلہ وار درس ابتداء سے شروع کر دیا بفضلہ تعالےٰ وہاں اس کام کا خیر مقدم توقع سے بہت زیادہ ہوا اور نہ صرف یہ کہ اس نشست میں حاضری جلد ہی ایک سو کے لگ بھگ پہنچ گئی بلکہ جامع مسجد خضریٰ کی مجلسِ منتظمہ کی جانب سے اصرار ہوا کہ اجتماعِ جمعہ سے بھی تم ہی

خطاب کرو۔ چنانچہ راقم نے وہاں بھی خطبہ جمعہ میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان دونوں کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ سمن آباد میں گویا رجوع الی القرآن کی ایک چھوٹی سی تحریک کا آغاز ہوگیا۔ چنانچہ جلد ہی اتوار کی صبح کی نشست کی حاضری بھی مکان کے ظرف سے متجاوز ہوگئی۔ اور اسے بھی مسجد خضری ہی میں منتقل کر دینا پڑا۔

اب اس سلسلے کو جاری ہوئے چار سال ہو چکے ہیں۔ اس دوران میں دو بار اس میں تعطل بھی پیدا ہوا۔ ایک بار لگ بھگ دو ماہ کے قریب میری علالت کی بنا پر اور دوسری بار تقریباً چار ماہ کے لئے میرے سفر حجاز و انگلستان کے سبب سے۔ بہرحال ساڑھے تین سال کی محنت کا یہ ثمرہ غنیمت ہی نہیں بہت حوصلہ افزا اور "وان سعیکم سوف یریٰ" کا مظہر کامل ہے کہ بحمداللہ جامع مسجد خضریٰ سمن آباد لاہور کی اس ہفت روزہ مطالعۂ قرآن کی نشست کا چرچا اب صرف لاہور ہی میں نہیں بیرون لاہور بھی ہے اور اس کے مستقل شرکاء کی تعداد عموماً تو دو اور تین سو کے مابین رہتی ہے لیکن کبھی کبھی تین سو سے بھی تجاوز کر جاتی ہے اور یہ امر مزید حوصلہ افزا ہے کہ حاضرین کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جو ڈیڑھ گھنٹہ کے لگ بھگ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ قرآن حکیم کا بیان سنتے رہتے ہیں۔ اور بعض واقفان حال کا یہ قول کسی جذبۂ مفاخرت کے ماتحت نہیں بلکہ صرف اظہار واقعہ کے طور پر اور خالصتہً "تحدیثاً للنعمۃ" نقل ہے کہ اس وقت پورے روئے ارض پر خاص مطالعہ و درس قرآن کی کوئی دوسری مستقل ہفتہ وار نشست موجود نہیں۔ "ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"

نئی تحریک کی رفتار میں مزید ترقی

ماہنامہ میثاق اپریل ۱۹۷۲ء ڈاکٹر اسرار احمد کی مصروفیتوں کی مزید تفصیل بیان کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک لاہور کے مختلف حلقوں میں پھیل کر اب بیرون لاہور کے دوسرے شہروں کی پبلک کو بھی متاثر کرنے لگ گئی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب "تذکرہ و تبصرہ" کے زیر عنوان اپنی کامرانیوں اور اشاعت علوم قرآنی کے سلسلے میں اپنی پُرخلوص مساعی کی مزید تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لاہور سے باہر اپنے دورے کا تذکرہ کرتے ہوئے صادق آباد۔ کراچی۔ سکھر۔ ساہیوال رحیم یار خاں وغیرہ میں جاکر مختلف مقامات پر مسلمانوں کے اجتماعات کو خطاب کرنے اور درس قرآن کریم کی محفلیں برپا کرنے کی بعض تحیر انگیز تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ ان شہروں کے لوگوں نے جس طرح ذوق و شوق سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی حوصلہ افزائی کی وہ بڑی اطمینان بخش ہے۔ اس دورِ انحطاط میں بھی جس طرح مسلمان قرآن کے علوم سے اظہار محبت کر رہے ہیں اس سے یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اس ملک میں بھی شاید ایسا وقت آ جائے کہ مسلمان اپنے کھوئے ہوئے سرمایۂ روحانیت کی بازیابی میں کامیاب ہو جائیں۔ جن شہروں میں ڈاکٹر صاحب نے دورہ کیا ہے وہاں کی روئداد پڑھ کر اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ مختلف کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ اور طلباء نے نہایت شوق سے ڈاکٹر صاحب کی باتیں سنیں۔ اور ان کی آمد پر جو اجتماعات ہوئے، ان میں بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ یہ روئداد بڑی مفصل بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ ہم یہاں اس روئداد کے چند آخری فقرے درج کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اسی سے اندازہ کر لیا جائے کہ کس جوش و خروش سے ڈاکٹر صاحب کا مختلف شہروں میں استقبال کیا گیا۔ یہاں ہم ان کے ساہیوال کے دورے کی تفصیل انہی کے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں:۔

"چند ہی روز بعد راقم کو ایک خالص نجی کام کے سلسلے میں ساہیوال جانا ہوا۔ لیکن وہاں کے ایک روزہ قیام میں بھی دو کام ہو گئے۔ یعنی ایک تو ایک دینی مدرسے میں بعد نماز فجر درسِ قرآن کی نشست ہوگئی اور دوسرے بعض پرانے رفقاء نے مقامی گورنمنٹ کالج میں درس قرآن کا بندوبست کر دیا۔ چنانچہ کالج کے چمن میں پرنسپل امجد علی آغا صاحب کے زیر صدارت پورے کالج کا اجتماع ہوا۔ جس میں طلباء بھی شریک تھے اور اکثر اساتذہ کرام بھی، اور ایک گھنٹہ سے زاید یہ پورا مجمع "اسلام میں نیکی کا تصور" کے عنوان سے درس قرآن سنتا رہا۔ بعد میں چائے پیتے ہوئے پرنسپل صاحب اور اساتذہ کرام سے دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

مساجد اور دینی مدارس تو بہرحال قال اللہ و قال الرسول ہی کے لئے تعمیر ہوتے ہیں اور وہاں تو درس قرآن مجید ہوتے ہی آئے ہیں اور ہوتے ہی رہیں گے۔ اسی طرح کالجوں وغیرہ میں بھی مختلف دینی جماعتوں کے زیر اثر طلباء کے اپنے اجتماعات منعقد ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن پورے کالج کا اس طرح دینی مجالس اور خصوصاً درس قرآن کے لئے جمع ہو جانا ایک حیران کن اور ساتھ ہی حد درجہ مسرت بخش اور امید افزا معاملہ ہے۔ کچھ عرصہ قبل جب میڈیکل کالج لاہور میں "مجلس فکر و عمل" کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کا موقعہ ملا تو اس اجلاس کی تعارفی تقریر میں ڈاکٹر عالمگیر خان صاحب پروفیسر آف میڈیسن کی زبان سے قرآن مجید کی تعلیم و تعلم کی اہمیت کا بیان سن کر راقم کو ایسی حیرت افزا مسرت یا "مسرت انگیز حیرت" کا تجربہ ہوا تھا اور راقم نے اپنی تقریر میں اپنے اس تاثر کو بیان بھی کر دیا تھا کہ میڈیکل کالج لاہور کا ہال، اور پرنسپل صاحب کی صدارت میں سٹاف اور طلبہ اور طالبات کا یہ مخلوط اجتماع، اور اس میں بات قرآن کی! اللہ اللہ ع "از کجا می آید ایں آواز دوست"

مطالعہ قرآن کی یہ تحریک اور ہم

ہم یہ مضمون لکھ رہے ہیں اور قارئین کے دلوں میں جس قسم کا ردّعمل ہو رہا ہے اس کا بھی اندازہ کرتے جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کا یہ خاصہ ہے کہ جہاں کہیں ہمیں ایسے آثار نظر آتے ہیں جن میں خدمت اسلام کا کوئی شائبہ موجود ہو انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمیں بانئے تحریک احمدیت کے وہ الفاظ یاد آ جاتے ہیں کہ ماموز من اللہ کے زمانہ میں **رُوحانیت** کا انتشار بڑے زور سے اور بڑے وسیع پیمانے پر ہر سو ہونے لگتا ہے اور جہاں کہیں تم ہو تو زرخیز مٹی میں روئیدگی نمو اپنے جلوے دکھانے لگتی ہے۔ یہ اسی انتشار کی جھلکیاں ہیں جو مسلمانوں میں مختلف تنظیموں کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک جماعت بنائی، اشاعت اسلام کے لئے اخبار جاری کئے۔ درسگاہیں بنائیں اور سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی۔ دیگر تنظیموں نے بھی بالکل اس معاملہ میں حضور ہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اشاعت اسلام کے منصوبوں کو منتظم کیا یہی وجہ ہے کہ اس مضمون کے لکھنے کے دوران اولاً ان دو ہستیوں کی سیرتوں اور خدمتِ اسلام کے کارناموں کو بیان کرتے ہوئے ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے قلب میں ایک باریک فلسفہ جنم لے رہا ہے اور ایک نظریہ کی پرورش ہو رہی ہے۔ بالفاظ دیگر ایک حسین تصور متشکل ہو رہا ہے اور ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ اس کیفیت کو اسی موقعہ پر چند الفاظ میں بیان کر ڈالیں اور وہ یہ ہے کہ:—

علم حُسن ہے اور عمل عشق ہے

(باقی۔باقی)

ہولناک حادثہ } چند دن ہوئے لاہور کے ایک احمدی خاندان کو ایک ہولناک حادثہ پیش آیا۔ دھرمپورہ میں خواجہ محمد صدیق مرحوم کے فرزند خالد عتیق جو کراچی میں آسٹریلیشیا بنک کے منیجر تھے، تین ماہ کی رخصت پر بیوی بچوں سمیت لاہور آ رہے تھے، رحیم یار خاں کے قریب رات کے وقت آندھی کی وجہ سے کچھ نظر نہ آنے کے باعث مخالف سمت سے آنے والے ایک ٹریکٹر سے ان کی کار کا تصادم ہو گیا، جس سے خالد عتیق صاحب کو جان لیوا چوٹیں آئیں اور ہسپتال پہنچتے پہنچتے انہوں نے دم توڑ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس حادثہ میں انکے بیوی بچے معجزانہ طور پر بچ گئے۔ انکی میت لاہور لائی گئی اور قبرستان میانی میں انہیں سپرد خاک کیا گیا، ہم اس حادثہ پر انکی سوگوار بیوی اور والدہ اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کے جنازہ میں چند احباب نے جنہیں خبر ملی شرکت کی تھی باقی تمام جماعت نے جمعہ مورخہ ۲۶ مئی کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کر کے مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

www.aaiil.org

آپ کے خطوط

گیانا میں قادیانیوں کا حضرت مولینا محمد علی صاحب کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا

گیانا (جنوبی امریکہ) میں ہماری جماعت خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ وہاں قادیانی جماعت کے مبلغ اور غیر احمدی حضرات مل کر ہماری جماعت کی بے سود مخالفت کر رہے ہیں۔ قادیانی مبلغ نے غیر احمدیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے ولادت مسیح کے مسئلے پر تقریر و تحریر سے ہمیں مطعون کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی طرف سے ایک کتاب بھی شائع کی گئی ہے جس کا عنوان ہے:-

FATHERLESS BIRTH OF JESUS

یعنی مسیحؑ کی بغیر باپ پیدائش۔

چونکہ حضرت مولنا محمد علی مرحوم مسیحؑ کی باباپ پیدائش کے قائل تھے اس لئے قادیانی مبلغ چوہدری فضل الٰہی صاحب بشیر نے اپنی کتاب میں انکے خلاف گیانا کی پبلک کو بہت اکسانے کی کوشش کی ہے۔ کہیں لکھا ہے کہ اس عقیدہ کو مان کر مولینا محمد علی صاحب نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے (ص۱) کہیں لکھا ہے کہ ان کا خدا سے ایمان اٹھ گیا (ص۳) یا وہ دائرہ احمدیت یعنی صحیح اسلام سے نکل گئے" (ص۲ و ص۱۲) یا اب بھی انکے غیر مسلم ہونے میں کوئی شک رہ گیا وغیرہ۔ الغرض انہوں نے ...... بحث کے جوش میں آکر حضرت اقدس کے ایک عزیز جانشین کو دائرہ اسلام اور دائرہ احمدیت سے باہر نکالنے سے دریغ نہیں کیا۔

ربوہ کی کفر سازی مشین کا پہلے تو صرف غیر احمدی حضرات کی طرف رخ تھا اب نہیں ان کے نئے مبلغین احمدیہ جماعت لاہور کی طرف بھی کفر سازی کی گولیاں برسا رہے ہیں۔

اگر حضرت مولنا محمد علی صاحب دائرہ اسلام اور دائرہ احمدیت سے خارج ہوگئے تو پھر حضرت مولینا نورالدین صاحب کی باری ہے، اگر وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار پائیں تو نعوذ باللہ ایک کافر خلیفہ کو انہوں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین مانا۔ ہم جماعت ربوہ سے پوچھتے ہیں کہ آیا یہ کتاب ان کے "سرکاری" خیالات کی ترجمان ہے یا ان کے ایک مبلغ کی احمقانہ تبلیغی کوشش ہے اگر اول الذکر درست ہے تو پھر تو ہمیں کوئی شکایت نہیں۔ بڑے شوق سے ہمارے دل و جگر کو ایسے تیروں سے زخمی کریں۔ اگر وہ اس امر سے متفق نہیں تو انہیں چاہیئے کہ اپنے مبلغ کے منہ میں لگام دیں تاکہ وہ اپنی ان ناپاک حرکتوں سے باز آئے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری گیانا کی جماعت نے اس مسئلہ پر قادیانی اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور حضرت اقدسؑ۔ مولانا نورالدین صاحبؓ اور مولینا محمد علی صاحبؒ کی پوزیشن کو واضح کیا ہے۔ شیخ محمد عقیل از ووکنگ

آہ! سیٹھ عبدالمالک۔ مرد مجاہد۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

جہلم سے عزیزم مرزا لطف المنان طاہر نے بذریعہ خط اطلاع دی ہے کہ محترم سیٹھ عبدالمالک صاحب صدر جماعت احمدیہ جہلم وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وفات سے جماعت جہلم ایک قیمتی وجود سے محروم ہوگئی ہے۔ اور مرحوم کا خلا بڑی مشکل سے پُر ہوگا۔ نہایت مخلص و فدائی احمدی تھے۔ نماز باجماعت اور دوسرے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایک بہت بڑے کنبے کے سربراہ تھے جن کی تعداد سینکڑوں سے اوپر ہے۔ آپ کا اپنے خاندان میں بڑا اثر و رسوخ تھا۔ اپنے اور پرائے آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور شہر کے معزز و شریف لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ بڑے راستباز اور پاکیزہ انسان تھے۔

میرا کوئی دو سال سے ان سے تعارف ہے۔ جبکہ میں جماعت ربوہ سے قطع تعلق کرکے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوا ہوں۔ نہایت اخلاص سے ملتے تھے۔ اور میں جب بھی کوئی تحریک کرتا تھا تو اس میں بشاشت قلب سے حصہ لیتے تھے اور بہت

(باقی آخری صفحہ پر اشتہار کے نیچے)

ہمارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل اور مظہرِ صفاتِ الٰہیہ تھے

جماعت احمدیہ لائلپور کی طرف سے منعقدہ سیرت النبیؐ کے جلسہ میں عاشقانہ جذبات سے بھرپور تقاریر

ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعت لائلپور

جماعت احمدیہ لائل پور کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس اور سیرت النبی صلعم کا جلسہ ۵ مئی ۱۹۷۲ء کو زیر صدارت محترم میاں رشید محمد مسرت صاحب منعقد ہوا۔ خطبہ جمعہ مبلغ مقامی جماعت محترم علی محمد ماچی نے دیا اور نماز پڑھائی۔ بعد از نماز جمعہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم محمد احمد نے کی۔ نظم مرزا مسیح الملک بیگ نے پڑھی۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں بشارت احمد صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ پہلی تقریر محترمی علی محمد ماچی نے کی۔ انہوں نے سیرت النبی صلعم کے بیان کے لئے قرآن حمید کی اس آیت کو اپنا موضوع بنایا:-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔

انہوں نے سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد واقعات و شواہد پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت کریمہ میں حضور نبی کریم صلعم کے اوصاف ذاتی اور قرب الٰہی کی انتہاء کا ذکر ہے۔ نبی کی نبوت و رسالت جو ایک امانت کا درجہ رکھتی ہے کے علاوہ نبی کی اپنی ایک ولایت ذاتیہ ہوتی ہے جس کے مقام و مرتبہ اور انتہاء کا علم صرف ذات خداوندی کو ہوتا ہے۔ اسی علم الٰہی کے مطابق یہ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ کی محبت کے بغیر جو اسوۂ رسول کی کامل پیروی اور عمل کا تقاضا کرتی ہے کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے شہر محبت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضور رسالتمآب کا وجود مبارک بابِ محبت الٰہی ہے۔

ماچی صاحب کے بعد جماعت کے آنریری مبلغ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جو مضمون کی شکل میں علیحدہ طور پر وہ خود بھجوائیں گے۔

آخر میں صدر محترم نے فرمایا کہ قیمتی انسان کی باتیں بھی نہایت قیمتی ہوتی ہیں۔ ہدایت کا جو سامان وقتاً فوقتاً دوسرے سب انبیاءؑ لاتے رہے حضور نبی اکرم صلعم کی تعلیمات ان سب پر حاوی ہیں۔ کیونکہ جہاں حضور اقدس سید البشر ہیں وہاں سید الانبیاء بھی ہیں۔ قرآن و سنت کا مجموعہ حضورؐ کے اخلاقِ عالیہ اور عشق الٰہی کے کمالات کا بھرپور مظاہرہ اور آئینہ ہے۔ اس آئینہ محمدیؐ میں ہر شخص اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ سیرت و کردار کے اعتبار سے ہمارے پیارے نبی انسانِ کامل اور مظہرِ صفاتِ الٰہیہ تھے۔

دُعا سے قبل جو راقم الحروف نے کرائی محترم ماچی صاحب نے احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کے جلسوں اور دوسری دینی تقریبات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ کے اکابرین اور اپنے شعراء و ادباء کا کلام پڑھیں۔ کسی اشد مخالف کا کلام پڑھنے سے احتیاط لازم ہے۔

آخر میں احباب کی تواضع چائے سے کی گئی اور اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ ۲۶ مئی بروز جمعہ مسجد احمدیہ لائل پور میں یومِ مسیح موعود علیہ السلام منانے کے سلسلے میں مقامی جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا اعلان بھی کیا گیا اس میں لاہور، جھنگ اور سرگودھا کی جماعتوں کو بھی شمولیت کی دعوت دی .... گئی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

www.aaiil.org

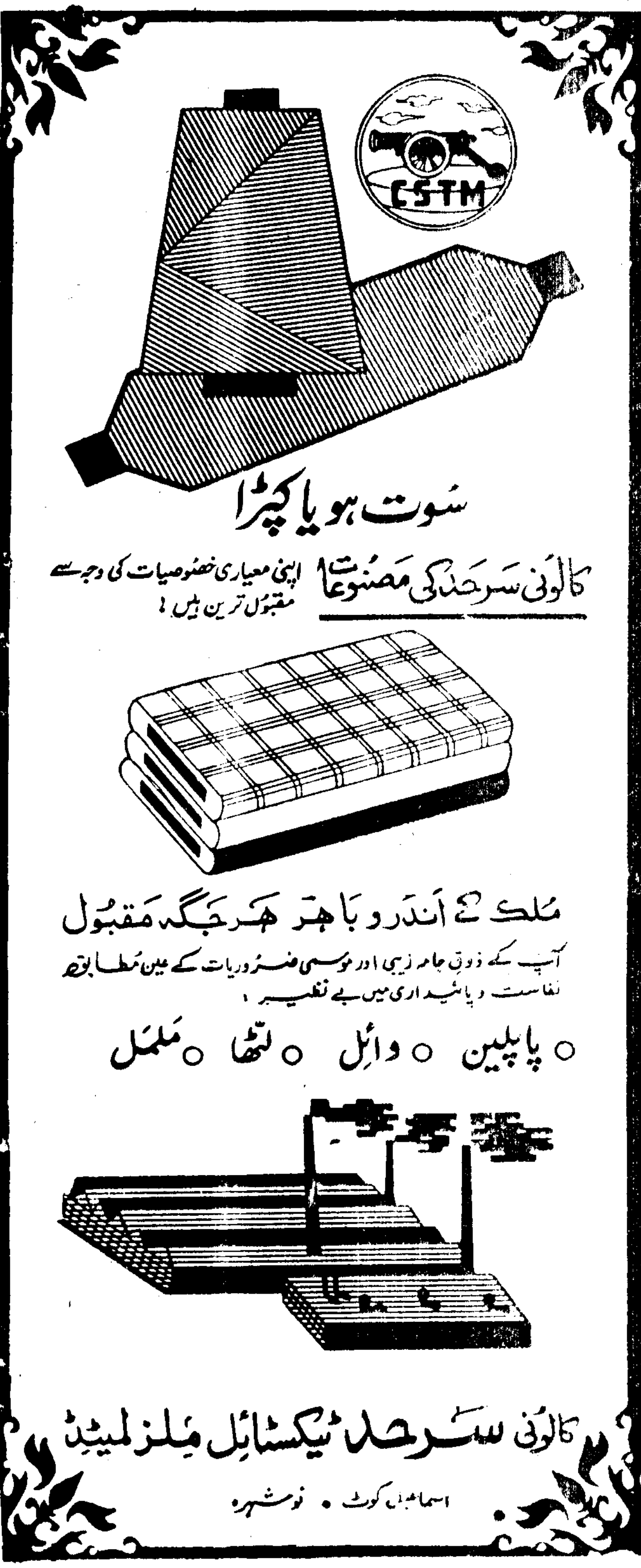

Cre 72

(بقیہ آپ کے خطوط) بڑے مددگار ثابت ہوتے تھے۔ نہایت جرأت و دلیری سے دینی خدمات کو بجا لاتے تھے۔

گذشتہ دنوں آنکھوں کے اپریشن کے سلسلہ میں C.M.H. راولپنڈی میں داخل تھے۔ کہ اب یہ اطلاع آئی ہے کہ موصوف فوت ہو گئے ہیں۔ موصوف کے ایک بیٹے ڈاکٹر ہیں اور فوج میں کرنل کے عہدہ پر فائز ہیں آجکل مری میں ہیں ان کا نام کرنل ڈاکٹر عبدالرشید ہے۔ ایک پوتے بھی ڈاکٹر ہیں اور وہ بھی فوج میں ہیں۔ ایک لڑکے آپ کے عبدالحمید نامی بازار کلاں جہلم میں کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ یہ بھی بڑے بارسوخ ہیں۔ ایک موقعہ پر ان کو تحریک کی تھی کہ آپ عملی طور پر اب جماعت کا کام کیا کریں موصوف نے شرح صدر سے کام کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ مرکزی انجمن اور جماعت جہلم کو ان سے کام لینا چاہیئے تاکہ مرحوم کا بیٹا ان کا جانشین ثابت ہو۔

میں نے قلم برداشتہ یہ سطور رقم کر دی ہیں۔ انشاء اللہ مرحوم کے تفصیلی حالات بھی لکھوں گا۔ تاکہ ساری قوم ان کے لئے دعا کرنے۔ اور نوجوان ان کے نقش قدم پر چلیں۔

خدا تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اقرباء کو صبر جمیل عطا فرما دے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ سوگوار۔ مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام 24/5/2 P.E.C.H.S کراچی ۲۹

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے برانڈرتھ روڈ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــ بشیر احمد سوایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۷ جون سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۳

اعلیٰ درجہ کی خوشی خدا میں ملتی ہے جس سے پرے کوئی خوشی نہیں

حضرت مجددِ زمان مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

نماز انسان کا تعویذ ہے، پانچ وقت دُعا کا موقع ملتا ہے۔ کوئی دعا تو سُنی جائے گی۔ اس لئے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ اور مجھے بھی بہت عزیز ہے۔

سُورۃ فاتحہ کی سات آیتیں اسی واسطے رکھی ہیں۔ کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ پس ہر ایک آیت گویا ایک دروازہ سے بچاتی ہے۔

اعلیٰ درجہ کی خوشی خدا میں ملتی ہے۔ جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں۔ اور جنت کو جنت اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے۔ جس کی طرف تردد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رضوانٌ من اللہ اکبر ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دُکھ اور تردد میں ہوتا ہے مگر حسبِ قدر قربِ الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ سے رنگین ہوتا جاتا ہے اسی قدر اصل سُکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قربِ الٰہی ہوگا لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ ملے گا۔ اور رفع کے معنی اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ نجات کامل خدا ہی کی طرف مرفوع ہو کر ہوتی ہے۔ اور جس کا رفع نہ ہو۔ وہ اخلد الی الارض ہو جاتا ہے۔ پس رفع مسیح سے مراد ان کے نجات یافتہ ہونے کی طرف ایما ہے اور یہ روحانی مراتب ہیں۔ جن کو ہر ایک آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ کہ کیونکر ایک انسان آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔

نزول سے مراد عزت و جلال کا اظہار ہوتا ہے۔ پس ہمارا نزول بھی یہی شان رکھتا ہے۔ پھر نزول سے پہلے منارہ کا وجود تو خود ہی ہو جائیگا نزول سے مراد محض بعثت ہی نہیں ہوتی۔

(ملفوظاتِ احمدیہ صـ۲۲۵)

"بو معزت اپنے نیچے پر ہے۔"

(فضل الباری۔ کتاب الادب)

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ مہربان ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبیٌ فاذا امرأۃٌ من السبی قد تحلب ثدیہا تسقی اذا وجدت صبیًا فی السبی اخذتہ فالصقتہ ببطنہا وارضعتہ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اترون ھٰذہ طارحۃً ولدھا فی النار قلنا لا وھی تقدر علٰی ان لا تطرحہٗ فقال اللہ ارحم بعبادہٖ من ھٰذہ بولدھا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے۔ استنے میں قیدیوں میں سے ایک عورت اپنی چھاتیوں میں سے دودھ نکالنے لگی کہ اسے پلاوے جب اسے اپنا بچہ قیدیوں میں مل گیا اسے لے کر اپنے پیٹ سے لگایا اور اسے دودھ پلایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ اپنا بچہ آگ میں ڈال دے گی، ہم نے کہا نہیں جب تک اس کی طاقت میں ہے کہ نہ پھینکے تو آپؐ نے فرمایا۔ اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور میں موسم گرما کی شدت کیوجہ سے ۵ جون ۱۹۷۲ء کو کوہ مری تشریف لے گئے ہیں احباب آپکی صحت و سلامتی اور بخیر و عافیت واپسی کیلئے دعا فرماتے رہیں۔ آئندہ آپکا ڈاک کا پتہ معرفت پوسٹماسٹر کوہ مری ہوگا۔

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

www.aaiil.org

مرزا مظفر بیگ ساطع آنریری مسلم مشنری لائل پور

پاکستان کا ماضی اور حال

تقدیر نے کیا اس لئے چنوائے تھے تنکے ⁂ بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

تحریک پاکستان

بفضلِ خدا میں جب چار سال تک جزائر فیجی (مابین نیوزی لینڈ و جنوبی امریکہ) میں آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کو شکست فاش دینے کے بعد ۱۹۴۷ء میں بحری جہاز کے ذریعہ کلکتہ پہنچا تو بیگم کو بچہ ہونے والا تھا۔ ڈاکٹری مشورہ کے پیش نظر ہمیں وہاں رُکنا پڑا۔ تحریک پاکستان زوروں پر تھی۔ کلکتہ میں جلوس نکل رہے تھے مسلم لیگ زندہ باد، شہید سہروردی زندہ باد کے فلک شگاف نعرے گونج رہے تھے۔ اور بنگالی مسلمان گویا پاکستان کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے بیٹھے تھے اور کیفیت یہ تھی ؎

جو دل مانگو تو دل حاضر جو جاں مانگو تو جاں حاضر
جو سر مانگو تو سر حاضر یں سب سامان لایا ہوں

لاہور پہنچنے پر کچھ عرصہ کے بعد لائل پور کے شیخ صاحبان کی طرف سے اطلاع ملی کہ لائل پور میں مسلم لیگ کا جلسہ ہو رہا ہے مسلم لیگی مقررین نے قابلِ اعتراض انداز میں نظریۂ پاکستان کو پیش کیا کہ ہمارے مسلمان بزرگوں کی جیبوں میں ہر وقت دو دو سو کافر بھرے رہتے ہیں جب چاہا دس بیس کافر نکال کر قتل کر دیئے۔ ہندو اور سکھ طعنے دیتے تھے کہ یہ ہے تمہارا پاکستان جس میں ہمیں چن چن کر قتل کیا جائے گا؟ ۔ اندریں حالات مرزا مظفر بیگ کی ضرورت ہے ہم بھی نظریۂ پاکستان پر ایک جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔

میں لائل پور پہنچ گیا رات کو جلسہ ہوا۔ ہزاروں مسلمان، عیسائی، ہندو اور سکھ جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ اس عظیم الشان جلسہ کی صدارت حضرت شیخ میاں محمد صاحبؒ ملز اونر نے کی۔ میں نے بیان کیا کہ ہندوؤں کو نظریۂ پاکستان سے مطلق خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمان کوئی نئی قوم نہیں بھارت پر مسلمان مغلوں نے صدیوں راج کیا ہے اور اسلامی اخلاق کا اس قدر اعلےٰ نمونہ پیش کیا کہ ہندو راجوں مہاراجوں نے اپنی بیٹیوں کا مغل شہزادوں سے بیاہ رچایا۔ شادی سے پہلے اپنی بیٹیوں کو مولوی صاحبان سے قرآن پڑھواتے اور نماز وغیرہ ارکانِ اسلام کی تعلیم دلاتے تاکہ مغل محلات کی بیگمات اور ان میں کوئی فرق نظر نہ آئے۔

نظریۂ پاکستان سے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ علامہ اقبال نے سب سے پہلے نظریۂ پاکستان کی طرف رہنمائی کی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سرسید احمد خان نے سب سے پہلے نظریۂ پاکستان کو پیش کیا۔ مجھے ان تمام خیالات سے مؤدبانہ اختلاف ہے اس نظریہ کو پیش کرنے والے بزرگ کا نام مہاراج سری کرشن ہے۔ کوروؤں اور پانڈوؤں میں جب نہ نبھ سکی تو مہاراج کرشن نے بھارت کو دو حصوں میں تقسیم کر دینے کا فیصلہ فرمایا تاکہ ایک حصہ پر کورو اور دوسرے پر پانڈو راج کریں۔ کورو اور پانڈو آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ ایک ہی ہندو قوم سے تھے۔ ان کا مذہب ایک، وید شاستر ایک۔ بُت ایک۔ مندر ایک۔ عبادت ایک۔ تہذیب ایک لباس ایک۔ رہن سہن ایک۔ اس پر بھی جب آپس میں نہ نبھ سکی تو مہاراج کرشن نے بھارت کو دو حصوں میں تقسیم کر دینے کا فیصلہ فرمایا مگر ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ان کا مذہب الگ الگ ہے۔ ہندوؤں کے وید شاستر مسلمانوں کا قرآن۔ ہندوؤں کے بُت مسلمانوں کا واحد خدا اللہ۔

ہندو مشرک۔ مسلمان موحد۔ ہندوؤں کے مندر۔ مسلمانوں کی مسجدیں۔ ہندوؤں کے رشی منی اور مسلمانوں کے نبی و رسول ہندو کی تہذیب الگ مسلمان کی تہذیب الگ۔ مسلمان کا لباس الگ۔ ہندو کی دھوتی ٹوپی الگ پھر اگر ہندو مسلمانوں کی آپس میں نہ نبھ رہی ہو تو کیوں نہ مہاراج کرشن کے فیصلہ کے مطابق بھارت کے دو حصے کر دیئے جائیں اسی ایک حصہ کا نام ہے پاکستان۔

میں جب جزائر فیجی سے واپس آ رہا تھا تو کلکتہ سے ریل پر لاہور کے لئے سوار ہوا تو راستہ میں آنے والے ریلوے اسٹیشنوں پر آوازیں آ رہی تھیں ہندو دال روٹی۔ مسلمان گوشت روٹی۔ ہندو جل۔ مسلمان پانی۔ ہندو چائے۔ مسلمان چائے۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ جب ہماری دال روٹی۔ گوشت روٹی۔ جل پانی اور چائے تک ہندو اور مسلمان ہیں تو پھر کیوں نہ ہندو بھارت اور مسلمان بھارت بنایا جائے اسی کا نام ہے پاکستان۔

یہ لیکچر بفضلِ خدا بے حد مقبول اور کامیاب ہوا۔ مسلمانوں نے جی بھر کر نعرے لگائے۔ جب ہم کار پر اپنی قیام گاہ کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں مشہور صنعت کار نصیر اے شیخ نے فرمایا:۔

"مرزا صاحب! میرا تو جی چاہتا تھا کہ سٹیج پر چڑھ کر آپ سے لپٹ جاؤں اور آپ کے بوسے لوں۔"

اس کے بعد میں لائل پور میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ ابھی پاکستان معرض وجود میں نہیں آیا تھا کہ لائل پور میں مسلم لیگ کی سہ روزہ کانفرنس ہوئی حضرت قائد اعظمؒ بھی تشریف لائے کمپنی باغ میں اہلیانِ لائل پور کی طرف سے قائد اعظمؒ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحبؒ قائد اعظمؒ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یکایک حضرت میاں صاحب نے فرمایا:۔

"قائدِ اعظم! آپ کے آدمیوں کو نظریۂ پاکستان پیش کرنا آتا ہی نہیں ہمارا ایک جرنیل ہے جو نظریۂ پاکستان کو اس خوبصورتی سے پیش کرتا ہے کہ ہندو بھی متاثر و مرعوب ہو جاتے ہیں"

اس پر قائد اعظمؒ نے فرمایا:۔ "ہم اس جرنیل کو دیکھنا چاہتے ہیں"۔

حضرت میاں محمد صاحبؒ نے اٹھ کر چاروں طرف نظر دوڑائی مگر میں نظر نہ آیا۔ میں بیمار تھا اس لئے اس پارٹی میں شرکت نہ کر سکا تھا۔

قائدِ اعظمؒ کو کیا معلوم تھا کہ جس جرنیل کو وہ یہاں دیکھنا چاہتے ہیں اس جرنیل سے وہ انہیں کی کوٹھی واقعہ مالا بار ہل بمبئی میں ملاقات کر چکے ہیں۔

جزائر فیجی سے واپسی کے بعد میں نے کراچی۔ بمبئی۔ مدراس۔ حیدر آباد آگرہ اور دہلی کا تبلیغی دورہ کیا تھا۔ اور ان مقامات کے مشہور لیڈروں اور مسلم اکابرین سے ملاقاتیں کیں۔ بمبئی میں مسٹر نوری کانگریسی وزیر سے بھی ملا۔ چند لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور قائد اعظمؒ کا مذاق اُڑا رہے تھے کہ کل کا وکیل آج قائد اعظم بن بیٹھا ہے۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ یہی قائد اعظم کا لقب ساری بھارت کا ایک زلزلہ بن جائے گا۔ قائد اعظمؒ سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے انگریزی لٹریچر سے اسلام کو سمجھنے اور سیکھنے کا ذکر کیا اور پھر فرمایا:۔

ہماری قوم بہت بے حس ہے میں نے سرحد۔ پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان بمبئی مدراس اور بنگال کے بڑے بڑے مسلمانوں کو مسلم لیگ کا عہدیدار اس لئے چنا تھا کہ کوئی عملی قدم اٹھائیں گے مگر ان پر کوئی اثر بھی نہیں ہوتا۔ بمبئی مسلم لیگ کے دفتر کا کرایہ آٹھ ماہ کا میں نے ادا کیا ہے۔ مولانا حسرت موہانی کو برطانیہ بھیجا تو کرایہ آمد و رفت میں نے ادا کیا۔ کل چند نوجوان آئے اور کہا قائد اعظم آپ کام کرنے کے لئے بمبئی کے گلی کوچوں میں ابھی تک نہیں نکلے۔ حالانکہ قوم نے آپ کو قائدِ اعظم کا خطاب دیا ہے اس پر میں نے جواب دیا کہ وہ فوج کہاں ہے جس کا میں قائد ہوں کیا فوج کے کام بھی میں ہی کر دوں۔

آخر وقت آ گیا کہ بے حس قوم کی نسل رگوں میں گرم گرم خون دوڑنے لگا۔ مسلمانوں کے تمام فرقے۔ تمام جماعتیں تمام پیر۔ تمام مولوی قائد اعظمؒ کے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ———— مورخہ ۷ جون ۱۹۷۲ء

"تنظیم اہلحدیث" کا مراسلہ نگار رقمطراز ہے :-

"مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت و رسالت پر قطعی فیصلہ کن ۲ دلیل ملاحظہ فرمایئے :-
سائل کہتا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) نے اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں لکھا ہے کہ میں مسیح ابن مریم سے جزوی طور پر افضل ہوں اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو یعنی مجھ کو جو غیر نبی ہوں ایک نبی (مسیح) پر ہو سکتی ہے، بخلاف اس کے آپ نے ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں لکھا ہے۔ کہ میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ حالانکہ خود تریاق القلوب کی رُو سے ایک غیر نبی کلی طور پر ایک نبی اللہ سے افضل نہیں ہو سکتا۔"

مرزا صاحب جواباً فرماتے ہیں :-

"یہ اختلاف اس طرح کا ہے جس طرح میں نے پہلے "براہین احمدیہ" میں پہلے حیات مسیح کا عقیدہ لکھا تھا جو ایک رسمی عقیدہ تھا۔ مگر بعد میں وحی الٰہی نے مجھے بتایا کہ مسیح فوت ہو چکا ہے۔ لہذا میں نے پہلے عقیدے کو چھوڑ دیا۔ ایسا ہی زیر بحث دو عبارتوں کا معاملہ ہے۔ تریاق القلوب $\frac{1899}{1902}$ء تک میرا عقیدہ تھا کہ میں غیر نبی ہوں مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ اگر کچھ میری فضیلت کی وحی ہوتی تو میں اسے جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں بارش کی طرح مجھ پر وحی نازل ہوئی اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا، لہذا اب میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ گیا۔ پس یہ اختلاف محض ظن اور یقین یا رسم اور وحی میں جو اختلاف ہوتا ہے اس طرح کا ہے پہلے میں ظنی یا رسمی طور پر غیر نبی کہلاتا تھا۔ بعد میں وحی یقینی نے مجھے نبی کا خطاب دے دیا لہذا میں نبی ہو گیا۔ (حقیقت الوحی صفحہ $\frac{148}{150}$)

مندرجہ تحریرات مرزا قادیانی سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے دعوئے نبوت و رسالت کیا تھا۔

اب ہم مدیر "پیغام صلح" اور ان کے ہم نوا لاہوری مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور آخری رسول مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت جاری نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کذاب، دجال اور اس کے ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو فرمایئے کہ :-

"مرزا قادیانی کے بارے میں ان کا کیا فتویٰ ہے؟ جو مدعی نبوت و رسالت تھے؟"

بہتر ہو گا کہ اس سوال کے جواب میں حقیقۃ الوحی سے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل عبارت نقل کر دی جائے جس سے واضح ہو جائے گا کہ "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" سے کیا مراد ہے اور "پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر" ہونے کا کیا مطلب ہے آپ فرماتے ہیں :-

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے، اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔"

اس جگہ حاشیہ میں آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعوےٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت، اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا، ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

یہ تمام عبارت تنظیم اہلحدیث نے عمداً چھوڑ دی ہے تاکہ اس کے قارئین کو "نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" کی اصل حقیقت کا پتہ نہ لگ سکے۔ اس عبارت میں حسب ذیل امور خصوصیت سے توجہ کے قابل ہیں :-

(۱) - میرا ایسا نبوت کا دعوےٰ نہیں "جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔"
(۲) "خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔"
(۳) - میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔"

فرمایئے اس سے بڑھ کر صفائی اور وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میری نبوت اصلی نبوت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے، اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے اصلی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے غلط بیانی اور بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے، دیانت داری کا تقاضا یہ تھا کہ "نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" کی عبارت کے مندرجہ بالا حاشیہ کی عبارت بھی نقل کر دی جاتی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا جو صریح بد دیانتی ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ ارشاد کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔" ثابت کر رہا ہے کہ "نبی کا خطاب" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی مرتبت کا نتیجہ ہے، تعجب ہے کہ وہ لوگ جو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مسیح ناصریؑ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور آپؐ سے فیض حاصل کرنے کا کوئی موقعہ انہیں نہیں ملا، وہ کس منہ سے حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہیں، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور آپؐ کے افاضہ روحانیہ سے فیض یاب ہونے کی وجہ سے "نبی کا خطاب" پانے کے مدعی ہیں اور اس "خطاب نبوت" کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل قرار دیتے ہیں نہ کہ اصلی نبوت ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو　　کچھ تو لوگو حیا سے شرماؤ

پیغام صلح کا مسیح موعودؑ نمبر

۲۶ مئی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا دن ہے، اس دن کی یاد میں مرکزی احمدیہ جماعت اور دیگر شہروں کی جماعتیں جلسے کرتی ہیں جن میں حضورؑ کی زندگی کے حالات اور تبلیغی کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امسال ۲۶ مئی ۱۹۷۲ء کو جماعت لائل پور نے اعلیٰ پیمانے پر جلسہ منعقد کیا جس میں لاہور، سرگودھا اور دیگر مقامات کے احباب شامل ہوئے اور مختلف اصحاب نے تقاریر کیں۔

مرکزی جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ ۲۸ مئی کو منعقد ہوا۔

بعض اور جماعتیں بھی مختلف تاریخوں میں جلسے منعقد کر رہی ہیں، ان تمام جلسوں کی روئداد اور تقاریر پیغام صلح کے ایک خاص نمبر میں درج کی جائیں گی جو ۱۴ جون ۱۹۷۲ء کو مسیح موعود نمبر کے نام سے شائع ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی الحق کے مقابلہ میں دشمنوں کی ایذا رسانیاں

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بےنظیر صبر و استقلال

تمام امت محمدیہ کا حضور پُرنور پر درود و سلام اور حضور صلعم کی بلندئ درجات

خطبہ جمعہ ۔ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

وماتکون فی شأن وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھودا ۔۔۔۔ ان العزۃ للہ جمیعا ھو السمیع العلیم ۔۔۔۔ (یونس ۱۰: ۶۱- ۶۵) ۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا وما تکون فی شأن کسی حالت میں بھی آپؐ ہوں، وہ حالت فتح کی ہو یا شکست کی، چند اشخاص آپؐ کے دوست بن جائیں گے اور باقی سارا ملک آپؐ کا دشمن بن جائے گا۔ آپؐ کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ وہ نفرت کریں گے۔ آپؐ ان کی خیر خواہی کے لئے تلقین فرماتے ہیں کہ بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ جس حالت میں بھی آپؐ ہیں اور لوگ جو آپؐ کی مخالفت کر رہے ہیں ہم جانتے ہیں حضور نبی کریم صلعم نے عمر بھر اپنوں اور بیگانوں کے دکھ درد برداشت کئے۔ آپؐ نے تمام انبیاء کرامؑ سے بڑھ کر تکالیف اٹھائیں لیکن آپؐ کا عزم، استقامت اور صبر لاجواب ہے۔ وما صبرک الا باللہ یعنی یہ صبر سوائے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا فرمایا وما تکون فی شأن کسی حالت میں بھی آپؐ ہوں ہم جانتے ہیں کہ آپؐ نے ہر طرح کی مشکلات و مصائب میں لاجواب استقلال دکھایا ہے۔ ان تمام حالات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے یہ سرٹیفکیٹ آپؐ کو دیا ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم ۔ خلق عظیم صرف خوش کلامی کو نہیں کہتے۔ عظمت بھرے اخلاق کو خلق عظیم کہا جاتا ہے یہ مشکلات کے پہاڑ سر پر ہیں، اس کے مقابلہ میں حضور صلعم استقلال، صبر اور ہمت دکھلاتے ہیں اور اسی لئے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم ۔ یہ سرٹیفکیٹ خدا نے دیا ہے، جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور ایک ایک ذرے کا واقف ہے فی الحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی حیات مقدسہ مطہرہ کے تمام پہلو خلق عظیم کے مظہر ہیں۔ مثلاً حضورؐ بادشاہ وقت ہیں لیکن وہ اپنے گھر میں آسائش کے سامان جمع نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو ہوا و حرص کا شکار ہونے نہیں دیا۔ فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ فی الحقیقت آپؐ کی زندگی کا ہر شعبہ خلق عظیم کی شہادت دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا عظمت بھرا فضل آپؐ کے شامل حال ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا ان عظم الجزاء مع عظم البلاء۔ یعنی اجر کی بڑائی کا انحصار کسی کام کی نوعیت اور مشکل کے لحاظ سے ہوتا ہے، چنانچہ ایک فضل الٰہی آپؐ کے ساتھ یوں ہوا کہ ایک عظیم الشان قوم آپؐ کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والی جمع ہو گئی۔ آج تک مسلمان آپؐ کی روح پُرفتوح پر پانچ وقت درود اور سلام پڑھتے چلے آ رہے ہیں اور ویسے بھی درود شریف بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے یہ حضور صلعم کی عظمت کا ثبوت ہے آپؐ کی وجہ سے آپؐ کے تربیت یافتہ اصحابؓ بھی فضیلت پا گئے۔ مسلمان ان کو اپنی دعاؤں میں یاد کرتے ہیں۔ ساٹھ ستر کروڑ مسلمان صبح و شام درود پڑھتے ہیں اور اس میں اصحاب رسول کو بھی شامل رکھتے ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ چودہ سو سال سے مسلمان قوم صبح و شام پانچ وقت یہ بیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کے حضور آپؐ پر درود و سلام پڑھتے چلے آ رہے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے درجات کتنے بلند کئے ہوں گے دنیا میں بھی تمام اہل علم افراد یہ یقین کرتے ہیں کہ حضرت صلعم جیسا انسان پیدا نہیں ہوا۔

فرمایا کہ وما تکون فی شأن ہر حالت میں جو حضرت صلعم پر گذری، اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کا علم ہے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے درجات بلند کرنا چاہتا ہے۔ آگے فرمایا وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھودا۔ آپؐ نہ صرف ہمارا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں بلکہ اس پر عمل بھی فرماتے ہیں۔ عمل ہی کے بارہ میں حضور صلعم نے فرمایا۔ انا اول المسلمین میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں۔ اور آپؐ کی جماعت کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے آپؐ کی تربیت سے عالی رتبہ حاصل کیا۔ ان کی فدائیت، جاں نثاری اور فرمانبرداری کو ہم جاننے والے ہیں کوئی بھی معاملہ ایسا نہیں جس پر ہم شاہد نہ ہوں، جس کو ہم دیکھ نہ رہے ہوں۔ ہم تمام حالات سے واقف ہیں مسلمان قوم کی جد و جہد اور قربانیوں سے پوری طرح واقف ہیں، ہمارا علم تمام کائنات کے ظاہر و باطن پر محیط ہے۔ فرمایا وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی کتاب مبین۔ اس زمین اور آسمان میں ذرہ بھر چیز ایسی نہیں جس کو ہم نہ جانتے ہوں، پہلے زمین کا ذکر کیا اس لئے کہ یہ ہمارے قریب ہے اور فرمایا آسمان میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کے متعلق ہمیں خبر نہ ہو۔ ہم ذرے ذرے سے واقف ہیں اور بڑی سے بڑی چیز کو بھی جانتے ہیں مسلمان کے لئے یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس کا چھوٹے سے چھوٹا نیک عمل بھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ جو کوئی اخلاص سے کام کرے گا، اور خدا کے راستہ میں قربانی کرے گا خدا کو اس کا علم ہے۔ اس کے نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ کے رجسٹر میں اندراج ہوتا رہتا ہے۔ ڈر کا مقام ہے کہ ہم کلمہ تو اس قادر و حاکم خدا کا پڑھتے ہیں لیکن اپنے دلوں میں طہارت پیدا نہیں کرتے۔ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر کئی قسم کے ناپاک خیالات اور مشرکانہ حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حضور صلعم نے ایک مطہر و مزکی قوم پیدا کر دکھائی جو خالصتاً عبادت الٰہی اور نیک اعمال کو مقصد زندگی بنائے ہوئے تھی اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کا کوئی فائدہ نہیں، رسم کے طور پر کوئی کام کرنا خدا کو پسند نہیں۔ فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ ہم باوفا ہیں، ہمارے ساتھ جس کسی کا تعلق ہوگا وہ عزت پا جائے گا۔ جو شخص ہمارا قرب حاصل کرنا چاہے وہ ہماری حفاظت میں آ جاتا ہے۔ انہیں نہ آئندہ کا خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔ انہیں سعادت کی زندگی میسر آئے گی۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون سعادت مند لوگوں کی تعریف کی گئی ہے۔ ان لوگوں کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ جنہوں نے خدائے واحد کو مان لیا ہو اور انہیں یہ یقین ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے زندگی بسر کرتے ہیں۔ تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ التقوٰی ان لا یراک مولاک حیث نھاک ۔ تقویٰ یہ ہے کہ تمہارا خالق و مالک تمہیں اس جگہ نہ دیکھے جہاں آنے جانے سے تمہیں اس نے منع کیا ہے اور نہ وہ کام کرتا ہوا تمہیں پائے جس کام کے کرنے سے تمہیں اس نے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق تم اپنے خالق و مالک کے لئے اپنے اندرونے کو اس طرح اخلاق حسنہ سے مزین کرو جس طرح تم کسی مجلس و محفل کے لئے اپنے ظاہر کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو وہ جو کوئی یہ کیفیت اپنے قلب و نظر

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

غرباء کی پرورش اور اعانت

اسلامی نقطۂ نظر سے

چودھری محمد حسن چیمہ کے قلم سے

پیغام صلح مطبوعہ ۱۷ رمئی میں ایک مضمون آیۂ قل العفو کا مفہوم کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ محترم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب نے اس سے متاثر ہو کر درج ذیل مضمون قلم بند کیا ہے۔

غریب نواز نبیؐ

دنیا کا آخری نبی جو کامل ترین انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور تمام زمانوں اور مقاموں کے لئے اُسوہ حسنہ قرار دیا گیا درحقیقت مزدوروں، کسانوں، غریبوں یتیموں، بے کسوں اور ناتوانوں کا نبی تھا ویسے تو اس کے مخاطب انسانیت کے تمام طبقے تھے مگر وہ خود مسکین طبقے ہی کی رفاقت اور صحبت کا متمنی تھا۔ اس نے خدا کے حضور اس قسم کی دعائیں بھی کیں ہیں کہ الٰہی! مجھے غریبوں ہی میں رکھیو ان ہی کی صحبت مجھے عطا فرمائیو۔ یوم قیامت حشر اجساد کے وقت بھی مجھے غریبوں ہی میں سے اُٹھائیو، ان ہی کو میرے ساتھ رکھیو۔ میرا اٹھنا، بیٹھنا ان ہی کے ساتھ ہو۔ اسی لئے جب وہ ایک ملک کے فرمانروا ہو گئے تو بھی ان کی درویشی میں سرِمو فرق نہ آیا۔ ان کا محل شاہی وہی مسجد کے ساتھ کچی دیواروں کے حجرے تھے جن پر کھجور کی شاخوں اور پتوں کا چھت ڈالا ہوا تھا۔ شروع میں جب آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی نعمت ملی تو ابتدائی وحیوں ہی میں غریبوں کی پرورش اور ان کو معاشرے میں عزت کی جگہ دلانے کی طرف بڑے زور دار الفاظ میں ترغیب دی گئی۔ اربابِ حکومت اور دیگر ارکان معاشرہ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا۔ ارءیت الذی یکذب بالدین ○ فذلک الذی یدع الیتیم ○ ولا یحض علی طعام المسکین ○ فویل للمصلین ○ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○ الذین ھم یراءون ○ ویمنعون الماعون ○ یعنی جو شخص یا اشخاص بے سہارا لوگوں کو معاشرے میں عزت کا مقام نہیں بخشتے اور مسکینوں کی پرورش کا کوئی انتظام نہیں کرتے وہ درحقیقت دین کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں مخلوقِ خدا کے لئے ہمدردی نہیں ان کا تعلق خدا سے بھی کا نہیں ہو سکتا لہٰذا ان کی نمازیں صرف دکھاوے کے لئے ہیں۔ ان ہی ابتدائی سورتوں میں سورۃ الھمزہ بھی ہے جس کی ابتداء یوں ہے :-

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ○ الذی جمع مالا وعددہ ○ یحسب ان مالہ اخلدہ ○ اس میں سرمایہ داری کی دو برائیاں بیان کی ہیں۔

۱۔ روپے کے گھمنڈ کی وجہ سے وہ لوگوں پر عیب لگاتے اور

(۲) طعن کرتے رہتے ہیں۔ یعنی اپنی اصلاح کرنے کی بجائے دوسروں کی عیب شماری میں لگے رہتے ہیں۔ یہ لوگ مصائب اور حوادث دہر سے بچنے کا سامان اپنی دولت میں دیکھتے ہیں۔ اسی لئے بے تحاشا مال جمع کرتے اور اس کی گنتی کرتے رہتے ہیں اور اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ ان کا مال انہیں ہمیشگی بخشے گا۔ حالانکہ وہ ناکام اور نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔

سورۃ البلد بھی ابتدائی مکی سورت ہے۔ اس میں انسان کی حالت پر بحث کی ہے اور ان الفاظ کا ذکر کیا ہے۔ فلا اقتحم العقبۃ ○ وما ادراک ما العقبۃ ○ فک رقبۃ ○ او اطعم فی یوم ذی مسغبۃ ○ یتیما ذا مقربۃ ○ او مسکینا ذا متربۃ ○ یعنی انسان بلندیوں کی طرف صعود نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اپنی حالت ذلوں میں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اگر بلندی کی طرف ترقی کرنی ہے تو انسان کو انسان کی آزادی کی تحریک چلانی چاہیئے۔ اور مفلوک اور بے سہارا لوگوں کو یا خاک آلود مسکینوں کو ذلت کی پستی سے اٹھا کر معاشرہ میں عزت کی بلندیوں تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اسی طرح سورۃ فجر بھی ابتدائی مکی سورۃ ہے۔ اور اس میں بھی اسی قسم کے اشارات پائے جاتے ہیں :-

واما اذا ما ابتلہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن۔ کلا بل لا تکرمون الیتیم۔ ولا تحضون علی طعام المسکین۔ وتاکلون التراث اکلا لما۔ وتحبون المال حبا جما۔ کلا اذا دکت الارض دکا دکا۔ وجاء ربک والملک صفا صفا۔ یہاں بتایا ہے کہ جب انسان کو اس کی سرکشی اور معاشرے میں بے ضابطگیاں اور ناہمواریاں پیدا کرنے کی وجہ سے ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اور خود اس پر روزی تنگ کر دی جاتی ہے۔ تو خدا کے خلاف یہ کہہ کر احتجاج کرنے لگتا ہے کہ اس نے مجھے ذلیل کر دیا خدا جواب میں کہتا ہے کہ یہ ذلت تمہیں سزا کے طور پر ملی ہے۔ تم بے سہارا لوگوں کی امداد نہیں کرتے تھے اور مساکین کی پرورش کے لئے دوسروں سے مل کر کوئی نظام نہیں قائم کرتے تھے۔ بلکہ لوگوں کی میراث سب سمیٹ کر کھا جاتے تھے اور مال و زر سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ان مظالم کے خلاف جب مساکین اُٹھ کھڑے ہوں گے اور دنیا میں شورش برپا کر دیں گے تو تمہارا رب فرشتوں کو لے کر تمہاری بیخ کنی کے لئے آموجود ہو گا۔ الغرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بعثت کے ابتدائی مراحل ہی سے معاشرے میں ناہمواریاں پیدا کرنے والے لوگوں کے خلاف بڑی مؤثر تعلیم دی گئی اور حضورؐ کو اسی لئے دنیا کے سب سے زیادہ پسماندہ اور ذلت کے گہرے گڑھے میں گری ہوئی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ آپؐ اس قوم کو ذلیل ترین مقام سے اُٹھا کر بلند ترین مدارج تک پہنچا دیں۔

حرصِ زر

انسان کی اخلاقی بیماریوں میں سب سے بڑی بیماری دولت کی حرص ہے اسی دولت سے وہ تمکنت حاصل کرتا ہے اور با اختیار بننے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح قوت حاصل کر کے غریبوں اور مسکینوں کا استحصال شروع کر دیتا ہے۔ اس بیماری کو دُور کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلعم کو بڑی محنت کرنی پڑی۔ مکہ سے ہجرت کے بعد جب حضورؐ مدینہ تشریف لے آئے تو مسلمانوں کے دلوں کی دنیا تبدیل ہو چکی تھی اور انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو ہتھیلی پر رکھ کر حضورؐ کے سامنے قربانی کے لئے پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۱ اس حقیقت حال کو یوں بیان کر رہی ہے۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ھو الفوز العظیم۔

ترجمہ: اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔ (اس کے) بدلہ میں کہ ان کے لئے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، سو مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ یہ وعدہ اس کے ذمّے سچا ہے توریت اور انجیل اور قرآن میں، اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو کون پورا کرنے والا ہے، سو اپنے سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

پس مدینہ میں آ کر ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے بالکل بے نیاز ہو چکے تھے۔ نہ مال میں ان کے لئے کوئی کشش تھی، نہ جان ہی انہیں اللہ کے حکم کے مقابل پر عزیز تھی، جانوں اور مالوں کے عوض جنت کا وعدہ توریت اور انجیل میں بھی موجود ہے۔ ایک دولت مند آدمی حضرت مسیحؑ کے پاس آیا اور پوچھا کہ "اے نیک استاد میں کونسا عمل کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں"۔ تو حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا "اگر تو کامل ہوا چاہے

تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے دے ۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا تب آ کے میرے پیچھے ہو لے“ (متی ۱۹:۱۲) اور حضرت موسیٰؑ کی بھی یہی تعلیم تھی ”تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ ۔ جنت یا آسمان کی بادشاہت دنیا پر لات مارنے کے بغیر نہیں ملتی ۔“

اکتناز زر سے روک دیا

قرآن کریم نے آئندہ زمانے میں آنے والی نسلوں کو مال و زر سے متعلق انتباہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ مذہبی پیشواؤں سے خبردار رہنا وہ لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ۔ سوسائٹی میں ناہمواریوں کو دُور نہیں ہونے دیتے ۔ بڑے غضبناک الفاظ میں یہ تنبیہہ قرآن کریم میں اس سورۃ توبہ کی آیات ۳۴ اور ۳۵ میں دی گئی ہے ۔ ان آیات کو پڑھنے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان مال جمع کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا :۔

ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ ۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۔ یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔

ترجمہ : یقیناً بہت سے علماء اور راہب لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی خبر دے جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو (اس کا مزہ) چکھو جو تم جمع کرتے تھے ۔

عملی نمونہ قرآن مجید کی خوبی یہ ہے کہ جس قدر احکام وہ جاری کرتا ہے اسے عمل میں لا کر دکھا دیتا ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشیر رسول ہیں اور وہ اپنے نمونہ سے انسانوں کو ان احکام کی افادیت سے باخبر کرتے رہے ہیں ۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۲۱ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا ۔

ترجمہ :۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے ۔ جس طرح قرآن کریم کل مخلوق کے لئے ہدایت ہے اسی طرح آپؐ ساری نسل انسانی کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں ۔ گویا قرآن کریم کی تعلیم الفاظ میں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اس تعلیم کا عملی نقشہ نظر آ جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیریکٹر خود ان الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لا شریک لہ وبذٰلک اُمرت وانا اول المسلمین (سورۃ الانعام ۱۶۲ - ۱۶۳)

ترجمہ :۔ کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا ، اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں ۔

یہ اول المسلمین اور خاتم النبیین رسولؐ قیامت تک کے لئے انسانوں کے لئے نمونہ ہیں ۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو یہ تلقین کی کہ :۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۔ (سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ : کہہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو میری پیروی کرو کہ اللہ تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔

. . . .

صحابہ کرامؓ بھی اُمت کے لئے نمونہ ہیں

اس سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تو سب انسانوں کے لئے ہے ہی اور اس کے لئے حضورؐ کو ہر نوع کی انسانی حالت سے گذرنا پڑا ہے تاکہ ہر رتبہ اور ہر درجہ کے آدمی کے لئے آپؐ رہنما بن سکیں ۔ مگر ساتھ ہی حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ حضورؐ کے صحابہؓ مثل نجوم ہیں اور ان کی اتباع بھی مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے ۔ حضورؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو اہم فیصلے کئے ہیں یا جن راہوں پر قدم مارا ہے ، ان کی پیروی بھی اُمت کے لئے نہایت ضروری ہے ۔

حضور نبی کریم صلعم جب مدینہ میں سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپؐ کے ذاتی گذارے کی صورت بھی مال غنیمت سے پوری کر دی جاتی تھی اور فتح خیبر کے بعد حضورؐ کو باغ فدک بھی الاٹ کر دیا گیا تھا ۔ ان ذرائع سے جس قدر آمدنی حضورؐ کو ہوتی تھی وہ گزارے کے لئے بمشکل کفایت کرتی تھی ۔ اس میں سے بھی حضورؐ غرباء اور مساکین پر خرچ کر دیا کرتے تھے ۔ چنانچہ ماہ رمضان میں حضورؐ کی فیاضی نارمل اوقات سے بڑھ جایا کرتی تھی ۔ گو عام حالات میں دو وقت کا گذارہ بھی مشکل تھا ۔ ہمارے دوست غلام نبی صاحب مسلم کے مضمون میں اٹھائے ہوئے نکات سے یہ ترشح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ چونکہ فرض ہے اور اس کے احکام قرآن کریم میں موجود ہیں ۔ اسی طرح وراثت کا نظام بھی موجود ہے ، لہٰذا زکوٰۃ اور وراثت پر عملدرآمد اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ لوگوں کے پاس کافی سرمایہ جمع ہو ، لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ زکوٰۃ واجب ہی اس شخص پر ہوگی جس کے پاس فالتو سرمایہ ہوگا ۔ اسی طرح ورثہ میں بھی جائداد اسی شخص کی قابل تقسیم ہوگی جس نے موت کے بعد کافی جائداد چھوڑی ہو ۔ لیکن جس شخص کے پاس ایک سال تک جمع شدہ سرمایہ نصاب زکوٰۃ کے برابر نہ ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اسی طرح جو وراثت کے لئے کوئی مال نہ چھوڑے اس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا ۔ حضورؐ کے گھر میں کوئی سرمایہ جمع نہ ہوتا تھا لہٰذا زکوٰۃ کے احکام بھی معطل رہتے تھے ۔ اور وفات کے وقت حضورؐ کی جو جائداد تھی اس کا نقشہ ان کی ایک بیوی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے سُن لیجئے وہ فرماتی ہیں کہ :۔

”وفات کے وقت آپؐ نے وصیت فرمائی کہ قرآن پر چلو اور میری سنت پر چلو یہ ہمارا دین ہے اور کہا ما ترک رسول اللہ صلعم دینارًا ولا درھمًا ولا شاتًا ولا بعیرًا ولا عبدًا ولا امۃ ۔ یعنی رحلت کے وقت آپؐ نے کوئی روپیہ پیسہ نہ چھوڑا ۔ نہ کوئی بھیڑ بکری چھوڑی نہ غلام اور نہ لونڈی“

پس آپؐ کی کوئی وراثت نہ تھی جسے تقسیم کیا جاتا ۔ باغ فدک حکومت کی ملکیت تھی جو حکومت کو واپس ہو گئی ۔ ایسے موقع پر بعض وقت یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ انبیاء کا گروہ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے اور نہ ان کی وراثت لیتا ہے اور اسے حدیث کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ۔ حافظ حاجی عنایت اللہ صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث گجرات نے تمام علماء کو چیلنج دیا ہوا ہے کہ کوئی صاحب صحاح ستہ کے مجموعہ احادیث سے کوئی ایسی حدیث نکال کر دکھا دیں ۔ خود حضور نبی کریم کو ایک مکان اپنے والد کی وراثت سے مکے شریف میں ملا تھا جو حضورؐ کے مکہ شریف سے ہجرت کر جانے کے بعد کسی پارٹی کے قبضہ میں آ گیا ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کے جانشین مقرر ہوئے ۔ آپ کو بھی شاہی خزانہ سے گزارہ ملنا شروع ہوا ۔ ایک دن کھانے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے برسبیل تذکرہ کہا ”کسی میٹھی چیز کو جی چاہتا ہے“ ۔ آپ کی بیوی چند دن ”گزارہ“ کی رقم میں سے کچھ حصہ پس انداز کرتی رہیں اور ایک دن انہوں نے کوئی سویٹ ڈش تیار کر لی ۔ امیر المومنینؓ نے پوچھا ”یہ پلیٹ کہاں سے آ گئی ؟“ عرض کیا گیا کہ ”گزارہ کی رقم میں سے کچھ کچھ بچا کر اسے تیار

www.aaiil.org

کیا گیا ہے۔" اس پر حضرت امیرالمؤمنین رضی خزانچی کے پاس گئے اور اسے کہا کہ "گذارہ" کی رقم میں سے آئندہ اس قدر رقم کم کر دی جائے کیونکہ تجربہ نے بتایا ہے کہ گذارہ کی مقرر کردہ رقم ضرورت سے زائد

کے مفہوم پر بحث کرنی بے وقت کی راگنی ہے اور بالکل بے محل ہے۔ یہ تأثر درست نہیں ہے کہ ہمارے ہاں سرمایہ داروں کا ایک کثیر گروہ موجود ہے جو مؤمنین، قانتین، صادقین صابرین، خاشعین اور صائمین ایسے افراد پر مشتمل ہے۔ اس گروہ کو حکومتِ وقت نے بڑا پریشان کر دیا ہوا ہے۔ کسانوں اور مزدوروں کو ایسا غلبہ حاصل ہو چکا ہے کہ ملک کی حکمرانی اب ان کے ہاتھ میں آچکی ہے زمینداروں کی زمین چھینی جا چکی ہے اور مزارعین کو ان پر جبراً قابض کر دیا گیا ہے۔ ہمارے ملک میں جو بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار موجود تھے ان کو زمینیں اور جاگیریں کسی جہاد کی خدمت کے صلہ میں نہیں ملی تھیں۔ جس طرح کہ اسلامی سلطنت کے آغاز میں بعض صحابہ رضی کو ان کی خدمات کے صلہ میں عطا ہوئی تھیں اور جو بعد میں حضرت عمر رضی نے اس لئے واپس لے لیں کہ ان سے آباد نہ ہو سکتی تھیں۔

ہمارے بڑے بڑے زمیندار اپنی زمینوں پر قابض ہو کر آج تک جس طرح گلچھرے اڑاتے رہے وہ ایک المناک داستان ہے۔ ان کے ہاں پالتو کتوں کی ٹیمیں موجود ہیں جو ایئر کنڈیشنز سے آراستہ کمروں میں رہتی ہیں جن کو اعلےٰ درجے کی خوراک مثل دودھ اور گوشت وغیرہ ملتی ہے۔ اور ان کے کاشتکاروں کے خاندان کچی تنگ سی جھگیوں میں کثیر تعداد میں اس طرح رہائش پذیر ہیں جس طرح پرندوں کے جھرمٹ گھونسلوں میں ہوتے ہیں۔ عیاشی۔ مے نوشی اور قسم قسم کے شنیع قسم کی حرکات کے وہ مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ سرکار انگلشیہ کی خدمات سرانجام دے کر انہوں نے یہ زمینیں حاصل کی تھیں۔ ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں بشمول

جماعت اسلامی یہ مطالبہ کیا ہوا ہے کہ ان لوگوں کی زمینوں کی تحدید کر دی جائے اور جس قدر رقبے پیپلز پارٹی نے منظور کئے ہیں ان سے بھی کم تر رقبے دوسری پارٹیوں نے تجویز

جمہور کے منصوبے سمجھے جائیں گے۔ اور یہ قرآن کے اس حکم شاورھم فی الامر کے حکم پر عمل پیرا ہونا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں نے دسمبر ۱۹۷۰ء سے قبل اپنی زمینوں کو اپنے ورثاء میں تقسیم کر دیا تھا اور اب بھی ان میں سے ہر ایک آدمی کے پاس چھ مربعہ زمین تک جائز قرار دی جا چکی ہے۔

سرمایہ داروں کا سرمایہ بالکل محفوظ ہے۔

ابھی تک کسی حاکم نے کسی بڑے بنگلے والے مالک کے حقوق ملکیت میں دخل نہیں دیا۔ پندرہ پندرہ بیس بیس کنال زمینوں کے رقبوں پر امراء نے بڑی بڑی کوٹھیاں بنائی ہوئی ہیں اسی ملک میں بعض لوگوں کے پاس کروڑوں روپے کے بنک بیلنس بھی ہیں ان سے بھی کسی نے تعرض نہیں کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مزدور بیچارہ ابھی تک مزدور ہی ہے۔ مزارع بھی برابر بے دخلیوں کا شکار ہو رہا ہے۔ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ آپ نے اس مفہوم کے ماتحت لوگوں کی "ضرورت سے زیادہ" دولت پر قبضہ کر کے بیت المال میں جمع کر دیا ہو یا دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہو۔ دراصل اس وقت اس ملک میں تو ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں ہوا کہ ملک کی کثیر دولت پر صرف چند گنتی کے خاندانوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

جب مکہ شریف سے لوگ ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے تو مدینہ کے انصار نے فوراً فوراً اپنی نصف نصف جائداد اپنے مہاجر بھائی کو دیدی

انصار کا یہ عطیہ حضورؐ کے منشاء کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان جاں نثاران کے لئے حضورؐ کا ایک اشارہ ہی کافی تھا وہ اشارہ بمنزلہ حضورؐ کے حکم کے ہوتا تھا۔ ویسے تو حضورؐ نے حصول زکوٰۃ

غازیوں کے مال غنیمت سے حصہ ملا اور مکہ کے تازہ واردانِ جنگ کو کثیر مال دے دیا گیا۔ حالانکہ ان میں سے بعض مسلمان بھی نہ تھے۔ یہ سب کچھ حضورؐ کے ارشاد کے ماتحت مصلحتاً ہوا تھا اور جائز طریق پر ہوا تھا۔

مفتوحہ زمینیں

بیرون عرب جب فتوحات عام ہوئیں تو مجاہدین کو مفتوحہ زمینوں سے محروم کر دیا گیا اور ان زمینوں کو حکومت کی ملکیت قرار دے دیا گیا اور وہ لوکل آبادی سے زیر کاشت رہیں اور ان سے حکومت مالیہ بطور مالکانہ وصول کرتی رہی اسلامی حکومت کو یہ علاوہ اختیارات حاصل رہے۔

پیغام صلح کے مضمون "آیہ قل العفو" میں ایک دلچسپ مثال پیش کی ہے کہ:۔

"ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ میرے پاس ایک دینار فاضل ہے۔ کیا میں اسے راہ خدا میں دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔ اس نے عرض کی کہ ایک اور بھی موجود ہے تو ارشاد ہوا کہ اسے اپنے اہل و عیال پر صرف کرو۔ اس نے تیسرے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو" یہ انفرادی واقعات تھے جن کو حضورؐ نے روئداد کے مطابق طے کر دیا تین دینار والا تو خود قلاش تھا، اس سے کیوں رقم چھین کر خزانہ میں ڈال دی جاتی اگر آج آپ کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے بنک بیلنس رکھنے والا ایک سرگودھے کا زمیندار پیش ہو جاتا اور عرض کرتا کہ مجھے اس میں سے کس قدر راہِ حق میں خرچ کرنا چاہیئے تو حضورؐ اس سے پوچھتے کہ کیا تم نے اس روپے

پر کبھی زکوٰۃ دی ہے۔ اس کا جواب ہوتا کہ میں تو زکوٰۃ کے نصاب سے بھی ناواقف ہوں۔ تو پھر پوچھا جاتا کہ کبھی رقم بہبودِ عامہ پر خرچ کی ہے جواب ملتا "نہیں"۔ حضورؐ کو یہ بھی

بیت المال میں جمع کرا دو اور حضورؐ اسی وقت ایک کمیشن بٹھا دیتے کہ دریافت کرو کہ یہ روپیہ کہاں کہاں سے آیا ہے اور اس خاندان کے پاس کس قدر اراضی موجود ہے اور وہ کس طریق سے حاصل کی گئی ہے۔ اس تحقیقات کے نتیجہ میں جو فیصلہ ہوتا وہ یقیناً بڑا ہی سبق آموز اور عبرت انگیز ہوتا!

کاش کہ مضمون نگار کو معلوم ہوتا کہ پاکستان کے مزدوروں کے کنبے کن جگہوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کی وسعت اور نوعیت کیا ہے۔ آیا ان کو انسانوں کے ٹھکانے ہی کہا جا سکتا ہے؟ تعجب ہے کہ ان کو سرمایہ داروں کے بے جا سرمایہ سے اچانک کیوں لگن پیدا ہو گئی۔ ہم ایسے سرمایہ داروں کو بھی جانتے ہیں جو اپنے سرمایہ سے رفاہِ عامہ کے کئی ادارے چلا رہے ہیں۔ مگر ایسے سرمایہ دار صرف ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ باقی کے سرمایہ داروں کی حالت تو ناگفتہ بہ ہے اور ان سرمایہ داروں کو کسی نے ابھی تک کچھ کہا بھی نہیں۔ مضمون نگار تو خود ایک مزدور ہیں۔ صحافیوں کی یونین تو خود کو مزدوروں کی یونین سمجھتی ہے۔ ان کا سرمایہ داروں کی وکالت پر اتر آنا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

آپ کے مضمون سے تأثر بھی پیدا ہوتا ہے کہ آپ مردِ مزدور سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے۔ آپ کے خیال میں جو کوئی مزدور یا کسان کا نام لے یا ان سے ہمدردی کا اظہار کرے وہ اشتراکی پراپیگنڈے کا شکار ہے اور وہ لائق تعزیر اور قابلِ دار ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ..... بیان القرآن میں اس آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے:۔

www.aaiil.org

"اور تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں - کہہ جو کچھ حاجت سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالے تمہارے لئے کھول کر باتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو" اور نیچے نوٹ میں یوں لکھا ہے "اور حاجت سے بڑھا ہوا مال بھی صحیح معنی ہیں جس کی تائید میں صحیح مسلم کی ایک حدیث بھی ہے کہ جب ایک شخص نے ایک دینار کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفس پر خرچ کرو اور دوسرے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اپنے اہل پر خرچ کرو اور تیسرے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اپنی اولاد پر خرچ کرو" یہ وہ شخص ہے جس کے پاس صرف تین دینار تھے۔ یہ خود محتاج تھا - کسی کی احتیاج کو کیسے دُور کرتا مولانا فرماتے ہیں "اسلام کی تعلیم عملی رنگ میں ہے ضروریات انسانی کو نظر انداز نہیں کرتا - ہاں بقدر حاجت اپنے نفس اور اہل اور اولاد اور اپنے اقارب پر خرچ کر کے اگر باقی کو خدا کی راہ میں خرچ کرے تو وہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ مسلمان اس پر عامل ہوں تو آج کروڑوں نہیں اربوں روپیہ ان کے قبضہ میں ہو سکتا ہے جو ضروریات دینی پر وہ خرچ کر سکتے ہیں" مولانا کی رائے میں یہ آیت انفاق فی سبیل اللہ کے لئے وسعت رکھتی ہے نہ کہ اس کے روکنے میں مؤثر ہے - الفاظ "بقدر حاجت" کے ایک معنے تو وہ ہیں جو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی روزمرہ زندگی کے مصارف کا اندازہ کئے ہوئے ظاہر کئے تھے - اور حضرت ابوبکرؓ کا قائم کیا ہوا معیار حضرت عمر فاروقؓ نے بھی نبھایا تھا - گو وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر اللہ تعالے کی ہزارہا رحمتیں ہوں انہوں نے کتنا کڑا معیار مقرر کیا ہے - اسی لئے ان کی وصیت تھی کہ "میرے خاندان میں کوئی خلافت کا کوئی امیدوار نہ ہو" ان بزرگوں کو تو خزانہ عامرہ کو پُر رکھنے کا خیال ہوتا تھا -

مضمون نگار نے کلام اقبال سے چند اشعار درج کر کے ان کا خوب مضحکہ اڑایا ہے - اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے انہوں نے ایک کام کی بات بھی کہہ دی - گو انہوں نے تمسخر کے رنگ میں لیکن ہے یہ حقیقت - وہ فرماتے ہیں کہ:-

اگر حکومت نے دولت اور زمین پر قبضہ کرنا ہی ہے تو "لاتوتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً" کی رُو سے حکومت بطریق احسن سب اموال پر قبضہ کر سکتی ہے کیونکہ دولت مندوں اور غریبوں ہر دو نے عیاشی، لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی چور بازاری وغیرہ سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ دولت کو صحیح طور پر صرف کرنے کے اہل نہیں - اور ان کی سفاہت اور حماقت کی بناء پر حکومت کو چاہیئے کہ انہیں تمام اموال سے محروم کر دے جیسا کہ نابالغی، جنون اور عیاشی کی وجہ سے حکومت کسی شخص کے اموال کی حفاظت کے لئے محافظ کمیٹی مقرر کر دیتی ہے یا جب ماں بچے کے ہاتھ سے چھری چھین لے" مضمون نگار کی یہ تجویز حکومت کے لئے قابلِ غور ہے۔

احمدیہ جماعت کی قربانیاں

ایک اور بات بھی لکھنے نوٹس میں لانی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کے علاوہ جماعت پر جبری چندہ بھی مقرر کیا ہوا ہے - اور یہ چندہ بعض اوقات رکن جماعت کی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کے برابر ہوتا ہے اور یہ قاعدہ بھی آپ کے آئین میں درج ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا مقرر کردہ چندہ تین ماہ تک متواتر ادا نہ کرے تو وہ اپنی جماعت سے خارج کیا جا سکتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صد چہاردہم نے اپنی وفات سے اڑھائی سال قبل ایک رسالہ الوصیت لکھا جس میں انہوں نے اپنے مریدوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنے مال کے کم از کم ۱/۱۰ حصے کی مگر اس سے کم نہیں وصیت کریں مگر اس کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی وصیت میں یہ لکھا کہ یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورے سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالے کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا - اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے - وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے - اور جب ایک گروہ متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے - ان کا بھی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں ان اموال میں سے ان یتیموں مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔

(الوصیت صفحہ ۱۲۔ مطبوعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

یہ وصیت کا حکم ان چندوں کے ماسوا ہے جو ہر ماہ اراکین انجمن کو لازماً ادا کرنا پڑتا ہے - اسلامی حکومت بھی اسی طریق پر باہمی مشورہ سے رعایا کے اموال رفاہ عام کے لئے حاصل کر سکتی ہے۔

مضمون نگار کو شاید یہ یاد نہیں رہا کہ غیر اسلامی حکومتوں نے آپ کے لاڈلے سرمایہ داروں پر انکم ٹیکس کی انتہائی رقمیں عائد کر رکھی ہیں - یہاں تک کہ بعض حالتوں میں انہیں ۹۹ فیصد ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ کم از کم اس انکم ٹیکس کی شرح کے خلاف تو کچھ احتجاج کیا ہوتا

نوٹ: ہم جماعت کے اقتصادیات کے طالبعلموں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ نظام سرمایہ داری کے اس پہلو پر اظہار خیال کریں گے کہ یہ نظام تمام تر سود پر مبنی ہے اور قرآن کریم کی رو سے سودی کاروبار خدا کے خلاف اعلان جنگ ہے اور یہ اعلانِ جنگ اس دور کے انسان نے ایک مدت سے جاری کر رکھا ہے اور انسانی مشکلات اور مصائب کی اصل وجہ یہی سودی نظام ہے - اس نظام کے تحفظ کرنے سے پیشتر مسلم اہل قلم کو سودی نظام کے کوئی متبادل نظام تجویز کرنا چاہیئے جس پر سرمایہ داری کی بنیادیں رکھی جا سکیں - ہمارے خیال میں یہ بہت بڑی اسلام کی خدمت ہوگی اور بہتر یہ ہے کہ خود مضمون نگار اس کی ابتدا کریں -

---

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

احمدیہ مسجد سرینگر (کشمیر) میں میلاد النبیؐ کا جلسہ

سری نگر - ۳۰ اپریل - آج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زیر اہتمام میں جلسہ میلاد النبیؐ بعد نماز شام جناب محمد رشید الدین صاحب مفتی اعظم کی صدارت میں احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا - تلاوت قرآن پاک پروفیسر زاہد صاحب نے کی - پھر نذیر احمد صاحب نے تقریر میں کہا کہ ہم اپنے ہادیؐ کے نام منسوب ہونے کے جب ہی مستحق ہیں جب ہم آپؐ کی تعلیمات پر کاربند ہو جائیں - ہم سے جتنا بھی ہو سکے نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو جانا چاہیئے - میں خود ایک غیر احمدی ہوں اور احمدیوں کی تکفیر کے جواز کے بارے میں سارے علماء سے رجوع کر چکا ہوں مگر وہ کوئی معقول وجہ بیان نہ کر سکے - دراصل علماء سُو اپنے اغراض اور نفس پرستی کی وجہ سے مسلمانوں میں پھوٹ اور انتشار کو پھیلا رہے ہیں - افسوس اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کرنے والے موجود نہیں - تنقید کا زمانہ گذر گیا اب اتحاد و اتفاق سے رہنے کا وقت ہے اور یہی ارشادِ خداوندی ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا -

پروفیسر نورالدین صاحب زاہد نے حضور رسول مقبول صلعم کی بعثت کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ملحدانہ و مشرکانہ مذاہب کے پیروؤں کا عقیدہ ہے کہ صرف وہی انسانوں کے لئے نجات دہندہ ہو سکتا ہے جو انسان کے روپ میں خدا ہو - اسی لئے عیسائی مسیح علیہ السلام کو نجات دہندہ اور خدا مانتے ہیں - مگر قرآن پاک نے اس کے برعکس ایک انقلابی تصور پیش کیا کہ انسانوں کے لئے انسان ہی رسول مبعوث ہوا - بقول حضرت مولانا محمد علی مرحوم اندھیرے میں الگ الگ چراغ جلانے سے اندھیرا نہیں جاتا - لیکن جب آفتاب عالمتاب طلوع ہو جاتا ہے تو اندھیرا دور ہو کر روشنی ہی روشنی ہو جاتی ہے - اسی طرح حضرت رسول مقبولؐ نبوت کے آفتاب تھے - آپؐ کے مبعوث ہونے

سے کسی بھی نبی کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی - جارج برنارڈ شا جیسے مشہور مفکر و فلسفی نے کہا ہے کہ اگر محمدؐ جیسے شخص کے ہاتھ میں دنیا کی ڈکٹیٹر شپ دی جاتی تو آپؐ اس کے مسائل زیادہ کامیاب انداز میں سلجھا دیتے۔

مسٹر عبدالرشید ارشاد نے کشمیری میں نظم پڑھی جس میں مسلمانوں کو جھنجھوڑا گیا تھا کہ وہ اپنی مسلمانیت کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔

ڈاکٹر خورشید عالم ترین نے "آقا غلام کی نظروں میں" کے عنوان سے تقریر کی اور حضور رسول مقبولؐ سے متعلق آپؑ کے غلام اور غلام یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عشق و محبت کا والہانہ انداز میں اظہار کیا گیا ...... اور آپؐ کو تمام نبیوںؑ کا سردار قرار دیا گیا ہے۔

مولانا سمیع اللہ صاحب فاضل نے مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کرنے کی تفصیلات پیش کیں اور کہا کہ قوانین کے ذریعہ بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح نہیں ہو سکی چوری، جوئے بازی، شراب نوشی، زناکاری وغیرہ قبیحات موجود ہیں - حکومت قانون کے ذریعہ سوشلسٹ نظام قائم نہ کر سکی - ایسے میں اسے مسلمانوں کے پرسنل لاء میں مداخلت کرنے کی جسارت نہ کرنی چاہیئے - کیونکہ یہ مداخلت فی الدین کے مترادف ہو گا - قانون کی رو سے ہر مذہب کے لوگوں کو ان کے حقوق کے تحفظ کا یقین دلایا گیا ہے - پرسنل لاء میں مداخلت کے یہ معنی ہیں کہ گویا حکومت قانون کے ذریعہ صرف ایک ہی زبان اختیار کرنے پر لوگوں کو مجبور کرے اور بقیہ زبانوں کو جنہیں قانوناً تسلیم بھی کیا گیا ہے مٹا دے - آپ نے اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور کہا کہ اگر مسلم پرسنل لاء میں کچھ خامیاں ہوں تو انہیں صرف مسلم علماء ہی دور کر سکتے ہیں - حکومت مداخلت نہیں کر سکتی -

شیخ عبدالصمد صاحب نے میلادالنبیؐ منانے کا اصلی مقصد یہی قرار دیا کہ مسلمان حضورؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل کریں اس طرح سے وہ کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

آخر میں صاحب صدر محمد رشیدالدین صاحب مفتی اعظم نے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ احمدیہ جماعت کو فخر حاصل ہے کہ انہوں نے ہی ریاست میں پہلی بار ۱۹۲۷ء میں عید میلادالنبیؐ کا جلسہ منایا - مگر افسوس لوگوں میں اب پہلے جیسا ولولہ اور جوش اور ذوق و شوق نہیں رہا - آخر میں آپ نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسلم پرسنل لاء میں مداخلت نہ کرے - یہ متفقہ طور پر پاس کیا گیا - جلسے میں ڈاکٹر عزیز احمد صاحب، محترم مولوی غلام نبی قریشی صاحب چیف آرگنائزر تبلیغ الاسلام اور مولوی محمد امین صاحب والکن پورہ اور دوسرے غیر احمدی دوست بھی شامل تھے - نماز عشاء مولانا سمیع اللہ صاحب کی اقتداء میں ادا کر کے یہ جلسہ برخواست ہوا -

---

خطبہ جمعہ بقیہ از صلہ

اور ظاہر و باطن پر مستولی کر لے گا - فرمایا لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے -

اس قیمتی وعظ کے بعد فرمایا - ہمارے احکام تم نے سن لئے ہیں لاتبدیل لکلمات اللّٰہ - اللہ تعالےٰ جو کچھ فرماتا ہے وہ اٹل قانون ہیں - ان میں کسی نوع کی کسی حالت اور کسی وقت میں تبدیلی ممکن نہیں، یہ الٰہی احکامات بڑے مضبوط دلائل پر قائم کئے گئے ہیں ذٰلک ھو الفوز العظیم اور اس میں بڑی کامیابی ہے کہ ان احکام پر عمل کیا جائے فرمایا ولا یحزنک قولھم - مخالفین کی باتیں آپؐ کو غمگین نہ کریں - قوم نے آپؐ کو ہر آزمائش میں ڈالا - قتل مقاتلہ تک نوبت پہنچی - حضور صلعم کو اللہ تبارک و تعالیٰ تسلی دیتے ہیں لا یحزنک قولھم - آپؐ کے ارادے بلند ہیں - حرص و ہوا سے پاک ہیں پھر بھی یہ لوگ تکلیف دیتے ہیں آپؐ ان سے غمگین نہ ہوں ان العزۃ للّٰہ جمیعا عزت ہمارے ہاتھ میں ہے ھو السمیع العلیم ہم دشمن کے ذہن اور دلی ارادوں کو بھی جانتے ہیں - اور آپؐ کے مقصد عظیم کو بھی دیکھتے ہیں فرمایا الا ان اللّٰہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض ہم کائنات کے بادشاہ ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز ہماری ملکیت ہے ہمارے قانون اٹل ہیں - عزت ہماری جناب سے ہی میسر آ سکتی ہے، ہم آپؐ کی اور آپؐ کی

(باقی کالم ۲ کے نیچے) *

پاکستان کا ماضی اور حال - بقیہ صفحہ ۲

پرچم تلے جمع ہو گئے - اور انگریز اور ہندو سے اس شدت کی ٹکر لی کہ چشم فلک بھی کی پھٹی رہ گئی ۔

جو راہ چلے ہم وہی تقدیر چلی
کشتی سوئے ساحل سفینہ تیر چلی

ہمارا قائد اعظمؒ نہ انگریز کی تلوار کے آگے جھکا نہ ہندو کے ہاتھوں بکا - سارے بھارت میں ایک آگ لگ گئی - جگہ جگہ جلسے جلوس قوم کو گرما رہے تھے میری بھی چند شہروں میں تقریریں ہوئیں وزیر آباد میں بھی جلسہ ہوا - میں تقریر کر رہا تھا کہ ایک صاحب نے مجھے ایک ہندو اخبار دیتے ہوئے کہا کہ اس اخبار نے یہ چیز جو لکھی ہے اس کا آپ جواب دیں۔

اس اخبار میں لکھا تھا کہ فیروز پور میں مسلم لیگ کا جلسہ ہوا - جلسہ گاہ میں چونے سے پاکستان کا نقشہ بنایا گیا تھا - اس نقشہ پر ایک گدھے نے پیشاب کر دیا -

میں نے جواب دیا کہ پاکستان کے نقشہ کی مخالفت کرنا گدھوں کا کام ہے - انسانوں کا نہیں - اور پھر میں نے کہا کہ بھارت پر روزانہ لاکھوں گدھے - کتے - سؤر اور انسان ہر روز پیشاب پاخانہ کرتے ہیں تو اس سے بھارت ماتا کا کچھ نہیں بگڑتا تو پاکستان کے فرضی نقشہ پر ایک گدھے کے موتنے سے پاکستان کا کیا بگڑ سکتا ہے ؟

پاکستان کے لئے ایک کروڑ مسلمانوں کو بھارت سے منتقل ہونا پڑا - نہتے مسلمان قافلوں پر ریاست پٹیالہ - جیند نابھہ کی سکھ فوجوں نے حملے کئے - دس لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور پچاس ہزار مسلمان عورتوں کو سکھ اغوا کر کے لے گئے - کتنی مصیبت سے پاکستان بنا تھا مگر ایک طبقے کے اقدام سے اس کا نصف سے زیادہ حصہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم مسلمان ہیں اپنے خدا کی رحمت سے مایوس نہیں - ہمارے خدا کی قدرت نمائی فہم و ادراک سے بالا ہے - دیکھئے چند ہی روز گذرے کہ گرمی اتنی بڑھ گئی تھی کہ لوگوں نے اپنا گرم لباس فینائل کی گولیوں سمیت سنبھال کر رکھ دیا کہ یکایک پھر سردی کی ہر آئی لوگوں نے پھر گرم لباس نکال لئے - ٹھیک اسی طرح معجزانہ طور پر پاکستان اپنے نئے خدوخال کے ساتھ اقوام عالم کے سامنے پھر آنے والا ہے - انشاءاللہ

میں نے اپنے ایک مضمون "سقوط بغداد و سقوط ڈھاکہ" کے آخر پر لکھا تھا کہ :-

امریکہ کی ایک خاتون مسز ڈکسن جس نے دو عظیم جنگوں کی بہت پہلے پیشگوئی کی تھی اب چند سالوں سے لکھ رہی ہیں کہ مسلمانوں میں اس وقت وہ شخص زندہ اور موجود ہے جس نے دہلی کے لال قلعہ پر اسلام کا پرچم لہرانا ہے - لائل پور کے ایک صاحب نے مسز ڈکسن سے خط و کتابت شروع کر رکھی ہے اور اس سے اس مرد مجاہد کی نشان دہی چاہی ہے اور اپنی طرف سے بھی اس کو کچھ نشان دہی کی ہے ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللّٰہ

مجھے بہت سے خطوط مبارک باد کے آئے ہیں اور کئی احباب نے تفصیل طلب فرمائی ہے اس وقت میں صرف اسی قدر ہی لکھ سکتا ہوں کہ مسز ڈکسن بہت مصروف خاتون ہیں - چار پانچ ہزار خطوط ہر ہفتہ ان کو پہنچتے ہیں -

لائلپور کے مذکورہ بالا صاحب نے انہیں "مرد مجاہد" کی تصویر بھیجی ہے مسز ڈکسن نے بھی جواب میں اپنی تصویر بھیجی ہے ؎

رہرو راہ محبت تھک نہ جانا راہ میں
لذت صحرا نوردی دوری منزل میں ہے
وقت آنے دے بتا دیں گے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

---

* (بقیہ کالم ۲) قوم کی عزت قائم کریں گے -

حضور صلعم پر ستر کروڑ مسلمان شب و روز درود و صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور دنیا کے اہل نظر لوگ یقین کرتے ہیں کہ آپؐ ایسا عظیم الشان انسان کبھی پیدا نہیں ہوا -

www.aaiil.org

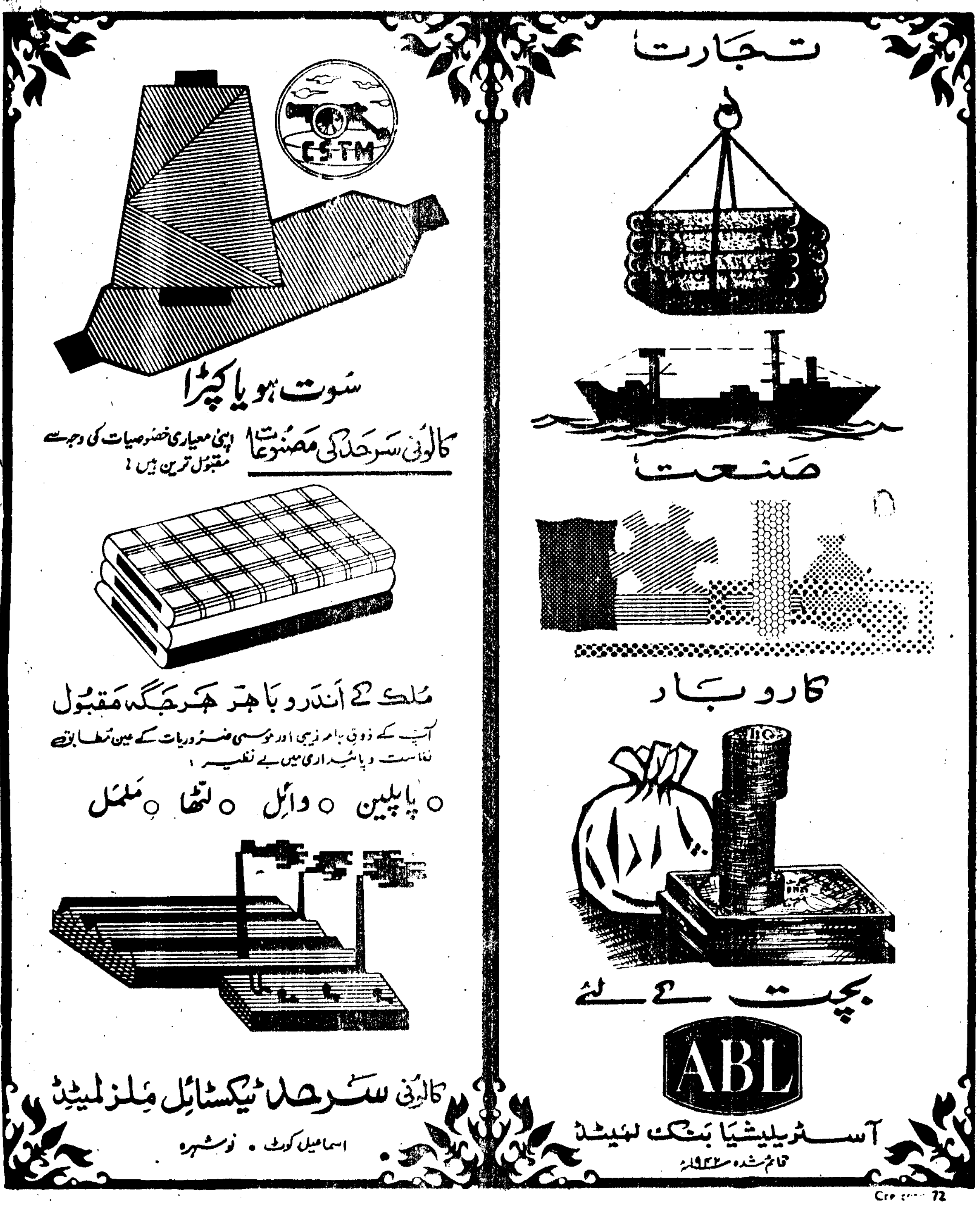

Cre 72

درخواستِ دعا

محترم مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب فراشں ہیں ۔ ان کو دِل کا دورہ پھر پڑا ہے ۔ احباب جماعت ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں ۔

ضرورت باورچی

احمدیہ سمر سکول تربیتی کلاس اس سال ۲۰ رجون تا ۳۱ رجولائی ریٹ آباد میں جاری ہو رہی ہے ۔ شرکائے کلاسز کے لئے کھانا وغیرہ تیار کرنے کے لئے ایک احمدی باورچی کی ضرورت ہے ۔ قیام و طعام اور خرچ آمد و رفت کے علاوہ معقول تنخواہ بھی دی جائے گی ۔ درخواستیں ۲۰ جون تک ، زیر دستخطی کے نام آنی چاہئیں ۔

ڈاکٹر مبارک احمد ۔ سیکرٹری احمدیہ سمر سکول کمیٹی احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۔ مورخہ ۷ رجون ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۔ ۳۸ ۔ شمارہ ۲۳

www.aaiil.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

مسیح موعودؑ نمبر

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوانیم اے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲-۹ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۴-۲۱ جون سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۴-۲۵

رسید مژدہ زغیبم

حضرت مجدد زمان میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ منظوم کلام میں

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم ٭ کہ او مجدّدِ ایں دیں رہنما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی مرد ہوں ـــ جو دین کی تجدید کرنے والا اور رہنما ہے

منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم ٭ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

میں ہی مسیح ہوں بلند آواز سے کہتا ہوں ـــ میں اس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے

عجب مدار اگر خلق سوئے من بدوند ٭ کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد

عجیب بات نہ سمجھو اگر خلقِ خدا میری طرف دوڑتی آ رہی ہے ـــ کہ جہاں کہیں غنی ہوتا ہے وہاں گدا بھی آجاتے ہیں

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید ٭ بباغِ ماست اگر قسمتت رسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کو نہیں دیکھے گا ـــ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت رسا ہے (تو حاصل کر)

بہ بیں کہ نور بریں خانہ ام ہمی بارد ٭ مگر چگونہ بہ بینی اگر عما باشد

(آنکھ کھول کر) دیکھ کہ میرے اس گھر پر نور برس رہا ہے ـــ لیکن اگر آنکھ اندھی ہو تو تو کس طرح دیکھ سکتا ہے

اگر جہاں ہمہ تحقیر من کند چہ غمے ٭ کہ با من است قدیرے کہ ذو العلےٰ باشد

اگر سارا جہان میری تحقیر کرے تو کیا غم ہے ـــ کہ میرے ساتھ وہ قادر خدا ہے جو بلند مرتبہ رکھتا ہے

ز آہِ زمرۂ ابدال بایدت ترسید

گروہِ ابدال کی آہ سے تجھے ڈرنا چاہیئے

علی الخصوص اگر آہِ میرزا باشد

بالخصوص اگر میرزا (قادیانی) کی آہ ہو

"اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا"

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے

حضرت مجدد زمان میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض آپ کے اپنے کلام میں

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اس کو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچاوے۔ اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے۔ اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے۔ اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اس کو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا **مامور** کامیاب ہو جاتا ہے اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلاتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے **مامور** کیا اور اپنی **معرفت کا نور** مجھے **بخشا**۔ کوئی گالی نہیں جو دباتی بر صفحہ کالم ۱

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام
یومِ وصال حضرت مسیح موعودؑ کی تقریب

لاہور - ۲۸ مئی - اقوال (بشیر احمد سوز نامہ نگار خصوصی)

عصرِ حاضر کے مامور و مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانیٔ تحریک احمدیت کی چونسٹھویں برسی کے موقع پر مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ احمدیہ ہال، احمدیہ بلڈنگس میں حضرت امیر قوم الحاج مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں صبح آٹھ بجے منعقد ہوا، جس میں لاہور شہر اور مضافات کے احمدی خواتین و حضرات کے علاوہ قادیانی اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ مقررین نے حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم تجدیدی کارناموں اور شاندار تبلیغی خدمات پر ایمان افروز روشنی ڈال کر آپؑ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا، آپ کی روحِ پُر فتوح کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کیں اور آپؑ کے مشن و مقصد کے تعمیل و تکمیل کے لئے اپنی مساعی تیز تر کرنے کے لئے تجدیدِ عہد کیا۔

تقریر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ

صدرِ جلسہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے چند آیات قرآنی تلاوت کرنے کے بعد اپنی صدارتی تقریر میں ارشاد فرمایا:۔ کہ ایک گاؤں کا رہنے والا شخص جس نے کسی یونیورسٹی سے کوئی ڈگری حاصل نہیں کی، اس نے اس صدی کا مجدد اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا جس پر برصغیر کے تمام مذاہب کے علماء فضلاء اس کے مقابل پر کھڑے ہو گئے۔ طرح طرح کی مخالفتیں اور شورشیں برپا کی گئیں شب و روز مخالفتوں کے طوفان اُٹھتے رہے لیکن یہ مردِ خدا اکیلا ان مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا رہا، یہ استقامت و استقلال سوائے تائید الٰہی کے کسی کو میسر نہیں آتا۔ وہ راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مستغرق رہتا .... اور دن کو تائید اسلام اور مخالفین کے جواب میں کتابیں تصنیف کرتا ہے۔ اس طرح اس آسمانی انسان نے ستر اسّی کتب لکھ ڈالیں جن میں بے نظیر علم کلام جمع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بے نظیر مجاہد قوم پیدا کی جس نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ہر قسم کا مجاہدہ کیا۔ اموال کی قربانی اور اوقات کا ایثار کیا۔ اپنی بہترین صلاحیتوں کیساتھ تائید اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اس لائق قوم میں انگریزی خواں بھی ہیں اور عربی دان بھی ہیں۔ یہ مامور قادیان کے غیر معروف گاؤں میں بیٹھا ہوا عالمِ اسلام اور عرب دنیا کو چیلنج کرتا ہے کہ میرے مقابلہ میں عربی زبان میں قرآن کریم کے معارف و حقائق بیان کرو۔ آپ نے عربی میں کتابیں لکھیں اور اس کی نظیر لانے کے لئے چیلنج کیا۔ لیکن نہ اس وقت کوئی شخص مقابلہ میں آیا اور نہ آج تک کسی شخص کو ہمت ہوئی۔ یہ شخص کسی مکتب و مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں ہے لیکن علم کا یہ حال ہے کہ نثر لکھنا شروع کی تو صفحات پر صفحات لکھے جا رہے ہیں۔ اور نظم لکھنا شروع کی تو عربی فارسی اور اردو میں صفحے کے صفحے منظوم کلام رقم کرتے جاتے ہیں حضرت صاحبؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے خدا کی طرف سے بشارت دی گئی ہے کہ تیرے مقابل پر کوئی شخص عربی نہیں لکھ سکے گا۔ ان کی روحانی قوت کے اثر سے انگلستان اور جرمنی میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کامیابی سے جاری ہوا۔ بڑے بڑے لارڈ اور بیرن حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ووکنگ مشن نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ انگریزی میں تفسیر لکھی گئی۔ اسلام پر عالیشان لٹریچر تیار ہو کر اکنافِ عالم میں تقسیم ہوا۔ برلن میں خوبصورت مسجد تیار کی گئی۔ جرمنی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا۔ یہ تمام آثار و نشانیاں حضرت صاحب کے برحق ہونے پر شاہد ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت و حقانیت

محترم قاضی کفایت اللہ صاحب ایم اے۔ حال ہی میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ قرآن کریم کی تعلیمات میں سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ ملتوں کو جو دین کی وراثت ملتی ہے اس کے متعلق مرورِ ایام سے ان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ انکے ہاتھوں میں کتاب ہوتی ہے اور زبانوں پر بھی اس کا ورد ہوتا ہے لیکن ان کے قلوب میں تہ در تہ اور مخفی در مخفی شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہوتے ہیں اس کے افراد اور امم عمل کی قوت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ یہی امر ملتِ اسلامیہ میں بھی رونما ہوا۔ قرآن کریم صرف چومنے چاٹنے کی چیز رہ گئی تھی۔ اسلام صرف اسمی اور رسمی ہو کر رہ گیا تھا۔ ملت فروعی اختلافات میں مبتلا ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی سیاسی شیرازہ بندی ختم ہو گئی تھی۔ مغرب کے فکری تغلب کیلئے عالم اسلام کو اپنا ذہنی اور جسمانی غلام بنانے کے لئے ہر عیاری سے کام لیا جا رہا تھا۔

محترم قاضی صاحب نے کہا کہ برصغیر ہند و پاکستان میں ہندوؤں اور آریوں کی تحریکیں اسلام اور مسلمانوں کے درپئے آزار تھیں۔ حاکم قوم کے مشنری اور مبشرین کے حوصلے اس قدر بڑھ چکے تھے کہ وہ شاہی مسجد دہلی کو گرجا گھر میں منتقل ہونے کے دن قریب آنے کی بشارتیں سنا رہے تھے۔ مسلمان علماء اصل و اساسی دین کو نظر انداز کر کے فروعی، جزئی اور اسمی و رسمی مسائل اور معاملات میں اُلجھ چکے تھے۔ ان حالات میں حضرت امام زمان علیہ السلام نے قرآن کریم اور پیغمبر اسلامؐ کی صداقت و حقانیت کو فکری، عقلی، شہاداتی اور وجدانی دلائل و شواہد سے ثابت کرنے کے لئے عظیم الشان کام کا بیڑا اُٹھایا۔ آپ نے مقام مجددیت پر سرفراز ہو کر اعلان عام کیا کہ تمام روئے زمین پر صرف ایک ہی دین زندہ ہے، اور وہ ہے اسلام۔ ایک ہی ایسا رسول صلعم ہے جس کے روحانی فیوض و برکات کے حاصل کرنے کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔ اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا اخلاص و وفا سے تتبع کرنے والا آج بھی روحانی انعامات کو پا سکتا ہے اور آپ نے زندہ خدا کے وجود کے اثبات کے لئے اپنا وجود پیش کیا۔

محترم قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت مرزا صاحبؒ کا کام اسلام اور قرآن کی خدمت کے سوا کچھ نہ تھا۔ جو چیزیں صرف قصہ کہانی بن کر رہ گئی تھیں آپؒ نے انہیں ایک حال کی کیفیت اور وجدانی و مشاہدہ کی حقیقت بنا دیا اور سابقہ وحی و الہام پر اپنے الہامات اور اخبار غیبیہ کو بطور سند پیش کیا۔ محترم مقرر موصوف نے کہا کہ مسلمان علماء اور عوام کو چاہیئے تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے کہ خدا تعالےٰ انہیں بھولا نہیں لیکن انہوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اس طرح خود بھی محروم ہوئے اور عوام کو بھی خدا تعالےٰ کے عرفان و معرفت کے حصول سے محروم کیا نہ خود رضاء الٰہی کے مقام پر فائز ہوئے اور نہ ہی دوسروں کو اس جنت میں داخل ہونے دیا۔

محترم قاضی صاحب نے حضرت امام زمانؑ پر چند عائد کردہ الزامات کی کافی شافی تردید کی اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا یہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے کہ ان کے مخالفین متضاد بیان دیتے اور بے سر و پا الزامات لگاتے ہیں۔

حضرت امامِ وقتؑ اور دو قومی نظریہ

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے "حضرت امامِ وقتؑ اور دو قومی نظریہ" پر ایک حقائق افروز تقریر فرمائی، جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اس تقریر کی اہمیت کے پیش نظر حاضرین کی فرمائش پر تمام و کمال شامل اشاعت کی جا رہی ہے۔

مقدس کفن پر حضرت مسیح ناصریؑ کی زندگی کے آثار

جناب الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب ستارۂ خدمت نے موضوع بالا پر تاریخی حقائق اور الہامی کتب مقدسہ کے حوالہ جات کی روشنی میں ایک معلوماتی اور بصیرت افروز تقریر میں بتایا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ انہیں صلیب سے اتار لیا گیا تھا جبکہ وہ زندہ تھے ان کے پیرو کار انہیں کفن میں لپیٹ کر ایک قبرنما غار میں رکھ آئے۔ انہیں ہوش آیا تو ان کا علاج معالجہ کیا گیا۔ پھر

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغامِ صلح ـــــ لاہور ـــــ مؤرخہ ۱۴ر جون ۱۹۷۲ء

مسیح موعودؑ کے دو عظیم الشّان کام

حدیث نبویؐ میں ظہورِ مسیح کی پیشگوئی کے ساتھ دو عظیم الشان کام اس کے سپرد کئے گئے ہیں :-

۱- یکسر الصلیب ـ وہ صلیبیں توڑے گا-

۲- ویقتل الخنزیر ـ وہ خنزیروں کو قتل کرے گا-

صلیب توڑنے سے کیا مراد ہے ؟ کیا وہ لکڑی کی صلیبیں جو گرجاؤں کے اوپر لگی ہوتی ہیں ، انہیں توڑتا پھرے گا ؟ اور وہ صلیبیں جو پادریوں کے گلوں میں لٹکی ہوتی ہیں ، ان کا کیا ہوگا ؟ اور ان صلیبوں کو توڑنے کا فائدہ کیا ہوگا ؟ اور یہ ایک نبی یا مامور من اللہ کی شان کے کہاں تک شایاں ہے کہ وہ گرجوں پر چڑھ چڑھ کر صلیبیں توڑتا پھرے ؟

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ بعض محدثین نے لکھا ہے صلیبیں توڑنے سے مراد صلیبی مذہب کا ابطال ہے ، اور یہ کام اس زمانہ میں جبکہ صلیبی مذہب زوروں پر تھا ، حضرت مرزا صاحبؑ نے جس طرح سرانجام دیا ، دوست و دشمن سب اس کے گواہ ہیں ، آپ نے صلیبی مذہب کے ابطال میں متعدد کتابیں لکھیں ، براہین احمدیہ ، جنگِ مقدس ، انجام آتھم ، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب ، وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جنہوں نے صلیبی مذہب کی کمر توڑ دی ، جنگِ مقدس ایک مناظرہ پر مشتمل ہے جو صلیبی مذہب کے ایک نمائندہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ ہوا ، اور اس میں عیسائی مناظر کی طرف سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گستاخانہ کلام پر آپ نے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی جو پوری ہو کر صلیبی مذہب کی موت پر منتج ہوئی ، اگرچہ اب بھی اس مذہب کا وجود موجود ہے ، لیکن زندگی کی وہ رمق باقی نہیں رہی جو مسیح موعودؑ کے زمانہ میں زور شور سے بھڑک رہی تھی -

سب سے زیادہ زد جو صلیبی مذہب پر پڑی وہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات کے اعلان کا نتیجہ تھی ، اس سے قبل عیسائی منادِ جگہ جگہ مسلمانوں کو یہ کہہ کر ورغلاتے رہتے تھے ، کہ ہمارا مسیح دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور وہ تمہارے مسلمات کے مطابق آخری زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے دوبارہ نازل ہوگا - اس کے مقابلہ میں تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اسی دنیا میں مرے ہوئے چودہ سو سال گذر گئے ، اور وہ یہیں اسی زمین میں دفن ہیں ، اور دوبارہ نہیں آ سکتے ، بتاؤ دونوں میں سے کون افضل ہے ؟ انکا اعلان تھا کہ حضرت عیسٰےؑ کا زندہ ہونا ثابت کرتا ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زیرِ زمین دفن ہونا ثابت کرتا ہے کہ ان کا مذہب معاذ اللہ باطل ہے ، عیسائی منادوں کے ان بیانات کی وجہ سے بے شمار مسلمان عیسائی ہو گئے ، سیالکوٹ کے مولوی ابراہیم جو حضرت مرزا صاحبؑ کا خطرناک دشمن اور حیات مسیح کا جگہ جگہ وعظ کرتا پھرتا تھا ، اس کی اپنی بیٹی مرتد ہو گئی اور عدالت میں اس نے مولوی صاحب کو یہ کہہ کر ساکت کر دیا کہ بتایئے میں زندہ مسیح کی پیروی کروں یا مردہ کے پیچھے لگوں -

غرض حیات مسیح کا مسئلہ صلیبی مذہب کی جان اور اسلام کے لئے موت کا موجب بنا ہوا تھا حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر جب یہ اعلان کیا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا ہے تو عیسائیت پر موت وارد ہو گئی اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آئندہ کسی احمدی کے ساتھ بحث نہ کی جائے ، بڑے بڑے تعلیمیافتہ عیسائی پادری انگلستان سے تبلیغ مسیحیت کے لئے آئے لیکن کسی احمدی کے سامنے انہیں بولنے کی ہمت نہ ہوئی - بشپ لیفرائے جو ایک بڑا لسّان اور پڑھا لکھا جہاندیدہ پادری تھا ، اس نے لاہور میں آکر لیکچر دینے شروع کئے ، اس کے ایک لیکچر کے متعلق اعلان ہوا کہ مشن ہائی سکول رنگ محل لاہور میں ہوگا ، اس سے پہلے ہی حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک مضمون لکھ کر جماعت احمدیہ کے ایک معزز ممبر مفتی محمد صادق صاحب کو دیا کہ بشپ صاحب کے لیکچر کے بعد پڑھ کر سنا دیا جائے ، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جونہی مرزا صاحبؑ کا مضمون پڑھا گیا حاضرین حیران رہ گئے کہ اس میں بشپ کے لیکچر کا ہی جواب تھا ، بشپ صاحب نے یہ کہکر جان چھڑانا چاہی کہ تم لوگ مسلمانوں کے نزدیک کافر ہو اس لئے مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہو سکتے اس پر تمام اہلِ مجلس نے شور مچا کر کہا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اور یہی مسلمانوں کے نمائندہ ہیں (آہ! آج انہی لوگوں کے اخلاف احمدیوں کو مرتد اور کافر کہکر اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں) اس کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ نے "زندہ اور معصوم نبی" کے موضوع پر مناظرہ کرنے کے لئے بشپ صاحب کو چیلنج دیا اور ایک وفد بھی ان کے پاس گیا کہ مناظرہ منظور کر لیں ، لیکن بشپ صاحب نے یہ کہکر کہ میں شملہ جا رہا ہوں ، اپنی جان چھڑائی ، ہر چند ان سے کہا گیا کہ شملہ جانا فی الحال ملتوی کر دیں کیونکہ یہ اہم مذہبی معاملہ ہے جس کی تبلیغ کے لئے آپ انگلستان سے آئے ہیں ، لیکن وہ نہ مانے ، یہ بھی ان سے کہا گیا کہ شملہ ہی میں مناظرہ ہو جائے جس پر انہوں نے کہا کہ شملہ جا کر جواب دوں گا ، لیکن وہاں پہنچکر انکار کر دیا -

یہ ہے کسرِ صلیب جو مرزا صاحبؑ نے عملاً کر دکھائی ، افسوس ہے کہ مسلمان مولوی ان واقعات کو دیکھ کر بھی وفات مسیح کے قائل نہیں ہوتے اور حضرت مرزا صاحب کی طرف سے کسرِ صلیب کے اس معجزانہ کام کے ہوتے ہوئے بھی انہیں کافر قرار دینے سے باز نہیں آتے ، بہرحال جہاں تک یکسر الصلیب کی پیشگوئی کا تعلق ہے وہ حضرت مرزا صاحب کے وجود سے باحسن وجوہ پوری ہو گئی ، اور ان کا یہ فرمان سچا ثابت ہوا کہ

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

رہ گیا قتلِ خنزیر کا کام ، وہ بھی حضرت مرزا صاحبؑ نے نہایت شاندار طریق پر سرانجام دیا ، ظاہر ہے کہ خنزیروں کا قتل تو کوئی ایسا کام نہیں جو کسی مامور من اللہ بلکہ شریف آدمی کے بھی شایانِ شان ہو ، یہ کام تو عموماً سانسی لوگ کرتے رہتے ہیں ، حقیقتاً قتلِ خنزیر سے ان خنزیر صفت لوگوں کی ہلاکت مراد ہے ، جن کے عقائد اور خیالات خنزیری خصائل کے حامل ہیں ، یہ خصائل برصغیر میں آریہ قوم کے اندر بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہیں ، اس قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ روح اور مادہ اللہ تعالےٰ کی تخلیق نہیں ، وہ خود بخود پیدا شدہ موجود ہیں ، پرمیشر صرف انہیں جوڑ جاڑ کر کسی کو انسان یا حیوان بنا دیتا ہے ، اور اسی وجہ سے ہر انسان کو مرنے کے بعد کتا بلی وغیرہ حیوانات کی جونوں میں سے گذرنا پڑتا ہے ، اس کے علاوہ ایک نہایت ناپاک خنزیری خصلت ان میں یہ پائی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاں مردانہ کمزوری یا کسی اور وجہ سے اولاد نہیں ہوتی تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ کسی دوسرے مرد سے ہمبستر ہو کر اولاد پیدا کرے ، اور ایک نہیں گیارہ مردوں کے پاس وہ اسی کام کے لئے جا سکتی ہے اس کو نیوگ کہا جاتا ہے جو آریہ قوم میں ایک مقدس عمل کے طور پر رائج ہے -

اس خنزیر صفت قوم کا حضرت مرزا صاحبؑ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا ، اور دلائل قاطعہ کے ساتھ نہ صرف ان کے عقائد کی تردید کی بلکہ نیوگ جیسی شرمناک فاحشانہ رسم کے خلاف بھی انہیں غیرت دلائی کہ یہ کھلی زناکاری ہے اور کسی غیرتمند آدمی کا کام نہیں کہ اپنی بیوی سے اس قسم کی زناکاری کرائے کہ وہ اپنے شوہر کے علاوہ گیارہ مردوں سے ہمبستر ہوتی پھرے -

حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریرات نے آریہ قوم کا ناک میں دم کر دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص لیکھرام کہ جو اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جگہ جگہ گالیاں بکتا پھرتا تھا ، مطالبہ پر حضرت مرزا صاحبؑ نے پیشگوئی کی کہ وہ چھ سال کے اندر عید کے دوسرے دن ہلاک ہو جائے گا ، چنانچہ ایسا ہی ہوا - لاہور کے ایک نہایت گنجان آباد بازار وچھو والی میں دن دہاڑے عید کے دوسرے دن کسی نامعلوم قاتل نے لیکھرام کے پیٹ میں چھرا مار دیا اور پھر

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

www.aaiil.org

(ایڈیٹوریل)

الفضلی شائستگی کا نادر نمونہ

کار ذانی سے ہیں حاجتِ پاکیزانِ جہاں — اپنے منہ کی گرد پانی آپ دھو سکتا نہیں

لائٹ کے دو شماروں مورخہ ۱۶ر اور ۲۴ر مئی ۱۹۷۲ء میں پرانے ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کا ایک بلند پایہ مقالہ بعنوان "How to get rid of the bondage of sin" کا کچھ حصہ دو اقساط میں شائع ہوا۔ اس اشاعت میں ایک سہو یہ ہوئی کہ ان میں حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ کو مترجم کے طور پر لکھا رہ گیا۔ یہ محض نسیان تھا۔ اس میں نیت اور ارادے کا دخل کیسے ہو سکتا تھا۔ چونکہ جس پرانے پرچے سے وہ اقساط نقل کی گئی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقالے کے انگریزی عنوان میں کوئی ذکر نہ تھا۔ اس واسطے یہ محض انسانی خطا تھی کہ مترجم مقالہ نگار کے طور پر سامنے آگیا۔ الفضل مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۷۲ء نے پہلے صفحہ پر ایک غضبناک عنوان جمائم پروری زہرناک انداز میں اس تسامح کو نمایاں کیا اس ساری عبارت میں نیت پر حملہ تھا۔ گویا لائٹ نے دیدہ دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقالہ حضورؑ کے باصفا مرید حضرت مولانا محمد علی مغفور کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انگریزی عنوان How to get rid of the کو ہی نقل کر کے یہ فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ حالانکہ bondage of sin حضورؑ کے الفاظ نہیں ہو سکتے۔ ربوہ کے انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں یہ مضمون چھپا ہے اس میں مترجم کا نام نہیں دیا۔ گویا انگریزی مقالہ نگار کی ہے جس انداز سے الفضل نے ایک محض سہو کا تجزیہ کیا اور پھر معذرت کے بعد طعن و تشنیع کی ہے کیا اس اصول کی رُو سے ربوہ کے انگریزی ریویو آف ریلیجنز نے حضرت مولانا محمد علی مغفور کا نام بطور مترجم کے نہ دے کر کتمان حق کا ارتکاب نہیں کیا اور ہمیں یقین ہے کہ اس رسالہ کے مدیر کبھی بھی حضرت مترجم کا نام نہیں لکھیں گے اور عام قارئین پر اثر ڈالیں گے کہ حضورؑ نے ہی انگریزی میں مقالہ رقم فرمایا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام انگریزی ریویو میں اس لئے نہیں دیا جاتا تھا تاکہ انگریزی ان کی طرف منسوب نہ ہو۔

لائٹ نے الفضل کی تندی اور غضبناکی کو اس کی عادت مستمرہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اور بھیتے پھیلتے لائٹ کی اشاعت مورخہ ۴ر جون ۱۹۷۲ء میں مخلصانہ اور عاجزانہ معذرت کر دی۔ وہ معذرت دونوں اقساط کی تسامح سے متعلق تھی۔ راقم الحروف اپنی خام خیالی میں مطمئن ہو گیا کہ معذرت سے معاملہ ختم ہو گیا۔ معذرت میں الفضل سے خطاب اس لئے نہ کیا کہ اس طرح حضرت صاحب کی ذات بابرکات بیچ میں آ جائے گی اور اغیار کو استہزاء کا موقعہ مل جائے گا۔ لیکن یہ سمجھنے میں غلطی ہوئی کہ الفضل مطمئن ہو جائے گا۔ یہ اس کے مزاج کے خلاف ہے کہ کہیں بھی حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ کی بات ہو یا جماعت لاہور یا اس کے کسی برگزیدہ بزرگ کا معاملہ ہو اور الفضل خاموش رہ سکے۔ جب تک مذاکرہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے دشنام کی نوبت نہ آ جائے الفضل کبھی چُپ نہیں ہوتا۔ جب کبھی اس نے حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بات کرنی ہو تو اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے "نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس نے اپنی ۱۱ر جون ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں راقم الحروف کی معذرت کا اردو ترجمہ ایک رنگ میں شائع کیا اس کو وہ رنگ دیا جو اس کے مالوف مزاج کے مطابق تھا۔ اس پر بس نہیں کی۔ ایک اور موشگافی کی کہ لائٹ مورخہ ۲۴ر مئی میں دوسری قسط میں بھی حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ مترجم کے طور پر نہیں آئے حالانکہ معذرت دونوں اقساط کی فروگذاشت کے متعلق تھی۔ راقم الحروف کو الفضل کی اس عریانی پر کوئی افسوس نہیں۔ کیونکہ ختم نبوت کے بے باکانہ انکار کا پہلا وار منکر کے اخلاق پر ہوتا ہے، خدا اس سے شائستگی اور حیا کے جذبے کو سلب کر لیتا ہے۔ جماعت لاہور کے بزرگوں نے تو اس ستم کو لائبریری کی سطح پر دیکھا ہو گا۔ راقم الحروف نے لیبارٹری کی سطح پر اس کا مشاہدہ کیا ہے یہ جماعت کیا برائم لے کر آئی اور اس نے اجرائے نبوت اور تکفیر اہل قبلہ پر اپنا سارا زور صرف کر کے مسیحی مشن کو رسوا کیا۔ احمدیت ایک خدائی انعام تھا، اس کو اس جماعت نے دشنام بنا دیا ہے :-

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی — جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

لائٹ کی معذرت کا الفضل نے پر زور ذکر کر کے صحافتی ابتذال کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں اینٹی قادیانی شورش کے بعد الفضل کے اس وقت کے ایڈیٹر نے ایڈیٹر چٹان پر الزام لگایا کہ اس نے ڈاکٹر تعلقات عامہ سے رقمیں وصول کی ہیں۔ پیشتر اس کے کہ کوئی جواب آتا ربوہ کے اولوالعزم خلیفہ کے حواس پران ہو گئے۔ انہوں نے الفضل کے صفحہ اول پر الفضل کو خوب لتاڑا اور پچھاڑا اور خود معذرت کی۔ لیکن چٹان نے اس معذرت کو نہ صرف نہ چھاپا بلکہ اس پر معاملہ ختم کر دیا لیکن یہ الفضل کا صحافتی اخلاق ہے کہ معذرت کا اردو ترجمہ زیب عنوان کرنے کو بڑی کامرانی سمجھتا ہے۔ الفضل والوں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح پیش کیا اور پیش کرتے چلے جاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسلام کے لئے فتنہ بنا رکھا ہے لیکن حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ نے حضورؑ کو اس حُسن و خوبی سے پیش کیا کہ ہم میں سے ہر فرد یہ کہتا ہے — "معطر شد ز انفاس تو کاشانہ ما"۔ باقی حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ پر ناوک افگنی کرنا اور مولوی ظفر علی خان کی تعریف میں رطب اللسان ہونا الفضل کے آقاؤں کو ہی سازگار ہو سکتا ہے۔ ان کے ایک آقا جس انداز سے دنیا سے رخصت ہوئے وہ ان کی ساری خلافت پر ایک بصیرت افروز اور عبرت آموز تبصرہ ہے۔ حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ خدمت قرآن میں شہید ہوئے۔ وہ گلستانِ مہدی کے گل سر سبد تھے۔ ان جیسا پیدا ہونا خدا کے فضل پر ہی موقوف ہے۔ آخری آیت کے پروف کے بعد آخری سانس تھا گویا قرآنی فضاؤں ہی کی قرآن نازل کرنے والے کے پاس پہنچ گئے۔ بہر بہار گل از زیر گل بر آورد سر — گلے برفت کہ نایدبہ صد بہار دگر

ایک مصری کتاب میں جماعت احمدیہ لاہور کا ذکر

(شفیق مرزا احمدیہ بلڈنگس لاہور)

دار النھضۃ العربیۃ قاہرہ کی طرف سے حال ہی میں ایک کتاب قادیانی غالیانہ عقائد کے رد میں شائع ہوئی ہے۔ [illegible] ہے کہ اس میں بعض مقامات پر میاں محمود احمد صاحب کی تعلیوں کو حضرت مجدد زمانؑ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اسی طرح حضرت امام عالی مقام کی بعض اردو عبارات کا بالکل غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔ ضمناً جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کا تذکرہ بھی ہے جو پورے طور پر درست نہیں۔ کتاب کا نام القادیانیۃ ہے اور اس کے مصنف ڈاکٹر احمد محمد عوف ہیں۔ ذیل میں متعلقہ حصہ کا اقتباس اور اس کا اردو ترجمہ دیا جاتا ہے :-

والشطر الثانی ھو حزب لاھور او جماعۃ الاحمدیہ وھذہ الجماعۃ تشمل الاتباع البارزین لمیرزا لا یعترفون بہ نبیا ولا یقرون معجزاتہ ولکنھم یعدونہ احد المصلحین فی الاسلام۔ وھذہ الجماعۃ ولو انھا ملتزمۃ بالخط القادیانی العام الا انھا تعتبر فی افکارھا بالنسبۃ للحزب القادیانی معتدلۃ الی حدما۔ ویتزعم ھذہ الجماعۃ خوجۃ کمال الدین ومولانا محمد علی۔

ترجمہ: جماعت احمدیہ کا دوسرا گروہ حزب لاہور ہے جو مرزا صاحب کے ان ممتاز متبعین پر مشتمل ہے جو آپ کی نبوت اور معجزات[1] کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ انہیں یکے از مصلحین اسلام تسلیم کرتے ہیں گو بظاہر یہ جماعت قادیانی خطوط پر ہی ہے مگر اپنے افکار میں دوسرے گروہ کی نسبت بڑی حد تک میانہ روی کی مظہر ہے۔ اس جماعت کے سربراہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب ہیں" (صفحہ ۴۹)

[1] مصنف کتاب مذکور کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ادعائے نبوت کرنے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اپنے لئے ظاہر ہونے والے خارق عادت امور کو معجزات قرار دینا درست تسلیم نہیں کرتے بلکہ انہیں کرامات شمار کرتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے "کرامات الصادقین" نامی ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اگر آپ ان امور خارق عادت کو معجزات سمجھتے تو "معجزات النبیین" نامی کتاب لکھتے۔

خاتم النبیین کا مفہوم متعین کرتے ہوئے مصنف کتاب مذکور حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے ایک حوالہ نقل کرنے سے پیشتر لکھتے ہیں :-

قد ذکرہ مولانا محمد علی زعیم الاحمدیۃ فی کتاب والقرآن المقدس (HOLY QURAN) الذی یعتبر ترجمۃ للقرآن ومعانیہ۔

ترجمہ: "یہ تفسیر ترجمہ و معانی قرآن میں مستند سمجھی جاتی ہے" (صفحہ ۶۹)

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کا جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۳ر-۱۴ر جولائی بروز جمعرات و جمعہ کو جامع احمدیہ ایبٹ آباد میں جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے، مقامی مقررین جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب، جناب پروفیسر خلیل الرحمن صاحب، جناب عزیز الرحمن بادشاہ صاحب، جناب محمد الرحمن صاحب اور جناب ماسٹر محمد انور صاحب کی تقاریر کے علاوہ مہمان علماء سلسلہ، حضرت امیر قوم الحاج مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ، جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، جناب مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب مولانا عبدالمنان عمر صاحب - جناب حافظ الحاج محمد حسن صاحب، جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ، جناب مولانا بشیر احمد صاحب منتو، جناب کرنل سعید احمد صاحب، جناب الحاج میاں فضل احمد صاحب کو بھی تقاریر کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ صرف خود اس مبارک اجتماع میں شرکت کریں بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی دعوت دیں۔ شرکاء کا سکول کے لئے یہ غنیمت موقعہ ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کے فیوض سے متمتع ہوں۔ خاکسار ڈاکٹر مبارک احمد شیخ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ کا حضور نبی کریم صلعم اور قرآن مجید سے عشق

تقریر مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لائل پور

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ــ (۹: ۳۳)

[illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں، محمدؐ اور احمدؐ۔ ان دونوں اسماء مبارکہ میں ہی مدح، تعریف اور ستائش کے معنی پائے جاتے ہیں۔ محمدؐ کے معنی ہیں جس کی بڑی تعریف کی گئی اور احمدؐ کے معنی ہیں بے حد تعریف کرنے والا۔ میں نے اس موقعہ و محل کی مناسبت سے کہ آج ۲۶ر مئی کو حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے اپنی تقریر کا موضوع تجویز کیا ہے:

"حضرت مسیح موعودؑ کا حضور نبی کریم صلعم اور قرآن مجید سے عشق"

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد میں سے متقی لوگوں کی جماعت تیار کرنا، خدمت دین کے لئے منظم جماعت بنانا اور اسلام کی اشاعت کے لئے لٹریچر تیار کرنا ہے۔ لیکن ان سب کا مرکزی نقطہ عشقِ رسولؐ و قرآن ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان ہر دو کی تعریف و توصیف کے گن گائے ہیں نثر میں بھی اور نظم میں بھی۔ عشقِ قرآن و رسولؐ آپؑ کی زندگی کا متاع و خلاصہ ہے۔ امتِ محمدیہ میں بڑے بڑے عشاق رسولؐ و اسلام پیدا ہوئے ہیں اور عجیب عجیب رنگوں میں انہوں نے اپنے عشق و محبت کا اظہار کیا ہے کہ پڑھنے والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے، جس عشق و عقیدت کا اظہار ظاہری و باطنی طور پر امتِ مسلمہ کے آئمہ اور بزرگان نے اپنے مرشد و ہادیؐ سے کیا ہے، دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے اپنے ہادی و رہبر کے ساتھ ایسا عشق ظہور میں نہیں آیا۔ حضرت موسےٰؑ کی قوم نے ابتلاء کے وقت ان کا ساتھ چھوڑ کر اور فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون کہہ کر کسی خلوص و عقیدت اور عشق و محبت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عیسٰےؑ کے حواریوں نے مشکل وقت میں آپ کو تن تنہا چھوڑ دیا۔ ان کو پہچاننے سے بھی انکار کر دیا۔ ایک نے آپؑ پر لعنت بھیجی اور ایک نے لالچ میں آ کر آپ کو حوالہ پولیس کر دیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں امت مسلمہ کا اپنے رسولِ صلعم سے عشق و محبت اور اخلاص و ایثار کا حال دیکھا جائے تو عشق میں ان کے محیر العقول کارنامے ہیں۔ حضورؐ کے جان نثاروں نے اپنے اموال و اوقات اور اپنی جانیں سب کچھ آپؐ کے اشارہ ... پر قربان کر ڈالیں، بڑے بڑے ابتلاء و ہوشربا حالات میں جبکہ موت سامنے کھڑی رقص کر رہی تھی، انہوں نے اپنے ہادیؐ رہنما کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور آپؐ کے ساتھ والہانہ عشق کا عملی ثبوت دیا۔ جنگ کے ایک موقعہ پر جب رسول کریم صلعم نے صحابہ رضؓ سے جہاد کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو انہوں نے عشق و محبت سے سرشار ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم موسےٰؑ کی قوم نہیں کہ آپؐ سے کہیں فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون بلکہ ہم آپؐ کے دائیں ہاتھ لڑیں گے، بائیں ہاتھ لڑینگے آپؐ کے آگے ہو کر لڑیں گے آپؐ کے پیچھے سے لڑیں گے۔ اور فی الواقعہ ایک جنگ کے دوران محمدؐ کے یہ متانے اپنے محبوب کے گرد ہالہ بنا کر کھڑے ہو گئے اور دشمنوں کے تیر و تفنگ اپنے سینوں پر کھاتے رہے پھر یہ سوچتے ہوئے کہ سامنے تیر آتا دیکھ کر حفاظت خود کا خیال آ کر ہمارے جسم اِدھر اُدھر نہ ہو جائیں اور حضور صلعم کو گزند نہ پہنچے تو اپنی پیٹھیں دشمنوں کے تیروں کی طرف کر دیں اور اپنے محبوبؐ کی جان کی حفاظت اپنی جان پر کھیل کر کی۔ حضرت اویس قرنی رضؓ حضور صلعم کے بہت بڑے عشاق میں سے تھے۔ وہ زیارت رسولؐ سے مشرف نہ ہو سکے۔ ان کی ماں بوڑھی تھیں اور وہ ان کی خدمت پر مامور تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ جنگ میں حضور صلعم کے دو دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے دو دانت توڑ ڈالے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں خیال آیا کہ نہ جانے وہ دو دانت اُوپر کے تھے یا نیچے کے، سامنے کے تھے یا دائیں بائیں کے، انہوں نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے۔ یہ بھی عشق و مستی اور جذب و فنائیت کا ایک اظہار ہے [illegible] آپ کا دعوٰی ہے کہ

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ؛ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰؐ ؛ این است کام دِل اگر آید میسّرم

عشق کی علامات

عاشق کے عشق کی کچھ علامات ہوتی ہیں، ان میں سے پانچ علامتیں یہ ہیں۔ اگر یہ علامتیں واقعات سے اور عاشق کے قول و فعل سے پوری ہو جائیں تو سمجھا جائے گا کہ عاشق اپنے عشق میں صادق ہے۔

۱۔ عاشق کا اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہونا
۲۔ ہر وقت محبوب کے ذکر میں مگن رہنا
۳۔ محبوب کے لئے غیرت
۴۔ محبوب کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ رہنا
۵۔ محبوب کے لئے دعائیں کرنا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسول صلعم

حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم صلعم و قرآن اور دین اسلام سے اپنی محبتؐ عشق کا دعوےٰ فرمایا ہے۔ آپؑ کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی خدمات جلیلہ کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ بالا پانچ علامات آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں جو کہ آپ کے دعوے کی دلیل ہیں۔ پہلے عشقِ رسولؐ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں آپ کے عشق قرآن پر روشنی ڈالی جائے گی :۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کا حضور صلعم کے رنگ میں رنگین ہونا

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین تھے۔ آپؑ نے اپنی جماعت کو بھی اسی رنگ میں رنگین کر دیا۔ آپ نے احیاء سنت پر بڑا زور دیا اور تمام بدعات اور دیگر معتقدات کی اپنی قول و فعل سے نفی کر دی۔ دوست دشمن سب اس بات کے معترف تھے، یہاں تک کہ اس دور کے فلسفی اور مدبر علامہ اقبالؒ نے بھی بھرے مجمع میں اعلان کیا کہ اگر اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہے تو وہ تمہیں قادیان میں ملے گا۔ آپؑ ان کنتم تحبون الله فاتبعونی کی عملی تفسیر تھے۔ آپ نے احیاء سنت اور اتباع نبویؐ پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ کے گرد جو لوگ جمع ہوئے وہ فرشتہ سیرت تھے، ان میں صحابہؓ کا رنگ جھلکتا تھا و آخرین منهم لما یلحقوا بهم کی چلتی پھرتی تصویر تھے، ایک تو نبی کریم صلعم کے صحابہؓ ہیں جن کی تعریف قرآن شریف میں بار بار آئی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے براہِ راست آپؑ سے تعلیم نہیں پائی

www.aaiil.org

بلکہ وہ بعد میں آئیں گے اور آپ کی تعلیم سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اور ان کے ذریعہ تعلیم کا سلسلہ جو آخری زمانہ تک چلے گا وہ سب کا سب آپؐ کی طرف ہی منسوب ہوگا۔ ان آخرین کی تعریف میں حضور صلعم نے یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ ان میں بڑے بڑے کامل الایمان لوگ ہوں گے۔ چنانچہ قادیان میں جمع ہونے والے ان لوگوں کے متعلق عام طور پر اعتراف کیا گیا کہ یہ فرشتے ہیں اور صحابہ رضؓ کے رنگ میں رنگین دکھائی دیتے ہیں۔

۲۔ آپؑ ہر وقت محبوبؐ کے ذکر میں مگن رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کثرت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ہر وقت اسی ذکر میں مگن رہتے "دید مجنوں را یکے صحرا نورد" کے مصداق آپ کی بھی یہی حالت تھی۔ اظہار واقعات سے آپؐ کی عظمت و شان کو نمایاں کیا۔ حضور صلعم کی صداقت پر نہایت مدلل لٹریچر تیار کیا۔ براہین احمدیہ میں ذکر حبیبؐ جس عشق، عظمت اور شان سے کیا ہے، اس کا بیان ممکن نہیں۔ آپ نے ختم نبوت کا صحیح مفہوم پیش کر کے عشق رسولؐ کا حق ادا کیا ہے۔ آپ نے اسی ۸۰ سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ ان میں عربی، فارسی اور اردو میں جگہ جگہ نظم و نثر میں ذکر حبیبؐ ملتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

وذکر المصطفٰی روح لقلبی — وصار لمھجتی مثل الطعام
یاقلبی اذکر احمدا — عین الھدی مفنی العدی
برا کریما محسنا — بحر العطایا والجدا

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی ٭ آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش ٭ جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

عجب نوریست در جان محمدؐ ٭ عجب لعلیست در کان محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ٭ کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق ٭ فدایت جانم اے جان محمدؐ
آنکہ در جود و سخا ابر بہار ٭ آنکہ در فیض و عطا یک خاور سے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ٭ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم ٭ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد ٭ پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
احمد آخر زماں کو اولیں را جائے فخر ٭ آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

۳۔ آپ کی اپنے محبوب رسول صلعم کے لئے غیرت

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے پیارے ہادی و رہبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے لئے بڑی غیرت و حمیت تھی۔ آپ کی زندگی میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں غیرت محبوبؐ کا اظہار بڑی شدت اور اضطرار کے ساتھ ہوا۔ آپ اپنی ذات کے متعلق تو مخالفین کی دشنام طرازیوں پر صبر کر جاتے تھے، لیکن جب کوئی شخص آپ کے محبوب رسول کریم صلعم کی شان میں گستاخی کرتا تو آپ کا جگر کباب ہو جاتا۔ جب تک آپ اس گستاخی کا ازالہ اور اعتراض کی تردید نہ کر لیتے آپ پر کھانا پینا حرام ہو جاتا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ یہ بات تو میرے لئے قابلِ برداشت ہے کہ میرے سامنے میرے بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے لیکن میں اپنے پیارے ہادی و مولا نبی کریم صلعم کی رسوائی اور ہتک کسی طور برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں ایک کتاب "اُمہات المومنین" شائع کی گئی جس میں حضور صلعم کی اور امہات المومنین کی شان میں گستاخی اور بدکلامی کی گئی تھی۔ اس پر آپ کو بڑا سخت رنج ہوا اور بڑے صدمہ زدہ ہوئے۔ جب تک آپ نے اس کتاب کا ردّ نہ لکھ لیا اس وقت تک آپ کو قرار حاصل نہ ہوا۔

آتھم اور لیکھرام بڑے دریدہ دہن تھے۔ حضرت صلعم کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے تھے۔ آپ نے انہیں اس بدکلامی سے باز رکھنے کے لئے ہر سعی فرمائی۔ جب یہ باز نہ آئے تو بالآخر ان کے متعلق انذاری پیشگوئیاں کیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ان بدباطن دشمنانِ رسول کا جو انجام ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ ایک دفعہ لیکھرام نے حضرت صاحب کو ایک جگہ دیکھ کر سلام بجا لایا۔ حضرت صاحب نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا اور منہ موڑ لیا اور فرمایا بدبخت انسان تو میرے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام بجا لاتا ہے۔

ایک دفعہ لاہور میں آریوں کا جلسہ ہوا۔ اس میں حضرت مولینا نورالدینؓ صاحب بھی شریک ہوئے انہوں نے واپس آکر حضرت صاحب کو روئیداد سنائی کہ مقررین نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں بہت بدکلامی کی ہے۔ یہ سن کر حضرت امام زمانؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے مولینا کو فرمایا کہ مولوی صاحب آپ ایسی ناپاک مجلس میں بیٹھے کیسے رہے۔ اُٹھ آنا چاہیئے تھا۔

بشپ لیفرائے جگہ جگہ صداقت مسیحیت پر لیکچر دیتا پھرتا تھا۔ وہ بھی حضور کی شان میں دشنام طرازی کرتا تھا۔ اس سے "زندہ رسولؐ" پر مناظرہ کی تجویز کی گئی، لیکن وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا۔ لاہور سے شملہ چلا گیا اور شملہ سے واپس وطن روانہ ہوگیا۔

الغرض حضرت صاحبؑ کو اپنے آقاؐ کے ساتھ انتہائی عشق تھا اور ان کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ آپ کے منظوم کلام میں اس غیرت رسول کا اظہار نمایاں ہے:

دشمنِ دیں حملہ برو میکند ٭ حیف بود گر بنشینم خموش
آں نہ مسلماں بتراز کافر است ٭ کس نبود از پئے آں پاک جوش

۴۔ آپ اپنے محبوبؐ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے آمادہ رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ساری عمر اس بات پر گواہ ہے کہ آپ حضور صلعم کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ رہتے تھے تاکہ آنحضور صلعم کا خوبصورت چہرہ دنیا پر ظاہر ہو۔ آپؑ نے زندگی کی تمام خواہشات اس مقصد کے لئے قربان کر دیں۔ جو کچھ بھی ہوا آپؐ کے عشق کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ آپؑ نے اپنی املاک و جائداد اور اثاثے کا تخمینہ لگوایا جو دس ہزار روپے کے قریب ہوا آپ نے یہ خطیر رقم بطور انعام اس شخص کو دینے کے لئے اعلان فرمایا جو اپنی مذہبی کتاب سے براہین احمدیہ کی طرح دعوے اور دلائل پیش کرے یا ایسا نہ کر سکنے کی صورت میں براہین احمدیہ کے دلائل کو توڑ کر دکھائے۔

اپنے محبوبؐ کی راہ میں ایثار و قربانی کا اظہار اپنے کلام میں آپ یوں فرماتے ہیں:

نقشِ ہستی تیری اُلفت میں مٹایا ہم نے ٭ اپنا ہر ذرّہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے
اس سے بہتر نہ نظر آیا کوئی عالم میں ٭ لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں ٭ نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
در رہِ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود ٭ ایں تمنا ایں دعا ایں دردلم عزم صمیم
ہر تار و پودِ من بسراید بعشق او ٭ از خود تہی و از غم آں دلستاں پُرم
زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا ٭ رستگاری چیست در بند تو بودن صید وار

۵۔ آپؑ حضور صلعم پر بکثرت درود و صلوٰۃ بھیجا کرتے تھے۔

حضرت امام زمانؑ اپنے محبوب و مرشد صلعم کی خیر خواہی کے لئے بھی بیتاب تھے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ اور یہی آپ کا وظیفہ تھا۔ ایک سائل نے آپ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارا وظیفہ یہ ہے کہ نماز قائم کرو، حضور صلعم پر درود شریف بکثرت پڑھو اور استغفار کیا کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضور صلعم اور دین اسلام کے لئے بڑی دعائیں

www.aaiil.org

کی ہیں ایک دفعہ عالم بیداری میں آپ نے ایک کشف دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں اٹھائے ہوئے ہیں اور اس نور کو آپ کے قرب وجوار میں چھڑک رہے ہیں آپ کے دریافت کرنے پر ان میں سے ایک نے کہا هذا ما صلیت علی محمد صلعم یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلعم کی طرف بھیجی تھیں۔ آپ کے عشق کے اس پہلو کا اظہار آپ کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام ؎ وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

دل اگر خوں نیست از ہجرت چہ چیز است ایں بلے ؎ ورنثار تو نگردد جاں کجا آید بکار

یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوب توام ؎ وقف راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش است بار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا ؎ اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے ؎ اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش ؎ جس سے میں ہو جاؤں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا ؎ مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار

حضرت مسیح موعودؑ کا قرآن مجید سے عشق۔

حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کے ساتھ بھی عشق کیا ہے۔ ایسا عشق اور کہیں نظر نہیں آتا۔ اس کی شہادت علامہ اقبال بھی دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے حضور نبی کریم صلعم کے عشاق تو بہت سنے اور دیکھے ہیں لیکن قرآن کا عاشق ہم نے ایک ہی دیکھا ہے اور وہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ قرآن مجید کی صفت بیان کرنا حضرت مسیح موعود کا رات دن کا وظیفہ تھا۔ اور قرآن کریم کی اطاعت آپ کی زندگی کا حقیقی مشن تھا آپ نے قرآن مجید کی تعلیمات کو بڑے زوردار دلائل سے پیش کیا۔ اور اس کی عظمت ثابت کی۔ آپ نے جہاد بالقرآن کو مسلمانوں میں مروج فرمایا۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کرنے اور ان کی اشاعت عام کی تحریک پیدا کی۔ ناسخ و منسوخ اور اس قسم کے دیگر عقائد جن سے قرآن کریم کی عظمت کم ہوتی تھی ان کی تصحیح کی۔ قرآن کریم کو تمام اختلافات میں حکم ٹھہرایا اور اس کو مقدم کیا جبکہ اس سے قبل فقہ اور حدیث کو قرآن پر مقدم سمجھا جاتا تھا۔

ایک حمائل شریف حضرت صاحبؑ کے پاس تھی جسے آپ نے ۱۷ سال تک متواتر بار بار پڑھا، جو حضرت امیر مرحوم کو ملی اور اب یہ ان کے عزیزوں کے پاس موجود ہے۔ جب کوئی مضمون لکھنا ہوتا تو قرآن کریم کو اوّل تا آخر پڑھتے۔ قرآن کریم کی عظمت جو آپ کے دل میں تھی وہ آپ کی نثر و نظم سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ منظوم کلام سے چند اشعار درج ذیل ہیں:—

دردا کہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند ؎ آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نہ ماند

بینیم کہ ہر کسے بہ غم نفس مبتلاست ؎ کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند

یا رب چہ بہر من غم فرقاں مقدر است ؎ یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند

اے بے خبر بہ خدمت قرآں کمر بہ بند ؎ زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں ؎ حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر ؎ کہ بناتا ہے عاشق دلبر

دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے ؎ سینہ کو خوب صاف کرتا ہے

جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں ؎ اُن پہ اس یار کی نظر ہی نہیں

دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک ؎ ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں ؎ غنچے تھے پہلے سارے اب گل کھلا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن ؎ خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ؎ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جمال و حسنِ قرآں نور جان ہر مسلماں ہے ؎ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں ؎ نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

آج ہم حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال منا رہے ہیں ہمیں ان امور کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ یعنی عشقِ رسولؐ اور عشق قرآن، ہمارے دل کے اندر ان دونوں کے لئے عشق کی چنگاریاں پیدا ہونی چاہیئے۔ قرآن کریم کو پڑھنا پڑھانا اپنا مشغلہ بنانا چاہیئے۔ پہلے ناظرہ پڑھیں۔ پھر ترجمہ سیکھیں اور پھر اس کے معانی و مطالب سے آگاہی حاصل کریں اور ازاں بعد اس پر عمل کریں اپنے بچوں کو اور اہل خانہ کو اس طرف راغب کریں آپ کے پاس بڑا لٹریچر موجود ہے اس کا مطالعہ کریں جماعت احمدیہ لائل پور کی رپورٹ میں درس قرآن کے اجراء کی خوشخبری سن کر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ درس قرآن پہلے پہل احمدیوں نے ہی شروع کیا تھا اور یہ اس سلسلہ کی ایک خصوصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے آمین۔

اخبار احمدیہ

ڈاکٹر عبد المجید صاحب کی بیگم صاحبہ کی وفات۔

—— قارئین کرام کو قبل ازیں ڈاکٹر عبد المجید صاحب آف سرگودھا کی دل کی بیماری کا علم ہو چکا ہوگا، کچھ دن ہوئے ڈاکٹر صاحب ممدوح کی بیگم صاحبہ انہیں ہسپتال میں داخل کرانے کے لئے لاہور تشریف لائیں۔ یہاں آ کر انہیں خود بھی دل کا دورہ پڑ گیا اور ۲ جون کو بروز جمعہ راہی عالم بقا ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ جماعت احمدیہ کے ایک معزز بزرگ، چودھری علی گوہر مرحوم کی صاحبزادی اور محترم چودھری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ سیشن جج کی ہمشیرہ تھیں اور بڑی با اخلاق اور دیندار خاتون تھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر عبد المجید صاحب، چودھری عزیز احمد صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین اور پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ تمام احمدیہ جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔ مرحومہ کے فرزند کا پتہ: چودھری عبد الرزاق ماجد صاحب 54/F گلبرگ III لاہور

مرحومہ کے بھائی صاحب کا پتہ:—

چودھری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ سیشن جج 60/A سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

مرحومہ کے شوہر ڈاکٹر عبد المجید صاحب میو ہسپتال لاہور کے البرٹ وکٹر وارڈ میں صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

شیخ رحمت الٰہی صاحب کی وفات

—— جماعت احمدیہ لاہور کے ایک معزز ممبر شیخ رحمت الٰہی صاحب مدت سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ گزشتہ ماہ مئی ۸۲ء کے آخری ہفتہ میں ان کا انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے صاحبزادگان اور بیگم صاحبہ کے ساتھ اس صدمہ میں ہمیں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور شیخ صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ ان کے گھر کا پتہ:— 7/A شاہراہ اقبال گلبرگ لاہور۔

احباب سے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی استدعا ہے ——

ایک مبارک اور پُر مسرت تقریب

—— مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو میری لڑکی عزیزہ شہزادی پروین کی شادی خانہ آبادی شیخ خالد مسعود صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر ہوئی۔ میری دوسری لڑکی عزیزہ رخسانہ پروین کی شادی خانہ آبادی ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب کے صاحبزادہ کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر ہوئی۔

ایک برات لائل پور سے اور دوسری برات فاروقیہ ضلع ہزارہ سے آئی۔ خطبہ نکاح محترم شیخ نثار احمد صاحب نے پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔ اس خوشی میں محترم میجر ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب فاروقیہ نے مبلغ -/25 روپے عطیہ اشاعت اسلام میں انجمن کو دیا۔

خاکسار نے بھی اس خوشی میں مبلغ -/25 روپے عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو دیئے۔

دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں رشتے جانبین کے لئے باعث برکت فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ ابن عبید اللہ۔ وزیر آباد

(باقی بر صفحہ ۱۹ کالم ۱)

www.aaiil.org

تقریبات یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کا مسلمانانِ عالم پر احسان

مورخہ ۲۸/۵/۷۲ کو سیالکوٹ شہر و چھاؤنی کی دونوں جماعتوں نے مل کر ایک جلسہ منعقد کیا جس میں حلقہ احباب میں سے بہت سے فہیم لوگوں نے شرکت کی اور دونوں جماعتوں کی حاضری تسلی بخش رہی۔ جلسہ کی ابتدا میں ہارون رشید صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کی۔ اللہ رکھا صاحب درویش نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام سنایا۔

راقم الحروف نثار احمد نے آنحضرت صلعم کی سیرت بابرکات پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے بعثت مجددینؒ کی اہمیت پر زور دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات دینیہ کا ذکر کرتے ہوئے اشاعت اسلام کے اس واحد مشن اور شاندار کام کو پیش کیا۔ چوہدری برکت اللہ صاحب راٹھور ایڈووکیٹ نے بھی نبی کریم صلعم کی مدح میں نہایت عمدہ تقریر کی اور سراجاً منیراً اور اصحابی کالنجوم کی خوب تطبیق کی اور اس امر پر زور دیا کہ محض کسی کو مان لینے یا تعریفی کلمات کہنے پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے اور نہ ہی یہ کافی ہے۔ عمل کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور عقیدت رکھنے کے ساتھ یہ بہت ضروری ہے کہ اس کا عملی ثبوت بھی پیش کیا جائے۔

ان کے بعد مرزا منظور بیگ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعدد واقعات اور عبرتناک نشانات سنائے جو حضرت صاحبؑ کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا زندہ ثبوت ہیں۔ آپ کی تقریر نہایت شاندار اور ایمان افروز تھی اور آپ نے نہایت ہی پُر درد الفاظ اور انداز میں اپنے ان خیالات کا اظہار فرمایا۔ مرزا صاحب سے پرخلوص استدعا کی گئی کہ وہ احباب کو اپنے قیمتی نصائح سے ضرور مستفیض فرمایا کریں۔

سیالکوٹ کے مشہور مولوی مبارک علی صاحب مرحوم و مغفور کے پوتے مولوی خالد سعید صاحب بھی جو گورنمنٹ پائلٹ سکول میں معلم ہیں، اس جلسہ میں شریک تھے۔ انہوں نے بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی خدمات دینیہ کا بڑی عقیدت کے ساتھ اظہار کیا اور اپنی تقریر میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خدمت قرآن کی اشاعت کے سلسلہ میں خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ اس جماعت کے علاوہ اور کسی جماعت کو پیش نہیں کیا جا سکتا جو اس اخلاص کے ساتھ دعوت الی اللہ کر رہی ہو۔

آخر میں چوہدری سعید احمد صاحب کھٹڑ نے حاضرین سے خطاب کیا اور اپنے مخصوص انداز میں اس جماعت کے کام کو سراہتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے مسلمانانِ عالم پر احسان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا بہاء اللہ نے یہ کہہ کر کہ شریعت محمدیؐ منسوخ ہے مسلمانوں کو بدظن کر دیا تھا کہ اب اس دین کی ترویج کے لئے کوئی نہیں آئے گا۔ تو حضرت صاحبؑ نے اپنا دعوےٰ پیش کر کے چیلنج کیا کہ میں خدا کا خوشنما چہرہ دکھانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ آپ نے بے شمار نشانات اور خدمات دینیہ سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا اور دین کی تجدید کا حق ادا کر دیا۔ حاضرین نے اس نکتہ کو بہت پسند کیا اور خواہش کی کہ ایسے جلسے اور تقریبات اکثر ہونی چاہئیں جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی جس کا انتظام پارک کیفے میں کیا گیا۔

(نثار احمد۔ سیالکوٹ چھاؤنی)

جماعت کو ایک مثالی کردار پیش کرنا چاہیئے۔

بروز جمعہ۔ مورخہ ۲۶رمئی کو جامع احمدیہ ۔۔۔۔۔۔ واقع بلاک ۴ ڈیرہ غازی خاں میں یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ منایا گیا۔ خطبہ جمعہ میں راقم الحروف نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض و غایت حاضرین کے ذہن نشین کرائی۔ بعد ازاں سردار عبدالرحیم خان صاحب چانڈیہ نے ایک مؤثر اور بلیغ تقریر میں حاضرین جماعت پر حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو واضح کیا اور حاضرین جماعت کو ایک مثالی کردار پیش کرنے کی اپیل کی۔ مخدوم سعد اختر صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان اور جناب عبدالرحمان غوری صاحب نے بھی اپنے انداز میں اختصاراً حاضرین مجلس پر استحکام جماعت کی اہمیت پر زور دیا۔ سربلندیٔ اسلام و استحکام پاکستان کی دعا کے بعد

حاضرین جلسہ کی ماکولات و ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی۔ مقامی جماعت کے تمام احباب بشمول خورد و کلاں نماز جمعہ و شرکت جلسہ کر کے جلسہ کو کامیاب بنانے میں ممد ہوئے۔

خاکسار۔ عبدالرحمٰن لائبریرین
لائبریری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
بلاک ۴ ڈیرہ غازی خاں

(مسیح موعودؑ کے دو عظیم الشان کام ——— بقیہ از صفحہ ۳)

ایسا غائب ہوا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ ہر چند انگریزی حکومت نے اس کی تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مارے، حضرت مرزا صاحبؑ کے ہاں بھی چھاپا مارا گیا لیکن قاتل نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔

یہ ہے وہ قتلِ خنزیر جو آریہ قوم کے خنزیری عقائد کی تردید اور ان کے نمائندہ لیکھرام کی موت کی صورت میں وقوع پذیر ہوا، اور اس سے حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت اور اسلام کی حقانیت پر مُہر لگ گئی اور ثابت ہو گیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کے دو کام جس آنے والے مسیح کے سپرد کئے تھے، وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں، ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

حضرت امام زمانؑ نے صدیوں کے اُلجھے ہوئے مسائل کو حل کیا۔

جماعت احمدیہ کراچی نے ۲۶رمئی بروز جمعہ یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ منایا۔

۱۔ خطبہ جمعہ میں ۔۔۔۔ خاکسار نے حدیث مجدد پیش کی کہ مجدد دنیا میں آکر کیا کام کرتے ہیں۔ ان کو کس طرح اللہ تعالیٰ علم لدنی سے نوازتا ہے۔ اس صدی کے مجدد کے بارے میں آنحضرت صلعم کی چند پیشگوئیاں اور موجودہ زمانہ کے جو حالات مخبر صادقؐ نے بیان فرمائے تھے، ان کو بیان کر کے حضرت مجدد زمانؑ کا دعویٰ، آپؑ کے کارنامے اور عظیم الشان کامیابیاں اور ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو وصال کے بعد مسلمانانِ عالم کا خراجِ عقیدت اور آپ کو کس طرح فتح نصیب جرنیل قرار دیا گیا یہ سب نشان و کارنامے تفصیل سے بتائے گئے۔

۲۔ راجہ محمد بیدار صاحب نے موقعہ کی مناسبت سے ملفوظات سنائے۔

۳۔ محترم میاں رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت کراچی نے حضرت مجدد زمانؑ کے کارنامے تفصیل سے بتائے کہ کس طرح موجودہ زمانہ کے تقاضا کے تحت آپ نے دینی اعلےٰ تعلیم بیان فرمائی۔ اور وہ مسائل جو صدیوں سے اُلجھے ہوئے تھے ان کو ایسے عمدہ رنگ میں حل کیا کہ دنیا کے لوگ آپ کی تجدید کے معترف نظر آتے ہیں۔ آپ نے یہ تقریر نہایت احسن رنگ میں کی جو لوگوں کے لئے ازدیاد ایمان کی موجب ہوئی۔

۴۔ محترم شیخ عبدالحق صاحب ناظر اسلام نے "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" حضرت مرزا صاحبؑ کے پاک محب۔ اور پاک ممبر دل کی سیرت میں سے ایسے دلچسپ نصیحت آموز واقعات بیان فرمائے، جن کا سامعین پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مولانا نورالدین اعظم صاحبؓ حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؒ۔ ان بزرگوں کی سیرت میں سے بعض واقعات بیان فرما کر نوجوانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

(باقی بر صفحہ ۱۹ کالم ۱)

www.aaiil.org

از الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب - راولپنڈی

کسرِ صلیب

(۱) صلیب (✝) جس پر حضرت عیسٰے علیہ السلام کو یہودیوں نے سُولی پر چڑھایا تھا - مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صلیب پر لعنتی موت مرنے سے بچا لیا - اگرچہ عیسائی لوگ یہی کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر فوت ہو گئے - اور عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر کے پھر سے زندہ ہو گئے - اور بعد میں زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لئے گئے - اور پھر دوبارہ لوگوں کی اِصلاح کے لئے دنیا میں نازل کئے جائیں گے - اس مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ (اے مسلمانو) تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ عیسٰے ابن مریم تم میں نازل ہوں گے جو کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا اور جو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے -

(۲) قرآن کریم سے یہ ثابت شدہ امر ہے کہ عیسٰے ابنِ مریم طبعی موت مر گئے (دیکھو سورۃ المائدہ - آخری رکوع) اور یہ بھی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ طبعی موت مرنے کے بعد کوئی شخص قانونِ الٰہیہ کے ماتحت پھر زندہ کر کے اس دنیا میں نہیں بھیجا جاتا - تو اس حالت میں آنحضرت صلعم کی اوپر والی حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ امتِ محمدیہؐ میں جو ہر صدی ہجری کے سر پر ایک مجدّدِ دین (مامور من اللہ) کے بھیجے جانے کا وعدۂ ربانی ہے (سنن ابو داؤد) - اور تاریخ اسلام میں متعدد مجددین کے مبعوث ہوتے رہنے پر اس حدیث کی صداقت پر مُہر لگ چکی ہے - انہیں مجددینؒ میں سے ایک عظیم مجدّد کو مسیح موعود بنا کر بھیجا جاتا جو کہ مسلمانوں میں سے ہو اور ان کا امام ہو - صلیب کا نشان عیسائیت کا نشان ہے - اور اس کا توڑنا ان عقائدِ باطلہ کا قلع قمع کرنا ہے جو کہ عیسائی مشنوں نے فتنۂ دجالیت کے ماتحت عوام الناس اور خصوصاً مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے عیسائیت میں داخل کر رکھے ہیں کیونکہ بدقسمتی سے ہمارے بہت سے علماء حضرت عیسٰے علیہ السلام کی ذات سے اس قدر معجزات جمع ان کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے اور پھر امتِ محمدیہؐ کی اصلاح کے لئے دوبارہ بھیجے ... جانے پر یقین رکھتے ہیں کہ عیسائی مشنری مسلمانوں کو آسانی سے گمراہ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں - اور کرتے رہیں گے - عیسائیوں کا فتنہ ام الفتن ہے - اس کا تدارک لازمی تھی -

(۳) حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحکم خداوندی اس چودھویں صدی ہجری کے مجدّدِ دین مقرر کئے گئے - چونکہ اس زمانے کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے اس لئے چودھویں صدی کے مجدّد کا کام بکسر الصلیب ہے - پھر چونکہ یہ علامت ان پر صادق آئی اس لئے چودھویں صدی کا مجدّد مسیح موعودؑ قرار پایا - کیونکہ احادیث سے مسیح موعود کا کام یکسر الصلیب ثابت ہوتا ہے اس لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کو مسیح موعود بحکم خداوندی مقرر کیا گیا اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

؎ چوں مرا نورِ پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

(چونکہ مجھے خاص طور پر نورِ خداوندی مسیحی قوم کے لئے عطا کیا گیا - اس لئے مصلحتِ ربّی نے میرا (اعزازی) نام ابنِ مریم رکھا) - پس حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں :-

" پس طالب ہدایت سمجھ لے کہ موجودہ حالتوں میں چودھویں صدی کے مجدّد کا یہ کام ہے کسرِ صلیب کرے - کیونکہ صلیبی فتنہ خطرناک پھیلا ہوا ہے - اسلام، ایسا دین تھا کہ اگر ایک بھی اس سے مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی، لیکن اب کس قدر افسوس ہے کہ مرتد ہونے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ...... اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے تھے - اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل انسان کی نسبت جس کی پاک باطنی کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں، قسم قسم کے دِل آزار بہتان لگا رہے ہیں - کروڑوں کتابیں اس سیدالمعصومینؐ کی تکذیب میں اس گروہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں بہت سے مستقل ہفتہ وار اور ماہوار اخبار اور رسالے اس غرض کے لئے جاری کر رکھے ہیں - پھر کیا ایسی حالت میں خدا تعالےٰ کوئی مجدّد نہ بھیجتا؟"

(ملفوظاتِ احمدیہ حصہ اوّل)

(۴) حضرت مسیح موعودؑ نے اور آپؑ کے عالم مریدوں نے سینکڑوں مضامین اور کتابیں اس فتنۂ دجالیت اور عیسائیوں کے عقائد باطلہ کے ردّ میں لکھیں - مگر دجّال کا فتنہ (جس کی مدد پر بڑی طاقتور اور دولت مند عیسائی قومیں اور مشن ہیں) کسی طرح کم نہیں ہوا - اگر کسی کو شک ہو تو بیرونی ممالک تو الگ رہے صرف پاکستان میں ہی عیسائی مشنوں کی روزافزوں کارروائیوں کا جائزہ لے کر اپنی تسلی کر سکتا ہے کہ عیسائیوں کی تعداد کس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس سے کہیں زیادہ لعنت یہ ہے جو مسلمان ان کے زیر اثر (ان کے مشنوں سکولوں - ہسپتالوں وغیرہ کے ذریعے) آتے ہیں ان میں سے بہت سے صرف برائے نام مسلمان رہ جاتے ہیں چاہے وہ عیسائیت نہ بھی قبول کریں - اس لئے ہمارے سلسلہ کا کام اور فرض یعنی رَدِ عیسائیت میں برابر جاری ہے - جہاں رَدِ عیسائیت ہوتی ہے، وہاں ساتھ کے ساتھ اسلام کی خوبیاں بھی اجاگر کی جاتی ہیں اور احمدیت کا دعوےٰ کہ اللہ تعالےٰ اپنے وجود کے ثبوت میں اپنے اولیاء اللہ سے مکالمہ و مخاطبہ بھی کرتا ہے - لا مذہبیت اور دہریت کو بھی دُور کرتا جاتا ہے - ایک پنتھ اور دو کاج والا معاملہ ہے -

(۵) حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانے تک کی تحقیقات کی بناء پر ایک کتاب "مسیح ہندوستان میں" لکھی جس میں ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسٰےؑ واقعۂ صلیب کے بعد (یعنی زندہ ہی آزاد ہو جانے کے بعد) کچھ عرصہ فلسطین میں اپنے متاگردوں کے ساتھ رہنے کے بعد - پھر اپنی والدہ مریم صدیقہ کے ہمراہ براستہ ایران افغانستان ملک کشمیر میں تشریف لائے جہاں بنی اسرائیل کی وہ گم شدہ قومیں آباد تھیں جن کو بخت نصر بادشاہ بابل - بیت المقدس کو فتح اور برباد کرنے کے بعد قید کر کے لے گیا تھا اور ان کو ان علاقہ جات میں آباد کر دیا تھا - اسی لئے حضرت عیسٰےؑ نے فرمایا تھا :-

" مَیں نہیں مبعوث ہوا ہوں مگر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف" (متی ۱۵-۲۴)

(وہ قومیں جو قیدی بنا کر لے جائی گئی تھیں اور پھر اپنے وطن واپس نہ آئیں)

ملکِ کشمیر کی نشاندھی قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے :-

" اور ہم نے ابنِ مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا - اور ان دونوں کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی جو ہموار اور چشموں والی تھی" (سورۃ المؤمنون آیت ۵۰)

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی نشاندہی کی کہ حضرت عیسٰےؑ ۱۲۰ برس (مطابق حدیث نبویؐ) کی عُمر پا کر کشمیر میں ہی فوت ہوئے اور ان کی قبر محلہ خانیار سری نگر میں "یوز آسف نبی کی قبر" کے نام سے موجود ہے -

(۶) حضرت مسیح موعودؑ نے اوپر والے امر کی نشاندھی تو کر دی تھی - مگر یہ ایک تاریخی واقعہ تھا - اس لئے وقت کے گزرنے کے ساتھ اس معاملہ میں نئے سے نئے انکشافات اور تحقیقات ہوتی رہیں - .... احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک معزز رکن الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب (مرحوم) بیرسٹر ایٹ لاء نے اس معاملہ میں بڑی محنت اور کوشش سے مزید تحقیقات کیں - اور بالآخر سنہ ۱۹۵۲ء میں اپنی بے نظیر کتاب "جیزز ان ہیون آن ارتھ" (عیسٰےؑ دنیاوی جنت میں) بزبان انگریزی مع تصاویر .. شائع کی - جس سے عیسائیوں

کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ انہوں نے اس کتاب کو ضبط (بحق سرکار) کروانے کی ناکام کوشش بھی کی۔ زمانہ گذرتا گیا اور اس سلسلے میں مزید تحقیقات اور انکشافات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ "مقدس کفن" کی اصلی چادر دریافت ہوئی جس میں حضرت عیسٰےؑ کو صلیب سے اتارنے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اور پھر غاروالی قبر میں ۳۶ گھنٹے رکھا گیا تھا۔ حضرت عیسٰےؑ کے جسم پر جو مرہم اور ادویات لگائی گئی تھیں، اُن کے اثر سے اس کفن پر عیسٰےؑ کے برہنہ جسم کے سامنے اور پشت پر کے نقوش بن گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی جو زخموں سے خون بہتا رہا، وہ بھی کپڑے میں جذب ہوتا رہا۔ نقوش کے ذریعے سے حضرت عیسٰےؑ کے چہرے کی تصویر بھی بن گئی ہے۔ اس کفن کو جو کہ ملک اٹلی کے شہر ٹیورن میں ایک گرجے میں محفوظ رکھا ہے، متعدد پوپوں (سربراہ عیسائی کیتھولک گرجا) نے اصلی تسلیم کیا ہے اور یہ کہ اس پر نقوش کیمیاوی طور پر حضرت عیسٰےؑ کے جسم کے ہیں اور یہ بناوٹی یا جعلی نہیں ہیں۔ اس کفن کی چادر کی نمائش ۱۸۹۸ء میں اور پھر ۱۹۳۳ء میں کی گئی جبکہ لاکھوں عیسائیوں نے اس کی تعظیم کی۔ اور ساتھ ہی اس کے متعدد فوٹو بھی لئے گئے۔

(۷) اِن کفن کے متعدد فوٹوؤں کا سائنٹیفک تجزیہ بھی کیا گیا ہے، اور مختلف ڈاکٹروں اور سائنسدانوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہیں میں ایک صاحب کرٹ برنا نے شہر سٹٹگرٹ جرمنی سے ایک کتاب شائع کی اور اس میں متعدد تجربوں اور تصاویر سے یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسٰےؑ صلیب سے اتارے جانے کے بعد زندہ تھے اور فوت نہیں ہوئے اور ان کے زخموں سے تازہ خون بہتا رہا جو کہ زندگی کی نشانی ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ رومی سپاہی نے جو عیسٰےؑ کے دائیں پہلو میں (صلیب پر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں) بھالا مارا تھا۔ وہ بائیں طرف اوپر کی سمت نکل گیا تھا اور عیسٰےؑ کے دل کو کوئی زخم نہیں لگا تھا۔ (جیسا کہ عیسائیوں کا دعوٰے ہے)۔ اس نے اور بھی بہت سے ثبوت دیئے ہیں۔ جو کہ قابل غور ہیں۔ مگر اس کی سائنٹیفک تحقیقات اس کفن تک محدود ہیں۔ اور چونکہ وہ ایک کیتھولک عیسائی ہے، اس لئے اس نے اپنی ایک کتاب میں حضرت عیسٰےؑ کے بعد میں زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ عیسائیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر کوئی بحث نہیں کی ہے۔ اس لئے اس کی کتاب "عیسٰے صلیب پر فوت نہیں ہوئے" تمام کی تمام قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس میں سے ضروری اقتباسات لئے جا سکتے ہیں۔

(۸) مَیں (ممتاز احمد فاروقی) پچھلے تین سال سے اس بات کی فکر میں تھا کہ حضرت عیسٰےؑ پر ایک مختصر مگر جامع کتاب باتصویر ایسی لکھی جانی چاہیئے جو کہ ان کی پیدائش سے لے کر ان کے بچپن اور جوانی کے حالات اور سیاحتوں اور دعوٰئے نبوت۔ واقعۂ صلیب۔ پھر اس سے زندہ بچ کر مشرقی ممالک کا سفر کرتے ہوئے کشمیر میں جا کر بنی اسرائیل کی گم شدہ قوموں میں تبلیغ کرنے اور وہاں بالآخر فوت ہو کر محلہ خانیار سری نگر میں دفن ہونے تک اور دیگر متعلقہ واقعات و حالات پر مشتمل ہو۔ چنانچہ میں نے اس سلسلہ میں اپنے سلسلہ احمدیہ کی کتابوں جن میں خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم کی بے نظیر کتاب بھی شامل ہے، کے علاوہ امریکہ۔ یورپ۔ انگلستان۔ سے متعدد کتابیں اپنے خرچ سے منگوائیں جن میں کرٹ برنا کی مقدس کفن پر تحقیقات والی کتاب۔ اور سب سے ضروری وہ کتاب جس میں واقعۂ صلیب کو ایک عینی شاہد نے بیان کیا تھا۔ اور متعدد تصاویر بھی شامل ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعے سے میں نے ضروری حالات قلمبند کرنے شروع کئے۔ اس دوران میں دنیا کے مشہور اخباروں مثلاً ٹائمز (لندن) اور رسالوں مثلاً "دی آبزرور" (لندن)۔ ٹائم (نیویارک امریکہ) میں سے حضرت عیسٰےؑ اور ان کے متعلق نئی نئی تحقیقات اور انکشافات کو جو بھی مجھے دستیاب ہو سکے، جمع کرتا رہا۔ ان باتوں کو جمع کرنے اور چھان بین کرنے اور لکھنے میں کافی وقت اور محنت خرچ ہوئی۔ میں اللہ تعالٰی سے دعائیں بھی کرتا رہا کہ وہ اس "کسرِ صلیب" کے کام میں میری مدد فرمائے۔ اس نے اپنا فضل و کرم شاملِ حال رکھا۔ بالآخر ۱۹۷۱ء میں انگریزی کا مسودہ تیار ہو گیا۔ پھر میں نے اس ڈیڑھ سو فل سکیپ ٹائپ شدہ مسودے کا اردو ترجمہ شروع کیا کیونکہ ایک انگریزی کی اصطلاحات اور محاورات ایسے تھے جن کا اردو زبان میں ترجمہ بہت مشکل تھا۔ اور انگریزی اردو ڈکشنریاں بھی خاموش تھیں۔ بہرحال حتی المقدور صحیح مفہوم ادا کرنے میں مَیں بفضلہٖ کامیاب رہا۔ اس کتاب میں نہ صرف عیسائیت اور حضرت عیسٰےؑ کی پوزیشن کو اصلی رنگ میں دکھایا گیا ہے، بلکہ ساتھ کے ساتھ اس کے بالمقابل اسلامی خیالات اور تعلیمات کو بھی موازنے کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس کی برتری ظاہر کی گئی ہے۔ پھر اسلام میں مَیں نے سلسلۂ احمدیہ کے عقائد کے مطابق بحث کی ہے، اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت پر بھی ایک باب شاملِ کتاب کیا ہے اور ساتھ ہی اپنی جماعت (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کے عقائد اور خدمات دینیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ویسے کتاب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم اور مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے نام نامی سے معنون ہے۔ کتاب میں ۲۱ عدد تصاویر بھی شامل ہیں۔

(۹) میں نے حضرت امیر قوم الحاج مولانا صدرالدین صاحب سے درخواست کی تھی کہ وہ کتاب کا "پیش لفظ" اگر لکھ دیں تو ازحد ممنون ہوں گا۔ چنانچہ انہوں نے کتاب کا مسودہ دیکھنے کے بعد نہ صرف "پیش لفظ" ہی لکھا ہے، بلکہ اس کی بہت تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حقیقتاً وہی "کسرِ صلیب" ہے جس کے متعلق وہ پہلے جماعت میں اعلان بھی کر چکے ہیں۔ قوم کو اس کی اشاعت میں پورا حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ کتاب جو کہ میں نے لوجہ اللہ لکھی ہے، تمام و کمال اپنی احمدیہ انجمن کے حوالہ کر دی ہے کہ اردو اور انگریزی دونوں حصوں کو چھپوائیں اور اس کی اشاعت کریں۔ مَیں صرف اپنے احباب سے درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ میری باقیماندہ عمر صحت کے ساتھ گذار دے اور مجھے مزید خدماتِ دینیہ اور اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

ینگمینز احمدیہ تربیتی کورس کا تیسرا اجلاس

خدا کے فضل سے مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام ینگ مینز احمدیہ تربیتی کورس کا دوسرا اجلاس ۲۷ر مئی کو شام پانچ بجے احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ سوالنامہ پہلے سے ہی نوجوانوں کو ارسال کیا گیا تھا۔ ۲۱ نوجوانوں نے تحریری امتحان میں شرکت کی سوالات کو پرائمری ہائی اور کالج کے طلباء کے لئے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پرائمری سیکشن میں محمد احمد اشرف صاحب نے اوّل انعام حاصل کیا ہائی سکول کے سیکشن میں چونکہ شرکاء کی تعداد زیادہ تھی اس لئے اس میں دو مزید انعامات کا اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ اس سیکشن میں اول انعام ہمایوں مسعود صاحب نے دوم محمود احمد چغتائی صاحب نے اور سوم راشد محمود مرزا صاحب نے حاصل کئے کالج سیکشن میں اشرف حسین صاحب نے اوّل انعام حاصل کیا۔ کل تیس روپے کے نقد انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس دفعہ حاضری گزشتہ اجلاس کی نسبت کافی حوصلہ افزا تھی نوجوان اس تربیتی کورس میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس سلسلے کا تیسرا اجلاس ۲۴رجون ۱۹۷۲ء کو احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں شام پانچ بجے منعقد ہوگا۔ طلباء کو حصّہ سوم کا سوالنامہ ابھی سے ارسال کیا جا چکا ہے جماعت کے تمام نوجوانوں سے گذارش ہے کہ وہ اس تربیتی کورس میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں۔

پرویز اقبال۔ جائنٹ سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ لاہور

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک
فری دارالشفاء
آپ کی اعانت کا شکریہ ادا کرتا ہے
مہتمم دارالشفاء
احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

وفات ۔ اخبار احمدیہ میں جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی علالت کی اطلاع اور صحت کاملہ کے لئے احباب سے درخواست دعا کی گئی ہے اب ان کی وفات کی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے انا للہ

اشاعتِ اسلام وترویجِ علومِ فرقان کے عالی مقاصد کا اجراء

فتح وغلبۂ دین کی حقیقی راہیں ...... محبت، صلح، اتحاد، اتفاق، رواداری

ازروئے واقعات کونسی جماعت حضرت اقدسؑ کے اصل مشن وطریق کار پر کاربند ہے؟

(تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جو ۲۸رمئی ۱۹۶۷ء کو ..... جلسہ یوم وصال مسیح موعودؑ لاہور میں انہوں نے فرمائی)

آپکی وفات کا مقام اور دعوتِ اسلام کا عالمگیر پیغام

الہام الٰہی نے صریحاً بتلا دیا کہ آپ کی وفات کا واقعہ آپ کے وطن قادیان [illegible] وفات کے واقعہ کا احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ظہور پذیر ہونے سے مطابق الہام یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ یہی مقام "مدینۃ المسیح" کہلانے کا مستحق ہے لیکن

قل یاھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ـ

کہدو! اے اہل کتاب! آؤ! ہمارے تمہارے مابین امر مشترک یعنی توحید کے مرکزی نکتہ پر ہم سب کاربند ہو کر جمع ہو جائیں ـ

معزز خواتین وحضرات!

جماعت احمدیہ لاہور ہر سال ۲۶رمئی کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے یوم وصال پر تقریب منعقد کرتی ہے، بادی النظر میں یہ امر شاید کسی اہمیت کا متقاضی نہیں مگر حقیقتاً حضرت اقدسؑ کے واقعۂ وفات کو جماعت احمدیہ لاہور کے قیام سے گہری مناسبت ہے ـ جیسے کہ یہ معلوم ہے حضرت اقدسؑ کی وفات ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو اسی شہر لاہور، اسی محلہ احمدیہ بلڈنگس بلکہ اسی جگہ جہاں اس وقت آپ یہ جلسہ کر رہے ہیں ہوئی ـ یہ امر محض اتفاقی نہیں بلکہ منشائے الٰہی کے مطابق ایک خاص مصلحت کے تحت وقوع میں آیا ـ چنانچہ اس بارہ میں چند ایک الہامات کا تذکرہ کروں گا ۱۹۰۵ء کے آخر میں حضرت اقدسؑ کو متعدد الہامات اپنی وفات کے بارہ میں ہوئے جن میں یہ بتلا دیا گیا تھا کہ آپ کی وفات کہاں اور کب ہو گی ـ اسی بناء پر آپ نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنے پیروؤں کی ہدایت کے لئے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا ـ وفات کے بارہ میں بعض الہامات آپ نے الوصیت میں درج فرمائے، مگر بعض اور الہامات بھی ہیں جن کا تذکرہ میں اس وقت کروں گا:ـ

"داغِ ہجرت"، "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"، "ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"ـ پھر ایک رؤیا میں باہر سے ایک جنازہ لایا جاتا ہوا دکھلایا گیا جس کی نسبت یہ تفہیم ہوئی کہ یہ آپ کا جنازہ ہے ـ

حضرت خاتم الانبیاءؐ کے عالی مشن اشاعتِ توحید اسلام کو جب کفار مکہ نے آپؐ کے وطن میں قیام و ترقی پذیر ہونے سے روک دیا تو آنحضرت صلعم کو پیغام ہجرت ملا ـ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مقصد جسے آپؐ کے مولد ومسکن میں پنپنے سے روکا گیا اس کے غلبہ وفتح کا مقام آپؐ کی جائے ہجرت یعنی مدینۃ النبی ..... ہوا ـ

حضرت مسیح موعودؑ کے اصل وحقیقی مقاصد بھی اس زمانہ میں غلبۂ اسلام اور ترویج علوم فرقان ہی ہیں اور آپ کے یہ الہامات "داغ ہجرت"، "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" صاف صاف دلالت کر رہے ہیں کہ آپ کے یہ عالی مقاصد بھی کسی وقت آپ کی جائے سکونت قادیان سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائیں گے ـ الہام میں یہ الفاظ مکہ اور مدینہ محض تمثیل و تشبیہ کے پیرایہ میں آئے ہیں جن کا مطلب یہی ہے کہ کسی وقت آپ کے یہ مقاصد آپ کی جائے پیدائش کی بجائے دوسری جگہ چلے جانے والے ہیں ـ

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

یہ امر صرف بطور استدلال ہی نہ رہا بلکہ خدائے قدیر نے واقعات کے ذریعہ اپنے کلام کو صادق کر دکھلایا! اب کیا ایک عالم اس امر کا شاہد نہیں کہ جب ۱۹۱۴ء میں اختلاف سلسلہ ہوا تو فاسد عقائد اجرائے نبوت اور تکفیر کلمہ گویاں کے عملی رد میں احمدیہ بلڈنگس لاہور کا مقام ہی اشاعتِ اسلام و ترویج علوم فرقان کا مرکز بنا؟ حضرت خواجہ کمال الدین رح نے جو جماعت احمدیہ لاہور کے رکنِ رکین میں سے تھے، مغربی دنیا میں پہلا اسلامی مشن ۱۹۱۲ء میں جاری کیا، اسی طرح پہلا مقبول عام وخاص انگریزی ترجمۃ القرآن ۱۹۱۷ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا ـ جبکہ حضرت اقدسؑ کا موطن و مولد ۱۹۱۴ء میں اجرائے نبوت و تکفیر کلمہ گویاں کا مرکز بنا تو اس وقت احمدیہ بلڈنگس لاہور اشاعت توحید اسلام و ترویج علوم فرقان کا مرکز بن گیا ـ روزِ روشن کی مانند اس واقعہ کی صداقت کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ پھر جب واقعتاً یہ امر سچا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے عالی مقاصد ۱۹۱۴ء میں قادیان سے ہجرت کر کے لاہور میں منتقل ہو گئے اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کی وفات احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہی ہوئی تو پھر واقعتاً اور الہاماً یہی مقام "مدینۃ المسیح" ثابت ہوا ـ

مقام ہجرت اور "الوصیت" و "پیغام صلح"

ہجرت کے مقام کا تعین صرف وفات کے مقام اور مقاصد کے جائے انتقال سے ہی ثابت نہیں بلکہ خود حضرت اقدسؑ کے اپنے اس اقدام سے کہ وفات سے ایک ماہ قبل قادیان سے ہجرت کر کے لاہور میں آکر مقیم ہو گئے .. سے بھی ہو جاتا ہے ـ

حضرت اقدسؑ کا لاہور میں وفات پانا اتفاقی حادثہ نہیں، نہ ہی آپ کا ایک ماہ قبل قادیان کو ترک کر کے لاہور سکونت اختیار کرنا کوئی اتفاقی بات ہے بلکہ یہ سب کچھ منشائے ربی کے ماتحت کیا گیا ـ آپ کو وفات سے قبل ان امور کا پورا پورا علم دے دیا گیا تھا یہاں تک کہ الہام اور رؤیا میں یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ آپ کی وفات قادیان میں نہ ہو گی بلکہ کسی اور جگہ ہو گی جہاں سے "ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں" الہام کے مطابق آپ کا جنازہ باہر سے قادیان لایا جائے گا ـ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کو اپنی تاریخ وفات کا علم تھا تو کیوں آپ ایک ماہ قبل قادیان سے لاہور آ گئے اور یہیں اقامت پذیر رہے جب تک وفات نہ ہوئی؟ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ وفات کا علم ہونے کے باوجود اس لئے اپنی سکونت کو تبدیل فرمایا کہ یہ امر بھی منشائے ربی کے مطابق ہی تھا جس سے بتلانا یہ مقصود تھا کہ حضرت اقدسؑ جس طرح اپنی وفات

www.aaiil.org

سے قبل اپنی جائے سکونت کو خدائی منشاء کے مطابق منتقل فرما رہے ہیں اسی طرح در اصل آپ کے مقاصد بھی قادیان سے لاہور منتقل یا ہجرت کر جائیں گے چنانچہ جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں واقعاتِ حقہ میں بھی یہی امر ظہور پذیر ہوا۔

حضرت اقدسؑ کی وفات سے ایک ماہ قبل قادیان سے لاہور آ کر سکونت اختیار کرنا، یہاں آپؑ کی رُوحِ پُر انوار کا جسدِ خاکی سے پرواز کرنا، پھر جسدِ خاکی کا قادیان میں لے... جا کر دفن ہونا یہ سب اس حقیقت کے اظہار کی علامات تھیں کہ **آپ کے مقاصدِ روحانیہ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور منتقل ہونے والے ہیں البتہ آپ کے جسمانی تعلقات کے امور قادیان میں باقی رہ جائیں گے** چنانچہ جیسے میں ثابت کر چکا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی قدرت و حکمت کے ماتحت واقعاتِ حقہ نے یہی رُخ اختیار کیا۔

حضرت اقدسؑ کی وفات کے واقعہ سے دو اور امور بھی متعلق ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ حقیقتاً حضرت اقدسؑ کی سچی وارث جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے یہ دو امور آپ کے رسالہ جات **الوصیۃ** اور "**پیغامِ صلح**" سے متعلق ہیں۔

الوصیۃ آپؑ نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں تحریر فرمائی۔ اس میں اپنی وفات کے بعد نظامِ جماعت کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کے مقاصد کی تکمیل ایک منتخب انجمن کے سپرد ہو گی چنانچہ آپ کے مشہور الفاظ ہیں :۔

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

اس فقرہ میں حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو تو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ قرار دے رہے ہیں کیونکہ آپؑ کے دعاوی کا انحصار آیتِ استخلاف پر ہے اور اپنی جانشینی کا مستحق انجمن کو قرار دے رہے ہیں۔ اب واقعات کیا ہیں؟ اختلاف کے بعد کہاں انجمن کا نظام برقرار و قائم رکھا گیا، قادیان یا لاہور میں؟ اگر یہ امر واقعات کے مطابق ہے کہ آپؑ کے وطن قادیان میں آپ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ **کے نظام کی بجائے آمریتی خلافت کا نظام جماعت پر مسلّط کر دیا گیا** اور اگر یہ بھی عین مطابق واقعات ہے کہ **حضرت اقدسؑ کی قائم کردہ انجمن کی اکثریت نے لاہور میں اُسی نظامِ شوریٰ انجمن کو قائم رکھا** تو پھر اس امر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ نہ صرف مقاصدِ عالیہ اشاعت اسلام و علومِ فرقان میں جماعت احمدیہ لاہور آپؑ کی وارث ہے بلکہ ان کی تکمیل کے لئے جو جمہوری طریق کار حضرت اقدسؑ نے ارشاد فرما کر اسے قائم کر دیا تھا یعنی اسلامی شوریٰ کے نظام کو "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" نے برقرار رکھا۔ حضرت اقدسؑ **الوصیۃ** میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"تم اس مقصد کی پیروی کرو اور ایک دوسرے کی اصلاح چاہو مگر نرمی اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔ جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی شخص رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو میرے بعد سب مل کر کام کرو"

جائے غور ہے کہ... اپنے بعد حضرت اقدسؑ یہ ہدایت فرما رہے ہیں کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو تب تک سب مل کر کام کرو۔ کیا اس کا صاف و صریح یہ مطلب نہیں کہ "روح القدس" سے تائید یافتہ شخص کے علاوہ کسی اور شخصِ واحد کی اطاعت کی بجائے متحدہ و جمہوری نظامِ انجمن کے ماتحت کام کرو۔ ایک دنیا شاہد ہے کہ ۱۹۱۴ء میں شخصی حکومت کا آمرانہ نظام قائم کیا گیا مگر لاہور میں انجمن کا اسلامی شوریٰ کا نظام قائم ہے اس صورت میں کونسی جماعت حضرت اقدسؑ کے **مقاصدِ عالیہ پر آپؑ ہی کے قائم کردہ نظام کے مطابق کام کر رہی ہے**، قادیان و ربوہ کی جماعت یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور؟

حضرت اقدسؑ نے **الوصیۃ** میں یہ ارشاد فرمایا تھا :۔

"میں نہیں چاہتا کہ میں تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر دوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے اپنے اموال ایک انجمن کے حوالے کرو گے"

اشاعتِ دین کی خاطر اموال کا جمع کرنا مگر ان کا بجائے کسی شخص کے سپرد کئے جانے کے انجمن کے سپرد کرنا کیا یہی وہ ارشاد نہیں جس پر آپ نے الوصیت کے الفاظ کو ختم کیا؟ پھر بتلایا جائے کہ **اموالِ جماعت پر کہاں شخصی تسلط و قبضہ جمایا گیا، قادیان و ربوہ میں یا لاہور میں؟**

غیر اقوام و غیر ادیان میں اشاعتِ اسلام کا طریق کار

جہاں الوصیت میں آپ نے بعد از زمانہ یا اشاعت توحید اسلام کے بارہ میں جماعتی نظام قائم کیا وہاں رسالہ "پیغامِ صلح" میں بھی عین وفات سے قبل ایام میں تحریر فرمایا۔ در اصل اس میں مخاطب ہندو قوم ہے جن کو حضرت اقدسؑ نے اس ملک میں امن و عافیت برقرار رکھنے کی خاطر صلح و اتفاق کی... دعوت دی ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ساری برکات صلح و اتحاد میں مضمر ہیں، اس طریق سے وہ کام بھی بخوبی و بہ سہولت انجام پا جاتے ہیں جو دوسری طرح کبھی تکمیل پذیر نہیں ہو سکتے۔ اسلام نے تو اپنے پیروؤں کو نہ صرف باہم اتحاد و اتفاق کی تعلیم دی ہے بلکہ دوسروں کے ساتھ بھی صلح و امن کی تلقین کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

اسلام کا خدا تو رب العٰلمین ہے، تمام اقوام و ملل کو اپنی مخلوق انسان ہونے کی وجہ سے سب کو یکساں و مساوی نظر سے دیکھتا ہے۔ پس ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہندوؤں کے رشیوں کو خدا کے فرستادہ مانتے ہیں تو پھر ہندوؤں کو بھی ہمارے پیغمبر صلعم کو خدا کا فرستادہ سمجھنا چاہیئے اور آپ صلعم کا ذکر ادب و احترام سے کرنا چاہیئے۔ صرف اسی صورت میں ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے کہ دونوں قومیں از روئے انصاف و دیانت ایک دوسرے کے حقوق کے لئے رواداری و رعایت کے جذبات سے کام لیں نہ تنگ نظری و تعصب سے۔

حضرت اقدسؑ کا یہ آخری پیغام تھا جو آپ بین الاقوامی تعلقات پر تحریر فرما رہے تھے، یہ مکمل نہ ہوا کہ آپؑ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئے۔ مگر اس "پیغامِ صلح" کو آپ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو لاہور میں دونوں قوموں کے نمائندوں کو بلا کر سُنایا۔ آپ کے اس آخری پیغام سے عیاں ہے کہ آپ اشاعتِ اسلام کے **مقصد کو دوسری اقوام میں صلح و امن کے ذریعہ پہنچانے کے داعی تھے جبر و اکراہ، تعصب و عناد، ظلم و دشمنی کے جملہ جذباتِ خبیثہ سے علیحدہ** ہو کر اسلام کا عالمگیر پیغام اقوام کو **از راہِ محبت و ہمدردی اور صلح و خیر خواہی، اتفاق و اتحاد دینا آپ کا دلی منشاء** و مدعا تھا۔

جو شخص اس رسالہ "پیغامِ صلح" کو مطالعہ کرے گا وہ یہی پائے گا کہ **اُدعُ الی سبیلِ ربّکَ بالحکمۃ** اور **تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم** کے حکیمانہ ارشادات فرقانی کے مطابق آپؑ کا یہ پیغام نہ صرف ہندو قوم بلکہ دنیا کی جملہ اقوام کو دیا گیا ہے۔

اب سوال حل طلب یہ ہے کہ **کس جماعت نے پیغامِ اسلام کو صلح و آشتی اور امن و اتحاد کے طریقِ کار پر مدلل و معقول رنگ میں پیش** کیا ہے۔ جماعتِ قادیان و ربوہ نے یا جماعت احمدیہ لاہور نے؟ غرضیکہ حضرت اقدسؑ کے اصل مقاصد کا سوال ہو یا آپ کے قائم کردہ نظامِ جماعت کا یا پھر بین الاقوامی تعلقات کا۔ واقعات کیا ہیں؟ کونسی جماعت نے حضرت اقدسؑ کے اصل و حقیقی مشن **اشاعتِ توحید اسلام و ترویج علومِ فرقان کو ابتداء** جاری کئے رکھا؟ کس جماعت نے آپؑ کے **قائم کردہ نظامِ شوریٰ** اسلام کو برقرار رکھا؟ کہاں اور کس جگہ سے منافرت و عناد، **تکفیر و تعصب** اور تنگ نظری، جابرانہ **حکومت و قاہرانہ اقتدار** نے جنم لیا؟ کہاں سے ایسا مدلل و معقول علم کلام و تفسیر قرآن نکلا جو قبولیت عامہ اور مستند حیثیت اختیار کر

۴۴ چکا ہے؟ ان سوالات کے جوابات از روئے واقعات ایک ہی ہیں تو اس کا فیصلہ کرنا آسان ہے کہ کونسی جماعت حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد آپکی سچی جانشین جماعت ہے؟

www.aaiil.org

محمد صالح نور مولوی فاضل

مجددیت، جناب پرویز اور علامہ اسلم جیراجپوری

"ابو داؤد" اور "کنز العمال" میں مندرجہ ذیل..... مشہور و معروف اور متفق علیہ فرمانِ نبوی نقل کیا گیا ہے جسے حدیث مجدد کہا جاتا ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کیا کرے گا۔"

اس حدیث کے متعلق امام جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ تمام حفاظِ حدیث نے اس حدیث کے سچے ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ اور تمام علماء عظام اس حدیث کی عظمت اور صداقت کے قائل رہے ہیں۔ علامہ حافظ عماد الدین ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں:۔

"علماء کے ہر گروہ نے ذکر کیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک عالم عظیم الشان یعنی مجدد ہوا کرتا ہے"

نیز فرمایا کہ:۔

"عمدہ اور مضبوط بات یہ ہے کہ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ مشہور اکابر علماء کی جماعت میں سے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ ہوا کریں گے جو دین کی تجدید اور دین کی حفاظت کیا کریں گے۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۳)

حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ مجددیت

اسی حدیث رسولؐ کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے چلے آئے تمام کے تذکرہ کا یہ کالم متحمل نہیں ہو سکتا۔ بعض مجددینؒ کا دعویٰ پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی کہے کہ ان معارف کو جو ولیوں کی ولایت کے محل سے بہرہ نمائی کرتے ہیں کون سمجھ سکتا ہے یا کون ان کی کُنہ کو پا سکتا ہے سو یاد رہے کہ یہ الفاظ پرست علماء ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں اور انکی حقیقت کے پانے سے قاصر ہیں یہ علوم کبھی حاصل نہیں ہوتے بلکہ انوارِ نبوت کی مشکوٰۃ سے حاصل ہوتے ہیں جو انبیاءؑ کی کامل پیروی کرنے کے بعد بطور وراثت عطا ہو کر دوسرے ہزار کی تجدید کے لئے تر و تازہ ہو گئے ہیں جس شخص کو یہ علوم اور معارف ملے ہیں وہی اس صدی کا مجدد ہے...

اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے .... اور مجدد وہ شخص ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جس قدر فیض اُمتوں کو پہنچتا ہے وہ صرف اس مجدد کے توسط سے پہنچتا ہے۔ خواہ اس زمانہ کے قطب اور اوتاد اور ابدال اور نجباء بھی موجود ہوں۔"

(مکتوب امام ربانی جلد ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی کا دعویٰ مجددیت

بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں دعویٰ مجددیت فرمایا ہے:۔

"جب دورہ حکمت کا انتہا تک پہنچ چکا تو اللہ تعالےٰ نے خلعت مجددیت سے مجھے سرفراز فرمایا اور جب حقانیت کا خلعت مجھے پہنایا گیا اور ہر نظری و فکری علم مجھ سے زائل کر دیئے گئے تو میں بادیۂ حیرت میں سرگرداں رہا کہ میں کیونکر مجددیت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گا اتنے میں اللہ جل جلالہٗ نے میرے لئے ایک طریقہ ایسا واضح کیا کہ جس سے مجددیت و حقانیت کو باہم پیوست کر دیا گیا جس میں نہ علم نظری کی ضرورت رہی اور نہ علم فکری کی حاجت اور اس وقت تک مجھے مجددیت کی تفصیل سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا پھر اس نے اپنے فضل سے اس کا اجمال مجھ پر کھول دیا۔" (تفہیماتِ الٰہیہ)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعویٰ مجددیت

بموجب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں صدی میں حضرت مرزا صاحبؑ نے مجددیت کا دعوےٰ یوں فرمایا:۔

۱۔ "اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸)

۲۔ "پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالےٰ نے اپنے الہام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ تب خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۶)

جناب غلام احمد صاحب پرویز کا حدیثِ مجدد سے انکار

ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے مامور ہونے کی حدیث پر سوادِ اعظم کا اس درجہ اتفاق تھا کہ چودہ سو سال میں کسی کو بھی اس حدیث سے انکار ... کی جرأت نہ ہوئی تھی یہ الگ بات ہے کہ کسی مدعی مجددیت کے دعویٰ کو محلِ نظر قرار دیا جاتا رہا ہو۔ مگر اس زمانہ میں جہاں فرمودات نبوی صلعم کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرنے کو جدیدیت اور ماڈرن ازم کا نام دینے کے لئے ایک گروہ کمربستہ ہوا تو جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے سوا اور کسی نے چودھویں صدی میں از روئے حدیث دعویٰ مجددیت نہیں کیا تو انہوں نے سوچا کہ ایسا طریق اختیار کرو کہ

"وہ شاخ ہی نہ رہے جس پہ آشیانہ ہے"

جب صراحت سے اس حدیث کا ہی انکار ہو جائے گا تو مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کو قبول کرنے یا اس کو خاطر میں لانے کی بھی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ حالانکہ حدیثِ مجدد کے انکار پر ہی بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے، ان تمام صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کی صداقت مشتبہ ہو جائے گی جنہوں نے اسے روایت کیا ہے اور وہ تمام حفاظ حدیث، علماء۔ اولیا کرام اس تیر کا نشانہ بن جاویں گے جنہوں نے اس حدیث کی صداقت کا بارہا اظہار کیا اور پھر یہ تمام مجددین کرام جن کی صداقت شک و شبہ سے بالا تر ہے، اور جنہوں نے خدا سے الہام پا کر مجددِ وقت ہونے کا دعوےٰ کیا اور ایک ایک صدی میں کئی کئی مجدد اس خلعت سے سرفراز ہوتے رہے ان سب کی حقانیت اور ولایت کا خون بھی ان کے سر ہو گا جنہوں نے محض مرزا صاحبؑ کی مجددیت سے انکار کرنے کی خاطر فرمودۂ رسولؐ کی توہین کے شوق میں حدیث مجدد کو محض چند راویوں کا افتراء قرار دے دیا۔ اور پھر طرفہ یہ کہ بایں ہمہ وہ منکرِ اسلام بھی کہلائے۔ جناب غلام احمد صاحب پرویز حدیث مجدد کو ہر "آنے والے" مصلح کے لئے "چور دروازہ" قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"جب تک مسلمانوں کا وہ نظام موجود رہا جو انہیں قرآن نے عطا کیا تھا۔ کسی "آنے والے" کا عقیدہ ان کے ہاں بار نہ پا سکا لیکن جب وہ نظام نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو ان کے ہاں بھی اس عقیدہ نے جگہ پالی قرآن کی موجودگی میں اس قسم کے عقائد کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی لیکن جب

روایات کو بھی دین کا درجہ دے دیا گیا تو پھر دین میں ہر عقیدہ کی گنجائش نکل آئی، قرآن میں تغیر تبدل اور حک و اضافہ ناممکن تھا لیکن روایات سازی تو بڑی آسان چیز تھی جس کے جی میں آیا دو چار روایتیں وضع کر ڈالیں اور پانچ سات راویوں کا فرضی سلسلہ قائم کر کے انہیں ذات رسالتمآب تک پہنچا دیا۔.......... جب تک امام مہدی کا ظہور نہ ہو جائے یہ لوگ بلا امام رہے جاتے تھے یہ کمی عقیدۂ مجدد سے پوری کر لی گئی۔......... حضرت عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے اخیر پر سریر آرائے حکومت ہوئے تھے اس لئے یہ **عقیدہ پیدا ہو گیا کہ ہر صدی کے اخیر پر ایک مجدد آیا کرے گا**......... خیال یہ پیدا ہوا کہ اس مجدد کے بعد یہ سلسلہ پھر بگڑنے کا سو سال تک بگڑتا چلا جائے گا اس کے بعد پھر ایک مجدد پیدا ہو گا اور اسی نظام کہن کی تجدید کرے گا..... اپنی ہزار سال کی تاریخ پر نظر ڈالیئے اور دیکھئے کہ کس قدر **رہزن ایمان و آگہی اس "آنے والے" کے عقیدہ کے چور دروازے سے آئے اور خرمن ملت کے لئے غارت گر واقع ہوئے۔**"

(معراج انسانیت ص۸۰۶)

—— اس مقام پر جناب پرویز نے تجدید دین کے لئے مامور ہونے والے مصلحین امت کو حدیث مجدد کے چور دروازے سے "آنے والے" اور بشمول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تمام مجددین امت کو "رہزن ایمان و آگہی" اور غارت گر خرمن ملت قرار دیتے ہوئے کسی قسم کی مزید وضاحت کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

حضرت علامہ اسلم جیراجپوری کا نظریہ۔

قبل اس کے کہ قارئین کرام کے افادہ کے لئے جناب علامہ اسلم جیراجپوری کی تجدید دین کے لئے "آنے والوں" کے متعلق رائے یہاں نقل کی جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ صاحب موصوف کے بارے میں جناب غلام احمد صاحب پرویز کی رائے درج کی جائے۔ جناب پرویز صاحب علامہ صاحب کے متعلق فرماتے ہیں :——

"**آپ اپنی ذاتی بصیرت سے تدبر فی القرآن کے اس مجتہدانہ مقام پر پہنچے ہیں جو اس سے پہلے شاید ہی کسی اور کے حصے میں آیا ہو**" (پیش لفظ نوادرات)

جناب جیراجپوری حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عظمت و شان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :——

"شاہ صاحب کے مجددیت کے دعوے پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ذریعہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں **قرآن اور بالخصوص حدیث کا علم پھیلا**.......... کیا یہ بات ان کی مجددیت کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہے؟ (نوادرات ص۱۶۱)

—— گو اس حوالہ سے یہ عیاں ہے کہ جناب پرویز کے ممدوح جیراجپوری صاحب حدیث مجددہ کے بھی قائل ہیں اور امت محمدیہ میں سلسلہ بعثت مجددین کو بھی جاری ساری مانتے ہیں۔ تاہم جناب جیراجپوری نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کے جو ملفوظات ان کی تصنیف سے نقل فرمائے ان میں سے چند یہاں درج کئے جاتے ہیں جس سے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ جناب پرویز صاحب کے نزدیک **تدبر فی القرآن میں یگانہ روزگار شخصیت** ایک مجدد کو کس مقام اور شان کا انسان سمجھتی ہے جن کی تخفیف میں جناب پرویز صاحب نے انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کی۔

—— علامہ جیراجپوری نے اپنی تصنیف "نوادرات" میں "تفہیمات الٰہیہ" کے حوالہ سے حضرت شاہ صاحب رح موصوف کے مراتب کا ذکر انہی کے الفاظ میں یوں کیا ہے:

(۱) "اللہ تعالیٰ نے مقام کریم اور مرتبہ عظیم سے مجھ کو سرفراز فرمایا جس پر بزرگوں کو بھی رشک ہوگا۔ لوگو! میں تم میں اجنبی ہوں تم مجھ کو نہیں جانتے میرے سر پر تاج ہے اور ہاتھ میں قلم۔ میرا قلب حلیم ہے اور زبان شیریں۔"

(۲) "اللہ سبحانہ نے مجھے **مجددیت کا خلعت پہنایا کیونکہ میرے اوپر** حکمت کا دور ختم ہو گیا۔"

(۳) "میں اللہ کی کس زبان سے حمد کروں اور کن لفظوں میں اس کی صفت بیان کروں جس نے مجھ کو **سارے کمالات عطا کر دیئے۔**"

(۴) "مجھے صحابہ کرام، اولیائے عظام، علمائے اعلام کے مقامات ملے پھر وصایت ارشاد اور **مجددیت کے مناصب عطا ہوئے۔**"

(۵) "اس نے مجھے **اہل طریقت کا امام** بنا دیا اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے سارے راستے بجز میری پیروی کے بند کر دیئے۔"

(۶) "امراء اور ملوک میری زیارت کو آئیں گے، علماء اور صلحاء مجھ سے استفادہ کریں گے۔ میرے اوپر **ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی جائیں** گی میرے اصحاب اور ذریت میں برکت ہوگی۔ میں اگر نہ ہوتا تو دنیا بھی نہ ہوتی۔ (تفہیمات الٰہیہ)

—— ان تمام مقامات عالیہ کے متعلق جناب علامہ اسلم جیراجپوری فرماتے ہیں:

"یہ اور اس قسم کے بہت سے مراتب تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہیں **لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کا کوئی محمل آیات یا احادیث سے نکل نہ سکے یا اہل ظاہر** کو اس سے وحشت ہو" (نوادرات ص۱۶۱)

حدیث مجدد کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے۔

آخر میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا مجددین کی عظمت اور شان کے متعلق عقیدہ درج کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :——

"سب سے اعلیٰ و اشمل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکی کا ہے جن کو قائد توفیق الٰہی و سائق فیضان ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے کہ وان ذالک **لمن عزم الامور**۔ اور جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ، اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوتا ہے، انہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں **محدث** (بالفتح) کے لفظ سے **تعبیر فرمایا اور یہی مورد و مصداق حدیث مجدد** کے ہیں جو مختلف طریق سے مروی اور اسی لئے بلحاظ صحت متن اس کی صحت میں کلام نہیں"

(تذکرہ ص۹۳)

—— **حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم** نے ازروئے قرآن و حدیث اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر بعینہٖ انہیں مراتب و مناصب کا دعوےٰ کیا ہے نہ کہ اس سے بڑھ کر۔

احمدیہ سمر سکول کا افتتاح ۳۰ر جون بروز جمعہ ایبٹ آباد میں ہو رہا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام احمدیہ تربیتی کورس جامع احمدیہ ایبٹ آباد میں ۳۰ر جون سے شروع ہو رہا ہے، یہ کورس دو کلاسوں پر مشتمل ہے۔ پہلی کلاس ۳۰ر جون سے ۱۴ر جولائی تک اور دوسری کلاس ۱۷ر جولائی سے ۳۱ جولائی تک جاری رہے گی۔ ہر کلاس میں ۱۵۔ احباب شرکت کر رہے ہیں۔.......... جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب، جناب نصیر احمد فاروقی صاحب، جناب مرزا مسعود بیگ صاحب، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب پروفیسر خلیل الرحمن صاحب۔ جناب مولانا شیر محمد صاحب خوشابی، محترم محمد صالح نور صاحب، محترم مرزا محمد سلیم صاحب اور بشیر احمد سوز مختلف موضوعات پر لیکچر دیں گے۔ کلاسوں میں شمولیت کرنے والے احباب کو فرداً فرداً اطلاع دی جا رہی ہے ایسے احباب ۲۳ر جون تک زیر دستخطی کو اپنے پروگرام سے مطلع فرمائیں۔ خاکسار۔ ڈاکٹر مبارک احمد شیخ سیکرٹری احمدیہ سمر سکول کمیٹی احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

www.aaiil.org

سلسلہ احمدیہ تقویٰ شعار لوگوں کی ایک جماعت جمع کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

حضرت امام زمانؑ نے کتاب اللہ اور محمد رسول اللہ سے جس عشق کا اظہار فرمایا ہے اسے مشعلِ راہ بنایا جائے۔

یوم وصال مسیح موعودؑ کے موقع پر جماعت احمدیہ لائل پور کے سالانہ جلسہ کی مختصر روداد

بشیر احمد سوز

۲۶ مئی کو بانیٔ سلسلہ احمدیہ مجدد زمان، مہدی معہود مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کے یوم وصال کے موقعہ پر جماعت احمدیہ لائل پور کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں مرکزی انجمن لاہور کے عمائدین اور مقامی جماعت لاہور کے عہدیداران و اراکین اور سرگودھا۔ ملتان، جھنگ لائل پور شہر و مضافات کے احباب و خواتین سلسلہ نے شرکت کی۔ پہلا اجلاس صبح ساڑھے دس بجے جناب میاں غلام حیدر تیمم آف جھنگ کے زیر صدارت شروع ہوا سیکرٹری مقامی جماعت جناب ملک نذر حسین اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ اجلاس کے آغاز میں محترم حافظ عبدالرؤف نے قرآن کریم کی تلاوت کی ساجد محمود صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام در مدح قرآن کریم "جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے" ترنم سے پڑھا۔

حاضرین بڑے محظوظ ہوئے اور موصوف کی اثر انگیز خوش الحانی سے متاثر ہو کر ایک صاحب نے انہیں نقد انعام بھی دیا۔ بعد ازاں محترم میاں رشید احمد مسرت، محترم ملک نذر حسین، جناب مرزا مسعود بیگ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

خطبۂ استقبالیہ

صدر جماعت لائل پور جناب میاں رشید احمد مسرت نے خطبہ استقبالیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آج کا دن میرے لئے موجب مسرت و امتنان ہے کہ مقامی جماعت کے سالانہ جلسہ کی تقریبات کا آغاز کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے الحمد للہ، یہ جماعت کے مخلصین اور محبین کی مساعی جمیلہ کا ثمر ہے اللہ تعالیٰ ان کو راہِ الٰہی میں صرف کئے گئے اموال و اوقات کا اجر جمیل عطا فرمائے اور ان کی تڑپ و جوش کی قدر اس کی بارگاہ میں ہو۔ میں اس مبارک موقعہ پر اپنے ان کرم فرما معزز احباب و بزرگان کو اپنی طرف سے انتظامیہ کی طرف سے اور احباب جماعت لائل پور کی طرف سے ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری عاجزانہ درخواست دعوت کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور موسم کی گرمی اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے یہاں تشریف لائے۔ میں ان مہمان بزرگان و عمائدین سلسلہ کو خوش آمدید ...... کہتا ہوں۔

ہمارے لئے یہ امر بھی موجب مسرت ہے کہ اس جلسہ میں شرکت کیلئے سامعین حضرات کثرت سے تشریف لائے ہیں اور ان کی تشریف آوری سے اجتماع کی رونق میں اضافہ ہوا ہے آپ نے لاہور اور دیگر مقامات سے آنے والے بزرگوں اور احباب میں سے ایک ایک کا نام لے کر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ یہ بڑا حوصلہ افزا اور خوش کن امر ہے اگر دوسری احمدیہ جماعتیں بھی اپنی تقریبات میں قریبی مقامات کے احباب کو شمولیت کی دعوت دیا کریں تو بہت مفید ثابت ہوگا۔

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ قوم کے اصحاب سے مل کر اور ان کے ساتھ چند ساعت مجلس و محفل کر کے اور ان کے پند و نصائح اور بصیرت افروز خیالات سن کر اپنے دلوں کو پاک و صاف کریں، اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ سال بھر میں جو دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے ان کو دھوڈالیں اور روح پر جو مردنی چھا جائے اس کو دور کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بھی جلسہ سالانہ کے انعقاد کی یہی غرض تھی کہ دوست احباب کے لئے میل جول اور تبادلۂ خیالات کی تقریب پیدا کی جائے وہ ایک دوسرے سے مل کر تجدید عہد کریں کہ ہم نے اسلام کے لئے ایثار و قربانی کرنا ہے اور وہ بھائی چارا جو احمدیت کی غرض ہے اس کو استوار کرنا ہے۔

ایک پیغام جماعت کے نام

جناب میاں رشید احمد مسرت نے جماعت کے نام اپنے پیغام میں اس امر پر کہ کارکنانِ جماعت بڑی خوش اسلوبی سے جماعت کے امور میں حصہ لیتے ہیں۔ اور بے حد خوش دلی سے جماعت کی خدمت میں وقت صرف کرتے ہیں، دلی خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنے پیغام میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و برکت سے جماعتی استحکام رو بہ ترقی ہے۔ اور احباب کے تعاون سے کٹھن مراحل طے ہو چکے ہیں آپ نے کہا کہ میری اولین کوشش یہی رہی ہے کہ ہم سب مل کر احباب جماعت میں یکجہتی پیدا کریں اور اخوت محبت کے اس جذبہ کو پھر سے تازہ کریں جو احمدیت کے مقاصد پر پورا اترے۔ اگرچہ اس مقدس مقصد میں ہمیں بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن ابھی مزید کوشش کی ضرورت ہے۔ محترم صدر صاحب موصوف نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دوستوں میں وقتی قربانی کا جذبہ زیادہ سے زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آسمانی اور الٰہی مجاہدوں میں وقت صرف کرنا ہی اصل قربانی ہے۔ جس کا رتبہ بہت اونچا ہے۔

تنظیم خواتین احمدیہ

تنظیم خواتین احمدیہ کی ترقی و استحکام

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب تقریر فرما رہے ہیں

www.aaiil.org

کی ضرورت و اہمیت پر زور دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دین ہو یا دنیا، خواتین کا ساتھ ہمیشہ مضبوطی اور استحکام کا موجب ہوتا ہے، اس لئے خواتین سلسلہ کو جماعتی پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینا چاہیئے اور احمدیت کے بلند نام و کام کو اور بھی اونچا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ کوئی تنظیم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کا ہر فرد اس میں پوری پوری دلچسپی نہ لے اور اسے اس تنظیم سے وابستگی نہ ہو۔ یہ وابستگی پیدا کرنے کے لئے ہر تنظیم کے فرد کی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اگر جماعت کے افراد ان دونوں پہلوؤں کو قطعی نظر انداز کر دیں تو ہم اسے جماعت ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ خصوصاً وہ جماعت جو **مامور من اللہ** کی طرف سے وجود میں آئی ہو اور اس کا مقصد تبلیغ اسلام اور انسانیت کا پرچار کرنا ہو۔ ضرورت ہے کہ ہر خاتون اپنا فرض سمجھتے ہوئے جماعتی کاموں میں حصہ لے۔ وہ سب ایک دوسرے سے متعارف ہوں۔ آپس میں قربت و محبت کا احساس پیدا کیا جائے اور اس احساس کے تحت اپنے عقیدے کے علاوہ اپنے ہم عقیدہ خواتین سے بھی عقیدت ہو، پھر ہی وہ جذبہ پیدا ہو سکے گا جس کے لئے اسلامی تعلیم کی ضرورت پیش آئی۔

جماعتی چندے اور اخراجات

محترم میاں صاحب ممدوح نے جماعتی اعداد و شمار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حال ہی میں جماعت لائل پور کی مردم شماری کی گئی ہے۔ اس کے مطابق چندہ ماہوار ہر ایک سے فراہم ہو رہا ہے اور اس میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے۔ سال رواں میں لوکل فنڈ کی آمد 52020.84 روپے اور خرچ 49556.95 روپے ہے۔ خرچ میں قرضہ حسنہ، تعلیمی امداد، نقد مالی امداد، طبی امداد، قرآن اور اسلامی ..... کتب لٹریچر کی خرید و تقسیم، تقسیم کپڑا و عیدی بر موقعہ عید الفطر، مشرقی پاکستان ریلیف فنڈ، کسر صلیب فنڈ اور دیگر متفرق مصارف شامل ہیں۔ جناب صدر صاحب نے کہا کہ الحمد للہ ہماری مقامی جماعت تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام کو نہایت احسن طریق پر سر انجام دے رہی ہے اور جماعت کا یہ ایک عملی قدم ہے۔

نوجوانانِ سلسلہ

نوجوانانِ سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان میں جماعتی اغراض و مقاصد سے گہرا تعارف پیدا کرنے اور ان کے لئے ان کے مفادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے دینی کاموں سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے کئی ایک تدابیر عمل میں لائی گئی ہیں۔ چنانچہ ....

نوجوانوں کو علیحدہ علیحدہ مجالس میں کام کرنے کے مواقع ہی نہیں دیئے جاتے بلکہ اب انجمن کی مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین میں خدا کے فضل سے مقامی جماعت کے نوجوانوں کی اکثریت قوم کی نمائندگی کر رہی ہے۔

محترم مسرت صاحب نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مرکز کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ وہ نوجوان طبقہ کو سلسلہ کے انتظامی امور میں پورا پورا حصہ دے کر ان نوجوانوں کا تعاون حاصل کرے تاکہ بزرگان سلسلہ پر اس طبقہ کو اعتماد حاصل ہو جو احمدیت کی مضبوطی کا باعث ہے، انہوں نے کہا کہ یہ نوجوان انجمن احمدیہ کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں، ان کی طرف سے اغماض و بے توجہی جماعت کے لئے کمزوری کا موجب ہو سکتی ہے۔

ماہوار سرگرمیاں

جناب ..... صدر محترم نے مقامی جماعت کے ماہوار پروگراموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو ماہوار اجلاس باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ ان میں مرکز اور دیگر جماعتوں کے مقررین و عمائدین کو شرکت کی دعوت دے کر ان کے ارشادات، بصیرت افروز خیالات اور قیمتی مشوروں سے جماعت مستفید ہوتی رہتی ہے اس پروگرام میں آئندہ نوجوانوں کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا جائے گا تاکہ یہ نوجوان اسلام و سلسلہ کے لٹریچر سے حوالہ جات تلاش کرنے اور بزرگانِ دین کی تقاریر پڑھنے کا شوق و شغف پیدا کریں اور سلسلہ کی تاریخ خدمات اور اس کے اغراض و مقاصد کو قریب سے دیکھنے کے قابل ہو سکیں۔

درسِ قرآن کریم

درس قرآن کریم کے ذکر میں آپ نے فرمایا کہ جامع احمدیہ میں لوکل مبلغ جناب علی محمد ماتی ہر جمعرات کو بعد از نماز فجر درس قرآن دیتے ہیں، اس کے علاوہ احباب کی خواہش پر ان کے گھروں میں بھی درس دیا جاتا ہے۔ یہ نورانی سلسلہ خدا کے فضل سے باقاعدگی سے جاری ہے، اب احباب کرام اس میں بڑے اہتمام سے شامل ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ درس قرآن کا یہ سلسلہ ہماری جماعت کے عملی پروگرام کا ایک اہم حصہ ہے۔

شکریۂ احباب

جناب صدر صاحب موصوف نے اپنے پیغام کے آخر میں مقامی جماعت کے اراکین انتظامیہ، بالخصوص سیکرٹری صاحب مقامی جماعت جناب ملک نذر حسین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اجتماعی تعاون و مفاہمت کا مظاہرہ کیا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ فرداً فرداً ہمارے دل میں ایسا جذبہ پیدا کر دے جس سے ہم احمدیت کو صحیح رنگ و نقش میں اپنا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکیں۔

رپورٹ سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور

سیکرٹری جماعت احمدیہ لائل پور جناب ملک نذر حسین نے جماعت لائل پور کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:—

میری شروع ہی سے یہ تمنا اور آرزو رہی ہے کہ احباب جماعت اگر من حیث الجماعت نہیں تو کم از کم اس کا ایک قابل ذکر حصہ الٰہی رنگ پکڑ جائے۔ محترم ملک صاحب نے کہا کہ حضرت ماموروقت مسیح موعودؑ کی خواہشات اور مشن کی تکمیل کے لئے احباب کرام قرآن کریم سے دلی لگاؤ اور وابستگی پیدا کریں۔ جماعتی تقاریب میں تمام مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ سب کی نماز میں حاضری باقاعدہ اور ترقی پذیر ہو، نماز تہجد پڑھنے والے اور دعاؤں میں گڑ گڑانے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ سامنے آنا چاہئے۔

جماعت کے قیام کی غرض و غایت

محترم ملک صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھتے ہوئے جماعت کے قیام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقوےٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات سر انجام دے سکیں۔ اسلامی کاموں کو سر انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور اس بات کی کوشش کریں کہ ان سے برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو اور ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔

جلسہ کا مقصد و اشاعت اسلام کی ضرورت

محترم ملک صاحب نے الحاج حضرت شیخ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر کا اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے اور اشاعت اسلام کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا تھا:—

"سالانہ جلسہ کا حقیقی مقصد یہی ہوتا ہے کہ حقائق و معارف سنیں اور سنائیں تا ایمان یقین اور معرفت میں ترقی ہو اور اپنے بھائیوں کے لئے دعائیں کی جاویں ایک دوسرے سے اخوت کا تعلق استوار ہو اور دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اپنی مساعی پر غور کیا جاوے اور آئندہ کے لئے ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جاوے۔ گویا یہ ایام اپنے عمل اور مساعی کے محاسبہ کے ایام ہیں۔ اور اپنے جماعتی تعلق کو مضبوط تر کرنے کے اوقات ہیں اور اپنی کمزوریاں

www.aaiil.org

پُرکا کرنے کی مہلتیں ہیں۔

بھائیو۔ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء یہ ہے کہ تمہارے اندر ایک پاک اور روحانی انقلاب پیدا ہو جائے جب تک یہ انقلاب رونما نہیں ہو جاتا اس وقت تک اشاعت اسلام کے مقدس کام کی توفیق میسر نہیں آسکتی جب تک قلب میں انقلاب پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک تکبر، ریا اور رعونت کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس وقت تک اشاعت اسلام کے آسمانی فرض کو سرانجام دینے کی توفیق میسر آسکتی ہے۔ میرے بھائیو آپ حضرت امامِ زمانؑ کی جماعت میں داخل ہونے کا کامل نمونہ دکھلا دیجئے

نصیحت عمل

پیارے بھائیو۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب عمل کا وقت آئے وہیں اس پر پختہ ہو جائیں۔ باتیں نہ کریں میدانِ عمل میں اُتر جائیں۔ آپ کے سامنے میدان وسیع ہے زمین زرخیز ہے اس میں تخم ریزی کی ضرورت ہے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ اپنی اپنی جگہ سوچ کر قربانی کا مادہ پیدا کریں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد معمولی عہد نہیں۔ میں نے جو باتیں بیان کی ہیں ان پر غور کریں اگر یہ نیک ہیں تو عمل کریں غلط ہوں تو عمل نہ کریں۔

تقسیم واشاعت لٹریچر

محترم سیکرٹری صاحب نے تقسیم لٹریچر کمیٹی کی روئداد سناتے ہوئے کہا کہ:۔

ممبران مجلس انتظامیہ مقامی جماعت احمدیہ لائل پور نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے متعلق غلط فہمی دُور کرنے کیلئے سلسلہ کے لٹریچر کو غیر از جماعت دوستوں کو بذریعہ ڈاک پہنچایا جائے۔

لہٰذا کمیٹی کا اجلاس ۱۰ر جنوری ۱۹۷۱ء کو منعقد ہوا۔ اور اس کے بعد ہم نے اصحاب جماعت اور مقامی وکلا صاحبان کے پتہ جات اکٹھے کئے۔ ۱۰ر جون ۱۹۷۱ کو باقاعدہ طور پر لٹریچر بذریعہ ڈاک بھیجنا شروع کیا صرف جنگ کے دِنوں میں یہ کام جاری نہ رہ سکا اور اس دوران ہم نے مختلف اصحاب میں حیات ۲۵، لائیٹ ۷۰، پیغام صلح ۵۰، ہم کون ہیں ۵۴، روح اسلام ۲۰، ریلیجن آف اسلام ۱۔ اسلامی اصول کی فلاسفی ۹ بذریعہ ڈاک تقسیم کیں جس پر لوکل فنڈ کی طرف سے تقریباً ۵۰۰ روپے خرچ کئے۔ یہ ہم صاحب نے بھی اپنی طرف سے ایک ٹریکٹ چھپوا کر بذریعہ ڈاک تقسیم کیا اور اس ٹریکٹ پر لوکل فنڈ کی طرف سے ڈاک خرچ کے لئے ۲۵/- بیس روپے دیئے گئے۔

محترم میاں فضل احمد صاحب کا پیغام

جناب الحاج میاں فضل احمد ستارۂ خدمت سابق صدر جماعت احمدیہ لائل پور نے اس تقریب سعید کے موقعہ پر جماعت احمدیہ لائل پور کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ آپس میں محبت اُلفت، یگانگت، خدمت اور سرِ اشاعت اسلام اور اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنا یقین کریں۔ یہی ہماری کامیابی اور کامرانی کا اصل راز ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ اسلام اور احمدیت سے محبت کرنے والے نوجوانوں کو یہ مقدس ورثہ منتقل کرنے کے لئے انہیں آگے آنے کا موقع فراہم کیا جائے اور

جب تک ہم عمیق نظر سے ہر قدم پر اپنا محاسبہ نہ کرتے رہیں گے تب تک ہم اپنی منزل کو نہ پا سکیں گے

حضرت مسیح موعودؑ کا قرآن مجید اور حضور نبی کریم صلعم سے عشق

بعد ازاں جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے موضوع بالا پر ایک ایمان افروز تقریر کی جس کا مکمل متن قارئین کے استفادہ کے لئے اسی شمارے میں شامل ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی اور جماعت لائل پور کی طرف سے حاضرین کو پُرتکلف ظہرانہ دیا گیا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس بعد از نماز جمعہ صدر مقامی جماعت جناب میاں رشید احمد صاحب مسرت کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قبل ازیں خطبہ جمعہ مقامی مبلغ جناب علی محمد ماجی نے دیا اور انہی کی اقتدا میں نماز جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کی گئیں۔ بعد ازاں جلسہ کی کارروائی کا آغاز چوہدری عبدالرزاق صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا میاں ندیم صاحب نے بھی تلاوت کی۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب اور علی محمد صاحب ماجی نے منظوم کلام پڑھا۔

"حضرت مسیح موعودؑ کا جاری کردہ جہاد زمانہ"

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے موضوع بالا پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر عام طور پر دو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے جہاد کو منسوخ قرار دیا دوسرے یہ کہ آپ نے ایک جماعت قائم کر کے اسلام میں میں ایک نئے فرقے کی طرح ڈالی۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے ان ہر دو اعتراضوں کے پیش نظر ان کا تفصیلاً جائزہ لیا اور ان کی مدلل و مسکت تردید کی۔ لفظ جہاد کے مطالب و معانی قرآن و سنت کی روشنی میں بیان فرمائے، اور تاریخ اسلام سے اس لفظ کی وضاحت کی۔ آپ نے کہا کہ منسوخی جہاد کا اعتراض صرف دین اسلام اور اس کی تاریخ سے عدم واقفیت ہے اور اسلام نے جہاد کا جو تصور دیا ہے اس کی رُوح سے لاعلمی کی بنا پر ہے۔ آپ نے کہا کہ اسلام جبر و تشدد کا دین نہیں ہے تشدد و جارحیت کی کوئی مثال ابتدائی اسلامی تاریخ میں نظر نہیں آتی اور نہ اسلامی مملکت کی توسیع پسندی کا رجحان دکھائی دیتا ہے، نہ کسی فرد اور قوم کو بالجبر مسلمان بنایا گیا اور نہ کسی حکومت کو بزور تلوار محکوم بنانے کا اقدام کر کے ان پر جزیہ عاید کیا گیا۔

آپ نے جہاد کے مطالب واقسام کی تفصیل دیتے ہوئے کہا کہ مفسرین نے لفظ جہاد کی جو تشریحات کی ہیں ان سے مسلمانوں میں عام طور پر غلط تفہیم لفظ جہاد کے بارے میں ہو گئی اور لفظ جہاد کو صرف جہاد بالسیف کے معنی میں ہی محدود سمجھا گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عقیدے کی غلطی کو واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاد تبلیغ اسلام کیلئے مساعی جد و جہد، حرکت اور محنت کا نام ہے اس کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کے لئے تقاضائے وقت اور ضروریات زمانہ کے مطابق جو اقدامات کئے جائیں وہ جہاد ہے۔ ماضی میں دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے لاؤ لشکر اور اسلحہ اور آلاتِ حرب سے کام لیا اور عسکری قوت استعمال میں لائے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو بھی عسکری قوت سے کام لینا پڑا۔ لیکن موجودہ دور کے تقاضے اور اس کی ضروریات اور ہیں۔ دشمن اسلام اب تیر و تفنگ کی بجائے علم و عقل اور دلائل کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہے۔ اس لئے آج ہمیں ان ہتھیاروں کا مقابلہ کرنے کے لئے ویسے ہی ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ جہاد بالسیف کی شرائط اس زمانہ میں مفقود ہیں)

محترم ڈاکٹر صاحب نے جہاد کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ آپؑ نے جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ اس کے مفہوم و مطلب کی غلطی کو واضح کیا ہے۔

اسی سلسلہ میں محترم مقرر نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ جماعت احمدیہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ یہ ایک اسلامی فوج ہے جو علم و عقل اور روحانی ہتھیاروں سے لیس ہے۔ اس کے پاس توحید و رسالتؐ کی حقانیت و صداقت کو ثابت اور غالب کرنے کے لئے حقائق و معارف سے پُر دلائل و براہین کے زبردست اور موثر ہتھیار ہیں۔

آپ نے کہا فرقہ تو وہ ہوتا ہے جس کا موقف یہ ہو کہ ہمارے سوا اور کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اس جماعت کا تو کوئی ایسا موقف نہیں ہے۔ یہ تو ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتی ہے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے میدان میں ہر مسلمان بھائی کو شرکت کی دعوت دیتی ہے۔ یہ جماعت تو مدافعت اسلام کے لئے کمربستہ ہے اور ارشاد باری ولتکن منکم اُمّة یدعون

الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ماتحت اللہ تعالےٰ کے حکم سے قائم کی گئی ہے اس جماعت کے پاس دہریت کے توڑ کے لئے مکالمہ مخاطبہ کا ہتھیار ہے، عیسائیت کے توڑ کے لئے وفاتِ مسیحؑ کا آلہ ہے اور مادیت اور عقلیت کے لئے جو دہریت ہی کا ایک رنگ ہے دعوائے مسیحیت کا اسلحہ ہے۔ ان ہتھیاروں کو بلادِ غیر میں تحفظ مفاداتِ اسلام و ملتِ اسلامیہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یہ بڑے کارگر ہتھیار ثابت ...... ہوئے ہیں، اسلامی لٹریچر میں انہی ہتھیاروں سے کام لیا گیا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے وابستگانِ سلسلہ کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ ایک مامور اللہ کی مجاہد فوج ہیں۔ آپ کے پاس بڑا کارگر اور جدید اسلحہ ہے۔ لیکن جب تک فوج کا مورال مضبوط نہ ہو اس وقت تک یہ ہتھیار بھی کام نہیں دیتے، لہٰذا آپ اپنے اندر ایمان و یقین پیدا کریں کہ یہ ایک صادق اور مامور انسان کی سچی اور حقیقی جانشین جماعت ہے۔ آپ کے معتقدات قرآن کریم اور سنتِ نبوی صلعم کی حقیقی روح اور مزاج کے مطابق ہیں اپنے اندر اپنے سلف کا سا ولولہ اور تڑپ اور جوش پیدا کریں، نوجوان طبقہ کو اس طرف راغب کریں اور اپنی اولاد کی انہی خطوط پر تربیت کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر ایک نظر

ڈاکٹر صاحب کے بعد محترم حافظ ملک شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ اسلام نے موضوع بالا پر ایک مدلل تقریر فرمائی آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر سیر حاصل روشنی ڈالتے ہوئے دعویٰ نبوت کے الزام کی تردید کی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، مجددیت، مجدد مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، محترم حافظ صاحب نے اسلام میں ظاہری اور باطنی تحریکوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ محدث، ولی، غوث، قطب، خلیفہ بروزی نبی، ایک پہلو ابنِ مریم، مثیل انبیاء وغیرہ اصطلاحات مختلف درجوں اور مقامات کے نام ہیں۔ جوں جوں انسان روحانی مراتب حاصل کرتا جاتا ہے، ان خطابات اور القابات سے اسے نوازا جاتا ہے۔ یہ روحانی خطاب ہیں آئمہ اور مجددین اُمت اور صوفیاء کرام نے اپنے آپ کو مریم، ابنِ مریم، محمد، احمد، ابراہیم، موسیٰ، عیسےٰ وغیرہم کہا ہے تو اس کا مطلب و مفہوم بھی یہیں تک ممتد ہے کہ انہیں ان انبیائے کرامؑ کی صفات سے حصہ ملا ہے اور یہ بات فرمان رسول صلعم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی مصداق ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ ان سب مقامات کا سرچشمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری کتب پڑھ جائیے آپ کو معلوم ہو گا کہ حضرت صاحبؑ مسلک صوفیاء سے باہر نہیں گئے اور جو صوفیاء کرام نے اپنے لئے اصطلاحات استعمال کیں وہی حضرت صاحبؑ نے اختیار کی ہیں۔ مولانا کی مفصل تقریر کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کی جائے گی۔

فلاح و کامیابی کے ذرائع

مولٰینا محمد علی صاحب مبلغ اسلام نے فلاح و کامیابی کے ذرائع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چار قسم کی قوتیں اگر کسی فرد اور قوم میں پیدا ہو جائیں تو وہ فرد اور قوم فلاح و کامرانی حاصل کر لیتی ہے۔ اور وہ ہیں جسمانی، علمی اخلاقی اور ایمانی قوتیں، محترم مولٰینا نے تاریخ اُمم، تاریخِ اسلام خصوصاً اسلامی ہند کی تاریخ اور حضرت امام زمان علیہ السلام کی حیات مقدسہ سے ان قوتوں کی ضرورت، اہمیت، افادیت اور ان کے اثرات کی تفصیل بیان کی اور کہا کہ یہ چاروں قوتیں حضرت مسیح دوراںؑ میں بدرجہ اتم موجود تھیں، جن کی وجہ سے آپ اپنے آسمانی مشن کی نشر و اشاعت میں نصرت و ظفرمندی سے ہمکنار ہوئے۔ محترم مولٰینا نے کہا کہ اسلام کی مدافعت اور معاندین اسلام سے کامیاب مقابلہ میں ان قوتوں نے بڑا کام کیا۔ حضرت صاحبؑ نے علمی، اخلاقی اور ایمانی میدان میں سبقت حاصل کی۔ اور نہایت یادگار کارنامے سرانجام دیئے۔

اختتامیہ

آخر میں صدر جلسہ محترم میاں رشید احمد مسرت ...... نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ فاضل مقررین نے اپنی عالمانہ اور ایمان افروز تقاریر سے ہمارے ایمان تازہ کئے ہیں اور انہوں نے حضرت صاحبؑ کی حیاتِ مطہرہ اور آپ کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈال کر ہمیں اس راہ میں مستعدی اور اخلاق و اخلاص سے کام کرنے کی ترغیب دلائی ہے جس سے سلسلہ کے اغراض و مقاصد کی تفہیم اور ان کی تکمیل کے لئے آمادگی طبیعتوں میں پیدا ہوئی۔ جزاھم اللہ۔

آخر میں محترم مرزا مظفر بیگ صاحب کے لئے جو دل کا دورہ پڑ جانے کی وجہ سے شریک جلسہ نہ ہو سکے دعا کی گئی۔

دورانِ جلسہ حاضرین کی تواضع ٹھنڈے مشروبات سے ہوتی رہی اور اختتام جلسہ پر حاضرین کی تواضع پرتکلف چائے سے کی گئی۔

ملفوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہم کو نہیں دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی۔ مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کے برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سنیں۔ کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل
صفحہ نمبر ۲۰۶

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام
جلسہ یومِ وصال

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

وہ بھیس بدل کر ترک وطن کر گئے اور سفرِ کشمیر اختیار کیا۔ یہاں انہوں نے حلقہ رشد و ہدایت قائم کیا۔ بہت سے لوگ ان کے پیروکار بن گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے باقی ایام گذار کر طبعی موت مرے اور وصیت کے مطابق ان کو دفن کیا گیا۔ چنانچہ آپ کی قبر کشمیر کے معروف شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں واقع ہے۔

محترم فاروقی صاحب نے کفن مسیحؑ کے متعلق سائنسی ریسرچ پر بالتفصیل روشنی ڈالی اور محققین کے بیانات کے حوالے دے کر واضح کیا کہ جس کفن میں حضرت مسیحؑ کو صلیب دیئے جانے کے بعد لپیٹا گیا تھا، وہ اٹلی کے ایک شہر میں آج تک محفوظ چلا آتا ہے۔ اس میں آپؑ کی شبیہہ اور جسم و ڈھانچے کے خد و خال نظر آتے ہیں۔ اس پر خون کے دھبے حضرت مسیحؑ کی زندگی کے شاہد ہیں۔ محترم فاروقی صاحب نے جدید سائنٹیفک تحقیق کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے اس موقف کو حاضرین کے سامنے بیان فرمایا کہ حضرت صاحبؑ نے ان تحقیقات سے بہت پہلے اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر اعلان کیا تھا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں بلکہ طبعی موت مرے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔

اس تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے کفن مقدس کی چند نادر تصاویر کی نمائش بھی کی گئی۔ بعدہٗ حاضرین کی تواضع ٹھنڈے مشروبات سے کی گئی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پتہ :—

COLONY TEXTILE HOUSE,
VIEW FORTH ROAD,
MURREE.

کالونی ٹیکسٹائل ہاؤس۔ ویو فورتھ روڈ۔ کوہ مری

www.aaiil.org

تقریبات یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ

(بقیہ از صفحہ ۸)

۵ - صدر جلسہ - محترم ڈاکٹر یوسف احمد صاحب پی - ایچ - ڈی نے اپنے صدارتی ریمارکس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کو دلنشین پیرایہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور آپ کی صداقت کو بیان فرمایا -

۶ - ازاں بعد خاکسار نے دعا کروائی جس پر جلسہ کامیابی سے اختتام پذیر ہوا - حاضرین کی تواضع ٹھنڈے مشروبات سے کی گئی - مردوں کے علاوہ مستورات بھی کافی تعداد میں تشریف لائی ہوئی تھیں - اس دن کراچی میں لُو چل رہی تھی - حتیٰ کہ دروازہ بھی انسان نہیں کھول سکتا تھا پھر بھی حضرت مسیح موعودؑ کے محب جلسہ میں شوق سے تشریف لا رہے تھے -

مرزا محمد لطیف - مبلغ اسلام کراچی

اخبار احمدیہ - بسلسلہ صف

دارالسلام میں خانۂ خدا کی تعمیر کا کام شروع ہو رہا ہے

—— دارالسلام (احمدیہ بستی) لاہور کی تعمیر احباب جماعت کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے - صاف ستھرے ماحول میں کشادہ و جدید طرز کے رہائشی مکانات ہماری تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کے لئے تعمیر ہو رہے ہیں اور ساتھ کے ساتھ آبادی ہو رہی ہے - آبادی کے ساتھ ہی مسجد کی فوری ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے، چنانچہ انجمن نے تعمیر مسجد کی منظوری دے دی ہے - انجمن کے فیصلہ کے مطابق اس مسجد کی تعمیر عطیات سے ہونی ہے - مسجد کا نقشہ تیار ہے - تعمیر پر کم و بیش ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوگا -

انشاءاللہ تعمیر کا کام چند دنوں میں ہی شروع ہو جائے گا - احباب جماعت اس خانہ خدا کو جماعتی روایات کے مطابق شایانِ شان طور پر تعمیر کرنے کے لئے دل کھول کر عطیات دیں اور عنداللہ ماجور ہوں، حدیث نبویؐ ہے کہ جو کوئی خانہ خدا کی تعمیر میں ہاتھ بٹاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں جگہ مختص فرماتا ہے - احباب اپنے عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال فرمائیں -

داعی الی الخیر فضل حق - ناظم دارالسلام لاہور

ہومیوپیتھک فری ڈسپنسری دارالسلام کیلئے عطیات

دارالسلام (احمدیہ کالونی) لاہور میں ہومیوپیتھک فری ڈسپنسری چلائی جا رہی ہے جو نماز مغرب سے نماز عشاء تک کھلی رہتی ہے علاقہ کے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں احباب خدمت خلق کے اس مفید کام میں ہاتھ بٹائیں اور عطیات بھجوائیں - چوہدری فضل حق

ناظم دارالسلام - احمدیہ بلڈنگس لاہور

—— صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب، سیکرٹری جماعت پشاور بعارضہ قلب بیمار ہیں اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج ہیں تمام جماعتوں اور بالخصوص حضرت امیر قوم ایدہ اللہ سے دعائے صحت یابی کی درخواست ہے - (سردار خان)

وفات

—— نانڈی جزائر فجی سے جناب اے کے لطیف صاحب لکھتے ہیں :-

جماعت کے ایک مخلص و مجتہد رکن جناب ولایت حسین (عرف آبی) صاحب کا دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت فردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے - احبابِ جماعت سے جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی درخواست ہے

> **ہفت روزہ پیغامِ صلح**
> خود مطالعہ کرنے کے بعد
> دیگر احباب تک پہنچائیں -

احمدیہ "مسجد مبارک" راولپنڈی کا افتتاح

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

۹ر جون بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ راولپنڈی کی نئی مسجد مبارک کا ..... افتتاح ..... ہوا، سب سے پہلے حاضرین نے تحیۃ المسجد کے دو دو نفل مسنون پڑھے - جس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں سورۃ شریفہ الفاتحہ کی تفسیر و تشریح نئے اور مخصوص انداز میں فرمائی اور نماز جمعہ پڑھائی - افتتاح مسجد کی اس تقریب پر مقامی جماعت کے احباب و خواتین کے علاوہ جماعتہائے پشاور، ایبٹ آباد مانسہرہ، فاروقیہ، واہ، گجرات، وزیر آباد، سیالکوٹ، لائلپور اور لاہور کے نمائندین بھی موجود تھے - مرکز کی نمائندگی محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، مولانا عبدالمنان عمر صاحب، مولوی دوست محمد صاحب مدیر پیغام صلح اور راقم الحروف نے ..... کی -

جلسہ ..... ۲¾ بجے بعد دوپہر محترم بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے مبلغ اسلام کی زیر صدارت منعقد ہوا، تلاوت قرآن کریم کے بعد کلام امام پڑھ کر سنایا گیا - محترم الحاج میاں فاروق احمد شیخ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے

ازاں بعد مولوی محمد علی صاحب [illegible] جماعت احمدیہ راولپنڈی نے تعمیر مسجد کے متعلق رپورٹ پڑھی

محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، محترم مولانا عبدالمنان صاحب عمر نے خانہ خدا کی تعمیر و افادیت اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ خانۂ خدا کو آباد کرنا ضروری ہے، یہاں احباب ذوق شوق سے پنجوقتہ نمازیں ادا کریں، درس و تدریس علم دینیہ کا سلسلہ جاری ہو - اور اسے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے - مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ —— ڈاکٹر ایم اے رحمان صاحب، تابنہاد ڈاکٹر سعید احمد خان - شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ - چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب میاں رشید احمد مسرت صاحب لائل پور اور ڈاکٹر مبارک احمد شیخ لاہور نے اس تعمیر مسجد کے متعلق اپنے تاثرات بیان فرمائے اور جماعت احمدیہ راولپنڈی کو خراج عقیدت پیش کیا کہ انہوں نے ایسی خوبصورت و عالیشان مسجد تعمیر کر کے ایک دیرینہ اور اہم ضرورت کو پورا کیا ہے - صدر جلسہ جناب منٹو صاحب نے بھی اپنے تاثرات پیش کئے - حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر میں دعا فرمائی -

یہ مسجد ۲½ لاکھ روپے کی خطیر رقم سے تعمیر کی گئی ہے، ہر جماعت نے مالی تعاون کیا - مرکز نے بھی امداد کی، لیکن وافر حصہ رقم مقامی جماعت نے خود ہی برداشت کیا ہے - زیریں حصہ میں مسجد ہے پہلی منزل پر سات دوکانیں ہیں - دوسری منزل پر پچاس ہزار روپے کے خرچ سے چار فلیٹ بنتے ہیں - عقب میں مقامی مبلغ کے لئے رہائشی مکان اور مہمان خانہ ہے - لائبریری کے لئے بھی جگہ مختص ہے - مسجد بڑی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے - اس کے محراب کا ڈیزائن ڈاکٹر وزیر احمد قریشی مرحوم کے فرزند ارجمند تنویر احمد صاحب نے بنایا ہے کا ماڈل کا خرچ بھی خود ہی برداشت کیا ہے - خواتین کے لئے الگ جگہ ہے - خواتین اور مردوں کی نشستوں کے مابین کی جگہ ایک ایسا آئینہ لگایا گیا ہے کہ خواتین تو اندر سے سب کچھ دیکھ سکتی ہیں لیکن باہر سے انہیں دیکھا نہیں جا سکتا - اس مسجد کی تعمیر میں میاں فاروق احمد شیخ جناب اقبال احمد شیخ، ٹھیکیدار محمد دین صاحبان نے لائق قدر اور نمایاں حصہ لیا - تقریب افتتاح کی اس کامیابی کا سہرا زیادہ تر منٹو صاحب و خواجہ نصراللہ صاحب کے سر ہے -

چوہدری فضل حق - آنریری جائنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عاق نامہ

میرے فرزند مسمی احسان الٰہی میٹرک فیل نے مجھ سے پوشیدہ اپنی والدہ کے رشتہ داروں میں بمقام ربوہ شادی کر لی ہے اور اپنے سسرال والوں کی ملی بھگت سے میری بے بصری اور علالت بشری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے گھر کی تمام اشیاء کو ربوہ میں پہنچا دیا ہے - اور مجھے مالی اور اقتصادی طور پر مکمل لوٹ لیا گیا ہے - لہٰذا میں بذریعہ اعلان ہذا احسان الٰہی مذکور کو اپنے آداب فرزندی ترکہ سے عاق کر کے قطع تعلق و ذمہ داری سے ہر خاص و عام کو مطلع کرتا ہوں کہ اب میرے گھر میں اس کا داخلہ ایک جرم متصور ہوگا - فقط

بقلم خود بندہ بشیر احمد
ولد محمد اسحاق - سکنہ بدوملہی
بقائمی ہوش و حواس خمسہ -

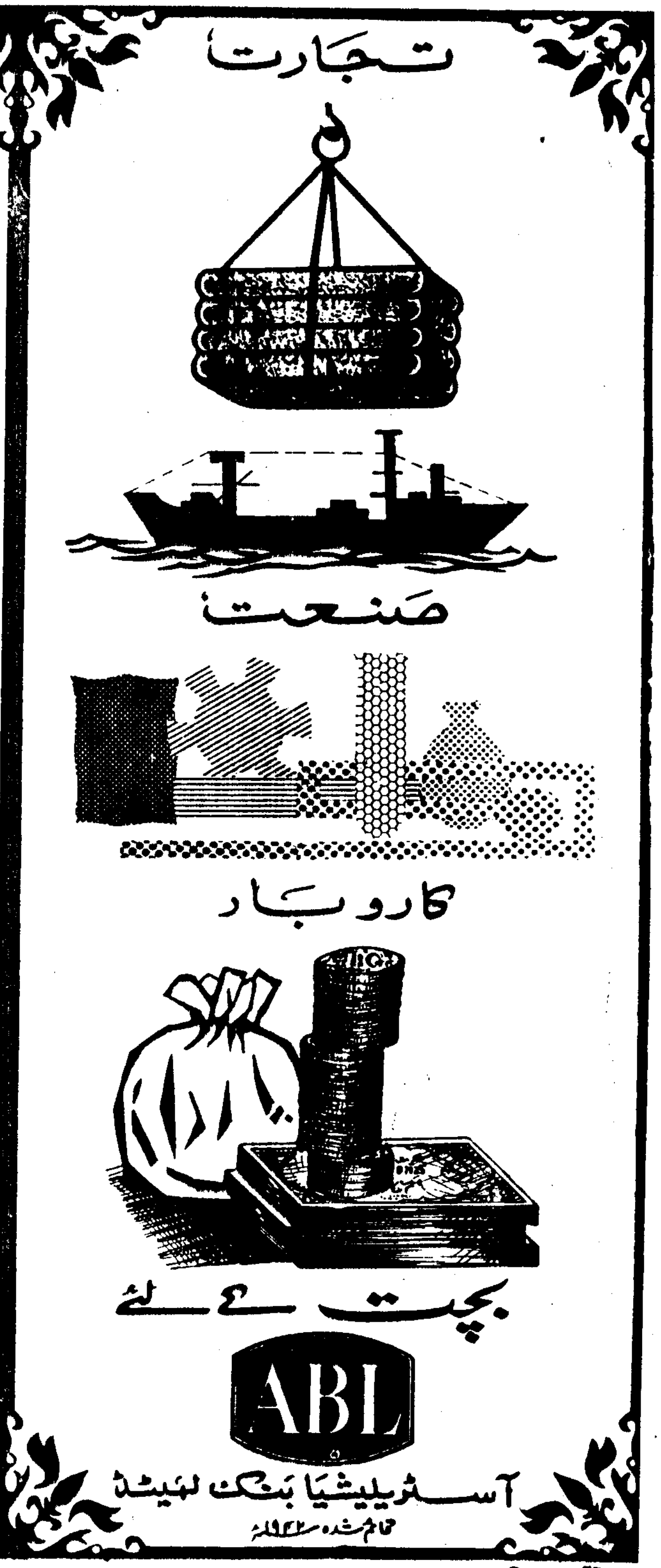

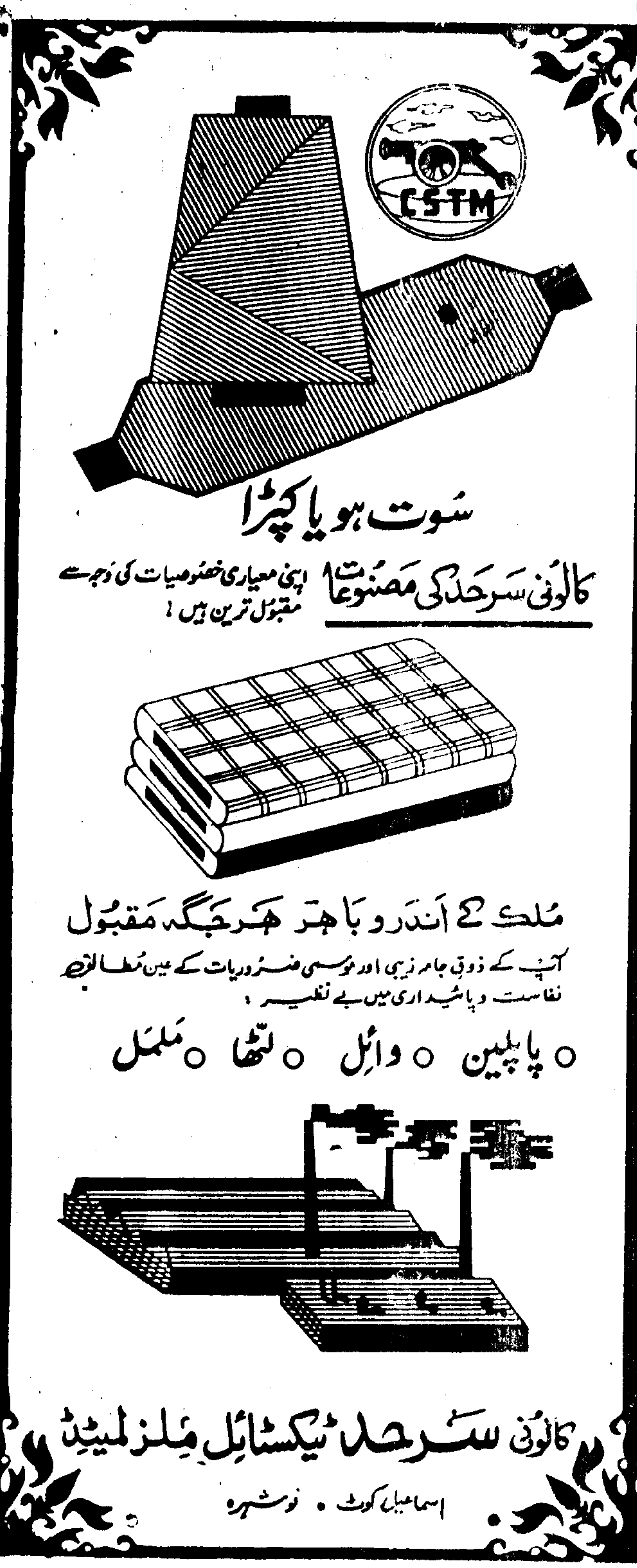

ضرورت رشتہ امریکہ میں ایک محترم بزرگ کی صاحبزادی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کی عمر ۲۲ سال ہے آدھ بائیولوجی یا پری میڈیکل کورس عنقریب مکمل کرنیوالی ہے۔ اپنی کلاس میں ایک ممتاز طالبہ کی حیثیت رکھتی ہے اور نتائج امتحانات میں مقررہ اوسط سے بڑھ کر نمبر لیتی ہے، کھانا پکانے، باغبانی اور سلائی کے کاموں میں کافی دلچسپی رکھتی ہے دیندار مذہب اسلام سے پوری واقفیت رکھتی ہے اور اسلامک سنٹر میں مسلمان بچوں کو پڑھاتی رہی ہے۔ رشتہ کے حصول میں اس شخص کو ترجیح دی جائے گی جو :

(۱) یو۔ایس۔اے (امریکہ) میں میڈیکل یا کسی اور لائن میں پوسٹ گریجوایٹ کی تعلیم حاصل کرنیکے خواہشمند ہوں۔ (۲) یو۔ایس۔اے یا کینیڈا میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہو۔ (۳)۔ عمر ۲۵ سال یا کچھ زیادہ ہو۔

درخواستیں معہ مکمل کوائف حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں : —

جے۔ایم۔اکبر۔جنرل منیجر این۔ڈبلیو ایف انڈسٹریز نوشہرہ ضلع پشاور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۴ و ۲۱ جون ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۴-۲۵

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ———— دوست محمد
مدیر معاون ———— بشیر احمد سونی ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۶ر جمادی الاول سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۸ جون سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۶

تمام جماعتوں کی خصوصی توجہ کے لئے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری اعلان

برادرانِ ملت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ اصحاب پر یہ تکلیف دہ حقیقت روشن ہے کہ معیشت کی تمام اشیاء مہنگی ہوگئی ہیں۔ اس مہنگائی کا اثر جماعت کے کاروبار پر بھی پڑا ہے ہر شعبہ کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے جس طرح ہر گھرانے کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے مجبوراً جماعت کے اصحاب سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ماہوار چندہ میں اضافہ کریں تاکہ آپکی جماعت کے کاروبار بدستور جاری رہ سکیں۔ تجویز کردہ اضافہ ہر شخص کی وسعت کے اندر ہونا ضروری ہے۔ اس اصول کے پیشِ نظر تجویز یہ کیا جاتا ہے کہ ایک روپیہ چندہ دینے والا دو روپیہ دیا کرے اور سو روپیہ دینے والا ایک سو پچیس روپے دیا کرے۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت نے ہمیشہ ایثار سے کام لیا ہے اب بھی وہ اپنی اس صفت ایثار سے ہی کام لیں گے۔ اور اپنے اپنے چندہ کی رقم میں ایک چوتھائی زیادہ کر دیں گے۔

میری دعا ہے اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کی خواتین اور رجال کو توفیق عنایت فرمائے تاکہ وہ اس تھوڑے سے بوجھ کو بخوشی اٹھائیں۔ والسلام

صدرالدین۔ از کوہ مری۔ مؤرخہ ۱۸ر جون سنہ ۱۹۷۲ء

جناب الحاج عزیز احمد صاحب

صدر جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ کی تشریف آوری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) کے صدر محترم جناب الحاج عزیز احمد صاحب کچھ دن ہوئے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں آسٹریلیا اور سنگاپور گئے ہوئے تھے، وہاں سے وطن واپس جانے سے پہلے انہیں احبابِ جماعت احمدیہ پاکستان سے بھی ملاقات کرنے کا خیال پیدا ہوا، اور انہوں نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ ۲۴ر جون کی صبح نو بجے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچیں گے، ان کی اس اطلاع پر احبابِ جماعت لاہور ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے اور معزز مہمان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا اور انہیں پھولوں کے ہار پہنائے، محترم مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ان سے تمام احباب کا فرداً فرداً تعارف کرایا، جس کے بعد معزز مہمان کو ایمبیسڈر ہوٹل میں لے جا کر ٹھہرایا گیا، دوسرے دن آپ احبابِ جماعت لائل پور کی ملاقات کے لئے لائل پور تشریف لے گئے، جہاں آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا، اسی شام آپ واپس آگئے اور ۲۶ر جون کو صبح دفتر انجمن میں تشریف لائے اسی دن شام کے ۵ بجے احمدیہ ہال میں مرکزی انجمن احمدیہ لاہور کی طرف سے استقبالیہ جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے ایک تعارفی تقریر میں آپ کے حالاتِ زندگی اور احمدیت کے ساتھ وابستگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی، جس کے بعد معزز مہمان نے احباب کو انگریزی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے (کیونکہ وہ اردو بہت کم بول سکتے ہیں) ٹرینیڈاڈ میں جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی اور دو سال پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ کے وہاں جانے سے جو فوائد حاصل ہوئے ان کا مفصل ذکر کیا اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی وغیرہ سے کی گئی۔ دونوں تقاریر پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائیں گی انشاء اللہ، اسی شام کو مقامی جماعت لاہور کے صدر محترم ڈاکٹر وحید احمد صاحب نے معزز مہمان کے اعزاز میں نہایت پُرتکلف عشائیہ دیا۔

منگل ۲۷ر جون کو معزز مہمان راولپنڈی تشریف لے گئے، جہاں ایک دن احباب سے مل کر حضرت امیر ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے مری تشریف لے جائیں گے، بدھ کی شام کو وہاں سے واپسی ہوگی اور دوسرے دن ۲۹ر جون کو کراچی تشریف لے جائیں گے جہاں سے اپنے وطن مالوف واپس روانہ ہوں گے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت وطن پہنچائے اور سلسلہ کی جو خدمات وہاں سرانجام دے رہے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ کامیابی عطا فرمائے۔

www.aaiil.org

از قلم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

اَلانسان والبیان

سورۃ الرحمٰن میں ارشادِ الٰہی ہے خلق الانسان۔ علمہ البیان یعنی انسان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ تاریخ انسانی کے ہر دور میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے الانسان کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور اسے جناب الٰہی سے اس قدر حیرت انگیز قوتِ بیانیہ عطا فرمائی جاتی رہی ہے کہ وہ انسانوں کی کثیر آبادی کو متاثر کرتا رہا ہے الانسان کا یہی البیان ہے جس نے اقوامِ عالم میں عظیم الشان انقلابات پیدا کئے۔

انہی لوگوں میں سے حضرت محمد رسول اللہ وہ عظیم الشان قائد ہیں جنہوں نے البیان کے ذریعہ دنیا کی سابقہ صفیں اُلٹ دیں اور نیا نظام عالم قائم کر دیا۔ آج ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام مذاہب عالم میں سے عمر میں کم ہونے کے باوجود بڑا ممتاز مقام رکھتا ہے اسی عظیم الشان قائد کا جانشین جسے موجودہ دور میں ماموریت کا مقام حاصل ہوا ہے عصر حاضر کا وہ الانسان ہے جس کے البیان نے مجالس میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی اپنی مادری زبان پنجابی تھی۔ اپنی جائے رہائش کے اردگرد کے لوگوں کو وہ اپنی مادری زبان ہی میں وعظ و نصیحت کرتے تھے اسی طریق پر پنجاب کے پنجابی بولنے والے لوگ بھی آپ کے زیر اثر بڑے روحانی مقامات حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے رہے۔ ..... مگر آپ کے اکثر مواعیظ اور خطبات اُردو میں ہوتے تھے۔ اُردو ایک علمی زبان بن چکی ہے اور نومولود ہونے کے باوجود وہ پختہ کار زبانوں میں .... نہایت ممتاز مقام حاصل کر چکی ہے۔ دین اسلام کے بے شمار معارف اور علوم اسی زبان میں منتقل ہو کر ایک قیمتی خزانہ بن چکے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ زبان اب قرآن اور حدیث کی زبان بولتی ہے اور علوم اسلامیہ کے پھولوں کی مہک سے مشامِ انسانیت کو لذت بخشتی رہتی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے قلم سے بڑی کتابیں اردو زبان میں تالیف ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں اور ان کی وجہ سے یہ زبان اسلامی علوم سے بھی مالا مال ہو گئی ہے۔ محبانِ اُردو نے کئی دفعہ حضرت مرزا صاحب کی اردو زبان کے متعلق بیش بہا خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

فارسی زبان

فارسی زبان بھی علوم و فنون کا ایک بیش بہا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسلام کی فتوحات جب عرب علاقوں سے نکل کر عجمی ممالک کو زیر نگین لانے لگیں تو فارسی زبان نے علوم اسلامیہ کے لئے اپنے دامن کھول دیئے اور اس زبان میں تصوف کے علم نے جنم لیا جس نے بڑے حکیمانہ اور فلسفیانہ انداز پر انسانی دماغوں کو مسخر کر لیا۔ صوفیائے کرام کا ایک بڑا گروہ ایسا پیدا ہو گیا جس نے فارسی زبان میں اظہار خیال کر کے اس زبان کو بامِ عروج پر پہنچا دیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کو اس زبان میں بڑی دسترس تھی اور ان کا فارسی زبان میں منظوم کلام انہیں صف اوّل کے فارسی شعرا میں داخل کر دیتا ہے۔ ان کی نظمیں عشق الٰہی میں گداز اور حبِ رسولؐ سے مملو ہیں۔ انہیں پڑھ کر انسان وجد میں آ جاتا ہے یہ زبان بھی حضرت مرزا صاحبؑ کے خیالات سے متاثر ہو کر اپنے علمی خزائن میں اضافہ کر چکی ہے۔ عجمی زبانوں میں سب سے زیادہ فارسی زبان میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ نہ صرف علوم اسلامیہ کے خزانوں کو محفوظ کرے بلکہ ان میں اضافہ بھی کرے اور جلا بھی بخشے اور یہ دونوں کام اس نے نہایت خوبصورتی سے انجام دیئے ہیں۔ یہ زبان بھی اب قرآن اور حدیث کی زبان بن چکی ہے۔ مزید براں اس میں سرور بھی ہے اور غنا بھی۔ آئندہ کا مورخ جب فارسی کے شعرائے کرام کی فہرست تیار کرے گا تو اس میں لازماً حضرت مرزا صاحبؑ کا نام نامی اسم گرامی درج ہوگا۔ یہ اس زبان کی ہی شیرینی اور ہمہ گیری ہے کہ شاعر مشرق کو بھی اپنی شاعری کی پختگی کے ایام میں اس زبان میں اظہار خیال کی مہارت نصیب ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب نے اس زبان میں صیقل شدہ کی نئی روشنی جلا دی اور اس سے اس زبان کو چار چاند لگ گئے۔

عربی زبان

خدا کی آخری کلام زبان عربی میں نازل ہوا اور قرآن کریم عربی میں منصہ شہود پر آیا۔ حضرت مرزا صاحب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے جو شہری زندگی سے بہت دور نیم شائستہ اور نیم مہذب سوسائٹی میں پروان چڑھ رہا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کسی بڑے دار العلوم میں تحصیل علم نہ کر سکے اور نہ ہی کسی عربی ادیب کے سامنے انہوں نے زانوئے تلمذ تہہ کیا بایں ہمہ اس رفیع الشان اور فقید المثال زبان میں انہیں اس قدر دسترس حاصل تھی کہ وہ اپنے تمام ملکی ہم عصر علماء سے گوئے سبقت لے گئے اور انہوں نے سب کو چیلنج دے دیا کہ کوئی ان کے بالمقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ مسجد میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک اردو کی بجائے عربی الفاظ برق کی تیزی اور سرعت کے ساتھ ان کی زبان پر جاری ہو گئے اور فصاحت و بلاغت سے پُر فقرات زبان سے اس کثرت سے نکلتے گئے کہ سامعین میں چند عربی دان علماء حیرت زدہ ہو گئے یہ خطبہ کافی لمبے عرصہ تک جاری رہا اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ خطبہ "خطبہ الہامیہ" کے نام سے کتابی صورت میں مدون ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کئی عربی کتابیں نثر اور نظم میں آپ کے قلم سے ایسے دلآویز پیرایہ میں لکھی گئیں کہ خود اہل عرب انہیں پڑھ کر حیرت میں کھو گئے۔

انگریزی زبان

ان مشرقی زبانوں کے علاوہ اس دور میں انگریزی زبان کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ یہ زبان دنیا کے اکثر حصہ میں بولی اور لکھی جاتی ہے۔ اس زبان میں اظہار خیال کے لئے حضرت مجدد زمان نے توجہ کی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے غیر معمولی تصرف سے آپ کے مریدوں میں چند ایسے نفوس پیدا کر دیئے جن کے قلم نے اس زبان میں ایسے جوہر دکھلائے کہ خود انگریز علماء کو ان لوگوں کی انگریزی زبان پر قدرت پر خراج تحسین ادا کرنا پڑا۔ مولانا محمد علی صاحبؒ نے انگریزی زبان میں ایک ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے نام سے جاری کیا جس میں ایڈیٹوریل کے علاوہ زیادہ تر حضرت مرزا صاحبؑ کے اُردو مضامین کے انگریزی تراجم شائع ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد علی صاحبؒ نے قرآن کریم کی مفصل تفسیر لکھ دی جس سے یورپ اور امریکہ دونوں بے حد متاثر ہوئے۔ اور اب تک یہ تفسیر انگریزی تفاسیر میں بہت اُونچا مقام رکھتی ہے۔ مولانا محمد علی صاحبؒ نے انگریزی میں ایک اور ضخیم کتاب "ریلیجن آف اسلام" کے نام سے لکھی جو آج تک اسلام کا انسائیکلوپیڈیا سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی کتابیں انگریزی میں احمدیہ جماعت کے ممتاز لوگوں نے تصنیف کیں جن میں خواجہ کمال الدین صاحبؒ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے بھی انگریزی میں ایک تفسیر لکھی ہوئی ہے جو انشاء اللہ طبع ہو جائے گی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کی طباعت میں مزید تاخیر نہ ہو۔ ہماری جماعت کے ایک اور ممتاز رکن بھی ہیں جن کا نام ہم ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتے وہ بھی انگریزی میں تفسیر لکھ رہے ہیں جو قریب الاختتام ہے، جب وہ چھپ جائے گی تو انشاء اللہ لوگوں کے علم میں بڑا اضافہ ہوگا اور مطالعہ قرآن کے طالب علم اس سے بڑے مستفیض ہوں گے۔

انگریزی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے اس جماعت کے دیگر احباب نے بھی کئے ہیں اور وہ چھپ چکے ہیں۔ یوں انگریزی زبان بھی اب علوم اسلامیہ سے تہیدامن نہیں رہی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت اسی طرح کام کرتی رہی تو اسلام کی نہایت خوبصورت تصویر مہذب دنیا کے سامنے آجائیگی۔ لکھتے لکھتے ہمیں یہ خیال بھی گذرا ہے کہ فارسی اور عربی میں بھی قرآن کریم

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغامِ صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۶۷ء

اہلحدیث کی افترا پردازیاں

کچھ دنوں سے اہلحدیث اخبارات جماعت احمدیہ کے خلاف خاص طور پر طرح طرح کی افترا پردازیوں سے اسے بدنام کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ۔

"برطانوی سامراج نے اس تحریک کو نان ونفقہ مہیا کیا، خصوصی فنڈوں سے اس کی مدد کی"

"ظلّی نبوّت کے نام پر صیہونیت کے نقیب"

"قادیانیت سراسر انسانیت دشمن، سامراج نواز، رجعت پسند اور استحصالی تحریک ہے"

"یہ پہلا منظم فتنہ ہے جس نے ملّتِ اسلامیہ کو ظلّی نبوّت کے نام پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا"

"دنیا میں بہت سی اصلاحی تحریکیں اٹھیں، بدھ مت جین مت وغیرہ نے ہندوستان میں فروغ پایا لیکن ایسی جتنی بھی تحریکیں تھیں اُن کے بانی مخلص تھے، قادیانیت وہ واحد تحریک ہے جس کی بنیاد ہی فریب کاری، سامراج نوازی اسلام دشمنی اور شر انگیزی پر مبنی تھی، اس کا بانی اخلاق سے مبرا اور خوفِ خدا سے عاری تھا"

"میرزائیوں کی جماعتِ لاہور نے ایک عجیب منافقانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے .... ۱۹۱۴ء میں قادیان سے نکلے ہوئے مولوی محمد علی، ڈاکٹر محمد حسین ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ نے ایک چولا اتارا اور دوسرا پہن لیا ...... یہ لوگ برطانوی سرکار کے خاص الخاص آدمی تھے"

وغیرہ وغیرہ اسی قسم کی بے بنیاد باتیں اور مفسدانہ افترا پردازیاں ہفت روزہ اہلحدیث کے صرف دو پرچوں (۹ جون اور ۱۶ جون ۱۹۶۷ء) میں درج ہیں، اور انہی دو پرچوں میں نہیں مسلسل کئی پرچوں میں قادیانی جماعت کے علاوہ جماعتِ لاہور اور بانیٔ سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، جن کی غرض صرف یہ ہے کہ سلسلۂ احمدیہ کو اسلام دشمن بلکہ دشمنِ انسانیت ثابت کر کے جو ستم آرائی ممکن ہو عام مسلمانوں اور حکومت کو اس کے لئے اُکسایا جائے، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے کوتاہ ہتھیار ان کے مقاصد کو پورا کرنے میں کسی کام نہیں آ سکتے، اس قسم کی کوششیں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ لوگوں کی طرف سے کی گئیں، جماعتِ احرار نے اس پاک سلسلہ کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، کئی قسم کے باطل خیالات اس کی طرف منسوب کر کے انہیں احمدیت کے تابوت کی آخری میخ قرار دیا لیکن خدا نے اس کو نہ صرف ہمیشہ ظالموں کے ہاتھوں سے بچایا بلکہ اسے ترقی پر ترقی دے کر دشمنوں کو حیرت زدہ و مبہوت کر دیا، اگر اس قسم کے پراپیگنڈا اور اس سلسلہ کی طرف منسوب کردہ خیالات کی کوئی حقیقت ہوتی، تو مخالفین کی یہ کوششیں ناکام ثابت نہ ہوتیں، اور یہ سلسلہ کبھی کا مٹ چکا ہوتا۔ اہلحدیث اور دیگر معاندین کی پے در پے ناکامیاں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک ان کی کوششیں سراسر ناپسندیدہ اور خلافِ حق ہیں، انہیں خوب معلوم ہے کہ جو الزامات وہ اس سلسلہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں وہ صحیح نہیں، وہ صرف اس جماعت کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹی باتیں تراشتے اور اس پر بے بنیاد عمارت کھڑی کرتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ خدا کو اس کا کیا جواب دیں گے، ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ "برطانوی سامراج نے اس تحریک کے لئے نان ونفقہ مہیا کیا اور خصوصی فنڈوں سے اس کی مدد کی"، جماعت لاہور کو منافق قرار دینے کے لئے ان کے پاس کیا ثبوت ہے، اس قسم کی گالیاں دینا بہت آسان ہے کہ اس تحریک کی "بنیاد ہی فریب کاری، سامراج نوازی، اسلام دشمنی اور شر انگیزی پر مبنی تھی اور اس کا بانی معاذاللہ اخلاق سے مبرّا اور خوفِ خدا سے عاری تھا" لیکن حقائق کے ذریعہ اس کو ثابت کرنا مشکل ہے، اس سلسلہ کا بانی تو وہ شخص تھا جس کے اخلاق و اعمال کی ایک دنیا معترف ہے، اس بارہ میں مولانا ابوالکلام آزاد، خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں، پیر صاحب صاحب العلم، مولوی سراج الدین والد مولوی ظفر علی خان سر سید احمد خان اور دیگر کئی مقتدر اصحاب کی آراء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے شائع کردہ کتابچہ شہادت حقہ میں پڑھیئے اور غور کیجئے کہ خوفِ خدا سے عاری آپ لوگ ہیں جو جھوٹے الزامات لگا کر حضرت مرزا صاحبؑ اور ان کے قائم کردہ سلسلہ کو بدنام کرنا چاہتے ہیں، کاش تمہارے اندر ایک رتی بھر خدا کا خوف ہوتا تو ایسے ناپاک الزامات اور گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین لکھتے ہوئے ڈر جاتے کہ جنابِ الٰہی میں مواخذہ کے وقت کیا جواب دیں گے، ہم تو ان گالیوں کو سُن کر صبر ہی کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن جو ناکامی تمہیں اس دنیا میں ہو رہی ہے اور جو سزا آخرت میں بھگتنی پڑے گی، اس کا خیال کر کے ایسی بیہودہ باتوں سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہوگا ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو ـ کچھ تو لوگو حق سے شرماؤ

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی علالت

میرے خسر محترم جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع آنریری مسلم مشنری لائلپور ایک سال سے زائد عرصہ گذرا دل کے درد کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ لائل پور کے ڈاکٹر صاحبان نے مشورہ دیا تھا کہ کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں انہیں داخل کرا کے علاج کرایا جائے۔ ایک ماہ کے علاج سے کافی فائدہ ہوا۔ ہسپتال کے ڈاکٹر صاحبان نے جو نسخہ تجویز کیا۔ لائلپور واپس آکر اس کا استعمال کیا جاتا رہا۔ کچھ عرصہ بہت فائدہ رہا۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی دل کا دورہ پڑ جاتا تھا۔ اب گذشتہ عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر لائلپور میں جلسہ منعقد ہوا۔ سیرت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے موضوع پر جناب مرزا صاحب کو بھی تقریر کی دعوت دی گئی تھی کمزوری کے باوجود کھڑے ہو کر اپنی مشہور گھن گرج کے ساتھ تقریر کی اور حضورؐ سرورِ کائنات صلعم کے حالات کو ایک اچھوتے رنگ میں پیش کیا۔ گھر واپس آئے تو رات کو پھر دل کا سخت دورہ پڑا اس کے بعد چند دنوں کے وقفہ سے بار بار دورے پڑنے شروع ہو گئے آخر ڈاکٹری مشورہ یہ طے کہ مرزا صاحب کو لائل پور کی شدید گرمی سے نکال کر پہاڑ پر لے جایا جائے۔ کوہ مری کا انتخاب ہو کر ۲ر جون کو مرزا صاحب راولپنڈی پہنچے اور اپنے فرزند مرزا اورنگ زیب بیگ مینیجر کامرس بنک کے مکان پر قیام کیا۔ اور کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں پھر ان کا معائنہ کرایا گیا۔ اور نیا نسخہ تجویز ہوا۔ ۸ر جون رات کے ۲ بجے دل کا شدید دورہ پڑا جو جان لیوا نظر آ رہا تھا۔ اپنے رشتے دار سب جمع ہو گئے اور سخت گھبرا گئے مگر مرزا صاحب نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سب کو یہ تسلی دی:۔

"آپ حضرات بالکل فکر نہ کریں میں ابھی مروں گا نہیں میں نے اسلام کی خدمت کا بہت سا کام کرنا ہے"

طبیعت سنبھلنے پر انہیں ۱۱ر جون کو کوہ مری لایا گیا۔ میری بیگم لیڈی ڈاکٹر زبیدہ بیگم اور بچے میں اور ایک ملازم ساتھ آئے اور ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ کوہ مری کی آب و ہوا ان کو راس آ رہی ہے۔ ادویات کا استعمال باقاعدہ شروع ہے کمزوری بعید ہے لیکن بفضلِ خدا جلد رفع ہو جائے گی۔ یہاں ہمارا تین ماہ قیام کرنے کا ارادہ ہے تاکہ مرزا صاحب کی صحت اچھی طرح بحال ہو جائے۔

احباب سے درخواست ہے کہ درد دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ڈاکٹر ملک محمد شفیع

خط و کتابت کا پتہ یہ ہے:۔

ڈاکٹر مرزا مظفر بیگ ساطع
"آشیانہ"
تحصیل روڈ۔ کوہ مری

ہفت روزہ پیغامِ صلح۔ خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

www.aaiil.org

(قسط ۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ کا دورۂ پشاور

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورۂ پشاور کے تفصیلی حالات درج ذیل (از قلم صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب) کا کچھ حصہ ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ بقیہ حصہ جو درج ذیل ہے، بعض وجوہ سے جلد شائع نہ ہو سکا جس کے لئے ادارہ پیغام صلح معذرت خواہ ہے:—
(صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب)

۱۳ اپریل کو جناب عطاء الرحمٰن خان صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب نے نہایت ہی پُر تکلف ظہرانہ کا بندوبست کیا ہوا تھا اگرچہ حضرت امیر قوم کا قیام ہی پشاور میں جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح کے بنگلہ پر تھا تاہم اوروں کی طرح جناب عطاء الرحمٰن خانصاحب کی بھی دلی خواہش تھی کہ وہ بھی ذاتی طور پر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کریں جو پُر تکلف ظہرانہ کی صورت میں انہوں نے کی۔ اللہ تعالےٰ سب کو اپنے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرماوے آمین۔

اسی دن پشاور کے ہوائی اڈے پر پھر احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے محبوب امیر قوم کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کے دل حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی چند روزہ صحبت سے ہشاش بشاش تھے۔ ہوائی اڈہ پر بھی وہ آپ کی جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ تقریباً ایک بجکر پندرہ منٹ پر جناب میجر ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب صدر جماعت پشاور اپنی کار میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو ہوائی اڈے پر لے آئے۔ احباب امیر قوم کو دیکھ کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے موٹر کی طرف دوڑ پڑے تھے افتخار احمد نے گلاب کے پھولوں کا ایک نہایت ہی خوشنما گلدستہ حضرت امیر قوم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت امیر قوم نے نہایت شفقت سے بچے کو پیار کیا اور گلدستہ لے کر صدر جماعت جناب ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کو فرمایا کہ یہ میری نشانی اپنے پاس رکھئے کیونکہ لے جاتے وقت راستہ میں اس کی رنگت تبدیل ہو جائے گی۔ افتخار احمد بھی خوش ہوا۔ کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد اس جگہ پہنچے جہاں پر جانے سے پہلے مسافروں کو بٹھایا جاتا ہے۔ حضرت امیر قوم نے ہوائی اڈہ کے عملہ سے پوچھا کہ آیا میرے ساتھی بھی اندر جا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے معذوری ظاہر کی۔ تب حضرت امیر قوم نے فرمایا کہ جب میرے ساتھی اندر نہیں جا سکتے تو میں اکیلا اندر کیا کروں گا اور یہ کہتے ہوئے ریسٹورنٹ کی طرف چل پڑے کہ یہاں تو ہمیں کوئی منع نہیں کر سکتا۔ اندر جا کر آپ نے سب احباب کے لئے چائے منگوانے کے لئے فرمایا۔ اللہ اللہ یہ اس زندہ قوم کے زندہ اور شفیق امیر۔ ساتھیوں کے بغیر بیٹھنا بھی گوارا نہ کیا۔ جب حضرت امیر قوم نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس پر میجر ایم اے رحمٰن صاحب صدر جماعت نے اُٹھ کر اصرار کیا اور فرمایا کہ بل میں ادا کروں گا۔

لاؤڈ سپیکر پر آواز آئی کہ جہاز جانے کے لئے تیار ہے، احباب نے بادلِ ناخواستہ اپنے محبوب امیر کو الوداع کہا۔ امیر قوم نے جاتے ہوئے احباب کو ہاتھ ہلا ہلا کر خدا حافظ کہا آخری سیڑھی پر چڑھ کر پھر احباب سے مخاطب ہو کر ہاتھ ہلایا احباب نے خلوصِ دل سے آپ کو الوداع کہا اور جب تک جہاز آنکھوں سے اوجھل نہ ہوا سب احباب جہاز کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے رہے۔ ہمارے ایک محترم دوست جناب جلال الدین محمد اکبر صاحب نوشہرہ سے اس وقت پہنچے جب امیر قوم ہم سے رخصت ہو گئے تھے ان کو دیر سے آنے پر از حد رنج پہنچا کیونکہ وہ ملاقات سے محروم رہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ احباب پشاور اور مضافات میں سے ہر شخص نے فرداً فرداً حضرت امیر قوم کے دورانِ قیام میں ہر ممکن طور پر حصہ لیا ہے اور نہایت ہی خلوص سے امیر قوم کے پروگرام کو کامیاب بنایا ہے جس کے لئے یہاں کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالےٰ سب کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے پر دینی اور دنیاوی خوشیاں عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

میں یہاں خاص طور پر صدر جماعت جناب ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ بڑے کامیاب اور بہت مصروف ڈاکٹر ہیں لیکن آپ نے اپنا سب کاروبار بند کر کے حضرت امیر قوم کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو بالکل وقف کر دیا تھا اور حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کے آرام و آسائش اور کھانے وغیرہ کا ہر طرح سے خیال رکھا اور اپنی کامیاب پریکٹس کو جو کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ان کے اپنے ہی کلینک میں چل رہی ہے خیرباد کہہ دیا اور وہ خود اور ان کے اہل و عیال حضرت امیر قوم کو ہر قسم کا آرام پہنچانے کی فکر میں لگے رہے اس طرح انہوں نے ایک زندہ مثال قوم کے سامنے پیش کر دی جب کوئی بھی ان سے کہتا کہ آپ نے بہت تکلیف کی ہے تو ہنس کر جواب دیتے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ عرصہ دراز کے بعد مجھے خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ میں خود اور میرے بچے امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا سعادت نصیب ہو سکتی ہے کہ میں اس قابل سمجھا گیا ہوں کہ اپنے واجب الاحترام امیر کی خدمت کر سکوں اوروں کے علاوہ گگہ دلہ واپسی پر جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ نے راقم الحروف کو فرمایا کہ ہم نے واقعی نہایت موزوں شخصیت کو جماعتِ پشاور کا صدر منتخب کیا ہے جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ دین کو دنیا پر کس طرح مقدم رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے اس مکان پر جہاں ہمارے واجب الاحترام امیر اُترے تھے اور اس مکان میں رہنے والوں پر رحمت کی بارش برسائے اور صدر جماعت ڈاکٹر ایم اے رحمٰن صاحب کے خاندان کو دینی اور دنیاوی خوشیاں عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

ہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا

اَلْاِنْسَان وَالْبَیَان

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

کی نئی تفاسیر احمدیہ جماعت کے علماء کی طرف سے تصنیف ہو کر شائع ہونی چاہئیں۔ ہماری رائے میں تجدید دین کا یہ تقاضا ہے کہ ہمارے فارسی اور عربی بولنے والے مسلمان بھی ان علوم سے پوری طرح واقف ہو جائیں گے جو اس زمانہ میں مامور من اللہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارزاں ہوئے۔ وحی نبوت تو بے شک بند ہے مگر وحی ولایت جاری ہے اور اس وحی سے وقتاً فوقتاً علمی مشکلات حل ہوتی رہتی ہیں، اور ہوتی رہیں گی۔ فارسی اور عربی میں بھی قرآن کریم کی تفسیریں اسی الانسان کے البیان کی کرشمہ سازی سے معرض وجود میں آنی چاہئیں۔ ہم اس مضمون کو طول نہیں دینا چاہتے البیان کے متعلق بعض خیالات کا اظہار ہم نے کر دیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے نوجوان دوست اس بنیاد پر مزید عمارتیں تیار کریں گے۔

دیگر زبانوں میں قرآن کے تراجم

آخر میں ہم یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ جرمن اور ڈچ زبان میں بھی ہماری جماعت کی طرف سے قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر شائع ہو چکی ہیں۔ ان دونوں کا پہلا سٹاک ختم ہو چکا ہے اب انہیں دوبارہ طبع کرانے کے لئے سکیمیں تیار ہونی چاہئیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہسپانوی زبان میں بھی جو ہسپانیہ کے علاوہ لاطینی امریکہ کی کثیر آبادی کی زبان ہے، قرآنی علوم کی کثرت سے اشاعت ہونی چاہئے چونکہ قبل ازیں بھی ہسپانیہ زبان اسلام کے سابقہ عروج کے زمانہ میں اسلام سے آشنا ہو چکی تھی۔ اور اس کی وساطت سے وہ ملک ایک دفعہ پہلے بھی علوم کی روشنی سے منور ہوا تھا۔

غرض اشاعتِ اسلام کا ایک بڑا وسیع میدان ہمارے سامنے ہے۔ کاش کہ مسلمان آپس میں تکفیر کی بجائے اشاعت اسلام کے کام میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تا کہ اسلام کو یہ موقع ملے کہ وہ مصیبت زدہ دنیا کے زخموں

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

عالمگیر وحدتِ نسلِ انسانی کا بین الاقوامی و ملّی اسلامی نظریۂ حیات و قومیت۔

قوم اور وطن پرستی کی تباہ کُن اور مہلک وبائیں۔

بھارت اور پاکستان کی مفاہمت، آزادی اور انصاف کے تقاضوں کو برقرار رکھ کر ہی ہو سکتی ممکن ہے۔

از رہِ دیں پردلی آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بہ آید، ہم ازیں رہ بالیقیں۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۸ جون ۱۹۷۱ء فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولو شاء اللہ لجعلھم أمۃ واحدۃ ولکن یدخل من یشاء
فی رحمتہ والظالمون مالھم من ولی ولا نصیر
...... وامرت لاعدل بینکم
اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ
بیننا وبینکم ——— (الشوریٰ ۴۲: ۸ تا ۱۵) ———

آج کل پاکستان اور بھارت کے درمیان مفاہمت اور امن کی بات چل رہی ہے۔ صدر پاکستان نے بھی مختلف لوگوں، انجمنوں، جماعتوں اور اداروں سے اس بارہ میں ان کی آراء طلب کی ہیں۔ میں نے الاہوارہیں گذشتہ ماہ یوم وصال کے موقعہ پر حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کے ایک کتابچہ "پیغام صلح" کے حوالہ سے کچھ ریمارکس کیئے تھے۔ اسی مناسبت سے اس وقت میں چند ایک تجاویز آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور اس امر کی تمہید میں آپ کی توجہ قرآن کریم کے اس ارشاد کی طرف منعطف کرواتا ہوں کہ "اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو جمیع بنی نوع انسان کو ایک ہی گروہ بناتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے، اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے کوئی کارساز نہیں اور نہ کوئی مددگار ہے ...... مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل سے کام لوں، تمام انسانوں ہمارا اور تمہارا رب خدا ہے (ثبوت اس کا یہ ہے) کہ ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کا۔ پس اس بارہ میں ہمارے تمہارے مابین کوئی بھی اختلاف یا تنازعہ نہیں"۔

اسی قسم کے ارشادات قرآن کریم کے اور مقامات پر بھی وارد ہوئے ہیں۔ سورۃ یونس میں فرمایا وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا۔ ساری نسلِ انسان ایک ہی جماعت اور ایک ہی قوم ہیں مگر وہ باہم اختلاف کرکے تفرقہ ڈال دیتے ہیں اور سورۃ مائدہ میں مرقوم ہے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتٰکم فاستبقوا الخیرات۔ الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون (۵: ۴۸) یعنی اگر اللہ چاہے تو تم کو ایک ہی گروہ بنا دے۔ لیکن وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس کے باعث تمہارے جوہر پرکھے، سو نیکیوں کو آگے بڑھ کر لو، تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر ہی جانا ہے پس جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو وہ تمہیں بتا دے گا۔ پھر سورۃ بقرہ میں ارشادِ الٰہی ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینٰت بغیاً بینھم (۲: ۲۱۳) یعنی سب لوگ ایک ہی جماعت کے حکم میں ہیں پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری، تا کہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے، مگر جنہیں کتاب دی گئی، انہوں نے آپس کی ضد کی وجہ سے اس میں اختلاف پیدا کر لیا۔

بنی نوعِ انسان کی وحدت اور مساوات

ان چار مقامات قرآنیہ میں یہی بیان کی گئی ہے کہ ہم نے اولاد آدم کو ایک ہی انسانی گروہ بنایا ہے۔ اگرچہ دیگر مذاہب نے بھی عبادتِ الٰہی اور مخلوق سے ہمدردی کی تعلیم دی ہے لیکن یہ تصور اور یہ نظریہ کہ جمیع عالمِ انسانیت ایک ہی گروہ اور ایک ہی جماعت کی مانند ہیں، یہ صرف اسلام نے کامل اور نمایاں طور پر سب سے پہلے دنیا میں پیش کیا۔

جو آیات میں نے سورۃ الشوریٰ کی تلاوت کی ہیں ان میں بھی یہ نظریۂ حیات پیش کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر۔ یعنی اللہ ہمارا رب اور تمہارا رب یعنی سب انسانوں کا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ یہ ایک قانون ہے کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم سب کا اعمال پر ہی مدار ہے۔ جمادات میں بھی ہم یہی قانونِ قدرت کار فرما دیکھتے ہیں۔ خدا بلا امتیاز لون، وطن و قوم، مذہب و ملت ایک جیسا سلوک سب سے کرتا ہے۔ جو کوئی سعی اور کوشش کرتا ہے قطع نظر اس بات کے کہ وہ مسلمان ہے یا کافر وہ اسے اپنے کیئے کا بدلہ مل کر رہے گا۔ جزا و سزا کا انحصار اعمال کی کیفیت و نوعیت پر ہے نہ کہ نسل و نسب یا لون لسان یا قوم وطن یا مذہب و ملت پر اس قانون میں کوئی تفریق، کوئی امتیاز اور کوئی استثناء روا نہیں رکھی گئی۔

حضرت خاتم الانبیاء صلعم نے ایک عالمگیر اخوت قائم کی۔

اگر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کو دیکھیں تو آپ کو تاریخ مذاہب میں پہلی دفعہ یہ نظارہ نظر آئے گا کہ حضور صلعم کے قدموں میں مختلف اوطان و اقوام اور مذہب و ملت کے لوگ آ گئے۔ اور وہ سب اسلام کی اخوت و مساوات کی لڑی میں پروئے گئے۔ فارسی النسل حضرت سلمان رضؓ پہنچے تو فرمایا سلمان منا اھل البیت۔ اور حبشہ سے حضرت بلال رضؓ پہنچے تو انہیں مؤذن کا قابلِ احترام مقام حاصل ہوا۔ سہیل رومی رضؓ آئے تو ان سے بھی کوئی تفریق روا نہ رکھی گئی۔ اور حضور صلعم کے حلقۂ ارادت میں بغیر کسی درجہ بندی کے اٹھتے بیٹھتے۔ یہ تفریق اونچ نیچ، آقا اور غلام اور قوم و نسل کی اسلام نے اس کی نہ صرف حوصلہ شکنی کی بلکہ اسے عالمِ انسانیت کے اتحاد و اتفاق کی راہ میں سنگِ گراں قرار دیا۔ نہ صرف قرآن کریم نے اس درجہ بندی اور امتیاز و تعصب کو ختم کرنے کی تلقین کی بلکہ حضور صلعم نے اپنے پاک نمونہ سے بھی دکھلایا کہ تمام نسلِ انسانی ایک ہے اور اسے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جا سکتا ہے۔ **اس طرح اسلام نے تہذیب انسانیت کے ایک نئے، عظیم الشان اور منفرد دور کا آغاز کیا۔** باقی تہذیبوں سے اسلامی تہذیب میں ایک خصوصی اور نمایاں امتیاز نظر آتا ہے جہاں قومی، وطنی، علاقائی، گروہی، لسانی، نسلی اور لونی تفریقات، امتیازات و تعصبات کو کلیتاً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور بڑائی و بزرگی کا معیار صرف اور صرف حسنِ سیرت اور اعمالِ صالحہ قرار دیا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ بلندیٔ درجہ کا معیار ادائیگی فرائض ہے کسی خاص قوم و وطن یا حسب و نسب

پر اس کا انحصار نہیں۔ اسلامی تہذیب نے غلاموں اور غیر عربوں کو سماج و معاشرت اور انتظام و انصرام کے شعبوں میں مجازیت و اختیاری عہدوں پر متمکن کیا اور ان کی ماتحتی قبول کی یہ وہ عظیم انقلاب ہے شرف انسانیت کا جو اسلام نے دنیا میں پیدا کیا۔

اسلام نے مختلف قوموں میں اختلاط پیدا کیا اور باہمی وسعت مساوات، اتفاق، صلح اور رواداری کے اصول تلقین کئے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام سے قبل اقوام و اوطان کا ایک دوسرے سے تعلق و رابطہ نہیں تھا۔ ذرائع رسل و رسائل اور مراسلات و مواصلات مفقود تھے اس لئے ان کا باہمی میل جول اور اختلاط نہیں تھا۔ اگر اقوام ایک دوسرے سے تعصب و عناد رکھتی بھی تھیں تو اس کا ان کی عملی زندگی پر کوئی اثر نہیں تھا۔ لیکن جب میل ملاپ ہو جائے مگر تعصب اور جنبہ داریاں بدستور قائم رہیں تو اس کے مضر اثرات ظاہر و باہر ہیں جو نفرت، دشمنی، عناد، ظلم، نا انصافی، فساد و فتنہ بلکہ ہلاکت و تباہی پر منتج ہو جاتے ہیں۔

اسلام کے وقت ایسے بین الاقوامی روابط کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو رہے تھے، اس لئے اسلام نے ان تعصبات کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا، اس طرح اسلام نے ایک نئے بین الاقوامی تعلقات کا آغاز کیا۔ اسلام ایک عالمگیر دعوتی اور تبلیغی دین ہے۔ اس لئے اس نے عرب سے نکل کر عجم میں اسلام کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ لازمی امر تھا کہ وہ مختلف قسم کے امتیازات اور تعصبات کو مٹا دے۔ اور عالمگیر پیمانہ پر مساوات قائم کرے۔

برصغیر میں اسلام کی دعوت و تحریک کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ یہاں درویشوں اور حق پرستوں نے اسلام کا پیغام سنایا اور انہی کے انفاسِ طیبہ سے اسلام پھیلا۔ یہاں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ طاقت و جبروتِ شاہی کے بل بوتے پر اسلام جبر و اکراہ سے منوایا گیا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ برصغیر کی حکومت کے بعد کیا اس خطہ میں کوئی غیر مسلم رہ سکتا تھا؟ مگر اس برصغیر میں چالیس پچاس کروڑ غیر مسلم آباد ہیں۔ یہ ہے اسلام کی رواداری اور دوسروں کی مذہبی آزادی کی برقراری۔ مگر بدقسمتی سے اپنے اپنوں اور غیروں نے سراسر ظلم و جہالت سے باعث جبر و اکراہ کا رنگ دے دیا ہے۔

اسلام کے داعیوں نے حکمت و موعظت اور خلقِ محمدیؐ کے ساتھ اسلام کو عملی طور پر پیش کیا، اس کی افادیت کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا داعیانِ اسلام نے انصاف اور حق پرستی کی دعوت دی، انہوں نے ساری کی ساری انسانیت کو بلا امتیاز قوم و وطن بلکہ دین و ملت ایک ہی سمجھا۔

آج دولت پرستی اور وطن و قوم پرستی کی وباؤں نے جملہ افراد و اقوام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

اس وقت جو دنیا میں اخلاقی، معاشرتی اور سماجی امراض پھیلی ہوئی ہیں۔ قتل مقاتلہ ہے، ڈاکہ و اغوا ہے، بدکاری اور لوٹ کھسوٹ ہے حق تلفی اور نا انصافی ہے، جود و ظلم ہے۔ یہ تمام امراض صرف اور صرف دولت پرستی اور قوم پرستی کے غلط جذبوں کی پیدا وار ہیں۔ جنہیں انسانی اقدار کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے اس سے بالاتر سمجھ لیا گیا ہے۔ ان تمام امراض کا علاج اسلام نے پہلے سے ہی کر دیا ہے۔ یہ دور دیکھ لو اور آج سے چودہ سو سال پہلے کا زمانہ دیکھ لو۔ جس وقت تو قومیں ایک دوسرے سے لا تعلق تھیں لیکن آج ساری دنیا ایک شہر بن چکی ہے۔ پہلے جو سفر دنوں اور مہینوں میں طے ہوتا تھا آج وہ گھنٹوں اور منٹوں میں طے ہوتا ہے، ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں چند گھنٹوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ اختلاط و روابط کس قدر بڑھ چکے ہیں۔ پاکستان کو دیکھ لیجئے کہ یہاں کے لوگوں کے کتنے عزیز و اقارب امریکہ برطانیہ وغیرہ ممالک میں آج بھی قیام پذیر ہیں۔ وسیع پیمانے پر یہ

اختلاط اگر صرف جسمانی طور پر محدود رہے اور اس کی بنا روحانی و اخلاقی اقدار پر نہ ہو تو اس کا نتیجہ یقیناً ہلاکت اور بربادی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا کا انتظام محبت، خیر خواہی اور خیر سگالی کے جذبات پر چلتا ہے، جہاں نفرت و تعصب و عداوت و دشمنی کارفرما ہوں گے وہاں وہی جنگ و خونریزی کی حالت ہوگی جو برصغیر ہند و پاک کی ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے ابھی وطن پرستی بھی ایک مہلک مرض بن گئی ہے۔ اس بیماری کا علاج اسلام نے دیا ہے۔ اور ہندوستان میں اس دور کے مجددِ اعظم نے اس بیماری کو دیکھ کر اسلام کے علاج کے مطابق اپنے پیغام "پیغامِ صلح" میں یہاں کی بڑی قوم ہندوؤں کو دعوت اتحاد و اتفاق دی کہ ہمیں ایک ہو جانا چاہیئے۔ ۔۔۔۔ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کو ختم کر دینا چاہیئے۔ ایک دوسرے کے عقائد اور مذہب کا احترام کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم ہندوؤں کے تمام رشیوں اور انکی مذہبی کتابوں وید وغیرہ کا احترام و اکرام کرتے ہیں آپ بھی ہمارے پیغمبرؐ و قرآن کی عزت کریں اور ہمارے دین و ملت کے خلاف برائی کے کلمات کہہ کر نفرت کے بیج مت بوئیں۔ یہاں امن و آشتی کی فضا اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے کہ از روئے انصاف ہندو بھی ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مانیں اور بغض و کینہ کو ترک کر دیں۔ تم کیوں بغض و کینہ کو نہیں چھوڑتے اور مذہبی عناد کو ترک نہیں کرتے؟ اگر تم احترام و اکرام کا رویہ اپناؤ تو تب ہی ہمارا تمہارا دل اور اصولی اتفاق ممکن ہے۔ اگر [illegible] کے ہندو اور پاکستان کے مسلمان باہم ایک دوسرے کے دین و دھرم کا احترام و اکرام کریں تو صرف اسی صورت میں دونو قوموں کا سچا اتحاد ممکن ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سیاسی اختلافات کی بنا بھی مذہب، کی وجہ سے ہے۔ آپؑ نے ہندو قوم کو دعوت دی کہ مذہبی طور پر رواداری اور مفاہمت کی فضا پیدا کرو تو بہت سے باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ صرف یہی ایک طریق کار ہے جس سے سچا و مستقل اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ تو یہاں اختلافات کا حل حضرت مسیح موعودؑ نے دین پر مفاہمت قرار دیا ہے افسوس تو یہ ہے کہ آج مسلمانوں میں بھی آپس میں تفرقہ ہے اور وہ خود دین کے نام پر اتحاد نہیں پیدا کر سکتے بلکہ خود غرضی کے تحت افتراق و انشقاق کو ہوا دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دین اسلام ہمدردیٔ بنی نوعِ انسان، اتفاق، صلح جوئی، امن اور رواداری و رعایت کا دین ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے مابین بلکہ دوسری قوموں کو صلح و اتفاق اور رواداری کے ساتھ گذر بسر کرنے کی پیشکش کرتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہندو قوم کو دعوت دی، آپ نے یہی کچھ نہیں فرمایا بلکہ اگر آپکے جذبات کے احترام کے طور پر ہمیں جائز امور سے بھی اجتناب کرنا پڑے تو ہم ایسا کریں گے۔ مثلاً ہم گاؤ کشی نہیں کریں گے۔ اگرچہ گاؤ کشی کی ہمارا دین اجازت دیتا ہے لیکن یہ لازمی جزو ایمان کا نہیں ہے اگر ہم گاؤ کشی نہ کریں تو ہمارے ایمان میں کسی قسم کا نقص یا کمی نہیں آتی۔ یہ ہم پر فریضہ نہیں ہے۔ ہم اس اجازت کو تمہارے جذبات کے احترام کے پیشِ نظر استعمال نہیں کریں گے۔ یہ تو تھی حضرت مسیح موعودؑ کی ہندو قوم سے مصالحت کی سعی۔

پاکستان میں عموماً دینِ اسلام سے محبت و غیرت کے جذبات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں۔

پاکستان دینِ اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے لیکن افسوس آج مسلمان کا رجوع دین اسلام کی طرف نہیں ہے بلکہ یہاں اسلام کے نام پر جملہ غیر اسلامی کارروائیاں

www.aaiil.org

کی جا رہی ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور تقریروں و تحریروں کے ذریعہ وطن پرستی اور حب الوطنی کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن دین اسلام سے محبت و رغبت کے جذبات اُبھارنے کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے الا ما شاء اللہ۔

پاکستان کے بانی کا موقف یہی تھا کہ یہاں دین اسلام کا فروغ و عروج ہو۔ علامہ اقبالؒ نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بہت کچھ کہا ہے لیکن قرآن کریم کی مدح کرنے والا صرف ایک شخص دیکھا ہے اور وہ ہیں حضرت مرزا صاحبؑ قادیانی۔ میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں کہ خالص دین اسلام کا ....

مرتبہ اگر کسی نے اس زمانہ میں کہا تو وہ صرف حضرت اقدسؑ ہی ہیں۔ خالص دین اسلام کے لئے جو درد حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں تھا اس زمانہ میں وہ کسی اور کے دل میں نظر نہیں آتا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خونِ دیں بینم رواں چوں کشتگانِ کربلا
اے عجب این مردمان آہرآں لوا زیست

پھر فرماتے ہیں:۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

گویا آپؑ دین کو شخصیت کی مجسم حالت میں دیکھتے اور اس سے خون بہتا ہوا دیکھتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیڈر اپنے پروگراموں میں اسلام کا نام صرف اس لئے لیتے ہیں کہ اسلام کے نام پر اپنے عزائم و مقاصد پورے ہوتے انہیں دکھائی دیتے ہیں ورنہ عملاً انہیں اسلام سے کوئی محبت و اُلفت نہیں ہے الا ما شاء اللہ۔ بیرونی دنیا میں بھی اسلام کا نام اس لئے زبان پر لاتے ہیں تاکہ ہمارے مفادِ سیاسی کی طاقت میں اضافہ ہو۔ تو آج دینِ اسلام کی خاطر نہیں بلکہ پاکستان کی خاطر جذبہ اُبھارا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہ بات قابلِ اعتراض نہیں لیکن یہاں سوال تو یہ ہے کہ اسلام سے عملاً الگ تھلگ ہو کر محض وطنی جذبہ ہمیں کس حد تک کامیاب کر سکتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کو پاکستان کا بانی سمجھا جاتا ہے، وہ وطن پرستی کے بارے میں اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اسی سے
قومیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اسی سے

اسلام نے قومیت کا جو تصور دیا ہے وہ مغربی تصور یا دوسرے مذاہب کے تصور قومی سے مختلف ہے یہ تو آفاقی تصور ہے۔ اوطان، ادوار، ادیار، رنگ، نسل اور زبان کے بڑھتے ہوئے باہمی تعصبات اسلامی تصورِ قومیت کے لئے زہر ہلاہل ہیں جیسا کہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمیؐ

بھارت اور پاکستان کے مابین مفاہمت و صلح حق و انصاف کے اصولوں پر ہونی چاہیئے۔

حضرات! اب سوال یہ ہے کہ ۲۸ جون کو ہمارے سربراہ ہندوستان کے لیڈروں سے مفاہمت کی بات چیت کرنے کے لئے بھارت جا رہے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے اہلِ فکر و نظر سے رائے لی ہے کہ بھارتی لیڈروں سے ملاقات کے وقت ان کا کیا موقف ہونا چاہیئے۔ اور کس نظریے سے گفتگو کی جائے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں اور ہمارے لیڈروں کو ہمیشہ اور ہر دم دین کے تقاضوں کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ مفاہمت اور رواداری اور اتفاق کی پہلی شرط ہمارے نزدیک یہ ہونی چاہیئے کہ مملکت پاکستان ایک دینی اور نظریاتی مملکت ہے، اس حقیقت کو بھارت تسلیم کرے۔ یہ بات اس لئے بھی ضروری ہے کہ بھارت سے یہ ندا بلند ہو رہی ہے کہ پاکستان کو ایک لا دینی اور سیکولر حکومت ہونا چاہیئے نہ کہ دینی۔ اگر فریق ثانی کی طرف سے یہ مطالبہ نہ بھی ہو تب بھی یہ حقیقت بھارت پر اچھی طرح واضح کر دی جائے کہ پاکستان ایک نظریاتی اور اسلامی مملکت ہے یہ

اسی بنیاد پر قائم ہوئی ہے اور اسی پر قائم رہے گی۔ اس حقیقت کو بھارت دل سے تسلیم کرے تو ہی پاکستان صلح کی جانب قدم بڑھا سکتا ہے۔ دشمن کو اچھی طرح علم ہے کہ اس نظریہ کو کمزور کرنے سے ہی پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا اور بالآخر اس کا وجود ختم کیا جا سکتا ہے۔ پس ہمارے لیڈروں کو اساس پاکستان یعنی اس مملکت کے ایک دینی سٹیٹ ہونے کی بناء پر ہی مفاہمت کی گفتگو کرنی چاہیئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے دکھ سکھ ان کے دکھ سکھ ہیں۔ ہر جگہ ہماری قومیت کی بنیاد دینِ اسلام ہے۔ ہم ترکی ہوں، ایرانی ہوں، مصری ہوں، افغانی ہوں، افریقی ہوں، امریکی ہوں اور ہندوستانی اور پاکستانی ہوں، ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں اسکے بعد کچھ اور۔ ؏

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

تو ہم جہاں کہیں ہیں مسلمان ہیں۔ ہمارے جان مال و آبرو سانجھے ہیں۔ اگر ہندوستان میں مسلمان تنگ ہے تو اسکی آنچ پاکستانی مسلمان محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا بھارت میں مسلمان اقلیت کے جان و مال و آبرو کی حفاظت کا ذمہ لیا جائے۔

پاکستان کو اسلامی حکومت تسلیم کیا جائے اور بھارت کے مسلمانوں کے جان و مال وغیرہ کی حفاظت کی ضمانت دی جائے۔

ہندوستان میں تقسیم کے بعد سے اب تک سینکڑوں ہندو مسلم فساد ہو چکے ہیں جن میں ہزارہا مسلمانوں کا ناحق خون بہایا گیا اور ان کی املاک و آبرو کو تباہ و برباد کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں پاکستان میں اب تک ایک بار بھی ہندو یا کسی دیگر اقلیت کیساتھ اس قسم کا ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ کیا یہ جائے تعجب نہیں کہ بھارت

میں جو لا دینی سٹیٹ ہونے کی مدعی ہے مذہب کی بنا پر ہی سینکڑوں ہندو مسلم فساد بپا ہوں مگر پاکستان میں جو اسلامی حکومت کا دعویٰ کرتی ہے ایک بھی ہندو مسلم فساد نہ ہوا ہو۔ غور و انصاف کرو! کیا ایسے حالات میں لا دینی سٹیٹ بہتر ہے یا اسلامی حکومت؟ لہٰذا بھارتی حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس امر کو ملحوظ رکھے اور مسلمانوں کی عزت و آبرو اور املاک کے تحفظ کی ضمانت دے۔

معاملات و تنازعات کو حل کرنے کے لئے صرف حق و انصاف کے اصول کو سامنے رکھا جائے۔ مشرقی پاکستان کا معاملہ ہو یا کشمیر کا یا کوئی اور معاملہ ان سب کو انصاف کے ترازو میں رکھ کر حل کیا جائے۔ یہ نہیں کہ فاتح مفتوح پر من مانی شرائط ٹھونسے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو امن و صلح کی ان ناپائدار کھوکھلی سیاست بازی کو بند کر دینا چاہیئے۔ خدا پر بھروسہ کر کے اپنے ذرائع و وسائل کو مجتمع کر کے اپنے مقاصد اور حقوق کی بازیابی کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔ آخر دنیا میں انصاف کے کچھ تقاضے بھی تو ہوتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ۱۰۴ قوموں نے فتویٰ دیا تھا کہ فریقین جنگ بندی کریں اور فوجیں اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلی جائیں۔ کیا امر مانع ہے کہ اس اقوام متحدہ کی غالب رائے کو نہ مانا جائے؟ کشمیر کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے۔ مگر ہندوستان کا موقف یہ ہے کہ پاکستان کشمیر سے دستکش ہو جائے! آخر ایسا کیوں؟ کیا اس لئے کہ اس نے اپنے بھاری لاؤ لشکر کے ساتھ اپنے اتحادیوں کے کندھے پر چڑھ کر ہمارا ایک بازو کاٹ کر رکھ دیا ہے کیا یہ انصاف و حق کا تقاضا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ واجب ہے کہ اس فاتح فریق کو کشمیر کے معاملہ میں سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے فیصلوں کی فہرست پیش کر دی جائے جن میں قوموں نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ کشمیر کا حل استصواب رائے سے کیا جائے اور اس تجویز کو بھارت نے خود اور اس کے مطابق عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اب تک ایسا نہیں تسلیم کیا

آخر حق اور انصاف اور معاملات کی پابندی کس امر کی متقاضی ہے ؟

میں آخر میں یہ بات کہتا ہوں کہ اگر مسلمان میں ایمان ہو عزم ہو تو چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ بھی ہمیں بتلاتی ہے کہ قوتِ ایمان کے مدِ مقابل کوئی طاقت ٹھہر نہیں سکتی لیکن افسوس صد افسوس ہم کہیں دوسری طرف جا رہے ہیں - ہم سندھی بن رہے ہیں - ہم پٹھان اور بلوچی بن رہے ہیں اور ہم بنگالی بن رہے ہیں اگر بنتے نہیں تو مسلمان نہیں بنتے

تو سید بھی ہے مرزا بھی ہے افغان بھی ہے

لیکن یہ بتا کہ تو مسلمان بھی ہے؟

یاد رکھئے یہ خطرناک اور تباہ کن بیماری ہے - یہ پاکستان کو ختم کرنے کی مہلک بیماری ہے - خدا کے لئے ان بیماریوں کا علاج کرو - ہم خود ہی اس مہلک بیماری کا شکار ہیں، دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں - یہ حربے ہمارے دشمن ہم پر استعمال کر رہے ہیں - یورپ نے مسلمان کو کمزور کرنے کے لئے یہ حربہ عربوں پر آزمایا اور وہ کامیاب رہا عربوں کو ترکوں سے لڑوایا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا - پھر اس حربے کو مشرقی پاکستان میں کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا اور اب مغربی پاکستان میں بھی اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے - جس کے نتیجہ میں پنجابی، سندھی، بلوچی، پٹھان کی ملت شکن اور انتشار آور آوازیں سننے میں آ رہی ہیں اور لسانی علاقائی اور اس قسم کے دوسرے جھگڑے پرورش پا رہے ہیں - خدا کے لئے اپنی حالت پر غور کیجئے - ان سب کو تیاگ کر مسلمان بنئے - مسلمان بنئے اور مسلمان ہی رہیئے - اسی میں آپ کی زندگی ہے اور اسی میں پاکستان کی بقا سلامتی اور استحکام کا راز مضمر ہے - ڈریئے اس وقت سے جب یہ "چار قومیں" اپنی براندیشیوں سے اپنے بُرے خوابوں کو پاکستان کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا موقعہ دیں اور وہ ان پر مسلط ہو کر ان کی قسمت کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور ان کی آزادی سلب کر لے۔

انگریز نے حضرت قائدِ اعظم رح کو کہا تھا کہ یہ پاکستان جس کے مٹھی بھر دو حصے ہیں اور ایک دوسرے سے سینکڑوں میل کی دُوری ہے - یہ کیسا پاکستان ہے - حضرت قائدِ اعظم رح نے جواب میں اپنا رومال نکالا اور یہ فرمایا کہ اگر تم اس رومال بھر خطہ ہمیں دو گے تو ہمیں قبول ہے بشرطیکہ وہ خود مختار اور آزاد ہو - وہاں ہمارے قلب و نظر پر بجز ہمارے پاک دین کے کوئی راج نہ کرے -

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

آہ! دنیا کی بے ثباتی

۱۰ رجون کو ساڑھے دس بجے کا وقت تھا - میں اپنے معزز سیکرٹری مرزا مسعود بیگ صاحب سے ملاقات کر کے مہمان خانے کے نیچے کے کمرے میں مولانا شفیق احمد صاحب کے پاس جا رہا تھا کہ پیچھے سے دفتر کا کارکن ...... بھاگا بھاگا آیا اور انہوں نے اطلاع دی کہ آپ کے بڑے لڑکے کا ٹیلیفون ہے آپ آ کر سن لیں - میں سیکرٹری صاحب کے کمرے میں واپس گیا، ریسیور اٹھایا میرے لڑکے ضیاء الحسن کی آواز میں لغزش تھی اور اس نے اندوہناک پیرائے میں بتایا کہ میری ماموں زاد بہن غلام فاطمہ کا ابھی ابھی انتقال ہو گیا ہے - وہ سرگودھا سے لاہور آ رہے تھے - اُن کے شوہر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سابق سول سرجن پشاور کچھ عرصہ سے بیمار تھے اور ان کی بیماری بہت خطرناک صورت اختیار کر گئی تھی - علاج کے لئے انہیں لایا جا رہا تھا - وہ فی الواقع بڑے بیمار تھے مگر ان کی زوجہ (میری بہن) بالکل تندرست تھیں - ان کا لڑکا عبدالماجد گلبرگ میں رہتا ہے - سرگودھا سے آنے والے دو کاروں میں تھے - جب کاریں ماجد صاحب کے مکان کے پاس پہنچیں تو میری ہمشیرہ صاحبہ کو اچانک دل کا سخت حملہ ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئیں ڈاکٹر طلب کیا گیا - اس نے حالت خطرناک بتلائی - ہسپتال تک پہنچے تو جُدائی کی گھڑی آ پہنچی - رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی - ڈاکٹر صاحب ابھی ماجد صاحب کے مکان میں مضمحل پڑے تھے اور اپنی رفیقہ حیات کی ہمیشہ کی جدائی سے بے خبر تھے ان کو اسی وقت ہسپتال پہنچایا گیا - جہاں ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا گیا - وہاں وہ سات آٹھ دن زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہے اور آخر وہ بھی مولا حقیقی سے جا ملے - وہ آخر تک عزیزہ غلام فاطمہ کی موت سے بے خبر رہے اور اپنی آخری آرامگاہ میں پہنچ گئے - عزیزہ غلام فاطمہ کے والد یعنے میرے ماموں جان چوہدری علی گوہر نمبردار چک ۹ ضلع سرگودھا حضرت مسیح موعودؑ کے صحابیوں میں سے تھے اور جماعت کے اندرونی اختلاف کے بعد چک ۹ میں وہ واحد شخص تھے جو جماعت لاہور میں شامل ہو گئے - چوہدری عبدالمجید صاحب مرحوم کے والد بابو غلام حسن صاحب ریلوے میں سٹیشن ماسٹر اور لویری والا گاؤں تحصیل وزیر آباد کے رہنے والے تھے وہ بھی غالباً حضرت صاحبؑ کے صحابیوں میں سے تھے -

عزیزہ غلام فاطمہ اور ڈاکٹر عبدالمجید پچاس برس تک رشتۂ ازدواج میں منسلک رہے اور کبھی ان کے درمیان تصادم نہیں ہوا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ کی زندہ تصویر تھے - ان کی سوچ ایک تھی - نظریات ایک تھے - انجمن کے لئے مالی قربانیاں مل کر کرتے تھے - اور ان دونوں اور ان کی لڑکی ڈاکٹر ثمر کا ماہوار چندہ بعض جماعتوں کے مجموعی چندہ سے بھی زیادہ ہوتا تھا دونوں نمازی تھے اور اگر کوئی اور نمازی نہ ہوتا تو دونوں مل کر نماز کیلئے جماعت کی شکل اختیار کر لیتے تھے - اور اب دونوں چند دنوں کی مفارقت کے بعد دوسری دنیا میں اکٹھے ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون -

میرے بھائی کی وفات

یہ دونوں المناک اموات میرے لئے رُوح فرسا ثابت ہو رہی ہیں اور میرے لئے سخت تشویش کی باعث بنی ہوئی ہیں میں راولپنڈی مسجد مبارک کے افتتاح پر پہنچا - نئی مسجد میں پہلی نماز جمعہ ادا کی - حضرت امیر قوم نے نہایت مؤثر خطبہ دیا - میرزا مسعود بیگ صاحب اور مولانا عبدالمنان صاحب نے نہایت شاندار تقریریں کیں -

اجمیری صاحب نے مسجد کا پس منظر پیش کیا ڈاکٹر سعید احمد صاحب شیخ نثار احمد صاحب اور چند اور دوستوں نے بڑی مفید تقریریں کیں - مولانا بشیر احمد صاحب منٹو نے صدارتی تبصرہ نہایت دلپذیر انداز میں کیا - اسکے بعد چودہ تاریخ کو مجھے ٹیلیفون پر اطلاع دی گئی کہ میرے عزیز بھائی محمد احسن صاحب ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پر دل کے دورے کا حملہ ہوا اور وہ آناً فاناً اس دُنیا سے رخصت ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ میرے بھائی بڑے فاضل ادیب تھے - ایک دفعہ انہوں نے دونوں احمدی جماعتوں کے باہمی اختلافات پر بڑا شاندار تبصرہ کیا تھا جو اخبار پیغام صلح کے اوراق کی زینت بنا - انہوں نے بڑے زبردست دلائل سے ثابت کیا تھا کہ لاہور جماعت حق پر ہے اور وہ ہماری جماعت کے لٹریچر سے خوب واقف تھے اور سب بزرگانِ جماعت کا بڑا احترام کرتے تھے خدا انہیں جوار رحمت میں جگہ دے میری درخواست ہے کہ تینوں مرحومین کا غائبانہ تعارف کرائیں اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کریں - جس وقت سے مجھے اپنے بھائی کی موت کی اطلاع ہوئی ہے میرا بلڈ پریشر بہت اُونچا ہو چکا ہے اور ڈاکٹر نے مجھے مکمل آرام کی تلقین کی ہے میں اس وقت اپنے لڑکے ڈاکٹر خالد چیمہ سرجن ۱۰۴ F-5 سیٹلائٹ ٹاؤن میں مقیم ہوں اور دعا کا خواستگار ہوں میرے سب لواحقین ساہی وال گئے ہوئے ہیں جہاں میرے بھائی کی وفات ہوئی ہے - میں یہاں اکیلا ہی ہوں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی کے متعلق اہل طریقت کی آراء

مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کا ایمان افروز بیان

ریاست حیدرآباد دکن کے ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ اور اُردو کے نامور ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم کا ایک بیان اخبار نوائے دکن میں بعنوان "مشاہیر سے ملاقات" شائع ہوا تھا جو درج ذیل ہے :—

"اب ایک ایسے شخص سے میرے ملنے کا حال سنئے جو اپنے فرقہ میں نبی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے فرقے والے خدا جانے اس کو کیا کچھ نہیں کہتے یہ کون ہے ؟ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم قادیانی بانی فرقہ احمدیہ۔ ان سے میرا یہ رشتہ ہے کہ میری خالہ زاد بہن ان سے منسوب تھی۔ اس لئے یہ جب کبھی دلی آتے تو مجھے ضرور بلا بھیجتے اور پانچ روپیہ دیتے۔ چنانچہ دو تین دفعہ ان سے میرا ملنا ہوا۔ مگر یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھ سے ایسی گفتگو نہیں کی جس کو تبلیغ کہا جا سکے، اس زمانے میں میں ایف اے میں پڑھتا تھا۔ زیادہ تر مسلمانوں کی تعلیم کا ذکر ہوتا تھا اور اس پر وہ افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم سے بے خبر ہیں اور جب تک مذہبی تعلیم عام نہ ہوگی، اس وقت تک مسلمان ترقی کی راہ سے ہمیشہ ہٹے رہیں گے۔

میرے ایک چچا تھے جن کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ مرحوم تھا۔ یہ بڑے فقیر دوست تھے۔ چنانچہ تمام ہندوستان کا سفر فقیروں سے ملنے کے لئے کیا۔ بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں۔ اس سے ان کی نسبت کا اندازہ کر لیجئے کہ تقریباً چالیس سال تک یہ رات کو نہیں سوئے۔ صبح کی نماز پڑھ کر دو ڈھائی گھنٹے کے لئے سو جاتے ورنہ سارا وقت یاد الٰہی میں گذارتے۔ ایک دن میں جو مرزا غلام احمد کے ہاں جانے لگا تو چچا صاحب قبلہ نے مجھ سے کہا:—

"بیٹا میرا ایک کام ہے وہ کر دو اور وہ یہ ہے کہ جن صاحب سے ملنے تم جا رہے ہو ان کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں ؟"

میں سمجھا بھی نہیں۔ اس سے ان کا مطلب کیا ہے ؟ مگر جب مرزا صاحب کے پاس گیا تو بڑے غور سے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے کبھی خود ان کو ذرا غور سے دیکھا کیونکہ اس سے پہلے جو میں ان کے پاس جاتا تھا تو ہمیشہ نیچی آنکھیں کرکے بیٹھتا تھا اس دفعہ میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ بہت بارونق ہے۔ سر پر کوئی دو دو انگل کے بال ہیں، ڈاڑھی خاصی نیچی ہے آنکھیں جھکی جھکی۔ بات کرنے میں نہایت متانت سے کرتے ہیں — بہرحال وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے چچا صاحب قبلہ سے تمام واقعات بیان کئے انہوں نے کہا:—

"فرحت! دیکھو۔ اس شخص کو بُرا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔"

میں نے کہا "یہ آپ نے کیونکر جانا؟" فرمایا:—

"جو اہل دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے اس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر ان میں دوڑ رہی ہے"۔

میں نے اس وقت تو ان سے اس کی وجہ نہ پوچھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ سب فقراء اور اہل طریقت اس پر متفق ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سبز ہے۔ اسی کا عکس آپؐ کا زیادہ خیال کرنے سے آنکھوں میں جم جاتا ہے۔"

(نوائے دکن باب ۱۶ تا ختم مئی ۱۹۴۷ء)

سیّد رشید الدین صاحب پیر صاحب العلم آف سندھ کا خط حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں

سجادہ نشین سید رشید الدین صاحب پیر صاحب العلم نے مرزا صاحبؒ کو عربی زبان میں ایک خط لکھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :—

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا یا مفتری ہے یا صادق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ آپ فرماویں گے ہم وہی کریں گے پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں وفادار پاؤ گے۔" (ضمیمہ انجام آتھم صـ۶)

خواجہ غلام فرید صاحبؒ سجّادہ نشین چاچڑاں شریف کا خط حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں

نواب صاحب بہاول پور کے پیر سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف والے نے عربی زبان میں ایک خط حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں لکھا جس کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے :—

"واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جُز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی، پڑھا ہے۔ سوائے ہر ایک حبیب سے عزیز تو تجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کے مقام پر کھڑا ہوں تاکہ مجھے ثواب ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلا شبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خُدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام بخیر کی دُعا کرتا ہوں۔"

(نقل خط، ضمیمہ انجام آتھم صـ۳۶)

خطبۂ جمعہ — ۱۶ر جون کو مرکزی مسجد احمدیہ میں محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے خطبہ جمعہ دیا، جس میں نماز جمعہ کی اہمیت اور افادیت کی وضاحت کرتے ہوئے جماعت کو تلقین کی کہ وہ جمعہ کی نماز میں وقت سے پہلے پہنچنے کی سعی کیا کریں، یہ خطبہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سواہی

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ جمادی اول ۱۳۹۲ھ مطابق ۵ جولائی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددؒ دنکا ماننا ضروری ہے
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے سچے موتی

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ و یسب امہ

ترجمہ:—

حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کہا گیا یا رسول اللہ انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے۔ فرمایا ایک شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اسکے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—

اس طرح صرف یہی تعلیم نہیں دی کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے بلکہ یہ کہ دوسرے کے ماں باپ کی بھی عزت کرے۔ کیونکہ اگر وہ دوسرے کے ماں باپ کی عزت کریگا تو دوسرا اس کے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم کا یہ بہترین طریق ہے۔

(فضل الباری۔ کتاب الادب)

یورپ کی نمائشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلےٰ اصولوں پر پانی پھیر دیا ہے

خدا نے اپنے وعدہ کے مواقف اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مسیح موعود کے نام سے بھیجا ہے

ارشاد حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

جیسے حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ کے زمانہ کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اسی طرح پر ضرور تھا کہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے مسیح موعود کا زمانہ بھی چودھویں صدی ہی ہوتا تا کہ مشابہت پوری ہو۔ وہ وقت اور یہ وقت دونوں مل گئے۔ اور ایسا ہی خدا نے یہ بھی مقرر کر رکھا تھا۔ کہ جیسے یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت ہی بگڑ گئے تھے۔ اور ان کی اخلاقی ایمانی حالتیں مسخ ہو گئی تھیں۔ اور حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ ایسے وقت میں انجیل ان کو حقیقت دکھانے کے لئے آئی تھی۔ اور پاک باطنی اور اخلاقی قانون سے باخبر کرنے آئی تھی۔ جس سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہو چکے تھے۔ اسی طرح اس وقت زمانہ کا حال ہو رہا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہہ رہا ہے۔ یورپ کی نمائشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلیٰ اصولوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ [illegible] دہریت کو پھیلا رہا ہے۔ مذہب جس شئے کا نام تھا اس کا نام [illegible] دنستان [illegible] چکا ہے۔

[illegible] قوموں [illegible] اگر یہ حال ہوتا تب بھی ضرور تھا کہ کوئی روحانی معلم آتا مگر مسلمانوں کی حالت بھی [illegible] دنیا سان کے ایمانیات اخلاق و عادات میں ایک عظیم زلزلہ آیا ہے وہ اسلام کے صرف نام سے آشنا ہیں۔ اس کی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو رہے ہیں۔ ان کی عملی اور علمی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے ان [illegible] مذہب اور ایمان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ جب ایسی حالت ہو گئی۔ تو خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اور اس مشابہت اور مماثلت کے لحاظ سے جو سلسلۂ محمدیہ کو سلسلۂ موسویہ سے ہے، اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مسیح موعود کے نام سے بھیجا۔ قرآن کریم میں خاتم الخلفاء کی پیشگوئی تھی۔

(باقی برصفحہ کالم ۲)

www.aaiil.org

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے - ووکنگ (انگلستان)

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

لندن ویسٹ منسٹر ایبے میں جلسہ

ملکہ معظمہ الزبتھ ثانی کی گارڈن پارٹی

۲ جون ملکہ برطانیہ کی تاجپوشی کی تاریخ ہے۔ اس کی یاد میں چند سالوں سے بین الاقوامی مذہبی دعائیہ کانفرنس کا اہتمام ہوتا ہے اس سال پہلی مرتبہ انگلستان کے بہت بڑے گرجا گھر ویسٹ منسٹر ایبے میں اس قسم کے جلسے کا اہتمام ہوا جس میں دو ہزار سے زائد لوگوں کو شریک ہونے کی خصوصی دعوت دی گئی تھی اور مختلف مذاہب کے نمائندوں کو شریک ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ اسلام کی طرف سے امسال خاکسار کو بلایا گیا۔ چونکہ ملکہ اور ان کے شوہر اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد بھی اس میں شریک ہوتے ہیں اس لئے جلسہ کا اہتمام خصوصی توجہ کا مستحق ہوتا ہے۔ کارروائی کے ایک بڑے حصے کی "ری ہرسل" ہوتی ہے اس لئے ہائی کمشنروں اور مذہبی نمائندوں کو وقت سے قبل بلا کر تمام تفصیلات سمجھا دی گئیں۔

"ری ہرسل" ختم ہوئی تو کھانے کا وقت آ گیا۔ اتفاق سے یونانی آرتھاڈکس چرچ کے پادری اور آرتھاڈکس یہودی صومعہ کے "ربی" میرے سامنے بیٹھ گئے یونانی پادری یہودی عالم سے کچھ یونانی اور عبرانی الفاظ کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ گفتگو میں کچھ وقفہ پڑا تو میں نے یونانی پادری سے پوچھا کہ کیا عیسائیوں میں کوئی ایسے لوگ بھی ہیں جو یوسف نجار کو مسیح کا حقیقی باپ سمجھتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں مسیح کی پیدائش معجزانہ تھی اور ان کا باپ خدا تھا۔ اس لئے کہ مسیح خدا کو میرا باپ کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ میں نے کہا خدا کو باپ بلانا تو پرانے عہد نامہ بائبل کا محاورہ ہے۔ انہوں نے انکار کیا کہ یہ مسیح کے لئے مخصوص ہے اور پھر یہودی عالم سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ بھی خدا کو باپ کر کے پکارتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم تینوں خاموش ہو گئے۔ یہودی عالم نے ذرا توقف سے عبرانی زبان میں ایک آیت پڑھی جس میں خدا کو "عبد یہواہ" کہا تھا۔ پھر دوسری آیت پڑھی جس میں خدا کو باپ کہا تھا بالکل اسی طرح جیسے مسیح نے خدا کے لئے باپ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اس پر یونانی پادری خاموش ہو گئے اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ اگر انہوں نے بات آگے چلائی تو ان کے سامنے عبرانی زبان کا ایک بڑا عالم بیٹھا تھا جس کی قابلیت انہیں پہلے ہی سے مسلم تھی۔ اس کے بعد گفتگو کا رُخ میز پر پڑے ہوئے کھانوں کی طرف مڑ گیا۔ اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ انہیں دل میں شاید پہلی مرتبہ اپنے عقیدہ کی کمزوری کا احساس ہوا ہو۔ ایسے موقعہ پر گفتگو کو آگے چلانا خلافِ ادب تھا۔ اس لئے میں نے جو صاحب میرے بائیں طرف بیٹھے تھے ان سے گفتگو شروع کر دی۔

کوئی پونے تین بجے ملکہ الزبتھ ثانی اپنے شوہر کے ساتھ ویسٹ منسٹر ایبے میں داخل ہوئیں جہاں سیاسی ملکی اور مذہبی رہنماؤں نے ان کا استقبال کیا اور گرجا گھر کے مختلف نمائندوں نے باری باری ان کا ملکہ سے تعارف کرایا۔ اس کے بعد ایک جلوس کی شکل میں ہم سب لوگ سٹیج کی طرف روانہ ہوئے۔ جب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو "سروس" کا آغاز ہوا۔ پہلے قومی ترانہ گایا گیا۔ ڈین نے سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور اس امر کا اعلان کیا کہ ۲ جون کو اسی مقام پر ملکہ کی تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی تھی اور آج یہیں سے بین الاقوامی "مذہبی سروس" نشر کی جا رہی ہے۔ ہندوستان کے ہائی کمشنر نے بھگوت گیتا سے ایک اقتباس سنایا۔ جمیکا کے ہائی کمشنر نے انجیل سے ایک حصہ پڑھا۔ بنگلہ دیش کے ہائی کمشنر مسٹر سلطان نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد کچھ بینڈ باجے کا پروگرام تھا۔ بعد میں کچھ دعائیہ کلمات اور نظمیں پڑھی گئیں۔ جب میری باری آئی تو میں نے قرآن کریم سے چند آیات تلاوت کیں۔ یہودی عالم نے توراۃ سے کچھ حصہ پڑھا اور یونانی پادری نے یونانی زبان میں ایک اقتباس پڑھا۔ اس سارے پروگرام کا ترجمہ انگریزی میں پمفلٹ کی شکل میں شائع شدہ ہر شخص کو تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ اس کو پڑھ کر مفہوم کو سمجھ جاتے تھے کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ چونکہ تمام پروگرام کی "ری ہرسل" ہو چکی تھی اس لئے بغیر کسی دقت کے عین وقت پر یعنی چار بجے پروگرام ختم ہو گیا۔ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ گرجا گھر سے نکلتے نکلتے آدھا گھنٹہ لگ گیا گرجا گھر سے باہر ہزاروں لوگوں کا اژدہام تھا جو ملکہ کی آتے جاتے جھلک دیکھنے کے انتظار میں باہر کھڑے تھے۔

گارڈن پارٹی

ویسٹ منسٹر ایبے کی "سروس" سے فارغ ہو کر وہ لوگ جو پروگرام میں شریک ہوئے تھے اور چند سو دوسرے حضرات مارلبرا ہاؤس میں ملکہ کی گارڈن پارٹی میں مدعو تھے میں نے اپنی اہلیہ اور اپنی ایک عزیزہ رخشندہ حسین کے لئے بھی دعوتی کارڈ کا انتظام کر لیا۔ ساتھ بچے بھی تھے لیکن ان سب کو ساتھ لے جانا ممکن نہیں تھا ان کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے کچھ دیر ہو گئی اس لئے ہم گارڈن پارٹی کے لئے بھی لیٹ ہو گئے تاہم جب پہنچے تو ملکہ اپنے محل سے واپس نہیں آئی تھیں۔

جیسا دستور ہوتا ہے ان محفلوں کا کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا ہم بھی ادھر ادھر جاننے والوں اور نہ جاننے والوں سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ زیادہ دستور گرجا گھر کی سروس ہی تھا جس کی جدت اور نوعیت کو اکثر لوگ سراہ رہے تھے۔ اور ابھی یہ گفتگو اونچی نیچی آواز میں جاری تھی کہ ملکہ نے بھی چپکے سے آ کر مہمانوں سے ملنا شروع کر دیا۔ دیکھئے تو غالباً وہ گھر سے ہی پی کر آئی تھیں) لارڈ میکلین اور ان کی بیگم ان کے ہمراہ تھیں۔ ہمارے قریب آئیں تو لارڈ میکلین نے میرا نام پوچھا اور پھر ملکہ سے تعارف کرایا۔ کہنے لگیں ان سے میں گرجا گھر میں مل چکی ہوں۔ میں نے اپنی اہلیہ اور رخشندہ کا تعارف کرایا۔ پھر ان کے تایا (سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم) کی وفات کا اپنے رنگ میں افسوس کا اظہار کیا۔ جس پر انہوں نے "تھینک یو" کہا اور بتایا کہ انہیں اس بات سے ایک گونہ اطمینان ہوتا ہے کہ وہ تھوڑا عرصہ پہلے پیرس میں جا کر ان کو مل کر آئی تھیں۔ پھر سب نے کہا کہ ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود گرجا گھر میں سروس کے لئے وقت نکال لیا۔ جس کا جواب انہوں نے مسکراہٹ سے دیا۔ اتنے میں چند اور مہمان آ گئے اور لارڈ میکلین نے ان کا تعارف کرانا شروع کرا دیا اور ہم ایک طرف ہٹ گئے۔

رخشندہ کہنے لگیں ہائے اللہ یہ ملکہ ہے تصویروں میں تو کتنی رعب دار اور مختلف نظر آتی ہے۔ میں نے آہستہ سے کہا اب آپ کے لئے اس نے کوئی تاج سر پر رکھ کر تو نہیں آنا تھا۔ آخر وہ بھی انسانوں میں سے ایک انسان ہی تو ہے۔ ادھر گھوم کر دیکھا تو مسٹر ولسن لیبر پارٹی کے لیڈر سامنے کھڑے نظر آئے خیال آیا کہ چلو ان سے بھی ملاقات کر لیں۔ آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا اور نام بتایا۔ نہ معلوم انہیں کیسے مغالطہ ہوا کہنے لگے آپ نیو ہائی کمشنر ہیں میں نے کہا نہیں۔ منسٹر آف ایجوکیشن ہیں، میں نے پھر بھی نہیں میں جواب دیا اور کہا کہ میں تو گرجا گھر کی سروس میں اسلام کا نمائندہ تھا۔ انہیں بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی (بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو گرجا گھر گئے ہی نہیں تھے) اتنے میں کوئی اور صاحب آ گئے اور ان کی توجہ ادھر ہو گئی۔ میری اہلیہ کہنے لگیں آپ بھی کوئی لمبا چوغہ پہن کر آتے تو لوگوں کو فوراً پتہ لگے کہ کون ہیں اور پھر لوگ آپ کی بھی اسی طرح فوٹو کھینچیں جیسے ان ہندو پنڈتوں اور بدھسٹ بھکشوؤں کی فوٹو کھینچ رہے ہیں۔ جو پیلی پیلی دھوتیاں پہنے گھوم

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۵ جولائی ۱۹۸۲ء

ختم نبوت کا بہترین اور حقیقی مفہوم

ماہ نامہ الفرقان (ربوہ) بابت ماہ جون ۱۹۸۲ء میں "خاتمیت محمدیہ کا بہترین اور امتیازی مفہوم" کے عنوان سے ایک اداریہ شائع ہوا ہے جس میں مختلف اہل علم، مفسرین اور صوفیا کی تحریرات سے اس مفہوم کے چند اقتباسات دیئے گئے ہیں کہ خاتم النبیین اور لانبی بعدی سے صرف صاحب الشریعت نبیوں کا اختتام مراد ہے، اور غیر تشریعی نبیوں کا آنا ممتنع نہیں، ایسا ہی بعض لوگوں نے نبیوں کی مُہر بھی اس کے معنے کئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ "جن کو نبوت ملی ہے آپ کی مہر لگ کر ملی ہے"۔

ہم حیران ہیں کہ مدیر "الفرقان" کی ان حوالجات کو پیش کرنے سے کیا غرض ہے؟ محض یہ کہہ دینا کہ غیر صاحب شریعت نبیوں کا آنا خاتم النبیین کے مفہوم میں شامل نہیں یا اس سے نبیوں کی مُہر مراد ہے اور حضور نبی کریم صلعم کی مہر سے نبی بن سکتے ہیں اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ امتِ محمدیہ میں کتنے صاحب شریعت نبی آئے اور کتنے لوگ رسول اللہ صلعم کی مہر سے نبی بنے؟ یہ سوال ہم نے اس لئے کیا ہے کہ اہلِ ربوہ کے نزدیک چودہ سو سال بعد صرف ایک ہی نبی آیا ہے، جس کو غیر صاحب شریعت نبی کہا جا سکتا ہے اور تمام اُمت اس منصب سے محروم چلی آ رہی ہے، اس صورت میں خاتم النبیین کا وہ مفہوم صحیح نہیں ٹھہرتا جو مدیر الفرقان کے پیش کردہ حوالجات میں پایا جاتا ہے، ان تمام حوالجات میں صرف ایک غیر صاحب شریعت نبی آنے کا ذکر نہیں نہ خاتم النبیین کے لفظ میں النبیین سے صرف ایک ہی نبی مراد ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے اور مدیر الفرقان کو خوب معلوم ہے کہ جن لوگوں نے ختم نبوت سے صرف شارع نبیوں کا اختتام مراد لیا ہے، ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی غیر صاحب شریعت نبی نبوت حقیقی کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے، ایسی نبوت صرف لغوی اور مجازی کہلا سکتی ہے حقیقی نہیں کہلا سکتی اور اُمت میں جس قدر اولیائے کرام ہوئے ہیں وہ ایسی ہی نبوت کے حامل تھے، اگرچہ نبی کے لفظ کا اطلاق ان پر نہیں ہوا، حضرت مسیح موعود بھی انہی معنوں میں غیر صاحبِ شریعت نبی تھے، انہیں حقیقی نبی نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ ان کا اپنا اعلان ہے کہ سمیت نبیاً من اللہ علٰی طریق المجاز لا وجہ الحقیقت میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا حقیقی طور پر نہیں۔

الفرقان کو چاہیئے تھا کہ سابقہ لوگوں کے بیانات نقل کرنے کے ساتھ غیر تشریعی نبوت کے اس مفہوم کو بھی واضح کر دیتا جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان کیا ہے۔ بجائے اس کے اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے صرف دو ایسے حوالے نقل کئے ہیں جن کا سیاق و سباق نہ ہونے کی وجہ سے اصل مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ مثلاً حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ کی طویل عبارت میں سے اس نے صرف حسب ذیل فقرات نقل کئے ہیں:۔

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنے آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

اس عبارت کے بعد اگلا فقرہ مدیر "الفرقان" نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے جو حسب ذیل ہے:

"یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔"

اس ایک فقرہ کو ترک کر کے مدیر "الفرقان" نے خاتم النبیین کے اصل مفہوم پر جو پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے وہ حد درجہ افسوسناک ہے۔ گذشتہ لوگوں کے بیانات کو نقل کرنے کے بجائے اگر صرف یہی ایک فقرہ نقل کر دیا جاتا تو بہتر

ص۴۵

ص۴۵ لگ جاتا کہ غیر شارع نبی سے وہ علماء اُمت مراد ہیں جن کو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند کہا جا سکتا ہے صرف نبی نہیں کہا جا سکتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی کے "نبی تراش" ہونے سے صرف یہی مراد ہے کہ آپ کی توجہ رُوحانی سے آپؐ کی امت میں انبیاء بنی اسرائیل کی مانند علماء پیدا ہونگے۔ کیا مدیر الفرقان کو اس مفہوم سے اختلاف کی جرأت ہے؟

تعزیتی پیغامات

بیگم ڈاکٹر عبدالمجید مرحوم کی ملّی خدمات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج اخبار پیغام صلح میں بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت رنج ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت فرمائے اور اہلِ خاندان صبرِ جمیل دیوے۔ انہوں نے کافی عرصہ پشاور میں گذارا۔ جماعت کی خواتین میں تنظیمی سرگرمیوں میں نہ صرف بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں بلکہ سربراہی ظاہر کرتی رہیں۔ ہمیشہ علاوہ مسجد کے۔ خواتین کو اپنے گھر پر جمع کرتی۔ نمازوں اور جلسوں کا اہتمام کرتی رہیں۔ مہمانوں کی خورد و نوش کا انتظام کرنا۔ ان تمام کاموں کو خوش اسلوبی سے نبھانے کی خاص صلاحیت رکھتی تھیں۔ زبانی تو ہم بہت کچھ سنتے رہتے ہیں لیکن یہ عملی نمونہ بغیر پاکیزہ خیالی اور اخلاص کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے پشاور سے چلے جانے کے بعد بھی یہاں کی خواتین انہیں ہمیشہ ذکرِ خیر سے یاد کرتی رہتی ہیں۔

مسجد پشاور کے لئے چندہ جمع کرتی رہیں۔ یہاں سے چلے جانے کے بعد جب مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو انہوں نے تمام جمع شدہ رقم پشاور بھیجدی اس طرح جب تک یہاں کی مسجد قائم ہے۔ اس کی برکات انہیں پہنچتی رہیں گی۔ آخر میں میں پھر دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور ان کے تمام لواحقین کو اس صدمہ جانکاہ کی برداشت کی قوت دیوے۔ زمین پہ ہم سب رنجیدہ ہیں یقیناً آسمان پر ان کی رسیدگی سے فرشتے خوشیاں مناتے ہوں گے۔

غمزدہ۔ بیگم ڈاکٹر عبدالعزیز

قرار دادِ تعزیت بر وفات ڈاکٹر عبدالمجید (سرگودھا) و بیگم صاحبہ ڈاکٹر صاحب مرحوم

مجلس انتظامیہ آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک فری دارالشفاء (رجسٹرڈ) ڈاکٹر چوہدری عبدالمجید صاحب سرگودھا اور ان کی بیگم صاحبہ مرحومہ کی اچانک وفات پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کا وجود دکھی انسانیت کے لئے رحمت کا موجب تھا۔ ان کی زندگی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ وہ ایک جسمانی معالج ہی نہ تھے بلکہ دین کے عالم باعمل اور امتیازی کردار کے حامل سچے مسلمان تھے۔

دارالشفاء کی مسلسل امداد ان کی دُکھی انسانیت سے ہمدردی کی آئینہ دار تھی، اور یہی حال بیگم صاحبہ مرحومہ کا تھا۔

مجلس انتظامیہ دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور مرحومین کے جملہ اعزہ و لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عطیہ برائے ایصال ثواب

محترم چوہدری عبدالرزاق ماجد نے اپنے والد محترم ڈاکٹر عبدالمجید و والدہ مرحومہ کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے مبلغ پچاس روپے بطور عطیہ آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء کو دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ ارزانی فرمائے۔ احباب ان کی مغفرت کے لئے دُعا فرمائیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار میں ترقی دیں۔

مُسلم کی تعریف

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین جدید کی تشکیل ہونے والی ہے۔ اس موقعہ پر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ مسلم کی تعریف کیا ہے۔ یہ سوال ۱۹۵۳ء میں منیر ٹربیونل کے سامنے آیا تھا۔ اور بدقسمتی سے مختلف مکتبۂ خیال کے علماء کسی ایک تعریف پر متفق نہ ہو سکے تھے اور نہ ہی آج ہونے کا امکان ہے۔

ہماری رائے میں لفظ مسلم کی تعریف میں کوئی اُلجھاؤ نہیں۔ ہم گذشتہ چودہ سو سال میں غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں داخل کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اسے صرف اسی قدر شہادت دینا ہوتی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جونہی ایک شخص اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ "اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں" تو وہ اسلامی اخوت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اسلامی معاشرے میں برابر کا شریک ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے۔ اور آئین کی رُو سے وہ ان تمام حقوق و فرائض کا مستحق اور پابند ہو جاتا ہے جو قرآن و سُنّت نے اس کے لئے تجویز کر رکھے ہیں۔

جن لوگوں کی نگاہوں میں اس قدر اقرار دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ناکافی ہے۔ انہوں نے دراصل کلمہ طیبہ کے مفہوم پر توجہ نہیں دی، لا الٰہ الا اللہ، کا اقرار تو واضح ہے، کسی وضاحت کا محتاج نہیں مگر محمد رسول اللہ کے الفاظ میں چند ایک اہم مضمرات ہیں جن کو پیشِ نظر رکھنے سے کوئی اُلجھن باقی نہیں رہتی۔ ان الفاظ میں تین اہم اصُول نمایاں نظر آتے ہیں۔

۱۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے مسدود ہے اس لئے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی نئے نبی کی رسالت کا قائل ہے، وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا منکر ہے۔ چونکہ نبی کا منکر کافر ہوتا ہے اور اگر کسی نئے نبی کو مان لیا جائے تو کلمہ طیبہ منسوخ ہو گیا۔ اسے پڑھنے والا نئے نبی کے ماننے والے کی نظر میں مُسلم نہ رہا اور نہ نئے نبی کے ماننے والوں کے معاشرے میں اس کے لئے کوئی مقام رہا۔ اس لئے محمد رسول اللہ کے اقرار کے بعد جو شخص آپ کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے۔ اس نئے نبی کے منکروں کو کافر جانتا ہے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر دینی اور مجلسی امور میں عقیدۃً ان سے قطع تعلق کر لیتا ہے تو وہ اُمتِ محمدیہؐ سے الگ ہو جاتا ہے اور وہ محمد رسول اللہ کا مسلم نہیں رہتا۔

۲۔ رسول اللہ ہونے کی وجہ سے آپ پر جو وحی قرآن پاک کی صورت میں نازل ہوئی اس پر ہر مسلم کا ایمان ہے اور اس کی حرف بہ حرف اتباع فرضِ عین ہے، قرآن کے بعد ایک مسلم کے لئے کوئی ایسی حجت نہیں اور نہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو قرآن کے خلاف یا اس کے کسی حکم، حرف یا نکتہ میں کمی بیشی کرنے والی ہو۔ اور اگر کوئی شخص رسالت محمدیہؐ کے اقرار کے بعد ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کا تقاضا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و سیرت طیبہ کو اخلاقِ حسنہ کا پیکر تسلیم کیا جائے، آپؐ کی سیرت کو اسوۂ کامل سمجھ کر آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کو سعادت دارین کا وسیلہ سمجھا جائے۔ آپ کی تعلیمات اور سنت کے خلاف ہر بات کو رَد کیا جائے۔

بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والوں میں چند ایک امور کے متعلق حکومت کو واضح روش اختیار کرنا ہوگی اور اگر حکومت چاہتی ہے کہ اس ملک میں اتحاد، یک جہتی اور استحکام پیدا ہو اور ملتِ اسلامیہ داخلی فتنوں اور تنازعات سے محفوظ رہے۔

مسلمانوں کے ایک گروہ کے نزدیک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلا فصل ہے۔ نیز موجودہ صورت میں قرآن وہ کلام اللہ نہیں جو جبریل کی وساطت سے آنحضرت صلعم پر نازل ہوا۔ بلکہ وہ قرآن امام مہدی کے پاس ہے جو قرب قیامت میں اس دنیا میں ظاہر ہوں گے اس صورت میں فیصلہ یہ کرنا ہوگا کہ کلمہ طیبہ کی کونسی تعریف آئین میں درج ہو؟ ایک دوسرے گروہ نے آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھول دیا ہے نئے نبی پر ایمان لانا جزوِ ایمان ٹھہرایا ہے۔ جو کلمہ گو نئے نبی پر ایمان نہیں لاتا ان کی نظر میں اس نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے وہ کافر ہے جیسا کہ ہندو اور سکھ اور دیگر غیر مسلم اقوام کافر ہیں۔ وہ کلمہ گوؤں کے ساتھ نماز، ان کا جنازہ پڑھنا، اور ان سے ازدواجی تعلقات کو کفر اور حرام سمجھتے ہیں۔ کیا انہیں اسلامی معاشرے کا رُکن تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور گروہ اس ملک میں کام کر رہا ہے جو آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا قائل ہونے کا مُدعی ہے۔ لیکن قرآن کو منسوخ قرار دیتا ہے اور اس کی بجائے اقدس و ایقان کو کلام اللہ مانتا ہے۔ بہر حال یہ گروہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتا اور اپنے کو الگ ایک اقلیت سمجھتا ہے۔ اوّل الذکر دو گروہوں کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ اس مملکت اسلامیہ میں وہ اپنے لئے کیا مقام چاہتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ وہ ملتِ اسلامیہ پاکستان کا حصّہ رہیں۔ تو پھر انہیں اعلان کرنا چاہیئے کہ:

۱۔ وہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا کسی دوسرے کلمہ پر ایمان نہیں رکھتے۔

۲۔ وہ موجودہ قرآن پاک کو وہی کلام اللہ مانتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے قرآن کے منتظر نہیں اور نہ ہی کسی ایسے جدید کلام کو مانتے ہیں جو قرآن میں کمی بیشی کرنے والا ہو یا جس کی اتباع قرآن پاک کی طرح لازم و لابد ہو۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نہیں آ سکتا، جس پر ایمان لانا جزوِ دین ہو اور جس کے نہ ماننے سے کوئی کلمہ گو دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہو۔ اور اگر کوئی شخص آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا قائل ہو تو وہ کافر اور خارج از ملت ہے۔

۴۔ اپنے گروہ سے باہر کلمہ گوؤں کے ساتھ جنازہ، نماز اور رشتہ داری کو جائز سمجھتے ہیں اور کسی فرد جماعت کو دیگر کلمہ گوؤں کے ساتھ ایسے تعلقات کے قیام سے نہیں روکتے۔

۵۔ کسی گروہ کے بزرگوں کی زبان اور قلم سے تکفیر ناروا سمجھتے ہیں اور بہ حیثیت جماعت اپنی مساعی اشاعت اسلام اور اتحادِ عالم، اصلاح معاشرہ اور اخوتِ اسلامی کی ترویج تک محدود کرتے ہیں۔

پاکستان اور عالم اسلام ایک نازک دَور سے گذر رہا ہے۔ اور دشمنوں کے درمیان گھری ہوئی مسلم قوم ایسی عیاشی کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتا رہے اور اس طرح استحکام و حریت قوم کی عمارت کی تخریب میں لگا رہے۔ اس لئے تمام گروہوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے موقف واضح الفاظ میں اعلان کریں۔ اور اگر کلمہ طیبہ کے گرد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ تو اپنی علیحدگی کا اعلان کریں، اور حکومت کو چاہیئے کہ نئے آئین میں واشگاف الفاظ میں اس کا ذکر کرے۔

پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

نمازِ جمعہ کی اہمیت و افادیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے وقت

ادائیگی نمازِ جمعہ کے لئے احباب کا ذوق و شوق

نمازِ جمعہ کے لئے کوشش کرکے وقت سے پہلے پہنچ جانا چاہیئے

خطبہ جمعہ - مورخہ ۱۶ر جون ۱۹۸۲ء - فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور -

یایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ و ذروا البیع -
ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ــــــ قل ما عند اللہ خیر من اللھو
و من التجارۃ واللہ خیر الرازقین ــــ ــ ــ (الجمعۃ : ۹ تا ۱۱) ــــ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بیمار ہو کر پہاڑ پر تشریف لے جانے لگے تو ایک بہت بڑا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ڈال گئے، جسے میں اپنی کم علمی اور کوتاہ عملی کی وجہ سے اُٹھانے کے قابل نہیں ہوں - میں نے معذرت بھی کی لیکن حضرت مولانا ایدہ اللہ نے اصرار فرمایا، میں صرف تکمیل حکم کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت نمازِ جمعہ کے لئے احباب کا ذوق و شوق

میں آج سب سے پہلے جس موضوع پر عرض کرنا چاہتا ہوں اور جسے عرصہ سے ہر جمعہ کو دیکھ کر کڑھتا رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کی جو خصوصیات ہیں - ان میں سے جمعہ کی نماز سے وابستگی بھی ہے - احمدی احباب جمعہ کی نماز کا اہتمام جس سرگرمی اور خوشی سے کرتے تھے وہ دوسری جگہ کم نظر آتا تھا - حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں احمدی احباب بیس بیس پچیس پچیس میل سے پیدل چل کر جمعہ کی نماز میں شامل ہوتے تھے - اور آج ہمیں جو سفر کی سہولتیں ہیں وہ اس زمانہ میں مفقود تھیں - لاہور اور امرتسر کے لوگ جمعہ کے دن قادیان پہنچتے تھے - اور جمعہ کی اہمیت جو حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں تھی وہ اس محضر نامہ سے عیاں ہے جو آپ نے انگریزی حکومت کو پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی کہ جمعہ کے دن کم از کم دو گھنٹہ کے لئے سرکاری دفاتر میں رخصت مل جایا کرے

نمازِ جمعہ کی اہمیت اور اسکے لئے سعی کا حکم

نمازِ جمعہ کا فریضہ بڑی اہمیت رکھتا ہے - عام نمازوں کے بارے میں تو یہ حکم ہے ہی کہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتًا نماز کا مقررہ اوقات پر ادا کرنا مومنوں پر فرض ہے - لیکن جمعہ کے لئے تاکیدی حکم فرمایا کہ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ و ذروا البیع - جب جمعہ کی اذان ہو تو اپنا کار و بار چھوڑ دو اور نماز کے لئے دوڑ کر آؤ - فاسعوا کے دو معنی ہیں، (۱) کوشش کرنا - (۲) جلدی چلنا؟ حج کے موقعہ پر ارکانِ حج میں سے ایک رکن صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے - یہ سعی بھی تیز چل کر ہوتی ہے جمعہ کے لئے بھی فاسعوا کا یہ مطلب ہے کہ جلدی جلدی پہنچنے کی کوشش کی جائے اور اس وقت ہر قسم کا کار و بار چھوڑ دیا جائے - بیع کے معنے صرف کار و بار ہی نہیں بلکہ ہر وہ شغل جس میں انسان مشغول ہو - دفتر کا کام ہے، تجارت ہے یا گھر کا کام یا آرام کا وقت ہے - ان سب کو چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے آؤ - فرمایا و اذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض - جب نماز ختم ہو جائے تو پھر زمین پر پھیل جاؤ وابتغوا من فضل اللہ اور خدا کے فضل کو تلاش کرو - اور اس کے ساتھ ہی فرمایا واذکروا اللہ کثیرًا - اس فضل کی تلاش میں اس قدر مگن نہ ہو جانا کہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاؤ - کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کرو لعلکم تفلحون تاکہ تم فلاح پاؤ -

جمعہ تعطیل کا دن نہیں

دوسری آیت میں جمعہ کی چھٹی کے بارے میں سبق اور رہنمائی ملتی ہے - اسلام میں تعطیل یا چھٹی کا وہ مفہوم نہیں ہے جو یہودیوں میں سبت اور عیسائیوں میں سنڈے کا مطلب ہے کہ سارا دن کار و بار چھوڑ کر مکمل آرام کرو - ہمارا جمعہ کا دن اس قسم کی رخصت اور آرام کا تخیل پیش نہیں کرتا - بلکہ جمعہ کے دن بھی نمازِ جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد اپنے اپنے مشاغل جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے - نمازِ جمعہ کے لئے فاسعوا الیٰ ذکر اللہ و ذروا البیع کی تاکید فرمائی ہے اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد فانتشروا فی الارض کی تلقین کی ہے -

امام حنبلؒ کا قید کی حالت میں فاسعوا پر عمل

فاسعوا کے ضمن میں ایک روایت یاد آگئی ہے - ملتِ اسلامیہ کے صلحاء کے اندر اتباعِ قرآن کی زبردست تڑپ ہوتی تھی، اور وہ ہر حالت میں قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے - چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق روایت ہے کہ آپ قید میں تھے ان کی قید اس قدر سخت تھی کہ قید خانے میں انہیں صرف محبوس ہی نہیں رکھا گیا تھا بلکہ انکے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئی تھیں - اس حالت میں جب انہیں جمعہ کی اذان سنائی دیتی تو وہ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ پر عمل کرتے ہوئے زنجیروں سے نکلنے کی جد و جہد کرتے ہیں - اس کشمکش اور زور آزمائی میں آپ کا جسم بھی لہو لہان ہو جاتا - لوگ آپ کو سمجھاتے کہ آپ کیوں ایسا کرکے اپنے آپ کو زخمی کر لیتے ہیں تو فرماتے کہ خدا کا حکم ہے کہ جب جمعہ کی اذان سنائی دے تو سعی کرکے آؤ - میں اس حکم الٰہی کے ماتحت سعی کرتا ہوں - حضرت امامؒ کا کتنا بڑا درجہ ہے کہ پا بزنجیر ہونے کے باوجود فاسعوا الیٰ ذکر اللہ پر عمل کرتے ہیں -

جمعہ کے لئے وقت سے پہلے پہنچنے کا ثواب

آج ہماری حالت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ہم اس وقت مسجد میں پہنچتے ہیں جب خطبہ ختم ہو جاتا ہے یا خطبہ ثانی شروع ہوتا یا نمازِ جمعہ پڑھی جانے لگتی ہے، یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے -

تمام احباب کو چاہیئے کہ کوشش کرکے نمازِ جمعہ کے لئے اول وقت مسجد میں آ جایا کریں - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جمعہ میں شرکت کے لئے ترغیب سے بھی کام لیا اور تحریص سے بھی - فرمایا جو لوگ اوّل وقت میں آیا کریں ان کے لئے زیادہ ثواب ہے - خدا کے فرشتے اول وقت میں آنے والوں کے نام نمبروار رجسٹر میں لکھتے رہتے ہیں اور جب دوسری اذان ہونے لگتی ہے تو رجسٹر بند ہو جاتا ہے - یہ رجسٹر بظاہر نظر نہیں آتا لیکن یہ سمجھانے کا ایک طریق ہے -

مسجد کے آداب

پھر حکم ہے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے مسجد میں آؤ تو ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاؤ - مسجد کے آداب میں بھی یہ داخل ہے کہ اس میں ذکرِ الٰہی ہوا کرے مسجد کے اندر ٹولیاں بنا کر بیٹھنا درست نہیں - بلکہ اس طرح بیٹھنا چاہیئے جس طرح اب احباب بیٹھے ہیں یعنی باقاعدہ صفوں میں بیٹھا جائے، دوسرے یہ کہ یہاں دنیا داری کی اور کار و بار کی باتیں نہ کی جائیں - کیونکہ فرمایا ہے کہ نمازِ جمعہ میں اپنے کار و بار کو چھوڑ کر آؤ - اگر یہاں بھی ایسی ہی باتیں ہونے لگیں تو ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ اور لگن نہیں ہو سکتی اور نہ عبادت کی روح

برقرار رہ سکتی ہے

دینی اور روحانی نعمتوں کو رحمتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے اور دنیوی نعماء کو فضلِ الٰہی

جب نماز ختم ہو جائے تو پھر حکم ہے کہ اپنے اپنے کاروبار [illegible] آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، اللہ تعالےٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، ان کے لئے قرآن کریم میں دو لفظ آتے ہیں ایک تو رحمت دوسرا فضل۔ ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ دینی اور روحانی نعماء کے لئے رحمت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور دنیاوی نعمتوں کو فضل کہا گیا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا

قربان جائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو کیا دماغ عطا فرمایا تھا۔ آپؐ کی مسنون دعاؤں کی تاثیر، حکمت اور طلب کا معیار کتنا اعلیٰ اور پاکیزہ ہے، اور کہاں کہاں ذکرِ الٰہی نہیں کیا۔ مسجد میں آنے جانے کے بارے بھی آپؐ نے دعائیں سکھائی ہیں۔ فرمایا کہ جب مسجد میں داخل ہونے لگو تو یہ دعا کرو اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك کہ اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے، یہ طلب رحمت دینی اور روحانی مراتب حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اور فرمایا جب مسجد سے باہر نکلنے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو اللّٰھم انی اسئلك من فضلك۔ اے اللہ میں اب پھر اپنے کاروبار کے لئے چلا جا رہا ہوں، میں تیرے فضل کا متمنی ہوں، تو دنیوی کاروبار کو فضلِ الٰہی قرار دیا ہے۔ رشوت خوری اور حرام کی کمائی فضلِ الٰہی میں شامل نہیں۔ آج نا جائز کمائی سے چھ چھ منزلہ بلڈنگیں کھڑی کر لی جاتی ہیں اور اوپر لکھدیا جاتا ہے ھٰذا من فضلِ ربی۔ یہ کوئی فضلِ ربی نہیں، یہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ مسجد میں آتے جاتے ان دو دعاؤں کو پڑھا کریں۔ اس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور وسعت علم و حکمت کی اتباع کرنی چاہیئے۔

اختتامِ نماز پر کاروبار میں لگ جاؤ اور اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو بھی یاد رکھو۔

فرمایا فاذا قضیت الصلوٰۃ [illegible]
کی تلاش میں ذکر الٰہی کو بھول نہ جاؤ اور کاروبار میں بھی اللہ تعالےٰ کو یاد رکھو۔ کاروبار میں یاد رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کاروبار میں اوامر و نواہی پر کاربند رہیں، فرمایا کثرت سے ذکر الٰہی کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ، کامیاب ہو جاؤ۔ فلاح، گول اور منزل ہے جس کی طرف مؤمنوں کو چلایا جاتا ہے۔ فرمایا قد افلح المؤمنون مؤمن فلاح پائیں گے، تو فلاح یافتہ ہونا آپ کی منزل ہے۔ جو ذکرِ الٰہی کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے۔

جمعہ کے وقت کاروبار یا دیگر مشاغل کیطرف توجہ نہ کی جائے

اس کے بعد انسان کے ایک فطرتی خاصہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، فرمایا واذا راو تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوك قائما۔ یہاں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ حضور صلعم خطبہ دے رہے تھے، مسجد سے باہر کچھ فاصلہ پر ایک تجارتی قافلہ آیا کچھ لوگ خرید و فروخت کے لئے اٹھ کر چلے گئے۔ یہاں مؤمنوں کا ذکر نہیں بلکہ منافقوں کا ذکر ہے۔ مؤمن تو اس قسم کے نہیں ہوتے، یہ مدینہ کا واقعہ ہے، اگرچہ نمازِ جمعہ مکی زندگی میں فرض ہو چکی تھی لیکن اس پر عمل مدینہ میں ہوا، وہیں یہ واقعہ پیش آیا۔

جمعہ کے وقت کاروبار چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ بہتر رزق دیگا۔

فرمایا قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ ؕ واللہ خیر الرازقین۔ ان دنیا دار اور مال کے بھوکوں کو پتہ نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونے اور یہاں وقت گذارنے سے رزق اور کاروبار میں کمی نہیں آ جائے گی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ بہترین رزق دینے والا ہے اور وہ [illegible]

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے جمعہ کا حکم مکی زندگی کے ایام میں ہو چکا تھا لیکن اس حکم کے بعد جمعہ کا دن مکہ میں نہیں آیا۔ آپؐ ہجرت کر گئے تھے جس کے بعد پہلا جمعہ مدینہ میں پڑھا گیا جیسے کہ مکی زندگی میں عبادت الٰہی تو چھپ چھپا کر ہوتی رہی اور جمعہ کی نماز کے لئے اجتماع کی ضرورت تھی جو مکہ میں ناممکن تھا، مدینہ میں مسلمانوں کو اس کا موقعہ اور سہولت حاصل تھی چنانچہ مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ حضور صلعم دو شنبہ کو مدینہ پہنچے تھے۔ اس کے بعد جمعہ کے دن پہلی مرتبہ آپ نے نماز جمعہ پڑھائی اس کے بعد نماز جمعہ کو بڑی اہمیت دی گئی، اور اس کو ملی، سیاسی، سماجی زندگی کے مسائل حل کرنے کے لئے بڑا ضروری قرار دیا گیا۔

ایک بوڑھے بزرگ سے ملاقات جو کئی میل پیدل چل کر قادیان جایا کرتے تھے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں نمازِ جمعہ کے لئے احباب دُور دُور سے بڑے شوق سے قادیان جایا کرتے تھے۔ آج سے دو سال پہلے کا ذکر ہے میں سیالکوٹ وہاں کی جماعت کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر گیا۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور مولانا عبدالمنان عمر صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ایک ضعیف بزرگ کا تعارف حاصل ہوا وہ پسرور اور نارووال کے درمیان ایک دیہات کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ میں جمعہ نماز پڑھنے کے لئے پیدل چل کر قادیان پہنچتا تھا، پہلی رات نارووال گذارتا، دوسری رات کلانور اور اگلے دن قادیان پہنچ جاتا۔ نماز پڑھ کر اور حضرت مرزا صاحبؑ سے مل کر واپس گھر جاتا، اس وقت ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ ایسے ایسے لوگ بھی ہماری جماعت میں موجود ہیں۔

بڑے عزم و استقامت کے ساتھ دُور سے پابندیٔ وقت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں، ان کے لئے بڑا درجہ ہے اور بعض احباب تو اتنی گرمی میں دفتر سے گھر بھی نہیں جاتے کھانا بھی نہیں کھاتے اور سیدھے مسجد میں تشریف لے آتے ہیں ان کے لئے بھی اجر عظیم ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ صوبہ سرحد میں بھی میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دس دس میل سفر کر کے نمازِ جمعہ کے لئے مسجد میں پہنچتے ہیں۔ جمعہ قومی اہمیت کا دن ہے۔ یہ کوئی رسم نہیں ہے بلکہ اس کے اندر بڑی حقیقت ہے یہ اجتماعی زندگی کے لئے اور اس کی تقویت کے لئے بڑا ضروری ہے۔

فریضہ جمعہ کے لئے جوش و جذبہ پیدا کیا جائے۔

میں اپنے دوستوں سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ گذارش کروں گا کہ آپ سب جمعہ کے لئے اہتمام کرنا سیکھیں وقت پر پہنچنے کی سعی کریں۔ اس فریضہ کی ادائگی کے لئے جوش و جذبہ پیدا کریں۔ خرید و فروخت اور کاروبار چھوڑ کر وقت پر آئیں۔ جو لوگ خطبہ کے بعد نماز میں شامل ہوتے رہیں۔ ان کی نماز تو ہو جاتی ہے لیکن فاسعوا کا درجہ انہیں نہیں ملتا۔

صحابہ کرامؓ کا احکامِ الٰہی پر عمل کا شوق اور حرص

حضرت نبی کریم صلعم کے ماننے والے احکامِ الٰہی کی تعمیل میں بڑے حریص تھے، ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے، بعض احکام انفرادی ہوتے ہیں ان کی بجا آوری فرد کی استطاعت اور سہولت پر موقوف ہے۔ جیسے حج اور

www.aaiil.org

زکوٰۃ کی ادائیگی - یہ دو تو ارکانِ دین صاحب مال پر فرض ہیں اور جس کے پاس مال نہیں ہے اُس پر فرض نہیں - لیکن بعض احکام قرآنی ایسے ہیں جو باہمی تعاون و انتظام سے ہی ادا ہو سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا جب کسی کے ہاں جاؤ اور آواز دینے پر تمہیں کہا جائے ارجعوا لوٹ جاؤ فارجعوا تو لوٹ آؤ ھو ازکیٰ لکم یہ تمہارے لئے پاکیزگی کا موجب ہوگا۔ اس آیت میں فارجعوا کے حکم پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی کسی کے ہاں جائے اور اسے لوٹ جانے کے لئے کہا جائے۔ اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ صحابہ کرام رضؓ نے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے باہم یہ انتظام کیا کہ ایک صحابیؓ نے دوسرے سے کہا کہ میں تمہارے ہاں جاؤں تو تم مجھے کہدینا واپس جاؤ اور میں واپس لوٹ آؤں گا - یہ کیفیت تھی صحابہؓ کرام کی ان کو قرآن کریم کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کا بڑا شوق تھا۔

آخرین منھم میں شامل ہونے والوں کی ذمہ داری

اس سورۃ جمعہ کے پہلے رکوع میں ہماری اس جماعت کا بھی ذکر ہے - اہل جماعت کا دعوےٰ ہے کہ ہم ہی اخرین منھم کے مصداق ہیں اس نسبت سے دیکھیں کہ آپ پر کیا کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے - اس میں بشارت ہے کہ ہم ان صحابہ کرامؓ میں تو شامل نہیں جنہیں رسول اللہ صلعم کی صحبت گزینی کا شرف حاصل ہوا - لیکن ان آخرین میں سے ہم ہیں جن کو ان میں سے ہونے کی بشارت دی گئی ہے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر و تشریح میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں تو آپؐ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس - ایک شخص فارسی الاصل ہوگا جو ثریا سے ایمان کو اتار لائے گا وہ اور ان کے ساتھی و اخرین منھم میں سے ہوں گے -

ایک ذاتی واقعہ

ایک ذاتی قسم کا واقعہ سناتا ہوں جو میرے تایا صاحب مرحوم (مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ) نے مجھے سنایا، وہ عام طور پر ہمیں اچھی اچھی باتیں سنایا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولٰنا نورالدینؒ بڑی قدر افزائی فرمایا کرتے تھے - محبت اور پیار سے گلے لگا لیا کرتے تھے، اور فرطِ محبت میں بوسہ بھی دے لیتے تھے ایک دفعہ حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، تو اسی حدیث کے بارے میں آپ نے تشریح کرتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا رجال من ابناء الفارس بھی ایک دوسری حدیث میں آتا ہے، تم بھی اس کے مصداق ہو، میرے تایا صاحب نے فرمایا کہ بات پر میں نے بڑا علو محسوس کیا، حضرت مولٰنا نورالدین صاحبؒ نوجوانوں کی بڑی تکریم کیا کرتے تھے -

نماز جمعہ کیلئے خصوصی اہتمام کیجئے

میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ آپ نمازِ جمعہ کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا کریں - جب اذان سُنیں تو اپنا سارا کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آ جمع ہوں اور یہاں آکر مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں۔ مسجد میں نماز کے لئے آنا مسلمان کی علامت ہے، یہ فلاح کا راستہ ہے یہاں آنے سے رزق میں کوئی کمی نہیں ہوتی ؛

ملفوظات

(بسلسلۂ صفحۂ اوّل)

اور یہی ذکر تھا - کہ ایک مسیح اس اُمت میں آئے گا - اور انجیل میں مسیح نے کہا - کہ آخری زمانہ میں **مَیں آؤں گا وہ مَیں ہی ہوں -** اور اس کا راز خدا نے مجھ پر یہ کھولا ہے کہ جو لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں - ان کی خوخصلت اور اخلاق پر ایک اور شخص آتا ہے - اور اس کا آنا گویا اسی شخص کا آنا ہوتا ہے -

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک
دارالشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دارالشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

مرزا محمد شفیق انور

قادیانی خلافت بخلاف قرآنی خلافت

جب بھی قادیانی خلفاء کی دھاندلی بے نقاب کرنے کے لئے کوئی مردِ مجاہد آواز بلند کرتا ہے علمائے ربوہ خلیفہ کے ابروئے چشم کا اشارہ پا کر یہ ٹیپ کا مصرع دہرانا شروع کر دیتے ہیں کہ "خلیفہ خدا بناتا ہے" اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ چونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس لئے اسے معزول نہیں کیا جا سکتا۔

یہ مقدمہ اور نتیجہ درحقیقت دو مغالطے ہیں جن کا اعادہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ کہیں مرید اس دام تزویر سے نہ نکل جائیں اور پیسے بٹورنے کا کام جاری رہے۔

ذیل میں ان ہر دو امور کا جائزہ لیا جاتا ہے :-

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے لفظ خلیفہ اور خلافت، کو مختلف مفاہیم میں استعمال فرمایا ہے اور خلافتِ قومی کے علاوہ خلافتِ نبوّت کا ذکر فرمایا ہے مثلاً جعلنٰکم خلائف فی الارض - یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ - انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ - یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ خلافت خالصتہً خدائی عطیہ ہے اس میں انسانی ہاتھ کا قطعاً کوئی دخل نہیں بلکہ یہ بلاواسطہ موہبتِ الٰہی ہے باقی رہی خلافت قومی یہ بھی ایک معنے میں الٰہی عطیہ ہے لیکن اس کی شکل خلافتِ نبوّت والی نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ آیت استخلاف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ موسویہ سے مشابہ خلفاء کا وعدہ کیا گیا ہے یہاں تک تو بات درست ہے لیکن اس کے بعد دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ خلفاء ہیں جو کسی مامور کی وفات کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں خواہ وہ کسی بھی طریق سے سریر آرائے خلافت کیوں نہ ہو گئے ہوں اب چونکہ منتخب ہونے کے فوراً بعد وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفے بن جاتے ہیں اس لئے انہیں معزول کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

قابلِ غور امر یہ ہے کہ آیت استخلاف میں خلافت کا وعدہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے ہے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانیؒ سے - ان کے تو الہامات میں بھی یہ آیت کہیں موجود نہیں - اسی کڑی کے کھلنے سے قادیانی جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔

آیت استخلاف میں بھی خدا تعالیٰ نے خلافت کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اس لئے جس طرح خلافت نبوّت میں انسانی ہاتھ کسی رنگ میں شامل نہیں ہوتا ایسے ہی یہاں بھی محض الٰہی ہاتھ ہونا چاہیئے اسی لئے یہاں خلفاء سے مراد مجددین امت محمدیہ لئے گئے ہیں اور حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے آپ کو اسی آیت کے تحت خلیفہ قرار دیا ہے۔

لطیفہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کو خدا نے منتخب کیا اور وہ اس آیت کے تحت خلیفہ ہوئے اور میاں محمود احمد صاحب کو انصار اللہ پارٹی نے منتخب کیا اور وہ بھی اسی آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ بن بیٹھے اور گویا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ "شریک فی الخلافت" ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے دعائیں کی ہیں - ہر باپ اپنی اولاد کے لئے دُعا کرتا ہے یہ ایک طبعی امر ہے اور فطری تقاضا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعائیں کیں مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتا دیا

اجیب کل دعائک الا فی شرکائک

میں تیری ہر دُعا قبول کروں گا مگر تیرے شرکاء کے بارے میں نہیں -

اس الہام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے

www.aaiil.org

اولاد کے بارہ میں آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت نہ بخشنا اور واقعات نے اس کی تصدیق کر دی مشاہدہ دلیل کو باطل کر دیتا ہے دلیل مشاہدے کو باطل نہیں کر سکتی۔

بالفرض اگر قادیانی طریق استدلال کو درست تسلیم کر بھی لیا جائے کہ کسی مامور کی وفات پر جب مخالف خوشی اور خندہ استہزاء سے کام لیتے ہیں اور مریدوں کے دل ڈوبنے لگتے ہیں تو خدا کسی شخص کو کھڑا کر دیتا ہے جو کشتیٔ دین کو سنبھال لیتا ہے اور اسے استحکام بخشتا ہے تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ کسی مامور کی وفات کے بعد پہلا خلیفہ ایک رنگ میں خدائی انتخاب کہلاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضؓ پر اس آیت کا اطلاق محض جزئی طور پر اور مسلمات خصم کے رنگ میں کیا ہے اور تمکین دین اسلام کو مخالفین کے لئے بطور حجت پیش کیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"حضرت صدیق کی شان تمام صحابہ سے بڑھ کر ہے اور آپ کا مقام تمام صحابہ سے بلند تھا اور آپ ہی بغیر کسی شک شبہ کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ ہی کے بارہ میں خلافت کی آیات نازل ہوئیں

اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے تو اس کے متعلق یقینی نص پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو نیکوں کے دشمن مت بنو۔" (سر الخلافہ صفحہ ۱۸)

پھر اس کتاب کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

"آیت استخلاف کا مصداق ہونے کی اہل صرف حضرت صدیق کی ہی خلافت ہے جیسا کہ اہل تحقیق پر مخفی نہیں۔"

ان الفاظ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ آیت استخلاف کا حضرت ابوبکر رضؓ پر اطلاق محض جزئی ہے اور اصل معانی کے لحاظ سے اور کلی طور پر اس سے صرف مجددین ہی مراد ہیں اور یہ کہنا کہ تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے آیت استخلاف کی روح کے خلاف اور ہر لحاظ سے غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت علی رضؓ کی خلافت کو آیت استخلاف کی مصداق قرار نہیں دیتے بلکہ فرماتے ہیں:۔

"حضرت علی کی خلافت اس امن کی مصداق نہیں جس کی بشارت رحمان کی طرف سے آیت استخلاف میں دی گئی ہے .... پس ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم آپ کی خلافت کو آیت استخلاف کی بشارت کا مصداق قرار دے سکیں" صفحہ ۲۰

کیا حضورؑ حضرت علی رضؓ کی خلافت کے منکر تھے؟ دیدہ باید

آیت استخلاف کے الفاظ لیستخلفنھم صاف طور پر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ عمومی معانی کے لحاظ سے یہاں خلافت قومی کا ذکر ہے اور دوسرے بطن کے لحاظ سے اس آیت کے موعودہ خلفاء مجددین امت محمدیہ ہیں جو مامور ہو کر تجدید دین کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

اب جبکہ پاپائی طرز پر منتخب ہونے والے خلفاء کا آیت استخلاف کے ماتحت ہونا قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے سراسر خلاف ثابت ہو گیا تو اس کی فرع خود بخود باطل ثابت ہو گئی کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔

خلفاء اربعہ کے ارشادات گرامی سے تاریخی طور پر اس نظریہ کا جائزہ لینے سے پیشتر یہ امر مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ فقہی اصل کے مطابق جو رشتہ انسان خود قائم کرتا ہے اسے توڑ بھی سکتا ہے۔ مثلاً شادی کے نتیجہ میں جو تعلقات انسان خود قائم کرتا ہے ضرورت پڑنے پر انہیں توڑ بھی سکتا ہے مگر یہاں تو باوا آدم ہی نرالا ہے، خلیفہ صاحب فرماتے ہیں منتخب ہمیں کر دو۔ اقتدار ہمارے حوالے کر دو پھر نہ تم ہمیں علیحدہ کر سکتے ہو نہ تم خود ہمارے جال سے نکل کر جا سکتے ہو۔ یہ سارا گورکھ دھندا اس لئے بنایا گیا ہے کہ جب طاقت کے بھتے انگلیوں کے اشاروں پر ناچتے رہیں اور جبر و استبداد کے شکنجے میں جکڑی ہوئی انسانیت کی گردنیں سامنے خم ہوں تو دل کھول کر خدائی کی جائے۔

خلیفہ شتر بے مہار کی طرح ہرگز آزاد نہیں بلکہ شریعت کی اطاعت کا جوا اس کی گردن پر ہے اور شریعت سے انحراف کرنے والے لیڈر امیر یا خلیفہ کا عزل ایک ایسا امر ہے جس پر قریباً تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کرسی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلے ہی خطبہ میں فرماتے ہیں وان زغت فقوموني۔

"یعنی اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہوں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔"

حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی ایسے ہی فرمایا:۔

"اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی مجھ میں میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے تو اس پر فرض ہے کہ اس کجی کو سیدھا کر دے۔"

ازاں بعد آپ نے دریافت فرمایا:۔

"تم اس کجی کو کس طرح دور کرو گے؟"

تو ایک صحابیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسلام کی عطا کردہ جرأت ایمانی اور حریت فکر سے کام لیتے ہوئے بلند آواز سے کہا:۔

"ہم اس کجی کو تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔"

اگر کہیں "مصلح موعود" کی نظر سے یہ واقعہ گذر جائے تو وہ ضرور اس بزرگ صحابیؓ (حضرت عمرؓ سے چادر کے بارہ میں سوال کرنے والے بزرگ صحابی ... منافقت کا فتویٰ لگا دیتے) حضرت سلیمان فارسیؓ پر بھی فتویٰ لگایا ہے۔ خلفاء راشدینؓ تو دوسروں کو مومن تصور کرتے تھے اور انہیں اپنے اعمال کا نگران قرار دیتے تھے۔ یہاں زمانے کا عجیب رنگ بدلا ہے کہ ۱۹۱۴ء سے خلیفہ صاحبان کو اپنے زیر سایہ منافق ہی نظر آتے ہیں۔ وہی ساون کے اندھے والی بات ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کے الفاظ "میں اس قمیص کو نہیں اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے" کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور ان کے ان الفاظ کا کہیں تذکرہ نہیں کیا جاتا۔

"لیکن میں اپنی غلطیوں سے رجوع کرتا ہوں اور ان کو ترک کر دیتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی کوئی بات نہ کروں گا جس کو مسلمان ناپسند کرتے ہوں۔"

حضرت عثمانؓ یہ نہیں فرماتے کہ عزل خلفاء کا مطالبہ ہی غیر اسلامی ہے بلکہ اپنی اصلاح کا مومنانہ وعدہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ ہو رہی ہے حضرت معاویہؓ کی فوج نے قرآن نیزوں پر بلند کر دیئے جس پر حضرت علی رضؓ کی فوج نے آپؓ سے کہا کہ یہ لوگ ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ حضرت علی رضؓ نے لاکھ سمجھایا کہ یہ محض ایک چال ہے ان ھذا ا ودھن لیکن مسلمان مصر رہے کہ جنگ بند کر دی جائے اس پر حضرت علی رضؓ نے اس مطالبہ کو مان لیا اور جنگ بند کر دی یہ نہیں کہا کہ میں "خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں جاؤ تم سب مجھے چھوڑ جاؤ میرا خدا مجھے نہیں چھوڑے گا" اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمر بن عاصؓ حکم مقرر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی رضؓ کے عزل کے بارہ میں فیصلہ دیا گو حضرت علی رضؓ نے اس فیصلہ کو بوجوہ تسلیم نہ فرمایا لیکن کسی صحابیؓ نے یہ نہیں کہا کہ خلیفہ کا عزل کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔ اسلامی تاریخ کی ان تابندہ مثالوں کے ہوتے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

رہے ہیں میں نے کہا بس خاکسار اسی طرح ٹھیک ہے جس طرح ہے خواہ مخواہ سوانگ بھرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس موقعہ پر "بنگلہ دیش" کے ہائی کمشنر سے بھی ملاقات ہو گئی اور ان سے تفصیل سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ کہنے لگے اب ہمیں گذشتہ برس کی جنگ اور اس سے قبل پیدا شدہ کیفیت کو بھول کر اسلامی برادری کے رشتوں کو پھر سے استوار کرنا چاہیئے۔ کہنے لگے میں خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتابوں سے واقف ہوں اور مولانا محمد علی صاحبؒ کا قرآن میں نے سارا پڑھا ہے اسلامک ریویو کا بھی مطالعہ کرتا رہا ہوں اور بنگالی احمدیوں سے بھی واقف ہوں۔ مزید کہنے لگے کہ میری خواہش ہے کہ ہم میں اور مغربی پاکستان کے بھائیوں میں جو اختلافات کی خلیج حائل ہو گئی ہے وہ کسی طرح کم ہو جائے۔ پھر کہنے لگے کہ آپ لندن آئیں تو ضرور میرے دفتر آئیں۔ مجھے ووکنگ آنا ہوا تو میں خود وہاں آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔

ملکہ رخصت ہو گئیں تو دوسرے مہمان بھی اجازت لے کر جانے لگے۔

بی بی سی ریڈیو نمبر ۱

ملکہ کی گارڈن پارٹی سے فارغ ہو کر ہم سینٹ جیمز پارک میں آ گئے۔ اس کے بعد بی بی سی ریڈیو نمبر ۱ پر ایک بین الاقوامی مذہبی پروگرام تھا جس میں مجھے مقررین میں شامل رکھا گیا تھا۔ ہاں حاضرین میں پہلی صف میں ہمارے لئے سیٹیں ریزرو تھیں کہ اگر ضرورت پڑے تو سوال و جواب میں حصہ لے سکیں۔ اسلامی نمائندہ ایک عرب ڈاکٹر حسن کرمی تھے جو بی بی سی عریبک سیکشن کے ساتھ بہت عرصہ منسلک رہے ہیں اور حال ہی میں انہوں نے ایک انگریزی عربی ڈکشنری شائع کی ہے۔

ہمارے دیکھتے دیکھتے سارا کمرہ مختلف انواع و اقسام کے لوگوں سے بھر گیا۔ چونکہ یہ پروگرام زیادہ تر نوجوان لڑکے لڑکیوں کے لئے ہوتا ہے اور اس میں ان کے لئے خاص قسم کا میوزک ہوتا ہے اس لئے میں نے انواع و اقسام کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ نقلی اور اصلی بالوں سے نوجوان حاضرین نے اپنی شکلیں اچھی خاصی بگاڑ رکھی تھیں، اور سٹیج پر بھی مقررین کو چھوڑ کر دوسرے لوگ کسی اور ہی دنیا کے باسی نظر آتے تھے۔ پہلے تو حاضرین سے درخواست کی گئی کہ وہ پروگرام شروع ہونے سے پہلے خوب زور زور سے تالیاں بجائیں تاکہ یہ اثر پڑے کہ ہال میں بہت بڑا مجمع ہے (مشکل سے سو ڈیڑھ سو لوگ ہوں گے) اب پروگرام شروع ہوا بڑے زور سے تالیاں بجیں اور اناؤنسر نے سب کو خوش آمدید کہا اور اعلان کیا کہ اس وقت چھ سات ہزار لوگ جمع ہیں۔ (باہر ریڈیو سننے والوں کو کیا معلوم کہ کتنے لوگ ہال میں بیٹھے تالیاں بجا رہے ہیں اور چھ سات ملین لوگ اس پروگرام کو اپنے گھروں، کاروں اور کارخانوں میں سُن رہے ہیں۔

پہلے ایک گانا ہوا جس میں شور و غُل اور اُودھم زیادہ تھا اور الفاظ کم اس کے بعد سوالات شروع ہوئے۔ ہر مقرر کو بتانا تھا کہ ان کے اپنے اپنے مذہب کا اصل بنیادی پیغام کیا ہے۔ عیسائی پروفیسر نے "محبت" مسلمان نمائندہ نے "توحید"۔ بدھ مت کے پیرو نے "دُکھ" اور یہودی عالم نے غالباً "خدمتِ خلق" کے فلسفہ کو اپنے اپنے رنگ میں مذہب کا بنیادی پیغام بتلایا۔ اس کے بعد ابھی بحث آگے چلی ہی تھی کہ پھر وہی دھوم دھڑکے والی موسیقی شروع ہو گئی۔ یہ مرحلہ ختم ہوا تو اناؤنسر نے حاضرین میں سے سکھ اور ہندو مت اور ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے نمائندوں سے کچھ سوالات پوچھے۔ کچھ دہریہ منش نوجوان بھی تھے انہوں نے اپنے شکوک کا اظہار شروع کیا اور ایک صاحب ہندو مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ انہوں نے موقعہ غنیمت جان کر اپنی تبلیغ شروع کر دی۔ مجھے خیال آیا کہ میں بھی کچھ کہوں لیکن وہ پھر میوزک والا ہنگامہ شروع ہو گیا اور اس کے بعد اناؤنسر نے اپنی توجہ پھر ان چار مقررین کی طرف مبذول کر دی جو سٹیج پر بیٹھے تھے۔ اور اس کے بعد حاضرین میں سے اتنے لوگوں نے بولنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے کہ چند لوگوں کو ہی بولنے کا موقعہ ملا اور پھر ایک آخری ہنگامہ خیز موسیقی کے ساتھ یہ پروگرام ختم ہو گیا۔

بی بی سی کے اس پروگرام کا عنوان ہے "SPEAK EASY" "سپیک ایزی" ریڈیو کے کار پردازان کا خیال ہے کہ چونکہ موجودہ نسل کے نوجوان کوئی مذہبی پروگرام سنتے ہی نہیں بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے اپنے محبوب مشاغل کے بیچ بیچ ان کو چند باتیں اخلاق اور مذہب کی بھی سُنا دی جائیں اور اس طرح ۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات
والی بات پوری ہو جائے۔

قادیانی خلافت بقیہ ص ۸

ہوئے جب پاپائی خلفاء یہ تعلیاں (جنہیں مرید تجلیاں سمجھتے ہیں) کرتے نظر آتے ہیں کہ کون ہے جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو علیحدہ کر سکے تو مجھے خدا کی غیرت کو ہیجان میں لانے والے اس قول کو پڑھ کر بے اختیار مشہور امریکی شراب تھیلیمن کا ایک اشتہار یاد آتا ہے (جس میں) میز پر سے قطرہ قطرہ شراب نیچے گرتی دکھائی گئی ہے جو ایک چوہے کے منہ میں پڑ رہی ہے اور چوہا نشے میں آ کر اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے:

مجھے اب بتاؤ ! بلی کہاں ہے

اخبار احمدیہ

چیمہ صاحب کو صدمہ

—— پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت (مورخہ ۲۸ جون) میں محترم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب کا مضمون "آہ دُنیا کی بے ثباتی" قارئین کرام کی نظروں سے گذر چکا ہوگا۔ اس مضمون میں ان کی ماموں زاد بہن (اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب مرحوم) اور خود ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی وفات کے صدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اپنے حقیقی بھائی چوہدری محمد احسن چیمہ صاحب کی وفات کے صدمہ کا بھی ذکر کیا ہے، ہم ان تمام صدمات میں چیمہ کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے تمام احمدی جماعتوں سے مرحومین کی مغفرت کے لئے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ لاہور میں ۳۰ جون کو بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔

الحاج عزیز احمد صاحب کی واپسی

—— محترم الحاج عزیز احمد صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹرینیڈاڈ پاکستان کے چھ دن کے دورہ کے بعد ۱۹ جون کو بروز جمعرات بذریعہ ہوائی جہاز اپنے وطن مالوف تشریف لے گئے روانہ ہوتے وقت انہوں نے مرزا مسعود بیگ صاحب صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کو پیغام دیا کہ ان کی طرف سے تمام احباب جماعت کو السلام علیکم پہنچا دیا جائے اور یہ معذرت کر دی جائے کہ وقت کی کمی کے باعث وہ تمام جماعتوں میں نہ جا سکے اور سب احباب سے نہ مل سکے۔ ان کے دورہ کے ایام میں جماعت لائلپور اور جماعت راولپنڈی کی طرف سے جو استقبالیہ انہیں دیئے گئے، ان کی مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

الوداعی عصرانہ

—— ایبٹ آباد سے محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:۔

۲۳ جون ۳½ بجے شام جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے عزیزم ڈاکٹر محمد احمد صاحب کے اعزاز میں تمام احباب جماعت کو ایک پُر تکلف عصرانہ دیا۔ کیونکہ عزیز موصوف مزید تعلیم کے لئے مورخہ ۲۷/۶ کو امریکہ جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد احمد صاحب نے ۱۹۷۱ء میں خیبر میڈیکل کالج پشاور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ اور عزیز نے امریکہ کی طرف سے منعقدہ امتحان اپنے دوران طالب علمی میں ہی ۱۹۷۰ء میں پاس کر لیا تھا۔

اس موقعہ پر محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد خان ستارۂ خدمت نے نہایت سوز و گداز سے عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا کی آپ نے فرمایا کہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ محمد احمد متقی اور صالح نوجوان ہے اس کی یہ کامیابی

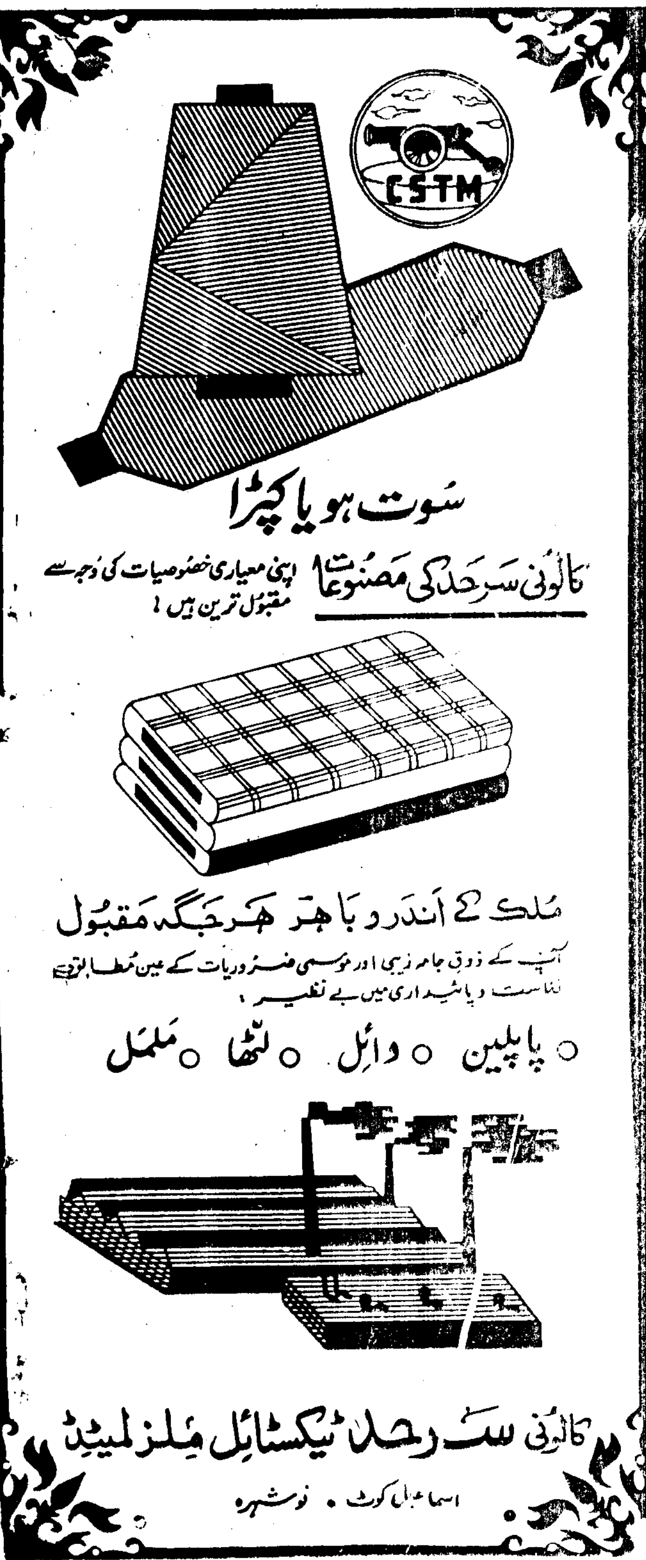

فروخت مکان

مین بازار - درمیانی مسجد والی گلی - مدینہ کالونی - والٹن میں ایک مکان (رقبہ پونے چار مرلے دو کمرے برآمدہ - صحن بجلی نلکا موجود ہیں) قابل فروخت ہے۔
محمد قاسم خانصاحب معرفت سید امیر علی صاحب ایڈووکیٹ مکان نمبر ۲ گلستان سٹریٹ پارک لائن - ٹمپل روڈ لاہور - فون نمبر 639846

پیغام صلح میں اشتہار دے کر کاروبار کو ترقی دیں۔

جبری نہیں - لازمی

پیغام صلح مؤرخہ ۷ جون ۱۹۶۷ء کے صفحہ ۳ کالم ۲ کے فقرے "جماعت پر جبری چندہ بھی مقرر کیا ہوا ہے" میں لفظ جبری کی بجائے لازمی پڑھا جائے۔ والسلام
خاکسار - حافظ محمد اکرم - لائبریرین مجلس احمدیہ لائلپور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور - مؤرخہ ۵ جولائی ۱۹۶۷ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸ - شمارہ ۲۷

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

مدیر ــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــ بشیر احمد سو ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳۰ جمادی الاوّل ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

قرابت کو کاٹنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا

عن جبیر بن مطعم انّہ سمع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول لایدخل الجنّۃ قاطعٌ۔

ترجمہ:۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا فرماتے تھے کہ جنت میں قرابت کو کاٹنے والا داخل نہ ہوگا۔

بدلہ اتارنیوالا صلہ رحمی کرنیوالا نہیں

عبداللہ بن عمرو عن النبی صلے اللہ علیہ وسلّم قال لیس الواصل بالمکافیٔ ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہٗ وصلھا۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا بدلہ اتارنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے تعلق کاٹا جائے تو وہ اسے جوڑتا ہے۔

بچوں کو بوسہ دینا

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت جاء اعرابیٌ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلّم فقال تقبّلون الصبیان فما نقبلھم فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم او املك لك ان نزع اللہ من قلبك الرحمۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کہا ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا آپ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میرا اس میں کوئی اختیار ہے کہ اللہ نے تیرے دل سا

قرآن شریف کے معجزہ ہونے کے متعلق ہمارا مذہب
مخالف خود اس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے

ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

تفسیر اعجاز المسیح کے متعلق یہ ذکر تھا۔ کہ مخالفین میں سے کسی کو خدا نے یہ طاقت نہیں دی کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

قرآن شریف کے ایک معجزہ ہونے کے متعلق دو مذہب ہیں ایک تو یہ کہ خدا تعالےٰ نے مخالفین سے سرقت ہمت کر دیا یعنی ان لوگوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اس وقت مقابلہ میں کچھ کر کے دکھلاتے اور دوسرا مذہب جو کہ صحیح اور سچا اور پکا مذہب ہے اور ہمارا بھی وہی مذہب ہے۔ وہ یہ ہے کہ مخالف خود اس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے۔ اصل میں ان کے علم اور عقل چھینے گئے تھے۔ قرآن شریف کا معجزہ ہماری تفسیر القرآن کے معاملہ سے خوب سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ہزاروں مخالف موجود ہیں جو عالم فاضل کہلاتے ہیں کئی غیرت دلانے والے الفاظ بھی اشتہار میں لکھے گئے۔ مگر کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس نشان کا مقابلہ کرتا۔

۲۴ فروری ۱۹۰۱ء صحیح بخاری کے متعلق فرمایا:۔

یہی ایک کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں میں سے قرآن شریف کے بہت مطابق اور سب سے افضل اور صحیح ہے۔ اس کی دوسری بہن گویا مسلم ہے۔

آیت کریمہ ربّنا الذی اعطٰی کلّ شیءٍ خلقہٗ ثمّ ھدٰی پر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"اس عطا میں زیادہ تر دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک بادشاہ دوسرے مامور من اللہ یعنی پہلے خدا نے ان کو مامور بنایا ثمّ ھدٰی یعنی پھر تبلیغ کے تمام سامان ان کے لئے مہیا کر دیئے۔ جیسا کہ خدا نے ریل۔ تار۔ ڈاک۔ مطبع وغیرہ تمام اسباب ہمارے واسطے مہیا کر دیئے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو حاصل نہ تھے ہمارے واسطے یہ ایک جزوی فضیلت ہے اور خدا کا فضل ہے اور جزوی فضیلت سے کسرِ شان کسی نبی کی لازم نہیں آتی۔"

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

حضور سرورِ کائنات کا نام اور قرآن کریم کا مقام تمام انبیاء اور مذہبی کتابوں میں سورج کی طرح چمک رہا ہے

جماعت احمدیہ لائل پور کے ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس کی روئیداد

(ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور)

جماعت احمدیہ لائل پور کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس بروز جمعہ مؤرخہ ۱۶/۶/۷۲ کو مسجد احمدیہ میں زیرِ صدارت محترم میاں ظہور احمد صاحب منعقد ہوا۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ محترم علی محمد ماحی نے پڑھائی۔ بعد از نماز جمعہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جو محترم حافظ عبدالرؤف صاحب نے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا" مرزا مسیح الملک بیگ نے پڑھ کر سنایا محترم ماحی صاحب مبلغ مقامی نے من اسلم وجھہ للہ...... یحزنون۔ قل ان صلوتی ونسکی ...... رب العالمین اور ومن الناس من یشری نفسہ ابتغآء مرضات اللہ کی آیات سے استدلال و استنباط کرتے ہوئے کہا کہ یہ تینوں آیات مسلمانوں کو خدا تعالےٰ کی شناخت، اس کی طاعت، محبت اور رضا جوئی کے حصول کے لئے عاشقانہ رنگ اختیار کرنے کا درس دیتی ہیں تا کہ مؤمن و عاشق اپنے ذوق و شوق، حضوری قلب اور فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبودِ حقیقی کا نورانی چہرہ دیکھ لے۔ انہوں نے اپنے استدلال کی تائید و حمایت میں سیدنا حضرت مسیح موعود کے اُردو اور فارسی کے عارفانہ کلام سے درجنوں اشعار بھی پیش کئے اور کہا کہ امامِ دوران جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے افراد کو اسی مقامِ تسلیم و رضا پر دیکھنے کے متمنی تھے۔ حضرت مجددِ وقت نے ایک جگہ اپنی آمد کی غرض بتاتے ہوئے فرمایا کہ:۔ آمدم تا نگار باز آید — بیدلاں را قرار باز آید

اس کے بعد مقامی جماعت کے سالانہ انتخابات عمل میں لائے گئے اور کنوینر انتخابی کمیٹی ناصر احمد صاحب کی رپورٹ کے مطابق محترم میاں مسعود احمد صاحب نے اعلان کیا کہ آئندہ سال ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے بھاری اکثریت سے محترم میاں رشید احمد صاحب مسرت دوبارہ صدر منتخب کئے گئے ہیں۔ اس رائے کا اظہار بذریعہ خفیہ بیلٹ کیا گیا۔ دوسرے عہدیداران کے نام اخیر میں درج ہیں۔ انتخاب کے بعد محترم میاں ظہور احمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں نئے عہدیداران بالخصوص صدر محترم میاں رشید احمد مسرت صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت نے عہدیداران کے انتخاب میں جمہوری روایات کو اپنا کر اپنے شعور اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے کہا اصل چیز عہدہ اور منصب نہیں بلکہ کام ہوتا ہے۔ ازاں بعد محترم میاں ظہور احمد صاحب نے ماحی صاحب کے نکتۂ عشق کی تائید مزید کرتے ہوئے نہایت عالمانہ اور عارفانہ تقریر فرمائی اور کہا کہ حضور نبی کریم صلعم کے دونوں ہی نام محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیارے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کریم ہی کے ایک نام پر جماعت کا نام رکھا۔ حضور نبی کریم صلعم اس حد تک فنا فی اللہ ہو چکے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور حضور کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات کا نام تمام انبیاء اور قرآن کریم کا مقام تمام الہامی اور مذہبی کتابوں میں سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عشق کے لئے محبوب میں حسن کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ شمع نہ جلے تو پروانہ کس پر جان دے؟ اگر آج مسلمان قوم اسوۂ رسول اور حسنِ قرآن کی گرویدہ ہو جائے تو ہماری تمام شکستیں، ناکامیاں اور ذلتیں فتح و کامرانی میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

آخر میں محترم میاں رشید احمد مسرت صاحب نے احباب جماعت کا دوبارہ صدر منتخب ہونے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جماعت نے جو بوجھ میرے کندھوں پر (صفحہ ۴۴) ڈالا ہے میں اسے اپنے رفقاء کار اور تمام احباب جماعت کے بھرپور تعاون کے بغیر اُٹھا نہیں سکوں گا۔ انہوں نے جماعت کے دوستوں میں باہمی اخوت و محبت بڑھانے اور ادائیگی چندہ پر بھی زور دیا۔ اسکے بعد حاضرین کی تواضع مشروبات اور چائے سے کی گئی۔

مقامی جماعت کے منتخب عہدیداران کے نام مندرجہ ذیل ہیں:— صدر میاں رشید احمد مسرت۔ نائب صدر میاں مسعود احمد۔ سیکرٹری ملک نذر حسین۔ جائنٹ سیکرٹری چوہدری علی محمد ماحی۔ محاسب میاں ممتاز سلیم۔ ممبران مجلس منتظمہ:۔ میاں حمید احمد ذوالفقار

محترم ڈاکٹر عزیز احمد صاحب آف ٹرینیڈاڈ کا دورۂ لائلپور

مہمانِ مکرم کا جوش و ولولہ اور احمدیت سے لگاؤ اور عشق احبابِ جماعت کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے

محترم میاں الٰہ بخش اور محترم میاں ظہور احمد کا پُرخلوص اظہارِ خیال

(ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعتِ احمدیہ لائلپور)

مؤرخہ ۵/۶/۷۲ بروز اتوار صبح کو محترم مہمان خصوصی عزیز احمد صاحب آف ٹرینیڈاڈ کا لائل پور میں پرجوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔ آپ محترم ناصر احمد صاحب اور محترم میاں خالد ملوک خلف الرشید میاں ظہور احمد صاحب کے ہمراہ بذریعہ کار لاہور سے لائل پور پہنچے۔ مہمانِ مکرم نے میاں ظہور احمد صاحب کی کوٹھی واقع پیپلز کالونی میں ناشتہ کیا۔ بعد ازاں آپ اپنے دونوں ہمراہیوں کے ساتھ بارہ بجے کے قریب پریمیئر کلاتھ ملز تشریف لے گئے۔ جہاں ان کے استقبال کے لئے محترم میاں اللہ بخش صاحب راقم الحروف اور مقامی مبلغ محترم علی محمد ماحی موجود تھے۔ شام کے چھ بجے پریمیئر کلاتھ ملز کے مہمان خانہ میں ایک شاندار دعوتِ عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں تمام احباب جماعت لائل پور کو مدعو کیا گیا۔ احباب نے بھی اپنے محترم بھائی کی دید و تعارف کے لئے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ محترم میاں الٰہ بخش صاحب نے مہمانِ مکرم کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ جناب عزیز احمد صاحب ٹرینیڈاڈ کے مشہور تاجر ہیں اور احباب جماعت کو ملنے کی غرض سے سنگاپور سے واپسی پر پاکستان تشریف لائے ہیں اس سے ان کے خلوص اور اسلام و احمدیت سے محبت و لگاؤ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے بعد محترم عزیز احمد صاحب نے انگریزی اور اُردو میں ٹرینیڈاڈ، سرینام اور برٹش گیانا کی احمدی جماعتوں کے حالات و کوائف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں پر احمدیت کا مستقبل درخشندہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے لئے اپنی جانیں تک نچھاور کر دیں گے۔ ان کے جوش و ولولہ اور عشقِ اسلام کو دیکھ کر احباب جماعت لائل پور کو ایک نئی زندگی ملی ہے، محترم عزیز صاحب نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ ٹرینیڈاڈ اور دوسرے مقامات پر دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں ربوہ کی جماعت کے لوگ ہمارے راستہ میں زیادہ رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کے کامیاب دورہ اور اس کے تاثرات کا بھی ذکر کیا۔ سوال و جواب کے بعد محترم میاں ظہور احمد صاحب نے مہمانِ مکرم کا شکریہ ادا کیا اور مقامی مبلغ محترم علی محمد ماحی نے عزیز صاحب سے درخواست کی کہ وہ لائل پور اور پاکستان کی احمدی جماعتوں کی طرف سے ٹرینیڈاڈ اور دوسری ملحقہ جماعتوں کے احمدی بھائیوں کو محبت بھرا سلام خیر سگالی کے جذبات اور دعاؤں کا تحفہ پیش کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ ہم دامے درمے قدمے سخنے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اور شانے سے شانہ ملا کر غلبۂ اسلام کی جنگ لڑیں گے۔ بعد ازاں حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی اور بعد از نماز مغرب جو باجماعت ادا کی گئی یہ ایمان افروز تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۷۲ء

بھارت اور پاکستان کے مابین امن کا معاہدہ

جون کا مہینہ بر صغیر ... ہمیشہ یادگار رہے گا، یہ وہ مہینہ ہے جس کی ۲۱ر تاریخ ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کا وہ ... جو انہوں نے اپنی وفات سے چند دن پہلے تحریر کیا تھا خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب یونیورسٹی ہال میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے بہت بڑے مجمع میں زیرِ صدارت سر پرتول چندر چٹرجی جج چیف کورٹ پنجاب) پڑھ کر سنایا اور اسی مہینہ کی ۲۸ر تاریخ ۱۹۷۲ء کو صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صلح و امن کا پیغام لے کر وزیرِ اعظم حکومت ہند مسز اندرا گاندھی سے مذاکرات کے لئے تشریف لے گئے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اور بھٹو صاحب کے پیغامات میں بدلے ہوئے حالات و واقعات کے پیشِ نظر کچھ بنیادی اختلافات ہیں لیکن اصل چیز معاہدہ امن کی کوشش دونوں پیغامات کی اصل روح ہے، اور ہمیں خوشی ہے کہ اس روح کو حاصل کرنے میں صدر پاکستان کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے جس کے لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں،

جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام امن کا تعلق ہے، آپؑ نے صاف اور کھلے الفاظ میں ہندو قوم کو معاہدۂ امن کی دعوت دیتے ہوئے لکھا تھا:۔

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی طرح حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں، ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے، بلکہ ہندو مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے ہلاک کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی......... جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے......... ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے"

اس دعوت صلح کی بنیاد آپ نے اس بات پر رکھی کہ :۔

"اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں، کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کر دیں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسبِ حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے لیکن یہ ضروری ہوگا کہ معاہدہ کی تحریر کو پختہ کرنے کے لئے دونوں فریق کے دس دس ہزار سمجھدار لوگوں کے اس پر دستخط ہوں"

اس دعوتِ صلح کو دہراتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے درد بھرے لہجہ میں اس حقیقت کا اظہار کیا کہ :۔

"پیارو! صلح جیسی کوئی چیز نہیں آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے اور اس ملک کو کس قدر نقصان پہنچا ہے آؤ اب بھی آزما لو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں بہترین طریق صلح کا یہی ہے ورنہ کسی دوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک پھوڑے کو جو تنفاف اور چمکتا نظر آتا ہے اسی حالت میں چھوڑ دیں اور اس کی ظاہری چمک پر خوش ہو جائیں حالانکہ اس کے اندر سڑی ہوئی اور بدبودار پیپ موجود ہے"

اس بدبودار پیپ کو باہر نکالنے کے لئے آپؑ نے صفائی کے ساتھ فرمایا:۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں، خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

یہ مامور من اللہ کی آواز ہے جس کو نہ سننے کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں تفریق کی خلیج اس حد تک وسیع ہو گئی کہ آخر کار ملک کی تقسیم عمل میں آئی اور مسلمانوں کو پاکستان کے نام سے اپنا الگ گھر بسانا پڑا، لیکن افسوس ہے کہ اس پر بھی ہندو قوم کو چین نہ آیا اور نہ صرف اپنے ملک میں رہنے سہنے مسلمانوں پر محض ان کے مسلمان ہونے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ماننے کی وجہ سے طرح طرح کے ظلم و ستم برپا کئے، اور اب تک جگہ جگہ ان کے خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، بلکہ پچیس سال کے عرصہ میں جو پاکستان کو قائم ہوئے گذرا ہے اس ملک پر آئے دن حملے پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

ایسی حالت میں صدر بھٹو نے کمال دانشمندی سے بھارتی حکمران مسز اندرا گاندھی سے بات چیت کر کے ایک ایسا معاہدہ طے کیا ہے جس کو موجودہ حالات کے پیشِ نظر معاہدہ امن کہا جا سکتا ہے، اس معاہدہ کی رو سے جہاں یہ طے ہوا ہے کہ دونوں ممالک کی افواج جو ایک دوسرے کے علاقوں پر قابض ہیں پیچھے ہٹ کر ایک ماہ کے اندر اپنے اپنے علاقوں میں چلی جائیں گی، وہاں یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ دونوں ممالک کے متنازعہ مسائل تصادم کے ذریعہ نہیں بلکہ باہمی مذاکرات کے ذریعہ طے کئے جایا کریں گے، یہ ایک خوشگوار بنیاد ہے جس کے مطابق باقی مسائل مثلاً جنگی قیدیوں کی رہائی اور مسئلہ کشمیر وغیرہ دونوں حکمرانوں کی آئندہ ملاقاتوں میں طے ہو سکتے ہیں لیکن صرف ان پیش آمدہ مسائل ہی پر انحصار نہیں ملک کا حقیقی امن اسی ایک مسئلہ پر منحصر ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیغامِ صلح میں کیا ہے کہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے پیشواؤں کو صادق مانتے ہوئے انکی عزت و حرمت کو ملحوظ رکھیں ورنہ بقول حضرت مسیح موعودؑ یہ ایک پیپ بھرا ہوا پھوڑا ہے جو ہمیشہ رِستا رہے گا، اور آج اس معاہدۂ امن کے باوجود جو صدر بھٹو اور مسز اندرا گاندھی کے مابین ہوا ہے، بھارت کے جن سنگھیوں کا شور و غوغا اسی رستے ہوئے پھوڑے کا نشان دے رہا ہے تاہم یہ یقین کرنا چاہیئے کہ حالیہ معاہدۂ امن کی رو سے باہمی میل جول کا جو دروازہ کھلا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان ڈاک، تار، سمندری اور فضائی مواصلات کا سلسلہ قائم ہونے، سفری سہولتیں مہیا ہونے، باہمی تجارت شروع ہونے، معاشی تعاون اور سائنس اور ثقافت کے وفود کے تبادلہ کا جو فیصلہ ہوا ہے، امید کی جا سکتی ہے کہ ان ذرائع سے ایک دوسرے کو سمجھتے ہوئے دونوں قوموں کے پیشواؤں رشیوں منیوں اور انبیاء اور بالخصوص حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت دلوں کے اندر قائم ہو کر حقیقی امن بحال ہو جائے گا۔ اس کی ایک مثال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین عرب کے مابین صلح حدیبیہ اور اس کے مابعد کے اثرات سے دی جا سکتی ہے، اس صلح کو اگرچہ بعض مسلمانوں نے اس وقت برا منایا اور اسے اپنی ذلت کا موجب قرار دیا، تاہم اس کی وجہ سے دونوں قوموں کے افراد کے میل جول سے اسلام کو جو ترقی حاصل ہوئی، تاریخ اس پر شاہد ہے یہاں تک کہ ایک ہی سال کے اندر مکہ فتح ہو گیا، اور تمام عرب پر اسلام کا تسلط قائم ہو گیا، کیا تعجب ہے اگر صدر بھٹو اور مسز اندرا گاندھی کے معاہدۂ امن کا (جس کو بعض لوگ ابھی پسند نہیں کرتے) نتیجہ بھی آخر کار مسلمانوں کے غلبہ اور دونوں قوموں کے خوشگوار تعلقات کا موجب ہو — اور وہ پیپ بھرا پھوڑا جس کی نشاندہی حضرت مسیح موعودؑ نے کی ہے مندمل ہو کر دونوں قوموں میں حقیقی اور پائدار صلح اور اتحاد قائم ہو جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر، آمین۔

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے (ووکنگ انگلستان)

لندن کے ایک گرجا گھر میں خطبہ

ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی طرف سے ہر سال ایک بین الاقوامی مذہبی جلسہ کسی گرجا گھر میں ہوتا ہے۔ پہلے پہلے صرف یونیٹیرین چرچ والے اس قسم کے جلسوں کی اجازت دیتے تھے۔ گذشتہ سال کیتھولک چرچ نے اپنے دروازے اس جلسہ کے لئے کھول دیئے۔ اس دفعہ مرکزی بیپٹسٹ چرچ نزد نیو آکسفورڈ سٹریٹ لندن نے اپنے ہاں ایسے جلسہ کے انعقاد کی اجازت دے دی۔ ایسے موقعوں پر مختلف مذاہب کے نمائندے اپنی اپنی کتب سے اقتباس پڑھتے ہیں اور ایک پادری صاحب خطبہ دیتے ہیں۔ اس دفعہ خطبہ دینے کے فرائض پہلی دفعہ بحیثیت مسلم نمائندہ مجھے سونپے گئے۔ گرجا گھر کے ساتھ جو ہال ملحق ہوتے ہیں ان میں تقریر کرنے کا موقعہ تو اکثر ملتا رہتا ہے۔ لیکن لندن کے ایک چرچ کے اندر منبر پر چڑھ کر تقریر کے لئے یہ میرا پہلا موقع تھا۔ دوستوں نے ووکنگ سے ایک بس کرائے پر لے کر ووکنگ سے جانے والوں کے لئے سفر آسان کر دیا۔ بی بی سی ریڈیو کے ایک نمائندہ اور ووکنگ سینٹ پال چرچ کے پادری بھی اس پارٹی میں شریک تھے جب مختلف مذہبی کتابوں سے اقتباسات پڑھے جا چکے تو میں نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کر کے کوئی ۲۵ منٹ تک اسلام کے عالمگیر پیغام اور پیش آمدہ انسانی مسائل کے حل کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ جلسہ کے خاتمہ پر حاضرین کو چائے پلائی گئی اور ایک دوسرے سے گفتگو اور تعارف کا موقعہ ملا۔ اس جلسہ میں پادریوں اور ننز کی ایک بڑی تعداد بھی شامل تھی۔ الحمد للہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا اور لوگ اسلام کے متعلق بڑا اچھا اثر لے کر گئے۔ ویسٹ منسٹر ایبے کے ایک پادری نے بعد میں ایک علیحدہ خط لکھ کر بھی اپنے طور پر خصوصاً اس خطبہ کا شکریہ ادا کیا۔

ٹیلی ویژن پر ایک پادری سے دوستانہ گفتگو کا پروگرام

جولائی کے وسط میں ٹیلی ویژن پر ایک خاص پروگرام دکھایا جا رہا ہے جس میں خاکسار کو بحیثیت نمائندہ اسلام ایک پادری سے دوستانہ گفتگو کے لئے بلایا گیا ہے۔ یہ پروگرام اس ماہ کے آخر تک ریکارڈ ہو جائے گا۔ لیکن دکھایا جولائی کے وسط میں جائے گا۔ جو سوال و جواب اس موقعہ پر ہوں گے ان کے متعلق بعد میں اطلاع دوں گا۔

لندن کے ایک جلسہ کی صدارت

گرمیوں کے دنوں میں ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی طرف سے ہر منگل کو ان کے لندن کے دفتر میں ایک جلسہ ہوتا ہے جس میں مختلف موضوعات زیرِ بحث آتے ہیں، ہندو مت۔ بدھ مت۔ یہودیت۔ عیسائیت۔ اسلام۔ صوفی ازم کے نمائندے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ۶ر جون کو یروشلم کے لاٹ پادری (جو کہ ان دنوں لندن آئے ہوئے تھے) تقریر کے لئے مدعو کئے گئے۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "مشرق وسطیٰ کے تین توحید پرست مذاہب اور امن کی تلاش"۔

فاضل مقرر گذشتہ پانچ سال سے یروشلم کے عیسائی گرجا گھر میں آرچ بشپ ہیں۔ اس سے قبل آپ آسٹریلیا اور برما میں بھی مختلف حیثیتوں سے کام کر چکے ہیں اس جلسے کی صدارت کے فرائض خاکسار کے سپرد کئے گئے۔ موضوع کے متعلق یہ امر قابلِ غور ہے کہ عیسائی پادری عیسائیت کو بھی توحید پرست مذاہب کی فہرست میں ہی شامل کرتے ہیں اگر پوچھا جائے تو یہ کہتے ہیں کہ تثلیث بھی دراصل توحید کو بیان کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

تقریر کے بعد کوئی پون گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک یہودی عالم نے مقرر اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ خاتمہ پر چائے کی پیالی پر مزید ایک گھنٹہ تک ۲۴

۲۴ آپس میں تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

اس موقعہ پر ایک صاحب نے گلڈ فورڈ میں اسلامی موضوع پر ایک اور جلسہ منعقد کرنے کا وعدہ کیا۔

مکتوبِ امریکہ

(از محمد عبداللہ صاحب آنریری مبلغ ہیوورڈ (امریکہ))

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

چند دنوں سے پاؤں کے ایک انگوٹھے کے زخم نے تنگ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ چلنے پھرنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ آخر مجبوراً ۱۲ر جون کو سان فرانسسکو جنرل ہسپتال میں اس کا اپریشن کرایا۔ تین چار دن کے بعد زخم بہتر ہو گیا۔ لیکن ٹانگ میں درد محسوس ہونے لگی۔ اور چلنے میں پہلے سے زیادہ دقت اور پریشانی محسوس ہونے لگی۔ ڈاکٹر نے دو ہفتے کے لئے گولیاں دی ہیں۔ اگر اس سے آرام نہ ہوا تو پھر ایکس رے لے کر علاج کریں گے۔

امریکہ میں علاج معالجہ کے لئے یا تو انشورنس ہو، یا مفلس اور نادار ہو۔ ورنہ علاج معالجہ کے اخراجات ناقابلِ برداشت ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص کو اسی قسم کا انگوٹھے میں عارضہ تھا۔ اس نے اس کے اپریشن کے لئے پانسو ڈالر ادا کیا۔ امریکہ میں مفلس اور قابلِ امداد وہی خیال کیا جاتا ہے جس کا رہائشی مکان اپنا نہ ہو۔ ملازمت نہ ہو۔ اور بنک میں بارہ سو ڈالر سے کم ہو۔ یہاں خوبی یہ ہے کہ مالدار اور غریب کے طریق علاج۔ دوائی۔ بیڈ۔ کمرہ وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کسی قسم کی سفارش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جن کی عمر ۶۵ سال ہو جاتی ہے۔ ان کو گورنمنٹ کی طرف MEDI - CARE کارڈ ملتا ہے اور اس کارڈ کو دکھا کر وہ مفت علاج کرا سکتے ہیں۔

عزیزہ فریدہ عبداللہ نے سٹیٹ یونیورسٹی ہیورڈ سے اس ماہ بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر لی ہے الحمد للہ۔ اس کا مضمون بیالوجی تھا۔ جس کے ساتھ فزکس۔ کیمسٹری۔ اناٹمی۔ سائیکالوجی۔ اور کئی ایک اور مضامین بھی لینے پڑتے ہیں۔ اس خوشی میں خاکسار نے کل پچاس روپیہ اخبارات سلسلہ کی امداد میں محاسب صاحب کے نام بھیج دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ پندرہ روپیہ وظائف فنڈ طلباء اور ایک سو روپیہ سمر سکول ایبٹ آباد کے لئے بھیجے ہیں۔ امید ہے کہ ان کو یہ منی آرڈر دو ہفتے کے اندر موصول ہو جاوے گا۔

سمر سکول کی ضرورت کافی عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ مقام مسرت ہے کہ اس کے لئے ایک نہایت ہی موزوں جگہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ جگہ سے بڑھ کر ایک صاحبِ کشش شخصیت کا وجود ہے۔ خداوند کریم کے فضل سے ہم ایبٹ آباد میں حضرت ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا وجود پاتے ہیں جو صاحب علم اور عمل ہیں۔ خداوند کریم اس پروگرام کو کامیاب فرماوے اور اس سے بہترین نتائج مرتب ہوں۔ امریکہ میں مختلف چرچوں کی طرف سے صحت افزا مقامات پر کیمپوں کا نظام ہوتا ہے جہاں بائبل پر لیکچر بھی ہوتے ہیں اور سیر و تفریح کے لئے بھی اوقات مقرر ہوتے ہیں۔ ان کیمپوں کے قیام پر ان کے لاکھوں ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور کثرت کے ساتھ چرچ ممبر شامل ہوتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر پشاور اور اس کے مضافات اور ملتان کے کوائف پڑھ کر از حد خوشی ہوئی اور وہ زمانہ یاد آ گیا جبکہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب بمعہ دیگر مبلغین سلسلہ ان جماعتوں کے جلسوں میں شمولیت اختیار کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر پشاور کے شیخ ہدایت اللہ مرحوم پوسٹ ماسٹر نے جو دعوت طعام کی تھی اس کی یاد ابھی تک تازہ ہے۔ ان ایام میں مضافات کے احمدیوں کو یہ شکایت عام طور پر ہوا کرتی تھی کہ پشاور کی جماعت کے اصحاب پشاور میں ہی جلسے کراتے ہیں۔ لیکن مضافات میں جلسوں کا انتظام نہیں کرتے۔ خدا کا شکر ہے

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر (خیر کثیر) عطا کیا گیا، آپ کا ذکر خیر ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔

اور آپ کو ابتر کہنے والے دشمنوں کا نام و نشان مٹ گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اِنّ شانئک ھو الابتر کے الہام میں دشمن کی بربادی اور آپ کی کامیابی کی بشارت دی جو سچی ثابت ہوئی۔

خیر کثیر کے حصول کا ذریعہ نماز اور قربانی ہے جو دینِ اسلام کا خلاصہ ہے

خطبہ جمعہ: مورخہ ۲۳ر جون ۱۹۷۲ء - فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمد - احمدیہ بلڈنگس لاہور

اِنّا اعطینٰک الکوثر۔ فصلّ لربک وانحر۔ اِنّ شانئک ھو الابتر۔ (الکوثر: ۱-۳)

قرآن کریم کی یہ سورۃ شریفہ الکوثر کے نام سے موسوم ہے۔ یہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے۔ سورت اخلاص سے بھی چھوٹی ہے۔ لیکن اپنے معانی اور مطالب کے لحاظ سے اور ظاہری فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ ویسے تو قرآن کریم کے ہر جملے اور فقرے کے اندر اعجازی اور ایجازی رنگ نمایاں ہے۔ لیکن اس سورۃ شریفہ میں ایک فقرے کے اندر نہایت اختصار اور اجمال کے ساتھ دین اسلام کی حقیقت اور اس کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔

وہ قوم جو قرآن کریم کی سب سے پہلی مخاطب تھی وہ خاص امتیازات اور خصوصیات کی حامل تھی۔ وہ عرب قوم تھی۔ عربوں کو اپنی زبان پر بڑا ناز تھا۔ عربی کے معنی ہی ہیں ہمیشہ جاری رہنے والی زبان۔ وہ اپنے آپ کو عرب یعنی فصیح اللسان کہتے اور غیر عربوں کو عجمی یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔

ملک عرب میں شاعری کو بہت بلند مقام حاصل تھا۔ اس دور کا سیّد الشعراء امراء القیس نامی شاعر تھا۔ اگرچہ وہ بدگو تھا لیکن اس کی فصاحت و بلاغت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اس کی بدگوئی اور بدفکری کی وجہ سے ہماری روایات میں اس کو سید ھم الی النار دوزخیوں کا سردار کہا گیا ہے۔ عرب قبائل زبان دانی اور فصاحت و بلاغت میں باہمی تفاخر کا اظہار وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے۔ عرب میں ہر سال عکاظ کے مقام پر ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا مال و اسباب کی تجارت بھی ہوتی تھی، اور شغل کے طور پر بڑے بڑے نامور شعراء اپنا کلام اور قصیدے پڑھ کر دادِ تحسین حاصل کرتے تھے۔ جس شاعر کا قصیدہ سب سے عمدہ قرار دیا جاتا اس کو خانہ کعبہ کے اندر دیوار پر لکھ کر لٹکا دیا جاتا تھا جو اس قصیدے اور اس کے مصنف کی عظمت اور سربلندی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ خانہ کعبہ میں وقتاً فوقتاً کل سات قصائد لٹکائے گئے تھے۔ جنہیں سبع معلقات کہا جاتا ہے یعنی سات قصائد جو خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے اور یہ اس وقت کے فاضل و عظیم شعراء امراء القیس، زہیر، عنترہ، طرفہ، لبید بن ربیعہ وغیرہم کے قصائد تھے۔

جب قرآن کریم کی سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو کسی صحابی نے رمز سے اس کی فصاحت و بلاغت کے پیش نظر یہ سورۃ خانہ کعبہ میں جا لٹکائی۔ یہ ایک طرح سے عربوں کو اس بات کا چیلنج تھا کہ کوئی دوسرا ایسا کلام پیش کرو جو اس سے بڑھ کر فصاحت کا حامل ہو۔ لوگوں نے جب اسے دیکھا تو انہیں طیش آیا اور ندامت محسوس ہونے لگی اور وہ کسی ایسے شاعر کی تلاش میں نکلے جو اس سے بڑھ کر فصیح و بلیغ زبان میں اس کا جواب دے سکے۔ چنانچہ وہ صاحبِ معلقہ لبید بن ربیعہ کو پکڑ کر لے آئے اور خانہ کعبہ کی دیوار پر آویزاں یہ سورت شریفہ دکھلا کر کہا کہ یہ محمدؐ کا کلام ہے اس سے ہماری ہتک اور توہین ہو رہی ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔ فی الحقیقت اگر اس سورۃ شریفہ کو پڑھا جائے تو یہ ایک منظوم کلام معلوم ہوتا ہے۔ جس کے تین فقرے گویا تین مصرعے ہیں جو نہایت دلپذیر فصاحت و بلاغت کے حامل ہیں۔ لبید نے جب یہ سورۃ شریفہ پڑھی

انا اعطینٰک الکوثر
فصلّ لربّک وانحر
ان شانئک ھو الابتر

تو وہ فوراً بول اٹھا:-

ما ھذا قول البشر

یہ قول تو کسی انسان کا نہیں ہے

اس سورۃ شریفہ کی فصاحت و بلاغت اور اس کے الفاظ کی شوکت و جلال لبید کے دل کو کھا گئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ڈیڑھ سو سال ہوئی اور وہ بعد از قبول اسلام ۵۵ سال زندہ رہے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے شعر کہنا چھوڑ دیا اور کہا کہ قرآن کریم کے بعد شعر و کلام کی کوئی حاجت نہیں رہی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کوئی سنی سنائی بات نہیں۔ پس اس واقعہ سے اس سورۃ کی ظاہری خوبیوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اب میں اس کی معنوی خوبیوں کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔

معنوی لحاظ سے اس سورۃ شریفہ میں تعلیم اسلام کا نچوڑ اور خلاصہ دیا گیا ہے اور اس کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی ہے کہ آپؐ کو کوثر عطا کیا گیا۔ کوثر کے معنے لغت میں کسی چیز کی کثرت کے ہیں مفسرین نے اس سے خیر کثیر مراد لیا ہے۔ کوثر جنت میں کسی ایک نہر کا نام بھی ہے۔ جہاں حضور صلعم اپنی امت کو آب کوثر پلائیں گے۔ یہاں یہ بشارت دی گئی ہے کہ انا اعطینٰک الکوثر۔ اے نبی کریم صلعم! ہم نے آپؐ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے خیر کثیر سے دین و دنیا کی تمام نعمتوں کا مجموعہ مراد ہے۔

خیر کثیر کی پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی جب حضرت صلعم پر بڑی بے کسی کی حالت تھی، نماز بھی علانیہ اور باواز بلند نہیں پڑھ سکتے تھے بڑی کمزوری کی حالت تھی اس حالت میں اللہ تعالےٰ نے حضور صلعم کو فرمایا کہ آپؐ کو خیر کثیر عطا کیا جائے گا۔ یہ حتمی وعدہ الٰہی ہے جس کے پورا ہونے کا بظاہر کوئی بھی امکان نظر نہ آتا تھا، لیکن ماضی کے صیغہ میں یہ وعدہ دیا گیا۔ یعنے آپ کو کوثر دے دیا گیا، اس سے اگلے دو فقروں میں اس خیر کثیر کو حاصل کرنے کا نسخہ تبلایا گیا جو یہ ہے فصلّ لربّک وانحر۔ آپؐ اپنے ربّ کے لئے نماز قائم کریں اور قربانی دیں۔ ان دو فقروں میں دین کا خلاصہ دے دیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ تمام نیکیوں اور بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ نماز اور قربانی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلام کی یہی تعریف کی ہے۔ فرمایا اسلام یہ ہے التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ۔ احکامِ الٰہی کی پابندی کی جائے اور مخلوقِ الٰہی سے شفقت کا برتاؤ کیا جائے۔ اس ارشاد میں نماز اور قربانی کا مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔

اور آخر میں فرمایا اِنّ شانئک ھو الابتر۔ آپؐ تسلی رکھیں آپؐ کو جو خیرِ کثیر عطا کی گئی ہے اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ آپؐ کے لئے لا متناہی نعمتیں ہیں اور آپؐ کا دشمن نا مراد اور خائب و خاسر ہوگا۔

یہ ان گالیوں کا جواب ہے جو آپؐ کے مخالفین آپؐ کو دیتے تھے۔ حضور صلعم کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ دو بچے اوائل زندگی میں ہی اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ایسی حالت میں دشمن طعنہ زن تھا کہ محمد (صلعم) معاذ اللہ ابتر ہیں کیونکہ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں اس پر فرمایا آپ نہیں بلکہ آپؐ کا دشمن ابتر ہوگا۔ حضور صلعم کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہونے میں اللہ تعالےٰ کی حکمت و مصلحت تھی سورۃ احزاب میں ارشاد الٰہی ہے ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔ یہ درست ہے کہ محمد صلعم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں جسمانی لحاظ سے تو یہ ٹھیک ہے لیکن آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے فیوض روحانی کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا حضور صلعم کے بیٹے نہ ہونے کی خدا کے ہاں یہ مصلحت و حکمت ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی اولاد میں خلافت کا جھگڑا نہ پڑے۔ باوجود اس کے چوتھے خلیفہ کے بعد اُمت میں نسلی خلافت کے بارہ میں جو اختلاف ہوا اس کو آج تک مٹایا نہیں جا سکا۔

تو فرمایا کہ محمد صلعم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں البتہ وہ رسول اور خاتم النبیین ہیں اس ارشاد الٰہی میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ آپؐ کے جسمانی بیٹے نہیں ہیں تاہم آپ کے فیوض رُوحانی ہمیشہ جاری رہیں گے اور قیامت تک آپؐ کا نام روشن رہے گا چنانچہ بعد کے واقعات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلعم کو اس قدر خیر کثیر مرحمت ہوا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ دنیاوی لحاظ سے اس طرح کہ مسلمانوں کو دیا اور عظیم سلطنت عطا ہوئی۔ اسلامی مملکت برٹش ایمپائر سے بھی بڑی تھی۔ برٹش ایمپائر اب تو قریباً ختم ہو گئی ہے۔ لیکن اسلامی سلطنت کسی نہ کسی رنگ میں اب بھی موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض ملکوں میں مسلمانوں کو زوال آیا ہے۔ لیکن مضبوط اسلامی حکومت کئی ممالک میں اب بھی موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر دولت علم و حکمت کے لحاظ سے بھی بڑے بڑے افضال نازل کئے ہیں۔ دینی لحاظ سے خیر کثیر اس طرح دیا گیا کہ اس اُمت میں صلحاء اور ابدال کثیر تعداد میں پیدا ہوئے اور مجددین اور مامورین کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے جن کا مقام اسرائیلی نبیوں کے ہم مرتبہ ہے۔ جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یہ فخر امتِ محمدیہ صلعم کو ہی حاصل ہے کہ اس کے اولیاء کا مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل کے برابر ہے یعنے آپؐ کی اتباع سے انبیاء کے ہم مرتبہ لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ وہ خیر کثیر ہے جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ان شانئک ھوالابتر کا نظارہ آج اس زمانہ میں بھی ہم نے دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز بنایا اور حضرت مسیح ناصریؑ کا مثیل قرار دیا اس لحاظ سے آپ کی جماعت بھی واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مرتبہ پر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی آنحضرت صلعم کا ظل ہونے کی وجہ سے ان شانئک ھوالابتر کا الہام ہوا یہ الہام ایک دریدہ دہن شخص کے بارے میں تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دیتا تھا اس کا نام تھا شیخ سعد اللہ لدھیانوی۔ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بڑی ناشائستہ باتیں لکھی تھیں اس کا کہنا تھا کہ مرزا صاحب کا خاتمہ آیت قطع وتین کے مطابق ہوگا۔ اس نے ایک کتاب "شہاب ثاقب بر مسیح کاذب" کے نام سے لکھی تھی اور ایک ناپاک تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ کو ابتر کے لفظ سے یاد کیا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا ان شانئک ھوالابتر۔ یہ الہام آپ نے شائع کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ الہام سعد اللہ کے بارہ میں ہے۔ سعد اللہ کے ساتھیوں نے اس الہام کو غلط ثابت کرنے کے لئے سعد اللہ کو مشورہ دیا کہ تم اپنے لڑکے کی شادی کر دو جب تمہارا پوتا ہوگا تو ہم خوشیاں منائیں گے اور مرزا صاحب کا الہام غلط ہو جائے گا۔ چنانچہ اس لڑکے کی شادی کر دی گئی مگر وہ اولاد سے محروم رہا۔

جب حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن شائع کی تو اس میں مولوی کرم الدین کے بارے میں دو لفظ ــــ لعین اور کذاب ــ لکھے گئے تھے۔ اس نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوےٰ دائر کر دیا۔ مقدمہ چلا جس میں عیسائیوں آریوں اور حضرت صاحب کے معاند مسلم علماء سب نے پوری دلچسپی لی۔ ان کی بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح حضرت صاحب کو جیل بھجوایا جائے۔ مجسٹریٹ کنڑ آریہ تھا۔ اس کی نیت میں بھی فتور تھا۔ اس نے سوچا کہ ہفتہ کے دن آخری وقت میں جرمانہ کی سزا دوں گا۔ تاکہ بر وقت جرمانہ کی ادائیگی نہ ہو سکنے کی صورت میں مرزا صاحب کو کم از کم ١½ دن جیل خانہ میں رہنا پڑے۔ تو اس سکیم کے تحت مجسٹریٹ نے عدالت کے آخری وقت سات سو روپے جرمانہ کا حکم سنایا اتفاق دیکھئے کہ اسی دن کچہری میں ہی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو ایک ایسا مؤکل مل گیا جس سے آپ نے سات سو روپے لینے تھے۔ وہ آپ کو یہ رقم دے گیا جو خواجہ صاحب کے پاس تھی۔ جب مجسٹریٹ نے جرمانہ کا حکم سنایا تو فوراً خواجہ صاحب نے رقم اس کے آگے رکھ دی۔ وہ حیران رہ گیا اور یہ بہانا بنایا کہ یہ نوٹ ٹھیک نہیں ہیں خواجہ صاحب نے کہا آپ لکھ دیجئے لیکن وہ کیسے لکھ سکتا تھا، رقم وصول کرنی ہی پڑی اور بعد ازاں اپیل میں مقدمہ خارج ہو گیا اور رقم واپس مل گئی۔

اس قسم کے مقدمات کی وجہ سے حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے وقت خواجہ کمال الدین صاحب کو فرمایا کہ اس کتاب کی کاپیاں لکھی جانے سے پہلے آپ مسودہ کو قانونی نظر سے دیکھ لیا کریں، حضرت صاحب نے اس کتاب میں سعد اللہ لدھیانوی کے بارہ میں ان شانئک ھوالابتر کا الہام بھی لکھا تھا اور اس پیشگوئی کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا تھا۔ خواجہ صاحب نے عرض کی کہ حضور نے سعد اللہ کو ابتر لکھا ہے حالانکہ وہ ابھی خود بھی زندہ ہے اور اس کا لڑکا بھی زندہ ہے حضور نے لکھا ہے کہ وہ لڑکا اس قابل نہیں کہ اس سے آگے نسل چل سکے اس پر سعد اللہ اگر چاہے تو عدالت میں استغاثہ کر سکتا ہے۔ ان حالات میں اس پیشگوئی کو اگر تفصیل کے ساتھ شائع نہ کیا جائے تو مناسب ہوگا لیکن حضرت اقدسؑ نے ان الفاظ کو کاٹنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ ہرگز نہیں یہ خدا کا الہام ہے اور سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ہے میں اس کو چھپا نہیں سکتا چنانچہ سعد اللہ ابھی بیٹے کی شادی کی تیاریاں کر رہا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہو گیا اور بعد میں اس کا بیٹا بھی لاولد مر گیا اور خدا کا الہام سچا ثابت ہوا۔

ابتر کے معنے صرف ساقط الاولاد ہونا ہی نہیں بلکہ اس کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ دشمن کا کوئی ذکر باقی نہیں رہیگا ان کا نام دنیا سے مٹ جائے گا۔ دیکھ لیجئے حضرت نبی کریم صلعم کے مخالفوں کا کوئی ذکر خیر باقی نہیں ہے اس کے برعکس حضور صلعم پر درود و صلوٰۃ اور آپ کی تحمید شب و روز ہر لمحہ اکناف عالم میں ہو رہی ہے۔ اور یہ ذکر خیر اس خیر کثیر کا حصہ ہے جو حضور صلعم کو دی گئی۔ اسی طرح سے حضرت مسیح موعود کو بھی اللہ تعالےٰ نے بتلایا کہ تیرا کوئی بُرا ذکر اور تجھے رسوا کرنے والی کوئی بات ہم باقی نہیں چھوڑیں گے۔ لا نبقی لک من المخزیات ذکراً۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک وقت تھا کہ ہر طرف سے آپ کی مخالفت ہو رہی تھی اور لوگ طرح طرح کے اتہام آپ پر لگاتے تھے اللہ تعالےٰ کے عجیب تصرفات ہیں کہ یہ مخالفت آج اپنی موت آپ مر چکی ہے اور اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت و شان ظاہر ہو رہی ہے اور آپ کی صداقت کے نشان عیاں ہو رہے ہیں میں نے سنا ہے کہ کسی اخبار میں شائع ہوا ہے کہ حال ہی میں ایک شخص نے جلدی ہونے کا

(باقی بر صفحہ کالم ...)

www.aaiil.org

کیپٹن عبدالواحد صاحب از پشاور

سُود۔ بیع اور صدقات

حکومت نے تقسیم دولت کو ملک میں اعتدال پر لانے کے لئے چند اقدامات کئے ہیں اور عبوری آئین میں احکام اسلامی کی بجاآوری کے لئے اہم دفعات رکھی ہیں اور اس میں سود جیسے موذی اور مضرت رساں لین دین کے بند کرنے کا خاص ذکر کیا ہے۔ ملک میں جو پہلے آئین نافذ رہے ہیں ان میں بھی اس قسم کے خوش کن اور خوشنما وعدے موجود تھے جن پر نہ عمل کرنا مقصود تھا اور نہ عمل کیا گیا لیکن موجودہ حکومت نے جو مختلف اصلاحات کا اعلان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت آئین پر عمل پیرا ہوگی۔ اس اُمید پر مندرجہ ذیل سطور حکومت کی توجہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

سُود کی حرمت پر کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے مسئلہ کی پیچیدگی اور حالات زمانہ میں تغیر و تبدل کی وجہ سے معاشی نظام پر ہر دَور میں جو اثر پڑتا رہا ہے اس کی وجہ سے سود کی تعریف البتہ باعث اختلاف رہی ہے۔ موجودہ وقت میں دنیا کا مالی نظام انتہائی پیچیدہ اور اُلجھا ہوا ہے۔ لیکن باوجود اس اُلجھن کے ایک بنیادی اصل اس نظام کی سود ہے جو مختلف صورتوں میں مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ تمدن انسانی جو کہ مالی نظام کے ساتھ وابستہ ہے اس پر سُود کے بہت گہرے زخم لگے ہوئے ہیں۔

سابقہ کتُب میں سُود کی ممانعت

سود کو کبھی مذہب نے تحفظ نہیں دیا۔ موجودہ وقت میں دنیا کا مالی نظام عیسائی مغربی دنیا پر مرکوز ہے۔ ان کی مذھبی کتُب کی رُو سے سُودی کار و بار اور لین دین منع ہے۔ کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۲۵ میں لکھا ہے کہ محتاج کو قرض دے کر اس سے سود نہ لینا۔ احبار ۲۵-۳۵ میں لکھا ہے اگر کوئی مفلس ہو جائے تو اس کو سنبھال دینا۔ استثناء ۱۵-۷ میں یہ حکم ہے کہ مفلس بھائی کی احتیاج رفع کرنے کے لئے اسے جو چیز درکار ہو فراخ دلی سے بغیر سُود قرض دینا۔ زبور ۱۵-۵۔ جو شخص اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا کبھی جنبش نہ کھائے گا۔ حزقیل ۱۸-۸ میں وعدہ دیا ہے کہ جس نے سُودی لین دین نہیں کیا اور خدا کے احکام پر عمل کرتا رہا تاکہ راستی سے معاملہ کرے وہ زندہ رہے گا۔ اور سودی کار و بار والا زندہ نہیں رہے گا۔ حزقیل ۲۲-۱۲ میں سود خور کو سخت الفاظ میں متنبہ کیا ہے کہ ”تیرے اندر خونریزی کے لئے رشوت خواری کی تونے بیاج اور سُود لیا اور ظلم کرکے اپنے پڑوسی کو لوٹا اور مجھے فراموش کیا میں تمہیں قوموں میں پراگندہ اور قوموں میں تتر بتر کروں گا، باوجود ان کھلے احکام کے حُبّ مال نے تمام مغربی اقوام کو بالکل اندھا کیا ہوا ہے اور انہوں نے سود کو بند کرنے کے متعلق تجاویز پر غور نہیں کیا۔

سُود کے بارہ میں احکامِ قرآنی

قرآن کے جتنے بھی نواہی ہیں ان کے ارتکاب کے بارہ میں وہ تہدید نہیں پائی جاتی جو کہ سودی لین دین کے متعلق کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا مابقی من الربٰوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تُظلمون۔ ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو (حرمت سُود کے وقت) سود میں سے جو باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو اگر تم اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سُن لو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے تمہارا راس المال ہے تاکہ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

اس سے ایک آیت پیشتر سود خوری کی شدید مذمت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ الذین یاکلون الربٰوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ذالک بانھم قالوا انما البیعُ مثل الربٰوا واحل اللہ البیع و حرم الربٰوا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف ومن عاد فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔ یمحق اللہ الربٰوا و یربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفارٍ اثیم۔ ترجمہ:۔ جو لوگ سُود کھاتے ہیں (اور حاجتمندوں کی مدد کرنے کے بجائے اُلٹا ان سے نفع خوری کرتے ہیں) وہ کھڑے نہیں ہوں گے مگر ان لوگوں کی طرح جنہیں شیطان نے چھُو کر خبطی بنا دیا ہو یہ یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ خرید و فروخت بھی سُود کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سُود کو حرام قرار دیا ہے پس جس کو اللہ تعالےٰ کی نصیحت پہنچ گئی اور اس نے سود لینا ترک کر دیا۔ تو جو کچھ لے چکا وہ اس کا ہے اور جو باز نہ آیا تو دوزخی گروہ میں سے ہے جو ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اللہ تعالےٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تمام کفار گناہگاروں سے محبت نہیں کرتا۔

سود کی مذمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے صدقات کے پھلنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت سے پہلے اللہ کی راہ میں ظاہر اور پوشیدہ مال خرچ کرنے کا ذکر ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس آیت کے بعد بھی صدقات کا ذکر ہے گویا صدقات ہی اس آیت کا سیاق و سباق ہیں۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالےٰ کا حکم ہے یایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربٰوا اضعافًا مضٰعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ ترجمہ: اے ایمان لانے والو سُود کی کمائی سے پیٹ نہ بھرو جو (قرض کی اصل رقم کے ساتھ مل کر) دوگنی چوگنی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو تاکہ کامیابی حاصل کرو۔ اس جگہ سُود سے جہاد کے سلسلہ میں منع کیا گیا ہے۔

سُود سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک مال نہیں بڑھتا لیکن جو مال اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے دیا جائے وہ ترقی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے وما اٰتیتم من ربًا لیربو فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اٰتیتم من زکٰوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون ترجمہ:۔ جو تم سود پر دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں تو وہی لوگ مال کو بڑھانے والے ہیں۔

سود کے بارہ میں احکامِ قرآنی واضح ہیں جن سے سود کی حرمت میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سُود کی حُرمت کی وجہ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سُود کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے کیا یہ ایک ایسا حکم ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر کرنا ہے یا اس میں بنی نوع انسان کے لئے فائدے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے اور حرمتِ سود بھی ہدایت و رحمت کا نتیجہ ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ہی واضح کر دیا ہے۔ پہلی دفعہ جو سود سے منع کیا گیا تو وہاں پر نہ صرف سیاق و سباق میں صدقات کا ذکر ہے بلکہ حرمت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ سود کے اثرات مٹانا چاہتا ہے اور صدقات کے اثرات کو ترقی دینا چاہتا ہے وجہ یہ ہے کہ سود کے اثرات بہت مہلک ہیں فرد کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی اور اس کے مقابلہ میں صدقات میں برکت ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو کھلے الفاظ میں سمجھا دیا ہے کہ وہ کوتاہ اندیش جو کہ سود میں فائدہ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے مال و دولت میں ترقی ہوتی ہے وہ غلطی پر ہیں اور جو لوگ صدقات دے کر بظاہر اپنے مال میں نقصان کرتے ہیں، وہ حقیقت میں اپنے مال

www.aaiil.org

کو دُو گُنا چو گُنا کرتے ہیں۔

یہ بات معمولی سے غور و فکر سے انسان پر واضح ہو جاتی ہے۔ اگر کسی غریب مفلس کو یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ اس کی امداد کی جائے تو نوعی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اس غریب اور مفلس تکلیف کو دُور کیا جائے۔ حیوانات میں بھی نوعی ہمدردی موجود ہوتی ہے۔ ایک تنگدست انسان کی تکلیف کو دُور کرنے کا ادنےٰ طریقہ یہ ہے کہ اسے قرضہ دیا جائے تاکہ اس کی وقتی تکلیف دُور ہو جائے یہ حیواتی زندگی کے عین مطابق ہے۔ جو شخص محتاج کی فوری تکلیف کو دُور کر دیتا ہے اور سود لے کر اسے لمبی تکلیف میں ڈالتا ہے وہ کردار حیواتی سے بھی کئی درجہ گرا ہوا ہے۔ انسان کا مقام حیوانی دُنیا میں بلند ترین ہے اس کی فطرت اس کے قویٰ اور اس کی عقل انسان کو حیوانوں کو سفلی زندگی سے ممتاز کر کے ایک بلند اخلاق اور مدبر حسنات ہستی بنا کر تمام مخلوق کا حاکم بناتی ہے۔ اس لئے بلند اخلاق کا انسانی تقاضا یہ ہے کہ وہ قرضہ دینے سے زیادہ بلند خلق کا مظاہرہ کرے اور اپنے بھائی کی تکلیف بذریعہ صدقات دور کرے۔ اگر وہ حرص و لالچ اور حب مال کو اعلےٰ اخلاق پر ترجیح دیتا ہے تو وہ انسانیت کو حیوانیت سے نچلے درجہ میں ڈالتا ہے اور اسی طرح وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے مفلس و نادار بھائی کو بھی تباہ کرتا ہے۔

سود خور شخص میں ریاکاری اور منافقت ہوتی ہے وہ انسانی تکلیف پر بظاہر آنسو بہاتا ہے اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے لیکن اندرونی طور پر وہ خوش ہوتا ہے کہ ایک نادار کی تکلیف اس کے مال کو بڑھائے گی۔ جیسے جیسے سود کی وجہ سے مال میں کثرت ہوتی ہے ویسے ہی اس کا دل سخت ہوتا جاتا ہے اور انسان کی تمدنی فطرت کے خلاف اس کے اندر تکبر اور رعونت پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ ظالم ہو جاتا ہے۔ سود دینے والا اس سود کیوجہ سے اپنی تکالیف کے دلدل میں آہستہ آہستہ گہرا پھنستا جاتا ہے۔ اس کے اندر اس وقت جھوٹ۔ فریب۔ مکر، خیانت اور بدکاری ترقی کرتی ہے وہ اپنے سُودی قرضہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے تمام جائز و ناجائز راستے تلاش کرتا ہے وہ انسانی عزت قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس وقت نہ دیانت اور نہ ہی بد دیانتی کام آتی ہے۔ اس طرح سود دینے والا اور سود لینے والا دونوں معاشرہ کی تباہی کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالےٰ انسانی معاشرہ کو زندہ رکھنا چاہتا ہے اس واسطے وہ ہر خلاف زندگی شے کو حرام کرتا ہے اور سود کو بھی اسی وجہ سے اس حکمت والے خدا نے حرام کیا ہے۔

دوسری جگہ سود کی حرمت کا جہاد کے سیاق و سباق میں ذکر فرمایا ہے۔ بظاہر جہاد اور سود کا آپس میں کوئی تعلق نظر نہیں آتا لیکن جیسے اوپر افراد کے بارہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سود کا آخری نتیجہ ظلم اور ظلم کا ردِ عمل لڑائی ہوتا ہے اسی طرح قومی و ملکی سطح پر بھی سود کا نتیجہ تباہی ہوتا ہے۔ لڑائی کے لئے فاضل روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور فاضل روپیہ سود سے ہی پیدا ہوتا ہے، اور مزید روپیہ پیدا کرنے کے لئے جنگ کی جاتی ہے۔ اگر یہ سودی کار و بار اور سود سے کمایا ہوا روپیہ نہ ہوتا تو مغربی دنیا بیسویں صدی کی تباہ کن جنگیں ہرگز نہ ہوتیں۔ ان جنگوں کے ظاہری اسباب یا مقاصد کچھ ہی کیوں نہ ہوں لیکن حقیقت میں ان جنگوں کی تہ میں سُود کا کمایا ہوا روپیہ ہے۔ جب معاشرہ میں سودی کاروبار کی کثرت ہو تو اسی کے متناسب اخلاقی گراوٹ پیدا ہوتی ہے اور جب بین الاقوامی سطح پر معاملات سود کے ذریعہ حل ہوں تو تباہی یقینی ہو جاتی ہے۔ (باقی — باقی)

مکتوبِ امریکہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

کہ اب ان کی شکایات کا کما حقہ ازالہ ہو گیا ہے۔ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے پیرانہ سال ہونے کے باوجود مضافات کو بھی اپنے دورہ میں شامل کر لیا تھا۔ ٹرینیڈاد۔ گیانا اور سرینام میں بھی اسی طریق کار پر عمل ہوتا رہا ہے۔

اسلام دی ریلیجن کی چند کاپیاں بذریعہ ہوائی جہاز ڈاک بھیج رہا ہوں۔ اس کے صفحات ۱۰۹-۱۲۴ اچھی طرح نہیں چھپے ان کی بجائے دوسری جلدوں کے لئے مزید سولہ صفحات چھپوا کر باقی ساڑھے چار ہزار کاپیوں کی جلد بندی جو ابھی تک نہیں ہوئی کرا لی جاوے گی۔ فی الحال میں ان تمام احباب سے ملاقات کر رہا ہوں، جو اپنی طرف سے خرید کر کے یہ کتب سکولوں اور کالجوں میں بھجواتے میں امداد دیں گے اس فنڈ میں فی الحال ۸۵۰ ڈالر جمع ہو گئے ہیں۔ اگر اس میں کامیابی ہوئی تو یہ فنڈ مستقل طور پر قائم ہو جاوے گا اور ہم اشاعت لٹریچر بغیر مزید مالی امداد جاری رکھ سکیں گے۔

مسٹر مرغوب عالم بریگیڈیئر مشرقی پاکستان کے فوت ہو جانے کی اطلاع انکے صاحبزادہ مقیم اوکو لوھاما سٹیٹ امریکہ سے مل کر از حد افسوس ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ان کے صاحبزادہ سے ایک بار میری ملاقات ہوئی تھی۔ نہایت شریف اور سعادت مند لڑکا ہے مسٹر مرغوب عالم صاحب مرحوم نے بھی مجھے ایک خط مارچ کے فسادات کے بعد لکھا تھا۔ اور ان تمام مظالم کا حال لکھا تھا جو ان پر کئے گئے تھے۔

والسلام - خاکسار محمد عبداللہ

محترم میاں رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت کراچی کی علالت

کچھ عرصہ سے مکرم میاں رحیم بخش صاحب کو دوران سر کی شکایت اور ایک پھوڑے کی تکلیف ہے۔ آپ نہایت مخلص و فدائی احمدی ہیں۔ دین کی خدمت کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ دینی کاموں میں آپ نوجوانوں سے بڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ اور جماعت کے لئے آپ کا وجود نہایت قیمتی ہے آپ کے سر میں جو چکر آتے ہیں ان کا گھر میں علاج کروا رہے ہیں۔ اور اب پھوڑے کے اپریشن کے لئے آٹھ جولائی ہفتہ کو جناح ہسپتال میں داخل ہوں گے اور انشاءاللہ ۱۰-۷-۷۱ کو اپریشن ہوگا۔ دوستوں کی خدمت میں محترم میاں صاحب موصوف کی کامل صحت اور اپریشن میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ — مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام کراچی۔ مورخہ ۴-۷-۷۱

خُطبہ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

دعوےٰ کیا ہے اور اس نے تصدیق کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کے امام ہیں اور وہ سچے ہیں، اگلے دن پتہ چلا کہ بعض دیہاتیوں نے اسے ٹکوا مار کر ہلاک کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر سچا مہدی ہوگا تو اس ٹکوے کی ضرب اس پر اثر نہیں کرے گی' اس وجہ سے انہوں نے یہ آزمائش کی جو اس کی ہلاکت کا موجب ہوئی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت دن بدن ظاہر ہو رہی ہے اور آپ کی یہ جماعت اس خیر کثیر سے حصہ لینے والی ہے جو رسول اللہ صلعم کو دی گئی اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز قائم کرو اور قربانی دو۔ اس پر اسلام نے بڑا زور دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے ایک اور مقام پر فرمایا ہے

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

اس میں بھی دین کا خلاصہ نماز اور قربانی کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے دین کے ان دو ارکان — نماز اور قربانی — پر ہم سب کو پورے خلوص کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے کہ اس سے ہمیں خیر کثیر حاصل ہو سکتی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ کمزور انسان اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور اپنے آپ کو خیر کثیر سے حصہ لینے کے قابل بنائیں۔ جس کسی کا باپ مر جائے اور وہ اپنے لڑکے کے لئے لاکھوں روپیہ چھوڑ جائے تو وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کے بزرگوں نے بڑے خزانے آپ کے لئے چھوڑے ہیں آپ ان کے حقیقی وارث بن کر دکھائیں۔ اور ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ تو آپ یقیناً بہت بڑی دولت یعنے خیر کثیر کے وارث ہونگے؛

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک
دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے — آپکی اعانت کا شکریہ۔
(مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور)

www.aaiil.org

راولپنڈی اور مری میں محترم عزیز احمد صاحب کا استقبال

جزائر غرب الہند سے محترم عزیز احمد صاحب جو ان دنوں پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالمنان عمر اور مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن کی معیت میں ۲۷ر جون ۱۹۷۲ء کو بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ ہوائی اڈے پر معزز مہمان کا استقبال کرنے کے لئے محترم الحاج میاں فاروق احمد مقامی جماعت کے عہدیدار اور الاکین مجلس معتمدین کے علاوہ احباب جماعت میں بھی موجود تھے۔ کچھ دیر قیام کے بعد معزز مہمان اور ان کے ہمراہی میاں فاروق احمد صاحب شیخ کے ہمراہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کیلئے کوہ مری تشریف لے گئے۔ جہاں اسی روز بوقت ۵½ بجے شام شیخ غلام قادر اینڈ کو سیالکوٹ کے پرائیویٹ لمیٹڈ ہوٹل میں جناب عبدالرشید صاحب مینیجر ہوٹل مذکور کی طرف سے انہیں شاندار عصرانہ دیا گیا جس میں محترم کرنل بشیر صاحب اور دیگر اصحاب جماعت کے علاوہ پچاس معزز غیر از جماعت اصحاب شریک ہوئے رات کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے دعوتِ طعام دی گئی جس میں محترم کرنل بشیر عبدالرشید صاحب اور میاں رشید احمد مسرت صاحب بھی شامل ہوئے اور دیر تک تبلیغی امور کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، دوسرے دن ۲۸ر جون کو دوپہر کا کھانا بھی حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے دیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ ایک بجے کے بعد واپس راولپنڈی پہنچے، جہاں اسی دن سہ پہر کو مسجد مبارک میں آپ کو شاندار عصرانہ دیا گیا، بعد ازاں آپ ہمراہیوں سمیت رات کے آٹھ بجے لاہور واپس پہنچے اور ۲۹ر جون کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لے گئے۔

مکرم عزیز احمد صاحب آف ٹرینیڈاد کی کراچی میں آمد

۲۶ر جون کو لاہور سے مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے بذریعہ فون یہ اطلاع کہ ہمارے بھائی مکرم عزیز احمد صاحب آف ٹرینیڈاد ۲۹/۶/۷۲ کو اڑھائی بجے کے قریب بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے کراچی پہنچیں گے۔ اور دوسرے دن علی الصبح انگلستان روانہ ہو جائیں گے وقت کم تھا۔ کراچی میں لوگ دُور دُور پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو اطلاع دینا بڑا مشکل تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا نام لے کر بذریعہ خطوط اور زبانی مل کر دوستوں تک مکرم عزیز صاحب کی آمد کی اطلاع پہنچائی گئی۔ ۲۹/۶/۷۲ کو احباب جماعت نے کراچی کے بین الاقوامی طیران گاہ پر معزز مہمان کا استقبال کیا۔ آپ کے قیام کا انتظام مکرم محمد تبین خان صاحب کے بنگلہ واقع ناظم آباد میں کیا گیا تھا۔ مختصر ملاقات اور تعارف کے بعد موصوف خان صاحب کے ہاں آرام کے لئے تشریف لے گئے۔ جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے ۶ بجے شام مسجد احمدیہ میں عصرانہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت کے ساتھ مرد و زن اس میں شامل ہوئے۔ جماعت نے نہایت پُرتکلف عصرانہ ترتیب دیا تھا۔ اور اسی دوران معزز مہمان کا تعارف دوستوں سے انفرادی طور پر کرایا گیا۔

عصرانہ سے فراغت کے بعد مکرم مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ خاکسار نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ مکرم میاں رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت نے معزز مہمان کا تعارف کرایا۔ ازاں بعد معزز مہمان کی خدمت میں تقریر کی درخواست کی گئی مکرم عزیز صاحب نے نہایت عمدہ تقریر کی۔ اپنے علاقہ کی جماعتوں کے حالات، کارگزاری، دینی مصروفیات اور اپنے عزائم کو نہایت عمدہ رنگ میں بیان کیا۔ دوستوں کے اخلاص و محبت کو دیکھ کر بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ میں نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تجارت کو الوداع کہہ کر دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دوں گا انشاءاللہ اور دوستوں کو بھی نیکی میں سبقت کرنے کی تلقین کی۔ محترم مرزا عبدالرحمٰن بیگ صدر جلسہ نے بھی نہایت عمدہ انداز میں معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا۔ معزز مہمان انگریزی میں خطاب کر رہے تھے اور کبھی کبھی محبت سے اُردو میں بھی تقریر شروع کر دیتے تھے میں یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کی قوتِ قدسیہ کا یہ بھی ... ہے کہ چونکہ ۴۵

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایبٹ آباد (شاخ لاہور)

بمقام جامع احمدیہ ایبٹ آباد

اجلاس اوّل ۔ مؤرخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۷۲ء ۔ بروز جمعرات بوقت ۹½ تا ایک بجے۔

زیرِ صدارت خان بہادر غلام ربانی خانصاحب

تلاوت قرآن شریف ــــــ قاضی عبدالاحد صاحب
نظم ــــــ مرزا محمد سلیم اختر صاحب
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ــــــ محمد الرحمٰن صاحب
افتتاحی تقریر ــــــ خان بہادر سعید احمد خان صاحب
تقریر ــــــ قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ
تقریر مکالمہ مخاطبہ ــــــ حافظ شیر محمد صاحب نوشابی
تقریر ــــــ پروفیسر غلام محمد خادم صاحب
تقریر ــــــ پروفیسر خلیل الرحمان صاحب
تقریر ــــــ بشیر احمد صاحب منتو

ــــــ وقفہ برائے طعام ــــــ

نماز ظہر و عصر ۲½ بجے

اجلاس دوم ــــــ ۴ بجے تا ۷ بجے شام
زیرِ صدارت : ــــــ الحاج شیخ فاروق احمد صاحب (پامید منظوری)

تلاوت ــــــ ڈاکٹر محمد دین صاحب
نظم ــــــ عبدالعلی صاحب
تقریر۔ سیرت النبیؐ ــــــ مرزا محمد سلیم اختر صاحب
تقریر ــــــ محمد الرحمٰن صاحب
تقریر ــــــ عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
تقریر ــــــ الحاج نصیر احمد صاحب فاروقی
تقریر ــــــ مولانا عبدالمنان عمر صاحب
تقریر ــــــ بشیر احمد سوز صاحب

اجلاس سوم ــــــ ۱۳ر جولائی بروز جمعرات بعد از نماز مغرب
زیرِ صدارت ــــــ پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب ایم۔ ایس۔ سی

تلاوت ــــــ بی بی راشدہ زمان صاحبہ
نظم ــــــ مرزا مسیح الملک صاحب
تقریر ــــــ عبدالرب برہم صاحب
تقریر ــــــ عبدالغفور صاحب
تقریر ــــــ انوار احمد پسر ماسٹر اصغر علی صاحب
تقریر ــــــ چوہدری ممتاز احمد صاحب
تقریر ــــــ محمد شریف صاحب
تقریر ــــــ محمد صادق نور صاحب

اجلاس چہارم : ــــــ ۱۴ر جولائی بروز جمعہ ۸ بجے سے ۱۲½ بجے تک
زیرِ صدارت ــــــ الحاج نصیر احمد صاحب فاروقی

تلاوت قرآن شریف ــــــ مولوی عبدالرحمٰن صاحب
نظم ــــــ مرزا محمد سلیم اختر صاحب
تقریر۔ انسانیت ایک ہے ــــــ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
تقریر ــــــ مرزا مسعود بیگ صاحب
تقریر ــــــ کرنل سعید احمد صاحب
تقریر ــــــ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی
تقریر ــــــ الحاج محمد حسن چیمہ صاحب
تقریر ــــــ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب

خطبہ جمعہ : حضرت امیر قوم الحاج مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ (بامید منظوری)

بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے اہلِ وطن زبان پر ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ذک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ موصوف کی خدمت میں تمام جماعت کی طرف

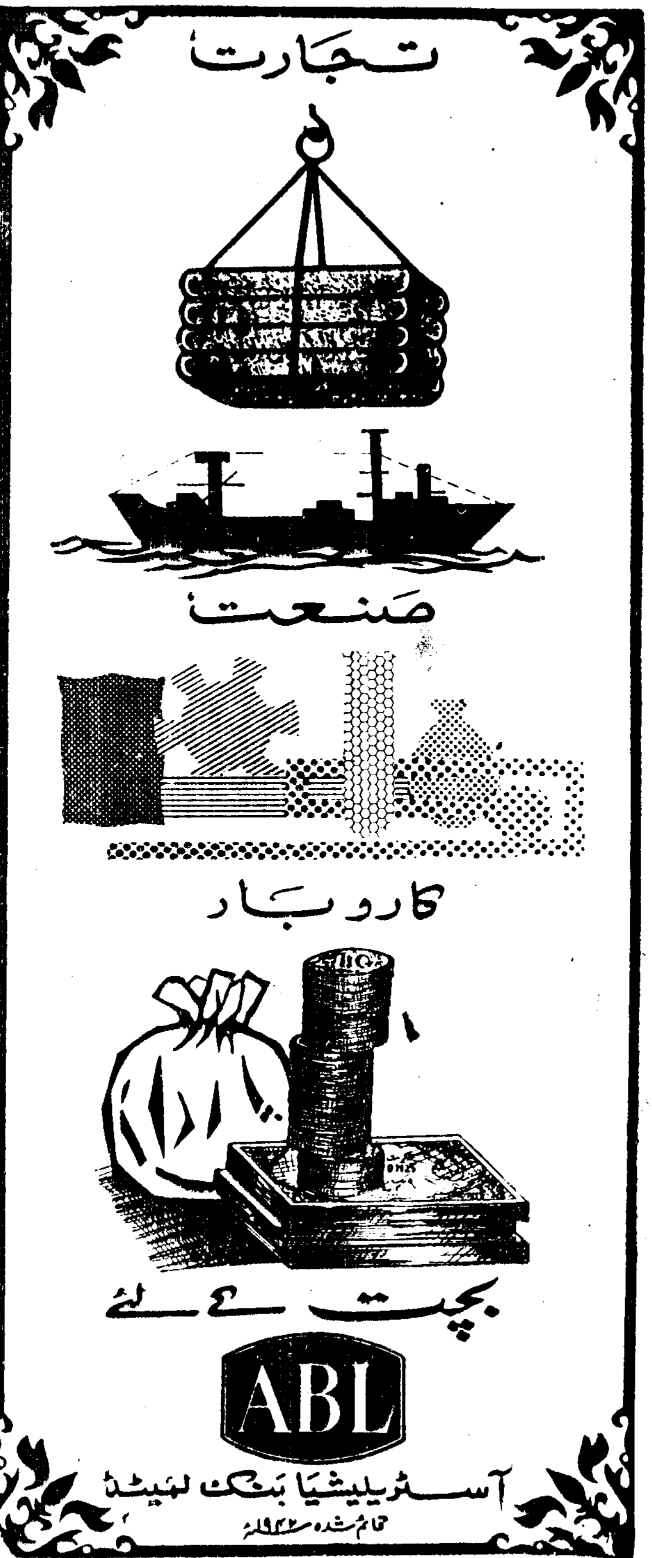

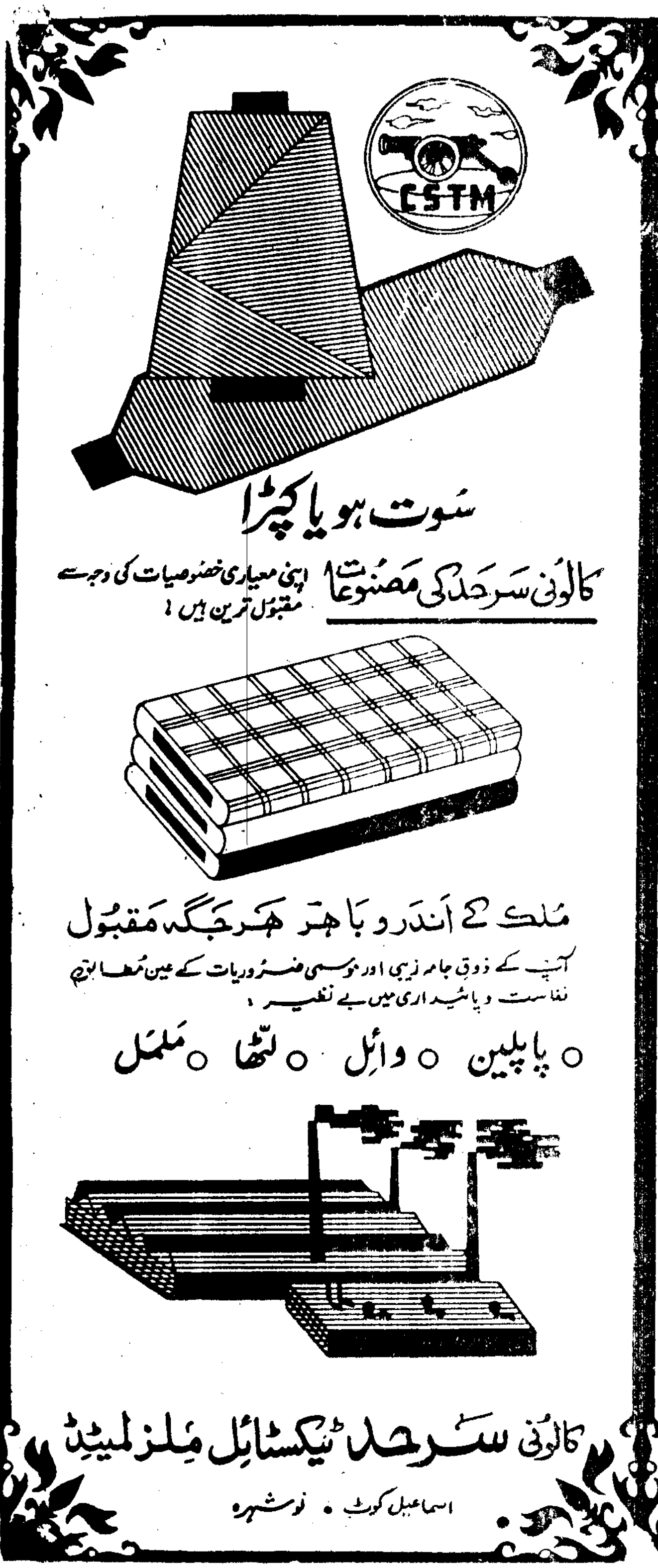

مسجد مبارک راولپنڈی کا افتتاح نمبر

"پیغام صلح" کا آئندہ شمارہ (مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ء) مسجد مبارک راولپنڈی کا افتتاح نمبر ہوگا جس میں اس مسجد کی تعمیر کے پس منظر، اس کے بنانے والوں کی جد و جہد اور افتتاحی تقریب کے مفصل حالات اور تقاریر معہ تصاویر درج ہوں گی، یہ نمبر ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوگا جو امید ہے قارئین کرام کے ازدیاد علم اور دلچسپی کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

عہدیداران جماعت ایبٹ آباد کا انتخاب

۔۔۔ ۲۳ جون بعد از نماز جمعہ ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت منعقد ہوا۔ جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ ایبٹ آباد کے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ مندرجہ ذیل احباب بالاتفاق منتخب ہوئے :۔

۱۔ جناب ماسٹر محمد اصغر علی صاحب پاک میڈیکل سٹور ایبٹ آباد

۲۔ سیکرٹری ۔ احمد صادق صاحب خیبر میڈیکل سٹور۔ ایبٹ آباد۔ والسلام

احمد صادق۔ سیکرٹری

ایلڈ گرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

فون نمبر ۶۷۳۴۷

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سولائیے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۹

مسجد مبارک راولپنڈی کا افتتاح نمبر

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

مسجد جس کی بُنیاد تقوٰے پر رکھی گئی

راولپنڈی کی مسجد مُبارک کے اندرونی اور بیرونی مناظر

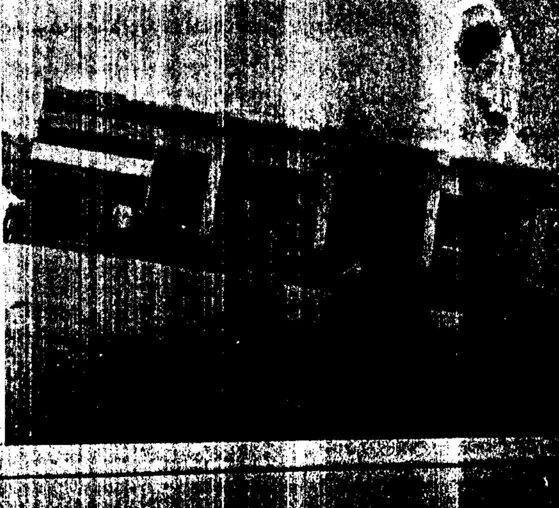

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

اس مسجد میں وہ لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتا ہے

راولپنڈی کی مسجد مُبارک کے افتتاحی جلسہ میں شامل ہونیوالے احباب

فخر الدین احمد صاحب راولپنڈی

مسجد مبارک راولپنڈی اور اس کا پس منظر

"اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوائے کسی کا خوف نہ کیا سو امید ہے کہ یہ ہدایت پانے والوں میں سے ہیں۔"

حمد و ثنا اس خدائے برتر و توانا کو زیبا ہے جس کے فضل و کرم سے ہماری جماعت کو ایک مرکز میسر آیا اس قادر و توانا کا احسان ہے کہ ۹ جون ۱۹۷۲ء بروز جمعہ حضرت امیر الحاج مولٰنا صدرالدین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پشاور۔ مانسہرہ۔ ایبٹ آباد۔ گجرات وزیر آباد۔ جہلم۔ سیالکوٹ۔ لائل پور۔ لاہور۔ اور مضافات راولپنڈی سے آئے ہوئے احباب سلسلہ کی موجودگی میں قرآن پاک کی افتتاحی آیات سے اس مسجد کا افتتاح خطبہ اور نماز جمعہ سے کیا۔ اجلاس کی کارروائی علیحدہ ریکارڈ کی جاچکی ہے اور آج ہی اخبار میں درج ہے۔ مسجد کی تعمیر کی تفصیلی رپورٹ حاضرین میں تقسیم کی گئی تھی۔ ذیل میں کچھ یادیں کچھ باتیں بیان کر رہا ہوں جن کا ذکر ضروری ہے:—

مرکز کے بغیر کوئی تحریک۔ ادارہ یا تنظیم۔ دینی ہو یا دنیوی فروغ نہیں پا سکتی اور اس کے اغراض و مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ دینی اور تبلیغی جماعتوں کے لئے مسجد ہی مرکز ہوتا ہے۔ اسی کی بدولت تنظیم اور اتحاد برقرار رہتا ہے اور اخوت و مودت کے رشتے استوار ہوتے چلے جاتے ہیں تعلیم و تدریس اور تبلیغی سرگرمیوں کے لئے مسجد سے بہتر کوئی مرکز نہیں ہوتا۔ جماعت راولپنڈی کے لئے مسجد کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مگر جگہ کے انتخاب پر اتفاق رائے نہ ہوا۔ آج سے چالیس سال قبل ہمارے ایک مخلص رکن ماسٹر کرم الٰہی صاحب (مرحوم) نے مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی اراضی واقع ڈھوک رتہ سے ایک قطعہ زمین مفت دینے کی پیشکش کی مگر یہ جگہ شہر سے دور تھی اور احباب وہاں مسجد تعمیر کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ گوالمنڈی میں نالہ لئی کے قریب اراضی خریدنے کی تجویز بھی ہوئی۔ مگر یہاں بھی مسجد تعمیر کرنے پر اتفاق نہ ہو سکا۔ ان دنوں یہ علاقہ غیر آباد تھا۔ (تیس سال بعد ہمارا عبوری مرکز اسی علاقہ میں قائم ہوا تھا) دوسری جنگ عظیم ختم ہونے پر ہماری جماعت کے ایک مخیر بزرگ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب نے راولپنڈی اور کوہ مری میں جماعت کے لئے مساجد کی تعمیر اپنے ذمہ لی۔ کوہ مری میں تو ان کی اپنی سٹیٹ تھی جہاں انہوں نے ایک قطعہ اراضی مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کر دیا البتہ سابقہ تجربہ کی بناء پر راولپنڈی میں مسجد کی تعمیر کے لئے اراضی خریدنے کا کام جماعت کے ذمہ ڈالا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے جگہ کا انتخاب ایک دشوار مسئلہ بنا رہا۔ بالآخر میدان کمیٹی جیلہ اسپاں کے قرب و جوار میں جہاں ہماری جماعت باقاعدگی سے ربع صدی تک اپنے سہ روزہ سالانہ اجلاس منعقد کیا کرتی تھی اور تعمیر مسجد پر اتفاق ہو گیا۔ اسی علاقے میں الحاج شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی (مرحوم) کا ایک احاطہ تھا۔ قریباً ڈیڑھ کنال اراضی پر چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں حضرت شیخ نیاز احمد (مرحوم و مغفور) حضرت امام زمان کے صحابہ میں سے تھے۔ اور جماعتی کاموں میں بڑی فراخ دلی سے مال خرچ کیا کرتے تھے۔ حضرت امیر مرحوم اور حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب کی تحریک پر حضرت شیخ صاحب قبلہ اپنا یہ احاطہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ مئی ۱۹۴۶ء میں حضرت امیر مولٰنا محمد علی رحمہ نے اپنے مکتوب گرامی میں مجھے لکھا:—

"عزیز مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
آپ کو مبارک ہو۔ اس زمین کا آخری مرحلہ طے ہو گیا۔ شیخ نیاز احمد صاحب عنقریب کسی وقت راولپنڈی مولٰنا صدرالدین صاحب کے ساتھ تشریف لائیں گے اور اس زمین کا قبضہ جماعت راولپنڈی کو دے دیں گے۔ آپ اس کے متعلق اب مولٰنا صدرالدین صاحب کو یاد دلاتے رہیں۔ کل شیخ نیاز احمد صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور یہ فیصلہ میرے ساتھ کر گئے ہیں۔ بڑی جوانمردی سے کام لیا ہے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ کہتے تھے کہ بہت عرصہ کی بات ہے انہیں تیس ہزار روپیہ اس زمین کا ملتا تھا اور اب تو اس کی قیمت اور بھی زیادہ ہوگی مجھے اندازہ کر کے اطلاع دیں کہ زمین کتنی ملی ہے اور اس پر کتنی کوٹھڑیاں وغیرہ بنی ہوئی ہیں۔ سڑک پر اس کا کتنا فرنٹ ہے؟

خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کو بھی اگر پنڈی میں ہوں تو مبارک باد دیں اور ان کی خدمت میں عرض کریں کہ اب جو زمین کا معاملہ خدا کے فضل سے ایسا اچھا طے ہو گیا ہے اس کی شان کے لائق اس پر نہ صرف مسجد بنے بلکہ ایک مہمانخانہ بھی ہو جہاں مبلغ ٹھہر سکیں اور دوسرے کچھ دوکانوں کی تجویز ہونی چاہیئے جو اس مسجد کے لئے وقف ہوں۔

والسلام

خاکسار۔ محمد علی"

میں نے حضرت امیر قوم رح کے ارشاد کی تعمیل میں انہیں مطلوبہ معلومات بہم پہنچا دیں اور حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب سے بھی رابطہ قائم رکھا۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں حضرت شیخ صاحب (مرحوم و مغفور) نے یہ احاطہ باقاعدہ طور پر انجمن کے نام ہبہ کر دیا۔ اس کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت امیر قوم نے مجھے لکھا کہ وہ راولپنڈی آ رہے ہیں تاکہ تعمیر مسجد کے منصوبے کو قطعی شکل دی جا سکے اور میں خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کو ... کر راولپنڈی آ جاؤں۔ ان دنوں میں سلسلہ کار سرکار اور خواجہ صاحب بسلسلہ کاروبار کوہ مری رہتے تھے چند ایسی مجبوریاں پیش آ گئیں کہ حضرت امیر قوم راولپنڈی تشریف نہ لا سکے۔ ادھر فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے اور تعمیر مسجد کا کام التواء میں پڑ گیا۔

اس احاطہ پر تعمیر شروع کرنے سے بیشتر ہمیں پہلے کرایہ داروں کو بے دخل کرنا تھا۔ اس غرض کے لئے قانونی چارہ جوئی کا آغاز ہوا۔ دیوانی عدالت سے تو بے دخلی کے احکام ہو گئے مگر مخالف فریق نے اپیل کر دی۔ ان مقدمات کے دوران یہ احاطہ اور اس کے آس پاس کی متروکہ اراضی امپرومنٹ ٹرسٹ نے بلڈنگ سکیم کے لئے ACQUIRE کر لی خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کوہ مری کی مسجد کی تعمیر ۱۹۵۲ء میں مکمل کر چکے تھے اور راولپنڈی میں مسجد کی تعمیر کے لئے بالکل تیار تھے کہ ۱۹۵۸ء میں خدا تعالےٰ نے انہیں اپنے ہاں بلا لیا خانہ خدا کی تعمیر کو اسمٰعیل سے ایک خاص نسبت ہے خواجہ صاحب کی بے وقت رحلت سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا وہ ایک دوسرے اسمٰعیل کے ذریعہ جلد ہی پُر ہو گیا اور حضرت الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مل اور ان کی ذریت صالحہ نے اس مسجد کی تعمیر کا ذمہ اٹھایا چنانچہ الحاج میاں سعید احمد مرحوم و مغفور شیخ فضل الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور الحاج میاں فاروق احمد صاحب اور شیخ میاں اقبال احمد صاحب ملز اونرز نے نہ صرف تعمیراتی فنڈ میں دل کھول کر عطیے دیئے بلکہ مقامی حکام سے بھی ملاقاتیں کرتے رہے۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں امپرومنٹ ٹرسٹ نے ہماری انجمن کے نام ہبہ کردہ احاطہ میں سے بقدر ایک کنال اراضی رعایتی قیمت پر انجمن کو دینے کا فیصلہ کر دیا۔ عمارت کے نقشہ کی منظوری میں پھر دشواریاں پیدا ہو گئیں مگر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ مشکلات بھی دُور ہو گئیں

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

محترم اقبال احمد شیخ انجنیئر اور آرکیٹکٹ نے بڑی محبت اور محنت سے مسجد کا نقشہ اور اسٹیمیٹ دو تین مرتبہ تیار کیا۔ ہمارے یہ مخلص دوست حضرت امام الزمان کے ایک مخلص صحابی حضرت شیخ یعقوب علی کے فرزند گرامی ہیں اور جماعتی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں ان کا تیار کردہ نقشہ حضرت امیر مرحوم کی خواہش کے عین مطابق ہے مسجد کے علاوہ مبلغین کی رہائش۔ مہمان خانہ۔ لائبریری اور سات دوکانیں بھی بنائی گئی ہیں جن کی آمدنی مسجد پر اور دوسرے تبلیغی کاموں پر صرف ہوگی۔

حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب کو مساجد کی تعمیر سے ایک خاص نسبت رہی ہے مسجد برلن، سری نگر کے قلمدان پورہ میں تین منزلہ مسجد احمدیہ، کوہ مری کی مسجد احمدیہ تمام تر آپ کی زیر نگرانی اور اہتمام میں مکمل ہوئیں پچھلے دو سال کے دوران جب بھی آپ کو راولپنڈی تشریف لانے کا اتفاق ہوا آپ زیر تعمیر مسجد دیکھنے ضرور گئے الحاج میاں فاروق احمد شیخ اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ ... کی تعمیر ... [illegible]

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ____ مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۷۲ء

اسلامی مساجد کی خصوصیات

مبارک مسجد جس کا افتتاح ۹ر جون کو ہوا

اسلامی مساجد کو دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کے مقابلہ میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ جہاں دوسرے مذاہب کے گرجاؤں، مندروں اور گوردواروں وغیرہ میں شرک و بت پرستی کا عنصر غالب ہے، کہیں عیسٰے پرستی ہے اور کہیں بتوں اور دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہے اور کہیں گرنتھ کا نام جپنا عبادت میں داخل ہے، وہاں اسلامی مساجد صرف ایک خدا کی عبادت کے لئے وقف ہوتی ہیں، یہ وہ چیز ہے جو انسانیت کے مرتبہ کو بلند کرنے کا موجب ہے، خدا تعالےٰ نے انسان کو فی احسن تقویم (بہترین صورت پر) پیدا کیا ہے اور تمام کائنات پر اس کو فضیلت بخشی ہے، خلق لکم ما فی الارض جمیعًا زمین کی تمام اشیاء انسان کی خدمت اور اس کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں، لیکن دنیا نے انہی چیزوں (شجر و حجر، درندوں اور حیوانات حتٰی کہ سانپ اور بچھو تک) کو اپنا معبود بنا کر اپنے آپ کو اسفل سافلین میں گرا لیا، اسی میں عیسٰے پرستی، دیوتاؤں وغیرہ اور سورج اور قمر کی پرستش بھی شامل ہے، جس کی وجہ سے انسانیت اپنے مقام سے گر کر ذلت و نکبت کے انتہائی درجہ تک پہنچ گئی۔ اسلام نے توحید الٰہی کی تعلیم دے کر اس کو دوبارہ اُٹھایا اور اسلامی مساجد سے ہر روز پانچ وقت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کی آواز بلند کر کے یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے اور دوسرا کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا، یہ اس لئے کہ انسان اپنے بلند مرتبہ کو پہچانے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ دوسری چیزوں یا انسانوں کے آگے سر جھکا کر اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے، غور کیجئے جہاں گرجاؤں سے گھنٹیاں بجا کر انسان کو انسان کی عبادت کی دعوت دی جاتی ہے جہاں مندروں میں بھجن بجا کر پتھر کے بتوں کے آگے انسان کو جھکایا جاتا ہے جہاں گوردواروں میں بھجن گا کر گرو کے آگے انسان کی گردن خم کرائی جاتی ہے وہاں لا الٰہ الا اللہ کی آواز میں انسان کو ایک معبود کی عبادت کی دعوت دے کر اس بلند مقام کا پتہ دیا جاتا ہے جو توحید الٰہی کے بعد خداوند عالم کی طرف سے اس کو عطا کیا گیا ہے۔

ایک اور خصوصیت جو دوسری عبادت گاہوں کے مقابلہ میں اسلامی مساجد کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ دیگر عبادت گاہوں میں ہفتہ وار یا بلا تعین وقت عبادت کی جاتی ہے، لیکن مساجد میں ہر روز پانچ مرتبہ نہ صرف خدائے واحد کا نام پکارا جاتا ہے بلکہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ مقررہ اوقات میں ایک انتظام کے ماتحت کسی نہ کسی امام کی قیادت میں اللہ تعالےٰ کے حضور سر بسجود ہوتے اور اپنی نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ ہر جمعہ کو بھی ہر علاقہ کے مسلمان اپنی اپنی جامع مساجد میں جمع ہو کر کسی نہ کسی دینی موضوع پر اپنے مقررہ امام سے خطبہ سنتے باجماعت نماز پڑھتے اور سر بسجود ہو کر اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں جبکہ دوسری عبادت گاہوں میں ایسا کرنے کا کوئی انتظام نہیں سوائے اس کے کہ گرجاؤں میں پادری صاحبان کا سرمن سن کر اور کرسیوں پر سر جھکائے ہوئے عیسٰی مسیح کے گیت گا کر انسانی قدر و قیمت کو کم کر دیا جاتا ہے۔

ایک سب سے بڑی خصوصیت اسلامی مساجد کو یہ حاصل ہے کہ ان کی بنا تقویٰ اللہ پر رکھی جاتی ہے جیسا کہ اس سب سے پہلی مسجد کے متعلق جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کی یہ ارشاد الٰہی ہے لمسجد اُسّس علی التقوٰی من اول یوم احق ان تقوم فیہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوےٰ پر رکھی گئی زیادہ لائق ہے کہ تو (یعنے رسول کریم صلعم) اس میں کھڑا ہو، اور اس کے اندر عبادت کرنے والوں کی یہ صفت بیان کی ہے فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین اس میں وہ لوگ (عبادت کرتے) ہیں جو پاکیزگی کو محبوب رکھتے ہیں، اور اللہ تعالےٰ پاکیزہ لوگوں کو ہی محبوب رکھتا ہے۔

یہ وہ خصوصیت ہے جس کے پیش نظر اسلامی مساجد کی تعمیر عمل میں آتی ہے۔ لیکن آہ! آج ایسی بھی مساجد دیکھنے میں آتی ہیں جن میں کلمہ گوؤں کی تکفیر کے فتوے دیئے جاتے ہیں اور اپنے ہم خیال لوگوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو ان میں گھسنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یہ وہ طریق عمل ہے جس کو قرآن کریم نے تفریقًا بین المومنین کے نام سے مسجد ضرار کی خصوصیات میں سے قرار دیا ہے اس کے بالمقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی مسجد میں اور تواتر سیلے پر مسجد نبوی ہی میں ٹھہرایا اور وہیں انہیں گرجا کرنے کی اجازت بھی دی۔

راولپنڈی کی نو تعمیر مسجد مبارک جس کے افتتاح کی تقریب ۹ر جون کو عمل میں آئی ہے فی الواقعہ مبارک مسجد ہے کیونکہ اس کی بنا اور تعمیر میں ان لوگوں کا ہاتھ ہے، اور اس میں عبادت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو فیہ رجال یحبون ان یتطھروا کی صفت سے موصوف ہیں، یہ لوگ اس امام عالی مقام کے تربیت یافتہ ہیں جس نے تقوےٰ کے بلند مقام پر جماعت کو کھڑا کیا اور یہ تعلیم دی کہ:۔

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے، جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اُٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی، نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگے مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا کرتے ہیں حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر ختم کرنے میں گذار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں، نماز میں دعا مانگو، نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو، .... یہ ضروری بات نہیں کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہے اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان میں ہی دعا کرے"

یہ ہے امام وقتؑ کی تعلیم جس پر عمل کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور ہمیں یقین ہے کہ راولپنڈی کی مسجد مبارک جس کی افتتاحی تقریب ان لوگوں کے ذریعہ عمل میں آئی جو رجال یحبون ان یتطھروا کے مصداق ہیں امام وقتؑ کی اس تعلیم کا عملی نمونہ ہوگی ......

ہماری دعا ہے کہ یہ مسجد جو پاکستان کے دارالحکومت میں تعمیر ہوئی ہے تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ ثابت ہو اور اس کے ذریعہ جوق در جوق لوگ دین حق کی طرف کھچے ہوئے چلے آئیں۔

افتتاح مسجد مبارک کی مختصر رپورٹ

مسجد مبارک راولپنڈی کے افتتاحی جلسہ کی مختصر رپورٹ قبل ازیں محترم چوہدری فضل حق صاحب کے قلم سے ۲۱ر جون ۱۹۷۲ء کے پیغام صلح میں درج ہو چکی ہے، جو قارئین کرام کی یادداشت کے لئے ذیل میں دوبارہ درج کی جاتی ہے اس رپورٹ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ اور دیگر اصحاب کی جن تقریروں کا ذکر کیا گیا وہ بالتفصیل اسی اشاعت میں درج ہیں:۔

"۹ر جون بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ راولپنڈی کی نئی مسجد مبارک کا افتتاح ہوا، سب سے پہلے حاضرین نے تحیۃ المسجد کے دو دو نفل مسنون پڑھے جس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں سورۃ شریفہ الفاتحہ کی تفسیر و تشریح نئے اور مخصوص انداز میں فرمائی اور نماز جمعہ پڑھائی۔ افتتاح مسجد کی اس تقریب پر مقامی جماعت کے احباب و خواتین کے علاوہ جماعتہائے پشاور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، فاروقیہ، واہ، گجرات، وزیر آباد، سیالکوٹ، ڈال پور اور لاہور کے نمائندین بھی موجود تھے۔ مرکز کی نمائندگی محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، مولانا عبدالمنان صاحب عمر، مولوی دوست محمد صاحب مدیر پیغام صلح اور راقم الحروف نے کی۔

جلسہ ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر محترم بشیر احمد صاحب منتو ایم اے مبلغ اسلام کی زیر صدارت منعقد ہوا، تلاوت قرآن کریم کے بعد کلام امام پڑھ کر سنایا گیا۔ محترم الحاج میاں فاروق احمد شیخ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد مولوی علی محمد صاحب اجمیری صدر مقامی جماعت احمدیہ راولپنڈی نے تعمیر مسجد کے متعلق رپورٹ پڑھی۔

محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، محترم مولانا عبدالمنان صاحب عمر نے خانہ خدا کی تعمیر و افادیت اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ خانہ خدا کو آباد کرنا ضروری ہے یہاں احباب ذوق و شوق سے پنجوقتہ نمازیں ادا کریں۔ درس و تدریس علم دینیہ کا سلسلہ جاری ہو اور اسے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔ مندوبین جماعتہائے احمدیہ ــــ ڈاکٹر ایم اے رحمان صاحب۔ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ۔

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

www.aaiil.org

حالاتِ زندگی

حضرت شیخ نیاز احمد صاحبؓ وزیرآبادی

جن کی عطا کردہ زمین پر مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی۔

آپ کی ولادت تجارت پیشہ خاندان میں ہوئی جس کا کاروبار وزیرآباد، سیالکوٹ اور راولپنڈی وغیرہ میں تھا۔ آپ کے والد شیخ غلام قادر صاحب بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے۔

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی طبیعت میں ابتداء سے ہی حق اور انصاف پسندی مرکوز تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے مجدد زمان[۱۴] کے دعوے کو بلا پس و پیش مان لیا۔ اور اولین بیعت کنندگان میں سے ہو گئے۔ جو ایک بہت بڑا شرف ہے۔ آپ کو مذہب سے بڑا شغف تھا اور اس سے آپ نے کماحقہٗ فائدہ اُٹھایا۔ جب بھی کاروبار کے سلسلہ میں لاہور جاتے تو قادیان ضرور ہو کر آتے۔ اور جمعہ کی نماز اکثر وہاں ہی ادا کرتے۔ بیان کرتے تھے کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نمازوں کی امامت خود نہ کرتے تھے۔ بلکہ کسی دوسرے امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اس لئے سب کی خواہش ہوتی تھی کہ آپ کے ساتھ شانہ بشانہ صف میں کھڑے ہونے کا موقعہ ملے۔ آپ کو اکثر یہ سعادت نصیب ہوئی اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رح آپ سے کہا کرتے تھے کہ خدا کے لئے ہمیں بھی یہاں کھڑا ہونے کا موقعہ دو۔

آپ مذہبی گفتگو میں بڑے بڑے عالم و فاضل مولویوں اور پادریوں کو در خور اعتنا نہ سمجھتے تھے، اور مخالفین آپ کے دلائل کا جواب نہ پا کر راہِ گریز اختیار کرتے تھے۔ آج آپ کے نمونہ کی وجہ سے آپ کے خاندان کے سارے افراد خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔

آپ نے وزیرآباد میں ایک محلہ کے کئی ملحقہ مکانات خرید کر اور ان کو مسمار کر کے ایک وسیع و عریض مسجد تعمیر کروائی جس کے ساتھ خطیب کا مکان۔ ایک دکان اور دو مکانوں کے لئے سفیدہ زمین اب بھی موجود ہے۔ یہ قادیان سے باہر جماعت کی سب سے پہلی مسجد ہے جو کہ ۱۳۳۲ھ یعنی ۱۹۱۲ء میں تعمیر ہوئی۔ حضرت مولینا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں جبکہ ابھی لاہور میں مرکز قائم نہیں ہوا تھا یہ تاریخی مسجد تعمیر ہوئی اور اس کی وسعت سے ان بزرگوں کے اس یقین کا پتہ چلتا ہے کہ یہ جماعت بڑھے گی ورنہ اس وقت گنتی کے افراد کے لئے اتنی بڑی مسجد کی ضرورت نہ تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی تو ارشاد ہے۔ کہ آسمان کے ستارے گننے آسان ہوں گے لیکن میری جماعت کے افراد کو شمار میں نہیں لایا جا سکے گا۔ تب اس مسجد کی قدر معلوم ہو گی، اور ان بزرگوں کی وسعتِ قلبی کا اندازہ ہو گا۔

آپ کی طبیعت میں حلم، انکساری اور صبر حد درجہ تھا۔ عفو اور درگذر سے کام لیتے۔ کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اطمینانِ قلب کا یہ عالم تھا کہ کبھی فکرمند نہ ہوتے۔ اگر کوئی ایسا موقعہ ہوتا کہ دوسرے فکر کا اظہار کرتے تو فرماتے خدا پر بھروسہ کرو وہ قادر مطلق ہے۔ بس ہم تین راتیں (THREE NIGHTS) لگا دیں گے فکر کی کیا بات ہے۔ خدا داری چہ غم داری۔ اور آپ کی زبان پر اکثر یہی ورد ہوتا تھا — یا میرے اللہ تیرا فضل تیرا فضل تیرا فضل۔ آپ کے مزار کے کتبہ پر یہی ایمان افروز ورد درج ہے۔

آپ کی دعائیں قبول ہونے کے بہت سے واقعات ہیں سنایا کرتے تھے کہ آپ کے کارخانہ کے قریب ایک سرکاری بنگلہ تھا جس میں ایک انگریز افسر رہتا تھا چونکہ چمڑے کے کارخانہ کی فضا مخصوص ہوتی ہے اس انگریز نے کوشش شروع کر دی کہ کارخانہ یہاں سے ہٹایا جائے شیخ صاحب مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ ادھر اس نے درخواست دی اور ادھر ہم نے بھی عرضی ڈال دی اپنے خدا کے حضور۔ خدا نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا اور اس سرکاری بنگلہ کو گرانے کا حکم صادر ہو گیا کہ اس جگہ ریل کی پٹڑی بچھائی جاتی ہے۔

عام لوگوں کو جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے تھے آپ کی دعاؤں کی قبولیت پر بڑا یقین تھا۔ آپ کام پر جاتے تو لوگ راستہ میں روک لیتے اور درخواست کرتے کہ ہمارے گھر چلیں اور بیمار کو دم کرائیں۔

آپ نے نہایت با عزت اور با وقار زندگی گذاری۔ آپ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے آپ کے ریڈر کا بیان ہے کہ آپ کی نصیحتوں اور عمل نے اس کی زندگی کو بڑا متاثر کیا۔

آپ نے راولپنڈی کے وسط میں ایک قیمتی جائداد جماعت کی مسجد کے لئے ہبہ کر دی جس پر آج مسجد اور دیگر جائیداد تعمیر ہوئی ہے۔ یہ ایک بارونق علاقہ میں ہے اور اس سے ہزارہا روپیہ ماہوار آمدنی کی توقع ہے۔ جو کہ اشاعت اسلام کے کام کی ترقی اور استحکام کا موجب ہوگی انشاء اللہ

اللہ تعالےٰ ان بزرگوں پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے اس کام کی ابتداء کی اور آج نوجوانوں کے لئے ایک بہت بڑا قابلِ تقلید نمونہ چھوڑ گئے۔ اس عارضی اور مختصر زندگی میں اس حقیقت کو سمجھنا اور کار خیر کر جانا بہت خوش بختی ہے۔

این سرائے زوال و موت و فنا است
ہر کہ بہ نشست اندر این برخاست

راقم۔ نثار احمد سیالکوٹ چھاؤنی

احمدیہ مسجد مبارک کا افتتاح۔ بقیہ ص۳

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب، میاں رشید احمد مسرت صاحب لائلپور اور ڈاکٹر مبارک احمد شیخ لاہور نے اس تعمیر مسجد کے متعلق اپنے تاثرات بیان فرمائے اور جماعت احمدیہ راولپنڈی کو خراج عقیدت پیش کیا کہ انہوں نے ایسی خوبصورت و عالیشان مسجد تعمیر کر کے ایک دیرینہ اور اہم ضرورت کو پورا کیا ہے

صدر جلسہ جناب منٹو صاحب نے بھی اپنے تاثرات پیش کئے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر میں دعا فرمائی۔

یہ مسجد ۲½ لاکھ روپے کی خطیر رقم سے تعمیر کی گئی ہے۔ ہر جماعت نے مالی تعاون کیا۔ مرکز نے بھی امداد کی لیکن وافر حصہ رقم مقامی جماعت نے خود ہی برداشت کیا ہے۔ زیرین حصہ میں مسجد ہے پہلی منزل پر سات دکانیں ہیں۔ دوسری منزل پر پچاس ہزار روپے کے خرچ سے چار فلیٹ بنے ہیں۔ عقب میں مقامی مبلغ کے لئے رہائشی مکان اور مہمان خانہ ہے۔ لائبریری کے لئے بھی جگہ مختص ہے مسجد بڑی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے محراب کا ڈیزائن ڈاکٹر وزیر احمد قریشی مرحوم کے فرزند ارجمند تنویر احمد صاحب نے بنایا ہے ماڈل کا خرچ بھی خود ہی برداشت کیا ہے۔ خواتین کے لئے الگ جگہ ہے۔ خواتین اور مردوں کی نشستوں کے مابین کی جگہ ایک ایسا آئینہ لگایا گیا ہے کہ خواتین تو اندر سے سب کچھ دیکھ سکتی ہیں لیکن باہر سے انہیں دیکھا نہیں جا سکتا اس مسجد کی تعمیر میں میاں فاروق احمد شیخ، جناب اقبال احمد شیخ، ٹھیکیدار محمد دین صاحب نے لائق قدر اور نمایاں حصہ لیا۔ تقریب افتتاح کی اس کامیابی کا سہرا زیادہ تر منٹو صاحب اور خواجہ نصیر اللہ صاحب کے سر ہے جنہ چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری

انتقال پُر ملال

(۱) نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم الحاج شیخ عبدالحمید صاحب مالک فرم ایم رمضان اینڈ سن واچ میکرز بنک روڈ راولپنڈی کی بیگم صاحبہ ایک طویل علالت کے بعد ۲۴ر جون ۱۹۷۲ء کو بروز شنبہ انتقال کر گئیں مرحومہ شیخ محمد یٰسین گوردا سپوری کی صاحبزادی تھیں اور بڑی پاکباز اور وفا شعار خاتون تھیں اپنی بیماری کے دوران انہوں نے حج بیت اللہ .... کا شرف حاصل کیا۔ احباب سلسلہ سے نماز جنازہ اور دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ فخر الدین احمد۔ راولپنڈی

(۲) [illegible] صاحب [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible] مرحوم کی عمر [illegible] سال تھی [illegible]

سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ میں تمام ملکوں اور سب قوموں کو اللہ تعالےٰ کے عطیات کا مورد قرار دیا گیا ہے

الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہوئے مسلمان کے دل میں مخلوق خدا کی بلا امتیاز خدمت کا جذبہ پیدا ہونا چاہیئے

تمام قوموں میں انبیاء آئے اور ان کی تعلیمات کے فیض سے نیک لوگ پیدا ہوئے

خاتم النبیین اور خاتم الکتب کے بعد کسی مزید ہدایت اور مزید نبی کے آنے کی حاجت نہیں رہی

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ر جون ۱۹۷۲ء جو راولپنڈی کی مسجد کے مبارک افتتاح کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا۔

سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا :-

اس سورۃ کا نام اللہ تعالےٰ نے الفاتحہ رکھا ہے جس کے معنے تمہید کے ہیں، یہ سورۃ قرآن کریم کی تمہید ہے، اس بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت اساس القرآن ہے اور اس کو الکنز (خزانہ) بھی فرمایا۔ اس خزانہ میں الہٰیات اور ان برکات کا ذکر ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوقات پر نازل فرمائی ہیں، اس سورت کا پہلا حصہ تمام کائنات سے تعلق رکھتا ہے فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ اس ایک جملہ میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے جو خالق کائنات ہے انہیں ساری کائنات اور تمام انسانیت پر اللہ تعالےٰ کی برکات کا ذکر ہے، یہ ایک ہی جملہ قرآن کریم کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

الحمد للہ میں اللہ کے لفظ کے معنے مفسروں کی زبان میں مستجمع جمیع صفات کاملہ کے ہیں، یعنی خدا تعالےٰ کی تمام صفات جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں، اس ایک لفظ اللہ کے اندر جمع کر دی گئی ہیں۔ اس پہلے جملہ رب العالمین کے اندر ساری کائنات کے علاوہ ساری انسانیت کی ربوبیت کا ذکر ہے اللہ تعالےٰ کی مالکیت کا بھی ذکر ہے۔ جو شخص کسی چیز کا مالک ہو، اسے اپنی ملکیت کی حفاظت کا خیال رکھنا پڑتا ہے جس شخص نے ایک گھوڑی پال رکھی ہو وہ اس کی حفاظت اور پرورش کا ہر طرح خیال رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ ربّ العالمین ہے۔ عالمین کے اندر ہندو سکھ، عیسائی، یہودی، دہریہ اور چوہڑا چمار سب شامل ہیں، ہر قوم رب العالمین کی ربوبیت کے نیچے ہے۔ اس جملہ کو تمام مسلمان پانچ وقت روزانہ ہر نماز میں بار بار دہراتے ہیں، اس سے ہمارے اندر یہ احساس ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت کا فیضان صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں، صرف ہندو اور عیسائی ہی اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے، بلکہ سب اقوام، تمام انسانیت اس سے مستفیض ہو رہی ہے، اللہ تعالےٰ تمام قوموں کا ربّ ہے، اس لئے ہمارے سینے بھی تمام انسانیت کے لئے کشادہ ہونے چاہئیں۔ طوطے کی طرح نمازوں میں اس جملے کو رٹتے رہنا اور اپنے اندر رب العالمین کی صفت پیدا نہ کرنا اس کے مقصد کے منافی ہے، اگر مسلمان کا سینہ مشرق و مغرب کی طرح کشادہ اور وسیع ہو اور الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر مخلوقِ خدا کی بلا امتیاز خدمت کا جذبہ اس کے دل میں پیدا نہ ہو تو طوطے کی طرح اس جملہ کو رٹتے رہنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات وارد تھی کہ اللہ تعالےٰ سب کا ربّ ہے، اور جس کو کوئی پالتا ہے اس کے ساتھ اسے محبت ہوتی ہے، رسول کریم صلعم اس حقیقت پر عامل تھے، چنانچہ عیسائیوں کا وفد جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے اپنی مسجد میں اتارا اور کمر باندھ کر خود ان کی خدمت کی۔ آج تو مسلمان اس مسجد کو خانۂ خدا نہیں سمجھتا، جس مسجد میں کسی فرقہ کے لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ اس میں کسی دوسرے فرقہ کے آدمی کو قدم نہیں رکھنے دیتے چہ جائیکہ وہاں کوئی دوسرا نماز پڑھ سکے۔

قرآن کریم نے سب قوموں میں نیک افراد کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ اس ضمن میں فرمایا لیسوا سواءً منھم امۃ قائمۃ دوسری قوموں کے سب لوگ برابر نہیں، اہل دل لوگ غیر قوموں میں بھی موجود ہیں یتلون آیات اللہ آناء الیل وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالےٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں، وھم یسجدون اور جناب الٰہی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر وہ اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر وہ نیکی کا حکم دیتے اور بدیوں سے منع کرتے ہیں، ویسارعون فی الخیرات اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں واولٰئک من الصالحین اور وہ صالح لوگوں میں سے ہیں۔ یہ ہے قرآن کریم کی تعلیم، اگر تمہیدی جملہ الحمد للہ رب العالمین میں تمام قوموں کی ربوبیت کا ذکر ہے تو قرآن کریم کے متن کے اندر بھی سب قوموں پر خدا تعالےٰ کی شفقت کا ذکر ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو انسان کا سینہ چوڑا کرنا چاہتی ہے۔ اس قسم کی مفید تعلیم دینے کی غرض سے دوسری قوموں کے بغض اور تعصب کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں سمجھانے کے لئے بتایا ہے قالت الیھود لیست النصارٰی علٰی شیءٍ وقالت النصارٰی لیست الیھود علٰی شیءٍ، یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی بناء کسی سچائی پر نہیں، اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی بناء کسی سچائی پر نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی یہودیوں یا عیسائیوں کے سوائے کوئی بھی جنت میں نہیں جا سکتا۔ یہی تمام قوموں کا حال ہے کہ اپنے سوائے دوسروں کو راندۂ درگاہ الٰہی سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم اس کو ناپسند کرتا ہے اس بارے میں فرماتا ہے سب قوموں میں انبیاء مبعوث ہوئے اور ان کی تعلیمات کے فیض سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو نیک ہیں۔ نیکی کیا ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا البر ما اطمئن به قلبك۔ نیکی وہ ہے جس سے دل کے اندر اطمینان پیدا ہو والاثم ما حاك فی نفسك اور بدی یا گناہ وہ ہے جس سے دل کے اندر خدشہ پیدا ہو، جب کسی برائی کا ارتکاب کوئی شخص کرتا ہے تو اس کا نفس اسے ملامت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اعلیٰ درجہ کی نیک فطرت عطا کی ہے اور اس فطرت کو فطرۃ اللہ کے بزرگ الفاظ سے یاد کیا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اسی وجہ سے انسان کو اپنا خلیفہ فرمایا ہے اسلئے ہر انسان کو اس پاک فطرۃ اور لفظ خلیفۃ اللہ کی تعظیم و تکریم کرنے کا ثبوت دینا چاہیئے۔

اللہ جامع لفظ ہے۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اس کے معنے ہیں مستجمع جمیع صفات کاملہ کے ہیں۔ تمام کامل صفات اس کے وجود میں پائی جاتی ہیں، ان صفات میں سے ایک اس کا رب العالمین ہونا ہے، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ باری تعالیٰ کی اس صفت سے حصہ لے، اور دنیا میں قیام امن کا موجب ہو، ہم پاکستان کے رہنے والے ذمہ دار ہیں کہ ہمارے وجود سے دنیا میں امن قائم ہو اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ میرے نفس وجود کے اندر خدا اور محمد رسول اللہ صلعم نظر آئیں۔

اگلا لفظ الرحمٰن ہے اس

www.aaiil.org

کے معنے ہیں تمام مخلوقات پر بلا معاوضہ رحم کرنے والا، عیسائی، سکھ، چوہڑا چمار سب پر وہ رحم کرتا ہے۔ اس کا سورج سب پر چمکتا اور اپنی روشنی اور گرمی پہنچاتا ہے، بارش سب کے لئے ہے، وہ نہیں پوچھتا کہ کوئی اسے مانتا ہے یا نہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اندر رحمانیت پیدا کرے، اگر کسی کو کچھ دے یا پبلک چندہ دے تو دکھاوے کے لئے نہیں، نہ کسی معاوضہ کی خاطر دے بلکہ محض رضاء الٰہی کے حصول کے لئے یہ امتیاز قرآن ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اللہ تعالےٰ کی ان صفات کو دنیا کے سامنے رکھا ہے۔

اس کے بعد الرحیم کی صفت بیان کی ہے، جس کے معنے ہیں کہ انسانی کوشش کا اس سے بڑھ کر معاوضہ دینے والا۔ انسان ایک دانہ بیج زمین کے اندر پھینکتا ہے، اس سے ہزاروں دانے اناج پیدا ہوتا ہے، اس میں مسلمان کو بتایا ہے کہ تمہاری نیکی پھل لائے گی، اور بڑھ چڑھ کر لائے گی، میں نیکی کا معاوضہ ناپ کر یا تول کر نہیں دیتا، بلکہ اس سے کئی گنا بڑھا کر دیتا ہوں۔

پھر مالک یوم الدین میں بتایا ہے کہ وہ مالک ہے کہ ہماری بدعملیوں اور بدکرتوتوں کی سزا دے یا معاف کر دے مالک اپنی مربوب مخلوق سے ایسا ہی سلوک روا رکھتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی ان صفات جلیلہ کو دوہرانے کی غرض یہ ہے کہ مسلمان ان صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ۔

ان صفات میں ڈسپلن قائم کرنا سکھایا ہے نرا ڈنڈے سے نہیں، بلکہ رحم و محبت کا برتاؤ کرنے کے بعد اگر کوئی قابل سزا بات ہو تو ماں باپ ہو یا سکول ماسٹر یا کوئی آقا اور افسر وغیرہ ہو تو وہ ان چار صفات کو قائم کرنے کے بعد سزا دے سکتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ان صفات کے بادشاہ کی ہم فرمانبرداری کریں گے۔ یہاں ایاک نعبد میں حصر کر دیا ہے کہ ہم صرف تیری ہی فرمانبرداری اور عبادت کریں گے، ورنہ زبان عربی میں صرف عبادت کرنے کے معنوں میں نعبدک کہا جا سکتا ہے، یعنے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ ایاک پہلے لا کر حصر کر دیا کہ تیرے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے، اس بناء پر مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر پولیس ڈنڈا لئے کھڑی ہے کہ کوئی شخص حضور صلعم کی قبر کے آگے سجدہ نہ کرے مسلمان عام طور پر پیروں اور بزرگوں کی قبروں پر جا کر مرادیں مانگتے ہیں۔ لاہور میں داتا گنج بخش کے مزار پر سجدے کئے جاتے ہیں اور مرادیں مانگی جاتی ہیں اور ایاک نعبد وایاک نستعین کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

آگے دعا سکھائی اھدنا الصراط المستقیم۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان انبیاء اور صلحاء کے طریقہ پر چلا جن کو تو نے مخلوق کی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا اور ان پر انعامات نازل فرمائے تھے، اس طریقہ پر چلنے سے رضاء الٰہی حاصل ہو گی اس میں ایک لطیفہ ہے، یہ نہیں فرمایا کہ آئندہ جو نبی آئیں گے ان کے طریق پر بھی ہم کو چلانا اب باب نبوت بند ہے۔ دین کی تمام ضروریات قرآن کریم نے مکمل کر دی ہیں لا نبی بعدی۔ محمد رسول اللہ صلعم دنیا جہان کے لئے بمنزلہ سورج ہیں۔ ایک سورج کی موجودگی میں دوسرے کی ضرورت نہیں۔ دین کامل ہو چکا ہے اب کوئی ہدایت نازل نہیں ہو گی۔ کسی نئی ہدایت کی ضرورت نہیں رہی۔ خاتم النبیین اور خاتم الکتب کے بعد کسی مزید ہدایت اور مزید نبی کے ارسال کرنے کی حاجت باقی نہیں رہی۔ اس کے ساتھ ہی مزید فرمایا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہمارے سامنے دو قومیں یہودی اور عیسائی موجود ہیں۔ ان کے پاس کتاب بھی ہے لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور وہ اپنے سوائے دوسروں کو راندۂ درگاہِ الٰہی سمجھتی ہیں۔ یہودی کہتے ہیں نحن ابناء اللہ واحباءہ۔ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ ان کے علاوہ لفظ الضالین میں عیسائیوں کا ذکر کیا جن کی گمراہی کھلی ہوئی ہے کہ وہ ایک انسان کو خدا مانتے ہیں۔ فرمایا یہ حالات تم میں پیدا نہ ہوں۔

غرض اس سورت کے اندر دین کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی لئے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سورت کو اساس کے نام سے یاد کیا

مسجد کی آبادی کے لئے چار ضروری تجاویز

تقریر مولینا عبدالمنان عمر صاحب بر موقعہ افتتاح مسجد مبارک راولپنڈی

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ (البقرہ ۱۲۷-۱۲۹)

قرآن کریم کا قصہ اس قدر دل آویز اور پیارا ہے کہ جہاں سے بھی پڑھا جائے۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست۔ لیکن آج جس تقریب پر ہم یہاں جمع ہوئے ہیں، اس کا تعلق قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی ان آیات سے ہے جو میں نے پڑھی ہیں۔ دنیا میں جس قدر مسجدیں بنتی ہیں وہ اس مسجد کا نمونہ یا اس کا سایہ اور نقل ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ یا مسجد حرام کی صورت میں بنائی، چنانچہ فرمایا واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت۔ اس وقت کو کبھی نہ بھولو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو استوار کیا اور انہیں اٹھایا، اس وقت انہوں نے دعا کی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اے ہمارے رب ہماری طرف سے اس کو قبول کر تو سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ دل کی دعا ہے جو میں نے بھی جب میں اس مسجد میں ...... داخل ہوا اللہ تعالےٰ سے کی، ہم میں سے ہر ایک کی یہ دعا ہونی چاہیئے ضروری ہے کہ وہی جذبہ ہمارے دلوں میں بھی پیدا ہو جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی اس دعا میں پایا جاتا ہے۔

میں مسجد کی آبادی کے لئے چار چیزوں کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے پہلی چیز وہ خلوص ہے جو ربنا تقبل منا کی دعا میں پایا جاتا ہے اگر یہ خلوص دلوں میں قائم رہا تو مسجد قائم اور آباد رہے گی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ مسجد صرف چار دیواری کا نام نہیں بلکہ مسجد خدا کی عبادت سے بنتی ہے چنانچہ فرمایا فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاٰصال (ان گھروں میں نور ہوتا ہے) جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند کئے جائیں اور اس میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور صبح اور شام اس کی تسبیح ہو، یہ ہے مسجد کی آبادی کا ذریعہ جو کچھ تو پانچ وقت کی نمازوں سے میسر آتا ہے، پھر جب رمضان شریف آئے تو اس کے آخری دس دنوں میں اس کے اندر اعتکاف میں بیٹھا جائے تیسری چیز مسجد کی آبادی کے لئے یہ ہے کہ اس میں اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً جلسے منعقد کئے جائیں اور چوتھے یہ کہ آپ کے مشورے اور جماعتی اجلاس مسجد کے اندر ہوا کریں سب سے پہلی بنیاد جو خانہ خدا کی رکھی گئی، اس وقت ایک دعا کی گئی، اس دعا میں گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی زبان پر یہ الفاظ تھے ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم اے ہمارے رب ان کے اندر انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما جو تیری آیات انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دعا کی قبولیت کئی ہزار سال بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں ہوئی چنانچہ حضورؐ نے فرمایا انا دعاء ابی ابراھیم میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ حضور صلعم کے ذریعہ قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب ہمیں ملی، ضروری ہے کہ اس کتاب پاک کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ یہی مقصد اس مامور الٰہی کا تھا جو اس زمانہ میں ہماری رہنمائی کے لئے مبعوث ہوا دوسری ہماری ذمہ داری یہ ہے ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ قرآن کریم کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ کوئی شخص بچہ ہو یا بڈھا یا جوان، مردوں اور عورتوں سب کو قرآن کریم کی تعلیم دی جائے، پھر قرآن کریم کے معانی اور تفسیر انہیں سکھائی جائے، اور سنت رسولؐ اور حدیث رسولؐ کی اشاعت کا بھی انتظام کیا جائے، اور چوتھی بات ویزکیھم ہے، تزکیہ قلوب سب سے بڑی چیز ہے، جس کے لئے قرآن کریم نازل ہوا، اس کے لئے بھی ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیئے، کہ یہی بعثت رسولؐ کی اصل غرض ہے۔ (باقی برصفحہ کالم ۲)

www.aaiil.org

مسجد بنانے والوں کے لئے بشارات

راولپنڈی کی نئی مسجد تعمیر کرنے والوں کو مبارکباد

تقریر مرزا مسعود بیگ صاحب بر موقعہ افتتاح مسجد مبارک راولپنڈی

انّما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلٰوۃ واٰتی الزکٰوۃ ولم یخش الّا اللہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المھتدین۔

(سورۃ التوبہ رکوع ۳)

صاحب صدر، حضرت امیر قوم و خواتین و حضرات۔

آج کیا مبارک دن ہے کہ راولپنڈی کی اس "مسجد مبارک" کا افتتاح ہو رہا ہے۔ مسجد بنانے والوں کے لئے بہت بڑی بشارات ہیں، کچھ تو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے مسجد وہی لوگ بناتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوائے کسی سے نہیں ڈرتے یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔ اور حدیث میں بھی بشارت دی گئی ہے من بنی للہ مسجدا فقد بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ جو شخص خدا کے لئے مسجد تعمیر کرے اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ کتنی بڑی بشارت ہے جس کے آپ سب مخاطب ہیں۔ اس مسجد کے بنانے والوں میں ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے اس کی تعمیر میں عملی حصہ لیا، کچھ لوگ جو گذر گئے ان کا تعلق بھی اس مسجد کے ساتھ ہے۔ ہمارے محترم بزرگ شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم جنہوں نے اس مسجد کے لئے زمین مرحمت فرمائی، اور دوسرے لوگ جو اس کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گذر گئے، ان سب کی روحیں آج خوش ہوں گی، کہ ان کی قربانیوں اور جدوجہد کو اللہ تعالےٰ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا اور حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی روح بالخصوص خوش ہوگی کہ یہ مسجد اسی جگہ تعمیر ہوئی ہے جہاں ان کی خواہش تھی اور خدا نے اپنے فضل سے سب رکاوٹیں دور کر دیں اور اس وجہ سے بھی شیخ صاحب مرحوم کی روح خوش ہوگی کہ آج مسجد کا افتتاح ان کے محب خاص مولانا صدر الدین صاحب فرما رہے ہیں۔ پس آپ سب کے لئے بھی خوشخبری ہے کہ ایسا شاندار مسجد بنانے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے کچھ پابندیاں اس کی تعمیر کے لئے آپ پر ڈالی گئیں کچھ پابندیاں اس کی آبادی کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی عائد کی گئی ہیں۔ مسجد کے ذکر میں خصوصیت سے یہ تاکید کی گئی ہے، کہ اس میں کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر ہو، اور سب سے بہتر ذکر جو مسجد کی آبادی کا موجب ہو سکتا ہے، پانچ وقت کی نماز ہے۔

میں نے جب اس مسجد کو دیکھا تو بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس کی ڈیزائننگ اور خوبصورتی کو دیکھ کر دل بہت ہی مسرور ہوا، اس کے لئے میں اپنے راولپنڈی کے دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں، امید ہے وہ اس کی آبادی میں بھی اسی طرح حصہ لیں گے جس طرح اس کی تعمیر میں حصہ لیا ہے، مجھے یاد ہے کہ لاہور میں انگریزوں کے زمانہ میں شاہ عالمی دروازہ کے باہر ایک مسجد اور مندر ایک رات میں تعمیر ہوئے تھے جن پر علامہ اقبال نے یہ طنزیہ شعر کہا ہے

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اس شعر میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ مسجد بنا لینا کچھ مشکل نہیں لیکن نمازی بننا بہت مشکل ہے، حقیقت یہ ہے کہ نمازی بننا مسجد بنانے سے زیادہ افضل ہے، نمازی صرف نیچے اوپر حرکت کرنے والا نہیں ہوتا، بلکہ صلوٰۃ کے لفظ میں ایک بہت بڑی حقیقت مضمر ہے صلّی کے معنے ہیں آگ پر رکھ کر کھولنا، اس لئے حقیقی نمازی وہ ہے جس میں سوز و گداز ہو اور اس کے دل میں درد اور رقت اور تڑپ پیدا ہو، اس لئے میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ حقیقی نمازی بننے کے لئے اپنے دلوں میں سوز و گداز پیدا کریں، نہ صرف نماز کے اندر بلکہ ویسے بھی اپنے بھائیوں کے لئے ہمدردی اور سوز و گداز ہماری چھوٹی سی جماعت ہے اس لئے ضروری ہے کہ سب کے دل ایک دوسرے سے مل جائیں اور ہم سب مل کر جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہوں۔

میں راولپنڈی کے احباب کو پھر مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی خوبصورت مسجد کی تعمیر کی توفیق مرحمت فرمائی، اللہ تعالےٰ اس کی آبادی کے لئے اس سے بڑھ کر توفیق عطا کرے اور سب لوگوں کو جنہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا اجر عظیم عطا کرے اور جنت میں ان کے لئے گھر بنائے۔

تقریر مولانا عبدالمنان عمر صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۱)

یہ تو ہیں مسجد کی آبادی کے ذرائع، اور مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی، کہ ایک پریس بھی یہاں نصب ہو چکا ہے۔ لاہور میں بھی ایک پریس نصب کیا جا رہا ہے، ایک عجیب بات ہے کہ ایک صاحب نے مجھے امام مسجد برلن کا پیغام انہی دنوں دیا کہ ایک دار الاشاعت قائم کیا جائے۔ جہاں سے قرآن کریم کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کثرت سے شائع کیا جائے۔ یہی غرض ہمارے پریس نصب کرنے کی ہے اور بالکل انہی لائنز پر امریکہ میں محترم محمد عبداللہ صاحب نے بھی کام شروع کر رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کا کوئی خاص منشاء ہے جس کے ماتحت وہ ہم سے کام لینا چاہتا ہے، اس طرح کی آواز اٹھنا اور کام ہوتے چلے جانا منشاءِ الٰہی ہی کا نتیجہ ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بات بھی سننے کے لائق ہے کہ جب ہمارے مطبع کی جو لاہور میں قائم ہو رہا ہے مشینیں ولایت سے روانہ ہوئیں تو جنگ شروع ہو گئی، مجھے تار آیا کہ جنگ کے شروع ہو جانے کی وجہ سے جہاز کو خطرہ ہوگا، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ جہاز کو حکم دیا گیا کہ راستہ تبدیل کر دیا جائے چنانچہ جہاز راستہ تبدیل کر کے بخیر و عافیت کراچی پہنچ گیا اور مشینوں وغیرہ کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ ان سب باتوں کے پیچھے خدا کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق بخشے کہ اس مسجد کی تعمیر کا منشاء اور اس کی ذمہ داریاں ہم پوری کر سکیں۔ عزیزو! یہ ہے کہ آپ اس بارہ میں دعاؤں سے کام لیں، خدا کی کسی سے کوئی خاص دوستی نہیں جو کوئی اس کا بندہ اور چاکر بن جائے وہ اس کی سنتا ہے، اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اس کا بندہ بن کر اس سے دعا کرنی چاہیئے اور اس مسجد کے ذریعہ احمدیت کا وہ پیغام دوسروں تک پہنچانا چاہیئے جو حضرت

درخواست دعا

جناب بیگم صاحبہ مرحوم و مغفور حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر اپنے بازو میں درد کی وجہ سے صاحب فراش ہیں بعض دفعہ درد کی شدت کی وجہ سے بے تاب ہو جاتی ہیں۔ محترمہ بہت ہی نیک دل اور غریب پرور خاتون ہیں، حضرت بھائی شیخ عبدالرحمان صاحب ناظر کی وفات کے بعد مرحوم کا چندہ ماہوار بدستور انجمن کو دے رہی ہیں۔ قرآن شریف پڑھنے اور نماز و دعائیں ہر وقت مشغول رہتی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے

www.aaiil.org

مسجدِ مُبارک کیلئے حصُولِ زمین کی مشکلات اور تعمیری کاموں کی سرانجام دہی کی روئداد

جو محترم علی محمد اجمیری صاحب صدر جماعت راولپنڈی نے ۹ر جون ۱۹۷۲ء کو افتتاحِ مسجد کے موقعہ پر سنائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صاحب صدر، معزز خواتین وحضرات!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

الحمد للہ کہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام شاخ راولپنڈی کی مسجد مکمل ہو چکی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم اس میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ اس مسجد کی تکمیل کے لئے جو جدوجہد ہوئی وہ ایک طویل داستان ہے۔ احباب کی اطلاع کے لئے یہاں اس کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔

ایک طویل عرصہ یعنی ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۶۷ء تک ہم نمازیں اور عیدین اور اپنے اجتماعات انجمن کی معتدد ہستیوں اور بزرگوں کے مکانات میں ادا کرتے رہے ہیں۔ ان بزرگ ہستیوں کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ ان کے لئے ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور عنداللہ ان کے درجات بلند ہوں۔

۱۔ محترم میاں عزیز اللہ صاحب مرحوم ومغفور والد میاں بشیر احمد منٹو صاحب
۲۔ ملک فضل کریم صاحب مرحوم جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر
۳۔ مرزا غلام ربانی خانصاحب گوالمنڈی

ان ہستیوں کے علاوہ کچھ عرصہ نماز شیخ ظہور الحسن صاحب کے مکان پر ادا ہوتی رہی۔ اسی طرح ایک لمبے عرصہ تک جناح گرلز سکول میں جو ملک فضل کریم صاحب مرحوم کے عزیزان کے زیرِ تحویل ہے نماز ادا ہوتی رہی۔ میاں نصیر احمد فاروقی صاحب نے راولپنڈی کے قیام کے دوران سلسلۂ درس قرآن کریم جاری رکھا۔ جو ایک مبارک قدم تھا۔ یہ سب احباب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

۲۷ر فروری ۱۹۶۷ء جماعت راولپنڈی کے لئے ایک مبارک دن تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو قبولیت بخشی اور میاں فاروق احمد شیخ کو توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے گوالمنڈی میں ایک مکان خرید کر جماعت احمدیہ راولپنڈی شاخ کے مرکز کی بنیاد رکھ دی۔ ۱۹۶۷ء سے اب تک یہ مکان ہماری جماعت کا مرکز رہا ہے اس کے ساتھ اسی دن سے جماعت نے ایک مسجد بنانے کی سعی بھی شروع کر دی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بار آور ہو رہی ہے۔

ہماری جماعت کی ایک عظیم شخصیت حضرت شیخ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ رئیس وزیر آباد کے دل میں تعمیرِ مسجد کے لئے بے انتہا جذبہ تھا۔ انہوں نے ایک سرائے (جس پر آج ہماری یہ مسجد تعمیر ہو گئی ہے) خرید کر انجمن کے نام ۱۹۴۵ء میں ہبہ کر دی تھی۔ یہ عمارت پرانی وضع کے کمروں پر مشتمل تھی۔ اس میں جو کرایہ دار تھے وہ نہ کرایہ ادا کرتے اور نہ عمارت خالی کرتے تھے۔ اسے خالی کروانے کے لئے عدالت میں چارہ جوئی کی گئی۔ مقدمہ کی پیروی میں تمام احبابِ جماعت کوشاں رہے۔ خاص طور پر خواجہ محمد عبداللہ صاحب، میاں بشیر احمد منٹو صاحب اور منشی شکرالدین صاحب کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ جماعت راولپنڈی ان کی مساعی جمیلہ کی شکرگزار ہے۔ باوجود کوششوں کے یہ عمارت خالی نہ کروائی جا سکی۔ اسی دوران یہ تمام علاقہ امپروومنٹ ٹرسٹ سکیم کے لئے حکومت نے حاصل کر لیا۔ اور ہماری جائداد کا معاوضہ نہایت ہی قلیل یعنی -/5000 روپے مقرر کیا گیا۔ جماعت نے اسے واگذار کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر ہم نے امپروومنٹ ٹرسٹ سے یہ تصفیہ کر لیا کہ گورنمنٹ کی قیمت ہمیں منظور ہے بشرطیکہ ہمیں دو پلاٹ برائے تعمیر مسجد دیئے جائیں۔ ۳۰ر مارچ ۱۹۶۸ء کو راولپنڈی جماعت کی تعمیر مسجد کی نیک خواہشات بار آور ہوئیں اور امپروومنٹ ٹرسٹ نے ایک ریزولیوشن مندرجہ ذیل مضمون کا پاس کیا:۔

"بحوالہ آپ کی درخواست مؤرخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۶۷ء ٹرسٹ نے ریزولیوشن نمبر ۷ کے ذریعہ تعمیر مسجد کے لئے مندرجہ ذیل فیصلہ کیا ہے:۔

(۱) پلاٹ نمبر ۴۲ کو سنگھ ہٹ سیٹ جس کا رقبہ تقریباً دس مرلہ ہے آپ کو -/5000 روپے کی شرح سے اخراجات ڈیولپمنٹ دے کر الاٹ کر دیا جائے۔

(۲) پلاٹ نمبر ۴۳ آپ کو اوسط شرح نیلامی یعنی -/5600 روپے فی کنال کے حساب سے الاٹ کر دیا جائے جس کا رقبہ تقریباً دس مرلہ ہے۔"

یہ کل رقبہ جو تقریباً ایک کنال تھا ہم نے اس کی رقم -/28001 روپے ادا کر دی۔ جگہ کا قبضہ لینے میں بھی حسبِ معمول مخالفین کی طرف سے رکاوٹیں پیش آئیں۔ بہرحال ۱۳ر اگست ۱۹۶۸ء کو اقبال اے شیخ صاحب انجنیئر کی مسلسل کوشش سے قبضہ حاصل ہوا۔ اور جب ان سے بعد میں پوچھا گیا کہ قبضہ لینے کے لئے ساتھ کس کو لے گئے تھے تو انہوں نے بتایا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی جس نے قابضین پر رعب طاری کر دیا۔ اور کسی نے قبضہ دینے میں مزاحمت نہ کی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد نقشہ کی منظوری کا مرحلہ آیا تو مسجد کا نقشہ امپروومنٹ ٹرسٹ نے کہا کہ نقشہ رہائشی مکان کا دیا جائے۔ جب رہائشی مکان کا نقشہ دیا گیا تو کہا گیا کہ اس میں تہ خانہ نہ بنایا جائے اور صرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے جائیں۔ مدعا یہ تھا کہ نماز کے لئے استعمال نہ ہو سکیں۔ مگر ان تمام حوصلہ شکن باتوں کے باوجود ہم نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔ پھر ایک اور درخواست دی گئی کہ پلاٹوں کو کمرشل بنا دیا جائے۔ فروری ۱۹۷۰ء میں یہ درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ آخر اگست ۱۹۷۰ء میں ہم نے گورنر صاحب تک معاملے کو پہنچایا تب جا کر ہمیں کمرشل عمارت بنانے کی اجازت ملی۔ لیکن اس اجازت کے باوجود ٹرسٹ کی طرف سے تعطل پیدا کیا گیا۔ ہم نے دوبارہ گورنر صاحب سے گذارش کی۔ اس میں ہم کامیاب ہو گئے اور جنوری ۱۹۷۱ء کو ہم نے تعمیر کا کام شروع کیا۔ مسجد کا کافی حصہ ۱۹۷۱ء میں تعمیر ہو چکا تھا لیکن اسے ہم مکمل نہ کر سکے تھے کیونکہ ہمارے پاس سرمایہ ختم ہو چکا تھا اور مرکز سے بھی مزید رقم نہ ملی تھی اس لئے تعمیر کو جاری رکھنے کے لئے گوالمنڈی والے مکان کو جو آج تک ہمارا مرکز تھا فروخت کرنے کی تجویز ہوئی۔ ملک کے حالات بہت مخدوش تھے اس لئے کوئی مناسب گاہک نہ مل سکا۔ ہمارے اپنے دوست مکرمی محمد فاضل رمضان صاحب مکان خریدنے پر راضی ہو گئے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ فروختگی کے بعد بھی جب تک جماعت کی نئی مسجد تعمیر نہیں ہو جاتی اس مکان کو بغیر کرائے کے جماعتی اغراض کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس رقم سے تعمیر کا کام دوبارہ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں شروع کیا گیا۔ اس طرح تقریباً ۵ سال کی طویل جدوجہد کے بعد آج ہم سب خدا کے حضور میں سجدہ شکر ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ اس کے فضل سے مسجد کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ شیخ حفیظ اللہ صاحب اور چوہدری محمد دین صاحب ٹھیکیدار نے اعزازی طور پر کام کی دیکھ بھال کی پیشکش کی۔ باوجود پیرانہ سالی اور بیماری کے نہایت جانفشانی محنت اور خلوص کے ساتھ انہوں نے کام کی نگرانی کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ امام الزمانؑ کے پرانے جاں نثاروں سے جن حضرات نے (حفیظ اللہ صاحب مرحوم اور چوہدری محمد دین صاحب ٹھیکیدار) تعمیر میں عملی نگرانی کی یہ دونوں سابقہ ریاست جموں کے رہنے والے ہیں۔ اور کام کے انچارج یعنی اقبال اے شیخ صاحب (خلف حضرت شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم) بھی سابقہ ریاست جموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس عمارت کی تعمیر پر اس وقت تک تقریباً -/21000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ متعدد نقشہ جات کی تیاری اور کام کی نگرانی وغیرہ پر جو اخراجات ہوئے وہ اقبال اے شیخ صاحب نے اپنے پاس سے کئے جو اس خرچ میں شامل نہیں ہیں۔ ان کی یہ خدمت اس نقد امداد کے علاوہ ہے جو انہوں نے بطور چندہ دی۔ اس منصوبہ کا کل تخمینہ لاگت -/25000 روپیہ ہے۔ آج تک مرکز سے امداد تقریباً -/8000 آٹھ ہزار روپیہ موصول ہو چکی ہے اور مزید تقریباً -/5000 مرکزی امداد متوقع ہے۔

اس فہرست میں چندہ دہندگان میں دو بزرگ ہستیوں کا خاص طور پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول الحاج میاں سعید احمد صاحب مرحوم ومغفور جنہوں نے صرف مالی امداد ہی نہیں دی بلکہ اپنی زندگی میں اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پوری سعی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسرے بزرگ جنہوں نے مالی امداد فرمائی ملتان کے حضرت قبلہ شیخ فضل الرحمٰن صاحب، مرحوم ومغفور تھے۔

www.aaiil.org

جن مخیر حضرات نے دل کھول کر مالی امداد جاری رکھی ان کی فہرست شامل کی گئی ہے لیکن جو امداد شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے کی اس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ کثیر مالی امداد کے علاوہ مسجد کے کام کے لئے آپ ہر وقت مستعد رہے۔ گوناگوں مصروفیت کے باوجود جب کبھی بھی ضرورت پڑی سب کام کاج چھوڑ کر جماعت کے کام پر چلنے کو تیار ہو جاتے رہے۔ اگر کہا جائے کہ مسجد کی تعمیر اور تکمیل کا سہرا ان کے سر ہے تو یہ کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دونوں جہانوں میں دے۔ آمین۔

جماعت راولپنڈی میں بیشتر حصہ فعال لوگوں کا ہے۔ محترم خواجہ محمد عبداللہ صاحب بہت لمبا عرصہ یعنی تقریباً بیس سال جماعت کے سیکرٹری رہے اور ہمیشہ جلسوں کا اہتمام نہایت مستعدی سے کرتے رہے۔ ۱۹۵۵ء سے جب محترم مولانا بشیر احمد منٹو صاحب راولپنڈی تشریف لائے تو انہوں نے اپنے دینی علم کے ذریعہ جماعت کی اصلاح و تنظیم میں ایک مرکزی کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ خوش قسمتی سے وہ اعلیٰ دنیاوی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہیں۔ ان کو بیرونِ ملک بہت لمبا عرصہ خدمتِ دین کا تجربہ ہے اور وہ ایک باعمل سادہ شخص ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر قیام لائبریری کی طرف توجہ دی۔ اور تنظیم کے معاملہ میں نوجوان، چھوٹے بچے اور بچیوں کی تربیت میں مصروفِ عمل رہے۔

جماعت راولپنڈی کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے خواجہ نصیر اللہ صاحب جیسا انتھک اور مخلص سیکرٹری میسر آیا ہے۔ وہ کام سے کبھی گھبراتے نہیں۔ بعض حالتوں میں تو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی صحت کا بھی چنداں خیال نہیں کرتے۔ بیماری کی صورت میں بھی وہ اپنا فرض کما حقہٗ پورا کرتے ہیں۔ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی ان کا کافی حصہ ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

۱۹۶۵ء میں جب محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب ملتان سے راولپنڈی میں آکر مقیم ہوئے تو راولپنڈی کی جماعت میں ایک نئی روح پیدا ہونی شروع ہوئی۔ انہوں نے ہمیں نہایت ہی سادہ مشورہ دیا جو میں ان کی ہی زبان میں بیان کرتا ہوں۔ یہ مشورہ ہمارے لئے ایک مشعلِ راہ ثابت ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ اصول ہماری دوسری جماعتوں کے لئے بھی نئی راہیں کھول سکتا ہے انشاء اللہ۔ میاں صاحب موصوف نے فرمایا:—

"میرے محترم عزیزو اور بھائیو! امامِ زمانؑ نے ہمارے ذمہ ایک عظیم الشان کام سپرد کیا ہے جس کو مجددِ وقتؒ نے قرآن مجید کے مطابق جہادِ کبیر کہا۔ وہ عظیم الشان کام ہے جماعت کا استحکام اور ایسی فعال جماعت کا قیام جو تبلیغ اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے۔ میں محض تجارت اور صنعت کا تجربہ رکھتا ہوں۔ اس لئے کسی دقیق فلسفہ کے ذریعہ یا نہایت اعلیٰ تقریر کے ذریعہ سے اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتا۔ محض کاروباری ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہوں گا کہ کسی بھی کاروبار کو چلانے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ ایک دکان ہو یا ایک دفتر ہو۔ کوئی کاروبار سرمایہ یا دوسرے وسائل ہونے کے باوجود اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اس کے لئے دکان یا دفتر نہ ہو۔ ہمارا یہ کاروبار جس کا ذمہ ہم نے اپنے کندھوں پر لیا ہے، وہ دینی کاروبار ہے۔ اس لئے اس کام کو کما حقہٗ سرانجام دینے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی عمل یہ ہے کہ اس کا دفتر یعنی مرکز قائم ہو، اور اسلام میں اس کاروبار کو چلانے کے ایسے دفتر یا مرکز کا نام مسجد ہے۔ میں جانتا ہوں کہ حالات اور وسائل کی مجبوری کی بناء پر نمازوں، خطبات اور جلسوں کا اہتمام نجی مکانوں میں عین شریعت کے مطابق ہے۔ لیکن ہمارے مدنظر تو دینِ اسلام کی تبلیغ کا کاروبار ہے اور ہمیں اس کاروبار کو کامیاب طور پر چلانے کی خاطر ایک خاص ماحول پیدا کرنا ہے اور وہ مسجد کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے اس نیک مقصد کے لئے ہمیں سب سے پہلے ایک ایسی مسجد کی تعمیر کرنی ہوگی جس کے ملحقہ مکان میں ہمارے مبلغ انچارج صاحب کا قیام ہو۔ تاکہ وہ جماعت کے استحکام، فروغ اور تبلیغ کی ذمہ داریوں سے باحسن وجوہ عہدہ برآہ ہو سکیں۔ قصہ زمین برزمین۔"

دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ مستورات کے لئے مسجد کے حصہ پر ترجیحی توجہ دی جائے اور پھر سب سے بڑھ کر لائبریری پر توجہ دی جائے۔

ہمارا دوسرا ضروری قدم یہ ہے کہ اس کاروبار کو چلانے کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع کو بروئے کار لایا جائے۔ اول بچوں کی تربیت اور ماحول کا مسئلہ ہے۔ ہمارے منٹو صاحب اس سکیم کو کامیاب طور پر چلانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ مسجد کی ہیئت اور لائبریری اور مبلغ انچارج کی موجودگی اس سکیم کو کامیاب بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اگر ہم اپنے بچوں کو اس طرح سنبھال سکیں تو اس کے دُور رس نتائج ہوں گے۔

دوم۔ نیا لٹریچر پیدا کرنا اور جو خزائن ہماری انجمن کے پاس موجود ہیں۔ ان سے پورا پورا استفادہ کرنا۔ راولپنڈی میں ہمارے بزرگ ملک الٰہی بخش صاحب اس سلسلہ میں پمفلٹ چھاپتے رہتے ہیں۔ جن کا معیار نہایت عمدہ ہے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل پمفلٹ اب تک شائع کئے ہیں:—

۱۔ مرحوم خلیفہ صاحب ربوہ کے عدالتی بیان پر تبصرہ

۲۔ مرحوم خلیفہ صاحب کے عدالتی بیان پر قاضی محمد نذیر صاحب کے سترہ اعتراضات کے جوابات۔

۳۔ حضرت مجدد صاحب الف ثانیؒ اور حضرت مرزا صاحب قادیانیؑ کی صداقت کے یکساں دلائل۔

۴۔ تجدید و احیائے اسلام کا الٰہی منصوبہ

۵۔ انبیائے عالمؑ پر فضیلت مسیحؑ کا دعویٰ

۶۔ نبوت کی کہانی مرحوم خلیفہ صاحب ربوہ کی زبانی

۷۔ کیا خدا آسمان پر رہتا ہے

۸۔ حضرت مسیحؑ کی بن باپ ولادت

۹۔ Christianity Vrs Islam

۱۰۔ Islam and Social Justice

میرے تجربہ میں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تین رکاوٹیں آئی ہیں:—

۱۔ جو پمفلٹ چھپتے ہیں ان کی اشاعت اور تقسیم کا مناسب انتظام نہیں۔ مسجد کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کو آسانی سے حل کر سکیں گے۔

۲۔ نیا لٹریچر پیدا کرنے اور موجودہ خزائن سے استفادہ کے لئے اہلِ علم لوگوں کو اکٹھا کرنا اور ان کے لئے مناسب ماحول پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ مفید کام کر سکیں۔ اور اس شوق کو آگے بڑھانے میں ممد و معاون ہوں، اس کو عملی جامہ پہنانے میں سب سے اوّل ہمیں ایسے اصحاب کے عملی تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اور ہمارے عزائم کی تکمیل اس منصوبہ کی وجہ سے نسبتاً آسان ہو جائے گی۔ اور سب سے زیادہ تعاون مرکز سے موجب تقویت ہوگا۔

۳۔ برائے اشاعت پریس کی ضرورت۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ منصوبہ لاہور میں اپنے آخری مراحل پر ہے اور انشاء اللہ چند ماہ تک یہ مشکل حل ہو جائے گی۔

۴۔ وسائل اور سرمایہ۔ ایک محدود یعنی Supplement کے طور پر مسجد کی دوکانوں اور رہائشی فلیٹس سے اس منصوبہ کی تکمیل میں انشاء اللہ بہت مدد ملے گی۔

مندرجہ بالا اسکیموں کو بڑے پیمانے پر تو مرکز ہی چلا سکتا ہے تاہم اگر ہم نے راولپنڈی میں محدود طور پر ان کو کامیاب کر لیا تو باقی جماعتوں کے لئے ایک نئی راہ کھل جائے گی۔

سوم۔ باہمی اخوت اور ہر فرد کا انجمن کے کام میں کسی نہ کسی طرح تنظیمی معاملوں سے باخبر رہنا اور بقدرِ استطاعت حصہ لینا۔ اس کے حصول میں ہم نے راولپنڈی میں تجربہ کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اس میں کامیاب رہے۔ ۱۹۶۷ء تک ہم گاہے بگاہے اختلافات کے واقعات سنتے اور دیکھتے رہے۔ ان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے ہمارا سب سے کامیاب قدم یہ تھا کہ انجمن کی ملکیت کی عمارت کو انجمن کے معاملات کے لئے مرکز بنایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذاتیات کے محور سے نکل کر ہم جماعتی مرکز کے محور میں آ گئے۔ جس کی وجہ سے مجلس منتظمہ اور سب کمیٹیاں زیادہ فعال بن گئیں۔

دوسری کوشش ہم نے یہ کی کہ انجمن کے مرکزی کاروبار میں راولپنڈی سے زیادہ حصہ لینے کے لئے لوگوں کو توجہ دلائی جائے۔ اس کے لئے ہم نے چندوں میں ایزادی اور ممبران کی توسیع کے لئے کوشش کی کیونکہ جس قدر تعداد زیادہ ہوگی اسی قدر مرکز میں نمائندگی زیادہ ملے گی اور جتنے نمائندے مرکز میں زیادہ جائیں گے اسی قدر ان کا جوش اور ولولہ بڑھے گا اور اس کا اثر قدرتاً ہماری لوکل جماعت پر بہت اعلیٰ ہوگا اور اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔ چنانچہ ۱۹۷۱ء سے پہلے راولپنڈی سے صرف دو ممبران مجلس معتمدین میں منتخب ہوتے تھے۔ مگر اب راولپنڈی کے ممبرانِ مجلس معتمدین کی تعداد دس ہے جو مرکزی اجلاسوں میں حصہ لیتے ہیں۔

مرکز سے دُور بیٹھ کر انجمن کی مشکلات اور کارکردگی کی کسی خامی یا خوبی کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب عملی طور پر زیادہ سے زیادہ دوست انجمن کے کاموں میں حصہ لیں گے تو لازماً وہ ان مشکلات اور کارکردگی کی خامی یا خوبی میں حصہ دار ہوں گے۔ اور اس طرح وہ جماعتی امور میں زیادہ فعال

باقی بر صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۲

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشّان خدمتِ اسلام اور فقید المثال کارنامے

مَیں ان لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جن کی کوشش سے مسجد مبارک کی تعمیر کا کارنامہ سرانجام پایا

تقریر شیخ نثار احمد صاحب بر موقع افتتاح مسجد مُبارک راولپنڈی

صاحب صدر و معزّز حاضرین!

آپ نے مجھے یہاں آنے کا موقعہ دیا مَیں بے حد ممنون ہوں۔ میں جب اس مسجد کی تاریخ پر نظر دوڑاتا ہوں تو میرے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیا کیا مشکلات اس کی تعمیر میں پیش آئیں۔ اس جگہ پر مسجد کا بننا ہی ناممکن نظر آتا تھا۔ ایک وقت یہ قطعہ زمین ہاتھ سے جاتا رہا۔ لیکن جس خلوص سے یہ جگہ دی گئی کہ یہاں مسجد بنے اس کو پُورا کرنے کے لئے قدرت کا زبردست ہاتھ کام کر رہا تھا۔ سب کام اللہ تعالےٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں اور ان کے لئے وقت مقرر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دہریت اور شکوک و شبہات کے دور میں خدا کا خوشنما چہرہ دکھانے کے لئے آئے تھے انہوں نے فرمایا کوئی کام زمین پر نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا فیصلہ آسمان پر نہ ہو جن لوگوں کی کوششوں اور قربانیوں سے یہ قیمتی جائداد دوبارہ ملی ہے وہ بھی بہت ہی قابلِ قدر ہیں فی الواقعہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے میں انکو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

حضرت مجدّد زمانؑ کے گرد جو لوگ جمع ہوئے ان کے دلوں میں ایمان اپنی پوری قوت سے جاگزین ہوگیا تھا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دنیا کے کاموں کو ثانوی حیثیت دی اور دین کو مقدم رکھا، ایسے لوگوں کے متعلق باری تعالےٰ کا ارشاد ہے رجالٌ لاتلھیھم تجارۃ ولا بیعٌ عن ذکر اللّٰہ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اکثر ان بزرگوں کا ذکر فرماتے رہتے ہیں۔ لائل پور کے حضرت شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ایسے ہی دوسرے تاجر لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ان کے معاملات کس قدر صاف تھے، ان بزرگوں نے کوئی قابلِ اعتراض اور شکوک بات روا نہیں رکھی۔ اس پایہ کے لوگوں نے اس عظیم الشان خدمت کو قبول کیا اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی خدا جانے کس طرح وقت نکال لیتے تھے کہ دین کے ہر کام میں آگے ہی آگے رہتے تھے۔

یہ وہ وقت تھا جب احمدیت قبول کرنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ چند لوگ اپنے اپنے علاقہ میں رہتے تھے۔ جب میرے والد شیخ نیاز احمد صاحبؒ نے بیعت کی تو اردگرد کے اضلاع میں ایک آپ تھے اور ایک مسٹر اے آر ناظر صاحب کے والد شیخ محمد جان صاحب۔ ان لوگوں کے جذبہ اور فدائیت کا یہ عالم تھا کہ ہمارے والد صاحب اکثر جمعہ قادیان میں ہی ادا کرتے تھے۔ کاروبار کے لئے لاہور جاتے اور جمعہ کے لئے قادیان چلے جاتے تھے۔ ان دنوں میں سفر آسان نہ تھا لیکن عقیدت اور جذبہ ان کو کشاں کشاں لے جاتا تھا۔ وہ سنایا کرتے تھے کہ مولینا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی حضرت صاحبؑ سے عرض کیا کرتے تھے کہ حضرت ان بچوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں یہ پہاڑ چیر کر آئے ہیں۔ فی الواقعہ یہ کام پہاڑ چیرنے کے مترادف تھا۔

اور فرماتے تھے کہ جب سے ہم نے قادیان جانا شروع کیا اپنے علم میں ہم نے غیر معمولی اضافہ محسوس کیا۔ کہاں یہ کہ پہلے ہم کسی سے بات کرتے بھی جھجکتے تھے اور کہاں اب از خود چاہتے ہیں کہ جو حقائق حضرت صاحبؑ سے سنے ہیں دوسروں تک پہنچائیں یہ حضرت مسیح موعودؑ کی قوتِ قدسی کا اثر تھا اور میں نے خود دیکھا ہے کہ سیالکوٹ میں جب دکان پر کوئی پادری آجاتا تو قبلہ والد صاحب ان سے گفتگو شروع کردیتے۔ پھر وہ پادری صاحب بھاگنا ہی چاہتے تھے اور چھٹکارا پاکر بھاگ جاتے تھے۔

ان بزرگوں کی وجہ سے احمدیت کی خوب اشاعت ہوئی اور خاندان کے خاندان جماعت میں داخل ہوگئے اور آج انہی کی کوششوں کی وجہ سے رونق اور چہل پہل ہے۔

قبلہ والد صاحب نے وزیر آباد میں ایک وسیع و عریض مسجد بنوائی۔ اور اس کے لئے ایک محلہ کے کئی مکانات خرید لیے جس کے نتیجہ میں ایک بڑی مسجد، خطیب کے لئے مکان اور دکان بنائی گئی۔ دو مزید مکانوں کے لئے علیحدہ زمین پڑی ہوئی ہے۔ یہ تاریخی مسجد ہے اور قادیان سے باہر جماعت کی یہ پہلی مسجد ہے جو ۱۹۱۲ء میں حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی جب ابھی لاہور میں مرکز نہیں تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنے والوں میں قوتِ ایمان کا وہ سرمایہ تھا کہ ہم اس کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ ان بزرگوں نے اس مقدس ہستی کے ذریعہ خدا کو دیکھ لیا تھا۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت صاحب سیڑھیاں پڑھ رہے تھے کہ مجھے کہا میرے ساتھ ساتھ آسیئے میں آپ کو خدا دکھا دوں گا اور مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ میں خانہ خدا میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ خدا کو دیکھا ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں حج کے دنوں میں لاکھوں کے مجمع میں خانہ کعبہ میں کھڑے ہوکر باآواز بلند کہنے کو تیار ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔

میرے والد صاحب سنایا کرتے تھے کہ ایک رات ہم حضرت صاحبؑ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ آپؑ نے فرمایا مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ مولوی نذیر حسین دہلی والے فوت ہوگئے ہیں۔ یہ رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ ہم نے اپنی اپنی نوٹ بکوں پر حسب معمول یہ الہام درج کرلیا۔ صبح ہوتے ہی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوگئی کہ رات دس بجے مولوی نذیر حسین انتقال کر گئے۔

آپ ایک اور واقعہ بھی بیان فرمایا کرتے تھے کہ جموں میں ایک شخص سخت بیمار ہوگیا۔ نزع کی حالت تھی لیکن روح جسدِ عنصری سے پرواز نہیں کرتی تھی سخت تکلیف کا عالم تھا اور آوازیں بھی بے طرح نکلتی تھیں۔ جموں میں ایک صاحب خلیفہ نورالدین احمدی تھے جہاں لوگوں کے ملنے والے تھے ان سے ان لوگوں نے درخواست کی کہ قادیان جاکر حضرت صاحبؑ سے دُعا کرائیں۔ چنانچہ وہ گئے اور حضرت صاحب سے دُعا کی درخواست کی آپؑ نے فرمایا رات کو دُعا کریں گے۔ صبح کو جب حضرت صاحب مسجد میں تشریف لائے تو خلیفہ صاحب نے دریافت کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ میں نے رات کو دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تھے کہ حکم آگیا ولاتخاطبنی فی الذین ظلموا ظالموں کے بارے میں مجھے مخاطب نہ کرو تو میں نے ہاتھ نیچے کرلیئے۔ اب بتایئے کس نے آپ کو بتادیا کہ وہ شخص ظالم ہے یہ ان لوگوں کے چشم دید واقعات ہیں۔

ہمارے لئے تو یہ تاریخ ہے لیکن جن لوگوں کے سامنے یہ واقعات ہوئے ہوں گے ان کے ایمانوں میں کس قدر ترقی اور پختگی پیدا ہوئی ہوگی۔

مخالفت ہو اور خدا کے بندوں کی مخالفت ضرور ہوتی ہے یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا به یستھزءون۔ خدا کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا مگر اس کے ساتھ ہنسی ہی ہوئی ہے قدیم سے ایسا ہی ہو رہا ہے حتّےٰ کہ افضل الانبیاءؐ کو بھی کہا گیا تھا انك لمجنون۔

تاہم مامور کے ساتھ خدا کی تائید ہوتی ہے اور نصرت خداوندی اپنا اثر دکھاتی ہے اور ان کی سچائی پر مہر ثبت کرتی ہے۔ وزیر آباد میں ایک مشہور و معروف مخالف مولوی حافظ عبدالمنان رہتے تھے جو بہت بڑے عالم تھے۔ ایک عالم حدیث کو تو حدیث مجدّد کی صحت کا قائل ہونا چاہیئے تھا لیکن ان کی مخالفت کی وجہ سے وزیر آباد اور اردگرد علاقے میں بڑی مخالفت تھی۔ حضرت مجدّد زمان نے مباہلہ کا جو چیلنج علماء کو دیا ان حافظ صاحب کا نام بھی ان میں تھا۔ چیلنج بڑا سخت تھا۔ آپؑ نے ان لوگوں کو مباہلہ کے لئے بلایا اور اس اشتہار میں لکھا کہ میرے مقابل پر ایک ایک آجائے۔ دس آجائیں۔ دس ہزار آجائیں اگر ایک بھی بچ گیا تو میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہوں لیکن کوئی بھی نہ آیا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اب ایک اور چشم دید واقعہ سناتا ہوں

پڑھے والد صاحب نے وزیرآباد کے ایک شخص کو آئینہ کمالات اور دعوت حق نامی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں تو اس شخص نے ان کتابوں پر مخالفت میں لمبی چوڑی عبارتیں لکھ دیں۔ ایک جملہ یہ تھا۔ اگر مرزا صاحب واقعی خدا کی مشیت کے ماتحت کام کر رہے تھے تو نعوذ باللہ خاکم بدہن مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ قرآن مجید کسی اور خدا کا ہے کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم اور مرزا صاحب کے الہاموں میں بعد المشرقین ہے۔ اور یہ لکھا کہ میں نے مبلغ ۱۰۰۰/۔ روپیہ احمدی تبلیغ فنڈ کے واسطے اپنی دکان پر رکھ دیا ہے۔ اگر مورخہ ۳ ر دسمبر ۱۹۲۹ء تک کتاب حقیقۃ الوحی کی تصدیق بمقابلہ تقویۃ الایمان سلطان اعظم ابن سعود سے کرالیں تو نہ صرف میں مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لوں گا بلکہ ایک ہزار روپیہ بھی دیدوں گا۔ واضح ہو کہ یہی شرط نہیں شرط دو طرفہ ہوتی ہے۔ اگر آپ کی بیعت مرزا صاحب کی کتاب مذکورہ ایک چھومنتر کی گولی ثابت ہو تو پھر انصاف حقیقی یہ ہے کہ آپ دین حق اختیار کریں۔ اور اس تحریر میں یہ بھی لکھا کہ اگر میں نے یہ چند الفاظ از روئے تعصب لکھے ہیں تو پھر پاگل ہو جاؤں اور کبھی شفایاب نہ ہو سکوں اور لوگوں میں ذلیل ہو جاؤں۔

تو جناب! میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو پاگل ہوتے دیکھا ہے۔ اس شخص کی یہ بے ربط تحریریں ہی اس کی یہ حالت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ایک دن ہماری وزیرآباد والی مسجد کے خطیب مولوی اللہ دتہ صاحب اور میں جا رہے تھے کہ وہ شخص آتا دکھائی دیا تو میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کی تحریر یاد ہے اور اس کی یہ حالت بھی دیکھی ہے تو انہوں نے کہا اس کے چہرے سے میں نے اس کو کبھی بھی سلیم العقل نہیں سمجھا۔ تو اس شخص نے ایک مرد حق کے مقابلہ پر اپنے لئے بد دعا کر کے اپنی تجویز کردہ سزا پائی۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ اور دوسری بات جو اس نے کہی کہ وہ لوگوں میں ذلیل ہو جائے وہ بھی پوری ہوئی۔ اس پر مقدمہ بنا۔ ایک شخص جو دیندار مشہور ہے پیش امام بھی ہے۔ حافظ قرآن بھی ہے اس کی یہ حالت کس قدر ذلت کا موجب ہے یہ دونوں واقعات تو میں نے خود دیکھے ہیں۔ نیک لوگوں اور بالخصوص ایک مامور کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں۔ انتہیٰ

مھینٌ من اراد اھانتک

عبرت کا مقام ہے اور حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے جو شخص ظاہر نہیں دل میں بھی میرے متعلق ایسے خیالات رکھے گا وہ بھی اہانت سے بچ نہیں سکتا۔ آپ کا ارشاد ہے ؎

جانم گداخت از پئے ایمانت اے عزیز
دیں طرفہ ترکہ من بگمانِ تو کافرم

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

بیگم صاحبہ میاں فضل الرحمان مرحوم کی وفات

۱۳ ر جولائی ۱۹۶۲ء کی صبح کو ملتان سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ

محترم میاں فضل الرحمان صاحب ملز اونر مرحوم کی بیگم صاحبہ جو کئی دنوں سے بیمار تھیں وفات پا گئیں۔ سیکرٹری صاحب انجمن اور دیگر اراکین جماعت سمرسکوں کی تقریب پر ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس لئے انجمن کی طرف سے ایڈیٹر پیغام صلح اور محمد اعظم علوی صاحب ہیڈ کلرک جنازہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئے اور شام کے ساڑھے چھ بجے جبکہ جنازہ فضل آباد سے تدفین کے لئے لکھی مل کے احاطہ کی طرف جہاں میاں فضل الرحمان صاحب کی قبر ہے لے جایا جا رہا تھا وہاں پہنچ گئے۔ اسی وقت تدفین عمل میں آئی جس کے بعد مرحومہ کے فرزندان میاں رشید احمد صاحب و مختار احمد صاحب و دیگر برادران سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے، کہ مرحومہ اپنے شوہر محترم کی طرح نہایت نیک، دیندار پارسا اور مخیر خاتون تھیں، ان کی وفات نہ صرف ان کے فرزندان اور دیگر پسماندگان کے لئے رنج و اندوہ کا موجب ہے بلکہ کئی دیگر افراد کے لئے رنج و اندوہ کا باعث ہوئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احمدیہ جماعتوں سے ان کے لئے دعائے مغفرت بذریعہ جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

راولپنڈی میں ایسی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد کی ضرورت تھی

ڈاکٹر ایم اے رحمن صاحب صدر جماعت پشاور کی تقریر بر موقعہ افتتاح مسجد مبارک

میں اور میری جماعت پشاور کے احباب جو اس موقعہ پر پشاور سے میرے ہمراہ آئے ہیں، اس عظیم الشان مسجد (مسجد مبارک) کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے راولپنڈی کی جماعت کو اس قدر عظیم الشان اور دیدہ زیب مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مسجد کے بنانے میں جن جن احباب نے حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اہل و عیال کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

نیز مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ اس مسجد میں تمام ضروری چیزیں نہایت احولبصورتی سے سجائی گئی ہیں۔ مثلاً لائبریری، مستورات کے لئے علیحدہ انتظام، شیشے کے چھپل بلدے۔ عظیم الشان محراب، پانی کا اچھا انتظام اور مہمانوں کے لئے مہمان خانہ۔

راولپنڈی میں ایسی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد کی ضرورت تھی۔ جو کہ اب کماحقہ پوری ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد ہمیشہ آباد رہے گی۔ اور احباب جو نزدیک و دور رہتے ہیں۔ اور جن کی مخلصانہ کوششوں اور جانی اور مالی قربانیوں سے یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ وہ اس کو آباد رکھیں گے۔ یہ خدا کا گھر ہے اور وہی اس کی آبادی کے سامان بھی فراہم کرتا رہے گا۔

دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے ان تمام دوستوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر جماعت راولپنڈی کی رپورٹ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

ثابت ہو سکتے ہیں اس نظریہ کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز اس لئے بھی کہ ملک میں زرعی اصلاحات کے بعد ساری قوم کو اعتماد میں لے کر مشکلات کا مقابلہ کرنا ہے۔ راولپنڈی کی جماعت یہ کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان کی تمام جماعتوں کو مجلس منتظمہ میں نمائندگی ملے۔ اور ہمارا یہ قدم جماعت کی تاریخ ارتقا میں ایک سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہوگا۔

ہماری جماعت کی خوش قسمتی ہے کہ آج مسجد کا افتتاح ایک عظیم المرتبت اور بزرگ ترین ہستی امیر المومنین حضرت مولانا صدرالدین ایدہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ یہ ہستی ہمارے لئے صرف اس لئے ہی بزرگ نہیں ہے کہ آپ جماعت احمدیہ لاہور کے سربراہ ہیں۔ بلکہ ان کا مقام اس لحاظ سے بھی بہت بلند ہے کہ آپ وہ خوش نصیب ہستی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آغاز جوانی سے ہی ۸۵ سال کی عمر تک ایسے مواقع میسر فرمائے کہ آپ کو محض خدمت دین اور دنیا کے کناروں تک بنفس نفیس اشاعت اسلام کا فریضہ نہایت کامیابی سے ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایک بے بہا انعام ہے۔ وہ آج بھی اس پیرانہ سالی میں ذہنی اور جسمانی طور پر اہلیت رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جیسی عظیم الشان تحریک کی قیادت کے فرائض کماحقہ ادا کر سکیں۔ ان کی جسمانی اور روحانی و علمی خداداد قوتیں ایسی ہیں جو آج دنیا بھر میں فقید المثال ہیں اور ہر احمدی بچہ، جوان، بوڑھا، زن و مرد ذاتی طور پر اس سے پوری طرح واقف ہے۔ جماعت راولپنڈی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ممنون ہے کہ انہوں نے شدت کی گرمی میں یہاں تشریف لا کر ہمارے لئے خدمت دین کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کر سکیں۔ آمین ثم آمین

میں جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ جماعت احمدیہ واہ اور جماعت احمدیہ فاروقیہ کی طرف سے تمام مہمان احباب کا بالخصوص جماعت احمدیہ پشاور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، سیالکوٹ، وزیرآباد، لائل پور، کراچی اور دیگر احباب کا جو مرکز یا دوسری جماعتوں سے تشریف لا کر ہمارے اس مقدس اجتماع میں شریک ہوئے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم یہ دیکھ کر ایک روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں کہ اس گرمی کی شدت کے باوجود مخلص احباب نے ہماری درخواست پر سفر اختیار کر کے اخوت دینی کا ثبوت دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

صدر جماعت احمدیہ راولپنڈی

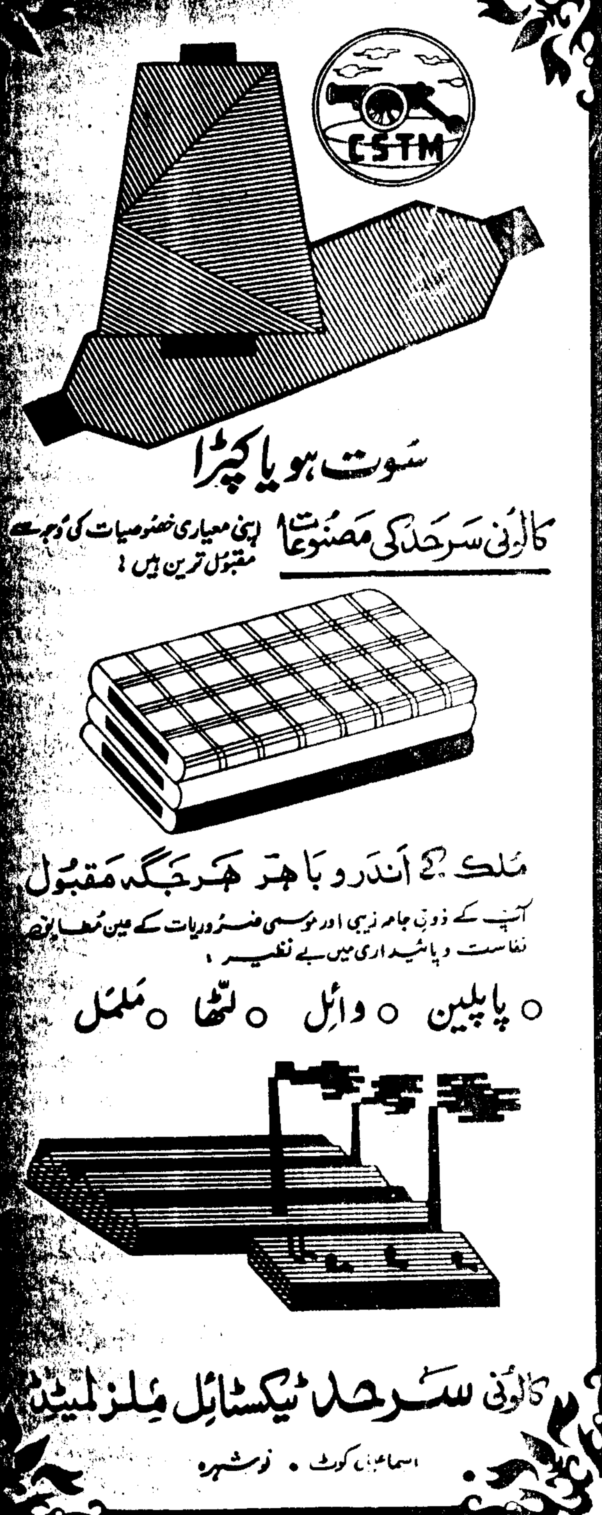

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد کا افتتاح

۳۰ جون کو ایبٹ آباد میں احمدیہ سمر سکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ سیکرٹری سمر سکول ڈاکٹر مبارک احمد صاحب خاص طور پر اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے لاہور سے ایبٹ آباد پہنچے۔ مقررین کے علاوہ بہت سے معزز احباب جماعت کو بھی دعوت نامے بھیجے ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی کئی قیمتی وجود شامل ہوئے اور کئی ایک کے پیغامات تہنیت وصول ہوئے۔ تقریب کی تفصیلات آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۳-۱۴ جولائی کو جماعت احمدیہ ایبٹ آباد و ہزارہ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ روئیداد آئندہ شمارہ میں ملاحظہ ہو۔

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)
جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔
فضل حق۔ ناظم دار السلام (احمدیہ کالونی) لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۶۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۸ شمارہ نمبر ۲۹

گلوریگن پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح
لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ـــــ دوست محمد
مدیر معاون ـــــ بشیر احمد سوا ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

مسلمانوں کی ہر قسم کی بہتری کے کام مسجد میں ہو سکتے ہیں

عن انس قال اُتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بمال من البحرین فقال انثروہ فی المسجد وکان اکثر مال اتی بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ ولم یلتفت الیہ فلما قضی الصلوٰۃ جاء فجلس الیہ فما کان یری احداً الا اعطاہ .... فما قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وثمّ منھا درھم۔ باب من دعی لطعام فی المسجد ومن اجاب منہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا اسے مسجد میں ڈال دو اور یہ سب سے زیادہ مال ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نکلے اور اس (مال) کی طرف دیکھا بھی نہیں تو جب آپؐ نے نماز ختم کر دی آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جسے دیکھا اسے دیا .... یہاں تک کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اُٹھے اس حال میں کہ وہاں ایک بھی درہم رہ گیا ہو۔

نوٹ۔ از مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:- ان ابواب کو قائم کرنے اور ایسی احادیث

۴۲

ص

کے لانے سے امام بخاریؒ کا یہ منشا ہے کہ مجدوںؐ میں نماز کے سوائے مسلمانوں کے دوسرے کام بھی سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ آنحضرت صلعم وفود کو بھی مسجدوں میں اتارتے تھے۔ اوپر مال کے مسجد میں ڈلوانے کا ذکر آیا ہے یہاں کھانے کے لئے بلائے جانے کا۔ مساجد درحقیقت مسلمانوں کے لئے ایک مرکز کا کام دیتی ہیں جہاں عبادت کے رنگ میں ان کی روحانی بہتری کے کام ہی نہیں بلکہ ان کی اخلاقی تمدنی معاشرتی ملکی ہر قسم کی بہتری کے کام ہو سکتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے زمانے میں اور آپؐ کے بعد ملکی معاملات میں مجلس شوریٰ کا مسجد میں منعقد کرنا عام تھا۔ مسلمانوں کی تعلیم دینی کے لئے بھی مسجدیں مرکز ہونی چاہئیں اور ہر مسجد کے ساتھ دینی اور تاریخی معلومات کا کتب خانہ ہونا چاہیئے۔ جہاں مسلمان ملی فوائد حاصل کر سکیں۔

فضل الباری۔ کتاب الصلوٰۃ

اہل اللہ آرام نہیں کر سکتے
خالصۃً للہ کام کرنا چاہیئے
ارشادات مامور ربانی مجدد زمان
حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرمایا تفسیر کا کام تو ختم ہو گیا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ دوسرے ضروری کاموں کے شروع کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کر لیتے۔ مگر جی نہیں چاہتا کہ خالی بیٹھے رہیں۔ مثنوی مولانا رومؒ میں لکھا ہے۔ کہ ایک بیماری ہوتی ہے۔ کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کو ہر وقت کوئی مکیاں مارتا رہے۔ ایسا ہی اہل اللہ کا حال ہوتا ہے کہ وہ آرام نہیں کر سکتے، کبھی خدا اُن پر کوئی محنت نازل کرتا ہے۔ اور کبھی وہ آپ کوئی ایسا کام چھیڑ بیٹھتے ہیں جس سے اُن پر محنت نازل ہو۔ نہایت درجہ برکت کی بات یہ ہے کہ انسان خدا کے واسطے کسی کام میں لگا رہے۔ جو دن بغیر کسی کام کے گذر جائے گویا غم میں گذرتا ہے۔ اس سے زیادہ دنیا میں کچھ حاصل نہیں کہ انسان خدا کے واسطے کام کرے اور خدا اس کے واسطے راستہ کھول دے۔ اور اسے مدد عطا فرما دے۔ مگر بغیر اخلاص کے تمام محنت بے فائدہ ہے۔ خالصۃً للہ کام کرنا چاہیئے کوئی اور غرض درمیان میں نہ آوے۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل

ہفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنے کے بعد دوسرے احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

مراسلات

علامہ اسلم جیراجپوری اور حدیث مجدد

محترمی مدیر پیغام صلح، السلام علیکم!

آپ کے جریدہ پیغام صلح بابت ۱۴-۲۱ جون ۱۹۷۲ء میں محمد صالح نور صاحب کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے، جس کا عنوان ہے "مجددیت، جناب پرویز اور علامہ اسلم جیراجپوریؒ"

اس میں انہوں نے یہ تاثر دینے کے بعد کہ علامہ اسلم حدیث مجدد کے قائل تھے، یہ کہا ہے کہ پرویز صاحب علامہ مرحوم کو قرآنی مجتہد بھی مانتے ہیں اور حدیث مجدد کی صحت سے انکار بھی کرتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے علامہ مرحوم کی طرف ایک غلط بات منسوب کر دی ہے۔ چونکہ وہ اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں اس لئے میں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ ان کی پوزیشن واضح کر دی جائے۔

۲- نوادرات - علامہ اسلم جیراجپوریؒ کے متفرق مضامین کا مجموعہ ہے - جس میں بہت پرانے مضامین بھی شامل ہیں اور بعد کے دور کے بھی - ان میں ایک مضمون شاہ ولی اللہؒ کی کتاب التفہیمات الالٰہیہ پر تبصرہ ہے جو کسی زمانے میں شائع ہوا تھا - اس میں انہوں نے ضمناً لکھا ہے کہ "شاہ صاحب کے مجددیت کے دعوے پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ذریعے سے ہندوستان کے مسلمانوں میں قرآن بالخصوص حدیث کا علم پھیلا"۔ اسی سے نور صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ علامہ مرحوم حدیث مجدد کو صحیح مانتے تھے۔

اسی کتاب میں علامہ مرحوم کا ایک مقالہ موجود ہے، جس کا عنوان ہے "ختم نبوت" اور وہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں علامہ مرحوم نے پہلے مرزا غلام احمد آنجہانی[1] کے دعویٰ نبوت کی تردید کی ہے اور اس کے بعد امت میں عقیدہ مجدد کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ذیل میں ان کا اقتباس درج ہے جو آپ کی توجہ کی مستحق ہے - وہ لکھتے ہیں: —

"رہا مجدد کا عقیدہ جو ایک مذہب جماعت، مرزا صاحب کے متعلق رکھتی ہے تو اس عقیدہ کو قرآنی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں - ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس امت میں ایک مجدد پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے لیکن یہ روایت حقیقت میں اس وقت کے مسلمانوں کی ذہنیت کا اظہار کرتی ہے جبکہ پہلی صدی ہجری کے خاتمہ اور دوسری صدی کے آغاز پر حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تھے - جنہوں نے بنی امیہ کے مظالم کو مٹا کر پھر ایک بار عہد فاروقی کو تازہ کر دیا تھا ورنہ دین، اللہ کے مقرر کئے ہوئے ان اٹل اور پختہ اصولوں کا نام ہے جو مطلقاً تجدد پذیر نہیں ہیں، نہ ان کے لئے مجدد کی ضرورت ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن نے مجدد کے عقیدہ کی تلقین نہیں کی - یہی کیفیت مہدی موعود کے عقیدہ کی ہے، اس کا بھی قرآن کے کسی حرف سے ثبوت نہیں دیا جا سکتا............ حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کی نبوت یا مجددیت یا مہدویت کا عقیدہ کسی شخص کی بابت رکھنا، شخصیت پرستی ہے جس سے قرآن اور اسلام کو قطعاً کوئی تعلق نہیں - ایسے مدعی جب جب کھڑے ہوئے ہیں، امت میں تفریق اور فتنہ کے باعث ہوئے"-

یہ تھا علامہ اسلم جیراجپوری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ مجددیت یا مہدویت کے متعلق - اور جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے، یہ مضمون اسی کتاب میں موجود ہے، جس سے نور صاحب نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ مرحوم مجدد کے عقیدہ کے قائل تھے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں میرے اس خط کو شائع کر کے علامہ مرحوم کے ساتھ جو زیادتی کی گئی ہے، اس کا ازالہ فرمادیں گے - شکریہ!

والسلام

خیرطلب - پرویز

ینگ مینز تربیتی کورس

پروگرام کے مطابق ینگ مینز تربیتی کورس کا چوتھا اجلاس زیر سرپرستی مقامی جماعت احمدیہ لاہور ۴ جون ۱۹۷۲ء کو احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں شام پانچ بجے منعقد ہوا سوالنامے گذشتہ اجلاس میں ہی تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اس دفعہ بھی حسب سابق سوالنامہ کو طلباء کی علمی قابلیت کے پیش نظر تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اول کالج سیکشن - دوم سکول سیکشن اور سوم پرائمری سیکشن - اس دفعہ سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہونے اور سخت گرمی کے باوجود شرکاء کی تعداد حوصلہ افزا تھی تینوں سیکشن کے امتحان کے نتائج یہ ہیں:-

کالج سیکشن: اول عزیز الحق صاحب سکول سیکشن محمود اختر چغتائی اول - ہمایوں مسعود صاحب دوم اور نصیر احمد صاحب سوم - پرائمری سیکشن - محمد احمد اشرف اول، راشد محمود مرزا دوم اور ارشد تبین سوم -- 5/- 2 روپے کے نقد انعامات تقسیم کئے گئے۔

جائنٹ سیکرٹری پرویز اقبال

تعزیتی قرارداد

مجلس انتظامیہ مقامی جماعت لاہور اپنے ہنگامی اجلاس میں محترم و مکرم جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی نیکی، شرافت راست گوئی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں ایک خاص مقام رکھتے تھے احمدی کی امتیازی خصوصیات مرحوم کے کردار میں خاص طور نمایاں نظر آتی تھیں ہمارے نزدیک مرحوم کے کردار کا سب سے بڑا اور قابل ستائش پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد میں بھی اسلام سے محبت اور اس کی اشاعت اور ترویج کے لئے مالی قربانی کا جذبہ پیدا کیا مرحوم نے ملنے والوں پر نیکی اور خدا ترسی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، جو ایک مومن کی نشانی ہے - ڈاکٹر صاحب کی موت ایک بڑا سانحہ ہے جس کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی ایسے مرد مومن کم ہی پیدا ہوتے ہیں - ہماری دعا ہے کہ خداوند قدوس ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کی نیک اور پارسا رفیقہ حیات پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے اور سب کو اس اچانک اور ناقابل برداشت محرومی کے صدمہ کو برداشت کرنے کے لئے صبر جمیل عطا فرمائے -

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ نقول محترم عزیز احمد صاحب محترم عبدالرزاق صاحب

جماعت کے استحکام کیلئے مالی اعانت

صدر مقامی جماعت کی اپیل

مقامی جماعت احمدیہ ہو جماعت کی تنظیم اور استحکام کے لئے گذشتہ تین سال سے سرگرم عمل ہے۔ ان سرگرمیوں کی مختصر رپورٹیں وقتاً فوقتاً اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء سے مارچ ۱۹۷۲ء تک کی تفصیلی رپورٹ ایک خبرنامہ کی صورت میں شائع ہو چکی ہے جو اخبار "پیغام صلح" کے خریداروں کے علاوہ مقامی جماعت کے ممبران کو بھی فرداً فرداً ارسال کی گئی تھی قارئین نے کچھ وقت نکال کر اس کا ضرور مطالعہ کیا ہو گا۔ اس خبرنامہ کے مطالعہ سے آپ پر یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ زندگی کے ہر شعبہ پر ہم نے کم و بیش توجہ دی ہے مثلاً شادی بیاہ، تعلیم و تربیت، ضرورت مندوں کی مالی امداد، طبی سہولتیں، امداد بر موقعہ عیدین، تقریبات و میل جول، نوجوانوں کی تربیت اور خواتین کی تنظیم وغیرہ۔ اتنے سارے شعبوں میں کام کو جاری رکھنا اور انہیں مستقل اور منظم طریق پر چلانا تمام افراد کے بھرپور تعاون اور مالی [illegible] کے بغیر ہرگز ممکن نہیں۔

آپ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ آج کل زندگی گوناگون مسائل سے دوچار ہے کسی شخص کے لئے انفرادی طور پر ان مسائل کا حل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لئے اجتماعی شعور اور باہمی تعاون ہی وقت کی اہم ضرورت ہے جو پیچیدہ مسائل اور پیش آمدہ مشکلات کا صحیح حل ہے۔ ہماری جماعت انہی خطوط پر مشترکہ مساعی سے اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ زندگی کے روحانی اخلاقی اور سماجی اقدار کو اجاگر کرنے کی داعی ہے۔ اس جماعت کے فرد ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری اور بھی زیادہ ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جماعت کی داغ بیل ہی مسلمانوں میں اجتماعی شعور پیدا کرنے کے لئے ڈالی تھی - جماعت احمدیہ نے اسلامی اخوت اور محبت و مودت کی گراں قدر روایات قائم کیں ہم ان سنہری روایات کے امین ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنے فرائض کو پہچانیں اور نئی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

مقامی جماعت نے چند ایک پروگرام شروع کر رکھے ہیں جو خالصتاً فلاحی ہیں مثال کے طور پر شادی فنڈ، مالی امداد [illegible]،

(باقی ص ۹ کالم ۱)

[1] ایک مسلمان حامئ دین کے نام کے ساتھ "مرحوم" کے بجائے "آنجہانی" کا لفظ لکھنا پرویز صاحب کی قلبی تنگدلی کا مظہر ہے۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۶ جولائی ۱۹۷۲ء

علّامہ اسلم جیراجپوری اور حدیث مجدّد

اس شمارہ میں عنوان بالا سے جناب پرویز (مدیر طلوع اسلام لاہور) کی ایک مراسلت درج کی گئی ہے جس میں انہوں نے محترم صالح نور صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہے کہ علامہ اسلم جیراجپوری بھی حدیثِ مجدد کے قائل تھے، پرویز صاحب کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلم جیراجپوری صاحب کے جس بیان سے صالح نور صاحب نے استدلال کیا ہے، وہ ان کا ایک پرانا مضمون ہے جس میں انہوں نے شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب "تفہیماتِ الٰہیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا، کہ "شاہ صاحب کے **مجددیت کے دعوے پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ذریعے سے ہندوستان کے مسلمانوں میں قرآن اور بالخصوص حدیث کا علم پھیلا**"

پرویز صاحب کا ارشاد ہے کہ یہ مضمون جناب جیراجپوری کے مجموعہ مضامین "نوادرات" کے ابتدائی مضامین سے ہے بعد کے مضامین میں انہوں نے اپنا عقیدہ بدل لیا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مفروضہ "دعوے نبوت" کی تردید کرتے ہوئے حدیث مجدّد کے متعلق یہ لکھ دیا کہ:-

"یہ روایت حقیقت میں اس وقت کے مسلمانوں کی ذہنیت کا اظہار کرتی ہے جبکہ پہلی صدی ہجری کے خاتمہ اور دوسری صدی کے آغاز پر حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہو گئے تھے جنہوں نے بنی امیہ کے مظالم کو مٹا کر پھر ایک بار عہدِ فاروقی کو تازہ کر دیا تھا، ورنہ دین، اللہ کے مقرر کئے ہوئے ان اٹل اور پختہ اصولوں کا نام ہے جو مطلقاً تجدد پذیر نہیں ہیں نہ ان کے لئے مجدد کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے مجدّد کے عقیدہ کی تلقین نہیں کی یہی کیفیت مہدی موعود کے عقیدہ کی ہے اس کا بھی قرآن کے کسی حرف سے ثبوت نہیں دیا جا سکتا۔ ...... حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیّین کے بعد کسی قسم کی نبوت یا مجددیت یا مہدویت کا عقیدہ کسی شخص کی بابت رکھنا شخصیت پرستی ہے جس سے قرآن اور اسلام کو قطعاً کوئی تعلق نہیں، ایسے مدعی جب کھڑے ہوتے ہیں امت میں تفریق اور فتنہ کے باعث ہوئے"

ہمیں افسوس ہے کہ علامہ اسلم جیراجپوری اب اس دنیا میں نہیں ہیں، ورنہ ہم ان سے پوچھتے (اور اب جناب پرویز سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں) کہ اگر حدیث مجدّد صحیح نہیں اور "مجددیت کا عقیدہ کسی شخص کی بابت رکھنا شخصیت پرستی ہے" اور "ایسے مدعی جب جب کھڑے ہوتے ہیں امت میں تفریق اور فتنہ کا باعث ہوئے" تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق کیا کہا جائے گا، جن کے دعوے مجددیت کو تسلیم کرتے ہوئے جناب جیراجپوری نے لکھ دیا تھا کہ اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا، مانا کہ بعد میں حدیثِ مجدد کے متعلق ان کا عقیدہ بدل گیا لیکن شاہ ولی اللہ صاحب کا دعوے مجددیت تو تبدیل نہیں ہوا، اگر یہ صحیح ہے کہ

"ایسے مدعی جب جب کھڑے ہوتے ہیں امت میں تفریق اور فتنہ کے باعث ہوئے"

تو شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے متعلق بھی یہ ماننا پڑے گا کہ وہ دعوے مجددیت کی وجہ سے "امت میں تفریق اور فتنہ کا باعث ہوئے" حالانکہ جناب جیراجپوری ان کے دعوے کی تائید میں یہ لکھ چکے ہیں کہ "ان کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں میں قرآن اور بالخصوص حدیث کا علم پھیلا" کیا یہ سمجھا جائے کہ بعد میں جناب جیراجپوری صاحب کا یہ خیال بھی بدل گیا تھا اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے دعوے مجددیت کو بھی امت میں تفریق اور فتنہ کا باعث سمجھنے لگ گئے؟ امید ہے جناب پرویز اس بارہ میں بھی جیراجپوری صاحب کی پوزیشن واضح کر کے ان کی ذات سے تذبذب اور تضاد بیانی کا داغ مٹانے کی کوشش کریں گے، ہمیں افسوس ہے کہ جناب جیراجپوری نے جماعتِ احمدیہ کو عقیدۂ مجددیت رکھنے کی وجہ سے ایک "مذبذب جماعت" کہنے سے بھی گریز نہیں کیا حالانکہ وہ خود اس قدر تذبذب اور بھول بھلیوں کے چکر میں پھنسے رہے کہ ان کی تضاد بیانی آج تک ان کے اصل عقائد پر شکوک و شبہات کا پردہ ڈالے ہوئے ہے۔

غور کیجئے، شاہ ولی صاحبؒ کے دعوے مجددیت پر تو ان کے نزدیک اس وجہ سے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ "ان کے ذریعے ہندوستان کے مسلمانوں میں قرآن اور بالخصوص حدیث کا علم پھیلا، لیکن حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کے بارہ میں حدیث مجدد ہی غلط ٹھہر گئی، اگرچہ ان کے ذریعہ قرآن اور حدیث کا اتنا بڑا علم دنیا کو حاصل ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو (ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے) اس سے کوئی نسبت نہیں دی جا سکتی، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قرآن کو ایسی بلند پایہ کتاب یقین کرتے تھے کہ اس کا کوئی حرف اور کوئی شوشہ تک منسوخ نہیں ہو سکتا حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنے تبحرِ علم کے باوجود قرآن کریم کی کم از کم پانچ آیات کو بعض دوسری آیات سے منسوخ قرار دے دیا، اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحبؒ قرآن کو حدیث پر مقدم سمجھتے تھے، اور صرف انہی حدیثوں کے قائل تھے، جو قرآن کے مطابق ہوں، جبکہ مسلمانوں میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو حدیث کو قرآن پر قاضی ٹھہراتے ہیں اور ان غالیوں کے مقابلہ میں جناب جیراجپوری نے سرے سے تمام احادیث کو موضوع اور خلاف قرآن قرار دیدیا، جناب جیراجپوری کا یہ کہنا کہ:-

"قرآن نے مجدّد کے عقیدہ کی تلقین نہیں کی یہی کیفیت مہدی موعود کے عقیدہ کی ہے اس کا بھی قرآن کے کسی حرف سے ثبوت نہیں دیا جا سکتا"

قرآن سے ان کی لاعلمی کا کھلا ثبوت ہے، اگرچہ قرآن میں مجدّد کا لفظ استعمال نہیں ہوا لیکن حسب ذیل آیت میں صریح لفظوں میں امت کے برگزیدہ افراد کو مقامِ خلافت کا اہل قرار دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:- وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم و لیبدلنّھم من بعد خوفھم امنًا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا و من کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون (سورۃ النور رکوع ۷) یعنے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کرے گا اور ان کے لئے خوف کے بعد امن قائم کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے اور جو لوگ اس (نعمت کی) ناشکری کریں گے وہی فاسق ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں صریح لفظوں میں امتِ محمدیہ کو ویسی ہی خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے جیسے پہلی امتوں میں خلیفے ہوئے، اس میں بادشاہت بھی شامل ہے اور روحانی خلافت بھی، اس روحانی خلافت کی تفسیر ایک حدیث میں ان الفاظ میں کی گئی ہے: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبیٌ خلفہ نبیٌ و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء۔ یعنی بنی اسرائیل کی رہنمائی نبی کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفاء ہوں گے، حدیث مجدد میں انہی خلفاء کو مجدد کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس حدیث کے متعلق لکھا ہے اتفق الحفاظ علی تصحیح حدیث کے حافظ اس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں۔

اب ایک طرف حدیث مجدد پر حفاظ حدیث کا اتفاق، دوسری طرف یہ امرِ واقعہ کہ امت میں ایسے پاک باز بزرگ ہو گزرے ہیں، جنہوں نے اس حدیث کے ماتحت مجدد ہونے کا دعوے کیا، جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے دعوے مجددیت کو خود جناب اسلم جیراجپوری نے تسلیم کیا ہے اور یہ دعوے شاہ صاحب نے خود بخود نہیں کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جیسا کہ لکھا ہے:-

کنت قد البسنی اللّٰہ سبحانہٗ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ یعنے جب حکمت کا دورہ انتہاء کو پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ مجددیت سے سرفراز فرمایا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دعوے مجددیت کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "دیدانند کہ بر سر ہر مائتہ مجددے گذشتہ است"۔ یعنے جان لیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد ہوا ہے۔

اس امرِ واقعہ کو یہ کہکر جھٹلا دینا کہ حدیثِ مجدد صحیح نہیں کہاں تک معقولیت رکھتا ہے، جس حدیث کو نہ صرف حفاظِ حدیث نے صحیح قرار دیا بلکہ واقعات نے بھی (کہ امت میں ہر صدی میں دعویدارانِ مجددیت پیدا ہوئے) اس کو صحیح ثابت کر دیا اور قرآن کریم کی آیت استخلاف بھی اس کی تائید کر رہی ہے اس کو وضعی قرار دینا کہاں کی معقولیت ہے، جناب جیراجپوری کا یہ کہنا کہ دین کے اٹل اور پختہ اصول تجدد پذیر نہیں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ یہ امرِ واقعہ ہے

(باقی بر صلا کالم ملا)

www.aaiil.org

افتتاحی تقریب

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد

(نمائندہ خصوصی - بشیر احمد سونہ) حسب پروگرام احمدیہ سمر سکول کی افتتاحی تقریب ۳۰ر جون ۱۹۷۲ء کو جمعہ کے دن ۱/۲ ۴ بجے شام بعد از نماز عصر جامع احمدیہ ایبٹ آباد میں بڑے وقار اور احترام کے ساتھ منائی گئی۔ جس میں صوبہ سرحد و پنجاب کی بلیشتر احمدیہ جماعتوں کے عمائدین، نمائندگان و خواتین اور سکول ہذا کے اساتذہ کرام و نوجوان طلباء نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ یہ تقریب سکول ہذا کے ڈائرکٹر انچارج جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترم مرزا محمد سلیم اختر صاحب نے کلام امام

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا

ترنم سے پڑھا۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے نائب صدر اور سیکرٹری احمدیہ سمر سکول کمیٹی جناب مبارک احمد شیخ نے استقبالیہ تقریر کی جس میں انہوں نے سکول ہذا کے اجراء اور غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے احمدیہ سمر سکول ۱۹۷۲ء کی رو ئیداد پیش کی، اور اس کی اہمیت، دافادیت جو احباب سلسلہ نے محسوس کی اور بالآخر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کی سرپرستی قبول فرمائی اس کا تفصیلاً ذکر کیا۔ ان کے مطابق گذشتہ سال مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے اس سکول کی طرح ڈالی تھی، اس سال یہ سکول انجمن کی زیر سرپرستی جماعت لاہور و لائل پور اور انجمن و دیگر احباب کے مالی تعاون سے مقامی جماعت لاہور کے زیر اہتمام اور جناب ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی زیر نگرانی جاری ہو رہا ہے۔ پہلا سیشن ۳۰ر جون تا ۱۴ر جولائی اور دوسرا سیشن ۱۷ر جولائی تا ۳۰ر جولائی ہوگا۔ ان ہر دو کلاسوں میں مختلف جماعتوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے علاوہ مقامی احباب بھی شرکت کر رہے ہیں۔ جن کے قیام و طعام اور اخراجات سفر تمام تر احمدیہ سمر سکول کمیٹی برداشت کر رہی ہے۔

اساتذہ کرام میں خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب، جناب الحاج نصیر احمد فاروقی صاحب، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جناب مرزا مسعود بیگ صاحب، جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی، جناب پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب، جناب مرزا محمد سلیم اختر صاحب، اور بشیر احمد سونہ شامل ہیں جو قرآن کریم، حدیث شریف، سیرت نبوی، اسلام، تحریک احمدیت، مذاہب عالم، جدید و قدیم مذہبی تحریکات، تعارف اکابرین سلسلہ احمدیہ اور معلومات عامہ پر مجوزہ نصاب کے مطابق لیکچر دیں گے۔ مطالعہ اور باہمی مذاکرات کے مواقع مہیا ہوں گے۔ پنجوقتہ باجماعت نمازوں کے ذریعہ عملی تربیت کے سامان ہوں گے۔ روزانہ صبح تین گھنٹے اور بعد از نماز مغرب ۱/۲ ۱ گھنٹے کے لئے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رہے گا۔

پیغامات

اس افتتاحی تقریب کے موقعہ پر جناب میاں فضل احمد صاحب کنوینر احمدیہ سمر سکول، جناب مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ جناب شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ جناب الحاج میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب راولپنڈی۔ جناب الحاج میاں ظہور احمد صاحب لائل پور۔ جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب لاہور۔ جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب صدر مقامی جماعت لاہور۔ جناب الحاج عزیز احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ اور جناب غلام نبی مسلم صاحب کے پیغامات جناب مولانا شیر محمد صاحب خوشابی نے پڑھ کر سنائے جنہوں نے بوجوہ اپنی عدم شرکت پر معذرت و تاسف کا اظہار کرتے ہوئے سکول ہذا کی ضرورت و اہمیت اور افادیت اور جماعتی تربیت، تنظیم اور استحکام کے لئے بڑا مستحسن قرار دیا ہے اور اسے مستقل اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی تحریک کی ہے۔ ان پیغامات میں سکول ہذا کے اجراء پر اپنی دلی خوشی و مسرت کے اظہار اور اس کی کامیابی کے لئے پرخلوص دعائیں کرتے ہوئے اور منتظمین اور شرکاء حضرات کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ احمدیہ سمر سکول کا قیام قرآن کریم کی تعلیمات سے بہرہ ور ہونے اور نوجوانوں کو اپنی روایات کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور یہ سلسلہ احمدیہ کی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ زندگی مصروف سے مصروف تر ہو رہی ہے یہ کورس بہت اہمیت رکھتا ہے، شرکاء کورس کو باضابطہ پروگرام کے ماتحت اجتماعی زندگی، نماز باجماعت اور درس قرآن کی برکات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے گا۔ اس قسم کے اجتماعات کی اشد ترین ضرورت ہمیشہ سے محسوس کی جا رہی تھی مرکزی انجمن نے اس کی سرپرستی قبول کر کے ایک صحیح اور مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ جو نوجوان بالخصوص نوجوانوں میں دینی تعلیم سرایت کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔ کسی تحریک کو زندہ رکھنے کے لئے یہ امر بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ ذہنی فکری اور عملی طور پر جماعت کے نوجوانوں کو سلسلہ سے وابستہ رکھا جائے اس کے لئے اس قسم کے تربیتی اجلاس نہایت ضروری اور دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ مقامی جماعت لاہور نے یہ زندگی بخش قدم اٹھا کر تجدید ایمان اور احیاء ملت کی طرف انتہائی دانشمندانہ اور برمحل رہنمائی کی ہے، جس کے نتائج اپنی گہرائی اور گیرائی کے لحاظ سے دور رس اور حیات آفرین ثابت ہوں گے۔

ان پیغامات میں شرکاء سکول کو توجہ دلاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ احمدیت ایک طرف علم و معرفت اور دوسری طرف قیام توحید و سنت سے عبارت ہے۔ ہماری قومی زندگی میں یہ ایک نیک فال ہے، کہ اس کے اراکین بالخصوص نوجوان طبقہ اپنی منزل کا احساس کرنے لگا ہے اور ان کے قلوب کی دھڑکنوں سے ایمان کی وہ حرارت عیاں ہے جو ہمارے اسلاف کی خصوصیت تھی، ہمارے نوجوانوں کا جوش و ولولہ اور دینی شغف ہمارے عزائم کی تکمیل کے لئے امید کی کرن ہے۔

تقاریر

اس مبارک افتتاحی تقریب میں موجود حضرات میں سے جناب خانبہادر غلام ربانی خانصاحب مانسہرہ۔ جناب میاں اللہ بخش صاحب ملز اونر لائل پور، جناب کرنل سعید احمد صاحب راولپنڈی۔ جناب پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد، جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور، جناب الحاج این اے فاروقی صاحب ایبٹ آباد، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور اور حضرت ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب نے اپنی تقاریر میں انہی قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام تقریب پر خواتین و حضرات کی تواضع پرتکلف چائے سے کی گئی۔

علّامہ اسلم جیراجپوری

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

کہ مرور زمانہ سے دین کے اٹل اور پختہ اصول لوگوں کے ذہنوں سے نکل جاتے اور ان کی بجائے طرح طرح کی غیر مشروع باتیں دین میں داخل ہو جاتی ہیں انہی باتوں سے دین کو پاک و صاف کر کے اس کے اٹل اور پختہ اصولوں کو دوبارہ رائج کرنا مجدد کا کام ہے۔ یہی کام گذشتہ صدیوں کے مجددین کرتے چلے آئے اور اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اسی کام کو باحسن وجوہ سر انجام دیا، وہ نبی نہ تھے، مجدد تھے، مہدی تھے، افسوس کہ جناب جیراجپوری نے ان حقائق کو نظر انداز کر کے اس وجہ سے حدیث مجدد کی صحت سے انکار کر دیا کہ اس سے حضرت مرزا صاحبؑ کی مجددیت ثابت ہوتی ہے، کیا ہم امید کریں کہ جناب پرویز مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر علامہ اسلم جیراجپوری کی غلطی کو تسلیم کریں گے؟

ضرورت رشتہ

ایک شریف احمدی نوجوان کے لئے جو کہ ایک گورنمنٹ کے محکمہ میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے معزز عہدے پر فائز ہے۔ ایک احمدی رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے جو کہ قبول صورت۔ تعلیمیافتہ امور خانہ داری سے واقف خوش مزاج ہو۔ عمر بیس سے پچیس سال کے درمیان ہو۔

خط و کتابت جو کہ بصیغۂ راز ہو گی وہ بمعرفت سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ لاہور کے نام کی جاوے۔

برلن مسجد میں عیسائی گروپوں اور پادریوں سے اسلام پر گفتگو
جرمن پارلیمنٹ میں نسلی امتیاز کے خلاف امام مسجد برلن کی تقریر

چار نوجوانوں کا قبولِ اسلام
جرمن مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کی مختصر رپورٹ

(مرقومہ مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن)

از اپریل تا جون ۱۹۶۱ء

نو مسلمہ مشنری

گذشتہ سال میں ماہ جون میں پاکستان رخصت پر چلا گیا۔ پروگرام تو یہی تھا کہ تین ماہ کے بعد واپس برلن آجاؤں گا لیکن پاکستان کے قیام کے دوران حالات کچھ ایسے بدلتے رہے کہ جلد واپس نہ آسکا۔ بالآخر ۱۸ اپریل کو یہاں واپس پہنچا۔ الحمد للہ سفر خیریت سے گذرا۔ میری غیر حاضری میں مسجد سے متعلقہ امور کی دیکھ بھال جرمن نو مسلمہ مبارکہ کرتی رہیں۔ جمعہ کے دن احباب جمع ہوتے رہے اور نماز ادا کرتے رہے۔ دفتر سے متعلقہ ضروری خطوط کا مس مبارکہ صاحبہ جواب دیتی رہیں۔ بڑی محنت سے انہوں نے اس تمام ذمہ داری کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ خاتون میرے یہاں برلن میں ۱۹۵۹ء میں آنے کے دو سال بعد مسلمان ہوئیں۔ اس وقت سے ان کا تعلق مشن سے بڑھتا رہا اور اس عرصہ میں کئی ہزار مارک بطور چندہ مشن کو ادا کر چکی ہیں۔ ان کا نام میں نے مبارکہ رکھا۔ واقعی ان کا وجود مشن کے لئے باعث برکت ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کرتے رہیں۔ ان کی عمر قریباً ساٹھ سال ہے۔

واپسی کے بعد مختلف لوگوں سے ملاقات

۱۸ اپریل کو یہاں واپس پہنچنے کے بعد میں نے احباب سے ملاقات شروع کی۔ عیسائی چرچز کے سیکرٹری صاحب کو مع اہلیہ گھر پر چائے کی دعوت دی۔ ایک اور پادری صاحب کو بھی جو یہاں ایک اکیڈیمی کے انچارج ہیں چائے کی دعوت دی۔ ان سے گفتگو کر کے حالات کا علم ہوا۔ متعلقہ افسران سے ملاقات کی۔ ان کو حالات سے آگاہ کیا۔ مسلمان پاکستانیوں، عرب، ترکی نوجوانوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان کی مساعی کا علم ہوا۔ ان کی مشکلات کا بھی علم ہوا کہ وہ برلن میں آباد مسلمان خاندانوں کے سوشل امور کو کیوں حل نہیں کر سکتے۔ مسلمان کام کرنا بھی چاہے تو آج ان کے پاس وسائل کی کمی ہے۔ یوں تو یہ بات ہے کہ وسائل تو بہم پہنچ سکتے ہیں لیکن ان وسائل کو استعمال میں لانے کے لئے بڑی موثر تنظیم اور مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں میں ان ہر دو کی کمی ہے جس کی وجہ سے ان کے مسائل کے حل کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری آمد کی اطلاع آہستہ آہستہ احباب کو ہوتی رہی۔ بعض احباب کو ٹیلیفون پر اپنی آمد کی اطلاع دی۔ بعض کو خطوط سے۔ اس طرح خدا کے فضل سے مسجد میں آنے والے احباب کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا۔ احباب خوش ہوئے کہ ایک لمبے عرصے کے بعد پھر سے چہل پہل کا سامان پیدا ہو گیا۔ الحمد للہ۔

اجتماعات اور ہفتہ وار اجلاس

جمعہ کی نماز کے علاوہ ہفتہ وار میٹنگز کے اجراء کا اعلان کیا۔ ہفتہ وار اجتماعات میں قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ ترجمہ و تفسیر کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے ۱۹۵۹ء سے جاری ہے۔ اس اجتماع میں حاضری کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھنی شروع ہو گئی ہے۔ گذشتہ ہفتہ اس اجتماع میں سات ملکوں کے احباب شامل تھے جن میں انجنیئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے والے یونیورسٹی کے طلباء، میڈیکل ڈاکٹر اور دیگر مرد و زن احباب شامل ہیں۔ جمعہ کے اجتماعات میں عیسائی دوست بھی شامل ہوتے ہیں۔ چند ایک احباب تو ہمیشہ ہی موجود رہتے ہیں۔ ایک جمعہ کے اجتماع میں چالیس جرمن عیسائی مرد و زن شامل تھے۔

طلباء سکول سے خطابات

ان اجتماعات کے علاوہ سکول کے طلباء کے سامنے اسلام کی تعلیم کو بیان کرنے کا موقعہ ملا۔ اب تک ایسے پانچ اجتماعات سے خطاب کر چکا ہوں۔ اجتماع میں سکول کا استاد بھی موجود ہوتا ہے۔ طلباء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

عیسائی گروپوں کی مسجد میں آمد اور سوال و جواب

عیسائی مرد و زن پر مشتمل دو گروپ مسجد میں آئے۔ ان میں ایک گروپ چالیس مرد و زن پر مشتمل تھا اور دوسرا تیس استانیوں پر جو مختلف سکولوں میں مذہب پڑھاتی ہیں۔ ان ہر دو گروپوں کے سامنے اسلام کی تعلیمات کو بیان کیا۔ بعد میں کافی دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین نے جاتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا کہ انہیں براہ راست ایک مسلمان کی زبان سے اسلام کے بارہ میں سننے کا موقعہ ملا۔

طلباء یونیورسٹی کی آمد اور اسلام کے متعلق گفتگو

ان بڑے گروپوں کے علاوہ دو دو چار چار احباب پر مشتمل اکثر گروپ مسجد میں آئے ان میں سے بعض امریکہ اور بعض سوڈان اور بعض مغربی جرمنی کے شہروں سے آئے ہوئے یونیورسٹی کے طلباء تھے۔ ان سے مذہب کے بارہ میں کافی دلچسپ گفتگو ہوئی ان میں سے بعض تو عیسائی مذہب کو جانتے ہی نہ تھے۔ چنانچہ خدا کے تصور پر ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ قرآن کریم سے خدا کے تصور کو بیان کیا گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رول کو بیان کیا گیا۔

نسلی امتیازات کے خلاف جرمن پارلیمنٹ میں تقریر

برلن کے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک اجتماع ہوا۔ اس کی صدارت ایک خاتون ممبر آف پارلیمنٹ نے کی۔ موضوع تھا "نسلی امتیازات"۔ اس اجتماع میں ایک پادری صاحب نے روڈیشیا کی بعض تصاویر دکھائیں جہاں نسلی امتیازات کو سختی سے نافذ کیا گیا ہے۔ بعد میں تین مقررین کو اپنے اپنے نظریات کو بیان کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ مقررین میں سے ایک میں بھی تھا۔ دوسرے ایک پادری تھے اور تیسرے یہاں کے ایک شعبہ کے ڈائرکٹر۔

حاضرین میں سے بھی بعض احباب نے حصہ لیا۔ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں میں نے اس موضوع پر روشنی ڈالی۔ بتایا کہ نسل انسانی میں ایسے امتیازات کو جائز رکھنا خالق کی بے ادبی کرنے کے مترادف ہے جس نے کہ انسان کو کالا رنگ دیا ہے۔ تمام انسان خدا کی مخلوق ہیں۔ تمام کے لئے ایک کائنات ہے۔ تمام کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا تمام کے لئے روحانی تربیت کے سامان پیدا کئے اور ان میں انبیاء بھیجے۔ تمام کے لئے ایک قانون اور تمام کے لئے ایک اجر۔ میرے ان نظریات کو سن کر حاضرین میں سے ایک نے کہا کاش یہ نظریات ہمارے پادری صاحب کی زبان سے نکلتے۔ یہ اجتماع دو گھنٹے جاری رہا۔

ایک ڈائرکٹر کے ہاں اسلام پر گفتگو

مقامی حکومت کے ایک شعبہ کے ڈائرکٹر نے اپنے ہاں چائے کی دعوت دی اسی دن ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ سے آئے ہوئے افسران کا ایک گروہ چائے پر ان کے ہاں مدعو تھا۔ حاضرین سے اسلام کے بارہ میں دلچسپ گفتگو ہوئی۔ نیز دو اجتماعات شادی کے سلسلہ میں منعقد ہوئے۔

ایک افغان مسلمان کا جنازہ اور ان کی اہلیہ کا عطیہ

ایک جنازہ کے لئے قبرستان جانا پڑا نماز جنازہ مسجد میں ہوئی۔ تیس کے قریب جرمن مرد و زن موجود تھے۔ نماز جنازہ کے بعد حاضرین کو چند منٹ خطاب کیا اور متوفی کے بارہ میں چند کلمات بیان کرنے کے بعد اسلام میں زندگی مابعد الموت کے نظریہ پر روشنی ڈالی۔ متوفی افغانستان

سے آ کر ایک لمبے عرصے سے یہاں مقیم ہو گئے تھے ان کی شادی ایک جرمن نومسلمہ سے آج سے دس سال پیشتر مسجد ہی میں ہوئی تھی ان کا نام تھا صاحبزادہ رضا خان۔ ان کی اہلیہ نے دوسرے دن اپنے گھر پر ایک اجتماع کیا مجھے بلایا۔ توفی کے لئے دعائے خیر کی گئی اور سورۃ یٰسین سے بعض آیات کا ما ترجمہ و تفسیر سنائی گئی۔ مرحوم رضا خان کی اہلیہ نے مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے مسجد سے ملحقہ مکان میں ہیٹر کے لئے ۸۰۰ مارک عطیہ دیا۔ اللہ تعالےٰ ہر دو کو ثواب عطا فرمائے۔

پشاوری نوجوان جیل میں

پاکستان سے آئے ہوئے ایک نوجوان سے ایک حادثہ ہو گیا۔ یہ نوجوان پہلی مرتبہ برلین آیا۔ وہ پشاور کے ایک سوداگر کا بیٹا ہے۔ کسی جرم میں پکڑا گیا اور حوالات میں بھیجدیا گیا۔ حکام نے مجھے لکھا کہ میں اس سے ملوں۔ وہ صرف اُردو جانتا ہے۔ اس کی ملاقات کے لئے چلا گیا۔ اور اس کو تسلی دی۔

چار مرد و زن کا قبولِ اسلام

اب تک چار مرد و زن نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے اور بعض جرمنی نوجوان باقاعدگی سے ہمارے ہاں آ رہے ہیں اور اسلام کے بارہ میں سنتے ہیں۔

ایک اطالوی پادری سے ملاقات

ایک اور اجتماع قابلِ ذکر ہے۔ یہ اجتماع رات آٹھ بجے منعقد ہوا۔ روم سے ایک پادری صاحب معہ پانچ عیسائی دوستوں کے مسجد میں آ گئے۔ یہ پادری صاحب اٹلی کی زبان بولتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک خاتون بھی تھی جو جرمن میں ترجمہ کرتی رہی۔ کیتھولک چرچ سے ان کا تعلق تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ میرے پاس آئے ہیں تا وہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے رابطہ پیدا کریں اور مل کر دعا کریں۔ میں نے انہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ سے متعارف کرایا بعد میں اسلام کے نظریات کو واضح کیا۔ حضرت عیسےٰؑ اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارہ میں قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سنائیں حضرت مریم صدیقہ کے بارہ میں سن کر پادری صاحب کہنے لگے کہ یہ حصہ میرے لئے بنا ہے، وہ اپنے تاثرات، مہمانوں کی کتاب میں لکھ گئے اور لکھا کہ میں آج کی ملاقات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

مسجد میں پادری صاحب کے ساتھ سجدہ میں دُعا

میں انہیں مسجد میں لے گیا اور کہا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے سینوں کو اپنی توحید کے نور سے بھر دے اور منور کرے اور ہمارے دلوں کو کھول دے تا ہم اس کے تمام انبیاءؑ کی قدر کریں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اپنے نور کو لوگوں تک پہنچایا ہے۔ میں نے کہا میں یہ دعا سجدہ کی حالت میں کروں گا۔ آپ سب میرے ساتھ مل کر یہ دعا کریں۔ چنانچہ ہم سب سجدہ میں گر گئے اور چند منٹ تک اس حالت میں رہ کر ان الفاظ کو دہراتا رہا۔ اور یہ بھی دعا کی کہ اے مولا کریم! یہ کیتھولک پادری تیرے سامنے سجدہ ریز ہے اس کے دل کو اسلام کے نور سے منور فرما اور اسے اسلام کے نور کو اپنے ملک میں لے جانے اور پھیلانے کے اہل بنا دے۔ دُعا کے بعد میں نے انہیں قرآن کریم کا جرمنی ترجمہ بطور تحفہ دیا۔ تحفہ کو ہاتھ میں لے کر وہ خوش ہوا اور کہا آپ نے میری توقعات سے بڑھ کر مجھ سے سلوک کیا ہے آپ نے بڑی وسعتِ قلبی کا نمونہ دکھایا۔ بغلگیر ہو گیا اور شکریہ ادا کرتا ہوا رخصت ہو گیا۔

احباب برلین مسلم مشن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ اس مشن کی خدمات کو قبول فرمائے آمین

برلن مسجد کے ملحق امام مسجد کے مکان کا ہیٹر ناکارہ ہو گیا تھا۔ نئے ہیٹر کے لئے ۔/3200 مارک کا تخمینہ تھا اس کے لئے احباب سے اپیل کی گئی جس پر ۔/1810 مارک جمع ہو گئے ہیں مزید رقم جمع ہونے کی امید ہے۔ جن احباب نے ہیٹر کے لئے عطیات دیئے انکے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ جرمن نومسلم مبارکہ .. .. ۲۰۰ مارکس
۲۔ عبد الرزاق طحان اردن - - ۵۰ " "
۳۔ جرمن نومسلمہ اہلیہ رضا خان مرحوم .. ۸۰۰ " "
۴۔ جرمن نومسلم نوید لطف .. - - ۵۰ " "
۵۔ جرمن نومسلم سلیم داٹن اوگ .. ۱۵۰ " "
۶۔ سعیدہ نادرہ تیونس .. .. ۵۰ " "
۷۔ احمد بن حمودہ " .. - ۶۰ " "
۸۔ بشارت احمد بٹ .. .. ۵۰ " "
۹۔ عبد اللہ سویدان فلسطین .. .. ۵۰ " "
۱۰۔ عمر دلال شام .. .. ۵۰ " "
۱۱۔ یحییٰ بٹ ۵۰ " "
۱۲۔ ابراہیم الشیب فلسطین .. ۱۵۰ مارکس۔
۱۳۔ جرمن نومسلمہ خدیجہ شولر ۵۰ مارکس
(۱۴) محمد نعیم اردن .. ۵۰ مارکس۔

میزان ۱۸۱۰ مارکس۔

کیپٹن عبد الواحد صاحب از پشاور

سُود، بیع اور صدقات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۷۲ء)

اسلام جس طرح فرد کی اصلاح اور اس کی اخلاقی ترقی کے لئے تمام اصول بیان کرتا ہے اسی طرح معاشرت اور تمدن میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے اور اسے ترقی دینے کے اصول بھی بیان کرتا ہے۔ خوراک میں رشتہ میں مالی معاملات میں، لڑائیوں میں غرض انسانی زندگی کے ہر پہلو میں حرام حلال کا یہی مقصد ہے۔ کوئی جانور اپنی ہلاکت کی طرف نہیں جاتا۔ چرنے والے جانور فطری طور سے جانتے ہیں کہ کونسا پودا کھانے کے قابل ہے اور کونسا نقصان دہ ہے۔ گوشت خور گھاس نہیں کھاتا کیونکہ وہ اس کے لئے زہر ہے۔ گھاس خور گوشت نہیں کھاتا کیونکہ گوشت اس کے لئے زہر ہے۔ انسان کو جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سنکھیا مہلک زہر ہے وہ اسے نہیں کھاتا اسی طرح انسانی زندگی کے لئے اللہ تعالےٰ نے موافق اور مخالف چیزیں بتا دی ہیں۔ صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صدقات مصلح حیات ہیں اور زناکاری قتل سود خوری وغیرہ مہلک حیات ہیں لیکن افسوس کہ عقل کے اور صحیح راہ کے واضح ہونے کے باوجود انسان ترقی کی گھاٹی چڑھنے کی کوشش نہیں کرتا اللہ تعالےٰ نے بہت ہی خوبصورت نقشہ کھینچ کر بتایا ہے فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة فك رقبة او اطعم فی یوم ذی مسغبة یتیما ذا مقربة او مسکینا ذا متربة ثم کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة اولئك اصحاب المیمنة ترجمہ:- وہ اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اونچی گھاٹی یہ ہے گردن کا آزاد کرنا یا بھوک کے دن میں کھانا کھلانا۔ قریبی یتیم کو یا گرد آلود مسکین کو اور پھر ایمان لانے والوں میں سے ہو جو ایک دوسرے کو صبر اور صلہ رحمی کی تلقین کرتے ہیں یہی خوش نصیب ہیں

سُود کیا ہے

آجکل کا مالی نظام بہت پیچیدہ ہے۔ کچھ افراد بنکوں میں روپیہ حفاظت کی خاطر رکھتے ہیں اس پر سود مترتب ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ضرورتمند ہو کر قرضہ حاصل کرتے ہیں۔ صنعتکار اور تاجر لوگ اپنی صنعت۔ تجارت اور درآمد کو سود پر بنک سے قرضہ لے کر چلاتے ہیں۔ کچھ لوگ کواپریٹو بنک میں حصہ دار بن کر قرضے لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔ اسی طرح بیمہ کمپنیاں ہیں۔ سرکاری تمسکات سود پر حاصل کئے جاتے ہیں اس طرح روپیہ بالکل محفوظ رہتا ہے اور سود بھی ملتا ہے۔ حصص کا پیشگی بیع ہوتا ہے۔ انعامی بانڈ حکومت کی طرف سے جاری ہوتے ہیں غرض بہت پیچیدہ قسم کے لین دین ہیں جو مالی نظام کا حصہ بنے ہوئے ہیں اور اس وقت ملک میں کوئی بھی شخص سود سے یا سود کے اثر یا غبار سے بچا ہوا نہیں ہے۔ مشکوٰۃ میں احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ کی ایک حدیث نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ اگر کوئی شخص ہو گا بھی تو اس کو سُود کا بخار پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔ ملک کے مالی نظام کی بنیاد ہی جب سُود پر ہو تو ملک میں کوئی بھی شخص اگر یہ چاہے کہ وہ سُود سے بچا رہے تو نہیں بچ سکتا جب حالت یہ ہو تو سُود کی ماہیت اور حقیقت سمجھنا ضروری ہے تاکہ متبادل نظام سوچا جا سکے۔

امام راغبؒ نے ربٰو کے معنی راس المال پر زیادتی کئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ شریعت میں اس سے ایک خاص

زیادتی مراد ہے جو ناجائز نفع ہے کہ قرض دے کر اس پر معین سود حاصل کیا جاتا ہے۔ امام فخرالدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں ربوٰ کے متعلق بیان کیا ہے کہ قرض کا سود ایک ایسا امر ہے جو زمانہ جاہلیت میں معروف و مشہور تھا اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر قرض دیتا تھا کہ وہ ہر ایک مہینہ میں ایک معین رقم سود کی دیتا رہے اور اصل رقم بدستور اس کے ذمہ باقی رہے۔ پھر جب میعاد قرض گذر جائے تو قرضخواہ اپنی پوری رقم کا مطالبہ کرتا اور مزید مہلت کے بدلے میں قرضخواہ اصل رقم کو بڑھا دیتا۔ مؤطا امام مالک میں زید بن اسلم تابعی کا اسی قسم کا قول نقل ہے۔ احادیث میں ربوٰ کا ذکر اسی طرح ہوا ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ سُود صرف قرضہ میں ہے (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت اسامہؓ بن زید سے خبر دی ہے کہ نقد لین دین میں سود نہیں ہے۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے رسول کریم صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نہ بیچو سونے کے بدلہ میں سونے کو اور بعض کو بعض پر نہ زیادہ کرو اور چاندی کو چاندی کے۔ اور بعض کو بعض پر نہ زیادہ کرو اور ایک روایت میں ہے کہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض نہ بیچو مگر ہموزن کر کے (بخاری و مسلم)

(۴) حضرت عمر فاروق رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے کہ سونا سونے کے بدلے سود ہے سوائے اس کے کہ دست بدست ہو۔ چاندی چاندی کے بدلے سُود ہے سوائے اس کے کہ دست بدست ہو اور گیہوں گیہوں کے بدلے سُود ہے۔ کھجور کھجور کے بدلے اور جو جو کے بدلے سود ہے سوائے اس کے کہ لین دین دست بدست ہو۔ (بخاری)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ۔ منابذہ۔ محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے (بخاری) ملامسہ کے معنی ہیں کپڑے کو چھو کر یہ کہدینا کہ یہ قیمتاً میرا ہے۔ منابذہ کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک کر بیع شدہ تصوّر کرنا ہے محاقلہ اور منابذہ قریباً ایک ہی ہیں اوّل الذکر میں گیہوں کی کھڑی فصل کے بدلے گیہوں دینا اور لینا اور مزابنہ درخت پر لگی کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا ہے

(۶) سونے کے بدلے چاندی اور چاندی کے بدلے سونے کا لین دین ہو سکتا ہے (بخاری)

(۷) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کا حکم ہے کہ قرضخواہ مقروض سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے (بخاری) ابن ماجہ اور بیہقی نے یہ مستزاد کیا ہے کہ مقروض کی بھیجی ہوئی سواری پر قرضخواہ سواری نہ کرے اور نہ ہی مقروض کا ہدیہ قبول کرے سوائے اسی صورت کے کہ قرضہ سے پیشتر بھی دونوں کے مابین اسی قسم کا معاملہ ہوتا ہو۔

(۸) مقروض اگر تنگدست ہے تو قرضخواہ کو قرضہ معاف کرنے کی تلقین کی ہے۔

(۹) غلہ کو (گراں ہونے پر) بیچنے والے پر لعنت کی ہے (ابن ماجہ) خریدکردہ چیز کو دوبارہ بیچنے سے پہلے قبضہ میں لینا ضروری ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جو بیع حلال ہے وہ کیا ہے اور ممنوع سود کیا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ حاجتمند کی حاجت سے ناجائز فائدہ نہیں اُٹھانا چاہیئے۔ اگر ہو سکے تو اس کی مدد کرنا چاہیئے۔ ان سادہ تعلیمات کو موجودہ پیچیدہ مالی نظام پر کیسے چسپاں کیا جاتا ہے مثلاً ایک ملازم کا روپیہ پراویڈنٹ فنڈ میں کٹتا ہے۔ اس کے ساتھ اسی قدر روپیہ ملازمت دینے والے کی طرف سے جمع ہوتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ دونوں رقموں پر اس کو منافع کی صورت میں اضافہ ملتا ہے۵ کیا یہ سود ہے جبکہ روپیہ جمع کرنے والا قانوناً منافع لینے پر مجبور ہے اور اس نے اس اضافہ کے لئے کوئی درخواست نہیں کی ہے۔ زمانہ حال کے نظام کے بارہ میں علماء وقت کو چاہیئے کہ سر جوڑ کر بیٹھ جاتے اور شریعت کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرتے اور حرام اور حلال کو ظاہر کرتے۔ ایک طویل عرصہ سے موجودہ مالی نظام چل رہا ہے لیکن اس کے متفرق اجزاء کے بارہ میں متفقہ فتاویٰ موجود نہیں ہیں اگر موجود ہوتے تو حکومت کو فوری طور سے ان کی تعمیل کے لئے مجبور کیا جا سکتا تھا۔

زکوٰۃ و صدقات کا نظام

اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ بغیر سود کے موجودہ زمانہ میں مالی نظام نہیں چل سکتا تو یہ صحیح نہیں ہاں اگر سودی معاملات کی تعیین کر کے ان میں سے جو لین دین حرام ہو اس کو بند کر دیا جائے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کا مالی نظام زکوٰۃ۔ صدقات۔ عشر وغیرہ کے مجموعے سے بنا ہوا ہے۔ اگر زکوٰۃ وغیرہ کو اس سے علیحدہ کر دیا جائے تو عمارت قائم نہیں رہ سکتی اور پھر الزام اسلام کی تعلیم کے ناقابلِ عمل ہونے کا قائم ہو جائے گا۔ ویسے تو ایک فرد کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل نہیں کہ حرام کیا ہے اور حلال کیا ہے اور متقی شخص احتیاط برتتا ہے۔ لیکن قومی و ملکی نظام کو اگر پاک کرنا ہے تو حرام کو قانوناً بند کرنا ہوگا اور حلال کی ترویج کرنا ہوگی۔ اس لئے قانونی تشکیل کے لئے یہ ضروری ہے کہ حرام و حلال کو ظاہر کیا جائے۔

عبوری آئین میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے کہ ملک کے اندر کوئی قانون شریعت کے خلاف نافذ نہیں ہوگا۔ یہ نیک خواہش نہ صرف ناکافی ہے بلکہ اس پر ماضی میں کبھی توجہ نہیں دی گئی اس لئے یہ ضروری ہے کہ مستقل آئین میں ایک واضح دفعہ سود کے بند کرنے کے بارہ ہو اور اس کے لئے مُدّت معین ہو جانی چاہیئے اور اس ضمن میں ایک کمیٹی علماء کی ہونی چاہیئے جو اس مسئلہ کے ہر پہلو کا جائزہ لے اور حکومت کو بروقت اپنی سفارشات پیش کرے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے اس قسم کے کمیشن مقرر کرنے یا علماء کی کمیٹی بنانے کا انتظام نہ کرے اور اس مسئلہ پر ریسرچ کر کے اسلامی تعلیم کی رو سے سود کی حقیقت کو ظاہر کرے نیز موجودہ سودی نظام کے متبادل نظام تجویز کرے۔ تاکہ اس نظام کی نشاندہی ہو جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشوونما کے وعدہ کا حامل ہو۔ ہماری جماعت کا مقصد ہی ابلاغ ہے۔

اخبار احمدیہ

چوہدری بشیر احمد صاحب اوکاڑہ کا انتقال پُرملال

—— اوکاڑہ کے محنتی اور با اثر زمیندار، معاملہ فہم، غریب پرور اور عوام میں مقبول چوہدری بشیر احمد صاحب پر ۱۷ جولائی کو اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ انہیں ۱۸ کی صبح کو میو ہسپتال لاہور میں داخل کروایا گیا۔ لیکن ڈاکٹروں کی انتہائی کوشش کے باوجود چوہدری صاحب جانبر نہ ہو سکے اور اسی دن ۵ بجکر ۱۱ منٹ پر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ان کی لاش کو بذریعہ کار اوکاڑہ لے جایا گیا جہاں ۷½ بجے شام چوہدری شبیر احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں ان کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ علاقہ کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور اس ہر دلعزیز شفیق اور مونس و غمخوار کے لئے دعائے مغفرت کی۔ لاہور سے بھی چند دوستوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ چوہدری صاحب مرحوم ہمارے عزیز نوجوان چوہدری ریاض احمد صاحب مالک الصحت کلینک کے خسر صاحب تھے۔ آپ مجلس معتمدین کے ممبر اور جماعت اوکاڑہ کے روح رواں تھے۔ ان کی اچانک موت سے جہاں ان کے گھر کے افراد اور اہل خانہ کو عظیم صدمہ پہنچا ہے وہاں جماعت بھی ایسے اہم رکن کی جدائی سے محزون و مغموم ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ ان کا جنازہ غائبانہ ۲۱ جولائی کو مسجد احمدیہ لاہور میں محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے پڑھایا۔ دیگر جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

محترم محمد قاسم خانصاحب جلبوی کو صدمہ

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم محمد قاسم خانصاحب جابو چیتبہ کی اہلیہ محترمہ ۲۰ جون کو انتقال فرما گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اپنے محترم دوست اور مرحومہ کے دیگر لواحقین اور پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کا جنازہ غائبانہ ۲۱ جولائی کو مسجد احمدیہ لاہور میں مرزا مسعود بیگ صاحب نے پڑھایا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ولادت اور عطیہ

—— برادرم چوہدری نذر رب صاحب ایم اے لائل پور کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرزند عطا فرمایا ہے الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کرے اور عمر دراز فرمائے آمین۔ چوہدری صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ۔ غفور احمد ملتانی

۵ کیا اس کو سود سادہ یا سُود در سود یا سود بیع کہا جائے گا۔ روپیہ جمع کرنے والا حاجتمند نہیں ہے ملازمت کے عوض میں مساوی رقم ملازمت دینے والے کی طرف سے جمع ہوتا ہے۔ اس پر جو منافع کی صورت میں اضافہ ملتا ہے

www.aaiil.org

یادِ رفتگان

چوہدری محمد احسن چیمہ ایم۔اے کی یاد میں

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب مکرم کا خط محررہ ۲۱ جون از راولپنڈی مجھے ۲۲ جون بارہ بجے تقسیم ہوا۔ جس میں میرے محسن و مربی کی وفات کا ذکر تھا، کہ احسن صاحب ۱۴ ماہِ رواں کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔

اس لرزہ خیز و روح فرسا خبر کو پڑھ کر میری آنکھیں پرنم ہو گئیں اور دیر تک روتا رہا۔ چوہدری صاحب مرحوم و مغفور میرے کلاس فیلو تھے۔ جب ہم مشن ہائی سکول گجرات میں پڑھتے تھے۔

آپ ایم۔اے پاس کر کے محکمہ امداد باہمی میں انسپکٹر تعینات ہوئے۔ میں بھی اسی محکمہ میں کلرک تھا۔ میں گاہ گاہ صاحب موصوف کو ملتا رہتا تھا۔

دسمبر ۱۹۲۵ء میں میں نے بیعت کی۔ اشاعت اسلام، اشاعت قرآن کا جذبہ مجھ پر غالب تھا۔ میں قومی اخبار کے خریداروں کی ٹوہ میں رہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اخبار "دی لائٹ" کے ۴۳ خریدار پیدا کئے۔ آپ کا اٹھارواں (۱۸) نمبر تھا۔

آپ کا سلوک میرے ساتھ ہمیشہ پدرانہ و مشفقانہ رہا۔

آپ کی قابلیت کے پیشِ نظر آپ کو ایجوکیشنل انسپکٹر مقرر کیا گیا۔ بعد میں ڈپٹی رجسٹرار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ محکمہ امداد باہمی میں آپ ایک باوقار، بلند کردار حسنِ عمل اور حسنِ اخلاق کے مجسمہ تھے۔ آپ کے ماتحت ہمیشہ آپ سے خوش رہے۔

انجمن نے مجھے مئی ۱۹۶۳ء میں چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ میں ایڈمنسٹریٹر کی اسامی پر تعینات کیا۔ مجھے مقدمات کے سلسلہ میں گاہ گاہ ساہیوال جانا پڑتا اور جب کبھی فرصت ملتی صاحب موصوف کو ملتا اور حالات و واقعات انجمن و مزارعان بتاتا۔

۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو مجھے آپ کی امداد کی ضرورت لاحق ہوئی۔ جب میں نے مزارعان کی چیرہ دستیوں۔ زیادتیوں اور سینہ زوریوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور اپنی بے بسی کا حال سنایا تو فوراً تیار ہوئے۔ کہ پہلے کام پھر طعام۔ مجھے ساتھ لیا اور متعلقہ افسر کو میری موجودگی میں انجمن کی تبلیغی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور یوں مولا کریم نے میری اس مردِ مجاہد کے اشارہ سے مدد فرمائی۔

آسماں سے فرشتے بھی اترتے مدد کے لئے
جب کوئی ہو جائے بندۂ فرماں تیرا

۱۴ جون ۱۹۶۸ء کو جب میں ایک بے دخل مزارعہ کے مربعہ کا دخل لینے گیا۔ تو ان مزارعان نے مجھے شدید ضربات پہنچائیں اور میں ۴۴ دن تک اوکاڑہ ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ آپ نے مجھے ۹ جولائی ۱۹۶۸ء کو خط لکھا۔ جس کی نقل کرتا ہوں:-

"مکرمی چوہدری صاحب۔ السلام علیکم۔ رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جو سخت ناخوشگوار حادثہ آپ کو پچھلے دنوں پیش آیا اس کا ذکر پیغامِ صلح اخبار میں پڑھا۔ بے حد رنج و افسوس ہوا کہ آپ ایک دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے شدید طور پر زخمی کر دیئے گئے۔ دراصل یہ بات قابلِ افسوس نہیں بلکہ قابلِ مبارکباد ہے کیونکہ جو دکھ و مصیبت خدا کی راہ میں انسان کو پیش آئے وہ بھی سعادت و خوش نصیبی کی نشانی ہوتی ہے۔ اس لڑائی کا آپ کی ذات سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ آپ دراصل خدا تعالیٰ کے مال کی حفاظت میں زخمی ہوئے۔

میں عرصہ ۸ ماہ سے بستر علالت پر دراز ہوں۔ مجھے $\frac{12}{67}$-۱ کو دل کا دورہ پڑا تھا جس کے بعد صحت اتنی گر گئی کہ آٹھ ماہ سے بستر پر ہی پڑا ہوا ہوں۔ ورنہ آپ کی عیادت کے لئے ہسپتال اوکاڑہ میں ضرور حاضر ہوتا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ جلد از جلد عطا فرمائے۔ اور دین کی خدمت کی توفیق بیش از بیش دے۔ ایک کارڈ سول ہسپتال اوکاڑہ میں بھی آپ کو لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ ابھی ہسپتال میں ہیں یا چک $\frac{6}{4-L}$ واپس چلے گئے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ یہ کارڈ پہنچنے تک آپ کو کافی افاقہ ہو چکا ہو۔ والسلام۔ احقر محمد احسن چیمہ"

چوہدری صاحب مرحوم و مغفور حیاتِ مستعار گذار کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے لیکن ان کے اعمالِ حسنہ، بلند اخلاق، ایثار، خدمتِ دین اور خدا خوفی سے زندگی کے کارنامے زندہ جاوید ہیں۔

محترم چوہدری محمد حسن چیمہ کو یہ صدمہ معمولی نہیں! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر دے اور استقامت بخشے۔ میں یہ بات تحریر کرتے میں فخر محسوس کرتا ہوں، کہ چیمہ صاحب کا وجود کئی لحاظ سے قابلِ قدر، قابلِ احترام اور قابلِ رشک ہے، قرآن نمبر کے لئے ان کی تحریک ان کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتی ہے، کہ قرآن کریم کے مقاصد اور صداقت لوگوں پر ظاہر کئے جائیں، ہمارے امام علیہ السلام نے تلقین فرمائی ہے:

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

خاکسار۔ فضل داد پلیڈر مکان $\frac{2}{553}$ مسلم آباد گجرات

سیٹھ عبدالمالک صاحب مرحوم کے خصائلِ حسنہ

سیٹھ عبدالمالک صاحب مرحوم جماعت جہلم کے بزرگ ترین ہستیوں میں سے تھے جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والوں میں شمار ہوتے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ جماعت جہلم کے روحِ رواں تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر کرنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ مجھے کافی عرصہ جہلم میں رہنے کا موقعہ ملا ہے، میں نے ان کو مستعد انتہائی مخلص اور فعال بزرگ پایا۔ لوگوں کے کاموں میں بھی بے حد دلچسپی لیتے تھے جس کی وجہ سے ان کا شہر میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ شہر کی معزز ترین شخصیت تھے جس کی وجہ سے جماعت نیک نام تھی مجھے جب بھی ملتے جمعہ میں آنے کی تاکید فرماتے اور کسی نہ کسی کے کام کے متعلق فرماتے کہ غریب آدمی ہے یا کاروبار نہیں ہے اس کا کام کرنا ہے گو مرحوم و مغفور زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر دینی کاموں میں بے حد شغف رکھتے تھے۔ انتہائی خلیق، ملنسار اور کم گو بزرگ تھے۔ مجھے اخبار کے ذریعہ ان کی وفات کا علم ہوا اور سخت صدمہ پہنچا۔ وزیر آباد میں کبھی جلسہ ہوتا اور جماعت جہلم کو بھی مدعو کیا تو جہلم سے وہ ضرور شامل ہوتے۔ لاہور سالانہ جلسہ پر ہمیشہ تشریف لے جاتے۔ آپ کی اولاد بھی خدا کے فضل سے اچھے عہدوں پر ہے اور کاروباری بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمادے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کی نیک خواہشات اور اشاعت اسلام کی لگن کو زندہ رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔

غمزدہ (شیخ) محمد عبداللہ۔ محلہ شیخاں مغربی۔ وزیر آباد

آہ! ——— خالد عتیق

خالد عتیق صاحب مرحوم رحیم یار خاں کے قریب ایک حادثہ کا شکار ہو گئے بڑے پکے احمدی تھے۔ نوجوان۔ خوبصورت۔ دراز قد۔ مضبوط اور بھاری جسم اور اور خلوص و پیار اور محبت سے بھرپور دلکش شخصیت کے حامل تھے وہ آج سے تقریباً تین سال قبل کامرس بنک گوجرانوالہ میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ ان سے ملاقات بھی یہیں ہوئی تھی مجھے بڑے پیار اور خلوص سے ملتے اکثر ہفتہ تو دو تین بار ملاقات ہو جاتی تھی مجھے دیکھتے ہی قلم چھوڑ کر سب سے پہلے چائے یا مشروب پلاتے پھر تمام احمدی بھائیوں کا حال احوال پوچھتے خاص طور پر پوچھتے کہ ڈاکٹر حسن علی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسے ہیں میرے لئے دعائیں کرتے ہیں بہت نفیس اور اعلیٰ کیریکٹر کے مالک ہیں مجھے وہ بہت زیادہ پیارے لگتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے کراچی والے محمد حسن صاحب بھی انتہائی اعلیٰ کیریکٹر کے آدمی ہیں میرے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

اپیل مقامی جماعت لاہور از صد ۲

طبی امداد مستحق طلباء کو تعلیمی وظائف اور قرض حسنہ وغیرہ ۔ سالِ رواں میں اب تک اس پروگرام پر مجموعی طور پر -/628,12 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ ان مدات کے لئے بالترتیب حسب ذیل رقوم بجٹ میں دکھائی گئی ہیں :- شادی فنڈ -/2500، مالی امداد -/1000 مفت طبی امداد -/6000، تعلیمی وظائف -/4000 قرض حسنہ -/2000، روپے ۔

لیکن عطیہ جات کی وصولی ناکافی ہے اور متوقع آمد کے مطابق نہیں ہو رہی، آپ سے استدعا ہے کہ حسب توفیق الٰہی اطلاعات میں عطیہ جات مرحمت فرما کر اپنے ان بھائیوں بہنوں کو ان معاشی الجھنوں سے نجات دلائیں جو معاشرہ میں ایک باعزت زندگی بسر کرنے کی کشمکش میں سرگرداں ہیں ۔ والسلام

خاکسار ۔ ڈاکٹر وحید احمد ۔ صدر

بقیہ اخبار احمدیہ از صد

تعزیتی قرارداد

ا ۔ احباب جماعت ایبٹ آباد، اساتذہ اور طلباء ہیمر سکول جناب چوہدری بشیر احمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں جناب چوہدری صاحب مرحوم کی وفات کو جماعت کے لئے ایک عظیم نقصان قرار دیتے ہیں ۔ ان کے صاحبزادگان اور دیگر لواحقین سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ چوہدری صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ جناب چوہدری صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ بعد از نماز جمعہ پڑھی گئی ۔

۲ ۔ قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی چوہدری نصیر احمد کو اور ایک کاپی اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائے ۔ سعید احمد

صحت یابی اور شکریہ

صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب سیکرٹری جماعت پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۹ مئی کو وہ بعارضہ قلب بیمار ہو کر ہسپتال میں داخل ہوئے تھے اور ۱۴، ۲۱ جون کے پیغام صلح میں دعائے صحت کے لئے درخواست کی گئی تھی، خدا کا شکر ہے کہ احباب کی دعاؤں سے اب صحت یاب ہو کر ۳۰ جون کو ہسپتال سے واپس گھر آ گئے ہیں فالحمد للہ ۔

یادِ رفتگان

(بسلسلہ صفحہ ۸)

بڑے پیارے دوست اور بھائی ہیں بہت نیک انسان ہیں انہیں فرشتہ سمجھتا ہوں میرے وہاں جانے سے کچھ کلرک جو مجھے جانتے تھے آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے ۔ ایک دن ایسا ہوا کہ انہیں تو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی بنک کی ایک پارٹی کو انہوں نے بھیجا کہ خالد صاحب کے عقائد دریافت کئے جاویں آیا وہ احمدی ہیں یا نہیں ۔ وہ آ کر خالد صاحب سے مصروف گفتگو ہو گئے ۔ دونوں مصروف گفتگو تھے قریباً آٹھ دس ملازم ان کے ارد گرد کھڑے تھے اچانک میں بنک چلا گیا شام کا وقت تھا فارغ وقت تھا خالد صاحب حضرت صاحبؑ کے دعوٰی مجددیت پر دلائل دے رہے تھے مخالف نے بھی کافی بحث کی ۔ ایک سوال پر میں نے جواب دیا اور ساتھ ہی ایسا سوال کیا کہ وہ شخص اور اس کے ساتھ والے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور اس سوال کا جواب تو ہمارا کوئی بڑا عالم ہی دے سکتا ہے ۔ پھر میں نے مقام فنافی اللہ اور فنافی الشیخ پر روشنی ڈالی تو تمام بیک زبان بول اُٹھے کہ یہ تو ہمارے بڑے بزرگوں اور ولیوں کی حالتیں آپ نے بیان کی ہیں اور جو باتیں ہم پہلے سنتے چلے آئے ہیں لیکن موجودہ دور میں انکاری ہوتے چلے گئے آپ نے تو ہمارے تمام شکوک رفع کر دیئے ہیں آپ کے ایسے عقائد ہیں جنہیں جتنا عمدہ کہا جائے کم ہے ہمارے عالموں نے مرزا صاحبؑ کو صحیح نہیں سمجھا یہ ان کی غلطی ہے مرزا صاحبؑ نے تو ولیوں اور نبیوں پر سے الزامات کو اُٹھا دیا ہے غرض ان لوگوں نے بہت اچھا تاثر لیا خالد صاحب کہنے لگے "ارے مظہر! تو تو چھوٹا سا بچونگڑا ہے اتنی بڑی بڑی باتیں کر کے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے تم دین کو سمجھتے ہو ۔ اس خوشی میں آج تم جو چاہو منا لو" جس پر میں نے کہا کہ آپ پکے اور صحیح احمدی بن جائیں یہی میری دلی خواہش ہے ۔ انہوں نے جذبات سے بھرپور "ہاں" کر دی ۔

کچھ دنوں کے بعد بنک میں فراڈ ہو گیا ۔ منیجر اور اس کے ہمنواؤں نے خالد صاحب کو کیس میں ملوث کرنے کی کوشش کی لیکن تحقیقات پر منیجر صاحب خود قابو آ گئے خالد صاحب پہلے تو کچھ گھبرائے لیکن خداوند کریم کی عنایت سے ان کا دامن صاف نکلا ۔ ازاں بعد خالد صاحب نے ہیڈ آفس میں ذاتی دشمنی اور لاگت بازی کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا میرے مشورہ پر انہوں نے آسٹریلشیا بنک میں ملازمت اختیار کر لی پہلے لاہور بعد میں کراچی تشریف لے گئے ۔ اس کے بعد دو دفعہ احمدیہ بلڈنگس میں ان سے ملاقات ہوئی ۔ دونوں دفعہ وہ مجھے دُور سے دیکھ کر بھاگے چلے آئے اور بغلگیر ہوئے بہت مخلص اور شریف النفس مسلمان انسان تھے انہیں احمدیت سے بہت لگاؤ تھا ۔ مشہور مصور جالی اور کارٹونسٹ حمید ان کے نسبتی بھائی تھے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین ثم آمین ۔ اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے مرحوم کو والہانہ لگاؤ تھا کبھی کبھی اپنے بچپن کے واقعات سنایا کرتے تھے ۔ جب لاہور جاتے حضرت امیر سے ضرور ملتے تھے اور اپنی روحانی تسکین کیا کرتے تھے ۔

خاکسار ۔ شیخ مظہر مسعود

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ

قرآن شریف کی ضرورت

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح !

السلام علیکم

میری نظر کمزور ہو گئی ہے ۔ میرے پاس کوئی موٹے خط کا کوئی قرآن شریف نہیں ہے، آپ اپنے اخبار میں قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق بہت کچھ لکھتے ہیں ۔ مگر کیا کروں، میرے پاس پیسے نہیں ہیں جن سے میں کوئی موٹے خط کا قرآن شریف قیمتاً حاصل کر سکوں ۔ لہذا آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر کوئی صاحبِ دل میرے لئے کوئی موٹے خط کا قرآن شریف جو کہ مترجم بھی ہو اور خط بھی موٹا ہو ارسال کر دیں تو بڑا ممنون ہوں گا ۔ دُعا گو حاجی محمد اسحاق محمود سٹریٹ ۵ مکان ۲ سکنہ گنج مین بازار ۔ ڈاک خانہ خاص گنج مغلپورہ لاہور ۔

جیسس اِن ہیون آن ارتھ (باتصویر)

پانچواں ایڈیشن

(از)

(الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور)

السید رشید رضا صاحب جو مصر کے مفتی محمد عبدہ کے معتقدین میں سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں، تفسیر قرآن میں رقمطراز ہیں :-

"حضرت عیسیٰؑ ہندوستان کی طرف ہجرت کر گئے اور اس کے شہر سرینگر میں ان کی وفات ہوئی"

حضرت عیسیٰؑ کے معتقدین نے ان کی آخری زندگی پر عجیب عجیب روایات کے ایسے دبیز پردے ڈالے جن سے آپؑ کی مقدس زندگی مسخ ہو کر رہ گئی ۔ جناب الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب نے کئی ایک سال کی محنتِ شاقہ کے بعد مذکورہ بالا کتاب لکھی اور بیشمار کتب کے حوالہ جات و دلائل سے ان مبالغہ آمیز روایات کے پردوں کو چاک کر کے رکھ دیا اور ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب سے اُترنے کے بعد ہندوستان کی طرف ہجرت کر گئے اور اپنی زندگی کے آخری دن سرینگر (کشمیر) میں گزارے ۔ جہاں آج بھی ان کی قبر اس حقیقت کی شاہد ہے ۔

کتاب انگریزی میں ہے جو ۴۳۲ صفحات اور ۶۶ فوٹو پر مشتمل ہے ۔ اس کے پہلے چار ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گئے ۔ اب اس کا پانچواں ایڈیشن چھپا ہے ۔ اُمید ہے آپ بھی اس بے نظیر کتاب کا مطالعہ فرما کر اپنے علم میں بیش قیمت اضافہ فرمائیں گے ۔

مجلد کتاب کی قیمت پندرہ روپیہ (-/15) اور محصول ڈاک دو روپیہ

ملنے کا پتہ : مسلم بک سوسائٹی ۔ عزیز منزل، برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور ۔

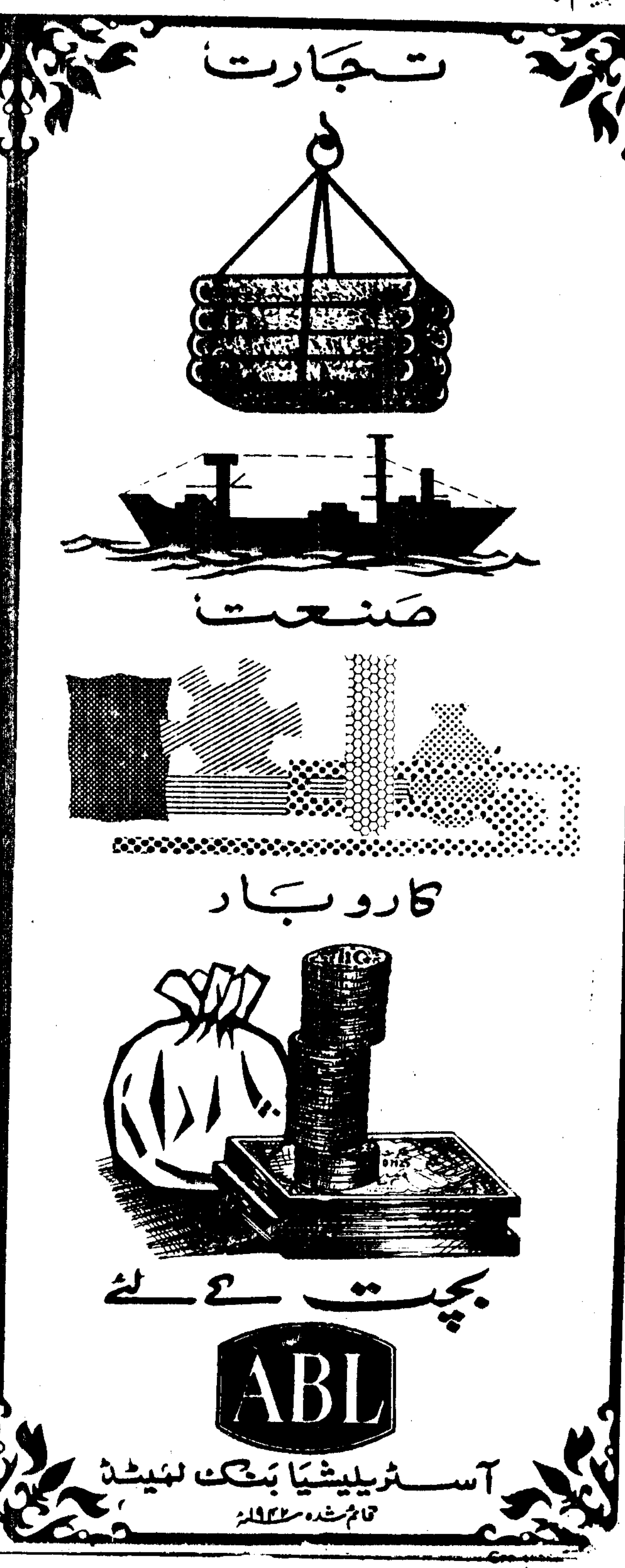

فروگذاشت

پیغام صلح ۱۲ جولائی کے شمارہ میں آخری صفحہ پر "عہدیداران جماعت ایبٹ آباد کا انتخاب" کے عنوان سے جو اعلان ہوا ہے، اس میں سہو کتابت سے ماسٹر محمد اصغر علی پاک میڈیکل سٹور ایبٹ آباد کے نام کے ساتھ ان کا عہدۂ صدارت نہ لکھا گیا، جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے، اور اعلان کیا جاتا ہے کہ ماسٹر صاحب ممدوح جماعت ایبٹ آباد کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)
جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپ کی اعانت کا متمنی ہے
فضل حق ناظم دار السلام (احمدیہ کالونی) لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۶ جولائی ۶۷ء
رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ - شمارہ ۳۰

ایڈ گرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر: ۵۳۲۳۷

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے

صحیح بخاری میں ایک صحابی عتبان بن مالک کے متعلق لکھا ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور میں مسجد میں نہیں آسکتا آپؐ میرے گھر تشریف لے چلیں اور وہاں نماز پڑھائیں تاکہ میں اس کو نماز گاہ بناؤں، رسولِ کریمؐ ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور گھر کے جس حصہ میں انہوں نے کہا حضور صلعم نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپؐ کی خدمت میں حلیم پیش کی گئی۔ اس وقت محلے والوں میں سے بھی چند آدمی وہاں آ گئے، تو ان میں سے بعض نے کہا کہ مالک ابن دخشین منافق ہے، وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت نہیں کرتا، اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا لا تقل ذالک الا تراہ قد قال لا الٰہ الا اللہ یرید بذالک وجہ اللہ۔ ایسا نہ کہو تو نہیں دیکھتا کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اس سے وہ خدا کی رضامندی چاہتا ہے، معترض نے اس پر کہا کہ خدا اور رسولؐ خوب جانتا ہے ہم تو اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف دیکھتے ہیں، تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا فان اللہ عزّ و جلّ قد حرّم علے النّار من قال لا الٰہ الا اللہ یبتغی بذالک وجہ اللہ۔ اللہ عزّ و جلّ اس شخص پر آگ حرام کر دیتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو۔

اس حدیث پر حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے حسبِ ذیل نوٹ لکھا ہے:—

مالک بن دخیشن یا دخشن کے متعلق ابن البر نے لکھا ہے کہ وہ بدری تھا یعنی غزوۂ بدر میں شریک تھا اور ابن اسحاق نے مغازی میں لکھا ہے کہ مسجد ضرار کے جلانے کے واسطے جو دو آدمی نبی کریم صلعم نے بھیجے تھے ان میں ایک مالک بن دخیشن بھی تھا۔ اس مجلس میں کسی شخص نے منافقوں سے کچھ ان کا میل جول دیکھنے کی وجہ سے ان پر بدگمانی کرتے ہوئے انہیں بھی منافق کہہ دیا تو رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کلمہ پڑھتا ہے اس کے حق میں ایسا نہ کہنا چاہیئے۔ تکفیر کے شیدائیوں کے لئے آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد پھر قابلِ غور ہے۔ بے شک اس میں اللہ کی رضا کی شرط ہے لیکن جو شخص بجبر مسلمان نہیں کیا گیا اور اسے کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ کسی کے خوف سے کلمہ پڑھتا ہو۔ وہ رضائے الٰہی کے لئے ہی پڑھتا ہوا مانا جائے گا۔ کوئی عملی کوتاہی یا کسی آیت یا حدیث کے معنے میں تاویل کرنا رضائے الٰہی کے خلاف نہیں۔ (فضل [illegible])

متقی کون ہیں؟ اور متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کس طرح ہوتی ہے۔

ارشادات حضرت امامِ زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اللہ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرّب بارگاہ الٰہی ہیں اور پھر متقی نہیں ہیں۔ بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں۔ جبکہ وہ **ولایت** اور قرب الٰہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔

پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا تو یوں بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیّت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار **تقوٰی** ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور حاجات مختلف رکھتا ہے ان کے حل اور روا ہونے کے لئے تقوٰی ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقوٰی ہی ہے۔ فرمایا من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب متقی کے لئے ہر مشکل سے ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ ہی نہ لگے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کے جلسۂ سالانہ کی مختصر رپورٹ

علماء احمدیہ کی اسلام و سلسلۂ احمدیہ پر بصیرت افروز تقاریر

(بشیر احمد سوز نمائندہ خصوصی) ۱۳-۱۴ر جولائی
[illegible]
پر حالاتِ حاضرہ کے نقطۂ نظر سے فاضلانہ اور بصیرت افروز تقاریر کیں۔

اس جلسہ میں خواتین و احباب سلسلہ غیر از جماعت دوستوں اور معزز مہمانوں نے بھاری کثرت سے شرکت کی شرکاء جلسہ میں ایبٹ آباد، دربند، غازی کوٹ مانسہرہ، دیب گراں، داتہ، کاکول، سر، ناہلی، کچھی، حویلیاں، ادگی، جیلوہ، ڈاڈر، چھتراں، شطر شبستہ، تھاکوٹی احمد خان، پھلڑہ، استھانہ، گندف، کلنجر، ہری پور، فاروقیہ، مری، جھانگلا ہل، واہ کینٹ، پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد، جہلم، سرائے عالمگیر، وزیر آباد، سیال کوٹ، گوجرانوالہ، لاہور، سرگودھا، لائلپور، بدوملہی، ملتان، ڈیرہ غازی خان اور خان پور کے اصحاب شامل تھے۔ مبصرین کے خیال کے مطابق ایبٹ آباد میں یہ پہلا سالانہ جلسہ تھا جس میں اتنی بھاری تعداد میں مختلف جماعتوں کے مدعوئین نے شرکت کی اور جماعتی یک جہتی اور اخوت و محبت کا اظہار کیا۔ ان دنوں احمدیہ سمر سکول بھی جاری تھا، یہ بھی وجۂ رونق ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً

اجلاس اوّل

اس سالانہ تقریب کا پہلا اجلاس ۱۳ر جولائی جمعرات کو ۹½ بجے صبح رئیس مانسہرہ خانبہادر غلام ربانی خان صاحب سابق امام ووکنگ مسلم مشن کی صدارت میں شروع ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم محمد الرحمٰن صاحب نے انجام دیئے۔ مقامی مبلغ محترم قاضی عبدالاحد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترم مرزا سلیم اختر صاحب مبلغ اسلام نے "احمدیہ سمر سکول کے طلباء سے خطاب" کے عنوان سے اپنا تازہ کلام ترنم سے پڑھا۔
[illegible]
جس میں حضرت امام علیہ السلام نے اپنی جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے اسے مواعیظ حسنہ سے نوازا ہے اور جماعتی تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ احباب سلسلہ کو جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے ان کی طرف حضرت اقدسؑ نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔

اس کے بعد محترم مکرم جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جو اسی شمارے میں دوسری جگہ درج ہے۔

قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ کی تقریر

بعد ازاں جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے قرآن کریم کی آیت وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ الخ پڑھ کر اس کا یہ ترجمہ کیا:۔
(اور مومنوں کو ضرور نہیں کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں کیوں نہ ہر ایک گروہ میں سے کچھ لوگ نکل آویں تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹ کر جائیں تو انکو ڈرائیں تاکہ وہ بُرے کاموں سے بچتے رہیں۔ (۹: ۱۲۲)

قاضی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ موجودہ دور میں اُمتِ مسلمہ کی نااتفاقی کے نتائج جو سامنے آرہے ہیں، وہ نہایت دلدوز تکلیف دہ اور افسوسناک ہیں۔ زوال ڈھاکہ کا حالیہ المیہ ہماری ملی بے اتفاقی کا نتیجہ ہے۔ کینیتھ کریگ ایک عیسائی پادری اور مفکر نے "ڈوم اور راک" نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں اس نے پاکستان میں عیسائیت کے مستقبل پر روشنی ڈالتے ہوئے ۱۹۶۵ء سے قبل ایک پیشگوئی کی تھی کہ مشرقی اور مغربی
[illegible]
اس کا تجزیہ نہایت ہی افسوسناک مگر پراز حقیقت ہے ۱۹۷۱ء میں اس کی یہ پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔ مستشرقین اور معاندین اسلام جب کبھی مسلمانوں کے حال وقال کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اس کو مسلمانوں کی حالت نہیں بلکہ اسلام کی حالت بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ مسلمانوں نے اپنی بدعملی اور کج فکری اور بے تدبیری سے اتحاد و اتفاق کی طاقت کھو دی ہے۔ یہ حربہ ان کا اسلام کو بدنام کرنے کا ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے وحدت و اتحادِ ملی کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اس نتیجہ میں جو مصائب اور آلام کے پہاڑ ان پر ٹوٹ رہے ہیں وہ لازمہ ہیں ان کے طرز فکر و عمل کے۔

محترم قاضی صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت جو اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کے حسن و جمال کو ظاہر کرنے کے لئے کھڑی ہے اور جو اسلام کی حقیقتوں کو عیاں اور نمایاں کرنے والی ہے اسے ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کی برکتوں اور نااتفاقی کی بے برکتیوں پر غور و فکر کر کے مسلمانوں کو اس سے باخبر کرنے کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔ آج مسلمان نے تفکر و تدبر کی راہ چھوڑ دی ہے۔ مولوی اور علماء اس سے گریز کرتے ہیں۔ چنانچہ ملائیت اور تدبر و تفکر دو الگ الگ راستے بن چکے ہیں۔ ملاں کو سوچنے کی ضرورت نہیں۔ اس نے تدبر و تفکر کو بے دین اور کافر قوموں کا فرض قرار دے دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ دین اور دنیا میں مسلمانوں کی یک جہتی اور وحدت فکر نظر نہیں آتی۔ چنانچہ وہ مسلمان جو رنگ و نسل، ملک و وطن، قوم و زبان سے بالا ہو کر محض ایمان اور عقیدے کی بناء پر مسلمان تھا اور ملت اسلامیہ کا ایک جزو تھا وہ آج اپنی وحدت کھو چکا ہے اور وہ قوم و ملک اور زبان و نسل کی بے اتفاقیوں میں اُلجھ کر رہ گیا ہے۔ اس وجہ سے اب اس قوم میں "سیمنٹنگ فورس" قائم نہیں رہی۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے عالم انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر لاکھڑا کیا تھا اور عرب غیر عرب اور کالے و گورے کا تصور
[illegible]
ہونا چاہیئے اور اس کے لئے مؤثر ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ جماعت کو من حیث الجماعت تفقہ فی الدین میں گرم جوشی سے لگ جانا چاہیئے اور ملتِ اسلامیہ کو جو مسائل درپیش ہیں ان کے ازالہ و علاج کے لئے ان کی راہنمائی کرنی چاہیئے اور عالم اسلام میں جو سیاسی و اقتصادی اور فکری انتشار پیدا ہو چکا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے ضرورت ہے کہ تفقہ فی الدین کا ایک نیوکلس قائم کیا جائے جہاں سے عالم اسلام اور بنی نوع انسان کے معاملات و مشکلات میں رہنمائی کی جائے۔ اسی طور ہم اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی جدید اور ماڈرن جماعت کہلا سکتے ہیں۔ حضرت امام وقتؑ نے اسی غرض و مقصد کے لئے جماعت قائم کی تھی اور اس غرض و مقصد کو پورا کرنا آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالٰے آپ کو توفیق دے۔ آمین

مولانا عبدالمنان عمر صاحب اور دیگر حضرات کی تقاریر۔

قاضی صاحب کے بعد مکرم مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے "فہم قرآن مجید کے طریق" کے موضوع پر ایک فاضلانہ اور حقیقت افروز تقریر فرمائی جو پیغام صلح کی تازہ اشاعت میں درج ہو گی۔

بعد ازاں محترم پروفیسر خلیل الرحمان صاحب نے "تشکیل کردار میں مذہب کی حقیقت" اور پروفیسر غلام محمد صاحب خادم نے "عظمت قرآن مجید" پر بصیرت افروز تقاریر کیں۔ ان کے مکمل متن حسب گنجائش اخبار ہذا کی مختلف اشاعتوں میں ہدیہ قارئین کرام کئے جائیں گے

اجلاس دوم

دوسرا اجلاس اسی روز سوا چار بجے

(باقی برصکہ)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۷۲ء

اہلحدیث مولوی کا گورکھ دھندا

اس علمی روشنی کے زمانہ میں جبکہ تاریخ کی خفیہ باتیں بھی آشکارا ہو چکی ہیں، بالخصوص حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ صلیب پر مرے نہیں بلکہ زندہ اتار لئے گئے اور خفیہ طور پر چند دن کے علاج معالجہ کے بعد یروشلم سے ہجرت کر کے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی ہدایت کے لئے کشمیر چلے آئے اور وہیں ایک سو بیس سال کی عمر پاکر وفات پاگئے اور سرینگر کے محلہ خانیار میں یوز آسف نبی کے نام سے ان کا مقبرہ آج تک موجود ہے۔ اس تاریخی حقیقت کے خلاف مولوی صاحبان بالخصوص مولانا عبدالرشید خطیب جامع رحمانیہ اہلحدیث سنت نگر لاہور کو اصرار ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے صلیب سے بچانے کے لئے خفیہ طور پر جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیا، اور دو ہزار سال سے انہیں اس غرض سے آسمان پر رکھا ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے۔

اس میں کئی اشکال ہیں، اول وہی تاریخی واقعات جن کا اُوپر ذکر ہوا ہے، دوم رافعك الیّ کے قرآنی الفاظ میں جن سے حضرت عیسٰےؑ کے آسمان پر بٹھائے جانے کا استدلال کیا جاتا ہے، آسمان کا کوئی لفظ نہیں بلکہ اللہ کی طرف ان کے رفع کا ذکر ہے، اور اللہ تعالےٰ آسمان پر بیٹھا ہوا نہیں اسلئے رافعك الیّ میں حضرت عیسٰےؑ کی رفعت رُوحانی کا ذکر ہے نہ کہ رفع جسمانی کا، اللہ تعالےٰ کی طرف رفع ہونا ہمیشہ بلندیٔ مرتبت کے معنوں میں آتا ہے جیسے مسلمان ہر روز پنجوقتہ نمازوں میں بین السجدتین وارفعنی کی دعا کرتے ہیں، اور کسی کو آج تک یہ وہم بھی نہیں گذرا کہ اس میں جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے جانے کی دعا ہے بلکہ اسے بلندی مراتب کی دُعا ہی سمجھا جاتا ہے اور تفسیر کبیر میں بھی اس کے یہی معنی کئے گئے ہیں رفعه فی قوله ورافعك الیّ هو الرفعة بالدرجة والمنقبة لا بالمكان والجهة یعنی رافعك الیّ میں رفع سے مراد درجہ اور مرتبہ میں بلندی ہے نہ مکان اور جہت کی بلندی۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسٰے کا دوبارہ آنا نہ صرف ختم نبوّت کے منافی ہے بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین ہے، جنہیں وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً کے الفاظ میں تمام جہانوں اور ساری انسانیت کی طرف قیامت تک کے لئے بشیر اور نذیر قرار دیا گیا ہے، اس آیت کریمہ کی روشنی میں آنحضرتؐ کے زمانہ رسالت کے دوران آپؐ کی اُمت کی اصلاح کے لئے ایک بنی اسرائیلی نبی کا آنا جسے قرآن کریم نے ورسولاً الی بنی اسرائیل کہکر صرف ایک قوم کے لئے مختص کر دیا ہے قطعاً صحیح نہیں اور خدا تعالےٰ کی سنت کے بھی خلاف ہے کہ کسی نبی کو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر لے جاکر دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے۔

ان تمام اشکال کے ہوتے ہوئے اہلحدیث عُلماء کا اس بات پر اصرار کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اب تک جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے، علم وعقل اور ختم نبوّت کے صریح خلاف ہے، لیکن اہلحدیث مولوی صاحب مصر ہیں کہ حیاتِ مسیح پر تمام اُمت کا اجماع ہے ہم نے اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کا حوالہ دیا تھا جس میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقعہ پر بعض لوگوں کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہ آپؐ مر نہیں سکتے اور پھر زندہ ہونگے، ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی آیت پڑھ کر بتایا کہ جس طرح حضرت رسول کریم صلعم سے پہلے رسول اپنی زندگی کے دن پورے کر کے گذر گئے آپ صلعم بھی گذر گئے، لیکن اہلحدیث مولوی صاحب کی نحویانہ منطق یہ بتاتی ہے کہ:—

"اگر لاہوری مدیر کے معنے تسلیم کئے جائیں تو یہ معنے ہوں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول کے تمام افراد فوت ہو چکے تھے، تو اس معنے سے پہلے جملہ ما محمد رسول الا رسول کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت المرسلین سے خارج ہونگے پس معاذاللہ آپ کی رسالت ہی ثابت نہ ہوگی .... نیز یہی الفاظ قد خلت من قبله الرسل سورۃ مائدہ میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے حق میں دربارہ نفی الوہیت وارد ہوئے ہیں اگر جہالت سے وہاں بھی الف لام استغراق مانا جائے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت فوت شدہ تھے اور یہ بالبداہت غلط ہے یا انکار نبوّتِ محمدی اور عیسوی لازم آئے گا کیونکہ اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ سب رسول حضرت عیسٰےؑ سے پیشتر فوت ہو گئے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الی السماء کے کئی زمانے بعد پیدا ہوئے اور شرفِ نبوّت سے مشرف ہوئے اور نزولِ آیت کے وقت زندہ تھے، پس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس سے پیشتر کئی رسول گذر چکے ہیں۔"

اہلحدیث مولوی صاحب کی اس نحویانہ منطق پر علم وعقل جس قدر ماتم کریں بجا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح آپؐ سے پہلے رسول فوت ہو چکے ہیں آپؐ بھی فوت ہو گئے، چنانچہ اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ ہیں، افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں یا قتل ہوں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے یعنے اسلام سے رُوگردانی اختیار کر لو گے؟ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کے معنے سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ پہلے رسول بھی فوت ہو گئے اور حضور نبی کریم صلعم کا فوت ہونا بھی یقینی ہے۔ ان صاف اور سیدھے معنوں کو چھوڑ کر یہ کہنا کہ "اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس سے پیشتر کئی رسول گذر چکے ہیں" کیا معنی رکھتا ہے؟ "کئی" کا لفظ آیت میں کہاں ہے اور گذر چکنے کے معنے کیا ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ تو اس آیت کو رسول اللہ صلعم کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پہلے تمام رسولوں کا وفات یافتہ ہونا اسی آیت سے ثابت کرتے تھے لیکن اہلحدیث مولوی فرماتے ہیں کہ:—

"اگر یہ معنے تسلیم کئے جائیں تو معنی یہ ہوں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول کے تمام افراد فوت ہو چکے تھے تو اس معنے سے پہلے جملہ ما محمد الا رسول کے خلاف آنحضرت صلعم جماعت المرسلین سے خارج ہوں گے"۔

ہے کوئی عقل وفہم رکھنے والا جو اس مولویانہ گورکھ دھندا کو سمجھ سکے؟ سمجھ نہیں آتا کہ اس بات کے کہنے سے کہ محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں، آپؐ رسالت سے خارج کیسے ہو گئے، اہلحدیث مولوی کی عقل ہی اس کو سمجھ سکتی ہے کوئی دانا انسان اس قسم کی منطق کا قائل نہیں ہو سکتا، اور اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی آیہ کریمہ کے اگر یہ معنے کئے جائیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام سے پہلے تمام رسول وفات پا گئے تو اہلحدیث مولوی کے نزدیک "لازماً ماننا پڑے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت فوت شدہ تھے، کیونکہ حضرت عیسٰے نزولِ آیت کے وقت زندہ تھے اور اب تک زندہ ہیں، اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات سے پہلے کے رسول ہیں اس لئے قد خلت من قبله الرسل کے نزول کے وقت آپؐ کو فوت شدہ ماننا پڑے گا۔

اس کو کہتے ہیں علمی مغالطہ اندازی، حضرت عیسٰے علیہ السلام کا زندہ ہونا ہی تو معرضِ بحث ہے، اسی کو بطور دلیل پیش کرنا مغالطہ اندازی نہیں تو اور کیا ہے افسوس ہے کہ ایک صاف اور کھلی حقیقت کو جھٹلانے کے لئے کس قدر اُلجھنیں ڈالی گئی ہیں اور ایک غلط عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے صاف اور سیدھے معنوں کو نحویانہ منطق میں اُلجھا کر کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے خدا ان مولویوں کی عقل وفہم کو دُرست کرے اور انہیں راہِ ہدایت دکھائے۔

اسی سلسلہ میں کچھ تفسیروں کے حوالے بھی ہیں مثلاً مفتی محمد عبدہ، علامہ رشید رضا اور تفسیر المراغی کے بیانات جن میں ما محمد الا رسول الخ کی آیہ کریمہ سے تمام نبیوں موسٰے و عیسٰے علیہما السلام کی وفات پر استدلال کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام اسی دنیا میں طبعی عمر پاکر فوت ہو چکے ہیں آسمان پر نہیں گئے، یہ حوالے آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

جلسۂ سالانہ ایبٹ آباد کی مختصر رپورٹ - بقیہ صفحہ ۲

بعد از دوپہر مکرم شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹی کرم سے پڑھا۔ محترم مرزا عظیم اختر صاحب نے اُخلاق عالیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بصیرت افروز تقریر کی۔ محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے "براہین احمدیہ" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تالیف لطیف۔ براہین احمدیہ پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہوئے اس کی ضرورت و اہمیت اور عظمت و افادیت کے پیش نظر وابستگانِ سلسلہ کو اس کے بار بار مطالعہ کی تلقین فرمائی۔ آپ کی تقریر ریکارڈ کی گئی ہے، قریبی اشاعت میں قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کی جائیگی۔

حضرت مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام فاضل سنسکرت و عبرانی نے اپنی محققانہ و فاضلانہ تقریر میں مذاہب عالم کی الہامی کتُب کی پیشگوئیوں کی روشنی میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت پر مدلل بحث فرمائی اور آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیشگوئیوں کا مصداق ثابت کیا۔ آخر میں حاضرین کو بتلایا گیا کہ حضرت مولینا نے اپنی عمر بھر کی تحقیق و مطالعہ پر تالیف کردہ کتب غیر مشروط طور پر انجمن کے حوالہ کر دی ہیں۔ آپ کی تقریر کا مکمل متن کسی قریبی اشاعت میں درج کیا جائیگا انشاء اللہ۔

—— بعد ازاں مکرم حافظ مولنا شیر محمد صاحب خوشابی نے "مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ" کے موضوع پر تقریر کی جس میں اسلامی تاریخ کے شواہد سے آپ نے ثابت فرمایا کہ امتِ مسلمہ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے جس کی وجہ سے شجرِ اسلام کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔ اور قیامت تک دین اسلام اس کی برکت سے تر و تازہ رہے گا یہ ایمان افروز تقریر کسی قریبی اشاعت میں شائع کی جائے گی۔

اجلاسِ سوم

تیسرا اجلاس بعد از نماز عشاء جناب پروفیسر سعد اختر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری مسٹر ناصر احمد تھے۔ بی ایڈ اسٹوڈنٹ زمان نے قرآن کریم کی رکوع سے پڑھی۔

—— محترم عبدالقیوم صاحب لائل پور نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ جن میں دعوٰے مجددیت کا ذکر تھا۔ محترم مرزا رشید احمد صاحب لاہور نے اسلامی نظریۂ حیات پر روشنی ڈالی۔ محترم مجاہد احمد صاحب سرگودھا نے "ہمارے فرائض" کی طرف توجہ دلائی۔ چوہدری ممتاز احمد صاحب بدوملہی نے "نوجوانوں کے نام" کے عنوان سے تقریر کی۔ مسٹر انوار احمد فرزند محترم ماسٹر اصغر علی صاحب نے مقامِ مسیح موعودؑ پر مقالہ پڑھا اور راقم بشیر احمد سوز نے "کچھ کہنے کی باتیں" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ محترم محمد شریف صاحب لائل پور نے "تحریک احمدیہ" اور شیخ مظہر مسعود صاحب گوجرانوالہ نے پیشگوئی مصلح موعود پر ۰۰۰۰۰ اور آخر میں محترم محمد ارجمند صادق اور عبدالرحیم صاحب جانڈیہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا لیکن تنگیٔ وقت کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا۔

دوسرا دِن

—— مورخہ ۱۴ جولائی بروز جمعۃ المبارک بوقت آٹھ بجے صبح چوتھا اجلاس محترم نصیر احمد صاحب فاروقی م نے ایک قصیدہ در مدح رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ترنم سے پڑھا جناب شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹی نے بعثت حضرت مسیح موعودؑ پر تقریر فرمائی جو کسی قریبی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کی جائے گی۔

—— محترم کرنل سعید احمد صاحب نے "حالات حاضرہ اور ہماری جماعت کا فرض" پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ قبل ازیں آپ نے اپنے چند اشعار میں حضرت مسیح موعودؑ سے عشق کا اظہار کیا جو درج ذیل ہیں۔

کلامِ خدا قلب پر پانے والے
ثریا سے ایماں کو لوٹانے والے
. . . .
مسیحا و مہدی مجدد محدث
امامٌ من اللہ نگہبانِ ملت
سبق ہم کو توحید کا پھر پڑھایا

محترم کرنل صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قرآن کریم کا مقصد انسان کو انسانِ کامل بنانا ہے۔ اور تخلیقِ انسانی کا مقصد اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے، اس دَور کی سائنس اور اس کی تہذیب انسان کو مقام ارفع عطا نہیں کر سکتی۔ محترم کرنل صاحب نے فرمایا کہ اس دَور کی تہذیب یعنے مادہ پرستی نے کئی قسم کے اِزم پیدا کئے ہیں اور مذاہب نے اپنی قدریں کھو دی ہیں۔ ان مذاہب نے خدا کے متعلق دیگر قسم کے کئی غیر حقیقی تصورات اور معتقدات پیش کئے ہیں۔ آریوں نے رُوح اور مادہ کو خدا بنا لیا ہے عیسائیوں نے تین خدا بنا رکھے ہیں۔ ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خُدا مان رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس دَور میں حضرت امامِ زمانؑ نے اسلام کی حقیقی تعلیمات سے اُمتِ مسلمہ کو بالخصوص اور مذاہب عالم کو بالعموم واقف کرا دیا اور زندہ دینِ اسلام کے زندہ خدا کی چہرہ نمائی کی۔ حضرت امام زمان علیہ السلام کے وقت مذہبی قدریں کم ہو گئی تھیں۔ مذہبی دنیا میں جو ظھر الفساد فی البر والبحر کا عالم طاری تھا اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے محترم کرنل صاحب نے حضرت امامِ زمانؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے اور یہ قرارداد پیش کی کہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ خصوصیت سے کیا جائے اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف — اسلامی اُصول کی فلاسفی — ۱۲ ہزار کی تعداد میں نوجوانوں میں مفت تقسیم کی جائے۔ یہ قرارداد جلسہ میں بالاتفاق منظور کی گئی۔ آپ نے کہا کہ جماعت کو موجودہ حالات کی روشنی میں جدید ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنے قیام کے اغراض و مقاصد کو جوش و جذبہ کے ساتھ پُورا کرنے کے لئے کمربستہ ہونا ضروری ہے۔ ہمیں کتب سلسلہ کی نشر و اشاعت میں پہلے سے کہیں زیادہ سرگرم عمل ہونے کی ضرورت ہے۔

—— محترم نصیر احمد صاحب فاروقی نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور بعد ازاں محترم قرآن کریم کے مختلف مقامات کی روشنی میں "مسئلہ تقدیر" پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اس پر سیر حاصل مقالہ لکھ کر بغرض اشاعت بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے مسودہ ملنے پر ماہنامہ رُوحِ اسلام میں شائع کیا جائے گا۔ آخر میں مکرم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے اختتامی تقریر کی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حلم، برداشت اور بردباری کی تعلیم دی ہے اور اپنی جماعت کو ان صفاتِ اخلاق سے متصف ہونے کی بار بار تلقین فرمائی ہے۔ حضرت امام زمان علیہ السلام کو کئی ایک واقعات ایسے پیش آئے کہ لوگوں نے آپ کے ساتھ سختیاں کیں، سخت کلامی کی، زبان درازی کی، لیکن آپ نے ہمیشہ برداشت ضبط اور حلم و بُردباری سے کام لیا۔

جناب خان بہادر صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ حضرت امام زمانؑ نے بڑا زور دیا ہے کہ بددُعا نہ کرو۔ سختی نہ کرو، اپنے بھائیوں سے درگذر اور عفو سے پیش آؤ لیکن ہم اس زرّین تعلیم و تلقین کو بھُول گئے اور غیروں کے ساتھ تو کیا اپنوں کے ساتھ سختی کر جاتے ہیں صاحب موصوف نے احباب کو حضرت مسیح موعود کی کتُب کے مطالعہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ جماعت ایبٹ آباد اس پہلو پر خصوصی توجہ دیئے ہوئے ہے۔ مجھے خود ان کتب کے مطالعہ میں بڑی لذت آتی ہے اور میرا یہ معمول ہے کہ رات کو سونے سے پہلے مَیں ان کتُب میں سے تین چار صفحات ضرور پڑھ لیتا ہوں یہ سلیپنگ پلز کا کام دیتی ہیں ... . جن سے خوشگوار نیند آتی اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اس طریق سے کافی مطالعہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے سچے پیرو اسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم ان کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔ اگر ہم میں سے کسی کی اصلاح نہ ہوئی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۱)

www.aaiil.org

ہمارے جلسوں کی غرض اس نور کو حاصل کرنا ہے جو مومن کو اس دنیا اور آخرت میں ملتا ہے

افتتاحی تقریر خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ ایبٹ آباد

اللہ نور السمٰوٰت والارض - مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دریٌ یوقد من شجرۃٍ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتھا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار نورٌ علی نورٍ یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم - فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہٗ یسبح لہ فیھا بالغدو والاٰصال - رجالٌ لاتلھیھم تجارۃٌ ولابیعٌ عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوماً تتقلب فیہ القلوب والابصار - لیجزیھم اللہ احسن ماعملوا ویزیدھم من فضلہٖ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ——— (النور ۲۴ : ۳۵ تا ۳۸) ———

سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ چھٹی دفعہ ہم سالانہ جلسہ منعقد کر سکے۔ جس وقت جلسوں کا یہ سلسلہ شروع ہوا تھا اس وقت یہ مسجد نہ تھی ہم اپنے گھر کے صحن میں دو سال جلسوں کا پروگرام منعقد کراتے رہے - اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ہماری ابتدائی حالت پر رحم فرمایا اور ہمیں یہ مسجد عطا کی - یہ اس مسجد میں چوتھا سالانہ جلسہ ہے - الحمد للہ

مسجد ایبٹ آباد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی

مسجد کا اور پھر اس مسجد کا لفظ جب میری زبان پر آتا ہے۔ تو میرا دل خاص قسم کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے جس کا اظہار مشکل ہے - میں نے اس سے پہلے کئی موقعوں پر اس کا اظہار کیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مشکلات کے اندر اپنی قدرت نمائی کر کے ایک معجزانہ رنگ میں ہم کو یہ مسجد عطا فرمائی ہے - یہ اس کا گفٹ اور عطیہ ہے - اس میں ہماری کوشش کا بہت قلیل دخل ہے -

مسجد کی برکات، تربیتی کورس کا انعقاد۔

مسجد اللہ تعالےٰ کا گھر ہوتا ہے - اس کی برکات اندازے سے باہر ہیں - ان برکات کو میں شمار نہیں کر سکتا - نہ شمار کرنا ضروری ہے لیکن ہماری مسجد کی ظاہری برکات میں سے یہ پندرہ روزہ تربیتی کورس ہے جو یہاں منعقد ہو رہا ہے - اگر یہ مسجد نہ ہوتی تو یہ نہ ہو سکتا -

مسیح موعودؑ کے بنا کردہ جلسہ سالانہ کا انعقاد

پھر اس برکت کا زندہ گواہ یہ سالانہ جلسہ ہے ان جلسوں کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی تربیت ان کی اصلاح ان کی آئندہ ترقی اور خدا کی خوشنودی کے لئے ڈالی - اور حضورؑ نے جلسہ کی اغراض کو جس پیرائے میں بیان کیا ہے وہ آپ کے نوٹس میں بارہا آچکا ہے۔ میں ان الفاظ کا اعادہ نہیں کرتا۔

لاہور کا جلسہ سالانہ

آپؑ کی ڈالی ہوئی بنیاد — جلسہ — کا سلسلہ آپؑ کے زمانہ سے لے کر اس زمانہ تک قائم رہا اور ہمارا قومی اجتماع لاہور میں قریباً نصف صدی سے ہوتا چلا آرہا ہے - سال گذشتہ دسمبر میں ناموافق حالات کی وجہ سے وہ جلسہ منعقد نہ ہو سکا اور ہم اس کی برکات سے پہلی بار محروم ہو گئے۔

جلسہ کی برکات

جلسہ کی برکات سے آپ سب لوگ واقف ہیں - اس سے ایک نئی زندگی اور ایک نئی روح ملتی ہے اور اچھی باتیں سن کر اور دوست ایک دوسرے سے مل کر خاص قسم کے اثرات لے کر ان جلسوں سے واپس جاتے ہیں - تو ان روحانی اور پاکیزہ اثرات و فوائد سے ہم اپنی بدقسمتی سے اس سال محروم ہو گئے تھے - اب ہم نے یہاں جو چھوٹے پیمانے پر جلسہ کیا ہے تو شائد اس سے ان لوگوں کے حق میں جو اس میں شامل ہو سکے ہیں کسی قدر تلافی کی صورت ہو جائے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا خطبہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کا نور

میں مسجد کی برکات کے متعلق کچھ کہہ رہا تھا - پچھلے جمعہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں تلاوت کرتے ہوئے ایک بڑا لطیف اور عمدہ خطبہ دیا تھا - اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کے نور کا ذکر کیا تھا کہ اس کائنات میں سب کا سب اللہ تعالیٰ کا ہی نور ہے اور انہوں نے سائنس کی تحقیقات کی روشنی میں ہمارے ذہن نشین کیا تھا کہ خاکی ذرّے میں بھی اللہ تعالےٰ کا نور موجود ہے اور اس کی قوتوں اور اس کی غیر معمولی محیر العقول طاقتوں کا ذکر کیا تھا۔

وہ گھر جہاں اللہ تعالیٰ کا نور ملتا ہے

یہ آیات جو اس وقت میں نے پڑھی ہیں ان میں اسی نور کا ذکر ہے - اس کے ایک دوسرے پہلو پر میں ان آیات کے مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہوں - ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتانے کے بعد ایک مثال کے ذریعہ اس نور کی کیفیت ہمیں سمجھائی ہے اور اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ وہ نور کہاں پر ہوتا ہے اور وہ نور تمہیں کہاں ملے گا - ارشادِ الٰہی ہے فی بیوتٍ اذن اللہ ان ترفع وہ نور تمہیں ایسے گھروں میں ملے گا جن کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے گا - وہ گھر سب سے پہلے تو اللہ تعالےٰ کے اپنے گھر ہیں یعنے اس کے نام پر جو گھر بنتے ہیں - ہر مسجد خانۂ خدا اور اللہ تعالیٰ کا گھر ہے - پھر بیوت کا لفظ بھی عام ہے اس میں وہ گھر بھی ہیں جن میں وہ اعمال وہ افعال اور وہ باتیں بجا لائی جاتی ہیں جن کا یہاں ان آیات میں ذکر ہے یذکر فیھا اسمہ - ان میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا جاتا ہے - اور مساجد کے متعلق تو قرآن کریم نے بتایا ہے و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً - مساجد وہ مقام ہیں جہاں اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے فرمایا یسبح لہ فیھا بالغدو والاٰصال - دن رات اللہ تعالےٰ کی تسبیح ان گھروں میں کی جاتی ہے - اس لئے وہ گھر بھی جن میں شب و روز اللہ تعالےٰ کی تسبیح کی جاتی ہے اور جن گھروں میں کثرت سے ذکر الٰہی کیا جاتا ہے وہ گھر بھی ان گھروں کی ذیل میں ہیں۔

ذکر الٰہی والے گھروں کو اونچا کیا جائے گا۔

فی بیوتٍ اذن اللہ ان ترفع - جن کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ انہیں اونچا کیا جائے گا۔ اونچا سے مراد روحانی رفعت ہے یہ اللہ تعالےٰ کے قرب کی رفعت ہے۔ یہ مکان بلندی میں آسمانوں تک پہنچنے والے ہیں - خواہ وہ مٹی کے چھوٹے چھوٹے گھروندے ہی کیوں نہ ہوں — مکانوں اور گھروں کو رفعت بخشنے والی چیز ذکر الٰہی اور ان میں دن رات اللہ کی تسبیح کرنا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا نور کن گھروں اور کن لوگوں میں ملتا ہے

پھر فرمایا کہ ان گھروں میں وہ نور ہوتا ہے جس نور کی عظیم الشان مثال اللہ تعالےٰ نے پہلی آیت میں بیان کی ہے۔ وہ بجائے خود ایک بہت بڑا مضمون ہے میں اس میں چلا جاؤں تو میری تقریر ختم نہیں ہو سکتی - فرمایا کہ یہ نور ان مقامات میں ملتا ہے اور ان لوگوں میں وہ نور ملتا ہے جن کی یہ صفت ہے رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ - یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار یہ نور ایسے انسانوں میں ملتا ہے جو ان پاک گھروں کو آباد کرتے ہیں وہ لوگ اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں جنہیں دنیا

کے ، وہ یہ وہی بات کا شبلی بیعت کا ہم لے کر عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ ایک طرف میرے دُنیا کے فوائد اور منافع ہیں، دنیا کا سُود و زیان ہے اور دنیا کے دھندے ہیں ان کو میں پیچھے کر دوں گا اور دین کو آگے کروں گا۔ وہ یہی ہے رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔ ہمارے امامؑ نے ایسی جماعت پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ایسے لوگوں کی جماعت ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ دنیا کے دھندے اور کاروبار انہیں اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہ کریں۔

زندہ اور مُردہ لوگ

یہ نور کیا ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟! قرآن کریم نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یہ نور یہاں بھی کام آتا ہے اور مرنے کے بعد بھی کام آئے گا فرمایا۔ اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہٖ فی الناس کہ اس آدمی کے حال پر غور کرو وہ مردہ تھا ہم نے اسے زندگی بخشی۔ وہ نور دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ انہی بازاروں، انہی دنیا اور انہی لوگوں میں کچھ چلتے پھرتے انسان ہوتے ہیں لیکن دنیا اموات ہوتی ہے۔ ان کی حیثیت مردوں کی ہوتی ہے۔ ان میں کچھ زندہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا نور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص کی قسمت پر غور کرو، کہ موت کی حالت سے اسے ... زندہ کیا گیا کفر کو موت کہا ہے کفار کے گھروں کو قبور کہا گیا ہے جس گھر میں اللہ نہیں ہے جس گھر میں اللہ کا نور نہیں ہے وہ قبریں ہیں اور وہ لوگ جو ان گھروں میں رہتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں اموات ہیں۔ اس شخص کی کیا قسمت ہے کہ اللہ تعالےٰ جس کو اس تاریکی سے نکالے اور اسے نور دیدے وہ لوگوں میں چلے پھرے اور انکا وجہ سے

نُورِ الٰہی کیساتھ چلنے پھرنیوالے لوگ

ایک دوسرے مقام پر فرمایا

رحیم۔ یعنی اے مسلمانو تم اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ کرو۔ اس رسولؐ کے فرمودات پر توجہ کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا اور تمہیں ایک نُور عطا کرے گا جسے لے کر تم چلو پھرو گے۔ وہ نور تمہارے ساتھ رہے گا اور اللہ تعالےٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالےٰ نے اس نور کا فائدہ بتلایا ہے کہ دوہرے دوہرے فائدے پہنچیں گے۔ دنیا بھی تمہاری اچھی ہوگی اور آخرت بھی تمہاری اچھی ہوگی اور تمہیں وہ نُور ملے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے۔ اور وہ نور بڑے کام کی چیز ہے۔

مُومن کی فراست میں اللہ تعالےٰ کا نُور

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ اس نور سے جو اللہ تعالےٰ دیتا ہے اس سے انسان کی عقل کو ایک روشنی مل جاتی ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ تم مؤمن کی فراست سے بچو۔ فراست کہتے ہیں کسی بات کا سمجھنا۔ باریک سمجھ کسی بات کو دیکھ کر اس کے صحیح نتیجہ پر پہنچ جانا اس کا نام فراست ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم مؤمن کی فراست کا خیال رکھو۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے بولتا ہے تو اللہ تعالےٰ کا نُور جسے حاصل ہو جاتا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ تم اس کے بارے محتاط رہو کیونکہ وہ جو کچھ کہتا اور سمجھتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا نور ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نُور سے انسان کو ایک فراست نصیب ہوتی ہے۔

وہ نُور جو مرنے کے بعد انسان کے ساتھ جاتا ہے۔

یہ نور پھر انسان کے ساتھ ہی جاتا ہے اور وہاں جا کر اس کو ترقی بھی ملتی رہتی ہے وہ وہاں ظاہرا فوائد نور کے اپنے ساتھ دیکھیں گے تو دعائیں کریں گے ربنا اتمم لنا نورنا اے اللہ ہمارے نور کو تمام کر یہ ایک ایسی مبارک چیز ہے کہ

اے اللہ ہمارے نور کو اور بھی کامل کر۔ اور ان کے متعلق فرمایا ہے یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم ان کا نور ان کے ساتھ ہوگا۔ ان کے دائیں بھی نور ہوگا۔ اور ان کے آگے بھی نور ہوگا۔ گویا جنت میں چاروں طرف ان کے نور ہی نور ہوگا۔

منافقین کی نُور سے محرومی

پھر ذکر ہے یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم۔ اللہ تعالیٰ ان منافقین کے متعلق ...... جو اسلام میں آئے لیکن اس کی روح سے خالی رہے اور اس کے انوار سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا یہ فرماتا ہے کہ جب وہ وہاں اپنے ساتھیوں کو دیکھیں گے کہ ان کے ساتھ نور ہی نور ہے تو وہ اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ ٹھہرو ٹھہرو ہمیں بھی اس نور سے کچھ لے لینے دو۔ کچھ تھوڑا سا ہم بھی اقتباس نور کر لیں۔ تمہارے نور سے ہمیں بھی کچھ حصہ مل جائے۔ قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً۔ انہیں کہا جائے گا یہاں سے بھاگ جاؤ۔ یہ نور تو وہاں سے آتا ہے جہاں سے تم آئے ہو وہ نور دنیا سے لوگ لے کر چلتے ہیں۔ تو اس نور کے متعلق تو بڑا ہی ذکر ہے۔

نُور کا وہ مخزن جو حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا

اس زمانہ میں ہمارے حضرت صاحبؑ جنہیں اللہ تعالےٰ نے کامل معرفت دے کر دنیا کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بھیجا ان کے اقوال اور اشعار میں آپ نے پڑھا ہوگا اس نور کے متعلق وہ بھی بڑا ہی ذکر کرتے ہیں انہیں نور کے اس خزانہ و مخزن کا بھی پتہ ہے کہ کہاں ہے۔ آپ اکثر سنتے رہتے ہیں۔

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یہ نور تمہیں اللہ تعالےٰ کی پاک کتاب فرقان کے اندر ملے گا۔ پھر حضرت امام زمانؑ نے دوسرے مخزن و منبع کی رہنمائی فرمائی ہے

یہ انوار کا دریا بہایا ہے اس دوسرے نور کے ماخذ کے متعلق حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے اندر عجیب نور ہے تو حضرت صاحبؑ نے اس نور کو اللہ تعالےٰ کی کتاب فرقان سے اور محمد رسول اللہ صلعم کی جان سے پہچانا، حاصل کیا اور اس کو پھر دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔

ہماری مجالس کی غرض اسی نور کو حاصل کرنا ہے۔

یہ تو میں نے انوار کے متعلق بیان کیا ہے۔ دراصل ہماری مجالس اور اجلاس کی بھی یہی غرض ہے کہ قرآن کریم سے اور حضور صلعم کے فرمودات و سنت سے علم کی باتیں ہم سنیں۔ اور وہ نور جو ان میں ہے اس سے ہم بھی اپنی جانوں کو منور کریں۔ اگر یہ غرض حاصل ہوگئی تو پھر ہمارے جلسے کی غرض اور کوشش بامقصد ثابت ہوئی۔ اور پھر اگر سب آدمی جو زیادہ نہیں ہیں، ان انوار سے اللہ تعالےٰ کے کلام سے اور اس معرفت سے جو اللہ تعالےٰ نے خصوصیت سے اس جماعت کے علماء کو اور اس جماعت کے باعمل لوگوں کو عطا فرمائی ہے، فائدہ اُٹھائیں گے تو اس سے ہماری یہ ساری کوشش کامیاب ہو جائے گی اور ہم یہ سمجھیں گے کہ یہ بابرکت ثابت ہوئی۔

تربیتی کورس میں انوار کا دریا

اس دفعہ دو ہفتہ سے یہاں تربیتی کورس منعقد ہو رہا ہے اور مجھے اپنی محرومی پر بہت ہی افسوس ہے کہ میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس سے پُورا پُورا فائدہ نہیں اُٹھا سکا۔ بہرحال ان دنوں جہاں تک مجھے معلوم ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہاں بھی اس علم اور انوار کا ایک چھوٹا سا دریا بہتا رہا ہے۔ تعریفیں کرنی اچھی نہیں ہوتیں۔ لیکن یہاں جن بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے میں نے اپنی محرومی کی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

www.aaiil.org

دہریت و لادینیت کیوں ترقی پذیر ہیں؟

اصلیت و حقیقت سے جہالت اور انکار۔ زندگی کی رُوح و حقیقت سے فرار

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۷ر جولائی ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ بمقام جامع احمدیہ ایبٹ آباد

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض ——— (سورۃ النور ۳۵ تا ۳۸)

ترجمہ آیات: اللہ آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے۔ چراغ ایک شیشہ میں ہے۔ شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا تارا ہے (چراغ) ایک بابرکت زیتون کے درخت سے روشن ہو رہا ہے۔ جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل روشنی دے۔ گو اسے آگ بھی نہ چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہے۔ اللہ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (یہ نور) ان گھروں میں ہے جن کے متعلق اللہ نے اذن دے دیا ہے کہ وہ بلند کئے جائیں۔ اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے۔ ان میں اس کی تسبیح صبح اور شام کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل کرتی ہے۔ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ انہیں اس کا بہترین بدلہ دے جو وہ کرتے ہیں اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

کس قدر ظاہر ہے نُور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا (حضرت مسیح موعودؑ)

بعد کوع میں نے قرآن کریم کی سورۃ شریفہ — النور — سے پڑھا ہے۔ ان آیاتِ کریمہ میں ایک بڑی حقیقت بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ بنی نوع انسان! اگر تمہیں اللہ تبارک و تعالےٰ کی زندہ جاوید اور محرک و مؤثر ہستی کا ثبوت چاہیئے۔ تو تمہیں اس کا ثبوت اس کائنات کے مطالعہ سے مل سکتا ہے۔ اور اگر تم خود اپنے اندر جھانکی لگاؤ تو اس سے بھی اس کا ثبوت مل سکتا ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالےٰ نے عالمِ انسانیت پر رحمت و فضل کیا کہ اس نے اپنی زندہ حقیقت پر یقین پیدا کرنے کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا۔ وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ جو ہدایت پا جاتے ہیں وہ اس نُور کا اپنے گھروں میں بھی ذکر کرتے ہیں۔ پتے پتے اور شجر و حجر میں اللہ تعالےٰ کا نور مستور ہے۔ اس کائنات کی باریک صنعت و کاریگری اور اس کے اندر جو اعلےٰ نظم و نصب العین کام کر رہے ہیں ان کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ انسان اپنے آپ پر غور کرے۔ اپنے ایک عضو کو دیکھے ہر عضو میں ایسی صنعت کاری ہے کہ اس سے اس کے خالق و مالک کا پتہ چلتا ہے۔ آنکھ دماغ و دل ہیں، یہ کس قدر حکمت سے کام کر رہے ہیں، آج تک ڈاکٹر حکیم اور مدبر و مفکر اس حکمت کو کماحقہٗ دریافت کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔

مادہ میں بھی اصل قوّت و حرکت کا باعث اس میں مخفی نُور ہے۔

ایک ثبوت آج کی سائنس نے بھی دیا ہے وہ ہے ایٹمی یا نیوکلیر سائنس۔ اس وقت میں تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے اس موضوع پر ایک سیر حاصل تبصرہ کیا ہے جو "رُوحِ اسلام" میں چھپ چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے سائنس سمجھتی تھی کہ مختلف عناصر ایک دوسرے سے بنیادی طور پر اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن اب جدید تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ عناصر باوجود اختلاف کے اپنی بنیاد میں یکساں ہیں۔ اور ایک ہی چیز سے پیدا شدہ ہیں۔ ایٹم کو پھاڑ کر دیکھا گیا ہے۔ اس کے اندر بجلی کے منفی اور مثبت ذرات ہیں جن کی تعداد برابر ہے۔ عناصر کا اختلاف بجلی کے ان مثبت ذرات (PROTONS) اور منفی ذرات (ELECTRONS) کی تعداد میں اختلاف سے پیدا ہوتا ہے مثلاً ہائیڈروجن کے ایٹم میں ایک ذرّہ بجلی مثبت اور ایک منفی ہے۔ آکسیجن گیس میں یہی ذرات آٹھ آٹھ کی تعداد میں ہوتے ہیں سو علیٰ ھٰذا القیاس۔

کیا عجب تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

صرف تعداد میں اختلاف ہے۔ تو یہ بات سائنس نے ثابت کر دی ہے کہ یہ اختلاف عناصر اختلافِ حقیقی نہیں ہے بلکہ ایک ہی چیز ہے۔ دوسری بات سے یہ پتہ چلا کہ عناصر کی خاصیت کا انحصار انہی بجلی کے ذرات کی تعداد پر منحصر ہے۔ یہ ذرات کیا ہیں یہ بجلی کے نور کے ذرات ہیں اور یہ نُور ہے خدا کا۔ اسی لئے فرمایا اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ ان عناصر کی خاصیات اس لئے مختلف ہیں کہ ان میں نور کی مقدار کم و بیش ہے۔ چنانچہ ان میں اگر مادہ کے ان ذرات کی جن کو نیوٹران کہتے ہیں مقدار مختلف ہو جائے تو فرق نہیں پڑتا۔ تیسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ ایٹم میں جو ذرات مثبت اور منفی بجلی کے موجود ہیں وہ توازن میں ہیں اگر ان کا توازن بگڑ جائے تو ایٹم تباہ ہو جائے گا۔ تو یہ نُور جس کی مثال اللہ تعالےٰ نے یہاں دی ہے اس نور کی تجلّی کی ایک جھلک ہے۔ آج سائنس نے ایٹم میں دریافت کر لیا ہے کہ جب ایٹم کو پھاڑا جاتا ہے تو اس سے لامتناہی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک شاعر نے یوں کہا ہے

حقیقت ایک ہے ہر چیز کی خاکی ہو نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّہ کا دِل چیریں

نیوکلیر سائنس کا کہنا بھی یہی ہے کہ ہر ایک ایٹم کا ایک قلب ہے اور اس میں ذرات کا نظام ہمارے نظامِ شمسی سے مشابہ ہے، نیز ایٹم کے قلب کو پھاڑنے سے جو حرارت اور شعاعیں پیدا ہوتی ہیں وہ سُورج کی حرارت و شعاعوں سے مشابہ ہیں۔ پس آج سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ اصلیت مادہ میں نہیں بلکہ نُور میں ہے یہ تو مادہ کی مثال ہے۔ اگر ہم اپنی خلقت پر غور کریں کہ انسان کی رُوح بھی ایک نورانی کیفیت رکھتی ہے۔ اصل چیز انسان کا جسم نہیں ہے بلکہ انسان کی رُوح ہے جو خدا تعالےٰ کے نور سے بنی ہے۔ یہ حقیقت قرآن نے انسان کو بتلائی ہے

انسانی زندگی میں خدائی صفات کی جلوہ گری یعنی اعلےٰ کردار و حُسنِ عمل اصل نصب العین ہے۔

فرمایا کہ جو اس نُور کے فطری تقاضوں کو جان کر نیک اعمال بجا لاتے ہیں یعنی اپنے اندر حسنِ کردار پیدا کرتے ہیں ان کو ہم جزا دیتے ہیں، یہ حسنِ کردار کیسے پیدا ہوتا ہے؟ یہ اللہ تعالےٰ کے نور میں رنگین ہو کر اور اس کی صفات سے متصف ہو کر انسانی سیرت و کردار اختیار کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ اللہ کا رنگ اختیار کرو کیونکہ اس کے رنگ سے بہتر اور کونسا رنگ ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ۔ اللہ کی صفات کے مطابق اپنا اخلاق و سیرت ڈھالو۔

اس طرح انسانی رُوح میں خدائی نور یا صفات جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اس نُور کی کامل تجلّی حضرت خیر البشرؐ کے وجود میں جلوہ گر ہوئی کہ خدائی صفات حضرت خاتم الانبیاءؐ کی زندگی میں نظر آ گئیں۔ چنانچہ ان آیات میں خدا نے اپنے نور کی جو مثال ایک طاق اور اس میں روشن چراغ کی دی ہے جو ایسے تیل سے روشن ہوتا ہے جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی، اس سے مراد مفسرین نے وجود مبارک حضرت مصطفویؐ لیا ہے۔

یہ حقیقت قرآن کریم نے انسان کو بتلائی ہے و نفخت من روحی ہم نے جسمِ انسانی میں اپنی رُوح نفخ کی ہے۔ ان آیات میں منکرین خدا کی دو مثالیں دی گئی ہیں ایک شخص ریگستان میں ہے وہ دُور سے پانی کو دیکھتا ہے۔ وہاں پہنچتا ہے تو وہ وہاں پانی کو موجود نہیں پاتا بلکہ وہ سراب ثابت ہوتا ہے جس چیز کو وہ پانی سمجھتا ہے وہ پانی نہیں ہوتا بلکہ صاف سیاہ ریت کا میدان ہوتا ہے۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کی ذات کے منکر ہوتے ہیں انہیں قلبی اطمینان کا پانی دنیاوی لذات میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے سمر سکول کے طلباء کو اپنے لیکچروں میں بتلایا ہے کہ امریکہ اس وقت سب سے خوشحال ترین ملک ہے۔ افراد کے پاس روپیہ پیسہ کھانے پینے کی چیزیں علم میں

www.aaiil.org

اور تمام تر دنیاوی آسائش و آرام کی سہولتیں دوسرے ممالک کے لوگوں سے بڑھ چڑھ کر انہیں حاصل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اعداد و شمار کے مطابق جس قدر خودکشی اور جنون کے واقعات اس ملک میں ہوتے ہیں دوسرے کسی ملک میں نہیں ہوتے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں سب کچھ دنیاوی آرام و راحت کے ہوتے ہوئے اطمینان قلب حاصل نہیں ہے اور یہ خدا تعالےٰ کے انکار کی وجہ سے ہے۔ وہ لوگ اس دنیا کے مادی سامانوں میں اطمینان قلب و سکینت خاطر تلاش کرتے ہیں جو انہیں حاصل نہیں ہوتا۔ جب انہیں دولت سے اطمینان و سکینت حاصل نہیں ہوتی تو وہ زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ مادہ پرستی اور دہریت فرد اور معاشرے کو نہ کوئی ذہنی روشنی دے سکتی ہے اور نہ ہی قلب کو اطمینان بخش سکتی ہے۔

حضرات! اگر خدا کو نہ مانا جائے تو پھر دنیا کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ کھانا پینا، کوئی کہتا ہے کہ لہو و لعب اور کوئی سائنسی تحقیقات دنیا کی غرض و غایت کے جواب اور ان کا حل نہ سائنس دانوں کے پاس ہے نہ کسی فلاسفر اور نکتہ داں کے پاس۔ اس وقت دنیا میں جو فساد اور بے اطمینانی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ نہ تو کائنات کی تخلیق کی بعثت پر غور کیا گیا اور نہ انسان نے اپنی پیدائش پر غور کیا اور نہ ہی مذہب کی حقیقت و صداقت پر غور کیا گیا۔ ہر میدان میں ایک سطحیت اور ظاہر پرستی ہے جس سے دنیا دھوکا کھا رہی ہے۔

مسلمان جو دین اسلام کے دعویدار اور علمبردار ہیں اور اسی کو ہی کائنات اور انسان کا مذہب قرار دیتے ہیں اور دنیا کو اس مذہب کی خیر و برکات سے مطلع کرنا چاہتے اور ان کو اسی پر کاربند کرنے کا دل میں عزم رکھتے ہیں۔ وہ خود بھی مذہب کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور اس کو چھوڑ دیا ہے . . . . . . مذہب کے مسائل پر چھان بین اور ریسرچ چھوڑ دی دین کو ہم نے لڑائی جھگڑے اور فتنے فساد کا موجب و منبع بنا لیا ہے۔ کوئی مذہب کے ظاہری ارکان و عبادات کو ہی اصل مذہب سمجھتا ہے۔ مگر اس کی روح اور مغز کو جاننے اور پہچاننے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ محض ارکان و عبادات کو ظاہرا طور پر بجا لانا اور ان کا زندگی کے ٹھوس عمل اور کردار و سیرت پر . . اثر انداز نہ ہونا بے ثمر و بے حقیقت امور ہیں۔

اور یہ دین کے بارے میں سطحیت و ظاہریت پر اکتفا کرنا ہے۔

اس وقت جو فساد دنیا کے خرمنِ امن کو برباد کر رہا ہے اس کا سارا باعث اور انکار خدا و مذہب کا سبب سطحیت و ظاہریت ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا دین و مذہب ہمیں ظاہرا ارکان سے آگے لے جاتا ہے یا نہ؟ یہ حقیقت اور روح کی طرف تو مطلقاً کوئی توجہ نہیں کرتے لیکن ان نتائج کی توقع رکھتے ہیں جو حقیقتِ دین اختیار کرنے سے نکلتے ہیں۔

انسان کی غرض تو یہ ہے کہ انسان کے اندر اعلےٰ سیرت و کردار پیدا ہو۔ لیکن انسان کی اپنے اصل نصب العین پر توجہ نہیں ہے۔ اگر ہم حقیقت کی طرف آجائیں تو یہ ساری مشکلات طے ہو جائیں۔ آج قومی تعلقات کا بازار گرم ہے۔ رنگ، نسل اور حسب نسب اور زبان کے بھی فساد ہیں۔ اس بارے تو قرآن کریم نے یہی فرمایا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یہ سب چیزیں تعارف کے لئے ہیں مگر یہ باعث تکریم نہیں ہیں بلکہ جس کا سیرت و کردار بلند ہے وہ ہی قابل تکریم ہے۔ لیکن عام رویہ یہ ہے کہ ہر شخص انسانیت کی قدر و منزلت کو بجائے انسان کے باطنی جوہروں کے معیار پر جانچنے کے اس کے بیرونی ماحول اور ساز و سامان سے پہچانتا ہے۔

اصل اسلامی تہذیب کی خوبی یہی تھی کہ بجائے ظاہری حالات کے انسان کی عظمت و عزت کو اس کے حسن عمل اور سیرت حسنہ سے وابستہ یقین کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ پر وشلم گئے۔ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہماری بے عزتی ہو گی آپ لباس نیا پہن لیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جب نیا لباس پہنا تو فرمایا کہ میرے دل میں فخر آ گیا تھا۔ اس لئے میں اسی پرانے لباس میں جانا پسند کرتا ہوں تو اسلامی تہذیب یہ ہے کہ انسان کو اس کے اندرونی جوہروں اور باطنی خوبیوں سے ماپا جائے۔ لیکن اسکے برعکس آج ظاہری سامانوں سے ماپا جاتا ہے نیز انسان کو اس کی نسل، رنگ، زبان اور ملک سے۔ حالانکہ معیار تو ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ہونا چاہیے۔

جب تک ہم ظاہرداری کو چھوڑ کر حقیقت کو نہیں اپناتے اس وقت تک آدمیت اور انسانیت کی تکریم قائم نہیں ہو سکتی اور دنیا کے موجودہ فساد و باہمی عناد ختم نہیں ہو سکتے۔

افتتاحی تقریر بر موقعہ جلسۂ سالانہ ایبٹ آباد (بقیہ صفحہ ۶)

تلافی کے لئے اپنے دو ایک عزیزوں کو تکلیف دی کہ اسے ریکارڈ کر لیں۔ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی کتاب کے انوار سے لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ہمارا شکریہ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالےٰ ان کی مساعی کو آسمانوں پر قبولیت دے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کر کے اور تکلیف کسی نہ کسی صورت میں جب چھپ جائیں گے تو پھر بہت سے لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں گے اور ہماری جو محرومی ہے اس کی ایک رنگ میں تلافی ہو جائے گی۔ میں جماعت کے با اختیار لوگوں سے استدعا کروں گا کہ ریکارڈ شدہ مضامین کو چھاپا جائے اور کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ارشاد

مجھے حضرت مولوی محمد علی مرحوم کی ایک بات یاد ہے۔ جب جلسہ سالانہ ہوتا تو آپ فرماتے تم سارے جلسے میں حاضر رہا کرو۔ جلسے کی کوئی تقریر بھی مس نہ کیا کرو۔ کچھ پتہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ کس کی زبان سے کس وقت کوئی ایسا کلمہ نکلوا دے کہ تمہارے دلوں میں اثر کر جائے اور ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی سنور جائے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی انسپائریشن . . . . ہوتی ہے۔ جو درس تدریس اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے کئے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کی تائید ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں انسپائر . . . . کرتا ہے۔ ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلواتا ہے جو عام طور پر لوگوں کے علم میں نہیں ہوتیں اور ان میں بڑی معرفت ہوتی ہے۔ اس واسطے میں درخواست کروں گا کہ بڑی کاوش کر کے مضامین کو ریکارڈ کیا گیا ہے ان کو چھاپا جائے تو فائدہ ہو گا۔

حاضرین جلسہ کے لئے دعا

اس کے بعد جلسے کا افتتاح ہو گا یہ ابتدائی تقریر تھی جو میں نے آپ کے سامنے عرض کی ہے جو احباب دور دور سے اس جلسہ کے لئے تشریف لائے ہیں ان کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالےٰ انہیں اس جلسہ کے فوائد سے پورے طور پر مستفیض فرمائے۔

جلسہ سالانہ کی غرض محض حصول رضائے الٰہی ہے۔

ہم یہ جلسہ محض اسی کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے منعقد کر رہے ہیں ہماری کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے ہمارے دلوں اور خیالوں کے اندر کسی قسم کا شائبہ نہیں ہے۔ نہ یہ نمود و نمائش ہے نہ اس سے ہمیں کوئی دنیاوی فائدہ ہو گا یا کوئی اس قسم کا فائدہ ہو گا جس کا تعلق دین کے ساتھ نہیں ہے۔ صرف دینی فوائد کے لئے اور محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہم نے یہ تھوڑی سی کوشش کی ہے اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے۔ اور وہ اگر ہماری اس ادنےٰ سی کوشش کو قبول فرمائے تو ہمارا دین و دنیا دونوں میں بھلائی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی باتیں کہنے کی توفیق دے جن پر ہمیں عمل کی بھی توفیق ہو اور اللہ تعالےٰ ہمیں ان باتوں کا جو یہاں دو دنوں میں کی جائیں گی پورا پورا فائدہ عملی رنگ میں نصیب کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔

معذرت پیغام صلح کا گذشتہ شمارہ پریس میں بجلی کی خرابی کی وجہ سے تین دن کی تاخیر سے شائع ہوا اس لئے احباب کی خدمت میں دیر سے پہنچا۔ احباب کو اسکی انتظار میں جو ذہنی کوفت ہوئی ہے اس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

www.aaiil.org

(بسلسلہ صک)

تو تجدید کا کیا فائدہ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے باہمی محبت، اخوت و مودت پر بڑا زور دیا ہے۔ مومن سب بھائی بھائی ہوتے ہیں اور اس جماعت کے لوگ سب مومن ہیں۔ فرمایا تم اپنے بھائیوں کے اندر صلح کرو، تم بھائیوں کی طرح رہو، بھائی بھائی میں اختلاف طبع کا ہونا ضروری اور فطری امر ہے کسی میں کمزوری ہوتی ہے کسی کی طبیعت میں جوش اور غصہ ہوتا ہے، لیکن محبت، درگذر اور صلح و امن کے طریق پر چل کر یہ کمزوریاں برداشت کرنی چاہئیں۔ اس طریق پر چل کر بڑے بڑے اختلافات کو بھی دُور کیا جا سکتا ہے چھوٹے چھوٹے اختلافات پر نظر نہیں رہنی چاہیئے اور اختلاف کے لئے پر ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ کامل انسان ایک ہی گذرا ہے اور وہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقام جو حضور صلعم کو عطا ہوا وہ کسی اور نبی ولی کو حاصل نہیں ہوا۔ اندریں صورت ہم کیا دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم میں خامیاں اور کمزوریاں نہیں ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ میل ملاپ میں اس نظریہ کو سامنے رکھیں کہ ہمارے فلاں بھائی میں فلاں کمزوری ہے جس کا احساس اسے خود بھی ہے۔ اسے خود بھی اس کمزوری سے تکلیف پہنچتی ہے اس لئے اس کو درگذر کیا جائے اور دعاؤں اور وفاؤں کے ساتھ اس کمزوری کو دُور کرنے میں معاون ہوں اور درگذر سے کام لیتے رہیں اور اس کمزور بھائی کی دوسری خوبیوں پر نظر رکھیں تو صلح ہو سکتی ہے۔ پھر ہماری اپنی ذات میں بھی تو ہزار کمزوریاں ہوتی ہیں اور ہم کئی قسم کی غلطیاں کرتے ہیں۔ اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو تو نہ دیکھنا اور دوسرے کے قصور کو سامنے رکھنا یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ ہم کسی غلطی اور کمزوری کو تو بُرا کہہ سکتے ہیں لیکن اس شخص کو بُرا نہیں کہنا چاہیئے جس کے اندر وہ کمزوری پائی جاتی ہے۔

ہماری جماعت نے ایک بہت عظیم کام کا بیڑہ اُٹھایا ہوا ہے۔ وہ ہے قرآن کریم اور اسلام کی اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت۔ آپ کی جماعت واحد جماعت ہے جو اس وقت پیغمبرانہ کام کر رہی ہے۔ اس جماعت کے پاس اسلام کے صحیح اور محکم اصول ہیں۔ آپ جہاں جائیں گے فتح ہی فتح آپ کے قدم چومے گی۔ حضرت مسیح *

مسجد مبارک راولپنڈی کے افتتاحی جلسہ میں

میاں رشید احمد صاحب مسرت کی تقریر

"جناب صدر۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ و حضرات!

میں اپنے بھائی میاں فاروق احمد صاحب کا ممنون ہوں جن کے ذریعہ مجھے آپ بھائیوں سے خطاب کرنے کا موقعہ حاصل ہوا۔

حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقول من بنیٰ مسجداً یبتغی به وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة۔ وہ شخص جو مسجد تعمیر کراتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے خدا تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایسا ہی خوبصورت مقام قائم کرتا ہے۔

میں آج کے جمعہ کے دن کو جمعۃ المبارک کے دن سے یاد کرتا ہوں کیونکہ آج ہی کے دن مسجد المبارک کا افتتاح حضرت امیر قوم کے دست مبارک سے ہوا اور آج کا دن مبارک ہے کہ آج ایک مسجد کا اضافہ ہوا۔ یوں تو ساری ہستی تمام کی تمام خدا کا گھر ہے اور مسلمان ہر جگہ خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہو سکتا ہے۔ لیکن مسجد کو خدا کا گھر قرار دیا گیا۔ گویا مسجد ایک ایسا مقام ہے جو کسی ایک شخص یا کسی گروہ کی جائیداد نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی شخص مسجد پر اپنی ذاتی ملکیت کا دعوےٰ کر سکتا ہے آج اس مسجد مبارک کے وجود میں آنے سے راولپنڈی اور راولپنڈی کے گرد و نواح میں ایک ایسے نور کا ظہور ہوا جس کی شعائیں دُور دراز علاقہ تک پھیل جائیں گی۔ اور قرآن اور تعلیم اسلام لوگوں تک پہنچ سکے گی۔ اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر نے ہمارے لئے ایک ایسے ادارہ کا اضافہ ہوا ہے جہاں سے ہم سب مل کر تعلیم القرآن اور علم دین اسلام حاصل کریں گے اور پھر اسی حاصل کردہ علم کو دوسرے بھائیوں تک پہنچا سکیں گے۔ ہم اس عظیم ادارہ میں ایک جماعت کی شکل میں اکٹھے ہو کر تبلیغ اسلام کے وہ منصوبے بنا سکیں گے جن کا عہد ہم نے مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کر رکھا ہے۔

میں اپنی جانب سے اور جماعت احمدیہ لائل پور کی طرف سے امیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں، جناب میاں فاروق احمد صاحب دیگر اصحاب جماعت احمدیہ راولپنڈی کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خدا کے حضور دُعا کرتا ہوں کہ اس مسجد مبارک کے افتتاح سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے تمام احمدی بھائی ایک جگہ مل بیٹھیں اور اپنی مشترکہ کوششوں سے احمدیت کے پاکیزہ علم کو بلند سے بلند تر کرنے میں کامیاب ہوں۔ آمین"

رشید احمد مسرت
صدر جماعت احمدیہ لائل پور

---

* موعودؑ کا عظیم الشان علم کلام آپ کو ورثہ میں ملا ہے جسے حضورؑ کے شاگردوں نے آگے بڑھایا اور پھیلایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ اب وقت آ رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی مشن دنیا میں پھیلے گا۔ اور دنیا آپ کی صداقت و حقانیت کی قائل ہو جائے گی۔ اور اپنوں اور غیروں نے حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی مشن کے خلاف غلط طریق پر جو غیر شعوری اور نا مسعود اقدام کئے ہیں وہ بہ یک قلم موقوف ہو جائیں گے اور دھوئیں کی طرح ہوا میں گم ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی رضا کی راہوں پر قدم ماریں۔ آپ کی تقریر کے بعد جلسہ کا پروگرام ختم ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اقتدا میں دعاء خیر کی گئی۔

احباب کا شکریہ

از قلم محمد حسن چیمہ صاحب

جب انسان کے دل پر چوٹ لگے اور اس کا تمام نظام حیات متزلزل ہو جائے اور قلب کی دنیا ویران ہونے لگے تو اسے اپنے اعزا و اقارب کی ہمدردی کی ضرورت پڑ جاتی ہے مگر ایسے موقعوں پر اس افسردہ خاطر انسان کی خوش قسمتی کی کچھ انتہا نہیں رہ جاتی جو بعض دوسرے خوش قسمت افراد کے ساتھ روحانی بندھن میں بندھا ہوا ہوتا ہے گذشتہ دنوں میں مجھے جو چند نہایت گہرے زخم پہنچے ہیں میرے عزیز و اقارب تو میرے ہمدرد تھے لیکن جو تسلی اور طمانیت مجھے احباب جماعت سے پہنچی اس کا اندازہ وہی انسان کر سکتا ہے جو خود صدمہ خوردہ ہو۔ مجھے جماعت کے بعض ایسے حلقوں سے خطوط ملے ہیں جن کو میں جانتا بھی نہیں ہوں۔ ان کی تحریریں خلوص و محبت۔ جذبۂ رفاقت و ہمدردی سے مملو ہیں۔ میں نے حتی الوسع ان تمام خطوط کے جوابات لکھ دیئے ہیں۔ مگر چونکہ ان دنوں مختلف مقامات پر چکر کاٹتا رہا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی خط مجھے نہ مل سکا ہو اور گم ہو گیا ہو۔ ویسے جماعت کی انتظامیہ نے بھی ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کر کے تمام جماعت کی نمائندگی کر دی ہے اور پیغام صلح کے سٹاف نے بھی ایک نہایت پُرخلوص اور ہمدردانہ نوٹ لکھ کر میرے زخموں کے اندمال کا سامان بہم پہنچا دیا ہے۔ میں تمام جماعت اور اس کے اکابر اور اپنے جاننے اور نہ جاننے والے احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ جماعت ایک زندہ جماعت ہے اور انشاء اللہ تابندہ رہیگی۔ یہ مضبوط بھی ہے اور مستحکم بھی۔ اس کے تعلق اخوت کی کوئی مثال دوسری جماعتوں میں نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالےٰ اس کی ترقی میں خود اپنی جناب الٰہی سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ دیگر اکثریتیں حیران رہ جائیں اور اس اقلیت میں ایسا روحانی انقلاب پیدا ہو جائے کہ دنیا تحیر میں رہ جائے۔ اے میرے خدا تو ایسا ہی کر۔

"الٰہی شہادت بر تقوٰی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" یہ ایک پمفلٹ ہے جسے حضرت مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے تصنیف فرمایا ہے۔ اس کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ ہے جو اصحاب اس کو پڑھیں گے انہیں معلوم ہو جائیگا کہ ڈیڑھ روپے میں کس قدر بے بہا روحانیت (۴۴) کا خزانہ انہیں دستیاب ہو گیا ہے مجھے کل ہی اس پمفلٹ کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے اس وقت میری استدعا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد دفتر ڈیڑھ روپیہ ترسیل کر کے دفتر انجمن سے یہ پمفلٹ حاصل کرے اور اگر اس کے مطالعہ کے بعد اس کے اندر یہ تمنا پیدا ہو جائے کہ اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے اسی قدر خود اس کے لئے جماعت کے لئے اور اسلام کیلئے مفید ہوگی تو وہ اپنی اس تمنا کو بروئے کار لا کر اس پمفلٹ کی قدر و قیمت عوام پر ظاہر کرنے میں دریغ نہ کریں۔ فقط والسلام محمد حسن چیمہ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۱

دار الشفاء دار السلام (نویو)
جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپ کی اعانت کا متمنی ہے
فضل حق ۔ ناظم دار السلام
احمدیہ کالونی ۔ لاہور

درخواست دعا

میاں شریف احمد صاحب مرحوم و مغفور لائل پوری کے صاحبزادہ محترم ظفر سلیم صاحب لائلپوری موٹر کار کے خطرناک حادثہ سے دوچار ہو گئے ہیں، انہیں شدید نوعیت کی ضربات آئی ہیں، احباب اس صالح نوجوان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دردِ دل سے انفرادی اور اجتماعی دعائیں فرمائیں ۔ مرکزی مسجد میں بھی گذشتہ جمعہ دعا کے لئے تحریک کی گئی اور احباب نے مل کر دعائے صحت کی۔

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح
لاہور
پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــــ بشیر احمد سواہیہ

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ ـ مؤرخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۲

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

دو چیزوں میں رشک

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا حسد الا فی اثنتین رجل علمہ اللہ القرآن فھو یتلوہ آناء اللیل وآناء النھار فسمعہ جار لہ فقال لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل ورجل اتاہ اللہ مالا فھو یھلکہ فی الحق فقال رجل لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل۔

ترجمہ :ـــ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشک نہیں کرنا چاہیئے مگر دو چیزوں میں ایسے شخص پر جسے اللہ تعالیٰ قرآن کا علم دے پس وہ اسے رات دن کے اوقات میں پڑھتا ہے تو اس کا پڑوسی سُن لیتا ہے اور کہتا ہے کاش مجھ کو بھی وہ علم دیا جاتا جو فلاں کو دیا گیا ہے اور میں بھی وہی کرتا جو وہ کرتا ہے اور ایسے شخص پر جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو دوسرا شخص کہتا ہے کاش مجھ کو بھی دیا جاتا جس طرح اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح وہ کرتا ہے۔ (فضل الباری ـ کتاب فضائل القرآن)۔

بے دین مال دار بظاہر خوشحال ہیں
لیکن اندر ہی اندر انہیں سوزش اور جلن لگی ہوئی ہے
سچی خوشحالی متقی ہی کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے دو جنت کا وعدہ کیا ہے
ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی عیش وعشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں۔ مگر در حقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے۔ مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں تو ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا ہے انا اعتدنا للکافرین سلاسل واغلالا وسعیرا۔ وہ نیکی کی طرف آ ہی نہیں سکتے اور ایسے اغلال ہیں۔ کہ خدا کی طرف اُن اغلال کی وجہ سے ایسے دبے پڑے ہیں کہ حیوانوں اور بہائم سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہر وقت دنیا ہی کی طرف لگی رہتی ہے۔ اور زمین کی طرف جھکتے جاتے ہیں۔ پھر اندر ہی اندر ایک سوزش اور جلن بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر مال میں کمی ہو جائے۔ یا حسب مراد تدبیر میں کامیابی نہ ہو۔ تو کڑھتے اور جلتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات سودائی اور پاگل ہو جاتے ہیں یا عدالتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ واقعی بات ہے کہ بے دین آدمی سعیر سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کو قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا جو راحت اور تسلی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جیسے شرابی ایک جام شراب پی کر ایک اور مانگتا ہے اور مانگتا ہی جاتا ہے اور ایک جلن سی لگی رہتی ہے ایسا ہی دنیادار بھی سعیر میں ہے۔ اس کی آتش آز ایک دم بھی بجھ نہیں سکتی۔ سچی خوشحالی حقیقت میں ایک متقی ہی کے لئے ہے جس کے لئے خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ اس کے لئے دو جنت ہیں۔

متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے۔ جو دنیادار حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس قدر دُنیا زیادہ ملتی ہے۔ اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آ جاتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیادار کے حصہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ اس کا مدار ہی تقوےٰ پر ہے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

لندن میں ایک اور بین الادیانی تقریب

ٹیلی ویژن سے اسلام کا پیغام

(شیخ محمد طفیل صاحب)

۱۹ جون کو قریب ڈز ہال دس بوسٹن روڈ لندن میں ایک بین الادیانی جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ اس کے منتظمین مذاہب عالم کی ایک "ورلڈ پارلیمنٹ" بنانا چاہتے ہیں۔ اس تقریب کے بانی مبانی ہز ہولی نس شری منتو مہاراج ہیں جو امریکہ، کینیڈا وغیرہ کا دورہ کر کے آجکل انگلستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ تقریب کا آغاز دو منٹ خاموش رہنے کے لئے کہا۔ پھر ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد ایک صاحب جو اپنے آپ کو صوفی کہتے تھے (ڈاکٹر سعید بلوچ ایران کے رہنے والے) انہوں نے ستار پر فارسی میں کچھ حمدیہ اور نعتیہ کلام سنایا۔ موسیقی ختم ہوئی تو تقاریر کی باری آئی۔ پندرہ پندرہ منٹ کے لئے یہودی، عیسائی، ہندو، مسلم مقررین نے اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات پیش کیں۔ اس کے بعد "ہز ہولی نس" نے کوئی آدھ گھنٹہ بڑی گرج دار آواز میں تقریر فرمائی۔ پھر ہپی قسم کے نوجوانوں نے اچھل کود کر کچھ مذہبی قسم کے گانے گائے اور حاضرین میں سے اکثر ان کے ساتھ تال اور سُر کی خاطر تالیاں بجاتے رہے۔ آخر میں دو منٹ کی خاموشی اور پھر مجلس برخواست ہو گئی۔

اس سے قبل بھی بعض سوامی امریکی اور یورپین ممالک کا دورہ لگانے کے لئے نکلتے تھے چند جلسے مختلف مقامات پر کر کے اپنی تحریک کا آغاز کرتے — پھر کچھ سننے میں نہیں آتا کہ ان کی تنظیم کا کیا حشر ہوا۔ غالباً منتو مہاراج کی ورلڈ پارلیمنٹ بھی جلد ہی قصۂ پارینہ بن جائے گی۔

ٹیلی ویژن کا پروگرام

انڈیپنڈنٹ ٹیلی ویژن والے جولائی کے وسط میں ایک مذہبی پروگرام پیش کر رہے ہیں جس میں ہر رات کو ایک پادری صاحب باری باری مختلف مذاہب کے نمائندوں سے ان کے مذہب کے بارے میں سوالات کریں گے یہ پروگرام دس منٹ ہو گا اور اس عرصہ میں پانچ سوالوں کا جواب دینا پڑے گا۔ اسلام کی نمائندگی کے لئے قرعۂ فال پھر میرے نام پڑا۔ مجھے ٹیلی فون پر اطلاع دے کر ابتدائی انٹرویو کے لئے بلایا۔ ۲۷ جون کو پروگرام ریکارڈ کرنے کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اس سے پہلے مجھے انہوں نے سوالات بھیجنے کا وعدہ کیا۔ جب ۲۶ تاریخ تک سوالات نہ پہنچے تو میں نے انہیں فون کیا تو معلوم ہوا کہ سوالات تو بھیجے تھے لیکن غلطی سے لفافہ پر ٹکٹ نہ لگایا گیا اور وہ لفافہ واپس انہیں کو مل گیا۔ کہنے لگے کہ آپ کل آئیں گے تو اسی وقت سوالات بتا دیں گے مجھے اس قسم کے انتظام سے کچھ گھبراہٹ ہوئی کہ ہر سوال کا جواب دو منٹ میں دینا ہو تو اس کے لئے اپنے خیالات کو مجتمع کرنا اور ان کو مناسب الفاظ کا جامہ پہنانا آسان نہیں۔ اور یہ پروگرام ایسا ہے کہ جسے ہزاروں اور لاکھوں لوگ دیکھتے ہیں کہیں کوئی بات ایسی ویسی نکل گئی تو جان مشکل میں پڑ جائے گی۔ خیر قہر درویش برجان درویش۔ خاموش ہو رہا۔

دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے اپنی ایک بیٹی کے ساتھ ان کے سٹوڈیو میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک صاحبہ آئیں کہ "میک اپ روم" میں چلئے۔ میں حیران کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ میک اپ کرنے کی ایسی کونسی ضرورت پیش آئی ہے۔ خیر اُٹھ کر ساتھ ہو لیا۔ وہاں ایک اور صاحبہ نے گردن کے گرد کپڑا لپیٹ کر میرے منہ پر پوڈر ملنا شروع کیا۔ کہنے لگیں کہ اس طرح سے تصویر اچھی آتی ہے ورنہ چہرے پر چمکدار حصے تصویر کو خراب کرتے ہیں۔ یہ مرحلہ ختم ہوا تو معلوم ہوا کہ کیمرہ میں کچھ خرابی ہو گئی ہے اسے درست کرنے میں وقت لگے گا۔ جب یہ مشکل آسان ہو گئی تو انٹرویو کرنے والے صاحب نے بتایا کہ وہ کچھ ایسے سوالات مجھ سے پوچھیں گے اور میں ان کے آسان آسان جواب دوں۔ یہ سوالات اس قسم کے تھے: اسلام میں عبادت کا تصور، اسلام کے بنیادی اعتقادات مسیحؑ کے متعلق اسلامی نظریہ۔ اسلام اور عیسائیت میں مشترکہ امور۔ ایک سوال حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بھی تھا جنہیں یہودی، عیسائی، مسلم سب خدا کا ایک عظیم پیغمبر سمجھتے ہیں۔

سٹوڈیو میں جا کر کیمروں کے سامنے بیٹھ گئے تو پہلے مسجد کے مینارہ کو دکھایا گیا اور وہاں سے اذان کے چند کلمات بلند ہوتے ہوئے سنائی دیئے۔ پھر پادری صاحب نے اپنا پہلا سوال پیش کیا۔ دس منٹ آنکھ جھپکتے گذر گئے۔ یہ پروگرام ۱۸ جولائی کی رات دکھایا جائے گا۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کو ٹیپ ریکارڈ پر ٹیپ کر لوں۔ پھر اس کا ترجمہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو قارئین پیغام صلح کے لئے پیش کروں گا۔

مکتوب امریکہ

از جناب محمد عبداللہ صاحب آنریری مبلغ اسلام ہیورڈ (یو ایس اے)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ رپورٹ میں خاکسار کینیڈا کے سفر کے متعلق عرض کر چکا ہے۔ اس خط میں چند ایک کوائف کا اندراج امید ہے قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کا موجب ہو گا۔ کینیڈا کی روانگی سے دو دن پیشتر میرا امریکن ویزا کا کارڈ گم ہو گیا۔ برٹش پاسپورٹ کے ذریعہ میں کینیڈا سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں دفتر میں آ کر اپنی درخواست فائل کر دو۔ اس پر نیا کارڈ جاری کر دیا جائے گا۔

پاکستانی سول سروٹنس کے لئے سبق

خاکسار ایک گھنٹہ کے اندر امیگریشن بلڈنگس میں پہنچ گیا۔ وہ آفیسر تو لنچ کے لئے چلے گئے تھے۔ لیکن ان کی سیکرٹری دفتر میں دفتری کام میں مصروف تھی۔ اس نے مجھے درخواست کا فارم دیا۔ اور بتایا کہ اس درخواست کے ساتھ دو فوٹو بھی لے آؤ۔ اور دس ڈالر فیس خزانچی کو ادا کر کے سٹامپ درخواست پر لگا کر میرے پاس لے آؤ۔ سب سے پہلے میں فوٹوگرافر کے سٹوڈیو میں گیا جو امیگریشن بلڈنگ سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ وہاں بیس منٹ کے اندر فوٹو تیار ہو گئے۔ درخواست کی خانہ پُری اور فیس ادا کرنے کے بعد پھر اسی دفتر میں پہنچا سیکرٹری فائلوں کا پلندہ لئے ہوئے کام میں از حد مصروف تھی۔ اس کے باوجود وہ کسی اور دفتر کے سیکرٹری کو ٹیلی فون کر کے میرا امیگریشن نمبر حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہی تھی۔ آخر وہ دو تین بار چند منٹوں کے وقفے کے بعد نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی وقت کارڈ ٹائپ کر کے اور مشین کے ذریعہ اس پر فوٹو چسپاں کر کے ویزا کا کارڈ تیار کر کے مجھے دے دیا اور خاکسار کا کام ایک گھنٹہ کے اندر ہو گیا۔ اس اثنا میں مجھے بیٹھنے کیلئے کرسی دی گئی۔ یہ ہے ان لوگوں کا اخلاق جو غیر مسلم ہیں۔ رشوت کا نام و نشان نہیں۔ دفاتر کے اندر جانے سے رکاوٹ نہیں۔ بڑے سے بڑے آفیسر کو دھڑلے سے مل سکتے ہیں۔ انکی ملاقات کے لئے کوئی اعلےٰ لباس میں ملبوس ہو یا معمولی کپڑوں میں ہو کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس کے برعکس پاکستانی حکام کی جو کیفیت گذشتہ چند سالوں میں رہی ہے اس سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔ فیجی کے ایک مولوی قادیانی کا ارادہ ہندوستان ہو کر حج بیت اللہ کا ہوا۔ فیجی میں ان کے رشتہ دار تھے۔ اس خیال سے کہ پاکستان میں حاجیوں کے لئے مزید سہولت ہو گی کراچی پہنچ گئے۔ وہاں سے ان کو ٹکٹ جہاز خریدنے کے لئے گورنمنٹ سے پرمٹ حاصل کرنا تھا۔ اس دفتر کے انچارج نے مولوی صاحب کو بتایا کہ حج تو مالدار آدمیوں پر فرض ہے۔ آپ بھی ماشاءاللہ مالدار ہوں گے اسلئے مجھے بھی کچھ چاہیئے۔ مولوی صاحب توبہ توبہ کرتے ہوئے اس دفتر سے باہر نکلے۔ اور اس آفیسر کو کہا کہ رشوت دے کر حج کرنے سے بہتر یہی ہے کہ میں واپس بغیر حج کرنے کے چلا جاؤں۔

(باقی بر صفحہ ۷ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۹ اگست ۱۹۷۲ء

ایک اہم قومی فریضہ

آج سے چند دن بعد سنِ ہجری کا وہ مہینہ آنے والا ہے، جسے زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، یعنی ماہِ رجب، یوں تو اسلام نے کوئی خاص مہینہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مقرر نہیں کیا کیونکہ مختلف لوگوں کے سالانہ حسابات مختلف مہینوں میں ہوتے ہیں لیکن عام طور پر ماہ رجب ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم قارئین کرام کو اسی مہینہ کی آمد پر اس اہم فریضہ کی طرف توجہ دلائیں۔

زکوٰۃ اسلام کا وہ اہم فریضہ ہے جس کا حکم قرآن کریم میں بار بار آتا ہے اور عموماً نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ، و اقاموا الصلوٰۃ و اٰتی الزکوٰۃ وغیرہ وغیرہ بہت سی آیات میں اس حکم کو بار بار دوہرایا ہے اور ایک جگہ مومنوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ یعنے نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے۔

ان تمام آیات سے فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت واضح ہے، نماز اور زکوٰۃ دو ہی اسلام کے بنیادی ارکان ہیں اگر ان میں سے ایک چھوٹ جائے تو اسلام کی حقیقت پوری نہیں ہوتی، اس میں شک نہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی صرف مستطیع اصحاب پر فرض ہے جو مال کثیر رکھتے اور ان کے سال بھر کے اخراجات کے بعد ایک قابل رقم بچی رہتی ہے، اسی بچت کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، بے شک امراء کے لئے ہے، غیر مستطیع اصحاب پر جو کچھ بچا نہیں سکتے زکوٰۃ فرض نہیں، اگرچہ انہیں بھی نفلی طور پر کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہنے کی بار بار ترغیب دلائی گئی ہے اور اس طرح وہ بھی نماز کے ساتھ صدقات کی صورت میں اسلام کے دونوں بنیادی ارکان پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

یہاں ہمیں فریضہ زکوٰۃ کے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ جتنا زور قرآن کریم نے اس کی ادائیگی کے لئے دیا ہے، اتنا ہی مسلمان عام طور پر آج اس کی ادائیگی سے غافل یا جان بوجھ کر پہلو تہی کرتے ہیں، اور جو لوگ زکوٰۃ کے نام سے کچھ رقم نکالتے ہیں وہ اپنی سالانہ بچت کا باقاعدہ حساب کر کے نہیں نکالتے بلکہ جتنی رقم جی چاہے بطور زکوٰۃ نکال کر غرباء میں بانٹ دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں، زکوٰۃ ہر سال باقاعدہ حساب کے ساتھ اپنی سال بھر کی جمع شدہ پونجی میں سے نکالنی ضروری ہے اور اس کو بیت المال میں جمع کرانا چاہیئے جہاں سے قرآن کریم کی مقرر کردہ آٹھ مدات پر اسے خرچ کیا جائے اگر حکومت زکوٰۃ کی فراہمی اور اس کی تقسیم کے لئے کوئی الگ محکمہ قائم کر سکے تو یہ سب سے بہتر ہے، ورنہ ایسے قومی بیت المال میں جہاں سے قرآن کریم کی مقرر کردہ مدات پر خرچ ہوتا ہو، زکوٰۃ جمع کرائی جائے، تاکہ تمام رقوم زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو کر باقاعدہ انتظام کے ساتھ خرچ ہوں۔

وہ آٹھ مدات کونسی ہیں، جن پر قرآن کریم نے زکوٰۃ کا خرچ کرنا ضروری ٹھہرایا ہے، وہ قرآن کریم کی اس آیت میں پڑھ لیجئے انما الصدقات للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغٰرمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضۃ من اللّٰہ واللّٰہ علیم حکیم (سورۃ التوبہ آیت ۶۰) یعنے زکوٰۃ صرف ناداروں، مسکینوں، (اور اس کی وصولی پر متعین) کارکنوں اور جن کے دلوں کو مائل کرنا ہے، اور غلاموں کی آزادی اور قرضداروں اور فی سبیل اللہ (یعنے اشاعت اسلام) اور مسافروں کے لئے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ٹھہرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

ان آٹھ مدات پر خرچ کرنے والا ادارہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سوائے اور کوئی نہیں۔ دوسرے ادارے اور انجمنیں کسی ایک یا دو تین مدات پر کام کرنے کے لئے مخصوص ہیں لیکن اس انجمن کی مدات میں زکوٰۃ کے تمام مصارف شامل ہیں، اس لئے یہ زکوٰۃ کی سب سے بڑھ کر حقدار ہے۔

احمدی قوم سے جو عام طور پر ادائیگی زکوٰۃ پر ہمیشہ سے عامل چلی آ رہی ہے، بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ جو لوگ رجب کے مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ اپنے سرمایہ کا باقاعدہ حساب کر کے زکوٰۃ کی رقم مذکورہ قومی بیت المال میں داخل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائیں، کہ اسی میں مسلمانوں کی قومی فلاح مضمر ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

تعزیتی قراردادیں اور پیغامات

بیگم صاحبہ شیخ فضل الرحمٰن کے متعلق

(۱)۔ راولپنڈی سے خواجہ نصیر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:— ۲۱/۷/۷۲ کو بعد از نماز جمعہ جناب علی محمد اجمیری صاحب کی زیر صدارت جماعت راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ بیگم صاحبہ شیخ فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کی وفات پر انتہائی رنج اور افسوس کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے روحانی درجات ہر آن بلند فرمائے اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان برداشت کرنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

قرارداد میں مرحومہ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی۔ اس قرارداد کی نقول محترم میاں رشید احمد صاحب ملز اونر فضل آئل ملز۔ ممتاز آباد۔ ملتان اور محترم میاں مسعود احمد صاحب ملز اونر۔ فضل ویجی ٹیبل گھی ملز۔ فیکٹری ایریا اسلام آباد۔ بھیجی گئیں۔

(۲) محترم نصیر احمد صاحب سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور لکھتے ہیں کہ:۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے ایک اجلاس میں بیگم صاحبہ شیخ میاں فضل الرحمان صاحب کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا اور بیگم صاحبہ مرحومہ کی نیک سیرت اور سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے اور اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ ان کا وجود اہل خانہ اور خاندان کے لئے نعمت عظمیٰ تھا۔ دعا کی گئی کہ خداوند قدوس ان کے لواحقین کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ قرارداد کی نقل مرحومہ کے فرزند اکبر میاں رشید احمد صاحب کو بھیجی گئی۔

چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کے متعلق

(۱) محترم ڈاکٹر وحید احمد صاحب صدر مقامی جماعت احمدیہ لاہور لکھتے ہیں: کہ جماعت اوکاڑہ کے مخلص و محترم رکن چوہدری بشیر احمد صاحب کی اچانک موت پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ چوہدری صاحب مرحوم کو اپنی محنت شاقہ، معاملہ فہمی، خدمت خلق، اور غریب پروری کی وجہ سے علاقہ میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ زراعت میں انہوں نے اپنی علمی استعداد اور انتھک محنت قابل رشک نتائج پیدا کئے۔ مرحوم کے اثر و رسوخ اور معاملہ فہمی کی وجہ سے علاقہ کے لوگ تصفیہ طلب امور و معاملات ان کے پاس لاتے تھے۔ ایسے ذہین ہمدرد اور خدمت خلق کرنے والے کا اچانک اٹھ جانا ایک قومی نقصان ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند قدوس مرحوم کے لواحقین کو اس اچانک محرومی کے صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس ریزولیوشن کی نقول چوہدری ریاض احمد صاحب مالک الصحت کلینک، چوہدری نجیب احمد صاحب اور چوہدری نصیر احمد صاحب۔ فرزند چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کو ارسال کی جائیں۔

(۲) عبدالمجید صاحب امام مسجد جماعت احمدیہ چھ کسی ضلع ملتان اطلاع دیتے ہیں کہ:—

جمعہ۔ مؤرخہ ۲۱/۷/۷۲ کو جماعت احمدیہ چھ کسی نے چوہدری بشیر احمد مرحوم کی وفات کی خبر پر رنج و افسوس کا اظہار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سب نے مل کر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ ان کے لئے دعائیں مانگیں اور مرحوم کے جملہ اعزہ و لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ وہ بہت ہی نیک انسان تھے اور خاص کر غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے اور ان کی امداد فرماتے تھے۔ یہ عملی نمونہ بغیر پاکیزہ خیالی اور اخلاص کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ ان پر اپنی برکات نازل فرمائے اور ان کے تمام لواحقین کو اس صدمہ جانکاہ کی برداشت کی قوت دیوے۔ زمین پر ہم سب رنجیدہ ہیں لیکن فرشتے آسمان پر ان کی رسیدگی سے خوشیاں مناتے ہوں گے۔

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک
دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

شذرات

افریقہ میں اسلام کی مقبولیت سے عیسائیوں کی بوکھلاہٹ

عیسائی ادارے افریقہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے نئے رجحان سے سخت پریشان ہیں . . . . ہیں۔ ان عیسائی مذہبی اداروں کا خیال ہے کہ اسلام بتدریج پھیلتا جا رہا ہے اور افریقہ کے مختلف علاقوں میں لوگوں کے قبول عیسائیت میں رکاوٹ بن رہا ہے

افریقہ کے مختلف علاقوں میں مجموعی طور پر ۱۴ کروڑ ۵ لاکھ مسلمان ہیں جبکہ عیسائیوں کی تعداد مجموعی طور پر دس کروڑ ہے اور دس کروڑ سے زائد افریقی ایسے ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں جنہیں تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ سابق بلجیمی کانگو کے شہر زائر اور افریقہ کے دیگر علاقوں میں تبلیغی کام کرنے والی عیسائی مشنریوں نے پوپ پال کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ پوپ اس سلسلے میں اہم اقدامات کر رہے ہیں تاکہ عیسائی تبلیغی مہموں کی ناکامی کا ازالہ کیا جا سکے اس سلسلے میں اہم عوامل میں ایک یہ ہے کہ کانگو کے صدر موبوتو اور زائر میں مقیم عیسائی مشنری کے سربراہ جوزف مالولا کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے جوزف مالولا کو زائر سے روم واپس جانے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ صدر موبوتو نے عیسائی مشنریوں سے مطالبہ کیا کہ افریقی عیسائیوں کے ناموں کے اس حصہ کو ختم کر دیا جائے جس سے عیسائیت کی نشاندہی ہوتی ہے اور ان کی جگہ قبائلی نام اختیار کئے جائیں تاکہ ملک کے تمام قبائل نوآبادیاتی دور کے رجحانات کو فراموش کر سکیں۔ چنانچہ خود موبوتو نے اپنے نام سے جوزف کا عیسائی نام حذف کر کے قبائلی لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اس لفظ کے معنی ہوتے ہیں "وہ مرغا جس نے کسی مرغی کو نہیں چھوڑا"۔ اسکے علاوہ صدر موبوتو نے عیسائیوں سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ زائر میں کانگو کی برسر اقتدار جماعت کی ایک شاخ قائم کی جائے۔ یہ شہر برطانوی عیسائی تبلیغی اداروں کا صدر مقام سمجھا جاتا ہے ان عیسائی اداروں نے اطلاع دی ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام کی تبلیغ و ترویج میں نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے خصوصاً گھانا اور نائیجیریا اور مشرقی ساحلی علاقوں میں اسلام کا اثر بڑھ رہا ہے یہاں عیسائیوں کو احمدی فرقہ کے تبلیغی اداروں کا زبردست مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ احمدی فرقہ کا تبلیغی کام پر ... باغیوں کی بھرپور مدد کی تھی۔

غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی زبوں حالی۔

جھنگ صدر سے ایک دوست سوال کرتے ہیں

"دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں وہ غیر مسلموں کے مقابلہ میں نکبت زبوں حالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ کیوں ہے؟"

اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ فی الواقعہ یہ امر ہر صاحب دل مسلمان کے لئے پریشان کن اور کرب انگیز ہے کہ مسلمان بحیثیت مجموعی آج غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں پریشان حال اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس زبوں حالی کی وجہ اس بات میں مضمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قوموں کی ترقی و عظمت کے بعض اصول مقرر فرمائے ہیں جس سے ملتِ اسلامیہ کی موجودہ زبوں حالی کے اسباب وعلل کی تلاش کچھ مشکل نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یرفع اللہ الذین امنوا والذین اوتوا العلم۔ کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور اہلِ علم لوگوں کو صاحب رفعت و عظمت بناتا ہے۔

اس اصول کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ایمان لا کر اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کر کے دنیا و دین میں وہ عزت اور عظمت حاصل کی جس کی نظیر کسی اور قوم کی تاریخ میں تلاش کرنا بے سود ہے مسلمانوں کی یہ پہلی اور عظیم ترقی محض ایمان کامل کا نتیجہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت انہیں حاصل تھی ظاہری علم اہل عرب کے پاس اس وقت موجود نہ تھا۔

پھر خلفاء راشدین کے زمانہ کے بعد آہستہ آہستہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں بعض کمزوریاں پیدا ہو گئیں اور مجموعی طور پر ایمان کا وہ مقام مسلمانوں کو حاصل نہ رہا جو پہلے تھا۔ لیکن مسلمانوں نے علم کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اس میں انتہائی ترقی کی۔ دنیا کے استاد بن گئے اور علمی و فکری ترقی کر کے ہم دوشِ ثریا ہوئے۔

پھر سست کوشی اور کسلمندی یہاں بھی در آئی اور ایک لمبے عرصہ کے بعد مسلمان علم سے بے نور ہو ... تے لگے اور کے مطابق مسلمان جب ایمان اور علم و عمل ہر دو سے تہی دامن ہو گئے تو عظمت اہلِ علم کی طرف منتقل ہو گئی اور ہمارے مولوی صاحبان نے صرف اتنا ہی کام سنبھال لیا کہ غیر مسلم ایٹم بم یا خلائی راکٹ ایجاد کریں تو یہ کسی آیت کو توڑ مروڑ کر کہہ دیں کہ قرآن مجید میں اس کی پیشگوئی موجود ہے۔ علامہ مفتی محمد عبدہ سے کسی عیسائی نے ایک دفعہ یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔

اخلاقکم کدیننا
واخلاقنا کدینکم

یعنی ہماری نکبت اور تمہاری عظمت کا فلسفہ یہ ہے کہ تم نے اپنے اخلاق کو ہمارے دین کے مطابق بنا لیا ہے اور ہمارے اخلاق تمہارے دین کے مطابق ہو گئے ہیں۔

مسلمانوں کی ترقی کا راز صرف اسی چیز میں مضمر ہے کہ وہ دوبارہ دین کی طرف توجہ کریں اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں اور سست کوشی اور سست گامی کو چھوڑ کر اتنا علم حاصل کریں کہ بغداد اور قرطبہ کی روح تازہ ہو جائے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

(شفیق احمد مرزا)

اسلامی اصول کی فلاسفی

صفحات ۱۳۸۔ قیمت ۲۵ ۰ ۱ روپے۔

یہ کتاب اس مقالہ پر مشتمل ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ذیل کے پانچ سوالوں کے جواب میں پڑھا گیا۔ (۱) انسان کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی حالتیں (۲) انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ (۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے (۴) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے (۵) علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔ ملنے کا پتہ:—

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

درخواستِ دُعا

—— ماسٹر محمد اسحاق صاحب زروبی تحصیل صوابی کی نظر خراب ہو گئی ہے وہ حضرات سے دعا کے ملتجی ہیں ... عند اللہ ماجور ہوں۔

میاں رحیم بخش صاحب کراچی کیلئے درخواستِ دُعا

—— کراچی سے مرزا محمد لطیف صاحب لکھتے ہیں کہ: ۱۲ر جولائی کے پیغام صلح میں محترم میاں رحیم بخش صاحب کی علالت کی خبر شائع ہوئی تھی اور لکھا تھا کہ آپ اپریشن کے لئے سنٹرل جناح ہسپتال میں داخل ہوئے تھے اور مشہور ماہر سرجن جناب ڈاکٹر امان اللہ صاحب نے محترم میاں صاحب موصوف کے پھوڑے کا اپریشن ۲۴/۷ کو کیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔

احباب کرام کی خدمت میں دردمندانہ التماس ہے کہ محترم میاں رحیم بخش صاحب کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جلد کلی صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

تقریب نکاح

—— ۱۷ر جولائی بروز دوشنبہ محترم چوہدری فضل حق صاحب جائنٹ سیکرٹری انجمن کی دختر نیک اختر فریدہ چوہدری صاحبہ ایم اے کا نکاح بعوض دس ہزار روپے حق مہر ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب ریٹائرڈ سول سرجن (گوجرانوالہ) کے صاحبزادہ ڈاکٹر سیف الرحمٰن صاحب کے ساتھ پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے ارشاد فرمایا۔

اس خوشی میں ۲۵/۲۵ روپے جانبین کی طرف سے انجمن کو عطیہ دیئے گئے جزاہم اللہ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور پرمسرت بنائے۔ آمین۔

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب (بسلسلہ اشاعت ۳۱ر مئی ۱۹۷۲ء)

علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

۳

ہم نے ڈاکٹر اسرار احمد کے کارنامے بیان کر کے مظاہر عشق کی چند جھلکیاں دکھائی ہیں۔ اب ہم مولانا امین احسن اصلاحی کے علم کی چند تجلیاں بیان کر کے حسن کی تابانیوں پر سے پردہ اُٹھاتے ہیں۔

اس وقت ہمارے ہاتھ میں مولینا امین احسن اصلاحی کے علم کی ایک کتاب "مبادی تدبر قرآن" کے نام سے موجود ہے۔ اور اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے آخری حصہ میں ہم نے ان کی چار کتابوں کا اشتہار بھی پڑھ لیا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) دعوتِ دین اور اس کا طریق کار

(۲) اقامت دین کے لئے انبیاء کرام کا طریق کار

(۳) قرآن اور پردہ

(۴) حقیقت دین (مشتمل بر حقیقت شرک، حقیقت توحید، حقیقت تقویٰ، حقیقت نماز)

اس کتاب کے مصنف کے چند بلند پایہ مضامین جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن میں بھی چھپتے رہے ہیں جبکہ وہ اسی جماعت سے وابستہ تھے۔ ہم نے وہ مضامین ان کی اشاعت کے زمانہ میں ہی پڑھ لئے تھے اور اس وقت بھی ہمیں یہ احساس ہوا تھا جس کے نقوش اب تک ہمارے قلب پر ثبت ہیں کہ جماعت اسلامی کا سب سے بڑا استون مولانا مودودی سے بھی بڑا۔ مولانا امین احسن اصلاحی ہی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ہم مولانا کے کمالات و فضائل پر زیادہ بحث نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی گنجائش نہیں۔ ہاں اتنا بیان کرنا ضروری ہے کہ مولانا کے استاد مولانا فراہی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے مفسر قرآن گذرے ہیں، جن کی تفسیر "نظام القرآن" کے نام سے مشہور ہے۔ اس تفسیر اور مولانا فراہی صاحب کے دیگر مضامین کے اردو ترجمے بھی مولانا امین احسن صاحب کے قلم کے مرہون منت ہیں۔

یہاں ہم مولانا امین احسن اصلاحی کی کتاب "تدبر قرآن" سے فہم قرآن کے لئے چند ابتدائی شرطیں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں:۔

"جس طرح نماز کے لئے طہارت اور وضو شرط ہے، نماز کی برکت آدمی کو اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب وہ وضو اور طہارت کے شرائط پورے کر کے نماز کا قصد کرے اسی طرح فہم قرآن کے لئے بھی کچھ ابتدائی شرطیں ہیں اور آدمی کو فہم قرآن کی نعمت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ ان شرائط کے اہتمام کے ساتھ قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کرے۔"

مولانا نے فہم قرآن کی سب سے پہلی شرط نیت کی پاکیزگی رکھی ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید کو صرف رشد و ہدایت کا سرچشمہ سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ اس سے کوئی اور غرض مدنظر نہیں رہنی چاہیئے ورنہ قرآن کریم بدنیت لوگوں کو ہدایت دینے کی بجائے گمراہ قرار دیتا ہے کیونکہ ایسے انسان درحقیقت خود ہی گمراہی کے طالب ہوتے ہیں۔ مولانا کے الفاظ ہیں:۔

"اگر کوئی شخص پھولوں سے بھی کانٹے ہی جمع کرنے کا شوق رکھتا ہے تو وہ ہرگز اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس کو پھولوں کی خوشبو نصیب ہو۔"

اسی سلسلہ میں انہوں نے قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی آیت ۱۶ نقل کی ہے۔

اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کر لی یہ تجارت سودمند ثابت نہ ہوئی اور وہ ہدایت کی دولت حاصل نہ کر سکے۔

دوسری ضروری شرط مولانا نے فہم قرآن کے لئے یہ رکھی ہے کہ قاری قرآن کریم کو انسانی تصانیف سے برتر کلام تسلیم کرے ان کا فرمانا ہے:۔

"اگر دل میں قرآن مجید کی عظمت و اہمیت نہ ہو تو آدمی اس کے سمجھنے اور اس کے حقائق و معارف کے دریافت کرنے پر وہ محنت صرف نہیں کر سکتا جو اس خزائن حکمت سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے۔"

قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا تھا اور جس کے ماننے والا دنیا میں ہر چوتھا انسان ہے۔ قرآن کریم کا پیدا کیا ہوا یہ انقلاب عظیم اس کی عظمت اور اہمیت پر دال ہے۔

تیسری شرط مولانا یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کے مطالعہ کرنے والے کے باطن میں قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق بدلنے کا مضبوط ارادہ موجود ہو۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

"بعض کتاب الٰہی میں اس قسم کی تحریفیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس قسم کی تحریفیں یہود نے اللہ کی کتاب میں کی تھیں یعنی کفر و ایمان کے بیچ سے ایک راہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی قرآن کے جس حصہ کو اپنی خواہشوں کے مطابق پاتے ہیں، اسکی تو پیروی کرتے ہیں اور جس حصہ کو اپنی خواہشوں کے مطابق نہیں پاتے اسکو نظرانداز کر دیتے ہیں۔"

مولینا کی رائے میں: اگر انسان آزمائشوں میں مضبوط رہے تو اس کے لئے سعادت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ اگر ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے۔ اگر ایک ماحول اسے قبول نہیں کرتا تو دوسرا ماحول اس کے استقبال کرنے کے لئے بڑھتا ہے۔ اگر ایک خطۂ زمین اس کو پناہ نہیں دیتی تو دوسری سرزمین اس کی محافظ بن جاتی ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے سورۃ عنکبوت میں یوں بیان کیا گیا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔ اور جو ہماری راہ میں جد و جہد کریں گے ہم ضرور ان پر اپنی راہیں کھولیں گے اور اللہ تعالےٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔"

چوتھی شرط مولانا نے قرآن کریم سے استفادہ کے لئے تدبر بتائی ہے۔ خود قرآن کریم میں مذکور ہے افلا یتدبرون القرآن ام علٰی قلوب اقفالھا۔ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں۔

یہ واقع ہے کہ دنیا میں سب کتابوں سے زیادہ قرآن شریف پڑھا جاتا ہے لیکن افسوس کہ پڑھنے والے تو بہت ہیں مگر سمجھنے والے بہت کم ہیں۔ قرآن کریم اسی وقت ہدایت کا موجب ہوتا ہے جبکہ اس کے احکام کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن مجید سے کماحقہٗ مستفیض ہونے کے لئے مولانا نے پانچویں شرط یہ بیان کی ہے کہ قرآن کے مطالعہ کے دوران اگر وہ کسی الجھن میں پھنس جائے اور بظاہر اس مشکل سے نجات دشوار نظر آتی ہو تو بھی نہ تو وہ مایوس ہو نہ قرآن کریم کے متعلق کسی شک و شبہ کو دخیل ہونے دے۔ بلکہ اپنی درماندگی کا احساس کرے اور اپنی بے بسی کو خدا ہی کے سپرد کرے اور خشیۃ اللہ کی کیفیت اپنے قلب پر طاری کر کے سجدہ میں گر جائے اور گڑ گڑا کر خدا سے دعا کرے اور مشکل مقامات کو استحضار کر کے خدا تعالےٰ سے راہنمائی کا ملتلاشی ہو۔ اس کی دعا یقیناً سنی جائے گی اور اس کی تمام الجھنیں دور ہو جائیں گی۔ مولانا نے اس سلسلے میں حسب ذیل دعا پڑھنے کی تلقین کی ہے:۔

اللھم انی عبدک ابن عبدک ابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احد من خلقک ان تجعل القرآن ربیع قلبی و نور صدری وجلاء حزنی وذھاب ھمی و غمی۔ اے اللہ میں تیرا غلام، تیرے غلام کا بیٹا، اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم جاری ہے۔ میرے بارہ میں تیرا فیصلہ ہے میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطہ سے جو تیرا ہے، جس سے تو نے اپنے آپ کو پکارا ہے، یا جس کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا جس کو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینہ کا نور اور میرے غم کا مداوا اور میرے فکر و پریشانی کا علاج بنا دے۔

الحمدللہ ہمارے ان دو بزرگوں کو اللہ تعالےٰ نے سیاست کی کثافت سے بچا رکھا ہے اور وہ انتخابات کی گہما گہمی اور ایک دوسرے پر ذاتی اغراض کے ماتحت کیچڑ اچھالنے کے مشغلہ سے بالکل علیحدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا مزید کرم یہ ہے کہ ان بزرگوں نے امتِ محمدیہ کے افراد کو دائرہ اسلام سے بجز خارج کرنے کی اجارہ داری سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ وہ قرآن کے طالب علم اور قرآن ہی کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہیں۔ شاید حافظ شیرازی نے ایسے ہی بزرگوں کو مدنظر رکھ کر یہ کہا تھا ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

تخلیق انسان کا مقصد

انسان کے سفلی جذبات کی تعدیل کے لئے مغربی ماہرین نفسیات کا نظریہ اور اسکے خطرناک نتائج

قرآن کا پیش کردہ طریق عمل ان جذبات کی اصلاح اور انسانی فلاح کا موجب ہے

واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك ..... وما كنتم تكتمون - (البقرة ۲: ۳۳-۳۰)

(از:- پروفیسر خلیل الرحمان صاحب (ایم اے)

ان آیات کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو فرشتے بیک آواز پکار اُٹھے کہ کیا آپ ایسا نائب پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو آپ کی دنیا میں فساد۔ جنگ و جدل اور خونریزی کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر صرف اپنی حمد، تسبیح اور عبادت کے لئے اسے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے تو ہم سب ہر گھڑی اس میں مصروف ہیں۔ لیکن باری تعالیٰ کے ہاں سے یہ جواب سن کر کہ "جو میں جانتا ہوں وہ تمہارے علم میں نہیں" سب خاموش ہو گئے۔ اسے ثابت کرنے کے لئے دونوں کا امتحان بھی لے لیا۔ خدا کا خلیفہ کامیاب ہو گیا اور فرشتوں نے سر جھکا لیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فرشتوں کے خدشات بھی غلط ثابت نہیں ہوئے۔

تاریخ نسل انسانی اس پر شاہد ہے کہ ہر دور میں اور ہر ملک میں انسان نے انسان پر کیا کیا ظلم نہیں ڈھائے۔ کیا کیا ستم روا نہیں رکھے۔ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان نے انسان کی تباہی اور بربادی کے لئے کیا کیا مہلک ہتھیار اور آلات ایجاد نہیں کئے۔ ہمارا اپنا سب سے زیادہ ترقی یافتہ زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کیا یہ خطرہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ درپیش نہیں کہ کسی ایک ملک یا قوم کی ذرا سی لغزش اس دنیا کو ایک بڑی ہی ہولناک اور خوفناک تباہی سے دوچار کر دے؟ اور کسی ذی روح چیز کا بھی صفحہ ہستی پر نام و نشان باقی نہ رہے؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ ہماری اپنی تعمیر میں تو کوئی خرابی کی صورت مضمر نہیں؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو اس کی اصلاح کی صورت کیا ہے۔ اور کیا ہی ہے۔ ایسی اصلاح کی کامیابی کے امکانات کہاں تک ہیں۔

علم حیاتیات کے طالب علم کی حیثیت سے مجھے نفسیات کے مطالعہ کا بھی تھوڑا بہت موقع ملا ہے۔ جہاں تک میرے مشاہدہ اور تجربہ کا تعلق ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انسان کی شخصیت کے مختلف پہلو ہیں جن میں سے دو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور دوسرے پہلوؤں کو بھی متاثر کرتے ہیں، ایک جسمانی پہلو اور دوسرا روحانی پہلو۔ یہ میری ذاتی رائے ہے، غلط بھی ہو سکتی ہے۔

جسمانی پہلو ادنٰے یا سفلی جذبات سے مرکب ہے۔ اس میں انسان دوسرے حیوانات سے مختلف نہیں۔ مثلاً جنسی جذبات اقتدار اور برتری کی خواہش، کینہ، حسد، بغض، بخل، تکبر، ریا اور عجب وغیرہ۔

روحانی پہلو ایسے اعلٰے اور ارفع قواء پر مشتمل ہے جو سفلی جذبات کو اعتدال پر لاکر ایک متوازن شخصیت کی تشکیل میں مدد دیتی ہیں اور یوں تخلیق انسان کے مقصد کو پورا کرتی ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں میں کشمکش اور کشاکش ازل سے جاری ہے۔ اسے نیکی اور بدی کی جنگ کہہ لیجئے یا شیطانی اور رحمانی قوتوں کا تصادم یا نفس امارہ اور نفس لوامہ کی کھینچا تانی۔

مذاہب کی تاریخ گواہ ہے اور قرآن کریم ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے کہ جب کوئی بستی ادنٰے خواہشات کے طوفان میں بہنے لگی تو خدا تعالٰے نے اس بستی کے رہنے والوں میں سے ہی انہی جیسا گوشت پوست کا انسان ان کی رہنمائی کے لئے کھڑا کر دیا۔ اس بات پر تعجب بھی کرتے رہے اور تمسخر بھی اڑاتے رہے کیونکہ اس کی تہ میں جو حکمت تھی اور فلسفہ کارفرما تھا وہ اس سے بے خبر ہوتے تھے۔ بات تو صرف اتنی سی تھی کہ اگر انہی کی طرح کا ایک گوشت پوست کا انسان ویسے ہی جذبات، احساسات اور خیالات رکھنے والا اپنی خفیہ اصلاحی قوتوں کو بیدار کرنے کے بعد ایک ممتاز مقام حاصل کر سکتا ہے تو اس کی قوم کے دوسرے افراد اس کے نقش قدم پر چل کر ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی زندگی کو ہر لحاظ سے ان کے سامنے بطور ایک نمونہ کے پیش کر کے اپنے گرد و پیش کے حالات کے لئے ایک چیلنج بن جاتا ہے اور باوجود تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے جو اس کے راستے میں کھڑی کی جاتیں کامیاب و کامران ہو جاتا۔ کچھ تیز نگاہیں اس راز کو بھانپ لینے میں کامیاب ہو جاتیں اور اس کے طور طریقے اپنا لیتیں۔ یوں اس کے ارد گرد ایک گروہ بن جاتا۔ دنیا کی آلودگیوں سے پاک - خدا کی نگاہ میں مقبول۔ نجات یافتہ گروہ جس کا منتہائے مقصود خدا اور صرف خدا کی رضا ہوتی اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی قربانی بھی انہیں گراں دکھائی نہ دیتی۔

نفسانی جذبات کی تعدیل کے لئے اس وقت ہمارے سامنے دو تصورات ہیں۔ ایک مغربی ماہرین نفسیات کے تصورات اور دوسرے مذہبی تصورات۔

مغرب کے ماہرین نفسیات نے انسان کی شخصیت کو نکھارنے اور اس میں توازن پیدا کرنے کے لئے یہ نکتہ دریافت کیا ہے کہ انسان کے دل میں جو بھی اچھی بری خواہش پیدا ہو اسے پورا کرنے کے لئے سب کچھ کر گذرے کیونکہ اس خواہش کو دبا دینے کی صورت میں وہ لاشعور میں چلی جائے گی اور ذہنی کشمکش پیدا کرنے کا سبب بن جائے گی۔ جب بھی اسے ابھرنے کا موقعہ ملے گا اس کے نتائج خطرناک ہونے کا احتمال زیادہ ہوگا۔ ان نظریات کا اثر ذرا مغرب کی زندگی اس کی تہذیب اور ثقافت پہ دیکھئے اور سوچئے کہ ان خیالات نے اسے کن بلندیوں سے کن پستیوں میں دھکیل دیا ہے۔ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ اسے مسلمان ممالک نے بھی اپنا لیا ہے۔ اس وقت مسلمان معاشرہ کا جو حال ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ ساری دنیا ایک دردناک اضطراب اور بے چینی کی گرفت میں ہے مغرب کے لوگ خصوصاً ان کی بے راہ رو نوجوان نسل مصنوعی سکون کی تلاش میں مشرق کے ویرانوں میں ماری ماری پھرتی ہے۔ اور اپنی ناپاک تہذیب کے جراثیم سے اس نے اب تک کسی نکھری ہوئی فضا کو مسموم کر رہی ہے۔ یہ جذبات پرستی انہیں کہاں لے آئی ہے۔ نفس کی لگامیں ڈھیلی چھوڑنے کا انجام نہایت مہیب ہے۔ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں آیئے دیکھئے کہ مذہب کیا تصور پیش کرتا ہے۔ کیا خدا کے فرستادوں کی محیر العقول کامیابی کا راز ان جذبات کے دبانے اور کچل دینے میں تھا جو فساد پیدا کرنے کا سبب ہوتے ہیں یا ان خفیہ روحانی طاقتوں کے ذریعہ ان کی اصلاح، تہذیب اور تربیت میں تھا جس نے انہیں فلاح کے مقام پر پہنچا دیا۔

اس کے متعلق بیان کرنے سے قبل میں آپ کے سامنے ایک کیمیائی عمل کا ذکر کروں گا جس کا نام ماہرین کیمیا نے ..... Sublimation رکھا ہے۔ یہ طریقہ بعض اشیاء میں سے ادنٰے درجہ کے مادوں اور کثافتوں کو دور کر کے انہیں پاکیزہ اور پوتر بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ جس چیز سے کثافتیں دور کرنا مقصود ہوتا ہے اسے حرارت دیتے ہیں جس سے یہ براہ راست بخارات میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر یہ بخارات ٹھنڈے ہو کر منجمد ہو جاتے ہیں۔ میل کچیل تہ میں رہ جاتی ہے اور دور کر دی جاتی ہے۔

مادی دنیا کے قوانین روحانی دنیا میں بھی کارفرما ہیں اگرچہ ایک مختلف رنگ میں یہاں ایک عجیب تو ارد قابل غور ہے کہ ماہرین نفسیات بھی مختلف Instincts یا جبلتوں کو مہذب کرنے کے طریقے کے لئے بھی Sublimation کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ عمل میں یہ طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

قرآن کریم نے مختلف مقامات پر ایسے ذرائع پر روشنی ڈالی ہے جنہیں اختیار کر کے ہر انسان روحانیت کے کمالات سے مستفید ہو سکتا ہے۔ یہ ان جذبات کو دبانے کی نہیں بلکہ ان کی ایسے غیر محسوس ذرائع سے اصلاح کی تعلیم دیتا ہے جس سے وہ خالص ہو کر ایک نیا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور وہ بجائے بے راہ روی کا راستہ اختیار کرنے کے انسان کو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جنسی خواہشات۔ حسد۔ کینہ۔ بغض بخل۔ حصول اقتدار کا جذبہ تکبر۔ ریا اور عجب وغیرہ کی بجائے اس میں خدا کا پیار۔ اس کی

www.aaiil.org

تو سنودی کے لئے ایثار - قربانی - احسان - جذبۂ خدمت - عجز و انکسار اور رحم کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں - جو اسے نہ صرف حقوق اللہ بلکہ حقوق العباد کے پورا کرنے کا اہل بنا دیتے ہیں -

میں ان تمام عوامل کی طرف مختصر اشارات کروں گا -

انسان کے اندر ایک جذبہ تجسس اور تحقیق کا - اسی جذبہ کی بدولت وہ تخلیق کائنات کے راز ہائے سربستہ سے پردہ اٹھاتا رہا ہے اسی جذبہ نے جو اس کی فطرت میں موجود ہے اسے اس نہاں در نہاں ہستی کی جستجو اور تلاش پر مجبور کیا ہے جس کا مظہر وہ اس کائنات کو تصور کرتا ہے - اس کے نتیجے میں ہر دور کے انسان نے اپنے فہم اور عقل کے مطابق اسے مختلف صورتوں میں تلاش کرنے کی سعی کی ہے - کبھی چاند - سورج اور ستاروں کی شکل میں اسے پوجا اور کبھی آگ کی صورت میں - کبھی بتوں - درختوں اور دریاؤں کی صورت میں اسے ڈھونڈا ہے یعنی انسان کسی ہستی کی تلاش اور اس کی رضا کی جستجو میں شروع سے سرگرداں رہا ہے - اس کی یہ تلاش ارتقائے نسل انسانی کے ساتھ جاری رہی عقل نے اسے پانے کے لئے بہت زور مارا - ایک مقام پر پہنچی اور رک گئی - اس مقام سے آگے جانے کے لئے اس نے خود ہی روشنی مہیا کی اور اپنے وجود پر شہادت دینے والے انسان وقتاً فوقتاً کھڑے کئے انہوں نے اس کی رضا - خوشنودی اور پیار کی آنچ اور حرارت سے سفلی جذبات کی میل کچیل کو صاف کیا اور انہیں ایسی خوبصورت شکل دے دی جو کسی بھی انسان کی کامیابی کا موجب ہو سکتی ہے -

وہ تمام ذرائع جنہیں قرآن کریم عبادات کے نام سے موسوم کرتا ہے ادنے جذبات کی تعدیل - تہذیب اور تربیت کا ایک ذریعہ ہیں اور یہی sublimation یا تزکیہ ہے -

اس کے ثبوت کے لئے میں آپ کی توجہ سورۃ المومنون کے پہلے رکوع کی طرف مبذول کروں گا - اس میں یہ بیان فرمایا ہے کہ کامیابی ان مومنوں کا مقدر بن جاتی ہے جو اپنی دعاؤں - نمازوں اور دوسری عبادات میں انکساری، عاجزی اور تذلل سے کام لیتے ہیں اور ہر اس بات سے جو ان کو اپنے مقصد حقیقی سے دور لے جانے والی ہو منہ موڑ لیتے ہیں - اپنے نفس کے تزکیہ کا اہتمام کرتے ہیں - جو اپنے آپ کو جنسی جذبات کے طوفان میں بہ جانے سے بچا لیتے ہیں - اور جو مخلوق خدا کی طرف سے ان پر عائد شدہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں - ایسے لوگ اس مقام کو پا لیتے ہیں جہاں ان کے لئے کوئی خوف اور حزن نہیں - انہیں اطمینان اور سکون قلب نصیب ہو جاتا ہے - نہ اضطراب - نہ پریشانی اور نہ ہی ذہنی آویزش (Mental conflict) ان لوگوں کی نمازیں - عبادات - زندگی اور موت سب ہی خدا کی رضا کے لئے ہوتی ہیں - وہ جنت اور دوزخ کے تصور سے بالا ہوتے ہیں - خدا کے پیار اور محبت اور اس کے عشق سے بڑھ کر اور کیا جنت ہو سکتی ہے ؎

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دے کوئی لیکر بہشت کو

ان کے نزدیک عبادت کوئی تجارت اور لین دین نہیں کہ یہ ثواب ہوگا اور یہ جزا ملے گی اور یوں سزا ہوگی ان کے لئے ؎

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

ایسے ہی لوگوں پر نئی راہیں کھلتی ہیں - وہ دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ ہوتے ہیں - اس میں میرا اپنا تو بدنصیبی سے کوئی تجربہ نہیں لیکن مشاہدہ ضرور ہے - انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے - لیکن اپنی آنکھوں سے اس زمانے کے مامور کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ رہنے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے - کبھی کبھی ان کی پاک محفلوں میں شریک ہونے کا موقعہ ملا ہے - کانوں میں ان کے الفاظ نے رس گھولا ہے - ہم نے تو یوں بھی دیکھا ہے کہ کسی نے ستایا - دکھ دیا - زخم دیئے - کوئی مشکل پیش آئی - گھبراہٹ اور پریشانی نہیں - سر سجدے میں رکھ دیا - دو چار آنسو گرے - رحمت باری کو جذب کر لائے سکون اور اطمینان ہو گیا رات کو دعا کی صبح کو جواب پا لیا - اگر ان ۱۴ سو سال بعد آنے والوں کی یہ حالت تھی تو ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کے کیا کہنے اور پھر اس عظیم محسنِ انسانیت کے کیا کہنے جس کی جوتیاں اٹھانے کو یہ لوگ فخر سمجھتے تھے -

کیا مغرب کا کوئی فلسفی قرآن کے مقابلے میں اپنے موجودہ من گھڑت فلسفہ کی روشنی میں یہ بتا سکتا ہے کہ یہ غیر معمولی ہستیاں جن کی تاریخی حیثیت سے انکار ممکن نہیں اور جو دنیا کی تقدیر بدل گئیں اپنے حیوانی جذبات کے باوجود ایسا مقام کیسے پا گئیں -

بقول ان کے اگر انہوں نے اپنے یہ جذبات دبا دیئے ہوتے تو وہ منفی شخصیت کے مالک ہوتے جنہیں وہ ۴۳ ....

مکتوبِ امریکہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ایک اور مولوی صاحب کا بیان

سیکریمنٹو مسجد کے امام کو امریکہ واپس آنا پڑا تھا - ان کے پاسپورٹ کی میعاد ختم ہو گئی تھی - اس کی توسیع کی ضرورت تھی - اس کی توسیع کے لئے ان کو خوب دوڑ دھوپ کرنی پڑی - کئی ایک دفاتر چھان مارے - لیکن کام نہ بنا - یہاں عید کی نماز انہوں نے پڑھائی تھی - اور عید میں تین چار روز باقی رہ گئے تھے - آخر مولوی صاحب کو کسی نے صلاح دی کہ آپ کا کام روپیہ خرچ کرنے کے بغیر کسی صورت میں نہ ہوگا ....

یہ حالات اس ملک کے حکام کے ہیں جو ایک اسلامی ملک ہے، جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے - جہاں کئی ایک مذہبی انجمنیں، اور سینکڑوں مذہبی ادارے کام کر رہے ہیں - جہاں معمولی اختلافات کی بناء پر کفر کے فتوے لگتے ہیں - خداوند کریم پاکستان کی حکومت کو پریزیڈنٹ ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں توفیق دے کہ وہ رشوت ستان حکام کا خاتمہ کرے - اور عوام پاکستان کے لئے وہی سہولتیں پیدا ہوں جو امریکہ میں یا دیگر ممالک میں ہیں -

کینیڈا اور امریکہ کی سرحدی چوکی

کینیڈا اور امریکہ کی سرحد پر دونوں ملکوں کے امیگریشن کے دفاتر ہیں - اور سڑک پر موٹروں کی رکاوٹ کے لئے چوکی ہے - کینیڈا میں داخل ہونے سے پیشتر دو میل سے نوٹس بورڈ پڑھنے میں آتے ہیں - جن کے ذریعہ مسافروں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ کینیڈا میں داخلہ کے لئے تیار رہیں اور اپنا پاسپورٹ وغیرہ نکال لیں - ہمیں خیال تھا کہ ہمارے سامان کی اچھی طرح پڑتال ہوگی - امیگریشن آفیسر نے ہمارے پاسپورٹ کے متعلق کی کیا قیمت ہے - میں نے کہا دس ڈالر - بس ہمیں آگے جانے کی اجازت ایک منٹ کے اندر مل گئی - اسی طرح واپسی پر امریکن امیگریشن کا سامنا کرنا پڑا - تو اس نے کہا کہ کینیڈا سے کیا خرید کر لے جا رہے ہو - ہم نے کہا پوسٹ کارڈ - اور پانی - اس نے تین دفعہ دہرایا کارڈ اینڈ واٹر - کارڈ اینڈ واٹر اور ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت مل گئی - کیا پاکستان میں ایسی سہولتیں گذشتہ حکومتوں کے دوران میں موجود تھیں - گوروں کے لئے البتہ صاحب بہادر خیال کر کے ان کے سامان کی تلاشی نہیں لی جاتی تھی اور نہ ان کی جن سے کسٹم والوں کی مٹھی گرم کر دی جاتی تھی - اس کے علاوہ اپنے آدمیوں سے جو سلوک کیا جاتا تھا - وہ بیان کرنے کے لائق نہیں ہے -

---

۴۴ abnormal personalities کہتے ہیں لیکن یہ تو extraordinary personalities تھیں - اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کے پیش کردہ فلسفہ کو اپنایا جو جذبات کی تربیت - تہذیب اور اصلاح کا درس دیتا ہے - نہ کہ انہیں بے لگام چھوڑنے کا جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں - خواہ وہ انفرادی ہو یا قومی - آیئے ہم اپنے سر بھی اسی فلسفہ کے سامنے جھکائیں تاکہ فلاح پا جائیں -

ایک سکھ دوست کا بیان

میرے ایک پنجابی سکھ دوست برکلی میں رہتے ہیں - ان کے دونوں لڑکے یہاں پر گورنمنٹ میں اچھی ملازمت میں ہیں - یہ صاحب ہانگ کانگ میں پولیس مین تھے اور ریٹائر ہو کر امریکہ چلے آئے - گذشتہ سال ان کو اپنے وطن انڈیا جانے کا خیال پیدا ہوا - اور وہاں دو تین ماہ کے لئے چلے گئے - دیگر معمولی سامان کے علاوہ انہوں نے مناسب خیال کیا کہ اچھا ریڈیو بھی خرید کر ساتھ لے جائیں جب بمبئی پہنچے تو کسٹم میں انہیں چیکنگ کے لئے جانا پڑا - وہاں کسٹم آفیسر کی نظر جب ریڈیو پر پڑی تو اس کا دل للچا گیا - اس نے سردار صاحب کو کہا کہ آپ سامان یہاں رہنے دیں اور تھوڑی دیر کے بعد آ جاویں - فرصت ملنے پر آپ کا سامان چیک کر لیا جاوے گا چند منٹوں کے بعد سردار صاحب واپس آئے تو ریڈیو ندارد - سردار صاحب نے بہت احتجاج کی لیکن اسی کو ہی بے وقوف بنایا گیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ تم ریڈیو بلین پر ہی چھوڑ آئے ہو گے - سردار صاحب اپنے وطن گئے تو پنجاب میں چوری - ڈکیتی - بدمعاشی کو دیکھ کر تنگ آ گئے اور چند یوم ٹھہر کر جلد ہی واپس امریکہ آ گئے - اب انڈیا جانے کا نام نہیں لیتے -

ڈاکٹر لطیف خاں سے ملاقات

مسٹر عثمان غنی نے بتایا کہ وینکوور میں

www.aaiil.org

ڈاکٹر لطیف خان احمدی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور نہایت خلیق اور ملنسار آدمی ہیں۔ میں نے جب ان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو وہ اپنی موٹر پر ہم سب کو ڈاکٹر لطیف خان صاحب کے مکان پر لے آئے ڈاکٹر صاحب نے نہایت تپاک سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ اور ہمارا تعارف اپنی بیٹی بیوی اور جرمن داماد اور لڑکی سے کرایا۔ ڈاکٹر صاحب کے خیالات اور بیرون ملک میں اسلامی تبلیغ کی طرز اختیار کرنے اور فرقہ بندی کو اپنے اندر محدود رکھنے وغیرہ کے اظہار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہماری جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن جب میں نے ان کے داماد کو ترجمۃ القرآن بزبان جرمن مطالعہ کے لئے کہا اور بتایا کہ میرے پاس جرمن ترجمۃ القرآن موجود ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ ربوا سے شائع ہوا ہے۔ میں نے کہا اس سے پیشتر مولینا صدرالدین صاحب نے جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا تھا۔ جو میرے پاس ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے موضوع گفتگو بدل دیا۔

ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے ہماری تواضع چائے اور فواکہات سے کی۔ انہوں نے ہمارے فوٹو لئے۔ اور اپنی لڑکی کے نام جو پورٹ لینڈ امریکہ میں رہتی ہے۔ تعارفی خط دیا اور بتایا کہ اس کے ذریعہ ہمیں دو احمدی ڈاکٹروں کے ٹیلی فون مل جاویں گے۔ ہم ان سے بھی ضرور ملاقات کریں۔

کینیڈا سے روانگی

جیسے کہ میں اپنے گذشتہ خط میں عرض کر چکا ہوں۔ ہماری کینیڈا سے روانگی سوموار ۸ر مئی صبح کو ہوئی۔

ہماری موٹر ساٹھ ستر میل کی رفتار سے چل رہی تھی۔ واشنگٹن سٹیٹ سے گذر کر ہم پورٹ لینڈ۔ اوری گن سٹیٹ میں ۵ بجے سہ پہر پہنچ گئے اور ڈاکٹر لطیف خان صاحب کی لڑکی کے مکان پر پہنچے۔ ان کو ٹیلی فون کے ذریعہ ہم نے اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی۔ وہ اور ان کے خاوند ہمارے منتظر تھے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کی لڑکی کو باپ کی طرح خلیق اور مہمان نواز پایا۔ اور ہماری گفتگو کافی دیر تک جاری رہی۔

کیا آپ فسادی ہیں؟

میں نے ڈاکٹر صاحب کے داماد سے جو ناروے ملک کے باشندہ ہیں۔ دریافت کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں۔ اس نے کہا کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ میں نے کہا کیا آپ فسادی ہیں؟ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح؟ میں نے کہا کہ مسلمان کے معنی عربی زبان میں خدا کے منشاء اور حکم پر چلنے والا اور امن و صلح قائم کرنے والا ہے۔ جو شخص مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ فسادی ہے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر کوئی مجھ سے دریافت کرے گا کہ کیا میں مسلمان ہوں۔ تو میں پھر انکار نہیں کروں گا۔ ڈاکٹر حسین ساجد صاحب کو ہم نے ٹیلیفون کر دیا تھا۔ لیکن ان کی انتظار کرتے کرتے کافی وقت گذر گیا۔ ادھر ڈاکٹر لطیف صاحب کی دختر نے ہمارے لئے کھانا تیار کرنا شروع کر دیا اور مجبور کر دیا کہ ہم کھانا کھا کر ہی یہاں سے رخصت ہوں۔

ڈاکٹر حسین ساجد صاحب سے ملاقات

ہم پورٹ لینڈ کو الوداع کہنے اور سفر جاری رکھنے کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ ڈاکٹر ساجد صاحب اپنی موٹر کار کے ذریعہ ڈاکٹر لطیف صاحب کی لڑکی کے مکان پر ہمیں لینے کے لئے آٹھ بجے شام پہنچ گئے۔ ان کا مکان کافی وسیع اور شہر کے بہترین حصہ میں واقعہ ہے۔ ان کے بھائی جو ڈاکٹر ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ وہ بھی اپنے بڑے بھائی کے ساتھ رہتے ہیں ڈاکٹر صاحب کی والدہ محترمہ جو آنکھوں کے اپریشن سے بینائی سے محروم ہو گئی ہیں وہ بھی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے والد مرحوم راولپنڈی میں وکالت کرتے تھے امریکہ آکر بیمار ہو گئے۔ اور یہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ لیکن جنازہ ربوا لے گئے اور وہیں پر دفن ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے بھائی اور اہل خانہ سے دو تین گھنٹہ تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ ڈاکٹر ساجد صاحب خاموش طبع انسان ہیں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ اس قدر تعلیمیافتہ ہوتے ہوئے مجھ سے دریافت کریں گے کہ "میں کس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں"۔ آخر کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا۔

پاکستانیوں کی کمزوری

جب ڈاکٹر ساجد صاحب اپنی موٹر میں مجھ خاکسار کو اپنے مکان پر لا رہے تھے۔ تو میں نے ضمناً ان سے پاکستانیوں کی ایک کمزوری کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کہ پاکستانی مسلمانوں میں یہ کمزوری ہے کہ وہ پہلے دریافت کریں گے کہ کس صوبہ کے ہو۔ جب وہ اسی صوبہ کے ہوں گے۔ تو پھر ضلع کا نام دریافت کریں گے۔ اس چھان بین کے بعد دریافت کرنے کی کوشش میں رہیں گے کہ وہ کس فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے کہا دوسرے ملکوں کے مسلمان اس کو کافی خیال کرتے ہیں کہ ایک شخص کلمہ گو مسلمان ہے۔ انکو فرقہ بندی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو میرے ان بیانات کا خیال نہیں رہا اور وہ ایک پاکستانی ہوتے ہی مجھ سے دریافت کر ہی بیٹھے کہ میں کس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہم سب کی تواضع چائے اور پیسٹری سے کی رات کافی گذر چکی تھی۔ ہم نے مناسب خیال کیا کہ دو تین گھنٹے سفر کرنے کے بعد کسی ہوٹل میں رات کا باقی حصہ گذاریں۔ چنانچہ رات کے گیارہ بجے ہم نے ڈاکٹر اور اہل خانہ کو الوداع کہی اور دو بجے صبح اوری گن کے ایک مشہور شہر یوجین پہنچ گئے۔ اور وہاں کے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔

یوجین میں مذہبی پارلیمنٹ

۱۹۵۵ء میں جبکہ خاکسار مسٹر عبدالرحمن ساہو خان اور مسٹر محمد حنیف اکبر کے ساتھ مولینا بشیر احمد منٹو کی جگہ اسلامی تعلیمات کے لئے آیا تھا۔ یوجین کی یونیورسٹی نے مذاہب کی پارلیمنٹ منعقد کی تھی جس میں جملہ مذاہب نے نمایندگی کی تھی۔ خاکسار اور مسٹر ساہو خان "اسلام" کے نمائندہ تھے۔ ایک ہفتہ تک یہ کانفرنس جاری رہی۔ ہم ڈاکٹر سلامت پروفیسر پولیٹیکل سائنس کے مہمان تھے۔ اور انہوں نے ہمارے آرام اور استراحت کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔ اور مہمان نوازی کے حقوق کما حقہ ادا کئے تھے۔ یوجین پہنچکر میں نے صبح ڈاکٹر صاحب موصوف کو ٹیلیفون کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں اپنے مکان پر آنے کی دعوت دی۔ جب ہم انکے مکان پر پہنچے ڈاکٹر صاحب یونیورسٹی اپنی کلاس کو پڑھانے کے لئے چلے گئے تھے۔ لیکن ان کی بیگم صاحبہ ہماری منتظر تھیں وہ ہم سب کو مل کر بہت خوش ہوئیں۔ سولہ برس کے طویل عرصہ کے بعد پرانے حالات سامنے آ گئے۔ ایک گھنٹہ ہم ڈاکٹر صاحب کے مکان پر رہے جہاں ان کی بیگم صاحبہ نے ہماری تواضع چائے سے کی۔ گیارہ بجے ہماری روانگی ہوئی۔ اور اس بار سمندر کے راستہ کی پرانی شاہراہ جو نظائر قدرتی سے پر ہے لیکن ہم ۴ بجے صبح اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے الحمد للہ۔

اسلامک سنٹر کا ماہوار جلسہ

سنیچر ۱۳ر مئی کو سان فرانسسکو اسلامک سنٹر کا ماہوار جلسہ تھا۔ اور سینٹر میں ڈنر کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ جب اسلامک سنٹر کے کارپردازوں کو معلوم ہوا کہ پاکستان کے چند ڈیلیگیٹ امریکہ کا دورہ کر رہے ہیں اور ان میں سے ایک صاحب سان فرانسسکو پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے انکو اسلامک سنٹر کے جلسہ میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔ معزز مہمان نے (جو پاکستان میں جج ہیں) آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر تقریر کی۔ جس سے حاضرین نہایت متاثر ہوئے۔ اسی وقت اوکلنڈ میں مسٹر محمد علی نے دلہا اور دلہن کے اعزاز میں دعوت دے رکھی تھی اور خاکسار کو اس RECEP TION میں تقریر کرنی تھی لہذا اسلامک سنٹر کے جلسہ میں شامل نہ ہو سکا۔

بیگم خدیجہ ہیکلر کی فیاضی

بیگم خدیجہ ہیکلر کے عطیہ کے متعلق پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر آ چکا ہے آپ نے کتاب "مذہب اور سوسائٹی" کی طباعت کے اخراجات کے لئے ۵۰۰ ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ خاکسار اس کتاب کا نمونہ لے کر اہلیہ صاحبہ اور عزیزی ظفر اقبال کی معیت میں SAN MATAS پہنچا۔ بیگم خدیجہ نے ہمارے لئے کھانے کا پر تکلف انتظام کیا ہوا تھا۔ کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اگلے روز (چار مئی کو) HOLLISTER جاکر پرنٹر سے مطبوعہ کاغذات کتاب حاصل کرنے کا وعدہ لیا۔ چنانچہ بیگم خدیجہ اور ان کے خاوند نے اپنے ٹرک میں پرنٹر سے تمام کاغذات حاصل کر کے اوکلینڈ میں پہنچا دیئے ہیں۔ جہاں جلد ساز کتاب کی جلد سازی کریں گے اور کتاب کے پانچہزار نسخے انشاءاللہ جلد تیار ہو جائیں گے۔ اس کتاب کی پبلشر مسلم سوسائٹی آف یونائیٹڈ سٹیٹ یو ایس اے ہے۔ جس کی بنیاد ۱۹۴۷ء میں مولینا بشیر احمد منٹو نے رکھی تھی۔ ہم نے بیگم خدیجہ ہیکلر کو اس سوسائٹی کا خزانچی نامزد کیا ہے اگر انجمن نے اجازت دی تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب حضرت امیر مولینا محمد علی رحمۃ اللہ کی تصنیفات محمد دی پرافٹ اور ارلی کیلیفیٹ دس دس ہزار کی تعداد میں شائع کریں گے۔

انجمن کی تازہ مطبوعات

دی ریلیجن آف اسلام کے چند نسخے موصول

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

یاد رفتگان

شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم

۱۴ر جولائی ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک جھنگ کی جماعت احمدیہ شاخ لاہور کے محترم اور معزز رکن اور ہمارے ابا جان جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب جو چار سال قبل ریلوے اسٹیشن جھنگ صدر ہی سے بحیثیت اسٹیشن ماسٹر ریٹائر ہوئے تھے ایک طویل بیماری کے بعد جو بالآخر عارضۂ قلب، بائیں جانب فالج کے حملہ اور انجام کار سیریبرل ہیمریج پر منتج ہوئی ڈسٹرکٹ سول ہسپتال جھنگ میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

مرحوم، جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی تحریک احمدیت کے ایک قدیمی رفیق کار مرید اور احمدیہ جماعت کی ہر دو شاخوں میں یکساں طور پر احترام سے یاد کئے جانے والے بزرگ جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے بیٹے تھے۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب اپنے والد کے قادیانی صاحبان سے تعلق استوار کر لینے کے باوجود تادم آخر جماعت لاہور سے وابستہ رہے۔ آپ ۱۹۱۰ء میں قادیان میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۸ء میں مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دسویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد محکمہ ریلوے میں ملازم ہو گئے اور پنجاب کے مختلف شہروں میں تعینات رہنے کے بعد ۱۲ مئی ۱۹۶۲ء کو ریلوے اسٹیشن جھنگ صدر پر پوسٹ ہوئے جہاں سے ۱۹۶۸ء میں چالیس سال کی بے داغ خدمت کے بعد ریٹائر ہو گئے۔ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر ریلوے کی طرف سے انہیں تمغہ سے بھی نوازا گیا۔

آج سے دس سال قبل مجھے ان کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور یہ محض اتفاق ہی تھا کہ ان کے جھنگ تعینات ہونے کے ایک ہی سال بعد میں بھی تبدیل ہو کر یہیں آ گیا اس تمام عرصے میں محترم شیخ صاحب مرحوم کی شخصیت کے بارے میں مَیں نے یہ محسوس کیا کہ آپ بے حد خلیق، نہایت شریف النفس، صاحب کردار انسان، شفیق باپ اور اپنے عقائد میں حد درجہ راسخ شخص تھے۔ گاہے بگاہے حسب توفیق غریبوں کی مدد کرنے والے اور رشتہ داروں پر جان نثار کرنے والے تھے۔ ایک زمانے میں ان کی صحت مثالی تھی اور وہ واقعی وجیہہ اور خوبصورت آدمی تھے۔ جب تک ان کی صحت نے اجازت دی بلا ناغہ تلاوت قرآن مجید فجر کی نماز کے بعد کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحبؒ ایم اے مفسر قرآن کے تو گویا وہ عاشق تھے ان کا ذکر ہمیشہ بے حد احترام سے کیا کرتے تھے۔ اکثر بیان القرآن کا مطالعہ کیا کرتے۔ مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کا جوان کے اُستاد تھے ذکر ہمیشہ نظریں جھکا کر اور بے حد ادب سے کرتے اور ان کی شاگردی پر فخر کیا کرتے۔ میں ایک سیدھا سادا مسلمان ہوں اور احمدیوں کی کسی بھی شاخ سے میرا کوئی عقیدے کا رابطہ نہیں مگر ایسا کبھی نہ ہوا کہ میرے خسر محترم نے مجھ پر اپنے عقائد ٹھونسنے کی کوشش کی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم بڑے روادار حوصلہ مند اور صلح جو انسان تھے۔ جماعت لاہور کی گولڈن جوبلی کی تقریبات کے موقعہ پر میں اپنی خواہش سے ان کے اور ان کے بچوں کے ہمراہ احمدیہ بلڈنگس میں حاضر ہوا۔ یہیں ان کی ہمراہی میں مولانا صدر الدین صاحب سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا اور مَیں نے محسوس کیا کہ شیخ صاحب اپنے امیر جماعت کے ہر طرح سے اطاعت گذار مرید تھے۔

آپ کو مسلم ہائی سکول سے جہاں آپ نے اپنی تعلیم مکمل کی بے حد عقیدت تھی۔ اتفاق سے تقسیم ملک کے بعد ایک مختصر سے عرصہ کے لئے مجھے بھی اسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ مل چکا ہے۔ لاہور میں آپ کا بچپن اور جوانی لب نہر مسلم ٹاؤن میں گزرے جہاں مولانا محمد علی صاحبؒ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ۔ غلام رسول مہر صاحب اور عبد المجید سالک صاحبؒ اور شیخ صاحب کے والد ماسٹر فقیر اللہ صاحبؒ اکٹھے آباد ہوئے۔ جنرل کے ایم شیخ اور مرزا محمد احمد ایڈووکیٹ جنرل حکومت بلوچستان آپ کے ہم جماعتوں میں سے تھے۔

میری خوشدامن محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ جماعت لاہور کے قدیم رکن مرزا احمد دین صاحب مرحوم آف جالکے چیمہ کی صاحبزادی ہیں ان کی شادی ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ ۴۰ سال کی خوشگوار عائلی زندگی میں خدا تعالےٰ نے شیخ صاحب کو چھ بچوں اور چار بچیوں سے نوازا۔ بڑی بیٹی نصرت میری اہلیہ ہیں۔ طارق سعید ایم اے کامرس بنک جھنگ کے مینجر، اور عارف عبداللہ بی کام حبیب بنک میں سیکنڈ آفیسر ہیں، آصف عبداللہ ایم ایس سی آنرز (زراعت) ایگمور ملتان زون سے انچارج ہیں، راشد احمد اور ساجد وکالت کے امتحانات دے رہے ہیں۔ بچیاں کالج اور سکول میں زیر تعلیم ہیں شیخ صاحب نے زندگی بھر کوئی جائداد نہیں بنائی وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میری جائداد میری اولاد ہے جسے میں نے حتی الامکان تعلیم اور تربیت سے سنوارنے کی کوشش کی ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی اور اولاد نے بھی اپنے والد کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ خدا تعالےٰ ان بچوں کو اپنے بیش از بیش فضلوں سے نوازے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

شیخ صاحب اگرچہ پچھلے پانچ سال سے مختلف بیماریوں میں مبتلا چلے آ رہے تھے لیکن ان میں بلا کی قوت برداشت تھی۔ میں نے شدید سے شدید بیماری میں بھی ان کے منہ سے ہائے کے الفاظ نہیں سُنے وہ ہمیشہ توبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اسی سال ۱۶ر مارچ کو اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کی خاطر جب وہ کراچی کے لئے روانہ ہوئے تو ہشاش بشاش تھے مگر لودھراں اسٹیشن پر ان پر دل کا شدید دورہ پڑا۔ چنانچہ بہاول پور اسٹیشن پر انہیں گاڑی سے اُتار لیا گیا وہ ۲۲ دن تک بہاول پور ہسپتال میں زیر علاج رہے اور پھر خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت حد تک صحت یاب ہو کر جھنگ آ گئے۔ اب ان میں پہلی سی قوت مدافعت نہ تھی۔ ۶۔ اور ۷ مئی کی درمیانی شب پھر ان پر دل کا دورہ پڑا چنانچہ انہیں پھر ہسپتال داخل کرا دیا گیا لیکن اب کی دفعہ آپ سنبھل نہیں سکے۔ ۱۱ر مئی کی رات ان پر شوگر، بلڈ پریشر، فالج اور ہیمریج ہر بیماری ٹوٹ پڑی، اگلی صبح ڈیڑھ بجے عین اس وقت جب جمعہ کی اذان ہو رہی تھی۔ ان کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم کی وفات پر بے شمار تعزیتی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ شیخ صاحب کے اہل خانہ ان تمام احباب کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس صدمے پر گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میرے مرحوم خسر بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے جنازے پر محترم میاں غلام حمید صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی نے بے ساختہ کہا تھا:۔

"شیخ صاحب کی وفات سے جھنگ کے حلقۂ جماعت میں ایک پُر نہ ہونے والا خلاء پیدا ہو گیا ہے"۔

شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے احباب جماعت کی خدمت میں استدعا ہے کہ آپ کی بلندئ درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ استاذی المکرم مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنے تعزیتی خط میں آپ کی ٹھیک ٹھیک قلمی تصویر پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"مرحوم میرے بچپن کے دوست تھے اور مدرسہ میں ایک جماعت مجھ سے پیچھے تھے۔ حد درجہ شریف، مخلص اور جماعت سے گہری وابستگی رکھنے والے اور دین کے کاموں میں پُرجوش حصہ لینے والے اور بڑے متقی پرہیزگار انسان تھے۔ اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین"۔

خاکسار۔ پروفیسر سمیع اللہ قریشی
ایم اے۔ بی۔ ای۔ ایس۔ ای
گورنمنٹ کالج جھنگ

مکتوب امریکہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

ہوئے ہیں۔ چھپائی کاغذ اور جلد بندی یہاں کے معیار کے مطابق ہے۔ اسی طرح انجمن کی مطبوعات بیان القرآن اردو وغیرہ کی طباعت اعلےٰ ہے۔ جس کے لئے مینیجر دار الکتب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ خداوند کریم ان کو جزائے خیر دے۔ وہ اپنے فرائض کو احسن طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔

براہین احمدیہ

(ہر چہار حصص)

آفسٹ ایڈیشن۔ عمدہ کتابت۔ دیدہ زیب جلد
قیمت ۷۰-۱۵ روپے۔ (زیر طبع)

بانی تحریک احمدیت کی یہ شہرہ آفاق کتاب عیسائیت، یہودیت، آریہ سماج اور ملحدوں کے نظریات کا قرآن مجید کی روشنی میں تقابلی مطالعہ، محمد صلعم کی صداقت اور ان کا پیدا کردہ روحانی انقلاب، وحی الٰہی کی حقیقت اور قرآن مجید کی فضیلت پر ایک علمی شاہکار ہے۔

ملنے کا پتہ

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تجارت

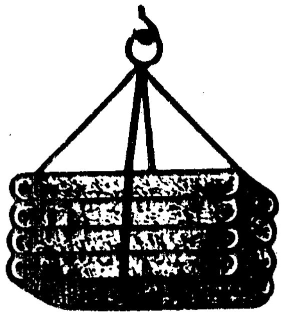

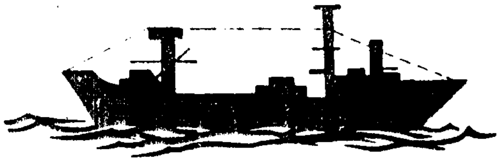

صنعت

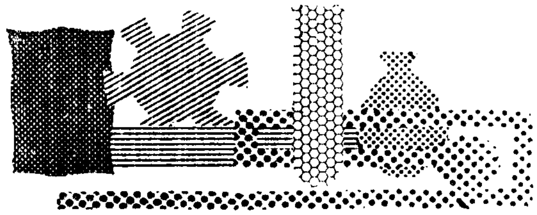

کاروبار

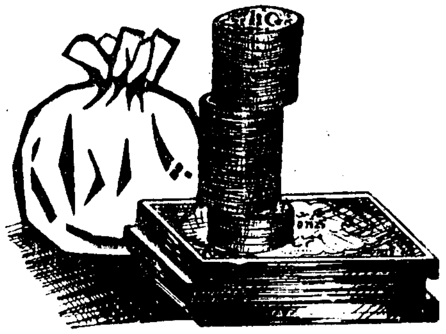

بچت کے لئے

ABL

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۹۴۲ء

سوت ہو یا کپڑا

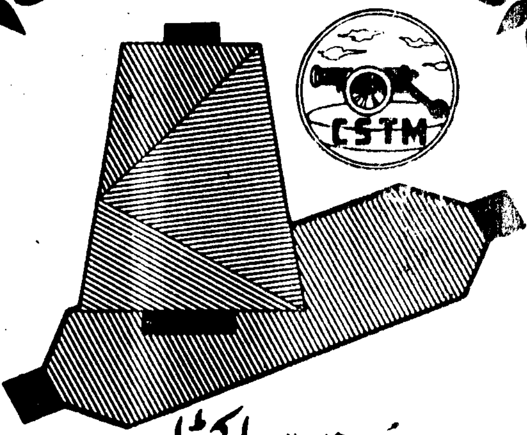

کالونی سرحد کی مصنوعات اپنی معیاری خصوصیات کی وجہ سے مقبول ترین ہیں۔

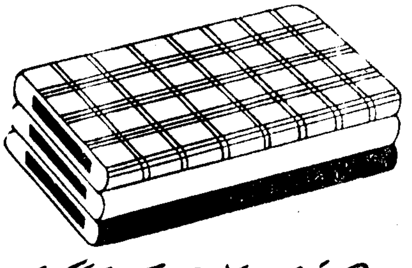

ملک کے اندر و باہر ہر جگہ مقبول

آپ کے ذوقِ جامہ زیبی اور موسمی ضروریات کے عین مطابق
نفاست و پائیداری میں بے نظیر۔

○ پاپلین ○ وائل ○ لٹھا ○ ململ

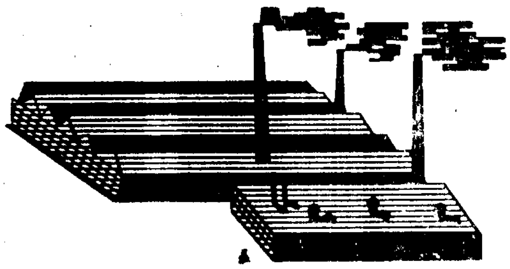

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

اسماعیل کوٹ ● نوشہرہ

Cre ... 72

پیغامِ صلح کا خصوصی نمبر

پیغام صلح کا اگلا شمارہ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد "افتتاح نمبر" ہوگا۔ جس میں احمدیہ سمر سکول کی مکمل روئیداد درج کی جائے گی۔ انشاءاللہ

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپ کی اعانت کا متمنی ہے

فضل حق ناظم دار السلام (احمدیہ کالونی) لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۹ اگست ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ نمبر ۳۲

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

فون نمبر ۷۳۷۳

• میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا • میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا!

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
(حضرت مسیح موعودؑ)

"دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"

• رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
• تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

• سالانہ: پاک و ہند سے — آٹھ روپے
• بیرونی ممالک سے — ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد ☀ مدیر معاون: بشیر احمد سوز ایم اے

نمبر ۳۳	یوم چہارشنبہ، مورخہ ۶ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء	جلد ۵۹

احمدیہ سمر سکول، ایبٹ آباد، افتتاح نمبر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (التوبۃ ۹ : ۱۲۲)

ترجمہ:

اور مومنوں کو یہ بھی مناسب نہیں کہ سب کے سب نکل پڑیں، تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے ایک گروہ نکلے تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف واپس جائیں تاکہ وہ بھی بچیں۔

سرور کونین صلعم کا ارشاد

ولیفشوا العلم و لیجلسوا حتّٰی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یھلک حتّٰی یکون سرا۔

ترجمہ: اور چاہئے کہ علم کو پھیلائیں اور جلسے قائم کریں یہاں تک کہ وہ شخص تعلیم حاصل کرے جو کچھ نہیں جانتا کیونکہ علم نابود نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چھپایا نہ جائے۔

امام وقت مسیح موعودؑ کا پیغام

ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے صرف یہ ہے .... کہ ایسے لوگ دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے کام آئے۔ مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استعداد ہو جائے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب ......!

(ڈائری الحکم مورخہ ۳۰ ؍۱۱؍ ۱۹۰۵)

حکیم الامت مولینا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے مطلوب ہیں جن کو دنیا کی پرواہ بھی نہ ہو۔ جب مقابلہ دین و دنیا کا آکر پڑے۔ باہمت واعظ مطلوب ہیں۔ جو اخلاص و صواب سے وعظ کریں، عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنے والے۔ دعاؤں کے قائل اور علم پر نہ گھمنڈ کرنے والے علماء مطلوب ہیں جن کو فکر لگی ہو کہ کیا کیا جائے کہ اللہ راضی ہو جائے اور ایسے اکسیر لوگ کم نظر آتے ہیں۔ فما المشکو الا الی اللہ (الحکم ۷؍ اگست ۱۹۰۹ء)

امیر مرحوم مولینا محمد علیؒ کی نصیحت

نوجوانوں کے لئے جو ابھی زندگی کی منزل میں داخل ہو رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان کے سامنے کوئی مقصد ہو اور وہ بلند مقصد ہونا چاہئے مقصد کی بلندی یا پستی کے مطابق ہی اچھی یا بری استعداد ان نشو و نما پاتی ہیں۔ قرآن نے وہ زندگی کا بلند مقصد ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھدا علی الناس۔

(اخبار پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء)

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

.... ہم زندہ ہیں۔ ہم ایک تنظیم ہیں اور مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ اس تنظیم کے اندر شامل ہو کر اور اپنے چندے اس نیک کام میں خرچ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ پس اسے دوستو! قوم کرو کہ یہ ایک قیمتی کام ہے۔ جو اپنی عاقبت کو درست کرنے والی خدمت اسلام ہے جو یہ قوم سرانجام دے رہی ہے۔ اس قوم کے اندر شامل ہو کر اس کی قوت میں اضافہ کرو اور خدا تعالےٰ سے اجر عظیم پاؤ!

☀

قیام بیعت

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں۔ وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولا کی راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالےٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دیگا۔ بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے: اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ —— (سبز اشتہار ص۲۲ از حضرت مسیح موعودؑ) ——

www.aaiil.org

کلامِ امامؑ

بکوشید اے جواناں

یکوشید اے جوانان تابدیں قوّت شود پیدا ✤ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
اگر یاراں کنوں بر غربتِ اسلام رحم آرید ✤ باصحاب نبیؐ نزدِ خدا نسبت شود پیدا
نفاق واختلافِ ناشناساں ازمیاں خیزد ✤ کمالِ اتفاق وخلّت والفت شود پیدا
بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربانی ✤ زبہرِ ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا
اگر امروز فکرِ عزتِ دیں در شما جوشد ✤ شمارا نزدِ اللہ زینت وعزّت شود پیدا
اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید ✤ ہم از بہرِ شما ناگہ یدِ قدرت شود پیدا
زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد ✤ خدا خود می شود ناصر اگر ہمّت شود پیدا
دوروزہ عمرِ خود در کارِ دیں کوشید اے یاراں ✤ کہ آخر ساعتِ رحلت بصد حسرت شود پیدا
اُمیدِ دیں روا گرداں اُمیدِ تو رواں گردد ✤ زصد نومیدی ویاس والم رحمت شود پیدا
در انصارِ نبیؐ بنگر کہ چوں شد کار تا دانی ✤ کہ از تائیدِ دیں سرچشمۂ دولت شود پیدا
بجو از جان ودِل تا خدمتے از دستِ تو آید ✤ بقائے جاوداں یابی گر ایں شربت شود پیدا
بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ ✤ قضائے آسمانست ایں بہرحالت شود پیدا
ہمی بینم کہ دادار قدیر وپاک می خواہد ✤ کہ باز آں قوّتِ اسلام وآں شوکت شود پیدا
دریغ ودرد قومِ من ندائے من نمی شنود ✤ زہر در میدہم پندت مگر عبرت شود پیدا
مرا باور نمی آید کہ چشمِ خویش بکشایند ✤ مگر وقتیکہ خوف وعفت وخشیت شود پیدا
چرا انساں تعجب ہا کند در فکرِ ایں معنی ✤ کہ خواب آلودگاں را دافعِ غفلت شود پیدا
فراموشت شد اے قومم احادیثِ رسول اللہ ✤ کہ نزدِ ہر صدی یک مصلحِ اُمّت شود پیدا
کریما صد کرم کُن بر کسے کو ناصرِ دین است ✤ بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

چناں خوش دار اُو را اے خدائے قادرِ مطلق
کہ در ہر کار وبار وحال اُو جنّت شود پیدا

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء

احمدیہ سمر سکول کی افادیت

احمدیہ سمر سکول کا اجراء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی ابتداء تو ایک رنگ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہو چکی تھی، جبکہ حضور نے ۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو ایک اعلان بعنوان "اشتہار مفید الاخبار" شائع کر کے جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ :-

"چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایک سو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے ...... اور تحریری اور تقریری دونوں طریقوں سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے، پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے تیار ہو جائیں اور دسمبر کی آئندہ تعطیلوں میں قادیان میں پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں، اسی جگہ اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے ... سوالات میں وہ جماعت جو پاس نکلے گی، ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا اور وہ اس لائق ہوں گے کہ ان میں سے بھی بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے جائیں"۔

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تجویز دراصل قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (التوبہ رکوع ۱۵) یعنے "اور مومنوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ سب کے سب نکل پڑیں تو کیوں نہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے ایک گروہ نکلے تاکہ وہ دین میں تفقہ حاصل کریں اور جب واپس جائیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ بھی بچیں"۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا، کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تجویز کردہ امتحان منعقد ہوا یا نہیں لیکن اشتہار مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر جو جلسہ آپ نے تجویز کیا (جو بعد میں سالانہ جلسہ کی صورت اختیار کر گیا) اور یہ اعلان کیا کہ اس میں "مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے" وہ ایک رنگ میں سمر سکول ہی کی حیثیت رکھتا تھا، جس سے ان سب لوگوں نے خوب فائدہ اٹھایا جن کو حضورؑ کی صحبت نصیب ہوئی اور مذکورہ جلسہ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے صرف علمی مباحث میں کمال حاصل کر کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں پر براہین قویہ و قطعیہ سے اتمام حجت کر کے لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ پیدا کیا بلکہ اس انتشار روحانیت سے بھی عوام کو فائدہ پہنچایا جو مامور ربانی سے انہیں حاصل ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی سمر سکول کا یہ رنگ ایک عرصہ تک قائم رہا۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد جماعت کی توجہ اس اندرونی خلفشار کی طرف منعطف ہو گئی جو میاں محمود احمد صاحب نے بعض غلط عقائد اختراع کر کے پیدا کر دیا، یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ نے ایسے نازک وقت میں آوازۂ حق بلند کر کے جماعت کے ایک حصہ کو گمراہی سے بچا لیا اور وہ بزرگ (مثلاً حضرت خواجہ کمال الدینؒ حضرت مولینا صدر الدین ایدہ اللہ اور بعض دیگر اصحاب) جنہیں حضرت مسیح موعودؑ سے براہ راست استفادہ کا شرف حاصل تھا، آپ کے ساتھ مل کر اشاعت و تبلیغ حق میں منہمک ہو گئے اور خدا کے فضل سے ان کے ذریعہ سے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کا نام روشن ہو گیا۔ انہی بزرگوں کی صحبت سے بعض اور نوجوانوں نے بھی اپنی زندگیاں وقف کر کے بلاد غیر میں تبلیغ حق کا فریضہ ادا کرنے کا بیڑہ اٹھایا، لیکن آہستہ آہستہ یہ تحریک مدھم ہوتی چلی گئی، اگرچہ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ نے ادارہ تعلیم القرآن کی بنا رکھ کر اس کے ذریعہ مبلغین پیدا کرنے کا انتظام کیا لیکن افسوس ہے کہ یہ طریق چنداں کامیاب ثابت نہ ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ طریق جو حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اشتہار میں تجویز کیا تھا، وہی جماعت میں دینی معلومات پیدا کرنے اور ایسے لوگوں کو تیار کرنے کا موجب ہو سکتا ہے جو خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر سکیں یا اپنی دنیوی مصروفیات میں دین کی روح کو برقرار رکھ سکیں .. سمر سکول کا باقاعدہ اجراء اس کا بہترین ذریعہ ہے، خدا کا شکر ہے کہ یہ سکول دو سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ اس مقصد کو پورا کر رہا ہے جن کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اشتہار میں توجہ دلائی ہے اور اگر یہ سلسلہ باقاعدہ طور پر جاری رہا تو جماعت کے نوجوانوں میں دینی روح پیدا کرنے اور ان کی معلومات بڑھانے اور تبلیغ دین کا ذوق و شوق پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ ہم ان اصحاب کی خدمت میں جنہوں نے سمر سکول کو جاری کرنے کا اہتمام کیا اور جن بزرگوں نے اس سکول میں درس و تدریس کے ذریعہ سے نوجوانوں میں جماعتی زندگی پیدا کرنے اور ان کے علم کو بڑھانے کی کوشش کی، تہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ سالوں میں وہ اس سلسلہ کو جاری رکھ کر جماعت کی زندگی اور استحکام کا موجب ہوں گے، اور اس سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان ان اغراض کو جو حضرت مسیح موعودؑ کے پیش نظر تھیں پورا کر سکیں گے۔

اس سلسلہ میں بیجا نہ ہوگا اگر ہم منتظمین سمر سکول کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ سمر سکول کا انتظام اگر جماعت کے مرکزی مقام لاہور میں دسمبر کے جلسہ سالانہ سے پیشتر یا بعد کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا، اس میں شک نہیں کہ ایبٹ آباد میں محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا وجود بہت سی برکات کا موجب ہے، لیکن اس جگہ طلباء کے قیام اور خورد و نوش میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں، لاہور میں جہاں باقاعدہ لنگر خانہ اور مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام ہے، پیش نہیں آ سکتیں، اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ممدوح اور دیگر اساتذہ سے بھی باحسن وجوہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، یہ بھی ضروری ہے کہ طلباء کے لئے جو نصاب تجویز کیا جائے یا جن مباحث کی تعلیم دی جائے ان کا امتحان بھی لیا جایا کرے کہ اس ذریعہ سے ان کے معلومات زیادہ پختہ ہو سکتے اور حصول تعلیم میں ان کی دلچسپی بڑھ سکتی ہے، ان الفاظ کے ساتھ ہم منتظمین سمر سکول کو دوبارہ مبارکباد دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو بار آور فرمائے اور یہ سکول جماعت کے استحکام اور نوجوانوں میں دین سے وابستگی اور تبلیغ کا ذوق و شوق پیدا کرنے کا موجب ہو۔

امسال کے سمر سکول کی روئیداد جو آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے امید ہے قارئین کرام کے لئے دلچسپی اور استفادہ کا موجب ہوگی ؎

مقامی جماعت احمدیہ لاہور

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کو موجودہ صورت میں کام کرتے تین سال ہو چکے ہیں۔ اس قلیل مدت میں اس مختصر سی جماعت نے جماعتی تنظیم، خدمت، ایثار اور قربانی کے میدان میں جو درخشاں روایت قائم کی ہے وہ جماعت کے ایثار پیشہ احباب بالخصوص کارکنوں کے خلوص، بے لوث خدمت اور جانفروشی پر شاہد ناطق ہے تین سال قبل اس جماعت کا قیام و تنظیم، اعتماد و شک کی فضا میں عمل میں آیا، لیکن سیل حوادث سے ان اہل ہمت کے ارادوں کو مزید استحکام حاصل ہوا اور آج وسیع و نافع دائرہ عمل کے لحاظ سے تمام قوم اس قلیل حزب اللہ پر بجا فخر کر سکتی ہے۔

مقامی جماعت کی خواتین و حضرات لائق صد احترام ہیں۔ وہ پہلے ہی مرکزی جماعت کے فیصلوں کی تکمیل میں زیادہ سے زیادہ مالی ایثار کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ مقامی جماعت نے ان پر مزید ستائیس ہزار روپے کا بوجھ ڈال دیا اور انہوں نے بلا توقف اسے اپنے مضبوط و توانا کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور ایثار و قربانی کی دنیا میں دوسروں کے لئے ایک قابل رشک مثال قائم کر دی۔

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۱)

www.aaiil.org

دریا بہ حباب اندر

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد کے شب و روز

بشیر احمد سوز

تعارف

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی دعوت پر احمدیہ سمر سکول کے دوسرے سالانہ کورس ۔۔۔۔۔ میں شرکت کے لئے میرا ایبٹ آباد جانا ہوا۔ پورے دو ہفتے وہاں ٹھہرا۔ آخری ایام میں جماعتہائے احمدیہ ایبٹ آباد و ہزارہ کے دو روزہ سالانہ جلسہ میں بھی حاضر رہا۔ گذشتہ سال بھی ایسی ہی تقریب میں شمولیت کا موقعہ ملا تھا اس دفعہ ایک طالب علم اور خصوصی نمائندہ کی سی حیثیت تھی۔ لیکن اس دفعہ استادوں میں بھی نام آیا۔ گویا پڑھنا پڑھانا بھی رہا اور اخبار کے لئے روئیداد بھی تیار کرتا رہا۔

سال گذشتہ

گذشتہ سال جماعت کے ایک بہی خواہ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جماعت میں دینی تعلیم و تربیت کا شوق عام کرنے کے لئے مناسب وقت اور موزوں مقام پر ایک جز وقتی تربیتی کلاس جاری کی جائے اس تجویز کو نہایت مفید اور وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے مقامی جماعت لاہور نے اس کو فوراً عملی جامہ پہنایا۔ اور پندرہ طلباء کو عین گرمی کے موسم میں صحت افزا مقام ایبٹ آباد لے جاکر تبلیغی ٹریننگ کی ابتداء کر دی، اور اس کا نام احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد رکھا۔ بفضل خدا تجربہ کامیاب رہا۔ اور اس تحریک کے افادی خطوط پر یہ پہلا قدم منزل اور مقصد کی راہنمائی میں ہر طرح ممد و معاون ثابت ہوا۔ اس کی وجہ تجویز کا اچھوتا پن، شرکاء کلاس کا ذوق و شوق اور موسم گرما میں ایبٹ آباد ایسی خوشگوار جگہ کا انتخاب تھا۔ پرکشش ماحول نے صالح طبیعتوں پر تازیانہ کا کام کیا ۔۔ خفتہ ملی اقدار انگڑائیاں لے کر بیدار ہو گئیں، احساسات کی دبی ہوئی چنگاریاں شعلہ بن کر ابھر آئیں۔ جن دس نو عمر نوجوانوں نے اس میں حصہ لیا انہوں نے پندرہ دن کی اس روحانی ورزش اور اخلاقی تربیت سے اپنے اندر ایک خوشگوار سکون بخش تبدیلی محسوس کی وہ اپنے تاثرات مہینوں تک بیان کرتے رہے۔

قوموں کی زندگی میں بیداری پیدا کرنے کے لئے اور اسے زندہ و قائم رکھنے کے لئے ایسا تربیتی اجتماع ایک دو بار منعقد کرنے سے کامیابی نہیں ہوتی بلکہ یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں مسلسل چلتا رہنا چاہیئے۔

سال رواں

اس سال اس کامیاب سلسلہ کو کچھ وسیع کر دیا گیا پندرہ پندرہ افراد کی دو کلاسیں قائم کی گئیں۔ جنہیں ۔۔۔۔۔ پندرہ پندرہ دن درس و تدریس کے پروگرام کے مطابق متمتع ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ پہلی کلاس ۳۰ جون اور دوسری ۱۷ جولائی کو شروع ہوئی۔

مرکزی انجمن نے اس سلسلہ کو مفید قرار دے کر مالی معاونت ۔۔۔ بھی فرمائی ۔ نقش ثانی نقش اول سے زیادہ مفید و مؤثر ہوا۔

۔۔۔ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی تربیتی کلاس کا اہتمام ایبٹ آباد میں ہی کیا گیا۔ ایبٹ آباد کا انتخاب دو وجہ سے ہوا۔ اول موسم گرما کے لحاظ سے یہ جگہ صحت افزاء ہی نہیں بلکہ ماحول کی دلفریبی اور خوشگواری کے سبب ذہنی صلاحیتوں کے لئے تازیانہ بھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے رُوح و جسم کی تربیت کے لئے اسے مخصوص کر دیا ہے۔ دوسرے محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی نافع الناس اور دلآویز شخصیت ہے جن کی مساعی جمیلہ سے اس خوشگوار ماحول میں ایک خوبصورت مسجد میسر ہے جس میں رہائش اور تعلیم و تربیت کے ضروری انتظامات موجود ہیں پھر ڈاکٹر صاحب موصوف کا علم و عمل نعمت غیر مترقبہ ہے۔ خورد و نوش کے لئے مسجد سے ملحق مہمان خانہ ہے گویا قیام و طعام کی ہر سہولت میسر ہے۔

انتظامیہ کی مساعی جمیلہ

انتظامیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے سکول ہذا کے انتظام و انصرام، اس کے نصاب اور پروگرام کے سلسلہ میں بڑی ہی مستعدی دکھائی اور اس کے متعلقہ پروگرام کی تکمیل میں بہت پہلے مصروف ہو گئی۔ اخبار کے ذریعہ اس کی تشہیر کی گئی احباب سے مراسلت کی مختلف تجاویز اور آراء اکٹھی کیں اور کچھ ذیلی کمیٹیاں بنائی گئیں۔ جنہوں نے اپنی مختلف نشستوں میں اس کے انتظامی اور تعلیمی، نصابی انتخابی اور دیگر پہلوؤں پر غور و فکر کیا۔ اور خوب سے خوب کی جستجو میں انہیں عملی شکل دی ۔۔۔۔ دو خوبصورت کتابچوں ۔۔۔ "احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد" اور "نصاب سمر سکول ایبٹ آباد" میں پروگرام شائع کیا اور خصوصی تقریب افتتاح کے لئے دعوت نامے جاری کئے۔

افتتاحی تقریب

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد ۔۔۔۔۔۔ کی افتتاحی تقریب کا اجمالی خاکہ اخبار ہذا کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔ پروگرام کے مطابق ۳۰ جون کو افتتاحی تقریب منعقد ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔ جس میں پاکستان کی بیشتر احمدیہ جماعتوں کے عمائدین، نمائندگان و خواتین اور سکول ہذا

کے اساتذہ کرام و طلباء نے شرکت کی۔ سرسبز و شاداب کہساروں کی وادی ایبٹ آباد کا خوشگوار موسم اور روح افزاء آب و ہوا اور خوبصورت جامع احمدیہ میں معزز حاضرین اور سربرآوردہ احباب نے افتتاحی تقریب میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا، اور جو حضرات بوجوہ چند اس مبارک تقریب میں شرکت نہ کر سکے ان کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ سکول ہذا کے ڈائریکٹر انچارج جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کرسئ صدارت پر جلوہ افروز تھے اور سیکرٹری احمدیہ سمر سکول جناب ڈاکٹر مبارک احمد شیخ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے، ڈاکٹر مبارک احمد شیخ نے جو مقامی جماعت احمدیہ کے نائب صدر بھی ہیں اپنی افتتاحی تقریر میں ۔۔۔ سکول ہذا کے اغراض اور غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور گذشتہ سال کی روئداد پیش کرتے ہوئے اس سال کے کورس کے بارے میں اجمالی خاکہ پیش کیا۔

تقاریر

جن اصحاب نے اس موقعہ پر تقاریر کیں، ان میں سکول ہذا کے ڈائریکٹر انچارج جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب، جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب، جناب میاں اللہ بخش صاحب، جناب کرنل سعید احمد صاحب، جناب پروفیسر خلیل الرحمن صاحب، جناب قاضی عبدالرشید صاحب، جناب این اے فاروقی صاحب اور جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب شامل ہیں۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو تقریب ہذا کے اول و آخر تھے، انہوں نے ہی قرآن کریم کی تلاوت سے تقریب کا افتتاح کیا اور آخر میں دعا کے ساتھ اس کا اختتام کیا۔

پیغامات

جن اصحاب کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے ان کے اسمائے گرامی ہیں جناب میاں فضل احمد صاحب، جناب

www.aaiil.org

مرزا مسعود بیگ صاحب، جناب شیخ نثار احمد صاحب، جناب میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب، جناب میاں ظہور احمد صاحب، جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب، جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب، جناب عزیز احمد صاحب ٹریبنیڈ اڈ، اور جناب غلام نبی مسلم صاحب　جناب میاں غلام جیلانی صاحب اور جناب میاں رشید احمد صاحب منزرت کے پیغامات تاخیر سے ملے

خلاصہ

ان تقاریر اور پیغامات میں جو کچھ کہا اور لکھا گیا ہے ان کی تفصیلات اسی شمارے میں شامل ہیں جو قارئین کے لئے غور و مطالعہ کی طالب . . اور . . . . گہرے غور و فکر کی محتاج ہیں پیغامات میں بوجہ عدم شرکت معذرت و تاسف کا اظہار کیا گیا ہے سکول ہذا کی ضرورت، اہمیت، افادیت پر روشنی ڈالی گئی اور اسے اجتماعی تعلیم و تربیت اور تنظیم و استحکام کے لئے بڑا مستحسن اور لائق صد ستائش اقدام قرار دیا گیا اور اسے مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنے کی تحریک کی گئی ہے، علاوہ ازیں سکول ہذا کے اجراء پر اپنی دلی خوشی و مسرت کا اظہار　اور اسکی کامیابی کے لئے پرخلوص دعائیں کرتے ہوئے انتظامیہ کو مبارکباد دی گئی اور کہا گیا ہے کہ سکول ہذا کا قیام قرآن کریم کی تعلیمات سے بہرہ ور ہونے اور نوجوانوں کے لئے اپنی روایات زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ ہماری قومی زندگی میں یہ ایک نیک فال ہے کہ سلسلہ کے اراکین بالخصوص نوجوان طبقہ اپنی منزل کا احساس کرنے لگا ہے اور ان کے قلوب کی دھڑکنوں سے ایمان کی وہ حرارت عیاں ہے جو ہمارے اسلاف کی خصوصیت تھی، ہمارے نوجوانوں کا جوش و ولولہ اور دینی شغف ہمارے عزائم کی تکمیل کے لئے امید کی کرن ہے اور نوجوانوں کو ذہنی فکری اور عملی طور پر تحریک سے وابستہ رکھنے کے لئے نہایت ضروری اور دور رس نتائج کا حامل ہے۔ دعائے خیر کے بعد حاضرین کی تواضع پرتکلف چائے سے کی گئی۔ جناب ماسٹر اصغر علی صاحب ایبٹ آباد اپنے معاونین کے ساتھ خندہ رو ہو ہو کر احباب کو چائے کیک اور بسکٹ اور سموسے وغیرہ دینے میں پیش پیش تھے۔

اساتذہ کرام

اگلے دن سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ پروگرام کے مطابق شروع ہوا۔ . . . . جن اساتذہ کرام نے لیکچر دیئے ان میں خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد، این اے فاروقی، ڈاکٹر اللہ بخش، مرزا مسعود بیگ، مولانا عبدالمنان عمر، خان بہادر غلام ربانی، پروفیسر خلیل الرحمٰن، حافظ شیر محمد خوشابی، مرزا محمد سلیم اختر صاحبان اور خاکسار شامل ہیں۔

شرکائے کلاس

اس کورس میں پاکستان کی جماعتہائے احمدیہ کے منتخب احباب شامل تھے جن میں سے بعض صاحبان کے نام یہ ہیں: رشید احمد بی ایس سی، محمد شریف ایم اے۔ عبدالقیوم . . ایف ایس سی۔ صادق نوری کام شفقت سلیم بی ایس سی۔ قیصر اقبال بی ایس سی، ماسٹر

عدالت خان، مرزا مسیح الملک ایف اے۔ چوہدری ممتاز احمد ایم اے۔ ماسٹر عبدالغنی بی اے۔ عبدالرحیم چاندیو بی اے عبدالرب برہم مصنف پلاٹے دمشق۔ عبدالشکور برہم بشیر الاسلام الیکٹریکل انجنیئر، کرنل شوکت محمود، مجاہد احمد بی اے۔ پروفیسر غلام محمد خادم۔ بشیر احمد سوز ایم اے محمد عبداللہ۔ ماسٹر اللہ بخش۔ عبدالسلام۔ محمد سلیم۔ سعید احمد ظفر علی۔ محمد اسحاق۔ مبشر احمد۔ محمود احمد مرزا۔ عبدالغفور۔ محمد انور مصدق۔ سعد اختر۔ تنویر احمد۔ عمران۔ اللہ بخش بلوچ صاحبان بیرونجات سے اور دیگر احباب جماعت ایبٹ آباد و نواح شامل تھے

اوقات تدریس

ٹائم ٹیبل کے مطابق پنجوقتہ نمازیں خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی اقتداء میں پڑھی جاتیں ناشتہ کے بعد ۸ بجے صبح جناب این اے فاروقی . . . درس قرآن کریم . . . . اور بعد ازاں اساتذہ کرام مختلف موضوعات پر لیکچر دیتے۔ ۱۲½ بجے تک دو سلیں لگتیں، نماز ظہر کے بعد طعام و آرام کے لئے وقفہ ہوتا، نماز عصر کے بعد ۵ بجے چائے اور بعد از نماز مغرب تا نماز عشاء (۹½ بجے)　خان بہادر صاحب موصوف درس قرآن دیتے اور حدیث شریف بیان کرتے۔

یہ روحانی دور اپنے اندر ایک کشش رکھتا تھا۔ درس القرآن کا وقت روحانیت کے معارف سننے والوں میں نیا ایمان . . . . پیدا کرتا تھا اور دل قرآن کریم کی محبت سے بھرپور ہوتا تھا۔ تقاریر اور مباحث نہایت دلچسپ و عمدہ تھے۔ اور لیکچر کیا تھے ایک روحانی غذا تھی جو ایمان کی زیادتی کا باعث تھی۔ جو شخص بھی وہاں رہا وہ . . . . . ایک روحانی لذت محسوس کرتا۔

نصاب

درج ذیل نصاب کے مطابق اساتذہ حضرات نے شرکاء کلاس کو لیکچر دیئے یہ نصاب سہ رکنی کمیٹی (مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے لاہور۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے لاہور۔ ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ایم اے۔ پی۔ ایچ ڈی۔ لاہور) نے مرتب کیا تھا:-

قرآن مجید

سورہ الروم، سورہ لقمان اور سورہ السجدہ کا اردو ترجمہ اور تفسیر بصورت درس قرآن، اس کے علاوہ ضرورت قرآن، قرآن مجید کی معجزانہ حیثیت اور اعجازی خصوصیات سمجھائی گئیں اور اصول فہم قرآن واضح کئے گئے۔

مطالعہ کے لئے حسب ذیل کتب تجویز کی گئیں (۱) شہادۃ القرآن (۲) اسلامی اصول کی فلاسفی (۳) انگریزی ترجمۃ القرآن حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور (پہلا ایڈیشن)۔

حدیث شریف

احادیث العمل کا باب (۴) "طہارت" باب (۲۸) "کھانے پینے کی چیزیں" اور باب (۳۰) "اخلاق و آداب" مطالعہ کے لئے کتب (۱) "مقام حدیث" (۲) "ضرورت حدیث" تجویز کی گئیں۔

سیرت نبوی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قبل از بعثت اور تیرہ سالہ مکی زندگی۔ یہ مطالعہ طلباء نے خود کیا اس حصہ نصاب پر لیکچر نہیں دیئے گئے، البتہ طلباء کی رہنمائی کی گئی اور حسب ذیل کتب کے مطالعہ کی تحریک کی گئی (۱) سیرت خیر البشر (۲) محمدؐ دی پرافٹ (انگریزی) (۳) لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ (۴) آئیڈیل پرافٹ مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم

تحریک احمدیت

مندرجہ ذیل عنوانات پر لیکچر کے ذریعہ سیر حاصل بحث کی گئی۔

(۱) بعثت مجددین اور حدیث مجدد (۲) وفات مسیحؑ اور نزول مسیح (۳) مسیح موعود کا دعوے اور اس کی حقیقت۔ (۴) حضرت اقدسؑ کی طرف دعوٰی نبوت منسوب کیا جانا اور اس کی تردید (۵) تکفیر المسلمین۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے؟ (۶) حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے دلائل (۷) حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات اسلامی اور آپ کی بعثت کی غرض (۸) جماعت احمدیہ میں اختلاف اور اس کے اسباب (۹)

www.aaiil.org

جماعت احمدیہ کے قیام کی اغراض (۱۰) جماعت لاہور کی خصوصیات اور خدمات اسلامی (۱۱) سیرت مسیح موعودؑ کی چند جھلکیاں (۲) حضرت مسیح موعودؑ کے چند نشانات جو آج بھی تازہ ہیں (۳) کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ... مطالعہ کے لئے کتب: ازالہ اوہام، تحریک احمدیت، دو تحسین کشتی نوح

اکابرین سلسلہ احمدیہ کا تعارف

نئی نسل کو جماعت کے مرحوم اکابرین سے متعارف کرانے کے لئے حضرت مولانا نورالدینؓ، حضرت مولانا عبدالکریمؒ، حضرت سید محمد احسن امروہویؒ اور جماعت لاہور کے مقتدر اکابرین کی سیرت پر مختصر لیکچر دیئے گئے اور حسب ذیل کتب مطالعہ کے لئے رکھی گئیں۔ (۱) مرقاۃ الیقین فی حیوۃ نورالدین (۲) مجاہد کبیر (۳) یادِ رفتگان (۴) آئینہ صدق وصفا۔

معلومات عامہ

شرکاء کورس کی عام واقفیت بڑھانے کے لئے حسب ذیل عنوانات پر مقررین (GUEST SPEAKERS) سے لیکچر دلوائے گئے (۱) صحت وصفائی کی اہمیت۔ (۲) تعلیم اور اس کے مقاصد و فوائد (۳) نوجوانوں کی ضروریات اور ان کے مسائل (۴) انسانی ... (۵) نظم وضبط (۶) روزمرہ زندگی میں پیش آنے والی اخلاقی اقدار (۷) احمدیہ تحریک سے قبل کی دینی تحریکات پر سیر حاصل تبصرہ (۸) تنظیم جماعت (۹) اہمیت چندہ (۱۰) انجمن کے معاملات میں دلچسپی لینے کی اہمیت (۱۱) نوجوانان سلسلہ کو صف اول میں شامل کرنا (۱۲) یاجوج و ماجوج (۱۳) ولادت مسیحؑ (۱۴) مصلح موعود (۱۵) محدثیت و مکالمہ مخاطبہ الہیہ (۱۶) خلافت احمدیہ (۱۷) امتی، ظلی، بروزی کی اصطلاحات۔

قرآن مجید کا مجوزہ نصاب جناب این اے فاروقی صاحب نے اور حدیث شریف کا حصہ جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے بعد نماز مغرب حسب معمول درس قرآن کریم کے بعد بیان فرمایا۔ ہر مضمون کے نصاب سے متعلقہ کتب شرکاء نصاب کو مطالعہ کرنے کے لئے مناسب تعداد میں مہیا کی گئیں۔

شرکاء کورس کو مصروف رکھا گیا اور ان کے لئے مطالعہ اور باہمی مذاکرات کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کئے گئے۔

شرکاء تبلیغی کلاس کے لئے سمر سکول کی انتظامیہ نے کرایہ آمد و رفت اور اخراجات خورد و نوش خود برداشت کئے، رہائشی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ تعلیم اور درس و تدریس، ہر قسم کی کتب اور رسائل اور سٹیشنری بلا معاوضہ مہیا کی۔

میں نے دیکھا

خورد و نوش کا انتظام مولینا شیر محمد صاحب خوشابی اور مرزا محمد سلیم اختر صاحبان کے ذمہ تھا۔ جنہوں نے کمال فرض شناسی سے یہ فرائض انجام دیئے۔ میں نے دیکھا یہ ہر دو صاحبان خود برتن صاف کر رہے ہیں، شرکاء کو خود کھانا پیش کر رہے ہیں، سامان خورد و نوش خود بازار جا جا کر لا رہے ہیں اور کھانے کے لئے کپڑا خود بچھاتے رہے اور ایک ایک پر انفرادی توجہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے شرکاء کلاس نے اگرچہ مصروف ترین لمحات گذارے تاہم ان ایام میں انہیں سیر و تفریح کے مواقع برابر ملتے رہے۔ احباب نے ایبٹ آباد و نواح کی سیر کی۔ قدرت کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوئے۔ مقامی احباب نے بھی مختلف مواقع پر اساتذہ کرام اور شرکاء کلاس کو اپنے ہاں مدعو کیا اور پُر تکلف دعوتیں دیں۔

ٹی پارٹی

محترم ماسٹر اصغر علی صاحب نے اساتذہ کرام و طلباء احمدیہ سمر سکول کے اعزاز میں دعوت عصرانہ دی اور پُر تکلف چائے سے تواضع کی۔ میزبان موصوف نے اس موقعہ پر ایک بیان دیا جس کے جواب میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے تقریر کی۔ ... کے مکمل متن درج ذیل ہیں)

اظہار حقیقت

(از ماسٹر اصغر علی صاحب ایبٹ آباد)

مورخہ ۴ جولائی ۱۹۷۲ء بروز منگل ان اساتذہ کرام اور طلباء کو عصرانہ پر بلانے کا شرف اس عاجز کو حاصل ہوا جو سمر سکول کے سلسلہ میں امسال ایبٹ آباد تشریف لائے ہوئے ہیں۔ بندوبست اپنی دوکان پاک میڈیکل اینڈ جنرل سٹورز، جمال بلڈنگ کے اندر کیا۔ چائے پینے کے بعد محترم بزرگوار جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی فرمائش پر میں نے چند باتیں عرض کیں اور بتایا کہ کس طرح میں نے احمدیت کی نعمت حاصل کی۔

احوال واقعی

میں ڈیرہ اسمٰعیل خان کا باشندہ ہوں (میری تاریخ پیدائش ۸/۸/۱۹۱۶ ہے) اور ۱۹۴۰ء میں ڈاڈر سینیٹوریم میں داخل ہوا۔ وہاں جناب قبلہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے زیر علاج رہا۔ ۱۹۴۹ء اپریل کے مہینہ میں جبکہ میں لابیکٹومی کے لئے میو ہسپتال گیا۔ تو میں نے حضرت امیر مرحوم کے دست حق پرست پر ایک صبح جاکر بیعت کرلی۔ اس بیعت نے میری کایا ہی پلٹ دی۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۹ء تک قبلہ خان بہادر صاحب موصوف کے درس قرآن میں باقاعدہ شرکت کرتا رہا اور ساتھ ساتھ مقامی سکول میں بطور ان ٹرینڈ ٹیچر بھی کام کرتا رہا۔ کبھی سالانہ جلسہ میں بھی شرکت کرتا رہا۔ ان کے اخلاق کی وجہ سے مجھے احمدیت کی نعمت حاصل ہوئی۔ میں نے سمجھا کہ جو چیز حق ہے اور میں اس کو بعض وجوہ کی بناء پر قبول کرنے سے لیت و لعل کرتا رہا ہوں۔ تو اب اپریشن میں اگر موت واقع ہو جائے تو پھر خداوند تعالےٰ کے سامنے کیا جواب دوں گا؟ لہذا

(ماسٹر اصغر علی صاحب)

مناسب وقت ہے کہ اپریشن سے قبل بیعت کرلی جائے۔ اس خیال کے آتے ہی فوراً اسے عملی جامہ پہنایا اور حضرت امیر مرحوم کی خدمت اقدس میں مسلم ٹاؤن جاکر بیعت کرلی۔ اس بیعت کی برکات اگلی سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

برکات بیعت

مجھ سے پہلے ایک اور مریض جو ڈاڈر سے میو ہسپتال پہنچا تھا، اس کا اپریشن ڈاکٹر صدیقی صاحب نے کیا تھا۔ قبلہ خان بہادر صاحب موصوف خود تکلیف اٹھا کر ڈاڈر سے اپریشن دیکھنے کے لئے لاہور تشریف لائے تھے۔ وہ مریض تو ٹیبل پر ہی مر گیا۔ اور مجھے ڈاکٹر صدیقی صاحب نے واپس بھیج دیا۔ یہاں سید اسد اللہ شاہ صاحب مرحوم کے الہام کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ میں احمدیہ بلڈنگس گیا اور حضرت شاہ صاحب موصوفؒ سے درخواست کی کہ وہ میرے اپریشن کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ انہوں نے رات کو دعا فرمائی۔ اور صبح مجھے بلا کر بتایا کہ "استعفےٰ دے دو"۔ اور ساتھ ہی اس کی تعبیر یہ کی کہ "اپریشن نہیں کرانا چاہئے"۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب! میں تو اپریشن کراؤں گا۔ میری اس بات پر وہ خاموش ہو گئے۔ جب ڈاکٹر صدیقی صاحب کا انہیں پتہ چلا کہ وہ میرا اپریشن کرنے سے انکاری ہے۔ اور یہی مشورہ قبلہ خان بہادر صاحب موصوف کا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ "ماسٹر صاحب! آپ نے استعفےٰ نہ دیا تو آپ سے اب دلایا گیا ہے"۔ یہ احمدیت کی برکات کی پہلی منزل تھی۔ اس کے بعد میں واپس ڈاڈر آگیا۔ تفصیل تو بہت لمبی ہے۔ طوالت کے ڈر سے تفصیل سے احتراز کرتے ہوئے مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کہ اپریل ۱۹۴۹ء کو میو ہسپتال لاہور سے واپس ڈاڈر پہنچ کر سکول ماسٹری چھوڑ دی اور دوائیوں کی ایک چھوٹی سی دوکان کھول لی۔ دوکان کھولنے کی اجازت بھی قبلہ خان بہادر صاحب موصوف کے احسانات کا ایک حصہ تھا۔ اس کے بعد قبلہ خان بہادر صاحب W.H.O. کے سکالرشپ پر ۱۹۵۱ء میں یورپ تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ پانچ اور ڈاکٹر صاحبان بھی تھے۔ چند پیچیدہ مریضوں کی ہسٹری اور ایکسرے وہ اپنے ہمراہ لے گئے۔ چھ ماہ کے بعد جب واپس تشریف لائے۔ تو میرے اپریشن کا بھی بندوبست کر آئے۔ میرا پاسپورٹ بن گیا اور میں ۱۹۵۲ء میں انگلستان چلا گیا۔ وہاں سے گاہے گاہے پیغام صلح میں میرے مضامین چھپتے رہے اور ۱۹۵۳ء کے شروع میں میری ... کا اپریشن ہوا۔

www.aaiil.org

ووکنگ میں خدمات

اپریشن روم جانے سے قبل قبلہ والد صاحب حضرت شیخ محمد عبداللہ صاحب ایڈیٹر لائٹ مرحوم سے مجھ سے یہ عہد لیا کہ اگر آپ تندرست ہو جائیں تو کم از کم تین برس تک ووکنگ مسلم مشن کی خدمت کریں۔ میں ڈاکٹروں کا اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کو صحت کاملہ نصیب ہو گئی۔ میں نے اقرار کر لیا۔ بعد ازاں اپریشن ہوا اور میں تین ماہ کے اندر اندر تندرست ہو گیا۔ اس کے بعد میں ووکنگ مسلم مشن کے سٹاف میں بطور انچارج شامل ہو گیا۔ میں نہ ادیب ہوں نہ مقرر اور اپنی اس کمزوری کو پوری طرح محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے روپیہ اکٹھا کرنے کا کام کیا اور تین برس کے بعد ۱۹۵۶ء میں واپس آ گیا۔ میرے والد صاحب اصرار نہ کرتے تو شاید کچھ عرصہ مزید بھی ٹھہر جاتا۔ واپسی پر قبلہ بزرگوار جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے سب سے بڑا احسان مجھ پر جو کیا وہ میری خانہ آبادی تھی۔ خداوند تعالیٰ کے فضل سے میرے پانچ لڑکے ہیں۔ جن کی بشارت شادی کے بعد فوراً حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب مرحوم نے دے دی تھی۔ واپسی پر کمپاؤنڈری کی ٹریننگ حاصل کر کے ۱۹۵۷ء پاک میڈیکل اینڈ جنرل سٹورز کھولا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری زندگی میں انقلاب

مضمون لمبا ہو گیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری زندگی میں انقلاب قبولِ احمدیت کے بعد آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے کئی افضال کئے۔ قبولِ احمدیت اور میری زندگی بنانے میں سب سے زیادہ حصہ جناب بزرگوار قبلہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب (ستارۂ خدمت) کا ہے، بلکہ یوں کہنا بجا ہو گا کہ منفرد انہی کا حصہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے باعمل احمدی بزرگوں کو بہت لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمارے نوجوانوں کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

ہمارے دوست ماسٹر اصغر علی صاحب نے آج ان نوجوانوں کو اپنے ہاں مدعو کیا ہے جو یہاں ایبٹ آباد میں دینی تعلیم و تربیت کا کورس کرنے آئے ہوئے ہیں۔ نیز انہوں نے اپنے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کے واقعات سنائے ہیں۔ اس میں ہمارے نوجوانوں کے لئے یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ آخر اس امر کا محرک کیا ہوا؟

مقام غور

ہماری جماعت نہ تو کوئی سیاسی جماعت ہے کہ ووٹوں کا کوئی سوال ہو، نہ ہی ماسٹر محمد اصغر علی صاحب کو ان نوجوان دوستوں سے کوئی توقعات وابستہ ہیں، نہ ہی یہ کوئی قرابت و دوستی کا سوال ہے۔ بلکہ آپ کے دل میں اس جماعت کے نوجوانوں سے محبت و اخوت کا وہ جذبہ کارفرما ہے جو اشاعت و تبلیغ دین کے لئے وقف ہو چکا ہے۔ میرے عزیز دوستو! آپ نے ان کی زبانی ان کی جماعت احمدیہ لاہور میں داخلہ کی کہانی سن لی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ گوجر اسمٰعیل خان کے رہنے والے ہیں۔ جب آپ کو بیس برس قبل ایبٹ آباد آنے کا اتفاق ہوا اور خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے اپنی بیماری کے بارہ میں مشورہ کیا اور ڈاکٹر صاحب کے سینیٹوریم میں علاج کراتے رہے، اس دوران ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ احمدیہ اور اس کی خدمات اسلامی کا ذکر کیا، مزید واقفیت کے لئے کتب عنایت کیں جو آپ نے مطالعہ کیں۔ جن کے بعد آپ جماعت میں داخل ہو گئے کیونکہ جماعت کے عزائم دینِ اسلام کے غلبہ سے متعلق ہیں۔ پھر اپنی بیماری کے سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے انگلینڈ بھجوا کر اپریشن کرانے کا انتظام بھی کر دیا۔ وہاں ووکنگ میں جا کر ڈاکٹر عبداللہ صاحب کی شخصیت سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے وعدہ لیا کہ اپریشن کی کامیابی کی صورت میں تین سال تک وہاں مشن میں کام کرنا ہو گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جب اپریشن کامیاب ہوا تو آپ نے مشن میں حسب وعدہ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ تین سال کام کیا۔ یہاں واپس آنے پر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے آپ کی شادی کا انتظام بھی کر دیا۔ ماسٹر محمد اصغر علی صاحب کے ان واقعات سے تین نتائج ہمارے نوجوانوں، مبلغوں اور دیگر کارکنوں کے لئے قابلِ غور ہیں:—

۱۔ جماعت کے مقاصد کی بلندی

۲۔ اس بارہ میں مدلل و معقول علم کلام کا ملنا۔

۳۔ جماعت کے افراد اور کارکنوں کا اعلیٰ اخلاقی ہمدردانہ سلوک۔

یہ آخری امر یعنے ہمدردانہ حسنِ سلوک، دلائل و براہین کی نسبت زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ کی بیماری اور دکھ کے دوران ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی طرف سے یہ تعاون و امداد کے جذبہ کا عملی اظہار نہ ہوتا تو ماسٹر محمد اصغر علی صاحب کے دل میں جماعت کے ساتھ اس قدر گہری دلچسپی اور وابستگی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی تھی جس کا اظہار انہوں نے آپ نوجوان دوستوں سے محبت و مواسات کے ذریعہ آج کیا ہے۔

اظہار تشکر

.... ہم سب ماسٹر محمد اصغر علی صاحب کے بے حد شکر گزار ہیں جنہوں نے یہ روحانی و جسمانی غذا مہیا کر کے جماعتی برادری کے استحکام میں اضافہ کیا۔

مانسہرہ میں دعوت

محترم مکرم جناب ..... خان بہادر غلام ربانی خان صاحب سابق امام ووکنگ مسجد نے اپنی قیام گاہ — خواجہ کمال الدین منزل مانسہرہ میں احمدیہ سمر سکول کے اساتذہ کرام و عزیز طلباء کے اعزاز میں ظہرانہ و عصرانہ دیا۔ اس تقریب میں خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ڈائرکٹر جنرل احمدیہ سمر سکول، جناب الحاج نصیر احمد صاحب فاروقی، جناب عبدالرحمن صاحب پرنسپل پبلک سکول ایبٹ آباد، جناب بریگیڈیر عبداللہ سعید صاحب، جناب کرنل محمود شوکت صاحب، جناب کیپٹن سعیدالدین صاحب، جناب بابو محمد دین صاحب، جناب مولوی عبدالاحد صاحب، جناب بابو میر احمد صاحب، جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اور دیگر احباب جماعت ایبٹ آباد و مانسہرہ و نواح نے شرکت کی۔ معزز میزبان موصوف نے اپنے مہمانوں کی تکریم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ جب احباب ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی اور ساڑھے بارہ بجے پرتکلف دعوت ظہرانہ دی۔ بعد ازاں ظہر کی نماز مکرم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ موسم خوشگوار رہا، بادل چھائے رہتے تھے۔ پہاڑوں کے دامن میں بسی ہوئی یہ بستی قدرت کی تمام رعنائیاں سمیٹے ہوئے تھی۔ احباب مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ مختلف مسائل سلسلہ احمدیہ و اسلام زیر بحث رہے۔ معزز میزبان نے بھی بلادِ غیر میں اپنی تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا اور نوجوانوں کو خصوصاً ان نوجوانوں کو جو دین کا درد اور تڑپ رکھتے ہیں اور جہاد اسلام جن کا مقصد حیات ہے، انہیں مواعیظ حسنہ سے نوازا۔

اشوکا راکس

احباب نے "اشوکا راکس" جن پر مہاراجہ اشوک کی تعلیمات چٹانوں پر کندہ تھیں کی سیر کی جو مانسہرہ کے گوشہ میں موجود ہیں۔ نماز عصر بھی باجماعت پڑھی گئی۔ شام کو معزز میزبان نے اپنے عزیز مہمانوں کی تواضع چائے سے کی۔ اور سات بجے شام انہیں الوداع کیا۔ احباب نے دن بھر قیام کیا اور سارا دن محظوظ ہوتے رہے۔

خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے جس قدر افزائش اور اخوت کے تعلقات کا اظہار فرمایا وہ جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز ہے۔ اساتذہ و طلباء سکول اپنے معزز میزبان کا بصد شوق شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

مینگو پارٹی

جناب این اے فاروقی صاحب نے ایک دن دوپہر کے کھانے کے موقعہ پر اساتذہ و طلباء کے لئے آم بھجوائے۔ نہ صرف آپ درس قرآن کے ذریعہ روزانہ روحانی غذا فراہم کرتے رہے بلکہ جسمانی غذا کا بھی آپ نے از خود انتظام فرمایا۔ یوں آپ نے پرانے بزرگ استادوں کی یاد تازہ کر دی، کہ استاد پڑھاتے بھی اور کھلاتے بھی، یہ مثال تو آج دیکھنے میں نہیں آتی۔ الا ماشاء اللہ۔

عصرانہ

.... ایک شام بریگیڈیر عبداللہ سعید صاحب نے احباب سمر سکول کے اعزاز میں اپنے ہاں ایک پرتکلف عصرانہ دیا جس میں جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب اور ایبٹ آباد و نواح کے بزرگانِ سلسلہ اور دیگر غیر از جماعت مہمان حضرات نے بھی شرکت فرمائی۔ بریگیڈیر صاحب نے احباب کی آمد و رفت کے لئے بس کا انتظام خصوصی طور پر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے مہمان حضرات کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ہر ایک سے فرداً فرداً مصافحہ کیا۔ خورد و نوش کے بعد روحانی غذا کا بھی سامان ہوا۔ حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی صاحب محقق اسلام فاضلانہ ...

جلسہ سالانہ ایبٹ آباد

۱۳-۱۴ جولائی کو جماعت ہائے احمدیہ ایبٹ آباد ہزارہ کا دو روزہ سالانہ جلسہ ہوا، شرکاء کلاس کو اس کے فوائد و برکات سے متمتع ہونے کا پورا پورا موقعہ ملا احباب سلسلہ اور بزرگانِ دین سے میل ملاقات ہوئی۔ ان کے مواعیظ حسنہ سے بہرہ مند ہوئے، چنانچہ ان کے لئے یہ روحانی اجتماع بھی ازدیاد ایمان کا موجب ہوا

خصوصی اجلاس

اس سال جلسہ سالانہ کا خصوصی پہلو یہ ہے کہ طلباء سمرسکول کے لئے بھی ایک نشست کا انتظام کیا گیا تھا جس میں شرکاء کلاس نے اسلام و سلسلہ پر تقاریر کیں اس طرح تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی تربیت کا بھی موقعہ میسر آیا۔ یہ اجلاس ۱۳ جولائی کو بعد از نماز مغرب جناب پروفیسر سعد اختر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری مسٹر ناصر احمد تھے۔ بی بی راشدہ زمان نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترم مرزا مسیح الملک فرزند جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھا۔ محترم پروفیسر غلام محمد صاحب خادم نے ایک نظم —— جو تیرے اسیر ہوتے ہیں —— ترنم سے پڑھی۔ محترم عبدالقیوم صاحب لائل پوری نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے، جن میں دعوے مجددیت کا ذکر تھا۔ مرزا رشید احمد صاحب لاہوری نے اسلامی نظریہ حیات پر روشنی ڈالی۔ محترم مجاہد احمد صاحب سرگودھا نے "ہمارے فرائض" کی طرف توجہ دلائی، چوہدری ممتاز احمد صاحب بددملحی نے "نوجوانوں کے نام" کے عنوان سے تقریر کی۔ مسٹر انوار احمد فرزند محترم ماسٹر اصغر علی صاحب نے "مقام مسیح موعودؑ" پر مقالہ پڑھا اور راقم بشیر احمد سوز نے "کچھ کہنے کی باتیں" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ محترم محمد شریف صاحب لائل پور نے تحریک احمدیہ اور شیخ مظہر مسعود صاحب گوجرانوالہ نے پیشگوئی مصلح موعود پر ...... محترم محمد ارجمند صادق اور عبدالرحیم صاحب جانڈیر نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا، لیکن وقت کی تنگی کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا۔

الوداع

۱۴ جولائی کو بعد از نماز عصر پہلے سیشن کے طلباء کے اعزاز میں الوداعیہ اور دوسرے سیشن کے طلباء کو استقبالیہ دیا گیا۔ اس موقعہ پر ڈائرکٹر صاحب سمرسکول نے طلباء کو مواعیظ حسنہ سے نوازا۔ انہیں کتب کے سیٹ پیش کئے اور چائے نوشی کے بعد گروپ فوٹو اتارے گئے۔

اسی طرح دوسرے سیشن کے اختتام پر طلباء کو الوداعی پارٹی دی گئی اور انہیں نصائح سے نوازا۔ جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے پُرنم آنکھوں سے دوستوں کو الوداع کہا۔

ابو ارشد

نونہالانِ چمن کی خیر ہو ✽ نو بہارانِ چمن پر ہو سلام
پھولتے پھلتے رہیں سرو و سمن ✽ ابرِ بارانِ چمن پر ہو سلام
جانِ عالم کے یہی نبّاض ہیں ✽ غمگسارانِ چمن پر ہو سلام
ہیں مسیحِ وقتؑ کے یہ جانشیں ✽ یادگارانِ چمن پر ہو سلام

اِن کے دم سے ہیں چمن کی رونقیں ✽ اِن کے سینوں میں ہے طوفانِ بہار
آنکھ نم ہے گر غمِ دیں کے لئے ✽ قوم کی حالت پہ دِل ہے بیقرار
کونسی منزل کا تھا یہ قافلہ ✽ کس طرف کو جا رہے ہیں شہسوار
اللہ اللہ لغزشِ فہم و شعور ✽ اللہ اللہ گردشِ لیل و نہار

جاگتا ہے کون، سوتا کون ہے ✽ یہ تجسّس تیری عظمت کے خلاف
احمدیت ہے اخوت کا نشاں ✽ طعن و تشنیع احمدیت کے خلاف
گفتگو میں گر نہیں تیرے مٹھاس ✽ ہے بزرگوں کی روایت کے خلاف
"گالیاں سُن کر دُعا دو" یاد رکھ ✽ یہ نہیں تیری وجاہت کے خلاف

احمدیت جادۂ صدق و صفا ✽ احمدیت منزلِ حسن و صواب
احمدیت نُور و نکہت کا شباب ✽ احمدیت اِک تبسّم لاجواب
احمدیت مظہرِ دینِ مبیں ✽ احمدیت جلوۂ روشن کتاب
احمدیت انقلابِ فکر و ہوش ✽ احمدیت رہنمائے شیخ و شاب

احمدی ہونا فراست کی دلیل ✽ احمدیت ہے سعادت کا نشاں
جس نے پہچانا امامِ وقت کو ✽ دین و دنیا میں ہوا وہ کامراں
احمدی سے سیکھئے دیں کے رموز ✽ ہے غلامِ مہدیٔ آخر زماں
اَب اِسی در سے ملیں گی نصرتیں ✽ ہے مسیحِ وقت کا یہ آستاں

دوستو اٹھو کہ اَب دِیں کے لئے ✽ زیب دیتی ہے تمہیں ہی سروری
ہیں جو روشن رہ گذاروں کے نقوش ✽ کر رہے ہیں وہ تمہاری رہبری
تم ہی اِن راہوں کے اَب ہو شہسوار ✽ تم سے وابستہ ہے دِیں کی برتری
دِیں کے چہرے سے اُٹھا کر سب نقاب ✽ آؤ دکھلائیں ادائے دلبری

www.aaiil.org

ڈاکٹر مبارک احمد شیخ سیکرٹری سمر سکول

افتتاحی تقریر

آج کا دن کس قدر مبارک ہے کہ ایک دور افتادہ مقام پر جماعت کے احباب جوق در جوق شریک ہوئے ہیں۔ آج کی تقریب اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس کی بدولت جماعتی زندگی کو رواں دواں رکھنے، احباب سلسلہ کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے اور انہیں اسلام اور احمدیت کے بنیادی اصولوں سے واقف کرانے کے علاوہ مسجد احمدیہ ایبٹ آباد کے پاکیزہ ماحول کی برکات سے مستفید ہونے کا موقعہ ملا۔

مقامی جماعت کی کارگذاری

یہ امر باعث مسرت ہے کہ محترم میاں صاحب کی پُرخلوص قیادت میں مقامی جماعت نے .... جماعت کے احباب سے رابطہ کی ایک وسیع مہم کا آغاز کیا اور میل ملاقات، اجتماعات، درس و تدریس، بہبودئ جماعت اور احباب جماعت کے بار بار مل بیٹھنے کے مواقع فراہم کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام، تقسیم لٹریچر اور فلاحی کاموں کے لئے چندہ جات کی وصولی میں قابلِ ذکر اور نمایاں اضافہ کی مہم شروع کی۔ الغرض مدعا یہ کہ مقامی جماعت کی کارگذاریوں سے عیاں ہے ایک نمایاں انقلاب رونما ہو گیا اور خدا تعالےٰ کی یہی مرضی تھی کہ احباب جماعت میں ایک نئی زندگی اور تازگی کی لہر از سرِ نو دوڑ جاوے۔

تجویز سمر سکول

گذشتہ سال مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے ایک دردمند ممبر نے سمر سکول تربیتی کورس کے انعقاد کی تجویز مقامی جماعت احمدیہ کی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں پیش کی۔ جسے محترم میاں فضل احمد صاحب نے جو اس وقت صدر تھے بہت سراہا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے بڑے انہماک اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

چشم ما روشن دلِ ما شاد

چنانچہ محترم میاں فضل احمد صاحب نے جب احمدیہ سمر سکول کے متعلق محترم خان بہادر صاحب کو یہ تجویز لکھ کر بھیجی اور ساتھ ہی یہ خواہش ظاہر کی کہ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ سکول آپ کی سرپرستی اور زیر سایہ قائم ہو تو قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی روایتی فراخدلی اور فراست کا ثبوت دیتے ہوئے فوراً جواب دیا۔ کہ چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ میری اس سے بڑھ کر خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے احباب قرآن کریم کی تعلیم کے حصول کے لئے میرے ہاں جلوہ افروز ہوں اور جامع احمدیہ ایبٹ آباد میں روحانی شمع روشن کر کے میرے دل و دماغ کے ساتھ میرے در و دیوار کو بھی منور کریں۔ آپ نے نہایت فراخ دلی سے ہر قسم کے تعاون اور رہائش کی تمام تر سہولتیں مہیا کرنے کی پیشکش فرمائی۔

دس روزہ کورس

چنانچہ گذشتہ سال مقامی جماعت لاہور کے زیر اہتمام دس نوجوانوں پر مشتمل ایک جماعت یہاں بھیجی گئی۔ دس روز کے کورس کے بعد جب طلباء واپس ہوئے تو ان کے ذہنوں اور طبیعتوں میں ایک تبدیلی آ چکی تھی اور خدا کے فضل و کرم سے ان میں سے بیشتر احباب اب دین اور احمدیت کے زیادہ گرویدہ ہیں اور دنیاوی طور پر بھی وہ اچھے شہری بن چکے ہیں۔

معاونت مرکزی انجمن

سمر سکول تربیتی کلاس کی کامیابی کے مدنظر یہ معاملہ مرکزی انجمن کو پیش کیا گیا۔ انجمن نے تربیتی کلاسز کو زیادہ وسیع پیمانے پر جاری کرنے کے لئے پانچ ہزار روپے کی رقم منظور فرمائی اور اس کے لئے میاں فضل احمد صاحب کو کنوینر تجویز کیا۔

انتظامیہ

.... میاں صاحب موصوف نے اپنی کاروباری مصروفیتوں کو پسِ پشت ڈال کر تربیتی کلاسوں کو زیادہ نمائندہ، منظم اور بامقصد بنانے کے لئے حسب ذیل ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی۔

۱۔ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ ڈائریکٹر انچارج

۲۔ میاں بشیر احمد منٹو صاحب	۶۔ مرزا مسعود بیگ صاحب
۳۔ میاں رشید احمد صاحب اسسٹنٹ	۷۔ میاں فضل احمد صاحب کنوینر
۴۔ شیخ نثار احمد صاحب	۸۔ بشیر احمد سوز صاحب ایم اے
۵۔ ڈاکٹر اصغر حمید صاحب	۹۔ ڈاکٹر مبارک احمد۔ سیکرٹری کمیٹی۔

اس کمیٹی نے اپنے فرائض کما حقہٗ ادا کئے۔

چونکہ مرکزی انجمن کے بجٹ میں خاص تبدیلیاں حالیہ حالات کے ماتحت ہوئیں، اس لئے انجمن نے اس منظور شدہ رقم میں خاصی تخفیف کر دی اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہمیں احساس ہونے لگا کہ شاید یہ رقم ہمیں نہ ملے۔ چنانچہ میں نے اس کا اظہار خان بہادر صاحب سے بھی ایک خط میں کیا۔ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا

مکتوب خان بہادر صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا خط .... ملا۔ محترم فاروقی صاحب سے میں اس کا مضمون عرض کر دوں گا۔ ہم سے جہاں تک ممکن ہوا کوشش کریں گے کہ سمر سکول مفید ثابت ہو۔ اسے کامیاب اور بابرکت بنانا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میری یہ منشا ہے جیسے پہلے بھی زبانی عرض کر چکا ہوں کہ جو دوست آنا چاہیں انہیں آنے سے نہ روکیں۔ اللہ مالک ہے، وہ اسباب خود پیدا کر دے گا۔ آپ خود کب تشریف لاویں گے؟ اللہ تعالےٰ ہر کام میں آپ کی رہنمائی اور دستگیری فرمائے۔ دعا میں یاد فرماتے رہیں۔ والسلام

سعید احمد۔ دار السعید۔ ایبٹ آباد۔ ۲۷/۶/۷۰

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو کس قدر سلسلہ سے اور احمدی بھائیوں سے لگاؤ ہے اور خدا کی ذات پر مکمل یقین ہے۔ انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہم اپنے مشن میں آگے ہی آگے چلتے گئے۔ بالآخر انجمن نے ۱۵۰۰/ روپے کی منظوری دے دی جس کے لئے ہم ان کے بہت شکر گذار ہیں۔ رقم تو کوئی چیز نہیں انجمن کی سرپرستی ہمارے لئے قابلِ فخر ہے۔

ذکرِ خیر

اس کے علاوہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور اور لائل پور کا ذکر ...... بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ان مالات کے پیش نظر کمیٹی نے ان دونوں جماعتوں کو مالی معاونت کی درخواست کی تو ایک ایک ہزار روپیہ کی رقم دونوں جماعتوں نے خوشی خوشی کمیٹی کے حوالے کر دی۔ جس کے لئے سمر سکول کمیٹی اور انتظامیہ ان دونوں جماعتوں کی ممنون ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے وسائل کو وسیع کرے۔

احسان الٰہی

اللہ تبارک و تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس دین میں پیدا کیا جو اس کا محبوب اور پسندیدہ دین ہے اور پھر اس کے بے پایاں احسانات کا کس زبان سے شکریہ ادا کیا جائے کہ اس نے ہمیں امام الزمان مجدد صد چہاردہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی کا شرف عطا فرمایا۔ یہ سب کچھ محض اس کے فضل و احسان پر موقوف ہے اور اس امر پر جس قدر بھی خدا تعالےٰ کی رحمتوں کو یاد کر کے اس کے آستانے پر جھکا جاوے کم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن حمید میں فرمایا ہے:-

"تم اپنے قبولِ اسلام کا احسان ہم پر نہ جتلاؤ بلکہ یاد رکھو کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔"

www.aaiil.org

ہماری ذمہ داریاں

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہمیں اپنی جناب سے افضال و نعماءِ روحانی کا وارث بنا کر حضرت امامِ وقتؑ کے دامن سے وابستگی کی توفیق ارزانی کی ہے تو ہم پر وہ تمام ذمہ داریاں ادا کرنا لازم آتی ہیں جو امامِ وقتؑ کی جماعت کے ذمہ قرآن کریم نے عائد کی ہیں۔ قرآن کریم نے ان ذمہ داریوں کا یوں ذکر فرمایا ہے:۔

"اور تم میں سے ایک جماعت ہر وقت ایسی موجود رہنی چاہیئے جو نیکی اور بھلائی کی راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتی رہے اور اس کا کام یہ ہو کہ وہ مخلوق خدا کو فراموش شدہ اچھی اور پسندیدہ راہوں پر چلنے کے لئے تلقین کرے اور بری اور ناپسندیدہ ڈگر سے باز رکھنے کے لئے کوشش کرتی رہے۔"

ہمارا یہ دعویٰ ہے اور خدا کے فضل سے ہم اس دعوے میں حق بجانب ہیں کہ اس دور میں ہم ہی وہ جماعت ہیں جس نے اسلام کی فراموش شدہ قدروں کو دوبارہ اجاگر کرنا ہے اور وہ راستہ جسے لوگوں نے بھلا رکھا ہے اور جو راستہ رضائے الٰہی کا راستہ ہے اسی پر تمام مخلوقِ خدا کو دوبارہ چلانے کے لئے اپنی تمام تر مساعی کو بروئے کار لانا ہے۔

یہ تمام فرائض حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی حقیقی جانشین احمدیہ انجمن .... با حسن طریق گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہر قدم منزل کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور امام الزمان علیہ السلام کے مشن اور مقاصد کی کامیابی اور کامرانی کے دن بہت قریب ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ جب حضرت امامِ وقتؑ کی خدمتِ اسلام کے لئے مساعی جمیلہ کو بنظرِ تحسین دیکھا جانے لگے گا۔

ایک عہد

اس احمدیہ سمر سکول کا پہلا [illegible] ایبٹ آباد میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ اور آج دوسرے سال پھر ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے اس کارِ خیر کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اور حسب سابق محترم ڈاکٹر صاحب کی روحانی قیادت کا شرف ہمیں حاصل ہے ہم خدا کا نام لے کر اس نیک کام کو شروع کرتے ہیں۔ اور یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے دنیاوی کاموں کو خیرباد کہہ کر ہر سال دینی تعلیم اور قرآنی معارف کے حصول کے لئے چند یوم کے لئے ضرور اس خانۂ خدا میں جمع ہوا کریں گے اور ان ایام کو اعتکاف کی طرح محض عبادت الٰہی سمجھ کر گذارا کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہماری کوششوں کو بارآور کرے اور ہمیں ہر قدم پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اظہارِ تشکر

خداوند کریم محترم خان بہادر صاحب کو تادیر سلامت رکھے تا وہ انسانیت اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت سرانجام دیتے رہیں۔

اب میں سب سے پہلے خان بہادر صاحب کا اپنی طرف سے اور ممبران کمیٹی احمدیہ سمر سکول کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے خوشگوار اور ٹھنڈے ماحول میں نہایت ہی پرسکون مقام پر خدا کی عبادت کے لئے ایک پُروقار ٹھکانہ بنانے میں بڑی تندہی اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا جس کی بدولت آج ہم ان تربیتی کلاسز کو جاری کر رہے ہیں اس کے بعد مرکزی انجمن لاہور، مقامی جماعت لاہور و لائل پور اور ان احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس مقصد کے لئے مالی معاونت فرمائی۔ اس کے بعد تمام بزرگانِ سلسلہ کا جو یہاں اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تشریف لائے۔ اور جو معلمین ہیں اس تقریب میں شامل ہوئے ہیں۔ اور پھر تمام شرکائے کلاس کا شکرگذار ہوں کہ جو اپنے قیمتی وقت کے عوض خالص دینی مقاصد کی خاطر پندرہ یوم کے لئے یہاں پر حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت سے قائم رہنے کی توفیق بخشے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کا خادم بننے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حافظ شبیر محمد صاحب خوشابی پیغامات پڑھکر سنا رہے ہیں

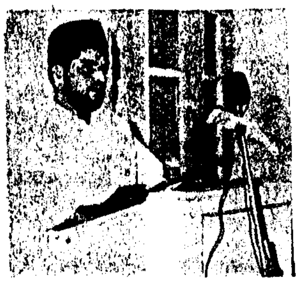

مرزا سلیم اختر صاحب اپنا کلام پیش کر رہے ہیں۔

مرزا محمد سلیم صاحب اختر

........کارواں تم ہو

مسیحا کی محبت کے امین و رازداں تم ہو
بفیضِ عشق و مستی اس زماں میں کامراں تم ہو
اٹھو مردہ دلوں میں زندگی کا خون دوڑا دو
خدا کے آخری پیغام کی روحِ رواں تم ہو
دلوں میں عظمتِ اسلام کے پھر گاڑ دو نیزے
کہ کعبے کی حفاظت کے لئے اب پاسباں تم ہو
جنہوں نے توڑ کر رکھ دی صلیبی قوت و شوکت
زبانِ خلق کو اقرار ہے وہ پہلواں تم ہو
تمہاری رفعت و عظمت کا اندازہ نہیں ممکن
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تم ہو
نوائے جس کی پیدا ہیں دلوں میں ولولے تازہ
غلامانِ مسیحا میں وہ اختر خوش بیاں تم ہو

ضروری اعلان

انجمن نے چوہدری ارشاد اختر صاحب ولد علی احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی، سرگودھا کو یکم اگست ۶۷ء سے چوہدری فضل داد صاحب کی جگہ محصل مقرر کیا ہے۔ انہیں انجمن کے لئے حسب ذیل حلقہ ہائے سے چندہ جات وصول کرنے کا اختیار ہے جس کے لئے وہ انجمن کی مطبوعہ رسیدات جاری کریں گے۔ چک ۸۱ جنوبی۔ سرگودھا منڈی بہاؤالدین۔ ڈنگہ و دیگر علاقہ جات ضلع گجرات۔

احباب ان سے ادائیگی چندہ میں تعاون فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

خاکسار۔ فضل حق۔ جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

www.aaiil.org

اھلاً و سھلاً و مرحبا

(میاں فضل احمد صاحب کنوینر احمدیہ سمر سکول)

سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر بجالاتا ہوں کہ محض اس کے فضل سے ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ہم دوسرے سال بھی اس خالصتہً دینی اجتماع کے انعقاد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس سمر سکول کے قیام کی غرض و غایت جو ابتداء میں ہی ہمارے پیش نظر تھی یہی ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم جو احمدیت اور امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے اس کے تذکرہ کے لئے بار بار اجتماع کر کے اسے ہم اپنی آئندہ نسل کے سپرد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے کماحقہٗ جتن کریں اور اس شمع کو روشن رکھ سکیں جسے ہمارے بزرگوں نے ہر نوع کی قربانیاں دے کر نہایت محنت اور جانفشانی سے جلائے رکھا۔

ایسے اجتماع منعقد کرنے سے متعلق ہمارے پیش نظر بہت وسیع پروگرام ہے مگر وسائل اور حالات کے مطابق ابھی اسے پوری وسعت کے ساتھ قائم نہیں کیا جا رہا۔ اللہ تعالےٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنی جناب سے اس نیک کام میں دوام قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس قابل ہوسکیں کہ جماعت کا ہر فرد ان مجالس میں شامل ہو کر مسائل دینیہ کے حصول کے ساتھ ساتھ ایک پاک اور روحانی ماحول سے لطف اندوز ہوسکے اور دنیوی کاروبار سے علیحدہ ہو کر چند ایام خالص دین کے امور میں صرف کرسکے۔

میں گزشتہ چند ہفتوں سے دل کی تکلیف کا شکار ہوں مگر اب کافی افاقہ ہے تاہم ڈاکٹری ہدایت کے مطابق سفر کے قابل نہیں ہوں خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس اجتماع کی برکات کا کچھ حصہ حاصل کرنے کے لئے تھوڑا سا وقت اور طاقت عطا فرماوے۔ آمین۔ احباب مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اس موقعہ پر مجھ سے کارپردازان نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں شرکاء کے نام کوئی پیغام دوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اس طریق پر احباب تک میری آواز پہنچانے کا ایک ذریعہ پیدا ہوگیا ہے۔ لہذا اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنے پیارے اور محبوب دوستوں سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اتنا عرض کروں گا کہ آپ قرآن کریم اور اس کی تعلیمات سے اپنے سینوں کو منور رکھیں اور اپنی روایات کو زندہ رکھنے کے لئے ان تھک مساعی جاری رکھیں تاکہ ہماری جماعت جس مقصد عظیم کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس کو پورا کرنے میں ہم کامیاب ہوسکیں۔ اور قبل اس کے کہ ہم خدا کے حضور حاضر ہوں اپنی سرخروئی کے کچھ سامان کرسکیں۔

آپ کی خدمت میں اس موقعہ پر میں حضرت مولینا محمد علیؒ مرحوم و مغفور کا ایک پیغام پہنچاتا ہوں۔ اسے ہر دم پیش نظر رکھیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ فرماتے ہیں

"ایک بات میں اپنے نوجوان دوستوں سے کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ احمدی قوم کی روایات کو زندہ رکھیں۔ احمدی جماعت دین کو دنیا میں پھیلانے، قرآن کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اپنی اس روایت کو کمزور نہ ہونے دیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر عزت کا اور کوئی کام اس دنیا میں نہیں۔ میں پھر اپنے نوجوان دوستوں کو کہوں گا اور بار بار کہوں گا کہ قوم کی روایات کو زندہ رکھو۔ ایک دن آئے گا کہ تم اپنے ایک ایک بزرگ کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کروگے۔

اے میرے نوجوان دوستو! میں تمہیں بڑی تاکید کے ساتھ یہ کہتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے بزرگوں کے جسموں کے ساتھ کہیں اپنی روایات کو دفن نہ کر دینا۔ ان کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ قوم مرتی چلی جاتی ہے"۔

یہ بہت ناشکری ہوگی اگر میں اس موقعہ پر ان اداروں اور احباب کے مکمل اور پرخلوص تعاون کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی ہمدردی اعانت اور امداد سے اس سمر سکول اور اس کی تمام کارگذاریاں ممکن ہوئیں لہذا مندرجہ ذیل اداروں کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
— مقامی جماعت احمدیہ لاہور
— جماعت احمدیہ لائل پور
— پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور، پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لاہور اور کالونی ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی۔

احمدیہ سمر سکول

(مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے)

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد کا دوسرا سالانہ اجتماع اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے شروع ہو رہا ہے۔ اور قوی امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کورس پہلے سے زیادہ بارونق، زیادہ مؤثر اور زیادہ نفع مند ثابت ہوگا۔

اس زمانہ کی خصوصیات میں یہ امر بھی شامل ہے کہ زندگی مصروف سے مصروف تر ہو رہی ہے اور ہر شخص کو ہر سطح پر عدم فرصت کی شکایت ہے۔ اس لئے یہ کورس ہم سب کے لئے اس لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے کہ پندرہ دن کی فرصت دینی علوم کے حصول اور بزرگوں کی صحبت سے استفادہ کے لئے مل گئی۔ ویسے شاید سال بھر بلکہ کئی سالوں میں بھی طلباء اتنا کچھ نہ سیکھ سکتے جتنا ان پندرہ دنوں میں ایک باضابطہ پروگرام کے تحت وہ سیکھ سکیں گے۔ علاوہ ازیں اجتماعی زندگی نماز باجماعت اور درس قرآن کریم کی برکات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے گا۔ اجتماع میں بڑی برکت ہے اور اکٹھے رہنے میں ایک کی خوبیاں دوسرے میں نفوذ کرتی ہیں اور دوست دوستوں کو متاثر کرتے ہیں اور سب کی اجتماعی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل کرتی ہیں۔

میں تمام شرکاء کورس سے درخواست کروں گا کہ وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور ان پندرہ دنوں میں سب برکات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو خوب مصروف رکھیں تاکہ جب وہ واپس جائیں تو انہیں خود محسوس ہونے لگے کہ ان کے علم اور روحانیت میں کس قدر اضافہ ہوا ہے ربنا ھب لنا من لدنک رحمۃ۔

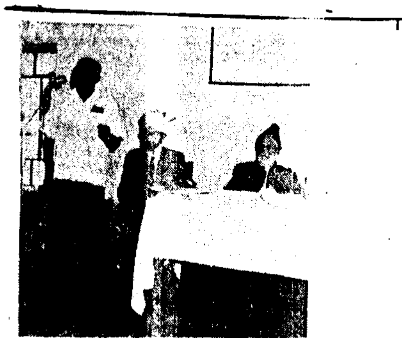

خدا ہمارے ساتھ ہے

(شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ)

تربیتی کورس ایک نہایت ہی مبارک اور مفید تقریب ہے۔ حضرت مجدد زمانؑ نے فرمایا ہے کہ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں ایک توحید اور دوسرا مودت فی القربیٰ اس جماعت کے قیام کا مقصد اولین خدائے واحد کی پرستش کی حقیقی روح اپنے اندر پیدا کرنا اور اخوت کے جس مقدس رشتہ میں جماعت کو منسلک کیا گیا وہ بہت بڑا رشتہ ہے جس کا ثبوت ہمیں اپنے بزرگوں کی زندگیوں نے خوب بہم پہنچایا۔ نوجوانوں کو ان کی تقلید کرنا چاہیئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں جس دلی تڑپ کا اظہار فرمایا ہے ہمیں وہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ عقیدت کا یہی تقاضا ہے۔

ایک نصیحت

(الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی)

احمدیہ سمر سکول کے افتتاح پر میں آپ کو کیا پیغام دوں کیونکہ میں بہت غمزدہ ہوں۔ میرے ایک پرانے ہم جماعت اور احمدی بھائی ڈاکٹر عبدالمجید مرحوم (آف سرگودھا) کی حالیہ وفات کا صدمہ ابھی تازہ ہے۔ وہ میرے ہم عمر تھے۔

www.aaiil.org

پیغامات

ان کو بلاوا آگیا - اور خبر نہیں ہمیں کب آجائے - صرف ایک نصیحت لکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ نے جماعت کو نصیحت کی ہے کہ :-

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

عزم اور گرم جوشی

(الحاج عزیز احمد صاحب سرپرست جماعتہائے احمدیہ جنوبی امریکہ)

میں سیکرٹری صاحب سمر سکول کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے سمر سکول کے افتتاحی اجلاس کے لئے پیغام دینے کی دعوت دی۔ سمر سکول کے پروگرام اور مقاصد کو پڑھ کر دل تو یہی چاہتا ہے کہ میں بھی اس میں شریک ہوں - لیکن اس وقت میرے لئے یہ ممکن نہیں - میں اسکی اہمیت سے پوری طرح باخبر ہوں - اس لئے کہ کسی تحریک کو زندہ رکھنے کے لئے یہ امر ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ نوجوانوں کو ذہنی اور عملی طور پر تحریک سے وابستہ رکھا جائے، اس کے لئے ایسے تربیتی اجلاس کا انعقاد نہایت ضروری ہوتا ہے۔

ہم نے بھی ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) میں انہی مقاصد کے پیش نظر احمدیہ یوتھ لیگ کی بنیاد رکھی ہے اور وہ بھی تقریباً انہی خطوط پر اپنے پروگرام مرتب کر رہی ہے۔

مقامی جماعتوں کی دیگر سرگرمیوں سے میں نے محسوس کیا ہے کہ جماعت میں روز بروز زیادہ عزم اور گرم جوشی ہے، خدا اسال بہ سال اس میں اضافہ فرمائے - میں اپنی طرف سے اور جنوبی امریکہ کی جماعتوں کی طرف سے اس سکول کے افتتاح پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

کاشکے من نامۂ خود بودمے

(غلام نبی مسلم صاحب ایم اے)

سمر سکول دوسرے دردمند دلوں کی طرح میرے دل کی آواز اور تمناؤں کا عکس ہے - اور مقامی جماعت لاہور نے یہ زندگی بخش قدم اٹھا کر تجدید ایمان اور احیائے ملت کی طرف دانشمندانہ اور برمحل رہنمائی کی ہے۔ جس کے نتائج اپنی گہرائی اور گیرائی کے لحاظ سے دُور رس اور حیات آفرین ثابت ہوں گے۔

ہمارے نوجوانوں کا جوش، ولولہ اور دینی شغف

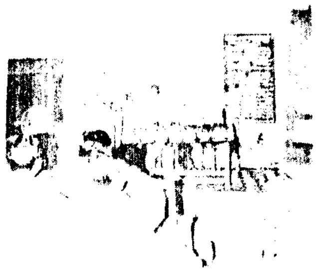

ہمارے عزائم کی تکمیل کے لئے امید کی کرن ہے - میرے مخاطب بھی زیادہ تر وہی ہیں - دنیا میں انقلاب کا ہراول دستہ جوانان ملت ہی ہوتے ہیں - اور جب ان کی رگوں کا لہو گرم ہو جاتا ہے اور اس کی گردش تیز ہو جاتی ہے - تو فتح و ظفر اس کا مقدر بن جاتی ہے - اور کامیابی کی بدلیاں فضا میں تڑپ کر باطل کے جاہ دجلال کو بھسم کر دیتی ہیں - سمر سکول کی کمیٹی نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے :-

" تربیتی کلاسوں کے اجرا کا اہتمام اس غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ آپس میں باہمی رابطہ یگانگت اور بھائی چارہ ہو - اور ساتھ ساتھ دینی ماحول اور دین کے امور سے واقفیت ہو "

یہ مقاصد ہمارے پیارے امام علیہ السلام کے دعوئ مجددیت کے عکاس ہیں - آپؑ کے پیش نظر خدا اور رسولؐ کی عاشق، قرآن پر عامل اور باہمی اخوت، ایثار اور خلوص کی پیکر جماعت کا قیام ہے جو اپنی خدا شناسی اور اسوۂ دینی سے دنیا کی قیادت کر سکے - ایسی جماعت کے سلسلے میں خالق ارض وسما کا اعلان ہے :-

من یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فانّ حزب اللہ ھم الغالبون - جو جماعت اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان پر ایمان لانے والوں کو دوست رکھتی ہے - آگاہ رہو کہ یہ اللہ کی جماعت ہے - جو غالب ہوگی - اور یہ صداقت صفحات تاریخ میں سنہری اور درخشاں حروف میں ثبت ہے -

اور خود ہمارے حضرت اقدسؑ نے فتح اسلام کے سلسلہ میں فرمایا :-

" اسلام کا زندہ ہونا تم سے ایک فدیہ چاہتا ہے وہ کیا ہے ؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے "

ہر شخص اس دار العمل سے فریضۂ حیات ادا کر کے رخصت ہوتا ہے مگر کیا ہی بلند ہے وہ زندگی جو دنیا میں خدا کا نام پہنچانے میں صرف ہو جائے - مالکم لا ترجون للہ وقاراً یہی حیات جاوداں ہے - جو آنے والوں کے لئے نشان منزل بن جاتی ہے -

کاش میں اس تاریخی اور پاکیزہ اجتماع میں خود شریک ہو سکتا - کاشکے من نامۂ خود بودمے

تسکین روح کے سامان

(میاں ظہور احمد صاحب - لائل پور)

احمدیہ سمر سکول کی تربیتی کلاس کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کی دعوت ملی دعوت کا شکریہ - موجودہ حالات میں جب کہ حکومت کا مالی سال اختتام پر ہے، میرا یہاں سے غیر حاضر ہونا ناممکن ہے - اس لئے معذرت خواہ ہوں -

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر احباب سلسلہ کے تاثرات اور پیغامات پڑھ کر سنائے جائیں گے -

کاش میں اس روحانی مجلس میں حاضری کا شرف حاصل کر سکتا - اور جماعت کے بزرگوں کی تقاریر سے محظوظ ہو سکتا - بھلا ایسی مجالس اور اس زمانہ میں کہاں میسّر ہوتی ہیں

آپ نے جو پمفلٹ ارسال فرمایا ہے اس کے صفحہ ۳ پر اس تربیتی اور دینی تعلیم کے متعلق تعارف کرایا ہے - مقامی جماعت لاہور اور اس کے منتظمین مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی تجویز پر ایسے بابرکت اور مفید مقصد کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے - محترم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب جیسی عالم باعمل ہستی کا ڈائرکٹر انچارج ہونا اس سکول کے لئے قابل فخر و عزت بات ہے - ایبٹ آباد کے ماحول کی دلفریبی اور خوشگواری میں کیا شک ہے لیکن اصلی کشش روحانی غذا کی انسان کو کشاں کشاں لئے پھرتی ہے اور یہ نظارہ زیارت بیت اللہ و بیت الرسولؐ میں انتہا تک پہنچ جاتا ہے - پیغمبر اسلامؐ اس کشش کے باعث مکہ معظمہ سے دُور جبل النور کی چوٹی پر دیوانہ وار تشریف لے جاتے اور انسانیت کی ابتر حالت کی بہتری کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے - یہاں ہی غار حرا میں آنحضور صلعم کو طالب پا کر قادر مطلق نے علم اور معرفت کے زیور سے مزین فرمایا - دینی اور دنیاوی علوم سے بہرہ ور ہو کر نبی اکرم صلعم کو نورٌ علیٰ نور ہونے کا رتبہ حاصل ہوا - اس نور سے دنیا کا گوشہ گوشہ چمک اٹھا - نیک سیرت اور عقلمند انسانوں نے اس مشعل نور سے فائدہ اٹھایا - اٹھاتے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے - پس اس مشن کی پیروی میں جو شخص قدم اٹھائے گا، اس کی کوشش کامیاب اور بامراد رہے گی - یہی میرا پیغام ہے -

قابل تقلید ہستیاں

(کرنل سیّد بشیر حسین صاحب)

سمر سکول ایبٹ آباد میں شمولیت کا دعوت نامہ ابھی ملا یاد فرمائی کا شکریہ - یہ ایک اچھا موقعہ ہے - خدا جس کو توفیق دے، اس سے فائدہ اٹھائے - ہم تو اس عمر میں سفر کے قابل نہیں رہے - ورنہ ضرور حاضر ہوتے - انسانی زندگی ہی ایسی ہے -

نیز آپ نے لکھا ہے کہ کوئی پیغام پڑھنے کے لئے بھیجا جائے - پیغام بھی کیا ہو سکتا ہے - پیغام دینے والی ہستیاں مدت ہوئی موت نے ان کو ہم میں سے اٹھا لیا ہے -

(باقی بر صفحہ ۱۹)

www.aaiil.org

ملفوظات

حضرت مسیح موعودؑ

یہ سلسلۂ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں ۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے، اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کے لئے کچھ جوش نہیں۔ جبکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیِ بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔

غلام نبی مسلم

کلام امام وقت کا آزاد منظوم ترجمہ

کرو ہمت جوانو!

کرو ہمت جوانو! دین کے گلشن میں بہار آئے ؛ نگارِ ملتِ بیضا کے چہرے پر نکھار آئے

فدا ہو جاؤ گر تم شوکتِ اسلام کی خاطر ؛ سرِ محشر نبیؐ کے جاں نثاروں میں شمار آئے

نفاق و اختلافِ باہم اٹھ جائے ملت سے ؛ اخوت اور محبت کی نسیمِ مشکبار آئے

سراپا عزم بن جاؤ جو تم بہر دینِ حق سے ؛ خدا کی فتح و نصرت بے حساب و بے شمار آئے

تمہارے خون میں جوشاں اگر ہو دین کی غیرت ؛ تجھے دو نیم پر عزت و شکوہ اترے وقار آئے

رہِ اسلام میں گر مال و دولت کو کرو قرباں ؛ تعجب کیا جو نصرت کو تمہاری کردگار آئے

رہِ دیں میں جو لٹ جائے وہ مفلس ہو نہیں سکتا ؛ کہ اک راز بفضلِ حق ہزار اندر ہزار آئے

فدا کر اس سے پہلے راہِ حق میں عمرِ دو روزہ ؛ کہ پیغامِ رحیلِ ہستیِ ناپائیدار آئے

قیامِ عظمتِ دیں سے بر آئے آرزو تیری ؛ سدا یاس و الم کے بعد ابرِ نو بہار آئے

تتبع کر نبیؐ کے عاشقوں کی سرفروشی کا ؛ کہ دیں کی نصرتوں کے ساتھ عزو افتخار آئے

ہو ساعی جان و دل سے تا بہ فضلِ و فیضِ ربّانی ؛ تری کشتِ عمل میں بخششوں کا برگ و بار آئے

زہے قسمت، تجھے ملتا ہے نصرت کا اجر ورنہ ؛ مقدر ہے کہ اب دیں کے چمن میں برگ و بار آئے

مرے آئینۂ دل میں مشیت حق کی ہے رقصاں ؛ یہاں میں عہدِ مسعودِ شہِ ذی الاقتدار آئے

میرے شب خیز نالوں پر بھی غافل ہیں جہاں والے ؛ خدا ان کو سمجھ دے ہم تو گھر گھر میں پکار آئے

تساہل چھوڑ دینے کی نہیں امید کچھ ان سے ؛ مگر جب ابتلائے حشر ساماں بار بار آئے

تعجب کیوں ہے تجھ کو اس حقیقت کے سمجھنے میں ؛ کہ غفلت دور کرنے کو فلک سے حق شعار آئے

بھلا دی قوم نے کیونکر حدیثِ احمدِ مرسلؐ ؛ کہ سر پہ ہر صدی کے مصلحِ عالی وقار آئے

خداوندا کرم کر حامیِ دینِ محمدؐ پر ؛ سکونِ قلب دے اس کو جو کوئی بےقرار آئے

مرے مولا! عطا کر اس کو دائم راحت و عشرت
تری تائید اور رحمت قطار اندر قطار آئے

www.aaiil.org

میاں اللہ بخش صاحب لائل پور

سمر سکول کا اجراء وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

صاحب صدر، خواتین و حضرات اور میرے عزیز بھائیو! آج ہم احمدیہ سمر سکول کے افتتاح کے موقعہ پر پیروجوان سب اکٹھے ہوئے ہیں مجھے جن سیکرٹری صاحب نے دعوتی رقعہ بھیجا۔ میں مشاغل میں گھر گیا، سوچا کہ میں جمعہ کے دن ایبٹ آباد مبارکباد کا تار بھیج دوں گا۔ اور یہاں آنے کا ارادہ میں نے ترک کر دیا۔ لیکن ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے خلوص و محبت اور سمر سکول کی اہمیت، ضرورت و افادیت کا احساس مجھے کشاں کشاں یہاں لے آیا۔ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ خان بہادر غلام ربانی خان صاحب اور آپ سب دوستوں سے مل کر مجھے روحانی تسکین حاصل ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں۔ ع اسے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا

میں کہوں گا کہ مجھے آپ سے احمدی احباب و عزیزوں سے ملنا ——

ع۔ بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

خواتین و حضرات! اسلام کے آنے سے دنیا میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا۔ اس انقلاب کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل تک پہنچایا۔ اور اس انقلاب آفرین دور کو تازہ اور زندہ رکھنے کے لئے مجددین کا سلسلہ جاری کیا۔ میرے بزرگو بھائیو، دوستو اور بہنو! ہم نے بھی مجدد وقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اور اس انقلاب کو زندہ رکھیں گے لیکن مرور زمانہ، جدید تعلیم اور مادہ پرستی کی مسموم فضا نے جہاں ہر قوم اور ہر فرد کو کمزور کیا ہم بھی نہ بچ سکے ہم صحیح تربیت نہ پا سکے اور ہم اسلامی دستور سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ دین کے بارہ میں تحقیق نہ کر سکے، جدید تقاضوں سے مذہب سے ہم آہنگی کا جائزہ نہ لے سکے جس کی وجہ سے ہمارے ذہن اس طرف نہ جا سکے جس طرف ہمیں حضرت مسیح موعودؑ لے جانا چاہتے تھے۔ جب صحیح تربیت نہ ہو تو صحیح ماحول پیدا نہیں ہوتا صحیح ماحول میں ہی انقلاب رونما ہوتا ہے اور اسی ماحول میں زندگی کے لئے مرتب کیا ہوا لائحہ عمل خوشگوار نتائج کا حامل ہوتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ سمر سکول کا جاری کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ جماعت لاہور نے اس کی طرف توجہ دی اور ان کی مساعی سے یہ سکول پچھلے سال جاری ہوا۔ آج اس کا دوسرا سال ہے جس کے افتتاح کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں میاں فضل احمد صاحب اور ان کے رفقائے کار کو مبارکباد دیتا ہوں یہ قدم قابل صد تحسین ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انجمن اس کے ساتھ ہے اسے اس کو پورا تعاون حاصل ہے۔ میں آپ کی طرف سے نائب منتظم ہونے کی حیثیت سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو ہمارا پورا پورا تعاون حاصل ہے۔ ہم اگر اس کو پوری امداد نہ دے سکے تو یہ انجمن کے لئے سہولت کی دیر تھی۔ ہمیں مجبوری تھی ورنہ ہم یا جماعت دریغ نہ کرتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ کا خرچ زیادہ آتا ہے تو میں ایک ہزار روپے کا چیک اپنے ساتھ لایا ہوا ہوں اور یہ میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کو پیش کرتا ہوں کہ اگر اس سال اور خرچ کی ضرورت ہو تو اس میں سے خرچ کر لیا جائے اور اگر اس سال ضرورت نہ ہو تو اسے اگلے سال کے لئے رکھ لیا جائے۔ سمر سکول کا اجراء اس مقام پر محل وقوع کے لحاظ سے مناسب ہے اور اس پر طرہ کہ جن طلباء کو ڈاکٹر سعید احمد صاحب، نصیر احمد فاروقی صاحب، دیدار بھی صاحب، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، مولانا عبدالمنان عمر صاحب، پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب ایسے اساتذہ تعلیم دیں اور کیا چاہیئے۔ آپ اندازہ نہیں کر سکیں گے کہ اس سکول کا معیار کس قدر بلند ہو گا اور کیا فخر محسوس کریں گے وہ طلباء جن کو یہاں پر تعلیم و تربیت دی جائے گی۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں قابل ترین، دین کے پابند اور بزرگ اساتذہ مل گئے۔ یہ ایک عظیم منصوبہ ہے جو جماعت احمدیہ لاہور نے تیار کیا ہے جس کے تحت ایک کلاس پچھلے سال ہوئی اور دو کلاسیں اس سال ہو رہی ہیں۔ ہماری مجلس معتمدین و منتظمہ کے دوامی رکن اور انجمن کے وائس پریذیڈنٹ کی نگرانی میں اس سکول کو چلنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ نوجوان یہاں آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان سا درد دل میں لیتے ہوئے ان کا خلوص اور عزم دل میں لیتے ہوئے ایک بے مثال نظیر قائم کریں گے اور اسی درد دل سے اٹھیں گے جس کی انجمن کو ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ جتنے بھی لوگ آنا چاہیں آ جائیں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ان کی یہاں پر ایک کوٹھی ہے وہ موسم گرما میں غالباً اسے کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ اس سال انہوں نے اس غرض سے اسے کرایہ پر نہیں دی تاکہ جو دوست تربیت کے لئے آئیں وہ یہاں پر قیام کر سکیں۔ یہ ہے قدر اور یہ ہے نمونہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا اور جیسے ہماری جماعت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی یہاں سے یہ نمونہ اور یہ تڑپ لے کر جائیں گے۔ میں بحیثیت انجمن کا خادم ہونے کے اور آپ کی طرف سے مجلس معتمدین و منتظمہ کا ممبر ہونے کی حیثیت سے ان اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تکلیف فرما کر اس کلاس کو جاری کیا۔ خاص طور پر میاں فضل احمد۔ ڈاکٹر مبارک احمد اور جملہ ممبران کمیٹی سمر سکول جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دیا اور محنت کی۔ خدا ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

داعی الی اللہ جماعت

(کرنل سعید احمد صاحب)

ارشاد الٰہی ہے کہ لوگوں کو خداوند تعالےٰ کی طرف بلایا جائے اور دین اسلام کی دعوت دی جائے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے اندر پیدا کیا جو اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت داعی الی اللہ قرار دی گئی ہے۔ داعی الی اللہ ہونے کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان متقی ہو۔ جب تک ہماری جماعت میں فرداً فرداً تقوےٰ کا رنگ نظر نہیں آتا اس وقت تک من حیث الجماعت ہماری آواز اور دعوت میں کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ مولوی لوگ بڑے بڑے لیکچر دیتے ہیں۔ سیرت بیان کرتے ہیں تو لوگوں کو متاثر کر دیتے ہیں۔ لیکن علمائے دین کی اخلاقی حالت اس لئے زوال پذیر ہے کہ ان میں عمل نہیں اور تقویٰ نہیں ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی تعلیم کو زندہ کیا۔ آپ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف اس قدر بیان کئے کہ تیرہ سو سال میں کسی نے بیان نہیں کئے ہوں گے۔

ہماری زندگی میں عمل صالح نظر آنا چاہیئے۔ ہمارے سابقہ احمدی بزرگوں میں صالحیت کا نشان نظر آتا تھا اور عمل صالح کے نمونے دکھائی دیتے تھے۔ حضرت امام زمان نے ہمیں جو ہتھیار دیا وہ یہ کہ قرآن کریم کی خدمت کی جائے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

اسے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اس مقصد کی طرف توجہ دلانے کے لئے جو حضرت مسیح موعودؑ لے کر آئے تھے، یہ سمر سکول جاری کیا جا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سکول کا اعادہ ہو رہا ہے اس طرح ہمارے لئے دو عیدیں ہیں۔ جو احباب اس سکول میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں میں ان کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہمیں من حیث الجماعت یہ عزم کرنا چاہیئے کہ یہ ایک مستقل انسٹی ٹیوشن بن جائے تاکہ ہمارے نوجوان اس سرچشمہ سے سیراب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں جاری کیا اور تیسری چیز جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو دوست یہاں تشریف لائے ہیں وہ یہاں سے کچھ پلے باندھ کر جائیں۔ انہیں کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ جاری رکھنا چاہیئے۔ ان کے اندر جو انوار و عرفان ہے پھر عمل صالح کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری دعوت و تبلیغ پر اثر ہو۔

تقاریر بر موقعہ افتتاح

خانبہادر غلام ربانی خانصاحب

اجتماعی زندگی اور روحانی فوائد

آپ حضرات سفر کی صعوبت اور مشکلات برداشت کر کے یہاں محض علم دین کے حصول کے لئے آئے ہیں اس سے میری روح تازہ ہو گئی۔ میں آپ کو زندہ قوموں کی کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں، باوجود اس کے کہ ان کا مذہب اسلام نہیں ہے اور نہ ان کا تعلق اس سے ہے جو حضرت امام زمانؑ نے اپنی جماعت کے اندر پیدا کیا، لیکن وہ اس راستہ پر گامزن ہیں کہ کوئی اجتماعی زندگی ایسی پیدا کر سکیں جو نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے لئے بھی مفید ہو۔

مجھے لندن میں ایک جماعت سے واسطہ پڑا جس کا مقصد وحید اعلیٰ اخلاق کو دنیا میں پیدا کرنا تھا۔ اس جماعت کے ایک رکن کا گھر ووکنگ کے قریب تھا۔ اس کی وجہ سے راہ و رسم ہو گئی۔ اس نے مجھے اپنی مجالس میں شرکت کی دعوت دی۔ میں ان کی مجلس میں گیا۔ ان میں ایک جدت یہ تھی کہ وہ چند منٹ خاموش بیٹھ کر مراقبہ کرتے اور پھر ہر ایک شخص اپنی زندگی کے حالات بیان کرتا کہ میں ماضی میں ایسا اور ایسا تھا۔ اب میں ایسا ہو گیا ہوں اور اس جماعت میں آکر مجھ میں یہ تغیر پیدا ہوا ہے۔ آخر میں ... انہوں نے مجھے بھی کچھ کہنے کی دعوت دی۔ میں نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے آج اسلام کے سب سے پہلے زینے پر قدم رکھا ہے۔ یہ مراقبہ ہماری پہلی منزل ہے۔ اس سے آگے کئی منازل ہیں جن پر چل کر قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اس مراقبے کو آخری درجہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اسلام میں یہ منزل تزکیہ نفس کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ اس جماعت کا ایک منظم اور مستحکم سکول ہے جس کو وہ ‏GUA‏ کہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں ان کی ایک بستی ہے وہ لوگ وہاں پر ایک ہفتہ گذارتے ہیں۔ اپنے سب کام خود کرتے اور ایک اجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں۔ گویا دنیادار جب لقاء الٰہی کے طالب ہوتے ہیں تو ان کو یہ ابتدائی منازل طے کرنا پڑتی ہیں۔ ہمیں تو خدا نے ایک نہایت ہی اعلیٰ مقصد عطا کیا ہوا ہے۔ آپ نے جو سمر سکول کے رنگ میں قدم اٹھایا ہے یہ نہایت ہی قیمتی اور ضروری تھا۔ اس سے اجتماعی زندگی گذارنے کا موقعہ ملتا اور روحانی قدریں بحال کرنے کے مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سکول کو جاری رکھے۔ لیکن ایک تجویز اور بھی کرتا ہوں کہ جیسے یہاں پر سمر سکول کا انتظام کیا گیا ہے ویسے ایک ونٹر سکول کا بھی انتظام کیا جائے تاکہ ہم لوگ بھی سردیوں میں مرکز میں جا کر علم دین حاصل کریں۔

پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب

دین کے لئے جنون پیدا کیجئے

صاحب صدر اور خواتین و حضرات! اس سے پہلے تو آپ بہت سے پیغامات سن چکے ہیں اب میں سوچ رہا ہوں کہ اتنے پیغامات سننے کے بعد اب میں آپ کو کیا پیغام دوں۔ میرے پاس کہنے کو کچھ الفاظ نہیں ہیں میں صرف آپ کے سامنے حضرت صاحبؑ کا ایک شعر پڑھ دیتا ہوں، اس میں ہم سب کے لئے پیغام ہے:

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

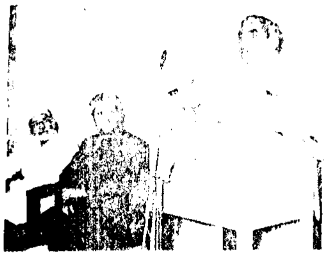

یہی میرا پیغام ہے کہ ہم نے اگر اس کام کو آگے بڑھانا ہے تو ہمیں اپنے دل اور دماغ کے اندر جنون پیدا کرنا چاہیئے جب تک ہم وہ جنون پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

نصیر احمد فاروقی صاحب

دینی تعلیم و تربیت

مجھے خوشی ہے کہ اس سمر سکول کے ذریعہ سے جماعت کے نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو کل انشاء اللہ اس کام کو لے کر آگے چلیں گے اور اگر ہم اس سلسلے کو جاری رکھیں گے تو انشاء اللہ .... یہ جماعت کبھی نہیں مرے گی اور اس میں نیا خون نیا ولولہ اور نیا جذبہ پیدا ہوتا رہے گا۔

نمایاں پہلو

قاضی عبدالرشید صاحب

ہم جو آج اکٹھے ہوئے ہیں اس کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ ہم نے جہاد کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے تمام تر ذرائع وسائل مجتمع کر کے بروئے کار لانے چاہئیں اور یہ سکول ایک اہم ضرورت کو پورا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کیا؟
آپ کی لائبریری میں یہ کتب موجود ہیں؟
اگر نہیں تو آج ہی حاصل کیجئے

برکات الدعا۔ قیمت ۵۰ پیسے

سر سید احمد خان بانی علیگڈھ تحریک کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ دعا محض ایک عبادت ہے جو دنیا میں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی اور یہ کہ وحی کوئی خارجی شئے نہیں بلکہ دل ہی سے اٹھتی ہے۔ دلائل کے ثبوت میں اپنے الہامات اور قبولیت دعا کے واقعات درج کئے ہیں۔

فتح اسلام (بلاک ایڈیشن) قیمت ۵۰ پیسے

اس میں اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق حتمی یقین دلایا گیا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ اس کے غلبہ کے لئے پوری محنت اور جانفشانی سے کام لیں اور اس عظیم کام کے لئے پانچ شعبوں پر مشتمل ایک نظام قائم کیا جائے۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے! ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اور اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔"

الوصیت، مع حواشی از مولینا محمد علی صاحبؒ۔ قیمت ۵۰ پیسے

اس میں اشاعت اسلام کے عظیم کام کے لئے انجمن کے قیام کی اغراض و مقاصد اور نظم و نسق چلانے کے لئے ہدایات درج ہیں اور آپؑ نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔

توضیح مرام۔ قیمت ۵۰ پیسے

حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں نبوت اور وحی کی مختلف اقسام، اسلام میں ملائکہ کا تصور اور نظام کائنات میں ملائکہ کے کام وغیرہ پر نہایت لطیف پیرائے میں علمی بحث کی گئی ہے۔

النبوۃ فی الاسلام۔ (زیر طبع)

اسلام میں نبوت، رسالت، مجددیت و محدثیت کے مقامات کی قرآن مجید، احادیث اور آئمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں وضاحت اور مسئلہ ختم نبوت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے، نیز حضرت مرزا غلام احمد بانی تحریک احمدیت کی تمام تصانیف سے حوالے دے کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان سے جو دعویٰ نبوت منسوب کیا جاتا ہے وہ سراسر غلط ہے۔

درِ ثمین۔ (اردو و فارسی نظموں کا مجموعہ) قیمت ۵/ روپیہ

ملنے کا پتہ

دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

دینی تعلیم و تربیت کا عہد آفریں کام

احمدیہ سمر سکول تعلیم و تربیت کے لئے جاری کیا گیا ہے یہ وہ امر ہے جس پر ہماری جماعت یا دنیا کی کسی جماعت کی زندگی کا دارو مدار ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک نوجوان طبقہ کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام جماعت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اگر یہ قائم نہ ہو تو آگے جماعتی سلسلہ چل ہی نہیں سکتا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے میں ایک ذاتی بات عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اور شروع سے میرا ایسا جذبہ رہا ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب میرے کالج فیلو تھے اور ایک ہی ہوسٹل میں رہتے تھے۔ ان کو کسی قدر میرے جذبات کا علم ہے کہ میں یہ تکلفاً نہیں کہہ رہا ہوں اور نہ کسی خودستائی کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ کہ میرا ہمیشہ یہ جذبہ رہا کہ کسی نہ کسی طرح یہ بات جو ہمارے بزرگوں نے پیدا کی وہ نوجوانوں میں بھی منتقل ہو جائے حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں جو بے نظیر کام کیا ہے بلکہ عالمگیر انقلاب آفرین کام کیا ہے وہ آپ کو ان دو بزرگ ہستیوں کے کام سے ظاہر ہے آپ ہی کہیئے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں آپ کو کیا کوئی ایسا نظارہ نظر آیا کہ آرگنائزڈ مشن کی صورت میں تبلیغ اسلام کے لئے بالخصوص حاکم قوم میں جو تہذیب سائنس علم اور تمدن میں بڑھی ہوئی ہو، کبھی کسی نے قائم کیا ہو جیسے خواجہ صاحبؒ نے ۱۹۱۲ء میں شروع کیا؟ مجھے تو کہیں ایسی نظیر نہیں ملتی۔ پھر آپ نے غور کیا؟ کہ جبکہ علماء قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی میں کرنا تو درکنار انگریزی پڑھنا ہی کفر سمجھتے تھے اس وقت کس شخص نے قرآن کریم کے تراجم غیر زبانوں میں کرنے کی طرح ڈالی؟ اس بارہ میں یعنی قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر کرنے کا شرفِ اولیت حضرت مولانا محمد علی رح کو ہی حاصل ہے۔ یہ دو کام یعنی مغربی ممالک میں اشاعتِ اسلام کا علم بلند کرنا اور مغربی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرنا کیا انقلاب آفریں باتیں نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں۔ مگر شاید ہماری بصیرت کی آنکھیں بند ہیں یہ انقلاب تو یقیناً آ رہا ہے اور ہمارے سامنے ہی آ رہا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس روحانی اور دینی انقلاب کے لئے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے، وہ انقلاب آ رہا ہے۔ ہم اگر اسے دیکھ نہ سکیں تو یہ الگ بات ہے۔ لیکن تبلیغ دین اسلام اور ترویج علوم فرقان کے یہ دو انقلاب آفریں کام ایسے عظیم ہیں کہ یہ کسی مجدد کے نام ہی ہو سکتے ہیں یا کسی مجدد اعظم کے عظیم شاگردوں کے ہاتھوں سے ہی انجام پا سکتے ہیں۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۔۔ ان دو بزرگوں کے کارنامے ۔۔ عیاں ہیں اور ان کی کامیابی بھی واضح ہے۔ لیکن جیسا کہ میرے ہم نام میاں اللہ بخش صاحب نے فرمایا کہ یہ ہماری جماعت کی کوتاہی رہی ہے اور میں ان کے ساتھ اس معاملہ میں پورا اتفاق کرتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اپنی آئندہ نسل کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے کوئی پروگرام مرتب نہ کیا۔ یہ وہ چیز تھی جو کانٹے کی طرح میرے دل میں ہمیشہ چبھتی رہی اور میری روح اس سوز میں جلتی رہی۔ میں جب تعلیم سے فارغ ہوا تو میرے دوست مشورہ دیتے رہے کہ تم ڈاکٹری کی پریکٹس بھی کرو لیکن میں نے ایک اور پریکٹس شروع کر دی۔ وہ یہ کہ ایک دینیات کا رسالہ جاری کر دیا جو انگریزی و اردو زبان میں نکلتا تھا۔ اس کا مقصد و مدعا صرف یہی تھا کہ یہ جماعت اپنی آئندہ نسل و نوجوانوں کی تربیت کا کوئی خاطر خواہ انتظام کرے تاکہ تبلیغ و تصنیف کا یہ سلسلہ نہ صرف آئندہ جاری رہے بلکہ وسعت اختیار کرے۔ اپنے جماعتی نظام سے جو میرا احتجاج اس رسالہ ینگ اسلام میں کیا جاتا تھا وہ میرے دل کی اندرونی آواز تھی۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص ان جذبات و احساسات کا مالک شروع سے ہی رہا ہو تو وہ ایسے تربیتی کورس سے کس قدر خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ واللہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ یہ ہماری کس قدر سب سے اہم بنیادی ضرورت ہے

بلند مقاصد اور نیک آرزوں کی تکمیل صحیح طریق کار اختیار کئے بغیر ممکن نہیں۔

غرضیکہ دینی تعلیم و تربیت کے بغیر ہماری جماعت زندہ نہیں رہ سکتی۔ کسی جماعت کے لئے اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا مقدم چیز ہے۔ ہمارے مقاصد اس قدر بلند ہوں کہ ہم تمام دنیا میں اسلام کا غلغلہ چاہتے ہوں۔ لیکن اگر اس غرض کے حصول کے لئے ہمارا طریق کار اس کے مناسب حال نہ ہو تو مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب (تمہاری آرزوؤں سے کچھ نہیں بنے گا۔ (چاہے وہ کتنی نیک اور بلند ہوں) نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں سے کچھ بنے گا بلکہ جو کچھ حاصل ہوگا وہ تمہارے عمل سے ہوگا۔ میرے دل میں ہزار تڑپ ہو کہ میں یہ دیکھوں کہ مغرب کے ہر ملک میں مسجد ہو اور وہاں تبلیغ اسلام کا جھنڈا گاڑا ہوا ہو۔ لیکن اگر اس کے لئے جماعت کو تیار کرنے کا کوئی مؤثر انتظام نہ ہو تو وہ صرف میری آرزو ہی رہے گی۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ محض آرزوؤں سے کچھ نہیں بنا کرتا۔ جب تک انسان کا عمل بھی اس کی آرزو سے ہم آہنگ نہ ہو۔ اس لئے جو قدم آپ لوگوں نے نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا اٹھایا ہے اس کا سہرا میاں فضل احمد صاحب اور رحمان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے سر ہے۔ جنہوں نے ہر طرح کے تعاون اور ہر قربانی دے کر اس بنیادی چیز کو عملی جامہ پہنایا ہے کاش ایسی تعلیم و تربیت کے ادارے ہماری ہر جماعت میں قائم ہوں۔ اور ہر جماعت میں ایسی مجالس قائم ہوں کہ جس میں نہ صرف نوجوان لڑکوں بلکہ لڑکیوں کی بھی تربیت کی جائے۔

یہ زمانہ ایک طرف تو انقلاب آفرین عہد کی خوشخبری دیتا ہے، لیکن دوسری طرف بڑی مشکلات کا زمانہ ہے۔ وہ مشکلات آپ کے سامنے ہیں۔ لوگ بہت مصروف ہیں ہماری تمام تر توجہ اور وقت کسبِ معاش کے لئے وقف ہے۔ کچھ اس لئے کہ ذرائع معاش محدود ہو گئے ہیں اور لوگ مجبور ہو گئے ہیں کچھ اس وجہ سے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا معیارِ زندگی آسمان سے باتیں کرتا ہو۔ ایک طرف زمانہ کی یہ پکار ہے جس میں ہم سب بہتے چلے جا رہے ہیں۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ اس غرض کے لئے انہیں دنیاوی علم حاصل کرنا پڑتا ہے جو ہمارے پاس وقت ہی نہیں چھوڑتا۔ ہر شخص کے دل میں یہ تڑپ اور لگن ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت کمائی جائے زیادہ سے زیادہ جائداد پر قبضہ ہو جائے۔ زیادہ سے زیادہ ذرائع معاش ہوں۔ اس صورت میں اسکے پاس دینیات کے حصول کا وقت کہاں رہ جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ نوجوان جو یہاں دینی تعلیم و تربیت کے لئے جمع ہوئے ہیں کس قدر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اگر ہماری جماعت کی بنیادیں ہی کمزور ہو جائیں تو غیر ممالک میں ہمارے اشاعت اسلام کے ادارے کس چیز پر قائم رہیں گے؟ اس ایک بات پر ہم کیوں مناسب غور و توجہ نہیں کرتے؟ پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے جو اختصاراً ایک شعر سنایا اسی نظم کا پہلا شعر یہ ہے!

اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی
زخم و مرہم بہ رہِ یار تو یکساں کر دی

کسی مقصد سے جب تک ایسی محبت نہ ہو کہ اگر تمہیں اس راہ میں زخم لگ جائے تب بھی وہ محبت کم نہ ہو اور اگر زخم مندمل ہو جائے تو تب بھی تمہیں کوئی پرواہ نہ ہو تو اسی صورت میں مقصد کا حصول ممکن ہے۔ میرے بزرگو، دوستو، عزیزو اور نوجوانو اور محترم خواتین جب تک دین کے ساتھ یہ محبت اس قدر زبردست

(باقی بر صفحہ ۱۸ کالم ۲)

تبدیلئ پتہ

میں احمد پارک سے ماڈل ٹاؤن لاہور منتقل ہو رہا ہوں۔ میرے گھر کا آئندہ پتہ درج ذیل ہے:-

K-5، ماڈل ٹاؤن لاہور

فضل حق

آنریری جائنٹ سیکرٹری

لفٹنٹ کرنل خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب

حصولِ علمِ دین کے لئے صالح ماحول کی ضرورت

(وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ الخ ...... لعلھم یحذرون (۹: ۱۲۲)

خواتین و حضرات - آپ نے کئی ایک قیمتی تقاریر اولہ احمدیہ سمر سکول کے مختلف پہلوؤں پر احباب کے خیالات سُنے - اگرچہ اب میرے لئے کسی تقریر کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم چند باتیں عرض کرتا ہوں - میں نے قرآن کریم کی یہ آیت برکت کے لئے بھی پڑھی ہے اور اس کا تعلق ہماری اس چھوٹی سی کوشش سے بھی ہے - یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب جنگیں قریبا قریباً ختم ہو چکی تھیں - اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ جزیرۃ العرب کے مختلف اطراف سے وفود آنے شروع ہو گئے تھے - اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک بڑا حصہ جنگوں میں بھی گذرا - تاہم قوم کی تعمیر اور دین کی تکمیل کا کام ساتھ ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ رہا تھا - اب دین میں داخل ہونے والے نئے نئے قبیلوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ضروری تھا - اس آیت میں ایسے ہی انتظام کی تجویز ہے - مدینہ مرکزِ اسلام تھا - اور اس کا ایک خاص ماحول تھا - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں موجود تھے - آنحضور کے بعد آپؐ کے صحابہ رضا اور صحابہؓ کے بعد تابعینؒ بکثرت موجود تھے - جو لوگ وہاں آتے تو وہ اس ماحول سے خاص اثر لے کر جاتے تھے - اس کے علاوہ مدینہ کو دینی علوم کا مرکز ہونے کا شرف بھی حاصل تھا - اگر اس علمِ دین کو اسی بستی تک محدود کر دیا جاتا اور وہیں کے لوگ اس علم اور ماحول کی برکات سے فائدہ اُٹھاتے تو پھر دوسرے ملکوں میں جہاں اسلام نے پہنچنا تھا وہاں اس کے لئے کوئی سامان نہ ہوتا۔ مدینہ شریف کے لوگ تو ہر جگہ پہنچ نہیں سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک مستقل انتظام تجویز فرمایا ہے - .. کہ قوم کی قوم تو اس مقصد کے لئے مدینہ میں آ نہیں سکتی کہ تعلیم و تربیت حاصل کرے تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ہر جماعت میں سے ایک ایک گروہ اس بابرکت مرکز علوم دینیہ اور پاکیزہ ماحول میں آئے اور صالحین کی صحبت سے فیضیاب ہو اور وہ علم و عمل سے بہرہ ور ہو کر واپس چلے جائیں اور جو تفقہ فی الدین اور علوم شریعت انہوں نے حاصل کئے ہیں وہ واپس جا کر اپنے لوگوں کو سکھائیں۔

اسلام کی تبلیغ اور حفاظت کا یہ ایک مؤثر ذریعہ قرآن نے تجویز کیا ہے - اسی سے روشنی حاصل کر کے حضرت امام زمانؑ نے اپنے زمانہ میں لوگوں کو قادیان آنے کی دعوت دی - اور جو وہاں جاتا اسے زیادہ قیام کی تاکید فرماتے اور لوگ آپ کی رُوح پرور مجالس میں بیٹھ کر علم و عمل کی دولت لیکر گھروں کو واپس جاتے - مجھے بھی جب میں آٹھ سال کا تھا حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں چند ماہ گذارنے کا اتفاق ہُوا - اور بہت سی خوشگوار یادیں اس خاص ماحول کی اب تک میرے دل پر نقش ہیں - مولوی نورالدین صاحبؓ کا زمانہ بھی بڑا ہی مبارک تھا - اس زمانہ میں میں وہاں زیر تعلیم تھا - ہمارے اس علاقہ کے کچھ لڑکے بھی وہاں پڑھتے تھے - یہ لوگ جب چھٹیوں میں اپنے گھروں کو واپس آتے تو ایک خاص رنگ میں رنگین ہو کر آتے تھے - نوعمر ہونے کے باوجود ان کی نمازوں میں سوز و گداز اور ایک غیر معمولی کیفیت ہوتی تھی - جس سے لوگ متاثر ہوتے تھے - ان کی گفتگو اور نشست و برخاست میں بھی خاص تاثر اور جاذبیت ہوتی تھی - میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے اور وہ تاثرات میرے ذہن میں ابھی تک موجود ہیں -

غرض قوم کی تربیت تعلیم اور اصلاح کا یہ ایک بہترین طریق ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں تجویز فرمایا ہے -

میں اس مثال کو جو مدینہ کے متعلق یا قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے زمانہ کے ماحول کی بیان کی ہے اپنے ماحول پر چسپاں کرنے کی جسارت تو نہیں کر سکتا تاہم انہی خطوط پر یہ ایک کوشش ہے - کہ قرآن کریم کی سند اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ماتحت ایک تربیتی کورس کا اجراء اس مسجد میں کیا گیا ہے - جس میں ہم پیہم کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اس کا ماحول مذہبی اور روحانی اور جہاں تک ہو سکے پاکیزہ رکھا جائے - لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ صالح متبعین سے علم و عمل جسے سنتِ رسول کریمؐ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اسی طریق پر حاصل کیا اور صدیوں کے تعامل اور تسلسل سے وہ سلسلہ ہم تک پہنچا ہے - اب ہمارا فرض ہے کہ اس علم و عمل کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں اور دنیا میں اسے پہنچائیں - احمدیہ سمر سکول کا اجراء ایک نہایت ہی حقیر اور ادنیٰ سی کوشش ہے جو سال گذشتہ شروع ہوئی - اس مسجد اور بیت القرآن کا انتخاب ہونا ہماری خوش قسمتی کی نشانی ہے - اس مسجد کے متعلق میری ہمیشہ سے جو تڑپ اور دُعا رہی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو آباد کرے - شاید اسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے اور اس کی آبادی کا یہ ایک ذریعہ پردۂ غیب سے پیدا کر دیا ہے -

مسجد بنانا تو زیادہ مشکل نہیں اگرچہ ہماری مساجد بھی مشکلات کے اندر ہی بنتی ہیں لیکن مسجد کا آباد کرنا اور آباد رہنا بہت ہی مشکل کام ہے - اور حقیقت یہ ہے کہ مسجد محض نمازیوں کی تعداد سے بھی آباد نہیں ہوتی بلکہ اس کے اندر ایک روحانی ماحول پیدا کرنے سے صحیح طور پر اس کی آبادی ہوتی ہے -

میں تحدیث نعمت کے طور پر اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ہم لوگوں نے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اور درس وغیرہ میں حصہ لیتے ہیں یہ عہد کر رکھا ہے کہ ہم خدا کے اس گھر کو فضول باتوں، غیبت، تفرقہ اور اختلافات کی باتوں اور کسی ایسے کام کے لئے جو خدا کی نظر میں ناپسندیدہ ہو ہرگز استعمال نہ کریں گے اور اس کے ماحول کو ظاہری اور باطنی طور پر جہاں تک ممکن ہو سکے پاک رکھیں گے۔

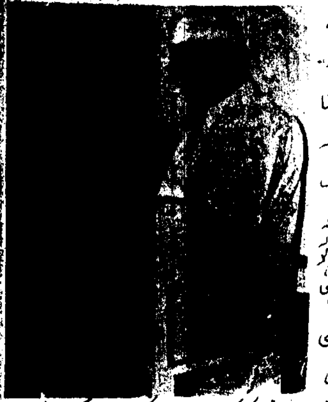

میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہماری اس خواہش اور تڑپ کا نتیجہ ہو کہ اتفاقاً لاہور میں وہاں کی مقامی جماعت کی کسی میٹنگ میں کسی شخص نے یہ تحریک پیش کی کہ جماعت کے احیاء کے لئے تربیتی کورسوں کا سلسلہ جاری کرنا چاہیئے - اس پر کسی دوسرے شخص نے یہ تحریک کی کہ ابھی سے بسم اللہ کرنا چاہیئے اور اسی مجلس میں کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایبٹ آباد کے خنک اور پُر فضا مقام کا نام پیدا کر دیا - کیونکہ یہ میٹنگ موسم گرما میں لاہور میں ہو رہی تھی، اس شخص نے یہ بھی سوچا کہ یہاں اپنی مسجد بھی موجود ہے اور ساتھ یہ بھی تحریک کی کہ ابھی سے اس تجویز کو آگے چلایا جائے - گویا یہ اتفاقی حادثہ ہوا - حادثہ اچھے مفہوم میں میں نے کہا ہے - تو اس حادثہ سے ایک ایسے ادارہ کی بنیاد معرضِ وجود میں آگئی جو آگے چل کر شاید بہت ہی مفید اور مبارک ثابت ہو - دنیا کی بہت سی عظیم الشان ایجادات اسی طرح سے بطور حادثہ اور اتفاقی طور پر ہوئی ہیں - میرے علم میں ایکسرے کی دریافت بھی ایک حادثہ کے نتیجہ میں ہوئی تھی - تجربہ کچھ اور ہو رہا تھا اور دریافت ایک ایسی چیز کی ہو گئی جس سے بنی نوع انسان کو قیامت تک فائدہ عظیمہ پہنچتا رہے گا - ایسا ہی حادثہ پینسلین جیسی حیات بخش دوا اور اس کے بعد کئی مائی سینو کی دریافت کا ذریعہ بنا - تھا - چنانچہ اس سمر سکول کا واقعہ بھی کسی پہلے سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہیں بلکہ محض اتفاقی طور پر ہوا - پچھلے سال چھوٹے پیمانے پر ایک کورس منعقد ہوا جس کے نتائج حوصلہ افزا نکلے اور اس سال بہتر منصوبے کے ماتحت ذرا بڑے پیمانے پر ان کورسوں کو شروع کیا جا رہا ہے - جس کے افتتاح کے لئے ہم سب یہاں اس مسجد میں جمع ہوئے ہیں - میں اس دُعا کے ساتھ اس کورس کا افتتاح کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مفید ادارہ کے جملہ محرکین اور معاونین کو جزائے خیر نصیب کرے - جو احباب دور دور سے ہماری اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں میں ان کا شکرگذار ہوں - اللہ تعالیٰ جو شاکر و علیم ہے ان کی اس تکلیف کی بہترین قدر فرمائے اور اس کورس کے معلمین اور متعلمین پر اپنی خاص برکتیں نازل فرمائے اور ان کے سینوں کو اپنے پاک نور کے ساتھ منور فرمائے اور حقائق و معارف قرآنی و دینی سے ان کے سینوں کو بھر دے - اور ان کا علم و عمل دوسروں کے لئے نمونہ بن کر ان کی ہدایت اور اصلاح کا موجب ہو - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم -

www.aaiil.org

مقامی جماعت احمدیہ لاہور

(بسلسلہ صـ ۳)

مقامی جماعت کے درد مند کارکنوں نے نہ صرف مالی ایثار کا مظاہرہ کیا، بلکہ اپنا قیمتی اور مصروف وقت قوم کی نذر کر کے گھر گھر پہنچے، سوتوں کو جگایا۔ دکھوں کو منایا اور غفلت میں ڈوبے ہوئے بھائیوں کو رہبر و منزل بتایا۔ اس ارشاد الٰہی کے پیش نظر کہ ما ینفع الناس فیمکث فی الارض نادار و حاجتمند برادران قوم کی حاجت برآری اور نفع رسانی کے ہر شعبے میں کام شروع کیا گیا اور آج تیسرے سال ضرورت مند طلبا کو گرانقدر تعلیمی وظائف دیئے جا رہے ہیں

کئی ایک کی شادی میں مدد دی گئی ہے۔ مفت طبی علاج کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ مستحقین کی صدقات و قرض حسنہ کی صورت میں اعانت کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ مفت لٹریچر کی تقسیم ہو رہی ہے۔ دینی شغف بڑھانے کے لئے سکولوں کے طلباء کے لئے انعامی تقریری مقابلے کئے جا رہے ہیں اور دینی تقریبات کو جلسوں کی صورت میں منایا جا رہا ہے۔

نوجوانوں میں دین کی تڑپ اور تعلیمی شغف کے سلسلے میں مقامی جماعت لاہور نے گذشتہ سال سے سمر سکول ایبٹ آباد جاری کیا ہے تمام جماعت نے اس اقدام کو جس استحسان و مسرت کی نظر سے دیکھا ہے اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اس سال دو کورس ہوئے جن میں کراچی تک کے بھائیوں نے شرکت کی۔ علمائے جماعت نے اپنے مواعظ حسنہ سے اس تقریب کی پذیرائی کی، اور یہ ابتداء اب جماعت بھر میں تحریک کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس کی کامیابی سے مرکزی جماعت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی اور اس نے اس کام کے اخراجات کی ذمہ داری لے لی۔ لیکن

ختم کا ہے کو ہوا کام ابھی باقی ہے

مقامی جماعت کے سامنے ابھی کرنے کے بہت کام باقی ہیں۔ ابھی اس ذرہ کو آفتاب اور ستارے کو مہ کامل بنتا ہے۔ قوم کی شکستہ ناؤ کو نہ صرف بچانا بلکہ اسے صبر و استقامت سے منزل مراد تک پہنچانا ہے اور اس تمام عمل میں یہ حقیقت سامنے رکھنی ہے کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہوا اور آئندہ بھی ہوگا۔

ان منتشر تاثرات کے ساتھ ہم پھر اپنے بھائیوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے عرض کناں ہیں کہ اس پر نظر نہ رکھیے جو کیا ہے بلکہ اس پر نظر رکھیے جو ابھی کرنا ہے۔ و باللہ التوفیق۔

بسلسلہ صـ ۱۶

دینی تبلیغ و تربیت

(بسلسلہ تقریر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

محبت پیدا نہیں ہوگی کہ کامیابی اور ناکامی دونوں صورتوں میں ہماری محبت، صدق اور وفا کا تقاضا ایک ہی ہو کہ ہمیشہ مقصد کے حصول میں لگے رہنا ہے۔

معاشرہ فرد سے بنتا ہے اور فرد معاشرے سے بنتا ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر معاشرہ میں کوئی بات مفقود ہو جائے تو افراد میں عزم و حوصلہ پیدا کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس لئے آپ نے جو دینیات کو معاشرے اور اجتماع کی صورت دی ہے یہ آپ کو صد مبارک ہو۔ خدا تعالےٰ اسے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے وعدے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہیں کہ یہ جماعت ہرگز ضائع نہیں کی جائے گی، یہ جماعت اپنا رنگ اور پھل لائے گی، اس کا یہ ابتدائی مرحلہ ہے جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ بڑھے پھولے پھلے اور میں اپنی زندگی میں قبل اس کے کہ میں اپنی آنکھیں بند کر دوں اس کے آثار نمایاں دیکھوں۔

متقی بنو اور مسلم مرو

(حضرت مولانا نور الدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

تقویٰ اللہ کیا ہے؟ عقائد صحیح ہوں۔ اور ان عقائد کے مطابق اعمال صالحہ ہوں۔ تقوےٰ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پا لیتا ہے۔ متقی اللہ تعالےٰ کا محب ہوتا ہے۔ متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔ اس کو من حیث لا یحتسب رزق ملتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں۔ پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو۔ متقی بنو۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے لئے متقی بنو۔ اور تم اللہ تعالےٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ۔ اور اسی فرمانبرداری میں تمہارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجب نعمت ہے۔ ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اس فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین اس لئے تم بھی اگر برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اور تقویٰ کی حقیقت سچے مسلمان میں پیدا ہوتی ہے پس تم بھی مسلم بنو اور مرتے وقت تمہارا خاتمہ اسلام پر ہو۔

احباب توجہ فرمائیں

إِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضٰعِفْهُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

چندہ

آپ اپنا مال خدا کی راہ میں دے کر تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ۔ موجودہ حالات میں انجمن کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے ملتمس ہوں کہ اپنی مالی قربانی کا از سر نو جائزہ لے کر چندہ ماہوار میں کم از کم 25% اضافہ فرمائیں۔ جس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی اپیل بھی شائع ہو چکی ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ فریضہ الٰہی ہے۔ اس سے مال کی تطہیر ہوتی ہے۔ احباب نصاب ذیل کے مطابق انجمن کے بیت المال میں جمع کرائیں:

۱۔ نقدی پر چالیسواں حصہ یعنی فی صد روپیہ پر ۲½ روپے۔

۲۔ زیورات بھی نقدی کے حکم میں آتے ہیں۔ چاندی ۵۲ تولے۔ سونا ۷½ تولہ یا اس سے زیادہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔

ماہ رجب

آگیا ہے لہٰذا اس امر کی طرف خاص توجہ فرماویں۔

تمام رقوم بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارسال فرمادیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ بلڈنگس لاہور

انتخاب

(الارشاد)

دلوں کی فکر، نگاہوں کا احتساب کریں
غمِ جہاں کے تصوّر سے اجتناب کریں
یہ بارگاہِ اخوت ہے رزمگاہ نہیں
خلوص، صدق، محبت کا انتخاب کریں

اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہ کرے۔

پیغامات

بسلسلہ صفحہ ۱۲

خداوند تعالےٰ نے ان کے نمونہ کو صرف قائم رکھا ہے جو یہ چلتی پھرتی تصاویر نظر سے گذر رہی ہیں یہ بھی آہستہ آہستہ مٹ رہی ہیں۔ اور آئندہ کوئی صورت (خدا بہتر جانتا ہے) وہ پیدا کرے گا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

بہرحال آپ کا شکریہ۔ خدا آپ کے اس مقصد کو حل کرنے میں مددگار ہو۔ والسلام

دینی تعلیم و تربیت کی تحریک

(ڈاکٹر وحید احمد صاحب صدر مقامی جماعت ہولی)

میرے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی پچھلے سال کی تحریک اس سال کے سمر سکول کی موجب ہوئی ہے۔

ایسے اجتماعات کی اشد ترین ضرورت ہمیشہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مرکزی انجمن نے اس کی سرپرستی قبول کر کے ایک صحیح قدم اٹھایا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ایسا اجتماع ہماری جماعت بالخصوص نوجوانوں میں دینی تعلیم کی تحریک پیدا کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔ میں ان سب حضرات جنکو یہ موقعہ نصیب ہو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور منتظمین کے لئے جو خلوص نیت اور انہماک و توجہ سے سرگرم عمل ہیں اور اس سکول کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

ارْجِعُوا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ

(رشید احمد صاحب مسرت صدر جماعت احمدیہ لائل پور)

جاؤ اور اپنے لوگوں تک تعلیم پہنچاؤ۔ یہ حکم تھا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مسلمانوں کو فرمایا بلکہ علم کی اہمیت کو برقرار رکھتے ہوئے حضورؐ نے مسلمانوں پر حصول علم کو لازم قرار دیا اور فرمایا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد کی اصل منشا یہی تھی اور یہی تڑپ تھی کسی نیک بخت انسان کی جس نے اس سکول کی بنیاد رکھی میں اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ لائل پور کی جانب سے ایبٹ آباد سمر سکول کمیٹی کے منتظمین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ احمدیہ سمر سکول کے دوسرے سال کے تربیتی کورس کا افتتاح محض ان منتظمین کی کوشش اور اخلاص کا نتیجہ ہی نہیں بلکہ اس نظام میں ایک ایسی بلند ہستی کا ہاتھ ہے جنہیں ہم ستارۂ خدمت خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا وجود ہی سبب ہے اس نور کے ابھرنے کا۔ میں عزیزم بھائی میاں فضل احمد صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ احمدیہ سمر سکول کا آغاز ان کی ذاتی کوشش تھی جو ایک ایسا عملی رنگ اختیار کر گئی جو بے مثال ہے۔ تعلیم قرآن اور احمدیت سے محبت جناب میاں صاحب کا ولولۂ عظیم ہے۔ اصحاب جماعت میں ایسے تعلیمی اور تربیتی کورس کا انتظام ایک ٹھوس قدم ہے جس سے ہمارے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ میں اس افتتاح کے مبارک موقعہ پر حاضر نہیں ہو سکا۔ ورنہ دوستوں اور بھائیوں سے مل کر اپنے سینہ کو روشن کرتا۔ میری دعا ہے اللہ تعالےٰ ہر احمدی بھائی کو علم قرآن ایسے زیور سے آراستہ کرے اور جماعت احمدیہ کو ایک مضبوط طاقت بنائے تاکہ ہم سب رسول خدا صلعم کے فرمودہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔ آمین

احمدیت کی روح اُجاگر کرنیکی کوشش

(میاں غلام حیدر صاحب تمیم)

آپ مخلصین نے جو یہ سمر سکول جاری کیا ہے اور جس کے لئے اب انجمن بھی حتی المقدور معاونت کر رہی ہے، اس سے احمدیت کی روح کو از سر نو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بابرکت ثابت کرے۔ یہ بھی ایک بہترین صورت خدا کے فضل سے پیدا ہو گئی ہے، جس سے احباب جماعت اور خصوصاً نوجوان اسلامی اور جماعتی مسائل سے آسانی سے واقف ہو کر احمدیت کے رنگ میں رنگے جا سکتے ہیں۔ گذشتہ سال کی کلاس سے ہمارے طلباء اور نوجوان بڑا ہی اچھا اثر لے کر آئے تھے اور اکثر کا خیال تھا کہ ان لوگوں نے ۱۵ دن میں وہ کچھ حاصل کیا ہے، جو وہ کافی لمبے عرصہ تک مطالعہ سے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ بزرگ اور پارسا اصحاب جماعت کی محبت نے بھی ان پر خاص اثر کیا ہے۔ یہ سلسلہ اگر کچھ عرصہ جاری رہا تو نوجوان جو اس سکول سے مستفیض ہونگے وہ احمدیت اور اسلامی مسائل کو اکثر دیگر احمدیوں سے بہتر سمجھتے ہوں گے اور احمدیت کے بہترین مبلغ ثابت ہوں گے۔

ابتدائی ایام میں ہر ایک احمدی مبلغ تھا۔ یہ روح پھر نئے سرے سے زندہ کرنے کی بہترین کوشش ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی اس سعی اور کوشش کو کامیاب کرے اور آپ صاحبان جو اس کام میں انتہائی ذوق اور شوق سے دلچسپی لے رہے ہیں اس کے لئے اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطا کرے۔

حضرت امیر مرحوم نے فرمایا:

علم قرآن مسیح موعودؑ کا ورثہ ہے جس کے ساتھ اسلام کا دنیا میں غلبہ وابستہ ہے۔ سب علوم حاصل کرو۔ مگر انہیں قرآن کا خادم بناؤ۔ ان چیزوں کو آپ قرآن کا خادم نہیں بنا سکتے جب تک کہ خود قرآن نہ سمجھیں۔ ان تین باتوں کے بغیر آپ قرآن کو دنیا میں نہیں پہنچا سکتے (۱) خود علم قرآن حاصل کرنا (۲) دوسرے علوم سیکھنا اور انہیں خادم قرآن بنانا (۳) دوسری زبانیں سیکھنا اور ان میں تعلیمات قرآنی منتقل کر کے دنیا میں پھیلانا۔ ہر ایک نوجوان کو چاہیئے کہ وہ ان تین اغراض کو سامنے رکھے۔

آفتاب الدین احمدؒ

ہومیوپیتھک

فری دار الشفاء

قائم شدہ ۱۹۴۳ء

یہ دار الشفاء

مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم امام مسجد ووکنگ کی زندہ جاوید یادگار ہے جس کا افتتاح مجاہد اکبر حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ۲ر فروری ۱۹۴۳ء کو فرمایا تھا۔

یہ دار الشفاء

جو کبھی ایک تنگ و تاریک کوٹھری پر مشتمل تھا۔

اب

ایک جدید اور صحت مند ماحول میں تبدیل ہو چکا ہے جس میں بیک وقت ۲۵/۳۰ مریض بیٹھ سکتے ہیں۔ مناسب تشخیص اور مؤثر علاج کی بدولت اب روزانہ ۱۰۰ سے زائد مریض علاج کیلئے آتے ہیں اور بیسیوں مریض بذریعہ خط و کتابت دوائیں اور مفت مشورے حاصل کرتے ہیں۔

گذشتہ ۹ ماہ میں ۲۷۶۵۵ مریض علاج کیلئے آئے جنہیں لاہور سے باہر مغربی پاکستان اور پاکستان سے باہر دوسرے ممالک کے شہروں سے استفادہ کرنیوالوں کی تعداد ۷۵۵ بھی شامل ہے

اظہار تشکر

یہ سب کامیابیاں ان احباب و خواتین کے پرخلوص تعاون اور مالی معاونت کی بدولت ہیں جو اس فیض عام ادارہ کے لئے معیّن رقم ہر ماہ یا سالانہ باقاعدگی سے حسب توفیق بھیجتے ہیں اور اس طرح دکھی انسانیت کی خدمت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ

ان کے مالوں اور ان کی فیض رساں زندگیوں میں برکت ڈالے۔ آمین

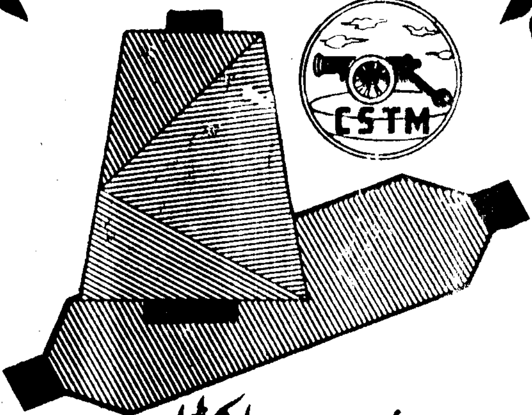

سوت ہو یا کپڑا

کالونی سرحد کی مصنوعات

اپنی معیاری خصوصیات کی وجہ سے مقبول ترین ہیں!

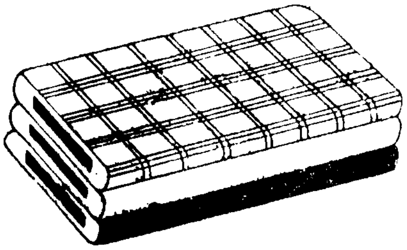

ملک کے اندر و باہر ہر جگہ مقبول

آپ کے ذوقِ جامہ زیبی اور موسمی ضروریات کے عین مطابق نفاست و پائیداری میں بے نظیر۔

○ پاپلین ○ وائل ○ لٹھا ○ ململ

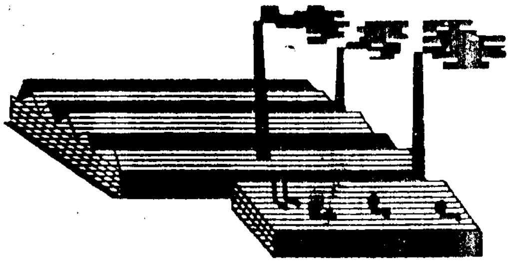

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

اسماعیل کوٹ ۔ نوشہرہ

تجارت

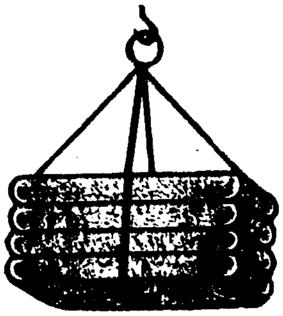

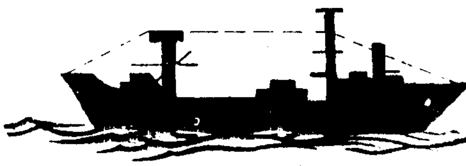

صنعت

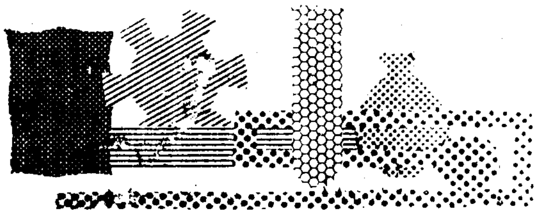

کاروبار

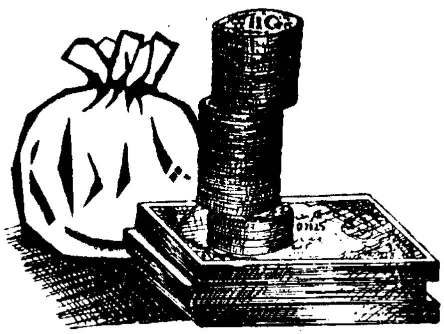

بچت کے لئے

ABL

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۹۴۲ء

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۳	

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)

یہ دار الشفاء دکھی انسانوں کی بے دام خدمت کا نیک کام اُس جگہ انجام دے رہا ہے، جہاں کے رہنے والوں کو قرب و جوار میں علاج معالجے کی ممکن سہولتیں میسّر نہیں۔ آپ بھی اس کی **مالی معاونت** فرما کر خدمتِ خلق کے اس کارِ خیر میں حصہ لے سکتے ۔۔ اور اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور عطیات کا ایک حصہ دار الشفاء دار السلام (ہومیو) لاہور کے نام ارسال فرمائیں۔

چوہدری فضل حق ۔ ناظم دار السلام (احمدیہ کالونی) احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سواہنسی

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۳ اگست سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

عن عمر بن ابی سلمۃ یقول کنت غلامًا فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت یدی تطیش فی الصحفۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا غلام سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک فما زالت تلک طعمتی بعد۔

ترجمہ:—

حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہتے تھے کہ میں لڑکا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پرورش پا رہا تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) رکابی میں گھومتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے اللہ کا نام لیا کر اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے پاس والی طرف سے کھایا کر پس اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریق رہا۔

عن وھب ابن کیسان قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعام ومعہ ربیبہ عمر بن ابی سلمۃ فقال سم اللہ وکل مما یلیک۔

ترجمہ: وہبؓ بن کیسان سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کا ربیب عمرؓ بن ابی سلمہ تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے اور اپنے پاس والی طرف سے کھا۔ (فضل الباری)

تقوٰی تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے

ارشاد حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جبکہ ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقوے کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی۔ تو معلوم کرنا چاہیئے کہ تقوے کے بہت شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقوٰی تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے بسا اوقات تقوٰی کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے۔ اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا۔ حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے۔ کہ ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تُو نے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی بے ہودہ بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔ (ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

قومی تعمیر کا بنیادی پتھر اپنی اصلاح ہے نہ کہ دوسروں کی تخریب

جماعت احمدیہ لائل پور کے ماہانہ اجلاس کی کارروائی

محترم میاں رشید احمد مسرت صاحب کی زیر صدارت مؤرخہ ۵ رجولائی کو جماعت کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ خطبہ جمعہ مقامی جماعت کے مبلغ محترم علی محمد ماحی صاحب نے دیا۔ اس کے بعد اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو حافظ عبد الرؤف صاحب نے کی۔ دو نظمیں سے نظم چوہدری عبد الرزاق صاحب نے پڑھی۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام محترم علی محمد ماحی صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد راقم الحروف نے حضرت امیر مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کا ایک خطبہ جمعہ جو انہوں نے مسجد احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۱۹۴۸ء میں دیا تھا پڑھ کر سنایا۔ امیر قوم نے یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم کی تفسیر لطیف بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ قومی تعمیر کا بنیادی پتھر اپنی اصلاح ہے نہ کہ دوسروں کی تخریب۔ جب تک اپنے نفس کا کڑا محاسبہ نہ کیا جائے قوم ترقی کی شاہ راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ آخر میں صاحب صدر نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت اور رحیمیت پر نہایت پُرمغز تقریر فرمائی اور جماعت کو درس قرآن، جمعہ کی نماز اور دوسری جماعتی و دینی تقاریب میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی تلقین کی۔ آخر میں حاضرین کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی اور دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔

(ملک نذر حسین۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ لائل پور)

نائیجیریا میں مولانا عبد الرحمٰن ڈنموئی صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

کھلے میدان میں تبلیغ نائیجیریا میں کھلے میدان میں تبلیغ شام ۹ بجے سے گیارہ بجے رات تک ہوتی ہے۔ میں صرف ہفتہ کے روز اس میں حصہ لیتا ہوں کیونکہ جس جگہ میری رہائش ہے وہاں سے سواری کا انتظام مذکورہ وقت کے لئے صرف ہفتے کے روز ہی ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں سے اشودی میں رہائش منتقل کر لوں۔ لیکن ہماری جماعت کی اکثریت جزیرہ لاگوس میں رہتی ہے۔

عید میلاد النبیؐ پچھلے ماہ کے آخر میں میں نے عید میلاد النبیؐ منانے کے لئے اہتمام کیا۔ اس مبارک تقریب میں شمولیت کرنے والے احباب کی معمولی کھانے سے تواضع کی گئی۔ اس مبارک تقریب میں بعض مسلم اکابرین کو مدعو کیا گیا کہ وہ اپنے خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمائیں۔ یہ تقریب اشودی میں منائی گئی، جو لاگوس کے قریب ہے۔

اسلام پر مضامین اسلام پر مضمون ہفتہ وار اخبار "الانا یوروبا" میں لکھتا رہا۔ پڑھنے والوں نے سوالات کی بھرمار رہی جن کا نہایت تسلی بخش جواب دیتا رہا۔ صرف میں ہی ایسا مسلمان ہوں جس کو مذکورہ اخبار میں لکھنے کا شرف حاصل ہے۔

عیسائیوں سے مناظرہ عیسائی حضرات سے گاہے گاہے گفتگو ہوتی رہتی ہے ان میں سے ایک معقول عیسائی میرے ہاں تشریف لائے اور بتایا کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ ان صاحب کا نام برانٹ اجیبڈ ہے اس نے بتایا کہ خواب میں اُسے حکم ہوا ہے کہ وہ اپنے جھونپڑے میں مسجد بنائے جو بار بیچ لاگوس میں ہے۔ اور وہ ہر نماز سے پہلے وضو کرے اور قرآن حکیم کو پڑھے۔ بعد ازاں اس نے ایک کاپی ترجمۃ القرآن مجھ سے خرید لی۔ میں بھی وقت نکال کر اسے عربی پڑھانے کے لئے اس کے ہاں چلا جاتا ہوں۔

اس نے تاحال عیسائیت کو ترک نہیں کیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل قریب میں ضرور اسلام قبول کر لے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نور ایمان سے مزین فرمائے۔

سچا تقویٰ صادقوں اور مردان خدا کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسلام کے سوا دنیا کا کوئی ازم انسانیت کے لئے نجات کا موجب نہیں بن سکتا۔

جماعت احمدیہ لائل پور کے ماہانہ اجلاس کی کارروائی۔

(ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور)

مؤرخہ ۲ راگست بعد از نماز جمعہ جماعت کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترم شیخ محمد امین صاحب نے کی۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو حافظ عبد الرؤف صاحب نے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عارفانہ منظوم کلام ؎ کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا

مقامی مبلغ محترم علی محمد ماحی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام راقم الحروف نے پڑھ کر سنائے۔ حضرتؑ نے ان ارشادات میں فرمایا کہ "سچا تقویٰ صادقوں اور مردان خدا کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا"۔

اس کے بعد محترم عبد الرب برہم صاحب نے سورۃ البلد تلاوت کر کے نہایت مدلل اور حالات حاضرہ سے ہم آہنگ تقریر فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور رسالتمآبؐ کی مکی زندگی کے تمام حالات و واقعات میں آج کے مسلمانوں کے لئے بڑے خوبصورت اسباق ہیں۔ تمام مکی سورتوں کے مضامین آج بھی اپنی صداقت اور حضور نبی کریمؐ کے ارفع و اعلیٰ مقام پر شاہد ناطق ہیں۔ ان سورتوں میں دور حاضر کی معاشی ناہمواری کو دور کرنے کے لئے علاج تجویز فرمایا گیا ہے۔ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی "ازم" انسانیت کے لئے نجات دہندہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا مسلمان دنیا بھر میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا ہے ورنہ تہذیب نو کے پیدا کردہ تمام مسائل کا حل قرآن میں موجود ہے۔

آخر میں چوہدری بشیر احمد مرحوم آف اوکاڑہ کی وفات پر ایک قرارداد تعزیت منظور کی گئی جس میں چوہدری صاحب کی دینی اور بالخصوص مالی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور مرحوم کے تمام لواحقین اور پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔ محترم شیخ محمد امین صاحب نے دعا سے اجلاس کی کارروائی کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔

درس قرآن کریم میں مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں درس قرآن کریم دیتا ہوں۔ وہاں میں نماز بھی ادا کرتا ہوں۔ ماسوا ہفتہ کے چونکہ اس روز مجھے تبلیغ کے لئے باہر جانا پڑتا ہے۔

ٹیلیویژن پر تبلیغ نائیجیریا نیشنل ٹیلیویژن والے "مسلمانوں" کے پروگرام میں ہر ہفتہ مدعو کرتے ہیں، جمعہ مورخہ ۹ رجون ۱۹۷۴ء کو میں نے "تقویٰ" کے متعلق ایک بحث میں حصہ لیا۔

قرآن حکیم کا ترجمہ "یوروبا" زبان میں میں قرآن حکیم کا ترجمہ "یوروبا" زبان میں کر رہا ہوں۔ لیکن اس کی رفتار ذرا سست ہے۔ میں ابھی دوسرے پارے کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ اور میں جو ترجمہ کرتا ہوں وہ ایک قریبی مسلمان کو بھیج دیتا ہوں۔ جس کی وہ تصحیح کرتے رہتے ہیں۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ (لاہور) ـــــ مورخہ ۲۳ راگست ۱۹۷۲ء

تعلیمی اداروں میں لازمی دینی تعلیم

صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۵ رمارچ ۱۹۷۲ء کو یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستانی مدارس میں پہلی جماعت سے آٹھویں تک اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں بھی مذہبی تعلیم لازمی کردی جائے گی، اب مرکزی وزیر تعلیم جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کے ایک اعلان سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت کی طرف سے ان جماعتوں کے لئے تاریخ اسلام پر غور کرنے کے لئے خصوصی کمیٹیاں مقرر کی جارہی ہیں، جو یکم اکتوبر تک اپنی سفارشات پیش کردیں گی۔

یہ نہایت خوش آئند اعلان ہے، اور امید کی جاسکتی ہے کہ حکومت کی طرف سے جو نصاب مقرر کیا جائے گا وہ آئندہ نسلوں میں دینی معلومات کو بہت حد تک بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہوگا، اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ شیعی مطالبات کے پیش نظر حکومت نے یہ انتظام کیا ہے کہ چند سنی اور شیعہ علماء باہم مل کر دونوں فریق کے نقطہ نظر کے مطابق نصاب تجویز کریں، ان دونوں اعلانات میں ایک تضاد پایا جاتا ہے، جب حکومت تاریخ اسلام کے نصاب پر غور کرنے کے لئے خصوصی کمیٹیاں مقرر کر چکی ہے تو شیعہ و سنی علماء کی کمیٹی سے کیا حاصل ہوگا۔ جبکہ دونوں کا نقطہ نظر ایک دوسرے کے بالکل خلاف ہے، شیعہ علماء تاریخ اسلام سے خلافت راشدہ کو خارج کرانے پر زور دے رہے ہیں حالانکہ وہی اسلام کا سنہری دور ہے۔ بہرحال ہماری دعا ہے کہ دونوں فریق میں ایسا اتحاد پیدا ہو جائے جس سے اسلام کے اس سنہری دور کے تذکرہ اور شیعہ نقطہ نظر میں تفرقہ باقی نہ رہے، اور تعلیمی اداروں میں سنی اور شیعہ طلباء اتفاق و اتحاد کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرسکیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل غور ہے کہ دینی تعلیم کا جو نصاب حکومت کی طرف سے تجویز کیا جائے گا اس سے طلباء کو دینی معلومات تو حاصل ہو جائیں گی، لیکن ان معلومات پر عملدرآمد کا کیا انتظام کیا جائے گا، ایک مسلمان کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ اسلام پر ایمان لے آئے اور دینی علوم کو حاصل کرلے، بلکہ سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ان کی عملی زندگی اسلامی نظریات کے مطابق ہو، قرآن کریم نے بار بار امنوا وعملوا الصالحات پر زور دیا ہے، اور ظاہر ہے جب تک ہمارے خیالات اور معلومات عملی صورت اختیار نہ کریں، محض دینی تعلیم کا حصول فائدہ نہیں دے سکتا، آج پاکستان میں سب سے زیادہ کمی یہی ہے کہ مسلمانوں کے اعمال علی العموم اسلام کے مطابق نہیں ہیں اور کئی ایک وہ لوگ بھی جو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہیں، عملاً اس سے بے بہرہ ہیں اس لئے کوئی ایسا انتظام ہونا چاہیئے جس سے تعلیمی اداروں میں جہاں دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے وہاں طلباء کی عملی زندگی کو بھی اس کے مطابق بنانے کی کوشش کی جائے اس سلسلہ میں تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کے لئے جو اساتذہ مقرر ہوں ان پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کہ ان کی اپنی عملی زندگیاں اس نصاب کے مطابق ہوں جس کی تعلیم وہ طلباء کو دیں گے۔ استاد کا نمونہ سب سے بڑھ کر کارآمد ہوتا ہے، اگر استاد کی زندگی نیکی اور پاکبازی کا نمونہ ہو تو طلباء اس سے کسی نہ کسی حد تک ضرور متاثر ہوں گے، اور ایسے اساتذہ طلباء کی عملی زندگیوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کو بہتر بنانے میں بہت حد تک ممد و معاون ہوسکتے ہیں، اس سلسلہ میں اس امر کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے کہ نماز کے اوقات میں تعلیمی ادارے بند نہ ہونے پائیں اور کم از کم ظہر کی نماز میں طلباء کو ضرور شریک کیا جائے۔ انگریزی حکومت کے عہد میں تعلیمی ادارے کم از کم موسم سرما میں چار بجے بند ہوا کرتے تھے اور اسلامی مدارس میں نماز ظہر کے لئے طلباء کو قطار در قطار مساجد میں لیجایا جاتا تھا، لیکن آج کل تعلیمی ادارے نماز ظہر سے پہلے ہی بند کردیئے جاتے ہیں اور اس وجہ سے طلباء کو نماز ظہر میں کبھی شرکت کا موقعہ نہیں ملتا، ضروری ہے کہ جہاں دینی تعلیم کا حصول تعلیمی اداروں میں لازمی قرار دینے کا اہتمام کیا جا رہا ہے، وہاں تا بحد امکان اس پر عملدرآمد بھی لازمی قرار دیا جائے اور اس سلسلہ میں دیگر ذرائع کے علاوہ یہ بھی اہتمام کیا جائے کہ کم از کم نماز ظہر میں طلباء کی شرکت لازمی ہو اور انہیں تلقین کی جائے کہ باقی نمازیں اپنے گھروں کی قریبی مساجد میں ضرور پڑھا کریں۔ اس سے آہستہ آہستہ طلباء کا اخلاقی و عملی کردار بہت حد تک سنور سکتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر نماز فواحش اور بُری باتوں سے روکتی ہے، اگر طلباء کو نماز کے فوائد اور اس کی ادائیگی میں حضوری باری تعالیٰ کا خیال رکھنے کی تلقین کی جائے تو یقیناً ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا اثر پڑے گا اور وہ بُرے اعمال سے محترز رہیں گے۔ امید ہے حکومت دینی تعلیم کے لائحہ عمل میں ان باتوں کا خیال رکھتے ہوئے ایسا انتظام کرے گی کہ طلباء کی زندگیاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی طور پر سدھر جائیں اور پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔

وفاتِ مسیحؑ اور علمائے عرب

ذیل میں چند علمائے عرب کے بیانات درج کئے جاتے ہیں جو انہوں نے اپنی تفاسیر میں وفاتِ مسیحؑ کی تائید میں لکھے ہیں:

الاستاذ مصطفٰے المراغی مصری

علامہ ممدوح اپنی تفسیر میں زیر آیت یعیسٰی انی متوفیک الخ لکھتے ہیں:۔

"وفی ھذا بشارۃ بنجاتہ من مکرھم واستیفاء اجلہ وانھم لاینالون منہ ما کانوا یریدون بمکرھم وخبثھم وان التوفی ھو الاماتۃ العادیۃ وان الرفع بعدہ للروح والمعنی انی ممیتک وجاعلک بعد الموت فی مکان رفیع عندی کما قال فی ادریس علیہ السلام ورفعناہ مکاناً علیاً" تفسیر المراغی الجزء الثالث ص۱۶۵ مزید جلد رابع ص۸۷

ترجمہ: اس آیت میں اس امر کی بشارت ہے کہ مسیحؑ (اپنے دشمنوں کی) شر سے محفوظ رہے گا اور اپنی عمر کی موت پائے گا، اور یہ کہ اپنے خبث اور تدابیر کے بل پر اس سے جو حاصل کرنا چاہتے تھے اس میں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور توفی سے وہی موت مراد ہے جو عام طور پر موت سمجھی جاتی ہے اور رفع موت کے بعد روح کے لئے ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے موت دوں گا اور موت کے بعد تجھے اپنے حضور بلند مقام اور مرتبہ عطا کروں گا جیسا کہ ادریس علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا ورفعناہ مکاناً علیاً کہ ہم نے اس کو بھی بلند مرتبہ اور مقام دیا۔

(۲) زیر آیت وما محمدٌ الا رسول..... افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ علامہ موصوف رقمطراز ہیں۔

ای ان محمداً لیس الا بشر قد مضت الرسل قبلہ فماتوا وقتل بعضھم کزکریا ویحیٰی ولم یکتب لاحدٍ منھم الخلد۔ افان مات کما مات موسٰی وعیسٰی وغیرھما من النبیین .... الخ

(تفسیر المراغی جلد رابع ص۸۷ سورۃ آل عمران)

وما محمدٌ الا رسول افان مات او قتل انقلبتم علٰی اعقابکم۔

ترجمہ: یعنی محمد صرف بشر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں وہ بھی مر چکے ہیں یا ان میں سے بعض قتل کئے گئے ہیں جیسے زکریا اور یحیٰی علیہما السلام اور کسی کے لئے بھی ان میں سے ہمیشگی نہیں لکھی گئی۔ پس اگر (آنحضرت صلعم) فوت ہو جائیں جیسے موسٰی اور عیسٰی علیہما السلام اور ان کے علاوہ دوسرے تمام نبی فوت ہو گئے ہیں یا قتل کر دیئے جاویں جیسے زکریا اور یحیٰی علیہما السلام قتل کر دیئے گئے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھرتے ہوئے اس عقیدہ پر لوٹ جاؤ گے جس پر تم تھے؟

(تفسیر المراغی جلد رابع ص۸۷ آل عمران۔

علامہ محمود شلتوت

وأن التوفی علی معناہ الظاھر المتبادر منہ وھو الاماتۃ العادیۃ وأن الرفع یکون بعدہ وھو رفع الروح (الفتاوٰی ص۸۰ مزید ص۶۵)

اور توفی کے معنی وہی ہیں جو ظاہر ہیں سمجھے جاتے ہیں یعنی موت دینا اور رفع اس کے بعد ہے اور یہ رفع روح ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر

وعن تفسیر ابن عباس فمعنی الرفع رفع الروح۔

ترجمہ: ابن عباس کی تفسیر ہے کہ رفع کے معنے رُوح ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر المراغی ص۱۵)

www.aaiil.org

خواتین سیالکوٹ کی دینی و تبلیغی سرگرمیاں

محترمہ خورشید جہاں سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین کی سہ ماہی رپورٹ

محترم و مکرم مولانا صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پچھلے تین ماہ کی مصروفیات کے متعلق آپ کو تحریر کر رہی ہوں تا کہ حسب سابق دوسری بہنوں سے رابطہ قائم رہے۔ ربیع الاول کے مہینے میں عید میلاد النبیؐ کی محفلیں ہوئیں اور ان میں شرکت کا موقعہ ملا۔ دو محفلیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ایک تو آفیسرز کلب سیالکوٹ چھاؤنی میں ہوئی جس میں کئی خواتین نے حصہ لیا۔ محترمہ حبارت صاحبہ بیگم کرنل بنیفت (بدوملہی والے) منتظمہ کی حیثیت سے تھیں اور انہوں نے اپنے دوسرے فرائض کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مقصد پر بڑے خوبصورت اور مؤثر انداز میں تقریر کی۔ میں نے قرآن کریم با ترجمہ سنایا کچھ نعتیں بھی پڑھیں اور میلاد النبیؐ منانے کی ضرورت اور مقصد پر روشنی ڈالی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سنایا۔

اس طرح یہ محفل بڑی با مقصد ثابت ہوئی۔ دوسری محفل ہم نے خود اپنی جماعت کی خواتین کی طرف سے اپنی مسجد میں منعقد کی۔ اس میں میرے علاوہ بیگم کرنل حنیف بیگم انعام رشیدہ ظفر صاحبہ۔ اختر سلیم صاحبہ اور بہت سی چھوٹی بچیوں نے تلاوت قرآن پاک کی نعتیں اور تقریریں کیں۔ میری ایک بھتیجی بعمر نو سال جس کا نام سیمیں رخسار ہے اس نے رسولِ پاکؐ کی زندگی کا ایک واقعہ بڑے مؤثر انداز میں سنایا جسے سب خواتین نے بہت پسند کیا۔ چونکہ تقریباً تمام خواتین شریک تھیں اس لئے موقعہ کو مناسب جان کر متفقہ طور پر میری چھوٹی بھابی محترمہ رشیدہ ظفر صاحبہ کو صدر چن لیا گیا اور سیکرٹری کے فرائض میرے ہی ذمہ رہے اور خزانچی اختر سلیم صاحبہ رہیں۔ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا اور غیر احمدی خواتین نے بھی جو شریک جلسہ تھیں خواہش ظاہر کی کہ ایسے جلسے ضرور ہونے چاہئیں تا کہ بچوں کا رجحان دین کی طرف رہے۔ اس کے علاوہ راولپنڈی میں بھی ہمارے ایک بزرگ فوت ہو گئے تھے۔ وہاں ختم قرآن کے بعد میں نے موقعہ غنیمت جانا اور قرآن کریم ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ سنایا۔ خواتین کی خاصی بڑی

تعداد تھی۔ یوں تو آج کل کی مصروف زندگی میں خواتین کا اتنی تعداد میں یکجا ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے لیکن ایسے موقعوں پر میری ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ کچھ نہ کچھ بیان کر دوں شاید کسی کو فائدہ پہنچ جائے۔ میں بڑے بڑے مسائل میں نہیں اُلجھتی۔ میری یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہمیں جو مسائل روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے ہیں انہیں کے متعلق قرآن کریم سے بیان کروں تا کہ میری بہنوں کو فائدہ ہو اور شاید کسی کا کام سنور جائے تا کم از کم روحانی تسکین ہی حاصل ہو جائے۔ کوشش کرنا انسان کا فرض ہے اور کام میں برکت ڈالنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ ہماری جمعہ کی مجالس باقاعدگی سے جاری ہیں۔

بشارات احمدیہ حصہ اوّل ختم کر کے اب حصہ دوم شروع کر دیا ہے۔ مذاکرات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہر ایک کو اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔

اکثر خواتین مجھے کہتی ہیں کہ باقاعدگی سے کلب آیا کریں لیکن میں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہوں کہ ہماری جمعہ کو کلب ہوتی ہے اور اس میں ہم اپنے مسائل پر روشنی ڈال لیتی ہیں اور ہماری کلب ایسی ہوتی ہے کہ اس میں بڑے چھوٹے سب شامل ہوتے ہیں اور اس طرح ہم اپنی ان محفلوں میں اپنے عمل سے بچوں کو بہت سی قدریں سکھا دیتے ہیں۔ جمعہ کا دن اس لحاظ سے بھی کتنا مبارک ہوتا ہے کہ روح کو بھی تازگی مل جاتی ہے اور مسجد میں جمع ہونے سے ایک دوسرے کی خیر خبر بھی ہو جاتی ہے۔ اس طرح انسان ایک دوسرے سے بیگانہ نہیں رہتا۔ روحانی اور مادی دونوں ہی سامان ہو جاتے ہیں۔ میری بہنوں سے یہی گذارش ہے کہ ہفتہ میں ایک دن کاموں کو ذرا ہلکا کر کے مسجد میں آنے کے لئے ضرور وقت نکال لیا کریں جب ایک دو دفعہ اپنی طبیعت پر جبر کر کے نکل آئیں گی تو پھر آپ کے دل میں ایک لگن پیدا ہو جائے گی اور جمعہ کے دن گھر میں چین نہیں آئے گا۔ بہنوں سے ملاقات بھی ہو جایا کرے گی اور نیکی بھی حاصل ہو گی

آپس میں محبت بڑھے گی اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی حقدار بھی ہو جائیں گی۔

مجھے ایبٹ آباد جلسہ پر جانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو طویل اور صحت مند عمر دے اور بڑے بڑے اجر عطا کرے۔ ایسے وجود جماعت کیلئے بہت ہی قیمتی ہیں۔ آخر میں سب بزرگوں سے دعاؤں کی طالب ہوں۔ احقرہ خورشید جہاں

آپ کے خطوط

پیغام صلح کے مضامین کو پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جائے

مکرمی! السلام علیکم۔ آپ کے مؤقر جریدہ میں الحاج حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کی وساطت سے اسلام میں فرقہ بندی کے موضوع پر خواجہ کمال الدین مرحوم کے خیالات پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ کاش ہم اسلام کو فرقوں، جماعتوں اور مذہبوں میں بانٹنے کی بجائے اسلام پر چلنا اور سلف صالحینؒ کے نقش قدم پر کتاب و سنتؐ کی عملی تفسیر بننا سیکھیں۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر جو طوفانِ بدعات اور کفر و شرک بپا ہوا اس کے مواخذہ کے لئے ہدیہ تبریک ارسال خدمت ہے۔ اس موقعہ پر کسی کام کے دینی اور شرعی ہونے کی جو تعریف آپ نے کی ہے اہلِ ذوق پسند کریں گے۔ امید ہے کہ معیار شرافت کے سلسلہ میں آپ کے خیالات، سوشلسٹ روزنامہ مساوات کے ایڈیٹر صاحب تک پہنچ کر ان کا ذہنی تکدر دور کر دیں گے۔ اسلام کے دنیوی و دینی فلاح بخش اقتصادی نظام پر پیغام صلح میں شائع شدہ مضامین کو افادۂ عام کے لئے پمفلٹ کی صورت میں مستقل تحریری حیثیت دینے پر غور فرمائیں۔ احقر العباد محمد اسلم رانا۔ جنرل سیکرٹری مرکز تحقیق مسیحیت شاہدرہ۔ لاہور

پیغام صلح ایک لائبریری میں

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ گذارش یہ ہے کہ آپ نے جو کتابیں ہمیں بھیجی تھیں اور اخبار پیغام صلح ہمیں مل گیا ہے ہم آپ کے انتہائی شکر گذار ہیں کہ آپ ہمیں پڑھنے کے لئے لٹریچر فراہم کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ جب آپ نے رسالہ پیغام صلح بھیجا وہ میں نے لائبریری میں رکھ دیا تو لوگوں نے کہا یہ مرزائیوں کا رسالہ ہے اور یہاں نہیں ہم دیکھ سکتے۔ میں نے کہا کہ اس میں کوئی بات قرآن و سنتؐ کے خلاف ہو تو پھر آپ شوق سے نہ رکھنا لیکن بغض یا انتقام کی خاطر یوں کرنا تو سراسر زیادتی ہے خیر بڑی مشکل سے ہنگامہ پر قابو پایا گیا۔

آپ ہمارے لئے دعا کرتے رہیں۔ والسلام

ایم اطہر ندیم۔ مسلم آباد۔ ڈاک خانہ باغبانپورہ لاہور

مسئلہ نبوّت مسیح موعودؑ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ زاد عنایتہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ لوگوں کی دلائل جو نبوّت کے بارے میں شائع ہوئی ہیں اُن کا کوئی اثر ربوہ والوں پہ نہیں ہوگا۔ میں آپ کو لکھتا ہوں کہ:۔

(۱) درجہ اور منصب میں فرق واضح کریں۔ ربوہ والے درجہ کو منصب قرار دے کر دھوکا خوردہ ہیں۔ درجہ روحانی مقام ہے منصب زمینی عہدہ ہے۔

(۲) حضور صلعم کے وہ اقوال جن میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ نبیوںؑ کا ترکہ نہیں ہوتا۔ اگر مرزا صاحب نبی تھے اور منصبِ نبوّت پر تھے تو حسب قاعدہ سنتِ نبویؐ ان کا ترکہ سارا قومی ملکیت بن جانا ضروری ہے، ان کی اولاد ورثہ نہیں لے سکتی۔

دراصل ان کی اولاد کو انہیں منصب نبوّت پر بٹھا کر دنیاوی مفاد کثیر حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی قیمت پر اس عقیدہ سے باز نہیں آویں گے۔

زیادہ والسلام

از طرف ایک خیر خواہ احمدیت

مقبول احمد ۸/۷/۷۲

ہفت روزہ پیغام صلح
خود مطالعہ کرنیکے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

www.aaiil.org

قرآن کریم کے پہاڑ پر نازل کئے جانے کی مثال کا اصل مطلب کیا ہے؟

قرآن کریم کی عظمت کے سامنے پتھر دِل انسان بھی گر جاتے اور خشیتِ الٰہی سے بھر جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ جیسے سخت مخالف کا دِل قرآن کریم کی چند آیات سُن کر خشیتِ الٰہی سے جُھک گیا۔

حضرت مجددِ زمانؒ نے قوم میں خدمتِ قرآن کا جذبہ پیدا کیا جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس قرآنی علوم کا خزانہ موجود ہے۔

ضرورت ہے کہ قوم اس خزانہ سے فائدہ اُٹھائے اور اس کو دُنیا میں پہنچانے کی کوشش کرے۔

خُطبہ جُمعہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۷۲ء فرمُودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ :۔ لا یستوی اصحاب النّار و اصحاب الجنّة ۔ اصحٰب الجنّة هم الفآئزون ــــــــ وھو العزیز الحکیم ـــ (۵۹ : ۲۰ تا ۲۴) ـــ

یہ آیات سورۃ الحشر کی آخری آیات ہیں۔ ان میں دو باتوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) عظمتِ قرآن کریم (۲) اسماءِ حسنہ الٰہیہ۔

اللہ تبارک و تعالےٰ کا ہر وہ صفاتی نام جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اس کے بڑے عمیق معانی اور خصوصیات ہیں۔ میں نے قبل ازیں دو تین خطبات جمعہ میں قرآن کریم کے مختلف امتیازات و خصوصیات کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور اس ضمن میں قرآن مجید کی لفظی اور معنوی خوبیوں اور فصاحت و بلاغت پر روشنی ڈالی تھی، ان آیات میں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں قرآن کریم کی عظمت کا ذکر کیا گیا ہے اور ایک مثال کے ذریعہ اسے واضح کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے لو انزلنا هٰذا القراٰن علٰی جبلٍ لرایتہٗ خاشعًا متصدّعًا من خشیة اللّٰہ۔ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے، تو تُو دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے پھٹ کر گر جاتا۔ اس آیت کریمہ میں جبل یعنے پہاڑ پر قرآن اتارنے کا ذکر کیا گیا ہے جبل کا لفظ دو طرح پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ اُن پتھروں کے پہاڑ پر بھی بولا جاتا ہے جو ہم بلوچستان، کشمیر، مری و کوئٹہ کے مقامات پر دیکھتے ہیں اور یہ لفظ جبل انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے پہلی قسم کے پہاڑ کی مثال بھی قرآن کریم میں ملتی ہے کہ وہ فی الواقعہ تجلّی الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو گئے چنانچہ سورہ اعراف میں حضرت موسےٰؑ کے ذکر میں فرمایا ہے قال ربّ ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولٰکن انظر الی الجبل فان استقرّ مکانہٗ فلمّا تجلّی ربّہٗ للجبل جعلہٗ دکًّا وخرّ موسٰی صعقًا۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت موسےٰؑ نے اپنی قوم کی خواہش کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں تقاضا کیا کہ اے پروردگار! آپ تجلّی فرمائیں اور اپنا چہرہ دکھائیں، تو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰؑ کو سمجھایا کہ یہ بات صحیح نہیں ہے تو مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن جب حضرت موسےٰؑ کا اصرار بڑھا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اگر تم اصرار کرتے ہو تو اس پہاڑ کو دیکھو اس پر میری تجلّی ہو گی، اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے پھر جب اس پہاڑ پر اللہ تعالےٰ نے تجلّی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور حضرت موسےٰؑ بے ہوش ہو گئے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے نور کی تجلّی تھی۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ کا نور ہے۔ چنانچہ سورۃ الحشر کی اس آیت میں فرمایا کہ اگر یہ قرآن کریم بھی کسی پہاڑ پر اترتا تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم پتھروں کے پہاڑوں کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ انسانوں کے لئے اترا ہے اور انسانوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پہاڑوں کی طرح مضبوط ہوتے ہیں، خصوصاً جس قوم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس میں بڑے بڑے انسان پہاڑوں کی مانند تھے۔ لغت میں بھی سرداروں اور بڑے بڑے انسانوں پر جبل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ فراء کا قول ہے الجبل سیّد القوم وعالمھم یعنی قوم کے سردار اور ان کے عالم کو جبل کہا جاتا ہے اور طاقتور آدمی کے متعلق بھی کہا جاتا ہے فلانٌ جبلٌ من الجبال یعنی فلاں شخص پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین مخاطب جو قوم تھی، ان میں عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور حضرت عمرؓ جیسے جبال تھے ان میں سے دو جبال ـــ ابوجہل جس کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے متعلق حضور صلعم خصوصیت سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا! انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، یہ دونوں بڑے طاقتور اور اثر و رسوخ کے مالک ـــ یعنی پہاڑ تھے۔

اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ دعا قبول ہوئی اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ان دو پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ یعنی حضرت عمرؓ بن خطاب قرآن کریم کی عظمت کے سامنے گر گئے حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ آپ کو معلوم ہے، آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت نبی کریم صلعم اور اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے، اور روز روز کی کھینچا تانی سے تنگ آ کر ایک دن حضرت نبی کریم صلعم کو قتل کرنے کے قصد سے تلوار سونت کر باہر نکل آئے اور جس جگہ حضور صلعم تشریف فرما تھے اس طرف چل پڑے، غصہ طاری تھا، تلوار لہراتے جاتے تھے، راہگیروں میں سے ایک نے پوچھا، عمر! اس طرح کہاں جا رہے ہو؟! جواب دیا، محمد (صلعم) کا سر قلم کرنے چلا ہوں، اس شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، محمد (صلعم) کا دین تمہارے گھر میں گھس چکا ہے۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو طیش آیا اور کہا کہ پہلے ان کا قصہ تمام کرتا ہوں، وہ اپنے بہنوئی کے گھر کی طرف لوٹ گئے دروازہ پر پہنچے، تو کچھ پڑھنے کی آواز کانوں میں سنائی دی، دستک دی، تو بہن نے تلاوت بند کر کے قرآن کریم کے ان اوراق کو چھپانے کی کوشش کی، وہ اس وقت سورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہی تھیں۔ دروازہ کھلا اور حضرت عمرؓ نے اندر داخل ہو کر سختی سے دریافت کیا کہ تم کیا پڑھ رہی تھیں؟ جب انہوں نے بتایا تو حضرت عمرؓ نے انہیں مارنا شروع کیا۔ لیکن انہوں نے صبر سے مار پیٹ کو برداشت کیا، بالآخر انہوں نے کہا کہ اس خیال سے کہ تم بے حرمتی کرو گے ہم نے قرآن کے ان اوراق کو چھپا دیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے کہنے اور یقین دلانے پر کہ وہ اس کی بے حرمتی نہیں کریں گے انہوں نے وہ ورق نکالے اور تلاوت کی۔ قرآن مجید کی آیات کو سُن کر حضرت عمرؓ کا غصہ فرو ہو گیا اور آپ قرآن مجید کی عظمت کے سامنے جھک گئے۔

اس واقعہ کا ذکر علامہ اقبال نے بھی کیا ہے، اور اس کی بنا پر مسلم خاتون کو عورت کا مقام یاد دلایا ہے۔

تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دِگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

یعنے کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہاری قرآن خوانی کے سوز نے حضرت عمرؓ جیسے پہاڑ کو پاش پاش کر دیا تھا اور ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی، تو اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا ہے لو انزلنا هٰذا القراٰن علٰی جبلٍ لرایتہٗ خاشعًا متصدّعًا من خشیة اللّٰہ، اس کی تصدیق حضرت عمرؓ کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ قرآن سُن کر آپؓ کا پہاڑ جیسا دل اس کے آگے گر گیا۔ یہ ایک مثال ہے۔ اور تاریخ میں ایسی اور مثالیں بھی موجود ہیں کہ جب پہاڑ جیسے لوگوں نے قرآن کریم سنا تو خشیت الٰہی سے ان کے دل پاش پاش ہو گئے اور

www.aaiil.org

خشیت الٰہی سے بھر گئے۔

دو لفظ بڑے معروف ہیں جو اُردو اور عربی میں استعمال ہوتے ہیں یعنی خوف اور خشیت۔ یہ بہت حد تک ہم معانی ہیں لیکن ان کے معانی میں ایک باریک فرق ہے، خوف کسی چیز کے نقصان دہ ہونے اور اس کے آزار سے ڈرنے کا نام ہے جیسے سانپ کو دیکھ کر خوف طاری ہوتا ہے کہ اس کے ڈسنے سے میں مر جاؤں گا یا جنگل میں شیر کی دھاڑ سن کر خوف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ شیر دیکھتے ہی مجھے چیر پھاڑ کر کھا جائے گا۔ لیکن خشیت میں ایسا خوف نہیں ہوتا بلکہ خدا کی عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اس کی عظمت کے آگے انسان گر جاتا ہے۔

چنانچہ مؤمنوں کے لئے خشیت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مؤمن کے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے اور وہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اس کے قرآن کریم کی عظمت کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں چنانچہ ایک جگہ مؤمنوں کے ذکر میں فرمایا وھم من خشیتہ مشفقون اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور فرمایا ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اور فرمایا و ازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید۔ ھٰذا ما توعدون لکل اوّاب حفیظ من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب منیب۔ یعنی جنت پرہیزگاروں کے ایسی نزدیک لائی جائے گی کہ کچھ دوری نہ رہے گی۔ یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ ہر ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے والے حقوق کی حفاظت کرنے والے کے لئے کیا جاتا ہے جو بے دیکھے رحمان کی عظمت سے ڈرتا ہے اور گردیدہ دل لے کر آتا ہے اور فرمایا و من یطع اللہ ورسولہ و یخش اللہ و یتقہ فاولٰئک ھم الفائزون کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کے گناہ سے بچتا ہے تو وہی لوگ ہیں جو مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ مؤمن کو جس قدر علم و معرفت الٰہی نصیب ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس میں خشیۃ اللہ کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰٓؤا بے شک اس کے بندوں میں سے علماء اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی خشیت ان لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے جن کو علم حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ فارسی کے ایک شعر کا مصرعہ ہے ؎

آنکہ عارف تر است ترساں تر

جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عرفان جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے گا۔ تو قرآن کریم کے پڑھنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ خشیت کی حالت ہے۔ خشیت میں علم کا دخل بھی ضرور ہوتا ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ جبل کا لفظ بڑے بڑے لوگوں پر بھی بولا جاتا ہے اور حضرت عمرؓ جیسے لوگ جبال میں سے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی سختی اور شدت اور غضب و غصہ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اسلام لانے کے بعد ان سے علم و اخلاق کے دریا جاری ہوئے۔ اسی لئے فرمایا انّ من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار۔ پہاڑوں میں سے ایسے پہاڑ بھی ہیں جن میں سے نہریں اور چشمے بہتے ہیں۔ اسی طرح عظیم الشان انسانوں سے بھی علم و اخلاق کے دریا بہتے اور چشمے پھوٹتے ہیں۔

فرمایا تلک الامثال نضربھا للناس لعلّھم یتفکرون یہ مثالیں اس لئے ہیں کہ قلوب میں قرآن کریم کی عظمت کا احساس پیدا ہو اور لوگ غور و فکر سے کام لیں۔ یہ کتاب یعنے قرآن کریم واحد کتاب ہے جو بار بار فکر و تدبر کی دعوت دیتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے افلا یتدبّرون القراٰن ام علیٰ قلوب اقفالھا۔ کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے ہیں، یہ تالے اس وقت کھلتے ہیں جب قرآن کریم پر غور کیا جائے۔ ان تالوں کی کنجی قرآن کریم پر تدبّر و فکر ہے۔ غرض علم و معرفت کی وجہ سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم اٰیٰتہ زادتھم ایمانا و علیٰ ربّھم یتوکّلون۔ یعنے مؤمن وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ ساری آیات اس امر کی دعوت دیتی ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت تدبّر و تفکر کے ساتھ کی جائے۔ ثواب کی خاطر قرآن کریم کا پڑھنا بھی اپنی جگہ پر درست ہے لیکن یہ کتاب غور و فکر کا تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا اس پر تدبّر و تفکر کرنا بہت ضروری ہے اور دلوں کے تالے اسی وقت کھلتے ہیں جب اس پر غور و فکر کیا جائے۔

ہماری جماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی وجہ سے قرآن کریم پر فکر و تدبّر کی طرف عام رجحان ہو گیا۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے تجدیدی کاموں میں سے ایک عظیم الشان کام ہے۔ اس سے پہلے قرآن کریم کو رسماً اور محض ثواب کے لئے پڑھا جاتا تھا۔ اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بھی گناہ خیال کیا جاتا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ جو بارھویں صدی کے مجدّد تھے ان کے خاندان نے سب سے پہلے تراجم قرآن کا آغاز کیا تھا۔ لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی اپنی تمام خوبیوں اور علم و فضل کے باوجود قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے قائل تھے۔ وہ قرآن کریم کی کم از کم ۵ آیات کو منسوخ قرار دیتے تھے۔ جب آپ سے دو سو سال بعد چودھویں صدی کا مجدّدؒ مبعوث ہوا۔ تو اس نے قرآن کی عظمت کو صحیح رنگ میں پیش کیا اور ان تمام آلائشوں سے قرآن کریم کو پاک کیا جو بغیر ارادہ و شعور مسلمانوں کی طرف سے راہ پا چکی تھیں۔ آپؑ نے قرآن پر تفکر کی دعوت دی اور اسے اپنی زندگی کا وظیفہ بنایا۔ آپ کوئی مضمون رقم کرنے بیٹھتے تو قرآن کریم کو اوّل تا آخر پڑھ لیتے۔ اور موزوں حال آیات جمع کر کے اس مضمون میں درج فرماتے۔ اس طرح احمدیت یعنی خدمت قرآن کی تحریک پیدا ہوئی اور وہ جو کہا جاتا ہے BACK TO QURAN اس پر احمدی جماعت نے صحیح رنگ میں عمل کیا۔ یہ احمدیت کی امتیازی خصوصیت ہے جس پر واقعات شاہد ہیں۔

آج ہمارے لئے غور و فکر کا مقام ہے کہ کیا آج ہماری زندگی میں عشق و خدمت قرآن کا صحیح جذبہ نظر آتا ہے۔ ہمارے پاس قرآن کریم کا بیش بہا خزانہ موجود ہے ہمیں محنت کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ حضرت امیر مرحوم و مغفور ہمارے لئے بڑا مشکل کام آسان کر گئے ہیں۔ اگر ہمیں قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق میسّر آ جائے تو اس ترجمہ و تفسیر کے ذریعہ قرآن کریم کے معانی و مطالب تک رسائی حاصل کرنا مشکل نہیں ہے۔ ہمیں لغت، تفاسیر اور تراجم کی کتب دیکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ سب کچھ اس تفسیر میں موجود ہے۔ ایک ایک صفحہ پر ایک ایک آیت کی تفسیر میں لغت کی کتابوں کے حوالے اور الفاظ کے معانی ملتے ہیں ہمیں صرف کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ اس تفسیر کا بغور مطالعہ کریں۔ اس کے ترجمہ اور حواشی پر غور کریں۔ قرآن کی عظمت اپنے دلوں میں قائم کریں۔ عظمتِ قرآن کے احساس کے بغیر خشیت پیدا نہیں ہوتی اور خشیت کے بغیر دل میں نور پیدا نہیں ہوتا، یہ دین انسان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کریم کو پڑھیں پڑھائیں، اس پر غور و فکر کریں۔

انشاءاللہ اگلی دفعہ ان اسماء الٰہیہ کے بارے میں کچھ عرض کروں گا جن کا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے پڑھی ہیں اور بتاؤں گا کہ ان کے اندر کیا کیا خوبیاں اور خصوصیتیں ہیں۔ آج آپ سے میری یہی گذارش ہے کہ قرآن کریم کو باقاعدہ پڑھا کریں۔ خوب سمجھ کر پڑھا کریں۔ خود پڑھیں اپنے اہل و عیال کو پڑھائیں، ہمارے گھروں سے تلاوت قرآن کی آوازیں آئیں۔

آجکل درس قرآن لاہور میں مختلف مقامات گلبرگ، سمن آباد اور کرشن نگر وغیرہ میں ہوتا ہے، اخباروں میں درس قرآن کریم کی تحریک کی جاتی ہے، وہ لوگ ہماری اس تفسیر سے استفادہ کرتے ہیں۔ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ کوئی شخص پیڑ لگائے اسے پانی دے اس کی رکھوالی کرے، اور جب وہ تناور درخت بن جائے، اس کو پھول لگیں، اس پر پھل آئے تو غیر اس کے سایہ میں آرام کریں اور اس کے پھل کھائیں اور خود درخت لگانے والا دور رہ بیٹھے۔

میرے دوستو! میں پھر کہتا ہوں آپ اس پر غور کریں، اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھیں اور انہیں دور کرنے کی فکر کریں۔

شکریہ دعائے صحت - کراچی سے مسٹر محمد لطیف صاحب لکھتے ہیں کہ:- خدا کے فضل سے مکرم میاں رحیم بخش صاحب اب رو بہ صحت ہیں اور جلد ہی ایک دو دن میں ہسپتال سے فارغ ہو جائیں گے۔ ڈاکٹری مشورہ ہے کہ انہیں کافی عرصہ اب مکمل آرام کرنا چاہیئے آپ کا ارادہ ہے کہ ۲۰ اگست کے قریب کچھ عرصہ کے لئے کوئٹہ بغرض صحت و تبدیلی آب و ہوا اپنے صاحبزادہ صاحب کے ہاں

www.aaiil.org

بلادِ غیر کی تبلیغی خبریں

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے (ووکنگ انگلستان)

لیسٹر میں ایک تعلیمی کانفرنس

۱۰ر جولائی سے ۱۵ر جولائی تک لیسٹر میں برٹش کونسل آف چرچز نے ایک تعلیمی کانفرنس منعقد کی جس میں دو مختلف گروپوں میں ڈیڑھ سو کے قریب اراکین شامل تھے۔ اس میں پروفیسر بھی تھے اور سکولوں کے اساتذہ بھی۔ پادری بھی تھے اور دیگر مذاہب کے نمائندے بھی۔ استانیاں بھی اور راہبات بھی، اور کچھ تعداد نوجوان طلباء اور طالبات کی بھی شامل تھی لیسٹر یونیورسٹی کے ایک ہال میں کانفرنس کا اہتمام تھا اور قریبی ہوسٹل میں مختلف وفود اور نمائندوں کے علیحدہ علیحدہ ٹھہرنے کا آرام دہ انتظام۔ کانفرنس کا موضوع تھا "سکولوں میں مذہبی تعلیم پر نظرِ ثانی"۔

کسی زمانہ میں سکولوں میں صرف عیسائیت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن برطانیہ میں لاکھوں غیر ملکی لوگوں کی آمد نے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اب سکولوں میں عیسائی بچوں کے ساتھ ساتھ ہندو، مسلم، سکھ بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کی مذہبی ضروریات بھی مختلف ہیں۔ کھانے پینے اور خوراک کے مسائل سے بھی سکول والوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ والدین کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے بچوں کے لئے علیحدہ مذہبی کلاس کا انتظام کریں یا دینیات کی کلاس میں سے ان کو شامل ہونے سے روک دیں۔

اسلام کے متعلق جس قسم کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کا اظہار مختلف تقریروں میں ہوتا رہتا ہے۔ ایک صاحب نے اپنی طرف سے مذہبی انداز میں ایک عیسائی لڑکی اور مسلمان لڑکی کی گفتگو سنائی جو لباس کے متعلق ہو رہی تھی۔ مسلمان لڑکی شلوار پہنے ہوئے تھی اور عیسائی لڑکی فراک۔ عیسائی لڑکی طنزیہ انداز میں کہہ رہی تھی کہ تمہارا مذہب کس قدر رجعت پسند ہے کہ زمانے کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اور تم میری طرح چھوٹا فراک پہن کر گھوم پھر نہیں سکتی۔ مسلمان لڑکی سے کوئی صحیح جواب بن نہیں پڑا اور وہ اِدھر اُدھر جھانکنے لگی۔

تقریر تو ختم ہوگئی لیکن حاضرین میں سے مسلمانوں پر اچھا اثر نہ چھوڑ گئی۔ ایک مسلمان دوست کو پانچ منٹ کے لئے اجازت دی گئی کہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ یہ صاحب اسلامک کلچرل سنٹر لندن کی طرف سے آئے تھے۔ ان صاحب نے اُٹھ کر کہا کہ اگر انہیں پندرہ یا بیس منٹ دیئے جائیں تو وہ کچھ کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ خیر ان کے اصرار پر دوسرے دن انہیں کچھ وقت دیا گیا جس میں انہوں نے اس تقریر کے متعلق بہت برہمی کا اظہار کیا۔

دوسرے روز بھی ایک صاحب نے اسلام کے متعلق نامناسب باتیں کیں سکولوں کے لئے چند کتب اسلام پر تیار کی گئی تھیں۔ ان میں ایک کے سرورق پر رسول کریمؐ کی ایک فرضی تصویر تھی۔ میں نے جو کھول کر دیکھا تو ایک جگہ لکھا تھا کہ قرآن اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ غیر مسلموں کو زبردستی اسلام میں داخل کیا جائے۔ میں نے اُٹھ کر کہا کہ یہ کتاب تو اس قابل ہے کہ اسے تمام کا تمام ضائع کر دیا جائے۔ مقرر جھلا گئے اور کہنے لگے کہ آپ پھر خود کتابیں شائع نہیں کرتے میں نے کہا یہ علیحدہ بات ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اُلٹی سیدھی کتب بچوں کے لئے لکھ کر سکولوں میں تقسیم کریں۔

اس کے بعد اس کانفرنس میں تناؤ (TENSION) کی کیفیت پیدا ہوگئی جب لوگ علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم ہو کر مذاکرات میں مصروف ہوئے تو وہاں بھی اسکا اثر نمایاں رہا۔

اسلامی عبادت

ہر شام اور صبح تھوڑا سا وقت عبادت کے لئے وقف ہوتا تھا۔ اس شام قریباً چالیس منٹ اسلامی عبادت اور اس کی تفصیلات کے لئے وقت دیا گیا۔ ہم جتنے مسلمان مرد و خواتین تھے انہوں نے باجماعت نماز پڑھی۔ میں نے ابتداء میں اور پھر نماز کے بعد اسلامی عبادت اور نماز کی ظاہری ہیئت کے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ اور پھر موقعہ کو غنیمت جان پر دیگر مسائل کو بھی صاف کرنے کی کوشش کی۔ لباس کے متعلق بتایا کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں عیسائی عورتیں بھی شلوار پہنتی ہیں، سکھوں اور ہندوؤں کی عورتیں بھی شلوار پہنتی ہیں اس لئے مذہبی اور معاشرتی معاملات کو خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر اسلام میں عورت کے مقام کا تصور کرنا ہو تو ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم عورت کو دنیا میں گناہ رائج کرنیکا ذمہ دار نہیں ٹھہراتے اسے انسانیت کے زوال کا باعث نہیں سمجھتے اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ابن آدم کو موت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس مختصر تقریر سے بعض غلط فہمیوں کا ازالہ تو ہوگیا لیکن جو زہر اسلام کے متعلق مختلف رنگوں میں حاضرین میں سرایت کر چکا تھا اس کا اثر زائل نہ ہوا تھا، اس کے لئے ایک مستقل مشن کی ضرورت تھی اور کانفرنس کے پروگرام میں اس کے لئے گنجائش نہیں نکل سکتی تھی۔ بس اتنا ہی کچھ ہو سکتا تھا کہ علیحدہ علیحدہ گفتگو میں ان مسائل کو صاف کیا جائے۔ اسی قسم کی ایک گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے :—

ایک راہبہ سے گفتگو

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کانفرنس میں بعض راہبات (ننز) بھی شامل تھیں جن کا تعلق بچوں کی دینی تعلیم سے تھا۔ ان میں سے ایک راہبہ گاہے گاہے ہمارے گروپ میں شامل ہو کر بحث و تمحیص میں حصہ لیتیں۔ عمر بمشکل تئیس چوبیس سال کی ہوگی لیکن اچھی پڑھی لکھی اور زندہ دل خاتون تھیں۔ میں نے زندہ دل اس لئے کہا کہ عام طور پر راہب اور راہبات بڑی سنجیدہ شکل بنائے رکھتی ہیں۔ جیسے "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" والی بات ہو۔ لیکن ان کا طرز مختلف تھا۔

ایک مجلس میں وہ میرے قریب بیٹھی قرآن کا انگریزی ترجمہ دیکھ رہی تھیں میں نے پوچھا:-

"آپ کو دوسرے مذاہب کی کتب پڑھنے پر کوئی پابندی تو نہیں؟"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ اگر پابندی ہوتی تو آپ یہ کتاب میرے پاس نہیں دیکھ سکتے تھے"۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"معاف فرمایئے مجھے اس معاملے میں غلط فہمی ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ کیتھولک لوگوں کو دوسرے مذاہب کی کتب پڑھنا منع ہے"۔

"کسی زمانہ میں تھا لیکن اب نہیں" انہوں نے کہا۔

"کیا آپ دہریوں ہیومنسٹوں وغیرہ کی کتب بھی پڑھ سکتی ہیں؟"

"اگر میں چاہوں تو کوئی رکاوٹ نہیں مجھے آخر جن بچوں سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے بعض کے والدین کسی مذہب سے بھی تعلق نہیں رکھتے۔ اچھا مجھے بھی ایک بات بتایئے رات آپ نماز پڑھتے وقت بار بار کانوں تک ہاتھ کیوں اُٹھاتے تھے؟"

"میں نے جواب دیا۔ یہ ہماری عبادت شروع ہونے کا نشان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا سے قطع تعلق کر کے تھوڑی دیر کے لئے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں"

"لیکن ایک صاحب بار بار ایسا عمل کرتے تھے، بیٹھتے وقت، سجدہ سے پہلے"

"ایک دفعہ ابتداء میں کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھکتے وقت یا سجدہ کرنیکے وقت بھی ایسا کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں"۔

پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے قرآن کو دیکھنے لگ گئیں۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد میں نے کہا:

"اس قرآن میں بہت سی باتیں عیسائیت کی تعلیم سے مشابہ ملیں گی، لیکن کہیں کہیں آپ کے چرچ کے جو معتقدات ہیں ان کے خلاف بھی مضامین نظر آئیں گے۔ اچھا مجھے ایک اور بات سمجھنا ہے مسیح علیہ السلام نے تو اپنے منہ کے بل گر کر ساری رات عبادت کی تھی آپ ایسا کیوں نہیں کرتیں"۔

مسکرا کر۔ اچھا یہ سوال ہے آپ کا؟ دیکھئے جو کچھ ہمارے خداوند نے کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی وہ کریں"۔

میں "یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آئی"۔

وہ "دیکھئے ہمارے خداوند مسیح جو پانی پر بھی چلتے تھے اگر ہم ایسا کرنے کی کوشش کریں....."

"تو ڈوب جائیں"۔ میں نے فقرہ مکمل کر دیا۔ اور وہ اس جواب پر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

میں "یہ بات تو ٹھیک ہے آپ کی کہ جو کچھ حضرت مسیحؑ نے کیا اسی طرح آپ پر عمل کرنے کی ذمہ داری نہیں۔ اگر آپ بھی چرچ میں عبادت کرتے وقت ایسا کریں تو ڈوب جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس بات پر عمل کر سکتے ہوں وہاں تو کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیئے"۔

تھوڑی دیر خاموش رہی۔ پھر کہنے لگیں "بات دراصل یہ ہے کہ ہم انگریزوں کو کرسی پر بیٹھ کر ہی عبادت کرنے کی عادت پڑ گئی ہے"۔

www.aaiil.org

مَیں۔ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم اپنی بنیادی دینی ضرورتوں میں اپنے آپ سے کوئی تبدیلی نہ کریں ورنہ بات نہ معلوم کہاں سے کہاں تک جا پہنچے۔ اچھا یہ بتایئے۔ میں نے موضوع کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔"یہ آپ کا لباس جو ہے۔ سنا ہے امریکہ میں ننز نے سکرٹ پہننا شروع کر دی ہے؟"

اتنے میں صاحب صدر نے اعلان کیا کہ میٹنگ شروع ہونے والی ہے، سب لوگ مہربانی فرماکر خاموش ہو جائیں۔ اس کے بعد کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر اور لیکچر کے متعلق بحث و تمحیص ہوتی رہی۔ یہ مرحلہ طے ہوا تو حاضرین کمرے سے نکل کر باہر لان پر آ گئے۔ موسم خوشگوار تھا اس لئے لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹ کر مصروف گفتگو ہو گئے۔ جو نوجوان اور بچے تھے انہیں کہیں سے فٹ بال مل گیا وہ اس کے ساتھ مصروف ہو گئے۔ مَیں باہر کھڑا سوچ رہا تھا کہ کس سے بات کروں کہ وہ راہبہ ایک پادری صاحب کے ہمراہ باہر نکل آئیں۔ مجھے اکیلا کھڑے دیکھ کر وہ میرے قریب آ کر کہنے لگیں کہ ہاں وہ کیا بات آپ مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ پادری صاحب نے "ذکر بدلتا ہے" گیا اپنے [illegible] [illegible]

وہ۔"نہیں نہیں یہاں نہیں ایسا ہوگا۔ امریکہ کی بات اور ہے"

میں۔"پھر بھی کچھ نہ کچھ تو آپ کے لباس میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے"

وہ۔"ہاں یہ درست ہے کہ پہلے ہم اپنے سارے بال ڈھانپ کر رکھتی تھیں۔ اب آدھا سر کھلا رکھنے کی اجازت ہے۔" اور انہوں نے اپنے سر کے بالوں کی طرف اشارہ کیا۔"جو ننز کار وغیرہ چلاتی ہیں ان کو قدرے اپنے لباس میں ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کرنے کی اجازت ہے۔"

میں۔"قرآن میں ایک جگہ لکھا ہے کہ خدا نے انہیں رہبانیت کے لئے مجبور نہیں کیا تھا، انہوں نے خود ہی اپنے پر پابندیاں لگالیں اور اپنے آپ کو مشکلات میں مبتلا کیا۔"

اس دوران میں ایک اور صاحب ٹہلتے ٹہلتے ہماری طرف آ نکلے۔"کیا بات ہو رہی ہے" انہوں نے پوچھا۔

مَیں نے کہا۔"یہ صاحبہ مجھے عیسائیت کی تبلیغ کر رہی ہیں اور مَیں انہیں اسلام کی تبلیغ کر رہا ہوں۔"

"اچھا۔ آپ میں سے جو ہار جائے اور دوسرے کا مذہب قبول کر لے تو مجھے اطلاع دینا"

یہ کہکر وہ صاحب آگے چل دیئے۔ اور ہم دونوں ان کے اس ریمارک پر ہنسنے لگے۔

"ہم کہاں تھے" میں نے پوچھا۔

"لباس کی بات ہو رہی تھی"۔

میں۔"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن میں ایک اور بات آپ سے پوچھوں اور بالکل دیانتداری سے مجھے جواب دیں۔"

"بہت اچھا" انہوں نے بہت ہی سنجیدہ بن کر کہا۔

میں۔"اتنا سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ایسے ہی معمولی سی بات پوچھنا چاہتا ہوں"

وہ۔"ہاں ہاں۔ شوق سے پوچھئے۔" انہوں نے اپنا موڈ بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں میں شادی ممنوع ہے"

"جی یہ بات درست ہے"

"اگر کوئی شادی کرنا چاہے؟"

"تو اسے اپنا عہد توڑنا پڑتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم راہبہ بنتے وقت تین عہد کرتی ہیں۔"

میں۔"کونسے تین عہد"

وہ۔"وہ تین عہد ہیں۔ غربت۔ عصمت۔ اطاعت۔ اول تو یہ کہ ہم پیسے کی خاطر کوئی کام نہیں کرتیں۔"

مَیں۔"لیکن پیسے کی ضرورت تو آپ کو لاحق ہوتی ہی ہوگی۔ آج آپ یہاں آئی ہیں تو کرایہ وغیرہ کا خرچ تو ضروری ہے۔"

وہ۔"ہاں لیکن صرف بقدر ضرورت اور جو رقم مجھے ملی ہے اس کا پورا حساب جاکر مجھے دینا ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ محض پیسے کی خاطر ہم کوئی کام نہیں کرتیں۔ اپنی ذات کے لئے۔ ویسے دوسروں کے لئے ہمیں بھیک بھی مانگ کر رقم جمع کرنی پڑے تو ہم کوئی مضائقہ نہیں سمجھتیں۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ آپ یہ میری کتابیں فروخت کر دیں آپ کو اتنا کمیشن مل جائے گا تو ہم ایسا کام ہرگز نہیں کرتیں۔ ہم اس کی کتابیں فروخت کرنے میں ضرور مدد کر دیں گی اگر یہ نیک کام ہو۔"

میں۔"خیر یہ مسئلہ تو صاف ہو گیا۔ آپ نوجوان ہیں اگر آپ کو مخالف جنس کا دوسرا نوجوان مل جائے جس کو آپ اچھا سمجھنے لگیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا مطلب ہے آپ کو اس سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

وہ۔"محبت ہو جائے۔ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ"

میں۔"بس یہی کہنا چاہتا ہوں۔ اچھا تو پھر آپ کا کیا رد عمل ہوتا ہے۔"

وہ۔"دیکھئے نہ تو ہمیں ان کے ساتھ ڈانس کی اجازت ہوتی ہے اور نہ علیحدہ گھومنے پھرنے کی۔ بس یہی ہوتا ہے کہ اور لوگوں کے درمیان ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ اگر یہ جذبہ شدید ہو جائے اور کوئی راہبہ اپنا عہد توڑ کر اس سے شادی کرنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتی ہے۔"

میں۔"اگر اسے محسوس ہو کہ اس نے غلطی کی تو وہ واپس آ سکتی ہے۔"

وہ۔"نہیں نہیں عہد توڑنے کے بعد وہ پھر راہبہ نہیں بن سکتی۔"

میں۔"آپ کو کوئی ایسا خیال بھی آیا ہے"

[illegible]

وہ۔"تو پھر میں خدا سے دعا میں مصروف ہو جاؤں گی۔"

میں۔"شکریہ آپ کی صاف گوئی کا۔" یہ بات مجھے سمجھ میں آ گئی۔ کیا اب آپ جاکر اپنی بڑی راہبہ سے اعتراف کریں گی۔ کہ آپ ایک بے دین عیسائیت کو نہ ماننے والے سے الٹی سیدھی باتیں کرتی رہی ہیں۔"

وہ۔"نہیں نہیں یہ بات نہیں بلکہ میں شکرگزاری کا اظہار کروں گی کہ مجھے اپنے مسلک کی وضاحت کا ایسا اچھا موقعہ ملا۔"

میں۔"آپ کے ہاں یہ اعتراف گناہ کا مسئلہ۔ ہاں تو سنیئے ہمارے ہمسائے میں ایک کیتھولک عورت رہتی تھی جب اس سے کوئی غلطی سرزد ہوتی تو بہت گھبراتی تھیں اور پھر اتوار کو جاکر اس کا اعتراف کر لیتیں اور مطمئن ہو جاتیں کہ بس اب ان کا چھوٹا یا بڑا گناہ معاف ہو گیا ہے۔ چند دنوں بعد پھر وہ اسی قسم کی بے ہودہ حرکات کر بیٹھتیں بس یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

وہ۔"بات یہ ہے کہ جب ہم اعتراف گناہ کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہرگز ہرگز پھر ایسی غلطی نہیں کریں گے انسانی فطرت کمزور ہے اس لئے ایسا ہونا ممکن ہے لیکن منشا یہی ہوتا ہے کہ اس غلطی یا گناہ کا دوبارہ ارتکاب نہ کیا جائے۔ آپ کے ہاں کیا صورت ہے"۔

میں۔"ہم تو صرف خدا کے سامنے ہی اپنی کمزوریوں اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اسی سے اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔"

وہ۔"ہمارا طریق ذرا مختلف ہے۔ مانگتے تو معافی ہم بھی خدا سے ہیں لیکن واسطہ اپنے پریسٹ کا بناتے ہیں۔"

اس عرصہ میں ایک پنڈت بھی ہمارے قریب آ کر گفتگو کو خاموشی سے سننے لگے۔

وہ۔(ہندو پنڈت سے مخاطب ہو کر)"کیا آپ کا مذہب تبلیغ کر کے ہندو بنانے کی اجازت دیتا ہے؟"

ہندو پنڈت"نہیں۔ ہندو وہی ہوتا ہے جو پیدائشی ہندو ہو۔ ہاں ایک شخص ہندو فلسفہ کو پڑھ کر اس کے مطابق اگر چاہے تو زندگی بسر کر سکتا ہے۔"

میں (راہبہ سے مخاطب ہو کر)"اگر آپ ہندو بننا چاہتی ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ خداوند سے دعا کریں کہ آئندہ جنم میں آپ کو ہندو کے گھر پیدا کرے۔"

اس پر ہم تینوں ہنس پڑے۔ ڈنر کا وقت ہو گیا تھا اس لئے ہماری مجلس برخاست ہو گئی۔

(باقی — باقی)

سمر سکول کے متعلق

۱۶راگست

محترمی مولوی دوست محمد صاحب۔ السلام علیکم۔ پیغام صلح کے اداریہ میں آپ نے لکھا ہے:۔"اس سلسلہ میں بیجا نہ ہوگا اگر ہم منتظمین سمر سکول کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ سمر سکول کا انتظام اگر جماعت کے مرکزی مقام لاہور میں دسمبر کے جلسہ سالانہ سے پیشتر یا بعد کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" سمر (SUMMER) انگریزی میں گرمیوں کے موسم کو کہتے ہیں۔ سمر سکول جو گرمیوں میں سکول ہو۔ مگر ماہ دسمبر میں سمر سکول؟ "چہ معنی دارد؟" یہ وضاحت طلب ہے۔ والسلام۔ احقر فضل حق

پیغام صلح۔ صرف نام کی بات ہے۔ سمر نہ سہی ونٹر سکول نام رکھ لیں۔

از شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹی

عارف شہید کی یاد میں

یایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۲: ۱۵۴ تا ۱۵۶)

اے مومنو صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد کے طلبگار رہو۔ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو راہِ حق میں جان دے دے اسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ اور خوف بھوک مالوں جانوں اور باغات اور فصلوں کے جاتے رہنے میں آزمائش ہے۔ خدا آزماتا ہے کہ اس کی راہ میں ثابت قدم ہے یا نہیں۔ ایمان کا جو دعوے ہے وہ محض زبان پر ہے یا دل بھی اس پر گواہی دیتا ہے۔ کہ دینے والا تو وہی ہے۔ وہ پھر بھی لے سکتا ہے۔ اور فرمایا کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ جو مصیبت آنے پر کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہم نے اللہ کی طرف ہی جانا ہے مرجع ہمارا وہی ہے۔ اگر کوئی آزمائش اس کی طرف سے آگئی تو وہ بڑی قدرت والا ہے۔ دُور بھی کر دیتا ہے۔ صبر بھی دینے والا وہی ہے۔

میں نے مولانا نورالدینؒ کے درس قرآن میں پڑھا ہے کہ حدیث میں ایک مقام پر آیا ہے کہ صبر کی دعا نہ کیا کریں۔ صبر مانگیں گے تو پھر آزمائش کے لئے بھی تیار رہیں۔ خدا پھر دیکھتا ہے کہ میرے بندے میں صبر کی کتنی طاقت ہے۔

ایک شخص نے دعا کی اے اللہ مجھے جو تکلیف آنی ہے دنیا میں ہی آجائے اور میں آخرت میں تکلیف سے بچ جاؤں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا۔ ایسا بیمار ہوا کہ وہ شفایاب ہی نہ ہوتا تھا۔ تکلیف دن بدن بڑھ رہی تھی۔ تلافی کیسے ہو خود ہی تو اس نے یہ چاہا کہ دنیا میں میں تکلیف کو بھگت لوں۔ آنحضرت صلعم اس کی عیادت کے لئے گئے تو ان کو یہ سارا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو سمجھایا کہ دعا یہ کرنی چاہیئے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ دنیا میں بھی بھلائی چاہو اور آخرت میں بھی اور عذاب نار سے حفاظت مانگو۔ "فضل کریں تے تاریں نوں۔ عدل کریں تے جاتہ کوئی"۔ عدل کے سامنے تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

جس حال میں خدا رکھے اس پر خوش رہے اور قناعت کرے اور اس کا شکر ادا کرے۔ مولینا نورالدین صاحبؓ نے لکھا ہے کہ مجھے ۱/۲ روپیہ یا ہزار بھی آمدنی ہوتی ہے اور ہزار ہا روپیہ بھی لیکن ہر حال میں خوش اور مطمئن رہا ہوں میری زبان پر شکوہ نہیں آیا اور میری طبیعت وہی رہی ہے ایک سال میں یہ اتنی بڑی بات ہے۔

انہوں نے ایک عورت کا حال لکھا ہے کہ وہ ان کے پاس آئی اور آکر شکایت کی کہ میں تو برباد ہو گئی۔ "میرا کچھ نہیں رہا"۔ آپ نے اسے کہا، تمہاری آنکھیں ہیں اور کان سلامت ہیں یہ شکر کرو۔ تو اس کو تسلی ہوئی۔

خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں اور اس کی رضا کے لئے زندہ رہنا اور اسی کے لئے مرنا۔ ہر حال میں اسی کو مقدم کرنا یہ شہادت کی زندگی ہے۔ شہادت کے معنے حاضر ہونا ہے۔ دیکھنے کے ساتھ یا بصیرت کے ساتھ آنکھ سے ہو یا دل سے۔ جس قدر زیادہ کوئی شخص فضیلت رکھتا ہے اسی قدر شہادت دینے کا اہل ہے۔

جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ بھی شہید ہیں اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو بھی شہید کہتے ہیں۔

امام راغبؒ نے لکھا ہے شہدا سے مراد ایسے لوگ ہیں کہ وہ جس بات کو سنتے ہیں اس کو اپنے دل میں حاضر رکھتے ہیں۔ اور یہ معنے بھی ہیں کہ جو علم انہوں نے رسولؐ اور خدا سے حاصل کیا اسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس لحاظ سے معنے ہوتے مزکی۔ پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والے اور شہید کے عام معنے ہیں وہ شخص جو راہ حق میں جان دے۔ یہ بھی اس مفہوم سے ہے وہ اپنے فعل سے شہادت دے جاتے ہیں خدا کے وجود پر اور وہ دوسروں کے لئے رہنمائی کا موجب ہوتے ہیں۔

ظالم کہتا ہے کہ میں اس حد تک ظلم کر سکتا ہوں اور اس کا مد مقابل اسے اس وار کو سہتا ہے اور تعوذ نہیں برداشت کرتا ہے لیکن فرق کتنا ہے۔ ظالم کے لئے پاداش ہے وہ اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

..... کہ ظالم اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف ہی لے جا رہا ہے۔ اور جو اس کا تختہ مشق بنے اس کے لئے ترقیاں ہیں، آخرت کی لامحدود اور ان گنت نعمتیں ہیں۔ اور اس کے لئے دائمی زندگی ہے۔ شہدا کے لئے ایک مقام ہے۔ عند ربہم یرزقون اپنے رب کے ہاں وہ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں بھی ان کے لئے دن رات دعائیں کرنے والے موجود ہیں اپنے بھی اور غیر بھی، ان کے لئے نیک نشان ہیں۔ ان کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں۔ انہوں نے مقصد کی ترقی کے لئے جان دی اور اقرار کی حفاظت کی اور یقین کا یہ عالم ہے کہ جان تک قربان کر دی۔

مذہب صرف ظاہری ارکان اور رسم و رواج کا نام نہیں۔ اصل مذہب یہی ہے کہ اپنے آپ کو پیش کر دے۔ یہ تو انتہائی تنزل ہے فرمانبرداری کی۔ عام طور پر بھی دنیا میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ انہوں نے صبر کیا اور نفس کو محروم رکھا۔ اور حلال کو بھی ترک کیا۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ۴۰ سال سے میرا دل شہد مانگ رہا ہے لیکن میں نے اس کو شہد نہیں دیا۔ کتنا صبر اور جبر ہے۔ اس پائے کا انسان! فرماتے گیا ہیں کہ میں دن میں کئی بار شیشہ دیکھتا ہوں (لوگ شیشہ دیکھتے ہیں اپنا حسن و جمال دیکھنے کے لئے۔ آرائش و زیبائش دیکھنے کے لئے) لیکن یہ بزرگ شیشہ اس لئے دیکھتا ہے کہ کہیں شامت اعمال سے میرا چہرہ سیاہ تو نہیں ہو گیا۔ کتنی خدا خوفی ہے۔

جس رنگ میں نیکی کا تصور ہو اس کی اشاعت بڑا قابل قدر کام ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس دار فانی میں تکلیف کی جگہ ہیں اور اس ابدی قیام گاہ میں جتنا بھی ہم آخرت کا خیال رکھیں اور صاف باطن رہیں اتنا ہی غنیمت ہے۔

کیسی شہادت ہے ہم نے آج قرآن خوانی کی ہے اور ان کی یاد میں ہم آج ایک جگہ ہیں اللہ تعالےٰ اس کی اس قربانی کے عوض ہم پر بھی اپنی رحمتیں نازل کرے۔ اور دیکھئے نام بھی عارف پایا اور اس نام میں کیا کیا مفہوم ہیں۔ نیک لوگوں نے عارفوں کے مفہوم میں کیا کیا باتیں کی ہیں:—

۱۔ عارف آفتاب کی طرح ہے کہ سب پر روشنی ڈالتا ہے اور زمین کی مانند ہے کہ تمام موجودات کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

۲۔ عارف کا دل ایسے چراغ کی مانند ہے جو بلور کی ایسی قندیل میں رکھا ہوا ہے جس کی شعاعیں تمام عالم ملکوت کو منور کرتی رہتی ہیں۔ ایسے شخص کو تاریکی کا کیا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ عارف وہ ہے جس کو کوئی کسی قسم کا شور و شغب یا شغل یا کدورت مکدر نہ کرے بلکہ کدورت خود صاف ہو جائے۔

۴۔ عارف وصال الٰہی کے سوا اور کسی بات سے خوش نہیں ہوتا۔

۵۔ عارف کا ثواب خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اللہ تعالےٰ ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے اس شہید پر اور اس کے ساتھی شہدا پر۔ اور اپنی خاص نعمتوں سے نوازے اور ہمیں بھی اسلام پر دائم رہنے کی توفیق دے۔

تقریب نکاح و عطیہ

مؤرخہ ۶ اگست ۱۹۶۲ء کو بی بی رضیہ دختر بابو محمد صادق صاحب ٹھاٹھی احمد خاں ضلع ہزارہ کا نکاح بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر جناب منظور احمد صاحب فرزند جناب ماسٹر صفی اللہ صاحب دیب گراں کے ساتھ پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح قاضی عبدالاحد صاحب نے پڑھایا۔

اس خوشی میں جناب ماسٹر صفی اللہ صاحب نے مبلغ -/۱۰ (دس) روپے اشاعت اسلام کے لئے عنایت کئے۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ دعا فرماویں کہ اس رشتہ کو اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے برکات کا موجب بنا دے۔ آمین۔

www.aaiil.org

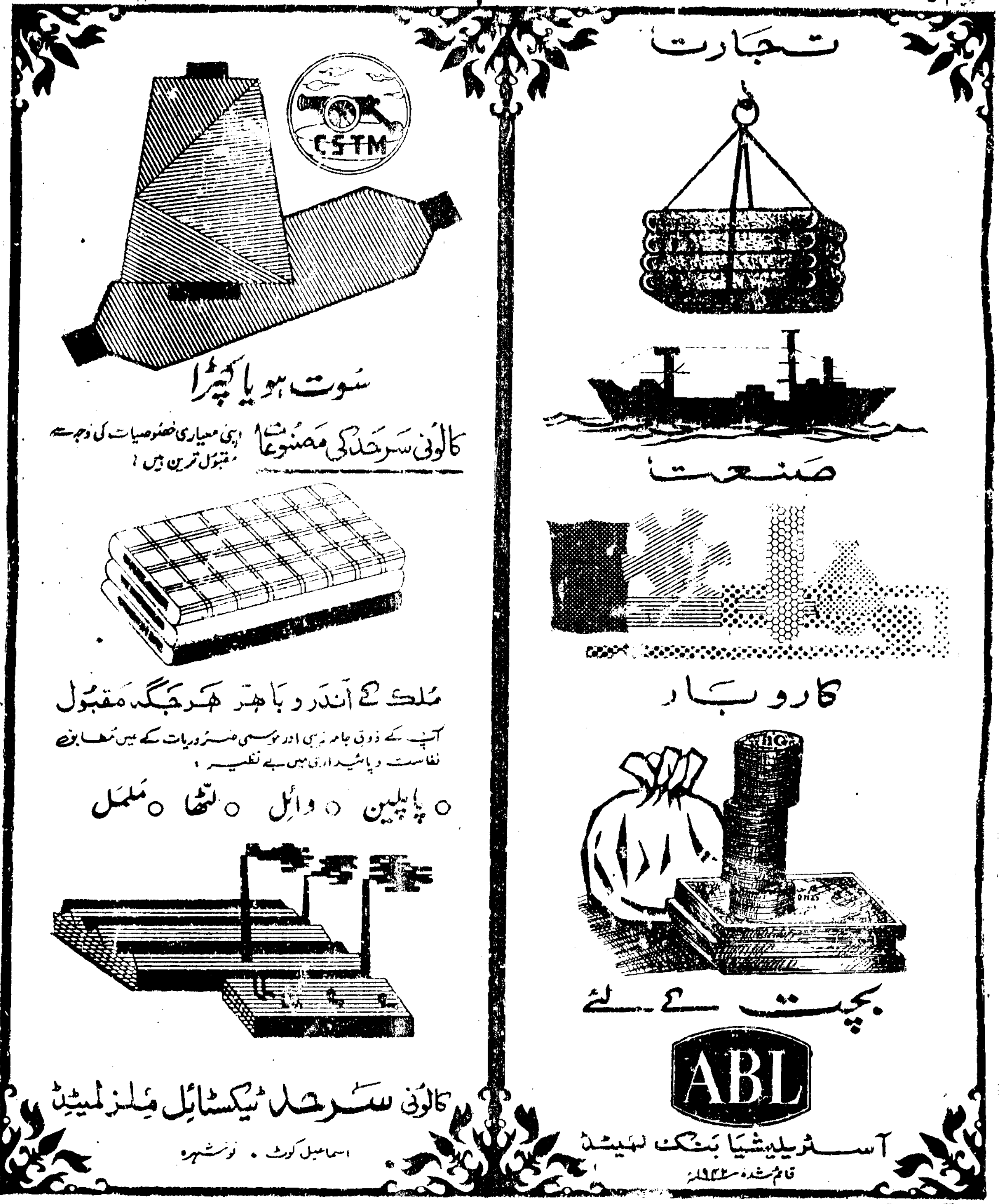

ضرورت رشتہ

ایک سترہ سالہ احمدی لڑکی کے لئے جو دسویں میں زیر تعلیم ہے، برسر روزگار احمدی نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی اچھی ہوشیار اور صورت و سیرت کے لحاظ سے پسندیدہ ہے، باپ غریب آدمی ہے اور زمانہ کی رسم کے مطابق جہیز دینے کے قابل نہیں ،
خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں :۔
ن ۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

آپ کو پڑھ کر خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ بزرگوں کی دعاؤں سے میرے دونوں بچے مس شمیلہ راحیہ و رضا کامران میٹرک کے امتحان میں فسٹ ڈویژن میں پاس ہو گئے ہیں۔ انکی آئندہ کامیابیوں کے لئے بھی آپ کی دعاؤں کی طالب ہوں۔ اس خوشی میں ایک معمولی سی رقم اشاعت اسلام کیلئے ...

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ ۳۲

... مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوامی

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۵

تم اپنی زبانوں پر حکومت کرو

نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔

متقی کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

زبان سے ہی انسان تقوے سے دُور چلا جاتا ہے۔ زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں۔ اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیان بہت جلد پیدا ہوتا ہے **حدیث شریف** میں آیا ہے۔ کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے **قولِ زور**۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ اگر کوئی ایسا سمجھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آیا ایک شخص جو اضطراراً سؤر کھا لے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دیدے تو وہ اسلام سے دُور نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقوے کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبانوں پر حکومت کرو۔ نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔ اور اناپ شناپ بولتے رہو۔

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو نہ بولنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار سے رُکے۔ اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ **دیکھو** ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب دشمن ہو گئے۔ مگر آپ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ جب ابو طالب آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آ کر کہا اس وقت بھی آپؐ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رُک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے میرا ساتھ دیں یا نہ دیں۔

پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے ویسے ہی قدر امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے۔ **یامرون بالمعروف**

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

بحرِ حکمت کے موتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔

عن ابی حازم قال سالت سھل بن سعد فقلت ھل اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی فقال سھل ما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی من حین ابتعثہ اللہ حتی قبضہ اللہ فقال فقلت ھل کانت لکم فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مناخل قال ما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منخلاً من حین ابتعثہ اللہ حتی قبضہ قال قلت کیف کنتم تاکلون الشعیر غیر منخول قال کنا نطحنہ وننفخہ فیطیر ما طار وما بقی ثریناہ فاکلناہ۔

ترجمہ: ابو حازمؓ سے روایت ہے کہا میں نے سہل بن سعد سے پوچھا میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی تھی تو سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا نہیں کھائی یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو وفات دی کہا میں نے کہا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے کہ اللہ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا تھا چھلنی نہیں دیکھی یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو وفات دی کہا میں نے کہا کہ تم کیونکر بغیر

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

ٹرنی ڈاڈ کے ایک ممتاز شہری کی سلسلہ میں شمولیت

جناب معظم سائیں کورٹ جسٹس آف پیس نے اس دفعہ اپنی پہلی ملاقات میں ہی اس امر کا اظہار کیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس سے قبل جب میں ٹرنی ڈاڈ سے واپس انگلستان جانے لگا تھا تو انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ گو انہیں ہم سے بہت سے مسائل میں اتفاق ہے لیکن ابھی ان کا سلسلہ میں شامل ہونے پر انشراح صدر نہیں ہوا۔ الحمد للہ سالہا سال کے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد انہوں نے ہمارے ساتھ شامل ہونے کا عزم کر لیا ہے۔

جناب معظم سائیں انگریزی زبان میں پڑھے پائے کے مقرر ہیں قرآن کریم بڑی خوش الحانی سے پڑھتے الفاظ کو صحیح مخارج سے ادا کرتے اور قرآن کی تفسیر بڑے دلکش انداز میں کرتے ہیں۔ آپ ٹرنی ڈاڈ میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں ..... اللہ تعالیٰ ان کا یہ اقدام ان کے لئے اور ہمارے لئے مبارک کرے۔ جماعت کے دوسرے دوستوں کو بھی انکی شمولیت سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔

کنونشن کی تیاریاں

جیسے جیسے کنونشن کے دن نزدیک آتے جا رہے ہیں جماعت کے دوست اپنے گھروں کی آرائش میں مصروف ہیں تاکہ باہر سے آنے والے احمدی بھائی اور بہنوں کو خوش آمدید کہہ سکیں۔ جہاں جہاں مجھے جانے کا موقعہ ملا ہے ہر جماعت

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

www.aaiil.org

غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل

مکتوب ھالینڈ

میرا دورۂ سورینام

مکرم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ پیغامِ صلح۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کی خدمت میں دیر سے کچھ تحریر نہیں کر سکا۔ اُمید ہے کہ آپ تمام احباب خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو معلوم ہی ہو چکا ہوگا کہ میں گذشتہ اپریل میں سورینام گیا تھا۔ وہاں کی جماعت نے دو ہفتوں کے لئے مجھے مدعو کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہاں ہماری جماعت بہت مضبوط ہے۔ مجھے بہت سے احباب سے ہالینڈ کے ذریعہ تعارف تھا اور بہت سے دوست ہمارے ماہانہ رسالہ "الفاروق" کے ذریعہ مجھے جانتے تھے لیکن جماعت اور جماعت کے کام اور پروگرام سے زیادہ واقفیت نہ تھی۔ مجھے اپنے اس مختصر سے قیام کے دوران ... جماعت کی مضبوطی وغیرہ کا علم ہوا۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو اور بھی مضبوط کرے۔ پارہ ماری بو ہماری جماعت کا صدر مقام ہے اور سب سے بڑا شہر بھی ہے۔ پبلک کی آبادی کی اکثریت بھی اسی جگہ بود و باش رکھتی ہے۔ اس شہر میں جو مسلمان آبادی ہے ان کا ایک حصہ ہماری جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ اہل سنت والجماعت ہے۔ جماعت ربوہ کے بھی چند ایک ممبر موجود ہیں۔

اس وقت پارہ ماری بو میں اہل سنت والجماعت کی ایک شاندار مسجد موجود ہے۔ جو ہر لحاظ سے بہت ہی اچھی ہے۔ باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ ہماری جماعت کی مسجد پرانی ہے مگر اب وہ اس جگہ ایک نئی مسجد تعمیر کرنے کی کوشش میں ہیں جو کہ جماعت احمدیہ کی جامع مسجد ہوگی۔ اس مسجد کے علاوہ شہر کے مضافات میں کئی ایک مساجد ہیں جو کہ نہایت ہی خوبصورت اور اس ملک کے موسم کے مطابق بنائی گئی ہیں۔ ان مساجد کو دیکھ کر آپ بہت ہی تعجب کریں گے کہ انہوں نے چھوٹی چھوٹی جگہوں میں اتنی خوبصورت مساجد کیسے بنا دی ہیں اور پھر شاید یہ خوشی بھی ہوگی کہ ہمارے بھائیوں نے اسلام کو زندہ رکھنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی چھوٹی چھوٹی جگہوں پر ہمارے ملک میں بھی اس قسم کی مساجد نظر نہیں آتیں۔ بعض مساجد ایسی جگہوں پر معلوم ہوتی ہیں کہ ان کے آس پاس چند ایک مکان ہی نظر آتے ہیں۔ لیکن وہ مساجد ارد گرد کے تمام علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب جلسہ وغیرہ ہو تو تمام احباب جمع ہو کر مسجد کو بھر دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے مساجد کے ساتھ ایک دو کمرے ایسے بھی بنائے ہیں جہاں بچوں کو اسلام کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ بعض نے سکول ملحق کر دیتے ہیں تاکہ بچے مسجد سے بھی روشناس ہوتے رہیں۔ مجھ پر بہت بڑا اثر اس بات کا ہوا کہ ہر مسجد کی ایک اپنی تنظیم بھی ہے۔ ایک امام ہے۔ ایک پریذیڈنٹ ہے اور کچھ معلم اور مبلغ بھی مقرر ہیں۔ تمام دوست دن کے وقت اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اور جب مسجد میں آئیں تو اپنے اپنے عہدے سنبھال لیتے ہیں۔ دن کے وقت کوئی مستری کا کام کرتا نظر آتا ہے کوئی معمار کا، کوئی کسان ہے اور کوئی دفتری کام کر رہا ہے کوئی دوکاندار ہے اور کوئی کارخانہ دار اور مزدور۔ مسجد میں تمام بھائی بھائی نظر آتے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے میں امتیاز محض علم و حکمت کا ہی نظر آتا ہے۔ اس قسم کی آٹھ مسجدیں دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے۔ میں جب اس ملک کے ہوائی اڈے پر اترا تو اس جماعت کے دو سو سے زیادہ افراد۔ مرد۔ عورتیں اور بچے موجود تھے۔ ہوائی اڈے پر دوستوں سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا۔ وہاں سے مسجد میں پہنچے جہاں لیکچر ہال میں احباب کا اجتماع تھا وہاں احباب سے تعارف حاصل ہوا اور انہوں نے میرے آنے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اگلے روز ہفتہ تھا۔ اس دن کوئی پروگرام نہ تھا۔ اتوار کو . . . . جماعت کا بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں خاکسار کو اس میں اُردو اور ڈچ زبان میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ جماعت کے کارکنان نے اس موقعہ پر مسجد کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں نے اپنی نئی مسجد کے لئے دل کھول کر وعدے کئے۔ آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ اس دن جماعت نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا جو کہ پچیس ہزار پونڈ کے قریب ہے۔ جماعت کے اس جذبۂ ایثار سے مجھے ازحد خوشی ہوئی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ہماری جماعت کے افراد نے اتنی بڑی رقم دینے کا وعدے کئے۔ وعدے کرنے والوں میں بچے عورتیں اور مرد سب شامل تھے۔ وہ بھی شامل تھے جو چند ایک گلڈر ہی دے سکتے تھے اور وہ بھی تھے جو ہزاروں کا وعدہ کر رہے تھے۔ ہماری جماعت کے ایک دوست نور محمد بکن صاحب مرحوم نے اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت فرمائے ساڑھے چودہ ہزار سورینامی روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا احباب ان کے لئے دعائیں فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس قربانی کے عوض جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ یہ دوست مئی کے آخر میں زیادہ بیمار ہو گئے تھے جون میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے خدا سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

علاوہ ازیں مضافات کی جماعتوں نے مل کر ۱۲½ ہزار پونڈ کی رقم دینے کا وعدہ کیا۔ جماعت ایک طرف تو اپنی مرکزی مسجد کی تعمیر میں کوشاں ہے اور دوسری طرف باہر کی جماعتوں کی مساجد کی بہبودی کے لئے بھی فکرمند ہے۔ چنانچہ اسی دوران میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے (جو کہ پرانی ہونے کی وجہ سے ضرورت پوری نہیں کر رہی تھی) ایک جلسہ میں پانچ ہزار پونڈ کے وعدے ہوئے۔

مجھ پر جماعت کے تمام افراد کا گہرا اثر ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اسلام کی خاطر اور بھی قربانیوں کی توفیق بخشے۔ ہماری جماعت . . . . کے تمام احباب مل کر اسلام کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ مسجد کے علاوہ ہماری جماعت ایک یتیم خانہ بھی تعمیر کروانے میں مصروف ہے جس کے ساتھ ایک سکول بھی ہوگا۔ زمین موجود ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو سال میں یہ عمارت بھی بن جائے گی۔ ہماری جماعت یہاں کافی کام کر سکتی ہے احباب کرام ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرماتے رہیں۔ سورینام کی جماعت، گیانا اور ٹرینیڈاڈ کی جماعتوں کے لئے بھی کام کر سکتی ہے اور تینوں ممالک کی جماعتیں مل کر اسلام کی تبلیغ کا کام احسن طور پر کر سکتی ہیں۔

ربوہ جماعت کے مبلغ بھی سورینام آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ احباب جماعت تبادلۂ خیالات بھی کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی ایک قریب کے حصہ میں مسجد بنوائی ہوئی ہے۔ مگر وہ مسجد ہماری مساجد کے مقابلہ میں اتنی اچھی نہیں مبلغ ربوہ کے ساتھ بھی گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ خط و کتابت کے ذریعہ بھی بات چیت ہو رہی ہے۔ مجھے اپنے قیام کے دوران میں دو دفعہ ٹیلی ویژن پر اسلام کے متعلق تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ تقریریں ڈچ زبان میں تھیں۔ دوستوں نے بھی ان تقاریر کو سراہا وہ تقاریر بہت مختصر تھیں۔ مگر مصروف لوگوں کے لئے کافی تھیں۔ بعض تعلیم یافتہ لوگوں سے بھی باتیں کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ وہ کہتے تھے کہ ڈچ زبان میں اس قسم کی پہلی دفعہ باتیں ہم نے سُنی ہیں۔ ریڈیو پر بھی دو دفعہ تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ ایک دفعہ اُردو میں اور ایک دفعہ ڈچ میں۔ ڈچ زبان میں دراصل ایک مکالمہ تھا۔ ریڈیو کا نمائندہ سوالات کرتا گیا اور میں ان سوالات کے مختصر جوابات دیتا گیا۔ اُردو میں تقریر میں دو سوالوں کے جواب تھے۔ ایک یہ کہ ہمارا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور دوسرا یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ کیا تھا۔ نبی ہونے کا یا مجدد و محدث ہونے کا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور کی شاخ سورینام بہت مضبوط ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اسلام کی خاطر زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی توفیق بخشے۔ قارئین پیغامِ صلح ان کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ والسلام

ٹرینیڈاڈ کے ایک ممتاز شہری۔ از صفحہ اوّل۔

میں گہما گہمی کے آثار دیکھے ہیں وہ ہر طرح کی تکلیف اُٹھا رہے ہیں لیکن دل خوشی سے بھرپور ہیں۔ وہ لوگ جو چند سال پہلے ناواقف اور اجنبی تھے آج ایسے بن گئے ہیں جیسے ان کے قریبی عزیز ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس اسلامی اخوت کے جذبہ کو برقرار رکھے۔

شیخ محمد طفیل۔ از ٹرینی ڈاڈ

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۸۲ء

مسئلۂ خلافت اور جماعت احمدیہ

"ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح اوّل دربارہ خلافت احمدیہ" کے عنوان سے ایک آٹھ صفحہ کا ٹریکٹ مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کی ایک کاپی حضرت امیر ایدہ اللہ نے دفتر پیغام صلح میں اس ریمارک کے ساتھ ارسال کی ہے کہ

"ایڈیٹر پیغام صلح اس پر تبصرہ کریں"۔

یہ ٹریکٹ حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر پر مشتمل ہے جو آپ نے ۱۹۱۲ء میں مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں فرمائی اور جس میں آپ نے ... اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ آپ کی خلافت کے بارہ میں اختلاف کرنا اور یہ کہنا کہ "حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو" سراسر جاہلانہ اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ لڑائی کرنا ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ:

"جو سنتا ہے وہ سُن لے اور خوب سُن لے اور جو نہیں سُنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حق دار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے، اس سے توبہ کرو، اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور منافق ہے، فرشتے بن کر اطاعت فرمانبرداری اختیار کرو، ابلیس نہ بنو"

حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تقریر کے مخاطب کون لوگ تھے؟ مہتمم نشر و اشاعت نے مذکورہ ٹریکٹ کے آخر میں حضرت مولینا رح کی اپنے جانشین کے متعلق وصیت نقل کرتے ہوئے (جس پر آگے چل کر غور کیا جائے گا) یہ لکھا ہے :-

"مولوی محمد علی صاحب نے آپ کی وفات پر اس وصیت سے غداری کی اور آپ کے جانشین کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھ دی حالانکہ خلیفۃ المسیح الاوّل ان کو بار بار یہ درس دیتے رہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے نہ کوئی انسان یا انجمن"

اس بات پر تو ہم آگے چل کر غور کریں گے کہ حضرت مولینا رح کی وصیت سے غداری کس نے کی اور تفرقہ کی بنیاد کس نے رکھی فی الحال ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون لوگ تھے، جنہوں نے یہ کہا کہ "خلافت حقدار کو نہیں پہنچی"۔ "حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو"۔ کیا حضرت مولانا محمد علی صاحب رح اپنے آپ کو خلافت کا حقدار سمجھتے تھے؟ کیا بزرگان جماعت لاہور کا کوئی فرد اپنے آپ کو خلافت کا حقدار سمجھتا تھا؟ یا ان میں سے کسی کے منہ سے یہ کلمہ نکلا کہ خلافت "حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو"؟ واقعات کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ وہ کون تھا جس نے یہ کلمہ کہا اور کس کے متعلق کہا؟ کیا یہ میاں محمود احمد صاحب کے نانا جان میر ناصر نواب نہ تھے جو جگہ جگہ لوگوں میں یہ کہتے پھرتے تھے، کہ "حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو"؟ اور وہ میاں محمود احمد صاحب کو خلافت کا اصلی حقدار کہکر جماعت میں ان کے متعلق پراپیگنڈا کرتے پھرتے تھے کہ آئندہ خلیفہ انہیں بنایا جائے اور اسی غرض کے لئے خود حضرت مولینا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں میاں صاحب نے انصار اللہ کے نام سے ایک علیحدہ جماعت بنائی، جس کی غرض یہی تھی کہ حضرت مولینا رح کے بعد جماعت کو میاں صاحب کی خلافت کے لئے تیار کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مولینا رح نے اس تقریر میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی وفاداری کی تعریف ہے، لیکن واقعات آخر واقعات ہیں کوئی شخص اپنے منہ سے ظاہر طور پر اپنی وفاداری کا یقین دلاتا رہے اور ساتھ ہی خفیہ طور پر اپنی خلافت کے لئے میدان صاف کرتا رہے تو اس پر کیا کہا جا سکتا ہے۔ حضرت مولینا رح کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ "مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے" فی الواقعہ انہیں خدا ہی نے خلیفہ بنایا ... کیونکہ وہ مسیح موعودؑ کے کامل متبع تھے۔ حضورؑ کا فرمان ہے کہ "وہ میرے ہر امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ اور میں اس کو اپنی رضا میں فانیوں کی طرح دیکھتا ہوں" اس لئے آپ کی خلافت درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے عہد ماموریت کا ایک تتمہ تھی، جس پر بقول آپ کے "تمام قوم کا اجماع ہو گیا" لیکن افسوس ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کی خلافت پر قوم کا اجماع نہ ہو سکا، اس وجہ سے نہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رح نے حضرت خلیفۃ المسیح رح کی وصیت سے غداری کی، بلکہ اس وجہ سے کہ میاں صاحب نے اس وصیت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے احباب کے خلاف ریشہ دوانیوں سے کام لیا اور ان پر فاسق کا فتویٰ لگایا۔ حضرت مولینا رح کی وصیت تھی کہ :

"میرا جانشین متقی ہو، ہردلعزیز۔ عالم باعمل ہو حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی اور درگذر کو کام میں لاوے میں سب کا خیرخواہ تھا وہ سب کا خیر خواہ رہے، قرآن و حدیث کا درس جاری رہے"

کیا میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مولانا رح کی اس وصیت پر عمل کیا؟ حضرت مولینا محمد علی صاحب رح نے حضرت مولینا نورالدین صاحب رح کی وفات کے بعد بے حد کوشش کی کہ قوم کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے اور اسی وجہ سے انہوں نے میاں صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیعت کے لئے ان لوگوں کو مجبور نہ کریں جو مسیح موعودؑ یا مولینا نورالدین صاحب رح کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں کیونکہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام میں ہمیں ان کے ساتھ اختلاف ہے، جن لوگوں کو وہ کافر سمجھتے ہیں ہم انہیں مسلمان یقین کرتے ہیں، اس لئے بیعت کو لازمی قرار نہ دیا جائے اور وہ جماعت کے امیر ہیں تو ہمیں کوئی اختلاف نہ ہو گا لیکن میاں صاحب نے اس استدعا کو قبول نہ کیا، اس کے بعد لاہور آکر بھی حضرت مولینا رح نے اپنے چند دوستوں کے مشورہ سے ... یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد میاں صاحب کی خدمت میں بھیجا جائے، جو ان سے یہ استدعا کرے کہ وہ بیعت کے لازم ہونے کی شرط اٹھا دیں تو ہم انہیں امیر ماننے کے لئے تیار ہیں یہ اس لئے کہ جماعت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے، لیکن انہوں نے اس تجویز کو بھی نہ مانا، اور یہ فتویٰ دے دیا کہ جو لوگ خلیفہ وقت کی بیعت نہ کریں گے وہ فاسق ہیں۔ یہ تھا "حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے میاں صاحب کا حسن سلوک" اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ مولوی محمد علی صاحب رح نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رح خلیفۃ المسیح کی وفات پر آپ کی وصیت سے غداری کی اور اس طرح جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھ دی، کس قدر حق پوشی اور غلط بیانی سے کام لینا ہے۔

حضرت مولینا نورالدین صاحب رح تو حضرت مولینا محمد علی صاحب رح اور احباب لاہور سے اس قدر خوش تھے، کہ اس تقریر میں جو مذکورہ پمفلٹ میں درج کی گئی ہے، ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ :-

"یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور اس کے امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دُعا کی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں"

یہ احباب لاہور کے متعلق ... (جن میں مولوی محمد علی صاحب رح بھی شامل ہیں) آپ کی دعائیں اور آپ کے خیالات ہیں اور صرف آپ کے خیالات ہی نہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہاماً بتایا گیا کہ :

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں، لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں"

اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کے متعلق اللہ تعالےٰ نے الہاماً یہ بشارت دی کہ عالم عقبےٰ میں مسیح موعودؑ آپ سے کہیں گے کہ آپ بھی نیک اور متقی تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ، اس کے بعد انہیں غدار کہنا اور احباب لاہور کے متعلق میاں صاحب کی طرف سے فاسق کے فتوے ملنا کس قدر جسارت اور کتنی حق سے دوری ہے۔

ان تمام حقائق کو نظر انداز کر کے مہتمم نشر و اشاعت ربوہ کا حضرت مولینا نورالدین صاحب رح کی تقریر کو یہ رنگ دینا کہ اس میں بزرگان جماعت لاہور کو آپ کی خلافت کا منکر ٹھہرایا ہے، واقعات کے قطعاً خلاف ہے جس پر کوئی انصاف پسند افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد خلافت کا کوئی سلسلہ قائم نہیں کیا، اور نہ کسی فرد واحد کو اپنا جانشین بنایا، بلکہ اپنے بعد سلسلہ کے کاروبار چلانے کے لئے انجمن کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قائم کر کے یہ اعلان کر دیا کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اور یہ بھی لکھ دیا کہ : "جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے"۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس وصیت کے ہوتے ہوئے انجمن کو معطل کر کے خلافت کی گدی قائم کرنا

www.aaiil.org

مغربی کرہ ارض کی احمدیہ انجمن کی پانچویں کنونشن

ہمارے نمائندہ ٹرنی ڈاڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ویسٹرن ہیمیسفیئر کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ لاہور) کی پانچویں کنونشن اگست کے آخر میں ٹرنی ڈاڈ میں منعقد ہو رہی ہے اور یہ کنونشن گذشتہ تمام کنونشنوں سے بڑی ہوگی۔ سرینام سے ایک پورے جہاز کو چارٹرڈ کیا گیا ہے جس میں ۴۰۰ مندوب شرکت کے لئے سوار ہوں گے۔ اس کے علاوہ جو لوگ اپنے طور پر پہنچیں گے وہ علیحدہ ہوں گے۔ گیانا سے ساٹھ کے قریب مرد اور خواتین کے شریک ہونے کی اطلاع ہے۔ شیخ محمد طفیل صاحب انگلستان سے ٹرنی ڈاڈ پہنچ چکے ہیں اور کنونشن کے انتظامات میں مقامی جماعت کی مدد کر رہے ہیں۔ باقی بیرونی وفود ۱۸ اگست کو پہنچ چکے ہونگے۔ کنونشن سے قبل چند روز کے لئے غیر ملکی نمائندے گیانا اور سرینام بھی جائیں گے۔

دو سو کے قریب نیگرو کا قبول اسلام

معلم صلاح الدین تایو ہمارے گھانا کے مبلغ عرصہ ایک سال سے گیانا ٹرنی ڈاڈ میں تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ ان کی کوششوں سے ان دو ممالک میں تقریباً دو سو نیگرو مسلمان ہوئے۔ ان میں سے اکثریت غریب لوگوں کی ہے لیکن ان میں سے بہت سے خاص ذوق و شوق سے اسلامی مسائل سیکھ رہے ہیں۔ معلم تایو کی تازہ تصنیف "محمدؐ ان دی لائٹ آف دی ہولی بائیبل" بڑی دیدہ زیب شائع ہوئی ہے۔

ہالینڈ کے ڈاکٹر غلام احمد بشیر اور ان کی اہلیہ شریک ہو رہی ہیں۔ اسی طرح انگلستان سے ایک نومسلمہ کی بھی شرکت کی توقع ہے۔ افسوس اس دفعہ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب امریکہ سے اور میاں فاروق احمد شیخ صاحب پاکستان سے شریک ہونے کے لئے نہ جا سکے۔

کنونشن کے متعلق دیگر تفصیلات بعد میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تین مدارس کے امتحانات مڈل و میٹرک کے نتائج

۱۔ مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

امتحان مڈل منعقدہ ۱۹۷۲ء میں نو طلباء شریک ہوئے، سب کے سب کامیاب ہوئے اور نتیجہ سو فیصد رہا، اول ۲۷۶۷ کے مسٹر نعیم اللہ خان ۴۹۴ نمبر حاصل کر کے سکول میں اول رہے، ان کا وظیفہ یقینی ہے۔

امتحان میٹرک منعقدہ ۷۲ء میں ۱۳۵ طلباء شریک ہوئے، ۹۵ کامیاب ہوئے نتیجہ ۴ء۷۰ فیصد رہا۔ اول ۷۷۹ چوہدری محمد اسد اللہ ۴۹۸ نمبر حاصل کر کے سکول میں اول رہے، چار طلباء کے وظیفہ حاصل کرنے کی توقع ہے۔ ہیڈ ماسٹر چوہدری عبدالحمید صاحب

۲۔ مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

کل ۷۳ طلباء میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے نتیجہ ۸۱ فیصد رہا۔ ۱۱ طلباء نے فرسٹ ڈویژن ۱۷ طلباء نے سیکنڈ ڈویژن اور ۲ طلباء نے تھرڈ ڈویژن حاصل کی۔ اول آنے والے طالب علم محمد جاوید نے ۶۶۴ نمبر حاصل کئے امید ہے اس طالب علم کا وظیفہ آ جائیگا۔

ہیڈ ماسٹر ۱۔ سید منور حسین صاحب

۳۔ مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ

امتحان میٹرک میں ۳۱ طلباء شامل ہوئے۔ ۳۰ کامیاب ہوئے۔ نتیجہ ۹۷ فیصد رہا۔

۱۴ طلباء نے فرسٹ ڈویژن لی، ۱۴ طلباء نے سیکنڈ ڈویژن لی، اور صرف ۲ دو تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ فرسٹ ڈویژن میں آنے والے طلباء میں دو طالبعلموں نے علی الترتیب ۷۳۶، ۶۸۹ نمبر حاصل کئے۔ پہلے طالب علم کا وظیفہ یقینی ممکن ہے دوسرا بھی وظیفہ حاصل کر سکے کیونکہ اسکے نمبر بھی ۶۰ فیصد سے زیادہ ہیں۔

ہیڈ ماسٹر چوہدری عبدالغنی صاحب

تینوں سکولوں کے اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان [illegible]

راولپنڈی میں دو کانیں کرایہ پر

جماعت احمدیہ کی مسجد مبارک راولپنڈی سے ملحق سات دوکانیں کرایہ کے لئے خالی ہیں، چار بڑی اور تین چھوٹی ہیں، بڑی دوکانوں کا کرایہ -/150 روپیہ ماہوار ہے اور چھوٹی دوکانوں کا -/100 روپیہ ماہوار۔ اگر احباب میں سے کسی دوست کو ضرورت ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:۔
خواجہ نصیر اللہ صاحب مکان نمبر H/350
گارڈن کالج روڈ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زرعی اراضیات

مکرمی ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ازراہ کرم مندرجہ ذیل سطور اپنے جریدہ گرامی کی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

بعض اخبارات میں مزارعین چک 6/4-L تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال کی طرف سے صدر مملکت کے نام اپیلیں شائع ہو رہی ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زرعی اراضی واقع چک 6/4-L اوکاڑہ تمام کی تمام مزارعین میں تقسیم کر دی جائے اور اس ضمن میں بعض خلاف واقعہ اور بے بنیاد باتوں کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ یہ امر درست نہیں کہ اراضی مذکورہ وقف کی صورت میں انجمن کو ملی تھی بلکہ یہ انجمن کی زر خرید ہے۔ جو بیالیس سال قبل حکومت پنجاب سے خرید کی گئی تھی اور قیمت کے علاوہ لاکھوں روپیہ انجمن نے اس کی آبادکاری پر صرف کیا ہے۔ یہ حکومت کا عطیہ یا جاگیر نہ تھی اور نہ کسی مالدار شخص نے اسے وقف کیا تھا۔ بلکہ ایک غریب قوم نے بڑی محنت سے چندہ جمع کر کے اشاعت اسلام کے کام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے یہ اراضی خریدی تھی۔

انجمن نے اپنے مزارعین سے ہمیشہ فیاضانہ سلوک کیا ہے اور کسی طرح بھی ان کے استحصال یا حقوق کی پامالی کی روادار نہیں۔ پیداوار کا ساٹھ فیصد مزارعین کو دیا جاتا ہے اور چالیس فیصد انجمن وصول کرتی ہے اور پانی کی بہم رسانی جو بصورت جھلارہ انجمن کے ذریعہ اونچے رقبہ تک پہنچایا جاتا ہے اس کے تمام خرچ انجمن برداشت کرتی رہی ہے۔ مزارعین کو رہائشی سہولتوں کے علاوہ برائے نام قیمت پر مویشیوں کا چارہ دیا جاتا ہے ان کے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے اور دیگر کئی قسم کی سہولتیں انہیں حاصل ہیں۔

چونکہ یہ انجمن بہت سے تعلیمی اداروں کی کفیل ہے اور تبلیغ اسلام اور قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کا کام برصغیر کے علاوہ بہت سے بیرونی ممالک میں بھی وسیع پیمانہ پر کر رہی ہے جس میں ممبران کے عطیہ جات اور چندوں کے علاوہ اراضیات کی آمدنی بھی صرف ہوتی ہے اس لئے انجمن حسب قواعد اور مارشل لاء ضوابط کے مطابق اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے چارہ جوئی کرنے میں حق بجانب ہے ان اراضیات کی آمد سے کسی ممبر انجمن یا کسی فرد واحد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ یہ تمام تر تعلیمی تبلیغی۔ معاشرتی، بہبود اور اشاعت اسلام کی ضروریات پر صرف ہوتی ہے۔

والسلام

منیجر احمدیہ فارم چک 6/4-L
تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال

اخبار احمدیہ

حکیم قاضی غلام مصطفےٰ صاحب کی وفات

— یہ خبر احباب سلسلہ کے لئے رنج و تکلیف کا موجب ہو گی کہ ایک نہایت ہی قیمتی بزرگ حکیم قاضی غلام مصطفےٰ صاحب قریشی سکنہ چک ورکاں 9/4-L ۱۹ اگست بروز ہفتہ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جماعت چک ورکاں کی روح رواں تھے ان کی کوشش سے ہی وہاں پر جماعت کا قیام عمل میں آیا اور مسجد تعمیر ہوئی، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

ہمیں اس صدمہ میں ان کے فرزندان ارجمند منظور احمد قریشی صاحب و نذیر احمد قریشی صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

پتہ:۔ منظور احمد قریشی صاحب۔ محلہ باغبانپورہ آبادی حاجی پیر بخش۔ گوجرانوالہ۔

درخواست ہائے دعا

— کراچی سے محمد بیدار صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

محترم جناب میاں رحیم بخش صاحب عرصہ سے بیمار ہیں، پہلے ان کے پھوڑے کا اپریشن ہوا تھا۔ ہسپتال میں ہی ان کا پیشاب بند ہو گیا۔ جس کی وجہ سے پریشانی میں کافی حد تک اضافہ ہو گیا۔ دوبارہ اسی سلسلہ میں ان کا کامیاب اپریشن ہوا۔ کافی دنوں ہسپتال رہ کر اب گھر تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ۔ کمزوری بہت زیادہ ہے لمبے عرصہ تک آرام کی ضرورت ہے۔ احباب سے دعا کے محتاج ہیں۔ تمام احباب جماعت سے گذارش ہے کہ اس قیمتی وجود کے لئے درد دل سے دعا کریں اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ

(باقی برصفحہ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

لفظ اللہ، خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، دوسری بعض مذہبی کتب میں خدا کا نام موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ ظاہر و باطن کو جاننے والا اور رحمان و رحیم ہے۔

ہمیں اپنے اندر صفاتِ حسنہ الٰہیہ پیدا کرنی چاہئیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۶۷ء۔ فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ، ھواللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ عالم الغیب والشھادۃ ھوالرحمٰن الرحیم ——— وھوالعزیز الحکیم ——(۵۹ : ۲۲—۲۴)۔

گذشتہ جمعہ میں نے سورۃ الحشر کے آخری رکوع کی پہلی چند آیات کی تلاوت کر کے ان کے تفسیری پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی، اور اس سلسلہ میں عظمتِ قرآن کا ذکر کیا تھا۔ آج اس کے بعد کی چند آیات تلاوت کی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے حسنہ کا ذکر ہے، یہ اسماء صفاتی کہلاتے ہیں، ایک جگہ فرمایا للہ الاسماء الحسنیٰ۔ کہ تمام کے تمام اسماء حسنہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور ان آیات کے آخر میں بھی فرمایا لہ الاسماء الحسنیٰ، لوگوں نے بالعموم ان اسماء حسنہ کی تعداد ننانوے تک گنوائی ہے اور سوواں نام اللہ ہے جس کو اسم ذات کہتے ہیں اس لئے بالعموم تسبیح میں ننانوے دانے ہوتے ہیں۔ اس میں ایک بڑا منکا ہوتا ہے جو لفظ اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ننانوے صفاتی نام سارے کے سارے قرآن کریم میں من و عن بیان نہیں کئے گئے، بعض نام تو ملتے ہیں۔ جیسے رحیم، کریم، خبیر، علیم، خالق، مالک اور قادر و حکیم وغیرہ اور بعض نام اللہ تعالیٰ کے بعض افعال سے مستخرج ہیں، جیسے فرمایا اللہ یقبض و یبصط۔ اسی سے قابض اور باسط اسماء الٰہیہ بنا لئے گئے۔ اس طرح یہ ننانوے نام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے کہ ان اسماء الٰہیہ کا ورد خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسمائے الٰہیہ کا ذکر کرنے کے لئے تسبیح استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اسمائے الٰہیہ کے ذکر کے لئے تسبیح پھیرنے کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اس وقت جب ایران و عرب کے تمدن میں اختلاط ہوا، تو تسبیح کا رواج ایران سے آیا اور مسلمانوں نے بھی اسے اختیار کر لیا۔ میں اس موقعہ پر اس بحث میں نہیں جاؤں گا کہ یہ طریق اچھا ہے یا برا، اس زمانہ میں حضرت امام زمان علیہ السلام نے اس فعل کو ضروری خیال نہیں کیا۔ اسی بارہ میں ایک استفسار کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو تمہارے ساتھ بے حساب ہے اور تم اس کے اسماء کا ذکر حساب سے اور گن گن کر کرتے ہو، سمجھانے کا یہ بڑا عمدہ پیرایہ تھا۔

بہرحال ان آیات میں پہلا نام اللہ ہے، لفظ اللہ اسم جامد ہے، یہ کسی مادے سے مشتق نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ الٰہ سے مشتق ہے۔ یہ درست نہیں، الٰہ کا لفظ تو معبودان باطلہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ بادشاہ کو بھی الٰہ کہا گیا ہے، اور انسانی خواہشات پر بھی الٰہ کا لفظ بولا گیا ہے فرمایا ارئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو الٰہ بنا رکھا ہے۔ لیکن اللہ کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور معبود کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ نیز یہ لفظ کسی اور لفظ سے مشتق ہے اس کے علاوہ لفظ اللہ۔ کا استعمال ... سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مستعمل نہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ اس لفظ کا تکرار قرآن کریم میں بہت آتا ہے۔ قرآن کریم کے ہر صفحہ پر کئی بار بلکہ بعض جگہ ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کا نام دہرایا گیا ہے اس طرح یہ نام قرآن کریم میں ۲۸۰۰ دفعہ استعمال ہوا ہے۔ دوسری طرف بعض الہامی کتب میں خدا کا نام سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے۔ انہوں نے ایک مرتبہ آریہ سماجیوں کو چیلنج دے دیا کہ تم اپنی الہامی کتب میں سے اور جو زیادہ معتبر و مستند الہامی کتاب رگ وید ہے اس میں خدا کا نام دکھلا دو۔ آپ نے اعلان کیا کہ رگ وید میں خدا کے نام کے لئے اوم .. کا لفظ موجود نہیں ہے۔ یہ چیلنج جب آپ نے ایک اور مناظرے میں ..... دوہرایا تو ایک شخص وید اٹھا لایا اور اس کا سرورق دکھلا کر کہنے لگا یہ دیکھیں اس کے پہلے صفحہ پر سب سے پہلے لفظ اوم لکھا ہوا ہے۔ تو حضرت مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ وید کا حصہ نہیں ہے۔ یہ تو وید چھپوانے والے نے اپنی طرف سے سرورق پر لکھ دیا ہے اگر اس کو وید کا حصہ قرار دینا ہے تو اس سرورق پر جو دوسری عبارت ہے کہ فلاں پنڈت نے فلاں پریس سے چھپوایا ہے اور فلاں جگہ سے یہ دستیاب ہو سکتا ہے اس کو بھی الہام کا حصہ سمجھنا چاہیئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ سن کر پنڈت جی لاجواب ہو گئے۔

قرآن کریم میں لفظ اللہ کا استعمال بڑی تکرار اور کثرت سے کیا گیا ہے اس کے بعد جو صفاتی نام سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے وہ رب ہے۔ یہ لفظ قرآن کریم میں ۹۶۰ مرتبہ آیا ہے، اور بعد ازاں جو صفاتی نام بکثرت استعمال ہوئے ہیں وہ الرحمٰن اور الرحیم ہیں۔ یہ نام ۵۶۰ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں اور اس کے بعد سب سے زیادہ جس نام کا ذکر ہے وہ مالک ہے۔

اگر سورۃ شریفہ الحمد پر غور کیا جائے تو دل کس قدر عظمت الٰہی سے بھر جاتا ہے کہ اس کی ترتیب کیسی پرحکمت اور پرشوکت ہے، فرمایا الحمد للہ رب العالمین، الرحمٰن الرحیم، مالک یوم الدین۔ یعنی اسی ترتیب سے یہ اسماء الٰہیہ یہاں بیان ہوئے ہیں، یہاں تک تو عظمت و قدرت الٰہی کا اظہار و بیان فرمایا ہے اور ایاک نعبد وایاک نستعین سے بندے کا معاملہ اپنے اللہ کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔

یہ آیات جو میں نے شروع خطبہ میں تلاوت کی ہیں، ان میں فرمایا ھواللہ الذی لا الٰہ الا ھو، عالم الغیب والشھادۃ یعنے اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پوشیدہ اور ظاہر جاننے والا ہے ھوالرحمٰن الرحیم وہ مخلوق خدا کی جملہ حاجات کو مہیا کرنے والا اور ان کے عملوں کو پھل لگانے والا ہے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات عالم الغیب والشھادۃ الرحمٰن۔ الرحیم۔ کا ذکر کیا گیا ہے اور ہمیں توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم ایسے خدا کو ماننے والے ہیں جو تمام ظاہری و مخفی چیزوں کو جانتا ہے۔ اگر ہمارا سچے دل سے ایمان ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ فی الواقعہ ہمارے ظاہر اور پوشیدہ افعال کو جانتا ہے تو دنیا جہان کی تمام سیئات ختم ہو جائیں۔

اسی بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں بھی فرمایا ہے۔ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ یعنے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ لکھا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابن عمرؓ رو پڑے اور کہا کہ یہ بڑا مشکل مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہر چیز کا محاسبہ کرے گا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے یہ کہہ کر ان کو تسلی دی کہ اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنے اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہرائے گا۔

غرض یہ ایمان اگر اللہ تبارک و تعالیٰ پر پیدا ہو جائے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے تو یہ گناہوں سے بچنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہے۔

سورۃ بقرۃ کے آخری رکوع کی بڑی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے اور ایک حدیث ● ● ● ● ● میں مروی ہے کہ دو بڑی عظیم چیزیں جو محمد رسول اللہ صلعم کو دی گئی ہیں وہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں یعنی سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کا آخری رکوع۔

اس رکوع میں نہایت عمدہ دعائیں ہیں اور یہ آیات اللہ تعالےٰ کے محاسبہ کا خوف دلاتی ہیں۔ جس کے احساس سے صحابہ کرام رضؓ کانپ اُٹھتے تھے۔

فرمایا: واللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اس لئے اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ اس کے بعد فرمایا ھو الرّحمٰن الرّحیم۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی دو صفات الرّحمٰن اور الرّحیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہم دن میں کتنی بار بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم میں ان دونوں اسماء الٰہیہ کی تکرار کرتے ہیں۔ بسم اللہ کی تکرار مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ یہ برکت کی کنجی ہے۔ سورۃ الفاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ہے۔

اللہ تعالےٰ کا صفاتی نام رحمٰن فعلان کے وزن پر ہے جس سے کسی چیز کا زیادہ اور بکثرت ہونا مراد ہے، اور رحیم فعیل کے وزن پر ہے جس کے مفہوم میں تکرار پایا جاتا ہے۔ الرّحمٰن کے معنی ہیں بہت رحم اور بے انتہا رحم کرنے والا اور رحیم کے معنی ہیں بار بار رحم کرنے والا۔ ان دونوں اسماء کے مفہوم میں دوسرا فرق یہ ہے کہ صفت رحمان انسان کے کسی فعل و عمل کے بغیر موثر و محرک ہے۔ یہ ہوا، یہ درخت یہ پانی یہ زمین اور یہ آسمان کی برکات انسان کے کسی اپنے فعل و عمل کا نتیجہ نہیں، انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے یہ تمام سامان پیدا کر رکھے ہیں اور اس کی ہر احتیاج کو پورا کرتا ہے۔ اور الرّحیم کی صفت ہمارے اعمال کے ساتھ موثر ہوتی ہے۔ جیسے جیسے آپ سعی و عمل کریں گے اتنا ہی اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے گا اور اس عمل کا نتیجہ مترتب کرے گا۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس دنیا کا رحمان ہے اور آخرت کا رحیم ہے۔ یعنے دنیا میں اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت کا ظہور ہو رہا ہے اور آخرت میں انسان کے اعمال کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعامات میسر آئیں گے جو صفت رحیمیت کا نتیجہ ہوگا۔ صفت رحمانیت کی اثر پذیری کے معاملہ میں مؤمن و غیر مؤمن کی کوئی شرط نہیں ہے کافر و دہریہ لوگ بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں، اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہوا اور پانی وغیرہ سے کافر و مومن سب یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو

اللہ تعالےٰ کی ذات وہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی سزاوار ہے کہ اس کی پرستش کی جائے عالم الغیب والشھادۃ وہ ظاہر و باطن سب کو جانتا ہے۔

تلاوت کردہ آیات میں اور بھی بہت سی صفات الٰہیہ مذکور ہیں۔ لیکن آج میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تعالےٰ کا کس قدر احسان اور فضل و کرم ہے کہ اس نے قرآن مجید ایسی کتاب ہمیں عطا فرمائی جس کے اندر۔۔ اللہ تعالےٰ کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ۔ اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے اخلاق سے مزین کرو، اگر اللہ تعالےٰ کی ذات ستار ہے تو انسان کو بھی ستار ہونا چاہیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے تو انسان کو بھی رحیم و کریم ہونا چاہیئے۔ اس لئے جو انسان صبح و شام تسبیح پر ان صفات الٰہیہ کا ورد کرتا ہے مگر اس کی اپنی ذات میں ان صفات کا پرتو نظر نہیں آتا تو اس کی تسبیح کا کوئی عملی فائدہ نہیں۔

اسمائے حسنہ الٰہیہ کا یہ مضمون طویل ہے انشاءاللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کر سکیں اور ہمارے اعمال میں وہ صفات نظر آئیں۔ یہی ایمان کی پہچان ہے۔ ورنہ ایمان بڑی وسیع چیز ہے۔ ایک حدیث میں ستر شعبے اور ایک حدیث میں ساٹھ شعبے ایمان کے بیان ہوئے ہیں۔ سب سے اُوپر لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کا درجہ ہے اور سب سے نچلا درجہ یہ ہے کہ راہ چلتے کسی ضرر رساں چیز کو ہٹا دینا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس قسم کا ایمان نصیب کرے جو قرآن کریم کی آیات اور حضور صلعم کے اقوال میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم نے دوہرا عہد کر کے اپنے اوپر زیادہ ذمہ داری لی ہوئی ہے۔ ہم نے اس زمانہ کے مامور کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، ہمیں چاہیئے کہ اس عہد پر عمل کر کے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق بننے کے لئے ہر وقت جد و جہد کرتے رہیں۔

مرزا سلیم اختر صاحب مولوی فاضل

خلافت ربوہ کی بطالت پر حضرت مجدد زمانؑ کی شہادت

وبضدھا تتبین الاشیاءُ

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں

گذشتہ چند ماہ سے ربوہ کے جماعتی جرائد میں میاں ناصر احمد کی خلافت کو تقویت دینے کی خاطر یہ ڈھنڈورہ بڑے زور سے پیٹا جا رہا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جناب میاں ناصر احمد بھی خدا کے قائم کردہ خلیفہ ہیں، اس کا پس منظر یہ ہے کہ بعض افراد کو میاں ناصر احمد کے کردار میں ایسی خامیاں نظر آئی ہیں جن کی موجودگی میں وہ خلافت کے اہل قرار نہیں پاتے اب سنت خلفائے راشدین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے میاں صاحب موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرتے اور سائلین کی تسلی کرواتے، مگر بجائے صفائی پیش کرنے کے انہوں نے یہ ڈھنڈورہ پٹوانا شروع کر دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں اور جس ڈگر پر ہم قائم ہیں خواہ وہ کس قدر حق سے دُور ہو ہم اسکو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

پہلے تو خلیفہ صاحب خفیہ طور پر اعتراض کرنے والوں کی جستجو میں لگے رہے، جب انہیں اس میں ناکامی ہوئی تو ایک خطبہ داغ دیا اور جماعت سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ منافقین سے اظہار بیزاری کرے۔ چنانچہ چند قراردادیں بھی تنخواہ دار ایجنسیوں کی طرف سے شائع ہوئیں جس دن خلیفہ صاحب نے خطبہ دیا اسی رات ربوہ کے در و دیوار پر یہ اشتہار چسپاں کر دیئے گئے کہ وہ زمانہ بیت گئے جب تم لوگوں کو منافق قرار دے کر اپنے عیب چھپایا کرتے تھے۔ یہ اشتہار خلیفہ صاحب پر بجلی بن کر گرا جس نے ان کے صبر و قرار کو جلا کر راکھ کر دیا۔ چنانچہ ربوہ میں رات کو پہرہ لگا دیا گیا تاکہ کوئی رات کو اشتہار نہ لگا سکے، اس طرح جو اشتہار لگ چکے تھے وہ دیواروں سے کھرچے گئے مزید انتظام یہ بھی کیا کہ ربوہ کی سڑکوں پر ڈرم پھینک دیئے گئے تاکہ کوئی آدمی بغیر تلاشی دیئے شہر میں داخل نہ ہو سکے اور اس معاملہ میں یہاں تک سختی برتی گئی کہ غیر از جماعت احباب کی بھی تلاشی کی جاتی رہی۔ یہ اس خدائی خلیفہ کی بوکھلاہٹ کی ایک ادنے سی جھلک ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔

اس کے برعکس آپ خلفائے راشدین رضؓ کے کردار کو دیکھیں کہ جب ایک بھائی نے حضرت عمر رضؓ پر اعتراض کیا کہ یہ کرتہ آپ نے کہاں سے بنوایا ہے؟ جب تک آپ اس کا جواب نہ دیں ہم آپ کی بات نہ سنیں گے۔ وہیں مسجد میں عدالت لگ گئی گواہ پیش ہوئے سائل مطمئن ہو گیا اس نے کہا اب آپ فرمایئے ہم آپ کی بات سنیں گے۔ حضرت عمر رضؓ نے بد اعمال خلفاء کی طرح یہ نہیں کہا کہ یہ منافق ہے مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ انہوں نے مدینے کے راستوں پر ڈرم نہیں رکھائے۔ انہوں نے پوری بستی پر پہرہ نہیں لگوایا، انہوں نے جماعت کو نہیں کہا کہ اس سائل کے متعلق قراردادیں پاس کرو، انہوں نے لوگوں کی جامہ تلاشی نہیں لی، اگر کیا تو یہی کہ اپنی صفائی پیش کر دی، چونکہ سوال ان کی ذات سے متعلق تھا اس لئے صفائی بھی انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مگر ربوہ کے خلفاء کا کردار دیکھیئے ایک تو وہ اپنی صفائی پیش نہیں کرتے، جو سب سے ضروری امر ہے دوسرے شہر کے لوگوں کو خواہ مخواہ پریشان کرتے ہیں، مسافروں کی تلاشیاں لیتے ہیں اور اس طرح خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہونے کا پول کھل جاتا ہے۔

الحج کی بحث میں ہم حضرت مجدد زمانؑ کی شہرہ آفاق تصنیف "سر الخلافہ" سے جو مسئلہ خلافت پر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے خلفائے راشدینؓ کی سیرت کے متعلق چند باتیں پیش کریں گے اور ثابت کریں گے

کہ ربوابی خلفاء اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے قطعاً اس بات کے مستحق نہیں کہ انہیں حضرت مجدد زمانؑ کا خلیفہ تسلیم کیا جائے یا ان کے متعلق یہ تصور کیا جائے کہ انہیں خدا نے اس مقام پر فائز کیا ہے پیشگوئیوں کی تاویلیں کر لینا تو آسان ہے مگر سیرت و کردار ایک ایسی چیز ہے جس کی تاویلیں پیشگوئیوں کی طرح نہیں ہو سکتیں، ہم احباب ربوہ سے یہ بھی گذارش کریں گے کہ اگر یہ بات ثابت ہو گئے کہ ربوابی خلفاء کا کردار بالکل خلفائے راشدینؓ کے مخالف و مغائر ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات کی روشنی میں کم از کم اتنا تو کریں کہ اپنی عاقبت کو سنوارنے کی خاطر یہ عقیدہ قائم کر لیں کہ ربوابی خلفاء کو خدا تعالےٰ نے قطعاً نہیں بنایا، بلکہ وہ ایک گدی ہے جو دوسرے پیروں کی گدیوں سے بھی گئی گذری ہے۔

واقعات و شہادات ایسی چیزیں ہیں جن کو نظریات سے جھٹلایا نہیں جا سکتا، ہاں واقعات و شہادات نظریات کا باطل ہونا ضرور ظاہر کر دیتے ہیں۔ اب ہم حضرت مجدد زمانؑ کی بیان فرمودہ چند باتیں جو خلفائے راشدینؓ کی سیرت و کردار سے متعلق ہیں پیش کرتے ہیں اور احباب ربوہ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان باتوں کو ربوابی خلفاء میں ثابت کریں اگر ان کا ضمیر شہادت دے کہ یہ باتیں ان خلفاء میں موجود نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کی حرمت کی خاطر یہ قبول کریں کہ یہ لوگ ہرگز ہرگز خلافت راشدہ کے حامل نہیں بلکہ محض دنیا کے فرزند ہیں۔

اوّل - خلفائے راشدینؓ کے اوصاف و مناقب بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں فنما اکزعوا بیوتھم من الفضۃ والعین۔ کہ انہوں نے اپنے گھروں کو سونے چاندی سے نہیں بھرا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ثابت ہو جاتا کہ ان کے دل میں متاعِ دنیوی کی حب غالب ہے مگر باوجود اس کے کہ خلیفہ ہونے کے ساتھ وہ بادشاہ وقت بھی تھے پھر بھی انہوں نے سونے چاندی کو پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دی اس کے برعکس خلیفہ صاحب ربوہ سونے چاندی میں کھیلتے ہیں بلکہ ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ خلیفہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ ایک دفعہ کی شاپنگ پر جتنے پیسے خرچ کرتے ہیں چاروں خلفاء کے دور اقتدار میں اس کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا کیا جماعت ربوہ میں کوئی رجل رشید ہے جو اس پر غور کرے اور ہمیں اس بات کا جواب دے۔

دوم - وما جعلوا ابناءھم و بناتھم ورثاء الذھب واللجین خلفائے راشدینؓ نے اپنی اولاد کو سونے چاندی کا وارث نہیں بنایا۔ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب اطال اللہ بقاءہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحبؑ نے داعی اجل کو لبیک کہا تو انجمن ان کے گھر میں اڑھائی سو روپیہ ماہوار خرچ دیا کرتی تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے فقر و فاقہ کو جو مقربین بارگاہ الٰہی کی خاص علامت ہے اختیار کئے رکھا۔ خلفائے راشدینؓ کے متعلق حضرت مجدد زمانؑ کی شہادت ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد زر و سیم کی وارث نہیں ہوئی اس کے برعکس جب میاں محمود احمد صاحب فوت ہوئے تو صرف ان کی جائداد ستر لاکھ روپیہ کی تھی کجا وہ حالت کہ انجمن اڑھائی سو روپیہ ماہوار دیتی تھی اور کجا یہ کہ ستر لاکھ کی جائداد چھوڑ کر فوت ہوئے کیا اس سے یہ امر واضح نہیں ہو جاتا کہ ان کا مقصد حیات کیا تھا؟!

احباب کے ازدیاد ایمان کی خاطر حضرت مجدد زمانؑ کا ایک واقعہ لکھ دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ وفات سے ایک دن پہلے شام کو آپ سیر کے لئے روانہ ہوئے جو دوست آپ کے ساتھ تھے انہیں فرمایا کہ تانگے والے سے کہدو ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے اس میں جہاں تک وہ جا سکتا ہے وہاں تک سیر کروا کر ہمیں واپس لے آئے اور دوسرے دن صبح آپ کا وصال ہو گیا یہ ہے سنت خلفائے راشدین کوئی ہے جو غور کرے۔

سوم - بل ردوا کلما حصل الی بیت المال انہیں جو کچھ ملا بیت المال میں دے دیا اس کے برعکس ربوابی خلفاء نے جو بیت المال کا تھا اُسے بھی ہضم کر لیا گذشتہ دنوں جو خطوط ملک کی اطراف و جوانب سے جماعت ربوہ کے بعض لوگوں کی طرف سے بھیجے گئے ان میں یہ صاف ذکر ہے وہ خزانے سے OVERDRAW کروا تے ہیں۔ پھر انجمن کی زمینوں کو انہوں نے خاندان کے نام لگوا لیا۔ بعض کوٹھیاں جو انجمن کے پیسے سے بنی تھیں وہ خلیفہ صاحب کی ذاتی ملکیت بن گئیں۔ پھر ایک بات خلیفہ صاحب میں یہ بھی ہے کہ جس سے قرض لیتے ہیں کبھی واپس نہیں کرتے ایک جماعت ربوہ کے دوست نے خلیفہ صاحب اور ان کے خاندان کے کئی افراد کے خلاف مجھے ڈگریاں دکھلائیں جو کہ محکمہ قضاء ربوہ نے جاری کی تھیں ان کی آج تک وصولی نہیں ہو سکی کیونکہ قضاء خلیفہ صاحب کے ماتحت ہے کون ماتحت ہے جو اپنے آقا اور پھر خلیفہ سے وصولی کر سکے۔ اپنی دھاندلیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک دفعہ خلیفہ صاحب نے ایک ناظر بیت المال آمد مقرر کیا اور ایک ناظر بیت المال خرچ مقرر کیا یہ ایک طویل داستان ہے جس سے کسی وقت پردہ اُٹھایا جائے گا۔

چہارم - وما جعلوا ابناءھم خلفاءھم کابناء الدنیا واھل الضلال۔ اُنہوں نے دنیا کے فرزندوں اور گمراہوں کی طرح اپنے بیٹوں کو اپنا جانشین نہیں بنایا ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے بیٹوں کی خلافت کا کوئی اعلان نہ کیا، بلکہ اپنا جانشین انجمن کو بنایا اور صاف لکھا کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس کے برعکس سابق ربوابی خلیفہ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانے کے لئے جو جو ہتھکنڈے استعمال کئے اس کی داستان بڑی طویل ہے اور ایک دفعہ تو یہاں تک کہہ دیا کہ ایک نور ناصر احمد ●▬ پر گرا ہے انہوں نے ناصر احمد پر نور گرا لیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی رُو سے وہ خود ابناء الدنیا اور اھل الضلال میں سے ہو گئے خلفائے راشدینؓ کی بے نفسی اور للہیت کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ خلافت کو نہ وہ خود چاہتے تھے اور نہ اسے اپنے بیٹوں کے لئے پسند کیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو وصیت کی کہ میرے بیٹے کو خلیفہ نہ بنایا جائے مگر سابق ربوابی خلیفہ صاحب اپنے بیٹے کو آگے لانے کے لئے ساری عمر جتن کرتے رہے اور اب موجودہ خلیفہ صاحب اپنے بھائی کو رستہ سے ہٹانے کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں وہ ربوہ کے کسی فرد سے پوشیدہ نہیں ؎

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

پنجم - وعاشوا فی ھذہ الدنیا فی لباس الفقر والخصاصۃ۔ وہ دنیا میں فقر و فاقہ اختیار کئے رہے مگر خلیفہ ربوہ کی شہزادگی دیکھئے کہ پانی کی بجائے "سیون اَپ" پیتے ہیں فقر و فاقہ تو کبھی ان کی دہلیز تک نہیں پھٹکا ذرا ان کی کوٹھیوں پر نگاہ کیجئے ان کے لباس دیکھئے مرغن کھانے ملاحظہ کیجئے پہریداروں کے جتھے دیکھئے گھڑ سواروں سے سلامی لینے کے طریق دیکھئے زمینوں کے مربعے دیکھئے فیکٹریاں اور ملیں دیکھئے بحری جہازوں میں ان کے حصے دیکھئے ان کا شوق کبوتر بازی دیکھئے۔ موجودہ خلیفہ صاحب نے تفنن طبع کی خاطر ایک بندر بھی رکھا ہوا تھا کیا یہ اس کا خلیفہ ہے جس نے فرمایا تھا الفقر فخری سچ ہے ؎ و بضدھا تتبین الاشیاء

ششم - وما مالوا الی التنعم کذوی الامرۃ والریاسۃ باوجود بادشاہ وقت ہونے کے وہ رؤساء اور امراء کی طرح عیش و عشرت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اس کے برعکس ربوہ خلیفہ کی کار اور کمرے بھی ایر کنڈیشنڈ ہیں۔ انہیں گرمی دوسرے لوگوں سے زیادہ لگتی ہے اس لئے جماعت کا ہزاروں روپیہ سرد مقامات پر گرمی گذارنے کے لئے خرچ ہوتا ہے آہ حضرت ذوالنورینؓ کس وقت یاد آ گئے جب حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے کہا کہ آپ کی حفاظت کے لئے ایک دستہ مقرر کئے دیتا ہوں تو فرمایا کہ میں اپنی ذات کا بوجھ بیت المال پر نہیں ڈالنا چاہتا۔ ہماری احباب ربوہ سے درخواست ہے کیا عرب میں گرمی زیادہ ہے یا ربوہ میں کیا کبھی خلفائے راشدینؓ بھی اپنے مرکز کو چھوڑ کر چھ چھ ماہ تک سرد مقامات پر گرمیاں گذارتے رہے اور بیت المال پر بوجھ بنتے رہے۔؟!

حضرت مجدد زمانؑ کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک دفعہ بعض دوستوں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ گرمی بہت ہے، آپ تصنیف کا کام بھی کرتے ہیں ہم آپ کے کمرے میں پنکھا لگوا دیتے ہیں اور دروازے سے باہر ایک آدمی بیٹھ کر اسے چلاتا رہیگا اس طرح آپ کو آرام رہے گا۔ آپ نے فرمایا پنکھا بھی لگ سکتا ہے اور آدمی بھی مل جائے گا۔ جب ٹھنڈی ہوا آئے گی تو ہم سو جائیں گے قوم تو پہلے ہی سوئی ہوئی ہے اگر ہم بھی سو گئے تو کام کون کرے گا۔ مگر آہ آج اسی عظیم و جلیل انسان کی اولاد دنیا کے پیچھے سرپٹ دوڑ رہی ہے اور دُنیا کو یہ تاثر دے رہی ہے کہ ہم ہی دین کے ستون ہیں خلیفہ صاحب کو جو سہولتیں حاصل ہیں وہ ان کی جماعت کو اچھی طرح معلوم ہیں باوجود اس کے نماز با جماعت میں شاذ ہی حاضر ہوتے ہیں آخر وہ خدا کے ہر وقت قریب ہی رہتے ہیں مسجد میں آنے کی انہیں کیا ضرورت ہے۔؟!

خلفائے راشدینؓ کی سیرت و کردار کی چند جھلکیاں ہم نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں اور ساتھ ساتھ ربوابی خلفاء کے طرز عمل کی بھی

محترم شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی

تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ایبٹ آباد

صداقت حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مجدد زماںؑ کی بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان حالات اس دور کا مطالعہ کرنا ضروری ہے جس میں آپؑ تشریف لائے۔ یہ زمانہ ضلالت اور تاریکی کے لحاظ سے سابقہ تمام زمانوں سے بڑھا ہوا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اس دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے:-

"موجودہ وقت اور اس کی تاریکیوں کو دیکھو اور ہر طرف روشنی اور روشنی دکھلانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو۔"

یہ وہ زمانہ تھا جب یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں وہ ایسے زمانے میں گذرے ہیں۔ جب لوگ زیادہ تر عقلمند نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے ایسے لوگوں سے یہ منوا لیا کہ خدا ان سے بولتا ہے اور آج یہ "ڈھونگ" نہیں چل سکتا۔ نعوذ باللہ۔ اور پڑھے لکھے طبقہ کا یہ خیال ہے کہ دور جدید کے انسان کو اسلام سے روشناس کرانا اور قائل کرنا ایک جنون ہے۔

لامذہبیت اور تذبذب کے ان حالات میں ایک شخص جو دور افتادہ گاؤں کا رہنے والا ہے، جہاں تعلیم و تربیت اور ترقی کے کوئی امکانات نہیں، اپنے غیر معمولی علم و عمل سے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے اور اپنی معرکتہ الآرا کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ سے ان اعتراضات اور شکوک و وساوس کو دور کرتا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ جو فساد طبائع میں واقع ہو رہے ہیں اور لوگ بباعث ضلالت و وسوسہ اندازیوں سے بگڑتے جاتے ہیں یہ سارے نتیجے اس بات کے ہیں کہ لوگ دلائل حقیقت اسلام سے بے خبر ہیں اور اگر کچھ پڑھے لکھے ہیں تو ان کا عمدہ زمانہ دیگر علوم و فنون میں کھویا جاتا ہے اور وہ کوچۂ دین سے محض ناآشنا رہتے ہیں اور آخر کار ایسے لوگ یا تو محض دنیا کے کیڑے ہو جاتے ہیں یا ان کو دین کی کچھ پرواہ نہیں رہتی یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہیں اور یہ محض قیاسی بات نہیں بڑے بڑے شرفاء کے بیٹے بباعث بے خبری گرجا گھروں میں جا بیٹھے ہیں۔ پس بہرحال ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو کہ ہر ایک فرقہ کے مقابلہ پر سچائی اور حقیقت اسلام دلائل عقلیہ سے ثابت کرے چنانچہ اس میں ۳۰۰ مضبوط اور محکم دلائل سے صداقت اسلام کو آفتاب سے زیادہ روشن تر دکھایا گیا ہے۔

اور آپؑ نے فرمایا:-

یہ عقل کی بدانتظامی کا زمانہ ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے لوگ آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہیں اور بجائے رہبر ہونے کے رہزن ہوتے جاتے ہیں اور اس کتاب کی اشاعت کے وقت آپ نے لکھا کہ ہمارے ملک میں ۵۰ سال پہلے عیسائیوں کی تعداد ۷۰۰۰ تھی اور اب ۵ لاکھ تک پہنچ چکی ہے (اور اب تو یہ بہت زیادہ ہو گئی ہے) فرماتے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ دین اسلام "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا مصداق تھا اور اب یہ حال ہے۔

کیا آپ لوگوں کا دل اس مصیبت کو سن کر نہیں جلتا۔ کس درد مند دل نے یہ لکھا ہے۔ ع

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

یہ کوئی معمولی کتاب نہیں۔ اس کے لئے بہت عرق ریزی کی گئی ہے اور بڑی تحقیقات کے بعد یہ تالیف کی گئی۔ فرماتے ہیں:-

ہر ایک مذہب کی کتاب سے دیانت امانت غوض اور تدبر سے باہم مقابلہ کیا گیا اکثر قوموں کے بزرگوں سے مباحثات بھی ہوئے غرض جہاں تک طاقت بشری ہے ہر طرح کی کوشش اور جانفشانی اظہار حق کے لئے کی گئی۔

اور آپؑ نے فرمایا:-

بالآخر ان تمام تحقیقاتوں کے بعد یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک قرآن مجید ہی ہے جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کی تعلیمات آمیزش شرک، بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:-

جب میں نے ایسے ایسے باطل عقائد میں لوگوں کو مبتلا دیکھا اور اس درجہ کی گمراہی میں پایا تو میرا جی پگھل آیا اور دل اور بدن کانپ اٹھا تو میں نے اس کتاب یعنے براہین احمدیہ کو ان کی رہنمائی کے لئے تالیف کرنا اپنے نفس پر ایک حق واجب سمجھا جو بجز ادا کرنے کے ساقط نہ ہو گا۔

تو معزز سامعین اسلام اور قرآن کریم کی فضیلت اس میں بیان فرمائی اور منکرین الہام پر حجت قائم کی، یہ ایک شاہکار ہے جس نے اغیار کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ ۱۳ صدیوں سے اسلام پر ایسی کتاب کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔

آپؑ نے خدا کی ہستی اور دعا پر بڑا زور دیا ہے۔ ہستی باری تعالےٰ اور دعا اور اسلام لازم و ملزوم ہیں اور یہ ایسی وحدت کے اجزا ہیں کہ انہیں جدا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں جو صرف بناوٹ ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اللہ کے سہارے پر ہی اس عالم کی کشتی چل رہی ہے وہ لوگوں کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ عاجزی اور عبودیت سے رو بخدا ہو جاتے ہیں تو اس کی تائید ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

زمانے کی حالت کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ سر سید احمد جیسی شخصیت کا یہ عقیدہ کہ دعا ذریعہ حصول مقصد نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کا کوئی اثر ہے تو آپؑ نے "برکات الدعا" لکھی اور تفصیل سے ان امور پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ میں انہی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں اور اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا۔

مگر سید صاحب یہ اقرار کریں کہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعوے کے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔ صرف اتنا ہی مطالبہ ہے۔

فرماتے ہیں۔ آپؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی نسبت خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن ہیں۔ بعد میں وہ یکدفعہ بیمار ہو گئے یہاں تک صرف استخوان باقی رہ گئیں۔ چارپائی پر بیٹھے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ آپ کے والد صاحب حاذق طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ یہ حالت یاس اور ناامیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے۔ آپ نے لکھا کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں ہر ایک بات میں خدا کو قادر جانتا ہوں۔ میں نے اس حالت میں بھی ان کے لئے دعا کرنی شروع کی اور دل میں یہ مقرر کر لیا کہ ۳ باتوں میں اپنی معرفت کو زیادہ کرنا چاہتا ہوں:-

(۱) کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہو جائے۔

(۲) کیا خواب یا الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں ان میں تاخیر ہو جائے۔

(۳) کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ اچھا ہو سکتا ہے؟

فرماتے ہیں میں نے اس بنا پر دعا کرنی شروع کی۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا۔ اسی اثنا میں ایک دوسرے خواب میں دیکھا کہ دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ کہ دوسرا آدمی کروٹ بدلاتا تھا۔ دعا کرتے کرتے پندرہ دن گذر گئے تو صحت کے ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں۔ سہارے سے چلنا شروع کر دیا پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا اور چند روز بعد پورے تندرست ہو گئے اور بعد اس کے ۱۵ برس زندہ رہے گویا اللہ تعالےٰ نے ۱۵ دن ۱۵ برس میں بدل دیئے۔ یہ ہے ہمارا خدا جو قادر ہے۔

اور آپؑ نے فرمایا:- مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا۔ اور مجھے اس نے فرمایا ہے میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ آپ نے فرمایا سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا کہ میں ارباب دولت و مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کروں اور چونکہ یہ دینی کام ایک عظیم الشان کام ہے۔ اگر ان کو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ بعض اپنے مقاصد اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں تاکہ میں ان مقاصد کے پورا ہونے کے لئے دعا کروں مگر وہ اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجیں کہ مقاصد کے پورا ہونے پر کہاں تک اسلام کی مالی مدد کریں گے۔

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میری دعا سنے گا اور مجھ کو الہام کے ذریعہ اطلاع دے گا۔ اس بات سے ناامید مت ہو کہ مقاصد بہت پیچیدہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ امور منکرین کے لئے نشان ہوں گے اور شاید یہ نشان اس قدر ہو جائیں کہ دریا کی طرح بہنے لگیں۔

اور ان مقاصد اور مرادوں کے پورا ہونے کا معاوضہ کیا طلب کرتے ہیں اسلام کی مالی امداد ہو، اپنے لئے کچھ نہیں مانگتے۔ ان کی اپنی ذات تو درمیان میں ہے ہی نہیں کوئی خواہش نفس ہی نہیں۔ یہ ہے شخصیت اس عظیم انسان کی۔

اور فرماتے ہیں: بالآخر میں ہر ایک مسلمان کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو۔ اب یہ غریب ہے اور میں اس لئے آیا ہوں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق و معارف اپنی کتاب کے مجھ پر کھولے ہیں اور خوارق عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے ؎

یکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود بادین احمد کار نیست

اس مرد خدا کے سامنے ایک ہی کام تھا اور وہ تھا دین کا۔ اور اس کا لوہا منوا کے چھوڑا اور مخالفین سے بھی خراج عقیدت حاصل کیا۔ یہ وہ حقائق اور واقعات ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اس دہریت کے زمانہ میں زندہ خدا کے وجود کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ وحی و الہام کے نزول پر سیر حاصل بحث کی اور اس کے ثبوت میں اپنی ذات کو پیش کیا اور بے شمار پیشگوئیوں سے اپنے تعلق باللہ اور قدرت الوہیت اور جلال الٰہی کا عالم دکھایا۔

لیکن شک کرنے والے شک میں ہی رہے اور مخالفین مخالفت کرتے رہے تو اس میں نقصان کس کا ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ غلبت علینا شقوتنا۔ ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی۔ مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

مخالفت تو معیار ہے صداقت اور سچائی کا۔ حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ سے ایک شخص نے کہا کہ کیشب۔ دیانند سرسید اور مرزا صاحب چاروں مدعی اصلاح ہیں۔ تو فرق کیا ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ "اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں"۔ یہ فرق ہے۔ اور یہ معیار قرآن کریم نے مقرر کیا ہے۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے، میں اپنے دل کی باتوں پر خدا کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور بخدا میں اسی کی طرف سے ہوں اور میں نے دام تزویر بچھا کر کوئی کام نہیں کیا ہاں تم نے میری تکفیر و تحقیر کا قصد کر کے ظلم کیا ہے۔

اور فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ دشمن ہمارے گرد خیمہ زن ہے۔ مصائب ٹوٹ پڑے ہیں ضعف نفس کے باعث تم ان کے مطیع ... ہو گئے ہو۔ قریب ہے کہ اب وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں۔ یہ کتاب ۱۹۰۶ء میں لکھی گئی آج سے ۶۶ سال قبل۔

کیا اس میں بعینہٖ آج کا نقشہ نہیں کیا دشمن خیمہ زن نہیں۔ کیا وہ تیر یہ راکٹ نہیں جو آسمان کی طرف پھینکے جاتے ہیں۔ ان کی تصاویر جو دکھائی جاتی ہیں وہ بالکل تیر کی طرح آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ یہ مامور من اللہ آنے والے واقعات اسی طرح ہی دیکھتے ہیں جیسے ان کی آنکھوں کے سامنے واقع ہو رہے ہیں۔

تو زمانے کی حالت بالکل صاف اور عیاں ہے۔ ظاھر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ کل روئے زمین پر نظر آ رہا ہے جنگل میں بھی فساد ہے اور دریا میں بھی فساد ہے۔ اس تحریک کا بانی خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت اپنے وقت پر آیا اور اس دین کے لئے غیرت لے کر آیا خاتم النبیین کا غلام بن کر آیا اور ان کا عاشق زار بن کر آیا۔ فرماتے ہیں۔ ؎

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپؑ نے مخالفین کو نام لے لے کر مباہلہ کے لئے بلایا۔ اور تحدی سے بلایا اور شرط کی بے شک ہزاروں آ جاؤ۔ ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔

ایک بھی تیار نہ ہوا تو مخالفت کیا ہوئی اپنے معتقدات پر یقین کیا ہوا لیکن اس مرد مومن کو یقین تھا اور محکم یقین تھا۔

سوال یہ ہے کہ اعتراض کس بات پر ہے . . . . کیا کہا ہے اس دردمند دل نے۔ کیا اسلام سے لوگوں کو منحرف کیا ہے یا اسلام کا بول بالا کیا ہے آپ کی گفتگو، تقریروں اور تحریروں میں ایک ہی لگن نظر آتی ہے اور وہ ایک ہی تڑپ کہ لوگوں کے دل نیکی کی طرف مائل ہو جائیں اور باخدا بن جائیں۔ ذیل کی تحریریں اس بات پر کافی شاہد ہیں۔

دیکھو میں بہ کہلو فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اس کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر اندر سے بھیڑئیے ہیں اور بہت ہیں جو باہر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ تقوےٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ دنیا کی نعمتوں سے مت ڈرو کہ یہ دیکھتے دیکھتے دھوئیں کی طرح غائب ہو جاتی ہیں۔ تم خدا کی لعنت سے ڈرو کہ جس پر پڑتی ہے اس کی دو دو جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔

اور فرماتے ہیں: خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے اور ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے نجات دیا جانے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ آسمان سے اس کا حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اس میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ کہ شاخ کو۔

کتنی عمدہ نصیحتیں ہیں اور ہمارے ہی فائدے کے لئے ہیں۔ اگر اہل دنیا کا ان پر عمل ہو جائے تو آفات اور مصیبتوں سے گھری ہوئی دنیا امن کا گہوارہ بن جائے اور کسی کو کسی سے کوئی خطرہ نہ رہے۔

اس پر آشوب زمانے میں یہ واحد آواز اٹھی جس نے لوگوں کو اس شد و مد کے ساتھ خدا کے گرد جمع کرنا چاہا اور حضرت مجدد زمانؑ ہی اس دور میں وہ منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے خدا کی حاکمیت کو اس درجہ پر قبول کرانا چاہا۔ میں کہتا ہوں یہ ایک ہی دلیل آپ کی صداقت کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو من حیث القوم توفیق بخشے کہ اس آواز پر لبیک کہنے والے ہوں اور اس جماعت کی ترقی میں تعاون کرنے والے ہوں اور اس کے نتیجہ میں اسلام کی سربلندی کا موجب ہوں۔

حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے دعا کا میدان وسیع ہے اور آج یہ میدان خالی ہے کہ عام طور پر لوگ اس سے غافل ہو رہے ہیں بڑا موقعہ ہے ہم اس سے فائدہ اٹھائیں

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

بھنے ہوئے جو کھاتے تھے کہا ہم اسے پیستے تھے اور اسے پھونکتے تھے سو جو اُڑنے والا ہوتا (یعنی بھوسہ) اُڑ جاتا اور رہ جاتا ہم اسے بھگوتے اور پھر کھاتے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ فی الحقیقت اس قسم کا کھانا زیادہ زود ہضم اور زیادہ مقوی بھی ہوتا ہے۔ چھان نکلے ہوئے آٹے کی روٹی میں وہ طاقت نہیں ہوتی جو چھان والے میں ہوتی ہے اور آج تو یہ امر مسلم ہے کہ چھلکے میں سب سے زیادہ قوت غذا ہوتی ہے ؛

بقیہ ملفوظات (از صفحہ اوّل)

و ینھون عن المنکر مومنوں کی شان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ کیونکہ اس پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اور انداز بھی نصیحت آمیز ہونی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے۔ اور انداز بیان ایسا ہونا چاہیئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقوےٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے ؛

ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل

(بسلسلہ صفحہ ۷)

وضاحت کر دی ہے احباب ربوہ سے ہماری گذارش ہے کہ وہ اگر ہماری باتوں کو قبول نہیں کر سکتے تو حضرت مجدد زمانؑ کی تحریر کے آئینے میں اپنے خلفاء کا کردار دیکھیں۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دِل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوامی

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئےگا۔

بحرِ حکمت کے موتی

میت پر عورتوں کا جمع ہونا اور رشتہ داروں کے لئے ایک خاص کھانا

عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها كانت إذا مات الميت من أهلها فاجتمع لذالك النساء ثم تفرقن إلا أهلها وخاصتها أمرت ببرمة من تلبينة فطبخت ثم صنع ثريد فصبت التلبينة عليها ثم قالت كلن منها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول التلبينة مجمة لفواد المريض تذهب ببعض الحزن۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ ان کی عادت تھی کہ جب ان کے خاندان میں سے کوئی مر جاتا اور اس کے لئے عورتیں جمع ہو کر پھر منتشر ہو جاتیں سوائے ان کے گھر والوں کے اور خاص تعلق والوں کے تو تلبینہ کی ہانڈی کا حکم دیتیں تو وہ پکائی جاتی پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر فرماتیں اس میں سے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ تلبینہ بیمار کے دل کو راحت دیتا ہے اور کچھ غم کو دُور کرتا ہے۔

نوٹ ۔ از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ :—
تلبینہ ایک کھانا ہے جو آٹے یا چھان سے تیار کیا جاتا ہے اور اس میں شہد ملایا جاتا ہے۔ سفیدی کی وجہ سے دُودھ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت ہو جانے پر رشتہ داروں کا آنا یا دوسرے لوگوں کا جن سے تعلق ہو جمع ہونا منع نہیں۔ البتہ یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باقی لوگ رخصت ہو جاتے اور کھانا صرف گھر والوں کو یا خاص تعلق والوں کو جو پیچھے ٹھہر گئے ہوں کھلایا جاتا۔ (فضل الباری۔ کتاب الاطعمۃ)

قرآن شریف کی خوبیاں، اس کے کمالات، اس کا حسن اپنے اندر ایک کشش اور جذب رکھتا ہے

ارشادات حضرت مجددِ زمان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

پھر دیکھو کہ تقویٰ کو ایسی اعلےٰ درجہ کی ضروری شئے قرار دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی علت غائی اسی کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ دوسری سورۃ کو جب شروع کیا تو یوں ہی فرمایا ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن کریم کی یہ ترتیب بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس میں علل اربعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ علت فاعلی۔ مادی۔ صوری۔ غائی۔ ہر ایک چیز کے ساتھ یہ چار ہی علل ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نہایت اکمل طور پر ان کو دکھاتا ہے۔ الٓمّٓ میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو بہت جاننے والا ہے اس کلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ یعنے خدا اس کا فاعل ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ مادہ بتایا یا یہ کہو کہ یہ علت مادی ہے۔ علت صوری لَا رَيْبَ فِيْهِ ہر ایک چیز میں شک و شبہ اور ظنون فاسدہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی ریب نہیں ہے۔ لاریب اسی کے لئے ہے۔ یعنے سب قسم کے ریب۔ اب جبکہ اللہ تعالےٰ نے اس کتاب کی شان یہ بتائی کہ لَا رَيْبَ فِيْهِ تو طبعاً ایک سلیم الفطرت اور سعادت مند انسان کی رُوح اُچھلے گی اور خواہش ظاہر کریگی کہ اس کی ہدایتوں پر عمل کرے۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی اصلی و حقیقی شان کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔ ورنہ قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات، اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب اپنے اندر رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے آئیں مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے کہ اس کے خوشبودار درختوں اور دل کو تروتازہ کرنے والی بوٹیوں اور روشوں اور مصفا پانی کی بہتی ہوئی ندیوں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے تو ہر ایک شخص دل سے چاہے گا کہ اس کی سیر کرے اور اس سے حظ اُٹھاوے۔ اور اگر یہ بھی بتایا جاوے کہ اس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں جو امراض مزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو اور بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ وہاں لوگ جائیں گے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت

(باقی بر صفحہ ۱ اشتہار کے نیچے)

وفاتِ مسیح اور علمائے عرب

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۷۲ء)

علامہ سید رشید رضا ۔ علامہ سید رشید رضا صاحب اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں :-

اذقال اللہ یا عیسیٰ انی متوفّیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا ای مکر اللہ بھم اذقال لنبیہ انّی متوفّیک الخ فان ھذہ بشارۃ بانجاءہ من مکرھم وجعل کیدھم فی نحرھم قد تحققت ولم ینالوا منہ ماکانوا یریدون بالمکر والحیلۃ والتوفی فی اللغۃ اخذ الشئی وافیاً تاماً ومن ثمّ استعمل الاماتۃ قال تعالیٰ ۳۹:۴۲ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وقال (۳۲:۱۱) قل یتوفاکم مَلَک الموت الذی وکل بکم فالمتبادر فی الآیۃ انی ممیتک وجاعلک بعد الموت فی مکان رفیع عندی کما قال فی ادریس علیہ السّلام (۱۹: ۵۳) ورفعناہ مکاناً علیّاً واللہ یضیف الیہ مایکون فیہ الابرار من عالم الغیب قبل البعث وبعدہ کما قال فی الشہداء ۳ - ۱۶۹ - احیاء عند ربّھم وقال (۵۴ : ۵۴) ان المتقین فی جنات ونھرہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر) واما تطہیرہ من الذین کفروا فھو انجاءہ ممّا کانوا یرمونہ بہ او یرمونہ منہ ویریدونہ بہ من الشّر ھذا ما یفہمہ القارئ الخالی الذھن فی الروایات والاقوال لانہ ھو المتبادر من العبارۃ وقد أیدناہ بالشواھد من الآیات ولکن المفسرین قد حوّلوا الکلام عن ظاھرہ لینطبق علیٰ ما اعطتھم الروایات من توق عیسیٰ رفع الی السماء بجسدہ وھذا ما قالہ الاستاذ الامام فی ذٰلک

یقول بعض المفسرین - انّی متوفیک ای منومک وبعضھم انی قابضک من الارض بروحک وجسدک و"رافعک الیّ" بیان لھذا التوفی وبعضھم انی انجیک من ھؤلاء المعتدین فلا یتمکنون من قتلک وامیتک حتف انفک ثمّ ارفعک الیّ ولسیب ھذا القول الی الجمھور وقال للعلماء ھٰھنا طریقتان احدھما وھی المشھورۃ انہ رفع حیاً بجسمہ وروحہ وانہ سینزل فی آخر الزمان فیحکم بین النّاس بشریعتنا ثمّ یتوفّاہ اللہ تعالیٰ ولھم فی حیاتہ الثانیہ علی الارض کلام طویل معروف وأجاب ھؤلاء مما یرد علیھم من مخالفۃ القرآن فی تقدیم الرفع علی التوفی بان الواو لاتفید ترتیباً اقول وفاتھم ان مخالفۃ الترتیب فی الذکر للترتیب فی الوجود لایاتی فی الکلام البلیغ الا لنکتۃ ولا نکتۃ ھٰھنا لتقدیم التوفّی علی الرفع اذ الرفع ھو الاھم لما فیہ من البشارۃ بالنجاۃ ورفعۃ المکانۃ

وقال الطریقۃ الثانیۃ ان الآیۃ علیٰ ظاھرھا وان التوفی علیٰ معناہ الظاھر المتبادر وھو الوفاتۃ العادیۃ وان الرفع بعدہ وھو رفع الروح ولابدع فی اطلاق الخطاب علیٰ شخص وارادہ روحہ فان الروح ھی حقیقۃ الانسان والجسد کالثوب المستعار فانہ یزید وینقص ویتغیر والانسان انسان لانہ روحہ ھی وقال، ولصاحب ھذہ الطریقۃ فی حدیث الرفع والنزول فی آخر الزمان تخریجان احدھما انہ حدیث احاد متعلق بامر اعتقادی لانہ من امور الغیبؔ الامور الاعتقادیۃ لایؤخذ فیھا الا بالقطعی لان المطلوب فیھا ھو الیقین ولیس فی الباب حدیث متواتر۔

(المنار جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ – ۳۱۷)

ترجمہ : اذ قال اللہ تعالیٰ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ تدبیر کی جب اس نے اپنے نبی سے یہ کہا انی متوفیک الخ ۔ پس یہ مخالفین کے مکر سے ان کے نجات پا جانے کی بشارت ہے اور ان کی تدبیر انہی کے سینہ پر پڑ جانا ثابت ہو چکا ہے اور مخالفین جو اپنے حیلہ و مکر سے جو کچھ چاہتے تھے اس میں وہ ناکام ہوئے اور لغت میں توفّی کے معنے اخذ الشئی وافیاً تاماً کے ہیں یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینے کے ہیں اور یہیں سے یہ لفظ اماتت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ یتوفی الانفس حین موتھا یا فرمایا قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم متبادر معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں تجھے موت دوں گا اور موت کے بعد تجھے اپنے پاس ایک بلند مقام میں رکھوں گا جیسا کہ ادریس علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا احیاء عند ربّھم یا فرمایا ورفعناہ مکاناً علیاً اور اللہ تعالیٰ ابرار کی اس حالت کو جو عالم غیب سے بعثت سے قبل یا بعد ہوتی ہے اپنی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ شہدا کے بارہ میں فرمایا احیاء عند ربّھم یا فرمایا ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ۔

اور کافروں سے مسیح کو پاک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے الزامات اور تہمتوں سے یا اس تکلیف سے جو وہ آپ کو پہنچانا چاہتے تھے آپ کو نجات دلانا ۔ یہی وہ مفہوم ہے جو ایک خالی الذہن پڑھنے والے کو اقوال اور روایات کے بارہ میں ذہن میں آتا ہے کیونکہ یہی عبارت کے متبادر معنی ہیں اور ہم نے اس کی تائید میں آیات قرآنیہ سے شواہد پیش کئے ہیں لیکن مفسرین نے کلام کو اس کے ظاہر سے پھیر دیا ہے تا وہ اسے اس مفہوم پر منطبق کریں ، جو انہوں نے روایات سے عیسیٰ علیہ السلام کے مع الجسد آسمان پر اُٹھائے جانے سے متعلق سمجھ رکھا ہے اور یہ وہ بات ہے جو میرے استاذ امام (شیخ محمد عبدہٗ) نے کہی ہے ۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ انی متوفیک کے معنی انی منومک کے ہیں یعنی میں تجھے سلانے والا ہوں اور بعض نے اس کے معنے انی قابضک میں تجھے روح اور جسم سمیت زمین سے قبض کرنے والا ہوں رافعک الیّ میں اس توفّی کا بیان ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ انی متوفّیک سے مراد یہ ہے کہ میں تجھے ان زیادتی کرنے والوں سے نجات دوں گا وہ تیرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور میں تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا پھر میں تجھے اپنی طرف اُٹھا لوں گا اور یہ قول جمہور علماء کی طرف منسوب ہے ۔

اور اس نے کہا ہے کہ یہاں علماء نے دو طریق اختیار کئے ہیں ان میں سے ایک جو مشہور ہے یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام روح اور جسم سمیت اُٹھا لئے گئے اور عنقریب آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے پھر وہ لوگوں کے درمیان ہماری شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے پھر اللہ تعالیٰ آپ کو وفات دے گا اور ان کے لئے آپ کی زمین پر دوسری زندگی سے متعلق بڑی لمبی اور معروف کلام ہے اور انہوں نے اس اعتراض کا جو توفّی پر رفع کو مقدم کرنے سے متعلق قرآن کریم پر پڑتا ہے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی ۔ میں کہتا ہوں کہ ترتیب فی البیان کی ترتیب فی الوجود سے مخالفت بغیر کسی نکتہ کے کلام بلیغ میں نہیں ہوتی ۔ اور یہاں رفع کو توفّی پر مقدم کرنے میں کوئی نکتہ نہیں کیونکہ رفع ہی اہم ہے اس لئے کہ اس میں نجات اور بلندی درجات کی بشارت ہے ۔

اور اس نے کہا دوسرا طریق یہ ہے کہ آیت اپنے ظاہر پر ہے اور توفّی کے ظاہر اور متبادر معنی عام موت دینے کے ہی ہیں اور رفع اس کے بعد ہے اور وہ روحانی رفع ہے اور اس میں کوئی بات نہیں کہ خطاب تو ایک شخص کو کیا جائے اور اس سے مراد اس کی رُوح ہو کیونکہ رُوح ہی انسان کی اصل حقیقت ہے اور جسم بمنزلہ مستعار کپڑے کے ہے کیونکہ وہ کم و بیش اور تغیر پذیر ہوتا ہے اور انسان ہمیشہ انسان ہوتا ہے کیونکہ اس کی رُوح وہی ہوتی ہے ۔

اور اس نے کہا ہے کہ اس طریقہ والے حدیث نزول اور رفع سے متعلق دو باتیں بیان کرتے ہیں

اوّل یہ کہ حدیث احاد ہے جو ایک اعتقادی امر سے متعلق ہے کیونکہ وہ امور غیب سے ہے اور امور اعتقادی میں صرف قطعی بات کو لیا جاتا ہے کیونکہ ان میں مطلوب یقین ہوتا ہے اور اس باب میں کوئی متواتر حدیث نہیں ۔ (المنار جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ - ۳۱۷)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۷۲ء

پردہ اور اسلام

کے جواب میں کہا کہ ملک میں پردہ لازمی قرار نہیں دیا جا رہا ہے کیونکہ مسلم خواتین خود ہی اخلاقی طور پر پردہ پسند کرتی ہیں، پھر قرآن کریم میں بھی یہ بات درج نہیں کہ اگر کوئی خاتون پردہ نہ کرے تو اسے کیا سزا دی جائے، قرآن حکیم میں خواتین کو اپنے چہرے ڈھانپنے کو کہا گیا ہے۔ لیکن اس وقت ملک میں جو برقع رائج ہے اس کے استعمال کی کوئی واضح ہدایت نہیں ہے، نہ ہی صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں کوئی واضح ہدایت پائی جاتی ہے، وزیر قانون نے یہ بھی کہا کہ قرآن حکیم کے تحت پردہ ایسا ہونا چاہیئے جس میں خاتون کو شناخت کیا جا سکے۔

اس پر حزب مخالف خصوصاً جمعیت العلمائے اسلام کے متعدد ارکان کھڑے ہو گئے اور انہوں نے وزیر قانون سے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کی آیت بتائیں، چنانچہ وزیر قانون نے سورۃ احزاب کی ۵۹ ویں آیت پڑھ کر سنائی۔

اسی سلسلہ میں بیگم اشرف عباسی نے سوال کیا کہ کیا وزیر قانون کوئی ایسا قانون بنانا چاہتے ہیں جس کے تحت مردوں کے لئے آنکھیں نیچی رکھنا لازمی ہو؟ وزیر قانون نے جواب دیا کہ قرآن حکیم نے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے مگر اس کی خلاف ورزی کی کوئی سزا مقرر نہیں کی۔ بیگم عباسی نے کہا کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دیہات میں رہنے والی ۸۰ فیصد خواتین مروجہ پردہ نہیں کرتیں؟ وزیر قانون نے اعتراف کیا کہ میرے علم کے مطابق کھیتوں میں کام کرنے والی دیہی خواتین برقع نہیں اوڑھتیں۔

یہ سوال و جواب موجودہ حالات کے پیش نظر علمائے اسلام کے لئے خاص طور پر قابل غور ہیں، اس میں شک نہیں کہ خواتین کے مروجہ پردہ کا کوئی ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں، اور وزیر قانون نے سورۂ احزاب سے جس آیت کا حوالہ دیا ہے، اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرمایا گیا ہے یایھا النبی قل لازواجک و بنٰتک و نسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذٰلک ادنٰی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیماً۔ اے نبی اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں تو انہیں ایذا نہ دی جائے۔ اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ایسا ہی حکم سورۃ النور میں بھی ہے جہاں فرمایا ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ سورۃ احزاب میں فرمایا یدنین علیھن من جلابیبھن اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیا کریں، چادریں یا اوڑھنیاں اپنے اوپر یا سینوں پر ڈال لینے کا مطلب یہ ہے کہ سر پر بھی اوڑھنیاں ہوں اور سینے بھی ڈھکے رہیں یہ نہ ہو کہ اگر سر ڈھکا ہوا ہو تو یورپین عورتوں کی طرح سینہ اور چھاتی وغیرہ کھلی رہے، اور مردوں اور عورتوں دونوں کو ہی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے جس سے ظاہر ہے کہ مروجہ پردہ جو آج برقعہ کی صورت میں رائج ہے اس کا ذکر قرآن کریم میں نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا پردہ رائج نہ تھا۔ جو آج برقع وغیرہ کی صورت میں پاکستان میں پایا جاتا ہے زمانہ نبویؐ میں مسلمان خواتین اپنی حاجات کے لئے باہر بھی جاتی تھیں، اور جنگوں میں بھی شامل ہوتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، اس لئے یہ تو صحیح ہے کہ مروجہ پردہ کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں، لیکن آج جو بے پردگی پاکستان میں فروغ پا رہی ہے اور پاکستانی خواتین جس طرح بناؤ سنگار کر کے باہر نکلتی ہیں، یہاں تک کہ ان کے سروں پر اوڑھنیاں بھی نہیں ہوتیں صرف کندھوں پر باریک دوپٹہ ڈال لیتی ہیں اور بعض خواتین کے سینے اور چھاتیاں بھی یورپین عورتوں کی طرح ننگی رہتی ہیں، اس سے قرآن کریم نے صاف لفظوں میں منع کیا ہے، چنانچہ جہاں نگاہیں نیچی رکھنے اور اوڑھنیاں سینہ پر ڈالنے کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا ہے لا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰبآئھن او اٰبآء بعولتھن[۴] او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علٰی عورات النسآء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون (النور: ۳۱) اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے خاوند کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا بھائیوں ... تو جو وہ اپنی زینت چھپاتے ہوتے ہیں وہ معلوم ہو جائے اور اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہ ہے اصل پردہ جس کا حکم قرآن کریم نے کھلے لفظوں میں دیا ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو سوائے ان رشتوں کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے عام طور پر اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہیں کرنی چاہئیں، یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو بھی خاص طور پر مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے یٰنسآء النبی لستن کاحد من النسآء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفاً وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولٰی واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ (الاحزاب ۳۲-۳۳) اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو، سو نرم الفاظ میں بات نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کرے اور نیکی کی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلے جاہلیت کے زمانہ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اے اہل بیت اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں بالکل پاک و صاف کر دے۔

اگرچہ یہ حکم حضرت نبی کریم صلعم کی ازواج مطہراتؓ کو خاص طور پر مخاطب کر کے دیا گیا ہے، لیکن عام مسلمان عورتیں اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتیں، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو غیر مردوں سے نرمی کے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہیں، تو عام مسلمان عورت کو یہ کیسے واجب ہے کہ غیر مردوں سے ایسی طرح بات کریں جو ان کے دلوں میں برے خیالات پیدا کرنے کا موجب ہو، اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو حکم ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں اور زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں تو عام مسلمان عورت کا بناؤ سنگار کر کے گھروں سے باہر نکلنا کس طرح واجب ہو سکتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے (جس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو خاص طور پر دیا گیا ہے) کون مسلمان عورت مستثنیٰ ہو سکتی ہے، اور اگر ان پاک باز عورتوں سے جو حضرت نبی کریم صلعم کی ازواج مطہراتؓ میں شامل تھیں اللہ تعالیٰ ان احکام کے ذریعہ ناپاکی دور کرنا چاہتا ہے، تو کیا عام مسلمان عورت کو اپنے وجود، اپنے چال چلن اور اخلاق و کردار سے ناپاکی دور کرنے کی حاجت نہیں؟ یقیناً اس حکم میں وہ بھی شامل ہیں، اور قومی اسمبلی کو محض اسی پر نہیں رہنا چاہیئے کہ مسلمان عورت کو صرف اپنے سروں پر چادر اوڑھنے کا حکم ہے، اور ایسا نہ کرنے یا نگاہیں نیچی نہ رکھنے کی قرآن نے کوئی سزا مقرر نہیں کی، بلکہ ایسا قانون وضع کرنا چاہیئے جس کے ذریعہ عورتوں پر ایسی پابندی لگائی جا سکے کہ وہ بناؤ سنگار کر کے گھروں سے نہ نکلا کریں اور یورپین عورتوں کی طرح اپنے سینے، گردن اور چھاتی وغیرہ کھلی رکھ کر عریانی کا ایسا مظاہرہ نہ کر سکیں جو دلوں کے اندر ناپاک خیالات پیدا کرنے کا موجب ہو۔

اخبار احمدیہ

اعلانِ نکاح

——— مورخہ ۲۰-۸-۷۲ کو نماز عصر کے بعد چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی کا نکاح جہانگیر صاحب ولد محمد اشرف صاحب از شیخوپورہ بعوض پانصد (-/500) روپیہ حق مہر پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح راجہ محمد افضل صاحب نے دیا ہے۔ دولہا کی طرف سے مبلغ دس روپے (-/10) اشاعت اسلام کے لئے دیئے گئے ہیں آپ دعا فرماویں کہ اس تعلق کو اللہ تعالیٰ

(باقی ص ۹ کالم ۲)

[۴] او ابناءھن او ابناء بعولتھن

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

مسلمان کی تعریف ــــــ فتنۂ تکفیر اور حکومت کا فرض

"اسلام ہمارا دین ہے" یہ پاکستان میں ہر حکمران پارٹی کی آواز ہے۔ جس طرح "جمہوریت ہماری سیاست ہے" اور "سوشلزم ہماری معاشرت" کہنے والے ان دو موخر الذکر عقائد کی ترویج و اصلاح اور مقبولیت کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ اسی طرح "اسلام ہمارا دین ہے" کہنے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کردار کو اس نہج پر ترتیب دیں کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ صرف کھوکھلا نعرہ نہیں بلکہ اس کے اندر ایک زبردست حقیقت ہے جسے بروئے کار لا کر اس ملک کے باشندوں کے ذہنوں میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے "اسلام ہمارا دین ہے" کی صدائیں چودہ سو برس سے تمام دنیائے اسلام کی محفلوں میں گونجتی چلی آئی ہیں اور اولاد آدم اس سے خاموش طریق سے اور گہرے طور پر متاثر ہوتی چلی آ رہی ہے۔ کسی بڑے شہر میں چلے جاؤ رات کے وقت لوگ گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں سورج نکلنے سے قبل مسجد کے اونچے مینار پر کھڑے ہو کر مسلمان مؤذن بلند آواز سے اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتا ہے، اور دوران اذان اس اعلان کو چار دفعہ دہراتا ہے اور اس کے بعد درمیانی وقفہ میں وہ اللہ تعالٰے کی وحدانیت اور محمد عربی صلعم کی رسالت و نبوت کی شہادت نہایت پرزور الفاظ میں صرف ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ تکرار کے ساتھ ادا کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں اللہ تعالٰے دنیا کا واحد کنٹرولر اور مستجمع جمیع صفات و کمالات ہے۔ اور ہر قسم کے عیوب سے مبرا ہے وہاں اس کا فرستادہ نبیؐ قیامت تک کے لئے محمد صلعم ہی ہیں اور وہی اب نسل انسانی کے واحد رہنما اور ہادی ہیں۔ یہی آواز تمام شہر کی مساجد سے بلند ہونی شروع ہو جاتی ہے اور پھر اذان کے چند ہی لمحوں کے بعد اللہ کے گھر نمازیوں سے بھر جاتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعتیں نہایت منضبط نظم کے تحت شانہ بشانہ اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ایک لیڈر آگے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ نماز شروع کرے مؤذن پھر اذان والی آواز کی تکرار کرتا ہے۔ اب یہ تکرار عمارت مسجد کے اندر ہو رہی ہے اور اس میں قد قامت الصلوٰۃ (نماز کھڑی ہو گئی) کا بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے۔ امام تلاوت قرآن کریم کرتا ہے اور سامعین اس کے پیچھے ہاتھ باندھے خاموش کھڑے ہو کر قرأت سن رہے ہوتے ہیں۔ نماز کے دوران جب دو رکعت کا اختتام ہونے لگتا ہے تو "التحیات" میں بیٹھ کر دوبارہ قلوب مؤمنین میں خدا کی توحید اور رسالت محمدیؐ کا اقرار دہرایا جاتا ہے۔ غرض اس کی یہ ہے کہ مسلم قوم میں توحید کا عقیدہ ایسا راسخ ہو جائے کہ وہ شرک اور اوہام سے ہمیشہ کے لئے مجتنب رہے۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی اقرار کرتے چلے جائیں کہ اب قیامت تک رسول اللہ صلعم کے سوا اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اسی لئے چشم فلک چودہ سو برس سے سطح زمین پر یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کہ دنیا میں توحید کی علمبردار قوم اگر کوئی ہے تو وہ صرف مسلمان قوم ہی ہے۔ اور اس قوم کے اندر اجرائے نبوت کا عقیدہ کبھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اگر وقتی طور پر کوئی جماعت اس عقیدہ کو فروغ دینے لگ جائے تو بالآخر کسی منبر کمیٹی کے سامنے جا کر اس جماعت کے سربراہ کو اس باطل عقیدہ سے دستبردار ہونا پڑ جاتا ہے۔ توحید اور رسالت نبوی کی شہادت کا عقیدہ اسلامی دنیا کی تمام محافل میں دن میں کئی دفعہ دہرایا جاتا ہے اس سے مسلمانوں کے قانون دانوں نے یہ فارمولا اخذ کر لیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایسا کلمہ طیبہ ہے جس کے پڑھنے والے کو لازماً مسلمان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس کلمے کا بڑا احترام دلوں میں پیدا ہو چکا ہے اور سچا مسلمان کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر کی جائے۔ یہ اثر تو کلمہ کو بار بار دہرانے سے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی اس عقیدہ کو کہ کلمہ گو کی تکفیر دنیا میں سب سے بڑا جرم ہے اسکی اور ذرائع سے بھی تائید ہو جاتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔ (ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا) یعنے اگر کوئی تمہیں السلام علیکم کہے تو پھر تمہیں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا کہ تم کہو کہ یہ مؤمن نہیں ہے صرف السلام علیکم کہہ دینے سے کہنے والے نے تمہیں یہ تاثر دیدیا کہ وہ خود کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ پس تمہارا فرض ہے کہ اس کو مسلمان تسلیم کرو۔ اس کے آگے الفاظ یہ ہیں: تبتغون عرض الحیٰوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ یعنے کیا تم دنیا کی زندگی کا مفاد چاہتے ہو حالانکہ اس کے کل فوائد اللہ تعالٰے کے پاس ہیں۔ اور اسی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ان الفاظ سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو کافر کہنے کی اصل میں غرض یہ ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلم سوسائٹی سے خارج کر کے ان کو جائز مفاد سے محروم کر دیا جائے۔ اور ان کے حقوق کو بحق خویش غصب کر لیا جائے۔ یہ جو آئے دن بعض جماعتوں کی طرف سے صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں فرد یا جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کر دو۔ یا غیر مسلم اقلیت قرار دے دو اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اسلامی شہریت سے محروم کر کے ان کے حقوق سلب کر لئے جائیں۔ اس کے سوائے ان لوگوں کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی ایسے لوگ نہ صرف یہ کہ قائلین کلمہ کو کافر کہنے کی جسارت کرتے ہیں۔ بلکہ جن کی یہ تکفیر کرتے ہیں ان میں سے ایسے افراد اور جماعتیں بھی ہوتی ہیں جو نہ صرف یہ کہ کلمہ گو ہیں بلکہ اس کلمہ کی معنویت کی عمدہ مثال ہوتے ہیں۔ یہ لوگ شرک کے پاس پھٹکتے نہیں۔ قبروں پر سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ وہ اپنے پیروں کے درباروں میں جا کر ان کی کبریائی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ دن رات خدا کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ عبادات میں لگے رہتے ہیں۔ معاملات میں وہ شریعت کے تابع ہوتے ہیں ان کی نمازوں میں خشوع ہوتا ہے اور دعاؤں میں تضرع۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے بلکہ کئی قسم کے صدقات کی ادائیگی انہوں نے اپنے آپ پر فرض کی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ حرمین شریفین کی زیارت سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں قرآن شریف خود پڑھتے ہیں اس کے ترجمے۔ تفسیریں لکھتے ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے مضامین کو منتقل کرتے ہیں اور تمام اطراف واکناف عالم میں اشاعت اسلام کے مراکز قائم کر کے کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کر کے ان مکفرین اسلام کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں اس کے برعکس ایسے نیک لوگوں کے مخالفین کی صدا یہ ہوتی ہے ؎

کرتے ہیں دن رات مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

آہ یہ مکفرین ان شیدایان اسلام کی تکفیر کے فتوے دیواروں پر ثبت کر کے اپنے دلوں کی سیاہی کے سیاہ نقوش نمایاں کرتے رہتے ہیں اور جن کی تکفیر ہو رہی ہے وہ کافروں کے دلوں کو اسلامی روشنی سے منور کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

یہ تو تھی قرآن مجید کی تلقین۔ اب محمد صلعم کے فرمان کی طرف آیئے کہ وہ اسلام کے عروج کے زمانہ میں جبکہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے اس آنے والے دور کے مکفرین کی اشاعت کفر کو اس طرح اپنی دوربین نگاہ نبوت سے دیکھ کر تنبیہ کرتے ہیں کہ من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم۔ یعنی اے آنے والے گروہ مکفرین یاد رکھو جو کوئی ہمارے بتائے ہوئے طریق پر نمازیں ادا کرے اور ہمارے مقرر کئے ہوئے قبلہ کو قبول کرے اور ہمارے طریق پر ذبح کئے ہوئے گوشت کو کھائے وہ مسلمان ہے اور آگے فرمایا کہ اس کے حقوق کی ذمہ داری خدا اور اس رسولؐ پر ہے ان الفاظ کا مقصد بھی یہ ہے کہ جو شخص ظاہری طور پر اپنے افعال و اقوال سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ مسلمان ہی ہے اور اس کو مسلمانوں کے پورے حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ پھر کہیں یہ فرمایا کہ اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔ کہیں یوں انتباہ کیا کہ جو کوئی مسلمانوں کی تکفیر کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ نبی صلعم کے بعد ہمارے قائدین نے قرآن کریم کی اور اقوال رسولؐ کی روشنی میں یہ فتوے صادر کر دیا کہ جس کسی میں۔۔ ایسی ۹۹ وجوہات کفر کی ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو

(باقی بر صفحہ ... کالم ...)

اللہ تعالےٰ پاک اور بے عیب بادشاہ ہے وہ خالق اور مصور ہے اور سب پر غالب اور سب سے بڑا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی خالقیت میں تمام انسانوں کی شکلیں اور جذبات و احساسات اور ذہنی قوٰی اور استعدادیں مختلف ہیں۔

زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتی ہے آؤ ہم بھی اسکے اسماء حسنہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرکے دُنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں

خُطبہ جُمعہ مورخہ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۷۲ء فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ: هو الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر۔ سبحان الله عما يشركون هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى يسبح له ما فى السمٰوٰت والارض۔ وهو العزيز الحكيم (سورة الحشر ۵۹: ۲۳تا۲۴)

گذشتہ جمعہ میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے ننانوے صفاتی نام ہیں اور ایک اسم ذات ہے یعنی اللہ۔ اور کسی قدر تفصیل سے دو تین صفاتی اسماء کا ذکر کیا تھا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ان آیات میں جو اللہ تعالےٰ کے مزید صفاتی نام آئے ہیں ان کے بارے میں آج کچھ عرض کروں گا۔ فرمایا هو الله الذى لا اله الا هو۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر۔ وہ بادشاہ ہے بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے وہ بے عیب اور بلا نقص بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں میں تو کتنے عیب ہوتے ہیں لیکن اس بادشاہوں کے بادشاہ میں کوئی عیب اور نقص نہیں ہے۔ وہ سلامتی والا ہے اور سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ امن دینے والا ہے یعنی اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے امان نہ ملے تو ہم دنیا میں رہ نہیں سکتے۔ حفاظت کرنے والا اور نگہبان ہے، وہ عزیز یعنے غالب ہے، جبار بھی ہے یعنی بگڑی کا بنانے والا ہے جب ہم اس کو پکارتے ہیں تو وہ سنتا ہے۔ وہ جو کسی نے کہا ہے

ع میرے مولا میری بگڑی کے بنانے والے

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے ؎

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

اللہ تعالےٰ کی ذات متکبر ہے، ہر قسم کی قدرت اس کو حاصل ہے، دنیا میں بھی بڑے انسان اور کبیر ہوتے ہیں لیکن وہ ذات سب بڑوں سے بڑی ہے۔ لفظ متکبر ہمارے ہاں اور معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ متکبر ہم اس شخص کو کہتے ہیں جو تکلف اور رعونت کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا بنا دے۔ یہ باب تفعیل کا صیغہ ہے لیکن خدا تعالےٰ کے متکبر بغیر تکبر کے ہے یعنے وہ حقیقت میں بڑا اور سب سے بڑا ہے۔

اس آیت میں سب سے پہلی صفت اللہ تعالےٰ کا بادشاہ ہونا ہے مگر ساتھ ہی فرمایا کہ وہ قدوس بھی ہے یعنی بے عیب بادشاہ ہے۔ دنیا کے بادشاہ محتاج ہوتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ ایسا بادشاہ ہے جو مستغنی ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ مَلِک ہی نہیں بلکہ مالک بھی ہے، دنیاوی بادشاہ تو کچھ حصہ ارض پر حکومت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ تمام کائنات پر حکومت کر رہا ہے اور زمین و آسمان اس کے تابع فرمان ہیں، آل عمران کی آیت ۲۵ میں فرمایا ہے اللهم مالك الملك تؤتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير۔ انك على كل شىء قدير۔ اے اللہ! سارے ملک کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے، اور جس سے چاہے سلطنت چھین لیتا ہے اور تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور تو ہی جسے چاہے ذلت دیتا ہے، سب خیر تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا مفہوم مختلف ہے۔ اس کے بعد فرمایا سبحان الله عما يشركون، اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے، اور لوگ جو اس کی طرف شرک منسوب کرتے ہیں، اس سے بھی وراء الوراء اور پاک ہے۔

ان دو آیات میں سے پہلی آیت میں جو صفات حسنہ بیان ہوئی ہیں، ان میں اللہ تعالےٰ کی قدرت، عظمت اور شوکت کا اظہار ہے، اور دوسری میں اللہ تعالےٰ کی تخلیق کائنات اور راستبازی پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ یہ تینوں صفات بھی ایک جیسی ہیں۔ چنانچہ فرمایا هو الله الخالق البارئ المصور۔ یعنے اللہ تعالےٰ پیدا کرنے والا ہے، قالب تراشنے والا ہے، روحیں پیدا کرنے والا اور صورتیں ...... بنانے والا ہے، لفظ خالق عام چیزوں کو پیدا کرنے والے کے لئے استعمال ہوتا ہے، انسان بھی خالق ہے کہ وہ بھی کئی چیزیں ایجاد کرتا ہے۔ خالق کے معنی ہیں مادے سے کسی چیز کو بنانا۔ جیسے انسان کا بچہ گیلی مٹی سے کھلونے بناتا ہے اور جیسے ایک ترکھان لکڑی سے میز کرسی بناتا ہے اور ایک موٹر ساز لوہے سے موٹر بناتا ہے۔ اور باری کے معنے ہیں روح کو پیدا کرنے والا۔ الخالق البارئ وہ ذات ہے جس نے جسم بھی بنایا اور اس کے اندر روح بھی پیدا کی، اور پھر فرمایا کہ وہ مصور بھی ہے گویا روح اور مادے سے بڑی خوبصورت چیزیں بناتا ہے، اور بڑی اعلیٰ درجہ کی تصویر کشی کرتا ہے، اس وقت دنیا میں ساڑھے تین ارب انسان بستے ہیں ہر انسان کی شکل دوسرے انسان سے مختلف ہے، ایک ماں باپ کے بچے سات آٹھ ہوں تو ان کی شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، ایک انسان کے سر کے بال، ناخن، ہاتھ اور اس کی لکیریں دوسرے انسان کے ہاتھ اور ہتھیلی کی لکیروں سے نہیں ملتے، ایک شخص کے انگوٹھے کا نشان دوسرے سے نہیں ملتا۔ اس لئے ان پڑھ لوگوں کی دستاویزات پر انگوٹھے کا نشان لگایا جاتا ہے۔

پس وہ کیا اعلیٰ درجہ کی مصور ہے کہ جو بھی تصویر بناتی ہے خوب سے خوب تر ہے اور ایک سے دوسری مختلف بناتی ہے۔ پھر نہ صرف اشکال مختلف ہیں بلکہ لوگوں کے جذبات بھی الگ الگ ہیں۔ اساتذہ اور والدین کو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سب بچوں سے ایک جیسا سلوک نہ کریں، کسی بچہ کی اصلاح صرف نصیحت کرنے سے ہو جاتی ہے، کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت ہے اور بعض کو سزا بھی دینی پڑتی ہے اس لئے ان کے احساسات اور جذبات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ ایسا ہی تمام انسانوں کی ذہنی اور دماغی کیفیات بھی الگ الگ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات محض خالق ہی نہیں بلکہ وہ ایسی اعلیٰ درجہ کی تصویر بناتا ہے جو شکل و صورت، احساسات و جذبات اور دماغی کیفیات، ہر لحاظ سے ایک دوسری سے مختلف ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ اور اس کی صفت خالقیت کا بڑے مؤثر اور دلکش انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔

اس زمانہ میں ہندو قوم میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جس کا نام آریہ سماج ہے انہوں نے کچھ اسلامی اصولوں کو جزوی طور پر اپنایا اور بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ہم خدا کو ایک مانتے ہیں اور سناتن دھرمی ہندو دیوتاؤں کے قائل ہیں جبکہ ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں، لیکن ان کا یہ دعوےٰ صحیح نہیں۔ فی الحقیقت وہ توحید کے قائل نہیں ہیں، اور وہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکے جس مقام پر قرآن کریم پہنچانا چاہتا ہے۔ آریہ سماجی اللہ تعالےٰ کو خالق و باری نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا بھی ازل سے ہے اور روح اور مادہ بھی ازل سے ہیں۔ مگر قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ازلی و ابدی ہے، وہ مادے کا بھی خالق ہے اور روح کا بھی خالق ہے۔ توحید کا یہ صحیح مقام ہے، جہاں اسلام ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ آریہ سماجی اس مقام توحید پر نہیں پہنچ سکتے۔

پھر فرمایا له الاسماء الحسنى یعنے تمام اعلیٰ درجہ کے اسماء صرف اللہ

www.aaiil.org

تعالے کے لئے ہیں۔ اس رکوع میں چند ہی صفاتِ الٰہیہ کا ذکر ہے۔ ساری کی ساری صفات یہاں مذکور نہیں ہیں اور نہ ایک آیت میں تمام صفاتِ الٰہیہ کا ذکر ہو سکتا ہے۔ اسی لئے یہاں حصر کر دیا ہے کہ جس قدر بھی صفاتِ حسنہ ہیں وہ اللہ تعالے کے لئے ہیں اور اللہ تعالے کی شان یہ ہے کہ جو بھی کوئی خوبی ہو سکتی ہے وہ خدا کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ یسبّح لہ ما فی السّمٰوٰت والارض۔ اللہ تعالے کی شان یہ ہے کہ زمین و آسمانوں کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ یعنے کائنات کی ہر چیز اپنی کیفیت، کمیت اور نوع و جنس کے اعتبار سے اس امر کا اظہار کر رہی ہے کہ اسے خدا نے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالے کی ذات بے عیب و بے نقص ہے۔

لفظ تسبیح سبّح سے نکلا ہے۔ جس کے معنی پانی سے جلدی جلدی گذرنے کے ہیں اور تسبیح سے مراد ہے تیزی سے جلدی جلدی نام لینا۔ اور دوسری جگہ فرمایا: الم تر ان اللہ یسبح لہٗ من فی السمٰوٰت والارض (سورۃ نور) یہاں فرمایا یسبح لہٗ ما فی السمٰوٰت والارض، اور سورۃ جمعہ میں ہے یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض اور فرمایا وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ (اسرائیل) اور سورۃ الانبیاء میں ارشادِ الٰہی ہے کل فی فلک یسبحون۔ کائنات میں جس قدر سیارے ہیں وہ اپنے محور پر اور اپنے مدار کے اندر تیزی سے حرکت کر رہے ہیں۔ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ حقیقت بتلا دی تھی اور سائنسدانوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ نظامِ شمسی اپنے محور و مدار میں متحرک ہے۔ اس سے تسبیح کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے یعنے کائنات کی تمام چیزیں اللہ تعالے کی تسبیح میں مصروف ہیں۔ ہر چیز اپنے اپنے رنگ میں اور الگ الگ طور پر اللہ تعالے کی تسبیح کر رہی ہے۔

نظیر اکبر آبادی کو صبح دم چڑیوں کے چہچہانے میں حمد باری تعالے سنائی دی اور فارسی کے شعراء کو فاختہ کی کُوکُو میں تسبیح باری تعالے کا رنگ نظر آیا۔ یہ صرف شاعری نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ سمندر، پہاڑ، پانی، چرند، پرند، انسان، حیوان اور کائنات کی سب چیزیں اپنے اپنے رنگ میں اپنی نظری تخلیق کے مطابق اللہ تعالے کی تسبیح و تحمید کر رہی ہیں۔ یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض میں ایک نکتہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں زمین و آسمان کا جب کبھی ذکر آیا ہے اس میں زمین کے لئے صیغہ واحد الارض اور آسمان کے لئے صیغہ جمع یعنی سمٰوٰت استعمال ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آسمان بہت سے ہیں اور یہ بات سائنس نے ثابت کر دی ہے کہ آسمان بہت سے ہیں اور مطابق فرمانِ خداوندی اوپر نیچے ان کے کئی طبقات ہیں۔ آخر میں فرمایا وھو العزیز الحکیم۔ وہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ اللہ تعالے کو دونوں طاقتیں حاصل ہیں، وہ ہر چیز پر حاوی بھی ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت بھی ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا اسماء حسنہ الٰہیہ تفصیل سے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالے کی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ قرآن کریم بہت بے نظیر کتاب ہے اور بڑے لطیف پیرایہ میں عجیب حقائق اور معانی ہمیں سمجھاتی ہے۔ سورۃ الحشر کے آخری رکوع میں فرمایا یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ۔ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم۔ اولٰئک ھم الفٰسقون۔ یعنے اے مومنو! اللہ تعالے سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ کل کے لئے اس نے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالے کا تقوٰی اختیار کرو، کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالے اس سے باخبر ہے اور ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے اللہ تعالے کو بھلا دیا، تو اللہ تعالے کی سنت نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے وہ لوگ نافرمان ہیں۔

ان آیات میں ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ ہم نے کل کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ جو شخص کل کی فکر نہیں کرتا وہ گھاٹے کا کاروبار کرتا ہے۔ اگر تم غافل ہو جاؤ گے تو اللہ تعالے بھی تم سے غافل ہو جائے گا۔ تو ہمیں فکر کرنی چاہیئے اور اپنے اندر صفاتِ حسنہ الٰہیہ کا رنگ پیدا کرنا چاہیئے۔ شاید ہماری نجات بخشش کا یہ اندوختہ بن جائے۔ ہمیں اللہ تعالے گناہوں سے بچائے اور دعا کریں کہ ہماری تصویر جو ظاہر میں اللہ تعالے نے بہت عمدہ بنائی ہے یوں بھی بن جائے کہ ہم میں باطنی خوبیاں بھی پیدا ہو جائیں۔ اور ہم دنیا و آخرت میں سرخرو گردانے جائیں۔

ہفت روزہ "الصادق" کا مراسلہ مدیر "پیغام صلح" کے نام

بھارت اور پاکستان کے مابین امن کا معاہدہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم

مندرجہ صدر عنوان کے تحت آپ کا اداریہ مؤرخہ ١٢ جولائی میں نے غور سے پڑھا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ ہمارے ملک میں بعض لوگ مخالفت برائے مخالفت کے جذبے کے تحت ایک یا دوسرے بہانے سے اس معاہدہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس معاہدے میں کوئی خاص فائدہ پہنچا ہے لیکن موجودہ حالات میں اس سے بہتر معاہدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ درآں حالیکہ پاکستان کی آبادی بھارت سے دسواں حصّہ رہ گئی ہے اور وسائل کے لحاظ سے بھی اب ملک چھوٹا ہو گیا ہے۔ اس لحاظ سے اب ہم کو بجائے رانگیز دیگرے را دعوٰی کن کے مقولہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

سب سے بڑا تنازعہ جو دونوں ملکوں کے مابین ١٩٤٧ء سے جاری ہے کشمیر کا ہے اور کشمیر کے دونوں حصوں کے ان لیڈروں نے جو پاکستان کے حامی ہیں یا حامی سمجھے جاتے ہیں اس سمجھوتہ کا خیر مقدم کیا ہے۔ چنانچہ آزاد کشمیر کی طرف سے سردار ابراہیم، کے ایچ خورشید اور سردار عبدالقیوم نے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور مقبوضہ کشمیر میں شیخ محمد عبداللہ، مولوی فاروق اور مرزا افضل بیگ نے بھی اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ اگر اس میں کشمیر کی تحریک کو کوئی نقصان ہونے کا احتمال ہوتا تو یہ لیڈر اس معاہدے کا خیر مقدم نہ کرتے۔

یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ پاکستان صرف غیر منقسم ہندوستان کے مسلم اکثریت والے صوبوں کے لئے نہیں بنا تھا۔ مسلم اقلیت والے صوبوں کے مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر اس کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ اس لحاظ سے اور ہر لحاظ سے مسلمانانِ ہند جن کی اس وقت تعداد ساڑھے پانچ کروڑ ہے انکے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا بھی لازمی ہے۔ بھارتی مسلمانوں کی جو جماعتیں اس وقت مصروفِ کار ہیں ان میں مسلم لیگ، مسلم مجلس مشاورت اور جماعت اسلامی ہند پیش پیش ہیں۔ ان سب نے اس سمجھوتے کا خیر مقدم کیا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے صدر مولانا محمد یوسف کا بیان پہلے ہی دن آل انڈیا ریڈیو نے نشر کیا۔ اور اس کے بعد جماعت کے اردو آرگن روزنامہ "دعوت" دہلی اور انگریزی آرگن ہفت روزہ "ریڈینس" دہلی نے بھی شائع کیا ہے۔ اور اسے نیک فال قرار دیا ہے۔ بلکہ جماعت اسلامی ہند نے بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان تینوں کو باہمی تعاون کی تلقین کی ہے۔ ریڈینس RADIANCE کے ٢ جولائی ١٩٧٢ء کے پرچے میں جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کی کارروائی بھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ مجلس شوریٰ نے طے کیا ہے کہ غیر مسلموں کو بھی متفقین کی فہرست میں شامل کیا جائے تاکہ مسز اندرا گاندھی نے جو الزام لگایا تھا کہ راشٹریہ سیوک سنگھ اور جماعت اسلامی فرقہ پرست تنظیمیں ہیں وہ ختم ہو سکے۔ اخبار مذکور نے انکشاف کیا ہے کہ جماعت اسلامی ہند کے ممبروں کی کل تعداد صرف دو ہزار ہے لیکن ممبروں کے علاوہ اس کے متفقین کی فہرست بھی ہے۔ اور اب نئے فیصلہ کے مطابق غیر مسلموں کو بھی متفقین کی فہرست میں شامل کیا جائے گا جو کہ اس جماعت کے سماجی بہبود کے کام سے اتفاق رکھتے ہوں گے۔ جماعت نے بھارتی وزیر اعظم کو مطلع کیا ہے کہ ہماری جماعت ایک انسانی فلاح و بہبود کی جماعت بھی ہے اور اس کا پروگرام انسانی فلاح و بہبود ہے جس کی اساس قرآن مجید اور حدیث پر ہے۔

بھارت کی جماعت اسلامی کی طرح پاکستان کی جماعت اسلامی کو بھی نئے حالات میں امن کے معاہدہ میں تعاون کرنا چاہیئے۔ اگر پاکستان اور ہندوستان ایک دوسرے سے تعاون نہیں کریں گے تو عالمی طاقتیں ان کو مددگار کے روپ میں ایک دوسرے کے خلاف اُکھاتی اور لڑاتی رہیں گی۔ جیسا کہ اب تک ہوتا رہا ہے۔ اور کروڑوں عوام جو کہ اس برّعظیم میں رہتے ہیں ترقی اور امن سے محروم ہوتے رہیں گے۔ اگر دونوں ملکوں میں آبرومندانہ سمجھوتہ ہوا تو تبلیغ کے راستے اور مواقع

(باقی بر صفحہ ٩ کالم ٢)

www.aaiil.org

تمام انبیاءؑ اور مذہبی پیشواؤں میں سب سے زیادہ کامیاب نبیؐ۔

سیالکوٹ کے جلسہ میلاد النبیؐ میں شیخ نثار احمد صاحب کی تقریر

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - خواتین وحضرات - ہمارا یہ جلسہ کسی نہ کسی ناگزیر وجہ کی بناء پر ملتوی ہوگیا اور ہمیں خوشی ہے کہ آج ہم جمع ہوئے ہیں اور یہ دن مقدس ہیں نیکی کی باتوں کے لئے کوئی دن مقرر نہیں یا اس کی ممانعت نہیں۔ اور بالخصوص اسوۂ رسولؐ کو بیان کرنے کے لئے تو ہر وقت اور ہر گھڑی ساعت سعید سمجھنی چاہیئے۔

میلاد النبیؐ کے مقدس ایام عظیم یادگار ہیں اس تاریخ کے جب ایک عظیم شخصیت کی وجہ سے تاریکی میں ڈوبی ہوئی دنیا کو روشنی نصیب ہوئی۔

اصلاح خلق کے لئے خدائے قدوس کی طرف سے بہت مامور آئے۔ ہر ملک اور ہر زمانے میں آئے مگر ہمارے ہادیٔ برحق حضرت محمد مصطفےٰؐ کو ان سب میں امتیاز خصوصی حاصل ہے۔ سب سے پہلی بات آپؐ کی حیرت انگیز کامیابی ہے جس کا اعتراف دوست اور دشمن سب کو یکساں ہے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں قرآن کے عنوان پر جو مضمون ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلعم دنیا کے تمام انبیاءؑ اور مذہبی پیشواؤں میں سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مصلح نے اپنی قوم کو گری ہوئی حالت میں پایا۔ مگر جس حالت میں آنحضرتؐ نے اپنی قوم کو پایا وہ نہایت ہی ابتر تھی۔ سیاست۔ تمدن۔ معاشرت سے بے بہرہ۔ علم ان کے اندر نہیں۔ باہر کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ اتحاد اور اتفاق کا نام نہیں۔ غرض ہر پہلو سے یہ قوم اصلاح طلب تھی اور خطرناک جہالت میں مبتلا تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہودی اور عیسائی پورا زور اُن کی اصلاح پر صرف کرچکے تھے اور ناکام رہے۔

لیکن آنحضرت صلعم نے چند سالوں میں ایسا انقلاب پیدا کرکے دکھا دیا کہ ملک عرب کے زمین و آسمان بدل گئے۔ ذلیل سے ذلیل بت پرستی اور توہم پرستی سے نکال کر توحید اور اخلاق کے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جس پر نہ اس سے پہلے کوئی قوم پہنچی اور نہ بعد میں پہنچ سکے گی۔ پھر اس توحید کے لئے شوق اور جذبہ سے دنیا کے اطراف میں نکل گئے اور دُور دُور تک ندائے حق کو بلند کیا۔

خدا کی عبادت میں ان لوگوں کا مقام تمام راہبوں اور دنیا سے کنارہ کشی کرنے والوں سے بڑھ کر تھا اس لئے کہ وہ دن کاروبار میں گذارتے اور راتوں کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے رُوحانیت کے ساتھ ساتھ دنیاوی لحاظ سے بھی عظیم فاتح تھے۔

بڑی سے بڑی سلطنتیں ان کے سامنے یوں گرتی چلی جاتی تھیں کہ گویا ان کی حیثیت ہی نہ تھی، اور فتح کے بعد ایسا انتظام قائم کر گئے کہ پچھلے لوگوں کی غفلت کے باوجود بارہ صدیوں تک ان کی سلطنت کو نقصان نہ پہنچا۔

فتوحات کے ساتھ ساتھ انہوں نے زہد اور علم کو ایسا کمال پر پہنچایا کہ آج انہی کی بدولت دنیا علم کے نور سے منور ہے۔

غرض نبی کریم صلعم نے ملک عرب کو ایسی حالت میں پایا جس سے بڑھ کر گری ہوئی حالت متصور نہیں ہوسکتی اور دنیوی اور روحانی ترقی کے اس اعلےٰ مقام پر انہیں پہنچایا جس سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اور دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج آپؐ کی تعلیم میں نہیں۔

دنیا میں ہر ایک نبیؑ ایک قوم کی اصلاح کے لئے آیا اور صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک کے لئے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجے گئے مگر ہمارے پیغمبر صلعم کو جو نور اور ہدایت دی گئی وہ دنیا کی کل قوموں کے لئے تھا۔ اور آپؐ کی بعثت آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے جس کے ساتھ دنیا کے چاروں کناروں میں روشنی پہنچ جاتی ہے اور جس کی شعاعیں زمین کے کونے کونے کو منور کر دیتی ہیں۔

ہر قوم نے اپنی ہی ترقی کو اپنا نصب العین بنایا، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قومی اور ملکی تمام قیود کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی۔ یہ عالمی برادری کے لئے اخوت کا وہ پیغام ہے کہ جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ تمام مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ اس مقابل پر کوئی نظریہ پیش کیا جائے؟

آنحضرت صلعم نے نسلِ انسانی کی وحدت کی بنیاد ڈالی۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور پہلے انبیاء علیہم السلام سے بدرجہا بڑا کام ہے اور آج واقعات اور حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ امن عالم صرف اسی نظریہ کی بنیاد پر ہی قائم رہ سکتا ہے۔

نبی کریمؐ نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپؐ کے وجود مبارک میں اخلاق انسانی کے تمام پہلو ایسے روشن ہوئے کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی اور آپؐ خاتم الانبیاء کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

بنی اسرائیل میں کتنے ہی نبی آئے مگر وہ انسانی زندگی کے لئے ایک خاص پہلو میں نمونہ بن کر آئے مگر آخر ...... میں ایک ہی آیا اور وہ ان سب پہلوؤں سے بڑھ کر ہر ایک پہلو میں خود ہی نمونہ ہے۔ جوانمردی نرمی۔ جرنیلی۔ صبر۔ سپہ گری۔ شان و شوکت سادگی۔ فروتنی۔ غرضیکہ سب کو مگر ہر ایک سے بڑھ کر اپنے اندر جمع رکھتا ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپؐ کے کمالات فطرت انسانی اور حالاتِ انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں اور بڑائی کی تمام صفات جو تصور کی جاسکتی ہیں وہ بدرجہ اتم آپؐ میں موجود اور کوئی ان کا عشر عشیر بھی نہیں رکھتا۔

خدائے واحد کا نام بلند کیا تو بُت پرستی اور شرک کا نقاب ہمیشہ کے لئے اُٹھ گیا اور توحید کے نور سے دنیا جگمگا اُٹھی اور آپؐ کی قوتِ قدسی نے یہ اثر دکھایا۔ کہ

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانوں سے

اس پاک نبیؐ کے نام میں جو طاقت ہے اس سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں جو شمال۔ جنوب، مشرق اور مغرب کے کروڑہا مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ و نسل اور بلا امتیاز حدود ملکی اور قیود لسانی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کے ربانی عہد میں باندھنے والی ثابت ہو۔ اور اس نے پہلے ایسا کرکے دکھایا ہے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کوئی خیالی چیز نہیں۔

ہزار ہزار درود اور سلام ہوں اس محسن حقیقی پر جنہوں نے اس کی بنیاد ڈالی۔ اب یہ ہماری اپنی خوش نصیبی ہے کہ ہم اس سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں، ورنہ خدا کا قانون تو اٹل ہے۔ ...

. . . .

اگر ہم اپنی حالتوں کو بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس سمت قدم بھی اٹھانا ہوگا۔ منزل چل کر ہمارے پاس نہیں آئے گی۔ ہم نے منزل کی طرف چلنا ہے۔ اور اس کے لئے کچھ اصول ہیں قاعدے ہیں۔ اگر ان پر کاربند نہیں ہوتے تو وقت ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور یہ دن جو ہم مناتے ہیں تو ان کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس نمونہ کو سامنے رکھیں اور حضورؐ کے اُسوہ حسنہ سے راہنمائی حاصل کریں اور حتی الوسع ان کے نقش قدم پر چلنے کی جدوجہد اور کوشش کریں۔

اب سوال یہ ہے کہ دین تو مکمل ہوگیا اور نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ کامل نبیؐ کو کامل اور آخری کتاب مل گئی۔ نبی تو اور کوئی آنا نہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم کی حدیث ہے لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو پھر یہ سلسلہ رشد و ہدایت کیسے جاری رہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔

اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا نظام ہے اور اس پاک نبیؐ کا اسوہ حسنہ بیان ہوا ہے اور جس کی ہر بات پوری ہونے کا ہمیں یقین ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ آپ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمائیگا جو دین کی تجدید کرے گا۔

www.aaiil.org

اب اس حدیث کی صحت پر کسی کو بھی اختلاف نہیں گذشتہ ۱۴ صدیوں کے مجددین کے نام موجود ہیں۔ ان کی تاریخ موجود ہے ان کے کام دنیا کے سامنے ہیں اور ان مجددین نے جو اپنے اپنے وقت پر دعوے کیا تو اسی حدیث مجدد کی بنا پر کیا اور اسی کا حوالہ دیا۔ اور ان کو ماننے والے بھی ہوئے ان کے پیرو بھی ہوئے۔

بعض کی اپنے وقت پر وہ قدر نہ ہوئی جو ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن آج دنیا پرستش کی حد تک ان کی قائل ہے۔ تو کیا ان لوگوں نے جو بڑے پاکیزہ اور محترم بزرگ تھے اور اس حدیث کا حوالہ دیا اور عین صدی کے سروں پر آئے تو کیا ان پاک باطن لوگوں نے افترا کیا تھا اور جھوٹ بولا تھا۔ نہیں ان میں تو کوئی قصور نہیں تھا۔ ان کا انکار کرنے والوں نے غلطی کھائی۔

وہ تو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے آئے اور جو ان کے آنے کا مقصد تھا وہ انہوں نے بہ احسن طریق پورا کیا۔ آج دنیا ان کے کام کی مدح سرا ہے۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ اور نظام ہے اس دین کی تجدید کے لئے کہ اس نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ختم نبوت کے بعد تو نبی آتا نہیں لہذا مجددین کے ذریعہ اس دین کی تجدید ہوتی رہتی ہے اور سو سال کا عرصہ ایسا ہے کہ وقت کے گذرنے کے ساتھ طبیعتوں پر زنگ لگ جاتا ہے وہ جوش اور خروش اور جذبہ نہیں رہتا تو اس لئے تجدید کی ضرورت رہی۔ نبوت تو ختم ہو گئی لیکن خدا کے ساتھ تعلق تو ختم نہیں ہوا۔ اس تعلق کو بڑھانے کے لئے مجدد آتے رہے۔

اس صدی میں بھی ایک بندۂ خدا خدا کی مصلحت کے ماتحت اپنے وقت پر آیا اور انہوں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا:-

"میں اپنے دل کی باتوں پر خدا
کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور بخدا
میں اسی کی طرف سے آیا ہوں
اور میں نے دام تزویر بچھا کر
کوئی کام نہیں کیا۔ ہاں تم نے
میری تحقیر کا قصد کر کے ظلم کیا
ہے اور تم دیکھتے ہو کہ دشمن
تمہارے گرد خیمہ زن ہے
مصائب ٹوٹ پڑے ہیں اور
ضعفِ نفس کے باعث تم ان کے
مطیع ہو گئے ہو قریب ہے کہ وہ
اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں۔"

(غور فرمائیں یہ کتاب ۱۹۰۶ء میں لکھی گئی ہے۔ کیا یہ تیر وہ راکٹ ...... نہیں جو آسمان پر بھیجے جاتے ہیں۔ یہ راکٹ بالکل تیروں کی طرح آسمان پر جاتے ہیں) یہ خدا کے فرستادہ آئندہ کے واقعات کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے یہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں۔ ......

....

یہ مردِ حق اس دین کی اشاعت کے لئے آیا۔ اور اپنے آقا کے لئے غیرت لے کر آیا اور خاتم النبیینؐ کا غلام بن کر آیا اور اس کا عاشقِ زار ہو کر آیا۔ آپ نے فرمایا:-

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

دنیا کی وسعتوں میں جہاں بھی نظر گئی
ہر چیز سے عیاں تھا جلال محمدؐی
ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے اسلام کی حمایت میں ۸۰ کتابیں لکھیں۔ کیا یہ معمولی کام ہے۔ ان دنوں جلسہ مذاہب ہوا جس میں تمام مکتبِ خیال کے لوگوں نے شرکت کی اور اپنے اپنے مذہب کی نمائندگی کی۔ آپ کا مضمون بھی اسلام پر پڑھا گیا۔ اور آپ نے پہلے ہی اس کے متعلق اشتہار لگوا دیئے تھے کہ ہمارا مضمون بالا رہا۔ تو ججوں نے بھی یہ فیصلہ دیا۔ چیئرمین ہندو تھا۔ آٹھ میں سے چھ ہندوؤں نے یہی الفاظ لکھے کہ یہ مضمون بالا رہا اور دوسرے نمبر پر جو مضمون تھا وہ ایک ہندو کا تھا۔ غور فرمائیں اگر حضرت مرزا صاحبؒ کا مضمون نہ پڑھا جاتا تو اوّل وہ ہندو آتا تو اس صدی کے مجدد نے اسلام کی لاج رکھ لی اور وہ جلسہ اسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بلا امتیاز احمدی یا غیر احمدی۔ یہ کام ہے اس امامؒ کا۔ آپ کا یہ مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے شائع ہو چکا ہوا ہے اور یہ پڑھنے کے قابل ہے۔

آپ اشاعت اسلام کے لئے جماعت کا قیام عمل میں لائے۔ یہ کام دنیا کے سامنے ہے۔ مغربی ممالک میں شاخیں ہیں۔ مساجد ہیں۔ پادری مسلمان ہوئے ہیں۔ ان لوگوں میں اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں وہ دُور ہو گئی ہیں۔ ان کا نکتہ نگاہ بدل گیا ہے اور یہ جماعت بدستور کام کر رہی ہے۔ کیا یہ کام خود ایک صداقت کی دلیل نہیں ورنہ کتنی جماعتیں بنیں اور آج ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ بین الاقوامی جماعتوں کی اتحادیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ لیکن یہ جماعت اپنے اس نیک مشن کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کا واحد مشن دین ہے۔ کوئی سیاست نہیں۔

اگر کوئی غلط فہمی ہے کہ نئی شریعت کی بنیاد ڈالی ہے یا نبوت کا دعوٰی کیا ہے تو یہ صحیح نہیں اور اس سلسلہ میں چند حوالے پیش کرتا ہوں جو اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کافی ہونے چاہئیں اور میرے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے یہ حوالے بہت ضروری ہیں۔ آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۱۴ پر فرماتے ہیں:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیینؐ کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔"

نوٹ۔ دیکھئے حقیقت میں ختم نبوت یہی ہے۔ اگر کوئی پرانا نبی آجائے تو نبی ہو کر ہی آئے گا تو پھر نبوت تو ٹوٹ گئی۔ لہذا صحیح عقیدہ ختم نبوت کا یہی ہے کہ نہ نیا نہ پرانا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور نہ آئے گا۔ یہ بھی یقین رکھیں۔ پھر تحفہ بغداد کے صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کر دیا اور وحی نبوت منقطع ہو گئی۔"

اور حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"آنحضرتؐ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔"

یہ تو ہیں آپ کے خیالات ختم نبوت کے متعلق اور یہ ہے عقیدت اس جلال والے نبیؐ کے ساتھ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس امامؒ نے کیا کیا ہے۔ کیا نعوذ باللہ لوگوں کو اسلام سے منحرف کیا ہے یا اسلام کی طرف بلایا ہے اور ان کی دلی تڑپ یہی تھی کہ اسلام اور نیکی کا دور دورہ ہو کشتی نوحؑ میں فرماتے ہیں:- "دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ یہ مت خیال کرو کہ تم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا۔ اپنے نفس اور اپنے آراموں اور کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ تمہارا اصبر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی یا نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے کیا کوئی تم میں سے ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر اندر سے بھیڑیئے ہیں اور بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں اور اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ تقوٰی اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوٰی سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا ہے دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ یہ دیکھتے دیکھتے دھوئیں کی طرح غائب ہو جاتی ہیں اور دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔"

میں بصد ادب و انکسار یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی ہمعصر کی تحریریں پیش کی جائیں جس میں خاتم الانبیاءؐ کی مدح خدا کی توحید وحدانیت اور کبریائی کا یہ جلوہ نظر آتا ہو اور وہ کام بتایا جائے اس عظیم خدمت کے مقابلہ میں جو اس دردمند دل نے کر کے دکھایا ہے اسلام کی اشاعت میں اور کوئی ایسی جماعت پیش کی جائے

www.aaiil.org

مستقبل کی طرف رواں دواں ہو۔ اصل بات جو ہے وہ یہی ہے کہ ہم خاتم نبوت اور اس کے لائے ہوئے دین متین کے لئے غیرت دکھانے والے ہوں اور اپنی عملی زندگیوں میں اسلام پر کاربند ہوں اور اس تعلیم کو دوسروں تک پہنچائیں۔ اس کے بغیر تو نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو کہ خدا کے ہاں مقبول نہیں۔ . . . .

. . . .

اس زمانہ کے امامؑ نے فرمایا:—

اے سونے والو بیدار ہو جاؤ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آ گیا ہے۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ کہ سونے کا اور تضرع کا وقت ہے نہ کہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور رو رو کر ہدایت چاہو۔

میں تو اس پودے کی آبیاری کے لئے آیا ہوں۔ اب یہ پودا بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ یہ خدائی فیصلہ ہے۔

(۷) قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے متعلق کیسے صاف الفاظ میں آیا ہے:—

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره الکافرون۔

اس نے اپنے رسولؐ کو بھیجا ہے دین حق اور ہدایت دے کر تاکہ اس کو تمام مذاہب پر غالب کرے گو کافر برا ہی منائیں

اس دین کا غلبہ ظاہر ہو چکا ہے اس میں کلام نہیں اور بلاریب کتاب اپنی حقانیت ظاہر کر چکی ہے۔ ہمارا ابھی کچھ فرض ہے۔ مواد تو سارا موجود ہے اس کو جذب کرتا ہے اور دوسروں تک پہنچاتا ہے جیسے پہنچانے کا حق ہے۔

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

مسلمان کی تعریف

(بسلسلہ صفحہ ۴)

وہ بھی خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ الغرض خداوند تعالیٰ اور اس کے نبیؐ نے ہر طور و طریق سے مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ کلمہ گو کی تکفیر نہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر)

بھی مل جائیں گے۔ اسلام ایک مشنری یعنے تبلیغی مذہب ہے۔ استدلال اور اسلام کی ابدی قوت کی مدد سے اس کے حامیوں اور پیروکاروں کے دائرے کو وسیع تر کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لئے وسیع تر ماحول کی ضرورت ہے۔ اسلام کو جغرافیائی حدود میں قید نہیں کیا جا سکتا۔ بھارت کے ساتھ مستقل مخاصمت کے ہوتے ہوئے ہم نہ تو بھارت کے مسلمانوں کی کوئی مدد کر سکیں گے اور نہ کشمیر کے جھگڑے کا کچھ بنے گا۔ اگر دونوں ملکوں میں سیاسی کھچاؤ دور ہو اور کشمیر کو وقار کا سوال بنانے کی پالیسی ترک کی جائے تو بہتر ماحول میں اس مسئلہ کو بھی حل کیا جا سکتا ہے۔ رائے شماری کا فیصلہ اپنی جگہ ہے لیکن جن ملکوں نے رائے شماری کرانے کے لئے ۱۹۴۸ء میں ووٹ دیئے تھے وہ سب ہی اب یہی کہتے ہیں کہ بھارت اور پاکستان اس جھگڑے کو باہمی بات چیت سے حل کریں۔ اب تو سلامتی کونسل کے ممبر ملک بھی اس جھگڑے کا نام کونسل کے پلیٹ فارم پر لینے سے کتراتے ہیں۔ ان حالات میں امن اور تعاون کی فضا پیدا کرنا لازمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو شملہ کا معاہدہ صلح حدیبیہ کی طرح پاکستان اور اسلامیان ہندوستان اور کشمیر کے لئے مددگار ثابت ہوگا۔ والسلام

میر عبدالعزیز۔ ایڈیٹر انصاف
P-929 بنی راولپنڈی

کرنا اور اہل قبلہ کے درپے آزار نہ ہونا۔

ان تمام احکامات اور تنبیہات کے باوجود ہمارے ہاں ایسے مسلمانوں کی کمی نہیں جن کے دلوں میں نہ کلمہ کا احترام ہے نہ توحید کا پاس، نہ اقوالِ محمد صلعم کی عزت، نہ ارشادِ الٰہی کی کوئی تعظیم۔ جب ان کا جی چاہتا ہے وہ لوگوں کو کیفر کانا شروع کر دیتے ہیں اور متقین۔ قانتین۔ صادقین۔ صالحین۔ حفاظ۔ قراء۔ حجاج۔ مبلغین اور واعظین کو . . . . . اسلام سے خارج قرار دے کر فخر محسوس کرتے ہیں اور شہروں کی دیواروں پر سیاہی سے تکفیر کے قبیح کلمات درج کرتے رہتے ہیں۔ آج کل پھر یہ شغل جاری کر دیا گیا ہے۔

(باقی —— باقی)

لیسٹر میں ایک تعلیمی کانفرنس

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۷۲ء)

مانچسٹر اور کاونٹری

لیسٹر میں جمعہ کو کانفرنس ختم ہو گئی۔ اتوار کو سکاوٹ انٹرنیشنل کیمپ کاونٹری میں میرا ایک لیکچر تھا۔ روکنگ جانے کی بجائے میں نے سوچا چلو ایک رات کے لئے مانچسٹر ہو آؤں وہاں اقبال احمد صاحب سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔

بی بی سی ریڈیو کے نمائندہ مانچسٹر سے انٹرویو۔

مانچسٹر پہنچکر بی بی سی ریڈیو مانچسٹر کے نمائندہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دس پندرہ منٹ کے لئے مجھ سے مانچسٹر ریڈیو کے لئے ایک انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں لیسٹر کی کانفرنس۔ ورلڈ کانگرس آف فیتھس اور میری دیگر مصروفیات کے متعلق سوالات پوچھے گئے۔ احباب کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ انٹرویو لینے والے ہمارے نوجوان دوست اقبال احمد صاحب تھے جنہوں نے مانچسٹر کے علمی حلقوں میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کر لیا ہے۔ رات ان کے پاس بسر کی۔ دوسرے دن مسٹر سعید عزیز شیخ عبدالعزیز جہلمی کے صاحبزادے کے گھر گئے۔ افسوس ان سے ملاقات نہ ہو سکی ان کی اہلیہ نے باصرار ٹھہرا کر دوپہر کا کھانا کھلایا۔

سکاوٹ انٹرنیشنل کیمپ

اسی دن شام کو ساڑھے چھ بجے کاونٹری چلا آیا۔ کاونٹری سے کوئی سات آٹھ میل دور ایک سکاوٹ کیمپ کا انتظام تھا جس میں چھ سو کے قریب سکاوٹ لڑکے اور گرل گائیڈز کی ممبر لڑکیاں خیمہ زن تھیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جب خالص برطانیہ کے لوگوں کا ایسا کیمپ ہوتا ہے تو لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہوں پر خیمے لگائے جاتے ہیں۔ جب یورپین ممالک کے سکاوٹوں کا اجتماع ہوتا ہے تو لڑکیوں اور لڑکوں کے خیمے ملے جلے ساتھ ساتھ لگائے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ چونکہ اس کیمپ کے لئے یورپ سے بھی لوگ آئے تھے اس لئے خیمے ملے جلے لگائے گئے تھے۔ سویڈن اور ناروے چونکہ اس معاملہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہیں اس لئے وہاں جو خیمے لگائے جاتے ہیں وہاں ایک ہی چھوٹے بڑے خیمے میں لڑکے لڑکیوں کو ساتھ سونے کی اجازت ہوتی ہے۔ . . . . . . اپنے اپنے ملک کا رواج ہے۔

میں سفر سے تھکا ہوا تھا۔ خیال تھا کہ کسی خیمے میں مجھے بھی آرام کے لئے جگہ مل جائے گی۔ لیکن معلوم ہوا کہ میرے لئے اور ایک اور صاحب کے لئے قریبی دیہات میں ایک مکان میں ٹھہرنے کا انتظام ہے

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے
شیخ اللہ بخش سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ بدوملھی۔

شکریہ تعزیت

—— میرے عزیز بھائی چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کی وفات پر جن احباب نے تعزیت اور ہمدردی کے خطوط لکھے اور جماعتوں نے ریزولیوشن پاس کئے اور ہمارے صبر و اطمینان کے لئے اہتمام کئے ہیں، میں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ چوہدری صاحب اگرچہ بہت کم عمر تھے مگر چونکہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ وہ ہم سے اتنی جلدی بچھڑ جائیں اس لئے ہم راضی برضا ہیں۔ خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ مرحوم نہایت قابل اور زیرک انسان تھے خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے حقداروں کے لئے وافر حصہ نکالا کرتے تھے۔ ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ وہ جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ جماعت نے جن پرخلوص الفاظ سے ہمارے زخموں پر مرہم رکھا ہے اور دیگر احباب نے بھی جن شفقت آمیز الفاظ سے ہمیں صبر کی تلقین کی ہے کہ ان سب کا فرداً فرداً جواب دینا ناممکن ہے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار تمام احباب کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار شبیر احمد چک $\frac{2}{4-L}$ اوکاڑہ

www.aaiil.org

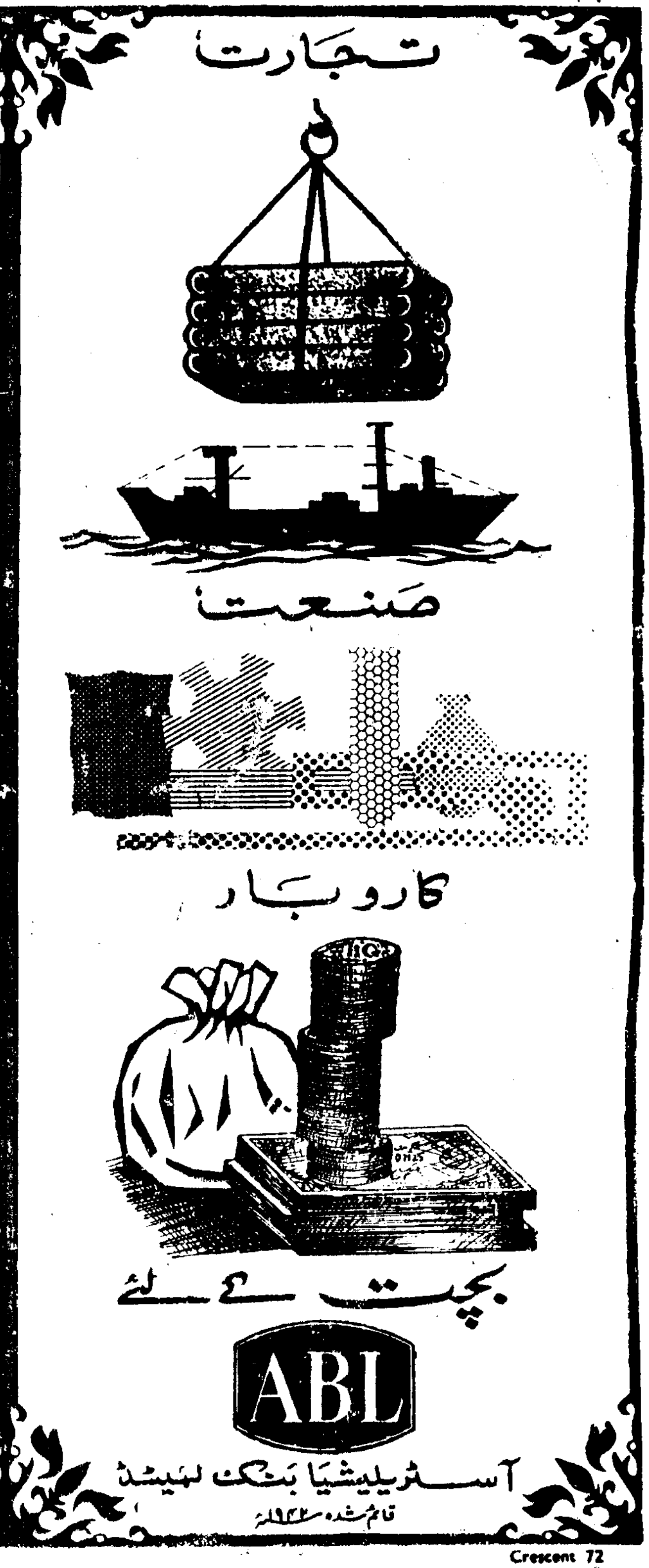

Crescent 72

مَلفُوظات

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جائے تو رُوح پورے جوش کے ساتھ اس طرف دوڑتی ہے اور حقیقت میں رُوح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے رُوح کی حقیقی احتیاج پُوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھدی للمتقین اور دوسری جگہ کہا لایمسّہٗ الا المطھرون اس سے مراد وہی متقین ہیں جو ھدیً للمتقین میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقوےٰ شرط ہے ۔

(ملفوظاتِ احمدیہ حصّہ اوّل)

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء

ایک رفاھی ادارہ ھے

آپ کی اعانت کا شکریہ

مہتمم دار الشفاء ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۔ مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۸۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ نمبر ۳۶

ایور گرین پریس جیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا ۔

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــــ بشیر احمد سوہنے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۴ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۷

علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے درمیان عظیم الشان فرق

دنیوی اور رسمی علوم کے حصول کے لئے تقویٰ شرط نہیں

لیکن علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کے حصول کیلئے تقویٰ پہلی شرط ہے

(ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت و طبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اور امر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو، اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالےٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات کیا عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں، لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت کچھ قابلِ شرم ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو ان کا ذکر بھی نہیں کر سکتے۔ مگر علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کی واقفیت کے لئے **تقویٰ** پہلی شرط ہے۔ اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے۔ جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہ اٹھالے۔ اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور **روح** کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پاکر روح میں ایک لذت اور تسلّی پیدا ہوتی ہے۔ (ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

ص ۴
نوٹ۔ (از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ) ــــــــ
غرض یہ تھی کہ مسلمان تعیشات میں نہ پڑیں کیونکہ جو قوم تعیش میں پڑ جاتی ہے وہ تباہ ہو جاتی ہے بجائے غرباء کی خبرگیری کے روپیہ امراء کے تعیش پر صرف ہوتا ہے۔ اس لئے قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ (فضل الباری۔ کتاب الاطعمۃ)

بحرِ حکمت کے موتی

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھایا پیا نہ جائے

عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ انھم کانوا عند حذیفۃ فاستسقیٰ فسقاہ مجوسیٌ فلمّا وضع القدح فی یدہ رماہ بہ وقال لولا انّی نھیتہٗ غیر مرّۃٍ ولا مرّتین کانّہٗ یقول لم افعل ھٰذا ولٰکنّی سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی اٰنیۃ الذھب والفضّۃ ولا تأکلوا فی صحافھا فانّھا لھم فی الدنیا ولنا فی الاٰخرۃ۔

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ حذیفہؓ کے پاس تھے انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی دیا جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے وہ اسی کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ اگر ایک یا دو سے زیادہ مرتبہ میں نے اس کو نہ روکا ہوتا گویا کہ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں ایسا نہ کرتا مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ ریشمی کپڑا اور دیباج نہ پہنو اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ ان (سونے اور چاندی کے) پیالوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے۔ ص ۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

www.aaiil.org

مکتوبِ امریکہ

(جناب محمد عبداللہ صاحب ہیورڈ کالف - امریکہ)

مکرمی مخدومی مولانا دوست محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹوریل زیر عنوان "بھارت اور پاکستان کے مابین معاہدہ" اور "علامہ اسلم جیراجپوری اور حدیث مجدد" پڑھ کر خوب لطف آیا - دونوں مضمون نہایت ہی معقول اور پر مغز ہیں - "معاہدہ امن" کے مضمون میں جناب ڈاکٹر میرزا مظفر بیگ سابق مبلغ اسلام کے جواب دہلی کے لال قلعہ پر اسلام کے پرچم لہرانے کی تعبیر نہایت ہی موزوں الفاظ میں کر دی گئی ہے - پاکستان اور ہند کی دونوں جنگیں دونوں ملکوں کی بربادی کا باعث ہوئی ہیں - ان میں فائدہ ان بڑے ملکوں کا ہوتا ہے جو سامان حرب فروخت کرتے ہیں - ہندوستان میں جب تک پاکستان کے خلاف نفرت اور تعصب کے جذبات رہیں گے، وہاں نہ صرف اسلام کی ترقی میں رکاوٹ ہوگی - بلکہ وہاں کے مسلمانوں کو بھی لگاتار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا - اور ان کی زندگی امن و امان سے بسر نہ ہو سکے گی - ہمارا فائدہ صلح میں ہے نہ کہ جنگ و جدل میں جس کے اثرات کو سہنے کے لئے پاکستان اور ہند کے عوام تیار نہیں ہیں - ان حالات میں پریزیڈنٹ ذوالفقار علی بھٹو کا اقدام مبارک اور قابل تعریف ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ اور بہترین نتائج پیدا کریگا -

پاکستانی سفیر کی تشریف آوری

پاکستان کے نئے سفیر جناب محمد سلطان خان ۲۲ر جولائی بروز سنیچر واشنگٹن ڈی سی سے سان فرانسسکو بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لائے - ان کے پریس سیکرٹری مسٹر بٹ بھی ان کے ہمراہ تھے - ہوائی اڈے پر کافی تعداد میں پاکستانی مسلمان اپنے معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے پہنچ گئے تھے آپ کی آمد سے پہلے آپ کے استقبالی جلسوں کا پروگرام بن چکا تھا اور دعوت نامے بھی تقسیم ہو چکے تھے -

سیکریمنٹو میں استقبالی جلسہ

اتوار ۲۳ر جولائی کو دن کے ایک بجے دوسو کے قریب پاکستانی مسلمان اپنے معزز مہمان کے استقبال کے لئے پہنچ گئے - مسجد کی پہلی منزل کے وسیع ہال میں سب کی تواضع طعام سے کی گئی - اس کے بعد جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے کی گئی - ہز ایکسی لینسی محمد سلطان خان نے اپنی سلیس اردو زبان میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی - اپنی تقریر میں ان اصلاحات کا تفصیلاً ذکر کیا جو موجودہ حکومت کے ذریعہ ہوئی ہیں - آپ کی تقریر کے بعد کئی ایک سوالوں کی بوچھاڑ ہوئی - جن کے برمحل جوابات آپ نے بڑے تحمل اور صبر سے دیئے اور وہ سب کی تسلی و تشفی کے موجب ہوئے - دو گھنٹے کی تقریر اور سوالات کے جوابات کے بعد مسٹر سلطان محمد نے ہر ایک پاکستانی کو شرف ملاقات بخشا - بیگم سلطان محمد خان نے خاکسار کی بیگم صاحبہ سے مستورات کی عدم موجودگی پر اظہار تعجب کیا - آپ کی بیگم صاحبہ نہایت خلیق اور اسلامی سادگی کا مجسمہ ہیں -

اسلامک سنٹر میں جلسہ

اسی روز سان فرانسسکو اسلامک سینٹر میں سفیر پاکستان کے لئے شام کے ۸ بجے جلسہ منعقد ہوا - سیکریمنٹو سے سان فرانسسکو ۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے لہٰذا اس معزز مہمان کو سیکریمنٹو چار بجے چھوڑ کر بذریعہ موٹر کار سان فرانسسکو آنا پڑا - اسلامک سنٹر میں پاکستانیوں کے علاوہ ہندوستانی اور امریکن بھی کافی تعداد میں موجود تھے - جناب سلطان محمد خان نے انگریزی زبان میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے حالات پر روشنی ڈالی - تقریر کے بعد یہاں بھی کافی سوالات کئے گئے - جن کے جوابات آپ نے تسلی بخش دیئے -

پاکستان کی پبلسٹی پر اخراجات کا اندازہ

ایک نوجوان نے جناب سفیر پاکستان پر یہ سوال کیا کہ امریکہ میں پاکستان کی پبلسٹی پر کیوں بہت کم توجہ دی جاتی ہے - اس کے جواب میں جناب سلطان محمد خان نے فرمایا کہ پاکستان بلیٹن بارہ ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے - جس کو امریکہ کے پاکستانیوں کے علاوہ مختلف اداروں میں بھیجا جاتا ہے - اس پر فی الحال ستر ہزار ڈالر سالانہ خرچ ہوتا ہے - ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ملک کی ترقی کے حالات آپ سب کو یہاں کی مقامی پاکستان ایسوسی ایشن کے ذریعہ پہنچ جایا کریں اور پھر ایسوسی ایشن اپنے طور پر اپنے حلقہ اثر میں ان کی پبلسٹی کیا کرے اس طرح اخراجات بڑھائے بغیر مناسب طور پر پاکستان کی پبلسٹی ہوا کرے گی -

ستر ہزار ڈالر کی خطیر رقم کا خرچ سالانہ ایک چار صفحہ بلیٹن کی اشاعت کے لئے میرے لئے تعجب کا باعث ہوا - اگر ہمیں اس کی آدھی رقم مل جائے تو ہم اسلامی لٹریچر کی اشاعت سے لاکھوں امریکن نفوس کو گرویدہ اسلام بنا سکتے ہیں - اور جب وہ اسلام کے ہمدرد بن جاویں گے تو ان کی ہمدردی فطرتاً پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک سے ہوگی -

اصل بات یہ ہے کہ سفارت خانوں کے آفیسر دفتر میں بیٹھ کر مشہور و معروف پرنٹنگ پریسوں سے کوٹیشن لے لیتے ہیں اور جس کی کوٹیشن کم ہوتی ہے اس کو ٹھیکہ دے دیتے ہیں - ان کو دفتر سے باہر نکل کر جیسے کہ وہ اپنی خانگی ضروریات کی خرید کے لئے مختلف دکانوں کو دیکھتے ہیں اور جہاں سے کم قیمت پر چیز ملتی ہے خرید لیتے ہیں، ویسے وہ سرکاری ضروریات کی خرید کے لئے زحمت گوارا نہیں کرتے اور نہ ہی سرکاری اوقات میں یہ سوچنے کی تکلیف کرتے ہیں کہ کس طرح کم خرچ پر کاروبار کو خوبی سے چلایا جا سکتا ہے -

. . . .

پاکستان کی آواز

پاکستان کے چند نوجوانوں نے مل کر ایک پندرہ روزہ اخبار اردو اور انگریزی میں ٹورنٹو (کینیڈا) سے جاری کیا ہے - جو بڑی تقطیع پر مقامی اخبارات کے سائز پر شائع ہوتا ہے - اس کا پاکستان ایڈیشن جو چودہ اگست کو شائع ہوا - ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے - اس کے آدھے حصہ میں اردو کے مضامین اور پاکستان کی تازہ خبریں ہیں اور باقی آدھے حصے پر انگریزی مضامین ہیں - چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے وہ مقامی اخبارات کے معیار سے کم نہیں اس اخبار کے ذریعہ جو پاکستان کی پبلسٹی ہو سکتی ہے وہ پاک ایمبیسی کے چار صفحات بلیٹن سے نہیں ہو سکتی -

امریکن ذہنیت

امریکن ذہنیت کچھ عجیب قسم کی واقع ہوئی ہے - میں نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے شکایت کی کہ آپ پاکستان یا دیگر ممالک کی بری خبریں تو ہیڈ لائنز دے کر شائع کرتے ہیں - لیکن ایسی خبریں نہیں ہوتیں جس سے معلوم ہو سکے کہ وہ ملک کس قدر ترقی پذیر ہیں - اس نے کہا کہ ہمارا مقصد ان خبروں کو شائع کرنے کا ہوتا ہے جو پبلک کی توجہ کی جاذب ہوں - پبلک کی توجہ کی جاذب صرف وہی خبریں ہوتی ہیں جو لڑائی - فتنہ فساد - سیلاب - طوفان اور پولیٹیکل انقلابات سے متعلق ہوں - امریکن پبلک کی توجہ اس طرف نہیں جاتی کہ وہ کسی ملک کی ڈیولپمنٹ کے حالات معلوم کریں -

آخر ہم نے اپنی نظروں سے دیکھ لیا کہ پاکستان ایمبیسی کی اس پبلسٹی جس پر وہ ستر ہزار ڈالر خرچ کر رہے ہیں مغربی اور مشرقی پاکستان کے فسادات اور انڈیا و پاکستان کی لڑائی کے دوران امریکن ذہنیت پر ایک فی صدی بھی اثر نہ پڑا - اور زیادہ گہرا اثر ان خبروں کا ہوا جو مقامی اخبارات میں پاکستان کے خلاف شائع ہوتی تھیں -

پاکستان کونسلیٹ آف سان فرانسسکو

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان گورنمنٹ نے سان فرانسسکو میں کونسلیٹ جنرل کو بند کرنے کے احکام صادر کر دیئے ہیں اور اس کے دفاتر ۳۰ر ستمبر کو بند کر دیئے جاویں گے - اس کونسلیٹ جنرل پر پاکستان گورنمنٹ کا کافی روپیہ خرچ ہو رہا تھا اور کام زیادہ نہیں تھا - پاکستان کی تجارت نیویارک سے زیادہ ہوتی ہے - اور پاکستان جانے والے نیویارک کے راستہ سے جاتے ہیں جہاں وہ نیویارک کی کونسلیٹ جنرل سے ویزا حاصل کر سکتے ہیں - ان حالات میں پاکستان گورنمنٹ کا فیصلہ قابل تعریف ہے - پاکستان کونسلیٹ جنرل کی اپنی عمارت ہے - جو ۱۹۵۳ء میں خرید کی گئی تھی - اب اس کی قیمت تین گنا ہو گئی ہے اگر کرایہ پر اٹھا دی جائے تو پانچ چھ سو

[illegible]

ایمان — اتحاد — تنظیم

یہ تین الفاظ جن کی طرف قائد اعظم محمد علی جناح نے (جن کی برسی ۱۱ ستمبر کو تمام پاکستان میں منائی گئی) قیام پاکستان کے موقعہ پر قوم کو توجہ دلائی اور ان کو اپنی زندگیوں کا طغرائے امتیاز بنانے کی نصیحت فرمائی تھی، اس قابل ہیں کہ آج پھر قوم کو ان کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ان تین الفاظ پر عمل کرنے سے قوم میں زندگی کی رُوح پیدا ہو سکتی اور وہ بام عروج پر پہنچ سکتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قائد اعظم نے قرآن کریم کی تعلیم کو ان تین الفاظ میں جمع ..... کر دیا ہے، جس میں مختلف پیرایوں میں بار بار ایمان و اتحاد و تنظیم کا سبق مسلمانوں کو دیا گیا ہے

فی الحقیقت سب سے پہلی بات جو کسی قوم کے لئے بام ترقی پر قدم رکھنے کا موجب ہو سکتی ہے، وہ اس مقصد پر ایمان اور یقین دلوں میں پیدا ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے جد و جہد کرنے کا وہ ارادہ رکھتی ہے، پاکستان کی ترقی اور سربلندی وہ مقصد ہے جس کے لئے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے آج سے پچیس سال پیشتر قدم اُٹھایا اور ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود قائد اعظم کی رہنمائی میں متحدہ جد و جہد سے اس ملک کو عالم وجود میں لے آئے۔ قائد اعظم نے قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں سبق دیا کہ یہ ایمان اور یقین اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ یہ ملک اُبھرے گا اور ترقی کی بلند ترین منازل پر ہمیں پہنچا دے گا، لیکن نرا یقین اور ایمان ہی کافی نہیں۔ ایمان کے ساتھ قوم کے اندر اتحاد کا ہونا بھی ضروری ہے، جب تک کسی مقصد کے حصول کے لئے متحدہ جد و جہد سے کام نہ لیا جائے اس وقت تک نرا ایمان کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، پھر اتحاد کے ساتھ تنظیم کا ہونا بھی ضروری ہے اور جب تک منظم ہو کر کام نہ کیا جائے اور تمام افرادِ قوم ایک تنظیم کے ماتحت اپنی مساعی عمل میں نہ لائیں اس وقت تک کامیابی محال ہے یہی سبق قرآن کریم نے اس آیہ کریمہ میں ہمیں دیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ کرو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ یہ وہ سبق ہے جس پر عمل کرنے سے پاکستان کا وجود عمل میں آیا اور تمام بنگالی، سندھی، بلوچی، سرحدی اور پنجابی مسلمانوں نے مل کر اور ہر قسم کے قومی، لسانی اور صوبائی اختلافات کو مٹا کر اور طرح طرح کی جانی اور مالی قربانیاں دے کر ایک متحدہ پاکستان بنایا اور بھائی بھائی بن کر رہنے لگے جس سے دنیا کی نظروں میں ہمارا وقار بلند ہو گیا۔

قائد اعظم نے پاکستان بننے کے بعد اپنے مختصر ایام زندگی میں ہمیں بار بار یہ تلقین کی کہ دلی یقین اور ایمان کے ساتھ متحد ہو کر ایک تنظیم کے ماتحت کام کرتے رہو تو کامیابی ہمیشہ تمہارے ہمکنار رہے گی، لیکن افسوس آج ہم نے پھر ان تمام زرّیں اصولوں اور نصائح کو بھلا کر تفرقہ اور انتشار کی راہ اختیار کر لی ہے جو پاکستان کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جا رہی ہے، آج پاکستانی پھر سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی بن کر ملک میں انتشار کا موجب ہو رہے ہیں۔ پہلے ہی ملک کا ایک بڑا حصہ "بنگلہ دیش" کے نام سے ہم سے علیحدہ ہو چکا ہے، اور اب کوشش کی جا رہی ہے کہ سندھو دیش، پنجاب دیش، بلوچ دیش، پٹھان دیش ناموں کی خود مختار ریاستیں بنا کر اس ملک کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

یہ وہ المیہ ہے جو ہر محب وطن کی محبانہ سوچ و بچار کو چاہتا ہے، ایک طرف بھارت کے ساتھ معاہدۂ امن اور پاکستانی جنگی قیدیوں کی رہائی کا سوال ہے جو صدر پاکستان کی دردسری کا موجب ہو رہا ہے اور دوسری طرف اندرون ملک اپوزیشن پارٹیاں صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ناکام بنانے اور صدارت سے ہٹانے کے لئے ایسا محاذ قائم کرنے کے درپے ہیں جس سے ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو کر تباہی و بربادی تک پہنچ جائے۔ یہ ایسی بات ہے جس کو کسی نے ایک شعر میں یوں ..... بیان کیا ہے

(۳)

—— اس سلسلہ کی تمام اقساط محترم مولوی محمد علی صاحب مبلغ جماعت احمدیہ لاہور متعینہ ملتان کی فراہم کردہ ہیں، جنہوں نے مصر سے مختلف تفاسیر فراہم کر کے یہ اقتباسات پیغام صلح کے لئے مہیا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ——

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ کی تفسیر

واما قوله تعالى: "بل رفعه الله اليه" فقد سبق نظيره في سورة آل عمران وذالك قوله (۳: ۱۵۵ - اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا) روى عن ابن عباس تفسير التوفي معنا بالاماتة كما هو الظاهر المتبادر وعن ابن جريج تفسيرها باصل معناها وهو الاخذ والقبض والمراد منه ومن الرفع انقاذه من الذين كفروا بعناية من الله الذي اصطفاه وقربه اليه -

(تفسیر المنار - جلد ۶ - صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول (یعنی بل رفعه الله اليه) تو اس کی نظیر سورۃ آل عمران میں گذر چکی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: واذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا۔ یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے توفی کے معنے اماتۃ (یعنی موت دینا) کے بیان ہوئے ہیں جیسا کہ ظاہر اور متبادر الی الذہن (ذہن میں فوری طور پر آجانے والی بات) ہے اور ابن جریج سے اس کی تفسیر اس کے اصل معنوں میں آئی ہے اور وہ اخذ (لینا) اور قبض (قبض کرنا) ہے اور اس سے اور لفظ رفع سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کو کافروں سے نجات دلانا ہے اور یہ اس خدا کی عنایت اور مہربانی سے ہے جس نے اسے برگزیدہ اور اپنا مقرب بنایا۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشت خاکِ ما ہم برباد رفتہ باشد

یعنی میں خوش ہوں کہ رقیبوں سے دامن بچاتے ہوئے چلا گیا۔ گرچہ اپنی مٹھی بھر خاک بھی برباد ہو کر رہ گئی۔

ضرورت ہے کہ تمام محبانِ وطن متحد ہو کر ایسا انتظام کریں کہ تمام اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے تباہ کن منصوبے خاک میں مل جائیں اور ملک صحیح و سلامت ترقی کی راہوں پر گامزن ہو کر اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کرلے، کہ یہی قائد اعظم کی رُوح کو خوش کرنے اور مسلمانوں کی سربلندی کا موجب ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تشریف آوری

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ ۱۰ ستمبر کو معہ خاندان مری سے لاہور تشریف لے آئے، آپ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے فالحمدللہ۔

اعلانِ نکاح! مولانا دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح کے نواسہ ممتاز احمد ایڈمنسٹریٹو آفیسر پاک سیمنٹ انڈسٹریز فاروقیہ کا نکاح مسٹر ایم - جی راشدی کی صاحبزادی تہمینہ راشدی (امن آباد لاہور) کے ساتھ ۸ ستمبر کو محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے بعوض ۵ ہزار روپیہ حق مہر پڑھا اور خطبہ نکاح میں عورت و مرد کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی جس کے بعد مسٹر راشدی کی طرف سے حاضرین کو دعوت طعام دی گئی اور دوسرے دن بروز ممتاز احمد ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور میں چائے پر ولیمہ کی دعوت دی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے

اخبار و افکار

طلباء میں اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جائے۔

۲۳ اگست کے "پیغام صلح" میں ہم نے حکومت پاکستان کے اس اعلان کا کہ آئندہ پاکستانی مدارس اور کالجوں میں مذہبی تعلیم لازمی قرار دی جائے گی، خیر مقدم کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی، کہ دینی تعلیم کے ساتھ یہ بھی انتظام ہونا چاہیئے کہ طلباء اپنی عملی زندگی میں بھی تعلیم دین پر عمل پیرا ہوں تاکہ ان میں اخلاقی و عملی کردار بلند ہو اور پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔ مقام مسرت ہے کہ اسی تاریخ کو پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد نے یہ اعلان کیا کہ حکومت تعلیمی اداروں کی تعداد بڑھانے کے بجائے تعلیم کا معیار بلند کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ طلباء کی صحیح تربیت کریں اور ان میں اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے کی کوشش کریں، انہوں نے فرمایا کہ طلباء مستقبل کے معمار ہیں لہذا اساتذہ کو ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دینی چاہیئے، انہوں نے اساتذہ کو یقین دلایا کہ حکومت انہیں معاشرہ میں بلند مقام دلانے کی کوشش کرتی رہے گی۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ اعلان ہر طرح اطمینان کا موجب ہے، اور امید کی جا سکتی ہے کہ آئندہ تعلیمی اداروں میں طلباء کے اخلاقی کردار کو بلند کرتے اور ان کی عملی زندگی کو دین کے مطابق بنانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ اس کی سب سے بڑی ذمہ داری اساتذہ پر ہے، جن کا اپنا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے کہ طلباء اس سے سبق حاصل کر سکیں، اگر اساتذہ کا اپنا عملی نمونہ اس تعلیم کے مطابق نہ ہو جو وہ طلباء کو دیں گے، تو اس کا چنداں فائدہ نہیں ہو سکتا، اس لئے اساتذہ کو نرا تعلیم ہی سے نہیں بلکہ اس تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اپنے نمونہ سے طلباء کا اخلاقی کردار بلند کرنا چاہیئے، امید ہے حکومت پاکستان تعلیمی اداروں میں طلباء کی تعلیم کے علاوہ اس بات کا بھی خیال کرے گی کہ اساتذہ کی عملی زندگی میں اسلام کا صحیح رنگ پایا جائے، اور ان کا اخلاقی کردار نمایاں طور پر بلند نظر آئے۔

پیدائش مسیح علیہ السلام

معاصر "صدق جدید" لکھنؤ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۷۲ء رقمطراز ہے:۔

سر سید احمد خاں بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے دو خطوط مورخہ ۷ اگست ۱۸۷۰ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۲ء بنام مولوی ممتاز حسین صاحب نظر سے گزرے۔

مذکورہ بالا دونوں خطوط میں سر سید مرحوم نے اس بات پر زور دیا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسےٰ مسیح علیہ السلام کا بے باپ ہونا قرآن اعظم سے ثابت نہیں اور آپکی پیدائش بقول سر سید مرحوم حسب فطرت بشری ہے۔

لیکن سورۃ مریم کی آیت نمبر ۲۰ میں بی بی مریم حضرت جبرئیل سے اس طرح مخاطب ہیں: "وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔"

نیاز مند۔ ابو الوفاء صدیقی ۲۲۵۱ گلی عبد الحمید بازار چتلی قبر۔ دہلی ۶

صدق۔ جی ہاں جمہور علماء نے کھلا ہوا مطلب اس آیت قرآنی اور دوسری آیات کا وہی لیا ہے جو مشہور چلا آ رہا ہے۔ لیکن سر سید مرحوم اور ان کے ہم خیالوں نے خود انہیں آیات میں تاویل کر لی ہے۔ مثلاً یہ کہ اللہ نے اس درمیان میں وہ مانع دور کر دیا جو استقرار حمل کی راہ میں حائل ہو رہا تھا۔

حضرت مریم کی منگنی تو ہو ہی چکی تھی۔ اور منگیتر سے صحبت عبری شریعت میں حرام نہ تھی۔ رواجاً مذموم تھی۔ منگنی بمنزلہ عقد کے تھی اور حق صحبت مرادف تھا رخصتی یا گونے کے ——— یہ تحقیق صحیح ہو یا نہ ہو، بہرحال یہ بادنیٰ حکم تکفیر سے بچا لیتی ہے۔

مولوی صاحبان جو وفات مسیحؑ کے عقیدہ مسیحؑ کی بے باپ پیدائش کو بھی کفر و ارتداد کا مسئلہ قرار دینے سے نہیں ہچکچاتے، اس پر غور کریں، کیا سر سید مرحوم اور ان کے حامیوں کو بھی وہ کافر قرار دینے کی جرأت کریں گے؟۔

اکابر علماء اہلحدیث احمدیوں کو مسلمان قرار دے چکے ہیں

اہلحدیثوں میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بڑے پایہ کے علماء سمجھے جاتے تھے۔ احمدیوں کو مسلمان قرار دینے کے بارے میں ان تینوں کے بیانات درج ذیل ہیں:۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک مقدمہ کے دوران میں منصف درجہ اول ضلع گوجرانوالہ کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے اور اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھوایا کہ:۔

"یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوٰئے مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن کو اور حدیث کو یکساں مانتا ہے ...... کسی فرقہ کو جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔"

(اظہار حق ص۱۴ مصنفہ مولوی سمیع اللہ خاں فاروقی)

(۲) مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے احمدیوں کے مسلم لیگ میں شامل ہونے کے ذکر پر فرمایا کہ:۔

"احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے کے نیچے آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ وجہ یہ کہ احمدی لوگ کانگرس میں تو شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے اور نہ احرار میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ صرف اپنی احراری جماعت کے لئے لڑتے ہیں جن کی امداد پر کانگرسی جماعت ہے اور حدیث الدین النصیحۃ کی تفصیل میں خود رسول مقبول صلعم نے عامہ مسلمین کی خیر خواہی کو شمار کیا ہے (صحیح مسلم) ہاں اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں۔ پس احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہو گئے جس طرح کہ اہل حدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہم شامل ہوئے اور اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں، مولینا ابو الکلام صاحب کو بھی ہے۔ ان سے پوچھئے اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ان کی تحریروں سے دکھا دیں گے۔" (پیغام ہدایت در تائید پاکستان و مسلم لیگ ص۱۱۲-۱۱۳)

(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار اہلحدیث میں لکھا کہ:۔

ایک صاحب نے ہم سے سوال کیا ہے کہ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مل کر اشاعت اسلام کا ادارہ قائم کیا ہے۔ اگر اس ادارے کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں کوئی غیر مسلم مرزائی ہو جائے تو کیا آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہوگا؟ ہماری طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونا دو لحاظ سے ہے۔ ایک اخروی نجات کے لحاظ سے، اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے اور فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے عرف عام کے لحاظ سے۔ اس لحاظ سے ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مرزائی بھی کلمہ گو ہیں اس لئے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔

(بحوالہ تحدیث نعمت مؤلفہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ص۱۹۵)

اب ہم اہل حدیث احباب سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں ھل فیکم رجل رشید؟

(ماخوذ از ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

تصحیح

پیغام صلح مجریہ ۲۳ اگست ۱۹۷۲ء کے ص۳ کالم ۲ و ص۳ کی عربی عبارت میں "ھو الاماتۃ الحادیۃ" کی جگہ ھو الاماتۃ العادیۃ پڑھا جائے۔ خاکسار محمد علی مبلغ اسلام ملتان

دار الشفاء دار السلام (رجسٹرڈ)
جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپکی اعانت کا شکریہ
فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں صحیفۂ قدرت، فطرت انسانی اور انبیاء و مرسلین کی شہادت

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں

انسان کی روحانی نشو و نما کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۶۷ء، فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ: والسماء بنینٰھا باید و انا لموسعون۔ والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ۔ انی لکم منہ نذیر مبین۔

(الذٰریٰت ۵۱: ۴۷ تا ۵۰)

میں نے گذشتہ دو تین جمعوں میں اللہ تعالیٰ کی چند صفات حسنہ کا ذکر کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ باری تعالیٰ کا اسم ذات اللہ ہے، اور ننانوے صفاتی نام ہیں جن میں سے بعض کی تشریح و تفسیر بیان کرکے ان کی غرض و غایت بتائی تھی کہ یہ انسان کو اپنے اندر صفات حسنہ الٰہیہ کا عکس پیدا کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعماء اور اس کی ذات اور صفات کا ذکر جس قدر قرآن کریم نے اور اسلام نے کیا ہے اور کسی مذہب اور کسی الہامی کتاب میں اس قدر ذکر نہیں ملتا۔ قرآن مجید میں اللہ کا ذکر تواتر اور کثرت سے کیا گیا ہے اور بار بار ذکر الٰہی کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ کبھی توحید الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے، کبھی صفات الٰہیہ بیان کی گئی ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کی شوکت و عظمت کی طرف اور اس کی حکمت و قدرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن بعض اوقات دل میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا فی الواقعہ خدا تعالیٰ موجود بھی ہے؟ کیونکہ وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ جب ہمارے بچے ہم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ میاں کہاں ہے، تو ان کو سمجھانا بھی ہمارے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، مگر وہ ہمیں نظر نہیں آتا اور وہ برگزیدہ ذات ہر جگہ موجود ہونے کے باوجود پردۂ غیب میں ہے اور ہمیں حکم ہے یومنون بالغیب۔ یعنی ہم بن دیکھے خدا کی ہستی پر ایمان لائیں۔

لیکن اگر دل یہ کہے کہ اس کی ہستی کے متعلق تسلی کر کے ہی یقین آ سکتا ہے تو یہ خواہش ناجائز نہیں ہے کیونکہ یہ فطرتی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں قرآن کریم نے کیا دلائل دیئے ہیں جس سے ہم اسے پہچان سکیں۔ اس کے متعلق میں آج کچھ عرض کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں کئی قسم کے دلائل دیئے گئے ہیں جن میں سے تین دلائل سب سے زیادہ اہم ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں کائنات اور نظام عالم کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ نظام عالم اور کارخانۂ قدرت بغیر کسی بنانے والے کے از خود نہ بن سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔ میں اس کی تفصیل آگے چل کر بیان کروں گا۔ کہ کس طرح اس کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دے رہی ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کا دوسرا ثبوت انسان کی اپنی ذات ہے، انسان کی فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ کی تڑپ . . . ، اس کی جستجو اور اس کی طرف جھکنا پایا جاتا ہے۔ بالخصوص مصیبت کے وقت انسان سوائے خدا کے اور کسی کے آگے فریاد نہیں کرتا اور خدا ہی اس کی فریاد سنتا ہے۔

تیسرا بڑا ثبوت ان بزرگ ہستیوں کی شہادت ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوا۔ دنیا میں ہزارہا انبیاء، مرسلین ابدال و اقطاب اور غوث و محدث اور مجدد آئے، جنہوں نے اپنے تجربہ سے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور تمام کائنات اسی کے تصرف اور حکم کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کا پہلا ثبوت میں نے یہ نظام کائنات بتایا ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم کے مختلف مقامات پر اور مختلف پیرایوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ اس تمام کائنات کا نظام ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی قانون کے اندر جکڑی ہوئی ہے۔ فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ یہ سورج اور چاند اور ستارے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ہی قانون کے اندر جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نظام کو کوئی مدبر بالارادہ ہستی چلا رہی ہے۔ یہ اپنے اپنے محور کے گرد گردش میں ہیں۔ ایک ستارہ یا سیارہ اپنے مدار کو چھوڑ کر دوسرے ستارے یا سیارے کے مدار میں نہیں جا سکتا۔ سورج اپنے مقررہ رستہ پر چلتا ہے اور چاند کے لئے خدا نے کئی منزلیں مقرر کر دی ہیں ایک جگہ فرمایا یولج الیل فی النھار و یولج النھار فی الیل۔ رات کو دن کے اندر داخل کرتا ہے اور دن کو رات کے اندر داخل کرتا ہے۔ لیکن وہ رات اور دن اپنے وقت مقررہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ فرمایا ولا الیل سابق النھار یعنی رات دن سے آگے نہیں نکل سکتی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ہوائی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون (الجاثیۃ رکوع ۲) اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندروں کو مسخر کیا۔ اور اس قابل بنایا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں تاکہ تجارت اور کاروبار کا سلسلہ جاری ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرو، یہ سامان اس لئے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔

کبھی ہمیں نباتات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تم زمین کے اندر بیج ڈالتے ہو اور آسمان سے پانی اترتا ہے تو کھیت ہرے بھرے ہو جاتے ہیں، اور ان سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے۔ پھر حیوانات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں۔ ان کے تین بڑے فائدے ہیں۔ اول وہ سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں۔ ایسے جانوروں میں اونٹ، خچر، گھوڑے وغیرہ شامل ہیں۔ پھر بعض دودھ دیتے ہیں اور بعض کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ یہ دودھ کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ فرمایا نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین یعنی اس چیز سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار اور بڑی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔

سائغا کے لفظ میں بڑے معانی پوشیدہ ہیں۔ میں جس ادارے میں کام کرتا تھا وہاں باہر سے لوگ ٹریننگ لینے کے لئے آتے تھے، ایک عرب صاحب مصر سے آئے وہ W.H.O کے ممبر تھے اور پاکستان کے بچوں کی صحت کے بارہ میں یہاں اساتذہ کو تربیت دینے آئے تھے، دوران لیکچر دودھ کے استعمال کی ضرورت پر انہوں نے بڑا زور دیا اور اس کے مختلف فوائد بیان کئے، اس کا خوش ذائقہ ہونا، اس کا صحت افزا ہونا وغیرہ۔ لیکچر کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ نے دودھ کے فوائد اور اس کے خواص و تاثیرات کے متعلق جتنی باتیں کی ہیں ان سب کو قرآن کریم نے ایک لفظ سائغا میں بیان کر دیا ہے، یہ سن کر انہوں نے قرآن مجید کے کمال کا اعتراف کیا۔

اسی طرح یہ درخت بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت علی رضؓ کے پاس ایک شخص آیا۔ لوگ عموماً حضرت علی رضؓ سے علمی سوال پوچھا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی فضیلت سے نوازا تھا۔ تو اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ آپ ایک شہتوت کے درخت کے قریب بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا کہ یہ شہتوت کا درخت اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے اس نے پوچھا کس طرح؟ آپ نے فرمایا کہ اس شہتوت کے پتوں کو بکری کھاتی ہے تو وہ دودھ دیتی ہے اور ہرن کھاتا ہے تو اس کے نافہ سے کستوری پیدا ہوتی ہے اور جب کیڑا

www.aaiil.org

کھاتا ہے تو اس سے ریشم بنتا ہے۔ درخت ایک ہی ہے لیکن اس کے پتوں کی خاصیتیں کس قدر مختلف ہیں، کیا یہ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت نہیں ہے؟ پس درخت اور نباتات اور رنگا رنگ کے پھول یہ سب خدا کی ہستی کا کھلا ہوا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ خدا کی ہستی کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ یہ نظام کائنات پتہ دیتا ہے کہ اس کا بنانے والا ضرور کوئی ہے۔ چنانچہ فرمایا والسماء بنینھا بایید آسمان کو ہم نے قوت کے ساتھ بنایا ہے، یہاں اید کے معنی ہاتھ نہیں ہیں بلکہ اس سے طاقت و قدرت مراد ہے جیسے قرآن کریم میں حضرت داؤدؑ کے متعلق فرمایا ہے واذکر عبدنا داؤد ذا الاید۔ یہاں ذا الاید کے معنی ذا القوۃ ہیں یعنے قوت والا۔ تو فرمایا والسماء بنینھا بایید آسمان کو طاقت کے ساتھ ہم نے بنایا ہے وانا لموسعون اور ہم بڑی قدرت والے ہیں۔ یہاں وسع کے معنی فراخی نہیں بلکہ طاقت ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ میں بھی فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر جس قدر جو اس کی طاقت میں ہو۔ پھر فرمایا والارض فرشنھا۔ اس زمین کو ہم نے بچھونا بنایا ہے فنعم الماھدون اور ہم کیا عمدہ انتظام کرنے والے ہیں۔ ومن کل شیء خلقنا زوجین۔ اور ہر چیز کا ہم نے جوڑا پیدا کیا ہے لعلکم تذکرون۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یہاں آسمان و زمین کے ذکر سے معلوم ہوا کہ آسمان اور زمین دونوں کا جوڑا ہے۔ آسمان سے زمین پر بارش اترتی ہے اور اس سے زمین میں جان پڑ جاتی ہے اور پھر سبزی، اناج اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج۔ اور تو زمین کو بے حس پڑی دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور ابھرتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما روئیدگی اگاتی ہے۔ (الحج)

پس اگر اس جوڑے کا میل نہ ہو تو کچھ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لعلکم تذکرون یہ اس لئے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اب مسلمانوں کو جو یہاں مخاطب ہیں، بتایا ہے کہ تم کو بھی جوڑے کی ضرورت ہے۔ ایک تو تمہارا ظاہری جوڑ ہے یعنی مرد اور عورت کا جو جسمانی نشوونما کے لئے ہوتا ہے لیکن تمہاری روحانی زندگی بھی ہے جس کے لئے تمہیں روحانی جوڑے کی بھی ضرورت ہے ففروا الی اللہ۔ پس تمہارا روحانی رشتہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا کو پانے کے لئے خدا کی طرف دوڑو۔ جس وقت جوڑے کو اپنے جوڑ کی طرف میلان ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف کس طرح دوڑ کر جاتا ہے۔ پس انسان کو بھی خدا کی طرف دوڑ کر جانا چاہیئے۔ اسی لئے نماز کی طرف آنے کے لئے بھی دوڑ کر آنے کی آواز دی جاتی ہے اور جمعہ کے دن کے لئے بھی حکم ہے کہ دوڑ کر یا سعی کر کے ذکر الٰہی کی طرف جاؤ۔ تو فرمایا کہ تمہاری روحانی زندگی کی نشوونما کے لئے بھی جوڑے کی ضرورت ہے ففروا الی اللہ پس اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ کر جاؤ انی لکم منہ نذیر مبین میں اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ کارخانہ قدرت اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ اس کا بنانے والا ضرور کوئی ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں کہ کارخانہ قدرت کسی نہ کسی صانع کو چاہتا ہے لیکن اس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے مگر یہاں تک پہنچ کر ہمیں ایک اور دلیل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو یہ ظاہر کرے کہ وہ صانع فی الواقعہ موجود ہے اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو صرف پہلی دلیل کافی نہیں ہوگی چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ اہل یونان جو فلسفہ اور علوم عقلی میں اس قدر ترقی یافتہ تھے اپنی عقل کے باوجود زیرک کوے کی طرح شرک کی نجاست پر منہ مارتے رہے اور خدا سے دور رہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا دوسرا ثبوت انسان کی اپنی ذات ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اپنے نفسوں پر غور کرو اور اپنے اندر جھانکی لگاؤ تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور اس کی ہستی کا اندازہ ہوگا اسی سورت میں جس کی چند آیات میں نے شروع میں ..... پڑھی تھیں فرمایا ہے وفی الارض اٰیٰت للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔ یعنے اس زمین میں بھی بہت سے نشانات ہیں اور تمہارے اپنے نفسوں کے اندر بھی نشانات ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟ تو انسان کو اپنے اندر دیکھنا چاہیئے تب اسے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق اور قرب محسوس ہوگا۔ پھر ایک انسانی خاصہ یہ ہے کہ وہ خدا کو جلد بھول جاتا ہے۔ جب اسے فراخی میسر آتی ہے تو وہ سرگشتہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر انسان غور کرے تو خدا اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پس فرمایا کون ہے وہ ذات جس کو تم تکلیف کے وقت پکارتے ہو امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔ خدا تعالیٰ اسی مصیبت میں یاد آتا ہے اور انسان جب مایوس ہو جاتا ہے تو اسی کو پکارتا ہے۔ دنیا میں بعض مصائب و تکالیف مصلح بھی ہوتی ہیں۔ جو انسان کو سیدھے راستے پر لانے کا موجب ہوتی ہیں۔ جب ۱۹۰۴ء میں کانگڑہ میں خطرناک زلزلہ آیا تو بہت سے ہندو دہریہ رام رام کرنے لگے۔ تو خدا کی ہستی کا ایک یہ ثبوت بھی ہے کہ انسان کی زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جب اسے بے اختیار خدا یاد آتا ہے اور اس کے سوا اسے اور کوئی نظر نہیں آتا۔

کہتے ہیں ایک بہت بڑا دہریہ تھا جسے خدا کے انکار پر اس قدر اصرار تھا کہ اس نے اپنے کمرے میں ایک بورڈ لگا رکھا تھا جس پر لکھا تھا:

GOD IS NOWHERE.

یعنے خدا کہیں نہیں ہے۔ اس نے یہ تختی ایسی جگہ لگا رکھی تھی کہ ہر کوئی اسے پڑھ سکے، جب اس شخص کے مرنے کا وقت قریب آیا۔ اور جان نکلنے لگی اور اس کی اپنی نظر اس تختی پر پڑی تو اس نے اس عبارت کو یوں پڑھا

GOD IS NOW HERE.

یعنی خدا اس وقت یہاں ہے۔ یہ لطیفہ نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے کہ انسان پر ایک گھڑی ایسی آتی ہے جب خدا کے سوائے اسے اور کوئی نظر نہیں آتا۔

میں نے اس وقت ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں دو قسم کے دلائل بیان کئے ہیں یعنی ایک نظام کائنات اور دوسرا انسان کا اپنا وجود جو خدا کی ہستی کا پتہ دیتا ہے اور تیسرا ثبوت ہے مصلحین اور اولیاء کرام کا ذاتی تجربہ اور مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ۔ اس بارے میں میں آئندہ عرض کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اخبار احمدیہ

شادی خانہ آبادی

مورخہ ۴-۸-۷۲ کو خواجہ احسان الحق صاحب ولد خواجہ محمد عثمان صاحب کا نکاح خاکسار نے نشاط خالدہ صاحبہ بنت خواجہ محمد صدیق صاحب مرحوم کے ساتھ بعوض -/۵۰۰ روپیہ حق مہر پڑھا۔ خاکسار نے خطبہ میں زوجین کے حقوق پر روشنی ڈالی۔ اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کو پیش کرتے ہوئے خلاصہ بتایا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ یعنے تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور حقوق زوجیت پوری طرح ادا کرتا ہے۔ اس مبارک اور خوشی کی تقریب پر دولہا کے والد نے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو عطا کئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اور ..... دولہا اور دلہن کو خادم اسلام بنائے۔ آمین۔

احمد یار۔ عفی عنہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

درخواست دُعا

محترم غلام حسین صاحب مؤذن جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور بعارضہ قلب چند دنوں سے میو ہسپتال لاہور کے دل وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرماتے رہیں۔

ضرورت رشتہ

ایک سترہ سالہ احمدی لڑکی کے لئے جو جماعت دسویں میں زیر تعلیم ہے، برسر روزگار احمدی نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی اچھی ہوشیار اور صورت و سیرت کے لحاظ سے پسندیدہ ہے، باپ غریب آدمی ہے اور زمانہ کی رسم کے مطابق جہیز دینے کے قابل نہیں۔ خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:-

ن۔ معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

مسلمان کی تعریف —— فتنۂ تکفیر اور حکومت کا فرض

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

مسلمان کی تعریف میں علماء کا اختلاف

منیر کمیٹی کے سامنے علماء مسلمان کی تعریف نہ کر سکے۔ کوئی دو مولوی کسی ایک تعریف پر متفق نہ ہو سکے۔ جب شہادتیں پیش ہوئیں تو پتہ چلا کہ ہر فرقے نے دوسرے فرقہ کو کسی نہ کسی وقت کافر کہکر دائرہ اسلام سے خارج کیا ہوا ہے۔ آج بھی مسلمان اور اسلام کی تعریف میں مسلمان علماء کا اتفاق نہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلام کی تعریف کوئی مشکل کام ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر عالم کسی نہ کسی فرد یا جماعت کو کسی قیمت پر بھی اسلام کے اندر رہنے نہیں دینا چاہتا۔ اور وہ اسلام کی ایسی تعریف کرنا چاہتا ہے جس سے اس کا حریف دائرہ اسلام سے خارج ہو سکے۔ مثلاً شیعہ صاحبان۔ ان میں ایک کثیر گروہ صحابہ کرامؓ کو غاصب اور فاسق سمجھتا ہے اور ان کے مسلمان ہونے میں شک کرتا ہے بلکہ ان پر نفاق کا الزام لگاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ کے دربار سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سرٹیفکیٹ ملا ہوا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کرنا ایسا ہی ہے کہ گویا خداوند کریم کے فیصلہ کو رد کر دیا جائے۔ ہمارے سابقہ قائدین اہل سنت والجماعت شیعہ صاحبان کے انتہا پسندوں کے عقائد کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے بیانات اشتعال پذیر ہو کر شیعوں کے خلاف بھی کفر کے فتوے جاری کر دیئے کیونکہ شیعہ حضرات نے صحابہ کرامؓ کی شان میں تبرے اور تضحیک کے تیر چلا کر تمام عالم اسلام کے سینوں کو چھلنی کر رکھا تھا۔ شیعہ صاحبان کا انتہا پسند طبقہ اب بھی موجود ہے اور صحابہ کرامؓ کے متعلق انکے عقائد بھی اسی طرح اہل سنت کے سینوں کو چھلنی کرنے کے لئے موجود ہیں مگر مولانا مودودی صاحب کی زیر قیادت مسلمانوں کی کثیر آبادی شیعہ صاحبان سے بغلگیر ہونے کو تیار ہے اور ان سے مل کر اب کسی ایسے شکار کی تلاش میں ہے جس کو آسانی سے دائرہ اسلام سے خارج کیا جا سکے۔ اس شکار کی کمزوری محض عدد کی کمزوری ہے یعنی وہ جماعت جسے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے یہ لوگ متلاشی ہیں وہ ان کے مقابل پر تعداد میں کم ہے۔ مگر علم اور عمل کے رو سے سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ ایک اور جماعت بھی یہاں موجود ہے جن کی خبریں اس وقت بھی متواتر ہیں ان میں سے ان کے عقائد ظاہر ہوتے ہیں کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ اور قرآن مجرم کی طرح حدیث کے سامنے کھڑا ہے اگر حدیث قرآن کے کسی حکم کو منسوخ کر دے تو وہ منسوخ ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک خود قرآن کے اندر بھی آیات موجود ہیں جو نبوراتاں دیگر آیات کے ذریعے منسوخ ہو گئی ہیں۔ اس عقیدہ میں ان لوگوں کے ساتھ بہت سی دیگر جماعتوں کے مسلمان بھی شریک ہیں۔ مگر اب سب کی بدقسمتی سے ایک ایسی جماعت معرض وجود میں آچکی ہے جو یہ کہتی ہے کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی قرآن حکیم کا کوئی حکم ایسا ہے جو مرفوع التلاوت ہو چکا ہو اور واجب الاطاعت نہ ہو۔ قرآن کریم کا اپنا ارشاد ہے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں کثیر اختلافات ہوتے۔ مگر اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ اختلافات کثرت سے موجود ہیں۔ اسی لئے بعض آیات بعض آیات کو منسوخ کرتی ہیں بلکہ خود حدیث کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن کے احکام کو منسوخ کر دے۔ وہ نئی جماعت جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اس کا اعلان ہے کہ جو حدیث قرآن کے متعارض ہو اس کی تاویل کر لینی چاہئے اور اگر وہ تاویل قرآن کے مطابق ہو جائے تو فبہا ورنہ اس حدیث کو رد کر دینا چاہئے۔ قرآن کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والی جماعت کے خلاف اب تمام علماء جمع ہو رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ اس جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے اسلام کو تمام جماعت کا مجموعہ بنا دیا جائے۔ یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا ایک فرقہ ملنگوں کا فرقہ کہلاتا ہے۔ جو تکیوں میں بیٹھے بھنگ اور چرس کا دور اور شغل کرتے ہیں اور شریعت پر چلنا کچھ ضروری نہیں سمجھتے۔ قبروں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اپنے بنائے ہوئے مرشدوں کے سامنے بھی اسی طرح جھکتے ہیں جس طرح خدا کے سامنے جھکنا چاہئے ان ملنگوں کے خلاف ان مکفرین کی طرف سے کبھی کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ملنگوں سے ان کے دنیوی مفاد پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ اس ملک میں آغا خان کے پیروکاروں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے جن کے نزدیک مساجد کا کوئی وجود نہیں وہ مساجد میں جانے کی بجائے مجالس خانوں کے قائل ہیں ان کے ہاں بجائے مساجد کے جماعت خانے بنے ہوتے ہیں۔ ان کی عبادت کے طریقے بڑے عجیب ہیں۔ انکے سربراہ کے پاس بہشت کی کنجیاں ہیں وہ جس کو چاہتے ہیں فردوس بریں سے کوئی موزوں جگہ الاٹ کرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی علماء کی طرف سے کوئی احتجاجی آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ یہ جماعت اپنے نفوذ اور ثروت کی وجہ سے بڑی شوکت کی مالک ہے۔ ہم ان میں سے کسی کو کافر کہنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ خود کو کلمہ گو کہتے ہیں اور جن لوگوں نے ایسے لوگوں کے خلاف کفر کے فتوے صادر کئے ہیں ان کے متعلق بھی ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ فتوے کفر دون کفر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں سے کسی طرح فرع کے کفر کا ارتکاب ہوتا ہے اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتے۔ ہمارے علماء خیر نے نہایت بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے کفر دون کفر کی اصطلاح وضع کی ہے۔ شیعوں کے ہاں تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام بھی نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ امامت کو نبوت پر بھی ترجیح دے دیتے ہیں۔ یا انسانہ دیگران قوموں کے ہاں نبوت سے بھی کوئی بڑا مقام ممکن الحصول ہے۔ یا یں کلمہ گو ہونے کی وجہ سے ان میں سے کوئی بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں ان کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے۔

اسلام کی اصل تعریف

اسلام دراصل توحید و رسالت نبویؐ کے اعتراف کا نام ہے اور یہ دریا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ جو اس کلمہ کا حامل ہے وہ مسلمان ہے صحیح مسلمان کی تعریف یہی ہے یہ تعریف جس فرد یا جماعت پر صادق ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت کسی کو خدا کی خدائی سے نہیں نکال سکتی اسی طرح کوئی کلمہ گو بھی دائرہ اسلام سے نہیں نکالا جا سکتا اس تعریف پر دنیا کے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو سکتا ہے۔ جب کسی کافر کو اسلام کے اندر لانا ہو تو اس سے یہی کلمہ پڑھایا جاتا ہے جونہی اس نے کلمہ پڑھ لیا اس کو اسلامی حقوق حاصل ہو گئے اس کے بارہ میں قرآن کی اس آیت سے بھی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ یعنے دیہاتی لوگ جو اسلام کے اندر ابھی ابھی داخل ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مومن ہو گئے ہیں انہیں کہہ دو کہ تم ابھی مومن نہیں ہوئے۔ ہاں تم مسلمان ضرور ہو گئے ہو۔ لیکن ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ اسلام لوگوں کو پہلے کلمہ پڑھا کر دین میں داخل کر لیتا ہے پھر آہستہ آہستہ اس کی ایمانی حیثیت بدلنے لگتی ہے اور عرفان کا ایک لامتناہی میدان اس کے سامنے رکھ دیتا ہے وہ آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ ترقی کر کے روحانی کمالات حاصل کرتے لگ جاتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں یہ شوق ہے کہ جو لوگ ایمان کے کئی عالی درجات حاصل کر کے بلند سے بلند مراتب بھی حاصل کر چکے ہیں ان انہیں اس لئے اسلام سے خارج کر دیا جائے کہ وہ ہمارے بعض علماء سے اختلاف رائے رکھتے ہیں اور ان علماء کی چودھراہٹ ان کی وجہ سے معرض خطر میں پڑ سکتی ہے۔

(حاشیہ:) و اسلام سے خارج نہیں کر سکتی جس طرح دنیا کی کوئی طاقت

عقیدۂ ختم نبوت

اسلام کی تکمیل درحقیقت عقیدہ ختم نبوت سے ہوتی ہے۔ اسلام اپنی ذات میں کامل اور مکمل دین ہے نہ اب یہ کسی شریعت کا محتاج ہے نہ کسی دیگر نبی کا۔ حضور نبی کریم

. . . .

. . . .

محمد رسول اللہ صلعم سے قبل تمام نبی فوت ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی اب واپس نہیں آسکتا۔ اگر کسی نبی کے واپس آنے کی ضرورت اور گنجائش ہوتی تو اس کے لئے موزون ترین شخصیت نبی اکرم صلعم کی تھی۔ حضور ہی کو زندہ رکھا جاسکتا تھا یا مار کر واپس بلایا جاسکتا تھا۔ مگر اب یہ ممکن نہیں اور اگر یہ ممکن نہیں تو یہ بھی یقیناً ممکن نہیں کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ ہوں اور انہیں اس لئے ریزرو رکھ دیا گیا ہو کہ ان کے سوا اب کوئی شخص بگڑی ہوئی انسانیت کو درست نہیں کرسکتا۔ ایسا کہنے سے محمد رسول اللہ صلعم کی توہین ہوتی ہے جس کو کوئی غیرت مند مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ اور اگر کسی نئے نبی کا آنا ممکن نہیں ہے تو حضور صلعم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت بھی ناممکن ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب رح کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کیا، حالانکہ یہ سریحاً غلط ہے۔ ان کا دعوے صرف مجدد ہونے کا تھا۔ دعوے نبوت سے انہوں نے صریحاً انکار کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ مجھ پر دعوے نبوت کا الزام سراسر افتراء ہے۔ حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد دعوے نبوت کرنے والا خود کاذب ہے، باوجود اس کے انہیں اور آپ کی جماعت کو کافر کہتے چلے جانا کہاں کی شرافت ہے دیکھنا یہ ہے کہ ان کی جماعت کے لوگ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں مسلمانوں کی طرح اذانیں دیتے اور نمازیں پڑھتے ہیں قرآن کریم کی تعلیمات اور حضرت رسول کریم صلعم کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں غیر مسلمانوں میں تبلیغ اسلام اور بلاد غربیہ میں اسلام کے مشن قائم کرتے ہیں، ان اعمال و عقائد کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب اور ان کے مریدین کو کافر ٹھہرانا اور جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کہاں تک حق بجانب ہے۔ بعض لوگوں نے اب یہ مطالبہ کیا ہے کہ آئین میں مسلمان کی تعریف بھی درج کی جائے مسلمان کی تعریف تو نہایت آسان ہے۔ ہندو اور عیسائی کی تعریف مشکل ہے، دوسرے مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ مگر اسلام ایک نیچرل مذہب ہے۔ سادہ مذہب ہے، عوام کا مذہب ہے۔ اس کی تعریف بھی سادہ ہے جس کو ایک دیہقانی اور ایک گاؤں والا تک بھی جانتا اور سمجھتا ہے اور وہ تعریف یہی ہے کہ کلمہ طیبہ کا پڑھنے والا جو خود کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے۔

اگر علماء کو کسی اور تعریف کی ضرورت ہے تو وہ قیاس کے میدانوں اور عناد کے ریگستانوں اور حسد کے صحراؤں میں محض مسلمان کی تعریف کی تلاش کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں یہی ان کی بدقسمتی ہے۔ کبھی کوئی دو مولوی اس سفر میں ہمراہ ہو کر ایک منزل پر نہیں پہنچ سکتے اس لئے وہ مشترکہ طور پر اسلام کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکتے۔ اگر آئین میں یہ تعریف داخل کرنا ضروری ہے، اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ ضروری ہے تو اس میں چند الفاظ درج کر دیئے جائیں کہ جو کوئی شخص اعلان کرتا ہے کہ میں کلمہ طیبہ کا قائل ہوں اس کو مسلمان سمجھا جائے۔

ہاں ایمان کے مدارج مختلف ہیں اور کوئی انسان دوسرے انسان کے ایمان کو جج نہیں کرسکتا۔ یہ کام خداوند تعالٰے کا ہے جو جس کو چاہے مومن قرار دے اور جنت الفردوس میں داخل کر دے اور جسے چاہے عذاب دے۔

ہم نہایت زور کے ساتھ یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں اولیا اور اہلحدیث کے بزرگ سے بھی کہنا چاہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ اوروں کے ایمان کو ٹٹولتے پھریں انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ اگر یہ انداز فکر اختیار کر لیا جائے تو ہر انسان کو دوسرا انسان اپنے سے بہتر نظر آئے گا۔ اور یہ کافر گری کا وقت ختم ہو جائیں گے۔

یا اللہ ہماری قوم پر رحم فرما۔ ہمارے دلوں میں دوسروں کے لئے احترام کا جذبہ پیدا کر تاکہ ہم اسلام کے دشمنوں کا متفق اور متحد ہو کر مقابلہ کر سکیں۔ بخدا کافروں کی تعداد کچھ تھوڑی نہیں کہ ہمارے علماء کو فکر لگا ہوا ہے اور وہ ہر وقت سرگرداں ہیں کہ کس طرح ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ آخر میں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آئین میں مسلمان کی تعریف درج ہو جائے تو اس تعریف کے خلاف جو کوئی تکفیر کا فتنہ کھڑا کرے اس کی تعزیر بھی اس فتنہ کی تخریبی صلاحیت کے مطابق مقرر کر دینی چاہیئے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

تین جرمن عیسائیوں کا قبولِ اسلام

احباب کے لئے یہ مبارک اور خوش کن خبر باعث تقویت ایمان ہوگی کہ مولینا محمد یحیٰی بٹ صاحب کے ہاتھ پر تین عیسائیوں (ایک خاتون اور دو مردوں) نے اسلام قبول کیا ہے اللہ تعالٰے انہیں استقامت بخشے اور خدمت دین و ملت کی توفیق دے اور مولینا صاحب موصوف کو بیش از بیش مواقع عطا فرمائے۔

۱۔ مسٹر کرسچین راین۔ اسلامی نام نصر الدین صاحب۔

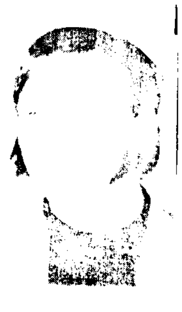

۲۔ مسگریٹ بیٹیر۔ اسلامی نام سعدہ صاحبہ

۳۔ بیٹرد کوٹر۔ اسلامی نام عبداللہ صاحب۔

جماعت احمدیہ کراچی کا

سہ روزہ جلسہ سالانہ

کراچی و مضافات اور اندرون سندھ کے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۲ تا ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء احمدیہ مشن ہاؤس

240/G/2 - P.E.C.H.S KARACHI 29

میں منعقد ہو رہا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز اور محترم صاحبزادہ مولینا عبد المنان عمر صاحب ایم اے کی خدمت میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے۔ پروگرام حسب ذیل ہے۔

۱۔ $22\frac{9}{72}$ - ½۱ بجے دوپہر احمدیہ مسجد میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔

۲۔ $23\frac{9}{72}$۔ احمدیہ مسجد میں ایک لیکچر ہوگا جس کا عنوان ہے "دل کی بات"۔ اس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور صاحبزادہ مولینا عبد المنان عمر صاحب اور ساری جماعت شامل ہوگی۔ احباب کی خدمت میں عصرانہ پیش کیا جائیگا۔

گذشتہ سال کی تبلیغی۔ تربیتی اور دوسرے دینی امور کی رپورٹ پیش کی جاوے گی اور احباب کو دعوت دی جاوے گی کہ وہ بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ بڑا مقصد یہ ہوگا کہ وہ ذرائع سوچے جائیں جن کے اختیار کرنے کے نتیجے میں ترقی جماعت اور استحکام کا پہلو نکلتا ہو۔

۳۔ $24\frac{9}{72}$۔ جلسہ عام:۔ صبح ½۹ سے ½۱۲ بجے تک۔ پروگرام آئندہ شمارے میں اشاعت کے لئے انشاء اللہ بھجوا دیا جاوے گا۔

۴۔ عصرانہ۔ ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کراچی میں معزز غیر از جماعت اصحاب کو مدعو کیا جاوے گا۔

جو دوست باہر سے شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ تاکہ ان کے قیام و طعام کا قبل از وقت انتظام کر لیا جاوے۔ خاکسار مرزا احمد لطیف
مبلغ احمدیہ مشن کراچی

آفتاب الدین احمدیہ ہومیوپیتھک دارالشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دارالشفاء۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

مکتوب امریکہ

بقیہ صفحہ ۲

خاکسار کی علالت

خاکسار دایاں جانگ کی تکلیف کی وجہ سے چلنے پھرنے سے کسی حد تک معذور ہے۔ .... دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس تکلیف کو دُور فرمائے۔ ویسے اُٹھتے بیٹھتے یا لیٹے ہوئے درد محسوس نہیں ہوتا البتہ چلنے میں دِقت اور تکان محسوس ہوتی ہے۔

....

کتاب کی اشاعت

خاکسار کی مطبوعہ کتاب ریلیجن اینڈ سوسائٹی .... کی اشاعت میں اس کے چند صفحات اچھی طرح پرنٹ نہ ہونے کی وجہ سے توقف پیدا ہوگیا تھا۔ اب پرنٹر نے اس کے ۴۸ صفحات دوبارہ چھاپ دیئے ہیں۔ اور اسکی جلد بندی شروع ہوگئی ہے۔ اس دوران میں پاؤں کی تکلیف کے باوجود اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لینے کے لئے چند اصحاب سے ملاقات کی ہے کہ وہ اپنی طرف سے مختلف لائبریریوں کے لئے عطیات دیں۔ اس مد میں ایک کتاب کے لئے ایک ڈالر وصول کیا گیا ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے یہ تحریک مقبول ہو رہی ہے۔ معطی صاحبان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:—

۱۔ بیگم خدیجہ ہیلکر — ۶۰۰ ڈالر
۲۔ مسٹر روشن علی آف فجی — ۲۵ ″ ″
۳۔ مسٹر احمد علی چودھری وکیل — ۱۰ ″ ″
۴۔ مسٹر توفیق مراد دوکاندار — ۱۰ ″ ″
۵۔ بیگم ایوان کریم — ۲۰ ″ ″
۶۔ سید سراج الدین قادری — ۱۰ ″ ″
۷۔ مسٹر جعفر حسین آف فجی — ۲۵ ″ ″
۸۔ مسٹر محمد علی آف فجی — ۱۵۰ ″ ″
۹۔ مسٹر محمد ہاشم — ۱۰ ″ ″
۱۰۔ مسٹر منظور صدیقی — ۱۰ ″ ″
۱۱۔ مسز ڈنیل سلمی دوکاندار — ۶۵ ″ ″
۱۲۔ مسٹر حمید اعتماد — ۵۰ ″ ″
۱۳۔ مسٹر یسین آف فجی — ۲۵ ″ ″
۱۴۔ مسٹر محمد ابن جان — ۱۰ ڈالر
۱۵۔ مسٹر احمد نوالکو — ۱۰ ″ ″
۱۶۔ مسٹر اینڈ بیگم شریفہ نورمن احمد آف ملایا — ۱۵۰ ″ ″
۱۷۔ مسٹر جمی رشید — ۱۰ ″ ″
۱۸۔ مسٹر والس محمد — ۴۹ ″ ″
۱۹۔ ڈاکٹر قاضی محمد برکت اللہ — ۱۰ ″ ″

اشاعت لٹریچر فنڈ

مقامی بینک میں مسلم سوسائٹی آف یو ایس اے کا کونٹ کھول دیا گیا ہے جس کے ٹرسٹی خاکسار۔ بیگم خدیجہ ہیلکر اور ظفر اقبال عبداللہ ہیں۔ جو عطیات اور آمد اس کتاب کی اشاعت یا مفت فروخت سے حاصل ہوتی ہیں۔ وہ اشاعت لٹریچر کی مد میں بینک میں جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ہماری پانچ ہزار کتابوں کی مفت اشاعت کے لئے عطیات وصول ہو گئے۔ تو ہم انشاء اللہ اس قابل ہو جاویں گے کہ اس سرمایہ سے ترجمۃ القرآن انگریزی۔ محمد دی پرافٹ۔ ریلیجن آف اسلام۔ حدیث اور دیگر اسلامی مطبوعات کو امریکن لائبریریوں میں پہنچا سکیں۔—

فی الحال ہم نے جیسس ان ہیون آن ارتھ مصنفہ خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم مغفور کی ایک سو جلدوں کا آرڈر دے دیا ہے۔ جس کی قیمت اس فنڈ سے ادا کی جائے گی۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے۔

تخریبی کام

امریکہ اور کینیڈا کے مختلف مراکز سے جہاں اسلام کی بہتری اور بہبودی کے کام ہو رہے ہیں وہاں شیطان بھی خاموش نہیں بیٹھا۔ وہ مختلف انسانوں کو اسلام کے تخریبی کاموں پر لگانے میں کوشاں ہے اور افسوسناک امر یہ ہے کہ ان تخریبی کاموں پر لگانے والے مسلمان ہی ہیں نہ کہ غیر۔

سعودی عرب جدہ کے ایک صاحب ایم حسن کی طرف سے ایک اپیل مسلمانان عالم کے نام شائع ہوئی ہے جس میں انکو آگاہ کیا گیا ہے کہ مولانا محمد علی مرحوم۔ علامہ عبداللہ یوسف علی مرحوم۔ مسٹر محمد مارما ڈیوک پکتھال مرحوم اور مولینا عبدالماجد دریابادی کے انگریزی تراجم و تفاسیر قرآن غلطیوں سے پُر ہیں اور ان کی تفاسیر کی مفت اشاعت جو مختلف مسلمان جماعتوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ اس اپیل میں بتایا گیا ہے کہ جو گناہ مسلمانوں پر ان تفاسیر کی اشاعت کے خلاف آواز نہ اٹھانے کی وجہ سے ہو سکتے ہیں، اس کا علاج یہی ہے کہ مسلمان ایک نئی تفسیر قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مالی امداد کریں۔ جو چند پاکستانی علماء کے زیر ادارت تیار کی جاوے گی۔ اس تحریک کے امریکن نمائندے صارع محمد نواب ہیں۔ جو نیو جرسی۔ امریکہ کے باشندے ہیں۔ ان اشتہاروں کی کاپیاں اور ساں ندرت ہیں۔

بلیک مسلم تحریک کی مخالفت

دوسرا تخریبی کام ہمارے مکرم دوست مولوی شکر الٰہی حسین (جو جماعت ربوہ کے مشن واشنگٹن ڈی سی کے انچارج ہیں)۔ نے شروع کیا ہے۔ اور وہ ہے جناب الیجا محمد کے مشن اور عقائد کی بذریعہ ریڈیو مخالفت اور ان کو مناظرے کی دعوت۔ اس کا چرچا جناب الیجا محمد کے اخبار ... "محمد سپیکس ...." میں ہوا۔ مولوی شکر الٰہی حسین صاحب عرصہ دراز سے سرزمین امریکہ میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ اور ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہاں میدان اس قدر وسیع ہے کہ بغیر کسی مخالفت ... ہر ایک مبلغ کام کر کے جماعت پیدا کر سکتا ہے۔ مولوی شکر الٰہی حسین صاحب چکاگو میں رہ چکے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ جناب الیجا محمد کا مقابلہ تعمیری کام سے کرتے۔ پچاس سالہ مرکز کی بوسیدہ عمارت کو گرا کر وہاں عالیشان مسجد کھڑی کرتے اور اپنے مرکز کو جناب الیجا محمد کے مراکز چکاگو سے زیادہ باعث کشش بناتے۔ جناب الیجا محمد کے چند عقاید سے ہمارا اختلاف کیوں نہ ہو لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان کی جماعت نہایت ہی منظم جماعت ہے۔ جس کے ممبر ان تمام برائیوں سے بہت حد تک بچے ہوئے ہیں جس کا شکار ہمارے مسلمان بھائی ہو رہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ الیجا محمد کے مرید شراب اور زنا کاری سے متنفر ہیں۔ خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے۔ قرآن مجید کو الہامی کتاب مانتے ہیں۔ اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ الیجا محمد حضرت محمد مصطفےٰ کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ تمام رسولوں اور صحائف پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ طرفہ یہ ہے کہ وہ پرانے مسلمانوں کو اپنی جماعت کا ممبر بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ شکایت تو عیسائیوں کو ہونی چاہیئے کہ وہ ان کے ممبروں کو کم کر رہے ہیں۔

اخبار "الاسلام" کا رویہ

الاسلام ایک ماہوار اخبار ہے جو واشنگٹن ڈی سی۔ امریکہ کی ایک اسلامی جماعت کی طرف سے چند ماہ ہوئے جاری ہوا تھا۔ اس کے دو تین پرچے دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اسلام کی خدمت اور تبلیغ کے لئے ایک اسلامی اخبار یا رسالہ جاری ہوا ہے۔ لیکن افسوس اس کی پالیسی بھی پاکستان کے ان اسلامی اخبارات و رسائل سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہے۔ جو اپنی اشاعت کو بڑھانے کی غرض سے تکفیر بین المسلمین اور فرقہ وارانہ .... جھگڑوں میں اخبارات کے کالم سیاہ کر دیتے ہیں۔ اسلامک سنٹر آف واشنگٹن ڈی سی کے ڈائرکٹر اور امام ڈاکٹر محمد عبدالرؤف صاحب نے جناب الیجا محمد اور اس کی جماعت کی خدمات کو کسی مضمون میں قدر کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ اور ان کی خدمات کی تعریف کی تھی۔ اس اخبار کے ایڈیٹر کو الیجا محمد کے مشن اور عقائد کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور اس نے اس اخبار کے کالم ڈاکٹر صاحب موصوف کی تعریفی الفاظ کے خلاف سیاہ کر دیئے۔ خداوند کریم مسلمانوں اور ان کے رہنماؤں کو تخریبی کاموں سے بچائے اور ان کو یہ عقل اور سمجھ دے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان خیال کرتا ہے اس کو وہ کافر اور بے ایمان تصور نہ کریں ٭

وہ احباب جنکے عزیز و اقارب کراچی میں مقیم ہیں، متوجہ ہوں۔

پنجاب، سرحد اور دوسرے مقامات سے اکثر دوست ملازمت و کاروبار کے سلسلہ میں کراچی میں مقیم ہیں۔ میں ان سطور کے ذریعہ ان کے والدین و سرپرستوں سے گذارش کرونگا کہ وہ مجھے ان کے اسماء سے مطلع فرمائیں۔ نیز اپنے عزیزوں کو بھی مطلع کریں۔ کہ وہ ہمارے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ شکریہ۔

مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام
240/B/2-P.E.C.H.S.
KARACHI—29

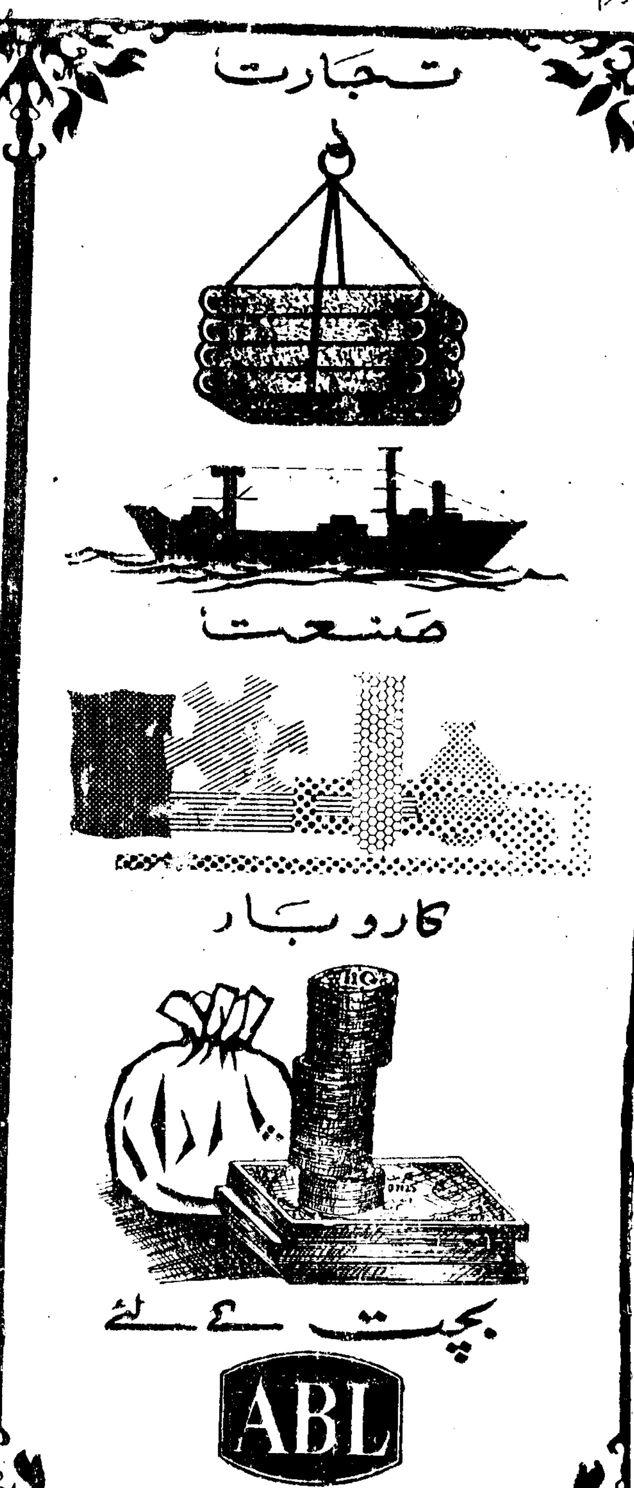

وفات } احباب کو یہ پڑھ کر دلی قلق ہوگا کہ برادرم چوہدری محمد حبیب صاحب خلف الرشید چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم از بدوملہی مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۷۲ء کو اپریشن کے بعد جناح ہسپتال کراچی میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میت ۳۰ اگست کو بدوملہی لائی گئی اور وہیں سپرد خاک کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ بدوملہی کے مخلص ترین احمدی احباب میں سے تھے سادگی اور بے نفسی کا کامل نمونہ تھے۔

اپنی تمام زندگی میں کسی کے نقصان کے حق میں نہ تھے اور تمام علاقہ جانتا ہے کہ وہ بے نفس درویش قسم کے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے ان کی عمر ۵۹ برس تھی۔ انکے دو لڑکے چوہدری غلام باری صاحب رخصت پر تشریف لائے ہوئے تھے انکے برادر اکبر چوہدری حبیب اللہ صاحب کو جو کمی واقعہ ہوئی ہے وہ پوری نہ ہو سکے گی۔ احباب سے جنازہ غائبانہ میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار غفور احمد۔ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۱۳۸ شمارہ ۳۷

... نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر: ۵۲۷۲۷

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوامی

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

یہ نہ کہو کہ میرا نفس خبیث ہوا

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم خبثت نفسی ولکن لیقل لقست نفسی

ترجمہ:-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ فرمایا کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہوا بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس سست ہوا۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

خبیث طیب کی ضد ہے اس لئے اس کے معنے ناپاک کے ہیں لیکن خبیث النفس سست کو بھی کہا جاتا ہے جب طبیعت میں کام کرنے کی طرف توجہ نہ ہو اور وہ بوجھل ہو جیسے حدیث میں ہرقل کے متعلق ہے اصبح یوماً خبیث النفس اور یا جیسا اس حدیث میں آتا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ انسان رات کے وقت جاگتا ہے مگر پھر اٹھ نہیں سکتا گویا شیطان اس کے سر پر تین گانٹھیں لگا دیتا ہے اصبح خبیث النفس کسلان پھر وہ اٹھتا ہے تو طبیعت سست اور بوجھل ہوتی ہے مگر خبث نفسی کہنے سے اس لئے روکا کہ اس میں اپنے آپ کو خباثت کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔ حدیث باب ہذا میں

(باقی برصفحہ اشتہار کے نیچے)

جبتک انسان پاک تبدیلی اور تزکیہ نفس نہیں کرتا
قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اسے اطلاع نہیں ملتی

ارشادات حضرت مجدد زمان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن شریف اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے۔ اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لئے تقویٰ بطور نردبان کے ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان۔ شریر خبیث النفس، ارضی خواہشوں کے اسیران سے بہرہ ور ہوں۔ اس واسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف و نحو۔ معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو دنیا کی نظروں میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو۔ لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا، قرآن شریف کے علوم سے اس کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے۔ اور مغربی روشنی نے عالم کو اپنی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بد قسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنائیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔ یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامیٔ دین متین سمجھتے ہیں، ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور ضالین کے تلفظ پر مرمٹے ہیں۔ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں اور ہو کیونکر جبکہ وہ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

ہاں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو تزکیہ نفس کے دعوے کرتا ہے وہ صوفیوں اور سجادہ نشینوں کا گروہ ہے۔ مگر ان لوگوں نے قرآن شریف کو تو چھوڑ دیا ہے، اور اپنے ہی طریق اختراع کر لئے ہیں۔ کوئی چلہ کشیاں کرتا ہے۔ کوئی الا اللہ کے نعرے مارتا ہے، کوئی نفی اثبات توجہ۔ حبس دم وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ غرض ایسے طریقے نکالے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... سے ثابت نہیں ہوتے اور نہ قرآن شریف کا یہ منشا ہے۔ اور نہ کبھی سلسلہ نبوت نے ایسے طریقوں کو پسند کیا۔ غرض یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ...... اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔

کاش دنیا کو معلوم ہوتا کہ روح کی لذت کس چیز میں ہے اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف اور صرف قرآن شریف میں موجود ہے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

شفیق مرزا

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

مصلحین اور مؤید من اللہ افراد کی بعثت محض اس غرض سے ہوتی ہے کہ وہ عوام الناس کی دینی حالت سدھاریں اور انہیں رسوم و رواج کے طوق و سلاسل سے نکال کر با عزت اور آزاد زندگی کا راستہ دکھائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جس گروہ کے مفاد پر مصلح کی جدوجہد کی زد پڑتی ہے، وہی رہزن راہبر کا بھیس بدل کر ان مامورین کی مخالفت کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے، عموماً یہ لوگ مذہبی اجارہ داروں اور قرآنی اصطلاح کے مطابق مترفین (استحصال کنندوں) EXPLOITERS کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اول الذکر گروہ دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اولاً وہ لوگ جو مختلف مذہبی و دینی جماعتوں کے سربراہ ہوتے ہیں اور مریدوں کو ذکر و فکر صبحگاہی میں مصروف رکھ کر ان کے مال و دولت پر نہایت چابکدستی سے ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ ثانیاً۔ وہ لوگ جنہیں کسی قسم کی مذہبی سیاسی سیادت تو حاصل نہیں ہوتی لیکن وہ مامورین کی مخالفت محض اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں انہیں بھی اندھوں میں کانا راجہ سمجھ لیا جائے۔

اس ثانی الذکر طبقہ کی طرف سے شائع کردہ ایک کتابچہ بعنوان "ندائے حق" زیرِ نظر ہے۔ ذیل میں ان کی پیدا کردہ بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عمر

اعتراض: "مرزا غلام احمد اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۷/۳۸ میں یہ الہام تحریر فرماتے ہیں ثمانین حولاً او قریباً من ذالک او تزید[۱] علیہ سنینا و کان وعد اللہ مفعولا۔ ترجمہ: تیری عمر اسی سال ہوگی یا قریب اس کے یا زیادہ اس سے۔ اور یہ وعدہ[۲] اللہ کا کیا ہوا۔ ناظرین کرام خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر اپنے ایمان کے ساتھ فیصلہ فرما کر اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

[۱] [۲] نقل مطابق اصل ہے مصنف کتابچہ کی علمی حیثیت خوب ظاہر ہو رہی ہے (ناقل)۔

غور فرمائیں اسی سال تب ہی ہوگا جب عمر چھتر سال سے زیادہ یا پچاسی سال سے کم ہوگی۔ اب ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ مرزا صاحب کی پیدائش کب ہوئی اور وفات کب تاکہ الہام مشہور کی تحقیق ہو جائے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب البریہ ۱۷۷/۱۵۹ میں فرماتے ہیں میری پیدائش ۱۸۳۹/۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور سیرت المہدی میں تحریر ہے کہ آپ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ الحاصل مرزا غلام احمد کی کل عمر ۶۸ سال ۵ ہوئی سادی عمر کا مشہور الہام جھوٹا ہوا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں پر اعتبار نہیں رہتا ہے ص ۲، ۳

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس دور میں پیدا ہوئے اس وقت تاریخ ولادت کا کوئی ریکارڈ نہ رکھا جاتا تھا کیونکہ یہ بدامنی، فتنہ، انتشار اور سکھا شاہی کا دور تھا۔ اس لئے کتاب البریہ میں درج کردہ سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء خود ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تاریخ قیاساً درج کی جا رہی ہے۔

البتہ آپ نے اپنی دیگر کتب میں بعض ایسے قرائن درج فرما دیئے ہیں جس کے نتیجہ میں آپ کی تاریخ پیدائش متعین کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:—

"میری پیدائش جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی"

تحفہ گولڑویہ ص۱۱۱ حاشیہ

"ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا" حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹

اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ تریاق القلوب ص ۶۸

ایک اور روایت ہے کہ آپ کی پیدائش پھاگن کے مہینہ میں ہوئی تھی۔ ذکر حبیب صفحہ ۲۳۸-۲۳۹

ان سارے قرائن کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ بروز جمعہ بنتی ہے اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۵ سال ۶ ماہ دس دن بنتی ہے۔

مصنف کتابچہ عمر کے بارہ میں آپ کا الہام درج کر کے لکھتے ہیں:

"اسی سال تب ہوگا جب عمر چھتر سال سے زیادہ یا پچاسی سال سے کم ہو" لیجئے اب تو آپ کی اپنی تشریح کے مطابق بھی الہام پورا ہو گا اور جب ایک بات میں آپ جھوٹے ثابت ہو گئے تو دوسری پر کیا اعتبار رہے گا۔

اعتراض نمبر ۲: مرزا جی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹ و ۲۰۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس کو خدا تعالےٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری (۱۲۹۰ھ) میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا۔ سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں۔۔۔۔۔۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس لکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ جو خدا تعالےٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا اور یہ پیشگوئی ظنی نہیں (مطلب یہ کہ ۱۳۳۵ھ کو وفات ہوگی) نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا جی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ میں ۹ سال پہلے تشریف لے گئے اور یہ پیشگوئی جھوٹی کر گئے۔" ص ۴

جواب: مولوی صاحب نے سب سے پہلی چابکدستی تو یہ کی ہے کہ "یہ پیشگوئی ظنی نہیں ہے" کے بعد بریکٹ میں مطلب یہ ہے کہ ۱۳۳۵ھ کو وفات ہوگی کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں تاکہ ان الفاظ کو بھی مصنف کے الفاظ سمجھا جائے اور وہ اس پیشگوئی کو جھوٹا قرار دے سکیں۔

دوسری مولویانہ چال یہ چلی کہ اس کے بعد الفاظ "کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں موجود ہے اس کا توارد ہو گیا اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے" حذف کر دیئے ہیں تاکہ زمانہ مسیح موعود کی بحث کو عمر مسیح موعود کی بحث میں تبدیل کیا جا سکے۔ کیا غضب کی دیانت ہے؟ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت دانیال نے اپنی کتب میں جو زمانہ مسیح موعود کا قرار دیا ہے عین اسی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا خدا کی طرف سے مامور کیا جانا ان پیشگوئیوں کے سچا ہونے کی دلیل ہے نہ کہ مرزا صاحبؑ کے "جھوٹے" ہونے کی۔ پیشگوئیاں وقت موعود پر ہی پوری طرح کھلتی ہیں ان کے ظہور کے لئے تاریخوں کی تعیین کبھی نہیں ہوتی بلکہ زمانہ کی علامات ہی بتائی جاتی ہیں بالفرض اگر یہ پیشگوئی اس رنگ میں پوری نہ بھی ہوتی تو حضرت مرزا صاحبؑ پر تو کوئی الزام نہ تھا۔

اس کے بعد مصنف کتابچہ اعجاز احمدی ص۱۱ سے یہ عبارت کہ "اگر کسی پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کریں تو ہر ایک پیشگوئی کے لئے سو روپیہ انعام دیا جائے گا" ص۶ درج کر کے لکھتے ہیں اپنے نبی کا وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔"

دعویٰ نبوت کا الزام

"قبلہ عالم" پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرتے کرتے آپ خود جھوٹا ثابت ہو گئے یہ انعام آپ کے لئے کچھ کم ہے؟ حضرت مرزا صاحبؑ کو نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ آپ نے لفظ نبی کو حدیث رسولؐ میں موجود پا کر اس کی تاویل فرمائی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "دوہزار سالہ مسیح" کا آسمان سے آنا اس لئے باطل قرار دیا کہ ایسا ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔ لغوی معانی میں آپؑ نے لفظ نبی کا استعمال فرمایا ہے یا ظلی نبی امتی اور نبی، غیر تشریعی نبی ایسی صوفیانہ اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں جو ولایت کے معنوں میں استعمال ہوتی ہیں اس سے دعوئے نبوت سمجھنا آپ ہی کے فہم کا کمال ہے ملاحظہ فرمائیے صوفیاء کرام کیا فرماتے ہیں:

مکر کن در راہِ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر امتے

(مثنوی مولانا رومؒ دفتر پنجم)

اس کی تشریح میں صاحب بحر العلوم لکھتے ہیں: یہ وہ نبوت ہے جس تک اولیاء پہنچتے ہیں۔ بحر العلوم ص۲۷

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:۔

الولایۃ النبوۃ العامۃ

نبوت عامہ ولایت ہی ہے

فتوحات مکیہ جلد ۲ ص۳

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ قصیدہ روحی میں فرماتے ہیں:—

انا کنت فی العلیا و نور محمد
بمکنون علم اللہ بنبوتی۔

یعنی میں بلند مقامات میں ہوں اور محمد صلعم کا نور اللہ تعالےٰ کے علم مکنون میں

(باقی بر ص۳ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء

قدرتِ ثانیہ اور جماعتِ احمدیہ لاہور

کسی سابقہ شمارہ میں ایک قادیانی پمفلٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کسی تحریر میں اپنے بعد خلافت کے نظام کا کوئی تذکرہ نہیں کیا یہاں تک کہ رسالہ الوصیت میں بھی خلافت کا کوئی ذکر تک موجود نہیں اور صرف انجمن کو جو صدر انجمن احمدیہ کے نام سے آپ نے خود اپنی زندگی میں قائم کی، اپنا جانشین قرار دیا اور صاف اور کھلے لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ یہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ پھر آپ کی زندگی ہی میں جب انجمن میں کسی امر پر اختلاف پیدا ہوا اور اس بارہ میں آپ سے استصواب کیا گیا تو آپؑ نے اپنے قلم سے یہ لکھ کر دے دیا کہ:

"جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے بعد کسی آمرانہ خلافت کا نظام ہرگز قائم نہیں کیا نہ کسی شخص واحد کو بطور خلیفہ منتخب کرتے اور تمام سابقہ مبائعین سے بیعت لینے کا حقدار قرار دیا تھا صرف نئے لوگوں کو جماعت میں داخل کرنے کے لئے آپ نے یہ حکم دیا کہ جماعت کے بزرگ جن پر چالیس مومن اتفاق کریں میرے نام سے بیعت لیں، اس پر جب آپ سے عرض کیا گیا کہ اس طرح گھر گھر میں خلیفے بن جائیں گے تو حضور نے فرمایا کہ کیا ہرج ہے وہ صرف جماعت میں لوگوں کو داخل کریں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسی ایک فرد کو آپ نے خلیفہ مقرر کرنے اور احمدیوں کو اس کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کرنے کا حکم نہیں دیا ان تمام حقائق کے باوجود ہمارے قادیانی دوست خلافت کے آمرانہ نظام کو ضروری سمجھتے اور یکے بعد دیگرے پیرانہ گدی قائم کرنے کے درپے ہیں، اور جب پوچھا جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس نظام کے قیام کا کہاں حکم دیا ہے؟ تو اس کے جواب میں وہ الوصیت کی حسب ذیل عبارت کا سہارا لیتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات کے قریب ہونے کی اطلاع دینے کے بعد جماعت کو تسلی دیتے ہوئے لکھا ہے:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی، جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سو تم خدا کی قدرت ثانی کے لئے اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔"

اس عبارت کو پڑھیئے اور پھر غور سے پڑھیئے کیا اس میں آمرانہ خلافت کے نظام کے متعلق کوئی اشارہ تک پایا جاتا ہے؟ ہاں حضرت نے اپنے بعد دوسری قدرت کے نزول کی خوشخبری قرار دی ہے اور وہ دوسری قدرت وہی ہے جس کا ذکر ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے اس فقرہ میں کیا ہے کہ دوسری قدرت کا وعدہ "میری ذات سے متعلق نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ **میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا**"۔ اس سے ظاہر ہے کہ دوسری قدرت سے مراد وہ نصرت اور کامیابی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی جماعت کو ملنی مقدر تھی۔ اور خدا کے فضل سے، ہر قسم کی مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ کو اپنے تبلیغی کارناموں، اعلےٰ درجہ کے دینی لٹریچر اور قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم کی وجہ سے دوسروں پر جو غلبہ حاصل ہوا ہے، اس کا اعتراف تمام سنجیدہ و فہمیدہ مسلم اور غیر مسلم اصحاب کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں اس بارہ میں چند آراء درج ذیل ہیں:

۱۔ "جماعت احمدیہ نے دیگر ادیان کے بارہ میں جس قدر دلائل پیش کئے ہیں زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کے شدید ترین مخالفوں نے انہیں بتمام و کمال قبول کر لیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس جماعت نے مسلمانوں کے دلوں میں مضبوط ایمان پیدا کر دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۳) تحریک نے مسلمانوں کے قلوب میں یہ ایمان و یقین پیدا کر دیا ہے کہ یورپ کی موجودہ ترقی اور قوت کا سرچشمہ عیسائیت ہرگز نہیں اور دنیا کا سچا دین صرف اسلام ہے" ——— (امریکی مصنف فری لینڈ ایبٹ)

۲۔ "تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارہویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے، خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر کو محسوس کرتے ہوئے اعلان کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے نشاۃ ثانیہ کے لئے بیداری کا آغاز ہے" ——— (ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم)

۳۔ "اگرچہ اس (جماعت) کے افراد کی تعداد کم ہے لیکن اس کے عمل و ایثار کی مقدار بہت زیادہ ہے جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہیں کر سکتے اس پر یہ منظم جماعت بسہولت قادر ہے" ——— (ڈاکٹر سیف الدین کچلو)

۴۔ "جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں، اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کر کے دکھا دی ہے" ——— (اخبار زمیندار ۲۶ جون ۱۹۲۳ء)

۵۔ "ہمارے دیوبند، ہمارے ندوہ، ہماری تبلیغی انجمنوں اور درسگاہوں کے سر ندامت سے جھک جانے چاہئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ تعداد میں مختصر و قلیل لیکن جوش عمل میں اپنی نظیر آپ ۔ ۔ ۔ جماعت یہی تھیں کہ قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں سالہا سال ہوئے کر چکی ہے اور اس کے بعد مزید قابل رشک ہمت سے کام لے کر پہلے ڈچ اور اب جرمن میں بھی ترجمہ و تشریح کی سعادت کی اولیت اس کے حصہ میں آچکی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کاش اس جماعت کا عشر عشیر ہی ولولہ عمل ہم میں موجود ہوتا اور کاش ہمارے علماء یہ بھی سمجھ لیتے کہ تکفیر و تفسیق سے زیادہ مؤثر، ٹھوس اور تعمیری عمل ہی ہوا کرتا ہے ——— (صدق ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء)

ان کے علاوہ بیسیوں آراء ہیں جو کئی ایک فہمیدہ اور سنجیدہ اصحاب نے جماعت احمدیہ لاہور کے شاندار کارناموں کے متعلق دیں۔ یہ تمام آراء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے شائع کردہ رسالہ "شہادت حقہ" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

یہ ہے وہ قدرت ثانیہ جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ نے کی، اور وہ خدا کے فضل سے نہایت شان کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے ذریعہ پوری ہوئی، اگر اپنے بعد نظام خلافت قائم کرنے کا کوئی واہمہ بھی آپ کے دماغ میں ہوتا تو آپ صاف الفاظ میں اس کا ذکر کر سکتے تھے، لیکن انجمن کو اپنا جانشین قرار دیکر آپ نے واضح کر دیا کہ قدرت ثانی سے نظام خلافت مراد نہیں بلکہ غلبہ احمدیت مراد ہے جو جماعت احمدیہ لاہور کے کارناموں سے اسکو حاصل ہوا۔

اسی سلسلہ میں ہم احباب و بزرگان جماعت کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد دوسری قدرت کا ظہور جو غلبۂ احمدیت کی صورت میں ہوا وہ سابق بزرگوں کی پیہم دعاؤں اور لگاتار جد و جہد کا نتیجہ تھا لیکن کچھ عرصہ سے ان دعاؤں اور جد و جہد میں بہت حد تک کمی ہو چکی ہے جس کی وجہ سے غلبۂ اسلام کے وہ شاندار مناظر جو آج سے ربع صدی پیشتر دیکھنے میں آتے تھے آہستہ آہستہ کم ہوتے جا رہے ہیں، ضرورت ہے کہ اس طرف خاص طور پر توجہ دی جائے اور نہ صرف اپنی جد و جہد کو آگے بڑھایا جائے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودہ کے مطابق قدرت ثانی کے دوبارہ ظہور کیلئے سب دوست اکٹھے ہو کر دعائیں کریں تاکہ وہ غلبہ جس کی بشارت حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے پوری شان سا

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قوم کے مشورے سے ۲۷ راگست کو مقرر قرار پایا تھا۔ اور مسجد احمدیہ مری کی انتظامیہ نے بیرونی جماعتوں کے احباب کو بذریعہ خطوط اطلاع دے دی۔ لیکن ۲۴ راگست کو مرکزی انجمن نے جلسہ کا انعقاد مصلحتاً ملتوی کر کے بذریعہ تار التواء کی اطلاع دے دی۔ چنانچہ اسی روز بیرونی جماعتہائے احمدیہ کے احباب کو بذریعہ خطوط التواء جلسہ کی اطلاع دینا پڑی۔ اور تار حضرت امیر قوم کی خدمت میں بھیجا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مصلحت ہوگی جس کی بناء پر مرکز نے جلسہ ملتوی کیا ہے، ٹھیک ہے۔

جلسہ کی اہمیت اور ضرورت کے متعلق میں نے مرکز اور جماعت راولپنڈی کو بالتفصیل تحریر کیا تھا۔ التواء جلسہ کی اطلاع مقامی احباب جماعت اور غیر از جماعت بہت سے دوستوں کو دینی پڑی۔ اس کے بعد جماعت راولپنڈی کے باہمت احباب نے اس جلسہ کے انعقاد کو ضروری سمجھا اور جلسہ منعقد کرنے کا تہیہ کر لیا اور میری غیر موجودگی میں تمام انتظامات مکمل کر کے بیرونی جماعتوں کو بذریعہ ڈاک اطلاع دی۔

میں ۲ ستمبر کو جب واپس مری پہنچا تو بیرونی جماعتوں کے احباب کو جلسہ میں شمولیت کے لئے مسجد احمدیہ میں موجود پایا۔ جلسہ میں حاضری ساٹھ کے قریب تھی۔ تقریباً بیس خواتین نے شمولیت کی۔ حضرت امیر قوم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر فرمائی۔ میاں بشیر احمد صاحب نے بڑے دلکش انداز میں سیرت النبی صلعم پر اور ساتھ ہی بلاد غیر میں تبلیغ اسلام اور اسلوب تبلیغ پر تقریر کی۔ اس کے بعد ہمارے بزرگ محترم قبلہ حافظ محمد حسن چیمہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو اپنے خیالات سے مستفید فرمایا۔ اس کے بعد جناب غلام محبوب صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت پشاور نے مختصر سی آپ بیتی سنائی جس میں بڑی موعظت تھی۔ جلسہ دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ احباب کی تواضع پرتکلف چائے سے کی گئی۔ صبح پہنچنے والے حضرات کے لئے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے پشاور۔ نوشہرہ۔ کیمبل پور۔ درہ۔ فاروقیہ۔ راولپنڈی۔ گجرات۔ وزیر آباد سے احباب تشریف لائے۔ جلسہ مختصر حاضری کے باوجود بہت کامیاب رہا۔ اس کامیابی کا سہرا جناب اقبال احمد شیخ راولپنڈی کے سر ہے جنہوں نے بہت ہی مختصر وقت میں احباب کو شمولیت کی تحریک کی اور جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا۔ جناب خواجہ محمد نصیر اللہ خان اور جناب عبداللہ صاحب وزیر آباد خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے احباب کی تواضع میں بڑی جدوجہد اور اخلاص سے کام لیا۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب ایسی تقاریب پر احباب کی تواضع کرنے میں منفرد شخصیت ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مسجد احمدیہ مری کی انتظامیہ تمام حضرات داعیین و مدعوئین و منتظمین کی تہِ دل سے شکر گذار ہے جنہوں نے حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے سفر کی تکلیف اٹھائی اور اس مسجد کو رونق بخشی۔ ساتھ ہی ان تمام حضرات کے لئے دعاگو رہے گی۔

عبدالرحمان امام مسجد احمدیہ ۔ مری

جلسۂ سالانہ جماعت احمدیہ کراچی

حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب محترم صاحبزادہ مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم۔اے اس میں انشاء اللہ شرکت فرمائیں گے۔

پروگرام حسب ذیل ہے

۱۔ ۲۲/۹/۷۲ خطبہ جمعہ ۱½ بجے مسجد احمدیہ

حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ارشاد فرمائیں گے۔ بعدہٗ عصرانہ پیش کیا جاوے گا۔

۲۔ ۲۳/۹/۷۲ ۔ ۵ بجے شام معزز مہمانوں کی خدمت میں جماعت کراچی کی طرف سے عصرانہ پیش کیا جاوے گا۔ اس موقعہ پر خاکسار مرزا محمد لطیف مولوی فاضل شاہد جماعت احمدیہ کراچی کی گذشتہ سال کی تبلیغی ۔ تربیتی ۔ تنظیمی رپورٹ پیش کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب کو استحکام و ترقی جماعت کے بارے میں اپنے زرّین خیالات کے اظہار کا موقع دیا جاوے گا۔

۳۔ ۲۴/۹/۷۲: جلسہ عام مسجد احمدیہ

۹ بجے صبح سے لے کر ۱۲½ بجے تک کا پروگرام ترتیب دیا گیا ہے جس میں مقامی مقررین کے علاوہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب افتتاحی خطاب فرمائیں گے۔ محترم صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے اس نشست کے خصوصی مقرر ہوں گے۔

۴۔ ۲۴/۹/۷۲ ۔ ۵ بجے شام ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں عصرانہ ہوگا۔

آپ خود! بمعہ عزیز واقارب اور دوستوں کے ان مبارک اجتماعات میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

آپ کی شرکت کا متمنّی

الداعی الی الخیر

مرزا محمد لطیف مولوی فاضل ۔ شاہد ۔ مبلغ اسلام

240/B/2 - P-E-C-H-S- KARACHI — 29

فون : 234505

جہاد کا مفہوم

مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات اور اوقاف و حج مولانا کوثر نیازی نے شام ہمدرد کی تقریب میں ایک پُرمغز اور جامع مقالہ پڑھا جس میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام امن اور سلامتی کا پیغامبر ہے، اس مقالے میں آپ نے جہاد کا مفہوم بیان کرتے ہوئے بتایا کہ:

"دشمنان اسلام کی یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ انہوں نے اسلام پر ہمیشہ یہ طعن کیا ہے کہ اسلام امن کا نہیں جنگ کا مذہب ہے انہوں نے جہاد کو بالکل غلط معنی پہنائے ہیں اور اس کو جنگ و جدال کے مترادف قرار دیا ہے حالانکہ اہلِ علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جہاد لفظ جُہد سے مشتق ہے اور جُہد کے معنے سخت محنت کرنے اور مشقت اٹھانے کے ہیں۔ قرآن نے جہاں بھی جہاد کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس سے یہی مراد لی ہے۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے:

"جو ہم تک رسائی پانے کے لئے محنت و مشقت سے کام لیتے ہیں۔ ہم انہیں اپنے تک آنے والے راستوں پر چلا دیتے ہیں"۔ ایک دوسری جگہ جہد کا مفہوم اس طرح واضح کیا گیا ہے: "جس نے محنت و مشقت سے کام لیا۔ اس نے یہ معاہدہ اپنی ذات کے لئے کیا ہے"۔ خیال رہے کہ یہ آیات مکی دَور میں نازل ہوئی تھیں۔ اس وقت مسلمانوں کو ابھی مخالفین سے نبرد آزما ہونے کی اجازت ہی عطا نہیں ہوئی تھی۔ دراصل بات وہ ہے جو تاج العروس میں بیان ہوئی ہے۔

"اور جہاد کی حقیقت یہ ہے جیسے کہ امام راغبؒ نے کہا ہے کہ اپنی پوری طاقت و استعداد کے مطابق مکمل کوشش و جہد کا نام جہاد ہے۔ اور وہ تین طرح کا ہے۔ دشمن کا مقابلہ شیطانی قوتوں سے نبرد آزمائی اور نفسانی خواہشات سے جنگ۔"

اس میں شک نہیں کہ جہاد کا مفہوم عام طور پر غلط سمجھا گیا ہے اور یہ صرف دشمنانِ اسلام ہی کی ستم ظریفی نہیں بلکہ مسلمانوں نے بھی کم از کم موجودہ زمانہ میں جہاد کے لفظ کو قتال ہی کا مترادف سمجھ رکھا ہے، اسی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں جہاد کو حرام قرار دیا ہے، جس پر مسلمانوں نے طرح طرح کی باتیں بنائیں، مولانا کوثر نیازی نے اچھا کیا کہ جہاد کے اصل مفہوم کو واضح کر دیا۔

www.aaiil.org

معراج شریف کی حقیقت اور فضیلت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ کے امام قرار دیئے گئے۔

اور اُمتِ محمدیہ ان تمام برکات کی وارث ہوئی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں

نماز مؤمنوں کا معراج ہے

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۸ ستمبر ۱۹۷۷ء۔ فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب۔ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

قال اللہ تعالیٰ: سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیٰتنا۔ انہٗ ھو السمیع البصیر۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۱:۱۷)

یہ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے اس سورۃ میں یہود کا ذکر ہے، اور ان نعمتوں کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عطا کیں، اور پھر ان کی نافرمانیوں، خلاف ورزیوں اور ان غفلتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی وجہ سے وہ الٰہی افضال برکات اور نعماء سے محروم ہو گئے اور آخر میں عیسائیوں کا ذکر اگلی سورۃ سے ربط و تعلق جوڑنے کے لئے کیا گیا ہے۔

اس سورۃ کے دو نام ہیں۔ ایک تو بنی اسرائیل ہے اور دوسرا نام لفظ اسرٰی سے تعلق رکھتا ہے، جو اس آیت شریفہ میں مذکور ہے اور اس میں معراج النبی صلعم کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ مسلمانوں میں یہ دن بڑی خوشی اور برکت کا دن سمجھا جاتا ہے، جو رجب کی ۲۷ تاریخ کو منایا جاتا ہے اور شب معراج کو کثرت سے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ پرسوں ۲۷ تاریخ تھی اور آپ نے اپنے محلہ میں ضرور محسوس کیا ہوگا کہ کوئی خاص بات ہے۔ اس رات دیئے جلائے گئے، چراغاں ہوا اور خوب آتشبازی چھوڑی گئی۔ ایک اندازے کے مطابق لاہور شہر میں ایک رات میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی آتشبازی چھوڑی گئی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ۳۰ سے زیادہ افراد جھلسے گئے اور زخمی ہوئے جن میں سے بیشتر ہسپتال میں داخل ہیں۔ یہ افسوسناک امر ہے اور بڑے دُکھ کی بات ہے، آپ سوچیں اور فکر کریں کہ ہماری قوم کس طرف جا رہی ہے۔ واقعہ معراج کی حقیقت کا ان کو علم تک نہیں اور اس بات کی طرف توجہ بھی نہیں کہ اس عظیم واقعہ سے ہمیں کیا سبق لینا چاہیئے اور معراج شریف کا ہماری زندگی پر کیا اثر ہونا چاہیئے۔ .....

اس کے برعکس محض فضول رسموں کو دین سمجھ لیا گیا ہے اور آتشبازی جیسی علت پر روپیہ پیسہ ضائع کیا جاتا ہے۔ یہ قوم جو اپنے آپ کو غریب سمجھتی ہے، اس نے ایک ہی رات میں لاکھوں روپے کی آتشبازی پھونک ڈالی۔ کس قدر اسراف ہے!

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے جس کو حضور نبی کریم صلعم کا معراج کہا جاتا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی کی طرف لے گئی، جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنا دیا، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ اس آیت شریفہ میں واقعہ معراج النبی کا ذکر ہے۔ اس بارے میں بڑی کثرت سے احادیث ملتی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں صحیح بھی ہیں اور حسن اور ضعیف بھی۔ اور بعض مفسرین نے بھی اس واقعہ کے بارے میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے۔ تاہم اس امر پر سب متفق ہیں کہ حضور نبی کریم صلعم کو خدا تعالیٰ کا بہت قرب حاصل ہوا اور حضور اکرم صلعم ایسے مقام تک پہنچے جہاں تک کسی نبی اور رسول کی رسائی نہیں ہو سکی، اختلاف اگر ہے تو اس بات میں ہے کہ معراج جسمانی تھا یا روحانی۔ اور احادیث میں اختلافات کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ معراج ایک بار نہیں کئی بار ہوا ہے۔ مگر کثیر صحابہ کرام رضی کی روایات میں ایک ہی معراج کا ذکر پایا جاتا صاف بتاتا ہے کہ واقعہ تو صحیح ہے، اور ہے بھی ایک لیکن نوعیت و کیفیت کے لحاظ سے اس میں راویوں سے بہت اختلاف ہو گیا ہے۔ بہرحال حضور نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ کا قرب اس درجہ حاصل ہوا کہ جیسے دوسری جگہ فرمایا وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنا فتدلّٰی۔ فکان قاب قوسین او ادنٰی۔ یعنی وہ انتہائی بلند مقام پر پہنچ گیا۔ پھر قریب ہوا اور بہت قریب ہوا۔ گویا دو کمانوں کا وتر ہو گیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قریب۔ یہاں تک کہ دونوں کے اندر کوئی فاصلہ اور دوری نہ رہی۔

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلعم اس جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اس آیت شریفہ میں آسمان کا کہیں ذکر نہیں۔ اس میں تو یہ فرمایا ہے کہ وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی کی طرف لے گیا۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور نبی صلعم نے باری تعالیٰ کو اس مادی جسم کے ساتھ ان مادی آنکھوں سے دیکھا۔ حالانکہ ذات باری تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم میں یہ ارشاد موجود ہے لا تدرکہ الابصار۔ ہماری یہ مادی آنکھیں اس پاک ذات کو نہیں دیکھ سکتیں۔ مگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضور صلعم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا مادی جسم کے ساتھ نہیں، بلکہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے رُوحانی جسم عطا کیا تھا جو مادی جسم سے مختلف ہے روحانی جسم کے ساتھ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ پس زیادہ قرین صواب یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ معراج اس جسم کے ساتھ تھا یا اس کے بغیر۔ مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ دکھانا چاہتا تھا وہ حضورؐ نے دیکھا خواہ وہ کسی حالت میں ہو اور یہ سب حق اور درست ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی جن کے علم و فضل پر ساری اُمت کا اتفاق ہے وہ بھی معراج معہ جسم عنصری کی قائل نہیں تھیں۔ حضرت عائشہ رضی کا یہ مقام ہے کہ حضرت صلعم کے بارے میں جس قدر علم ان کی طرف سے اُمت کو ملا ہے وہ کسی اور سے نہیں ملا کانت عالمۃ زاھدۃ فقیھۃ۔ یعنی آپ بڑی فقیہہ، عالمہ اور زاہدہ تھیں۔ آپ کی شان یہ ہے کہ آٹھ سو محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ تو آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلعم اس جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف نہیں لے گئے۔ اسی طرح دوسرے بلند پایہ صحابیؓ جو کاتب وحی بھی تھے حضرت امیر معاویہ ..... ہیں۔ ان سے ملکی اور سیاسی نظریات میں اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن انکے رتبہ میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا وہ بھی اسی خیال کے تھے کہ معراج جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔ خود حضور صلعم کے نواسے حضرت امام حسن رضی بھی یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف نہیں لے گئے۔ اس جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کی نفی کے ضمن میں قرآن کریم کا وہ مقام قابلِ غور ہے کہ جہاں اس بات کا ذکر ہے کہ کفار نے جب حضرت نبی کریم صلعم سے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کا مطالبہ کیا (او ترقٰی فی السماء) تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ میں تو ایک بشر اور رسول ہوں، میں آسمان پر نہیں جا سکتا، گویا یہ بشری تقاضے کے خلاف ہے کہ انسان اس عنصری جسد کے ساتھ اس زمین کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جائے۔ تو یہاں بھی سبحان ربی کہا گیا ہے اور آیت تلاوت کردہ کے شروع میں بھی سبحان الذی فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ معراج کی صحت تسلیم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قدرت پوشیدہ نہ کیا جائے، اس کی قدرت ہماری عقل و فکر سے بھی بلند ہے اس کی قدرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس کو بے شک یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کو جسم عنصری کے ساتھ جہاں چاہے لے جائے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے کہ وہ آسمان کے مناظر آپ کو اسی زمین پر دکھا دے اور بیت المقدس کو اپنے بندے

کے سامنے مکہ میں لاکر کھڑا کر دے۔ ان سب قدرتوں کے باوجود اس حقیقت کو کفار کے مطالبہ کے جواب میں واضح کر دیا گیا ہے کہ بشر آسمان پر نہیں چڑھ سکتا۔ اور یہ امر محکمات میں سے ہے کہ یہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دیدار کے لئے دوسری آنکھیں جو روحانی اور نورانی ہیں، اپنے بندوں کو عطا کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلعم کی امت میں بھی بڑے بڑے مقرب بزرگ ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو روحانی آنکھوں سے دیکھا اور اس پاک ذات کا دیدار کیا۔ اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار فرمایا کہ آؤ میرے پاس بیٹھو۔ کچھ وقت میرے ساتھ گذارو۔ میں تمہیں خدا دکھا دوں گا۔ بڑی تحدّی سے آپ نے یہ اعلان فرمایا۔ فی الحقیقت یہ لوگ خدانما ہوتے ہیں، اور ان کے پاس بیٹھنے سے انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے۔

دوسری طرف جو دلیل جسمانی معراج کے قائلین دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ میں عبد کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ جسم اور روح دونوں پر بولا جاتا ہے۔ یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد کا لفظ صرف روح پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں عبادی کا لفظ ان بندوں پر بولا گیا ہے جو عالم اُخروی میں اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ چکے ہیں، انہی کو فرمایا گیا کہ میرے عباد میں شامل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنت میں یہ جسم عنصری تو نہیں جائے گا۔ وہاں اور قسم کا جسم عطا ہوگا جس کی کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سفر کے لئے جس کا ذکر سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ الخ میں ہے ایک خاص قسم کا جسم عطا کیا اور وہ اسریٰ کی کیفیت کیا تھی؟ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا رؤیا اور کشفی نظارہ تھا جیسا کہ اس سورۃ میں فرمایا ہے: وما جعلنا الرؤیا التی اریناک ...... رؤیا کا لفظ عالم خواب سے مخصوص ہے جس میں جسد عنصری اپنی جگہ پڑا رہتا ہے اور انسان کسی اور جسم کے ساتھ ادھر ادھر جاتا اور کیا کچھ دیکھتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلعم کا معراج اس حالت میں ہوا جبکہ آپ کا دل دیکھتا اور آپ کی آنکھ سوتی تھی مگر دل نہیں سوتا تھا ثم استیقظ وھو فی المسجد الحرام۔ پھر آپؐ جاگ اُٹھے اور آپؐ مسجد حرام میں تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ آپؐ کو حالت خواب میں دکھایا گیا ہے۔ اور حدیث بخاری کے مطابق معراج کی حالت کو بین النوم والیقظان یعنے سوتے اور جاگنے کی درمیانی حالت یعنے مکاشفہ قرار دیا گیا ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضور صلعم کی شان بہت بلند تھی۔ لیکن وہ بات جو قرآن کریم کے متغائر اور خلاف ہو وہ درست نہیں۔ اور آپ کا خواب یا مکاشفہ تھا، جو دوسرے انسانوں کو میسّر نہیں آ سکتا تھا۔

ہم مسلمانوں کو بھی دن میں پانچ وقت معراج کے مواقع حاصل ہیں۔ رسول کریم صلعم کا فرمان ہے الصلوٰۃ معراج المؤمن۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس معراج کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہر مسلمان کے لئے روزانہ پانچ وقت حاصل کرنا ممکن ہے۔ نماز میں معراج اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ جب انسان یہ کیفیت اپنے اوپر وارد کر لے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ کیفیت ہو کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حالت ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے نظارے دکھلاتا ہے اور اس طرح مسلمان کا مرتبہ بلند ہوتا اور روحانی تجربہ بڑھتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نماز کے معراج کی کیفیت کو ہماری زندگیوں میں پیدا کر دے۔ اور حضور نبی کریم صلعم کی جو اپنی اُمت سے توقعات ہیں اس کو ہم پورا کر سکیں۔

نماز میں ہر مومن خدا کے قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر شخص کے ساتھ جدا جدا ہے۔ عام آدمی کی جو نماز ہے وہ ایک عارف بزرگ کی نماز نہیں۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے تین چار درجات بیان فرمائے ہیں کسی نے حضور صلعم سے دریافت کیا ما الاحسان یا رسول اللہ۔ حضور احسان کس کو کہتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ لیکن یہ کیفیت تو ہر ایک کو حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے آپؐ نے فرمایا فان لم تکن تراہ فانہٗ یراک اگر یہ ممکن نہیں تو تم اپنے اندر یہ کیفیت پیدا کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھی طرح سنوار کر کریں اور بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ کریں۔ جب ہم کسی حاکم کے سامنے جاتے ہیں تو بڑے مستعد اور مؤدب ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔ سر یا ٹانگ وغیرہ پر کھجلی ہو تو بھی حرکت نہیں کرتے۔ اپنے چہرہ پر کوئی ہنسی وغیرہ کا انداز نہیں ہونے دیتے کہ افسر یا حاکم کہیں ناراض نہ ہو جائے لیکن جب ہم احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو ادھر اُدھر بھی دیکھتے ہیں سر کھجلاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو بھولی ہوئی باتیں نماز میں ہی یاد آتی ہیں اور بعض اپنا حساب کتاب بھی اسی حالت میں کر لیتے ہیں۔ اصل میں نماز تو خدا اور بندے کے درمیان رابطہ اور تعلق کا ذریعہ ہے۔ پرسوں معراج کے دن جن لوگوں نے آتش بازی چلائی وہ اپنے اندر جھانکی لگا کر دیکھیں کہ انہوں نے اس موقعہ پر کتنی نماز اور نوافل پڑھے ہیں اور کس نماز میں وہ کیفیت پیدا ہوئی ہے جو حصول معراج کا ذریعہ ہے۔

معراج کے معنی عروج کی جگہ اور اونچے مقام کے ہیں۔ حضور صلعم کی شان اس بات میں ہے کہ بجائے اس کے کہ آپؐ خود کہیں تشریف لے جاتے بلکہ وہ تمام مناظر آپ کے سامنے لائے گئے جو معراج میں آپ نے دیکھے۔ ایک مشہور صوفی شاعر نے کیا خوب فرمایا تھا کہ لوگ کہتے ہیں احمدؐ آسمان پر گئے مگر میں کہتا ہوں کہ آسمان حضرت احمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ کی زندگی کے ایسے کئی واقعات مذکور ہیں۔ ایک مرتبہ جب آپؐ کسوف کی نماز پڑھ رہے تھے، تو آپؐ کو جنت و دوزخ کا پورا نقشہ دکھایا گیا۔ اور ایک مرتبہ جب کفار آپؐ سے بیت المقدس کے بارے میں استفسارات کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسی آن میں بیت المقدس کو آپؐ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ حالانکہ حضور صلعم خود وہاں تشریف نہیں لے گئے تھے، یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کا اپنے مقربین کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ ہر ایک آدمی کی سمجھ بوجھ سے بالا ہے۔ اس زمانہ میں ایسی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کو کھڑے کھڑے اور جاگتے ہوئے ایسا نظارہ دکھا دیا جاتا ہے جو ایک عام آدمی دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ مدینہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے اس وقت عراقی سرحد پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری تھی، مسلمانوں کی فوج کے کمانڈر حضرت ساریہؓ تھے، وہ ایسی حالت و مقام پر تھے جہاں سے دشمن حملہ آور ہو سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ کو جب میدانِ جنگ کا یہ نظارہ کشف میں دکھایا گیا جو عین بیداری کی حالت میں تھا تو آپ نے دورانِ خطبہ میں ہی یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل کی ندا بلند کی یعنی اے ساریہ پہاڑ کی پشت پناہی میں جاؤ۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا۔ تو آپ نے اپنے کشفی نظارہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے ہزیمت کا خطرہ تھا، میں نے ساریہ کو پہاڑ کی طرف ہونے کو کہا، لڑائی کے بعد ساریہؓ نے بھی گواہی دی کہ میدانِ جنگ میں حضرت عمرؓ کی آواز ان کے کانوں تک پہنچی تو انہوں نے اپنی پوزیشن تبدیل کر ڈالی۔ یہ کیفیات ہر ایک آدمی کی سمجھ سے بالا ہیں، کیونکہ عام آدمی وہی کیفیت سمجھ سکتا ہے جو اس کے علم و تجربہ میں آتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دیتے وقت عموماً کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا لیتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے خیال کیا کہ ایک منبر بنا دیا جائے جس پر کھڑے ہو کر حضور صلعم خطبہ ارشاد فرمایا کریں۔ چنانچہ جب حضور صلعم منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے تو چند لمحوں کے بعد وہاں سے اُتر آئے اور کھجور کے اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اس ستون کا نام حنانہ تھا۔ نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے اس بارہ میں سوال کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جب میں منبر پر کھڑا تھا تو حنانہ کے رونے کی آواز سنائی دی۔ تو میں اتر کر اس کے پاس آ گیا، یہ بظاہر لکڑی کا ایک ستون تھا لیکن جب اس نے حضرت نبی کریم صلعم کے جسم مبارک سے جدائی اور محرومی محسوس کی تو وہ رونے لگا۔

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں چند گذارشات

ہمیں مولینا مودودی صاحب کی ذہانت علمی اور ادبیانہ صلاحیتوں کے حامل ہونے کا پورا پورا اعتراف ہے۔ ان کی تنظیمی قابلیت بھی مسلم ہے۔ انہوں نے جس طرح جماعت اسلامی کو منظم کیا، وہ ان کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ان کے قلم نے ہزارہا صفحات رقم کر کے اردو لٹریچر میں بے بہا اضافہ کر دیا ہے۔ وہ قرآن کریم کے مفسر بھی ہیں۔ اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی۔ اب ان کی زندگی میں شام کا چھا رہا ہے۔ اور آخر میں اس زندگی نے ختم ہونا ہے۔ زندگی کے ختم ہونے سے پیشتر اگر نہایت نیک نیتی اور ہمدردی سے وقار اسلامی کے قیام کی خاطر ان کی خدمت میں ادب اور انکسار کے ساتھ کچھ معروضات پیش کر دی جائیں اور وہ ان کی جاذب توجہ ہو جائیں، تو یہ بھی اسلام کی خدمت ہوگی۔ اور اگر مولینا ازراہِ شفقت ہماری بے علمی اور بے بضاعتی کے باوجود ان معروضات کو درخور اعتناء سمجھ لیں اور ان کے اندر چھپی صداقت کے قائل ہو جائیں تو ان کا نام اوراقِ تاریخ میں زیادہ منور ہو کر چمکے گا۔ ابھی انہیں یہ موقعہ حاصل ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر لیں اور لوگوں کو مغالطوں میں ڈالنے سے باز آجائیں۔

۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء کو قریب ۱۲ بجے رات کے بعد ...... ہماری آنکھ جو کھلی تو ہم نے اپنے دماغ میں ایک عجیب قسم کے مضمون کا لاوا جوش مارتا ہوا محسوس کیا اور ہم نے چاہا کہ صبح اٹھ کر قلمبند کر لیا جائے۔ ہم پھر سو گئے اور عالم رؤیا میں مولینا صاحب کی زیارت ہو گئی۔ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ ہم اپنی چند معروضات اخبار کے ۱½ یا زیادہ سے زیادہ ۲ صفحات میں مقید کر کے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مولینا کے ردِّ عمل کا ہم پر کچھ انکشاف نہ ہوا اور ہماری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوتے ہی ہم نے اپنے خیالات مجتمع کرنے شروع کر دیئے اور اپنے ایک دوست کے قلم سے قرطاس ابیض پر ثبت کرانے کا آغاز کر دیا۔ اور عزم کیا کہ مولینا کی خدمت میں معروضات کو اخبار کے دو صفحات میں درج کر دیا جائے۔ یہ معروضات حسب ذیل ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ اس دریا کو جو ہمارے دماغ میں موجزن ہے، صرف دو صفحات کے کوزہ میں بند کر دیا جائے۔

۱۔ کیا ارتداد کی سزا قتل ہے

مولانا کی یہ کوشش ہے کہ اس ملک میں اسلام کی حکومت قائم ہو۔ اور بھی بہت سی پارٹیاں ہیں جو اس معاملہ میں مولینا کی ہمنوائی کا دم بھرتی ہیں، زود یا بدیر انشاء اللہ یہاں اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔ اس وقت یہ اہم سوال پیدا ہوگا کہ کیا اسلامی آبادی میں غیر اسلامی نظریات کی بھی تلقین ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی اپنے ذوق اور اپنی استعداد کے مطابق تحقیقات کر کے کسی غیر اسلامی مسلک کو اختیار کرے تو اس کے متعلق اسلامی حکومت کا کیا رویہ ہوگا۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنے دین کے معاملات میں کوئی زبردستی نہیں یا بالفاظ دیگر قلب انسانی کو کسی عقیدے کا قائل مادی طاقت سے نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے اسلام پر مخالفین جو اتہام لگاتے ہیں کہ وہ بزورِ شمشیر پھیلا، اس کی علمائے نیز زبردست تردید فرماتے ہیں لیکن اس اتہام لگانے والوں میں مولینا مودودی صاحب بھی ہیں۔ انکا موقف یہ ہے کہ اسلام اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی شخص اسلام سے منحرف ہو جائے تو اسے اسلام کی رو سے قتل کر دینا واجب ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی جسارت اور اس خوفناک عقیدے کا کوئی جواز قرآن میں ملتا ہے؟ کیا نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اسلام سے انحراف کرنے والے قتل کئے گئے۔ کیا صدر اسلام میں اسلام کے حکم سے مرتدین صرف ارتداد کی وجہ سے تہ تیغ ہوا؟

حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا اصل جرم حکومت وقت کے خلاف بغاوت تھا نہ کہ ارتداد اس لئے ان کا قتل بھی بوجہ باغی ہونے کے وقوع پذیر ہوا تھا نہ کہ ارتداد کی وجہ سے۔ اگر کسی شخص کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا جا سکتا تو اسے زبردستی مسلمان رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ ہاں قتل مرتد کے عقیدہ کی وجہ سے اس کے اندر نفاق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جس سے دل میں تو کفر کے بیسرا ثیم پلتا رہے، مگر زبان سے اس کا اظہار نہ کرے۔ اسی زمانہ میں مولینا محمد علی صاحبؒ مفسر قرآن، غلام محمد پرویز صاحب اور بعض دیگر علماء نے اس موضوع پر نہایت مدلل طریق پر اظہار خیال فرمایا ہے اور اس سے قبل دیرینہ ہوئی مولینا محمد علی جوہرؒ کے قلم سے قتل مرتد کے عقیدہ کے خلاف نہایت زبردست مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں مرتد کی سزا قتل قرار دینا اسلام پر ایک ایسا بدنما داغ لگا دینا ہے جس کو آسانی سے دھویا نہیں جا سکتا۔ مولینا صاحب اپنے خدا سے ملنے سے قبل اس عقیدہ پر نظر ثانی فرمالیں اور اس عقیدہ کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اسے غور سے پڑھیں اور خدا سے ڈر کر قرآنی نقطہ نگاہ کا صحیح عکس دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ تعجب یہ ہے کہ مولانا کا موقف یہ بھی ہے کہ خواہ کوئی شخص خود کو اسلام کی تمام جزئیات اور کلیات کا قائل بھی ثابت کر دے تو بھی وہ قابل دار ہے اگر مولانا اسے مرتد قرار دے دیں۔

۲۔ مسئلہ تکفیر بھی مولینا کی نظر ثانی کا محتاج ہے

مولینا کی زندگی میں ہی ان کی آزاد خیالی اور روشن ضمیری کے اظہار کے باوجود ان کے ہم نوا عالموں نے حال ہی میں متعدد کفر کے فتوے صادر کئے ہیں۔ احمدیہ جماعت پر تو مدت ہوئی کفر کے فتوے لگائے جا چکے ہیں، مگر مولانا نے ان فتوؤں کی اس رنگ میں حوصلہ افزائی کی ہے کہ کفر سازان ملت نے بڑے جوش اور انہماک سے ان فتوؤں کی نئے سرے سے تجدید شروع کر دی ہے۔ غلام احمد پرویز صاحب کی قرآنی تحریک سے وابستگان پر بھی کفر کا فتوے صادر کر دیا گیا۔ خود پیپلز پارٹی کے ارباب اختیار پر بھی کئی عالموں کے دستخطوں سے فتویٰ صادر ہو چکا ہے۔ ان فتوؤں پر مولینا نے دستخط ثبت نہیں کئے مگر اپنے بیانات میں ان کی تائید ضرور کی ہے۔ تکفیر اسلام ایک ایسا فتنہ ہے جس کا اگر بر وقت تدارک نہ کیا گیا تو اسلام دنیا میں پنپ ہی نہ سکے گا۔ یہ فتنہ صرف اس صورت میں دور ہو سکتا ہے کہ مسلمان کی صحیح تعریف آئین میں درج کر دی جائے۔ صحیح سادہ۔ قرآنی اور پسندیدہ تعریف ایک ہی ہے جسے ادنے سے ادنے مسلمان بھی سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ کا قائل ہے اور خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ کسی ایسی تعریف کی تلاش کرنا جس کی رو سے فتویٰ صادر کرنے والے کی مرضی کے مطابق کوئی فرد یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج کی جا سکے اسلام کے تقاضوں کے بالکل خلاف ہے۔ فروعی اختلافات کو محض افہام و تفہیم سے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ختم نبوت کے عقیدہ میں مولانا کی جانبداری

بلاشبہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ کوئی جماعت یا فرد ختم نبوت کا منکر ہو کر ... کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا نہ اب تک ہوا ہے ویسے تو ایک معنی میں جمہور مسلمان عیسےٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں انسانیت کا واحد مہدی مانتے ہوئے حقیقت میں انہیں خاتم النبیین قرار دیتے ہیں مگر وہ سب کے سب کلمہ گو ہیں اور عیسےٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی کوئی نہ کوئی تاویل کر لیتے ہیں اسی طرح جماعت احمدیہ بھی ختم نبوت کی قائل ہے اور صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ کو لغوی نبوت قرار دیتی ہے اس کو حقیقی نبوت نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے جو رعایت قائلین حیات مسیحؑ سے برتی جاتی ہے، اس جماعت سے بھی برتی چاہیئے۔ بالخصوص جبکہ ان کی مسجدوں کے میناروں پر ان کے مؤذن ۵ دفعہ ہر روز محمد صلعم کی نبوت کا اعلان کرتے ہیں۔ مسجدوں کے اندر نماز شروع ہونے سے پیشتر محمد صلعم کو ہی نبیٔ وقت ظاہر کرتے ہیں اور نمازوں کے اندر التحیات میں بھی ان ہی کی رسالت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ختم نبوت محمد صلعم کا کلمہ پڑھتی اور ان کی لائی ہوئی کتاب میں ایک شوشہ کی کمی بیشی کی روادار نہیں، آپؐ کی کتاب یعنے قرآن مجید کو اپنا راہبر خیال کرتی ہے۔ اس کا کوئی نیا کلمہ نہیں ہے کوئی نئی شریعت نہیں۔ نہ ہی وہ کوئی الگ اُمت ہے۔ وہ صرف مکالمہ

۴۴ میں سے ایک شخص بھی

مکاشفہ الہیہ کے جاری رہنے کی مدعی ہے اور وحی ولایت کے اجراء کی قائل ہے۔ ان حالات میں وہ نبوت کی نہیں بلکہ ظلی نبوت یعنی ولایت کا پرچار کرتی ہے ... ولایت ہی درحقیقت مجازی رنگ میں ایک قسم کی نبوت ہے اسی ولایت کو بروزی نبوت بھی کہہ سکتے ہیں۔ تاہم حضرت مرزا صاحبؑ کا ارشاد ہے کہ ان کے لئے نبی کے لفظ کا تکرار روزمرہ کی زبان میں ناجائز ہے۔ ایسی حالت میں ان کی اور ان کی جماعت کو کافر قرار دینا بہت بڑی جسارت اور پرلے درجہ کی ناحق شناسی ہے۔ مولینا کو چاہیئے کہ اس کا تدارک کریں اور عوام سے ڈرنے کی بجائے خدا سے ڈریں وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل اللہ میں مولینا سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج تک لاہوری احمدیوں کے متعلق بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہیں اور انہیں کافر کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں حالانکہ ہمیں پرائیویٹ ذرائع سے معلوم ہے کہ وہ لاہوری احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ ان کا کھلم کھلا مسلمان جماعت کو مسلمان نہ کہنا بھی طریق صواب نہیں ہے۔ ہم مولینا ایسے عالم بے بدل سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو تکفیر کی فتنہ سامانیوں سے باز رکھنے کی کوشش کریں اور اپنے مولا سے ملنے سے قبل اپنے وجود سے یہ داغ دھلوائیں کہ وہ اسلام کے اندر تفرقہ بازی کا موجب بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ وعلی الذین یطیقونه کی تفسیر

مولینا کی تفسیر کے بہت سے حصص سے ہمیں اختلاف ہے۔ اگر ہم ان کی تفسیر پر تبصرہ لکھیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی لیکن مشتے از خروارے کے طور پر ہم ان کی تفسیر کے ایک اہم نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں۔

زیر عنوان آیت کی وہ تفسیر جو انہوں نے سنہ ۱۹۴۲ء میں لکھی اور جس کے خلاف آج تک انہوں نے کسی ترمیم کو قبول نہیں، اس میں وعلی الذین یطیقونه فدیة کا ترجمہ کیا ہے "جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دے دیں ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے"۔ اس پر مولینا کا نوٹ یہ ہے "اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی ہے۔ نبی صلعم نے ابتدا میں مسلمانوں کو صرف ہر مہینے ۳ روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ مگر اس میں اتنی رعایت رکھی ہے کہ جو لوگ روزے کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی روزہ نہ رکھیں وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ بعد میں دوسرا حکم نازل ہوا اور یہ رعایت منسوخ کر دی گئی"

مولانا کے اس بیان سے روزہ کا حکم ان کے غلط ترجمے کی وجہ سے ایسا مہمل ہو گیا ہے کہ روزے کا رکھنا ہی ضروری نہ رہا۔ کیونکہ ۱۰۰ بالغ مسلمانوں میں سے ۹۵ سے زائد آدمی روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور یہ سب کے سب اس رعایت کے مستحق ہو جاتے ہیں کہ وہ مسکین کو کھانا کھلا ..... کر ماہ رمضان میں کھانے پینے کی ہر قسم کی بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھیں۔ خود مولانا نے جب اس قسم کی نامعقولیت کو محسوس کیا تو اسے کسی دوسرے حکم سے منسوخ قرار دے دیا۔ لیکن اس دوسرے حکم کا حوالہ نہ دیا نہ تشریح کی حقیقت یہ ہے کہ مولینا کے یہ معنی ہی غلط ہیں سنہ ۱۹۲۷ء سے قبل مولینا محمد علی صاحب رحؒ نے اسی آیت کے یوں معنے کئے ہیں اور اس کی تفسیر بھی ان الفاظ میں فرمائی ہے :۔

" اور جو روزہ رکھنے میں سخت مشقت پاتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا فدیہ دیں" تفسیر میں وہ فرماتے ہیں کہ یطیقونه کے معنی بروئے لغت یہ ہیں کہ ایسا کرنے میں سخت مشقت پاتے ہو، اوپر ذکر بیمار مسافر کا ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ بیمار مسافر پیچھے کی گنتی پوری کیا کرے لیکن ایسے بیمار یا مسافر جن کو پیچھے گنتی پوری کرنے میں مشقت ہے وہ فدیہ دے دیا کریں۔ مثلاً لوگ دائم المریض ہوتے ہیں اور اسی حکم میں بہت بوڑھے لوگ بھی ہیں اور ابی داؤد کی حدیث کی رو سے اسی حکم میں حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت ہے ...... چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت انسؓ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو روزہ کی بجائے فدیہ دے دیا کرتے تھے"

اس تفسیر کی موجودگی میں مولینا کا ایسی تفسیر کرنا جس سے روزہ کا احترام ہی اٹھ جائے نہایت حیرت انگیز ہے۔ اس سلسلہ میں غلام احمد پرویز صاحب نے مولینا کی تفسیر کے اس حصے پر نہایت متشددانہ تنقید کی تھی۔ اور یطیقونه کے معنی لغات سے مشقت سے کسی کام کو کرنا واضح کر دیئے تھے۔ الفاظ گو بہت سخت تھے۔ مولینا کے علم پر اس نے سخت الفاظ میں تبصرہ کیا تھا۔ بڑے سے بڑے انسان کو بھی بعض اوقات غلطی لگ جاتی ہے مگر اس کے علمی عالم کا یہ تقاضا ہے کہ جب غلطی اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ فوراً اسے تسلیم کر لے۔ مولینا خواہ مخواہ ناسخ منسوخ کی بھول بھلیوں میں پڑ گئے ہیں۔ لغات کی رو سے جو معنی ہیں اسے اختیار کر لیتے تو سارا معاملہ صاف ہو جاتا۔

اس سے زیادہ اس وقت ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے اگر ہماری یہ معروضات شرف قبولیت حاصل کر لیں تو مولینا سرخرو ہو کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو سکیں گے اور اسی سے ان کی دیگر غلطیوں کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

چند اعتراضات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میری نبوت کے ساتھ ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

" ولایت نبوت کا ظل ہے"

(شرح فتوح الغیب از علامہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی صفحہ ۳۲)

غور فرمائیں اگر دوسرے بزرگ لفظ نبوت کو مبشرات کے معنوں میں، نبوت یا ظلی نبوت کو ولایت کے معنوں میں استعمال فرماویں یا امتیت اور نبوت کو ولی کی شان قرار دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر مرزا صاحبؑ کہہ دیں قد اتفق اهل القلوب علی ان الولایة ظل للنبوة۔

لجة النور صفحہ ۳۸

یعنے تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ ولایت ظل نبوت ہے۔

تو آپ ان کو نبوت کا دعویدار قرار دے دیتے ہیں ہمیں اس پر کوئی تعجب نہیں مذکورہ بالا بزرگوں سے بھی ان کے زمانہ میں آپ یہی سلوک کرتے رہے ہیں۔

(باقی ــــ باقی)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

اس بارہ میں مولانا روم فرماتے ہیں :

فلسفی کو منکر حنانہ است
از حواس انبیاء بیگانہ است

ایک فلسفی اور عقل کا غلام اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا، کیونکہ انبیاءؑ کے حواس اسے حاصل نہیں، اس کے برعکس انبیاءؑ کو مختلف قسم کے حواس دیئے جاتے ہیں اور حضور صلعم کی تو بڑی اونچی شان تھی، کسی دوسرے انسان کو وہ رتبہ حاصل نہ ہو سکا جو حضور صلعم کو حاصل تھا۔

معراج کی رات انبیاء علیہم السلام نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی جس کے یہ معنے ہیں کہ اب پہلے انبیاءؑ کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور صرف حضور صلعم کی شریعت تا قیامت جاری رہے گی۔ اللہ تعالےٰ نے ایک وقت بنی اسرائیل کو اپنی برکات اور نعماء سے نوازا تھا، اور وہ قوم خدا کی مقرب اور دنیا میں بھی معزز ہوئی، لیکن اپنی غفلت، نافرمانی اور کوتاہی کی وجہ سے وہ ان نعماء اور برکات الٰہی سے محروم ہو گئی، اور اسلام کے آنے پر مغلوب ہو کر رہ گئی۔

مسجد اقصیٰ کو بابرکت اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ وہ سابق انبیائے کرامؑ کا قبلہ تھا اور وہاں کئی ہزار انبیاءؑ کی قبریں ہیں۔ برکت کے معنی وہ خیر ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو۔ برکۃ عربی میں حوض کو کہتے ہیں۔ جس طرح حوض میں پانی جمع ہو جاتا ہے، اسی طرح مسجد اقصےٰ کے ماحول کی برکات بھی مجتمع اور بے اندازہ ہیں۔ اس سورۃ شریفہ۔ بنی اسرائیل۔ کے مضامین پر غور کرنے سے اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ وہ تمام نعمتیں جو اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو عطا فرمائی تھیں، وہ تمام بنی اسرائیل سے لے لی جائیں گی اور حضور صلعم کی امت کو دے دی جائیں گی ؛

احمدیہ کنونشن ٹرینی ڈاڈ

شیخ محمد طفیل صاحب جنوبی امریکہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ جنوبی کرۂ ارض کی سب سے بڑی دس روزہ احمدیہ کنونشن ۴ ستمبر کو ہلٹن ہوٹل میں ایک عظیم الشان الوداعی ڈنر پر ختم ہو گئی۔ مفصل رپورٹ اور تصاویر کا انتظار ہے۔

یادِ رفتگان

چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کی یاد میں

(چوہدری شبیر احمد صاحب)

چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم میرے تایا زاد بھائی اور چوہدری نظام الدین مرحوم کے اکلوتے بیٹے تھے۔ زہد، تقویٰ، انکساری، خوش خلقی، حلیمی اور سخاوت جیسے اوصاف گویا باپ کے ورثہ سے انہیں ملے تھے۔ مرحوم جنوری ۱۹۱۸ء میں چک $\frac{2}{4-L}$ میں پیدا ہوئے اور مختصر علالت کے بعد ۱۸ جولائی ۱۹۷۲ء کو اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے ایم۔ بی ہائی سکول اوکاڑہ سے ۱۹۳۷ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۴۱ء میں بی۔ اے پاس کر کے لا کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۴۵ء میں ایل۔ ایل۔ بی میں امتیازی حیثیت حاصل کی۔ والد محترم نے وکالت کا پیشہ اختیار کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن مرحوم کا میلانِ طبع اس طرف نہ تھا۔ اور مزید تحصیل علم کے لئے۔ ایم۔ اے پولیٹیکل سائنس پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ اور اعلیٰ نمبر حاصل کئے۔

وکالت کے پیشے کی بجائے آپ نے تجارت کو ترجیح دی اور غلہ منڈی اوکاڑہ میں آڑھت کی دکان کھول لی۔ اور پانچ سال تک نہایت امانت اور دیانت داری سے کاروبار کو فروغ دیا۔ آپ کے والد محترم بہت بڑے زمیندار تھے۔ اسی عرصہ دکانداری میں وہ بیمار ہو گئے اور ۱۹۵۲ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، تو مرحوم نے کاروبار چھوڑ کر اپنے باپ کی وسیع زمینداری سنبھال لی اور محنت شاقہ سے جدید لائنوں پر ترقی دی۔ ... فطرتی طور پر آپ کا میلان زمینداری کی طرف ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے فارم کو اعلیٰ درجہ کا ماڈل فارم بنا دیا۔ ... علاقے کے زمیندار آپ کا فارم دیکھ کر رشک کرنے لگے۔ چنانچہ جو وفود محکمہ زراعت کی سرکردگی میں بیرون ملک سے وقتاً فوقتاً آتے، وہ چوہدری صاحب مرحوم کے فارم کو ضرور دیکھنے آتے اور خوشی کا اظہار کرتے۔ اور محکمہ زراعت کے افسران نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ تعلیم یافتہ لوگ ہی زراعت کے کام کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں۔

آپ زیادہ تر آلو اور تمباکو دو فصلیں ہی کاشت کرتے تھے۔ اور ان دونوں فصلوں میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ۳۰۰ من فی ایکڑ آلو حاصل کئے۔ اسی طرح تمباکو کی فصل تحصیل اوکاڑہ کے تمام زمینداروں سے زیادہ کاشت کرتے۔ اسی بناء پر آپ تمباکو ایسوسی ایشن کے صدر بھی تھے۔ جب کبھی پاکستان تمباکو کمپنی کو اپنے عملہ کی ٹریننگ مقصود ہوتی، تو کمپنی چوہدری صاحب کے پاس ہی ٹریننگ کے لئے بھیجتی، اور اس پر طرہ یہ کہ جتنے لوگ ٹریننگ لینے کے لئے آتے ان کے قیام و طعام کا بندوبست بھی وہ اپنی گرہ سے کرتے۔ غرضیکہ چوہدری صاحب مرحوم بڑے محنتی اور انتھک انسان تھے۔

آپ اعلیٰ درجہ کے مخلص احمدی تھے۔ ہر مخالف و موافق ان کی عزت کرنے میں فخر محسوس کرتا۔ محکمہ مال اور محکمہ پولیس لوگوں کے اکثر مقدمات آپ کے سپرد کر دیتے۔ اس معاملہ میں آپ ہمیشہ عدل و انصاف کو نگاہ میں رکھتے اور اپنی اعلیٰ استعداد کی بناء پر فریقین میں تصفیہ کرا دیتے، جس سے لوگوں کا روپیہ اور وقت بچ جاتا اور عدالتوں کے چکر اور کلرکوں کی لوٹ کھسوٹ سے بھی محفوظ رہتے۔ اس وجہ سے بھی آپ علاقہ میں باوقار تھے۔

آپ اپنی کمائی میں صرف اپنا اور اپنے خاندان کا ہی حق نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ یتامیٰ اور مساکین و بیوگان کے ماہوار وظائف مقرر کر رکھے تھے اور کئی یتیم بچوں کی پڑھائی کا بوجھ بھی آپ نے اٹھا رکھا تھا۔ انجمن کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور سب اخراجات ... بالائے طاق رکھ کر انجمن کے چندہ کو پہلے ادا کرتے تھے اور ہمیں بھی شدت سے تاکید فرماتے کہ خدا کے حصّہ کو پہلے ادا کیا کریں۔ ہم سب بھائیوں میں جو قربانی کا جذبہ ہے وہ انہیں کا مرہونِ منت ہے۔ کوئی سوالی آجاتا تو کبھی خالی نہ جاتا۔ نماز اور روزہ کی شدت سے تاکید فرماتے۔ گویا آپ کی زندگی پاکبازی کا مجسمہ اور نمونہ تھی۔ ہم کوئی کام بھی بغیر ان کے مشورہ کے سرانجام نہیں دیتے تھے۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت ان کا محبوب شعار تھا۔ ... مرحوم ہمارے لئے ایک سایہ دار درخت کی مانند تھے۔ ان کا کردار آئینہ کی طرح صاف اور شفاف تھا۔

مرحوم نے ۵۴½ سال عمر پائی ان کی وفات سے گہرا خلا واقع ہوا ہے۔ اور ہم سب مغموم ہیں۔ میں جماعت کے ہر فرد سے اپیل کرتا ہوں کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں تاکہ خداوند کریم مرحوم کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل مرحمت فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ینابیع المسیحیّت

مصنّفہ: الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور

عیسائیوں نے ایک کتاب موسومہ بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جس کا ترجمہ اردو زبان میں "اثمارِ شیریں" کے نام سے چھاپا گیا۔ عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی تھی۔

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور نے اس کتاب کے جواب میں مذکورہ بالا کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہ دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کا جناب مسیحؑ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی مذہب کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیحؑ سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیتِ مجموعی نہیں پائے جاتے۔ منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے خود کروڑہا عیسائی بے خبر ہیں۔

آجکل عیسائی پادری بڑے زور و شور سے مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیسائیت کی حقیقت سے باخبر ہو۔ اس کے لئے کتاب "ینابیع المسیحیت" کا مطالعہ اشد ضروری ہے، اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔

یہ کتاب ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے اور آفسٹ پر چھاپی گئی ہے۔ کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف تین روپے۔

المشتہر: مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

کیا آپ جانتے ہیں کہ

- حضرت سلیمانؑ کشمیر میں باغ سلیمان میں کیسے پہنچے تھے؟
- حضرت خضرؑ کشمیر میں تھے!
- حضرت موسیٰؑ کشمیر میں تشریف لائے اور یہیں وفات پائی؟
- حضرت عیسیٰؑ کی والدہ محترمہ حضرت مریمؑ نے کوہ مری میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں؟
- حضرت عیسیٰؑ نے کشمیر میں وفات پائی اور ان کا عصاء آج بھی وہاں موجود ہے؟
- حضرت عیسیٰؑ کے جڑواں بھائی تھامس بھی ٹیکسلا اور کشمیر میں تشریف لے گئے تھے اور مدراس کے قریب قتل ہوئے؟
- حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق حضرت عیسیٰؑ نے ہجرت سے ۶۰۰ سال قبل پیشگوئی کی تھی؟

ان تمام حالات کی تفصیل الحاج حضرت خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم ومغفور کی کتاب "جیسس ان ہیون آن ارتھ (انگلش)" میں ملاحظہ فرمائیں جس کا پانچواں ایڈیشن طبع ہو چکا ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی عمدہ۔ ۴۱۴ صفحات اور ۲۷ تصاویر پر مشتمل ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے علاوہ قیمت صرف پندرہ روپیہ۔ جو صاحب بذریعہ رجسٹری یا وی پی حاصل کرنا چاہیں دو روپیہ زائد ارسال فرمائیں۔ ملنے کا پتہ: مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

www.aaiil.org

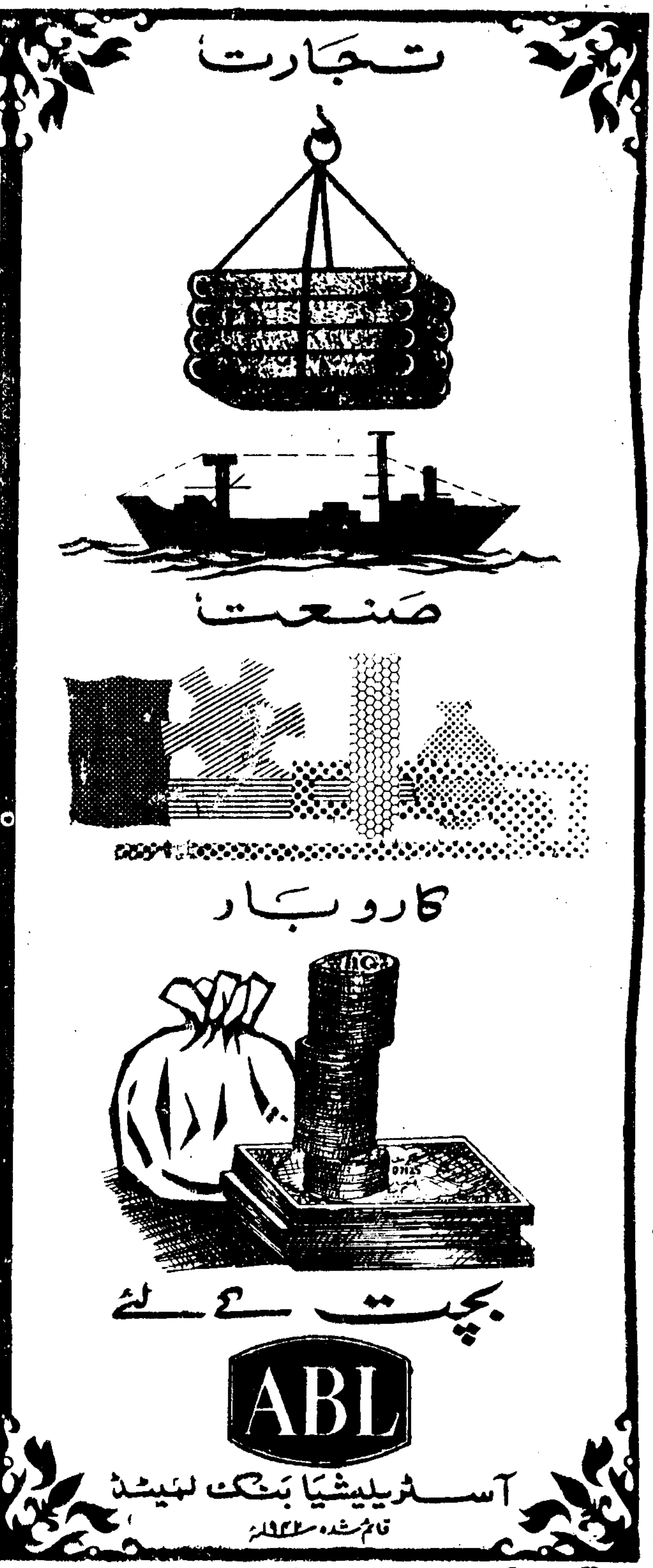

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

ہے کہ خبث نفس کی بجائے لقست نفسی کہدے اس کے معنے بھی یہی ہیں مگر اس میں ناپاکی کا خیال نہیں پایا جاتا۔ بہت سے احکام احادیث میں ایسے ہیں بالخصوص اس باب میں جن کا منشاء ایجاب نہیں بلکہ انسان کو آداب سکھانا ہے۔

(فضل الباری۔ کتاب الادب)

هفت روزہ پیغام صلح

خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

دار الشفاء دار السّلام (ہومیو)

جہاں علاج مُفت کیا جاتا ہے

آپ کی اعانت کا متمنّی ہے

فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸۔ شمارہ ۳۸

ایور گرین پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح

پاکستان لاہور

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سواہیئے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۳۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳ - سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴ - سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سلام کرنے کے متعلق ہدایت

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔

ترجمہ: —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔

کسی کے حجرے میں جھانکنا

عن انس ابن مالکؓ ان رجلًا اطلع من بعض حجر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقام الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمشقص او بمشاقص فکانی انظر الیہ یختل الرجل لیطعنہ۔

ترجمہ: —

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی حجرے میں سے جھانکا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیر کا پھل لے کر اس کی طرف اُٹھے گویا کہ میں آپؐ کی طرف دیکھتا ہوں کہ آپؐ اسے بے خبر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اس کی آنکھ پھوڑیں۔

(فضل الباری - کتاب الاستئذان)

ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں

میں تم لوگوں کو بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کریگا وہ ابدال ہے

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دیکھو جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ **ابدال** کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک **ابدال** کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے **ابدال** کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ **ابدال** وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالےٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ رُوح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالےٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ **ابدال** ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اُٹھائے، تو اللہ تعالےٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے **علوم القرآن** نہیں آتے۔ **دماغی قوت** اور **ذہنی ترقی** قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ **اصل ذریعہ** تقویٰ ہی ہے متقی کا معلم خدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر **امیت** غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے **امی** بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو اُستاد بنایا پھر آپؐ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا۔

آپؐ کا اُمی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقوےٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔ (ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

غلام نبی مسلم صاحب ایم اے

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر عفو و رحم

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے
(حضرت امام الزمانؑ)

ماں اپنے بچے سے جس قدر محبت کرتی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ کونسا دکھ، کونسی مصیبت ہے اور کونسی مشکل ہے جس کا مقابلہ وہ اولاد کی محبت میں نہیں کرتی۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں یہ نہیں فرمایا کہ والدہ اپنے بچے سے محبت اور احسان کرے بلکہ اس کے برعکس اولاد کو حکم ہے کہ وہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ ان کے سامنے اُف تک نہ کرے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے۔ لیکن ماں باپ کی محبت کے پیچھے کوئی شعوری فکر و جذبہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ امر اس کی فطرت کا حصّہ ہے۔ اور اس محبت میں حیوان تک شریک ہیں۔ صرف وسائل اور استعداد کے لحاظ سے اس کا اظہار مختلف صورتیں اختیار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ماں بچوں کو چھوڑ دیتی ہے اور پھر عمر کے ساتھ اس کی محبت میں کمی آجاتی ہے۔ اور بعض اوقات ناچاقی کی وجہ سے دشمنی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔

محبت کی دوسری صورت دوست و احباب خویش و اقارب کے باہمی تعلقات ہیں۔ عام حالات میں اس قسم کی محبت کافی حد تک برقرار رہتی ہے، لیکن بغور دیکھا جائے تو اس میں کاروباری ذہنیت کارفرما ہوتی ہے۔ پھر اس کی شدت اور پہنائی والدہ کی محبت کے مقابل محدود ہوتی ہے۔ حالات کے ساتھ ساتھ اس کی کیفیت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ آج کے دوست کل کے دشمن بھی بن جاتے ہیں۔ ایک شخص زیادہ دولت مند ہو گیا، یا اعلےٰ منصب پر پہنچ گیا، تو اس کی محبت اور دوستی کا دائرہ بدل جاتا ہے۔ اس کے غریب دوست حتیٰ کہ بھائی بھی اس محبت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسی محبت مادی علائق و وسائل سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور چونکہ مادی حالات تغیر پذیر ہوتے ہیں، اس لئے مادی حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ محبت کی اقدار اور دائرہ کار بھی بدل جاتے ہیں۔ اور معاشرے میں دشمنی، ناکامی اور مایوسی اسی کا ثمر ہے۔ محبت کی تیسری صورت یہ ہے کہ اپنے دشمنوں، ایذا دہندوں، ظالموں اور نقصان پہنچانے والوں سے درگذر سے کام لیا جائے اور جب انسان اس قابل ہو کہ دشمن سے انتقام لے سکے تو وہ اُسے کلّی طور پر معاف کر دے۔ محبت و شفقت کا یہ رنگ شاذ و نادر ہی انسانوں میں ملتا ہے لیکن انسانی کردار کی عظمت و عُلو کی یہی بہترین کسوٹی ہے۔

اُسوۂ احمدی

انسانیت کی تمام تاریخ کو کھنگال جائیے اور تلاش کیجئے کہ سطح ارضی پر کونسی ہستی ہے جس کی ذات میں ان محبتوں کی جھلک ملتی ہے۔ آپ جس قدر بھی غور کریں گے اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ حضرت خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد ذات ہے، جس میں یہ محبت و شفقت درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی ملے گی۔ اور یہ صرف دعوےٰ ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے جس کی مثال اور تردید ممکن نہیں۔

آنحضرت صلعم کو اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کے خطاب سے نوازا۔ اور یہ لفظ اس بات پر شاہد ہے کہ آپؐ کی خلق خدا پر رحمت، محبت سے کہیں بڑھ کر تھی، کیونکہ رحمت اپنی گہرائی، وسعت اور شدّت میں محبت سے بدرجہا بلند تر ہوتی ہے اور یہ خدا کی صفت رحمانیت کا پرتو ہے۔ جو کسی عمل کا ردّ عمل نہیں، جب کہ محبت کسی ذاتی مفاد کی عکاس ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو رؤف و رحیم ٹھہرایا ہے اور اس خصوصیت میں کوئی بشر آپؐ کا شریک نہیں۔

محبت کے پہلے دو رنگوں کو دیکھئے۔ آپؐ والدین، اعزہ، احباب، اہل قوم سے بڑھ کر دوسروں پر شفیق تھے۔ لیکن آپؐ کی خصوصیت کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ کی محبت دائمی ہے، زمانے کے نشیب و فراز اس پر اثر انداز نہ ہوتے تھے۔ کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ جس سے آپؐ نے محبت کا اظہار کیا ہو، پھر آپؐ نے اس سے نفرت یا سرد رُخی کا اظہار کیا ہو، بلکہ یہی ہوا کہ جو ایک بار آپؐ کے قریب آیا وہ قریب تر ہوتا گیا۔ آپؐ کی نوازشات اس پر بڑھتی گئیں، حتیٰ کہ وہ آپؐ کا فدائی بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ پر اول اول ایمان لانے والے زیادہ تر وہی لوگ تھے، جنہیں آپؐ کی مصاحبت کا شرف حاصل تھا۔ اور پھر ایمان لانے کے بعد آنحضرتؐ کی ان سے محبت بڑھتی ہی گئی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صفت آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی جو خلق عظیم کی مظہر ہے۔

شفقت پر شہادت

آپؐ اکیس بائیس سال کے تھے کہ قریش اور قبیلہ قیس میں حرب الفجار شروع ہو گئی جس میں طرفین کے سینکڑوں جوان موت کے گھاٹ اترے۔ اس سے متاثر ہو کر قریش نے جور و ستم کو روکنے کے لئے ایک مجلس مشاورت منعقد کی جس میں خاندان کے سربراہ جناب زبیر بن عبد المطلب کی معیت میں آپؐ شریک ہوئے اور "حلف الفضول" کے عہدنامہ کی رُو سے اقرار کیا کہ "ہم بدامنی کو دُور کریں گے، غریبوں کی امداد کریں گے، زبردست کو زیردست پر ظلم سے روکیں گے۔"

اہلیہ کی گواہی

آپؐ کی اس خصوصیت پر سب سے بڑی شہادت آپؐ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی ہے۔ چنانچہ نزول جبریلؑ کے بعد جب آپؐ نے گھر آ کر فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے تو راز دار حیات نے عرض کیا کہ "آپؐ کو ڈرنا نہیں چاہیئے۔ آپؐ تو قرابا پروری کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں۔ بیواؤں اور بے کسوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں، مصیبت زدوں کے مونس ہیں۔ خدا آپؐ کو ہرگز محزون نہیں ہونے دے گا۔"

دشمنوں سے حُسنِ سلوک

بچوں، دوستوں، عزیزوں اور ہم وطنوں سے محبت کا مظاہرہ تو کم و بیش دوسری شخصیتوں میں بھی مل جائے گا، لیکن آپؐ نے جانی دشمنوں سے جس شفقت اور رحمت کا اظہار کیا، وہ اپنی نظیر آپ ہے اور اس کی اہمیت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ایک طرف دشمنی کی شدت سامنے ہو اور دوسری طرف بے پایاں عفو و رحم کا اظہار ہو۔۔۔۔ محبت اور رحم کی تعلیم تو دوسرے افراد میں بھی مل جائے گی، لیکن ازلی دشمنوں پر غلبہ پا کر کسی کو معاف کرنا آپؐ کے سوا کہیں نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملتا ہے کہ جس نے آزمائش کے وقت عفو و درگذر کی راہ اختیار کی ہو۔ ذیل کے چند ایک واقعات کو پیش نظر رکھیے۔

۱۔ آپؐ طائف تشریف لے جاتے ہیں، اوباشوں نے گالیاں دیں، پتھر مارے حتیٰ کہ آپؐ خون بہ جانے سے بے ہوش ہو گئے۔ اور جب ہوش میں آئے تو حضرت زیدؓ نے دشمنوں کے حق میں بددعا کے لئے کہا۔ تو آپؐ کی رحمت غالب آئی اور فرمایا "میں ان کی تباہی کے لئے کیوں بد دعا کروں۔ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ایمان لے آئیں گی"۔۔۔۔ ایک طرف ان جذبات پر نظر ڈالئے۔ جو گالیوں، سنگباری اور ذلت سے اُبھرتے ہیں اور پھر ان کے مقابل اس قدر درگذر اور محبت پر نگاہ ڈالئے جو آپ کے دل میں دشمنوں کے لئے تھی۔

۲۔ جنگِ اُحد میں آپؐ پر تیروں اور تلواروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ اور جاں نثاروں کی قربانی کے باوجود آپؐ کے دندانِ مُبارک شہید ہوئے۔ سر اور چہرہ پر زخم آئے اور آپؐ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لیکن جب آپؐ ہوش میں آئے اور بعض احباب نے درخواست کی کہ دشمن کی بربادی کے لئے دعا کیجئے تو دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اور آپؐ نے کمال شفقت سے فرمایا انی لم ابعث لعانًا ولاکن بعثت داعیًا و رحمۃ۔ اللّھم اھدِ قومی فانھم لا یعلمون۔ لوگو! میں بد دعاؤں کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ میں تو دعوتِ حق دینے اور سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں (اور دعا کی) اے میرے ربّ! میری قوم کو راہِ ہدایت دکھا۔ یہ میرے مقام و مرتبہ کو نہیں پہچانتے"

۳۔ ثمامہ بن اثال حاکمِ نجد قید ہو کر مسجد نبویؐ میں ستون کے ساتھ بندھا ہے اور اپنے بد اعمال کی وجہ سے موت کا منتظر ہے۔ آنحضرت صلعم کے سوالات کے جواب میں کہتا ہے کہ آپؐ کا دین بدترین دین ہے آپؐ کا

(باقی صفحہ ۶ کالم ۲)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۲ء

معاشرے کی اِصلاح کے لئے اِسلامی تعلیمات پر عمل

پاکستان اس وقت جن حالات سے دوچار ہے، اُونچی سطح کے لوگوں میں پارٹی بازی اور تفرقہ و انتشار ایک طرف اور نچلی سطح پر عوام الناس میں لوٹ مار، قتل و غارت، عورتوں کے اغوا اور سمگلنگ کے روزمرہ واقعات اور سرکاری دفاتر میں رشوت ستانی اور ہڑتالوں وغیرہ نے جو صورتِ حال پیدا کر رکھی ہے، اس کے پیشِ نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی قوم تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہے اور قریب ہے کہ خدانخواستہ اس میں گر کر ختم ہو جائے، یہ حالات بہت ہی خطرناک ہیں، جن سے ہر دانا و بینا خائف اور حیران و پریشان ہے۔ ان حالات کی اصلاح کیونکر ہو اور کس طرح ہمارا قومی معاشرہ ان تباہی خیز حالات سے بچ کر امن و سلامتی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ اسلامی تعلیمات کو ملک میں رائج کر کے لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے کی کوشش کی جائے اور انہیں بتلایا جائے کہ ان کی ایک ایک حرکت و سکون اور ظاہری اور باطنی خیالات و اعمال کا ریکارڈ اللہ تعالےٰ کے ہاں لکھا جا رہا ہے، اور اس کا فرمان ہے کہ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ جو بھی خیالات تمہارے دلوں کے اندر ہیں انہیں ظاہر کرو یا چھپائے رکھو، تمام وہ منصوبے اور خفیہ یا ظاہر اعمال و افعال جو ملک میں فتنہ و فساد پیدا کرنے اور لوگوں کی ایذا کا موجب ہو سکتے ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب کا محاسبہ تم سے کرے گا اور تمہاری بداعمالیوں کی سزا مل کر رہے گی۔

اگر یہ ایمان دلوں میں پیدا ہو جائے تو ملک موجودہ خلفشار سے نکل سکتا ہے، اسی بات کی طرف پنجاب کے وزیر اعلےٰ ملک معراج خالد نے اپنی ایک تقریر میں توجہ دلائی ہے، جو انہوں نے سوشل ویلفیئر کے حکام اور رضاکار سماجی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کی، انہوں نے کہا کہ آج قوم ایک عجیب بحران میں مبتلا ہے، ہمارا قومی اعتماد متزلزل ہو چکا ہے، ہمیں اس صورتِ حال کی اصلاح پر فوری توجہ دینی چاہیئے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلامی ضابطہ اخلاق اور اسلامی قدروں کو اپنائیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ "اسلام کے راستہ پر چل کر ہی ہم اپنی خود اعتمادی بحال کر سکتے ہیں۔"

ملک معراج خالد نے کھلے لفظوں میں اس حقیقت کو انکشاف کیا کہ "ہمیں سنگین حالات درپیش ہیں، جن کی اصلاح کے لئے ہمیں اپنے معاشرے میں اسلامی اقدار کو رائج کرنا چاہیئے، کیونکہ اسی طرح ہم اپنے سماج کو منفرد مقام دے سکتے ہیں۔" انہوں نے خبردار کیا کہ "اگر ہم نے اسلامی اصولوں اور تعلیمات سے رُوگردانی کی تو قوم کو انتشار، تباہی اور خلفشار سے بچانا ممکن نہیں رہے گا۔" انہوں نے محبِ وطن شہریوں کا یہ فرض قرار دیا کہ معاشرتی بُرائیوں کے انسداد کے لئے وہ میدان میں آئیں اور ہر قسم کے اختلافات کو ختم کر کے معاشرے کی اصلاح کے لئے جہاد کریں۔

یہ بالکل صحیح علاج ہے جس کی طرف صوبائی وزیر اعلےٰ نے توجہ دلائی ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات ہی ہیں جنہوں نے آج سے چودہ سو برس پہلے حد سے زیادہ بگڑی ہوئی قوم کو جو دہ بھی اپنی بداعمالیوں اور اختلاف و انتشار کی وجہ سے آگ کے گڑھے کے دہانہ پر کھڑی تھی، متحد اور نیک اعمال بنا کر دنیا کے ہادی اور رہنما بنا دیا، آج بھی اگر ان تعلیمات کو زاویہ عمل بنایا جائے تو تمام برائیاں جو اس وقت قوم میں پیدا ہو چکی ہیں، مبدل بہ نیکی و حسنات ہو جائیں گی، اور ملک تباہی سے بچ جائے گا۔ لیکن اس کے لئے ایسے نیک دل، محبِ وطن لوگوں کی ضرورت ہے جو ان تعلیمات کو پھیلانے اور لوگوں کے اندر نیکی اور حسن عمل کی روح پیدا کرنے کے لئے مسلسل جہاد کریں، اس راہ میں بہت سی تکالیف پیش آئیں گی۔ سخت ترین مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن اگر کام کرنے والوں کا اپنا کردار اچھا نمونہ پیش کر سکے اور وہ محض للہ سب مخالفتوں کو برداشت کر کے صبر و استقلال کے ساتھ جدوجہد کرتے رہیں، تو یقیناً کامیابی ان کے ہمکنار ہو گی۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ پر عائد ہوتی ہے، اگر وہ قوم کے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرنے کا ذمہ لیں اور اپنے وجود سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کر کے طلباء کو صحیح اسلامی اقدار سے روشناس کریں اور ایسے رستوں سے انہیں بچنے کی تلقین کریں جو برائیوں اور بداعمالیوں کی طرف لے جانے اور معاشرے کی بربادی کا موجب ہیں تو آئندہ نسلوں کی بہتری کی امید کرنا ناواجب نہیں، ضرورت ہے کہ مدارس میں ایسے نیک دل اساتذہ متعین کئے جائیں جو اسلامی تعلیمات سے واقف ہونے کے علاوہ نیکی اور حسنِ اخلاق کے مجسمہ ہوں اور ان کے وجود سے صحیح اسلامی رنگ جھلکتا ہو۔

دوسری ذمہ داری ان علماء اور آئمہ مساجد پر عائد ہوتی ہے، جو وعظ و تلقین کا منصب رکھتے اور قوم کی ہدایت و رہبری کے دعوے دار ہیں، اگر یہ لوگ باہمی اختلافات اور تکفیر و تفسیق کے فتاویٰ سے کنارہ کش ہو کر دلی ہمدردی کے ساتھ موجودہ پیدا شدہ برائیوں سے قوم کو ہٹانے اور ان میں صحیح اسلامی اقدار پیدا کرنے کی کوشش کریں تو موجودہ اندیشناک حالات کا سدھر جانا کچھ مشکل نہیں، افسوس یہ ہے کہ یہ لوگ خود اسلامی اقدار سے عاری ہو چکے ہیں اور فروعی اختلافات پر مسلمانوں کو باہم لڑانا ان کا شغل بن چکا ہے، اور آج تو اکثر علماء حکومت کی کرسیوں کے لئے سیاسی جوڑ توڑ میں ایسے منہمک ہیں کہ انہیں اپنے اصل منصب کا بھی ہوش نہیں رہا۔ کاش ان لوگوں کو جگانے اور اصل منصب کی طرف انہیں توجہ دلانے کی کوئی صورت پیدا ہو، اور وہ معاشرے کی اصلاح کو اپنا لائحہ عمل بنا لیں تو ان کا وجود عوام کو راہ ہدایت پر لانے میں بہت مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔

تیسری بڑی ذمہ داری حکومت پر ہے، جس کا فرض ہے کہ وہ قوم میں صحیح اسلامی اقدار پیدا کرنے کے لئے ضروری انتظامات کرے، سکولوں اور کالجوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد ان میں اسلامی تعلیمات رائج کرنا اور ان پر عملدرآمد کا بندوبست کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے، اسی سے طلباء کی حالت بہتر ہو سکتی اور موجودہ خلفشار دُور ہو سکتا ہے، بشرطیکہ ان کے نصاب میں ایسا لٹریچر شامل کیا جائے جو صحیح اسلامی تعلیمات، رسولِ کریمؐ کے اُسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کے عملی نمونہ پر مشتمل ہو،

اس کے علاوہ عوام الناس بالخصوص مزدور طبقہ میں اسلامی تعلیمات کو پھیلانا اور ان کے اندر صحیح اسلامی اقدار پیدا کرنا بھی حکومت کا فرض ہے، یہی ایک راہ ہے جس سے آئے دن کی ہڑتالوں اور باہمی چپقلش کا انسداد ہو سکتا ہے۔

اور ایک سب سے بڑی بیماری جو رشوت ستانی کی صورت میں تمام سرکاری دفاتر میں پھیلی ہوئی ہے، یہاں تک کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی بھی اس بیماری سے بچا ہوا نہیں، اس کے انسداد کا قرار واقعی انتظام حکومت کا سب سے بڑا فرض ہے، اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ رشوت خوری کی لعنت کے بارہ میں اسلامی احکام سے انہیں روشناس کرایا جائے اور پھر بھی جو لوگ اس لعنت سے باز نہ آئیں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے لیکن جہاں افسر اور ماتحت سب کے سب بیماری میں مبتلا ہوں الا ماشاء اللہ وہاں انسداد مشکل ہی ہے سوائے اس کے کہ خدا کا خوف اور لوگوں کی تکالیف کا احساس دلوں میں پیدا ہو۔

علاوہ ازیں سیاسی پارٹیوں نے جو انتشار ملک میں پیدا کر رکھا ہے اور ایک دوسرے کو گرانے اور حکومت کا تختہ اُلٹنے کی جو سازشیں کی جا رہی ہیں وہ بھی ملک کو تباہی کی طرف لے جانے کا موجب ہیں، کاش ان لوگوں کو اس بات کا احساس ہو کہ وہ کس قوم کے فرد ہیں اور کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں خیال ہونا چاہیئے کہ اسلام ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا جن میں وہ مشغول ہیں اگر وہ اس تفرقہ اندازی کو چھوڑ کر باہم اتفاق و اتحاد پیدا کر لیں، اور حکومت کے دست و بازو بن جائیں، اور عوام کو غلط راہ پر چلنے سے روکیں، تو یہ ملک کی مضبوطی اور استحکام کا موجب ہو گا، ورنہ موجودہ خلفشار کے جو بدنتائج پیدا ہو سکتے ہیں، ان سے وہ خود بھی نہ بچ سکیں گے، اور ملک کی بربادی کا داغ ان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بن کر لگے گا، اور تاریخ انہیں اچھے ناموں سے یاد نہ کرے گی۔

پیغام صلح سے متعلق خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور دیں۔ منیجر

وفاتِ مسیح اور علمائے عرب

حضرت عیسیٰؑ کی قبر سرینگر کشمیر میں ۔ علامہ رشید رضا

(۴)

تفسیر المنار ۔ جزء السادس ص ۴۲

" القول بهجرة المسيح الى الهند ۔ وموته فى بلدة (سرى نكرا) فى كشمير يُوجد فى بلدة سرى نكرا او نقر (والهنود تكتب نكر بالكاف المفخمة وهى كالجيم المصرية) مقبرة فيها مقام عظيم يقال هناك انّه مقام نبى جاء بلاد كشمير من زهاء ألف وتسع مئة سنة يسمّى يوزاسف ويقال ان اسمه الأهلى عيسىٰ صاحب (وكلمة صاحب فى الهند لقب تعظيم كلقب أفندى عند الترك ومستر ومسيو عند الافرنج) و انه نبى من بنى اسرائيل وانه ابن ملك وان هذه الأقوال ممّا يتناقله اهل تلك الديار عن سلفهم وتذكر فى بعض كتبهم وان دعاة النصرانية الذين ذهبوا الى ذلك المكان لم يسعهم الّا ان قالوا انّ ذالك القبر لأحد تلاميذ المسيح أو رسله ۔ ذكر ذلك بالتفصيل غلام احمد القاديانى الهندى فى كتابهِ الذى سمّاه (الهدى والتبصرة لمن يرى) وذكر فيه انه اكتفى بالاجمال وان تفصيل هذه المسألة يوجد فى كتاب معروف هناك اسمه (اكمال الدين) وذكر اكثر من سبعين اسما من اسماء اهل ذلك البلد الذين قالوا ان ذلك القبر هو قبر المسيح عيسىٰ ابن مريم ۔ ورسم صورة المقبرة بالقلم وامّا قبر المسيح فوضعه فى الكتاب بالرسم الشمسى (الفوتوغرافى) مكتوبًا عليه (مقبرة عيسىٰ صاحب) ۔

وغلام احمد هذا يفسر الايواء فى قوله تعالىٰ (وجعلنا ابن مريم وأمه اية وآويناهما الى ربوة ذات قرار معين) بالهجرة الى الهند والّلجأ الى تلك البلدة فى كشمير، فان الايواء ليستعمل فى مقام الانقاذ والتنجية من الهمّ والكرب والمصائب والمخاوف واستشهد بقوله تعالىٰ (الم يجدك يتيمًا فآوى) وقوله (واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون فى الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فآواكم وايّدكم بنصره) وقوله حكاية عن ولد نوح (سآوى الى جبل يعصمنى من الماء) والرّبوة المكان المرتفع، وبلاد كشمير من اعلىٰ بلاد الدنيا وهى ذات قرار مكين، وماء معين، .... ففراره الى الهند وموته فى ذلك البلد ليس ببعيد عقلًا ولا نقلًا ۔"

ترجمہ: ہندوستان میں مسیحؑ کی ہجرت اور سرینگر میں وفات ۔

سری نگر میں ایک خاص مقبرہ پایا جاتا ہے جس میں ایک بڑی زیارت گاہ ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک نبی کا مقام ہے جو **یوز آسف** کہلاتا تھا اور جو آج سے انیس سو سال قبل کشمیر میں آیا ۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عیسٰے صاحب ہے وہ اسرائیلی نبی ہے اور شہزادہ بھی، یہ وہ اقوال ہیں جن کو اس ملک کے باشندے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی کتب میں ذکر کرتے ہیں ۔

عیسائی مبلغین کو جو وہاں گئے سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا کہ یہ کہدیں کہ یہ قبر مسیحؑ کے کسی شاگرد یا رسول کی ہے ۔

(حضرت) غلام احمد القادیانی الہندی نے اپنی کتاب " الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ " میں ان تمام امور کو بالتفصیل ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہاں تو میں نے اجمال پر اکتفاء کیا ہے ۔ مگر اس کی تفصیل وہاں کی ایک مشہور کتاب " اکمال الدین " میں پائی جاتی ہے اس نے (غلام احمد قادیانی نے) اپنی کتاب میں ستر سے زائد باشندگان کشمیر کے اسماء درج کئے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ یہ قبر مسیحؑ کی ہے ۔ اس نے مسیحؑ کی قبر کا قلم سے خاکہ دیا ہے اور مسیحؑ کی قبر کا فوٹو بھی کتاب میں درج کر دیا ہے جس پر " مقبرہ عیسٰی صاحب " لکھا ہے ۔

یہ صاحب ۔ حضرت غلام احمد (قادیانی) ۔ آیت (وجعلنا ابن مریم وامه اية وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين) میں لفظ ایواء کی تفسیر ہندوستان کی طرف ہجرت اور سری نگر میں پناہ لینا کرتے ہیں کیونکہ ایواء کا لفظ رنج والم اور مصائب و مخاوف سے بچانے کے وقت استعمال ہوتا ہے ۔

آپ نے ارشاد الٰہی ۔ الم يجدك يتيمًا فآوى اور ۔ واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون فى الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فآواكم وايّدكم بنصره، اور پسر نوح کے قول ۔ سآوى الى جبل يعصمنى من الماء ۔ کو بطور سند پیش کیا ہے ۔

ربوہ بلند جگہ کو کہتے ہیں اور کشمیر دنیا کے بلند ترین ممالک میں سے ہے یہ جگہ (ارشاد باری تعالےٰ کے مطابق) ہموار اور چشموں والی بھی ہے .... پس مسیح علیہ السلام کا ہندوستان میں تشریف لانا اور آپ کا اس شہر میں وفات پانا عقل و نقل کے خلاف نہیں ہے ۔

حوالہ کے لئے دیکھو: (تفسیر القرآن الحکیم تالیف السید رشید رضا الجز السادس ص ۴۲ ۔ ۴۳)

حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ تشریف آوری کا ذکر

قرآن کریم میں کہاں ہے؟ ۔ ایک دوست کا استفسار

بخدمت شریف جناب مولانا دوست محمد صاحب ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

جب سے ہوش سنبھالا ہے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر بیٹھائے جانے کی بحث چل رہی ہے ۔ ہماری جماعت نے اعلیٰ سے اعلیٰ دلائل قرآن شریف اور حدیث سے دیئے ہیں مگر مخالف مولوی صاحبان ایک ہی رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اُٹھا لیے گئے ۔ کیا مولوی صاحبان کے پاس کوئی ایسی قرآن شریف کی دلیل یا آیت ہے جس میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واپس تشریف لانے کا ذکر ہو، اگر ہے تو وہ کیوں نہیں پیش کرتے ۔ امریکہ کے راکٹ تو چاند تک ہو آئے اور روس کے راکٹ زہرہ تک پہنچ گئے ۔ مگر ان کو حضرت عیسٰے علیہ السلام کہیں نہ ملے ۔ ورنہ وہ ان کو ضرور واپس زمین پر لے آتے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے، کہ واقعی حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر ہی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کیا آپ مولوی صاحبان سے یہ دریافت کرنا مناسب سمجھتے ہیں؟! ان کے پاس کونسی آیت شریف ہے جس کے رو سے حضرت عیسٰے علیہ السلام واپس آسکیں گے ۔

خیر اندیش ۔ عزیز احمد ۔ وزیر آباد

اخبارِ احمدیہ

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

۔ رحمت اللہ بٹ صاحب محلہ کمہاراں شوالہ تیجا سنگھ شہر سیالکوٹ نے اپنے لڑکے عزیزم مطیع اللہ بٹ کی امتحان انٹرمیڈیٹ میں کامیابی کی خوشی میں ۔/۱۰ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو بھیجے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں مزید ترقیوں سے ہمکنار فرمائے ۔ جزاہ اللہ تعالےٰ ۔

کیپٹن سے میجر ۔ عطیہ اشاعت اسلام

۔ جناب کیپٹن سعید الدین صاحب فرزند جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب مانسہرہ، آپ ترقی پا کر میجر ہو گئے ہیں ۔ اس خوشی میں جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب نے بغرض اشاعت اسلام مبلغ دس روپے عطیہ دیئے ہیں اور قارئین کرام سے استدعا کرتے ہیں کہ میجر سعید الدین صاحب کی مزید ترقی اور نیک بختی کے لئے دعا فرمادیں ۔

www.aaiil.org

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور موجد ہے اور تمام ظاہرہ اور خفیہ باتوں کو جانتا ہے

تمام نبیوںؑ پر ایمان لانے کا حکم دے کر اور دوسری اقوام میں نیک لوگوں کی موجودگی کا ذکر کر کے مسلمانوں کے دل وسیع کر دیئے گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوںؓ کے دل نورِ ایمان سے منوّر کر دیئے اور آپؐ دنیا کے کامیاب ترین پیغمبر ہیں۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء، فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض، وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علیٰ کل شیئٍ قدیر۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کلٌ اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرّق بین احدٍ من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ــــــــــ (سورۃ البقرۃ ۲: ۲۸۴ - ۲۸۵) ــــــ

فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ اس ساری کائنات کے بادشاہ ہم ہیں اور اس کے موجد و خالق بھی ہم ہیں، اور ساری کائنات پر تصرّف اور حکومت بھی ہماری ہے، ہر وہ چیز جو آسمان میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین پر ہے اور ہر وہ چیز جو ان دونوں کے درمیان ہے، وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں، فرمایا کہ جب ساری کی ساری کائنات کا موجد میں ہوں، اس لئے میرا علم بھی حاوی ہے، وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں طہارت پیدا ہو اس لئے میں بتاتا ہوں کہ اگر کوئی امر تم سے اعلانیہ طور پر سرزد ہو یا کوئی منصوبہ تمہارے دل میں ہو تو خدا تمہارے ہر معاملہ کو جانتا ہے، ہر اس بات کو جو تم ظاہر کرو وہ اسے جانتا ہے اور ہر وہ معاملہ جو تم چھپاتے رہو، اس کو بھی وہ جانتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن کو، ہماری نیات و خواہشات کو (جانتا ہے)۔ ہمارے اس ایمان کی برکت سے ہمارے اندر طہارت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ ایمان سے دل منوّر ہوتا ہے اور ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں..... فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۔ وہ لوگ جن کا قلب پاک ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بخشش انہیں ڈھانپ لیتی ہے، اور وہ جن کے دلوں میں ناپاک ارادے ہوتے ہیں، ان کے لئے سزا تجویز کی جاتی ہے واللہ علیٰ کل شیئٍ قدیر۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ کائنات کا خالق و موجد ہے۔ اس لئے اس کو ہر ایک امر کا علم حاصل ہے اور ہر امر پر قدرت بھی حاصل ہے، اس کو نیکی سے محبت ہے اور بدی سے نفرت ہے۔

اس کے بعد ایمان لانے سے متعلق ایک نہایت قیمتی اور مؤثر مثال بیان فرمائی ہے اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔ اس میں شانِ ایزدی کی الوہیت کے مقابلہ میں حضور نبی کریمؐ کی شانِ عبودیت کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کمال درجہ کی ہے اور اس کے کامل بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت بھی کمال درجہ کو پہنچی ہوئی ہے، فرمایا اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔ حضور نبی کریم صلعم کو اس وحی پر جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمائی پورا پورا ایمان ہے، اور فرمایا والمؤمنون۔ آپؐ کے ساتھیوں کو بھی کمال ایمان کا درجہ حاصل ہوا۔ سبحان اللہ! حضرت صلعم کے ایمان کے ساتھ صحابہ کرام رضؓ کے ایمان کا بھی ذکر فرمایا، اکثر بڑے آدمی اپنے ساتھیوں کا ذکر خیر کرنا نہیں چاہتے، مگر حضور صلعم نے اپنے ساتھیوں کی تعریف کی ہے، آپؐ ایک کامل انسان تھے، آپؐ نے اپنے کامل ایمان کے زیر اثر ایک کامل الایمان قوم پیدا کی۔ حضرت عیسیٰؑ بھی خدا کے رسول ہیں لیکن آپؑ ایک وفادار اور کامل الایمان قوم پیدا نہیں کر سکے، جب ان کے خلاف پروپیگنڈا ہوا کہ وہ متوازی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اور جب حاکم وقت کے اہلکار انہیں گرفتار کرنے آئے تو ان کے حواری بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جاں نثار قوم بنائی، چنانچہ ایک دفعہ دورانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلعم زخمی ہو کر گر پڑے تو حضورؐ کے ساتھیوںؓ نے حضور صلعم کے گرد گھیرا ڈال کر حصار کھڑا کر دیا تاکہ آپؐ کو کوئی گزند نہ پہنچے، حضرت موسیٰؑ بھی ایسی وفادار قوم پیدا نہ کر سکے، انہیں جب ملک فتح کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا، اور کہا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ دشمن سے لڑو، جب تم غالب آ جاؤ گے تو ہم بھی پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں ہم بھی آ پہنچیں گے۔

ان دو قوموں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، کہ انہوں نے اپنے انبیاؑ اور رسولوں کی تعلیمات سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا، لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے نہایت ہی وفادار قوم پیدا کی، حضور صلعم کے دل میں ولولہ اور جوش تھا کہ میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، اسی ولولہ سے جاں نثاروں کے دل معمور تھے۔ تو جہاں حضور نبی کریم صلعم کے کامل الایمان ہونے کا ذکر کیا وہیں والمؤمنون کہہ کر آپؐ کے ساتھیوں کے ایمان کا بھی ذکر کیا، یہ اللہ تعالیٰ نے سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ حضور صلعم اور آپؐ کے ساتھیوں کے دل ایمان سے منوّر ہیں۔ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے حضور صلعم کے ساتھیوں کو منافق ٹھہرایا ہے، مگر خدا نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے انہیں مومن قرار دیا ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے بعد اگر غیر کلمہ استعمال کیا جائے تو یہ غیر مناسب ہوگا۔

پھر فرمایا کلٌ اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ اس میں ترتیب کیا عمدہ رکھی ہے، اللہ کا رسولؐ اور ان کا ہر متبع خدا پر اور خدا کے فرشتوں پر جو خدا کے احکام پر ایمان لاتے ہیں، اور اس کی کتابوں پر جو وحی لے کر آتے ہیں اور اس کے رسولوں پر جن پر خدا کے احکامات نازل ہوتے ہیں، ان سب کو مانتے ہیں، اور حصر کے طور پر فرمایا لا نفرّق بین احدٍ من رسلہ۔ حضور صلعم کی تعلیم یہ ہے کہ صرف مجھے ہی ماننا کافی نہیں ہے، تمام دوسرے نبیوںؑ اور رسولوںؑ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ پہلی قوموں کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کے رسول آئے، ان پر بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات اترے، جو ان پیغمبروںؑ نے اپنی قوموں کو پہنچائے، اس سے معلوم ہوا کہ نبی و رسول کے ساتھ پیغامِ الٰہی کا ہونا ضروری ہے۔ نبی بغیر احکامِ الٰہی مبعوث نہیں کئے جاتے، جس کے پاس احکامِ الٰہی نہ ہوں، وہ نبی نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے الیوم اکملت لکم دینکم کے بعد کوئی حکمِ الٰہی نازل نہیں ہوگا۔ اس لئے حضور نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں مبعوث ہوگا۔ ان آیات میں حکم دیا کہ تمام پیغمبروںؑ کو مانو۔

حضور صلعم نے اپنی قوم کے کلیجہ کو وسیع کر دیا اور تعصب نہیں رکھا بلکہ فرمایا کہ دوسری قوموں میں بھی نیک لوگ موجود ہیں، لیسوا سواء منھم امۃ قائمۃ دوسری قوموں میں سب لوگ ایک طرح کے نہیں ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو سیدھے [illegible]

وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالےٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں وھم یسجدون اور وہ سجدوں میں گر گر اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبروں پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ حضورؐ کا وجود ساری قوموں کے لئے موجب رحمت ہے، آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔...... فرمایا وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔ اس کے بعد استغفار ہے غفرانک ربنا۔ اے ہمارے ربؐ ہمارے عمل میں کوئی کوتاہی یا کمزوری پائی گئی ہو تو مغفرت سے کام لیا جائے۔ والیک المصیر۔ بالآخر تیرے دربار میں ہمیں حاضر ہونا ہے، کس منہ سے حاضر ہوں گے، ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ زندگی ختم ہونے والی ہے پھر تیرے دربار میں حاضری ہوگی۔ ہم نہیں جانتے کہ صبح تک ہم زندہ رہیں گے یا نہیں۔ اس لئے اے اللہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ اس دنیائے فانی میں تجھے خوش اور راضی کرنے کا سامان کر سکیں اور ہم سے کوئی ایسی لغزش نہ ہو جائے کہ ہم پر تیرا عتاب نازل ہو۔

یہ تعلیم بڑی مؤثر ہے، اس کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرنا لازمی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ اسلام کی تعلیم کا مقصد کردار پیدا کرنا ہے۔ حضور صلعم قوم کا کردار بلند کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپؐ کی جماعت کے اندر اعلیٰ درجہ کا کردار پیدا ہوا۔ اصل معجزہ کردار کی بلندی ہے۔ حضور صلعم کا بڑا معجزہ تعمیر کردار تھا۔ آپؐ نے مردہ دلوں کو زندگی بخشی۔ جن لوگوں کو حضور صلعم کی صحبت نصیب ہوئی وہ باخدا ہو گئے۔ پھر ان لوگوں نے اس شمع کو روشن رکھا جس کے ذریعہ بعد میں آنے والے لوگوں کے بھی ایمان تازہ ہوئے، ان کی روشن تاریخ ثابت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلعم کامیاب ترین پیغمبر ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

آنحضور صلعم کا بے نظیر عفو و رحم

(بسلسلہ صفحہ ۲)

شہر انتہائی بُرا اور آپؐ میری نظروں میں تمام انسانوں سے بڑھ کر ناپسندیدہ۔ اس لئے جو سزا جی میں آئے دیجئے۔" یہ سوال جواب تین دن تک دہرائے جاتے رہے تیسرے دن تلخ جواب کے بعد ثمامہ موت کے حکم کا منتظر تھا مگر آپؐ کے چہرے پر رنج تھا نہ غضب، صحابہؓ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ یہ جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ کیا اس قدر عفو اور درگذر کی مثال کہیں ملتی ہے؟ ثمامہ کے جسم کی زنجیریں تو کٹ گئیں، لیکن محبت کی زنجیروں نے اسے جکڑ دیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

۴۔ بیس سال کے دکھوں، مقاتلوں اور ظلموں کے بعد قریش مکہ آپؐ کے قدموں میں تھے، اگر کسی قوم نے ان سے ایک چوتھائی بھی مظالم کئے ہوتے تو عرب اور تمام مرد انہیں ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرتے یا غلام بنا لیتے اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ جیسا کہ چند صدیاں قبل ایرانیوں اور رومیوں نے یروشلم کا نام و نشان مٹا دیا اور اسرائیلی قوم کو غلام و اسیر بنا کر انہیں دنیا میں منتشر کر دیا تھا اور ان میں سے دس قبائل کا اب کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ لیکن آپؐ نے تاریخ عالم کا انوکھا انتقام لیا، اور سب کو یکجا کر کے فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی تم سب آزاد ہو اور اس کے ساتھ ہی محبت اور رحمت کا بادل چل گیا اور مکہ کی فضا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ سے گونج اٹھی۔

آپؐ کی حیات طیبہ کے یہ چند واقعات ہیں، ورنہ آپؐ کی سیرت تمام کی تمام اس رحمت، شفقت اور محبت کی مظہر ہے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ آج جو لوگ آپؐ کے نام لیوا ہونے کے مدعی ہیں، وہ خود اکسیر کا اسوۂ نبویؐ تک نہیں پہنچے بلکہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو اپنی پست سطح تک کھینچ رکھا ہے، اور اپنی تمام بداخلاقیوں کے ساتھ محبت رسولؐ کا دعویٰ کر کے دنیا کی قوموں کو آنحضرت صلعم کے حسن سیرت سے استفادہ نہیں کرنے دیتے، کیا اس [illegible]

مولوی محمد لکھوی نبیرہ مولانا حافظ محمد لکھوی

کیا لاہوری مرزائی غیر مسلم ہیں

ایڈیٹر الاعتصام مولانا عطاء اللہ کی خدمت میں

ہر پڑھے لکھے پر یہ بات مخفی نہیں کہ علماء متقدمین اہل قبلہ کی تکفیر سے اجتناب کرتے تھے۔ موجودہ دور میں بھی ایسے علماء کی کمی نہیں جو اسلامی فرقوں کے کسی بھی فرد پر کفر کا فتویٰ لگانا پسند نہیں کرتے۔ انقلاب سے تقریباً دس بارہ سال پہلے انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں میں نے سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی زبان سے خود یہ الفاظ سنے (میں کسی اسلامی فرقہ کو کافر نہیں کہتا یہاں تک کہ میں مرزائیوں کی تکفیر سے بھی اجتناب کرتا ہوں)۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم تو صالحین اہل کتاب کے جنت میں جانے کے قائل تھے پھر اس کے متعلق کسی اسلامی فرقہ پر کفر کا فتویٰ لگانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مولانا صوفی محی الدین لکھوی جو جماعت اہل حدیث میں ایک مسلم بزرگ ہیں مرزائیوں کی لاہوری پارٹی پر وہ کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے جماعت اہلحدیث کے اکثر علماء اور اسلامی جماعت والے مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں بہرحال لاہوری پارٹی کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اب ہمیں شرعی نقطۂ نگاہ سے اس پر غور کرنا چاہیئے۔

حقیقتِ ایمان

ایمان کے لغوی معنے ہیں دل کے ساتھ تصدیق کرنا۔ شرعی اصطلاح میں ایمان کے معنے ہیں جو کچھ نبی صلعم لائے اس کا اقرار کرنا، قرآن اور حدیث دو چیزیں ہیں جو نبیؐ لائے ہیں ان دونوں چیزوں کے تسلیم کر لینے کا نام ایمان ہے، لاہوری مرزائی قرآن کریم اور حدیث کو مانتے ہیں اور غیر مرزائی کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں اور انکی اقتداء میں وہ نمازیں پڑھتے ہیں، ہاں وہ مرزا صاحب کو مجدد بھی مانتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ ہم مرزا صاحب کو مجدد نہیں [illegible]

کفر کا فتویٰ لگانا قرین انصاف نہیں اس مضمون کی احادیث بکثرت موجود ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلعم کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ لاہوری مرزائی نبیؐ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر ان کا پورا ایمان ہے۔ ہم حیران ہیں کہ برادرم مولانا عطاء اللہ جیسے متدین آدمی کو ان پر کفر کا فتویٰ لگانے کی کیونکر جرأت ہوئی۔ ہمارا یہ ہرگز حق نہیں کہ قرائن کا بہانہ بنا کر ہم انہیں غیر مسلم قرار دیں یا یہ کہ تم تو فلاں تاریخ کے بعد اسلام کا دعوےٰ کرنے لگے ہو اس لئے تمہارا اسلام قبول نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت خالدؓ کا واقعہ

حضرت خالدؓ بن ولید کا واقعہ ہر پڑھے لکھے کو معلوم ہے کہ ایک جنگ میں دشمن نے آپ کا سخت مقابلہ کیا۔ دشمن کو جب شکست ہونے لگی اس نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لیا، لیکن حضرت خالدؓ نے جوش میں اسے قتل ہی کر دیا۔ نبی اکرم صلعم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت خالدؓ سے جواب طلبی کی۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ھلا شققت قلبہ تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا؟

اصول فقہی

فقہ حنفیہ کا مشہور اصول ہے کہ اگر ایک شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک ایمان کی ہو تو اسے کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ کلمات کفر کی تاویل کی جائے گی جو بات ایمان کی ہے اس کی کوئی تاویل نہیں یہی وجہ ہے کہ حنفیہ مسلک کے محتاط علماء کسی بھی اسلامی فرقہ پر فتویٰ نہیں لگاتے، اس دور میں جبکہ اسلام دشمن طاقتیں اسلام کو سرے سے ہی مٹانے پر آمادہ ہیں کوہ اندیشی یہ ہے کہ سارے اسلامی فرقے متحد ہو کر اسلام، فخر کی حفاظت کی کوشش [illegible]

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے
مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

دورِ حاضر کی احیاءِ اسلام کی تحریکوں کا اثر۔

آج سے پون صدی قبل دینی فضا بالکل مختلف تھی مسلمانوں کے اندر اس قدر انحطاط تھا کہ اس وقت کے درد دل رکھنے والے زعما ہر جانب ماتم کناں نظر آتے تھے۔ قوم کی حالت یہ تھی کہ قرآن کریم کے فہم سے بالکل قطع تعلق کر لیا تھا۔ اس کی قرأت تو کی جاتی مگر اسے سمجھنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ ماسوائے قرآن باقی علوم بعض دینی دارالعلوموں میں پڑھائے جاتے تھے۔ فقہ کے درس جابجا جاری تھے۔ صرف و نحو کی تدریس بھی ہوتی تھی منطق اور معقول بھی زیر مطالعہ رہتے تھے۔ کہیں کہیں احادیث کے مکاتب بھی تھے بلکہ یہاں تک بھی نظر آتا تھا کہ جس طرح قرآن شریف کے تیس پارے بغیر سمجھے پڑھائے جاتے تھے اسی طرح انتہا پسند اہلِ حدیث حلقوں میں بخاری کو بھی تیس سیپاروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور بطور ثواب ان کی تلاوت کی جاتی تھی۔ مسلمانوں کی اس حالت کا نقشہ مولانا حالی مرحوم نے روتی آنکھوں اور تڑپتے دل سے ایسا دردناک کھینچا ..... کہ مسلمانوں کی مجلسوں میں جب اس کو پڑھا جاتا تھا تو وہ مجلسیں ہی نوحہ خواں ہو جاتی تھیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں :—

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل
نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل
نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر
نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ
نہ اسلام حق کا جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآں کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار ان کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار ان کی
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خُلقِ رسولِ امینؐ کے

حضرت مرزا صاحبؒ کا ظہور

تحریکِ احمدیت کا بانی ایک معمولی گاؤں کا رہنے والا ایک زمیندار تھا کسی دارالعلوم سے اس نے کوئی سند حاصل نہ کی تھی اور نہ کسی مشہور مدرسہ میں ان کا زانوے ادب طے کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کسی ایسے نامور اُستاد کو تاریخ نہیں جانتی جس نے اس انقلابی قائد کو تعلیم دے کر اصلاح عام کے لئے تیار کر دیا ہو۔ اس طرح اگر مرزا صاحبؒ کی ابتدائی زندگی کو دیکھا جائے اور پھر ان کے کارناموں پر نگاہ ڈالی جائے جو انہوں نے اپنی زندگی میں سرانجام دیئے۔ تو انسان حیرت میں کھو جاتا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بڑے عظیم الشان واقعات کا ظہور مقدر تھا اور اس زمانے کا ایسا صحیح دلکش اور بہمہ وجوہ مکمل نقشہ قلب محمدؐ پر منور کر دیا گیا کہ اس کی موجودہ واقعات عالم سے پوری پوری تطبیق ہو جاتی ہے۔ اس نقشہ کو تمام عالمِ اسلامی میں سب سے پہلے صحیح نقطۂ نگاہ اور معیار تعبیر سے پڑھنے والا اور جانچنے والا صرف ایک شخص تھا جس کا نام مرزا غلام احمدؒ ہے۔ علماء حدیث پڑھا کرتے تھے کہ قربِ قیامت کے وقت سُورج مغرب سے طلوع کرے گا اور سمجھا یہ جاتا تھا کہ فی الواقعہ یہی مادی سورج جو ہم ہر روز مشرق سے طلوع ہوتا اور مغرب میں ڈوبتا دیکھتے ہیں، اپنی سمتیں بدل دے گا اور مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا شروع کر دے گا۔ سائنس کا علم اس وقت ابتدائی مرحلہ میں تھا مگر نہ ایک مبتدی طالب علم بھی سمجھ سکتا تھا کہ اگر چاند اور سورج اپنے اپنے دائروں سے ذرا بھی ادھر ادھر ہو جائیں تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ مرزا صاحبؒ نے لوگوں کو بتلایا کہ مشرق تو ایک مدت سے اسلام کے زیر اثر ہے اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ مغرب بھی اس سے متاثر ہوگا بلکہ یہاں تک ہونے والا ہے کہ مغرب کے علماء، حکماء، صلحاء اور فقہاء اس شان کے پیدا ہوں گے کہ اسلام کی آئندہ ترقیات انہی سے وابستہ ہو جائیں گی۔ یہ وہ علم تھا جو خدا نے مرزا صاحبؒ کو دیا۔

آثار میں یہ بھی تھا کہ اس زمانہ میں دجال غیر معمولی قوت پا کر سچائی کی طاقتوں سے متصادم ہوگا اور اسے اتنی مادی طاقت میسر ہوگی کہ وہ حق کی قوتوں کو بڑے مخمصے میں ڈال دیگا۔ وہ دنیا کا ان داتا ہوگا۔ رزق کے سرچشمے اس کے زیر تسلط ہوں گے اور وہ دنیا کے افلاس زدہ علاقوں کو اناج اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرے گا۔ عجیب عجیب قصے اور افسانے اس دجال کے متعلق گھڑے گئے۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے خدا سے نور پا کر دجال کی اصل حقیقت واضح کر دی اور بتلایا کہ یہی مغربی طاقتیں اور عیسائیت کے پیشوا دجالی قوتوں کے نمائندہ ہیں۔ آج جب دنیا کے مختلف علاقوں میں یورپ اور امریکہ سے اناج کی گاڑیاں بھری ہوئی چلی آتی ہیں۔ تو لوگوں کو اصل دجال کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح یہ بھی احادیث میں تھا بلکہ قرآن میں بھی مذکور ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ یاجوج و ماجوج دنیا کے بڑے حصے کو اپنے تسلط میں لے لیں گے اور ان کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہ رہے گی۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے واضح الفاظ میں بتلا دیا کہ یہی مغربی اور امریکی حکومتیں یاجوج ماجوج کا پارٹ ادا کر رہی ہیں۔ اور انہی قوموں کو قرآن کریم نے یاجوج ماجوج کہا ہے اور انہی قوتوں کی نمائندگی کرنے والا احدیث کی زبان میں دجال بیان کیا گیا ہے۔ ان سب نظاروں کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال بھی مجدد وقتؒ کا ہم نوا ہو کر پکار اُٹھا ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مُسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

حضرت خواجہ حسن نظامیؒ نے دجال۔ یاجوج و ماجوج کے متعلق اپنے رسالے میں کئی مضامین لکھے اور مرزا صاحبؒ نے جو اس کی تعبیریں کیں ان کو من وعن قبول کر لیا۔ مولانا ظفر علی خاں باوجودیکہ وہ تحریکِ احمدیت کے بڑے معاند تھے، یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ؎

الٰہی کشتی مسلم کا اب تو ہی نگہباں ہے
فرنگی لشکر دجال ہے یاجوج ہے روسی

سورۃ التکویر کی پیشگوئیاں

قرآن کریم کے ابتدائی زمانہ میں سورۃ التکویر کا نزول ہوا تھا........ اور اس میں عظیم الشان پیشگوئیاں بیان کی گئی تھیں جن کا ظہور اس زمانے میں من و عن ہو رہا ہے۔ مثلاً اس سورۃ میں یہ مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں بڑے عظیم الشان انقلاب پیدا ہوں گے۔ طرح طرح کے علوم و فنون معرضِ وجود میں آئیں گے۔ اور نظامِ عالم کی صفیں لپیٹ دی جائیں گی۔ اور شرف و عظمت کی نئی صفیں بچھائی جائیں گی۔ لفظ التکویر کے معنے ہی صف لپیٹنا ہے۔

اس سورت کی آیت ۲۴ میں بتایا گیا ہے کہ وما هو على الغيب بضنين۔ یعنے وہ غیب پر بخیل نہیں۔ یعنے نبی کریم صلعم کے قلب پر اخبارِ غیبیہ کا نزول ہوگا، اور وہ اسے شائع کرنے میں کوئی تامل نہ کریں گے۔ چنانچہ اس سورۃ میں یہ اعلانات بڑے صاف اور غیر مبہم ہیں کہ اس زمانے میں اُونٹنیاں بے کار کر دی جائیں گی۔ آج نئے ذرائع مواصلات نے فی الواقع اونٹنیوں کو بے کار کر دیا ہے۔

اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اقوام عالم کی مجلس میں افریقی اقوام جنہیں وحشی سمجھا جاتا ہے، یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کے نمائندوں .... کے ساتھ دوش بدوش بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں — اور اذا الوحوش حشرت کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

دنیا میں آب پاشی کا نیا نظام اس طرح قائم کیا جا رہا ہے کہ بڑے بڑے بند باندھ کر دریاؤں کا پانی مجتمع کر دیا جاتا ہے اور ان کے سابقہ بہاؤ اور روانیوں کو خشک کر کے مجتمع پانیوں سے نہریں جاری کر دی

www.aaiil.org

جاتی ہیں - اور یہی معنی ہیں واذا البحار سجرت کے - آئے دن ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلاں مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مختلف ممالک سے وفود مرکز کی دعوت پر آ رہے ہیں تاکہ ایک جگہ بیٹھ کر انسانوں کے یہ گروہ مجلس قائم کریں اور باہمی افہام و تفہیم سے مفید نتائج برآمد کر کے مناسب پروگرام تجویز کریں - آیت واذا النفوس زوجت انہی معنوں پر چسپاں ہوتی ہے -

اس زمانے میں علم کی تشنگی اور خبروں سے آگاہی کا شوق اس قدر بڑھ رہا ہے کہ علی الصبح ہر پڑھا لکھا آدمی اخبار کے انتظار میں رہتا ہے - یورپ اور امریکہ میں تو یہ حالت ہے کہ ایک ایک اخبار کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے - روزانہ، ہفتہ وار - ماہ نامے اور سالنامے اس قدر کثیر الاشاعت ہیں کہ ان کو گنا نہیں جا سکتا - پمفلٹوں اور کتابچوں کی تو حد ہی نہیں - افریقی اور ایشیائی ملکوں میں بھی اب اخبارات کی اشاعت کی کچھ کمی نہیں - اور اللہ تعالیٰ نے جب یہ الفاظ حضور نبی کریم صلعم کے قلب پر نازل فرمائے کہ واذا الصحف نشرت تو اس وقت دنیا کے کسی گوشہ میں اخباروں کی اشاعت کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا، کیا ان الفاظ کو جب ہم واقعات عالم پر چسپاں کر کے دیکھتے ہیں تو قرآن کی صداقت پر سورج نہیں چڑھ آتا -

آج ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہر قلب انسانی میں حرص و آز کی آگ بھڑک رہی ہے جس قدر دولت کسی کے پاس ہوتی ہے، اسی قدر اس کے اندر مزید حصول دولت کی تمنا بھڑک اٹھتی ہے اور یہی مفہوم ہے ان قرآنی الفاظ کا واذا الجحیم سعرت -

یہ تو ہم نے صرف قرآن کریم کی ایک سورۃ کی چند آیات پیش کی ہیں - حضرت مرزا صاحبؒ کے پیدا کردہ لٹریچر میں قرآن اور حدیث سے اس زمانے کے متعلق اس قدر اخبار غیبیہ پر مشتمل مواد جمع کر دیا گیا ہے کہ ان کی صداقت پر شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی -

افسوس یہ ہے کہ لوگ مرزا صاحبؒ کا لٹریچر نہیں پڑھتے، صرف عناد اور تعصب سے ان کے چند فقرات سیاق و سباق سے کاٹ کر عوام کو گمراہ کرنے کے لئے شائع کر دیئے جاتے ہیں اور غلط فہمیوں کے طوفان اٹھا کر ان کے مؤقف کو تکدر اور تلبیس سے ملوث کر دیا جاتا ہے اور ہم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے کا سب سے بڑا مظلوم انسان حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ ہے - کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ ہمارے آئمہ مساجد جو قبل از ظہور مجدد صدی چہاردہم (یعنے حضرت مرزا صاحبؒ) مساجد میں مسیح کی آمد کا بار بار ذکر کر کے لوگوں کو اس انتظار میں مبتلا کر دیا کرتے تھے کہ عنقریب مسیح آنے والا ہے اور یقیناً چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہو جائے گا - لیکن افسوس کہ ان کی توقعات کے عین مطابق اس کا ظہور ہو گیا تو عام مولویوں اور واعظوں نے ان کے خلاف محاذ بنا لیا ہے اور اب وہ نہ کبھی دجّال کا ذکر کرتے ہیں اور نہ یاجوج و ماجوج کے لشکروں سے لوگوں کو ڈراتے ہیں اور نہ ہی مسیح موعودؑ کے ظہور کی کوئی امید دلاتے ہیں - اور سمجھتے ہیں کہ جس قدر احادیث میں اس زمانے کے متعلق اخبار غیبیہ بیان کی گئی تھیں اس پر اظہار خیال - بحث و مباحثہ - تنقید و تبصرہ صرف احمدیوں ہی کا کام ہے - باقی مسلمانوں کو اس سے کچھ سروکار نہیں -

(باقی ــــ باقی)

بقیہ کالم نمبر ۲

نہیں پڑھا دوسرے اس امر کا ذکر ہے کہ امی ہونے کی فضیلت صرف حضرت خاتم الانبیاء کو حاصل ہے -

باقی رہا مرزا صاحبؒ کو نبی قرار دینا سو اس کے متعلق میں اجمالی طور پر عرض چکا ہوں کہ یہ محض غلط فہمی ہے آپ تو فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت کے بعد" کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں "

گویا وحی ولایت کے حامل افراد اُمتِ محمدیہ میں ہو سکتے ہیں نبی کوئی نہیں ہو سکتا -

یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہر جگہ اپنی وحی کو وحی ولایت قرار دیا ہے نہ وحی نبوت اور صاحب وحی ولایت کو نبی قرار دینا یا تو افتراء ہے اور یا غلو اور اطراء -

(باقی ــــ باقی)

پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں -

شفیق مِرزا

چند اعتراضات اور انکے جوابات

(بسلسلہ اشاعتِ گذشتہ)

اعتراض نمبر ۳: "مرزا جی اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۵۳/۱۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا ــــ خدا ہی آپ کا استاد ہوا اور پہلے پہل خدا ہی نے آپ کو اقراء کہا یعنی پڑھ اور کسی نے نہیں کہا اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی .... پھر آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا، سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے -"

(ایام الصلح صفحہ ۱۶۸/۱۴۸)

اس کے بعد مصنف مذکور کتاب البریہ صفحہ ۱۸۰ سے یہ عبارت تحریر کرتے ہیں کہ:- حضرت مرزا صاحب نے بچپن میں ایک فارسی خوان معلم سے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں پھر دس برس کی عمر میں ایک عربی خوان ٹیچر سے بعض کتابیں صرف اور کچھ قواعد نحو پڑھے اور پھر سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک استاد سے نحو منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا - یہ لکھنے کے بعد وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ "الحاصل مرزا جی کے چار استاد ہوئے - فضل الٰہی - فضل احمد، گل علی شاہ، غلام مرتضےٰ -" پھر لکھتے ہیں کہ ان عبارتوں میں تناقض پایا جاتا ہے گویا وہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے -

جواب: معلوم ہوتا ہے فاضل مصنف تناقض کی تعریف سے بھی ناآشنا ہیں ورنہ وہ ہرگز ان ہر دو تحریرات میں تناقض قرار نہ دیتے - کیونکہ تناقض میں تو آٹھ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے اور یہاں ایک بھی موجود نہیں -

ایام الصلح صفحہ ۱۶۱ سے اقتباس درج کرتے وقت مولوی صاحب موصوف نے اپنی "دیانت داری" کا دوبارہ استعمال فرمایا ہے اور مذکورہ عبارت کے آگے سے یہ الفاظ حذف کر دیئے ہیں "پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ مجھ پر کھولے گئے ہیں -"

یہ الفاظ ایام الصلح کی عبارت کی خود تشریح کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؒ کا دعوٰے یہ ہے کہ اسرار دین میں نے کسی سے نہیں سیکھے اور یہ چیلنج اب بھی قائم ہے -

کتاب البریہ میں اسی طور پر چند کتب گھر پر پڑھنے کا ذکر ہے مولوی صاحب نے عبارت حذف کر کے مطلب بگاڑنا چاہا مگر غلط بیانی پکڑی گئی -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی اُستاد سے علم حاصل نہ کرنا اور اُمی محض ہو کر ساری دُنیا کے علماء کو اپنے قدموں پر جھکا دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے اور مصنف کتابچہ نے غالباً اس خیال سے یہ تذکرہ کیا ہے کہ نبیوں کا کوئی استاد نہیں ہوتا اور مرزا صاحبؒ کے اُستاد تھے - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمی ہونے کا تذکرہ آپؐ کی فضیلت کے ضمن میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ دوسرے انبیاء کے متعلق تو یہ روایات ملتی ہیں کہ وہ اُستادوں سے پڑھتے تھے مگر:

" یہ خاص فضل کی بات ہے کہ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی تکمیل بغیر واسطہ کسی دوسرے استاد کے ہوئی اسی لحاظ سے آپ کو مہدی کا لقب ملا ایسا ہی عملی تکمیل بھی بلا واسطہ ہو کر عبد کا لقب ملا" ایام الصلح صفحہ ۱۴۹)

گویا یہاں ایک تو مولوی صاحب کے اس خیال کی تغلیط ہے کہ کوئی نبی کسی سے

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

منظور الٰہی صاحب پراچہ سابق صدر بلدیہ منڈی بہاؤالدین

یادِ رفتگان

مولانا محمد رمضان صاحب مرحوم و مغفور کی یاد میں۔

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
آنکہ پائندہ و باقی است خدا خواہد بود

جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوا ہے وہ موت کی لذت ضرور چکھے گا۔ بقا اور پائندگی صرف خدا کی ذات کے لئے ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی بعض نیک لوگوں کے انتقال سے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی خالی جگہ پُر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

قبلہ مولانا محمد رمضان صاحب مرحوم آف منڈی بہاؤالدین کی مانند خدمتِ اسلام کے دیوانے کم ہی دنیا میں آتے ہیں۔ تبلیغی درد رکھنے والے لوگوں میں مولانا مرحوم کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ ساری عمر دکانداری کرنے کے باوجود مادہ پرستی اور دنیا کمانے کی ہوس سے بالکل الگ رہے۔ دکان پر بھی ایک مبلغ اسلام اور عاشق رسولؐ کی حیثیت سے بیٹھتے تھے۔ ہر گاہک کو اس کی سمجھ کے مطابق نصیحت بھی کرتے تھے۔ خریدار کو سودا بھی دے رہے ہیں اور ترازو کے دونوں پلڑے برابر کر کے اوفوا الکیل والمیزان بالقسط کی تفسیر بھی سمجھا رہے ہیں۔ ان کی دوکان گویا تبلیغ دین کا ایک اہم سنٹر تھا۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا بھی اشاعت توحید و سنت کے لئے وقف تھا۔ ایسے ہی فدائیانِ اسلام کی ہمتوں، کوششوں اور دعاؤں سے اُفق اسلام پر سے ادبار کی گرد چھٹے اور اس پر پھر سے اقبال و عروج کا سورج طلوع ہونے کی امید بندھتی ہے۔ یہ بڑی قدر ناشناسی ہوگی اگر میں مرحوم کی دینی اور قومی خدمات کا عینی شاہد ہونے کے باوجود اپنے تاثرات سے مرحوم کی جماعت کے لوگوں کو آگاہ نہ کروں۔ مولانا کو فوت ہوئے آٹھ ماہ ہو چکے ہیں مگر مجھے ان کے محبوب اخبار (جس کے پرانے پرچوں کی درجنوں گٹھڑیاں باندھ کر انہوں نے اپنے کمرہ میں رکھی ہوئی تھیں) کا صحیح پتہ معلوم نہ تھا۔ اگرچہ مرحوم کا میرے خاندان خصوصاً الحاج شیخ فضل حق صاحب پراچہ رئیس اعظم بھیرہ مرحوم سے ان کا پرانا تعلق تھا مگر منڈی بہاؤالدین میں آباد ہونے کے بعد مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

میں نے ان کی زندگی ایک پرجوش اور باعمل اور صالح مبلغ کی سی پائی۔ دوسروں کی بھلائی کا جذبہ خدائے قدوس و برتر نے انہیں وافر عطا فرمایا تھا۔ مخلوقِ خدا کی ہمدردی و بھلائی میں اپنا آپ تک بھول جاتے تھے۔ آپ انسانوں کے لئے ایک نفع رساں وجود تھے۔ نیکی اور بھلائی کے سفیر تھے۔ جہاں بھی جاتے مسلمانوں کو اپنی اولادوں میں دین سے واقفیت پیدا کرنے کی ہمیشہ پُر زور نصیحت کرتے۔ بڑے دکھ سے فرمایا کرتے کہ ہماری نئی پود مذہب سے بیگانہ ہو کر نام نہاد ترقی کے نام پر اسلامی ضابطۂ اخلاق اور روایات سے نجات حاصل کرنے کی دیوانہ وار کوشش کر رہی ہے۔ اگر آج بھی علمائے کرام اور سجادہ نشینانِ عظام نے اپنے فرض اولین کو پہچانتے ہوئے اپنی اپنی آرام گاہوں سے نکل کر قوم کی نئی پود میں خدا تعالےٰ پر ایمان پیدا کرنے کی کوشش نہ کی اور اس راہ میں جان نہ لڑائی، تو تقلید مغرب میں بے قید زندگی گزارنے کی مجنونانہ خواہش ہماری قوم کے بچوں کو اخلاقی پستی کے خطرناک غار میں گرا دے گی۔ آج مجھے جب مرحوم کے یہ ارشادات اور اندیشے یاد آتے ہیں تو مجھے سمن آباد (لاہور) اور ہاکس بے (کراچی) نیز ملک کے ہر حصہ کے مختلف قسم کے واقعات و حادثات اخباروں میں پڑھ کر مرحوم کی کشفی نگاہ کا دل سے قائل ہونا پڑتا ہے۔ آپ نے اپنی ذاتی محنت اور دلی لگن سے قوم کے بہت سے بچے بچیوں میں دین سے محبت اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی سچی خواہش پیدا کر دی۔ آپ کی سب سے نمایاں خصوصیت جو دوسرے تمام ایسے لوگوں میں انہیں ممتاز کرتی ہے یہ تھی کہ وہ اپنے تمام ملنے والوں کو اپنے اپنے گھروں میں قرآن کریم معہ ترجمہ و تفسیر پڑھنے نیز نماز کا ترجمہ یاد کرنے کا شوق پیدا کرتے تھے۔ اور پھر خود ہی ان کے گھروں میں ان کی دعوت پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس مقدس کام کا آغاز فرماتے تھے۔ میرے بچوں اور بچیوں کو بھی گھر میں پڑھانے آتے تھے مگر گھر کا سادہ پانی بھی نہ پیتے تھے۔ جب بولتے بولتے گلا خشک ہو جاتا تو گھر والوں کے تقاضا کے باوجود بڑے پیار سے جواب دیتے کہ بیٹا! ابھی فارغ ہو کر واپسی پر باغ کے نلکہ سے پیاس بجھا لوں گا۔ اللہ اللہ کیا درویشانہ انداز تھا اور کیسا ولولہ تھا ؎

دین کی تبلیغ کا یہ شوق کہ سبحان اللہ
وقف تھے جس کے لئے صبح و مسا یاد کرو
ولولہ دل میں کہ پھیلاؤں میں قرآن حمید
اس کٹھن راہ میں کیا کچھ نہ سہا یاد کرو

عامۃ المسلمین کی اصلاح کے طریق و تجاویز ہر وقت سوچتے رہتے۔ تنگ دلی اور تعصب کے سخت خلاف تھے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی اتحاد اور رواداری کے لئے ساری عمر کوشاں رہے۔ اقبال مرحوم کا یہ شعر بڑے درد سے کبھی کبھی پڑھا کرتے تھے ؎

اللہ بھی ایک رسولؐ بھی ایک قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی جو ہوتے مسلمان بھی ایک

آپ کی زندگی درویشانہ مگر مجاہدانہ تھی۔ عمر میں سخت ترین مصائب اور مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مگر پائے ثبات میں کبھی لغزش یا خدمت خلق کے جذبہ میں کبھی کمی نہ آئی۔ عجب متوکل اور درویش مرد تھا۔ اشاعت دین میں نہ کاروبار کی پرواہ تھی، نہ کھانے پینے کا ہوش تھا۔ بس یہی لگن تھی کہ کسی طرح کلمۂ حق لوگوں کے کانوں میں پہنچ جائے۔ افسوس کہ قدیم سنت اللہ کے مطابق یہ بابرکت انسان بھی آخر اللہ کو پیارا ہو گیا ؎

تربت پہ تری رحمت حق کا رہے نزول
حاضر ہیں آج حسنِ عقیدت کے چند پھول

مرحوم مولانا کی اپنی جماعت سے وابستگی والہانہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ احمدیہ جماعت میں بھی اس جذبہ و جوش اور روحانی درجہ کے لوگ کم ہی ہوں گے۔ چونکہ مرحوم کو شہرت سے سخت نفرت تھی، اس لئے عین ممکن ہے کہ ان کے ہم جماعت لوگوں کو مرحوم کے کارناموں کی صحیح خبر نہ ہو۔ میری تجویز ہے کہ ان کے حالات اکٹھے کر کے ان کی یاد میں اخبار کا نمبر نکالا جائے۔ تاکہ ان کی وفات کے بعد تو معلوم ہو سکے کہ وہ کس پایہ کے روحانی انسان تھے اور ان کی رُوح کو کوئی ...

ہمارا ذکر وفا بھی اس انجمن میں نہیں
جلے ہیں شمع کی صورت جس انجمن کیلئے

جماعتِ سیالکوٹ کے
ایک معزز رکن کی وفات

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جماعت احمدیہ لاہور مرکز کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ سیالکوٹ جماعت کے ایک معزز رکن جناب چوہدری عبدالقیوم صاحب بی اے بی ٹی۔ ریٹائرڈ سکول ماسٹر قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور اور معزز صحابی مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپ ایک مخلص احمدی تھے، اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا اور بچپن میں اپنے معزز چچا جان کے ہمراہ انہیں حضرت امام زمان علیہ السلام کے زیر سایہ قادیان میں قیام کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کم گو۔ مرنجان مرنج اور بڑے خوش اخلاق انسان تھے۔ وفات سے چند سال قبل آپ کئی بار سخت بیمار ہوئے۔ ایک دفعہ گھر کی سیڑھیوں سے پاؤں پھسلنے کی وجہ سے آپ کی ایک ٹانگ شدید طور پر مضروب ہوئی۔ جس سے آپ مہینوں بستر علالت پر پڑے رہے لیکن آپ نے ستمہائے روزگار کا کبھی گلہ نہ کیا۔ چہرے پر ہروقت مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ آپ جماعت سیالکوٹ کے ایک قوی ستون تھے۔ جب کبھی مرکز سے چندہ کی اپیل ہوئی، آپ نے ہمیشہ سبقت کی اور حسب استطاعت دل کھول کر چندہ دیا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے بڑی سختی سے پابند تھے اور نماز جمعہ کے لئے عموماً سب سے پہلے مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔

دُعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ بخشے ...... اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تمام جماعتوں سے مرحوم کے لئے غائبانہ نمازِ جنازہ کی درخواست ...... ہے۔ فقط والسلام

تابعدار۔ خاکسار برکت اللہ راٹھور۔ ایڈووکیٹ سیالکوٹ۔ صدر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر۔

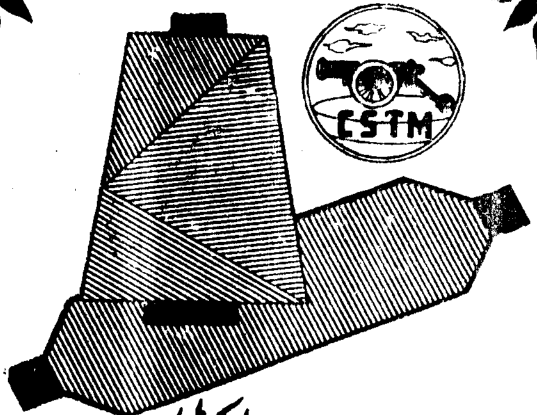

سوت ہو یا کپڑا

کالونی سرحد کی مصنوعات اپنی معیاری خصوصیات کی وجہ سے مقبول ترین ہیں ۔

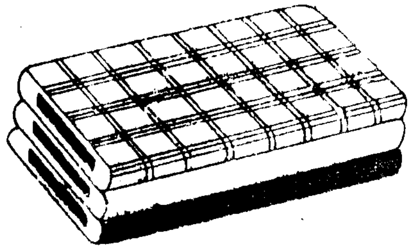

ملک کے اندر و باہر ہر جگہ مقبول

آپ کے ذوقِ جامہ زیبی اور موسمی ضروریات کے عین مطابق نفاست و پائیداری میں بے نظیر ۔

○ پاپلین ○ وائل ○ لٹھا ○ ململ

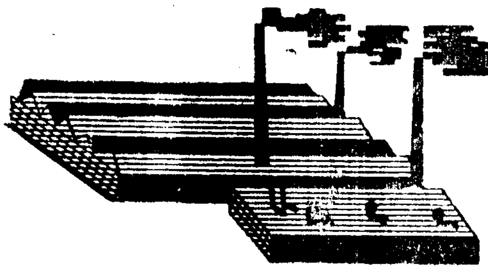

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

اسماعیل کورٹ ۔ نوشہرہ

تجارت

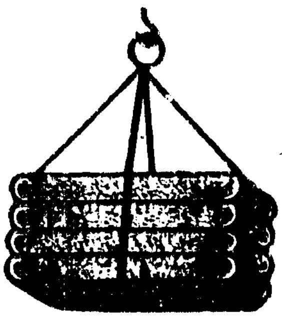

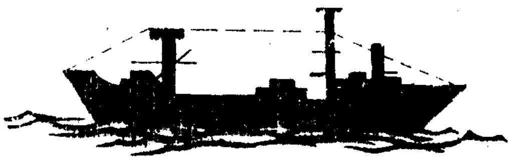

صنعت

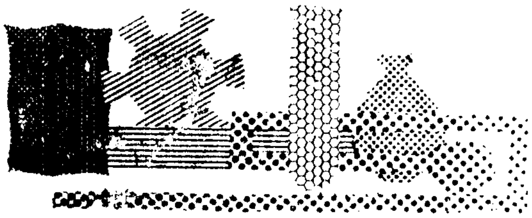

کاروبار

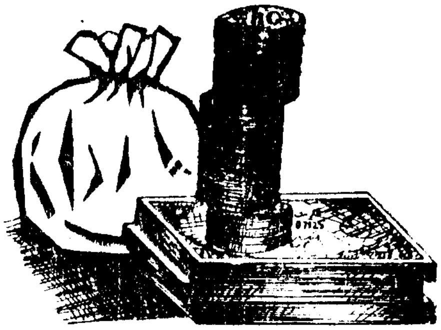

بچت کے لئے

ABL

آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

قائم شدہ ۱۹۴۲ء

Crescent 72

دارالشفاء دارالسلام (ہومیو)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے

آپ کی اعانت کا متمنی ہے

فضل حق ۔ ناظم دارالسلام ۔ احمدیہ کالونی لاہور

اخبار پیغام صلح کا سالانہ چندہ

ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں ۔

درخواست دعا

مکرمی پروفیسر چوہدری غلام رسول صاحب ایم ۔ اے ۔ کی طبیعت قریباً

ایک ہفتہ سے بوجہ آشوب چشم ناساز ہے ۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان کی شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں ۔

ہفت روزہ

پیغام صلح میں اشتہار دے کر تجارت کو ترقی دیں

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۔ مؤرخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ ۳۹

اِبور گرین پریس چمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس ۔ لاہور ۷ سے شائع کیا ۔

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوائیے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کُفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے بڑا استغفار

عن شدّاد بن اوسٍ رضی اللہ عنہ عن النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سیّد الاستغفار ان تقول اللّٰھم اَنْتَ ربّی لَا الٰہ الّا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علٰی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شرّ ما صنعت ابوءُ لک بنعمتک علیّ وابوءُ بذنبی اغفرلی فانّہٗ لا یغفر الذنوب الّا انت قال ومن قالھا من النّھار موقنًا بھا فمات من یومہ قبل ان یمسی فھو من اھل الجنّۃ ومن قالھا من اللیل وھو موقنٌ بھا فمات قبل ان یصبح فھو من اھل الجنّۃ۔

ترجمہ:—

شداد بن اوسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے کہ تو کہے اے اللہ تو میرا ربّ ہے تیرے سوائے کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں جو کچھ میں نے کیا اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیرے حضور تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کی ہے اور اپنے گناہوں کا تیرے حضور*

*اقرار کرتا ہوں میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوائے کوئی گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا جو یہ کلمے ان پر یقین کرتا ہوا دن کو کہے اور اس دن شام سے پہلے مرجائے تو وہ جنت والوں میں سے ہے اور جو انہیں رات کو کہے اور ان پر اسے کا یقین ہو تو وہ جنّت والوں میں سے ہے۔

صحیح بخاری کتاب الدعوات)

قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچّا فلسفہ ہے

اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی

مجدّد زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کے ارشاداتِ عالیہ

قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشا کو حاصل کر سکے۔ اب اس آیت میں تقویٰ کے تین مراتب کو بیان کیا ہے۔ الّذین یؤمنون بالغیبِ ویقیمون الصّلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح سے یوں ہی بغیر سوچے سمجھے پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے، نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا۔ اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا یہ بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچّا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدِّنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے، قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

اخبار پیغام صلح کا سالانہ چندہ

ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

www.aaiil.org

ممتاز احمد صاحب فاروقی

اِسلامی پردہ اور اس کی حدود

پاکستان کی قومی اسمبلی میں ۲۶ اگست کو اسلامی پردہ پر جو گرما گرم بحث ہوئی، پیغام صلح کے ۱۶ ستمبر کے شمارہ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم "پردہ اور اسلام" کے عنوان سے اسلامی پردہ کی حدود پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ اسی موضوع پر راولپنڈی کے اخبار تعمیر میں محترم میاں ممتاز احمد صاحب کے قلم سے ذیل کا مضمون شائع ہوا ہے، یہ دونوں مضامین ممبران قومی اسمبلی کے غور اور توجہ کے قابل ہیں:۔

اسلامی پردہ اور اس کی حدود

مرد اور عورت کے باہمی تعلقات اس قدر نازک ہیں کہ ان میں افراط و تفریط بڑی تکلیفوں اور بداخلاقیوں کا موجب ہو جاتی ہیں۔ قرآن حکیم نے جس اعتدال سے اسے قائم کیا تھا وہ بے نظیر اور نہایت سادہ ہے۔ اس سلسلہ میں کئی ایک الٰہی احکام دیئے گئے ہیں۔ جو سورۃ النور آیات ۳۰-۳۱، سورۃ الاحزاب آیات ۳۱ سے ۳۴- اور نمبر ۵۳ اور آیات ۵۹ اور ۶۰ میں مذکور ہیں۔

۱۔ غیر مرد سے پس پردہ گفتگو

گھر میں پس پردہ یا باہر بالمقابل مرد عورت کی باہمی گفتگو میں یہ تاکید ہے کہ عورت کا طرز کلام نہایت باوقار ہو اور نازو انداز سے بات نہ کی جائے مبادہ کسی مرد کے دل میں کوئی بُرا خیال پیدا ہو۔ محرم مردوں سے جن کا ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے پردہ نہیں ہے۔

۲۔ موجودہ زمانے کی پارٹیاں

پہلے زمانوں میں میلوں تماشوں میں عورتیں شامل ہو کر اپنا بناؤ سنگھار دکھایا کرتی تھیں۔ اور آجکل مغرب زدہ مردانہ اور مخلوط پارٹیوں کلبوں تھیٹروں میں ماڈرن فیشن کی دلدادہ عورتیں حسن کے جلوے اور سنگھار کا کمال دکھاتی ہیں۔ اسلام نے اس قسم کے بناؤ سنگھار کی نمائش کو قطعاً منع کر دیا۔ چنانچہ فرمایا:

"اور جاہلیت کے زمانے کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرا کرو"

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

۳۔ ضرورت کے وقت گھر سے باہر جانا

اسلام میں ان معنوں میں کوئی پردہ نہیں ہے کہ عورتیں اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر محبوس رہیں کیونکہ اپنی ضروریات یا اپنے کام کاج کی سرانجام دہی کے لئے وہ ایسی ہی آزاد ہیں جیسے مرد۔ باہر جانے کی ضروریات مذہبی بھی ہو سکتی ہیں اور دنیوی بھی اول الذکر کی دو مثالیں ہیں۔ ایک تو نماز با جماعت میں شرکت ہے اور دوسری ادائیگی حج ہے ایسے مواقع پر عورتیں کوئی نقاب یا برقع نہیں پہنتی تھیں صرف مسجد میں مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں کی صفیں ہوتی تھیں، اور درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوتا تھا۔ حج کے متعلق حدیث میں صریح حکم ہے کہ کوئی عورت دوران حج نقاب یا برقع نہ پہنے۔ باہر ضروری کاموں کے لئے جانے کے لئے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے "اپنی چادریں اپنے اُوپر اوڑھ لیا کریں" اس جگہ جلباب سے مراد۔۔۔ اوڑھنی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ لباس ہے جو ستر کا کام دے۔ یا کپڑوں کے اُوپر پہنا جائے (جیسے اوورکوٹ) اور انصار کی عورتیں سیاہ لباس اُوپر سے پہنتی تھیں۔ مراد یہ ہے کہ ایسی اوڑھنی یا اوپر کا لباس ہو جس سے عورت اپنے سر سینہ اور گردن وغیرہ کو ڈھانک سکے۔ سورۃ النور آیات ۳۰-۳۱ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں (سوائے اس کے جو عادتاً) کھلا رہتا ہے۔

اِلّا ما ظھر منھا کے الفاظ کی تفسیروں میں اگرچہ آپس میں کچھ اختلاف ہے مگر ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ ان اقوال میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس سے مراد منہ اور ہاتھ ہیں۔ زمخشریؒ نے لکھا ہے اور وہ امام ابو حنیفہ کے مشہور مذہب پر مبنی ہے کہ ظاہر یعنی کھلی رہنے والی زینت کے اعضا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مطلقاً عورت (یعنی چھپانے والے مقامات) میں شامل نہیں ہیں۔ پس ان کی طرف دیکھنا یعنی پہلی یا اتفاقیہ نظر بھی حرام نہیں۔ انہی آیات میں مومنوں اور مومنات کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر عورتیں اپنے چہرے پر نقاب رکھتی ہوں تو پھر مردوں کے ساتھ کھیتوں میں کام کاج کرتی ہیں، اسی طرح جنگوں کے موقع پر زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانا وغیرہ بھی عورتوں کو کرنا پڑجاتا ہے۔

۴۔ عورت کا اپنی زینت کو چھپانا

چونکہ عورتوں کو اپنی زینت چھپانے کا حکم ہے تو ظاہر ہے کہ ننگے سر بالوں کو کھول کر کاندھوں پر ڈال کر اور گردن اور سینے کا اُوپر کا حصہ اور اس کے زیورات اور کانوں کے زیورات دکھانا کسی طرح جائز نہیں، یہ اوڑھنی یا سر کے نقاب سے ڈھکے ہونے چاہئیں۔ باہر کے عام کام کاج کے لئے آنکھوں میں سُرمہ اور چہرے پر سُرخی اور غازہ ملنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اور عورت کے لئے کسی زنانہ پارٹی وغیرہ میں جانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو تو پھر وہ باہر کے لئے نقاب استعمال کرے کیونکہ یہ سب چیزیں حقیقتاً زینت کے لئے اور جاذب نظر ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ ما ظھر منھا میں ہی شامل ہیں مگر بد قسمتی سے نگاہیں نیچی رکھنے والے مرد بہت ہی کم ہوتے ہیں، اسی لئے احتیاط بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی زینت کو وقتی طور پر ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔ بعض عورتوں کے نزدیک سیاہی مائل چشمے پہننے چہرے کے نچلے حصے کو کپڑے سے ڈھانک لینے سے یہ مطلب حل ہو جاتا ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ اوڑھنی یا برقع بھڑکدار کپڑوں اور زیورات وغیرہ کو چھپانے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے خود برقع بھڑکدار اور نمائشی طرز کا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس موقعہ پر ابوداؤدؒ اور امام بیہقیؒ کی حدیث کی کتاب سے ایک صحیح حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نقل کی جاتی ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اسماءؓ بنت حضرت ابوبکرؓ نبی کریم صلعم سے ملنے آئیں اور انہوں نے بہت باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے نبی کریم صلعم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا "اے اسماء جب عورت حیض کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر مناسب نہیں کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ سوائے اس کے" نظر آئے اور آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس حدیث سے اُوپر کی کئی ایک باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح جب عورتوں کو گھروں میں ٹھہرنے اور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنے (احزاب-۳۳) سے منع کیا گیا ہے تو صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلعم نے اپنی ازواج مطہراتؓ سے فرمایا کہ: "تمہیں اجازت ہے کہ اپنی حاجت کے لئے باہر نکلو۔"

۵۔ عمر رسیدہ عورتوں کے متعلق

سورۃ النور آیات ۶۰ میں اجازت دی گئی ہے کہ:۔

"بڑی عمر کی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (اُوپر کے) کپڑے رکھ دیں۔ بغیر اس کے کہ سنگھار کو نمایاں کرنے والی ہوں اور یہ کہ وہ اس کی بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معمر اور سن رسیدہ مسلمان عورتیں سادہ لباس میں بغیر اوڑھنی کے اپنے کام کاج کے لئے باہر جا سکتی ہیں۔

۶۔ تخلیہ

اسلام گھر کی زندگی میں تخلیہ کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ چنانچہ پہلی بات یہ ہے کہ گھروں میں اطلاع کے بغیر جانا ممنوع ہے (سورۃ النور آیت ۲۷) پھر دن رات کے خاص خاص اوقات میں لونڈی اور چھوٹے لڑکوں کو بھی بغیر اجازت آرام کرنے کے کمرے میں آنا منع کر دیا گیا ہے۔ پھر سورۃ النور آیات ۳۰-۳۱ میں جہاں عورتوں کو اپنی زینت کو چھپانے کا حکم ہے وہاں بعض نامحرم مردوں کی استثنا کی ہے، غیر محرموں میں سن رسیدہ خادموں اور نابالغ لڑکوں سے بھی پردہ ضروری نہیں۔ فی زمانہ اس میں خاکروب اور نجی ملازم بھی شامل ہیں بشرطیکہ ان کے سامنے زینت ظاہر نہ ہو۔

مرد اور عورت کا باہمی میل جول

زندگی کی کشمکش میں مرد اور عورت کا گاہے بگاہے ملنا جُلنا ناگزیر ہے اور اسلام مذہبی اغراض کے لئے بھی اس میل جول کی اجازت دیتا ہے۔ جیساکہ نماز اور حج کے موقعہ پر ہوتا ہے، ایسے تمام موقعوں پر جب اس قسم کا میل جول ضروری ہو قرآن کا حکم ہے کہ عورتیں سادہ سے سادہ لباس میں ملبوس ہوں۔ یا یہ کہ اپنے جسم پر چادر اوڑھ لیں جو ان کی زینتوں کو ڈھانک لے اور اس کے ساتھ ہی مرد اور عورت دونوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

مرد اور عورت کا بلا ضرورت اختلاط غیر مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ بعض احادیث میں

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء

رمضان المبارک کی آمد

آج سے چند دن بعد رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے، یہ مہینہ فی الواقعہ مبارک ہے، کیونکہ اس میں مسلمانوں کو تزکیہ نفس کے خاص مواقع میسر آتے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہت سے افضال و برکات کا نزول ہوتا ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب کا نزول شروع ہوا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدًی للناس وبینٰت من الهدٰی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه، رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، جو لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے اور ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کے لئے کھلے دلائل پیش کرتا ہے، پس جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ اس میں روزے رکھے۔

کہا جاسکتا ہے کہ نزولِ قرآن کو روزوں سے کیا تعلق ہے، فی الحقیقت خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ مسلمان اس مہینہ میں قرآن کریم کو سمجھے اور اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی خاص طور پر جد و جہد کریں، رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی قرآن کریم کی تلاوت مسلمانوں کے لئے ضروری ہے، لیکن رمضان کا مہینہ خصوصیت سے ایک دیفریشر کورس کا مہینہ ہے، جس میں قرآن کریم کی تلاوت اور درس و تدریس کے ذریعہ اس کے حقائق و معارف سے واقفیت پیدا کی جاتی ہے اور احکام قرآن پر عمل پیرا ہو کر برکاتِ الٰہی حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان روزہ کے ذریعہ جسمانی غذا کو ترک کر کے روح کے لئے غذا بہم پہنچائے، کیونکہ بزرگوں اور مقربانِ الٰہی کا تجربہ ہے کہ جس قدر لذاتِ جسمانی . . اور کھانے پینے سے احتراز کر کے خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کیا جائے اسی قدر قلبِ انسانی پر انوارِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ اس بارہ میں فرماتے ہیں :-

"انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے، اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں، خدا تعالےٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ، ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِنظر رکھنا چاہیئے، کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے، اسے چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو، پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد اور تسبیح و تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔"

اس غذائے روحانی اور تسبیح و تہلیل کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون۔ یعنی جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں (بالفاظ دیگر میری تلاش میں لگ جائیں) تو میں قریب ہی ہوں، اور دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ قبولیتِ دعا کی اہلیت حاصل کریں۔

اس خوشخبری کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ رمضان المبارک کے ایام میں رجوع الی اللہ اور تسبیح و تہلیل کے دوران اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں، یہی حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض ہے، آپؑ محض اسلام کو سربلند کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اور اسی غرض سے آپ نے ایک خاص جماعت بنائی تاکہ اس کے ذریعہ سے دینِ اسلام دنیا میں پھیلے اور اسے دوسرے ادیان پر غلبہ حاصل ہو، اس جماعت نے اپنی طاقت و استطاعت سے بڑھ کر اس غرض کو پورا کرنے کی سعی کی، بیرونی ممالک میں تبلیغی مشن قائم کرکے اسلام کی حقانیت ان پر واضح کی، جس سے خاطر خواہ نتائج پیدا ہوئے، قرآن کریم کے تراجم اور اعلےٰ درجہ کا اسلامی لٹریچر شائع کرکے اور مسجدیں بنا کر اسلام کی دھاک دنیا پر بٹھادی، خدا تعالےٰ ان لوگوں پر اپنی رحمت اور برکات کی بارش نازل کرے جنہوں نے امامِ وقت کے مشن کو پورا کرنے کی کوشش کی اور اب تک کر رہے ہیں، ضروری ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں ان مساعی کو زیادہ سے زیادہ بارآور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے خاص طور پر دعائیں کی جائیں تاکہ یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا نظارہ دیکھنے میں آئے۔

اس کے علاوہ رمضان کے مہینہ میں اپنے ملک کے لئے بھی خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اسے موجودہ اندرونی خلفشار اور بیرونی دشمنوں کی جارحانہ دستبرد سے محفوظ اور مصئون فرمائے، اور پاکستانی عوام میں لوٹ مار، قتل و غارت، اشیائے صرف میں ملاوٹ رشوت ستانی اور سمگلنگ کی جو وبائیں پھیلی ہوئی ہیں ان کے انسداد کے لئے بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کی جائے، اگر اس مبارک مہینہ میں ہمارے عوام ان جرائم سے کنارہ کش ہو کر صدق دل سے روزہ اور نمازوں کا اہتمام کریں، تو یقیناً اللہ تعالےٰ کی رحمت ان کی ہدایت کا موجب ہوگی اور صحیح رستہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے گی ضرورت ہے کہ پاکستان کے دانشور اور نیک دل اصحاب بالخصوص اخبارات رمضان المبارک کی تقدیس لوگوں کے ذہنوں میں بٹھائیں اور انہیں اس مبارک مہینہ میں تمام برائیوں سے توبہ کرنے کی ترغیب دلائیں، تاکہ یہ ملک ان اندرونی بیماریوں سے پاک ہو کر حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ

——— جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ ۲۲ تا ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو مسجد احمدیہ کراچی میں منعقد ہوا، جس میں شرکت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۱ ستمبر کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لے گئے اور ۲۲ ستمبر کو نمازِ جمعہ پڑھائی بعدہ جماعت کراچی کی طرف سے حاضرین کو عصرانہ پیش کیا گیا، ۲۳ ستمبر کو مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد نے جماعت کراچی کی گذشتہ سال کی تبلیغی، تربیتی اور تنظیمی مساعی کی رپورٹ پیش کی، دیگر احباب نے جماعت کے استحکام اور ترقی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسی دن جماعت کی طرف سے مہمانوں کو عصرانہ دیا گیا۔

۲۴ ستمبر کو جلسہ عام میں مقامی مقررین کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ اسی روز شام کے ۵ بجے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں تمام احمدی و غیر احمدی معززین کو عصرانہ دیا گیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کی عظمت پر لیکچر دیا جس کا حاضرین پر نہایت عمدہ اثر ہوا، جلسہ کی مفصل رپورٹ آئندہ دی جائیگی۔

مرزا محمد لطیف صاحب کی اہلیہ کی بیماری

——— مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل مبلغ کراچی کی اہلیہ صاحبہ کی شدید علالت کی وجہ سے ان کے فرزندان نے انہیں جہلم سے بذریعہ تار اطلاع دیکر بلایا ہے، اس لئے وہ جلسہ کراچی کے بعد جہلم آ گئے ہیں، موصوف نے اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

تعزیتی قرارداد

——— ۲۷ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ جماعت احمدیہ لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت میاں فاروق احمد صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں بیگم محمد حنیف صاحبہ کی کار کے حادثہ میں اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحومہ محترم میاں رشید احمد صاحب کے صاحبزادے ہمایوں کی خوشدامن اور بیگم میاں رشید احمد صاحب کی بھاوجہ تھیں۔ مرحومہ بڑی نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ نماز جمعہ کے بعد مرحومہ کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی جو مقامی مبلغ علی محمد ساحی صاحب نے پڑھائی۔

ملک نذر حسین
سیکرٹری جماعت احمدیہ۔ لائل پور

(باقی بر صفحہ ۱ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

شفیق مرزا

چند اعتراضات اور انکے جوابات

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اعتراض نمبر ۴: مصنف کتابچہ "مرزا صاحب کا اپنا فیصلہ کہ میں جھوٹا مسیح ہوں" کے جلی عنوان کے نیچے کشتی نوح ص۵ کی یہ عبارت درج کرتے ہیں کہ "مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے ذکریا ۱۴/۱۲، انجیل متی ۲۴/۸ مکاشفات ۲۲/۸"

اس کے بعد انجیل متی کا ایک طویل حوالہ نقل کرتے ہیں کہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے جگہ جگہ مری اور کال پڑیں گے۔ بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے، سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ ص۱۱۷۱

پھر لکھتے ہیں:

الحاصل: شاگردوں نے یسوع کو کہا کہ استاد ہمیں بتا تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا کیا نشان ہے

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہتیرے نام کے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی میرے آنے سے پہلے آئیں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

پھر البدر جلد اول ۷ ۱۱ر نومبر ۱۹۰۲ء سے نقل کیا ہے کہ مرزا صاحب نے فرمایا:-

"احادیث میں جو آیا ہے کہ دجال خدائی اور نبوت کا دعوےٰ کرے گا ان جھوٹے مدعیوں نے جو کہ امریکہ اور انگلستان میں نبوت اور خدائی کے دعوے کر لیے ہیں ان احادیث پر سچائی کی مہر لگا دی ہے"

الحاصل: جو نبوت اور خدائی کا دعوےٰ کرے وہ دجال ہے

اس کے بعد آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴ سے ایک کشف درج کرتے ہیں: "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔"

پھر حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ سے نقل کرتے ہیں:-

"صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

گویا جو خدائی کا دعوےٰ کرے وہ دجال ہے اور مصنف کے فہم کے مطابق مندرجہ بالا تحریرات سے مرزا صاحبؒ کا نبوت اور خدائی کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے۔

جواب: ہمیں مصنف کتاب کے پر پیچ طریق استدلال پر حیرانی ہے کہ وہ صداقت کو چھپانے کے لئے کیا کیا گورکھ دھندے استعمال کر رہا ہے اور اپنی کذب بیانی پر پشیمان ہونے کی بجائے دوسروں پر فقرے بازی ہو رہی ہے-

حضرت مسیح علیہ السلام انجیل متی ۲۴/۱ میں اپنے دوبارہ آنے کی جو علامات مقرر کرتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

کہ طاعون پڑے گی، چاند اور سورج گرہن ہوگا، شہب ثاقب گریں گے اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا-

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بھی کہیں وضاحتاً اور کہیں اشارۃً مندرجہ بالا علامات کا ذکر ہے اور چاند سورج گرہن کے بارہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ہمارے مہدی کا ایسا نشان ہے کہ پیدائش آدم سے لے کر اب تک نہیں ہوا-

جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صد چہاردہم اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تو شہب ثاقب گرے طاعون بھی پڑی اور چاند اور سورج نے بھی تاریک ہو کر اس مہدی کی صداقت کی گواہی دے دی مگر مولوی صاحب کو اصرار ہے کہ علامات تو پوری ہو گئی ہیں مگر مرزا صاحبؒ "جھوٹے" ہی ہیں-

حضرت مرزا صاحبؒ انہی زمینی و آسمانی (نشانات) کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

البدر میں حضورؑ دجال کے ادعائے الوہیت و نبوت کو بطور صداقت حدیث پیش کر رہے ہیں اور مولوی صاحب اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جو نبوت اور خدائی کا دعوےٰ کرے وہ دجال ہے - مولوی صاحب ذرا ہر دو عبارتوں کے تضاد پر غور کریں اور مقدمہ اور نتیجہ کی صحت کا خود جائزہ لیں-

یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب مولوی صاحب کے استدلال کی عمارت کے دوسرے ستون کی پختگی ملاحظہ کریں- کیا جو شخص عالم کشف میں اپنے آپ کو خدا دیکھے وہ خود خدا ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے یا کیا خدا کو کسی مجسم شکل میں دیکھنا جرم ہے - رؤیا و کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں ان کو ظاہر پر محمول کرنا دسمبر میں برف پگھلنے کے مترادف ہے

حضرت امام شعرانیؒ فرماتے ہیں:-

انك ترى فيه (فى المنام) واجب الوجود الذى لا يقبل الصور فى صورة ويقول لك معبر المنام صحيح ما رايت ولكن تاويلها كذا وكذا فقد قبل المحال الوجود فى حضرة العزة (اليواقيت [illegible])

ترجمہ: تم خواب میں اللہ تعالےٰ کو جس کی درحقیقت کوئی شکل نہیں کسی بھی شکل میں متمثل دیکھ سکتے ہو اور تعبیر کرنے والا خواب کو صحیح قرار دے کر اسکی تعبیر کرے گا- اس عالم کشف میں ایک محال چیز موجود ہو گئی-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اتانى الليلة ربى فى احسن صورة احسبه قال فى المنام-

آج رات خواب میں میرا رب میرے پاس نہایت اچھی شکل میں آیا-

(ترمذی جلد ۲ ص۱۵۵)

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:-

رايت رب العزة فى المنام على صورة امى-

میں نے خواب میں اللہ تعالےٰ کو اپنی ماں کی شکل میں دیکھا- (بحر المعانی ص۷۴)

صوفیائے کرامؒ کا اس بارہ یہ مذہب ہے کہ:- "اللہ جس پر اور جس صورت میں چاہے ظہور کر سکتا ہے"

(تفسیر روح المعانی جلد ۱۷ ص۵۷۲)

یہ تو ہے عالم کشف کا معاملہ صوفیاء نے تو عالم ظواہر میں یہاں تک لکھا ہے:-

"اے فرزند آدم منم خدا، نیست ایچ خدائے مگر من" (فتوح الغیب ترجمہ فارسی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مقالہ ۱۳ صفحہ ۸۷)

اب ان سارے بزرگوں پر فتوےٰ لگاؤ تاکہ تمہاری تکفیر بازی کی پیاس بجھے۔

صریح طور پر نبی کا خطاب

جس طرح بہادر انسان کو مجازاً شیر کہہ دینے سے اس کی جنس تبدیل نہیں ہو جاتی ایسے ہی کسی ولی کو مجازاً نبی کا خطاب دینے سے وہ نبی نہیں بن جاتا، حضرت مرزا صاحبؒ نے بارہا لکھا ہے کہ:

سميت نبيا من الله على طريق المجاز لا على وجه الحقيقة

(الاستفتاء ص۱۶)

کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر-

پھر فرماتے ہیں:-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں"

(انجام آتھم حاشیہ ص۲۸)

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ نبی اور رسول وغیرہ کے الفاظ بعض اوقات اولیاء اللہ کے لئے مجاز کے طور پر (بھی) استعمال ہو جاتے ہیں اس سے وہ اولیاء کرام نبی نہیں بن جاتے-

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

"اس طرح ایک اور دفعہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ میں بحیثیت محمد ہونے کے حضرت نبی کریم صلعم کا قول انا سید ولد آدم ولا فخر بار بار دہرا رہا تھا - سیف ربانی ص۱۰"

اب کیا آپ واقعی محمدؐ ہو گئے تھے ہرگز نہیں - شاید آپ خیال کریں کہ مولوی صاحب نے اس حوالہ میں کسی تحریف سے کام نہیں لیا ع

این خیال است و محال است و جنوں

اصل عبارت یہ ہے:-

"اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی" ص۱۵۰ حقیقۃ الوحی

مگر مولوی صاحب نے خط کشیدہ الفاظ حذف کر دیئے ہیں کیونکہ اس طرح ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے "محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی (ازالہ اوہام ص۵۶۹) یعنی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی [illegible]

www.aaiil.org

اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انبیاء و مرسلینؑ کی شہادت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لامحدود اور غیر منقطع اجر ہے اور دنیا کے علوم و فنون آنحضرت صلعم کی صداقت پر گواہ ہیں۔ اس زمانہ کے امامؑ کو کثرت مکالمہ مخاطبہ اور تائید غیبی سے نوازا گیا۔

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۲ ر ستمبر ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ: نٓ والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ وان لک لاجراً غیر ممنون۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ فستبصر و یبصرون بایکم المفتون۔

(سورۃ القلم۔ ۱ تا ۶)

گذشتہ چند جمعوں کے خطبات میں مَیں نے اللہ تبارک و تعالےٰ کی ہستی کے بارہ میں آپ کی خدمت میں حسب توفیق کچھ عرض کیا تھا۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے، جس کا کچھ حصہ میں نے دو خطبوں میں بیان کیا تھا، درمیان میں معراج النبی صلعم کی تقریب سعید آ گئی، اس لئے میں نے اس مضمون کے تسلسل کو چھوڑ کر معراج النبیؐ کے واقعہ پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھا۔

معراج شریف والے خطبہ سے پہلے میں نے عرض کیا تھا، کہ اللہ تعالےٰ کی ذات جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی، اور بغیر دیکھے اس پر ایمان لانے کا حکم ہے جیسا کہ مومنوں کے متعلق فرمایا یؤمنون بالغیب، اس ذات باری کے متعلق یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ حی و قیوم ذات موجود ہے تو اس کی ہستی کے ثبوت کیا ہیں؟ میں نے بتایا تھا کہ ہستی باری تعالےٰ کے وجود پر تین قسم کے ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں:۔

(۱) اس کائنات اور صحیفۂ قدرت کے نظام پر غور کیا جائے تو اس سے ہستی باری تعالےٰ پر واضح دلیل ملتی ہے۔

(۲) دوسری دلیل اور شہادت انسان کا اپنا وجود ہے جیسے قرآن مجید میں فرمایا وفی انفسکم افلا تبصرون تمہاری ذات میں بھی نشانیاں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں؟

(۳) اور تیسرا ثبوت انبیاء اور مرسلین کرامؑ کی شہادت ہے۔ میں نے گذشتہ خطبات میں پہلی دو شہادتوں کا ذکر کیا تھا اور آج میں یہ عرض کروں گا کہ انبیاء کرامؑ اور مرسلینؑ من اللہ کی زندگی سے کیونکر اللہ تعالےٰ کی ذات کے بارے میں شہادت ملتی ہے۔

دنیا میں ہزاروں انبیاء کرامؑ آئے، وہ دوسرے لوگوں کی طرح کے انسان تھے اور پھر اچانک ان سے غیر معمولی دعوے صادر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے رسول ہو کر آئے ہیں۔ کچھ لوگ اس دعوے کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اکثر ان میں سے تمسخر سے کام لیتے ہیں کہ کل تک تو یہ شخص ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا ہے اور آج یہ نبی بن بیٹھا ہے کوئی نبی یا رسول دنیا میں ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ تمسخر و استہزا نہ کیا گیا ہو۔ مایاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزءون۔ جب کوئی مامور من اللہ باری تعالےٰ کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آتا ہے تو وہ لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ حالات زمانہ اس کے خلاف نظر آتے ہیں، اور لوگ پکار اٹھتے ہیں کہ یہ شخص پاگل اور مجنون ہے، اور اگر اس سے خارق عادت باتوں کا ظہور ہوتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص تو جادوگر اور ساحر ہے۔ تو ایسے بندگان الٰہی پر دو قسم کے الزام عائد ہوئے ہیں اوّل یہ کہ یہ شخص مجنون و پاگل ہے اور دوسرے یہ کہ وہ ساحر اور جادوگر ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون۔ جہاں کہیں اور جن قوموں میں اللہ تعالےٰ کے پیغمبر آئے، ان کی قوموں نے ان کو مجنون اور ساحر قرار دیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ الزام لگایا گیا، جس کی نفی سورۃ القلم کی ان آیات میں کی گئی ہے جو مَیں نے آغاز خطبہ میں پڑھی ہیں فرمایا نٓ۔ والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ دوات اور قلم اور جو کچھ اس سے لکھتے ہیں، وہ اس بات پر شاہد ہے کہ تو اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے، وانّ لک لاجراً غیر ممنون اور تیرے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گا، وانّک لعلیٰ خلق عظیم اور بے شک تیرے اخلاق اعلےٰ پایہ کے ہیں، فستبصر و یبصرون بایکم المفتون۔ سو عنقریب تو بھی دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنون ہے۔

جنونی کون ہوتا ہے؟ ہم جنونی اس کو کہتے ہیں جس کی باتیں بے جوڑ ہوں، بے ربط اور لایعنی ہوں، ایسے لوگ پاگل خانے میں بھی بغرض علاج داخل کئے جاتے ہیں اور ویسے بھی جو شخص بے جوڑ اور بے تکی باتیں کرتا ہے، اس کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ پاگل ہے اور اس کے دماغ کا پیچ ڈھیلا ہے دوسری بات جو ایک جنونی کے متعلق دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے قول و فعل کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان دونوں ہی باتوں کی نفی کی ہے، اوّل یہ کہ آپؐ کی باتیں بے جوڑ بے ربط اور بے معنی نہیں بلکہ یہ علم اور عقل پر مبنی ہیں، اور قلم اور دوات سے قیامت تک جو کچھ بھی لکھا جائے گا، اس سے یہ ثابت ہو گا کہ آپؐ مجنون نہیں ہیں۔

غور کرنا چاہیئے کہ عرب کے ملک میں جہاں کوئی مدرسہ یا کالج اور یونیورسٹی نہیں تھی، وہ اَن پڑھ لوگ تھے، اور امّی ہونے پر وہ فخر محسوس کرتے تھے۔ ان لوگوں میں حضور نبی کریم صلعم مبعوث ہوتے ہیں، آپؐ کے ابتدائے دعوےٰ میں ہی یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ دنیا بھر کے علوم آپؐ کی صداقت اور دانائی پر شہادت دیتے رہیں گے، اگرچہ حالات و واقعات بظاہر اس کے خلاف تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے سورۃ القلم کو دوسری وحی قرار دیا ہے یعنی یہ سورۃ العلق کے بعد نازل ہوئی تھی اور اکثر مفسرین کرامؒ کا خیال ہے کہ سورۃ العلق کے بعد سورۃ مدثر اور مزمل نازل ہوئیں۔

بہرحال یہ حضور سرورِ کائنات صلعم کی ابتدائی وحیوں میں سے ہے جبکہ عرب میں علم کو کوئی جانتا نہیں تھا اس وقت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے علوم ثابت کریں گے کہ حضور نبی کریم صلعم مجنون نہیں ہیں۔

پھر ایک ایسا وقت آیا کہ حضور صلعم کی باتیں سن کر لوگ آپؐ کے گرد جمع ہونے لگے۔ انہوں نے آپؐ کا کلام سننا شروع کیا۔ لوگوں پر اس کا اثر ہونے لگا، اور نتیجتاً وہ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو مخالفوں نے کہنا شروع کیا کہ آپؐ معاذ اللہ ساحر اور جادوگر ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی دونوں ہی باتیں کہی گئی ہیں، یہ بھی کہا گیا کہ آپؐ مجنون ہیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا کہ آپؐ ساحر ہیں اس کی تردید میں بتایا گیا کہ آپؐ کی باتیں مجنونوں کی طرح بے جوڑ نہیں بلکہ علوم و عرفان پر مبنی ہیں اور نہ ہی ساحروں کی طرح آپؐ کا اثر تھوڑے عرصہ کے لئے رہے گا بلکہ وانّ لک لاجراً غیر ممنون آپؐ کے لئے غیر معمولی اور غیر منقطع اجر ہے، یعنی آپ کو خدا تعالےٰ اتنا اجر دے گا کہ وہ کبھی ختم نہیں ہو گا، تیسری بات جو فرمائی وہ یہ ہے وانّک لعلیٰ خلق عظیم، بے شک آپؐ نہایت ہی عظیم الشان اخلاق کے مالک ہیں۔ مجنون اخلاق فاضلہ سے بیگانہ ہوتا ہے لیکن حضور صلعم کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ آپؐ نے اخلاق کی اعلےٰ منزلیں طے کیں۔ یہ خدا تعالےٰ کی شہادت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کسی نے حضورؐ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کان خلقہ القراٰن آپؐ کی سیرت و کردار کا نقشہ دیکھنا ہو

www.aaiil.org

. . . .

تو قرآن کریم کو دیکھ لیا جائے۔ گویا قرآن کی تصویر اگر کسی انسان پر چسپاں ہوسکتی ہے تو وہ حضور نبی کریم صلعم کی ذات میں نظر آتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، کہ آپؐ نے فرمایا انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق، کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کو کمال تک پہنچاؤں۔

تو فرمایا کہ آپؐ نہ تو مجنون ہیں اور نہ ساحر بلکہ آپؐ جو کلام لے کر آئے ہیں وہ علم و حکمت پر مبنی ہے جس کا اثر قیامت تک چلے گا قرآن کریم میں شعر کی نفی کی گئی ہے، لوگ ادیب اور شاعر کے کلام سے بھی مرغوب و متأثر ہوتے ہیں اس لئے بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے تھے بل ھو شاعر۔ تو شاعر ہے، اس کے جواب میں فرمایا انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر......... ولا بقول کاھن۔ اس میں دونوں باتوں کی تردید کر دی گئی ہے۔ آپؐ شاعر بھی نہیں ہیں اور کاہن (جادو گر) بھی نہیں تنزیل من رب العالمین۔ یہ کلام تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے اور آپؐ خدا تعالیٰ کے راستباز رسول ہیں، جن کی سچائی واقعات و حالات سے ثابت ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، واقعات ثابت کرتے رہیں گے کہ آپؐ پر جو الزام، جادوگر اور کاہن اور مجنون ہونے کا لگایا گیا تھا وہ غلط ہے۔ اسی ابتدائی زمانہ میں آپؐ نے یہ اعلان بھی فرمایا ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ کہ آپؐ پر قرآن کریم اس لئے نازل نہیں کیا گیا کہ آپؐ ناکام رہیں۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ آپؐ کامیاب ترین انسان ہیں اور دنیا میں ایک عظیم مذہب اور ایک عظیم سلطنت کے بانی ہیں۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے:۔

Mohammad was the most successful of all the prophets and religious persona[lities] of the world.

لیکن یہ باتیں اگر ہم اس زمانہ میں صرف سنتے سناتے رہتے تو ہمارا ایمان اس قدر مضبوط نہ ہوتا اگر اس زمانہ میں بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ کیفیت دیکھ نہ لی ہوتی۔ اس زمانہ میں بھی ایک شخص نے مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا، اس کی بھی بڑی مخالفت ہوئی، لوگوں نے استہزا بھی کیا اور مخالفین نے آپ کو ساحر بھی کہا اور مجنون اور مراقی بھی کہا، یہ بھی کہا کہ آپ مسمریزم کا علم جانتے ہیں، اس لئے اپنے پاس آنے والوں کو مسمرائز کر دیتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں جب حضرت مرزا صاحبؒ نے مجدد اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے تو ان کے اس وقت کے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی باتیں واقعی بعید از عقل معلوم ہوتی تھیں۔ اس وقت آپ بالکل اکیلے تھے کوئی آپؐ کو ماننے والا نہیں، دنیاوی سامان معدوم تھے یہاں تک کہ کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت کی مقدرت نہ رکھتے تھے ..... اس زمانہ میں آپ کو ایسے الہام ہوتے تھے جو بظاہر بعید از قیاس اور پورے ہونے والے نظر نہیں آتے ...... ایک الہام ہوا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" اور "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" پھر انی ناصرک۔ انی حافظک۔ انی جاعلک للناس اماما۔ میں تیری مدد کروں گا۔ میں تیری حفاظت کروں گا اور میں تجھے لوگوں کا پیشرو بناؤں گا۔ اور اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جن کے اندر بڑی عظمت و شوکت کا اظہار اور کامیابی کی بشارتیں ہیں اگرچہ اس وقت ان کے پورے ہونے کے ظاہری سامان موجود نہ تھے۔ براہین احمدیہ ابتدائی زمانہ کی تالیف ہے۔ اس میں عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "اسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جن میں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہو گئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اس قدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں" اسی طرح اسی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا کہ اس وقت تک تین ہزار سے زیادہ رویا و صادقہ اور کشوف و الہامات آپ کو ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ چلتا ہی گیا۔ اس لئے ان ابتدائی ایام میں لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی ظاہری بے سر و سامانی کے ساتھ ہی ساتھ آپؑ کے دعاوی کی وجہ سے آپؑ کو مجنون قرار دیا اس لئے کہ جو دعاوی آپؑ نے کئے ان کو بظاہر عقل نہیں مانتی تھی۔

لیکن آخر کار وہ باتیں پوری ہو کر رہیں اور بادشاہوں نے آپؑ کے کپڑوں سے برکت حاصل کی اور خدا نے آپؑ کی حفاظت اور نصرت فرمائی اور آپؑ کا بول بالا ہوا سوات کے بادشاہ سید عبدالجبار شاہ مرحوم و مغفور جب آپ کے حلقہ بگوش ہوئے تو ان پر یہ الہام چسپاں کیا گیا۔ اسی طرح سر آرچی بالڈ ہملٹن جو انگلستان کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ملکہ وکٹوریہ کے بھانجے تھے اور جنہوں نے شہنشاہ جارج پنجم کی ولادت پر مذہبی رسوم ادا کی تھیں جب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے ہاتھ پر انہوں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت نبی کریم صلعم کی غلامی قبول کی، تو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس دن مجھے اپنے مرشد کا الہام یاد آ گیا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" معلوم ہوا کہ یہ الہام کسی مجنون کی بڑ نہیں تھی کیونکہ واقعات نے اس کی صداقت کی شہادت دے دی۔

جہاں تک مسمرائز کرنے کا تعلق ہے اس بارہ میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے جب حضرت صاحبؒ کے متعلق مشہور ہوا کہ آپ مسمریزم جانتے ہیں تو ایک مسمریزم کا ماہر شخص آپؑ کے ہاں پہنچا اور مجلس میں دور بیٹھ کر آپ پر توجہ ڈالتا رہا، کسی کو کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ شخص کس کام کے لئے آیا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص چیخیں مارتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اسے پکڑا اور پوچھا کہ کیا بات ہے تو اس نے بتایا کہ میں حضرت صاحبؒ پر مسمریزم کر رہا تھا، تو مجھے ایسے لگا کہ دو شیر سامنے سے مجھے مارنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں سرخ انگارہ کی طرح چمک رہی تھیں، اس لئے میں ڈر کر چیختا ہوا دوڑ پڑا یہ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مجلس میں بیٹھے ہوئے اپنی آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے، اس لئے آپؑ کے متعلق مسمریزم کا گمان نہیں ہو سکتا، نہ آپکو علم تھا کہ کوئی آپ پر مسمریزم کر رہا ہے۔ پھر کئی لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؒ کے قتل کے منصوبے بنائے لیکن جب وہ آپؑ کے پاس پہنچے تو خود گھائل ہو کر رہ گئے ایک مثال اس وقت میرے سامنے ہے یہ واقعہ ہمارے سلسلہ کے ایک نہایت قابل قدر بزرگ مولوی عمر دین صاحب شملوی مرحوم نے مجھے سنایا۔ مولوی صاحب موصوف گورنمنٹ آف انڈیا میں ملازم تھے گو وہ سرکاری ملازم تھے لیکن تبلیغ سے انہیں بے حد شغف تھا اور یہ شوقِ تبلیغ جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ان کے گھر میں کوئی بیمار تھا۔ آپ دوائی لینے کے لئے نکلے۔ راستہ میں کسی نے وفات مسیحؑ کا ذکر چھیڑ دیا، آپ وہیں کھڑے ہو کر سائل سے بحث کرتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو ہسپتال بند ہو چکا تھا۔ اور آپ خالی ہاتھ گھر واپس لوٹ گئے۔ اس طرح کے ان کے کئی ایک واقعات ہیں کہ وہ جوشِ تبلیغ میں نہایت اہم نجی ضروریات بھی بجا نہ لا سکتے تھے۔ آخر آپ کے گھر والوں نے جملہ کام خود کرنے شروع کر دیئے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف شملہ سے دلی جا رہے تھے۔ بال بچوں کو شملہ اسٹیشن پر لائے اور انہیں گاڑی میں سوار کرا دیا۔ پلیٹ فارم پر کسی سے بحث چھڑ گئی۔ مولوی صاحب بحث میں اس قدر منہمک ہوئے کہ گاڑی چھوٹ گئی، اور آپ وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے گاڑی کو پہاڑ پر چکر کاٹ کر نیچے اترنا پڑتا تھا۔ مولوی عمر دین صاحب کو جب معلوم ہوا کہ گاڑی چلی گئی ہے تو گاڑی کے پیچھے دوڑنے کی بجائے سیدھے رستے نیچے اتر پڑے اور بھاگتے ہوئے تارا دیوی کے اسٹیشن پر گاڑی کو جا پکڑا۔ تو یہ تھے شملوی صاحب مرحوم۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آپ عالمِ جوانی میں تھے، تو حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں مخالفانہ باتیں سنکر دل میں سوچا کہ یہ ایک بڑا فتنہ ہے بہتر ہے کہ چل کر مرزا صاحبؒ کا کام تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ خنجر لیکر قادیان چلے گئے۔ اور حضرت صاحبؒ کی مجلس میں جا بیٹھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں موقعہ کی انتظار میں تھا کہ کب وار کروں، لیکن حضرت صاحبؒ کا کلام سن کر میں خود گھائل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سلسلہ کے پرجوش مبلغ بن گئے۔

حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ایسی ہی کئی اور مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت صاحبؒ کے پاس بڑے بڑے لوگ آئے جن میں سے ایک حضرت نور الدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ تھے، وہ آپ کی روحانی کشش اور تاثیر کی وجہ سے آپ کے ہی ہو کر رہ گئے۔ ایسا ہی ہندوستان کے چوٹی کے علماء آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کے اسیر ہو کر رہ گئے۔ یہ واقعات کسی

(باقی بر صـ۹ کالم ملا)

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے
مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

حضرت مرزا صاحبؑ نے نہ صرف علمی طور پر ان حقائق کو بیان کیا بلکہ عملی میدان میں اُتر کر اور باطل کی قوتوں سے ٹکرا کر ان کو تہس نہس کرنے کی مہم بھی شروع کر دی۔

یہ وہ وقت تھا جب یورپ کے ہاتھ میں دنیا کی زمام بڑی تیزی سے آ رہی تھی اور اس اقتدار حکومت کے زیر سایہ عیسائی مشنریوں کی فوجیں گراں بہا سرمایہ کی مدد سے عیسائی مذہب کی تبلیغ کا کام کر رہی تھیں۔ ہندوستان میں بھی انگریزوں کی حکومت بڑی مستحکم ہو چکی تھی اور یہاں بھی پادریوں کی مشنری فوجیں یورش کرتی ہوئی اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور مسلمان کثرت سے مرتد ہو کر عیسائیت کا مذہب اختیار کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں سے نکلے ہوئے یہ عیسائی مبلغین اسلام کے خلاف خطرناک طور پر زہر اُگلنے لگے۔ ان کی دیکھا دیکھی اس ملک کے مردہ مذاہب میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور نئے نئے مسلک پیدا ہوئے۔ مثلاً آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ دیو سماج اور سکھ مت وغیرہ نئے نئے فرقے اسلام کے خلاف متفق ہو کر اپنی گذشتہ شکستوں کا انتقام لینے لگ گئے۔ اس کے ساتھ ہی مغربی علوم کا فلسفہ سیلاب بن کر اُمڈ آیا اور ان سب کے مقابل پر اسلام ایک ضعیف۔ ناتواں اور درماندہ مریض کی طرح نظر آنے لگا۔ اب علمائے اسلام کے بس کی بات نہ رہی کہ وہ ان تمام قوتوں کا مؤثر طریق پر مقابلہ کریں۔ اس وقت بھی مسلمانوں کے ہاں کچھ روشن خیال راہ نما موجود تھے۔ جن کو ان خطرات کا پورا پورا احساس تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ جب تک نیا علم کلام پیدا نہ ہو گا اسلام کی مدافعت نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ اسی زمانے میں مولانا شبلی نے اپنے رسالہ علم کلام میں یوں اظہار خیال کیا تھا:۔

"عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہوا اس کا آج اس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے۔ مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے۔ مذہبی خیالات میں عموماً کھلبلی سی آ گیا ہے۔ نئے تعلیم یافتہ بالکل مرعوب ہو گئے ہیں۔ قدیم علماء عزلت کے دریچے سے کبھی سر نکال کر دیکھتے ہیں تو مذاہب کا اُفق غبار آلود نظر آتا ہے۔ ہر طرف سے صدائیں آ رہی ہیں کہ پھر ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو سب نے تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اصول کی نسبت اختلاف ہے۔ جدید تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہے کہ نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم کرنا ہو گا۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے آج ان کی نوعیت بالکل بدل چکی ہے۔ پہلے زمانہ میں یونان کے فلسفہ کا مقابلہ تھا جو محض قیاسات . . . . پر قائم تھا آج بدیہات اور تجربہ کا سامنا ہے۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا۔"

(علم الکلام مصنفہ مولانا شبلی ص ۲-۳)

مولانا شبلی صاحب نے مرض کی تشخیص کی مگر اس کے لئے کوئی دوا تجویز نہ کی۔ حالات ایسے تھے کہ مؤثر دوا تجویز کرنی ان کے بس کی بات نہ تھی۔

ان تمام حملوں کے ہجوم میں صرف ایک ہی ہستی تھی جو چومکھی لڑائی اس شدت سے لڑنے لگ گئی کہ مذاہب کے اکھاڑے میں یہ نظارہ لوگوں کے سامنے آ گیا کہ ایک بہت بڑا پہلوان مقابل پر چاروں طرف سے لڑتا ہوا دشمن کی صفوں کی صفیں اُلٹ رہا ہے۔

دریدہ دہنی اور دشنام طرازی میں آریہ سماج سب سے بڑھ کر تھا۔ انہوں نے وید کے فلسفہ کو ایک نئے علم کلام میں ملبوس کر کے پیش کرنا شروع کر دیا۔ سوامی دیانند ان کا لیڈر تھا۔ اس نے بشمول حضرت نبی کریم صلعم تمام انبیاءؑ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرنی شروع کر دی۔ دوسرے مذاہب کے لوگ ویدوں سے واقف نہ تھے اس لئے وہ آریہ سماج کا مقابلہ نہ کر سکے۔ علماء اسلام کو بھی وید کے مذہب سے کچھ واقفیت نہ تھی۔ یہ صرف حضرت مرزا صاحبؑ کی ایک واحد شخصیت تھی جس نے آریہ سماج پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ انہوں نے وید کا خوب مطالعہ کیا ہوا تھا اور جب گھر کے بھیدی کی طرح انہوں نے آریہ سماج کے راز ہائے پنہاں کو آشکارا کرنا شروع کر دیا تو سماجی حلقوں میں بڑی بھگدڑ مچ گئی۔ ان کا ایک دریدہ دہن عالم لیکھرام تھا۔ وہ حضرت صاحبؑ کے مقابل پر آیا اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملے شروع کر دیئے۔ حضرت صاحبؑ نے پہلے تو نہایت بردباری سے اس کے حملوں کو برداشت کیا۔ آریہ سماج کے ایک نہایت ذلیل اور بے غیرتی پر مبنی مسئلہ نیوگ سے پردہ اُٹھایا تو لوگ اس جماعت کے گندے موقف کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور خود ہندوؤں کے سر شرم سے جھک گئے۔ نیوگ کے فلسفہ کی مرزا صاحبؑ نے بر سر عام مٹی پلید کی اور کئی رسالوں میں اس کی تفصیلات بیان کیں۔ آریہ سماج خود ہندوؤں کی نظروں میں گر گیا۔ لیکھرام کا تو یہ حشر ہوا کہ میدان مباحثہ میں بھی وہ لاجواب ہو گیا، جب اس کی دشنام دہی انتہا کو پہنچ گئی تو اسلام کی فوقیت اور حضرت نبی کریمؐ کے علو مرتبت کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحبؑ نے لیکھرام کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور اعلان کر دیا کہ میرا خداوند خدا صرف اپنی حقیقت اور معرفت کو دلائل تک محدود نہیں رکھتا بلکہ مشاہدہ کے طور پر اس کی سچائی کی بجلی دشمن پر قہر خداوندی کر گر سکتی ہے۔ چنانچہ خدا سے الہام پا کر مرزا صاحبؑ نے اشتہار دے دیا اور اس دشمن خدا کو یہ کہکر پکارا کہ

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

آریہ سماج کے خلاف حضرت مرزا صاحبؑ نے متعدد کتابیں لکھ کر اتنا قیمتی لٹریچر پیدا کیا ہے کہ مسلمانوں کے مناظر اسی سے کام لے کر ایک عرصہ تک آریوں کا مقابلہ کرتے رہے تا آنکہ لیکھرام حضرت صاحبؑ کی پیشگوئی کے مطابق اپنے ہی ایک نو آریہ شاگرد کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ پھر اس کے قتل ہونے کے ساتھ ہی آریہ سماج کی تحریک بھی ختم ہو گئی۔

آریہ سماج کی نیش زنیوں سے حضرت صاحبؑ پر جو گذرتی تھی اس کا ایک خاکہ حضورؑ نے اپنی ایک نظم میں بھی پیش کیا ہے۔ حضورؑ کا ایک مضمون تھا "آریہ اور ہم"۔ اس سے ہم حضورؑ کے چند اشعار اس ردّ عمل کو ظاہر کرنے کے لئے یہاں درج کرتے ہیں جو حضورؑ کے قلب میں ان لوگوں کی بدزبانی سے پیدا ہوا تھا۔ یہ اشعار آپؑ نے لیکھرام کے قتل کے بعد لکھے تھے۔ ان میں حضورؑ نے آریوں کے عقائد بھی درج کر دیئے۔ اور نہایت خوبصورتی سے اس کا ابطال بھی کر دیا ہے آپؑ نے کتابیں بھی ردّ آریہ سماج میں کافی تعداد میں لکھی ہیں اور کچھ نظمیں بھی لکھی ہیں۔ ہم نے نمونہ کے طور پر یہاں صرف چند اشعار ہی درج کئے ہیں۔ آریہ سماج کی تحریک تو حضورؑ کی زندگی ہی میں ختم ہو گئی تھی اور مذہب کے میدان سے نکل کر سیاست کے میدان میں چلی گئی۔ اب وہ ہندوستان میں بھی پژمردہ اور درماندہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کا انجام بہت حسرتناک ہوا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سُو وبا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بدکی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے
جاں بھی ہے ان پہ قرباں گردل سے ہوویں صافی
پس ایسے بدگُنوں کا مجھ کو گلہ یہی ہے
احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
گویا کہ ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے
لیتے ہی جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
آخر کی کیا اُمیدیں جب ابتدا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جانگزا یہی ہے

اسی زمانے میں ہندوؤں کی ایک نئی تحریک برہمو سماج کے نام سے منظر عام پر آئی تھی اور بڑی تیزی کے ساتھ تعلیم مذہبی حلقوں میں ہر دل عزیز ہو گئی۔ اس کا مرکزی اصول یہ تھا کہ تمام مذاہب سچے ہیں

www.aaiil.org

اور ان کے تمام بانیان اصلاح خلق کے لئے بڑے مفید کارنامے سرانجام دے گئے وہ سب نہایت نیک نیت مصلحین انسانیت تھے اور سب کی قدر کرنی چاہیئے اور ان کی تعلیمات کو نفرت سے نہیں دیکھنا چاہیئے مگر ساتھ ہی ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ان انسانیت کے خدمتگاروں کے دلوں میں جو تحریکیں اُٹھیں، وہ ان کے اپنے ہی خیالات کا عکس تھیں۔ خدا سے انہیں کوئی الہام وغیرہ نہ ہوتا تھا۔ درحقیقت یہ تحریک دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والی تھی اور اس کی بنیاد ہی کو اُکھیڑ کر رکھ دینا چاہتی تھی۔ حضرت صاحب نے ان کے اس حیلا میں چھپی ہوئی نشتر کو تاڑ لیا اور بڑے زور سے ان کا مقابلہ شروع کر دیا۔ براہین اور دلائل سے بھی اس کی تردید کی اور خود اپنے الہامات کو پیش کر کے ان پر اتمام حجت بھی کر دیا۔ جلدی ہی برہمو سماج کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو گئی اور یہ تحریک بھی کچھ دن بہار دیکھ کر خزاں رسیدہ ہو گئی۔ تاریخ اپنا ایک نہایت افسوسناک اثر مسلمانوں کے مغرب زدہ طبقہ پر چھوڑ گئی اور وہ یہ کہ خود مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقہ کے اندر یہ عقیدہ فروغ پا گیا کہ الہام اور کشف کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ اب خدا سے انسان کا براہ راست تعلق نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ زمانے میں اللہ تعالےٰ کی روحانی نعمتوں کی یہ کیفیت تھی کہ بنی اسرائیل ہی میں نابالغ بچوں تک خدا کے مکالمہ مکاشفہ سے مشرف ہو جایا کرتے تھے ان کی عورتوں کو بھی وحی و الہام کی دولت سے حصہ مل جاتا تھا۔ حضرت عیسےٰؑ کے حواریوں تک کے لئے جو نبی نہیں تھے، خدا ہمکلام ہو جایا کرتا تھا مگر وائے حسرتا کہ دُنیا کے سب سے بڑے نبیؐ اور محسن انسانیت کے ظہور کے بعد ان کی اُمّت ان فیوض و برکات سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی! یہ ایک نہایت المناک اور حد درجے کی خطرناک ذہنیت ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اسی اُمت میں ہزاروں ایسے اولوالعزم افراد گذرے ہیں جن کا اللہ تعالےٰ سے براہ راست تعلق تھا اور مکاشفات اور الہامات کی بارش ان پر ہوتی تھی۔ اسی لئے وہ مرجع خلائق تھے اور انہی کے تبلیغی اثرات اور دعاؤں سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ لیکن آج ان لوگوں کے متعلق یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ ان کو کسی قسم کا خدا سے کوئی تعلق نہ تھا اور درس قرآن کی محفلوں میں قرآن سامنے رکھ کر ان بزرگواروں کا استخفاف کیا جاتا ہے اور ایک باقاعدہ مہم کے ذریعے ان خیالات کو کہ اللہ تعالےٰ اب بھی انسانوں سے ہمکلام ہوتا ہے، مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ مذہب کی صداقتوں کو پرکھنے کے لئے مجلسیں ہوا کرتی تھیں، مناظرے منعقد ہوا کرتے تھے اور طالبان حقیقت اصلیت کو معلوم کرنے کے لئے ان میں شامل ہوتے تھے اور بعض دفعہ دلائل سے متاثر ہو کر صحیح فیصلے پر پہنچ جاتے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب تحریک احمدیت شاہراہ ترقی پر گامزن ہوتی چلی جاتی تھی۔ ہمارے خیال میں تحریک احمدیت کے مخالف ہی اس تحریک کو کھاد مہیا کرتے تھے اور اس قسم کی بروقت آبیاری سے اس تحریک کی روئیدگیاں لہلہاتے کھیتوں کی شکل اختیار کر لیتی تھیں۔ اب تو مذہبی میدان میں ہُو کا عالم ہے اور باہمی تبادلہ خیالات کی رَو بالکل بند ہو چکی ہے۔ ابتدائی تحریکیں مخالفوں کے اعتراضات سے اپنی خوراک حاصل کرتی تھیں۔ انبیاء جہاں سب سے بڑے واعظ اور ناصح تھے وہاں وہ سب سے بڑے کامیاب مناظر بھی تھے۔ بانی تحریک احمدیت نے آریوں سے، عیسائیوں سے، فرسودہ خیال مُلّاؤں سے اور دہریوں تک سے مناظرے کئے اور یوں اسلام کی اہمیت کو دنیا پر واضح کر دیا۔ ہماری یہ آرزو ہے کہ الہام کے منکرین اور اس کے مؤیدین میں ایک فیصلہ کن بحث ہو اور اس میں صرف بلند پایہ علماء شامل ہوں اور فیصلہ کیا جائے کہ آیا اب بھی خدا انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اس کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے؟ اور یہ جو ماسوی اللہ معبودان پر قرآن میں طنز کی گئی ہے اور متعدد بار کی گئی ہے کہ ان کو آواز دو اور پکارو اور دیکھو کہ وہ تمہاری اس آواز اور پکار کو سُن کر جواب دیتے ہیں یا نہیں۔ اس پر غور کیا جائے۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سلسلہ الہامات و مکالمات کو بند کرنے کے علمبردار وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا مشن قرآن کی تعلیم کو عام کرنا ہے اور وہ دن رات قرآنی علوم پر تحریراً اور تقریراً اظہار خیال کرتے رہتے ہیں اور جن کی خدمات کو ہم ہمیشہ نظر استحسان سے دیکھتے ہیں۔

ہم یہاں مزید یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کے اندر سکھ دھرم کے نام سے بھی ایک تحریک اُٹھی تھی، جو اب ایک مستقل مذہب کی شکل اختیار کر گئی ہے، یہ تحریک بھی حضرت مرزا صاحبؒ کے نوٹس میں آئی اور اُن کی توجہ کو اس حد تک اپنی طرف منعطف کیا کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے اس تحریک کے متعلق بڑی سائنٹیفک تحقیقات کی اور ایک کتاب "ست بچن" لکھ کر بابا نانک صاحبؒ بانئے سِکھّ ازم کو مسلمان ثابت کر دیا۔ تاریخ کے واقعات سے یہ بات یقین کے درجے تک پہنچا دی کہ گرو نانک صاحبؒ بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ اور گرنتھ صاحب اور مختلف جنم ساکھیوں سے عبارتیں نقل کر کے ثابت کر دیا کہ حضرت بابا نانکؒ نماز کے پابند تھے۔ قرآن کریم پر ایمان رکھتے تھے اور ان کا یہ ایک مشہور قول تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھے بغیر انسان کا بخت بیدار نہیں ہوتا۔ مرزا صاحبؒ نے ڈیرہ بابا نانک جا کر ایک مقدس چولا صاحب سے عربی میں لکھی ہوئی قرآن کریم کی آیات خود ملاحظہ کیں اور پھر ان کا فوٹو کے ذریعہ عکس لے کر اپنی کتاب "ست بچن" میں شائع کر دیا۔

ہم اس مرحلے پر یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ہم اصل موضوع سے دُور نکل گئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ انسان جس کا نام مرزا غلام احمدؒ ہے گوناگوں خوبیوں کا اپنے دماغ میں ذخیرہ رکھتا تھا اور یہ کرۂ ارض تمام کا تمام اس کی جولانگاہوں کا میدان تھا جس طرف وہ رُخ کرتا تھا میلوں میں مسافت طے کر کے تمام ماحول کو منور کرتا جاتا تھا۔ جو معتقد اس کی پیروی میں نکلے گا، اس کے سامنے بھی اتنا ہی وسیع میدان ہو گا۔ نہ علوم کی حد بندی ہو سکے گی، نہ معارف کی عقدہ کشائی کا اختتام ہو گا۔ دنیا کے انسانوں کا کوئی عقیدہ، کوئی نظریہ، کوئی اصول، کوئی مسلک، کوئی مذہب ایسا نہیں جو اس عظیم الشان انسان کی وسیع النظری سے اوجھل رہا ہو۔ اس لئے ہم اپنی قلم کی اس روش کے لئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں اور اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی شخصیت کے خدوخال اور انکا سب سے بڑا مشن

یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے کبھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ ان کا بڑے سے بڑا دعوےٰ مجددیت کا ہے اور وہ خود کو امام وقت کہتے ہیں۔ قرآن کریم کو اپنا راہنما سمجھتے ہیں، ان.... کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ قرآن کے مفسر ہیں اور بعض عقدہ ہائے لاینحل کو انہوں نے قرآن کریم کی مدد سے حل کیا ہے۔ اور انہیں خداوند کی جناب سے نورِ بصیرت حاصل تھا۔ اور ان کا قدم اسی صراطِ مستقیم پر چلتا تھا جو قرآن کریم نے متعین کی۔ جب ان کا ظہور ہوا تو دنیا میں سب سے بڑی گمراہی کی تحریک عیسائیت کی تحریک تھی، اس کے انسداد اور استیصال کے لئے اس زمانے کے مجدّد کو مسیح موعودؑ کا خطاب دیا گیا، اور اس خطاب کی حقیقت انکے اپنے الفاظ میں صرف یہ تھی جسے انہوں نے یوں منظوم کیا:۔

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

اور یوں بھی کہا:

چو کافر از ستم پرستد مسیح را
غیورئ خدا بیرش گرد چسرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بیند منظرم
چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام کیوں شروع کیا۔ انہیں اپنی مصروفیتیں اسی ملک کے علاقہ تک محدود رکھنی چاہیئے تھیں۔ لوگ بھول جاتے ہیں کہ محمد رسول اللہؐ تمام دنیا کی طرف نبی بن کر آئے تھے اور ان کی لائی ہوئی کتاب تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا پیغام لائی ہے، چنانچہ حضورؐ نے اپنی زندگی ہی میں عرب کے گردونواح کی تمام دنیا کو انکے بادشاہوں کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچا دیا تھا۔

باقی ـــــ باقی

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صلہ)

بنوتی متعلق نہیں ہو سکتے بلکہ یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ شخص متجاب اللہ تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا بلند مقام بخشا کہ قلم اور دوات سے جو کچھ لکھا جائے گا اور جب تک لکھا جائے گا، وہ آپؐ کی عظمت کو ظاہر کرتا رہے گا۔ میں نے ایک دفعہ ایک کتاب میں ایک فہرست دیکھی، اس میں دنیا کی ایک سو بہترین کتب کو درجہ وار اوپر نیچے لکھا ہوا تھا، اور ہر کتاب کی عظمت، ضرورت اور کثرت اشاعت و مطالعہ کے لحاظ سے اس کو مقدم و مؤخر کیا گیا تھا اور اس فہرست کا عنوان تھا:

Hundred best books of all times

اس فہرست میں پہلے نمبر پر بائبل تھی اور چھٹے نمبر پر قرآن کریم کا نام تھا، پھر تیس چالیس سال کے بعد یہ فہرست نئے سرے سے مرتب کی گئی تو میں نے دیکھا کہ بائبل پہلے نمبر پر ہے اور دوسرے نمبر پر قرآن کریم ہے اور انشاء اللہ اب وہ وقت قریب آرہا ہے کہ جب قرآن مجید کو سب سے اوپر رکھا جائیگا۔

اب اہل مغرب کے انداز بدل چکے ہیں بائبل پر تنقید و تبصرہ اور جرح قدح ہو رہی ہے اور خود پادری لوگ بائبل میں تحریف کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ یورپین اقوام روایات کی بڑی پابند ہیں۔ ایک حد تک یہ خوبی کی بات ہے۔ بالخصوص انگریز قوم تو روایات کی بہت زیادہ پابند ہے اور وہ انہی کے سہارے زندہ ہے، فی الواقعہ روایات میں بڑی طاقت ہوتی ہے اور وہ قوم اپنی قدیم روایات کی وجہ سے بائبل کے تفوق کی قائل ہے۔

اس وقت پاکستان میں آئین کا سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ دو آئین پہلے بنے تھے، اور تیسرے آئین کی تدوین اس وقت ہو رہی ہے۔ آج سے قریباً دو سال پہلے برطانیہ کے وزیر اعظم پاکستان آئے تھے اور ایک مجلس میں انہوں نے سابق صدر یحییٰ خاں سے کہا کہ ہمارے ہاں کوئی آئین نہیں ہے۔ ہم آئین کے بغیر زندہ ہیں گویا یہ قوم اپنی روایات کے سہارے زندہ ہے۔ تو آئین کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے بغیر ہم زندہ نہ رہ سکیں۔ اس سے زیادہ ضروری امور ایمان، عمل، بھروسہ اعتماد اور خیالات و نظریات ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے قدم آئے دن ڈگمگاتے رہتے ہیں اور ۲۵ سال میں بھی ہم اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ مرسلین، مامورین اور اولیاء اللہ کی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی ذات پر شاہد ہوتی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت پر موقوف ہے کہ کسی وقت وہ ایک بات زیادہ زور سے سامنے لاتا ہے اور دوسرے وقت ایسا نہیں ہوتا۔ کسی نے اعتراض کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؒ پر قرآن کریم کی آیات بھی الہام ہوتی ہیں اگر قرآن کی آیات ہی الہام ہوتی ہوتیں تو حضرت عمرؓ پر بھی قرآن اترنا چاہیئے تھا۔ یہ سن کر حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ معترض سے کہا جائے کہ کسی چیز کے عدم علم کو اس چیز کے عدم وجود پر دلیل نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ پر بھی ایسے الہام ہوتے ہوں، لیکن ان کا اظہار اس وجہ سے نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت قرآن کریم کو ہر طرح سے منزہ و مصفّٰی رکھنا چاہتا تھا۔ اور کسی اور قسم کی وحی کا اس میں تداخل گوارا نہ کیا گیا۔ ورنہ حضور نبی کریم صلعم کا فرمان ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔ تو حضرت مرزا صاحبؒ کے الہامات حالات حاضرہ کے تقاضا کے عین مطابق تھے، اور اس لئے تھے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے اور وہ آج بھی اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے، ان کی دعائیں سنتا اور ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔

آخری بات جو میں آپ سے گذارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھا کریں۔ آپ کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ بڑی خوبصورت طبع ہوئی ہے۔ اس میں بڑا نور اور علم ہے۔ اس کے صفحہ صفحہ پر خدا تعالیٰ کی ہستی کے نشانات ملتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک مقتدر دوست شیخ فضل الرحمٰن صاحب مرحوم نے اس کے لئے پانچ ہزار روپیہ عطیہ دیا تھا کہ اس کتاب کو جدید سہولتوں کے تحت خوبصورت طور پر شائع کیا جائے اور اصل لاگت پر فروخت کیا جائے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ وہ بڑے مخیّر انسان تھے۔ ان کے عطیہ سے یہ کتاب بڑی خوبصورت چھپی ہے اور اس کی قیمت لاگت سے بھی کم یعنے صرف چھ روپیہ رکھی گئی ہے۔ انجمن کے بکڈپو سے مل سکتی ہے۔ آپ یہ کتاب ضرور پڑھیں ہمارے محترم بھائی مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے اس کی طباعت بڑی محنت سے کی ہے اور انہوں نے اس کا اشاریہ بھی مرتب فرمایا ہے وہ ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے خدا کے مامور خدا نما ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگیاں خدا کے حی و قیوم ہونے پر شاہد ہے اور خدا کی ہستی کا ناقابل انکار ثبوت مہیا کرتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے رسول کریم صلعم کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے:

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

یعنے حضرت نبی کریم صلعم دونوں جہانوں کے امام اور چراغ ہیں، آپؐ ہی زمین و آسمان کو روشن کرنے والے ہیں۔ میں خدا کے ڈر سے آپؐ کو خدا تو نہیں کہتا، تاہم آپؐ کا وجود اہل عالم کے لئے خدا نما ہے۔

اسلامی پردہ

(بسلسلہ صلہ)

عورت کے لئے ایسے مرد سے تخلیہ . . کی مخالفت کی ہے جو قریبی رشتہ دار نہ ہو (یعنی ذو محرم یا ایسا شخص نہ ہو جس کے ساتھ شادی ممنوع ہو) یا جب تک کوئی ذو محرم پاس نہ ہو (بخاری کتاب النکاح۔ باب نمبر ۱۱۲) لیکن جب دوسرے لوگ موجود ہوں یا منظر عام پر ہو تو اس صورت میں کسی عورت کے ساتھ اکیلا ہونے میں کوئی حرج نہیں (بخاری کتاب النکاح باب ۱۱۳)

سوشل تقریبات کے موقعہ پر مرد عورت کے اختلاط کا اسلام کی ابتدائی تاریخ میں کوئی پتہ نہیں ملتا۔ اگرچہ ایسے نظائر موجود ہیں جن سے ایک عورت کا اپنے خاوند کے مرد مہمانوں کی ضیافت اور ان کی خاطر مدارات کرنا ثابت ہے (بخاری کتاب النکاح باب ۷۸) یہ ایک دعوتِ ولیمہ تھی جس میں دلہن نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ واقع سورۃ النور کے نزول سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے معاملات میں زیادہ تر لوگوں کے رسم و رواج پر انحصار رہے گا۔ اور کوئی ایسے سخت قواعد و ضوابط وضع نہیں کئے جا سکتے جن سے عورت مرد کے باہمی میل جول کی حدود معین کی جا سکیں۔ اسلام کے پیش نظر عظیم الشان مقصد ہے کہ معاشرہ کا اخلاقی معیار بلند ہو اور زنا جائز جنسی تعلقات کے مواقع کم پیدا ہوں۔ تاکہ خانگی زندگی، شوہر، بیوی اور بچوں کے لئے امن و آسائش کا گہوارہ بن جائے۔

مجبوری امر اور حدود شریعت

جو کچھ اسلامی شریعت صحیح پردہ کے متعلق کہتی ہے اس پر مختصراً اوپر لکھا جا چکا ہے اس سلسلہ میں کچھ ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ مسلمان سوسائٹی کا طرز عمل کچھ مختلف ہو جائے۔ مثلاً ایک ایسی جگہ جہاں مسلمان اور دیگر غیر مسلم لوگ آباد ہوں اور وہاں سوسائٹی کی خرابی کی وجہ سے صحیح اسلامی پردہ سے آگے بڑھ کر عورتوں کو اپنے چہرے کو بھی چھپانا پڑے تو بے شک چھپائیں۔ مگر یہ سوال مجبوری کا ہوگا شریعت کا حکم نہ ہوگا۔ اگر سوسائٹی کی حالت اس سے بھی زیادہ بُری ہو جائے کہ باہر نکلنا ہی آبروریزی کا موجب ہوتا ہو تو عورت کو باہر نکلنا بھی مشکل ہو جائے گا مگر یہ سب وقتی مجبوری امر ہوگا۔ اس کا حدود شریعت نام نہیں رکھا جائے گا . . . . . .

. . . پھر اگر مذہب اسلام تمام دنیا اور تمام قوموں کے لئے ہے۔ تو وہ اسی حالت میں ان میں پھیلایا جا سکتا ہے کہ ان کے مروجہ دستوروں کا ساتھ ساتھ لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً مغربی ممالک میں عورتیں آزادانہ باہر گھومتی پھرتی اور کام کرتی ہیں۔ اور ان کا معاشرہ اسی پر چلتا ہے۔ ایسی جگہوں پر اگر عورتوں کو اس بات پر ہی رضامند کر لیا جائے کہ وہ اپنے جسم اور زینت کی عام نمائش نہیں کریں گی۔ اور شراب خوری اور ناچ رنگ اور غیر مردوں سے بے حجابانہ اختلاط نہ رکھیں گی۔ تو یہی ایک بڑا مذہبی کارنامہ تصور ہوگا۔

بہر حال حدود شریعت موجود ہیں ان پر عمل کرنا باعثِ نجات آخروی ہے اور ان کو توڑنے والا مواخذہ سے نہیں بچ سکتا۔

خدا تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ (آمین)

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء
ایک رفاہی ادارہ ہے
آپ کی اعانت کا شکریہ
مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

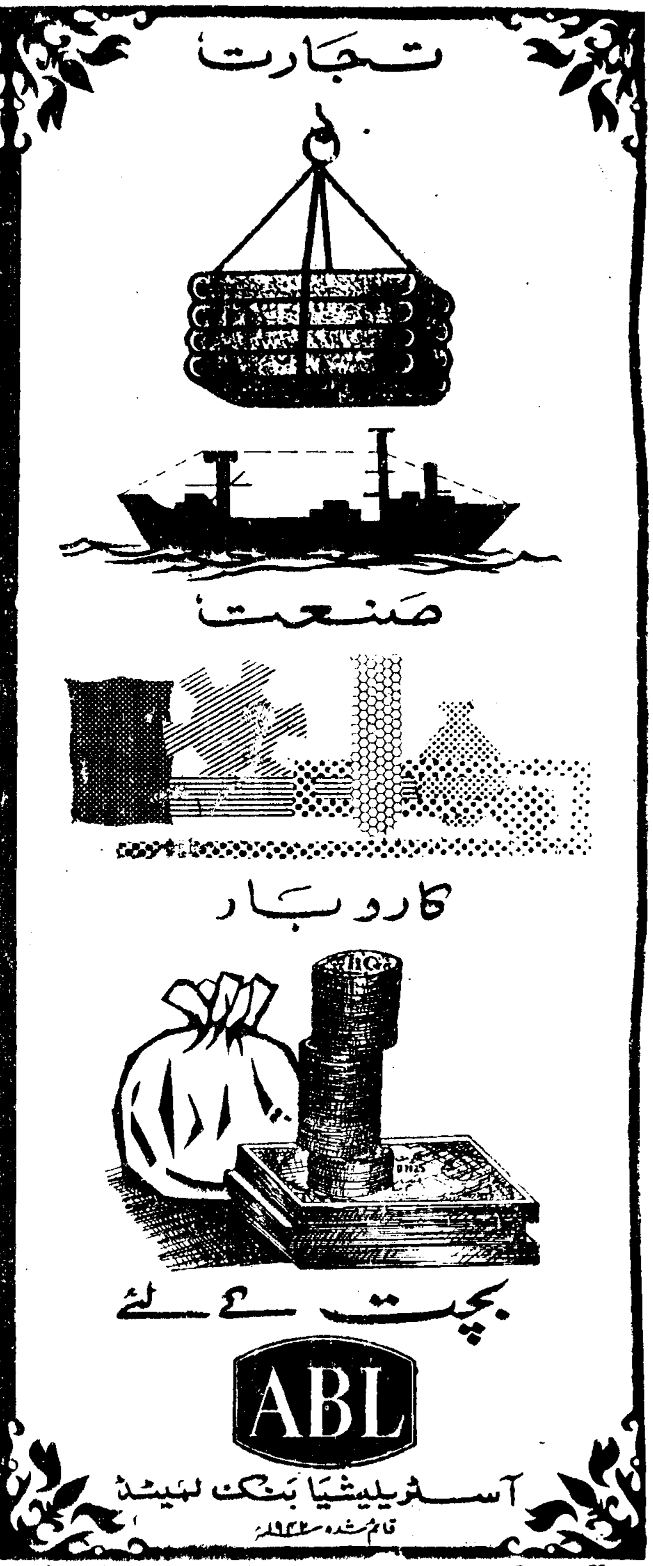

Crescent-72

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

درخواستِ دُعا

——ایم عبدالغنی، عبدالاحد صاحبان ننکانہ کی والدہ محترمہ اور بچے بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپکی صحت کے لئے انفرادی و اجتماعی دعائیں فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مسجد احمدیہ مُسلم ٹاؤن میں نمازِ تراویح

——حسب سابق امسال بھی مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن میں نماز تراویح کا اہتمام کیا ہے، ہمارے نوجوان دوست حافظ خدا بخش صاحب نماز تراویح پڑھائیں گے۔ مسلم ٹاؤن اور اس سے ملحقہ علاقہ جات میں رہنے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی برکات سے مستفید ہوں۔

ناصر احمد سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸۷ شمارہ ۴۰

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
"تبلیغ" لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر: ۵۲۷۴۷

ہفت روزہ پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

مدیر ــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــ بشیر احمد سوایم اے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددؒ ونکا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بغض و حسد اور مقاطعت سے احتراز

عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا ... ولا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام

ترجمہ:—

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں بغض اور حسد نہ رکھو اور ایک دوسرے سے مقاطعت نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تین دن سے زیادہ قطع تعلق کو صراحت سے منع فرمایا یعنی اگر کوئی باہمی ناراضگی ہو بھی تو تین دن کے اندر اندر اسے دور کر لینا چاہیئے۔

فضل الباری کتاب الادب

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)
جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے
آپ کی اعانت کا متمنی ہے
فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

ہمارے مخالف یا عیسیٰ انی متوفیک الخ کی آیت کی ترتیب بدل کر قرآن میں تحریف کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

اگر یہ لوگ قرآن شریف کے قٓ اور عٓسٓقٓ اور صٓلد پر لڑتے جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیق پر منہ کھولتے ہیں نظامِ قرآنی کی قدر کرتے تو انی متوفیک ورافعک الیّ میں میرے ساتھ کیوں برسر پرخاش ہوتے جبکہ وہ دیکھتے کہ قرآن شریف ایک ترتیب طور پر ان واقعات کو بیان کرتا ہے۔ جو خارجی طور پر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں کہ اے عیسےٰ! میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ سوچنا چاہیئے تھا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ قرآن شریف نے کہا اس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔

یہودیوں ہی سے پوچھ لیتے تو پتہ لگ جاتا۔ اصل بات جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے یہ ہے کہ یہود حضرت مسیحؑ کو ملعون قرار دیتے ہیں معاذ اللہ اور اس کا ثبوت وہ یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ قتل کر دیا۔ مگر قرآن شریف نے اس الزام کو دور کیا ہے۔ اور یہود کو ملزم کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کبھی بھی اپنے نیک بندوں کو ذلیل نہیں کرتا اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا اس کا سچا وعدہ ہے حضرت مسیح جب صلیب پر چڑھائے گئے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ مجھے صلیبی موت سے ہلاک کرنے کے موجب ٹھہرے ہیں۔ اور اس طرح پر یہ لعنتی موت ہوگی۔ اس ہلاکت کی گھڑی میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو یہ بشارت دی کہ میں تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا۔ اور تجھے رفع کرنے والا ہوں۔ اور تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ اس آیت کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ مگر افسوس یہ لوگ کچھ بھی غور نہیں کرتے اور قرآن کریم کی ترتیب کو بدل کر تحریف کرنا چاہتے ہیں۔

کیا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر نہ تھا یوں کہہ دیتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء پھر وہ کونسی دقت اور مشکل اس کو پیش آگئی تھی جو یا عیسیٰ انی متوفیک ہی کہا۔ غرض اس آیت میں جو ترتیب رکھی گئی ہے وہ واقعات کی بناء پر ہے۔ وہ احمق ہے جو کہتا ہے کہ ترتیب واؤ سے نہیں ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہی غبی ہے کہ وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا تو اس کو واقعات پر نظر کرنی چاہیئے۔ اور دیکھے کہ تطہیر رفع کے بعد ہوتی ہے یا پہلے۔ اس تطہیر میں دراصل اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ تیرے بعد ایک رسول آئے گا جو حکم ہو کر تیری نسبت

(باقی بر صفحہ ۹)

شفیق مرزا

چند اعتراضات اور انکے جوابات

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

اعتراض ۶: "ایک طرف مرزا صاحب فرماتے ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور آسمان پر جا بیٹھے ہیں اور دوسری طرف فرماتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں کشمیر محلہ خانیار میں اس کی قبر موجود ہے۔ کشتی نوح ص۱۵۔ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔ یہ توضیح ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔

بلاد شام میں حضرت عیسٰی کی قبر کی پرستش کی جاتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر عیسٰی کی ہے۔

(ست بچن ص۱۶۲)

مطلب یہ کہ آدمی ایک اور قبریں تین"

جواب: حضرت مرزا صاحبؑ کا رسمی طور پر خیال تھا کہ حضرت مسیحؑ آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر جب اللہ تعالےٰ کی متواتر وحی نے آپؑ پر مسیح ابن مریم کی وفات کا اظہار کر دیا اور آپ کو ابن مریم کا مثیل قرار دے دیا تو آپؑ نے کبھی یہ نہیں لکھا کہ "حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور وہ آسمان پر جا بیٹھے ہیں"۔ بلکہ "آسمان پر جا بیٹھے ہیں" کے الفاظ تو پہلے زمانہ میں بھی کبھی نہیں لکھے تھے، یہ مولوی صاحب کا "نیا کارنامہ" ہے کہ ان الفاظ کو حضرت مرزا صاحبؒ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ باقی رہا قبر مسیح کا معاملہ، اس سلسلہ میں مولوی صاحب نے پہلی غلطی تو یہ کھائی ہے کہ گلیل اور بلاد شام کو متضاد سمجھ بیٹھے ہیں حالانکہ گلیل اس شہر کے علاقہ کا نام ہے اور شام عام ملک کا، دوسرے ان دونوں مقامات پر قبر کا ذکر عیسائی معتقدات اور اناجیل کے نقطہ نگاہ سے بیان کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے پوری عیارانہ چابکدستی سے کام لے کر اصل عبارت یہاں بھی حذف کرنے کی جسارت کی ہے تا اپنے مقصد کے مطابق مفہوم نکال سکیں۔

اب ذرا گلیل میں جا کر فوت ہونے والی پوری عبارت کو پڑھیں:—

"اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اس کے شاگردوں سے کچھ سنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے یہ توضیح ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن ہرگز یہ سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے کہ بعد فوت ہو جانے کے کشفی طور پر مسیح چالیس دن تک اپنے شاگردوں کو نظر آتا رہا۔ اس جگہ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ مسیح بوجہ مصلوب ہونے کے فوت ہوا کیونکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے صلیب سے مسیح کی جان بچالی تھی بلکہ تیسری آیت باب اول اعمال مسیح کی طبعی موت کی گواہی دے رہی ہے جو گلیل میں اس کو پیش آئی تھی"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۷ - ۱۹۹)

یہ سارا بیان کسی تاویل و تشریح کا محتاج نہیں۔ انجیل کے تجزیاتی مطالعہ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح گلیل میں جا کر فوت ہوئے لیکن یہ صرف اس صورت میں ہے جب کہ انجیل کے بیانات کو درست تسلیم کیا جائے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ساری توضیح کے بعد لکھتے ہیں:—

"یاد رہے کہ یہ تاویلات اس حالت میں ہیں کہ ہم ان عبارتوں کو صحیح اور غیر محرف قبول کر لیں اس کو قبول کرنے میں پوری دقتیں ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۹)

مولوی صاحب کیا آپ آپ ہی کہیں گے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح کی قبر گلیل میں قرار دیتے ہیں؟ قبر مسیح کا گلیل کی طرف منسوب کرنا از روئے عقائد نصاریٰ ہے جس کے قبول کرنے میں بقول حضرت مرزا صاحب بڑی دقتیں ہیں آپ آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ انکار ہے یا اقرار۔ ست بچن کی پوری عبارت یہ ہے:

"عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث (لعن اللہ الیہود والنصاریٰ۔ الخ۔ ناقل) سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسٰیؑ ہی کی قبر ہے جس میں مجروح ہونے کی حالت میں وہ رکھے گئے"

(ست بچن حاشیہ ص۱۶۲)

مولوی صاحب نے اپنی دیانتداری کا آخری وار اس مقام پر کیا ہے اور عبارت حذف کر دی ہے تاکہ یہ تاثر دیا جا سکے کہ یہ اس قبر کا تذکرہ ہے جس میں فوت ہونے کے بعد حضرت مسیح دفن ہوئے۔

مولوی صاحب! مرزا صاحبؒ کی مخالفت میں آپ کو کتنے جھوٹ بولنے پڑ رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ خود کر لیں۔ پھر تحقیقاتی امور میں ہمیشہ آخری تحقیق قابل حجت ہوا کرتی ہے نہ کہ پہلی تحقیقات۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے جس سے سوائے کسی مولوی کے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔"

(ست بچن ص۱۶۲ حاشیہ)

حضرت مرزا صاحبؒ کا کام تو صرف حضرت مسیح ناصریؑ کو فوت شدہ ثابت کرنا ہے، نہ کہ ان کی قبر کی نشاندہی کرنا، یہ ایک زائد کام ہے جو آپ نے مسیحیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے لئے سرانجام دیا۔ بعض مولوی صاحبان کا اس پر بلا وجہ پیچ و تاب کھانا ہمارے لئے موجب حیرت ہے۔

(باقی — باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

اخبار احمدیہ

ینگ مینز احمدیہ تربیتی کورس

ینگ مینز احمدیہ تربیتی کورس زیر اہتمام جماعت احمدیہ لاہور کا پانچواں اجلاس ۲۹ر جولائی ۱۹۷۲ء کو احمدیہ ہال، احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور میں منعقد ہوا۔ حسب معمول پہلے ہی سے سوالنامہ شرکاء کو ارسال کر دیا گیا تھا۔ گذشتہ اجلاس کے موقعہ پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ امتحان کے انعقاد کے دن ہی پرچوں کی جانچ پڑتال کے لئے وقت کم ہوتا ہے اور غلطی کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے نتیجہ کا اعلان ۱۶ر ستمبر کے اجلاس میں کیا گیا۔

یہ امر ہمارے لئے کافی حوصلہ افزا ہے کہ شرکاء کی دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے کئی دفعہ تو متعدد شرکاء کے جوابات اتنے اچھے ہوتے ہیں کہ انعامات کے تعین کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً گروپ الف میں دو طالب علم اور گروپ ج میں تین طالب علم دوم آ رہے تھے اس لئے ان میں انعامات مساوی تقسیم کر دیئے گئے۔ مجموعی طور پر ۳۰/- روپے کے نقد انعامات تقسیم کئے گئے۔

جائنٹ سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ لاہور۔

یوم حضرت مولینا محمد علیؒ

اتوار ۱۵ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

۳ بجے بعد دوپہر

بمقام مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

مقررین:—

- نصیر احمد فاروقی صاحب
- مرزا مسعود بیگ صاحب
- غلام نبی مسلم صاحب
- پروفیسر جیلانی کامران صاحب

بعد ازاں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے عہدیداران اور ممبران مجلس انتظامیہ کا سالانہ انتخاب زیر صدارت جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب برائے سال ۷۳-۱۹۷۲ء عمل میں آئے گا۔ . . . اجلاس کے اختتام پر عشائیہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

آپ سے شرکت کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ ناصر احمد

سیکرٹری۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات جلیلہ

لاہور کی مقامی جماعت گذشتہ سالوں کی طرح اِس سال بھی ۱۵ اکتوبر کو یومِ محمد علی منا رہی ہے جس کا اعلان دوسری جگہ درج ہے۔

حضرت ممدوح رح نے قرآن کریم کے انگریزی و اُردو ترجمہ و تفسیر اور دیگر بیش قیمت اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے اسلام کے متعلق ایک نئی روشنی دنیا میں پھیلائی جس کی وجہ سے وہ تمام غلط فہمیاں جو یورپین معاندین یا خود مسلمانوں کے جاہلانہ خیالات (جنہوں نے اسلام کے منور چہرہ کو گرد آلود کر رکھا تھا) مٹ گئے، اور دنیا کو اعتراف کرنا پڑا کہ :

"اسلام کے لئے مغرب میں جو نئی زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں وہ تمام تر اس عالم انسان کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔" (مسٹر عبداللہ میٹرلیس بی۔ ایک انگریز نو مسلم)

"انگریزی خوانوں بلکہ انگریزیت زدہ اُردو خوانوں کے بھی حق میں ان کا قلم ایک نعمت عظمیٰ تھا خدا جانے کتنوں کے ایمان انہوں نے قائم کر دیئے، اور یورپ و امریکہ کے کتنے بھٹکے ہوؤں کو انہوں نے اسلام کی راہ دکھا دی" (اخبار صدق لکھنؤ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

"انہوں نے اسلام کو مغربی تعلیم یافتہ طبقوں اور خود مغربیوں تک ایسے رنگ میں پہنچایا کہ وہ بے اختیار اس مذہب کی عظمت کے قائل ہو گئے، میں سمجھتا ہوں کہ ممالک مغرب کے صدہا طالبانِ حق مولانا محمد علیؒ کے مقالات اور کتابوں کو پڑھ کر مسلمان ہوئے۔" (مولانا عبدالمجید سالک مرحوم ایڈیٹر انقلاب)

اس قسم کے بے شمار مقالات اور خطوط ہیں جن میں کئی ایک مسلم اور غیر مسلم اکابر کی طرف سے حضرت ممدوح مغفور کی خدمات جلیلہ کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے جس سے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی تصدیق ہوتی ہے جس میں آپؑ نے حضرت مولینا کو بلا کر فرمایا کہ

"ہم چاہتے ہیں کہ یورپ و امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے لئے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جائے اور یہ آپ کا کام ہے"

سو خدا کا شکر ہے کہ مسیح موعودؑ کے اس مفوضہ کام کو آپ نے بحسن و خوبی سر انجام دے کر یہ ثابت کر دیا کہ فی الواقعہ یہ آپ ہی کا کام تھا۔ لیکن اس کے علاوہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے تراجم قرآن و حدیث اور بیش بہا اسلامی لٹریچر کے ذریعہ اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھایا، جو فی الحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کا نتیجہ اور آپ کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک اور بہت بڑی خدمت جو ان سے ظہور میں آئی وہ مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت کو (جو ۔ ۔ ۔ اسلام ہی کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی) ضلالت و گمراہی سے بچا کر صحیح رستہ پر قائم کرنا ہے، اس وقت جب خود حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند میاں محمود احمد صاحب نے حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوّت کا عقیدہ وضع کر کے یہ اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوٰے نبی ہونے کا تھا اور ان کا انکار موجب کفر ہے، حضرت مولانا محمد علی صاحب رح نے یکہ و تنہا اس عقیدہ کے خلاف آواز اُٹھائی، جس کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے اور یہاں ان چند دوستوں کے ساتھ مل کر جنہیں الہام مسیح موعودؑ میں "لاہور کے پاک ممبر اور ہمارے پاک محب" قرار دیا گیا ہے اس آواز کو جماعت کے دوسرے دوستوں تک پہنچایا اور اخبارات اور کتب و رسائل کے ذریعہ مسیح موعودؑ کے حقیقی مسلک کو واضح کرتے ہوئے آپ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا کہ آپ کا دعوٰے مجددیت و محدثیت کا ہے نہ کہ نبوّت کا، نہ ہی آپ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے تھے ان کی اس آواز نے جماعت کے ایک حصہ کو غلط عقائد اور گدّی پرستی کی ضلالت سے بچا کر صحیح راہ پر قائم کر دیا، اس سلسلہ میں آپ کی کتب "النبوّت فی الاسلام" "مسیح موعودؑ اور ختم نبوّت" ۔ "تحریک احمدیت" ۔ "ردِّ تکفیر اہلِ قبلہ" اور دیگر کئی ایک رسائل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جن میں ختم نبوّت پر سیر حاصل بحث کی گئی اور حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوّت کی تردید میں مسیح موعودؑ کی تحریرات ص ۴ م

حضرت مولینا محمد علی صاحب رح کی شان میں

مولانا مرتضےٰ خان صاحب مرحوم کا کلام

جب تک فلک پہ مہرِ منوّر کو ہے قیام
اُس کا وجود رحمتِ [illegible] تھا
علم و عمل میں سارے جہاں میں یگانہ تھا
یکتائے روزگار تھا فخرِ زمانہ تھا
از بسکہ اُس پہ لُطفِ خدائے عظیم تھا
اُس کو ازل سے دولتِ قرآں ہوئی عطا
قرآں کے عشق نے اسے ممتاز کر دیا
دونوں جہاں میں صاحبِ اعزاز کر دیا
اس کے قلم نے علم کا دریا بہا دیا
شاداب جس سے گلشنِ دینِ ہُدیٰ ہوا
مدِّ نظر تھی اس کو رضا کردگار کی
جانِ عزیز راہ میں اُس کی نثار کی
اس کو حضورِ خاص میں باجملہ اصفیاء
اعلےٰ مقام حضرتِ حق نے کیا عطا

بقیہ ص ۴

نقل کی گئی ہیں۔

یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے ایک طرف جماعت کے ایک حصہ کو صحیح رستہ پر قائم کر کے قادیانی جماعت کے غالیانہ عقائد اور گدّی پرستی سے بچا لیا اور دوسری طرف مسیح موعودؑ کو بھی غیر از جماعت معاندین کی تہمت طرازیوں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پاک ثابت کیا، اس لحاظ سے یہ کہنا خلافِ حقیقت نہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مجدّدِ احمدیت تھے، اور ان کا وجود سلسلہ احمدیہ کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتا تھا جیسا کہ ایک الہام میں بھی آپ کا نام "مجد الدین" رکھا گیا، اور حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کی تحریک کرتے ہوئے جو یہ لفظ لکھے تھے۔

"جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔"

اسی کے مطابق عالم رؤیا میں مولانا محمد علی صاحب رح کو دیکھ کر آپؑ نے فرمایا : —

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"

گویا جس طرح دنیوی زندگی میں آپ رح کو مسیح موعودؑ کی معیت حاصل تھی، عالم اُخروی میں بھی مسیح موعودؑ نے ان کی صالحیت اور نیک ارادوں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں پاس بٹھانے کی بشارت دی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کی روح پاک پر ہزار ہا رحمتیں اور برکات نازل فرمائے اور جماعت کے ہونہار نوجوانوں کے دلوں میں یہ جذبہ پیدا کرے کہ وہ بھی آپ رح کے نقشِ قدم پر چل کر پاکستان اور غیر ممالک میں احمدیت اور اسلام کی (فی الحقیقت احمدیت اسلام ہی کی صحیح تصویر ہے) تبلیغ کا فریضہ ادا کریں ؛

مکتوب امریکہ

(محمد عبداللہ صاحب)

مکرمی مخدومی مولانا دوست محمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اسلامک سینٹر آف سین فرانسسکو کے سیکرٹری سید وحید حسین صاحب نے اپنی اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے اپنے عہدہ سیکرٹری شپ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ ان کی جگہ خاکسار کو نامزد کر لیا گیا ہے اس سے دو ماہ پیشتر خاکسار کے ذریعہ سینٹر کے بلیٹن (BULLETIN) کی ادارت کا کام تفویض کر دیا گیا تھا۔ ادارت کے ساتھ بلیٹن کی چھپائی اور ممبران کو پوسٹ کرنے کا کام بھی خاکسار کو سرانجام دینا پڑتا ہے۔ ان تمام فرائض کی سرانجام دہی کی وجہ سے میری مصروفیات زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اگر بزرگانِ سلسلہ کی دعائیں شاملِ حال رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام فرائض کو کما حقہ سرانجام دے سکوں گا۔

مذہبی زبان کا مسئلہ

حال ہی میں مجھے ایک مصری عرب مسلمان کا نکاح ایک ترک مسلمان لڑکی سے کرانا پڑا۔ اس تقریب پر عربوں کے علاوہ چند ترک بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو میں عربی زبان کی ضرورت اور فوقیت پر بحث شروع ہو گئی۔ میں نے کہا کہ اگر آج سے ۲۵ سال پیشتر انگریزی کی جگہ عربی کو پاکستان کی نیشنل زبان بنا دیا جاتا۔ تو آج پاکستانی قرآن کریم کے سمجھنے کے قابل ہو جاتے۔ اور زبان کا جھگڑا مٹ جاتا بلکہ ان کا زبان کے ذریعہ عربی ممالک سے بھی اتحاد ہو جاتا۔ میں نے ترکی حکومت کے اس اقدام پر نکتہ چینی کی کہ اس نے عربی کی اس قدر مخالفت کی کہ نماز کو بھی ترکی زبان میں لانے کی ناکام کوشش کی۔ اس پر ایک ترک صاحب نے ایک عجیب لطیفہ سنایا۔ اس نے کہا کہ ایک مجلس میں جس میں ترکوں کے علاوہ چند عرب بھی موجود تھے ایک قاری نے قرآن مجید کی اُن آیات کی خوش الحانی سے تلاوت کی جو زندگی کے مختلف امور کی سرانجام دہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ قاری صاحب کی تلاوت کا ادھر ترکوں پر اس قدر اثر ہو رہا تھا کہ وہ چیخ و چلا کر رو رہے تھے۔ اور اُدھر عرب ان ترکوں کی حالت پر ہنس رہے تھے۔ اس پر ترکوں نے عربوں کی اس ناجائز حرکت کو گوارا نہ کیا اور فساد پر اُتر آئے۔ اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت میں عربوں نے ترکوں کی قرآن مجید سے ناواقفیت . . . . . . کا ثبوت دیا۔ کہ وہ عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے ان آیات قرآنی کو سن کر چلا رہے تھے جو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس نے بتایا کہ قرآن کریم کو ترکی زبان میں لانے سے اس قدر فائدہ ہو گیا ہے کہ ترک اس کی تعلیم کو سمجھ سکتے ہیں۔ عربی جاننے والے عالم معدودے چند تھے۔ جو عوام کو قرآنی تعلیمات سے جاہل رکھنا چاہتے تھے۔ اب قرآن کریم کو سب ترک سمجھ سکتے ہیں۔

مادری زبان سے اُلفت

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک شخص اپنی مادری زبان سے اُلفت رکھتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک پنجابی اگر پشتو زبان میں صوبہ سرحد کے لوگوں سے پشتو میں بات چیت کرے تو اس کی پٹھانوں میں قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ خاکسار کو برلن مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ وصول کرنے میں خاص دلچسپی تھی۔ اور اس کے لئے میں نے حتی المقدور رخصتوں کے ایام میں کام کیا۔ اسی سلسلہ میں مجھے بنوں۔ کوہاٹ وغیرہ کے علاقوں میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں بنوں میں جناب عبدالاکبر خان صاحب مرحوم نائب تحصیلدار تھے۔ وہ میرا تعارف بڑے بڑے رئیسوں سے کراتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ پشتو میں ان سے اپیل چندہ کرو۔ میں پشتو اور فارسی میں ان سے ان الفاظ میں چندہ مانگتا تھا: از لاہور راغلے چندہ دہ یارا۔ دہ برلن جماعت جوڑی کری۔ ان الفاظ کو سن کر خان لوگ بڑے خوش ہوتے تھے اور کشادہ دلی سے چندہ دیتے تھے۔ اگر ہمارے مبلغ جہاں وہ جرمن اور انگریزی زبان سیکھ کر یورپ میں تبلیغ کرتے ہیں وہاں وہ اگر پشتو، سندھی، بلوچی، بنگالی، وغیرہ زبانوں کو سیکھنے اور بولنے کی کوشش کریں تو وہ پاکستان کے مختلف صوبوں میں ہر دلعزیز ہو سکتے ہیں۔

اسلامک سینٹر میں لیکچر۔ درسِ قرآن مجید

۱۶ ستمبر سنیچر کی شام کو عزیزی ظفر اقبال کا سورۃ العلق پر انگریزی زبان میں درس تھا۔ آپ نے انسانی زندگی کے چار مختلف پہلوؤں اور ضروریات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان چار دعاؤں سے تطبیق دی جو اس سورۃ میں مانگی گئی ہیں۔

۱۷ ستمبر۔ اتوار کو چھ بجے شام جزائر فجی کے ایک نوجوان نے اپنے نئے مکان کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے درس قرآن اور دعوتِ طعام کا بندوبست کیا۔ جس میں فیجی کے کافی مسلمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس درس کی ابتدا سورۃ فاتحہ سے ہوئی جس کی تفسیر مولوی عبدالجلیل صاحب (شاگرد رشید مولینا احمد یار صاحب) نے اپنے مخصوص انداز میں کی۔ اس کے بعد اسلامک سینٹر آف سان فرانسسکو کے پریزیڈنٹ سہراب علی خان صاحب نے جو فیجی کے باشندے ہیں اور اس مجلس میں موجود تھے خاکسار سے درخواست کی کہ میں سورۃ العلق کی تشریح اُردو زبان میں کردوں۔ انہوں نے گذشتہ شام کو عزیزی ظفر اقبال کے درسِ قرآن کریم کو پسند کیا تھا۔ جو انگریزی میں تھا۔ اب انہوں نے مناسب خیال کیا کہ اُردو میں اُسی سورۃ کے درس کا اعادہ کیا جاوے۔

غریب خانہ پر دعوت

اسی روز شام کے سات بجے خاکسار نے چند احباب کو گھر پر عزیزہ سلمہ عبداللہ کی منگنی کی تقریب پر دعوت دی ہوئی تھی۔ اسی لئے سات بجے اس درس کو ختم کرنا پڑا اور اپنے مکان پر لوٹنا پڑا۔ یہاں کھانا پکانے اور دیگر انتظام کی ذمہ داری عزیزی ظفر اقبال عبداللہ اور عزیزہ ذکیہ ظفر نے لے لی تھی۔

۸ بجے کے قریب تمام مہمانوں کی موجودگی میں عزیزہ سلمہ کی نسبت . . . . . مابین محمد مظہر صدیقی کی گئی۔ اس کے بعد مہمانوں کی تواضع کھانے سے کی گئی . . . .

مسٹر محمد مظہر صدیقی کی پیدائش حیدر آباد دکن میں ہوئی۔ آپ نے انجنیئرنگ کی تعلیم حیدر آباد میں حاصل کی۔ اس کے بعد سول انجنیئرنگ میں ایم ای حاصل کرنے کے لئے امریکہ میں آ گئے۔ آج کل وہ سان فرانسسکو میں بکٹیل کارپوریشن میں سینئر انجنیئر ہیں۔ ان کے ایک بھائی کراچی میں ہیں اور ایک بھائی لیبیا میں۔

اسی روز عزیزی جلال الدین محمد اکبر صاحب نے راولپنڈی سے سلمہ اور مظہر صدیقی کو مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ اور رات کے ساڑھے دس بجے ٹیلی فون کے ذریعہ ہم سب سے بات چیت کی۔ ہزاروں میلوں سے آواز سن کر تعجب ہوا۔ کہ کس طرح دنیا کے مختلف ممالک قریب کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے عزیزہ سلمہ کی منگنی کی خوشی میں پچاس روپیہ محاسب صاحب انجمن لاہور کو منی آرڈر بھیج دیا ہے شادی کی تاریخ ۱۸ نومبر مقرر ہوئی ہے۔ دُعا فرمادیں کہ خداوند کریم اس رشتہ کو طرفین کے لئے مبارک کرے۔ والسلام۔

جلسہ سالانہ جماعت کراچی کی مختصر روئداد

امسال جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ سالانہ ۲۲ تا ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء مسجد احمدیہ کراچی اور ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں منعقد کیا گیا۔

۲۱ ستمبر کو صبح بذریعہ خیبر میل محترم صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب ایم۔اے کراچی تشریف لائے۔ اسٹیشن پر موصوف کا استقبال کیا گیا اور محترم خان محمد یسین خان صاحب کا بنگلہ واقع ناظم آباد ان کے قیام کے لئے تجویز کیا گیا موصوف کے ساتھ جلسوں کے علاوہ انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام بھی تجویز کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام بھی بہت کامیاب رہا۔ جس کی تفصیل پھر کسی وقت درج کر دوں گا۔

اسی دن سہ پہر کو حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لائے۔ آپ کا استقبال مقامی جماعت نے ایئرپورٹ پر کیا۔ آپ کو محترم میاں مقصود احمد صاحب کے ہاں سولجر بازار ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ موصوف کو قیام گاہ میں پہنچانے کے بعد جلسہ کے پروگرام اور دوسری مصروفیات سے آگاہ کیا گیا۔

۲۲ ستمبر کو جمعہ کا دن تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے مرد و زن جُمعہ کی نماز اور جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ زاں بعد آپ مستورات میں تشریف لے گئے اور ان سے دینی امور پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ مردوں کا بھی اجتماع تھا۔ یہ مجلس پانچ بجے تک رہی۔ محترم ہدایت اللہ صاحب صدیقی کی طرف سے احباب کی خدمت میں عصرانہ پیش کیا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد احباب مرد و زن اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ عشائیہ کا انتظام محترم شیخ کرامت اللہ صاحب کے بنگلہ واقع نفیس کالونی میں تھا۔ اس میں بیس کے قریب دوست مدعو تھے۔ وہاں پر بھی دینی باتوں کا شغل جاری رہا۔

۲۳ ستمبر کو دن کے پہلے حصہ میں محترم

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۲)

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اصل یہ ہے کہ آثار میں بھی یہی پایا جاتا ہے کہ اس زمانے میں اسلام کا سُورج مغرب سے طلوع کرے گا، اور واقعات زمانہ بھی پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ تبلیغ اسلام کا کام یورپ میں بڑے پیمانے پر ہونا چاہئے۔ حضرت صاحبؑ کا دعوےٰ مسیح موعود کا تھا یہ مسیح موعود نبی نہیں بلکہ وقت کا مجدّد ہونا مقدر تھا۔ اس کے ذمے کسر صلیب کا بہت بڑا اور مشکل کام تھا۔ آج یورپ تمام نئے خیالات کا منبع اور مرکز ہے۔ دنیا میں جتنے نئے خیالات پھیل رہے ہیں وہ پہلے یورپ اور امریکہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگ سائنس اور فلسفہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ علم الحیوانات۔ علم الطیور — علم الحشرات الارض۔ علم النباتات۔ علم الحیوانات علم المعدنیات۔ علم النجوم۔ علم الافلاک وغیرہ وغیرہ یورپ کی علم نوازیوں کی خصوصیات ہیں۔ وہیں سے دوسرے ملکوں کے اہل علم اپنی تشنگیاں بجھاتے ہیں۔ اب وہاں علم النفس کے متعلق بڑی تحقیقات ہو رہی ہے اور اسی طرح علم الارواح کے متعلق بھی وہ جستجو میں برسرپیکار ہیں۔ ان کا دائرہ عمل . . . . . .

کرہ ارض سے فزوں تر ہے اور اب ان کے عمل کی پرواز چاند سُورج اور دیگر نجوم سماوی تک پہنچ رہی ہے۔ وہاں کے عالم جب کسی چیز کے قائل ہوتے ہیں تو پھر ان کے قدموں میں کوئی لغزش نہیں آتی۔ اور وہ صداقتوں کو مان کر . . . . . . صرف اپنے سینوں تک محفوظ نہیں رکھتے بلکہ اس کی عام اشاعت کر کے انہیں تمام دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔

اسی لئے قادیان ایسے چھوٹے سے گاؤں میں بیٹھے ہوئے قائد کو اللہ تعالےٰ نے خود تربیت دیکر تیار کیا کہ وہ قرآن کے علوم و معارف سے اس خطۂ زمین کے رہنے والوں کو آشنا کرے جن کی استعدادیں اور قابلیتیں ان کو سمجھنے کے لئے موزوں ہوں۔ ہمارے مکرم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے لاہور میں بیٹھ کر کراچی کے احباب کو نظرانداز نہیں کیا اور ان تک خدا کا پیغام پہنچانا اپنے فرائض میں داخل کر لیا ہے مگر حضرت مرزا صاحبؒ کی چشم تخیل بہت دُور کے نظاروں کو دیکھ رہی تھی اسی لئے آج تحریک احمدیت کے طفیل یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے بڑے اہم مراکز کھل گئے اور قرآن کریم کی تفسیریں انگریزی۔ جرمنی۔ ڈچ اور دیگر زبانوں میں صرف احمدیہ جماعت کے علماء ہی کے کاوش دماغ اور علمی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ وہاں کئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ جن کے میناروں سے اللہ اکبر کی اذانیں گونج رہی ہیں

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کسر صلیب اور مسیح موعودؑ

حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ مسیح موعود کا سب سے بڑا کام کسر صلیب ہوگا۔ تو اس کی حقیقت آج صاف نظر آ رہی ہے۔ مذہبی دنیا میں مقابلہ صرف اسلام اور عیسائیت کا ہے، عیسائیت کے اندر یورپ کی موجودہ تہذیب کی بھی دہل ہے۔ باقی مذاہب دراصل حقیقت مردہ ہو چکے ہیں۔ ان کی اصل زبانیں جن میں ان کی الہامی کتابیں نازل ہوئی تھیں اب دنیا سے مفقود ہیں۔ زبان تو درکنار بائبل کی بھی ناپید ہے۔ بائبل صرف ترجموں کے ذریعہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کا اصل متن غائب ہے مسیح کی تعلیم بھی موجودہ . . . عیسائی لٹریچر میں نظر نہیں آتی پولوس کا تراشا ہوا یسوع انجیل کے صفحات پر جلوہ گر ہے اور اس کی طرف ایسے ایسے عجائبات منسوب کئے گئے ہیں جو حقیقت میں محض کہانیاں اور افسانے ہیں۔ کلیسا کی زبردست تنظیم ہے جس کے تسلط میں لاتعداد سرمایہ ہے اور دیگر وسائل و ذرائع کی بھی کمی نہیں۔ عیسائیوں کے پادریوں کا ایک لشکر اناجیل کی تشہیر میں مصروف ہے۔ یہ لوگ اہل علم ہیں ادیب ہیں۔ افسانہ نگار ہیں اور زور قلم سے ایک عاجز بندہ کو تخت الوہیت پر بٹھا رہے ہیں۔ وہ سرمایہ، اقتدار، سیاسی اور معاشرتی تفوق کی وجہ سے پولوسی مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان کا جھوٹ بھی اس وقت ان مادی ذرائع کی وجہ سے پذیرائی حاصل کر رہا ہے۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ بالکل تواتر پادریوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی شخصیت کو بڑے گھنونے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس نے انسان کو ہر قسم کے شرک کے سلاسل و اغلال سے آزاد کیا تھا، اسے ہی دنیا میں غلامی کی رسم کو رواج دینے والا قرار دیا گیا جس نے قرآن کی رُو سے یہ اعلان کیا تھا کہ تمام مخلوقات اور سماوی کائنات انسان کے لئے مسخر ہیں۔ اسی کو اس امر کے لئے متہم کر دیا کہ اس نے انسانوں کو غلامی میں جکڑ دیا۔ وہ جس نے عورت کو اس کے حقوق دلوائے، اسی پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ عورت کو مرد کی ملکیت قرار دیتا ہے۔ اس کے بالمقابل مسیحؑ کے قد کو انہوں نے اپنے زور قلم سے اس قدر بالا کر دیا کہ اسے . . . ابن اللہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ جب ابن اللہ کا تصور پیدا ہوا تو پھر اس نئے خدا کے لئے الٰہی خصوصیات اور گوناگوں عجائبات جمع کرنے لگ گئے۔ ان کی کوشش بہت بھونڈی تھی۔ اور مسیح کے لئے جو خصوصیات انہوں نے تلاش کیں وہ نہایت بودی اور مضحکہ خیز ہیں۔ اس تمام کارستانی میں کبھی ان کی اپنی ایجادات کو اتنا دخل نہیں بلکہ ہوا یہ کہ انہوں نے یہ تمام خصوصیات مشرک قوموں سے لی ہیں اور اسی کی وجہ سے وہ مشرک قوموں میں عیسائیت کی تبلیغ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

مثلاً انہوں نے اپنے وضع کردہ یسوع کو بن باپ بنا کر پیش کیا ہے تاکہ وہ خدا کا بیٹا کہلا سکے۔ مگر ساتھ ہی ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ گناہ عورت سے شروع ہوا اور اسی نے مرد کو ورغلایا۔ عمل جنسیت کو وہ ناپاک سمجھتے ہیں، اسی لئے مسیح کی والدہ کو کسی مرد سے ملوث نہیں کرتے۔ مگر یہ برداشت کر لیتے ہیں کہ مسیح عورت کے رحم میں مقید ہو کر پرورش پائے اور اسی کا ناپاک خون ان کی خوراک بنے۔ حالانکہ انکے عقائد کے رُو سے عورت ہی گناہگار اور ہونے کی مصداق قرار پا چکی ہے۔

اسی طرح مسیحؑ کی یہ بھی خصوصیت مشہور کر دی کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ کوڑھیوں اور اپاہج کو اچھا کرتے تھے اور اب وہ بجسد عنصری خدا کے پاس تخت پر بیٹھے ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور خدا کی بادشاہت قائم کریں گے۔ جب اسلام کا عروج ہوا اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن میں اکثریت عیسائیوں کی تھی۔ تو وہ بہت سے اسی قسم کے فرسودہ خیالات اور اعتقادات اپنے ہمراہ لائے۔ وہ زمانہ اسلام کے عروج کا تھا۔ اس وقت کے علماء نے ان باتوں کو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ وہ زیر بحث آ سکے اور نہ ہی ان کا تجزیہ ہوا، نہ ان پر کوئی مناظرے ہوئے۔ ہاں رسول اللہ صلعم کی زندگی میں نجران سے جو عیسائی وفد آیا اس نے حضورؐ سے تبادلۂ خیالات کیا اور اس موقعہ پر مسیحؑ کی بن باپ پیدائش بھی زیر بحث آئی۔ جس کا آگے چل کر ہم مفصل ذکر کریں گے۔

جب حضرت نبی کریم صلعم کی وفات ہوئی تو اس وقت یہ مسئلہ اُٹھا کہ آیا نبی کریم صلعم فی الواقعہ دوسرے انسانوں کی طرح وفات پا گئے ہیں یا عارضی طور پر غائب ہوئے ہیں اور دوبارہ زندگی پا کر کار نبوت جاری رکھیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو خطبہ دیا اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلعم انسان تھے اور انسان فانی ہے۔ خدا کو بقا ہے اور وہی سب کا محافظ ہے۔ ان کے اس خطبہ میں اشارۃً حضرت مسیحؑ کی وفات کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔ اس پر بھی ہم آئندہ گفتگو کریں گے۔

ان دونوں واقعات کے سوا حضرت مسیحؑ کی ان خصوصیات پر ایک لمبے زمانے تک کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ موجودہ زمانے میں جب اسلام اور عیسائیت علم کے میدان میں اُترے اور باہم متصادم ہوئے تو یہ خصوصیات بھی زیر بحث آنے لگیں۔ اس زمانے کے مجددؑ نے خود مسیح موعود کا دعوےٰ کر کے خود کو مسیحؑ کا مثیل ثابت کیا اور اسے خالص انسانی سطح پر لا کر یہ بھی اعلان کر دیا کہ مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کا رسول تھا اور وہ صرف اسی قوم کی طرف مبعوث ہوا تھا اور اپنا مشن ختم کر کے فوت ہو گیا۔ نہ وہ صلیب پر مرا۔ نہ وہ کسی کے لئے کفارہ ہوا نہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ جب یہ خصوصیات مسیحؑ کی شخصیت سے زائل کر دی گئیں تو مسیحیت ختم ہو گئی۔ اور

www.aaiil.org

کسر صلیب کا کام مکمل ہو گیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے کہا تھا کہ میرے بعد میری جماعت میرے مشن کو جاری رکھے گی اور جہاں کہیں بھی صلیب اُٹھائی جائے گی، وہیں میرے پیرو اس کو توڑ کر رکھ دیں گے۔ چنانچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اب مرزا صاحبؒ کے مشن کو چلا رہی ہے اور انہوں نے زبردست دلائل سے پُر ایسا عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے کہ جس کی روشنی میں نہ مسیحؑ بن باپ رہتا ہے، نہ جسد عنصری کے ساتھ کسی فلک پر مقیم نظر آتا ہے، نہ مردے اس کے ہاتھ سے زندہ ہوتے ہیں۔ وہ خالصتاً ایک انسان نظر آتا ہے جو اپنے وقت میں ایک محدود حلقے اور ایک مخصوص قوم کا نبی تھا اور نبوت کے فرائض ادا کرکے اس دنیا سے رحلت کر گیا۔ اب ہم مسیح موعودؑ کے اصل مشن کے سلسلہ میں مسیحؑ کی ان خصوصیات کے .... بارے میں .... تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

اسلام اور عیسائیت کے درمیان بہت بڑا معرکہ مغرب کے میدانوں میں ہو رہا ہے۔ اور ہر جگہ عیسائیت شکست کھا کر سرنگوں ہو رہی ہے۔ اس معرکے میں لڑنے والی فوج کے سپہ سالار حضرت مرزا صاحبؒ کے تربیت یافتہ مرید ہیں اور وہ دلائل و براہین سے کلیسا کے عقائد کا قلعہ قمع کر رہے ہیں۔ عالم اسلام کی دوسری جماعتیں اس معرکے میں دخل نہیں دے رہیں اور دُور کھڑی صرف تماشائی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خود پولوسی عقائد سے متاثر ہیں۔ ان کے علماء تو مسیحؑ کے بن باپ ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیحؑ نے بے شمار مُردوں کو زندہ کیا اور جسمانی طور پر کوڑھیوں، اپاہجوں اور شب کوروں کو اچھا کیا اور یہ بھی انہیں تسلیم ہے کہ مسیحؑ اب تک الآن کما کان آسمان پر زندہ موجود ہے۔

امین احسن اصلاحی کے بیان کئے ہوئے فہم قرآن کے گُر

ہمیں امین احسن اصلاحی کے بیان کردہ اصول و شرائط تفسیر بہت پسند آئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان اصولوں کی بناء پر قرآن کریم کو سامنے رکھ کر ہم پرکھیں کہ آیا فی الواقعہ حضرت مسیحؑ میں وہ خصوصیات ہیں جن کو عیسائی اور ان کی تقلید میں بہت سے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ یہ ایک علمی مضمون ہے اور اس میں بہت سی دینی مصلحتیں پنہاں ہیں۔ یہ زمانہ علم و حکمت کا ہے۔ دلیل اور برہان سے گفتگو کی جا سکتی ہے۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ مسیحؑ کی ایک ایک خصوصیت کو لے کر اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کرتے جائیں اور ان شرائط کو مدنظر رکھیں جو مولانا نے اپنی کتاب "تدبر قرآن" میں لکھی ہیں۔ یعنی :—

ملا۔ نیت کی پاکیزگی کو ملحوظ رکھیں اور صرف طلب ہدایت کے لئے قرآن کی ورق گردانی کریں۔ کسی کو شکست دینا یا فتح حاصل کرنا مدنظر نہ ہو۔

ملا۔ قرآن کریم کو انسانی کلام سے بہت بلند کلام سمجھ کر اس کا مطالعہ کریں اور اپنے دماغ کی مدد سے تیار کردہ تفسیر کو حرف آخر نہ سمجھیں۔

ملا۔ اگر قرآن کریم کا تقاضا یہ ہو کہ اس کے محکمات کو بطور جڑھ کے تسلیم کیا جائے اور متشابہات کو محکمات کے ماتحت رکھ کر پرکھا جائے تو اس کے خلاف کسی اصول یا مروجہ عقیدہ کی صحت پر اصرار نہ کیا جائے۔

ملا۔ قرآن کریم پر غور کرنے سے پیشتر اپنے دلوں پر اگر سابقہ عقائد کے کوئی تالے چڑھے ہوئے ہوں تو ان کو اتار دیا جائے اور بڑے سوچ بچار اور فہم و تدبر سے کام لے کر قرآن کریم سے نتائج اخذ کئے جائیں۔

ملا۔ قرآن کریم کے سامنے اپنی مشکلات پیش کی جائیں اور اگر پھر بھی کوئی اُلجھن باقی رہ جائے تو نہ تو قرآن کریم سے بدگمان ہوں اور نہ بددل اور مایوس ہوں۔ خدا کے حضور گر جائیں اور اس سے دعا کریں کہ وہ ہمیں صحیح راستہ دکھائے۔ راستہ صحیح ایک ہی ہوتا ہے اور صداقت کبھی دو الوہین نہیں ہو سکتی۔

آؤ اب ہم یکسوئی سے اسلام اور عیسائیت کی خطرناک کشمکش کا حل قرآن سے تلاش کریں اور پھر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں۔

اس سلسلے میں "ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے علماء اور احیائے اسلام کی نئی تحریکوں کے علمبردار تحریک احمدیت کے خلاف یہ بھی پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ احمدی لوگ صرف حضرت مرزا صاحبؒ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے ابن مسیحؑ اسرائیلی کے درپئے آزار رہتے ہیں ورنہ ان مسائل کو حقیقت میں کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ مسیحؑ بن باپ ہو یا باپ سے اس سے دین پر کیا اثر پڑتا ہے اور اعمال انسانی پر اس کی کیا زد پڑ سکتی ہے۔ اگر وہ آسمان پر ہے یا زیر زمین مدفون ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے ہاتھوں سے معجزات سرزد ہوں یا نہ ہوں، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ہم با دب ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن آپ لوگوں کے ان خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ قرآن کریم کے صفحات پر مسیحؑ کا کئی مقامات پر تذکرہ موجود ہے۔ اس کی پیدائش سے قبل ہی اس کا تعارف شروع کر دیا جاتا ہے۔ ملائکہ اس کی پیدائش کی خوشخبری پر مامور کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی والدہ کے حمل کا ذکر ہوتا ہے۔ وضع حمل کی کیفیت بیان ہوتی ہے۔ اس کے صغر سنی کے حالات درج ہوتے ہیں۔ اس کی والدہ کی پیدائش سے قبل اس کی (مریمؑ) والدہ منت مانتی ہے کہ وہ نوزائیدہ کو ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دیگی۔ قرآن کریم نے ایک مکمل سورت کا نام "مریم" رکھ دیا۔ جس میں مریم اور مسیحؑ کے حالات بیان کئے۔ سورۃ المائدہ اور سورہ آل عمران میں بھی کئی جگہ مسیحؑ اور اس کی والدہؑ کا تذکرہ ہے۔ مسیحؑ نے جس طرح تبلیغ کی اس کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس کے حواریوں کے متعلق بھی جا بجا اشارات موجود ہیں۔ پھر دشمنوں نے جو کچھ ان سے سلوک کیا اس کا تفصیلی بیان درج ہے۔ یہاں تک کہ اس زندگی کے بعد بھی مسیحؑ سے اپنی خدائی کے متعلق جواب دہی کرکے اس کی بریت کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ ساری داستان پھر حدیثوں میں آ کر عظیم الشان پیشگوئیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایک طرف دجالی قوتوں کا ذکر ہے، دوسری طرف مسیحی طرز تبلیغ کو اس کی مدافعت کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بڑی بڑی روحانی ہستیاں بشمول انبیاءؑ دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے رہے اور ان آثار میں صاف لفظوں میں ایک ایسی ہستی کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے جسے وہاں نزول مسیح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اب ہمارے علماء کا یہ کہنا کہ یہ سب باتیں فضول ہیں۔ ہم ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہ۔ ہمارے خیال میں یہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے اصل مشن سے فراریت ہے ۔ ۔

بسلسلہ صفحہ

صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب اور برادرم محمد حسن خان صاحب اور خاکسار انفرادی طور پر دوستوں سے ملتے رہے۔ یہ انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام بڑا ہی کامیاب رہا۔ اور جماعت ربوہ کے معززا اور ذی اثر احباب سے بھی ملاقاتوں کا سلسلہ سارا دن جاری رہا۔ جس کے انشاء اللہ تعالےٰ بہت اچھے نتائج نکلیں گے۔

۵ بجے شام مسجد میں "دل کی بات" مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں خاکسار نے تربیتی تنظیمی اور تبلیغی رپورٹ پیش کی۔ یہ مفصل رپورٹ بھی عنقریب ہی پیغام صلح میں اشاعت کے لئے ارسال کی جائے گی۔ اس مجلس میں خاکسار کے علاوہ (۱) محترم شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام (۲) مرزا اے آر بیگ صاحب (۳) مکرم مولوی عبدالباسط صاحب۔ (۴) مکرم ڈاکٹر یوسف احمد صاحب پی۔ ایچ ڈی (۵) صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب (۶) محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے احباب سے خطاب کیا۔

یہ مجلس نہایت ہی کامیاب رہی اور احباب نے نہایت عمدہ، قیمتی اور زرین آراء سے ہم کو نوازا۔

عصر کے بعد جماعت کراچی کی طرف سے عصرانہ پیش کیا جانا تھا لیکن یہ پروگرام اتنا مفید اور دلچسپ تھا کہ فیصلہ یہ ہوا کہ یہ روحانی مائدہ جاری رہے۔ چائے تو گھروں میں ہر روز پی ہی جاتی ہے، ایسی مجالس کہاں ملتی ہیں جس میں اس طرح اخوت و محبت اور مؤدت کے ساتھ اجلس بنا ساعۃ نتکن مؤمنا کی مصداق ہوں۔

نماز مغرب کے بعد دوستوں کی خدمت میں چائے مع فواکہات پیش کی گئی۔ اور عشائیہ محترم مرزا اے آر بیگ صاحب کے بنگلہ فاران سوسائٹی میں مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی حضرت امیر ایدہ اللہ دوستوں سے استحکام جماعت کے بارے میں تبادلۂ خیالات فرماتے رہے۔

۲۴ ستمبر کو صبح ۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں کثرت سے دوست شامل ہوئے۔ تلاوت و نظم کے بعد راجہ محمد بیدار صاحب، خاکسار مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور صاحبزادہ مولنا عبدالمنان عمر صاحب ایم۔اے۔ نے احباب سے خطاب فرمایا اس جلسہ کی صدارت محترم مولینا عبدالباسط

باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے

ٹرنی ڈاڈ کی احمدیہ کنونشن کے ایمان افروز مناظر

مولانا غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ کا مکتوب

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

امید ہے کہ آپ سب احباب خیریت سے ہوں گے۔ میں بمع بیگم صاحبہ احمدیہ کنونشن میں شرکت کرنے کے لئے گیا تھا اور سات ستمبر کو خیریت و عافیت سے واپس ہالینڈ پہنچ گیا ہوں۔ اس کنونشن اور دورہ کے حالات قارئین پیغام صلح کی خاطر مختصراً عرض کرتا ہوں:۔۔۔

۲۱ اگست کو خاکسار بمع بیگم صاحبہ سلطانہ بشیر صبح پونے دس بجے ایمسٹرڈم ایئرپورٹ سے سرینام کے لئے روانہ ہوئے۔ اسی دن شام ساڑھے چار بجے سورینام کے ہوائی اڈے پر بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ اڈے پر جماعت کے کارکنان کے علاوہ جماعت کی مستورات اور کچھ اور دوست ہمارے استقبال کے لئے جمع تھے۔ احباب ہمیں ساتھ لیکر پارہ ماری بو پہنچے جہاں ہمارا قیام برادرم عبدالمجید صاحب جمن بخش کے مکان پر تھا۔

شام کو آٹھ نو بجے کے قریب ٹیلی ویژن پر بیگم سلطانہ بشیر کا لیکچر ہوا تھا۔ جس کا موضوع تھا "میں اسلام کو کیوں مانتی ہوں"۔ ہم کھانا کھانے کے بعد ٹیلی ویژن اسٹیشن پر پہنچے۔ خاکسار نے بیگم صاحبہ کا تعارف کروایا اور انہوں نے مختصر الفاظ میں اپنا مضمون بیان کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ اسلام لانے سے پہلے انہیں پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ کیتھولک مذہب اور یہودی مذہب کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ مگر ان میں سے کوئی ایک مذہب بھی ان کی تسلی کا موجب نہیں ہوا۔ جب ان کا اسلام کی تعلیمات سے تعارف ہوا تو انہوں نے اسلام کو اپنے خیالات کے مطابق پایا۔ کیونکہ اسلام انسان کو عقل و فکر کے استعمال کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ تم اپنی عقل اور سمجھ سے کام لے کر اسلام کی صداقت کو پرکھو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تمہیں کوئی تعلیم عقل کے خلاف بھی معلوم ہو تو بھی اسے قبول کرو۔ اسلام کوئی ایسی تعلیم پیش نہیں کرتا جو عقل و سائنس کے خلاف ہو۔ پھر اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ ہمیں تمام انبیاء پر ایمان لانا چاہیئے۔ وہ عیسائیت کی طرح تثلیث کی تعلیم نہیں دیتا جسے کوئی انسان بھی سمجھ نہیں سکتا۔ وہ نہ ہی ورثے کے گناہ کی تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی کفارہ کی۔

یہ تقریر قریباً دس منٹ کی تھی۔ اس قسم کی تقریر دراصل اس سے قبل سرینام میں نہ سنی گئی تھی۔ کیونکہ تقریر کرنے والی ایک یورپین خاتون تھی۔ جنہوں نے عیسائی تعلیمات سے بھی تعارف حاصل کیا ہے اور اسلامی تعلیم سے بھی اور پھر انہیں اسلامی تعلیم کا برتر ہونا ہی ماننا پڑا۔ کئی احباب نے بعد میں آپ کی تقریر کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا جن میں غیر مسلم بھی شامل تھے۔

ہمارا تین دن کا قیام اس جگہ تھا۔ اس دوران میں دو اور جلسوں میں تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ پارہ ماری بو کے احباب کثرت سے ان جلسوں میں شریک ہوئے۔ دو دفعہ خاکسار نے تقریر کی، ایک دفعہ میری بیگم صاحبہ نے بھی کی۔ وہاں کی عورتوں پر ان کا اچھا اثر تھا۔ سب محبت تپاک سے ملتے تھے۔ ہمارے جماعت کے ایک بہت اچھے دوست جو ان میں وفات پا گئے تھے ان کی اہلیہ صاحبہ کے پاس بھی اظہار افسوس کے لئے حاضر ہوئے جسے انہوں نے بہت پسند کیا کہ ایک ڈچ عورت بھی اسلام کی وجہ سے ان کے پاس اظہار افسوس کے لئے آئی ہیں۔ مختلف احباب سے ملاقاتیں کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ ۲۵ اگست کی شام کو چارٹرڈ پلین میں سرینام کے دوستوں کے ساتھ ٹرنی ڈاڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ ٹرنی ڈاڈ جانے والوں کی تعداد ۱۵۰ تھی جو اس جہاز کے ساتھ گئے، ان کو چھوڑنے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں احباب ہوائی اڈے پر تشریف لائے ہوئے تھے جس سے اس سفر اور کنونشن کا اچھا چرچا ہوا۔ سب احباب شام کے نو بجے ٹرنی ڈاڈ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ ٹرنی ڈاڈ میں باہر سے آنے والوں کی تعداد ۲۳۵ تھی ان میں سرینام کے ایک سو ستر (۱۷۰) اور گی آنا کے ۶۰ دوست تھے۔ دونوں جماعتوں کے امراء اور سیکرٹری صاحبان بھی ساتھ تھے سورینام کے مولوی جگو صاحب اور مولوی یٰسین صاحب اور گی آنا کے مولوی ارشید صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ مولوی نایو صاحب مغربی افریقہ کے رہنے والے کچھ عرصہ سے اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں اور افریقی باشندوں کو خاص طور پر اسلام کا پیغام پہنچانے میں مشغول ہیں وہ بھی موجود تھے۔ انگلینڈ سے مولانا طفیل صاحب اور ایک نو مسلم انگریز مسٹر وائیٹ بھی تشریف لائے ہوئے تھے ہالینڈ سے بیگم سلطانہ بشیر صاحبہ اور راقم الحروف۔ سب احباب ۲۵ اگست سے تین ستمبر تک ٹرنی ڈاڈ میں مقیم رہے۔ گی آنا کے دوست تین تاریخ کو روانہ ہوئے اور سورینام والے اور ہم پانچ تاریخ کو واپس پہنچے کیونکہ چارٹرڈ پلین کے پروگرام کے مطابق ہم سب کو دو دن زیادہ گذارنے پڑے۔

اس کنونشن کے موقعہ پر ٹرنی ڈاڈ کے مختلف شہروں اور قصبوں میں اجتماعات ہوئے بعض مقامات پر شام کے وقت بڑے میدان میں جہاں سے دوسرے لوگ بھی مستفید ہو سکتے تھے لیکچر ہوئے۔ مقامی جماعت کے دوستوں نے رہائش اور کھانے وغیرہ کا بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ مجھے جس بات کا سب سے زیادہ اثر ہوا وہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کی رہائش کا انتظام مختلف دوستوں کے ہاں کیا گیا تھا جو مختلف شہروں میں رہتے ہیں۔ جب ہمارے سورینام کے دوست شام کو ٹرنی ڈاڈ کے ہوائی اڈے پر پہنچے تو وہاں جماعت کے امراء اور دوسرے کارکنان اور بہت سے احباب موجود تھے۔ جماعت نے مہمانوں کو مرکز میں پہنچانے کا بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ جونہی دوست کسٹم سے فارغ ہو کر باہر نکلتے اپنی موٹر کار میں بٹھا کر مرکز روانہ کر دیا جاتا۔ جب آخری احباب کسٹم سے فارغ ہوئے جو ہم میں سے تھے تو دیکھا کہ سب دوست جا چکے ہیں۔ ہمارے جماعت کے احباب خود مہمانوں کے صندوق وغیرہ اٹھا کر کاروں میں رکھتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور عہدے دار لوگ بھی تھے۔ امیر جماعت ڈاکٹر عزیز احمد اور ان کے بھائی جو وکیل ہیں وہ بھی اسی طرح مہمانوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ میں نے باہر آ کر پوچھا کہ ہمارے سورینام والے دوست کہاں گئے تو جواب ملا کہ وہ تو مرکز پہنچ چکے ہیں۔

میں ان کے اس اعلیٰ انتظام کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ دوستوں کو بالکل ہی انتظار نہ کرنا پڑی اور سواری کا بالکل مکمل انتظام تھا۔ ورنہ ہوائی اڈے سے نکلنے کے بعد بعض اوقات بس کا بہت دیر تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ یہاں سب انتظامات مکمل تھے پھر جب ہم مرکز میں پہنچے تو دیکھا کہ تمام احباب وہاں موجود ہیں۔ ناظمین ان کے نام بول رہے ہیں اور انہیں مختلف احباب کے ساتھ بھیجنے کی اطلاع دے رہے ہیں۔ اس طرح جتنے مہمان تھے سب کو مختلف احباب کے سپرد کر دیا گیا اور سب کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد تھوڑا سا وقت گذرنے کے بعد دیکھا کہ تمام سورینامی دوست غائب ہو چکے ہیں۔ وہ سب اپنے اپنے میزبانوں کے ساتھ ان کے گھروں کو چلے گئے جو مختلف مقامات پر بود و باش رکھتے ہیں اور سب میزبانوں کے ذمہ تھا کہ وہ احباب کو وقت پر جلسوں میں شمولیت کے لئے ساتھ لائیں اور ان کے اور اپنے کھانے کا بندوبست کریں۔ چنانچہ ٹرنی ڈاڈ کے دوستوں نے اپنی مہمان نوازی کا نہایت ہی خوش کن مظاہرہ کیا۔ مختلف مقامات سے آئے ہوئے دوست آپس میں ملتے ہی شیر و شکر ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ بعض احباب کو دو دو تین تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ مگر وہ باوجود دوری کے احباب کو وقت پر جلسہ میں شریک کرتے اور خود بھی شریک ہوتے رہتے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں کہ انسان رات کے دس بجے جلسہ ختم ہونے پر واپسی کا سفر اختیار کرے اور ایک بجے یا دو بجے گھر پہنچ کر پھر اگلے روز صبح کے سات بجے رخت سفر باندھ لے اور ہر جگہ اپنے مہمانوں کے ساتھ پہنچے۔ مہمان اور میزبان دونوں نے ہی اسلامی بھائی چارے کا نہایت شاندار مظاہرہ کیا اور اپنے اوپر مشقت برداشت کر کے تمام جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔ ان میں بچے جوان اور بوڑھے سبھی شامل تھے اور سب کے سب ہمیشہ خوش نظر آتے تھے۔

جب وہ جلسوں میں شامل ہوتے تو مجھے ان سے پھر ملنے کا موقعہ ملتا۔ ان سے دریافت کیا جاتا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی، وہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے اور مسکرا کر جواب دیتے جی نہیں۔ الحمد للہ۔

میری بیگم صاحبہ جو ڈچ قوم کی ہیں ان پر اس اسلامی برادری کے مظاہرے کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بھی بتلایا کہ اس کنونشن سے پہلے انہوں نے اسلامی تعلیم کو محض ایک نظریہ کے طور پر ہی دیکھا تھا مگر اس موقعہ پر انہیں اس تعلیم کے عملی پہلو کو دیکھنے اور اس سے مستفید ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ جماعت کے سب لوگ تکلیف اٹھا کر مہمانوں کی بھائی بہنوں کی طرح خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ بڑی عمر کے لوگ ہر روز دُور دراز کا سفر کر کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ دس دس دن تک لگاتار ایسا کرنا پڑتا ہے جو کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ ہم ڈاکٹر عزیز احمد صاحب امیر جماعت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ انہوں نے اپنے سونے کا کمرہ جو سب سے زیادہ آرام دہ ہے ہمارے سپرد کر دیا اور خود ایک چھوٹے سے کمرے میں منتقل ہو گئے۔ ڈاکٹر عزیز احمد صاحب اور اہلیہ صاحبہ ہمارے عرصہ قیام میں ہماری ہر طرح سے خاطر و مدارات کرتے رہے۔ ان کا گھر گویا ہمارا اپنا گھر تھا۔ جو چاہیں اور جب چاہیں خود لیکر کھائیں پئیں۔ ان کے بچے بھی بہت ہی محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے بھائی اور والدہ صاحبہ نہایت ہی محبت سے پیش آتے اور سب نہایت ہی خوشی سے ملتے۔ عزیز صاحب کی والدہ صاحبہ دوسرے شہر میں رہتی ہیں۔ ان کے ایک لڑکے کے ۹ بچے ہیں جو انکے ساتھ رہتے ہیں۔ باوجود اتنے افراد کے انہوں نے پانچ مہمان اپنے ذمے لئے تھے اللہ تعالےٰ ان سب کو ان کے اس حسن سلوک کے لئے جزائے خیر دے۔

ایک اور بات جس کا مجھ پر اثر ہوا۔۔۔ یہ ہے کہ ہمارے احباب کے دلوں میں احمدیت کی محبت بھری ہوئی ہے وہ پاکستان کی جماعتوں سے کسی طرح کم نہیں اس کا اظہار ان تقاریر اور نظموں سے ہوتا ہے جو مختلف احباب سناتے تھے۔ ان ملکوں میں انگریزی یا ڈچ زبان قومی زبانیں ہیں مگر ہمارے احباب اُردو بھی بولتے ہیں (سورینام والے زیادہ اور باقی ممالک والے کم) مگر نظمیں اُردو کی پڑھتے ہیں۔ بالکل پاکستانیوں یا ہندوستانیوں کی طرح۔ بعض خود بھی نظمیں بناتے ہیں سورینام سے وزیر صاحب اور بعض اور احباب بھی شعر کہتے ہیں نوجوانوں میں بھی بڑا شوق پایا جاتا ہے۔ احمدیت کو ترقی دینے کی سکیمیں بنائی جاتی ہیں۔

جلسہ کے دوران میں بہت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق تقاریر کیں جن سے ان کی احمدیت سے وابستگی کا بیّن اظہار ہوتا تھا۔ بہت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی خواہش ہے کہ انہیں موجودہ زمانہ کے علوم کی روشنی میں اسلام کی تعلیم دینے کا انتظام کیا جائے۔ ان ممالک کے احباب نئے زمانہ کے علوم و فنون سے کافی واقفیت رکھتے ہیں مگر اسلام کے متعلق جو کچھ انہیں معلومات حاصل ہیں وہ ان کے آباؤ اجداد کی معرفت ہی حاصل ہوئیں اور وہ معلومات ایسی نہیں کہ نئی روشنی کا انسان اپنے جدید علم کی بنا پر ان سے فائدہ حاصل کر سکے۔ یہ احباب اگرچہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی اولاد مگر ان کا سب سے زیادہ واسطہ موجودہ تہذیب و تمدن سے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کی راہنمائی صحیح طور پر کی جائے اب تک ان کو جو اسلام سے زیادہ لگاؤ ہوا ہے وہ جماعت احمدیہ لاہور کے لٹریچر سے ہوا ہے مگر ان کے لئے گہری معلومات حاصل کرنے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکا۔ تینوں جماعتوں کے کارکنان کی تجویز ہے کہ مستقبل قریب میں کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ ان علاقوں کے بہت سے لوگ اسلام کی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہو کر دوسروں کی مدد بھی کر سکیں۔ اس کے لئے وہ ایبٹ آباد کے سمر کورس کی مانند کورس کا انتظام کرنا چاہتے ہیں دراصل انہوں نے مجھے کچھ عرصہ کے لئے ان ممالک میں رہنے کے لئے کہا تھا اس پر میں نے انہیں یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ ہر سال دو تین ہفتوں کا کورس مقرر کر کے ہر ملک میں ٹریننگ سنٹر کھولیں اور باہر سے مبلغین کو منگوا کر ان سے لیکچرز کروائیں۔ جو یونیورسٹی سطح پر ہوں تاکہ اچھے تعلیم یافتہ بھی ان سے مستفید ہو سکیں۔ مولانا طفیل صاحب اور خاکسار دونوں مختلف وقتوں میں جا کر لیکچرز دے سکیں۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اپنی جماعت کے ذی ثروت احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک ایک نوجوان لڑکے یا لڑکی کو ایک یا دو سال کے لئے اپنے پاس رکھ کر انہیں دینی تعلیم دلوا سکیں تو اس سے بہت سے نوجوان صحیح اسلامی تعلیم احمدیت کے ماحول میں رہ کر حاصل کر کے اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی راہنمائی کا موجب ہو سکیں گے۔ جتنے زیادہ دوست اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہو سکے گا۔ اگر احباب اپنے ناموں سے ہمیں پیغام صلح یا سیکرٹری صاحب کی معرفت اطلاع دیں تو اس کے مطابق ہم ان جماعتوں سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو پاکستان بھجوانے کا انتظام کرنے جائیں گے۔ آنے جانے کا کرایہ وہ لوگ خود ادا کر سکیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کو واپسی کا کرایہ دینا پڑے جو کہ ہماری مرکزی جماعت ضرور مہیا کرے گی۔ میرا خیال ہے کہ ہماری لاہور کی جماعت میں ایسے کافی دوست موجود ہوں گے جو سورینام۔ گی آنا اور ٹرینیڈاڈ کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ایک سال اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دے سکیں گے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب اس اپیل کی طرف خاص توجہ دیں گے اور اگر اس کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی جائے تو اور بھی بہتر ہو گا۔ یہ کام تبلیغ اور کتب بھیجنے سے بھی زیادہ مفید ہو گا کیونکہ یہ ایک صدقہ جاریہ ہو گا۔ اور ان لوگوں کی معرفت بہت سے لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے واقفیت حاصل ہو گی انشاء اللہ — ہماری جماعت تعداد کے لحاظ سے کافی بڑی ہے اللہ تعالےٰ انہیں اور بھی مضبوط کرے۔

کنونشن کا افتتاح ۲۵ راگست کو بعد نماز جمعہ پرنسے ستام ٹاؤن ہال میں ہوا۔ ڈاکٹر عزیز احمد امیر جماعت ہائے احمدیہ نے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کا تعارف کرایا۔ ٹاؤن ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا آپ کے بعد جماعت کے ایک ممبر نے جو ہائیکورٹ کے جج بھی ہیں افتتاحی تقریر کی۔ آپ کے بعد مولانا طفیل صاحب نے کنونشن کی غرض و غایت پر لیکچر دیا۔ مسز وائٹ نے بھی "تمام انسان ایک قوم ہیں" کے موضوع پر تقریر کی اور بتلایا کہ اسلام کا یہ نظریہ دراصل موجودہ زمانہ کی خرابیوں کو دور کر سکتا ہے بشرطیکہ تمام لوگ اسلام کی تعلیم پر عمل شروع کر دیں۔ خاکسار نے بھی اپنی تقریر میں مساوات نسل انسانی پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام تمام انسانوں کو ایک اُمت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ تمام انسان ایک ہی خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ تمام انسان خدا سے یکساں تعلق پیدا کر سکتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے تمام اقوام کی طرف اپنے انبیاءؑ بھیجے ہیں۔ اسلام مرد و عورت کو بھی مساوی قرار دیتا ہے ان کی زندگی کا مقصد ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کا بندہ بن جائے۔ مرد و عورت دونوں کی پیدائش اسی غرض کے لئے ہے۔ یہ نہیں کہ عورت مرد کی خاطر اور مرد خدا کی خاطر پیدا ہوا ہے جیسا کہ بائبل کہتی ہے — پھر اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ ہر بچہ جو دنیا میں آتا ہے وہ بغیر گناہ کے دنیا میں آتا ہے۔ وہ کسی گناہ کے نتیجہ کے طور پر دنیا میں نہیں آیا۔

برادرم تایو صاحب نے بھی اسلامی مساوات کے متعلق تقریر کی اور بتلایا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو تمام نسلی امتیازات کو مٹاتا ہے۔ افریقہ والوں کے لئے اگر کوئی مذہب فائدہ مند ہو سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ ہر مقام پر "مساوات نسل انسانی" کے متعلق اسلامی تعلیم کو واضح طور پر پیش کیا جاتا رہا۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے احباب کو کھانے کی دعوت بھی دی جاتی رہی اور مختلف مقامات پر احباب جمع ہو کر مختلف احباب کے لیکچرز بھی سنتے رہے۔ اس ملک کے ہر اچھے شہر اور قصبہ میں اجتماعات کئے جاتے رہے ایک نئی مسجد کا افتتاح ہوا جو ہمارے افریقی بھائی معلم تایو صاحب نے کیا۔ اس موقعہ پر بھی دو صد کے قریب احباب جمع تھے۔

کنونشن کا وقت بہت جلدی گذر گیا حالانکہ ہر روز جلسے کئے جاتے تھے۔ جوں جوں وقت گذرتا دوست جدائی کو محسوس کرتے۔ انہوں نے نہایت ہی محبت و تپاک سے یہ دن گذارے۔ یہ ایک بہت مبارک وقت تھا جو ہر روز نصیب نہیں ہوتا۔ سب دوست محض ایک ہی مقصد کے لئے جمع تھے اور وہ یہ تھا کہ آپس میں مل کر اسلام کی ترقی کی راہیں سوچی جائیں اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جائیں۔

آخری دن تینوں جماعتوں کے افراد نے اپنی اپنی جماعت کی کارکردگی کی رپورٹیں پیش کیں جو بہت ہی حوصلہ افزا تھیں ان سے صاف عیاں تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام و احمدیت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس کے بانی

www.aaiil.org

دراصل مولوی امیر علی صاحب آف ٹرنی ڈاڈ ہوئے تھے جو جنگ سے بہت پہلے لاہور سے تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک واپس تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر احمدیت کی تعلیم کا چرچا بھی کیا اور جماعت احمدیہ لاہور کا لٹریچر بھی پھیلایا۔ اس وقت سے احمدیت کی ترقی ہونا شروع ہوئی۔ آج ہر ملک میں ہزاروں کی تعداد میں احمدیت پر قربان ہونے والے موجود ہیں۔

ایک حیران کن امر یہ ہے کہ ان ممالک میں جماعت ربوہ کے عقائد سے بہت ہی قلیل لوگ متفق ہوتے ہیں۔ اور باوجود انکے مبلغین کی موجودگی کے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کو ہی قبول کیا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کو ہی جماعت احمدیہ اور اس کے ماننے والوں کو احمدی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور بیرونی ممالک میں احمدیت کا نام نہیں لیتی مگر ان ممالک میں جا کر معلوم ہوتا ہے کہ صرف ہماری جماعت کو ہی جماعتِ احمدیہ کہا جاتا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کا لٹریچر ہی مقبول عام ہے۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت لوگ بھی زیادہ تر اس لٹریچر کو استعمال کرتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو اور بھی زیادہ کام کرنے کی توفیق بخشے۔

ہم لوگ پانچ تاریخ کی شام کو واپس سورینام پہنچے۔ اگلے دن مختلف دوستوں سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ اور اسی روز شام کے سات بجے ایک نئی مسجد کا جو پارہ ماری بو کے مضافات میں بنائی گئی ہے اور جس کے امام عثمان احمد علی صاحب ہیں، افتتاح کرنے کی رسم تھی۔ مسجد کے امام صاحب نے مجھے پہلے سے افتتاح مسجد کے لئے کہا ہوا تھا۔ بہت سے احباب اس موقعہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ آٹھ بجے کے قریب مسجد کا افتتاح دو رکعت نفل ادا کر کے کیا گیا۔ چونکہ ہم نے ۹ بجے ہوائی اڈے پر پہنچنا تھا اس لئے کوئی بھی تقریر کا موقعہ نہ تھا۔ خاکسار نے مختصر الفاظ میں اس نئی عالی شان مسجد کو آباد رکھنے کی طرف احباب کو توجہ دلائی اور کہا کہ اگرچہ مسجد کا بنانا بہت مشکل کام ہے کیونکہ اس پر بہت سا روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر اسے آباد رکھنا اور بھی مشکل ہے اس لئے احباب پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہو کر اس مسجد کو آباد رکھنے کی کوشش کریں اور کرتے رہیں۔

میری بیگم صاحبہ نے مختصر الفاظ میں جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے انہیں کنونشن پر بلایا اور اس طرح انہیں نَو مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ملنے کا موقعہ دیا۔ انہوں نے اس قلیل عرصہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ پہلے جو کچھ سیکھا اور پڑھا تھا وہ سب کچھ تھیوری یا نظریئے کے طور پر تھا مگر اَب انہیں اسلام کی تعلیم کا عملی سبق ملا ہے۔ اس کے بعد ہم ہوائی اڈے کی طرف روانہ ہو گئے اور نو بجے معین وقت پر وہاں پہنچ گئے۔ بہت سے احباب ہمیں الوداع کہنے کے لئے... تشریف لائے ہوئے تھے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

سوا دس بجے ہمارا ہوائی جہاز ہالینڈ کے لئے روانہ ہوا اور اگلے روز ہم دو بجے کے قریب بخیر و عافیت ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ سفر ذرا مختصر سا تھا۔ احبابِ سرینام سے زیادہ ملنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اس کی حسرت باقی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پھر جلد موقعہ دیا تو ان سے زیادہ دیر تک ملنے کا موقعہ ملے گا۔ انشاء اللہ۔ احباب کرام دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس علاقے کی جماعتوں کی دینی و علمی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

وما توفیقنا الا باللہ

اعلانِ حق

جناب ایڈیٹر صاحب۔ پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم۔ نومبر ۱۹۷۰ء میں مَیں نے قرآن مجید کی تعلیم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے مولانا احمد گل صاحب اور مسٹر اعجاز صاحب کے توسط سے قبول اسلام کا اعلان کیا جو ۹ ر دسمبر ۱۹۷۰ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ میرے تبدیلیٔ نام کا اعلان شائع فرما دیں اور میرے لئے دُعا فرمائیں۔ جس طرح میں نے اس مقامِ مسیح ابن مریم ؑ کو پہچانا ہے اب ہر ایک مسیحی سے اس کا اعلان کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں تا بہت سے لوگ کفر و شرک کو ترک کر کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے گناہ سے نجات حاصل کر کے دینِ اسلام کو قبول کریں۔ والسلام۔

خاکسار عبدالرحمٰن۔ سابق ہنری مارٹن جان مبشر انجیل معرفت مولانا احمد گل صاحب مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔

ایک ہی کامل الصفات ذات ہے جو عبادت کے قابل ہے

اس کے صفات کسی اِنسان کو نہ دو

مسیح ؑ کے درجات کو رسُول اللہ صلعم کے درجات سے نہ بڑھاؤ۔

ارشاداتِ مسیحِ موعود ؑ۔ بسلسلہ صفحہ اوّل

جھگڑے کو فیصل کر دے گا اور جس قدر الزامات یہودی تجھ پر لگاتے ہیں ان سے تجھے پاک ٹھہرائے گا۔ تین ترتیبوں کے تو یہ مخالف بھی قائل ہیں۔ یعنی رافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ یہ تو مانتے ہیں کہ مرتب کلام ہے۔ اس میں جو پیشگوئی وعدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ پُورا ہو گیا۔ جسمانی رفع کے قائل اس میں کچھ کہہ نہیں سکتے۔ مگر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب تین ترتیبوں کے وہ قائل ہیں اور انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے تو توفّی کے لفظ کو اُٹھانے کی بے فائدہ کوشش کیوں کرتے ہیں۔ بھلا یہ یہودی سیرت اختیار کر کے بتاؤ تو سہی اس لفظ کو رکھو گے کہاں؟ اگر رفع کے بعد رکھو تو واقعات خارجہ کے خلاف ہے۔ رفع اور تطہیر میں فاصلہ نہیں ہے۔ بلکہ رفع کے بعد تطہیر ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے اس الزام سے کہ وہ نبی بھی نہیں مانتے تھے اور ملعون قرار دیتے تھے۔ اور عیسائی کہتے تھے کہ ابن اللہ اور رب اللہ ہیں۔ جس کو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اور وہ ہمارے لئے ملعون ہوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بری کیا ہے۔ یہ دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ ان کو الگ کر سکتے ہی نہیں۔ اور وجاعل الذین اتبعوک کو دیکھو تو وہ قیامت تک مطھرک کے بعد کسی دوسرے لفظ کو آنے ہی نہیں دیتا۔ پھر اس کو رکھو گے تو کہاں رکھو گے۔ جس طرح پر واقعات ظہور میں آئے اسی طرز سے بیان کیا ہے۔ اَب اُلٹ پلٹ کر کہاں رکھ سکتے ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ تمہیں خدا تعالےٰ کے کلام کے ساتھ اس قدر دشمنی کیوں ہے جو اس کی ترتیب توڑنا چاہتے ہو۔ کیا تم کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی خدائی ثابت کرو۔ عیسائیوں کے اس مُردہ خدا کو کہیں تو مرنے دو۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف ان کی نسبت ایسے عقیدے رکھنے چاہتے ہو۔ جو ان کو خدا بناتے ہو۔ ان کی وہی مثال ہے ایک شخص تو کسی کی نسبت کہتا ہے کہ وہ مر گیا مگر دوسرا کہتا ہے کہ نہیں مرا تو نہیں، مگر نبض اس کی نہیں چلتی۔ بدن بھی ٹھنڈا ہو گیا ہے سانس بھی نہیں آتا۔

اے دانشمندو! غور تو کرو۔ اس کے مرنے میں کیا شک رہا۔ جس کی زندگی کا کوئی بھی اثر نہیں پایا جاتا۔ کہتے ہو کہ مسیح ؑ خدا نہیں۔ مگر مانتے ہو کہ وہ آج تک زندہ ہے۔ اور زمانہ کے اثر سے محفوظ اور لا تبدیل غیر متغیر ہے۔

کہتے ہو مسیح ؑ خالق نہیں مگر مانتے ہو کہ اس نے بھی کچھ چڑیاں بنائی تھیں جو ان چڑیوں میں مل گئی ہیں۔ کہتے ہو کہ مسیح ؑ عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو۔ کچھ تو خدا کا خوف بھی کرو۔ یہی باتیں ہیں جنہوں نے نصاریٰ کی قوم کو جرأت دلا دی ہے اور تمہاری قوم کا ایک بڑا حصہ گمراہ کر ڈالا۔

تمہیں کب خبر ہو گی جب سارا گھر لُٹ چکے گا۔ تم میرے ساتھ دشمنی نہیں کرتے مگر اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہو۔ مَیں نے کونسی انوکھی بات کہی تھی۔ میں تم سے کیا کچھ مانگتا ہوں۔ پھر مجھ سے عداوت کی کیا وجہ۔ کیا اس لئے کہ مَیں کہتا ہوں کہ ایک ہی کامل الصفات ذات ہے جو عبادت کے قابل ہے۔ اس کے صفات کسی انسان کو نہ دو۔ اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک ہی کامل انسان گذرا ہے جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ مسیح ؑ کے درجات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سے ہرگز نہ بڑھاؤ۔ اس لئے کہ وہ ان صفات سے ہرگز موصوف نہیں جن سے موصوف تم مانتے ہو۔ خدا کے لئے سوچو! یہ یاد رکھو کہ آخر مرنا ہے اور خدا کے حضور جانا ہے۔

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

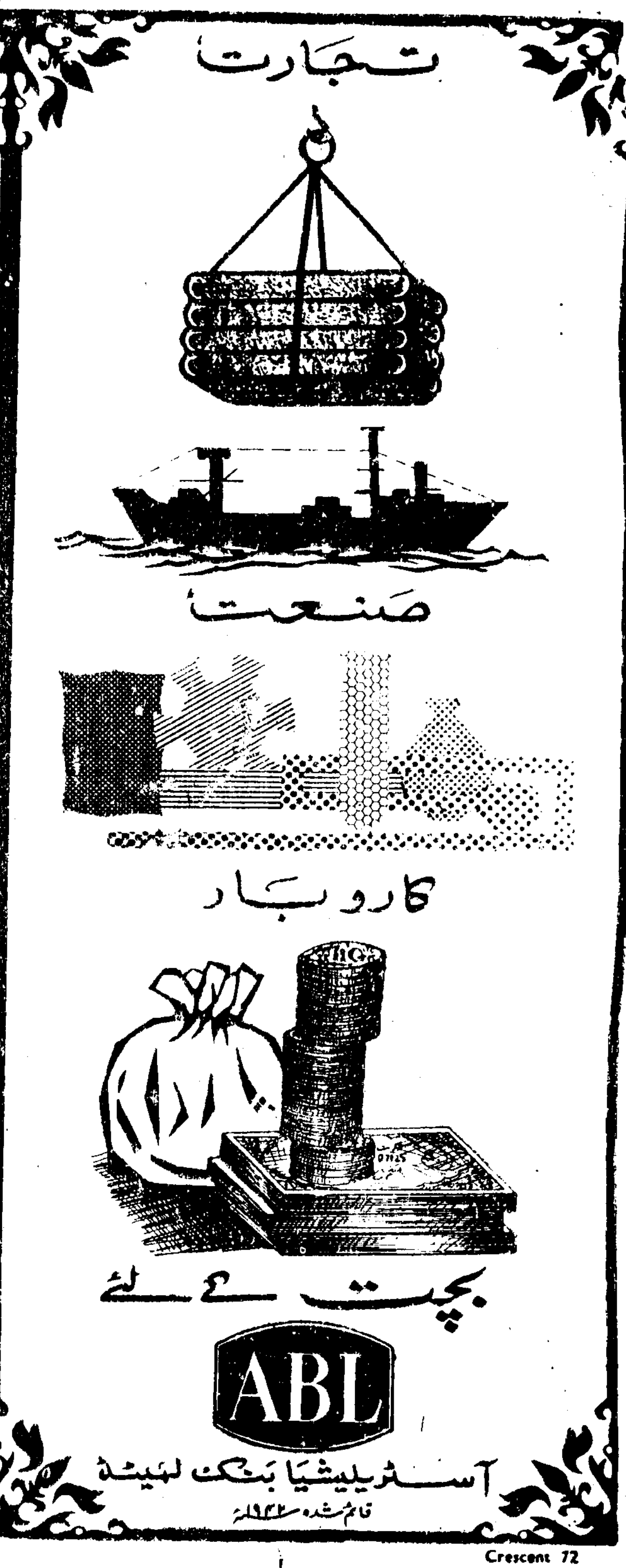

صاحب نے فرمائی۔ اور صدارتی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ خاکسار نے بھی سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

۵ بجے شام ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل میں احمدی اور غیراز جماعت معززین کو عصرانہ پیش کیا گیا۔ یہ مجلس بڑی کامیاب رہی۔ اس کی صدارت نامور قانون دان محترم خالد ایم اسحاق نے فرمائی اور نہایت عمدہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے نہایت دلپذیر تقریر فرمائی۔ اور لوگوں کو حضرت ام موسیٰ کا واقعہ قرآن مجید سے بیان کر کے حقیقی اسلامی تعلیم پر کاربند ہونے کی تلقین کی۔

خاکسار نے ہر دو تقاریر پر تبصرہ کر کے احباب کو ان نیک باتوں پر کاربند ہونے کی تلقین کی۔

اس مجلس میں وکلاء، ڈاکٹر، صنعتکار اور دوسرے بہت سے معزز افراد شامل ہوئے۔

ازاں بعد کراچی یونیورسٹی میں محترم ڈاکٹر یوسف احمد صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی کے پیشکردہ عشائیہ میں حضرت امیر اور دوسرے مہمانوں نے شرکت کی اور دونوں پر بعض معزز دوستوں سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ خاکسار ان تمام احباب کراچی کا مشکور ہے جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے میرے ساتھ خاص طور پر تعاون فرمایا۔ ان کا بھی عنقریب دوسری رپورٹ میں

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دِل سے ہیں خُدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سواہئے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۲

رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی توفیق ملنا خدائی نعمت ہے۔

فدیہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔

ارشادات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے۔ اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جا رہا ہوں تو دعا کرے کہ الہٰی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے۔ میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال ہوں یا نہ ہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا۔ اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مؤمن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے۔ مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا، تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

بحرِ حکمت کے موتی

حصولِ جنت کا طریق

عن ابی ھریرۃ انّ اعرابیًا اَتی النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال دلّنی علی عملٍ اذا عملتہٗ دخلت الجنّۃ قال تعبد اللّٰہ ولا تشرک بہٖ شیئًا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدّی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہٖ لا ازید علی ھٰذا فلمّا ولّی قال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من سرّہٗ انّ ینظر الی رجلٍ من اھل الجنّۃ فلینظر الی ھٰذا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی صلعم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کام بتلایئے کہ اسے کر کے جنت میں چلا جاؤں۔ فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز کو قائم رکھ اور مقررہ زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس پر نہ بڑھاؤں گا جب وہ چلا گیا تو نبی صلعم نے فرمایا جو اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے وہ اسے دیکھ لے۔

(باقی بر صلہ اشتہار کے پیچھے)

سرینام سے جگو صاحب کی آمد

سرینام۔ (جنوبی امریکہ) سے الحاج عبدالرحیم جگو صاحب ۱۵ اکتوبر کو احباب سے ملاقات کے لئے پاکستان تشریف لائے ہیں، جگو صاحب تبلیغ کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں اور وہ چھٹی مرتبہ پاکستان تشریف لائے ہیں۔ یہاں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد جدہ تشریف لے جائیں گے۔

یوم حضرت مولٰنا محمد علیؒ

۱۵ اکتوبر۔ اتوار بعد دوپہر جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں یوم حضرت مولٰنا محمد علیؒ زیر صدارت عبدالرحیم جگو صاحب منایا گیا از اں بعد مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا سالانہ اجلاس ہوا۔ جس میں نئے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔ بعد میں خواتین و احباب کی افطاری کرائی گئی اور عشائیہ دیا گیا۔
مفصل رپورٹ آئندہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

www.aaiil.org

گاہے گاہے باز خواں

حزبِ عقائد کے فتنے

اخبار الجمعیتہ دہلی ،مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۵۲ء) کا یہ مضمون اگرچہ بہت پرانا ہے لیکن آج بھی پیش آمدہ حالات کے عین مطابق ہے سوائے اس کے کہ وہ حربۂ تکفیر جو پہلے دہابیوں پر چلتا تھا اب انکی طرف سے احمدیوں کے خلاف چل رہا ہے ، کاش ہمارے اہلحدیث برادران اس پر غور کریں کہ جس حربہ سے وہ کل نالاں تھے ، آج اسی کو احمدیوں کے خلاف چلا کر انہیں کتنے نفلوں کا ثواب پہنچ سکتا ہے ۔

آپ نے سُنا ہو گا کہ بمبئی میں وہابی اور بدعتی کی وہ بحث چلی اور فریقین میں وہ اختلاف پیدا ہوا کہ شریف اور خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ ایک فریق نے دوسرے فریق کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ایک جماعت نے دوسری جماعت کے لوگوں کو جہنمی ٹھہرایا ۔ اور اس نفاق و شقاق کی آگ اس حد تک مشتعل ہوئی کہ ایک مسلمان کا دوسرے محلہ میں جانا مشکل ہو گیا اور آپس کے سلام و کلام پر بھی اوس پڑ گئی ! اب ہمارے پاس یو۔پی کے بعض اضلاع سے خبریں آ رہی ہیں کہ وہابی اور بدعتی کا فتنہ وہاں سر اُٹھا رہا ہے ۔ اور حزبِ عقائد کے اکھاڑے قائم ہو رہے ہیں ۔ اور ان کے نتیجہ میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے ۔ حتیٰ کہ شادی بیاہ اور معاشرتی تعلقات میں بھی کھنڈت ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں ہمیں دیوان (وندھیہ پردیش) سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ایک فریق نے دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے ہیں ۔ اور یہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ جو شخص وہابیوں سے راہ و رسم اور تعلقات رکھے گا یا اسے ایسے لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہو گی وہ نہ صرف یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گا بلکہ اسلام کا دشمن بھی قرار دیا جائے گا ۔ اسی اطلاع میں ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ چند ایسے خوش اعتقاد لوگوں کو جنہیں وہابی مشہور کر دیا گیا تھا ، ان پر اور ان کے خاندان پر شہر کی مسجدوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں ۔ حتیٰ کہ وہ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے جو ان ہی کے پڑوس میں واقع ہے ۔

اس بات کو توفی الحال جانے دیجئے کہ اس نازک دَور میں وہابی اور غیر وہابی کا جھگڑا کون لوگ پیدا کر رہے ہیں اور اس سے ان کی غرض کیا ہے ؟ اور جو لوگ پس پردہ اختلاف کے تاروں کو حرکت دے رہے ہیں ۔ وہ اہلِ سیاست ہیں یا نا اہلِ ریاضت ؛ کیونکہ اس حقیقت کے چہرہ کو بے نقاب کرنا نہ ہمارے لئے مناسب ہے اور نہ اس کا کوئی اچھا اور مفید نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے ۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ میدان میں آ کر کافر گری کا پیشہ اختیار کر رہے ہیں وہ وہی علماءِ سُو اور عالم نما جاہل ہیں جن سے اُمّت نے ہمیشہ پناہ مانگی ہے اور جن کی مذمت ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے لیکن اس کا کیا علاج ہے آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے عوام کے دلوں پر جاہل واعظین کا ہی سکّہ رواں دَواں چلا آیا ہے اور مسلم عوام ہمیشہ ان ہی کے کنٹرول میں رہے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پیشہ ور اور تفریق پسند واعظین عوام سے کافی ربط رکھتے ہیں گویا انہیں صحیح معنی میں ہمیشہ سے ماس کنٹیکٹ (رابطہ عام) حاصل رہا ہے ۔ اور یہ پیشہ ہی ایسا ہے جو قدرتی طور پر ایک واعظ کو عوام سے ملاتا ہے اور اسے موقعہ دیتا ہے کہ وہ جاہلوں کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ان کی کھیتی کو چرتا رہے اور حزبِ عقائد کا فتنہ کھڑا کر کے اپنے گروہ کو مضبوط بنالے اور ان کی عصبیت اور جہالت سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے جگہ پیدا کرے اگر غور سے دیکھا جائے تو دراصل یہ لوگ بڑے بزنس مین (کاروباری لوگ) ہوتے ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ جب تک دوسروں کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا نہ کی جائے ، وہ اپنے حامیوں کا کوئی گروہ پیدا نہیں کر سکتے ، وہ اپنے گروہ میں جارحانہ ذہنیت پیدا کر کے اپنی صداقت کا یقین دلاتے ہیں اور انہیں باور کراتے ہیں کہ اہلِ حق صرف وہی ہیں اور جو لوگ ان کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں وہ کافر ، وہابی ، دشمنِ اسلام اور واجب التعزیر ہیں ! اور جب وہ جہالت اور دناءت کی اس سطح پر آ جاتے ہیں تو ان سے اس تفریق بین المسلمین کی قیمت وصول کی جاتی ہے اور ان کی عزت و آبرو غیرت اور سرمایہ پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور ان کی جہالت کو آمدنی کا مستقل ذریعہ بنا لیا جاتا ہے مطلب یہ کہ اسلام اور کفر کے نام پر یہ عالم نما جاہل اپنی دوکانوں کو سجاتے ہیں اور دوسروں کو اسلام کا دشمن ظاہر کر کے اپنوں سے بڑی بڑی قیمت وصول کرتے ہیں ۔

غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کا اصل فتنہ باہر نہیں ہے بلکہ خود ان کے اندر موجود ہے اور وہ فتنہ یہ ہے کہ اصول پر فروع کو ترجیح دی جائے اور جن مسائل میں نظریات کا اختلاف ہے انہیں کفر اور اسلام کا معیار بنایا جائے ۔ مسلمانوں کی تباہی کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں سب سے بڑا سبب یہی فتنہ ہے کہ ہم نے اصولوں کو پامال کیا اور فروع کو سر پر اٹھایا ۔ فرائض کو ترک کیا اور مستحبات کو سینے سے لگایا ، محکمات کو نظر انداز کیا اور متشابہات کے پیچھے لگ گئے ! ہمیں اس پر افسوس نہیں ہوتا کہ مسلمان اسلام کے انقلابی پیغام سے یکسر بیگانہ ہیں ، لیکن اس پر خوشی ہوتی ہے ۔ آمین و رفع یدین کے مسائل پر جھگڑے ہوں اور وہ اصول و فرائض کی جگہ لے لیں ! ہمیں اُمت کے مستقبل کی کوئی فکر نہیں ، ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہمارے بچے دین مبین کے اصول سے بیگانہ و علیحدہ ہو رہے ہیں اور ان میں جنسی اور اخلاقی انارکی پھیل رہی ہے ، لیکن ہمارا دماغ داڑھی مونچھوں کے طول و عرض میں خوب اُلجھتا ہے اور گیارہویں اور مولود کی بحثوں کو اس طرح سطح پر لایا جاتا ہے کہ گویا اسلام کی ترقی کا راز صرف ان ہی میں پوشیدہ ہے ! جب تک مسلمان اصول پر فروع کو ترجیح دیتے رہیں گے ، اور اُمت کے مجموعی مسائل سے انہیں کوئی دلچسپی نہ ہو گی اور وہ یہ نہ سمجھیں گے کہ اسلام کا آفاقی مشن کیا ہے ، وہ تباہی کے غار سے کبھی نہ نکل سکیں گے اور یہی ایک فتنہ ان کے لئے ہزاروں فتنے بپا کرتا رہے گا ۔ افسوس جو لوگ فرائض اور واجبات کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے وہ وہابی اور غیر وہابی کی بحثوں میں سب سے آگے رہتے ہیں ، اگر ایسے لوگوں پر خدا کا عذاب آئے تو کوئی حیرت نہیں بلکہ حیرت اس پر ہونی چاہیئے کہ وہ اب تک غضبِ الٰہی سے کس طرح بچے رہے ؟

ہم نے اب تک عالم نما جاہل واعظوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے مگر ہمارے نزدیک سب سے بڑے مجرم وہ مسلمان ہیں جو ان کا ساتھ دے کر اپنے شیرازہ کو منتشر کر رہے ہیں ، جب یہ لوگ خود مفسدوں کے لئے آمدنی کا ذریعہ بنتے ہیں تو ان لوگوں کا کیا قصور جو انہیں احمق بنا کر اپنا کام نکالتے ہیں ! اگر مسلم عوام ایسے مفسدین اور اشرار سے صاف صاف کہہ دیں کہ وہ تفریق بین المسلمین کی کوئی بات سننا نہیں چاہتے اور حزبِ عقائد سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تو کوئی رہزن میدان میں آنے کی جُرأت نہیں کر سکتا ۔ ان سے صاف صاف کہہ دیا جائے کہ اگر وہ اسلام کا صحیح پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے اور مسلمانوں کو متحد ہونے کی تلقین کریں گے تو ان کو مالی مدد دی جائے گی ورنہ ان کی جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں ڈالا جائے گا ۔ تو ان رہزنوں کا دماغ صرف ایک روز میں ہی درست ہو سکتا ہے ۔ پھر تو وہ ایسے بن جائیں گے گویا وہی اتحاد کے علمبردار ہیں اور تفریق بین المسلمین کو سب سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں ۔ مگر مسلمان جہلا کو کون سمجھائے ، وہ اتحاد ، محبت اور رواداری کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھائیں گے ، مگر افتراق ۔ دشمنی اور نفرت کی طرف اس طرح دَوڑیں گے اور رہزنوں کے گرد اس تیزی سے جمع ہوں گے کہ گویا انہیں سعادتِ دارین حاصل ہو رہی ہے اور ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو رہے ہیں ! تم مفسدین اور علمائے سو کا رونا کیا روتے ہو رونے کے قابل تو وہ لوگ ہیں جو ہر شیطان کو سر پر اُٹھاتے اور ہر لٹیرے کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں ، کیا ایسے مسلمان قابلِ مذمت نہیں جو کسی نیکی اور سچائی کی طرف نہیں آتے ہر بدی اور شرارت پر کھیوں کی طرح گرتے ہیں اور اپنی گردن اپنے ہی ہاتھوں سے کاٹ ڈالتے ہیں ؟ ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ صالحین اور مصلحین کو ذبح کیا اور مفسدین کو اپنا پیر بنایا ہے ! مفکرِ شرق جمال الدین افغانی پر پتھراؤ کرنے والے وہی مسلمان ہیں جنہوں نے ہر پاگل کو ولی سمجھا اور ہر خرافاتی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے ۔

ہم عرض کریں گے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے انصاف نہیں کر سکتا تو وہ غیر مسلموں کی شکایت کس منہ سے کرتا ہے ؟ اگر مسلمان آپس ہی میں اختلاف رائے کا احترام نہیں کر سکتے تو وہ دوسروں کی تنگ نظری پر کیوں منہ بسورتے ہیں ؟ اگر وہ مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان پر مسجد کے دروازے تک بند کر سکتے ہیں تو وہ کیوں چلّاتے ہیں کہ غیروں نے مسجدوں کی بے حرمتی کی اور انہیں مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا ! اگر مسلمانوں کا ایک گروہ مسلمانوں کے دوسرے گروہ کو برداشت نہیں کر سکتا تو انہیں مکمل تباہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے ۔

خدا کی غیرت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ جو لوگ اس نازک دَور میں بھی اتحاد ، محبت رواداری و انصاف کا سبق نہیں سیکھ سکتے وہ عزت کے ساتھ زندہ رہیں ۔ اور دوسروں کے ہاتھوں انہیں ذلیل و خوار نہ کیا جائے !

ہم مسلمانوں سے ادب کے ساتھ عرض کریں گے کہ وہ پرانے فتنوں کو جگا کر اُمت میں انتشار پیدا نہ کریں ۔ اور جو پیشہ ور رہزن باز نہ آئیں انہیں اپنی نظروں سے گرا کر ہمیشہ کے لئے بے نام و نشان کر دیں !

لاہور میں نمازِ تراویح ماہ رمضان میں لاہور کے چار مقامات ــــ احمدیہ بلڈنگس ، مسلم ٹاؤن ، دارالسلام (احمدیہ کالونی) اور چھاؤنی میں نمازِ تراویح پڑھائی جا رہی ہے ۔ احباب حسب سہولت ان میں سے کسی جگہ نمازِ تراویح میں شمولیت فرمائیں ــــ

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء

مجاہدۂ رمضان
اور جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض

رمضان شریف ایک مجاہدہ کا مہینہ ہے، جس کی غرض جسمانی خواہشات میں کمی کرکے اپنی توجہ کو روحانیات کی طرف لگایا جائے، یہ ایک روحانی تربیت و ٹریننگ کا مہینہ ہے، اور دن بھر کا روزہ اس ٹریننگ کا ایک حصہ ہے جس میں کھانا پینا ترک کرکے اپنے جسم کو اس قابل بنانا مقصود ہے، کہ رات کا زیادہ حصہ عبادات اور دعاؤں میں بسر کیا جائے۔ لیکن عام طور پر لوگ دن بھر کے روزہ کا بدل افطاری، عشائیہ اور سحری میں عمدہ لذیذ اور مرغن غذاؤں کے ذریعہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ روزہ سے جو تھوڑی بہت کمزوری لاحق ہوتی ہے، رات کو زیادہ اچھی غذاؤں سے پیٹ بھر کر اس کو رفع کر لیا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر بھی جسم کی پرورش کا سامان کرکے اسے فربہ بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس افسوسناک صورت حال کا ذکر روزنامہ "مشرق" (مورخہ ۱۳ اکتوبر) میں ایک خاتون فریدہ حفیظ نے ان الفاظ میں کیا ہے:—

"روزہ کا مطلب تزکیہ نفس ہے مگر جس تکلف سے سحری اور افطاری کا اہتمام ہوتا ہے اس سے تو روزے کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے، اصولاً تو رمضان میں وزن کم ہو جانا چاہیئے، مگر سچ جانیئے ہم نے ایسے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو رمضان کے بعد بھاری بھرکم نظر آنے لگتے ہیں سحری کے وقت یہ عالم ہوتا ہے کہ سائرن یا اذان ہونے تک کھائے چلے جاتے ہیں عام طور پر سحری کے ایک گھنٹہ بعد جاگنے کی کسر افطاری کے وقت تک سو کر پوری کی جاتی ہے پھر افطاری پر بھرپور حملہ ہوتا ہے اس کے بعد کا پروگرام بڑا مختصر ہوتا ہے رات کا کھانا کھایا اور پڑ کر سو رہے۔"

غرض بہت کم لوگ ہیں جو روزہ کی اصل غرض کو مد نظر رکھ کر دن کے روزہ کے بعد رات کو تھوڑا کھا کر عبادت اور دعاؤں میں گذارتے اور زیادہ کھانے پینے سے جسم کی پرورش کی بجائے تزکیہ نفس کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں عبادات پر بڑا زور دیا ہے، نماز تراویح انہی عبادات کا ایک حصہ ہے جو آپ نے تین رات باجماعت پڑھائی اور پھر اس کے بعد یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایسا نہ ہو، کہ اس طرح باجماعت پڑھنا خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دے دیا جائے، نماز تراویح میں شامل نہ ہوئے، اور صحابہ کرام فرداً فرداً اس سنت کو ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے پھر باجماعت کر دیا گیا، اور بعض روایات کے مطابق آٹھ کے بجائے بیس رکعتیں کر دی گئیں، جن میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی اور رات کا زیادہ حصہ دعاؤں میں گذارا جاتا تھا، یہ بیس رکعت والی نماز تراویح آج تک اسلامی دنیا میں رائج ہے سوائے چند فرقوں کے جو سنت نبویؐ کے مطابق آٹھ رکعتوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز تراویح ان لوگوں کے لئے ہے جو رات کے پچھلے حصہ میں تہجد کے لئے اٹھ نہیں سکتے ورنہ تہجد کی نماز زیادہ ضروری ہے جبکہ عام طور پر غذا ہضم ہو کر پیٹ ہلکا ہو جاتا ہے اس وقت زیادہ رجوع الی اللہ اور دعاؤں میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اس لئے کوشش ہونی چاہیئے کہ رمضان کے مہینہ میں بالخصوص تہجد پر ملاومت اختیار کی جائے اور سجدوں کے اندر ملک اور قوم کی بہبودی اور اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں کی جائیں۔ ہمارا ملک اس وقت بڑے نازک دور سے گذر رہا ہے، ایک طرف بیرونی دشمن اسے اپنا لقمہ بنانے کے لئے منہ پھاڑے ہوئے کھڑے ہیں، دوسری طرف سیاسی رہنماؤں کی باہمی نا اتفاقیاں اور حکومت کے خلاف جوڑ توڑ ملکی استحکام کو متزلزل کر رہی ہیں اور عوام میں لوٹ مار، قتل و غارت، اغوا، سمگلنگ مہنگائی اور رشوت ستانی سے امن و امان کو جو خطرہ لاحق ہے وہ اس کے علاوہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اہل اللہ جنہیں نماز تہجد اور دیگر عبادات کی توفیق میسر ہے، دلی سوز و گداز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ اس چھوٹے سے ملک کو جو نظریۂ اسلام پر قائم کیا گیا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کا نصب العین قرار دیا گیا ہے اپنے فضل و کرم سے اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ و مصئون فرمائے اور مسلمانوں کے اخلاق و اعمال کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک صاف کرکے اس ملک کو صحیح معنوں میں پاکستان بنا دے۔

جماعت احمدیہ اس زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و بہبودی کے لئے قائم کی گئی ہے۔ حضرت امام وقتؑ کا مقصد اس جماعت کو اسلام کا بہترین نمونہ بنا کر اس کے ذریعہ اس پاک مذہب کو دنیا میں پھیلانا اور سربلند کرنا تھا، اس بارہ میں آپ کے ارشادات بڑے واضح ہیں، ایک جگہ بیعت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:—

"یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقوے شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت اور نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں، نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں، اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔"

یہ ہے جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض، ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم اس غرض کو پورا کر رہے ہیں؟ چاہیئے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے اخلاق و اعمال پر نظر ڈال کر اس بات کا جائزہ لے کہ کیا وہ مسیح موعودؑ کے اس ارشاد پر پورا اترتا ہے؟ ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:—

"میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اصلاح و تقوے کے رستہ پر چلے اور اخلاق کا اعلےٰ نمونہ قائم کرے، پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو، پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوئی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی، تو ہمارا سارا کام رائیگان گیا۔"

غور کرنا چاہیئے کہ کیا ہم بعثت مسیح موعودؑ کی اس اصل غرض کو پورا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں، تو چاہیئے کہ اس مجاہدہ کے مہینہ (رمضان المبارک) میں اپنی اصلاح کی کوشش کرکے اپنے آپ کو اس قابل بنایا جائے کہ امام وقتؑ کی بعثت کی اصل غرض اور قیام جماعت کا حقیقی مقصد پورا ہو، ضرورت ہے کہ ہمارے روزے فاقہ کشی یا بقول روزنامہ "مشرق" شکم پری میں بسر نہ ہوں، بلکہ ہم ایک مجاہد کی طرح راتوں کو جاگ کر عبادت الٰہی میں بسر کریں اور نیم شبی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے امام زمانؑ کے فرمان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق طلب کریں کہ یہی روزہ اور رمضان کا حقیقی مقصد ہے۔ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ دعاؤں کو زیادہ سنتا اور اپنے بندوں کی مضطربانہ التجاؤں کو قبول کرکے انہیں ثمرات حسنہ سے نوازتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو ہمیں چاہیئے کہ اس پر کاربند ہو کر افضال الٰہی کی کشش کا موجب ہوں، اگر تمام جماعت ماہ رمضان میں بالخصوص اس مجاہدہ کو اپنا زاویۂ عمل بنا لے تو یقیناً نصرت الٰہی ہماری دستگیری فرما کر اس قابل بنا دے گی کہ بعثت مسیح موعودؑ کی اصل غرض کو ہم پورا کر سکیں، اور اپنے پاک نمونہ اور تبلیغی مساعی کو کام میں لا کر اسلام کی سربلندی اور غلبہ کا موجب ہوں۔

تقریب نکاح مورخہ ۱۰/۱۰/۷۲ بروز سہ شنبہ محترم قاضی عبدالغفار صاحب کی دختر نیک اختر کا نکاح بعوض مبلغ /5000 پانچہزار روپیہ حق مہر قاضی مسعود احمد صاحب ولد قاضی عبدالواحد صاحب مرحوم حال مقیم لندن کے ساتھ پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح حضرت مولانا ...... عبدالحق صاحب ودیارتھی نے ارشاد فرمایا۔ اس خوشی میں دس دس روپے جانبین کی طرف سے انجمن کو اشاعت اسلام کے لئے دیئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور پُر مسرت بنائے۔ — قاضی عبدالحفیظ۔ لاہور چھاؤنی

اخبار و افکار

ڈاڑھی منڈانے والا کافر کترانے والا فاسق!

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث (مؤرخہ ۱۵ ستمبر) میں ڈاڑھی کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے یہ فتوٰی صادر کیا گیا ہے :—

" زمانہ حاضرہ میں یہ بیماری وبا کی طرح پھیل گئی ہے کہ نوّے فیصد ڈاڑھی مُنڈے یا ڈاڑھی کُترے ہیں، اس رواج عام کی وجہ سے اب ڈاڑھی رکھنا شرعی حکم نہیں سمجھا جاتا بلکہ ڈاڑھی کو عیب اور بُرا جانتے ہیں یہ عین کفر ہے، کیونکہ ڈاڑھی رکھنا اسوۂ رسولؐ اور عمل صحابہ رضؓ ہے اور جو شخص اسوۂ نبویؐ کو بُرا جانے وہ بالاتفاق کافر ہے۔

بعض اعتقاداً ڈاڑھی کو حکم شرعی سمجھتے ہیں لیکن عمداً اس کے خلاف کرتے ہیں یہ فاسق ہیں ایسے فاسقوں کو فرضی یا نفلی نماز کا امام بنانا جائز نہیں ہے نہ مؤذن مقرر کرنا درست ہے۔"

ماشاءاللہ۔ آج معلوم ہوا کہ مسلمان کہلانے والے تمام دُنیا کے نوّے فیصد لوگ کافر ہیں یا فاسق اور حقیقی مسلمان صرف دس فیصد وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں پر لمبی لمبی ڈاڑھیاں لٹکائے پھرتے ہیں

اس فتوے کی رُو سے عام ڈاڑھی منڈے پاکستانیوں کے علاوہ بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ سے لے کر پاکستان کے تمام حکمران اور دیگر مقتدر ہستیاں حتّٰی کہ علامہ اقبالؒ بھی کافر ہی تو تھے ایسا ہی صدر پاکستان اور ان کی کابینہ کے لوگ اور ممبرانِ قومی اسمبلی بھی اسی فتوے کی رو سے کافر یا فاسق قرار پائے، یہاں تک کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعظم مفتی محمود بھی، بایں ہمہ درازی ریش مشکل ہی مسلمان ثابت ہو سکیں گے کیونکہ وہ بھی جیسا کہ تصویر سے نظر آتا ہے ڈاڑھی کو ناف سے نیچے جانے نہیں دیتے اور کتر بیونت کرتے ہی رہتے ہیں۔

بہتر ہوگا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی سے "مسلمان کی تعریف" معین کرنے کا جو مطالبہ کیا جا رہا ہے، اس میں ڈاڑھی کا مسئلہ بھی سامنے رکھ لیا جائے تاکہ صدر پاکستان سے لے کر (لمبی ڈاڑھی والے مولاناؤں کے سوائے) تمام پاکستانیوں کے کُفر یا فسق میں کوئی شک باقی نہ رہے۔

اور صرف پاکستان ہی پر منحصر نہیں دیگر اسلامی سلطنتوں کے حکمران؛ و ران کی رعایا بھی جو عموماً ڈاڑھیوں سے معرا نظر آتے ہیں کافر ثابت ہوتے ہیں۔ حتّٰی کہ والیٔ مکّہ و مدینہ جناب امیر فیصل بھی فاسق ہی تو ہیں کیونکہ ان کی ڈاڑھی بھی جیسا کہ اخبارات میں ان کی تصویر سے معلوم ہوتا ہے کترائی ہوئی اور بہت چھوٹی سی ہے، اس لئے انہیں فرضی یا نفلی نماز کا امام بنانا یا ان کا اذان دینا بھی جائز نہیں۔ چلو چھٹی ہوئی، تمام دُنیا کے نوّے فیصد مسلمان کہلانے والے کافر یا فاسق ثابت ہو گئے اور تمام اسلامی سلطنتیں کفار یا فساق کی سلطنتیں ٹھہر گئیں، رہ گئے دس فیصد ڈاڑھیوں والے مسلمان۔ ہو سکتا ہے وہ بھی کسی نہ کسی مسئلہ میں باہمی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کے فتوٰے تکفیر کے نیچے آ چکے ہوں اور اس طرح ڈاڑھیوں والے مفروضہ دس فیصدی بھی مسلمان نہ رہے ہوں۔ اور سارا ہی عالم اسلام کافر ہو گیا ہو یا فاسق!

اسوۂ رسولؐ اور عمل صحابہؓ برحق، لیکن ان لمبی ڈاڑھی والوں کو کون سمجھائے کہ نہ رسول کریم صلعم نے ڈاڑھی منڈانے یا کترانے والوں کو کافر یا فاسق کہا، نہ صحابہ کرامؓ نے کسی پر کفر یا فسق کا فتوٰے لگایا، آپ ہی ہیں جو تمام اُمت کو کافر یا فاسق قرار دے کر اسوۂ رسولؐ اور عملِ صحابہؓ کو معاذاللہ پاؤں کے نیچے روند رہے ہیں فانّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

کل حرام تھا آج حلال

مودودی صاحب کا مذہب ۱۹۴۳ء میں :—

" فوٹو کے متعلق اصُولی بات یہ سمجھ لینی چاہیئے کہ اسلام جاندار چیزوں کی مستقل شبیہہ محفوظ کرنے کو بالعموم روکنا چاہتا ہے کیونکہ انسانی تاریخ کا قدیم تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ چیز اکثر فتنہ کا موجب بنی ہے، اب چونکہ اصل فتنہ صورت کا محفوظ ہونا ہے لہذا اس سے بحث نہیں کی جائے گی کہ اس کو کس طریقہ سے محفوظ کیا جاتا ہے، طریقہ خواہ سنگ تراشی ہو یا مُوقلم یا عکاسی یا اور کوئی جو آئندہ ایجاد ہو بہرحال وہ ناجائز ہی رہے گا کیونکہ یہ سارے طریقے اصل فتنے کا سبب بنتے ہیں، پس فوٹوگرافی اور مصوّری میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا، اور ممانعت چونکہ جاندار اشیاء کی تصویروں کی ہے اس لئے تمام تصویریں حرام ہوں گی۔"

" لیڈروں کی تصویریں، جلسوں اور جلوسوں کی تصویریں، یہ سب تو قطعی ناجائز ہیں خصوصاً لیڈروں کی تصویریں تو اس خطرے سے بہت قریب پہنچا دیتی ہیں جس کی وجہ سے تصویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔"

(ترجمان القرآن جولائی اگست ۱۹۴۳ء شمارہ ۱-۲ صفحہ ۳۰۹-۳۱۰ بعنوان رسائل و مسائل)

اس اقتباس کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کیا یہ انہی مودودی صاحب کے الفاظ ہیں، جن کی تصاویر آج آئے دن روزانہ اخبارات میں شائع ہوتی ہیں؟ کیا ان کی تصاویر اس فتنہ کا سبب نہیں بن سکتی جس کا خطرہ انہیں ۱۹۴۳ء میں جاندار چیزوں کی تصاویر سے لاحق تھا؟ اور کیا وہ ان لیڈروں میں سے نہیں جن کی تصاویر اس خطرے سے بہت قریب پہنچا دیتی ہیں، پھر سوال یہ ہے کہ جو چیز ۱۹۴۳ء میں "حرام" اور "ناجائز" تھی آج وہ حلال اور جائز کیونکر ہو گئی؟ کیا مودودیات کے حامی اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟

اجماع کہاں رہا؟

ہم نے چند دن ہوئے وفات مسیحؑ کے متعلق بعض علمائے عرب کے فتاوے نقل کئے تھے ان کے متعلق ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لکھتا ہے :—

(۱) مفتی محمد عبدہ، علامہ رشید رضا اور علامہ شلتوت کا وفات مسیحؑ کا قائل ہونا ان کا یہ قول ہماری نظر سے نہیں گذرا اگر بالفرض انہوں نے ایسا لکھا بھی ہو تو ان کا ایسا لکھنا غلط ہے فرمایئے :—

— قرآن و حدیث
— اُمتِ محمدیہؐ کے اجماع
— اور اقوال مرزا قادیانی

کے مقابلہ میں ان کے قول کی کیا حیثیت ہے؟

کیا تنظیم اہلحدیث کو نظر نہیں آیا کہ ان علمائے کرام کی تحریرات جو سابقہ شماروں میں نقل کی جا چکی ہیں، قرآن و حدیث پر مبنی ہیں نہ کہ ان کے اپنے اقوال ہیں، (۲) امتِ محمّدیہ کا اجماع کیا وہ محترم علماء امت محمدیہ میں شامل نہیں؟ پھر اجماع کہاں رہا، ایسا ہی کیا حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ بر وفات رسُول کریم صلعم، اور حضرت ابن عباسؓ کا قول کہ متوفیک اى ممیتك معاصر کے مزعومہ اجماع کو باطل نہیں کرتا؟ اور حضرت مرزا صاحب قادیانیؒ کی تحریرات میں تو قرآن و حدیث کے حوالوں سے جس طرح وفاتِ مسیح کو ثابت کیا گیا ہے آپؑ سے آج تک اس کا جواب بن نہیں آیا، پس آپ اپنی حیثیت کو پہچان لیں۔

کیا وفاتِ مسیحؑ کا عقیدہ کفارہ مسیحؑ کے اثبات کا موجب ہے؟

ہمارے اہلحدیث معاصر نے وفات مسیحؑ کے خلاف ایک اور زبردست دلیل یہ دی ہے :—

" یہودی وفات مسیح قبل از نزول کے قائل ہیں، ان کی اتباع میں مرزائی بھی وفاتِ مسیحؑ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اس طرح کفارۂ مسیحؑ کے عقیدہ کے اثبات کے لئے عیسائیت کے لئے زبردست دلیل قائم کر رہے ہیں۔"

یہ آپ نے کس طرح کہہ دیا کہ احمدی بھی یہودیوں کی اتباع میں "وفاتِ مسیح اور نزولِ مسیحؑ" کے قائل ہیں قبل از نزول کا کیا مطلب؟ یہودی تو یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسیحؑ صلیب پر مرکر معاذاللہ لعنتی ہو گئے اور یہی عقیدہ نصاریٰ کا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے لعنتی ہو کر ان کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے، احمدی تو اس بات کے قائل ہی نہیں کہ مسیحؑ کی موت صلیب پر واقعہ ہوئی بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے اور کافی مدّت بعد طبعی موت سے فوت ہوئے اور اسی زمین میں دفن ہوئے (یہی قرآن کریم اور تاریخی شواہد سے ثابت ہے) آسمان پر جانے اور دوبارہ نزول کے احمدی قائل نہیں، آپ قائل ہیں یا عیسائی، کسی عیسائی سے پوچھ کر دیکھئے کہ وہ مسیحؑ کے صلیب پر لعنتی موت مرنے کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں یا زندہ اتارے جانے اور طبعی موت مرنے کو؟ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ احمدی [illegible]

اللہ تعالےٰ کی معیت ان لوگوں کو حاصل ہے جو اُس سے ڈر کر زندگی بسر کرتے اور اس کی مخلوق سے احسان کا برتاؤ کرتے ہیں

حضرت نبی کریم صلعم نے ساری عرب قوم میں نیکی اور تقوےٰ پیدا کر دیا۔

تبلیغِ اسلام کے لئے چھ ایم۔ اے پاس نوجوانوں کی خدمات حاصل کرنے کی تجویز۔

خطبۂ جمعہ۔ مؤرخہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

انّ اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ——— (سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۸) ———

سورۃ النحل کی یہ آخری آیت ہے۔ نحل کے معنے ہیں شہد کی مکھی۔ فرمایا واوحیٰ ربک الی النحل۔ اللہ تعالےٰ نے شہد کی مکھی کے اندر یہ امر ودیعت کیا ہے کہ وہ مخلوقِ خدا کے لئے شہد بنایا کرے۔ ایک مکھی جو نافع الناس ہے، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ انسان کا بچہ اشرف المخلوقات ہے، اور اس کو اللہ تعالےٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اور اس کے لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے زمین وآسمان پیدا کئے ہیں۔ اگر وہ مخلوق خدا کے لئے نفع رساں ہو اور اللہ تعالےٰ نے جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا ہے، اس کو پورا کرے تو اس کا مقام بہت بلند ہے، وہ فرشتوں سے بڑھ سکتا ہے، خدا مؤمنین کو سبق دینا چاہتا ہے، کہ زندہ رہو تو خدا کی رضاجوئی کے لئے اور خدا کی مخلوق کے لئے زندہ رہو۔ جس نے اس مقصد کو پا لیا وہ مبارک ہے اور مبارک ہے وہ جس نے اپنی زندگی اس مقصد کو پورا کرتے ہوئے گذاری۔ فرمایا انّ اللہ مع الذین اتقوا۔ خدا ان لوگوں کا ساتھ دے گا جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا ما التقویٰ یا رسول اللہ۔ حضورؐ! تقوےٰ کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا التقویٰ ان لا یراک مولیٰک حیث نھاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں آنے جانے سے تمہیں منع کیا ہے اور وہ ایسا کام کرتا ہوا نہ پائے جس کے کرنے سے تمہیں منع کیا ہے اور انسان کو یقین ہونا چاہیئے کہ خدا مجھے اندھیری کوٹھڑی میں بھی دیکھتا ہے جنگل بیابان میں بھی جہاں کوئی انسان نہ ہو وہ دیکھتا ہے۔ پہاڑ پر بھی، ویرانے اور صحرا میں بھی وہ دیکھتا ہے۔ تم اگر اپنی برادری اور ملنے جلنے والوں سے دُور رہ کر بھی کوئی شیطانی کام کرو تو اگرچہ اس وقت برادری والے تمہیں نہ دیکھتے ہوں۔ لیکن خدا تمہیں دیکھتا ہے۔ تمہیں اپنی ذہانت پر اس قدر فخر ہے کہ تم اپنے کاروبار میں اس قدر چالاکی کرتے ہو کہ سمجھتے ہو کہ فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہو سکتی، اور تم کبھی اقتدار کے مالک ہوتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں اور تم اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ افسرانِ بالا باز پرس نہیں کر سکتے۔ لیکن خدا تعالےٰ ان سب کو اور تمہاری کارروائیوں کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمان قوم کے افراد میں طہارت پیدا کرنے کی غرض سے یہ ایمان پیدا کرنا چاہتا ہے کہ قلبی طہارت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ طہارت سے قلب پر اثر پڑتا ہے۔ اس کا اثر زبان پر بھی پڑتا ہے۔ پھر جھوٹ نہیں بولتا۔ بےہودہ باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ غرض خدا کی ذات پر یقین حاصل ہو تو دل منور ہو جاتا ہے آنکھ اور زبان کے اندر نور اور حیا نمودار ہوتا ہے اور اعضا گناہوں کے قریب نہیں جاتے ایسا شخص قوم کے لئے بابرکت ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تقوےٰ کے حصول سے انسان مخلوق خدا کے لئے بابرکت ہو جائے۔ مسلمان کے دل میں خدا بستا ہو۔ یقین ہو کہ خدا میری نیت۔ ارادے اور عزم سے واقف ہے۔

بعض اوقات انسان بظاہر نیکی کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں اس کی ایک مثال موجود ہے۔ کچھ لوگوں نے حضور صلعم کے زمانے میں مسجد بنائی، اس مسجد میں نماز اور قرآن ہی پڑھا جاتا تھا۔ قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ورد زبان پر نہیں آتا تھا قبلہ رُخ نماز ادا کی جاتی۔ لیکن فرمایا کہ یہ مسجد ضرار ہے یعنے نقصان دینے کے لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے۔ بظاہر مسجد ہے، اس میں قبلہ رُخ ہو کر نماز بھی پڑھی جاتی ہے اور حکم ہے لا تکفروا اھل قبلتکم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کرو، باوجود اس کے اللہ تعالےٰ جو نیات سے واقف ہے اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دیتا ہے۔ اس مسجد کا بننا بظاہر تو نیکی کا کام ہے لیکن فی الحقیقت یہ مسجد ضرار ہے اور یہ فعل کفر ہے اور تفریقاً بین المؤمنین اس کا مقصد ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمان قوم کے دلوں کے اندر طہارت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضور صلعم نے قوم کی قوم کو مطہر دمزکی بنا دیا اور ہر ایسے فعل سے منع کیا جو برائی کی طرف لے جاتا ہو۔

میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیغمبر ہیں ان کی بزرگی اور مرسل من اللہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں کام کے آدمی نہ ملے اور جب گورنمنٹ کے آدمی انہیں گرفتار کرنے کے لئے آئے حواریوں نے اپنی جان چھڑانے کے لئے کہہ دیا کہ ہم تو اسے جانتے تک نہیں۔ اور سب کے سب ان کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوم پیدا کی اس نے جاں نثاری کا عینی سبق دیا۔ چنانچہ وہ قوم کی قوم میدانِ جنگ میں دیوانہ وار دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوتی ہے اور حضور صلعم کی جان کی حفاظت کے لئے آپؐ کے گرد دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ دشمن کی طرف سے تیر آتا ہے تو جاں نثار صحابہ رضا سے اپنے سینوں اور ہاتھوں پر لیتے ہیں۔ حضور صلعم خود میدان جنگ میں جاتے ہیں۔ صف اول میں لڑتے ہیں اپنے رشتہ داروں کو میدان جنگ میں آگے کرتے ہیں۔ حضرت حمزہ زخمی ہوتے ہیں۔ خود آپؐ زخمی ہو کر بےہوش ہو جاتے اور آپؐ کا ایک دانت شہید ہو جاتا ہے۔ میدان جنگ میں بڑے بڑے لائق آدمی شہید ہو گئے۔ یہ عظیم الشان مثال ہے حضورؐ کی صداقت اور حضورؐ کی قربانی کی . . . .

غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی فرمان نہیں، یہ بہت بڑا اعلان ہے۔ یہ اعلان زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد دوسرا حصہ یہ ہے کہ والذین ھم محسنون یعنے تقوےٰ اختیار کرنے کے علاوہ مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہو، غرباء اور مساکین کو کپڑا، کھانا وغیرہ دیتا ہو، حضورؐ کی تعلیمات کے اثر سے مسلمان حیوانوں کے ساتھ بھی احسان کا برتاؤ کرتا ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلعم کا ایک اصطبل میں جانا ہوا تو ایک اونٹ کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا یہ شکایت کر رہا ہے کہ اسے مالک چارہ کم دیتا ہے۔ اس پر رحم کرو۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ بلی کو باندھ رکھنا تاکہ کسی جگہ جا کر کچھ کھا پی نہ لے، یہ خدا کے غضب کا موجب ہے۔ اور کتے کو گیلی مٹی چاٹتے دیکھا تو فرمایا کہ اس پر رحم کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا پرست وہ ہے جس کے مال کے اندر خدا کی مخلوق کا حصہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً۔ غریب، مسکین، غلام اور قیدی کو کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس کے علاوہ قیدی جو سزا یافتہ ہے تمہارے احسان کا محتاج ہے اس کے علاوہ ایک اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق کی بات فرمائی ہے۔ قولوا للناس حسناً۔ لوگوں سے ایسا کلام کرو جو مجسم حسن ہو۔

دوسری جگہ فرمایا ولقد کرّمنا بنی آدم۔ ہم نے اولاد آدم کو قابل تکریم ٹھہرایا ہے۔ ابن آدم کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو قابل تکریم ہے۔ نجران سے عیسائیوں کا وفد آیا تو حکم دیا کہ ان کو مسجد میں ٹھہرا دو۔ اس وفد کو حضور صلعم خود کھانا کھلانے پر کمربستہ ہو گئے۔ حضورؐ نے یہ اخلاق فاضلہ قولاً وعملاً سکھائے۔ حضورؐ نے اخلاق کی بلندی سکھانے میں کمال کر دیا۔ حضورؐ کا یہ فرمان انتہا درجے

(باقی برصفحہ ۹ کالم ۱)

چوہدری عبدالحمید صاحب ضا مولوی فاضل

روزہ اور اس کے فوائد و برکات

یاایّھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلّکم تتقون - اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کئے رکھو۔ (ارشاد باری تعالیٰ)

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزے کی عبادت بنی نوع انسان کے ساتھ ساتھ چلی آرہی ہے کیونکہ انسان کے پیدا کرنے کی اصل غرض و غایت اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ رکھی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کرے اور اس کی عبادت کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ تعلق پیدا کرے خالقِ حقیقی سے بہترین محبت کا تعلق روزہ اور ریاضت سے ہی ہوتا ہے تو یقیناً یہ تعلیم ابتدائے آفرینش سے بنی نوع انسان کے ساتھ چلی آرہی ہے جیساکہ مندرجہ بالا آیت میں کما کتب علی الذین من قبلکم کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب پھر ماہ صیام آگیا ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ ایام پھر سے میسر آئے ہیں، کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے ربّ کریم کے حضور عاجزی اور گریہ و زاری سے اپنے گناہوں کو معاف کروالیں گے ورنہ ؏

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اُمّتِ محمدیہ آج رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضوانا کا نظارہ پیش کر رہی ہے یعنی خداتعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے حضور جھکے ہوئے اور سجدہ ریز ہیں۔ کیوں نہ ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو روزوں کی تلقین کرتے ہوئے اسی جگہ ہی تو فرماتا ہے کہ واذا سألک عبادی عنّی فانّی قریب، اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلّھم یرشدون ۝

(اے رسولؐ) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ میں ان کے) بہت ہی قریب ہوں، جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، چاہیئے کہ (دعا کرنے والے) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر پورا ایمان رکھیں یہی رشد و ہدایت کی راہ ہے۔ گویا یہ دن محبوبِ حقیقی سے محبت کرنے اور اس سے سب کچھ حاصل کر لینے کے دن ہیں۔

اب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات جو آپؐ نے روزوں کے بارے میں بیان فرمائے قارئین کرام کے استفادہ کے لئے تحریر کرتا ہوں تاکہ ہر پہلو سے روزہ کی اہمیت واضح ہوجاوے اور احباب کرام ذوق و شوق کے ساتھ روزہ رکھنے کے لئے کمربستہ ہوں۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عزّوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانّہ لی و انا اجزی بہ والصیام جنّۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحھما اذا افطر فرح واذا لقی ربّہ فرح لصومہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّوجلّ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے یعنی اچھا ہو یا بُرا۔ اس پر اسی مطابقت سے اثر انداز ہوتا ہے نیک اعمال سے رُوحانی اور جسمانی صحت حاصل ہوتی ہے نیز چھوٹی بڑی بدی سے بچاتی ہے۔ سچائی سے دل و دماغ میں سکون و فرحت حاصل ہوتی ہے دیانت داری سے روحانی فوائد کے علاوہ دنیاوی وقار بلند ہوتا ہے (اور یہ عمل موجب عزت و دولت ہوتا ہے) سوائے روزہ کے کیونکہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں۔ (روزہ محض خداتعالیٰ کو خوش کرنے اور یہ ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے کہ اے ربّ ہم صرف تیرے حکم کی تعمیل کی خاطر کھڑے ہیں روزہ دار حلال اشیاء کو اپنے اوپر عارضی طور پر حرام کرلیتا ہے یا روک لیتا ہے ان دنوں زیادہ وقت وہ برکت حاصل کرنے کے لئے کلام پاک کی تلاوت کرنا اور قربِ الٰہی کے لئے عبادت میں زیادہ وقت لگاتا ہے۔ زبان، آنکھ اور دل و دماغ کو وہ کلیتہً رضاءِ الٰہی کے حصول کی طرف لگا دیتا ہے اور خداوند کریم اپنے بندے کے قریب تر ہوجاتا ہے اس کی سوز و درد اور الحاح سے پُر دعاؤں کو قبول فرماتا ہے حتّٰی کہ بہت زیادہ قرب حاصل کر لینے والوں کو بھی ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے) اور آنحضرت صلعم نے فرمایا روزہ ڈھال کی مانند ہے (بدی اس سے ٹکرا کر واپس ہوجاتی ہے) فرمایا کسی کا روزہ کے دن بے ہودہ بکنا و فحش و بازاری کرنا ناپسندیدہ ہے اور اگر کوئی روزہ دار کو گالی دے یا لڑ پڑے تو اسے بار بار کہے کہ (مجھے مت ستاؤ) میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں (دیکھئے اس زمانہ کے امامؑ نے بھی یہی تعلیم دی ہے کہ ؏ گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دکھ آرام دو

...... ان سابہ احد او قاتلہ کی کیسی اچھی تفسیر ہے) فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمّد کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے (کیونکہ روزہ دار مسواک وغیرہ سے منہ کو اور لباس اور بدن کو پاک و صاف رکھتا ہے) فرمایا روزہ دار دو خوشیاں حاصل کرتا ہے، ایک فرحت اس وقت جب روزہ کھولتا ہے (اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لذیذ کھانوں سے فرحت حاصل کرتا ہے بلکہ وہ حکم الٰہی میں روزہ کی تکمیل پر کہ ایک حکم خداوندی میں نے پورا کرلیا ہے شاداں و فرحاں ہوتا ہے) اور دوم جب لقاءِ الٰہی کا حصول اسے ہوتا ہے، اس وقت مؤمن کو بے انتہا مسرت ہوتی ہے اس سے نماز تہجد مراد ہے اور ویسے بھی مؤمن نیک رؤیاء اور خوابیں دیکھتا ہے اور عام حالت میں بھی مؤمن بندہ جب خداتعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ بارگاہ ایزدی میں آمنے سامنے ہے اور مؤمن کے لئے یہ لقاءِ الٰہی کا وقت ہوتا ہے

اسی طرح سہیل بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انّ فی الجنّۃ باباً یقال لہ الرّیان یدخل منہ الصائمون یوم القیامۃ کہ جنت میں ایک خاص دروازہ ہے جسے ریان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ رکھنے والے اس (خاص) دروازہ سے داخل ہوں گے جس طرح دنیا میں بھی کوئی اہم شخصیت ہو تو اسے خاص راستوں سے لے جایا جاتا ہے اور اس کے لئے خاص دروازے بنائے جاتے ہیں جن کے نیچے سے اسے گزارا جاتا ہے۔ ایسی ہی عزت روزہ دار کو اُخروی زندگی میں حاصل ہوگی کہ اسے ایک خاص دروازہ سے گزارا جائے گا)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اغزوا تغنموا وصوموا تصحّوا وسافروا تستغنوا۔ اور فرمایا الصیام جنّۃ وحصن حصین من النّار۔

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات، روزوں اور روزی حاصل کرنے کا فلسفہ بیان فرمایا ہے، فرمایا غزوات میں شامل ہونے سے غنائم حاصل ہوتے ہیں، روزہ رکھنے سے صحت و تندرستی حاصل ہوتی ہے اور رزق کے حصول میں تنگی ہو تو جو رزق کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں کشائش اور فراخی پیدا فرماتا ہے۔ اب دیکھئے یہاں پر آنحضرت صلعم نے دنیاوی فوائد بھی بیان فرما دیئے ہیں کہ کفار سے جنگ میں جو محض حکم الٰہی سے کی جاتی ہے مؤمن فاتح ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے علاوہ دنیاوی طور پر مالِ غنیمت بھی حاصل کرتا ہے اور روزہ دار محض خداتعالیٰ کو راضی کرنے اور اس ذات پاک تبارک و تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی خاطر بھوکا پیاسا رہتا ہے، لغویات سے بچتا ہے اپنے تمام اعضاء کو پابند کرلیتا ہے اس روزہ کی بدولت دنیاوی طور پر بھی وہ صحت مند رہتا ہے۔ آج کل اس دور میں جب جسمانی مشقت کم اور مرغن غذائیں عام طور پر استعمال کی جاتی ہیں صحت جسمانی کے حصول کے لئے روزہ رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ مرغن غذاؤں سے معدہ اور دل و جگر میں جو مضر صحت مواد جمع ہوتا ہے وہ روزہ کے ذریعہ پیٹ خالی رکھنے سے

(باقی برصفحہ ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

از چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ

اِسلام میں شہریت کا تصوّر

محترم چیمہ صاحب کا مسلسل مضمون "جو علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک" کے عنوان سے جاری ہے اسے محترم مضمون نگار کی فرمائش کے مطابق آئندہ پرچہ کے لئے ملتوی کر کے ان کا دوسرا مضمون بعنوان بالا درج ذیل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

انسان اپنی جبلت کی رُو سے مدنی طبع واقع ہوا ہے۔ ابتدائے آفرینش ہی سے اس نے اجتماعی زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ جنگل کے وحوش اور درندے اس کے دشمن تھے۔ ان سے اپنی حفاظت کے لئے انسانوں نے اکٹھا ہو کر رہنا سیکھا۔ جب اس نوع کی زندگی کا آغاز ہوا تو کئی مسائل پیدا ہونے لگے۔ نظم و نسق و ربط و ضبط کی طرف توجہ دی جانی ضروری ٹھہری۔ اور کسی پابندی کے ماتحت زندگی بسر کرنے کے لئے کسی سربراہ کی تقرری بھی لازمی سمجھی گئی۔ یوں قبائلی سردار مسندِ اقتدار پر بٹھائے جانے لگے۔ اس طرح آہستہ آہستہ انسان کی تمدنی زندگی معرضِ وجود میں آنے لگی۔ جب نسلِ انسانی میں اضافہ ہونے لگا اور جوں جوں وقت گذرتا گیا انسانوں کے جتھے بڑھتے گئے تو بقائے حیات کی کشمکش شروع ہو گئی اور باہمی تصادم بھی رونما ہونے لگا۔ انسانی جتھوں کی مختلف جھونپڑیوں نے دیہات کی صورت اختیار کرنی شروع کر دی اور بالآخر دیہات کا ارتقاء شہروں کی شکل میں ظاہر ہونے لگا۔ حتّٰی کہ موجودہ زمانہ میں انسانوں کی ایک مستقل رَو دیہات سے شہروں کی طرف جاری ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ بڑے بڑے شہر لاکھوں انسانوں پر مشتمل ایسی آبادیاں بن رہے ہیں جن کے اندر بے شمار پیچیدہ مسائل پیدا ہو کر انسانی کاوشوں کا موجب ہو رہے ہیں۔ شہروں میں کئی خود مختار ادارے رفاہِ عامہ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ کئی مخیّر اور فیّاض شہری بہبودِ عامہ کے لئے اپنی جائدادیں وقف کر دیتے ہیں۔ بیماروں کے لئے ہسپتال، طالبعلموں کے لئے مدارس اور مساکین کے لئے خیرات خانے تعمیر ہو رہے ہیں۔ تفریح گاہیں اور ریاضتِ جسمانی کے لئے سٹیڈیم وغیرہ بھی بنائے جا رہے ہیں۔

....

اجتماعی زندگی

دورِ حاضرہ میں شہریت ایک سائنس کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اجتماعی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور آسان بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جہاں انسانوں کی آبادیوں میں اخیار موجود ہیں وہاں تخریب پسند عناصر یعنے اشرار کی بھی کچھ کمی نہیں۔ امن پسند لوگوں کی حفاظت کے لئے کئی شہری خود مختار اداروں نے پولیس کی خدمات بھی حاصل کر رکھی ہیں۔ یوں تمدّن، تہذیب اور معاشرت بڑی تیزی اور سرعت سے اپنی منازل کی طرف چلتے نظر آ رہے ہیں اور ہر آنے والا دَور پچھلے دَور کے مقابل پر زیادہ ترقی یافتہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انسانوں نے ہر علم کو ترقی دینے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں۔ بالخصوص سائنس کو بامِ عروج پر پہنچایا جا رہا ہے اور سائنس نے انسانوں کے لئے ہزاروں قسم کے سامانِ طرب پیدا کر دیئے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے انسانی سرشت کے تضاد نے اسی سائنس سے خطرناک سامانِ حرب بھی تیار کر لئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت جہاں عیش کے سامان کثرت سے مہیا ہیں وہاں طیش کی پیاس بجھانے کے لئے بھی کافی مواد جمع ہوتا رہتا ہے۔ انسان روزِ پیدائش سے لے کر اب تک یونہی کھیلتا کودتا، لڑتا جھگڑتا اپنی اجتماعی زندگی کے سفر کو طے کر رہا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اس عجیب الخلقت جاندار کو اسکی ہیئت کذائی کے پیشِ نظر صرف اپنی جسمانی ذہنی اور رُوحانی صلاحیتوں ہی پر نہیں چھوڑا بلکہ خود اپنی جناب سے وقتاً فوقتاً اس کی ہدایت کے لئے دیگر مؤثر سامان مہیا کرنے کا بھی انتظام کر رہا ہے۔ چنانچہ انسان کی رہنمائی کے لئے عقل، ضمیر اور وجدان کے علاوہ انبیاء کا بھی ظہور ہوتا رہا ہے اور وہ اپنے ہمراہ خدا کا کلام بھی لاتے رہے ہیں۔ رحمان کی رحمانیت نے انسان کی ہر مشکل کو حل کر دیا ہے اور شیطان کے حملوں سے اسے محفوظ کرنے کا پورا سامان عطا فرما دیا ہے یہاں تک کہ انسان تاریخ کے اس دَور میں داخل ہو گیا ہے کہ تمام انسانیت ایک کنبہ کی شکل میں منظرِ عام پر آ رہی ہے۔ ذرائع رسل و رسائل وسیع ہو گئے ہیں اور آج حالت یہ ہے کہ کراچی میں ناشتہ کر لو اور استنبول پہنچ کر ظہرانہ کھا لو۔ پھر سفر جاری رکھو تو لندن میں آپ کے لئے عصرانہ کا انتظام موجود ہو گا۔ اور عصرانہ کے بعد آگے بڑھتے جاؤ تو اسی دن نیویارک میں پہنچکر عشائیہ سے لطف اندوز ہو جاؤ۔ ایسے حالات میں انسانیت کو واقعی ایک کنبہ کی سی حیثیت حاصل ہو رہی ہے اور اسے اب ہر معاملہ اور ہر مشکل کے حل کے لئے ایک عالمگیر ضابطہ چاہیئے۔ اسی ضابطہ کا نام قرآن حکیم ہے!

شہریت کی ذِمّہ داریاں

شہریت کی ذمہ داریاں گوناں گوں ہوتی ہیں اور ہر شہری کے لئے فرائض اور حقوق کا ایک ضابطہ مختلف شہروں میں مختلف حیثیتیں اختیار کئے ہوئے ہے۔ ایسے حالات میں اسلام انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہے۔ ریاست معاشرت، تہذیب، تمدّن، قانون اور ضوابط حرب و ضرب اور وسائل امن و سلامتی سبھی امور پر اسلام نے انسان کی راہنمائی کا فریضہ نہایت کامیابی سے ادا کر کے دکھا دیا ہے۔ زمانۂ حاضرہ کا ایک اہم مسئلہ شہریت کا مسئلہ ہے۔ اس پر بڑے بڑے مصنفین نے نہایت خوبصورت اور دلآویز پیرائے میں طبع آزمائی کی ہے مگر انسانی کوششیں ہمیشہ ناکام ہوتی ہیں اور ان میں بے شمار خامیاں رہ جاتی ہیں۔ اس موضوع پر بھی ہمیں کتب سماوی سے جب ہدایت حاصل کرنے کی سوجھی تو ہمیں کوئی مفید اور مثبت مواد نہ مل سکا۔ بالآخر قرآن شریف کے صفحات کی طرف اس موضوع کے لئے ہم نے رجوع کیا تو ہمیں وہاں ایک مستقل باب مل گیا الحمد للہ علےٰ ذالک۔ یہ باب قرآن شریف کے آخری پارہ کی سورۃ البلد ہے۔ البلد کے معنی شہر کے ہیں اور اس باب میں شہریت کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ یہ سورت قرآن شریف کی ابتدائی وحیوں میں سے ہے۔

شہریت قرآن کریم کی رُو سے

اس باب کی کل بیس آیات ہیں مضمون کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم ان آیات کا لفظی ترجمہ ذیل میں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:۔

"قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تو اس شہر میں حرمت سے آزاد کیا گیا ہے اور میں قسم کھاتا ہوں والد کی اور جس کو اس نے جنا۔ یقیناً ہم نے انسان کو سخت مشقت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی طاقت قدرت حاصل نہ کر سکے گی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے مال ڈھیروں ڈھیر خرچ کیا ہے۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔ ہم نے اس کو ہدایت کی دونوں راہیں دکھا دی ہیں۔ پس وہ اونچی گھاٹی پر نہیں چڑھا۔ اور تو کیا جانتے کہ اونچی گھاٹی کیا ہے۔ وہ کسی اسیر گردن کا چھڑانا ہے یا بھوک والے دن کھانا کھلانا ہے۔ قرابت والے یتیم یا خاک آلود فقیر کو۔ پھر وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو گیا اور وہ صبر اور رحم کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں۔ یہی لوگ برکت اور یُمن والے لوگ ہیں اور جو لوگ ہمارے فرمان کی ناشکری کرتے ہیں وہی بدنصیب لوگ ہیں۔ انہی کے بطن کے اندر سلگتی ہوئی آگ موجود رہتی ہے۔"

قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے قسم کھانے کا ذکر ہے وہاں اس چیز کو اللہ تعالےٰ نے بطور شہادت کسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ ان آیات میں جس حقیقت کو اللہ تعالےٰ نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی پیدائش ہی میں یہ امر مضمر ہے کہ وہ اپنی اس ارضی زندگی میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے عمل پیہم، سعی متواتر اور جہد مسلسل اور بھرپور تگ و دو میں لگا رہے۔ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے شہر مکہ کی قسم کھائی ہے۔ یعنے اس عظیم الشان شہر کو مذکورہ بالا حقیقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور شہادت یہ پیش کی ہے کہ اس شہر میں رسول اللہ صلعم ہی کے لوٹے ہوئے نظریات

www.aaiil.org

کا تا قیامت تسلط رہے گا۔ کوئی غیر مسلم حکومت اس پر غالب نہیں آسکے گی۔ اس پیشگوئی کی صداقت اسلام کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔

خانہ کعبہ کی تاسیس اس امر پر شاہد ہے کہ اس گھر کو اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ظالم حملہ آور دل سے محفوظ رکھا اور ظالم حملہ آور کبھی اس پر غالب نہیں آسکے۔ اسی لئے اسکو بیت العتیق بھی کہا ہے۔ جیسے کہ سورۃ الحج آیت ۲۹ سے ظاہر ہے اور یہ شہر تمام شہروں سے قدیم ترین بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ انّ اوّل بیت وضع للنّاس للذی ببکۃ۔ یعنے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے عبادت کی غرض سے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے۔ اور اس گھر کو احترام والا اور امن والا بھی کہا گیا ہے۔ جیسے کہ سورۃ البقرۃ میں بیان ہوا ہے واذ جعلنا البیت مثابۃ للنّاس و امناً۔ یعنے جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرجع اور دارالامن بنایا ہے۔ اسی گھر کو عتیق کہہ کر خدا نے اس کی قدامت اور اس کا ظالموں کے تصرف سے آزاد رہنا بیان فرمایا ہے اور اسے بلند ترین درجات والا مقدس شہر ظاہر کیا ہے۔ عتیق کے لفظوں میں یہ دونوں مفہوم شامل ہیں۔ تاریخ بتلاتی ہے، جیسے روح المعانی میں مذکور ہے کہ تبع نے اس کا قصد کیا تو اسے فالج ہوگیا۔ اور ابرہہ نے قصد کیا تو وہ اور اس کی فوج تباہ ہوگئی۔

پس اس شہر کو بطور شہادت پیش کر کے خدا تعالےٰ نے یہ بتلادیا ہے کہ یہ قدیم ترین شہر ایک عظیم الشان شہرت کا مالک ہے اس کی تعمیر اور استحکام میں انسانوں نے بڑی محنت اور مشقت کا کردار ادا کیا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے اکابر نے اس کے احترام کو قائم کرنے کے لئے بڑی محنتیں کی ہیں اور بڑی قربانیاں ادا کی ہیں۔ مخالفوں نے بھی اس پر اپنا تسلط جمانے کے لئے لاانتہا کوششیں کی ہیں، جو ناکام ہوئیں۔ پس اس کی محفوظیت انسانوں کی مساعی اور محنت کی رہین منت ہے۔ دوسری شہادت یہ پیش کی ہے کہ آپ رسول عربی ہی کا ورود اس شہر میں جائز قرار دیا گیا ہے یعنے یہ شہر ہمیشہ اسلام کے اثر کے نیچے رہے گا اور کوئی دوسری طاقت اسے مغلوب نہیں کرسکے گی۔ اس معاملے میں بھی حق اور باطل کی نبرد آزمائی انسان کی مشقت پر ایک دلیل ہے۔

تیسری شہادت یہ پیش کی ہے کہ حضرت ابراھیمؑ بطور باپ اور اسمٰعیلؑ بطور فرزند اس گھر کی تعمیر اور بقاء کے لئے اپنی جانوں تک کی قربانی دینے کو تیار ہوگئے۔ پس حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اس عملی شہادت پر جنہوں نے اس بات کے ثبوت میں اپنی جانوں تک کو قربان کرنے کی آمادگی ظاہر کردی، کہ انسان مشقت اُٹھانے کے لئے پیدا ہوا ہے اور بغیر تکالیف شاقہ میں سے گزرنے کے وہ اپنے کمال کو حاصل نہیں کرسکا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شہر میں کامیاب ہوکر وارد ہونا بھی ثابت کرتا ہے کہ ایسی فتوحات بغیر محنت، مشقت اور قربانی پیش کرنے کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اور آئندہ بھی اس کی حفاظت اور سالمیت کے لئے مسلمان قوم کی توجہ، مستعدی۔ بیداری۔ ہوشیاری اور تیاری کی ضرورت رہے گی۔ اسلام کی مخالف طاقتیں اس مرکز توحید کو مسمار کرنے کے منصوبے کرتی رہیں گی مگر مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ توفیق میسر آتی رہے گی کہ وہ ان سازشیوں کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

دُعا ابراھیمؑ اور وعدۂ الٰہی

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا بھی جناب باری تعالےٰ سے یہی کچھ چاہتی تھی۔

واذ قال ابراھیم ربّ اجعل ھٰذا بلداً اٰمناً۔ وارزق اھلہ من الثّمرات من اٰمن منھم باللہ والیوم الاٰخر۔ قال ومن کفر فامتّعہ قلیلا ثمّ اضطرّہ الی عذاب النّار۔ وبئس المصیر۔

(البقرۃ - ۱۲۶)

ترجمہ "جب ابراھیمؑ نے کہا کہ میرے رب اس کو امن والا شہر بنادے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے۔ جو کوئی ان میں سے اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے فرمایا جو کوئی کافر ہوگا تو اسے بھی تھوڑا فائدہ اُٹھانے دوں گا۔ پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف بے بس کردوں گا اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

حضرت ابراھیمؑ کی دعا دو باتوں کے لئے ہے (۱) یہ کہ اس مقام کو بلد یعنی شہر بنادے اور دوسرے یہ کہ یہاں ہمیشہ امن کی حکمرانی رہے اور اس بے آب وگیاہ جنگل میں تمام دنیا کے پھل مہیا ہوتے رہیں۔ دعا منظور ہوگئی۔ شہر بھی بن گیا اور یہاں ایسی پُرامن فضا پیدا کردی گئی کہ اس کی کوئی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ کافروں کو بھی یہاں چند دنوں کے لئے کچھ فائدے ہوئے مگر آخر کار کفر یہاں سے ہمیشہ کے لئے مٹ گیا اور حضرت نبی کریم صلعم کی تشریف آوری کے ثمرات سے یہاں کے لوگ ہمیشہ کے لئے متمتع ہونے شروع ہوگئے اور وہ اس امن والے شہر سے وابستہ ہوکر عالمی شہرت کے مدعی اور تمام دنیا میں امن وسلامتی کا پیغام پہنچانے پر مامور ہوگئے۔ اب خود یہ شہر البیت مثابۃ للناس و امنا کی جیتی جاگتی تصویر ہے

مکی شہریت کے فرائض

(۱) مکہ کی مرکزیت اور شہریت کی حامل امت پسماندہ اور مفلوک الحال، مظلوم اور مقید افراد اور اُمم کو آزاد کراتی رہے گی۔ غلط رواج، باطل عقائد، اقتصادی مشکلات سیاسی مغلوبیت اور غلط فلسفے کے مزعومہ تفوق کے اغلال وسلاسل اس اُمت کے افراد کے ہاتھوں ٹوٹتے رہیں گے اور لوگوں کی گردنیں آزاد ہوتی جائیں گی اور انسانیت کی قدرتی شان وشوکت اور بلندئ درجات کی بہاریں لوٹتی رہیں گی!

۲- دنیائے انسانیت میں بسا اوقات بعض طبقے اعلےٰ معیار زیست سے گرادیئے جائیں گے اور روزمرہ کی خوراک اور نان شبینہ تک سے محروم کردیئے جاویں گے اس وقت اُمتِ محمدیہؐ کا یہ فرض ہوگا کہ ایسے بھوکے اور نادار لوگوں کے کھانے پینے کا مکمل انتظام کرے اور طبقات کی ناہمواریوں کو دُور کرکے ان میں یگانگت ومساوات کی کیفیت پیدا کردے۔

۳- ایسے انسانی طبقات بھی دنیا میں ظاہر ہوتے رہیں گے جو محبت، ہمدردی رحم اور مہر ووفا ایسی حسین نعماء سے محروم ہوجائیں گے۔ اس وقت امتِ محمدیہ کے ہی افراد ایسے ہوں گے جو ان محروم القسمت اور ظلم وتعدی کے شکار لوگوں سے محبت کرسکیں گے۔ تاکہ ان کی عظمت رفتہ کو واپس لانے میں کامیاب ہوجائیں۔ اور ان کے دلوں سے احساس محرومیت اور قنوطیت دُور ہوجائے۔

۴- اس کرۂ ارض پر ایسے لوگوں کی بھی وقتاً فوقتاً نمود ہوتی رہے گی جو بیماریوں کی وجہ سے، قحط سالی کی وجہ سے جنگوں کی خونریزیوں کی پیدا کی ہوئی تباہی کی وجہ سے اعتماد خویش کو کھو دیں گے اور خاک آلود زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوچکے ہونگے۔ ایسے لوگوں کی بازیابی کے لئے اُمتِ محمدیہ کے قلوب پگھلیں گے اور وہ ان کو ذلت ویستی سے اُٹھا کر عزت کی بلندیوں تک پہنچانے کی مہم شروع کردیں گے اور دنیا میں ایک نہایت حسین اور خوشگوار انقلاب پیدا کرکے دکھادیں گے۔ اور نوع انسان کے حلقوں سے طبقاتی منافشات ختم ہوجائیں گی۔

۵- اس امت میں ایسے ایسے مؤمن اصفیاء اور اتقیاء پیدا ہوں گے جو لوگوں کی مادی، طبعی اور جسمانی حالتوں کے علاوہ .... ان کی ذہنی اور روحانی بیماریوں کا مداوا بھی کرسکیں گے اور ان کے اندر نیک جذبات مثل صبر اور عزم، رحم اور کرم پیدا کرنا اپنا مشن قرار دیں گے اور حقیقت میں انسانوں کا یہی مقدس گروہ ہوگا جس کی وجہ سے دُنیا روحانی اور ذہنی طور پر بھی کامیاب اور کامگار ہوسکے گی، جس طرح کہ وہ جسمانی اور مادی طور پر شاداب کی جاچکی ہوگی۔

۶- اس کے علاوہ جو لوگ شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہوکر اس کے زیر سایہ زندگی کا سفر اختیار کرنا اپنا معمول بنالیں گے وہی ناکام وخاسر ہوکر نیست ونابود ہوجائیں گے اور ان کے دلوں کے اندر شیطان کی بھڑکائی ہوئی آگ انہیں بھسم کرکے رکھ دے گی۔

پس قرآن کریم نے اس باب میں مسلمانوں کو بابرکت شہریت کے گُر بتا دیئے ہیں اور اس کے ذمے کچھ ایسے فرائض لگا دیئے ہیں جن کو ادا کرکے وہ خود بھی خوشی اور اطمینان حاصل کرسکیں گے اور باقی دنیا کو بھی راحت وسرور بخشنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

پاکستان اور مکی شہریت

ہم اہلِ پاکستان کو اس بات پر مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کے سربراہ صدر بھٹو نے مکہ شریف کے عالمی شہر سے پاکستانیوں کی وابستگی کو زیادہ سہل کردیا ہے اور حج پر سے تمام پابندیوں کو دُور کردیا ہے اور اب یہاں کے لوگ جوق درجوق اپنے روحانی مرکز میں پہنچکر اس مرکزی شہر کی شہریت اختیار کرکے تمام انسانیت کی خدمت کے زیادہ اہل ہوسکیں گے۔ صدر موصوف خود بھی مکہ اور مدینہ کے شہروں کی زیارت سے مستفیض ہوچکے ہیں اور ان ہردو شہروں

نے ان کے قلوب پر جو تاثرات پیدا کئے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے قائم رہیں گے اور وہاں جا کر جس قدر محبت اور اخلاص سے آنسو ان کی آنکھوں سے بہہ چکے ہیں وہ ان کے لئے اوجِ رفعت کا باعث بن جائیں گے۔ صدر نے اپنی قوم اور اپنی ذات کو اسلام کے روحانی مرکز سے ایک پروگرام کے تحت وابستہ کیا ہے، اور اس وابستگی کو مضبوط کرنے کے لئے انہوں نے عرب دنیا سے اپنے تعلقات نہایت تیزی اور شدت سے استوار کرنے شروع کر دیئے۔ ان کے نمائندے عرب ممالک میں مہر و محبت کی داستانیں سنا کر عالمگیر اخوتِ اسلامی کا پیغام گھر گھر پہنچا رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام دنیا میں بہت بڑی قوت بن کر باعثِ رحمتِ انسانیت ہوگا۔ صدر بھٹو کا یہ ایک کام ہی ایسا ہے جس کی قدر تمام پاکستانی قوم کو کرنی چاہیئے جو فرد یا قوم مکہ سے وابستہ ہوگی، صوبائی عصبیت کا عفریت اس کے نزدیک بھی نہیں پھٹک سکے گا۔ یہ قوم سب سے پہلے مسلمان ہوگی، پھر پاکستانی کہلائے گی۔ اس کے بعد اسے سندھی پنجابی، پٹھان اور بنگالی کہا جاسکے گا۔ آہ! وہ قوم جس کا کنبہ تمام انسانیت ہے۔ اور جس نے اولاد آدم کو دوبارہ رشتۂ اخوت میں باندھ کر ایک اکائی بنا دیا ہے وہی قوم آج شاہدولہ کے چوہوں کے ہاتھوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر دست و گریبان ہو رہی ہے۔ اس کا قائد تو تمام عرب اور اسلامی دنیا کو ایک برادری میں متشکل کرنے کی فکر میں ہے یہاں سیاسی بونوں کے ہاتھوں خود امت کے افراد اور ملک کی املاک اس لئے تباہ ہو رہی ہیں کہ یہاں کچھ لوگوں کو اردو بولنے کا شوق ہے۔ اور کچھ کو سندھی کے الفاظ زیادہ مرغوب ہیں حالانکہ ان کے خدا نے ان کی طرف جو کتاب نازل فرمائی ... ہے وہ ام الالسنہ یعنی عربی زبان میں ہے۔ کیا عربی زبان اس تمام امت کی سرکاری زبان نہیں بنائی جاسکتی اور اسے کم از کم انگریزی کا توہم پلہ بنا دینا چاہیئے۔

بقیہ خطبہ جمعہ

سے اخلاق سیکھنے کا سبق ہے اس سے آگے اور کوئی مقام نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔ خدا کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔

انگلستان کا ایک واقعہ سناتا ہوں ایک لڑکی مسجد میں آیا کرتی تھی۔ اور وعظ سننے میں شریک ہوا کرتی تھی۔ یہ لڑکی پوری جوان اور خوبصورت تھی۔ لگاتار چار اتوار جب میں نے اس کو مسجد میں لیکچر میں شریک ہوتے دیکھا تو سوچا کہ اس کو اسلام سے گہری دلچسپی ہے۔ لیکچر کے بعد اٹھ کر اس لڑکی کے پاس گیا۔ اس کا نام پوچھا اس نے کہا میرا نام ڈے بارن .... ہے۔ میں نے اسے چائے کی دعوت دی جو اس لڑکی نے قبول کر لی۔ چائے پر دورانِ گفتگو میں اس نے کہا کہ میں پڑھی لکھی ہوں اور مسجد میں آنے کے بعد اسلام کی تعلیمات سے متاثر۔ اور دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ عیسائیت کی تعلیمات عقل و علم سے دور ہیں۔ لیکن اسلام اخلاق کی بلندیاں سکھاتا ہے۔ وہ انسان کو گناہگار قرار نہیں دیتا۔

اسلام کی تعلیم دینے والے حضور نبی کریم صلعم روشنی کے مینار ہیں۔ آفتاب عالمتاب ہیں، جس وطن میں بھی آپ کا ذکر کیا جائیگا لوگ مسلمان ہوں گے۔ آپ کے مبلغین نے انگلستان اور یورپ میں اسلام کی تبلیغ کی تو بڑے بڑے اہلِ علم، لارڈ، بیرن، اور ملٹری کے آفیسر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ایک عالم فاضل شخص مارماڈیوک پکتھال مسلمان ہوا۔ اس نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اسی طرح لوگ دو .... مسلمان ہوا تو اس نے اسلام پر لیکچر دیئے، اور اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔ آپ کی جماعت کے تبلیغی کارنامے بڑے روشن ہیں، لیکن اب آپ کی جماعت کی رفتار سست پڑ گئی ہے۔ اسلام میں یہ قوت ہو اور ہم سوئے پڑے ہوں۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے۔

میں نے ایک تجویز کی تھی جو انجمن نے بھی پسند کی تھی۔ وہ یہ کہ چھ ایم۔ اے پاس نوجوان حاصل کئے جائیں اور انہیں تبلیغ کے لئے ٹریننگ دی جائے اور ملک کے مختلف حصص میں بھیجا جائے۔ یہ تجویز پسند کی گئی تھی اس کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہے مرزا مسعود بیگ صاحب اور صاحبزادہ عبدالمنان عمر تو موجود ہی ہیں، دوسرے ایسے تعلیمیافتہ اشخاص حاصل کئے جائیں اور ایسے عالم فاضل اصحاب کو تبلیغ کے کام لگایا جائے یہ ضروری اور مفید کام کرنا جماعت کا روشن کارنامہ ہوگا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

روزہ
اور اس کے فوائد و برکات
(بسلسلہ صفحہ ۶)

ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ جو فرمایا کہ سفر کو جاؤ تو امیر ہو جاؤ گے۔ یہ بات بھی ہر دور کی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ ہمارے ملک میں سے کتنے لوگ روزی کی تلاش میں غیر ملکوں میں چلے گئے ہیں لاکھوں میں کھیل رہے ہیں اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے، برائیاں اس سے ٹکرا کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ یعنی جونہی کسی غلط کام کا خیال دل میں گذرا، مؤمن نے لاحول اور استغفار سے اسے پرے پھینک دیا، اور فرمایا روزہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کے لئے قلعہ کا کام دیتا ہے روزہ رکھنے والا ہر قسم کی آگ حرص و ہوا اور ناجائز قسم کی تمام خواہشات کی آگ، حسد کی آگ وغیرہ کو بھی پاس نہیں پھٹکنے دیتا۔ (باقی۔ باقی)

ملفوظات
(بسلسلہ صفحہ اول)

لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلف کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے۔ جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے۔ اور خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں ہے۔

(فتاوائے احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

اہلیہام کی شدید علالت اور
احباب کی پُرخلوص دعاؤں کا شکریہ

ستمبر ۱۹۷۲ء کے پہلے عشرہ میں میری بیگم جو کہ بمعہ بچوں کے جہلم میں مقیم ہیں، ان پر بیماری کا ایک شدید حملہ ہوا۔ مجھے میرے بچوں نے کراچی میں اطلاع نہ دی کہ اباجی کراچی میں جلسہ سالانہ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اس جلسہ میں حرج نہ ہو۔ یہ بیماری بڑھتی رہی۔ مختلف علاج کرتے رہے حتیٰ کہ ۲۵/۹/۷۲ کو حالت بہت ہی نازک ہوگئی جس کی وجہ سے ایک رنگ میں یاس کی صورت پیدا ہوگئی۔ اس دن میں بھی جلسہ سالانہ کراچی سے فارغ ہو چکا تھا۔ میرے بچوں نے بذریعہ ایکسپریس ٹیلیگرام اطلاع دی۔ جو مجھے رات دس بجے ملی۔ خاکسار دوسرے دن آٹھ بجے کے جہاز پر سوار ہو کر جہلم آگیا۔

حالت بڑی گھبراہٹ والی تھی۔ فوراً علاج تبدیل کیا گیا۔ ماہر ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور محترم جناب سیکرٹری صاحب کی معرفت دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست پیش کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ چند دنوں کے علاج سے بیماری پر کنٹرول کر لیا گیا۔ اور اب بیماری سے قریبًا افاقہ ہو گیا ہے۔ کمزوری ہے جس کا علاج کیا جا رہا ہے۔

محترم حضرت امیر ایدہ اللہ۔ محترم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے جنرل سیکرٹری اور انجمن کے دوسرے کارکنوں اور احباب جماعت کا از حد مشکور ہوں کہ انہوں نے دعاؤں سے میرے لئے الٰہی امداد فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی دعاؤں کو اتنی جلدی سنا کہ ایک ماہ کی شدید علالت والی مریضہ چند دن میں اب آہستہ آہستہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی ہے۔ احباب کی خدمت میں مزید دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیگم کو کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

ابھی کمزوری بہت زیادہ ہے لیکن میری کراچی سے لمبی غیر حاضری بھی روحانی طور پر تکلیف دیتی ہے۔ اس واسطے میں اس ہفتہ کراچی میں آگیا ہوں۔ تاکہ رمضان المبارک میں دینی کاموں میں احباب کا ہاتھ بٹا سکوں دوسرے خدا تعالیٰ کے اپنے فضل سے کراچی کا سہ روزہ جو عظیم الشان جلسہ ہوا ہے اس کی مفصل رپورٹ بھی اشاعت ..... کے لئے مرتب کرتی ہے۔ انشاء اللہ آپ جب اس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو محسوس کریں گے کہ اس میں ایک عظیم جدت پیدا کی گئی ہے جو کہ ہمارے لئے بڑی بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ آپ بھائیوں کی دعاؤں کا مشکور اور محتاج بھائی۔ مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام کراچی ۲۹

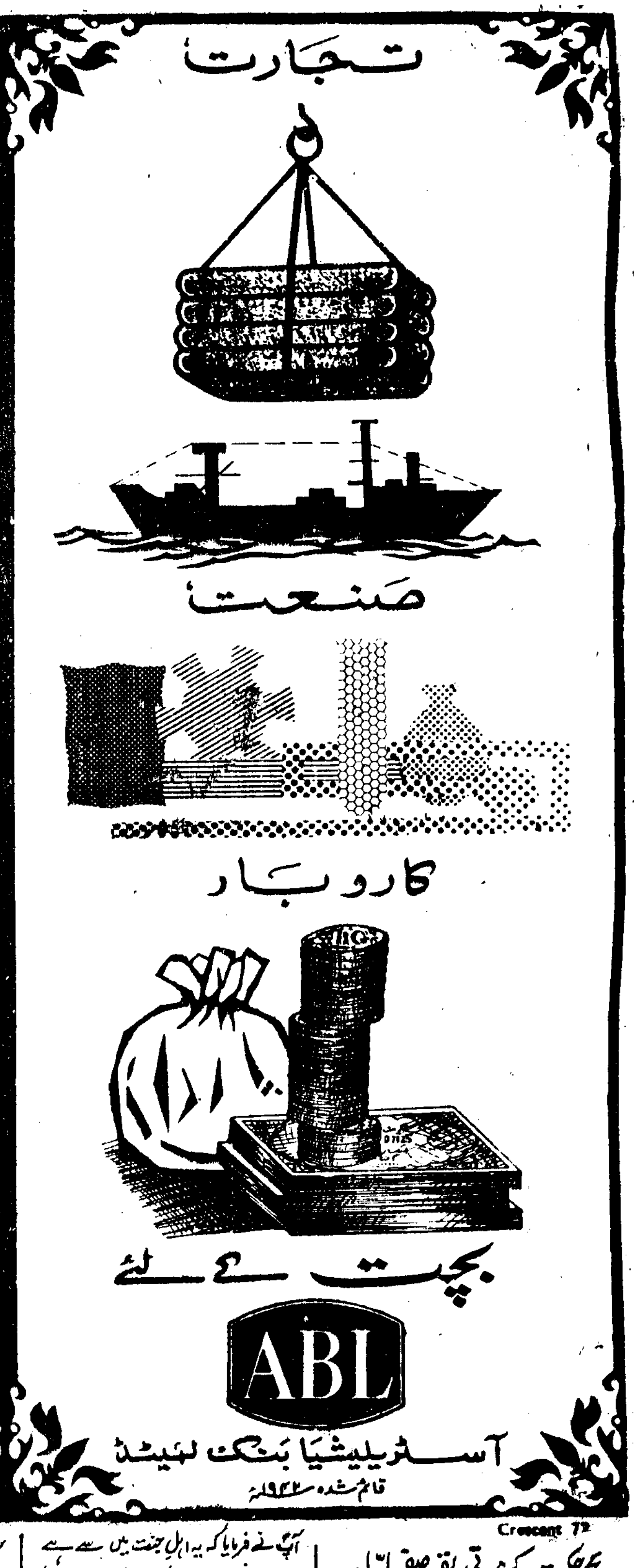

Crescent 72

بحرِ حکمت کے موتی بقیہ صفحہ اوّل

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

لا ازید علی ذالك میں لا انقص بھی آجاتا ہے کیونکہ ایک طرف کا ذکر کرکے دونوں طرفین مراد لینا علم ہے۔ اور مسلم میں اسی روایت میں ولا انقص بڑھایا بھی ہے اور نہ اس سے گھٹاؤں گا

آپ نے فرمایا کہ یہ اہلِ جنت میں سے ہے اس کا شوق اور اس کا عزم کہ وہ انکو اللہ تعالیٰ کے احکام سمجھ کر عمل میں لائے گا گویا کہ اس کے اہلِ جنت میں سے ہونے کے نشان تھے۔ رہا یہ کہ اس میں بہت سے دیگر احکام کا ذکر نہیں تو ظاہر ہے کہ جو شخص یہ شوق اور عزم اپنے اندر رکھتا ہو اسے جو بھی اللہ تعالےٰ کا یا اس کے رسولؐ کا حکم پہنچے گا وہ اس کی تعمیل سے انکار نہیں کرے گا گویا بتایا ہے کہ جنت کا تعلق انسان کے دل کی حالت سے ہے جو قلبِ سلیم لے کر اللہ تعالےٰ کے حضور آتا ہے وہ جنت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

(فضل الباری۔کتاب الزکوٰۃ)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۸ راکتوبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ ۴۲

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــــ بشیر احمد سوز ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۳

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ اجلاس کی مختصر رپورٹ

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۲ء ..... اتوار کو شام کے وقت جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب صدر مقامی جماعت لاہور منعقد ہوا۔ جس میں مقامی جماعت کی خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ سیکرٹری جماعت جناب زاہد احمد نے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں بتایا گیا کہ

گذشتہ سال جنگ ۱۹۷۱ء سے پیدا ہونے والے غیر یقینی اور ہیجان آفریں حالات کی وجہ سے سرگرمیوں میں کوئی قابل قدر اضافہ نہ ہو سکا۔ خاص طور پر باہمی رابطہ کے سلسلہ میں ہماری کوششیں غیر تسلی بخش رہیں، تاہم مجموعی طور پر مقامی جماعت لاہور کی کارکردگی میں کئی ایک مفید اضافے ہوئے۔ مثلاً پروفیسر جیلانی کامران اور جناب غلام نبی مسلم ...... کے مقالے جو اسلامی تعلیمات اور تحریک احمدیت کے نقطۂ نگاہ کی وضاحت پر مشتمل تھے کتابی صورت میں شائع کئے گئے۔ اس کے علاوہ گذشتہ سال بشیر احمد سوز صاحب نے بڑی دلچسپی اور محنت سے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی لائبریری کی، اردو اور انگریزی کتب کی فہرست تیار کی تھی۔ مقامی جماعت احمدیہ نے اسے بھی افادۂ عام کے لئے طبع کروا دیا ہے۔

علاوہ ازیں ینگ مینز احمدیہ تربیتی کورس جاری کیا گیا جس میں رسول اکرم صلعم کی سیرت پاک پر حضرت مولانا محمد علیؒ کی مختصر کتاب "محمد مصطفےٰ" بطور نصاب مقرر کی گئی۔ طلباء کو ماہوار تحریری امتحان سے پیشتر سوالنامہ ارسال کر دیا جاتا تھا۔ اس میں سیرت رسول اکرمؐ کے علاوہ تحریک احمدیت کے متعلق سوالات شامل ہوتے تھے۔ کالج اور سکول کے طلباء اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں، ضرورت ہے کہ جماعت کے سب نوجوان اس میں شریک ہوں، تاکہ اس دینی تربیت سے جماعت کو مجموعی طور پر فائدہ پہنچے۔

اس کے علاوہ دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بے گھر افراد کی امداد کے لئے سینکڑوں کپڑے اور تقریباً تین ہزار روپے لاہور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مستحق بے گھر افراد میں تقسیم کئے گئے۔

خواتین احمدیہ کی تنظیم کے سلسلہ میں سالِ زیر رپورٹ میں ان کے چار کامیاب اجلاس ہوئے۔ اس کے علاوہ ان کے وفود سیالکوٹ، لائل پور اور راولپنڈی کے دورے پر بھی گئے۔ امید ہے آئندہ سال تنظیم زیادہ مؤثر طریقے پر کام کر سکے گی۔

امداد مستحقین کی مد میں اس دفعہ ۹۷۰/۰۰ روپے عید فنڈ میں ۱۰۸۰/۰۰ روپے متفرق عدد کمبل، نیز امداد میں ۹۰۱۴/۰۰ روپے خرچ ہوئے۔ علاوہ ازیں ۱۴۶۰۰ پونڈ سٹار بناسپتی گھی رعایتی نرخ پر فراہم کیا گیا۔

آئندہ سال ۷۳-۱۹۷۲ء کے مجوزہ بجٹ کے مطابق مختلف مدات میں ۸۶۷۵/۰۰ ۲ روپیہ خرچ کئے جائیں گے۔ جن میں دفتری اخراجات، شادی فنڈ، امداد بر موقعہ عید، قرض تعلیمی و ذیلی اُمور، متفرق امداد، ماہوار خبرنامہ، تعلیم و تبلیغ اسلام، امداد مستحقین، تقریبات، انعامی مقابلے اور اخراجات شعبہ جات شامل ہیں۔

نئے انتخاب کے مطابق مجلس انتظامیہ کی فہرست درج ذیل ہے:۔

عہدیداران و مجلس انتظامیہ برائے ۷۳-۱۹۷۲ء

صدر:۔ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب، نائب صدر:۔ کرنل سعید احمد صاحب، سیکرٹری:۔ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب، نائب سیکرٹری: بشیر الاسلام صاحب، خازن:۔ صوفی نذر محمد صاحب۔

ممبران مجلس انتظامیہ

میاں فضل احمد۔ ڈاکٹر وحید احمد، زاہد احمد، صلاح الدین ناصر۔ مرزا حمید الرحمٰن، میاں فضل کریم، میاں عبد القدوس، بشیر احمد سوز، غلام نبی مسلم اور مبشر احمد شاہ صاحبان۔

مندرجہ بالا انتخابات کے بعد کرنل سعید احمد صاحب نے سبکدوش ہونے والی انتظامیہ اور عہدیداروں کی مخلصانہ خدمات کا شکریہ ادا کیا..... اپنے فرائض کی ادائیگی میں الٰہی توفیق کے لئے دعا اور خواتین اور حضرات کے تعاون کی درخواست کی جس کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

مقامی جماعت کی طرف سے حاضرین کو افطاری دی گئی اور عشائیہ پیش کیا گیا۔ (نمائندہ پیغام صلح)

اخبار احمدیہ

نماز تراویح اور درس قرآن

ــــ رمضان شریف میں مرکزی مسجد احمدیہ لاہور میں نماز تراویح حافظ قاری محمد بوستان صاحب پڑھاتے اور قرآن کریم سناتے ہیں، حضرت امیر ایدہ اللہ حسب معمول سب نمازوں اور تراویح میں شریک ہوتے اور نماز عصر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے ہیں، جس میں کثرت سے اصحاب شامل ہوتے ہیں۔ مسجد ماڈل ٹاؤن میں حافظ خدا بخش صاحب نماز تراویح پڑھاتے ہیں۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

ــــ چوہدری ظہور احمد صاحب چک 56/2-L اوکاڑہ کی دختر نیک اختر سماۃ شاہین ظہور فیزیکل ایجوکیشنل کالج لاہور میں زیر تعلیم تھیں امسال عزیزہ نے ۶۷۲ نمبر حاصل کر کے پاکستان بھر میں اول پوزیشن حاصل کی اور مبلغ 500/ روپے گورنمنٹ کی طرف سے انعام ملا۔ کالج کی طرف سے بھی انعام کی توقع ہے چوہدری صاحب نے اپنی بچی کی کامیابی پر مبلغ -/51 روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام دیا ہے اور بچی کی مزید کامیابی کے لئے احباب سلسلہ سے دعا کی متمنی ہیں۔ قاضی طارق محمود۔ رحمان کالونی اوکاڑہ

اعلان نکاح و عطیہ

ــــ مؤرخہ ۸/۱۰ کو چوہدری بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی مسمات نسرین کا نکاح میاں فاروق احمد ولد میاں غلام رسول صاحب سے بعوض مبلغ ۵۰۰۱/ روپے حق مہر پڑھا گیا۔ نکاح کا خطبہ خاکسار نے دیا۔ رخصتی عید کے بعد ہوگی۔ اس خوشی میں چوہدری صاحب نے مبلغ -/۱۰ روپے برائے اشاعت اسلام عطیہ دیا ہے اللہ کریم سے دعا ہے کہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔ آمین۔ والسلام
قاضی طارق محمود۔ رحمان کالونی۔ اوکاڑہ

بچّہ کی ولادت اور عطیہ

ــــ میرے لڑکے ظہیر احمد کو اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں مبلغ دس روپے .... برائے اشاعت اسلام محاسب صاحب انجمن کی خدمت میں ارسال کر دیئے ہیں۔ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ عزیز بچے کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ بیگم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مرحوم۔ ملتان۔

www.aaiil.org

حضرت مولینا محمد علی صاحب اپنی پُرخلوص خدماتِ اسلام کی وجہ سے زندہ جاوید ہیں۔ غلام نبی مسلم صاحب

حضرت مولینا کی تفسیر کے مطالعہ سے نوجوانوں کے ایمان مضبوط ہو گئے اور غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔ این اے فاروقی صاحب

جماعتِ احمدیہ لاہور کی تربیت میں حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حصّہ ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب

تقاریر بر موقعہ یومِ وصال حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء - اتوار کو ۱/۲ ۳ بجے سہ پہر جامع احمدیہ، مسلم ٹاؤن لاہور میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام مجدد الدین حضرت مولینا **محمد علی** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یومِ وصال منایا گیا، جس میں خواتین و حضراتِ سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس کی صدارت جنوبی امریکہ کے مبلغ اسلام جناب الحاج مولینا عبد الرحیم صاحب گجلو نے کی، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مسٹر ناصر احمد نے سرانجام دیئے حافظ خدا بخش صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی، اور ...... جناب غلام نبی مسلم ایم اے، جناب ...... این اے فاروقی اور جناب مرزا مسعود بیگ ...... جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے تقاریر کیں، بعد ازاں صدر صاحب نے صدارتی خطبہ دیا۔

ان تقاریر میں فاضل مقررین نے حضرت امیر مرحوم کی زندگی کے بعض ایمان افروز پہلوؤں پر روشنی ڈالی، اور آپ کی عظیم القدر خدماتِ اسلامیہ کا ذکر کیا، آپ کے پیدا کردہ لٹریچر کے ذریعہ اسلام کے متعلق دنیا کی رائے میں جو انقلاب آیا اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت امیر مرحوم کی رُوح پُر فتوح کو ...... خراجِ عقیدت پیش کیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی گئی اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے اور آپ کے کام کو آگے بڑھانے کی تحریک کی گئی۔

خلاصۂ تقریر جناب غلام نبی مسلم صاحب

محترم غلام نبی مسلم صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ایک مدت سے جماعت ربوہ اور غیر از جماعت مولویوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ مولینا محمد علی رح کے دعاوی اور کام میں منافقت اور مداہنت پائی جاتی تھی، دنیا میں اس سے بڑا جھوٹ شاید ہی بولا گیا ہو۔ حضرت مولینا رح ان اتہامات سے بہت بلند تھے، محترم مسلم صاحب نے کہا کہ دنیا جہان کے بڑے بڑے مسلم و غیر مسلم اہلِ علم و قلم نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مولینا رح نے اسلام پر قیمتی لٹریچر پیدا کر کے اسلام کی برتری ثابت کر دی اور آپ نے اسلام کو جارحانہ انداز میں پیش کیا......، پھر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی مسلک پر قائم رہ کر ختمِ نبوت اور اتحاد بین المسلمین کے حق میں بے نظیر جہاد کیا ہے اور اپنی زبان اور علم و قلم سے اپنے مرشد کے علم کو بلند رکھا۔

محترم مسلم صاحب نے حضرت مولینا کے منفرد مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنے عہد "میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا" کو پُورا کرنے کے لئے ملازمت اور وکالت کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے آپ کو حضرت امامِ وقت کی آغوشِ محبت و تربیت میں ڈال دیا۔ حضرت مولینا ایسے جوہرِ نایاب کو حضرت مسیح موعودؑ نے خود پہچانا اور تاریخ احمدیت میں آپ ہی کی ذات والاصفات ہے، جس نے رشد و ہدایت کے چشمۂ مجددیت سے سیر ہو کر پانی پیا اور حضرت صاحب نے آپ کے حق میں جس قدر دعائیں کیں، آپ کے حسنِ عمل اور والہیت کو سراہا وہ کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ ایسا ہی حضرت امامِ زمانؑ نے حضرت مولینا مرحوم پر جس قدر اعتماد کیا اس کی مثال جماعت احمدیہ میں ملنی مشکل ہے اس کے علاوہ حضرت مولانا نور الدین رح نے بھی اپنے تجربہ سے مولینا رحمۃ اللہ علیہ کو پُورے طور پر شناخت کیا اور وفات سے چند دن پہلے انہیں مخاطب کر کے فرمایا :-

"تمہارا روز دیکھنا بھی میری رُوح کی غذا ہے۔ مولوی صاحب! تم مجھے بہت پیارے ہو ایک کام کا ہتھیار ملا ہے، علم ہی علم ہے۔ تمہارا فضل ہے"

اس طرح احمدیت کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت مولانا رح نے جو خدماتِ اسلام و سلسلہ کی کیں ان کی رُو سے آپ ہی حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت حکیم الامت رح کی تمناؤں پر پُورے اُترے اور ان کے مشن کی وضاحت، نعت اور اشاعت میں آپ منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

محترم مسلم صاحب نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ جب آپ قادیان سے لاہور میں تشریف لے آئے تو یہاں کام شروع کرتے وقت آپ کو قادیانیوں، مولویوں اور غیر مسلموں کا مقابلہ درپیش تھا، لیکن آپ نے جس استقامت اور جوانمردی سے یہ کام سرانجام دیا، اس سے دشمنوں کے حوصلے پست کر دیئے۔ اور آپ نے ثابت کر دیا کہ اس دَور میں حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کا علمبردار آپ کے سوا اور آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ آپ کے سامنے سب سے اہم کام اشاعت قرآن کریم اور تبلیغ اسلام تھا آپ نے عظیم الشان لٹریچر تیار کر کے اسلامی دنیا میں اسلام کی عظمت قائم کی اور مسلمانوں کے دلوں میں اپنے دین کی محبت اور شوکت کو اُجاگر کیا۔ پھر قادیان سے اجرائے نبوت اور تکفیر اہلِ قبلہ کا جو فتنہ اُٹھا، اس کا سدِّباب کیا اور متعدد کتب میں حضرت صاحبؑ کے حقیقی مقام کو واضح کیا۔ اور غیر احمدیوں کے غلط عقائد کی تردید میں بھی بہت کچھ لکھا۔

محترم مسلم صاحب نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے احبابِ جماعت سے گذارش کی کہ آپ کو اپنے قائد پر فخر کرنا چاہیئے جنہوں نے جماعت میں گدی سازی اور نذرانہ نوازی کے فتنے سے قوم کو بچانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے علم کو تھام لیا۔ آج بھی مسلمان اور اسلام ہر دو کی کامیابی اس کام کو جاری رکھنے اور آگے بڑھانے میں ہے، جو مولینا مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ سے ورثے میں پایا۔ یاد رکھیئے اشاعت اسلام کا کام مسیح موعودؑ سے الگ ہو کر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحبؑ حجتِ اسلام تھے، اسلام کا غلبہ مسیح موعودؑ سے وابستہ ہے، مولینا رح نے یہ کام جاری رکھا۔ اور دنیا بھر میں ہر جگہ قرآن کا پیغام اور احمدیت کا نام پہنچا دیا۔ یہ جماعت کا کام ہے کہ حضرت مولینا رح کے عزم، تڑپ، خلوص اور ایثار کو لے کر آگے بڑھے اور تاریخ اسلام میں زندہ جاوید ہو جائے۔

خلاصۂ تقریر جناب این اے فاروقی صاحب

جناب این اے فاروقی صاحب نے "حضرت مولینا محمد علی صاحب رح بحیثیت مفسر قرآن" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا رح پہلے مفسر قرآن نہیں ہیں، پہلے بھی بہت سے مفسرین قرآن ہو گذرے ہیں۔ عربی زبان میں ضخیم کتبِ تفسیر ملتی ہیں ما بعد ازاں فارسی میں کئی تراجم ہوئے، مگر حضرت مولینا محمد علی رح کی قدر و عظمت بطور مفسر میرے اور آپ کے لئے یہ ہے کہ انہوں نے ہماری زبان میں قرآن کا ترجمہ اور مطالب ہمیں سمجھائے۔ جناب فاروقی صاحب نے فرمایا کہ انیسویں صدی کے آخری حصہ میں لوگوں کو خیال آیا کہ قرآن کریم کے اُردو میں تراجم کئے جائیں، لیکن ان کی سخت مخالفت ہوئی، اور ایسے لوگوں کو کافر و مرتد کہا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نام نہاد علماء نے یہ سوچا کہ اُردو (انگریزی) میں ترجمہ قرآن ہونے کی وجہ سے لوگ اسے سمجھنے لگ جائیں گے اور ہمارا حلوہ ماندہ جاتا رہے گا پھر اُردو میں بھی تراجم ہوئے لیکن وہ زمانہ کی ضروریات کو پُورا نہ کر سکتے تھے۔ اس دَور میں سائنس کی روز افزوں ایجادات و ترقیات کے باعث مادہ پرستی بسرعت پھیلنے لگی، سائنس نے دعوے کیا کہ خدا، ملائک، وحی، الہام اور رُوح وغیرہ کچھ نہیں۔ مادہ ہی مادہ ہے اور مادہ پر ہی سارا انحصار ہے۔ اس طرح وہ خود خدا بننا چاہتے تھے، اُردو کے مروجہ تراجم میں سائنس کے ان حملوں اور اعتراضوں کا کوئی جواب نہیں تھا، پھر یہ زمانہ انگریزی زبان کے تغلب کا زمانہ تھا، نوجوان لڑکے لڑکیاں اس زبان سے آشنا ہو رہے تھے، اگرچہ تراجم قرآن انگریزی میں بھی ہو چکے تھے، لیکن وہ پادریوں اور دشمنوں کی طرف سے کئے گئے تھے، جن کا مقصد اسلام کی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کرنا تھا، ان تراجم سے غیر مسلم تو کیا متاثر ہوتے، خود مسلمان بھی انہیں پڑھ کر دینِ اسلام سے متنفر ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مولینا رح نے عوام کی زبان --- اُردو --- میں اور خواص کی زبان انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر لکھی۔ انگریزی زبان اب جبکہ بین الاقوامی زبان بن رہی ہے اس انگریزی تفسیر کی اہمیت و عظمت بھی بہت سے اداتنی ... کہ ہم لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

(باقی بر صفحہ کالم ۔)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت سے پہلے بھی روزہ رکھتے تھے اور بعد میں بادشاہ ہو کر بھی روزہ اور نماز تہجد کی پابندی کی اور آپؐ کے نمونہ سے ایک نزکیہ شعار قوم پیدا ہوئی۔ حضرت امام زمانؑ نے بھی آپؐ کی غلامی میں تقوےٰ کا وہ نمونہ دکھایا جس سے قوم میں نیکی اور امتیازی کی لہر پیدا ہوئی۔

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (سورۃ بقرۃ - ۱۲۶) ———

یاایھا الذین امنوا۔ اے ہمارے دوستو! جو ہم پر اور ہمارے محبوب رسولؐ پر ایمان لے آئے ہو۔ یہ کس قدر پیار اور عزت کا خطاب ہے، کہ اے ہمارے دوستو، اے ہمارے ماننے والو، اے ہمارے پیغمبر صلعم کو ماننے والو، اور ہم پر ایمان لانے والو۔ کتب علیکم الصیام، تمہاری طہارت قلبی کے لئے اور تمہارے معاملات میں صفائی پیدا کرنے کے لئے روزہ رکھنا تم پر فرض قرار دیا گیا ہے کما کتب علی الذین من قبلکم۔ روزہ رکھنا تجربہ شدہ چیز ہے۔ یہ ایک تاریخی امر ہے دنیا میں جس قدر انبیاء و رسلؑ آئے، ان سب نے اپنی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس طرح ایک تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ .... اس حکم کی تلقین کرنے والے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ .... کما کتب علی الذین من قبلکم میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی اکثر قومیں روزہ رکھتی آئی ہیں۔ آج بھی وہ لوگ جو ہمارے وطن میں ایک بڑی تعداد میں رہا کرتے تھے، جن میں ہندو اور سکھ وغیرہ بھی شامل ہیں وہ بھی روزہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کا نام برت رکھا ہوا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں بھی روزے کی رسم ہے۔ اس رسم کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا کما کتب علی الذین من قبلکم۔ یعنے یہ ایک تاریخی امر ہے، اور تمام قوموں کے نزدیک تجربہ شدہ عبادت ہے طہارت قلبی حاصل کرنے اور باخدا بننے کے لئے یہ ایک نسخہ ہے کہ حلال طیب کھانے میں کمی کر کے روزہ رکھا جائے، اسی رکوع میں حلال طیب کھانے کا بھی ذکر ہے۔ اس کا روحانیت سے گہرا تعلق ہے۔ وہ لوگ جن کی روٹی حلال طیب نہیں ہے، ان کے دلوں پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ اور ان سے نیکی کی توفیق چھن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری بھلائی کے لئے فرمایا یاایھا الذین امنوا۔ اے ہمارے دوستو! جنہوں نے ہمارے محبوب رسول صلعم کا ساتھ دے کر ہمارے ساتھ تعلق لگایا ہے تمہاری بھلائی کے لئے ہم کہتے ہیں کہ روزہ رکھا کرو، اور اس فرض کو سہل کرنے کے لئے فرمایا کہ تمام بزرگوں نے روزوں کی تلقین کی ہے لعلکم تتقون۔ روزہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تم تقوےٰ اختیار کرو، جس نے تقوےٰ سیکھ لیا، اس کا روزہ ہے، اور جس نے روزہ رکھا اور تقوےٰ کا سبق نہیں سیکھا، وہ بھوکا مرا۔ روزے کا مقصد بھوکا مرنا نہیں ہے، بلکہ بلند مقام پر پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے روزہ سکھایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی روزے رکھتے تھے، حضور صلعم منصب رسالت ملنے سے پہلے بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ غار حرا شاہد ہے کہ حضور صلعم ابھی پیغمبر نہیں بنے تھے، لیکن عبادت و ریاضت کی خاطر آپؐ غار میں راتیں گذارتے تھے، ابھی تو حضور صلعم رسالت سے آشنا بھی نہیں تھے، تاہم آپؐ کی طبیعت میں وہ اخلاق رکھ دیئے گئے تھے، جن کی تلقین قرآن کریم میں کی گئی ہے۔ آپؐ بیوی بچوں کو چھوڑ کر غار حرا میں جا کر راتیں گذارا کرتے تھے، غیر آباد غاروں میں اندھیری راتیں گذارنا آسان نہیں، جنگل میں ہوائیں سائیں سائیں کر رہی ہوں، اور ادھر ادھر سے کوئی آہٹ یا آواز سنائی دے تو جان نکل جاتی ہے، سانپ، بچھو اور وحشی جانوروں کا بھی خطرہ ہوتا ہے، تاہم حضور صلعم جنگل اور ویرانے میں راتیں بسر کرتے تھے۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے قلب مطمئنہ عطا کر رکھا تھا۔

غرض روزہ رکھنا حضور صلعم کی عادت تھی، اس وقت بھی جب آپؐ بادشاہ ہوئے روزہ آپؐ نے نہ چھوڑا۔ بادشاہ وقت کو ہر قسم کے عیش کے سامان میسر ہوتے ہیں، لیکن آپؐ بوریا نشین ہیں۔ نہ تخت ہے نہ تاج۔ سلطنت پر متمکن ہو کر اپنے پاک نمونہ سے ایک پاک و مطہر اور عاشق قوم پیدا کی۔ حضور صلعم کا اس طرح کی زندگی بسر کرنا اور روزہ رکھنا اعلیٰ درجہ کے تقوےٰ کا نتیجہ ہے۔ ایسی مصفےٰ اور پاکیزہ طبیعت اور ایسے مقدس قلب پر قرآن کریم نازل ہوا، اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم دیکھ کر اور پرکھ کر رسالت کا کام کسی کے سپرد کرتے ہیں، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مقام کا اعلان فرمایا ہے۔

حضور صلعم زمین و آسمان کے بادشاہ کے محبوب رسول ہیں، تاہم آپؐ کی زندگی اہل دنیا جیسی نہیں، روزہ رکھنا اور خیرات کرنا آپؐ کی طبیعت کا حصہ بن چکا تھا، رمضان کے دنوں میں تو علیحدہ ہی رنگ نظر آتا تھا آپؐ روزہ رکھتے ہیں اور ان ایام میں غیر معمولی خیرات کرتے ہیں، روزہ کا مقصد ہے لعلکم تتقون، جس نے یہ مقصد حاصل کر لیا اس نے اپنے خدا کو پا لیا۔

مقصد یہ ہے کہ آپ روزہ کے ذریعہ اپنے مولا کے ساتھ تعلق پیدا کریں اور اس سے ڈر کر زندگی بسر کریں، حضور صلعم سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا ما التقویٰ یا رسول اللہ۔ حضورؐ! تقوےٰ کسے کہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ تقوےٰ یہ ہے کہ تو اس کام کو نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے روکا ہے اور تقوےٰ یہ ہے ان تزین باطنک للخالق کما تزینت ظاھرک للخلق۔ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے اپنے باطن کو ایسا مزین کرو جیسے تم مخلوق کو دکھانے کے لئے اپنے ظاہر کو مزین کرتے ہو، اور فرمایا التقویٰ ان لایراک مولاک حیث نہاک۔ یعنے خدا تعالیٰ تمہیں اس جگہ جاتے نہ دیکھے جس جگہ جانے اور جس کام کے کرنے سے اس نے منع فرمایا ہو۔

حضور صلعم کی یہ حالت تھی کہ دن کو روزہ رکھتے اور راتوں کو تہجد میں گذارتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں تورمت قدماہ کہ کھڑے کھڑے آپؐ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ یہ دنیا کا نرالا بادشاہ ہے، جو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کی بجائے سخت مشقت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

اس زمانہ کے امامؑ نے بھی روزہ رکھ کر دکھایا۔ آپ .... اس رمضان کے علاوہ بھی دوسرے دنوں میں روزے رکھتے تھے، امام وقتؑ کے پاس بیٹھنے والوں نے بھی نہایت پاکیزہ نمونہ دکھایا۔ حضرت مولانا نورالدینؒ، حضرت مولانا عبدالکریمؒ اور سید احسن صاحب امروہویؒ، حضرت صاحبؑ کی خدمت میں بیٹھے، انہوں نے بھی اتباع کا عظیم الشان نمونہ دکھایا۔ میں یہاں لاہور میں پروفیسر تھا، نوجوان تھا، پروفیسری ملی ہوئی تھی، اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے تاہم قادیان سے حکم آیا کہ یہاں چلے آؤ، میں بلا تردد وہاں چلا گیا۔ یہاں ہر ہفتہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ، شیخ رحمت اللہ صاحبؒ اور خواجہ کمال الدین صاحبؒ انجمن کی میٹنگوں میں باقاعدگی سے پہنچ جاتے، کوئی ایجنڈا بھی جاری نہ ہوتا، کوئی حکم نہ بھیجا جاتا وہ خود بخود دین کا کام سمجھتے ہوئے ہر ہفتہ پہنچ جاتے تھے، مجال ہے کوئی ناغہ انہوں نے کیا ہو، کیا اثر ہے حضرت امام زمانؑ کا، کیا قوم آپؑ نے پیدا کی!

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۱)

www.aaiil.org

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام مغربی کرّۂ ارض کی پانچویں احمدیہ کنونشن ٹرنی ڈاڈ

۲۵ اگست تا ۳ ستمبر ۱۹۷۲ء

(مولٰینا شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان)

ستمبر ۱۹۶۸ء کے آخر کا ذکر ہے جب گیانا میں پہلی احمدیہ کنونشن منعقد ہوئی۔ ٹرنی ڈاڈ سے ڈاکٹر ایم۔ اے۔ عزیز، جناب فضل دین جناب ایس۔ ایم کیدار اور خاکسار شمولیت کے لئے گئے۔ سرینام سے مولوی عبدالرحیم جگو صاحب اپنے ساتھ پانچ چھ دوستوں کو لائے۔ قریہ ملہ (بربس BERBICE) میں ہماری پہلی مسجد تیار ہوئی تھی اس لئے وہاں دو دن کنونشن کی تقریبات کا انتظام ہوتا رہا۔ ارادہ تو یہ تھا کہ ٹرنی ڈاڈ میں اس قسم کی کنونشن کا آغاز کیا جائے لیکن

ادھر سرینام سے کوئی ستر کے قریب دوستوں کے آنے کی اطلاع ملی۔ چونکہ ہماری جماعت وہاں نئی نئی قائم ہوئی تھی اور اس قسم کی تقریبات کا انہیں پہلے تجربہ نہیں تھا، اس لئے منتظمین کو گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ ساٹھ ستر دوستوں کو ٹھہرانے کا کہاں انتظام کیا جائے گا۔ ان میں سے اکثر ناواقف لوگ تھے سرینام والوں کے لئے زبان کی مشکلات علیحدہ تھیں۔ ان میں سے اکثر صرف اُردو اور ڈچ زبان جانتے تھے۔ اس مقصد کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی قائم کی

کہ ان کے گھروں میں مہمانوں کی آسائش کا پورا انتظام نہیں۔ انہیں اس طرح اطمینان دلایا گیا کہ وہ لوگ یہاں آرام و آسائش کے لئے نہیں بلکہ ایک خاص مقصد کیلئے آ رہے ہیں انہیں رات کو سونے کے لئے ایک بستر اور صبح ناشتہ مل جائے اور کبھی کبھار دوپہر یا رات کا کھانا تو بس اتنا ہی کافی ہوگا۔ بعض دوستوں نے خوشی سے اور بعض احباب نے ڈرتے ڈرتے مہمانوں کو اپنے ہاں ٹھہرانے کی حامی بھر لی۔

کنونشن کا دن آگیا۔ میزبان اپنے اپنے

اس کے بعد تیسری کنونشن سرینام میں منعقد ہوئی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور محترم شیخ میاں فاروق احمد اور ان کی بیگم صاحبہ اور دو بچیاں اور صاحبزادے بھی شریک ہوئے۔ یہ کنونشن ایک لحاظ سے بہت کامیاب کنونشن تھی۔ جس کی تفصیلات پیغام صلح میں آچکی ہیں۔ پھر ۱۹۷۱ء میں گیانا میں دوبارہ کنونشن منعقد ہوئی۔ جس میں باہر سے ۱۲۰-۱۳۰ اصحاب شریک ہوئے جن کے قیام و طعام اور آمد و رفت کا سب انتظام ٹرنی ڈاڈ کے احمدی دوستوں نے کیا۔

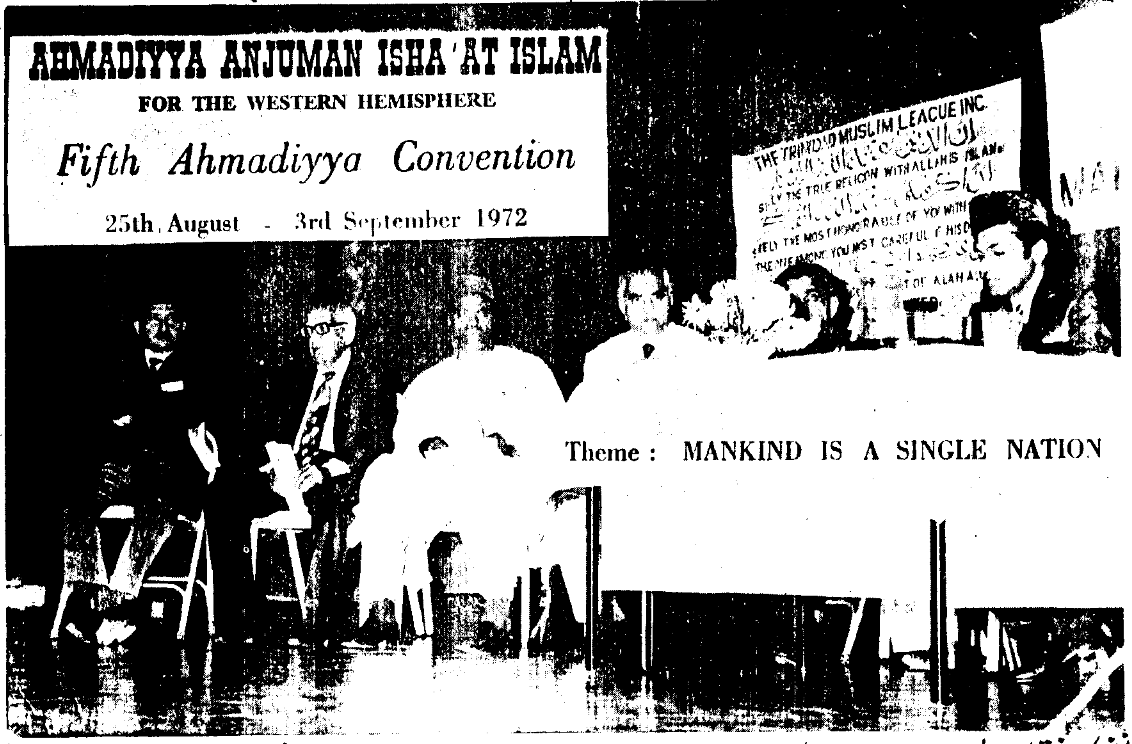

کنونشن کا افتتاحی جلسہ۔ (دائیں سے بائیں) ڈاکٹر ایم اے عزیز صدر احمدیہ انجمن مغربی کرۂ ارض، مسٹر ایم۔ بی بلیبن (صدر احمدیہ انجمن گیانا) شیخ محمد طفیل۔ معلم صلاح الدین تابو (گھانا)۔ مسٹر عزیز احمد سابق صدر احمدیہ انجمن مغربی کرۂ ارض۔ ڈاکٹر عارف قادر سہارا (انڈونیشی مندوبین کے لیڈر)

جب گیانا والوں نے پہل کر کے پروگرام کا اعلان بھی کر دیا تو ہم نے انہیں اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ اور گیانا ہی میں اس بات کا پروگرام بن گیا کہ آئندہ کنونشن بھی ٹرنی ڈاڈ میں ہوگی۔

اس کے بعد اپریل ۱۹۶۹ء میں ٹرنی ڈاڈ میں کنونشن کا انتظام کیا گیا۔ گیانا

گئی۔ اس کمیٹی کے مختلف ممبروں کو قیام و طعام ٹرانسپورٹ۔ طبی امداد۔ پروگرام وغیرہ کے مختلف شعبوں کا انچارج مقرر کیا گیا۔ زیادہ مسئلہ مہمانوں کے قیام کا تھا اس سلسلے میں کمیٹی کے وفود مختلف گھروں میں جا کر ایک ایک دو دو مہمانوں کی رہائش کا انتظام کرتے رہے۔ بعض لوگ اس امر سے گھبراتے رہے

گھر لے گئے۔ انہیں مختلف جلسوں اور تقریبوں میں ساتھ لاتے رہے اور دو تین روز ہی میں ایسے گھل مل گئے جیسے انہیں مدتوں سے جانتے ہوں اور جب کنونشن ختم ہوئی تو پرنم آنکھوں سے اپنے مہمانوں کو (جو اب ان کے عزیزوں جیسے عزیز ہو گئے تھے) رخصت کیا۔

اس تمہید کو باندھنے کی غرض یہ ہے کہ مغربی کرۂ ارض کے احمدی احباب کا خیال ہو رہا ہے کہ ایک جہاز چارٹرڈ کرا کے آئندہ سال جلسۂ سالانہ پر لاہور لایا جائے اور پندرہ بیس دن یہ دوست پاکستانی احمدی دوستوں سے ملاقات کریں مختلف جماعتوں کے جلسوں اور تقریبات میں حصہ

لیں، کچھ ان کی سنیں کچھ اپنی سنائیں اور اس طرح رشتۂ اخوت کو مضبوط بنائیں۔ پاکستان کے دوست چاہیں تو اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ راولپنڈی، پشاور، ایبٹ آباد، بدوملہی، سیالکوٹ، لائل پور، جھنگ اور چک ۸ر کی جماعتیں بآسانی ستر اسی آدمیوں کے قافلے کو اپنے ہاں دعوت دے سکتی ہیں۔ دو تین بسوں کو چند دن کے لئے کرایہ پر لینے سے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ان کی تعلیمی تربیت کے لئے ایک کورس تیار کیا جائے جس کے مختلف حصوں پر مختلف مقامات میں انگریزی اور اردو لیکچر دیئے جائیں۔ اس کے لئے ہمارے چیدہ چیدہ مبلغ ہر جگہ ان کے ساتھ رہیں۔ اسی طرح مغربی کرۂ ارض کے احمدی مندوبین اپنے خیالات سے

کو مندوبین ٹرنی ڈاڈ میں پہنچنے والے تھے لیکن ایک روز قبل جب وقت قریب آیا تو معلوم ہوا کہ گیانا اور سرینام کے دونوں جہاز ۲۴ اگست کو ٹرنی ڈاڈ پہنچ رہے ہیں۔ گیانا سے ساٹھ خواتین و رجال صبح ساڑھے دس بجے پہنچ گئے۔ مہمانوں اور میزبانوں کی فہرستیں تیار تھیں، ان کے مطابق تقسیم عمل میں آئی اور یہ کام ایک گھنٹہ میں مکمل ہو گیا اور دوست اپنے اپنے گھروں میں مہمانوں کو لے کر چلے گئے۔

دوپہر کے وقت ایک دوسرے جہاز پر اپنے دوست سرینام سے تشریف لائے ان کے لئے بھی جلد ہی مناسب انتظام کر دیا گیا۔ سرینام سے دوسرا جہاز جس پر ۱۴۰ افراد آ رہے تھے ۱۱ بجے شام ساڑھے

جلسے کا انتظام نہیں تھا صرف جمعہ کے لئے اپنے اپنے علاقہ کی مسجدوں میں جانے کا پروگرام تھا اس لئے کنونشن کے شائع شدہ پروگرام میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس عرصہ میں مہمانوں اور میزبانوں کو ایک دوسرے سے زیادہ ملنے کے مواقع پیدا ہو گئے۔ شام کو چار بجے کونسل کی ایک میٹنگ تھی جس میں ممبروں نے اپنے مسائل و وسائل کا جائزہ لیا اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا۔

کنونشن کا افتتاح

پورٹ آف سپین کے ٹاؤن ہال میں جسٹس نور حسن علی نے کانفرنس کا افتتاح کیا۔ مسٹر کمال حیدل نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ڈاکٹر ایم اے عزیز صدر احمدیہ انجمن ویسٹرن ہیمسفیئر

موضوع:۔ تمام انسان ایک اُمت ہیں۔

شیخ محمد طفیل:

موضوع:۔ ویسٹ انڈیز کے لئے احمدیت کا پیغام۔

مولوی عبدالرحیم جگو صاحب (سرینام سے) نے دعا پر جلسہ کا اختتام کیا اور حاضرین کو اردو اور ڈچ میں بعض تقریروں کا مفہوم سمجھایا۔

کنونشن کی مشکلات میں سے ایک مسئلہ زبان کا بھی تھا۔ سرینام سے جو دوست آئے تھے وہ زیادہ تر اردو اور ڈچ سمجھتے تھے۔ اس لئے کنونشن کا پروگرام انگریزی، اردو اور ڈچ تینوں زبانوں میں جاری رکھنا پڑتا تھا۔ سرینام سے سولہ نمائندے انڈونیشی بھی شامل ہوئے تھے۔ ان کے لئے کچھ پروگرام جاوی زبان میں بھی رکھنے کی

FIFTH AHMADIYYA CONVENTION.

Brothers and sisters from Surinam

سرینام سے کنونشن کے لئے بعض انڈونیشی احباب جناح میموریل مسجد کے باہر کھڑے ہیں۔ ان میں سے بعض دوستوں نے کنونشن کے دوران جاوی زبان میں نعتیہ کلام پڑھا اور تقریریں کیں۔

پاکستانی احباب کو آگاہ کریں۔ اپنے مسائل اور مشکلات ان کے سامنے پیش کریں۔ اس قسم کے تجربہ کا ایک اور فائدہ بھی ہوگا کہ ہمارے مبلغین کو پاکستان میں رہ کر ہی اس بات کا علم ہو جائے گا کہ غیر ممالک میں تبلیغ کے سلسلے میں انسان کو کس قسم کے احوال اور مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔

ٹرنی ڈاڈ کی کنونشن

غیر یہ تو مستقبل کے پروگرام ہیں۔ اب قارئین پیغام صلح پانچویں احمدیہ کنونشن کا کچھ حال بھی سن لیں۔

پروگرام کے مطابق ۲۵ اگست

آٹھ بجے پہنچنا تھا، لیکن ہوائی اڈے پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ جہاز رات بارہ بجے پہنچے گا جس نے دوستوں کو مایوس کر دیا۔ بعض دوستوں کو ہوائی اڈے سے دو گھنٹے کا سفر کے ساتھ اپنے شہر یا قریہ میں پہنچنا تھا، اگر بارہ بجے جہاز آئے اور ایک گھنٹہ ہوائی اڈے سے نکلتے نکلتے لگ جائے اور وہاں سے کنونشن کے دفتر واقع سینٹ جوزف پہنچا جائے اور وہاں کی تفصیلات سے نپٹنے کے بعد گھر کا رُخ کیا جائے تو ذہن ضرور تھک جائیں گے۔ لیکن دوستوں نے اس تمام صعوبت کو خوشی خوشی برداشت کیا۔ وہ رات سب دوستوں کے لئے گراں تھی۔ تاہم دوسرے دن کسی خاص

نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ مس ذرینہ یوسف نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام اور دوسرے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ مسٹر ایم۔ بی ۔ یٰسین صاحب صدر احمدیہ انجمن گیانا اور ڈاکٹر جمال الدین صاحب صدر جماعت سرینام نے مختصر تقریریں کیں۔ مس تمیم بخش نے نغمات اسلام میں سے ایک نعت پڑھی۔ دیگر تقاریر کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

مولانا غلام احمد صاحب بشیر (ہالینڈ سے)

موضوع: "کان الناس امۃ واحدۃ"

بزبان اردو و ڈچ۔ کانفرنس کا نمایاں موضوع یہی تھا۔

معلم صلاح الدین بایو صاحب (گھانا سے)

کوشش کی گئی۔ ان کے مرد اور خواتین جاوی زبان میں نعتیہ کلام پڑھتے تھے۔ بعض لوگ انگریزی زبان میں حمد اور نعتیہ نظمیں بھی پڑھتے تھے۔ گھانا کے معلم صلاح الدین صاحب عربی زبان میں (اپنے افریقی لہجہ میں) نعتیہ کلام پڑھتے تھے گو زبانیں مختلف تھیں لوگوں کے رنگ مختلف تھے لیکن جذبات میں ہم آہنگی تھی۔ قرآن کریم کی یہ آیات پروگرام میں نمایاں طور پر درج تھیں۔

یاایھا النّاس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثٰی وجعلنٰکم شعوبًا وقبآئل لتعارفوا۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم، انّ اللہ علیم خبیر (۴۹ : ۱۳)

www.aaiil.org

"اے لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے اور پورا خبردار ہے۔"

ومن اٰیٰتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم و الوانکم۔ انّ فی ذٰلک لاٰیٰت للعٰلمین (۳۰: ۲۲)

"اور اس کی نشانیوں میں سے بناناہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اور الگ الگ ہونا تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا۔ بے شک اس میں

سم سم ہل کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں خدا کے فضل سے ہماری ایک فعال جماعت قائم ہے یہ وہی علاقہ ہے جس نے ۱۹۶۹ء میں میری روانگی کے وقت مجھے ایک تحفہ دیا تھا اور یہ تحفہ تھا پچاس لوگوں کے قبول احمدیت کے بیعت فارم۔ ان دوستوں نے اپنی مسجد کے صحن کو کشادہ اور پختہ کیا تاکہ اگر بارش ہو جائے تو انتظام میں خلل نہ آئے۔ یہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔ چار سو کے قریب لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں نے نعتیہ کلام اور حضرت اقدسؑ کی نظمیں سنائیں۔ ایک خوب نیگرو نوجوان نے معلم صلاح الدین تایو صا کے ہاتھ پر قبولِ اسلام کیا اور بہت سے

میں جلسہ کرنا پڑتا۔ خیر موسم خوشگوار رہا لیکن سٹیج کا پہلا لاؤڈ سپیکر خراب ہو گیا۔ دوسرے لاوڈ سپیکر کو لگاتے لگاتے دیر ہو گئی۔ جلسہ ۴۵ منٹ دیر سے شروع ہوا۔ پروگرام کی طرف نظر ڈالی تو اس میں ۱۹۔ افراد سے لئے اور نعتیہ کلام پڑھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ اگر اتنے طویل پروگرام کو پورا کیا جاتا تو رات کے ایک دو وہیں بج جاتے۔ میں نے اپنا نام واپس لے لیا۔ پروگرام میں مزید کچھ کانٹ چھانٹ کی گئی۔ اور ڈاکٹر عزیز صاحب صدر جلسہ نے کوئی اڑھائی گھنٹہ میں اس پروگرام کو پورا کیا۔ جناب غلام احمد بشیر صاحب انگریزی تقریروں کا اردو اور ڈچ میں ترجمہ سناتے جاتے تھے۔

یہاں سے فراغت پائی تو کنونشن کا قافلہ سان فرنانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ جو کوئی پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں کی جماعت نے "ہائی ٹی" کا انتظام کر رکھا تھا مطلب یہ ہے کہ چائے کے ساتھ اتنا کچھ کھانے کو دے دیا جائے تاکہ گھر جا کر کھانے کی خواہش باقی نہ رہے۔ اس مقام پر بھی چائے کے اختتام پر کچھ تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ مغرب اور عشا کی نماز پڑھ کر دوست دوسرے پبلک جلسے کے لئے روانہ ہوئے جو سان فرنانڈو کے ایک وسیع ہال میں منعقد ہونا تھا۔

جلسہ کی صدارت کے فرائض میرے سپرد تھے۔ پروگرام خاصہ طویل تھا۔

FIFTH AHMADIYYA CONVENTION

TOWN HALL, PORT-OF-SPAIN, TRINIDAD, WEST INDIES.

پانچویں احمدیہ کنونشن کا افتتاح۔ ٹاؤن ہال پورٹ آف سپین کا جلسہ۔ جلسہ گاہ کے ایک حصے کا منظر

نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے۔"

رنگ و زبان کے اختلاف سے ہی انسانی تمدن بقا پذیر ہے۔ لیکن اس اختلاف طبعی کو ایک دوسرے پر ظلم و جور کا بہانہ بنا لینا یا ایک دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھنا سراسر نادرست ہے۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں ان امور کا بار بار ذکر اور اعادہ کیا۔ ویسٹ انڈیز میں ویسے کئی ملی جلی قومیں آباد ہیں۔ خود ہماری کنونشن میں ہندوستانی، انگریز، ڈچ، افریقی اور جاوی نمائندے شریک تھے۔ لیکن سب آپس میں بھائیوں کی طرح گھل مل رہے تھے۔

سم سم ہل جماعت کی طرف سے ڈنر

افتتاحی جلسہ ختم ہو گیا تو سب لوگ

مقامی اور غیر مقامی دوستوں نے تقاریر کیں۔ رات کے گیارہ بجے لوگ دور و نزدیک اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

اتوار ۲۷ر اگست

کنونشن میں ایک خاص تعداد نوجوان احمدیوں کی بھی تھی۔ انہوں نے اتوار کو صبح نو بجے سے پانچ بجے شام تک اپنے لئے کھیلوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ بیڈمنٹن، ٹینس، ٹیبل ٹینس، دوڑ کا مقابلہ۔ بس اس قسم کے مشاغل نے انہیں مصروف رکھا۔ شام کو شاگوانا جماعت کی طرف سے ڈنر اور جلسہ کا انتظام تھا۔ جلسہ مارکیٹ سکوئر میں تھا۔ اگر بارش ہو جاتی تو کمیونٹی ہال

سوموار ۲۸ر اگست

اتوار کی گہما گہمی نے لوگوں کو تھکا دیا تھا سوموار کی صبح یوتھ کے لئے گاسپارلو میں ایک سیمینار کا انتظام تھا۔ کوئی دو تین گھنٹے نوجوان دوست اپنے مسائل پر بحث کرتے رہے۔ مسٹر عزیز احمد صاحب جو یوتھ موومنٹ کے سرپرست ہیں انہوں نے اس جلسہ کا افتتاح کیا۔ گاسپارلو کی جماعت نے لنچ کا انتظام کر رکھا تھا۔ وہیں مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کی گئیں اور ایک جلسے کا انتظام بھی کیا گیا۔ مس ذکیہ دین نے اپنے گروپ کے ساتھ حضرت اقدسؑ کی دو نظمیں بھی سنائیں۔

بیگم غلام احمد بشیر صاحب جو کہ ڈچ نومسلمہ ہیں انہوں نے ڈچ زبان میں تقریر فرمائی۔ گیانا، سرینام اور انڈونیشیا کے نمائندوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ گاسپارلو کی جماعت کے بچوں نے حضرت اقدسؑ کی نظم:

"گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو"

بڑی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ معلم صلاح الدین تایو، مسز واٹ اور ڈاکٹر عارف فارسہارا نے بھی تقریریں کیں۔ دس بجے یہ محفل ختم ہوئی۔ دوست تھکے ماندے اپنی اپنی رہائش گاہوں کو لوٹے۔ ایک کار حادثے کا شکار ہو گئی۔ ایک خاتون کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اور باقی دوستوں کو معمولی ضربیں آئیں

خدا کا شکر ہے جانیں بچ گئیں۔ زخمیوں کو فوراً طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔

منگل ۲۹ اگست

اس دن کا پروگرام بہت تھکا دینے والا تھا۔ ہمیں پانچ مختلف جماعتوں کے ہاں اپنے کنونشن کے قافلے کو لے جانا تھا۔ آٹھ بجے صبح لوگ گھروں سے روانہ ہوئے۔ پہلا مقام آرنم (ویلیج کی مسجد میں تھا۔ یہ ٹرنی ڈاڈ کی سب سے پرانی مسجد ہے اور خدا کے فضل سے اب ہمارے ساتھ شامل ہے۔ مسٹر عیان اور مسٹر حمید محمد اس جماعت کے روح رواں ہیں۔ مسٹر جعفر مسجد کے امام ہیں۔ ضعیفی کے باوجود جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ یہاں ایک چھوٹا پروگرام جماعت نے مرتب کیا تھا۔ دوستوں کو سویٹ ڈرنکس (میٹھا شربت) اور ناریل کا پانی پلایا گیا اور چالیس منٹ کے وقفے کے بعد ہماری پارٹی پرنسس ٹاؤن (فاصلہ کوئی پانچ میل) کی مسجد کی طرف روانہ ہوئی۔ یہاں بھی احباب کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔ ایک چھوٹی سی تقریب منعقد ہوئی اور قافلہ کونو (فاصلہ کوئی ۱۵ میل) کی طرف روانہ ہوا۔ اس گاؤں میں ہماری جماعت کے دوستوں نے لنچ کا انتظام کر رکھا تھا۔ سڑکیں چھوٹی، اونچی نیچی خم کھاتی ہوئی گنے اور دھان کے کھیتوں میں سے گزرتی تھیں۔

لنچ سے فراغت پا کر جلسے کا آغاز ہوا۔ سر شام کی خواتین نے تقاریر کیں۔ بیرونی وفود کو بھی تھوڑا تھوڑا بولنے کا وقت دیا گیا اور ابھی لوگوں کو سستانے کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ نیو گرانٹ کی جماعت کی طرف کوچ کرنے کا حکم مل گیا۔ وہاں مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ جماعت نے مشروبات کا انتظام کیا تھا۔ انڈونیشی نمائندے زیادہ تر اسی جماعت کے مہمان تھے وہ اپنے گھل مل گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ اصل میں وہ ہمارے میزبان ہیں اور ہم ان کے مہمان۔ یہاں بھی حسب دستور نظمیں، نعتیں اور تقریریں ہوئیں۔ جی چاہتا تھا کہ اس جلسے کے اختتام پر سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں لیکن ریو کلارو کی جماعت نے ایک پبلک جلسے کا انتظام کر رکھا تھا اور شام کا کھانا بھی وہیں تھا۔ (فاصلہ کوئی ۱۵ میل) بادل ناخواستہ قافلہ اس طرف روانہ ہوا۔ کھانا کھایا۔ جس میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں اور جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب غلام احمد بشیر صاحب نے "بیسویں صدی میں احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر ہ۔ اُردو میں تقریر کی مسٹر وائٹ نے بھی انگریزی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مسٹر کمال حیدل نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر کی۔ اسی طرح دوسرے بعض دوستوں نے بھی تقاریر کیں۔ رات کے ساڑھے دس بجے یہ سلسلہ ختم ہوا تو کوئی دو گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد (بعض دور سے آئے ہوئے دوست تین گھنٹہ کے بعد) اپنے گھروں کو پہنچے۔ خدا کے فضل سے اس کنونشن کا نصف پروگرام بخیر و خوبی طے ہو گیا۔

بدھ ۳۰ اگست

گذشتہ روز کے طویل سفر اور پروگرام سے تھکے ماندے لوگ اگلے دن کے پروگرام کے لئے ایک گھنٹہ دیر سے پہنچے۔ ایک بجے کیلیفورنیا کی جماعت کے زیادہ بڑی نہیں لیکن اپنے عزم اور استقلال میں بڑی جماعتوں سے کم نہیں۔ ان کا عنقریب ایک سکول اور مسجد بنانے کا ارادہ ہے لوگ کھانا گھروں سے کھا کر آتے تھے۔ یہاں ان کی تواضع پھلوں سے کی گئی۔

ساڑھے تین بجے کے قریب قافلہ پریسال پہنچا یہاں ایک نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا سنگ بنیاد معلم صلاح الدین بالو صاحب نے رکھا تھا۔ آج معلم صاحب نے پہلی بار ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں اور اس کے بعد تیس چالیس منٹ کے لئے ایک جلسہ کا انعقاد ہوا۔ مقامی دوستوں کی یہ خواہش تھی کہ کچھ عرصہ مزید اس مسجد میں قیام کیا جائے لیکن دو اور جگہوں پر جلسوں اور تقریروں کا انتظام ہو چکا تھا اس لئے معذرت کے ساتھ کنونشن کا کارواں ناپرن (فاصلہ چار میل) کی طرف رواں دواں ہوا۔ یہاں شام کے کھانے کا انتظام تھا اس سے فراغت پا کر جلسہ ہوا اور دوستوں نے مختلف موضوعات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ساڑھے چھ بجے پبلک میٹنگ کے لئے دوست جناح میموریل مسجد سینٹ جوزف میں جمع ہوئے۔ خاکسار نے بانی سلسلہ احمدیہ کی حیات طیبہ کے متعلق تقریر کی۔ معلم بالو نے "حضرت مسیح قرآن میں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بیگم غلام احمد بشیر صاحب نے ڈچ زبان میں توحید کے متعلق ایک مضمون پڑھا۔ سر شام اور کئی دوستوں کو بھی موقعہ دیا گیا۔ یہ آخری پبلک میٹنگ تھی۔ اس کے بعد پروگرام جماعتی رنگ کا تھا جس میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو سکتے تھے۔ لیکن زیادہ توجہ جماعت کے افراد کی طرف ہوتی تھی۔

جمعرات ۳۱ اگست

اصل پروگرام میں اس دن ٹوبیگو ہوائی جہاز سے جانے کا ذکر تھا۔ لیکن چونکہ قبل ازیں پورے طور پر اطلاع نہیں ملی تھی کہ کتنے لوگ اس سفر میں شریک ہوں گے، اس لئے جہاز کی فلائیٹ کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس کی بجائے دو جماعتوں کی طرف سے دعوت ناموں کو قبول کر لیا گیا۔ لنچ کا انتظام سپاریا اور لڈووڈ کی جماعت نے کیا۔ مسٹر ہافمین حبین نے اپنے گھر کے نچلے حصے میں تمام مہمانوں کو دو تین شفٹوں میں کھانا کھلایا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض میرے سپرد ہوئے۔ اسی موقعہ پر جناب معظم سائیں کورٹ بگس آف پائین نے اپنے قبول احمدیت کا پبلک میں اعلان کیا۔ (ان کے متعلق قبل ازیں بھی پیغام صلح مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۷۲ء میں ذکر آ چکا ہے) مسٹر عزیز احمد صاحب نے اپنے دورۂ پاکستان کے تاثرات بیان فرمائے۔ مسٹر شکور ہر جماعت کے پرانے ممبروں میں سے ہیں۔ انہیں کچھ عرصے سے دل کی تکلیف ہے۔ ڈاکٹر نے گھر سے باہر نکلنے سے بھی منع کر رکھا ہے۔ لیکن انہوں نے اس موقعہ پر مجلس سے غیر حاضر رہنا گوارا نہیں کیا۔ گرتے پڑتے آ ہی پہنچے اور ایک طرف کرسی پر بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ ایک روز قبل کھانے کے انتظامات میں ہر طرح سے شامل رہے۔ اگر ان کا اصرار نہ ہوتا تو کنونشن کا یہ جلسہ اس مقام پر نہیں ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالے انہیں صحت عطا فرمائے۔ انہوں نے کبھی کسی قسم کی ..... قربانی کرنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ مولوی عبدالرحیم بگو صاحب نے اس موقعہ پر ایک گرجدار آواز میں تقریر فرمائی۔ ان کی آواز اس قدر بلند ہے کہ انہیں لاؤڈ سپیکر کی ضرورت نہیں پڑتی۔

بعد ازیں ساڑھے تین بجے ہم لوگ سپاریا کی مسجد میں آ گئے۔ یہ مسجد مسٹر عزیز احمد صاحب نے اپنے خرچ پر بنوائی ہے۔ یہاں نماز کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ مقامی جماعت نے مندوبین کو خوش آمدید کہا۔ اور جن دوستوں کو پہلے تقاریر کا موقعہ نہیں ملا تھا ان کے لئے اس مجلس میں وقت نکالا گیا۔ میٹنگ کے بعد مشروبات سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ شام کو ..... سب دوستوں نے گھر جا کر کھانا کھایا۔

اس موقعہ پر ہمارے قافلے کی ایک کار راستے میں پھسل کر تین دفعہ اُلٹی سیدھی ہو کر ایک گڑھے میں جا گری مگر خدا کے فضل سے کسی کو زیادہ سخت چوٹ نہیں آئی۔ زخمیوں کو نکال کر فوراً ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ان کا ایکسرے ہوا اور مرہم پٹی ہوئی اور گھر واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ تین سو کے قریب لوگوں کا کاروں اور بسوں میں سفر کرنا بذات خود ایک مشکل کام تھا۔ بارش ہو جائے اور سڑکوں کی حالت خراب ہو تو سفر کے خطرات میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر لیکن اللہ تعالے کی رحمت سے یہ مرحلہ آسان ہو گیا۔ ویسے مختلف کاروں میں فرسٹ ایڈ کے سامان ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

جمعہ یکم ستمبر

کنونشن کو شروع ہوئے آٹھ دن ہو چکے تھے اس عرصے میں بہت کم وقت باہر کے مہمانوں کے لئے سیر و تفریح کا رکھا گیا تھا۔ جمعہ جناح میموریل مسجد سینٹ جوزف میں پڑھا گیا۔ (جناب غلام احمد بشیر صاحب نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی) وہیں کھانا کھایا گیا اور چار بجے تمام قافلے کو کشتیوں میں بٹھا کر "پرندوں کے جنگل" کی سیر کرائی گئی۔ یہ نظارہ بہت دلکش تھا۔ ہزارہا ہزار سرخ و سفید پرندے شام کے وقت دلدل سے اپنے اپنے آشیانوں کو لوٹ رہے تھے۔ اور جس پرندے کا جس شاخ پر گھونسلا تھا وہ اسی طرف کا رُخ کرتا تھا، مجال ہے جو کسی اور شاخ یا کسی اور گھونسلے میں جا بیٹھے۔

سورج غروب ہونے کے بعد مکھیوں اور مچھروں کی خاص قسمیں جھیل یا جو درخت ہیں وہاں سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ان کے کاٹنے سے لوگوں کی ٹانگوں اور بازوؤں پر دانے نکل آئے جس کا اثر کئی روز تک باقی رہا۔

ہفتہ ۲ ستمبر ہلٹن میں الوداعی ڈنر

اس دن شام کو الوداعی ڈنر کا ہلٹن ہوٹل میں انتظام تھا۔ اس سے قبل مندوبین اپنے اپنے طور پر ٹرنی ڈاڈ کی سیر کرتے رہے۔ جنہوں نے خرید و فروخت کرنا تھی وہ اس میں مصروف رہے۔ شام کو سات بجے مہمان اور میزبان آخری بار پورٹ آف سپین کے ہلٹن ہوٹل میں اکٹھے ہوئے۔ ڈاکٹر ایم ایچ عزیز نے اس موقعہ پر میزبان خصوصی کے فرائض

انجام دیئے اور سب دوستوں کا شکریہ ادا کیا خصوصاً ان کا بھی جنہوں نے اپنے گھروں کے آرام کو چھوڑ کر اس سفر کو اختیار کیا تھا اور ان کا بھی جنہوں نے مہمانداری کے فرائض انجام دیئے۔ لوگوں کے چہروں پر خوشی کے اور افسوس کے ملے جُلے جذبات موجزن تھے۔ خوشی کنونشن کی کامیابی پر اور افسوس کنونشن کے ختم ہونے پر۔ ان میں سے بہت سے لوگ دوسرے دن واپس لوٹ رہے تھے۔ اسی موقعہ پر چیدہ چیدہ کارکنوں کو ہلالِ احمدیت اور ستارۂ احمدیت کے تمغات دیئے گئے۔ دعا کے ساتھ یہ مجلس برخواست ہوئی۔

اس آخری دن ٹرانسپورٹ کے انتظام میں خلل آ گیا۔ ایک منی بس اسٹارٹ نہ ہو سکی۔ مسٹر رشاد محمد ایک دو دوستوں کے ساتھ ہلٹن ہوٹل کے باہر کھڑے تھے۔ انہوں نے بمشکل تمام مسافروں کو اپنی کاروں میں بٹھایا۔ دوسری منی بس سان فرنانڈو کے قریب پہنچ کر خراب ہو گئی۔ وہاں سے مسافروں کو ٹیکسیوں میں ان کے گھر پہنچایا گیا۔

۳ر ستمبر تا ۵ر ستمبر

گیانا کے مندوبین ۳ر ستمبر کو صبح آٹھ بجے ہوائی اڈے سے اپنے ملک کو روانہ ہو گئے۔ کنونشن کے قریباً ایک چوتھائی دوست ٹرینی ڈاڈ کے دوستوں کو آزردہ خاطر چھوڑ کر چلے گئے۔ سرینام کی پیرا ٹروڈ فلائیٹ ۵ر ستمبر کو روانہ ہونے والی تھی۔

سوموار ۴ر ستمبر کو ہمارے ایک دوست مسٹر حنیف (میک بین) کی اہلیہ انتقال کر گئیں۔ مسٹر حنیف کی اہلیہ بیمار تھیں اور ہسپتال میں داخل تھیں۔ مسٹر حنیف کے گھر میں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ خود ان کی دیکھ بھال کا انتظام کرتے تھے۔ سوموار کو ان کے جنازے پر چھ سات سو خواتین و رجال جمع تھے۔ ایسے موقعوں پر ٹرینی ڈاڈ میں جنازہ سے قبل تقاریر کرنے کا رواج ہے۔ معلم صلاح الدین۔ غلام احمد بشیر اور خاکسار کو تقریروں کے لئے کہا گیا۔ جنازہ بشیر صاحب نے پڑھایا۔ خواتین نے بھی شرکت کی۔

جنازہ سے فارغ ہو کر ہم سان فرنانڈو آ گئے۔ اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد نیو گرانٹ کی طرف چل پڑے۔ وہاں انڈونیشی دوستوں نے خاص کھانا پکا کر اپنے میزبانوں کی دعوت کا انتظام کر رکھا تھا۔ ہم بھی اس میں شریک ہو گئے۔

اگلے دن سرینام کے دوستوں کی روانگی کا وقت تھا۔ ساڑھے تین بجے بعد از دوپہران کا جہاز ٹرینی ڈاڈ کے ہوائی اڈہ سے پرواز کر گیا۔ ڈاکٹر مارٹن جو انڈونیشی وفد کے لیڈر تھے کہنے لگے کہ انہوں نے دنیا میں بہت سی کنونشنوں میں حصہ لیا ہے لیکن اتنی متاثر کرنے والی کنونشن کا انہیں پہلے کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے اصرار سے ہم لوگوں سے اس بات کا وعدہ لیا کہ آئندہ سرینام میں جو کنونشن ہو اس میں مندوبین کی ایک بڑی تعداد کو وہ جاوی دوستوں کے ہاں ٹھہرائیں گے۔ دس بارہ دنوں میں رنگ و نسل، زبان اور تمدن کا فرق مٹ گیا اور اس کی جگہ خالص اسلامی اخوت کے جذبے نے لے لی۔ خدا اس جذبے کو قائم و دائم رکھے۔

۶ر ستمبر تا ۱۱ر ستمبر

تمام مہمان رخصت ہو چکے تھے لیکن مجھے چند دن مزید ٹھہرنا تھا۔ ان دنوں میں مجھے مختلف جماعتوں میں دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جن دوستوں سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی، ان سے ملاقات ہو گئی۔ ۱۱ر ستمبر کو میں چار بجے شام روانہ ہو کر دوسرے دن صبح لندن پہنچ گیا۔ اس موقعہ پر مسٹر چارلس محمد کا خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس دفعہ میرے میزبان تھے اور جنہوں نے مجھے ہر جگہ ٹرینی ڈاڈ لے جانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ خدا تعالے انہیں اور ان کی اہلیہ کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے دفتر سے چھٹی لے کر کنونشن کے کاموں میں ہر طرح سے مدد دی۔ ان کی اہلیہ بیمار تھیں، لیکن انہوں نے ہر طرح میرے آرام کا خیال رکھا۔

جناب معلم صلاح الدین تایو ۲۸ر ستمبر کو ٹرینی ڈاڈ سے نیو یارک روانہ ہو گئے۔ وہاں چند دن قیام کے بعد انگلستان سے ہوتے ہوئے وہ گھانا واپس چلے جائیں گے۔

> **دار الشفاء دار السلام (ہومیو)**
>
> جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے۔ آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔
>
> فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

S. Muhammed Tufail
at
Farewell Dinner : Trinidad
Hilton Hotel, Port-of-Spain.

شیخ محمد طفیل صاحب ہلٹن ہوٹل کے الوداعی ڈنر میں تقریر کر رہے ہیں۔

Mallam Sallahuddin P. Tayo, author of *Muhammad in the light of the Holy Bible.*
Muslim Missionary (Ahmadiyya Anjuman) from Ghana

جناب معلم صلاح الدین پی تایو جن کی بدولت ویسٹ انڈیز اور جنوبی امریکہ میں سینکڑوں لوگ مسلمان ہوئے۔

۶ر جون ۱۹۷۲ء کو لندن کے ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے جلسہ میں یروشلم کے آرچ بشپ جارج اپیلبی تقریر کر رہے ہیں۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض شیخ محمد طفیل صاحب نے انجام دیئے۔ تقریر کا عنوان تھا "مشرقِ وسطےٰ کے تین توحید پرست مذہب۔ امن کی تلاش میں"۔

www.aaiil.org

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

لعلکم تتقون. بڑا جامع جملہ ہے، کوئی دکاندار ہو یا کارخانہ دار، کوئی آفیسر ہو یا اہلکار، کوئی چپڑاسی ہو یا مزدور، ہر چھوٹا بڑا اسی رنگ میں رنگین نظر آنا چاہیئے۔ تقوٰی ان کے عمل سے ظاہر ہو انہیں یقین ہو کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ کوئی سنے یا نہ سنے، کوئی دیکھے یا نہ دیکھے لیکن خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔ جب تک قوم ایک ہی رنگ میں رنگین نہ ہو اس وقت تک ترقی ممکن نہیں، ایک وہ بھی وقت تھا کہ عدالتوں میں احمدی کی گواہی کو سچ سمجھ کر قبول کیا جاتا اور عام طور پر یہ تاثر تھا کہ احمدی جھوٹ نہیں بول سکتا، احمدی بُرا کام نہیں کر سکتا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے طہارت پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اور اس میں آپ کامیاب ہوئے، اس مفید طرز کو اختیار کرنے سے جہاں ہمیں فیض حاصل ہوتا ہے وہاں ہمارے امامؑ کے حق میں ایک گواہی مشاہدے میں آتی ہے۔ احمدی جہاں کہیں ہے اور جو بھی کام کرتا ہے وہ اس غیرت کے ساتھ کام کرے کہ میری وجہ سے حضرت صاحبؑ کی بدنامی نہ ہو۔

جو دوست یہاں جمع ہیں، اور جو خواتین گیلری میں موجود ہیں، میں ان سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ روزہ کا مقصد قلب و نظر میں کامل طہارت پیدا کرتا ہے، اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، ایسا کرنے سے قلب میں پاکیزگی پیدا ہوگی . . . .

خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی، آنکھ میں حیا پیدا ہوگی. . . . اعضاء میں صلاحیت نمودار ہوگی اور اولادوں میں نیکی پرورش پائے گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں اگر مومنین دعا کریں تو وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے، آئیے ہم سب مل کر دعا کریں۔ (دعا کی گئی)

یوم وصال حضرت مولینا محمد علیؒ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

محترم فاروقی صاحب نے اپنی مدلل تقریر میں حقائق و حوالہ جات کی روشنی میں ثابت کیا کہ حضرت مولیناؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کے تمام خوابوں اور مقاصد و تمنا کو تفسیر قرآن ہولی قرآن آف اسلام ۲ دوسرا قابل قدر رسالہ جات کے ذریعہ پورا کیا۔ اور مصروف ترین لمحات میں جبکہ حضرت مولیناؒ انجمن کے جنرل سیکرٹری بھی تھے، مقبول عام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے کامیاب ایڈیٹر تھے، آپ نے ترجمہ و تفسیر کا کام کیا بڑی عرق ریزی اور جگر سوزی سے اس کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور اس کی تیاری میں زبردست محنت کی اللہ تعالیٰ نے اس ترجمہ و تفسیر کو قبول فرمایا۔

محترم مقرر نے اختلافات سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولیناؒ بے سروسامانی کی حالت میں لاہور تشریف لائے، چند آدمیوں کو لیکر نئی انجمن بنائی۔ پھر آپ نے قادیانی جماعت کے من گھڑت اور باطل عقائد کا پول جس شد و مد کے ساتھ کھولا اس کی مثال نہیں ملتی۔ پھر اسلام پر کتاب در کتاب لکھتے چلے جاتے تھے، تھکنے کا نام نہیں لیتے۔ محترم فاروقی صاحب نے بتایا کہ اردو تفسیر قرآن سے مخالف مولوی صاحبان بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور . . . جو دینی ابلاغ میں وہ بھی درس قرآن دیتے وقت اس کو پیش نظر رکھتے ہیں عام طور پر دیکھا گیا ہے تفسیر کا سرورق جس پر مولینا کا نام اور انجمن کا نام لکھا ہوتا ہے اس کو پھاڑ دیتے ہیں۔

محترم فاروقی صاحب نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کے یہ ہر دو تراجم ان لوگوں کے لئے نہایت مفید ہیں جو قرآن کریم پر ریسرچ کرنا چاہتے ہیں یا قرآن کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان تراجم کو پڑھ کر نوجوانوں کے ایمان مضبوط ہو گئے۔ غیر مسلم بھی اس کو پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور بیرونی دنیا میں بھی وہ لوگ جو دور افتادہ علاقوں میں رہتے ہیں قرآن کریم کی اس تفسیر کو پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ جن کا ہمیں علم بھی نہیں ہے۔ اس تفسیر میں مذہبی تحریکوں پر روشنی ڈالی گئی اور ان کی غلط روش کی نشاندہی کی گئی ہے مثلاً آریہ سماج اور ہندوستان کے دوسرے مذاہب اور عیسائیت یہودیت وغیرہ پر مکمل بحث ہے اور ان کے اعتراضات کا جواب شامل ہے اور خود مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں جو اعتراضات پیدا ہو گئے تھے ان کا کافی شافی جواب دیا گیا ہے پھر بعض مسائل اسلامیہ ناسخ و منسوخ وغیرہ کو اسلام کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں حل کیا ہے جہاں کہیں اشکال تھیں ان کو دور کیا ہے ضروری ہے اس تفسیر کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی اشاعت کو اور زیادہ وسیع کیا جائے۔

خلاصۂ تقریر محترم مرزا مسعود بیگ صاحب

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم رسومات کے قائل نہیں، تاہم آج حضرت امیر مرحوم کا یوم وصال منانے کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں، اس کی کوئی غرض اور منشاء ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر مرحوم کی زندگی کے واقعات کو بیان کیا جائے تاکہ وہ نوجوان جنہوں نے حضرت مولینا کو نہیں دیکھا . . . وہ ان کے مقام عظمت اور کام سے واقف ہوں، اور اپنی زندگی کو بھی اس راہ پر لگانے کی کوشش کریں۔ مجھ سے پہلے محترم غلام نبی مسلم صاحب اور جناب . . . فاروقی صاحب نے حضرت مولیناؒ کی زندگی کے چند پہلوؤں اور آپ کی خدمات کا ذکر کیا ہے، اور میں حضرت مولیناؒ کی زندگی کے اس حصہ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا جس کا لاہور کی جماعت کی تربیت میں بڑا حصہ ہے۔

جماعت لاہور کو حضرت مولیناؒ کی ذات سے ۳۰ سال تک متواتر استفادہ . . . کا موقعہ ملا۔ آپ ۲۴ سال احمدیہ بلڈنگس میں رہے اور ۱۲ سال مسلم ٹاؤن میں قیام فرمایا۔ مجھے ۲۲ سال تک آپ کو دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ میں نے بچپن میں بھی ان کو دیکھا اور جوانی میں بھی، میں ایک اجمالی نقشہ بچوں کی خاطر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۹۱۴ء میں جب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قیام عمل میں آیا، حضرت مولینا نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ اشاعت اسلام کالج کی بنیاد رکھی۔ قادیان میں حضرت مولیناؒ کی جو مصروفیات رہیں ان کے بارے میں آپ سن چکے ہیں۔ لاہور آ کر ان مصروفیات کے ساتھ ساتھ جماعت کی امارت و صدارت کے فرائض بھی بڑھ گئے۔

حضرت مولیناؒ نے جماعتی تربیت کا پہلا کام درس قرآن سے کیا۔ آپ احمدیہ بلڈنگس میں باقاعدگی سے درس قرآن دیتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ہیئت نماز کے بارے میں عملی درس دیا اور قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ کی حالتیں اور اس کے آداب سکھائے۔ اس زمانہ میں حضرت مولینا بچوں کا الگ اور نوجوانوں کا الگ امتحان لیا کرتے تھے۔ درس قرآن کریم میں لاہور کے بڑے بڑے لوگ شامل ہوتے۔ اخبار زمیندار کے . . . مولینا ظفر علی خان بھی درس میں شامل ہوتے تھے انہوں نے اپنے اخبار میں درس قرآن کی اہمیت . . . بیان کی اور حضرت مولیناؒ کی توصیف کی۔ صبح یا شام درس قرآن مجید جاری رہا۔ جب حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ لاہور تشریف لے آئے تو کچھ عرصہ ڈاکٹر صاحب نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ رمضان شریف میں ایک خصوصی درس ہوتا تھا۔ ایک پارہ روزانہ پڑھا جاتا۔ ہر شخص ایک ایک رکوع پڑھتا تھا۔ خطبات بڑے معارف سے پُر ہوتے تھے۔ ہر خطبہ میں نیا مضمون ہوتا تھا۔ ان میں تقاریر شاذ ہی ہوتا تھا۔ لاہور سے باہر جب پہاڑ پر تشریف لے جاتے اس وقت بھی جماعتی تربیت کا سلسلہ جاری رکھتے۔ وہاں سے خطوط لکھتے اور مضامین ارسال فرماتے تھے جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتے رہتے تھے واپس آ کر اکتوبر سے دسمبر تک جلسہ کی تیاری و انعقاد میں وقت گذرتا۔ جماعتوں کو شمولیت جلسہ کی تحریک کرتے رہتے۔ حضرت مولاناؒ میں ایک بڑی خوبی جو ایک کامیاب لیڈر میں ہوتی ہے یہ تھی کہ آپ جماعت کو ساتھ لے کر چلتے تھے، نوجوانوں کو بار بار مخاطب فرماتے تھے اور اپنی گرانقدر خدمات کا کریڈٹ جماعت کو دیتے تھے۔

مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام پر تحریک کی کہ حضرت مولیناؒ کی روح پر فتوح کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمادیں۔ علاوہ ازیں بیگم صاحبہ مولینا محمد علی بیمار ہیں ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ اپنی جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ ہماری جماعت کو اس وقت کئی قسم کی تکالیف درپیش ہیں۔ لہذا ہمیں استقامت بخشے کہ ہم اپنے مقاصد کو پورا کرتے رہیں، اور ہمارے بدخواہوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ وہ حق و ناحق میں تمیز کر سکیں . . . ہمارے ملک پاکستان کی سلامتی کے لئے دست بہ دعا ہوں، ہمارا ملک کئی ایک خطرات سے دوچار ہے یہ دعاؤں کا مہینہ ہے، یہ خدا کے حضور جھکنے کا مہینہ ہے اور خدا کی رحمتوں کے جذب کرنے کا مہینہ ہے، یہ مہینہ وہ ہے جبکہ شیطانی طاقتیں مقید ہو جاتی ہیں۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں موجزن ہوتی ہیں۔ آپ اس مہینہ میں دعا کے ہتھیار سے کام لیں۔

صدارتی تقریر

صاحب صدر نے اختتام جلسہ پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ حاضرین نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مطہرہ کے بارے میں ایمان افزا باتیں سنیں اور آپؒ نے اسلام اور جماعت کے لئے جس خلوص، محنت اور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــــ بشیر احمد سوائیر

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۴

عید مُبارک

فطرانہ اور عید فنڈ

عید سے پہلے پیغام صلح کا صرف یہی ایک پرچہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے ہم بصدق دل تمام قارئین کرام کی خدمت میں **عید مبارک** عرض کرتے ہیں اور انہیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس عید کے موقعہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر عید کے دن نمازِ عید سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا بھی صدقہ دینا ماں باپ پر واجب ہے۔ یہ فطرانہ نماز عید سے پہلے ادا ہونا چاہیئے اور چونکہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو جماعت احمدیہ کی طرف سے اطراف و اکنافِ عالم میں سرانجام پا رہا ہے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس لئے فطرانہ کی رقوم اس کام کے لئے جمع کر کے خزانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں داخل کی جانی چاہئیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اجازت سے فطرانہ ایک روپیہ فی کس مقرر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ **عید فنڈ اور مساجد فنڈ** کی مدات بھی انجمن نے قائم کر رکھی ہیں تاکہ دوست اس خوشی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ دینا چاہیں دے کر ثواب حاصل کریں۔ اُمید ہے کہ تمام احمدیہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان، محصلین، خطیب اور مبلغین کرام عید کے دن فطرانہ اور عید و مسجد فنڈ جمع کرنے کا خاص طور پر انتظام کریں گے۔

انچارج دفتر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ایک گرانقدر عطیہ

شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور ہماری جماعت کے ایک نہایت مخیر بزرگ تھے جنہیں بالخصوص سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت سے گہری دلچسپی تھی اور ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً سلسلہ کی قیمتی کتب کی مفت اشاعت کے لئے بڑی بڑی رقوم موصول ہوتی رہتی تھیں۔ مرحوم کی وفات کے بعد انکے فرزندانِ عزیز نے اپنے والد بزرگوار کی نیک روایات کو نہ صرف قائم رکھا ہے بلکہ وہ ان میں بیش از بیش دلچسپی لے رہے ہیں۔

اس وقت تفسیر بیان القرآن کی تیسری ایڈیشن زیر طبع ہے اور اخراجات طباعت کا اندازہ بیس ہزار روپے ہے۔ اس میں سے سولہ ہزار روپے جناب میاں رشید احمد صاحب اور ان کے بھائیوں اور اہل و عیال کی طرف سے موصول ہو گئے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ سعادت رمضان المبارک کے مقتضیات اور مرحوم میاں فضل الرحمٰن صاحبؒ کی روحانی بالیدگی کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

احباب سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم میاں صاحبؒ کے علو درجات اور ان کی اولاد کی دینی و دنیاوی بھلائی کے لئے بہت دعائیں فرماویں۔ والسلام۔ (مرزا) مسعود بیگ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نماز میں سوزش لازمی ہے جبتک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

یاد رکھو اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی **علمی رنگ** رکھتی ہے۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔ دوسری قسم **عملی رنگ** رکھتی ہے۔ جیسا کہ **یقیمون الصلوٰۃ** میں فرمایا ہے۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یقرؤن نہیں فرمایا بلکہ **یقیمون** فرمایا یعنے جو حق ہے اس کے ادا کرنے کا۔ سنو! ہر ایک چیز کی ایک علتِ غائی ہوتی ہے۔ اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک بیل جو قلبہ رانی کے واسطے خریدا گیا ہے، اپنے منصب پر اس وقت قائم سمجھا جاوے گا کہ وہ کر کے دکھا دے نہ صرف یہ کہ اس کی غرض و غایت کھانے پینے ہی تک محدود رہے۔ وہ اپنی علتِ غائی سے دُور رہے۔ اور اس قابل ہے کہ اس کو ذبح کیا جاوے۔ اسی طرح **یقیمون الصلوٰۃ** سے لوازم **صلوٰۃ معراج** ہے۔ اور یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے۔ **مکاشفات** اور **رؤیا صالحہ** آتے ہیں۔ لوگوں سے **انقطاع** ہوتا جاتا ہے اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ **تبتل** تام ہو کہ خدا میں جا ملتا ہے۔

صلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب بھونا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ نمازی اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے۔ نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ بجمیع شرائط ادا ہو۔ جب تک وہ ادا نہ ہو وہ نماز نہیں ہے۔ اور نہ وہ **کیفیت** جو **صلوٰۃ** میں **میل نما** کی ہے حاصل ہوتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

اوقات نماز عید الفطر

جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ــــــــ ۹ بجے صبح
جامع احمدیہ، مسلم ٹاؤن لاہور ــــــــ ۹ بجے صبح

www.aaiil.org

از مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

برلن مشن کی سہ ماہی رپورٹ

برلن مسجد میں جرمن مردوں اور خواتین کی آمد اور اسلام کے متعلق گفتگو۔ تین مردوں اور عورتوں کا قبول اسلام۔ ایک جرمن خاتون اسلام کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ایران کی شہزادی کاجار تقی کی طرف سے پانچسو مارک کا گرانقدر عطیہ

خدا کے فضل سے گذشتہ تین ماہ میں حسب سابق مسجد برلن میں اجتماعات کا سلسلہ جاری رہا اور دوست و احباب شوق سے ان اجتماعات میں حصہ لیتے رہے۔ ان اجتماعات میں حصہ لینے والوں میں بعض احباب تو وہ تھے جو مسلم ممالک سے.... عارضی طور پر... برلن آئے ہوئے تھے اور بعض وہ جو...... برلن میں ہی مقیم ہیں۔ اسی طرح اور عیسائی دوستوں میں سے بعض وہ تھے جو یورپ، یا مغربی جرمنی سے برلن کی سیر کے لئے آئے تھے اور بعض وہ جو یہیں کے رہنے والے تھے۔ ان اجتماعات میں حاضرین کے سامنے مختلف اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی اور بعد میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

ان اجتماعات میں سے ۲۸ تو جمعہ اور ہفتہ کے منعقد ہوئے۔ جمعہ کے دن خطبات اور ہفتہ کے دن درس قرآن کے ذریعہ حاضرین کو قرآن کریم کی مختلف آیات کے مطالب اور قرآن کی تفسیر سمجھائی گئی۔ پانچ اجتماعات ان کے علاوہ منعقد ہوئے، جن میں تیس چالیس کے درمیان جرمن مرد و زن نے گروپ کی صورت میں شمولیت کی۔ کم از کم ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ یہ گروپ میرے ساتھ مسجد میں رہے، اسلام کی تعلیمات کو سنا اور بعد میں سوالات سے انہوں نے مزید وضاحت کروائی۔ مختلف ہائی سکولوں کی چار کلاسیں مع اساتذہ مسجد میں آئیں۔ اس طرح چار اجتماعات میں ان کے سامنے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو واضح کرنے کا موقعہ ملا۔ اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ ان بڑے بڑے گروپوں کے علاوہ آٹھ چھوٹے چھوٹے گروپ آئے، جن میں فرانس، مغربی جرمنی، آسٹریلیا اور امریکہ کے نوجوان شامل تھے۔ امریکن نوجوانوں نے بتایا کہ وہ خدا کی تلاش میں ہیں۔ اور وہ اس سلسلہ میں لنڈن میں بھی ٹھہرے اور وہاں ایک ایسے حلقہ میں حصہ لیا جہاں ایک انگریز حلقہ میں حصہ لینے والوں کو اسلام کی طرز عبادت سمجھاتا اور اس عبادت میں پڑھے جانے والے الفاظ کو یاد کرواتا ہے۔ ان نوجوانوں نے سورت فاتحہ کی بعض آیات مجھے پڑھ کر سنائیں۔ خدا کی تلاش کے سلسلہ میں ان سے گفتگو ہوئی۔ اس بارہ میں انہیں بتایا گیا کہ خدا کو پانے کا ذریعہ خدا خود ہے۔ انسان اپنے محدود علم اور محدود سعی سے لامحدود خدا کی ہستی کو پا نہیں سکتا۔ یہ خدا کا انسان پر بہت بڑا احسان ہے کہ وہ خود ہمیں اپنا راستہ بتاتا ہے۔ پھر الہیٰ اسمٰہ پر تھوڑا سا چلنے کی وجہ سے وہ اپنے طاقتور ہاتھ سے انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ راستہ اس کے اپنے منہ بولے الفاظ ہیں۔ اس کے منہ بولے الفاظ کو تلاش کرو خدا کو پالو گے۔ یہ الفاظ آج بھی قرآن کریم میں من و عن محفوظ ہیں۔ انہیں انگریزی ترجمہ کی ایک کاپی بھی دکھلائی۔

عرب اہل علم حضرات بھی اپنے عارضی قیام کے دوران عید پر آئے۔ ان میں ایک ازہر یونیورسٹی کے پروفیسر تھے، جو یونیورسٹی میں اسلامی فلسفہ پڑھاتے ہیں۔ ان سے حضرت میرزا غلام احمد صاحبؒ کے دعاوی کے بارہ میں گفتگو ہوئی اور ان کی حقیقت ان پر واضح کی گئی۔ میں نے کہا کہ اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ وہ اس رجل عظیم کی خدمات کو دیکھیں اور ان کے دعوے کی حقیقت کو صحیح رنگ میں سمجھیں اور دوسروں کو بتائیں۔ میں نے انہیں حضرت میرزا صاحبؒ کی بعض کتب میں سے خاتم النبیینؐ کی تشریح عربی زبان میں پڑھ کر سنائی اور بعد میں حضرت میرزا صاحبؒ کی کتاب حمامة البشریٰ کی ایک کاپی تحفۃً پیش کی۔ اس کے ساتھ اپنا ٹریکٹ بھی دیا جو جرمن زبان میں چھپا ہے۔ پروفیسر صاحب سے گفتگو جرمن زبان میں ہی ہوئی۔ ان کے ساتھ کپ چائے کا پیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے ایک وزیر صاحب بھی (انہوں نے نام لیا) وہ آپ کو یہاں مل چکے ہیں۔ وہ اس کا ذکر کبھی کبھی اپنے حلقہ میں کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور عرب شیخ میرے پاس آئے۔ انہیں بھی حضرت امام زمانؑ کے دعاوی کی اصلیت بتائی گئی۔ احمدیت کی تاریخ مختصراً بیان کی گئی اور آخر میں کتاب "حمامة البشریٰ" تحفۃً دی گئی۔

ایک عیسائی سوسائٹی نے مصر کی دو دانشور خواتین کو اپنے اجتماع میں لیکچر کے لئے بلایا۔ موضوع تھا "اسلام میں عورت کی حیثیت"۔ اس لیکچر کے شروع ہونے سے ایک دن قبل خواتین کے اعزاز میں ایک محدود حلقہ میں چائے دی گئی۔ برلن یونیورسٹی کے پروفیسر بھی اس میں مدعو تھے، مجھے بھی دعوت آئی۔ اس حلقہ میں مصر کے ایک پروفیسر صاحب بھی تھے۔ وہاں چائے کے بعد باہم تعارف کے سلسلہ میں ہر ایک سے کہا گیا کہ وہ اپنا تعارف خود کرائیں۔ میں نے اپنے تعارف میں جماعت احمدیہ کا نام لیا اور کہا کہ میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے گذشتہ ۱۶ سال سے یورپ میں اسلامی نظریات کی وضاحت کرنے میں مشغول ہوں، فارمل کارروائی کے اختتام پر معزز عرب مہمانوں سے مزید گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔

مسجد میں ایک اجتماع شادی کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔ اور تین جرمن مرد اور عورتوں نے مسجد میں آکر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

ایک جرمن نوجوان کئی مہینوں سے مسجد میں آرہا ہے۔ قرآن گھر سے پڑھ کر آتا ہے اور مجھ سے سوالات کرتا ہے۔ اب اس نے نماز کے الفاظ زبانی یاد کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ابھی اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ ایک جرمن خاتون جو ایم۔ اے ہیں، انہوں نے مغربی جرمنی کے شہر گوئے ٹنگن سے مجھے خط لکھا کہ وہ اسلام کے بارہ میں مجھ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔ جب وہ حسب پروگرام برلن آئیں تو انہوں نے ٹیلیفون کیا۔ میں نے انہیں دوسرے دن کھانے کی دعوت دی۔ مس مبارکہ کو بھی دعوت میں شامل کر لیا گیا۔ کھانے کے دوران اور کھانے کے بعد بھی گفتگو ہوتی رہی۔ تین گھنٹے وہ میرے پاس ٹھہریں۔ واپس گھر پہنچ کر خوبصورت خط لکھا کہ مجھے نماز کے الفاظ لکھ بھیجیں اور نماز پڑھنے کا طریق بھی اور خدا کی صفات بھی لکھیں۔ یہ خاتون صوفی خیالات کی طرف مائل تھیں، انہیں غنا، لقا، بقا وغیرہ اصطلاحات بتائی گئیں۔ اور حضرت میرزا غلام احمد صاحبؒ سے روشناس کرایا گیا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ آئندہ برلن آنے پر مجھ سے مزید گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔

برلین یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب نے مجھے اپنے ہاں گھر پر آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت میں اور بھی معززین اور اہل علم دوست مدعو تھے۔ ایک اسلامی ملک کے کونسل جنرل بھی مدعو تھے۔ حلقہ میں مختلف دوستوں سے گفتگو ہوتی رہی اور اپنے کام کی نوعیت کو ان پر واضح کیا گیا۔ اسی طرح میں نے بھی بعض جرمن فیملیز کو اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا۔

ان مساعی کے علاوہ مرکان نو میں ہیٹر کے سلسلہ میں مزید عطیہ جات لینے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ۱۱۶۵ مارک کی رقم جمع ہوئی۔ جن احباب و خواتین نے عطیہ دیا ان کے نام یہ ہیں:۔

شہزادی کاجار تقی .. -	500 مارک
مس مبارکہ جرمن نومسلمہ (تین صد مارک وہ اس سے پیشتر بھی بطور عطیہ دے چکی ہیں)	200 "
گرٹے تنگ (اسد اللہ) جرمن نومسلم -	60 "
نشیری ایران	50 "
میاں فاروق احمد شیخ۔ پاکستان	100 "
نامعلوم الاسم۔ بذریعہ پوسٹ از میونخ۔	500 "
نصر الدین رودبین جرمن نومسلم .. -	50 "
سوبدان۔ فلسطین .. -	50 "
محمود مراتی شام - ..	105 "

شہزادی صاحبہ ایران کے سابق شاہی خاندان کاجار سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایران میں انقلاب آنے کے بعد ۱۹۳۱ء میں وہ برلین میں آکر مقیم ہو گئیں۔ بڑی بااخلاق اور نہایت ہی مہذب خاتون ہیں۔ جب سے میں یہاں برلن آیا ہوں ان کا.... مسجد سے لگاؤ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ہمارے اجتماعات میں شامل ہوتی چلی آئی ہیں۔ میں ان کی عیادت کے لئے چلا گیا۔ چائے کے دوران گفتگو ہوتی رہی۔ ایک گھنٹہ ان کے ہاں ٹھہرا۔ گفتگو کے دوران اتفاقاً ہیٹر کا ذکر آیا، فوراً انہوں نے پانچ سو مارک نقد لا کر مجھے دے دیئے۔ جزاھا اللہ۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ شہزادی صاحبہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

اگلے سال ریڈیو پر اور بعض دیگر اجتماعات

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۷۲ء

مسرت کا دن کہلاتا ہے، اور اس خوشی و مسرت کے اظہار کے لئے ہر قوم میں مختلف قسم کے رسوم و رواج ... مقرر ہیں، جو کم و بیش ان تہواروں کی نوعیت کے مطابق ہوتے ہیں، مثلاً ہندو قوم کے تہوار بالعموم موسموں سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے لوڑی کا تہوار جو سخت جاڑے میں منایا جاتا ہے اور اس دن عام طور پر بازاروں اور گلیوں میں لکڑیاں جلا کر جاڑے کو بھگانے کی کوشش کی جاتی ہے، پھر ہولی کا تہوار ہے جو موسم بہار سے تعلق رکھتا ہے، اس دن بہار کی خوشی میں ہولی کھیلی جاتی ہے اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے۔ بعض تہوار ایسے ہیں جو مختلف شخصیتوں کے جنم دن سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً کرسمس کا تہوار جو جناب مسیحؑ کے جنم دن سے منسوب... ہے، اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ ان کی ولادت، گرمیوں میں ہوئی تھی جب کھجوریں پکتی ہیں، یا وسط کے شدید جاڑوں میں، لیکن تمام مسیحی دنیا نے ۲۵ دسمبر ہی کو ولادت مسیحؑ کا دن قرار دیا ہے۔ اور اس دن گرجوں میں تو معدودے چند لوگ جاتے اور برائے نام عبادت بھی کی جاتی ہے لیکن عام طور پر تمام مسیحی دنیا میں ایسی رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں جن سے تہذیب و شائستگی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ہولی کے موقعہ پر ہر قسم کی تہذیب و شائستگی کو فارغ خطی دے دی جاتی ہے اور دیوالی کے موقعہ پر جوا کھیلنا ایک عام رسم ہے۔ جس سے بڑے بڑوں کے دیوالے نکل جاتے ہیں۔

ان سب کے بالمقابل ان اسلامی تہواروں کو دیکھئے جو سال بھر میں دو دفعہ منائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک عید الفطر کا تہوار ہے، جو رمضان شریف کے بعد آتا ہے یہ تہوار نہ کسی خاص موسم سے تعلق رکھتا ہے، نہ کسی شخصیت سے اس کا تعلق ہے، نہ کوئی غیر شائستہ رسوم و رواج اس کے لئے مقرر ہیں، یہ دن اس تیس دن کے مجاہدہ کی خوشی میں منایا جاتا ہے، جو رمضان کے مہینہ میں دن کو روزہ رکھنے اور راتیں عبادت الٰہی میں بسر کرنے کی صورت میں عمل میں آیا، اور جس سے مسلمانوں کی قومی زندگی میں تقوائے طہارت کی ایک منزل طے ہوئی، پھر اسی رمضان کے مہینہ کی ایک عظیم الشان رات میں جو اپنے انوار و برکات کے لحاظ سے ہزار مہینہ کی راتوں سے بڑھ کر عظمت و شرف رکھتی ہے، قرآن کریم کا نزول شروع ہوا اور فی الحقیقت ان رات کے انوار و برکات اس ہدایت الٰہی سے ہی تعلق رکھتے ہیں جو قرآن کریم کی شکل میں دنیا کو ملی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی تعلیمات دنیا کو تمام رذائل سے پاک کرنے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے نجات دلانے کا موجب ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ دنیا نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے، ورنہ اگر اس پر عمل پیرا ہوتے تو ہر قسم کے نسلی، لونی و وطنی فسادات ختم ہو کر تمام نسل انسانی ایک وحدت کی صورت اختیار کر لیتی۔

عید الفطر اسی مجاہدہ رمضان، اسی نزول ہدایت اور انہی انوار و برکات کے حصول کی خوشی میں منائی جاتی ہے اور اس کے منانے کی کیا صورت ہے، کیا کوئی ناپاک کھیل تماشے، کوئی غیر مہذب رنگ رلیاں جو دوسروں کے قومی تہواروں میں دیکھنے میں آتی ہیں، عید کی رسم و رواج میں بھی داخل ہیں؟ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس قسم کی کوئی بات اسلامی دنیا میں اس موقعہ پر دیکھنے میں نہیں آتی، سب سے پہلا کام جو اس موقعہ پر کیا جاتا ہے وہ تمام مسلمانوں کا ہر جگہ، ہر ملک، ہر شہر اور ہر قریہ میں مل کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونا ہے، گویا عید کی سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے آگے سربسجود ہوں۔ اس کی بارگاہ میں شکریہ کے دو نفل ادا کئے جائیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایک مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائی اور ان انوار و برکات سے متمتع ہونے کا شرف عطا فرمایا جو قرآن کریم کے نزول اور لیلۃ القدر کے ورود سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ ہے اصل اسلامی عید اور اس کا سب سے بڑا پیغام یہ ہے کہ اس پاک کتاب کو جس کے نزول کی خوشی میں یہ **عید** منائی گئی، اور جس کو مہینہ بھر تمام مسلمانوں نے نماز تراویح میں سنا اور خود بھی تلاوت کرتے رہے نہ صرف خود مسلمان اپنا وظیفہ عمل بنائیں (فضل سے یورپ اور دوسرے ممالک میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، جس کی اطلاعات ان صفحات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں) افسوس ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں۔ اگر وہ اپنے سیاسی جھگڑوں سے الگ ہو کر صرف قرآن کریم کی اشاعت پر کمربستہ ہو جائیں تو ایک ایسا عظیم الشان انقلاب دنیا میں پیدا ہو سکتا ہے، جو ان کی مغلوبیت کو غلبہ میں بدل دے گا۔ یہی وہ رنگ ہے جو قرون اولےٰ میں قرآن پر عمل اور اس کی اشاعت سے دیکھنے میں آیا اور اسی رنگ کو اختیار کرنے سے لیظہرہ علی الدین کلہ کا نقشہ آج بھی دیکھنے میں آ سکتا ہے، بقول حضرت مسیح موعودؑ

> از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
> باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

ان الفاظ کے ساتھ ہم قارئین کرام کی خدمت میں **عید مبارک** کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

جلسۂ سالانہ ۱۹۷۲ء

کی تاریخیں: ——— ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء

... مقرر کی گئی ہیں۔ اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیجئے، پروگرام جلسہ مرتب ہونے پر عنقریب شائع کر دیا جائے گا، از راہ کرم ذیل ... کے امور کو ضرور مدنظر رکھیں:۔

۱۔ ۲۳ دسمبر (پہلے دن) حسب معمول **خواتین کا جلسہ** ہوگا جس میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔ **دستکاری** کے لئے خواتین ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

۲۔ مکانات کی قلت کے پیش نظر علیحدہ کمرے مخصوص کروانے پر اصرار نہ کریں، تاہم ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ موسم کے لحاظ سے بستر ضرور ساتھ لائیں۔

۴۔ مقررین کرام کو پروگرام جلسہ میں حصہ لینے کے لئے الگ طور پر بھی لکھا جائے گا، تاہم اگر وہ ابھی سے اپنے موضوع اور اس کے لئے کم از کم وقت تحریر فرما دیں تو پروگرام جلسہ مرتب کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ والسلام

چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری۔ افسر جلسہ سالانہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

درخواست دعا

——— سرائے نورنگ سے صاحبزادہ عبد القدوس صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

"وہ کافی عرصہ سے بستر علالت پر پڑے ہیں، احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ پتہ خط و کتابت:۔
معرفت صاحبزادہ محمد احمد صاحب اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ۔ پتوں شوگر ملز سرائے نورنگ ضلع بنوں۔

——— بشیر احمد سوز کے والد میاں رحیم بخش صاحب ساماتوی ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

عطیہ برائے دار الشفاء

——— محترمہ بیگم صاحبہ ایس اے رحیم نے اپنے شوہر مرحوم و مغفور کی روح کو ایصال ثواب کے لئے مبلغ -/200 روپے کا گرانقدر عطیہ آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء کو مرحمت فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ

www.aaiil.org

چوہدری عبدالحمید صاحب۔ سانگلہ ہل

روزہ کی اہمیت اور فرمانِ رسولؐ

شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن ھدًی للناس وبیّنٰت من الھدٰی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمه۔

رمضان کا مہینہ بابرکت اور رحمتوں والا مہینہ ہے جس میں کلام پاک فرقان حمید بندوں کی رہنمائی کے لئے آیا اور (یہ قرآن) ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل میں واضح فرق لایا۔ پس اے مومنو! جو کوئی اس مہینہ کو پا دے اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے۔

اس جگہ ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ خداوند کریم کا پاک کلام کثرت سے اس مہینہ میں پڑھا جاوے اور جب اسے پڑھے تو انسان خود بھی پاک ہو وہ حکم خداوندی سے جہاں کھانے پینے سے اجتناب کرتا ہے وہاں اس کی آنکھ، کان، دماغ اور قلب بھی پاکیزگی کو اپنائے ہوئے ہوں۔ انسان کے تمام اعضاء رضاء الٰہی کے تابع اور احکام خداوندی پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح تلاوت قرآن کا جو مزہ آئے گا اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے میں جو پاکیزگی اور سرور مومن کو حاصل ہوگا اس کا مزہ اس مومن کو ہی معلوم ہو سکتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا راتوں کو جاگتا اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم قال الصیام والقراٰن یشفعان للعبد یوم القیامة یقول الصیام ای ربّ منعته الطعام والشھوة فشفعنی فیه۔ ویقول القراٰن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه قال فیشفعان۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن خدا کے بندے کے لئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے رب تعالےٰ میں نے اسے کھانے پینے اور دنیاوی خواہشات سے روک دیا تھا آپ اس سلسلہ میں اس بندہ کی شفاعت فرمائیے اور قرآن کریم کہے گا کہ اے رب (تیری خاطر) میں نے اسے راتوں کو سونے سے روک دیا تھا آپ اس کی شفاعت قبول فرمائیے۔ فرمایا ان دونوں کی شفاعت قبول فرمائی جاوے گی۔

سلمہ بن قیصر رض فرماتے ہیں: انّ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من صام یومًا ابتغاء وجه اللہ باعدہ اللہ من جھنم کبعد غراب طار وھو فرخ حتی مات طرما۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خدا تعالےٰ کے حکم سے اسے راضی رکھنے کی غرض سے روزہ رکھے گا اللہ تعالےٰ اسے جہنم سے دور رکھے گا جیسے ایک جوان کوا مسلسل عمر بھر اڑتا رہے اور وہ مر جائے۔ یہ ایک مثال ہے کہ جہنم ایسے بندے سے بہت ہی دور کر دی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکل شیئٍ زکوٰة وزکاة الجسد الصوم والصیام نصف الصبر۔ یعنے ہر ایک چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ اپنی ذات میں صبر کا نصف ہے۔

اپنے مال کی زکوٰۃ دینے سے .... مال میں برکت آتی ہے جسم کی زکوٰۃ سے جسم تندرست اور عمر لمبی ہوتی ہے اور انسان مصائب و شدائد پر صبر کرتا ہے تو روزہ بھی ایک صبر کی قسم ہے۔ فرمایا یہ بھی آدھا صبر ہوتا ہے۔

ابو الادراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من صام یومًا فی سبیل اللہ جعل اللہ بینه وبین النار خندقًا کما بین السماء والارض۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا کے راستے میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق حائل کر دیتا ہے اور اس کا فاصلہ زمین اور آسمان کے برابر ہوتا ہے اس سے مراد بھی روزہ دار سے دوزخ کی آگ کا دور تر کر دیا جاتا ہے۔

یہ مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے روزوں کے ذکر میں ہی اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں اجیب دعوة الداع اذا دعان کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کے وقت دعا قبول کرتا ہوں۔ لوگ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتے دن کو نمازیں پڑھتے اور دعائیں کرتے ہیں۔ قبولیت دعا کے اوقات اور طریقے (صدقہ وغیرہ) ڈھونڈتے ہیں۔

عمر بن عاصی رضہ روایت کرتے ہیں:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم ان للصائم عند فطرہ اللھم انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شیئٍ ان تغفرلی۔

ترجمہ:۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دار کے لئے افطار کے وقت ایک دعا ہے جو رد نہیں ہوتی (یعنی قبول ہوتی ہے) یعنی افطاری کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ رضؓ نے افطاری کے وقت یہ دعا پڑھی اللھم انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شیئٍ ان تغفرلی اے اللہ میں تیری رحمت کا طالب ہوں جو تمام چیزوں پر حاوی ہے میری مغفرت فرما۔

اسی طرح ابو ہریرہ رض سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلاثة لا ترد دعوتھم الصائم حین یفطر والامام العادل ودعوة المظلوم یرفعھا اللہ فوق الغمام ویفتح لھا ابواب السماء ویقول الرب وعزتی لانصرنّك ولو بعد حین۔

یعنے تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کی دعا رد نہیں ہوتی، روزہ دار جب افطار کرے عادل امام کی دعا مظلوم کی دعا اللہ تعالےٰ ان دعاؤں کو بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مری عزت کی قسم میں ضرور تمہاری مدد کروں گا۔ خواہ کچھ عرصہ بعد ہی (مناسب موقعہ پر) کروں۔

اسی طرح روایت ہے کہ ثلاث حق علی اللہ ان لا یرد لھم دعوة الصائم حتی یفطر والمظلوم حتی ینتصر والمسافر حتی یرجع۔

یعنے تین آدمیوں کی دعا قبول کرنا اللہ تعالےٰ اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے روزہ دار کی دعا افطاری کے وقت مظلوم کی دعا یہاں تک کہ اس کی پوری پوری امداد کی جاتی ہے اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ گھر واپس نہیں آ جاتا۔

پس ہمیں چاہیئے کہ اس پاک مہینہ میں جہاں اپنی تکالیف اور ضروریات کے لئے دعا کریں وہاں اسلام کی سربلندی .... اور عالم اسلام کے غلبہ اور سطوت کے لئے دعا کریں۔ جنگی قیدیوں کی واپسی کی دعا کریں اور ہنود و یہود کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہنے کی دعا کریں۔

(اللّٰھم آمین)

عہدیداران مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا اجلاس

لاہور۔ ۲۶ر اکتوبر۔ جمعرات کو ۲ ½ بجے دوپہر مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے عہدیداران انتظامیہ کی میٹنگ جماعت کے دفتر میں صدر مقامی جماعت جناب ڈاکٹر مبارک احمد شیخ کی صدارت میں اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی۔ جس میں ممبران کے درمیان مختلف شعبہ جات کی تقسیم اور سال رواں کے لئے مختلف پروگراموں اور سکیموں پر غور و خوض کیا گیا، باہمی رابطہ سکیم پر خصوصی توجہ دینے کا عزم کیا گیا۔ جس کے مطابق یکے بعد دیگرے کسی نہ کسی ایک حلقہ میں باہمی رابطہ سکیم کے ماتحت ہر ماہ اجلاس ہوا کریں گے۔ اور جماعت کے احباب سے فرداً فرداً ان کی رہائش گاہوں پر جا کر رابطہ قائم کیا جائے گا۔ مختلف پروگراموں اور سکیموں پر عمل درآمد کے لئے مختلف ذیلی کمیٹیاں بنائی گئیں، نیز مقامی جماعت کے تیس مستحق خاندانوں میں عیدی، تقسیم کرنے اور اس مقصد کے لئے فنڈ فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

عہدیداران و ممبران انتظامیہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے خواتین و احباب سلسلہ کو

عِید مُبارَک

قبول ہو

عطیہ

—— دربند (ہزارہ) سے محترم سمندو خان صاحب احمدی لکھتے ہیں:—

فرزندم ڈاکٹر عبدالعلی کی لڑکی نے امسال بی اے میں اچھے نمبر لے کر کامیابی حاصل کی ہے۔ لہٰذا شکرانہ کے طور پر مبلغ -/۱۰ روپے بطور عطیہ انجمن کو بھیج رہا ہوں — جزاہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ لڑکی کو بیش از بیش کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔

برتاؤ کر کے قوم کو اخلاق و کردار کے بلند مقام پر پہنچا دیا

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شہر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبیّنٰت من الھدیٰ والفرقان۔ ۲: ۱۸۵

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم کی تعلیم کی برکت سے قوم میں کمالات پیدا کر دکھائے، ایک تو یہ بات کہ قرآن کریم کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے دوسرے یہ کہ جس مقدس ہستی پر قرآن کریم اترا وہ خود ایسی پاک شخصیت تھی کہ جتنے لوگ آپؐ کے پاس بیٹھ گئے وہ آپؐ کے اسوہ کے مطابق عمل کرنے کی وجہ سے فرشتے بن گئے۔ حضور صلعم نے اعلےٰ درجہ کی تعلیم کی بدولت صحابہ کرام رضؓ کو مطہر و مزکی بنا دیا۔ اور ان کے دلوں سے جھوٹی عصبیت کا جو تکبر کی جڑ تھی استیصال کر دیا۔

حضور صلعم نے اپنی مقدس تعلیمات اور انفاس طیبہ کی برکت سے بادشاہ سے لے کر چپڑاسی تک کو پرہیزگار اور متقی بنا دیا۔ حضور صلعم خود بادشاہ وقت ہیں، لیکن پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ آپؐ نے کبھی نہیں فرمایا کہ میں نے رات کو تہجد میں زیادہ وقت لگایا ہے، اس لئے صبح مسجد میں نہیں آ سکتا، لہٰذا نماز پڑھ لی جائے۔ ایک دفعہ بھی ایسا نہیں فرمایا۔ بادشاہ سے لے کر چپڑاسی تک سب کے سب... قرآن کریم کے احکام کی پوری پوری اتباع کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے خود اس کی تشریح کی ہے، خود بادشاہ ہیں اور صحابہ رضؓ بادشاہ بننے والے ہیں۔ ممالک فتح ہونے والے ہیں۔ اور صحابہ رضؓ کو کمانڈر، گورنر اور حاکم بنایا جانے والا ہے۔ فرمایا ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ۔ کوئی آدمی بھی ہو، وہ رعیت کا بادشاہ بن جائے، اور وہ اس حالت میں مر جائے، کہ رعیت کے بارے میں بددیانت تھا، ایسی صورت میں وہ بادشاہ دوزخی ہے اس پر جنت حرام ہے، یہ تعلیم دینے کے لئے حضور نبی کریم صلعم تشریف لائے تھے دنیا کے بادشاہ لوگوں کی خدمت نہیں کرتے، بلکہ لوگوں سے خدمت کراتے ہیں، وہ اپنے گناہ کو گناہ قرار نہیں دیتے۔ ان کے ہاں یہ یقین ہے The King can do no wrong. بادشاہ کبھی گناہ نہیں کرتے۔

ہمارے وقت میں انگریزوں نے ہم پر حکومت کی۔ ان کا گناہ کوئی گناہ نہ سمجھا جاتا تھا۔ انگریز کے وقت کا ایک واقعہ ہے۔ ایک میم صاحبہ اپنے بیرے پر خفا ہو گئیں۔ اس نے گولی مار کر بیرے کو ہلاک کر دیا۔ مقدمہ چلا، انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ میم صاحبہ یہ گناہ کر سکتی ہی نہیں، بیرے کی تو موت آئی تھی، میم صاحبہ ایسا نہیں کر سکتیں، پستول یونہی چل گیا اور بیرا آگے آ گیا، یہ تو ہے انگریز کا فیصلہ، حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ کوئی آدمی ہو، وہ اگر رعیت کے معاملہ میں بددیانتی کرے گا، خدا اس پر جنت حرام کر دے گا۔

حضور نبی کریمؐ کا ایک موقعہ پر امتحان ہوا، ایک شخص مسلمان طعمہ نامی تھا، جنگ کا زمانہ تھا، اس نے کسی شخص کی زرہ بکتر چرا لی... اور کچھ پچھتایا...... جب یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ پتہ لگ جائے گا، اس نے اس زرہ بکتر کو ایک یہودی کے گھر میں ڈال دیا، مقدمہ چلا، بادشاہ مسلمان ہے، طعمہ مسلمان ہے، صرف مسلمان ہی نہیں انصاری ہے، مدینہ میں جب حضرتؐ تشریف لائے، تو انصاری قوم نے آپؐ کو پناہ دی، مکان دیئے، کھانے پینے کی چیزیں اور سامان مہیا کیا۔ اس محسن قوم کو حضور صلعم نے بڑا اونچا مقام دیا ہے۔ اس کا نام انصار اللہ رکھا۔ اس قوم کے اس فرد نے جس کو فخر کے ساتھ انصاری کہتے ہیں، یہ حرکت کی تو پکڑا گیا، فیصلہ کرنے والے حضور صلعم ہیں۔ حضور صلعم نے یہ نہ فرمایا کہ یہ مسلمان ہے اور یہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ حضور صلعم نے تحقیقات فرمائی تو طعمہ مجرم ثابت ہوا۔ حضورؐ نے یہ خیال نہیں کیا کہ اس سے خود میری، میرے ساتھیوں کی اور میرے دین کی بدنامی ہو گی۔ آپؐ نے طعمہ کو مجرم قرار دیا، اور یہودی کو بری کر دیا، حضور صلعم خدا پرست انسان ہیں، ان کی نگاہ میں سب مخلوق ایک جیسی ہے۔ ان کے حقوق محفوظ ہیں اور سب کے لئے عدل و انصاف سے کام لینا ازبس ضروری ہے۔

اپنی قوم کے گناہ کو بھی گناہ قرار دینا صرف حضور نبی کریم صلعم کا کام ہے۔ دوسرے لوگ گناہ پر گناہ کرتے جاتے ہیں لیکن ان کا گناہ، گناہ تصور نہیں کیا جاتا۔

ایک جگہ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا سنو لوگو! انما انا بشر مثلکم، بے شک میں رسول ہوں اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری طرح فرمانبرداری کرنے والا ہوں لیکن میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں، تم میرے پاس تنازعہ اور مقدمہ لے کر آتے ہو، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق مقدمہ ایسا ہو کہ زبان کی فصاحت و بلاغت سے غلط حقائق پیش کر کے مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں کروا لے، اگر ایسا فیصلہ میں دوں، تو میرا یہ فیصلہ غلط ہے، اللہ اکبر! بھلا کوئی دنیادار بادشاہ ایسا کہہ سکتا ہے کہ میرا فیصلہ غلط ہے، آپؐ فرماتے ہیں کہ جس کے حق میں میں نے یہ غلط فیصلہ دیا، وہ دوزخ کی آگ میں جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ حضورؐ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر ایک قوم کی دوسری قوم کے ساتھ دشمنی ہو، اور عدل و انصاف کا موقعہ آ جائے تو ایسے موقعہ پر بھی عدل و انصاف سے کام لیا جائے اور انصاف کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

خیبر کی جنگ کا واقعہ ہے، صحابہ رضؓ شریک جنگ تھے، ایک شخص آپؐ کی حفاظت کرنے پر مامور تھا، حضور صلعم کو علم ہے کہ چاروں طرف دشمنی ہے، رات کو اور دن کو بھی اپنے ساتھ پاسبان رکھتے ہیں، ہو گیا۔ صحابہ رضؓ جمع ہو گئے اور کہنے لگے ھنیئاً لہ الشھادۃ۔ شہادت مبارک ہو یہ شخص جنت میں چلا گیا، حضور صلعم کا محافظ ہے، میدان جنگ میں تیر کھا کر ہلاک ہو جاتا ہے اور صحابہ کرام رضؓ گواہی دیتے ہیں کہ جنتی ہے، لیکن حضور صلعم نے فرمایا کلّا یہ غلط بات ہے، یہ وہ شخص ہے جس نے ایک جنگ کے موقعہ پر غنیمت کے مال میں سے جبکہ یہ ابھی تقسیم بھی نہیں ہوا تھا، کچھ مال ہتھیا لیا تھا، یہ جنت میں نہیں جا سکتا، یہ دوزخی ہے، فرمایا والذی نفسی بیدہ اس خدا کی قسم ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے، اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک وہ آدمی جو میدان جنگ میں مارا گیا، وہ شہید نہیں، یہ وعظ کون کر سکتا ہے، سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے۔ ساری قوم سمجھتی ہے کہ آپؐ پاک انسان ہیں۔ اور قوم کو پاکیزہ کرنا چاہتے ہیں، دنیا میں صرف ایک ہی انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بے جا قومی حمیت پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ آپؐ یہ نہیں فرماتے کہ مسلمان غلطی نہیں کر سکتا، آپ موحد انسان ہیں، اپنی قوم کو توحید کا سبق دینا چاہتے ہیں، ان کو باخدا بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے کئی ممالک فتح کئے، مصر، الجزائر، مراکو اور حبشہ میں گئے، ان سب مقامات پر یہ لوگ اپنے اتقاء اور عدل و انصاف کی وجہ سے علیحدہ نظر آتے تھے۔

روزہ کا مقصد طہارت قلبی پیدا کرنا ہے، روزہ دار اور نمازی آدمی حرام کاری نہیں کر سکتا، روزے کا مقصد بھوکا مرنا نہیں، بھوکا مرنے سے خدا راضی نہیں ہوتا اور نہ اس کا کوئی ثواب ہے، اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ حلال طیب روٹی کھاؤ۔ مسلمانوں میں روزہ کی اس قدر عظمت ہے کہ رمضان شریف میں بعض چھوٹے بچے بھی روزہ رکھتے ہیں، تو ان کی امی اور دادی کوشش کرتی ہیں کہ کچھ کھا پی لو تمہارا روزہ ہو گیا ہے، اور کچھ پیسے دے کر بازار میں بھیجتی ہیں کہ جاؤ بازار کی سیر کر آؤ۔ لیکن بچہ مانتا نہیں۔ اس کے اندر ایمان پیدا ہو گیا کہ

www.aaiil.org

میں نے روزہ رکھا ہے اور اس کو شام تک رکھنا ہے ۔ یہ ہے قوم کی بلندی اور حسنِ کردار!

ایک تو میدانِ جنگ کی بات ہے جس کا اُوپر ذکر ہوا اور بہت اچھی بات ہے اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں کے متعلق عدل و انصاف سے کام لینا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے بُرے کاموں کو اچھا نہیں سمجھتے اور دشمنوں کے متعلق بھی عدل و انصاف ہی کا حکم دیا ہے ۔ اس کے علاوہ چھوٹی موٹی اور باتیں بھی ہیں جیسے دوکانداری ہے ، کوئی مشین چلاتا ہے کسی کا کپڑے کا کارخانہ ہے ، ان سب کو کہا کہ اپنے کاروبار میں خدا خوف سے کام لو ، کسی کو غلط اور کم مال نہ دو ، کسی کا حق نہ مارو ، حضور صلعم قوم کے اندر طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ ایک کارخانہ دار جو گندم کا آٹا تیار کرتا ہے ، وہ دن میں چھ ہزار من گندم پیستا ہے ۔ اس کو پسائی اور گندم کے دو منافع حاصل ہیں ، لیکن وہ عام طور پر ایک من میں ایک سیر ناقص گندم کی ملاوٹ کر دیتا ہے تاکہ اس کا منافع اور بڑھ جائے ، لیکن وہ حرام کی کمائی کھاتا ہے ۔ ایسا شخص باز آ جائے کیونکہ ایسے شخص کے لئے ہلاکت اور تباہی ہے ۔

روزہ کا مقصد لعلکم تتقون

یعنے باطنی طہارت پیدا کرتا ہے ۔ طہارتِ قلبی حاصل کرنے کے لئے مہینہ بھر کی مشق کرائی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ، آج ستر کروڑ مسلمان جن میں مرد ، عورتیں اور بچے بچیاں سب شامل ہیں ، وہ سب روزے رکھ رہے ہیں ، روزے کا مقصد سارا سال حلال طیب روزی کھانے کی مشق کرانا ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہاری روزی حلال طیب ہو ، تمہارے دسترخوان پر حلال طیب روٹی ہو ۔ ایک شخص کے جنازے کے وقت حضور صلعم نے فرمایا کہ ایسا شخص کس طرح سے جنتی ہو سکتا ہے حضورؐ نے یہ حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی مطعمہٗ حرام و ملبسہٗ حرام ۔ یعنے اس کا کھانا حرام کی کمائی کا ہو اور اس کا لباس فاخرہ بھی حرام کی کمائی کا ہو ، ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا ۔

آج دنیا میں حرص بڑھی ہوئی ہے ایک ہندو ڈاکٹر کا قصہ سناتا ہوں کہ وزیر آباد کے شیخ عبدالرحمن صاحب بیمار تھے ، ایک ہندو ڈاکٹر سیالکوٹ سے چل کر ان کے علاج کے لئے برابر دو ماہ تک آتا رہا ۔ آنے جانے کا کرایہ اور فیس وصول کر کے چلا جاتا ، اس نے علاج لمبا کر دیا اور ایسا طریقہ اختیار کیا کہ وہ تندرست نہ ہوں اور وہ اسی طرح پیسہ بٹورتا رہے ۔ دو ماہ تک یہ ڈاکٹر ایسا ہی کرتا رہا اور رقم بٹورتا رہا ۔ آخر مریض پر ایک دن غشی طاری ہوگئی ، ان کے پیٹ میں رسولی تھی ، اگر وہ پہلے دن ہی اپریشن کر دیتا اور رسولی نکالنے کی طرف توجہ دیتا تو اچھا ہوتا ، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور اپریشن سے شیخ صاحب کو ڈراتا رہا ، آخر شیخ صاحب دو ماہ کے بعد انتقال فرما گئے ۔ یہ ہے حرام خوری جس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا ، خدا کہتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر زندگی بسر کرو ، فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا ۔ اور قرآن شریف وہ کتاب ہے جس کے متعلق فرمایا ھدًی للناس و بیّنٰت من الھدٰی و الفرقان ۔ یہ لوگوں کو ہدایت کا رستہ بتاتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے کھلے کھلے دلائل دیتی ہے ۔

الفرقان کے معنی ہیں حق و باطل میں تمیز کرنے والا ، اس کتاب کا نام القرآن بتایا جس کے الفاظ میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ یہ قرآن برابر پڑھا جایا کرے گا ۔ رمضان شریف میں اس کا نظارہ مسجدوں اور گھروں میں نظر آتا اور سنائی دیتا ہے آج ستر کروڑ گھروں میں قرآن کریم پڑھا جا رہا ہے ۔ فرمایا یہ قرآن کریم پڑھا جائے گا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری آسمانی کتابیں پڑھی نہیں جائیں گی ۔ چنانچہ وید پڑھا نہیں جاتا ، یہ بڑی مشکل کتاب ہے کوئی اس کو سمجھ نہیں سکتا ۔ توراۃ اور انجیل بھی دنیا میں پڑھی نہیں جاتی ، میرے پاس توراۃ اور انجیل کی تفسیریں ہیں جن میں لکھا ہے کہ جو زبان حضرت عیسٰےؑ کی تھی اس زبان میں انجیل نازل ہوئی ، اس زمانہ میں انجیل کبھی لکھی ہی نہیں گئی ، اس زمانہ کا نام انجیل شریف کی تفاسیر میں آدھی ٹک بتایا جاتا ہے ۔ یہ جو آجکل انجیل ہے یہ تو صرف ترجمہ ہے ۔ اس کے برعکس قرآن کریم القرآن ہے ، یعنے پڑھی جانے والی کتاب ، اس وقت جب کہ قرآن کریم نازل ہوا ، کوئی مطبع نہیں تھا ، کاغذ نہیں تھا ، کبھی پتھر کے ٹکڑوں پر یہ قرآن لکھ دیا جاتا ، کبھی چوڑی ہڈی پر ، کبھی چمڑے اور کپڑے پر اور کبھی درخت کی چھال پر یہ کیا ، حال ہے کہ ان حالات کے باوجود یہ قرآن اپنی اصلی صورت میں موجود رہے ، حضور صلعم نے اس قرآن کو حفظ کیا اور دہراتے رہے ۔ صحابہ کرامؓ نے اسے یاد کیا ، مجھے مکہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہے کعبۃ اللہ کے ارد گرد وسیع میدان میں حفاظ جگہ جگہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے نظر آتے ہیں ۔ اور وہ قرآن کریم کو نہایت سریلی آوازوں میں پڑھتے ہیں تو وہ سماں ایمان تازہ کرتا ہے ۔

ہمارے حضرت مولینا عبدالکریمؒ قرآن کریم کو بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے ، حضرت مرزا صاحبؒ سوائے جمعہ کی نماز کے باقی نمازیں ان کے پیچھے پڑھا کرتے تھے ، وہ قرآن کریم پڑھتے تو ایک خاص اثر پیدا ہو جاتا تھا ۔

یہاں لاہور میں جلسہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مذاہبِ اعظم منعقد ہوا ، جس میں حضرت مرزا صاحبؒ کا مضمون پڑھا گیا ، خواجہ کمال الدین صاحبؒ بڑے خوش شکل اور وجیہہ انسان تھے ، ان کا دل چاہتا تھا کہ یہ مضمون اس جلسہ میں انہیں پڑھنے کا حکم ملے ۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؒ نے یہ مضمون حضرت مولینا عبدالکریم صاحبؒ کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا ۔ جب یہ مضمون پڑھا جا رہا تھا تو سامعین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی ، کسی آیت کی تلاوت کے وقت ایسا رنگ تھا کہ سامعین محسوس کرتے تھے کہ اب قرآن کریم پڑھا جانے والا ہے اور سامعین ہمہ تن گوش ہو جاتے ۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بدوملہی والے احباب جماعت نے آریہ سماج والوں سے مناظرہ ٹھہرا لیا ۔ بدوملہی کے آریہ بڑے پڑھے لکھے تھے ۔ احباب نے مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو دعوت دی کہ وہاں جا کر آریوں سے مناظرہ کریں لیکن وہ کسی اتفاق سے اس موقعہ پر نہ پہنچ سکے ، میں تو ایسے جلسوں میں بہت کم جایا کرتا ہوں لیکن میں اتفاق سے اس جلسہ کو سننے اور دیکھنے کے لئے روانہ ہو گیا ۔ جماعت مبلغین کا خیر مقدم کرنے کی خاطر اسٹیشن پر آ موجود ہوئی ۔ جب انہوں نے ان مبلغین کو نہ پایا تو ان کی جان نکل گئی اور ان پر اوس پڑ گئی ۔ انہوں نے سوچا کہ آریوں سے مناظرہ کرنا ہے ۔ ۔ ۔ اس حالت میں کہ ہمارے مناظرین نہیں آئے ہماری سُبکی ہوگی ۔ کیا کریں ۔ ذلت پڑی ہے ۔ اور مجھے کہا کہ کل کچھ آپ بیان کریں ۔ میں خود بھی سمجھتا تھا کہ میں تو مناظرہ کرنا پسند نہیں کرتا لیکن اس نازک وقت پر جماعت کو مایوس کرنا نقصان دہ ہوگا ۔ ان کی تسلی کے لئے میں نے کہا میں ضرور اس مناظرے میں حصہ لوں گا میں نے تمہید میں عرض کیا کہ ہندو ، سکھ ، عیسائی ہمارے بھائی ہیں ، ان سے لڑنا جھگڑنا اور ان پر اعتراضات کرنا نامناسب ہوگا ۔ دونوں فریقین کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ اگر ایک فریق قرآن کریم بیان کرے تو دوسرا فریق وید شریف بیان کرنا ضروری قرار دے ۔ میں قرآن شریف کی چند آیات یہاں بیان کروں گا ۔ تمام دنیا کا ذکر کروں گا ، زمین و آسمان کے خالق و مالک کا ذکر کروں گا ۔ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے چند باتیں فائدہ کی بتلاؤں گا ۔ پھر آپ بھی اپنے وید میں سے کچھ باتیں بیان کریں ۔ لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں ۔ خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی تعلیم اعلیٰ اور افضل ہے ۔

میں نے قرآن شریف بیان کیا ۔ ان پر اس کا اثر ہوا جب میں نے اپنا لیکچر ختم کیا اور ان کی باری آئی تو وہ کچھ بیان نہ کر سکے ۔ وید ان کے پاس نہ تھا اور پھر وہ وید کو جانتے بھی نہ تھے ۔ چنانچہ وید کی تعلیم بیان کرنے کی شرط پوری نہ ہوئی اور جلسہ برخواست ہو گیا ۔ تو وید ، توراۃ اور انجیل پڑھے نہیں جاتے ۔ اور قرآن القرآن ہے وہ پڑھا جاتا ہے اور پڑھا جائے گا ۔ یہ اعلان سارے جہان کے مالک کی طرف سے ہے اور سارے جہان کے لئے ہے ۔ حضور نبی کریم صلعم ساری دنیا کے لئے رسول ہو کر آئے ہیں ۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰےؑ صرف یہودیوں کے لئے آئے ہیں ، لیکن قرآن کریم ساری دنیا کے لئے ہے ۔

منگنی اور عطیہ

محترم محمد عبداللہ صاحب نے امریکہ سے عزیزہ سلمہ کی منگنی کی خوشی میں ۔ /26 روپے آفتاب الدین احمد دار السّلام کو اور /26 روپے بمد اشاعت اسلام انجمن کو بطور عطیہ ارسال کئے ہیں ۔

جزاہ اللہ احسن الجزاء

محترم شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی

ماہ صیام اور قرآن کریم

ملت اسلامیہ کو رمضان کا مبارک مہینہ پھر نصیب ہُوا - اس کی برکات تو اظہر من الشمس ہیں کہ اس میں غیر معمولی عبادت ہوتی ہے ادائے دھے لگی فرض ہیں پہلے مسجد اور ان مہینوں کی نیت عبادت کو جاری رکھنا چاہیئے نہ یہ کہ بعد میں اپنے آپ کو ساری پابندیوں سے آزاد کر دیا جائے -

ان مبارک ایام کی غرض یہ فرمائی لعلکم تتقون - تاکہ تم متقی بنو - یہ ہے روزہ کی علت غائی - یعنی ہمارے اندر سے بدی کی طاقتیں نکلتی چلی جائیں اور نیکی کی قوتیں نشو و نما پائیں - یہ مشق ہمیں سکھلاتی ہے کہ ہم جائز ضرورتوں میں سامانوں کے باوجود اور روک نہ ہونے کے صرف اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری سے محترز رہتے ہیں تو پھر ہم ایک صریح حرام امر کا ارتکاب کیوں ہو -

ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ ان دنوں میں اوقات خورد و نوش کو تبدیل کر کے ضبط کو توڑا گیا ہے - حالانکہ مقصد اس کا یہ قوت پیدا کرتا ہے کہ خواہشات نفسانی ہمارے اقتدار کے نیچے ہوں نہ یہ کہ ہم ان کے محکوم بن کر رہ جائیں - یہ عملی راہ ہے اور زندگی کے اعلےٰ ترین مقاصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ - ہمیں اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے - اصل غرض روزہ کی روحانیت میں ترقی کرنا ہے - لیکن اس کے جسمانی فوائد بھی بہت سے ہیں، صحت کے لحاظ سے اور عام صلاحیت کے اعتبار سے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کا وزن اگر حد اعتدال میں نہ رہے تو وہ کئی قسم کے خطرات مول لیتا ہے - اور ان کا سب سے مؤثر علاج کھانے پینے میں احتیاط ہے - اس پر بڑے تجربے ہوئے ہیں - ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ وزن کم کرنے کے لئے روزہ ہی ایک ایسا علاج ہے جو خطرے سے خالی ہے - ایک ڈاکٹر نے اپنے زیر علاج ایسے لوگ رکھے جو سب طریقے آزما چکے تھے تو روزوں سے ہی ان کو فائدہ پہنچا اور ان پر اتنا خوشگوار اثر ہوا کہ انہوں نے از خود اس مدت میں اضافہ کر دیا - سجادی اور کامل اللہ علیہم کیا کمال ہے ہی دیا یہ الحمدی ہر زمانے کے حالات کی متحمل ہے اور رسول کریمؐ کو بنی نوع انسان کے لئے نمونہ قرار دیا - فرمان کو تسلیم کیا ہے تو فرمانبرداری بھی کرو - ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً

حضرت مولینا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قل اللہ شہید بینی و بینکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہمارا تمہارا مقدمہ ہے - پچھلی کتابوں میں شہادت موجود ہے کہ مکذبین رسل کا کیا انجام ہوا - تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اتباع کو دیکھ لو - اور آپ نے بوعلی سینا کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ طبیب تھے، لیکن عربی لکھنے میں امام غزالی اور امام رازی سے کم نہیں تھے - ایک دن انہوں نے عمدہ تقریر کی تو ایک شاگرد نے کہا اگر آپ نبوت کرتے، تو آپ کو زیبا تھا - اس وقت تو وہ خاموش رہے - ایک دن سردی تھی، ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی تھا - اسی شاگرد سے کہا کہ اس میں چھلانگ لگاؤ اور نہاؤ - وہ کہنے لگا آپ مجنون تو نہیں - اس پانی میں نہا کر میں نے مرنا ہے - بوعلی سینا نے کہا تمہارے جیسے نافرمانوں کے لئے نبوت کا دعوےٰ کروں؟ - نبوت تو اطاعت ہے ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً - قرآن کریم پر حقیقی ایمان کا لازمی نتیجہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے - اتمام حجت کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوتا - حضرت مولانا صاحب موصوف کے درس قرآن میں سے میں تمہیں قرآن شریف سناتا ہوں - مدعا میرا اس امر سے یہ ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور اس سے نفع اُٹھاؤ - اس پر عمل سے آٹھوں پہر خوشی سے گذرتے ہیں، اور انسان کو خوشی، عزت، کم از کم بدیوں کی اتباع اور تباہی سے نجات ملتی ہے، سچ ہے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو . . گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

فرمایا :-

ایک گروہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ، قرآن شریف پر توجہ سے تم اپنے آپ کو محفوظ بنا سکتے ہو - بیان حضرت نے تو آپ پر کی محفوظ بنا طیب سکتے ہوئے ہمیں الحمد کے ال پر پہنچا تو حمد پڑھنے سے میری طبیعت نے مضائقہ کیا - اپنے دل میں سوال کیا کہ ایک قوم کا امام ہو کر الحمد پڑھنے لگا ہے کیا واقعی تیرا قلب شرح صدر سے شکر گذار ہے - یہ بہت اضطراب کا وقت تھا - ایک طرف مقتدی منتظر، دوسری طرف نہ پڑھنے سے ان کو ابتلا - اگر شرح صدر سے نہیں پڑھتا تو یہ بھی ٹھیک نہیں - فرماتے ہیں قربان جاؤں اپنے مولا پر معاً اس نے میری دستگیری کی اور سمجھایا ہم کوئی مصیبت بھیجتے ہیں تو اس پر اگر کوئی صبر کرے تو ہم اسے بہتر سے بہتر بدلہ دیتے ہیں - پس ایک کوڑی ضائع ہونے سے پونڈ ملے تو رنج کی کوئی بات ہے - کیا معلوم اس میں کس قدر انعامات میرے لئے مخفی ہیں -

عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم - مصیبتیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں - ان گناہوں کی سزا خدا جانے کس قدر تکلیف دہ ہوگی - مؤمن کو مصیبتوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے، جو لوگ تعلیمات الٰہیہ کے منکر ہیں، اوّل تو کلام الٰہی سنتے نہیں اگر سنتے ہیں تو اس پر غور نہیں کرتے - بلکہ اس تعلیم کا وجود اور عدم وجود برابر سمجھتے ہیں ان کے لئے عذاب عظیم ہے - لوگ اس خیال سے کافر نہیں کہ مسلمانوں میں شامل ہونے سے ہمارے اموال میں نقصان ہوگا یا ہماری اولاد خطرہ میں ہوگی - فرمایا نہ مال کام آئے گا نہ اولاد - جس قدر لوگ ارتکاب معاصی میں گرفتار ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا پر یقین نہیں رکھتے ورنہ ایک بچے کے سامنے گناہ کرتے جھجک ہو اور خدا کے سامنے نہ ہو - کان اللہ علیماً حکیماً - کفر و نفاق سے بچنے اور تقوےٰ کے حصول کا علاج یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کو علیم یقین کرو -

ایک کہانی ہے کہ زلیخا نے یوسف سے ناجائز درخواست کرتے ہوئے اپنے بت پر پردہ ڈال دیا تھا، جب ایک پتھر سے شرم آنی ممکن ہے تو کیا اس یقین سے کہ خدا علیم ہے کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ آوے گی -

سال میں یہ ایک مہینہ خاص برکات کا موجب ہے - صرف مشقت ہی نہیں بلکہ یہ مشق ہے . . . . . . اور تجدید عہد کے لئے ہے . . . .

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا

ہر بات کا مدار نیت پر ہے - بنیادی اور مرکزی نکتہ یہی ہے کہ اسلام ایک ہی راہ ہے دو ہرگز نہیں - جو کہ راہ حق کی تڑپ دل دنیا میں - صدقہ و خیرات اور تقویٰ سے ملتی ہے -

اس زمانہ کے امامؑ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں، خدا ان کو دوسری مشقت میں ڈال دیتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں وہ ان کو آپ نکالتا ہے - انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس پر شفقت کرے اور اس کا عمل خدا کی رحمتوں کا جاذب ہو اور خدا اس کو آسائشوں سے نوازے - انسان کی اپنی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے لیکن خدا کی شفقت جنت ہے - فرمایا ابراہیمؑ کے واقعہ پر غور کرو جو آگ میں خود گرنا چاہتا ہے اسے تو وہ آگ سے بچاتا ہے اور جو لوگ خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں - یہ اسلم ہے اور یہ اسلام ہے - جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اس کا انکار نہ کرے - آنحضرت صلعم اپنی عظمت کی فکر میں لگتے تو واللہ یعصمک من الناس کی آیت نازل نہ ہوتی - حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے - بندہ اپنی گردن خدا تعالیٰ

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

www.aaiil.org

الحاج مولینا عبدالرحیم جگو آنریری مبلغ اسلام جنوبی امریکہ سے انٹرویو

(نمائندہ پیغام صلح)

قبل ازیں پیغام صلح ..... میں مولینا عبدالرحیم صاحب جگو کے جدہ سے لاہور تشریف لانے کی خبر درج کی جا چکی ہے۔ آپ کم و بیش ہفتہ عشرہ قیام کے لئے تشریف لائے تھے۔ احباب لاہور سے مل کر راولپنڈی تشریف لے گئے جہاں جماعت کی طرف سے انہیں استقبالیہ دیا گیا۔ اسی اثناء میں ان کے ویزا کی میعاد ختم ہو گئی اور آپ ۱۷ اکتوبر کو رات کے آٹھ بجے بذریعہ ہوائی جہاز واپس روانہ ہو گئے۔

جگو صاحب سرینام (جنوبی امریکہ) کے باشندے ہیں۔ آپ چھٹی مرتبہ پاکستان آئے ہیں۔ ۲۳ سال قبل آپ پہلی مرتبہ لاہور تشریف لائے اور تبلیغی کلاس میں تعلیم دین حاصل کی یہاں سے فارغ ہو کر اپنے وطن مالوف میں دعوت و تحریک اسلام کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے اپنی مؤثر کوششوں سے گیانا میں احمدی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ جماعتہائے احمدیہ مغربی ہیمسفیئر کی پہلی کنونشن انہی کی تجویز پر منعقد ہوئی۔ جماعتی و تبلیغی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں مقامی جماعت اور جماعت احمدیہ مغربی ہیمسفیئر کی طرف سے "ستارہ احمدیت" کے تمغے بھی مل چکے ہیں۔ آپ سرینام انتظامیہ کے مشیر بھی ہیں۔ ہالینڈ کی ملکہ جولیانہ نے بھی مذہبی و سیاسی خدمات کی بنا پر انہیں اعزازی تمغے دیئے ہیں۔

انہوں نے پیغام صلح کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ آج میری یہاں آمد تین وجوہ کی بنا پر ہے۔ اوّل یہ کہ ہوائی سروس KLM نے انہیں سعودی عرب آنے کی دعوت دی ہے یہ سروس جنوبی امریکہ سے جدّہ تک حجاج اور زائرین کی براہ راست نقل و حمل کیلئے انتظامات کر رہی ہے۔ اس کی پہلی آزمائشی پرواز میں شرکت اور متعلقہ امور کے لئے صلاح و مشورہ کی غرض سے مجھے جدّہ آنے کی دعوت دی گئی۔

دوسرے یہ کہ قبل ازیں سعودی عرب کے وزیر مملکت برائے حج و اوقاف نے دینی امور پر گفت و شنید کے لئے مدعو کیا ہوا تھا یہ غنیمت موقعہ ہاتھ آیا اور ان سے ملنے کی تقریب پیدا ہو گئی۔ ان سے حج و مسائل اسلام اور سرینام کے مسلمانوں کے حالات و مسائل پر کھل کر گفتگو ہوئی۔ اور ان کے مفادات کے لئے غور و فکر کیا گیا۔

تیسرے یہ کہ جدہ تک آیا تو مجھ سے رہا نہ گیا کہ آپ لوگوں کے قریب آ کر آپ حضرات کی زیارت کئے بغیر واپس چلا جاؤں۔ مولینا نے کہا کہ آج میں یہاں آ کر آپ سے مل کر نہایت مسرور ہوں، اور مجھے روحانی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کی دوسری جماعتوں میں بھی جاؤں گا اور ہفتہ بھر احباب سے ملاقات کروں گا۔ آپ نے کہا کہ آج میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے عصر حاضر کے عظیم انسان حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب یوم وصال میں نہ صرف شرکت کا موقعہ ملا بلکہ مجھ ناچیز کو اس تقریب کی صدارت کا بھی اعزاز بخشا گیا۔ یہ میرے لئے فخر و انبساط کا موجب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی شخصیت اور ان کی عظمت کا اندازہ ہم جنوبی امریکہ میں بیٹھے ہوئے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں انہوں نے اسلام پر عظیم الشان لٹریچر پیدا کر کے نہ صرف دنیائے اسلام پر احسان کیا ہے بلکہ جو لوگ دین اسلام کو سمجھ نہیں سکتے تھے، یا مذہبی طور پر مذبذب تھے یا گمراہ تھے ان کو بھی ہدایت کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ اگر حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ روح پرور اور ایمان افروز لٹریچر مغربی دنیا میں نہ پہنچتا تو وہاں کی حالت دگرگوں ہوتی۔ یہ مولینا ہی کے لٹریچر کا اثر ہے جس کی وجہ سے یورپ و امریکہ اور افریقہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور روح سے متعارف ہوئے اور مستشرقین اور مغربی اہل قلم لوگوں کے مزاج کو راست روی پر لگایا۔

محترم مولینا نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پانچویں کنونشن جو امسال جزیرہ ٹرینی ڈاڈ میں ہوئی، بڑی کامیاب رہی ہے انڈونیشی مسلمانوں نے بھی اس جماعت سے تعاون میں پیش پیش ہیں۔ ایک صاحب جو وہاں کے آئی براڈکاسٹنگ سٹوڈیو کے سربراہ ہیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے محترم جگو صاحب نے بتایا کہ وہ بھی ہمارے ہم نوا ہوئے ہیں اور انہوں نے اس تجویز کو قبول کر لیا ہے کہ وہ روزانہ پروگراموں میں تعلیم و مسائل اسلام کے بارہ میں علمائے اسلام سے تقاریر کروایا کریں گے، جن میں مقررین سلسلہ کو پیش از پیش موقعہ ملتا رہے گا۔

آپ نے فرمایا کہ جماعتہائے احمدیہ مغربی ہیمسفیئر رسول کریم صلعم کی پیشگوئی مغرب سے طلوع آفتاب اسلام کی مصداق ہے اور امید ہے کہ یہ علاقہ احمدیت (یعنی اسلام کی زندہ تصویر) کی ترویج و نفوذ کا اہم مرکز بن جائے گا۔ یہاں کی ابتدائی کامیابیوں سے ہم پرامید ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی تائید و نصرت کے طلبگار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس علاقہ میں اسلام پر مناسب حال لٹریچر پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے اور باعمل مبلغین کی بھی، جو اسلام کے چراغ کو زیادہ روشن کریں اور ان کے اثر سے اسلام کی زندگی بخش تعلیم سے وہاں ایمان کی روشنی ... دلوں میں جاگزیں ہو۔

مولینا عبدالرحیم جگو صاحب

ٹرینی ڈاڈ کنونشن میں انڈونیشی جماعت کے قائد جناب ڈاکٹر عارف فراسرہ

جناب محمد رشید پیرخاں

مسز کارتو دروجو جنہوں نے حالیہ کنونشن ٹرینی ڈاڈ میں ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے حصہ لیا۔

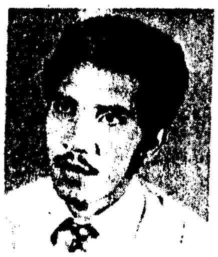

سرینام کی انڈونیشی جماعت کے ایک رہنما جناب پی احمد علی، جنہوں نے کنونشن میں ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

بقیہ ماہ صیام - (از صفحہ)

کی راہ میں رکھ دے۔ اور مولینا موصوف نے لکھا ہے کہ یہ نکتہ مجھے حضرت صاحبؑ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کئی طرح پر توحید سکھاتا ہے۔ بعض وقت اس کی تدابیر کو مفید اور بابرکت نہیں ہونے دیتا اور جس راستے سے اسے رزق ملتا ہے اسے بند کر دیتا ہے تا وہ سمجھے کہ یہ تمام آمد خدا کے فضل سے ہے، کسی کی لیاقت یا قابلیت یا کسی کی امداد کا نتیجہ نہیں۔ مؤمن کو چاہیئے کہ ایسے موقعوں پر اللہ کی حکمتوں پر ایمان لائے اور گھبرائے نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق دے اور آج کل بہت دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ جماعت کی ترقی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں پھر عوام الناس کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو نیکی کی طرف پھیر دے کہ قومی اور ملکی استحکام کا انحصار بھی اسی پر ہے۔ آمین۔

امام زمانؑ سے وابستگی کا عہد "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ ہم اس عہد پر آ ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے۔ ع

اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی

www.aaiil.org

اسلامی نکاح فریقین کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی اہم اور پاکیزہ معاہدہ نہیں ہے۔

... صاحب ... جماعت احمدیہ لائل پور

جمعہ۔ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو بعد از نماز عشاء نشاط ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ لائل پور کے ایک بنگلہ پر سینکڑوں معززین شہر لائل پور و پاکستان کی موجودگی میں محترم میاں شوکت مجاہد حمید کا نکاح بعوض -/۵۰۰۵ روپیہ حق مہر محترمہ عزیزہ نیلم صادق بنت محترم میاں محمد صادق صاحب کے ہمراہ پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح مقامی مبلغ اسلام محترم چوہدری علی محمد ماچی صاحب نے پڑھا۔ رات کا ردن پر ٹھیک آٹھ بجے برگیڈ کلانخ ملز لمیٹڈ سے روانہ ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں محترم میاں اللہ بخش صاحب، محترم مکرم میاں فاروق احمد شیخ صاحب محترم میاں فضل احمد صاحب محترم میاں ظہور احمد صاحب، محترم میاں رشید احمد صاحب، محترم نثار احمد صاحب سیالکوٹ اور خاندان کے دیگر معزز حضرات و خواتین، معززین شہر اور بعض سول حکام کے علاوہ مقامی احباب جماعت اور دو لہا میاں کے دوستوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مکرم و محترم بزرگوار م اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نامور سپوت حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور کے خاندان کے لئے ہزاروں قسم کی خیر و برکت کا موجب فرمائے۔

محترم ماچی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا کہ خطبہ نکاح کی آیات انسان کو حصول تقوےٰ اور اس کی عام گھریلو ذمہ داریوں، حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتی ہیں۔ سورۃ النساء کی پہلی آیات میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں مندرج احکامات خداوندی اور ارشادات نبویؐ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معاہدہ نکاح سے بڑھ کر اسلامی تعلیمات میں کسی مرد اور عورت کے مابین کوئی اور اہم اور پاکیزہ معاہدہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقد کے معنی گرہ کے ہیں، جب فریقین کی رضامندی سے یہ گرہ لگ جائے تو پھر یہ گرہ ایک ہاتھ سے کھل نہیں سکتی۔ اسلام نے عورتوں اور مردوں کو یکساں حقوق دیئے ہیں، جہاں کمی بیشی نظر آتی ہے وہ محض تقسیم کار ہے یا زیادہ سے زیادہ عورت کی نرمی کی صفت اور مرد کی خشونت کی صفت کا مظاہرہ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ عورت مرد کی تکمیل اور مرد عورت کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور اس سے مرد و عورت دونوں کے نفس کی مطلوبہ تکمیل ہوتی ہے۔ ماچی صاحب نے اپنے خطاب میں قرآن کی مختلف آیات اور احادیث نبویؐ کے متعدد حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام نے نکاح کے ذریعہ مسلمان مرد اور عورت کے لئے تقویٰ کا بلند مقام سہل تر اور قریب تر کر دیا ہے۔ نکاح کی تقریب کے بعد برات کو نہایت اعلیٰ درجہ کے کھانے سے نوازا گیا۔ اگلے روز یعنی ۷ اکتوبر بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء پر یمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ کے وسیع و عریض اور حسین و جمیل لان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں سینکڑوں معززین شہر، احباب جماعت اور سول حکام نے شرکت فرمائی۔

اکثر غیر احمدی احباب مقامی مبلغ محترم علی محمد ماچی کا خطبہ نکاح اور تقریر سن کر بے حد متاثر اور خوش ہوئے اور بعض احباب نے ہمارے مبلغ سے مل کر موقعہ پر ہی اپنی طرف سے اظہار خوشنودی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میاں حمید احمد صاحب ذوالفقار اور دوسرے سب متعلقین کو جزائے خیر دے۔

آمین

تزکیۂ نفس کیلئے مختص مہینہ رمضان المبارک ہے۔

مجلسی مساوات، معاشی مساوات، اعتکاف، لیلۃ القدر

بعد از نماز عشاء و ادائیگی نماز تراویح گاؤں کی مسجد میں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کا اجتماع ہوا۔ محترم ماچی صاحب نے فضائل رمضان اور تزکیہ نفس پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ گاؤں کے لوگ بے حد محظوظ اور مستفیض ہوئے۔ رات کو گاؤں کی ہر دو مساجد میں (جو مکتبہ فکر دیوبند اور بریلوی سے متعلق ہیں) اعلان کرا دیا گیا۔ بعد از نماز فجر محترم ماچی صاحب نے پون گھنٹہ سورۃ البقرہ کے رکوع متعلقہ رمضان المبارک .... پر درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ تزکیہ نفس کے لئے ضروری اور لازمی محرکات اس مہینہ میں جمع اور وافر ہیں۔ انہوں نے تفصیل سے قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور بخاری شریف میں سے ارشادات نبویؐ سے ثابت کیا کہ .... نماز مجلسی مساوات کا ذریعہ ہے۔ روزہ امراء اور غرباء کے درمیان معاشی مساوات کا درس دیتا ہے۔ نزول قرآن اعتکاف اور لیلۃ القدر کی برکات بھی اسی مہینہ سے مختص ہیں۔ قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش سے فرش تک اپنا دامن رحمت پھیلا تا ہے، اپنے بندوں کی پکار سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص نیک نیتی سے رمضان المبارک کے روزے محض خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رکھے اور نمازوں کو بنا سنوار کر ادا کرے تو اس ایک مہینہ کی مشق سال کے بقیہ گیارہ ماہ پر حاوی ہو سکتی ہے۔ روزہ ایک ایسی عملی عبادت ہے جس کا بدلہ اور صلہ خود خدا کی ذات ہے۔ جیسا کہ بخاری میں ارشاد ہوا الصیام لی وانا اجزی بہ۔

ماچی صاحب کا بیان فی الحقیقت بڑا اثر انگیز تھا اور اس کے مطابق ہی سامعین نے اثر قبول کیا۔ کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دور افتادہ گاؤں میں ایسی سعید روحیں پیدا فرمادے جو حق کو شناخت کر کے مامور وقت کے مشن کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔ ۱۳ اکتوبر کو بعد از درس قرآن گاؤں سے روانہ ہو کر جمعہ کی نماز لائل پور میں واپس آ کر وقت پر پڑھی گئی۔ احباب جماعت اس مبارک مہینہ اور قبولیت دعا کے ایام میں خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اس عاجز اور محترم ماچی صاحب کی مساعی کو ہمارے وہم و گمان سے بڑھ کر قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج مرتب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رمضان المبارک سے بڑھ کر کوئی اور مہینہ ... تزکیہ نفس کے لئے

مقامی جماعت احمدیہ راولپنڈی کا انتخاب

۱۵/۹/۷۲ کو بعد از نماز جمعہ مرکزی مسجد احمدیہ راولپنڈی میں مقامی جماعت احمدیہ راولپنڈی کے عہدیداران کا انتخاب زیر صدارت مولینا علی محمد اجمیری صاحب منعقد ہوا۔ اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے :۔

۱۔ میاں شریف احمد صاحب۔ صدر	۲۔ اقبال اے شیخ صاحب انجنیئر۔ نائب صدر
۳۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب۔ آنریری سیکرٹری	۴۔ مظفر الدین احمد صاحب۔ جائنٹ سیکرٹری
۵۔ خواجہ عبد السلام صاحب۔ لائبریرین	۶۔ شیخ عبد العزیز صاحب محصل

ممبران مجلس منتظمہ

الحاج میاں فاروق اے شیخ صاحب۔ خواجہ محمد عبد اللہ صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب منٹو۔ مولینا علی محمد صاحب اجمیری۔ ملک الٰہی بخش صاحب میاں شریف احمد صاحب میاں فخر الدین احمد صاحب۔ محمد فاضل رمضان صاحب۔ تنویر احمد قریشی صاحب۔ عبد القادر بٹ صاحب

www.aaiil.org

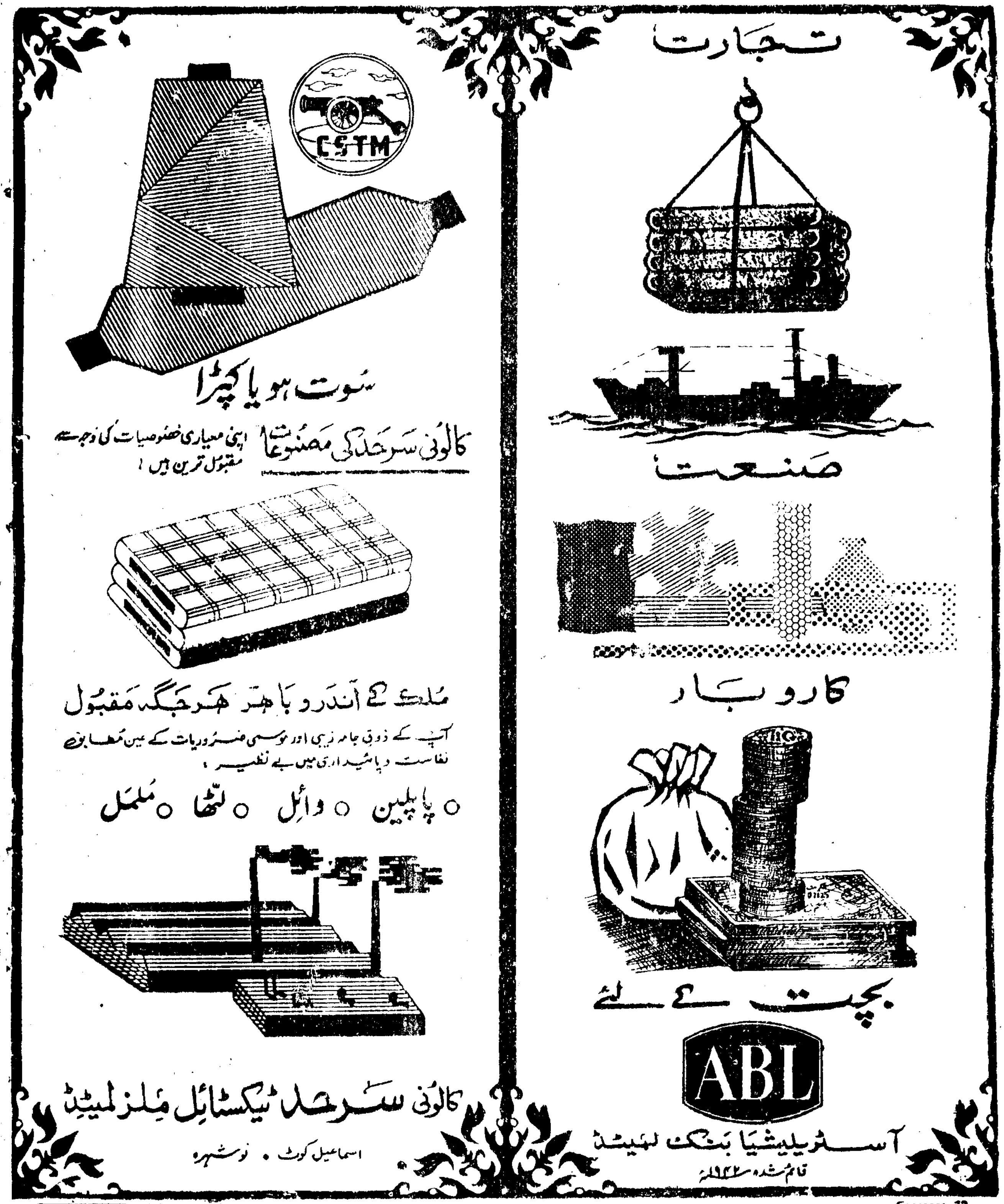

Crescent 72

برلن مشن کی سہ ماہی رپورٹ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میں تقاریر کی دعوت ملی ہے۔

رمضان کا مبارک مہینہ جاری ہے۔ ہم نے یہاں اعلان کیا ہے کہ رمضان کا مبارک مہینہ ۱۰ اکتوبر کو شروع ہو کر ۸ نومبر کو ختم ہو جائے گا۔ ماہ رمضان کے دوران ترکی نوجوانوں نے نماز تراویح کا انتظام بھی کیا ہے۔ ماہ رمضان میں دعا کرنے کا اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ماہ رمضان کے دوران برلین مسلم مشن کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا کریں کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل سے مشن کی کوششوں میں برکت ڈالے اور اس مشن کی بدولت اسلام کے حق میں ایک مضبوط جماعت پیدا کر دے۔ آمین۔

تمام احباب کو ماہ رمضان و عید مبارک ہو۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینیجر

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ یکم نومبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۴۴

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح
لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۱۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دِل سے ہیں خُدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سو ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۲ء مطابق ۸ نومبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۵

عید مبارک
فطرانہ اور عید فنڈ

عید سے پہلے پیغام صلح کا صرف یہی ایک پرچہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے ہم بصدقِ دل تمام قارئین کرام کی خدمت میں **عید مبارک** عرض کرتے ہیں اور انہیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس عید کے موقعہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر عید کے دن نماز عید سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا بھی صدقہ دینا ماں باپ پر واجب ہے۔ یہ فطرانہ نماز عید سے پہلے ادا ہونا چاہیئے اور چونکہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو جماعت احمدیہ کی طرف سے اطراف و اکنافِ عالم میں سرانجام پا رہا ہے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس لئے فطرانہ کی رقوم اس کام کے لئے جمع کر کے خزانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں داخل کی جانی چاہئیں، حضرت امیر ایدہ اللہ کی اجازت سے فطرانہ ایک روپیہ فی کس مقرر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ **عید فنڈ اور مساجد فنڈ** کی مدات بھی انجمن نے قائم کر رکھی ہیں تاکہ دوست اس خوشی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ دینا چاہیں دے کر ثواب حاصل کریں۔ اُمید ہے کہ تمام احمدیہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان، محصلین، خطیب اور مبلغین کرام عید کے دن فطرانہ اور عید و مسجد فنڈ جمع کرنے کا خاص طور پر انتظام کریں گے۔

انچارج دفتر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بحرِ حکمت کے موتی
نبی کریم صلعم کا استغفار

عن ابی ھریرۃ سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول واللہ انی لاستغفر اللہ و اتوب فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ ؁

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا اللہ کی قسم مَیں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

نوٹ - از حضرت مولانا محمد علیؒ

. . . .

ستر عدد کامل ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ ہر وقت استغفار کرتا ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ استغفار کے معنے ہیں طلب غفر یا حفاظت چاہنا اور یہ حفاظت یا گناہ سے یا گناہ کے نتائج سے۔ انبیاءؑ کا ہر کام چونکہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ اس لئے وہ گناہ سے پاک ہوتے ہیں اور ان کا استغفار گناہ سے حفاظت کے لئے ہوتا ہے اور تاب کے معنے ہیں رجوع کیا اس لئے ان کی توبہ بار بار اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار اور رجوع الی اللہ بتاتا ہے کہ آپؐ

(باقی برصفحہ اشتہار کے نیچے)

اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے فوائد-
وقفِ زندگی سے جو لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے اگر ایک شمہ بھی اس سے مل جائے تو لوگ بیحد تمناؤں کے ساتھ اس میدان میں آئیں
حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ گرامی

انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بیقیاس نفع کا سودا ہے، کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی، جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ . . . .

. . . . اس للہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات و رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے۔ اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیاتِ طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اُٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

www.aaiil.org

ممتاز احمد صاحب فاروقی - راولپنڈی

سیاہ فام مُسلم اَمریکیوں کا نظامِ تعلیم

ایمان اور خلوصِ نیت کے سامنے مادہ پرستی کے تصورات ہیچ ہو گئے

ہماری حکومت، قائدین اور داعیانِ نظامِ تعلیم کے لئے لمحۂ فکریہ

آج جب سیاہ فام امریکی ہیرو اور باکسنگ کے عالمی چمپئن محمد علی کا نام سنتے ہی ہمارے دل اسلامی جوش اور ولولے سے گرما جاتے ہیں، اگر اس کی قوم اس پر ناز کر سکتی ہے تو اسے بھی اپنی قوم کے کردار کا اس سے بھی بڑھ کر اور بجا طور پر احترام ہو گا ـــ کیونکہ ـــ امریکہ کے سیاہ فام مسلمانوں نے اپنے عزم، اپنے کردار اور اپنے عمل سے سفید امریکہ پر یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ ان کا نظامِ تعلیم مادہ پرستوں کے نظامِ تعلیم کے مقابلے میں کہیں زیادہ کامیاب ثابت ہو رہا ہے اور اس لئے سفید فام امریکیوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا رہا ہے کہ سیاہ فام امریکیوں کا نظامِ تعلیم اسلامی اقدار کی اساس پر ترقی کر رہا ہے ـــ وہ محض زبانی جمع خرچ کے قائل نہیں ہیں بلکہ انہوں نے عملاً اسلامی قدروں کو اپنا کر اپنے تعلیمی اداروں کی عظمت اور ان کے طریقۂ تعلیم کی قدر و منزلت کا سفید فام امریکیوں کو بھی قائل کر لیا ہے ـــ اس سلسلے میں امریکہ کے ممتاز ہفت روزہ "نیوز ویک" کے ایک تازہ ترین مقالے کا ترجمہ درجِ ذیل ہے۔ ممکن ہے کہ تعلیمی نظام کو بدلنے کی کوششیں کرنے والے اربابِ اقتدار امریکہ کے سیاہ فام مسلمانوں کی تقلید کر سکیں ـــ !

ان کے سکول دلفریب مقامات اور فیشن ایبل شہری علاقوں میں واقع نہیں ہیں بلکہ اپنی ہی پسماندہ اور افلاس زدہ آبادیوں میں ہیں، کیونکہ وہ دیدہ دانستہ مادہ پرستوں کے مصنوعی کر و فر اور ظاہری شان و شوکت یا ٹھاٹھ باٹھ والے محلوں اور گلی کوچوں سے الگ تھلگ ہی رہنا چاہتے ہیں اس لئے کہ انہیں اپنی آئندہ نسل کو عیش و طرب اور استحصال، ناانصافی اور جارحیت کا عادی نہیں بنانا، بلکہ صحیح معنوں میں انسان بنانا ہے، بظاہر بالکل یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان کے سکولوں میں بچوں کے لئے اسی طرح ٹھاٹھ باٹھ اور عام سہولتوں کی کمی ہے جس طرح ان کی بستیوں یا محلوں میں ان چیزوں کا فقدان نظر آتا ہے، اور تو اور ان کے سکولوں کے اساتذہ بھی بسا اوقات ایسے ملیں گے جن کے پاس کسی کالج یا یونیورسٹی کی کوئی ڈگری نہیں ہوتی، لیکن یہ ان کے سخت ڈسپلن اور نظام ہی کا کمال ہے کہ وہ ایک زبردست مقصد کے تحت اور ایک عظیم الشان عزم کے ساتھ وہ کام انجام دے رہے ہیں جو امریکہ کے شہری اداروں کے قائم کردہ پبلک سکولوں کے بس کی بات نہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سیاہ فام مسلم امریکیوں کے بچے اعلیٰ ترین تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

مغربی دنیا میں ملتِ اسلامیہ کا کھویا ہوا وقار امریکہ میں سیاہ فام مسلمانوں کی تحریک نے از سرِ نو زندہ کر دیا ہے۔ اور اس وقت امریکہ میں ان سیاہ فام امریکی مسلمانوں کی اس تحریک کے زیرِ اہتمام مختلف ..... سکولوں کے ۴۲ سلسلے قائم ہیں۔ یہ پراسرار سیاہ فام امریکی مسلمان دوسروں کو یہ بھی بتانے سے گریز کرتے ہیں کہ وہ اپنے یہ سکول اس خوبی سے کیونکر چلا رہے ہیں اور معیارِ تعلیم کو کس طرح اتنا اچھا اور کامیاب بناتے چلے جا رہے ہیں، اس سلسلے میں ان کی خاموشی کا یہ عالم ہے کہ ان کے ہیڈ کوارٹرز نے جو شکاگو میں ہے یہ تک بتانے سے انکار کر دیا کہ ان کے سکولوں میں زیرِ تعلیم سیاہ فام بچوں کی مجموعی تعداد کیا ہے مگر ان کے اپنے حلقوں میں ہر کہہ و مہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلم سکولوں میں تعلیم پانے والے بچے معیاری امتحانات میں ہر طرح پورے اترتے ہیں اور سیاہ فام مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں کبھی یہ شکایت نہیں کی گئی کہ بچے منشیات کا استعمال کرتے پکڑے گئے یا انہوں نے کسی اور قسم کی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا، امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن کے ضلع کے مسلمانوں کے پبلک سکول بورڈ کے صدر میرین بیری کا جو خود سیاہ فام امریکی ہیں یہ کہنا ہے کہ امریکہ بھر میں سیاہ فام امریکی مسلمانوں کے سکول نہایت قابلِ تعریف کام کر رہے ہیں۔

واشنگٹن میں ٹمپل نمبر ۴ یعنی ایک اسلامی یونیورسٹی قائم ہے جس کے سکول میں پہلے درجے سے بارہویں درجے تک چار صد طلباء ہیں ان کے کلاس روم اس قدر سادہ ہیں کہ اگر کوئی کلاس روم کسی وقت بدلنا پڑے تو کسی طرح کی دشواری نہیں ہوتی۔ پانچویں درجے تک کے کمرے زیریں منزل میں ہیں جنہیں معمولی سی دیواریں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں سائنس کے کورس کے لئے لیبارٹریاں بھی نہیں ہیں نصاب، لسانیات ریاضی اور روزمرہ کی عملی سائنس اور اسلامی دینیات پر مشتمل ہے تعلیمی درسی کتب میں معیاری کتب کے علاوہ سیاہ فام امریکی مسلمانوں کے قائد عالیجاہ محمد کی تصنیفات بھی شامل ہیں قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سکول کو کسی یونیورسٹی نے تسلیم نہیں کیا اور نہ یہ کسی اعلےٰ تعلیمی ادارے سے منسلک ہے اس کے نتیجے ہمیشہ شاندار ہوتے ہیں، نویں درجے تک کے طلبا امریکہ کے قومی تعلیمی معیار سے محض ڈھائی سال پیچھے ہوتے ہیں، واشنگٹن کے مسلم مبلغ اعلیٰ ڈاکٹر لوتی شہباز کا کہنا ہے کہ اسلامی یونیورسٹی میں بیشتر بچے عام تعلیمی معیار سے بلند نہیں تو اس سے کم بھی نہیں ہوتے۔

ان سکولوں میں سیاہ فام مسلمانوں کی ثقافت کی قدروں کو خاص طور پر برقرار رکھا جا رہا ہے۔ اور طلباء کو خودداری، تنظیم اور خود کفالت کا سبق ازبر کرایا جاتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ساری کلاس کے بچوں میں خود اعتمادی کا جذبہ آ جاتا ہے، نیو یارک اور شکاگو کی مسلم اکیڈیمیاں قدرے خوشحال ہیں اور ان میں تعلیمی ساز و سامان بھی ضرورت کے مطابق موجود ہے ان کی کفالت اسی طرح ہو رہی ہے کہ مقامی سیاہ فام امریکی مسلمان کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی ماہوار آمدنی کا یا ہفتہ وار آمدنی کا دسواں حصہ اپنی مسجد کے لئے مختص کر دے۔ چونکہ مسلمانوں کے یہ سکول مساجد فنڈ سے چلتے ہیں اور انہیں وفاقی حکومت اور مقامی انتظامیہ کی طرف سے گرانٹ نہیں ملتی وہ حکومت اور مقامی انتظامیہ کے قوانین اور دسترس سے بالکل آزاد ہوتے ہیں۔

سرزمینِ امریکہ میں اسلام کی ضیا پاشی!

بعض امریکی غیر مُسلمین اپنے بچوں کو مسجدوں کے مکاتب میں تعلیم دلوانے پر کیوں مجبور ہیں؟

دیگر مسلم سکولوں کی طرح ان کی اسلامی یونیورسٹی بھی اخلاقی قدروں کی بنیاد پر قائم ہے۔ طالبات کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایسا لباس استعمال کریں جو پیروں تک ہو، پوری طرح سر ڈھانپتا ہو۔ یہاں برہنہ سر رہنے کی ممانعت ہے۔ لہٰذا انہیں اپنا سر دوپٹے یا سکارف سے ڈھانپنا پڑتا ہے۔ طلباء سیاہ رنگ کے سوٹوں سفید شرٹوں اور ٹائیوں سے ملبوس ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان سیاہ فام امریکی مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے اور پڑھنے والیاں جنسی کشش والے لباس نہیں پہنتے۔ اور نہ انہیں اجازت ہی ہے کہ وہ ایسا لباس اختیار کریں جس سے ایک دوسرے کے لئے جنسی کشش ہو۔ غرضیکہ صحیح معنوں میں اسلامی پردہ کیا جاتا ہے۔ طالبات صبح کے وقت ڈھائی گھنٹے حاضری دیتی ہیں اور لڑکے دوپہر کے بعد ڈھائی گھنٹے حاضری دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سیاہ فام ٹیچر نے ایک استفسار کے جواب میں کہا: "ہم یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ تعلیم اور درس و تدریس کے دوران ہی عشق بازی بھی ہوتی رہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ہرگز کوئی ایسی حماقت سرزد نہیں ہونے دی جاتی"۔ اور فی الواقعہ اخلاقی پہلو پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔

سیاہ فام امریکی مسلمانوں کے سکولوں کی فضا یکساں طور پر حد درجہ کی سنجیدگی اور متانت کی... فضا ہوتی ہے طالبات اور طلبہ دونوں کو محنت کا عادی بنایا جاتا ہے اور انہیں علم اور تعلیم کی صحیح قدروں سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ واشنگٹن کے مسلمان مبلغ اعلیٰ شہباز نے ایک انٹرویو میں کہا: "عزت مآب عالیجاہ محمد کا ارشاد یہ ہے کہ اگر ایک شخص کو صحیح تعلیم حاصل ہو جائے تو وہ کسی نہ کسی طرح جائز ذرائع سے خود کفیل بن سکتا ہے"۔

سیاہ فام امریکی مسلمانوں کے سکول ایک طرح کے کاروباری ادارے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ ان اداروں میں درس و تدریس کے علاوہ اور کوئی ایسی ویسی سرگرمیاں نہیں ہوتیں۔

(باقی بر ۱۲ کالم ۲)

میثاق النبیین کے متعلق

اہلِ ربوہ کے خیالات

کیا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی آئندہ نبی پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا؟

کراچی سے "ترجمان اہلِ سنت" نامی ایک اخبار شائع ہوتا ہے جس کا اگست و ستمبر ۱۹۷۲ء کا پرچہ یکجائی طور پر ختمِ نبوت نمبر کے نام سے شائع ہوا ہے، یہ پرچہ بقول الفرقان ربوہ:۔ "اتہامات، افسانہ طرازیوں اور اشتعال انگیزیوں پر مشتمل ہے"۔ افسوس ہے کہ مدیر پیغامِ صلح کے نام یہ پرچہ موصول نہیں ہوا کہ اس پر مناسب تبصرہ کیا جا سکے، لیکن "الفرقان" نے اس کے ایک مضمون "ختمِ نبوت اور قرآن" (نویسندہ مفتی شجاعت علی صاحب قادری) پر تبصرہ کرتے ہوئے جہاں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ:

"آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے"۔

اور اس بارہ میں "حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام" کی مندرجہ ذیل دو عبارات بھی نقل کی ہیں جن میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

(۱) "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں"۔

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

(۲) "ہم مسلمان ہیں ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب قرآنِ حمید پر اور ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور اس کے رسول ہیں، اور وہ سب نبیوں سے بہتر دین لائے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں"

(مواہب الرحمٰن۔ صفحہ ۶۶)

اس کے ساتھ ہی مدیر الفرقان نے ایک ایسی بات بھی لکھ دی ہے جو ختمِ نبوت کو عملاً باطل کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو گرانے کا موجب ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"قرآن مجید سورۃ احزاب کی آیت واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم واخذنا منھم میثاقاً غلیظاً ۵ (احزاب۔ ع) میں صاف طور پر صراحت کرتا ہے کہ میثاق النبیین کا عہد خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا تھا۔ فرمایا "یاد کرو جب ہم نے سب نبیوں سے عہد لیا تجھ سے بھی۔ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے بھی۔ ہم نے ان سے پختہ عہد لیا"۔ پس دونوں آیتوں پر یکجائی نظر کرنے سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ جب سب نبیوں سے جن میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں یہ عہد لیا گیا ہے کہ تمہارے مبعوث ہونے کے بعد اگر اور کوئی نبی آ جائے تو چاہیئے کہ تم یعنی تمہاری اُمتیں اس پر ایمان لا کر اس کی تائید و نصرت فرمائیں۔ جب یہ عہد نوحؑ سے لیا گیا اور ابراہیمؑ سے بھی لیا گیا اور ابراہیمؑ سے بھی لیا گیا موسےٰؑ سے بھی لیا گیا اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا تو آئندہ کے لئے امکانِ نبوت صاف ثابت ہو گیا کیونکہ اگر آئندہ کسی نبی یا رسول نے آنا ہی نہیں تو پھر حضور یعنی حضورؐ کی اُمت سے اس اقرار کے لینے کی کیا ضرورت تھی۔ بے شک حرف ثم تراخی مع المہلۃ کے لئے آتا ہے مگر یہ تاخیر تو ہر نبی کے زمانہ پر حاوی ہوگی"۔

غور کیجئے، "الفرقان" کے اس بیان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پوزیشن قرار دی گئی ہے کہ آپؐ اپنے ایک اُمتی کی نبوت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں، فرمائیے اس صورت میں خاتم النبیین وہ اُمتی ہوگا یا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ "الفرقان" نے یہ کہہ کر کہ "حضور یعنی حضور کی اُمت" سے قرار لیا گیا، الفاظ کی لپیٹ میں حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے، اقرار براہِ راست حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا گیا ہو یا آپؐ کی اُمت سے بات ایک ہی ہے کہ آپؐ کو اپنے اُمتی پر ایمان لانے کا مکلف ٹھہرایا گیا جس کے معنے یہ ہیں کہ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمتی کے زمانہ میں ہوتے تو حضورؐ کو اس پر ایمان لانا اور اس کی متابعت کرنا پڑتی، بتلائیے ایسی حالت میں مطاع کون ہوگا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ اُمتی جس کی نبوت پر آپؐ ایمان لائے؟ اور قابلِ غور امر یہ بھی ہے کہ وہ شخص جس کی نبوت پر ایمان لانے کے لئے آنحضرت صلعم کو مکلف ٹھہرایا گیا اُمتی کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی متابعت سے نبی بنا، اس صورت میں جیسا کہ اُوپر بتایا جا چکا ہے، خاتم النبیین وہی ہوگا۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اور میثاق النبیین کی آیت میں تمام نبیوں اور خود آنحضرت صلعم سے جس عہد کے لینے کا ذکر ہے وہ اسی اُمتی کے بارہ میں سمجھا جائے گا جو بقول "الفرقان" آنحضرت صلعم کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوا، کیا قادیانی جماعت "الفرقان" کے معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان نتائج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟

افسوس ہے کہ قادیانی جماعت کے زعماء رسولِ کریم صلعم کے بعد اجرائے نبوت کے ثبوت میں ایسے ہی بودے دلائل پیش کر کے نہ صرف حضرت نبی کریم صلعم کی پوزیشن کو گرانے سے دریغ نہیں کرتے بلکہ اپنے علم کی بھی پردہ دری کرتے ہیں۔

بات سیدھی تھی کہ جہاں تمام نبیوں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا، وہاں آنحضرت سے بھی ان سابق انبیاء کی تصدیق کرنے اور ان پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون، کلٌ امن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ یعنی جس طرح دوسرے نبیوں سے آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا آنحضرت صلعم نے بھی ان سب انبیاء کی تصدیق کی.... اور آپؐ اور آپؐ کے متبعین تمام سابق انبیاء پر ایمان لائے جیسا کہ آیت میثاق النبیین میں آنحضرت صلعم کے متعلق مصدق لما معھم فرما کر بتا دیا گیا کہ آپ سابق نبیوں کے مصدق ہونگے کسی آئندہ نبی کی تصدیق یا اس پر ایمان کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف ... سابق انبیاء پر ایمان لانے کا عہد منک کے لفظ میں آپ سے لیا گیا، کسی بعد میں آنے والے نبی کا اس میں کوئی ذکر نہیں اور نہ آپ یا آپ کی اُمت کسی اُمتی کی نبوت پر ایمان لانے کی مکلف ہے، خود حضرت مسیح موعود نے حقیقت الوحی میں میثاق النبیین کی آیت نقل کر کے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے:—

"اور یاد کرو کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی امداد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا اب اپنے عہد کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں"

"اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا"۔

اس ترجمہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلعم ہی کو "آخری زمانہ" کا رسول قرار دیا ہے، اگر آپ کے نزدیک منک والی آیت میں آنحضرت صلعم سے آپ کے بعد کسی اُمتی کی نبوت پر ایمان لانے کا عہد آنحضرت صلعم سے لینے کا ذکر ہوتا تو آپؐ ضرور اس کو بیان کرتے، معلوم نہیں مدیر "الفرقان" نے کیوں ایسا غلط ترجمہ کر کے ایک نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے، انہیں یاد رہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو تو ایسے ژولیدہ دلائل سے۔ نبی بنانے سے رہے، حضرت رسول کریم محمد مصطفےٰ صلعم کی نبوت سے بھی ... ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

ہفت روزہ پیغامِ صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

www.aaiil.org

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی سرگرمیاں

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ اَلسّلامُ عَلَیکُمُ وَ رَحمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے نو منتخب ممبران انتظامیہ کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو دفتر مقامی جماعت میں منعقد ہوا۔ اس میں کئے گئے اہم فیصلہ جات کی تفصیل درج

مقامی جماعت احمدیہ لاہور

۱۔ ڈائرکٹر فروغ مالی وسائل:

ڈاکٹر وحید احمد صاحب (میاں فضل احمد صاحب اور ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ممبران)

۲۔ ڈائرکٹر تعلیم و تبلیغ:

غلام نبی مسلم صاحب (بشیر احمد سوز صاحب اور صلاح الدین ناصر صاحب ممبر)

۳۔ ڈائرکٹر نشر و اشاعت:

بشیر احمد سوز

(غلام نبی مسلم اور صلاح الدین ناصر صاحبان ممبران)

۴۔ ڈائرکٹر فلاح و بہبود:

ماسٹر محمد عبداللہ

(ڈاکٹر وحید احمد صاحب اور ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ممبران)

(۲) ناظمین رابطہ کمیٹی جات مقامی جماعت احمدیہ لاہور

لاہور شہر کو تین سیکٹروں (حلقہ جات) میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حلقہ کے لئے ایک ناظم اور ممبران مقرر کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حلقہ نمبر ۱: مشمولہ علاقہ۔ گلبرگ مسلم ٹاؤن۔ ماڈل ٹاؤن۔ احمد پارک۔ وحدت کالونی وغیرہ۔

ناظم: میاں فضل احمد صاحب

ممبران: ڈاکٹر وحید احمد صاحب۔ صلاح الدین ناصر صاحب۔

حلقہ نمبر ۲ مشمولہ۔ مغلپورہ دھرمپورہ لاہور چھاؤنی۔ میو روڈ۔ باغبانپورہ وغیرہ

ناظم: ڈاکٹر مبشر احمد صاحب

حلقہ نمبر ۳: علاقہ جات مشمولہ۔ بقیہ علاقہ شہر و مضافات اندرون شہر۔ مصری شاہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ سمن آباد۔ کرشن نگر وغیرہ۔

ناظم:۔۔۔

ڈاکٹر مبارک احمد صاحب

فیصلہ ہوا کہ اس سال ہر سیکٹر میں باقاعدہ مجالس منعقد ہوا کریں۔ اس کے لئے سال بھر کا پروگرام وضع کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماہ نومبر ۱۹۷۲ء:

علاقہ شہر اور مضافات۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس۔ سیکٹر نمبر ۳

میزبان: ڈاکٹر مبارک احمد صاحب

ماہ دسمبر ۱۹۷۲ء:

جلسہ سالانہ

ماہ جنوری ۱۹۷۳ء:

علاقہ گلبرگ وغیرہ (حلقہ نمبر ۱)

میزبان: میاں فضل احمد صاحب

ماہ فروری ۱۹۷۳ء:-

حلقہ نمبر ۱ علاقہ گلبرگ وغیرہ

میزبان: ڈاکٹر وحید احمد صاحب

ماہ مارچ ۱۹۷۳ء:

علاقہ شہر و مضافات۔ سیکٹر نمبر ۳

بر مکان عبدالغنی بٹ صاحب 260-A سٹیشن روڈ۔ ریلوے سگنل شاپ کالونی۔

ماہ اپریل ۱۹۷۳ء:

لاہور چھاؤنی حلقہ نمبر ۲

قاضی محلہ لاہور چھاؤنی۔

منتظم: ڈاکٹر مبشر احمد صاحب

ماہ مئی ۱۹۷۳ء:

علاقہ حلقہ نمبر ۳ بمقام سمن آباد

میزبان: غلام نبی مسلم صاحب

ماہ جون ۱۹۷۳ء:

علاقہ کرشن نگر وغیرہ۔ حلقہ نمبر ۳

بر مکان قاضی سمیع اللہ صاحب پسر پروفیسر غلام رسول صاحب

ماہ جولائی ۱۹۷۳ء:

علاقہ مسلم ٹاؤن۔ حلقہ نمبر ۱

بر مکان میاں عبدالقدوس صاحب ۱۳ رحمان منزل مسلم ٹاؤن۔

ماہ اگست ۱۹۷۳ء:

علاقہ گلبرگ۔ حلقہ (نمبر ۱)

بر مکان میاں اللہ بخش صاحب۔

اس کے علاوہ بھی جو احباب ایسی مجالس اپنے ہاں منعقد کرنا چاہیں وہ دفتر مقامی جماعت احمدیہ لاہور سے رابطہ پیدا کر کے اطلاع دے دیا کریں۔

۳۔ کمیٹی مالی امور مقامی جماعت احمدیہ لاہور

قرضہ حسنہ اور امداد مستحقین کے سلسلہ میں ایک کمیٹی مالی امور نامزد کی گئی ہے اس کے ارکان یہ ہیں:-

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب۔ (صدر)

ممبران: ڈاکٹر وحید احمد صاحب۔ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب

کمیٹی تعلیمی وظائف

پوسٹ گریجوایٹ طلباء کو ماہوار وظائف قرض حسنہ کی صورت میں جاری کرنے کے لئے ایک کمیٹی تعلیمی وظائف قائم کی گئی ہے

اس کے ارکان درج ذیل اصحاب ہیں:

۱۔ غلام نبی مسلم صاحب (صدر کمیٹی)

بشیر احمد سوز اور صلاح الدین ناصر خان ممبران۔

احباب سلسلہ کے لئے سٹارگھی کی فراہمی کا انتظام

ممبران مقامی جماعت احمدیہ لاہور کو الحاج میاں فضل احمد صاحب کی جانب سے سٹار گھی سستے داموں مہیا کیا جاتا ہے۔ اب یہ گھی دفتر مقامی جماعت احمدیہ واقع کمرہ نمبر ۵۹ احمدیہ مارکیٹ نمبر ۱ برانڈرتھ روڈ لاہور سے ہر ماہ کی یکم تا ۸ تاریخ ۲ بجے تا ۵ بجے شام دیا جایا کرے گا۔

شیخ محمد طفیل صاحب مبلغ انگلستان

۱۱ نومبر کو لندن سے کراچی پہنچ رہے ہیں، اور کراچی میں ہفتہ عشرہ قیام کے بعد لاہور پہنچیں گے۔ انشاءاللہ

سیاہ فام مسلم امریکی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

حتیٰ کہ سکولوں میں موسیقی کی کلاسیں بھی نہیں ہوتیں۔ لوئی شہباز کا کہنا ہے کہ سکولوں میں آرٹ اور میوزک پر وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا سراسر تہمت ہے کہ سیاہ فام مسلمانوں کا نظام تعلیم محض سفید شرٹوں اور کالے سوٹوں اور کالی نکٹائیوں والے نوجوان پیدا کر رہا ہے۔ اس الزام کی تردید اسلامی یونیورسٹی آف واشنگٹن کر رہی ہے۔ جس کے نظام تعلیم اور ڈسپلن سے متاثر ہو کر سفید فام امریکی بھی اپنے بچوں کو اس یونیورسٹی میں داخلہ دلانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی اس یونیورسٹی کی ویٹنگ لسٹ میں دو سو غیر مسلم نوجوانوں کے نام موجود ہیں اور یونیورسٹی کے ارباب بست و کشاد نے اعلان کر دیا ہے کہ ان کے ہاں اب غیر مسلموں کے لئے کوئی نشستیں باقی نہیں ہیں۔

حال ہی میں ایک سفید فام امریکی خاتون مسز ولی ایکس ٹیٹ کا اخبار میں بیان شائع ہوا ہے جس میں اس خاتون نے اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنے سکولوں سے تنگ آ گئی ہے، پبلک سکولوں میں تعلیم کم اور لہو و لعب زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سے عاجز آ کر اپنے بچوں کو پبلک سکول سے نکال کر مسجد کے مکتب میں داخل کرانا پڑا۔ وہ لکھتی ہیں:—

"جب میرا سب سے چھوٹا بچہ دوسرے درجے میں تھا تو اسے تعطیلات ہوئیں اور جب وہ تعطیلات گذارنے کے بعد سکول واپس گیا تو پچھلا سب کچھ پڑھا ہوا بھول چکا تھا۔ میں نے تب سے عزم کر لیا ہے کہ اب میں اپنے بچوں کو اسلامی یونیورسٹی کے سکولوں میں بھیجوں گی۔ جہاں صحیح معنوں میں تعلیم دی جاتی ہے اور سال بھر کے ۵۲ ہفتوں میں سے ۵۰ ہفتے سکول کھلے رہتے ہیں اور تعلیم جاری رہتی ہے۔ سال بھر میں صرف ۲ ہفتے کی لگاتار تعطیلات گذارنے دی جاتی ہیں اور روزانہ ڈھائی گھنٹے میں اتنا درس و تدریس کا سلسلہ ہو جاتا ہے جو پبلک سکولوں میں دن کے آٹھ گھنٹے میں نہیں ہوتا۔"

اللہ تعالےٰ کی معیت ان لوگوں کو حاصل ہے جو اس سے ڈر کر زندگی بسر کرتے اور اس کی مخلوق پر احسان کرتے ہیں۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۲ء، فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ——— القرآن ———

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات و صفات اور اقوام عالم دونوں کو جمع کر دیا ہے اور اس میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا قرب کس طرح حاصل ہو سکتا ہے، الحمد للہ رب العالمین میں یہ بتایا ہے کہ میں کسی خاص قوم کا ربّ نہیں ہوں، بلکہ تمام کی تمام اقوام کو میں نے ہی پیدا کیا ہے، اور تمام اقوام کی ربوبیت کے سامان بھی میں نے ہی پیدا کر رکھے ہیں۔ ان ربوبیت کے سامانوں میں سے اجرام سماوی، سورج اور چاند وغیرہ ہیں جو انسان کی جسمانی خدمت سر انجام دے رہے ہیں، اسی طرح اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن کریم دنیا جہان کے لئے روحانی برکات کا ذریعہ ہے، اور اس میں بتایا ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کا قرب کس طرح نصیب ہو سکتا ہے، قرب الہٰی کے حصول کی تڑپ ساری قوموں کے اندر موجود ہے، ہندوؤں میں قرب الہٰی کے حصول کی تڑپ پائی جاتی ہے اسی لئے جنگلوں میں ہندو جوگی ریاضت کرتے نظر آتے ہیں، وہ قرب الہٰی کی تلاش و جستجو میں دنیا کو ترک کر کے ویرانے میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ عیسائی اقوام میں بھی رومن کیتھلک لوگوں نے راہبانیت اختیار کر لی، وہ دنیا داری کے جھمیلوں کو ترک کر دیتے ہیں، نہ مرد شادی کرتے ہیں نہ عورتیں، اور اپنے آپ کو کلیتاً عبادت الہٰی میں لگا دیتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے تمام اقوام کے لئے قرب الہٰی کے حصول کی غرض سے ایک قانون بیان فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا۔ یعنی میرا قرب و معیت ان لوگوں کو نصیب ہو گا جو مجھ سے ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ مخلوق خدا پر احسان کرتے رہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے، جس نے خدا کا قرب حاصل کرنا ہو وہ خدا تعالےٰ کی مخلوق کی خدمت کرے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ مسلمان ساری کی

ساری انسانیت کے لئے رحمت بن جائے اور سب کے لئے اس کا احسان جاری ہو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دلوں کو وسیع کرنے کی تعلیم دی ہے وہاں اپنا عملی نمونہ بھی دکھایا ہے۔ کعبۃ اللہ کے بعد مسجد نبویؐ کا مقام ہے اس مسجد میں حضرت صلعم نے عیسائیوں کے وفد کا ڈیرہ لگوایا اور اس طرح سے ان کی عزّت افزائی کی۔ حضور صلعم کا تو یہ حال ہے اور آپؐ کے ماننے والوں کا آج یہ حال ہے کہ آمین بالجہر پڑھنے پر مسلمان خود مسلمان پر فتوے کفر لگاتا رہتا ہے، حالانکہ وہ دن رات الحمد للہ رب العالمین پڑھتا ہے۔ فرمایا والذین ھم محسنون۔ وہ لوگ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو خدا کی مخلوق کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔ وہ کسی خدمت کے معاوضہ میں احسان نہیں کرتے، اور نہ کسی پر احسان جتاتے ہیں۔ وہ خدا کی مخلوق سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے تعلق لگانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے، اس کے خلاف جو لوگ خدا کی مخلوق کو تنگ کرتے ہیں یا کسی کی شان اور عزّت پر حملہ کرتے ہیں یا کسی کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں خدا تعالےٰ ان کو پسند نہیں کرتا۔ خدا تعالےٰ اپنی مخلوق پر احسان کرتا ہے اور مسلمان کو بھی تلقین کرتا ہے کہ وہ مخلوق خدا پر احسان کیا کرے۔ اس ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ یعنی خدا تعالےٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ اور فرمایا کہ ہم نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے، اس کے کیا معنے ہیں؟ اللہ تعالےٰ ہماری طرح کھانے پینے اور لباس پہننے کی حاجت نہیں رکھتا۔ فی الحقیقت معنوی طور پر خدا تعالےٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ یعنی اس میں اپنے اخلاق رکھ دیئے ہیں۔

خدا محسن ہے تو انسان بھی مخلوق پر احسان کرتا رہتا ہے۔

غرض ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون کے مختصر سے جملہ میں ایک دنیا جمع کر دی ہے، فرمایا میرے سے پیار کرنے والوں کے لئے میرے قریب ہونے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ وہ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کریں اور مخلوق پر احسان کرنا ضروری سمجھیں، امیر ہو یا غریب، مزدور ہو یا مالک، کوئی بھی ہو، ... ان کی زندگی میں ان کے کاروبار میں خدا خوفی نظر آنی چاہیئے۔ ایک مزدور جو چالاکی سے وقت سے پہلے کام چھوڑ دیتا ہے اس کو کوئی پسند نہیں کرتا اور دوسرا جو پابندی وقت ملحوظ رکھتا ہے عزت پاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قوانین عالمگیر ہیں۔ جو شخص خدا خوف ہو خواہ وہ امیر ہو یا غریب اللہ تعالےٰ کی معیت اس کو حاصل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ غریبوں کے بغیر دنیا کے کاروبار چل نہیں سکتے۔ امیر آدمی کے لئے ایسے آدمی چاہئیں جو اس کے کام کاج سرانجام دیں، اراضیات کے مالکوں کے لئے کھیتوں میں ہل چلانے والے ضروری ہیں، غرض یہ دنیا صرف امراء سے آباد نہیں رہ سکتی۔ اس کی آبادی کے لئے غرباء کا ہونا از بس ضروری ہے۔

مسلمان قوم کے اندر حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے صاحب دولت انسان بھی پائے گئے ہیں، اور حضرت ابوہریرہؓ جیسے غریب انسان بھی، لیکن ان کے تقویٰ و طہارت کی وجہ سے اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی معیت انہیں حاصل ہو گئی اور ان کے نام دنیا میں روشن ہو گئے۔

یہ اس خدا کا کلام ہے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے، اس نے تمام دنیا کے لئے یکساں احکام دیئے ہیں، یہ قانونِ الہٰی بتاتا ہے کہ ہر شخص خدا کا مقرب بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے اور حسب مقدرت مخلوق پر احسان کرتا ہو۔ لفظ محسنون میں اس حقیقت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ احسان کرنا ان کی فطرت کے اندر پایا جاتا ہے۔

یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں لوگ اپنی خواہشات پر بھی قابو پاتے ہیں اور خیرات بھی کرتے ہیں۔ اس لئے یہ مہینہ خدا تعالےٰ کو بہت پسند ہے۔ اگر دنیا کے ستّر کروڑ مسلمانوں نے اس مہینہ میں عملاً یہ سبق سیکھ لیا تو انہوں نے بڑا مقام حاصل کر لیا۔ خدا چاہتا ہے کہ چند اشخاص نہیں بلکہ ساری کی ساری

جلسۂ سالانہ ۱۹۷۲ء

کی تاریخیں: ——— ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

...... مقرر کی گئی ہیں۔ اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیجئے، پروگرام جلسہ مرتب ہونے پر عنقریب شائع کر دیا جائے گا، از راہ کرم ذیل ... کے امور کو ضرور مدِّ نظر رکھیں: ـ

۱۔ ۲۳ر دسمبر (پہلے دن) حسب معمول خواتین کا جلسہ ہو گا جس میں دستکاری کی نمائش ہو گی۔ دستکاری کے لئے خواتین ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

۲۔ مکانات کی قلت کے پیش نظر علیحدہ کمرے مخصوص کروانے پر اصرار نہ کریں، رہائش کی ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ موسم کے لحاظ سے بستر ضرور ساتھ لائیں۔

۴۔ مقررین کرام کو پروگرام جلسہ میں حصہ لینے کے لئے الگ طور پر بھی لکھا جائے گا، تاہم اگر وہ ابھی سے اپنے موضوع اور اس کے لئے کم از کم وقت تحریر فرما دیں تو پروگرام جلسہ مرتب کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ والسلام

چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری۔ افسر جلسہ سالانہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

مطالعہ قرآن کی ایک تحریک

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مزعومہ خصوصیات

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شخصیت کو جب تک اصلی حالت میں لا کر اس فرق کو واضح نہ کیا جائے جو سرکارِ دوعالم حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل انہیں حاصل ہے اس دور کی مذہبی کشمکش سے عہدہ برائی نہیں ہوسکتی اور نہ اسلام کا غلبہ وقوع میں آسکتا ہے اس لئے ذیل میں ہم ان مزعومہ خصوصیات پر غور کرتے ہیں جو عام طور پر ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں:۔

پہلی خصوصیت — کیا مسیحؑ کی پیدائش بن باپ تھی؟

اس موضوع پر لکھنے سے پیشتر ہم اس تعجب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسیحیوں نے تو مسیحؑ کو خدا کا بیٹا بنانے کے لئے اس کی پیدائش کا ماحول اس طرح افسانوی بنا لیا کہ خود ان کے راستہ میں بھی کئی مشکلات پیدا ہوگئیں جن کا وہ آج تک جواب نہیں دے سکے۔ مگر مسلمانوں نے اس معاملے میں . . . عیسائیوں سے بھی سبقت حاصل کرلی اور افسانوں پر افسانے ایزاد کرتے رہے۔ اگر عیسائیوں کو ان افسانوں کی پہلے خبر ہو جاتی تو ان کے لئے مسیحؑ کو خدا ثابت کرنا کچھ مشکل نہ ہوتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کو اس افسانہ طرازی کا مواد کہاں سے ملا۔ بلکہ انہوں نے تو یہاں تک غلو کیا ہے کہ خود مریمؑ کے متعلق بھی ایک افسانوی فضا پیدا کردی ہے جس کو کوئی عیسائی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ یہ ہمارا تعجب صرف عام مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ جماعت ربوہ . . . . . . کے مسلک کو دیکھ کر ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ کسر صلیب کے علمبردار صلیب کو مضبوط کرنے میں کیوں لطف لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا گجرات کے ایک بڑے جید اہل حدیث عالم نے قرآن کے گہرے مطالعہ کے بعد اور بڑھاپے کے دوران جبکہ ان کی عمر ۰ ۸ سال سے زائد ہوچکی ہے، یہ اعلان کیا کہ ان کی تحقیقات نے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ عیسٰےؑ کی پیدائش بالکل عام انسانوں کی طرح تھی۔ اور جس طرح ہر شریف آدمی اپنی تولید کے سلسلے میں اپنے باپ پر فخر کرتا ہے، اسی طرح حضرت عیسٰیؑ کو اپنے باپ پر فخر تھا

نے ایک کتاب کی شکل میں قرآن اور حدیث سے دلائل اخذ کر کے شائع کر دیا اور ملک بھر کے مقتدر علماء کی خدمت میں اپنی کتاب ان کی استصواب رائے کے لئے ارسال کر دی۔ بعض علماء نے کفر کے فتوے صادر کر دیئے بعض نے ان کو گمراہ قرار دیا اور بعض نے انہیں سب و شتم کا نشانہ بنایا۔ صرف ربوہ کے . . . . . . علماء . . . . نے مسیحؑ کی اس بن باپ ہونے کی خصوصیت کی تائید کی اور یوں مسیحؑ کو دوسرے انبیاءؑ پر ایک گونہ فضیلت بخش دی۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے ربوی احباب لاہوری احمدیوں پر یہ الزام دھرا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؒ کو نبی اس لئے نہیں مانتے کہ ہمیں عام مسلمانوں میں ہر دل عزیز بننے کا شوق رہتا ہے۔ کہیں ربوہ والے خود اس مرض میں مبتلا تو نہیں؟ اس مؤقف کی برملا تائید! رطب و یابس سے رنگین دلائل مہیا کرنا اور کتاب کی شکل میں اسے شائع کر دینا، مسیحؑ کو فوق البشر ہستی نہیں بنا دیتا؟

اب ہم قرآن سامنے رکھ کر اس موضوع پر گفتگو کرتے ہیں اور قارئین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو اپنے سامنے رکھیں اور جن آیات کا ہم حوالہ دیتے جائیں گے وہ ان آیات کو خود پڑھ لیں اور ان کے ترجمہ پر بھی نگاہ رکھیں۔

اس سلسلے میں اللہ تعالےٰ منکرین رسالت کی فطرت کو بیان کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اسی بات پر معترض ہوتے ہیں کہ خدا بشر کو رسول فوق البشر ہستی مثلاً فرشتہ وغیرہ براہ راست خدا سے پیغام لے کر ہر انسان کے پاس پہنچ . . . .

وما منع النّاس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدٰی الّا ان قالوا ابعث اللہ بشرًا رسولًا۔ قل لو کان فی الارض ملٰئکۃ یمشون مطمئنّین لنزّلنا علیھم من السماء ملکًا رسولًا اور لوگوں کو کوئی چیز ایمان لانے سے مانع نہیں ہوتی جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر یہ کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے۔

ان آیات کے بعد آیت ۹۶ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ وہ اپنی مخلوق کی جبلت کو . . . . . . خوب جانتا ہے۔ ان کی بیماریوں اور کمزوریوں پر اس کی نگاہ ہے اس لئے وہ ان کے حسب حال انہیں کی جنس سے ان کے پاس رسول بھیجتا ہے تاکہ وہ ان کے لئے نمونہ بن سکے۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

قل کفٰی باللہ شھیدًا بینی وبینکم انّہ کان بعبادہ خبیرًا بصیرًا۔ کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں سے خبردار (انہیں) دیکھنے والا ہے۔

اگر مسیحؑ کے وقت اس کی مخاطب امت میں کثرت ایسی ہستیوں کی ہوتی جو صرف ماؤں کے پیٹوں سے پیدا ہوتے . . . اور ان کی پیدائش میں باپوں کو کوئی دخل نہ ہوتا تو ان کا رسول بھی ایسا ہی چاہیئے تھا جو بے باپ ہو۔ یقیناً بن باپ پیدا ہونے والے اور با باپ پیدا ہونے والے کی طبیعت، خصلت، جبلت اور قدرت میں نمایاں طور پر فرق ہوتا۔

اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل عبث نہیں۔ جیسے کہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ غور کرنے والے انسان میری کائنات میں میری آیات کو پڑھ کر پکار اٹھتے ہیں ربّنا ما خلقت ھذا باطلًا۔

آل عمران

کا دعویٰ کرتا ہے تو اس استثنائی حالت کے جواز کا بار ثبوت اس پر ہے جو شخص یہ . . . .

بحیثیت مجموعی مسیحؑ کو بن باپ تو تسلیم کرتے ہیں لیکن تمام احادیث کے مجموعوں سے ایک بیان بھی ایسا پیش نہیں کرسکتے، جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو۔ اسی طرح قرآن کریم نے بھی کسی ایک جگہ یہ نہیں کہا کہ مسیحؑ کا کوئی باپ نہ تھا۔ متعدد مقامات پر مسیحؑ کا تذکرہ آیا ہے اس کی پیدائش کے واقعات پیدائش سے قبل کیفیات، زندگی کی تفصیلات، موت کے حالات اور موت کے بعد سوالات اور جوابات بڑی وضاحت سے بیان ہوئے ہیں مگر یہ اعلان نہیں کیا گیا کہ مسیحؑ بن باپ تھا۔ آج تک دنیا کو یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ مسیحؑ کو بن باپ پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ نبی کو معجزات، ان کے منصب نبوت کو ثابت کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالےٰ کے وسیع قانون کی حدود کے اندر ظہور پذیر ہوتے ہیں مگر ابھی نبی پیدا بھی نہیں ہوا تو اس کی پیدائش میں کچھ عجائبات داخل کر دیئے گئے، اس کی غرض کیا ہے؟ کیا حضرت مریمؑ کی کسی کرامت کا اظہار مقصود تھا؟ اور اس اظہار سے کس پر اور کیونکر اتمام حجت قائم کرنی تھی۔ خود مریمؑ نے تو کبھی اپنے منہ سے اپنی اس کرامت کا ذکر نہیں کیا اور نہ اپنے اس وقت کے معاشرے کو مطلع نہیں کیا کہ میں ایسی عظیم الشان عورت ہوں کہ مجھے بچے جننے کے لئے کسی مرد کی حاجت نہیں اور نہ ہی اس فرزند ارجمند نے جو اسی کرامت کے نتیجے پیدا ہوا کبھی لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میری ماں نے مجھے بغیر باپ کے جنا ہے۔ بلکہ یہاں تک ہوا کہ بقول ان مدعیان ولادت بن باپ بچہ ہونے کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں کہ اس کو یونہی نظر انداز کر دیا جائے، اگر مسیحؑ بن باپ ہے اور قرآن سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے تو عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کو مل کر مسیحؑ کی برتری کا زبردست پروپیگنڈا کرنا چاہیئے اور اگر عیسائیت تسخیر عالم میں اسلام کے مقابل پر کمزور ہوتی نظر آئے تو اس کو . . .

بھائیوں کو تو ممالک غیر میں اپنے تمام مشن بند کر دینے چاہئیں اور اپنے ملک میں عیسائیوں کے مشن جابجا کھول کر مسیحؑ کی فوق البشر شخصیت منوانے میں پورے ایمان، پورے اخلاص دل کی تمام طاقتوں اور قلب کی تمام عظمتوں کے ساتھ کلیسیا کی فوقیت ثابت کرنے میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ بصورت دیگر اگر مسیحؑ کا واقعی باپ ہے تو پھر اس کے بن باپ ہونے کا افسانہ اتنا بڑا جھوٹ ہے اور اتنے عرصے سے یہ لوگوں کے دماغوں پر چھایا ہوا ہے کہ اس باطل عقیدے کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دینا چاہیئے۔ یہ عقیدہ تو درحقیقت مسیحؑ کو ابن اللہ بنانے کا مؤید ہے اور ابن اللہ کے عقیدے کے متعلق تو خدا وند تعالےٰ کی زبردست تہدیدیں قرآن کریم میں مذکور ہیں اور اس عقیدہ کے علمبرداروں کو تو جاہل قرار دیتا ہے اور اس عقیدے کے اعلان کو ایک بہت بڑا جھوٹ سمجھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ الکہف کی آیات ۴ و ۵ میں بیان کیا ہے:

وینذر الذین قالوا اتخذ الله ولداً۔ ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً۔ اور انہیں ڈرائے، جو کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے انہیں اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے بڑوں کو تھا، بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس قدر لوازم، عناصر، عوامل اور دیگر تائیدات اس عقیدہ کو تقویت دینے کے لئے مختلف حلقوں سے مہیا کی جا رہی ہیں، وہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کے عتاب کے نیچے ہیں۔ خود سورۃ مریم میں جہاں عیسٰےؑ کی پیدائش کا ذکر ہے یہ لرزا دینے والے اور کپکپا دینے والے الفاظ اس سورت کے آخر میں درج کر کے سخت تنبیہہ کا اعلان کیا گیا ہے:۔

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً لقد جئتم شیئاً اداً۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه و تنشق الارض وتخر الجبال ھداً۔ ان دعوا للرحمٰن ولداً (اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنایا)، یقیناً تم ایک خطرناک بات کو گذرے، قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں، کہ وہ رحمٰن کے لیے بیٹے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے قرآن اور حدیث نے کہیں نہیں لکھا کہ مسیحؑ بن باپ ہے۔ نہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اس بن باپ موقف کی تائید میں کبھی ایک لفظ بھی کہا، ہاں انجیل مقدس میں بار ہا لوگوں کی زبان سے اور خود حضرت مریم علیہا السلام کے دہن مبارک سے یہ حقیقت بیان ہوتی رہی کہ مسیحؑ، یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ "متی" اور "لوقا" نے مسیحؑ کے نسب نامے شائع کر کے اسے یوسف کا بیٹا قرار دیا ہے۔ یوحنا باب ۶ آیت ۴۲ میں لکھا ہے:۔

"اور انہوں نے کہا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں؛ جس کے ماں اور باپ کو ہم جانتے ہیں اب کیونکر کہتا ہے کہ آسمان سے اترا ہوں"

اسی طرح متی باب ۱۳ آیت ۵۵-۵۶ میں لکھا ہے:۔

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم نہیں اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہودا نہیں"

خود حضرت مریمؑ جو ایک واحد ہستی ہے جو مسیحؑ کی پیدائش کی صحیح گواہ ہو سکتی ہے فرماتی ہیں جیسا کہ لوقا باب ۲ آیت ۴۸ میں درج ہے:۔

"اور اُن کی ماں نے اسے کہا بیٹا تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے"

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ایک دفعہ مسیحؑ گم ہو گیا تھا اور کئی روز کی تلاش کے بعد ہیکل سے ملا تھا۔

ہم یہ لکھ رہے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ملک کے بڑے بڑے مفکرین اسلام غضبناک چہروں اور ماتھوں پر پڑی ہوئی شکنوں اور سرخ آنکھوں سے شعلے برساتے ہوئے ہمارے اس مضمون کو نگاہِ غلط انداز سے دیکھ رہے ہیں۔ قدرت کی یہ بھی ایک ستم ظریفی ہے کہ عیسائیوں کو اپنی تائید کے لئے طبقہ علماء میں سے بڑے چوٹی کے اہلِ فضیلت مل گئے ہیں۔ یہ تو ایک غیور اور صبور اور دردمند دل تھا جو مولٰنا حافظ حاجی عنایت اللہ صاحب خطیب مسجد اہلِ حدیث گجرات کے پہلو میں قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیات کے عتاب کو پڑھ کر پھڑک اُٹھا اور اس نے جمہور علماء کے مسلک کے خلاف محض قرآن کریم کی تعلیمات کے زیر اثر پہلے کتاب "عیون زمزم" پھر "نظر ندیم فی میلاد عیسٰے ابن مریم" پھر "بحر قلزم فی میلاد المسیح عیسٰے ابن مریم" اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے شائع کیں کہ مسیحؑ فی الواقع یوسف نجار ہی کا بیٹا ہے۔ ان کتابوں کے مصنف اہل حدیث فرقہ کے چوٹی کے عالم ہیں اور یہ بات ہم علیٰ وجہ البصیرت لکھ رہے ہیں۔ چونکہ ابھی تک ان کتابوں کا کسی عالم نے جواب نہیں دیا اس لئے ہمارا خیال ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے علماء کو بھی اس معاملہ میں انشراح صدر حاصل ہو جائے گا اور حضرت عیسٰے علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے مقتدر نبی ثابت ہوں گے اور لوگ ان کی والدہ مکرمہ کے ساتھ ان کے والد مکرم کو بھی پہچان لیں گے۔ پھر لوگوں کی یہ کیفیت نہ رہے گی جو قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کی:-

ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه یصدون

اور جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس پر چلّا اٹھتی ہے (الزخرف ۵۷)

خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ قوم کب تک مسیحؑ کو آسمان پر بٹھا کر اور اس کی پیدائش کی بیجا کیفیت بن کر چلاتی رہے گی۔ (باقی باقی)

ایک نہایت مخلص اور پارسا بزرگ کی وفات

ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹی کی وفات کا تذکرہ کسی گذشتہ اشاعت میں تفصیل کے ساتھ کیا جا چکا ہے، آپ حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق مولٰنا عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کے چچا زاد بھائی تھے، ۷۴ سال عمر پائی اور تاحیات دس روپیہ ماہوار چندہ دیتے رہے، ان کی وفات کی خبر پڑھ کر حضرت امیر ایدہ اللہ نے لکھا ہے:-

"عبدالقیوم کی وفات کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں، یہ صاحب نہایت مخلص، کم زبان اور شریف طبع تھے انکو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب حضرت صاحب مرحوم ان کو محبت سے اپنی گود میں لیا کرتے تھے۔ ثم انا للہ وانا الیہ راجعون"

"کوئی بھی علاج ہو اس میں اللہ تعالےٰ کی مدد کی استدعا کرنا چاہیئے"

حضرت امیر مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قیمتی الفاظ ۱۹۴۳ء میں

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک فری

دار الشفاء

کے افتتاح کے موقع پر فرمائے اور اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں ایسی خیر و برکت ڈالی کہ

- اب سال بھر ۳۵۰۰۰ افراد اس دار الشفاء سے مستفید ہوتے ہیں۔
- ادارہ کی افادی حیثیت اور دائرہ کار پاکستان کے ہر بڑے شہر اور قصبہ سے نکل کر دوسرے ممالک تک پہنچ چکا ہے
- مطب تنگ و تاریک کوٹھڑی سے ایک کشادہ ہال اور صحت مند ماحول میں تبدیل ہو چکا ہے۔
- حال ہی میں دار الشفاء کو رجسٹرڈ کرا کر اور اراکین مجلس انتظامیہ کی تعداد ۶ سے بڑھا کر ۱۵ کر دی گئی ہے۔ اس میں ایسی ایسی بزرگ اور صائب الرائے شخصیتیں بھی ہیں جن کے مفید مشورے ہمارے فلاحی پروگراموں کو وسیع تر کرنے میں ممد و معاون ہوں گے۔ انشاء اللہ۔
- اراکین مجلس انتظامیہ: مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور، چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پشاور، خان عبدالعزیز خان صاحب زیدہ، شیخ محمد طفیل صاحب وڈلنگ، ڈاکٹر اصغر حمید صاحب لاہور، شیخ عبدالرحمٰن صاحب جموّی، میاں عبدالقدوس صاحب انجینئر لاہور، ناصر احمد صاحب لاہور، حافظ شیر محمد صاحب خوشاب، مولوی محمد علی صاحب ملتان، محمد اعظم علوی صاحب لاہور، محمد سلطان نظامی صاحب لاہور اور محمد حسین لاہور۔

اس انسان دوست ادارہ کی ترقی دردمند خواتین اور احباب کے عطیات اور تعاون کی مرہون منت ہے عطیات آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک فری دار الشفاء لاہور نمبر ۷ کے نام ارسال فرمایئے۔

سیکرٹری ادارہ دار الشفاء

www.aaiil.org

ہماری جماعت کی قربانیاں

ہماری جماعت نے خداوند کریم کے فضل سے بحیثیت جماعت مالی قربانیوں کے اعلےٰ نمونے پیش کئے ہیں۔ ممالک یورپ میں ایک ایسے زمانہ میں جبکہ آمدنیاں کم تھیں، برلن مسجد کے لئے لاکھوں روپے خرچ کر دینا معمولی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید انگریزی۔ سیرت نبویؐ۔ مینوئل آف حدیث۔ ریلیجن آف اسلام کو ہزاروں لائبریریوں میں پہنچا دینا ایک بہت بڑی قربانی کو چاہتا ہے جو ہماری جماعت کے ممبران نے کی۔ اس کے باوجود میں یہ کہنے سے دریغ نہیں کروں گا کہ اس مالی فراوانی کے دور میں جو پاکستان بننے کے بعد بعض افراد جماعت کو حاصل ہوئی ہے، خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے جماعت کے احباب میں وہ جذبہ نہیں ہے جو حضرت مولینا عبدالہادی مرحوم و مغفور کے دل میں تھا۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم، حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے جذبات رکھنے والے باوجود فراوانی مال و دولت کم دکھائی دیتے ہیں۔ لہذا میری احباب و بزرگان جماعت سے اس رمضان المبارک میں یہی درخواست ہے کہ وہ حضرت امیر قوم مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ان دعاؤں کو اپنی نمازوں میں دہرائیں جو آپ نے شرح صدر حاصل کرنے کے لئے جماعت کے احباب کے لئے تیار کی تھیں۔ ان دعاؤں کو پیغامِ صلح میں شائع کیا جا سکتا ہے۔

ریلیجن اینڈ سوسائٹی کی مقبولیت

خاکسار کی مطبوعہ کتاب ریلیجن اینڈ سوسائٹی کے آخری ۴۰ صفحات دوبارہ چھپوا لئے گئے ہیں۔ اس سے نہ ... صرف اغلاط کی تصحیح کا موقعہ میسر آ گیا ..... بلکہ وہ صفحات جن کی چھپائی مدھم ہو گئی تھی اور کاغذ دوئم کا لگایا گیا تھا اصلاح ہو گئی ہے۔ کتاب خدا کے فضل سے مقبول عام ہو رہی ہے سا سلامک سنٹر واشنگٹن کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد عبدالرؤف صاحب نے نہ صرف تعریفی خط لکھا ہے، بلکہ اپنے سٹاک کے لئے اس کے پچاس نسخے خرید فرمائے ہیں۔ اسی طرح فلاڈیلفیا کی ایک مسلم سوسائٹی نے اس کے ۱۰۰ نسخے خرید کئے ہیں۔ ایک نو مسلم خاتون اس کتاب کے بارے میں تحریر فرماتی ہیں:۔

"We Thank you for responding to our request and for sending us a copy of your book. It is of great help and such a useful beautiful book.

Praise be to Allah that you are able to help others Through This Publication. Many of brothers and sisters who have Taken Islam as Their way of life and others who are Thinking of Thus are interested in This book.

I shall Try To get a group Together and order you for more books, as soon as Possible. I shall write you again when This is done.

Mrs. Latif Harris
Mill Valley California.

مسٹر اور مسز لطیف ہیرس سے دوسرا خط بھی ملا ہے جس میں انہوں نے کتابوں کی نو جلدوں کی فرمائش کی ہے۔ اس گروپ کے تمام ممبر روزہ رکھ رہے ہیں۔ اور وہ اس کتاب کے ذریعہ نماز سیکھ رہے ہیں۔

دو عربی شادیاں

اس رپورٹ میں دو عربی شادیوں کے دعوت ولیمہ کا ذکر .... خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ نکاح تو شنبہ کی شام کو چند رشتہ داروں اور قریبی دوستوں کی معیت میں پڑھا دیا گیا۔ اس موقعہ پر کسی قسم کی ضیافت یا فواکہات کا بندوبست نہیں تھا۔ یہاں تک کہ خاکسار کو کھانے کے لئے دس ڈالر دے کر ریسٹورنٹ کا دروازہ دکھایا گیا۔ لیکن اتوار کی شام کو دونوں موقعوں پر شہر کے ایک بڑے ہال میں دعوتِ طعام کا معقول انتظام تھا اور ہر دو ... دعوتوں پر تقریباً ڈیڑھ سو عرب مسلم اور غیر مسلم مدعو تھے۔ کھانے سے پہلے عربی مردوں نے ناچ شروع کیا جس کے لئے عربی بینڈ اور ساز کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ جونہی ناچ شروع ہوا تو مہمانوں نے ناچنے والوں پر ایک ایک ڈالر کے نوٹ نچھاور کرنے شروع کر دیئے۔ دو تین لڑکے ان نوٹوں کے چننے پر مقرر تھے وہ نوٹوں کو اٹھا کر دلہا اور دلہن کو پیش کرتے تھے۔ اس طرح مہمانوں میں سے ہر ایک نے ناچ میں باری باری سے حصہ لیا۔ بعض اوقات مستورات بھی دائرہ میں شامل ہو جاتی تھیں۔ لگاتار ایک گھنٹہ ناچنے والوں پر نوٹ نچھاور ہوتے رہے۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد پھر ناچ شروع ہوا۔ اس کے بعد رشتہ داروں اور مہمانوں کی طرف سے نقد تحائف کا اعلان شروع ہوا۔ جو دو ہزار ڈالر سے لے بیس ڈالر تک تھے۔ صرف ایک دعوت میں دو ہزار ڈالر ناچ کے ذریعہ اور ساڑھے سات ہزار ڈالر نقد تحفوں کی صورت میں دلہا اور دلہن کو تین چار گھنٹے کے دوران میں حاصل ہو گئے۔

قبولِ اسلام و نکاح

۲ اکتوبر کو مس میری اگنس گاراوینٹا نے Miss Agnes Garaventa جو اٹلی نژاد ہیں خاکسار کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ قبولیت اسلام سے قبل خاکسار نے اسلامی تعلیم اور اس کے اصولوں پر روشنی ڈالی اور مزید مطالعہ کے لئے اسے کتاب ریلیجن اینڈ سوسائٹی پیش کی۔ اس اعلان کے بعد اس کا نکاح مسٹر ابراہیم عبداللہ غانم سے پڑھا گیا۔ مسٹر ابراہیم عبداللہ سعودی عرب کے باشندے ہیں اور وہ اعلےٰ تعلیم کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ مس اگنس میڈیکل سیکرٹری ہیں اور ایک ڈاکٹر کے آفس میں ملازم ہیں۔

نقد و تبصرہ

ماہوار بلیٹن بابت ماہ اکتوبر ۷۲ء

ایک ماہوار بلیٹن بہ زبان انگریزی سان فرانسسکو کیلیفورنیا۔ یو۔ ایس۔ اے کے اسلامک سینٹر کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کے ایڈیٹر محترم مولینا محمد عبداللہ صاحب مبلغ اسلام ہیں۔ ان کے ایک حالیہ مکتوب کے مطابق عید الفطر کے موقعہ پر اس بلیٹن کا "قرآن نمبر" بھی شائع ہو رہا ہے۔ اس میں یہاں کے مسلمانوں کی دینی معاشرتی اور سماجی سرگرمیوں کے ذکر کے علاوہ اسلام پر بھی مضامین شائع ہوتے اور اخلاقی اور تبلیغی مقالہ جات درج ہوتے ہیں۔

زیر نظر شمارہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں خبروں، اعلانات و اطلاعات کے علاوہ ماہ رمضان شریف کے متعلق ایک خصوصی فیچر شامل ہے جس میں سحری سے افطار تک روزہ کے تمام احکامات و آداب پر بالوضاحت روشنی ڈالی گئی ہے، مہینہ بھر کے سحری و افطاری کے اوقات کا نقشہ بھی دیا گیا ہے اور مسٹر ظفر اقبال عبداللہ کی ایک تقریر بھی درج کی گئی ہے جو انہوں نے اسلامک سنٹر کی جنرل میٹنگ میں کی تھی، اس تقریر میں سورۃ الفلق کی تفسیر و تشریح اور اس سورہ شریفہ کی شان و عظمت بیان کی گئی ہے۔

بلیٹن اپنی نوعیت کے لحاظ سے امریکہ جیسے ملک کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا جس کے لئے ہم محترم محمد عبداللہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولینا محمد علیؒ کی قیادت میں قیام پاکستان کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی جدو جہد۔

مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے سالِ رواں میں اشاعت عام کے لئے جو لٹریچر شائع کیا ہے اس میں ایک کتابچہ "حضرت مولینا محمد علی رح کی قیادت میں قیام پاکستان کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی جدو جہد" بھی شامل ہے۔ یہ اس تقریر پر مشتمل ہے جو جناب غلام نبی مسلم صاحب نے ۱۹۷۱ء میں یوم محمد علی کے موقعہ پر کی جس میں قیام پاکستان کے سلسلہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مؤثر جدو جہد اور سرگرمیوں کا حال درج ہے۔ اس کے شروع میں الحاج میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کے ایک مضمون کا اقتباس اور مسٹر ناصر احمد کا لکھا ہوا پیش لفظ درج ہے۔ یہ کتابچہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے جو معنوی اہمیت کے ساتھ ساتھ کتابت و طباعت کی خوبیوں سے مزین ہے ۴۴

---

۴۵ بقیہ کالم ۲

یہ کتابچہ ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اور نہ صرف احباب سلسلہ کے مطالعہ میں آنا ضروری ہے بلکہ غیر از جماعت اصحاب میں بھی وسیع پیمانے پر تقسیم ہونا چاہیئے۔

www.aaiil.org

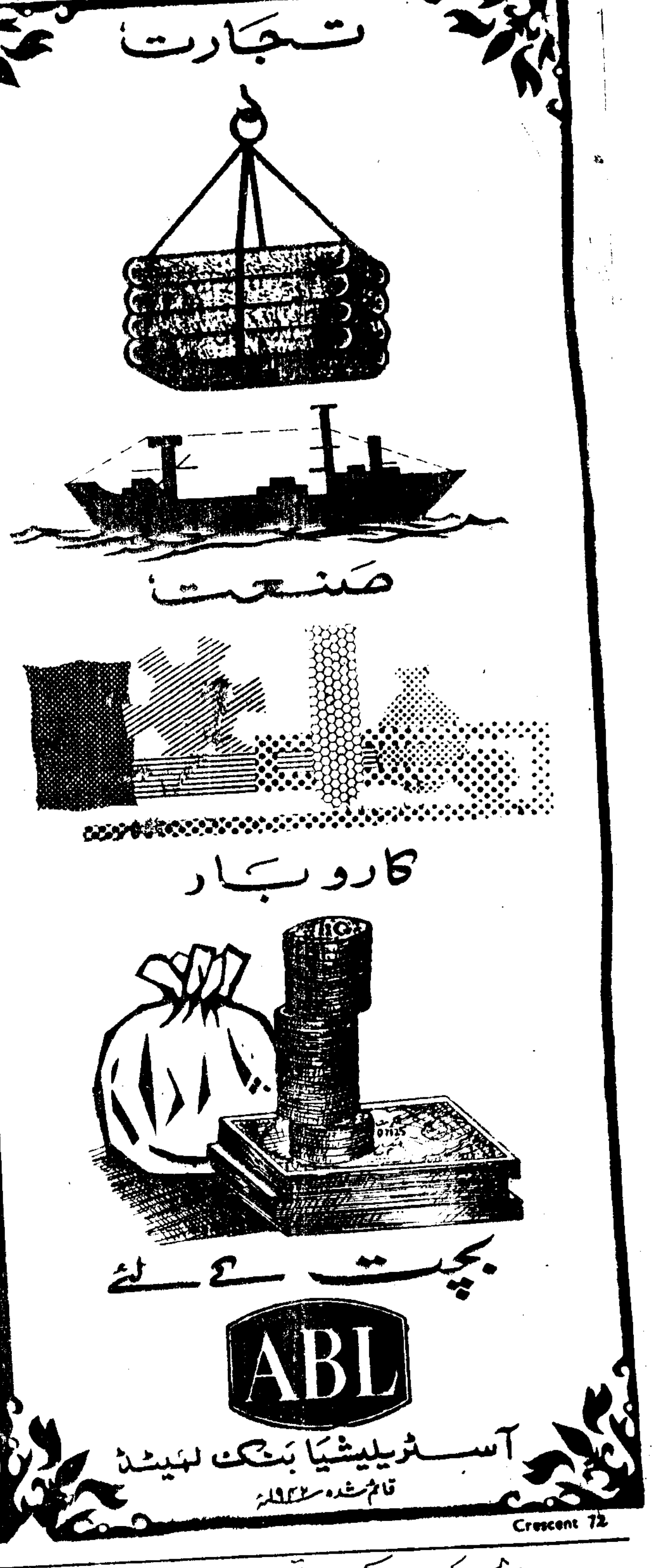

بحرِ حکمت کے موتی — بقیہ صفحہ اوّل

اپنے نفس پر ایک لمحہ کے لئے بھی بھروسہ نہ کرتے تھے۔ عصمتِ انبیاء اُمّت کا مسلمہ مسئلہ ہے جیساکہ عینی میں ایک قول نقل کرکے کہ آپ کبائر سے محفوظ تھے صغائر سے نہ تھے اس کی تردید کی ہے: بل عصموا من الصغائر والکبائر جمیعا قبل النبوۃ و بعدھا۔ اور ایک توجیہ آپ کے استغفار کی یہ دی ہے۔ کان دائما فی الترقی فی الاحوال فاذا رای ماقبلھا دونہ استغفر منہ کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین: (صحیح بخاری)

دار الشفاء دار السلام (رجسٹرڈ)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے۔ آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔
فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۸ نومبر ۱۹۷۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ ۴۵

الیورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارا پتہ
تبلیغ لاہور

پیغام صلح لاہور پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سو ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۸ر شوال المکرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۵ر نومبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۶

بحرِ حکمت کے موتی

دو چیزوں کی ضمانت دینے پر رسول اللہ صلعم کی طرف سے جنت کی ضمانت

عن سھل بن سعد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہونگا۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی رح: ـ یعنے جو زبان کے استعمال پر قابو پالے اور جو اپنی شہوت پر قابو پالے اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

فضل الباری

نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے

ارشادات حضرت مجددِ زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے، اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گذار دیتے ہیں۔ اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی اور سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے اسلئے سورۃ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائل کامل اور محتاجِ مطلق کی صورت بناوے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے، اسی طرح سے چاہیئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور عرض حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذت کہاں۔ یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں۔ چونکہ اصل غرض نماز کی تضرعِ اور ابتہال ہے، اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں کرے۔ انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص انس ہوتا ہے۔ اور وہ پھر اس پر قادر ہوتا ہے۔ دوسری کا زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل ہو اور مہارت کامل ہو ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دعائیں مانگے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء

کی تاریخیں: ——— ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

...... مقرر کی گئی ہیں۔ اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیجئے، پروگرام جلسہ مرتب ہونے پر عنقریب شائع کر دیا جائے گا، از راہ کرم ذیل ..... کے امور کو ضرور مدِ نظر رکھیں:ـ

۱۔ ۲۳ر دسمبر (پہلے دن) حسب معمول خواتین کا جلسہ ہوگا جس میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔ دستکاری کے لئے خواتین ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

۲۔ مکانات کی قلت کے پیشِ نظر علیحدہ کمرے مخصوص کروانے پر اصرار نہ کریں، رہائش کی ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ موسم کے لحاظ سے بستر ضرور ساتھ لائیں۔

۴۔ مقررین کرام کو پروگرام جلسہ میں حصہ لینے کے لئے الگ طور پر بھی لکھا جائے گا، تاہم اگر وہ ابھی سے اپنے موضوع اور اس کے لئے کم از کم وقت تحریر فرما دیں تو پروگرام جلسہ مرتب کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ والسلام

چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری۔ افسر جلسہ سالانہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

انسان کی جسمانی پرورش کی طرح اس کی روحانی تربیت کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں

انسانی ضمیر ایک روشن چراغ ہے جو ہر انسان کو نیکی اور بدی کی اطلاع دیتا ہے، قرآن کریم ضمیر کی آبیاری کیلئے نازل کیا گیا ہے۔

دوسرے مذاہب نے انسان کو گنہگار قرار دیا اور نجات کے لئے کئی جونوں میں جانا یا مسیحؑ کے مصلوب ہونے پر ایمان لانا ضروری ٹھہرایا تھا۔

اسلام نے ان نظریات کو رد کرتے ہوئے انسان کو بلند مقام عطا کیا۔

رمضان شریف انسان کو مطہر و مزکّی بناتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک اور مطہر قوم پیدا کی۔

حضرت امام وقتؒ کی صحبت سے کئی علماء اور صاحب دل لوگوں نے روحانی فیوض حاصل کئے۔

خطبہ جمعہ ۔ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۷۲ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ ۔ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والتین والزیتون ۔ وطور سینین ۔ و ھٰذا البلد الامین ۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ ثم رددنٰہ اسفل سافلین ۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجر ... غیر ممنون ـــــ (التین ۹۵: ۱ تا ۶)

یہ سورۃ شریفہ قرآن کریم کے آخری حصہ میں ہے ۔ اس میں حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ اور حضور صلعم کی تعلیمات کے متعلق مختصر طور پر اشارہ کیا گیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا وسیع قلب عطا کیا تھا ۔ اور انہوں نے قوموں کو متحد کرنے کے لئے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس کے پیغمبرؑ پر میں ایمان نہیں لایا ۔ اسی طرح فرمایا کہ کوئی کتاب جو کسی قوم میں کسی نبیؑ پر اتری ہو، میں اس پر ایمان لاتا ہوں ۔ فرمایا تمام کی تمام اقوام ایک ملت اور ایک گروہ کا حکم رکھتی ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے سب کے لئے ایک آسمان اور سورج و قمر وغیرہ بنائے ہیں، جو انسان کی جسمانی خدمت کرتے ہیں ۔ پھر ہر انسان کے قلب کے اندر ایک روشن چراغ جلایا ہے، جس کو ضمیر کہتے ہیں ۔ یہ چراغ چھوٹے بڑے ہر انسان کے اندر رکھ دیا گیا ہے ۔ کوئی انسان نہیں جو نیکی اور بدی میں امتیاز نہ کر سکتا ہو، قرآن کریم اس ضمیر کی آبیاری کے لئے آیا ہے، اس بیج کی نشوونما کے لئے اللہ تعالےٰ نے آسمان سے روحانی بارش نازل کی ہے ۔ قرآن کریم نے تاریخ بیان کی ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس پر ہم نے وحی و الہام کی صورت میں روحانی بارش نہ کی ہو، کتنا بڑا قلب ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ اس نورانی قلب کا اندازہ لگائیے ۔ حضور صلعم فرماتے ہیں کہ میں قوموں کے نبیوںؑ کی صرف تعظیم و تکریم ہی نہیں کرتا بلکہ ان پر ایمان لاتا ہوں اور جو ان پر کتابیں اتریں، ان سب پر ایمان لاتا ہوں ۔

اس ماہِ رمضان میں قرآن کریم اترنا شروع ہوا تھا ۔ یہ بڑا مبارک اور بابرکت مہینہ ہے ۔ اس ماہ میں مسلمانوں کے گھروں اور مساجد میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں اس ماہ میں مسلمان خیرات کرتے ہیں، ذکر الٰہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہی اسلام ہے ۔ فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ ہم نے انسان کو لاجواب اور بہتر سے بہتر صورت میں پیدا کیا ہے ۔ معلوم ہوا کہ انسانی تخلیق میں نقص کوئی نہیں ۔ انسان کی تخلیق میں ایک تو خدا کی عظمت نظر آتی ہے ۔ دوسرے اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان نظر آتا ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایک قوم نے جو یہ یقین کیا کہ انسان گنہگار پیدا ہوتا ہے، اور اسے پاک ہونے کے لئے کئی جونوں سے گذرنا پڑتا ہے، کبھی اسے سانپ، کبھی بچھو اور کبھی شیر اور گدھا وغیرہ کی شکل ملتی ہے جس کے بعد ہزاروں جونوں میں سے اسے گذرنا پڑتا ہے ۔ گویا انسان کو پاک کرنے کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ وہ کروڑہا جونوں میں سے گذرے، یہ انسانیت کی بہت بڑی توہین ہے ۔ اس کے برعکس قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ انسان کی تقویم کے اندر کوئی نقص نہیں ہے، اسے نہایت اعلےٰ تقویم میں پیدا کیا گیا ہے ۔ یہ خدا کی بنائی ہوئی مشین ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں جب مشینوں کا ذکر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ انگلستان کی بنی ہوئی ہے یا یہ جرمن اور جاپان کی ساختہ ہے ۔ اور اس سے یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ مشین عمدہ ہے اور اس کے اندر کوئی نقص نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ مشین ہم نے بنائی ہے، اور بہترین شکل میں بنائی ہے ۔

ایک دوسری قوم بھی انسان کو گنہگار سمجھتی ہے، اس کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو نجات دینے کے لئے اپنے بیٹے کو صلیب پر لٹکا دیا جس سے انسان کے سارے گناہ معاف ہو گئے ۔

قرآن کریم ان غلط نظریات کی تردید کرتا ہے ۔ وہ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں بنایا ہے ۔ یہ بیان ہمیں غیرت دلانے کے لئے ہے کہ ہم اس کے نمائندے اور خلیفہ ہیں ۔ ہماری وجہ سے خدا تعالےٰ پر اعتراض نہ ہو ۔ دوسری جگہ فرمایا ولقد کرمنا بنی اٰدم ۔ تمام اولادِ آدم قابلِ تکریم ہے ۔ صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ ہم نے اس پر اپنا رنگ چڑھایا ہے اور خدا کے رنگ سے بڑھ کر کونسا رنگ ہو سکتا ہے ۔ پس انسان کو چاہیئے کہ صبغۃ اللّٰہ کو مدنظر رکھے اور خدا کے رنگ میں رنگین ہو جائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللّٰہ ۔ اگر اللہ تعالےٰ الرحمٰن الرحیم ہے، تو انسان میں بھی ان صفات کا موجود ہونا ضروری ہے ۔

اسی لئے رمضان کا مہینہ رکھا ہے اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی خواہشات پر قابو پانے کے لئے تعلیم دی ہے اور حکم دیا ہے کہ دن بھر کے لئے حلال کھانا بھی اپنے اوپر حرام کر لو اور کسی قسم کی بدی کے نزدیک نہ جاؤ، اور جب کھاؤ تو حلال طیب کھانا کھاؤ، جو شخص یہ طریق اختیار کرتا ہے اس میں نور پیدا ہوتا ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان حرام بھی کھائے اور اس کے اندر نور بھی پیدا ہو، ایسا ہی عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ یا تو انسان خدا کے دیئے ہوئے روپیہ کو ناجائز طور پر خرچ کرتا اور اسراف سے کام لیتا ہے اور یا اس کے پاس روپیہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور جائز طور پر بھی خرچ نہیں کرتا وہ بخیل ہو جاتا ہے ۔ وہ نہ اپنے آپ پر خرچ کرتا ہے نہ عزیز و اقارب پر نہ حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتا ہے اور اس کے خزانے میں روپیہ جمع ہوتا رہتا ہے ۔

پیدائش کے لحاظ سے انسان کی تقویم اچھی ہے، اس کو ایک ضمیر دیا گیا ہے، جس کی آبیاری کے لئے حضرت نبی کریم صلعم ایک کتاب لائے جس کا نام قرآن کریم ہے ۔ حضور صلعم کی صحبت میں رہ کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضؓ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے

www.aaiil.org

آہ! کرنل سید بشیر حسین شاہ

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج واندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے فرزند ارجمند کرنل سید بشیر حسین صاحب مورخہ ۱۱-۱۲ نومبر کی درمیانی شب کو ۷۰ سال کی عمر پا کر اس جہانِ فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

کرنل صاحب ایک عرصہ سے ذیابیطس کے مریض تھے، بظاہر اچھے بھلے اور تندرست نظر آتے تھے، لیکن مرض اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا رہا تھا، ہر قسم کے علاج معالجہ اور ٹیکے وغیرہ بھی بیماری کو ختم کرنے کے بجائے موت کے منہ سے نہ بچا سکے۔

موصوف ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے دوسرے فرزند تھے، بڑے صاحبزادہ سید الطاف حسین بہت دیر ہوئی وفات پا چکے ہیں۔ چند ماہ ہوئے ان کی ہمشیرہ محترمہ صفیہ بیگم فوت ہو گئی تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے ان قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنہیں الہام الٰہی میں پاک ممبران لاہور کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، حضرت مسیح موعودؑ اپنے آخری ایام زندگی میں انہی کے مکان واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی، اخبار پیغام صلح ابتداءً حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے ہی پیغام صلح سوسائٹی کے زیر اہتمام ۱۹۱۳ء میں جاری کیا تھا جو بعد میں انجمن کی تحویل میں آگیا، احمدیہ بلڈنگس کی مسجد اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکان انہی کا تعمیر کردہ ہے، جو انجمن کو دے دیا گیا، اس کے علاوہ اپنی رہائش مسلم ٹاؤن میں منتقل کر لینے کے بعد احمدیہ بلڈنگس والے مکان کا نصف حصہ انہوں نے انجمن کو ہبہ کر دیا اور باقی نصف کرنل بشیر حسین صاحب نے معمولی قیمت پر دے دیا، جہاں اس وقت احمدیہ مارکیٹ اور احمدیہ ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ کرنل بشیر حسین بھی باپ کی طرح بڑے مخیر اور خادم دین تھے۔ بہت دیر تک انجمن کے نائب صدر رہے۔ اور بطور سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن بھی کام کرتے رہے، انجمن کے ہر کام میں پیش پیش رہے اور تمام مجالس میں ان کی بیش قیمت آراء کو بنظر استحسان دیکھا جاتا رہا، غرض وہ اپنے باپ کی طرح انجمن کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے، جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو جن میں ایک بیوہ اور ایک صاحبزادہ اور چار صاحبزادیاں شامل ہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں مرحوم کے فرزند ارجمند بریگیڈیئر سید محمد اکرم اور ان کی والدہ محترمہ اور ہمشیرگان اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی وناصر ہو۔

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی صاحبزادی کی وفات

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور کی صاحبزادی شہزادہ بیگم صاحبہ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۶۲ء کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ عرصہ دراز سے بیمار تھیں اور کچھ مدت فالج اور بلڈ پریشر میں مبتلا رہیں انہیں اسی شام احمدیہ قبرستان میانی صاحب لاہور میں سپرد خاک کیا گیا، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

۹ نومبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھایا، عام بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

بشیر سوز صاحب کو صدمہ

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ پیغام صلح کے نائب مدیر بشیر احمد سوز صاحب کے والد ماجد میاں رحیم بخش صاحب سامانوی ۹۵ سال کی عمر پا کر ۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو احمد پور شرقیہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے پس ماندگان میں تین بیٹے۔ فتح محمد صاحب، محمد شفیع صاحب اور بشیر احمد سوز اور چار بیٹیاں ہیں، محترم فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ۱۹۰۶ء میں بیعت کی تھی جب آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آپ احمدیت کے پروانے تھے۔ آپ کے وصال سے جماعت احمد پور شرقیہ کو بہت نقصان ہوا ہے آپ سامانہ کے رہنے والے تھے۔ جب تک سامانہ میں رہے جماعت کے امین رہے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کو ہجرت کر کے پاکستان (احمد پور شرقیہ) آنا پڑا۔ افسوس کہ سامانہ میں جتنے ممبر تھے وہ اکٹھے نہ رہے۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے تمام ممبروں کا نقشہ ہے جن میں خلیفہ محمد اکرم صاحب، چچا شیخ محمد شفیع صاحب، چچا محمد اسلم صاحب، مرزا عزیز بیگ صاحب، چودھری رحیم بخش صاحب، چودھری نادر بخش صاحب، چودھری قاسم علی صاحب مرزا نصیر بیگ صاحب اور صوفی محمد عبد اللہ صاحب یہ تمام فرشتہ سیرت انسان۔۔۔۔۔۔۔ انجمن کے لئے تن من دھن کی قربانی دیتے تھے۔ ٹھٹھرتی سردیوں میں ایک ایک۔۔۔ دو دو میل کا سفر کر کے ہماری مسجد میں تراویح۔۔۔ اور صبح کی نماز میں شامل ہوتے تھے۔ درس قرآن مجید یوسف صاحب گر نتھی دیتے تھے جس میں بڑا لطف اور سرور ہوتا تھا۔

آج ایک ایک کر کے ہم سے تمام بزرگ جدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے تمام پس ماندگان سے بالخصوص اپنے رفیق کار بشیر احمد سوز صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ تمام احمدیہ جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرمی صاحبزادہ مولانا عبد المنان صاحب ایم اے کئی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دردِ دل سے ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعا فرماویں۔

وہ احباب جنکے عزیز و اقارب کراچی میں مقیم ہیں، متوجہ ہوں۔

پنجاب۔ سرحد اور دوسرے مقامات سے اکثر دوست ملازمت وکاروبار کے سلسلہ میں کراچی میں مقیم ہیں۔ میں ان سطور کے ذریعہ ان کے والدین وسرپرستوں سے گذارش کرونگا کہ وہ مجھے ان کے اسماء سے مطلع فرمائیں۔ نیز اپنے عزیزوں کو بھی مطلع کریں کہ وہ ہمارے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ شکریہ۔

مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام
240/3/2-P.E.C.H.S.
KARACHI—29

www.aaiil.org

ہر شخص کو غور کرنا چاہئیے کہ کیا وہ اپنے کاروبار اور اطوار میں رمضان کا مقصد۔ حصول تقویٰ۔ پورا کر رہا ہے؟

خطبہ عید الفطر۔ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۷۲ء

فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

میں تمام خواتین و حضرات کو دل کے پورے اخلاص کے ساتھ عید مبارک کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے لئے اس عید کو مبارک کرے۔ اس کے بعد چند باتیں قرآن کریم سے بیان کروں گا۔

قال اللہ تعالیٰ:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم

رمضان کے مبارک مہینہ کا یہ اختتام ہے۔ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس مہینہ کے بعد اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لئے روزے رکھنا اس لئے مقرر کئے ہیں تاکہ دلوں کے اندر طہارت پیدا ہو، انسان کے دل دماغ روشن ہو جائیں تو اس کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں میں حیا پیدا ہو جاتی ہے۔ روزے کی اصل غرض لعلکم تتقون ہے صحابہ کرامؓ نے حضور صلعم سے دریافت فرمایا ما التقویٰ یا رسول اللہ۔ حضورؐ! تقویٰ کس کو کہتے ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا التقویٰ ان لا یریٰک مولاک حیث نہاک۔ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا خدا تجھے وہاں آتا جاتا نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے تجھے منع فرمایا ہے۔ اور وہ تجھے وہ کام کرتا ہوا نہ پائے جس کام کے کرنے سے اس نے تجھے منع فرمایا ہے اور فرمایا التقویٰ ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاہرک للمخلوق تقویٰ یہ ہے کہ تو اپنے باطن کو اپنے خالق و مالک کے لئے اس طرح مزین کرے جس طرح تو اپنے ظاہر کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے صاف ستھرا کرتا ہے۔ تقویٰ کے متعلق یہ حضور اکرم صلعم کا مختصر سا بیان ہے۔

رمضان کا بڑا مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورتیں تقویٰ سے زندگی بسر کریں۔ تمام کے تمام کاروبار میں خدا سامنے ہو۔ روزے کا بڑا مقصد یہی ہے کہ قوم کی قوم نیک اور صالح بن جائے۔ اس کے دل و دماغ اور ہاتھ پاؤں خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کام کاج کیا کریں۔ اس بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام کو جو تعلیم دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات اے رسولو! جو تمام دنیا کی مختلف قوموں کی طرف مختلف وقتوں میں قوموں کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے، تمہارا کھانا اور پینا حلال طیب ہونا چاہیئے۔ تمہارے پیٹ میں ناجائز کمائی کی روٹی نہ جانے۔ اور ان انبیاء کرام کے ذریعہ سے ہمیں حکم ہے کہ ہمارے پیٹ میں ناجائز کمائی کی روٹی نہ پڑے۔ جو شخص اپنی ذہانت سے ناجائز طور پر روپیہ کماتا ہے، کوئی نہ جانے مگر خدا تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ ایسے لوگ خدا سے ڈر جائیں۔ جہاں ایسا شخص اپنے اخلاق کو تباہ کر رہا ہے وہاں وہ یہ جانتا نہیں کہ وہ کس گناہ میں پکڑا جائے گا۔ کئی سالوں کی بات ہے کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں بے گناہ گرفتار کیا گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ خدا کی نگاہ بہت باریک ہے وہ جانتا ہے کہ تمہاری نیت میں کب فتور آیا۔ اور تم نے خدا کی مخلوق کو کب دھوکا دیا۔ جو حکومت کی گرفت سے بچ جائے، وہ خدا کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا، کبھی وہ خود گرفت میں آجاتا ہے اور کبھی اس کی اولاد مصیبت میں پھنس جاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو پاکیزہ اور مطہر بنانے کے لئے روزہ رکھنا سکھایا۔ حضور صلعم رمضان کے مہینہ کے علاوہ اور دنوں میں بھی روزے رکھتے تھے، ایک بزرگ نے مجھے ایک الہام سنایا ان بطون الانبیاء صائمۃ انبیاء کے بطن روزے دار ہوتے ہیں۔ اس الہام میں تفہیم یہ تھی کہ تمہیں اپنے اطوار کو سنوارنے کے لئے روزے رکھنے چاہئیں۔ روزے رکھنا کوئی رسم نہیں ہے، بلکہ یہ تقویٰ حاصل کرنے کے لئے اعلےٰ درجہ کا نسخہ ہے۔ جب دل و دماغ کے اندر طہارت ہو تو تمام اعضاء کے اندر طہارت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اس آیت میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہوئے روزے کی تاریخ بھی بیان کر دی ہے، کہ تمام دنیا کے صلحاء نے روزے رکھے۔ اگر تم صلحاء کے طریق پر چلنا چاہتے ہو تو روزے رکھا کرو۔

رمضان کے مہینہ کے بعد ساری قوم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ کا مقصد کیا ہے آپ لوگ سال کے باقی مہینوں میں روزے کے مقاصد کو پورا کرتے نظر آنے چاہئیں۔ پھر یہ قوم بڑی مضبوط اور باعث عزت ہو جائے گی۔

ان چند الفاظ پر میں یہ خطبہ ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں، اور آپ بھی اس دعا میں شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلم ناداروں کے لئے اپنی جناب سے رزق کے دروازے کھول دے اور جو مرد اور عورتیں اور بچے بچیاں مختلف عوارض میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور جن پر کوئی مشکلات وارد ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کی مشکلات کو دور کرے۔ یہ ملک جو ہمارا وطن ہے جس کا نام پاکستان ہے، یہ خطرات میں گھرا ہوا ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے مضبوط فرمائے اور اس کی بقا اور سلامتی کا وہ خود محافظ بن جائے اور اس کے علاوہ تمام اسلامی سلطنتوں اور دنیا جہان کے مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی نظر رکھے اور پاکستان کے ان جنگی قیدیوں کو استقامت قلبی عطا فرمائے جو بھارت کی قید میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے لئے اپنی جناب سے کوئی آسان اور پُروقار دروازے کھول دے۔ آمین

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے۔ آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔

فضل حق۔ ناظم دار السلام۔ احمدیہ کالونی لاہور

خطبہ جمعۃ الوداع

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ایک انسان پیدا ہوئے اور ایک مطہر و مزکی قوم پیدا ہوئی۔ صحابہ کرامؓ کی تاریخ موجود ہے۔ اس میں تمام صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے حالات مذکور ہیں۔ ایک ایک شخص کا حلیہ و حال درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب نیکی اور تقویٰ سے بھر گئے تھے۔ اگر تعلیم اعلیٰ درجہ کی نہ ہوتی تو قلوب کی تطہیر نہ ہو سکتی۔ کیکر سے آم اور انگور کے پھل نہیں لئے جا سکتے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے بے شمار اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ انکی تاریخ موجود ہے جس سے نظر آتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات سے انسان فرشتہ سیرت بن گئے

رمضان شریف کی غرض انسان کو مطہر و مزکی بنانا ہے۔ ذکر الٰہی اور فکر در کائنات کی عادت ڈالنا ہے۔ اگر کسی نے رمضان کے مہینہ میں یہ سبق حاصل کر لیا تو اس کو مبارک ہو۔

ہمارے زمانہ میں ایک امامؑ مبعوث ہوا۔ وہ مجدد وقت اور مامور الٰہی تھا۔ مجدد اولیاء اللہ میں سے کسی شخص کو بنایا جاتا ہے۔ آپ بھی اولیاء اللہ میں سے تھے، آپ کے پاس بیٹھنے والوں نے روحانی فائدہ اٹھایا۔ تاجر اور اہل علم باخدا ہو گئے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت مولینا عبد الکریم صاحبؓ جیسے جری اور آزاد منش انسان آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ جو قرآن و حدیث کے بلند پایہ عالم تھے اور مکہ مدینہ میں بھی رہ کر اکتساب علم کیا تھا انہوں نے آپ سے روحانی فیوض حاصل کئے۔ ایسا ہی حضرت سید محمد احسن امروہی، مولانا برہان دین صاحب اور کئی دیگر علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ یہ حضرات حضرت مجدد وقت کے پاس بیٹھ کر بلند روحانی مقامات پر فائز ہوئے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مجدد زمانؑ برحق ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت امام وقت نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں اور دشمنانِ اسلام آریوں اور پادریوں کو چیلنج پر چیلنج دیئے، اسی طرح دلی، لاہور اور لکھنؤ کے علماء کو مقابل پر بلایا اور انہیں عربی زبان میں اپنی تصانیف کا مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا لیکن کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ مبارک ہیں وہ انسان جنہوں نے آپ کو قبول کیا۔

یہ جمعۃ الوداع ہے۔ آپ ان باتوں کو یاد رکھیں۔ ان پر کاربند ہوں۔ کوشش کریں خدا تم سے خوش ہو جائے۔

الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب، راولپنڈی

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات اور رؤیا و کشوف

اخبار پیغام صلح کے ۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء کے پرچہ میں میں نے "حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات اور ان کا اطلاق" کے موضوع پر ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں حضرت صاحبؑ کے ان الہامات و کشوف کا ذکر تھا، جن کا تعلق پاکستان اور بھارت کی ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں سے معلوم ہوتا تھا۔ اور کچھ بظاہر بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے متعلق پیشگوئی معلوم دیتی تھی۔ اور ایک دو الہامات میں پاکستان میں آپس کے نفاق اور پھوٹ اور خونریزی کا ذکر معلوم دیتا تھا۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا، الہاموں کے الفاظ میں بعض وقت ابہام بھی ہوتا ہے اور وہ تشریح طلب ہوتے ہیں۔ اگر الہام کے لفظی اور ظاہری معنی ..... ہی سے لئے جائیں تو بعض وقت اجتہادی غلطی بھی لگ جاتی ہے۔ اصل معانی اور مطلب جو قدرے اخفا میں ہوتا ہے وہ وقت آنے پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قریباً تمام الہامات و کشوف اور رؤیا کو کتاب "تذکرہ" میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن بہتر تھا۔ بعد کے ایڈیشنوں میں ربوہ والوں نے کچھ تھوڑی بہت کمی بیشی اور کتربیونت اور توڑ بازی کے ذریعہ اپنا مطلب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی یہ کتاب قابلِ قدر اور لائق مطالعہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے اور بہت سے ایسے الہامات و کشوف اور رؤیا ملتے ہیں جن کا تعلق بظاہر حالات حاضرہ اور آئندہ آنے والے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ان پر تبصرہ قارئین کرام کی دلچسپی اور ازدیادِ علم و ایمان کا باعث ہوگا۔

علاوہ ان الہامات و کشوف کے جن کا ذکر میں نے اپنے پہلے مضمون میں کیا تھا، چند ایک اور الہامات و کشوف ہیں جن کا تعلق پاکستان کے ملک اور لوگوں اور ان کے دشمنوں کے متعلق معلوم دیتا ہے اور کچھ الہامات میں اپنی جماعت احمدیہ اور اس کے مستقبل اور نصرتِ الٰہی کا ذکر ہے۔

ان کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں بعض الہامات ایسے ہیں جو بار بار مختلف موقعوں پر دہرائے گئے ہیں۔ مثلاً الہام "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" (کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے) جو آیت قرآنی بھی ہے، قریباً چودہ بار الہام ہوا تھا۔ پھر ایک الہام ہوا: "اٰتی مع الافواج اٰتیک بغتۃً" (میں فوجیں لے کر تیرے پاس اچانک آؤں گا) کم از کم اکیس (۲۱) بار یہ الہام ہوا تھا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے۔ اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا..... اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں۔ جب تک مقابل کی طرف سے جوشِ انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالےٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔" چنانچہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی رات کو جو ایک سخت زلزلہ آیا (یا جنگ) کے متعلق حضرت صاحبؑ کو رؤیا ہوا اور جس میں حالتِ رؤیا میں ہی آپ نے خیال کیا کہ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"۔ (جو کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ پاکستان و بھارت میں ثابت ہو گئی)، اسی رات اور اسی زلزلہ شدیدہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ:—

"خدا تعالےٰ فرماتا ہے میں چھپ کر آؤں گا۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے ...."

پھر ایک اور الہام ہے جو کہ آیاتِ قرآنی میں سے ہے اور وہ ہے: "الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل" (یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا۔ کیا ان کی تدبیر کو رائیگاں نہیں کر دیا)۔ یہ الہام کم از کم چھ بار مختلف موقعوں پر ہوتا رہا ہے۔ اس کے متعلق حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:—

"اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ایک سورۃ بھیجکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے .... اس میں ایک عظیم نشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا۔ یعنی ان کا مکر الٹا کر ان پر ہی مارا ...... یہ پیشگوئی قیامت تک جانے کی۔ جب کبھی کوئی اصحاب الفیل پیدا ہوں تب ہی اللہ تعالےٰ ان کو تباہ کرنے کے لئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے ......" (اس پیشگوئی کا ایک ظہور ۱۹۶۵ء کی پاکستان بھارت جنگ میں بھی ہوا۔ بھارت کے بکتر بند ڈویژن کا نام ہی "بلیک ایلیفنٹ" (سیاہ ہاتھی) تھا۔ اور جو کچھ اس جنگ میں چونڈہ کے محاذ پر ان ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کا حشر ہوا وہ اب تاریخ کا حصہ ہے)

(۲) ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء کو ایک لمبا سلسلہ الہامات وحی ہوا جس کا شروع "غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون" (آیت قرآنی) سے ہوتا ہے .... پھر کسی ایک دو فقروں کے بعد "اٰتی مع الافواج اٰتیک بغتۃً - اٰیات للسائلین - ظفرٌ من اللہ و فتح مبین" ...... پھر کچھ فقروں کے بعد "نصرت و فتح و ظفر تا بست (بیس ۲۰) سال۔ میدان میں فتح" .... پھر کچھ فقروں کے بعد اس طرح ختم ہوتا ہے "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ - یا جبال اوّبی معہٗ والطیر (سورۃ السبا)۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل - الم یجعل کیدھم فی تضلیل" (تذکرہ ص ۹۳۱) ان الہامات کا کیا اصل مطلب اور مقصد ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کو ہی علم ہے، مگر ظاہر الفاظ سے تو مسلمانوں اور مومنوں کو بعد مغلوب ہونے کے پھر غالب آنے اور اللہ تعالےٰ کی نصرت اور دشمنوں کی ناکامی کا حال معلوم دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

(۳) ۱۵ مئی ۱۸۹۲ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا: "الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل" پھر ملخ (ٹڈی دل) دیکھے۔ مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور اس کی بڑی گونج ہے (دیکھیں بیاض حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ) ٹڈی دل کے اڑنے کی ایک خاص گونج ہوتی ہے۔ اور وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ بظاہر آج کل کے جیٹ جنگی جہازوں کی اڑان کی طرف اشارہ معلوم دیتا ہے۔ اور ان کی اڑان کے ساتھ بہت گونج اور شور ہوتا ہے۔ اور وہ فوجوں کو لے کر بھی اڑتے ہیں۔

(۴) حضرت صاحبؑ کو ۱۷ فروری ۱۹۰۳ء کو الہام ہوتا ہے "یوم الاثنین (یعنی سوموار کا دن) و فتح الحنین"۔ پھر ۲۱ فروری ۱۹۰۳ء (یعنی چار دن بعد) الہام ہوتا ہے "ضاقت الارض بما رحبت" (یعنی زمین فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی) (تذکرہ ص ۴۲۵ و ص ۴۲۷) جنگ حنین میں مسلمانوں پر یہی حالت گذری۔ پہلے ہزیمت اور تنگی۔ مگر پھر فتح۔ دوشنبہ (سوموار) کے دن کے اشارہ سے کیا مطلب ہے۔ یہ ظاہر نہیں ہے۔ اس دوشنبہ کا ذکر مصلح موعود کے متعلق ایک پیشگوئی میں بھی آیا ہے۔

(۵) حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو ایک الہام ہوتا ہے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعۂ ہند میں" (تذکرہ ص ۴۸۰) میرے خیال میں آنحضرت صلعم سے مراد "دین اسلام" ہو سکتا ہے۔ گویا دین اسلام کی حالت اس وقت ہند (یعنی بھارت) میں ایک پناہ گزین جیسی ہے۔ مگر اصل مطلب تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

(۶) ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء حضرتؑ کو الہامات ہوئے: (۱) زمین تہ و بالا کر دی۔ (۲) انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً (۳) لنگر اٹھا دو۔ (تذکرہ ص ۹۸۹)

(۷) یکم مئی ۱۹۰۷ء حضرتؑ کو الہامات ہوتے ہیں:— (۱) پوری ہو گئی۔ (۲) فلیدع الزبانیۃ (یعنی پس چاہیئے کہ اپنے حمائیتوں کو بلا لے تا پورا زور لگائیں۔) (۳) اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی (یعنی تو نے کئی دشمنوں کے گھر ویران کئے) (۴) و ان شکرتم لازیدنکم (یعنی اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دوں گا) (تذکرہ ص ۱۳۲۳)

www.aaiil.org

(۸) پہلے جو میرا مضمون چھپا ہے اس ہی میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا جس میں "ایک عورت" کی حالت زار اور اس کے ذلیل شکل میں کوڑھیوں کی طرح بیٹھے ہوئے اور گندے کپڑوں میں ملبوس ہونے کا ذکر تھا۔ حضرت صاحبؑ اس سے کراہت ظاہر کرتے ہیں، اور آپ کو آواز آتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین، اور یہ کہ "اس پر آفت پڑی۔ آفت پڑی۔" اور اس کا اطلاق بظاہر بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی پر ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رؤیا ہے جو آپ نے ۲۴ر اگست ۱۹۰۳ء میں دیکھا۔ فرمایا:۔

"میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے۔ اور گویا ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی۔ تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے۔ اور خون بہہ رہا ہے۔ پھر بھی باز نہ آئی۔ تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کے اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا۔ بار بار رگڑتا تھا۔ لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی۔ تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں"۔

(تذکرہ ص ۴۹۸)

یہ رؤیاء تو بظاہر پاکستان پر (جس کو کبوتر بتلایا گیا ہے) .... اس کے دشمن کا (جس کو بلی بتلایا گیا ہے) اس پر بار بار حملے کرنا اور مشیت ایزدی کے ماتحت اس دشمن کے بار بار نقصان اٹھانے کے باوجود حملہ آور ہونے اور بالآخر اس کے خاتمہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۹) حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو رؤیاء دیکھا۔ فرماتے ہیں:۔

"اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے۔ دونوں کام نکالتا ہے۔ اور پھر دیکھا کہ وہ بادشاہ (خوارزم شاہ) جس کے پاس بو علی سینا (مشہور حکیم) تھا۔ اس کی کمان میرے پاس ہے اور میں نے اس کمان سے ایک شیر کی طرف تیر چلایا ہے۔ اور شاید بو علی سینا میرے پاس کھڑا ہے اور وہ بادشاہ بھی"۔ (تذکرہ ص ۴۰۹)

اس رؤیاء کا اصل مطلب تو اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوگا۔

(۱۰) ہندوؤں کو آخری زمانے میں کرشن جی کے دوبارہ ظہور کا انتظار ہے۔ کرشن جی خدا تعالیٰ کے ایک نبی تھے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار کا نام دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ .... اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ پر لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ "جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ"۔ اس سے پہلے اپنے ایک اشتہار ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء میں سر سید احمد خاں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

پھر ۱۹۰۷ء کے ایک رؤیاء کا ذکر فرماتے ہیں:۔

"ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔ کرشن جی کہاں ہیں؟ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا "ہے کرشن جی رودر گوپال"۔"

(تذکرہ ص ۵۵۶)

یہاں کرشن کی دو صفت ہیں۔ ایک رودر درندوں اور سوروں کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا۔ یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ یہی دونو صفتیں مسیح موعودؑ کی بھی بیان کی گئی ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۰)

(۱۱) ۱۸ر نومبر ۱۹۰۲ء۔ فرمایا:

"نماز فجر سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے۔ کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں۔ تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ .... پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسر صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں۔ میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لادیں تو ایک کتاب ان پر لکھی جائے۔ .... اور انجیل کے معنی بشارت کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بشارت ظاہر کرے۔ اور جو شخص وہ کام کرلائے گا۔ وہ قطعی بہشتی ہے"۔ (تذکرہ ص ۶۶۴)

(۱۲) ۱۲ر اپریل ۱۹۰۳ء۔ فرمایا کہ

"میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر ذخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا ہوا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔" (تذکرہ ص ۴۷۴)

اوپر نمبر (۳) والے رؤیاء میں ملخ کی کثیر تعداد کو مشرق سے مغرب کی طرف جاتے دکھایا گیا تھا۔ یہاں دریا (بڑا ٹھاٹھیں مارتا) ایکدم رُخ بدل کر مشرق سے مغرب کو بہنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرق کے ممالک میں کچھ بڑی طاقتیں ابھرنے والی ہیں۔ اب مغربی ممالک کی برتری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گی۔

(۱۳) میں نے اپنی کتاب "فتح حق" میں اس موضوع پر مفصل بحث کی تھی کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کو الٰہی اشارہ ہوا تھا کہ ان کے اپنے بیٹے کے عمل غیر صالح کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ میں تفرقہ پڑے گا اور سلسلہ کے کام کو نقصان پہنچے گا۔ حضرت صاحبؑ نے اس پیالہ کو ٹالے جانے کے لئے بھی دعائیں کیں۔ مگر مشیت ایزدی یہی تھی کہ جہاں مسیح موسوی کو نبی سے خدا بنا یا گیا تو وہاں مسیح محمدی کو مجدد سے نبی بنا کر مماثلت پوری ہو۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی اپنی کتاب "تذکرۃ المہدی حصہ دوم" (ص ۳) پر لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا۔ اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں، وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور ان تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب (یعنی سراج الحق نعمانی)۔ اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔"

نوٹ نمبر ۱: حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک الہام کا جو کہ ۷ر نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوا ذکر کرتے ہیں۔ مگر جس کے اظہار کی جناب الٰہی سے اجازت نہیں ملی (شاید "یا نوح اسر رؤیاک" کا الہام بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے)۔ جو الہام ہوا تھا اس کا پہلا فقرہ یہ ہے "دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں"۔ حضرت صاحبؑ نے اس پیشگوئی کو بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ (نواب محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ کو ایک خط میں اس کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں) .... بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے (جیسے حضرت کی دعا الہام کے رنگ میں کرائے خدا اس پیالہ کو ٹال دے) (البشریٰ ص ۸۹)

اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی خاص شخص سے متعلق ہے"

(مکتوب ۳۴/۹۷ مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول ص ۴۵)

نوٹ نمبر ۲: باقی رہا موعود بیٹے ... کا مبعوث ہونا تو اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے

"اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ آج سے تین صدیاں گذرنے نہ پائیں گی جبکہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی سے ناامید ہو کر سلسلہ احمدیہ میں کثرت سے داخل ہوں گے۔ اور وہی زمانہ مصلح موعود کے آنے کا بھی ہوگا جو کہ مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ اسی کی طرف حضرت صاحبؑ نے تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵ میں بھی ذکر کیا ہے۔

(۱۴) اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کو قرآنی آیت وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

حکومت انگریزی سے جہاد ناجائز اور خلاف طریقۂ اسلام ہے

انگریزوں سے جہاد کرنے والے باغی اور مستحق سزا ہیں

اہلحدیثوں کے بہت بڑے عالم اور مفسّر نواب صدیق حسن خان کی کتاب ترجمان وہابیہ سے چند اقتباسات

اہلحدیث اخبارات نے اب پھر اس پرانی راگنی کو دہرانا شروع کر دیا ہے کہ مرزا صاحب نے انگریزوں کی وفاداری کی تعلیم دی ہے اور ان سے جہاد کو حرام قرار دیا ہے جو خلاف اسلام ہے۔ قبل ازیں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ہم نے نواب صدیق حسن خان کی کتاب "ترجمان وہابیہ" سے مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین (اہلحدیث) لاہور کا یہ فتوےٰ نقل کیا تھا کہ:-

"جہاد جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا بمقابلہ اس بادشاہ کے کہ جس نے آزادی مذہب دے رکھی ہے ازروئے شریعت اسلام عموماً خلاف وممنوع ہے اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا کسی اس بادشاہ کے کہ جس نے آزادی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔"

اسی کتاب "ترجمانِ وہابیہ" میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس فتوے پر کل علماء ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق بذریعہ اقرار مہری اور دستخطی کرایا کہ عموماً مسلمانانِ ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد مقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف سنت و ایمان موحدین ہے اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید مولوی محمد حسین کی کی ہے اور اپنے اپنے دستخط و مہر کرکے مولوی محمد حسین کو اس فتوے میں بہت سچا اور پکا کہا ہے اور سب نے اپنی اپنی رضائے اسلامی و ایمانی سے اس فتوے کو قبول کیا ہے اور جانا اور مانا ہے کہ بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان واسلام کے ہے"۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱)

ذیل میں اسی کتاب "ترجمان وہابیہ" سے چند اور فتاوے نقل کئے جاتے ہیں جن میں گورنمنٹ انگریزی سے جہاد یعنی قتال سراسر ناجائز اور خلاف طریقۂ اسلام و شریعت حقّہ قرار دیا گیا ہے۔

درخواست اور عقیدہ

"مولوی محمد حسین نے اس بات کی استدعا کی تھی کہ وہابیانِ ملک ہزارہ کے نزدیک ایک عالم ایلچی بذریعہ مسلمانانِ ہند کے بھیجا جاوے اور وہ مع اس فتوے کے جاکر اس ناسمجھ گروہ کو مطلع کر دے کہ جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کے ممنوع ہے اور نیز ان کو آگاہ کر دے کہ بوجہ انکی اس ناسمجھی کے خونریزی وقتال و جہاد پر سخت گناہ ثابت ہے اور سب کا گناہ ان کے سرپر وارد شرعی ہے اور چونکہ ازروئے شریعت اسلام برٹش گورنمنٹ ہند سے جہاد کرنا خلافِ طریقۂ اسلام و شریعت حقہ کے ہے اس لئے انکی خیر خواہی گورنمنٹ ہند میں برابر مستعد رہنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ دعوےٰ ارسال رسل مولوی محمد حسین کا سر ہنری ڈیوبیس لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا بجواب درخواست مذکور لیفٹیننٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین کا شکریۂ خیر خواہی ادا کیا لیکن کسی مصلحت سے ایلچی کا روانہ کرنا پسند نہ کیا۔" (صفحہ ۱۲۱ - ۱۲۲)

انگریزی سرکار کی مخالفت ناجائز ہے

"اس وقت (۱۸۷۱ء میں) مولوی عبداللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ مشتہر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علمائے مکہ و مدینہ وغیرہ کے فتوے نقل کئے گئے ہیں جن سے سرکار کو معلوم ہو جاوے کہ تمام فتاوائے مذکورہ کی رُو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کو دارالاسلام ہونے میں شک نہیں رہے گا" (صفحہ ۹۵)

اہلِ تقویٰ سرکارِ انگلشیہ کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور بغاوت حرام

"یہ امر کہ کوئی قوم اہل تقویٰ اور ارباب دیانت سے زیادہ تر سرکار انگلشیہ کی دوست دار اور خیر خواہ نہیں یقینی قطعی و واقعی ہے اس لئے ان کا طریقہ عدالت اور امانت اور دیانت پر مبنی ہے۔ اور بغاوت کا حرام ہونا اور نقضِ عہد کا مذموم سمجھنا ان کے ذہنوں میں جما ہوا ہے۔" (صفحہ ۶۱)

ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں کسی اہلحدیث نے حصہ نہیں لیا

"جن لوگوں نے غدر ۱۸۵۷ء میں فساد کیا اور حکامِ انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے نہ متبعانِ حدیث نبوی۔ مگر مکر اور زور کی راہ سے فتنہ پردازی کی تہمت دوسروں پر باندھ دی اور اہلِ غدر کو وہابی ٹھہرایا۔" (صفحہ ۴۷)

فساد کے پردہ میں جہاد کا نام سخت نادانی ہے

"فکر کرنا لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جاوے اور یہ امن وامان جو آج کل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جاوے سخت نادانی و بے وقوفی کی بات ہے۔" (صفحہ ۱۳)

بغیر شرطوں کے پائے جانے کے جہاد ہرگز جائز نہیں

"جہاد وجود شرائط جہاد پر موقوف ہے جو سنتِ صحیحہ یا مذہب کی کتب میں مرقوم ہیں اور جب تک وہ شرائط نہ پائی جاویں جہاد ہرگز جائز نہیں۔ اور بغیر ان شرائط کے اگر کوئی جہاد کا مرتکب ہو تو وہ اپنی شریعت کے بھی خلاف کام کرتا ہے۔" (صفحہ ۵۸)

جہاد بغیر شرائط شرعیہ روا نہیں حکامِ فرنگ سے لڑنے والے جاہل و غافل ہیں

"جہاد بغیر شرائط شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے روا نہیں۔ اور صرف لڑنا بھڑنا اور فتنہ پردازی اور ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل و قمع کرنا ہرگز جہاد نہیں۔ اور جو لوگ بغیر شرائط جہاد حکامِ فرنگ کے قتل کا ارادہ کرتے یا اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں وہ شریعت اسلامیہ اور احکام دین محمدیہ سے بالکل جاہل و غافل ہیں۔" (صفحہ ۲۹)

مخالفت سرکار انگلشیہ جہاد نہیں خبط ہے

"جہاد میں بڑی شرط یہ ہے کہ ایسے امام عادل کامل صاحب فہم و فراست، دانشمند کے ہاتھ پر بیعت کی جاوے کہ جس میں شرائط امامت بخوبی موجود ہوں اور اس ملک کے مردمان ذی ہوش و معاملہ دان و عقلمند اس کی امامت کو پسند فرمادیں اور اس کو برضا و رغبتِ خود بلا جبر و اکراہ اپنے اوپر بیعت عام کرکے حاکم بنادیں اور اس لڑائی میں لڑکوں اور بچوں اور عورتوں اور بڈھوں اور ضعیفوں کو قتل نہ کریں اور اگر پھر دوسرا شخص دعوےٰ امامت کرے تو باغی اور مفسد قرار دیا جاوے اور واجب القتل ہو اور یہ سب شرطیں غدر میں یک قلم مفقود اور غیر موجود تھیں بلکہ ہر ملک و شہر میں جس کا جی چاہا اور اس کو وسوسہ سرداری نے گھیرا وہی سرکار سے باغی ہو کر لڑنے کو کھڑا ہو گیا اور اس لڑائی کو جہاد ٹھہرایا حالانکہ وہ جہاد نہ تھا سراسر فتنہ تھا۔ غرض شریعت اسلام کی بناء پر مسلمانان ہند کو اسی حالات موجودہ پر کہ امن وامان خلائق و رفاہِ عوام بخوبی قائم ہے اور ہر ایک کو اپنے امورِ مذہبی کے اجراء کے لئے بموجب اشتہار گورنمنٹ مجریہ دربار قیصرد ہلی کسی طرح کی مزاحمت اور مخالفت سرکارِ انگلشیہ سے مطلق نہیں۔ جہاد خیال کرنا خبط ہے۔"

(ترجمانِ وہابیہ - صفحہ ۳۰)

(باقی ــــ باقی)

www.aaiil.org

چوہدری فضل داد صاحب - گجرات

ہمارے ملک و قوم کی سالمیت کس طرح ممکن ہے؟

پاکستان کی بقا اور سالمیت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ لیڈرشپ کو قوم کا کلی اعتماد حاصل ہو۔ اعتماد اُس کا حاصل ہو سکتا ہے جو بات کا سچا اور زبان کا پکا ہو۔ برادرانِ اسلام! آج کسی زندہ لیڈر کے نام سے قوم کے دل میں وہ حرارت پیدا نہیں ہوتی جو قائد اعظمؒ کے نام سے پیدا ہوتی تھی۔ کیوں؟ اس لئے کہ قائد اعظمؒ نے اپنی بلندیٔ سیرت اور حسنِ اخلاق سے قوم کے دل جیت لئے تھے۔

کیا آپ نے اخبارات میں ان پاکستانیوں کی الم انگیز، لرزہ خیز اور دردناک داستانیں نہیں پڑھیں جنہیں بھارتی سپاہی ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران پکڑ کر لے گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو امروز ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

پیارے بھائیو! ہمارے ہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں جو خرابیاں اور برائیاں جنم لے چکی ہیں ان کو مکمل طور پر ختم کئے بغیر ہم معاشرہ کو پاک و صاف نہیں بنا سکتے۔ ہمارے اعمال درست ہونے چاہئیں۔ جب تک ہم میں سے ہر شخص خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہو، مُلک و ملت کے تقاضوں کا احساس نہ کرے اور تعمیرِ نو کی خاطر برائیوں کو خیرباد کہتے ہوئے مخلصانہ کوشش میں نہ لگ جائے، اس وقت تک معاشرہ پاک نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم نے ملک کو فلاحی مملکت بنانا ہے تو ملک سے شراب خانے اور دیگر منشیات فوراً ختم کر دینی ... چاہئیں اور جرائم پیشہ لوگوں کو اسلام کی تجویز کردہ سزائیں دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ہمارے اعمال کافروں جیسے ہی رہے تو پھر اللہ تعالےٰ کی نصرت کیونکر حاصل ہو گی؟

اگر ہم اپنی برائیوں کو ختم کر دیں تو پھر منزل قریب آ جائے گی۔ ہمیں سادگی اختیار کرتے ہوئے اپنے وسائل کے مطابق زندگی گزارنی چاہیئے۔ ایمانداری کو شعار بنانا چاہیئے۔ قومی روپے کو قومی خزانے میں جمع کرائیں۔ چاہے وہ ہاؤس ٹیکس ہو یا فون کا بل۔ مصنوعی معیارِ زندگی ترک کر دینا چاہیئے۔ اس میں قوم کا اور اپنا فائدہ ہے۔

مسلمان کو اس بات کا شدید احساس ہونا چاہیئے کہ موت کے بعد کی زندگی کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے جس کی خوشحالی کا دارومدار یہاں کے اچھے اعمال پر ہے۔ اس لئے اس چند روزہ زندگی کو خوشگوار اور حسین بنانے کے لئے سرتوڑ کوشش کرنا چاہیئے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک انسان ہر فعل پر کڑی نظر نہ رکھے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

اے قوم تیری غیرت کو کیا ہو گیا؟

جس مقصد کے لئے پاکستان وجود میں لایا گیا تھا اس سے اعراض برتا۔ قوم کی تشکیل علاقائی بنیادوں پر شروع کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقی پاکستان الگ ہو گیا۔ اب مغربی پاکستان میں صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان بھی اسی نظریہ کو بیدار کر رہا ہے۔ ولی خان کا بیان "دو قومی نظریہ ختم ہو چکا ہے اور اسلامی نظام کی ترویج فرسودہ باتیں ہیں" (نوائے وقت ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء) بہت ہی افسوسناک ہے۔ نظریۂ پاکستان ان لوگوں کے دل کی گہرائیوں سے نکل چکا ہے۔

نوائے وقت نے اپنی یکم ستمبر کی اشاعت میں اپنے نامہ نگار خصوصی (مقیم لندن) کے حوالے سے لکھا ہے کہ روس برطانیہ اور امریکہ ایک خاص سکیم کی تیاریاں کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ معتبر ذرائع کے مطابق پاکستان میں زبردست خونی ہنگاموں کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں

آگ دی صیاد نے جب آشیانہ کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

ان حالات و واقعات کی روشنی میں

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

اعلانات و اطلاعات
مقامی جماعت احمدیہ لاہور

رابطہ کمیٹی حلقہ ۳ کا اجلاس

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی رابطہ کمیٹی حلقہ ۳ (مشمولہ علاقہ اندرونِ شہر، احمدیہ بلڈنگس، رحمن آباد، کرشن نگر، میو روڈ، مصری شاہ، بھاٹی گیٹ، چوبرجی وغیرہ) کا پہلا ماہانہ رابطہ اجلاس ڈاکٹر مبارک احمد صاحب صدر مقامی جماعت لاہور کی میزبانی میں مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء بروز بدھ ۲ بجے بعد دوپہر احمدیہ ہال لاہور میں منعقد ہوگا۔ ان حلقہ جات کے تمام احمدی احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہوں اور اپنے ساتھ اپنے نوجوان بچوں اور دیگر غیر احمدی احباب کو ہمراہ لائیں، تاکہ ایک دوسرے سے تعارف ہو اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کیلئے تجاویز سوچی جائیں۔ احباب کو اس سلسلہ میں فرداً فرداً اطلاع بھی بھجوائی جا رہی ہے۔ اختتام اجلاس پر حاضرین کی کھانے سے تواضع کی جائے گی۔

(أ) شادی فنڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے سال رواں کے بجٹ میں -/2500 روپے شادی فنڈ میں رکھے ہیں جس سے کم استطاعت رکھنے والے احباب کی لڑکیوں کی شادی میں مالی معاونت مقصود ہے۔ مخیر اور دردمند احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں ضرور حصہ لیں۔ ضرورتمند احباب جو اس فنڈ سے مستفیض ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بھیجتے وقت مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ کے دو اراکین یا دو ممبران مجلس معتمدین مرکزی انجمن سے تصدیق کروائیں۔

(ب) طبّی امداد کے لئے نئے کارڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے وہ احباب جو مفت طبّی امداد کے مستحق ہیں اور ان کو گذشتہ سال کارڈ جاری کئے گئے تھے اُن سے گذارش ہے کہ وہ نئے سال کے کارڈ دفتر مقامی جماعت احمدیہ ۱۵-۱ احمدیہ مارکیٹ برانڈرتھ روڈ لاہور سے شام ۴ بجے تا ۶ بجے آ کر حاصل کریں۔ موجودہ کارڈ ۳۰ نومبر تک کارآمد ہوں گے اس کے بعد نئے کارڈ کے ساتھ ہی ادویات مل سکیں گی۔

ماسٹر محمد عبداللہ - ڈائرکٹر فلاح و بہبود مقامی جماعت احمدیہ لاہور

درخواستہائے برائے قرض تعلیمی وظائف

مقامی جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق طلباء و طالبات جو پوسٹ گریجوایٹ یا دیگر پیشہ ورانہ امتحان کی تیاری کر رہے ہوں یا کرنا چاہتے ہوں اور لاہور میں رہائش پذیر ہوں، مالی مشکلات کے پیش نظر تعلیمی قرض حسنہ کے طور پر مالی امداد کے خواہشمند ہوں وہ مجوزہ فارم پر اپنے مفصل کوائف کے ساتھ اپنی درخواست ارسال فرمادیں۔ یہ قرضہ حسنہ ایک سال کے لئے ماہوار اقساط میں جاری کیا جائے گا۔ درخواست مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلسِ انتظامیہ یا مرکزی انجمن معتمدین کے دو ممبران سے تصدیق کردہ ہو۔

غلام نبی مُسلم
ڈائرکٹر شعبہ تعلیم و تبلیغ مقامی جماعت احمدیہ - لاہور

جامع احمدیہ مُسلم ٹاؤن میں درس قرآن کریم

جامع احمدیہ، مسلم ٹاؤن لاہور میں محترم الحاج نصیر احمد صاحب فاروقی ہفتہ کے دو دنوں پیر اور جمعرات کو بوقت چار بجے شام درسِ قرآن کریم دے رہے ہیں۔ اس روحانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے کے لئے احباب پابندیٔ وقت سے اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ تشریف لائیں خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔

شعبۂ نشر و اشاعت مقامی جماعت احمدیہ لاہور

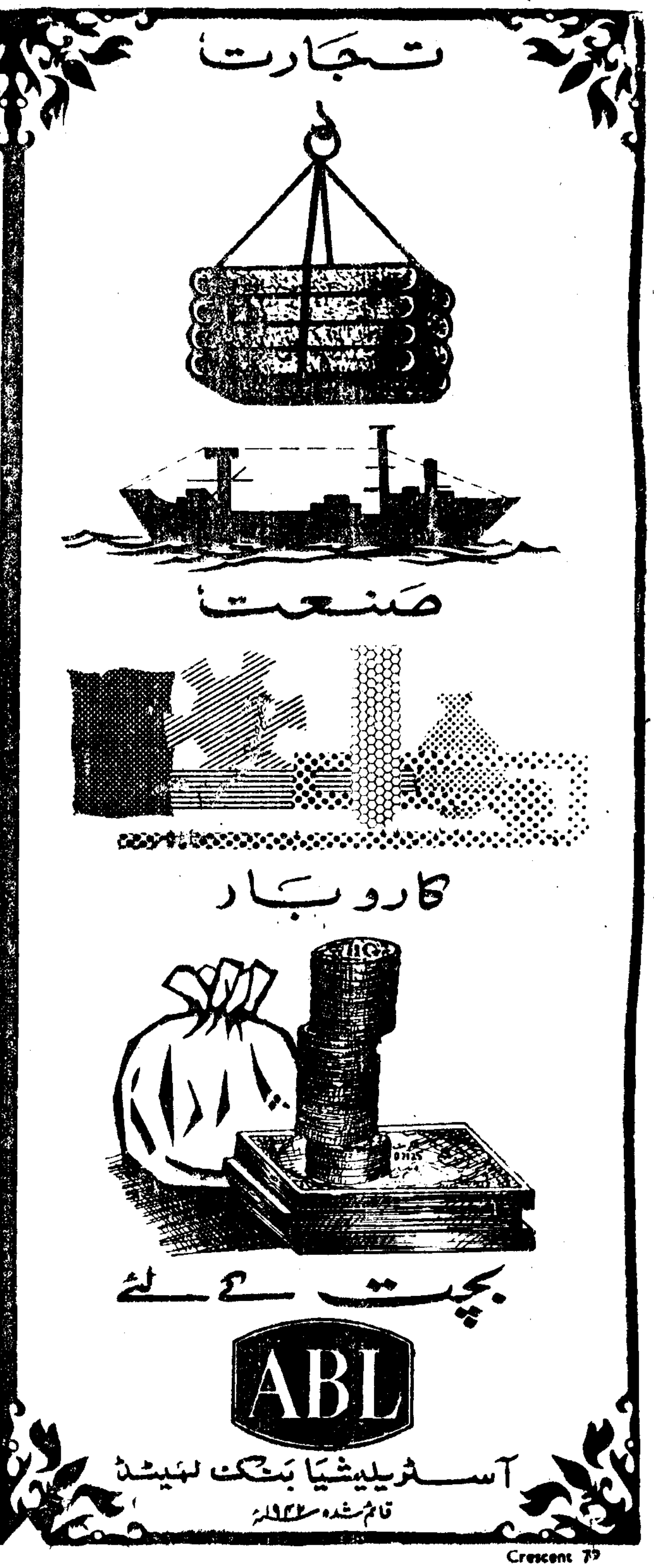

Crescent 79

(بسلسلہ صفحہ [illegible])

میں دل کی گہرائیوں سے خلوص نیت سے اپنے احمدی بھائیوں کو بالخصوص اور دوسرے مسلم بھائیوں سے بالعموم عرض کروں گا کہ آیئے :-

اس سارے ڈرامہ کو جس کا ذکر اوپر ہے رات کی تنہائی میں تین بجے بارگاہِ صمد میں رکھیں اور رو رو کر رحمت خداوندی کو جوش میں لائیں کہ اے پروردگار عالم! تجھ پر روشن ہے کہ ہم میں کمزوریاں بھی ہیں، ہم میں قوم فروش بھی ہیں، غدار بھی۔ غرضیکہ ہم میں تمام عیوب ہیں اور ہمارا ازلی دشمن مکار اور ہوشیار ہے۔ ہم تیری درگاہ میں بے بس ہو کر گرتے ہیں۔ تو ہماری خطاؤں، نافرمانیوں اور نالائقیوں پر غفاریت کی چادر لپیٹ دے۔ محض اپنی بے پایاں رحمت سے پانسہ پلٹ دے۔ جہاں ناامیدی ہے وہاں اُمید۔ جہاں اندھیرا ہے وہاں روشنی کر دے۔

ہمیں عقل اور فکر کی پوری صلاحیتوں سے کام لے کر سوچنا چاہیئے کہ ہمارا ایسا حال کیوں ہوا ہے؟

ذٰلک ان لم یکن ربک مہلک القرٰی بظلم و اھلھا غافلون ؏

یہ اس لئے ہے کہ تیرا رب ایسا کبھی نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہلاک کر دے درآنحالیکہ انہیں بتایا نہ گیا کہ صحیح راستہ کونسا ہے اور غلط کونسا..... اور غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کسی کو اس قسم کی وارننگ دیئے بغیر یونہی تباہ کر دینا دھاندلی ہے اور خدا کسی سے دھاندلی نہیں کرتا۔

[illegible] رسالت [illegible] اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سہ لائف نمبر ۵ پزیدہ

پیغامِ صلح
پاکستان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سوامی ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۷

جلسۂ سالانہ "دار السلام" میں ہوگا

حسب فیصلہ انجمن امسال جلسہ سالانہ احمدیہ بستی "دار السلام" میں منعقد ہوگا۔

چوہدری تفضل حق۔ افسر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

شہوات سے دوزخ اور مشقت سے جنت ملتی ہے

عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال حجبت النار بالشھوات وحجبت الجنّۃ بالمکارہ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ پر شہوات کا پردہ پڑ گیا۔ اور جنت پر مشقتوں کا پردہ پڑ گیا۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ:۔ یعنے شہوات کے نیچے دوزخ یا آگ ہے اور مشقتوں اور مجاہدات کے نیچے جنت۔

جنت اور دوزخ جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہیں

عن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الجنّۃ اقرب الی احدکم من شراک نعلہ والنّار مثل ذٰلک۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تم میں سے ایک کے اس کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے اور دوزخ بھی اسی طرح ہے۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ:۔ کیونکہ انسان کے ہر عمل کا نتیجہ ان دونوں ۴۴

ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں
ایک سعید اور دوسرا شقی

مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ابوجہل بھی۔

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد گرامی

دیکھو! میں محض اللہ مختصر طور پر چند باتیں سناتا ہوں، میری طبیعت اچھی نہیں اور زیادہ باتوں کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے نیک اور پاک فطرت عطا فرمائی ہے اور جن کی استعدادیں عمدہ ہیں وہ بہت باتوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور ایک اشارہ سے ہی اصل مقصد اور مطلب کو سمجھ لیتے ہیں اور بات کو پا لیتے ہیں۔ ہاں جو لوگ اچھی فطرت اور عمدہ استعداد نہیں رکھتے اور اللہ تعالےٰ کی ذات اور قدرت پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ تو اپنی ہی اغراض کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ایسی پستی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام اکٹھے ہو کر ایک ہی وعظ کے منبر پر چڑھ کر نصیحت کریں انہیں تب بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی وہ سر ہے کہ ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے۔ اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔ دونوں فرقے وعظ و نصیحت کے لحاظ سے یکساں طور پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے تھے۔ اور اس پاک گروہ نے کبھی کسی سے بخل نہیں کیا، پورے طور پر حق نصیحت ادا کیا، جیسے سعیدوں کے لئے ویسے ہی اشقیا کے لئے۔ مگر سعید قوم کان رکھتی تھی جس سے اس نے سنا، آنکھیں رکھتی تھی جس سے دیکھا، دل رکھتی تھی جس سے سمجھا مگر اشقیا کا گروہ ایک ایسی قوم تھی جس کے کان نہ تھے جو سنتی۔ اور نہ آنکھیں تھیں جن سے دیکھتی نہ دل تھے جس سے سمجھتی۔ اسی لئے وہ محروم رہی۔

مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔ مگر وہی مکہ جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں۔ اسی سرزمین سے یہ دونوں انسان پیدا ہوئے۔ جن میں سے اوّل الذکر اپنی سعادت اور رشد کی وجہ سے ہدایت پا کر صدیقوں کا کمال پا گیا اور دوسرا شرارت جہالت بے جا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں، ایک رحمانی، دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں۔ اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریت میں شہرت رکھتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

---

۴ میں سے ایک ہے یعنی جنت یا نار۔ اور ہر فعل کا نتیجہ ساتھ مترتب ہوتا جاتا ہے بالفاظ دیگر ہر انسان کی جنت اور اس کا دوزخ ساتھ کے ساتھ بنتے چلے جاتے ہیں۔ (فضل الباری)

www.aaiil.org

کامیاب زندگی بسر کرنے کا طریق

مسلمان دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اسے چاہئے کہ بے حیائی اور بری باتوں سے مجتنب رہے جو فساد کا موجب ہوتی ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ: قد افلح المؤمنون۔ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین، فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولٰئک ھم العادون۔ والذین ھم لامٰنتھم وعھدھم راعون والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون، اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین۔

——(سورۃ المؤمنون [۲۳]: ۱ تا ۱۱)——

فرمایا۔ مؤمن یقیناً کامیاب ہوگئے، کامیاب زندگی بسر کرنا ہر ایک انسان کی خواہش ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ چیز جو ہر انسان کا مقصد ہے اس کو مدنظر رکھ کر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مؤمن یقیناً کامیاب ہوگئے۔

یہ کتاب یعنی قرآن کریم ہمیں کامیاب زندگی بسر کرنے کی راہ بتانے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ وہ تلقین کرتی ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی قدرت و احسانات کو سامنے رکھتے ہوئے عبادت الٰہی میں مصروف ہوں اور اپنی عبادت میں تذلل و انکساری اختیار کریں کہ ہم کو ایسے بادشاہ نے زندگی بخشی ہے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ فرمایا الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ عبادت الٰہی جو روح کی غذا ہے اس میں مؤمن اللہ تعالےٰ کے آگے تذلل اختیار کرتے ہیں والذین ھم عن اللغو معرضون۔ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ کیونکہ روحانی ترقیات سے یہ بعید بات ہے کہ لغو باتوں میں وقت ضائع کیا جائے۔ اور فرمایا والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق لگانا چاہتے ہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیکی اور پاکیزگی کے رستہ کو اختیار کریں اور خیرات و زکوٰۃ دیں۔ والذین ھم لفروجھم حافظون۔ وہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ بے حیائی کے کاموں سے امن برباد ہوتا ہے اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان جو قرب الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کے لئے رحمت بن جائے۔ وہ امور جو دنیا میں فتنہ و فساد کا موجب ہیں ان میں سے سب سے بڑھ کر بے حیائی ہے۔ اگر خدا سے تعلق لگانا ہے تو بے حیائی کے تمام کاموں سے رک جاؤ، اسلام امن پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مؤمن وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کر کے عفت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم انسانیت پر احسان ہے کہ جہاں قرب الٰہی کے حصول کے لئے عبادت الٰہی کا درس دیا وہاں ہر قسم کی بری باتوں سے جو دنیا میں فساد پیدا کرنے والی ہیں قوم کو مجتنب رہنے اور پاک زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔ مومن مسلمان جہاں کہیں ہو، دنیا کے کسی خطہ میں رہتا ہو، چاہیئے کہ اس کے آس پاس رہنے والوں کو یہ یقین ہو کہ اس کی زندگی پاکیزہ ہے، اگر ایک مسلمان نماز بھی پڑھتا ہے اور چھپ چھپا کر بے حیائی کی باتوں میں مصروف رہتا ہے تو وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ خدا کا قانون یہ ہے کہ ہم بے حیائی کو ظاہر کردیں گے۔ جیسا کہ فرمایا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ شرمگاہوں کی حفاظت کا ذکر کر کے فرمایا الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ نکاح کی زندگی کے سوا مرد و زن کا اور کوئی تعلق پسندیدہ نہیں فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولٰئک ھم العادون۔ جو کوئی اور ناجائز طریق اختیار کرے گا وہ حدود کو توڑتا ہے۔ والذین ھم لامٰنتھم وعھدھم راعون۔ ایک حصہ تو عفت و حیا کی زندگی بسر کرنے کے متعلق ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ مسلمان قول و قرار کا پختہ ہو اور وہ امانتدار اور دیانتدار ہو، جب یہ رنگ پیدا ہو جائے تو مخلوق خدا میں امن اور سلامتی کا دور دورہ ہوگا۔

امن کو توڑنے کے دو طریقے ہیں، ایک تو بے حیائی کا کام ہے، اس سے قبیلہ، قبیلے کا دشمن ہو جاتا ہے، پھر ان میں قتل و مقاتلہ ہوتا ہے، پھر انتقام اور انتقام در انتقام کی آگ بھڑکتی ہے اور خون خرابے ہوتے ہیں۔ بے حیائی فساد کی جڑ ہے، خدا تعالےٰ ایسے شنیع فعل سے منع کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ فرمائی کہ مومن عہد و پیمان کا پکا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے دنیا میں امن اور راستبازی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

مومن کا ایک عہد یہ ہے کہ میں خدا کے احکام کی پابندی اور حضرت نبی کریم کی سنت پر عمل کروں گا۔ یہ عہد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ میں لیا گیا ہے جس کو مسلمان دن رات دہراتا رہتا ہے۔ اس عہد کو پورا کرنا مسلمان کا فرض ہے، اور فرمایا والذین ھم علیٰ صلاتھم یحافظون مومنوں کی یہ بھی شان ہے کہ وہ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، مومن کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو نماز کے مقصد کو باطل کرتا ہو۔ نماز رسم کے طور پر ادا کرنی چاہیئے۔ مسجد میں طہارت کا سبق سیکھنے کے لئے جمع ہونا چاہیئے۔ یہ گرجا گھر کی طرح کوئی رسمی اجتماع نہیں ہے۔ احکام الٰہی کی فرمانبرداری ایک بہت بڑا عہد ہے جسے جو کوئی مدنظر رکھ کر زندگی بسر کرے گا دنیا میں امن پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اگر ہم مجموعی طور پر امانت و دیانت پر کاربند ہو جائیں تو قوم مضبوط اور خوشحال ہوگی۔ مومن کی ان تمام صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اولٰئک ھم الوارثون۔ یہی لوگ تو وارث ہیں الذین یرثون الفردوس۔ یہاں پر اولٰئک ھم الوارثون فرمایا۔ اور شروع میں فرمایا قد افلح المومنون پہلے اور آخری جملہ پر غور کریں۔ فرمایا یقیناً یقیناً مسلمان کامیاب ہوگئے۔ اور فردوس کے مالک بن گئے۔

ان تمام صفات کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین۔ انسان کائنات کا مطالعہ کرے، اور خود اپنی زندگی کا مطالعہ کرے، یہ انسان ایک قطرۂ آب سے پیدا ہوا ہے جو نقش بر آب سے بڑھ کر نہیں، یہ خدا ہی کا کام ہے کہ اس قطرۂ آب کے اندر انسان کے اخلاق، اس کی شکل و شباہت، اس کا رنگ، اس کی ہڈیاں، اس کا نروس سسٹم، اس کا ذہن، اس کا قلب و نظر سب کچھ موجود ہے۔ وہ لوگ جو اچھی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا اثر ان کی اولاد پر بھی پڑتا ہے۔ جنہوں نے خدا خوفی اختیار کی، ان کی زندگی پُرمسرت گذری تو ان کی اولاد بھی اچھی ہوگئی۔ فرمایا کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ مٹی سے تمام چیزیں پیدا ہو رہی ہیں، سبزی ترکاری، درخت، پھل، پھول، غلہ جات یہ سب کچھ مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح سے یہ چیزیں مٹی سے پیدا ہو رہی ہیں اسی طرح یہ انسان بھی مٹی سے ہی پیدا ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ مٹی کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکی گئی ہو، انسان بھیڑ بکری کا دودھ اور گوشت کھاتا ہے، پھل اور غلہ جات کھاتا ہے۔ ان چیزوں کے کھانے سے وہ خون پیدا ہوتا ہے جس سے انسان کی نسل چلتی ہے۔

فرمایا کہ انسان کو چاہیئے کہ اپنی تخلیق پر غور کرے کہ ہم نے زمین و آسمان کے ربط سے انسان کی زندگی اور اس کے

ہفت روزہ پیغام صلح —— (لاہور) —— مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء

کسرِ صلیب اور جماعت احمدیہ

احادیث نبویہ میں مسیح موعودؑ کی بعثت کی اغراض میں سے سب سے بڑی غرض یہ بتائی گئی ہے، کہ وہ کسرِ صلیب کرے گا عام طور پر اس کے معنے یہ سمجھے جاتے رہے ہیں کہ صلیب کا نشان جو گرجوں کے اوپر لگا ہوا ہوتا ہے یا مسیحی پادریوں کے سینوں پر لٹکایا جاتا ہے، مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر اس نشان کو مٹاتے یا توڑتے پھریں گے حالانکہ یہ کوئی ایسا کام نہیں جس سے عیسائیت کا کچھ بگڑ سکے، نہ کوئی عقلمند اس کو پسندیدہ قرار دے سکتا ہے، کسرِ صلیب کا مطلب صلیبوں کو توڑنا نہیں بلکہ صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کرنا ہے، اور چونکہ آخری زمانہ میں صلیبی مذہب کی فتنہ انگیزیوں کا بہت بڑھ جانا مقدر تھا، اس لئے اس کو باطل ثابت کرنے اور اس فتنہ کو مٹانے کی غرض سے اُمتِ محمدیہ میں سے کسی مسیحی صفت انسان کی بعثت کی خبر دی گئی،

یہ مسیحی صفت انسان چودھویں صدی کا مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں، جنہوں نے اپنی بعثت کی غرض یہی بتائی ہے کہ صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کیا جائے، اسی غرض سے انہیں عیسٰے ابنِ مریم کا نام دیا گیا، جیسا کہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

اسی غرض کی وضاحت کرتے ہوئے آپ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اجرا کے موقعہ پر اپنی جماعت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہو گا کہ اصل غرض خدا تعالےٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دُور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے ...."

اس غرض کو پورا کرنے کے لئے آپ نے کیا تدابیر اختیار کیں؟ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں یورپ اور دیگر عیسائی ممالک میں ایک طرف اور بلادِ اسلامیہ اور برصغیر پاک و ہند میں دوسری طرف مسیحی مذہب کی سرگرمیاں بڑے زور شور سے جاری تھیں، جن کے سدباب کے لئے آپ نے یورپ کے لئے انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا اور بلادِ اسلامیہ اور برصغیر کے مسلمانوں کی (جو کثرت سے عیسائیت کے آغوش میں چلے جا رہے تھے) حفاظت کیلئے اُردو اور عربی میں ایسا لٹریچر پیدا کیا جس نے عیسائیت کے محل میں تزلزل پیدا کر دیا، اور کہاں تو عیسائی بڑے زور شور اسلام پر حملہ آور تھے اور کہاں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ہزیمت اُٹھا کر یہ اعلان کر دیا کہ کوئی عیسائی کسی احمدی سے مذہبی مناظرہ نہ کرے۔

یورپ میں ریویو آف ریلیجنز کے مضامین اور بعدہ جماعت احمدیہ لاہور کے تبلیغی مشنوں نے مسیحی معتقدات کی غلطیوں کو اس طرح کھول کر بیان کیا کہ کثرت سے پڑھے لکھے لوگ اس مذہب سے بیزار ہو گئے اور جب ان کے سامنے اسلام کا نقشہ پیش کیا گیا تو وہ اس کے گرویدہ ہونے لگے، افسوس کہ ہماری کوششیں زیادہ وسعتیں اختیار نہ کر سکیں ورنہ آج یورپ کا بہت بڑا حصہ اسلام کے زیرِ نگین ہوتا، اب بھی ضرورت ہے کہ وہ لٹریچر جو حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ نے اسلام کی معقولیت اور صداقت کے ثبوت میں پیدا کیا ہے، یورپ بالخصوص انگریزی بولنے والے ممالک میں کثرت سے پہنچایا جائے کیونکہ اگرچہ پڑھے لکھے لوگوں کے دل عام طور پر عیسائیت سے بیزار ہو چکے ہیں، اور اس رنگ میں کسرِ صلیب بہت حد تک ہو چکی ہے لیکن وہ قومیت کے لحاظ سے عیسائی ہی کہلاتے ہیں ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر کے ذریعہ انہیں اسلام کی طرف لانے کی کوشش کی جائے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، یہاں بھی دلائل کے رنگ میں مسیحی مذہب کا بطلان ثابت ہو چکا ہے اور صرف سکولوں میں مسیحی اندازِ تعلیم اور اچھوت اقوام کے ساتھ مروت کا برتاؤ مسیحیت کے قیام کا ذریعہ رہ گیا ہے اب نہ وہ مناظرے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں رائج تھے اور نہ مناظر مسلمانوں کو یہ کہہ کر بہکاتے رہتے تھے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام تمہارے اپنے عقیدہ کے مطابق دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور عنقریب اُمتِ محمدیہ کی اصلاح (بالفاظِ دیگر انہیں عیسائی بنانے) کے لئے نازل ہونے والے ہیں، حالانکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) مرے ہوئے چودہ سو سال گذر گئے اور وہ دوبارہ آ نہیں سکتے ایسا ہی اب علانیہ مسیحیت کی تبلیغ بھی مسلمانوں میں عام طور پر نہیں کی جاتی گویا عملاً کسرِ صلیب ہو چکی، تو حضرت عیسٰے علیہ السلام کو زندہ ماننے والے مسلمانوں کا عقیدہ صلیبی مذہب کا ایک حد تک مددگار ہے، اگر وہ اس عقیدہ کو چھوڑ کر وفاتِ مسیح کے قائل ہو جائیں اور اچھوت اقوام اور خود مسیحی حضرات کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کریں تو کسرِ صلیب میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے گی۔

ضرورت ہے کہ اس رہی سہی کسر کو بھی ختم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ حرکت میں آئے اور ان عوامل کے ذریعہ جو اچھوت اقوام اور دوسرے لوگوں کے مسیحیت پر قائم رہنے کا موجب ہیں، انہیں اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں ہم جانتے ہیں کہ اس میں کئی ایک مالی و اقتصادی مشکلات حائل ہیں، لیکن دلوں کے اندر حق کو پھیلانے کا جذبہ اور جوش ہو تو ان مشکلات کا زائل ہونا کچھ دشوار نہیں، خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے مالِ وافر کی نعمت سے نوازا ہوا ہے، حضرت مسیح موعود کسرِ صلیب ہی کے ذکر میں ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا، میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آ جائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہو گی پس چاہیئے کہ خدا تعالےٰ پر توکل کر کے پُورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہو گا....... یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو، پس خوش قسمت ہے وہ شخص جو خدا سے محبت کرے۔"

مسیح موعود کے یہ الفاظ اس قابل ہیں کہ انہیں غور اور توجہ کے ساتھ پڑھا جائے اور کسرِ صلیب کے لئے ان ضروری عوامل کو کام میں لانے کے لئے پوری کوشش کی جائے جو مالی اور اقتصادی ضروریات کے طالب ہیں۔

یاری پورہ کشمیر میں ایک مذہبی تقریب

یاری پورہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت کی سرکردگی میں گذشتہ ۱۰ ستمبر کو یہاں ایک جلسہ شیخ عبدالصمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس کا آغاز غلام حسن ملک صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ پرویز احمد صاحب نے نعت پڑھی۔ محمد یوسف تاثیر صاحب نے قبول احمدیت کے وجوہ بیان کر کے سامعین کو سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور پروگرام پر عملدرآمد کرنے کی تلقین کی۔ مولوی سمیع اللہ صاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر میں موجودہ پُر آشوب صدی کے متعلق گذشتہ بزرگوں کے مکاشفات سنائے اور مسلمانوں کی موجودہ سیاسی، سماجی اور اخلاقی حالت کا تجزیہ کر کے یہ حقیقت واضح کی کہ موجودہ دَور ایک بہت بڑے مصلح اور مجدد کا متقاضی تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مبعوث فرمایا۔ موصوف نے یہ بھی کہا کہ آج سے پہلے جن عقائد و نظریات کے لئے حضرت مرزا صاحب پر مکفر علماء کفر کے فتوے لگاتے تھے۔ وہ علماء آج خود انہی عقائد و نظریات کو نہ صرف قبول کر چکے ہیں، بلکہ تصانیف کے ذریعہ ان کی تشہیر بھی کیا کرتے ہیں۔ پروفیسر نور الدین زاہد صاحب نے معراج شریف کی حقیقت پر تقریر کی۔ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب نے حضرت بانی سلسلہ

(باقی بر صفحہ [illegible])

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سورۃ مریم کی اہمیت

الحمد للہ کہ ہمارا خدا تمام نوع انسان کی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے کافی ہے اور انسانیت کو صحیح راہ پر چلانے کے لئے خود اس کا ہادی ہے ہر آن اس کی برکات نازل ہوتی رہتی ہیں یعنے وہ برکتوں والی ہمہ گیر ہستی ہے۔ اس کا علم تمام کائنات پر حاوی ہے۔ اس کے وعدے صحیح اور وہ خود صادق الوعد ہے۔ خدا کی یہ جو صفات ہم نے لکھی ہیں اسی سے سورۃ مریم کا آغاز ہوا ہے۔ کھیٰعص کے بھی یہی معنی ہیں۔ انہی صفات کی پناہ لیتے ہوئے ہم زیر بحث مضمون پر مزید بحث کریں گے اور کوشش کریں گے کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

ہم پر یہ حقیقت لحہ بہ لحہ زیادہ تابانی سے روشن ہو رہی ہے کہ اسلام کے غلبہ کی پہلی اور آخری شرط یہ ہے کہ دنیا سے عیسائیت کے باطل مذہب کا کُلی خاتمہ ہو جائے۔ باقی مذاہب سے کچھ خطرہ نہیں اور ان مذاہب میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں۔ وہ زوال اور انحطاط کے آخری مرحلے پر پہنچ چکے ہیں، اور ان کی باطل نوازیاں اب متحجر (FOSSILISED) شکل اختیار کر چکی ہیں۔ عیسویت یا پولوسیت ہی ایک ایسا متحرک فتنہ موجود ہے، جس کی بے مثال تنظیم اور بے پناہ پروپیگنڈا نے انسانیت کو متاثر کر رکھا ہے۔ اگر آج یہ ثابت ہو جائے کہ مسیحؑ خدا کے فرزند نہیں بلکہ انسان کے ولد ہیں اور یہی سچائی بھی ہے، تو یہ مذہب ختم ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہماری بے چینی کا بڑا موجب یہ ہے کہ دنیا میں پاکستان اور انڈونیشیا کا دو ایسے اسلامی ممالک ہیں جن کی وسیع اسلامی آبادیاں فروغ اسلام کے لئے مضطرب ہیں اور یہی دو ملک ایسے ہیں جہاں عیسائیت خوب پھیل رہی ہے۔

اگر کوئی فارغ البال محقق صرف ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک ان اعداد و شمار کا مطالعہ کرے جو عیسائی مشنری سوسائٹیوں کی رپورٹوں سے دستیاب ہو سکتے ہیں تو دنیا پر روشن ہو جائے گا کہ یہ دونوں اسلامی ممالک کس طرح عیسائیت کی اشاعت و تبلیغ کی زد میں آ رہے ہیں عرب ممالک میں بھی خیریت تو نہیں مگر وہاں عیسائیت کی بجائے مغربی مادہ پرستی اور الحاد کا زور ہے۔

سورہ مریم کی ابتدائی آیات کے مطالعہ سے ایک دو اور امور کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول ہوئی ہے۔ اس کا ذکر بھی ہم اس مرحلہ پر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

مولٰینا غلام احمد پرویز کی تحریکِ قرآن فہمی کی دو خامیاں

جہاں بیٹھ کر ہم یہ مضمون لکھ رہے ہیں، وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر اس تحریک کا مرکز ہے اور وہی پرویز صاحب کی قیام گاہ ہے۔ اور وہیں جا کر ہم ان کے درسوں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ درس کے دوران بلاشبہ ہماری صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے مگر درس سے اُٹھ کر جب ہم لوٹتے ہیں تو ہم ایک گونہ تشنگی محسوس کرتے ہیں۔ اس تشنگی کی اصل وجوہات ہم پر پوری طرح واضح نہیں ہوئیں مگر سورہ مریم کی ابتدائی آیات نے ہماری آنکھیں کھول دیں حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ جس موضوع پر ہم نے قلم اُٹھایا ہے اس کی تائید میں ہمیں پرویز صاحب کا پُورا تعاون حاصل ہے۔ پرویز صاحب حضرت مسیحؑ کو عام انسانوں کی طرح ماں اور باپ دونوں کے اختلاط کا نتیجہ اور پیداوار سمجھتے ہیں۔ اور اس میں انہیں کبھی شک پیدا نہیں ہوا کہ مسیح کی پیدائش کسی اور قانون کے ماتحت نہیں ہوئی۔

ہم نے جو آج تک درس کی متعدد محفلوں میں شمولیت حاصل کر کے پرویز صاحب سے قرآن کریم کے معارف سیکھے ہیں وہاں ہم یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ پرویز صاحب ماسوائے انبیاء کے کسی انسان کا خداوند تعالےٰ سے براہ راست رابطہ قائم رکھنے کے امکان کو تسلیم نہیں کرتے بالفاظ دیگر ان کو اصرار ہے کہ مکالمہ و مکاشفہ الٰہیہ کی نعمت صرف انبیاء تک محدود ہے اور غیر انبیاء کو اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کی لذت کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اسی لئے مذہب کا ایک بڑا اہم اور لازمی جزو یعنے عبادات ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ اور وہ "عبادات" کے کچھ ایسے معنی بیان کرتے ہیں جس سے عبادات کی اہمیت اور ان کی وجہ سے قلب پر جو نقوش اُجاگر ہونے چاہئیں، وہ مٹنے لگتے ہیں مساجد میں قیام، رکوع اور سجود کے نظارے جن سے آج تک انسان کی روحانی تعمیر ہوتی رہی، اپنی درخشانی کھونے لگ جاتے ہیں۔ مساجد نے اسلام کی ترقی اور تنظیم میں بڑا اہم پارٹ ادا کیا ہے بالخصوص نماز جمعہ نے تو اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کو ایک فعّال جماعت بنا رکھا ہے۔ جمعہ کا خطبہ نماز کا ایک لازمی جزو ہے اور ہمارے متقدمین نے اپنے خیال انگیز اور فکر آفریں خطبوں سے قوم کو صدیوں تک گرمائے رکھا۔ اب بھی بعض مساجد میں ایسے خطیب برسرِ منبر آ کر اس انحطاط پذیر قوم کو خطاب کر جاتے ہیں جس سے قوم عارضی طور پر ہی سہی، زندہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں اس تحریک کے بانی (پرویز صاحب) کو روزانہ نماز کی بالعموم اور جمعہ کی نماز کی بالخصوص اہمیت کا کوئی احساس نہیں۔ اس کی متوازی جس قدر تحریکیں چل رہی ہیں۔ ان میں کئی اور خامیاں ہوں گی۔ مگر ان کے دامن نماز جمعہ کے خطبوں سے پوری طرح وابستہ ہیں۔

سورۃ مریم کے ابتدائی حصّے کا اصل مضمون تو مسیح اور اس کی والدہ کی پیدائش وغیرہ سے ہے مگر ضمناً نہایت لطیف اور مختصر پیرائے میں ہمیں اس سورۃ کے آغاز میں پرویز صاحب کی تحریک کی خامیوں کی طرف واضح اشارے نظر آ رہے ہیں جنہیں ہم بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر اس میں ہم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں تو پرویز صاحب ہماری اصلاح فرما سکتے ہیں۔ ہمیں اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہ ہوگی اگر عبادات کے متعلق اور مکالمہ و مکاشفہ الٰہیہ کے متعلق ہم پر واضح ہو جائے کہ ان کے خیالات اس طرح نہیں ہیں جس طرح ہم نے سمجھا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عبودیت کے مفہوم میں قانون کی فرمانبرداری شامل ہے۔ مگر ظاہر رسوم کو بھی قرآن کے رُو سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کے یہ درد بھرے الفاظ قیامت تک اُمت مسلمہ کے افراد کے کانوں میں گونجتے رہیں گے:-

ربنا واجعلنا مسلمین لك
ومن ذریتنا امة مسلمة لك
وارنا مناسکنا وتب علینا۔ انك
انت التواب الرحیم۔ (باقی باقی)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بقا و نشو و نما کے لئے کیا کچھ سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ آسمان کا سورج بارش لاتا ہے، کھیتوں کو پکاتا ہے یہ انسان کی خدمت کر رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا ھل ینظر الانسان الیٰ طعامہ۔ انسان اس کھانے پر غور کرے جو اس کے سامنے آتا ہے از اوّل تا آخر اس میں کتنے انسان کام کرتے ہیں کس قدر مشینیں استعمال ہوتی ہیں، علاوہ ازیں زمین و آسمان کی کس قدر طاقتیں مصروف کار رہتی ہیں۔ ایک گندم کے دانے سے اس کی روٹی بننے تک کتنے عوامل بروئے کار آتے ہیں پھر کہیں جا کر یہ روٹی تمہارے دسترخوان پر آتی ہے۔

اس عرفان کا سبق دینے کے لئے فرمایا فلینظر الانسان الیٰ طعامہ۔ اس میں خدا کی عظمت قدرت اور حکمت و احسان نظر آتا ہے۔ پس اس عظیم و قدیر اور حکیم خدا کے آگے جھکنا سیکھیں۔ اگر ایسا کرو گے تو قد افلح المؤمنون تم یقیناً یقیناً کامیاب زندگی بسر کرو گے۔ یہ جناب الٰہی کی جانب سے تسلی بخش فرمان ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

www.aaiil.org

جناب مسیح علیہ السلام اور مسیحیوں کو تسلّی دینے والے احمد صلعم ہیں

تقریر فرمودہ حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی دامت برکاتہٗ

بر موقعہ جلسہ سالانہ ایبٹ آباد۔ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۲ء

قال اللّٰہ تعالیٰ: واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ فلما جاءھم بالبیّنٰت قالوا ھٰذا سحرٌ مبین ——— (الصف۔ ۶۱:۶) ———

قرآن مجید میں ایک سورۃ الصف ہے۔ صف جماعت کو کہتے ہیں، ایسی جماعت جو سیدھی ہو صراط مستقیم پر ہو، اور اس جماعت کے فرد فرد کا ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ اور کندھے کے ساتھ کندھا ملا ہوا ہو، ان کے اندر ایک اتحاد اور اتفاق کی شکل نظر آتی ہو، ان کا مقصد ایک اور ان کا مطمح نظر واحد ہو۔

اس سورۃ شریفہ۔ الصف۔ کا مضمون دینِ اسلام ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں آیا تمام مذاہبِ عالم پر غالب ہوگا۔ دعوےٰ کر دینا آسان ہے، لیکن یہ دعوےٰ کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔ اسکے دلائل اور بیّنات کا بیان کرنا یہ بڑا کام ہے یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے واذ قال عیسی ابن مریم اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے۔ جب کسی کا قول ہمارے سامنے آتا ہے۔ تو وہ دو تین لحاظ سے قابلِ توجہ ہوتا ہے۔ پہلی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ کہنے والا کون ہے؟ جتنی بڑی کوئی ہستی ہو اتنی ہی بڑی اس کے قول کی قدر کی جاتی ہے۔ دوسری چیز یہ کہ اس نے کس وقت یہ بات کہی؟ اگر اس نے اس وقت کوئی بات کہی ہے جبکہ اس کی موت اس کو سامنے نظر آ رہی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ نہایت ضروری اور اعلیٰ درجہ کی بات ہوگی، اور تیسرا امر یہ ہے کہ آیا وہ یہ کہتا ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں، چوتھا امر آیا وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے پہلے بھی یہ بات انبیاء نے کہی ہے تو کثرت کی شہادت کسی بات کو سچا سمجھنے اور سچا ثابت کرنے کے لئے بہت بڑی دلیل خیال کی جاتی ہے۔ فرمایا واذ قال عیسی ابن مریم۔ اس وقت پر غور کرو کہ جب حضرت عیسےٰ ابن مریم نے یہ بات کہی۔ کہنے والا عیسےٰ ابنِ مریم ہے۔ عیسےٰ ابن مریم اس لئے کہا کہ اس نام کے متعلق ایک بڑی بحث ہے کہ ان کا نام اصلی کیا ہے۔ پہلے لوقا میں اس کا ذکر آتا ہے کہ ان کی ماں نے جو رؤیا دیکھا اس میں بتایا گیا تھا، کہ تمہارے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ تو اس کا نام یسوع رکھے گی[1]۔ اس نام کے مختلف تلفظ سات آٹھ کی تعداد میں اناجیل اور بائیبل کے اندر موجود ہیں جب کئی اشخاص ایک ہی نام کے ہوں تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کے تخصص کے لئے اس کے نام سے پہلے یا بعد اس کے والد کا نام لگا دیا جاتا ہے، یا ماں کا نام لے لیا جاتا ہے، ماں کا نام اس صورت میں لیا جاتا ہے کہ ماں باپ کی نسبت زیادہ مشہور ہو، اور باپ کا نام اس صورت میں لیا جاتا ہے، جب باپ ماں کی نسبت زیادہ مشہور ہو، یہ بات نہیں کہ ماں کا نام اس لئے لیا جاتا ہے کہ اس کا باپ نہیں ہوتا بلکہ شہرت کی وجہ سے لیا جاتا ہے جیسے بنو فاطمہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باپ کوئی نہیں تھا، بلکہ فاطمہؓ کا زیادہ درجہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بنی فاطمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ تو یہاں جو کہا گیا کہ مریمؑ کے بیٹے نے یہ بات کہی تو ماں کی شہرت اور عزت کی وجہ سے کہ آج عیسائی دنیا کی آبادی تمام مذاہب سے زیادہ ہے۔ اور وہ حضرت مسیح کی اتنی عزت کرتے ہیں کہ آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ تو اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی تو ان پر زیادہ حجت ہوگی اور کہی بھی کب؟ کہ جب ان کے آخری دن تھے، جب ان کا آخری وقت تھا، آخری وقت ہمارے ہاں وصیّت کا وقت کہا جاتا ہے۔ وصیّت کی قدر اور اہمیت عام احکامات کی نسبت زیادہ ہوتی ہے کہ فلاں آدمی نے مرتے وقت یہ بات کہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے جو دلائل ہیں یا آپ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، ان میں جو عجیب بات مجھے نظر آتی رہی ہے، کہ جب حضرت مسیحؑ کے متعلق یہ کہا گیا کہ واذ قال اس وقت پر غور کرو کہ جب حضرت مسیحؑ نے یہ بات کہی وقت کی شہادت ایک نہایت ضروری شہادت ہوتی ہے۔ ان الفاظ کو جہاں اس پیشگوئی کا ذکر آتا ہے وصایا کہا گیا ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کے وصایا ہیں اور یہ وصیت ہے۔ جو انہوں نے اپنی قوم کو کی۔ دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے فرمایا یا بنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم۔ یہاں بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے صرف اپنے حواریوں کو ہی مخاطب نہیں کیا، بلکہ پوری قوم کو مخاطب کیا ہے اس میں عیسائیوں کا ہی دخل نہیں ہے بلکہ پوری کی پوری قوم جس میں یہودی بھی شامل ہیں، ان سب کے لئے یہ ایک وصیت اور حکم نامہ ہے۔

میں نے جو بات بتائی ہے وہ یہ ہے کہ.... اکثر انبیاء کرامؑ نے حضرت نبی کریمؐ کے متعلق جو پیشگوئی کی ہے۔ وہ اس وقت کی ہے جب ان کی موت کا وقت قریب تھا۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت مسیحؑ نے ایسے وقت میں جب یہ بات کہی۔ کیا دوسرے انبیاءؑ نے بھی اسی طرح سے موت کے وقت یہ بات کہی ——— توراۃ کی پانچویں کتاب ——— استثناء ——— کے جس باب میں حضرت موسےٰؑ کی پیشگوئی کا ذکر آتا ہے کہ ایک مثیل موسےٰ نبی ہوگا یا میرے جیسا ایک نبی آئے گا[1] وہ بھی انہوں نے اس وقت کہی ہے جب ان کی موت کا وقت قریب تھا۔ گویا کہ آپ کی وصیت تھی۔ اس کے بعد یہ بھی ذکر آتا ہے کہ جب خدا کا بندہ موسےٰ مرگیا ہے[2] وصیت غیر مذاہب پر حجت ہے کہ یہ کوئی معمولی حکم نہیں ہے، یہ اس وقت کا حکم ہے جب ان کا آخری وقت تھا اور بہت تاکید کے ساتھ اس کو پیش کیا۔

مہاتما بدھ جو عظیم انسان ریفارمر ہوا ہے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا اور ان کا ایک شاگرد تندا نامی تھا۔ اس کو بلا کر آپ نے کہا کہ دیکھو جس طرح سے پہلے لوگ فوت ہوتے رہے، اسی طرح سے میرا وقت بھی قریب آگیا ہے۔ لوگ ان کو خدا یا خدا کے برابر سمجھتے تھے، لیکن آپ نے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے بھی بدھ ہوتے رہے ہیں۔ میں بھی ایک بدھ تھا۔ تو تندا نے رونا شروع کر دیا کہ پہلے تو ہم آپ سے احکامات لیتے تھے، کہ آپ زندہ تھے۔ دین، شریعت کی باتیں اور احکام وغیرہ ہم آپ سے پوچھتے تھے، آپ کے بعد کیا ہوگا، کون ہمیں یہ سب کچھ بتلائے گا؟ کون ہماری راہنمائی کرے گا؟ کون ہمیں نجات دے گا؟ اس اثنا میں حضرت بدھ فرماتے ہیں، میں تو بدھ ہوں، مجھ سے پہلے بھی بدھ ہوتے رہے۔ میرے بعد ایک اولہٰ بدھ ہوگا اور اس کا نام میتریا ہوگا۔ غور کیجئے کہ انہوں نے یہ پیشگوئی اس وقت کی ہے جب ان کی موت کا وقت قریب تھا[1]۔ اس لفظ میتریا کے دو معنے کئے گئے ہیں ایک عام لفظ ہے جو ہماری زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے مِتر (دوست مہربان) اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہے رحمۃ للعالمین۔ آپؐ ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اور آپؐ کی تعلیم ساری دنیا کے لئے رحمت کا باعث ہوگی۔ دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ اس نام کے اندر تین میم ہوں گے۔ یہ تین میم کس طرح ہیں۔ انگریزی میں MOHAMMAD کے لفظ میں تین میم آتے ہیں۔ یہ جو شدّ ہوتی ہے وہ دو میموں کو ظاہر کرتی ہے۔

تو حضرت بدھ نے ایسے وقت میں پیشگوئی کی اور نام بھی بتا دیا۔ گو میں نے آپ کے سامنے تین بزرگ لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت پیشگوئی کی، اسی طرح سے ویدوں کے اندر بھی پیشگوئی آئی ہے۔ وہاں یہ ذکر آتا ہے۔

---

[1] لوقا ۱:۳۱

[1] استثناء ۱۸:۱۸

[2] ۳۴:۱۰

[1] گاسپل آف بدھا (کارس) ص ۲۱۵-۲۱۸

www.aaiil.org

سے "اے لوگو غور کے ساتھ اور احترام کے ساتھ سُن لو" آپ جانتے ہیں کہ جو کوئی کہے کہ میری بات نہایت اہم اور ضروری ہوگی، تو وہ ان الفاظ کے ساتھ شروع کرے گا۔ سُنو کبھی میری بات غور کے ساتھ سنو۔ یہاں وید کے ان الفاظ میں بھی تاکید موجود ہے۔ اتھر وید کا جو آخری کانڈ ہے اس کے اندر یہ پیشگوئی آتی ہے، گویا یہ بھی آخری وقت کی پیشگوئی ہے۔ کہا گیا سادم جنا ہا اپ شرمت نرا شنسہ استو شیتے[1]۔ نراشنسہ کے معنی ہیں قابلِ تعریف۔ تعریف کیا جائے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا۔ ایک استقبال کا صیغہ ہے کہ تعریف کیا جائے گا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی قابلِ تعریف ہوتا ہے لیکن لوگ اس کی تعریف نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایسا ہے کہ یہ قابلِ تعریف ہے ہی۔ اور لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ دشمنوں نے بھی تعریف کی ہے، دوستوں نے تو کرنا ہی تھی، تو وہاں جو پیشگوئی ہے اس کے اندر بھی یہ بتایا کہ ان کا نام قابلِ تعریف ہے اور اس کی تعریف بھی کی جائے گی۔ تو محمد اور احمد کا ترجمہ انہوں نے سنسکرت زبان کے اندر کر کے بتا دیا کہ وہ نراشنسہ ہے۔

اب رہ گئی یہ بات جو حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم۔ کہ جب حضرت عیسٰیؑ ابن مریم نے یہ بات کہی، کیا بات کہی۔ یا بنی اسرائیل اے اسرائیل کے بیٹو اور اے اسرائیل کی قوم میں تمہاری طرف اللہ تعالےٰ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جو بات میں کہتا ہوں وہ میں اپنی طرف سے اور قیاس سے نہیں کہتا بلکہ میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے میں یہ بات کہتا ہوں، انسان خواہ نبی بھی ہو وہ اپنی طرف سے بھی بات کہتا ہے۔ لیکن نبوّت اور رسالت کی الگ بات ہے۔ رسول بھی دنیا میں رہتا ہے، اسے دنیا کی اور باتیں بھی کہنا پڑتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور قرآن کریم کی وحی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ تو اسی طرح سے جناب مسیحؑ فرماتے ہیں انی رسول اللہ الیکم۔ میں تمہاری طرف اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں۔ یہ بات جواب

کہہ رہا ہوں، اس لحاظ سے کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں۔ یہ میری بات نہ خیال کرو۔ بلکہ یہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی بات ہے۔ پھر ایک بات ہوتی ہے انفرادی، میں ایک بات کہتا ہوں، لیکن اور کسی نے یہ بات نہیں کہی تو یہ بات میری انفرادی سمجھی جائے گی۔ اکیلی سمجھی جائے گی، جس کی کوئی شہادت دنیا میں موجود نہیں۔ آپ فرماتے ہیں یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ میں اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہتا بلکہ توراۃ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں۔ توراۃ میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے، اور میں بھی وہی بات کہتا ہوں جو پہلے توراۃ کے اندر کہی گئی تھی۔

یہ آیت سورۃ الصف میں ہے۔ صف کے معنے ہیں ایک کا کندھا دوسرے کے کندھے کے ساتھ ملا ہوا۔ اکیلا آدمی نہیں ہوتا بلکہ ایک جماعت ہوتی ہے اسی طرح سے ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ جو اس طرح سے ملے ہوئے ہیں کہ کندھے کے ساتھ کندھا ملا ہوا ہے ٹخنے کے ساتھ ٹخنے ملے ہوئے ہیں۔ اور بات اور ارادہ اور جو خیال ہے وہ ایک ہی ہے، اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تو فرمایا مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ، جو بات توراۃ کے اندر کہی گئی تھی، اسی کی میں تصدیق کرتا ہوں یہ گویا اپنی طرف سے نہیں، بلکہ پہلے انبیاء کی تصدیق ہے۔ ایک بات کو جتنے زیادہ آدمی کہیں۔ اتنی ہی زیادہ وہ بات درست خیال کی جائے گی۔ اگر کہنے والے، معمولی انسان تھے تو بات بھی معمولی سمجھی جائے گی۔ عام آدمیوں کی کثرت کوئی کثرت نہیں کہلاتی، بلکہ وہ دھوکے کی بات بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر انبیاء کی طرف سے یہ بات کہی گئی ہے اور وہ خدا کی طرف سے نبی اور رسول تھے، تو ان کی بات لازمی طور پر سچی ہوگی، جو کبھی غلط نہیں ہو سکتی، اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ میں توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں، اور یہ کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ وہ بات کیا ہے جس امر میں میں توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں، وہ یہ کہ ایک رسول میرے بعد آنیوالا ہے جس کا نام احمد ہے۔ پہلے نبیوں نے بھی کہا۔ میں بھی

کہتا ہوں، اور توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں، کہ پہلے نبیوں نے جو پیشگوئی کی تھی وہ اسی کے متعلق ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر حضرت عیسٰیؑ کی انجیل میں "احمد" نام موجود تھا، تو وہ کیوں نہیں پیش کیا گیا اور اسے کیوں نہیں دکھایا گیا، کہ تمہاری انجیل میں احمد نام موجود ہے۔ تم اس پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔ میں نے آپ کو بتایا کہ ایک لفظ ایک زبان کا ہوتا ہے تو اس کا ترجمہ دوسری زبان میں کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ لوگ بھی سمجھیں جو اس زبان کے بولنے والے ہیں مثلاً احمد کا لفظ سنسکرت زبان میں وید میں آ جاتا تو ان کی بلا جانے کہ اس کا کیا مطلب ہے، ان کو سمجھانا تھا سنسکرت میں، اسی لئے سمجھایا کہ نراشنسہ قابل تعریف (محمد) تعریف کیا جائے گا۔

اسی طرح سے جناب عیسٰیؑ کی زبان آرمینین زبان تھی، وہ آرمینی بولتے تھے، اور موجودہ اناجیل گریک زبان کے اندر موجود ہیں، حالانکہ جناب مسیحؑ یونانی نہ تھے، کہ یونانی بولتے اور وہ ان کی باتوں کو نقل کرتے، اب ہمیں ایسا لفظ تلاش کرنا ہے جو پرانے عہد نامے کے اندر بھی موجود ہو اور انجیل کے اندر بھی موجود ہو، اور نئے عہد نامے میں بھی اگر حضرت مسیحؑ نے وہ لفظ بولا ہو تو وہ اسی لفظ کی تصدیق ہوگی جو پہلے سے چلا آ رہا ہے، بائیبل کے اندر ایک لفظ ہے جس کو "اے میت" کہتے ہیں۔ تو "اے میت" عبرانی ترتیب کے لحاظ سے اے۔ (الف) اور آخری لفظ "ت" یا "تت" ہے۔ تو ایک اس میں "آ" ہے اور ایک ہے "تا" اور درمیان میں "ما" یعنی میم۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب ہم کسی شخص کی تعریف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس شخص کے اندر "الف" سے "ی" تک ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ بائیبل کے اندر محاورہ آیا ہے۔ اس کے اندر ساری خوبیاں ہیں۔ اگر کسی میں کم خوبیاں پائی جاتی ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں آدھی خوبیاں پائی جاتی ہیں اور آدھی نہیں پائی جاتیں۔ تو "اے میت" ایک ایسا لفظ ہے کہ "الف" سے لے کر "ت" تک جتنی خوبیاں ہیں وہ ساری کی ساری اس کے اندر پائی جائیں گی، احمد کا ترجمہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ جو تمام خوبیوں کا مالک ہے وہ احمد کہلائے گا۔

یوحنّا آخری کتاب ہے بلیک یوں کی۔ یہ دراصل ایک یہودی کتاب تھی، اس کے اندر مکاشفات تھے، اس کو اپنا کر انہوں نے اپنی کتاب بنالی۔ اس کتاب میں الفا اومیگا ایمیت کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ الف پہلا لفظ ہے اور "او" آخری لفظ ہے۔ ہم نے کہا الف سے ی تک، انہوں نے کہا آ سے او تک لیکن درمیان میں جو میم ہے وہ اومیگا میں نہیں آتا، تو میم کے ساتھ ہونے پر اس کے معنی ساری خوبیاں ہوں گی۔ اگر "م" کو نکال دیا جائے تو اس سے مراد کچھ نہ ہوگی سوائے دو حرفوں کے۔ انہوں نے پیشگوئی تو لے لی لیکن انہوں نے "م" کو جو جان تھی، اس کو نکال کر صرف "الف" اور "او" کو لے لیا، اب انہوں نے ... خود بھی اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے "اے میت" ایک ایسا لفظ ہے کہ جس کا حضرت داؤدؑ نے بھی ذکر کیا اور باقی انبیاءؑ نے بھی ذکر کیا، وہ گویا سچائی کی رُوح ہے اس کے اندر ساری سچائیاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نام جسے ساری قوم جانتی تھی، وہ الامین ہے، امین کے معنی ہیں سچ بولنے والا جو کبھی بھی جھوٹ نہ بولے۔ تو ایمیت کے معنی ہیں کہ اس کے اندر الف سے لے کر ت تک ساری خوبیاں اور ساری سچائیاں پائی جاتی ہیں۔ تو یہ پیشگوئی جس کا ذکر قرآن مجید میں حضرت مسیحؑ کی زبان سے کیا گیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ تم اس بات پر غور کرو، کہ کہنے والا کون ہے، دوسرے اس بات پر غور کرو کہ اس نے کب یہ بات کہی، تیسرا اس بات پر غور کرو کہ اس نے کیا کہا۔ کیونکہ تم نے اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس پر عمل کرنا ہوگا۔ یہاں یوحنّا کی انجیل میں اس پیشگوئی کا ذکر ہے کہ میرے حکموں کو مانو اور اس پر تاکید کرتے ہیں کہ جو کوئی میرے حکموں کو نہیں مانتا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے[1]۔ بات بھی درحقیقت ٹھیک ہے، قرآن مجید کے اندر جو احکامات ہیں اس کا کوئی انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان کیسا، تو حضرت مسیح نے جو بات کہی ہے وہ ایسے وقت میں کہی ہے جو آخری وصیت تھی ان پر ایمان نہ لانا حضرت مسیحؑ کا انکار کرنا ہے۔

---

[1] اتھر وید۔ کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منترا

[1] یوحنّا ۱۵:۱۰ ۔ ۱۵:۲۶

www.aaiil.org

تو لفظ ایمیت ان کی مادری زبان کا لفظ ہے جو حضرت مسیح بولتے تھے، اور ان کی زبان یونانی نہ تھی جس میں انجیل آج کل پائی جاتی ہے۔ میں آپ کو ایک عجیب بات بتلاتا ہوں کہ مال روڈ پر ہمارے پاس ایک یہوونس کے ایک مبلغ آیا کرتے تھے ایک دفعہ دو عورتیں اور ایک پروفیسر اسے تبلیغ کرنے کے لئے آگئے۔ ان کو وقت دے کر میرے دوست نے اطلاع دے دی کہ وہ فلاں دن آنے والے ہیں، آپ بھی تشریف لے آئیں۔ میں وہاں گیا، بات چیت ہونے لگی۔ میں نے کہا کہ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ کے مذہب میں خدا کا نام کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو کوئی رسول یا کتاب خدا کی طرف سے ہونے کا دعوے کرتے ہیں وہ کم از کم خدا کا نام تو بتاتے ہیں۔ تو ایک لڑکی جو جوان تھی، اس نے چار پانچ آیات پڑھ دیں جن میں یہوواہ لفظ آتا ہے۔ میں نے اپنی جیب میں سے ایک انجیل (یونانی) نکالی اور کہا کہ اس میں سے نکال کر دکھایئے۔ تو وہاں یہ لفظ ہے ہی نہیں یہ یہوواہ کا لفظ حضرت مسیح کے بہت بعد مروج ہوا۔ میں نے اپنی کتاب میں اس لفظ پر بڑی بحث کی ہے محمدؐ ان ورلڈ سکرپچر کے پہلے حصہ میں، وہاں یہ ذکر آتا ہے کہ جب جناب موسٰی کو حکم ملا کہ آپ جائیں اور بنی اسرائیل کو تبلیغ کریں اور فرعون کو کہیں کہ میں خدا کی طرف سے نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، تو انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ وہ پوچھیں گے کہ تمہارے خدا کا نام کیا ہے، تو ان کو کیا جواب دوں، معلوم ہوتا ہے کہ نام کا ان کو پتہ نہیں تھا۔ اگر پتہ ہوتا تو وہ کیوں پوچھتے خدا نے کہا میرا نام یہوواہ جس کے معنی ہیں وہ جو ہے سو ہے۔ اگر آپ سے کوئی شخص نام پوچھے اور آپ جواب دیں کہ میں جو ہوں سو ہوں، تو آپ ہی کہیں کہ کیا آپ کوئی نام بتائیں گے۔ اس پر گذشتہ سو سال میں بڑی بحث ہوئی ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ نام یہوواہ لیا جاتا رہا ہے وہ ہے ہی غلط بلکہ اصلی نام ہے یہوہ۔ یعنے وہ جو آنے والا ہے، آپ غور کریں کہ گذشتہ صدیوں میں جو نام یہوواہ یہوہ لیا جاتا تھا، اس صدی میں انکشاف ہوا کہ یہ نام ہی غلط ہے۔ اسی طرح سے حضرت مسیح کے چھ سات نام آتے ہیں یسوع، جوشوا وغیرہ۔ آخر ان کا اصلی نام کیا تھا، ایک شخص نے لائف آف جیسس لکھی ہے، وہ کہتا ہے کہ بات درحقیقت یہ ہے کہ اصلی نام لینے میں لوگوں نے بے عزتی خیال کیا اس لئے انہوں نے اصلی نام بھلا دیا اور اس کی بجائے وہ جزوی نام لینے لگے مسیح کا نام انگریزی میں جیسس ہے، اردو میں یسوع ملے گا اور اسی طرح کئی جگہ جوشوا نام ملے گا۔

اسی طرح خدا کا نام بھلا دیا گیا ہے اس لئے کہ دنیا میں بہت قومیں ایسی ہیں کہ وہ خدا کا نام لینا اس کی بے ادبی خیال کرتی ہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کو عجیب معلوم ہو۔ ہمارے گھروں کے اندر بیوی اپنے خاوند کا نام نہیں لیتی۔ بیٹا باپ کا نام نہیں لیتا، کیوں نہیں لیتا، کیا نام لے نہیں سکتا؟ لیکن اس وجہ سے کہ اس کی بے ادبی ہوتی ہے اس وجہ سے نام نہیں لیتا، اسی طرح خدا کے بارے بھی تصور کیا گیا اور خدا کا نام لینا بے ادبی خیال کیا گیا، آپ جانتے ہیں کہ جو نام نہ لیا جائے اور چھوڑ دیا جائے وہ آہستہ آہستہ بھلا دیا جائے گا، اس کی حفاظت کے لئے انہوں نے یہ انتظام کیا کہ سال میں ایک مقدس دن، مقدس جگہ، بیت المقدس میں، سب سے بڑے عالم شخص کو اجازت ہوتی تھی کہ وہ ایک دفعہ خدا کا نام بتائے اور باقی لوگ سن کر چلے جائیں، دوہرائیں نہیں جو کوئی دوہرائے گا، اس پر خدا تعالےٰ کا عذاب نازل ہوگا، اس لئے ان کو اجازت نہ تھی۔ اب رہ گیا یہ خیال کہ آیا وہ بھی اصل نام لیتا تھا یا نہیں۔ ان کا خیال یہ ہوسکتا ہے کہ اس زبان سے دنیا داری کے سارے کام کرتا ہوں، اس زبان سے جھوٹ بھی بولتا ہوں، لوگوں کا مال بھی کھاتا ہوں اور گالیاں بھی دیتا ہوں اور اسی زبان سے خدا کا پاک نام بھی لوں، یہ بڑی عذاب کی بات ہوگی اور جو شخص سال میں ایک دفعہ نام لیتا تھا، وہ بھی بگاڑ کر نام لیتا تھا۔ صحیح نام نہیں لیتا تھا کہ کہیں خدا کا مجھ پر بھی عذاب نہ آجائے۔ تو آہستہ آہستہ خدا کا نام بگڑ گیا، تو دیکھئے قرآن مجید کا کیا اعجاز ہے۔ کہ اس نے نام بتا دیا۔ جس کسی سے پوچھنا چاہو پوچھ لو۔ ہر مسلمان بتائے گا کہ اس ذات کا نام اللہ ہے۔ ہندوؤں میں بھی اللہ تعالےٰ کے بہت سے نام ہیں، جتنے بت ہیں اتنے ہی خدا کے نام ہیں۔ ایک نام ہری بھی ہے۔ یہاں ایک لطیفہ یاد آگیا، بنگال میں جو ہندو مرنے کے قریب ہوتا تھا اسے گنگا کے کنارے لے آتے تھے، کہ جب مر جائے تو ہم نے اسے دریا میں بہانا ہے، آپ جانتے ہیں کہ انسان کے اپنے اختیار میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اس کی جان نکلے، اور جو لوگ اس نیم جان شخص کو یہاں لے کر آتے ہیں وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب وہ مرے اور کب اسے دریا میں ڈالیں۔ وہ بیٹھے رہتے ہیں اور بیٹھ کر تھک جاتے ہیں، اور بالآخر اسے کہتے ہیں، ہری بول بابو ہری بول۔ اور یہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ہری بولا نہیں اور ان لوگوں نے دریا میں پھینکا نہیں۔ تو مریض کہتا ہے میں نہ بولوں میں نہ بولوں۔ گویا خدا کا نام لینا بھی جان دینے کے برابر ہے، نام لیا تو جان گئی۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ خدا کا نام لینا بعض قومیں گناہ خیال کرتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خدا تعالےٰ نے اپنا نام بتایا۔ آخر حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ وغیرہم عظیم الشان انبیا تھے ان کو اللہ تعالےٰ نے اپنا نام کیوں نہ بتایا۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ انسان ایک وقت بچہ ہوتا ہے، وہ بہت سی باتیں سمجھ نہیں سکتا اسے مثال دے کر سمجھایا جاتا ہے یا اس کی عقل اور علم کے مطابق بات کہدی جاتی ہے، مثلاً چھوٹے بچہ کو شادی بیاہ یا بیوی اور شوہر کے تعلقات کو لڈو اور پیڑا کہکر سمجھایا جاتا ہے، جب لوگ خدا کی ہستی اور اس کی صفات سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتے تھے ان کو کہہ دیا گیا وہ جو ہے سو ہے۔ اسی طرح توحید دو طرح کی ہے ایک مانوتھی ازم —— MONOTHEISM اور ایک توحید ہے جس کو HENOTHEISM کہتے ہیں۔ ہینوتھی ازم کیا ہے میرا خدا ایک ہے۔ اور مونوتھی ازم کیا ہے خدا ایک ہی ہے۔ ان دونوں میں اب آپ فرق کیجئے۔ میرا خدا ایک ہے کا مطلب یہ ہے کہ میرا ہی خدا ہے۔ آگے جو بات آئے گی وہ یہ ہے کہ میرا ہی خدا ہے دوسروں کا خدا نہیں ہے اور ان کا خدا جو ہے وہ میرا نہیں ہے تو اس لئے ہینوتھی ازم جو ہے یہود اور ہنود کا مذہب ہے (جو خدا کا بیٹا ہے وہ آریہ ہے) اسی طرح یہودیوں نے کہا کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں۔ خدا ہمارا باپ ہے۔ اس لئے خدا ہمارا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نام بتایا ہے وہ ہے الحمد للہ ربّ العٰلمین، تمام دنیا جہان کی جتنی قومیں ہیں وہ سب کا ربّ ہے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ حضرت مسیحؑ نے جو الفاظ کہے، میں تصدیق کرتا ہوں اس کی جو تورات کے اندر ہے۔ اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ جس کا نام احمد ہے، یہ بات کہ آیا وہ رسول آیا یا نہیں آگے قرآن مجید فرماتا ہے فلمّا جاءھم۔ جب وہ آگیا اور اپنے ساتھ بیّنات لے کر آیا۔ وہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم ہے، تمام دنیا کے جو انبیا ہیں ان کی تمام صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ اور جتنی خوبیاں الگ الگ طور پر انبیاؑ میں تھیں وہ تمام اس نبی کریم صلعم میں جمع ہوگئی ہیں۔

بیّنات جو رسول اللہ صلعم لیکر آئے۔

سورۃ الصف کا ماحصل اور موضوع یہ سمجھئے کہ مشرق اور مغرب کے تمام انبیا ایک ہی سیدھی صف میں شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور قوم کی کوتاہیاں اور کمزوریاں دیکھ رہے ہیں، بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا حکم جنگ ٹھکرا دیا ہے۔ جناب مسیح کے حواری اپنے استاد کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر ان کی طرف پیٹھ کر کے بھاگ رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں اللہ تعالےٰ اپنے انبیا اور رسولوں کو بشارت اور تسلّی دیتا ہے غمگین اور حزین نہ ہو، ایک عظیم الشان رسول دنیا میں مبعوث ہونے والا ہے جو تمہاری اپنی قوم کے علماء کے تمہارے اوپر لگائے گئے بہتانات اور شدید دھوکہ دہی کے الزامات کا ازالہ کر کے تمہاری عفت اور عصمت دنیا میں قائم کرے گا (وہ یہ نہیں کہے گا کہ یعقوب کے معنی دوسرے کا مال دھوکہ سے چھیننا

(باقی بر صفحہ کالم ؟)

لہ دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آ پہنچی کہ تم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لوگے اور مجھے اکیلا چھوڑ دوگے۔

(یوحنّا ۱۶ : ۳۲ - نیز متی ۲۶ : ۲۱ مرقس ۱۲ : ۲۷)

احمدیہ مشن راولپنڈی کی ماہانہ رپورٹ

مسجد مبارک راولپنڈی کی افتتاحی تقریب میں بزرگانِ سلسلہ نے اپنی تقاریر میں بار بار اس نیک تمنا کا اظہار کیا تھا۔ کہ اب اس خوبصورت مرکز سے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور سلسلہ عالیہ کے خوبصورت عقائد کی اشاعت اور کلام پاک کے درس تدریس کا اہتمام بھی ہونا چاہیئے۔ ہمیں بفضلہ تعالےٰ محترم میاں بشیر احمد منٹو صاحب ایم۔اے مبلغ اسلام جیسے انتھک اور تجربہ کار مشن انچارج کی اعانت بلکہ رہنمائی بھی میسر تھی۔ چنانچہ احباب کی خواہش اور آرزو کے مطابق ایک مبسوط پروگرام تجویز ہوا۔ اسی اثناء میں محترم منٹو صاحب موسم گرما میں کوہ مری مشن میں خدمات انجام دینے کے لئے پہاڑ پر چلے گئے۔ اور یوں پروگرام ادھورا رہا۔

اب ماہ رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی مشن کی سرگرمیاں بھی تیز تر ہو گئیں۔ ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۲ء کو اس پروگرام کا آغاز ہوا اور ڈیڑھ گھنٹے تک میاں صاحب محترم نے قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقام اور دعاوی کے بارے میں لیکچر دیا۔ احبابِ جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کے لئے بھی وقت دیا گیا اور سامعین نے سوالات پوچھے جن کے فاضل مقرر نے جوابات بھی دیئے۔

اس دن یہ طے پایا تھا کہ آئندہ ہر اتوار کو لیکچر ہوا کرے گا۔ میاں بشیر احمد منٹو صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ ان لیکچروں میں حضرت امیر مرحوم کی معرکہ آرا تصنیف ریلیجن آف اسلام باب وار بیان کریں گے اور سامعین کو حاصل مطالعہ سے مستفید کریں گے۔

۳۰ر ستمبر کو ہماری جماعت کے ایک مخلص اور محترم بزرگ ملک الٰہی بخش صاحب ریٹائرڈ آفیسر زراعت کی صاحبزادی ڈاکٹر پروین ملک کی رخصتی تھی۔ اس موقعہ پر ملک صاحب محترم نے احباب سلسلہ۔ غیر از جماعت احباب اور رؤسائے شہر کو پرتکلف دعوت دی۔ ۷ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ملک صاحب نے اپنے صاحبزادے لفٹنٹ سجاد ملک ایم اے کی شادی کے موقعہ پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا تھا۔ اس موقعہ پر بھی احباب سلسلہ کے علاوہ شرفاء شہر، سول اور فوجی حکام کثیر تعداد میں موجود تھے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے یہ شادیاں مبارک کرے۔

درس قرآن کریم کے سلسلے میں قرآن اور سنت کے موضوع پر بھی تقریر ہو چکی ہے ۲۹ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے محکم اور متشابہ آیات کے متعلق لیکچر دیا اور اس بارے میں خدا کے مقرر کردہ اصول کو بیان کیا۔

۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو نماز جمعہ کے خطبہ میں محترم منٹو صاحب نے حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ جاوید سے کچھ واقعات سنائے اور حضرت امیر مرحوم کے علمی اور زندہ جاوید کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے احباب سے درخواست کی کہ آج جو حضرت مولانا کا یوم وفات ہے ان کے ایصال ثواب کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کی صبح کو الحاج مولانا عبدالرحیم جگو صاحب مبلغ سرینام بذریعہ ریل کار لاہور سے تشریف لائے۔ آپ کا استقبال کرنے کے لئے مقامی جماعت کے مبلغ، عہدیداران اور احباب کی کثیر تعداد ریلوے اسٹیشن پر موجود تھی معزز مہمان کو کاروں کے جلوس کی شکل میں محترم میاں فاروق احمد صاحب شیخ کی کوٹھی پر پہنچایا گیا۔ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو انکے اعزاز میں مسجد مبارک میں افطاری دی گئی۔ اس موقعہ پر مقامی احباب کے علاوہ فاروقیہ اور واہ سے بھی دوست تشریف لائے افطاری کے بعد میاں بشیر احمد منٹو صاحب نے معزز مہمان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ جگو صاحب پہلے بھی راولپنڈی تشریف لا چکے ہیں اور آپ ان کے جذبۂ دین سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ اس موقعہ پر میاں صاحب نے سرینام۔ گی آنا۔ ٹرنی ڈاڈ اور جزائر غرب الہند میں تبلیغی کوششوں اور احمدیت کے قدم رکھنے کا ذکر کیا۔ محترم منٹو صاحب نے فرمایا کہ جب وہ پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء میں اس علاقے میں دورہ کرنے گئے تو انہوں نے وہاں پر احمدیت کا چرچا کیا اور باقاعدہ جماعتیں قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ عبدالرحیم جگو صاحب کی فطرت میں نیکی اور رشد کا جوہر موجود تھا اور میری تحریک پر یہ نوجوان اپنے وطن، عزیزوں اور گھر بار کو چھوڑ کر ہزاروں میل دور پاکستان میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے آنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت امام کے پاک ساتھیوں کی صحبت نے ان کو کندن بنا دیا اور جب یہ سرینام میں واپس پہنچے تو احمدیت کا چرچا زور و شور سے شروع ہو گیا۔ آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان ملکوں میں ہزارہا کی تعداد میں احمدی مرد و زن موجود ہیں۔ ان کی سرگرمیوں اور دین سے محبت کے تذکرے اخباروں میں آتے رہتے ہیں۔ منٹو صاحب کے بعد مولانا عبدالرحیم جگو نے مختصر سی تقریر کی اور سب سے پہلے سامعین کو نصف کرہ جنوبی میں رہنے والے احمدی بھائیوں اور بہنوں کا محبت بھرا پیغام پہنچایا اور پھر ان ملکوں میں احمدی مبلغین کی کوششوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ محترم منٹو صاحب ہی کی بدولت ان ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ انہوں نے مختصر سے قیام میں وہاں زمین ہموار کی اور اس میں تخم ریزی کی، ان کے بعد مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور الحاج شیخ محمد طفیل صاحب۔ اور مولانا صلاح الدین تابو صاحب نے اپنے مسلسل قیام سے آبیاری اور دیکھ بھال کی اور آج وہ تخم ایک قد آور درخت بن کر بار آور ہو رہا ہے۔

ان ممالک میں رہنے والے احباب کی دین سے محبت اور سلسلہ سے وابستگی کا بھی عجیب عالم ہے۔ جب بھی کوئی دوست حج بیت اللہ کے ارادے سے ادھر آتے ہیں تو وہ پاکستان اور قومی مرکز کو دیکھنے اور بزرگانِ سلسلہ سے ملنے کے لئے ضرور آتے ہیں۔ اب بھی محترم جگو صاحب ٹیونس میں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کے دل نے گوارا نہ کیا کہ نصف کرہ ارض کو عبور کرتے وقت وہ مسیح کی نگری اور دارالسلام کی زیارت کئے بغیر وطن لوٹ جائیں۔ چنانچہ سلسلہ اور احباب سلسلہ کی محبت انہیں کشاں کشاں پاکستان لے آئی۔ ان سے کچھ عرصہ پہلے مسٹر عزیز احمد صاحب بھی اپنے ایک کاروباری دورے سے وقت بچا کر اپنے برادرانِ سلسلہ کو ملنے کے لئے پاکستان میں تشریف لائے تھے اور پھر لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی کی جماعتوں کا دورہ کر کے گئے تھے۔ ۱۹ر اکتوبر کو معزز مہمان ۲ بجے بعد دوپہر بذریعہ ہوائی جہاز لاہور واپس چلے گئے۔

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی مسجد مبارک میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ مولینا عبدالرحمن صاحب ہر رات سوا پارہ قرآن کریم سناتے رہے۔ درمیان میں ایک پارہ ہی کر دیا... تاکہ حسب دستور ۲۷ر رمضان المبارک کو قرآن کریم ختم ہو سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۲۷ر رمضان المبارک کو مسجد مبارک میں ختم قرآن پاک ہوا۔

رپورٹ ختم کرنے سے پہلے ایک سعید روح کے سلسلہ میں داخل ہونے کا ذکر ضروری ہے یہ تعلیم یافتہ نوجوان کچھ عرصہ سے منٹو صاحب محترم کے زیر تبلیغ تھا تحریری بیعت الگ ارسال کر دی گئی ہے۔ اللہ میاں انہیں استقامت بخشے۔ آمین۔

(نامہ نگار)

تسلّی دینے والے احمد

(بسلسلہ ص...)

لینے والے (SUTFRLANTES) کے ہیں بلکہ ان کو صادق اور خدا کے سچے رسول قرار دے کر اپنی قوم کو اور دنیا کی دوسری اقوام کو ایمان لانے کی تلقین کرے گا وہ خاتم النبیین ہے، یعنے انبیاء کی مہر اس کی صداقت ہوئی ہے، دنیا کا کوئی نبی نہیں جس نے ان کے آنے کی بشارت نہیں دی اسرائیل کا آخری نبی عیسےٰ بن مریم ان سب انبیاء کی پیشگوئی کی تصدیق کے لئے بھیجا گیا۔ گویا تمام انبیاء ایک ہی صف میں بیٹھے اس پر درود اور سلام بھیج رہے ہیں، ان کے پیرؤوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اس آخری نبی پر ایمان لا کر ہماری عصمت رسالت نبوت اور سچائی پر ایمان لائیں اور یہ ہمارا معمولی قول اور حکم نہیں بلکہ وصیت اور آخری وصیت ہے، وہ ساری سچائی کی روح ہے اور سچائی کی راہ بتانے آیا ہے اور وہ روح القدس یا جبرئیل (LOGOS) نہیں بلکہ نیوما (NEUMA) روح حق ہے۔ ایمن ایمیت مسیحا اور ویدوں کا نرا شنسہ (قابلِ تعریف۔ محمد) ساندنی سوار ماہہ میتریا اپنے نام میں تین میم رکھنے والا رشی رسول ہے۔[2]

سورۃ الصف کا دوسرا ارشاد مسلمانوں کو اپنے پیرؤوں کو دین اسلام کا ادیان عالم پر غالب آنے کا طریق بتانا ہے تاکہ تمام مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ان کے مقدس صحیفوں سے بشارات مبینہ دکھا کر ان پر حجت تمام کریں۔

---

[1] انجیل یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۱۶: ۱۳

[2] اتھرو وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ - ۳ - اور بُدھ کی پیشگوئی -

www.aaiil.org

یادِ رفتگان

تعزیتی پیغامات اور قراردادیں

قرارداد تعزیت بر وفات کرنل سیّد بشیر حسین شاہ صاحب منجانب مقامی جماعت احمدیہ لاہور

مجلس انتظامیہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور اپنے خاص ہنگامی اجلاس میں محترم و مکرّم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے سید صاحب موصوف انجمن کے سربرآوردہ اور صائب الرائے اصحاب میں سے تھے، آپ اپنے والد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح انجمن کے ایک ستون کی حیثیت رکھتے تھے، ان کی خدمات و خیرات اسلام و سلسلہ کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کا حلقۂ اثر بڑا وسیع تھا جس میں آپ کو بڑے احترام و اکرام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا، سید صاحب موصوف اپنی نیکی، شرافت، حق گوئی، بیباکی، صلح جوئی اور ہمدردی کا درد مندی کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، نافع الناس تھے، اور احمدیت کی امتیازی خصوصیات سے متصف تھے، ان کی وفات ایک بہت بڑا قومی سانحہ ہے جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جماعت اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

فیصلہ کیا گیا کہ اس قرارداد کی ایک نقل مرحوم کی اہلیہ محترمہ کو ارسال کی جائے۔

خاکسار - محمد عبداللہ - سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

قرارداد گورنمنٹ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ - لاہور

آج صبح کے اخبارات میں جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب کے اس دارِ فانی سے رحلت فرما جانے کی انتہائی حسرتناک خبر پڑھ کر دل کو سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ سکول بند ہونے پر اساتذہ گورنمنٹ مسلم ہائی سکول ۱ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب میر محمود شوکت ہمایوں صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں جناب کرنل صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے قلبی رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی کہ خداوند تعالےٰ مرحوم مغفور کو اعلےٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز فیصلہ ہوا کہ قرارداد تعزیت کی ایک کاپی جناب کرنل صاحب مرحوم و مغفور کے لواحقین کی خدمت میں ارسال کی جائے اور ایک کاپی برائے اشاعت "پیغام صلح" لاہور کو بھیجی جائے۔

برکت علی - سٹاف سیکرٹری - گورنمنٹ مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

قرارداد تعزیت بر وفات شہزادہ بیگم مرحومہ

مجلسِ انتظامیہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور اپنے ہنگامی اجلاس میں محترمہ مکرمہ شہزادہ بیگم کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج کا اظہار کرتی ہے۔

محترمہ شہزادہ بیگم مرحومہ حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، وہ ایک احمدی خاتون کی خصوصیات سے متصف تھیں، خواتینِ سلسلہ کی تاریخ میں وہ احترام و اکرام کے ایک خاص مقام کی حامل تھیں، انہوں نے اپنی ذات اور اپنے علم و عمل سے اپنے حلقۂ اثر میں احمدیہ سلسلہ کو مؤثر طور پر متعارف کروایا۔ وہ خود بھی جماعتی سرگرمیوں خصوصاً تنظیم خواتین احمدیہ کے پروگراموں میں ذوق و شوق سے مؤثر حصہ لیتیں، بلکہ ملنے جلنے والوں کو بھی تحریک کرتیں، بچے بچیوں کو شوق دلاتیں۔

اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے بیٹے خواجہ نعیم احمد صاحب ۱۲/بی ماڈل ٹاؤن اور بیٹی زبیدہ رشید صاحبہ اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

ماسٹر محمد عبداللہ - سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

غلام نبی مسلم - مدیر روحِ اسلام

بیادِ ڈاکٹر سیّد بشیر حسین مرحوم مغفور

"برتو بارد رحمتِ یارِ ازل
برتو تابد نورِ دلدارِ ازل" (حضرت مسیح موعودؑ)

چل دیا سوئے جناں، سیّد بشیر ؛ نیک خو، روشن رواں، سیّد بشیر
سیّدِ عالی نسب، نیکو نہاد ؛ نورِ چشمِ دودماں، سیّد بشیر
ابرِ گوہر بارِ الطاف و کرم ؛ آشکارا و نہاں، سیّد بشیر
جس کا ظاہر اور باطن ایک تھا ؛ مثلِ بوئے گلستاں، سیّد بشیر
احمدیّت پر فدا و جاں نثار ؛ نازشِ اسلامیاں، سیّد بشیر
گلشنِ احمدؐ کا اِک سروِ بلند ؛ لے اُڑی حورِ جناں، سیّد بشیر
گنجِ فیض و معدنِ جود و سخا ؛ سرگروہِ مخلصاں، سیّد بشیر
ناز تھا جس پر وفا و صدق کو ؛ مہر و اُلفت کا نشاں، سیّد بشیر
سوئے جنّت باندھ کر رختِ سفر ؛ چل دیا خُلد آشیاں، سیّد بشیر
نورِ دیدۂ محمدؐ اور حسینؓ ؛ شمعِ بزمِ راستاں، سیّد بشیر
خواہران و دختراں، فرزند و زن ؛ پیکرِ آہ و فغاں، سیّد بشیر!
چھوڑ کر احباب کو با چشمِ تر ؛ ہو گیا جنّت مکاں، سیّد بشیر
بچہ بچہ قوم کا خونناب ریز ؛ وقفِ غم پیر و جواں، سیّد بشیر!
دین کو رکھا مقدّم تا حیات ؛ اور لُٹا دی نقدِ جاں، سیّد بشیر

اے میرے مولا! بہ فیضِ مصطفٰےؐ ؛ از طفیلِ انبیاءؑ و اولیاء
تیری رحمت بے نہایت بے حساب ؛ تیری بخشش کی ندا صبح و مسا
چشمِ پُرنم سے تری درگاہ میں ؛ سر بہ سجدہ تجھ سے ہیں محوِ دعا
تیری رحمت اس کی جانِ پاک پر
نور کی بارش ہو اس کی خاک پر

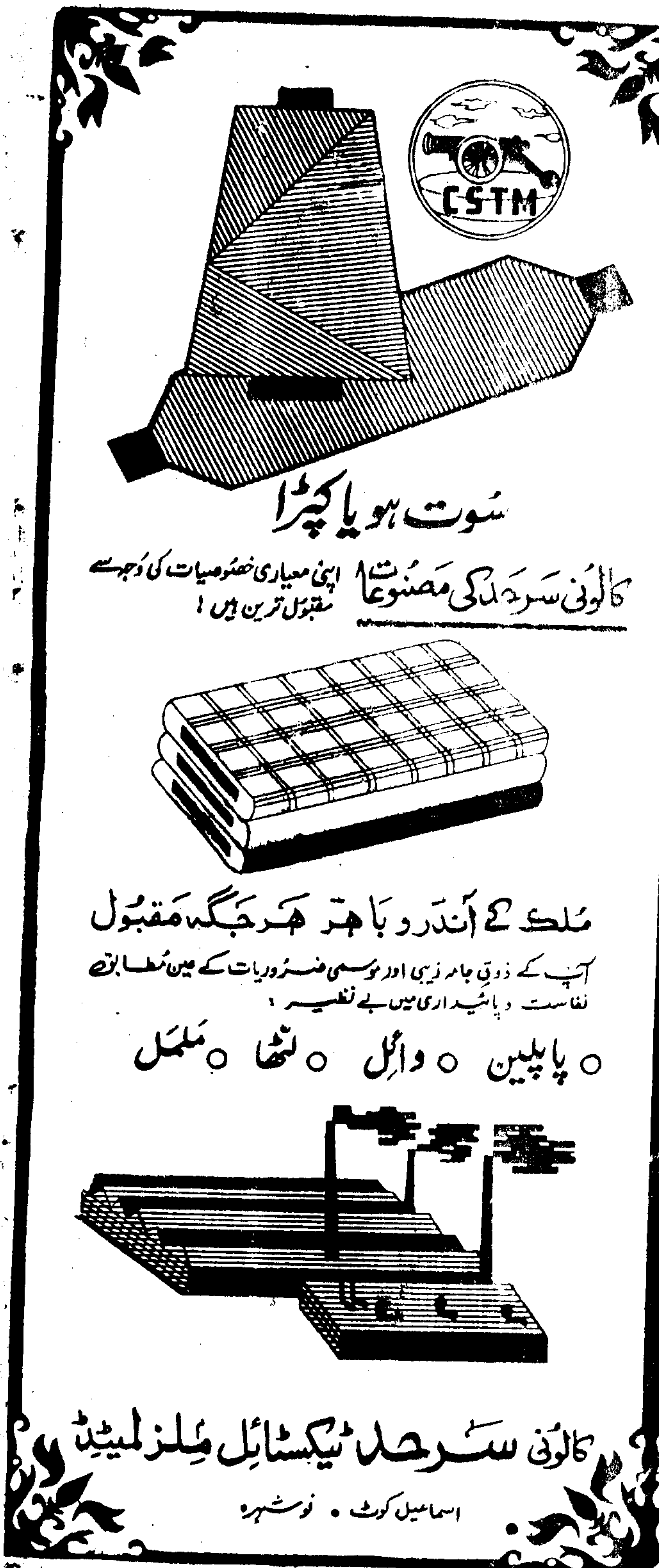

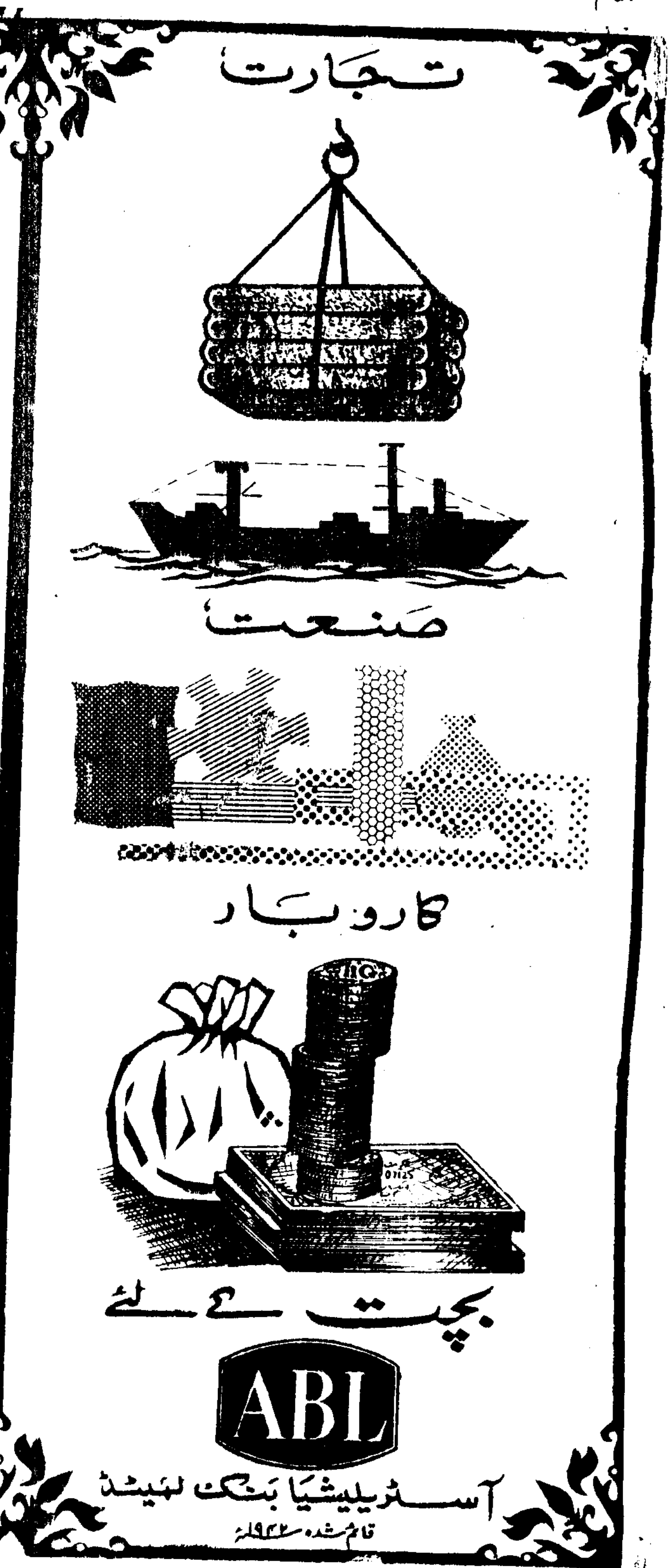

یاری پورہ کشمیر میں ایک مذہبی تقریب (بسلسلہ ص ۳)

احمدیہ کے دعاوی، عقائد اور فرمودات پر مختصر طور پر روشنی ڈالی۔

آخر میں صاحب صدر شیخ عبدالصمد صاحب نے فرمایا کہ معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو تحفہ بھیجا وہ پنجگانہ نماز ہے مگر افسوس مسلمانوں نے اس کی قدر نہ پہچانی اور اس سے غفلت برت رہے ہیں، جلسہ نماز عصر پر ختم ہوا۔ اس سے قبل صوفی پورہ میں بھی ایک اجلاس منعقد ہوا۔ یہاں مولوی سمیع اللہ صاحب نے معراج النبیؐ کے موضوع پر ایک عالمانہ تقریر کی۔

مولانا سمیع اللہ صاحب ۲۱ ستمبر کو واپس بمبئی چلے گئے ہیں۔

(بحوالہ روشنی۔ سرینگر۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء)

جلسۂ سالانہ کی تاریخیں

۲۳-۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء

... زیر اہتمام احسان الٰہی صاحب نونرٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح
پاکستان لاہور

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ــــــــ دوست محمد
مدیر معاون ــــــــ بشیر احمد سوہم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ ـ مؤرخہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۸

اخبار احمدیہ

شیخ محمد طفیل صاحب کی آمد

ــــ محترم شیخ محمد طفیل صاحب جو کچھ دنوں سے انگلستان سے کراچی آئے ہوئے تھے، ۲۴ رنومبر کو لاہور تشریف فرما ہوئے ـ احباب نے ریلوے سٹیشن پر ان کو خوش آمدید کہا۔

وفات

ــــ چوہدری فضل حق صاحب جائنٹ سیکرٹری مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بھتیجے چوہدری صلاح الدین احمد صاحب مالک پاکستان باٹری فیکٹری گجرات کی اہلیہ صاحبہ ۱۴ رنومبر ۷۲ء کو انتقال کر گئیں ـ ۲۴/۱۱ کو جامع احمدیہ ـ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھا گیا ـ دیگر جماعتوں کے احباب سے نماز جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی درخواست ہے ـ

درخواست دعائے صحت

ــــ محترم عبدالرحیم چانڈیہ صاحب (ڈیرہ غازی خان) کو عارضہ قلب (دل کا دورہ) ہو گیا تھا، اب بفضلِ خدا حالت بہتر ہے، جمعہ مؤرخہ ۲۴ رنومبر کو حضرت امیرایدہ اللہ کی قیادت میں دعائے صحت کی گئی، قارئین کرام سے بھی انکی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

بحرِ حکمت کے موتی

جو شخص مال اور صورت میں اپنے سے فضیلت رکھنے والے کو دیکھتا ہے وہ اپنے سے کمتر کو بھی دیکھے ـ

عن ابی ھریرۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا نظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ھو اسفل منہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اس کی طرف دیکھے جسے اس پر مال اور صورت میں فضیلت دی گئی تو چاہیئے کہ اس کی طرف (بھی) دیکھ لے جو اس سے کمتر ہے ـ

نوٹ ـ از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ: ـ اپنے سے زیادہ مال یا بہتر صورت کے انسان کی طرف دیکھ کر دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے یہ کچھ کیوں نہیں ملا ـ تو چاہیئے کہ جب ایسا خیال دل میں پیدا ہو تو اسے دُور کرنے کے لئے اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے کہ وہ بھی بہتوں سے اچھی حالت میں ہے ؞

(فضل الباری ـ کتاب الرقاق)

کوئی شخص کسی نبی یا مامور کی باتوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جب تک اس کی فطرت نیک نہ ہو

حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات گرامی

وہ کیا چیز تھی جس نے ابوجہل کو محروم رکھا؟ اس نے ایک عظیم الشان نبیؐ کا زمانہ پایا جس کے لئے نبی ترستے گئے تھے ـ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر ایک کی تمنا تھی ـ مگر انہیں وہ زمانہ نہ ملا ـ اس بدبخت نے وہ زمانہ پایا جو تمام زمانوں سے مبارک تھا ـ مگر کچھ فائدہ نہ اُٹھایا ـ اس سے صاف ظاہر ہے اور خوف کا مقام ہے کہ جب تک اللہ تعالٰے کو دیکھنے والی آنکھ نہ ہو اس کے سننے والا کان نہ ہو اور اس کے سمجھنے والا دل نہ ہو، کوئی شخص کسی نبی اور مامور کی باتوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا ـ میں پھر کہتا ہوں کہ اصل یہی ہے کہ سرشت میں دو حصے ہوتے ہیں ـ ایک وہ لوگ ہیں جن کے قولے عمدہ ہیں اور وہ سعادت اور رشد کے پا جانے کے لئے استعدادوں سے یوں بھرے ہوئے ہوتے ہیں جیسے ایک عطر کا شیشہ لبریز ہوتا ہے ـ تیل اور بتی سب کچھ موجود ہوتا ہے صرف ایک ذرا سی آگ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ایک ادنٰے سی تحریک اور دگر سے روشن ہو اُٹھتی ہے ـ

ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ وہ تھا جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتی پہلے سے موجود تھی ـ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اس کو فی الفور متأثر کرکے روشن کر دیا ـ اس نے آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی ـ کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا معاً اس کو صرف اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپؐ نبوت کا دعوٰے کرتے ہیں؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو بول اُٹھے ـ کہ آپ سب گواہ رہیں میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں ـ

تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں ـ ہاں حُسنِ ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پُورے طور پر حصّہ لیتے ہیں ـ اس کا نمونہ ابوبکرؓ اور ابوجہل دونوں موجود ہیں ـ ابوبکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے ـ مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا ـ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا ـ ابوجہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا ـ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ـ آخر خود دوسروں کے لئے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جن کی فطرت میں نورِ ایمان ہے انہیں زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں وہ ایک ہی بات سے مطلب پر پہنچ جاتے ہیں ـ ان کے دل میں ایک روشنی ہوتی ہے وہ معاً آواز کے سنتے ہی منور ہو جاتے ہیں ـ اور وہ الٰہی قوت جو ان کے اندر ہوتی ہے اس آواز کو سن کر جوش میں آ جاتی ہے اور نشو و نما پاتی ہے، جن میں یہ قوت نہیں رہتی وہ محروم رہ کر ہلاک ہو جاتے ہیں، یہی طریق شروع سے چلا آیا ہے ـ اب ہر

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

سید بشیر حسین نمبر

کرنل سید بشیر حسین مرحوم و مغفور کی یاد میں "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر ۱۳ر دسمبر کو شائع کیا جائے گا جس میں تعزیتی پیغامات اور قراردادوں کے علاوہ انکی جماعتی زندگی کے متعلق بزرگانِ قوم کے مضامین بھی درج ہوں گے ـ جو دوست انکے متعلق کچھ لکھنا چاہیں زیادہ سے زیادہ ۵ ر دسمبر ۷۲ء تک اپنے مضامین ایڈیٹر پیغام صلح کے نام بھیجدیں ؞

www.aaiil.org

حکومت انگریزی سے جہاد ناجائز اور خلافِ طریقہ ہے

اہلِ حدیث کے بہت بڑے عالم اور مفسّر نواب صدیق حسن خان کی کتاب ترجمانِ وہابیہ سے چند اقتباسات

(بسلسلہ اشاعت - ۱۵ نومبر ۱۹۷۲ء)

عام مسلمان جسے جہاد سمجھ رہے ہیں وہ فتنہ ہے

"آج کل عام مسلمان جن کو علم و فہم سے بہرہ نہیں بلکہ اکثر ارباب دول و حکومت جنہیں اسلام کی خوبیوں اور ایمان کی باتوں سے بالکل واقفیت نہیں جس کو جہاد سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت میں فتنہ کے سوا اور کچھ نہیں اور کوئی اہل علم اور ارباب عقل اس کا قائل اور معتقد نہیں چنانچہ ایام غدر میں جو ملک ہندوستان میں بعضے راجہ بابو اور بہت سے نام کے نواب و امراء بنام جہاد جہاد، ہندوستان کے امن و امان میں خلل انداز ہوئے اور انہوں نے لڑائی بھڑائی کا بازار گرم کیا اور یہاں تک ان کے فساد و عناد کی نوبت پہنچی کہ عورتوں اور بچوں کو جو کسی شریعت میں واجب القتل نہیں ہیں بے تامل چیر پھاڑ کر پھینک دیا انّا للّٰہ وا حسرتا افسوس۔ حالانکہ اسلام میں تمام اہلِ اسلام کے نزدیک یہ کام خلاف شرع محمدی ہے اور کسی فرقہ اسلام میں ہرگز جائز اور روا نہیں ہے" (صفحہ ۲۸-۲۹)

غدر کو جہاد کہنا خلافِ قرآن و حدیث ہے

"ہم کو بڑا تعجب آتا ان لوگوں پر جنہوں نے غدر میں بغیر وجود شرائط کے، اور بغیر وجود امام کے، اور بغیر اتباع شرع کے، باوجود قتل کرنے لڑکوں اور عورتوں کے جو محض بے گناہ اور معصوم تھے کیونکر فتویٰ دے دیا کہ یہ ہڑ لونگ باغیوں اور بدبخت مردوں کا اور جھگڑا بے وقوفوں کا جہاد ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ فتوے کس قرآن سے نکالا اور کونسی حدیث سے ثابت کیا؟" (صفحہ ۲۱)

حکومتِ انگلشیہ سے لڑائیاں ہرگز جہادِ شرعی نہیں

"جو لڑائیاں غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز جہاد شرعی نہ تھیں اور کیونکر وہ جہاد شرعی ہو سکتا ہے کہ جو امن و امانِ خلائق اور راحت و رفاہ مخلوق کا حکومت انگلشیہ سے زمین ہند میں قائم تھا اس میں بڑا خلل واقع ہو گیا۔ یہاں تک بوجہ بے اعتباری رعایا نوکری کا ملنا محال ہو گیا۔" صفحہ ۳۳-۳۴

علماءِ احناف کے نزدیک ہندوستان انگریزوں کے وقت دارالاسلام تھا اور اس میں جہاد ناجائز

"علماء اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمانروا ہیں اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتوے ہے کہ دارالاسلام ہے اور جب یہ ملک دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنے؟ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں جب تک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو، غرض یہ کہ دارالحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک ہرگز جائز نہیں ہے" صفحہ ۲۹-۳۰

انگریزی حکومت سے جہاد کا فتوٰی جاہل ملاؤں کا کام ہے

"کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز اس بات کو قبول نہیں کر سکتا (سوا شان ملاؤں کے جو علم کامل سے جاہل اور تحقیق صحیح سے باطل ہیں) کہ کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت ایسا دعوےٰ کرے کہ سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام میں حالت موجودہ پر بالخصوص فرض ہے یا اس وقت میں شروط جہاد موجود ہیں" صفحہ ۱۰

سیّد احمد شہید نے سرکار انگریزی سے جہاد کا کبھی ذکر نہیں کیا

"سیّد احمد شاہ بریلوی اور ان کے طریقہ کے لوگ انہوں نے تو کبھی نام جہاد کا گورنمنٹ سے ہندوستان کی سرحد میں نہیں لیا"

ہندوستان دارالحرب میں بھی حکامِ انگلشیہ سے لڑنا گناہ ہے

"اگر ہندوستان دارالحرب ہی ہو تو بھی حکامِ انگلشیہ کے ساتھ جو یہاں کے رئیسوں کا عہد اور صلح ہے اس کا توڑنا بڑا گناہ ہے" صفحہ ۴۹

مولوی محمد حسین نے گورنمنٹ ہند سے جہاد سے انکار کیا

"اس گزٹ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۸ راگست ۱۸۷۹ء۔ ناقل) میں یہ بھی ذکر ہے کہ مولوی محبوب علی دہلوی نے زمانہ غدر کی لڑائی کی نسبت جس میں بخت خان باغی نے ان کو شریک کرنا چاہا تھا جہاد ہونے سے انکار کیا اور مولوی محمد حسین لاہوری بھی اب تک بذریعہ پرچہ اشاعۃ السنۃ جہاد کے نسبت گورنمنٹ ہند کے انکار کرتے ہیں" صفحہ ۹۴

حال کے فساد و بغاوت جہاد نہیں ہیں

"حال کے فساد و بغاوت کو جو جاہل لوگ ہر جگہ کرتے ہیں کون جہاد کہہ سکتا ہے؟ اور یہ لڑائی کب لائق اس اجر و ثواب کی ہو سکتی ہے جس کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث اور سنہ کی کتابوں میں عموماً لکھا ہے؟" صفحہ ۱۰۶

بغاوت ۱۸۵۷ء کو جہاد کہنا اسلام سے ناواقفیت ہے

"یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں" صفحہ ۱۰۶-۱۰۷

حاکموں کی اطاعت سب واجبوں سے بڑا واجب ہے

"حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان (مسلمانوں) کی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے اور یہ امور سب اہل سنت کے گروہ میں موجود ہیں اور اہلِ بدعت میں مفقود۔" (صفحہ ۵۷)

مخالفتِ جہاد کی کتابوں کی غیر ملکوں تک اشاعت

"دو برس پیشتر اس مسئلہ کو (نواب صدیق حسن خان نے) کتاب موائد العوائد میں نہایت خوبی و تحقیق سے بیان فرمایا ہے اور جیسے اور کتابیں ہندوستان سے لے کر مصر اور استنبول تک اور پشاور سے کر طہران تک تقسیم ہو گئیں ویسے ہی یہ کتاب بھی جابجا پہنچ گئی" صفحہ ۹۶

برٹش سرکار کا عدل اماموں کے لئے نمونہ ہے

"ایک کتاب دوسری میں جس کا نام اکلیل ہے مثلاً یہ بات عربی عبارت میں اپنے استاد الاستاد مرحوم قاضی محمد بن علی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ اقل درجہ عدل کے واسطے امام کے یہ ہے کہ مثل سرکار برٹش کے اسباب رفاہ عام میں کوشش کرے اور خیر خواہ و امن جوئے عامہ خلق ہو" صفحہ ۹۸-۹۹

انتظامِ ملک میں فساد خلافِ دینِ اسلام ہے

"ہم لوگوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ جو کام انتظام ملک میں موجب فساد کا ہو اور جس کام میں عہد شکنی لازم آوے اور امن رعایا میں خلل پڑے وہ کام خلاف دینِ اسلام ہے" ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۶

(باقی برصفحہ ۳ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۷۷ء

مسیحیت کا چیلنج

گذشتہ اشاعت میں ہم نے ان واقعات کا مجملاً ذکر کرتے ہوئے جو جماعت احمدیہ اور داعیان مسیحیت کے مابین پیش آئے اور آخرکار اس رنگ میں کسرِ صلیب کا موجب ہوئے کہ مسیحی معتقدات دربارہ الوہیت و کفارۂ مسیح دلائل بینہ کے ساتھ باطل ثابت کر دیئے گئے جس کے نتیجہ میں مسیحی کلیسیا کی طرف سے عیسائی پادریوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ کسی احمدی کو مسیحیت کی تبلیغ یا ان سے بحث و مناظرہ نہ کیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے بتایا تھا کہ مسیحی حضرات نے اب تبلیغ کا ایک اور رنگ اختیار کر لیا ہے، وہ زیادہ تر سکولوں اور کالجوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کے ذہنوں کو مسیحیت کے اثرات سے ماؤف کرنے یا اچھوت اقوام کی مالی امداد سے مسیحیت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد تبلیغ مسیحیت کا ایک اور پہلو سامنے آیا ہے وہ یہ کہ حال ہی میں دو چھوٹے چھوٹے ہینڈ بل ہمارے دیکھنے میں آئے ہیں جو مسیحی حضرات کی طرف سے مسلمانوں میں پھیلائے جا رہے ہیں، ان میں ایک ہینڈ بل کا عنوان ہے :۔

"سنئے جی! سنئے!! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے"

اور ٹائیٹل پر ایک تصویر ہے جس میں ایک مسیحی ایک مسلمان نوجوان کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اسے مسیحیت کا درس دے رہا ہے اور وہ نوجوان سر جھکائے ہوئے غور سے سن رہا ہے، دوسرے ہینڈ بل کا عنوان ہے

"روشنی کا مینار"

ان دونوں ہینڈ بلوں میں مسیحیت کو بظاہر نہایت ہمدردانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے، چنانچہ السلام علیکم کے بعد اس نوجوان کو مخاطب کر کے یہ سوال کیا گیا ہے کہ "میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کیا حال ہے؟" اور اس کے ساتھ ہی اس سوال کی وجہ یہ بتائی ہے کہ "مجھے آپ سے محبت ہے اس لئے میں نے آپ سے یہ پوچھا ہے" اور پھر اپنی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

"میں اس لئے بھی فکرمند ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ موت کے بعد آپ کی روح کا کیا بنے گا صرف دو باتیں واقع ہو سکتی ہیں پہلی یہ کہ آپ کی روح آسمان (جنت) میں جا سکتی ہے دوسری خوفناک بات یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کی روح دوزخ میں پھینک دی جائے گی اگر آپ نے ابھی تک اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کی، آپ کے گناہ معاف نہیں ہوئے، اور اگر اسی طرح گناہ کی حالت میں مر جائیں تو آپ آگ کی اس جھیل میں جائیں گے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلتی رہے گی۔"

گناہوں سے توبہ اور جہنم سے رہائی کس طرح ہو سکتی ہے؟ آگے چل کر لکھا ہے :۔

"میں جانتا ہوں کہ کون ان تمام مشکلات میں آپ کی مدد کر سکتا ہے اور آپ کی قیمتی روح کو اطمینان اور امید دے سکتا ہے وہ یسوع مسیح ہے جس کے بارے میں میں گواہی دینا چاہتا ہوں کہ میں یسوع مسیح کو خود ملا ہوں .... وہ زندہ ہے اور میں نے ان ہی دنوں پاکستان میں اس کی قدرت اور اختیار کے نشانات دیکھے ہیں۔"

کیا نشانات دیکھے ہیں؟ اس کا ذکر نہیں کیا لیکن آگے چل کر "چیلنج" دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"میں نے ایک آدمی کی گواہی سنی کہ وہ بیمار تھا کوئی ڈاکٹر اس کی مدد نہ کر سکا، اس نے خدا کے مختلف پیغمبروں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور بہت سے دوسرے انبیائے کرام کے ناموں کے وسیلہ سے دعا کی لیکن اسے بیماری سے شفا نہ ملی، آخرکار اس نے ایک نام کے وسیلہ سے دعا کی یعنی خداوند یسوع مسیح کے نام میں خدا سے دعا کی، فوراً اس نے اپنے جسم میں ایک عجیب قدرت کو کام کرتے دیکھا اور وہ اسی لمحہ شفا پا گیا۔"

مسیحی مشتہر کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ہم صرف اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اس کے مزعومہ "خداوند یسوع مسیح" کے نام سے کی گئی دعا فوراً قبول ہو گئی، تو اس کی اپنی دعا جو صلیب کے عذاب کو دیکھ کر اس نے کی اور گڑگڑا کر التجا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتنی (اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) کیوں قبول نہ ہوئی، آپ کہیں گے کہ یہ دعا اس لئے قبول نہ ہوئی کہ اس کی مصلوبیت گنہگاروں کے لئے کفارہ کا موجب ہونا تھی، چنانچہ اسی اشتہار میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ :۔

"گنہگاروں کی خاطر صلیب پر مرنے اور اس طرح دنیا کا نجات دہندہ ٹھہرنے کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟ گنہگاروں کو بچانے اور تبدیل کرنے کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟"

ہم اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اول تو یسوع مسیح کے صلیب پر مرنے کا عقیدہ بھی عیسائی محققین کی تحقیقات سے غلط ثابت ہو چکا ہے، چنانچہ حال ہی میں اٹلی کے ایک شہر سے وہ کفن برآمد ہوا ہے جس میں یسوع مسیح کو صلیب سے اتارا جانے کے بعد لپیٹا گیا تھا، اس میں خون کے ایسے نشانات پائے گئے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے، اور خود زیرِ نظر ہینڈ بل میں بھی یہ لکھا ہے کہ صلیب سے اتارا جانے کے بعد "ایک سپاہی نے اس کی پسلی کو بھالے سے چھیدا اور اس کے پہلو سے خون اور پانی بہہ نکلا" اس سے ثابت ہے صلیب پر سے اسے زندہ ہی اتار لیا گیا تھا کیونکہ مُردہ کے جسم سے خون نہیں نکلتا، پھر صلیب سے اتارا جانے کے بعد اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر نما غار میں رکھ دیا گیا، جہاں سے جناب مسیح دوسرے تیسرے دن نکل کر اور باغبان کا لباس بدل کر یروشلم سے ہجرت کر گئے، مشتہر کہتا ہے کہ :۔

"دنیا کے تمام بانیان دین کی قبور موجود ہیں لیکن سرزمین فلسطین میں خداوند یسوع مسیح کی خالی قبر آج بھی اس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کی گواہ ہے"۔

اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ خالی قبر وہی ہے جہاں یسوع مسیح کو بے ہوشی کی حالت میں زندہ رکھا گیا تھا اور وہ "مُردوں میں سے" نہیں، زندہ ہی وہاں سے نکل کر "اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں" کی تلاش میں سری نگر چلے گئے، اور وہیں ان کی قبر آج تک گواہی دے رہی ہے کہ یہ یوز آسف (یسوع مسیح کا دوسرا بگڑا ہوا نام) کی قبر ہے۔

یہ تو یسوع مسیح کی مصلوبیت اور اس کے مابعد کا حال ہے، جو کفارہ کے مزعومہ عقیدہ کے ابطال پر شاہد ناطق ہے لیکن صلیب پر اس کی موت تسلیم بھی کر لی جائے تو کونسی عقل اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہے کہ مسیح کے مرنے سے دنیا کے گناہ دھل گئے، اگر کفارہ صحیح ہوتا تو دو صورتوں میں سے ایک تو واقعہ ہوتی یا تو دنیا سے گناہ مٹ جاتے اور یا اس کی سزا معاف ہو جاتی، لیکن دونوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں، گناہ آج بھی بدستور بلکہ پہلے سے بہت بڑھ کر پھیلے ہوئے ہیں، اور جہاں تک سزا کا تعلق ہے وہ اس دنیا میں بھی چل رہی ہے، اور عاقبت کے متعلق بھی مشتہر کا اپنا بیان ہے کہ :۔

"اگر اس طرح گناہ کی حالت میں مر جائیں، تو آپ آگ کی اس جھیل میں جائیں گے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلتی رہے گی"۔

ایسی حالت میں فرمایئے کہ کفارہ کیا ہوا؟ جب گناہ بھی نہ مٹا اور اس کی سزا بھی باقی رہی تو مسیح غریب کو صلیب پر مار کر اس پر دنیا کے گناہوں کا بوجھ لاد دینا، اس کو ملعون قرار دینا اور پھر "خداوند یسوع مسیح" کی رٹ لگاتے چلے جانا کس عقل و دانش کا نتیجہ ہے؟!

غرض اس قسم کے بے سروپا اشتہارات سے ظاہر ہے کہ مسیحی پروپیگنڈا اب اس رنگ میں جاری ہے کہ لوگوں سے جھوٹی محبت جتا کر انہیں بتایا جائے کہ دنیا کی نجات یسوع مسیح پر ایمان لانے میں مضمر ہے، ہو سکتا ہے اس قسم کے محبت آمیز پیرایوں سے کوئی ناواقف متاثر ہو کر مسیحیت کا شکار ہو جائے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسے ہی مختصر اشتہارات اور ہینڈ بلوں کے ..... ذریعہ مسیحیت کی اصل حقیقت اور کفارہ کی لغویت کو آشکارا کیا جائے، جو کسرِ صلیب کا دعوے کرنے والی جماعت کا اولین فرض ہے۔

بسلسلہ صفحہ ۲

غدر کو نادان عوام النّاس نے جھوٹ موٹ جہاد کہا تھا

"اس صورت میں ہندوستان ان کے نزدیک دارالحرب ہوگا نہ دارالاسلام۔ اور دارالحرب میں رہ کر اور غیر مذاہب والوں کے ملک میں بامن وامان بس کر کسی مسلمان کے نزدیک ارادہ اور قصد جہاد کا کرنا روا نہیں۔ چنانچہ غدر میں جو چند لوگ نادان عوام النّاس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ، دیرہ بھی دوا نہ کیا۔ اور اموال رعایا اور برایا پر عصیانا قابض و متصرف ہوئے۔ انہوں نے خطائے فحش کی اور قصور ظاہر۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث کے موافق کہیں شرطیں جہاد کی موجود نہ تھیں۔" (ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۲۴)

www.aaiil.org

بی۔اے۔سوز

اخبار و افکار

اسلامی آئین

گذشتہ دنوں پاکستان کی سیاسی پارٹیوں کے درمیان جو آئینی سمجھوتہ ہوا ہے، اس میں اسلامی دفعات کے بارے میں چند باتیں بڑی خوش کن ہیں۔ اور وہ یہ کہ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا سربراہ مملکت کو اپنے مسلمان ہونے کی حیثیت کو حلف نامہ میں واضح کرنا ہوگا اور مستقل آئین میں مسلمان کی تعریف بھی شامل ہوگی۔

یہ تصریحات ایسی ہیں جن کی ہر صحیح الفکر مسلمان تائید کرے گا اور ہمیں امید ہے کہ تدوین دستور کے سلسلہ میں اول تا آخر محض للہ فی اللہ کامل یکجہتی کے ساتھ کام کیا جائے گا اور پارٹی بازی سے بالاتر ہو کر قال اللہ و قال الرسول کو اپنا مسلک بنایا جائے گا۔ اس صورت میں یہ دستور انشاء اللہ خیر و برکات کا موجب ہوگا ورنہ صرف پاکستان بلکہ اقوام عالم بالخصوص ممالک اسلامی کے لئے فائدہ رساں ثابت ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی اس امر کی طرف بھی ہم توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلامی آئین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے آپ کو بھی اسلامی بنانے کی ضرورت ہے۔ جب ہم قولاً اور فعلاً مسلمان ہو جائیں گے اور ہمارا ضمیر و خمیر حقیقی معنوں میں مسلمان ہو جائے گا تو اسلامی آئین کا نفاذ سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ اس طرح ہم خود مسلمان ہوں گے ہمارا ماحول مسلمان ہوگا، ہمارا معاشرہ اور ہماری ملت و مملکت مسلمان ہوگی۔ اور اگر ہم سے ایسا نہ ہوا، تو ایک بار نہیں سو بار اسلامی آئین بنالیں اس سے چنداں فائدہ نہ ہوگا۔ اس کا تجربہ آپ پہلے بھی کر چکے ہیں۔ قرارداد مقاصد ۱۹۵۶ء اور اس کے بعد ۱۹۶۲ء کے ہر آئین میں تقریباً اسی قسم کی اسلامی دفعات رکھی گئیں لیکن ان کا نتیجہ صفر کے سوا کچھ نہ نکلا۔ اصل چیز عمل ہے ؎

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمانِ تست

علماء کی سُبکی!

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث مجریہ ۲۰/۲۷ اکتوبر لکھتا ہے :-

"حکومت کو چاہیئے کہ اگر پاکستان کو اسلام کے حوالے کر دیا ہے تو علماء کو مناسب اہمیت دے تاکہ حاملین اسلام اور رمز شناسان قرآن کی سبکی نہ ہو۔"

پہلے ان "علماء حضرات" کو صحیح معنی میں "حاملین اسلام اور رمز شناسان قرآن" تو بنائیے۔ جن کے خیالات اور فہم قرآن سے اسلام کی سبکی ہو رہی ہے۔

پاکستان سُنی پارٹی کی پریس کانفرنس

گذشتہ مہینہ کی بیس تاریخ کو پاکستان سُنی پارٹی کی ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں چند مطالبات پر مشتمل ایک بیان پڑھ کر سنایا گیا، ان میں سے ایک مطالبہ یہ ہے کہ :

"تمام سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں سُنیوں کو ان کی آبادی کے مطابق نمائندگی دی جائے۔ اور جب تک ان کی نمائندگی پوری نہ ہو جائے اقلیتی فرقوں کی بھرتی روک دی جائے"

اور یہ کہ :-

"پاکستان کے آئین میں یہ درج کیا جائے کہ یہاں کا صدر، وزیر اعظم، چیف جسٹس، صوبائی گورنر، وزرائے اعلیٰ اور تینوں چیف آف سٹاف ہمیشہ سُنی العقیدہ مسلمان ہوں گے"۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ پارٹی پاکستان کے آئین میں کونسے کلیدی عہدے اپنے لئے مخصوص کرنے کا مطالبہ کرے گی اور پھر اسلام کے جو بہتر تہتر فرقے اور رہیں وہ کن کن عہدوں کے امیدوار ہوں گے۔

ہمیں حیرت ہے کہ ان مطالبات میں حکومت کے عہدوں اور سرکاری ملازمتوں کے لئے بھی اہلیت اور کلمہ طیبہ کو معیار قرار دینے کے بجائے فرقہ اکثریت و اقلیت اور سُنی و غیر سُنی کی تفریق پر زور دیا گیا ہے، جو صریحاً مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ ایسے مطالبات منوانے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہے کہ مملکت کی باگ ڈور ہمیشہ کے لئے سُنیوں کے ہاتھ میں رہے اور تمام دوسرے اسلامی فرقوں پر سرکاری ملازمتیں دائمی طور پر بند کر دی جائیں۔!

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینیجر)

جلّاد کے تاثرات

مغربی پاکستان میں جرائم کی کثرت اور پھانسی پانے والے مجرموں کے کردار کے متعلق تانک نامی ایک خاندانی جلاد کے تاثرات روزنامہ "کوہستان" میں شائع ہوئے تھے۔ یہ شخص مجرموں کو تختۂ دار پر لٹکانے کے کام پر متعین رہا ہے اور اب تک تین ہزار سے زائد افراد کے روح اور جسم کے رشتہ کو منقطع کر چکا ہے، اس کا بیان ہے کہ آج کے تمام تر مہلک جرائم کے اسباب میں زیادہ حصہ گالی گلوچ کا ہے۔ جن قاتلوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتارا، ان میں سے بعض نے مشتعل ہو کر اپنے بھائیوں کو قتل کیا۔ بعض نے جگری دوست کو تہ تیغ کیا، بعض ازلی دشمن آپس میں لڑے سان تمام جرائم کی ٹوہ لگائی گئی تو یہ راز بے نقاب ہوا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو گالی دی تھی جس کا نتیجہ خون خرابے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

یہی نتیجہ اقوام متحدہ کی ایک سب کمیٹی کے ارکان کی تحقیقات سے برآمد ہوا جو کثرت جرائم کے اصل وجوہ دریافت کرنے کے لئے پاکستان آئے تھے وہ متفقہ طور پر اسی رائے پر پہنچے تھے کہ اگر پاکستان کے عوام کسی طرح باہمی گفتگو میں تحمل اور بردباری اختیار کر لیں اور کسی بھی حالت میں کسی کو گالی نہ دیں ...... تو نصف سے زائد جرائم فوری طور پر ختم ہو سکتے ہیں۔

لیکن جس ملک میں گالی دینا ایک بچے کی ابتدائی تربیت میں داخل ہو اور بچوں کو گالیاں سکھانا موجب فخر سمجھا جاتا ہو۔ اور اس کی توتلی زبان میں گالیاں سننا خوشی، مسرت اور تفریح کا موجب ہو، وہاں یہ امید رکھنا کہ گالی دینا کبھی ختم بھی ہو سکتا ہے، لاحاصل ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارا معاشرہ اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ گھروں اور بازاروں میں چھوٹے چھوٹے بچے اس قدر فحش گالیاں دیتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ شرم و حیا ندامت سے پانی پانی ہوتی ہے۔ اگر کسی بچے کو اس سے منع کیا جائے تو نہ صرف اس کی زبان سے ہی منع کرنے والے کو گالیاں سننی پڑتی ہیں بلکہ اس کے لواحقین بھی برافروختہ ہو کر دہلے آزار ہو جاتے ہیں۔

اس معاشرے کو بدلنا اور ہمہ تن اس دہی کے سلسلے سے پاکستان کو پاک کرنا ایک بہت بڑا جہاد ہوگا۔ کاش! حکومت اس بارے میں کوئی قانون نافذ کر کے ملک کو اس لعنت سے آزاد کرانے کا بندوبست کرے ـــ

دارالسلام میں رہائشی پلاٹ

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ احمدیہ بستی دارالسلام میں احباب کو لیز (دیٹھ) پر رہائشی پلاٹ دیئے جائیں۔ کل ۷۶ پلاٹ میں سے ۱۲ کم و بیش ایک کنال کے ہیں۔ ۲۲ پلاٹ دس مرلہ کے اور بقیہ ۴۲ میں سے چند ۵ مرلہ سے کچھ زائد اور باقی سب تقریباً ۵ مرلہ کے ہیں۔ جو احباب اپنی رہائش کیلئے دارالسلام میں مکان تعمیر کرنے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست ناظم دارالسلام 5۔عثمان بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن لاہور کو ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء تک ارسال کر دیں۔ درخواست کے ساتھ 2000/- روپے فی کنال کے حساب سے چندہ بنام محاسب صاحب انجمن بھیجنا ضروری ہے جو ناکامی کی صورت میں واپس کر دیا جائے گا کامیابی کی صورت میں ڈویلپمنٹ چارجز بحساب دس ہزار روپیہ فی کنال یکمشت ادا کرنے ہوں گے شرائط لیز (دیٹھ) دفتر سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و ناظم دارالسلام

دارالسلام میں مسجد کی تعمیر

تعمیر مسجد احمدیہ بستی دارالسلام کا کام شروع ہو چکا ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس مد میں اپنے عطیات محاسب صاحب انجمن کو ارسال کریں۔

فضل حق ناظم دارالسلام۔

جلسۂ سالانہ

جلسۂ سالانہ کی تاریخیں ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء مقرر ہو چکی ہیں۔ جلسہ امسال احمدیہ بستی دارالسلام میں منعقد کیا جانے کا فیصلہ ہوا ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ جلسہ فنڈ اپنی پہلی فرصت میں محاسب صاحب انجمن کو ارسال فرمائیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ

www.aaiil.org

اسلام میں جمہوریت ہے یا ملوکیت؟

اس وقت جبکہ پاکستان کے آئندہ دستور کے لئے بنیادی اصولوں کی سفارشات زیر غور ہیں، ذیل کا مضمون جو حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور کی نگارش قلم کا نتیجہ ہے امید ہے خاص توجہ سے پڑھا جائے گا:—

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے حریت و مساوات نسل انسانی کا سبق دنیا کو پڑھایا۔ حد ہے کہ وہ انسان جو تمام کمالات انسانی کا جامع اور خلافت الہٰی کا بہترین وارث دنیا میں آیا یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی تو بشر مثلکم فرما دیا۔ اب اس سے بڑھ کر کیا مساواتِ انسانی کا سبق دنیا پڑھنا چاہتی ہے؟ اسلام ہی ہے جس نے قانون کی حکومت دنیا میں قائم کی۔ اس نے اپنا نام اسلام رکھا یعنی قانون کی فرمانبرداری۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں مذہب فطرت ہوں اور فطرت میں قانون کی فرمانبرداری کا جو بادشاہ سے لے کر گدا تک سب پر یکساں ہے۔ اسی طرح وہ قوانین جو اسلام لایا یا جو انسانی معاشرت، تمدن اور سیاست کے لئے بطور اصول تھے ان کا جوا بھی بادشاہ سے لے کر گدا تک سب پر رکھا۔ اسلام ہی ہے جس نے بتایا کہ جو شخص جتنی حکومت میں زیادہ دسترس رکھتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ ذمہ داریوں کے نیچے ہے یہاں تک کہ سید القوم خادمھم فرما کر بتلا دیا کہ قوم کی سرداری کا مطلب تو محض پبلک کی خدمت ہے۔ ان کے روپے سے عیش اڑانا مقصد نہیں۔ مسلمانوں کو جب اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی تو ساتھ ہی اس حکومت کے اصول بھی تعلیم فرمائے جن پر حکومت کی بناء قائم کرنی تھی۔ قرآن کریم میں فرمایا: یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ذٰلک خیر و احسن تاویلا (النساء) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اور صاحب امر کی اطاعت کرو پھر اگر تم کسی بات میں آپس میں جھگڑ پڑو تو بات کو اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے نہایت اچھی بات ہے۔

کیا خوب بات فرمائی کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی قرآن کی اطاعت اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرو یعنی جس طرح آنحضرت صلعم نے قرآن پر عمل کر کے دکھایا یا خود زبان مبارک سے تشریح فرما دی۔ دوسرے لفظوں میں سنت اور احادیث صحیحہ کی اطاعت کرو۔ یہ تو ہو چکی شریعت یا وہ قانون فطرت جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی رسول کریمؐ کے ذریعہ دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اب اس قانون پر عمل کی نگہداشت کرنے والے اور اس قانون کی خلاف ورزی پر سزا دینے والے چاہئیں۔ اس کے لئے فرمایا تم میں سے جو اولی الامر ہو اس کی اطاعت کرو۔ یعنی تم میں سے جو شخص صاحب امر ہو یعنی جسے قانون کی نگہداشت اور اس پر عمل کرانے کی ذمہ داری پر کھڑا کیا جائے اس کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے، ورنہ قانون پر عمل نہیں ہو سکتا مگر اس کے اختیارات کو بھی قانون کی فرمانبرداری میں جکڑ دیا۔ اس کے لئے فرمایا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر۔ پھر اگر تم کسی معاملہ میں جھگڑ پڑو، یعنی پبلک کا جھگڑا آپس میں ہو یا پبلک اور صاحب امر حاکم کا جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسولؐ یعنی قرآن اور سنت اور دوسرے لفظوں میں قانون کی طرف پھیر دو اور اس پر یہاں تک تشدد کیا کہ فرمایا۔ اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یعنی اگر مسلمان ہو تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ معاملہ کو قانون کی طرف پھیرا جائے۔ گویا اسلام اور شخصیت کو ایک دوسرے کے نقیض قرار دیا۔ پھر ذٰلک خیر و احسن تاویلا فرما کر بتا دیا کہ یہ تشدد بےجا نہیں بلکہ بجا ہے کیونکہ نہ صرف یہ طرز حکومت بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے بھی یہی عمدہ ہے جس حکومت کی بنیاد قانون پر نہیں بلکہ شخصیت پر ہے اس کی عمر کم اور اس کی بقا چند روزہ ہے۔

مذکورہ بالا ارشاد قرآنی سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:—

(۱) اسلام میں حکومت صرف قرآن و سنت یعنی قانون کی ہے۔

(۲) کچھ لوگ صاحب امر ہونے چاہئیں جو قانون پر عمل کی نگہداشت کے لئے مقرر ہوں انہی کو دوسرے لفظوں میں حکام کہتے ہیں۔

(۳) ایسے لوگ مسلمان پبلک میں سے منتخب ہوں جیسا کہ اولی الامر منکم سے ظاہر ہے۔ یہاں مسلمان پبلک کو خطاب کر کے کہا کہ صاحب امر لوگ "منکم" یعنی تم میں سے ہونے چاہئیں کسی خاندان کا حصہ نہیں کہ نسلاً بعد نسل اس میں سے ہوتے جائیں بلکہ پبلک میں سے ہونے چاہئیں۔

(۴) انتخاب کا طریق اسی آیت سے پہلے فرمایا کہ ان تؤدوا الامانات الی اھلھا کہ حکومت امانت ہے جو ایسے لوگوں کے سپرد ہونی چاہیئے جو اس کے اہل ہوں یعنی اس کے لئے قابلیت رکھتے ہوں۔ فلاں ابن فلاں کو نہ دی جائیں یا دھڑے بازی کے دوست نہ دیئے جائیں بلکہ حکومت کو ایک امانت سمجھ کر اس کے اہل کے سپرد کرنا چاہیئے ورنہ خدا کے سامنے ہر ایک مسلمان امانت میں خیانت کرنے کا جوابدہ ہے۔

(۵) حکومت کو امانت فرما کر ان صاحب امر لوگوں کو جن کے ذمہ حکومت کی امانت سپرد کی جائے یہ بتلا دیا کہ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قوم نے ہمارے ذمہ امانت سپرد کی ہے جیسے اس امانت کو یعنے پبلک کے حقوق کو ادا کرنا چاہیئے۔

(۶) ان صاحب امر لوگوں یعنی حکام کی حکومت کو دو چیزوں سے جکڑ دیا۔ یعنی ایک تو فرمایا کہ "امرھم شوریٰ بینھم" ان کی حکومت "شوریٰ" سے ہو۔ یعنی شخصی رائے کوئی چیز نہیں سال الرائے لوگوں کے مشورہ سے حکومت کی کل چلائی جائے۔ یہ جمہوریت کی تعلیم ہے۔ دوسرے فرمایا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول جب کسی معاملہ میں جھگڑا ہو تو حکام اور پبلک دونوں قانون کی طرف رجوع کریں گے۔ یعنی حاکم کا حکم ناطق نہیں انتظام کرنا اس کا کام ہے۔ مگر پبلک سے اس کا اختلاف رائے ہو جائے یا پبلک کو اس سے کچھ شکایت ہو تو وہ قانون کے سامنے اسی طرح جوابدہ ہے جس طرح کہ پبلک کا ایک ادنے سے ادنے آدمی۔ یہ قانون کی حکومت ہے۔

(۷) اگزیکٹو یعنی انتظامی حکومت کو جوڈیشل محکمہ یعنی قانون کی عدالت سے الگ کر دیا۔ جب فرمایا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ یعنی پبلک کو اپنے جھگڑوں میں قانون کی طرف رجوع کرنا ہے۔ حکام صرف پبلک کے انتظام کے لئے ہیں انتظامی امور میں ضروری ہے کہ حکام کی اطاعت کی جائے لیکن جھگڑوں کا فیصلہ قانون کرے گا جہاں حاکم اور پبلک یکساں ہیں۔ حاکم کی حکومت قانون اور عدالت پر نہیں بلکہ پبلک کے انتظامی امور میں ہے۔ قانون کے سامنے سب کو گردن جھکانی پڑے گی۔

(۸) ایسے لوگ جو عدالت کی کرسی پر بٹھائے جائیں۔ ان کا انتخاب بھی پبلک کے ہاتھ میں دیا۔ جب فرمایا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کہ بےشک اللہ حکم کرتا ہے تم کو کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کی جائیں اور جب لوگوں میں فیصلہ کیا جائے تو عدل کے ساتھ کیا جائے یعنی پبلک کو خدا کا یہ حکم ہے کہ وہ اس اہم منصب کو جس میں پبلک کے حقوق کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جو ایک پبلک کی امانت ہے، ان لوگوں کو دیں جو اس کے اہل یعنی قابل ہوں اور ان لوگوں کو جنہیں یہ امانت سپرد ہوئی ہے۔ فرمایا کہ جب تمہیں اس ذمہ داری کے مقام پر کھڑا کیا جائے تو تم لوگوں میں خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم (الناس) انصاف اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اتنے صاف صاف احکام قرآنی کے بعد کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے ان قرآنی آیات کا ترجمہ کر دیا ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ صاف صاف قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حکومت قانون کی ہے۔ قانون کی عدالت کے لئے جج مقرر کرنے . . . . قانون کو پبلک میں رائج کرنے اور اس پر عملدرآمد کی نگہداشت کے لئے حکام مقرر کرنے، سب کچھ پبلک کے ہاتھ میں ہے۔ پبلک کا فرض ہے کہ وہ اپنی ان امانتوں کو اپنے میں سے ایسے لوگوں کے سپرد کرے جو اس کے اہل اور اس کے سنبھالنے کے قابل ہوں ان کی تعیناتی اور معزولی سب پبلک کے ہاتھ میں ہے۔

جن کے سپرد یہ حکومت ہوتی ہے وہ اپنے کاموں میں شوریٰ کے پابند ہیں اپنے طرز عمل کے قانون کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اگزیکٹو یعنی انتظامی محکمہ جوڈیشل یعنی عدالتی محکمہ سے الگ ہے۔ انتظام کی غلطی یا فیصلہ عدالت یعنی قانون کرے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جمہوری حکومت اور کسے کہتے ہیں۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر جمہوریت ممکن نہیں۔ اسلام میں ملوکیت یا دوسرے لفظوں میں شخصی حکومت کی کوئی ہستی نہیں۔ کیا بانیٔ اسلامؐ اور آپؐ کے خلفائے راشدینؓ کا طرز عمل اسی کے مطابق نہیں تھا؟!

(۱) خود رسول کریم صلعم نے جو قانون الٰہی کے بہترین مفسر تھے قانون کے سامنے گردن جھکانے کا ایسا عجیب نمونہ دکھایا کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے آپؐ شہنشاہ ظاہری و باطنی . . . تھے آپؐ کے الفاظ آپؐ کی اُمت کے لئے قانون کا حکم رکھتے تھے مگر

آپ صلعم اعلان فرماتے ہیں کہ اگر مجھے کسی کا کچھ دینا ہو یا کسی کو میرے ہاتھ سے کچھ تکلیف پہنچی ہو تو وہ آج مجھ سے معاوضہ لے لے۔ ایک شخص کو غلطی سے بلا ارادہ ایک کوڑا لگ گیا تھا۔ وہ اس کے معاوضہ کے لئے آیا۔ آپ نے بلا تامل پیٹھ برہنہ کر دی کہ کوڑے کی ضرب لگائے۔ یہ دردناک منظر کیوں دکھایا گیا۔ صرف اس واسطے کہ قانون کی اطاعت کے لئے خدا کا سب سے عظیم الشان نبی اور شہنشاہ ظاہر و باطن بھی بستر مرگ پر کوڑا کھانے کے لئے تیار ہے۔ اس کے بعد اور کسی مثال کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(۲) شورٰے کی عزت اس قدر مسلمانوں کے ذہن نشین کرائی گئی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ خود رسول کریم صلعم جو وحی الٰہی کے حکم کے نیچے کام کرتے تھے، حکومت کا کوئی امر بغیر شورٰے کے سرانجام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ جنگِ اُحد کے موقعہ پر جو آپؐ نے شورٰے کیا اس وقت آپؐ کی مرضی مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کرنے کی تھی مگر چونکہ صحابہؓ کی کثرت رائے اس طرف تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے، آپؐ نے کثرت رائے کی عزت کی اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ کو رؤیا میں بعض تکالیف کے پیش آنے کا اشارہ بھی مل چکا تھا، مگر آپ باہر نکل کر لڑتے ہیں فتح ہو جاتی ہے مگر پہاڑ کی پشت پر جو دستہ محافظت کے لئے تھا اس میں سے بعض لوگوں کی غلطی سے دشمن کو پشت پر سے آ پڑنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس اچانک حملہ سے فوج کا ایک حصہ چھٹ الگ ہو جاتا ہے اور وہ مدینہ کی طرف بھاگ جاتا ہے مگر خود رسول کریم صلعم اور آپؐ کے صحابہ کبارؓ میدان میں جمع رہتے ہیں۔ اس گھمسان کے رن میں حضور علیہ السلام کو بھی زخم آتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ شہید بھی ہوتے ہیں زخمی بھی ہوتے ہیں۔ کفار حملے پر حملے کرتے ہیں مگر آخر کار ناکام اور مایوس ہو کر میدان کو چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اس قدر تکلیف اُٹھانے کے بعد جب خدا کی وحی نازل ہوتی ہے تو ان لوگوں کو جو میدان سے بھاگ گئے تھے نہ صرف معافی ملتی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم في الامر۔ انہیں معاف کر دو ان کے لئے مغفرت طلب کرو اور حکومت کے کاموں میں ان سے مشورہ لو تھا۔ ان میں سے بہت سے میدان سے بھاگ آئے اور جو کام ان کے مشورہ سے ہوا تھا اس میں سخت چشم زخم پہنچا تھا۔ مگر بایں ہمہ شورٰے کو نہیں چھوڑا۔ کیونکہ اصول یہی صحیح ہے ممکن ہے کہ ایک وقت مشورہ سے ایک امر طے ہو اور اس میں حسب منشاء کامیابی نہ ہو تو اس سے اصول غلط نہیں ہو سکتا۔

(۳) خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں تمام امورِ حکومت شورٰے سے طے ہوتے تھے بلکہ خلیفہ کے لئے جو صدر کی حیثیت رکھتا تھا صرف ایک ووٹ یعنی رائے تھی، حالانکہ صدر کو آج کل دو ووٹ کا حق دیا جاتا ہے۔ شورٰے کے علاوہ خلیفہ کے احکام پر پبلک کا ایک ایک فرد اعتراض کرنے کا حق رکھتا تھا اور بعض اوقات خلیفہ کو اپنا حکم واپس لینا پڑتا تھا چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ اور دوسرے مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع میں یہ حکم دیا کہ بڑے بڑے مہر نہ باندھا کرو اور اس کی ایک حد مقرر کی تو ایک بڑھیا نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! خدا ہمیں دیتا ہے اور تو ہمیں روکتا ہے اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی وان اتيتم احدٰهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا۔ اگر تم نے عورتوں میں سے کسی کو سونے کا ڈھیر بھی دے دیا ہو تو اس سے واپس مت لو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو سونے کا ڈھیر بھی مہر میں دیا جائز ہے۔ اللہ اللہ ایک مجمع کثیر میں پبلک میں سے ایک بڑھیا اٹھ کر بادشاہِ وقت کو للکار کر اس کے احکام کی غلطی بتاتی ہے اور وہ حاکمِ وقت وہ شہنشاہِ عرب و عجم شام روم و مصر جب قانون الٰہی کو اس بڑھیا کے حق میں دیکھتا ہے، تو فوراً سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

ملفوظات

بسلسلہ صفحہ اوّل

شخص کو خوف کرنا چاہیئے کہ اگر کسی زمانہ میں اصلاح کے لئے مامور پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اندر اس مامور کے لئے قبولیت اور ایمان کا رنگ پاتے ہیں وہ مُبارک ہیں۔ لیکن جو اپنے دل میں قبض پاتا ہے اور دل مانے کی طرف رجوع نہیں کرتا اس کو ڈرنا چاہیئے کہ یہ انجام بد کے آثار ہیں اور محرومی کے اسباب۔

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

تعزیتی جلسہ

۲۴ر نومبر ۱۹۷۲ء کو مرکزی مسجد احمدیہ لاہور میں کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ بعد نماز جمعہ منعقد ہوا، جس میں مرزا مسعود بیگ صاحب، شیخ محمد طفیل صاحب اور صاحبزادہ عبدالمنان عمر صاحب نے تقاریر کیں۔ جس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دُعا فرمائی۔ ایسا ہی جلسہ مسجد مُسلم ٹاؤن لاہور میں ۲۵ بعد از نماز جمعہ زیر صدارت ڈاکٹر مبارک احمد صاحب منعقد ہوا جس میں تعزیتی قرار داد پاس کی گئی۔

جماعت احمدیہ کراچی کی تربیتی، تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں اور رمضان المبارک سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی مساعی

کراچی کی آبادیاں دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے اہلِ کراچی کے لئے کئی اہم مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک تو ان کا حد سے زیادہ مصروف رہنا۔ دوسرا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ۔ یہ چیزیں ہمارے دوستوں پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں۔ لیکن ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی ایسا راستہ نکالنا اشد ضروری ہے کہ دوست مل بیٹھیں۔ اور دینی کاموں کو جاری رکھ سکیں۔ امسال رمضان المبارک میں قرآن مجید کے درس کا خصوصی انتظام کیا گیا۔

۱۸ر رمضان المبارک سے ہر روز مسجد احمدیہ میں عصر سے لے کر مغرب تک قرآن مجید کا درس دیا جاتا رہا جس میں بعض دوست دس دس میل دُور سے بسوں کے ذریعہ تشریف لا کر شامل ہوتے رہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ مختلف دوست ثواب کی خاطر ان دنوں میں نہایت پُر تکلف افطاری کا انتظام بھی کرتے رہے۔ جزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء۔

۲۵ر رمضان المبارک کو جمعۃ الوداع تھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے قریباً قریباً ساری جماعت، بہنیں اور بھائی مسجد میں آگئے۔ ساری مسجد بھر گئی۔ خطبہ جمعہ افمن شرح الله صدره للاسلام کی روشنی میں اسلام کی حقانیت۔ تاثیر۔ قوتِ قدسیہ اور اسلامی تعلیم کے بعض درخشندہ پہلو بیان کئے گئے۔ اور موجودہ حالات میں احباب کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے سب دوستوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اشاعتِ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا عہد کیا گیا۔ ملک کی سالمیت، جنگی اور شہری قیدیوں کی سلامتی سے واپسی اور تمام عالم اسلام کے لئے دعائیں کی گئیں۔

خطبہ عید الفطر عید الفطر کا خطبہ قرآنی آیات يا يها الذين امنوا اركعوا واسجدوا واعبدوا ربكم وافعلوا الخير کی روشنی میں دیا گیا۔ اور اس میں یہ بتایا گیا کہ ہمیں اپنے اندر صحابہؓ جیسی صفات پیدا کرنی چاہئیں۔ کردار کی بلندی کے بغیر۔ ۔ دنیا میں روحانی انقلاب نہیں آسکتا۔ اور کامیابی کا راز دعوت الی الخیر میں مضمر ہے۔ اور اسی جماعت کو خدا تعالےٰ نے لعلكم تفلحون کی بشارت سے نوازا ہے۔ آج یہ فخر اس جماعت کو نصیب ہے۔ ہمیں اپنے اندر ایک جنون کی سی صورت پیدا کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ عظیم انقلاب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ کراچی کی طرف سے خطبہ عید الفطر میں شامل ہونے والے کی خدمت میں عید مبارک کے ساتھ ٹھنڈا مشروب بھی پیش کیا گیا۔

ان ایام میں سارے دوست ہی حتی الوسع دینی کاموں میں خلوص سے حصہ لیتے رہے۔ بعض دوست تو ایسے تھے جنہوں نے بالکل اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض کا ذکر دُعا کی نیت سے کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور دوسرے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ محترم محمد حسن خان صاحب۔ محترم زاہد حسین صاحب، محترم راجہ بیدار خان صاحب۔

اب جماعت کراچی کے لئے تربیتی، تنظیمی و تبلیغی پروگرام نئے سرے سے ترتیب دیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد اشاعت کے لئے ارسال کروں گا۔

مرزا محمد لطیف مبلغ اسلام۔ مولوی فاضل بشاہد کراچی

بروز ہفتہ مورخہ ۲۵ر نومبر کو اخبار کا یہ پرچہ مکمل ہو کر پریس جانے کے لئے تیار تھا کہ محترم چودھری محمد حسن چیمہ کے فرزند ضیاء الحسن ڈائرکٹر محکمہ شماریات گورنمنٹ پاکستان کے اچانک انتقال کی خبر آگئی۔ مرحوم کا جنازہ ان کی کوٹھی 66/B گلبرگ لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا اور نعش ان کے وطن گجرات میں لیجائی گئی۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

www.aaiil.org

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے
مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اب ہم سورۃ مریم کو لیتے ہیں شروع ہی میں اس سورۃ کی چار آیات ہیں۔ ذکر رحمت ربک عبدہٗ زکریا ۞ اذ نادیٰ ربہٗ نداءً خفیا ۞ قال رب انی وھن العظم منی واشتعل الرأس شیبًا و لم اکن بدعائک رب شقیا ۞ وانی خفت الموالی من ورآءی وکانت امرأتی عاقرًا فھب لی من لدنک ولیا ۞

(یہ) تیرے رب کی رحمت کا ذکر ہے اپنے بندے ذکریا پر۔ جب اس نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا۔ کہا، میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بالوں کی سفیدی سے شعلے مار رہا ہے اور میرے رب تجھ سے دعا کر کے میں محروم نہیں رہا۔ اور میں اپنے بھائی بندوں سے اپنے پیچھے ڈرتا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے سو اپنے پاس سے مجھے کوئی وارث عطا فرما۔

جس بزرگ ذکریا کا ذکر ان آیات میں ہے وہ ذکریا نبی سے کوئی علیحدہ شخصیت ہیں۔ لوقا ۱: ۵ میں اس ذکریا کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

"یہودیا کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانے میں ابیا کے فریق میں ذکریا نام ایک کاھن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی ...... اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"

قرآن کریم میں زمرۂ انبیاءؑ میں بھی ایک ذکریاؑ کا ذکر آتا ہے جو نبوت کے منصب پر فائز تھے۔ جہاں ان کو نبی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے وہاں ان کے ہاں یحییٰؑ کی پیدائش کا کوئی ذکر نہیں اور جہاں یحییٰؑ کی پیدائش کا ذکر ہے وہاں ذکریا کو نبی نہیں کہا گیا۔ یہ ذکر قرآن مجید میں تین جگہ آتا ہے۔ یعنے سورۃ آل عمران۔ سورۃ مریم اور سورۃ انبیاء میں۔

یہ بات اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مریم کی کفالت کے متعلق کاہنوں میں باہم قرعہ اندازی ہوئی تھی۔ یا آخر ان کی کفالت حضرت ذکریاؑ کے سپرد ہوئی۔ یہ نبوت کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کاہنوں کی سطح پر آ کر مقابلہ کرتے ہوئے حضرت مریم کی کفالت حاصل کر لیتے۔ نبی کو تو کاہنوں پر ویسے ہی فوقیت حاصل ہے اور پھر دعا کے الفاظ یہ ہیں "میرا وارث ہو اور آلِ یعقوب کا وارث"۔ آل یعقوب کی وراثت میں درحقیقت نبوت کی طرف اشارہ ہے اگر وہ نبی ہوتے تو یہ تمنی کافی تھا۔ پھر سورۃ انبیاء میں ذکریا کو ان کی بیوی کے ساتھ ایک سطح پر لاتے ہوئے یوں بیان کیا گیا ہے کہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبًا و رھبًا وکانوا لنا خاشعین وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں امید و خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

سورۃ مریم کی آیت ۱۲ میں جو یحییٰ کے متعلق جو ذکریا کی دعا کا نتیجہ ہیں، حضرت یحییٰ کی نبوت کا ذکر ہے جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ یعنے اے یحییٰؑ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰؑ کو ایک علیحدہ کتاب بذریعہ وحی عطا ہوئی تھی۔ یہ حضرت یحییٰؑ حضرت عیسےٰؑ کے ہم عصر تھے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کو حضرت ہارونؑ کی معاونت حاصل تھی، اسی طرح حضرت عیسےٰؑ کو حضرت یحییٰ کی رفاقت عطا ہوئی۔

اب یہ ذکریا خدا کے حضور دعا کرتے ہیں کہ ربّ ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء۔ اے میرے رب اپنی جناب سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ تو دعا سننے والا ہے۔ اس دعا کے بعد ان کا اللہ تعالےٰ سے مکالمہ شروع ہو جاتا ہے۔ ملائکہ درمیان میں واسطہ ہیں۔ اس مکالمہ کے الفاظ قرآن نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لئے ہیں۔ دعا تو اوپر بیان ہو چکی اس کی قبولیت کا ان الفاظ میں اعلان ہوا:

فنادتہ الملٰئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحییٰ مصدقًا بکلمۃ من اللہ وسیدًا وحصورًا ونبیًا من الصالحین۔

حضرت ذکریا اس خوشخبری کو سن کر اس پر شک تو نہیں کرتے مگر تعجب کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔ چنانچہ اگلی آیت کے الفاظ یہ ہیں اور اس کے ساتھ خدا کا جواب بھی اسی آیت میں مذکور ہے قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر۔ قال کذٰلک اللہ یفعل ما یشاء۔

اس خوشخبری کو سن کر اور خدا کی قربت کو محسوس کر کے وہ زیادہ بے تکلفی کے ماحول میں خدا تعالےٰ سے مزید ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت پیارے انداز میں ان کو حکم دیتا ہے اور عبادت کی ایک نئی شان میں منہمک ہونے کی ہدایت فرماتا ہے اور اس طرح عبادات کی ادائیگی اور اس کے مؤثر اور مقبول ہونے کی اہمیت واضح فرماتا ہے وہ الہامی الفاظ یہ ہیں:۔

قال رب اجعل لی اٰیۃ قال اٰیتک الا تکلم الناس ثلاثۃ ایام الا رمزا۔

حضرت ذکریا کی یہ عبادت گذاریاں اور آہ و فریاد سے کی ہوئی دعاؤں کی دلگدازیاں اور دربار الٰہی میں اس کی قبولیتیں اس عظیم الشان تعلق کا ثبوت ہیں جو ایک مخلص بندے کو اپنے خدا سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ذکریاؑ کے قصہ کے بعد حضرت مریمؑ کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل کی قوم اپنے عروج سے گر کر مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا ہو رہی تھی اور جس طرح زمانہ امساک کی شدت کے بعد نزول باراں ہوتا ہے اسی طرح اس قوم کی اندھیری رات کو دور کرنے کے لئے نبیوں کو نازل فرمانے کا انتظام کیا گیا۔ پہلے حضرت یحییٰ تھے اور دوسرے حضرت عیسےٰؑ۔ موخر الذکر نبی بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔ وہ نہایت پیارے انداز میں بڑی پرحکمت باتیں لوگوں کو تلقین کرتے تھے۔

جس والدہ کی گود میں انہوں نے پرورش پائی، وہ نہایت پاکیزہ ماحول میں تعلیم حاصل کرتی رہی، اور پیدائش سے قبل ہی اس کی والدہ نے اسے خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ جب وہ پیدا ہوئی تو اسے ہیکل میں حضرت ذکریاؑ ایسے خدا رسیدہ بزرگ کے سپرد کر دیا۔ پیدائش کے بعد اس کی والدہ نے خدا کے حضور یوں دعا کی۔ وانی سمیتھا مریم وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں (اے خدا) اسے اور اس کی نسل کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ یہ دعا قبول ہو گئی اور حضرت مریمؑ کی عمدہ سے عمدہ پرورش ہونے لگی۔ اس کے متعلق یوں قرآن کریم میں درج ہے: فتقبلھا ربھا بقبولٍ حسنٍ وانبتھا نباتًا حسنًا۔ سو اس کے رب نے اس (دعا) کو اچھی قبولیت سے قبول کیا اس کی عمدہ طریق سے پرورش کا انتظام کر دیا۔

ایسی اچھی پرورش اور روحانی غذا کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت مریمؑ پر ملائکہ کا نزول شروع ہو گیا اور ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہایت اہم بشارات ملنی شروع ہو گئیں۔ یہ مکالمہ و مکاشفہ کی وہ بلندی تھی جس پر بہت کم عورتیں پہنچ سکیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ ایک عظیم الشان نبی جو اسرائیلی کا آخری نبی ہے، اس کے پیٹ سے پیدا ہونا تھا اور دنیا کی عظیم الشان صفوں میں کھڑے ہو کر ایک ممتاز درجہ حاصل کرتا تھا۔ آج دنیا کی کثیر آبادی اس کی نام لیوا ہے یہاں تک کہ یورپ کے بڑے آزاد، روشن خیال فن کار اپنے ناولوں میں بھی جب اپنے "کرداروں کی .... پریشان حالیوں" کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی نجات کے لئے جیسس جیسس کا نام پکارتے ہیں۔

غور سے پڑھیئے کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ کس ادب اور احترام سے حضرت مریمؑ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ ہم کلامی درحقیقت خدا ہی سے ہم کلامی ہے۔ وحی کے الفاظ یہ ہیں:۔

واذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم

ان اللہ اصطفٰک و طھرک واصطفٰک علیٰ نساء العالمین یٰمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین۔ یہاں بھی بنی اسرائیل کی برگزیدہ خاتون کو جو حضرت زکریا کے زیر تربیت روحانیت کے بلند ترین مدارج حاصل کر چکی ہے یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور یکسوئی سے دن رات عبادات کا نذرانہ پیش کرتی رہے۔ اس طرح قرآن کریم کے نقطۂ نگاہ سے ظاہر عبادات کو جس کے اندر روحِ خلوص کام کر رہی ہو۔ بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ امید ہے کہ پرویز صاحب ان آیات پر بھی غور فرمائیں گے۔

اس پاک باز خاتون کو جناب الٰہی سے ایک عظیم الشان بچے کی پیدائش کی بشارت دی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ حضرت مریمؑ ہیکل کی ایک منظورہ ہیں۔ یعنے ان کی حیثیت ایک نن کی ہے۔ اس وقت کا مذہبی ماحول ان وقف شدہ مردوں اور عورتوں کو نکاح کی اجازت نہ دیتا تھا۔ یقیناً ہمیشہ کے لئے تجرد کی زندگی بسر کرنے کا تصور حضرت مریمؑ کے دماغ میں ہوگا اور وہ سمجھتی ہوں گی کہ ان کا کسی مرد سے نکاح نہیں ہوگا۔ اس قسم کی بے ہودہ رسوم مذہب کے اجارہ داروں نے اپنے دین کے اصولوں سے ہٹ کر اور خدا تعالےٰ کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایجاد کر رکھی تھیں۔ اسی قسم کی بدعات کو دُور کرنے کے لئے ایک عظیم الشان نبیؑ کی پیدائش وقت کا تقاضا تھا۔ اب اس دوشیزہ لڑکی کو خدا کی طرف سے فرشتہ لڑکے کی پیدائش کی بشارت دیتا ہے۔ وہ خدا کا کلام لے کر اس کے سامنے حاضر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرًا سویًّا حضرت مریمؑ نے اسے دیکھ کر کہا: انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیًّا۔ اس پر فرشتہ نے یہ خوشخبری سنائی قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلامًا زکیًّا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وحی کو پیش کرنے والا فرشتہ بشر کی شکل میں کیوں ظاہر ہوا۔ اور حضرت مریمؑ نے اس سے پناہ کیوں مانگی۔ پناہ مانگنے کا معاملہ تو صاف ہے ..... ان کا خیال تھا کہ وہ عمر بھر شادی نہیں کریں گی۔ کیونکہ ہیکل کے عبادت گذاروں میں یہی رواج تھا۔ بشارت دینے والے فرشتہ نے اشارۃً بتایا کہ یہ تجرد کا رواج برخلاف تعلیم خدا ہے۔ آنے والے بچے کی پیدائش نکاح اور اس کے بعد جائز مباشرت خلوت سے ہوگی۔

اس کے بعد جو سلسلہ کلام شروع ہوتا ہے اس میں اتصال زمان نہیں۔ جس طرح حضرت یحیٰے کی پیدائش کی بشارت کے بعد اتصال زمان سے قطع نظر ایک دور کے زمانہ کا قصہ شروع کر دیا گیا جبکہ حضرت یحیٰؑ طفولیت کا زمانہ گذار کر پختہ عمر کے دور میں پہنچے اور نبی مبعوث کر دیئے گئے اور حکم ہوا یا یحیٰی خذ الکتاب بالقوۃ اسی طرح حضرت مریمؑ کے سلسلہ میں بھی ہوا۔ جب حضرت مریمؑ کو فرشتہ کے ذریعہ لڑکے کی پیدائش کی بشارت ملی تو اس کے بعد کافی زمانہ گذر گیا اور اس دوران حضرت زکریا اور دوسرے بزرگوں کی کوششوں سے اس غلط رواج کو توڑ کر حضرت مریمؑ کی شادی یوسف نجار سے ہوگئی۔ جیسا کہ متی اور لوقا کی انجیلوں سے ظاہر ہوتا ہے اور اس شادی کے نتیجے میں حضرت مریمؑ کو حمل ہوگیا۔ قرآن نے اس مضمون کو جاری رکھتے ہوئے یوں فرمایا:۔

فحملتہ فانتبذت بہٖ مکانًا قصیًّا۔ فاجاءھا المخاض الیٰ جذع النخلۃ۔ قالت یٰلیتنی مت قبل ھٰذا وکنت نسیًا منسیًّا۔ ....

پھر (مریمؑ نے) اسے حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ ہوکر دُور چلی گئی۔ پھر دردِ زہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوتی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کا عرصہ جب گذر گیا تو دردِ زہ سے حضرت مریمؑ نے بچہ جنا۔ یہاں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ عیسائیوں نے تو نہیں مگر مسلمان مفسرین نے اس قدر بیہودہ قصے اور عجائبات کے افسانے تراش کر تفسیروں میں شامل کر دیئے ہیں کہ عقل حیران ہوجاتی ہے کہ ہمارے یہ راہنما کیا کرتے رہے ہیں۔ بعض مثالیں ہمارے سامنے ایسی آئی ہیں جن کو دیکھ کر ہم ٹھٹک گئے ہیں مثلاً اسی سورہ مریم میں انبتھا نباتًا حسنًا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت مریمؑ کی تربیت یوں ہوتی تھی کہ جس قدر ایک عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے۔ مریمؑ ایک دن میں بڑھ جاتی تھی۔ اسی طرح قرآن میں جو یہ مذکور ہے کہ حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس جاتے تھے تو وہ کھانا کھا رہی ہوتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ کھانا انہیں زائرین پہنچا دیتے تھے حضرت مریم نے جو جواب میں کہا کہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ مفسرین نے اس کے متعلق بھی بڑی افسانہ نویسی کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ بے موسم پھل کثرت سے نامعلوم ذرائع سے آجاتے تھے۔ اسی طرح کئی اور بیہودہ نگاریاں کی ہیں۔ حضرت مریمؑ کے پاس جو فرشتہ بشر کی شکل میں آیا ہے اس کے متعلق ایسی تفسیریں لکھی ہیں کہ اس کو پڑھ کر مغرب کے بے حیا ناول نویس بھی شرم سے پسینہ پسینہ ہوجائیں گے۔

شیخ اکبر ابن العربی نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے:۔

"انما تمثل لھا بشرًا سوی الخلق حسن الصورۃ لتھتاثر نفسھا بہ وتستانس فتتحرک علیٰ مقتضی الجبلۃ ویسری الاثر من الخیال فی الطبیعۃ فتتحرک شھوتھا فتنزل کما یقع فی المنام من الاحتلام وتنقذف نطفتھا فی الرحم فیتخلق منہ الولد

کہ فرشتہ بشری صورت میں خوبصورت نوجوان بن کر اس لئے آیا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر خیال دوڑائے اور اس کا اثر قبول کرے جیسے کہ ایسے موقعہ پر طبعی طور پر دل میں خیال پیدا ہوجایا کرتا ہے اور اس کی شہوت بھڑک اٹھے اور اسے انزال ہو جائے جیسے کہ خواب میں احتلام ہوجایا کرتا ہے تو اس کا نطفہ اپنے رحم میں سے کر حمل ٹھہر جائے اور اس سے بچہ پیدا ہوجائے۔" (بحر قلزم فی میلاد المسیح عیسیٰ ابن مریمؑ۔ مصنفہ حافظ عنایت اللہ خطیب مسجد اہل حدیث گجرات)

صاحب بیضاوی نے بھی اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا خیال درج کرتے ہوئے آخر میں کہا ہے "لیھیج شھوتھا فتنحدر نطفتھا الیٰ رحمھا" تاکہ اس (مریمؑ) کی شہوت بھڑک اٹھے اور اس کا نطفہ رحم میں ٹپک پڑے۔ (ایضاً)

اس قسم کے کئی حوالے نقل کر کے حافظ عنایت اللہ صاحب اپنی حیرانگی اور پُرحسرت پژمردگی کا یوں اظہار کرتے ہیں:۔

"مریمؑ کو یہ نوجوان خوبصورت سفید رنگ گھنگھریالے بال بے ریش مرد دکھایا گیا اور اسے دل اور آنکھوں کے زنا پر مجبور کیا گیا اور اس میں ہیجان بھی پیدا کرایا گیا۔ مگر نکاح نہیں ہونے دیا گیا" (ایضاً)

اسی رکوع کی تفسیر کرتے ہوئے یہ افسانہ بھی تراشا گیا ہے کہ جونہی فرشتے نے مسیحؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی، حضرت مریمؑ کو معاً حمل ہوگیا اور حمل ہوتے ہی وہ پختہ بھی ہوگیا اور فی الفور دردِ زہ ہوکر بچہ پیدا ہوگیا مگر اس سریع الحمل پیدائش سے حضرت مریم بدنامی کے خوف سے کہہ اٹھیں کاش کہ مجھے موت آجاتی۔ کسی نے نہیں سوچا کہ جب یہ ساری کارروائی چند منٹوں کے اندر ہوگئی تو حضرت مریمؑ کو ڈر تھا۔ کسی نے حمل ہوتے نہیں دیکھا، بچہ جنتے نہیں دیکھا، اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کرتا، کوئی الزام نہیں لگاتا، تو وہ کیوں ایسی گھبرائیں۔ یہ بچہ کسی اور کے سپرد کیا جا سکتا تھا۔ یا اس کی پرورش یوں کی جا سکتی تھی کہ ایک گمشدہ بچہ مل گیا ہے جسے متبنّیٰ بنا لیا گیا ہے۔ مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ اسی وقت اس نومولود بچے کو مریمؑ اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے گئی۔ سمجھ نہیں آتا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اسے قوم سے تمغے کی امید تھی۔ پھر جب قوم نے پوچھا یہ کہاں سے لے آئی ہو تو اس نے بچے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اسی سے پوچھو، بچہ بھی ایسا ہوشیار تھا کہ اسے قوت گویائی تو فوراً مل گئی مگر اس نے اس قوت کو اس طرح استعمال نہ کیا کہ ماں کی بریت ہوجائے۔ نہ ہی ماں نے اسے ڈانٹا کہ تم اپنی عظمت، فضیلت اور نبوت پر فائز ہونا تو بیان کر رہے ہو، یہ کیوں نہیں بتاتے کہ تمہاری پیدائش بے باپ کی ہے۔ معترضین بھی مزید کوئی سوال نہیں کرتے اور معاملہ ختم ہوجاتا ہے۔

اس موقعہ پر بچے نے بھی جو کچھ کہا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

انی عبد اللہ۔ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیًّا۔ وجعلنی مبارکًا اینما کنت واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیًّا وبرًّا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًّا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا جہاں کہیں میں رہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی ماں سے نیکی کرنے والا (ہوں) اور اس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔

اس جواب کو پڑھ کر قائلین پیدائش بن باپ کی تفسیر کی غلطیاں فاش ہوجاتی ہیں۔ مسیحؑ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں جب تک زندہ رہوں مجھ پر واجب ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا رہوں اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیتے ہیں کہ میں نبی ہوں، صاحب کتاب ہوں، حالانکہ قرآن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کو اپنی نبوت سے قبل یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ نبی بنایا جائے گا اور،

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

www.aaiil.org

رمضان المبارک کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عالمگیر آئینِ انسانیت اس مہینہ میں نازل ہوا

جو قانون قابلِ عمل نہ ہو اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے
مکمل اور قابلِ عمل آئین ہی دنیا میں برتر آئین کہلانے کا مستحق ہے

محترم میاں اللہ بخش صاحب اور جناب میاں مسعود احمد صاحب کی عارفانہ تقاریر

ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور

۴ نومبر - بروز ہفتہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو بعد از نماز عشاء و تراویح ختم قرآن پاک کی تقریب مقدس مسجد احمدیہ لائل پور میں منعقد ہوئی - تقریب کی صدارت محترم میاں اللہ بخش صاحب ملز اونر نے فرمائی - تقریب کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا - محترم حافظ عبدالرؤف صاحب نے حسب سابق اس سال بھی باقاعدگی سے نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا - حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام محترم مرزا مسیح الملک صاحب نے خوش الحانی سے سنایا - مبلغ مقامی محترم علی محمد ماچی صاحب نے نعتیہ کلام کے علاوہ مختصر تقریر کی -

ازاں بعد محترم میاں مسعود احمد صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ لائل پور نے نہایت مدلل اور عارفانہ تقریر ارشاد فرمائی - میاں مسعود صاحب نے فرمایا کہ رمضان المبارک اور بالخصوص لیلۃ القدر کی رات کو اللہ تعالےٰ نے اپنا آخری، ہمہ گیر اور عالمگیر آئین انسانیت نازل فرما کر اپنے کمزور بندوں پر بارش کرم کی - حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت کی بعثت تک ہزاروں انبیاءؑ تشریف لائے لیکن یہ شرف بلند صرف حضور نبی کریم صلعم کے حصہ میں آیا کہ آپؐ کی ذات بابرکات میں سب تمام انبیاء کی خوبیوں کو حسین تر اور اکمل ترین صداقتوں کے اضافہ کے ساتھ جمع کر دیا گیا - کسی ملک اور قوم کا آئین اس کے اخلاق و کردار کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے - آئین خداوندی کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا جبکہ ماہرین قانون اور انسانوں کے بنائے ہوئے آئین میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں - انہوں نے کہا مسلمان آئین قرآن کی ہر دفعہ پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں - امریکہ اور روس اپنے جداگانہ آئین رکھنے کی وجہ سے اکٹھے نہیں ہو سکتے مگر عالم اسلام آئین قرآنی پر آج بھی متحد ہے - دنیا بھر کے مسلمان اس آئین الٰہی اور پیغام سرمدی کی بدولت آج بھی ایک مرکز اور ایک جھنڈے تلے جمع ہیں -

میاں مسعود صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دنیاوی دستوروں پر بسا اوقات خود آئین بنانے والے عاجز آ جاتے ہیں اور وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے مگر اسلام کا ابدی آئین کیسا خوبصورت اور پیارا آئین ہے کہ صاحبؐ قرآن نے اس کے ہر حکم پر عمل کر کے اس کا قابلِ عمل ہونا ثابت کر دکھایا -

آخر میں صاحب صدر محترم میاں اللہ بخش صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ نماز تراویح میں قرآن پاک ختم کرنے والا ماہر حافظ ایک طرف قرآن پاک کو ختم کرتا ہے اور ساتھ ہی اور فوراً ہی بار دیگر قرآن پاک از سر نو شروع بھی کر دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ زندہ کتاب ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے - اس عظیم صحیفہ میں زندگی کا مکمل نصاب درج کر دیا گیا ہے - اس عظیم اور کامل کتاب نے بنی نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت کی تمام راہیں کھول دی ہیں - اس کتاب کی یہ فضیلت اور منفرد مقام کیا کم ہے کہ یہ لاکھوں سینوں میں آج بھی محفوظ ہے - اس کتاب کی نظیر کوئی دوسری کتاب پیش نہیں کر سکتی - انہوں نے کہا جو قانون قابلِ عمل نہ ہو اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے - مکمل اور قابلِ عمل آئین ہی برتر آئین کہلانے کا مستحق ہے اور وہ صرف آئین قرآنی ہے -

تقریب کے اختتام پر مردوں، عورتوں اور بچوں میں جو اشتیاق کشاں کشاں اس تقریب میں شرکت کے لئے مسجد میں جمع ہوئے تھے مٹھائی تقسیم کی گئی - اور اس طرح دعا پر جو مبلغ مقامی محترم علی محمد ماچی صاحب نے کروائی، یہ نورانی تقریب اختتام پذیر ہوئی -

مطالعۂ قرآن کی نئی تحریک

(بسلسلہ صفحہ ۸)

یہ نبوت بھی اس کے پختہ عمر تک پہنچنے کے بعد ملنی ہے - اصل یہ ہے کہ قرآن کوئی تاریخ کی کتاب نہیں نہ وہ اتصال زمان کو بالنظر رکھ کر واقعات کا تسلسل قائم کرتی ہے - جب عیسٰی پیدا ہوئے اس وقت سب کو علم تھا کہ اس کا والد یوسف نجار ہے اور یہ بھی علم تھا کہ مریمؑ کے بطن سے یوسف نجار سے اور اولاد بھی پیدا ہو چکی ہے جن میں لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی تھیں - جیسے کہ انجیلوں سے ثابت ہے - جب وہ بلوغ کو پہنچے اور نبوت کا دعوےٰ کر دیا تو اسرائیلی علماء نے ان کی مخالفت شروع کر دی - اور حضرت مریمؑ سے یہ شکایت کی کہ یہ تمہارا لڑکا ہمارے رسم و رواج کے خلاف ہمارے خیالات اور معتقدات کے خلاف ہمارے آباؤ اجداد کی روایات کے خلاف مدعی نبوت بن کر علی الاعلان وعظ کرتا رہتا ہے - حضرت مریمؑ بھی ان وعظوں میں شریک ہوتی تھیں اور ان سے اچھا اثر لیتی تھیں - انہوں نے چاہا کہ یہ مذہبی رہنما میرے روبرو حضرت مسیحؑ سے تبادلہ خیالات کریں - چنانچہ وہ حضرت مسیحؑ کو کسی بہانے ان کے پاس لے گئیں جن کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے فاتت بہ قومہا تحملہ - تحملہ کے یہ لازمی معنی نہیں کہ وہ اسے گود میں اٹھا کر لے گئی - اس لفظ کے معنی قرآن میں سوار کر کے لے جانا بھی ہیں - کسی کو کہیں سے اٹھا کر لے جانا بھی ہیں - جب ماں بیٹا قوم کے بزرگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت مسیحؑ سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور قرآنی الفاظ کے مطابق یہ کہا کہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا - یعنی ہم اس نوجوان سے کیسے بات کریں جو ہمارے مقابل کل کا چھوکرا ہے - لفظ کان ماضی ہے اور معنی ہیں "تھا" - یہ ایک محاورہ ہے کہ یہ لڑکا ہمارے روبرو مہد میں بچہ تھا اور اب کہیں جا کر بلوغ کو پہنچا ہے - اب ہم کیسے اسے اپنا حریف سمجھ لیں - یہ نہیں کہا کہ وہ ہم سے بات نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ایک شیر خوار بچہ ہے - اس جوان - بالغ - راسخ فی العلم نبی نے اپنی تبلیغ صاف لفظوں میں کر دی جس کا ایک ایک لفظ سچا اور واقعات کے مطابق تھا - وہ واقعی اس وقت نبی ہو چکا تھا - کتاب اسے مل چکی تھی علم و حکمت کے خزانوں کا مالک ہو چکا تھا - نماز میں ادا کرتا تھا اور زکوٰۃ بھی اس پر واجب ہو چکی تھی جس کی ادائیگی میں اس نے کبھی کوتاہی نہیں کی - نہ وہ سخت مزاج اور شقی القلب ہے بلکہ وہ اپنی والدہ محترمہ کا مطیع اور منقاد ہے اور وہ اخیر میں اللہ تعالےٰ سے اپنے زندگی کے تمام مراحل کے لئے سلامتی چاہتا ہے - پیدا ہو چکا ہے اور اس کے بعد پیدائش کی سلامتی چاہتا ہے - مقصد یہ کہ میری پیدائش دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام ہے اس سے کوئی فتنہ نہ پیدا کیا جائے - یہ اسی فتنہ کی طرف اشارہ ہے جو پولوس نے کافی عرصہ کے بعد مسیحؑ کی پیدائش کے متعلق اس کو بے پدر ظاہر کرنے سے پیدا کیا - اسی طرح انہوں نے دعا مانگی کہ میری موت کے واقعہ سے بھی کوئی فتنہ نہ پیدا کیا جائے - میری پیدائش بھی نارمل ہوئی ہے اسی طرح میری موت بھی ہو - اور جس طرح عام آدمیوں نے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہونا ہے، میں بھی حاضر ہوں گا، وہاں بھی مجھے خدا سرخروئی عطا فرمائے - اس کے بعد فرمایا ذٰلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ - اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون - یہ مریم کا بیٹا عیسےٰ ہے - یہ سچائی کی بات ہے جس میں وہ جھگڑتے ہیں - اللہ کو شایاں نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے -

ان دو آیات میں نہایت خوبصورت الفاظ میں اس سارے قصے کی غرض و غایت کو بیان

(باقی بر صفحہ اشتہارات دیکھیے)

www.aaiil.org

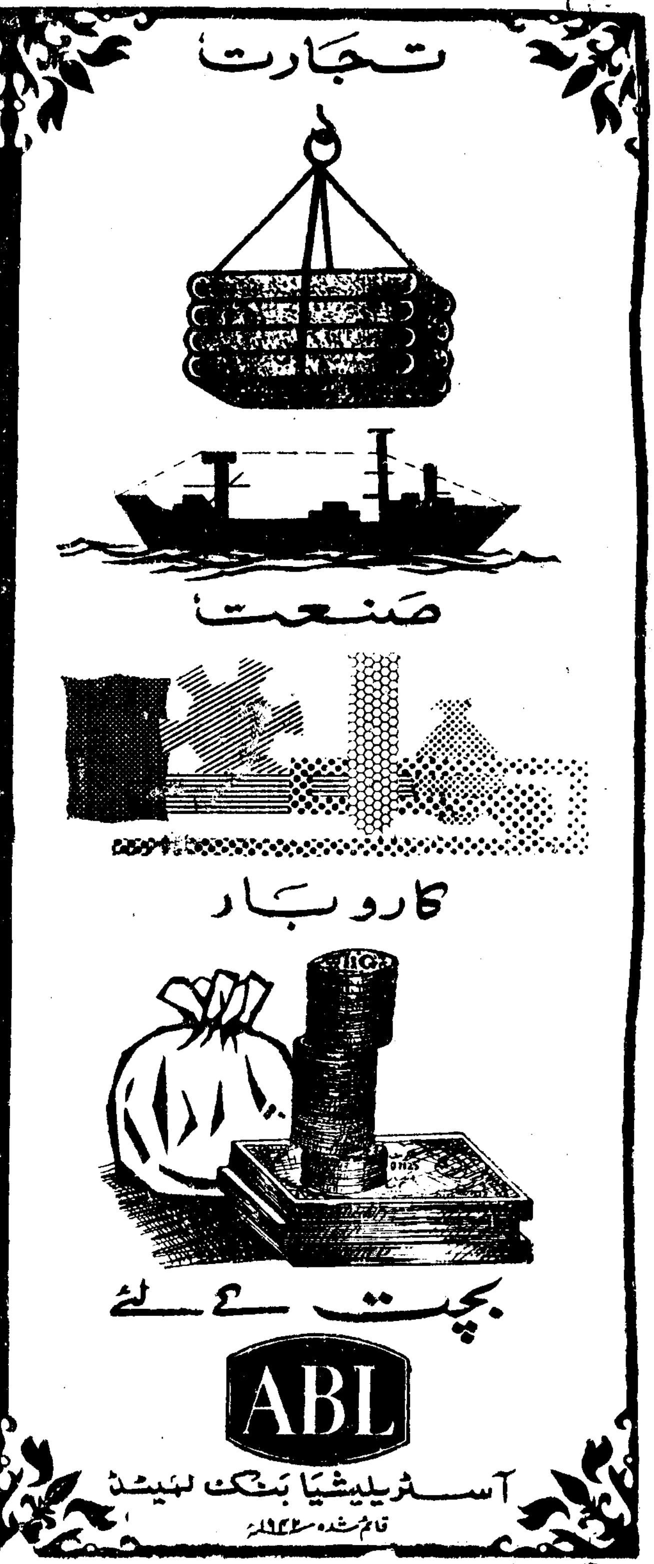

مطالعۂ قرآن کی نئی تحریک

(بقیہ از صفحہ ۹)

کردیا ہے۔ فرمایا اصل تصویر تو مسیح کی یہ ہے جو ہم نے بیان کردی ہے۔ لوگوں نے اپنی طرف سے زوائد اور حشوات اختراع کرکے اس میرے بندے کو خواہ مخواہ خلعتِ خدائی پہنانے اور اصل حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اور پھر اس پر کئی بگاڑوں کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اصلیت اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہرگز ہرگز خدا نہیں نہ خدا کا بیٹا ہے۔ نہ انسان کے سوا کچھ اور ہے۔ اس کی شان صرف یہ ہے کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے اور دوسرے انبیاء کی طرح مبعوث ہوکر نہایت دیانت داری سے اس نے فرضِ رسالت کو ادا کیا ہے۔

قیامت کے دن حضرت عیسٰی نے اپنی صفائی میں جو بیان دینا ہے وہ اسے قبل از وقت شائع کردیا ہوا ہے جس کو ہم ایک اور عنوان کے ماتحت بیان کرنے والے ہیں۔

(باقی ـــــ باقی)

مطالعۂ قرآن

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۸۔ شمارہ نمبر ۴۸۔

... رسالہ صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

تار کا پتہ "تبلیغ لاہور"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر: ۵۲۷۲۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

مدیر ـــــــ دوست محمد
مدیر معاون ـــــــ بشیر احمد سواہم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳۰ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۴۹

جلسۂ سالانہ میں شرکت کے لئے تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

جلسۂ سالانہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کا اعلان شائع کیا تھا جس کی طرف ہر فرد جماعت کو خاص توجہ کرنا اور آپؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری ہے :-

"تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے باعث ضعفِ فطرت یا کمی مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اُوپر روا رکھ سکیں، لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں، سو میرے خیال میں آج کے دن کے بعد .... آئندہ اگر ہماری زندگی میں .... آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی
۴۴

۴۴ طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ ربّ العزّت جل شانہ میں کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ۔

جلسۂ سالانہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وقت آتا ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے نہ ان میں بے ہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور اللہ تعالیٰ اس اُمت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا وہی راہ جس کو قرآن لایا، وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی، وہی ہدایت ہے جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے یہ ہوگا ضرور یہی ہوگا، جس کے کان سننے کے ہوں سُنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسۂ سالانہ میں شریک ہونے والوں کے لئے

حضرت مسیح موعودؑ کی دُعائیں

ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو، اے خدا، اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا ہماری تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

www.aaiil.org

جماعت احمدیہ کراچی کی ۷۲-۱۹۷۱ء کی تربیتی، تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں

اراکین جماعت احمدیہ کراچی شہر کے مختلف اطراف و جوانب میں رہائش پذیر ہیں۔ کراچی شہر دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اور اسی نسبت سے لوگوں کے کاروبارِ زندگی بھی بڑھ رہے ہیں۔ اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس شہر میں کچھ عرصہ کے بعد رات دن کا امتیاز ختم ہو جائے گا۔ لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا مسئلہ ایک عظیم صورت بنتا جا رہا ہے اور ٹرانسپورٹ کا معاملہ بڑا تکلیف دہ ہے۔ لوگوں کا بڑا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے اور بروقت سواری بھی نہیں ملتی۔

جماعت احمدیہ کراچی کے افراد بھی ایسے ہی ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان مشکلات کے باوجود ہم نے اپنا کام بھی کرنا ہے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ کس کام کو ترجیح دی جاوے اور کس طرح کام شروع کیا جاوے۔ اس سلسلہ میں سارے افراد جماعت و خاندانوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اور مقامی حالات کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا کہ افراد جماعت کی تربیت، تنظیم، تبلیغ پر اپنی توجہ اور کام کو خاص طور پر مرکوز رکھنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ذیل کا پروگرام تجویز کیا گیا ہے۔ کام شروع کر دیا گیا ہے اور ہر معاملہ مجلس منتظمہ میں پیش کر کے اس کی منظوری کے بعد شروع کیا جاتا ہے۔

سال ۷۲-۱۹۷۱ء کے پروگرام کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ خطبہ جمعہ: ۱½ بجے مسجد احمدیہ کراچی۔ حالاتِ حاضرہ و مقامی حالات کو مدنظر رکھ کر قرآنی تعلیم کی روشنی میں خطبہ دیا جاتا ہے، جس میں لوگ دور دور سے آکر شامل ہوتے ہیں۔ بعض دوست جو جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں، اکثر ہمارے خطبہ جمعہ میں آکر شامل ہوتے ہیں۔

۲۔ ہفتہ وار درس القرآن ہر ہفتہ کو عصر سے مغرب تک مسجد احمدیہ میں قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے۔ اور جہاں بھی ایک درس باری باری مختلف گھروں میں دیا جاتا ہے۔ اکثر دوست پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے اخوت و محبت اور تعارف بڑھتا ہے دین کا شوق بڑھتا ہے۔ صاحب خانہ احباب کی تواضع چائے وغیرہ سے کرتے ہیں۔

۳۔ ماہانہ اجلاس ہر ماہ کے آخری ہفتہ کو جماعت کا جلسہ کیا جاتا ہے۔ جس میں نوجوانوں کو خاص طور پر اور دوسرے بزرگوں کو تقاریر کی دعوت دی جاتی ہے اور خاص سکیم کے ماتحت نوجوانوں کو تیار کیا جا رہا ہے۔

۴۔ رابطۂ احباب ہر اتوار کا پہلا وقت رابطہ احباب کے لئے مخصوص ہے۔ بیمار، کمزور، جمعہ و درس میں نہ آنے والے احباب سے ملاقات کی جاتی ہے۔ اور ان کو بیدار کیا جاتا ہے۔ یہ ناشکری ہو گی کہ میں یہاں اپنے مکرم بھائی محمد حسن خان صاحب کا ذکر نہ کروں۔ جو ہر ایک نیک کام میں سابقون میں شامل ہوتے ہیں۔ رابطہ احباب کے لئے دن ان کی موٹر کار ہمارے لئے وقف ہے۔ اور وہ بشاشت قلب سے یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

۵۔ انفرادی و تربیتی درس انفرادی طور پر جب گھروں کا جائزہ لیا گیا تو محسوس کیا گیا کہ واقعی ہمارے بھائی مجبور ہیں۔ معروفیات کی وجہ سے اپنی اولادوں کو کما حقہٗ دینی تعلیم نہیں دے سکتے اور نہ ہم تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں باری باری گھروں میں دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

ہفتہ وار درس کا پروگرام یہ ہے:۔

(۱) جمعہ ۔ ایک درس ۔ (۲) ہفتہ ۔ تین درس ۔ (۳) اتوار ۔ ایک درس ۔
(۴) سوموار ۔ تین درس ۔ (۵) منگل ۔ دو درس ۔ (۶) بدھ ۔ تین درس ۔
(۷) جمعرات ۔ چار درس ۔ ہفتہ میں کل درس ۱۸ ۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ درس مختلف حلقوں میں جا کر دیئے جا رہے ہیں، جس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے اثرات نکل رہے ہیں۔

۶۔ تبلیغ ۱۔ گذشتہ سال ۱۲۹۔ احباب تک پیغام پہنچایا گیا تھا۔ الحمد للہ۔ اب ذیل کا پروگرام تجویز کیا گیا۔ اور اس کے مطابق وقت کو تقسیم کیا گیا ہے:۔

(۱) مسجد میں اکثر دوست آکر ملتے ہیں۔ ان کو معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔
(۲) ایک خاص سکیم کے ماتحت باہر دوستوں کو اطلاع دیکر ان سے تبادلہ خیالات کیا جاتا ہے۔
(۳) بعض مخصوص مقامات پر گفت گو کا انتظام کیا جاتا ہے۔
(۴) امسال ۲۵۔ آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے گفت و شنید کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ ٹھوس نتیجہ نکلے۔

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

الحاج شیخ محمد طفیل صاحب مبلغ انگلستان کی پاکستان میں آمد
اور جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے آپ کی خدمت میں دعوتِ عصرانہ

مورخہ ۱۱/۱۱/۱۹۷۲ کی سہ پہر کو محترم جناب شیخ محمد طفیل صاحب مبلغ انگلستان کو جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے ایک پُرتکلف عصرانہ پیش کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے جماعت کے دوست اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ابتدا میں خاکسار نے سورہ نحل کے پہلے رکوع کا درس دیا۔ پھر احباب کی فواکہات اور چائے سے تواضع کی گئی۔

محترم شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک لمبا عرصہ انگلستان، دوسرے یورپی ممالک اور جنوبی امریکہ میں تبلیغ اسلام کا موقعہ دیا ہے۔ میں نے احباب سے آپ کا تعارف کرایا۔ اور دوستوں کو دعوت دی کہ محترم شیخ صاحب سے تبلیغ اسلام کے بارے میں سوالات کریں۔ یہ سوال و جواب کا سلسلہ بڑا دلچسپ تھا۔ اس میں دوست شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ اور بہت سے پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ مختلف قسم کے سوالات ہوئے کہ اسلام کس رنگ میں مغربی ممالک میں پھیل رہا ہے۔ اس کے راستے میں کیا مشکلات ہیں۔ آپ کو کس قسم کی کامیابی ہو رہی ہے۔ دوسری اسلامی تنظیمیں کس رنگ میں کام کر رہی ہیں وغیرہ

بہر حال یہ ایک مفید اور کامیاب مذاکرہ و عصرانہ تھا۔ محترم شیخ صاحب کا جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے شکریہ ادا کیا گیا اور دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اور مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دوست گھروں کو روانہ ہوئے۔

مرزا احمد لطیف۔ مبلغ اسلام۔ کراچی

جماعت راولپنڈی کی ماہانہ رپورٹ

جمعۃ الوداع کے موقعہ پر جناب میاں بشیر احمد منظور صاحب نے جو راولپنڈی میں نے انچارج ہیں، لیلۃ القدر کے موضوع پر ایک فاضلانہ خطبہ دیا اور لیلۃ القدر کی اہمیت و فضیلت اور برکات کو بیان کیا۔ اس دن مسجد میں حاضرین کی تعداد تقریباً (۲۵۰) اڑھائی سو تھی۔ خواتین بھی کثیر تعداد میں آئی تھیں۔

اگلے دن یعنی ستائیسویں رمضان المبارک کو حسب سابق امسال بھی ختم قرآن پاک ہوا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب (کوہاٹی) ہر رات نماز تراویح میں قرآن شریف سناتے تھے۔ شام کو جناب الحاج میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے اپنی روایات کے پیش نظر احباب جماعت راولپنڈی، فاروقیہ اور واہ کو افطاری اور کھانے کی دعوت دی تھی۔ حاضرین کی تعداد ۲۰۰/۲۵۰ کے قریب تھی۔ خواتین نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

۲/۱۱ ۸ بروز بدھ عید المبارک کی نماز مولانا عبدالرحمن صاحب نے پڑھائی اور میاں بشیر احمد منظور صاحب نے خطبہ دیا۔ اپنے عالمانہ خطبہ میں

محترم میاں صاحب نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر بیان کی اور مسلمانوں کو بہترین امت کا جو شرف حاصل ہوا اس پر روشنی ڈالی۔ آپ نے جماعت پر زور دیا کہ یہ جماعت بھی بہترین امت ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ نے پیدا کی، اور آپ کی جماعت کا جو طرۂ امتیاز ہے وہ اب ہم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی ان منفرد خصوصیات کو برقرار رکھیں اور جو ہدایات حضرت مرزا صاحبؑ نے ہم کو دی ہیں اور جن مقاصد کے لئے انہوں نے یہ جماعت بنائی ان پر عمل کریں۔

اس موقعہ پر تقریباً نو صد روپے (۹۰۰/-) فطرانہ، عید فنڈ اور مسجد فنڈ کے لئے جمع ہوا۔ عید سے قبل مستحق احباب میں کپڑے تقسیم کئے گئے اور نقد امداد بھی دی گئی۔

جناب عبد القادر بٹ صاحب سیکشن آفیسر ترقی پاکر سیکرٹریٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کراچی میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ احباب نے ان کے اعزاز میں ایک الوداعی دعوت مسجد مبارک میں دی جس میں راولپنڈی اور واہ کے احباب نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر جناب میاں بشیر احمد [illegible]

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۶ ر دسمبر ۱۹۷۲ء

امر جامع

قرآن کریم نے سورہ نور میں یہ ارشاد فرمایا ہے انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ۔ یعنی مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی امر جامع (قومی کام کے لئے اجتماع) میں رسولؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں جب تک اجازت حاصل نہ کرلیں۔ اور اس سے اگلی آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ یعنے رسولؐ کا بلانا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہیں، جو لوگ تم میں سے آنکھ بچا کر مجلس سے کھسک جاتے ہیں، اللہ ان کو خوب جانتا ہے، جو لوگ رسولؐ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیئے کہ ان کو کوئی دکھ نہ پہنچے یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ اگرچہ اصطلاحی معنوں میں رسول نہیں، لیکن رسول صلعم کے خلیفہ ... ضرور ہیں اور اس لئے قرآن کریم کا یہ حکم جو ان دو آیات میں دیا گیا ہے یعنے

۱ — رسولؐ کا بلانا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہیں۔

۲ — جب کسی امر جامع بالفاظ دیگر قومی کام کے لئے تمہیں جمع کیا جائے تو بغیر اجازت کھسک جایا کرو۔

یہ دونوں احکام ان لوگوں پر بھی عائد ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے خلیفہ رسولؐ ذ مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور خدمت دین کو اپنا قومی شعار بنانے کا عہد کیا ہے، ان سب کو آپ نے ایک امر جامع کی دعوت دی ہے اور فرمایا کہ:

"قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں"

پھر اس جلسہ کی اغراض بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ:

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر جو امر جامع کے لئے مقرر کی جائے۔ تاقل آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں، نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے، وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

اس کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:—

"اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"

انہی اغراض کے پیش نظر آپؑ نے اس بات پر زور دیا کہ:—

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے"

یہ خلیفہ رسول کا ارشاد ہے جس میں قوم کو جلسہ سالانہ کی صورت میں امر جامع کی دعوت دی گئی ہے اور اسے آجانے کا حکم ہے، کہ اس دعوت کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ سمجھو، نہ ہی اس امر جامع میں شامل ہونے کے بعد بلا اجازت کھسک جاؤ۔

ماموراہی کی اسی دعوت کی بنا پر قوم کو آئندہ ۲۳ ر ۲۴ ر ۲۵ ر اور ۲۶ ر دسمبر کو جلسہ سالانہ یا امر جامع میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے، ضروری ہے کہ تمام احباب مقررہ تاریخوں پر مدینۃ المسیح لاہور میں تشریف لاکر ان روحانی فوائد سے متمتع ہوں، جن کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا ارشاد میں کیا ہے۔ اس بارہ میں حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قوم کو ایک بڑی بھاری غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکھا ہے کہ:—

"میں اپنی جماعت کے بہت سے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے، کسی جماعت میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور کسی میں سے دو آجاتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جب تمام مخلصین جمع ہو جائیں تاکہ ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی دینی معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو جس سے تبلیغ اسلام کی بنیاد مضبوط ہو"

اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کے متعلق جس میں آپؑ نے "قوی مانع" کی صورت میں جلسہ میں نہ آنے والوں کو مستثنےٰ کیا ہے، حضرت امیر مرحوم نے "قوی مانع" کی یہ تشریح کی ہے:

"قوی مانع وہ ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تڑپ موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں، ایسے انسان کی وہ حالت ہوگی جو ایسے غیر مستطیع لوگوں کی ہے جن کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزناً الا یجدوا ما ینفقون وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں، سو اگر ایسی حالت ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آجائے کہ اس سالانہ جلسہ میں غیر حاضری کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بے شک "قوی مانع" ہے لیکن جب اپنی ضروریات کے لئے کسی کی موت کی وجہ سے یا کسی کی شادی کی وجہ سے گھرانوں کے گھرانے گھروں سے نکل پڑتے ہیں تو اپنے آپ کو ادنے ادنے عذروں پر محروم کر لینا جسے خدا کے مامورؑ نے اس قدر اہمیت دی ہے، پرلے درجہ کی بدقسمتی ہے"

حضرت امیر مرحوم کی اس نصیحت کے پیش نظر امید ہے کہ قوم کا ہر بڑا چھوٹا، ہر مرد عورت جلسہ سالانہ یا امر جامع میں شمولیت کے لئے مقررہ تاریخوں سے ایک یا دو دن پہلے گھروں سے نکل پڑیں گے تاکہ ۲۳ ر دسمبر ۱۹۷۲ء تک لاہور میں پہنچ کر اس قومی اجتماع میں حصہ لیں۔

چیمہ صاحب کو صدمہ

گذشتہ اشاعت میں محترم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب کے فرزند چوہدری ضیاء الحسن ڈائرکٹر محکمہ شماریات گورنمنٹ پاکستان کی اچانک وفات کی خبر دی گئی تھی، چیمہ صاحب کے لئے یہ صدمہ جس قدر الم انگیز ہو سکتا ہے، وہ ہر صاحب اولاد بخوبی سمجھ سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مرحوم جوان عمر، لائق و فائق اور حکومت پاکستان کے بہت بڑے عہدہ پر متمکن تھے، اور اپنے پسماندگان میں بوڑھے باپ، ایک جوان عمر بیوہ اور چار لڑکے چھوڑ گئے، اس سے پیشتر چند ماہ ہوئے چیمہ صاحب کو اپنے لائق و فائق بھائی اور بہن کی وفات کا صدمہ بھی اٹھانا پڑا۔

ہمیں ان صدمات میں بالخصوص چوہدری ضیاء الحسن کی وفات پر چیمہ صاحب اور دیگر پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے آغوش رحمت میں جگہ دے۔ آمین

لاہور میں مرحوم کی نماز جنازہ ان کی کوٹھی پر پڑھی جانے کے علاوہ جمعہ مورخہ یکم دسمبر کو مرکزی مسجد احمدیہ میں بھی غائبانہ جنازہ پڑھا گیا، بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا کی جاتی ہے۔

چیمہ صاحب کا پتہ: چیمہ منزل، کچہری روڈ۔ گجرات

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۳-۲۴-۲۵ اور ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام دار السلام (احمدیہ کالونی) نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور

۲۳ دسمبر ۷۲ء کو تنظیم خواتین احمدیہ کا اجلاس ہوگا۔ بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔

مفصل پروگرام آئندہ شائع کیا جائے گا۔

۲۴ دسمبر ۱۹۷۲ء — اتوار — اجلاس اول — ½۹ بجے صبح تا ½۱۲ بجے دوپہر

زیر صدارت: جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب

تلاوت قرآن کریم و نظم : ۹-۳۰ سے ۹-۵۰ تک

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام : جناب مولانا دوست محمد صاحب : ۹-۵۰ سے ۱۰ بجے تک

افتتاحی تقریر : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ۱۰ بجے سے ½۱۰ تک

وامرھم شوریٰ بینھم : جناب میاں بشیر احمد منٹو صاحب ایم اے مبلغ اسلام : ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ : جناب مرزا محمد سلیم صاحب اختر مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۱۱ بجے سے ½۱۱ تک

عالم اسلام کے موجودہ اخلاقی انحطاط کی وجوہ اور ان کا قرآنی علاج : جناب قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور : ½۱۱ سے ۱۲ بجے تک

تقریر : حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی ڈاکٹر آف سنسکرت و عبرانی : ۱۲ بجے سے ½۱۲ تک

اجلاس دوم ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ بجے تک

زیر صدارت — جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت

تلاوت قرآن کریم و نظم : ۲-۳۰ بجے سے ۲-۵۰ تک

اعمالِ انسانی کی حقیقت : جناب پروفیسر غلام محمد خادم صاحب ایم اے : ۲-۵۰ سے ۳-۲۰ تک

خلافت محمدیہ : جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ اسلام : ۳-۲۰ سے ۳-۵۰ تک

تقریر : جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر : ۳-۵۰ سے ۴-۲۰ تک

۲۵ دسمبر ۱۹۷۲ء — سوموار — اجلاس اول ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

زیر صدارت: جناب میاں فاروق اے شیخ صاحب بلڈر راولپنڈی

تلاوت قرآن مجید و نظم : ½۹ بجے سے ۱۰ بجے تک

حیاتِ نور : جناب مولانا عبد الوہاب عمر صاحب : ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک

عالم اسلام میں موجودہ تشویش اور ہمارے فرائض : جناب حافظ محمد صاحب حکیم ایڈووکیٹ گجرات : ½۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

سالانہ رپورٹ : جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور : ۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک

ارشادات عالیہ : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ½۱۱ سے ۱۲ بجے تک

اجلاس دوم ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ تک

زیر صدارت : جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

تلاوت قرآن کریم و نظم : ½۲ بجے سے ۲-۴۵ تک

حضرت مجدد اعظم کی شانِ مجددیت : جناب مرزا محمد شفیق صاحب انور شاہد مبلغ اسلام : ۲-۴۵ سے ۳-۱۵ بجے تک

تقریر : جناب مولانا عبد المنان عمر صاحب ایم اے : ۳-۱۵ سے ۳-۴۵

یورپین اقوام کی مادی ترقی اسلام سے انحراف کی بجائے اس سے وابستگی کا یقینی ذریعہ ہے : حضرت مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری : ۳-۴۵ سے ۴-۲۰ تک

۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء بروز منگل۔ اجلاس اول ½۹ بجے سے ½۱ بجے تک

زیر صدارت — جناب میاں شیخ اللہ بخش صاحب ملز اونر لائل پور

تلاوت قرآن مجید اور نظم : ½۹ بجے سے ۹-۴۵ تک

پیشگوئی مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں : جناب مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵

مغربی کرہ ارض میں تبلیغ احمدیت : جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵

احمدیہ تحریک کا حال اور مستقبل : جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۱۵

کُن فیکون : جناب نصیر احمد فاروقی صاحب ہلال قائد اعظم ستارہ پاکستان : ۱۱-۱۵ سے ۱۱-۴۵

آؤ ہم نیک ہو جائیں اور ایک ہو جائیں : جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارہ خدمت : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۲۰

حضرت عیسیٰؑ اور انکے اصل حواری : جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت : ۱۲-۲۰ سے ۱ بجے

اختتامی تقریر و دعا : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ: مجلس معتمدین کا اجلاس ۲۳ دسمبر کو ہوگا دوسرے اجلاس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
احمدیہ کانفرنس بھی جلسہ کے ایام میں منعقد ہوگی۔ تاریخ اور وقت کا تعین آئندہ اشاعت میں کر دیا جائے گا۔

المشتہر: چوہدری فضل حق افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں چند ضروری گذارشات

اس سال ہمارا سالانہ اجتماع احمدیہ بلڈنگس لاہور کی بجائے احمدیہ بستی "دار السلام" نزد پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس۔ لاہور میں ۲۳، ۲۴، ۲۵، اور ۲۶ دسمبر کو ہوگا، اس دینی اجتماع میں نہ صرف خود تشریف لائیں بلکہ خدا کے دین کی ترقی و ترویج کے لئے دوسرے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں۔ باہر سے آنے والے تمام احباب احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائیں جہاں سے جلسہ گاہ تک پہنچانے کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

(۱) بیرونجات سے تشریف لانے والے احباب اپنی شمولیت، رفقاء کی تعداد، آنے کی تاریخ اور ٹرین سے متعلق مرکز اور دفتر کو آنے سے قبل اطلاع بخشیں تاکہ انکے استقبال، سواری اور رہائش کا مناسب انتظام کیا جا سکے۔ اور منتظمین کو اور خود انہیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(۲) مقامی حضرات کی شرکت بیرونی بھائیوں سے بھی زیادہ لازمی ہے کیونکہ میزبانی کی ذمہ داری بھی ان ہی کے کندھوں پر ہے اور یہ ایک عظیم سعادت بھی ہے۔

(۳) اگر آپ کے پاس اپنی سواری ہے تو خود وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں۔ اور جن کو یہ سہولت میسر نہیں وہ احمدیہ بلڈنگس لاہور تشریف لے آئیں وہاں سے انہیں دار السلام پہنچا دیا جائے گا۔

اسکے علاوہ رنگ محل، شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے بس ۱۷ اور ۱۸ نیو کیمپس آتی جاتی ہیں۔ نیو کیمپس کے سٹاپ پر اتر جائیں وہاں سے جلسہ گاہ قریب ہے۔ نیز بھاٹی دروازہ کے باہر نیو کیمپس جانیوالی منی بسیں ملتی ہیں جو آٹھ آنے فی سواری کے حساب سے نیو کیمپس پہنچا دیتی ہیں۔

افسر جلسہ سالانہ

www.aaiil.org

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب

علم و عمل کی آمیزش سے
مطالعۂ قرآن کی ایک نئی تحریک
(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

قرآن کریم میں انبیاءؑ کی انسانیت کے پہلو پر زور

قرآن کریم نے انبیاءؑ کے متعلق دو باتوں پر بڑا زور دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے رہے یعنے اسی قوم میں سے انہیں کھڑا کیا جاتا تھا وہ ان کی جانی پہچانی شخصیتیں ہوتی تھیں، جن کی زندگی کے ہر گوشہ کی تفصیلات سے لوگ واقف تھے۔ اسی لئے ان کا کیریکٹر ہی انکی صداقت کا بڑا ثبوت... سمجھا جاتا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ بالکل ان کی نسل یعنے ان جیسے ہوتے تھے۔ وہ خالصتاً بشر تھے۔ ان کی پیدائش۔ انکی زندگی اور کے معمولات۔ ان کا کھانا پینا، زندگی کے واقعات سے تاثر قبول کرنا۔ خوشی کے موقع پر مسرور ہونا، غمناک حادثات پر محزون ہو جانا، --- ان کی فطرت کے مظاہر تھے۔ شلاً سورۃ المومنین میں ان کی کچھ مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت نوحؑ، حضرت آدم کے بعد پہلے تاریخی پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے۔ ان کے بعد بے شمار انبیاءؑ آئے وہ سب کے سب بشر تھے اور انسانوں کے مثل تھے۔ ان سب کا پیغام بھی ایک ہی تھا یعنے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھو۔ مخالفین کا بھی سب سے بڑا اعتراض ایک ہی تھا کہ تم ہماری ہی قوم کے فرد ہو اور ہماری ہی طرح کے انسان ہو۔ تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے؟ نوحؑ کے متعلق ارشاد ہے:

فقال یٰقوم اعبدو اللہ ما لکم من الٰہٍ غیرہٗ افلا تتقون فقال الملؤا الذین کفروا من قومہٖ ما ھٰذا الا بشر مثلکم۔ سو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوائے کوئی معبود نہیں تو کیا تم تقوے اختیار نہیں کرتے۔ تو ان لوگوں کے سرداروں نے جو اس کی قوم میں سے کافر ہوئے کہا یہ صرف تم ہی جیسا ایک بشر ہے چاہتا ہے کہ تم پر بڑائی حاصل کرے۔

حضرت نوحؑ اور ان کی قوم کے ذکر کے بعد ارشاد ہے کہ ثم انشانا من بعدھم قرنا اٰخرین فارسلنا فیھم رسولاً منھم ان اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہٍ غیرہٗ افلا تتقون (المومنون رکوع ۲) پھر ہم نے ان کے بعد اور نسلیں پیدا کیں اور ان کی طرف رسول بھیجتے رہے اور وہ انہیں یہی کہتے رہے کہ (اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں) اس کے بعد ارشاد ہے ان قوموں کے بڑے بڑے سردار وہی اعتراض کرتے تھے ما ھٰذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون (المومنون رکوع ۲) یعنے یہ رسول ہماری طرح کے انسان ہیں۔ ہماری طرح کھاتے اور ہماری طرح پیتے ہیں۔ ولئن اطعتم بشراً مثلکم انکم اذا لخاسرون (ایضاً) یعنے اگر تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کرنے لگ جاؤ گے، تمہیں نقصان ہی نقصان ہے۔

چند آیات کے بعد پھر ارشاد ہوتا ہے: ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ پھر ہم نے اپنے رسولؑ پے در پے بھیجے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ کا ذکر کیا ہے کہ ثم ارسلنا موسٰی واخاہ ھارون۔ ان کو بھی مخالفین نے یوں نشانۂ اعتراض بنایا کہ انؤمن لبشرین مثلنا کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں وقومھما لنا عابدون یعنے ان کی قوم تو ہمارے ماتحت ہے۔ پھر ایک جملے میں سب انبیاءؑ کو ایک ہی گروہ بتلایا اور ان سب کا رب اپنی ذات کو ہی قرار دیا۔ بالفاظ دیگر ان انبیاءؑ میں سے کسی ایک میں بھی کوئی ایسی خصوصیت نہ تھی جس سے اس کی خدائی ثابت ہوتی ہو۔

بالآخر جب سلسلۂ نبوت ختم کرنا مقصود ہوا تو سب نبیوںؑ کے سردار یعنے نبی کریمؐ کی زبان مبارک سے بھی یہ اعلان کرا دیا کہ انما انا بشر مثلکم یوحٰی الی انما الٰھکم اللہ واحد۔ یعنے میں بھی بالکل تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہوں۔ ہاں میری طرف خدا کا پیغام آتا ہے جو میں تمہیں سنا دیتا ہوں)۔

اس عنوان کے ماتحت جن آیات کا ہم نے حوالہ دیا ہے ان سب سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان انبیاءؑ میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کی جسمانی ہیئت ترکیبی دوسرے انسانوں سے زائد کوئی خصوصیت رکھتی ہو۔ وہ اور انسانوں کی طرح سلسلۂ توالد و تناسل کے ایک ہی قاعدے کے پابند تھے۔ وہ ماں باپ کے ذریعے پیدا ہوتے تھے۔ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ سوتے جاگتے تھے اور اپنے وقت پر طبعی عمر پا کر اپنے مولیٰ سے جا ملتے تھے۔ اسی لئے تاریخ کے ابتدائی نبی اور سلسلۂ انبیاء کے آخری نبی سے یہ اعلان کرا دیا کہ وہ سب کے سب انسانیت ہی کے دائرے میں اپنے کارِ نبوت کو سرانجام دیتے رہے۔

انسان کا طریق پیدائش

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس فتنے کے سدِ باب کے لئے جو مسیح کو تخت الوہیت پر بٹھانے سے ہو سکتا تھا انسان کے طریق پیدائش کو نہایت واضح طور پر بیان کر دیا ہے تاکہ کسی انسان کو کسی سے مستغنی قرار دے کر تخت الوہیت پر نہ بٹھا دیا جائے۔

سورۃ المومنون میں اللہ تعالےٰ نے مومنوں اور متقیوں کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں جن کے متعلق ان خصوصیات کے بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے: اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس۔ ھم فیھا خالدون۔ یعنے یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں اس عظیم الشان نعمت کے جس کا نام فردوس ہے۔ یہ اس کو حاصل کریں گے اور اس میں قیام پذیر رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ پیدائش سے لے کر روز قیامت تک جب کہ حشر اجساد کے وقت خدا کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑے ہوں گے، ایک خاص قانون کے ماتحت اس دنیا میں آئے۔ یہاں رہے زندگی گذاری اور روحانی زندگی بھی پائی۔ پھر اسی خدا کے قانون کے ماتحت وفات پائی اور قیامت کے دن اس کے حضور حاضری دینے کے لئے اٹھائے جائیں گے اس میں کوئی استثنے نہیں۔ جسمانی پیدائش کے تمام درجات کو بالتفصیل بتا دیا ہے اور خالق کی زبردست قوت اور قدرت کا اظہار فرمایا ہے اور انسان کی عاجزی اور ناتوانی کے سامنے بے بسی کا اظہار کیا ہے اور اس طرح انسان کی الوہیت کے عقیدہ کا ابطال کر دیا ہے۔ فرمایا:—

ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃً فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

پھر ہم نے اسے ایک مضبوط ٹھہرنے کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑا بنایا اور لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا اور گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں بنائیں۔ اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے اسے اور پیدائش دے کر کھڑا کیا پس اللہ تعالےٰ بابرکت ہے (جو) سب بنانے والوں سے بہتر (ہے)۔

انسان کی پیدائش کے متعلق بار بار قرآن کریم نے ذکر کیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰؑ کی بن باپ پیدائش کا عقیدہ قرآن کی نگاہ میں بہت بڑا فتنہ ہے اور شاید بہت بڑی دجالیت ہے جس کے استیصال کے لئے قرآن کریم انسان کو بار بار متوجہ کرتا ہے مثلاً سورۃ النساء میں فرمایا:

یٰایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً۔ اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

اس پیدائش کے قانون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک اور قانون کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ ہے قانون ابدا و قانون اعادہ۔ بالفاظ دیگر پہلے قانون کے ماتحت ہر جنس کی ابتدا ایک خاص قانون کے ماتحت ہوتی ہے اور پھر جب پیدائش کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے تو اس پر قانون اعادہ عائد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ روم میں ارشاد ہے:۔ اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ ثم الیہ ترجعون۔ یعنے خلق کی پیدائش ایک بار تو ابتداءً ہوتی ہے پھر اس پیدائش کا سلسلہ ایک اور قانون کے ماتحت شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سورۃ الروم آیت ۱۱ ہے۔ آگے چل کر آیت ۲۷ میں ارشاد ہوتا ہے:—

وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ وھو اھون علیہ ولہ المثل الاعلٰی فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم۔ یعنے وہی ذات ہے جو اپنی مخلوق کو پہلی بار (قانون ابداء کے ماتحت) پیدا کرتا ہے۔ پھر پیدائش پر قانون اعادہ جاری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ پر یہ باتیں کوئی مشکل نہیں۔ اس کی شان کی بلندی کی شہادت میں زمین و آسمان دے رہے ہیں

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

افسوسناک خبر۔ محترم عبدالرحیم صاحب چانڈیہ ڈیرہ غازی خان ۲؍ دسمبر کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تفصیل آئندہ۔

برلن مسجد (جرمنی) میں
عید الفطر، لیلۃ القدر اور تراویح کے اجتماعات

از مولٰینا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلین

عید الفطر کا مبارک تہوار ہم نے مسجد برلن میں ۸ نومبر ۱۹۷۲ء بروز جمعرات بصد خوشی منایا۔ مسجد بھر گئی۔ اس اجتماع میں مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مرد و زن شامل تھے۔ انڈونیشیا، پاکستان، ایران، ترکی، مصر و شام، اردن، سیرالیون کے مسلمان اور جرمن نومسلم۔ حاضرین میں پروفیسر بھی تھے اور میڈیکل ڈاکٹر بھی، یونیورسٹی طلباء بھی تھے، سوداگر اور دستکار بھی۔ یہ ایک دلکش نظارہ تھا۔ نماز سے پیشتر احباب کو صدقہ فطر کے ادا کرنے کے لئے کہا گیا۔ بعد میں نماز ادا ہوئی۔ نماز کے بعد خطبہ ہوا اور خطبہ کے بعد احباب کو عید مبارک کہی گئی۔ اس پر احباب اٹھے۔ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے اور ایک دوسرے سے گلے ملتے رہے۔ (خطبہ کا ترجمہ علیحدہ لکھ بھیجتا ہوں)

... نماز سے فارغ ہو کر اکثر احباب گھروں کو چلے گئے۔ پچاس کے قریب میرے ہاں مکان میں آ گئے۔ مکان خدا کے فضل سے گرم تھا۔ احباب آرام سے بیٹھے۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا۔ جرمن نومسلم مسٹر سیف اللہ ہوت من اور دو جرمن نومسلمات ... خدیجہ اور صادہ نے حاضرین کے لئے کھانا پکانے اور چائے وغیرہ تیار کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا اور نہایت احسن طور پر اسے نبھایا۔ احباب نے مل کر چائے پی اور مل کر کھانا کھایا۔ اور اس دوران مختلف موضوعات پر آپس میں گفتگو کرتے رہے۔

مکان کو اس دن پھولوں سے خوب سجایا گیا۔ دو جرمن خواتین نے اس کے سجانے میں حصہ لیا۔ مس مبارکہ نے اس میں خاص دلچسپی لی۔ مکان کا سجا ہوا ہونا بچوں کے لئے بھی خاص لطف کا باعث بنا۔ الغرض عید الفطر کا دن خدا کے فضل سے ہمارے ہاں بڑی خوشی سے منایا گیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

لیلۃ القدر

ماہ رمضان کے شروع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ تو ایک چارٹ تیار کیا گیا۔ اس میں ... افطار کے اوقات درج کئے گئے اور ایک دعوت نامہ بھی ساتھ ہی لکھ دیا گیا۔ دعوت نامہ یہ تھا: ۴ نومبر بروز ہفتہ قرآن کریم کی ۱۴۰۵ ویں برسی منانے کا۔ یہی تاریخ لیلۃ القدر کی تھی۔ چنانچہ اس دعوت پر ایک سو سے زائد احباب جمع ہوئے۔ جو افطار کے موقع پر آئے انہیں چائے پیش کی گئی اور کھانا کھلایا گیا۔ پروگرام یوں تھا: افطار اور نماز، تلاوت قرآن کریم صلوٰۃ اور تقریر۔

حسب پروگرام اجتماع کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ قرآن کریم کی تلاوت ایک مصری نوجوان شاہد نے کی۔ یہ نوجوان پی ایچ ڈی کر رہا ہے۔ بعد میں سب حاضرین نے مل کر سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود شریف بھیجا۔ اس کے بعد میں نے پون گھنٹہ تقریر کی اور اس میں قرآن کریم سے متعلقہ مختلف امور کو واضح کیا۔

تراویح کی نماز

ماہ رمضان کے دوران نماز تراویح بھی مسجد میں پڑھی جاتی رہی۔ جس میں ستر اسی کے قریب ترکی نوجوان حصہ لیتے رہے۔ ماہ رمضان ایک مبارک مہینہ ہے۔ اس کی برکات بہت ہیں۔ اس کی ظاہری برکت ہم نے یہاں دیکھی۔ مہینہ بھر مسجد میں پہلے کی نسبت زیادہ خدا کا نام لیا جاتا رہا۔ جمعہ کے اجتماعات حسب معمول ہوتے رہے۔ ہفتہ کے اجتماعات بھی حسب معمول ہوتے رہے۔ لیکن حاضری پہلے کی نسبت زیادہ رہی۔ یہ ملک سرد ہے مسجد کو گرم کرنے کا کوئی انتظام نہیں۔ اس مہینہ کے دوران مسجد کو معمولی طور پر گرم کرنے کا سامان ہو گیا۔ ترکی نوجوانوں نے مسجد کو دو بڑے ہیٹر بجلی سے گرم ہونے والے خرید کر دیئے۔ ان دو کے چلنے سے کچھ سہولت ہو گئی ہے۔ ورنہ نماز تراویح کا ادا کرنا ممکن نہ تھا۔

... لی ... کچھ قربانی کریں۔ اور مسجد کو گرم رکھنے کے لئے کچھ روپیہ خرچ کریں۔ اہل ثروت حضرات کے لئے چند ہزار روپیہ خرچ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ کی اس تھوڑی سی قربانی سے مشن کو بڑا فائدہ ہوگا۔ جب میں اپریل میں یہاں واپس آیا تو گھر کو گرم کرنے کے لئے بھی کوئی انتظام موجود نہ تھا۔ اس کے لئے یہاں دوستوں نے ہمت کی۔ اور ان کی تھوڑی تھوڑی قربانی سے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اب مکان گرم ہے۔ احباب آتے ہیں اور گھنٹوں بیٹھ کر اجتماعات میں حصہ لیتے ہیں۔ مکان کے ہیٹر کے لئے مختلف احباب نے دس ہزار پانچ سو پاکستانی روپیہ چندہ دیا ہے۔ مسجد کے لئے ہمیں کم از کم تیس ہزار پاکستانی روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں ہمارے احباب دس ہزار روپیہ چندہ دے سکتے ہیں تو پاکستان کے امراء کے لئے تیس ہزار روپیہ مسجد کے لئے عطیہ دینا کونسی بڑی بات ہے۔ امید ہے کہ پاکستان کے اہل ثروت حضرات اس ...... اپیل پر اسی جذبے سے لبیک کہیں گے۔ جس طرح یہاں برلین میں بسنے والے احباب نے لبیک کہی۔

یہودی عیسائی مسلم کانفرنس

ماہ رمضان کے دوران برلین میں یہودی عیسائی مسلم کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس تین دن تک جاری رہی۔ اس کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے یہودی اور مسلم علماء انگلستان، سوئٹزرلینڈ، ہامبرگ اور ہائیڈل برگ سے آئے تھے۔ ایک اجتماع میں مجھے بھی تقریر کرنے کی دعوت آئی ہوئی تھی۔ اس اجتماع کی صدارت پروفیسر بیرن عمر نے کی۔ میں نے تقریر کے موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ میرے بعد شیعہ عالم نے تقریر کی۔ بعد میں حاضرین نے ہم دونوں مقررین پر سوالات کئے۔ سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہی تھا کہ مندوبین کے دوپہر کے کھانے کا وقت آ گیا۔ احباب کھانے کے لئے ہال میں چلے گئے۔ لیکن میں ان سے اجازت لے کر واپس مسجد میں آ گیا۔ اس کانفرنس کا انتظام ایک عیسائی اکیڈیمی نے کیا جو برلین کے بشپ صاحب کے زیر نگرانی کام کرتی ہے۔

دو اجتماعات

... اور تقریبات کے لئے استدعا کی۔ اور ان کے لئے اپنے حلقہ میں دعوت نامے بھیجے۔ میں نے ان ہر دو اجتماعات میں اسلام سے متعلق دس نکات کو واضح کیا۔ دوسرا اجتماع دو گھنٹے تک جاری رہا۔ یہ تمام دس نکات دو صفحات پر مختصراً لکھ دیئے گئے اور اس کی کاپیاں سائیکلوسٹائل کروائی گئیں۔ اس کا تمام خرچ آرگنائزیشن نے ہی برداشت کیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس اجتماع میں حصہ لینے والے دوستوں نے ان نکات کو پڑھ لیا۔ اور بعد میں ان کی مزید وضاحت میرے لیکچر میں انہوں نے سن لی اور پھر وہ یہ دو ورق بغل سٹیپ اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ پہلا امر یہ تھا کہ اس مسجد کو بنانے والی اسلامی انجمن کا نام ہے "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام"۔ احمدیہ تحریک کے بانی کا نام ہے میرزا غلام احمد صاحب۔ وہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے اور انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس طرح دیگر امور یہ تھے لفظ اسلام کا مفہوم۔ خدا کا تصور۔ نبوت کا تصور۔ اسلام میں قرآن، اسلام کے پانچ بنیادی اصول۔ انسان کا مقام کائنات میں، قسمت۔ مرنے کے بعد زندگی۔ مذہب کے بارہ میں کوئی جبر نہیں۔ سُنی اور شیعہ فرقے اسلام میں۔

ان دو بڑے گروپوں کے علاوہ چار بار مختلف کلاسوں کے طلباء مع اساتذہ مسجد میں آئے۔ ایک ایک گھنٹہ مسجد میں ٹھہرے اور اسلام کے بارہ میں سوال و جواب کرتے رہے۔

ایک شادی

عید کے بعد ایک اجتماع شادی کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔ دولہا ایرانی نوجوان ڈاکٹر محمد ایزد پناہ زرکندہ اور دلہن جرمن خاتون زیک زیڈ روٹ من۔ ایسے اجتماعات میں حاضرین کے سامنے عورت کے حقوق اور اس کا اسلام میں مقام اور گناہ کی معافی کے بارہ میں وضاحت کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جرمن مرد و زن کے لئے ایسے امور دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ ایجاب و قبول کے بعد نکاح کی تقریب میں شامل ہونے والے جرمن احباب میرے ہاں بیٹھے رہے اور اسلام کے بارہ میں مزید سوالات کرتے رہے۔ اگلے سال مارچ میں ٹاریڈیو وغیرہ سے تقاریر کی دعوتیں آچکی ہیں۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں اور مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔

www.aaiil.org

قوم میں باہمی تعاون اور اتحاد و اتفاق ہی کامیابی اور برکات کا موجب ہو سکتا ہے

اتحاد اور تعاون کے بغیر جو کام ہو خواہ وہ کتنا بھی اچھا نظر آئے قوم کے لئے بابرکت نہیں ہوتا

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ - لاہور نمبر ۷

قال اللہ تعالیٰ: الرحمٰن۔ علم القرآن - خلق الانسان - علمہ البیان الشمس والقمر بحسبان - والنجم والشجر یسجدان - والسماء رفعھا ووضع المیزان - الا تطغوا فی المیزان - واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ــــــــ (الرحمٰن ۵۵ - ۱ تا ۹)

ان آیات میں بڑا قیمتی سبق دیا ہے - فرمایا کہ یہ سورج اور چاند مل کر اس زمین کی خدمت کر رہے ہیں - خود ان دونوں میں زندگی نہیں ہے اور نہ ہی ان میں عقل اور فہم ہے - لیکن ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر برکات کا سرچشمہ بنایا ہے، چنانچہ فرمایا: والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع آسمان اور زمین کے اندر تعاون پیدا کر رکھا ہے - یہ تعاون کی برکات ہیں کہ یہ دونوں اجسام جن کے اندر قوتِ متخیلہ اور قوتِ ارادی نہیں ہے ان میں باہم تعاون ہے - اس تعاون سے برکات ہی برکات پیدا ہو رہی ہیں - فرمایا: الشمس والقمر بحسبان - سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک حساب سے چل رہے ہیں - ان کے طلوع و غروب میں ایک لمحہ اور ایک آن کی کمی بیشی نہیں ہوتی - انسان کو پتہ ہے کہ کب موسم خزاں آنے والا ہے اور کب بہار آنے والی ہے، کب گرمیاں شروع ہونے والی ہیں، یہ موسموں کا تغیر و تبدل اور ان کے اثرات و برکات سورج اور چاند کی گردش کی وجہ سے ہیں - جن میں باقاعدگی ہے، خدا کے حکم سے یہ طلوع و غروب ہوتے ہیں۔

یہ برکات اور فوائد کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟ یہ تعاون کی وجہ سے ہیں - زمین و آسمان کے تعاون سے جو برکات ظہور پذیر ہو رہی ہیں وہ انسان کی خدمت کے لئے ہیں - انسان کے جسم کے اندر بھی تعاون و توازن ہی کام کر رہا ہے - اگر بدن کا توازن بگڑ جائے تو بیماری لاحق ہو جاتی ہے انسان جو کائنات کبریٰ کے اندر کائنات صغریٰ کا حکم رکھتا ہے - اگر انسان کے اعضاء کے اندر تعاون و توازن ہو تو بڑی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں - اگر یہ توازن نہ رہے تو ناکامیاں سامنے آتی ہیں - روحانی معاملہ بھی اسی طرح سے ہے السماء ذات الرجع والارض ذات الصدع - آسمان جو بارش بھیجتا ہے، اس سے زمین طرح طرح کے غلہ جات پھل پھول اور انسان کے استعمال کی اَنگنت چیزیں پیدا ہو رہی ہیں، یہ سب کچھ زمین و آسمان کے تعاون کا نتیجہ ہے، یہ سبق بڑا قیمتی ہے تاکہ انسان اپنے جسم اور قوم کے اندر تعاون و توازن قائم رکھے - اس تعاون و توازن کے بگڑنے سے جسم اور فرد و قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہیں - اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحاد و اتفاق پر بڑا زور دیا ہے -

برکات کا ذکر کرنے کے بعد قرآن کریم نے تلقین کی ہے کہ تمہارے اندر اتحاد و اتفاق کا قائم ہونا نہایت مفید ہے - حضور صلعم نے بھی فرمایا، جب تمہارے درمیان تعاون ہوگا تو تمہاری قوت بڑھے گی - ایک اکیلی انگلی کو توڑنا آسان ہے اور جب ساری انگلیاں اکٹھی ہو کر مُکا بن جائیں اور ایک قوت بن جائیں تو ان کو توڑنا مشکل ہوتا ہے، اسی طرح اتحاد تو بہت بڑی نعمت ہے، جو لوگ اتحاد کو توڑتے ہیں وہ خدا کی نگاہ میں اچھے نہیں ہوتے - اتحاد کے توڑنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا ایک واقعہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے - حضرت نبی کریم صلعم کے عین حیات میں بعض لوگوں نے الگ مسجد بنائی - گو بظاہر یہ ایک نیک کام ہے - ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض کام دیکھنے میں تو بڑے اچھے نیک اور مفید نظر آتے ہیں لیکن درپردہ نیت اچھی نہیں ہوتی، جن کی وجہ سے نتائج برے نکلتے ہیں - چنانچہ جن لوگوں نے مسجد بنائی وہ مسلمان تھے، نماز پڑھتے تھے، اذان دیتے تھے، قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے - بظاہر یہ مسجد بھی، اور مسجد کا بنانا دین میں ثواب ہے، لیکن اس مسجد کی تعمیر میں خرابی کی صورت پنہاں تھی، مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق اور ان کے مذہبی و ملی مفادات کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ ایک منصوبہ بنایا گیا تھا - اس لئے مسجد بنانے والوں کے اس ایک ہر کار خیر کو اللہ تعالیٰ نے کفر قرار دیا اور اس مسجد کا نام مسجد ضرار رکھا اور فرمایا والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المؤمنین (التوبہ رکوع ۱۳) یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے اور کفر کا رستہ اختیار کرنے کے لئے اور مومنوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کے لئے مسجد بنائی - اس سے ظاہر ہے کہ ایسے اقدامات پسندیدہ نہیں جو بظاہر نیک اور مفید اور بھلائی و خیر خواہی کا موجب نظر آتے ہیں، لیکن درپردہ نیک نیتی پر مبنی نہ ہوں -

کائنات جو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت، حکمت اور طاقت کی مظہر و علامت ہے، اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتحاد و تعاون پیدا کر رکھا ہے - تمہارے جسم کے اعضاء کے اندر تعاون ہے اگر یہ نہ ہو تو مرض پیدا ہو جاتی ہے - انسان کمزور ہو جاتا ہے، صحت و تندرستی ظاہر ہونے کے بجائے اس کے چہرے پر کالے داغ پڑ جاتے ہیں، دل غمگین رہتا ہے - تندرستی بڑی نعمت ہے - اور قوم کے لئے یہ تندرستی بڑی نعمت ہے - مبارک ہے وہ جو قوم کو اتحاد و اتفاق اور صحت و تندرستی کی طرف لے جاتا ہے - جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ایک مسجد کو اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار قرار دیا کیونکہ اس کی تعمیر سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا مقصود تھا - لیکن شکل کیسی اچھی ہے - بظاہر دین کا کام نظر آتا ہے - قوم کی خیر خواہی اور خدمت معلوم ہوتی ہے - اس میں اذان دی جاتی ہے کلمہ پڑھا جاتا ہے - نماز پڑھی جاتی ہے قرآن کریم پڑھا جاتا ہے - بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو مسجد ضرار اور اس کے بنانے والوں کو مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب قرار دیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حقیقت شناس شخصیت کے مالک تھے آپ نے فرمایا کہ اس مسجد کو گرا دو - بظاہر مسجد کو گرانا گناہ کی بات ہے، لیکن اس مسجد کو حضور صلعم نے گرا دیا - مجھے مکہ مدینہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور میں نے اس مسجد ضرار کے محل وقوع کو دیکھا، اس مسجد کی ایک دیوار اب تک نشانِ عبرت کے طور پر موجود ہے تاکہ لوگ اس سے سبق حاصل کر سکیں - اس لئے فرمایا کہ تمہارے اعمال کے اندر نیک نیتی کا ہونا ضروری ہے - یاد رکھو تمہاری نیات سے خدا خوب واقف ہے - خدا نے زندگی جیسی عظیم الشان نعمت دی ہے - اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے - جب کسی گھر میں بچہ پیدا ہو تو خوشیاں منائی جاتی ہیں - خیرات کی جاتی ہے - غریبوں کو کپڑے دیئے جاتے ہیں - اور اگر کوئی بچہ مر جائے تو خاندان رنج و غم میں مبتلا ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ زندگی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس زندگی کے قیام، نشو و نما اور استحکام و بقا کے لئے کائنات پیدا کی اور اس میں تعاون پیدا کیا جو برکات کا موجب ہے -

انسان کا جسم بھی ایک کائنات ہے جس طرح سڑک پر ٹریفک کا سپاہی تانگے والے کو روک کر ٹریفک کی خلاف ورزی کرنے پر ڈانٹ دیتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے، اسی طرح سے انسانی جسم کے اندر بھی چراغ رکھ دیا گیا ہے، ضمیر بھی عطا کیا ہے، یہ ضمیر عقل کو قابو میں رکھتا ہے - اس کی چالاکیوں اور باریکیوں کے نتائج کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے اور ضمیر بتلا دیتا ہے کہ یہ امر اور یہ قدم خدا کو پسند نہیں ہے - اگر انسان عقل کی بات مان کر ضمیر کی آواز پر کان نہ دھرے تو وہ نقصان اٹھاتا ہے -

غرض وہ لوگ جو کوئی شرارت کرنا چاہتے ہیں ان کو متنبہ کیا ہے کہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے، ان کی نیات کو پاک و صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر حالت میں قومی یک جہتی اور اس کی بقا و سلامتی کو وہ اپنے سامنے رکھیں، مبارک ہے وہ جو جوڑ توڑ میں حصہ نہیں لیتا اور خدا کے علم و طاقت سے ڈرتا ہے -

کبھی حاجی صاحبان گھی کے ٹین لے کر مکہ مدینہ میں پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے خالص گھی کا تحفہ لائے ہیں - لیکن ٹین کو کھولنے پر پتہ چلتا ہے کہ اس کی اوپر کی سطح پر صرف دو سیر گھی خالص ہے اور نیچے تمام مصنوعی گھی تھا، بظاہر یہ حاجی صاحب کا نیک عمل تھا کہ خلق خدا کے لئے گھی لے کر جا رہے ہیں لیکن نیت میں فساد تھا، اسی وجہ سے ایک حاجی گرفتار ہوا اور سزا پا گیا -

اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو مطہر و مزکی بنانا چاہتا ہے - وہ فرماتا ہے کہ تمہارا دل و دماغ، نیات اور خیالات پاک ہوں، تمہاری

www.aaiil.org

زندگی صاف ہونی چاہیئے - اللہ تعالٰے انہیں نمونہ کے طور پر ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جو ہر لحاظ سے نیک اور پاک ہو - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم بنانے میں بدرجہ اتم کامیاب ہوئے - فرمایا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون - حضور صلعم اتنے بڑے اور کامیاب انسان ہیں کہ حضور صلعم نے اپنے ساتھیوں کو بھی مطہر و مزکی بنا دیا اور اللہ تعالٰے کی نعمتوں، رحمتوں، برکات اور اس کی رضا کے حصول میں ان کو بھی شریک کیا ہے - کوئی لیڈر اور پیغمبر لوگوں کی تائید و حمایت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا - حضور صلعم کامیاب ترین انسان ہیں اور یہ اس لئے ہوا کہ حضور صلعم نے ایسی قوم تیار کی جس کے تعاون سے ہر قسم کی کامیابی نے حضورؐ کے پاؤں چومے -

حضور صلعم کی تعلیم کے مطابق ہم حضرت عیسٰےؑ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں - ہم صرف ان کی تکریم ہی نہیں کرتے بلکہ ان پر ایمان لاتے ہیں لیکن انجیل کے مندرجات کے مطابق وہ کامیاب نبی ثابت نہیں ہوتے - جو لوگ آپؑ کے گرد جمع ہوئے مصیبت و آفت کے وقت جب ان کے ایمان کا امتحان ہوا تو وہ فیل ہو گئے - حکومتِ وقت نے جب حضرت عیسٰےؑ کو گرفتار کرنا چاہا تو آپؑ کے حواری بھاگ کھڑے ہوئے - بعض نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور ایک نے آپؑ پر لعنت بھیجکر جان بچائی - یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے حضرت عیسٰےؑ سے براہِ راست تعلیم حاصل کی - لیکن ان کے دل میں حقیقت پیدا نہ ہو سکی - اب حضور صلعم کی تعلیم کا نتیجہ دیکھئے آپؐ اول المسلمین ہیں - آپؐ جو کہنا چاہتے ہیں زبان سے نہیں عمل سے کہتے ہیں - پہلے خود عمل کر کے دکھاتے ہیں پھر اپنی قوم کو تبلیغ و تلقین کرتے ہیں - آپؐ نے قوم کے اندر مذہب و ملت کی سلامتی و بقاء کے لئے اور جارحیت کا مقابلہ کرنے اور قومی مدافعت کے لئے جہاد بالسیف کا جذبہ پیدا کیا - جب موقعہ آتا ہے تو اول المسلمین کا نمونہ آپؐ کی ذات سے صادر ہوتا ہے - چنانچہ حضور صلعم صفِ اول میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں - ایک جنگ میں حضور صلعم زخمی ہو گئے، بے ہوش ہو کر گر پڑے - جاں نثار صحابہؓ آپ کی حفاظت کرنے کی غرض سے آپؐ کے گرد گھیرا ڈال کر دیوار بن گئے تاکہ دشمن کا تیر آپؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے، اپنی پیٹھیں دشمن کی طرف کر دیں - منہ دشمن کی طرف اس لئے نہیں کرتے کہ تیر آتا دیکھ کر دل میں حفاظتِ جان کا خیال پیدا نہ ہو جائے اور اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر نہ ہو جائیں اور حضور صلعم کو گزند نہ پہنچ جائے - ابو دجانہؓ کی کمر پر جو تیر لگتے دوسرے صحابی وہ تیر نکال کر دشمن کی طرف چلا دیتے تھے - ایسی جاں نثار و فدائی و شیدائی قوم حضور صلعم نے پیدا کی - حضور صلعم نے احکامِ الٰہی کی اطاعت کی اور صحابہؓ نے بھی پوری فرمانبرداری و اطاعت کا نمونہ دکھایا حضور نبی کریم صلعم نے قوم کو ایسی تعلیم دی جس کے زیرِ اثر لاجواب قوم پیدا ہوئی - فرمایا الرحمٰن اللہ تعالٰے کی ذات رحمٰن ہے جو ذاتی فائدہ کے بغیر مخلوق کو فائدہ بخش رہی ہے - ہندو قوم ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو پوجتی ہے مسیحی قوم حضرت عیسٰےؑ کو خدا کا بیٹا مانتی اور تثلیث کی قائل ہے - اس کے باوجود اللہ تعالٰے کی ذات انکے ساتھ رحمانیت کا برتاؤ کر رہی ہے - حضور صلعم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ آپؐ خود بھی اس پر عمل پیرا ہوئے اور قوم کو بھی اپنے نمونہ سے خدائی اخلاق کا مظہر بنایا - حضور صلعم کی تعلیم ہے کہ اللہ تعالٰے کی صفات اپنے اندر پیدا کرو - حضور صلعم نے نجران کے عیسائی وفد کو مسجد میں قیام و طعام کی اجازت دی، آج مسلمان کا یہ اخلاق نہیں - آج کا مسلمان کہتا ہے کہ یہ مسجد حنفی کی ہے - اس لئے اس میں وہابی داخل نہیں ہو سکتا اور یہ مسجد وہابی کی ہے اس میں حنفی کا کیا کام - انا للہ وانا الیہ راجعون - یہ مسلمان اس عظیم الشان شخصیت کو ماننے والا ہے جس نے اس قدر وسعتِ قلب کا نمونہ دکھایا کہ عیسائیوں کو بھی مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کے لئے خورد و نوش کی سہولتیں فراہم کیں - یہ اخلاق و کردار اور سیرت کی وہ بلندیاں ہیں جن کے زیرِ اثر صحابہؓ کی قوم پیدا ہوئی اور ان کے نمونہ اور عمل سے اسلام دنیا میں پھیلا -

ان آیات میں مسلمانوں کو قومی اتحاد و اتفاق کا بے نظیر سبق دیا گیا ہے - اور روحانی زندگی اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے - اللہ تعالٰے نے حضورؐ کے قلب پر قرآن کریم نازل کیا اور مخلوقِ خدا کی عامہ ہمدردی و خیر خواہی کی تعلیم دی - اس تعلیم کے برعکس آج ایک، ایک مسجد کے لوگوں کے دل اپنے بھائیوں کے لئے تنگ ہو گئے ہیں - اور اس خانۂ خدا کو بھی تنگ کر دیا ہے جو عبادتِ الٰہی کے لئے بنایا گیا ہے، یہ سبق حضور صلعم نے اس لئے پڑھایا کہ مسلمان کا دل جوڑا ہو، مبارک ہے وہ جو اللہ تعالٰے کی ان آیات سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مبارک ہے وہ جو قوم کے اندر اتحاد و اتفاق کو مضبوط کرتا اور تخریب کی راہوں سے بچتا ہے - تفرقہ بہرحال ہلاکت کا موجب ہے - لہٰذا مسلمانوں کو ایسی تجاویز سے بچائے رکھے جن کا انجام ہلاکت ہوتا ہے ⁂

جماعت احمدیہ کراچی کی
تربیتی، تنظیمی، تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

(۵) بعض نہایت ہی معزز - ذی علم دوستوں سے رابطہ قائم ہے - ان کو قیمتی لٹریچر دینے - اور تعارف و ملاقات کا پروگرام خاکسار نے معہ محترم محمد حسن خان صاحب بنایا ہے اور اس کام کو شروع کر دیا گیا ہے - احباب دعا فرماویں اللہ تعالٰے کامیابی عطا فرماوے - ان سے ملاقاتوں کے نتیجہ میں ایک خاص تنظیم کی بنیادیں پڑ جائیں گی - انشاء اللہ -

۷ - تنظیم جماعت

(۱) انشاء اللہ امسال سارے دوستوں کو ایک مربوط نظام میں منسلک کیا جا رہا ہے -

(۲) مستورات اور نوجوانوں کی تنظیم کے بارے میں بھی کوشش کی جا رہی ہے - یہاں کے مخصوص حالات کی وجہ سے کچھ دقتیں ہیں - جن کو رفع کیا جا رہا ہے - انشاء اللہ کامیابی ہوگی -

۸ - مواخات

۱ - کمزور دوستوں کو اٹھانے کے لئے مواخات بھی قائم کی گئی ہے - اس وقت چھ دوستوں کی مواخات قائم کی گئی ہے -

۲ - رشتہ ناطہ - یہ موجودہ حالات میں ایک عظیم مسئلہ ہے - اس وقت ۹ خاندان ایسے ہیں جن کے بارے میں میل ملاقات کی کوشش بذریعہ خط و کتابت کی جا رہی ہے - اللہ تعالٰی کے فضل سے امید ہے کہ خاطر خواہ کامیابی ہوگی -

آخر میں احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰے ہم عاجزوں کو بھی توفیق دے اور اس کا فضل شامل حال رہے تاکہ ہم اس پروگرام کو عملی جامہ پہنا کر رضاء الٰہی کو حاصل کریں -

نوٹ: اگر کوئی دوست مشورہ دینا چاہیں تو اس کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاویگا - اور اگر کوئی جماعت یا دوست اس پروگرام کی کسی شق کی وضاحت چاہیں تو وہ بھی خوشی سے عرض کی جاوے گی - جزاکم اللہ احسن الجزاء

طالب دعا - مرزا محمد لطیف مولوی فاضل - شاہد - مبلغ اسلام - کراچی -

مطالعۂ قرآن کی نئی تحریک

(بسلسلہ صفحہ ۵)

وہ بڑا غالب اور قدرت والا ہے اور ساتھ ہی بڑا حکیم اور مدبر بھی ہے -

اسی حقیقت کو سورۃ السجدہ کی آیت ۷ میں یوں بیان فرمایا ہے:- الذی احسن کل شیٍٔ خلقہ وبدأ خلق الانسان من طین - یعنے اللہ تعالٰے نے ہر چیز کو پیدا کیا اور حسین بنایا اور انسان کی ابتداء مٹی سے شروع کی - یعنے پہلا انسان قانونِ ابداع کے ماتحت طین سے پیدا کیا گیا - اس کے بعد جعل نسلہ من سلالۃ من ماءٍ مھین یعنے اس کی اس ابتدائی پیدائش کے بعد اس کی نسل پر قانونِ اعادہ (یوں عائد کیا) کہ وہ ایک نچوڑے ہوئے کمزور پانی سے ظہور پذیر ہونے لگی -

آگے چل کر سورۃ القیامۃ میں یوں مذکور ہے ایحسب الانسان ان یترک سدی - الم یک نطفۃ من منی یمنیٰ ثم کان علقۃ فخلق فسوّی فجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ - کیا انسان خیال کرتا ہے کہ مہمل ہے - چھوڑ دیا جائے گا - کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا - جو ڈالی جاتی ہے - پھر وہ ایک لوتھڑا تھا - سو اسے پیدا کیا - پھر ٹھیک بنایا - پھر اس کی پیدائش کے سلسلے کو یوں جاری رکھا کہ مرد اور عورت دو زوج سے پیدا ہوتے ہیں -

اب سوال یہ ہے کہ جب قیامت کو ہر ایک انسان سے جس میں اولیاء اور انبیاء سب شامل ہیں یوں پوچھا جائے گا کہ کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو رحمِ مادر میں ڈالی جاتی ہے، تو کیا کسی کو اس وقت یہ مجالِ سخن ہوگی کہ حضور میری حالت تو یہ نہیں ہے - میں تو بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا - آپ اپنے تمام بنی نوعِ انسانوں سے یوں گفتگو کریئے مجھے تو اجازت دیجئے کہ میں فردوس کی راہ اختیار کروں - یہاں اس قسم کے کسی استثناء کا ذکر نہیں -

سورۃ الحجرات میں تمام انسانوں کو یوں مخاطب کیا ہے: یایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ وانثیٰ وجعلنٰکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا - اے لوگو - ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو -

ہم جوں جوں اس مسئلے پر غور کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیات ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہمارا یہ عقیدہ محکم ہوتا چلا جاتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ عیسٰی بن باپ نہ تھے قرآن کا

اخبار احمدیہ

تقریب نکاح

—— مورخہ ۱۱/۷۲-۲۶ اقوار کو چوہدری مشتاق احمد صاحب چک ۲/۴ ایل اوکاڑہ کی دختر نیک اختر مسماۃ تسنیم مشتاق ...... کا نکاح چوہدری جاوید احمد صاحب چک ۷/۱۰A-L اختر آباد کے ساتھ مبلغ -/۵۰۰۰ روپے حق مہر پر مولوی رسول شفقت صاحب نے پڑھایا۔

چوہدری مشتاق احمد صاحب نے اس خوشی میں مبلغ -/۵ روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام انجمن کو مرحمت فرمایا۔ اللہ کریم اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ اور جانبین کے لئے موجب راحت ہو۔

قاضی طارق محمود رحمان کالونی اوکاڑہ

تقریب نکاح و عطیہ

—— مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۷۲ء کو جامع ...... احمدیہ ایبٹ آباد میں بعد از نماز جمعہ بشیر احمد صاحب فرزند جناب سمندر خان صاحب دربند کا نکاح بی بی راشدہ دختر جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب مانسہرہ کے ساتھ پڑھایا گیا۔ حق مہر مبلغ ساڑھے سات ہزار روپے مقرر ہوا ...... — خطبہ نکاح جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے دیا۔

جناب سمندر خان صاحب نے اس خوشی میں دس روپیہ برائے اشاعت اسلام مرکز کے لئے اور دس روپیہ مقامی مسجد کے لئے عنایت کئے ہیں اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ (قاضی عبدالاحد مبلغ جماعت ایبٹ آباد)

شادی خانہ آبادی

—— مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک عزیزہ نجمہ سلطانہ صاحبہ دختر مکرم شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب کا نکاح ہمراہ عزیز ارشد جاوید صاحب خلف الرشید احسان اللہ صاحب بعوض حق مہر مبلغ پانچ ہزار روپے خاکسار نے پڑھا۔ خطبہ نکاح میں نکاح کی غرض و غایت اور میاں بیوی کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں پر قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں مفصل بیان کیا گیا۔ یہ تقریب سعید نہایت سادہ اور پُر وقار طریق سے عمل میں لائی گئی۔ خطبہ نکاح کے بعد یہ تقریب دُعا پر ختم پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر دولہا کی طرف سے ان کے ماموں مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب نے انجمن کے لئے بمد اشاعت اسلام مبلغ پچیس روپے مرحمت فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزا۔ بزرگان دین اور احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونو خاندانوں کے لئے ہر طرح اور ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب بنائے آمین ثم آمین۔ والسلام

خاکسار محمد علی مبلغ اسلام ۔ ملتان

درخواست دُعا

—— منشی مقبول احمد خان صاحب پٹیالوی عرضی نویس کچہری جھنگ صدر کچھ عرصہ سے صاحب فراش ہیں آپ جماعت جھنگ کے سرگرم اور پرجوش رُکن ہیں ان کی صحت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

—— ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام مرحوم کے فرزند اکبر جناب پروفیسر خلیل اللہ خان صاحب تسلیم عمر فانی ایم اے کے دونوں بچے علیل ہیں احباب بچوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ملک سلیم اللہ خان عاجز

کامیابی

—— شیخ عبدالرشید صاحب سیالکوٹ چھاؤنی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے فرزند انجم رشید خدا کے فضل سے رسالپور ایئر فورس کی ٹریننگ میں کامیاب ہو گئے ہیں، ان کے پائلٹ آفیسر ہونے پر -/۲۵ روپے بطور شکرانہ انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ ہماری دُعا ہے کہ خداوند قدوس اس نیک، لائق اور محنتی نوجوان انجم رشید کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار فرمادے۔ آمین۔

اظہار تشکر

—— ہمارے والد بزرگوار میاں رحیم بخش صاحب سامانوی کے انتقال پرملال سے ہم ان کی دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس غمخیز موقعہ پر ہمارے بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے ہم سے ملاقات اور مراسلت کے ذریعہ اظہار تعزیت و ہمدردی کیا ہے اس سے ہمیں یک گونہ تسلی ہوئی اور ہمارا غم ہلکا ہوا ہے۔ ان خواتین و حضرات کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔ اس لئے اخبار ہذا کے ذریعہ ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور اپنی دعاؤں میں ہمارے والد مرحوم اور ہم کو یاد رکھنے کی درخواست کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ سب کو اپنے فضل و کرم سے نوازے۔

فتح محمد، محمد شفیع، بشیر احمد سنز

احمدیہ بلڈنگس لاہور

جماعت احمدیہ جھنگ صدر کی تبلیغی سرگرمیاں۔

—— ۳ر نومبر کو جمعۃ الوداع کی نماز جماعت جھنگ صدر کے ممبران نے محترم عزیز الرحمان صاحب مبلغ اسلام کی قیادت میں ادا کی محترم عزیز الرحمٰن صاحب نے بصیرت افروز خطبہ دیا قبل از نماز ...... میاں غلام عبدالصاحب قیم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا آخری عشرہ میں خاص دعائیں کرنا چاہیئے۔

نماز عید الفطر

—— مورخہ ۸ر نومبر کو صبح ۹ بجے جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ صدر کے ممبران نے مسجد احمدیہ میں نماز عید الفطر ادا کی۔ نماز سے قبل ممبران نے فطرانہ۔ عید فنڈ اور مسجد فنڈ جمع کرائے اور عید میں خاص رونق اور چہل پہل نظر آتی تھی نماز مولانا عزیز الرحمان صاحب امام مسجد نے پڑھائی اور نماز کے بعد بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور جماعت کی تنظیم و توسیع اور مسجد کی آبادی کے لئے ممبران سے اپیل کی خطبہ کے شروع میں جماعت جھنگ صدر کے مایہ ناز دو بزرگوں حضرت شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر اور حضرت حاجی ملک غلام قادر صاحب مرحوم .... کے حالات بیان فرمائے اور ان کی کمی کو ...... بہت محسوس کیا اور فرمایا کہ ان کی اولادوں کو اپنے بزرگ والدین کے نقش قدم پر چل کر جماعت جھنگ کو مضبوط بنانا چاہیئے۔

سلیم اللہ عاجز ۔ جھنگ

اظہار تشکر

پچھلے دنوں یہ عاجز بیمار ہو گیا تھا۔ دونوں پھیپھڑوں پر نمونیا کا حملہ تھا۔ بیس دن صاحب فراش رہا۔ اب بفضلہ تعالیٰ آرام ہے بخار ٹوٹ چکا ہے اور ڈاکٹروں نے کسی قدر چلنے پھرنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔

اس عرصہ میں بہت سے دوست لمبا فاصلہ طے کر کے بار بار تشریف لاتے رہے۔ باہر والوں نے خطوط، تاروں اور ٹیلیفون کے ذریعہ عیادت کی میں ان سب کا ممنون ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کا احسان اور ذرہ نوازی ہے کہ اس نے اسے عزت کرنے والے اور مخلص دوست عطا فرمائے۔ میں حد درجہ گناہگار ہوں تاہم میں نے ان سب کے لئے دعائیں کی ہیں اور اب بھی کرتا ہوں۔ خاکسار عبدالمنان عمر

۶۱۔ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۷۲ء

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہو

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب کرام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ ایک مامور من اللہ کی جماعت ہونے کا فخر رکھتے ہیں اس مامور من اللہ نے اشاعت اسلام کا اہم اور مقدّس کام آپ کے سپرد کر رکھا ہے، اس کام کے لئے انہوں نے آپ کو اپنے اموال کی وصیّت کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور اس مامور من اللہ نے آپ کو اس کام کو تقویت پہنچانے کے لئے یہ حکم بھی دے رکھا ہے کہ ہر سال تین دن کے لئے سفر کی صعوبت برداشت کر کے بھی اس جلسہ میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اس امام نے اس اجتماع کی برکات کا ذکر بھی فرمایا ہے اور ان تمام امور کو پیغام صلح نے اپنے ...... شیوع میں بیان کر دیا ہے۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بھی پُرزور الفاظ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس بابرکت جلسہ میں شرکت کریں اور ان برکات سے حصہ لیں جو ایسے اجتماع پر نازل کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے دیا گیا ہے۔

خاکسار ۔ صدر الدین

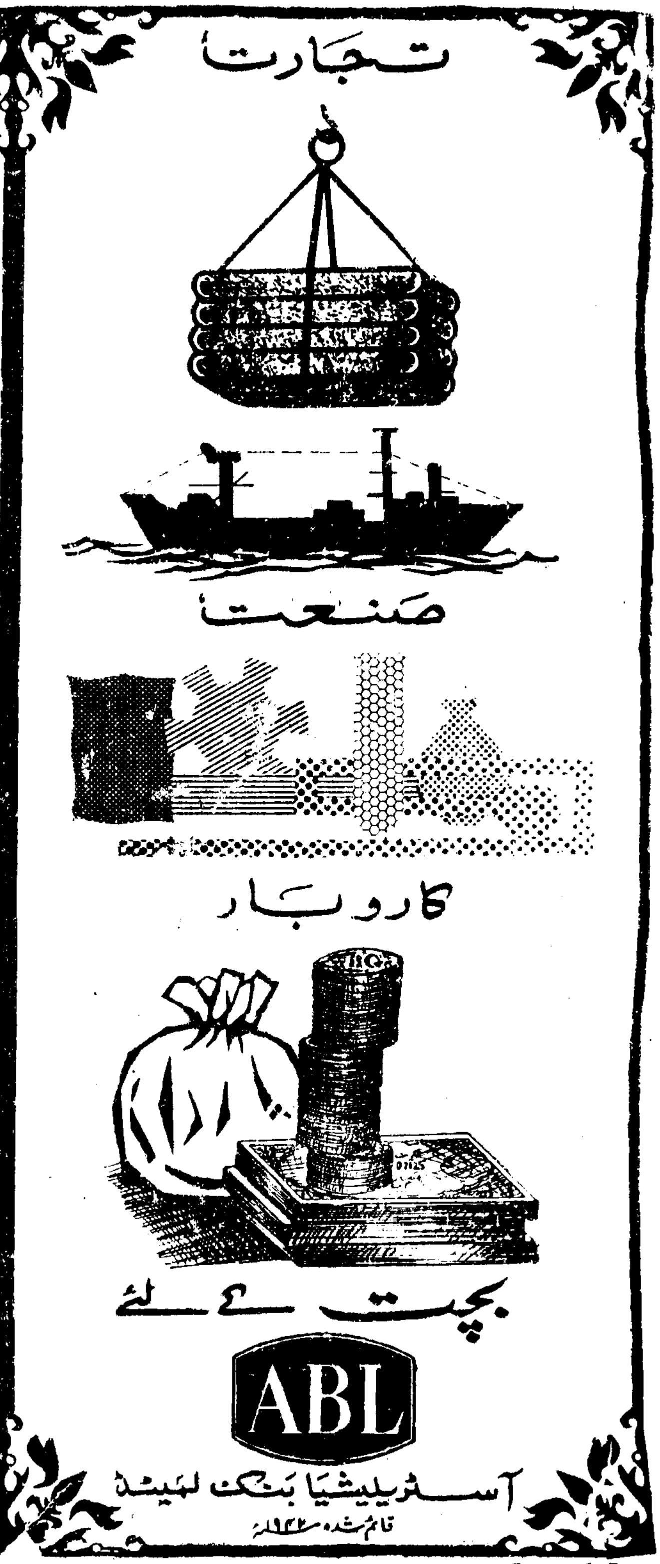

Crescent 7 9

رپورٹ جماعت راولپنڈی - از صلہ

منٹو صاحب نے جناب بٹ صاحب کو ترقی پانے پر جماعت کی طرف سے مبارکباد دی۔ اور بٹ صاحب کو توجہ دلائی کہ جس طرح وہ راولپنڈی کی جماعت میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے اسی طرح وہ کراچی کی جماعت میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے رہیں۔ جوابی تقریر میں بٹ صاحب نے تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا اور یہ یقین دلایا کہ وہ کراچی جا کر بھی جماعتی کاموں میں حتی المقدور حصہ لیتے رہیں گے۔

میاں بشیر احمد منٹو صاحب کے ہفتہ وار لیکچر مسجد مبارک میں بدستور ہوتے رہے۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت لوگ بھی باقاعدگی سے ان لیکچروں میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

۲۶/۱۱ سے لیکچر کا وقت صبح دس بجے کی بجائے ۴ بجے بعد نماز عصر مقرر ہوا ہے۔ احباب جماعت کا اصرار تھا کہ لیکچر عصر اور مغرب کی نمازوں کے درمیانی وقت میں ہونا چاہیئے تاکہ وہ نماز عصر و مغرب بھی باجماعت ادا کر سکیں۔

(نامہ نگار)

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

الیورگرین پریس جیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۵۲۷۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

سید بشیر حسین نمبر

مدیر ـــــ دوست محمد
مدیر معاون ـــــ بشیر احمد سوامی ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ ذیقعد ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۵۰

چل دیا سوئے جناں سیّد بشیر

غلام نبی مسلم - ایم اے

چل دیا سوئے جناں، سیّد بشیر ؞ نیک خو، روشن رواں، سیّد بشیر
سیّد عالی نسب، نیکو نہاد ؞ نورِ چشمِ دودماں، سیّد بشیر
ابرِ گوہر بارِ الطاف و کرم ؞ آشکار اؤ نہاں، سیّد بشیر
جس کا ظاہر اور باطن ایک تھا ؞ مثلِ بوئے گلستاں، سیّد بشیر
احمدیت پر فدا و جاں نثار ؞ نازشِ اسلامیاں، سیّد بشیر
گلشنِ احمدؐ کا اک سروِ بلند ؞ لے اُڑی خوئے جناں، سیّد بشیر
گنجِ فیض و معدنِ جود و سخا ؞ سرگروہِ مخلصاں، سیّد بشیر
ناز تھا جس پر وفاؤ صدق کو ؞ مہر و اُلفت کا نشاں، سیّد بشیر
سوئے جنت باندھ کر رختِ سفر ؞ چل دیا خُلد آشیاں، سیّد بشیر
نورِ دیدۂ محمدؐ اور حسینؓ ؞ شمعِ بزمِ راستاں، سیّد بشیر
خواہران و دختراں، فرزند و زن ؞ پیکرِ آہ و فغاں، سیّد بشیر!
چھوڑ کر احباب کو با چشمِ تر ؞ ہو گیا جنت مکاں، سیّد بشیر
بچہ بچہ قوم کا خونابہ ریز ؞ وقفِ غم پیر و جواں، سیّد بشیر!
دین کو رکھا مقدم تا حیات ؞ اور لُٹا دی نقدِ جاں، سیّد بشیر

اے میرے مولا! بہ فیضِ مصطفٰےؐ ؞ از طفیلِ انبیاءؑ و اولیاء
تیری رحمت بے نہایت بے حساب ؞ تیری بخشش کی ندا صبح و مسا
چشمِ پُرنم سے تری درگاہ میں ؞ سر بسجدہ تجھ سے ہیں محوِ دُعا

تیری رحمت اس کی جانِ پاک پر
نور کی بارش ہو اس کی خاک پر

www.aaiil.org

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۳-۲۴-۲۵ اور ۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام دار السلام (احمدیہ کالونی) نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور

۲۳؍ دسمبر ۱۹۷۲ء کو تنظیم خواتین احمدیہ کا اجلاس ہوگا۔ بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔
مفصل پروگرام دوسری جگہ درج ہے۔

۲۴؍ دسمبر ۱۹۷۲ء — اتوار۔ اجلاس اول۔ ½۹ بجے صبح تا ½۱۲ بجے دوپہر

زیرِ صدارت: جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب

تلاوتِ قرآن کریم و نظم .. .. : ________ ۹-۳۰ سے ۹-۵۰ تک

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام : جناب مولانا دوست محمد صاحب۔ : ۹-۵۰ سے ۱۰ بجے تک

افتتاحی تقریر۔ .. .. .. : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ۱۰ بجے سے ½۱۰ تک

وامرھم شوریٰ بینھم .. .. : جناب میاں بشیر احمد متقی صاحب ایم اے مبلغ اسلام : ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ .. : جناب مرزا محمد سلیم صاحب اختر مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۱۱ بجے سے ½۱۱ تک

عالمِ اسلام کے موجودہ اخلاقی انحطاط کی وجوہ اور ان کا قرآنی علاج : جناب قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور : ½۱۱ سے ۱۲ بجے تک

مقطعات .. .. .. : حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت عبرانی : ۱۲ بجے سے ½۱۲ تک

اجلاس دوم ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ بجے تک

زیرِ صدارت۔ جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت

تلاوتِ قرآن کریم و نظم : ________ ۲-۳۰ بجے سے ۲-۵۰ تک

اعمالِ انسانی کی حقیقت۔ : جناب پروفیسر غلام محمد خادم صاحب ایم اے سی : ۲-۵۰ سے ۳-۲۰ تک

خلافتِ محمدیہ .. .. .. : جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ اسلام : ۳-۲۰ سے ۳-۵۰ تک

امن کی تلاش .. .. .. : جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر : ۳-۵۰ سے ۴-۲۰ تک

۲۵؍ دسمبر ۱۹۷۲ء — سوموار۔ اجلاسِ اول ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

زیرِ صدارت: جناب میاں فاروق اے شیخ صاحب بلز او راولپنڈی

تلاوت قرآن مجید و نظم : ________ ۹-۳۰ سے ۹-۴۵

حیاتِ نور .. .. .. : جناب مولانا عبد الوہاب عمر صاحب .. : ۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵

عالم اسلام میں موجودہ تشویش اور ہمارے فرائض : جناب حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵

حضرت عیسیٰؑ اور ان کے اصل حواری۔ .. : جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۱۵

سالانہ رپورٹ .. .. : جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور : ۱۱-۱۵ سے ۱۱-۴۵

ارشاداتِ عالیہ .. .. .. : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۳۰

اجلاس دوم ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ تک

زیرِ صدارت: جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

تلاوت قرآن کریم و نظم : ½۲ بجے سے ۲-۴۵ تک

حضرت مجدد اعظمؒ کی شانِ مسیحیت : جناب مرزا محمد شفیق صاحب انور شاہد مبلغ اسلام : ۲-۴۵ سے ۳-۱۵ تک

تقریر .. .. .. : جناب مولانا عبد المنان عمر صاحب ایم اے .. : ۳-۱۵ سے ۳-۴۵

یورپین اقوام کی مادی ترقی اسلام سے انحراف کی بجائے اس وابستگی کا یقینی ذریعہ : حضرت مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری .. : ۳-۴۵ سے ½۴ تک

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۲ء بروز منگل۔ اجلاس اول ½۹ بجے سے ۱ بجے تک

زیرِ صدارت۔ جناب میاں شیخ اللہ بخش صاحب ملز او ٹر۔ لائل پور

تلاوت قرآن مجید اور نظم : ________ ½۹ بجے سے ۹-۴۵ تک

پیشگوئی مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں : جناب مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵

مغربی کرہ ارض میں تبلیغِ احمدیت۔ : جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان .. : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵

احمدیہ تحریک کا حال اور مستقبل .. : جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے .. : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۱۵

کن فیکون .. .. : جناب نصیر احمد فاروقی صاحب ہلال قائداعظم ستارۂ پاکستان : ۱۱-۱۵ سے ۱۱-۴۵

آؤ ہم نیک ہو جائیں اور ایک ہو جائیں : جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۳۰

اختتامی تقریر و دعا۔ .. : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ .. .. ۱۲-۳۰ ________

نوٹ: مجلس معتمدین کا پہلا اجلاس ۲۳؍ دسمبر کو صبح دس بجے ہوگا اور دوسرا اجلاس ۲۶ تاریخ کو بعد نماز ظہر منعقد ہوگا۔

احمدیہ کانفرنس کی تاریخ اور وقت کا تعین آئندہ کر دیا جائے گا۔

المشتہر: چوہدری فضل حق افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں اعلانات و اطلاعات

اس سال ہمارا سالانہ اجتماع احمدیہ بلڈنگس لاہور کی بجائے احمدیہ بستی "دار السلام" نزد پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور میں ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶؍ دسمبر کو ہوگا۔ اس دینی اجتماع میں نہ صرف خود تشریف لائیں بلکہ خدا کے دین کی ترقی و ترویج کے لئے دوسرے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں۔ باہر سے آنے والے تمام احباب احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائیں۔ جہاں سے جلسہ گاہ تک پہنچانے کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

(۱) بیرونجات سے تشریف لانے والے احباب اپنی شمولیت، رفقاء کی تعداد، آنے کی تاریخ اور ٹرین سے متعلق دفتر کو آنے سے قبل اطلاع بخشیں تاکہ ان کے استقبال، سواری اور رہائش کا مناسب انتظام کیا جا سکے۔ اور منتظمین کو اور خود انہیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(۲) مقامی حضرات کی شرکت بیرونی بھائیوں سے بھی زیادہ لازمی ہے کیونکہ میزبانی کی ذمہ داری بھی انہی کے کندھوں پر ہے اور یہ ایک عظیم سعادت بھی ہے۔

(۳) اگر آپ کے پاس اپنی سواری ہے تو خود وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں اور جن کو یہ سہولت میسر نہیں وہ احمدیہ بلڈنگس لاہور تشریف لے آئیں۔ وہاں سے انہیں دار السلام پہنچا دیا جائے گا۔

بس سروس کا انتظام

۱۔ ۲۳؍ دسمبر بروز ہفتہ۔ احمدیہ بلڈنگس سے دار السلام تک پہلی بس سروس ½۸ بجے صبح اور دوسری ۹ بجے صبح روانہ ہوگی۔ اور واپسی ۲ بجے بعد دوپہر اور ½۲ بجے ہوگی۔

۲۔ ۲۴ اور ۲۵؍ دسمبر کو دو بسیں ۸ اور ½۸ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس سے دار السلام روانہ ہوں گی اور رات کو ۷ بجے اور ۸ بجے واپس ہوں گی۔

۳۔ ۲۶ تاریخ کو صبح کے اوقات نمبر ۲ .... کے مطابق ہیں۔ البتہ واپسی ۲ بجے اور ۳ بجے بعد دوپہر ہوگی۔

نوٹ: ۲۳ اور ۲۴ تاریخ کو بیرونی مہمانوں کے لئے ایک اسٹیشن ویگن احمدیہ بلڈنگس سے ڈیوٹی پر رہے گی۔ وقت کی پابندی ضروری ہے۔

اس کے علاوہ رنگ محل، شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے بس ۱۲ اور ۲۸ نیو کیمپس آتی جاتی ہیں۔ نیو کیمپس کے سٹاپ پر اتر جائیں وہاں سے جلسہ گاہ قریب ہے۔ نیز بھاٹی دروازہ کے باہر نیو کیمپس جانے والی منی بسیں ملتی ہیں جو آٹھ آنے فی سوار کے حساب سے نیو کیمپس پہنچا دیتی ہیں۔

افسر جلسہ سالانہ

نمازوں کے اوقات

درس قرآن کریم: بعد از نماز فجر۔
نماز ظہر و عصر: دو بجے دوپہر جمع ہوں گی۔
مغرب و عشاء: ۵ بجے شام جمع ہوں گی۔

خورد و نوش کے اوقات

چائے: بعد از نماز فجر
دوپہر کا کھانا: ½۱۲ سے ½۱ بجے تک
رات کا کھانا: ۶ بجے سے ۷ بجے تک

نوٹ: ۱۔ احباب اور خواتین کے لئے کھانے کا الگ الگ انتظام ہے۔
۲۔ کمروں میں کھانا مہیا نہیں کیا جائے گا۔

کینٹین اور ڈسپنسری

ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ڈسپنسریز کا انتظام ہوگا۔

جلسہ فنڈ

احباب سے استدعا ہے کہ جلسہ فنڈ اپنی پہلی فرصت میں محاسب صاحب انجمن کو ارسال فرمائیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۷۲ء

عظیم باپ۔ عظیم بیٹا

دنیا میں بہت کم ایسے انسان ہیں جن کی زندگیاں مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور خدمتِ دین کے لئے وقف ہوتی ہیں سید بشیر حسین اور ان کا مقدس باپ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے عزیزوں، رشتہ داروں ہی سے نہیں غیروں اور دوستوں کے ساتھ بھی ہمیشہ ہمدردانہ اور مشفقانہ برتاؤ کرنا ضروری سمجھا اور سب سے بڑھ کر خدمتِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنا مقدس فرض جانتے ہوئے ہر قسم کی قربانیوں کو اپنا شعار بنایا، یہ اس عہد کا نتیجہ تھا جو مامورِ الٰہی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پہ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کیا تھا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

اس عہد پر عمل کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر صاحب نے جو نمونہ دکھایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اس قدر مقبول ہوا کہ انہیں ان محبانِ الٰہی میں شامل کیا گیا، جن کے متعلق حضرت مسیح موعود کا الہام ہے کہ "لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں" اور جنہیں خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کے ممبر ہونے کا شرف حاصل ہوا اور الہامِ الٰہی میں یہ واضح کیا گیا کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے زندگی بھر سلسلہ احمدیہ کی جو خدمات سر انجام دیں، اور ان کے بیٹے کرنل سید بشیر حسین صاحب نے اپنے مقدس باپ سے جن اوصافِ حمیدہ کو ورثتاً حاصل کیا، ان کا تذکرہ اس پرچہ کے مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات میں مختصراً کیا ہے، ان دونوں باپ بیٹا کی دینی خدمات اور مالی قربانیوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی کمائی کو اپنی نہیں خدا کی دی ہوئی امانت سمجھتے تھے، اور خدا ہی کے رستہ میں اسے بے دریغ خرچ کرنا اپنا فرض جانتے تھے قادیان میں مسجد نور کی تعمیر، لاہور میں مسجد احمدیہ بلڈنگس کی تعمیر، مسلم ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر، انجمن کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کے رہائشی مکان اور مہمان خانہ کی تعمیر، اپنے احمدیہ بلڈنگس والے مکان کا نصف حصہ بلا معاوضہ انجمن کو عطا کر دینا اور باقی نصف سید بشیر حسین صاحب کی طرف سے معمولی قیمت پر انجمن کو مل جانا جہاں اب احمدیہ ہال اور احمدیہ مارکیٹ کی عظیم الشان عمارات کھڑی ہیں، جن سے لکھوکھہا روپیہ سالانہ انجمن کو دستیاب ہو رہا ہے، یہ ایسے کارنامے ہیں جن کو کسی طرح بھلایا نہیں جا سکتا اور صرف یہی نہیں، مری کے علاقہ میں تپ دق کے مریضوں کے لئے سینی ٹوریم قائم کرنا بھی ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، یہ وہ صدقاتِ جاریہ ہیں، جن کا ثواب ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے خاندان کو ہمیشہ ملتا رہیگا۔

ساملی سینی ٹوریم کے قیام کے سلسلہ میں کرنل سید بشیر حسین صاحب کا یہ بیان قابلِ ذکر ہے کہ:-

"شاہ صاحب کی اس تجویز کو میں نے پسند نہ کیا اور عرض کی کہ آپ کی بقایا نوکری دو سال ہے (یہ ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے) اور پریکٹس آپ نے بند کی ہوئی ہے مجھے اپنے مستقبل کا ابھی پتہ نہیں زیرِ تعلیم ہوں ان حالات میں ایسا کام کرنے کے لئے لوگ جائنٹ ادارے بناتے ہیں، کمپنیاں بناتے ہیں آپ اکیلے کیسے کر سکیں گے اس کا جواب انہوں نے مختصراً دیا کہ میرا بھی ایک ٹرسٹ ہے، ان سے جب مزید پوچھا کہ وہ کس کے ساتھ ہے تو فرمایا میرے مولا کے ساتھ اور کہا کہ محمد حسین جب ایک ارادہ کرتا ہے پھر اس کام کی اللہ تعالیٰ تکمیل کر دیتا ہے یہ کام بھی انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ اس کا ثبوت عیاں ہے وہ محمد حسین سینی ٹوریم اب تقریباً تمام پاکستان میں اپنی مثال آپ ہے اور اس وقت ایک کروڑ روپے سے اوپر کی جائداد ہے جس میں ۲۵۰ مریض ہر موسم میں زیرِ علاج رہتے ہیں، ۱۹۳۲ء میں ولایت سے واپسی پر راقم الحروف نے خواہش ظاہر کی کہ ملازمت نہ کروں اور اس ادارہ کو چلاؤں، شاہ صاحب نے صاف جواب دے دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہ ہسپتال میں نے صدقہ جاریہ کے لئے بنایا ہے، میرا لڑکا اس سے فائدہ نہیں اٹھائے گا" (یادِ رفتگان۔ تذکرہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

ایک اور واقعہ کرنل صاحب نے اپنے متعلق لکھا ہے:-

"جب میں انگلستان سے واپس آیا تو بیکاری کا زمانہ تھا میں کچھ مایوس رہنے لگا مجھے جو کچھ خدا تعالیٰ نے تمہارے متعلق دکھایا ہے وہ تمہاری توقعات سے بہت ہی زیادہ ہے مگر افسوس کہ اس وقت میں نہ ہوں گا اور یہ صحیح ثابت ہوا جو کچھ مجھے ملا یہ سب کچھ ان کی دعاؤں کا نتیجہ تھا" (۱۱)

اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ کرنل سید بشیر حسین کو اپنے عظیم باپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں وہ کچھ ملا جو بہت کم لوگوں کو میسر آتا ہے، دنیوی جاہ و عزت کے علاوہ اُخروی حسنات کے حصول کی بھی بہت بڑی سعادت انہیں حاصل ہوئی دینی خدمات اور قومی امور میں وہ کافی حصہ لیتے رہے، ووکنگ مسلم مشن کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اس کے معاملات کو سلجھانے میں اپنی کوششوں کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور انجمن کی سرگرمیوں میں آخر دم تک مشغول ... رہے غرض اپنی استطاعت کے مطابق زندگی بھر قومی اور دینی خدمات کو اپنا شغل بنائے رکھا یہاں تک کہ ذیابیطس جیسے مہلک مرض میں بھی حتی المقدور دینی کام کرتے رہے۔

مزاج میں کسی قدر تلخی ضرور تھی اور بعض اوقات سخت کلامی سے بھی کام لیتے تھے، لیکن نیت نیک ہونے کی وجہ سے مخاطب سے معذرت کر کے اسے اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے، یہ بات بھی دراصل اپنے والد گرامی سے انہیں ورثہ میں ملی تھی، جن کی جلالی طبیعت اور عذر خواہی ان کی پاک طینت کی مظہر تھی، اس بارہ میں راقم الحروف کو ایک ایسا واقعہ یاد ہے، جو .... ۱۹۱۳ء میں پیغام صلح کی ادارت کا کام شروع کرنے ہی پیش آیا۔ شاہ صاحب مرحوم کسی امر پر ناراض ہوئے، اور اپنی جلالی طبیعت کی وجہ سے بہت سختی سے پیش آئے۔ راقم الحروف کام چھوڑ کر گھر جا بیٹھا لیکن بعد میں مکرم معظم خلیفہ رجب دین مرحوم کے ذریعہ جو بحیثیت منیجر اس کام پر خاکسار کو متعین کرنے کا موجب تھے، بلوا بھیجا، اور جب میں واپس آیا تو تحریری معافی نامہ لکھ کر دیا جو خاکسار کے لئے ندامت اور شاہ صاحب مرحوم کی عظمت کو دل میں بٹھانے کا موجب ہوا، اور اس کے بعد راقم الحروف ہمیشہ ان کی عظمت کا تہ دل سے معترف رہا، یہی حال سید بشیر حسین شاہ صاحب کا تھا۔ دین کا کام کرنے میں نیک نیتی کے ساتھ دونوں باپ بیٹا پیش پیش رہتے اور درشتی و نرمی پر عمل پیرا رہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے، دونوں باپ بیٹا اپنی خدمات دینیہ، مالی قربانیوں اور اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وجہ سے عزت و عظمت کے قابل تھے۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے، اور ایسے کثیر نوجوان اس جماعت میں پیدا ہوں، جو ان کے نیک نمونہ کو اپنا زاویہ عمل بنائیں ؟

جلسہ خواتین بمقام دارالسلام

۲۳ر دسمبر ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ

اجلاس :- صبح دس بجے تا ½ ۱ بجے بعد دوپہر

زیرِ صدارت۔ بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد شیخ

تلاوت قرآن مجید و نعت	۱۰—۰۰	تا	۱۰—۲۰
افتتاحی تقریر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ	۱۰—۲۰	تا	۱۰—۳۵
تقریر بیگم صاحبہ بشیر خانزادہ	۱۰—۳۵	تا	۱۰—۴۵
تقریر بیگم صاحبہ محمد احمد	۱۰—۴۵	تا	۱۰—۵۵
نظم۔ فریدہ چوہدری صاحبہ	۱۰—۵۵	تا	۱۱—۰۰
تقریر۔ بیگم صاحبہ مولینا عبدالمنان عمر	۱۱—۰۰	تا	۱۱—۱۵
تقریر۔ بشارت نذر صاحبہ	۱۱—۱۵	تا	۱۱—۳۰
تقریر۔ رضیہ مدد علی صاحبہ	۱۱—۳۰	تا	۱۱—۴۵
تقریر۔ زمرد بیگم صاحبہ	۱۱—۴۵	تا	۱۱—۵۵
تقریر۔ آنسہ غزالہ چوہدری	۱۱—۵۵	تا	۱۲—۰۰
تقریر۔ امۃ الرشید صاحبہ۔ راولپنڈی	۱۲—۰۰	تا	۱۲—۱۰
اختتامی تقریر و دعا۔ بیگم فاروق صاحبہ	۱۲—۱۰	تا	۱۲—۳۰

نمائش دستکاری : ۱۲—۳۰ سے ۱—۳۰ تک

کھانا : ۱—۳۰ سے ۲—۳۰

المشتہر

بیگم حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب۔ رضیہ مدد علی سیکرٹری تنظیم خواتین لجنہ۔

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

ایک مخلص صادق، وفا کیش، دوست نواز اور راست رَو دوست کی حسرتناک جُدائی

کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم و مغفور سے راقم الحروف کے دیرینہ مراسم اور جماعتی تعلقات قائم تھے۔ ۱۹۱۶ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد جب میں احمدیہ بلڈنگس لاہور آیا اور اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا اس وقت کرنل صاحب مسلم ہائی سکول میں مڈل میں پڑھتے تھے۔ مسلم ہائی سکول میکلوڈ روڈ کی کوٹھی سے نیا نیا منتقل احمدیہ بلڈنگس میں ہوا تھا اور حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں آکر مقیم ہوئے تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تو پہلے ہی اس محلہ میں رہتے تھے بلکہ انہی بزرگوں کے دم قدم سے محلہ احمدیہ بلڈنگس کی بنا پڑی اور اس کا یہ نام رکھا گیا تھا — جیسا کہ اب تک حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے مکان پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بھی ان ایام میں انگلینڈ سے آکر جہاں آپ اشاعت اسلام کے لئے گئے ہوئے تھے عارضی طور پر اسی محلہ احمدیہ بلڈنگس میں اپنے مکان عزیز منزل میں فروکش تھے۔ غرضیکہ کرنل سید بشیر حسین شاہ کے بچپن کے تعلیمی زمانہ کا ماحول وہ تھا جیسے جماعت احمدیہ لاہور کے ایام تشکیل کے زمانہ کی فضاء سے ایسے ماحول میں انہوں نے آنکھیں کھولیں اس لئے جماعت لاہور کی تشکیل کی نمایاں خصوصیات کرنل صاحب کی شخصیت پر اثر انداز ہوئیں۔ وہ خصوصیات کیا تھیں؟ نامناسب نہ ہوگا اگر اس زمانہ کی احمدیہ بلڈنگس کی چند خاص یادوں کا ذکر کر دیا جائے۔

جماعتی اتحاد و محبت کے روح پرور نظارے

اس زمانہ میں ان اصحاب کی باہم یگانگت و محبت کا یہ عالم تھا کہ نماز مغرب کے بعد چاروں اصحاب یعنی حضرت مولینا محمد علی رح، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رح، حضرت خواجہ کمال الدین رح اور حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب رح کے گھروں سے ہر روز مسجد میں کھانا آجاتا اور سب احباب سگے بھائیوں سے بڑھ کر محبت و مودت کے جذبے سے سرشار رکھے مل کر تناول فرماتے۔ ایک دوسرے پر فریفتگی اور جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۱۴ء میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنڈے سائٹس . . . . کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ جلسہ کے ایام آگئے حضرت مولینا محمد علی رح نے اپنی تقریر کے دوران جب حضرت شاہ صاحب رح کی بیماری کا ذکر کیا تو بے اختیار حضرت مولینا رح کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ یہی وہ اوصاف عالیہ باہمی روحانی حقیقی ..... جذبات صادقہ انسانیہ کے تھے جن پر جماعت احمدیہ لاہور کی بنیادیں یکسر بے سروسامانی کی حالت میں استوار ہوئیں۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اموال و املاک پر روحانی جماعتوں کی تعمیر ہوتی ہے مگر حقیقت ہے کہ جماعتوں کی مستحکم اساس باہمی سچی محبت و مودت کی طلبگار ہے

روحانی جماعتوں میں گہری محبت سچی مواخات کے جذبات عالیہ

راقم الحروف کو بعد میں ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۶ء تک حضرت ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ محکمہ کیمیکل اگزامینر میں کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ بلکہ صحیح امر یہ ہے کہ اس محکمہ میں آنے اور ... لاہور میں مستقل اقامت اختیار کرنے کے بارہ میں ڈاکٹر طفیل حسین شاہ صاحب مرحوم ہی کا احسان مند ہوں۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب اکثر مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ابتداء میں جب اس جماعت کی بنیادیں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑیں تو اس وقت ان پاک ممبران لاہور کی باہمی محبت و اخوت کا کیا عالم تھا؟ پھر فرمایا کرتے، یہ سب ممبران حقیقی اخوت و اتحاد کے جذبات عالیہ سے اس قدر سرشار رہے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی رح کو فرشتہ کہکر پکارتے، بالخصوص حضرت ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ مرحوم کے بقول یہ جملہ حضرت مولینا صدرالدین صاحب امیر جماعت کا اس وقت تکیہ کلام ہوا کرتا تھا . . .

. . . .

. . کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب کی وفات کے تعلق میں ان امور کا ذکر اس لئے لازم ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کیسی جماعتی فضا میں کرنل صاحب کے بچپن کے ایام گذرے۔ کرنل صاحب کے محترم والد ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی شخصیت و کردار کا اثر بھی جماعت احمدیہ پر بہت گہرا ہے۔ آپ دین اسلام اور جماعت احمدیہ کے لئے ایک نہایت دردمند دل اور فیاضانہ مزاج رکھتے تھے۔ قادیان کی مسجد نور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے تعمیر کروائی۔ پھر جب خود محلہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آکر مقیم ہوئے تو جماعت احمدیہ لاہور کی مرکزی مسجد بھی حضرت شاہ صاحب مرحوم نے تعمیر کرائی، نیز مسجد سے ملحقہ مکان جس میں پہلے حضرت مولنا محمد علی رح رہتے رہے اور اب حضرت مولینا صدرالدین صاحب مقیم ہیں وہ بھی آپ نے بنوا کر انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ہبہ کر دیا۔ جب مسلم ٹاؤن میں حضرت شاہ صاحب مرحوم مقیم ہوئے تو وہاں بھی مسجد عائشہ آپ نے تعمیر کروائی۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ مرحوم کی ایسی ہی فیاضانہ خدمات اسلام و سلسلہ احمدیہ تھیں جن کے باعث زمانہ کے عظیم مصلح حضرت مسیح موعود نے آپ کو من جملہ دیگر چودہ ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ایک ممبر منتخب فرمایا۔

کرنل صاحب کی مالی خدمات انجمن

کرنل سید بشیر حسین شاہ مرحوم نے انجمن کی ان دونوں املاک احمدیہ بلڈنگس اور مسلم ٹاؤن میں مزید اضافہ کیا۔ آپ کے والد مرحوم نے احمدیہ بلڈنگس میں وہ جگہ اور عمارت مخصوص کی تھی جہاں حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے آخری ایام بسر کرکے وفات پائی تھی۔ چنانچہ کئی سالوں کے بعد ۱۹۶۴ء کے قریب کرنل صاحب نے اپنے مکان احمدیہ بلڈنگس کی زمین کا سارا قطعہ برائے نام قیمت پر انجمن کو دے دیا جہاں اب احمدیہ مارکیٹ اور ہال کی تین منزلہ عمارت قائم ہے۔ مسلم ٹاؤن کی مسجد سے ملحقہ زمین پر ادارہ تعلیم القرآن کے نام سے عمارت بھی کرنل صاحب کی مساعی سے تعمیر کی گئی۔ گذشتہ دو سالوں میں مسجد مسلم ٹاؤن کے احاطہ میں سڑک پر دوکانیں بھی کرنل صاحب نے تعمیر کرائیں۔ دراصل مسلم ٹاؤن کی جب ۱۹۲۰ء میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے بنیادیں رکھیں تو اس کا نام احمدیہ بستی رکھا گیا تھا جس کی اصل غرض جماعت لاہور کے احباب کا اس مقام میں اجتماع منظور تھا۔

کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم سے راقم الحروف کے جماعتی تعلقات کے علاوہ محکمانہ تعلقات بھی برسوں سے ہے۔ راقم الحروف جب ۱۹۲۲ء میں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم ہو گیا تو احمدیہ ینگ مینز کی بنیادیں رکھیں اور پندرہ روزہ رسالہ (اردو و انگریزی) ینگ اسلام جاری کیا جس کے صدر کرنل بشیر حسین شاہ صاحب ہوئے۔ دیگر قابل ذکر اصحاب محترمی مرزا مسعود بیگ صاحب اور چوہدری عبدالحق صاحب ہیں۔

محکمہ کیمیکل اگزامینر میں خاکسار کے منسلک ہونے کا تعلق بھی کرنل صاحب مرحوم سے گہری وابستگی رکھتا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اسی محکمہ سے بطور اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر ریٹائر ہونا تھا۔ ان کی آسامی کے سلسلہ میں نیا آدمی لیا جانا تھا۔ خاکسار تو ۱۹۲۰ء سے گورنمنٹ میڈیکل سروس میں کام کر رہا تھا مگر کرنل بشیر صاحب مرحوم ابھی سروس میں نہ لئے گئے تھے بلکہ نئے نئے پاس ہوئے تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے کرنل ٹامس سے جو اس وقت محکمہ کے انچارج تھے یہ وعدہ لیا کہ اگر ان کے بیٹے ڈاکٹر بشیر حسین کو سروس میں لے لیا گیا تو کرنل ٹامس اسے اپنے محکمہ میں لگا لیں گے۔ کرنل میکنیزی اس وقت آئی جی ہسپتال تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب یعنی اپنے والد محترم کی آسامی کے سلسلہ میں محکمہ کیمیکل اگزامینر لاہور لگ جائیں گے۔ اُدھر حضرت ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب مرحوم نے راقم الحروف کو لاہور منتقل طور لگوانے کی تجویز کی ہوئی تھی۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ باوجود آئی جی کے وعدہ کے عین انتخاب کے وقت کسی وجہ سے کرنل میکنیزی اپنا وعدہ ایفا نہ کر سکے، تو کرنل بشیر صاحب کے سروس میں نہ لئے جانے کے باعث راقم الحروف کو محکمہ میں لگ جانے کا موقعہ مل گیا۔ اس پر کرنل بشیر صاحب مزید تعلیم کے لئے ولایت گئے جہاں سے واپسی پر آپ اعلیٰ میڈیکل سروس یعنی آئی ایم ایس میں لے لئے گئے۔ البتہ جب کرنل ٹامس ۱۹۴۵ء میں محکمہ سے ریٹائر ہوئے تو ان کی کوششوں سے کرنل بشیر صاحب کی خدمات ملٹری سے سول میں منتقل کر دی گئیں اور آپ کا انتخاب بطور کیمیکل اگزامینر ہو گیا۔ اس انتخاب کے موقع پر بھی ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ پبلک سروس کمیشن کے روبرو تین اصحاب بطور امیدوار پیش ہوئے۔ کرنل بشیر صاحب، ایک انگریز آئی ایم ایس کا ڈاکٹر اور محکمہ کیمیکل کی طرف سے خاکسار۔ محکمہ میں پندرہ برس کی خدمت کے باعث راقم الحروف تو اس محکمہ کے کام سے بخوبی واقف ہو چکا تھا اس لئے اس کمیشن کے ممبران نے جن میں کرنل ٹامس بھی موجود تھے کوئی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

www.aaiil.org

تعزیتی جلسہ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء کو مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد نماز جمعہ ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت حضرت امیر ایدہ اللہ منعقد ہوا، جس میں مرزا مسعود بیگ صاحب، شیخ محمد طفیل صاحب مبلغ اسلام (حال وارد لاہور) اور صاحبزادہ عبدالمنان عمر صاحب نے کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم کی یاد میں تقاریر کیں ان تینوں تقاریر کا متن درج ذیل ہے:-

کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم کی زندگی کے چند واقعات

تقریر مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے، بارہ تیرہ دن پہلے ہمارے نہایت ہی قیمتی اور پیارے بھائی سید بشیر حسین صاحب ہم سب کو داغِ مفارقت دے گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ انجمن کے پرانے رُکن تھے۔ اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۷۲ء تک انجمن کی مجلس معتمدین کے ممبر رہے۔ انجمن کی مجلس منتظمہ نے ماہ حال کی ۱۹ تاریخ کو آپ کی وفات حسرت آیات پر قراردادِ تعزیت منظور کی تھی جس میں مرحوم کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے اعزہ و اقرباء کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا تھا۔ آج ووکنگ کمیٹی کا بھی تعزیتی اجلاس ہو رہا ہے - مرحوم گذشتہ ۹ سال سے ووکنگ مسلم مشن کے سیکرٹری تھے۔ اس میٹنگ میں بھی اظہار غم کے علاوہ انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔ اسی طرح جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں بھی آج اسی قسم کا اجلاس بعد نماز جمعہ منعقد ہو رہا ہے۔

حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذکروا موتٰکم بالخیر اپنے فوت شدہ لوگوں کا اچھے انداز میں ذکر کیا کرو - کرنل صاحب مرحوم ایک پیدائشی احمدی تھے اور انجمن کے ایک ستون حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ میں نے اپنے بچپن سے ان کی وفات تک انہیں دیکھا ہے اور ان کی ایک ایک بات میرے سامنے ہے - آپ عمر میں پانچ چھ سال مجھ سے بڑے تھے - کرنل صاحب اپنے لڑکپن میں جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کے مواقع پر رضاکاروں کے سالار ہوتے تھے - جلسہ سالانہ کی تیاریوں میں بڑے ذوق و شوق سے لگے رہتے۔ ہم لوگ جھنڈیاں وغیرہ ان کی قیادت میں بنایا کرتے - اور دوسرے کام رضاکارانہ طور پر جوش و جذبہ سے انجام دیا کرتے تھے -

کرنل صاحب مرحوم یہاں ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کر کے اور ایم بی بی ایس کی ڈگری لے کر مزید تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے - جب وہ تعلیم مکمل کر کے واپس آئے تو اُن کو خوش آمدید کہنے کے لئے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا - میں اس زمانہ میں ینگ مینز ایسوسی ایشن کا سیکرٹری تھا - چنانچہ میں نے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کرنل صاحب کو مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں، لیکن بعض اوقات چھوٹے بھائی بھی بڑے بھائیوں کو مشورہ دے سکتے ہیں اور میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ آپ کے والد بزرگوار ڈاکٹر ہیں اور ساتھ ہی ساتھ عالم قرآن بھی - میرے تایا صاحب مرزا یعقوب بیگ (مرحوم و مغفور) بھی ڈاکٹر ہیں اور عالم قرآن بھی - اسی طرح ہماری جماعت کے کئی بزرگ ڈاکٹر بھی ہیں اور عالم دین بھی - احمدی ڈاکٹر بڑا دیندار اور عالم قرآن ہوتا ہے اور میں آپ کو اسی امتیاز کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بطور مشورہ عرض کرتا ہوں ؎

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں

حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب بھی اجلاس میں موجود تھے، انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور بہت پیار کیا اور فرمایا کہ تم نے کیسی عمدہ بات کہی ہے جس کی وجہ سے میں بہت خوش ہوا ہوں -

کرنل صاحب مرحوم ہماری ینگ مینز ایسوسی ایشن کے صدر بن گئے اور انہوں نے بڑی گرمجوشی سے کام کیا - پھر وہ بسلسلہ ملازمت لاہور سے باہر تشریف لے گئے - اللہ تعالےٰ نے آپ کو ملازمت میں بھی بڑی عزت بخشی - اس وقت کچھ ہندو اور زیادہ تر انگریز ہی I M S میں آ سکتے تھے - کرنل صاحب پنجاب کے ان چند مسلمانوں میں سے تھے جو اس عہدہ پر فائز ہوئے - یہ حضرت شاہ صاحبؒ ہی کی دعاؤں کا نتیجہ تھا - وہ بڑے بزرگ اور متحیر انسان تھے۔ کرنل صاحب بظاہر سخت طبیعت نظر آتے تھے کیونکہ کبھی درشت لہجہ میں اور سختی سے بات کرتے تھے - اور ہم اکثر مذاق سے کہا کرتے تھے "کرنل صاحب! آپ تو سونٹا مارتے ہیں" لیکن سونٹا مارنے کے فوراً بعد وہ نرم ہو جاتے تھے - اور کسی کے خلاف دل میں بغض و کینہ نہ رکھتے تھے - آپ ہمیشہ سچ بات کہتے تھے اور حق بات کہنے میں کسی کی رُو رعایت نہ کرتے تھے - بعض دفعہ بزرگوں کو بھی سخت بات کہہ جاتے تھے اور پھر طلب معافی کے لئے ان کے گھٹنے پکڑ لیتے تھے -

کرنل صاحب مرحوم کے عزیز ترین دوستوں میں سے خواجہ صلاح الدین محمود مرحوم اور ہدایت اللہ صدیقی صاحب تھے، جو آپ کے بچپن کے ساتھی تھے - خواجہ محمود صاحب کی وفات ہوئی تو کرنل صاحب مرحوم کو ازحد صدمہ ہوا -

آپ سب احباب ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں اور کرتے رہیں - سلسلہ کے کام انسانوں کے بغیر نہیں چلتے - جماعتیں اور ادارے روپے اور کتابوں سے نہیں انسانوں سے چلتی اور پھلتی پھولتی ہیں - ہم میں سے ایک انسان اُٹھ جائے تو اس کا بدل تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے - کرنل صاحب کی جدائی سے بڑا خلا پیدا ہوا ہے جو محض اللہ تعالےٰ کی مدد سے پُر ہو سکتا ہے -

آج اخبار لائٹ نے کرنل صاحب کے بارے میں بڑا عمدہ مضمون لکھا ہے - اخبار پیغام صلح کا خصوصی نمبر بھی نکالا جا رہا ہے - آج ہمارے نہایت عزیز اور محترم دوست شیخ محمد طفیل صاحب انگلستان سے تشریف لائے ہیں اور میں نے ان سے کہا ہے کہ چونکہ کرنل صاحب ووکنگ ... مشن کے انچارج رہے ہیں اور آپ کے ساتھ ان کا تعلق رہا ہے اس لئے آپ بھی ان کے بارہ میں کچھ بیان کریں - مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے بھی اس موقعہ پر بیان کرنا تھا مگر چونکہ موسم خراب تھا اور بارش ہو رہی تھی، وہ تشریف نہ لا سکے - ممکن ہے وہ مسلم ٹاؤن چلے گئے ہوں - محترم مولینا عبدالمنان عمر صاحب کی صحت اجازت دے تو ان سے بھی اظہار خیال کی درخواست ہے -

---

کرنل صاحب مرحوم کے متعلق چند یادیں

تقریر محترم شیخ محمد طفیل صاحب :-

سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں - میں آج ہی کراچی سے لاہور آیا ہوں - گذشتہ بیس سالوں کی طرف میں جب نگاہ دوڑاتا ہوں تو کرنل صاحب مرحوم کی چند یادیں آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں - مجھے جب پہلے پہل انگلستان جانے کا حکم ملا تو اس وقت پاسپورٹ حاصل کرنے میں بڑی دشواری کا سامنا تھا - کئی دنوں اِدھر اُدھر بھاگتا رہا، لیکن اُمید بر نہ آئی، آخرش میں نے کرنل صاحب مرحوم کے سامنے اپنی مشکل رکھی، تو انہوں نے فرمایا کوئی بات نہیں آپ فکر نہ کریں - تین چار دن بعد اپنا پاسپورٹ لے جایئے - میں حیران تھا کہ اس مشکل کام کو انہوں نے ایک معمولی سی بات سمجھا - لیکن جب میں تین دن کے بعد وہاں پہنچا تو پاسپورٹ موجود پایا، جو میں نے تشکریہ کے ساتھ وصول کیا - پہلی دفعہ انگلستان جانے کے لئے ان کی توجہ میرے کام آ گئی - دوسری دفعہ انگلستان جاتے وقت جب اسی قسم کی دشواری پیش آئی تو انہوں نے ہی عقدہ کشائی فرمائی -

ووکنگ کے ساتھ کرنل صاحب مرحوم کا پرانا تعلق تھا - لیکن ٹرنی ڈاڈ جماعت کے ساتھ بھی ایک رنگ میں ان کا تعلق پیدا ہو گیا - ۱۹۶۵ء میں کرنل صاحب ووکنگ پہنچے، تو میں ملائشیا کے وزیراعظم تنکو عبدالرحمٰن کی دعوت پر ملائشیا چلا گیا، اس وقت میرا ملائشیا جانا مرحوم کرنل صاحب کو ضرور ناگوار گذرا ہو گا اور ایسا ہونا بھی لازمی امر تھا - کیونکہ وہ معاملہ فہمی کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے - اس سلسلہ میں میری موجودگی ضروری بھی تھی - لیکن میں نے کرنل صاحب سے گذارش کی کہ رجسٹر حاضر ہیں، جو کچھ دیکھنا ہو آپ ان میں سے دیکھ لیں - مجھے ملائشیا جانا ہے - مجھے دس پندرہ دن کی اجازت دیں - چنانچہ انہوں نے مجھے پندرہ دن کی اجازت دے دی - واپسی پر معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں ٹرنی ڈاڈ چلا جاؤں اور مسجد کے لئے ایک اور صاحب امام مقرر ہو گئے - یہ فیصلہ ... خلاف توقع اور عجیب معلوم ہوا اور جماعتی نقطۂ نظر سے بھی مجھے درست معلوم نہ ہوا - (جیسا کہ بعد میں آنے والے واقعات نے ثابت کر دیا) لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ پاکستان سے ہی وہ یہ فیصلہ کر کے آئے تھے کہ مجھے ٹرنی ڈاڈ بھجوانا ہے اس لئے کہ شیخ میاں محمد صاحب مرحوم مسٹر عزیز احمد صاحب سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہاں ضرور مبلغ بھجوایا جائے گا اور قرعہ فال میرے نام ہی نکلا -

اب کچھ وقت گذرنے کے ساتھ جب میں اس فیصلہ کے اسباب و نتائج پر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹرنی ڈاڈ میں جو ہمارے پروگرام اور مفادات کو تقویت و کامیابی حاصل ہوئی ہے اس میں کرنل صاحب کے فیصلہ کا بھی دخل ہے - اس وقت وہاں خدا کے فضل سے پانچسو کے قریب احمدی ہیں، اسی طرح گیانا میں بھی اس عرصہ کے دوران سات سو کے قریب افراد کا اضافہ ہوا ہے - سرینام میں تو خیر ہماری جماعت پہلے ہی سے ہزاروں کی تعداد میں موجود تھی - اب وہاں ... سے ایک بہادر ٹھہ بہادر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لاہور لانے کی کوشش کی جا رہی

www.aaiil.org

ہے۔ تاکہ ان کا اور مرکز کا براہ راست تعلق رابطہ قائم ہو جائے۔ وہ آپ کو جانیں اور آپ ان کو جانیں۔ یہ امر میں ضروری خیال کرتا ہوں۔ وہ لوگ جو بلادِ غیر میں سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں، وہ اپنے رنگ میں سلسلہ کے اغراض و مقاصد سمجھتے ہیں اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ممکن ہے وہ طریق کار آپ کے طریق کار سے مختلف ہو جس سے وہ نتائج برآمد ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔ مزید برآں صرف مرکز سے ہی مراسلت کی سطح پر تعلقات کافی نہیں ہیں بلکہ احباب سے بھی سلسلۂ اخوت و مؤدت قائم ہونا ضروری ہے۔ انجمن نے منظوری دے دی ہے انشاء اللہ آئندہ سال وہ لوگ یہاں آئیں گے۔ تین ہفتے کے قریب ان کا قیام ہوگا۔ آپ ان کی دلجوئی فرمائیں۔ گفت و شنید کریں۔ ان کو تبلیغ کریں وہ ہر طرح آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہونگے۔ ان میں اساتذہ، وکلاء بھی ہوں گے اور ڈاکٹر و تجار بھی۔ اس طرح نہ صرف مرکز کے قریب ہو کر وہ اپنے آئندہ پروگرام کو سامنے رکھیں گے، بلکہ یہاں بھی جماعتی زندگی میں حرکت کے آثار نظر آئیں گے اور آپ حضرات اپنے ایثار اور قربانیوں کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقیناً خوشی و مسرت کا اظہار فرمائیں گے۔ ان لوگوں میں بڑا جوش و جذبہ ہے۔ لیکن ان کے اس جوش و جذبہ کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ ہرا بھرا گلستان اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے، آپ اس گلستان کی آبیاری میں پورا پورا حصہ لیں۔

یہ چند کامیابیاں جماعت کو اس عرصہ میں حاصل ہوئی ہیں، اس کا ایک سبب کرنل صاحب کا وہ دُور رس فیصلہ تھا کہ انہوں نے بروقت وہاں آدمی بھیجنے کا انتظام کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید چند سال کا التوا پڑ جاتا۔ یہ کامیابی تو جماعت کو مقدر رہی تھی۔ کسی کے بھی ہاتھ سے ہوتی۔ چنانچہ جب میں کرنل صاحب مرحوم کے فیصلہ اور اس پر اصرار کے متعلق سوچتا ہوں تو میں بڑا شکرگذار ہوتا ہوں اس مرحوم کی ذات کا جس نے ایسے وقت میں مجھے بھیجا اور کچھ خدمت کا موقعہ دیا۔ اللہ تعالےٰ اس حقیر کامیابی کا اجر مرحوم کو نصیب فرمائے۔

اور محفلوں میں بھی وہ ایسی زبان استعمال کر لیا کرتے تھے، جو نہ جانے کسی وجہ سے ان سے وابستہ ہو گئی تھی۔ جب اس زبان سے کوئی بزرگ اور دوست ناراض ہوتا، فوراً معذرت کرتے اور فرماتے کہ یہ میری عادت ہو گئی ہے۔ جو اچھی نہیں۔ میں حقیر انسان ہوں مجھے معاف کیجئے۔ وہ اس شخص کے پاس جاتے اور بلا استثناء ہر دفعہ معافی مانگتے۔

میں بہت بیمار رہا ہوں جس وقت مجھے کرنل صاحب کی وفات کی خبر ملی، میری طبیعت بحال ہو رہی تھی اور اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ فلاں معاملہ کے بارے شاہ صاحب سے میں یہ کہوں گا اور یوں کہوں گا کہ اچانک ان کی وفات کی خبر ملی ۔ ۔ ۔ جو میرے دل پر بجلی بن کر گری اور میری حالت دوبارہ خراب ہو گئی۔ میرے دونوں پھیپھڑے ماؤف ہو گئے ڈاکٹر بھی متفکر تھے کہ طبیعت بحال ہوتے ہوتے اچانک یہ بیماری کیوں عود کر آئی ہے۔ میری یہ حالت اس تعلق اور ایسی محبت کا پیدا ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس تعلق اور محبت میں کوئی

کرنل مرحوم بلادِ غرب میں تبلیغ و تعلیم کے لئے جو تازہ پروگرام اپنے سامنے رکھے ہوئے تھے آپ کی اچانک اور بے وقت موت نے اسے پورا کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ مغربی دنیا میں کام کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک نیا علاقہ دیا ہے، اور ایک بہت بڑی جماعت ملی ہے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء اس جماعت سے کام لینا ان کے پروگرام میں شامل تھا۔ مرحوم کی روح کو شاداں و فرحاں کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اس پروگرام کو سر انجام دیں اور ٹرینی ڈاڈ کی جماعتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں، یہ امر بھی مرحوم کے عشق و خدمتِ اسلام و سلسلہ کی صحیح یادگار قائم کرنے کا موجب ہوگا۔ ضروری ہے کہ اس پر کاربند ہونے کی دل و جان سے کوشش کریں اور شاہ صاحب مرحوم نے جو پودہ لگایا ہے اس کو اگر اپنے خون سے سینچنا پڑے تو اس کی آبیاری کے لئے مستعد و سرگرم ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ اس کی ہمیں توفیق دے۔

کرنل سید بشیر حسین صاحب کی صفات حمیدہ

تقریر: مکرم مولینا عبدالمنان صاحب عمر

نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ سرورِ کائنات خاتم النبیینؐ کا ارشاد گرامی ہے

اذکروا موتاکم بالخیر۔ کہ وفات یافتہ لوگوں کو خیر سے یاد کرو۔ ہمارا پیارا اور بہت ہی پیارا بھائی کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب پچھلے دنوں ہم سے جدا ہو کر اپنے مولا حقیقی سے جاملا ہے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم اسلام، سلسلہ و جماعت کے لئے ایک برہنہ تلوار تھے۔ جب سے میرا ان سے تعلق ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں انجمن کے معاملات پر فکر و فیصلہ کے لئے باہم مل کر بیٹھنے کے بیشتر مواقع ملتے رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے کسی موقعہ پر اور کسی امر میں بھی کمزوری نہیں دکھلائی۔ اسلام و سلسلہ کے لئے مرحوم نے جو خدمات اور کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان کے لئے ہماری گردنیں احسان سے جھکی رہیں گی۔ مرحوم نے اپنے کاموں اور خدمات کی کوئی تشہیر نہیں کی۔ لیکن جب کبھی مرحوم کے سپرد کوئی چھوٹا بڑا کام کیا گیا اور کسی مشکل اور کٹھن کام کی عقدہ کشائی ان کے ذمہ ہوئی، انہوں نے شاداں و فرحاں اس فرض کو بغیر تساہل و تامل پورا کیا۔

ایک دفعہ مرحوم غریب خانہ پر تشریف لائے۔ فرمایا ایک کام کے لئے حاضر ہوا ہوں میں نے عرض کی کہ آپ کی تشریف آوری میرے لئے خوشی و مسرت کا موجب ہوئی ہے۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ مرحوم نے انجمن کے ایک زیرِ غور مسئلہ پر گفتگو شروع کی اور اس ضمن میں وہ مجھے ہمنوا بنانا چاہتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میری رائے آپ کی رائے کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ کی رائے میں سلسلہ کے لئے اور جماعت کے لئے مضرت کے پہلو ہیں جب اس معاملہ میں سلسلہ اور جماعت کا نقصان ہو تو میں اس نقصان میں شامل نہیں ہو سکتا۔ کرنل صاحب مرحوم نے میری اس بات پر کان دھرے اور فرمانے لگے کہ اچھا اس میں نقصان ہے؟ بھلا کیسے؟ میں نے معاملہ کے پس منظر و پیش منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی جس سے اس کے تمام پہلو مرحوم پر صاف اور واضح ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس معاملہ میں جس قدر مرحوم مصر تھے اسی قدر وہ اس کے خلاف ہو گئے۔ یہ ایک خوبی کی بات ہے کہ انسان اپنی غلطی واضح ہونے پر اسے چھوڑ دے۔

مرحوم میں سختی اور نرمی کی انتہا تھی۔ وہ گفتگو میں ہر رنگ استعمال کر لیا کرتے تھے مجلسوں

اخبار احمدیہ

آہ! عبدالرحیم چانڈیہ صاحب

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس سے پڑھی جائے گی کہ سردار عبدالرحیم خانصاحب چانڈیہ مورخہ ۱۲/۷۲/۱ اور ۱۲/۷۲/۲ کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ملتان میں بعمر ۶۵ سال میاں نثار احمد صاحب شیخ کی کوٹھی میں وفات پا گئے۔ مرحوم ۔ ۔ ۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور اپنے تمام ملنے جلنے والوں میں نہایت عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ مرحوم کی میت کو ملتان سے صبح ڈیرہ غازی خان لایا گیا اور ان کے اپنے آبائی قبرستان میں موضع رکھ چھابری چاہ نور والا میں دو بجے کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کے جنازہ میں مقامی احباب جماعت و جماعت ملتان کے علاوہ شہر کے دیگر معززین بھی بکثرت شامل تھے۔ جنازہ ۔ ۔ ۔ مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان نے پڑھایا۔

ہمیں مرحوم کی اولاد و دیگر لواحقین سے ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون

بیرونی احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔ —— مولوی عبدالرحمٰن

لائبریرین - احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام - بلاک ۲۲ ڈیرہ غازی خاں -

پیغامِ صلح: چانڈیہ صاحب کی وفات فی الواقعہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے وہ انجمن کی مجلس معتمدین کے ممبر تھے۔ قومی امور میں ہمیشہ حصہ لیتے اور اپنی بے لاگ رائے سے مستفید کرتے تھے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ گذشتہ جمعہ مؤرخہ ۸ دسمبر کو لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا، بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

حج بیت اللہ کے لئے روانگی

—— مجھے عزیزم مرزا لطف المنان طاہر سلمہ اللہ نے اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت جہلم کے مخلص دوست مستری عبداللہ صاحب ۲۹/۱۱/۷۲ کو حج کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ انکی خواہش ہے کہ تمام قوم ان کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ ان کو خیریت سے لے جائے۔ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اس مقدس رکن کو حقیقی رنگ میں اللہ تعالےٰ ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔ اور خیریت سے مولیٰ کریم ان کو واپس وطن لا دے۔ وہ فرماتے ہیں میں انشاء اللہ سب دوستوں

www.aaiil.org

الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ راولپنڈی

ایک مرحوم دوست کی یاد میں

حضرت مسیح موعودؑ کے جن برگزیدہ اصحاب کے ہاتھوں اور کوششوں سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام .... لاہور قائم ہوئی میں نے ان سب بزرگوں کو دیکھا ہے اور ہماری انجمن کے جلسہ سالانہ میں جہاں جہاں وہ بیٹھتے تھے۔ چاہے کرسی صدارت تھی۔ چاہے اسٹیج کی نشستیں یا مسجد کا فرش تھا وہ سب سین میرے تصور ...... میں اب بھی آتے رہتے ہیں۔ پھر مرور زمانہ سے وہ مقدس ہستیاں ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو کر اپنے مولا سے جا ملتی رہیں اور ہم پسماندگان جماعت ان کو ان کی آخری آرامگاہ میں لٹاتے رہے۔ ان بزرگ ہستیوں میں ایک ممتاز رکن جماعت حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم بھی تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ:

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود
ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک
محب ہیں"

شاہ صاحب موصوفؒ بڑے دریا دل اور مخیر تھے۔ احمدیہ بلڈنگس کی مسجد۔ مسلم ٹاؤن کی احمدیہ مسجد اور احمدیہ بلڈنگس کا وہ مکان جس میں اسوقت حضرت مولانا صدرالدین صاحب مقیم ہیں، انہوں نے ہی بنائے۔ اس کے علاوہ اور بھی انجمن کی املاک بڑھانے میں انکا نمایاں حصہ تھا۔ پھر خدمت خلق کے جذبے کے تحت سائلی ٹی بی سینی ٹوریم اپنے خرچ سے قائم کیا جو بعد میں گورنمنٹ کے حوالے کر دیا۔ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو جس رات انتقال فرمایا اسی وقت حضرت امیر مرحوم کو (جو اس وقت نماز تہجد پڑھ رہے تھے اور شاہ صاحب کی صحت کے لئے دعا بھی کر رہے تھے) الہاماً آواز آئی:۔ "کندھوں پر اٹھا کر لے چلو اللہ کی طرف"۔ سو وہ تو اللہ کی طرف چلے گئے۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ایک تو سید الطاف حسین شاہ صاحب مرحوم جو بہت ملنسار اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ افسوس .. کہ انہوں نے زیادہ عمر نہ پائی۔ دوسرے فرزند سید بشیر حسین شاہ مرحوم تھے جن کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے جن کے غم .. اور جن کی یاد میں میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔

سید بشیر مرحوم میرے پرانے اور بے تکلف جگری دوست تھے۔ میں تو ان کو از راہ مذاق کہا کرتا تھا کہ "تو تو جھول تھا۔ بھلا ڈاکٹر (طبیب) کہاں سے بن سکتا تھا۔ تجھے تو شاہ صاحبؒ (ان کے والد) کی دعاؤں نے بنایا ہے اور بھاگ لگائے ہیں"۔ مرحوم ہنس کر مجھے جواباً چند ایک باتیں سنا دیتے تھے۔ بشیر مرحوم کی طبیعت جلالی واقع ہوئی تھی مزاج کے خلاف ذرا سی بات ہو تو کڑک دمک کے ساتھ بولتے تھے۔ چند ایک تلخ کلمات بھی منہ سے نکل جاتے تھے مگر چند منٹوں میں پھر وہی مسکراہٹ۔ .. جس کو برا بھلا کہا اس سے معذرت خواہ بھی ہو جاتے تھے۔ دل کے نیک تھے اور خدمت دین کی لگن تھی۔ .. قومی کاموں میں شوق رکھتے تھے۔ اپنے دوستوں کے بڑے ہی خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ مجھے یاد ہے جب ۱۹۶۸ء کی موسم گرما میں میری اہلیہ کا انتقال راولپنڈی میں ہوا تو خبر ملتے ہی بشیر مرحوم کوہ مری سے (جہاں وہ مقیم تھے) رات کو بارش میں میرا گھر ڈھونڈتے ہوئے تعزیت کے لئے پہنچے اور اظہار ہمدردی کرتے رہے۔

ان کی وفات سے جہاں ہمارے دوستوں اور انجمن کے ہمدرد اور کام کرنے والے ممبروں کی صفوں میں خلا پیدا ہو گیا ہے وہاں جماعت کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے نیک کاموں کی بنا پر جنت میں جائے گا۔ مغفرت صرف اللہ تعالےٰ کے رحم اور فضل پر موقوف ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

کہتے ہیں جب سکندر اعظم ۳۳ برس کی عمر میں بابل کے مقام پر فوت ہوا تو اس کے تابوت پر یونانی رسم کے مطابق اس کے دوستوں اور عزیزوں نے ہاتھ رکھ کر اپنے دلی خیالات کا اظہار شروع کیا۔ اس کے سواروں اور حکیموں میں سے کسی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ جس شخص کے لئے سارا جہان فتح کرنے کے لئے کافی نہ تھا وہ اب چھ فٹ کے تابوت میں سمایا ہوا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ جس کو کوئی دنیا کی طاقت زیر نہ کر سکی وہ آخر موت کے ہاتھوں زیر ہو گیا۔ اس کی بیوی نے (جو دارائے عجم کی بیٹی تھی) کہا کہ مجھے خیال نہ تھا کہ جس نے دارائے عجم کو مغلوب کیا وہ خود بھی کبھی مغلوب ہوگا۔ سب سے آخر میں اس کی بوڑھی ماں آئی۔ اس نے کہا۔ تم سب کی باتوں سے حیرت اور خوشامد کی بو آتی ہے۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ گو میرا بیٹا جوانی میں ہی مر گیا مگر اس کی موت کا غم اور اس کی محبت والی یاد میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔

سو میں بھی آخر میں یہی کہتا ہوں کہ "میرا دوست بشیر تو انتقال کر گیا۔ مگر اس کی محبت والی یاد میرے دل میں مدتوں رہیگی"

شیخ اللہ بخش صاحب لائل پور

آہ! کرنل بشیر حسین سیّد

ہمارے بہت ہی پیارے اور عزیز ترین دوست اور انجمن کے نہایت ہی قابل احترام بزرگ کرنل بشیر حسین سید موت کے ہاتھوں ہم سے جدا ہو گئے۔ ان کی جدائی کا صدمہ ہم فرداً فرداً بڑی شدت سے محسوس کرتے رہیں گے۔ ان کی جدائی سے ہمارے دل پارہ پارہ ہو چکے ہیں۔ اور ہماری آنکھیں پرنم ہیں۔ جماعتی رنگ میں ہمیں ایک ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اور ناقابل برداشت صدمہ جس کو برداشت کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہے اس لئے کہ ہم بے بس ہیں اور عاجز بھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سچ تو یہ ہے کہ ہم میں سے ایک راستباز، صاف گو ایماندار۔ مخیر اور باہمت رکن انجمن چھن گیا۔

میرا ان سے بچپن کا واسطہ تھا اور میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا۔ میں نے سید صاحب کو ہمیشہ صائب الرائے، مستقل مزاج اور راست گو پایا۔ انجمن اور سلسلہ عالیہ کے لئے جو تڑپ ان کے دل میں موجزن تھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور دوستوں اور احباب کے لئے جو محبت رکھتے تھے وہ بھی بے نظیر تھی۔

آپ ایک اعلےٰ درجہ کے فوجی افسر تھے اور کرنل کا عہدہ لے کر ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت انہوں نے بے لوث خدمات سرانجام دیں اور بڑے رعب اور دبدبے سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے اور تمام زندگی بڑی ایمانداری اور رعب سے گذاری اور ہر مقام اور عہدہ پر جہاں کہیں فائز رہے ممتاز شخصیت کے مالک رہے۔

اپنے والد محترم بزرگوار سے انہوں نے کافی جائداد ورثہ میں لی۔ وہ اپنے باپ کی طرح مخیر تھے۔

سید صاحب کی تمام زندگی عزت اور احترام سے گذری۔ اور اتوار کی شام جب انہیں آخری منزل پر پہنچانے کے لئے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جہاں بے شمار دوست و احباب، عزیز و اقارب ان کے جنازہ کو کندھا دے رہے تھے وہاں .... جناب گورنر پنجاب بھی ان کے جنازہ میں شامل ہو گئے جو ان کی باوقار شخصیت اور عزت و احترام کا ایک بین ثبوت ہے۔ ایسے حالات بھی تو اللہ تعالےٰ خود پیدا کر دیتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی تمام قربانیاں جو انہوں نے بنی نوع انسان کے لئے اور دین اسلام کے لئے کیں منظور فرمائے۔ آمین۔

میں ان کی بیگم صاحبہ، ان کے فرزند ارجمند بریگیڈیر اکرم سید اور فیملی کے تمام ممبران کے ساتھ برابر کا شریک غم ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل دے اور قوت برداشت عطا فرمائے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

تعزیتی جلسہ۔ بسلسلہ صفحہ ۱۳

ہے۔ مرحوم اخلاق حمیدہ اور اعمال حسنہ کے مجسم پیکر تھے۔ خدائے قدوس ان کو جنت الفردوس میں مرفوع الدرجات بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ماسٹر شفقت رسول خاں۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ چک ۲-۶/۴ احمدیہ فادم۔ تحصیل اوکاڑہ۔ ضلع ساہیوال۔

محمد سلطان نظامی صاحب

آہ! میرے محسن

جناب کرنل سیّد بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور سے میری پہلی ملاقات

جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے نام نامی سے میں بچپن ہی سے واقف تھا کیونکہ آپ کے والد محترم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور اور خود جناب کرنل شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہمارے ہاں مریضوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ ان دنوں جب کرنل شاہ صاحب موصوف پرانڈرکھ روڈ پر پریکٹس کیا کرتے تھے انہوں نے کمال خوبی سے میرے برادر بزرگوار کے پاؤں کا اور برادر خورد کے گلے کا آپریشن کیا۔ اس وقت میرا بچپن تھا اور جناب شاہ صاحب کا شباب۔

جنوری ۱۹۴۲ء میں میں نے دفتر ووکنگ مسلم مشن میں ملازمت اختیار کر لی۔ کرنل شاہ صاحب مرحوم و مغفور ووکنگ مسلم مشن کے سیکرٹری مقرر ہوئے تو بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ شاہ صاحب نہایت سخت اور درشت کلام ہیں۔

کچھ روز کے بعد ٹیلیفون پر جناب شاہ صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ دفتر ووکنگ کے فلاں فلاں کاغذات لے کر فوراً کوٹھی (مسلم ٹاؤن) آ جائیں۔ چنانچہ جب میں کاغذات لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ باہر باغ میں بیٹھے ہوئے سرگرم گفتگو تھے۔ میں نے سلام کیا اور انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ پیشتر اس کے کہ میں کاغذات پیش کرتا میرا نام، ووکنگ مشن میں عرصۂ ملازمت اور رہائش وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ دوران گفتگو جب میں نے انہیں اپنے خاندان کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ میری طرف مصافحہ کے لئے بڑھایا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے فرمایا کہ تم تو اپنے ہی عزیز ہو۔ اور پھر میرے بزرگوں کے متعلق دریافت فرماتے رہے بعد ازاں اپنی بیگم صاحبہ کو میرے بزرگوں کے متعلق بتایا۔

اس کے بعد میں متعدد بار جناب شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا..... اور وہ دفتر میں بھی گاہے گاہے تشریف لاتے رہے مگر اللہ گواہ ہے نہ میں نے انہیں سخت گیر افسر پایا اور نہ ہی درشت گو۔ ان کا برتاؤ میرے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ اور ہمدردانہ رہا۔ مجھے انہوں نے مرتے دم تک یہ محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ وہ میرے آفیسر ہیں بلکہ وہ ہمیشہ مجھے "بیٹا" اور "یار" کہہ کر یاد فرماتے رہے۔

شاہ صاحب اور اصلاحی مضامین

جب کبھی میں کوئی اپنی نئی کتاب طبع کراتا تو ان کی خدمت میں ضرور پیش کرتا جسے وہ نہایت مہربانی سے نہ صرف قبول فرماتے بلکہ اسے باقاعدہ پڑھتے اور میری دلجوئی فرماتے کہ "تمہاری کتاب پڑھنے کا خوب لطف آیا۔ خوب لکھتے ہو"۔

اس دوران جناب شاہ صاحب نے شکار اور شکارگاہیں، ملیریا کے انسداد، جیلوں کی اصلاح اور مسلم ٹاؤن وغیرہ کے متعلق کئی بار مضامین لکھے اور مجھے اصلاح کے لئے دیتے ہوئے فرمایا "نظامی! بیٹا میں اردو اچھی طرح نہیں لکھ سکتا تم ان مضامین کی اصلاح کر کے اخبارات میں بھیج دیا کرو اور جب طبع ہو جائیں تو وہ اخبار خرید کر مجھے بھجوا دینا"۔ میں نے کئی بار ان کی خدمت میں عرض کیا کہ "شاہ صاحب! ماشاء اللہ آپ خوب اردو لکھتے ہیں" مگر وہ ہر بار یہی کہتے رہے نہیں نہیں تم ان کی اصلاح کرو۔ وہ ایک عظیم شخصیت تھے اور حق گوئی میں بڑے بے باک تھے۔ ان میں غرور ذرّہ بھر نہ تھا۔ میں جس قدر ان کے قریب ہوتا گیا ان کو نہایت ایماندار، حق گو، حق شناس، حلیم الطبع اور مشفق و محسن پایا۔

معجزانہ پیشگوئی

میرے فرزند اکبر نے سی ایس پی کا امتحان دیا ہوا تھا اور ابھی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ ایک روز میں ووکنگ مشن کے کاغذات لے کر جناب کرنل شاہ صاحب کی خدمت میں کوٹھی حاضر ہوا۔ انہوں نے نہایت شفقت سے بٹھایا اور چائے پلائی۔ یکایک مجھے فرمایا "نظامی! اب سر پر ٹوپی پہنا کرو، تمہارا بیٹا سی ایس پی ہو گیا ہے"۔ میں نے عرض کی شاہ صاحب اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔ ابھی گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ان کے ایک ملنے والے تشریف لے آئے۔ جب وہ ان سے مصافحہ کر چکے تو ان سے فرمایا "نظامی سے ملو یہ ڈی سی کا باپ ہے"۔ چنانچہ ان صاحب نے مجھ سے بھی مصافحہ کیا۔ میں نے گھر آ کر شاہ صاحب، مرحوم و مغفور کی ساری گفتگو سنائی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب نتیجہ نکلا تو معلوم ہوا کہ لڑکے نے سی ایس پی کے امتحان میں نہایت اچھی پوزیشن حاصل کی ہے۔ اور شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔

آخری دن اور پیشگوئی

جمعہ مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء کو میں کچھ کاغذات پر دستخط کرانے کے لئے ان کی خدمت میں صبح ۹ بجے کے قریب حاضر ہوا۔ آپ کوٹھی کے باہر صحن میں تشریف فرما تھے اور ان کے کوئی ملنے والے جو سانولے رنگ کے تھے وہ سامنے بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا اور پھر کاغذات پیش کر دیئے۔ جناب شاہ صاحب نے دستخط فرمائے اور مجھے فرمایا کہ "بیٹا! بیٹھ جاؤ اور میرے ساتھ سروسز ہسپتال چلو میں نے وہاں سینہ وغیرہ چیک کرانا ہے"۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔

جو صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے کہا کہ شاہ صاحب میں نے بھی اپنا سینہ وغیرہ چیک کرانا ہے۔ اس پر شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ "چلو میرے ساتھ ہی چلو وہاں تمہارا سینہ بھی چیک کرا دوں گا"۔ اس پر ان صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب آج تو نہیں کل چلوں گا"۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا "اگر میں کل چل دیا تو" وہ صاحب کہنے لگے "اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ ابھی آپ کی زندگی بہت ہے"۔

لیکن شاہ صاحب کی دوسرے ہی دن موت نے ثابت کر دیا کہ ان کی پیشگوئی سچی تھی۔ چنانچہ جب ان کی وفات پر میری ان صاحب سے ملاقات ہوئی تو ہم دونوں شاہ صاحب کی اس پیشگوئی کو ہی یاد کر کے روتے رہے۔

قبلہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ جس قدر مزاج کے سخت تھے اسی قدر دل کے بھی حلیم تھے۔

شاہ صاحب موت سے کبھی نہیں ڈرے

سال گذشتہ جب جناب خواجہ صلاح الدین محمود اللہ کو پیارے ہوئے تو شاہ صاحب مرحوم و مغفور کو شدید دھچکا لگا۔ فرماتے کہ ایک بچپن کا ساتھی، رفیق اور رازدار چل بسا۔ اب میری باری ہے۔ کچھ عرصہ بعد شاہ صاحب موصوف کے ایک اور دوست جناب ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب بھی داغ مفارقت دے گئے۔ جس سے انہیں سخت صدمہ پہنچا۔ ان دوستوں کا اکثر یاد فرمایا کرتے تھے۔ چند ہی ہفتوں بعد قبلہ شاہ صاحب کو بھی دل کا دورہ پڑا اور کئی دن تک بستر علالت پر پڑے رہے۔ ایک روز ٹیلیفون پر مجھے یاد فرمایا اور فرمایا کہ تم آج رات کا کھانا ہمارے ہاں کھانا۔ چنانچہ میں سر شام ہی ان کی خدمت میں مسلم ٹاؤن حاضر ہو گیا۔

شاہ صاحب قبلہ درمیانی کمرے کے پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں نے سلام عرض کیا تو آنکھیں کھولیں، ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو انہوں نے میرے ہاتھ کو دباتے ہوئے فرمایا "میری زندگی کا کوئی پتہ نہیں اس لئے مناسب سمجھا کہ تمہیں بھی مل لوں" اس کے بعد اپنے ملازم شہاب الدین کو بلایا اور فرمایا کہ نظامی کے لئے روٹی بھی یہیں لے آؤ۔ ہم دونوں روٹی یہیں کھائیں گے۔

کھانا تناول فرمانے کے بعد مجھے اپنی ڈائری دی اور فرمایا کہ "جو کچھ میں تمہیں تحریر کراؤں اس کے متعلق کسی سے ذکر نہ کرنا"۔ بعد ازاں انہوں نے اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے متعلق وصیت تحریر کرائی اور فرمایا کہ میں اپنے اللہ کے حضور اس طرح حاضر ہونا چاہتا ہوں کہ مجھ پر کسی قسم کی ذمہ داری باقی نہ ہو۔

اللہ کی شان وصیت تحریر کروانے کے بعد ہی ان کی صحت بتدریج بہتر ہوتی چلی گئی اور چند روز بعد وہ بستر علالت سے اٹھ کر حسب معمول زندگی بسر کرنے لگے۔

زندگی ہی میں اپنی اور اپنی رفیقۂ حیات کی قبریں بنوالیں۔

شاہ صاحب مرحوم و مغفور کو یقین تھا کہ وہ اب زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتے اس لئے انہوں نے مجھے فرمایا کہ اکبری دروازے کے باہر ان کے فلاں جاننے والے ہیں جو سنگ مرمر کی قبریں بناتے ہیں ان کو لے کر کوٹھی آنا۔ چنانچہ دوسرے روز میں ان صاحب کو لے کر مسلم ٹاؤن حاضر ہوا۔ بعد علیک سلیک قبلہ شاہ صاحب نے ان کو فرمایا کہ "میں نے تمہیں اپنی اور اپنی رفیقۂ حیات کی قبریں بنانے کے لئے بلایا ہے"۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ بزرگوں کی عمریں دراز فرمائے یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا "مجھے یقین ہے کہ میری زندگی صرف ایک آدھ سال باقی ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ میں اپنی حسب منشاء اپنی اور اپنی رفیقۂ حیات کی قبریں ساتھ ساتھ بنواؤں"۔

بعد ازاں ڈرائیور کو بلایا اور ہم تینوں شاہ صاحب کے آبائی قبرستان شاہ جمال پہنچے جہاں انہوں نے اپنی قبروں کی جگہ کا تعین فرمایا اور طریقہ بتایا کہ جب وہ اللہ کو پیارے ہو جائیں تو ان کے جنازے کو صندوق میں بند کر کے کس طرح

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

www.aaiil.org

شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ

کرنل سید بشیر حسین مرحوم کا دینی انہماک اور یادِ آخرت

کرنل سید بشیر حسین صاحب کی وفات حسرت آیات ایک قومی نقصان ہے۔ آپ نے اپنے والد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی جانشینی کا حق ادا کیا۔ انجمن کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے اور مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش تھے۔ جہاں احمدیہ بلڈنگس کا بیشتر حصہ ان کے والد صاحب کی وسعت قلبی کی یادگار ہے وہاں احمدیہ مارکیٹ جیسی قیمتی جائداد جو وجود میں آئی اس میں کرنل صاحب موصوف کا بہت بڑا حصہ ہے۔

احمدیت ان کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی تھی اور وہ ہر قربانی دینے کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ سلسلہ کے ساتھ ان کو بڑا لگاؤ تھا اور سلسلہ کے اخبارات وغیرہ کا مطالعہ ضرور کرتے تھے۔ حافظ محمد حسن صاحب چیمہ نے مجھے بتایا کہ ان کے ایک حالیہ مضمون کی انہوں نے تعریف کی اور لکھا کہ بہت مدت کے بعد میں نے ایسا مضمون دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان مضامین کو کس گہری نظر سے پڑھتے تھے۔

. . . . .

آپ کو سلسلہ کے ساتھ بڑی دلچسپی تھی۔ لاہور میں ہوتے تو انجمن کی مجالس میں ضرور شرکت کرتے اور ان کی پوری کوشش ہوتی اور کامیاب بھی ہو جاتے کہ اختلاف کی صورت میں اتفاق رائے سے فیصلے ہوں۔ نہایت صاف دل۔ حق گو اور راستی کے علمبردار تھے، اور ان کی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہوتی تھی۔ کام کی قدر کرنے والے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی کو اس کے صلہ سے محروم نہ رکھا جائے۔ آپ صاحب اثر و رسوخ تھے کسی کے کام آنے سے گریز نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو درد آشنا دل سے نوازا تھا۔ ایسا بھی ہوتا کہ اگر کسی سے معذوری کا اظہار کیا جاتا ہے اور وہ مایوس ہو کر چلا جاتا تھا تو آدمی بھیج کر اس کو کوٹھی کے دروازے سے واپس بلاتے کہ بھائی ناراض نہ ہونا میں کوشش کرتا ہوں۔

ہر شخص سے نہایت خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ دوستوں کے دوست تھے۔ راقم الحروف کے بڑے بھائی شیخ عزیز احمد صاحب سے بھی ان کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ جب بھی کرنل صاحب موصوف وزیر آباد سے گزرتے اور آتے جاتے تو ان کے پاس ضرور ٹھہرتے تھے۔

نہایت پُرخلوص تعلقات بڑھانے اور نبھانے والے تھے۔ خواجہ صلاح الدین محمود فرزند خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور ان کے بڑے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ بچپن سے اکٹھے ایک جگہ رہے۔ خواجہ صاحب کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ ان کی قبر پر بڑی دیر تک بیٹھے رہتے۔

اپنی موت کو بھی یاد رکھتے تھے۔ ان کے جنازہ کے موقعہ پر میں نے یہ عجیب بات دیکھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر تیار کروا رکھی تھی۔ مکمل قبر تیار تھی۔ پتھر کی ٹائلیں لگی ہوئی اور تعویذ بھی بنا ہوا تھا اور متعلقہ تمام سامان صندوق وغیرہ اور کفن بھی تیار کروا رکھا تھا کہ میں کسی کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ اور وہاں سننے میں آیا کہ کچھ دن پہلے کہہ رہے تھے کہ قبر تو میں نے بنوا دی ہے اور وہ کہہ رہی ہو گی کہ فریب دے گیا ہے۔ اب آ نہیں رہا۔

جب وقت آیا تو آناً فاناً آ گیا۔ آپ کے والد قبلہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا جب آخری وقت آیا تو وہ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے۔ سجدہ میں بے ہوش ہو گئے اور انہیں ہوش میں لانے کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی اور اسی شام انتقال فرما گئے۔

کرنل صاحب مرحوم کے متعلق سنا ہے کہ انہوں نے آخری وقت میں سورت یاسین پڑھی اور جو ان کے پاس تھے ان کو بھی کہا کہ سورت یاسین پڑھیں اور اسی حالت میں رخصت ہوئے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطا فرمائے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

یہ ایک فانی مقام ہے اور دائمی مقام تو آخرت ہی کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ انسان کیا ہے، چلتی پھرتی قبریں ہیں۔ ایک دفعہ مہمان خانہ کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کا گذر ادھر سے ہوا تو دیکھا کہ بڑھئی چھت کے لئے بالے تیار کر رہا ہے اور ان کو رندے سے صاف کر رہا ہے فرمایا اس کی کیا ضرورت تھی۔ چند دن قیام کرنا ہے سادگی اختیار کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس فانی دنیا کی حقیقت کو سمجھ سکیں اور اپنے بزرگوں کے کارناموں کو سامنے رکھ کر اس سلسلہ کی خدمت کریں۔ اور اس تحریک نے جو دینی امور میں روشنی پیدا کی ہے اس سے ہم بھی حصہ لیں۔ اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی جو نصرت اور تائید اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوئی وہ کیوں نہ ہوتی کہ خدا خود ہی تو اس کو معرض وجود میں لانے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"پس یہ بات عقلمندوں کو فکر میں ڈال رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اتنا کامیاب اور بامراد کیوں کرتا جا رہا ہے۔ درحقیقت ایمان کی لذت بھی اسی میں ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی نصرتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تب ہی اس کی آنکھیں کھلتی ہیں جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ جس بات پر اس کا ایمان ہے وہ سچ ہے تو پھر اس کی تائید اور ترقی کے لئے جان دینے کو بھی تیار ہو جاتا ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ کی نصرتیں چمک کر ظاہر نہیں ہوتیں تب تک اس کی حالت متذبذب رہتی ہے لیکن جونہی ایک چمک اسے نظر آ جاتی ہے تو وہ اس کے سینے کی تمام غلاظتوں کو دور کر دیتی ہے یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور گویا اب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کا تزکیہ نفس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے وفادار بندے ہی تو ہوتے ہیں"

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ دن لائے کہ ہر طرف اسلام کا دور دورہ ہو، ہم اسلام کی خدمت بجا لانے اور اس وقت سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔

ایک مخلص دوست

(بسلسلہ صفحہ ۴)

سوال محکمہ کے کام کے بارہ میں نہ کیا البتہ دیگر دو امیدواروں یعنے کرنل بشیر صاحب اور دوسرے انگریز امیدوار سے زہروں کے ٹسٹ کے بارہ میں سوال کئے جو اس محکمہ کا خاص کام ہے۔ انگریز امیدوار تو کوئی جواب نہ دے سکا مگر کرنل صاحب نے پہلے سے تیاری کے باعث درست جوابات دیئے۔ اس صورت میں آپ کا انتخاب ہو گیا۔

ایک واقعہ کرنل صاحب مرحوم اپنے پہلے امتحان ایم بی بی ایس کا سنایا کرتے تھے کہ آپ کو فزیالوجی کے عملی امتحان کا بہت فکر تھا۔ آپ نے دعا کی کہ خدایا! تیرے ہاتھ میں نتیجہ ہے۔ کرنل صاحب فرمایا کرتے تھے کہ رات کو خواب میں نظر آیا کہ لیکٹوز (LACTOSE) تجزیہ کے لئے دیا گیا ہے۔ چنانچہ صبح اُٹھ کر آپ نے اس کے ٹسٹ یاد کر لئے۔ خدا کی قدرت کہ یہی چیز امتحان کے ٹسٹ میں آئی اور آپ نے بخوبی تجزیہ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لی۔

کمیشن کے انتخاب کے مطابق کرنل صاحب ۱۹۴۶ء میں کیمیکل اگزامینر لگ گئے۔ مگر قریباً ایک سال بعد پاکستان بن گیا تو کچھ عرصہ بعد اتفاق ایسا ہوا کہ کرنل ڈاکٹر نسیم محمود جو اس وقت آئی جی جیل خانہ جات تھے اورینٹ ایرویز کے جہاز کے حادثہ کا شکار ہو کر اس میں فوت ہو گئے، اس طرح انسپکٹر جنرل جیل کی آسامی خالی ہو گئی۔ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب نے اس آسامی کے لئے کوشش کی کیونکہ کیمیکل اگزامینر کا صرف معمولی تنخواہ کے علاوہ اور کسی قسم کی پریکٹس کی کوئی آمدنی نہ تھی۔ چنانچہ آپ اس میں لے گئے، آپ کے بعد جب راقم الحروف کو کیمیکل اگزامینر بننے کا موقعہ ملا تو اس پر کرنل صاحب موصوف نے یہ فرمایا کہ حق بحق دار رسید۔

بعد میں کرنل صاحب آئی جی ہسپتال پنجاب اور پھر ڈائریکٹر ہیلتھ مغربی پاکستان بن گئے۔

کرنل بشیر حسین شاہ صاحب کے اوصافِ حمیدہ۔

کرنل صاحب کا مزاج اپنے محترم والد صاحب حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مزاج پر واقع ہوا تھا۔ دوست نواز، باوفا، صاف گو اور حق پرست انسان تھے۔ جس کسی سے قرابت . . . یا دوستی کا تعلق قائم ہوا اسے تاحیات پوری طرح نبھایا ہے اس عزیز یا دوست میں کیسی ہی کمزوری یا خامی نظر آگئی مگر کیا مجال

فخر الدین احمد صاحب راولپنڈی

آہ! کرنل سیّد بشیر حسین رحؒ

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے ایک نامور بزرگ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے دوسرے لڑکے تھے۔ ان کے بڑے بھائی سید الطاف حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور چند سال پیشتر انتقال کر گئے تھے۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک برگزیدہ صحابی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔ موجودہ احمدیہ بلڈنگس اور احمدیہ ہال شاہ صاحبان کی مالی قربانیوں اور ایثار کی زندہ جاوید یادگار ہیں۔

کرنل سید بشیر حسینؒ میجر تھے کہ انکی خدمات حکومت نے صوبائی محکمہ صحت کو مستعار دے دیں۔ صوبائی حکومت میں ان کی پہلی تقرری بطور کیمیکل اکزامینر ہوئی، اس کے بعد انہیں انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات اور آخر میں ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز مغربی پاکستان مقرر کیا گیا۔ فوج اور سول میں ملازمت کے دوران کرنل صاحب نے اعلیٰ اخلاق و کردار کا شاندار نمونہ پیش کیا اور ہمیشہ راست بازی اور خدا ترسی کا اصول مدنظر رکھا آپ کی دیانت و عفت پر آپ کے ماتحت شہادت دیتے رہے۔ جیل خانوں میں قیدیوں سے جو ناروا سلوک کیا جاتا تھا اسے آپ ناپسند کرتے تھے۔ اور بالآخر ان بدقسمت لوگوں کی حالت سدھارنے کے لئے آپ نے ایک جامع منصوبہ تیار کیا جس کے رُو سے اس طرح قیدیوں کے لئے بہتر رہن سہن کے علاوہ ان کی اخلاقی حالت سنوارنے کی اسکیم رائج ہوئی۔ شفاخانوں کے انتظام کو بہتر اور مفید بنانے کے لئے بھی آپ کوشاں رہے اور عوام ہمیشہ آپ کی ان مساعی جمیلہ کو سراہتے رہے۔

کرنل مرحوم ایک اچھے سرکاری آفیسر ہی نہیں تھے بلکہ آپ کے دل میں خدمت دین کا جذبہ بھی موجزن رہا۔ جماعتی کاموں میں آپ بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ بحیثیت رکن مجلس معتمدین و مجلس منتظمہ اور بحیثیت سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن آپ نے بڑے خلوص۔ تندہی اور انہماک سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ اکثر سرکاری آفیسر ملازمت سے ریٹائر ہو کر اپنی باقیماندہ زندگی آرام سے بسر کرتے ہیں مگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والے اس ریٹائرڈ آفیسر نے قومی امور اور سلسلہ کی خدمت سرانجام دینے میں مستعدی اور دل سوزی کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔

سیّد بشیر حسین اپنے بزرگ والد کی طرح ایک خیر طبع انسان تھے۔ ان کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ غریبوں اور حاجتمندوں کی ضروریات پوری کرنے میں انہوں نے کبھی دریغ نہیں کیا۔ بیسیوں مستحق طلباء کو تعلیمی وظائف دیا کرتے۔ بہت سے یتامیٰ، مساکین اور بیوگان کی خبرگیری کرتے رہے۔

افلاطون نے لکھا ہے کہ باپ تو بیٹے کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے مگر استاد تربیت دے کر آسمان پر پہنچا دیتا ہے۔ کرنل صاحب مرحوم کو والد اور استاد مربی دونوں ایسے ملے جو خود بھی اٰخرین منھم میں سے تھے اور انہیں بھی دنیوی عزت و شرف کے ساتھ روحانیت و قرب الٰہی کے بلند مراتب پر پہنچانے کا موجب ہوئے۔

کرنل صاحب نے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے جس ایثار کا نمونہ دکھلایا وہ ہماری انجمن کی تاریخ میں سند اور درخشاں رہے گا۔ مسلم ٹاؤن کی بنیاد ان کے والد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ نے رکھی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ احباب جماعت وہاں آباد ہوں اور اس غرض سے انہوں نے ایک وسیع رقبہ خرید کر کئی دوستوں کو سستے داموں دیا۔ حضرت امیر مرحوم۔ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور خان صاحب مرتضےٰ خاں مرحوم اور بعض اور دوست انہیں کی وجہ سے وہاں جا کر آباد ہوئے۔ مسلم ٹاؤن میں پہلی مسجد بھی قبلہ شاہ صاحب مرحوم نے ہی تعمیر کروائی۔ جس کا نام اپنی ایک بزرگ رشتہ دار کے نام پر "مسجد عائشہ" رکھا۔ اور اس کے پاس کرنل سید بشیر حسین صاحب نے ایک مکان بھی تعمیر کرایا جو پہلے ادارہ تعلیم القرآن کے لئے وقف تھا اور آج کل محترم مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی رہائش گاہ ہے۔

مسلم ٹاؤن کی مسجد کے علاوہ احمدیہ بلڈنگس کی مرکزی مسجد بھی حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ہی تعمیر کرائی تھی۔ اور اس کے ساتھ امیر جماعت کی رہائش کے لئے ایک وسیع مکان بھی انہی کا تعمیر کردہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ملازمت کے دوران گرمیوں کے موسم کو مرکز بنایا کرتے تھے۔ وہاں نماز جمعہ اور خطبہ آپ ہی دیا کرتے تھے۔ کرنل بشیر حسین صاحب مرحوم بھی نمازوں میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ اوائل ملازمت میں جب سید بشیر حسین مرحوم جالندھر چھاؤنی میں تعینات تھے تو نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جالندھر شہر میں مولوی عبد الرحمان صاحب مرحوم کے مکان پر برابر آتے رہے۔

احباب جماعت سے کرنل صاحب بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت ان کا شیوہ تھا۔ قومی اجتماعوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے۔ اس سال جون میں جب مسجد مبارک راولپنڈی کا افتتاح ہوا تو باوجودیکہ کرنل صاحب بیمار تھے ہماری دعوت پر راولپنڈی میں تشریف لائے اور تقریب میں آخری کارروائی تک شریک رہے۔

افسوس ایسی سعید روحیں اب ہم سے رخصت ہو رہی ہیں اور ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں۔ روضۂ ملّت کی کیاریاں خوشنما خوشرنگ اور خوشبو میں بسے ہوئے پھولوں سے خالی ہو رہی ہیں۔ ؎

کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

کرنل صاحب اور ان کے والد بزرگوار اس دنیا میں بھی "الفردوس" میں رہتے تھے اور بفضل تعالیٰ اب بھی "الفردوس" ہی ان کا مسکن ہوگا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

آہ! میرے محسن

(بسلسلہ صفحہ ۸)

قبر میں اتارا جائے۔ چنانچہ ان کی حسب منشاء قبر بنی اور بعد از وفات حسرت آیات قبلہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور کو ان کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی ان کی قبر میں ابدی نیند سونے کے لئے اتارا گیا۔

شاہ صاحب ہر وقت موت کو لبیک کہنے کے لئے تیار تھے۔

جناب شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی بیگم صاحبہ نے بتایا کہ "جناب کرنل صاحب ہر وقت موت کو لبیک کہنے کے لئے تیار رہتے تھے اور تجہیز و تکفین کی غرض سے انہوں نے چار ہزار روپے کی رقم مخصوص کر رکھی تھی۔ جب کبھی بھی ہم سفر کی غرض سے لاہور سے باہر جاتے تو مجھے فرماتے کہ "وہ چار ہزار روپے بھی اپنے ساتھ لے لو ہو سکتا ہے کہ وہاں ہی پیغام اجل آ جائے تو اس وقت کفن دفن کی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑے"

شاہ صاحب مرحوم و مغفور ویسے تو لاتعداد صفات کے مالک تھے، لیکن ان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے دیرینہ دوستوں ہمسائیوں، دکانداروں اور ملنے والوں کو باوجود اعلےٰ شان اور اعزاز و تمکنت نصیب ہونے کے کبھی نہیں بھولے۔ اگر کوئی پرانا جاننے والا انکی کوٹھی پر حاضر ہوتا تو اسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور پرانی باتیں چھیڑ کر ان کی دلجوئی فرماتے۔ اور اگر کبھی راستے میں کوئی دیرینہ دوست مل جاتا تو نہایت شفقت و محبت سے بغلگیر ہوتے۔

شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کے کس کس پہلو پر لکھا جائے جس قدر بھی لکھا جائے اسی قدر کم ہے۔

شاہ صاحب جیسے نیک، باایمان، بااخلاق اور محسن کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اس دنیا کو خیرباد کہتے ہیں تو اپنی لازوال اور انمٹ یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے اس محسن عظیم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے اہل و عیال کا حامی و ناصر ہو۔

ایک مخلص دوست

بقیہ صفحہ ۹

کہ اس سے تعلق منقطع کرنے کا خیال آیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ عفو و درگذر سے کام لے کر حسب معمول تعلقات قائم رکھے۔ بہت کم انسانوں میں عہد اخوت کی تکمیل کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ امر دونوں باپ بیٹے میں فطرتی طور پر موجود تھا کہ اگر کسی دوست سے غلطی یا ناراضگی واقع ہو جاتی جس پر آپ وقتی طور پر خفگی کا اظہار بھی کر دیتے تو یہ بات عارضی ہوا کرتی اور بہت جلد اپنے غصہ کو فرو کر کے جن پر اظہار برہمی کیا ہوتا اس سے صلح و صفائی کر لیتے۔ بلکہ معافی مانگ لیتے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تعزیتی قراردادیں

مجلسِ منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی قرارداد

مجلسِ منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ نومبر ۶۲ء میں حسب ذیل قرارداد متفقہ طور پر منظور کی:-

مجلس منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجلاس محترم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب نائب صدر انجمن کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کرنل صاحب کی جدائی کو ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس عظیم قومی نقصان کی تلافی کے سامان بہم پہنچائے اور مرحوم سید بشیر حسین شاہ صاحب کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ یہ مجلس مرحوم کے اعزہ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ سے ان کی آئندہ بہتری کی خواہاں ہے۔

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے ممبران کا ایک خصوصی اجلاسِ عام مورخہ ۴ار نومبر ۶۲ء کو مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں زیر صدارت ڈاکٹر مبارک احمد صاحب صدر مقامی جماعت احمدیہ لاہور منعقد ہوا، جس میں کرنل سید بشیر حسین صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ ایک تعزیت نامہ لکھوا کر اور فریم کر کے مرحوم کی بیگم صاحبہ کو پیش کیا جائے۔ کرنل صاحب کی دینی۔ ملی، قومی اور جماعتی خدمات کو سراہا گیا۔ بلاشبہ ان کی وفات سے جماعت کو عظیم نقصان ہوا ہے۔ جس کی تلافی مشکل ہے۔ خدا انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

مجلس منتظمہ ووکنگ مسلم مشن کی قرارداد

ممبران مجلس منتظمہ ووکنگ مسلم مشن، جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی بیوقت اور اچانک موت پر اپنے دلی رنج و غم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آپکی بحیثیت سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن نو سالہ بے لوث خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ . . . شاہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپکے اہل و عیال کا حامی و ناصر ہو۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوام زندگی

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ایک خصوصی اجلاس مورخہ ۱۱/۱۲/۶۲ء کو منعقد ہوا۔ جس میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ جماعت ہذا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی عظیم شخصیت سید کرنل بشیر حسین شاہ صاحب کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کی موت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ گو ان کا وجودِ مسعود اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔ مگر ان کی عظیم قربانیاں، بے لوث خدمات اور ایمان افروز شخصیت تمام جماعت کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گی۔

یہ کہنا بجا ہوگا کہ مرحوم انجمن کے بہت بڑے ستون تھے بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ایک ادارہ تھے۔ ہر ایک نیک تحریک پر لبیک کہنے والے، اسے تقویت دینے والے اور پروان چڑھانے والے اور ہمارے سلسلہ کے رُوح رواں تھے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ سے ہماری دعا ہے کہ خدا ان کی رُوح سعید کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو بالخصوص اور تمام جماعت کو بالعموم اس جانکاہ صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

نیز قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقول اخبارات سلسلہ اور بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم کو بھیجی جائیں۔ خاکسار۔ خواجہ محمد نصیر اللہ۔ آنریری سیکرٹری جماعت راولپنڈی۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی تعزیتی قرارداد

مکرمی معظمی جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض ہے کہ مقامی جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کا ایک ہنگامی اجلاس مورخہ ۱۱/۱۲/۶۲ء کو بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ جس میں حاضرین نے جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کیا:-

" مقامی جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کے تمام اراکین جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک مضبوط ستون تھے۔ اُن سے قبل ان کے والد بزرگوار حضرت . . . سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک احمدیہ کے سلسلہ میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم نے بھی دینی زندگی میں اپنے مرحوم و مغفور والد صاحب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انجمن کی مالی لسانی و حالی خدمات سرانجام دیں۔ جن کے باعث جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں اُن کے لئے والہانہ محبت کے جذبات موجزن ہیں اور یہ جذبات ان کے خاندان کے ساتھ بھی عقیدت پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف ان کے اپنے خاندان ہی کو بلکہ تمام قوم کو بظاہر ایک ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ایسی قیمتی ہستیاں کبھی کبھی ہی معرض وجود میں آیا کرتی ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار۔ برکت اللہ ایڈووکیٹ۔ صدر مقامی جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ۔

جماعت احمدیہ لائل پور کی قراردادِ تعزیت

۱۔ جماعت احمدیہ لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت محترم میاں مسعود احمد صاحب نائب صدر مقامی مسجد احمدیہ پیپلز کلوتھ ملز لائل پور میں منعقد ہوا جس میں محترم مکرم اور احمدیت کے نامور مجاہد کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم الیسے اپنے والد . . . ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے اور جماعت میں ایک ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ کرنل صاحب کی وفات سے جماعت کے تنظیمی اور انتظامی حلقوں میں ایک ناقابلِ تلافی خلا پیدا ہوگیا ہے جو مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔ سید صاحب موصوف بڑی ہی خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جماعت کے علاوہ مرحوم کے لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ جماعت احمدیہ لائل پور کرنل صاحب کی بیوہ، صاحبزادے بریگیڈیر سید محمد اکرم شاہ صاحب اور صاحبزادیوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ جماعت ہذا حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی صاحبزادی شہزادہ بیگم صاحبہ اور جناب بشیر احمد صاحب منور کے والد محترم میاں رحیم بخش صاحب سامانوی کی وفات حسرت آیات پر بھی گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ملک نذر حسین سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ۔ لائل پور۔

جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد

مورخہ ۱۱/۱۲/۶۲ء کو نماز جمعہ کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی جس میں مکرم . . . سید کرنل بشیر حسین صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ سید صاحب موصوف حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

www.aaiil.org

تعزیتی پیغامات

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ

کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم میں بہت سی خوبیاں ایسی تھیں جو ان کے والد مرحوم حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم سے انہیں ورثہ میں ملی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے چہرہ پر اکثر ایک دلفریب مسکراہٹ رہا کرتی تھی۔ خصوصاً جب کوئی ان کا دوست عزیز یا واقف سامنے آتا تھا تو ان کا چہرہ پھول کی طرح کھل جاتا تھا۔ کرنل صاحب مرحوم کے چہرہ پر بھی ویسی ہی دلفریب مسکراہٹ آجایا کرتی تھی اگرچہ آخر عمر میں اہر وقت کی ناسازی طبع کی وجہ سے اکثر دلی رہتی تھی مگر جلد ابھر آتی تھی۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم میں طبعی شرافت اور نیکی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کرنل صاحب مرحوم کو بھی وہ وراثت میں ملی تھی۔ دونوں ڈاکٹر تھے۔ دونوں غریبوں، بیماروں اور کمزوروں کے ازحد ہمدرد تھے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم نے سلسلہ احمدیہ کی بیش بہا خدمات کیں۔ ہالینڈ مشن کی ابتداء کرنے کا سہرا ان کے سر پر تھا۔ ان کی مالی قربانی سے ہی یہ مشن شروع ہوا۔ بعد میں حضرت میاں محمد صاحبؒ نے بکلّی اس مشن کا بوجھ اکیلے اٹھالیا۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔ کرنل صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد مرحوم کی طرح سلسلہ کی خدمات بہت کی ہیں ان کا ووکنگ مشن سے بہت گہرا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار، نصیر احمد فاروقی

سید صاحب کی وفات ملک و قوم کا عظیم نقصان ہے۔

گذشتہ عشرہ فلو کے باعث بسترِ علالت پر گذرا۔ اپھر اخبار بھی نہ پہنچا۔ اس لئے گذشتہ ہفتہ کی پیغامِ صلح میں مسلم صاحب کی نظم اور لاہور کی مقامی جماعت کی قرارداد تعزیت سے معلوم ہوا کہ ہمارا پیارا اور نہایت ہی مخلص بھائی احمدیت کا فدائی سید بشیر حسین اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوگیا ہے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

سید بشیر کی موت نے اتنا بڑا خلا پیدا کر دیا ہے جو شاید کبھی پُر نہ ہوسکے گا۔ وہ عظیم باپ کے فرزند تھے۔ جس نے باپ کے نقش قدم پر چل کر قوم اور تحریک احمدیت کی جی جان سے خدمت کی۔ ایسے پیارے انسان دنیا میں ہمیشہ پیدا نہیں ہوتے۔ ان کی موت قوم اور ملک کے لئے عظیم نقصان کا باعث ہے۔ سید بشیر کے لئے آنکھیں اشکبار اور دل سوگوار ہے۔ اس خیال سے کہ جلسہ سالانہ پر وہ ہمارے درمیان نہ ہوگا۔ دل بیٹھا جاتا ہے۔ اے میرے پیارے مولا تو بڑا رحیم اور کریم ہے۔ تو ستار ہے غفار ہے۔ پیارے مولا ہمارے اس بھائی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔ اور اس کے روحانی درجات ہر آن بلند فرما۔ اس کے گھر کو اپنے افضال اور اکرام کے نور سے منوّر رکھ۔ اس کی بیوی اور بچوں کو اپنی خاص عنایات سے ہمیشہ نواز۔ اے مولا میں ایک بڑا عاجز انسان ہوں مگر تیری رحمت بڑی وسیع ہے۔ میری اس دُعا کو قبول فرما۔ اور جو خلا ہماری جماعت میں سید مرحوم کی وفات سے پیدا ہوا ہے، اسے تو خود ہی اپنے فضل و کرم سے پُر فرما۔ آمین ثم آمین۔

براہِ نوازش میری طرف سے سید صاحب مرحوم کے گھر میں اظہار تعزیت فرمائیں۔ اس عنایت کا میں ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ والسلام

سوگوار غم۔ میاں بشارت احمد بقا

ڈپٹی اسسٹنٹ آفیسر پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ راولپنڈی۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ چھاؤنی کا اظہارِ تعزیت۔

اراکین جماعت صدر سیالکوٹ کرنل سید بشیر حسین، محترمہ شہزادہ بیگم، اور محترم میاں رحیم بخش صاحب سامانوی کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب اپنی شگفتہ مزاجی کے ساتھ ساتھ ایثار اور مالی قربانی کی والد مرحوم و مغفور کے نقشِ قدم پر ایک غیر فانی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ آپ جماعت کے لئے تقویت کا باعث اور انجمن کے مقتدر ممبر تھے۔ آپ کی رحلت سے بہت بڑا خلا واقع ہوگیا ہے۔ جنازۂ غائبانہ کے بعد دیر تک ان تینوں نیک ہستیوں کا ذکرِ خیر ہوتا رہا۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسے لوگوں کی قدر آتی ہے اور اس کمی کا احساس ہوتا ہے کتنے لوگ ہیں جو اپنے عظیم بزرگوں کی روایات زندہ رکھتے اور شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والے ہیں۔ اسی مناسبت سے ان کا مقام اور بھی بلند ہوجاتا ہے اور ان کی بلندئ درجات کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو.... جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آکی نافع الناس زندگیاں قابلِ تقلید ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قومی نقصان کی تلافی کے سامان پیدا کر دے۔ آمین۔

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک ذات سے

وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

نثار احمد۔ سیالکوٹ چھاؤنی

مولانا محمد یحییٰ صاحب امام مسجد برلن (جرمنی) کا پیغام

اخی المکرم والمحترم جناب میرزا صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا خط مؤرخہ ۱۴ ماہ حال ملا۔ اس میں کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر بڑا افسوس ہوا۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ ان کے والد محترم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی سلسلہ کے لئے قربانیاں بہت ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر اس فرد پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ہم سے جدا ہوچکے ہیں اور جنہوں نے حضرت امام زمانؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور دینِ احمدؐ کے لئے .... قربانیاں کیں۔ آمین! والسلام

خاکسار۔ یحییٰ

بقیہ از کالم ۲

صفحہ ۲ غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

عبدالحکیم ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ جہلم

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء

تعزیتی قراردادیں

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد

صاحب کے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بانیوں میں سے تھے ۰۰۰۰۰ فرزند ارجمند تھے۔ اور واقعی الولد سرّ لابیہ کے مصداق تھے۔ ابتداء ہی سے سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے بہت مخیر تھے۔ نیکی شرافت۔ دینداری۔ خدمتِ خلق کی وجہ سے اپنوں اور پرایوں میں بہت ہردلعزیز تھے۔

جماعت احمدیہ کراچی کے کئی دوست مرحوم کے طالب علمی اور جوانی کے ساتھی ہیں انہوں نے اپنے اپنے رنگ میں مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ کیا۔ ہمیں محترم شاہ صاحب کی جدائی کا بہت ہی افسوس ہے۔ خدا تعالیٰ انکے درجات بلند فرماوے۔ آمین۔ آپ کی اہلیہ محترمہ اور جملہ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ ان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور محترم شاہ صاحب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کرنل صاحب مرحوم کی جدائی ہمارے لئے ایک ناقابل برداشت ۰۰۰ نقصان ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس خلا کو پُر فرماوے۔

اس کی ایک نقل اخبار پیغام صلح اور کرنل صاحب کے فرزند محترم بریگیڈیر سید محمد اکرم صاحب کو لاہور ارسال کی گئی۔

مرزا محمد لطیف۔ مبلغ اسلام کراچی

جماعت جہلم کی قرارداد

حضرت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم و میاں رحیم بخش صاحب سامانوی مرحوم اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی بیٹی محترمہ شہزادہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا بعد نماز جمعہ غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔

احباب جماعت نے بالاتفاق قرارداد پاس کی کہ مدیر پیغام صلح سے درخواست کی جائے کہ جماعت کی طرف سے مذکورہ بالا سفیران عدم کے ہم سے جدا ہونے کا اظہار افسوس و غم اپنے آئندہ اشاعت میں شائع کر دیں اور پسماندگان سے ہمدردی اور شریک رنج ہونے کا ذکر کریں۔

صفحہ ۲ ہماری دعا ہے کہ مرحومین کو اللہ تعالیٰ

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

www.aaiil.org

قومانہ شجاعت کی حیرت انگیز اور قابلِ تقلید مثال

کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب مرحوم کی مجلسی، سماجی اور ملکی خدمات پر تو ان کے گہرے دوست ہی کچھ روشنی ڈال سکیں گے البتہ راقم الحروف کو زندگی میں دو دفعہ انکی جرأتِ ایمانی کا دل افروز نظارہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جس کا میرے دل پر آج تک گہرا اثر ہے۔

سن ۱۹۶۰ء کا زمانہ تھا۔ مرحوم محکمہ صحت کے ان دنوں ڈائرکٹر تھے۔ حکومت نے مئی سن ۱۹۶۰ء میں اپنی بحالیاتی سکیم میں کچھ لچک پیدا کر کے بذریعہ آرڈی ننس مقامی طبیبوں کو کچھ رعایت دی کہ اگر وہ اپنے زیر انتظام چلنے والے طبی ادارے کے حق میں ڈائرکٹر صاحب صحت کا اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیں کہ اس دوا خانہ کی موجودہ جائے قیام سے عوام کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور اس کا اسی جگہ قائم رہنا عوامی مفاد کے لئے ضروری ہے، تو وہ متروکہ جائداد چالیس سالہ کرایہ کی بنیاد پر قیمت لگا کر اس کے ناظم مقامی طبیب کو ہی منتقل کر دی جائے گی۔

کسی بڑے ڈاکٹر سے یونانی طریق علاج کے حق میں ایسا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا بڑا دشوار تھا۔ مگر کرنل صاحب کی حقیقت پسندی وسعتِ قلبی اور عالی ظرفی نے طبیبوں کے لئے یہ مرحلہ آسان کر دیا۔ اور دفتری دستور کے مطابق ہر طرح کی تصدیق و پڑتال کے بعد مرحوم نے سرٹیفکیٹ جاری فرما دیئے مگر محکمۂ بحالیات کے بقراطوں کو اتنی آسانی سے طبیبوں کو ایسی اسناد کا مل جانا ناگوار گذرا اور انہوں نے حکومت کے آرڈی ننس کے الفاظ کو اپنے پسندیدہ معنوں کا جامہ پہنا کر ایک نئی آفت کھڑی کر دی اور طبیبوں کو ہدایت کی کہ وہ ڈائرکٹر صاحب سے ہمارے بتائے ہوئے الفاظ پر مشتمل نئی سندات لائیں۔ بیچارے طبیب دوبارہ کرنل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تمام بپتا بیان کی۔ مرحوم نے پہلے تو محکمہ بحالیات کے ان بقراطوں پر چار حرف بھیجے اور پھر بڑی فراخدلی کے ساتھ اپنے ماتحتوں کو طبیبوں کی درخواست کے مطابق نئی سندات تیار کر کے دینے کی ہدایت کی۔

میں آج بھی سوچتا ہوں کہ اگر ان دنوں کی مرحوم ایسا کشادہ دل، بلند ظرف اور حقیقت پسند محکمہ صحت کا ڈائرکٹر نہ ہوتا تو ان طبیبوں اور ان کے زیر انتظام چلنے والے اداروں کا کیا حشر ہوتا۔ اور ان لاکھوں بندگانِ خدا کا کیا بنتا جو ان اداروں سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ ایسے نافع الناس، غیور اور حق بات پر ڈٹ جانے والے دھڑلے کے یادگار قسم کے انسان دنیا میں کم ہی آتے ہیں۔ وہ آج ہم میں نہیں ہیں، مگر ہزاروں لوگوں کی دعائیں وہ اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں۔

خدا تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اپنے پاس انہیں بلند سے بلند مقام عطا فرمائے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

اخبار احمدیہ
(بسلسلہ صفحہ ۱۶)

میاں حفیظ الرحمٰن کی وفات

—— میاں مولا بخش صاحب مرحوم لائلپوری کے بیٹے حفیظ الرحمٰن وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی بیگم صاحبہ نے نماز جنازہ غائبانہ میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی درخواست کی ہے۔ غلام حسین۔ مؤذن جامع احمدیہ لاہور۔

پیغام صلح: حضرت امیر ایدہ اللہ نے جمعہ مورخہ ۸ر دسمبر کو مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھایا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

درخواست دعائے صحت و عطیہ

—— چوہدری رزاق احمد صاحب چک $\frac{56}{2-L}$ کی والدہ محترمہ اچانک بیمار ہو گئی تھیں۔ فوری طور پر علاج شروع ہونے پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے قدرے آرام ہو گیا۔ چوہدری رزاق احمد صاحب نے اس خوشی میں مبلغ بیس روپے صدقہ انجمن کو مرحمت فرمایا ہے اور احباب جماعت سے ملتجی ہیں کہ احباب کرام ان کی والدہ محترمہ کی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ (قاضی طارق محمود دیہاتی اوکاڑہ)

محترم عزیز احمد صاحب صدر جماعت ٹرنی ڈاڈ کا پیغام

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب۔ جنرل سیکرٹری، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس نسبت روڈ لاہور ۔ پاکستان۔

برادر عزیز۔ السلام علیکم

آپ کی چٹھی مؤرخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۷۲ء کا بہت بہت شکریہ۔

کرنل سید بشیر حسین صاحب کی وفات سے مجھے دلی صدمہ پہنچا ہے۔ جماعت کے ایک مخلص، جاں نثار، ایثار پیشہ رکن اور نائب صدر کی وفات سے جماعت کو جو نقصان اور صدمہ پہنچا ہے، اس حادثہ جانکاہ میں میں اور میری اہلیہ صمیم قلب سے شریک غم ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے آرزو اور دعا ہے کہ وہ مرحوم کے خاندان، آپ اور آپ کی جماعت کو اس عظیم نقصان میں صبر جمیل کا حوصلہ اور طاقت بخشے، مہربانی فرما کر تمام برادران سلسلہ کو میرا سلام پہنچا دیجئے۔

شریک غم۔ آپ کا مخلص ۔ عزیز احمد

احمدیت کا ایک ستون گر گیا
ایک غیر از جماعت بزرگ کے تأثرات

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم

گذارش ہے کہ میرے سگے ماموں صوفی محمد صدیق حکیم جو اسلامی جماعت کے مکمل رکن ہیں اور ان کا جماعت اسلامی میں بڑا مقام ہے وہ مجھے نواں شہر ملتان اس غرض سے لے گئے کہ ایک بزرگ جن کی عمر تقریباً ایک سو سال ہے ... مجھے ملائیں۔ میرے ماموں نے ان سے میرا تعارف کرایا اور کہا کہ محمد خالد خان میرا بھانجا ہے۔ مگر یہ لڑکا ہمارے گھر کے نوجوان بچوں کو احمدیت کی طرف یقیناً لے جا رہا ہے۔ آپ اسے سمجھائیں۔ میرے ہاتھ میں ہمارا اخبار پیغام صلح تھی۔ شاہ صاحب نے وہ مجھ سے لے لی اور میرے ماموں کو کہا کہ یہ بھی مسلمان ہے اور پیغام صلح پڑھنی شروع کر دی۔ اچانک کرنل سید بشیر حسین شاہ کی وفات کی خبر پڑھ کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ ان کے والد سید محمد حسین شاہ مرحوم بلکہ ان کے دادا کو بھی جانتا ہوں اور مجھے انہوں ... نے فرمایا کہ یہ لقطہ احمدیت کے ستون تھے۔ میں محمد خالد خان تو اس لئے رو پایا کہ افسوس کرنل صاحب سے مل نہ سکا مگر شاہ صاحب ان کی محبت میں رو دئے پھر انہوں نے دہرایا کہ بیٹا ۔۔۔۔

کرنل سید بشیر حسین شاہ حقیقتاً احمدیت کے شیعہ تھے ستون گر گیا ہے۔ وہ پاک انسان تھے۔ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں۔

خادم ۔ محمد خالد خان ۔ ۱۲۲ چاہ بوہڑ والا ملتان چھاؤنی

کرنل صاحب کا اپنا پیغام

کرنل سید بشیر حسین صاحب نے اپنی وفات سے چار پانچ ماہ پہلے ذیل کا پیغام منتظمین سمر سکول کو بھیجا تھا، جس سے وفات سے پہلے ان کے دلی جذبات کا پتہ چلتا ہے:۔

احمدیہ سمر سکول ایبٹ آباد میں شمولیت کے لئے دعوت نامہ ابھی ملا ہے یاد فرمائی کا شکریہ۔ یہ ایک اچھا موقعہ ہے۔ خدا جس کو توفیق دے، اس سے فائدہ اٹھائے۔ ہم تو اس عمر میں سفر کے قابل نہیں رہے۔ ورنہ ضرور حاضر ہوتے۔ انسانی زندگی ہی ایسی ہے۔

نیز آپ نے لکھا ہے کہ کوئی پیغام پڑھنے کے لئے بھیجا جائے۔ پیغام بھی کیا ہو سکتا ہے۔ پیغام دینے والی ہستیاں مدت ہوئی موت نے ان کو ہم سے اٹھا لیا ہے۔

خداوند تعالےٰ نے ان کے نمونہ کو صرف قائم رکھا ہے جو یہ چلتی پھرتی تصاویر نظر سے گذر رہی ہیں یہ بھی امروز فردا میں مٹ رہی ہیں۔ اور آئندہ کوئی صورت (خدا بہتر جانتا ہے) وہ پیدا کرے گا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ بہر حال آپ کا شکریہ۔ خدا آپ کے مقصد کو حل کرنے میں مددگار ہو۔ والسلام

تعزیتی جلسہ

۲۴ر نومبر ۱۹۷۲ء کو جامع احمدیہ چک $\frac{6}{4-L}$ احمدیہ فارم میں بیادگار ..... کرنل سید بشیر حسین صاحب مرحوم و مغفور ایک تعزیتی جلسہ زیر صدارت جناب چوہدری عبدالحق صاحب منیجر احمدیہ فارم بعد از نماز جمعۃ المبارک منعقد ہوا۔ جس میں مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی۔ کرنل صاحب کی وفات ایک قومی اور ملی خسارہ عظیم

www.aaiil.org

مراسلات

اہلِ ربوہ اور آیت میثاق النبیین

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

کراچی سے شائع ہونے والے ایک رسالہ "ترجمانِ اہلِ سُنّت" کے "ختمِ نبوت نمبر" کے حوالہ سے اہلِ ربوہ کے رسالہ "الفرقان" میں آیت میثاق النبیین سے متعلق اہلِ ربوہ کے افکار پر پیغام صلح کے فاضل مدیر نے ایک فاضلانہ مضمون لکھ کر ان کی لغزشوں پر کڑی تنقید کی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ آیت میثاق النبیین میں خود محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عہد لیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں جو نبی آنے والا ہے آپ بھی اس پر ایمان لائیں۔

یہ استدلال سب سے پہلے بہائی جماعت نے پیش کر کے اسے خوب اُچھالا اور جناب بہاء اللہ کو موعود نبی قرار دے کر قرآن اور اسلام کے منسوخ ہو جانے کا اعلان کیا قرآن کی جگہ کتاب اقدس اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ بہاء اللہ پر ایمان لانے کو ضروری بیان کیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد بہائی جماعت کی مت بدلی تو انہوں نے اس استدلال کو اپنی بنیادی تعلیم کے خلاف پا کر اسے ترک کر دیا۔

بہائی جماعت کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ انبیاء کا دور حضرت محمد مصطفٰے صلعم پر ختم ہو گیا ہے اور اب نبی اللہ نہیں آیا کریں گے بلکہ مظہر اللہ آیا کریں گے اور یوں حضرت محمد صلعم کے بعد کسی اور نبی کے آنے اور اس پر ایمان لانے کا معاملہ ہی ختم ہو گیا۔ نہ رہا بانس نہ بجے بنسری۔

قادیانی تلبیقہ ۔ ۔ ۔ میاں محمود احمد صاحب مرحوم اور ان کے پیشروؤں نے بہائیوں کا نقش ثانی بن کر ان کے زدہ کئے ہوئے استدلال کو اپنا لیا۔ اور اجرائے نبوت پر ۔ ۔ ۔ ژولیدہ و پامال بہائی دلائل کو دوبارہ سامنے لا کر اپنا کام چلانے لگے اور آیت میثاق النبیین کی روشنی میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو آخری زمانہ کا نبی قرار دے کر ان پر حضرت محمد مصطفٰے صلعم کو ایمان لانا ضروری سمجھنے لگے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

مرزا غلام احمد صاحب تو اپنے آپ کو احمدؐ کا غلام سمجھیں اور فرمائیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

اور پھر اپنے آقا کا ذکر اس طرح کرتے ہیں ؎

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ غلام احمد جو اپنے آپ کو ؎

یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمد است

سمجھتے ہیں اس غلام پر حضرت محمد مصطفٰے ایمان لائیں۔ ضـ

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی ست

کسی الہامی کتاب میں نہ بہاء اللہ کا نام آیا ہے نہ حضرت مرزا غلام احمد کا۔ اگر نام آیا ہے تو صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ یہی اقوامِ عالم کا موعود نبی ہے اور اسی پر جملہ انبیاء سے ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔ عبرانی توریت میں صاف طور پر "محمدیم" لکھا ہے۔ یہی میم حضرت اور جناب کے معنوں میں آیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ بہائیوں اور ربوہیوں کو آیت میثاق النبیین میں لفظ "معک" سے دھوکا لگا ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے سے بھی وعدہ لیا گیا کہ پھر یہ کوئی اور نبی ہے جس کے لئے خود حضرت محمد مصطفٰے سے بھی وعدہ لیا گیا تھا۔ حالانکہ بات بالکل سیدھی اور صاف ہے سوئی کی اوٹ پہاڑ ہے جو ان حضرات کو نظر نہیں آ رہا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

اٰمن الرسول بما انزل الیہ والمؤمنون۔ رسول پر جو اتارا گیا ہے اس پر وہ رسول بھی ایمان لاتا ہے اور دوسرے مؤمن بھی۔ رسول اپنی نبوت اور کتاب و شریعت پر سب سے پہلے خود ایمان لاتا ہے۔ یہی معنی ہیں انا اول المؤمنین کے کہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ خود رسول بھی مکلف ہے کہ اپنی رسالت اور نبوت پر ایمان لائے۔ جہاں دیگر انبیاء سے وعدہ لیا گیا کہ محمد صلعم پر ایمان لانا وہاں خود محمد سے بھی وعدہ لیا گیا کہ وہ بھی اپنی نبوت پر ایمان لائیں۔ حضور کے بعد کسی قرآنی نبی کے آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ ضـ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

مرزا مظفر بیگ ساطع
آنریری مسلم مشنری لائل پور

دار الشفاء دار السلام (ہومیو)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے۔ آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔

نفضل حق۔ ناظم دار السلام۔ اتحاد کالونی لاہور

آہ! ضیاء الحسن چیمہ

چوہدری ضیاء الحسن چیمہ مرحوم ہمارے محترم بزرگ الحاج حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ گجرات کے سب سے بڑے بیٹے اور میرے محترم تایا جان مرحوم چوہدری سلطان علی صاحب آف بدوملہی کے داماد تھے۔ آپ مورخہ ۲۵/۱۱ کو صبح قریباً ۵۲ سال کی عمر میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے داغ مفارقت دے گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور اپنوں اور غیروں کے لئے مجسمہ ہمدردی و خیرخواہی۔ انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے آج تک والدین کو کسی شکایت کا موقع نہ دیا تھا اور ہر طرح کی فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ آپ نے ایم لے اکنامکس کا امتحان ویلز یونیورسٹی سے پاس کیا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے امریکہ بھی ٹریننگ کے لئے گئے تھے۔

نائیجیریا اور لائبیریا میں بھی F.A.O کے نمائندہ کے طور پر گورنمنٹ پاکستان کی طرف سے تشریف لے گئے۔ آپ چیف سٹیٹیکل آفیسر تھے اور حال ہی میں آپ کی ترقی بطور ڈائرکٹر C.S.O ہوئی تھی۔ آپ نے دوسری جنگ عظیم میں بھی چھ سال انگلستان میں بسر کئے۔

محکمہ شماریات کا ایک سیمینار ماہ دسمبر میں ہو رہا ہے۔ اس کے آرگنائزنگ سیکرٹری بلکہ روح رواں تھے کافی چندہ بھی جمع کر لیا تھا اس سیمینار میں صدر پاکستان کو بھی مدعو کیا جا رہا تھا۔

ان کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ لاہور میں بھی ان کی نماز جنازہ دو دفعہ ادا کرنی پڑی اور پھر میت گجرات لے جانے پر ان کے جنازہ پر اس قدر احباب شریک ہوئے کہ گجرات شہر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جماعت کے ساتھ بھی انکو دلی لگاؤ تھا۔ چندہ باقاعدہ ادا کرتے تھے اور جتنے قدمے درمے ہر موقعہ پر خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ چند یوم پیشتر مصروفیات کے باوجود مرکزی دفتر میں تشریف لائے اور اپنی خدمات کو تیز کرنے کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور عزیز و اقربا، اہلیہ اور والدین کو صبر جمیل سے نوازے آمین۔ اور ان کی اہلیہ اور بچوں کو اپنے فضل سے دین و دنیا میں سرفراز فرمائے آمین۔

اہلیہ ضیاء الحسن مرحوم کو اور ان کے بڑے بھائی چوہدری حبیب اللہ صاحب ریٹائرڈ D.S.O اور چوہدری نظیر احمد صاحب ریٹائرڈ P.S.S کو چند ماہ پہلے اپنے بھائی محمد لطیف آف بدوملہی کی وفات کا صدمہ بھولا نہ تھا کہ یہ صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔

ان کی وفات پر چیمبر آف کامرس اور آل پاکستان سٹیٹیکل ایسوسی ایشن نے بھی تعزیت کے ریزولیوشن پاس کئے۔

احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ (چوہدری) غفور احمد صاحب بدوملہی

غلطی کی اصلاح

۲۹ر نومبر ۱۹۷۲ء کے پیغام صلح میں صفحہ ۶ کالم اول میں حضرت مریمؑ کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ ہیکل کی منظورہ ہیں" منظورہ کا لفظ ظ کے ساتھ صحیح نہیں اس کے بجائے ذ کے ساتھ "منذورہ" (بمعنے نذر شدہ) پڑھا جائے۔

مولوی یعقوب خاں صاحب کی وفات۔

۷ر دسمبر کو مولوی یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ وفات پا گئے۔ انہیں ۸ر دسمبر کی صبح کو قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا۔

مقامی احباب سے اپیل

ڈاکٹر صاحب فروغ مالی وسائل جناب میاں تفضل احمد نے مقامی جماعت کے اراکین کے نام ماہ حال کے پہلے ہفتہ میں ایک مکتوب میں اپیل کی ہے کہ مقامی جماعت کے سال رواں کے بجٹ کے مطابق ضروری اخراجات کے لئے مختص کردہ عطیات مرحمت فرمائیں اس سلسلہ میں احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس اپیل پر خصوصی توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تمام مخلصین و داخلین سلسلہ بیعت کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

جلسۂ سالانہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کا اعلان شائع کیا تھا جس کی طرف ہر فرد جماعت کو خاص توجہ کرنا اور آپؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری ہے :-

"تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے باعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اُوپر روا رکھ سکیں، لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں، سو میرے خیال میں آج کے دن کے بعد .... آئندہ اگر ہماری زندگی میں دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو رُوحانی

۴۴

طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ ربّ العزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے"۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہو

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب کرام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ ایک مامور من اللہ کی جماعت ہونے کا فخر رکھتے ہیں اس مامور من اللہ نے اشاعت اسلام کا اہم اور مقدس کام آپ کے سپرد کر رکھا ہے، اس کام کے لئے انہوں نے آپ کو اپنے اموال کی وصیت کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور اس مامور من اللہ نے آپ کو اس کام کو تقویت پہنچانے کے لئے یہ حکم بھی دے رکھا ہے کہ ہر سال تین دن کے لئے سفر کی صعوبت برداشت کر کے بھی اس جلسہ میں حاضر ہونا چاہیئے۔

اس امام نے اس اجتماع کی برکات کا ذکر بھی فرمایا ہے اور ان تمام امور کو پیغام صلح نے اپنے .... میں بیان کر دیا ہے۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بھی پُر زور الفاظ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس بابرکت جلسہ میں شرکت کریں اور ان برکات سے حصہ لیں جو ایسے اجتماع پر نازل کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے دیا گیا ہے۔

خاکسار۔ صدرالدین

دارالسلام میں رہائشی پلاٹ

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ احمدیہ بستی دارالسلام میں احباب کو لیز (پٹہ) پر رہائشی پلاٹ دیئے جائیں۔ کل ۶۷ پلاٹ میں سے ۱۲ کم و بیش ایک کنال کے ہیں۔ ۳۲ پلاٹ دس مرلہ کے اور بقیہ ۲۳ میں سے چند ۵ مرلہ سے کچھ زائد اور باقی سب تقریباً ۵ مرلہ کے ہیں۔ جو احباب اپنی رہائش کیلئے دارالسلام میں مکان تعمیر کرنے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست ناظم دارالسلام 5 عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور کو ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۲ء تک ارسال کر دیں۔ درخواست کے ساتھ 2000/- روپے فی کنال کے حساب سے چندہ بنام محاسب صاحب انجمن بھیجنا ضروری ہے جو ناکامی کی صورت میں واپس کر دیا جائے گا۔ کامیابی کی صورت میں ڈویلپمنٹ چارجز بحساب دس ہزار روپیہ فی کنال یکمشت ادا کرنے ہوں گے شرائط لیز (پٹہ) دفتر سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و ناظم دارالسلام

دارالسلام میں مسجد کی تعمیر

تعمیر مسجد احمدیہ بستی دارالسلام کا کام شروع ہو چکا ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس مد میں اپنے عطیات محاسب صاحب انجمن کو ارسال کریں۔

دارالسلام مسجد کی تعمیر میں رضاکارانہ خدمات

ذیل کے اصحاب نے دارالسلام کی مسجد کے تعمیری مراحل میں اپنی رضاکارانہ خدمات وقف کی ہیں۔ ہم ان حضرات کی للہ فی اللہ خدمات و جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و فضل سے نوازے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

محمد لقمان صاحب ٹھیکیدار
محفوظ عالم صاحب۔ الیکٹریشن
مستری محمد انور صاحب۔ تاریپیئر

دیگر احباب نے بھی تعمیری ضروریات کی فراہمی میں کافی رعایت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

چوہدری فضل حق۔ ناظم دارالسلام کمیٹی لاہور

خواتین سلسلہ متوجہ ہوں

بہنوں سے درخواست ہے کہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۲ء۔ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دستکاری لے کر آئیں۔ جو بہن دستکاری تیار نہ کر سکیں وہ کم از کم ایک روپیہ اور زیادہ سے زیادہ حسب استطاعت بطور عطیہ ضرور مرحمت فرمائیں۔

الراقمہ: محمودہ بیگم۔ بنت حضرت امیر ایدہ اللہ۔ انچارج نمائش دستکاری

www.aaiil.org

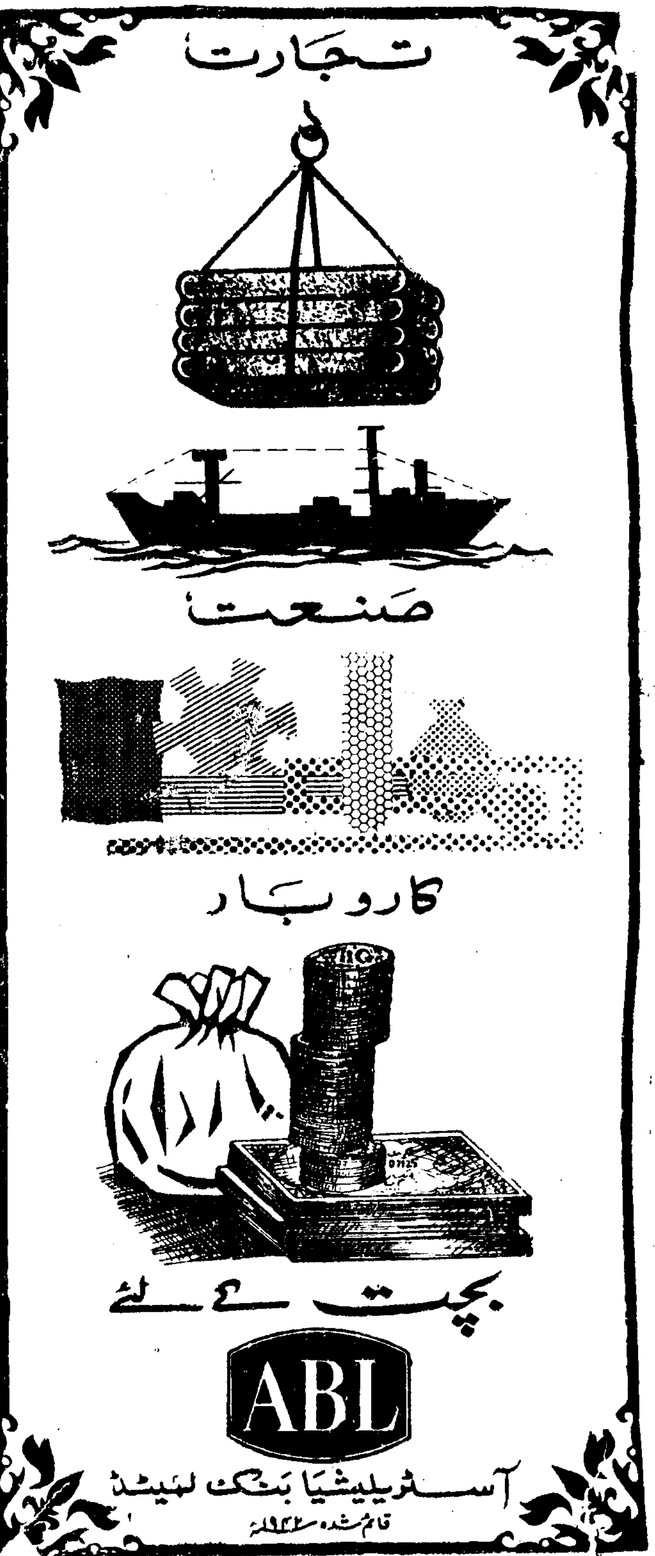

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۷ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۸ شمارہ نمبر ۵۰

چندہ ماہوار اور مستقل فنڈ

حضرت مجدد زمانؑ کا مقرر کردہ چندہ ماہوار اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کا قائم کردہ مستقل فنڈ استحکام و توسیع جماعت کی بنیاد ہیں ۔ احباب ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمائیں

انچارج تحصیل

الوکوین پریس جیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

تار کا پتہ
تبلیغ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

سالانہ چندہ
آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

مسیح موعودؑ اور آپ کی
جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
... ست از خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

فون نمبر: ۵۲۷۳۷
جماعت احمدیہ لاہور کی
تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴۔ سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں
۵۔ سب نبیوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ انشاء اللہ اسلام دنیا پر غالب آئیگا

مدیر ——— دوست محمد
مدیر معاون ——— بشیر احمد سو ایم اے

جلد ۵۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳ ذیقعد ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۵۱

ہم پہ لازم ہے شریکِ جلسہ سالانہ ہوں

از ـــ مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مرحوم

اٹھو پھر اے عاشقانِ ملّتِ بیضا اٹھو
دیں کی خدمت کیلئے باندھو کمر مردانہ وار

پھر خدا سے نصرت و تائید کے طالب ہو
پھر کرو مل کر دعائیں با دو چشم اشکبار

سر بسجدہ ہوں اگر ہم درگہ باری میں آج
ہوں گے ہم فضلِ خدا سے کامیاب و کامگار

ہم پہ لازم ہے شریکِ جلسہ سالانہ ہوں
رکھ گئے جسکی بنا ہیں مہدئ عالی وقار

ہم مجاہد ہیں خدا کے فضل سے قاعد نہیں
گھر میں ہم بیٹھے رہیں کامل نہیں اپنا شعار

بے زری کا کیا ہے شکوہ ہمتِ عالی تو ہے
عزمِ مردانہ دکھاؤ مشکلیں ہوں گو ہزار

ہاتھ سے جانے نہ پائے خدمتِ دیں کا یہ وقت
پھر خدا جانے کہ کب آئیں گے یہ لیل و نہار

ہم تو چلتے ہیں خدا کے دیں کی خدمت کیلئے
حکم ہم کو دے گئے ہیں یوں مسیحِ نامدار

"دوستانِ خود را نثارِ حضرتِ جاناں کنید
در رہِ آں یارِ جانی جان و دل قرباں کنید

آں دلِ خوش باش کاندر جہاں جوید خوشی
از پئے دینِ محمد کلبۂ احزاں کنید

از تعیش ہا بروں آئید اے مردانِ حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید"

لاہور کے دوست توجہ کریں
حضرت امیر مرحوم کا ارشادِ گرامی

میں لاہور کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بیرونی جماعتوں کی نسبت سست ہیں دوسرے لوگ آجکل کی مشکلات میں باہر سے آتے ہیں، خرچ کرکے آتے ہیں یہاں آکر انہیں مسافرت کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ لیکن ہماری ... لاہور کی جماعت کو یہ مشکلات نہیں۔ مگر اس شوق کے ساتھ لاہور کی جماعت نہیں آتی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ساری لاہور کی جماعت نہیں آتی بلکہ بعض لوگ نہیں آتے۔ ایک حصہ لاہور کی جماعت کا ایسا ہے جو اس بارے میں کمزوری دکھاتا ہے انہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اڑھائی تین دن خدا کے لئے وقف کردیں، ان دنوں میں باقی کاموں کو چھوڑ دیں۔ بعض دفعہ انسان مجبور بھی ہوجاتا ہے اور کام نہیں کرسکتا۔ اس جلسہ میں صرف تقریریں ہی نہیں ہوتیں بلکہ خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جہاں لوگ صرف خدا کے لئے جمع ہوں اور وہاں خدا کا ذکر کیا جائے وہاں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔

تمہیں مفت میں یہ چیز ملتی ہے اس سے ضرور مستفید ہوں بلکہ اپنے بچوں اور مستورات کو بھی ساتھ لایئے۔ تمہارے بچے اُن کو مہینے گذر جاتے ہیں کہ ان کے کان میں خدا اور رسولؐ کا نام نہیں پڑتا۔ وہ اپنی تعلیم میں لگے ہوئے ہیں، مصروف ہیں **اپنے بچوں اور مستورات** کو ساتھ لایئے اور ہر ایک شخص عزم کرلے کہ اپنے بچوں کو لائے گا۔ **بڑے بچوں کو** بھی لایئے اور چھوٹوں کو بھی اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ لایئے، تھوڑی سی کوشش کرکے لایئے تاکہ وہ دیکھیں کہ کیا کام ہو رہا ہے۔ اور ان کے دل میں جذبہ پیدا ہو کہ ہم بھی اس کام کو کریں اور اس جماعت میں شامل ہوں۔

جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کا خیر مقدم

پیغامِ صلح کا یہ پرچہ جلسہ سے پہلے آخری پرچہ ہے،
اس پرچہ کے پہنچنے پر احباب شمولیتِ جلسہ کے لئے پابرکاب ہوں گے، ہم تمام احباب کا خیر مقدم کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سفر کی صعوبتوں سے محفوظ رکھے اور **حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے** جلسہ کی جو اغراض بیان کی ہیں انہیں پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

www.aaiil.org

سان فرانسسکو (امریکہ) میں عید الفطر

(از مولانا محمد عبداللہ صاحب مبلغ امریکہ)

امسال ماہ رمضان کے دوران سان فرانسسکو کے اسلامی مرکز میں نماز تراویح میں کافی مسلمان شامل ہوتے رہے۔ کئی ایک مسلمانوں نے افطاری کا معقول طور پر بندوبست کیا۔ نماز جمعہ میں بھی گذشتہ سالوں کی نسبت نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ حالانکہ جمعہ کے روز یہاں کام کرنا پڑتا ہے اور چھٹی نہیں مل سکتی۔

اسلامک سنٹر میں عید نماز ۲۷ نومبر بروز سہ شنبہ منائی گئی۔ نمازیوں کی تعداد خلاف توقع گذشتہ سالوں سے بڑھ گئی۔ ایسے دن میں جبکہ پبلک ہالی ڈے نہ ہو تین چار سو مسلمانوں کا سان فرانسسکو اور اس کے نواحی علاقوں سے نماز . . . . کے لئے جمع ہو جانا نہایت ہی حوصلہ افزا ہے۔ نمازیوں میں مختلف ممالک کے باشندے اپنے مختلف قومی اور ملکی لباس کے باوجود ایسے معلوم ہوتے تھے کہ وہ ایک ہی برادری کے افراد ہیں۔ سب کی زبانوں سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی بلند آواز بیک وقت نکل کر یہ مظاہرہ کر رہی تھی کہ وہ سب ایک ہی زبان کے جاننے والے اور بولنے والے ہیں اور سب کا پروردگار ایک ہی ہے جس کا اسم ذات اللہ ہے۔ اور وہی عبادت اور پرستش کے قابل ہے۔

نماز ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ نماز سے پیشتر خاکسار نے نماز کی ادائیگی اور زائد تکبیروں کی تشریح کی . . . پھر فیجی کے مسٹر محمد عزیز نے امامت کرائی۔ اور داؤد وین خطبہ پڑھا ان کے بعد لبنان کے مسٹر عدنان حداد نے عربی میں خطبہ پڑھا۔ میرے ذمہ انگریزی خطبہ تھا جو خاکسار نے موقعہ اور محل کے مطابق تیار کر لیا تھا۔ چونکہ انگریزی زبان کو یہاں کے سو فی صد لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اس کو سب نے پسند کیا۔ خطبہ کے آخری حصہ میں خاکسار نے قرآن کریم کے کمالات کی تشریح کرتے ہوئے مسلمانوں کی توجہ قرآن مجید کے باقاعدہ طور پر مطالعہ کرنے کی طرف دلائی۔ خاکسار کے خطبہ کے بعد اسلامک سنٹر کے پریذیڈنٹ مسٹر سہراب علی خاں اور اسلامی مدرسہ کے انچارج مسٹر فاروق چاند یوالہ نے اسلامک سنٹر کے مختلف پروگراموں پر روشنی ڈالی۔ اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ انہیں ہر اتوار کو اپنے بچے اسلامی تعلیم کے لئے بھیجنے چاہئیں۔

حسب معمول تمام نمازیوں کی تواضع چائے۔ کافی اور قوا کہات سے کی گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے تک یہ مجلس قائم رہی۔ اور ہر ایک فرد کو ایک دوسرے سے ملاقات۔ تبادلہ خیالات اور مبارک بادی کا موقعہ حاصل ہو گیا۔ عطرہ کی رقم ایک ہزار ڈالر سے زاید حاصل ہوئی۔ اور جزائر فیجی کے طوفان باد و باراں کے مصیبت زدگان کے لئے ایک سو ساٹھ ڈالر وصول ہوئے۔

قبولیت اسلام

۱۱ر نومبر کو ایک ایرانی شہریار شیخ الاسلامی کی شادی ایک ایرانی لڑکی سے ہوئی۔ رسم نکاح خاکسار نے ادا کی اور خطبہ نکاح میں ان تمام احسانات کا ذکر کیا جو اسلام کی وجہ سے مستورات پر ہوئے۔ اس تقریب پر مسلم و غیر مسلم مہمان مدعو تھے۔ دعوت کے اختتام پر ایک امریکن خاتون سینڈرا لی فشر۔ SANDRA LEE FISHER نے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے بتایا کہ اس کی شادی دو سال ہوئے ایک ایرانی سے ہوئی تھی۔ لیکن نہ میں مسلمان ہوئی اور نہ ہی اسلامی نکاح پڑھا گیا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ میرا نکاح اسی سے اسلامی طور پر ہو۔ اور میں اسلام قبول کروں۔ چنانچہ اس کو کلمۂ شہادت پڑھایا گیا۔ اور اس کا نکاح اسلامی رواج کے مطابق مسٹر اسمٰعیل شیخ الاسلامی سے پڑھا گیا۔

مکرم افضل خان صاحب کی شدید علالت

اور دُعا کی درخواست

ہمارے مخلص بھائی افضل خان صاحب جو کہ انجمن کی طرف سے سندھ کی اراضی پر کام کرتے ہیں، آج کل شدید بیمار ہیں، اور حد سے زیادہ کمزور ہو گئے ہیں۔ $\frac{11}{72}$ ۲۶ سے ہسپتال

(باقی بر صفحہ ۸ اشتہار کے نیچے)

مکتوب جنوبی امریکہ

عرب میں ڈائرکٹر جنرل وزارت حج و اوقاف سے ملاقات

ہالینڈ کے چار شہروں میں احباب جماعت احمدیہ

میں چند دن ہوئے وطن واپس پہنچ گیا ہوں۔ الحمد للہ۔

اس دفعہ میرا یورپ۔ عرب۔ افریقہ اور پاکستان کا دورہ کامیاب رہا ہے۔ البتہ مجھے اس بات کا افسوس رہا کہ وقت کی قلت کی وجہ سے زیادہ عرصہ لاہور میں نہ ٹھہر سکا۔

کراچی پہنچ کر جماعت سے ملنے کا دوسری بار موقع ملا۔ جمعہ کی نماز وہیں پڑھی۔ دوسرے دن احباب جماعت نے ایک استقبالیہ دعوت دی۔ بعد ۲۲ر اکتوبر کی صبح میں کراچی سے جدہ روانہ ہو گیا۔ جدہ پہنچ کر حسب وعدہ ہوٹل سے وزیر حج و اوقاف کے ڈائرکٹر جنرل کو تار دی کہ میں اب آگیا ہوں میرے متعلق جو پروگرام ہو اس سے اطلاع دیں۔ پہلے دن انہوں نے فوراً پروفیسر خالد اکرم اللہ صاحب کو مجھے لے جانے کے لئے بھیجا اور اس صبح عرب کے بڑے بڑے اخبار نویسوں نے میرا انٹرویو لیا۔ دوسرے دن ڈائرکٹر جنرل سے بات چیت شروع ہوئی۔ جناب خالد صاحب جو وزارت حج و اوقاف میں جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہیں، تمام گفتگو قلمبند کرتے رہے۔ سوالات مختلف تھے جن میں ہمارے وطن کی انجمن اور جماعت کے متعلق دریافت کیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ جنوبی امریکہ کے شہر پاراماریبو میں ہماری ایک اچھی خاصی جماعت ہے اور یہ جماعت حتی المقدور تبلیغی خدمات سرانجام دیتی ہے۔ ابھی وہاں عربی اور دینی تعلیم کی بہت ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور (پاکستان) سے ہماری امداد کے لئے مبلغ تو گاہے گاہے آتے رہتے ہیں، لیکن ان تمام کاموں کی سرانجام دہی کے لئے ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں۔ اس پر آنجناب نے فرمایا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بڑی جماعتوں کے علاوہ چھوٹی جماعتوں کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ . . گفتگو کے سلسلے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ دفتر کا ہر فرد وضو کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر ڈائرکٹر صاحب نے مجھے نماز پڑھانے کو کہا۔ ان کے ساتھ وزارت کے تمام عملہ نے میری اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ایک ایسے مسلمان کو جس کے متعلق انہیں کوئی علم پہلے سے نہیں بطور امام کھڑا کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی رحمت ہے۔

رخصت سے پہلے میں نے ایک اور بات کی طرف توجہ دلائی، وہ یہ کہ جنوبی امریکہ خصوصاً ویسٹ انڈیز کے مسلمانوں کو جب وہ حج کا ارادہ کرتے ہیں، . . . ویزا حاصل کرنے میں بہت دقت پیش آتی ہے کیونکہ ویزا دینے کے لئے عرب کا کوئی سفیر یا قونصل وہاں نہیں ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی جلد از جلد غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد آنجناب نے میرے ساتھ تصاویر بھی اتروائیں اور کچھ مختلف مسائل کی کتب بھی مہیا کیں۔ کانفرنس کے اختتام پر مجھے پھر ہوٹل پہنچایا گیا۔

جدہ میں دو دن ٹھہر کر پھر قاہرہ سے ہوتے ہوئے استامبول پہنچا۔ دوسرے دن ہالینڈ پہنچ گیا۔ وہاں مجھے کچھ دن پہلے پہنچنا تھا کیونکہ شہر یوتریخت . . . . میں اپنی ایک جماعت انتظار میں تھی کہ وہاں ان کے ساتھ تراویح اور عید الفطر کی نمازیں ادا کروں۔ اس شہر میں پہلی بار عید الفطر کی نماز اتنی بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی گئی۔ باقی اور شہروں . . . . . . میں مولوی بشیر صاحب تو نماز پڑھاتے ہی رہے ہیں۔

ان دنوں اپنی جماعت کے کافی لوگ ہالینڈ میں آباد ہو گئے ہیں۔ جو ہالینڈ کے چار شہروں میں کثرت سے آباد ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: امسٹرڈم (AMSTERDAM) دی ہیگ (THE HAGJE) یوتریخت (UTREBHT) روٹرڈم (ROTBRDAM)۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ فقط دی ہیگ میں ایک مولوی بشیر صاحب رہتے ہیں باقی کسی شہر میں کوئی اپنا مبلغ نہیں ہے۔ بہرحال میں نے کچھ دن وہاں ٹھہر کر جماعت کو منظم کیا ہے۔ اب ان کا خدا حافظ ہے۔ اب وطن میں آکر یہاں کی کارروائیوں کو سرانجام دینا ہے۔

احباب جماعت سے گذارش ہے کہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آپ کا مخلص۔ عبدالرحیم جیسگو۔ مبلغ جنوبی امریکہ

www.aaiil.org

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۳-۲۴-۲۵ اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام دار السلام (احمدیہ کالونی) نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور

۲۳ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو تنظیم خواتین احمدیہ کا اجلاس ہوگا۔ بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔

مفصل پروگرام دوسری جگہ درج ہے۔

۲۴ر دسمبر ۱۹۷۲ء — اتوار - اجلاس اوّل - ½۹ بجے صبح تا ½۱۲ بجے دوپہر

زیرِ صدارت: جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب

- تلاوتِ قرآن کریم و نظم : ———— ۹-۳۰ سے ۹-۵۰ تک
- ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام : جناب مولانا دوست محمد صاحب - ۹-۵۰ سے ۱۰ بجے تک
- افتتاحی تقریر ... : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ۱۰ بجے سے ½۱۰ تک
- وامرھم شوریٰ بینھم ... : جناب میاں بشیر احمد محمود صاحب ایم اے مبلغ اسلام : ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک
- حضرت مسیح موعود کا عشقِ رسول ... : جناب مرزا محمد سلیم صاحب اختر مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۱۱ بجے سے ½۱۱ تک
- عالمِ اسلام کے موجودہ اخلاقی انحطاط کی وجوہ اور ان کا قرآنی علاج : جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور : ½۱۱ سے ۱۲ بجے تک
- مقطعات ... : حضرت مولانا سید حق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت عربی : ۱۲ بجے سے ½۱۲ تک

اجلاس دوم - ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ بجے تک

زیرِ صدارت - جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - ستارۂ خدمت

- تلاوت قرآن کریم و نظم : ———— ۲-۳۰ بجے سے ۲-۵۰ تک
- اعمالِ انسانی کی حقیقت - : جناب پروفیسر غلام محمد خادم صاحب ایم اے بی ٹی - ۲-۵۰ سے ۳-۲۰ تک
- خلافتِ محمدیہ ... : جناب حافظ شیر محمد صاحب کوتبانی مبلغ اسلام : ۳-۲۰ سے ۳-۵۰ تک
- امن کی تلاش ... : جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر : ۳-۵۰ سے ۴-۳۰ تک

۲۵ دسمبر ۱۹۷۲ء — سوموار - اجلاسِ اوّل ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

زیرِ صدارت: جناب میاں فاروق اے شیخ صاحب ملازادہ راولپنڈی

- تلاوت قرآن مجید و نظم : ———— ۹-۳۰ سے ۹-۴۵
- ... : جناب مولانا عبدالوہاب عمر صاحب - ۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵
- عالم اسلام موجودہ تحریکیں اور ہمارا فرض : جناب حافظ محمد عبدالرحمن صاحب چیمہ ... : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵
- حضرت مسیح اور ان کے اصل حواری ... : جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۱۵
- سالانہ رپورٹ ... : جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور : ۱۱-۱۵ سے ۱۱-۴۵
- ارشاداتِ عالیہ ... : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۳۰

اجلاس دوم ½۲ بجے بعد دوپہر سے ½۴ تک

زیرِ صدارت: جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

- تلاوت قرآن کریم و نظم : ½۲ بجے سے ۲-۴۵ تک
- حضرت مجدد اعظم کی شانِ مجددیت : جناب مرزا محمد شفیق صاحب انور شاہد مبلغ اسلام : ۲-۴۵ سے ۳-۱۵ تک
- تقریر ... : جناب مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے ... : ۳-۱۵ سے ۳-۴۵
- یورپی اقوام کی مادی ترقی اسلام سے انحراف کی وجہ سے اور دائمی امن کا یقینی ذریعہ : حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری ... : ۳-۴۵ سے ۴-۳۰ تک

۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء بروز منگل - اجلاس اوّل ½۹ بجے سے ۱ بجے تک

زیرِ صدارت - جناب میاں شیخ اللہ بخش صاحب ملازادہ - لائل پور

- تلاوت قرآن مجید اور نظم : ———— ½۹ بجے سے ۹-۴۵ تک
- پیشگوئی مصلح موعود حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں : جناب مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد مبلغ اسلام : ۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵
- مغربی کرہ ارض میں تبلیغ احمدیت - : جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان - : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵
- احمدیہ تحریک کا ماضی اور مستقبل ... : جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم - اے - - : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۱۵
- کن فیکون ... : جناب نصیر احمد فاروقی صاحب ہلالِ قائد اعظم ستارۂ پاکستان : ۱۱-۱۵ سے ۱۱-۴۵
- آؤ ہم نیک ہو جائیں اور ایک ہو جائیں : جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۲۰
- اختتامی تقریر و دعا - : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ - ۱۲-۲۰ - ۱

نوٹ: مجلس معتمدین کا پہلا اجلاس ۲۳ر دسمبر کو صبح دس بجے ہوگا اور دوسرا اجلاس ۲۶ تاریخ کو بعد نماز ظہر منعقد ہوگا۔

احمدیہ کانفرنس کی تاریخ اور وقت کا تعین آئندہ کر دیا جائے گا۔

المشتہر: چوہدری فضل حق افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں اعلانات و اطلاعات

اس سال ہمارا سالانہ اجتماع احمدیہ بلڈنگس لاہور کی بجائے احمدیہ بستی "دار السلام" نزد پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور میں ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ر دسمبر کو ہوگا۔ اس دینی اجتماع میں نہ صرف خود تشریف لائیں بلکہ خدا کے دین کی ترقی و ترویج کے لئے دوسرے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں۔ باہر سے آنے والے تمام احباب احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائیں۔ جہاں سے جلسہ گاہ تک پہنچانے کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

(۱) بیرونجات سے تشریف لانے والے احباب اپنی شمولیت، رفقاء کی تعداد، آنے کی تاریخ اور ٹرین سے متعلق ... دفتر کو آنے سے قبل اطلاع بخشیں تاکہ ان کے استقبال، سواری اور رہائش کا مناسب انتظام کیا جا سکے - اور منتظمین کو اور خود انہیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(۲) مقامی حضرات کی شرکت بیرونی بھائیوں سے بھی زیادہ لازمی ہے کیونکہ میزبانی کی ذمہ داری بھی انہی کے کندھوں پر ہے اور یہ ایک عظیم سعادت بھی ہے۔

(۳) اگر آپ کے پاس اپنی سواری ہے تو خود وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں اور جن کو یہ سہولت میسر نہیں وہ احمدیہ بلڈنگس لاہور تشریف لے آئیں - وہاں سے انہیں دار السلام پہنچا دیا جائے گا۔

بس سروس کا انتظام

۱ - ۲۳ر دسمبر بروز ہفتہ - احمدیہ بلڈنگس سے دار السلام تک پہلی بس سروس ½۸ بجے صبح اور دوسری ۹ بجے صبح روانہ ہوگی - اور واپسی ۲ بجے بعد دوپہر اور ½۲ بجے ہوگی۔

۲ - ۲۴ر اور ۲۵ر دسمبر کو دو بسیں ۸ - اور ½۸ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس سے دار السلام روانہ ہوں گی اور رات کو ۷ بجے اور ۸ بجے واپس ہوں گی۔

۳ - ۲۶ر تاریخ کو صبح کے اوقات نمبر ۲ .... کے مطابق ہیں - البتہ واپسی ۱ بجے اور ۲ بجے بعد دوپہر ہوگی۔

نوٹ: ———— ۲۳ر اور ۲۴ر تاریخ کو بیرونی مہمانوں کے لئے ایک اسٹیشن ویگن احمدیہ بلڈنگس — ڈیوٹی پر رہے گی - وقت کی پابندی ضروری ہے۔

اس کے علاوہ رنگ محل، شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے بس نمبر ۱۲ اور نمبر ۲۸ نیو کیمپس آتی جاتی ہیں۔ نیو کیمپس کے سٹاپ پر اتر جائیں وہاں سے جلسہ گاہ قریب ہے - نیز بھاٹی دروازہ کے باہر نیو کیمپس جانے والی منی بسیں ملتی ہیں جو آٹھ آنے فی سواری کے حساب سے نیو کیمپس پہنچا دیتی ہیں -

افسر جلسہ سالانہ

نمازوں کے اوقات

- درس قرآن کریم : بعد از نماز فجر۔
- نماز ظہر و عصر : دو بجے دوپہر جمع ہوں گی۔
- مغرب و عشاء : ۵ بجے شام جمع ہوں گی۔

خور و نوش کے اوقات

چائے : بعد از نماز فجر

دوپہر کا کھانا : ½۱۲ سے ½۱ بجے تک

رات کا کھانا : ۶ بجے سے ۷ بجے تک

نوٹ: ۱ احباب اور خواتین کے لئے کھانے کا الگ الگ انتظام ہے۔

۲ کمروں میں کھانا نہیں دیا جائے گا

کینٹین اور ڈسپنسری

ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ڈسپنسریوں کا انتظام ہوگا۔

جلسہ فنڈ

احباب سے استدعا ہے کہ جلسہ فنڈ اپنی پہلی فرصت میں محاسب صاحب انجمن کو ارسال فرمائیں۔

فضل حق آنریری جائنٹ سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ

جلسہ خواتین بمقام دارالسلام

۲۳ دسمبر ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ

اجلاس ... صبح دس بجے تا ۱½ بجے بعد دوپہر

زیر صدارت۔ بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد شیخ

تلاوت قرآن مجید و نعت	۱۰ — ۰۰	تا	۱۰ — ۲۰
افتتاحی تقریر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ	۱۰ — ۲۰	تا	۱۰ — ۳۵
تقریر بیگم صاحبہ بشیر خانزادہ	۱۰ — ۳۵	تا	۱۰ — ۴۵
تقریر بیگم صاحبہ محمد احمد	۱۰ — ۴۵	تا	۱۰ — ۵۵
نظم۔ فریدہ چوہدری صاحبہ	۱۰ — ۵۵	تا	۱۱ — ۰۰
تقریر بیگم صاحبہ مولینا عبدالمنان عمر	۱۱ — ۰۰	تا	۱۱ — ۱۵
تقریر۔ بشارت نذر صاحبہ	۱۱ — ۱۵	تا	۱۱ — ۳۰
تقریر۔ رضیہ مدد علی صاحبہ	۱۱ — ۳۰	تا	۱۱ — ۴۵
تقریر۔ زمرد بیگم صاحبہ	۱۱ — ۴۵	تا	۱۱ — ۵۵
تقریر۔ آنسہ غزالہ چوہدری	۱۱ — ۵۵	تا	۱۲ — ۰۰
تقریر۔ امۃ الرشید صاحبہ۔ راولپنڈی	۱۲ — ۰۰	تا	۱۲ — ۱۰
اختتامی تقریر و دعا۔ بیگم فاروق صاحبہ	۱۲ — ۱۰	تا	۱۲ — ۳۰

نمائش دستکاری: ۳۰ — ۱۲ سے ۳۰ — ۱ تک

کھانا: ۳۰ — ۱ سے ۳۰ — ۲

المشتہر

بیگم حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب۔ رضیہ مدد علی سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ۔

خواتین سلسلہ متوجہ ہوں

بہنوں سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی دستکاری جلسہ سے پہلے پہلے بھیجا دیں .... جو بہن دستکاری تیار نہ کر سکیں وہ کم از کم ایک روپیہ اور زیادہ سے زیادہ حسب استطاعت بطور عطیہ ضرور مرحمت فرمائیں۔

الراقمہ: محمودہ بیگم۔ بنت حضرت امیر ایدہ اللہ۔ انچارج نمائش دستکاری

دارالسلام میں رہائشی پلاٹ

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ احمدیہ بستی دارالسلام میں احباب کو لیز (پٹہ) پر رہائشی پلاٹ دیئے جائیں۔ کل ۷۶ پلاٹ میں سے ۱۲ کم و بیش ایک کنال کے ہیں۔ ۳۲ پلاٹ دس مرلہ کے اور بقیہ ۳۲ میں سے چند ۵ مرلہ سے کچھ زائد اور باقی سب تقریباً ۵ مرلہ کے ہیں۔ جو احباب اپنی رہائش کیلئے دارالسلام میں مکان تعمیر کرنیکے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست ناظم دارالسلام 5۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور کو ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء تک ارسال کر دیں۔ درخواست کے ساتھ 2000/- روپے فی کنال کے حساب سے چندہ بنام محاسب صاحب انجمن بھیجنا ضروری ہے جو ناکامی کی صورت میں واپس کر دیا جائے گا کامیابی کی صورت میں ڈویلپمنٹ چارجز بحساب دس ہزار روپیہ فی کنال یکمشت ادا کرتے ہوں گے۔ شرائط لیز (پٹہ) دفتر سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و ناظم دارالسلام

مہمان حضرات کی خدمت میں احمدیہ بلڈنگس میں قیام کرنے والے مہمانوں کے لئے آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء کی خدمات حاضر ہیں۔

مہتمم دارالشفاء۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ سالانہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں عنقریب وقت آتا ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے نہ ان میں بے ہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور اللہ تعالےٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا وہی راہ جس کو قرآن لایا، وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی، وہی ہدایت ہے جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے یہ ہوگا ضرور یہی ہوگا، جس کے کان سننے کے ہوں سنے مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کے لئے

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو، اے خدا! اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

دارالسلام میں مسجد کی تعمیر

تعمیر مسجد احمدیہ بستی دارالسلام کا کام شروع ہو چکا ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس مد میں اپنے عطیات محاسب صاحب انجمن کو ارسال کریں۔

چوہدری فضل حق۔ ناظم دارالسلام کمیٹی لاہور

جلسہ سالانہ پر طبّی سہولتیں

شیخ غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کی یاد میں

پچھلے سالوں کی طرح اس دفعہ پھر محترم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نے شرکاء جلسہ سالانہ کے لئے جو احمدیہ بلڈنگس میں ٹھہریں گے اپنی خدمات طبّی سہولت کے لئے پیش کی ہیں۔ حضرات پہلے کی طرح ان سے استفادہ فرمائیں۔

دارالشفاء دارالسلام (ہومیو)

جہاں علاج مفت کیا جاتا ہے۔ آپ کی اعانت کا متمنی ہے۔

فضل حق۔ ناظم دارالسلام۔ تمیذ کالونی لاہور

ابتدائی طبّی امداد مرکز

جلسہ سالانہ کے دوران ابتدائی طبّی امداد کا مرکز ڈاکٹر مبارک احمد شیخ کی نگرانی میں قائم کر دیا گیا ہے۔ احباب حسب ضرورت اس سے استفادہ کریں۔

www.aaiil.org

خبرنامہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور
شعبۂ نشر و اشاعت

چند جھلکیاں

سہ سالہ کارگزاری

آج سے تین سال قبل احباب نے بالخصوص جناب میاں فضل احمد صاحب نے مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی تنظیم کا بیڑہ اُٹھایا۔ آپ کی انتھک محنت، فراست اور خلوص سے یہ تحریک بارآور ہوئی اور مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تعاون و توجہ سے مقامی جماعت نے حوصلہ افزا ترقی کی اور اس قلیل عرصے میں مقامی جماعت کے افراد میں باہمی روابط پیدا کرنے، جماعتی تقریبات کے انعقاد، بیماروں اور حاجت مندوں کی اعانت اور درس قرآن، تقسیم کتب سلسلہ، اخبارات کی اشاعت، تعلیمی وظائف، انعامی مقابلے، امداد غرباء اور ناداروں کی شادی وغیرہ کے سلسلے میں قابل قدر کام کیا جس کا مختصر خاکہ پیش قارئین ہے تاکہ ایک طرف دوسری جماعتوں کے لئے تحریص و ترغیب کا موجب ہو تو دوسری طرف احباب جماعت کو تاکیوں سے آگاہ کر کے مقامی جماعت کو مزید کام کرنے پر آمادہ کریں۔

فلاح و بہبود

اس عرصہ میں کل آمدنی بیاسی ہزار روپے زیادہ ہوئی اور اسی کے لگ بھگ رقم جماعت کی فلاح و بہبود پر خرچ کی گئی جس میں سے نادار بیماروں کو قریب قریب ۲۰ ہزار روپے کی طبی امداد دی گئی۔ کوئی آٹھ ہزار روپے بطور قرض حسنہ و تعلیمی وظائف دیئے گئے۔ سات ہزار روپے مستحقین کو بطور امداد دیئے گئے۔ ساڑھے چار ہزار روپے سے زیادہ رقم غرباء کی شادی کے سلسلے میں صرف کی گئی۔ طلباء میں دینی شوق بڑھانے کے لئے ڈیڑھ ہزار روپے سے زیادہ کے انعامات دیئے گئے۔ عیدین کے موقعہ پر غرباء جماعت کو دو ہزار روپے خوشیوں میں شرکت کے لئے عطا کئے گئے۔ نیز نشر و اشاعت پر ساڑھے تین ہزار روپے صرف ہوئے۔ اس کے علاوہ یوم سیرت النبیؐ ۔۔۔ یوم مسیح موعودؑ، یوم محمد علیؒ اور دیگر تقریبات پر ہزاروں روپے خرچ کئے گئے، نیز باہر سے آنے والے احباب کی تقاریر کا بھی انتظام کیا، اور عیدین کے مواقع پر عید ملن تقریبات کا سامان کیا۔

رابطۂ احباب

گو ایک مدت کے تساہل اور غفلت کے باعث سوئے ہوئے لوگوں کو جھنجھوڑنا آسان کام نہیں تاہم مقامی جماعت نے حتی الوسع بھائی کے گھر جا کر اس سے ملنے کی کوشش کی، اور اس میں بہت حد تک کامیابی ہوئی، لیکن یہ کام قدرے مشکل ہے۔ اس لئے اس کام کو زیادہ عزم سے جاری رکھا جائے گا۔ تاکہ ہم متحد ہو کر خدا کے دین کو دنیا تک پہنچا سکیں اور ایک نیک معاشرے کے ذریعہ اسلام کی صداقت کو واضح کریں۔

پروگرام مجالس روابط
سال ۷۳-۱۹۷۲ء

یہ سیکرٹریوں نے آئندہ ہونے والے اجلاس منعقد کرنے کے لئے سال بھر کا پروگرام وضع کیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

ماہ نومبر ۱۹۷۲ء۔ علاقہ شہر اور مضافات۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس سیکرٹری کا اجلاس ڈاکٹر مبارک احمد شیخ صاحب کی میزبانی میں ہو چکا ہے۔

ماہ جنوری ۱۹۷۳ء۔ علاقہ گلبرگ و نیو حلقہ نمبر ۱ میزبان: میاں فضل احمد صاحب

ماہ فروری ۱۹۷۳ء۔ حلقہ نمبر ۱ علاقہ گلبرگ وغیرہ۔ میزبان: ڈاکٹر وحید احمد صاحب۔

ماہ مارچ ۱۹۷۳ء۔ علاقہ شہر و مضافات سیکرٹری بمکان عبدالغنی بٹ صاحب ۱۰/۱ ۔۔۔ شش روڈ ریلوے سگنل شاپ کالونی ۔۔۔

ماہ اپریل ۱۹۷۳ء۔ لاہور چھاؤنی علاقہ ۲ قاضی محلہ لاہور چھاؤنی۔ منتظم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب۔

ماہ مئی ۱۹۷۳ء۔ علاقہ ۳ بمقام سمن آباد میزبان: غلام نبی مسلم صاحب۔

ماہ جون ۱۹۷۳ء۔ علاقہ کرشن نگر وغیرہ حلقہ ۳ بمکان قاضی سمیع اللہ صاحب یا پروفیسر غلام رسول صاحب۔

ماہ جولائی ۱۹۷۳ء۔ علاقہ مسلم ٹاؤن حلقہ ۱ بمکان میاں عبدالقدوس صاحب ۱۲ رحمان منزل۔ مسلم ٹاؤن۔

ماہ اگست ۱۹۷۳ء۔ علاقہ گلبرگ۔ بمکان میاں اللہ بخش صاحب۔

اس کے علاوہ جو احباب اپنی مجالس اپنے ہاں منعقد کرنا چاہیں وہ دفتر مقامی جماعت احمدیہ لاہور سے رابطہ پیدا کریں تاکہ اس سے متعلق جملہ انتظامات کر کے اعلان کر دیا جائے۔ ہر حلقہ کی میٹنگ کے لئے باقاعدہ اعلان کیا جائے گا اور اس علاقہ میں رہنے والے احباب کو بروقت اطلاع دے دی جائے گی۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

ینگ مینز احمدیہ تربیتی کورس جاری کیا گیا جس میں رسول اکرم صلعم کی سیرت پاک پر حضرت مولینا محمد علیؒ کی مختصر کتاب "محمد مصطفیٰؐ" بطور نصاب مقرر کی گئی۔ طلباء کو ماہوار تحریری امتحانات سے پیشتر سوالنامہ ارسال کر دیا جاتا تھا اس میں سیرت رسول اکرمؐ کے علاوہ تحریک احمدیت کے متعلق سوال شامل ہوتے تھے۔ کالج اور سکول کے طلباء اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں، ضرورت ہے کہ جماعت کے سب نوجوان اس میں شریک ہوں تاکہ اس دینی تربیت سے جماعت کو مجموعی طور پر فائدہ پہنچے۔

تنظیم خواتین احمدیہ

خواتین احمدیہ کی تنظیم کے سلسلہ میں سال گذشتہ میں ان کے چار کامیاب اجلاس ہوئے اس کے علاوہ ان کے وفود سیالکوٹ۔ لائل پور اور راولپنڈی کے دوروں پر بھی گئے۔ امید ہے اس سال یہ تنظیم زیادہ بہتر کام کر سکے گی۔

لٹریچر

مقامی جماعت احمدیہ لاہور سلسلہ کے لٹریچر کی نشر و اشاعت پر بھی توجہ دیتی آئی ہے۔ چنانچہ اسلامی اصول کی فلاسفی اور زندہ نبی کی زندہ تعلیم اور دیگر لٹریچر ۔۔۔۔۔۔۔۔ "جہاد کبیر" کی ۵ جلدیں مستحقین میں مفت تقسیم کیں۔ اور سلسلہ کے اخبارات و رسائل مستحق احباب کے نام جاری کروائے۔ اہم موضوعات پر چند کتابچے چھپوائے ۔۔۔۔۔

قیام پاکستان کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مساعی پر ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ جس سے وقت کی ایک اہم ضرورت پوری ہوئی ہے ۔۔۔

حضرت امیر مرحوم کے کتب خانہ کی اردو انگریزی کتب کی انگریزی و اردو میں فہرست طبع ہو رہی ہے اور آئندہ سال کے دوران اس کام کو تیز کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ ہم ایک نئے عزم اور ولولے سے آگے بڑھیں۔

سہ ماہی خبرنامہ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی سہ ماہی کارگذاریوں پر مشتمل ایک سہ ماہی خبرنامہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ جس کا پہلا شمارہ زیر نظر ہے۔ جس میں گذشتہ تین سالوں کی مجموعی رپورٹ بھی شامل ہے۔

کتاب "وحی و انسان" کی اشاعت

انتظامیہ مقامی جماعت نے کتاب "وحی و انسان" از غلام نبی مسلم صاحب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اس کی اشاعت کے لئے مرکزی انجمن کو درخواست دی ہے جس پر ۱۰/۵۰۰ روپے لاگت کا اندازہ ہے۔

رفاہی ادارے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بعض مخیر و ہمدرد احباب نے فلاح و بہبود کے بعض ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ مقامی جماعت ان سب اداروں کے حالات و تفصیلات اکٹھا کر کے ایک تعارفی کتابچہ تیار کر رہی ہے۔

رسالہ رُوحِ اسلام کی خریداری

مقامی جماعت نے اپنے حلقہ کے احباب کو "روح اسلام" جاری کرنے کے لئے یک صد روپے منظوری دی ہے جو مستحق اصحاب کے نام جاری کیا جائیگا۔

بچوں کے لئے عام فہم لٹریچر

انتظامیہ نے بچوں کے لئے آسان اور سادہ عام فہم زبان میں احمدیت کی تعلیمات پر مبنی لٹریچر شائع کرنے کی ایک تجویز منظور کی ہے اور اس کا ایک مبسوط پروگرام وضع کیا جا رہا ہے۔

احباب جماعت لاہور متوجہ ہوں

مرکزی انجمن دو ہفتہ وار "پیغام صلح" و "لائٹ" اور ایک ماہنامہ روح اسلام ۔۔۔۔۔۔ شائع کرتی ہے جن میں بزرگان سلسلہ کے جدید مسائل پر قیمتی مضامین کے علاوہ جماعتی سرگرمیوں کا حال بھی شائع ہوتا ہے۔ ان رسائل کا احباب سلسلہ کے مطالعہ میں باقاعدگی سے آتے رہنا نہایت ضروری ہے۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی کوشش ہے کہ یہ پرچے جماعت لاہور کے ہر گھر میں پہنچائے جائیں۔ اس غرض سے جو دوست چندہ دے سکتے ہوں وہ ان کے باقاعدہ خریدار بنیں اور جو احباب لاہور سالانہ چندہ کے متحمل نہیں ہو سکتے وہ اپنے اپنے پتہ جات لکھ بھیجیں تاکہ ان کے نام یہ رسائل جاری کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں درسِ قرآن کریم

جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں محترم الحاج نصیر احمد صاحب فاروقی ہفتہ کے دو دنوں پیر اور جمعرات کو بوقت چار بجے شام درس قرآن کریم دے رہے ہیں ۔۔۔ آپ کی عدم موجودگی میں یہ فریضہ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب سرانجام دیتے ہیں ۔۔۔ اس روحانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے کے لئے احباب پابندی وقت سے اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ تشریف لائیں۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔

تقریب ختم قرآن

رمضان شریف میں جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں محترم . . . حافظ خدا بخش صاحب نے نماز تراویح پڑھائی۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو مقامی جماعت کے زیر اہتمام ختم قرآن کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ جس میں خواتین و احباب نے شرکت کی۔ مقامی جماعت کے سیکرٹری صاحب نے اس موقعہ پر قرآن کریم اور اس کی ہمہ گیر و عالمگیر تعلیمات پر اجمالی روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو تاکید کی کہ وہ قرآن کریم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور اس پر عمل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تحریک احمدیہ قرآن کریم کی نشر و اشاعت اور اس کی تعلیم و تبلیغ عام کرنے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کی تعلیم و تفہیم کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔

جناب میاں فضل احمد صاحب نے محترم حافظ خدا بخش صاحب کا شکریہ ادا کیا اور ان خواتین و احباب کا بھی جو نماز تراویح میں شمولیت کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت میں حفاظ کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر جماعت کے نوجوانوں کے لئے حفظ قرآن کلاس کھولنے کا انتظام ہو سکے تو مقامی جماعت اس کے انتظام و انصرام میں حتی المقدور حصہ لے گی۔ محترم میاں صاحب نے حافظ خدا بخش صاحب کی خدمت میں مقامی جماعت اور حلقہ مسلم ٹاؤن کے احباب کی طرف سے نقدی اور ملبوسات کا تحفہ پیش کیا۔

آخر میں دعا کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

قرآن کریم کے معانی سکھانے کی کلاس کا اجراء

. . . . مقامی جماعت نے حفظ قرآن کی سکیم تیار کی ہے۔ چونکہ یہ کام مرکزی جماعت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس لئے فی الحال اس کام کو مرکز پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے احباب کے لئے قرآن فہمی کا راستہ آسان کرنے کے لئے ایک چار ماہی نصاب پیش نظر ہے۔ تاکہ جماعت کا ہر چھوٹا بڑا، زن و مرد، قرآن کریم کو سمجھ کر تلاوت کر سکے۔

سلسلہ احمدیہ . . . کا قیام اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے عمل میں آیا۔ اللہ تعالےٰ کا قرب معرفت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالےٰ کی معرفت کے لئے کلام اللہ کے معانی کا جاننا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کا قیام دنیا میں اسلام کی پاکیزہ تعلیم پھیلانے کے لئے بھی ہوا، اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کے معنوں سے واقف ہو۔

مقامی جماعت نے حال ہی میں احباب خصوصاً نوجوانوں کو قرآن کریم کے متعلق متن و معنی سمجھانے کے لئے ایک کلاس جاری کرنے کا پروگرام بنایا ہے جو جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس، جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں سے کسی ایک جگہ شروع کی جائے گی۔ انتظامیہ نے احباب سے اس بارے میں تجاویز طلب کی ہیں جن میں ایام و اوقات اور حصہ قرآن کا تعین شامل ہے۔ احباب اپنی اپنی تجاویز سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

سمر سکول سکیم

جماعت کے نوجوانوں کی دینی تربیت، تعلیم اور باہمی اتحاد و محبت کو بڑھانے کے لئے دو سال قبل مقامی جماعت لاہور نے سمر سکول سکیم کا اجراء کیا تھا۔ الحمد للہ! کہ یہ تجویز تمام جماعت کے دلوں کی آواز ثابت ہوئی۔ اور جماعت کے بزرگوں اور نوجوانوں نے اس میں بہت زیادہ دلچسپی لی اور اس کا دائرہ اثر دوسرے مقامات تک بھی وسیع ہو گیا۔ دو سال سے یہ کورس ایبٹ آباد کی حسین فضاؤں میں منعقد ہو رہا ہے اور احباب ذوق و شوق سے اس میں شرکت کر رہے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرشدنا و اماما حضرت مسیح موعود علیہ السلام . . . . - - - - کی نشاۃ ثانیہ کا دور آغاز ہیں اسلام کا حقیقی غلبہ آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی - - - - - - - - - آپ کے مشن کی حقیقی علمبردار ہے۔ اس لئے مقدر ہے کہ اعلائے کلمۃ الاسلام اسی جماعت کے ذریعے ہو۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی بیداری اور رسائی اسی منزل کے قرب کی طرف ایک قدم ہے۔ اور ہم اس یقین کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں کہ اس جماعت کا ایک ایک فرد دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر آگے ہی آگے قدم بڑھائے گا حتیٰ کہ یکون الدین کلہ للہ کی صدائیں فضائے عالم میں گونج اٹھیں گی۔

ہمہ وقتی مبلغ کی ضرورت

مقامی جماعت لاہور کے لئے ایک ہمہ وقتی مبلغ کے لئے مرکزی انجمن کو درخواست کر رہی ہے۔ جس کی وساطت سے تعلیمی اور تبلیغی امور کو زیادہ مستحکم اور مبسوط طور پر پروگرام کے مطابق انجام دیا جا سکے گا۔

لائبریری کا قیام

جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن سے ملحق ایک لائبریری قائم کرنے کی تجویز مقامی جماعت کے زیر غور ہے۔ مرکزی انجمن کے تعاون سے یہاں کتب و لٹریچر اور اخبار و رسائل سلسلہ کے ساتھ دیگر مذہبی لٹریچر بھی رکھا جائے گا۔ اس کے ابتدائی اخراجات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔

بے گھر افراد

. . . . دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بے گھر افراد کی امداد کے لئے سینکڑوں کپڑے اور تقریباً تین ہزار روپے لاہور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مستحق بے گھر افراد میں تقسیم کئے گئے۔

شادی فنڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے سال رواں کے بجٹ میں ۲۵۰۰/- شادی فنڈ میں رکھے ہیں جس سے کم استطاعت رکھنے والے احباب کی لڑکیوں کی شادی میں مالی معاونت مقصود ہے۔ مخیر اور درد مند احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں۔ ضرورت مند احباب جو اس فنڈ سے مستفیض ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بھیجتے وقت مقامی جماعت لاہور کی مجلس انتظامیہ کے دو اراکین یا دو ممبران مجلس معتمدین مرکزی انجمن سے تصدیق کروائیں۔

طبی امداد کے لئے نئے کارڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے وہ احباب جو مفت طبی امداد کے مستحق ہیں اور ان کو گذشتہ سال . . . کارڈ جاری کئے گئے تھے ان سے گذارش ہے کہ وہ نئے سال کے کارڈ . . . . جلد از جلد بنوا لیں۔

درخواستہائے برائے قرض تعلیمی وظائف

مقامی جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق طلباء و طالبات جو پوسٹ گریجوایٹ یا دیگر پیشہ ورانہ امتحان کی تیاری کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہوں اور لاہور میں رہائش پذیر ہوں، مالی مشکلات کے پیش نظر تعلیمی قرض حسنہ کے طور پر مالی امداد کے خواہش مند ہوں وہ مجوزہ فارم پر اپنے مفصل کوائف کے ساتھ اپنی درخواست ارسال فرما دیں۔ یہ قرضہ حسنہ ایک سال کے لئے ماہوار اقساط میں جاری کیا جائے گا۔ درخواست مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ یا مرکزی انجمن معتمدین کے دو ممبران سے تصدیق شدہ ہو۔

مجلس معتمدین کے ممبر کا ضمنی انتخاب

محترم کرنل ڈاکٹر سید بشیر حسین مرحوم مقامی جماعت لاہور کی طرف سے مجلس معتمدین کے ممبر تھے۔ ان کی جگہ نئے ممبر کے انتخاب کے لئے مقامی جماعت کا ایک عام اجلاس ۲۶ نومبر ۱۹۷۲ء کو مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ہوا جس میں صدر . . . ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی تجویز اور جناب اکبر اللہ بخش صاحب کی تائید سے جناب غلام نبی مسلم ایم اے مدیر روح اسلام کو بلا مقابلہ ممبر منتخب کیا گیا۔ اور مرکزی انجمن کو یہ فیصلہ توثیق کے لئے بھیج دیا گیا۔

مقامی احباب سے اپیل

ڈائرکٹر صاحب فروغ مالی وسائل جناب میاں فضل احمد صاحب نے مقامی جماعت کے اراکین کے نام . . . . اپیل کی ہے کہ مقامی جماعت کے سال رواں کے بجٹ کے مطابق ضروری اخراجات کے لئے مختص کردہ عطیات مرحمت فرمائیں۔ اس سلسلہ میں احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس اپیل پر خصوصی توجہ کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

عورتوں اور بچیوں کیلئے نادر موقع

سلائی، کڑھائی اور بنائی (نٹنگ) کا کام سکھانے کے خصوصی، بہترین اور تسلی بخش انتظامات۔ فیس میں خاص رعایت۔ خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھایئے نیز مردانہ ٹن کے مفلر، سوئیٹر، برسیاں وغیرہ خاص رعایت سے تیار کئے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے انچارج صاحبہ سلائی سکول فلیٹ نمبر ۱ احمدیہ مارکیٹ ۱۵ براندرتھ روڈ لاہور سے رجوع کریں۔

طبی مشورہ و علاج

خواتین و احباب مقامی جماعت احمدیہ لاہور طبی مشورہ و علاج کے لئے ذیل کے ڈاکٹر صاحبان سے رجوع فرمائیں:-

جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب براندرتھ روڈ لاہور
جناب ڈاکٹر مبارک احمد شیخ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب " " " "
جناب ڈاکٹر محمد سلطان نظامی صاحب " " " "
جناب ڈاکٹر محبوب اشرف صاحب دارالسلام لاہور

میسرز الصحت کلینک چوک میو ہسپتال لاہور نے بطور خاص ممبران کے لئے درج ذیل طبی معائنہ جات کے لئے رعایتی نرخ مقرر کئے ہیں۔ احمدی احباب ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایکس رے - - - - -	۱۰ روپے
ای سی جی - دکان پر - -	۱۵ " " "
گھر جا کر - - - -	۲۰ " " "
معائنہ پیشاب - - - -	۳ " " "
معائنہ پاخانہ - - - -	۲ " " "
معائنہ خون ڈی ایل سی / ٹی ایل سی	۳ " " "
معائنہ تھوک - - - -	۲ " " "

خون میں شوگر (دو دفعہ) خالی پیٹ، دیگرہ ۸ روپے

جلسہ سالانہ کی انتظامیہ میں ممبران مقامی جماعت کی شمولیت۔

مہتمم صاحب جلسہ سالانہ نے جلسہ سالانہ کے انتظام کے سلسلہ میں جو ذیلی کمیٹیاں قائم کی ہیں ان

تقریب ختم قرآن

رمضان شریف میں جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں محترم حافظ خدا بخش صاحب نے نماز تراویح پڑھائی۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو مقامی جماعت کے زیر اہتمام ختم قرآن کی بابرکت تقریب عمل میں آئی۔ جس میں خواتین و احباب نے شرکت کی۔ مقامی جماعت کے سیکرٹری صاحب نے اس موقعہ پر قرآن کریم اور اس کی ہمہ گیر و عالمگیر تعلیمات پر اجمالی روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو تاکید کی کہ وہ قرآن کریم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور اس پر عمل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تحریک احمدیہ قرآن کریم کی نشر و اشاعت اور اس کی تعلیم و تبلیغ عام کرنے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کی تعلیم و تفہیم کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔

جناب میاں فضل احمد صاحب نے محترم حافظ خدا بخش صاحب کا شکریہ ادا کیا اور ان خواتین و احباب کا بھی جو نماز تراویح میں شمولیت کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت میں حفاظ کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر جماعت کے نوجوانوں کے لئے حفظ قرآن کلاس کھولنے کا انتظام ہو سکے تو مقامی جماعت اس کے انتظام و انصرام میں حتی المقدور حصہ لے گی۔ محترم میاں صاحب نے حافظ خدا بخش صاحب کی خدمت میں مقامی جماعت اور حلقہ مسلم ٹاؤن کے احباب کی طرف سے نقدی اور ملبوسات کا تحفہ پیش کیا۔

آخر میں دعا کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

قرآن کریم کے معانی سکھانے کی کلاس کا اجراء

. . . . مقامی جماعت نے حفظ قرآن کی سکیم تیار کی ہے۔ چونکہ یہ کام مرکزی جماعت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس لئے فی الحال اس کام کو مرکز پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے احباب کے لئے قرآن فہمی کا راستہ آسان کرنے کے لئے ایک چار ماہی نصاب پیش نظر ہے تاکہ جماعت کا ہر چھوٹا بڑا، زن و مرد، قرآن کریم کو سمجھ کر تلاوت کر سکے۔

سلسلہ احمدیہ . . . کا قیام اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب معرفت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے کلام اللہ کے معانی کا جاننا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کا قیام دنیا میں اسلام کی پاکیزہ تعلیم پھیلانے کے لئے بھی ہوا، اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کے معنوں سے واقف ہو۔

مقامی جماعت نے حال ہی میں احباب خصوصاً نوجوانوں کو قرآن کریم کے متعلق متن و معنی سمجھانے کے لئے ایک کلاس جاری کرنے کا پروگرام بنایا ہے جو جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس، جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں سے کسی ایک جگہ شروع کی جائے گی۔ انتظامیہ نے احباب سے اس بارے میں تجاویز طلب کی ہیں جن میں ایام و اوقات اور حصہ قرآن کا تعین شامل ہے۔ احباب اپنی اپنی تجاویز سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

ہمرسکول سکیم

جماعت کے نوجوانوں کی دینی تربیت، تعلیم اور باہمی اتحاد و محبت کو بڑھانے کے لئے دو سال قبل مقامی جماعت لاہور نے ہمرسکول سکیم کا اجراء کیا تھا۔ الحمد للہ! کہ یہ تجویز تمام جماعت کے دلوں کی آواز ثابت ہوئی۔ اور جماعت کے بزرگوں اور نوجوانوں نے اس میں بہت زیادہ دلچسپی لی اور اس کا دائرہ اثر دوسرے مقامات تک بھی وسیع ہو گیا۔ دو سال سے یہ کورس ایبٹ آباد کی حسین فضاؤں میں منعقد ہو رہا ہے اور احباب ذوق و شوق سے اس میں شرکت کر رہے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرشدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام . . . . کی نشاۃ ثانیہ کا حرف آغاز ہیں اسلام کا حقیقی غلبہ آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی . . . . آپ کے مشن کی حقیقی علمبردار ہے۔ اس لئے مقدر ہے کہ اعلائے کلمۃ الاسلام اسی جماعت کے ذریعے ہو۔ مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی بیداری اور فعالیت اسی منزل کے قرب کی طرف ایک قدم ہے۔ اور ہم اس یقین کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں کہ اس جماعت کا ایک ایک فرد دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر آگے ہی آگے قدم بڑھائے گا حتیٰ کہ یکون الدین کلہ للہ کی صدائیں فضائے عالم میں گونج اٹھیں گی۔

ہمہ وقتی مبلغ کی ضرورت

مقامی جماعت لاہور کے لئے ایک ہمہ وقتی مبلغ کے لئے مرکزی انجمن کو درخواست کر رہی ہے جس کی وساطت سے تعلیمی اور تبلیغی امور کو زیادہ مستحکم اور مضبوط طور پر پروگرام کے مطابق انجام دیا جا سکے گا۔

لائبریری کا قیام

جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن سے ملحق ایک لائبریری قائم کرنے کی تجویز مقامی جماعت کے زیر غور ہے۔ مرکزی انجمن کے تعاون سے یہاں کتب و لٹریچر اور اخبار و رسائل سلسلہ کے ساتھ دیگر مذہبی لٹریچر بھی رکھا جائے گا۔ اس کے ابتدائی اخراجات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔

بے گھر افراد

. . . . دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بے گھر افراد کی امداد کے لئے سینکڑوں کپڑے اور تقریباً تین ہزار روپے لاہور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مستحق بے گھر افراد میں تقسیم کئے گئے۔

شادی فنڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے سال رواں کے بجٹ میں ۲۵۰۰۱ روپے شادی فنڈ میں رکھے ہیں جس سے کم استطاعت رکھنے والے احباب کی لڑکیوں کی شادی میں مالی معاونت مقصود ہے۔ مخیر اور درد مند احباب سے استدعا ہے کہ وہ اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں۔ ضرورت مند احباب جو اس فنڈ سے مستفیض ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بھیجتے وقت مقامی جماعت لاہور کی مجلس انتظامیہ کے دو اراکین یا دو ممبران مجلس معتمدین مرکزی انجمن سے تصدیق کروائیں۔

طبی امداد کے لئے نئے کارڈ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے وہ احباب جو مفت طبی امداد کے مستحق ہیں اور ان کو گذشتہ سال کارڈ جاری کئے گئے تھے ان سے گزارش ہے کہ وہ سال . . . کے کارڈ . . . . جلد از جلد بنوا لیں۔

درخواستہائے برائے قرض تعلیمی وظائف

مقامی جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق طلباء و طالبات جو پوسٹ گریجوایٹ یا دیگر پیشہ ورانہ امتحان کی تیاری کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہوں اور لاہور میں رہائش پذیر ہوں، مالی مشکلات کے پیش نظر تعلیمی قرض حسنہ کے طور پر مالی امداد کے خواہشمند ہوں وہ مجوزہ فارم پر اپنے مفصل کوائف کے ساتھ اپنی درخواست ارسال فرما دیں۔ یہ قرضہ حسنہ ایک سال کے لئے ماہوار اقساط میں جاری کیا جائے گا۔ درخواست مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ یا مرکزی انجمن معتمدین کے دو ممبران سے تصدیق شدہ ہو۔

مجلس معتمدین کے ممبر کا ضمنی انتخاب

محترم کرنل ڈاکٹر سید بشیر حسین مرحوم مقامی جماعت لاہور کی طرف سے مجلس معتمدین کے ممبر تھے۔ ان کی جگہ نئے ممبر کے انتخاب کے لئے مقامی جماعت کا ایک عام اجلاس ۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء کو مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ہوا جس میں ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی تجویز اور جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تائید سے جناب غلام نبی مسلم ایم اے مدیر روح اسلام کو بلا مقابلہ ممبر منتخب کیا گیا۔ اور مرکزی انجمن کو یہ فیصلہ توثیق کے لئے بھجوا دیا گیا۔

مقامی احباب سے اپیل

ڈائریکٹر صاحب فروغ مالی وسائل جناب میاں فضل احمد صاحب نے مقامی جماعت کے اراکین کے نام . . . . اپیل کی ہے کہ مقامی جماعت کے سال رواں کے بجٹ کے مطابق ضروری اخراجات کے لئے مختص کردہ عطیات مرحمت فرمائیں۔ اس سلسلہ میں احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس اپیل پر خصوصی توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

عورتوں اور بچیوں کیلئے نادر موقع

سلائی، کڑھائی اور بنائی (نٹنگ) کا کام سکھانے کے خصوصی، بہترین اور تسلی بخش انتظامات۔ فیس میں خاص رعایت۔ خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھایئے نیز ہر ڈیزائن کے مفلر، سویٹر، جرسیاں وغیرہ خاص رعایت سے تیار کئے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے انچارج صاحبہ سلائی سکول فلیٹ نمبر ۱ احمدیہ مارکیٹ ۱۵ برانڈرتھ روڈ لاہور سے رجوع کریں۔

طبی مشورہ و علاج

خواتین و احباب مقامی جماعت احمدیہ لاہور طبی مشورہ و علاج کے لئے ذیل کے ڈاکٹر صاحبان سے رجوع فرمائیں:-

جناب ڈاکٹر وحید احمد صاحب برانڈرتھ روڈ لاہور
جناب ڈاکٹر مبارک احمد شیخ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب " " "
جناب ڈاکٹر محمد سلطان نظامی صاحب " " "
جناب ڈاکٹر محبوب اشرف صاحب دارالسلام لاہور

میسرز الصحت کلینک چوک میو ہسپتال لاہور نے بطور خاص ممبران کے لئے درج ذیل طبی معائنہ جات کے لئے رعایتی نرخ مقرر کئے ہیں۔ احمدی احباب ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایکس رے	۱۰ روپے
ای۔سی۔جی۔ دکان پر	۱۵ "
گھر جا کر	۲۰ "
معائنہ پیشاب	۳ "
معائنہ پاخانہ	۴ "
معائنہ خون ڈی۔ایل۔سی، ٹی۔ایل۔سی	۳ "
معائنہ تھوک	۳ "

خون میں شوگر (دو دفعہ) خالی پیٹ، دیگر ۸ روپے۔

جلسہ سالانہ کی انتظامیہ میں ممبران مقامی جماعت کی شمولیت

مہتمم صاحب جلسہ سالانہ نے جلسہ سالانہ کے انتظام کے سلسلہ میں جو ذیلی کمیٹیاں قائم کی ہیں ان [illegible]

جرمنی میں عید الفطر کا خطبہ

فرمودہ مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن (جرمنی) ترجمہ از جرمن زبان

خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد قرآن کریم سے مندرجہ ذیل آیت پڑھی گئی :-

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى - (قرآن کریم ۷۹: ۴۰-۴۱)

اور بعد میں مسجد میں جمع ہوئے احباب کو خطاب کرتے ہوئے کہا :-

معزز حاضرین!

رمضان کا مبارک مہینہ ختم ہو گیا۔ آج اس مہینہ کے اختتام پر تمام دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی مسلمان بستے ہیں الفطر کا تہوار منایا جا رہا ہے - یہ عید ہماری دو عیدوں میں سے پہلی عید ہے جسے اسلامی ممالک میں خاص کر ایک خاص خوشی اور مسرت کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نوجوان لڑکے تمام اس دن خوشیاں مناتے ہیں - وہ صاف ستھرے اور خوبصورت کپڑے پہنتے ہیں وہ اپنے عزیز و اقربا، رشتہ داروں، دوستوں کو گھر کھانے پر مدعو کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیتے ہیں۔

لیکن اس خوشی کے دن کی ابتدا کیسی ہوتی ہے؟ مرد اور عورتیں مسجدوں میں جاتے ہیں۔ وہاں سب مل کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ وہ خدا کے حضور کھڑے ہوں اور نماز ادا کریں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت وہ غرباء کے لئے کچھ رقم بطور تحفہ ادا کرتے ہیں۔ اس طرح غرباء کی امداد کے لئے کچھ رقم خرچ کرنے کو نماز کے ادا کرنے پر ترجیح دی گئی ہے یہ قوم کے غربا اور ان کی معاشی ضروریات کی دیکھ بھال کو اہمیت دینے کے لئے ہے۔ غرباء کی معاشی مشکلات کے حل کو تلاش کرنے کے لئے اس قدر قرآن کریم میں اہمیت دی گئی ہے کہ اس کو ہی دین کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ ایسا شخص یا ایسی قوم جو منہ سے مسلمان ہونے کا دعوےٰ تو کرتے ہیں، لیکن وہ غرباء کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے عملاً کچھ بھی نہیں کرتے، ان کے لئے قرآن کریم نے بڑے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہیں دین کو جھٹلانے والے قرار دیا گیا ہے۔

فرمایا: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ - جانتے ہو دین کو کون جھٹلاتا ہے - فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ .... وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ یہ وہ ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور مسکین کی روزی کمانے کے لئے کوئی منصوبہ نہیں بناتا۔

قرآن کریم کے یہ الفاظ مسلمان قوم کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بحیثیت مسلمان اپنے غرباء کا خیال رکھیں اور ان کے لئے روزی کمانے کے ذرائع کے بارہ میں غور و فکر کرتے رہیں - غرباء کے لئے روپیہ خرچ کرنے کے بعد تمام مسلمان خدا کے حضور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ دیتے ہیں اور مہربان اس کی ... حمد کرتے اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں - عید ایسے خوشی کے موقعہ کو خاص طور پر نماز کے ادا کرنے سے شروع کرنا اس امر کو مسلمانوں کے ذہن نشین کراتا ہے کہ وہ زندگی میں آرام و مسرت کے دنوں میں خدا سے غافل نہ ہو جائیں اور نہ ہی اسے بھول جائیں، بلکہ ان ایام میں خاص طور پر اور دل کی گہرائیوں سے اس کی حمد کریں اور ان نعمتوں کے بدلہ میں جو اس نے ہمیں دے رکھی ہیں اس کا شکر بجا لائیں۔

ماہ رمضان کے دوران ہی ہمیں بعض قیمتی اصول زندگی سکھائے گئے ہیں - اس مہینہ کے دوران روزہ .... ایسے مجاہدہ کے ذریعہ سکھایا گیا ہے کہ ہم اپنی نفسانی خواہشات اور جذبات پر پورا قابو رکھیں اور ان پر حکومت کرنا سیکھیں۔ غور کیجئے روزہ رکھنے کے دوران ہمیں بھوک لگی، پیاس محسوس ہوئی، لیکن ہم نے بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کیا اور باوجود اس کے کہ ہمیں بھوک اور پیاس کو بجھانے کا موقعہ ملا، ہم نے نہ کھایا اور نہ پیا - یہ شدت ہم نے کیوں برداشت کی؟ محض اس وجہ سے کہ ہم نے یقین کیا کہ یہ خدا کا حکم ہے اور یہ کہ خدا ہمیں دیکھتا ہے۔ روزہ کے مجاہدہ نے خدا تعالیٰ کے حاضر اور ناظر ہونے کی صفات کو ہمارے قلوب پر منقش کر دیا اور اس طرح ہم نے خدا کے حاضر اور ناظر ہونے کی صفات کو انتہائی پردوں کی حالت میں بھی محسوس کیا۔

کھانا پینا اور جنسی خواہشات، یہ ہماری نفسانی خواہشات ہیں اور یہ خواہشات ... ... ہماری روحانی ترقی میں روک نہیں ہیں - درحقیقت یہ خواہشات ہماری اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے بطور بنیاد کے ہیں۔ صحت مند معدہ، اور جنسی خواہشات کا ہونا یہ خدا کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے ان خواہشات کو خدا تعالیٰ کی بتلائی ہوئی حدود کے اندر رہتے ہوئے پورا کرنا اور ان سے حظ اٹھانا، ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو نہ صرف بااخلاق بلکہ خدا کا مقرب بنا دیتا ہے۔

اعلیٰ اخلاقی زندگی کا بسر کرنا ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ ہم ان خواہشات کی تسکین بالکل ہی نہ کریں - بلکہ وہ ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم ان خواہشات کی تسکین کے لئے وہ ذرائع اختیار کریں جن کے استعمال کی اجازت خدا نے ہمیں دی ہے - اور ان ذرائع کو استعمال میں لانے سے رک جائیں - جن کے استعمال کی خدا نے ہمیں اجازت نہیں دی -

وہ لوگ جو ان خواہشات کی تسکین میں خدا کی بتلائی ہوئی حدود کی پرواہ نہیں کرتے وہ اپنے اطمینان قلب کو کھو دیتے ہیں - اور اس کے نتیجہ میں وہ سوسائٹی میں بھی بدامنی پیدا کرنے کا موجب بن جاتے ہیں -

حدود الٰہی کی پابندی کو زندگی کا اصول قرار دے دینا ایک شخص یا ایک قوم کو حقیقی راحت اور حقیقی خوشی کی طرف لے جاتا ہے، آج موجودہ دور میں لوگ حقیقی راحت اور حقیقی خوشی کی تلاش میں ہیں -

بہتوں نے یہ تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ روپیہ کی کثرت اور بلند معیار زندگی سے انہیں وہ سکون نصیب نہیں ہوا جس کی انہیں امید تھی - حقیقی راحت اور خوشی ... ... ایسی چیز نہیں جسے ہم بیس کوئی روپیہ کے بدلہ میں خرید سکے - یہ وہ چیز ہے جس کا منبع قلب ہے - یہ ایسے انسان کے قلب سے اچھلتی ہے جس نے اپنے حیوانی جذبات کو اپنے قابو میں رکھ لیا ہو - اور جس نے اپنے جذبات کو خدا کی بنائی ہوئی حدود کے اندر رہ کر تسکین دینا سیکھ لیا ہو - اور جس نے خدا کی یاد کو بنا اصول زندگی قرار دے لیا ہو - قرآن کریم فرماتا ہے :

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى - اس آیت میں حقیقی راحت اور خوشی کے مقام کو جنت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے -

رمضان کا مہینہ کیوں مبارک ہے - اس لئے کہ اس مہینہ میں ہمیں ان تمام اصولوں کے سیکھنے کے لئے ایک مجاہدہ کروایا گیا ہے جس کے نتیجہ میں حقیقی راحت اور حقیقی خوشی قلب میں پیدا ہوتی ہے - آج جبکہ ہم عید الفطر منا رہے ہیں اور اسی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں جو اس مہینہ کے مجاہدہ سے ہمارے قلب میں پیدا ہوئی، آؤ ہم اس امر کا اقرار کریں کہ ہم آئندہ ہفتوں اور آئندہ دنوں میں ان اصولوں کو نہیں بھولیں گے بلکہ آئندہ سال بھر میں ان اصولوں پر قائم رہیں گے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے - آمین

آپ سب احباب کو عید مبارک

کل عام و انتم بخیر

اظہار تشکر و امتنان

میرے عزیز مرحوم پسر مسٹر ضیاء الحسن کی بے وقت وفات پر میرے احباب نے بالعموم اور روحانی بھائیوں نے بالخصوص کثرت سے پیغامات تعزیت روانہ کئے اور بعض نے خود میرے غریب خانہ پر تشریف لا کر میری ڈھارس بندھائی اور صبر کی تلقین کی۔ متعدد جماعتوں نے مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا اور مغفرت کی دعائیں کیں -

مجھے اس اجتماعی ہمدردی سے تسکین ہوئی - میں ان سب کا بے حد ممنون و شکر گزار ہوں - حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب میرے مرحوم بیٹے کے مکان پر بروز وفات دیگر دوستوں کے ہمراہ تشریف لائے اور نماز جنازہ ادا کی - میں ان سب کرم فرمائیوں اور بندہ نوازیوں کا بے حد شکر گزار و ممنون ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی جماعت کو ہمیشہ متحد و متفق رکھے اور دینی کاموں میں بیش از پیش سرگرمی سے کام کرنے کی توفیق بخشے -

میں اس وقت اپنی صحت اور عمر کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ سب احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کروں -

فقط آپ کا غمگین بھائی

محمد حسن چیمہ

ہفت روزہ پیغام صلح

خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

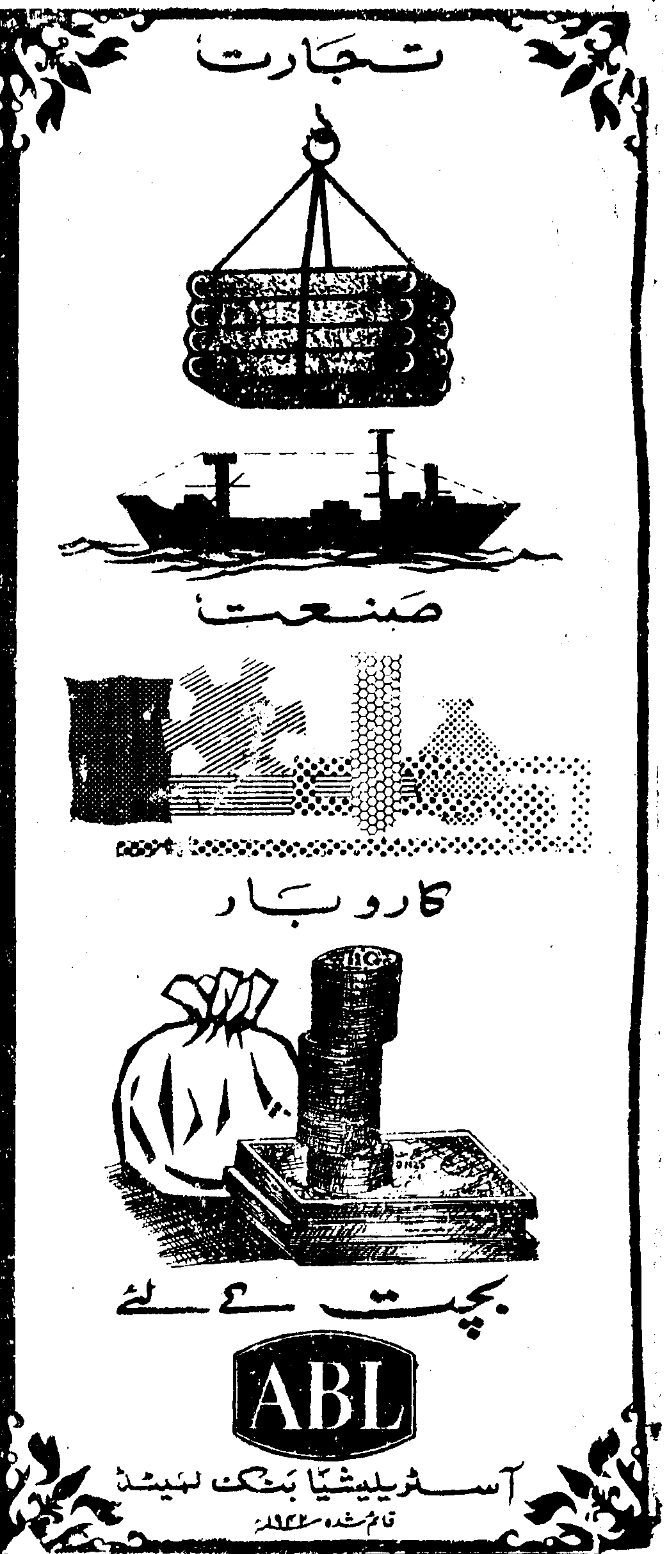

دعا کی درخواست

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میں علاج کے لئے داخل ہیں۔ صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔ کہتے ہیں کہ ایک دو دن میں معلوم ہو جاوے گی۔ ان کو کینسر وارڈ میں رکھا گیا ہے۔

وہ تمام بھائیوں کی خدمت میں دردمندانہ درخواست کرتے ہیں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے۔

ہمارے اس بھائی کا ہمارے اوپر حق ہے تمام احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے آمین

مرزا محمد لطیف۔ مبلغ اسلام کراچی

درخواست دعا

چودھری عزیز احمد صاحب لیکچرار گورنمنٹ کالج بہاول نگر اپنے خط مورخہ ۱۳-۱۲-۶۲ میں رقمطراز ہیں کہ ان کے والد صاحب عرصہ دو سال سے فالج کے مرض میں مبتلا ہیں۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح۔ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ نمبر ۵۱

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور ۷ سے شائع کیا۔

www.aaiil.org